

معاضد ابن خلدون کی عظمت اور علمائے یورپ

آسان و محاورہ جدید ترجمہ اضافہ و عنوانات اور حواشی کے ساتھ

تاریخ ابن خلدون

تصنیف: علامہ عبدالرحمن ابن خلدون

روئے زمین کے تمام خطوں سے متعلق مختلف النوع مباحث، نشو و ارتقاء، عمرانیات، تہذیب و تمدن، سلطنت و ریاست، بڑی و بحری تخیل کائنات، معاشیات، اور دنیا کے تمام بنیادی علوم کی تاریخ و حقائق اور دیگر بے شمار تحقیقات پر مشتمل کتاب

دارالاحیاء

اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان فون: 32631861

تیاخ ابن خلدون

تاریخ ابن خلدون

تصنیف: علامہ عبدالرحمن ابن خلدون

جلد ۵

کا حصہ اول دوم

سابقہ پنجم ششم

مصر کی مختلف امارات، دولت علویہ، اوریسیہ، زیدیہ، اسماعلیہ، خلافت فاطمیہ، تنازعات تشیع
واہلی سنت، امارت اندلس، اندلس کی اسلامی تاریخ کا عروج، امارت افریقہ، امارت یمن
و دیگر بلاد اسلامیہ، جزیرہ ہائے شام کی اسلامی امارات

امارت بنی مزید، امارت مصر ابن طولون کے ہاتھ میں، امارت خراسان و ماوراء النہر، غزنی و
غوری، اسلامی سپاہیوں کی ہندوستان آمد، سلطان محمود غزنوی کی فتوحات و سوانح

اردو ترجمہ: علامہ حکیم احمد حسین الہ آبادی

عنوانات، تہئیل، اضافہ حواشی

مولانا شمس الدین محمد دہلوی

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی و استاد اسلامیہ کالج کراچی

اڈو بازار، ایم ای جیل روڈ
کراچی پاکستان 2213768

دارالاشاعت

ترجمہ جدید، تکمیل ترجمہ، تسہیل، عنوانات و حواشی کے جملہ حقوق ملکیت بحق دارالاشاعت کراچی محفوظ ہیں

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی
طباعت : دسمبر ۲۰۰۹ء علمی گرافکس
ضخامت : 708 صفحات

قارئین سے گزارش

اپنی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمد للہ اس بات کی نگرانی کے لئے ادارہ میں مستقل ایک عالم موجود رہتے ہیں۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

..... ملنے کے پتے

ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور

بیت العلوم 20 نا بھر روڈ لاہور

مکتبہ رحمانیہ ۱۸۔ اردو بازار لاہور

مکتبہ اسلامیہ گامی اوڈا۔ ایبٹ آباد

کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ خدایت راجہ بازار راولپنڈی

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی

مکتبہ معارف القرآن جامعہ دارالعلوم کراچی

بیت القرآن اردو بازار کراچی

مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار۔ فیصل آباد

مکتبہ المعارف محلہ جنگل۔ پشاور

انگلینڈ میں ملنے کے پتے

ISLAMIC BOOK CENTRE
119-121, HALLIWELL ROAD
BOLETON, BL1 3NE

AZHAR ACADEMY LTD.
54-68 LITTLE ILFORD LANE
MANOR PARK, LONDON E12 5QA

امریکہ میں ملنے کے پتے

DARUL-ULOOM AL-MADANIA
182 SOBIESKI STREET
BUFFALO, NY 14212, U.S.A

MADRASAH ISLAMIAH BOOK STORE
6665 BINTLIFF, HOUSTON,
TX-77074, U.S.A.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فہرست

تاریخ ابن خلدون

جلد پنجم..... حصہ اول، دوم

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۵۸	”اوریس“ کی حکومت کا قیام	۵۴	طباطبای کی بغاوت	۵	فہرست مضامین
”	اوریس کا خطبہ	”	طباطبای کی موت اور ابوالسرایا	”	خلافت عباسیہ کے دور کی حکومت علویہ کے حالات
”	اوریس کی فتوحات	”	ابوالسرایا اور ہرثمہ	۴۵	”
”	خلیفہ ہارون کی چال	”	ابوالسرایا کا قتل اور جعفر صادق کی بیعت	”	دولت علویہ کا پس منظر
۵۹	اوریس کا قتل	۵۵	ابراہیم بن موسیٰ کاظم کی بیعت	”	قتل حسین پر شیعوں کی ندامت اور بغاوت
”	اوریس اصغر کی حکومت	”	جعفر صادق کی مامون کے ہاتھ پر بیعت	”	”
”	اندلس اور عرب قبائل کی آمد	”	علی رضا کا مامون کے ولی عہد بننا	”	مختار کی بغاوت
”	کنز وادہ شہر کی تعمیر	”	عبدالرحمن بن احمد کی بغاوت	”	زید بن علی کی شہادت
”	اوریس کے ترقیاتی کام اور جہاد	”	محمد بن قاسم کی بغاوت	”	رافضی فرقہ کی ابتداء
۶۰	اوریس کے ساتھ بے وفائی	۵۶	حسین بن محمد بن حمزہ کی بغاوت	۴۶	فرقہ زیدیہ
”	اوریس کی حکمت عملی۔	”	صاحب زنج کی بغاوت	”	کیسانیا اور عباسیہ
”	اوریس اصغر کے بعد حکومت کے حصے	”	حسن بن زید ”علوی“ کی بغاوت	”	مدینہ میں بیعت
”	محمد اور اس کے بیٹوں کی جنگ	”	اطروش کی حکومت	”	امام ابوحنیفہ اور امام کی حمایت
”	امیر محمد کا وفادار بھائی عمر	”	زیدیہ کی حکومت	۴۶	المصنوع کے عہد میں بنی حسن کی گرفتاری
۶۱	امیر محمد کے بعد	”	موسیٰ بن کاظم کے پوتوں کا کارنامہ	۵۲	عیسیٰ اور محمد بن عبداللہ کی جنگ
”	یحییٰ بن محمد کی حکومت	”	ابو عبداللہ شیعہ کی بغاوت	”	ابراہیم اور شاہی فوج کی جنگ
”	ام البنین بن محمد فہری	۵۷	فرج بن یحییٰ اور ابوسعید جناحی	”	ابن قتیبہ کی رائے
”	جامع مسجد اور خانقاہ	”	قلعہ موت کے حکمران	”	حسین بن علی بن حسن کی بغاوت
”	یحییٰ بن یحییٰ	”	یمانہ، مکہ اور مدینہ میں شیعہ حکومتیں	”	اوریس بن عبداللہ کا فرار
”	علی بن عمر کی حکومت	”	مکہ کی زیدی حکومتیں	”	اوریس کی بیعت
”	یحییٰ بن قاسم کی حکومت	”	بنی حسن کا مدینہ پر قبضہ	۵۳	خلیفہ کی سازش اور اوریس کی موت
۶۲	افریقہ کی حکومت میں شیعہ شراکت	”	مدینہ میں رافضیوں کا دور دورہ	”	اوریس بن اوریس کی حکومت
”	موسیٰ بن ابوالعافہ اور یحییٰ	۵۸	ادارسہ (اوریس کی اولاد)	”	یحییٰ بن عبداللہ کی بغاوت
”	حجام اور کنامی کی جنگ	”	مغرب اقصیٰ کے حکمران	”	فتنہ بغداد اور فاطمیین کی بغاوت

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۷۱	استر آباد اور ماکان بن کالی	۶۹	ضمیمت سے جنگ	۶۳	اورئس کا خاندان بصرہ میں
"	اسفار بن شیرویہ	"	ضمیمت کا فرار اور "صاحب زنج" کا قتل	۶۴	ابراہیم بن محمد کی وفات
"	ابو علی حسین کا قتل	"	علویہ کے مبلغین دہلیم و جبل کے حالات	"	خلفاء مروانیہ
"	علی بن خورشید کی وفات	"	رستم کے بیٹے اور ابن اوس	"	سلطان اوریہ کی حکومت کا خاتمہ
۷۶	طبرستان پر اسفار کا قبضہ	"	حسن بن زید کی بیعت	"	سلیمان (اورئسی)
"	داعی کے ہاتھوں قتل عام	۷۰	سلیمان کی حسن سے شکست	"	عیسیٰ بن محمد بن سلیمان
"	داعی کا قتل	"	حسن کا طبرستان پر قبضہ	۶۴	تیس پر زیری من مناد کا قبضہ
"	بعض مؤرخین کا قول	"	قزوین پر قبضہ	"	بقیہ لوگوں کے ٹھکانے
"	جعفر اور حسن کی وفات	"	طبرستان پر سلیمان اور قزوین پر موسیٰ کا قبضہ	"	صاحب زنج کے حالات
"	ابو جعفر بن محمد بن احمد کی حکومت	"	حسین کو کئی کارے پر قبضہ	"	صاحب زنج کا نسب
۷۷	مرداوخ	"	طبرستان پر صفار کا قبضہ	"	نسب نامے کی الجھنیں
"	مرداوخ کی فتوحات	۷۱	ساریہ اور آمد پر صفار کا قبضہ	۶۵	محققین کا قول
"	دولت اسماعیلیہ	"	طبرستان پر حسن کا قبضہ	"	صاحب زنج کا مذہب
"	عبید یوں کی اصل	"	حسن بن محمد اور حسن بن زید	"	ابتدائی حالات
"	وصیت علی کی روایت گڑھی ہوئی ہے	"	حسن کی وفات محمد کی حکومت	"	عیسیٰ بن زید کی طرف نسبت
"	رافضی کہنے کی وجہ	"	موفق کا قزوین پر قبضہ	"	زنگی غلام اور صاحب زنج
۷۸	امامیہ فرقے کی تقسیم	۷۲	بجستانی کی وفات	۶۶	سعید بن صالح کی آمد اور شکست
"	جعفر صادق کی وفات کے بعد	"	عمر بن لیث اور ماوراء النہر	"	محمد بن مولد کی آمد
"	علی رضا کی ولی عہدی اور وفات	"	محمد بن زید اور اسماعیل کی جنگ	"	موفق کی جنگیں
"	زہر دلانے کی روایت غلط ہے	"	دہلیم کے خلاف اسماعیل کی فتح	"	اصطخو کی جنگیں اور شہادت
"	امام علی نقی "یابادی"	۷۳	اطروش کا تعارف اور شیعی محنت	"	موسیٰ بن بغا اور سرور بنی
۷۹	محمد بن حسن عسکری	"	دہلیم کا طبرستان پر حملے سے انکار	۶۷	ابو احمد موفق اور یعقوب صفار
"	اشاعرہ کی امام کوپکار	"	طبرستان پر اطروش کا قبضہ	"	شاہی فوج کی زنگیوں سے شکست
"	جعفر صادق کے بعد، بزعم اسماعیلیہ	"	اطروش کا طبرستان پر قبضہ	"	علی بن ابان اور صاحب زنج کی جنگ
"	آئمہ مستورین	"	طروش کی اولاد	"	زنگیوں اور شاہی فوج کی جنگیں
"	ابو عبد اللہ	۷۴	اطروش کا داماد "داعی"	"	تکید بخاری اور زنگیوں کی صلح
۸۰	دولت عبیدیہ کا پہلا حکمران	"	حسن بن قاسم کا عروج	۶۸	محمد بن ہزار مرد کی علی بن ابان سے صلح
"	عبیدیوں کا گروہ	"	الی بن نعمان کے خلاف پیش قدمی	"	ابو العباس بن ابو احمد کی روانگی
۸۱	یمن میں عبیدی دعوت	"	طبرستان میں علویہ کی امارت	"	ابو العباس کی فتح
"	ابو عبد اللہ حسن بن محمد	"	حسن بن اطروش	"	موفق کی فتح
"	ابو عبد اللہ کی انکبان روانگی	"	حسن کی فتوحات	"	منصورہ اور طہشا پر موفق کا قبضہ
"	اہل کتامہ اور ابو عبد اللہ	۷۵		"	زنگیوں کی اسن کی درخواست

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۹۳	مہدیہ پر حملے کی تیاری	۸۷	مہدی کے ہاتھوں شیخ الشارح کا قتل	۸۲	ابو عبد اللہ کی تازروت روانگی
۹۴	کتابہ اور بربر کی جنگ	۸۸	ابوزا کی قاتل	۸۳	ابو عبد اللہ کی فتوحات
۸۸	باب مہدیہ پر حملہ	۸۸	ابو عبد اللہ کا قتل	۸۳	ابو عبد اللہ اور فتح بن یحییٰ کی جنگ
۸۸	مہدیہ پر سخت محاصرہ	۸۸	عبید اللہ مہدی کی مجبوری	۸۳	فتح بن یحییٰ کا دوبارہ حملہ
۸۸	ابو یزید کی ناکام واپسی	۸۸	ابو القاسم زرار کی ولی عہدی	۸۳	ابو عبد اللہ کی کامیابی
۸۸	اہل قیروان کی بغاوت	۸۸	کتابہ کے شیعوں کی بغاوت	۸۳	مسیلہ کی فتح
۹۵	قائم بامر اللہ کی وفات	۸۸	طرابلس کی بغاوت	۸۳	عبد اللہ اور ابو شوال کی جنگ
۸۹	المصور کی تخت نشینی	۸۹	مصر پر حملہ	۸۳	ابراہیم بن موسیٰ کا فرار
۸۹	ابو یزید کی شکست	۸۹	حباسہ اور طروبہ کا قتل	۸۳	ابو شوال کا دوبارہ حملہ
۸۹	ابو یزید کی سیر روانگی	۸۹	صقلیہ کی بغاوت	۸۳	مہدی مغرب میں
۸۹	منصور اور ابو یزید کی جنگیں	۸۹	مہدی بنامی نے شہر کی تعمیر	۸۳	عبید اللہ مہدی کی گرفتاری کا حکم
۹۶	ابو یزید کی وعدہ شکنی	۸۹	مہدی کی پیش گوئی	۸۳	گرفتاری کی کوشش
۹۰	بربروں کی تباہی	۹۰	ابو القاسم کی شکست	۸۳	مہدی طرابلس میں
۹۰	ابو یزید کی شکست	۹۰	افریقہ بیڑے کی تباہی	۸۳	ابو العباس کی گرفتاری
۹۰	ابو یزید اور منصور	۹۰	ادریسی حکومت کا خاتمہ	۸۳	مہدی کا فرار
۹۰	ابو یزید کی آمد اور فرار	۹۰	زناتہ اور مضالہ کی جنگیں	۸۳	ابو عبد اللہ کا سطیف پر قبضہ
۹۰	ابو یزید پر حملہ	۹۱	مسیلہ کی دوبارہ تعمیر	۸۳	ابو عبد اللہ اور ابن حشیش کی جنگ
۹۷	کتابہ کا محاصرہ	۹۱	موسیٰ بن ابی العانیہ کی بغاوت	۸۵	ابو عبد اللہ کی مزید کامیابیاں
۹۷	کتابہ پر حملہ	۹۱	عبید اللہ مہدی کی وفات ابو القاسم کی	۸۵	حجبت کی فتح
۹۷	قصر کتابہ پر قبضہ	۹۱	جانشینی	۸۵	باغایہ کی فتح
۹۷	فضل بن ابو یزید	۹۱	فرانس پر حملہ	۸۵	قرطاجہ کی فتح
۹۷	حمید بن بصلین کی بغاوت	۹۲	ابو یزید خارجی کے حالات	۸۵	خصرین وغیرہ پر قبضہ
۹۸	وادئیناس اور اس کے محل	۹۲	ابو یزید کی بغاوت	۸۶	قسنطنطیہ پر حملہ
۹۸	فضل بن ابو یزید کا قتل	۹۲	اہل مرجانہ کی فتح	۸۶	قیروان اور رقادہ کی فتح
۹۸	فرانس پر حملہ	۹۲	اریس کی فتح	۸۶	ابو عبد اللہ کا استقبال
۹۸	سعید خزر کا قتل	۹۲	باجہ کی تباہی	۸۶	سجلماسہ کی طرف روانگی
۹۸	منصور کی وفات المعز کی حکومت	۹۲	بشری کا دوبارہ حملہ	۸۶	الیس کی شکست اور فرار
۹۸	معز کی حکومت	۹۳	تیونس کی بغاوت	۸۷	عبید اللہ مہدی کی رہائی
۹۹	معز کی سیاسی دوراندیشی	۹۳	رقادہ اور قیروان کی فتح	۸۷	مہدی کی روانگی اور بیعت
۹۹	بحری جنگیں	۹۳	قیروان پر قبضہ	۸۷	عبید اللہ مہدی اور ابو عبد اللہ شیعہ کی مخالفت
۹۹	معز کی اندکی فوج کو شکست	۹۳	میسور کا قتل	۸۷	شیعہ اور اس کے بھائی کے خیالات
۹۹	ایٹکان کی تباہی	۹۳	افریقہ کی تباہی	۸۷	ابو عبد اللہ اور ابو العباس کی دست درازیاں

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۱۲	کتابہ کی بربادی	۱۰۵	افسکین کے باقی حالات	۹۹	شا کر اللہ
۱۱۳	صور کی فتح	۱۰۶	دمشق کا محاصرہ	۱۰۰	احمد بن بکر اور محمد بن واسول کی گرفتاری
۱۱۴	دوش کا قتل	۱۰۷	جوہر کا تب اور افسکین	۱۰۱	قیصر اور مظفر کا قتل
۱۱۵	دمشق کے باغیوں کا انجام	۱۰۸	چوہر کی مصر روانگی	۱۰۲	اہل افریقہ کی جلاوطنی
۱۱۶	جیش کی وفات	۱۰۹	افسکین کی شکست	۱۰۳	طرمین کی فتح
۱۱۷	ارجوان کا قتل	۱۱۰	افسکین کی رہائی	۱۰۴	رمطہ کا محاصرہ
۱۱۸	حسان بن معراج کی بغاوت	۱۱۱	عصم قرطبی	۱۰۵	روم کی فتح اور جنگ محاذ
۱۱۹	علی اور حسان کی جنگ	۱۱۲	افسکین کا قتل	۱۰۶	مصر کی فتح
۱۲۰	خروج ابورکوبہ	۱۱۳	قسام اور سلیمان کی جنگ	۱۰۷	مصر میں پہلی شیعہ اذان
۱۲۱	ابوارکوبہ اور بنو قرقہ	۱۱۴	مفرح بن جراح	۱۰۸	ضروری اقدامات
۱۲۲	ابورکوبہ کا برقعہ پر قبضہ	۱۱۵	قسام اور افسکین کی جنگ	۱۰۹	حسن بن عبداللہ کی گرفتاری
۱۲۳	ابوالفتوح اور ابورکوبہ کی جنگ	۱۱۶	قسام کی اطاعت	۱۱۰	رملہ اور طہیریہ کی فتح
۱۲۴	علی بن فلاح کی روانگی	۱۱۷	دمشق کا امیر کچور	۱۱۱	دمشق کی فتح
۱۲۵	راس بر کر کی جنگ	۱۱۸	کچور کی معزولی	۱۱۲	شریف ابوالقاسم کا فرار
۱۲۶	ابورکوبہ کا خاتمہ	۱۱۹	کچور اور سعد الدولہ کی جنگ	۱۱۳	جعفر کا دھوکہ
۱۲۷	فضل کا قتل	۱۲۰	کچور کا قتل	۱۱۴	جعفر کی اطاعت
۱۲۸	بقیہ اخبار حاکم	۱۲۱	حلب کا محاصرہ	۱۱۵	دمشق پر قرطامطہ کا حملہ
۱۲۹	غضولہ بن بک	۱۲۲	ابو الحسن کی معزولی	۱۱۶	محمد بن حسن کا قتل
۱۳۰	یحییٰ بن علی طرابلس میں	۱۲۳	حمص کی تباہی	۱۱۷	معز قاہرہ میں
۱۳۱	وزیروں کی تقرری اور معطلی	۱۲۴	اخبار وزراء	۱۱۸	مصر کے لئے روانگی
۱۳۲	حاکم بامر اللہ	۱۲۵	بارزی	۱۱۹	رملہ کی فتح
۱۳۳	حاکم بامر اللہ کا فرمان	۱۲۶	ابوسعید نسری	۱۲۰	قرطامطہ کی کامیابی
۱۳۴	ظاہر کی تخت نشینی	۱۲۷	جرجانی	۱۲۱	یافا کا محاصرہ
۱۳۵	ہشت الملک	۱۲۸	ابوالقاسم	۱۲۲	معز اور قرطامطہ کی جنگ
۱۳۶	ابن دواس کا قتل	۱۲۹	قاضیوں کے حالات	۱۲۳	قرطامطہ کی شکست
۱۳۷	ابوالقاسم بن احمد	۱۳۰	احمد بن محمد بن عبداللہ	۱۲۴	دمشق پر ابن مویہوب کا قبضہ
۱۳۸	شام کی بغاوت	۱۳۱	حاکم بامر اللہ کی خلافت	۱۲۵	اہل دمشق اور فوج کا ہنگامہ
۱۳۹	ظاہر کی وفات مستنصر کی خلافت	۱۳۲	ارجوان اور ابو محمد کی کشیدگی	۱۲۶	ابن مویہوب کا فرار
۱۴۰	انوشکین وزیری	۱۳۳	منجوتکین کی بغاوت	۱۲۷	ابو محمود کی واپسی
۱۴۱	شام میں بغاوت	۱۳۴	ابو قسیم سلیمان بن فلاح	۱۲۸	افسکین کا دمشق پر قبضہ
۱۴۲	عرب افریقہ	۱۳۵	ابو محمد کے خلاف سازش	۱۲۹	معز علوی کی وفات
۱۴۳	عرب برقعہ میں	۱۳۶	ابو محمد کی روپوشی	۱۳۰	حجاز پر حملہ

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۳۳	رضوان کا قتل	۱۲۷	سنا الملک کا عیسائیوں پر حملہ	۱۲۰	یوم العین
۱۱	ظافر کی خلافت	۱۱	بکناش کی سازش	۱۲۱	قبروان کی فتح اور تباہی
۱۱	ابن مضیال و عادل کی وزارت	۱۲۸	طرابلس پر عیسائی حملہ	۱۱	ناصر الدولہ کا قتل
۱۳۴	عادل کے خلاف سازش	۱۱	طرابلس کی فتح	۱۱	کوم الریش کی جنگ
۱۱	عباس بن ابوالفتح	۱۱	ایک وضاحت	۱۱	حیران کی جنگ
۱۱	عادل کا قتل	۱۲۲	مصریوں کا عسقلان پر قبضہ	۱۲۲	ناصر الدولہ بن حمدان
۱۳۵	فائز کی خلافت	۱۱	شس الخلافت کا قتل	۱۱	ناصر الدولہ کا قتل
۱۱	ظافر کے بھائیوں کا قتل	۱۱	عیسائیوں کا صور پر حملہ	۱۱	بدر جمالی
۱۱	فائز کی خلافت	۱۱	بغداد میں کی موت	۱۱	بدر کا عروج
۱۱	صالح بن زریک کی وزارت	۱۲۹	آمر کی افضل سے کشیدگی	۱۱	بدر کا کارنامے
۱۱	صالح بن زریک	۱۱	وزیر "افضل" کا قتل	۱۲۳	شام پر ترکوں کا قبضہ
۱۳۶	نصیر بن عباس کا قتل	۱۱	آئیل مجھے مار	۱۱	دمشق کی فتح
۱۱	تاج الملک وغیرہ کی سرکوبی	۱۱	افضل کا خزانہ	۱۱	قدس کی فتح اور تباہی
۱۱	خلیفہ فائز کی پھوپھی کا قتل	۱۳۰	بطاچی کی وزارت	۱۱	شام میں قتل کا تقرر
۱۱	خلیفہ فائز کی نشوونما	۱۱	آمر اور بطاچی کی ناراضگی	۱۲۴	اسنر کا قتل
۱۱	فائز کی وفات اور عاصد کی خلافت	۱۱	مامون اور موتس کی گرفتاری	۱۱	منیر الدولہ کی بغاوت
۱۱	صالح کا قتل	۱۱	مامون و موتس کا قتل	۱۱	بدر کی موت
۱۳۷	خلیفہ عاصد کی چھوٹی پھوپھی	۱۱	آمر کا قتل اور حافظ لدین اللہ کی خلافت	۱۱	مستنصر کی وفات اور مستعلی کی خلافت
۱۱	صالح کا قتل	۱۱	خلیفہ آمر کا قتل	۱۲۵	مستعلی کی تخت نشینی
۱۱	زریک بن صالح	۱۳۱	آمر کی وصیت	۱۱	نزار کا قتل
۱۱	زریک کا قتل	۱۱	حافظ لدین اللہ	۱۱	حسن بن صباح
۱۱	شاہ و ضرغام کی وزارت	۱۱	وزارت کی تبدیلی اور وزارت کا قتل	۱۱	کسیلہ کی بغاوت
۱۱	برقیہ نامی گروپ	۱۱	حافظ کی معزولی	۱۱	عیسائیوں کا بیت المقدس پر قبضہ
۱۳۸	شیر کوہ اور لشکر نور یہ مصر میں	۱۱	ابو علی کا قتل	۱۲۶	حمص اور عسکہ پر عیسائیوں کا قبضہ
۱۱	شاہور کی بحالی	۱۱	یانس حفظی	۱۱	افضل بن بدر جمالی کا بیت المقدس پر
۱۱	شیر کوہ اور شاہور	۱۳۲	بیٹے کی باپ سے بغاوت	۱۱	قبضہ
۱۱	اسکندر یہ پر قبضہ	۱۱	حسین جبن حافظ کا قتل	۱۱	بیت المقدس پر عیسائیوں کا دوبارہ قبضہ
۱۱	عیسائیوں کے ساتھ معاہدہ	۱۱	بہرام کی وزارت	۱۱	عسقلان کا محاصرہ
۱۳۹	مصر پر قبضے کا عیسائی پروگرام	۱۱	بھائی کی گرفتاری	۱۲۷	آمر کی خلافت
۱۱	شاہور اور عیسائیوں کی صلح	۱۱	رضوان کی وزارت	۱۱	عیسائیوں اور مصریوں کا مقابلہ
۱۱	خلیفہ عاصد کی تیاری	۱۱	رضوان اور حافظ کی کشیدگی	۱۱	رملہ پر شرف المعالی کا قبضہ
۱۱	شاہور کا قتل	۱۳۳	رضوان کی گرفتاری	۱۱	تاج الحکم کی گرفتاری

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۵۲	ابوطاہر	۱۳۴	جعفر کا قریطہ فرار	۱۳۹	شیر کوہ کی وزارت
//	عراق پر حملہ	۱۳۵	علی بن حمدون کی اولاد قریطہ میں	//	شیر کوہ کا حکومت پر قبضہ
//	رجبہ اور جزیرہ کی تباہی	//	قید و رہائی	۱۴۰	شیر کوہ کی عزت افزائی
//	مکہ پر حملہ	//	حکومت پر حملے	//	شیر کوہ کی وفات
۱۵۳	حجر اسود کی واپسی	//	منصور بن عامر	//	وزارت کے لئے مشورے
//	ابو منصور احمد	//	جعفر بن علی بن حمدون	//	صلاح الدین ایوبی کی وزارت
//	سابور کا قتل	۱۳۶	ہلکین کا حملہ اور پسپائی	//	صلاح الدین کے اہم کام
//	اعصم قرمطی	//	جعفر کا قتل	//	عیسائیوں کا محاصرہ و میاٹ
//	قرامطہ اور معز علوی کی جنگ	۱۳۱	قرامطہ کے حالات جنہوں نے بحرین	//	نور الدین زنگی اور عیسائی
۱۵۴	خلیفہ معز اور بنو طاہر	//	میں حکومت قائم کی تھی	//	کامیابی پر خراج تحسین
//	بلخیس	//	قرامطہ کے بنیادی مبلغ	//	صلاح الدین کے خلاف مشورے
//	افنگین	//	قرامطہ کے عقیدے	//	جعفی خلیفہ عاصد
//	ابوسعید کی اولاد کی جلا وطنی	۱۳۷	قرامطہ کی کتاب اور نماز	//	صلاح الدین کو بغاوت کی اطلاع
//	جعفر قرمطی اور اسحاق قرمطی	//	قرامطہ کے عقائد کی بنیاد	۱۳۲	باغیوں کا قتل
//	عرب حکمرانوں کی تاریخ جنہوں نے	۱۳۸	یحییٰ بن فرج	//	موڈائیوں کی بغاوت
۱۵۵	قرامطہ کے بعد بحرین پر حکومت کی	//	قرامطہ کی روک تھام کی کوشش	//	خلافت عباسیہ کے لئے مصر میں کوششیں
//	بنو سلیم کی بحرین سے جلا وطنی	//	قرامطہ کے سردار کا فرار	//	خلیفہ عباسی کا مصر میں خطبہ
//	بنو عقیل کی جلا وطنی	//	خلیفہ اور قرامطہ کی گفتگو	۱۳۳	صلاح الدین اور خلافت عباسیہ
//	بنو عقیل کی بحرین واپسی	۱۳۹	قرامطہ کی دمشق کی طرف پیش قدمی	//	عموی خلیفہ عاصد کی وفات
//	بحرین کی موجودہ حکومت	//	حسین "احمد" اور اس کے عقائد	//	علوی خلافت کا ترکہ ضبط
۱۵۶	ابوالفتح حسین قرمطی	//	بدر اور قرامطہ	//	اہل کتاب کا فتنہ
//	محل وقوع	//	حسین کی گرفتاری اور قتل	//	ھیجان مصر کی ناکام کوشش
//	زمانہ جاہلیت میں اس کے حکمران	//	علی بن ذکریہ	//	عاصد کے پوتے کی بغاوت
//	احساء	۱۵۰	ذکریہ کا خطہ	//	عبیدیوں کا فتنہ ہونا
//	دارین	//	ابوغانم کی کامیابیاں	//	عبیدیہ کے ماتحت "بنی حمدون" یعنی
//	عمان	//	ذکریہ کا ظہور و قتل	//	مسئلہ وزاب کے حکمرانوں کے واقعات
//	محمد بن قاسم شامی	//	قرامطہ کی سفاکی	//	علی بن حمدون
۱۵۷	حجر اسود کا چوراہا ابوطاہر قرمطی	۱۵۱	قرامطہ کو شکست	۱۳۴	علی بن حمدون کی حکومت
//	مؤید الدولہ ابوالقاسم علی	//	بن جنابی کا اقتدار	//	علی بن حمدون کی موت
//	بنی مکرم کی کمزوری	//	یحییٰ اور قیس کے قبیلے	//	جعفر علی بن حمدون
//	عراق، فارس اور شام کے قلعوں کے	//	ابوسعید جنابی	//	جعفر اور زمیری بن سناد
//	حکمران اسماعیلیوں کی تاریخ	//	بحرین پر قبضہ	//	زیری بن منذر کا قتل

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۶۸	قائم عباسی اور محمد بن جعفر	۱۶۳	اسماعیل سفاک	۱۵۷	فرقہ اسماعیلیہ کا تعارف
۱۶۹	مستنصر اور محمد بن جعفر	۱۶۳	مدینہ کا محاصرہ	۱۵۸	فرقہ باطنیہ
۱۶۹	شیعہ سنی فساد	۱۶۳	خلیفہ کی فوج کی آمد	۱۵۸	فارس پر قبضہ
۱۶۹	پہلا ترکی امیر حج	۱۶۳	بنو احیضر کا یمامہ پر قبضہ	۱۵۸	احمد بن عطاش
۱۶۹	اہل سنت اور شیعہ کی چپقلش	۱۶۳	صالح کا نسب	۱۵۸	حسن بن صباح
۱۶۹	امیر قاسم بن محمد	۱۶۳	مکہ اور یمن پر حکمران بنی حسن میں سے	۱۵۸	نظام الملک
۱۷۰	ابو قلبیہ بن قاسم	۱۶۳	سلیمان کی حکومت کی تاریخ	۱۵۹	اسماعیلیہ کی قوہستان آمد اور قبضہ
۱۷۰	امیر حجاج نظر خادم	۱۶۳	مکہ مکرمہ	۱۵۹	احمد بن عطاش کا خاندان پر قبضہ
۱۷۰	مکہ کے گورنر عیسیٰ بن قاسم کی معزولی	۱۶۳	محمد بن سلیمان	۱۵۹	ابو حمزہ اسکاف
۱۷۰	خلیفہ مستفی کی وفات	۱۶۳	ابوطاہر حاجیوں پر ظلم	۱۵۹	ملاذخاں پر باطنیوں کا قبضہ
۱۷۰	بنی قتادہ کی حکومت کی تاریخ	۱۶۳	شاہی فوج سے ابوطاہر کا ٹکراؤ	۱۵۹	باطنیوں کے خلاف جہاد
۱۷۰	عبداللہ ابوالکرام	۱۶۳	خانہ کعبہ کی بے حرمتی	۱۶۰	باطنیوں کا اندوہناک قتل
۱۷۰	اور یس کی اولاد	۱۶۳	ابوطاہر کو ابو علی یحییٰ کا مشورہ	۱۶۰	فرقہ باطنیہ کے فدائی حملے
۱۷۱	قتادہ کا بیٹا اور صفراء پر قبضہ	۱۶۶	خلافت عباسیہ کا خطبہ	۱۶۰	سلطان برکیاروق اور باطنی
۱۷۱	مکہ پر قبضہ	۱۶۶	ابن بویہ کے نام کا خطبہ	۱۶۰	امیر محمد، ابراہیم وغیرہ باطنیوں کا قتل
۱۷۱	حجاج عراق اور عربوں کی لڑائی	۱۶۶	ابن بویہ کا مکہ میں خطبہ	۱۶۰	قلعہ شاور کا محاصرہ
۱۷۱	خلیفہ ناصر اور قتادہ	۱۶۶	ابوالحسن اور خلیفہ مطیع	۱۶۰	اہل سنت اور باطنیہ کے فتاویٰ اور مذکرہ
۱۷۱	قتادہ کے اشعار	۱۶۶	مطیع اور ابوالحسن کی جنگ	۱۶۱	سلطان محمد کا حملہ اور محاصرہ
۱۷۲	حسن بن قتادہ اور امیر اقباش کی جنگ	۱۶۷	ابوالفتوح حسن بن جعفر	۱۶۱	احمد بن عطاش
۱۷۲	حسن اور مسعود کی جنگ	۱۶۷	بادیس بن زیری کا حرمین پر قبضہ	۱۶۱	اسماعیلی شام میں
۱۷۲	حسن بن بغداد اور واگی	۱۶۷	ابوالفتوح اور عراقی حاجی	۱۶۱	قلعہ باناس پر قبضہ
۱۷۲	رائج بن قتادہ	۱۶۷	حاکم اور ابوالفتوح	۱۶۱	مذہب کی ترقی
۱۷۲	ترکی اور قتادہ	۱۶۷	ابوالفتوح الراشد باللہ	۱۶۲	بہرام کا قتل
۱۷۲	جہان بن حسین کا مکہ پر حملہ	۱۶۷	حجر اسود کی بے حرمتی	۱۶۲	ابو علی اور اسماعیل
۱۷۳	بنو قتادہ کی مکہ سے بے دخل	۱۶۸	بنو سلیمان کی امارت کا خاتمہ	۱۶۲	قلعہ مصیات کا محاصرہ
۱۷۳	ابونہی بن سعید	۱۶۸	امیر ابوالفتوح کی وفات	۱۶۲	عراق کے ان قلعوں کے باقی حالات
۱۷۳	بنی تمی کی حکومت	۱۶۸	جعفر بن ابوالہاشم	۱۶۲	جو اسماعیلیوں کے قبضے میں تھے
۱۷۳	ابونہی کی اولاد	۱۶۸	ابن خرم کا قوی	۱۶۲	باطنیوں کی فتوحات
۱۷۳	حمیہ کا قتل	۱۶۸	بنی حسن میں سے ہواشم کی حکومت کی	۱۶۳	جلال الدین کا باغیوں پر حملہ
۱۷۳	رمشیہ کی گرفتاری	۱۶۸	تاریخ، مکہ کے امراء سے آخر حکومت	۱۶۳	باطنیوں کا زوال
۱۷۳	رمیشہ مکہ کا گورنر	۱۶۸	تک	۱۶۳	یمامہ کے حسنی حکمرانوں بنی احیضر کی
۱۷۳	رمیشہ اور اس کے بیٹے	۱۶۸	محمد بن جعفر بن ابوالہاشم	۱۶۳	تاریخ

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۸۴	اسلام کا عظیم نقصان	۱۷۹	منصور عبداللہ	۱۷۴	ثقبہ بن رمیشہ کا قتل
"	جنگ نہروان	"	منصور کا یمن پر حملہ	"	عجلان بن رمیشہ
"	حضرت حسن بن علیؑ اور اتحاد امت	"	احمد موطنی بن حسین	"	احمد بن عجلان
۸۵	حسن بن علیؑ کا کارنامہ	"	بنو ہادی کا ٹھکانہ	"	محمد بن عجلان کا قتل
"	حضرت امیر معاویہؓ بنی امیہ کا دور	"	احمد موطنی کی فتوحات	"	عنان بن معاویہ
"	یزید کا دور	"	سلیمانی اور امام احمد متوکل	۱۷۵	علی بن عجلان
"	مسلم بن عقیل کے بیٹوں کا قتل	"	نجاح بن صلاح	"	عنان بن مغاس کی گرفتاری
"	یزید کی موت اور حضرت ابن زبیرؓ کی تہ	"	طالبیوں کے نام و نسب اور ان کے	"	بنی مہنی امراء مدینہ نبویہ اری حسین کی
۱۸۶	مروانیوں کا دور عروج	۱۸۰	مشہور لوگوں کے تذکرے	"	حکومت اور تاریخ
"	عباسی تحریک کی کامیابی	"	خلافت کے دعویدار	"	بنی مہنی کے امراء
"	بنو امیہ و بنو عباس کی حکومتیں اور لڑائیاں	"	حضرت حسن کی اولاد	"	بنو جعفر کی مدینہ سے بے دخلی
"	علویہ کا اقتدار اور سرکشی	"	بنو صالح	"	ظاہر بن مسلم
"	افسوسناک سوال؟	۱۸۱	بنو سلیمان اور داعی صغیر	۱۷۶	حسن بن ظاہر
"	خواہشات کا کھیل اور اسلام کی تباہی	"	دیلی فوج	"	حسن کے بارے میں غلط روایت
"	تنزلی کا ایک اور سبب	"	علی زین العابدین بن حسین رضی اللہ	"	جسد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو مصر لے
"	اسلام کی بربادی کا سبب بننے والے	"	تعالیٰ عنہ	"	جانے کا منصوبہ
۱۸۷	لوگ	"	حسین کو یکی	"	قاسم بن مہنی
"	اندلس کے حکمران بنو امیہ کے خفاء کی	"	اطروش کا تعارف	"	ابو عزیز قذوہ اور سلم کی لڑائی
"	تاریخ جو عرب کے اسی طبقے سے تھے	"	حسین بن ہرج	"	شیمہ بن مسلم
"	اور عباسی حکومت کے مد مقابل تھے	"	زید اور یحییٰ بن زید	۱۷۷	سلم کی فوج
۱۸۹	اور پھر ملوک الطوائف کے حالات	۱۸۲	عبداللہ افرح کا فرقہ	"	منصور اور یوزیز کی جنگ
"	قدیم اندلس اور گاتھ قوم	"	محمد دیاجہ	"	ماجد بن مقبل اور ابو عزیز کی جنگ
"	لرزیق (راڈرک)	"	موسیٰ کاظم	"	ابو کیشہ بن منصور
"	بحیرہ روم کا جنوبی ساحل اور گاتھ	"	اشاعشری عقیدہ امامت میں ترتیب	"	مدینہ منورہ میں حکمرانوں کا خاندان
"	راڈرک اور فلورنڈا	۱۸۳	ابراہیم قسائی کا تعارف	"	صدہ کے حکمرانوں ائمہ زیدیہ بنی رسی کی
"	فلورنڈا کی عصمت دری پر باپ کے	"	زید "النار" کا تعارف	"	حکومت کی تاریخ
"	اقدامات	"	محمد بن حسین بن جعفر اور علی	"	ابن القاسم اری
۱۹۰	طارق بن زیاد کی فتوحات	"	عبیدیوں کا نسب	۱۷۸	صدہ پہاڑ
"	موسیٰ کی آمد اور طارق کی فتوحات	"	محمد بن حنفیہ	"	یحییٰ ہادی
"	موسیٰ بن نہر کی واپسی	"	عبداللہ بن معاویہ	"	مرحسی بن یحییٰ
"	مال غنیمت	۱۸۴	اسلامی تنزل کی وجہ	"	عبداللہ بن ناصر
۱۹۱	عبدالعزیز کا قتل	"	تنزل کا ابتدائی دور	"	فاتک بن محمد کا قتل

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۰۳	عبدالرحمن بن حبیب کا اندلس پر حملہ	۱۹۷	یورپ کی طرف پیش قدمی	۱۹۱	گاتھ اور جدالقدہ کی امارت کا خاتمہ
"	عبدالرحمن بن حبیب کا قتل	"	عزم مومن	"	ایوب کی معزولی
"	باغیوں کی سرکوبی	"	عبدالرحمن ملقب الداخل کا اندلس جانا	"	عبیدہ بن عبدالرحمن
"	سلیمان کی بغاوت	۱۹۸	اور حکومت کی بنیاد ڈالنا	"	حشیم بن عبید کلابی
۲۰۴	حسین بن عاصی کا قتل	"	عبدالرحمن کا فرار	۱۹۲	عتبہ بن حجاج سلوی
"	قطلوہ کی جنگ	"	عبدالرحمن بن معاویہ	"	عبدالملک بن قطنی فہری
"	امیر عبدالرحمن کی وفات	"	عبدالرحمن کی اندلس روانگی	"	یحییٰ بن بشر
۲۰۵	ہشام کی حکومت	"	عبدالرحمن بن معاویہ کی حکومت کی دعوت	"	ثعلبہ بن سلامہ جدامی
"	سلیمان بن امیر عبدالرحمن کی بغاوت	"	عبدالرحمن کی سندھ آمد	"	ابوالخطاب حسام بن ضرار
"	سلیمان کی برہنہ روانگی	"	معمر کہ قرطبہ	"	لوگوں کی آباد کاری
"	سعید بن حسین کی بغاوت	۱۹۹	عبدالرحمن، مالقہ نے سریش، اور برندہ میں	۱۹۳	ابوالخطاب کا مزاج
۲۰۶	خلیقہ کی مہم	"	یوسف بن عبدالرحمن کی وعدہ شکنی	"	ثعلبہ بن سلامہ بطور گورنر
"	طلیطلہ والوں کی اطاعت	"	عبدالملک بن عمر	"	یوسف بن عبدالرحمن فہری
"	فرانس پر حملہ	"	یوسف بن عبدالرحمن فہری کا قتل	"	عبدالرحمن الداخل
"	فرانس کی امدادی کمک کا حال	"	خلافت عباسیہ سے قطع تعلق	"	(مترجم)
"	خلیقہ کی فتح	"	بنی مروان کی سلطنت	۱۹۴	راڈرک (لریق)
۲۰۷	تاکرتا کی بغاوت	"	عبدالرحمن الداخل کا کارنامہ	"	راڈرک کے خلاف سازش
"	خلیقہ اور اذونش کی شکست	"	امیر	"	فوجوں کی روانگی
"	فرانس پر دوسرا حملہ	۲۰۰	عبدالرحمن داخل کی وسیع سلطنت	"	طلسمی گنبد
"	حکم کی حکومت	"	مسلمان علاقوں پر فرویلہ کا حملہ	"	راز کھولنے کی وجہ
"	عبداللہ ملہنس کی بغاوت	"	علاء بن مغیث کا قتل	"	گنبد کی طرف روانگی
۲۰۸	فرانسیسیوں کا برشلونہ پر قبضہ اور شکست	۲۰۱	طلیطلہ کی فتح	"	عجیب و غریب واقعہ
"	عبیدہ بن عمیر کی بغاوت اور قتل	"	سعید محکم کی بغاوت	۱۹۶	میدان جنگ
"	عبیدہ کا انتقام اور مستقیمین کا حشر	"	عبدالرحمن الداخل اور عتاب کا معرکہ	"	اسپین کی فتح
"	فرانس کا طلیطلہ پر قبضہ	"	عتاب اور عبداللہ کی سرکوبی	"	مدد الہی
"	فرانس کی شکست	"	غیاث بن میسر کی بغاوت	"	مخالفین کی گرفتاری
۲۰۹	جنگ رنہس	"	شقنا بن عبدالواحد	"	آرکی ڈونامالا کا، الویرا کی فتح
"	حکم کی معزولی کا اعلان	۲۰۲	شقنا کی بغاوت	"	اسپین کے سالار کی عقل مندی
"	محمد بن قاسم مروانی	"	اہل اشبیلیہ اور یمدیہ کی بغاوت	"	چالاک سے صبح کا معاہدہ
"	حکم کے مخالفین کا حال	"	عبدالغفار اور حیوۃ بن فلاش کا قتل	۱۹۷	تھیوڈیمیر لینڈ کی وجہ تسمیہ
"	یوم الخندق	"	"	"	طارق کی پیش قدمی
"	عمر و بن یوسف کی طلبی	۲۰۳	"	"	موسیٰ بن نصیر کا حسد

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۲۲	ابن حصون اور جلالہ کا شاہ	۲۱۶	موسیٰ بن موسیٰ کی فتوحات	۲۱۰	عمروس بن یوسف اور طلیطلہ
۱۱	ابن حصون کا انتقال	۱۱	وادئ سلیط کا معرکہ	۱۱	عبد الرحمن کی طلیطلہ آمد
۱۱	سلیمان بن عمر بن حصون کی بغاوت اور قتل	۲۱۷	مجوسیوں کا فساد	۱۱	عبد الرحمن کا طلیطلہ میں داخلہ
۱۱	ابن حصون کا زوال	۱۱	قلاع اور البتہ پر حملہ	۱۱	مخالفین کا عجیب صفایا
۱۱	ابن حصون اور اسکی اولاد کو پھنسی	۱۱	عبد الرحمن کی بغاوت	۱۱	اہل قرطبہ کی بغاوت
۱۱	اشبیلیہ کے باغی	۱۱	عبد الرحمن کی وعدہ شکنی	۱۱	طرسوسہ کا محاصرہ
۲۲۳	امیر محمد بن عبد اللہ کی اشبیلیہ روانگی	۱۱	موسیٰ بن ذی النون کی بغاوت	۲۱۱	فرانس پر حملہ
۱۱	کریب ابن خلدون	۱۱	اسد بن حرث کی بغاوت	۱۱	عبد الرحمن اوسط کی جانشین
۱۱	ابن خلدون کا خاندان	۲۱۸	جنگی کشتیوں کی تباہی	۲۱۲	عبد اللہ بلنسی کی بغاوت
۱۱	کریب کا حکومت پر قبضہ	۱۱	عمر بن حصون کی بغاوت	۱۱	زاب مفتی
۱۱	کریب کا قتل	۱۱	منذر کی فتوحات	۱۱	بیرہ والوں کی سرکوبی
۱۱	حجاج بن مسلمہ	۱۱	عمر بن حصون کی اطاعت	۱۱	مضر یہ اور یحییہ کے قبائل
۲۲۴	امیر محمد اور مطرف کا قتل	۱۱	اروہ کی تعمیر	۱۱	عبد الکرمیم
۱۱	مطرف کا قتل	۲۱۹	ہاشم بن عبدالعزیز کی فتوحات	۱۱	ماروہ کی بغاوت
۱۱	امیہ بن عبدالملک کا ختمہ	۱۱	منذر کی امارت	۲۱۳	ماروہ کی فتح
۱۱	امیر عبد اللہ کی وفات	۱۱	ہاشم کا قتل	۱۱	اہل طلیطلہ کی بغاوت
۱۱	عبد الرحمن ناصر کی تخت نشینی	۱۱	قلعہ بشتہ کا محاصرہ	۱۱	اہل طلیطلہ کی سرکوبی
۲۲۵	حکومت کا استحکام	۱۱	بہیر عبد اللہ کی امارت	۱۱	طلیطلہ کی فتح
۱۱	امیر المومنین کا لقب	۱۱	عام بغاوتیں ابن مروان کی بطلان میں	۱۱	قرنوں اور لرزیق کی جنگ
۱۱	فرانس کی تباہی	۲۲۰	بغاوت	۱۱	عبد الرحمن کا جلیقہ پر حملہ
۱۱	وزیر اعظم	۱۱	سعدون سراسقی	۲۱۴	موسیٰ اور حرث کی جنگ
۱۱	نذرانہ	۱۱	ابن تاکیت کی بغاوت	۱۱	موسیٰ کی دوبارہ جنگ اور فتح
۲۲۶	قاضی اور محمد کا قتل	۱۱	ابن مروان کی باقی حالات	۱۱	موسیٰ کی اطاعت
۱۱	بنی اسحاق مروانین کی تاریخ	۱۱	لقت کا معرکہ	۱۱	مجوسیوں کی بغاوت
۱۱	اسحاق اور احمد کی جاں بخشی	۱۱	عبد الرحمن بن عبد الرحمن	۱۱	مجوسیوں کا فرار
۱۱	بنی اسحاق کی جلاء وطنی	۱۱	امیر بطلان کا قتل	۲۱۵	شہریوں کی پریشانی
۲۲۷	احمد بن اسحاق کا قتل	۲۲۱	لب بن محمد کی بغاوت	۱۱	عبد الرحمن کا برشلونہ پر حملہ
۱۱	خلیفہ ناصر اور باغی	۱۱	لب بن محمد اور شاہ فرانس کی جنگ	۱۱	قسنطنینہ کے بادشاہ سے تعلقات
۱۱	بدی کی فتوحات	۱۱	مطرف بن موسیٰ کی بغاوت	۱۱	نصر کی وفات کا عجیب واقعہ
۱۱	ابن حصون کی سرکشی	۱۱	ابن حصون کی بغاوت	۲۱۶	محمد کی تخت نشینی
۱۱	مطرف بن منذر کی بغاوت	۱۱	ابن حصون کی فتوحات	۱۱	عبد الرحمن کی کردار
		۱۱	ابن حصون اور ابن اغلب	۱۱	قلعہ رباح کی درنگی

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۲۵	بربر کی طرف سے مہدی کا خیر مقدم	۲۲۳	شانچہ کی وعدہ شکنی	۲۲۸	ملکہ بشکنس کی وعدہ شکنی
۲۲۶	مہدی کے خلاف سازش	۲۲۵	غالب اور وشقہ کی فتوحات	//	ماروہ کے باغیوں کی انجام
//	بغاوت کے مشورے	//	کمانڈر غالب کا الہ پر حملہ	//	طلیطلہ کے حالات اور اطاعت
//	بربر کی بغاوت اور مستعین کی بیعت	//	خلیفہ حکم اور اردون بن افونش	//	طلیطلہ والوب کی بغاوتیں
//	مہدی دوبارہ قرطبہ میں	//	حکم اور اردون کے درمیان معاہدہ	//	ناصر کا طلیطلہ پر حملہ
//	قرطبہ پر بربری محاصرہ	۲۲۶	حکم اور شانچہ کے درمیان معاہدہ کی تحریر	۲۲۹	ناصر اور سرحدی سردار
//	ہشام کی دوبارہ بیعت	//	فرانس برشلونہ اور طرکونہ کی سفارتیں	//	سبتہ ارشکوک اور کتاسہ کی اطاعت
۲۲۷	قرطبہ کا حصار اور ہشام کا قتل	//	لرزیق کی سفارت	//	”ادارہ“ فاس وغیرہ کے تحائف
//	ہشام کا قتل	//	زناتہ مغرادرہ اور کتاسہ کی اطاعت	//	خلیفہ ناصر اور فرانس و گائز
//	سرداروں کی خود مختاری	//	آل خزر اور ابو العافیہ کے وفد	//	خلیفہ ناصر اور اردون کی جنگ
//	ابن حمود کا قرطبہ پر قبضہ	//	علم و ادب کی سرپرستی	۲۳۰	افونش بن اردون
//	بنو امیہ کی دوبارہ حکومت	۲۲۷	ابن حزم کی تحریر	//	افونش کا استقلال و استحکام
۲۲۸	بنی حمود کی دوبارہ حکومت	//	خلیفہ حکم کی وفات	//	ملکہ بشکنس کی سرکشی
//	معتد اموی کی بیعت	//	ہشام موئد کی حکومت	//	محمد بن ہشام کی بغاوت
//	معتد کی معزولی	۲۲۹	محمد بن ابی عامر	//	ناصر اور رزمیر کی جنگ
//	بنی حمود کی حکومت کی تاریخ جنہوں نے	//	خلیفہ کے مخالف بھائی کا قتل	//	فسططین بن ایون کی سفارت
//	بنی امیہ سے حکومت چھین کر سرزمین	//	محمد بن ابی عامر کے اختیارات	۲۳۱	شکریہ کی مجلس میں مقرر کا مسئلہ
۲۲۹	اندلس پر حکمرانی کی	۲۳۰	منصور بن ابی عامر	//	منذر بن سعید بلوطی کی شاندار تقریر
//	مستعین کی حمایت	//	محمد بن عامر کی حکمت عملی	//	خلیفہ ناصر کی سفارت
۲۵۰	اندلس آمد	//	مخالفین کی بیخ کنی	//	ناصر اور اردون کی صلح
۲۵۱	قاسم بن حمود المامون	//	محمد بن ابی عامر کا نکاح	//	خلیفہ اور فرولند
//	یحییٰ کا قرطبہ پر قبضہ	//	محمد بن ابی عامر کا عروج	۲۳۲	غریبہ کی دوبارہ جلیقہ پر تخت نشینی
//	اہل قرطبہ کی بغاوت	//	محمد بن ابی عامر کا انداز حکومت	//	ملکہ برشلونہ اور ترکونہ کی صلح
//	مامون وغیرہ کا ہنگامہ اور فرار	۲۳۱	مدبرانہ چالیں	//	خلیفہ ناصر اور اس کے بیٹے
//	قاسم مامون کی گرفتاری	//	فاس پر حملہ	//	ناصر کے ہاتھوں باغی بیٹے کا قتل
//	مستعین کی معزولی	//	وفات	//	ناصر کی تعمیرات
۲۵۲	ابو محمد بن جمہور کا قرطبہ پر قبضہ	۲۳۳	عبدالرحمن بن منصور	//	دارالروضہ
//	بنی حمود کا زوال	۲۳۴	دلی عہد کا فرمان	//	حمایوں کی تعمیر
//	اور لیس بن علی کی مشروط بیعت	۲۳۵	بنو عامر کی مخالفت	//	باغیوں کی تعمیر
//	قرمونہ کا محاصرہ	//	خلیفہ ہشام کی معزولی مہدی کی بیعت	//	ناصر کی وفات
//	یحییٰ بن اور لیس	//	بنو عامر کا زوال	۲۳۴	جلالہ کی بغاوت
۲۵۳	یحییٰ بن اور لیس کی گرفتاری	//	بربری سردار	//	جلیقہ پر حملہ

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
	سلیمان کی وفات اور احمد مقتدر کی حکومت	۲۵۸	محمد بن جمہور	۲۵۳	اورلیس بن یحییٰ کی حکومت
۲۶۲	حکومت	//	عبدالملک بن محمد بن جمہور	//	محمد کی امارت اور وفات
//	یوسف مومن	//	سراج الدولہ کی حکومت	//	محمد اصغر بن اورلیس
۲۶۳	مستعین کی حکومت	//	فتح بن محمد المامون	//	قاسم واثق
//	عبدالملک بن مستعین	//	اخبار ابن افسس والی بطلیوس غربی	//	اندلس کی طوائف الملوکی حکمرانوں کے حالات
//	شہر طروشہ	۲۵۹	اندلس	۲۵۴	طوائف الملوکی کا نتیجہ
//	دانیہ اور مشرقی جزیروں کے حکمران	//	مظفر کی وفات اور متوکل	//	یوسف بن تاشفین
//	”بنو مجاہد عامری“ کے حالات	//	متوکل کا قتل	//	مغربی اندلس کے حکمران بنو عباد حکمرانان اشبیلیہ کے حالات
//	جزیرہ میورقہ	//	غرناطہ اور بیرہ کے حکمران خاندان	//	ابوالقاسم محمد کی حکومت
//	عصام خولانی کا میورقہ پر قبضہ	//	”بادیس“ کے واقعات	//	حکمران کا آغاز
//	عصام کے بعد کے حکمران	//	زاوی بن زیری	//	محمد بن عبداللہ برزالی
۲۶۴	مجاہد بن یوسف عامری	//	ماکس اور بادیس کی حکومت	//	برزالی کا قتل
//	مجاہد کی حکومت کا قیام	//	ابو محمد عبداللہ بن بلکین کی حکومت	//	اسماعیل اور اس کا قتل
//	مجاہد کی وفات اقبال الدولہ	۲۶۰	اور جلاء وطنی	۲۵۵	حاکم قمر موند
//	بنو اغلب کے بعد ابن سلیمان کی حکومت	//	طلیطلہ کے حکمران ”ذی النون“ کے واقعات	//	عامر بن فتوح اور ابونصر
//	ناصر الدولہ کی حکومت	//	اسماعیل بن ظاہر	//	ابن عبد کی چلا کی
۲۶۵	ناصر الدولہ کی حکومت کا خاتمہ	//	مامون ابوالحسن	۲۵۶	ابن عبد کا نام محاصرہ
//	علی بن یوسف کی فوری آمد اور فتح	//	قادر بن یحییٰ کی حکومت	//	اویسہ اور شملطیش پر ابن عباد کا قبضہ
//	احمد بن علی اور بنو غانیہ کی حکومتیں	//	مشرقی اندلس کے حکمران بن ابی عامر وغیرہ کے حالات	//	شلب اور بریہ کی فتح
//	اندلس کے باغیوں کے حالات جنہوں نے لتونہ کے دور حکومت میں سر اٹھایا تھا	//	محمد بن مظفر بن منصور اور ”خیران“	//	لبلہ پر قبضہ
//	قاضی مروان کی بغاوت	۲۶۱	خیران سے ناراضگی	//	ابن عبد کی مزید کامیابیاں
//	ابو جعفر احمد بن عبدالرحمن کی بغاوت	//	زہیر عامر اور بادیس بن حبوس	//	ابن عباد کی وفات
۲۶۶	ابو محمد عبداللہ جزائی	//	ابوبکر بن عبدالعزیز	۲۵۷	معتد کی حکومت
//	ابراہیم بن ہمسک	//	قادر کابلنسیہ پر قبضہ	//	یوسف بن تاشفین کا ظہور
//	مظفر عیسیٰ اور احمد بن عیسیٰ	//	بلنسیہ پر مختلف لوگوں کے قبضے	//	ٹیکسوں کی معافی
//	محمد بن علی بن غانیہ	//	معن بن صمداح ”ذولوزارتین“	//	سہلہ نامی صوبہ کی حکومت
//	ابو اسحاق ابراہیم اور طلحہ	//	معتصم بن معن اور ابن شیبہ کی جنگ	//	نظام الدولہ اور اس کی اولاد
۲۶۷	حکومت موحدین کے ہاتھ میں جنگ ارکہ	۲۶۲	ابن معتصم کی خدمت کا خاتمہ	۲۵۸	وزیر السلطنت ابن جمہور کے حالات
//	موحدین کی حکومت کا ضعف	//	سرقسطہ کے حکمران بنو ہود کے حالات	//	جمہور کی حکومت
//	موحدین کا اخراج کا اہم کردار	//	ابو ایوب سلیمان جدائی	//	جمہور کی وفات

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۷۹	بادشاہ فرانس اور الفانسو	۲۷۲	بلنسیہ پر عیسائی قبضہ	۲۶۸	زیان بن مردیش
"	ملوک مغرب کا حال	"	ابن احمر کی عیسائیوں سے امداد طلبی	"	زیان کا بلنسیہ پر قبضہ
"	سلطان عبدالعزیز اور سعید بن عبدالعزیز	۲۷۳	اشبیلیہ پر قبضہ	"	عیسائیوں کی پیش قدمی
"	سلطان ابن احمر کا محمد بن عثمان رابطہ	"	عیسائیوں کی فتوحات اور مسلم حکومت	"	عیسائیوں کا بلنسیہ پر قبضہ
"	ابوالعباس احمد کی بیعت	"	مجاہدین کی آمد	"	زیان جزیرہ شہر میں
"	قاس پر قبضہ	"	بنو مرین کے لوگوں کی آمد	"	مرسیہ پر زین کا قبضہ
۲۸۰	والی مزاکش سے جنگیں	"	سلطان محمد الفقیہ	"	ابن عصم کی بد عہدی
"	ابن احمر اور ابوالعباس کی ناچاقی	"	محمد فقیہ، شاہ مرین کی خدمت میں	۲۶۹	موحدین کے باغی بنو ہود کے حالات
"	موسیٰ بن سلطان	۲۷۴	محمد فقیہ کی غلطیاں	"	حکمرانوں کے خلاف عوام
"	"موسیٰ" کا قاس پر قبضہ	"	فقیہ محمد کی ناکامی	"	ابن ہود کا خروج
"	ابوالعباس کی فوج کی غداری	"	فقیہ محمد کی بچی کھچی حکومت	"	ابوزید کا ابن ہود پر حملہ
"	ابوالعباس کی گرفتاری	"	سلطان فقیہ کی وفات	"	ابوزید کا ارتداد
"	موسیٰ کا مکمل قبضہ	"	سلطان فقیہ کا شرمناک کردار	"	ابن ہود کی بیعت و حکومت
۲۸۱	قاس کی امارت پر واثق کی تقرری	۲۷۵	سلطان کے بیٹے مخلوع اور نصر	"	زیان اور ابن ہود کی جنگ
"	سلطان موسیٰ کا انتقال	"	رئیس ابوسعید اور اس کا بیٹا ابوالولید	۲۷۰	جزیرہ خضر اور جبل الفتح پر قبضہ
"	ابوعنان اور مسعود ابن ماسی کی صلح	"	سلطان ابوالنجوش کا محاصرہ اور اخراج	"	سلطان محمد بن یوسف کی حکومت
"	ابن ماسی کی فوج کی ابوالعباس سے بیعت	"	ابوالولید کی حکومت اور الفانسو سے جنگ	"	ابن ہود کے خلاف اتحاد اور جنگ
"	مسعود بن ماسی کا قتل	۲۷۶	ابوالولید کی فتوحات اور بد بے	"	ابن ہود کی عزت افزائی
"	سلطان ابن احمر اور ابوالعباس کی حکمرانی	"	ابوثابت بن عثمان بن ابوالعلیٰ	"	شعیب بن محمد اشبیلیہ میں
"	سلطان ابن احمر کی دو پریشانیاں	"	بنو عثمان کے ہاتھ میں سلطان محمد کا قتل	"	دشمنان اسلام کی یلغار
۲۸۲	دوسری پریشانی	۲۷۷	ابوالنجاش کی حکومت	"	صوبہ مرسیہ کی حکومت
"	ابن احمر کی وفات	"	ابوالنجاش کی حکومت کے خلاف تھا	۲۷۱	مرسیہ کی حکومت
"	ابوالنجاش بن ابن احمر کی حکومت	"	ابوالنجاش کا قتل	"	ابوبکر واثق کا مرسیہ پر قبضہ
"	خالد کا قتل	"	اسماعیل کی حکومت	"	اندلس کے حکمران بنو احمر کے حالات
"	اہم نوٹ	"	محمد مخلوع سلطان ابوسالم کی خدمت میں	"	بنی احمر کا تعارف
"	اندلس کا آخری دور عیسائیوں کا تسلط	"	سلیمان اسماعیل کا قتل	"	شیخ محمد بن یوسف ابن احمر
"	مسلمانوں کی جلاء وطنی	۲۷۸	رئیس کی حکومت میں عیسائی معاہدہ ختم	۲۷۲	ابومروان باجی کی بغاوت
"	اندلس کی بتدریج کم کشمکی	"	محمد مخلوع اور عیسائی حکمرانی	"	ابن احمر کا غرناطہ پر قبضہ
۲۸۳	"بلائے" کا خروج	"	سلطان محمد کا غرناطہ پر قبضہ	"	مریہ کے بدلتے حکمران
"	بلائے کی موت	"	جلالہ کی بادشاہ سے بغاوت	"	امراء اسلام کی خانہ جنگیان اور عیسائی
"	فرانس اور ابونہ کے متصل علاقے	"	شاہ بطرہ، اور الفانسو کی جنگیں	"	مداخلت
"		"	سلطان محمد کی چاہت	"	عیسائیوں کی فتوحات اور قبضے

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۹۱	مسلمانوں کی رسید بند	۲۸۷	مسلمانوں کا گھراؤ اور گرفتاری	۲۸۳	مسلمانوں کا چھینا جانے والا پہلا علاقہ
۲۹۲	صلح کی گفتگو	۲۸۸	ابو عبد اللہ کی گرفتاری	۲۸۴	بلنسیہ اور عیسائیوں کا دھوکا
۲۹۳	اطاعت کی ذلت کے ساتھ صلح	۲۸۹	ابوالحسن کی عمل حکمران	۲۸۵	بلنسیہ پر عیسائیوں کا قبضہ
۲۹۴	بسطہ سے مسلمانوں کا انخلاء	۲۹۰	زغل کی حکمرانی اور ابوالحسن کی وفات	۲۸۶	بربشتر پر حملہ
۲۹۵	دادی آتش اور اکثر اندلس پر عیسائی قبضہ	۲۹۱	عیسائیوں کی شامت	۲۸۷	بد قسمتی اور مسلمانوں کا قتل عام
۲۹۶	غرناطہ کو خالی کرنے کا الٹی میٹم	۲۹۲	عیسائیوں کا قلعہ قنبیل پر قبضہ	۲۸۸	سر قسطہ پر عیسائی قبضہ
۲۹۷	ابو عبد اللہ کا عیسائیوں سے معاہدہ	۲۹۳	مزید عیسائی فتوحات	۲۸۹	مزید عیسائی فتوحات
۲۹۸	طے شدہ سازش	۲۹۴	عیسائیوں کا ایجنٹ ابو عبد اللہ	۲۹۰	مشرقی اندلس پر ٹنگ قبضہ
۲۹۹	غرناطہ کے باسی جنگ پر تیار	۲۹۵	صلح پسندی اور کمزوری کا بہانہ اور	۲۹۱	مسلمانوں کی کسمپسی
۳۰۰	بزدل کے بجائے باہمت سلطان غرناطہ	۲۹۶	عیسائیوں سے اتحاد	۲۹۲	واحد آزاد آدمی خط
۳۰۱	مسلم فتوحات اور اسلامی دور دورہ	۲۹۷	بیازین اور قلعہ والوں کی لڑائی	۲۹۳	عیسائیوں کی ایک شکست
۳۰۲	زغل کی طرف پیش قدمی	۲۹۸	زغل اور ابو عبد اللہ کی امید صلح	۲۹۴	سلطان ابوالحسن کا دور
۳۰۳	فتوحات اسلامی میں رکاوٹ	۲۹۹	کسٹائل کا حملہ	۲۹۵	مسلمانوں کی پوشیدگی
۳۰۴	افسوسناک نا اتفاقی، حسد اور غداری	۳۰۰	لوشہ پر کسٹائل کا قبضہ	۲۹۶	عیسائیوں میں اختلاف
۳۰۵	قلعہ ہمدان پر قبضہ	۳۰۱	کسٹائل کی بیرہ پر فوج کشی	۲۹۷	سلطان ابوالحسن کی بدکرداری
۳۰۶	شلوبانیہ کا محاصرہ	۳۰۲	سینٹ فرید اور صخرہ پر قبضہ	۲۹۸	عیسائیوں کا دوبارہ اتحاد
۳۰۷	دادی آتش سے مسلمانوں کی انخلاء	۳۰۳	والی تھمالہ اور ابو عبد اللہ کا معاہدہ	۲۹۹	ابوالحسن کے ہاں ایک دیرینہ اختلاف
۳۰۸	سلطان "زغل" کی روانگی	۳۰۴	سلطان ابو عبد اللہ کا اعلان بادشاہت	۳۰۰	ابوالحسن کے درباریوں میں کشت و خون
۳۰۹	سلطان زغل کی عبرت انگیز زندگی	۳۰۵	ابو عبد اللہ بیازین	۳۰۱	عیسائیوں کی موقع شناسی
۳۱۰	بر شانہ کے حالات	۳۰۶	آپس کی لڑائی اور دشمن کا حملہ	۳۰۲	اہل غرناطہ کی حمیت اسلامی
۳۱۱	غرناطہ پر عیسائی محاصرہ	۳۰۷	مسلمانوں کا معاہدہ اتحاد	۳۰۳	"حامہ" پر اندیس مسلمانوں کا حملہ
۳۱۲	غرناطہ کے شہریوں کا فرار	۳۰۸	والی تھمالہ کی موقع شناسی	۳۰۴	حامہ میں کمک کی آمد اور واپسی
۳۱۳	غرناطہ کے محاصرے میں سختی	۳۰۹	بلش پر عیسائی حملہ	۳۰۵	حامہ کا دوبارہ محاصرہ
۳۱۴	قلعہ حمراء معاہدہ اور مسلم انخلاء	۳۱۰	مسلمانوں کی شکست	۳۰۶	عیسائی کمک کی خبریں
۳۱۵	الحمراء پر عیسائی قبضہ	۳۱۱	عیسائیوں کا دوبارہ حملہ اور فتح	۳۰۷	عیسائیوں کا لوشہ پر قبضہ
۳۱۶	عہد نامہ کی شرائط	۳۱۲	مالقہ پر عیسائی محاصرہ	۳۰۸	اتحادی عیسائیوں کا فرار
۳۱۷	موسیٰ نامی غرناطہ کا بہادر	۳۱۳	عیسائیوں ابتدائی ناکام کوششیں	۳۰۹	ابوالحسن بیٹوں کی "آش" میں بیعت
۳۱۸	موسیٰ کی آخری دم تک جنگ	۳۱۴	بھوک پیاس اور پیغام صلح	۳۱۰	عیسائی اتحادی افواج کا حملہ اور شکست
۳۱۹	عیسائیوں کی الحمراء پر حکومت	۳۱۵	عیسائیوں کا شیوہ دھوکہ بازی	۳۱۱	عیسائی اتحادی حکمرانی گرفتار
۳۲۰	غرناطہ میں اسلامی حکومت کا وقت نزاع	۳۱۶	مالقہ پر نمونہ قیامت دن	۳۱۲	غرناطہ کی حکومت کی تقسیم
۳۲۱	سلطان ابو عبد اللہ کی جلا وطنی	۳۱۷	بلش پر عیسائی قبضہ	۳۱۳	باپ بیٹوں کی افسوسناک جنگ
۳۲۲	زبردستی عیسائی بنانے کی ابتدا	۳۱۸	بسطہ پر عیسائی حملہ	۳۱۴	ابو عبد اللہ کا عیسائیوں پر حملہ

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۳۰۷	معاویہ بن خدیج	۲۹۶	رذمیر عیسائی کی پیش قدمی اور منصور بن عامر	۲۹۶	”مسلمان ہونا“ جرم قرار
۳۰۸	عقبہ بن نافع	۳۰۱	رذمیر منصور کا فرمانبردار	۳۰۱	مسلمانوں میں حمیت کی ایک لہر
۳۰۹	ابوالہباجر	۳۰۲	منصور کا جلالہ پر دوبارہ حملہ	۳۰۲	باغی مسلمانوں کے قتل کا حکم
۳۱۰	عقبہ بن نافع کی دوبارہ گورنری	۳۰۳	برمنڈ کی شکست اور منصور کی مکمل کامیابی	۳۰۳	کوہ بلندق کے مسلمان
۳۱۱	مختلف فتوحات	۳۰۴	غریبہ کی گوثالی	۳۰۴	مسلمانوں کا قتل عام اور جلاوطنی
۳۱۲	تہودا کی جنگ	۳۰۵	خود مختاری عیسائی حکمران	۳۰۵	مسلمانوں کا خط بر عیسائی بننا
۳۱۳	زہیری بن قیس بلوی	۳۰۶	ادفونش کی خود مختاری	۳۰۶	سیکولر عیسائیوں کی مذہبی دہشت گردی
۳۱۴	حسان بن نعمان غسانی	۳۰۷	ادفونش اور عبدالملک کی جنگ	۳۰۷	مسلمانوں کا طبل جنگ، اور عیسائی مظالم
۳۱۵	کاہنہ کا قتل	۳۰۸	سانچہ بن غریبہ کا قتل	۳۰۸	مسلمانوں کی جلاوطنی
۳۱۶	موسیٰ بن نصیر	۳۰۹	بنی ادفونش	۳۰۹	عیسائی تہوار میں مسلمانوں کی قربانی
۳۱۷	موسیٰ بن نصیر کو کامیابیاں	۳۱۰	الفنش کی امارت	۳۱۰	جلاوطن اور برباد مسلمانوں کی تعداد
۳۱۸	موسیٰ کا طنجہ پر حملہ	۳۱۱	بلنسیہ پر قبضہ	۳۱۱	اندلس سے مسلمانوں کی مثال
۳۱۹	اندلس کی فتح	۳۱۲	ابن رذمیر اور ابن ہود کی جنگ	۳۱۲	مسلمانوں پر ظلم کے ذمہ دار
۳۲۰	محمد بن یزید	۳۱۳	یہود کی وعدہ شکنی	۳۱۳	اندلس کے مسلم فاتحین دور عیسائی فاتحین کا موازنہ
۳۲۱	اسماعیل بن مہاجر	۳۱۴	ہراندہ بن الفنش	۳۱۴	مسلمانان اندلس پر آفات کا سبب
۳۲۲	یزید بن ابی مسلم	۳۱۵	سلطان بن یعقوب بن عبدالحق	۳۱۵	مسلمانوں پر منطبق ہونے والی آیات
۳۲۳	بشیر بن صفوان کلبی	۳۱۶	ہراندہ اور سلطان یعقوب	۳۱۶	قرآنی
۳۲۴	عبید اللہ بن عبد الرحمن	۳۱۷	سانچہ کی وعدہ خلافی	۳۱۷	جلاقلہ کی نسل بنو ادفونش اور اندلس
۳۲۵	عبید اللہ بن حجاب	۳۱۸	بطرہ بن ہراندہ	۳۱۸	فرانس اور بشکنش پر تگل وغیرہ کے حکمرانوں کے حالات
۳۲۶	طنجہ کے گورنر محمد بن عبد اللہ کا قتل	۳۱۹	بطرہ اور قس	۳۱۹	عیسائی حکمرانوں کے زیر کنٹرول علاقے
۳۲۷	غزوہ الاشرف	۳۲۰	قس اور بلنس کی جنگ	۳۲۰	بادشاہ پرتگال کی حکومت
۳۲۸	جنگ کا نتیجہ	۳۲۱	پرتگال کا بادشاہ	۳۲۱	کسٹیل (قشلہ) کی حکومت
۳۲۹	کلثوم بن عیاض	۳۲۲	برشلونہ کا بادشاہ	۳۲۲	فتح اسلامی کے وقت سے عیسائی کے حالات
۳۳۰	بلخ بن بشیر	۳۲۳	فرانس اور گوتھ (قوط) کی کشیدگی	۳۲۳	ادفونش بن بطرہ اور عیسائی تعمیر نو
۳۳۱	عبدالرحمن اور خوارج کی جنگ	۳۲۴	برشلونہ پر عیسائیوں کا قبضہ	۳۲۴	عیسائی حکومتوں کی مختصر سے جھلک
۳۳۲	عبدالرحمن اور فرانس کی جنگیں	۳۲۵	برشلونہ پر منصور کا قبضہ	۳۲۵	رذمیر اور سانچہ کی حکومتیں
۳۳۳	خلیفہ منصور اور عبدالرحمن کے درمیان کشیدگی	۳۲۶	بلنسیہ بن ہمدو	۳۲۶	فرڈی نینڈ ہانی انقلاب اور سانچہ
۳۳۴	عبدالرحمن کا قتل	۳۲۷	دولت عباسیہ کے تحت حکومت کرنے والے عرب حکمران	۳۲۷	سانچہ اور فرڈنینڈ کی موت
۳۳۵	حبیب بن عبدالرحمن	۳۲۸	عبداللہ بن ابی سرح	۳۲۸	
۳۳۶	الیاس کی غداری	۳۲۹		۳۲۹	
۳۳۷	الیاس بن حبیب کا قتل	۳۳۰		۳۳۰	

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۳۲۳	زیادہ اللہ اصغر	۳۱۷	بہلول بن عبدالرحمن کی اطاعت	۳۱۲	عاصم بن جمیل
"	ابوالغرائق بن ابی ابراہیم بن احمد	۳۱۸	اہل طرابلس کی غداری اور فرمانبرداری	"	حبیب بن عبدالرحمن کا قتل
۳۲۴	صقلیہ کے باقی واقعات	"	عمران بن مجالد اور ابن اغلب کی جنگ	"	سید الملک بن ابی الجعد و ربیعہ
"	فضل اور صقلیہ کے بطریق کی جنگ	"	عبداللہ بن ابراہیم معزولی	"	عبدالاعلیٰ، مغافری
"	انکمرہ کے شہر پر قبضہ	"	طرابلس میں بغاوت	۳۱۳	محمد بن اشعث خزاعی
۳۲۵	عباس بن فضل بن یعقوب	۳۱۹	ابوالعباس عبداللہ	"	ابوالاحوصکوزرافریقہ
"	قصریانہ کی فتح	"	ابوالعباس کی قیروان آمد	"	محمد بن اشعث کی فتوحات
"	عباس بن فضل کی فتوحات	"	زیادہ اللہ کی حکومت	"	اغلب بن سالم بن عقال
"	قلعہ روم کا محاصرہ	"	زیادہ کے درشتہ داروں کا فرار اور واپسی	"	اغلب کی معزولی
"	عباس کی وفات	"	قیروان پر حملہ اور بغاوت	"	اغلب کا قتل
"	عبداللہ بن عباس	"	زیادہ اللہ کی غلط دھمکی	"	ابوالخیر ورق و حسن کی جنگ
"	محمود بن خلفہ کی فتوحات	۳۲۰	منصور کی شکست	۳۱۴	عمر بن حفص ہزار مرد
"	طرابلس کی بغاوت	"	عامر بن نافع سے جنگ	"	ابوالحاتم یعقوب بن حبیب
۳۲۶	طرابلس کی فتح	"	منصور طنبی کی قتل	"	قیروان کا محاصرہ
"	خفاجہ بن ستیان کا قتل	"	زیادہ اللہ کا تیونس پر حملہ	"	عمر بن حفص کا قتل
"	ابراہیم بن احمد برادر ابوالغرائق	"	بطریق قسنطیل	"	یزید بن حاتم بن قبیصہ بن مہلب
"	ابراہیم کی حکومت	۳۲۱	اسد بن فرات	"	ابوالحاتم اور یزید کی جنگ
"	بغادوں کا خاتمہ	"	قلعہ کرات کا محاصرہ	۳۱۵	کتابہ کا محاصرہ
"	طرایہ کا محاصرہ	"	اسد بن فرات کی وفات	"	روح بن حاتم
۳۲۷	مسنی اور ابوہریرہ	"	زبیر کی عیسائیوں کے ساتھ	"	فضل بن روح
"	ابراہیم کی معزولی کا فرمان	۳۲۲	صقلیہ کے بطریق کا قتل	"	عبداللہ بن جارود
"	ابراہیم کی فتوحات	"	ابراہیم بن عبداللہ کا صقلیہ پر حملہ	۳۱۶	عبداللہ بن جارود اور فضل کی جنگ
"	ابراہیم کی وفات	"	قصریانہ پر قبضہ	"	قیروان میں بغاوت
"	عارضی امیر ابوہریرہ	"	زیادہ اللہ کی وفات	"	ہرثمہ بن اعین
"	کتابہ میں شیعہ کا ظہور	"	ابوعقال اغلب بن ابراہیم بن اغلب	"	عبداللہ بن جارود کی گرفتاری
"	ابوالعباس عبداللہ بن ابراہیم برادر	"	۲۲۵ھ میں ابوعقال کی کامیابیاں	"	قصر کبیر کی تعمیر
۳۲۸	ابوالغرائق	۳۲۳	اور وفات	"	ہرثمہ کی واپسی
"	بکیر ابوالحول اور عبداللہ شیعہ کی جنگ	"	ابوالعباس محمد بن اغلب بن ابراہیم	۳۱۷	محمد بن مقاتل کعمی
"	ابوالحول کی دوبارہ روانگی	"	ابن جواد کی معزولی	"	قیروان پر حملہ
"	ابومضر زیادہ اللہ	"	ابوجعفر کی بغاوت	"	ابراہیم بن اغلب
۳۲۹	ابوعبداللہ کی فتوحات	"	ابو ابراہیم احمد بن ابوالعباس	"	ابراہیم کی افریقہ پر حکومت
"	زیادہ اللہ پر شیعہ خوف	"	ابو ابراہیم کی وفات	"	عباسیہ کی تعمیر

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۳۳۸	تجارت اور آمدنی	۳۳۵	اٹل کا قتل	۳۲۹	باغایہ "سکایہ" پر شیعہ کے قبضہ
"	نجاح اور قیس	"	مصمام بن تاج الدولہ	"	قنطلیہ اور قفصہ پر قبضہ
"	ابراہیم قاضی آخری بیٹا	"	تھوڑے دنوں بعد اہل صقلیہ کو اپنے	"	زیادۃ اللہ کی مشرق کی طرف روانگی
۳۳۹	قیس اور نجاح کی جنگیں	"	عبداللہ بن اٹل کا قتل	۳۳۰	بنو اغلب کا زوال
"	نجاح کی امارت	"	ابن الثمنہ اور میمونہ بنت جراس	"	بنی ابی الحسن کبھی مستبدین حکومت عبیدین
"	صلحی حکمران جو یمن میں عبیدی حکومت	"	ابن الثمنہ اور ابن جراس کی جنگ	"	کے باقی حالات
"	کے قائم کرنے والے تھے	"	کلبیوں کا زوال	"	حسن بن محمد بن ابی خضر
"	علی بن قاضی محمد	"	جزیرہ اقریطش کریت اور بنو بلوطی کی	"	احمد قہرب
"	ابن قاضی محمد کا یمن پر قبضہ	۳۳۶	حکومت کے حالات	"	احمد اور حسن کی جنگ
"	دعوت عبیدیہ کا اعلان	"	حالات جزیرہ اقریطش و حکومت بنو	"	احمد بن قہرب کا قتل
"	اسماء بنت شہاب	"	بلوطی کے حالات اور پھر دشمنان اسلام کا	۳۳۱	ابوسعید بن احمد کا تقرر
۳۴۰	مکرم اور سعید کی جنگ	"	اس پر قبضہ	"	مسالم بن ارشد
"	مکرم کی والدہ	"	ابو حفص بلوطی	"	جنودہ کی فتح
"	صنعاء پر عمران بن فضل کا قبضہ	"	اقریطش کی آباد کاری	"	اہل کبریت کی بغاوت
"	مکرم کی ذی جبلہ کی طرف روانگی	"	یمن اور اسلامی ممالک کی تاریخ جو کہ	"	اہل صقلیہ کی بغاوت
"	منصور بن احمد اور سیدہ بنت احمد	"	یہاں پر عباسیوں اور عبیدیوں اور تمام	۳۳۲	خلیل بن اسحاق
"	مفضل بن ابی البرکات	"	عرب حکمرانوں کی تھی اور تمام نوٹ ابتداً	"	خلیل بن ابی الحسن کا صقلیہ پر تقرر
"	فقہاء کی جمل سے بیعت	"	اس کے حالات اجمالاً تحریر کیئے جائیں	"	تقرری کا سبب
۳۴۱	عمران بن زر خولانی	"	گئے بعد میں ایک کے بعد ایک اس کے	"	حسن بن ابی الحسن اور بنو طبر
"	علی بن منصور سہا	"	شہروں اور ملکوں کے حالات تفصیلاً لکھے	"	حسن کے خلاف سازش
"	زبید کے حکمران بنو نجاح (موالی بنی	"	جائیں گے۔	"	حسن کو فتوحات
"	زیاد) کی حکومت کے حالات	"	یمن دائرہ اسلام	۳۳۳	یوم عرفہ
"	صلحی اور نجاح کے بیٹے	"	شہر بن باذان کا قتل	"	رمطہ کا محاصرہ
"	سعید اور جیاش سے جنگ	۳۳۷	اسود غسی	"	جنگ حجاز
"	صلحی کا قتل	"	مہاجر بن امیہ	"	رومی سالار کا قتل
۳۳۲	زبید پر قبضہ	"	محمد بن یزید بن عبید اللہ	"	امیر احمد بن حسن
"	مکرم اور سعید کی جنگ	"	ابراہیم بن موسیٰ کاظم	۳۳۴	ابوالقاسم علی بن حسن
"	سعید بن نجاح کا قتل	"	ابن زیاد کی حکومت	"	ابوالقاسم کی شہادت
"	جیاش کا فرار	"	زبید نامی شہر	"	جابر بن ابوالقاسم
"	جیاش کی موت کی افواہ	۳۳۸	بنو جعفر حمیری	"	تاج الدولہ بن سیف الدولہ
"	جیاش کا زبید پر قبضہ	"	یحییٰ بن حسین کا خروج	"	علی بن سیف الدولہ کی بغاوت
۳۳۳	فاتک بن جیاش	"	ابوالحسن اسحاق	"	اسد الدولہ اٹل

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۳۵۲	نجران کا تعارف	۳۳۷	عدن امین، زغزاع اور جوہ	۳۳۳	ابو منصور عبید اللہ
"	نجران کا نام نہاد کعبہ	"	قلعہ ذی جبلہ کے حالات	"	زریق کی وزارت اور اس کے بعد کے
"	نجران کے بادشاہ کا لقب	۳۳۸	"تکر" کے احوال	"	وزیر کا قتل
۳۵۳	بنو مذحج کی نجران آمد	"	قلعہ "خدو" کے احوال	"	سطلان کی شہادت
"	حرث بن کعب اور بنو مذحج	"	قلعہ مصدو کے احوال	"	فتک بن محمد کا قتل
"	بنو عبد امدان سے صحابی	"	صنعاء کے احوال	"	بنی زریق کے حالات جو عدن میں یمن
"	بنی ابوالجود کی حکومت	"	قلعہ کہلان کے حالات	"	کے عہد یوں کے سفیر تھے
"	موصل و جزیرہ و شام کے حکمران	"	قلعہ حمدان کے حالات	"	"عدن" کا تعارف
"	بنو حمدان کے حالات	۳۳۹	قلعہ منہاب	۳۳۴	بنی معن کا اخراج
"	بنو تغلب بن وائل	"	"جبل الذبحہ" کے حالات	"	ابن مسعود زرقی
"	بنو تغلب پر جزیرہ	"	عدن لاء کے حوال	"	ابن بلال کا عدن پر قبضہ
"	زمانہ اسلام میں تین مشہور خاندان	"	بیجان اور تعمیر کے حالات	"	محمد بن سبا
"	خارجیت کا دور	"	معقل اشج کے حالات	"	عمران بن محمد بن سبا
۳۵۴	عقبہ بن محمد موصل کا گورنر	"	منصور کے ہاتھوں قلعوں کی فروخت	"	حکمرانان ذریعین کی آخری یادگار
"	مساور اور خارجی	"	"صدہ" کے حالات	"	یمن کا خارجی حکمران خاندان بنو مہدی
"	اسحاق بن کنداہق	۳۵۰	"مسار" اور "حران" کے حالات	۳۳۵	کے حالات
"	موصل پر ابن کنداہق کی حکومت	"	بکیل اور حاشد	"	فتک بن منصور کی ماں
"	مساور خارجی کی مدت	"	"خولان" کے حالات	"	تہامہ سے علی بن مہدی کا خروج
"	خارجیوں میں بغاوت	"	مخلاف بنی اصبح	"	خود ساختہ انصار و مہاجرین
"	مختلف جنگیں اور بغاوتیں	"	مخلاف بنی وائل	"	مسرور کا قتل
"	اسحاق کنداہق کی فتوحات اور جنگیں	"	کندہ کے علاقے	"	ابن مہدی کا زبید پر قبضہ
۳۵۵	حمدان اور خذہ کی جنگ	"	مذحج	"	ابن مہدی کے کروت اور موت
"	حمدان اور وصیف کی جنگ	"	بنی نہد کا علاقہ	۳۳۶	عبد اللہ بن علی بن مہدی
"	حلیفہ متضد کی ہارون کے پیچھے روانگی	۳۵۱	مضافہ یمن کے علاقے	"	مقام تعز کی آباد کاری
"	حمدان کی رہائی	"	یہامہ کے حکمران	"	یمن سے عرب حکومت کا خاتمہ
"	عبد اللہ بن حمدان کی حکومت کا آغاز	"	بنی مزان اور طسم جدیس کی آنکھ مچولی	"	یمن کے حالات
"	ابن حمدان کی محمد بن سلال سے جنگ	"	حضرت موت	"	یمن کے اطراف اور حکومت
۳۵۶	ابوالہیجا امین حمدان کا استحکام	"	جزیرہ عرب کا پتہ بتانے والا	"	"زبید" کے احوال
"	حسین بن حمدان کا تعاقب اور شکست	"	شحر اور اس کا تعارف	۳۳۷	"عتر" حلی اور سرچہ
"	ابوالہیجا اور حسین کی بغاوت	۳۵۲	شحر کا حدود اور بعد	"	"سریر تہامہ" کا تعارف
"	حسین بن حمدان کی گرفتاری	"	شحر کا پہلا قحطانی باشندہ	"	"زرائب" اور جدہ
"	عبد اللہ اور تمام بنو حمدان کی گرفتاری	"	صقان اور مریاط	"	عدن کے احوال

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۳۶۵	سیف الدولہ کی فتح کے بعد شکست	۳۶۱	توزون کے خلاف خلیفہ اور بنو حمدان کی	۳۵۶	ابوالہجہ کی دوبارہ گورنری
۳۶۶	ناصر الدولہ اور معز الدولہ کی ناچاقی	۳۶۱	پیش قدمی	۳۵۷	ابوالہجہ کا قتل
۳۶۷	ابوالرجاء اور عبداللہ	۳۶۱	توزون کی فتح	۳۵۷	حمدان کے بیٹوں سعید اور ناصر کی گورنری
۳۶۸	ناصر اور معز کی تیسری بار صلح	۳۶۱	خلیفہ کا توزون کے نام خط	۳۵۸	ناصر الدولہ اور خلیفہ کی جنگ
۳۶۹	رومیوں کا عین زربہ پر قبضہ	۳۶۱	خلیفہ کی بنو حمدان سے ناراضگی	۳۵۹	ابن حمدان کی چالاک
۳۷۰	عین زربہ سے یکینوں کا اخراج	۳۶۱	اشید کی بغداد آمد	۳۶۰	ناصر کے خلاف خلیفہ کی فوج کشی
۳۷۱	دیگر فتوحات	۳۶۱	خلیفہ سے اشید اور وزیر کی بے وفائی	۳۶۱	ناصر کی گرفتاری اور ابن رائق کا بغداد پر
۳۷۲	حلب پر مستق کا قبضہ	۳۶۲	توزون کے ہاتھوں خلیفہ متقی کا انجام	۳۶۲	قبضہ
۳۷۳	حلب میں لوٹ مار	۳۶۲	رقہ والوں کی بغاوت	۳۶۳	ابن رائق اور خلیفہ کی صلح
۳۷۴	مسلمانوں کی بے کسی	۳۶۳	سیف الدولہ کا حلب پر قبضہ	۳۶۴	ابن رائق کا دمشق پر قبضہ
۳۷۵	بھانجے کے قتل کے بدلے بارہ سو	۳۶۴	ناصر الدولہ اور توزون کا اختلاف	۳۶۵	خلیفہ راضی اور تحکم کی وفات
۳۷۶	مسلمانوں کا قتل	۳۶۴	توزون کی وفات اور ابن شیرزاد	۳۶۶	بغداد میں رسوئی
۳۷۷	عین زربہ کی واپسی	۳۶۵	ابن حمدان اور ابن بویہ	۳۶۷	ابوالحسن کا بغداد پر قبضہ
۳۷۸	رومیوں میں بغاوت	۳۶۶	ابن شیرزاد اور ناصر الدولہ	۳۶۸	ابن حمدان خلیفہ کی کمک پر
۳۷۹	اہل خراج کی بغاوت	۳۶۷	ناصر الدولہ کی شکست	۳۶۹	ابن رائق کا قتل
۳۸۰	ہبتہ اللہ کی بغاوت	۳۶۸	ناصر اور معز کی صلح	۳۷۰	مصر پر اشید کا قبضہ
۳۸۱	سیف الدولہ کی موت کی افواہ	۳۶۹	سیف الدولہ کا دمشق پر قبضہ	۳۷۱	بغداد پر قبضے کی تیاری
۳۸۲	ہبتہ اللہ کا فرار	۳۷۰	سیف الدولہ کا دمشق سے فرار	۳۷۲	بغداد میں خلیفہ اور بنو حمدان کی آمد
۳۸۳	ابوالورد کا قتل	۳۷۱	ناصر الدولہ اور ترکوں کا اختلاف	۳۷۳	سیف الدولہ کی بریدی کے خلاف
۳۸۴	نجاک کی بغاوت اور قتل	۳۷۲	تکین شیرازی	۳۷۴	روانگی
۳۸۵	معز الدولہ کی پیش قدمی	۳۷۳	تکین کی گرفتاری	۳۷۵	بریدی کی شکست اور فرار
۳۸۶	نصیبین پر معز کا قبضہ	۳۷۴	جمان کی بغاوت	۳۷۶	سیف الدولہ کا واسطہ پر قبضہ
۳۸۷	ناصر الدولہ کی جنگ میں کامیابی	۳۷۵	جمان کی شکست اور موت	۳۷۷	سیف الدولہ اور ترکوں کی ناچاقی
۳۸۸	معز و ناصر کی دوبارہ صلح	۳۷۶	ناصر الدولہ اور معز الدولہ کی جنگ	۳۷۸	ناصر الدولہ، ترک اور دیلم
۳۸۹	رومیوں کا مصیبت پر قبضہ	۳۷۷	ناصر اور معز کی صلح	۳۷۹	حج کی آنکھیں پھوڑنا
۳۹۰	اؤشا اور طرطوسی پر ظلم و ستم	۳۷۸	رومیوں سے سیف الدولہ کی جنگیں	۳۸۰	عدس حکمی کے حالات
۳۹۱	دستق کی موت	۳۷۹	رومی علاقوں پر حملہ	۳۸۱	مسفر بن حسین اور عدس حکمی
۳۹۲	یحیٰی شاہ روم کے حملے	۳۸۰	سیف الدولہ پر رومی حملہ	۳۸۲	سمصا ب پر عدل کا قبضہ
۳۹۳	طرطوس پر قبضہ	۳۸۱	رومیوں سے بدلہ	۳۸۳	عدس کی بنو حمدان سے محاذ آرائی
۳۹۴	انطاکیہ اور حمص میں بغاوت	۳۸۲	قسطنطین بن دستق کا قتل اور جنگ	۳۸۴	عدل کا خوفناک انجام
۳۹۵	رشیق اور زہر کی موت	۳۸۳	رومیوں کا دوبارہ حملہ	۳۸۵	توزون کا بغداد پر قبضہ
۳۹۶	مروان قراطی کی بغاوت	۳۸۴	سیف الدولہ کی انتقامی کارروائی	۳۸۶	خلیفہ کی توزون سے ناراضگی

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۳۸۱	کچور کی سازشیں	۳۷۵	اور موت	۳۷۰	”در“ پر رومی و مسلم کشمکش
”	کچور کے خلاف سازشوں کی روانگی	”	بختیار بن معز الدولہ	”	سیف الدولہ کی وفات
”	رومی اور عرب گٹھ جوڑ	”	بختیار کا موصل پر قبضہ	۳۷۱	ناصر الدولہ کا ظلم و ستم
”	کچور سے دھوکا	۳۷۶	بختیار کی بغداد روانگی	”	ناصر الدولہ کی گرفتاری
”	کچور کا فرار اور قتل	”	بختیار سے ابوالعلب کی صلح	”	ابوالمعالی کی حلب میں حکومت
”	کچور کے لواحقین کی امن کی درخواست	”	بختیار کی بغداد روانگی	”	ابوالعلب اور حمدان کی جنگ
”	یاد گردی کے حانات	”	ابوالعلب کی بد عہدی کی خبر اور رشتہ داری	”	بیٹے کی قید میں باپ کی موت
۳۸۲	عضد الدولہ اور یاد	”	ابوالمعالی دوبارہ حلب میں	۳۷۲	حمدان اور ابواسبرکات
”	ابوالقاسم و یاد کی جنگ	۳۷۷	عضد الدولہ، حمدان اور ابوالعلب	”	ابو فراس کی گرفتاری اور بھائیوں کی ناراضگی
”	یاد کی شکست	”	عضد الدولہ اور بختیار کی جنگ	”	ابوالعلب اور اس کے بھائیوں کی کشمکش
”	دیار بکر	”	عضد الدولہ کا موصل پر قبضہ	”	حمدان کے غلام کی بغاوت
”	یاد کا قتل	”	ابوالعلب کا فرار اور تعاقب	”	رومیوں کی شام میں ہنگامہ آرائی
”	صلح کا پیغام	”	ابوالعلب روم میں	”	رومیوں کا اٹھ رہے شہروں پر قبضہ
”	ابونصر اور یاد کی جنگ	”	ابوالعلب کو آمد سے ناامیدی	۳۷۳	قرعوبہ نامی مسلمان حاکم
۳۸۳	ناصر الدولہ حمدان کے بیٹے	۳۷۸	میاہارقین پر ابوالوفاء کا محاصرہ	”	قرعوبہ کی خود سری
”	بنو حمدان کی موصل آمد	”	ابوالوفاء کی فتوحات	”	ابوالمعالی کی والدہ
”	موصل پر قبضہ	”	عضد الدولہ کا دریا مصر پر قبضہ	”	ابوالمعالی اور عرقوبہ
”	یاد گردی کی مزاحمت	”	رحبہ پر عضد الدولہ کا قبضہ	”	میاہارقین کی طرف ابوالعلب کی روانگی
”	بنو حمدان کو آمدی کمک کی فراہمی	”	ابوالعلب کی دمشق روانگی	”	اتطاکیہ پر رومی فوج کا قبضہ
”	”باد“ کا قتل	”	ابوالعلب کی طبریہ روانگی	”	اہل لواء کی جلاوطنی
”	استیلاء بنو کثیر	۳۷۹	بنو عقیل اور ابوالعلب کی رملہ پر جڑھائی	۳۷۴	حلب پر عیسائی قبضہ
”	ابوعلیٰ اور بنو حمہ ان کی جنگ	”	ابوالعلب کی میدان جنگ میں موت	”	قلعے والوں کی صلح
۳۸۴	دوبارہ جنگ	”	ارمانوس کے بیٹے	”	ملاذ کرد پر قبضہ
”	ابوناہر کی گرفتاری اور قتل	”	ابن شمشق کا قتل	”	یحضور نامی شاہ قسطنطنیہ
”	ابوالدرداء کی حکومت	”	درد بن منیر کی حکومت اور فتوحات	”	یحضور کا قتل
”	سعد الدولہ بن حمدان	”	درد کی گرفتاری	”	یحضور کا نسب اور ایک نصیحت
”	منجوتکین کا حلب پر قبضہ	۳۸۰	درد کی رہائی	”	ابوالعلب کا حران پر قبضہ
”	حلب سے لولوء کا مال کاٹنا	”	درد کی خود مختار حکومت	۳۷۵	قرعوبہ اور ابوالمعالی کی مصالحت
”	حلب سے منجوتکین کا فرار	”	کچور اور والی مصر عزیز	”	رومیوں کا جزیرہ پر حملہ
۳۸۵	سعد الدولہ کی معزولی	”	دمشق کی گورنری کی درخواست	”	مظلومین کی بغداد میں فریاد
”	صالح کی جنگ اور لولوء کی گرفتاری	”	بنکین کی طلبی	”	بغداد میں ہنگامہ
”	بنو حمدان کا زوال اور بنو کلاب کا قبضہ	”	منیر کا دمشق پر قبضہ	”	رومیوں کی شکست و دمشق کی گرفتاری

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۳۹۴	بسا سیری، نیال وغیرہ کے فرار	۳۹۰	قراوش، بنو اسد اور خفاجہ کی جنگ		موصل میں بنو عقیل کی حکومت اور
۳۹۵	بسا سیری کا بغداد پر حملہ	۳۹۱	بنو عقیل اور قراوش کی جنگ		ابوالدرداء کے ذریعہ اس کے شروع
۳۹۶	بغداد پر قبضہ اور شیعہ اذان	۳۹۲	ابوالحسن بن عکشان	۳۸۵	ہونے کے حالات
۳۹۷	خلیفہ اور وزیر کی گرفتاری	۳۹۳	ابوالحسن اور قراوش کا معاہدہ	۳۸۶	بنو عقیل کا ابتدائی دور
۳۹۸	بسا سیری کا بغداد سے فرار	۳۹۴	ابوالحسن سے ابوعلی کا دھوکا		موصل پر ابو درداء کی حکمرانی
۳۹۹	خلیفہ کی بیوی کی واپسی	۳۹۵	زعیم الدولہ کا معتمد اور قراوش سے		ابوالدرداء کی وفات اور اس کے بھائی
۴۰۰	سلطان اور خلیفہ کی ملاقات	۳۹۶	اختلاف		مقلد کی حکومت
۴۰۱	بسا سیری سے جنگ اور اس کا قتل	۳۹۷	قراوش کے بھائی کی بدعہدی		مقلد کا موصل پر قبضہ
۴۰۲	قریش بن بدران کی وفات	۳۹۸	قراوش کی نظربندی اور رہائی		مقلد کا بغداد پر حملہ
۴۰۳	وجہ سے علوی حکومت کا خاتمہ	۳۹۹	ابو کامل اور بسا سیری کا اختلاف		بہاء الدولہ اور مقلد کی صلح
۴۰۴	اہل حلب اور مسلم بن قریش	۴۰۰	ابو کامل اور بسا سیری کی جنگ		مقلد کا مکمل قبضہ
۴۰۵	مسلم کا شہر حلب پر قبضہ	۴۰۱	قراوش کا فرار اور واپسی		علی بن مسیب کی گرفتاری
۴۰۶	قراوش کی اپنے بھائی سے صلح	۴۰۲	قراوش کی سخت نگرانی		علی کی رہائی
۴۰۷	قراوش اور خفاجہ کی پھر جنگ	۴۰۳	بدران کے بیٹوں میں اختلاف		علی کا موصل پر قبضہ اور صلح
۴۰۸	منہج خفاجی کی ابو کایبار کی اطاعت	۴۰۴	قریش بن بدران کی امارت		جبرئیل بن محمد اور مقلد کا دوقا پر قبضہ
۴۰۹	بدران بن مقلد کا نصیبین پر حملہ	۴۰۵	قراوش کی وفات		بدران بن مقلد کا دوقا پر قبضہ
۴۱۰	فتنہ تاتار	۴۰۶	قریش کا انبار پر حملہ		مقلد کا قتل
۴۱۱	تاتاریوں کی مرمت	۴۰۷	قریش کا طغرل بیگ سے اظہار		قراوش بن مقلد کے لئے منصور کی امداد
۴۱۲	تاتاری آذربائیجان میں	۴۰۸	اطاعت		مقلد کے بھائی اور قراوش کی صلح
۴۱۳	تاتاریوں کے چار سردار	۴۰۹	بسا سیری اور الملک الرحیم		منصور بن قراوش کا فرار
۴۱۴	تاتاریوں کے ہاتھ تباہی	۴۱۰	بسا سیری کی فتوحات اور حاکم مصر کی		قراوش اور بہاء الدولہ کی جنگیں
۴۱۵	ہکاری کرد علاقوں کی تباہی	۴۱۱	اطاعت		قراوش کا کوفہ پر حملہ
۴۱۶	”رے“ کے ترکوں کے سیاہ کارنامے	۴۱۲	طغرل بیگ اور اہل بغداد		ابوعلی (فاتح قراوش) کا انتقال
۴۱۷	قراوش اور سلیمان کی فوجیں ترکوں کے	۴۱۳	طغرل کی موصل روانگی		ابوالقاسم حسین بن علی مغربی
۴۱۸	مقابلہ	۴۱۴	شاہی فوج اور عربوں کی جنگ		ابوالقاسم نحشیت وزیر قراوش
۴۱۹	قراوش کی ترکوں ہاتھ شکست	۴۱۵	قریش اور دیس کی اطاعت		موید الملک کی معزولی کی وجہ
۴۲۰	قراوش کا فرار	۴۱۶	قریش اور دیس کو معافی		ابوالقاسم کی بغداد سے ہجرت
۴۲۱	موصل میں ترک فتنہ	۴۱۷	سجاری کی فتح		ابوالقاسم کا کوفہ سے اخراج
۴۲۲	اہل موصل کا قتل عام	۴۱۸	ابراہیم نیال کو جاگیر کا عطیہ		قراوش کے وزیر سلیمان کی گرفتاری اور
۴۲۳	طغرل بیگ کو اطلاعی شکایت	۴۱۹	نیال کا موصل سے نکلنا اور بسا سیری کا		قتل
۴۲۴	دیس کی قراوش کی کمک پر روانگی	۴۲۰	قبضہ		قراوش کی دیس وغیرہ کے ہاتھوں شکست
۴۲۵	قراوش اور ترکوں کی جنگ	۴۲۱	قلعہ موصل پر بھی قبضہ		دوبارہ جنگ اور قراوش کی اطاعت

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۳۹۸	نصیر الدولہ اور بنت قراوش کا مہر	۳۹۸	شرف الدولہ کے علاقوں کی طرف	۳۹۸	عیسائیوں کا فرار
۳۹۹	بدران کا نصیبین پر قبضہ	۳۹۹	سلطان کی پیش قدمی	۳۹۹	نصر بن صالح کا قتل
۳۹۹	بدران کی وفات	۳۹۹	منوید الملک کے ذریعے صلح صفائی	۳۹۹	وزیری کا حلب سے اخراج
۳۹۹	غریب و قراوش کی جنگ	۳۹۹	مسلم بن قریش کی وفات ابراہیم بن	۳۹۹	وزیری کی وفات
۳۹۹	قراوش و جلال الدولہ کی جنگ	۳۹۹	مسلم کی حکومت	۳۹۹	معز الدولہ شمال کا قبضہ
۳۹۹	موجودہ زمانے میں قسطنطنیہ کے	۳۹۹	شرف الدولہ اور سلیمان بن قطلمش	۳۹۹	حلب پر مصری افواج کا حملہ
۳۹۹	حکمرانوں کے حالات	۳۹۹	سلیمان اور شرف الدولہ کی چپقلش	۳۹۹	حکومت حلب سے شمس کی دست کشی
۳۹۹	یسیل اور قسطنطنیہ	۳۹۹	شرف الدولہ کی میدان جنگ میں موت	۳۹۹	اور ابن ملہم کی حکومت
۳۹۹	تعفو راوہ یسیل برادران	۳۹۹	شرف الدولہ کے بھائی ابراہیم کی	۳۹۹	اہل حلب کی بغاوت
۳۹۹	دستق ورام یسیل	۳۹۹	حکومت	۳۹۹	ابن ملہم اور ناصر الدولہ
۳۹۹	یسیل کی حکومت	۳۹۹	انبار پر عمید العراق کا قبضہ	۳۹۹	محمود بن نصر کا حلب پر قبضہ
۳۹۹	بلغر قوم	۳۹۹	ابراہیم کا زوال	۳۹۹	شمال کی حلب پر دوبارہ حکومت
۳۹۹	قسطنطین اور ارمانوس کی حکومت	۳۹۹	مسلم کے بیٹوں کا جھگڑا اور عرب کی تقسیم	۳۹۹	شمال کی وفات
۳۹۹	میخائل اول اور میخائل ثانی	۳۹۹	ابراہیم کا موصل پر قبضہ	۳۹۹	”عطیہ“ خاکم حلب
۳۹۹	بطریق اعظم اور میخائل	۳۹۹	ابراہیم کا قتل	۳۹۹	حلب پر محمود کا قبضہ
۳۹۹	بطریق کی کامیابی	۳۹۹	موصل پر بنی سیتب کی حکومت کا اختتام	۳۹۹	محمود کی خلافت عباسیہ کی اطاعت
۳۹۹	ملکہ بدروندہ اور قسطنطین	۳۹۹	محمد بن مسلم کی گرفتاری	۳۹۹	محمود سلطان الہی ارسلان کے دربار میں
۳۹۹	بیناس کی بغاوت	۳۹۹	محمد بن مسلم کی موت	۳۹۹	ہشیب بن محمود کا قتل
۳۹۹	قسطنطین میں رومیوں کی شامت	۳۹۹	بنو سیتب کا زوال	۳۹۹	وفات نصر ابن اشیر
۳۹۹	قلعہ حلب پر بھی قبضہ	۳۹۹	ابن مرداس بنو صالح کی حکومت کے	۳۹۹	اہل حلب کا ترکوں پر عدم اعتماد
۳۹۹	مسلم بن قریش کا دمشق کا محاصرہ	۳۹۹	حالات	۳۹۹	مسلم بن قریش کا حلب پر قبضہ
۳۹۹	اہل حران کی بغاوت	۳۹۹	رجب کے قابضین	۳۹۹	بنو صالح کی حکومت کا اختتام
۳۹۹	جنگ ابن جبیر و مسلم بن قریش ابو نصر محمد	۳۹۹	صالح اور ابن مجلکان	۳۹۹	سلیمان بن قطلمش اور حلب
۳۹۹	فخر الدولہ	۳۹۹	ابن مجلکان کا قتل	۳۹۹	تمش کا قلعہ حلب کا محاصرہ
۳۹۹	فخر الدولہ کے امتیازات اور وزارت	۳۹۹	لولوء اور فتح نامی غلام	۳۹۹	ملک شاہ کی پیش قدمی
۳۹۹	دور وزارت اور معزولی	۳۹۹	لولوء کا انطاکیہ فرار	۳۹۹	قلعہ ہجر پر قبضہ
۳۹۹	عمید الدولہ بن فخر الدولہ	۳۹۹	عزیز الملک	۳۹۹	ملک شاہ کا حلب پر قبضہ
۳۹۹	فخر الدولہ دیار بکر کا حکمران	۳۹۹	صالح بن مرداس کی حکومت کی حدود	۳۹۹	آقسر حلب کا گورنر
۳۹۹	فخر الدولہ اور ابن مردان کی جنگ	۳۹۹	صالح کا حلب پر قبضہ	۳۹۹	”حله“ کے حکمران بنو مزید کی حکومت
۳۹۹	شرف الدولہ کی مدد اور فرار	۳۹۹	صالح کا قتل	۳۹۹	کے حالات و واقعات
۳۹۹	شرف الدولہ کو معافی	۳۹۹	ابو کامل نصر بن صالح	۳۹۹	بنو مزید اور ابو الحسن کی جنگ
۳۹۹	ملک شاہ کا موصل پر قبضہ	۳۹۹	عیسائیوں کا حملہ اور شکست	۳۹۹	علی بن مزید کی وفات اور دہیس بن علی کی

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۴۲۷	دبیس کا انتقام	۴۲۱	کیقباد بن ہزار دست	۴۱۱	امارت
"	سلطان محمود اور دبیس	"	تکریت پر صدقہ کا قبضہ	"	جزیرہ دیسہ پر منصور بن حسین کا قبضہ
"	دبیس کی گھبراہٹ	"	کیقباد کی موت	۴۱۲	دبیس اور جلال الدولہ کے جھگڑے
"	دبیس کی شکست	"	صدقہ اور والی بطیحہ کی مخالفت	"	دبیس اور مقلد کی جنگ
۴۲۸	بصرہ کی تباہی	۴۲۲	حماد اور مہذب الدولہ	"	مطیر آباد اور نیل کی تباہی
"	دبیس کی ملک طغرل کے پاس روانگی	"	حماد کی شکست	"	قتلہ دبیس و ثوابت
"	خلیفہ کے سامان کی لوٹ مار	"	حماد اور مہذب الدولہ کی صلح	۴۱۳	قتلہ دبیس اور لشکر واسط
"	خلیفہ مسترشد اور دبیس	"	قتل صدقہ و امارت دبیس	"	خفجہ اور دبیس کی جنگ
"	دبیس کی ریشہ روائیاں	"	سلطان محمد اور صدقہ کی کشیدگی		
۴۲۹	سلطان محمود اور سلطان سنجر	"	صدقہ کی بغاوت	۴۱۵	تاریخ ابن خلدون
"	دبیس اور محمود کا جھگڑا	۴۲۳	سلطان کی صدقہ کے خلاف تیاری		جلد پنجم
"	دبیس کا فرار	"	حسان بن مفرج		حصہ دوم
"	دبیس کی گرفتاری	"	امیر محمد کا واسط پر قبضہ	۴۱۷	طغرل بیگ کا مکمل قبضہ اور خطبہ
"	دبیس کی رہائی	"	واسط پر صدقہ کا قبضہ	"	بسا سیری اور دبیس کی طغرل بیگ سے
"	دبیس کی زندگی کے ساتھ بغداد اور اوانگی اور	۴۲۴	صدقہ اور سلطان محمد کی جنگ	"	جنگ
۴۳۰	شکست کھانا	"	صدقہ کا قتل	"	قریش کی تہی دستی
"	سلطان سنجر	"	صدقہ کی خصوصیات	"	نیال کی بغاوت
"	دبیس اور زندگی کا حملہ	"	دبیس بن صدقہ	"	بسا سیری کا قتل اور دبیس کا فرار
"	دبیس کی شکست اور فرار	"	سلطان محمود بن محمد کی تخت نشینی	۴۱۸	دبیس کی وفات
"	دبیس کی سلطان مسعود سے علیحدگی	"	دبیس برستی اور الملک المسعود	"	منصور بن دبیس کی امارت
"	خلیفہ کا دبیس کو رکھنے سے انکار	۴۲۵	ابوالحسن کی گرفتاری	"	وفات منصور بن دبیس کی وفات اور
"	دبیس دوبارہ سلطان مسعود کے پاس	"	ملک مسعود اور برستی	"	صدقہ کی حکومت
۴۳۱	خلیفہ کی شکست اور گرفتاری	"	مسترشد کے سفیر	"	صدقہ اور سلطان برکیاروق
"	سلطان اور خلیفہ کی صلح اور شرائط	"	ملک مسعود و سلطان محمود کے درمیان صلح	"	صدقہ کا واسط اور ہیبت پر قبضہ
"	خلیفہ مسترشد کا قتل	۴۲۶	دبیس اور سلطان محمود	۴۱۹	صدقہ کی حد کی طرف واپسی
"	دبیس کا قتل	"	دبیس کی سازش	"	واسط پر قبضہ
"	صدقہ بن دبیس کی سلطان مسعود سے صلح	"	ملک مسعود کی شکست	"	ہیبت پر قبضہ گیا۔
"	خلیفہ راشد اور خلیفہ مقتدی کی بالترتیب	"	وزیر ابوا سمعیل کا قتل	"	صدقہ کا بصرہ پر قبضہ
"	تخت نشینی	"	برستی اور ملک مسعود	۴۲۰	صدقہ کی حد کی طرف واپسی
"	صدقہ اور سلطان محمود کی رشتہ داری	"	حد کی تباہی	"	بصرہ میں توتہ ش کی حکومت
"	خلیفہ راشد کی آزر بائجان میں شکست	"	منصور کا حملہ	"	تکریت پر صدقہ کا قبضہ
۴۳۲	سلطان مسعود کی شکست	۴۲۷	مہاہل کی گرفتاری	"	تکریت پر ایک عورت کا قبضہ

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۴۳۹	مستعین کے قتل سے انکار	۴۳۵	مصر پر محمد بن ابی حذیفہ کا!	۴۳۲	حلیہ پر محمد بن دہیس کا تقرر
"	ابن عبد اللہ کا قول	"	حضرت علی کا دور اور مصر	"	بوزاہ کی مسعود سے بغاوت
۴۴۰	احمد بن طولون بحیثیت گورنر مصر	"	اشتر نخعی اور محمد بن ابی بکر مصر میں	"	علی بن دہیس اور محمد بن دہیس کی جنگ
"	ابن طولون اور احمد بن مدبر	"	حضرت عمرو بن عاص مصر میں	"	علی بن دہیس کی طاقت میں اضافہ
"	موسیٰ بن طولون کی گرفتاری	"	حضرت عمرو بن عاص اور دوسرے	"	علی اور خلیفہ متقی کی صلح
"	خلیفہ موفق اور احمد بن طولون	۴۳۶	گورنران مصر	"	علی بن دہیس کا حد سے فرار
۴۴۱	یار جوح کی وفات۔	"	۵۰ھ کے بعد مصر کی حکومت	۴۳۳	حدی دہیس کو واپسی
"	ابن طولون اور موفق کا جھگڑا	"	حضرت عبداللہ بن زبیر کا دور خلافت	"	علی کی سلطان مسعود سے بغاوت
"	احمد بن طولون کے جھگڑے کا سبب	"	مصر پر مروان کے گورنر	"	سلطان مسعود سے دہیس کی معافی
"	موسیٰ بن بغا کی مصر روانگی	"	ولید بن عبدالملک کے گورنر	"	علی بن دہیس اور سلطان مسعود کی وفات
"	موسیٰ بن بغا کی کسمپرسی	"	یزید بن عبدالملک کا گواہ	"	سلطان ملک شاہ کی تخت نشینی
"	موفق کی علیحدگی	"	ہشام کے گورنران مصر	"	مسعود ہلاک اور خلیفہ متقی کی جنگ
۴۴۲	محمد بن ہارون کا قتل	۴۳۷	مروان بن محمد آخری اموی خلیفہ	"	سلطان ملک شاہ گرفتار سلطان محمد کی تخت نشینی
"	احمد بن طولون کی سرحد کی گورنری	"	دولت عباسیہ اور مصر	"	خلیفہ مستجد کی تخت نشینی
"	قلعہ لولوی کی حفاظت	"	صالح بن ابراہیم وغیرہ	"	بنو اسد سے معرکہ آرائی
"	شاہ روم کی درخواست پر ابن طولون کے الفاظ	"	۸۰ھ کے بعد کے گورنران مصر	۴۳۴	بنو اسد کی جد وطنی اور بنو مزید کی حکومت کا خاتمہ
"	اناجور کی وفات	"	خلیفہ مامون کا دور اور مصر	"	خلفت عباسیہ کے زیر اثر ممالک اسلامیہ میں حکمرانی کرنے والے عجی حکمرانوں کے حالات جنہیں خلفاء پر استبداد حاصل ہو گیا تھا سب سے پہلے دولت ابن طولون مصر کے حالات۔
"	احمد بن طولون کی روانگی	"	۲۰۰ھ اور گورنران مصر	"	مصر کی فتح اور حضرت عمرو بن عاص
"	احمد بن طولون کا تہن میں قیام	۴۳۸	مستعین باللہ بحیثیت گورنر مصر	"	حضرت عمرو بن عاص کا استعفی
۴۴۳	سیما طویل سے جنگ	"	مامون کی مصر آمد	"	حضرت عبداللہ بن ابی سرح مصر کے گورنر
"	ابن طولون کا انطاکیہ پر قبضہ	"	مستعین باللہ کی خلافت اور مصر	"	عزوزہ صواری اور عمرو بن عاص کی اسکندریہ روانگی
"	روم کے شہروں پر جہا کی تیاری	"	۲۲۶ھ اور گورنران مصر	"	رومیوں کی شکست
"	مصر کی طرف واپسی	"	۲۳۰ھ اور ایٹاخ کی گورنری	"	حضرت عبداللہ بن ابی سرح کی فتوحات
"	موسیٰ بن اتامش اور احمد جیونہ	"	۲۳۴ھ اور مستنصر کی گورنری	"	معاویہ بن خدیج کی تقرری
"	عباس بن احمد کی اپنے باپ احمد بن طولون سے بغاوت	"	۲۳۸ھ اور ابو حاتم کی گورنری	"	عبداللہ بن ابی سرح کی معزولی
"	عباس کی برقع آمد	۴۳۹	مستنصر کی خلافت اور گورنری مصر	"	
"	عباس کا فرار	"	احمد بن طولون حکومت مصر پر ۲۵۴ھ	"	
۴۴۴	عباس کی سرکشی	"	طولون کا تعارف	"	
"	عباس بن احمد اور ابراہیم بن احمد	"	احمد بن طولون کی تربیت اور شہرت	۴۳۵	
"	عباس کی گرفتاری	"	احمد بن طولون کی جہاد پر روانگی	"	
"		"	خلیفہ مستعین کی خدمت میں	"	

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۴۵۶	احمد کیلغ کی دوبارہ گورنری	۴۵۰	طرسوس پر خمارویہ کی حکومت	۴۴۴	صوفی اور عمری کا مصر میں خروج کرنا
۴۵۷	محمد ابن رابق	۴۵۱	خمارویہ کی وفات	۴۴۵	ابراہیم بن محمد علوی کا خروج
۴۵۸	محمد ابن رابق کا شام پر قبضہ	۴۵۲	موسیٰ بن موسیٰ بن طولون	۴۴۶	ابراہیم کی گرفتاری
۴۵۹	ابن رابق کی بغداد واپسی	۴۵۳	خمارویہ کے بارے میں لوگوں کی غلط فہمی	۴۴۷	ابو عبد الرحمن عمری کا قتل
۴۶۰	مقبوضات ابن رابق پر ناصر کا قبضہ	۴۵۴	معتقد اور خمارویہ کی رشتہ داری	۴۴۸	ابن برقہ کی بغاوت
۴۶۱	خلیفہ متقی کی اشدید کی طلبی	۴۵۵	خمارویہ کا قتل اور حکومت جیش	۴۴۹	برقہ کا محاصرہ
۴۶۲	اشدید کی رقبہ میں خلیفہ سے ملاقات	۴۵۶	جیش بن خمارویہ کی حکومت	۴۵۰	لولو کی بغاوت
۴۶۳	سیف الدولہ اور کانور	۴۵۷	جیش بن خمارویہ کا قتل	۴۵۱	لولو کی کامیابی
۴۶۴	اشدید کی وفات انور کی حکومت	۴۵۸	طرسوس کا قتل اور بغاوت	۴۵۲	لولو کا انجام
۴۶۵	سیف الدولہ اور انور کی صدمہ	۴۵۹	دمشق پر طغی بن بھف کی حکومت	۴۵۳	معتقد کا ابن طولون کی طرف جانا اور
۴۶۶	انور اور اس کے بھائی علی کی وفات	۴۶۰	امطہ کا دمشق پر حملہ	۴۵۴	راستے ہی سے واپس
۴۶۷	اشدید کی وفات کانور کی ولایت	۴۶۱	ابوالقاسم بن علی کی قتل و غارت	۴۵۵	والی موصل کی چال بازی
۴۶۸	کانور کی وفات اور امر کی ولایت	۴۶۲	قرامطہ کی سرکوبی	۴۵۶	سپہ سالاروں کی گرفتاری
۴۶۹	بنو طغی کی حکومت کی خاتمہ	۴۶۳	حکومت بنو طولون کا خاتمہ	۴۵۷	ابن طولون کا رد عمل
۴۷۰	مصر پر جوہر کا قبضہ	۴۶۴	محمد بن سلیمان	۴۵۸	ابن طولون کی شکست
۴۷۱	جامع ابن طولون میں کلمات اذان میں	۴۶۵	محمد بن سلیمان اور قرامطہ	۴۵۹	سرحدی شورش اور ابن طولون کی روانگی
۴۷۲	اضافہ	۴۶۶	محمد بن سلیمان کا مصر پر حملہ	۴۶۰	ابن طولون کی وفات
۴۷۳	اخبار دولت بنی مروان جنہوں نے	۴۶۷	ہارون کی موت	۴۶۱	ابن طولون کا کردار
۴۷۴	دیار بکر میں بعد بنو حمدان کے حکمرانی کی	۴۶۸	بنو طولون کا زوال	۴۶۲	خمارویہ کی حکومت
۴۷۵	از آغاز تا انجام	۴۶۹	عیسیٰ نوشیزی کی حکومت مصر اور خلیجی کی	۴۶۳	خمارویہ اور ابن موفق
۴۷۶	باد کردی	۴۷۰	بغاوت	۴۶۴	ابن موفق کا حملہ
۴۷۷	باد کردی کی موت	۴۷۱	ابراہیم بن علی کی سرکشی	۴۶۵	ابن موفق اور خمارویہ کی جنگ
۴۷۸	ابو علی بن مروان کرد	۴۷۲	خلیجی کی گرفتاری	۴۶۶	ابن موفق کا فرار
۴۷۹	ابو علی بن مروان کا قتل اور ابو منصور کی	۴۷۳	عیسیٰ نوشیزی کی وفات	۴۶۷	خمارویہ کا قیدیوں سے سلوک
۴۸۰	حکومت	۴۷۴	ابو منصور تکین کی مصر پر حکومت	۴۶۸	خمارویہ کی شہرت
۴۸۱	ابو منصور بن مروان	۴۷۵	مونس خادم کی کامیابی	۴۶۹	اسحاق اور ابن ابی الساج کی باہم
۴۸۲	قتل مہمد الدولہ کا قتل ابو نصر کی حکومت	۴۷۶	ذکاء اور کی گورنری	۴۷۰	مخالفت اور جزیرہ میں ابن طولون کا
۴۸۳	مہمد الدولہ اور شروہ	۴۷۷	تکین خزری کی دوبارہ گورنری	۴۷۱	خطبہ پڑھا جانا
۴۸۴	ابو نصر بن مروان نصیر الدولہ	۴۷۸	ابوالقاسم کا مصر پر حملہ	۴۷۲	ابن ابی الساج کا موصل پر قبضہ
۴۸۵	نصیر الدولہ کا دیار بکر پر قبضہ	۴۷۹	ابوالقاسم اور مونس کی جھڑپیں	۴۷۳	ابن ابی الساج کی بغاوت
۴۸۶	نصیر الدولہ کا الربار پر قبضہ	۴۸۰	ابوالقاسم کی شکست کے اسباب	۴۷۴	ابن ابی الساج اور اسحاق کی جنگ
۴۸۷	عطیر کا قتل	۴۸۱	احمد بن کیلغ کی گورنری	۴۷۵	اسحاق کی شکست

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۴۷۳	بنو سامان کا خراسان پر قبضہ	۴۶۷	عبدالرحمن بن مقلد اور محمد بن واصل	۴۶۱	بدران بن مقلد کا نصیبین کا محاصرہ
۴۷۴	عمرو بن لیث کی جنگ کی تیاری اور شکست	۴۶۸	ابو اوز کی تباہی اور موسیٰ کا استغاثہ	۴۶۲	دیار بکر، تاتاری اور سلجوقیہ
۴۷۵	عمرو بن لیث کی گرفتاری	۴۶۹	یعقوب صفار کا فارس پر قبضہ	۴۶۳	سلیمان بن نصیر الدولہ اور ترکی
۴۷۶	ملکشی کی تخت نشینی اور عمرو کا قتل	۴۷۰	جنگ صفار و موفق	۴۶۴	وزیری ادب ابن مروان
۴۷۷	طاہر بن محمد کی بختان و کرمان کی گورنری	۴۷۱	یعقوب کی ابو اوز روانگی	۴۶۵	قتل سلیمان بن نصیر الدولہ
۴۷۸	فارس پر طاہر کی تقرری	۴۷۲	یعقوب کا استقبال	۴۶۶	بن عمر میں ان کو قدم تک
۴۷۹	فارس پر لیث کا قبضہ قتل و اشیاء سیکری	۴۷۳	یعقوب کا فرار	۴۶۷	طغرل بیگ کی دیار بکر روانگی
۴۸۰	مونس کا فرار	۴۷۴	یعقوب صفار اور محمد بن واصل	۴۶۸	نصیر الدولہ کی وفات
۴۸۱	سیکری کا فارس پر قبضہ	۴۷۵	موفق کی بغداد واپسی	۴۶۹	ابو اقداسم بن مغربی اور عمادین
۴۸۲	سیکری کی شکست	۴۷۶	بختانی کی بغاوت	۴۷۰	وفات نصیر ولایت منصور
۴۸۳	بختان و کرمان سے بنو لیث کی حکومت	۴۷۷	ابراہیم بن شریک	۴۷۱	ابن جہیر کی دیار بکر کی طرف روانگی
۴۸۴	کازوال	۴۷۸	عمرو بن لیث	۴۷۲	ابن جہیر کا آمد پر قبضہ
۴۸۵	احمد کا بختان پر قبضہ	۴۷۹	خراسان میں بغاوت اور حسن بن زید کی کامیابی	۴۷۳	بنو مروان کی حکومت کا خاتمہ
۴۸۶	سیکری اور لیث کی گرفتاری	۴۸۰	صفار کا ابو اوز پر قبضہ	۴۷۴	منصور بن نظام الدولہ کی موت
۴۸۷	اہل بختان کی بغاوت و اطاعت	۴۸۱	صفار کی وفات اور اس کے بھائی عمر کی حکومت	۴۷۵	حکومت بنو صفار ملوک بختان جنہوں نے خراسان پر قبضہ کر لیا تھا
۴۸۸	خلف ابن احمد کا بختان پر قبضہ	۴۸۲	روانگی عمر بن لیث برائے جنگ بختانی	۴۷۶	صالح بن نصر کتبی
۴۸۹	قلندرک کا محاصرہ	۴۸۳	بختانی کا قتل	۴۷۷	یعقوب بن لیث صفار
۴۹۰	خلف کی پسپائی	۴۸۴	رافع بن ہرثمہ	۴۷۸	یعقوب صفار اور ابن اوس انباری
۴۹۱	خلف ابن احمد کرمان میں	۴۸۵	نیشاپور کا محاصرہ	۴۷۹	یعقوب صفار کا فارس پر قبضہ
۴۹۲	مصمام الدولہ اور غرتاش کی گرفتاری	۴۸۶	خراسان پر رافع کی تقرری	۴۸۰	یعقوب صفار کا کرمان پر قبضہ
۴۹۳	عمرو بن خلف کی شکست	۴۸۷	ابو طلحہ کے ساتھ جنگ	۴۸۱	شیراز پر قبضہ
۴۹۴	طاہر بن خلف بردشیر	۴۸۸	جنگ عمرو بن لیث با عسا کر معتد و موفق	۴۸۲	معتز کی خدمت
۴۹۵	بردشیر پر جنگیں	۴۸۹	فارس پر موفق کا قبضہ	۴۸۳	یعقوب کی پنج و ہرات پر حکومت
۴۹۶	طاہر کی کرمان آمد اور فتوحات	۴۹۰	عمرو بن لیث کی کرمان روانگی	۴۸۴	بلخ پر قبضہ
۴۹۷	طاہر کے شہروں پر قبضے	۴۹۱	عمرو کا تقرر	۴۸۵	یعقوب کی بختان واپسی
۴۹۸	طاہر بن خلف کا قتل	۴۹۲	عمرو بن لیث کی دوبارہ گورنری خراسان و قتل رافع بن لیث	۴۸۶	یعقوب کا خراسان پر قبضہ بنو طاہر کی حکومت کا خاتمہ
۴۹۹	طاہر کا بغراچہ کے علاقوں پر قبضہ	۴۹۳	رافع اور محمد کی صلح	۴۸۷	معتد اور یعقوب
۵۰۰	بغراچہ کے ہاتھوں طاہر کی شکست	۴۹۴	رافع اور عمرو کی جنگ	۴۸۸	نیشاپور پر قبضہ کی کیفیت
۵۰۱	سلطان کی خلف بن احمد سے جنگ	۴۹۵	رافع کا فرار اور قتل	۴۸۹	طبرستان پر حملہ
۵۰۲	محمود کا قلعہ طارق پر حملہ	۴۹۶		۴۹۰	فارس پر یعقوب کا قبضہ
۵۰۳	قلعہ پر قبضہ	۴۹۷			

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۳۹۰	ابوبکر خباز کا قتل اور یحییٰ کی شکست	۳۸۴	طبرستان پر اطروش کا قبضہ	۳۷۸	خف بن احمد جرمان اور سرز
"	ابوزکریا یحییٰ اور اطراف صفانیہ	"	منصور بن اسحاق کی بغاوت	"	محمود کا بھتیجا پر قبضہ
"	ابن مظفر کی کامیابیاں	۳۸۵	حسین بن علی کا نیشاپور پر قبضہ	"	بھتیجا سے بنو صفار کا خاتمہ
"	یحییٰ اور منصور کی وفات	"	محمد بن جنید	"	ماوراء النہر کے حکمران بنو سامان کے حالات
"	جعفر بن جعفر کی اطاعت	"	احمد بن سہیل کی بغاوت	۳۷۹	احمد بن اسد
۳۹۱	ابن مظفر کی گورنری	"	امیر اسماعیل اور احمد بن سہیل	"	نصر بن سامانی ماوراء النہر کا گورنر
"	مرداویح کی ریشہ دوانیاں	۳۸۶	احمد بن سہیل کا جرجان پر قبضہ	"	نصر اور اسماعیل میں ناراضگی
"	امیر سعید	"	نصر بن سہیل کی وفات	۳۸۰	نصر اور اسماعیل کی صبح
"	محمد بن الیاس اور ماکان کی جنگ	"	قتل لیلیٰ بن نعمان دلمی	"	نصر کی وفات اسماعیل کی گورنری
"	امیر سعید کے فرامین	"	لیلیٰ کا نیشاپور پر قبضہ	"	عمر بن لیث کا بھتیجا پر حملہ
۳۹۲	ماکان کا کرمان پر قبضہ اور بغاوت	"	لیلیٰ کا فرار	"	عمر بن لیث کی شکست اور گرفتاری
"	علی بن محمد کی گورنری	"	لیلیٰ کا قتل	"	عمر کی بغداد اور وائگی
"	جرجان کی فتح	۳۸۷	قراتکین اور فارس	"	محمد بن زید کی خراسان کی طرف پیش قدمی
"	ابوعلیٰ کارے پر حملہ اور ماکان کا قتل ہونا	"	جنگ سمجور و ابن اطروش	"	محمد بن زید کی شکست اور موت
"	رے پر قبضہ	"	سرخاب کی روانگی	۳۸۱	اسماعیل کارے پر قبضہ
"	ماکان کی موت	"	ماکان بن کالی	"	محمد بن ہارونی کی گرفتاری
۳۹۳	وشمگیر کی اطاعت	"	خروج الیاس بن اسحاق	"	اسماعیل کی وفات احمد کی حکومت
"	ابوعلیٰ کا بلاد ختل پر قبضہ	"	الیاس کی سپہ درپے شکست	"	کردار و خوبیاں
"	ساریہ کی طرف روانگی	۳۸۸	صلوک کی ریشہ دوانیاں	"	ابونصر احمد بن اسماعیل سامانی
"	حسن بن قیرزان کی بغاوت	"	سعید کارے پر قبضہ	"	فارس کبیر کا فرار
"	رکن الدولہ کارے پر حملہ	"	سعید نصر کی "رے" سے واپسی اور محمد بن علی بطور نائب	۳۸۲	بھتیجا پر ابونصر احمد کا قبضہ
"	امیر نصر کی وفات اسکے بیٹے نوح کی حکومت	"	محمد بن علی کی بیماری اور حسن داعی رے کا حکمران	"	سیکری کی گرفتاری
۳۹۴	ابوالفضل بن حمویہ	"	اسفار کی گورنری	۳۸۳	ابونصر احمد کا قتل
"	ابوالفضل کی ابوالفضل سے رنجش	"	اطروش کا جرجان اور طبرستان پر قبضہ	"	ابوالحسن نصر بن احمد کی حکومت
"	عبداللہ بن اشکام	"	اسفار کی بغاوت اور اطاعت	"	بنو قیس
"	ابوعلیٰ کارے پر دوبارہ قبضہ	۳۸۹	اسفار کی موت اور مرداویح کا قبضہ	"	اہل بھتیجا کی بغاوت
"	رکن الدولہ کے ساتھ کمر او	"	مرداویح اور ماکان کی جنگ	"	اسحاق اور اسکے بیٹے الیاس کی بغاوت
۳۹۵	رے پر قبضہ	"	امیر سعید نصر اور اس کے بھائی	۳۸۴	اطروش کا صہور اور طبرستان پر قبضہ
"	ابوعلیٰ کی معزولی	"	ابوزکریا کی امارت	"	ابوالعباس عبداللہ
"	ابوعلیٰ کی ناراضگی	"	ابوزکریا یحییٰ کی بیعت	"	ابوالعباس محمد بن ابراہیم
"	ابوعلیٰ اور وشمگیر	۳۹۰			

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۵۰۶	افاق سمرقند کا حکمران	۵۰۱	نوح بن منصور کی امارت	۴۹۵	ابوعلیٰ اور امیر نوح کی مخالفت
"	امیر منصور کی امارت	"	ابوالعباس کی گورنری	"	محمد بن احمد کا قتل
۵۰۷	سبکتگین کی وفات	"	ارک کا طویل محاصرہ	۴۹۶	ابوعلیٰ کا مرو پر قبضہ
"	ابوالقاسم بکوزون	"	ابن سکجور کی معزولی	"	ابوعلیٰ کی شکست
"	محمود کا نیشاپور پر قبضہ	۵۰۲	ابوالعباس تاش	"	ابوعلیٰ کی فرمانبرداری
۵۰۸	عبدالملک کی امارت	"	ابوالعباس کی جرجان روانگی	"	رکن الدولہ کی چالاک
"	محمود کا خراسان پر قبضہ	"	وزیر السلطنت کا قتل	۴۹۷	عبدالرزاق کی خراسان میں بغاوت
"	بکوزون کا فرار	"	ابوالعباس تاش کی بخارا روانگی	"	محمد بن عبدالرزاق کی فرمانبرداری
"	خراسان پر قبضہ	"	ابوالعباس کا خراسان پر حملہ	"	آذربائیجان کی طرف روانگی
"	سامانی حکومت کا زوال	۵۰۳	ابوالعباس کی معزولی	"	رکن الدولہ بن بویہ کا طبرستان برجان پر
"	عبدالملک کی وفات	"	ابوالعباس کی بغاوت	"	قبضہ
۵۰۹	اسماعیل سامانی کی آخری کوشش	"	ابوالعباس کی شکست	"	منصور کا جرجان پر حملہ
"	ابو ابراہیم اور محمود کی جنگ	"	ابوالعباس کی موت	"	قراتکین کا رے کی طرف جانا اور واپس
"	ملک خاں اور ابو ابراہیم	"	اہل جرجان کی بغاوت	۴۹۸	ہونا
"	ابو ابراہیم کا انجام	"	ابوعلیٰ بن ابوالحسن	"	ہمدان پر سبکتگین کا قبضہ
"	غزنی خراسان اور ماوراء النہر کے حکمران	"	ابن سکجور کی خراسان کی گورنری	"	قراتکین کی وفات ابوعلیٰ کی گورنری
"	بنو سبکتگین کے حالات اور ہندوستانی	۵۰۴	ابوعلیٰ کا فائق پر حملہ	"	خراسان
۵۱۰	علاقوں کی فتوحات	"	خراسان پر ابوعلیٰ کی حکومت	"	طبرک کا محاصرہ
"	آغاز حکومت	"	فائق کی سرگزشت	"	ابوعلیٰ کی معزولی
"	امیر نوح اور سبکتگین	"	فائق کی شکست	"	امیر نوح کی وفات اور عبدالملک کی
"	خراسان میں سبکتگین کی حکومت	"	طاہر بن فضل کی شکست	۴۹۹	حکومت
"	فتح بست	"	ترک کا بخارا پر قبضہ	"	رے و اصفہان پر فوج کشی
۵۱۱	والی قصدار کی گوشالی	۵۰۵	بقرا خاں کی وفات	"	محمد بن ماکان کے ساتھ کراؤ
"	ہندوستان پر جہاد	"	فائق اور ابوعلیٰ کی بغاوت	"	محمد بن ماکان کی گرفتاری
"	جے پال اور سبکتگین	"	سبکتگین کی گورنری	"	رکن الدولہ اور بکر بن مالک کی صلح
"	جے پال کی بے وفائی	"	نیشاپور پر قبضہ	"	منصور کی امارت
"	جے پال کی دوبارہ شکست	"	نیشاپور میں محمود کی حکومت	۵۰۰	خراسان کی طرف لشکر کی روانگی
"	خراسان کی گورنری	"	ابوعلیٰ پھر خراسان میں	"	وشمکیر کی وفات
"	ابوعلیٰ اور فائق کی گوشالی	۵۰۶	سبکتگین و محمود اور ابوعلیٰ و فائق	"	ابوعلیٰ بن الیاس کے حالات
۵۱۲	نیشاپور میں محمود کی حکومت	"	خوارزم شاہ	"	سیرجن پر قبضہ
"	جنگ نیشاپور	"	خوارزم شاہ کا قتل	"	سلیمان بن ابوعلیٰ
"	ابوعلیٰ اور فائق کا فرار	"	ابوعلیٰ کی موت	۵۰۱	منصور اور بنو بویہ میں مصالحت

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۵۲۲	نار دین کی فتح	۵۱۷	بجے راؤ پر حملہ	۵۱۲	سمرقند پر فتح کی حکومت
۵۲۳	تھانیس پر حملہ	۵۱۸	بجے راؤ کی خودکشی	۵۱۱	ابوالقاسم کا فرار
۵۲۴	تھانیس پر قبضہ	۵۱۹	فتح ملتان	۵۱۰	سبکتگین اور لیلک خاں
۵۲۵	ابوالعباس مامون بن محمد	۵۲۰	انند پال پر حملہ	۵۰۹	لیلک خاں اور سبکتگین میں صلح
۵۲۶	ابوالعباس اور سلطان محمود	۵۲۱	قلعہ گوالیار و کالجڑ	۵۰۸	بلخ واپسی
۵۲۷	فتح کشمیر	۵۲۲	قلعہ کا محاصرہ	۵۰۷	سبکتگین اور فخر الدولہ
۵۲۸	راجہ ہرودت کا قبول اسلام	۵۲۳	محمود اور نندا کی صلح	۵۰۶	سبکتگین کی وفات اسماعیل کی حکومت
۵۲۹	قلعہ مہابین پر حملہ	۵۲۴	محمود اور لیلک خاں	۵۰۵	محمود اور اسماعیل
۵۳۰	قنوج کی فتح	۵۲۵	تخاف کی تفصیل	۵۰۴	محمود کی اسماعیل کے ساتھ جنگ
۵۳۱	چند رائے کی شکست	۵۲۶	محمود اور لیلک خاں کی ناراضگی	۵۰۳	محمود کی کامیابی
۵۳۲	مال غنیمت	۵۲۷	خراسان اور غیشاپور پر قبضہ	۵۰۲	منصور اور فائق
۵۳۳	مسجد اور مدرسہ کی تعمیر	۵۲۸	سیاوش تکین کا فرار	۵۰۱	فائق کا بخارا پر قبضہ
۵۳۴	ہندوستان پر ایک اور جہاد	۵۲۹	جعفر تکین کی گوشالی	۵۰۰	بخارا میں انتقامات
۵۳۵	افغانوں کی سرکوبی	۵۳۰	قد رخاں کی امداد	۴۹۹	ہکتوزون اور فائق کی صلح
۵۳۶	ناری پر قبضہ	۵۳۱	محمود اور لیلک کی جنگ	۴۹۸	منصور کی معزولی
۵۳۷	خندا کی گوشالی	۵۳۲	لیلک خاں کی شکست	۴۹۷	خراسان پر محمود کا قبضہ
۵۳۸	فتح سومنات	۵۳۳	سلطان محمود اور نواسہ شاہ	۴۹۶	ہکتوزون کی گوشالی
۵۳۹	بنگدوں کی تباہی	۵۳۴	فتح بھیم نگر	۴۹۵	محمود مستقل حکمران
۵۴۰	راجپوتوں کی سرکوبی	۵۳۵	مال غنیمت کی تفصیل	۴۹۴	خف کی پیشقدمی اور محمود کا مقابلہ
۵۴۱	ارسلان کی وفات	۵۳۶	سلطان محمود کا جرجان پر قبضہ	۴۹۳	سبکتگین کی وفات
۵۴۲	طغان خاں اور سلطان محمود کی صلح	۵۳۷	جنگ نار دین	۴۹۲	بغریہ کی موت
۵۴۳	لیلک خاں کی وفات اور طغان کی حکومت	۵۳۸	غور و قصران پر قبضہ	۴۹۱	خلف کی گوشالی
۵۴۴	طغان خاں پر ترکوں کا حملہ	۵۳۹	ابن سوری کی خودکشی	۴۹۰	محمود کی فتوحات ہند
۵۴۵	ارسلان خاں کی سلطان سے رشتہ داری	۵۴۰	غریستان کی خانہ جنگی	۴۸۹	بجے پاں پر حملہ
۵۴۶	اہل سومنات کی ہلاکت	۵۴۱	ابن سچور کی بغاوت	۴۸۸	مزید پیش قدمی
۵۴۷	قلعہ پر قبضہ	۵۴۲	غریستان پر قبضہ	۴۸۷	ٹھنڈہ کا محاصرہ
۵۴۸	راجہ پرمدیو پر حملہ	۵۴۳	ابونصر کی وفات	۴۸۶	ابن خلف کا قتل
۵۴۹	پرمدیو کے قلعہ پر قبضہ	۵۴۴	طغان خاں اور سلطان محمود کی صلح	۴۸۵	بجستان پر قبضہ
۵۵۰	والی منصورہ کی سرکوبی	۵۴۵	لیلک خاں کی وفات اور طغان کی حکومت	۴۸۴	خلف بن احمد کی موت
۵۵۱	قابوس کی سرگزشت	۵۴۶	طغان خاں پر ترکوں کا حملہ	۴۸۳	خلف کا کردار
۵۵۲	قابوس کا طبرستان اور جرجان پر قبضہ	۵۴۷	ارسلان خاں کی سلطان سے رشتہ داری	۴۸۲	جنگ بھیم و ملتان
				۴۸۱	راجہ بجے راؤ

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۵۲۸	در بار خلافت کا فرمان	۵۳۵	الزامات کی تردید		مجد الدولہ کی پچاس بیویاں اور نظام
"	طغرل بیگ کی دھمکی	۵۳۶	علماء و فضلاء محمود کے دربار میں	۵۲۹	حکومت
"	طغرل بیگ کی دھوکہ دہی	"	محمود ماہر اقتصادیات	"	رے پر قبضہ
"	طغرل بیگ کی گوشمالی	"	شاہنامہ اور محمود	"	رے میں محمود کا استقبال
۵۲۵	ترکمانوں کی بربادی	"	شاہنامہ کی تصنیف کی تاریخ	"	کفر والحاد کی تباہی
"	استرآباد پر طغرل بیگ کا قبضہ	۵۳۷	فردوسی کی تردید اپنے کلام سے	۵۳۰	منوچہر کے ساتھ صحیح
"	ترکمانوں کی سرکوبی	۵۳۸	واقعہ کی اصل حقیقت	"	زنجب، ابہر اور زور پر قبضہ
"	سلطان مسعود اور طغرل بیگ	۵۳۹	محمود کے وزراء	"	اہل اصفہان کی اطاعت
"	ارسلان	"	احمد بن حسن میمنہ دی	"	اصفہان پر قبضہ
"	سلطان مسعود کی شکست خراسان	۵۴۰	حسن بن محمد	"	اہل رے کی بغاوت
۵۴۱	سلطان مسعود کی طرف سے صحیح کا پیغام	"	اولاد	"	بنی راپر قبضہ
"	خانہ جنگی	"	سلطان مسعود کی حکومت	"	بنی راپر محمود کا قبضہ
"	سلطان مسعود کی شکست	"	سلطان محمد کی گرفتاری	۵۳۱	تاتاریوں کی گوشمالی
"	نیشاپور میں طغرل بیگ کا قبضہ	"	احمد بن حسن کی آزادی	"	تاتاریوں پر حملہ
"	بلخ کا محاصرہ	۵۴۱	علاء الدولہ اور سلطان مسعود	"	وہشودان کی عقل مندی
۵۴۷	ترکمانوں کا فرار	"	مجد الدولہ کی شکست	"	تاتاریوں کی مکمل گوشمالی
"	شہزادہ مودود کی روانگی	"	علاء الدولہ کی شکست اور فرار	"	ترکمانوں کی ریشہ دوانیاں
"	سلطان مسعود کی معزولی اور محمد کی تخت نشینی	"	فتح کرمان و کرمان	۵۳۲	آذربائیجان کی تباہی
"	سلطان مسعود کی گرفتاری	"	عیسیٰ کی شکست	"	طغرل بیگ اور تلکین کی جھڑپیں
"	سلطان مسعود کا قتل	۵۴۲	ابو کلیجار کی شکست	"	فتح نرسی
۵۴۸	سلطان مسعود کا سردار	"	علاء الدولہ کی شکست	"	سندن محمود کی وفات
"	سلطان محمد کا قتل	"	فرہاد کی ناکامی	"	سندن محمود کی خصوصیات اور کردار
"	سلطان محمود	"	علی بن عمران اور ابو منصور	"	محمد کی ولی عہدی
"	خان ترک کی فرما نبرداری	"	ابو منصور کی شکست اور گرفتاری	۵۴۳	کلام مترجم
"	توتاش اور علی تلکین کی جنگ	"	بغاوتیں	"	محمود کا نسب
۵۴۹	علی تلکین کی شکست	۵۴۳	علاء الدولہ کی بغاوت	"	غلامی کے ذرائع
"	توتاش کی وفات	"	احمد نیال کی وعدہ شکنی	۵۴۴	فردوسی کا رد
"	ہارون اور ابو نصر میں کشیدگی	"	احمد نیال تلکین کی موت	"	ولادت تعیم و تربیت
"	طغرل بیگ کا خوارزم پر قبضہ	"	دارابن منوچہر کی بغاوت	"	محمود بحیثیت عالم
"	شاہ ملک کی گرفتاری	"	ابوہل اور علاء الدولہ کی جنگ	"	سیف الدولہ محمود
"	جنگ سلطان مودود و طغرل بیگ	۵۴۴	طغرل بیگ کی دست درازی	"	مہی صحبت
			ترکمانوں کا انجام	"	بیرونی اور محمود

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۵۶۳	انہی واقعات کے	۵۵۸	سلطان محمود اور لیلک خان کی جنگ	۵۵۰	ہندوؤں کی پیش قدمی اور شکست
"	خلفاء عباسیہ کے زیر اثر	"	طغان خاں	"	راجا باس رائے کی اطاعت
"	"غوری حکمرانوں" کے حالات	"	حبیبوں کی شکست	"	سلطان مودود کی وفات
"	واقعات	۵۵۹	طغان خاں کی وفات	۵۵۱	سلطان عبدالرشید بن محمود
"	بنی حسین	"	ارسلان خاں	"	سلطان عبدالرشید اور غلام طغریب
"	بہرام شاہ	"	سلطان محمود اور ارسلان خاں کی جنگ	"	سلطان عبدالرشید کا قتل
۵۶۵	سیف الدین کی حکومت	"	قراخان	۵۵۲	فرخ زوی حکومت
"	علاء الدین کی حکومت	"	بقرخان کی قناعت پسندی	"	غیاث الدین کا حملہ
"	غزنی پر علاء الدین کا قبضہ	"	بقرخان اور ارسلان خاں	"	شہاب الدین غوری کا غزنی پر قبضہ
"	علاء الدین اور شہاب الدین میں کشیدگی	۵۶۰	طغفاج خان	"	سبکتگین کی حکومت کا خاتمہ
"	علاء الدین کی غلط فہمی	"	سلطان الپ ارسلان	"	فرخ زاد اور انوشکین
"	علاء الدین کا دوبارہ حملہ	"	سلطان ملک شاہ سلجوقی	۵۵۳	کیسار ق کی رہائی
۵۶۶	حیات الدین کی حکومت	"	سمرقند پر قبضہ	"	سلطان ابراہیم
"	غیاث الدین کا غزنی پر حملہ	"	احمد بن خضر خان کا قتل	"	اجودھن کی فتح
"	کرمان اور شنوران پر قبضہ	۵۶۱	طغان خاں بن قراخان	"	سلطان ابراہیم کی وفات
"	شہاب الدین کالاہور پر حملہ	"	سلطان احمد	"	سلطان علاء الدولہ
"	لاہور پر قبضہ	"	قدرخان	"	سلطان اردولہ ارسلان
"	خسرو ملک کی گرفتاری	"	قدرخان کی گرفتاری	۵۵۴	بہرام شاہ
۵۶۷	غیاث الدین کا حکم	"	تیمور لنگ	"	ظہیر الدین خسرو شاہ
"	برات پر قبضہ	۵۶۲	محمد خان کی بغاوت	"	خسرو ملک
"	بجہ کا محاصرہ	"	سلطان سنجر کا سمرقند پر قبضہ	۵۵۶	شجرہ ملوک بنو سبکتگین مرتبہ مترجم
"	رائی کے ساتھ خط و کتابت	"	ترکستان پر تاتاریوں کا قبضہ اور دولت	"	کاشغر، اور ترکستان کے ترک حکمرانوں
"	بجہ کی فتح	"	خانیہ کا انقضاض	"	کے حالات و واقعات
"	راجاؤں کی تیاریاں	"	قراخان کا قبول اسلام	"	بقرخان
"	شکر اسلام کی شکست	۵۶۳	قدرخان کی بغاوت	۵۵۷	امک خاں سیمان
"	مسلمانوں کی پسائی	"	ارسلان خاں کی گرفتاری	"	بغاوتیں
۵۶۸	غیاث الدین کی امداد	"	کو خان	"	لیلک خان کا بخارا پر حملہ
"	پرتھوی راج کی دھمکی	"	ارسلان محمد اور تاتاری	"	لیلک خان بخارا میں
"	نیمبی امداد	"	چینیوں اور تاتاریوں سے جنگ	"	ایک خان اور اسماعیل کی جنگ
"	تھورا پر حملہ	۵۶۴	سلطان سنجر کی شکست	"	اسماعیل کی شکست فرار اور موت
"	تھورا کا قتل	"	کو خان کی موت	۵۵۸	امک خان و سلطان محمود
"	شہاب الدین کی فتوحات	"	جعفری خان	"	شہابی تکین کی گوشالی

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۵۷۸	وارثوں کے لئے قانون	۵۷۳	خلیفہ کی ناراضگی	۵۶۹	ہندوستان میں مسلمانوں کا رسوخ
"	اہل علم کی حوصلہ افزائی	"	ترکمانوں کی ریشہ دوانیاں	"	پتھور (پرتھوی راج) کو اسلام کی دعوت
"	شہاب الدین اور خطا	۵۷۴	ترکمانوں کی شکست	"	جنگی منصوبہ بندی
"	حسین بن خرمیل	"	علاء الدین نکش اور ترکمان	"	ہندوؤں کی شکست اور فرار
"	سرخس کا محاصرہ	"	علاء الدین نکش کی موت	"	محمد بن علاء الدین کا قتل
"	خوارزم پر حملہ	"	ہندو خان	"	غوری اور خوارزم شاہ
۵۷۹	محمد بن نکش کی ترکمان خط سے ساز باز	"	غیاث الدین اور جبقر ترکی	"	سلطان شاہ
"	شہاب الدین اور خطا	"	جبقر کی سازش	۵۷۰	سلطان شاہ اور غیاث الدین
"	شہاب الدین کی امراء سے بدظنی	۵۷۵	مرو اور رود پر قبضہ	"	غیاث الدین کے علاقوں پر حملے
"	تاج الدین کی بغاوت	"	غیاث الدین اور علاء الدین	"	سلطان شاہ اور غیاث الدین میں صلح کی
"	ایک کی بغاوت	"	خراسان کی فتح	"	کوشش
"	کھوکھروں کی بغاوت	"	اسامیلیوں پر حملے	"	سلطان شاہ کی شکست
۵۸۰	کھوکھروں کی اطاعت	"	نہروال کی فتح	"	سلطان شاہ غیاث الدین کی پناہ میں
"	کھوکھروں کی گوشمالی	"	علاء الدین کی دھمکی	"	علاء الدین اور غیاث الدین کی جنگی
"	کھوکھروں کی شکست	"	علاء الدین کی ترکمانوں کے ساتھ ساز باز	"	تیریاں
"	سمرقند پر حملے کی تیاری	۵۷۶	مرو پر قبضہ	۵۷۱	علاء الدین تکین کا فرار
"	تراہیہ کے کفار	"	گورنر نیشاپور کا فرار	"	خوارزم کی فتح
"	اہل تراہیہ کی بغاوت	"	سرخس پر حملہ	"	اجمیر پر حملہ
۵۸۱	اہل تراہیہ کی سرکوبی	"	علاء الدین کی ناکامی	"	لشکر اسلام کی شکست
"	شہاب الدین کی شہادت	"	دوبارہ ناکامی	"	شہاب الدین کی راجپوتوں سے شکست
"	شہاب الدین کے قاتل کون؟	"	علاء الدین کی دھوکہ دہی	"	کی تعداد
"	خواجہ مؤید الدین	"	یرات کا محاصرہ	۵۷۲	امراء سے ناراضگی
"	صرخ کی بدینتی	"	محاصرہ کے محاصرہ	"	شہاب الدین کی رضا مندی
۵۸۲	امراء حکومت میں اختلاف	۵۷۷	شہاب الدین کی واپسی	"	شہاب الدین کا انتقام
"	شہاب الدین کی تدفین	"	غیاث الدین کی وفات شہاب الدین	"	راجپوتوں کی شکست
"	شہاب الدین، کردار	"	کی حکومت	"	اجمیر کی فتح
"	تاج الدین ایلدوز	"	مرو پر حملہ	"	بنارس اور قطب الدین ایک
"	بہاء الدین سام	"	منصور ترکی کی شکست اور قتل	۵۷۳	بنارس کا راجہ
"	امیر و اہل	"	ملکی انتظامات	"	بنارس کی فتح
۵۸۳	بہاء الدین کی وفات	"	گلوکارہ کی جلاوطنی	"	گواسیار کی فتح
"	علاء الدین کا غزنی میں استقبال	"	غیاث الدین کا کردار و خصوصیات	"	بلخ پر حملہ
"	علاء الدین اور جلال الدین کی تاج	۵۷۸		"	علاء الدین نکش اور ترکمان

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۵۹۳	سامانی اور دیلمی	۵۸۷	قبضہ	۵۸۳	الدین کے ساتھ ساز باز
"	لیلیٰ بن نعمان	"	قاضی صاعد	"	تاج الدین ایدوز غزنی میں
"	قراتکین کی شکست	۵۸۸	ایک اور ایلدوز کی آزادی	"	علاء الدین اور جلال الدین کی تاج
۵۹۴	نیشاپور پر قبضہ	"	دز (یلدوز) کی یکتاباد پر فوج کشی	"	الدین کے ساتھ کشیدگی
"	لیلیٰ کی شکست	"	ہنگین کی کابل واپسی	"	غزنی کی فتح
"	لیلیٰ کا قتل	"	غیاث الدین اور خوارزم شاہ کی صلح	۵۸۴	عداء الدین کی کسمپرسی
"	سرخاب بن دہشودان	"	ایک کی کارگزاری	"	تاج الدین ایدوز کی ریشہ دوانیاں
"	سرخاب کی موت	"	حسن بن حرمیل کی گرفتاری	"	غیاث الدین محمد
"	ماکان بن کالی	۵۸۹	ابن حرمیل کا قتل	"	غیاث الدین کی خلاف ورزی
"	اسفار بن شہر دیہ	"	خوارزم شاہ کا طبرستان پر قبضہ	"	انتظامی امور
۵۹۵	ابوالحسن بن کالی کا قتل	"	غیاث الدین محمود کا قتل	"	ابن حرمیل کی غداری
"	علی بن خرشیہ	"	خوارزم شاہ کا غزنی پر قبضہ	۵۸۵	ابن حرمیل کی اطاعت
"	طبرستان پر ماکان کا قبضہ	۵۹۰	دز (یلدوز) کالاہور پر قبضہ	"	خوارزم شاہ خراسان میں
"	طبرستان پر مرداوتج کا قبضہ	"	تاج الدین ایلدوز کا خاتمہ	"	حسن بن حرمیل کی سرانسیگی
"	اسفار کارے پر قبضہ	"	"دیلم" کی سلطنت	"	ابن حرمیل کی ریشہ دوانیاں
"	ہزر سندان	"	دیلمیوں کا سلسلہ نسب	"	خوارزم شاہ کا بلخ پر حملہ
"	حسن داعی کی موت	"	طبرستان کی تسخیر	"	محمد بن علی کی بلخ روانگی
۵۹۶	الموت پر اسفار کا قبضہ	۵۹۱	شہر یار بن سروین کی سرکشی	۵۸۶	بلخ پر خوارزم شاہ کا قبضہ
"	محمد بن جعفر کا قتل	"	مازیار کی بغاوت	"	حسین غوری کی گرفتاری
"	اسفار کی بغاوت	"	دیلمیوں کی بغاوت	"	تاج الدین ایلدوز کی ریشہ دوانیاں
"	ابن سامان کے ساتھ صلح	"	قارن بن شہر یار	"	غزنی پر عداء الدین اور جلال الدین کا
"	اہل رے پر ظلم	۵۹۲	مازیار اور افشین کا قتل	"	قبضہ
"	اسفار اور مرداوتج کی کشیدگی	"	مازیار کے غلام	"	عداء الدین اور جلال الدین کا آپس میں
۵۹۷	اسفار کا فرار	"	علویوں کی دعوت	"	جھگڑا
"	اسفار کا قتل	"	محمد بن اوس	"	ایلدوز کا کرمان پر قبضہ
"	مرداوتج کی حکومت	"	طبرستان حسن بن زید کا قبضہ	"	ایلدوز کا غزنی پر دوبارہ قبضہ
"	مرداوتج کا طبرستان پر قبضہ	"	حسن اطروش	۵۸۷	قلعہ غزنی پر قبضہ
"	مرداوتج کا جرجان پر قبضہ	"	اطروش کا طبرستان پر قبضہ	"	عباس کی بغاوت
"	ماکان کی کسمپرسی	۵۹۳	اطروش کا قتل	"	عباس کی اطاعت
"	مرداوتج اور خلیفہ مقتدر کا لشکر	"	فارس اور عراقین پر قابض سالاران دیلم	"	ترمذ پر خوارزم شاہ کا قبضہ
۵۹۸	مرداوتج کی دست درازیاں	"	کے حالات	"	طالقان پر قبضہ
"	شکری اصفہان میں	"	دیلمی سردار	"	اسفرائن اور سمبستان پر خوارزم شاہ کا

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۶۰۷	سلار	۶۰۳	مرداوتج کا قتل	۵۹۸	مرداوتج کا اصفہان پر قبضہ
"	ترکوں اور یلمیوں میں جھگڑا	"	ترک سردار	"	وشمکیر اور مرداوتج
"	ابن رائق اور ابن بریدی	"	ترکوں کا فرار	"	وشمکیر اور مرداوتج کی ملاقات
"	توزون کا بغداد میں ظلم و ستم	"	وشمکیر کی حکومت	"	مرداوتج اور ابن سامان جرجان میں
۶۰۸	خلیفہ مستنصر کا بغداد پر قبضہ	۶۰۴	ماکان کی شکست	۵۹۹	مرداوتج و عبد اللہ بلعمی کی صلح
"	ابن بریدی کی شکست	"	ابو علی بن الیاس کا کرمان پر قبضہ	"	بنی بویہ کی ابتداء
"	ترک اور سیف الدولہ	"	ترکوں اور خدام خلافت کی کشیدگی	"	بنو بویہ کا نسب
"	توزون کی موصل روانگی	"	ابن رائق اور ترک	"	ابن مسکویہ کی تحقیق
"	توزون کا انجام	"	معز الدولہ	"	عدامہ ابن خلدون کی تحقیق
"	بغداد سے لوگوں کی ہجرت	"	ابن سامان کا قائد ابراہیم بن سنجور	"	ابوشجاع
"	نیال اور فتح کی وعدہ شکنی	"	اندوانی	"	خواب کی تعبیر
"	معز الدولہ کا بغداد پر حملہ	"	علی بن کلونہ	۶۰۰	ماکان اور بنو بویہ
۶۰۹	معز الدولہ کا بغداد پر قبضہ	"	معز الدولہ کی وعدہ شکنی	"	بنو بویہ اور مرداوتج
"	خلیفہ مستنصر کی گرفتاری	۶۰۵	علی بن کلونہ کا حسن سلوک	"	بنو بویہ اور وزیر عمید
"	خلیفہ مستنصر کی معزولی	"	محمد بن الیاس اور علی بن کلونہ کی جنگ	"	عماد الدولہ کا حسن انتظام
"	خلیفہ کی بے بسی	"	عراق پر خزانہ الدولہ کی حکومت	"	عماد الدولہ اور مرداوتج
"	عجمی حکمرانوں کا غلبہ	"	ماکان کا جرجان پر تصرف	"	اصفہان پر قبضہ
"	حکومتوں کی ناکامی کے اسباب	"	بنو بویہ کے حالات و واقعات	۶۰۱	عماد الدولہ اور مرداوتج کی کشیدگی
۶۱۰	ابن حمدان کا بغداد پر حملہ	"	عراقین اور فارس پر قبضہ کرنے اور خلفاء	"	عماد الدولہ کا ار جان پر قبضہ
"	خلیفہ مطیع اور معز الدولہ	"	بغداد کو اپنے ماتحت کرنے والے حکمران	"	عماد الدولہ کا بلاد فارس پر قبضہ
"	ابن حمدان کی شکست	"	بنو بویہ کی دست درازیاں	"	عماد الدولہ کا فرار
"	ابن حمدان اور ترک	۶۰۶	ابوبکر محمد بن رائق	"	یاقوت کی شکست
"	معز الدولہ کا بصرہ پر قبضہ	"	ابن بریدی کی شکست اور فرار	"	یاقوت کا دوبارہ حملہ اور شکست
"	معز الدولہ کا بصرہ پر قبضہ	"	معز الدولہ بن بویہ کا اہواز پر قبضہ	۶۰۲	شیراز پر قبضہ
"	معز الدولہ کا بصرہ پر قبضہ	"	معز الدولہ اور بریدی کی کشیدگی	"	خفیہ سے تعلقات
۶۱۱	کوکیر کی بغاوت	"	حکیم کا عروج	"	اصفہان پر مرداوتج کا قبضہ
"	موصل پر قبضہ	"	اصفہان پر وشمکیر کا قبضہ	"	ماکان کا رے پر قبضہ
"	معز الدولہ ابن حمدان کی صلح	"	رکن الدولہ کا سوس پر قبضہ	"	مرداوتج
"	رکن الدولہ اور وشمکیر	۶۰۷	رکن الدولہ کا اصفہان پر قبضہ	"	دینمیوں کے کہیں تماشے
"	حسن کا جرجان پر قبضہ	"	داسط و بصرہ کی جانب	۶۰۳	مرداوتج کی موت کی افواہ
"	رکن الدولہ کا رے پر قبضہ	"	ابن بریدی کی شکست	"	ترکوں پر عتاب
۶۱۲	وشمکیر کی شکست	"	حکیم کا قتل	"	ترکوں کی منصوبہ بندی

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۶۲۲	ابو تغلب کی وعدہ شکنی اور اطاعت	۶۱۶	معز الدولہ اور ناصر الدولہ		بطیحہ کے حکمران بنی شاہین کا آغاز حکومت
"	ترکوں اور دیلمیوں میں فتنہ	۶۱۷	معز الدولہ اور قرامطہ کی جنگ	۶۱۲	عمران بن شاہین کا محاصرہ
۶۲۳	ترکوں کا قتل عام	"	بصرہ پر قرامطہ کا قبضہ	"	عماد الدولہ کی وفات
"	سبکتگین کے خلاف سازش	"	ابن طغان کا قتل	"	عضد الدولہ کی مخالفت
"	عز الدولہ کی اطاک کا محاصرہ اور قبضہ	"	علی بن احمد کی وزارت	"	رکن الدولہ
"	ترکوں کی بغاوت	"	معز الدولہ کا عمان پر قبضہ	"	ضمیری کی وفات
"	عز الدولہ کی پریشانی	۶۱۸	معز الدولہ کی وفات	"	مہلسی کا حسن انتظام
۶۲۴	معزول خلیفہ مطیع اور سبکتگین کی وفات	"	عز الدولہ بن معز الدولہ	۶۱۳	رے پر منصور کا قبضہ
"	عضد الدولہ اور ترکوں کی جنگ	"	عز الدولہ کی نافرمانی اور اس کے نتائج	"	منصور کی شکست
"	خلیفہ طائع کی بغداد واپسی	"	ابو الفضل عباس بن حسین کی وزارت	"	ترکوں کی سرانسیگی
"	عضد الدولہ کی چالاکی	"	رے پر حملہ	"	فریقین کی حالت زار
"	عز الدولہ کی گرفتاری	۶۱۹	وشمکیر کی موت	"	رکن الدولہ کا اصفہان پر قبضہ
۶۲۵	عضد الدولہ اور خلیفہ طائع	"	ابو علی بن الیاس	"	وشمکیر اور منصور
"	ابن بقیہ اور عضد الدولہ کی جنگ	"	السیع اور عضد الدولہ کی جنگ	"	رکن الدولہ کا جرجان پر قبضہ
"	عضد الدولہ کی شکست	"	کرمان پر عضد الدولہ کا قبضہ	"	ابو علی اور رکن الدولہ کی صلح
"	رکن الدولہ اور عضد الدولہ	"	السیع کی وفات	۶۱۴	رکن الدولہ کا جرجان پر دوبارہ قبضہ
۶۲۶	عز الدولہ کی رہائی	"	حسویہ بن حسن کردی	"	ابو علی کی مخالفت
"	ابو الفتح	"	حسویہ اور سلاار کی جنگ	"	ابو علی کا خراسان سے فرار
"	صحار کی جنگ	۶۲۰	ابن عمید کی وفات	"	رکن الدولہ اور معز الدولہ
"	مقام "دمار" میں جنگ	"	ابن عمید سیرت و کردار	"	محمد بن ماکان کا اصفہان پر قبضہ
۶۲۷	موت اور ظاہر کی جنگ	"	کرمان کی بغاوت	"	رکن الدولہ اور ابوسعید کی صلح
"	کرمان کے باغیوں کی گوشمالی	"	کرمان پر عضد الدولہ کا حملہ	"	روز بھان کا خروج
"	عضد الدولہ کی ولی تہدی	"	باغیوں کی گوشمالی	"	معز الدولہ اور روز بھان
"	رکن الدولہ کی وفات	۶۲۱	ابو الفضل عباس کی ریشہ دوانیاں	۶۱۵	روز بھان کی خودکشی
۶۲۸	رکن الدولہ، سیرت و کردار	"	محمد بن بقیہ	"	ملکا کی بغاوت
"	عضد الدولہ اور عز الدولہ کی جنگ	"	سبکتگین اور عز الدولہ	"	معز الدولہ کا موصل پر حملہ
"	ابن شاہین کی اطاعت	"	ابو تغلب بن ناصر الدولہ	"	ناصر الدولہ اور معز الدولہ کی صلح
"	بصرہ پر عضد الدولہ کا حملہ	"	موصل پر عز الدولہ کا قبضہ	"	بختیار کی ولی عہدی
"	معز اور ربیعہ کے قبیلوں میں صلح	۶۲۲	مغربی بغداد میں شیعہ سنی فساد	۶۱۶	رکن الدولہ کا طبرستان پر قبضہ
"	وزیر السلطنت ابن عمید کا زوال	"	عز الدولہ اور ابو تغلب کی صلح	"	بغداد میں شیعہ سنی جھگڑا
۶۲۹	ابن بقیہ کا انجام	"	اہل موصل کے نزدیک عز الدولہ کی پزیرائی	"	وزیر مہلسی کی وفات
"	عضد الدولہ کا عراق پر قبضہ	"			

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۶۳۴	شکرستان دیلی	۶۳۶	عنان پر مصمام الدولہ کا قبضہ	۶۳۹	عز الدولہ کی وعدہ شکنی
۶۳۵	وزیر السلطنت صاحب ابن عباد کی وفات	۶۳۷	ابونصر بن عضد الدولہ اور مصمام الدولہ	۶۴۰	عز الدولہ کا قتل
۶۳۸	ابو عباس احمد کی وزارت	۶۳۸	قرامطہ کا کوفہ پر قبضہ	۶۴۱	تغیب اور عضد الدولہ
۶۳۹	فخر الدولہ کی وفات مجدد الدولہ کی حکومت	۶۳۹	قرامطہ کی شکست	۶۴۲	دیار بکر کی فتح
۶۴۰	علاء بن حسن والی خوزستان کا انتقال	۶۴۰	اہواز و بغداد پر شرف الدولہ کا قبضہ	۶۴۳	دیہ مصر پر قبضہ
۶۴۱	ابو علی بن اسماعیل	۶۴۱	ابوالحسنین کی موت	۶۴۴	ابو تغلب کی موت
۶۴۲	بہاء الدولہ اور ابو علی کی جنگ	۶۴۲	شرف الدولہ کا اہواز اور بصرہ پر قبضہ	۶۴۵	عضد الدولہ اور بنی شیبان
۶۴۳	مصمام الدولہ کا قتل	۶۴۳	مصمام الدولہ کی گرفتاری	۶۴۶	تقفور کا قتل
۶۴۴	بہاء الدولہ کا فارس اور خوزستان پر قبضہ	۶۴۴	بغداد میں دہلیم اور ترک	۶۴۷	ابن شمسق کی موت
۶۴۵	بہاء الدولہ کا فارس پر قبضہ	۶۴۵	مصمام الدولہ کا انجام	۶۴۸	درد بن نیر کی گرفتاری
۶۴۶	دیلمی اہواز میں	۶۴۶	قرمیسین کی جنگ	۶۴۹	حسو یہ کردی
۶۴۷	بہاء الدولہ اور بختیار	۶۴۷	قراتکین کا قتل	۶۵۰	حسو یہ کی اولاد
۶۴۸	بختیار کا قتل	۶۴۸	خادم کی گرفتاری اور رہائی	۶۵۱	عضد الدولہ اور معز الدولہ
۶۴۹	ابو علی بن اسماعیل کا قتل	۶۴۹	مشرف الدولہ کی وفات	۶۵۲	رے اور ہمدان پر عضد الدولہ کا قبضہ
۶۵۰	ابو علی حسن کی گورنری	۶۵۰	بہاء الدولہ کی حکومت	۶۵۳	بدر بن حسو یہ
۶۵۱	ظاہر بن خلف اور کرمان	۶۵۱	مصمام الدولہ اور ابو علی بن شرف الدولہ	۶۵۴	استرآباد کی جنگ
۶۵۲	کرمان پر دیلمیوں کا قبضہ	۶۵۲	اہواز پر فخر الدولہ کا قبضہ	۶۵۵	جر جان کا محاصرہ
۶۵۳	مدائن کا محاصرہ	۶۵۳	فخر الدولہ کی واپسی	۶۵۶	عضد الدولہ کا بلاد ہکارت پر قبضہ
۶۵۴	ابو جعفر کی شکست	۶۵۴	بہاء الدولہ اور مصمام الدولہ	۶۵۷	عضد الدولہ کی وفات
۶۵۵	خواسداور بنو عقیل کی تباہی	۶۵۵	بہاء الدولہ اور مصمام الدولہ کی صلح	۶۵۸	سیرت و کردار
۶۵۶	ابو جعفر درابو علی میں جنگ	۶۵۶	بہاء الدولہ کی بغداد واپسی	۶۵۹	مصمام الدولہ
۶۵۷	ابو علی کی بصرہ روانگی	۶۵۷	طائع کی گرفتاری	۶۶۰	شرف الدولہ کا فارس پر قبضہ ابو محمد
۶۵۸	ابو جعفر کی معافی	۶۵۸	قادر باللہ کی خدمت	۶۶۱	بصرہ پر شرف الدولہ کا حملہ
۶۵۹	بہاء الدولہ اور بدر کی صلح	۶۵۹	بہار الدولہ کا موصل پر قبضہ	۶۶۲	مؤید الدولہ کی وفات
۶۶۰	والدہ مجدد الدولہ	۶۶۰	ابن معلم کے حالات	۶۶۳	فخر الدولہ
۶۶۱	مجدد الدولہ کی گرفتاری	۶۶۱	ابن معلم کا قتل	۶۶۴	ابو العباس تاش کی امیر نوح سے بغاوت
۶۶۲	مجدد الدولہ کی رہائی اور حکومت	۶۶۲	بختیار کی اولاد کی بغاوت اور قتل	۶۶۵	محمد بن غانم کی فخر الدولہ سے بغاوت
۶۶۳	مجدد الدولہ کی ماں اور ابن کا کو یہ	۶۶۳	مصمام الدولہ اور بہاء الدولہ کی عہد شکنی	۶۶۶	باد کردی کا وردیلم
۶۶۴	بہاء الدولہ کی بغداد واپسی	۶۶۴	ابونصر ساہور	۶۶۷	باد کردی کی فتوحات
۶۶۵	بدر بن حسو یہ اور بلال	۶۶۵	ترکوں کا قتل عام	۶۶۸	باد کردی اور مصمام کی جنگ
۶۶۶	ذوالسعاد تین اور سلطان	۶۶۶	مصمام الدولہ کا اہواز پر قبضہ	۶۶۹	میا فارقین کا محاصرہ
۶۶۷		۶۶۷	مصمام الدولہ کا بصرہ پر قبضہ	۶۷۰	باد کردی پر موصل کا حملہ

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۶۶۰	مسعود کا ہمدان اور رے پر قبضہ	۶۵۳	مشرق الدولہ کی وفات	۶۴۹	ابوالحسن بن مزید
"	ابوعلی کا قتل	"	ابو کالیجار کو ابھارنے کی کوشش	۶۵۰	بہاء الدولہ کی وفات
"	کلمک کی آمد اور بصرہ پر قبضہ	"	ترکوں کی توبہ	"	سلطان الدولہ کی حکومت
"	قائم کی خلافت	"	جلال الدولہ کی حکومت	"	شمس الدولہ اور محمد الدولہ
"	بغداد میں فتنہ اور فساد	"	اصغہان اور اصہد کے والی ابن کا کو یہ	"	فخر الملک کا قتل
۶۶۱	یلدرک اور بارسطغان کی شکایت	۶۵۵	کے حالات	"	ابن سہلان کی وزارت
"	لشکریوں کا دوبارہ حملہ	"	علاء الدولہ جنگیں	"	ابن سہلان کا بنواسد پر حملہ
"	عمید الملک کی معزولی	"	منوچہر کا بیٹا	"	ابن سہلان اور سلطان الدولہ
"	ترکوں کی جلال الدولہ سے بغاوت اور	"	خفاجہ کی ابو کالیجار کی اطاعت	۶۵۱	ابن سہلان کا فرار
"	اطاعت	"	منیع بن حسان کی اطاعت	"	سلطان الدولہ اور جی کی صلح
"	بصرہ پر جلال الدولہ اور اسکے بعد ابو	۶۵۶	جلال الدولہ پر ترکوں کا حملہ	"	ابوالفوارس کی بغاوت
"	کالیجار کا قبضہ	"	ابو کالیجار کا بصرہ پر قبضہ	"	ابوالفوارس کا کرمان پر قبضہ
۶۶۲	جلال الدولہ کا اخراج	"	کرمان پر قبضہ	"	ابوالفوارس کا کرمان سے فرار
"	وزراء کی تبدیلی	"	بنو وئیس کی فرمانبرداری	"	ابوالفوارس اور سلطان الدولہ کی صلح
"	ترکوں کا جلال الدولہ پر حملہ	۶۵۷	واسط پر ابو کالیجار کا قبضہ اور شکست	"	مشرق الدولہ اور سلطان الدولہ
۶۶۳	بارسطغان	"	ابو کالیجار اور جلال الدولہ کی جنگ	۶۵۲	ابن سہلان کا اہواز پر قبضہ
"	جلال الدولہ پر بارسطغان کا حملہ	"	ابو کالیجار کی شکست	"	ابو کالیجار کا اہواز پر قبضہ
"	جلال الدولہ اور بارسطغان کی جنگ	"	سلطان محمود کا رے جیل اور اصغہان پر	"	سلطان الدولہ نور مشرف الدولہ کی صلح
"	خیزدانیہ کا معرکہ	"	قبضہ	"	ابن کا کو یہ کا ہمدان پر قبضہ
"	ملک الملوک	"	اہل اصغہان کی سرکشی اور گوشمالی	"	ہمدان کا محاصرہ
۶۶۴	جلال الدولہ اور ابو کالیجار میں صلح	۶۵۸	تاتاری	"	تاج الملک کی کسمپرسی
"	ابو کالیجار کا بصرہ پر قبضہ	"	تاتاریوں کی اصغہان اور رے میں	"	مشرق الدولہ اور ابوالشوک
"	عمان کے حالات	"	ریشہ دوانیاں	۶۵۳	عمر خادام
"	مہذب کی موت	"	تاتاریوں کی آذر بایجان میں ریشہ	"	ناصر الدولہ کی وزارت
۶۶۵	ابن ہطال کی موت	"	دوانیاں	"	ابوالقاسم
"	جلال الدولہ کی وفات ابو کالیجار کی	۶۵۹	تاتاریوں کا رے پر قبضہ	"	ابوالقاسم کی دست درازیاں
"	حکومت	"	اہل قزوین کی اطاعت	"	ترکوں کی شرمندگی
"	ابو کالیجار کی حکومت	"	ہمدان پر تاتاریوں کا قبضہ	"	سلطان الدولہ کی وفات
"	ملک العزیز کی موت	"	تاتاری اور ابو کالیجار	۶۵۴	تخت نشینی پر اختلاف
۶۶۶	ابو کالیجار بغداد میں	"	تاتاری، تاتاریوں کے تعاقب میں	"	ابو کالیجار کی حکومت
"	ابن کا کو یہ اور مسعود کی فوج	"	مسعود کا اصغہان پر قبضہ	"	ابو کالیجار اور دیلمی اختلاف
"	شہر پوش کی موت	۶۶۰	فنا خسرو کی سرکشی	"	دیلمی غداری سے ابوالفوارس کی شکست

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
	رکن الدولہ کا طہرستان اور جرجان پر قبضہ	۶۷۴	بسا سیری اور اکرا و اعراب کے واقعات	۶۶۶	اصفہان پر ہمدانی کا قبضہ
۶۸۰	قبضہ	//	بسا سیری اور خفاجہ کی جنگ	۶۶۷	اصفہان کا محاصرہ
//	وشمگیر اور منصور بن قرا تگین	//	قیدیوں کا انجام	//	مدد الدولہ ابو جعفر ابن کاویہ کی وفات
//	رکن الدولہ کا طہرستان پر قبضہ	//	ترکوں کا فتنہ	//	ابو منصور و ابو حرب کی جنگیں
//	وشمگیر کی وفات ہستوں کی حکومت	۶۷۵	بغداد کا ہنگامہ	//	ابو منصور و ابو حرب کی صلح
//	ہستوں کی وفات قابوس کی حکومت	//	کردوں اور عربوں کی لوٹ مار	//	بن نیس اور ابن عدو الدولہ
//	قابوس بن وشمگیر	//	دسکروہ اور دوران کی تباہی	۶۶۸	رے پر طغرل بیگ کا قبضہ
۶۸۱	عضد الدولہ کا جرجان و طہرستان پر قبضہ	//	اہواز کی تباہی	//	طغرل بیگ کی کامیابیاں
//	عضد الدولہ کا فخر الدولہ پر حملہ	//	خلافت مآب اور بسا سیری میں کشیدگی	//	اصفہان پر قبضہ
//	فخر الدولہ اور مویہ الدولہ کی جنگ	۶۷۶	انبار کی تباہی	۶۶۹	کالیہ اور طغرل بیگ کی صلح
۶۸۲	جرجان پر فخر الدولہ کا قبضہ	//	ترکوں کا بسا سیری پر حملہ	//	ابو کالیہ کی موت
//	طہرستان پر قبضہ	//	بسا سیری اور رئیس الروس میں ناچاقی	//	شیراز پر قبضہ
//	جرجان اور طہرستان کی طرف قابوس کی واپسی	//	بسا سیری اور ترک	//	ملک الرحیم
//	جرجان پر قابوس کا قبضہ	۶۷۷	ترکوں کی طغرل بیگ کی مخالفت	۶۷۰	بصرہ پر ملک العزیز کا حملہ
//	مرزبان اور قابوس	//	طغرل بیگ بغداد میں	//	ابو منصور کی گرفتاری
//	قابوس کی معزولی	//	بغداد میں تاتاریوں کا انجام	//	ابو منصور اور ملک الرحیم کی جنگ
//	قابوس کا قتل	//	بغداد میں تاتاریوں کی لوٹ مار	//	ملک الرحیم کا فرس پر حملہ
۶۸۳	منوچہر کی وفات نہ شہرواں کی حکومت	//	ملک الرحیم کی گرفتاری	//	مطرب بن منصور کی لوٹ مار
//	آذربائیجان کے حکمران مسافر دیلمی کے حالات	۶۷۸	بنو بویہ کی حکومت کا خاتمہ	//	اریق پل پر قبضہ
//	یشکری اور رستم کی جنگ	//	بغداد پر طغرل بیگ کا قبضہ	۶۷۱	ملک الرحیم بمقتلہ ہزار سب
//	ارونیل کا محاصرہ	//	اہل بغداد کی بے بسی	//	ملک الرحیم بمقتلہ ابو منصور
//	رستم کی شکست	//	جرجان اور طہرستان کے حکمران بنو وشمگیر کی حکومت کے حالات	//	ملک الرحیم کی شکست
۶۸۴	یشکری کا قتل	۶۷۹	ماکان اور وشمگیر	۶۷۲	نساء اور شیراز پر قبضہ
//	شکرستان بن لشکری	//	وشمگیر کا رے پر قبضہ	//	بسا سیری اور بنو عقیل میں فتنہ
//	مرزبان بن محمد بن مسافر	//	وشمگیر کا طہرستان پر قبضہ	//	انبار پر قبضہ
//	صلوک بن محمد اور رستم بن ابوانیم	//	حسن بن قیرزان کا جرجان پر قبضہ	//	عمان پر خوارج کا قبضہ
//	آذربائیجان پر محمد بن مسافر کا قبضہ	//	رے پر وشمگیر کا دوبارہ قبضہ اور ابن بویہ	//	درہ الحلافت بغداد میں بلوہ
//	مرزبان اور ابو القاسم کی ناچاقی	//	کا استیلاء	۶۷۳	نور الدین دہلیس اور خلیفہ
۶۸۵	مرزبان اور ابو القاسم کی صلح	//	وشمگیر کو شکست	//	ملک الرحیم کا بصرہ پر قبضہ
	روس کا شہر مراغہ پر قبضہ اور مرزبان کی	//	وشمگیر کا فرار	//	شطرنج اور تشر پر قبضہ
		//	وشمگیر کا جرجان پر قبضہ	//	ارجان کے نواح پر قبضہ
		//		//	فدستون کا شیراز پر قبضہ

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۶۹۸	دینور اور صامغان کے حکمران	۶۹۱	عمران اور مہلبی میں صلح	۶۸۵	ان پر کامیابی
"	بنو حسو یہ کے حالات	۶۹۲	عمران کی وعدہ خلائی	"	مراغہ میں روسیوں کا قتل
"	حسو یہ کا کردار اور خوبیاں	"	عزالدولہ اور عمران	"	مرزبان کی روسیوں کے ساتھ جنگ
"	حسو یہ کی وفات بدر کی حکومت	"	عمران کی وفات	۶۸۶	روسیوں کی تباہی اور فرار
"	حسو یہ کی اولاد کا انجام	"	حسن بن عمران بن شاہین	"	رے کی طرف مرزبان کی روانگی
۶۹۹	بدر بن حسو یہ اور مشرف الدولہ کی جنگ	"	حسن کی اطاعت	"	مرزبان کی شکست اور گرفتاری
"	بدر بن حسو یہ اور قراتکین	۶۹۳	حسن بن عمران کا قتل	"	محمد بن عبدالرزاق
"	ناصر الدولہ	"	ابوالفرج کا قتل	۶۸۷	رستم کی علی بن نہشلی کے ساتھ جنگ
"	بدر بن حسو یہ و ابو جعفر کا بغداد کا محاصرہ	"	ابوالمعالی کی معزولی	"	معز الدولہ اور رستم
۷۰۰	بدر کی فرمانبرداری	"	علی بن نصر کی ولی عہدی	"	رستم کی گرفتاری
"	ہلال بن بدر بن حسو یہ	"	مہذب الدولہ کی حکومت	"	مرزبان کی وفات
"	شہر زور پر ہلال کا قبضہ	۶۹۴	ابن واصل اور مہذب الدولہ	"	نحسٹان بن مرزبان
"	بدر کی گرفتاری	"	ابن واصل کا بطیمہ پر قبضہ	۶۸۸	نحسٹان ابو عبد اللہ
"	قرمیسین پر ابوالفتح کا حملہ	"	عمید اور ابن واصل کی جنگ	"	مستحیر ہانہ کا قتل
"	فخر الملک اور ہلال کی جنگ	"	بطیمہ کی طرف مہذب الدولہ کی واپسی	"	ناصر اور نحسٹان کی گرفتاری
۷۰۱	ہلال کی گرفتاری اور اطاعت	۶۹۵	ابو ازہر بن واصل کا حملہ	"	ناصر اور نحسٹان کا قتل
"	طاہر بن ہلال کا شہر روز پر قبضہ	"	ابن واصل کا قتل	۶۸۹	اردنیل پر ابراہیم کا قبضہ
"	بدر بن حسو یہ اور اس کے بیٹے ہلال کا قتل	"	مہذب الدولہ کی وفات	"	رکن الدولہ اور ابراہیم
"	طاہر کی گرفتاری	"	ابو عبد اللہ کی وفات سرانی کی حکومت	"	ابراہیم بن مرزبان کا آذربائیجان
"	ابوالشوک	"	صدقہ کی حکومت	"	پردو بارہ قبضہ
۷۰۲	ابوالشوک اور طاہر کی جنگ	۶۹۶	صدقہ کی وفات	"	استاد ابوالفضل کا رکن الدولہ کو خط
"	طاہر بن ہلال کی موت	"	سابور کی معزولی ابو نصر کی حکومت	"	موقف کی وضاحت
"	ابن کا کو یہ اور ابوالشوک	"	اہل بطیمہ کی بغاوت	"	قزوین پر سالار ابراہیم کا قبضہ
"	رے پر تاتاریوں کا حملہ	"	اہل بطیمہ کی گوشالی	۶۹۰	سالار کی وضاحت
"	ابوالشوک کی کامیابیاں	"	ابو کا لیجار کا بطیمہ پر قبضہ	"	تاتاریوں کا آذربائیجان میں داخل ہونا
"	ابوالفتح ابوالشوک اور اس کے چچا مہمل	"	بطیمہ میں ابن ابی الخیر کی حکومت	"	طغرل بیگ کا آذربائیجان پر قبضہ
۷۰۳	میں مناقشہ	۶۹۷	صدقہ اور مہذب الدولہ کی جنگ	"	فضلون کردی کا جہاد
"	ابوالفتح کی گرفتاری	"	نصر بن نفیس اور اس کے بعد مظفر بن حماد	۶۹۱	بطیمہ کے حکمران بنو شاہین کے حالات
"	شہر زور پر حملہ	"	کی حکومت	"	عمران بن شاہین
"	علاء الدین اور ابوالشوک کی صلح	"	ابن صدقہ کا انجام	"	عمران اور ابو جعفر
"	شہر زور کا محاصرہ	"	بنو معروف کی بطیمہ سے جلاوطنی	"	عمران کی طرف شاہی لشکر کی روانگی اور شکست
"		"	بنو معروف کا انجام	"	

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۷۰۷	سعدی اور ابو دلف کی جنگ	۷۰۵	سعدی کی گرفتاری	۷۰۳	طغرل بیگ کے بھائی نہال کا ابوالشوک
"	مہلبیل کی گرفتاری	"	سعدی کی رہائی	۷۰۳	کی حکومت پر قبضہ
"	ابن مہلبیل کا شہر زور پر حملہ	"	سعدی اور تاتاریوں کی جنگ	"	جورقان پر ابراہیم کا قبضہ
"	دشمنوں کا انجام	۷۰۶	قلعہ سیروان پہ نیاں کا قبضہ	"	مہلبیل اور ابوالشوک کا اتحاد
		"	شہر زور کی فتح	"	ابوالشوک کی وفات
۷۰۸	ختم شد	"	علی بن قاسم اور تاتاریوں کی جنگ	۷۰۵	قرمیسین پر قبضہ
		"	مہلبیل بغداد میں	"	سعدی بن ابوالشوک
		۷۰۷	مہلبیل اور طغرل بیگ	"	سعدی اور بدر کی جنگ

بسم الله الرحمن الرحيم

خلافت عباسیہ کے دور کی حکومت علویہ کے حالات

دولت علویہ کا پس منظر: حکومت علویہ میں ہم سب سے پہلے ”اداریہ“ کی حکومت کے حالات تحریر کریں گے جو ”المعرب الاقصی“ میں تھی۔ ہم اوپر شیعیان علی و اہل بیت اور ان کے دونوں صاحبزادوں جعفر کے حالات بھی بیان کر چکے ہیں اور ان واقعات کو بھی ہم تحریر کر چکے ہیں جو ان کے شیعوں پر کوفہ میں گزرے۔ حسن بن علیؑ کی ”تسلیم امارت“ کے اسباب کوفہ میں زیادہ کے نظام حکومت کی خرابی کی علتیں اور اس کے بانیوں کے مارے جانے کے تذکرے بھی (ان میں حجر بن عدی اور ان کے ساتھی بھی تھے) ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔ پھر انہی شیعیان اہل بیت نے حضرت معاویہ کی وفات کے بعد حضرت حسین بن علیؑ کو کوفہ بلایا چنانچہ وہ تشریف لے گئے اور جو واقعات ان کی شہادت کا ”مقام کر بلا“ میں پیش آیا وہ مشہور ہے۔

قتل حسین پر شیعوں کی ندامت اور بغاوت:..... اس کے بعد شیعوں کو ان کی امداد نہ کرنے اور خاموشی اختیار کرنے پر ندامت ہوئی۔ لہذا یزید کے مرنے اور بیعت مروان کے بعد شیعوں نے ”رفع ندامت“ کے لئے بغاوت کر دی۔ عبید اللہ بن زیاد بھی کوفہ کی فوجوں کو تیار کر کے یہ ہنگامہ ختم کرنے نکلا ان لوگوں نے اپنا نام ”التوابعین“ رکھا۔ شیعوں نے سلیمان بن صرد کو اپنا امیر بنا رکھا تھا۔ شام کے اطراف میں عبید اللہ بن زیاد کے لشکر سے مقابلہ ہوا۔ اور ایک سخت اور خونریز جنگ کے بعد سب کے سب پامال کر دیئے گئے۔

مختار کی بغاوت: اس کے بعد مختار بن ابوعبید ثقفی نے کوفہ میں حضرت حسینؑ کے انتقام کے اظہار کے لئے محمد بن حنفیہ کے پیروکاروں کے ساتھ خروج کیا اس بناء پر سارے شیعوں نے اس کا ساتھ دیا اور اپنا نام اللہ کی پولیس مشہور کیا۔ چنانچہ عبید اللہ بن زیاد نے مختار پر حملہ کیا۔ مگر مختار نے اس کو شکست دے دی اور جنگ کے دوران اسے قتل کر دیا۔ ان واقعات سے مختار کا دماغ پھر گیا۔ چنانچہ محمد بن حنفیہ کو اس کی خبر ملی تو انہوں نے بیزاری کا خط اسے لکھا۔ اس کے بعد مختار ان کی حمایت چھوڑ کر حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کے ساتھ مل گیا۔

یزید بن علی کی شہادت:..... چنانچہ شیعوں نے زید بن علی بن حسینؑ کو شام بن عبد الملک کے دور میں بیعت خلافت کرنے کے لئے کوفہ ہوا یا۔ مگر یوسف بن عمر (گورنر کوفہ) نے ان کو قتل کر کے صلیب پر چڑھا دیا۔ پھر یحییٰ بن زید نے جرجان (مضافات خراسان) میں حکومت کے خلاف خروج کیا۔ ان ساتھ بھی یہی معاملہ (قتل و صلیب چڑھائے جانے کا) پیش آیا جو ان کے والد زید کے ساتھ پیش آیا تھا۔ غرض اہل بیت کی خونریزی کا سلسلہ چاروں طرف پھیلا ہوا تھا جس کو آپ دولت امویہ اور عباسیہ کے ”دور حکومت“ کے ضمن میں پڑھ چکے ہیں۔

رافضی فرقہ کی ابتداء: پھر شیعوں میں امام مقرر کرنے کے بارے میں اختلاف واقع ہوا اور ان لوگوں میں خوب جھگڑے ہوئے۔ بعض امامیہ اس بات کے قائل ہیں کہ وصیت رسول اللہ ﷺ کی وصیت کے مطابق علی ابن ابی طالب امام ہیں اور اسی بناء پر ان کو وصی کا لقب دیتے ہیں اور شیخین (یعنی ابو بکرؓ و عمرؓ) سے بیزاری کا اظہار اور تبرا کرتے ہیں کیونکہ انہوں نے ان کو کوفہ بلایا تھا۔ تو اس بارے میں جھگڑا کیا تھا چونکہ حضرت زید شہید نے

① اس تحریک کا نقطہ آغاز حضرت حسینؓ کی شہادت تھی۔ چنانچہ کوفہ کے شیعوں نے جب یہ دیکھا کہ کوفہ حضرت حسینؓ کی شہادت سے ان کے نام پر جو وجہ لگائے ہوئے وقت حمل سکتا ہے کہ یہ سب مر جائیں یا حضرت حسینؓ کے قاتلوں کو قتل کر دیں، لہذا ان میں سے بعض لوگ توبہ اور استغفار کرتے ہوئے حضرت حسینؓ کی قبر پر حاضر ہوئے اور سورۃ بقرہ آیت نمبر ۵۴ کی نسبت سے اپنا لقب توابعین یعنی ”توبہ کرنے والے“ مقرر کیا۔ ”فتاویٰ علیکم انه هو التواب الرحیم“ (سورۃ بقرہ آیت نمبر ۵۴) دیکھیں مسعودی ۱۱ مروج الذهب (جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۱۰۰)

”تشیخین“ سے نیز کی ظاہر نہ کی اور نہ ان پر تہرہ کیا اس لئے ان امامیہ نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا۔ چنانچہ اس بناء پر وہ ”رافضی“ کے نام سے مشہور ہوئے۔

فرقہ زیدیہ انہی میں سے ایک فرقہ زیدیہ کہلاتا ہے جو امامت بنی فاطمہ کا قائل ہے یہ فرقہ حضرت علی اور ان کے بیٹوں کو تمام مسیحیہ پر پند شریعت دیتا ہے۔ تشیخین کی امامت اس کے نزدیک صحیح ہے باوجود اس کے کہ حضرت علی کو سب سے افضل جانتا ہے۔ یہ مذہب حضرت زید شہید اور ان کے شیعیان کا ہے یہ فرقہ انحراف اور غلو سے بہت دور اور دوسرے شیعوں کی بہ نسبت اعتدال کے بیکر قریب ہے۔

کیسانیہ اور عباسیہ انہی میں سے ایک فرقہ ”کیسانیہ“ ① ہے۔ جو کہ کیسان کی طرف منسوب ہے اس فرقہ کا یہ اعتقاد ہے کہ حضرت حسن و حسین کے بعد محمد حنفیہ اور ان کے بیٹے امام برحق بنے تھے اسی فرقہ کی ایک دوسری شاخ ”شیعان بنی عباس“ کی نکلتی ہے۔ جو اس بات کے قائل ہیں کہ ابوہاشم بن محمد بن حنفیہ کی وصیت کے مطابق امامت محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب کی طرف منتقل ہو گئی ہے۔ عرض مذہب شیعہ میں بہت سے اختلافات پیدا ہوئے اور طرح طرح کے مذہب نکلے اور اختلاف اعتقادات و مذہب کے لحاظ سے الگ ناموں سے مشہور ہوئے۔ کیسانیہ جو بنی حنفیہ کے گروہ سے تھے وہ اکثر عراق اور خراسان میں رہے۔

مدینہ میں بیعت جس وقت بنی امیہ کی حکومت میں اختلال اور اضطراب پیدا ہوا اس وقت اہل بیت نے مدینہ میں جمع ہو کر محمد بن عبد اللہ بن حسن ثنی بن حسن بن علی کی خلافت کی خفیہ طور سے بیعت کر لی اور ان سب نے ان کو اپنا خلیفہ اور سردار تسلیم کر لیا۔ اس مجلس میں ابو جعفر عبد اللہ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب یعنی المنصور بھی شریک تھا اور اہل بیت کے ساتھ اس نے بھی محمد بن عبد اللہ بن حسن ثنی کی بیعت کی تھی اس کے بعد ان لوگوں نے اس لئے کہ اس میں دانائی اور تدبیر کا مادہ زیادہ تھا اس کو اپنا پیشوا بنالیا۔

امام ابو حنیفہ اور امام کی حمایت: اسی وجہ سے امام مالک اور امام ابو حنیفہ رحمہما اللہ نے جس وقت ابو جعفر عبد اللہ نے حجاز سے خروج کیا تھا مخالفت کی تھی محمد بن عبد اللہ کی امامت کو ابو جعفر عبد اللہ کی امامت سے زیادہ صحیح اور قابل اعتماد بنایا تھا کیونکہ اس سے پہلے محمد بن عبد اللہ کی بیعت منعقد ہوئی تھی اگرچہ شیعہ کے نزدیک حضرت زید بن علی کی وصیت سے حکومت دوبارہ اس کی طرف منتقل ہوئی تھی مگر امام مالک اور امام ابو حنیفہ انہی کی فضیلت کے قائل رہے اور انہی کے استحقاق کو راجح سمجھتے رہے۔ گو کہ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی وجہ سے ابو جعفر منصور کے دور میں ان کو طرح طرح کے مصائب ٹھٹھانے پڑے۔ امام مالک کو طلاق مکرہ و مجبور کے فتویٰ پر پٹوایا اور امام ابو حنیفہ کو عہدہ قضا نہ قبول کرنے پر جیل میں ڈال دیا۔

المنصور کے عہد میں بنی حسن کی گرفتاری: جس وقت دولت و حکومت نے بنی امیہ سے منہ پھیر لیا اور بنی عباسیہ کا دور حکومت آیا اور تخت خلافت پر ابو جعفر منصور جلوس و افروز ہوا اس وقت لوگوں نے اس سے بنی حسن بن علی بن ابی طالب کے بارے میں یہ جڑ دیا۔ کہ محمد بن عبد اللہ صمدی مفت بند کرنے وار ہے۔ اور اس کے مبلغین اور قاصد خراسان میں پھیل گئے ہیں۔ اسی وجہ سے منصور نے بنی حسن اور اس کے بھائیوں کو گرفتار کر لیا۔ چنانچہ حسن، ابراہیم، جعفر، قاسم، موسیٰ بن عبد اللہ، سلیمان و عبد اللہ بن داؤد اور محمد و اسماعیل و اسحاق بن ابراہیم بن حسن کو اہل بیت کے پینتالیس معزز ارکان سمیت کے گرفتار کر کے کوفہ کے باہر ”قصر ابن ہبیرہ“ میں قید کر دیا۔ اسی قید کی حالت میں رفتہ رفتہ یہ سب کے سب جاں بحق ہو گئے ان لوگوں کی گرفتاری کے بعد محمد بن عبد اللہ کی تلاش ہونے لگی۔ محمد بن عبد اللہ نے یہ خبر پا کر ۱۳۵ھ میں مدینہ سے خروج کیا اور اپنے بھائی ابراہیم کو بصرہ کی طرف بھیجا چنانچہ ابراہیم نے بصرہ، ابواز اور فارس پر قبضہ کر لیا۔ حسن بن معاویہ کو مکہ روانہ کیا چنانچہ حسن نے بھی مکہ پر قبضہ کر لیا اور ایک سال کو یمن رہا۔ غرض بنی خلافت کی کھلم کھلا دعوت دی رسول اللہ ﷺ کے منبر پر چڑھ کر خطبہ پڑھا اور خود کو ”مہدی“ کے لقب سے ملقب کیا لوگ اس کو ”انجس زکیہ“ کے خطاب سے مخاطب کرتے تھے۔ اس نے ”رباح بن عثمان مری“ کو زندہ کر کے جیل میں ڈالا دیا تھا۔ ابو جعفر منصور کو اس کی خبر ہوئی کہ مہدی کی برہنہ ہوئی قوت سے خطرہ پیدا ہو گیا۔ چنانچہ روک تھام کی غرض سے ایک خط لکھا۔ جو کتب خانہ میں موجود اور مؤرخین کے نزدیک معتبر ہے۔ منسوب ہے اس خط میں بسم اللہ کے بعد تحریر کیا تھا۔

من عبد اللہ امیر المؤمنین الی محمد بن عبد اللہ اما بعد فانما جزاء اللذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فساداً ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیہم وارجلہم من خلاف او ینفوا من الارض ذلک لہم حرى فی الدنیا ولہم فی الآخرۃ عذاب عظیم . الا الذین تابوا من قبل ان تقدروا علیہم فاعلموا ان اللہ غفور رحیم وان لک ذمۃ اللہ وعہدہ وميثاقہ ان تبیت من قبل ان نقدر علیک ان نومنت علی بصلک وولدتک واحوتک ومن تابعک وجميع شیعک وان اعطیک الف الف درہم وانزلک من السماء حیت تست واقضی لک ماشئت من الحاجات وان اطلق من سجن من اهل نیتک وشیعک وانصارک ثم لاتع احدامنکم بمکروہ وان شئت ان تتوثق لنفسک فوجہ الی من یاخذلک من الميثاق والعہد والامان ما احبت والسلام ❶ من عبد اللہ .

از طرف امیر المؤمنین عبد اللہ کی طرف سے محمد بن عبد اللہ کی خدمت میں اما بعد بیشک ان لوگوں کی یہی سزا ہے جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور دنیا میں فساد برپا کرتے رہتے ہیں کہ وہ مار ڈالے جائیں یا سولی پر چڑھائے جائیں یا ہاتھ پاؤں ان کی الٹی جانب سے کاٹے جائیں یا ملک بدر کر دیے جائیں یہ تو ان کی رسوائی دنیا کی ہے اور آخرت میں ان کے لئے بڑی مار ہے۔ مگر جنہوں نے توبہ کی ہو اس سے بہتے کہ وہ تمہارے ہاتھ لگ جائیں، چنانچہ جان لو کہ اللہ تعالیٰ غفور ورحیم ہے میرے اور تمہارے درمیان اللہ کا عہد و میثاق اور واسطہ ہے کہ اگر تم نے توبہ کر لی اس سے پہلے پہلے کہ تم ہماری گرفت میں آؤ تو ہم تمہیں اور تمہارے بیٹوں اور تمہارے بھائیوں کو اور تمہارے تابعداروں کو اور تمہارے سارے گروہ والوں کو امان دیتے ہیں اور تمہیں ایک لاکھ درہم دیتے ہیں اور جہاں تمہیں پسند ہو وہیں تمہیں ٹھہرائیں گے اور جس قسم کی تمہاری ضرورتیں ہوں سب ہم پوری کریں گے اور قید کی مصیبت سے تمہارے خاندان والوں اور گروہ والوں اور مددگاروں کو رہا کر دیں گے اس کے بعد کسی قسم کی تکلیف نہیں دیں گے اور اگر تم اس کے لئے اپنا ذاتی اطمینان کرنا چاہتے ہو تو تمہارے پاس ایسے شخص کو بھیج دو جو تمہارے لئے عہد و اقرار اور امان جیسا تم چاہتے ہو ہم سے لے لے والے۔

محمد بن عبد اللہ نے جو بالا خط تحریر کیا جس میں بسم اللہ کے بعد یہ عبارت لکھی تھی۔

من عبد اللہ محمد المہدی امیر المؤمنین ابن عبد اللہ محمد اما بعد طسم تلك ايات الكتاب المبين
تلدو عليك من نباء موسى وفرعون بالحق لقوم يؤمنون ان فرعون علا في الارض وجعل اهلها شيعاً
يستضعف طائفة منهم يذبح ابناءهم يستحي نساهم انه كان من المفسدين ويريد ان يمن على اللذين
استضعفوا في الارض ونجعلهم الوارثين وبمكن لهم في الارض ونرمة فرعون وهامان وجنودهما معهم
ما كانوا يحذرون وانا اعرض عليك من الامان مثل اللذي اعطيني فقد تعلم ان الحق حقنا وانما دعيتم
هذا الامر بنا ونهضتم فيه بسيعنا وحرتموه بفضلنا وان علياً كان الوصي والامام فكيف ورثتموه
دوننا ونحن احياء وقد علمتم انه ليس احد من بني هاشم يشد بمثل فضلنا لنا ولا يفخر بمثل قد
يمنا وحديثنا ونسبنا ونسبنا وانا بنو بنته فاطمه في الاسلام من ابيكم فانا اوسط بني هاشم نسباً وخيرهم
اماً وابلهم تلدني العجم ❷ لم تعرف في امهات الاولاد وان اللہ عز وجل لم يرل يحتار لنا فولدني من النسين

❶ دیکھیں تاریخ کامل (جلد نمبر ۳ صفحہ ۵۶۸) اور تاریخ طبری (جلد نمبر ۹ صفحہ ۲۱۰) اور تاریخ کامل مستفاد (جلد نمبر ۳ صفحہ ۱۲۸) مختلف الفاظ سے لکھا۔

❷ تاریخ کامل ابن تیمیہ میں اس جگہ "لم تلدني العجم" کے الفاظ ہیں۔ (جلد نمبر ۳ صفحہ ۵۶۸) اور اس عبارت میں اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اس میں "موسى" اور "فرعون" کے الفاظ ہیں۔

افضلہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم من اصحابہ اقدمہم اسلاماً و اوسعہم علماً و اکثرہم جہاداً علی س
اسی طالب و من نسائہ افضلہن خدیجۃ بنت خویلد اول من امن باللہ و صلی الی القبلۃ و من بساتہ افضلہن
و من المتولدين فی الاسلام سید اشباب اہل الجنة ثم قد علمت ان ہاشماً ولد علیاً مرتن من قبل جدی
الحسن والحسین فما زال اللہ یختار لی حتی اختار لی فی معنی النار فولدنی ارفع الناس درجۃ فی الجنة
واہون اہل النار عذاباً یوم القیامۃ فاننا ابن خیر الاخیار و ابن خیر الاشرار و ابن خیر اہل الجنة و ابن خیر اہل
النار و لك عهد اللہ ان دخلت فی بنیعی ان او منک علی نفسک و ولدک و کل ما اصبته الاحدام
حدود اللہ و احق المسلم او معاهد فقد علمت ما یلزمک فی ذالک فاننا و فی بالعہد منک و احرى بقول
الامان فاما امانک اللذی عرضت علی فہو ای الامان ہی امان ابن ہبیرہ ام امان عملک عبداللہ بن علی ام
امان ابی مسلم . والسلام .

اللہ کے بندے محمد مہدی امیر المومنین ابن عبداللہ محمد کی طرف سے طسم۔ یہ آیت ایک روشن کتاب کی ہیں۔ ہم تجھ کو موسیٰ اور فرعون کا کچھ
احوال سچائی کے ساتھ سناتے ہیں کہ ایمان والوں کو یقین کا باعث ہو پیشک فرعون دنیا میں بہت بڑھ چڑھ رہا تھا اور وہاں کے لوگوں کو کئی
گروں میں کر رکھا تھا اور اسی میں سے ایک گروہ کو کمزور کر رکھا تھا۔ ان کے لڑکوں کو مار ڈالتا تھا اور عورتوں کو زندہ چھوڑ دیتا تھا۔ پیشک وہ
(فرعون) مفسدین میں سے تھا۔ اور ہم چاہتے ہیں ملک میں جو کمزور تھے ان پر احسان کریں اور انہی کو سردار بنائیں اور انہی کو قائم مقام
کریں اور ان کی حکومت ہم ملک میں قائم کر دیں اور فرعون اور ہامان اور اس کے لشکر کو ہم دہ دھادیں جس چیز کا وہ اندیشہ کرتے تھے اور
میں تمہارے سامنے ویسی ہی امان پیش کرتا ہوں جیسا کہ تم نے ہمیں دی ہے۔ تم یقیناً یہ جانتے ہو کہ یہ حق ہمارا حق ہے اور ہمارے ہی
وسیلہ سے تم نے اس کا دعویٰ کیا اور ہماری ہی کوشش سے تم اٹھے اور ہماری بدولت تم کامیاب ہوئے اور پیشک حضرت علی رضی اللہ عنہ صلی اور ہام
تھے چنانچہ ہمارے ہوتے ہوئے تم ان کے کیسے وارث بن گئے۔ بلاشبہ تم جانتے ہو کہ کوئی شخص بنی ہاشم میں سے ہمارے فضل کے
جیسے دعویٰ نہیں کر سکتا اور نہ ہمارے قدیم اور جدید اور نسب و نسب کی طرح فخر کر سکتا ہے اور ہم اسلام میں بنی مطلقہ کی بیٹی فاطمہ کی اوراد
ہیں لہذا ہم بلحاظ نسب اوسط بنی ہاشم ہیں اور باعتبار باپ اور ماں کے اچھے ہیں نہ تو عجم کا میل میرے نسب میں ہے اور نہ لونڈیوں کا اور
پیشک اللہ عز و جل ہم کو ممتاز بناتا چلا آیا ہے۔ چنانچہ میں پیدا ہوا ہوں اس شخص سے جو نبیوں میں سب سے افضل تھے یعنی محمد صلی اللہ علیہ
وسلم اور ان کے اصحاب میں قبول اسلام کے لحاظ قدیم اور باعتبار علم کے وسیع اور کثیر الجہاد تھے یعنی حضرت علی بن ابیطالب اور عورتوں
میں جو افضل ترین تھیں خدیجہ بنت خویلد جو سب سے پہلے ایمان لائیں اور قبلہ کی طرف نماز پڑھی اور آپ کی بیٹیوں میں سے جو سب
سے افضل اور جنتی عورتوں کی سیدہ تھیں ان سے میں پیدا ہوا ہوں اور فرزند ان اسلام میں سے جو سردار جوانان جنت ہیں ان سے میں
پیدا ہوا ہوں۔ پیشک تم جانتے ہو کہ میرے اجداد کے اعتبار سے حسن و حسین کے حضرت علی کا ہاشم سے دواہر تعلق ہے لہذا اللہ تعالیٰ مجھے
سسل ممتاز کرتا آ رہا ہے تاکہ دوزخیوں میں بھی ممتاز رہا چنانچہ میں بیٹا ہوں اس کا جس پر قیامت میں بہ نسبت اور دوزخیوں کے
عذاب کم ہوگا (یعنی ابوطالب)۔ چنانچہ میں خیر الاخیار اور خیر الاشرار اور بہترین اہل جنت اور بہترین ”اہل نار“ کا بیٹا ہوں اور اللہ
درمیان میں ہے اگر تم میری بیعت قبول کر لو تو میں تمہیں اور تمہارے بیٹوں کو امان دیتا ہوں اور جو کچھ کر چکے ہو اس سے ورنہ گزر کرتا ہوں
مگر کسی حد کا حد و دائرہ سے یا کسی مسلمان کے حق یا معاہدہ کا ذمہ دار نہیں ہوں گا تم خود جانتے ہو کہ اس سے تم پر کیا زہم آتا ہے میں تم سے
زیادہ دوسرے کا پورا کر نیوالا ہوں اور میرا امان تمہاری امان سے قبول کرنے کے لائق زیادہ ہے اور تم جو اماناں دے رہے ہو تو یہ کوئی
امان ہے؟ آیا امان ”ابن ہبیرہ“ والی یا امان تمہارے چچا ”عبداللہ بن علی“ والی ہے یا امان ”ابو مسلم“ والی ہے؟ والسلام ❶

❶ مذکورہ تینوں افراد کو ”المصور“ نے امان دینے کے بعد دھوکے سے قتل کر دیا تھا۔ (ثناء اللہ محمود)

منصور نے جواب میں یہ عبارت تحریر کی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ من عبد اللہ امیر المومنین الی محمد بن عبد اللہ فقد اتانی کتابک وبلغنی کلامک فاذا جل فخرک بالنساء لتجل به الجفاة والغوغاء ولم يجعل اللہ النساء كالعمومة ولا الاناء كالعصبة والاولياء وقد جعل اللہ العم ابوابدابه علی الولد فقال جل ثنائه عن نبیه ﷺ واتبع ابای ابراهیم واسماعیل واسحاق ويعقوب ولقد علمت ان اللہ تبارک وتعالی بعث محمداً صلی اللہ علیہ وسلم وعمومته اربعة فاجابه اثنان احدهما ابی وکفر به اثنان احدهما ابوک واماما ذكرت من النساء وقراناتهن فلو اعطی علی قرب الانساب وحق الاحساب لکان الخیر کله لامة بنت وهب ولكن اللہ یحтар لیدیہ من یشاء من خلقه وامام ذکر من فاطمة ام ابی طالب فان اللہ لم یهد احداً من ولدها الی الاسلام ولو فعل لکان عبد اللہ بن عبد المطلب اولاهم بكل خیر فی الآخرة والاولی واسعدهم بدخول الجنة غداً ولكن اللہ ابی ذالک فقال انک لاتهدی من احببت ولكن اللہ یهدی من یشاء۔ وامام ذکر من فاطمة بنت اسد ام علی بن ابیطالب وفاطمة ام الحسین وان هاشماً ولد علیاً مرتین وان عبد المطلب ولد الحسن مرتین فخر الاولین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یلد هاشم الامرة واحدة وامام ذکر من انک ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فان اللہ عز وجل قد ابی ذالک فقال ما کان محمد اباً احد من رجالکم ولكن رسول اللہ وخاتم النبیین ولكنکم قرابة ابنته وانها القرابة غیر انها امراة لاتخور المیراث ولاتجوز ان قوم فکیف تورث الامامة من قبلها وتقد طلب بها ابوک من قبلها وتقد طلب بها تخصم ومرضها سراً ودفنها لیلاً وابی الناس الاتقیدیم الشیخین ولقد حضر ابوک وفاة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فامر بالصلاة غیره ثم اخذ الناس رجلاً رجلاً فلم یأخذوا اباک فیهم ثم کان فی اصحاب الشوری فکل دفعه عنها بايع عبد الرحمن عثمان وقبلها عثمان وحارب اباک طلحة والزبیر ودعا سعدالی بیعتہ فاغلاق بابہ دونه ثم بايع معاویہ بعده وافضی امر جدک الی ابیک الحسن فسلمه الی معاویة بخزف ودرهم واسلم فی یدیہ شیعتہ وخرج الی المدينة فدفع الامر الی غیر اہله واخذ مالاً من غیر اہله واخذ مالاً من غیر حله فان کان لکم فیها شیء فقد بعتموه فاما قولک ان اللہ اختارک فی الکفر فجعل ایاک اہون اهل النار عذاباً فلیس فی الشر خیار ولا من عذاب اللہ هین ولا ینبغی لمسلم ومن باللہ والیوم الاخر ان یفتخر بالنار سترد فتعلم وسیعلم اللذین ظلموا ای منقلب ینقلبون واما قولک لم تلدک العجم ولم تعرف فیک امہات الاولاد انک اوسط بنی ہاشم نسباً وخیر ہم امواً اباً فقد رایتک فخرت علی بنی ہاشم طراً وقدمت نفسک علی من هو خیر منک اولاً واکراً واصلاً وفضلاً فخرت علی ابراهیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانظر ویحک ابن تکیون من اللہ غداً وما ولد قبلكم مولود بعد وفاة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل من علی بن الحسین وهو لام ولد ولقد کان خیراً من جدک حسن بن حسن ثم ابنہ محمد خیر من ابیک وجدته ام ولد ثم ابنہ جعفر وهو خیر ولقد علمت ان جدک علیاً حکم الحکمین واعطاہما عہدہ وميثاقہ علی الرضا ما حکما بہ فاجمع علی خلعه ثم خرج عمک الحسین بن علی علی ابن مرجانة فکان الناس اللذین

معه عليه حتى قتلوه ثم اتوا بكم على الاقتاب ❶ كالسبي المجلوب الى الشام ثم خرج منكم غير واحد فقتلكم بنو امية وحرقوكم بالنار وصلبوكم على جزوع النخل حتى خرجنا عليهم قادر كنا يسيركم ادله تدر كوه ورفعنا اقداركم واورثناكم الرضهم وديارهم بعد ان كانوا يلعنون اباك في اديار كل صلوة مكتوبة كما يلعن الكفرة فسفهناهم وكفرناهم وبيننا فضله واشدنا بذكره فاتخذت ذلك علينا حجة وظلت ابا بما ذكرنا من فضل على قدمناه على حمزة والعباس وجعفر كل اولئك مضوا سالمين مسلمانهم وابتلى ابوك بالدماء ولقد علمت ان ماثرا في الجاهلية سقاية الحجيج الاعظم وولاية زمزم وكاست للعباس مندون اخوته فثارنا فيها ابوك الى عمر فقضى لنا عمر بها وتوفير رسول الله عليه وسلم وليس من غمومته احد حياً الا العباس وكان وارثه دون بنى عبد المطلب وطلب الخلافة غير واحد من بنى هاشم فلم ينلها الا ولده فاجتمع للعباس انه ابو رسول الله صلى الله عليه وسلم خاتم الانبياء وبنوه القادة الحلفاء فقد ذهب بفضل القديم والحديث ولولا ان العباس اخرج الى بدر كرها لمات عماك طالب وعقيل جوعاً او يلحسان جفان عتبة وشيبة مذهب عنهما العار والشنا ولقد جاء الاسلام والعباس يمدون به طالب اصل ربهم ثم فدى عقيل يوم بدر فعزناكم في الكفر وفديناكم من الاسر وورثنا دونكم خاتم الانبياء وادركنا بشاركم اذ عجزتم عنه ووضعناكم بحيث لم تضعوا انفسكم والسلام. ❷

بسم الله الرحمن الرحيم۔ عبد اللہ امیر المومنین کی جانب سے محمد بن عبد اللہ کی طرف۔ تمہارا خط مجھے ملا تمہارا پیغام مجھے پہنچا۔ تمہارا خط بہت بڑا فخر عورتوں پر ہے اس سے صرف عوام اور بازاری لوگ دھوکے میں پڑتے ہیں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو چچاؤں اور باپوں اور عصہ ور دیوں کی طرح نہیں بنایا اور بلا شک اللہ نے چچا کو باپ کے قائم مقام بنایا ہے۔ اور بیٹے کو اسی سے شروع کیا ہے اللہ جل شأنا اپنے نبی ﷺ کی زبان سے ارشاد فرماتا ہے اور اتباع کی میں نے اپنے آباء ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب کی۔ تمہیں خوب معلوم ہے کہ جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا تو اس وقت ان کے چار چچا زندہ تھے دو نے اسلام قبول کیا ایک ان میں سے میرا باپ تھا اور دو نے انکار کیا ایک ان میں سے تیرا باپ تھا اور جو تم نے عورتوں اور ان کی قرابتوں کا ذکر کیا ہے تو اس کا یہ حال ہے کہ اگر نسب و حسب کے قرب و حق کا خیال کیا جاتا تو ساری خیر آئمہ بنت و باب (مادر رسول) کو دی جائیں۔ لیکن اللہ اپنے دین کے لئے اپنے مخلوقات سے جس کو چاہتا ہے اختیار کر لیتا ہے۔ اور جو تم نے فاطمہ (مادر ابی طالب) کا ذکر کیا ہے تو اس کا یہ حال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بیٹوں میں سے کسی کو اسلام نصیب نہیں کیا۔ اور اگر کسی کو اسلام کی ہدایت کرتا تو عبد اللہ بن عبد المطلب آخرت و دنیا کی ساری بھلائیوں کے لئے زیادہ موزوں اور بردر قیامت جنت میں داخل ہونے کے بعد مستحق تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو منظور نہ کیا چنانچہ ارشاد فرمایا بیشک تو جس کو دوست رکھتا ہے اس کو ہدایت نہیں کر سکتا لیکن اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔ اور جو تم نے فاطمہ بنت اسد (علی بن ابیطالب کی والدہ) اور فاطمہ و حسین کی والدہ) کا ذکر کیا ہے اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ علی ماں اور باپ دونوں کی جانب سے ہاشمی ہیں اور حسن کا عبد المطلب سے مادری اور پیری تعلق ہے اس کا یہ جواب ہے کہ فخر الاولین رسول اللہ ﷺ کا ہاشم سے ایک ہی واسطہ قرابت ہے اور عبد المطلب سے بھی قرابت کا ایک ہی واسطہ ہے۔ اور جو تم نے یہ تحریر کیا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کا بیٹا ہوں اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے انکار کیا ہے ارشاد فرمایا ہے محمد تم میں سے کسی کے باپ نہیں اور لیکن وہ رسول اللہ اور خاتم النبیین ہیں۔ ہاں تم سب کی صہ جزادی کے ذریعہ ان کے قرابت دار ہو اور یہ قرابت قرسی ہے مگر چونکہ عورت کے ذریعہ سے ہے اس لئے نہ تو وہ

❶ یہ جمع ہے اس کی واحد قتب جس کا مطلب ہے کہ وہ زمین نما چیز جو اونٹ کے گوبان پر بیٹھے کے لئے رکھی جاتی ہے۔ (لسان العرب) ❷ یہ خط پوری تفصیل سے ملاحظہ فرمائیے۔
طبری (جلد نمبر ۹ صفحہ ۲۱۱) ابن اثیر کی الکامل (جلد نمبر ۳ صفحہ ۵۷۱) مبرد کی الکامل (جلد نمبر ۳ صفحہ ۱۳۹) پر موجود ہے۔ اور ان میں کچھ الفاظ مختلف ہیں۔

میراث کی مستحق ہے اور نہ امانت کر سکتی ہے چنانچہ تم کیسے اس کے ذریعہ سے امامت کے وارث بن سکتے ہو تمہارے باپ نے ہر طرح سے اس کی کوشش کی اس کے لئے لڑے جھگڑے اور درپردہ اس مرض کو پال کے رکھا مگر لوگوں نے تنہا (ابوبکر و عمر) ہی کو امام بنایا۔ تمہارے باپ وفات رسول اللہ ﷺ کے وقت موجود تھے مگر آنحضرت ﷺ نے دوسرے شخص کو نماز پڑھانے کا حکم دیا اس کے بعد لوگ یکے بعد دیگرے دوسرے شخص کو منتخب کرتے گئے لیکن تمہارے والد کو نہ منتخب کیا پھر تمہارے والد اصحاب شوری میں بھی شامل ہوئے ہر مرتبہ انتخاب سے نکالے گئے۔ عبدالرحمن نے عثمان کی خلافت کی بیعت کی اور عثمان نے اس کو قبول کر لیا۔ تمہارا باپ صحابہ وزیر سے ٹرا اور سعد کو اپنی بیعت کرنے بلایا۔ مگر حضرت سعد نے دروازہ بند کر لیا اس کے بعد حضرت معاویہ کی بیعت کر دی رفتہ رفتہ تمہارے دادا کی یہ کوشش تمہارے والد حسن تک پہنچی انہوں نے ٹھیکری اور ذراہم کے بدلے حکومت حضرت معاویہ کو دے دی اپنے حامیوں کو معاویہ کے حوالہ کر کے آپ خود مدینہ چلے گئے حکومت کو ایک نااہل کو دے دیا اور غیر حلال مال لے لیا۔ چنانچہ اگر کوئی حق تمہارا اس میں تھا تو اس کو تم نے فروخت کر دیا تمہارا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے کفر میں بھی ممتاز بنایا ہے اور ہمارے پردادا کو یہ نسبت دوسرے اہل نار کے کمتر عذاب میں رکھا ہے تو اصل یہ ہے کہ برائی میں بھلائی نہیں ہوتی اور نہ اللہ کے عذاب میں کوئی کمی ہوتی ہے۔ کسی مسلمان کو جو اللہ پر اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہو دوزخی ہونے پر فخر نہیں کرنا چاہئے اور تم تو عنقریب اس میں جاؤ گے اور جان لو گے اور جنہوں نے ظلم کیا ہے وہ عنقریب جان جائیں گے کہ کس کروٹ اٹنے پٹنے جائیں گے۔ اور تمہارا یہ کہنا کہ تم میں نہ تو کسی عجیبی کا میل جول ہے اور نہ تم کینزک زادہ ہو اور یہ کہ تم بنی ہاشم میں باعتبار نسب اور بلحاظ ماں باپ کے سب سے بہتر ہو میں دیکھتا ہوں کہ تم نے سرے بنی ہاشم سے خود کو بڑھا دیا اور تم نے اپنے آپ کو اس سے بھی بڑھا دیا جو تم سے اولاد آخرا، اصلاً اور فضلاً بہتر ہے تم نے ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ سے بھی خود کو افضل بنا دیا ذرا سوچو تو کسی تاف ہو تم پر کل تمہاری کیا حالت ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد کوئی شخص حضرت علی بن حسین سے افضل و بہتر نہیں پیدا ہوا حالانکہ وہ کینزک کے بیٹے تھے اور بیشک وہ تمہارے دادا ”حسن بن حسن“ سے بہتر تھے اس کے بعد ان کے بیٹے محمد تمہارے باپ سے افضل ہیں اور ان کی دادی کینزک تھیں۔ اس کے بعد ان کے بیٹے جعفر ہوئے اور وہ بھی انجیل ہیں تم کو معلوم ہوگا کہ تمہارے دادا حضرت علی نے دو حکم مقرر کئے تھے اور اپنی رضا مندی سے یہ وعدہ کیا تھا کہ جو کچھ وہ فیصلہ کریں گے ہم اس کو تسلیم کریں گے چنانچہ ان دونوں حکموں نے ان کی معزولی پر اتفاق کر لیا اس کے بعد تمہارے چچا حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے ابن مرجانہ پر خروج کیا۔ اتفاق یہ کہ جو لوگ ان کے ہمراہ تھے وہی مخالف بن گئے حتیٰ کہ ان کو قتل کر ڈالا۔ اور تم لوگوں کو تجارتی لونڈی غلاموں کی طرح اونٹوں پر سوار کر کے شام لے گئے اس کے بعد اکثر لوگوں نے تم میں سے خروج کیا اور بنو امیہ نے ان کو مار ڈال آگ میں جلا دیا اور سولی دے دی یہاں تک کہ ہم لوگوں نے ان پر خروج کیا اور ہم نے ان کو دبا لیا جبکہ تم ان کو نہ دبا سکے اور ہم نے تمہاری قدر بڑھائی اور ہم نے تم کو ان کے ملک اور زمین کا وارث بنایا اس سے پہلے وہ لوگ تمہارے باپ پر ہر فرض نماز کے بعد لعن کیا کرتے تھے جیسا کہ کفار پر لعن کیا جاتا ہے چنانچہ ہم نے ان کو ذلیل اور رسوا کیا اور ان کی (یعنی علی) فضیلت بیان کی اور ان کے ذکر کو بڑھایا چنانچہ تم نے اسی کو ہمارے مقابلہ میں دلیل بنالیا۔ اور تم نے یہ سمجھ لیا کہ ہم حضرت علی کی فضیلت کی وجہ سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مقدم کرتے ہیں یہ سب کے سب اچھے چلے گئے۔ اور ہر ابتلاء سے محفوظ بھی رہے اور تمہارا باپ خونریزی میں بسلا کیا گیا۔ تم کو معلوم ہے کہ جاہلیت میں ہماری عزت حاجیوں کو زمزم پلانا تھی اور زمزم کا متولی ہونا تھا اور یہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے قبضہ میں تھا نہ کہ ان کے دوسرے بھائیوں کے۔ اس معاملہ میں تمہارے والد نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ہم سے جھگڑا کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا فیصلہ ہمارے حق میں کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی تو ان کے چچاؤں سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی زندہ نہ تھا۔ چنانچہ یہی وارث ہوئے نہ کہ دوسرے بنی عبدالمطلب، بنی ہاشم میں سے دوسرے لوگوں نے بھی خلافت کی خواہش کی مگر وہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد کے سوا کسی کو نصیب نہ ہوئی۔ اس لحاظ سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ میں یہ سب باتیں جمع ہو گئیں کہ ان کو رسول اللہ ﷺ کا باپ ہونے کا شرف حاصل ہوا اور ان کے بیٹے خیفہ بن غرض

جدید ورقہ نیم فضیلت حضرت عباس کو حاصل ہو گئی۔ اور اگر بدر میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ مجبوراً نہ گئے ہوتے تو تمہارے چچا طالب اور عقیس بھوکوں مر جاتے یا عتبہ و شیبہ کے لگنوں کو چاٹا کرتے اصل یہ ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ان کی عزت و آبرو رکھ لی۔ سہ ماہی تو یہی حضرت عباس رضی اللہ عنہ بنو طالب کی خبر گیری کرتے رہے۔ جنگ بدر میں عقیل کا فدیہ دیا ہم نے کفر میں بھی تمہاری عزت بڑھانی فدیہ دے کر قید سے چھڑایا اور تمہارے بجائے ہم خاتم الانبیاء کے وارث ہوئے۔ تمہارا بدلہ ہم نے لیا جبکہ تم اس سے عاجز ہو گئے تھے ورنہ تم کو اس جگہ پر رکھا جہاں تم خود کو نہ رکھ سکتے تھے والسلام۔

عیسیٰ اور محمد بن عبد اللہ کی جنگ: یہ تحریر روانہ کرنے کے بعد ابو جعفر منصور نے محمد بن عبد اللہ نے جنگ کرنے کے لئے چچا زاد بھائی عیسیٰ بن موسیٰ بن کوروانہ کیا، چنانچہ عیسیٰ نے ایک عظیم لشکر کے ساتھ محمد بن عبد اللہ پر چڑھائی کر دی۔ مدینہ منورہ میں دونوں حریفوں میں جنگ صاف ہوئی۔ پندرہویں، ۱۴۵ھ رمضان المبارک ۱۴۵ھ کو ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ چنانچہ میدان جنگ عیسیٰ کے ہاتھ رہا محمد بن عبد اللہ مہدی کو شکست ہوئی اس کا بیٹا علی نامی سندھ کی طرف بھاگ گیا اور وہیں تاحیات مقیم رہا۔ دوسرا بیٹا عبد اللہ اشتر روپوش ہو گیا اور اسی روپوشی میں مر گیا۔ ان لوگوں کی حالت کو ہم مکمل طور سے ابو جعفر ”منصور“ کے حالات کے ضمن میں لکھ چکے ہیں۔

ابراہیم اور شاہی فوج کی جنگ: اس کامیابی کے بعد عیسیٰ خلیفہ منصور کے پاس واپس چلا گیا۔ منصور نے ایک دوسرا لشکر مرتب کر کے محمد مہدی کے بھائی ابراہیم سے لڑنے کے لئے غیرہ روانہ کیا۔ اسی ۱۴۵ھ کے آخری ماہ ذی قعدہ میں ابراہیم اور عیسیٰ کی جنگ ہوئی۔ اس معرکہ میں بھی ابراہیم کو شکست ہوئی۔ اور وہ جنگ کے دوران مارا گیا جیسا کہ ہم خلیفہ منصور کے حالات میں تحریر کر چکے ہیں۔ ان لوگوں میں جو ابراہیم کے ساتھ اس لڑائی میں کام آئے عیسیٰ بن زید بن علی بھی تھا۔

ابن قتیبہ کی رائے: ابن قتیبہ کا یہ خیال ہے کہ عیسیٰ بن زید بن علی نے ابو مسلم کے قتل کے بعد منصور کی مخالفت کا علم بند کیا تھا اور ایک ماکہ بیس ہزار فوج کے ساتھ منصور کا مقابلہ کیا تھا۔ دونوں حریفوں میں عرصے تک لڑائیاں ہوتی رہیں حتیٰ کہ منصور کو اضطراب پیدا ہو گیا میدان جنگ سے بھاگ جانے ارادہ کر لیا لیکن اس کے بعد ہی عنوان جنگ کچھ ایسا تبدیل ہو گیا کہ عیسیٰ کو شکست ہو گئی۔ ابراہیم بن عبد اللہ کے پاس بصرہ بھاگ گیا اور وہیں ٹھہرا رہا۔ یہ شک کہ عیسیٰ بن موسیٰ بن علی نے ان پر چڑھائی کی اور ان دونوں کی زندگانی کا خاتمہ کر دیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔

حسین بن علی بن حسن کی بغاوت: اس کے بعد ۱۶۹ھ خلافت مہدی کے زمانے میں بنی حسن میں سے حسین بن علی بن حسن بن علی ابن ابیطالب نے مدینہ منورہ میں علم خلافت کے خلاف سر اٹھایا اور آل محمد کی حمایت کی۔ چنانچہ لوگوں نے بیعت کر دی۔ اور سامان سفر درست کر کے چدا گیا۔ خلیفہ ہادی کو اس کی خبر ملی تو محمد بن سلیمان بن علی کو جو اتفاق سے حج کے ارادے بصرہ سے دار الخلافہ آیا ہوا تھا ”یوم ترویہ“ کو حسین بن علی سے جنگ کرنے پر ہامور کیا۔ مکہ سے تین میل کی مسافت پر ”مقام فجہ“ میں مقابلہ ہوا اور میدان محمد بن سلیمان کے ہاتھ رہا حسین بن علی اپنے عزیزوں سمیت مارے گئے یا قیام نہ لوگ بڑی مشکل سے اپنی اپنی جان بچا کر بھاگے جن میں ان کے چچا ”ادریس بن عبد اللہ“ بھی تھے۔

ادریس بن عبد اللہ کا فرار: ادریس نے میدان جنگ سے بھاگ کر مصر میں جا کے دم لیا۔ مصر کے حاکم خبر رسانی پر ان دونوں ”واضح“ نصرت بن منصور کا غلام معروف ”بہ مسکین“ مامور تھا چونکہ اس کو شیعیت کی جانب میلان تھا۔ چنانچہ ادریس کے آنے کی خبر پا کر ادریس کے پاس گیا جہاں پر وہ روپوش تھا اور اس کو ڈاک کے گھوڑوں کے ذریعہ سے مغرب کی طرف روانہ کر دیا اس کے ہمراہ اس کا خادم راشد بھی تھا۔ چنانچہ وہ مکہ کے ”بولی“ میں جا کر مقیم ہو گیا۔

ادریس کی بیعت: ”بولی“ میں ان دنوں اسحاق بن محمد بن عبد الحمید امیر اور یہ موجود تھا جو قبیلہ ”بربر“ کا ایک مشہور شخص تھا اس نے ادریس کی بڑی آؤ بھگت کی اور عزت و احترام سے ٹھہرایا اور ”بربر“ کو جمع کر کے اس کی خلافت کی ترغیب دی اور آخر کار اسحاق ”خلافت عباسیہ“ سے منحرف ہو کر ادریس کا مطیع بن گیا۔ بربریوں نے بھی اپنے سردار کے مائل ہو جانے سے ادریس کی بیعت کر لی اور اس کے علم حکومت کے مطیع بن گئے اس زمانہ

میں مغرب میں ”مجبوی“ بھی رہتے تھے۔ بربریوں نے ان سے جنگ کی ان کی متعدد لڑائیاں ہوئیں حتیٰ کہ وہ لوگ دائرہ اسدلم میں داخل ہو گئے اور ادریس ”المغرب الاقصی“ پر کامیابی کے ساتھ حکمرانی کرنے لگا۔ اس کے بعد ۳۱۷ھ میں ”تلمسان“ پر بھی قبضہ کر لیا اور رفتہ رفتہ بادشاہان زمانہ نے اس کے ہم حکومت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی اور اس کی حکومت اور دولت کو مکمل طور سے استقلال و استحکام حاصل ہو گیا۔

خلیفہ کی سازش اور ادریس کی موت :۔ اس کے بعد ابراہیم بن اغلب (حاکم قیروان) نے خلیفہ رشید کو اس کی اطلاع بھیجی۔ خلیفہ رشید نے خلیفہ مہدی کے خدموں میں سے سلیمان بن حریر ”شماخ“ نامی ایک خادم کو اپنا خط دے کر ابراہیم کے پاس قیروان روانہ کیا ابن اغلب نے پروردہ راہداری دے کر ”المغرب الاقصی“ جانے کی اجازت دے دی چنانچہ شماخ نے ”المغرب الاقصی“ میں جا کر ادریس کے پاس قیام کیا اور یہ ظاہر کیا کہ میں ”خلافت عباسیہ“ سے بیزار ہو کر ”طالبیوں“ کی حکومت کے سائے میں قیام کرنے آیا ہوں۔ امام ادریس نے شماخ کو اپنے خاص مصاحبوں میں داخل کر لیا۔ شماخ اپنی عمدہ کارگزاریوں سے ”ادریس“ کی آنکھوں میں ایسا عزیز ہو گیا کہ ہوا سی کی آنکھوں سے دیکھنے لگا۔ کچھ عرصے بعد ادریس کو دانتوں کے درد کی شکایت پیدا ہو گئی۔ شماخ نے دواء میں زہر ملا کے دانتوں پر ملنے کو دیا۔ چنانچہ جیسے ہی ادریس نے اس دواء کو دانتوں پر ملا اسی وقت اس کا دم گھٹ گیا اور اس طرح جیسا کہ مورخین کا خیال ہے ادریس کی موت واقع ہو گئی۔ ۳۱۵ھ کا یہ واقعہ ہے۔ مرنے کے بعد ادریس کو بوسلی ہی میں دفن کیا گیا۔ اور شماخ دواء دے کر جان کے خوف سے بھاگ نکلا۔ ”راشد“ نے پیچھا کیا اور دادی ملو یہ میں شماخ سے سامنا ہو گیا، مقابلہ ہوا تو راشد نے شماخ کا ایک ہاتھ بیکار کر دیا مگر شماخ نے جیسے تیسے دواؤں کو طے کر کے اپنی جان بچائی۔

ادریس بن ادریس کی حکومت :۔ بربریوں نے ادریس کی موت کے بعد اس کے بیٹے ادریس کی بیعت کی اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری میں سرگرمی سے کام لینے لگے۔ رفتہ رفتہ افریقہ اور اندلس سے اکثر عرب ”المغرب الاقصی“ میں ادریس بن ادریس کے پاس آ گئے جس سے ادریس کی قوت بڑھ گئی اور بنو اغلب (افریقہ کے حکام) اس کا مقابلہ نہ کر سکے نتیجہ یہ ہوا کہ ادریس اور اس کی آئندہ نسلوں کے قدم استحکام کے ساتھ ”المغرب الاقصی“ کی حکومت پر جم گئے اور ایک دولت و حکومت قائم کر لی۔ حتیٰ کہ ابوالعالیہ اور اس کی قوم ”مکناسہ“ (امراء خلفاء عبیدین) کے ہاتھوں ۳۱۳ھ میں اس حکومت و دولت کا خاتمہ ہوا جیسا کہ ہم اس کو ”بربر“ کے تذکرے میں بیان کریں گے اور وہاں پر ان کے ہر ایک بادشاہ کی عمدہ و علیحدہ حکومت اور انتزاع حکومت کے حالات تحریر کریں گے کیونکہ یہ حالات ”بربر“ کے تعلقات میں سے ہیں جو ان کی حکومت و دولت کے بانی تھے۔

یحییٰ بن عبد اللہ کی بغاوت :۔ ان واقعات کے بعد یحییٰ (محمد بن عبد اللہ بن حسن) کے بھائی دیلم کے ساتھ ۳۱۶ھ ہارون کے دور میں بغاوت کی۔ تھوڑے ہی دنوں میں اس کا چاہ و جلال حد سے زیادہ بڑھ گیا۔ خلیفہ ہارون نے ”فضل بن یحییٰ برکی“ کو یہ مہم سر کرنے کے لئے روانہ کیا چنانچہ فضل نے طاقن پہنچ کر یحییٰ سے خط و کتابت شروع کی اور ”بلا دیلم“ سے اس کو بلانے کی تدبیریں کرنے لگا آخر کار فضل یحییٰ کو سمجھ بھگا کر اپنی حکمت عملی کے ذریعے اس کو دار الخلافہ بغداد لے آیا چنانچہ خلیفہ ہارون نے جو کچھ فضل نے یحییٰ سے اقرار و عہد کیا تھا سب کو پورا کیا۔ سال بھر کی تنخواہ ایک مشمت دے دی۔ مگر اس کے بعد آل زبیر کے لگانے بھانے سے یحییٰ کو قید کر دیا بیان کیا جاتا ہے کہ کچھ عرصے بعد رہا کر دیا تھا اور دل جوئی کے خیال سے کچھ مال بھی عطا کیا تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ رہائی کے ایک مہینے بعد خلیفہ ہارون نے اسے زہر دلوادیا تھا جس سے یحییٰ کی موت واقع ہو گئی اور بعض مورخین کا یہ خیال ہے کہ جعفر بن یحییٰ نے خلیفہ ہارون کی اجازت کے بغیر یحییٰ کو جیل سے رہا کر دیا تھا اسی لئے برا مکہ کی بربادی اور تباہی ہوئی۔

”بنی حسن“ کی حالت حالات تبدیل ہونے سے دگرگوں ہو گئی اور ”زیدیہ“ کا دور دورہ ایک مدت کے لئے خاموشی اور گمنامی کے گوشہ میں چھپ گیا یہاں تک کہ ان میں سے کچھ عرصے بعد یمن اور دیلم میں چند لوگ سامنے آئے جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کریں گے ”واللہ غالب علی امرہ“۔

فتنہ بغداد اور فاطمیین کی بغاوت :۔ ابو جعفر منصور کے وقت سے ”دولت عباسیہ“ کو استحکام حاصل ہو گیا تھا۔ خوارج اور شیعہ کے ایلیوں کی تدبیریں زادیہ سکون چھپ گئی تھیں تا آنکہ خلیفہ ہارون الرشید کا انتقال ہو گیا اور اس کے بیٹوں کے درمیان جھگڑے کا دروازہ کھل گیا ”امین الرشید“ طاہر بن حسین کے ہاتھ مارا گیا۔ بغداد کے محاصرے لڑائی قتل اور غارتگری ہوئی۔ اور مامون الرشید فتنہ و فساد فرو کرنے اور اہل خراسان کی تسکین کے

سے خراسان ہی میں مقیم رہا۔ اترتھا عراق کی حکومت پر ”حسن بن سہل“ کو مامور کر دیا کی اس تقرری کا عمل میں آتا تھا کہ عراق میں بغاوت پھوٹ نکلی۔ ”مامون الرشید“ کے ارکین دولت میں اس لئے کہ فضل بن سہل خلیفہ مذکور کی ناک کا بال ہو رہا تھا۔ گروہ بندی شروع ہو گئی۔ چنانچہ اس وقت شیعہ و مقلعہ لگ گیا اور وہ گہری نظر سے انجام کا دیکھنے لگے۔ علویہ کو حکومت و دولت حاصل کرنے کی لالچ پیدا ہو گئی۔ عراق میں ابراہیم بن محمد بن حسن ثنی کی نسل کے کچھ لوگ موجود تھے (ابراہیم وہ شخص ہے جو منصور کے عہد خلافت میں بصرہ میں مارا گیا تھا)۔

طباطبہ کی بغاوت۔ ابراہیم کی نسل کے جو لوگ عراق میں تھے ان میں محمد بن اسماعیل بن ابراہیم نامی ایک شخص تھا جس کو اس کے باپ نے مکتب کی وجہ سے ”طباطبہ“ کا لقب دیا تھا اس کے گروہ والے اکثر ”زیدیہ“ تھے جو اس کی امامت کے قائل تھے اور اس بات کو مانتے تھے کہ اس کو ورثت کے ذریعے اپنے آباء واجداد ابراہیم امام سے امامت حاصل ہوئی ہے۔ جیسا کہ ہم اوپر اس کے حالات میں بیان کر آئے ہیں۔ چنانچہ ۱۹۹ھ میں طباطبہ نے خروج کیا اور اپنی امامت و خلافت کا دعویٰ دار بن گیا۔ ابوالسرایا سری بن منصور (جو بنی شیبان کا معزز سردار تھا) نے ”طباطبہ“ کے بیان کی تائید کی اور اس کی امامت و خلافت کی بیعت کر کے اس کی حمایت کے لئے لشکر مرتب کرنے لگا تھوڑے دنوں میں ایک بڑا لشکر حاصل کر کے کوفہ پر قبضہ کر لیا۔ پھر قرب و جوار کے عربوں نے اطاعت قبول کر لی جس سے اس کی طاقت نہت بڑھ گئی۔

طباطبہ کی موت اور ابوالسرایا: حسن بن سہل نے ”زہیر بن مسیب“ کو طباطبہ سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کر دیا۔ طباطبہ نے پہلی ہی جنگ میں زہیر کو شکست دے کر اس کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ اس کے بعد اگلے دن صبح کو طباطبہ اچانک مر گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ”ابوالسرایا“ نے اس کو زہر دوا دیا تھا وجہ یہ تھی کہ طباطبہ نے اس کو مال غنیمت سے روکا تھا بہر کیف ابوالسرایا نے اسی دن محمد ۱ بن جعفر بن محمد بن زید بن علی (زین العابدین) بن حسین رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ چونکہ محمد میں کام کرنے کی قابلیت نہ تھی اس لئے ابوالسرایا ہر کام میں پیش پیش اور سفید و سیاہ کرنے کا مالک بن گیا۔ خلیفہ مامون کی فوجوں نے اس پر حملہ کر دیا مگر ابوالسرایا نے ان کو شکست فاش دی اور بصرہ، واسط اور مدائن پر قبضہ کر لیا۔ چنانچہ حسن بن سہل نے جھاکر ہرثمہ بن اعین کو عظیم فوج دے کر اس ہم پر روانہ کیا۔

ابوالسرایا اور ہرثمہ: ہرثمہ کو ان دنوں حسن سے کسی وجہ سے ناراضگی تھی۔ مگر حسن نے اس کو راضی کر لیا۔ چنانچہ ہرثمہ نے ابوالسرایا اور اس کے ساتھیوں پر فوج کشی کی اور نہایت مردانگی سے ابوالسرایا کو مدائن کی لڑائی میں ہزیمت فاش دی اور ان میں سے ایک بڑے گروہ کو رڈالا۔ ابوالسرایا نے مدائن میں شاہی فوج سے شکست کھا کر حسین بن عیسیٰ بن حسن بن علی بن زین العابدین کو مکہ روانہ کیا۔ محمد بن سلیمان بن داؤد بن حسن ثنی بن حسن کو مدینہ بھیجا اور زید بن موسیٰ بن جعفر صادق کو بصرہ پر مقرر کیا۔ زید بن موسیٰ کو ”زید النار“ کے لقب سے بھی اس زمانہ میں لوگ یاد کرتے تھے اس مناسبت سے کہ انہوں نے بصرہ میں بہت سے آدمیوں کو جلا دیا تھا۔ چنانچہ ان لوگوں نے مکہ، مدینہ اور بصرہ پر قبضہ کر لیا ان دنوں مکہ میں ”مسزور خادم“ اکبر و رسیمان بن داؤد بن عیسیٰ موجود تھے یہ دونوں حسین کے آنے کی خبر سن کر مکہ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ باقی حجاج موقف میں ٹھہرے رہے اگلے دن حسین نے مکہ میں داخل ہو کر حجاج کو جی کھوکھو لوٹا۔ زمانہ جاہلیت سے خانہ کعبہ میں جو خزانہ تھا جس کو رسول اللہ ﷺ اور آپ کے بعد کے خلفاء نے بھی بدستور قائم رکھا تھا نکال لیا اس خزانہ میں جیسا کہ روایت کی جاتی ہے ”دوسو قطار“ سونا تھا۔ حسین نے اس کو اپنے ساتھیوں پر تقسیم کر دیا۔ اس کے بعد ہرثمہ نے ابوالسرایا سے لڑائی چھیڑ دی۔ مگر اس معرکہ میں ابوالسرایا کو شکست ہو گئی اور بھاگ کر کوفہ پہنچ گیا۔

ابوالسرایا کا قتل اور جعفر صادق کی بیعت: ہرثمہ نے اس کا تعاقب کیا۔ ابوالسرایا نے کوفہ کو چھوڑ کر قادیسیہ کا راستہ لیا۔ ہرثمہ نے کوفہ میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔ ابوالسرایا نے قادیسیہ میں بھی امن کی صورت نہ دیکھ کر ”واسط“ کا رخ کیا۔ ”واسط“ کے حاکم نے تلواریں اور نیزوں سے اس کا استقبال کیا۔ چنانچہ ابوالسرایا شکست کھا کر جلولا چلا گیا۔ گورنر جلولا اس کو گرفتار کر کے یابز نجیر حسن بن سہل کے پاس نہروان لے آیا۔ جہاں حسن بن سہل نے قتل کا حکم دے دیا یہ واقعہ ۲۰۰ھ کا ہے رفتہ رفتہ اس واقعہ کی خبر علویہ تک مکہ میں پہنچی۔ چنانچہ سب نے جمع ہو کر محمد بن جعفر صادق کے ہاتھ

۱ تاریخ طبری، تاریخ یعقوبی، البدلیہ والنبلیہ اور تاریخ خلیفہ میں خیاط میں اسی طرح ہے البتہ سعودی کی مروج الذہب (جلد نمبر ۲ صفحہ ۳۱) میں محمد بن محمد بن یحییٰ بن زید تحریر ہے۔

پر بیعت کرن اور امیر المومنین کے لقب سے مخاطب کرنے لگے۔ مگر ان کے دونوں بیٹے علی اور حسین ان پر ایسے غالب و مستولی ہو گئے کہ ان کی موجودگی میں ان کو کسی قسم کا اختیار نہ حاصل ہو سکا۔

ابراہیم بن موسیٰ کاظم کی بیعت: ... ابراہیم بن موسیٰ کاظم بن جعفر صادق اپنے اہل بیت سمیت یمن چلے گئے اور وہاں پر اپنی اہل بیت و خلافت کی بنیاد ڈالی اور نہایت تھوڑی مدت میں یمن کے اکثر علاقوں پر قابض و متصرف ہو گیا۔ چونکہ اس نے کثرت سے لوگوں کو قتل کیا تھا اس لئے ”یہ جزا“ (قصی) کے لقب سے ملقب کیا جاتا ہے اسحاق بن موسیٰ بن یحییٰ گوزر یمن کی طرح اپنی جان بچا کر خلیفہ مامون کی خدمت میں بھاگ گیا۔ خلیفہ نے سامان جنگ اور بڑی فوج دے کر انہی علویوں کو زیر کرنے کے لئے دوبارہ رخصت کر دیا چنانچہ اسحاق نے مکہ پہنچ کر علویوں کو زیر کر لیا۔ محمد بن جعفر الصادق کی تلاش میں لوگوں کو ادھر ادھر پھیلادیا۔

جعفر صادق کی مامون کے ہاتھ پر بیعت: ... محمد بن جعفر صادق نے گھبرا کر امان طلب کی چنانچہ اسحاق نے امان دے دی۔ چنانچہ مکہ میں آ کر خلیفہ مامون کی خلافت کی بیعت کر لی اور منبر پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا۔ اس واقعہ سے پہلے شاہی فوجیں یمن پہنچ گئی تھیں اور اس نے یمن کو علویوں سے خالی کر لیا تھا اور دولت عباسیہ کا کالا جھنڈا کامیابی کی ہوا میں لہرا رہا تھا۔ اس کے بعد حسین ابٹس نے خلافت کے دعوے کے ساتھ مکہ میں پھر خروج کیا۔ خلیفہ مامون نے اس کو اور اس کے دونوں بیٹوں علی و محمد کو قتل کر کے علویوں سے اپنے ممالک مقبوضہ کو پاک و صاف کر لیا۔

علی رضا کا مامون کے ولی عہد بننا: ... مگر کچھ عرصے بعد شیعوں کی کثرت اور تمام ممالک اسلامیہ میں ان کے پیروؤں کے پھیل جانے کے وجہ سے اور اس وجہ سے بھی کہ مامون کے خیالات اور عقائد علی بن ابیطالب اور سبطین (حسن و حسین) علیہم السلام کے بارے میں قریب قریب انہی لوگوں کے خیالات اور عقائد کے تھے۔ اس نے ۲۰۱ھ میں علی رضا بن موسیٰ کاظم بن جعفر صادق بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابیطالب کو اپنا ولیعہد بنادیا اور ایک گشتی فرمان اس بارے میں کہ میرے بعد تاج و تخت خلافت کے مالک ”علی رضا“ ہونگے روانہ کر دیا درباری لباس سیاہ کپڑوں کے بجائے سبز کپڑوں کو قرار دیا ہے۔ چنانچہ عباسیوں کو اس سے ناراضگی پیدا ہو گئی اور عراق میں مامون کے چچا ابراہیم بن مہدی کی خلافت کی بیعت ۲۰۲ھ میں لے لی گئی بغداد میں اس لئے خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ اور فتنہ و فساد کے دروازے کھل گئے۔ مامون الرشید اس ہنگامہ کو فرو کرنے کے لئے خراساں سے عراق کی جانب روانہ ہوا اتفاق سے راستے میں اچانک علی رضا بن موسیٰ کاظم ولیعہد کا ۲۰۳ھ میں انتقال ہو گیا انہیں مقام ”طوس“ میں دفن کیا گیا مامون الرشید سفر طے کر کے ۲۰۴ھ میں دار خلافت بغداد پہنچا اور اپنے چچا ابراہیم کو گرفتار کر لیا۔ مگر پھر اس کو معاف کر دیا اور چونکہ ولیعہد کا انتقال ہو چکا تھا اس لئے فتنہ و فساد فرو ہو گیا۔

عبدالرحمن بن احمد کی بغاوت: ... اس کے بعد ۲۰۹ھ میں عبدالرحمن بن احمد بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابیطالب نے یمن میں عم بغاوت بلند کیا اہل یمن نے آل محمد کی حمایت کر کے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ خلیفہ مامون نے اپنے غلام ”دینار“ کو ایک بڑی فوج دے کر س مہم کے سر کرنے بھیجا۔ عبدالرحمن نے دینار کے پہنچتے ہی امن کی درخواست کر دی اور علم خلافت کی اطاعت قبول کر لی۔ پھر زیدیوں نے سرزمین حجاز، عراق، جہال اور دیلم میں بکثرت خروج کیا ان میں سے ایک بڑا گروہ مصر بھاگ گیا۔ اور ایک بہت سے لوگوں کو علم خلافت کے حامیوں نے گرفتار کر لیا۔ مگر اس کے باوجود چاروں طرف ان کے پیچھے پھیل گئے۔

محمد بن قاسم کی بغاوت: چنانچہ پہلے ان زیدیوں میں سے جس نے مذکورہ واقعہ کے بعد خروج کیا وہ محمد بن قاسم ۱ بن علی بن عمر بن زین العابدین تھا ۲۱۹ھ میں خلیفہ معتصم کے خوف سے خراساں بھاگ گیا پھر خراساں سے ”طالقان“ چلا گیا اور اپنی خلافت و حکومت کا دعویٰ دار بن گیا۔ زیدیہ کے سارے گروہوں نے اس کی اتباع کی اور تھوڑے ہی دنوں میں بہت بڑی جماعت بن گئی عبداللہ بن طاہر گوزر خراساں نے عم خلافت کی طرف سے محمد بن قاسم پر فوج کشی کی چنانچہ متعدد لڑائیاں ہوئیں اور آخر کار عبداللہ بن طاہر کامیاب ہو گیا اور محمد بن قاسم کو گرفتار کر کے دربار خلافت بھیج دیا۔

دیہ خیفہ معتمد نے جیل میں ڈال دیا اور پھر قیدی میں محمد بن قاسم کا انتقال ہوا۔ بعضوں کا بیان ہے کہ اسے زہر دیا گیا تھا۔

حسین بن محمد بن حمزہ کی بغاوت: محمد بن قاسم کے بعد کوفہ میں ”حسین بن محمد بن ۱ حمزہ“ بن عبد اللہ بن حسین اعرج بن علی بن زین بعدین ۲۵۱ھ میں خلافت و حکومت کے دعویدار بنے، بنی اسد کا قبیلہ ان کا مطیع بن گیا اس کے علاوہ ان کے دوسرے حامی اور گروہ والے ہر جگہ سے ان کے پاس آ گئے۔ دوست عباسیہ کے امیر ”ابن شیکال“ نے اس طوفان کو روکنے پر کمر ہمت باندھی۔ حسین اور ابن شیکال میں جنگ ہوئی تو میدان ابن شیکال کے ہاتھ رہا اور حسین بھاگ کر ”صاحب زنج“ کے پاس پہنچا اور اسی کے پاس قیام کیا۔ کوفیوں نے واپسی کے خطوط کاھے مگر وہ واپس نہیں آیا تھوڑے دنوں بعد صاحب زنج نے خلافت عباسیہ کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور وہ بھی شکست کھا کر گیا اور حسین وہاں بھاگا اور پکڑ دھکڑ میں مارا گیا۔

صاحب زنج کی بغاوت: ”صاحب زنج“ نے حسین کے چند دنوں بعد بصرہ خروج کیا بصرہ کے سب عبیدیوں کی اطاعت قبول کر لی مہم خلافت کے لئے یہ ایک خطرناک واقعہ پیش آ گیا۔ صاحب زنج اپنی زبان سے کہا کرتا تھا کہ میں ”عیسیٰ بن زید شہید“ کی اولاد سے ہوں میرا نام علی بن محمد بن زید بن عیسیٰ ہے پھر خود کریم بن زید شہید کی طرف نسبتاً منسوب کیا اور حق یہ ہے کہ اہل بیت کا یہ ایک اہلچی تھا۔ جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کریں گے۔ چنانچہ موفق (خلیفہ معتمد کے بھائی) نے اس کی سرکوبی کی مہم اپنے ہاتھ میں لی۔ دونوں کی بہت جنگیں ہوئیں۔ آخر کار ”صاحب زنج“ مارا گیا اور اس کی دعوت کا نشان ”صفیہ ہستی“ سے مٹا دیا گیا جیسا کہ ہم اوپر ”موفق“ کے حالات کے ضمن میں لکھ چکے ہیں اور دوبارہ عنقریب ان کے حالات میں لکھنے والے ہیں۔

حسن بن زید ”علوی“ کی بغاوت: پھر دیلم میں حسن بن زید بن حسن سبط کی اولاد سے ”حسن بن زید“ بن محمد بن اسماعیل بن حسن معروف بہ ”علوی“ ۲۵۵ھ نے خلافت و حکومت کا دعویٰ کیا۔ طبرستان، جرجان اور اس کے پورے صوبہ پر مستولی و متصرف ہو گیا۔ یہاں پر اس کی اور اس کے گروہ ”زیدیہ“ کی ایک مدت تک حکومت قائم رہی ہے جو تیسری صدی ہجری کے آخر میں ختم ہوئی اور اس کی جانشین ”حسن سبط“ کی اولاد بنی۔

اطروش کی حکومت: اس کے بعد عمر بن علی بن زین العابدین کی نسل سے ”ناصر اطروش“ یعنی حسن بن علی بن حسین بن علی بن عمر (وفی طالقان کا چچا زاد) اس ریاست و حکومت کا وارث ہوا۔ دیلم اسی اطروش کے ہاتھ پر ایمان لائے تھے اور انہی کی امداد و اعانت سے اطروش نے طبرستان وغیرہ پر قبضہ کیا تھا۔ یہاں پر اس کی آئندہ نسلوں کی دولت و حکومت کا سلسلہ جاری و قائم ہو گیا بلا واسطہ پر دیلم کے قابض ہونے اور خلفاء عباسیہ پر حاوی ہونے کے یہی باعث بنے جیسا کہ ہم ان کی حکومت کے حالات میں بیان کریں گے۔

زیدیہ کی حکومت: پھر یمن میں زیدیہ سے ”یحییٰ بن حسین“ بن قاسم رسی بن ابراہیم ۱ اطہانے (جو ابوا۔۔۔) کا دوست محمد کا بھائی تھا (۲۸۸ھ میں بغاوت کی اور کامیابی کے ساتھ ”صعدہ“ پر قابض ہو گیا اس کے بعد اس کی آئندہ نسلوں نے اپنی حکومت کا سلسلہ اس وقت تک جاری و قائم رکھا ہے اور اسی کو زیدیہ کا مرکز حکومت ہونے کا شرف حاصل ہے جیسا کہ ہم ان کے حالات میں پڑھو گے۔

موسیٰ بن کاظم کے پوتوں کا کارنامہ: انہی واقعات کے دوران محمد علی بن حسن بن جعفر بن موسیٰ کاظم مدینہ منورہ میں خلافت و حکومت کے دعویٰ دار ہوئے۔ مدینہ منورہ اور اس کے گرد و فواح کو لوٹ کر غارتگری اور لوٹ مار شروع کر دی۔ مسجد نبوی ﷺ میں تقریباً ایک مہینے تک نماز نہ پڑھی گئی یہ واقعہ ۲۷۱ھ کا ہے۔

ابو عبد اللہ شیعہ کی بغاوت: پھر مغرب میں رافضیوں کا اہلچی ”ابو عبد اللہ شیعہ“ ۲۸۰ھ میں عبید اللہ مہدی بن محمد بن جعفر بن اسماعیل امام بن جعفر صادق کی طرف سے ”کتابہ“ قبائل بربر میں سامنے آیا۔ چنانچہ ”قیروان“ میں غالبہ پر قابض و متغلب ہو گیا اور ۲۹۶ھ میں عبید اللہ

۱ ابن اثیر کی تاریخ کامل (جلد ۴ صفحہ ۲۸۵) یہ نام اس طرح تحریر ہے۔ حسین بن احمد بن جعفر بن عبد اللہ بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔

مہدی کی خلافت کی بیعت ”المغرب الاقصیٰ“ میں لی گئی۔ اسی وقت المغرب الاقصیٰ میں اس کی دولت و حکومت کی بناء استحکام کے ساتھ پڑ گئی جس کی وارث اس کی آئندہ نسلیں بنیں اس کے بعد ۳۵۸ھ میں انہی لوگوں میں سے المعز لدین اللہ محمد بن اسماعیل بن ابوالقاسم بن عبید اللہ المہدی نے مصر و قہرہ پر قبضہ کر لیا۔ اور کچھ عرصے بعد شام پر بھی قابض ہو گیا۔ ایک مدت تک اس کی اور اس کی اولاد کی حکومت و دولت کا سکہ کامیابی کے ساتھ چلتا رہا حتیٰ کہ عاضد لدین اللہ کے دور حکومت میں سلطان صلاح الدین ایوبی کے ہاتھوں ۵۶۵ھ میں ان کی دولت و سلطنت کا خاتمہ ہو گیا۔

فرج بن یحییٰ اور ابوسعید جناحی : ۲۵۸ھ میں دعاۃ رافضیہ (رافضیوں کے ایلیچوں) میں فرج بن یحییٰ نامی ایک شخص سواد کوفہ میں سامنے آیا۔ اس نے ایک کتاب بھی اس بات کے اظہار کے لئے رافضیوں کے سامنے پیش کی تھی کہ یہ کتاب احمد بن محمد بن حنفیہ کی لکھی ہوئی ہے۔ اس کتاب میں کلمات کفر و تحلیل و تحریم درج تھے۔ اسی کا یہ دعویٰ تھا کہ احمد بن محمد ہی مہدی موعود اور امام زمان ہیں اس نے سواد کوفہ کو تخت و تاراج کر کے بلد شام کی طرف رخ کیا۔ اور اس کو بھی جی کھول کر لٹا۔ اسی میں ایک گروپ نے بحرین اور اس کے گردنواح میں جا کر اپنی حکومت و سلطنت کا سہہ جمایا۔ اس گروہ کا سردار ابوسعید جناحی تھا۔ یہاں پر اس کی حکومت و دولت کا سلسلہ جاری و قائم ہو گیا۔ جس کے وارث اس کے بیٹے ہوئے حتیٰ کہ صفحہ ہستی سے ان کی حکومت و دولت کا نام بھی مٹا دیا گیا ان کی دولت و حکومت کے حالات آئندہ بیان کئے جائیں گے اہل بحرین عبیدین کے علم حکومت کے مطیع اور تابعدار تھے جن کی حکومت و سلطنت المغرب الاقصیٰ میں تھی۔

قلعہ موت کے حکمران : پھر عراق میں اسماعیلیہ کے ایلیچوں اور ان رافضیوں کا ایک دوسرا گروپ ظاہر ہوا جس نے گردنواح کے اکثر شہروں پر قبضہ کر لیا۔ اس کے اکثر قلعے ان کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں ان میں ایک قلعہ موت بھی یہ قرامطہ کی جانب منسوب کئے جاتے ہیں اور کبھی عبید یوں کی طرف۔ اسی گروہ میں سے حسن بن صباح قلعہ موت میں تھا تا حتیٰ کہ ان کی حکومت و دولت کا سلسلہ آخری سلاطین سلجوقیہ کے آخری دور میں منقطع ہو گیا۔

یمامہ، مکہ اور مدینہ میں شیعہ حکومتیں :..... یمامہ، مکہ اور مدینہ میں بھی زیدیہ اور رافضیہ کی حکومتیں رہی ہیں۔ یمامہ میں بنی اخضر یعنی محمد بن یوسف ابراہیم بن موسیٰ جون بن عبد اللہ بن حسن ثنی کی حکومت کے زمانہ میں اس کے بھائی اسماعیل بن یوسف نے سرزمین حجاز میں بغاوت کی تھی، اور مکہ پر قابض ہو گیا تھا اس کے بعد قضائے الہی سے مرگیا تب اس کے بھائی محمد نے یمامہ پر فوج حملہ کیا اور اس پر قابض ہو گیا اس کے بعد اس کی آئندہ نسلیں تخت حکومت پر متمکن ہوتی رہیں یہاں تک کہ قرامطہ ان پر غالب آ گئے۔

مکہ کی زیدی حکومتیں :..... مکہ میں بنی سلمان بن داؤد بن حسن ثنی نے حکمرانی کی مامون کے دور میں محمد بن سلمان ماہض نے بغاوت کی اور مکہ میں کامیابی کے ساتھ اپنی حکومت کا جھنڈا گاڑ دیا یہاں پر اس کی اور اس کی اولاد کی حکومت کا سلسلہ ایک مدت تک جاری و قائم رہا۔ یہاں تک کہ ہواشم نے ان کو زیروز بر کردیا۔ اس کا سردار محمد بن جعفر بن ابی ہاشم محمد بن حسن بن محمد موسیٰ بن عبد اللہ ابوالکرام بن موسیٰ تھا چنانچہ اس نے ۳۵۴ھ میں ابراہیم سے قبضہ چھین لیا۔

بنی حسن کا مدینہ پر قبضہ :..... اسی دوران بنی حسن نے مدینہ منورہ پر بھی قبضہ کر لیا غرض مکہ معظمہ میں خلفاء عباسیہ اور عبیدیوں میں دھینگا مشتی ہو رہی تھی کبھی عباسیہ کا اور کبھی عبیدیوں کا خطبہ پڑھا جاتا تھا مگر زمانہ حکومت و سلطنت بنی حسن ہی کی اولاد کے قبضہ اقتدار میں رہی یہاں تک چھٹی صدی ہجری کے آخر میں ان کی دولت و حکومت کا اختتام ہو گیا اور اس کے امراء میں سے ”بنو ابی تمی“ مکہ پر قابض ہو گئے جو اس وقت تک حکمران ہیں۔ سب سے پہلے جس نے ان میں سے مکہ معظمہ کا اقتدار حاصل کیا وہ ”ابوعزیز قنادر“ بن ادريس بن عبد الکریم بن موسیٰ بن عیسیٰ بن محمد بن سلیمان بن عبد اللہ بن موسیٰ جون تھا یہی ”دولت ہواشم“ کا وارث و جانشین بنا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے وراثتہ مالک و متصرف ہو گئے جیسا کہ آئندہ آپ ان کے حالات کے تذکرے میں پڑھیں گے۔ یہ سب ”فرقہ زیدیہ“ کے لوگ تھے۔

مدینہ میں رافضیوں کا دور دورہ : مدینہ منورہ میں رافضیوں کی حکومت کا دور دورہ تھا ”ہناء“ کی اولاد کے قبضہ اقتدار میں اس سرزمین مبارک

کی زہم حکومت تھی۔ مسیحی کہتا ہے کہ اس کا نام ”حسن بن طاہر“ بن مسلم تھا۔ دولت بنی سبکیگین کے مورخ تھی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ مسیحی کا اسمی نام ”محمد بن طاہر“ تھا اور یہ حسن بن علی زین العابدین کی نسل سے تھا کا فور کا یہ دولت اور اس کی حکومت کا انتظام سنبھالنے والا ناظم تھا اسی ذریعے ”طاہر بن مسلم“ نے مدینہ منورہ پر ۳۶۰ھ میں قبضہ کیا اور اس کے بعد اس کی آئندہ نسلیں اس سرزمین کی حکومت کی اس وقت تک وارث ہوتی آئیں۔ جیسا کہ ہم ان کے واقعات میں یہ حالات بیان کریں گے۔ (وللہ وارث الارض ومن علیہا)۔

ادارہ (اورلیس کی اولاد)

مغرب اقصیٰ کے حکمران: جس وقت ”حسین بن علی چچہ“ بن حسن مثلث بن حسن شنی بن حسن سبط نے مکہ معظمہ میں ۶۰۵ھ ذی قعدہ ۶۹ھ خلیفہ مہدی کے دور میں خلافت کا دعویٰ کیا اور اس کے اعزہ و اقارب جس میں اس کے دونوں چچا اورلیس اور یحییٰ بھی تھے اس کے ہم آہنگ ہو گئے اور ”محمد بن سیمان“ بن علی نے ”مقام فجہ“ میں جو مکہ سے تین میل کی مسافت پر ہے اس سے جنگ لڑی، اس معرکہ میں ”حسین بن علی“ اپنے بل بیت کے ایک گروہ سمیت کام آ گئے۔ باقی لوگ شکست کھا کر بھاگ گئے۔ کچھ لوگ ان میں سے گرفتار کر لئے گئے۔ کچھ عرصے بعد یحییٰ نے ”دہیم“ کو جمع کر کے خروج کر دیا۔ جیسا کہ اس سے پہلے ان واقعات اور حالات کو اور نیز یہ کہ خلیفہ راشد نے کس طرح اس سے صلح کی اور کیوں قید کیا آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔

”اورلیس“ کی حکومت کا قیام: اور اورلیس بھاگ کر مصر پہنچ گیا۔ ان دنوں محکمہ ڈاک پر ”واضح مسکین“ یعنی صالح بن منصور کا خادم مقرر تھا چونکہ یہ مذہب شیعہ تھا۔ چنانچہ اورلیس کی آمد کی خبر سن کر اورلیس کے پاس چلا گیا۔ جہاں وہ چھپا ہوا تھا۔ پھر حکومت کے پنجہ سے اورلیس کی جان بچنے کی سوائے اس کے کہ ڈاک کے ملازموں کے ساتھ روانہ کر دیا جائے اور کوئی اور صورت واضح نظر نہ آئی۔ چنانچہ جھٹ پٹ سامان سفر درست کر کے دریس کو وہاں سے روانہ کر دیا۔ چنانچہ سفر طے کرنے کے بعد اورلیس اپنے خادم راشد کے ساتھ المغرب الاقصیٰ پہنچ گیا۔ ۲۰۷ھ میں مقدم ہو یہ جا کر مقیم ہو گیا۔ ان دنوں اسحاق بن محمد بن عبد الحمید امیر اور یہ یہاں پر موجود تھا۔ اس نے اورلیس کو امن دیا اور بربر کو اس کی خلافت و حکومت قائم کرنے کی ترغیب دی اور خلافت و حکومت کے اسرار اور رازوں کو کھولنے لگا۔ تھوڑے دنوں میں روانہ، لواتہ، سدراتہ، غیشہ، نقیرہ، مکناسہ غمرہ اور مغرب کے تقریباً سارے بربریوں نے متحد ہو کر اورلیس کی خلافت و حکومت کی بیعت کر لی اور اس کی تشریف آوری کو رحمت الہی کا ایک کرشمہ سمجھا۔

اورلیس کا خطبہ: جس دن لوگوں نے اورلیس کی حکومت کی بیعت کی اسی دن اورلیس نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا جس میں حمد ہاری و صلوٰۃ رسول کے بعد یہ بیان کیا تھا، اے لوگو تم اپنی گردنیں اٹھا کر ہمارے علاوہ غیروں کو مت دیکھو کیونکہ جو ہدایت اور راہ راست کی اتباع میں ہمارے پاس پاؤ گے وہ تمہیں دوسروں کے پاس ہرگز نہیں ملے گی۔ اتنا کہہ کر وہ منبر سے اتر گیا اور چند دنوں کے بعد اس کے بھائیوں میں سے سیمان بھی اس کے پاس آ گیا اور سرزمین زناتہ (متعلقات تلمسان) اور اس کے اطراف میں مقیم ہو گیا جیسا کہ آئندہ اس کے حالات بیان کریں گے۔

اورلیس کی فتوحات: الغرض جب اورلیس کی حکومت کو استحکام و استقلال حاصل ہو گیا تو اس نے فوجیں مرتب کر کے مغرب میں ’ن بربریوں پر فوج کشی کی جو ابھی تک دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے اور وہ مذہب مجوسی، یہودی اور نصرانی تھے مثلاً قندلاوہ، بھلوانہ اور مدیونہ، زارو وغیرہ۔ چنانچہ اورلیس نے، منہ، شمالہ اور ماولہ وغیرہ شہروں کو جن کے اکثر باشندے یہودی اور عیسائی تھے لڑ کر فتح کر لئے۔ ان لوگوں نے مجبوراً اس کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا اس نے ان کے قلعوں اور مضبوط مضبوط فصیلوں کو توڑ پھوڑ دیا۔ اور اس کے بعد ۳۰۷ھ میں تلمسان پر چڑھائی کی۔ تلمسان میں ان دنوں بنی یعرب اور معرادیہ کا دور دورہ تھا۔ محمد بن جرزا بن حزان امیر تلمسان نے اورلیس سے ملاقات کر کے اس کی اطاعت و فرمانبرداری قبول کر لی اورلیس نے اس کو اور تمام زناتہ کو امان دے دی۔ تلمسان کی مسجد بنوائی، منبر بنوانے کا حکم دیا اور اپنے نام کو منبر پر کندہ کرایا جو اس وقت تک موجود ہے اس کے بعد شہر بولیہ واپس آ گیا۔

خلیفہ ہارون کی چال: خلیفہ رشید کو اس کی بڑھتی ہوئی قوت سے خطرہ پیدا ہوا چنانچہ خلیفہ مہدی کے ملازموں میں سے ایک مذہب سیمان بن

جریر شام کو ایک خط دے کر ابن اغلب کے پاس روانہ کیا ابن اغلب نے اس کو پروانہ راہداری دے کر اور لیس کے پاس مغرب بھیج دیا شام نے اور لیس کے پاس پہنچ کر یہ خط ہر کیا کہ خلافت عباسیہ سے بیزار ہو کر آپکی حکومت و سایہ عاطفت میں رہنے کے لئے بڑی مسافت طے کر کے آیا ہوں امام اور لیس نے اس کو اپنے خاص مصاحبوں میں شامل کر لیا۔

اور لیس کا قتل ایک دن اتفاق سے اور لیس کے وائٹوں میں درد پیدا ہوا چنانچہ شام نے ایک منجن جس میں زہر ملا ہوا تھا پیش کیا جیسے ہی در لیس نے استعمال کیا اس کا دم گھٹ گیا اور اس کا انتقال ہو گیا جیسا کہ مورخین کا خیال ہے یہ واقعہ ۵۷۱ھ کا ہے پھر اسے مقام بولیلی میں دفن کر دیا گیا۔ شام، امام اور لیس کو زہر دے کر نو دو گیارہ ہو گیا مورخین کے مطابق وادی ملو یہ میں اور لیس کے خادم راشد نے پہنچ کر شام کو پکڑ لیا۔ چنانچہ دونوں میں لڑائی ہوئی راشد نے شام کا ایک ہاتھ بیکار کر دیا مگر شام وادی کو طے کر کے نکل گیا۔

اور لیس اصغر کی حکومت:..... اور لیس کے مرنے کے بعد بربریوں نے متحد ہو کر اس کے بیٹے اور لیس اصغر کی حکومت کی بناء ذاق جو اس کی لونڈی کنزہ کے بطن سے تھا۔ پہلے حالت حمل میں اس کی بیعت کی گئی پھر حالت رضاعت (شیر خواری) میں پھر دودھ چھوڑنے کے بعد یہاں تک کہ وہ جوان ہو گیا اس وقت بربریوں نے جامع بولیلی میں جبکہ یہ گیارہ سال کا تھا ۱۸۸ھ میں دوبارہ اس کی حکومت و خلافت کی بیعت کی۔

اس سے پہلے ابن اغلب نے بربریوں کو نقد و جنس دے کر ملا لیا تھا اور اس کے اشارہ سے ۱۸۶ھ میں امام اور لیس کے خادم راشد کو ان لوگوں نے مار ڈالا تھا۔ راشد کے بعد ابو خالد ۱۹۰ بن یزید بن الیاس عبدی اور لیس اصغر کی خبر گیری کرنے لگا یہاں تک ۱۸۸ھ میں اس کی خلافت و مارت کی بیعت لی گئی۔

اندلس اور عرب قبائل کی آمد: ... چنانچہ تمام بربریوں نے اس کی حکومت و مارت بطیب خاطر قبول کر لی اور شاہی قوانین، سیاست و تمدن کی غرض سے مرتب کئے گئے اور رفتہ رفتہ تمام بلاد مغرب کو اس نے فتح کر لیا۔ اس نے اپنا قلمدان وزارت مصعب بن عیسیٰ ازدی مجوم کے حوالہ کر دیا۔ اس کی مدبرانہ چالوں اور حکمت عملی سے اکثر عرب اور اندلس کے قبائل نے اس کے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی چنانچہ پانچ سو سے کچھ زائد آدمی اس کے پاس آ کر جمع ہو گئے چنانچہ اس نے انہی لوگوں کو اپنا معتمد علیہ بنایا۔ حکومت و سلطنت کے اہم اور ذمہ داری کے کام سپرد کئے اور انہی لوگوں کی وجہ سے اس کی حکومت و دولت کو استحکام و استقلال حاصل ہوا۔ کچھ عرصے بعد ۱۹۲ھ میں امیر یہ اسحاق بن محمد کو اس الزام میں کہ اس نے ابراہیم بن اغلب حاکم افریقہ سے ساز باز کر لی ہے مار ڈالا گیا۔

کنز وادہ شہر کی تعمیر: ... چونکہ ابولیلی ایک چھوٹا سا علاقہ تھا اور اراکین دولت و اعیان حکومت آئے دن بڑھتے ہی جا رہے تھے اس لئے ایک دوسرا مقام ”دارالحکومت“ بنانے کے لئے تجویز کیا گیا۔ ”فاس“ میں بنی بوغش اور بنی حسیر اور زاغہ رہتے تھے ”بنی بوغش“ میں کچھ لوگ ’مجوسی‘ تھے اور کچھ یہودی اور نصاریٰ۔ فاس ہی کی ایک جگہ ”شیبویہ“ میں مجوسیوں کا آتشکدہ تھا یہ لوگ ”اور لیس“ کے ہاتھ پر مسلمان ہو گئے تھے مگر ان لوگوں میں پہلے ہی سے آپس میں جھگڑا ہوا تھا۔ اور لیس نے ان لوگوں کی اصلاح کی غرض سے اپنے سرکاری ابوالحسن عبدالملک بن مالک خراجی کو روانہ کیا۔ اس کے بعد خود بھی ”فاس“ چلا گیا اور ”کنز وادہ“ بنیاد ڈال کر تعمیر کا حکم دے دیا۔

اور لیس کے ترقیاتی کام اور جہاد: ۱۹۲ھ میں اور لیس کی سرحد بندی کرائی اور اس کے بعد ۱۹۳ھ میں قزوین کی سرحدی دیواریں اور منارے بنوائے اور قزوین ہی میں مکانات بنوا کر ”بولیلی“ سے وہاں آ گیا۔ ”جامع مسجد شرفاء“ بنوائی۔ قزوین کی حدود ”باب سلسہ“ سے نہر جوڑا۔ ’دجرف‘ تک تھی اتنے ہی زمانہ میں اس کی خلافت و حکومت کی بنیاد مستحکم ہو گئی۔ حکومت و سلطنت کی ترغیب دینے والے ایلیچوں کا کام بھی باقی عدہ چل نکلا اور شاہی تزک و احتشام وغیرہ بھی مناسب رویہ سے مہیا ہو گیا۔ اس دوران ۱۹۷ھ کا دور آ گیا۔ لہذا وہ جہاد کے ارادے سے مصادمہ فوجیں آ راستہ کر کے نکل پڑا۔ چنانچہ اس کے اکثر شہروں کو فتح کر لیا۔ اور اہل مصادمہ اس کے لئے حکومت کے سائے میں آ کر پناہ گزیں ہو گئے اس کے بعد

”تمسان“ پر چڑھائی کر دی اور مسجد کو دوبارہ بنوایا اور منبر کو بھی درست کرایا۔ یہاں اس کا تین سال تک مسلسل قیام رہا اور بربروں و زانات کا انتظام درست ہو گیا۔ خوارج کے ایٹھی منہ کی کھا کر نکل گئے۔ اور ”اشموس الاقصی“ سے شلف تک خلافت عباسیہ کی حکومت منقطع ہو گئی۔

اور یس کے ساتھ بے وفائی: لیکن چند ہی دنوں کے بعد ابراہیم بن اغلب نے اپنی مدد برائہ چالوں اور حکمت عملیوں سے اور یس کے ارادین دولت و سلطنت کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ چنانچہ بہلول بن عبدالواحد مظفری نے اپنی قوم سمیت اور یس کی اطاعت سے منحرف ہو کر ضیفہ برون الرشید کے علم حکومت کے گئے برون اطاعت جھکا دی اور ایک وفد تیار کر کے اس کے پاس ”قیروان“ آیا۔

اور یس کی حکمت عملی اور یس کو ان واقعات نے بربروں کی طرف سے مشتبہ کر دیا چنانچہ مصلحتاً اس نے ابراہیم بن اغلب سے سب سے سچی اور فتنہ و فساد فرو ہو گیا اس صبح کا نتیجہ آئندہ نکلا کہ ابراہیم بن اغلب کے حامی اور یسوں سے مقابلہ نہ کر سکے اور ان اور یسوں نے آہستہ آہستہ حکومت عباسیہ و ”المغرب الاقصی“ سے معدوم کر دیا۔ خلفاء عباس سے اور تو کچھ بن نہ پڑا۔ لہذا اور یس پر طرح طرح کی طعن و تشنیع کرنے لگے اور اور یس اس کے نسب کے بارے میں جرح و قدح شروع کر دی جو کڑی کے جالے سے بھی کمزور تھی۔

اور یس اصغر کے بعد حکومت کے حصے۔ اس کے بعد اور یس نے ۲۱۳ھ وفات پائی اور اس کا بیٹا محمد اس کی جگہ سریر حکومت پر بیٹھا لیکن اس کی داوی کنزہ (اور یس کی والدہ) کی یہ رائے ہوئی کہ محمد کے اور دوسرے بھائیوں کو بھی حکومت و سلطنت میں شریک اور حصہ دار بنایا جائے۔ چنانچہ اس رائے کے مطابق محمد کے باپ کے ممالک مقبوضہ اس طرح تقسیم کر دیئے گئے قاسم کو طنجہ ① بصرہ، سبتہ، حیطا وین... قلعہ حجر انسور اور اس کے مضافات... اور قبائل دینے گئے عمر کو... تھکیسان، ترغہ اور وہ قبائل جو مابین ان کے صہاجہ اور غمازہ تھے ملے... داؤد ہوارہ کے عداقوں تسوں... تازی و قبائل مکنہ و غیرہ پر قبضہ ہوا۔ عبداللہ باغیات، نفیس، حبال، مصادمہ، بلاد لوطہ ② اور السوس الاقصی پر حکمرانی کے لئے مخصوص مختص کیا گیا۔ اور باصیلہ، عرایش، اور بلاد رومہ وغیرہ یحییٰ کے قبضہ و تصرف میں دیئے گئے۔ عیسیٰ کو ستالہ، سلا، ازمو اور تاسنا وغیرہ ملے۔ حمزہ بولیلی اور اس کے صوبہ پر متصرف ہوا اور یس کے اور دوسرے بیٹے بوجہ کم سنی کے انہی لوگوں اور اپنی دادی کنزہ کی کفالت و نگرانی میں رہے۔ اس کے علاوہ تلمسان پر سیمان بن عبداللہ ق. بنش ہو گیا۔

محمد اور اس کے بیٹوں کی جنگ: اس طرح حصہ بخرے کرنے کے چند دنوں بعد عیسیٰ نے آزمور سے اپنے بھائی محمد پر حکومت و سلطنت حاصل کرنے کی غرض سے فوج کشی کی۔ محمد نے پہلے تو اپنے بھائی قاسم کو اس مہم پر جانے کا حکم دیا مگر قاسم نے انکار کر دیا۔ تب عمر کو روانہ کیا۔ چنانچہ عمر کو اس مہم میں کامیابی حاصل ہوئی۔ عیسیٰ کو شکست دے کے اس کے تمام مقبوضہ ممالک کو اپنے بھائی محمد کی اجازت سے اپنے محروسہ ممالک میں شامل کر لیا۔ چونکہ محمد کو قاسم سے اس لئے کہ اس نے عیسیٰ سے جنگ کرنے کے لئے جانے سے انکار کر دیا تھا دلی ناراضگی پیدا ہو چکی تھی لہذا عیسیٰ کے خد ف کا میابی کے بعد ہی محمد نے عمر کو قاسم پر حملہ کرنے کی ہدایت کی عمر نے نہایت تیزی سے سامان جنگ درست کر کے قاسم پر فوج کشی کر دی دونوں بھائیوں میں متعدد دڑ، بیاں ہوئیں۔ چنانچہ قاسم کو شکست ہو گئی اور میدان جنگ عمر کے ہاتھ رہا اور اس کے بھی سارے صوبے عمر کے صوبہ میں شامل اور محقق کر دیئے گئے۔ چنانچہ ساری دریائی زمین سکسان اور بلاد غمازہ سے سبتہ و طنجہ ساحل بحر روم تک اور اصیلا سلا ازمو اور بلاد تاسنا یعنی ساحل بحر کبیر تک کے مدد سے عمر کے قبضہ اقتدار میں آ گئے قاسم نے شکست کھانے کے بعد ترک دنیا کر کے زبدا اختیار کر لیا اور ساحل اصیلا پر ایک مکان بنو کر عبادت الہی میں مصروف ہو گیا اور پھر اسی حالت سے اس مقام پر اس کی وفات ہوئی۔

امیر محمد کا وفادار بھائی عمر: عمر کا دائرہ حکومت عیسیٰ اور قاسم کے مقبوضات کے ملحق ہو جانے سے بہت زیادہ وسیع ہو گیا مگر وہ اپنے بھائی محمد کی اطاعت سے ذرا بھی منحرف نہ ہوا۔ بالآخر اپنے بھائی محمد ہی کے زمانہ امارت میں شہر صہاجہ کے مقام فی الفرض ۲۲۰ھ میں اس کا انتقال ہو گیا اور یس

① یہاں وراس کے علاوہ اس صفحے پر جو جگہ چھوٹی ہوئی ہے کتاب کے اصل مسودہ میں بھی اسی طرح ہے۔ (مترجم) ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون (جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۱۷۰) جدید عربی یندیشن مطبوعہ دار حیات التراث العربی بیروت پر ایسی کوئی علامت نہیں ہے جس سے معلوم ہو کہ یہاں جگہ چھوٹی ہوئی ہے۔

② مغرب الاقصی (مغرب کے انتہائی حصے) میں ایک علاقہ ہے جہاں بربروں کا ایک قبیلہ رہتا تھا۔ دیکھیں مجمع البلدان (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۱۸۲)۔

میں مدفون ہوا۔ یہی عمر ان محمودیوں کا مورث اور جد اعلیٰ ہے جو اندلس میں بنو امیہ کے مد مقابل آئے تھے جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

امیر محمد کے بعد امیر محمد نے عمر کی وفات کے بعد اس کے بیٹے علی بن عمر کو سند حکومت عطا کی اور عمر کے انتقال کے ساتویں مہینے ۲۲۱ھ میں خود بھی اس درقانی سے عالم جاودانی کی طرف کوچ کر گیا۔ اس نے مرض الموت میں اپنے بیٹے علی کو جس کی عمر اس وقت نو سال کی تھی اپنا جانشین و ولیعہد بنالیا تھا چنانچہ اسی بناء پر اس کے انتقال کے بعد علی بن محمد تخت حکومت پر رونق افروز ہوا۔ اراکین دولت اور امراء ملک و ملت عرب، دریدہ اور تمام بربر نے نہایت خوشی و مسرت سے اس نو عمر لڑکے کی حکومت و سلطنت کی بیعت کی اور انتہائی مستعدی سے کاروبار سلطنت کو انجام دینے لگے۔ اس کا سہہ حکومت رعایا کے لئے بے حد مفید تھا اس نے اپنی حکومت کے تیرہویں سال ۲۳۳ھ میں وفات پائی اور وفات کے وقت اپنے بھائی یحییٰ بن محمد و اپنی جانشین بنایا۔

یحییٰ بن محمد کی حکومت: چنانچہ اس نے علی بن محمد کی وفات کے بعد زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ اس کا دور حکومت نہایت مبارک موان عظیم الشان دولتوں میں اس کا شمار ہوا۔ اس کے زمانہ کی ترقیاں اس وقت تک خوبی اور نیکی کے ساتھ یاد کی جاتی ہیں قاس کی آبادی میں بے حد ترقی ہوئی۔ بہت سے حمام اور منڈیاں کاروبار تجارت کے لئے بنائی گئیں دور دراز ملک سے تجارت پیشہ اور ذی علم لوگ قاس آ کر جمع ہو گئے۔

ام البنین بن محمد فہری: اتفاق سے اہل قیروان کی ایک عورت ام البنین بنت محمد فہری یہاں آ گئی تھی ابن ابی ① ذریعہ کہتا ہے کہ اس کا اصل نام فاطمہ تھا اور یہ ہو رہی رہنے والی تھی اس کو کسی ذریعہ سے ورثہ بہت سامان مل گیا تھا اس نے یہ نیت کر لی تھی کہ میں اس مال کو کسی کار خیر میں صرف کروں گی چنانچہ اس عورت نے سرحد قرطبہ میں ایک جامع مسجد کی ۳۳۵ھ میں بناء ڈالی۔ اس مقام کو امام ادریس نے اسی عورت کو جو گیر میں دے دیا تھا جامع مسجد تیار ہونے کے بعد تنگی کی وجہ سے جامع ادریس سے جمعہ موقوف ہو کر اس جامع مسجد میں خطبہ اور جمعہ ہونے لگا۔

جامع مسجد اور خانقاہ: اس کے بعد احمد بن سعید بن ابوبکر یغری نے ۳۳۵ھ میں جامع مسجد کی پورے ایک صدی کے بعد اپنی خانقاہ بنوائی جیسا کہ اس تحریر سے جو اس کے رکن شرقی پر لکھی ہے ظاہر ہوتا ہے اس کے بعد منصور بن ابی عامر نے اس کی تعمیر میں اور اضافہ کیا۔ پہاڑ پر سے بذریعہ نہر پانی لایا۔ حوض درست کرایا۔ باب خفاۃ میں دروازے لگوائے پھر بادشاہان لتونہ موحدین اور بنی مرین نے اس کی عمارت میں بہت زیادہ اضافہ کیا اور اپنی ہمتوں کو برابر اس کی مضبوطی اور تعمیر میں صرف کرتے آئے یہاں تک کہ رفتہ رفتہ بہت بڑی عمارت بن گئی۔ جیسا کہ کتب تواریخ مغرب میں مذکور ہے۔

یحییٰ بن یحییٰ: یحییٰ بن محمد کی سند ② میں وفات ہوئی اور اس کی جگہ اس کا بیٹا یحییٰ بن یحییٰ کرسی امارت پر بیٹھا۔ اس نے نہایت کج خلقی سے کام لیا بد چینی، بداطواری اور غارتگری اس کے خمیر میں تھی۔ اس کے ایک فعل شنیع اور زشت کی وجہ سے عوام الناس نے بغاوت کر دی۔ اس بغاوت کا بانی مہدی عبدالرحمن بن ابی ہل خرامی تھا باغیوں نے یحییٰ بن یحییٰ کو سرحد قرطبہ میں سے سرحد اندلس کی طرف بھگا دیا یہ دور اتوں تک چھپا رہا اور آخر کار شرم و غیرت سے مر گیا۔ اس کے مرتے ہی محمد بن ادریس کے خاندان سے حکومت و سلطنت کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ شدہ شدہ یحییٰ کی موت کی خبر علی بن عمر تک پہنچی۔ ملک گیری کے شوق نے ہزارمان دل میں چٹکیاں یعنی شروع کر دی ابھی اس نے کوئی ارادہ نہیں کیا تھا کہ یحییٰ کے اراکین دولت عرب، بربر اور نیز اس کے خادموں نے علی کو طلی کے خطوط بھیجے۔

علی بن عمر کی حکومت: چنانچہ علی اپنے جاہ و شتم کے ہمراہ قاس میں آیا۔ خواص اور عوام نے بطیب خاطر بیعت کر لی اس نے مغرب کے تمام صوبوں پر بد مزاحمت و مخاصمت غیرے قبضہ حاصل کر لیا تا آنکہ عبدالرزاق خارجی نے جبال مدیونہ سے اس کے خلاف خروج کیا، عبدالرزاق عقائد صفریہ کا پابند، و معتقد تھا علی شکست کھا کر اردیہ بھاگ گیا اور عبدالرزاق نے قاس اور سرحد اندلس پر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔

یحییٰ بن قاسم کی حکومت: سرحد قرطبہ والوں نے یحییٰ بن قاسم بن ادریس، صرام، کو اپنا امیر بنالیا یحییٰ نے ان لوگوں کو مرتب و مسخ کر کے

مہد رزاق خارجی پر حملہ کر دیا۔ چنانچہ متعدد لڑائیاں ہوئیں بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے عبدالرزاق کو اندلس کی سرحد سے نکال کر شعبہ بن محارب بن مہد بن قریطی کو جو مہلب بن ابی صغره کی اولاد سے تھا متعین کیا اس کے بعد عبداللہ بن عبد کو جو اس کا بیٹا تھا اور اس کے بعد محارب بن شعبہ کو یکے بعد دیگرے اسی ترتیب سے سند امارت عطا کرتا گیا یہاں تک کہ ربیع بن سلیمان نے ۲۹۲ھ میں اس کو زک دی۔ تب اس کے بجائے یحییٰ بن دریس بن عمر (یہ علی بن عمر کا بھتیجا تھا) حمرانی کرنے لگا اور ادارہ کے سب مقبوضہ علاقوں پر قابض اور متصرف ہو گیا۔ چنانچہ مغرب کے تمام صوبوں کے منبروں پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ یہ بادشاہان بنی اوریس کا ایک مشہور حکمران تھا۔ سیاست کے اعتبار بھی کامیابی کے ساتھ حکمرانی کی یہ فقیہ اور محدث تھا اور یسویوں میں کوئی اور بادشاہ اس کی بادشاہی اور دولت کی برابری نہیں کر سکتا۔

افریقہ کی حکومت میں شیعہ شراکت: اسی دوران شیعہ بھی افریقہ کی حکومت و سلطنت میں شریک اور حصہ دار ہو گئے۔ اسکندریہ کو دباس۔ و مہدی کی حد بندی کر دی جیسا کہ ”دولت کتامہ“ کے واقعات میں بیان کیا جائے گا۔ اس کے بعد شیعہ حکمران ملک مغرب کو تخت و تاج کرنے لگے۔ چنانچہ ”مضالہ بن جوس“ سردار مکناسہ و حاکم تاہرت کو بادشاہوں مغرب سے جنگ کرنے ۳۰۵ھ میں ایک عظیم الشان فوج کا سردار بنا کر روانہ کیا۔ مکناسہ اور کتامہ کی فوجیں دریا کی طرح بڑھیں۔ یحییٰ بن اوریس (بادشاہ مغرب) اپنا مغربی لشکر مرتب کر کے مقابلے کی غرض سے مقابلہ پر آیا۔ اور برابر کی فوجیں اور اس کے سارے خدام اس کے رکاب میں تھے۔ دونوں حریفوں کا ایک کھلے میدان میں مقابلہ ہوا۔ اتفاق سے یحییٰ کو شکست ہو گئی اور وہ شکست کھا کر ”فاس“ واپس آ گیا۔ پھر صلح کے نامہ و پیام شروع ہو گئے۔ آخر کار یہ طے پایا کہ یحییٰ کچھ زر نقد سالانہ بطور خراج ادا کیا کرے اور عبد مہدی شیعہ کی اطاعت بھی قبول کر لے فریقین نے ان شرائط صلح کو منظور و قبول کر لیا اور باہم مصالحت ہو گئی۔ عبید اللہ اور یحییٰ میں بدستور سابق صلح قائم رہی اس نے اس کو اس کے مقبوضات پر بحال رکھا اور اپنے چچا زاد بھائی موسیٰ بن ابوالعافیہ کو جو مکناسہ دسنور و تازی کا امیر تھا۔ برابر کے تمام صوبوں کی سند حکومت عطا کی جیسا کہ ہم مکناسہ و حکومت موسیٰ کے واقعات میں بیان کریں گے۔

موسیٰ بن ابوالعافیہ اور یحییٰ: موسیٰ بن ابوالعافیہ اور یحییٰ بن اوریس کی آپس میں عداوت اور دشمنی چلی آرہی تھی جس کی وجہ سے ایک دوسرے کو مبغوض سمجھتا تھا۔ چنانچہ وقت ”مضالہ“ جنگ ثانی سے ۳۰۹ھ میں مغرب واپس آیا موسیٰ بن ابوالعافیہ نے اشارہ کر دیا ”مضالہ“ نے طلحہ بن یحییٰ بن اوریس ”حکم فاس“ کی حکومت پر مقرر کر دیا۔ کچھ عرصے کے بعد طلحہ کو قید سے رہا کر کے ”اصیلا“ کی طرف جلا وطن کر دیا۔ اس کے بعد یحییٰ نے افریقہ کے ارادے سے فوجیں آراستہ کر کے خروج کیا مگر موسیٰ بن ابوالعافیہ نے اس کو راستے سے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا پھر دو برس کے بعد رہا کر دیا۔ بیچارہ یحییٰ قید سے رہائی پا کر ۳۳۱ھ میں مہدیہ چلا گیا اور سن ۳۳۱ھ میں ابویزید کے محاصرہ کے وقت مر گیا۔

حجام اور کتامی کی جنگ: یحییٰ کے مرنے کے بعد موسیٰ بن ابوالعافیہ کی حکومت کو استحکام و استقلال مکمل طور سے حاصل ہو گیا اس واقعہ سے پہلے ۳۱۳ھ میں حسن بن محمد بن قاسم بن اوریس حجام نے فاس میں ریجان کتامی کے خلاف علم مخالفت بلند کیا تھا اور جنگ لڑ کر ریجان کو فاس سے نکال باہر کر دیا تھا۔ پھر وہ دو برس تک فاس پر قابض رہا اس کے بعد موسیٰ بن ابوالعافیہ نے حسن پر فوج کشی کی۔ دونوں حریفوں میں متعدد اور سخت لڑائیاں ہوئیں۔ نہی لڑائیوں میں منہاں بن موسیٰ مارا گیا اور آخر کار ایک ہزار سے زائد جانوں کے تلف ہونے کے بعد لڑائی کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ حسن شکست کھا کر فاس کی طرف بھاگا حامد بن حمدان اور بی نے اس سے بد عہدی کی لیکن حامد کو حسن پر کسی قسم کی دسترس نہ حاصل ہو سکی لہذا موسیٰ کے پاس فاس پر قبضہ کرنے کا پیغام بھیجا۔ چنانچہ موسیٰ نے فاس پہنچ کر قبضہ کر لیا اور قبضہ و تصرف حاصل کرنے کے بعد حامد پر حسن کو حاضر کرنے کا دباؤ ڈالنا شروع کیا مگر حامد بہانے کر نے رگارتہ رفتہ موسیٰ کو حسن کا سراغ مل گیا لہذا گرفتار کر کے شہر پناہ کی دیوار پر لٹکا دیا۔ چنانچہ وہ گر پڑا اور اسی صدمہ سے اسی رات کو مر گیا۔

اوریس کا خاندان بصرہ میں: حامد بن حمدان جان کے خوف سے مہدیہ بھاگ گیا عبداللہ بن ثعلبہ بن حارب اور اس کے دونوں بیٹے محمد اور یوسف موسیٰ کے ہاتھ پڑ گئے موسیٰ نے ان لوگوں کی زندگانی کا خاتمہ کر دیا اسی واقعہ سے ادارہ کی حکومت ملک مغرب سے ختم ہو گئی اور موسیٰ بن

ابوالعافہ سارے بلاد مغرب پر قابض و متصرف ہو گیا محمد بن قاسم بن اوریس کے بیٹے اور اس کے بھائی حسن بلاد ساحلیہ کی طرف جلاء وطن ہو کر بھاگ گئے بصرہ پہنچ کر اپنے خاندان کے بزرگ ابراہیم بن محمد بن قاسم (حسن کے بھائی) کے پاس جمع ہوئے اور سب کے سب نے متفق ہو کر اس کو اپنا سردار بنایا۔ ابراہیم نے ان لوگوں کے لئے حجر النسر نامی مشہور و معروف قلعہ ۳۱۷ھ میں بنوایا اور ان لوگوں کو اس میں ٹھہرایا۔ بنو عمر بن اوریس ان دنوں غمارہ میں تیجس بیشہ اور ضجہ تک پھیلے ہوئے تھے اور ابراہیم حجر النسر میں تھا ۳۱۹ھ میں علی بن اوریس نے ابوالعیش بن اوریس بن عمر سے سبت چھین لیا اور ایک دستہ فوج حفاظت کی غرض سے اس میں ٹھہرایا۔

ابراہیم بن محمد کی وفات: اس دوران ابراہیم بن محمد کا سردار مر گیا۔ پھر اس کی جگہ اس کا بھائی قاسم کا نون (حسن جیم کا بھائی) جگرانی کر نے لگا۔ یہ قاسم محمد بن قاسم کا بیٹا تھا اس نے موئی بن ابوالعافہ اور اس کے مذہب سے منحرف ہو کر شیعہ کے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی تھی اسی کے زمانہ سے حکومت و سلطنت کا سلسلہ اس کے خاندان میں جاری ہو گیا اور غمارہ اس کی دولت کے اراکین اور اس کی سلطنت کے بازو بنے رہے جیسے کہ غمارہ کے حالات میں ہم بیان کریں گے۔

خلفاء مروانیہ: ان واقعات کے بعد خلفاء مروانیہ حکمرانان قرطبہ کے مبلغ مغرب کے علاقوں میں پھیل گئے اور زناٹہ کو طقت کے زور پر دبا دیا اس کے بعد بنی ایوب اور ان کے بعد معاویہ، قاسم پر قابض ہو گئے اور ادارہ غمارہ کے ساتھ ریف میں جا کر ٹھہر گئے شہر بصرہ، حجر النسر، سبتہ و راصید میں ان کی حکومت اور سبت بنی محمد اور بنی عمر کے ذریعہ قائم ہو گئی۔ چند دنوں کے بعد مروانیوں نے ان پر قابو پالیا اور یہ ان کو اندلس تک پامال کرتے چلے گئے اور بالآخر ان لوگوں کو اسکندریہ کی طرف جلاء وطن کر دیا۔ غریب عیدی بن کانون نے اپنے بادشاہ کی تلاش میں اپنے قاصد ملک مغرب روانہ کئے مگر منصور بن ابی عامر نے ان کو پکڑ کر قتل کر دیا۔

سلطان اور یہ کی حکومت کا خاتمہ: اسی کے زمانہ میں ان کی حکومت و سلطنت اور ملک مغرب کے سلطان اور یہ کی دولت کا خاتمہ ہو گیا۔ یہ ان اور یسیوں کی نسل سے تھے جنہوں نے غمارہ میں آکر پناہ لی تھی اور اندلس میں اموی حکمرانوں کے مزاحم و معاصر تھے چنانچہ جس وقت ان ”اور یسیوں“ کی حکومت و سلطنت ختم ہو گئی۔ اور وہ لوگ پریشان ہو کر غمارہ میں آکر پناہ گزیں ہوئے تو وہاں پہنچ کر ان لوگوں نے ایک نئی حکومت کی بنیاد ڈالی جو ایک عرصے تک بنی محمد اور بنی عمر (اوریس بن اوریس کی اولاد) میں قائم رہی یہی وجہ تھی کہ ”بربریوں“ کا ان سے میل جول تھا اور وہ ان اطاعت و فرمانبرداری کی طرف مائل و راغب رہے بنو حمود بھی ① ”غمارہ“ ہی سے تھے مستعین سے جنگ میں بربریوں کے ساتھ ”ملک مغرب“ آگئے تھے اور حکمت عملی سے حکومت کی باگ دوڑ اپنے ہاتھ میں لے لی تھی اور اندلس کے حکمران بن گئے تھے جیسا کہ آپ ان کے حالات میں یہ واقعات پڑھیں گے۔

سلیمان (اور یسی): سلیمان (اوریس اکبر کا بھائی) عباسیوں کے زمانہ میں ملک مغرب بھاگ گیا تھا۔ اور ”اوریس“ کے مرنے کے بعد اطراف ”تاہرت“ میں مقیم ہو گیا اور وہیں حکومت و سلطنت کا دعویٰ دار بن گیا۔ بربریوں نے اسے قبول کر لیا۔ ادھر ”اغالیہ“ کے اراکین دولت پنچے جھاڑ کر اس کے پیچھے پڑ گئے۔ اسی تک وہ وہیں اس کے نسب کی تصحیح ہو گئی چنانچہ بڑی مشکل سے تلمسان پہنچا اور اپنی مدد پرانہ چالوں اور حکمت عملی سے اس پر قابض ہو گیا ”زناٹہ“ اور تمام بربری قبائل نے اس کو خاندان حکومت کا ایک ممبر تصور کر کے اس کی اطاعت قبول کر لی۔ اس کے بعد اس کا بیٹا محمد بن سلیمان حکمران بنا۔ تھوڑے دنوں بعد اس کے بیٹوں میں نفاق پیدا گیا۔ چنانچہ حکومت کرنے کی غرض سے ”المغرب الاوسط“ میں پھیل گئے۔ آپس میں حکومت و سلطنت کے حصہ بخرے کر لئے۔ تلمسان پر محمد بن احمد بن قاسم بن محمد بن احمد قابض ہو گیا۔ میرا خیال یہ ہے کہ قاسم وہی ہے جس کے نسب کا بنو عبد اود دعویٰ کرتے ہیں کیونکہ یہ قاسم بن اوریس اس دعویٰ سے بہت زیادہ مشابہت رکھتا ہے۔

عیسیٰ بن محمد بن سلیمان: ارشکول کی حکومت عیسیٰ بن محمد بن سلیمان کے قبضہ میں رہی یہ شخص ”شیعیت“ کی طرف مائل تھا ’جراؤ‘ کی حکمرانی اوریس بن محمد بن سلیمان کے قبضہ میں چلی گئی۔ اس کے بعد ابوالعیش عیسیٰ (اس کا بیٹا) حکمران بنا۔ اسی زمانہ سے اس صوبہ کی اہمیت کی کرسی پر اس کی

اندہ نسبی قبط رہتی چلی آئیں۔ چنانچہ اس کے بعد اس کا بیٹا ابراہیم بن عیسیٰ پھر اس کا بیٹا یحییٰ بن ابراہیم اور اس کے بعد اس کا بھائی ادریس بن ابراہیم تخت حکومت پر کیے بعد دیگرے جلوہ افروز ہوئے۔ ادریس بن ابراہیم حاکم ”ارشکول“ اور خلیفہ عبدالرحمن ناصر کے دست نہ مرا سم تھے۔ علی بذاتی کو بھی اسی قسم کا اس سے تعلق تھا۔ حکومت شیعہ کے سپہ سالار میسور کو اس کی طرف سے شبہ پیدا ہو گیا۔ چنانچہ اس نے موقع پا کر ۳۲۳ھ میں رفر رریا پھر جب موسیٰ بن ابوالعافہ نے دولت شیعہ کے اراکین کا ساتھ چھوڑ کے خلافت علویہ کی دعوت کی بناء ڈالی اور حسن بن ابوالعیش عیسیٰ کا جرادہ میں محصرہ کیا اور جنگ کر کے جرادہ کو حسن سے چھین لیا تو حسن بھاگ کر ادریس بن ابراہیم حاکم ارشکول کے پاس چل گیا۔ بوری بن موسیٰ بن ابوالعافہ نے تعاقب کیا اور ارشکول پہنچ کر دونوں کا محاصرہ کر لیا۔ آخر کار بوری نے طاقت کے ذریعے ان دونوں کو گرفتار کر لیا اور پابز نجیر خیفہ ناصر کے پاس بھیج دیا خلیفہ ناصر نے ان دونوں کو قرطبہ میں ٹھہرایا۔

تیس پر زیری من مناد کا قبضہ: تیس کا صوبہ ابراہیم بن محمد بن سلیمان کے قبضہ میں تھا اس کے بعد اس کا بیٹا محمد اور اس کے بعد اس کا بیٹا یحییٰ بن محمد پھر اس کا بیٹا علی بن یحییٰ جانشین ہوا۔ اسی کے زمانہ میں زیری بن مناد ۳۲۲ھ میں تیس پر قابض ہو گیا تھا۔ اور یحییٰ اپنی جان بچا کر جبر بن محمد بن خرز کے پاس بھاگ گیا۔ اس کے دونوں بیٹے حمزہ اور یحییٰ ناصر کے پاس چلے گئے۔ چنانچہ ناصر نے عزت و احترام سے ملاقات کی۔ کچھ عرصے کے بعد یحییٰ اپنی بگڑی حالت درست کر کے دوبارہ تیس پر قبضہ کرنے کے لئے پھر آیا مگر کامیاب نہ ہوسکا۔

بقیہ لوگوں کے ٹھکانے: اسی ابراہیم (حاکم تیس) کی اولاد میں سے احمد بن عیسیٰ بن ابراہیم حاکم سوق (بازار) ابراہیم اور سلیمان بن محمد بن ابراہیم تھے جو المغرب الاوسط کے رئیس تھے۔ اور بنی محمد بن سلیمان کی نسل سے یہ اور بطوش بن حناش بن حسن بن محمد بن سلیمان تھے۔ بن حمزہ کہتے تھے کہ یہ بوط ملک مغرب میں بہت زیادہ تھے اور بلاد مغرب کی حکومت کی باگ ڈور انہیں کے قبضہ میں تھی۔ جن کی ریاستیں اور حکومتیں ختم اور منقطع ہوئیں اور ان میں سے اب کوئی رئیس بجایہ کے اطراف میں باقی نہیں رہا۔ بنی حمزہ میں سے جوہر، قیروان چدا گیا تھا اور ان میں سے کچھ لوگ پہاڑوں و ران کے قرب و جوار کے دیہاتوں میں باقی رہ گئے جن سے اس مقام کے بربری واقف اور آگاہ ہیں۔ (واللہ وارت الارض ومن عیبہ۔)

صاحب زنج کے حالات

صاحب زنج کا نسب: ابتداء ہی سے اس حکومت و دولت میں اضطراب اور تذبذب کی کیفیت پیدا ہو گئی تھی جس کی وجہ سے اس کے بانی کی حکومت مستقل اور مستحکم نہیں ہوئی۔

مقتسم کے دور میں ”علویہ زیدہ“ کے ایلچیوں نے جس کی حکومت و سلطنت کی ترغیب دینا شروع کی تھی اور جن کے حامی کثرت سے تمام علاقوں میں پیدا ہو گئے تھے۔ وہ علی بن محمد بن احمد بن عیسیٰ ① بن زید شہید تھے۔ جس وقت ان کی شہرت ہوئی اور عم خلافت کوان کی بڑھتی ہوئی قوت سے خطرے کا احساس ہوا اور خلافت عباسیہ کا تاجدار اس کی روک تھام کی طرف متوجہ ہوا۔ تو علی بن محمد بھاگ گیا اور اس کے چچا کا بیٹا ”علی بن محمد بن حسن بن علی بن عیسیٰ“ اسی ہنگامہ میں قتل کر دیا گیا۔ علی بن محمد اس ہنگامہ کے بعد روپوش ہو گئے چنانچہ صاحب زنج نے ۲۵۵ھ میں یہ دعویٰ کر دیا کہ میں ہی علی بن محمد ہوں۔ کچھ عرصے کے بعد انہوں نے ظاہر ہو کر جب بصرہ پر قبضہ حاصل کیا تو صاحب زنج کی قلعی کھل گئی اس نے فوراً اس دعویٰ سے دست برد رہو کر یحییٰ بن زید شہید جون کی طرف خود کو نسباً منسوب کر دیا۔ مسعودی اس کو طاہر بن حسین بن علی کی طرف نسباً منسوب کرتا ہے و بعضے علی بن محمد بن جعفر بن حسین بن طاہر کی طرف۔

نسب نامے کی الجھنیں: بہر کیف اس نسب کو صحیح ماننے میں یہ دقت ہوتی ہے کہ حسین بن علی بن فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کا سلسلہ نسل صرف

حضرت زین العابدین ہی سے چلا ہے۔ ابن حزم کہتا ہے کہ اس طاہر سے اگر طاہر بن یحییٰ محدث بن حسن بن عبید اللہ بن حسن اصغر بن زین العابدین کو مراد لیا جائے تو سلسلہ نسب لہجا ہو جاتا ہے اور حسین بن فاطمہؑ کا سلسلہ نسب لہجا ہو جاتا ہے اور یہ بات قیاس و عقل سے دور معلوم ہوتی ہے کہ جس زمانہ میں صاحب زنج طاہر ہوا اس وقت تک اس کی بارہ پشتیں ہو چکی ہوں۔

محققین کا قول۔ علماء محققین طبری اور ابن حزم ① وغیرہ اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ یہ شخص قبیلہ عبدالقیس سے تھارے کے مضافات میں ② میں رہتا تھا علی بن عبد الرحیم اس کا نام تھا چونکہ مزاج میں چل پھر زیادہ تھی لہذا دل میں سرداری اور گروہ بندی کا خیال پیدا ہو گیا۔ اتفاق سے انہی دنوں زید یہ فاطمیہ حکومت کا بہت دعویٰ کر رہے تھے جھٹ پٹ اس نے ایک نسب نامہ بنا کر علوی ہونے کا دعویٰ کر دیا حالانکہ اُس خاندان سے اس کا ذرا بھی تعلق نہ تھا۔

صاحب زنج کا مذہب: ... ہمارے اس بیان کی تائید اس بات سے ہوتی ہے کہ یہ خارجی المذہب اور عقائد ازرقہ کا پابند تھا۔ دونوں گروہوں یعنی اصحاب جمل اور صفین پر لعن کرتا تھا پھر یہ شخص کس طرح صحیح النسب علوی ہو سکتا ہے۔ اور اسی وجہ سے کہ اس نے خود کو غلط طور پر نسباً علوی بیان کیا اور اپنے دعوے کو سچائی کے ساتھ ثابت نہ کر سکا اس کا سارا کارخانہ درہم و برہم ہو گیا چنانچہ اسے قتل کر دیا گیا۔ اور اس کی حکومت کا کوئی سلسلہ قائم نہ ہو سکا اگرچہ اس نے بے حد زیادتیاں کیں، اطراف بصرہ میں غارتگری کی، بلاد اسلامیہ کو ویران اور پامال کیا، اسلامی فوج کو شکست بھی دی، امراء و اکابرین شہید بھی کیا اور اپنے لئے قلعہ بھی بنوایا جس میں وہ خود مارا گیا جیسا کہ اللہ کی سنت اللہ اس کے بندوں میں جاری ہے اس کا وقت بھی پورا ہو گیا تھا۔

ابتدائی حالات: یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا اب پھر ہم صاحب زنج کا حال تحریر کرتے ہیں کہ اس نے پہلے اُن لوگوں سے میل جول پیدا کیا جو دربار خلافت کے صاحب اور خلیفہ مستنصر کے محل کے خدام تھے۔ جب اس کے قبیحین کی ایک خاصی جماعت بن گئی تو یہ اُن لوگوں کے ساتھ ۲۴۹ھ میں بحرین کی طرف چلا گیا اور یہ دعویٰ کر دیا کہ میں علوی ہوں اور حسین بن عبید اللہ بن عباس بن علی کی نسل سے ہوں۔ اور لوگوں کو اپنی اطاعت کی ترغیب دی چنانچہ اہل حجر کا ایک بڑا گروہ اس کا مطیع و فرمانبردار بن گیا اس کے بعد یہ احساء چلا گیا اور بنی تمیم کے قبیلہ میں مقیم ہوا یحییٰ بن محمد ازراق اور سلیمان بن جامع اس کے ساتھ تھے۔ اہل بحرین کی اس سے لڑائی ہوئی اور اہل بحرین نے اس کو شکست دے دی۔ عرب کا گروہ جو اس کے ساتھ رکھا تھا بتر بتر ہو گیا چنانچہ پریشان ہو کر بھاگ گیا اور بصرہ پہنچا۔ ان دنوں بصرہ میں بلالیہ اور سعدیہ کے درمیان جھگڑا ہو رہا تھا اس کے آنے کی خبر محمد بن رجاہ حاکم بصرہ کوئی چنانچہ اس نے اُسکی گرفتاری اور تلاش پر پولیس کو تعینات کر دیا چنانچہ یہ تو ہاتھ نہ آیا مگر اس کا بیٹا، اس کی بیوی اور اس کے بعض ساتھی گرفتار کر لئے گئے۔

عیسیٰ بن زید کی طرف نسبت: پھر یہ خود چند دنوں کے بعد دربار خلافت بغداد میں داخل ہوا اور خود کو عیسیٰ بن زید شہید کی اولاد ظاہر کرنے لگا جیسا کہ ہم ابھی اوپر بیان کر چکے ہیں کچھ عرصے بعد یہ خبر پا کر کہ بلالیہ اور سعدیہ نے محمد بن رجاہ حاکم بصرہ کو بصرہ سے نکال دیا ہے اور اس کے اہل و عیال کو قید کی مصیبت سے رہائی مل گئی ہے۔ دار الخلافہ بغداد سے بصرہ کی جانب ماہ رمضان ۲۵۵ھ میں لوٹ گیا۔ یحییٰ بن محمد، سلیمان بن جامع اور اہل بغداد کے بہت سے خاص اور ذی جاہ لوگ جن کو اس نے حکمت عملی سے ملا لیا تھا مثلاً جعفر بن محمد صمد ③ حانی، علی بن ابان اور عبدان بن سمینا وغیرہ اس کے ہمراہ تھے۔

زنگی غلام اور صاحب زنج: بصرہ کے قریب پہنچ کر پڑاؤ کیا اور زنگی غلاموں میں اپنے خیالات کو پھیلانے اور ان کو اپنی اطاعت کی ترغیب دینے لگا۔ زیادہ وقت گزرنے نہ پایا تھا کہ اُن زنگی غلاموں کو ان کے آقاؤں کی طرف سے برگشتہ اور بدل کر کے آزادی اور حریت کی طرف مائل کر دیا

① جیسے علامہ ابن کثیر دمشق ابن تاریخ البدلیہ والہلیہ (جلد نمبر ۱۱ صفحہ ۱۸) پر فرماتے ہیں کہ وہ سچا نہ تھا بلکہ وہ تو صرف عبدالقیس کا ایک ملازم تھا۔ ② تاریخ طبری درمیان اندھم میں "در یمن" کے بجائے "در زمین" تحریر ہے۔ ③ یہاں صحیح لفظ الصوحانی ہے۔ دیکھیں اثیر کی الکامل (جلد نمبر ۲ صفحہ ۴۱۲)

اور جب یہ خیالات ان کے دماغ میں بیٹھ گئے تو ان کو حکومت اور ملک داری کی لالچ دلائی اور ایک جھنڈا بنایا جس پر آیت کریمہ ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسہم تا آخر آیت لکھی تھی۔ ان زنگی غلاموں کے آقا ان کی جستجو اور تلاش میں آئے۔ چنانچہ صاحب زنج اشارہ کر دیا اور وہ سیاہ بخت غلام اپنے آقاؤں کو پٹ گئے باہم خوب لڑائی ہوئی۔ بصرہ اور ایلہ کی فوجیں سرکوبی کے لئے آئیں مگر ناکام واپس چلی گئیں۔ اس واقعہ کے بعد صاحب زنج قوسیہ چلا گیا۔ اسی دوران دربار خلافت بغداد سے ایک تازہ دم فوج اہل بصرہ کی کمک پر آگئی مگر صاحب زنج سے یہ بھی شکست کھا گئی۔ تب ایک دوسری فوج جعوان ترکی کی کمان میں بصرہ کے کمانڈر کی حمایت پر آئی۔ آپس میں ان کی لڑائیاں ہوئیں اور آخر کار یہ بھی شکست کھا گئی اور صاحب زنج نے ایلہ وغیرہ پر قبضہ حاصل کر کے اہواز کا رخ کر لیا۔ اہواز میں ان دنوں ابراہیم بن مدیر خوارج پر حکومت کر رہا تھا۔ اُس نے اس کو بھی طاقت سے فتح کر کے ابراہیم کو گرفتار کر لیا۔ یہ واقعہ ۲۵۶ھ کا ہے۔ چند دنوں کے بعد ابراہیم زنگیوں کی قید سے نکل کر بھاگ گیا۔

سعید بن صالح کی آمد اور شکست ۲۵۷ھ میں دار الخلافہ بغداد سے سعید بن صالح کو جو ان دنوں بصرہ کا گورنر تھا زنگیوں کی زنجی پر بھیجا گیا۔ چنانچہ واسطہ سے فوج آرائی کر کے زنگیوں کی طرف بڑھا علی بن ابان زنگیوں کا کمانڈر مقابلہ پر آیا چنانچہ ایک سخت اور خونریز جنگ کے بعد سعید شکست کھا کر بحرین کی طرف بھاگ گیا اور بصرہ میں پہنچ کر قلعہ بندی کر لی، علی بن ابان نے بھی پہنچ کر محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ سعید نے امان حاصل کر کے شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے چنانچہ علی بن ابان نے شہر میں داخل ہو کر اسے لوٹ لیا اور جامع مسجد کو جلا کر خاک و سیاہ کر دیا۔ صاحب زنج کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ لہذا اس کو بصرہ سے واپس بلا کر اس کی جگہ بصرہ پر یحییٰ بن محمد بحرانی کو مقرر کر دیا۔

محمد بن مولد کی آمد: خلیفہ معتمد نے محمد بن مولد کو بصرہ کی طرف زنگیوں کے طوفان بدتمیزی کی روک تھام کے لئے روانہ فرمایا چنانچہ محمد کو اس مہم میں کامیابی حاصل ہوئی اور اس نے بصرہ سے زنگیوں کو نکال دیا۔ اس کے تھوڑے دنوں بعد زنگیوں نے محمد پر حالت غفلت میں شیخون، راجنا چہ محمد کو اس لڑائی میں شکست ہوگئی۔ زنگیوں نے محمد کو شکست دے کر اہواز کی جانب قدم بڑھائے۔ منصور خیاط گورنر اہواز مقابلہ پر آیا لیکن اپنی ناقابل اندیشی کی وجہ سے شکست کھا کر میدان جنگ سے بھاگ گیا۔

موفق کی جنگیں: قبل ان واقعات سے پہلے خلیفہ معتمد نے اپنے بھائی ابو احمد موفق کو مکہ معظمہ سے بلوا کر کے کوفہ، حرین، طریق مکہ اور یمن کی حکومت عطا کر دی تھی اس کے بعد بغداد، سواد، واسطہ، کوردجلہ، بصرہ اور اہواز کا نظم و نسق بھی اسی کے قبضہ اقتدار میں دے دیا تھا اور یہ ہدایت ردی تھی کہ بصرہ، کوردجلہ، یمن، اور بحرین پر سعید بن صالح کی جگہ یار جوج کو مقرر کرنا چنانچہ جب سعید بن صالح کو زنگیوں کے مقابلہ میں شکست ہوئی تو یار جوج نے اپنی طرف سے سعید بن صالح کی جگہ منصور بن جعفر کو مقرر کیا۔ چنانچہ زنگیوں نے اس کو شکست دے کر قتل دیا جیسا کہ ہم تحریر کر چکے ہیں۔ تب خلیفہ معتمد نے اپنے بھائی موفق کو ۲۵۸ھ میں زنگیوں کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ اس کے مقدمہ کجیش پر فتح تھا۔ زنگیوں نے یہ خبر پ کر بصرہ سے نکل کر فتح کا مقابلہ کیا۔ علی بن ابان زنگیوں کے اس لشکر کا سردار تھا۔ مگر فتح کو بھی اس معرکہ میں شکست ہوگئی اور وہ پکڑ دھکڑ میں مارا گیا۔ اس کے شکر کی فوج ادھر اور ادھر منتشر ہوگئی۔ موفق مجبوراً سامرا لوٹ آیا۔

اصطیخو کی جنگیں اور شہادت: منصور خیاط کے شکست کھانے کے بعد اہواز کی حکومت اصطیخو کو عطا ہوئی یحییٰ بن محمد بحرانی (زنگیوں کا کمانڈر) جنگی کشتیوں کا بیڑہ لے کر اہواز پر قبضہ کرنے آیا ہوا تھا مگر یہ خبر سن کر کہ موفق ایک بڑی فوج کے ساتھ آیا ہوا ہے بغیر جنگ کئے واپس چلا گیا اصطیخو نے تعجب کیا اور اس کو گرفتار کر کے سامرا لے آیا اور وہاں قتل کر دیا۔ صاحب زنج نے یحییٰ کے جگہ علی بن ابان اور سلیمان شعری کو روانہ کیا ان لوگوں نے ۲۵۹ھ میں اہواز کو اصطیخو کے قبضہ سے واپس چھین لیا۔ اصطیخو شکست کے بعد ایک کشتی پر سوار ہو کر بھاگا۔ لیکن چونکہ اس کا آخری وقت آگیا تھا اتفاق سے کشتی ڈوب گئی اور مر گیا۔

موسیٰ بن بغا اور مسرور بن یحییٰ: پھر خلیفہ معتمد نے ان لوگوں کی سرکوبی کے لئے موسیٰ بن بغا کو ان صوبوں کی حکومت عطا کر کے روانہ کیا چنانچہ اس

① یہاں صحیح نطق "اصغون" ہے۔ دیکھیں علامہ طبری کی الرسل والملوک (جلد نمبر ۹ صفحہ ۵۰۳)

نے اپنی طرف سے نائب کے طور پر ابواز پر عبدالرحمن بن مصلح کو، بصرہ پر اسحاق بن کندا^① بنی کو، باداورد پر ابراہیم بن سلیمان کو بھیجا اور چاروں طرف سے سیاہ بخت زنگیوں پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ ڈیڑھ سال تک مسلسل لڑائی جاری رہی مگر کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔ اس کے بعد موسیٰ بن بغ نے استعفاء دے دیا۔ چنانچہ خلیفہ معتمد نے اس کی جگہ ان صوبوں پر مسرور بلخی کو مقرر کیا اور زنگیوں کو زیر کرنے کے لئے اپنے بھائی ابواحمد موفق کو روانہ فرمایا۔

ابواحمد موفق اور یعقوب صفار: اس روانگی سے پہلے خلیفہ معتمد نے موفق کی ولیعهدی کا اعلان کر دیا تھا کہ میرے بعد تاج و تخت اور خلافت کا مالک یہی ہوگا اور، الناصر لدین اللہ الموفق، کا مبارک لقب دیا تھا اور تمام مشرقی صوبوں کی اصفہان تک اور نیز حجاز کی حکومت عطا کی تھی چنانچہ موفق اس مہم کو سر کرنے کے لئے ۲۶۲ھ میں روانہ ہو گیا۔ اتفاق سے یعقوب صفار کا معاملہ پیش آ گیا جو کہ ایک بڑی فوج لے کر بغداد پر حملہ کرنے آ رہا تھا۔ اس لئے موفق، یعقوب سے لڑائی میں مصروف ہو گیا۔ اس معرکہ میں یعقوب صفار کو شکست ہوئی جتنا علاقہ ابواز کا اس کے قبضہ میں تھا نکل گیا۔ مسرور بلخی بھی اس معرکہ میں شریک ہونے بغداد آ گیا تھا۔ چنانچہ صاحب زنج کو موقع مل گیا اس نے اس کی غیر حاضری کو اپنی کامیابی کا ذریعہ سمجھ کر لوٹ مار شروع کر دی اور قادیسیہ تک تخت و تاراج کرتا چلا گیا۔

شاہی فوج کی زنگیوں سے شکست: رفتہ رفتہ یہ خبر دار الخلافہ بغداد تک پہنچ گئی، لہذا دار الخلافہ سے فوراً شاہی فوجیں اغر تمش اور خشتش^② کی کمان میں صاحب زنج کو ہوش میں لانے کے لئے روانہ کی گئیں مگر زنگیوں نے پہلے ہی معرکہ میں شاہی فوجوں کو شکست سے شکست دے دی اس جنگ میں زنگیوں کا سپہ سالار سلیمان بن جامع تھا خشتش (شاہی فوج کا سپہ سالار) مارا گیا۔ علی بن ابان (زنگی کمانڈر) ایک فوج لے کر گیا ہوا تھا ان دنوں اس صوبہ کی حکومت محمد بن ہزار مرد کردی کے قبضہ میں تھی مسرور بلخی نے علی بن ابان کے ارادے سے مطلع ہو کر ابواز پہنچانے کے لئے احمد بن نیونہ کو روانہ کیا چنانچہ دونوں میں سخت اور خونریز لڑائیاں ہوئیں ابتداً علی بن ابان نے ابواز پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا لیکن جب محمد بن ہزار مرد نے کردوں کو مجتمع کر کے دوبارہ حملہ کیا تو علی بن ابان کے پاؤں میدان جنگ سے اکھڑ گئے اور اس نے تشر پہنچ کر ہی دم لیا۔ اور محمد بن ہزار مرد، سوس لوٹ آیا۔

علی بن ابان اور صاحب زنج کی جنگ: صاحب زنج کا یہ خیال تھا کہ علی بن ابان میرے نام کا خطبہ پڑھے گا مگر یہ خیال خام نکلا وہ یعقوب صفار سے سازش کر کے اس کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔ اس لئے علی بن ابان اور صاحب زنج کے درمیان ناصافی پیدا ہو گئی حتیٰ کہ جنگ کی نوبت آ گئی جس میں میدان صاحب زنج کے ہاتھ رہا اور علی بن ابان کو شکست ہو گئی وہ تشر چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ اس وقت ملک فارس فتنہ و فساد سے بھرا ہوا تھا جس طرف آنکھ اٹھتی تھی جنگ اور خونریزی کے سوا کچھ نظر نہیں آتا تھا۔

زنگیوں اور شاہی فوج کی جنگیں: ان واقعات کے بعد یعقوب صفار ابواز پر قابض ہو گیا اور زنگیوں سے مراسم پیدا کر لئے سلیمان بن جامع (زنگیوں کا مور سپہ سالار) فوجیں مرتب کرنے کے ملک گیری کے لئے بڑھا۔ موفق نے شہر واسطہ پر احمد بن مولد کو مامور کیا اور زنگیوں کی طرف سے خلیل بن ابان واسطہ پر حملہ آور ہوا احمد بن مولد سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آیا مگر خلیل نے اس کو شکست دے کر واسطہ کو قتل و غارت سے بھر کر قتل عام کا بازار گرم کر دیا۔ یہ واقعہ ۲۶۶ھ کا ہے فتح مند گروہ نے کامیابی کے بعد اطراف سواد میں نعمانیہ اور جرجریا تک اپنے خیمے نصب کر لئے اور ان مقامات کے رہنے والوں کا عام طور سے خون مباح کر دیا۔ علی بن ابان ان دنوں دوبارہ ابواز کی طرف گیا ہوا تھا اور اہل ابواز کا محاصرہ کر رکھا تھا۔

تکلید بخاری اور زنگیوں کی صلح: چنانچہ ”موفق“ نے مسرور بلخی کو مقرر کر کے ابواز کی جانب روانہ کیا مسرور نے اپنی جانب سے تکلید بخاری^③ کو تشر روانہ کیا علی بن ابان اور اس کے ساتھی زنگیوں نے ”تکلید“ کی فوج کو پسپا کر دیا مگر اس واقعہ کے بعد ”تکلید“ اور علی بن ابان کی صلح ہو گئی۔ مسرور بلخی کو اس سے شبہ پیدا ہو گیا۔ اس نے سازش کے الزام میں تکلید کو گرفتار کر لیا اور اس کی جگہ ”اغر تمش“ کو مقرر کیا۔ پھر اغر تمش نے پہلے حملہ میں تو زنگیوں کو شکست دے دی مگر دوسرے معرکہ میں خود شکست کھا کر بھاگ گیا۔ پھر علی بن ابان نے محمد بن ہزار مرد کردی پر فوج کشی کر دی اور رامہر مز کو اس کے

① یہاں صحیح غلط ”کندا“ ہے دیکھیں الرسل والملوک (جلد نمبر ۹ صفحہ ۵۰۴) ② یہاں صحیح لفظ خشتش ہے دیکھیں الرسل والملوک (جلد نمبر ۹ صفحہ ۵۲۴) ③ یہاں صحیح لفظ تکلید ہے دیکھیں الرسل والملوک (جلد نمبر ۹ صفحہ ۵۲۴)

قبضہ سے چھین لیا۔

محمد بن ہزار مرد کی علی بن ابان سے صلح: محمد بن ہزار مرد نے دیکر دولاکھ درہم سالانہ پر مصلحت کر لی اور یہ بھی وعدہ کر دیا کہ میرے تمام صوبوں میں ”علی بن ابان“ کے نام کا خطبہ پڑھا جائے گا۔ علی بن ابان اس مہم سے فارغ ہو کر ”اہواز“ کے دوسرے قلعوں کو سر کرنے بڑھا۔ ”مسرہ بنی“ کو اس کی خبر ملی تو اس نے بھی فوجیں مرتب کر کے ”علی بن ابان“ کے لشکر پر حملہ کر دیا دونوں میں خوب گھمسان کی لڑائی ہوئی آخر کار علی بن ابان شکست کھا کر بھاگا اور اس کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا گیا۔

ابوالعباس بن ابوالاحمد کی روانگی: اس واقعہ سے پہلے موفق نے اپنے بیٹے ابوالعباس کو ۲۶۶ھ میں دس ہزار فوج کے ساتھ جس وقت زنگیوں نے ”شہر واسط“ کو تاخت و تاراج کیا تھا دریا کے راستے واسط کی طرف روانہ کیا تھا۔ جنگی کشتیوں کا ایک بہت بڑا بیڑہ اس کے ساتھ تھا ابو حمزہ نصیر امیر البحر، ان جنگی کشتیوں کا انچارج تھا۔ نصیر نے ”موفق“ کو تحریر کیا کہ سلیمان بن جامع ”زنگیوں“ کی طرف سے بڑی فوج لے کر مقابلہ پر آیا ہوا ہے بری اور بحری لڑائی کا سامان بھی ہے اور اس کے مقدمہ انجیش کا امیر ”جنانی“ ہے۔ سلیمان بن موسیٰ شعرانی بھی اپنے لشکر سمیت آگیا ہے اور یہی ”واسط“ میں خیمہ زن ہوا ہے

ابوالعباس کی فتح: چنانچہ ابوالعباس نے اپنی فوجوں کو مرتب کر کے زنگیوں پر حملہ کیا۔ سیاہ بخت زنگی لشکر مقابلہ نہ کر سکا اور پیچھے ہٹ گیا۔ چنانچہ ابوالعباس کی فوج نے بڑھ کر ان کے مورچوں پر قبضہ کر لیا اور زنگی فوجیں واسط میں ٹھہری ہوئی شاہی لشکر کا مقابلہ کرتی رہیں۔ بہت سی لڑائیاں ہوئیں اور ہر لڑائی میں زنگیوں ہی کو شکست ہوئی۔

موفق کی فتح: ”صاحب زنج“ نے اپنی مسلسل شکست سے متاثر اور خائف ہو کر علی بن ابان اور سلیمان بن جامع کو متحد ہو کر ابوالعباس بن موفق سے جنگ کرنے کا حکم دیا جاسوسوں نے موفق تک یہ خبر پہنچاچی۔ چنانچہ ”موفق“ ماہ ربیع الاول ۲۶۷ھ میں بغداد سے واسط کی طرف روانہ ہو گیا اور مدیہ پہنچ کر زنگیوں پر حملہ کر دیا۔ ”زنگی فوجیں“ اس اچانک حملہ سے گھبرا کر بھاگ گئیں۔ ابوالعباس بن موفق کے لشکر نے تعاقب کیا۔ مدیہ کا میدان کشت و خون سے سرخ ہو گیا تھا مقتولوں اور قیدیوں کی کوئی صحیح تعداد بیان نہیں کی جاسکتی جس طرف آنکھ اٹھتی تھی۔ لاشیں ہی لاشیں نظر آتی تھیں۔ فخر مند گروہ کا جو سپاہی دکھائی دیتا تھا وہ دو چار قیدیوں کو ضرور گرفتار کر کے لاتا تھا۔ مدیہ کی شہر پناہ منہدم و سمار کر دی گئی۔ خندق جو شہر پناہ کے ارد گرد تھی پاٹ دی گئی۔

منصورہ اور طہشا پر موفق کا قبضہ: سلیمان بن موسیٰ شعرانی اور سلیمان بن جامع کسی نہ کسی طرح اپنی جان بچا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ ابوالعباس نے منصورہ اور طہشا کی طرف قدم بڑھائے اور پہنچتے ہی اس پر قبضہ کر لیا مال اسباب اور خزانہ وغیرہ جو کچھ تھا سب لوٹ لیا اور شہر پناہ کو منہدم کر دیا۔ خندق پٹوادی۔ چنانچہ سلیمان بن جامع بھاگ کر واسط پہنچ گیا ابوالعباس بھی منصورہ سر کرنے کے بعد واسط کی طرف لوٹ گیا۔ اس کے بعد موفق نے اپنی فوج کو دو حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ پر اپنے بیٹے ہارون کو واسط میں چھوڑا اور دوسرے حصہ کو مرتب اور صلح کر کے زنگیوں کی سرکوبی کے لئے اہواز کی طرف بڑھا۔ اتنے میں یہ خبر سنی گئی۔ کہ زنگی طہشا اور منصورہ کی طرف گئے ہیں۔ اسی وقت فوج سے چند دستہ فوج کو چند تجربہ کار کمانڈروں کی ماتحتی میں ان زنگیوں کو زیر کرنے روانہ کر دیا۔ جو طہشا اور منصورہ کی طرف بھاگ گئے تھے اور خود جس ارادے اور عزم سے نکل تھا اسی ارادے کی تکمیل کو مد نظر رکھ کر کوچ کر دیا۔ اور آہستہ آہستہ موس پہنچا۔

زنگیوں کی امن کی درخواست: اس وقت تک علی بن ابان اہواز ہی میں مقیم تھا۔ موفق کے آنے کی خبر سن کر چند دستہ فوج اہواز کی حفاظت پر چھوڑ کر اپنے سردار ”صاحب زنج“ کے پاس چلا گیا۔ زنگیوں میں سے جو لوگ اہواز میں باقی رہ گئے تھے انہوں نے موفق سے امن کی درخواست کی۔

چنانچہ موفق نے ان کی درخواستیں منظور کر لیں اور ان کو امن دے کے ”تشر“ کی طرف چلا گیا۔ محمد بن عبداللہ کردی بھی ”شاہی امن“ حاصل کر کے اہواز چلا گیا۔

خصیت سے جنگ: موفق نے اپنے ایک بیٹے ہارون کو فرات بصرہ کی نہر ”مبارک“ پر فوج کے ساتھ ملنے کا حکم بھیجا اور دوسرے بیٹے ابوالعباس و نہر ابی خصب پر خصیت سے جنگ کرنے کو روانہ کیا۔ خصیت کے کمانڈروں کے ایک گروپ نے امن کی درخواست کی جو ابوالعباس نے منظور کر لی اور امن دے کر ان کے عذر قبول کر لئے اس کے بعد لشکر مرتب کر کے شہر ”مختارہ“ پر حملہ کر دیا اور دریا کے راستے سے فوجیں بھیجیں پچاس ہزار شاہی فوج تھی اور زنگیوں کی فوج کی تعداد تین لاکھ تھی۔ ابوالعباس نے جابجا دھس اور دمے بندھوائے۔ جگہ جگہ جھنجھکیں نصب کرائیں۔ مورچے قائم کئے اور رہنے کے لئے ”شہر موفقہ“ کا بنیادی پتھر رکھا۔ قرب و جوار کے شہروں سے رسد و غلہ منگوانے کا حکم بھیجا اور ”مختار“ کی رسد و غلہ کی آمد رفت بند کر دی۔ یہ تو خشکی کا انتظام تھا دریا کے محاصرے کے لئے جنگی کشتیوں کے متعدد بیڑے ہر وقت دریا میں رہتے تھے۔ ماہ شعبان ۲۶۷ھ تک نہایت شدت کے ساتھ مختارہ کا محاصرہ کئے رہا اس کے بعد مجموعی قوت سے حملہ کر کے طاقت سے ”مختارہ“ پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔

خصیت کا فرار اور ”صاحب زنج“ کا قتل: خصیت اپنے بیٹے ”انگلای“ اور سلیمان بن جامع کے ساتھ ایک قلعہ کی طرف بھاگا جو اسی مقصد کے لئے پہلے سے تجویز کیا گیا تھا۔ شاہی لشکر کے ایک دستے نے تعاقب کیا۔ چنانچہ خصیت قلعہ تک نہ پہنچنے پایا تھا کہ شاہی لشکر نے اس کو گھیر لیا۔ دونوں حریفوں میں لڑائی ہوئی اور خصیت شکست کھا کر بھاگ گیا اس کے ساتھی مارے گئے اور سلیمان بن جامع کو گرفتار کر لیا گیا اس کے بعد ”صاحب زنج“ بھی اسی دار و گیر میں مارا گیا اس کا سراپا کر موفق کے پاس لایا گیا۔ انگلای پانچ ہزار زنگیوں کے ساتھ بھاگ کر دیناری پہنچ گیا۔ شاہی لشکر نے تعاقب کیا اور ان سب کو گرفتار کر لیا اس کے سپہ سالاروں میں سے ”درمونہ“ نامی ایک سپہ سالار شاہی لشکر کی رسد و غلہ بند کرنے ”بطحہ“ چلا گیا تھا۔ چنانچہ جب اس کو اپنے سردار کے مارے جانے کی خبر ملی تو اس نے بھی موفق سے امن کی درخواست کر دی موفق نے اس کو بھی امن دے دیا۔

اس خداداد کامیابی کے بعد موفق چند دنوں تک اپنے شہر میں مقیم رہا اس کے بعد بصرہ، ایلہ اور کورد جلعہ پر ایک شخص کو مقرر کر کے دار الخلافہ بغداد کی جانب لوٹ گیا۔ چنانچہ ماہ جمادی الاول ۲۷۰ھ میں بغداد پہنچ گیا۔

صاحب زنج کا صرف ایک بیٹا محمد تھا جس کا لقب ”انگلای“ تھا۔ زنگی زبان میں اس کے معنی ”شاہزادہ“ کے ہیں۔ پھر یحییٰ، سیمان اور فضل گرفتار کر کے ”مطبق“ میں قید کر دیئے گئے یہاں تک مر گئے۔ واللہ وارث الارض ومن علیہا

علویہ کے مبلغین و یلم و جبل کے حالات: ابو جعفر منصور نے ”علویہ“ میں بنی حسن سبط کو اور بنی حسن سبط میں سے ”حسن بن زید بن حسن“ کو منتخب کر کے مدینہ منورہ کی گورنری مرحمت فرمائی تھی یہ وہی شخص ہے جس نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی آزمائش کی تھی جیسا کہ مشہور ہے اور اسی نے ”خلیفہ منصور“ کو بنی حسن کی طرف سے بدظن و مشتبہ کیا تھا۔ ”محمد مہدی“ اور اس کے بیٹے عبداللہ کی سازش اور مخالفت کی اطلاع منصور کو اسی نے دی تھی۔ یہاں تک کہ منصور نے ان لوگوں کو گرفتار کر کے عراق بھیج دیا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں ان کے رشتہ دار ”رے“ میں تھے اسی خاندان سے حسن بن زید بن محمد بن اسمعیل بن حسن (گورنر مدینہ منورہ) تھا۔

رستم کے بیٹے اور ابن اوس: جس وقت محمد بن اوس (جو سلیمان بن عبداللہ بن طاہر نائب محمد بن طاہر کی طرف سے طبرستان کا گورنر تھا) اور محمد و جعفر بن رستم جو کہ اطراف طبرستان کے گورنر تھے نزاع کے درمیان پیدا ہوئی جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے اس وقت طبرستان کے قرب و جوار کے رہنے والوں نے اس کو دیم سے امداد کی درخواست کرنے کی ترغیب دی یہ لوگ اس وقت ”مجوی الحمد ہب“ تھے اور ان کا بادشاہ ”اہشوار بن حسان“ تھا۔ ان لوگوں نے رستم کے بیٹوں کی درخواست منظور کر لی اور محمد بن اوس سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہو گئے اس دشمنی کی بناء پر کہ محمد بن اوس نے دیم کے شہروں کو بری طرح پامال اور تاخت و تاراج کیا تھا۔

حسن بن زید کی بیعت: رستم کے بیٹوں نے محمد بن ابراہیم کو طبرستان سے حکومت کرنے کے لئے بلوایا۔ مگر محمد بن ابراہیم نے خود تو منظور نہ کیا

لیکن حسن بن زید کا پتہ بتا دیا کہ وہ ”رے“ میں ہیں اور اس بات کے مستحق ہیں ان لوگوں نے محمد بن ابراہیم کے خط کے ذریعہ حسن بن زید کو بدوے کا خط لکھا اور بدانے کے لئے اپنے خاص اور با اعتماد آدمی روانہ کئے چنانچہ حسن بن زید ”رے“ سے ”دیلیم“ تشریف لے آئے پھر صرف دیلم اور رستم کے بیٹے نہیں بلکہ بلطبرستان کے سارے امیروں نے متحد ہو کر حسن بن زید کی حکومت کی بیعت کر لی۔ ان کے علاوہ جہاں طبرستان واہوں نے بھی اس کے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی۔ حسن بن زید نے ان سب کو فوج کی شکل میں تیار کر کے آمد پر فوج کشی کر دی۔ محمد بن اوس بھی اپنی فوجیں تیار کر کے مقابلہ کرنے پر آیا اور آمد کے باہر لڑائی چھڑ گئی۔ حسن بن زید نے چند دستہ فوج اپنی فوج سے علیحدہ کر کے ”آمد“ پر دوسری طرف سے حملہ کر دیا اس وقت ”آمد“ میں گنتی کے چند سپاہیوں کے علاوہ جو انتظام اور حفاظت کے لئے شہر میں رک گئے تھے اور کوئی سردار موجود نہ تھا۔ چنانچہ حسن بن زید نے انتہائی آسانی سے آمد پر قبضہ کر کے اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ محمد بن اوس گھبرا کر میدان جنگ سے بھاگ گیا۔ بڑی مشکل سے اپنی جان بچ کر سیمان بن عبد اللہ بن طاہر کے پاس ”ساریہ“ پہنچا۔

سیمان کی حسن سے شکست: حسن نے تعاقب کیا اور سیمان اپنا لشکر تیار کر کے مقابلہ پر آ گیا۔ گھسان کی لڑائی ہونے لگی اس دوران حسن نے اپنے ایک سپہ سالار کو چند دستہ فوج کے ساتھ دوسری طرف سے ساریہ پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا جس کی خبر اس کی حمایت کرنے والے سیمان بن عبد اللہ کو بھی نہ تھی اس سپہ سالار نے پہنچتے ہی ساریہ پر قبضہ کر لیا۔ سیمان اس غیر متوقع شکست سے گھبرا کر جرجان کی طرف بھاگ گیا اور حسن نے اس کی لشکر گاہ اور ان سب چیزوں پر جو وہاں تھیں اس کے حرم اور اولاد سمیت قبضہ کر لیا۔ اس کی حرم اور اولاد کو کشتیوں پر سوار کر کے سیمان کے پاس بھیج دیا۔ اور مال و اسباب وغیرہ ہڑپ کر گیا۔

بعض مورخین کا یہ خیال ہے کہ سیمان نے استشیع کی وجہ سے جو بنی طاہر میں تھی جان بوجھ کر یہ شکست کھائی تھی۔

حسن کا طبرستان پر قبضہ: اس کے بعد حسن بن زید نے طبرستان کا رخ کیا اور اس پر بھی قابض ہو گیا۔ سیمان فوراً طبرستان سے بھاگ گیا پھر کیا تھا ”حسن“ کے حوصلہ بڑھ گئے۔ چنانچہ پورے صوبہ طبرستان میں اپنے ایلیچیوں کو پھیلا دیا اور اپنے آپ کو ”داعی علوی“ کے لقب سے مشہور کیا۔ پھر ”رے“ کی طرف اپنے چچا زاد بھائی قاسم بن علی بن اسماعیل کو روانہ کہ ان دنوں ”رے“ میں قاسم بن زین العابدین سہمی تھا۔ چنانچہ قاسم ”رے“ پر قبضہ کر کے اپنی طرف سے اپنے نائب کے طور پر محمد بن جعفر بن احمد بن عیسیٰ بن حسین بن صفیر بن زین العابدین کو مامور کیا۔

قزوین پر قبضہ: قزوین کی جانب حسین ”کوبی“ بن احمد بن محمد بن اسماعیل بن محمد بن جعفر کو بھیجا۔ گورنر قزوین نے اس کو شکست دے دی تب حسن بن زید نے اپنے مشہور سپہ سالار ”دواجن“ کو محمد بن میکال گورنر قزوین کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ ”دواجن“ نے محمد کو شکست دے کر قتل کر دیا۔ اور قزوین پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۲۵۰ھ کا ہے۔

طبرستان پر سیمان اور قزوین پر موسیٰ کا قبضہ: ان واقعات کے بعد ”سیمان بن عبد اللہ“ طاہر نے فوجیں تیار کر کے جرجان سے طبرستان پر فوج کشی کر دی۔ حسن بن زید یہ خبر سن کر طبرستان چھوڑ کر دیلم چلے گئے۔ اور سیمان نے طبرستان میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد ساریہ کی طرف بڑھا۔ قران بن شہزادہ ۱ کے بیٹے اور اہل آمد ۲ نے حاضر ہو کر علم خلافت کی اطاعت قبول کر لی۔ سیمان نے ان کی کوتاہی معاف کر دی۔ اس کے بعد محمد بن طاہر نے جنگ کے لئے حسن بن زید پر فوج کشی کی۔ چنانچہ محمد اور حسن میں سخت و خوریز لڑائیاں ہوئیں۔ آخر کار س میں حسن کو شکست ہوئی تین سو چالیس نامی گرامی سردار مارے گئے۔ پھر ۲۵۳ھ میں موسیٰ بن بغان لوگوں سے جنگ کرنے کے لئے فوجیں مرتب کر کے دارالخلافت بغداد سے چلا مقام قزوین میں حسین کو کسی سے مدد بھیڑ ہوئی حسین شکست کھا کر دیلم بھاگ آیا اور موسیٰ بن بغان نے قزوین پر قبضہ کر لیا۔

حسین کو کوبی کا رے پر قبضہ: اس کے بعد حسین کو کوبی ۲۵۶ھ میں بلاد دیلم سے لوٹ آیا اور بغیر کسی مزاحمت اور جنگ کے رے پر قبضہ کر لیا

۱ تاریخ الکامل ابن خیر (جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۲۸۴) قران بن شہزادہ کے دو بیٹے تحریر ہیں۔ ۲ بن اثیر کی تاریخ الکامل (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۲۸۴) پر آمد کے بجائے سل تحریر ہے اور بقوں یا قوت حموی کے طبرستان کا سب سے بڑا شہر آمل ہے۔

اور قاسم بن علی اس کے بعد ہی ۲۵۷ھ میں کرخ پر قابض ہو گیا۔ اور حسن بن زید نے جرجان پر چڑھائی کی۔ محمد بن طاہر گواخراسان نے جرجان کو بچانے کے لئے فوجیں روانہ کیں۔ لیکن حسن بن زید نے ان کو پسپا کر کے جرجان پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر ہی لیا۔ اسی واقعہ سے بنی طاہر کی حکومت خراسان سے ختم ہو گئی۔ اور طوائف الملوکی کا زمانہ شروع ہو گیا۔ کہ اگر آج اس کو خراسان پر حکومت کا اعزاز حاصل ہے تو کل اس کو ہوگا۔ غرض اسی داعی نے خراسان کی حکمرانی الٹ پلٹ کر رکھ دیا، یہاں تک کہ یعقوب صفار نے خراسان کو اس کے قبضہ و تصرف سے چھین لیا۔ اس کے بعد حسین بن ۲۵۹ھ میں قومن پر اس سے قبضہ واپس لے لیا۔

طبرستان پر صفار کا قبضہ: .. عبداللہ بنجر ۱۰ اور یعقوب بن لیث صفار کے درمیان ریاست بختان کے بارے میں ایک مدت سے لڑائی چل رہی تھی چنانچہ جس وقت یعقوب کو بختان کی حکومت مل گئی عبداللہ بنجر نے منیشاپور میں جا کے محمد طاہر سے پناہ مانگی چنانچہ محمد بن طاہر نے پناہ دے دی کچھ عرصے بعد جب یعقوب صفار نے منیشاپور پر حملہ کیا تو عبداللہ بنجر حسن بن زید کے پاس بھاگ گیا اور ساریہ میں جا کر قیام پذیر ہو گیا۔ یعقوب صفار نے حسن بن زید سے عبداللہ کو مانگا مگر حسن بن زید نے دینے سے انکار کر دیا۔ اس بناء پر یعقوب نے ۲۶۰ھ میں حسن بن زید پر فوج کشی کی اور حسن کو لڑ کر شکست دیدی۔ حسن شکست کھا کر ولیم کے ملک میں چلا گیا اور عبداللہ بنجر نے رے میں جا کر دم لیا۔

ساریہ اور آمد پر صفار کا قبضہ: یعقوب نے کامیابی کے ساتھ ساریہ اور آمد پر قبضہ کر لیا اور سال بھر کی مالگذاری بھی وصول کر لی۔ اس کے بعد حسن کے تعاقب میں روانہ ہوا اتفاق وقت سے راستہ بھول کر طبرستان کے پہاڑوں میں پھنس گیا برسات اور راستہ کی کچھڑ سے بڑی مشکل سے اپنی جان بچ کر واپس آیا اور دربار خلافت میں حسن کے حالات اور جو کچھ اس کے ساتھ اس نے کئے تھے ان سب کو لکھ کر بھیج دیا اور عبداللہ بنجر کے تعاقب میں رے کی جانب کوچ کیا رے کے گورنر نے یہ خبر سن کر عبداللہ کو گرفتار کر کے یعقوب کے پاس بھیج دیا چنانچہ یعقوب نے اسے قتل کر دیا۔

طبرستان پر حسن کا قبضہ: اس واقعہ کے بعد ۲۶۱ھ میں حسن بن زید اپنا لشکر درست کر کے طبرستان کی جانب واپس لوٹا اور یعقوب صفار کے عمال سے اسے چھین لیا بعد اس کے بختانی نے یعقوب بن لیث صفار سے خراسان میں بغاوت کر دی اور خراسان کو اس کے قبضہ سے چھین لیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔ ابوظلمہ بن شریک نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر بختانی پر چڑھائی کر دی۔ بختانی بھی خم ٹھونک کر میدان جنگ میں آ گیا۔ ۲۶۵ھ میں گھسان لڑائی ہوئی اور آخر کار بختانی نے جرجان کو ابوظلمہ کے قبضہ سے چھین لیا اس کے بعد یعقوب صفار کے انتقال کے بعد اس کے بھائی عمرو بن لیث سے جنگ کرنے کے لئے خروج کیا جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جائے گا۔

حسن بن محمد اور حسن بن زید: ۲۶۶ھ میں حسن بن زید اور بختانی کی لڑائی ہو گئی۔ حسن نے بختانی پر فوج کشی کر دی چنانچہ اس معرکہ میں بختانی کو شکست ہوئی۔ اور حسن نے جرجان پر قبضہ کر لیا بختانی بھاگ کر آمد پہنچا۔ حسن نے بڑھ کر ساریہ پر قبضہ کر لیا اور حسن بن محمد بن جعفر بن عبداللہ عینی بن حسین اصغر بن زین العابدین کو مقرر کر کے واپس ہو گیا اس کے بعد حسن بن محمد نے حسن بن زید کی مرنے کی خبر مشہور کر دی اور حکومت و سلطنت کا دعویٰ دار بن گیا۔ چنانچہ ایک گروپ نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی مگر اس کے تھوڑے ہی دنوں بعد حسن بن زید ساریہ پہنچ گیا اور حسن بن محمد کو گرفتار کر کے قتل کر دیا۔

حسن کی وفات محمد کی حکومت: .. ماہ ربیع الثانی ۲۶۷ھ میں حسن بن زید حاکم طبرستان کی وفات ہو گئی اور پھر اس کی جگہ اس کا بھائی محمد بن زید جانشین ہوا پہلے یہ لوگ ابن طاہر کی وجہ سے خراسان میں رہتے تھے جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اس کے بعد یعقوب صفار نے خراسان پر قبضہ کیا اور کچھ عرصے بعد احمد بختانی نے اس سے بغاوت کی اور لڑ کر خراسان کو یعقوب کے قبضہ سے چھین لیا۔ اس واقعہ کے بعد ۲۶۵ھ میں مر گیا اور اس کی جگہ اس کا بھائی عمرو حکومت پر قابض ہوا اور فوجیں مرتب کر کے خراسان پر چڑھائی کر دی بختانی ان دنوں میں تھا۔ دونوں میں بہت سی لڑائیاں ہوئی رہیں اور حسن مبلغ طبرستان ان دونوں کا مقابلہ کر رہا تھا یہاں تک کہ اس نے بھی وفات پائی اور اس کی جگہ اس کا بھائی محمد بن زید تخت حکومت پر جلوہ

افروز ہوا جیسے کہ آپ ابھی اوپر پڑھ چکے ہیں۔

موفق کا قزوین پر قبضہ: انہی واقعات کے دوران موفق نے قزوین پر قبضہ کر لیا اور انتظام اپنے خادموں میں سے اذکوتین کو وہاں متعین کیا۔ اذکوتین نے ۲۷۲ھ میں رائے پر فوج کشی کی محمد بن زید، دہلیم اور اہل طبرستان و خراسان کی ایک بہت بڑی فوج تیار کر کے مقابلہ سے پہلے۔ مگر کثرت فوج کے باوجود شکست کھا کر بھاگ گیا اس کی چھ ہزار فوج ماری گئی دو ہزار گرفتار کر لی گئی۔ لشکر گاہ کو لوٹ لیا گیا اور رائے پر عہد خلافت کا قبضہ ہو گیا اذکوتین نے اپنے عمال کو صوبہ رائے کے شہروں پر مقرر و متعین کر دیا۔

بحستانی کی وفات: پھر بحستانی کا وقت پورا ہو گیا اور وہ داعی اجل کو لبیک کہہ کر ملک عدم کی طرف کوچ کر گیا۔ اس کی جگہ خراسان میں رافع بن لیث نامی ایک شخص طاہر کے کمانڈروں میں سے فاتر ہوا محمد بن زید اور رافع کی اُن بن ہو گئی۔ کچھ دنوں تک آپس میں لڑائیاں ہوتی رہیں آخر کار ۲۸۱ھ میں ان کی مصالحت ہو گئی، ۲۸۲ھ میں رافع نے اس شرط سے محمد بن زید کے نام کا خطبہ خراسان میں پڑھوایا کہ محمد بن زید عمرو بن لیث کے مقابلیں میں رافع کا معین و مددگار ہوگا۔ چنانچہ محمد بن زید نے عمرو بن لیث کو رافع بن لیث سے لڑنے کے بارے میں ملامت انداز دی اور دھمکی کا خط تحریر کیا۔ چنانچہ اس وقت تو کسی مصلحت سے عمرو بن لیث خاموش ہو گیا لیکن کچھ عرصے بعد عمرو بن لیث نے رافع کو دبا لیا مگر پھر بھی محمد بن زید کی بے توقیری نہ کی در اسے اتنا موقع دے دیا کہ اس کے لئے طبرستان چھوڑ کر دہلیم چلا گیا۔

عمرو بن لیث اور ماوراء النہر:..... عمرو بن لیث نے خراسان پر قابض ہونے اور رافع کو قتل کرنے کے بعد خلیفہ معتضد کی خدمت میں ماوراء النہر کی حکومت کے حصوں کی درخواست بھیجی چنانچہ دربار خلافت سے اس درخواست کی منظوری ہو گئی۔ رفتہ رفتہ یہ خبر اسماعیل بن احمد سامانی کو ملی جو اس اطراف کے ممالک کا حکمران تھا۔ فوراً فوجیں تیار کر کے دریائے جیون کو عبور کر لیا اور عمرو بن لیث سے جا بھڑا عمرو بن لیث کو اس جنگ میں شکست ہو گئی چنانچہ وہ لوٹ کر بخارا چلا گیا۔ اور وہاں سے منیشاپور روانہ ہوا منیشاپور پہنچ کر اس نے فوجیں درست کیں اور سامان جنگ فراہم کیا اور اسماعیل سامانی سے جنگ کرنے منیشاپور سے بلخ کی طرف روانہ ہوا نہر بلخ پر پہنچ کر کشتیوں کی عدم موجودگی سے کنارے پر رُک گیا۔ اسماعیل سامانی کو اس کی خبر ملی تو۔ جھٹ پٹ نہر بلخ عبور کر کے چاروں طرف سے رات ہی کے وقت ناکہ بندی کر لی۔ صبح ہوئی تو عمرو بن لیث نے خود کو اسماعیل سامانی کے محاصرہ میں پایا۔ چنانچہ عمرو بن لیث نے محاصرہ توڑ کر نکلنے کی کوشش کی۔ مگر ناکام رہا۔ چنانچہ بہت بڑی خونریزی لڑائی ہوئی اور آخر کار اسماعیل سامانی نے ایک طرف سے راستہ دے دیا عمرو بن لیث اس کو غنیمت تصور کر کے اس کی طرف بڑھا۔ مگر اسماعیل کے آدمیوں نے اسے گرفتار کر لیا اور زنجیر سے باندھ کر اسماعیل کے پاس لائے۔ اسماعیل نے ۲۸۸ھ میں اسے خلیفہ معتضد کی خدمت میں روانہ کر دیا چنانچہ خلیفہ نے جیل میں ڈال دیا اور اسماعیل کو ان شہروں کی بھی حکومت عطا کر دی جو عمرو بن لیث کے قبضہ و تصرف میں تھے۔

محمد بن زید اور اسماعیل کی جنگ:..... جس وقت عمرو بن لیث کی گرفتاری اور اسماعیل سامانی کی کامیابی کی خبر محمد بن زید تک پہنچی اس خیال سے کہ کہیں اسماعیل مجھ پر حملہ آور نہ ہو جائے فوجیں تیار کر کے طبرستان سے اسماعیل سے جنگ کے لئے نکل پڑا۔ اور سفر و قیام کرتا ہوا جرجان پہنچ گیا اسماعیل نے اسے اس ماحصل خونریزی سے باز آنے کی نصیحت کی لیکن جب محمد نے انکار میں جواب دیا تو اسماعیل نے محمد بن ہارون کو ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ محمد بن زید کے مقابلہ پر روانہ کر دیا۔ (محمد بن ہارون پہلے رافع بن ہرثمہ کا سپہ سالار میں تھا رافع کے قتل ہونے کے بعد عمرو بن لیث کی خدمت میں رہا اور عمرو بن لیث کی گرفتاری کے بعد اسماعیل سامانی نے مطیع اور ملازم ہو گیا) محمد بن زید اور محمد بن ہارون کے درمیان جرجان کے میدان میں ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ پہلی لڑائی میں تو محمد بن ہارون کو شکست ہوئی لیکن شکست کھانے کے بعد محمد نے اپنے پر زور حملے سے محمد بن زید کو پسپا کر دیا اس کا سارا لشکر بے ترتیبی کے ساتھ بھاگ گیا۔ ایک گروہ اس کے لشکر کا کام لیا۔ اس کا بیٹا زید گرفتار کر لیا گیا اور یہ خود بھی زخمی ہوا جسکے صدمہ سے تھوڑے ہی دنوں بعد مر گیا۔ محمد بن ہارون اس کی لشکر گاہ کو لوٹ کر طبرستان کی جانب بڑھا اور اس پر قابض و متصرف ہو گیا۔ بشارت فتح کا خط یزید کی معرفت اسماعیل کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ اسماعیل نے خوش ہو کر اسے بخارائی میں قیام کرنے کا حکم دیا اور اس کی تنخواہ بڑھا دی اور ساتھ ہی

منصب اور جاگیر بھی عطا کی۔

دیلیم کے خلاف اسماعیل کی فتح:۔۔۔ پھر ۲۸۹ھ میں اسماعیل سامانی نے دیلم پر حملہ کیا اس وقت اس کی حکومت ابن حسان کے قبضہ اقتدار میں تھی۔ اسماعیل کو اس مہم میں بھی کامیابی نصیب ہوئی اور اس وقت سے خراسان کے علاوہ طبرستان اور جرجان پر بھی سامانی جھنڈا کامیابی کی ہوا میں اڑنے لگا یہاں تک کہ اطروش اس ملک میں ظاہر ہوا جیسا کہ آئندہ آپ پڑھیں گے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس واقعہ کے زید بن محمد بن زید نے طبرستان پر حکمرانی بھی اور اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا حسن بن زید کرسی حکومت پر جلوہ افروز ہوا تھا۔

اطروش کا تعارف اور شیعہ محنت:۔۔۔ اطروش۔ عمر بن زین العابدین کی اولاد سے تھا جو خلیفہ معتمد کے دور۔ میں طالقان کا داعی تھا۔ اس کا تذکرہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں اطروش کا اصلی نام حسن تھا، علی بن ① حسین بن علی بن عمر بن زین العابدین کا بیٹا تھا، محمد بن زید کی شہادت کے بعد دیلم چلا گیا۔ اور تیرہ برس تک وہیں ٹھہرا ہوا اسلام کی دعوت اور تعلیم دیتا رہا اور محض ان لوگوں سے عشر لینے پر اکتفا و قناعت کرتا رہا۔ اگرچہ دیلم کا بادشاہ (ابن حسان) اس کی مدافعت اور روک تھام کرتا رہتا تھا مگر پھر بھی دیلم کا ایک بڑا گروہ اس کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا اور اس کی اطاعت قبول کر لی۔ اطروش نے دیلم کے علاقے میں مسجدیں بنوائیں اور ان کو مذہب شیعہ زیدیہ کی تلقین و تعلیم دی چنانچہ وہ لوگ اسی مذہب کے پابند بن گئے۔

دیلیم کا طبرستان پر حملے سے انکار:۔۔۔ اس کے بعد اطروش نے ان لوگوں کو طبرستان پر حملہ کرنے کی ترغیب دی چونکہ احمد بن اسماعیل بن سامان کی طرف سے محمد بن نوح طبرستان پر حکمرانی کر رہا تھا اور دیلم پر اس کے پیشاں احسانات تھے اس لئے اہل دیلم نے اطروش سے طبرستان پر حملہ آور ہونے کے بارے میں عذر کیا مگر چند دنوں کے بعد احمد سامانی نے محمد بن نوح کو حکومت طبرستان سے معزول کر کے ایک دوسرے شخص کو، مور کیا اس نے اہل طبرستان کے ساتھ بہت بُرے برتاؤ کئے ظلم و ستم کا کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھا۔ چنانچہ احمد سامانی نے اس کو معزول کر کے محمد بن نوح کو دوبارہ حکومت طبرستان پر واپس بھیج دیا۔

طبرستان پر اطروش کا قبضہ:۔۔۔ پھر محمد بن نوح کے انتقال کے بعد ابو العباس محمد بن ابراہیم صعلوک کو متعین کیا۔ اس نے بھی اہل دیلم اور رؤساء طبرستان کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کئے جس سے ان لوگوں کو ناراضگی پیدا ہو گئی۔ اور انہوں نے حسن اطروش کو طبرستان پر قبضہ کر لینے کے لئے بلوایا حسن کی تو مانگی مراد برآئی وہ فوراً لشکر آراستہ کر کے طبرستان پر چڑھ آیا۔ ابو العباس بھی یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا اور سالوس سے ایک منزل کے فاصلہ پر دریا کے کنارے جنگ کی نوبت آئی جس میں ابو العباس کو ہزیمت شکست ہو گئی چار ہزار افراد اس معرکہ میں کام آگئے باقی سپاہیوں پر اطروش نے سالوس میں محاصرہ کر لیا، یہاں تک کہ محصوروں نے امن کی درخواست کی اطروش نے ان لوگوں کو امن دے دیا اور آمد میں پہنچ کر پڑاؤ کر دیا بعد اس کے دور حسن بن قاسم بن علی بن عبدالرحمن بن قاسم بن محمد بطحانی بن قاسم بن حسن بن زید گو رزمیدینہ (اطروش کا داماد) پہنچ گیا اور سارے پناہ گزینوں کو قتل کر دیا اطروش اس وقت موجود تھا۔

اطروش کا طبرستان پر قبضہ:۔۔۔۔۔ اطروش نے اس مہم سے فارغ ہو کر طبرستان کے پورے صوبہ پر قبضہ کر لیا اور حسن بن قاسم خود کو، ناصر، کے لقب سے یاد کرنے لگا۔ یہ واقعہ ۳۰۱ھ کا ہے۔

ابو العباس شکست کھا کر ”رے“ چلا گیا اور پھر ”رے“ سے بغداد کی طرف کوچ کیا اس کے بعد ۳۰۲ھ میں ناصر نے آمد سے نکل کر سالوس میں پڑاؤ کیا ابو العباس کو اس کی خبر ملی تو فوجیں مرتب کر کے پھر مقابلہ پر آ گیا دونوں حریفوں میں گھسان کی لڑائی ہوئی۔ حسن داعی یعنی حسن بن زید نے اس کو شکست دے دی اس کے بعد سعید بن نصر بن احمد نے عسا کر خراسان کے ساتھ اطروش پر ۳۰۳ھ میں حملہ کیا اور شکست دے کر اس کو قتل کر دیا۔

”اطروش“ کے مارے جانے کے بعد اس کا داماد اور اس کے بیٹے حکمرانی کرنے لگے۔ ان لوگوں کے درمیان متعدد لڑائیاں ہوئیں جیسا کہ

① ابن اثیری کی تاریخ الکامل (جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۴۳) پر علی بن الحسن بن علی بن عمر تحریر ہے۔

سندہ بیان کیا جائے گا۔

طروش کی اولاد۔ اطروش کے تین بیٹے تھے ابوالقاسم، حسن، حسین اس کے لشکر کے سارے سالار اور سردار ”دیلمی“ تھے۔ ان میں سے یحییٰ بن نعمان (اس کو اطروش کے داماد حسن نے اطروش کے بعد جرجان پر مقرر کیا تھا) اور ماکان بن کالی (یہ استرآباد میں حکمرانی کرتا تھا) اس کے دیلمی سرداروں کے دوسرے گروہ میں سے اسفار بن شیردیہ (ماکان کا ساتھی تھا) سبکری اور مرداوتج بھی تھے (یہ دونوں اسفار کے ساتھی تھے) اور سولویہ مرداوتج کا ساتھی اور مصاحب تھا۔ ان سب کے حالات آئندہ تحریر کئے جائیں گے۔

اطروش کا داماد ”داعی“ حسن بن قاسم، اطروش کا داماد، ہر کام میں اطروش کا پیرو اور مقلد تھا اسی وجہ سے یہ ”داعی صیغر“ کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ اس نے ۳۰۸ھ میں دیلمی سپہ سالار لیلیٰ بن نعمان کو جرجان پر مقرر کیا۔ اسے اس کی قوم میں بہت بڑا اعزاز و افتخار حاصل تھا اطروش اور اطروش کی اولاد سے ”الموید بن اللہ المختصر لآل رسول اللہ“ کے لقب سے یاد کرتے تھے ان دنوں خراسان کی حکومت ”نصر بن احمد سامانی“ کے قبضہ اقتدار میں تھی۔ اس کی سرحد طبرستان کی طرف سے ”وامغان“ تک تھی بنی سامان کا ایک غلام قراتکین ① نامی اس سرحد پر مقرر تھا اس کا اور ”سیلی بن نعمان“ کا جھگڑا ہوا۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں آخر کار لیلیٰ نے اس کو شکست دے دی۔

حسن بن قاسم کا عروج: ... اس واقعہ سے اس کی عظمت و شوکت بڑھ گئی قراتکین کا غلام ”فارس“ بھی اس کے پاس چلا گیا۔ اس نے فارس کی بڑی آؤ بھگت کی اور اپنی بہن کا نکاح اس سے کر کے سسرالی رشتہ قائم کر لیا اس کے بعد ابوالقاسم بن حفص جو کہ احمد بن ہبل کا بھائی اور ملوک سامانیہ کا کمانڈر تھا۔ جبکہ اس کے ماموں (احمد) کا نظام درہم برہم ہوا۔ امن کی درخواست کی۔ چنانچہ لیلیٰ نے امن دے کر اسے اپنے پاس بل لیا۔ کچھ دن بعد حسن بن قاسم داعی صیغر نے نیشاپور پر فوج کشی کرنے کی تیاری کی۔ چنانچہ ابوالقاسم بھی اس کے ساتھ اس مہم پر گیا۔ قراتکین حاکم نیشاپور سے اس کی لڑائی ہوئی۔ چنانچہ قراتکین شکست کھا کر بھاگ گیا۔ اور حسن بن قاسم نے ۳۰۸ھ میں کامیابی کے ساتھ نیشاپور پر قبضہ کر کے اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا، سکہ جاری کیا۔

لیلیٰ بن نعمان کے خلاف پیش قدمی: اسی سال سعید بن نصر بن نجاء اسے اپنی فوجیں اپنے نامور کمانڈر حمویہ بن علی کی کمان میں لیلیٰ بن نعمان کو ہوش میں لانے کے لئے روانہ کیں۔ محمد بن عبید اللہ یلمی ② ابو جعفر صعلوک، خوارزم شاہ ہجور دوانی ③ اور بقر اخاں ④ وغیرہ نامی گرامی کمانڈر اس مہم پر ”حمویہ“ کے ساتھ گئے تھے ”مقام طوس“ میں لیلیٰ کی فوج سے مقابلہ ہوا دونوں حریفوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ چنانچہ میدان ”حمویہ“ کے ہاتھ رہا اور لیلیٰ شکست کھا کر آبد پھینچ گیا اور اس بے سروسامانی و پریشانی کے ساتھ آمد میں داخل ہوا کہ قلعہ بندی بھی نہ کر سکا اور بقر اخان نے پہنچ کر اسے گرفتار کر لیا۔ دیلمی فوج نے مجبوراً امن کی درخواست پیش کر دی۔ چنانچہ امن دے دیا گیا۔ مگر بعد میں حمویہ نے ان لوگوں کے قتل کا اشرارہ کر دیا تب ان لوگوں نے اس کے کمانڈروں کے دامن عاطفت میں جا کر پناہ لی۔ اس کے بعد لیلیٰ کو پیش کیا گیا حمویہ نے اس کا سرا تار کر دیا ورنج الاول ۳۰۹ھ میں دار الخلافہ بغداد بشارت فتح کے ساتھ روانہ کر دیا۔ فارس (قراتکین کا غلام) بدستور جرجان میں رہا۔

طبرستان میں علویہ کی امارت: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ ۳۰۴ھ میں ”حسن اطروش“ کے قتل کے بعد طبرستان میں اس کا داماد حسن بن قاسم ”داعی صیغر“ جس کا لقب ناصر تھا تخت حکومت پر بیٹھا۔

بعضے کہتے ہیں کہ حسن بن قاسم، حسن بن اطروش کا بھائی تھا جیسا کہ ابن حزم وغیرہ نے لکھا ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے بلکہ حسن بن قاسم، اطروش کا داماد اور حسین بن زید گو رزم دینہ کے خاندان سے تھا اس کا نبیرہ بطحانی بن قاسم بن حسن، حسن بن قاسم کا مورث اور جد اعلیٰ تھا۔

حسن بن اطروش: حسن بن اطروش اپنے باپ اطروش کے قتل کے وقت استرآباد میں تھا اس واقعہ کے بعد ماکان بن کالی نے حکومت

① ابن اثیر کی تاریخ الکامل (جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۶۸) پر بھی قراتکین تحریر ہے جبکہ ہمارے پاس جدید عربی ایڈیشن میں قراتکین تحریر ہے۔ ② یہاں صحیح غلط لکھی ہے۔ یہیں

الکامل ابن اثیر (جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۶۹)۔ ③ یہاں صحیح لفظ کجور ہے دیکھیں الکامل ابن اثیر (جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۶۹)۔ ④ کمال ابن اثیر پر ”بغرا“ تحریر ہے۔ (جلد نمبر ۵ صفحہ ۶۹)

وسطنت کی اس کے ہاتھ پر بیعت کی اور اس کی طرف سے ملک کا نظم و نسق سنبھالنے لگا۔ چنانچہ جب لیلیٰ بن نعمان والی جرجان نے قرأتکین کو شکست دی اور قرأتکین کا غلام فارس لیلیٰ کے پاس آ گیا اور ابوالقاسم بن حفص بھی پناہ حاصل کر کے لیلیٰ کی خدمت میں آ گیا تو اس وقت سعید بن نصر سامانی حاکم خراسان نے اپنے نامور کمانڈر سیجور دوانی کو چار ہزار سواروں کے ساتھ جرجان کے محاصرے کے لئے روانہ کیا چنانچہ سیجور کئی مہینے تک جرجان کا محاصرہ کے رہا۔ جرجان میں محصوروں کے ساتھ حسن اور سرخاب بن وہشوادان (۱) (ماکان بن کالی کا چچا زاد بھائی) امیر لشکر بھی تھا۔ جس وقت حمد آوروں نے محصوروں پر شدت شروع کی اس وقت حسن و سرخاب آٹھ ہزار دیلمی فوج لے کر محاصرہ توڑ کر نکل گئے۔ سیجور کو ابلا ہزیمت شکست ہوئی چنانچہ محصوروں نے کامیابی کے جوش میں تعاقب کیا ادھر کمین گاہ سے سیجور کے لشکریوں نے نکل کر دیلمی فوج کام آ گئی۔ حسن دریا کے راستے بھاگ کر استرآباد پہنچ گیا۔

حسن کی فتوحات: اس کے بعد سرخاب بھی پریشان حال استرآباد میں آ گیا دونوں ایک دوسرے سے لپٹ کر اپنی اپنی قسمت پر پھوٹ پھوٹ کر روئے اور سیجور فتح مند گروہ کو لے کر جرجان میں ٹھہرا رہا۔ چند دن بعد سرخاب مر گیا۔ چنانچہ حسن نے ماکان بن کالی کو استرآباد میں اپنا نائب مقرر کر کے ”ساریہ“ کا راستہ لیا۔

استرآباد اور ماکان بن کالی: حسن کے چلے جانے کے بعد ”دیلمیوں“ نے جمع ہو کر ”ماکان بن کالی“ کو اپنا امیر بنالیا۔ سعید بن نصر سامانی کو اس کی خبر مل گئی چنانچہ عظیم الشان فوج ان لوگوں کے محاصرے اور سرکوبی کے لئے بھیج دی۔ چنانچہ یہ فوج ایک مدت تک ماکان بن کالی کا محاصرہ کئے رہی۔ آخر کار ”ماکان بن کالی“ استرآباد حملہ آوروں کے حوالہ کر کے ساریہ کی طرف چلا گیا۔ حملہ آور فوج نے استرآباد میں داخل ہو کر قبضہ حاصل کر لیا۔ اور ”بقراخان“ کو استرآباد کی حکومت پر مقرر کر کے جرجان اور پھر جرجان سے نیشاپور کی طرف لوٹ گیا۔ اس کے بعد ۳۱۰ھ میں ”ماکان بن کالی“ نے استرآباد کو ”بقراخان“ کے قبضہ سے چھین لیا اس کے بعد جرجان پر بھی قابض ہو گیا اور ایک مدت تک اسی شان و شوکت سے ٹھہرا رہا۔

اسفار بن شیریہ: پھر اس کے بعد ”اسفار بن شیریہ“ جرجان پر قابض ہو کر استقلال و استحکام کے ساتھ حکومت کرنے لگا۔ اس کا سبب یہ بنا کہ ”اسفار بن شیریہ“ ماکان بن کالی کا مصاحب اور جان نثار سپہ سالار تھا مگر کسی وجہ سے ”ماکان بن کالی“ کو اسفار سے ناراضگی اور کشیدگی پیدا ہو گئی۔ اس نے اسے اپنے لشکر سے نکال دیا۔ اسفار بن شیریہ ملوک سامانیہ میں سے ”ابوبکر بن محمد بن الیسع“ کے پاس نیشاپور چلا گیا اور اس کے پاس رہنے لگا کچھ دن بعد ابوبکر نے ”اسفار“ کو ایک فوج دے کر جرجان فتح کرنے کے لئے روانہ کیا وہ زمانہ تھا کہ ”ماکان“ طبرستان چلا گیا تھا اور جرجان میں اپنے بھائی ابوالحسن علی کو مقرر کر گیا تھا۔

ابوعلی حسین کا قتل: ایک روز رات کے وقت ”ابوالحسن“ نے ابوعلی حسین بن اطروش کو قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ مگر اتفاق سے ابوعلی کو اس کا احساس ہو گیا۔ اس نے ابوالحسن کو گرفتار کر کے قتل کر دیا اور مکان سے نکل کر ایک گوشہ عافیت میں روپوش ہو گیا۔

اگلے دن لشکر کے کمانڈروں اور اراکین دولت کو بلا کر اس واقعہ کی اطلاع دی ان لوگوں نے ”ابوعلی حسین“ کو اس جان یو حادثہ سے محفوظ رہنے کی مبارکباد دی اور خوشی کے ساتھ اس کی حکومت و سلطنت کی بیعت کر لی۔ علی بن خورشید کو فوج کی سربراہی عنایت ہوئی۔ اس کے بعد ان لوگوں نے متفق ہو کر ”اسفار بن شیریہ“ کو اپنی امداد اعانت کی غرض سے بلوالیا۔ چنانچہ ”اسفار“ ابوبکر بن محمد سے اجازت حاصل کر کے ان لوگوں کے پاس آ گیا۔ ہوتے ہوتے اس کی خبر ”ماکان بن کالی“ تک بھی پہنچی۔ تو اس نے فوجیں مرتب کر کے چڑھائی کر دی دونوں میں بہت سی لڑائیاں ہوئیں آخر کار ”ماکان کو شکست ہو گئی اور اسفار اور علی بن خورشید وغیرہ نے ”طبرستان“ پر قبضہ کر کے ابوعلی حسین کو لا کر وہیں ٹھہرایا۔ پھر کچھ عرصے ابوعلی حسین طبرستان میں مقیم رہا۔

علی بن خورشید کی وفات: اس واقعہ کے بعد علی بن خورشید کی وفات ہو گئی۔ جس سے ماکان بن کالی کو مناسب موقع ہاتھ آ گیا۔ اس نے لشکر

① ہمارے پاس موجود جدید ایڈیشن میں وہوذاں تحریر ہے جبکہ اکی نسخہ میں وہوذاں ہے جو صحیح نہیں ہے۔ دیکھیں الکامل ابن اثیر (جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۷۳)

تیار کر کے دوبارہ ”اسفار“ پر حملہ کر دیا۔ ”طبرستان“ میں جنگ کی نوبت آئی۔ ”اسفار“ نے شکست کھا کر ابو بکر بن محمد کے پاس جرجان میں جا کر دم لیا اور وہیں ٹھہرا رہا۔ یہاں تک کہ ۳۱۵ھ میں اس کا انتقال ہو گیا۔ چنانچہ نصر بن احمد بن سامان نے اسفار کو جرجان کی حکومت عنایت کی۔

طبرستان پر اسفار کا قبضہ: اس نے حکومت اپنے ہاتھ میں لے کر مرداوتح بن دینار (یا زیار) جبلی کو کمانڈر مقرر کر کے طبرستان کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ چنانچہ مرداوتح نے نہایت مستعدی اور مردانگی سے اس مہم کو انجام دیا اور تھوڑے ہی عرصے میں طبرستان پر کامیابی کے ساتھ قابض ہو گیا۔ اسی زمانہ میں ”حسن بن قاسم داعی“ اور اس کا سپہ سالار ماکان بن کالی دیلمی رے، قزوین، زنجان، ابہر اور قم وغیرہ پر قبضہ ہو چکا تھا۔ حسن و ماکان یہ خبر سن کر مرداوتح کے قبضہ سے طبرستان چھڑانے دوڑ پڑے اسفار بھی فوجیں تیار کر کے میدان جنگ میں آ گیا۔ ماکان و حسن بن قاسم داعی شکست کھا کر بھاگ گیا۔ چونکہ اس کی سخت مزاحی اور ذرا سی بھول چوک پر مواخذہ کرنے کی عادت کی وجہ سے لشکر میں بددلی پیدا ہو گئی تھی اس لئے اس کے ساتھیوں نے اسی بھکڑے میں ساتھ چھوڑ دیا۔ اور محمد گروہ نے پہنچ کر اسے قتل کر دیا۔

داعی کے ہاتھوں قتل عام: اس کے بعد شکست خوردہ لشکر نے ایک جگہ جمع ہو کر رؤساء جبل میں سے ہذر میدان کو امیر لشکر بنانے اور حسن داعی کی گرفتاری اور اس کی جگہ ابو الحسن بن اطروش کی تقرری کا مشورہ کیا ہذر میدان مرداوتح اور وشمکین کا ماموں تھا۔ کسی ذریعہ سے یہ خبر داعی تک پہنچ گئی۔ چنانچہ داعی اپنے سپہ سالاروں سمیت ابو الحسن سے ملا اور اس کو ان لوگوں سمیت جو مشورے میں شریک تھے اپنے محل میں جو جرجان میں تھا دعوت کے بہانہ سے لے گیا۔ جیسے ہی یہ لوگ داخل ہوئے ایک سرے سے سب کو قتل کر کے ڈھیر کر دیا۔

داعی کا قتل: اس وجہ سے دیلموں کو اس سے نفرت و کشیدگی پیدا ہو گئی چنانچہ موقع پا کر دھوکے سے قتل کر ڈالا۔ پھر اسفار نے بلا مزاحمت و مخاصمت طبرستان رے، جرجان، قزوین، زنجان، ابہر، قم اور کرج پر قبضہ کر لیا اور ملوک بنی سامان حاکم خراسان کی حکومت کا جھنڈا گاڑ دیا خود تو ساریہ میں خیمہ زن رہا اور ہارون بن بہرام کو ندامت دے کر آمد روانہ کر دیا۔ ہارون کا طبعی میلان ابو جعفر کی طرف تھا جو ناصر بن اطروش کی اولاد میں سے تھا چنانچہ اس نے مد میں پہنچ کر ابو جعفر کے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کر دیا۔ ابو جعفر نے خوش ہو کر اپنے ایک سردار کی لڑکی سے اس کا عقد کر دیا اور مجلس عقد میں خود بھی دوسرے عویوں کے ساتھ شریک ہوا۔ اسفار کو ان واقعات کی اطلاع مل گئی، اس نے عین عقد کے دن اچانک آمد پر حملہ کر دیا اور ابو جعفر کو دوسرے سرداران عویہ سمیت گرفتار کر کے بخارا لے آیا اور وہیں پران سب کو قید کر دیا یہاں تک کہ اس کے ایک مدت کے بعد قید کی مصیبت سے ان لوگوں کو رہائی ملی۔

بعض مؤرخین کا قول: بعض مؤرخین متاخرین تحریر کرتے ہیں کہ حسن بن قاسم داعی (اطروش کے داماد) کی بیعت اطروش کی موت کے بعد کی گئی اور، الناصر، کا لقب دیا گیا اس نے اپنی حکومت کی بیعت لینے کے بعد جرجان پر قبضہ کیا اور اس سے پہلے دیلم نے جعفر بن اطروش کی اطاعت قبول کر لی تھی اور اس کے مطیع بن گئے تھے پس داعی مذکور نے طبرستان پر چڑھائی کر دی اور جعفر کے قبضہ سے چھین لیا۔ جعفر بھاگ کر دہلیوند پہنچ گیا جہاں علی بن احمد بن نصر نے گرفتار کر کے علی بن دہشودان بن حسان حاکم دیلم کے پاس بھیج دیا یہ اس کے ایک صوبے کا گورنر تھا۔ چنانچہ علی نے جعفر کو قید میں ڈال دیا۔ پھر جب علی بن احمد مارا گیا تو علی بن دہشودان نے جعفر کو رہا کر دیا۔ چنانچہ جعفر نے دیلم پہنچ کر فوجیں مرتب کیں اور اس کو مسلح و آراستہ کر کے دوبارہ طبرستان کی طرف لوٹا۔ حسن یہ خبر سن کر بھاگ گیا اور جعفر نے طبرستان پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔

جعفر اور حسن کی وفات: اس کے بعد جعفر کی وفات ہو گئی تب ابو الحسن کی حکومت کی بیعت لی گئی جو اس کے بھائی حسن کا بیٹا تھا چنانچہ جب ماکان بن کالی کو یہ بات پتہ چلی تو اس نے حسن داعی کی بیعت کر لی۔ اس نے حسن بن احمد (یعنی جعفر کے بھائی کا بیٹا تھا) کو گرفتار کر کے جرجان میں قتل کرنے کے لئے نظر بند کر دیا جہاں پر اس کا بھائی ابو علی قید تھا۔ حسن نے ایک دن ابو علی کو قتل کر کے جرجان کے سپہ سالاروں سے اپنی امارت کی بیعت لے لی۔ اس بناء پر ماکان کی اور اس کی لڑائیاں ہوئیں آخر کار حسن بھاگ کر آمد پہنچ گیا اور وہیں اس کا انتقال ہو گیا۔

ابو جعفر بن محمد بن احمد کی حکومت: اس کے بعد اس کے بھائی ابو جعفر بن محمد بن احمد کی بیعت حکومت منعقد ہوئی ماکان نے رے سے اس پر حملہ کیا ابو جعفر نے آمد کو خیر آباد کہہ کر ساریہ کی طرف کوچ کر دیا۔ اس وقت ساریہ میں اسفار بن شیروہ موجود تھا ابو جعفر اور اسفار میں جنگیں ہوئیں۔ اور

میدان ابو جعفر کے ہاتھ رہا میدان جنگ سے اسفار بھاگ نکلا اور جرجان میں جا کر ابو بکر بن محمد بن الیاس کے پاس پناہ لی۔ اس کے بعد ماکان نے ابو القاسم داعی کے ہاتھ پر حکومت و امارت کی بیعت کر لی۔ حسن داعی نے یہ خبر سن کر مرداوتج سے اپنے ماموں سید لب بن بندار کا بدلہ لینے کے لئے رے پر فوج کشی کر دی (یہ شخص ۳۲۱ھ میں جرجان کا داعی تھا) اور ماکان دہلیم کی طرف واپس گیا اور طبرستان پر قبضہ کیا۔

مرداوتج: یہیں پر ابو علی ناصر بن اسماعیل بن جعفر اطروش کی حکومت کی اس نے بیعت کی زیادہ زمانہ گزرنے نہ پایا تھا کہ ابو علی کی وفات ہو گئی ابو جعفر بن محمد بن ابوالحسن احمد بن اطروش اس واقعہ کے بعد ہی دہلیم کی طرف چلا گیا۔ یہاں تک کہ مرداوتج نے رے پر قبضہ کر لیا۔ چنانچہ اس نے ابو جعفر کو دہلیم سے خط و کتابت کر کے بلا لیا اور بڑی آؤ بھگت سے ٹھہرایا۔ پھر جب اس نے طبرستان پر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑا اور ماکان کو طبرستان سے نکال دیا تو اس نے اسی ابو جعفر کی امارت کی بیعت کی اور،، صاحب القلنسوہ،، کے لقب سے پکارا پھر جب وہ مر گیا تو اس کے بھائی کے ہاتھ پر امارت و حکومت کی بیعت کی،، اور الثائر،، کا لقب دیا یہ ایک مدت تک دہلیموں کے ساتھ مقیم رہا۔

مرداوتج کی فتوحات: ۳۳۶ھ میں اس نے جرجان پر چڑھائی کی، اس وقت جرجان کی حکومت، رکن الدولہ بن بویہ کے قبضہ میں تھی اس نے اس طوفان کی روک تھام کرنے کے لئے ابن عمید کو مامور کیا۔ چنانچہ ابن عمید اور الثائر کی جنگیں ہوئیں اور ایک سخت اور عام خونریزی کے بعد ابن عمید کو کامیابی نصیب ہو گئی۔ الثائر شکست کھا کر پہاڑوں میں چھپ گیا اور وہیں پر دہلیموں کے ساتھ ٹھہرا رہا۔ اور عجم کے حاکم اس کے نام کا خطبہ پڑھتے رہے یہاں تک کہ ۳۸۵ھ میں اپنی حکومت کے تیس برس کے بعد اس کی وفات پائی ہو گئی تب اس کے بھائی حسن بن جعفر کی امارت کی بیعت لی گئی،، الناصر،، کا لقب دیا گیا۔ کچھ دن بعد لیکو بن شکس (بادشاہ جبل) نے اس کو گرفتار کر کے خلفاء بغداد کے کمانڈروں کے حوالہ کر دیا۔ الناصر کی گرفتاری سے فاطمین کی حکومت و امارت ان ممالک اور پہاڑوں سے ختم اور معدوم ہو گئی (والبقاء للہ وحده)۔

دولت اسماعیلیہ

پہلے ہم ان میں سے ان عبیدیوں کے حالات تحریر کریں گے جنہوں نے قیردان اور قاہرہ میں حکمرانی کی اور ان کی اس دولت و حکومت کے تذکرے تحریر کریں گے جو مشرق اور مغرب میں تھے۔

عبیدیوں کی اصل: ان عبیدیوں کی اصل شیعہ امامیہ سے ہے۔ ہم اوپر ان کے مذہب کی داستان، شیخین اور تمام صحابہ سے برائت کرنے کی وجہ، یعنی کہ ان لوگوں کے اپنے خیال میں کہ رسول اللہ ﷺ امامت کی وصیت علی کے حق میں کر گئے تھے اس کے باوجود صحابہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کے شیخین کی امامت کی بیعت کر لی تھی تفصیل سے بیان کر چکے ہیں۔ اسی وجہ سے شیعہ امامیہ اور شیعوں سے علیحدہ سمجھے جاتے ہیں ورنہ شیعوں کے تمام فرقے تفصیل علی کے قائل ہیں۔ اس اعتقاد سے زید یہ کو امامت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کوئی دقت نہیں واقع ہوتی کیونکہ زید یہ کے نزدیک مفضول کی امامت افضل شخص کی موجودگی میں جائز ہے۔

وصیت علی کی روایت گڑھی ہوئی ہے: اور نہ کیسانہ کے اعتقادات میں اس اعتقاد سے کچھ فرق پڑتا ہے۔ اس سبب سے کہ وہ اس وصیت کے قائل نہیں ہیں لہذا انہیں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی امامت سے کوئی دقت نہیں پیش آئی۔ اہل نقل و ارباب سیر اس وصیت کا انکار کرتے ہیں درحقیقت یہ امامیہ کی اور ان کی گڑھی ہوئی وہ روایت مفتریات میں سے ہے۔

رافضی کہنے کی وجہ: کبھی امامیہ کو رافضی کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔ وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ جس وقت زید شہید نے کوفہ میں عم حکومت کے خلاف خروج کیا اور شیعوں نے ان کے پاس آمد و رفت شروع کی اسی زمانہ میں ایک دن شیعوں نے شیخین کے بارے میں زید شہید سے بحث و مباحثہ شروع کر دیا اور یہ کہتے گئے کہ شیخین نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر بظلم کیا کہ خلافت سے ان کو محروم کر کے خود خلیفہ و امیر بن بیٹھے۔ مگر زید شہید نے اس خیال پر ان لوگوں سے ناراضگی اور بیزاری ظاہر کی شیعہ بولے،، اچھا تو آپ پر بھی کسی نے ظلم نہیں کیا اور خلافت و امارت میں آپ کا کوئی حق

نہیں ہے،، شیعہ یہ کہہ کر چلے گئے اور ان کا ساتھ چھوڑ دیا۔ لہذا اسی لئے رافضی کے نام سے مشہور ہو گئے (رافضی کے معنی چھوڑنے کے ہیں) اور جو لوگ زید شہید کے قبیح اور ان کی رفاقت میں رہے وہ لوگ زید یہ کہلائے۔

امامیہ فرقے کی تقسیم امامیہ کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ امام بنے اس کے بعد حضرت حسین رضی اللہ عنہ پھر ان کے بیٹے علی زین العابدین ان کے ان کے بیٹے محمد الباقر ان کے بعد جعفر الصادق کے بعد دیگر وصیت کے مطابق عہدہ امامت سے ممتاز ہوتے گئے یہ چھ ائمہ ہیں جن کی امامت کے بارے میں رافضیوں میں سے کسی نے بھی اختلاف نہیں کیا۔ پھر جعفر صادق کے بعد دو گروہ ہو گئے ایک گروہ اثنا عشریہ کہلایا اور دوسرا فرقہ اسماعیلیہ۔ اثنا عشریہ اس وقت تک امامیہ کے نام سے موسوم کئے جاتے ہیں اور ان کا مذہب یہ ہے کہ صادق سے امامت منتقل ہو کر ان کے بیٹے موسیٰ کاظم کی طرف آئی۔

جعفر صادق کی وفات کے بعد:..... ان کے والد (جعفر صادق) کے انتقال کے بعد اہلچچوں نے خروج کیا۔ ہارون الرشید کو اس کی خبر ملی چنانچہ ان کو مدینہ منورہ سے گرفتار کر کے عیسیٰ بن جعفر کے پاس قید کیا۔ اور کچھ عرصے بعد بغداد بھیج دیا ابن شاہک کی نگرانی میں قید رکھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یحییٰ بن خالد نے موسیٰ کاظم کو انگور میں زہر دے دیا تھا جس سے ان کی موت وقوع میں آئی یہ واقعہ ۱۳۳ھ کا ہے۔ شیعوں نے موسیٰ کاظم کے بعد ان کے بیٹے علی رضا کو امام برحق تسلیم کیا۔ علی رضی اللہ عنہ ہاشم میں ایک ممتاز اور باوقار شخص تھے ان کا زمانہ زیادہ تر خلیفہ مامون کی صحبت میں گذر۔

علی رضا کی ولی عہدی اور وفات: ۲۰۱ھ میں جبکہ طالبیوں کے دُعا (اپنی) ظاہر ہوئے اور چاروں طرف سے ان لوگوں نے خروج کرنا شروع کیا اُس وقت خلیفہ مامون نے علی رضا کو ان سیاسی تحمیدگیوں کی وجہ سے اپنا ولیعہد بنایا ان دنوں خلیفہ مامون خراسان ہی میں تھا اپنے بھائی امین کے قتل کے بعد عراق نہیں گیا تھا چنانچہ عباسیہ کو یہ بات ناگوار گذری۔ خلیفہ مامون کے چچا ابراہیم نے مہدی کے ہاتھ پر حکومت و خلافت کی بغداد میں بیعت کی اور خلیفہ مامون سے منحرف ہو گئے خلیفہ مامون کو اس کی اطلاع ملی تو خراسان سے عراق کی جانب کوچ کر دیا اور علی رضا اس کے ساتھ تھے راستے میں اتفاق سے ۲۰۳ھ میں علی رضا انتقال کر گئے۔ اور طوس میں مدفون ہوئے کہا جاتا ہے کہ خلیفہ مامون نے ان کو زہر دلا دیا تھا۔

زہر دلانے کی روایت غلط ہے:۔ روایت کی جاتی ہے کہ خلیفہ مامون ایک دن بیہادی میں علی رضا کی عیادت کرنے گیا تھا اور علی رضا سے مخاطب ہو کر بولا کہ، آپ مجھے کچھ وصیت کیجئے، انھوں نے جواب دیا،، دیکھو تم کوئی چیز مجھے ایسی نہ دینا کہ جس پر تمہیں آئندہ ندامت ہو، میرے نزدیک یہ روایت صحیح نہیں ہے کیونکہ خلیفہ مامون ناحق خونریزی، اور علی الخصوص اہل بیت کی خونریزی سے بالکل مبرا اور پاک و صاف ہے الغرض شیعوں نے علی رضا کی وفات کے بعد یہ گمان کر لیا کہ ان کے بعد ان بیٹے محمد تقی امامت پر مقرر ہوئے خلیفہ مامون کے دربار میں ان کی بھی بڑی کڑ بھگت تھی ۲۰۵ھ میں اپنی بیٹی کا ان سے عقد کر دیا تھا ۲۲۰ھ میں انہوں کی وفات ہو گئی اور قریش کے قبرستان میں دفن کئے گئے۔

امام علی نقی ”یابادی“:۔ اثنا عشریہ شیعہ نے پھر یہ گمان کیا کہ ان کے بعد ان کے بیٹے علی ملقب،، بہ ہادی،، امام بنے جو جواد کے نام سے بھی پکارے جاتے ہیں ۲۵۳ھ میں انہوں کا بھی انتقال کیا اور قم میں مدفون ہوئے ابن سعید کا یہ خیال ہے کہ خلیفہ مقتدر نے ان کو زہر دلوادیا تھا ان کے بعد شیعہ اثنا عشریہ نے یہ اعتقاد جمایا کہ اب کے بیٹے حسن عسکری امامت کے عہدہ ممتاز ہوئے۔ کیونکہ یہ سرمن ۱۰۱ھ میں پیدا ہوئے تھے اور اس وقت یہ عسکر کے نام سے مشہور تھا۔ حکام وقت کو ان سے خطرہ پیدا ہوا چنانچہ گرفتار کر کے وہیں قید کر دیا یہاں تک کہ ۲۶۰ھ میں ان کا انتقال ہو گیا اور مشہد میں اپنے والد کے پہلو میں مدفون ہوئے۔

۱۔ ان ائمہ کرام کی ترتیب اس طرح ہے۔ (۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ (۲) حضرت حسن رضی اللہ عنہ (۳) حضرت حسین رضی اللہ عنہ (۴) زین العابدین (۵) محمد الباقر (۶) جعفر صادق (۷) موسیٰ کاظم (۸) علی رضا (۹) محمد جواد نقی (۱۰) علی الہادی (۱۱) ابو محمد الحسن عسکری (۱۲) محمد مہدی المنتظر (یعنی جن کا انتظار کیا جا رہا ہے) دیکھیں شجرہ نسب کے لئے۔ شیخ الاسلام مصنف احمد امین۔ (جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۲۱۱)۔ ۲۔ بقول زجاجی کے اس شجر کو پہلے سامیرا کہا جاتا تھا اور اس کی نسبت حضرت نوح علیہ السلام کے صاحب زادے سامیر کی طرف منسوب جاتی تھی۔ جب مقتسم اس علاقے کو نئے سرے سے بنوایا تو اس کا نام رکھا ”مُسرْمَن دای“ یعنی جس نے دیکھا خوش ہوا۔ دیکھیں مجمع البلدان (جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۴۲)

محمد بن حسن عسکری: حسن عسکری وفات کے وقت اپنی بیوی کو حاملہ چھوڑ گئے تھے جس سے حسن عسکری کی وفات کے بعد محمد پیدا ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ اپنی والدہ کے ساتھ سرداب میں اپنے والد کے مکان میں داخل ہوئے تھے اور پھر غائب ہو گئے۔ شیعوں نے یہ گمان کیا کہ اپنے والد کے بعد یہی امام ہوتے انھیں یہ لوگ، مہدی، اور، حجت، کے لقب سے یاد کرتے ہیں اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہ زندہ ہیں اور زندہ رہیں گے اور مرے گئے نہیں اس وقت تک ان کے آنے کا یہ انتظار کر رہے ہیں اور اسی انتظار کی وجہ ① سے کسی دوسرے کی امامت کے قائل نہیں ہوئے حضرت علی کی اولاد میں بسلسلہ خط مستقیم یہ بارہویں ہیں اور اسی مناسبت سے ان کے گروہ ② والے اثنا عشریہ کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں۔

اثنا عشریہ کی امام کو پکار:..... اس مذہب کے ماننے والے مدینہ منورہ، کرخ، ہشام، حلہ، اور عراق میں موجود ہیں۔ اس وقت تک جیسے کہ ہمیں معلوم ہوا ہے نماز مغرب پڑھ کر ایک گھوڑا جملہ ساز و سامان کے سمیت سرمن رائے پر لیجاتے ہیں اور درمیانی آواز سے نہ زیادہ بلند اور نہ زیادہ پست سے نکارتے ہیں ③ ”ایہا الامام اخرج الینا فان الناس منتظرون والخلق حائرون والظلم عام والحق مفقود فاخرج الینا فقرب الرحمن الی اللہ فی ائثارک“ انہی فقرہوں کو کر رہے جاتے ہیں تا آنکہ ستارے کنارے آسمان پر نکل آتے ہیں اس وقت یہ لوگ اپنے اپنے مکانوں پر واپس آ جاتے ہیں اور آئندہ رات کو پھر جاتے ہیں اور اسی طریقہ اور رویہ کو پورا کر کے واپس آتے ہیں۔ ان لوگوں کا یہ فعل جہل و نادانی پر مبنی ہے کیونکہ وہ لوگ ایسے شخص کا انتظار کر رہے ہیں جس کی موت کا طویل زمانہ کی بناء پر یقین ہو چکا ہے لیکن تعصب نے ان کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی ہے اور اسی نے اُن کو اس کام پر ابھارا ہے۔ ابھی یہ لوگ اس بات کی تردید میں خضر کا قصہ پیش کر دیا کرتے ہیں حالانکہ یہ بھی قصہ باطل اور بے بنیاد ہے صحیح یہ ہے کہ حضرت کا انتقال ہو چکا ہے اور وہ زندہ نہیں ہیں۔

جعفر صادق کے بعد، بزعم اسماعیلیہ:..... فرقہ اسماعیلیہ کا یہ گمان ہے جعفر صادق کے بعد آپ کے بیٹے اسماعیل کو امامت ملی۔ اسماعیل کا انتقال جعفر صادق کے پہلے ہو چکا تھا۔ ابو جعفر منصور خلیفہ نے ان کو طلب کیا تھا گورنر مدینہ منورہ نے لکھا کہ یہ وفات پا چکے ہیں۔ اسماعیلیہ اسماعیل کو منصوص بالامامت اس لئے سمجھتے ہیں کہ امامت کا عہدہ اپنی ہی اولاد میں باقی رہ جائے اگرچہ ان کا انتقال ان کے والد جعفر صادق کی وفات سے پہلے ہی ہو چکا تھا جیسا کہ حضرت موسیٰ نے ہارون (صلوات اللہ علیہا) کو منصوص بالامامت فرمایا تھا اُن سے پہلے انتقال کر گئے تھے اسماعیلیہ کے نزدیک واپس میں مراد سوائے ان کے کوئی اور نہیں ہے کیونکہ کسی کام کا از سر نو آغاز کرنے کا عقیدہ اللہ تعالیٰ پر رکھنا محال ہے۔ محمد بن اسماعیل کے بارے میں اسماعیلیہ کہتے ہیں کہ آئمہ طاہرین کی ساتویں عدد کو یہ پورا کرتے ہیں اور آئمہ مستورین میں سب سے پہلے ہیں۔ اسماعیلیہ کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ آئمہ مستورین تین ہیں۔ دنیا کسی وقت امام سے خالی نہیں رہتی۔ امام وقت خواہ خود ظاہر ہو یا مستور اور روپوش ہو اگر روپوش و مستور ہوگا تو اس کی نشانیاں ظاہر ہوں گی اور اس کے دُعا بظاہر تبلیغ احکام کر رہے ہوں گے۔ فرقہ اسماعیلیہ کا یہ خیال بھی ہے کہ عدد کے لحاظ سے ہفتہ کے دن اور آسمانوں اور ستاروں کے آئمہ بھی سات ہی ہوں گے اور نقیبوں کی تعداد بارہ ہوگی۔

ائمہ مستورین:..... اسماعیلیہ کے نزدیک آئمہ مستورین میں سب سے پہلے محمد بن اسماعیل معروف بہ محمد المکتوم ہیں ان کے بعد ان کے بیٹے، جعفر المصدق، پھر ان کے بیٹے محمد الحسیب پھر ان کے بیٹے عبید اللہ المہدی (صاحب حکومت افریقہ و مغرب) ہے جس کی حکومت و سلطنت کا بانی اور قائم کرنے والا، ابو عبید اللہ شیعہ تھا، جو کتامہ میں ظاہر ہوا تھا اسی فرقہ اسماعیلیہ میں سے قرامطہ بھی ہیں جن کی حکومت اور دولت بحرین میں تھی جس کا سردار ابو سعید جنابی تھا اس کے بعد ابوالقاسم حسین بن فرخ بن و شب کوئی بنا، جو محمد الحسیب اور اس کے بیٹے عبید اللہ، منصور، کی طرف سے یمن کا داعی تھا یہ شخص پہلے فرقہ اثنا عشریہ میں تھا پھر جس وقت ان کے ہاتھوں سے حکومت نکل گئی تب یہ اسماعیلیہ کے عقائد کا پابند ہو گیا۔

ابو عبید اللہ: محمد الحسیب، نے ابو عبید اللہ کو اپنا ایلچی بنا کر یمن روانہ کیا تھا چنانچہ جب اس کو یہ معلوم ہوا کہ محمد بن یعفر بادشاہ صنعاء، نے حکومت

① دیکھیں شہرستانی کی اہمل والنحل (جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۱۹۸) ② ہندوستان میں ہی فرقہ بکثرت پایا جاتا ہے۔ (مترجم) ③ ترجمہ اسماعیلیہ کی طرف دیکھئے۔ گوٹاب کے منتظر ہیں، لوگ پریشان ہیں۔ ظلم عام ہو چکا۔ حق ختم ہو چکا، ہماری طرف تشریف لائیے، اللہ تعالیٰ کی رحمت آپ کے قدم بہ قدم ہوگی۔

سے توبہ کر کے زہد اور گوشہ نشینی اختیار کر لی ہے تو یہ یمن میں داخل ہو گیا۔ اس وقت یمن میں ایک بہت بڑا گروہ بنی موسیٰ، نامی قبیلہ عدن ماعہ کا تھا۔ علی بن فضل یمن کا رہنے والا اور شیعوں کا رئیس و سردار تھا۔ طاہر بن حوشب اس کی حکومت کا ناظم تھا امام محمد نے اس کو ایک خط لکھ جس میں اپنے بیٹے عبداللہ کو اپنا ولی عہد بنانا تحریر کیا تھا اور اس کو جنگ کرنے کی اجازت دی تھی۔ چنانچہ وہ امام محمد کی امامت کی دعوت دینے لگا اور ساری سرزمین یمن میں اس اعتقاد کو پھیلا یا۔ اور فوجیں مرتب کیں مدائن اور صنعاء کو فتح کیا بنی یمن کو وہاں سے مار کر نکال دیا اور اپنے ایلیچوں کو یمن، یمامہ، بحرین، سندھ، ہند و مغرب کی طرف روانہ کر دیا۔ یہ بظاہر آل محمد کی حمایت کی دعوت دیتا تھا اور درپردہ کہا کرتا تھا کہ محمد الحبيب امام زمانوں روپوش ہیں۔ پھر وہ رفتہ رفتہ سارے ملک یمن پر قابض و غالب ہو گیا۔ عبید اللہ المہدی کے ایلیچوں میں سے ابو عبد اللہ شیعہ صاحب کتامہ تھا اور اسی کی صحبت سے رخصت ہو کر افریقہ گیا تھا اس کو کتامہ میں پہنچ کر فرقہ باطنیہ کا ایک بڑا گروہ ملا۔ یہ مذہب، کتامہ میں اس وقت سے تھا جب سے جعفر صادق نے اپنے ایلیچوں کو سرزمین مغرب کی طرف روانہ کیا تھا چنانچہ ان لوگوں نے افریقہ میں پہنچ کر قیام کیا اور اس دعوت و مذہب کو خوب پھیلا یا۔ چنانچہ بربر یوں کا ایک گروپ جو زیادہ تر کتامہ سے تھے اس دعوت و مذہب میں شریک اور شامل ہو گیا۔ پھر جب ابو عبد اللہ شیعہ (عبید اللہ المہدی کا اچھی) سرزمین افریقہ میں داخل ہوا اور اس مذہب میں کتامہ کو داخل دیکھا تو وہ ان کی تعلیم میں مصروف ہو گیا۔ اور اس مذہب کو زندہ کرنے اور پھیلانے لگا یہاں تک کہ اس کا مقصود اسے حاصل ہو گیا اور ”عبید اللہ المہدی“ کی امامت و امارت کی بیعت لی گئی جیسا کہ ابھی ان کے حالات بیان کئے جائیں گے

دولت عبیدیہ کا پہلا حکمران: عبیدیوں کے خاندان حکومت کا پہلا حکمران ”عبید اللہ المہدی“ بن محمد الحبيب بن جعفر مصدق بن محمد المکتوم بن جعفر صادق تھا اہل قیروان وغیرہ میں سے بعض لوگوں نے اس نسب سے انکار کیا ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے اور نہ ہی وہ تحضر قابل اعتماد ہے جو دار الخلافہ بغداد میں خلیفہ قادر کے دور میں اس نسب کے قدح و طعن کے بارے میں تیار کیا گیا تھا اور اس پر نامی گرامی علماء کے دستخط ثابت کئے گئے تھے۔ اس کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں خلیفہ معتضد کا فرمان جو ابن اغلب کے پاس قیروان اور ابن مدرار کے پاس ”سجلماسہ“ اس کی گرفتاری کے بارے میں روانہ کیا گیا تھا (یہ اس وقت مغرب کی طرف چلا گیا تھا) اس نسب کے صحیح ہونے کی گواہی دیتا ہے اور ”شریف رضی“ کے اشعار اس پر بڑی دلیل ہیں۔ اور جن لوگوں نے ”محضر“ گواہی کے لئے دستخط کر دئے تھے وہ شہادت سمعی شہادتوں کی وقعت جیسی ہوتی ہے وہ قارئین سے مخفی نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ ایک صدی سے ہیعان بنی عباس، جو ان عبیدیوں کے حریف اور مقابل تھے بغداد میں ان عبیدیوں کے نسب کے بارے میں مخالفت و رقابت کی وجہ سے رد و قدح کر رہے تھے۔ چنانچہ عوام الناس نے حکومت و سلطنت کی بات صحیح سمجھ لی اور اسی بناء پر گواہی کے طور پر محضر نسب پر دستخط بھی ہو گئے باوجودیکہ یہ شہادت انکار کی تھی مگر پھر بھی فطرتاً، ظہور کے وقت ان عبیدیوں کے لوگوں نے حتیٰ کہ اہل مکہ و مدینہ نے بھی ان کی اطاعت قبول کر لی اور یہ بات ان کا نسب صحیح ہونے کی قوی ترین دلیل ہے اور جن لوگوں نے ان ❶ کو نسباً یہودی یا نصرانی بتایا اور میمون قداح وغیرہ کی جانب ان کو منسوب کیا ہے ان کے لئے اس افتراء پر دازی ❷ اور جھوٹ کا گناہ کافی ہے۔

عبیدیوں کا گروہ:..... ان عبیدیوں کے حامی اور گروہ والے مشرق، یمن، اور افریقہ میں تھے شروع میں ان کا ظہور افریقہ میں حلوانی اور ابوسفیان کے جانے سے ہوا، جو ان کے حامی تھے انھیں جعفر صادق نے افریقہ روانہ کیا تھا اور یہ ارشاد کیا تھا کہ مغرب کی زمین شور ہے تم لوگ جا کر اس کو قاتل زراعت بناؤ یہاں تک کہ کاشتکار اصلی بیج لے کر آئے۔ چنانچہ حلوانی اور ابوسفیان سرزمین مغرب میں گئے ایک نے شہر مرغہ میں قیام کیا دوسرے نے سوق حمار میں۔ یہ دونوں شہر کتامہ کے مضافات تھے۔ انہی دونوں کے توسط سے ان علاقوں میں یہ مذہب پھیلا۔ اس وقت تک محمد الحبيب مقام سلمیہ ❸ جمص میں قیام پذیر تھا اس کے گروہ کے لوگ جب حسین بن علی کی قبر کی زیارت کرنے آتے تو اس کی بھی زیارت ضرور کیا کرتے تھے۔

❶ دیکھیں ابن اثیر کی تاریخ الکامل (جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۱۲) اور تاریخ افریقہ اور مغرب کے مصنف امیر عبدالمعز کا خیال ہے کہ ان کا نسب یہودیوں سے جاملتا ہے۔ ❷ یہاں عربی میں غلط سفسفہ استعمال ہوا ہے جو جمع ہے۔ واحد سفساف ہے۔ یعنی ہر چیز کا ناپسندیدہ حصہ یا کوئی حقیر بات۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اونچے درجے کے کاموں کو پسند کرتے ہیں اور بیکار چیزوں، باتوں کو ناپسند کرتے ہیں۔ دیکھیں مختار الصحاح۔ ❸ حماة کے علاقوں میں خشکی کی طرف ایک علاقہ ہے جسے سلمیہ کہتے تھے۔ اس کے حماة کے درمیان اور دن کاں سدہ ہے۔ اور یہ جمص کے صوبوں میں سے شمار کیا جاتا تھا۔ اور یا قوت حموی کے بقول آج تک اسماعیلیوں کا گڑھ سمجھا جاتا ہے۔ دیکھیں مجمع البدان (جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۶۰)

یمن میں عبیدی دعوت: ایک مرتبہ یمن ① سے محمد بن فضل قبیلہ عدنان لاعد سے محمد الحلبیب کی زیارت کرنے آیا واپسی کے وقت محمد الحلبیب نے اپنے ساتھیوں میں سے رسم بن حسن بن حوشب کو یمن میں دعوت خلافت عبیدیہ کو قائم کرنے اور پھیلانے کے لئے محمد بن فضل کے ساتھ کر دیا اور ہدایت کر دی کہ عنقریب مہدی موعود ظاہر ہونے والا ہے لہذا جتنی جلدی ممکن ہو سکے اس دعوت کو لوگوں میں پھیلاؤ۔ رستم نے اس ہدایت کے مطابق یمن میں پہنچ کر آل محمد کے مہدی، ان صاف کے ساتھ جو ان کے یہاں مشہور اور معروف ہیں دعوت دینے لگا رفتہ رفتہ یمن کے اکثر علاقوں پر قابض ہو گیا اور خود کو المنصور کے لقب سے مشہور کر دیا۔ کوہ لاعد میں ایک قلعہ بنوایا، بنی یعفر سے صنعاء کو چھین لیا۔ پھر یمن، یمامہ، بحرین، سندھ، ہند، مصر اور مغرب کی طرف اپنے ایلیچوں کو روانہ کر دیا۔

ابو عبد اللہ حسن بن محمد: ابو عبد اللہ حسن بن محمد بن زکریا "مختب" (یہ بصرہ میں مختب تھا اور بعض مؤرخ کہتے ہیں کہ یہ مختب نہیں تھا بلکہ اس کا بھائی ابو العباس مخطوم مختب تھا اور یہ ابو عبد اللہ "معلم" کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے اس مناسبت سے کہ یہ لوگوں کو "مذہب امامیہ" کی تعلیم دیا کرتا تھا محمد الحلبیب کی خدمت میں "سلمیہ" میں حاضر ہوا، محمد الحلبیب نے ابو عبد اللہ کو لائق اور اہلیت والا آدمی دیکھ کر رستم کے پاس تعلیم کی غرض سے یمن بھیج دیا اور یہ ہدایت کر دی کہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد سرزمین مغرب میں جا کر شہر کتامہ میں اس مذہب کو پھیلا نا۔ چنانچہ، ابو عبد اللہ نے رستم کی صحبت میں رات دن رہ کے علم و کمال حاصل کیا۔ اور اس کے بعد یمن کے حاجیوں کے ساتھ مکہ معظمہ آیا اور موسم حج میں "کتامہ" کے رئیسوں اور سرداروں موسیٰ بن حریش (سردار بنی مکان) (جو اہل کتامہ کی ایک شاخ ہے) ابو القاسم درنجوی، (جو ان کے اخلاف سے تھا) مسعود بن عیسیٰ بن بلال مساکنی اور موسیٰ بن مکاد وغیرہ سے ملاقات کی۔ یہ لوگ اس کی مذہبی باتیں سننے لگے اور اس کی عبادت و ریاضت کو دیکھ کر کچھ ایسے گرویدہ ہو گئے کہ اس کی مصاحبت کو فلاح دارین اور نجات کا وسیلہ تصور کر کے روانگی کے وقت بڑی منت و خوشامد سے اپنے ساتھ ملک مغرب چلنے کی درخواست کی ابو عبد اللہ تو ایک چلتا پرزہ آدمی تھا اس نے پہلے ان لوگوں سے ان کی قوم کی مالی حالت پوچھی ان کی گردہ بندیوں کے حالات پوچھے، شہروں کی

کیفیت معلوم کی اور یہ دریافت کیا کہ وہاں کا حکمران کون ہے اس کی کیا کیفیت ہے؟ ان لوگوں نے سارے حالات بتائے اس کے بعد ان لوگوں سے اپنے مذہب کے پھیلانے اور دولت عبیدیہ کی دعوت دینے کا وعدہ لیا۔ ان لوگوں نے خوشی سے یہ سب شرائط قبول کر کے، بادشاہ مغرب، سے بھی اس کی اجازت دلا دینے کا وعدہ کیا۔

ابو عبد اللہ کی انکچان روانگی: ابو عبد اللہ نے یہ خیال کر کے کہ اب میرا کام ان لوگوں میں انہی لوگوں کے ذریعہ سے انجام کو پہنچ جائے گا سامان سفر درست کر کے ان لوگوں کے ساتھ ملک مغرب کی ② طرف کوچ کر دیا۔ ان لوگوں نے قیردان کا راستہ چھوڑ کر جنگل و بیابان کا راستہ اختیار کیا، اور رفتہ رفتہ شہر "سوماتہ" پہنچے اس وقت شہر "سوماتہ" میں محمد بن حمدون بن سماک اندلسی، بجایہ اندلس کی جانب سے ٹھہرا ہوا تھا۔ ابو عبد اللہ شیعہ نے اسی کے پاس قیام کیا چونکہ "محمد بن حمدون" نے اس سے پہلے "حلوانی" سے اس مذہب کی تعلیم حاصل کر لی تھی، اس نے اس لئے یہ سمجھ کر کہ ہونہ ہو یہی "صاحب امر" ہے ابو عبد اللہ کی بڑی آؤ بھگت کی۔ دو چار دن قیام کرنے کے بعد "ابو عبد اللہ" نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ کوچ کر دیا "محمد بن حمدون" بھی ساتھ چلا اور رفتہ رفتہ پندرہویں ربیع الاول ۳۸۸ھ کو شہر کتامہ پہنچا اور موسیٰ بن حریش کے مکان پر شہر "انکچان" میں جو نئی مسکان کی ایک پہاڑی پر واقع تھا قیام پذیر ہو گیا۔ اس کے بعد ابو عبد اللہ کے قیام کے لئے ایک مکان مقام "فج الاخبار" میں مخصوص اور معین کر دیا گیا۔

اہل کتامہ اور ابو عبد اللہ: اس نے لوگوں کو یہ تعلیم دینی شروع کی کہ میرے پاس "امام زماں مہدی" کی یہاں پر قیام کرنے کی دلیل موجود ہے اور عنقریب وہ بھی ہجرت کر کے اسی مقام پر آ جائیں گے اور ان کے مددگار اور معاون اپنے زمانہ کے بہترین لوگوں میں سے ہوں گے اور وہ لوگ اس شہر کے رہنے والے ہوں گے جس کا "نام کتمان" سے بنا ہوگا تھوڑے دنوں میں "اہل کتامہ" کا ایک بڑا گروہ اس کے پاس جمع ہو گیا۔ بعض علماء بھی

① عربی حکومت کے مرکز سے دور ہونے کی وجہ سے اور علاقے کی جغرافیائی کیفیات کی وجہ سے اور دشوار گزار پہاڑی راستے ہونے کی وجہ سے یمن سے اختیار ختم ہو گیا تھا چنانچہ یمن میں شیعوں کی حکومت مشہور ہے۔ ② ابو عبد اللہ کا مغرب کی طرف جانا بیکار نہ تھا بلکہ یہ سیاسی حکمت عملی کی وجہ سے تھا۔ اور ان ملاقاتوں کے بارے میں پہلے نثر چاہے کہ یہاں شیعہ مذہب پہنچنے کے لئے بہت مفید رائج اور حالات تھا جو حکومت ادراسہ کے قیام کا سبب بنے۔

اس کے جھانسنے میں آگئے اب آہستہ آہستہ اس کا مذہب بڑھنے لگا اور اہل بیت کی امامت کے علانیہ تذکرے ہونے لگے ایک دوسرے کو کھدکھدا کر حمایت ”آر محمد“ کی تلقین اور ہدایت کرنے لگا۔ اس وقت ”کتابہ“ میں بہت کم آدمی ایسے باقی رہ گئے تھے جو اس مذہب اور اس خیال سے علیحدہ رہتے ہوں وہ لوگ اس کو ”ابو عبد اللہ شیعہ مشرق“ کے نام سے یاد کرتے تھے۔ ان واقعات کی اطلاع امیر افریقہ ”ابراہیم بن احمد بن اغلب“ کوئی چنانچہ نے دھمکی اور تہدید کا خط تحریر کیا ”ابو عبد اللہ“ نے ابراہیم کے ایلچی کو نہایت سخت جواب دے کر واپس بھیج دیا مگر کتابہ کے سرداروں کو ابراہیم کی سختی سے خطرہ پیدا ہو گیا۔ لہذا موسیٰ بن عیاش والی میلہ علی بن بعض بن عسلوبہ والی سریف اور ابن تمیم صاحب یزید وغیرہ (بلاد کتابہ کے عرب) ابو عبد اللہ کے معاملہ میں پس و پیش کرنے لگے۔ استنہ میں یحییٰ مساکنی (جو امیر کے لقب سے پکارا جاتا تھا) مہدی بن ابی کمارہ رئیس لبیعہ، فرج بن حیران رئیس اجانہ اور ژل بن بجل بطنہ پہنچ گئے ان لوگوں نے صلاح و مشورہ کر کے ”یسان بن صفلان“ (بنی سکتان کے رئیس) سے اس بارے میں خط و کتابت کی کہ ابو عبد اللہ شیعہ کو ہم لوگ اپنے شہر سے نکال دیں یا کہ ابراہیم (حاکم افریقہ) کے حوالے کر دیں؟ اس وقت تک ابو عبد اللہ شیعہ مقام انپن ہی میں مقیم تھا۔ بیان بن صفلان نے اس باپ کو اہل علم کا مشورہ سمجھا۔

ابو عبد اللہ کی تاز روت روانگی۔ چنانچہ وہ لوگ علماء کے خدمت میں حاضر ہو گئے بحث و مباحثہ ہوا لیکن کوئی بات طے نہ ہو سکی ابو عبد اللہ اور اس ساتھیوں کو اس کی طاع مل گئی چنانچہ اس نے حسن بن ہارون غسانی کے پاس اپنے آدمی بھیجے اور ”انکچان“ سے ہجرت کر کے اس کے پاس آ جانے کی درخواست کی حسن نے اس درخواست کو منظور کر لیا۔ ابو عبد اللہ اپنے ساتھیوں سمیت انکچان سے نکل کے شہر تاز روت چلے گئے جو حسن کے شہر میں سے ایک شہر تھا۔ تھوڑے دنوں میں ”عسان“ کو بہکا کر اپنا معین و مددگار بنالیا۔ غسان اور کتابہ کے اُن خاندانوں نے ابو عبد اللہ کی مدد و نصرت پر کمر ہمت باندھ لی جنہوں نے اس سے پہلے اس کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اس سے ابو عبد اللہ کی شان و شوکت بڑھ گئی اور ایک اطمینان کی حالت میں زندگی بسر کرنے لگا۔ اس کے بعد حسن بن ہارون اور اس کے بھائی محمد کے درمیان حکومت و ریاست کے سلسلے میں جھگڑا ہو گیا محمد اور مہدی بن ابی کمارہ کے مراسم اتحاد تھے۔ چنانچہ مہدی نے ابو عبد اللہ کو فساد کی جزا قرار دے کے محمد کو ابو عبد اللہ سے مواخذہ کرنے کا اشارہ کیا اس سے غسان اور لبیعہ کے درمیان جھگڑا ہو گیا ابو عبد اللہ اس وقت تک ظاہر نہیں ہوا تھا۔ اس نے لبیعہ کو پر تیار دیکھ کے حسن کو لبیعہ کو سر کرنے کی تحریک کی مہدی بن ابی کمارہ سردار لبیعہ کا بھائی ابو مدینی نامی ابو عبد اللہ کا معتقد تھا اس نے موقع پا کر مہدی کو مار ڈالا اور خود اس کی جگہ لبیعہ پر حکومت کرنے لگا۔ مہدی کے مارے جانے سے لبیعہ بھی ابو عبد اللہ کے مطیع بن گئے۔

ابو عبد اللہ کی فتوحات: ان واقعات کے بعد کتابہ نے متحد ہو کر ابو عبد اللہ سے جنگ کرنے کا مشورہ کیا اور پھر مرتب و مسلح ہو کر ”تاز روت“ پر چڑھ آئے۔ ابو عبد اللہ نے سہیل بن فوکاش ”کوشمل بن بجل بطنہ کے (سردار) کے پاس امداد مانگے بھیجا۔ شمل اور ابو عبد اللہ کے درمیان سسرالی رشتہ قائم ہو گیا تھا چنانچہ شمس نے کتابہ کو ابو عبد اللہ سے جنگ کرنے سے روکا مگر وہ نہ رکا۔ چنانچہ ابو عبد اللہ اور کتابہ کے درمیان بہت سی لڑائیاں ہوئیں آخر کار ابو عبد اللہ کو فتح نصیب ہوئی اور کتابہ شکست کھا کر بھاگ گئے عروہ بن یوسف ملوشی اس معرکہ میں سخت مصیبتوں میں مبتلا ہو گیا تھا سی لڑائی سے سب کے ہوش و حواس درست ہو گئے غسان، لبیعہ اور اجانہ کے سارے لوگوں نے ابو عبد اللہ کی اطاعت قبول کر لی ان دنوں ان سب کی عنان حکومت ”ماکون بن ضہرہ“ اور ابو زاک ”تمام بن معارک“ کے قبضہ اقتدار میں تھی ”اجانہ“ سے فرج بن حیران اور ”بطانہ“ سے شمس بن بجل وغیرہ ”جمیلہ“ چلے گئے۔ جو باقی رہ گئے وہ ابو عبد اللہ کے مطیع و فرمانبردار ہو گئے۔

ابو عبد اللہ اور فتح بن یحییٰ کی جنگ: اس کے بعد فتح بن یحییٰ اپنی قوم کو متحد کر کے ابو عبد اللہ سے لڑنے نکلا ابو عبد اللہ بھی یہ خبر سن کر تیار ہو گیا۔ اور دونوں میں لڑائی چھڑ گئی۔ اس معرکہ میں بھی ابو عبد اللہ کو کامیابی حاصل ہو گئی اور فتح بن یحییٰ شکست کھا کر بھاگ گیا۔ اس کی صورت نظر نہ آئی تو انہوں نے ابو عبد اللہ سے امن کی درخواست کی جو ابو عبد اللہ نے منظور کر لی اور وہ لوگ اس کے پاس آ کر امن و چین سے بسر کرنے لگے۔

① انکچن کے بارے میں اور سی کے قول سے معلوم ہوتا ہے یہ سطیف اور بجلیہ کے درمیان ایک پہاڑ ہے اور انتہائی مضبوط قلعہ دیکھیں زہرۃ المستحق حاسیت افریقہ، ص ۹۸۔

فتح بن یحییٰ کا دوبارہ حملہ: فتح بن یحییٰ شکست کے بعد عجیبہ چلا گیا تھا اور اپنی گئی گزری حالت کی درنگی میں مصروف تھا۔ چند دنوں کے بعد جب اس کی حالت درست ہو گئی تو اس نے ابو عبد اللہ سے جنگ کرنے کے لئے دوبارہ فوج کشی کی اور ہارون بن یونس کو لشکر کا سردار مقرر کر کے روانہ کیا۔ ابو عبد اللہ بھی اپنی فوج تیار کر کے میدان جنگ میں آ گیا چنانچہ ہارون پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کے بھاگا اور ایک قلعہ میں داخل ہو کر قلعہ بند ہو گیا۔ ابو عبد اللہ شیعہ نے تعاقب کیا اور اس قلعہ پر پہنچ اس کا محاصرہ کر لیا۔ آخر کار محصورین نے اطاعت قبول کر لی اور عبد اللہ نے اس قلعہ کو فتح کر لیا۔

ابو عبد اللہ کی کامیابی: اس کامیابی سے ابو عبد اللہ کا ”رعب و داب“ بڑھ گیا۔ عجیبہ، زواوہ، اور کتامہ کے سارے قبائل اس کے مطیع و فرمانبردار ہو گئے ابو عبد اللہ واپس تازروت آیا اور اپنے ایلچیوں کو پورے ملک مغرب میں پھیلا دیا چنانچہ لوگوں نے طوعاً و کرہاً اس کی اطاعت قبول کر لی۔ اور اس کے عم حکومت کے مطیع ہو گئے فتح بن یحییٰ بھاگ کر ابراہیم بن احمد ”امیر تیونس“ کے پاس پہنچ گیا اور اس کو ابو عبد اللہ سے جنگ کرنے کی ترغیب دینے لگا۔

مسیلہ کی فتح: اس کے بعد ابو عبد اللہ نے اہل مسیلہ کی سازش سے مسیلہ کو فتح کر لیا اور اس کے امیر موسیٰ بن عیاش کو قتل کر کے، کنون بن ضیارہ جاتی کو ”مسیلہ“ کی کرسی حکومت پر بٹھا دیا۔ ابراہیم بن موسیٰ بن عیاش نے ابو العباس ابراہیم بن اغلب کے پاس تیونس میں جا کر مدد لی۔

عبد اللہ اور ابو خوال کی جنگ: ۲۸۹ھ میں ابراہیم نے فتح بن یحییٰ اور ابراہیم بن موسیٰ کی ترغیب و تحریک سے اپنے بیٹے ”ابو خوال“ کو ایک فوج عظیم کا سردار بن کر ابو عبد اللہ سے مقابلہ کرنے روانہ کیا۔ چنانچہ اس نے کتامہ کو جی کھول کر پامال کیا اور اس کے بعد تازروت کی طرف بڑھا۔ ”ابو عبد اللہ شیعہ“ نے اپنی فوجوں کو تیار کر کے شہر ”ملوسہ“ میں ابو خوال سے مقابلہ کیا۔ اتفاق سے پہلے ہی حملہ میں ”ابو خوال“ نے ابو عبد اللہ کو شکست دے دی اور ابو عبد اللہ میدان جنگ سے بھاگ کر ”انکچان“ پہنچ گیا اور اپنے ہوش و حواس درست کر کے قلعہ بندی کر لی اور ابو خوال کامیابی حاصل کر کے ”قصر تازروت“ میں داخل ہوا اور اس کو سمار و منہدم کر کے ابو عبد اللہ کے تعاقب میں روانہ ہو گیا اس پکڑ دھکڑ اور تعاقب میں کتامہ کو نہایت بڑی طور سے پامال کیا گیا اور ”ابو خوال“ کی حکومت میں بھی ایک گونہ ضعف و اضمحلال پیدا ہو گیا۔

ابراہیم بن موسیٰ کا فرار: ابراہیم بن موسیٰ عیاش ”ابو خوال“ کے لشکر سے ”مسیلہ“ کی جانب ابو عبد اللہ کے حالات معلوم کرنے گیا ہوا تھا۔ ایک موقع پر ابو عبد اللہ کے ساتھیوں کی اس سے مڈ بھڑ ہو گئی۔ ابو عبد اللہ کے ساتھی ابراہیم کو شکست گاہ تک تعاقب کرتے چلے گئے اس سے بھی ابو خوال کے رعب و داب میں بڑا نقصان پہنچا، مجبور ہو کر کتامہ سے نکل کھڑا ہوا اور ابو عبد اللہ نے ”انکچان“ میں طرح رہائش کر لی اور وہیں پر ایک شہر ”دار الجہرت“ کے نام سے آباد ہو گئی اور اس کی جماعت دوبارہ بڑھ گئی اسی دوران حسن بن ہارون کا انتقال ہو گیا۔

ابو خوال کا دوبارہ حملہ: ابو العباس نے دوبارہ فوجیں مرتب کیں اور اپنے بیٹے ابو خوال کو امیر لشکر بنا کر ابو عبد اللہ شیعہ اور اہل کتامہ سے جنگ کرنے روانہ کیا۔ چنانچہ ابو خوال لڑائی کا نیزہ لے کر بلاد کتامہ میں داخل ہوا مگر فوراً ہی شکست کھا کر واپس ہو گیا اور بلاد کتامہ کی سرحد ہی پر قیام کر کے ان کا مقابلہ کر کے پیش قدمی سے روکتا رہا اتنے میں ابراہیم بن احمد بن اغلب گورنر افریقہ کو اس کے بیٹے زیادہ اللہ نے قتل کر دیا اور خود تخت حکومت پر بیٹھ کر حکمرانی کرنے لگا اس وقت ابو خوال کتامہ کی سرحد پر پڑاؤ کئے ہوئے۔ موجود تھا اس نے خط بھیجا اور جب وہ اس کی جلی پر آ گیا تو قتل کر دیا اور تو نس سے نکل کر وقادہ چلا گیا۔ لہو و لعب اور عیاشی میں مصروف ہو گیا۔ ابو عبد اللہ کو موقع مل گیا کیونکہ اب کوئی مزاحمت کرنے والا باقی نہ رہا تھا اس نے لشکر کو پورے افریقہ میں پھیلا دیا تھوڑے ہی دنوں میں اس کی حکومت کا سکہ بیٹھ گیا اور یہ اپنے معتقدوں کو یہ سمجھانے لگا مہدی عنقریب ظاہر ہونے والا ہے چنانچہ آئندہ جیسا کہ اس نے کہا تھا وہی وقوع میں آیا۔

مہدی مغرب میں: محمد الحبيب بن جعفر بن محمد بن اسماعیل نے اپنے انتقال کے وقت اپنے بیٹے عبید اللہ کو اپنا ولی عہد بنایا تھا اور یہ ارشاد کیا تھا کہ تم ہی ”مہدی موعود ہو“ اور میرے بعد تم یہاں سے دور دراز ملک کی طرف ہجرت کرو گے اور پیچھے بڑے بڑے مصائب کا سامن کرنا پڑے گا۔ چنانچہ اس کی وفات کے بعد اس واقعہ کی خبر ان کے سارے قاصدوں اور افریقہ و یمن کے معتقدین میں مشہور ہو گئی۔ ابو عبد اللہ نے چند لوگوں کو بطور وفد (اس خداداد کامیابی کی خبر دینے کے لئے بلاد کتامہ سے روانہ کیا اور یہ کہلوا یا تھا کہ ہم لوگ بہت شوق سے آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ ہوتے ہوتے یہ

خبریں دارالخلافہ بغداد تک بھی پہنچیں۔

عبید اللہ مہدی کی گرفتاری کا حکم: اس وقت تخت خلافت ”پر خلیفہ مکتفی جلوہ افروز تھا۔ اس نے ”عبید اللہ مہدی“ کی گرفتاری و اس کی بڑھتی ہوئی خلافت کی روک تھام کا حکم صادر کر دیا۔ ”عبید اللہ“ یہ خبر سن کر ملک شام سے عراق چلا گیا پھر عراق سے مصر میں جا کر دم لیا اس کے ساتھ اس کا بیٹا ابوالقاسم اور ایک نو عمر غلام تھے۔ علاوہ ان کے چند مصاحب اور اس کے آزاد کردہ خاص خاص غلام بھی تھے۔ مصر پہنچ کر ”عبید اللہ مہدی“ نے یمن کا رخ کیا مگر یہ سن کر کہ ”علی بن فضل“ نے ابن حوشب کے بعد اپنی کج ادائی سے اہل یمن کو بھڑکا دیا ہے ”ابو عبد اللہ شیعہ“ کے پاس مغرب چلے جانے کا ارادہ کر لیا اور سامان سفر درست کر کے مصر سے اسکندریہ کی جانب کوچ کر دیا پھر اسکندریہ پہنچ کر کچھ سامان و اسباب تجارت خرید اور سود گروں کے لباس میں بلد و مغرب کی طرف روانہ ہو گیا۔

گرفتاری کی کوشش: اس دوران ”خلیفہ مکتفی“ کا فرمان عبید اللہ مہدی کی گرفتاری کا مصر کے گورنر کے نام صادر ہوا جس میں اس کا حلیہ اور نام لکھا ہوا تھا۔ ان دنوں مصر کا گورنر عیسیٰ نو شری تھا چنانچہ عیسیٰ عبید اللہ مہدی تلاش میں لوگوں کو روانہ کیا اور ایک گونہ اس کو عبید اللہ مہدی کی تلاش میں کامیابی بھی ہوئی لیکن اس کو اس بات کا یقین نہ ہوا کہ یہی شخص ”عبید اللہ مہدی“ ہے اس لئے باجود مطلع ہو جانے اور گرفتار کر لینے کے رہا کر دیا۔ ”عبید اللہ مہدی“ رہائی پا کے نہایت تیزی سے مسافت طے کرنے لگا۔

مہدی طرابلس میں: راستے میں اس کی کتابیں چوری ہو گئیں جن میں اس کے آباء و اجداد کے منقولات تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس کے بیٹے ”ابوالقاسم“ نے ان کتابوں کو ”برقہ“ سے برآمد کر لیا تھا جس وقت اس نے مصر پر فوج کشی کی تھی الغرض جس وقت ”عبید اللہ مہدی“ طرابلس پہنچا اور اس کے تاجر ساتھی اس سے علیحدہ ہوئے اُس وقت ”عبید اللہ مہدی“ نے ابوالعباس (ابو عبد اللہ شیعہ کے بھائی) کو ”ابو عبد اللہ شیعہ“ کے پاس انہی تاجروں کے ہمراہ کتامہ روانہ کیا۔

ابوالعباس کی گرفتاری: ابوالعباس ”طرابلس“ سے روانہ ہو کے قیروان پہنچا مگر اس کے پہنچنے سے پہلے زیادۃ اللہ کو ”عبید اللہ مہدی“ اور اس کے ساتھیوں کی خبر مل گئی تھی اور یہ ان کی تلاش میں تھا۔ چنانچہ ابوالعباس نے لاعلمی ظاہر کی چنانچہ زیادۃ اللہ نے جھٹلا کر اسے جیل میں ڈال دیا اور گورنر طرابلس کو حکم بھیجا کہ عبید اللہ مہدی کو جس کا حلیہ اس طرح کا ہے فوراً گرفتار کر لو۔

مہدی کا فرار: اتفاق سے عبید اللہ مہدی کو اس کی خبر مل گئی۔ تو وہ طرابلس سے قسطنطنیہ چلا گیا پھر وہاں سے نکل کر ابو عبد اللہ شیعہ کے بھائی ابوالعباس کے خیال سے جو قیروان میں قید تھا ”سلجماسہ“ جا کر قیام کیا ان دنوں ”سلجماسہ“ کی حکومت الیسع بن مدرار کے قبضہ اقتدار میں تھی ”الیسع“ نے عبید اللہ مہدی کی ہجرت قیروان و عزت کی اس کے بعد ہی ”زیادۃ اللہ“ کا خط کہا جاتا ہے یہ خلیفہ مکتفی کا فرمان تھا الیسع کے پاس پہنچ گیا جس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ یہی شخص ”مہدی“ ہے اور حکومت و خلافت کا دعوے دار ہے اور کتامہ کا داعی ہے چنانچہ الیسع نے ”عبید اللہ مہدی“ کو فوراً گرفتار کر لیا۔

ابو عبد اللہ کا سطیف پر قبضہ: ان واقعات کے بعد ”ابو عبد اللہ شیعہ“ نے ابو خوال کے مارے جانے کے بعد جو اس سے لڑ رہا تھا سارے کتامہ کو جمع کیا اور ان کو آفات حرب سے مسلح و آراستہ کر کے ”سطیف“ پر حملہ کر دیا سطیف میں ان دنوں علی بن جعفر بن عسکوجہ ”حکمرانی“ کر رہا تھا اور اس کا بھائی ”ابوالحبیب“ بھی وہیں موجود تھا۔ اور عبد اللہ ایک عربی تک سطیف کا محاصرہ کئے رہا آخر کار طاقت سے اس پر قبضہ کر لیا۔ داؤد بن جاثہ ”کا سردار“ اس وقت ”سطیف“ ہی ٹھہرا ہوا تھا یہ اس زمانہ میں یہاں آ گیا تھا جس وقت کتامہ کے بعض سردار آ گئے تھے۔ اہل سطیف کے ساتھ اس نے بھی ”ابو عبد اللہ شیعہ“ سے امن کی درخواست کی تھی اور ابو عبد اللہ شیعہ نے امن دے دیا تھا۔ ابو عبد اللہ نے شہر ”سطیف“ میں کامیابی کے ساتھ داخل ہو کر شہر کو مہندم کر دیا اور قلعہ کو مسمار کر کے زمین دوز کر دیا۔

ابو عبد اللہ اور ابن خشنش کی جنگ: زیادۃ اللہ کو اس کی خبر ملی تو فوجیں مرتب کر کے اپنے ایک قریبی رشتہ دار ابراہیم کرتی ہوئی قسطنطنیہ پہنچی۔

اور وہیں مقیم ہو گئی اس وقت فریق مخالفت اونچے اونچے پہاڑوں کی چوٹیوں پر پناہ گزیں تھے ابراہیم نے اپنی فوج کو حملہ کا حکم دے دیا۔ چونکہ پہاڑ کی چڑھائی تھی لہذا کامیابی نہ ہوئی اور پسپا ہو کر لوٹی۔ شہر یلمہ کے میدان میں دونوں حریف پھر گئے۔ ابراہیم کی فوج کو شکست ہو گئی اور وہ شکست کھ کر ”باغیہ“ بن گئی اور وہاں سے قیروان چلی گئی۔ ابو عبد اللہ شیعہ نے کتامہ کے چند معتبر اور با اعتماد آدمیوں کو ”بشارت فتح“ دے کر مہدی کے پاس نہ آیا یہ لوگ مسافت طے کر کے خفیہ طور سے مہدی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور لڑائی اور کامیابی سب واقعات عرض کئے۔

ابو عبد اللہ کی مزید کامیابیاں: اس کامیابی کے بعد ابو عبد اللہ شیعہ نے ”شہر طنبہ“ امان کے ساتھ فتح ہو گیا اس کے بعد ابو عبد اللہ نے شہر یلمہ کی طرف قدم بڑھائے جہاں پر ابراہیم کی فوج کا اس سے مقابلہ ہوا تھا۔ چنانچہ ”ابو عبد اللہ“ نے تلواریں کے زور پر اس کو بھی فتح کر لیا۔ زیادہ اللہ نے اس طوفان کی روک تھام اور فرو کرنے کے لئے ہارون طنبی ”گورنر باغیہ کو ایک فوج دے کر روانہ کیا ہارون“ ”زیادہ اللہ“ سے رخصت ہو کر شہر ”ازموں“ پہنچا مگر اہل ازموں ابو عبد اللہ کے علم حکومت کے مطیع تھے لہذا مقابلہ پر آ گئے۔ ہارون نے ان کو شکست دے کر ازموں کی شہر پناہ کو مہندم اور شہر کولوث کر ”تاخت و تاراج“ کر دیا ”عروہ بن یوسف“ (یہ ابو عبد اللہ کے حامیوں میں سے تھا) نے یہ خبر پا کے ہارون پر حملہ کر دیا۔ ہارون کو ”عروہ“ کے حملہ کی کچھ خبر نہ تھی۔ لہذا شکست کھا کر بھاگا اور پکڑ بھکڑ میں مارا گیا۔

تجربت کی فتح: اس کے بعد ابو عبد اللہ شیعہ نے ”شہر تجت“ کو یوسف غسانی کے ذریعہ فتح کیا شہر ”تجت“ کا لشکر بھاگ کر قیروان پہنچ گیا پھر ابو عبد اللہ کی حکمت عملی اور عالمانہ تدبیروں سے عوام الناس میں اس کی انصاف پسندی، وعدہ پورا کرنے اور امان دینے کی خبر جیسے ہی مشہور ہوئی۔ قرب وجوار کے رہنے والوں نے حاضر ہو کر امن حاصل کر لیا۔ بازار یوں اور اوباشوں نے زیادہ اللہ کو پریشان کرنا شروع کر دیا۔ زیادہ اللہ نے ان بغاوتوں اور شور و شوش کو فرو کرنے کے لئے فوجوں کو متعین کیا اور جتنا روپیہ خزانہ میں تھا رعایا کی اصلاح اور لشکر کی ترتیب میں خرچ کر کے ۲۹۵ھ میں خود ابو عبد اللہ کو زیر کرنے نکل کھڑا ہوا۔ ”اریس“ پہنچ کر پڑاؤ کیا مگر کچھ سوچ سمجھ کر مقابلہ کرنے سے میں ہچکچانے لگا دو ساتھیوں نے قیروان واپس چلنے کی رائے دی۔ چنانچہ بغیر کسی مقابلہ اور لڑائی کے منزل کو چھوڑ کر تاروا قیروان واپس آ گیا۔ قیروان پہنچ کر جب ذرا اس کے ہوش درست ہوئے تو اس نے ”ابراہیم بن ابی الغلب نامی“ ایک شخص کو جو اس کا رشتہ دار تھا لشکر کا سردار بنا کے اریس کی جانب روانہ کیا اور وہیں پر قیام کرنے کا حکم دیا۔

باغیہ کی فتح: اس واقعہ بعد ”ابو عبد اللہ شیعہ“ نے ”باغیہ“ پر حملہ کیا گورنر باغیہ یہ خبر کر بھاگ گیا اور اہل ”باغیہ“ نے اطاعت قبول کر لی اور وہ صبح کے ساتھ فتح ہو گیا۔

قرطاجہ کی فتح: ابو عبد اللہ شیعہ نے اسی دوران ایک فوج شہر قرطاجہ کو فتح کرنے کے لئے روانہ کی چنانچہ یہ بھی تلواریں کے زور سے فتح ہو گیا قرطاجہ کا حکم مارا گیا۔ بازار لوٹ لئے گئے ان مقامات کے فتح ہو جانے سے ابو عبد اللہ کی قوت بہت بڑھ گئی فوجیں بھی باقاعدہ ہو گئیں۔ جو صلے بھی بڑھ گئے۔ فتوحات کا دائرہ وسیع کرنے کے خیال سے اپنی فوج کو پورے افریقہ میں پھیلا دیا۔ نقرہ کے قبائل کو ایک قیامت کا سامنا تھا خونریزی اور غارتگری کے دروازے کھلے ہوئے تھے۔ چنانچہ جنگ اور مجبور ہو کر اہل ”نیقاش“ نے امن کی درخواست کی چنانچہ ابو عبد اللہ شیعہ نے ان کو امن دے کر ان پر صواب بن ابوالقاسم سکتانی کو مقرر کیا۔ اتنے میں ابراہیم بن ابی الغلب (زیادہ اللہ کا سپہ سالار) پہنچ گیا۔ اور لڑائی چھڑ گئی، دو ایک ہی لڑائی لڑ کر دونوں فریق الگ ہو گئے۔

خصرین وغیرہ پر قبضہ: ابراہیم کے علیحدہ ہونے پر ابو عبد اللہ نے اپنی فوج کو بہت حصوں پر تقسیم کر کے باغیہ، ”سکتانہ“ اور رتبہ کی طرف روانہ کیا۔ چنانچہ امان کے ساتھ یہ علاقے بھی فتح ہو گئے۔ اس کے بعد قومودہ کے قصرین پر فوج کو حملہ کرنے کا اشارہ کیا۔ ”اہل قصرین“ نے امن حاصل کر کے شہر کو اپنے حملہ آور حریف کے حوالہ دیا۔ ”ابو عبد اللہ شیعہ“ ان علاقوں کو فتح کر کے رقادہ کی جانب بڑھا۔ ابراہیم بن ابی الغلب کو زیادہ اللہ کی فوج کی سے خطرہ پیدا ہو گیا کہ کہیں ابو عبد اللہ سے اس کو شکست دیکھنا نہ پڑے۔ یہ خیال آتا تھا کہ اپنی فوج کو تیاری کا حکم دے دیا اور نہایت جلدی سے ”ابو عبد اللہ شیعہ“ کے بڑھتے ہوئے سیلاب سے مقابلہ کرنے میدان جنگ میں آ گیا۔ ابو عبد اللہ اور ابراہیم کی متعدد اور سخت لڑائیاں ہوئیں مگر آخری

فیصدہ کسی ٹرائی میں نہ ہوا چنانچہ ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے ابو عبد اللہ شیعہ ”انچیان“ کی جانب لوٹ گیا اور ابراہیم ”ارلس“ کی طرف دہا۔

قسطنطنیہ پر حملہ۔ پھر دوبارہ ابو عبد اللہ شیعہ نے اپنی فوجوں کو آراستہ کر کے قسطنطنیہ پر چڑھائی کی ایک مدت ہی صرے اور بہت سی طور سے فتح کر کے ”باغایہ“ واپس آ گیا۔ اور ”باغایہ“ اپنی فوج کے بڑے حصہ کو ”ابو مکہ ولہ جلی“ کی ماتحتی میں چھوڑ کر ”انچیان“ کی جانب روانہ ہو گیا ابراہیم بن ابی اغلب کو اس کی خبر ملی تو فوراً ”باغایہ“ کا رخ کر دیا ابو عبد اللہ شیعہ نے اس سے مطلع ہو کر ابو مدینی بن فرخ بھیجی کو عروہ بن یوسف ملوش اور جہ بن ابی قنہ کے ساتھ بارہ ہزار فوج کے ساتھ باغایہ کو بچانے روانہ کر دیا۔ چنانچہ ابراہیم بن ابی اغلب اور ابو عبد اللہ شیعہ کی فوج کی ٹرائی چھڑ گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ابراہیم بن ابی اغلب بنیل و مرام ”باغایہ“ سے واپس چلا گیا اور ابو عبد اللہ شیعہ کا لشکر فتح العرعر تک تعاقب کر کے واپس آ گیا۔

قیروان اور رقادہ کی فتح: ۲۹۶ھ میں ابو عبد اللہ شیعہ نے دو لاکھ فوج کے ساتھ ابراہیم بن ابی اغلب پر اریس میں حملہ کیا۔ عرصے تک ٹرائی ہوئی رہی۔ آخر کار ابراہیم شکست کھا کر قیروان کی جانب بھاگ گیا اور اس کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا گیا۔ ابو عبد اللہ شیعہ اریس میں قتل و غارت کرتا داخل ہو اور دل کھول کر بر باد کیا۔ دو چار دن قیام کر کے ”ارلس“ سے کوچ کر کے قومہ پہنچا جب اس کی خبر ”زیادۃ اللہ کوٹلی“ تو وہ اس وقت یہ ”رقادہ“ گھر گھر کر مشرق کی طرف بھاگ گیا۔ عوام الناس اور بازار یوں نے اس کے محل کو لوٹ لیا اور اہل رقادہ پریشان ہو کر قیروان ”اوسوسہ کی طرف چلے گئے۔ اس کے بعد ابراہیم بن ابی اغلب ”قیروان“ میں داخل اور قصر امارت میں جا کر ٹھہرا پھر لوگوں کو جمع کر کے سمجھایا اور ان لوگوں سے مالی امداد دینے کی بیعت لینے کا ارادہ ظاہر کیا۔ خواص تو خاموش رہے مگر عوام الناس شور و غل مچانے لگے ابراہیم بن ابی اغلب اہل قیروان سے نکل کر اپنے آقائے نعمت کے پاس چلا گیا اور ”عبد اللہ شیعہ کو ان لوگوں کے بھاگنے کی خبر ”سبیہ“ میں ملی تو اسی وقت ”رقادہ“ کی طرف کوچ کر دیا۔

ابو عبد اللہ کا استقبال: عروہ بن یوسف ”اور حسن بن ابی خنزیر وغیرہ بھی یہیں آ گئے اہل رقادہ اور قیروان نے انتہائی گرمجوشی سے اپنے نئے حکمران کا استقبال کیا۔ دعوتیں کیں۔ خوشیاں منائیں اور شہر میں چراغاں کیا۔ ابو عبد اللہ شیعہ نے بھی ان لوگوں کو جان و مال کی امان دی۔ عزت افزائی کی یہ واقعہ ماہ رجب ۲۹۶ھ کا ہے۔ بہر حال وہ خوشی خوشی قصر امارت میں مقیم ہو گیا اور اپنے بھائی ”ابو العباس“ کو قید کی مصیبت سے رہائی دلائی اور امن و امان کا اعلان کر دیا۔ امراء، رؤساء اور عوام الناس جو جنگ کے خوف سے ادھر ادھر ہو گئے تھے واپس آ کر اپنے اپنے گھروں پر آ گئے اور شاہی عمارتوں، جان کے خوف سے ادھر ادھر بھاگ گئے۔ ابو عبد اللہ شیعہ نے شہر کے مکانات کو کٹامہ پر تقسیم کر دیا چنانچہ کٹامہ اطمینان کے ساتھ ان گھروں میں رہنے لگے۔

سجلماسہ کی طرف روانگی: جنگ کے خاتمے اور شہر پر قبضہ کرنے کے بعد ”زیادۃ اللہ“ کا مال و اسباب اور آلات حرب ”جمع کئے گئے“ ابو عبد اللہ شیعہ نے اس پر ایک سرسری نظر ڈالی اور ان کی لونڈیوں کی حفاظت کا حکم دیا اتنے میں ”سجلماسہ“ آ گیا۔ خطیبوں نے پوچھا کہ کس کے نام کا خطبہ پڑھائے جائے؟ ابو عبد اللہ شیعہ نے کسی کو نامزد نہ کیا۔ لیکن جو مکہ و ہلویا تھا۔ اس کے ایک طرف ”جہ اللہ“ اور دوسری طرف ”تفرق اعداء اللہ“ چھپ ہوا تھا ہتھیاروں پر ”عدۃ فی سبیل اللہ“ اور گھوڑوں پر ”الملک اللہ“ لکھوایا تھا۔ رقادہ میں چند دن قیام کر کے عبید اللہ مہدی کی تلاش میں ”سجلماسہ“ کی جانب چل پڑا۔ روانگی کے وقت افریقہ پر بطور نائب اپنے بھائی ”ابو العباس“ کو مقرر کر گیا۔ ”ابوزا“ کی تمام بن معارک ”الجاللی بھی ابو العباس کے پاس چھوڑ دیا گیا تھا۔ اہل مغرب کو اس سے بے حد خوشی ہوئی۔ ”زناتہ“ یہ سن کر کہ ”ابو عبد اللہ شیعہ“ ”سجلماسہ“ جا رہا ہے راستہ سے ہٹ گئے اور گزر جانے کے بعد اطاعت و فرمانبرداری کا پیغام بھیجا ”ابو عبد اللہ شیعہ“ نے منظور کر لیا۔ ”سجلماسہ“ کے قریب پہنچ کر ”السیع بن مدرارہ“ (گورنر سجلماسہ) کے پاس ایک قاصد بھیجا خوشامد اور منت کا خط لکھا۔

السیع کی شکست اور فرار: ”السیع نے خط کو پھاڑ کے قاصد کو قتل کر دیا۔ اور وہیں مرتب کر کے جنگ کے لئے نکل کھڑا ہوا۔ جس وقت دونوں فوجیں مقابلہ پر آئیں تو اتفاق سے ”السیع“ کی فوج بھاگ کھڑی ہوئی مجبوراً ”السیع“ اور اس کے ساتھی بھی بے سروسامانی کے ساتھ بھاگ گئے اگلے دن اہل شہر ”ابو عبد اللہ شیعہ“ سے ملنے آئے اور انتہائی تعظیم و توقیر سے شہر میں لے گئے۔

عبید اللہ مہدی کی رہائی: ”ابو عبد اللہ شیعہ“ شہر میں داخل ہوتے ہی سیدھے جیل میں چلا گیا جہاں پر عبید اللہ مہدی اپنے بیٹے سمیت قید تھے۔ اور ان دونوں کو قید سے نکالا اور ”عبید اللہ شیعہ“ تھا۔ خوشی کے مارے رو رہا تھا اور یہ کہہ رہا تھا ”ہذا مولانا کم۔“ ”ہذا مولانا کم۔“ ترجمہ یہ مہدی آقا ہے یہ تمہارا آقا ہے۔ یہاں تک اپنی قیام گاہ پہنچا۔ اور عبید اللہ مہدی کو اپنے خاص خیمہ میں ٹھہرایا اور سپاہیوں کو ”السیع“ کی رفقاری پر مقرر کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ”السیع“ کو پکڑ کر لایا گیا۔ ابو عبد اللہ نے اس کے قتل کا حکم دے دیا چنانچہ مار ڈالا گیا۔

مہدی کی روانگی اور بیعت: ابو عبد اللہ اور عبید اللہ مہدی چالیس دن تک ”سجاسہ“ میں مقیم رہے اس کے بعد افریقہ کی جانب کوچ کر دیا۔ رفتہ رفتہ ”انکچان“ پہنچے ابو عبد اللہ شیعہ نے جتنا مال و اسباب اور زر نقد جمع کر رکھا تھا عبید اللہ مہدی کے حوالے کر دیا۔ چند دن قیام کر کے رقادہ روانہ ہوئے اور ۲۹ھ ربیع الثانی میں رقادہ پہنچ گئے۔ اہل قیروان نے حاضر ہو کر اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار کیا یہیں پر ”عبید اللہ مہدی“ کی خلافت و اہرت کی بیعت عامہ لی گئی۔ اور اس کی حکومت و سلطنت کی استحکام و استقلال کے ساتھ بنیاد پڑ گئی تھی۔ ”عبید اللہ مہدی“ نے اپنے پیچوں کو پورے افریقہ میں پھیل دیا۔ جن لوگوں نے اس کی دعوت کے خوف سے قبول کی ان کی تعداد کم تھی۔ لونڈیوں اور مال و اسباب کو ”اہل کتامہ“ میں تقسیم کر دیا، جاگیریں دیں، پھر دفاتر اور محکمہ جات (مال و دیوانی کے) قائم کئے، خراج وصول کرنے کے قواعد بنائے ملک کو صوبوں پر تقسیم کر کے ان پر عمال مقرر کئے، مکنوں بن، ضبارہ احوال کو طرابلس کی طرف روانہ کیا اور صقلیہ کی طرف حسن بن احمد ابی خنزیر بھیجا۔ اسحاق بن منہال کو ”عہد قضا“ عطا کیا اور اس کے بھائی کو ”ہیت“ کا گورنر بنایا۔ ۲۹۸ھ میں حسن بن احمد نے دریا کو ساحل شمالی کی جانب سے عبور کیا اور ”قسلسوریہ“ یعنی فرانس کے مقبوضہ علاقوں میں قیام کر کے اہل فرانس کو تنگ کرنے لگا۔ آخر اسی سال کامیابی کے ساتھ صقلیہ کی طرف لوٹا۔ چونکہ دماغ میں اس کامیابی سے نخوت سمائی تھی اس لئے اہل صقلیہ کے ساتھ خامانہ برتاؤ کرنے لگا۔ اہل صقلیہ نے اچانک حملہ کر کے گرفتار کر لیا اور عبید اللہ مہدی کی خدمت میں محذرت کا خط بھیجا۔ ”عبید اللہ مہدی“ نے ان لوگوں کے عذر قبول کر لئے۔ اور صقلیہ میں اس کی جگہ ”علی بن عمر بلوی“ کو متعین کیا چنانچہ علی، آخری ۲۹۹ھ میں صقلیہ پہنچ گیا۔

عبید اللہ مہدی اور ابو عبد اللہ شیعہ کی مخالفت: جس وقت افریقہ میں ”عبید اللہ مہدی“ کی حکومت کو ایک گونہ استقلال اور استحکام حاصل ہو گیا اور اس کے رعب و داب کا سکہ لوگوں کے دلوں پر بیٹھ گیا تو اس نے ”ابو عبد اللہ شیعہ“ اور اس کے بھائی ابو العباس کو جو ہر کام میں پیش پیش اور امور سلطنت و سیاست پر مستولی اور حاوی ہو رہے تھے چہرہ دستی نے جا خود سری سے روکنا شروع کر دیا۔ یہ بات ان دونوں بھائیوں کو ناگوار گزری۔ چنانچہ ابو العباس جوش میں آکر جو کچھ اس کے دل میں تھا کہنے لگا مگر ابو عبد اللہ شیعہ نے منع کیا مگر ابو العباس نے توجہ نہ کی اور آہستہ آہستہ اس کو بھی اپنی رائے کی جانب مائل کرنے لگا۔

شیعہ اور اس کے بھائی کے خیالات: تھوڑے ہی عرصے میں ”ابو عبد اللہ شیعہ“ بھی اپنے بھائی ابو العباس کی رائے سے متفق ہو گیا۔ کسی ذریعہ سے یہ خبر عبید اللہ مہدی کو ہوئی لیکن یقین نہ ہوا۔ لیکن اس خبر سے کچھ ہوشیار اور چوکنا ہو گیا۔ اور درپردہ ”ابو عبد اللہ شیعہ“ کی حرکات اور سکنات پر نظر رکھنے لگا۔ اس کے بعد ابو عبد اللہ شیعہ کو لوگوں سے میل جول زیادہ رکھنے اور عوام الناس سے اختلاط کرنے سے یہ کہہ کر منع کیا کہ اس سے حکومت و سلطنت کا رعب و داب ختم ہو جائے گا، نرمی اور پیار سے کئی بار سمجھایا۔ مگر ابو عبد اللہ شیعہ نے توجہ نہیں کی بلکہ دونوں بھائیوں کی نیتیں بدل گئیں۔

ابو عبد اللہ اور ابو العباس کی دست درازیاں: اور کتامہ کو عبید اللہ مہدی کے خلاف ابھارنا شروع کر دیا اور یہ سمجھنے لگے کہ یہ وہ امام معصوم نہیں ہے جس کی اہرت اور حکومت کی ہم نے تمہیں دعوت دی تھی۔ ہم اس کے ظاہری برتاؤ سے دھوکہ کھا گئے یہ بڑا لالچی اور دنیا دار شخص ہے۔ دیکھو تمہارا اتنا مال و اسباب جس کو ”انکچان“ میں ہم نے معصوم کے لئے تم سے لیا تھا۔ وہ اس نے دبا لیا۔ تم لوگ اگر تیار ہو جاؤ تو ہم اس کو ابھی نکال دیں گے۔ اہل کتامہ تو اس کے ہاتھ میں کٹھ پتلی تھے فوراً بھڑا گئے چنانچہ اس نے انہی میں سے ایک شخص کو جو ”شیخ المشائخ“ کے لقب سے معروف تھا۔

مہدی کے ہاتھوں شیخ المشائخ کا قتل: شیخ المشائخ نے عبید اللہ مہدی کے پاس جا کر سوال کیا ”چونکہ ہم لوگوں کو آپ کے بارے میں شک و شبہ پیدا ہو گیا ہے کہ آپ امام معصوم نہیں ہیں۔ اس لئے آپ ہم کو اپنی امامت کی کوئی نشانی دکھاؤ چنانچہ عبید اللہ مہدی سمجھ گیا ہونہ ہو یہ ابو عبد اللہ کا

گل کھلایا ہوا ہے اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ بلکہ ایک غلام کو اشارہ کر دیا، اس نے لپک کر شیخ المشائخ کا سر اتار لیا۔ اس واقعہ سے اہل کتامہ کا شبہ پابو گیا اور وہ سب کے نسب عبید اللہ مہدی کے قتل پر قتل گئے اور اس سازش میں ابوزا کی تمام بن معارک وغیرہ جیسے کتامہ کے سرداروں کو بھی شریک کر دیا۔

ابوزا کی قتل۔ عبید اللہ مہدی کو اس کی خبر مل گئی چنانچہ وہ دل جوئی کے خیال سے نرمی اور بہادری سے پیش آنے لگا۔ اور انہی سرداروں میں سے جو اس سازش میں شریک تھے بعض حکومت دے کر دوسرے شہروں میں بھیج دیا۔ چنانچہ ابوزا کی تمام بن معارک کو طرابلس بھیجا اور کنون گورنر طرابلس کو در پردہ حکم دے دیا کہ ابوزا کی تمام بن معارک کا پیچھے ہی کام تمام کر دینا۔ چنانچہ جب ابوزا کی طرابلس پہنچا تو گورنر طرابلس نے اسے قتل کر دیا۔

ابو عبید اللہ کا قتل۔ اس کے بعد عبید اللہ مہدی کو ابن العزیم پر سازش کا شبہ پیدا ہوا یہ شخص زیادۃ اللہ، مصاحب تھا عبید اللہ مہدی نے اس کو بھی قتل کر دیا اور اس کا مال و اسباب ضبط کر لیا۔ اس میں زیادۃ اللہ کے مال کا بھی بڑا حصہ شامل تھا ان تدبیروں کے بعد بھی ان دونوں بھائیوں کا جوش ٹھنڈا نہ ہوا اور وہ مسلسل اس کی مخالفت کرتے رہے تب عبید اللہ مہدی نے عروبہ بن یوسف اور اس کے بھائیوں کا حباسہ کو خلوت خاص میں بلا کر ابو عبید اللہ شیعہ اور اس کے بھائی قتل کرنے کا حکم دیا۔ عروبہ اور حباسہ اس حکم کے تعمیل کرنے کے لئے قصر امارت کے ایک کونے میں جا کر گئے اور جب ”ابو عبید اللہ شیعہ“ آیا تو عروبہ نے حملہ کر دیا۔ ابو عبید اللہ شیعہ بولا ”عروبہ! تم یہ کام کس حکم سے کر رہے ہو،“ جواب دیا جس کی اطاعت کا تم نے ہمیں حکم دیا تھا۔ ابو عبید اللہ شیعہ کی زبان سے کوئی بات نکلنے نہیں پائی تھی کہ عروبہ اور حباسہ کتے کی طرح چھپے اور عبید اللہ کو اس کے بھائی سمیت مار کر ڈھیر کر دیا یہ واقعہ پندرہویں جمادی الثانی ۳۹۸ھ کا ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ عبید اللہ مہدی نے ابو عبید اللہ شیعہ کی نمازہ جنازہ پڑھائی اور اس کے حق میں دعائے مغفرت کی تھی۔

عبید اللہ مہدی کی مجبوری: عبید اللہ مہدی کو ”ابو عبید اللہ شیعہ“ کے قتل پر جن بات نے تیار کیا تھا وہ ابو العباس ابو عبید اللہ شیعہ کے بھائی کی مخالفت اور ناعاقبت اندیشی تھی۔ ”عبید اللہ مہدی“ نے مجبوراً ان دونوں بھائیوں کو قتل تو کر دیا لیکن ان دونوں کے قتل سے ایک عام شورش پھیل گئی۔ دوست و احباب بدلہ لینے اٹھ کھڑے ہوئے۔ عبید اللہ مہدی ہنگامہ ٹھنڈا کر لینے کے لئے سوار ہوا۔ چنانچہ شورش فرد ہو گئی۔ اس کے بعد دوسرا ہنگامہ اہل کتامہ اور اہل قیروان کے درمیان پیدا ہوا قتل و غارتگری کے دروازے کھل گئے۔ ”عبید اللہ مہدی“ نے اپنی طاقت اور حکمت عملی سے اس کو بھی رفع دفع کر دیا اور مصلحتاً مبلغین کو روک دیا کہ اکثر لوگوں کو مذہب شیعہ کی دعوت اور تلقین نہ کی جائے۔

زیادۃ اللہ کے بعد بنی اغلب کا ایک گروپ مختلف اغراض کے حصول کے لئے دوسرے مقامات پر گیا ہوا تھا باجنگ کے زمانے میں دھڑا دھڑا بھاگ گیا تھا دوبارہ رقادہ میں واپس آ گیا۔ مگر عبید اللہ مہدی نے ان سب کو قتل کر دیا۔

ابو القاسم نزار کی ولی عہدی:۔ ابو عبید اللہ شیعہ کے مارے جانے کے بعد عبید اللہ مہدی نے اپنے بیٹے ابو القاسم نزار کی ولی عہدی کا باضابطہ اعلان کر دیا برقہ اور اس کے مضافات کی سند حکومت ”حباسہ بن یوسف“ کو دی مغرب پر اس کے بھائی عروبہ بن یوسف کو مقرر کیا اور ”باغایہ“ میں قیام کرنے کی ہدایت کی چنانچہ عروبہ نے ”باغایہ“ پہنچ کر ہرات پر حملہ کیا اور طاقت سے اس کو فتح کر لیا، دو اس بن صولات مہیش کو اس کی حکومت عنایت کی۔

کتامہ کے شیعہ کی بغاوت:۔ ان واقعات کے بعد شیعان کتامہ میں ”ابو عبید اللہ شیعہ“ کے مارے جانے کا جوش پھر دوبارہ پیدا ہو گیا ایک نو عمر لڑکے کو امیر بن کر ”مہدی“ کا لقب دیا گیا۔ دعویٰ یہ کیا کہ نبی ہے اور ”ابو عبید اللہ شیعہ“ کا انتقال نہیں ہوا۔ عبید اللہ مہدی نے اپنے بیٹے ابو القاسم کو ”شیعان کتامہ“ کو ہوش میں لانے پر مقرر کیا۔ شیعان کتامہ اور ابو القاسم کی لڑائی ہوئی ایک سخت و خنزیر جنگ کے بعد اہل کتامہ کو ہزیمت شکست ہوئی وہ نزار کا جس کو ”شیعان کتامہ“ نے کھڑا کیا تھا قتل کر دیا گیا اور کتامہ بے حد پامال کئے گئے۔

طرابلس کی بغاوت:۔ پھر ۳۹۸ھ میں ”اہل طرابلس“ نے بغاوت کر دی اور اپنے گورنر ”ماکون“ کو مار پیٹ کر نکال دیا۔ عبید اللہ مہدی نے اپنے بیٹے ابو القاسم کو یہ ہنگامہ فرد کرنے روانہ کیا چنانچہ ابو القاسم نے ایک طویل عرصے کے محاصرے اور جنگ کے بعد ایک سخت اور مہم خوریزی سے

حاکمیت سے فتح کر لیا۔ تین لاکھ دینار سرخ جنگ کا تاوان وصول کئے۔

مصر پر حملہ ان بغاوتوں اور آئے دن کی سرکشیوں کے ختم ہونے پر ابوالقاسم نے فوجیں مرتب کیں اور جنگی کشتیوں کے بیڑے درست کئے اور اپنے بزرگ باپ ”عبید اللہ مہدی“ سے اجازت حاصل کر کے ۳۰۱ھ میں اسکندریہ اور مصر کی جانب بڑھا۔ دوسو کشتیوں کا بیڑہ دریا کے راستے روانہ کیا جس کا سردار ”حباسہ بن یوسف“ تھا۔ حباسہ نے پہنچتے ہی برقہ اور اس کے بعد اسکندریہ اور قیوم پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔ دار الخلافہ بغداد میں اس کی خبر ملی تو خلیفہ مقتدر نے سبکتگین اور منس خادموں کو ایک عظیم فوج کے ساتھ اس مہم پر روانہ کیا۔ دونوں فوجوں میں متعدد لڑائیاں ہوئیں آخر کار سبکتگین اور منس نے اپنے مخالف کو ملک مصر سے نکال دیا اور مغربی فوجیں اپنے ملک واپس آ گئیں۔

حباسہ اور طروبہ کا قتل: ۳۰۲ھ میں حباسہ نے دوبارہ اسکندریہ پر حملہ کیا۔ دار الخلافہ بغداد سے ”منس خادم“ کو اس کی روک تھام کا حکم صادر ہوا۔ حباسہ اور منس میں کئی لڑائیاں ہوئیں۔ آخری نتیجہ نکلا کہ منس کو فتح نصیب ہوئی۔ تقریباً سات ہزار فوج ”حباسہ“ کی لڑائیوں میں ماری گئی۔ سخت پریشانی اور اضطراب کے ساتھ ملک مغرب واپس گیا اور عبید اللہ مہدی نے کوئی جھوٹا الزام لگا کر اسے مار ڈالا۔ عروبہ کو اپنے بھائی کے مارے جانے سے انتقام کا جوش پیدا ہوا گیا اس نے وہ فوراً ملک مغرب میں علم مخالفت و بغاوت بلند کر دیا۔ ”کتابہ“ اور بربر کا جم غفیر اس کے پاس مجتمع ہو گیا۔ عبید اللہ مہدی نے اپنے خادم ”غالب“ کو اس طوفان کو روکنے پر مقرر کیا چنانچہ غالب نے عروبہ کو شکست دے دی، اور اس کو اس کے چچا زاد بھائیوں اور بے شمار ساتھیوں کو جو بے شمار اور لاتعداد تھے قتل کر دیا۔

صقلیہ کی بغاوت: عروبہ کے مارے جانے کے بعد صقلیہ میں بغاوت پھوٹ نکلی۔ گورنر صقلیہ ”علی بن عمر کو نکال دیا گیا۔

باغیوں نے متفق الرائے ہو کر ”احمد بن قہرب“ نامی ایک شخص کو اپنا امیر بنایا اور عبید اللہ مہدی سے منحرف ہو کر ”خلیفہ مقتدر عباسی“ کی خدمت میں اطاعت کے اظہار کا خط بھیجا، یہ واقعہ ۳۰۴ھ کا ہے۔ عبید اللہ مہدی نے یہ سن کر جنگی کشتیوں کا ایک بیڑہ حسن بن ابی خزیرہ...۔۔۔ صقلیہ کی بغاوت فرد کرنے کے لئے روانہ کیا۔ ”احمد بن قہرب“ کے بیڑے سے ٹکراؤ ہو گیا اور کامیابی کا مہر احمد بن قہرب کے سر پہا۔ حسن بن ابی خزیرہ کو شکست ہوئی اور مارا گیا۔ اس کے بعد اہل صقلیہ کو عبید اللہ مہدی کی طاقت اور سختی سے خطرہ پیدا ہو گیا۔ چنانچہ عبید اللہ مہدی کی خدمت میں معذرت کا خط روانہ کیا اور ب نے متفق ہو کر احمد بن قہرب کو معزول کر کے زنجیر سے جکڑ کے عبید اللہ مہدی کے پاس بھیج دیا، عبید اللہ نے اپنا دل کو ٹھنڈا کرنے کے لئے ”حسن بن ابی خزیرہ“ کی قبر پر احمد کو ذبح کر دیا اور صقلیہ پر علی بن موسیٰ بن احمد کو امارت عطا کر کے کتابہ کی فوج کے ساتھ صقلیہ روانہ کر دیا۔

مہدیہ نامی نئے شہر کی تعمیر: ... چونکہ عبید اللہ مہدی کو اپنی دولت و حکومت پر خوراج کے مسلط ہو جانے کا خطرہ پیش نظر رہتا تھا اس لئے اس دریا کے ساحل پر ایک شہر تعمیر کرنے کا خیال پیدا ہوا جو اس کے اور اس کے خاندان والوں کے لئے ”بوقت ضرورت پناہ کا ذریعہ“ بنے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ عبید اللہ مہدی نے اس شہر کی بنیاد کے وقت یہ کہا تھا کہ میں اس شہر کو اس غرض سے تعمیر کر رہا ہوں کہ آئندہ کسی وقت ”بنی فاطمہ“ کے لئے ایک گونا گویا طہمیان اور امن کا ذریعہ ہوگا۔ حاضرین کو شہر کے سامنے ایک میدان میں یہ بھی دکھایا تھا کہ فلاں مقام تک ”صاحب الحمار“ یعنی ابویزید خارجی آئے گا اور شہر آباد کرنے کی جگہ تجویز کرنے کے لئے سوار ہو کر نکلا۔ تجویز کرتے کرتے تیونس اور قرطاج پہنچ گیا ہے اور سرزمین بر کصورہ کے قریب ایک جزیرے کو شہر آباد کرنے کے لئے منتخب اور پسند کر لیا چنانچہ سنگ بنیاد نصب کر کے شہر ”مہدیہ“ کی تعمیر اور آبادی ۳۰۳ھ کے آخر شروع کر دی دار السلطنت مجلسرۃ، اور شہر پناہ بنوائی۔ شہر پناہ کے دروازے لوہے کے بے حد مضبوط اور وزنی بنوائے دروازے کے ہر ایک پٹ کا وزن سو سو قنطار تھا۔

مہدی کی پیش گوئی: جب شہر پناہ اور فصیل تیار ہو گئی تو ایک دن فصیل پر چڑھ کر مغرب کی طرف تیر مارا۔ جہاں وہ تیر جا کر گرا وہ جگہ دکھا کر بولا،، دیکھو اس جگہ تک صاحب الحمار (ابویزید خارجی) آئے گا،، (عبید اللہ مہدی نے گوئی کی تھی) مہدیہ آباد کرنے کے بعد کشتیاں بنانے کا ایک کارخانہ قائم کیا اور نو سو کشتیاں تیار کرائیں، ۳۰۶ھ میں اس شہر کی تعمیر اور آبادی تکمیل کو پہنچ گئی۔ عبید اللہ مہدی ہنس کر بولا،، آج مجھے کوئی فاطمہ کی طرف سے

اظمینان ہو گیا ہے کہ وہ کچھ دنوں کے لئے غیر کے حملوں سے محفوظ اور مامون رہیں گے۔

ابوالقاسم کی شکست۔ اس کے بعد اپنے بیٹے ابوالقاسم کو ایک بڑی فوج کے ساتھ دوبارہ ۳۰۷ھ میں مصر کی جانب بھیجا۔ چنانچہ اس نے اسکندریہ جزیرہ، شمنیں اور صلیعہ کے اکثر علاقے طاقت سے فتح کر لئے اور اہل مکہ کو لکھا کہ میرے علم حکومت کی اطاعت قبول کرو اہل مدینہ قبول نہ کیا چنانچہ دربار خدشت میں ان واقعات کی اطلاع ہو گئی خلیفہ مقتدر نے مونس خادم کو کمانڈر بنا کر ابوالقاسم کی بڑھتی ہوئی قوت کی روک تھام کرنے کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ مونس اور ابوالقاسم کی متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ جن میں کامیابی کا سہرہ مونس کے سر پر ہوا اور ابوالقاسم اور اس کے لشکر کا بڑے بڑے مصر بے رسد و نڈ کی گئی اور دباؤ، اور طرح طرح کی تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑا۔ مجبور ہو کر افریقہ کی جانب لوٹ گیا۔

افریقہ کی تباہی: ابوالقاسم کی واپسی کے پہلے اسی کشتیوں کا بیڑہ ”مہدیہ“ سے اس کی کمک اور امداد کے لئے ”اسکندریہ“ کی طرف روانہ ہو چکا تھا جس کی کمان سلیمان خادم اور یعقوب کتامی کے پاس تھی اور یہ بیڑہ جنگی کشتیوں کا پہنچ بھی گیا تھا مگر ابوالقاسم کو اطلاع نہ ہو سکی۔ ابوالقاسم تو افریقہ کی جانب رو نہ ہو گیا اور اس بیڑہ کا ”رشید“ میں شاہی بیڑے سے مقابلہ ہو گیا جس میں پچیس جنگی کشتیاں تھیں اور طرسوس سے یہ خبر پڑ کر یہ ہو تھا نہایت سخت اور خوریز جنگ کے بعد شاہی بیڑے کو فتح نصیب ہوئی۔ چنانچہ افریقہ کے بیڑے میں آگ لگا دی گئی فوجیں گرفتار کر لیں۔ سلیمان اور یعقوب کو بھی پکڑ لیا گیا یعقوب تو قید میں مصر ہی میں مر گیا اور سلیمان قید خانہ سے افریقہ بھاگ گیا۔

اور لسی حکومت کا خاتمہ: ۳۰۸ھ میں ”عبید اللہ مہدی“ نے مضالہ بن حبوس کو لشکر ”مکناہ“ کا سردار مقرر کر کے مغرب کے علاقوں کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ اس وقت تک ملک ”فاس“ میں ”اور لسیوں“ کی حکومت تھی ”یحییٰ بن اور لیس بن عمرو“ تخت حکومت پر فائز تھا۔ ”مضالہ“ کی س سے جنگیں ہوئیں اور آخر کار مضالہ نے یحییٰ کی خود مختاری چھین کر کے ”عبید اللہ مہدی“ کی اطاعت پر راضی کر لیا۔ اور اپنی قوم میں سے ”موسیٰ بن ابی العافہ“ مکناہی نامی ایک شخص کو مغرب کے صوبوں کا نگران مقرر کر کے واپس آ گیا پھر ۳۰۹ھ میں مغرب پر حملہ کیا اور بقی ماندہ شہروں کو فتح کر لیا۔ ”موسیٰ بن ابی العافہ“ نے یحییٰ بن اور لیس ”گورنر فاس“ کی شکایت جزدی۔ ”مضالہ“ نے اس کو گرفتار کر کے ”فاس“ کو موسیٰ کی گورنری میں شامل کر دیا اور مغرب کے علاقوں سے اور لسی حکومت کا نام و نشان مٹا دیا ”خاندان اور لسی“ کے ممبروں کو فاس کے صوبہ میں کسی مقام پر امن کی صورت نظر نہ آئی لہذا مجبور ہو کر بیچاروں نے ”ریف“ اور ”غمارہ“ کا راستہ لیا اور وہاں پہنچ کر ان لوگوں نے اپنی حکومت کی از سر نو بنیاد ڈالی۔ جیسا کہ ہم ”غمارہ“ کے حالات میں بیان کریں گے۔ انہی میں سے ”بنو حمود“ علوی بھی تھے جو اسونہ کی حکومت کے خاتمے کے وقت قرطبہ پر حاوی و رق بض ہو گئے تھے۔ جیسا کہ اس مقام پر مذکور ہوگا۔ ”مضالہ“ نے اس مہم سے فارغ ہو کر ”سلجماسہ“ پر چڑھائی کر دی اس کے امیر جو ”مدار کناسی“ کی اور دیں سے تھا اور دوست شیعہ کی اطاعت نے منحرف تھا قتل کر دیا اور اپنے چچا زاد بھائی کو وہاں کی حکومت دے دی جیسا کہ آپ ان کے حالات میں پڑھیں گے۔

زناتہ اور مضالہ کی جنگیں: ان واقعات سے اہل مغرب میں ایک خاص قسم کا جوش پیدا ہو گیا تھا۔ ”زناتہ“ اس طوفان کی روک تھام کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے جنگ کی آگ پورے ملک مغرب میں پھیل گئی۔ زناتہ اور مضالہ میں بکثرت لڑائیں ہوئیں۔ ”مضالہ“ انہی لڑائیوں میں محمد بن خرز کے ہاتھ سے مارا جاتا تھا کہ ملک مغرب میں بغاوت پھوٹ نکلی۔ ”عبید اللہ مہدی“ نے یہ ہنگامہ فرو کرنے پر ۳۱۵ھ میں لشکر کتامہ اور سرداران شیعہ کے ساتھ اپنے ابوالقاسم کو مقرر کیا۔ محمد خرز ابوالقاسم کا مقابلہ نہ کر سکا اور اپنے ساتھیوں اور افریقہ کے ریگستان کی جانب چلا گیا۔ چنانچہ ابوالقاسم نے مزانیہ، مطماطہ، ہوارہ، ہداد، ارضیہ، صفریہ اور اطراف تاہرت میں دار الحکومت المغرب الاوسط کو فتح کر لیا مگر کسی کے کان پر جوں نہ رہی اس کے بعد اپنے پُر زور حملوں سے ”ریف کو“ بھی فتح کر لیا۔ شہر ”لکور“ کو بھی ”جو المغرب الاوسط“ کے ساحل کا ایک مشہور شہر تھا فتح کر لیا۔ ”والی جراوہ“ یعنی حسن بن ابی العیش کا محاصرہ کر رہا حسن بن العیش ”اور لیس“ کے خاندان حکومت کا ایک فرد تھا۔ محاصرہ میں ”حسن اور ابوالقاسم میں بہت سی لڑائیاں ہوئیں۔ حسن کو ہر طرح کے مصائب سے مقابلہ کرنا پڑا مگر ابوالقاسم سے شکست کھا گیا بالآخر ابوالقاسم اپنی کامیابی سے مایوس ہو کر واپس چلا گیا۔ شہر مسیدہ سے ہو کر گزرا۔ یہاں پر ”بنو مکلمان“ حکمرانی کر رہے تھے جو ”ہوارہ“ کے خاندان سے تھے چونکہ ان لوگوں کی طرف سے یہ خطرہ پیش نظر تھا کہ کسی نہ کسی وقت یہ

فتنہ و فساد برپا کر دیں گے اس لئے ان لوگوں کو ”قیروان“ کی طرف جلاء وطن کر دیا مشیت الہی میں یہ تھا کہ لوگ آئندہ ”صاحبِ اُخمر“ (ابو یزید خارجی) کے خروج کے وقت اس کے معین اور مددگار بنیں گے اور ایسا ہی ہوا بھی۔

مسیلہ کی دوبارہ تعمیر: ”بنو کلمان“ کو جلاء وطن کرنے کے بعد مسیلہ کو دوبارہ تعمیر اور آباد کرایا اور ”محمدیہ“ کے نام سے موسوم کر دیا۔ علی بن حمدون ”اندلسی“ نے اس کی تعمیر اور آبادی میں اپنی حکومت کے ماہر کار و مگر لگادیئے تھے جس کی وجہ سے ابوالقاسم نے اس کو ”محمدیہ“ اور ”زاب“ کی حکومت عطا کی۔ ”اب میں“ اس نے ایک قلعہ بنوایا اور سامان جنگ اور غلہ وغیرہ سے اس کو خوب بھریا جس نے بوقت محاصرہ صاحبِ اُخمر منصور کا ہاتھ بٹیا۔ جیسا کہ آئندہ تحریر کیا جائیگا۔

موسیٰ بن ابی العافیہ کی بغاوت: پھر ”موسیٰ بن ابی العافیہ“ فاس و مغرب کے گورنر کے دماغ میں بغاوت کی ہوسا گئی اور وہ حکومت شیعہ سے منحرف ہو کر دولتِ امویہ کا مطیع بن گیا جو دریا کے دوسری طرف تھی اور ان کی حکومت کو پورے بلادِ مغرب میں پھیلا دیا۔ احمد بن بھلین مکنسی جو عبید اللہ مہدی کا کم نڈر تھا۔ ایک فوج لے کر موسیٰ بن ابی العافیہ کو ہوش میں لانے کے لئے آیا۔ دونوں فوجوں میں گھسب کی لڑائی ہوئی آخر کا احمد نے موسیٰ کو طاقت سے مجبور کر کے ملکِ مغرب سے نکال دیا اور دل کھول کر ملک کو پامال کر کے کامیابی کے ساتھ عبید اللہ مہدی کے پاس واپس آیا۔

عبید اللہ مہدی کی وفات ابوالقاسم کی جانشینی: ۳۲۲ھ میں عبید اللہ مہدی اپنی حکومت و خلافت کے چوبیس سال کے بعد انتقال کر گیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا ابوالقاسم محمد مخت حکومت پر بیٹھا۔ تخت نشینی کے بعد یہی ”نزار کے نام سے مشہور ہوئے۔ اور القاسم بامر اللہ“ کے لقب سے ملقب ہوا۔ اس کو اپنے باپ کے مرنے کا بے حد صدمہ ہوا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ اپنی پوری عمر میں صرف دو بار ”جلوس شہی“ سے نکلتا تھا۔

عبید اللہ مہدی کی وفات ابوالقاسم کی جانشینی: اس کے عہدِ حکومت میں ہنگامے اور بغاوتیں بکثرت ہوئیں طرابلس کے اطراف میں ابن طالوت قرشی نے سر اٹھایا اور ”ابن مہدی“ ہونے کا دعویٰ دار بن گیا۔ اس نے طرابلس کا محاصرہ کر لیا۔ چند دن بعد بربر کے سامنے اس کی قلعی کھل گئی اور اس کا جھوٹ ظاہر ہو گیا۔ چنانچہ بربر نے متحد ہو کر اس کو فتح کر دیا۔ اس کے بعد ”قائم بامر اللہ“ نے ملکِ مغرب کو سر کرنے پر ہمت باندھی۔ چنانچہ ”فاس“ پر احمد بن بکر بن ابی سہل جذابی کو مقرر کیا ادارہ ریف و غوارہ کے بادشاہوں نے بھی فوجی کشی کی۔ ادھر ”میسو“ نے قیروان سے قدم نکالے اور ملکِ مغرب میں داخل ہو کر ”فاس“ کا محاصرہ کر لیا۔ احمد بن بکر و گورنر نے ڈر کر مصالحت کر لی۔ اس کے بعد میسور نے موسیٰ بن ابی العافیہ پر بیغاری کی موسیٰ اور میسور کی متعدد لڑائیاں ہوئیں اور انہی لڑائیوں میں ”ثوری بن موسیٰ“ گرفتار کر لیا گیا ”میسور“ نے اسے ملکِ مغرب سے جلاء وطن کر دیا ان لڑائیوں میں موسیٰ کو شکست ہو گئی اور میسور نے کامیابی کے ساتھ موسیٰ کے مفتوحہ صوبوں میں ان ”ادارہ“ کی حکومت کا جھنڈا گاڑ دیا جو ”ریف“ میں حکومت کر رہے تھے۔ ان کا سپاہیوں کے بعد میسور ۳۲۳ھ میں ”قیروان“ پہنچ کر قاسم بن محمد کو جو محمد بن ادریس کی اولاد میں سے تھا اور ریف کے حکمران، ادارہ کا بزرگ خاندان تھا ایک بڑی فوج کمانڈر بنا کر موسیٰ بن ابی العافیہ کے مقابلے پر روانہ کیا۔ چنانچہ قاسم نے فاس کے علاوہ تمام بلادِ مغرب کو فتح کر لیا اور حکومت شیعہ کی دعوت اس کے تمام علاقوں میں پھر اور جاری ہو گئی۔

فرانس پر حملہ: ابوالقاسم ”قائم“ بامر اللہ ان تمام واقعات کو ایسی خاموشی اور سکوت سے دیکھ رہا تھا کہ گویا وہ دیکھتا اور سنتا ہی نہ تھا پورے بلادِ مغرب میں ایک بڑی تبدیلی پیدا ہو گئی مگر اس کے کان پر جوں تک نہ رہتی تھی۔ اس نے واقعات کے ختم ہونے پر ایک بہت بڑا بیڑہ جنگی جہاز وہ فرانس کے مقبوضہ ساحل پر جہاد کرنے کے لئے روانہ کیا۔ اس بیڑہ کا افسر علی ابن اسحاق نامی ایک مشہور امیر البحر تھا۔ ابن اسحاق نے فرانس کے مقبوضہ فرانس ساحل پر پہنچ کر اپنی فوج کو بغیر مزاحمت اور جنگ کے خشکی پر اتار لیا انتہائی سختی سے خونریزی اور عام جنگ کرتا ہوا فرانس کے علاقوں میں گھس گیا۔ قتل و قید کرتا ہوا شہر جنوہ“ تک پہنچ گیا اور طاقت کے زور سے اس کو بھی فتح کر لیا۔ اس کے بعد سروانیہ“ پر چڑھائی کی، یہ جزیرہ بھی فرانس ہی کے قبضہ میں تھا۔ اللہ تعالیٰ کی عنایت اور امداد نے یہاں پر بھی ”ابن اسحاق“ کا ساتھ دیا اور فرانس کو پامال اور زیر کیا۔ ”ابن اسحاق“ اس مہم سے فارغ ہو کر قرقر قیسیا کی طرف بڑھا۔ یہ شام کا ایک مشہور ساحل ہے چنانچہ شامیوں کی جتنی کشتیاں اس ساحل پر موجود تھیں سب کو جلا کر خاک و سیاہ کر دیا اور

اپنے خادم ”زیران“ کی ماتحتی میں ایک فوج مصر کی جانب روانہ کر دی چنانچہ زیران، نے نہایت مستعدی سے اسکندریہ کو فتح کر لیا۔ اس کے بعد مصر سے ”اشید“ کا لشکر پہنچ گیا۔ اور اس نے ان ممالک سے ان لوگوں کے قدم ڈگمگادیے چنانچہ وہ لوگ مجبوراً مغرب کی جانب واپس چلے گئے۔

ابوزید خارجی کے حالات: ابوزید، ”مخلد کیرادکا“ بیٹا تھا۔ کیرادشہر ”توزر“ کے شہروں میں ”قسطیلہ“ کا رہنے والا تھا۔ تجارت سے ذریعہ سے ”سوڈان“ اکثر آیا جایا کرتا تھا۔ ”سوڈان“ ہی میں اس کا بیٹا ”ابوزید“ پیدا ہوا اور ”توزر“ میں نشوونما پائی انہیں قرآن مجید پڑھا۔ چونکہ ”نکاریہ“ خوارج یعنی صفریہ سے کے میل جول اور دوستانہ مراسم اس لئے کے مذہب کی جانب مائل ہو گیا اور انہی لوگوں سے اس مذہب کے اصول سیکھے اور تعلیم پائی اور اس کے بعد ”تاہرت“ چلا گیا اور وہاں پر پہنچ کر بچوں کو پڑھانے لگا۔ اور جب ”ابوعبد اللہ شیعہ“ مہدی کی تلاش میں ”سجلمہ“ روانہ ہوا تو اس وقت یہ ”تاہرت“ سے ”تقیوس“ چلا گیا پہلے کی طرح پڑھانے لگا۔ پھر اس کے دل و دماغ میں یہ ہواسا گئی تھی کہ جس طرح بھی ہو میرے مذہب والوں کی ترقی ہو اس کا یہ اعتقاد بھی غیر مذہب والوں کا مال اور خون مباح کو دغ و نصحت کرنا شروع کیا۔

ابوزید کی بغاوت: ۳۱۶ھ میں کھلم کھلا منہیات شرعیہ سے روکنے اور لوگوں کی اصلاح پر کمر باندھ لی رفتہ رفتہ اس کے مقصدوں کی جماعت بڑھ گئی۔ چنانچہ جس وقت عبید اللہ مہدی کی وفات ہوئی ہیں اس کو موقع مل گیا چنانچہ اطراف کوہ اور اس میں علم حکومت کے خلاف بغاوت کر دی۔ گدھے پر سوار ہو کہ نکلا اور ”شیخ المؤمنین“ کے لقب سے خود کو ملقب کیا اور خلیفہ ناصر ”اموی“ حاکم اندلس کی حکومت کی بنا ڈالی۔ بربروں کے ایک گروپ نے اس کی اتباع کر لی۔ ”گورنر باغایہ“ نے یہ خبر سن کر اس کی سرکوبی کی غرض سے فوجیں مرتب کیں ”ابوزید“ نے بھی بربروں کو متحد کر کے شکر کالہس پہنایا۔ چنانچہ دونوں فوجوں میں گھمسان لڑائی ہوئی اور آخر کار ”گورنر باغایہ“ شکست کھا کر گیا ابوزید نے باغایہ حملہ کر دیا۔ اور چاروں طرف سے محاصرہ کر کے لڑائی شروع کر دی مگر ناکام واپس گیا۔ قبائل ”زمانہ“ سے ”بنی واسی“ کو باغایہ کے محاصرے اور اسے فتح کرنے پر ابھار دیا ”بنی واسی“ نے ۳۳۳ھ میں باغایہ پر چڑھائی کی اور ابوزید نے ”ہفسہ اور مجانہ“ حملہ کیا۔ چنانچہ ”اہل اور مجانہ“ صلح کے ساتھ شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے۔

اہل مرجانہ کی فتح: اسی دروان اہل مرجانہ کے ایک شخص نے ابوزید کو ایک اہل گدھا بطور تحفہ دیا ابوزید نے اس پر سواری شروع کر دی چنانچہ اسی منہبت سے یہ اس سے ملقب ہوا۔ اون کا ایک چھوٹا ”جہ“ جس کی آستین تنگ ہوا کرتی تھیں پہنتا تھا۔

اربس کی فتح: ۳۳۴ھ کا شمار اس وقت ”اربس“ میں تھا ابوزید کی کامیابی کی خبر پا کر سن کہ اربس چھوڑ کر بھاگ گیا تو ابوزید نے اس پر بھی قبضہ کر لیا اس کے شکر نے ”اربس“ کے بازاروں میں آگ لگادی اور لوٹ لیا، جن لوگوں نے جامع مسجد میں قتل کے خوف سے جا کر پناہ لی تھی وہ بھی نہ بچے ان لوگوں کو بھی ”ابوزید“ نے اس کے لشکریوں نے تیز تلواروں سے شکار کر لیا۔

بلجہ کی تباہی: ”ابوزید“ نے اس عام خونریزی کی سے فارغ ہو کر ایک لشکر شبیبہ کی طرف روانہ کیا گورنر شبیبہ مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی تو شبیبہ کا حاکم مارا گیا۔ حاکم شبیبہ کے مارے جانے سے شبیبہ فتح ہو گیا پھر ہوتے ہوتے یہ خبر قائم ہا مر اللہ تک پہنچی تو ساختہ بول اٹھا اب اگر ابوزید کی روک تھام نہ کی گئی تو وہ ضرور ”مہدیہ“ کی جانب روانہ کر دیا۔ ابوزید یہ خبر سن کر مقابلہ پر اور ”بلجہ“ کے باہر ایک میدان میں دونوں کا مقابلہ ہوا۔ بہت بڑی اور سخت خونریزی کے بعد بشری شکست کھا کر تونس کی طرف بھاگ گیا اور ابوزید نے بلجہ میں داخل ہو کر اسے لوٹ لیا بازاروں میں آگ لگادی، بڑوں کو قتل کر دیا اور عورتوں کو گرفتار کر کے لونڈیاں بنالیا۔ گرد و نواح کے برابری اور خوشخبری سن کر ابوزید کے پاس آ آ کر جمع ہو گئے۔ اور ”اہل بلجہ“ کے مکانات باغیوں اور اسلحے پر قابض ہو گئے۔

بشری کا دوبارہ حملہ: بشری نے تونس چھوڑ کر اپنی فوج کو دوبارہ مرتب و آراستہ کیا اور چند دن آرام کر کے ”بلجہ“ دوبارہ حملہ کیا چنانچہ ابوزید نے اس کی اطلاع پا کر اپنی فوج کے ایک حصے کو بشری کے مقابلہ پر روانہ کیا مگر اس معرکہ میں ابوزید کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی اور کامیابی اور فتحیابی کا سہرا بشری کے سر رہا۔

تیونس کی بغاوت۔ اس واقعہ کے بعد اہل تیونس میں باغیانہ جوش پیدا ہو گیا ان سب نے مل کر بشری پر حملہ کر دیا۔ بے چارہ بشری اپنی جان بچا کر بھاگ گیا اور ان لوگوں نے ابوزید سے امن حاصل کر کے اس کے علم حکومت کے فرمان بردار بن گئے۔ ابوزید نے ان لوگوں پر ایک شخص کو مقرر کر کے قیردان کی جانب کوچ کر دیا۔ قائم بامر اللہ کو اس کی خبر ملی تو اس نے اپنے پرانے خادم بشری کو ابوزید کی روک تھام اور مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ اور یہ ہدایت کردی کہ ایک دستہ فوج کو ابوزید کے حالات معلوم کرنے پر متعین کر دینا۔ چنانچہ بشری نے اس ہدایت کی تعمیل اپنی فوج کے ایک دستے کو اس خدمت پر مامور کر دیا۔ ابوزید نے بھی یہ خبر سن کر فوجیں مرتب کر لیں اور سامان جنگ حاصل کر کے بشری کی فوج سے جا بھڑا۔ اتفاق سے اس معرکہ میں ابوزید کے لشکر کو شکست ہو گئی اور چار ہزار فوج ماری گئی اور جو لوگ قید کر لئے گئے وہ مہدی میں پوری حفاظت سے لائے گئے۔ اور نور القید حیات سے سبکدوش کر دیئے گئے۔

رقادہ اور قیردان کی فتح:۔ ابوزید اس شکست سے متاثر ہو کر کتامیوں کی طرف بڑھا اور ان کی کشتی پارٹی (مقدمہ بحیش) کو شکست دے کر قیردان تک ان کا تعاقب کرتا چلا گیا اور رقادہ پہنچ کر پڑاؤ کیا اس وقت اس کے ہمراہ دو ہزار جنگجو تھے۔ ان دنوں رقادہ کا گورنر خلیل بن اسحاق تھا اور وہ میسور کے آنے کے انتظار میں مقابلہ کرتا پسند نہیں کرتا تھا مگر ابوزید اپنے حریف کو کب اتنی مہلت دے سکتا تھا چنانچہ اس نے پہنچتے ہی لڑائی چھیڑ دی اور لوگوں نے خلیل کو بات چیت کر کے مقابلہ پر تیار کر دیا۔ تو خلیل اور ابوزید میں گھسان لڑائی چھڑ گئی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ خلیل شکست کھا کر قیردان کی جانب بھاگ گیا۔ اور ابوزید نے ”رقادہ“ میں داخل ہو کر خوب قتل و غارت کی۔

قیردان پر قبضہ:۔ اس کے بعد زدیلی کو ایک فوج دے کر قیردان روانہ کیا چنانچہ ایوب نے صفر ۳۳۳ھ میں قیردان پر قبضہ کر لیا پھر اس کے لشکریوں نے شہر قیردان کو خاطر خواہ لوٹا۔ پھر خلیل نے امن کی درخواست کی تو ایوب نے امن دے دیا مگر جس وقت ابوزید کے سامنے پیش کیا گیا تو ابوزید نے اس کے قتل کا اشارہ کر دیا جس کی تعمیل اسی وقت کردی گئی۔ اس کے بعد قیردان کے سرداروں نے امن کی درخواستیں پیش کیں چنانچہ ابوزید نے ان لوگوں کو بھی امن دے دیا اور غارتگری کی ممانعت کر دی۔

میسور کا قتل:۔ ان واقعات کے بعد میسور نے ابوزید پر چڑھائی کردی اس مہم میں میسور کے ساتھ ابوکلمان بھی تھا۔ ابوزید نے ابوکلمان سے ساز باز کرنے اور میسور کو یہ واقعہ لکھ بھیجا اور ابوکلمان کے جان سے بچنے کی تاکید کی اس پر میسور نے ابوکلمان کے ساتھ سختی کی چنانچہ ابوکلمان موقع پا کر ابوزید کے پاس چلا گیا جس سے میسور کا بازو کمزور پڑ گیا اور اس معرکہ میں اس کو شکست ہو گئی، اور لڑائی کے دوران ابوکلمان نے میسور کو قتل کر دیا اور اس کا سر اتار کے ابوزید کے پاس لے آئے ابوزید نے اس کے سر کو نیزہ پر رکھ کر قیردان میں گشت کر دیا۔

افریقہ کی تباہی:۔ پھر کامیابی کی خبریں اپنے سب علاقوں میں بھیجیں میسور کا لشکر پریشان ہو کر بھاگ کر قائم بامر اللہ کے پاس مہدی پہنچ گیا قائم بامر اللہ نے دورانہیشی سے کام لے کر قلعہ بندی اور خندق کھدوانے کا حکم دیا۔ اور ابوزید اس کامیابی کے بعد دو مہینہ دس دن تک میسور ہی کے کمپ میں ٹھہرا ہوا قیردان کے آس پاس کے علاقوں میں شہنشاہ مارنے کی غرض سے فوجیں بھیجتا رہا۔ جو قناتو قناتال غنیمت لے کر واپس آتی تھیں۔ سو سہ بھی انہی فوجوں کے ہاتھ فتح ہوا تھا غرض افریقہ کو اکیلے ایک ابوزید نے الٹ پلٹ کر رکھ دیا۔ ایک عظیم الشان تغیر پیدا ہو گیا ہزاروں خاندان نیست و نابود ہو گئے بڑی بڑی بستیاں ویران ہو گئیں ہزاروں لوگ جلاء وطن ہو کر نکل کھڑے ہوئے اور بڑی تعداد میں بھوک پیاس سے افریقہ کے ریگستان میں مر گئے یا قیماندہ بھوکے، پیاسے اور برہنہ مہدی پہنچے۔

مہدیہ پر حملے کی تیاری:۔ قائم بامر اللہ کا دل ان لوگوں کو دیکھ کر بھرا آیا چنانچہ اس نے کتامہ کے سرداروں قبائل بربر اور زیری بن (منظر شاہ صہباجہ) کو مہدیہ کی امداد و اعانت کے لئے بلوایا۔ چنانچہ یہ لوگ مہدیہ کو ابوزید کے نیچے غضب سے بچانے روانہ ہو گئے اتفاق سے اس کی اطلاع ابوزید کو مل گئی۔ وہ فوراً فوجیں مرتب کر کے روانہ ہو گیا اور مہدیہ سے سات کوس کے فاصلہ پر پہنچ کر پڑاؤ کر دیا۔ اور مہدیہ کے آس پاس علاقوں میں چھوٹی چھوٹی فوجیں شہنشاہ مارنے کی غرض سے پھیلا دیں۔

کتابمہ اور بربر کی جنگ: جاسوسوں نے ”کتابمہ“ تک یہ خبر پہنچادی کہ ابوزید کا لشکر شیخون مارنے کی غرض سے ادھر ادھر پھیل گیا ہے۔ چنانچہ ”کتابمہ“ نے آخری جمادی الاول ۳۳۳ھ میں ابوزید پر حملہ کر دیا ابوزید نے اپنے بیٹے فضل کو کتابمہ کے مقابلہ پر مقرر کیا جو قیروان سے ایک تازہ دم فوج لے کر اپنے باپ کی کمک کے لئے آیا ہوا تھا۔ فضل کی روانگی کے بعد خود بھی سوار ہو کر میدان جنگ کی طرف چلا ادھر کتابمہ کی فوج بغیر جنگ و قتال کے بھاگ کھڑی ہوئی، ابوزید مہدیہ کے دروازے تک تعاقب کرتا چلا گیا اور جب وہ ہاتھ نہ آئی تو واپس آ گیا۔ ابوزید نے چند دنوں کے بعد مہدیہ پر پھر یغری کی اور خندق تک حملہ کرتا ہوا پہنچ گیا خندق کے اوپر عبیدیوں کا گروہ مقابلہ کے لئے موجود تھا تھوڑی دیر تک لڑائی ہوتی رہی بالآخر عبیدیوں کو شکست ہوئی اور ابوزید خندق عبور کر کے شہر پناہ کی دیوار تک پہنچ گیا حتیٰ کہ شہر سے صرف ایک تیر کا فاصلہ باقی رہ گیا۔ دوسری جانب بربری جان توڑ کر لڑ رہے تھے وہ کتابمہ کی فوجیں حملہ پر حملہ کر رہی تھیں آخر کار بربریوں کو شکست ہو گئی۔

باب مہدیہ پر حملہ: ابوزید کو اس کی اطلاع ہوئی تو بے حد غمگین ہوا مگر پھر اس نے ہوش و حواس درست کر کے باب مہدیہ پر حملہ کیا زیری بن من داویر کتابمہ کی فوجوں نے پیچھے سے حملہ کیا پورے دن لڑائی ہوتی رہی اور ابوزید بڑی مشکل سے جان بچا کر اپنی لشکرگاہ میں واپس آیا۔ دیکھا کہ عبیدی جیسا کہ اس سے پہلے لڑ رہے تھے اب بھی لڑ رہے ہیں لیکن ابوزید کے آجانے سے اس کے ساتھیوں کی قوت بڑھ گئی اور وہ مجموعی قوت سے سب کے سب عبیدیوں پر ٹوٹ پڑے چنانچہ عبیدیوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ شکست کھا کر بھاگے، ابوزید بھی مصلحتاً کچھ پیچھے ہٹ گیا اور اپنی لشکرگاہ کے ارد گرد خندق کھدوائی، برابر انخوسہ، زاب اور ملک مغرب کے لوگ آ کر اس کے پاس جمع ہو گئے ماہ جمادی الثانی کے آخر میں مہدیہ پر پھر حملہ کیا۔ ورنہایت سختی سے محاصرہ کر کے لڑائی شروع کر دی۔ ایک پورے دن مسلسل لڑائی جاری رہی، مگر اس کو کسی قسم کی کامیابی حاصل نہ ہو سکی لہذا بے نیل و مرام واپس چلا گیا اور گورنر قیروان سے امدادی فوج منگوا کر تیسری بار ماہ رجب کے آخر میں مہدیہ پر پھر چڑھائی کی اور پھر شکست کھا کر واپس آ گیا اس معرکہ میں اس کے ساتھیوں کی بڑی تعداد ماری گئی۔

مہدیہ پر سخت محاصرہ: اس کے بعد چوتھی بار ماہ شوال کے آخر میں پھر ابوزید نے حملہ کیا اور ناکامی کے ساتھ اپنی لشکرگاہ میں واپس چلا گیا۔ اس مرتبہ کی واپسی کے بعد محاصرے میں شدت سے کام لینے لگا۔ جس سے اہل مہدیہ کو بہت مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ غلہ ختم ہو گیا بھوک کے مارے لوگوں نے مرداروں اور جانوروں کو کھانا شروع کر دیا۔ عوام الناس پریشان ہو ہو کر ادھر ادھر نکل گئے صرف فوج باقی رہ گئی۔ قائم بامر اللہ نے غلہ کے گوداموں کو کھول کر لشکریوں پر تقسیم کر دیا۔ اس غلہ کو عبید اللہ مہدی نے ضرورت کے وقت کے لئے جمع کر رکھا تھا۔ ان واقعات کے کتابمہ نے جمع ہو کر قسطنطنیہ میں لشکر آرائی کی ابوزید نے یہ خبر پا کر ایک فوج ان کو منتشر کرنے کے لئے بھیجی چنانچہ کتابمہ شکست کھا کر منتشر ہو گئے۔

ابوزید کی ناکام واپسی: ابوزید نے بربریوں کو ہر جگہ سے بلوا کر ایک جگہ پر جمع کر کے سوسہ کے محاصرہ کا حکم دیا اور چاروں طرف سے اس کو باہر سے آمد و رفت بند کر دی ابھی کوئی آخری فیصلہ نہیں ہونے پایا تھا کہ بربریوں نے اس وجہ سے کہ ابوزید کھلم کھلا محرمات شرعیہ کو جائز کہنا اور کھلے عام گناہوں اور منکرات کا ارتکاب کرتا تھا، بغاوت کر دی اور اس سے علیحدہ ہو کے اپنے اپنے شہروں کی طرف چلے گئے مجبواً ابوزید بھی ۳۳۴ھ میں قیروان کی جانب لوٹ گیا۔ اس سے اہل مہدیہ کو موقع مل گیا انھوں نے جی کھول کر اس کی لشکرگاہ کو لوٹا اور ہر طرف سے بربریوں پر غارتگری اور تل عام کی بارش ہونے لگی۔

اہل قیروان کی بغاوت: چنانچہ سرزمین افریقہ میں کوئی ایسی جگہ نہیں تھی جہاں پر کہ بربریوں پر ہاتھ صاف نہ کیا گیا۔ اہل قیروان میں بھی اس سے ایک جوش پیدا ہوا یا انہوں نے بھی ان کی مخالفت پر کمر باندھ لی اور ابوزید کی اطاعت سے منحرف ہو کر قائم بامر اللہ کے علم حکومت سے نیچے آ گئے۔ اتنے میں مسیدہ سے علی بن حمدون ایک فوج لے کر پہنچ گیا۔ ایوب بن ابوزید نے اس پر شیخون مارا لہذا علی بن حمدون اس اچانک حملہ سے صبراً رہا۔ کھڑا ہوا اور تیونس میں جا کر دم لیا۔ اس کے بعد قائم بامر اللہ کی فوجیں آ گئیں ان کی کئی مرتبہ ایوب سے ٹکرائیں ہوئی آخر کار ایوب ربیع الاول ۳۳۴ھ میں شکست کھا کر قیروان کی جانب چلا گیا اور اپنی حالت درست کر کے ایک فوج ”علی بن حمدون“ سے جنگ کرنے کے لئے ملتے روانہ کی۔ کافی عرصے

تک دونوں میں لڑائی ہوتی رہی یہاں تک کہ ایوب کی فوج نے اہل ملیطہ سے ساز باز کر کے شہر پر قبضہ کر لیا اور علی بن حمدون بھاگ کر کتامہ کے ملک چل گیا۔ پھر کتامہ، نقرہ اور مزاتہ نے متحد ہو کر اس شکست پر فوج خوانی کی اور پھر اپنی حالت کو درست کر کے قسطنطنیہ میں لشکر آرائی کرنے لگے۔

قائم بامر اللہ کی وفات :۔ علی بن حمدون نے اسی فوج کے ایک حصہ کو تجربہ کار سردار ہوارہ روانہ کیا۔ ”اہل ہوارہ“ مقابلہ پر آئے، نریاں ہوئیں اور ابو یزید نے بھی ان کی امداد کی مگر کامیابی حاصل نہ ہو سکی علی بن حمدون نے شہر تہبیت اور باغایہ میں اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ ابو یزید کو اس سے سخت صدمہ پہنچا اس نے وہ جمادی الثانی میں فوجیں تیار کر کے ”سوسہ“ پر چڑھائی کر دی۔ قائم بامر اللہ کا لشکر اس وقت ”سوسہ“ میں مقیم تھا۔ چنانچہ ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا۔ اسی دوران ابو یزید کے محاصرہ میں ہی قائم بامر اللہ کا انتقال ہو گیا۔

المنصور کی تخت نشینی قائم بامر اللہ ابو القاسم محمد بن عبید اللہ مہدی حاکم افریقہ اپنے بیٹے اسماعیل کو اپنا ولی عہد بنا کر انتقال کر گیا۔ اس کے انتقال کے بعد اسماعیل تخت حکومت پر جلوہ افروز ہوا اور خود کو ”المنصور“ کے لقب سے ملقب کیا۔ چونکہ انہی دنوں ابو یزید ”سوسہ“ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا، اس لئے مصیبت اور دوازدہ شہ کی تخت اس نے اپنے باپ کے انتقال کو چھپایا اور نہ خود کو خلیفہ کے لقب سے ملقب کیا اور نہ ہی سکے اور خطبے کو تبدیل کیا یہاں تک کہ ابو یزید کی مہم سے اس کو فراغت حاصل ہو گئی جیسا کہ آئندہ بیان کیا جاسکے گا۔

ابو یزید کی شکست :۔ آپ ابھی اوپر پڑھ چکے ہیں کہ جس وقت قائم بامر اللہ کی وفات ہوئی تھی ان دنوں ابو یزید ”سوسہ“ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اور اہل سوسہ سے لڑائی چہرں ہوئی تھی چنانچہ جب اسماعیل منصور نے حکومت اپنے قبضہ میں لی تو جو پہلا کام اس نے کیا وہ یہ تھا کہ بہازوں کے بیڑہ مہدیہ سے ”سوسہ“ روانہ کیا جس پر سامان جنگ فوجیں اور غلہ بھرا ہوا تھا اس بیڑے کے سردار شقیق کاتب اور یعقوب بن اسحاق تھے اس بیڑے کی روانگی کے بعد خود بھی تھوڑی سے فوج لے کر روانہ ہو گیا مگر راستے سے ہی مشیروں اور اراکین دولت کے مشورے سے واپس آ گیا اتنے میں اس کے بیڑہ ”سوسہ“ کے ساحل پر جا لگا۔ ابو یزید نے یہ خبر سن کر جہازوں کے بیڑے سے مزاحمت کی۔ چنانچہ فوجیں خشکی پر اتر پڑیں اور ”سوسہ“ کے لشکر کے ساتھ مل کر ابو یزید سے لڑنے لگیں۔ ابو یزید شکست کھا کر بھاگ گیا اور اس کی لشکر گاہ کو لوٹ کر جلا کر خاک و سیاہ کر دیا گیا۔

ابو یزید کی سیر روانگی :۔ ابو یزید اس لڑائی سے جان بچا کر پریشانی کے عالم تھا میں قیروان نے شہر میں داخل نہیں ہونے دیا اور طرہ اس پر یہ ہوا کہ ابو یزید کے گورنر کو بھی مار کر نکال دیا چنانچہ یہ کبھی قیروان سے نکل کر ابو یزید کے پاس آ گیا۔ پھر دونوں ایک دوسرے سے بغلیں ہوئے اور اپنی ناکامی پر افسوس کرتے ہوئے تنبیہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ یہ واقعہ ماہ شوال ۳۳۳ھ کے آخر کا ہے۔

منصور اور ابو یزید کی جنگیں :۔ اس کے بعد منصور قیروان کی طرف آیا اور اہل قیروان کو امن دیا اور اپنے دامن عاطفت سے ان کے آنسو پونچھے۔ ابو یزید کے بچے اور عورتیں اس وقت قیروان ہی میں تھے منصور نے اپنی بے نظیر فیاضی و مردانگی سے ان کی حفاظت و نگرانی کی اور ان کے گزارے کے لئے وظائف مقرر کئے۔ اور فوج کا ایک دستہ ابو یزید کے حالات معلوم کرنے کی غرض سے مقرر کیا، اتفاق سے ابو یزید نے بھی منصور کے حالات معلوم کرنے کے لئے ایک مختصر فوج مقرر کی تھی۔ دونوں فوجوں کا ایک مقام پر سامنا ہو گیا اور آپس میں لڑائی ہو گئی۔ چنانچہ اس واقعہ میں منصور کی فوج کو شکست ہو گئی۔ اس سے ابو یزید کے حوصلے بڑھ گئے اور اس کی طاقت دو گنی ہو گئی۔ اور وہ اپنے ساتھیوں کو مرتب و مسخ کر کے جنگ کرنے پھر قیروان کی طرف بڑھا۔ منصور نے بھی یہ خبر سن کر تیاری شروع کر دی اور اپنی لشکر گاہ کے ارد گرد خندقیں کھدوائیں۔ دہ دے باندھے مورچے قائم کئے پہلی لڑائی میں منصور کو کامیابی حاصل ہو گئی مگر دوسرے دن اس کی فوج شکست کھا کر بھاگ لی، اس کے باوجود منصور انتہائی مردانگی سے میدان جنگ میں رک کر لڑتا رہا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس کے رکاب کی فوج جو ابھی میدان جنگ سے بھاگ گئی تھی مہدیہ اور سوسہ کے دوسرے راستوں سے مڑ کر پھر میدان کارزار میں آ گئی اور بے جگری سے لڑنے لگی ابو یزید اس بات کا احساس کر کے ذی قعدہ ۳۳۳ھ کے آخر میں لڑائی مکمل چھوڑ کر چلا گیا۔ لیکن تھوڑے ہی دنوں بعد پھر واپس آ گئے لڑنے لگا۔ اسی طریقہ سے ایک مدت تک لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔ کبھی منصور غائب آ جاتا اور کبھی ابو یزید کو کامیابی حاصل ہو جاتی تھی۔ جنگ کا سلسلہ قائم رہنے کی وجہ سے امن و امان کا نام ختم ہو گیا تھا مہدیہ اور سوسہ کے راستے بند تھے۔

ی منہ کے بل گرا ساقیوں میں سے کسی نے دوڑ کر سنبھال لیا جس جان بچ گئی اور وہ بھاگ گیا مگر اس معرکہ میں دس ہزار فوج کام آ گئی۔

کتابہ کا محاصرہ: خاتمہ جنگ کے بعد یکم رمضان کو منصور نے ابو یزید کے تعاقب کے ارادے سے کوچ کیا شکست خوردہ گروپ جنگ رستے کی جہ سے نہ بھاگ سکتا تھا اور نہ کامیاب فوج ان پر حملہ کر سکتی تھی دونوں فوجوں کی جان کشمکش میں پڑی ہوئی تھی۔ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون بن ہاتھ مگر اس کے باوجود کچھ نہ کچھ چھیڑ چھاڑ ہو جاتی تھی۔ بالآخر ابو یزید اس مسلسل جنگ سے گھبرا گیا اور اپنا مال و اسباب چھوڑ کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ گیا، اور اوپر سے سنگ باری کرنے لگا منصور نے بہت بڑی جدوجہد سے اپنی فوج کو بھی انہی پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھا دیا، پھر دو بدولت لڑائی ہونے لگی اور بہت بڑی خونریزی ہوئی۔ پورا دن آدھی رات تک ہنگامہ کارزار گرم رہا۔ جب رات کی تاریکی نے دونوں حریفوں کو جنگ کرنے سے روک دیا تو ابو یزید صبح ہونے سے پہلے ہی میدان جنگ چھوڑ کر ”قلعہ کتابہ“ میں جا کر پناہ گزین ہو گیا۔ ”اہل ہوارہ“ جو اس کے ساتھ تھے ان لوگوں نے جنگ آ کر منصور سے امن کی درخواست کر دی۔ منصور نے ان کی درخواست کو منظور کر کے امان دے دی۔

کتابہ پر حملہ: اس کے بعد اپنی فوج کو مرتب کر کے کتابہ پر حملہ کیا اور پہنچتے ہی اس کو گھیر کر رسد اور غلہ کی آمد بند کر دی زمانہ محاصرہ میں روزانہ زائی ہوتی رہی یہاں تک کہ منصور نے اسے فتح کر لیا اور مکانات میں آگ لگا دی۔ ابو یزید کے ساتھیوں پر فتح مند گردہ چاروں طرف سے ہاتھ ماف کر رہا تھا خونریزی اور غارتگری کی کوئی حد نہ تھی جس طرف آنکھ اٹھتی تھی مقتولوں کی لاشیں خاک و خون میں تڑپتی نظر آتی تھیں۔

نصر کتابہ پر قبضہ: ابو یزید کے اہل و عیال نے قصر کے دروازے بند کر لئے تھے رات ہو گئی تھی کچھ سمجھائی نہ پڑتا تھا۔ منصور کے حکم سے قصر کے حن میں آگ روشن کر دی گئی روشنی کی وجہ سے کسی کو بھاگنے کا موقع نہ ملا یہاں تک کہ صبح کی سفیدی نمایاں ہو گئی اور ابو یزید کے بیٹوں نے متحد ہو کر ایک ایسا ناقابل برداشت حملہ منصور کے لشکر پر کیا جس سے اس کے پاؤں اکھڑ گئے۔ منصور نے اپنے سپہ سالاروں کو لٹکار کر مجموعی قوت سے حملہ کرنے کا حکم دیا اور خود بھی شمشیر بکف حملہ آور ہوا کہ کہیں ابو یزید اس ہنگامہ میں نکل نہ جائے فوراً حکم صادر کیا کہ ابو یزید کو دیکھو کہاں ہے؟ ڈھونڈھ کر مارو ابو یزید زخمی ہو گیا تھا تین آدمی اس کے ساتھیوں میں سے اس کو اٹھا کر لے جا رہے تھے۔ مگر پکڑے جانے کے خوف سے سنبھال نہ سکے چنانچہ ابو یزید گر پڑا۔ ان لوگوں نے اٹھانے کی کوشش کی کامیاب نہ ہوئے۔ فتح مند گردہ اسے منصور کے پاس اٹھالایا۔ منصور نے اپنے دشمن کو ایسی ذلیل حالت میں دیکھ کر سجدہ شکر ادا کیا اور لشکریوں کو قتل و غارت سے روک دیا۔ محرم ۳۳۶ھ کے آخر تک اسی مقام پر پٹھان رہا اور ابو یزید کا صدمہ زخم سے انتقال ہو گیا منصور نے حکم دیا کہ اس کی کھال کھینچ کے بھوسہ بھر دو اور ایک بچھرے میں اسکو دو بندروں کے ساتھ بند کر دو، تاکہ یہ اس سے کھیتے رہیں۔ چنانچہ اس کی ی وقت تقبیل کر دی گئی۔

فضل بن ابو یزید: اس مہم سے فارغ ہو کر منصور قیروان اور مہدیہ کی جانب لوٹ گیا۔ ابو یزید کا بیٹا ”فضل“ سعید بن خزر کے پاس چلا گیا اور اس کو منصور کی مخالفت پر آمادہ کر کے طبنہ اور بسکرہ پر چڑھائی کر دی۔ منصور نے یہ خبر سن کر قیروان جانے کے بجائے اور فضل اور سعید کی سرکوبی کی طرف متوجہ ہو گیا چنانچہ سعید نے ایک ہلکی سی جنگ کے بعد بھاگ کر بلاد کتابہ کا راستہ لیا۔ منصور نے ایک فوج کو اپنے خادموں شفیق اور قیصر کے ساتھ ان کے تعاقب پر مقرر کیا۔ زیری بن مناد بھی صہباجہ کی فوج کے ساتھ اس مہم میں شریک تھا فضل اور سعید کے چھکے چھوٹ گئے۔ اور وہ انتہائی بے روسامانی کے ساتھ بھاگ کھڑے ہوئے ان کی ساری قوت تتر بتر ہو گئی۔ منصور کامیابی کے ساتھ قیروان کی طرف لوٹ گیا اور مکمل اطمینان سے اس میں داخل ہو گیا۔

مید بن بصلین کی بغاوت: ان واقعات کے بعد حمید بن بصلین ”حاکم مغرب“ دولت شیعہ عبیدہ سے منحرف ہو کر علم خلافت امویہ کا مطیع بن گیا اور فوجیں تیار کر کے ”تاہرت“ پر حملہ کر دیا۔ منصور نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر ماہ صفر ۳۳۶ھ میں حمید کی سرکوبی کے لئے کوچ کیا۔ اور رفتہ رفتہ زار حزمہ میں پہنچ گیا اور فوج کے حصول کے خیال سے پڑاؤ کر دیا۔ زیری بن مناد نے نہایت عجلت اور تیزی سے صہباجہ کی فوج کو چاروں طرف سے جمع کر کے منصور کے سامنے پیش کر دیا منصور ان سب کو متعدد کالموں پر تقسیم کر کے تاہرت کی طرف بڑھا مگر حمید کو اس کی خبر مل گئی اور وہ محاصرہ اٹھا کر چلا گیا

منصور نے یعنی بن محمد یفرنی کوتاہرت کی حکومت عطا کی اور زیری بن مناد کو اس کی قوم کی اور اس کے سارے علاقوں حکومت مرحمت کر کے جنگ واد کے سے کوچ کر دیا۔ واد یہ خبر سن کر افریقہ کے ریگستان میں چلے گئے اور منصور ”وادی میناس“ میں ٹھہرا رہا۔

وادی میناس اور اس کے محل: وادی میناس میں تین پہاڑیاں تھیں اور ہر پہاڑی پر ایک ایک محل تراشے ہوئے پتھر کا بنا ہوا تھا ان میں سے ایک محل کے دروازہ پر پتھر پر چھ لکھا ہوا نظر آیا۔ منصور نے مترجم کو اسے پڑھنے کا حکم دیا۔ مترجم نے گزارش کی کہ اس میں لکھا ہے ”میں سید بن سرغوس ہوں“ اس شہر کے باشندوں نے بادشاہ وقت سے بغاوت کی تھی۔ بادشاہ نے مجھے ان کی سرکوبی پر متعین کیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی امداد سے میں نے باغیوں کو زیر کر دیا اور اس کامیابی کی یادگار میں میں نے ان عمارتوں کو بنوایا ہے“ ابن الریق نے اس حکایت کو اپنی تاریخ میں تحریر کیا ہے۔

فضل بن ابویزید کا قتل: اس مہم سے فارغ ہو کر منصور نے ”زیری بن مناد“ کو خلعت سے سرفراز فرما کر قیروان کی جانب کوچ کر دیا۔ ۳۳۶ھ میں منصور نے پہنچا یہاں پہنچ کر یہ خبر ملی کہ فضل بن ابویزید کوہ اور اس کی طرف آیا ہے اور بربروں کو علم حکومت کے خد ف ابھار رہا ہے منصور نے اپنی فوج کو تیار کر کے فضل کی سرکوبی کے لئے نکل کھڑا ہوا ”فضل“ کو اس کی خبر مل گئی تو وہ کوہ اور اس سے نکل کے ریگستان میں چل گیا۔ منصور بھی مجبوراً قیروان کی طرف لوٹ گیا اور پھر قیروان سے مہدیہ آ گیا اس سے فضل کو موقع مل گیا وہ ریگستان سے مڑ کر باغیہ چل گیا اور اس کامی صرہ کر رہا محاصرہ کے درون باطیہ نامی ایک شخص جو اسی کا ساتھی تھا اس کو دھوکا دے کر مار ڈالا اور سرتار کر منصور کے پاس بھیج دیا۔ ۳۳۹ھ میں منصور نے خلیل بن اسحاق کو معزول کر کے حسین بن علی بن ابوالحسین کو صوبہ صقلیہ کی گورنری عطا کی۔ چنانچہ حسین نے استقلال کے ساتھ اپنی حکومت و سلطنت کی صقلیہ میں بناء ڈالی چنانچہ یہ حکومت اس کی اور اس کی آئندہ نسلوں کی ایک زمانہ تک صقلیہ میں قائم رہی جیسا کہ آئندہ ہم بیان کریں گے۔

فرانس پر حملہ: اس کے بعد منصور کو یہ خبر ملی کہ ”شاہ فرانس“ بلاد اسلامیہ پر فوج کشی کرنے والا ہے وہ یہ سنتے ہی آگ بگولا ہو گیا۔ اور اسی وقت اپنے جنگی بیڑے کو تیاری کا حکم دے دیا اور فوج و سامان جنگ سے اس کو پر کر کے اپنے خادم ”فرج صقلی“ کی ماتحتی میں فرانس کی طرف بڑھنے کا اشارہ کیا حسین بن علی ”گورنر صقلیہ“ کو لکھا کہ فوجیں تیار کر کے شاہی بیڑے کے ساتھ تم بھی فرانس کے شہروں پر جہاد کی غرض سے حمہ آور ہو جاؤ۔ فرج اور حسین بن دریا کو ساحل فرانس کی طرف عبور کر کے ”قلوریہ“ پر پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا رجاہ شاہ فرانس یہ سن کر ایک عظیم فوج لے کر مقابلہ پر آیا۔ چنانچہ لڑائیاں ہوئیں۔ عسا کر اسلامیہ نے رجاہ کو شکست فاش دے دی اور ان کو ایسی فتح نصیب ہوئی جس کی نظیر و مثل ڈھونڈھنے سے بھی نہیں مل سکتی۔ یہ واقعہ ۳۴۰ھ کا ہے مگر مہدیہ کی طرف واپسی اس فتح نصیب اسلامی لشکر کی مال غنیمت کے ساتھ ۳۴۲ھ میں ہوئی۔

سعید خزر کا قتل: سعید بن خزر فضل بن ابویزید نے سازش کے بعد برابر علم حکومت کی مخالفت کرتا رہا اور دولت منصور یہ کے ارکین اس کو ڈھونڈھتے ہی رہے یہاں تک کہ کسی لڑائی میں اپنے بیٹے سمیت گرفتار ہو گیا اور منصور کے پاس بھیج دیا گیا۔ منصور نے ۳۴۲ھ میں ”ہزار منصور“ میں تشہیر کی غرض سے گشت کر کے ان دونوں کو قتل کرادیا۔

منصور کی وفات المعز کی حکومت: ماہ رمضان المبارک ۳۴۲ھ کے آخر میں منصور اپنی حکومت کے سات سال پورے کر کے انتقال کر گیا چونکہ بارش اور برف میں کو اس کو سفر کرنا پڑا تھا۔ اس لئے دوران خون طبعی حالت پر نہیں رہتا تھا۔ اس خیال سے کہ دوران خون طبعی حالت پر ہونے لگے حمام میں گیا مگر اس سے حرارت بڑھ گئی چنانچہ ایک ماہ تک تب میں مبتلا رہا آخر کار اسی بیمار میں اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کا مشیر طبعی اسحاق بن سیمان اسرائیل تھا اس نے منصور کو حمام جانے سے منع کیا تھا مگر منصور نے توجہ نہ کی۔ آخر کار یہی ذریعہ اور باعث اس کی موت کا بنا۔

معد کی حکومت: منصور کو مرنے کے بعد اس کا بیٹا معد تخت حکومت پر بیٹھا۔ ”المغر لدین اللہ“ کا لقب اختیار کیا اور استقلال و استحکام کے ساتھ حکومت و سلطنت کی بناء ڈالی ۳۴۲ھ میں ”کوہ اور اس“ پر فوج کشی کی اور پرزور حملوں سے ”اہل کوہ اور اس“ کو شک کرنے لگا چنانچہ ہومان اور ”اہل ہوارہ“ سے ملیلہ نے امن کی درخواست کی اور اس کے حصول کے بعد مغر لدین اللہ کے علم حکومت کے سائے میں آ کر پناہ گزین ہوئے۔ معد بھی ان دونوں کے ساتھ عزت و احترام سے پیش آیا اور انھیں انعامات دینے اس کے بعد محمد بن خزر نے اپنے بھائی سعید کے مارنے جانے کے بعد امن کی

درخواست پیش کی۔ چنانچہ معز نے اس کو بھی امن دے دیا اور قیروان کی جانب لوٹ گیا۔

معز کی سیاسی دور اندیشی:۔ معز نے روانگی کے وقت اپنے خادم خاص ”قیصر“ کو اپنی فوج کی سرداری پر چھوڑا اور باغایہ کی حکومت عطا کی۔ چنانچہ اس نے فوجوں کو لیا اور مرتب کر کے قرب وجوار کے شہروں پر حملہ کر دیا اور جن بربریوں نے اس وقت تک علم حکومت کی اطاعت قبول نہیں کی تھی ان میں سے کسی کو بزدلتی اور کسی کو حکمت اور دلی جوش سے مطیع بنا کر قیروان کی طرف واپس چلا گیا۔ معز نے قیصر اور بربریوں کو جنہوں نے علم حکومت کے آگے گردنیں اطاعت کی جھکا دی تھیں انعامات دیئے۔ جاگیریں دیں صلے مرحمت کئے۔ اسی زمانہ میں محمد بن خزرج حاکم مغراوہ وفد لے کر حاضر ہوا۔ ”معز نے“ نہایت عزت و احترام سے ملاقات کی اور اپنے خاص مجلس میں انھیں ٹھہرایا۔ اس وقت سے محمد بن خزرج قیروان ہی میں مقیم رہا یہاں تک کہ ۳۴۸ھ میں اس کی وفات ہو گئی۔

بحری جنگیں:۔ ۳۴۳ھ میں ”معز“ نے ”زیری بن مناد“ امیر صنهاجہ کو بلوایا تھوڑے دنوں بعد زیری بن مناد، مقام اسیر سے حاضر ہو گیا تو معز نے اس کو بھی انعامات اور صلے مرحمت کر کے اسے اس کے صوبہ کی طرف واپس کر دیا۔ ۳۴۴ھ میں اس نے حسین بن علی گورنر صقلیہ کو لکھا کہ تم اپنے جنگی جہز کے بیڑے کو تیار کر کے ساحل مرہ اندلس پر حملہ کر دو چنانچہ حسین نے اس کی تعمیل کی اور بہت سامان غنیمت اور قیدی لے کر واپس آ گیا۔ اسی بناء پر ناصر حاکم اندلس نے اپنے بیڑے کو اپنے مفاد غالب کی ماتحتی میں سواحل افریقہ کی جانب روانہ کیا۔ ”معز“ کی فوج نے اندلسی فوج کو شکست پر اترنے ہی نہ دیا اور نہایت ناکامی کے ساتھ حاکم اندلس کے بیڑے کو بھگا دیا۔ اس کے بعد ۳۴۷ھ پھر اندلسی فوجیں سواحل افریقہ پر چڑھ آئیں ستر جنگی جہزوں کا یہ بیڑہ تھا اس مرتبہ اندلسی فوج نے خزرج کے دار الحکومت کو جلا کر خاک و سیاہ کر دیا۔ افریقہ کے ساحلی علاقوں کو غارتگری اور قتل سے بے حد پامال کیا سوسہ اور طبریہ بھی انہی کے ہاتھوں تاخت و تاراج ہوا۔

معز کی اندلسی فوج کو شکست:۔ معز نے اس بات کا احساس کر کے نہایت مستعدی سے اندلسی فوج کے بڑھتے ہوئے سیلاب کی روک تھام کی، جس سے اندلسی فوجیں شکست کھا کر لوٹ گئیں۔ اور معز کی حکومت و سلطنت کا پورے افریقہ اور مغرب میں سکھ چل گیا اور اس کا دائرہ دوست کافی طور سے وسیع ہو گیا۔ صوبہ ایفکان اور تاہرت کی گورنر پر یعلیٰ بن محمد یفرنی مامور تھا، صوبہ اشیر کی حکومت پر زیری بن مناد صنهاجی، میلہ کے صوبہ پر جعفر بن علی اندلسی، باغایہ کے صوبہ قیصر صقلی۔ فاس کی حکومت پر احمد بن بکر بن ابی سہل خدای اور سجلماسہ کی گورنر پر محمد بن واسول مکناسی مقرر تھے۔

ایفکان کی تباہی:۔ ۳۴۷ھ میں مغرب تک یہ خبر پہنچی کہ یعلیٰ بن محمد یفرنی سے سلاطین امویہ سے جو دریا کے دوسری جانب حکومت کر رہے ہیں سازش کر لی ہے اور اہل المغرب الاقصیٰ کے علم حکومت کی اطاعت و فرمانبرداری چھوڑ دی ہے۔ معز نے فوجوں کو مرتب کر کے جوہر صقلی (سکریزی) کے ساتھ المغرب الاقصیٰ کی جانب روانہ کیا ان دنوں یہی معز کا دیر بھی تھا۔ اس مہم پر اس کے ساتھ جعفر بن علی گورنر میلہ اور زیری بن مناد گورنر اشیر وغیرہ بھی بھیجے گئے تھے یعلیٰ بن محمد والی ”المغرب الاوسط“ بھی مقابلہ کی غرض سے اپنا لشکر تیار کر کے نکلا۔ اتفاق یہ جس وقت یعلیٰ نے ”ایفکان“ سے کوچ کیا۔ اہل صیلہ میں بددلی پیدا ہو گئی بیان کیا جاتا ہے کہ بنی مغرب نے یہ ریشہ دوانی کی تھی بہر کیف یعلیٰ کو گرفتار کر لیا گیا۔ اس دوران جوہر بھی پہنچ گیا چنانچہ کتا مہ نے تلواریں نیام سے کھینچ لیں اور ایفکان دیکھتے ہی دیکھتے تاخت و تاراج کر دیا گیا۔

شا کر اللہ:۔ اسی ہنگامہ میں یعلیٰ کا بیٹا ید بھی قید کر لیا گیا اور جوہر اور اہل کتا مہ قتل و غارتگری کرتے ہوئے ”فاس“ پہنچے اور وہاں سے لوٹ مار کرتے ہوئے ”سجلماسہ“ تک بڑھ گئے اور اس کو بھی بزدلتی حاصل کر لیا شا کر اللہ محمد بن فتح کو بھی گرفتار کر لیا گیا جو ”بنی واسول“ سے تھا امیر المومنین ”سے“ لقب سے ملقب کیا جاتا تھا۔ ”شا کر اللہ کی گرفتاری کے بعد اس کے چچا زاد بھائیوں میں سے ”ابن المعز“ کو امارت کی کرسی پر متمکن کیا گیا، سرزمین مغرب میں خونریزی اور غارتگری کے سوا اور کوئی بات محسوس نہیں کی تھی۔ دریا تک قتل عام کا ہنگامہ برپا تھا جوہر سے دریا پر پہنچ کر دوبارہ فاس کی جانب مراجعت کی اور یہ خیال کر کے یہ بھی حکومت شیعہ کا معاند ہے محاصرہ کر لیا۔

احمد بن بکر اور محمد بن واسول کی گرفتاری:۔ ان دنوں احمد بن بکر بن ابی سہل جدای کے قبضہ میں ”فاس“ کی تھی احمد نے اپنی فوجوں کو مرتب

کر کے جوہر کا مقصد کیا اور عرصے تک لڑتا رہا، جوہر نے اپنی کامیابی سے مایوس ہو کر محاصرہ اٹھالیا اور ”سلجماسہ“ کی طرف کوچ کر دیا ”محمد بن واسو“ مناسی“ اس صوبہ پر حکمرانی کر رہا تھا“ اس نے بھی اپنے کو ”امیر المومنین شاکر اللہ“ کے لقب سے ملقب کر کے اپنے نام کا سکہ ڈھویا تھا جوہر کی آمد نہ سن کر محمد بھاگ گیا زیادہ عرصہ نہ گزرنے پایا کہ گرفتار کر کے جوہر کی خدمت میں پیش کرنا ہوا ”فاس“ کی جانب دوبارہ لوٹ گیا پھر ایک مدت تک اس کا محاصرہ کئے رہا آخر کار ”زیری بن مناذ“ کی کوششوں سے طاقت سے فتح ہو گیا اور احمد بن بکر کو گرفتار کر لیا گیا، یہ واقعہ ۳۳۸ھ کا ہے۔

قیصر اور مظفر کا قتل احمد کی گرفتاری کے بعد عمال بنی امیہ کو سرزمین مغرب سے نکال کر اپنی جانب سے اپنے عمال مقرر کئے صوبہ تہرت کو زیری بن مناذ کے صوبہ سے ملحق کر دیا کامیابی کے ساتھ فاطمین کے ساتھ قیروان کی طرف لوٹ گیا چند دنوں بعد احمد بن بکر اور محمد بن واسو کو یک آہنی پنجرے میں قید کر کے منصور یہ میں داخل ہوا اہل منصور یہ نے بہت بڑی خوشی منائی اور شہر میں چراغاں کیا اس کے بعد ۳۳۹ھ میں معز کے دونوں خدموں قیصر اور مظفر کو جو اپنی عداوت مد ابیر سے معز کی ناک کا بال ہو رہے تھے اور ہر کام کے سیاہ و سفید کرنے کے مختار تھے گرفتار کر کے قتل کر دیے۔

اہل افریقہ کی جلاوطنی: جزیرہ افریقہ (کریٹ) میں حکم بن ہشام حاکم اندلس کی طرف سے ایک امیر رہتا تھا جزیرہ افریقہ کے رہنے والے، افریقہ کے باشندے تھے، افریقہ میں رافضیوں کا درودورہ تھا یہ لوگ ان کے ہاتھوں تنگ آ کر افریقہ سے اسکندریہ بھاگ گئے تھے دروہیں رہنے لگے تھے۔ ان دنوں عبداللہ بن طاہر مصر کا گورنر تھا اس کو خبر ملی تو فوجوں کو مرتب کر کے اسکندریہ کا محاصرہ کر لیا۔ یہاں تک کہ ان نو دروہیں مانگ و عبداللہ بن طاہر نے اس شرط سے ان کو امان دی کہ وہ لوگ اسکندریہ چھوڑ کر دریاعبور کر کے ”جزیرہ افریقہ“ چلے جائیں چنانچہ ان غریب مسافروں نے اسکندریہ کو خیر باد کہہ کر جزیرہ افریقہ میں جا کر قیام کیا اور اسی زمانہ سے اس کو آباد کر کے وہیں رہنے لگے انہی میں سے ”ابو حفص بوطی“ نامی ایک شخص ان پر حکومت کرنے لگا اور اس طریقہ سے اس کی آئندہ نسلیں اس جزیرہ کی حکمران بنیں یہاں تک کہ اسی ۳۵۰ھ میں عیسائیوں نے سات جنگی کشتیوں کا بیڑہ تیار کر کے چڑھائی کی بہت بڑی خونریزی ہوئی ہزاروں مسلمان شہید ہوئے اور بے شمار قید کر لئے گئے چنانچہ اسی زمانہ سے اس وقت تک یہ جزیرہ عیسائیوں ہی کے قبضہ میں رہا (واللہ غالب علی امرہ)

طرمین کی فتح: ۳۵۱ھ میں والی صقلیہ نے قلعہ طرمین پر جو صقلیہ کا ایک مشہور قلعہ تھا فوج کشی اور ایک طویل مدت تک محاصرہ کئے رہا آخر کار نویں مہینے میں اہل قلعہ طرمین نے حاکم صقلیہ کے حکم سے قلعہ کے دروازے کھول دیئے اور عسا کر اسلامیہ نے داخل ہو کر قلعہ پر قبضہ کر لیا اور انتہائی اطمینان سے رہنے لگے۔ اس خدا داد کامیابی کے بعد حاکم صقلیہ نے قلعہ طرمین کا نام بدل دیا اور پھر طرمین کے بجائے معزیہ رکھا۔ معزیہ اس مناسبت سے نام رکھا گیا تھا کہ ”المعز لدین اللہ شاہ افریقہ کا لقب تھا۔

رمطہ کا محاصرہ:..... بعد اس کے حاکم صقلیہ یعنی احمد بن حسن بن علی بن ابی الحسن نے صقلیہ کے دوسرے قلعے ”رمطہ“ کی طرف قدم بڑھایا، وہ قلعہ نے بادشاہ قسطنطنیہ سے امداد کی درخواست کی چنانچہ بادشاہ قسطنطنیہ نے بحری اور بری فوجیں ”قلعہ راطہ“ کی کمک پر روانہ کیں۔ حاکم صقلیہ نے بھی یہ خبر پا کر معز سے امداد کی فوجیں طلب کیں چنانچہ معز نے ایک عظیم لشکر اپنے بیٹے حسن کے ساتھ روانہ کیا رفتہ رفتہ یہ امدادی فوج شہر پہنچی اور حاکم صقلیہ کے لشکر کے ساتھ مل کر قلعہ راطہ کی جانب روانہ ہوئی اس کے محاصرے پر حسن بن عمار نامی ایک نامور سردار تھا چنانچہ اسلامی فوجوں نے نعرہ ”اللہ اکبر“ لگا کر قلعہ پر مجموعی قوت سے حملہ کیا۔ رومی فوجیں بھی سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آئیں۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی جس میں رومیوں کا سردار بطریقوں ایک سروہ سمیت، رومیا اور رومی لشکر نہایت تیزی کے ساتھ شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ عسا کر اسلامیہ نے تعاقب کیا مگر خندق کی وجہ سے آگے نہ بڑھ سکے۔ مسلمانوں نے جی کھول کر ان کو پامال کیا ان کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔

روم کی فتح اور جنگ محاذ: رومی لشکر کے پامال ہونے کے بعد عسا کر اسلامیہ نے اہل راطہ کے محاصرہ میں شدت اور سختی سے کام لینا شروع کیا۔ زیادہ زمانہ گزرنے نہ پایا تھا کہ غلہ وغیرہ کا ذخیرہ ختم ہو گیا۔ مسلمانوں کو اس کی خبر مل گئی چنانچہ بروہن قتل و غارت کرتے ہوئے گھس پڑے۔ کچھ لوگ کشتیوں پر سوار ہو کر دریائے راستے بھاگے امیر احمد بن حسن نے اپنے بیڑے کو ان کے تعاقب میں روانہ کر دیا جو نہایت تیزی سے شکست خوردہ حریفہ

کی کشتیوں تک پہنچ گیا چند مسلمان جو تیراکی کے ماہر تھے دریا میں کود پڑے اور غوطہ لگا کر حریف مقابل کے کشتیوں میں سوراخ کر دیا ان کی کشتیوں ناکام ہو گئیں۔ اہل کشتی گرفتار کر لئے گئے۔

اس خداداد کامیابی کے بعد احمد نے عساکر اسلامیہ کو روم کے علاقوں میں پھیلا دیا جنہوں نے بلاد روم کی پامالی اور غارتگری میں کوئی کسر نہیں چھوڑی یہاں تک کہ روم نے جزیہ دینا منظور کر لیا اور آپس میں مصالحت ہو گئی۔ یہ واقعہ ۳۵۴ھ کا ہے۔ اس لڑائی کا نام جنگ محاذ ہے۔

مصر کی فتح اس واقعہ کے چند دنوں بعد ”معز لدین اللہ“ حاکم افریقہ کو یہ خبر ملی کہ ”کافور اشیدی“ کے انتقال سے مصر کی سیاسی حالت میں اضطرابی کیفیت پیدا ہو گئی ہے اور آئے دن فتنہ و فساد اور باہمی نزاعات پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ خلیفہ بغداد اس لئے کہ بختیار بن معز الدولہ اور عضد الدولہ بختیار کا چچا زاد میں جھگڑا ہو رہا ہے مصر کی اصلاح کی جانب متوجہ نہیں ہو سکا۔ معز نے یہ سن کر مصر پر فوج کشی کا ارادہ کیا چنانچہ ۳۵۵ھ میں کتامیوں کو متحد کرنے کی غرض سے جوہر کا تب کو ملک مغرب روانہ کیا اور صوبہ برقہ میں جگہ جگہ کنوئیں کھودنے کا حکم صادر فرمایا۔ فوج کی فراہمی کے بعد جوہر کو ایک عظیم فوج کے ساتھ مصر کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اور رخصت کرنے کی غرض سے خود بھی جوہر کے لشکر تک آیا چند دنوں تک ٹھہرا جوہر اور اس کے ساتھیوں ہمر بیوں کو من سب ہدایت دیتا رہا۔ جوہر نے ان ہدایتوں کو اپنی یادداشت کی کتاب میں لکھ لیا اور رخصت ہو کر مصر روانہ ہو گیا۔ کسی زریعہ سے اس کی روانگی کی خبر فوج تک پہنچ گئی اس وقت مصر کی حفاظت پر بھی یہ سنتے ہی بغیر جنگ قتال کے متفرق و منتشر ہو گئی جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

مصر میں پہلی شیعہ اذان:۔ جوہر کوچ و قیام کرتا ہوا بغیر جنگ قتال کے متفرق و منتشر ہو گئی جیسا کہ آئندہ ہوا۔ پرانی جامع مسجد میں مغر لدین اللہ کے نام کا خطبہ پڑھا اور اسی وقت سے حکومت علویہ کا جھنڈا مصر میں اڑنے لگا۔ اس کے بعد ماہ جمادی الاولیٰ ۳۵۹ھ میں جوہر نے جامع ابن طولون اذان بھی جو مصر میں اس اضافہ کے ساتھ دی گئی

ضروری اقدامات:۔۔۔۔۔ مصر کی کامیابی اور اس کے نظم و نسق سے فراغت حاصل کرنے کے بعد جوہر نے معز کی خدمت میں تحائف اور ہدیہ روانہ کئے اور نیز اراکین ”دولت اشیدیہ“ کو بھی بھیجا۔ معز نے ان لوگوں کو ”مہدیہ“ کی جیل میں ڈال دیا قضاۃ اور علماء مصر کو جو وفد لے کر آئے ہوئے تھے ان کو انعامات اور صلے دے کر مصر کی طرف واپس کیا۔ اسی زمانہ سے جوہر نے قاہرہ کی تعمیر کی بنیاد ڈالی اور معز کو مصر آ جانے کی ترغیب دینے لگا۔

حسن بن عبد اللہ کی گرفتاری:۔۔۔ مصر کے فتح ہونے اور بنو طنج کی گرفتاری کے بعد حسن بن عبد اللہ بن طنج اپنے چند سپہ سالاروں کیساتھ مکہ معظمہ کی طرف جان بچا کر بھاگا۔ جوہر کو اس کی اطلاع مل گئی چنانچہ اس نے جعفر بن فلاح کتائی کو ایک فوج کے ساتھ حسن کے تعاقب کا حکم دیا۔ حسن اور جعفر کی لڑائیاں ہوئیں آخر کار جعفر نے حسن کو اس کے سپہ سالاروں سمیت جو اس کے ہمراہ تھے گرفتار کر لیا اور زنجیر سے باندھ کر جوہر کے پاس بھیج دیا جوہر نے ان لوگوں کو اسی حالت میں ”معز لدین اللہ“ کے پاس افریقہ روانہ کر دیا۔

رملہ اور طہریہ کی فتح:۔۔ جعفر نے اس مہم سے فارغ ہو کر رملہ کا رخ کیا اور قتل و غارت کرتا ہوا بزور شمشیر رملہ میں گھس پڑا۔ جو مقابلہ پر آئے ان کو تیغ کیا اور باقی شہریوں کو امن دے دیا اور ان پر خراج قائم کر کے طہریہ کا رخ کیا۔ ان دنوں طہریہ میں ابن ملہم نامی ایک شخص حکمرانی کر رہا تھا چونکہ ابن ملہم پہلے ہی سے علم حکومت معز کا مطیع ہو گیا تھا اس لئے جعفر نے اس سے تعرض نہ کیا۔ اور دمشق کا راستہ اختیار کر لیا اور لڑ کر تلواروں اور نیزوں کے زور سے اس پر اپنے رعب و داب کا سکہ جمادیا۔

دمشق کی فتح:۔۔۔ ماہ محرم ۳۵۹ھ کے پہلے جمعہ میں ”معز لدین اللہ“ کے نام کا خطبہ پڑھا۔ دمشق میں ”شریف ابوالقاسم بن یعلیٰ ہاشمی“ ایک با اثر شخص رہتا تھا۔ بہت سے لوگ اس کے مطیع تھے اس نے بازار یوں اور گنواروں کو جمع کر کے دوسرے جمعہ میں ”دولت علویہ“ کی مخالفت کا علم بلند کر دیا سیاہ کپڑے پہنے۔ جھنڈا بنایا اور جامع مسجد میں دوبارہ خلیفہ مطیع عباسی کے نام کا خطبہ پڑھا۔ جعفری اس سے مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں بالآخر شریف ابوالقاسم کو شکست پر شکست ہونے لگی۔

شریف ابوالقاسم کا فرار: مغربی فوجوں نے اہل دمشق کو پامال کرنا شروع کیا پچارہ شریف ابوالقاسم میدان جنگ سے رات کے وقت شہر میں بھاگ گیا صبح ہوئی تو اہل شہر نے جعفری کو جعفر کے پاس صلح کی گفتگو کرنے بھیجا جعفر نے تسلی و تشفی دی اور اہل شہر کے ساتھ حسن سوک کا وعدہ کیا اور یہ کہہ کر شریف جعفری کو واپس کر دیا کہ اہل دمشق سے یہ کہہ دو کہ مجھے کچھ دیر کے لئے شہر میں داخل ہونے دیں، میں شہر دمشق کا ایک چہرہ کار اپنی شہرگاہ میں واپس چلا جاؤں گا۔ کسی سے کچھ تعرض نہیں کروں گا۔

جعفر کا دھوکہ: اہل شہر اس جھانسنے میں آ گئے، اور جعفر اپنی فوج سمیت شہر میں داخل ہو گیا مغربی فوجیں قتل و غارتگری کرنے لگیں۔ اہل شہر کو اس سے ناراضگی پیدا ہو گئی چنانچہ سب نے متفق ہو کر جعفر کی فوج پر حملہ کر دیا اور اس کے بیٹا آرمیوں کو مار ڈالا خندقیں پھر کھدنے لگیں۔ قلعہ بندی کی تیاری ہونے لگی، شریف ابوالقاسم نے جعفر سے دوبارہ نامہ و پیام مصالحت شروع کیا۔ خدا خدا کر کے پندرہویں ذی الحجہ ۳۵۹ھ کو فریقین میں صلح ہو گئی۔ ”جعفر کا افسر پوپیس“ شہر میں انتظام کے لئے آیا۔ ہنگامہ ختم ہو گیا۔ بلوائیوں کے ایک گروپ کو گرفتار کر کے مصر روانہ کر دیا اور دمشق کی کرسی حکومت پر متمکن ہو کے استبدال کے ساتھ حکومت کرنے لگا۔

جعفر کی اطاعت: ان واقعات سے پہلے ۳۵۸ھ میں ابو جعفر زنائی نامی ایک شخص نے افریقہ میں معز کے عہد حکومت کے خلاف سر اٹھایا تھا۔ بربریوں اور نکاریہ کا جم غفیر اس کے پاس جمع ہو گیا تھا معز خود اس مہم کو سر کرنے کے لئے روانہ ہوا رفتہ رفتہ با مایہ پہنچا۔ یہاں پر یہ خبر سن گئی کہ بلوائیوں کی جماعت منتشر ہو کر ریگستان کی طرف چلی گئی ہے۔ چنانچہ معز ”بلکین بن زیری“ کو ابو جعفر کے تعاقب اور گرفتاری کا حکم دے کر مہدیہ کی جانب لوٹ گیا ”بلکین“ ایک مدت تک ابو جعفر کی تلاش میں سرگرداں بیابان اور ریگستان کی خاک چھانتا رہا مگر بھی سراغ ملا اس کے بعد خود ابو جعفر نے ۳۵۶ھ معز کے دربار میں حاضر ہو کر اس کی درخواست کی معز نے اس کو امن دی۔ اور گزارے کے لئے تنخواہ بھی مقرر کر دی۔ اس واقعہ کے بعد ہی جوہر کا خط آیا۔ جس میں مصر دشام میں حکومت علویہ عبیدہ کے قیام کا حال لکھا تھا اور نیز معز کو مصر بلایا تھا۔ معز اس خط کو پڑھ کر مارے خوشی کے جامہ سے باہر ہو گیا۔ ارکین دولت کو اس سے مطلع کر کے دربار عام کیا جس میں شعراء نے قصائد مدحیہ پڑھے۔

دمشق پر قرامطہ کا حملہ:..... اس کے بعد قرامطہ کے ساتھ ان کا بادشاہ اعصم بھی تھا جعفر بن فلاح نے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا اور انتہائی مردانگی سے ان کو مار بھگا گیا۔ پھر ۳۶۱ھ میں قرامطہ کی فوجیں دمشق کی جانب بڑھیں۔ جعفر بھی اپنی فوجیں تیار کر کے میدان جنگ میں آ گیا۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی اور میدان قرامطہ کے ہاتھ رہا۔ جعفر کو شکست ہو گئی پکڑ دھکڑ میں قرامطہ ۱ کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اعصم نے کامیابی کے ساتھ دمشق پر قبضہ کر کے مصر کا رخ کیا۔ مگر جوہر کو اس کی خبر مل گئی اس نے معز کو یہ واقعات لکھ بھیجے۔ چنانچہ معز نے مصر کی حمایت پر اپنی کمر باندھ لی اور روگئی مصر کا پکا ارادہ کر لیا۔

محمد بن حسن کا قتل: جس وقت یہ خبریں معز تک پہنچیں معز نے رواں گا مصر کا عزم بالجزم کر لیا مگر رواگئی سے پہلے ملک مغرب کا انتظام کرنا اور وہاں کے فساد کو ختم کرنا بھی ضروری تھا محمد بن حسن بن خزر مغرادی اس کا مخالف ”المغرب الاوسط“ میں موجود تھا۔ زنا تہ اور بربریوں کا بہت بڑا گروہ اس کا مطیع اور اس کے ایک اشارہ پر گردن کٹوانے پر تیار تھا اور خود بھی یہ بہت بڑا دلیر جبار اور گہرا کش انسان تھا۔ معز کو اس سے خطرہ پیدا ہو گیا۔ اور یہ خیال کر کے کہ کہیں میری غیر موجودگی میں محمد، افریقہ پر قابض نہ ہو جائے ”بلکین بن زیری بن مناذ“ کو محمد، پر فوج کشی کرنے اور اس کے ملک میں جا کر اس سے جنگ کرنے کا حکم صادر کیا۔ چنانچہ ان دونوں میں متعدد لڑائیاں ہوئیں اور بہت بڑی خونریزی ہوئی آخر کار محمد بن حسن کو ہر شکست ہو کر اور اس کا لشکر شکست کھ کر بھاگ گیا۔ محمد بن حسن نے اس بات کا اس کر کے خود کشی کر لی۔ زنا تہ کے سترہ سرداراں بئٹ میں مارے گئے اور بہت سے گرفتار کر لئے گئے یہ واقعہ ۳۶۰ھ کا ہے۔

معز قاہرہ میں: بلکین نے اس خداداد کامیابی کی اطلاع ”معز کو دی“ معز نے اظہار مسرت کی غرض سے دربار عام کیا۔ اس پس کے مذاقوں سے مبارکباد کے خطوط آئے اس کے بعد معز نے بلکین کو میدان جنگ سے بلوا کر افریقہ اور ملک مغرب کی حکومت پر مقرر کر دیا اور قیروان میں قیام

کرنے کا حکم دیا "ابوالفتح" کے خطاب سے مخاطب کیا۔ طرابلس کی حکومت عبداللہ بن "مخلف کتانی" کو دی اور ان دنوں میں سے ایک دوسرے پر حکمرانی کا اختیار نہ دیا وصول مال گزاری پر "زیادہ اللہ بن عزیم" کو اور محکمہ خراج (بورڈ آف ریونیو) پر "عبدالجبار خراسانی" اور حسین بن خف مرصدی" کو، مورکیہ۔ ملک کے انتظام سے فارغ ہو کر "منصور" کے باہر آخری شوال ۵۵۱ھ میں لشکر آرائی کا حکم دیا اور خود منصور یہ سے کوچ کر کے قیروان کے قریب سروانیہ میں پڑاؤ کیا یہاں تک کہ اس کے انتظام سے بھی فراغت حاصل کی اس دوران اس کی سپاہ، خدم حشم اور اہل و عیال بھی آگئے قصر حکومت میں جتنا مال و اسباب اور سامان آرائش تھا سب اٹھالائے۔

مصر کے سب سے روانگی: سروانیہ میں آنے کے چوتھے مہینے مصر کے ارادے سے کوچ کیا۔ بلکین بھی مشایعت کی غرض سے ساتھ تھا تھوڑی دور چل کر معز نے بلکین کو واپس کر دیا اور خود کوچ و قیام کرتا ہوا اپنی سپاہ سمیت طرابلس پہنچ گیا۔ اہل طرابلس سے کچھ لوگ "کوہ نفوسہ" بھاگ گئے اور قلعہ بند ہو گئے۔ معز نے دو ایک دن قیام کر کے برقہ کی جانب کوچ کیا۔ یہاں پر اس کا شاعر محمد بن ہانی اندلسی آخری رجب ۳۶۲ھ کو کنارہ دریا پر مقتول پایا گیا۔ قاتل کا کچھ پتہ نہ چلا۔ پھر معز نے برقہ سے اسکندریہ کی طرف کوچ کیا چنانچہ شعبان کے آخر میں اسکندریہ پہنچی۔ امراء و رؤس شہر نے حاضر ہو کر باریابی کی عزت حاصل کی۔ معز ان لوگوں سے انتہائی احترام و توقیر ملا۔ انعامات دیئے، صلے دیئے اور پھر اسکندریہ سے کوچ کر کے پانچویں رمضان کو قاہرہ میں داخل ہو گیا اور اس شہر کو اس کے بعد کے خلفاء کے رہنے کی عزت دی گئی یہاں تک کہ ان کا دور حکومت ختم ہو گیا۔

رملہ کی فتح: بنی طنج ایک عرصے سے قرامطہ کو سالانہ تین لاکھ دینار خراج و مشق کے حکم ادا کیا کرتے تھے چنانچہ جس وقت جعفر بن فداح نے دمشق پر قبضہ کیا اور المعز بن اللہ علوی کی حکومت کا جھنڈا ان ممالک میں اڑایا تو یہ خراج جو بنی طنج، قرامطہ کو ادا کیا کرتے تھے بند کر دیا گیا۔ قرامطہ کو اس سے ناراضگی پیدا ہو گئی اور وہ فوجیں تیار کر کے دمشق پر چڑھ آئے۔ ان کا بادشاہ اعصم خود اس مہم میں ان کا افسر اعلیٰ تھا۔ جعفر بن فداح نے شہر دمشق سے نکل کر قرامطہ کا مقابلہ کیا۔ مگر قرامطہ نے جعفر کو شکست دیکر شہر پر قبضہ کر لیا اور لڑائی کے دوران اس کو قتل کر دیا، اس کے بعد قرامطہ نے رملہ کا رخ کیا تو اہل رملہ شہر چھوڑ کر بھاگ گئے "یافا" میں جا کہ قلعہ بندی کر لی اور قرامطہ نے رملہ پہنچ کر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا اس مہم میں قطرہ بھی خون کا نہ گرا۔

قرامطہ کی کامیابی:..... ان دو مسلسل کامیابیوں سے قرامطہ کے حوصلے بلند ہو گئے یا فافا میں لشکر آرائی کر کے مصر کی طرف بڑھے اور "عین شمس" پر جس کو اب مطریہ کہتے ہیں پہنچ کر پڑاؤ کیا عرب اور بنی طنج کے خادموں کا ایک گروپ قرامطہ کے پاس آ کر جمع ہو گیا۔ قرامطہ نے اپنی فوج اور ان سب کو مرتب کر کے مغربیوں کا قہرہ میں محاصرہ کر لیا۔ عرصے تک دونوں حریفوں میں لڑائی ہوتی رہی انجام کار قرامطہ کو فتح نصیب ہوئی۔

یافا کا محاصرہ: اس کے بعد مغربی فوجیں اپنے حریف سے لڑنے، مرنے، اور مارے جانے پر قسم کھا کر پھر کھل پڑیں اور اپنے زبردست حملوں سے قرامطہ کو شکست دے دی۔ قرامطہ مصر چھوڑ کر رملہ چلے گئے اور یافا کا نہایت سختی سے محاصرہ کر لیا جعفر کو اس کی خبر ملی تو یافا کے محصورین کو چھڑانے کے لئے مصر سے ایک تازہ دم فوج کو دریا کے راستے "یافا" روانہ کیا جاسوسوں نے قرامطہ کو اس کی اطلاع کر دی قرامطہ نے جعفر کی ساری کشتیوں کو جس پر اہل یافا کی امدادی فوج جا رہی تھی گرفتار کر لیا۔ معز کو قیروان میں اس واقعہ کی اطلاع ملی، وہ مصر جانے کا ارادہ تو کر ہی چکا تھا ہذا فوراً سائبان سفر درست کر کے مصر کی جانب روانہ ہو گیا اور کوچ و قیام کرتا ہوا مصر پہنچ گیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔

معز اور قرامطہ کی جنگ: مصر پہنچ کر معز کو یہ خبر ملی کہ قرامطہ کے لئے تیاری کر رہے ہیں اس نے ایک خط لکھ کر اعصم (سردار قرامطہ) کے پاس روانہ کیا جس میں پہلے تو اپنے خاندان کی فضیلت تحریر کی تھی اس کے بعد یہ لکھا تھا کہ ابتدا تم لوگ ہمارے اور ہمارے آباء و اجداد کے حامی تھے اور انہی کی دولت و حکومت کے قاصد بنے ہوئے پھرتے تھے۔ غرض اسی قسم کے مضامین لکھ کر اور سمجھانے بجھانے کا کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا ورا آخر میں دھمکی بھی دی تھی۔ مگر اعصم نے وہ خط پڑھ کر نہایت سختی سے جواب دیا "اس نے لکھا کہ (تمہارا خط پہنچا جس میں مطلب کی باتیں مہم و فضولیت زیادہ تھیں اور ہم تم پر حملہ کرنے والے ہیں والسلام) جواب روانہ کرنے کے بعد فوج کو تیاری کا حکم دیا اور سامان سفر و جنگ درست کر کے "احسا" سے

مصر کی جانب کوچ کر دیا۔ رفتہ رفتہ مصر پہنچ گئے اور عین شمس میں پڑاؤ کیا۔ گرد و نواح کے رہنے والے اور نیز عرب آ کر اعصم کے پاس اکٹھے ہو گئے۔ حسان بن جراح طائی (عرب کا امیر) بھی قبیلہ طے کا بہت بڑا گروہ لے کر پہنچ گیا۔

قراطرط کی شکست: اعصم اور حسان نے مشورہ کر کے اپنی اپنی فوج کے متعدد دستوں کو شیخون مارنے اور قتل و غارتگری کرنے کے لئے مصر کے مضافات میں پھیلا دیا چنانچہ ایک ہنگامہ نمونہ قیامت برپا ہو گیا۔ معز کو قراطرط کی فوج کی کثرت سے خوف پیدا ہو گیا، تو اس نے حسان سے خط و کتابت شروع کی، اور اس کو ایک لاکھ دینار دے کر اپنے ساتھ ملا لیا۔ آپس میں یہ رائے طے پائی کہ جنگ کے وقت قراطرط کی فوج کو میدان جنگ میں تنہا چھوڑ کر ہم اپنی فوج سمیت بھاگ جائیں گے۔ چنانچہ اس قرارداد کے مطابق معز نے شہر سے نکل کر قراطرط پر حملہ کیا۔ حسان دو چار ہاتھ لڑ کر پیچھے ہٹا تو معز نے اپنی فوج کو بڑھنے کا حکم دے دیا۔ ادھر حسان عرب فوج کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا قراطرط تھوڑی دیر تک میدان جنگ میں زے رہے لیکن آخر کار شکست کھا کر بھاگے اور تقریباً ڈیڑھ ہزار فوج گرفتار کر لی گئی۔ باقی فوج کے تعاقب پر معز نے ابو محمود نامی سپہ سالار کو دس ہزار سواروں کے ساتھ متعین کیا۔ قراطرط نے بھاگ کر ”اذرعان“ میں دم لیا اور جب وہاں بھی قحط گروہ کی مہیب شکل دکھائی دی تو وہ ”اذرعان“ سے نکل کر ”احسان“ کی جانب چل پڑے۔

دمشق پر ابن مویہوب کا قبضہ: جنگ کے خاتمے بعد معز نے قراطرط کے قیدیوں کے قتل کا حکم صادر کر دیا۔ اور ظالم بن مویہوب عقیلی نامی سپہ سالار کو گورنر دمشق مقرر کر کے دمشق روانہ کر دیا۔ دمشق میں ان دنوں قراطرط کی جانب سے ابواللجاء اور اس کا بیٹا حکمرانی کر رہے تھے۔ ظالم نے پہنچتے ہی ان کو گرفتار کر لیا اور مال و اسباب جو کچھ وہاں تھا وہ ضبط کر لیا۔ اس دوران ابو محمود قراطرط کے تعاقب سے واپس آ کر دمشق پہنچا۔ ظالم کو اس کے آنے سے بے حد خوشی ہوئی اور وہ ایک دوسرے سے بغلیں ہو گئے ظالم نے کہا بہتر یہ ہے کہ آپ دمشق کے باہر قیام پذیر ہوں، تاکہ قراطرط کے حملہ سے ہم لوگ محفوظ رہیں۔ ابو محمود نے اس رائے کو پسند کیا اور دمشق کے باہر خیمے نصب کرادیئے ظالم نے ”ابوللجاء“ اور اس کے بیٹے کو ”ابو محمود“ کے حوالہ کر دیا ابو محمود نے اس کو مصر روانہ کر دیا چنانچہ ابوللجاء مصر کی جیل میں ڈال دیا گیا۔

اہل دمشق اور فوج کا ہنگامہ: اس کے بعد ابو محمود کے ساتھیوں نے اہل دمشق پر ہانڈ صاف کرنا شروع کیا اس سے لوگوں میں یک جوش پیدا ہو گیا۔ چند لوگوں نے متفق ہو کر افسر پولیس کو قتل کر دیا اور اس کے اسٹاف کے افسروں کو بھی مار ڈالا شہر کے باہر اہل شہر اور لشکریوں میں ہل چل مچ گیا۔ ظالم اپنے سرداروں کے ساتھ سوار ہو کر ہنگامہ فرو کرنے نکلا اور سمجھا بھجا کر اہل شہر کو شہر کی طرف واپس لایا اور مغربی فوجوں کو ان کی شکرگاہ کی جانب لوٹایا۔ تھوڑے دنوں کے لئے امن ہو گیا بعد ازاں پندرہویں شوال ۳۶۳ھ کا مین اہل دمشق اور لشکریان محمود پھر جھگڑا ہو گیا۔ مدقوں لڑائیاں ہوتی رہیں آخر کار اہل شہر کو ہزیمت ہوئی۔

ابن مویہوب کا فرار: لشکریان محمود شہر تک اہل شہر کا تعاقب کرتے چلے آئے۔ ظالم بن مویہوب اسی دن کا خطرہ سامنے رکھ کر اہل شہر کے ساتھ مدارات کر رہا تھا چنانچہ وہ اپنی جان کے خوف سے دارالامارت چھوڑ کر نکل بھاگا۔ مغربی فوج نے دروازہ فراہم سے گھس کر شہر میں آگ لگادی جس سے بے شمار لوگ جل کر مر گئے۔ اس فساد کی آگ ربیع الثانی ۳۶۳ھ تک چلتی رہی اس کے بعد اس شراب بر مصالحت ہو گئی کہ ظالم بن مویہوب کو شہر سے نکال دیا جائے اور اس کے بجائے جیش بن مصمصامہ کے محمود کے بھانجے کو مقرر کیا جائے۔

ابو محمود کی واپسی: چنانچہ اس تبدیلی کے بعد فتنہ و فساد ختم ہو گیا، زیادہ مدت نہیں گزرنے پائی تھی کہ مغربی فوجوں نے پھر لوٹ مار شروع کر دی اور عوام الناس نے ہنگامہ کر دیا اور یورش کر کے اس محل کی طرف بڑھے جس میں ابو محمود یہ خبر سن کر اپنے لشکر میں بھاگ گیا اور فوج ر مرتب کر کے شہر پر حملہ کر دیا۔ چنانچہ اہل شہر بھی مقابلہ پڑا گئے تو ابو محمود نے شہر کا محاصرہ کر کے باہر سے آمد و رفت بند کر دی، پانی اور ضروریات کا آنا جانا بند ہو گیا۔ اہل شہر تنگی سے بسر کرنے لگے بازار بند ہو گئے۔ پھر رفتہ رفتہ اس کی خبر معز تک پہنچ گئی چنانچہ معز نے ابو محمود پر اس قفل سے ناراضگی ظاہر کی اور ”ریان“ خادم کو طرابلس میں لکھ بھیجا کہ خط دیکھتے ہی دمشق چلے جاؤ اور صحیح واقعات وہاں کے لکھ کر بھیجو اور مکہ نذر ابو محمود کو دمشق سے واپس

بھیج دو۔ چنانچہ ریان نے دمشق پہنچ کر ابو محمود کو رملہ کی طرف لوٹا دیا۔ اور دمشق کے اصلی واقعات لکھ کر معز کی خدمت میں روانہ کیا اور خود ”افسکین“ (نئے والی دمشق) کے آنے تک دمشق میں ٹھہرا رہا۔

افسکین کا دمشق پر قبضہ: افسکین، عزالدولہ بن بویہ کا خادم تھا جس وقت ترکوں نے بختیار بن عزالدولہ پر سبکتگین کی کمین میں یورش کی اور سبکتگین اس دوران مر گیا تو ترکوں نے اس کو اپنا اور سردار بنا کر بختیار کا واسطہ میں محاصرہ کر لیا عقد الدولہ یہ خبر پا کر بختیار کی امداد اور ترکوں سے نجات دینے پہنچ گیا۔ مگر ترکوں نے محاصرہ اٹھالیا اور واسطہ چھوڑ کے چلتے گئے۔ افسکین ایک دستہ فوج لے کر حص آ گیا تھا اور اس کے قریب پہنچ کر بڑاؤ کر دیا تھا خالم نے اس کی گرفتاری کی تدبیریں کیں مگر کامیاب نہ ہو سکا اور افسکین حص سے نکل کر دمشق چلا گیا دمشق پر ان دنوں زیادہ (معز کا خادم) قابض تھا۔ روسا شہر، پولیس اور عوام الناس زبردستی ایسے مطیع و فرمانبردار ہو رہے تھے کہ کوئی شخص دم نہ مار سکتا تھا ایک دن روسا شہر چھپ کر افسکین کے پاس آئے اور اس سے شہر پر قبضہ ہونے اور امارت قبول کرنے کی درخواست کی اور مغربیوں کی شکایت بھی جڑی کہ وہ لوگ ہمیں بے جبر واکراہ روافض کے عقد کے عقائد کی تعلیم دیتے ہیں ان کے اعمال ہم پر طرح طرح کے ظلم و ستم کرتے ہیں افسکین کا دل یہ سن کر بھر آیا خود بھی قسم کھائی اور ان لوگوں سے بھی متحد الکلمہ اور متفق رہنے کی قسم لی اس کے بعد شہر پر قبضہ کر لیا چنانچہ زیادہ دمشق چھوڑ کر چلا گیا خلیفہ معز علوی کا خطبہ سکھ موقوف ہو گیا منبروں پر خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھا جانے لگا فتنہ پردازوں اور مفسدوں کی بیخ کنی کر دی گئی عربوں کے قبضہ سے علاقے نکال لئے گئے جن پر وہ قابض ہو گئے تھے الغرض افسکین اس طرح استقلال کے ساتھ دمشق پر حکومت کرنے لگا۔ معز نے یہ خبر سن کر افسکین کو اطاعت قبول کرنے اور اپنی جانب سے سند، رت دینے کا حکم لکھا مگر افسکین نے اس کی تحریر پر اعتماد نہ کیا اور اس کے قاصد کو لوٹا دیا اس بناء پر معز نے افسکین کے خلاف فوج کشی کی اتفاق یہ کہ وہ مقام ابیس میں مر گیا جیسے کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

معز علوی کی وفات: پندرہویں ۵۱۰ رجب الثانی ۳۶۵ھ کو ۵ معز لدین اللہ علوی نے اپنی خلافت و حکومت کا تیسواں ۵۱ سال پورا کر کے مصر میں وفات پائی اس کی ولی عہدی اور وصیت کے مطابق اس کا بیٹا ترار سر پر متمکن ہوا اور ”العزیز باللہ“ کا مبارک خطاب اختیار کیا۔ عزیز نے نظام حکومت اپنے قبضہ میں لے کر ملکی و سیاسی مصلحت کے پیش نظر کے انتقال کو عید الاضحیہ ۳۵۶ھ تک ٹھکی رکھا۔ قربانی کے دن عید گاہ میں گیا، عام مسلمانوں کے ساتھ نماز ادا کی۔ خطبہ دیا، اپنے حق میں دعا کی اور اپنے باپ کے مرنے کا حال بیان کر کے تعزیت وغیرہ میں مصروف ہو گیا۔

حجاز پر حملہ:..... اس کے بعد یعقوب بن کلس کو (جیسا کہ اس کے باپ کے زمانہ میں تھا) عہدہ وزارت پر اور بلکین زیری کو بدستور افریقہ کی گورنری بحال رکھا افریقہ کے عبداللہ بن یحییٰ کتانی کے ماتحت صوبوں یعنی طرابلس، سرت اور جرابلسہ کو بھی بلکین بن زیری کی گورنری کے علاوہ کے ماتحت علاقوں میں ملحق و شامل کر دیا۔ مکہ اور مدینہ کے رہنے والوں نے گذشتہ موسم حج میں معز کی، اطاعت قبول کر لی تھی اور اس کے نام کا خطبہ پڑھنے تھے، مگر عزیز کی تخت نشینی پر عزیز کے نام کا خطبہ نہ پڑھا اس وجہ سے عزیز نے سرزمین حجاز پر حملہ کیا، چنانچہ اس کی فوج نے مکہ و مدینہ کا محاصرہ کر لیا۔ رسد و غنہ کی آمد بند ہو گئی۔ اہل حرمین نے مجبور ہو کر اطاعت قبول کر لی۔ مکہ معظمہ میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا ان دنوں مکہ معظمہ کا گورنر عیسیٰ بن جعفر تھا اور مدینہ منورہ کا طاہر بن مسلم۔ اتفاق سے اسی سال اس نے وفات پائی لہذا اس کی جگہ اس کا بھائی مقرر کیا گیا

افسکین کے باقی حالات:..... جب معز کا انتقال ہو گیا اور اس کی جگہ عزیز حکمران مقرر ہوا افسکین نے فوجیں تیار کر کے عم منیٰ لغت بلند کر دیا، اور اس کے ان علاقوں پر حملہ کر دیا جو شام کے ساحل پر واقع تھے، چنانچہ سب سے پہلے ”صدرا“ کا محاصرہ کیا، ابن الشیخ اور خالم بن موہوب عقیلی مغارہ سردار

۱ مزید تفصیل کے لئے علامہ عماد الدین ابن کثیر الشافعی کی تاریخ (البدایہ والنہایہ جلد ۱۱ صفحہ ۲۸۳) کا مطالعہ فرمائیں۔ ۲ معز لدین اللہ ابو نعیم سعد بن منصور باللہ سامع بن قائم بامر اللہ ابو القاسم محمد بن مہدی ابو محمد عبید اللہ علوی حسنی افریقہ کے ایک علاقے ”مہدیہ“ میں (۱۱) رمضان المبارک ۳۱۹ھ میں پیدا ہوا۔ اس کی کل عمر ۳۵ سال اور چھ مہینے ہوئی، یہ پہلا علوی خلیفہ تھا جس نے مصر پر قبضہ کیا تھا، دیکھیں (تاریخ کامل جلد ۸) صفحہ ۳۶۳ مطبوعہ مصر (مترجم)۔ ۳ تاریخ کامل (جد ۵) صفحہ ۳۶۵۔ مطابق معز کی وفات ۱۵ رجب الثانی کے بجائے ۷ رجب الثانی میں ہوئی۔

کے ساتھ اس وقت صیدا میں موجود تھے فوجیں تیار کر کے افسلین سے مقابلہ کرنے نکل پڑے سخت اور خونریز جنگ کا آغاز ہوا افسلین لڑتے لڑتے پیچھے ہٹا مغربی فوجیں کامیابی و کثرت کے جوش میں آگے بڑھتی چلی آئیں یہاں تک کہ اپنے مورچہ سے بہت دور نکل آئیں اس وقت افسلین اپنی فوج کو جمع کر کے مغربی فوجوں پر نوٹ پڑا پھر کیا تھا مغربی فوجیں شکست کھا گئیں۔ چار ہزار سپاہی مارے گئے اس سے افسلین کے حوصلے بڑھ گئے مکہ کا راہ لیا اور اس کا محاصرہ کر کے طبریہ کی طرف بڑھا، یہاں کے باشندوں کے ساتھ بھی وہی سلوک کر کیا جو اہل صیدا کے ساتھ کیا تھا اس کے بعد دمشق کی طرف واپس آگیا عزیز نے اس کے بارے میں اپنے وزیر یعقوب بن کلثوم سے مشورہ کیا یعقوب نے یہ رائے دی کہ اس کے مقابلہ سے تباہی ہوگی جو ہر کا تب بھیجی جائے۔ عزیز نے اس رائے کے مطابق فوجیں آراستہ کر کے جوہر کو افسلین کی روک تھام لئے روانہ کیا۔

دمشق کا محاصرہ اسی دوران افسلین دمشق پہنچ گیا تھا افسلین کو اس کی خبر ملی تو اس نے اہل دمشق کو جمع کر کے کہا تم لوگ خوب جانتے ہو کہ میں نے تمہاری رضامندی سے تم پر حکومت کی اور تمہاری درخواست پر اتنی بڑی ذمہ داری کے کام کو اپنے ہاتھوں میں لیا، اب چونکہ عزیز وں مصروف فریقہ کا مقابلہ ہے میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے تم لوگ کسی مصیبت میں مبتلا ہو اس وجہ سے میں لوگوں سے علیحدہ ہونا چاہتا ہوں اہل دمشق یہ سن کے یک زبان ہو کر بولے ہم لوگ آپ سے جدا نہیں ہوں گے اور جان و مال کو آپ پر صدقہ کر دیں گے افسلین نے اس عہد و قرار پر ان دونوں سے قسم دی اور جوہر کے ساتھ مقابلہ کرنے پر تل گیا۔ ماہ ذیقعدہ ۳۵۶ھ کو جوہر اپنی فوج کے ساتھ دمشق پہنچ گیا اور نہایت حزم و احتیاط سے اس کا محاصرہ کر دیا دو مہینے کامل محاصرہ جاری رہا بڑا بڑا اکیاں ہوتی رہیں، فریقین کے ہزار آدمی مارے گئے بالآخر افسلین نے طول محاصرہ سے گھبرا کر اعصم (بادشاہ قرامطہ) کو یہ واقعہ لکھ بھیجے، اور اس سے مدد طلب کی، چنانچہ قرامطہ بادشاہ اپنا لشکر مرتب کر کے "احساء" سے دمشق کی طرف روانہ ہوا۔ شام و عرب کا جم غفیر اس کے پاس آ آ کر جمع ہو گیا جس کی تعداد پچاس ہزار کے قریب تھی۔

جوہر کا تب اور افسلین: جوہر نے یہ خبر سن کر دمشق کا محاصرہ اٹھالیا اور اس خوف سے کہ کہیں اور دشمنوں کے درمیان میں نہ آ جاؤں فرار ہو گیا مگر افسلین اور بادشاہ قرامطہ نے نہایت تیزی سے راستہ طے کر کے جوہر کو "رملہ" میں جا کے گھیر لیا۔ اور ان کا پانی ① بند کر دیا، جوہر رملہ چھوڑ کے عسقلان چلا گیا، افسلین اور بادشاہ قرامطہ نے عسقلان پر بھی حملہ کر دیا۔ اور اس کا بھی محاصرہ کر لیا رملہ و غلہ کی آمد بند ہو گئی۔ نہایت سختی سے گزر بسر ہونے لگی۔ جوہر نے افسلین سے صلح اور سازش کے بارے میں خط و کتابت شروع کی بادشاہ قرامطہ جوہر کو اس سے روک رہا تھا آخر کار جوہر نے ملالت کرنے کی درخواست کی افسلین نے منظور کر لی، دونوں ایک مقررہ جگہ پر ملے۔ جوہر کہنے لگا "یہ قتل و خونریزی تمہاری وجہ سے ہوئی ہے تمہیں مسلسل صلح کا پیام دے رہا تھا" افسلین نے جواب دیا "میں اس معاملہ میں معذور ہوں یہ سارا کیا دھڑا بادشاہ قرامطہ کا ہے" اسی قسم کی دنوں میں تھوڑی دیر تک گفتگو ہوتی رہی آخر میں یہ طے پایا کہ افسلین محاصرہ اٹھالے اور جوہر اپنے آقا نامدار عزیز سے اس حسن سلوک کا معاوضہ دلوائے اس بات کے طے ہونے پر جوہر نے وعدہ پورا کرنے کی قسم کھائی۔ افسلین اپنے لشکر گاہ میں واپس آیا اور بادشاہ قرامطہ کو تمام حالات بتلائے۔ بادشاہ قرامطہ نے افسلین کو اس پر ڈانٹ ڈپٹ کی، جوہر کی چالاکیاں اور مکاریاں بیان کرتے ہوئے یہ کہا کہ محاصرہ اٹھالینے کے بعد جوہر اپنے آقا نامدار عزیز سے پاس چائے گا اور یہی تیری سے ہم لوگوں پر حملہ آور ہوگا کہ جس کا جواب دینا ہمارے بس سے باہر ہوگا۔ بہتر یہ ہوگا کہ تم اپنے قوں و اقربا سے پھر جاؤ۔ افسلین نے بادشاہ قرامطہ کی اس نصیحت پر توجہ نہ کی اور جوہر کو اس کے ساتھیوں سمیت مصر جانے کی اجازت دے دی۔

جوہر کی مصر روانگی چنانچہ جوہر محاصرہ سے نجات پا کر مصر کی جانب روانہ ہوا۔ عزیز کے دربار میں پہنچ کے تمام واقعات عرض کئے۔ اور سمجھا بچھا کے ان لوگوں پر حملہ کرنے پر ابھار دیا۔ عزیز نے جوہر کے کہنے کے مطابق فوجیں آراستہ کر کے چڑھائی کر دی۔ مقدمۃ الجیش پر جوہر تھا افسلین اور بادشاہ قرامطہ یہ خبر سن کر رملہ چلے آئے تھے اور لشکر تیار کرنے کی فکر کرنے لگے۔ اس دوران عزیز نے محرم ۳۵۶ھ رملہ کے باہر مورچے قائم کئے اور افسلین کو پیغام بھیجا کہ تم میری اطاعت قبول کر لو میں تمہیں اپنے لشکر کا سردار مقرر کر دوں گا، جاگیریں دوں گا، جس ملک کو پسند کرو گے اس کی حکومت

① شہر رملہ۔ تین کوس کے فاصلہ پر نہر طوا حسین تھی اسی شہر میں پانی بنا تھا افسلین اور بادشاہ قرامطہ نے اسی نہر پر اپنے مورچے قائم کئے تھے اور شہر میں پانی کا بند کر دیا (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۲۶۱ مطبوعہ مصر) مترجم۔

عطا کردوں گا، اور ان باتوں کے طے کرنے کے لئے مجھ سے آکر ملو، فکین صف لشکر سے نکل کر ننگے پیر دونوں لشکروں کے درمیان میں آکر کھڑا ہو گیا اور عزیز کے قاصد سے کہا ”تم جا کر امیر المومنین کو بہادری کا پیغام دے دو کہ اگر کچھ دیر پہلے یہ پیغام مجھے مل جاتا تو مجھے اس کی تعمیل میں کوئی عذر نہ تھا مگر اب یہ ناممکن ہے۔“

فکین کی شکست: قاصد فکین سے رخصت ہو کر عزیز کے لشکر کی جانب روانہ ہوا اور فکین نے عزیز کے ”میسرہ“ پر حملہ کر دیا۔ اس حملہ میں عزیز کے میسرہ کو شکست ہوئی ایک بڑا گروپ کام آیا عزیز نے اس بات کو محسوس کر کے اپنے ”میسرہ“ کو حملہ کرنے کا حکم دیا اور خود بھی حملہ آور ہوا۔ فکین اور شاہ قرامطہ کو شکست ہوئی مغربی فوجوں نے تلوریں نیام سے کھینچ لیں فکین کے بیس ہزار سپاہی مارے گئے۔

فکین کی رہائی: کامیابی کے بعد عزیز اپنے خیمہ میں واپس آیا، فخر مند گروہ نے جنگی قیدیوں کو پیش کرنا شروع کیا۔ جو شخص قیدی پیش کرتا تھا اس کو خلعت دی جاتی تھی۔ عزیز نے اختلاف کر دیا کہ جو شخص فکین کو گرفتار کر کے لائے گا اس کو ایک لاکھ دینار دیئے جائیں گے۔ اتفاق سے مفرج بن دغفل طائی سے فکین کی ملاقات ہو گئی، فکین نے پیاس کی شکایت کی مفرج نے اس کو پانی پلایا اپنے خیمے میں ٹھہرا کر عزیز کے پاس گیا اور اس کو فکین کا پتہ بتلا کے ایک لاکھ دینار وصول کر لیا، لہذا جس وقت فکین عزیز کے سامنے پیش کیا گیا۔ چونکہ عزیز کو اس کے مارے جانے کا مکمل یقین ہو چکا تھا لہذا اسے زندہ دیکھ کر بہت خوش ہوا اور کمال توقیر سے فکین کے لئے خیمہ نصب کرایا۔ جو کچھ مال و اسباب اس کا لوٹ لیا گیا تھا وہ سب کا سب واپس کر دیا اور اس کے ساتھ واپس مصر آیا اپنے خاص ساتھی ہونے کا اعزاز عنایت کیا، حجابت کے عہدہ سے ممتاز فرمایا۔

عصم قرمطی: اس کے بعد اس کے ایک شخص کو عصم قرمطی (بادشاہ قرامطہ) کو بھی واپس لانے کی غرض سے مقرر کیا، چنانچہ اس شخص نے عصم قرمطی سے طبریہ میں جا کر ملاقات کی اور اس سے عزیز کے پاس مصر چلنے کو کہا، عصم نے مصر جانے سے انکار کیا۔ اس شخص نے عزیز کو واقعہ سے مطلع کیا، عزیز نے بیس ہزار دینار عصم کو بھیجے اور اتنے ہی ہر سال دینے کا وعدہ کیا مگر عصم پھر بھی مصر نہ گیا اور اسی وقت طبریہ سے ”احساء“ چھا آیا۔

فکین کا قتل: ان واقعات کے بعد فکین کو وزیر یعقوب بن کلس نے اس وجہ سے کہ فکین عزیز کے ناک کا بال ہور ہا تھا زبردے دیا۔ عزیز کو اس کی خبر مل گئی۔ گرفتار کر کے چالیس دن تک قید میں رکھا اور پانچ لاکھ دینار جرمانہ لے کے رہا کر دیا اور بدستور عہدہ وزارت پر مقرر کیا۔ ماہ ذیقعدہ ۳۸۱ھ میں جوہر کاتب نے وفات پائی اس کی جگہ اس کا بیٹا حسن مقرر کیا گیا ”قائد القواد“ کا مبارک لقب عطا ہوا۔

قسام اور سلیمان کی جنگ: فکین نے اپنے حکومت میں قسام نامی ایک شخص کو دمشق میں اپنا نائب بنایا تھا فکین کے دمشق چھوڑنے کے بعد اس کا رعب داب بڑھ گیا، کچھ لوگ اس کے فرمانبردار ہو گئے رفتہ رفتہ چند شہروں پر قابض بھی ہو گیا لہذا جب فکین اور قرامطہ کو شکست ہوئی تو عزیز نے اپنے نامی گرامی سپہ سالار ابو محمود بن ابراہیم کو دمشق کا گورنر مقرر کر کے دمشق روانہ کیا اس وقت دمشق اور اس کے آس پاس کے شہروں پر قسام کا قبضہ تھا۔ اور عزیز کے نام کا خطبہ پڑھ رہا تھا اس کی موجودگی میں ابو محمود کی کچھ پیش نہ گئی۔ قسام بدستور کرسی حکومت کرتا رہا۔ اسی دوران ابو تغلب بن حمدان (گورنر) موصل عضد الدولہ سے شکست کھا کر دمشق کی طرف آیا قسام نے اس خیال سے کہ کہیں یہ خود بخود دیا عزیز کے حکم سے شہر پر قبضہ نہ کر لے دمشق میں داخل نہ ہونے دیا، چنانچہ ابو تغلب اور قسام کے درمیان ناچاکی پیدا ہو گئی اور نوبت جدال و قتال تک پہنچ گئی۔ آخر کار ابو تغلب طبریہ چھا گیا اس کے بعد عزیز کا لشکر سارا فضل کی ماتحتی میں دمشق آ پہنچا، اور قسام کا دمشق میں محاصرہ کر لیا مگر اتفاق کچھ ایسا پیش آیا کہ لشکرنا کام ہو کر عزیز کے پاس چل گیا لہذا عزیز نے ۳۶۵ھ میں ایک دوسری فوج سلیمان بن جعفر بن فلاح کی ماتحتی میں دمشق روانہ کی۔ سلیمان نے دمشق کے باہر پڑاؤ لگایا قسام نے اپنے آدمیوں کو اشارہ کر دیا انہوں نے لڑ کر سلیمان کو اس مقام سے ہٹا دیا جہاں اس نے پڑاؤ تھا۔

مفرج بن جراح: انہیں دونوں بنو طے کا امیر مفرج بن جراح اور سارے عرب سرزمین فلسطین میں مقیم تھے اس جماعت کی اور شوکت و شان

بڑھ گئی تھی۔ آس پاس کے سرحدی شہروں کو قتل و غارتگری سے تباہ و برباد کر رہے تھے عزیز نے ایک لشکر ان کی سرکوبی کے لئے اپنے سپہ سالار بلطین تریکی، شتی میں روانہ کیا، چنانچہ یہ لشکر کوچ و قیام کرتا ہوا رملہ کی جانب روانہ ہوا۔ قبیلہ قیس کا ایک بڑا گروپ اس کے لشکر کے ساتھ آمد اس کے بعد مفرج بن جراح، بلطین کی آپس میں مدد بھیڑ ہو گئی۔ بلطین نے چند دستوں کو پہلے ہی سے مورچے میں بیٹھا رکھا تھا، مفرج کو اس وجہ سے شکست ہوئی یہ بھاگ رہا تھا کہ پہنچا انتظار کیا کہ گورنر نے اس کو پناہ دے دی اس دوران بادشاہ روم حملہ کرنے کے لئے قسطنطنیہ سے شامی علاقوں کی طرف روانہ مفرج اس سے خطرہ پیدا ہوا، کچھ خادم سیف الدولہ والی حمص کے گورنر کو اس واقعہ سے مطلع کر کے مدد طلب کی کچھ روزوں میں مفرج کی درخواست منظور کر لی ورنہ کھول کر اس کی مدد کی۔

قسام اور بلطین کی جنگ۔ اس کے بعد بلطین نے دمشق کی جانب رخ کیا اور قسام کو یہ پیغام بھیجا کہ میں کسی غرض سے نہیں آیا بلکہ صرف شہر کے نظم و نسق کو ٹھیک کرنے آیا ہوا ہوں، قسام کے ساتھ ابو محمود کی بھائی بیٹھ بن مصامہ بھی دمشق سے نکل کے بلطین کے پاس آیا، بلطین نے اس کو سن کے ساتھیوں سمیت شہر کے باہر ٹھہرنے کو کہا۔ اس سے قسام کو خطرہ پیدا ہوا فوراً شہر کی جانب واپس چل پڑا اور لڑائی کی تیاری شروع کر دی۔ خرم ٹھونک ٹھونک کے دونوں دشمن میدان جنگ میں آ گئے۔ اتفاق یہ کہ اس معرکہ میں قسام کے ساتھیوں کو شکست ہوئی بلطین نے شہر میں داخل ہو کر قتل و غارتگری کا بازار گرم کر دیا، مکانات میں آگ لگا دی، اہل شہر نے گھبرا کر بلطین سے امن کی درخواست کرنے کی رائے قائم کی، ورنہ کسی غرض سے اس کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی، بلطین نے ان لوگوں کو حاضری کی اجازت دے دی قسام کو اس واقعہ کی اطلاع ملی سنتے ہی بدحواس ہو گیا مگر چارہ کار نہ تھا اہل شہر نے بلطین کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے لئے اور قسام کے لئے امن حاصل کر لیا۔ ہنگامہ کارزار ختم ہو گیا سب لوگ اپنے اپنے مکانات میں آ کر آباد ہوئے۔

قسام کی اطاعت۔ بلطین نے اپنی جانب سے خط نامی ایک امیر کو شہر کی حکومت پر مقرر کیا۔ چنانچہ رجب ۳۷۲ھ میں صارت کا جھنڈا اٹھایا شہر میں داخل ہوا۔ اس کے دوسرے دن قسام کسی خیال سے ردپوش ہو گیا۔ بلطین کے ساتھیوں نے قسام اور اس کے ساتھیوں کے مکانات لوٹ لئے قسام نے یہ سمجھ کر کہ اب بچنا دشوار ہے خود کو بلطین کے دربار میں حاضر کر دیا اور معذرت کی بلطین نے اس کی معذرت قبول کر لی اور اس کو عزت اور احترام مصر و نہ کر دیا عزیز نے بھی اپنی بے نظیر فیاضی و رحم دلی سے اس کو امن عنایت کیا۔

دمشق کا امیر بکچور۔ کچھ روز کہ سیف الدولہ کا خادم اور اس کی جانب سے حمص کا گورنر تھا ان دنوں جب کہ دمشق عزیز اور قسام کی فوجوں کا میدان کارزار بنا ہوا تھا حمص سے عزیز کے لشکر کے بعد ۳۷۳ھ میں ابو المعالی اور بکچور میں چل گئی کچھ روز عزیز سے اس کی شکایت کی، عزیز نے بومعوی کی گوشاں اور اس کو دمشق کی حکومت دینے کا وعدہ کیا۔ اسی دوران اتفاق یہ پیش آیا کہ مغربیوں نے مصر میں وزیر السلطنت ابن کلس کے خد ف بغوت کر دی اور اس کے قتل پر تل گئے، اس ہنگامہ کے ختم کرنے کی غرض سے عزیز کو دمشق سے بلطین کے بلانے کی ضرورت محسوس ہوئی، چنانچہ عزیز نے بلطین کو دمشق سے طلب فرمایا اور اس کی جگہ بکچور کو دمشق کی حکومت سپرد کی۔

بکچور کی معزولی۔ رجب ۳۷۳ھ میں بکچور علم حکومت لئے ہوئے دمشق میں داخل ہوا چونکہ اس کو کسی ذریعہ سے یہ معلوم ہو گیا تھا کہ ابن کلس وزیر السلطنت عزیز کو منع کر رہا تھا کہ بکچور کو حکومت دمشق نہ دی جائے اس عداوت و کینہ سے بکچور نے دمشق میں داخل ہوتے ہی ابن کلس کے آوروں اور اس کے حمایتیوں کو پال کر ناشروع کیا۔ تھوڑے دنوں بعد رعایائے دمشق کو بھی ایذا نہیں پہنچانے لگا۔ ابن کلس کو اس کی خبر مل گئی موقع پا کر عزیز سے اس کی شکایت کر دی کہ بکچور دانی دمشق بڑا متمرد و سرکش ہو گیا ہے ظلم و جفا کاری اس کا شیوہ ہو رہا ہے، اگر معزول نہ کیا جائے گا تو صوبہ دمشق ویران ہو جائے گا، ہذا عزیز نے ۳۷۸ھ میں ایک لشکر عظیم بصرافری میز خادم کو بکچور کے ہوش میں لانے کی غرض سے روانہ کیا روانگی کے بعد نزال طرابلس کے گورنر اس مدد کرنے کو لکھا بکچور نے اس واقعہ سے مطلع ہو کے ارد گرد کے عرب کو جمع کر لیا اور آلات حرب سے ان کو مسلح کر کے خرم ٹھونک و رمیدن جنگ میں آ گیا۔ مگر پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر بھاگ بھاگ رہا ہوا اور بکچور یہ خیال کر کے کہ کہیں نزال نہ آ جائے بل دمشق کے لئے امان حاصل کر کے

رقہ چھا گیا اور اس پر قابض متصرف ہو گیا۔

یکچو ر اور سعد الدولہ کی جنگ: ادھر منیر نے بھی دمشق میں داخل ہو کر کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر لیا۔ استقلال و استحکام سے حکمرانی کرنے لگا اس واقعہ کے بعد یکچو نے دمشق سے رقبہ میں پہنچ کر سعد الدولہ والی حلب سے حمص کی حکومت کی درخواست کی سعد الدولہ نے کسی مصدقہ سے اس کو منظور نہ کیا۔ اس بناء پر یکچو نے عزیز سے سعد الدولہ پر حملہ کرنے کی اجازت طلب کی عزیز نے یکچو کی درخواست منظور فرما کے فوجیں عنایت کیں اور نزال والی طرابلس کو اس کی کمک اور مدد کرنے کو لکھ بھیجا۔ چنانچہ یکچو نے فوجوں کو مرتب کر کے سعد الدولہ پر چڑھائی کر دی سعد الدولہ نے بھی مدافعت و مقابلہ کی غرض سے فوجیں فراہم کر لیں اور حلب سے نکل کر میدان جنگ میں آ گیا نزال نے اپنے دل میں یہ ٹھن لی تھی کہ جس طرح سے ممکن ہو جنگ کے وقت یکچو کو روغادی جائے۔ اس کو اس بات پر یسلی ابن مسطورس وزیر السلطنت نے ابھارا تھا جو ابن کلس کے بعد وزیر بن تھا۔

یکچو کا قتل: انہیں دنوں عامل انطاکیہ نے بادشاہ روم سے امداد کی درخواست کی تھی اور اس نے ایک بڑی فوج اس کی کمک پر بھیج دی تھی۔ الغرض نزال نے اپنے منشور کے مطابق ان عربوں سے جو یکچو کے دستے میں تھے معرکہ جنگ کے وقت بھاگ جانے کے بارے میں سازش کر لی اور ان سے اس معاملہ کے انجام ہو جانے پر بڑے بڑے وعدے کئے۔ لہذا جس وقت دونوں فوجوں کا ٹکڑا ہوا یکچو کو کسی ذریعہ سے اس سازش کی خبر مل گئی مرنے پر کمر بستہ ہو کر سیف الدولہ پر حملہ آور ہوا اور لولو کبیر (سیف الدولہ کے خادم) کا ایک ہی وار سے کام تمام کر دیا۔ سیف الدولہ نے لولو کبیر کو خاک و خون پر تڑپتا ہوا دیکھ کر یکچو پر حملہ کیا یکچو شکست کھا کر بعض قبائل عرب میں چھپا اور دو چار روز کے بعد اپنی حالت درست کر کے سیف الدولہ پر حملہ آور ہوا مگر پہلے ہی دمہ میں خود یکچو کے میدان جنگ سے پاؤں اکھڑ گئے اور پکڑ دھکڑ کے دروان مارا گیا۔ سعد الدولہ نے اس کے ماں و اسباب کو ضبط کر کے رقبہ کی جانب کوچ کیا اور اس پر قابض ہو گیا یکچو کے بیٹوں نے عزیز کو اپنے باپ کے مارے جانے کا واقعہ لکھ بھیجا اور اس سے سعد الدولہ سے سفارش کرنے کے بارے میں تحریک کی۔

حلب کا محاصرہ: چنانچہ عزیز نے سعد الدولہ کے پاس یکچو کے بیٹوں کی سفارش کا خط ایک قاصد کے ذریعے روانہ کیا اور یہ بھی تحریک کی کہ یکچو کے بیٹوں کو میرے پاس مصر بھیجو اور اس حکم کے تعمیل نہ کرنے کی صورت میں دھمکی بھی دی تھی۔ سعد الدولہ نے ایک بھی نہ سنی عزیز کی سفارت کو نہایت برے طور سے واپس کیا عزیز نے طیش میں آ کر ایک جرات شکر منجوتکین کی سربراہی میں حلب کے محاصرہ کرنے کے لئے روانہ کیا، منجوتکین نے حب پہنچ کر محاصرہ کر لیا ان دنوں حلب میں ابوالفہاکل ابن سعد الدولہ اور لولو، صغیر خادم سیف الدولہ تھا ان دونوں نے سیل بادشاہ روم کی خدمت میں مدد کے لئے سفارت بھیجی اگرچہ اس وقت یہ جنگ بلغاریہ میں مصروف تھا مگر پھر بھی ابوالفہاکل کی سفارت بھیجنے پر والی انطاکیہ کو حلب کے محصوروں کی مدد کرنے کو لکھ بھیجا والی انطاکیہ اس حکم کے مطابق پچاس ہزار فوج لے کر حلب کو بچانے کے لئے روانہ ہوا رفتہ رفتہ جس عاصی تک پہنچا منجوتکین کو اس کی خبر مل گئی حب سے محاصرہ اٹھا کر شکست دے دی اور قتل و قید کر کے انطاکیہ کی طرف بڑھا انطاکیہ کے اطراف میں ہنگامہ پر پا ہو گیا۔

ابو الحسن کی معزولی: اسی غیر حاضری کے دوران ابوالفہاکل حلب کے آس پاس غلہ فراہم کرنے نکل کھڑا ہوا جس سے بے حد مہنگائی پیدا ہو گئی جتنا فراہم کر سکا فراہم کر لیا باقی جو رہ گیا اس میں آگ لگا دی۔ لہذا جب منجوتکین حصار حلب کے لئے پھر واپس آیا اور سر کرنے کی غرض سے فوجوں کو حلب کے ارد گرد پھیل دیا، لولو، صغیر نے ابو الحسن مغربی کی خدمت میں صلح کا پیغام بھیجا۔ شرائط صلح طے ہو جانے کے بعد آپس میں صلح ہو گئی منجوتکین دمشق کی جانب واپس چل پڑا۔ عزیز کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی سخت برہم ہوا، اسی وقت منجوتکین کو محاصرہ حلب پر واپس جانے اور (وزیر ابو الحسن) مغربی کے معزول کرنے کا حکم لکھ بھیجا۔ دریا کے راستے رسد غلہ بھی روانہ کیا۔ چنانچہ منجوتکین نے پھر حلب کا محاصرہ کر لیا۔ اہل حلب نے بادشاہ روم کے پاس مدد اور استعانت کی غرض سے سفارت بھیجی اور اس کو اس سلوک کا معاوضہ دینے کا بھی وعدہ کیا۔

حمص کی تباہی: رومی بادشاہ نہایت تیزی سے فوجوں کو آ راستہ کر کے حلب کی جانب روانہ ہوا لولو، صغیر نے اس خیال سے کہ مسلمانوں اور اسلام کو اس سے سخت صدمہ اور نقصان پہنچ جائے گا منجوتکین کو بادشاہ روم کے آنے سے مطلع کر دیا اس کے علاوہ جاسوسوں نے بھی یہی خبر منجوتکین تک پہنچی

دی۔ منبختین نے مصیبت محاصرہ اٹھالیا کئی بازار محل اور حمامات محاصرہ کے دوران ویران و برباد ہو گئے اس کے بعد بادشاہ روم حسب پہنچ، ابو الفصائل اور نووہ صغیر منے آئے دو چار روز قیام کر کے شام کی جانب کوچ کیا، حمص اور شیرز کو فتح کر کے تخت و تاراج کر دیا چالیس دن تک طرابلس کا محاصرہ سے رکھا۔ مگر کامیابی کی صورت نظر نہ آئی۔ مجبور ہو کر اپنے ملک کو واپس گیا۔ ان واقعات کی خبر عزیز تک پہنچی بے حد شاق گزرا جہاد کا اعلان کر کے ۳۸۱ھ میں قاہرہ سے خروج کر دیا، اتنے میں منیر نے دمشق ختم کرنے کے لئے دمشق کی جانب قدم بڑھایا۔

اخبر وزراء معز لدین اللہ علوی افریقہ و مصر کے گورنر کا وزیر السلطنت یعقوب بن کلس تھا اصلاً یہ یہودی تھا پھر مسلمان ❶ ہو گیا اشد یہ کے دور حکومت میں مصر کے انتظامی امور کا ایک یہ بھی منتظم تھا ابو الفصائل بن فرات نے اس کو ۳۵۷ھ میں معزول کر دیا اور کچھ جرمانہ بھی یہ یعقوب اس کو ادا نہ کر سکا روپوش ہو گیا کچھ عرصہ بعد مصر سے مغرب بھاگ گیا اور معز لدین اللہ کے دربار میں پہنچ کر رسوخ حاصل کیا اور اس کے ساتھ ساتھ مصر آیا رفتہ رفتہ وزارت کا مالک بن گیا۔ دربار معزیہ میں اس کی بڑی عزت و توقیر تھی معز لدین اللہ کے بعد عزیز بن معز لدین اللہ مسند حکومت پر متمکن ہوا اس نے بھی یعقوب کو بدستور عہدہ وزارت پر قائم و بحال رکھا یہاں تک کہ ۳۸۰ھ میں یعقوب نے وفات پائی عزیز نے نماز جنازہ پڑھائی تجبیر و تہ فین میں شریک ہوا اس کی طرف سے اس کا دین (قرضہ) ادا کیا اور اس کی ناممکن خدمات کو یوں تقسیم کیا کہ عدالتی و انتظامی خدمت حسن ❷ بن غمزد (جو کتامہ کا سردار تھا) کو عطا ہوئی اور مالی خدمت عیسیٰ بن مسطورس ❸ کے سپرد کی گئی۔ اسی وقت سے دولت علویہ کی وزارت مسلسل اہل اقدام کے قبضہ میں رہی اور یہ لوگ بڑے ذی رتبہ اور عظیم الشان تھے۔

بارزی: ان وزراء میں سے ایک بارزی تھا یہ باوجود وزیر ہونے کے قاضی القضاۃ اور داعی الدعاۃ بھی تھا۔ اس سے یہ درخواست کی گئی تھی کہ اس کا نام سکھ پڑھلوا یا جائے، اس نے اس کو منظور نہ کیا اور یہ سوچ کر کہیں میں مجبور نہ کیا جاؤں غریب الوطنی اختیار کر لی مقام تیس میں کسی نے مار ڈالا۔ ابو سعید نسری: ابو سعید نسری بھی حکومت علویہ کا ایک نامور وزیر تھا یہ پہلے یہودی تھا مگر وزیر بننے سے پہلے مسلمان ہو گیا تھا۔

جرجانی: جرجانی بھی اسی سلسلہ کا ایک جلیل القدر شخص تھا اس کو کسی کام کے بارے میں لکھنے سے منع کیا گیا تھا اس نے اس کی تعمیل نہ کی اس پر حاکم نے اس کے ہاتھ کاٹنے کی قسم کھالی اور معزول کر دیا مگر پھر اس کے تیسرے دن عہدہ وزارت پر بحال کر دیا گیا اور خلعت خوشنودی سے سرفراز و ممتاز ہو ابن ابی کدینہ نے تیرہ (۱۳) مہینے وزارت کی اس کے بعد معزول کر کے مار ڈالا، ابوطاہر بن بادشاہ وزیر السلطنت دین دار آدمیوں سے تھا اس نے وزارت سے مستعفی دے کر جامع مصر میں گوشہ نشینی اختیار کر لی ایک وزارت کے وقت چھت سے گر کر مر گیا۔

ابوالقاسم: وزیر اسد سلطنت ابوالقاسم بن مغربی آخری وزیر تھا اس کے بعد بدر جیالی خلیفہ مستنصر کے زمانے میں سیف الدولہ کا وزیر بنا اس کے دور حکومت میں بدر نے بہت زور و شور سے وزارت کی اور اس کے بعد بھی یہ اسی حالت پر رہا جیسا کہ ان کے حالات کے سلسلے میں بیان کیا جائے گا۔

قضیوں کے حالات: نعمان بن محمد بن منصور بن احمد بن حیون معز لدین اللہ علوی کی حکومت کے زمانے میں قیروان کا قاضی تھا جب معز مصر آیا تو نعمان بھی اس کے دستے میں تھا، مصر پہنچ کر معز لدین اللہ نے نعمان کو عہدہ قضاء عطا کیا یہاں تک کہ اس نے اسی عہدہ پر وفات پائی اس کی جگہ اس کا بیٹا علی مقرر ہوا۔ ۳۷۷ھ میں یہ بھی مر گیا تو عزیز نے اس کے بھائی ابو عبد اللہ محمد کو عہدہ قضاء پر مقرر کیا، خلعت دی اور اپنے ہاتھ سے اس کے گلے میں تلوار جمائل کی، معز نے اس کے باپ سے اسی محمد کو مصر میں عہدہ قضاء دینے کا وعدہ کیا تھا۔ ۳۸۹ھ حاکم کے دور حکومت میں اس نے بھی وفات پائی یہ شخص بہت بڑا جلیل القدر بہت احسان کرنے والا اور عدالت و افتاء میں بے حد محتاط تھا، اس کا زمانہ قضا خلافت کے لئے رحمت الہی کا ایک نمونہ تھا اس کے بعد اس کا چچا زاد بھائی ابو عبد اللہ حسین علی بن نعمان عہد خلافت حاکم میں عہدہ قضا سے سرفراز کیا گیا۔ ۳۹۴ھ میں معزول

❶ یہیں ابن ایاس کی کتاب (بدائع الزهور فی وقایع الدهور) جلد ۱ صفحہ ۱۹۳ ❷ ہمارے پاس موجود جدید ایڈیشن (بند ۲ صفحہ ۵۸) پر حسن بن غمزد کے نام حسن بن غمزد ہے۔ ❸ یہ جیسریوں میں سے تھا، اور مسلمانوں کو اس سے بہت تکلیفیں پہنچی۔ دیکھیں ابن ایاس کی (بدائع الزهور فی الدهور جلد ۱ صفحہ ۱۹۳)

کر دیا گیا اور قتل کر کے جہاد دیا گیا اس کے بعد ملکہ بن سعید القارقی مقرر ہوا یہاں تک ۴۰۵ھ اطراف قصور میں حاکم نے اس کو سزا موت دے دی، خلیفہ حاکم کی نظروں میں اس کی بہت عزت تھی۔ امور سلطنت میں اس کو پورا دخل تھا اور خلوت و جلوت میں یہ خلیفہ حاکم کا ہمراز و ساتھی تھا۔

احمد بن محمد بن عبداللہ: ملکہ کے مارے جانے پر احمد بن عبداللہ بن ابی العوام عہدہ قضا سے نوازا گیا یہی شخص حکومت عویہ کے آخری دور تک عہدہ قضا پر مقرر رہا۔ قاضی کے متعلق وادری اور دعوت کی خدمت سپرد رہا کرتی تھی اور کبھی کبھی داعی الدعاة کا عہدہ قاضی سے لے لیا جاتا تھا اور اس خدمت پر ایک دوسرا شخص مقرر ہوا کرتا قاضی حکومت کے ان عہدہ داروں میں سے تھا جو جمعہ اور عیدوں میں خلیفہ کے ساتھ خطبہ دیتے وقت منبر پر چڑھا کرتے تھے۔

حاکم بامر اللہ کی خلافت: ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ عزیز نے ۳۸۱ھ میں جہاد کا اعلان کیا تھا اور دمیوں کے خلاف جہاد کرنے کے لئے فوجیں آ رہے تھے کہ خروج کر دیا تھا کوچ و قیام کرتا ہوا بلطیس ① پہنچا، بلطیس میں پہنچنے کے ایسے چند امراض میں مبتلا ہو گیا کہ انہیں کے صدمہ سے آخری رمضان ۳۸۶ھ میں اپنی حکومت و خلافت کے ساڑھے گیارہ سال پورے کر کے مر گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا ابوطی ② منصور مسند خلافت پر متمکن ہوا "الحکم بامر اللہ" کا خطاب اختیار کیا۔

ارجوان اور ابو محمد کی کشیدگی: ارجوان ③ خادم اس کے عہد حکومت میں بھی امور سلطنت کا منتظم اور اس پر غائب تھا جیسا کہ اس کے پاپ عزیز کے عہد حکومت میں تھا۔ اور ابو محمد حسن بن عمار ہر کام میں ارجوان کا مددگار و شریک تھا، ارجوان نے شاہی محل میں انتظامی اور مالی محکموں پر قبضہ کر لیا "امین الدولہ" کے لقب سے اپنے کو ملقب کیا، کتامہ والوں کو موقع مل گیا۔ رعایا کے مال اور عزت کو اپنی خواہشات نفسانی کا شکار کرنے سے منجوتکین کو یہ بات اور اس کے عداوہ ابو محمد کا ہر کام میں پیش پیش ہونا ناگوار گزارا، ارجوان کو لکھ بھیجا کہ اگر تم میری ہاں میں ہاں ملاؤ تو میں حکومت کے خلاف بغاوت کر دوں، ارجوان کا دل ابو محمد سے تو پک ہی گیا تھا منجوتکین سے سازش کر لی۔

منجوتکین کی بغاوت: چند منجوتکین نے خود سری کا اظہار کر کے ایک فوج دمشق سے مصر کی طرف روانہ کی جس کا سردار سیمان بن جعفر فلاح تھا ابو محمد کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے بھی لشکر کو اس طوفان کی روک تھام کرنے کے لئے روانہ کیا۔ مقام عسقلان میں دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا ایک سخت و خونریز جنگ کے بعد منجوتکین کو شکست ہوئی دو ہزار آدمی مارے گئے اور خود بھی پکڑ دھکڑ کے دوران گرفتار کر لیا گیا اور پابزنجیر مصر بھیج دیا گیا۔

ابو تمیم سلیمان بن فلاح: ابو محمد نے مصلحتاً مشرقی فوجوں کو ملانے کی غرض سے منجوتکین کو رہا کر دیا اپنی طرف سے ملک شام پر ابو تمیم سلیمان بن فلاح کتامی کو مقرر کیا اس نے طبریہ پہنچ کر اپنے بھائی علی کو مسند حکومت عطا کر کے دمشق بھیجا۔ اہل دمشق نے علی کی سرداری تسلیم نہ کی لڑنے پر آمادہ ہوئے۔ ابو تمیم نے اہل دمشق کے پاس اپنی سفارت بھیجی اور ان کو سرکشی اور مخالفت کے برے انجام سے ڈراتے ہوئے اپنے جاہ و جہاد کی دھمکی بھی دی۔ اہل دمشق نے ڈر کر اطاعت قبول کر لی اور علی کی سرداری و حکومت تسلیم کر کے شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے علی نے شہر میں داخل ہوتے ہی تباہی مچا دی، خونریزی اور غارتگری کا بازار گرم کر دیا، کسی کو قید کیا کسی کو قتل کیا، ابو تمیم کو اس کی خبر ملی، فوراً آ پہنچا اور اہل دمشق کو علی کے پنجہ غضب سے نجات دلا کر علی کو دمشق سے طبراہس کی حکومت پر تبدیل کر دیا اور طبراہس کے سابق حکمران جیش بن صمصامہ کو معزول کر دیا۔

ابو محمد کے خلاف سازش: جیش نے معزول کے بعد مصر کا راستہ لیا۔ تھوڑے دنوں کے سفر کے بعد مصر میں داخل ہوا ارجوان کے پاس آنا جانا شروع کیا جیش اور ارجوان نے متفق ہو کر یہ رائے قائم کی کہ ابو محمد اور کتامہ کے بعد سرداروں کو جو اس کے ساتھی و مشیر ہیں جس طرف سے ممکن ہو مصر سے نکال دینا چاہا۔ اس سازش میں شکر خادم عضد الدولہ بھی شریک تھا۔ اسی تعلق سے یہ ارجوان اور جیش کے ساتھ رہا کرتا تھا۔

① (انجوم زاهرة) میں بلطیس کے بجائے بیانیاں الشام تحریر ہے۔ ② ابوطی منصور کی عمر تحت نشی کے وقت گیارہ سال تھی۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۸۳) بیہ ندن (مترجم)۔ ③ ابن اثیر کی "کامل" (جلد ۵ صفحہ ۵۱۶) میں اسی طرح ہے، جب کہ ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی یڈیشن (جلد ۴ صفحہ ۵۹) پر جوں سے ہی بے رجوع تحریر ہے۔

ابومحمد کی روپوشی: اتفاق سے ابومحمد کو اس سازش کی اطلاع ہو گئی اس نے ابھی ار جوان وغیرہ اپنے مخالفین کے زیر کرنے کی تدبیریں شروع کر دیں۔ جاسوسوں نے ار جوان تک یہ خبر پہنچا دی پھر کیا تھا دونوں فریق میں فتنہ و فساد شروع ہو گیا مشرقی اور مغربی فوجوں نے تلواریں نیام سے کھینچیں۔ کشت و خون شروع ہو گیا۔ اس معرکہ میں مغربیوں کو شکست ہوئی۔ ابومحمد جان کے خوف سے روپوش ہو گیا ار جوان نے حاکم کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام واقعات عرض کئے اور اس کو مسند خلافت پر جلوہ افروز کر کے اس کی خلافت و حکومت کی دوبارہ بیعت لی۔

کتابہ کی بربادی: تجدید بیعت کے بعد ار جوان نے سپہ سالاران دمشق کو ابوتیمم گرفتاری کے بارے میں ایک خفیہ تحریر بھیج دی کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی سپہ سالاران دمشق اور اہل شہر نے اجانک کر کے ابوتیمم کے گھریباور خزانہ کو لوٹ لیا۔ کتابہ کی خونریزی شروع ہو گئی۔ فتنہ و فساد کا دروازہ کھل گیا یک مدت تک دمشق میں اس فساد کی آگ مشتعل رہی عوام الناس اور بازاری امور سلطنت پر قابض ہو گئے۔ اس کے بعد ار جوان نے ابومحمد کی خطا معاف کر دی دربار شاہی میں حاضر ہونے کی اجازت دی اور اس کی تنخواہ مقرر کر کے پہلے کی طرح مکان میں قیام کرنے کا حکم دیا۔

صور کی فتح: انہیں واقعات کے دروان اہل شام میں بغاوت ہو گئی اہل صوبہ باغی ہو گئے ایک ملاح قلاقہ نامی کو اپنا امیر بن لیا مفرج بن دغفل بن جراح نے بھی علم خلافت کی اطاعت سے منہ موڑ کر کے خود سری اختیار کر لی۔ رملہ پہنچ کر قتل و غارتگری شروع کر دی روم کا بادشاہ دوس بھی جو ایسے مواقع کا منتظر اور حکومت اسلامیہ کا پرانا رقیب تھا قلعہ اقامیہ پر چڑھ آیا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ ار جوان نے ان واقعات سے مطلع ہو کر ایک عظیم فوج کو جیش بن صمصامہ کی ماتحتی میں رملہ کی جانب روانہ کیا۔ اور دوسری فوج کو ابوعبداللہ حسین بن ناصر الدولہ بن حمدون ۱ کی ماتحتی میں شروع کر دی قلاقہ نے بادشاہ روم سے مدد مانگی، بادشاہ روم نے ایک بیڑہ جنگی کشتیوں شکست کھا کر بھاگے اہل صوبہ کے مجبوری گردن اطاعت جھکا دی، ابوعبداللہ نے صوبہ پر قبضہ کر کے قلاقہ کو گرفتار کر لیا اور پابز نجیر ایک دستہ فوج کی حراست میں مصر روانہ کر دیا۔ مصر پہنچنے کے بعد قلاقہ کی کھال کھینچ لی گئی اور صلیب پر چڑھا دیا گیا۔

دوش کا قتل: جیش بن صمصامہ مفرج بن دغفل کی سرکوبی کے لئے رملہ بھیجا گیا تھا مفرج یہ خبر سن کر جیش کے مقابلہ سے بھاگ کھڑا ہوا۔ جیش کوچ و قیام کرتا ہوا دمشق پہنچا، اہل دمشق ملنے آئے جیش عزت و احترام سے ان لوگوں سے ملا ان کے ساتھ احسانات کئے ان کی تکلیفیں دور کیں اور پھر وہاں سے اقامیہ کی طرف کوچ کیا جہاں پر کہ دوش بادشاہ روم اپنے لشکر سمیت پڑاؤ کئے ہوئے تھے اور بلاد اسلامیہ کو تباہ کر رہا تھا۔ اقامیہ پر عساکر اسلامیہ اور رومی لشکر سے صف آرائی ہوئی، شروع میں جیش اور اس کے ساتھی شکست کھا کر بھاگے صرف بشارت اشیدی بن فرارہ پندرہ سو سواروں کے ساتھ میدان جنگ میں ٹھہرا ہوا لڑتا رہا، اور دوش بادشاہ روم اپنے جھنڈے کے نیچے اپنے بیٹوں اور چند غلاموں کے ساتھ کھڑا ہوا رومیوں کی قتل و غارتگری اور مسلمانوں کی تباہی دیکھ رہا تھا اشیدی کے ساتھیوں میں سے ایک کردی لوہے کا لٹھ جس کا نام خشت تھا لئے ہوئے دوش کی جانب چد، دوش نے یہ سمجھ کر کے شاید یہ امن حاصل کرنے کی غرض سے آ رہا ہے اپنی حفاظت نہ کی کردی نے قریب پہنچ کے دوش پر حملہ کر دیا اور پہلے ہی حملہ میں اس کو رڈا، دوش کے مارے جانے سے رومی لشکر بھاگ کھڑا ہوا اور جیش کی فوج جو میدان جنگ سے شکست کھا گئی تھی پھر لوٹ آئی اظہ کیہ تک قتل و قید کرتی اور ان کے مال و اسباب کو لوٹتی چلی گئی۔

دمشق کے باغیوں کا انجام: اس کامیابی کے بعد جیش نے دمشق کے باہر ایک میدان میں قیام کیا کسی مصلحت سے دمشق میں نہ گیا دمشق کے نو جوانوں کے سرداروں کو جو ہنگامہ کے بانی تھے طلب کر کے اپنی دوستی کا اعزاز عنایت کیا اور انہیں میں سے ایک گروہ کو اپنا حاجب بھی بنایا، روزانہ ان لوگوں کے لئے نفیس نفیس کھانے پکواتا اور انتہائی دریا دلی سے ان کو ان لوگوں سمیت جوان کے ساتھ ہوتا تھا، اسی طریقہ سے ایک زمانہ گزر گیا کچھ عرصے بعد ایک دن جب یہ لوگ کھانے کے کمرے میں گئے اپنے غلاموں کو اشارہ کر دیا انہوں نے دروازے بند کر کے تلواریں نیام سے

۱ یہاں صحیح لفظ کے بجائے حمدان ہے، دیکھیں (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۵۱۷)۔

کھینچ لیں اور ان لوگوں کے جان و تن کا فیصلہ کرنے لگے، تقریباً تین ہزار آدمی مارے گئے، ان لوگوں کے مارے جانے سے جمیش کے دل کو اطمینان حاصل ہوا۔ اپنی فوج کے ساتھ دمشق میں گیا اور اس کا چکر لگا کر شرفاء و ساء شہر کو دربار میں حاضر ہونے کی اجازت دی، جب وہ لوگ دربار میں آ گئے تو ان لوگوں کے سامنے دمشق کے نوجوانوں کے سرداروں کو قتل کروایا اور انہیں شرفاء و ساء شہر کو بطور وفد کے مصر کی طرف روانہ کیا۔ اس سے فتنہ و فساد کی آگ جو طویل عرصہ سے مشتعل ہو رہی تھی بجھ گئی لوگ امن و امان سے اپنے اپنے گھروں میں رہنے لگے۔

جمیش کی وفات: ان واقعات کے چند دنوں بعد جمیش نے بوا سیر میں مبتلا ہو کر وفات پائی اس کی جگہ اس کا بیٹا محمود بن جمیش دمشق کا حکمران بنا۔

ارجوان کا قتل: جمیش کی وفات سے ارجوان کے بازو کمزور ہو گئے سبیل بادشاہ روم سے نامہ و پیام کر کے دس سال ۵ کے سئے صبح کر لی اور ایک فوج برقعہ اور طرابس غرب کے فتح کرنے کے لئے روانہ کی چنانچہ اس فوج نے ان دونوں مقامات کو لڑ کر فتح کر لیا، اور ارجوان کی حکومت پر یاس صقلی ۲ کو مقرر کیا۔

چونکہ ارجوان کو حاکم والی مصر کی افواج میں زیادہ تعلق پیدا ہو گیا تھا، سیاہ و سفید جو چاہتا تھا کر گزرتا تھا اور یہ بات اب حاکم کو نا پسند معلوم ہونے لگی تھی نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ ۳۸۹ھ میں حاکم نے ایک بے جا الزام لگا کر ارجوان کو سزائے موت دے دی۔

حسان بن معراج کی بغاوت: ارجوان ایک خوجہ سرا تھا اور پیدائشی محنت تھا اس کا وزیر فہد بن ابراہیم نصرانی تھا حاکم نے ارجوان کے قتل کے بعد فہد کو اپنے قہدان و زرات کا مالک بنایا کچھ عرصے حسین بن عمار کو پھر حسین بن جوہر سپہ سالار افواج کو بھی قتل کر ڈالا۔ پھر یہ خبر سن کر کہ حسان بن مفرج طائی ضلب کے آس پاس لوٹ مار کر رہا ہے چند فوجیں یا حاکمین کی زیر نگرانی حلب کی طرف روانہ کیں جس وقت یہ فوجیں غزہ سے عسقلان کی جانب بڑھیں حسان اور اس باپ مفرج نے اچانک ان پر حملہ کر دیا۔ یار حاکمین اور اس کے دستے کی فوج کو شکست ہوئی۔ یار حاکمین کے ساتھیوں میں سے آدمی کام آئے۔ حسان نے عسقلان کے قرب و جوار کو تباہ و برباد کیا، رملہ پر قابض ہو گیا۔ فوجی قوت بھی بڑھائی۔ اور ابو الفتوح حسن بن جعفر (علوی حسنی) امیر مکہ مکرمہ سے بلا کر خلافت و امارت کی بیعت کی "امیر المومنین" کے لقب سے مخاطب کر کے ابو الفتوح کو مکہ معظمہ واپس کر دیا اور پہلے کی طرح حاکم کا خاشعہ اطاعت اپنے کندھوں پر لے لیا ابو الفتوح نے بھی مکہ معظمہ میں پہنچ کر حاکم کے نام کا خطبہ پڑھا اور اس کی حکومت کا مطیع ہو گیا۔

علی اور حسان کی جنگ: حاکم نے ان لوگوں کی متحدہ قوت کے توڑنے کے بعد اپنی فوجوں کو علی بن جعفر بن فلاح کی ماتحتی میں شام کی جانب روانہ کیا۔ علی نے سب سے پہلے رملہ پر چڑھائی کی۔ حسان بن مفرج مقابلہ نہ کر سکا، شکست کھا کر بھاگا۔ علی نے ان شہروں پر قبضہ جو اس کے تھے قبضہ کر لیا۔ ۳۹۰ھ شوال میں قرب و جوار کے شہروں کو فتح کرتا ہوا دمشق پہنچا اور اس پر بھی کامیابی کے ساتھ قابض ہو گیا۔ مفرج اور اس کا بیٹا حسان تقریباً دو برس تک فقر و فاقہ کی حالت میں ادھر ادھر مارا مارا پھرتا رہا حتیٰ کہ مفرج نے اسی حالت میں انتقال کیا۔ حسان کی رہی سہی توانائی جاتی رہی گھبرا کر حاکم والی مصر سے امن کی درخواست کی حاکم نے اس کی عزت افزائی کی اور جائزہ عطا کیا۔

خروج ابورکوبہ: ابورکوبہ کے بارے میں یہ گمان ۱ کیا جاتا ہے کہ اس کا نام ولید تھا ہشام بن عبد الملک بن عبد الرحمن الداخل اموی تاجدار اندلس سے عظمیٰ کا بیٹا تھا جس وقت منصور بن ابی عامر اندلس سے عظمیٰ قابض ہو گیا اور بنو امیہ کے شہزادوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر قتل کرنے لگا اس وقت یہ ابورکوبہ جس کی عمر غالباً بیس سال کی رہی ہوگی کے خوف سے چھپ کر قیروان بھاگ گیا اور وہیں کچھ عرصہ ٹھہرا ہوا لڑکوں کو پڑھاتا رہا پھر مصر چلا آیا۔ اور حدیث کی کتاب شروع کر دی پھر یہاں سے بھی برداشتہ ہو کر مکہ و یمن سے ہوتا ہوا شام پہنچا اور اپنے اور باپ ہشام کے بیٹوں میں سے قہتم کی امارت کی ترغیب دینے لگا۔

اس کی کنیت ابورکوبہ اس وجہ سے ہوئی کی یہ صوفیوں کی عادت کے مطابق پانی کا کٹورہ اپنے رکھتا تھا۔

۱ دیکھیں تاریخ یحییٰ بن سعید صفحہ ۱۸۴۔ ۲ تاریخ ابن اثیر میں "صقلی" کے بجائے "صقلی" تحریر ہے۔ ۳ اس گمان کے باوجود علامہ ابن اثیر و ابن کثیر اس بات پر متفق ہیں کہ اس کا سلسلہ نسب بنو امیہ سے جالمتا ہے، دیکھیں (الکامل جلد ۹ صفحہ ۱۹۷) اور (البدایہ والنہایہ جلد ۱۱ صفحہ ۳۲۷)۔

ابورکوبہ اور بنو قرہ۔ شام میں تھوڑے دنوں ٹھہر کر پھر واپس آیا اور ہلال بن عامر کے بادیہ میں قرہ کے پاس ٹھہر لڑکوں کو قرآن کی تعلیم دیتا اور لوگوں کی اہمیت کرتا تھا۔ اس حالت سے ایک مدت گزر گئی جب بنی قرہ سے اتحادی تعلق پیدا ہو گئے تو جو کچھ اس کے دل میں تھا اس کو ظاہر کر کے قہر کی اہمیت و حکومت کی دعوت دینے لگا۔ چونکہ حاکم بامر اللہ علوی نے ہر طبقہ کے آدمیوں پر قتل و غارت کا ہاتھ صاف کرنے شروع کر دیا تھا امراء و شرفاء اور روساء ملک و دست نگ آ گئے تھے بنی قرہ کے ایک گروہ کو بھی ان کے فتنہ و فساد کی وجہ سے قتل کر کے جلادیا تھا، اس وجہ سے ان لوگوں نے ابورکوبہ کے کہنے کو بسر و چشم تسلیم کیا اور اس کے مطیع و منقاد ہو گئے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ ان سے اور لوہاتہ مزاتہ اور زمانہ میں سے جوان کے پڑوس میں رہتے تھے لڑائیں ہوتی تھیں مگر ان سب نے ان لڑائیوں کو بالائے طاق رکھ کے بالاتفاق ابورکوبہ کی حکومت کی اطاعت قبول کر لی تھی۔

ابورکوبہ کا برقہ پر قبضہ: نیال (والی برقہ) نے حاکم علوی (والی مصر) کو اس کی اطلاع دی حاکم نے ان لوگوں سے جنگ کرنے سے منع کر دیا ابورکوبہ نے ان لوگوں کو جمع کر کے برقہ پر چڑھائی کر دی۔ والی برقہ نے ان سے زیادہ میں جنگ کی، اتفاق یہ کہ والی برقہ کو شکست ہوئی سر راہل و اسباب اور آفات جنگ لوٹ لئے گئے اور پکڑ و پھکڑ کے دوران خود بھی مار ڈالا گیا، ابورکوبہ نے اس کامیابی کے بعد داد و دہش اور عدل و انصاف شروع کر دیا۔

حاکم کو شکست کی خبر ملی تو اس کے بھی ہوش درست ہو گئے، اپنے سپاہیوں اور عمال کو ظلم و ستم قتل اور غارتگری کی ممانعت کر دی اور تھوڑی مدت میں پانچ ہزار سواروں کو مرتب و مسلح کر کے ابوالفتوح فضل بن صالح کی ماتحتی میں سپہ سالار، ابورکوبہ کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔

ابوالفتوح اور ابورکوبہ کی جنگ: ابوالفتوح منزل بمنزل سفر کرتا ہوا ذات الحمام تک پہنچا ”ذات الحمام اور برقہ میں دو منزل کی مسافت تھی مگر یہ مسافت نہایت دشوار گزار تھی پانی کا کہیں نام و نشان نہیں تھا، ان منزلوں میں نہ دریا تھا اور نہ نہر، کنوؤں میں بہت مشکل سے بہت دور پانی نکلتا اور وہ بھی کم ابورکوبہ نے یہ سن کر کہ ابوالفتوح پانچ ہزار سواروں کی جمعیت سے آ رہا ہے اپنے ایک سپہ سالار کو حکم دیا کہ دونوں منزلوں کے کنوؤں کا پانی، تن نکال دے کہ وہ نہ ہونے کے برابر ہو جائیں سپہ سالار نے اس حکم کی نہایت مستعدی سے تعمیل کی پھر ابورکوبہ نے جس وقت کہ حملہ آور دشمن اس دشوار گزار منزل میں آ گیا دفاع و مقابلہ کے لئے اپنی فوج کو مرتب کیا اور اس میدان میں پہنچا جہاں شدت پیاس سے ابوالفتوح اور مصری فوج کا برا حال ہو رہا تھا، ابورکوبہ کی فوج، مقابل کے دشمن سے بھڑ گئی، ابورکوبہ کھڑا ہوا جنگ کا تماشا دیکھ رہا تھا کہ اچانک کتامہ کے ایک گروہ نے حاضر ہو کر طاعت کی گردن جھکا دی، ابورکوبہ نے امن دی اور اپنے لشکر میں داخل کر لیا۔ اس سے حاکم کا لشکر بہت بے سرو سامانی کے علم میں شکست اٹھ کر مصر کی جانب بھاگا ہزاروں کا کام تمام ہو گیا، ابورکوبہ کامیاب و کامران برقہ واپس آیا متعدد فوجیں شہنشاہان نے اور غارتگری کرنے کے لئے صعید اور سرزمین مصر کی جانب روانہ کیں۔

علی بن فلاح کی روانگی: حاکم کو اس واقعہ سے بے حد صدمہ ہوا اپنی حکومت پر چھٹایا، اس نے فوجیں آراستہ کر کے علی بن فلاح کو امیر بنا کے ابورکوبہ سے جنگ کرنے بھیجا ادھر اہل مصر نے درپردہ ابورکوبہ لکھ بھیجا کہ ہم لوگ حاکم کی ظلم و ستم سے تنگ آ گئے ہیں، آپ مصر پر حملہ کیجئے ہم لوگ ساتھ دینے کے لئے تیار ہیں، ان لوگوں میں سے جنہوں نے اس قسم کی خط و کتابت ابورکوبہ سے کی تھی جس بن جو ہر کم نڈرا نجیف تھا، ابورکوبہ اس سے مطلع ہو کر برقہ سے صعید کی جانب بڑھا حاکم نے یہ خبر سن کر اپنے ممالک محروسہ کی ساری فوج طلب کر لی اور ان کو سامان جنگ عطا کر کے ابورکوبہ کے مقابلہ پر روانہ کیا۔

راس برکر کی جنگ: اس فوج میں عرب کے علاوہ سولہ ہزار جنگجو تھے فضل بن عبد اللہ کا افسران علی تھا، سب سے پہلے بنی قرہ سے صف آرائی کی نوبت آئی، بنی قرہ کو شکست ہوئی ان کے سرداروں میں سے عبدالعزیز بن مصعب، رافع بن طراو اور محمد بن ابی بکر مارا گیا، اس کے بعد فضل نے اپنی حکمت عملی سے بنی قرہ کے سرداروں کو ملانا شروع کیا، چنانچہ ماضی بن مقرب کے جو بنی قرہ کا سربراہ و ردہ سردار تھا فضل سے مل گیا۔ اتنے میں علی بن فلاح بھی آ گیا اس نے ایک دستہ فوج فیوم کی طرف روانہ کیا، بنی قرہ نے پسپا کر دیا۔ حاکم نے مصر سے ایک تازہ دم فوج اس شکست خوردہ لشکر کی مدد کے لئے روانہ کی۔ ابورکوبہ اس امدادی فوج کو روکنے کی غرض سے ہرمین کی جانب گیا، اور اسی دن واپس آیا، ماضی نے فضل کو اس کی اطلاع کر دی، اس

نے بھی جنگ و مقابلہ کے لئے فیوم کی جانب کوچ کیا۔ راستے میں مقام راس برگز پر دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا اور کوہ کی فوج میدان جنگ سے کھڑی ہوئی، بنی کلاب وغیرہ فضل سے امن حاصل کر کے ابورکوبہ سے علیحدہ ہو گئے۔

ابورکوبہ کا خاتمہ علی بن فلاح تو میدان کارزار سے اپنی لشکرگاہ میں واپس آیا اور فضل ابورکوبہ کی تلاش و تعاقب میں آگے بڑھا ماضی نے پہلے بنی قرہ کو بہلا پھسل کر ابورکوبہ سے علیحدہ کر دیا پھر خود بھی ابورکوبہ کو یہ سمجھا کر کہ تم اب نوبہ میں جا کے اپنی جان بچاؤ علیحدہ ہو گیا۔ ابورکوبہ پریشان حال نوبہ کے ایک قلعہ پر پہنچا، اہل قلعہ نے قلعہ میں داخل ہونے سے روکا، ابورکوبہ نے کہا میں خلیفہ حاکم بامر اللہ کا قاصد ہوں، والی قلعہ کے پاس لایا ہوں، اہل قلعہ نے جواب دیا ”ہم بادشاہ نوبہ سے تمہارے بارے میں دریافت کر لیں تو قلعہ میں آنے کی اجازت دیں“ ابورکوبہ یہ سن کر قلعہ کے دروازے پر ٹھہر گیا، اہل قلعہ کو قلعہ میں داخل ہونے کے بعد معلوم ہوا کہ یہ نوبہ ابورکوبہ ہے، فوراً اس کو حراست میں لے لیا اور بادشاہ کو اس واقعہ سے آگاہ کیا۔ بادشاہ نوبہ اس وقت ایک کم عمر لڑکا تھا جو اپنی باپ کے انتقال کے بعد مسند حکومت پر متمکن ہوا تھا ہوتے ہوئے فضل کو اس کی خبر مل گئی فضل نے بادشاہ نوبہ کے پاس اپنی سفارش بھیجی، ابورکوبہ کو اس سے طلب کیا۔ چنانچہ بادشاہ نوبہ نے ابورکوبہ شجر بن مینا اپنے ایک سرحدی صوبہ دار کے پاس بھیجا دیا اور یہ لکھ دیا اس کو حاکم بامر اللہ کے نائب کے حوالے کر دو بس شجر نے ابورکوبہ کو فضل کے سفیر کے حوالے کر دیا۔ فضل نے اس کو ایک علیحدہ خیمہ میں ٹھہرایا اور دوسرے دن مصر روانہ کر دیا۔ مصر پہنچنے پر حاکم ابورکوبہ اونٹ پر سوار کرا کے سارے شہر میں تشہیر کرائی اور قتل کرنے کی غرض سے قاہرہ سے باہر لے جانے کا حکم دیا، اب بھی مقتل میں نہ پہنچنے پایا تھا کہ ابورکوبہ وفات پایا گیا۔ پھر بھی سرتار کر اس کی نعش کو صلیب پر چڑھایا یہ واقعات ۳۹۷ھ کے ہیں۔

فضل کا قتل: حاکم نے اس حسن خدمت کے صلہ میں فضل کی بے انتہا عزت افزائی کی، بڑے درجات پر پہنچایا پھر چند دنوں کے بعد کسی بات پر ناراض ہو کر قتل کر ڈالا۔

بقیہ اخبار حاکم: حسن بن عمار، حاکم بامر اللہ کے عہد حکومت کا ناظم و مدبر تھا، حسن کتامہ کا سردار ارپشت پناہ تھا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔ ار جوان خادم خلیفہ حاکم بامر اللہ کی ناک کا بال ہو رہا تھا، خلافت پناہ کے خادموں اور کتامیوں میں ایک مدت سے رقابت اور آپس میں ان بن چلی آتی تھی بسا اوقات یہ رنجش و کشیدگی جدال و قتال کی صورت اختیار کر لیا کرتی تھی۔ چنانچہ ۳۸۸ھ میں مغربیوں اور خادموں میں چل گئی، ادھر سے حسن سوار ہو کر جنگ کے لئے نکلا۔ ادھر سے ار جوان دونوں دشمنوں میں متعدد لڑائیاں ہوئیں آخر کار دونوں دشمن قتل و خونریزی سے رک گئے۔ حسن کو معزول کر دیا گیا، ساری عزت و توقیر خاک میں مل گئی۔ گوشہ نشین ہو گیا اور ار جوان امور سلطنت کا نظم و نسق کرنے لگا۔ کاتب بن فہر بن ابراہیم کو داری کی خدمت سپرد کی گئی اور بجائے صندل کے برقعہ کی حکومت، یانس افسر پولیس کو عطا ہوئی۔ اس دوران ۳۸۹ھ کا دور آ گیا اور ار جوان خادم کو قتل کر ڈالا، عنان حکومت سپہ سالار عبداللہ بن حسین بن جوہر کے قبضہ اقتدار میں دی گئی، کاتب بن فہر پہلے کی طرح اپنا کام کرتا رہا۔

عضولہ بن بکار: ۳۹۰ھ میں منصور بن بکتین بن زیری والی افریقہ کے دائر حکومت سے طرابلس نکال لیا گیا، عزیز کے خادموں میں سے یانس نامی ایک شخص مقرر کیا گیا، جو ہی یانس طرابلس آیا، منصور کے گورنر عضولہ بن بکار نے حکومت یانس کے سپرد کر دی اور خود اپنے اہل و عیال اور مال و اسباب کے ساتھ حاکم کی خدمت میں حاضر ہونے کے کھڑا ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے عضولہ کے ساتھ سے زائد بیٹے تھے پچیس حرم (لونڈیاں) تھیں حاکم نے اس سے عزت اور احترام کے ساتھ ملاقات کی، قیام کے لئے خاص محل سراء میں جگہ عنایت فرمائی جا گیریں اور وظائف مقرر کئے پھر کچھ عرصہ بعد صوبہ دمشق کی سند حکومت عنایت فرما کے دمشق کی جانب روانہ کر دیا۔ مگر افسوس ہے کہ عضولہ کی زندگی کا حکومت دمشق حاصل ہونے کے ایک سال بعد خاتمہ ہو گیا۔

یحییٰ بن علی طرابلس میں: ۳۹۲ھ میں فلفول بن حزر بن معزاوی نے حاکم گورنر مصر کو یہ اطلاع دی کہ طرابلس پھر منصور بن بکتین کے دروڑہ حکومت میں داخل ہو گیا ہے حاکم نے ایک عظیم فوج یحییٰ بن علی اندلسی کی سربراہی میں طرابلس کی حمایت کے لئے روانہ کی۔

یحییٰ کا بھائی جعفر خفاء عبیدہ مصر کی طرف سے زاب کا گورنر تھا لیکن کسی وجہ سے عبیدیوں نے الگ ہو کر بنو امیہ کے حمایتوں میں داخل ہو گیا

تھ، چنانچہ یہ اور اس کا بھائی یحییٰ اسی وقت سے برابر حکمرانان بنو امیہ کی حمایت کرتے چلے آ رہے تھے یہاں تک کہ منصور بن ابی عامر نے کسی الزم میں جعفر کو قتل کر ڈالا۔ اس وقت اس کا بھائی یحییٰ مصر میں عزیز کے پاس چلا آیا اور اس کی خدمت میں رہنے لگا لہذا جب حاکم بامراندہ کا دور حکومت آیا اور فلسطین کی اطاعتی عرضداشت جو اس مضمون پر مشتمل تھا کہ اہل طرابلس نے منصور بن بلیکسین اطاعت پھر قبول کر لی ہے دربار حکومت مصر میں پہنچی تو حاکم نے اسی یحییٰ کو اس مہم کا سردار بننے کے طرابلس کی جانب روانہ کیا جیسا کہ ابھی ہم بیان کر آئے ہیں۔

بنو قریہ اور یحییٰ سے مقام برقہ میں مقابلہ ہوا بنو قریہ نے یحییٰ کی جماعت کو منتشر کر دیا یحییٰ مجبوراً مصر کی طرف واپس روانہ ہوا اور یحییٰ نے برقہ سے طرابلس کی طرف کوچ کیا۔

وزیروں کی تقرری اور معطلی: عضولہ والی دمشق نے حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور یحییٰ کے بعد صالح خادم مقرر کیا گیا مفتح کے بعد علی بن فدا نے حکومت دمشق اپنے ہاتھ میں لی اور یحییٰ کے بعد برقہ کی حکومت صندل اسود کو عطا ہوئی۔

۳۹۸ھ میں حسین ابن جوہر وزیر صیغہ جنگ کسی وجہ سے معزول کیا گیا امور سلطنت کا نظم و نسق صالح بن علی بن صالح درباری کے سپرد ہوا حسین کی بد نصیبی صرف معزولی ہی پر ختم نہیں ہوئی بلکہ اس کے تھوڑے ہی دنوں بعد قتل کر ڈالا گیا حسین کو قتل ہوئے زیادہ زمانہ گزرنے نہ پایا تھا کہ اس کا جانشین صالح بھی قتل کر دیا گیا اس کی جگہ کافی بن نصر بن عبدون جنگ اور سیاسی معاملات کا وزیر مقرر کیا گیا۔ پھر اس سے بھی کچھ عرصے بعد حکومت لے لی گئی زرعہ بن عیسیٰ بن نسطور ش حکمرانی کرنے لگا مگر اس کی وزارت اور دور حکومت کو بھی استحکام حاصل نہ ہوسکا وزارت کے تھوڑے ہی دنوں بعد معزول کر دیا گیا گوشہ نشین ہو گیا پھر ابو عبد اللہ حسن بن طاہر وزاں قلدان وزارت کا مالک ہوا۔

حاکم بامراندہ: وزارت کی ان تبدیلیوں کا سبب یہ تھا کہ حاکم بامراندہ ایک رنگ بدلتی شخصیت کا مالک تھا ظلم و ستم کی بھی عادت تھی سخت گیر تھا کہ اراکین سلطنت ہر وقت لرزاں رہتے تھے۔ خبر جراری وغیرہ کے ہاتھ کٹوائے، قتل کرایا اکثر جان و آبرو کے ڈر سے شہر چھوڑ کر بھاگ گئے کچھ لوگوں نے امان کی درخواست کی۔ چنانچہ حاکم نے ان لوگوں کو امان نامہ لکھ دیا، قصہ مختصر ظلم و عدل اور خوف و امن، پابندی مذہب اور غیر پابندی مذہب میں اس کی حالتیں بدلتی رہتی تھیں، اس پر کفر کا فتویٰ دینا اس وجہ سے کہ اس نے نماز، بنگانہ کے چھوڑ دینے کا فرمان جاری کیا تھا غیر صحیح ہے کوئی صاحب عقل اس کا قتل نہیں ہوسکتا۔ اور بالفرض اگر اس سے اس قسم کے افعال سرزد ہوتے تو اسی وقت قتل کر ڈالا جاتا۔ ہاں اس کا مذہب رافضی ہونا البتہ معروف و مشہور ہے مگر ہر وجود اس کے اس معاملہ میں بھی اس کے بدلتے مزاج کی وہی کیفیت تھی، کبھی تراویح پڑھنے کی اجازت دیتا تھا، کبھی بالکل منع کر دیتا تھا علم نجوم میں اس کو مکمل وزارت تھی اور اس کے احکام و تاثیرات کو بھی دل سے مانتا تھا اس کے بارے میں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے عورتوں کو بازاروں میں ننگے سے منع کر دیا۔

حاکم بامراندہ کا فرمان: ایک مرتبہ اس سے شکایت کی گئی کہ روافض نے اہل سنت کے ساتھ جماعت سے نماز تراویح اور نماز جنازہ پڑھتے ہوئے چھیڑ چھاڑ کی ہے اور ان پر پتھر برسائے اس نے اسی وقت ایک فرمان لکھوایا جو آئندہ جمعہ کو جامع مصر کے منبر پر پڑھا گیا (اور وہ یہ ہے)

اما بعد فان امیر المومنین یتلو علیکم آية من کتاب الله المبين لا اکراه فی الدین قد تبين الرشید من الغی فمن یکھر بالطاغوت ویؤمن بالله فقد استمسک بالعروة الوثقی لا انفصام لها والله سميع علیم معنی امس بہافیہ واتی الیوم بما یقتضیہ معاشر المسلمین نحن الانمة وانتم الامة انما المومنین اخوة فاصلحوا بین اخوایکم واتقوا الله لعلکم ترحمون لایحل قتل من شهد الشہدیین ولا یحل عروۃ بین اثین تجمعہم ہذہ الاخوة عصم الله بہا من عصم وحرم لها ما حرم من کل محرم من دم و مال و منکح الصلاح والا صلاح بیس الناس اصلح والفساد والافساد بین العباد یتقج بطوی ما کان فیما مضی فلا یتشر و یعرض عما القضي فلا بذکر ولا یقبل علی مسامر و ادبر من اجراء الامور علی ما کانت علیہ فی الایام الخالیہ ایام

ابائنا الائمة المهتدين سلام الله عليهم اجمعين مهديهم بالله وقائمهم بامر الله ومنصورهم بالله معرهم
لدين الله وهم اذذاك بالمهتديه والمنصورية واحوال القير وان تجرى فيها طاهرة غير خفيه ليست
مستورة عنهم ولا مطوية بصوم الصائمون على حسابهم ويقطرون ولا يعارض اهل الرويه فيماهم عليه
صائمون ومصطرون صلاة الخمس للذين بها جاءهم فيها يصلون وصلاة الضحى وصلاة التراويح
لامانع لهم منها ولاهم عنها يدفعون بخمس في التكبير عليها الخبائز للمختسون ولا يمنع من التكبير
عليها المربعون يؤذن بها لا يؤذنون لا يسب احد من السلف ولا يحتسب على الواصف فيهم بما يوصف
والخالف فيهم بما خلف لكل مسلم مجتهد في دينه اجتهاده والى ربه ميعاده عنده كتابه وعيله حسابه
ليكن عباد الله على مثل هذا اعملكم منذ اليوم لا يستعني مسلم على مسلم بما اعتقده ولا يعترض معترض
على صاحبه فيما اعتمده من جميع مانعه امير المؤمنين في سجله هذا وبعده قوله تعالى يا ايها الذين
امنوا عليكم انفسكم لا يضركم من صل اذا اهتديتم الى الله مرجعكم جميعا فينسبكم بما كنتم تعملون
والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته

اما بعد امير المؤمنين تمہارے سامنے اللہ تعالیٰ کی روشن کتاب قرآن کی آیت تلاوت کرتے ہیں۔ دین کے بارے میں زبردستی نہیں
ہدایت اور گمراہی واضح ہو چکی ہے لہذا جو شخص کفریات سے منکر ہوا اور اللہ پر ایمان لایا تو اس نے بیشک مضبوطی پکڑ لی ہے جو نئے
والی نہیں ہے اور اللہ سنتا ہے اور جانتا ہے کل کا دن لواحق کے ساتھ گزر گیا اور آج کا دن اپنے ضروریات کے ساتھ آ گیا۔ اے
مسلمانوں ہم لوگ امام ہیں اور تم لوگ امت ہو بیشک ہر مسلمان ایک دوسرے کا بھائی ہے پس بھائیوں میں جوڑ کرادو اور اللہ سے ڈرتے
رہو امید ہے کہ تم پر رحم کیا جائے گا جو شخص تو حید و رسالت کا اقرار کرے اور دو شخصوں میں نفاق نہ ڈالے وہ سب اس اخوت اسلامی میں
داخل ہیں اس کے ذریعے سے جسے اللہ کو پہچانا ہوا جس کو روکنا ہوا اس کو محرمات خون مال اور جائز عورت سے روکا، صلاحیت اور اصلاح
خلق بہتر و عمدہ چیز ہے فساد اور فتنہ پر دازی خلأقی، نازیبا پسندیدہ امر سے گذشتہ باتوں کا تذکرہ نہ کیا جائے اور زمانہ ماضیہ سے ایک
طرف ہو کر کے اس کا ذکر ترک کر دیا جائے اور جو اس سے پہلے گزر چکا اس کو پیش نظر نہ کرنا چاہئے ان امور اور واقعات میں سے جو پہلے
زمانوں میں گزر گئے خاص طور پر ہمارے آباء مہتدین کے عہد حکومت کے تذکرہ سے اللہ تعالیٰ کا سلام ان سب پر ہو وہ کون ہیں کہ
مہدی باللہ قائم ہوا اللہ منصور باللہ اور معز لدین اللہ وغیرہم ہیں اور وہ سب راہ راست پر تھے اور منصور تھے اور قیروان کا حال ظاہر غیر
پوشیدہ ہے نہ ان لوگوں سے وہ مخفی ہے نہ سربستہ راز ہے روزہ دار اپنے اپنے مذہب کے مطابق روزے رکھیں اور افطار کریں، کوئی شخص
کسی شخص سے خواہ روزہ دار ہو یا افطار کر رہا ہو چھیڑ چھاڑ نہ کرے، نماز پنجگانہ جو مذہباً فرض ہے ہر شخص ادا کرتا رہے۔ نماز چاشت
اور نماز تراویح سے ان کو کبھی نہ روکے اور نہ اس سے ان کو کوئی روکے۔ نماز جنازہ پر پانچ تکبیر کہنے والے پانچ تکبیریں کہیں اور چار تکبیر
کہنے والے بھی چار تکبیروں کے کہنے سے منع نہ کئے جائیں مؤذن اذان میں جی علی خیر العمل پکاریں اور جو شخص اذان میں اس کو نہ کہے وہ
ستیانہ جائے، گذشتہ اصحاب کو گالی نہ دی جائے اور نہ ان کی تعریف کرنے والوں سے جیسا کہ ان کی تعریف کی جاتی ہے مواخذہ کیا
جائے اور اس بارے میں جو ان کا مخالف ہو وہ مخالف رہے ہر مسلمان، مجتہد دینی معاملات میں اپنے اجتہاد کا ذمہ دار ہے اور اللہ تعالیٰ
کے سامنے اس کو جانا ہے اس کے پاس اس کی کتاب ہے اور اسی پر اس کا حساب مناسب ہے! اے بندگان خدا آج کے دن سے
جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے تم عمل درآمد کرو اور کوئی مسلمان دوسرے مسلمان پر اس کی اعتقادات میں دست اندازی نہ کرے۔ ورنہ کوئی
شخص اپنے اپنے دوست کے مذہبی خیالات سے معترض ہو، ان سب باتوں کو امیر المؤمنین نے اس فرمان میں تحریر فرمایا ہے اور اس کے
بعد قول اللہ تعالیٰ کا یہ ہے، اے ایمان والوں تم اپنی ذات کا خیال رکھو جو شخص گمراہ ہو جائے گا وہ تمہیں کچھ ضرر نہ پہنچائے گا، جب کہ تم

ہدایت پر ہو گئے تم سب کا اللہ تعالیٰ کی طرف مرجع ہے لہذا تمہیں وہ آگاہ کرے گا جو تم کر رہے ہو اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
یہ فرمان مادرِ مضان المبارک کو ۳۹۳ھ کو لکھا گیا تھا۔

ظاہر کی تحت نشینی: ان واقعات کے بعد حاکم ۱۰ بامر اللہ ابو علی منصور بن عزیز باللہ نزار بن معز علوی والی مصر جس کی سوانح اور مہم حکومت —
حالات ابھی آپ اوپر پڑھ آئے ہیں مقام برکت انجیش مصر میں مقتول پایا گیا ۱۰۔ یہ اکثر رات کے وقت گدھے پر سوار ہو کر شہر کا چہرہ لگایا کرتا تھا
اور کوہِ معظم پر ایک مکان بنا رکھا تھا اس میں عبادت کی غرض سے تنہا جا کر رہا کرتا تھا، بیان کیا جاتا ہے کہ سیاروں کی روحانیت کی جذب کرنے وہاں
جاتا تھا چنانچہ ستیسویں شوال ۳۹۱ھ کو رات کے وقت اپنے گدھے پر سوار ہو کر چلا۔ دو سوار ساتھ ہوئے اس نے دونوں سواروں کو بادی بادی
واپس کر دیا اور خود غائب ہو گیا پھر لوٹ کر دو چار روز تک نہ آیا۔ اراکین حکومت اس کے آنے کا انتظار کرتے رہے۔ بالآخر مظفر ۱۰ صقلی، قاضی
اور بعض مصریوں نے ڈھونڈتے ہوئے کوہِ معظم کی طرف روانہ ہوئے۔ جوں ہی پہاڑ پر چڑھے اس کی سواری کے گدھے کو دیکھا کہ ہاتھ پاؤں کش ہو
امردہ پڑا ہے۔ نشانی پاتے ہوئے آگے بڑھے تو اس کے کپڑے کو پایا جو ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا جس میں چھریوں کے زخم کے چند نشانات موجود تھے۔
اس سے ان لوگوں نے اس کے قتل ہو جانے کا یقین کر لیا۔

ہنت الملک: بیان کیا جاتا ہے کہ حاکم کی بہن کے بارے میں حاکم کے کانوں تک یہ خبر پہنچی تھی کہ اس کے پاس اجنبی مرد آیا جا رہا ہے اس
بہن پر حاکم نے اپنی بہن کو دھمکایا، حاکم کی بہن نے ناراض ہو کر سپہ سالار ان کتامہ میں ابن دواس نامی سپہ سالار کو طلب کیا اور اس سے یہ کہا ”میرا بھائی
بدعتیہ ہو گیا ہے اس وجہ سے مسلمانوں کے قدم ڈگمگا رہے ہیں بہتر یہ ہے کہ اس کو تم مار ڈالو دیکھو اگر تم اس راز کو افشاء کر دو گے تو نہ ہماری جان کی خیر
ہے اور نہ تمہاری جان کی، اگر تم اس خدمت کو پوری طرح سے انجام دے دو گے تو میں تمہیں بہت بڑا عہدہ دوں گی اور جاگیریں بھی عنایت
کر دوں گی“ ابن دواس تو حاکم کا مخالف تھا ہی اس کے علاوہ حاکم کو مار ڈالنے سے آئندہ تمام خطرات سے اس کو نجات ملتی تھی بغیر غور و فکر حاکم کے قتل
پر تیار ہو گیا چنانچہ دو افراد کو حاکم کے قتل کرنے کے لئے اس کی خلوت میں بھیجا اور جب ان لوگوں نے اس کو مار ڈالا اور اراکین حکومت کو اس کے مارے
جانے کا یقین ہوا تو سب کے سب جمع ہو کر اس کی بہن ہنت الملک کے پاس گئے۔ ابن دواس بھی حاضر ہوا سب نے متفق ہو کے علی بن حاکم کو مسند
خلافت پر متمکن کیا، اس وقت یہ ایک کم عمر لڑکا تھا ابھی سن بلوغ کو نہیں پہنچا تھا، غرض علی بن حاکم نے بیعت خلافت لینے کے بعد ”الفاہر لاعزاز دین
اللہ“ کا خطاب اختیار کیا تمام ممالک محروسہ میں گشتی فرامین بیعت خلافت لینے کی غرض سے روانہ کئے گئے۔

ابن دواس کا قتل: بیعت لینے کے دوسرے دن ابن دواس سپہ سالار دوسرے سپہ سالاروں کے ساتھ ۱۰ ہنت الملک حاکم کی بہن کی خدمت
میں حاضر ہوا ہنت الملک نے اپنے خادم کو اشارہ کر دیا ”اس نے لپک کے ابن دواس کو تلواریں اٹھالیا یہاں تک کہ انہیں سپہ سالاروں کے سامنے ابن
دواس مار ڈالا گیا ہنت الملک برابر کہتی جاتی تھی ”یہ حاکم کے خون کا بدلہ ہے“ ”یہ حاکم کے خون کا بدلہ ہے“ کسی نے دم تک نہ مارا۔

ابوالقاسم بن احمد: ابن دواس کے مارے جانے اور خلیفہ ظاہر کے تحت نشین ہونے کے بعد ہنت الملک، سلطنت کے معاملات کی نگرانی
کرنے لگی۔ چار سال تک زمام حکومت اس کے قبضہ میں رہی اس کے مرنے کے بعد خدام خلافت معہدا اور نافر بن وزان امور مملکت کے سیاہ و سفید

۱۰ حاکم بامر اللہ قاہرہ میں ۲۳ ربیع الاول ۴۷۵ھ بروز جمعرات پیدا ہوا، ۳۸۳ھ میں اس کی ولی عہدی کی بیعت اس کے باپ کی زندگی میں ہی لے لی گئی تھی، ۳۸۶ھ میں
اپنے باپ کی وفات کے بعد تخت نشین ہوا، طبیعت مستقل مزاجی بالکل نہ تھی ہر لمحے موڈ بدلتا رہتا تھا، اس کے واقعات بہت عجیب و غریب ہیں، دیکھیں (تاریخ بن خلدون جلد نمبر
۲ صفحہ نمبر ۱۲۷ مہبوبہ مصر) (مترجم) ۱۰ اس کے قتل کی تفصیلات کے لئے دیکھیں (اکال ابن اثیر جلد نمبر ۹ صفحہ نمبر ۱۳۱۴ اور (ابن کثیر کی البدایہ و نہبیہ جلد نمبر ۱۲ صفحہ نمبر ۹)
یہ اور ”درد“ کا خیال یہ ہے کہ حاکم بامر اللہ اپنی مرضی اور کسی خاص ارادے سے غائب ہوا تھا، ۱۰ یہاں صحیح لفظ صقلی کے بجائے صقلی ہے، دیکھیں (ابن اثیر کی کمال جلد نمبر ۹
صفحہ نمبر ۳۱۳) ۱۰ ہمارے پاس موجود جدید ایڈیشن جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۶۵ پر ہنت الملک کے بجائے حاکم کی بہن کا نام ست الملک تحریر ہے، اس کے علاوہ یہاں یہ تحریر ہے کہ
ابن دواس کے قتل کے وقت ست الملک یہ کہہ رہی تھی کہ ”یہ حاکم کے خون کا بدلہ ہے“ جب کہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن میں یہ بات قائل کے حوالے سے تحریر ہے دیکھیں
(حوالہ مذکورہ)۔

کرنے کے مالک ہو گئے وزارت کا عہدہ ابوالقاسم بن احمد جرجانی کے سپرد ہوا۔ اس نے اپنے عہد وزارت میں حکومت اپنے قبضہ سے نہ تھی کسی کچھ نہیں چیتی تھی۔

شام کی بغاوت۔ انھیں واقعات کے دروان شام میں بغاوت پھوٹ نکلی بنی کلاب سے صالح بن مرداس نے حلب پر قبضہ کر لیا۔ جو جرجانی نے اس کے گرد و نواح کو تباہ و برباد کرنا شروع کر دیا، ظاہر کو اس کی اطلاع ہوئی تو جیسے مرتب و تیار کر کے ۴۲۰ھ کو زریری والی فلسطین کو شام کی جانب روانہ کیا۔ صالح بن مرداس سے اور اس سے مقابلہ ہوا، صالح اور اس کا چھوٹا بیٹا مارا گیا زریری نے دمشق پر قبضہ کر لیا اور حلب کو بھی شبل الدولہ نصر بن صالح کے قبضہ سے نکال کر اس کو قتل کر ڈالا۔

اس واقعہ سے پہلے جب کہ شبل الدولہ فلسطین میں تھا اس کی اور ابن جراح کی ان بن ہو گئی تھی اور بہت سی لڑائیاں ہوئی تھیں انہیں ٹریوں کے سلسلہ میں شبل الدولہ رملہ سے قیساریہ میں جاسکے پناہ گزیں ہو گیا تھا۔ ابن جراح نے رملہ کو جلا کر خاک و سیاہ کر دیا اور شیخون مارنے کی غرض سے قرب و جوار میں اپنی فوج کو پھیلا دیا اس لوٹ اور غامگری کا سیلاب بڑھتے بڑھتے عریش تک پہنچا۔ اہل یلیس اور اہل قراہہ جان و آبرو کے ڈر سے جلاوطن ہو کر مصر چلے گئے اس کے بعد صالح بن مرداس نے عرب کو جمع کر کے دمشق پر چڑھائی کی، ان دنوں دمشق میں ذوالقرنین ناصر الدولہ بن حسین حکومت کر رہا تھا۔ حسان بن جراح نے یہ خبر سن کر ذوالقرنین کی کمک پر فوجیں روانہ کیں۔ اتفاق کچھ ایسا پیش آیا کہ دونوں گروہوں میں صلح ہو گئی۔ صالح بن مرداس نے دمشق سے محاصرہ اٹھا کے حلب پر فوج کشی کر دی اور اس کو شعبان کتامی کے قبضہ سے نکال لیا، اس کے بعد خلیفہ ظاہر مصر کے گورنر کے مغربی فوجیں زریری کی ماتحتی میں روانہ کیں جیسا کہ آپ پہلے پڑھ چکے اس اور اس نے دمشق پر قبضہ کر لیا۔

ظاہر کی وفات مستنصر کی خلافت: ۱۵ شعبان ۴۲۷ھ کو خلیفہ ظاہر لا عزا زین الدین ابوالحسن علی بن حاکم علوی والی مصر نے وفات پائی تقریباً سولہ سال خلافت کی (تینتیس (۲۹) سال کی عمر پائی)۔

خلیفہ ظاہر کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا ابونعیم معد نے مسند خلافت پر قدم رکھا المستنصر باللہ کا خطاب اختیار کیا حکومت ابوالقاسم علی بن احمد جرجانی وزیر السلطنت نے اپنے ہاتھ میں لی جو سابق خلیفہ کے عہد حکومت میں بھی عہدہ وزارت سے سرفراز تھا۔

انوشکین زریری: ان دنوں حکومت دمشق پر زریری مقرر تھا جس کا اصلی نام انوشکین تھا اس نے اپنے عادلانہ برتاؤ سے ملک میں امن و سکون پیدا کر دیا تھا۔ ملک کے کسی گوشہ سے بغاوت اور فتنہ و فساد کی آواز تک نہیں سنی جاتی تھی مگر وزیر السلطنت ابوالقاسم کو اس سے دلی نفرت تھی اور ہمیشہ اس کی تباہی کی فکر میں رہا کرتا تھا، ایک مدت کے غور و فکر کے بعد زریری کے سیکرٹری (ابوسعید) سے خط و کتابت شروع کی اور اس کے ذریعہ سے زریری کو حکومت صوبہ کی مخالفت پر ابھارنے لگا زریری نے اس مخالفت کو ناپسند تصور کر کے ابوسعید کو اپنے دربار سے نکلوا دیا اس وجہ سے ابوسعید اور زریری کا درمیان کشیدگی اور منافرت پیدا ہو گئی، اتفاق سے انہیں دنوں میں زریری کے لشکر چند سپاہی کسی ضرورت سے مصر آئے ہوئے تھے۔ وزیر السلطنت نے ان لوگوں کو بھی بہلا پھسلا کر اپنا بیانیہ چنانچہ ان سپاہیوں نے واپسی کے بعد بقیہ لشکریوں کو سمجھا بھجا کر زریری پر اچانک حملہ کرنے پر آمادہ و تیار کر لیا۔ زریری کو کسی ذریعہ سے اس کی خبر مل گئی۔ ۶۵، ۶۶ زریری ان کو سمجھانے کی کوشش کی، مگر جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو دمشق کو خیر باد کہہ کر بعلبک کی طرف چلا گیا، یہ واقعہ ۴۳۳ھ کا ہے بعلبک کے گورنر نے زریری کو شہر میں داخل نہ ہونے دیا تو اس نے حماہ کی طرف قدم بڑھایا حماہ کے گورنر نے بھی اس کی حمایت نہ کی زریری کو غصہ آ گیا۔ جنگ کے لئے تیار ہوا، جنگ کے دروان رسد و غلہ کی فراہمی کی غرض سے قرب و جوار کے شہروں پر غارتگری کا ہاتھ بھی صاف کرنے لگا۔ چند دنوں کے بعد فوج کی کمی محسوس ہوئی۔ کفرطاب سے اپنے ایک دوست ۲ کو اپنی کمک کے لئے بلا بھیجا۔ چنانچہ والی کفرطاب دو ہزار پیادے لئے ہوئے مدد کے لئے پہنچا زریری نے ان لوگوں سمیت حلب کی جانب کوچ کر دیا اور وہاں پہنچ کر

۱ یہاں صحیح لفظ دزیری ہے، دیکھیں (ابن اثیر کی تاریخ الکامل جلد نمبر ۹ صفحہ نمبر ۵۰۰)۔ ۲ اس شخص کا نام مقلد بن کنانی تھا، (دیکھیں تاریخ ابن اثیر مطبوعہ لیدن جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۳۳۳) مترجم

ماہ جمادی الاول آخر سن مذکورہ میں وفات پائی۔

شام میں بغاوت زریں کی وفات سے شام کے امن عامہ میں خلل پیدا ہو گیا قرب وجوار کے عرب باشندوں کو طمع و مانگی ہو گئی۔ وزیر السلطنت ابوالقاسم نے انتظاماً حکومت دمشق پر حسین بن حمدان ان کو مقرر کیا اس کی آخری اور انتہائی کوشش یہ تھی کہ یہ شام کو حکومت ملو کے باغیوں کے حملوں سے بچا جاوے۔ مگر کامیاب نہ ہوا احسان بن مفرج طائی نے فلسطین پر قبضہ کر لیا معز الدولہ صالح کلابی نے حلب پر حملہ کر کے شہر پر قبضہ کر لیا باقی رہا قلعہ حلب وہ چند دنوں تک فتح نہ ہوا اہل قلعہ نے دروازے بند کر لئے، بارگاہ خلافت مصر سے مدد کی درخواست کی، جب خلافت سے کوئی مدد نہ پہنچی تو اہل قلعہ نے قلعہ کو اپنے مد قبال معز الدولہ بن مفرج صالح کے سپرد کر دیا اور اس نے قلعہ پر بھی قبضہ کر لیا۔

عرب افریقہ ۴۲۰ھ میں معز الدولہ باریس نے ملک افریقہ میں عبیدیوں کی حکومت کی مخالفت کا جھنڈا بلند کیا خلیفہ مستنصر عدوی کا خطبہ وسکہ چھوڑ کر کے خلیفہ عباسی کا نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔ خلیفہ مستنصر نے اس واقعہ سے مطلع ہو کے ڈانٹ بھر خط لکھا جس کا معز نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ اس واقعہ کے بعد مصر کی وزارت میں تبدیلی واقع ہوئی وزیر السلطنت ابوالقاسم معزول کر دیا گیا، اس کی جگہ حسین بن علی تازوری قعدان وزارت کا لک ہوا چونکہ یہ خاندان وزارت میں سے نہ تھا اس وجہ سے خلیفہ مستنصر نے اس کو ان خطابات سے مخاطب نہ کیا جن خطابات سے پہلے وزراء کو خطاب کیا کرتا تھا۔ اس سے پہلے خلفاء مصر، اپنے وزراء کو ”عبدہ“ سے مخاطب کیا کرتے تھے لیکن خلیفہ وقت نے اس کو اس صدیقہ ”کہہ کر مخی طیب کیا، تازوری کو یہ ناگوار گذرا اور خفیہ طور پر خلافت علویہ کی بیخ کنی کرنے لگا۔ ادھر قبائل رغبہ اور باح بطون ہلال میں باہم صبح کرا کے افریقہ کی جانب روانہ کیا اور ان سے یہ وعدہ کر لیا کہ جن جن ملکوں کو تم فتح کر لو گے وہ سب تمہارے مقبوضہ اور مملوک تصور کئے جائیں گے۔ ادھر معز والی افریقہ کو یہ پیام بھیجی ”ما بعد فقد ارسلنا الیک خیولا وحملنا علیہا رجالا لبقضی اللہ امرأ کان مفعولا“ (ہم نے تمہارے پاس جنگ جو ذرا ور کو بھیجی ہے تاکہ اللہ تعالیٰ جو کچھ کرنے والا ہے اس کو پورا کرے)۔

عرب برقعہ میں:..... غرض عرب کا یہ گروہ کوچ و قیام کرتا ہوا برقعہ کی سرزمین پہنچا ملک سرسبز و شاداب تھا مگر ویران پڑا ہوا تھا وجہ یہ تھی کہ معز نے برقعہ کے پرانے رہنے والے قبیلہ زمانہ کو ہلاک و طعن کر دیا تھا۔ لہذا عرب نے برقعہ پہنچتے ہی ڈیرے ڈال دیئے اور رہنے لگے۔ رفتہ رفتہ معز تک یہ خبر پہنچی۔ قدرت کی نظر سے عرب کے اس گروہ کو دیکھ کر غلاموں کی خریداری شروع کر دی، تھوڑے دنوں میں تیس ہزار غلام خرید کر لئے۔ اس دوران بنو رغبہ نے حراہس پر ۴۲۶ھ میں قبضہ کر لیا۔ بنو باح، بنج میں اور بنو عدی افریقہ میں قتل و غارتگری کرتے ہوئے گھس گئے۔ سارا ملک خونریزی اور لوٹ مار سے بھر گیا۔ اس کے بعد انہیں عربوں کے سرداروں میں چند لوگ بطور وفد (دینو پیش) معز کے دربار خلافت میں گئے۔ اس وفد کا سردار نبی مرداس کا ایک شخص یونس بن یحییٰ نامی تھا، معز نے اس وفد کی بڑی آؤ بھگت کی، جائزے دیئے صلے عطا کئے اور انعام و اکرام کے ساتھ رخصت کیا مگر اس تواضع اور مدارات نے کچھ بھی کام نہ کیا ان وفد نے اپنے ملک میں پہنچ کر اپنی قدم کے ساتھ پھر وہی لوٹ مار کرنے لگے جیسا کہ اس سے پہلے کر رہے تھے اس وقت افریقہ مصیبتوں اور طرح طرح کی بلاؤں کا ٹھکانہ بنا ہوا تھا۔ ایسی خونریزی، ایسی غارتگری افریقہ میں کبھی نہ دیکھی گئی اور نہ سنی گئی۔

یوم العین:..... مجبوراً معز نے ان لوگوں کی سرکوبی کی غرض سے فوجیں تیار کیں۔ صہناجہ اور سوزان کے تیس ہزار جنگجو ساتھ لے کر افریقہ کی حمایت کے لیے نکل کھڑا ہوا اس کے مقابلہ ۲ پر تین ہزار عرب تھے۔ اتفاقاً یہ کہ باوجود کثرت فوج کے معز کو شکست ہوئی صہناجہ کا گروہ بری طرح پامال ہوا معز نے بھاگ کر قیروان میں دم لیا اس کے بعد بڑی عید کے دن جس وقت کہ عرب کا گروہ نماز میں مشغول تھا معز نے پھر حملہ کیا عرب نے اس واقعہ میں بھی

① اس سے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۶۷) پر یونس بن یحییٰ کے بجائے یونس بن یحییٰ تحریر ہے۔ ② یہ مقابلہ ”جندران“ نامی جگہ پر ہوا تھا، یہ ایک پہاڑ ہے جس سے تین دن کے فاصلے پر قیروان ہے، شروع عربوں کا گروپ اس ٹڈی دل لشکر کو دیکھ کر گھبرا گیا تھا، یونس کو اس بات کا پورا پورا احساس تھا چنانچہ اس نے کہا ”آج ۱۵ دن بھاگنے کا نہیں ہے“ عربوں نے جواب دیا ”اچھا ہم انہیں کس طرح نیزوں کا نشانہ بنائیں کیونکہ یہ لشکر سے لے کر بیروں تک لوہے کی زرہ پہنے ہوئے ہیں“ یونس نے جواب دیا کہ ”آٹکھوں میں نیزے مارو“ چنانچہ عربوں نے ایسا ہی کیا، اسی وجہ سے اس جنگ کا نام ”یوم العین“ مشہور ہو گیا، (کیونکہ عین عربی میں آنکھ کو کہتے ہیں صحیح) دیکھیں (تاریخ کامل بن اثیر جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۳۸۹ مطبوعہ لیدن) مترجم۔

معز کو پسپا کر دی۔ یہ شکست پہلی شکست سے بڑی تھی۔ پھر تیسری بار معز نے زمانہ اور صہناجہ کو فوجیں کو تیار کر کے عرب پر حملہ کیا اور ناکامی کے ساتھ پسپا ہوا اس واقعہ میں اس کے لشکر کے تین ہزار آدمی کام آئے عرب کا محمد گروہ ہارے ہوئے سپاہیوں کا مصلاے قیروان تک تعاقب کرتا چلا گیا اور معز کے سپاہی شکست پر شکست اٹھائے ہوئے بھاگ جاتے تھے ایک بڑی تعداد ماری گئی معز نے اپنے سپاہیوں کو رسد و غلہ کی فراہمی کی غرض سے قیروان میں داخل ہونے کی اجازت دی، جوں ہی سفر کا لشکر قیروان میں داخل ہوا عوام الناس سے بڑے بھڑکے ہوئے اس واقعہ نے باقی ماندوں کا واپس آنا کر دیا۔

قیروان کی فتح اور تباہی: ۴۴۶ھ میں عرب نے قیروان پر حملہ کیا معز نے اگرچہ حفاظت کا بخوبی انتظام کر لیا تھا مگر پھر بھی یونس بن یحیی سردار عرب نے شہر بجا پر قبضہ کر لیا۔ معز نے گھبر کر اہل قیروان کو مہدیہ میں جا کے قلعہ نشین ہو جانے کا حکم دیا ان دنوں میں مہدیہ کی حکومت تمیم کے قبضہ میں تھی، تمیم معز کا بیٹا تھا ۴۴۵ھ میں معز نے اس کو مہدیہ کی حکومت پر متعین کیا تھا ۴۴۹ھ میں معز بھی عرب کی روزانہ چھیڑ چھاڑ سے تنگ آئے قیروان سے مہدیہ چلا گیا، عرب کو موقع مل گیا قتل و غارتگری شروع کر دی، قیروان اور اس کے قرب و جوار کے سب شہر اور قلعوں کو آزادی کے ساتھ تہ و تبرک دیا جیسا کہ آئندہ ان کے حالات کے ضمن میں بیان کیا جائے گا۔

اس کے بعد دار الخلافہ بغداد میں بسامیری (بنی بویہ کا ایک غلام تھا) کی سازش سے اس وقت جب بنی بویہ اور سلجور قبول کی حکومتیں ختم ہو رہی تھیں خلیفہ مستنصر علوی مصری کے نام کا خطبہ پڑھا گیا جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کرنے والے ہیں۔

ناصر الدولہ کا قتل: ... خلیفہ مستنصر کی ماں اگرچہ عورت تھی مگر امور سلطنت میں اسی کا حکومت کا سکہ بیٹھا ہوا تھا وزارت کی تبدیلی اور تقرری اسی کے قبضہ میں تھی وزارت حکومت متغلب اور متصرف ہونے لئے ترکوں کو اپنی فوج میں بھرتی کر لیا کرتے تھے لیکن یہ میں جس سے کشیدہ خاطر ہو جاتی تھی اس کو اپنی جان کے لئے پڑ جاتے تھے، اس کے بائیں ہاتھ کا یہ کھیل تھا کہ جس سے ناراض ہوتی اس بارے میں خلیفہ مستنصر کو اشارہ کر دیتی تھی، خلیفہ مستنصر اس کو فوراً قتل کر ڈالتا تھا۔

ابتداء قلمدان وزارت ابوالفتح فلاحی کے سپرد ہوا کچھ عرصے بعد مستنصر کی ماں کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ خلیفہ مستنصر نے اپنی ماں کے اشارہ سے ابوالفتح کو گرفتار کر کے قتل کر دیا پھر یہ عہدہ ابوالبرکات حسن بن علی کو عطا ہوا زیادہ زمانہ نہیں گزرا تھا کہ یہ بھی معزول کیا گیا اس کی جگہ ابو محمد تازوری ۵ اس عہدہ جلیبہ سے ممتاز ہوا۔ یہ بھی چند دنوں وزارت کر کے مار ڈالا گیا پھر ابو عبد اللہ حسین بن یابی قلمدان وزارت کا مالک ہوا۔

کوم الریش کی جنگ: دولت علویہ کے سودائی غلاموں میں سے ناصر الدولہ بن حمدان نامی ایک شخص تھا کتامہ اور مضامہ اس کی طرف منتقل ہو گئے اور اس کے حمایتی بن گئے ایک روز کسی بات پر ترکوں اور بارگاہ خلافت کے غلاموں میں چل گئی، پچاس ہزار غلام جنگ کرنے جمع ہو گئے۔ ترکوں کی تعداد صرف چھ ہزار تھی۔ ترکوں نے خلیفہ مستنصر سے غلاموں کی شکایت کی، خلافت مآب نے کچھ خیال نہ فرمایا، مجبوراً ترکوں کو بھی جنگ کے لئے تیار ہونا پڑا مقام کوم الریش میں مقابلہ کی جگہ ٹھہری، ترکوں نے فوج کے ایک دستہ کو پہلے سے کمین گاہ میں ہٹا دیا تھا۔ اور باقی کو تیار کر کے سینہ بسینہ لڑنے نکلے۔ لڑتے لڑتے پیچھے ہٹے غلاموں نے کامیابی کے جوش میں تعاقب کیا، فتحیابی کے جوش میں بڑھتے چلے آئے جس وقت غلاموں کا لشکر یہ سمجھ کر کہ یہ خلیفہ مستنصر کی فوج ہے بھاگ کھڑا ہوا۔ سینکڑوں غلام قتل کر دیئے گئے اور تقریباً چالیس ہزار دریا میں ڈوب گئے۔

حیران کی جنگ: ... اس واقعہ سے ترکوں کی قوت بڑھ گئی نظام حکومت کا شیرازہ درہم و برہم ہو گیا فتنہ و فساد کے دروازے کھل گئے۔ شاہی لشکر ملک شام وغیرہ سے جمع ہو کر غلاموں کی کمک کو آیا اور غلاموں کے ساتھ مل کر ترکوں کی سرکوبی کے لئے نکلا۔ اس لشکر تعداد پندرہ ہزار تھی۔ اس وقت ترکوں کا گروپ حیرہ میں تھا چنانچہ شاہی لشکر حیرہ کی طرف بڑھا ترک بھی مقابلہ پر آئے۔ ناصر الدولہ بن حمدان ترکوں کی سرداری کر رہا تھا۔ اس معرکہ میں بھی ترکوں کو فتح نصیب ہوئی شاہی لشکر شکست کھا کر صعیق کی جانب واپس آیا اور ناصر الدولہ ترکوں کے ساتھ کامیاب و کامران اپنے قیام گاہ میں واپس آیا۔

ناصر الدولہ بن حمدان اس کے بعد غلاموں کے صعید میں گروہ بندی شروع کر دی اور ترکوں کا گروہ معافی مانگنے کے لئے خلیفہ کے محل میں حاضر ہوا۔ مستنصر کی ماں نے محل کے غلاموں کو ترکوں کے قتل کا اشارہ کر دیا، غلاموں نے یہ کام کرنے کے لئے ہلچل مچا دیا، ترک اس کو تازہ محل سے نکل کر باہر چلے آئے۔ ناصر الدولہ بھی ان کے ساتھ تھا اراکین اور حکومت کے حمایتوں سے جنگ شروع ہو گئی ترکوں نے ان کو شکست دے کر اسکندریہ اور دمید پر قبضہ کر لیا۔ ان دونوں شہروں سے پورے ریف سے، خلیفہ مستنصر کی خلافت جاتی رہی، خطبہ و مسک ختم کر دیا گیا، دار الخلافہ بغداد میں تاجدار کی خلافت عباسیہ سے خط و کتابت ہونے لگی اس شورش کی وجہ سے اہل قاہرہ شہر چھوڑ چھوڑ کر ادھر ادھر بھاگ نکلے خلیفہ مستنصر نے یہ حال دیکھ کر شہر کی اصلاح کی جانب توجہ کی، قاہرہ آیا اور امن و امان کی منادی کرائی، مستنصر کی ماں نے پچاس ہزار دینار پر ناصر الدولہ سے صلح کر لی۔

ناصر الدولہ کا قتل صلح ہونے کی وجہ سے ناصر الدولہ کے اکثر ساتھی اور نیز اس کی اولاد متفرق و منتشر ہو گئی، خلیفہ مستنصر کو اپنے پرانے کینہ کو نکالنے کا موقع مل گیا۔ ترکی سرداروں کو ملا کر حکومت علویہ کے خطبہ و مسک جاری کرانے کی تحریک کی، ان لوگوں نے جواب دیا کہ جب تک ناصر الدولہ ہم میں موجود ہے یہ بات ناممکن ہے، خلیفہ مستنصر نے کہا ”اسی نے تو لڑوا کر تباہ و برباد کیا ہے اس کا دار انیہ را کرد“ ترک سردار اس فقرہ میں آگئے۔ رات کے وقت ناصر الدولہ کے مکان پر پہنچے آواز دی ناصر الدولہ کو چونکہ ان لوگوں سے کسی خطرہ کا اندیشہ نہ تھا باہر نکل آیا۔ ترکی سردار تمواریں نیام سے کھینچ کے ٹوٹ پڑے یہاں کہ وہ مر گیا، سر اتار کر اس کے بھائی کے مقام پر آئے اور اس کو بھی قتل کر کے سر اتار لیا، دونوں بھائی کو سر لئے ہوئے خلیفہ مستنصر کی خدمت میں حاضر ہوئے، یہ واقعہ ۶۱۵ھ کا ہے۔ ناصر الدولہ کے بارے میں جانے کے بعد ترکوں نے الذکر ۱ نامی ایک شخص کو امیر بنایا چنانچہ یہ حکومت علویہ کا انتظام اور انصرام کرنے لگا۔

بدر جمالی: بدر جمالی ارمنی الاصل، حکومت علویہ کا پروان چڑھایا ہوا اور خلیفہ مستنصر کا خادم تھا پہلے یہ والی دمشق کا جب مقرر کیا گیا پھر دارالامارت کے سوا سارے شہر کی نظامت پر مقرر ہوا۔ پھر جب والی دمشق نے وفات پائی تو اس نے حکومت دمشق اپنے ہاتھ لے لی یہاں تک کہ، بن منیر دمشق کا گورنر ہو کر دمشق میں آیا لہذا بن منیر کے آنے کے بعد بدر دار الخلافہ مصر چلا آیا اور ترقی کرتے کرتے عکا کا گورنر بنا، بدر حد درجہ کا کفایت شعار تھا، نہایت قابلیت سے حکومت کی تھی۔ قابل حکمرانوں میں شمار کیا جاتا تھا

بدر کا عروج: جس وقت مستنصر کے ساتھ ترکوں کے جھگڑے پیدا ہوئے اور آئے دن ترکوں نے مستنصر کو تنگ کرنا شروع کیا اس وقت مستنصر نے بدر جمالی کو امور سلطنت کے انتظام کی غرض سے دار الخلافہ مصر میں طلب کیا۔ بدر جمالی کو امور سلطنت کے انتظام کی غرض سے فوج بڑھانے کی اجازت دی جائے خلافت مآب نے اجازت دے دی تب بدر نے ایک عظیم فوج ارمیوں کی تیار و مرتب کر کے دس جنگی کشتیوں کے ساتھ عکا سے دریہ کے راستے مصر کی طرف کوچ کیا، تھوڑے دنوں بعد مصر میں داخل ہوا بارگاہ خلافت میں حاضر ہو کر خلافت مآب کی دست بوسی کا شرف حاصل کیا، خلیفہ مستنصر نے محل کے سوا تمام شہروں کی حکومت عنایت کی خلعت فاخرہ سے سرفراز فرما کے بٹے کے بجائے جواہر کا گلو بند عطا کیا اور والی دمشق کی طرح ”اسید الاجل امیر الجیوش“ کا خطاب دیا، اس کے علاوہ ”قاتل قضاۃ المسلمین“ کے خطابات بھی دیئے۔ قلمدان وزارت بھی بدر کے سپرد کیا، غرض ہمہ اور قلم دونوں کا مالک بنایا۔ تمام امور سلطنت کہ نظم و نسق کا اختیار اس کو دیا۔ جس کو جو کچھ دربار خلافت میں عرض و معروض کرنا ہوتا اس کے ذریعہ سے کرتا۔

بدر کے کارنامے: خلیفہ مستنصر نے ان سب کے بارے میں بدر سے عہد و پیمان کر لیا تھا۔ دعاۃ اور فضاۃ کی تقرری بھی اسی کے قبضہ میں تھی۔ یہ مذہب امامیہ کا ایک غالی اور معتصب فرد تھا۔ اس نے امور سلطنت کا نظم و نسق شروع کیا۔ آس پاس کے سرداروں اور بنی عقیل نے صور کو دہایا تھا واپس لے لیا۔ مثلاً ابن عمر نے طرابلس کو، ابن معروف نے عسقلان کو، اس کے بعد سپہ سالار لشکر اور اراکین حکومت کی جانب متوجہ ہوا۔ ان لوگوں سے بھی وہ مال و زر جو ان لوگوں نے زمانہ طوائف الملوکی میں خلیفہ مستنصر سے لیا تھا ایک ایک کر کے وصول کر لیا۔ دمیاط پر مفسدین عرب کی ایک جماعت قابض ہو رہی تھی بدر نے ان کی بھی سرکوبی کی اور دمیاط کو ان لوگوں سے قبضہ سے نکال لیا۔ لواتہ کی بھی گوثالی کی ان کے مردوں کو قتل اور عورتوں اور بچوں

کو گرفتار کر کے لوٹدی غلام بنایا۔ پھر جہینہ کی طرف بڑھا۔ ان لوگوں کے ساتھ ایک گروہ بنی جعفر کا تھا طرخ العلیہ میں دونوں دشمنوں کا ۴۶۹ھ میں مقابلہ ہوا۔ بدر نے ان کو بھی فاش شکست دے کے ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ اس مہم سے فارغ ہو کر اہواز کی جانب کوچ کیا، اہواز پر کئی اندوہ محمد قابض تھا، بدر نے اس کو قتل کر کے اہواز پر قبضہ کر لیا غرض نہایت کم مدت میں بدر نے دولت علویہ کو اندرونی اور بیرونی فسادات سے پاک و صاف کر کے ایک متمدن اور باسیات سلطنت بنادیا۔ رعایا کو خوش الحال بنانے کی غرض سے تین سال خراج معاف کر دیا جس سے حکومت عبویہ اس عروج اور شہرت پر آگئی جیسا کہ اس سے پہلے تھی۔

شام پر ترکوں کا قبضہ۔ سلاطین سلجوقیہ ان دنوں خراسان، عراقین اور بغداد پر قابض تھے اس وقت ان کا بادشاہ طغرلیک تھا۔ یہ کوئی ملک نہ تھا جہاں پر ترکوں کا لشکر نہ پہنچا ہوا۔ اتسز بن افق جو سلطان ملک شاہ سلجوقی کو فوج کا ایک نامور سردار تھا ۴۴۳ھ تک ۴۶۳ھ میں شام پر حملہ کیا۔ اتسز کو شامی، افسس کے نام سے یاد کرتے تھے واقعہ یہ ہے کہ یہ ترکی نام سے تلفظ کی وجہ سے ناموں میں بہت تبدیلی ہو جاتی ہے لہذا قال ابن الاثیر۔ (جیسا کہ ابن الاثیر نے کہا ہے)۔

اتسز نے رملہ اور بیت المقدس کو لڑ کر فتح کر کے دمشق کا محاصرہ کیا اس کے قرب و جوار کے قصبوں اور یہادوں کو غارتگری سے تباہ و برباد کرنے لگا، ان دنوں دمشق کی حکومت، خلافت مصر کی طرف سے معطلی بن حیدرہ کے قبضہ میں تھی معطلی نے نہایت حزم و احتیاط سے قلعہ بندی کی، اتسز نے اگرچہ لوٹ مار سے دمشق کے مضافات کو ویران و خراب کر دیا مگر دمشق فتح نہ ہوا ۴۶۸ھ تک دمشق حملہ آور گروہ کا تختہ دمشق جنگ بنا رہا۔ مسلسل ہے حصار، رمد غلہ اور مدد کی آمد و رفت نہ ہونے کی وجہ سے اہل دمشق نے معطلی کے خلاف بغاوت کر دی۔ بیچارہ معطلی اپنی جان بچا کے ہلسیس بھاگ گیا اور وہاں سے مصر چلا گیا خلیفہ مستنصر نے اس کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا حتی کہ بحالت قید مر گیا۔

دمشق کی فتح: ... معطلی کے چلے جانے کے بعد مصادمہ نے جمع ہو کر انتصار بن یحییٰ کو دمشق کی امارت کی کرسی بیٹھایا وزیر امدولہ لقب دیا، مگر تھوڑے ہی دنوں بعد مہنگائی کی وجہ سے اہل دمشق کی حالت نازک ہو گئی اس دوران خلافت عباسیہ کا ایک نامور ہو کر امیر قدس شریف سے آ گیا اور اس نے می صروں کا حوصلہ بڑھا دیا۔ اہل دمشق نے مجبور ہو کر امان طلب کی اور شہر کو محاصروں کے حوالہ کر دیا۔ فتح مند امیر نے وزیر امدولہ کو قلعہ بانیس میں لے جا کر نظر بند رکھا اور خود کامیاب و کامران ماہ ذیقعدہ میں دمشق میں داخل ہوا خلافت عباسیہ کا پھر یہ دمشق کے قلعہ پر اڑایا گیا جامع مسجد میں خلیفہ مقتدی کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

قدس کی فتح اور تباہی: اس کے بعد ۴۶۹ھ میں اتسز نے مصر پر حملہ کیا بدر نے گرد و نواح کی عربی فوجوں کو فراہم کر کے اتسز کا مقابلہ کیا، ایک خوریز و سخت جنگ کے بعد اتسز کو شکست ہوئی ان کے اکثر ساتھی کام آ گئے اور اتسز شکست اٹھا کر شام کی جانب لوٹا دمشق پہنچ کر اہل دمشق کا شکریہ ادا کیا اور اس حسن خدمت کے صلے میں کہ اہل دمشق نے اس کی غیر حاضری میں دمشق کی عمدہ طریقہ سے مخالفت و نگرانی کی ۴۶۹ھ کا خراج معاف کر دیا، اور اہل قدس نے چونکہ اس کی عدم موجودگی میں سرکشی اور بغاوت کی تھی اس وجہ سے ان لوگوں کا محاصرہ کیا اور بزور تیغ قتل و غارت کرتا ہوا شہر میں داخل ہو گیا شکست خوردہ گروہ مسجد داود علیہ السلام میں جا کے پناہ گزیں ہوا مگر ان بے چاروں کو وہاں بھی پناہ نہ ملی ہزار ہا آدمی مسجد اقصیٰ میں مارے گئے۔ اس دوران امیر الجیوش بدر جمالی نے مصر سے ایک عظیم فوج سپہ سالار نصیر الدولہ دمشق کی جانب روانہ کی چنانچہ نصیر الدولہ نے دمشق پہنچ کر صرہ کیا رمد و غلہ کی آمد بند کر دی آئے دن لڑائیوں سے اہل دمشق کو جنگ کرنے لگا۔

شام میں تنش کا تقرر: سلطان ملک شاہ تاجدار سلجوقیہ نے ۴۷۰ھ میں اپنے بھائی تیش کو شام کی حکومت سپرد کی تھی ساتھ ہی اس کے پی بھی ار شاد کیا تھا کہ شام کے جن جن شہروں کو تم لڑ کر فتح کر لو گے وہ سب تمہارے مقبوضہ تسلیم کئے جائیں گے چنانچہ تیش نے شام میں پہنچ کر حسب فوج شامی کی ہر کمانت کی ایک عظیم فوج اس کے دستے میں تھی۔ اہل حلب کو اس محاصرہ اور حملہ سے سخت مصیبت کا سامنا کرنا پڑا۔ ابھی کسی فریق کی قسمت

کا آخری فیصلہ نہ ہوا تھا کہ اتسز نے دمشق سے کہلا بھیجا کہ مصری فوجوں نے دمشق کا محاصرہ کر لیا ہے رسد و غلہ کی آمد بند کر دی ہے۔ اگر آپ میری مدد نہ کریں گے تو مجھے مجبوراً شہر کو فریق مخالف کے حوالہ کر دینا پڑے گا۔

اتسز کا قتل : تنش نے یہ پیغام سن کر دمشق کی جانب کوچ کر دیا، مصری سپہ سالار کو جو یہ خبر ملی تو وہ بھی محاصرہ اٹھا کے شکست خوردہ گروہ کی طرح چلتا پھرتا نظر آیا، اتسز نے تنش کے قریب پہنچ گیا۔ اتسز اس کی آمد کی خبر سن کر اس سے ملنے کے لئے دمشق سے باہر آیا۔ تنش نے اس کو قتل کر کے شہر پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۴۷۱ھ کا ہے اس کے بعد ملک شاہ کی فوج نے حلب پر بھی قبضہ کر لیا۔ اور اسی طرح آہستہ آہستہ تاجدار سلجوقیہ پر سے شام پر قہ بض ہو گیا، امیر الجیوش بدر جمالی کو تاجدار سلجوقیہ کی یہ کامیابیاں شاق گز رہی تھیں اور گرد کی فوجوں کو تیار و مرتب کر کے دمشق پر چڑھائی کی۔ ان دنوں دمشق میں تاج الدولہ تنش، سلطان ملک شاہ کا بھائی حکومت کر رہا تھا، اس نے مصری فوج کی آمد کی خبر سن کر نہایت حزم و احتیاط سے قلعہ بندی کرنی جس سے حملہ آور گروہ کی ایک بھی نہ چل سکی، ناکام و نامراد ہو کر واپس گیا، پھر ۴۷۲ھ میں مصری فوج کے سپہ سالار نے شام پر حملہ کیا۔

منیر الدولہ کی بغاوت : اس مرتبہ شہر صور کو قاضی عین الدولہ بن ابی عقیل کے قبضہ سے واپس لے لیا اور اس کے بعد شہر صید، اور شہر جمیل کو بھی یکے بعد دیگر فتح کر کے اپنی جانب سے گورنر مقرر کیے۔ ۴۸۲ھ میں فرانس نے جزیرہ صقلیہ کو مسلمانوں کے قبضہ سے نکال لیا اور ۴۸۶ھ میں منیر الدولہ جیوشی والی شہر صور نے علم مخالفت بلند کیا جس کو بدر جمالی نے حکومت علویہ کی جانب سے صورتی ولایت پر مقرر کیا تھا۔ چنانچہ بدر جمالی نے ان کی سرکوبی کے لئے ایک لشکر روانہ کیا جس وقت یہ لشکر شہر صور کے قریب پہنچا اہل صور نے یہ خبر سن کر شاہی لشکر، منیر الدولہ باغی کی سرکوبی کو آگیا ہے شہر کے اندر بھی ایک ہنگامہ برپا کر دیا منیر الدولہ سے کچھ نہ آئی گھبرا گیا۔ مصری لشکر نے بلا جہال و قتال شہر پر اہل شہر کی مدد سے قبضہ کر لیا اور منیر الدولہ کو گرفتار کر کے اس کے ساتھیوں کے ساتھ مصر روانہ کر دیا۔ جوں ہی یہ لوگ مصر پہنچے بارگاہ خلافت سے ان قیدیوں کے قتل کا حکم صادر ہو جس کی نہایت تیزی سے تعمیل کیا گیا۔

بدر کی موت : ان واقعات کے بعد ماہ ربیع الاول ۴۸۷ھ میں امیر الجیوش بدر جمالی نے انتقال کیا، اسی سال عمر کے طے کئے، اس کے دو خاں زاد تھے ایک کا نام امین الدولہ لاویز تھا اور دوسرے کا نصیر الدولہ اسکین بدر کے مرنے کے بعد خلیفہ مستنصر نے امین الدولہ لاویز کو اس کی جگہ مقرر کرنے کی رائے ظاہر کی۔ نصیر الدولہ کو یہ بات ناگوار گزری فوج کو تیاری کا حکم دیکر سوار ہو گیا۔ سارے شہر میں ایک ہلڑ مچ گیا۔ ہوا یوں اور بازار یوں نے قصر خلافت کو جا کے گھیر لیا۔ خلیفہ مستنصر کو سخت و ناملائم کلمات سنانے لگے۔ خلیفہ مستنصر نے مجبور ہو کر اپنی پہلی رائے سے رجوع کیا اور بدر کے بیٹے محمد ملک ابوالقاسم کو بدر کی جگہ وزیر بنایا اور بدر کی طرح طور و طریقہ سے امور سلطنت کا انتظام کرنے کا جیسا کہ اس کے باپ بدر کا رویہ تھا اس کی وزارت کے بعد ہی خلیفہ مستنصر نے وفات پائی۔ چونکہ ابوالقاسم بن مقری عہد وزارت بدر میں نہایت کام کرتا تھا اس وجہ سے بعد انتقال محمد ملک ابوالقاسم، قلمدان وزارت کا یہی مالک بنایا گیا۔

مستنصر کی وفات اور مستعلی کی خلافت : خلیفہ مستنصر باللہ ابوحمیم ابو الحسن علی الظاہر لا عزاز دین اللہ علوی والی مصر و شام نے یوم الترویہ (۲ ٹھویں ذ الحجہ) ۴۸۷ھ کو وفات پائی ساٹھ سال اور بروایت بعض مؤرخین چھٹھ سال خلافت کی اس نے اپنے زمانہ خلافت کے شروع میں بڑے بڑے مصائب اٹھائے طرح طرح کی تکالیف برداشت کی، مال خزانہ لوٹ گیا بے سروسامانی اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ اس کے پاس سوائے اس ایک فرش کے جس پر بیٹھا کرتا تھا اور کوئی مال و اسباب باقی نہ بچا برائے نام خلیفہ تھا، اصل بات یہ ہے کہ اس کی معزولی میں کوئی کسر باقی نہ رہی تھی کہ اچانک اس نے اپنے ہوش و حواس کو درست کر کے امور سیاست کی جانب توجہ کی عکاسے بدر جمالی کو بلا بھیجا اور جب بدر جمالی آگیا تو تمام امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کا اس کو اختیار دے دیا۔ بدر نے تھوڑے دنوں میں بد نظمیاں دور کر کے اس کے ممالک مقبوضہ کو ایک مستبد اور مہذب ملک بنا دیا

① اس واقعہ کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ تنش نے حلب کے قریب پہنچ کر مصری فوج کا جب کوئی نام و نشان نہ پایا تو اتسز کی اس حرکت پر ناراضگی کا اظہار کیا کیونکہ اس نے بدر و بدر طلب کی تھی، اتسز نے معذرت کی جس کو تنش نے قبول نہ کیا اور اسی وقت گرفتار کر کے قتل کر دیا، حافظ ابوالقاسم ابن عسا کر دمشق نے لکھا ہے کہ یہ واقعہ ۴۷۲ھ کا ہے دیکھیں (تاریخ ابن اثیر جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۷۷)۔

اور شاہی اختیارات کو اسی پیمانہ سے برتنے لگا جیسا کہ ضروری تھا۔

مستعلیٰ کی تخت نشینی۔ مستنصر نے اپنی وفات پر تین بیٹے چھوڑے۔ (۱) احمد (۲) نزار (۳) ابوالقاسم کہا جاتا ہے کہ مستنصر نے نزار کو اپنے ولی عہد بنایا تھا چونکہ نزار اور محمد ملک ابوالقاسم وزیر السلطنت میں اُن بن تھی وزیر نے یہ سمجھ کر کہ کہیں نزار کسی خلافت پر متمکن ہو کر مجھے کسی قسم کا نقصان نہ پہنچائے مستنصر کی بہن کو بہکایا کہ ابوالقاسم کی خلافت کی تحریک کیجئے میں آپ وعدہ کرتا ہوں کہ امور سلطنت ہمیشہ آپ کی رائے اور ذمہ داری سے انجام پذیر ہوا کریں گے، مستنصر کی بہن نے اس بناء پر قاضی اور داعی کے سامنے ابوالقاسم کی ولی عہدی کا اظہار کیا اور قسم بھی کھائی۔ پس اراکین حکومت نے ابوالقاسم کے ہاتھ پر خلافت و امارت کی بیعت کر لی "المستعلی باللہ" کہ مبارک لقب سے یاد کرنے لگے۔

نزار کا قتل۔ نزار مستعلیٰ سے بڑا تھا اس کو یہ بات ناگوار گزری بیعت خلافت لینے کے تیسرے دن مصر چھوڑ کر اسکندریہ چلا گیا۔ نصیر الدولہ افسکین، بدر جمالی کا غلام اندنوں اسکندریہ میں حکمرانی کر رہا تھا اس سے اور محمد ملک ابوالقاسم وزیر السلطنت سے بہت جنتی تھی نصیر الدولہ سن کر کہ ابوالقاسم مسند خلافت پر متمکن کیا گیا ہے باغی ہو گیا اور خلیفہ مستنصر کی ولی عہدی کے مطابق نزار کی خلافت کی بیعت کر کے "المصطفیٰ لدین اللہ" کے خطاب سے مخاطب کرنے لگا۔ دربار خلافت مصر میں اس کی خبر ہوئی، وزیر السلطنت نے ایک فوج تیار کر کے نزار کی گوشمالی کی غرض سے کوچ کیا، کوچ و قیام کرتا ہوا اسکندریہ پہنچا اور اپنے مد مقابل دشمن کا محاصرہ کر لیا ایک مدت کے محاصرہ و جنگ کے بعد محصوروں نے امان حاصل کر کے شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا کامیاب گروہ نے شہر میں داخل ہو کر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا اور نزار کو کشتی پر سوار کر کے قاہرہ روانہ کر دیا۔ خلیفہ مستعلیٰ نے نزار کو پہنچتے ہی قتل کروا دیا اس کے بعد ہی وزیر السلطنت افضل افسکین کے ساتھ مصر واپس آیا۔ ایک دن خلیفہ کے حکم کے مطابق افسکین کو دربار خلافت میں پیش کیا۔ خلیفہ مستعلیٰ نے اس کو بغاوت اور سرکشی پر ڈانٹ ڈپٹ کی، افسکین نے گستاخانہ جواب دیا، خلیفہ مستعلیٰ کو مخاطب کر کے کہا۔ "حضرت والا! یہ قتل و خونریزی کفارے میں (قسم) نہیں ہو سکتا۔"

حسن بن صباح۔۔۔۔۔ بیان کیا جاتا ہے کہ حسن بن صباح جو عراق میں فرقہ اسماعیلیہ کا ایک نامور سردار تھا سودا گروں کے لباس میں خلیفہ مستنصر کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور ملک عجم میں اس کی حکومت و خلافت کی منادی کرنے کی اجازت طلب کی تھی۔ چنانچہ مستنصر نے اجازت دی، پہلی سبیل تذکرہ حسن نے خلیفہ مستنصر دریافت کیا "آپ کے بعد میرا امام کون ہوگا؟" جواب دیا "میرا بیٹا نزار" اس کے بعد حسن ملک عجم چلا گیا اور خلیفہ طور پر لوگوں میں خلیفہ مستنصر کی خلافت کی منادی کرنے لگا تھوڑے دنوں کے بعد اس نے ہاتھ پاؤں نکالے اور وہاں کے اکثر قلعوں مثلاً قلعہ موت وغیرہ پر قابض ہو گیا جیسا کہ آئندہ اسماعیلیہ فرقہ کے حالات میں بیان کریں گے۔ یہ واقعات کہ ہم مشہور اخبار میں ہے یہ لوگ نزار کے امت کے قائم ہیں۔

کسیلہ کی بغاوت۔۔۔۔۔ الغرض خلیفہ مستعلیٰ نے جوں ہی مسند خلافت پر قدم رکھا سرحدی شہروں میں پھوٹ نکل، کسیلہ نامی ایک شخص جو صور کا گورنر تھا خلیفہ سے منحرف و باغی ہو گیا، خلیفہ مستعلیٰ نے ایک فوج اس کی سرکوبی کے لیے روانہ کی لہذا اس فوج نے صور پہنچ کر محاصرہ کیا۔ بہت زبردست خونریزی ہوئی اور آخر کار شاہی لشکر فتحیاب ہوا اور کسیلہ کو شکست فاش اٹھانا پڑی، لشکر نے اس کو گرفتار کر کے نام و بشارت فتح کے ساتھ مصر روانہ کر دیا، خلافت مآب نے پہنچتے ہی کسیلہ کو قتل کر ڈالا یہ واقعہ ۴۹۱ھ کا ہے۔

تاج الدولہ۔۔۔۔۔ تاج الدولہ تیش والی شام کے انتقال پر اس کے دونوں بیٹوں رضوان اور دقاق میں خانہ جنگی کا بازار گرم ہو گیا دقاق دمشق میں رہتا تھا اور رضوان حلب میں۔ رضوان نے اپنے صوبہ میں چند دنوں تک خلیفہ مستعلیٰ نام کا خطبہ پڑھا تھا مگر پھر خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھنے لگا۔

عیسائیوں کا بیت المقدس پر قبضہ۔۔۔۔۔ بیت المقدس کی حکومت پر تاج الدولہ تیش نے امیر سقمان بن اریق ترکمانی کو مقرر کیا تھا اس کے بعد ہی ۴۹۰ھ میں عیسائیوں نے شام کی طرف قدم بڑھائے عیسائی کروسیڈروں کی جماعت رفتہ رفتہ قسطنطنیہ پہنچی اور اس کی خلیج کو عبور کیا والی قسطنطنیہ نے اس خیال سے کہ عیسائی کروسیڈر، اس کے اور امراء سلجوقیہ اور ترک والیاں شام کے بیچ میں پڑھ جائیں عیسائی کروسیڈروں کو اپنے ملک میں راستہ دے دیا چنانچہ عیسائیوں نے پہلے اٹلا کیہ پہنچ کر جنگ کا نیزہ گاڑا اور اس کو باغیان سپہ سالار سلجوقیہ کے قبضہ سے نکال لیا اٹلا کیہ کے باغیوں کو حریف مقابل

محصرہ میں چھوڑ کر بھاگ نکلا کسی ارمنی نے راستے میں مارڈالا اور سرتار کے عیسائیوں کے پاس اٹھا کیا۔ میں نے آیا اس واقعہ سے شہر شام پر عیسائیوں کے رعب اور داب کا سدھ بیٹھ گیا اور اس کے سرداروں کی آنکھوں میں آئندہ خطرات کی تصویریں گھومنے لگیں۔

حمص اور عسکہ پر عیسائیوں کا قبضہ: پہلے کر یوقا، والی موصل فوجیں مرتب کر کے عیسائی کروسیڈروں سے بدلہ لینے نکلا اور مرج دابق پہنچے پڑاؤ الدقاق بن تیش۔ سلیمان بن رائق، طعنےکین، تاکب والی حمص اور والی سنجار بھی آ کر کر یوقا کے پاس جمع ہوئے۔ گردنواح کے ترکوں عربوں کو مجتمع کر کے فوجیں آراستہ کیں اور اٹھا کیا پر عیسائیوں کے تیرہ دن قبضہ کرنے کے بعد اٹھا کیا کو چھڑانے کے لیے کوچ کیا۔ عیسائیوں نے بھی چاروں طرف سے عیسائی مجاہدوں کو جمع کر لیا تھا۔ یورپ کے بڑے بڑے بادشاہ اس جنگ میں شریک تھے۔ انکا سرور ہیننید نامی ایک عیسائی بادشاہ تھا۔ عسکر سلمیہ اور عیسائی فوجوں سے صف آرائی کی نوبت آئی، سخت خونریزی کے بعد مسلمانوں کو شکست ہوئی۔ ہزاروں مسلمانوں کو عیسائی کروسیڈروں نے قتل کیا اور ان لشکرگاہ پر قبضہ کر کے معرہ النعمان کی جانب بڑھے ایک مدت تک اس پر محاصرہ کئے رکھا بلا آخر اس کے مددگار اپنی کامیابی سے نا امید ہو کر صبح کو فرار ہو گئے بعد عیسائیوں نے حمص کو چا گھیرا۔ جناح الدولہ نے شہر کو اپنے حریف محاصرہ کو سپرد کر کے صلح کر لی، پھر ان عیسائیوں نے مکہ پہنچ کر محصرہ کر رہا، مدتوں مکہ فتح نہ ہوا، ترکی اسلامی فوج مقیم مکہ کو بڑے بڑے مصائب کا سامنا کرنا پڑا جو احاطہ تحریر و تقریر سے باہر ہے۔

افضل بن بدر جمالی کا بیت المقدس پر قبضہ: اسی پر آشوب زمانہ میں اہل مصر کو سلجوقیہ اور ترکوں کے زیر کرنے کا شوق پیدا ہوا، وزیر اسطنت افضل بن جمالی فوجیں تیار کر کے بیت المقدس کے میں ان دنوں سقمان اور ایغازی ارتق کے بیٹے اور اس کا بھتیجا یاقوتی اور چچ ز د بھائی سوئج موجود تھا۔ افضل نے چالیس مجتہدین قلعہ شکر بیت المقدس کو فتح کرنے کے لیے نصب کرائیں تھیں۔ تقریباً چالیس دن محصرہ کئے رہا پھر ۶۹۰ھ میں امن کے ساتھ فتح کر لیا۔ افضل نے فتحیابی کے بعد سقمان ایغازی اور ان لوگوں کے ساتھ جو ان کے ساتھ اچھے برتاؤ کئے اور ان کے چمے جانے کی جزا دی۔ کسی قسم کی ان سے مزاحمت نہ کی لہذا سقمان شہر الہا چلا گیا اور ایغازی نے عراق کا راستہ دیا، ان لوگوں کی روانگی کے بعد افضل نے احمینن سے تمام بیت المقدس پر قبضہ کر کے اپنے ج آتش شوق کو بجھایا اور فتحیابی، پھر ہیزہ لئے ہوئے مصر کی جانب واپس آیا۔

بیت المقدس پر عیسائیوں کا دوبارہ قبضہ: اسی فتحیابی کے بعد عیسائی کروسیڈروں نے بیت المقدس کا ارادہ کیا، چالیس روز تک محصرہ کئے رہے۔ قلعہ شکر مجتہدین چاروں طرف نصب کیں، شہر پناہ کی دیوار منہدم کرنے کی غرض سے دو بڑے بڑے برج بنائے تھے، جس پر آتش بازی کا کوئی اثر نہیں پہنچتا تھا۔ لڑتے بھڑتے شمالی جانب سے بیت المقدس میں ماہ شعبان ۶۹۲ھ کے ختم ہونے میں باقی رہ گئی تھیں گھس گئے ہفتوں عام خونریزی اور کشت و خوں کا ہنگامہ گرم اور جاری رہا۔ مسلمانوں نے محراب داؤد مدینہ میں جا کے پناہ لی اور یہ سمجھا کہ وہاں جا چھپے تھے شاید خونریزی اور قتل سے ہم بچ جائیں گے مگر ان بچاروں کو وہاں بھی پناہ نہ ملی عیسائی فوجوں نے پہلے ان کو امن دی اور جب انہوں نے دروازہ کھولا تو قتل کرنے لگے مسجد اقصیٰ اور صخرہ میں ستر ہزار مسلمان شہید کئے گئے۔ مسجد اقصیٰ کے چالیس قیدی لیاں نقری جو تین تین ہزار چھ سو درہم وزن کی تھیں اور ایک تنور نقری (جو وزن میں چالیس شامی رطل تھا)۔ اور ایک سو پچاس قیدی لیں۔ اس کے علاوہ اور مال و اسباب اور قیمتی قیمتی سامان لوٹ لئے گئے جو شہر سے باہر ہے۔ بقیۃ السلف جو اس عام خونریزی سے بچ گئے تھے وہ بحال پریشان روتے دھوتے بغداد پہنچے اور ان مصائب و تنصیب سے بین کیا جو اسلام اور مسلمانوں پر بیت المقدس اور سرزمین شام میں قتل غارتگری اور قید ہونے کے گزرے تھے، خلافت ماب نے سربراہ آوردہ علماء کے ایک گروہ کو سلطان برکیاروق اور اس کے بھائیوں محمد اور سنجر کے پاس جہاد پر جانے کی غرض سے بھیجا لیکن یادگار ان سلاطین سلجوقیہ میں آپس میں مخالفت کی وجہ سے اتنی قوت نہ بچی تھی کہ عیسائی کروسیڈروں کے مقابلہ پر تلوار اٹھا سکتے اور بیت المقدس کو ان کے قبضہ سے نکلنے کی کوشش کرتے، چاروں چار غلہ کا وفد کام دلا مراد واپس آیا۔

عسقدان کا محاصرہ وزیر السلطنت افضل بن بدر جمالی امیر الجیوش نے بیت المقدس پر عیسائیوں کے قبضہ کی خبر سن کر فوجیں آراستہ کیں اور عیسائی کروسیڈروں کو بیت المقدس سے باہر نکالنے کے لئے مصر سے کوچ کیا، عیسائی فوجیں بھی افضل کے لشکر سے جنگ لڑنے کے لئے بڑھیں

اور اچانک حملہ کر کے ان کو پسپا کر دیا، مصری لشکر کا ایک گروہ متفرق و منتشر ہو کر گوروں کے گنجان باغ میں جا چھپا، عیسائیوں نے آگ لگا دی۔ سب کے سب جل گئے اور جو گھبرا کر باغ سے باہر نکلا اس کو عیسائیوں نے بیدریغ قتل کر ڈالا۔

اس ہوش ربا واقع کے بعد عیسائی فوجیں عسقلان کی طرف واپس آئیں اور پہنچتے ہی محاصرہ کر لیا، بیس ہزار دینار بطور تاوان جنگ لے کر واپس ہوئیں۔

آمر کی خلافت: مصر کا حکمران خلیفہ مستعلی ابوالقاسم احمد بن مستنصر باللہ علوی ۱۵ صفر ۴۹۵ھ کو اپنی خلافت پر بیٹھایا گیا اور ”لا امر با حکام اللہ“ کا خطاب اختیار کیا خلفاء علویہ میں سے کوئی شخص اس سے اور مستنصر سے زیادہ کم عمر خلیفہ نہیں بنایا گیا اس کی یہ حالت تھی کہ اکیلا گھوڑے پر بھی سوار نہ ہو سکتا تھا۔

عیسائیوں اور مصریوں کا مقابلہ: ۴۹۶ھ میں افضل امیر الجیوش مصریہ نے دوبارہ فوجیں تیار کر کے عیسائیوں سے جنگ کرنے کے لئے شام کی جانب روانہ کیں، سعد الدولہ طور شئی نامی ایک امیر جو اسکے باپ کا غلام تھا اس مہم کا سردار بنایا گیا رملہ اور یافہ کے درمیان عیسائی کروسیڈروں سے معرکہ آرائی ہوئی عیسائیوں کے سردار کا نام بغدادین تھا، پہلے حملہ میں عیسائیوں نے مصری لشکر کو شکست دی پکڑ دھکڑ کے دوران سعد الدولہ مارا گیا، عیسائیوں نے اس کے خیمہ اور لشکر گاہ پر قبضہ کر لیا اور وہاں پر جو کچھ مال و اسباب پایا لوٹ لیا۔ افضل کو اس واقعہ کی خبر ملی تو اس نے اپنے بیٹے شرف المعالی کو فوج کا سردار مقرر کر کے روانہ کیا رملہ کے قریب عیسائیوں سے ٹکرائی، شرف المعالی نے عیسائیوں کو شکست دی، بغدادین گرفتاری و قتل کے ڈر سے گنجان درختوں میں چھپ گیا اور جب جنگ کا ہنگامہ ختم ہو گیا تو چند عیسائی سرداروں کے ساتھ نکل کر چپکے سے رملہ چلا گیا۔

رملہ پر شرف المعالی کا قبضہ:..... شرف المعالی نے اس مہم کو سر کر کے رملہ پر حملہ کیا پندرہ دن تک محاصرہ کئے آخر کار اس کو فتح کر لیا۔ چار سو عیسائیوں کو قتل کیا اور تین سو عیسائی سرداروں کو گرفتار کر کے مصر بھیج دیا مگر بغدادین اس واقعہ سے بھی بال بال بچ کر یافہ چلا گیا اتفاق سے اسی دوران عیسائی نائروں کا ایک بڑا گروپ بیت المقدس کی زیارت کے لئے آیا ہوا تھا۔ بغدادین نے ان کو صلیبی لڑائی لڑنے کی ترغیب دی اور جب وہ آدہ و تیار ہو گئے تو ان کو مرتب و تیار کر کے عسقلان کی جانب بڑھا۔ شرف المعالی یہ خبر سن کر اپنے باپ افضل امیر الجیوش کے پاس چلا گیا اور عیسائیوں نے عسقلان پر بلا جہال و قتل قبضہ حاصل کر لیا۔

تاج العجم کی گرفتاری: اس کے بعد شرف المعالی نے بری اور بحری فوجیں تیار کیں، اپنے باپ کے نامور غلام تاج العجم کو عظیم فوج کے ساتھ خشکی کے راستے عیسائیوں کے مقابلہ پر عسقلان کی طرف روانہ کیا اور قاضی ابن قادوس کی ماتحتی میں جنگی کشتیوں کا بیڑہ دربا کے راستے یافہ کی جانب بھیجا چنانچہ تاج المعالی نے عسقلان کے قریب پہنچ کر پڑاؤ ڈالا۔ قاضی قادوس نے تاج العجم کو کہلا بھیجا ”آؤ ہم تم متفق ہو کر عیسائیوں پر حملہ کریں“ تاج العجم نے انکاری جواب دیا ”افضل امیر الجیوش کو اس واقعہ کی اطلاع ہوگئی، افضل نے اسی وقت قاضی ابن قادوس کو تاج العجم کے گرفتار کر لینے کو لکھ بھیجا اور اپنے خادموں میں سے جمال الملک کو عسقلان کی جانب روانہ کیا اور شامی لشکر سرداری بھی اسی کو عطا کی۔

شاء الملک کا عیسائیوں پر حملہ: ۴۹۶ھ انہیں واقعات پر مکمل ہو جاتا ہے آئندہ ۴۹۷ھ میں مصری اور عیسائی فوجوں میں آپس میں کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ نہیں ہوئی ۴۹۸ھ میں وزیر السلطنت افضل نے اپنے دوسرے بیٹے شاء الملک حسین کو عیسائیوں کے مقابلہ پر روانہ کیا اور جمال الملک کو اس کے ساتھ جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ شاء الملک پانچ ہزار فوج کی جمعیت سے عیسائیوں سے لڑنے روانہ ہوا طغٹکین اتابک والی دمشق سے کمک طلب کی۔ طغٹکین نے تیرہ سو سوار بھیج دیے عسقلان اور یافہ کے درمیان مسلمان اور عیسائی فوجوں کا مقابلہ ہوا اور ہزاروں آدمی کام آگئے اس کے بعد دونوں فریق ایک دوسرے سے خود بخود علیحدہ ہو گئے، اسلامی لشکر عسقلان اور دمشق کی طرف واپس آ گئے۔

بکتاش کی سازش: ۴۹۷ھ میں بکتاش بن تمش عیسائیوں سے مل گیا تھا۔ وجہ یہ تھی کہ طغٹکین نے اپنے دوسرے بھتیجے وفاق بن تمش کو حکومت کی کرسی پر بٹھانے کا ارادہ کیا تھا، اسی وجہ سے بکتاش نے عیسائیوں سے سازش کر لی تھی اور ان کے مل گیا تھا۔

طرابلس پر عیسائی حملہ۔ طرابلس پر خلافت علویہ کی حکومت کا پھر یہ اڑ رہا تھا۔ اسی خطرناک زمانہ میں عیسائیوں نے اس کا بھی محاصرہ کر رہا تھا۔ محصوروں کی مدد اور کمک مصری دار الخلافہ سے آ رہی تھی۔ ۵۰۳ھ کے دور میں جہازوں کا بیڑہ دریا کے راستے عیسائی متبوضات سے طرابلس کے ساحل پر پہنچا، سردار قمص کبیر یعنی رمیہ بن صخیل تھا۔ اس بیڑہ میں غلہ، رسد اور فوج کی کافی مقدار تھی، سروانی صخیل کا بھانجا پیسے سے طرابلس کا محاصرہ کیے ہوئے تھا سروانی اور رمیہ بن صخیل میں ان بن ہو گئی۔ بغدادین والی بیت المقدس نے بہت جلد دونوں میں صلح کرا دی۔ ادھر ان دونوں نے متفق ہو کر طرابلس پر حملہ کیا ادھر مصر سے محصوروں کی آمد و رفت بند ہو گئی۔

طرابلس کی فتح: عیسائیوں نے طرابلس کے شہر پناہ پر چڑھنے کی غرض سے چند برج بنائے تھے جن کو آہستہ آہستہ لڑتے ہوئے تہہ پہنہ کی دیوار سے جاکے مدد دیا۔ عیسائی فوجیں اسی کے ذریعہ سے شہر پناہ کی دیوار پر چڑھ گئیں اور لڑتے ہوئے دوسری ذی الحجہ ۵۰۳ھ فتح کر لیا۔ بہت خونریزی ہوئی ہزار ہا قید و گرفتار کر لئے گئے۔ والی طرابلس نے مفتوح ہونے سے پہلے اپنے چند سردار لشکر کے ساتھ امن حاصل کر لی تھی اور اس جان کاہ واقعہ سے پہلے دمشق چلا گیا۔

اس کامیابی کے بعد ایک دوسرا بیڑہ کشتیوں کا طرابلس کے ساحل پر پہنچا جس پر ایک سال کے خرچ کا غلہ بھرا ہوا تھا عیسائیوں نے صور صیدا اور بیروت کے محاصرہ فوجوں پر تقسیم کر دیا مختصر یہ کہ آہستہ آہستہ عیسائیوں نے شام کے تمام ساحلوں پر قبضہ کر لیا۔

ایک وضاحت: ہم نے ان واقعات کو حکومت علویہ کے تذکرہ میں اس وجہ سے خاص طور سے تحریر کیا ہے کہ ان مقامات پر خلافت علویہ کا قبضہ تھا۔ بقیہ حالات کو عیسائیوں کی تاریخ کے ضمن میں بیان کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

مصریوں کا عسقلان پر قبضہ: عسقلان پر خلافت علویہ مصر کا قبضہ تھا اس کی حکومت شمس الخلافہ نامی ایک امیر کے قبضہ میں تھی۔ بیت المقدس کے گورنر بغداد بن شمس الخلافہ علویہ سے اپنے تعلقات نیاز مندی ختم کر لئے۔ یہ خبر دربار خلافت مصر تک پہنچی، امیر الجیوش افضل نے ایک فوج تیار کر کے عسقلان کی جانب روانہ کی اور امیر لشکر تک یہ ہدایت کر دی کہ جس وقت شمس الخلافہ لشکر میں آئے فوراً گرفتار کر لینا کسی ذریعہ سے شمس خلافت کو اس کی اطلاع ہو گئی کھلم کھلا مخالفت پر آمادہ ہو گیا۔ اور جتنے اہل مصر اس کے شہر میں تھے سب کو نکال دیا۔

شمس الخلافہ کا قتل: ... وزیر السلطنت امیر الجیوش افضل نے غصہ ٹھنڈا کرنے کے لئے شمس الخلافہ کو نہایت نرمی کا خط لکھ اور اس کو اس کے عہدہ پر بحال رکھنے کا اظہار کیا مگر شمس الخلافہ کا دل وزیر السلطنت کی طرف سے صاف نہ ہوا ساتھ ہی اس کے اہل عسقلان کو اس سے شدید ومنفرت پیدا ہو گئی۔ سب نے متفق ہو کر حملہ کر دیا مگر گرفتار کر کے قتل کر ڈالا ❶۔ اور خلیفہ آمر باحکام اللہ اور وزیر السلطنت افضل کے دربار میں اس واقعہ کی اطلاع کر دی خلیفہ آمر نے دار الخلافہ مصر سے ایک شخص کو امیر مقرر کر کے عسقلان روانہ کیا۔ اس امیر نے عسقلان پہنچ کر اہل عسقلان کے ساتھ نہایت رحم و انصاف کا برتاؤ کیا شورش و بغاوت جتنی تھی ختم ہو گئی۔ نظام حکومت درست ہو گیا۔

عیسائیوں کا صور پر حملہ: اس واقعہ کے بعد بغدادین عیسائی بادشاہ بیت المقدس نے شہر صور پر حملہ کیا۔ صور بھی مصری خلافت علویہ کے مقبوضہ علاقوں میں سے تھا۔ عزائمک الاعز نامی ایک امیر اس شہر کا گورنر تھا آرمینیوں کا لشکر اس کی حفاظت کر رہا تھا۔ عیسائیوں نے اس شہر پر چاروں طرف سے محاصرہ کر کے زانی شروع کر دی۔ اہل صور نے طفتکین اتابک والی دمشق سے مدد کی درخواست کی، چنانچہ طفتکین اتابک اپنی فوج کے ساتھ اہل صور کی کمک پر آیا۔ مدتوں حصار اور لڑائی کا سلسلہ جاری اور قائم رہا اتنے میں فصل کی تیاری کا زمانہ آ گیا، عیسائی بادشاہ اس خوف سے کہ طفتکین والی دمشق عیسائی متبوضات سے تیرا شدہ فصل کو لوٹ نہ لے، محاصرہ اٹھا کے مکہ چلا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اہل صور کو اس کے شر سے بچا دیا۔

بغدادین کی موت: ماہ ذی الحجہ ۵۱۱ھ میں بغدادین بادشاہ بیت المقدس نے فوجیں تیار کر کے مصر پر چڑھائی کی کوچ و قیام رتا ہوا تینس تک

پہنچ ایک روز تیرنے کی غرض سے نیل میں اتراموت کا وقت قریب آ گیا تھا پرانے زخم ہرے ہو گئے مجبوراً بیت المقدس کی جانب واپس آیا چنانچہ بیت المقدس پہنچ کر مر گیا۔ بیت المقدس کی بادشاہی کی وصیت قمص والی رہا کے حق میں کر گیا، اگر اس وقت سلجوقیہ بادشاہوں میں خانہ جنگیوں اور آپس کے جھگڑے نہ ہوتے تو ان لوگوں نے عیسائیوں سے شام کے وہ سب علاقے واپس کے لئے ہوتے جن وہ قابض ہو گئے تھے مگر اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اس نیک نامی صلاح الدین بن ایوب فاتح بیت المقدس کے لئے رکھ چھوڑا اور یہ سہرا اسی کے سر باندھا گیا۔

آمر کی افضل سے کشیدگی: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ وزیر السلطنت افضل نے خلیفہ مستعلیٰ کی وفات کے بعد ضیفہ آمر با حکام اللہ جس وقت کہ اس کی عمر پانچ برس تھی مسند خلافت پر بٹھایا تھا لہذا جب خلیفہ آمر کو افضل کا ہر کام میں آگے آگے رہنا ناگوار گزرنے لگا۔ ۱ چنانچہ افضل مصر میں مستقل ہو گیا اور گھریار بھی وہیں بنالیا اور نہ چاہتے ہوئے بھی اپنی بیٹی کا نکاح خلیفہ آمر سے کر دیا۔ اپنے ساتھیوں سے وزیر السلطنت افضل کے قتل کے بارے میں مشورہ کیا اس کا چچا زاد بھائی عبد المجید ۲ جو اس کا ولی عہد بھی تھا بولا خلافت مآب، حکومت کی خیر خواہی کرتا چلا آ رہا ہے جس وقت لوگوں کو یہ بات معلوم ہوگی کیا کیا خیالات نہ پیدا ہوں گے اس کے علاوہ اس کو قتل کرنے سے پہلے کسی شخص کو قلعہ ان وزارت سپرد کر دینا چاہئے، تاکہ آئندہ خطرات سے آپ محفوظ رہیں“ خلیفہ آمر یہ سن کر خاموش ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد عبد المجید نے یہ رائے دی کہ ابو عبد اللہ بن بٹاکی ۳ کے ذریعہ سے اس اہم کام کو انجام دینا چاہئے ابو عبد اللہ اس کا معتمد علیہ اور ساٹھی بھی ہے وہی اس کام کو کچھ اچھا کرے گا اور وہی ایسے لوگوں کو متعین کرے گا جو افضل کو قتل کر دیں گے۔

وزیر ”افضل“ کا قتل:..... چنانچہ خلیفہ آمر نے ابو عبد اللہ کو اپنے محل میں طلب کر کے وزیر السلطنت افضل کے قتل کر ڈالنے کی خواہش ظاہر کی اور عہد وزارت پر مقرر کرنے وعدہ کیا لہذا ابو عبد اللہ نے دو شخصوں کو وزیر السلطنت کے قتل پر مقرر کیا جنہوں نے مصر میں قتل کر ڈالا جب کہ وہ اپنے مؤکب کے ساتھ قاہرہ کو مصر سے جا رہا تھا۔ یہ واقعہ ۵۱۵ھ کا ہے۔

آنیل مجھے مار:..... وزیر السلطنت افضل پہلے کی طرح عید کے دن قاہرہ کے خزانہ السلاح کو انعام و اکرام تقسیم کرنے کی غرض سے جا رہا تھا۔ خدام اور فوج کی کثرت، خلایق اور تماشاچیوں کے ہجوم کی وجہ سے گرد و غبار بہت اٹھ رہا تھا۔ وزیر السلطنت کو اس سے تکلیف ہوئی حکم دیا کہ ہمارے ساتھ کوئی شخص نہ آئے، ساری فوج ہم سے اتنے فاصلے پر رہے کہ مابعد ملت تک گرد و غبار نہ پہنچ سکے۔ چنانچہ فوج پیچھے رہ گئی اور خود آگے بڑھ گیا دو شخص جن کو ابو عبد اللہ نے اس کے قتل پر مقرر کیا تھا۔ ایک گوشہ سے نکل کر وزیر السلطنت کی طرف لپکے ایک نے تلوار چلائی دوسرے نے نیزہ مارا۔ زخمی ہو کر گھوڑے سے زمین پر آگرا، اتنے میں ایک تیسرے آدمی نے آ کر پیچھے سے کولہوں کے درمیان خنجر سے وار کیا ۴، قاتلوں نے بھاگنے کی کوشش کی لیکن اس میں ان کو کامیابی ہوتی نظر نہ آئی تو خود کشی کر لی وزیر السلطنت محل اٹھا لایا اس وقت تک اس میں کچھ دم باقی تھا خلیفہ آمر عیادت کے لئے آیا اور دریافت کیا ”تمہارا خزانہ کہاں کہاں ہے“ عرض کی ”اس کا باپ اسامہ قاہرہ کا قاضی تھا“ اور جو دینیہ اس سے بتائی جاتی لہذا جب افضل اپنی وزارت کا اٹھائیسواں سال پورا کر کے داعی آجل کو لبیک کہہ کر ملک عدم ہوا۔

افضل کا خزانہ: خلیفہ آمر نے اس کے مال و اسباب اور خزانہ کی پوری طرح سے نگرانی کی چھ ہزار نوکرے، اشرافیوں کے پچاس ہزار روپیوں کے رنگ برنگ کے ریشمی کپڑے، بغدادی، اسکندری، اسباب، ہندی برتن سونے چاندی کے طرح طرح کی خوشبودار چیزیں، عنبر و مشک بے شمار برآمد ہوئے اسی کے ذخائر و اسباب میں ہاتھی دانت اور آبنوس کے ٹکڑوں ایک مصنوعی پہاڑ ملا تھا جس پر چاندی جڑی ہوئی بھی پہاڑ پر ایک مٹھن (ہشت پہل) چبوتر ا عنبر جس کا وزن ایک ہزار رطل ۵ تھا اور اس چبوتر پر سونے کی چڑیا بنی ہوئی تھی جس کے پاؤں سرخ مرجان کے تھے ”چونچ زمرہ اور

۱ تصحیح و استدراک، مفتی ثناء اللہ محمود۔ ۲ دیکھیں (تاریخ کامل ابن اثیر جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۵۹۰، ۵۹۱)۔ ۳ ابو عبد اللہ بن بٹاکی محل میں قایم و غیرہ بچھانے کا کام کیا کرتا تھا چنانچہ افضل نے اس کو ترقی دے کر اپنے ذاتی کاموں میں استعمال کرنا شروع کر دیا اور اس کو حاجب بنالیا، دیکھیں تاریخ ابن خلدون جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۷۳) تصحیح و استدراک ثناء اللہ محمود۔ ۴ ایک نسخے میں دو قاتلوں کا ذکر ہے جیسے یہاں تھا چونکہ نہیں ہے دیکھیں (تاریخ کامل ابن اثیر جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۵۸۹) تصحیح و استدراک ثناء اللہ محمود۔ ۵ موجودہ رائج وزن کے مطابق ایک رطل ۳۳ تولہ کا ہوتا ہے اس حساب سے وہ چبوترہ ۲۲ ہزار تولہ کا ہوا۔ (مترجم)۔

آنکھیں یا قوت کی تھیں۔ امیر الجیوش افضل اس چوہرۃ العین کے قبضہ میں آیا۔
یہ سب مال و ذخیرہ صلاح الدین کے قبضہ میں آیا۔

بھنگی کی وزارت۔ ابن اثیر ۱ لکھتا ہے بھنگی کا باپ، عراق میں وزارت مآب افضل کے مخبروں میں تھا پچپن میں اس کے سر سے اس کا پکڑا گیا، کوئی مہر کہ چھوڑا نہایت تنگی سے پالا گیا سن شعور کو نہ پہنچنے پایا تھا کہ ماں بھی مر گئی، پہلے تو اس نے معمری کا کام سیکھا، پھر حمدیہ کام کرنے لگا آخر اوقات مال و اسباب اٹھا کر محل وزارت میں لایا کرتا تھا امیر الجیوش افضل کو اس کی غربت و کمزوری پر رحم آ گیا، فرشتوں کے زمرہ میں نوکر رکھ کر ترقی کرتے کرتے عہد پر پہنچ گیا، لہذا جب امیر الجیوش افضل مارا گیا تو خلیفہ آمر نے اس کو افضل کی جگہ وزارت کے عہدہ سے سرفراز فرمایا، اگرچہ بھنگی، ابن قات اور ابن قاند کے نام سے مشہور تھا لیکن خلیفہ آمر نے عہدہ وزارت عطا کرنے بعد ”جداں اما سودم“ کا لقب مرحمت کیا، صنعت دی، وزارت کے دوسرے سال ”المامون“ کا خطاب دیا۔

آمر اور بھنگی کی ناراضگی: تھوڑے دنوں میں بعد افضل کی طرح سلطنت کے معاملات میں ظلم و ستم اور سختی سے کام لینے لگا۔ اس سے خلیفہ آمر کو کشیدگی پیدا ہوئی، مامون کو بھی اس سے کشیدگی سے منافرت اور وحشت ہو چلی۔ مامون کا ایک بھائی ملقب بہ موتمن تھا، مامون نے خلیفہ آمر سے مشورہ کر کے ایک گروہ بھی گیا جس میں علی بن سلا، تاج السلوک، سنا الملک، الجمل، اوردوری، الحروب وغیرہ تھے ان لوگوں کی روئنگی کے بعد، مامون نے قہرہ میں قیام اختیار کیا فوج آرائی اور ترتیب لشکر کی فکر کرنے لگا لوگوں نے خلیفہ آمر سے اس کی شکایت شروع کر دی کہ یہ خود کوزار کی اوراد میں سے ہوتا ہے کہتا ہے کہ میں نزار کی لونڈی کے بطن سے ہوں جو محل خلافت سے عاملہ نکل آئی تھی، ساتھ ہی اس کے یہ خبر بھی خلیفہ آمر کے کان تک پہنچی دی کہ، مامون نے نجیب الدولہ کو یمن میں اپنی امارت کی دعوت دینے کے لئے روانہ کیا ہے آمر نے اس امر کے انکشاف کی غرض سے چند لوگوں کو یمن روانہ کیا۔

مامون اور موتمن کی گرفتاری: جس وقت خلیفہ آمر کا دل مامون کی شکایتیں سنتے سنتے فکر تردد سے بھر گیا اور طرح طرح کے خیالات اس کے دماغ کو پرانگندہ کرنے لگے، اس وقت اس سپہ سالاروں کو قہرہ میں بلا بھیجا جو مامون کے بھائی کے ساتھ اسکندریہ میں مقیم تھے..... علی بن سدرہ اس سے تردد پیدا ہوا مگر خلیفہ کا حکم تھا خلاف وزری کی کس میں طاقت تھی، سب کے سب ماہ رمضان ۵۱۹ھ میں دارالخلافت قہرہ آ گئے اس کے بعد موتمن بھی اجازت حاصل کر کے اسکندریہ سے قہرہ چلا آیا، خدام خلافت ہمیشہ کی طرح افطار کرنے قصر خلافت میں حاضر ہوئے، مامون اور موتمن بھی افطار کے لئے قصر خلافت میں حاضر ہوا خلیفہ آمر نے ان دونوں بھائیوں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔

مامون و موتمن کا قتل: اگلے دن دربار عام کر کے ان دونوں بھائیوں کے حالات اور بے جا کاروائیوں کو ظاہر کیا۔ اور عہدہ وزارت پر کسی کو مقرر نہ فرمایا دفتر وزارت سے دوا دمیوں کو خراج، زکوٰۃ اور ٹیکس کے وصول کرنے پر مقرر کیا کچھ عرصے بعد ان دونوں آدمیوں کو ظلم کی وجہ سے معزوں و معطل فرمایا اس کے بعد جو لوگ مامون کی تفتیش کی غرض سے یمن گئے ہوئے تھے بارگاہ خلافت میں حاضر ہوئے اور نجیب الدولہ مامون اور موتمن کا قتل کر کے صیب پر چڑھا دیا۔

آمر کا قتل اور حافظ لدین اللہ کی خلافت: خلیفہ آمر اپنی خواہشات نفسانیہ میں ڈوبا ہوا تھا مگر پھر بھی ترقی کا خواہاں تھا طرۃ یہ ہے کہ دس

کوشش بھی نہ کرتا تھا، کبھی عراق جانے کا ارادہ کرتا تھا پھر رک جاتا تھا، طبیعت موزوں پائی تھی دو چار اشعار کہہ لیا کرتا تھا ان میں سے یہ دو شعر ہیں۔
اصبحت لارجو ولا اخشى الا الله وله الفضل جدی نبی او ما می ابی ومذهبی التوحید والعدل
مجھے نہ کسی سے کوئی تمنا ہے اور نہ میں کسی سے ڈرتا ہوں سوائے اپنے اللہ کے اور وہ فضل والا ہے میرا نبی ہے اور باری ہے
اور میرا مذہب توحید اور عدل ہے

خلیفہ آمر کا قتل: فرقہ بعد ان میں سے دس آدمیوں نے ایک مکان میں جمع ہو کر اس کے قتل کا مشورہ لیا، ایک روز خلیفہ آمر سو رہا کہ روضہ

طرف جا رہا تھا اس پل سے ہو کر گزار جو جزیرہ اور مصر کے درمیان تھا۔ ان دسویں آدمیوں کو اس کی خبر مل گئی آگے بڑھ کر راستے میں چھپ گئے لہذا جس وقت خلیفہ آمر پل سے گذر اٹنگی راہ کی وجہ سے لشکر سے علیحدہ ہو کر چلا قاتلوں کو موقع مل گیا اچانک تلوریں تول کر ٹوٹ پڑے اور دیکھتے ہی دیکھتے قتل کر ڈالا۔ یہ واقعہ ۵۲۳ھ کا ہے ساڑھے اسیس برس خلافت کی چونتیس برس کی عمر پائی۔

برغش عادل اور برغود ہر یز ملوک اس کے دو خادم خاص تھے انہیں کے ذریعے وہ سلطنت کے معاملات کو انجام دیتا۔

آمر کی وصیت: لہذا جب خلیفہ آمر نے وفات پائی چونکہ اس کی کوئی اولاد نہ تھی اس وجہ سے اس کے چچا کے بیٹے میمون مہدی بن میسر بوالقاسم بن مستنصر باندہ کو جانشین کیا کہتے ہیں کہ خلیفہ آمر نے وصیت کی تھی کہ میری بیوی کو حمل ہے، میں نے خواب دیکھا کہ اس کے من سے بڑکا پیدا ہوا۔ لہذا میرے بعد وہی بڑکا مسند خلافت پر بٹھایا جائے اور میمون عبد المجید اس نگرانی پر داخت کرتا رہے۔

حافظ لدین اللہ: ... چنانچہ اراکین حکومت نے میمون کے ہاتھ پر بطور نائب خلیفہ کے بیعت کی ”حافظ لدین اللہ“ کا خطاب دیا، مرحوم خلیفہ کی وصیت کے مطابق ہر بر الملوک قلمدان وزارت سپرد کیا گیا اور سعید یالس جو وزیر السلطنت افضل کے خادموں میں سے تھا۔ اس کو دہر دغہ محل خلافت بتایا اس انتظام کے بعد محل میں اس مضمون کا فرمان پڑھا گیا۔

وزارت کی تبدیلی اور وزارت کا قتل: جس وقت یہ بات طے پائی گئی کہ وہ عہدہ وزارت ہر بر الملوک کو عطا کیا جائے اور اسی وجہ سے ہر بر الملوک کو خلعت عنایت ہوئی تو لشکریوں اور امراء لشکر کو ناگوار گزارا۔ اس ناراضگی میں سب سے بڑا حصہ رضوان بن نحش نے لیا تھا جو مصری لشکر کا سردار اور افسر اعلیٰ تھا۔ ابوعلی بن افضل اس وقت قصر خلافت میں موجود تھا برغش عادل نے لشکریوں اور امراء لشکر کی ناراضگی کا احساس کر کے ابوعلی کو وزیر السلطنت کے خلاف ابھرا دیا چنانچہ ابوعلی نے حاصل کرنے وزارت حاصل کرنے کے لئے قصر خلافت سے خروج کیا جوں ہی محل سے باہر آیا لشکر اور امراء لشکر متفق الکلمہ ہو کے چلا گئے ”ہذا الوزیر ابن الوزیر ہذا الوزیر ابن الوزیر“ ہاتھوں ہاتھ ابوعلی کو اپنے کمپ میں لے گئے مابین قصر خلافت و قصر وزارت ابوعلی کے قیام کے لئے خیمہ نصب کیا پورے شہر میں ہنگامہ برپا ہو گیا۔ قصر خلافت کے دروازے بند کر دیئے گئے ہر طبقہ کے لوگوں میں بے چینی کی کیفیت پیدا ہو گئی خلیفہ جافہ مجبوراً ہر بر الملوک کو عہدہ وزارت سے معزول کیا اور جب اس پر ہنگامہ ختم نہ ہو تو اس کے قتل کرنے پر مجبور ہوا قلمدان وزارت ابوعلی احمد بن افضل کے سپرد کیا۔

حافظ کی معزولی: لہذا ابوعلی عہدہ وزارت سے سرفراز ہو کر نہایت خوبی سے اس عہدہ کے اہم معاملات کو انجام دینے لگا اور جیسا کہ اس جیل اقدار عہدے کا تقاضہ تھا اس کو پورا کیا۔ آدمی منتظم اور ہوشیار تھا خلیفہ حافظ کو اپنے حسن انتظام سے دبا لیا اس سے تمام اختیارات چھین لئے جو چاہتا تھا کر گزارتا تھا۔ خزانہ اور شاہی ذخائر میں نقد و جنس اپنے مکان میں اٹھالایا۔ یہ امامیہ اثنا عشریہ مذہب رکھتا تھا اور حد درجہ کا متعصب اور سخت تھا فرقہ امامیہ اثنا عشریہ کے تحریک سے اس نے قائم منتظر (یعنی مہدی موعود) کی دعوت قائم کی، سکے پر ”اللہ الصمد الامام محمد“ و ”هو الامام المنتظر“ مسکوک کرایا۔ اسمعیل اور خلیفہ حافظ کے ناموں کو خطبہ سے نکال دیا۔ اذان میں ”حی علی خیر العمل“ کے کہنے کی ہدایت کی۔ اور خطیبوں کو حکم دیا کہ میرے نام کو ان اوصاف سے منبروں پر ذکر کر دو دماغ میں نخوت اتنی سما گئی تھی جن لوگوں نے خلیفہ آمر کو قتل کر ڈالنے ارادہ کر لیا اور اسی وجہ سے ان لوگوں سے سازش کر لی تھی جن لوگوں نے خلیفہ آمر کو قتل کیا تھا مگر اس قادر نہ ہو سکا خلیفہ حافظ کو خلافت سے معزول کر کے ایک مکان میں قید کر دیا۔

ابوعلی کا قتل: ہوا خواہاں خلافت علویہ شیعہ کو یہ امر شاق گزارا لشکریوں کو ملا اس کے قتل کا آپس میں عہد و پیمان کیا چنانچہ ابوعلی یک روز اپنے لشکر کے ساتھ شہر کے باہر جوگان کھیلنے کو گیا تھا چند سپاہی کمین گاہ میں چھپ گئے جس وقت ابوعلی اس طرف سے ہو کر گزارا ان سپاہیوں نے کمین گاہ سے نکال کر ابوعلی نیزے چلائے جس سے ابوعلی زخمی ہو کر گر پڑا اور اسی وقت بڑپ کر دم توڑ دیا۔

ابوعلی کے مارے جانے کے بعد امراء لشکر نے خلیفہ حافظ کو قید سے نکالا اور دوبارہ اس کے ہاتھ پر خلافت و امارت کی بیعت کی۔ شکر نے ابوعلی کا

مکان لوٹ لیا۔ باقی جو رہ گیا اس کو خلیفہ حافظ تجبید کے بعد قصر خلافت میں اٹھالایا۔

یانس حفظی: خلیفہ حافظ نے ابوعلی کے قتل کے بعد قلمدان وزارت ابوالفتح یانس حفظی کو عطا فرمایا۔ ”امیر الجیوش کا خطاب دیا، یہ بہت بارعب و ذر و جہت تھا، اس نے بھی تھوڑے دنوں بعد خلیفہ حافظ کو دبا لیا۔ اس سے دنوں گروہوں میں کشیدگی پیدا ہوئی۔ کہا جاتا ہے کہ خلیفہ حافظ نے اس کے غس خانہ میں زہر آلود پانی رکھوا دیا جس کی وجہ سے یانس کی موت وقوع میں آئی یہ واقعہ آخری ذی الحجہ ۴۲۶ھ کا ہے۔

بیٹے کی باپ سے بغاوت: وزیر السلطنت یانس کے ہلاک ہونے کے بعد خلیفہ حافظ نے ارادہ کیا کہ آئندہ یہ عہدہ جیدہ کسی غیر کو نہ دیا جائے تاکہ آئندہ خطرات کا جس کا سامنا گذشتہ ایام میں حکومت کو کرنا پڑا تھا نہ کرنا پڑے چنانچہ اس خیال سے وزارت کے اہم ذمہ داریوں کے امور پر اپنے بیٹے سیدمان کو مقرر کیا اتفاق ایسا پیش آیا کہ دو مہینے بعد سلیمان مر گیا تب اپنے دوسرے بیٹے حسن کو اس خدمت پر متعین کیا۔ حسن نے یہ گل کھلائے کہ اس نے دعویٰ خلافت کر دیا اور اپنے باپ خلیفہ حافظ کو قید کر لینے کے ارادہ میں اس کی اطاعت کی، کسی ذریعہ سے خلیفہ حافظ کو اس کی خبر مل گئی حکمت عملی اس کے ساتھیوں اور حمایتوں میں نفاق پیدا کر دیا۔

حسین جبین حافظ کا قتل: بیان کیا جاتا ہے کہ اس رات میں خلیفہ حافظ نے چالیس آدمیوں کو ایک کے بعد ایک قتل کیا پھر اپنے ایک خادم کو قصر خلافت سے حسن کو قتل کرنے کے لئے روانہ کیا، حسن نے اس کو نیچا دکھا دیا، اب اس وقت حافظ تنہا بے یار و مددگار رہ گیا سارا کارخانہ درہم و برہم ہو گیا مجبور ہو کر بہرام ارمنی کو پیام دیا کہ ارمنی فوج کو ہماری مدد پر آمادہ کر دو چنانچہ بہرام نے ارمنیوں کو ابھار دیا ارمنیوں نے حسن پر یورش کی اور قصر خلافت و قصر وزارت کے درمیان میں صف آرائی ہوئی۔ قصر وزارت کو جلانے کی غرض سے لکڑیاں جمع کیں حسن یہ خبر سن کر قصر وزارت سے نکل آیا اور ارمنیوں سے لڑنے لگا۔ بالآخر ارمنیوں نے اس کو گرفتار کر کے خلیفہ حافظ کے سامنے پیش کیا خلیفہ حافظ نے اپنے ہاتھ سے اس کو قتل کر کیا پنے کیلجے کو ٹھنڈ کیا۔ یہ واقعہ ۴۲۹ھ کا ہے۔

بہرام کی وزارت: حسن بن حافظ کے مارے جانے کے بعد ارمنیوں نے جمع ہو کر بہرام کی وزارت کی تحریک کی، خلیفہ حافظ نے ان کی درخواست پر بہرام کو خلعت وزارت عطا فرمائی سلطنت کے معاملات سیاہ و سفید کرنے کی اجازت دی، بہرام نے عہدہ وزارت سے ممتاز ہو کر ارمنیوں کو انتظامی اور مالی صیغوں میں بھرنا شروع کیا اور مسلمانوں کی اہانت کرنے لگا۔ رضوان بن نخش کو جو کہ محل کا داروغہ تھا اور حکومت علویہ کا ایک نامور خیر خواہ تھا، بہرام کی وزارت سے کشیدگی پیدا ہوئی اکثر اوقات بہرام کے طرز عمل اور وزارت پر نکتہ چینیوں کرتا تھا۔ بہرام نے مصیبت رضوان کو صوبہ غربہ کی سند حکومت دے کر قاہرہ سے علیحدہ کر دیا۔

بھائی کی گرفتاری:..... رضوان نے تھوڑے دنوں بعد ایک فوج مرتب کر کے قاہرہ پر حملے کا ارادہ کیا۔ بہرام یہ سن کر دو ہزار ارمنیوں کے ساتھ قوص بھاگ گیا۔ قوص پہنچ کے اپنے بھائی کو مقتول پایا مگر پھر بھی اہل قوص سے کسی قسم کا مواخذہ نہ کیا کچھ عرصے بعد قوص سے نکل کر اسوان کی جانب آئے کنز الدولہ اسوان کے گورنر نے شہر پناہ کے دروازے بند کر لئے بہرام کی گرفتاری کے لئے روانہ کیا چنانچہ ابراہیم، بہرام ان ارمنیوں سمیت جو اس کے ساتھ تھے امان دے کر گرفتار کر لایا، خلیفہ حافظ نے اس کو اپنے قصر خلافت میں نظر بند رکھا یہاں تک کہ وہ اپنے مذہب و دین پر مر گیا، رضوان قلمدان وزارت کا مالک ہوا۔ ”الافضل“ کا لقب اختیار کیا، یہ سنی المذہب تھا اور اس کا بھائی ابراہیم امامیہ مذہب رکھتا تھا۔

رضوان کی وزارت: رضوان نے بھی عہدہ وزارت سے ممتاز و سرفراز ہو کر ہاتھ پاؤں نکالے امور سلطنت پر غالب ہونے کا ارادہ کیا۔ ایک ہاتھ میں قلم غرض مالی اور انتظامی دونوں صیغوں کی نگرانی کرنے لگا۔ ٹیکس اور بہت سے محصولات معاف کر دیئے اور جو شخص اس کے خلاف مرضی ٹیکس قائم کرتا یا محصول وصول کرتا تھا اس کو سزا دیں دیتا تھا۔

رضوان اور حافظ کی کشیدگی: ان امور سے خلافت مآب کو ناراضگی پیدا ہوئی داعی الدعاة اور فقہاء امامیہ کو طلب کر کے رضوان کی معزولی کے

بارے میں مشورہ کیا، ان لوگوں نے خلافت مآب کی رائے سے اختلاف کیا، تب خلیفہ حافظ نے پچاس سواروں کو گلی کوچہ کوچہ میں رضوان کی مخالفت اور اس کے برخلاف ہنگامہ کرنے کی تحریک کرنے اور ترغیب دینے پر مقرر فرمایا۔ رضوان کے کان تک یہ خبریں پہنچیں، پندرہویں شوال ۵۳۳ھ کو قاہرہ سے جان کے خوف سے بھاگ نکلا بازار یوں اور لشکریوں نے اس کے محل کو لوٹ لیا، خلیفہ حافظ سوار ہو کے قصر وزارت کی جانب آیا۔ فتنہ و فساد فرو ہو گیا، جو کچھ مال غارتگری سے بچ گیا تھا اس کو قصر خلافت میں اٹھوا لیا۔

رضوان کی گرفتاری: رضوان، قاہرہ سے نکل کر شام کی طرف ترکوں سے مدد طلب کرنے کے لئے روانہ ہوا تھا، اس کے ساتھیوں میں اور لوگوں کے عداوہ شاور نامی ایک شخص تھا جو اس کا معتمد علیہ اور منتخب خیر خواہ تھا خلیفہ حافظ نے اس سے مطلع ہو کر کہ رضوان ترکوں سے مدد حاصل کرنے شام جا رہا ہے امیر بن مضیال کو رضوان واپس لانے کے لئے بھیجا چنانچہ امیر نے سمجھا بھگا کے اور امان دے کر رضوان کو قاہرہ کی جانب واپس کیا جوں ہی قصر خلافت میں خلیفہ حافظ کی دست بوسی کو حاضر ہوا خلیفہ حافظ نے قید کر لینے کا اشارہ کر دیا۔

رضوان کا قتل: بعض کہتے ہیں کہ رضوان قاہرہ سے نکل کر سرحد چلا گیا تھا۔ والی سرحد امین الدولہ کشنکین نے رضوان کی بڑی آؤ بھگت کی ایک مدت تک رضوان سرحد میں ٹھہرا رہا پھر ۵۳۴ھ میں مصر پر حملہ کیا قصر خلافت کے دروازہ پر شاہی لشکر سے لڑا اور اس کو شکست دی، مگر اس کے بعد ہی اس کے ساتھیوں میں نفاق پیدا ہو گیا ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گیا، کچھ لوگوں نے شام کی جانب روانگی کا ارادہ کیا اور چند لوگوں نے شاہی لشکر سے میل جول پیدا کر لیا، خلیفہ حافظ نے اس بات کو محسوس کر کے امیر بن مضیال کے ذریعہ سے رضوان کو گرفتار کر کے قید کر دیا، ۵۳۳ھ تک قید میں رہا اس کے بعد ایک روز جیل میں لقب لگا کر بھاگ گیا۔ جیزہ پہنچا مغربیوں کو جمع کر کے قاہرہ کی طرف واپس آیا جامع ابن طولون کے قریب شاہی لشکر سے معرکہ آراء ہوا، شاہی لشکر کو شکست ہوئی، رضوان کامیابی کا جھنڈا لئے ہوئے قاہرہ میں داخل ہوا، جامع افر کے قریب قیام کیا اور خلیفہ حافظ سے کہلا بھیجا کہ لشکریوں کے انعام تقسیم کرنے کے لئے روپیہ بھیج دو چنانچہ خلیفہ کے پہلے حسب دستور قدیم بیس ہزار دینار بھیجے پھر بیس بیس ہزار یکے بعد دیگرے مزید روانہ کئے۔ رضوان کو اب اس سے ایک گونہ اطمینان حاصل ہو گیا مگر خلیفہ حافظ اس کے استیصال میں لگا رہا۔ چنانچہ سودانیوں کے ایک گروہ کو رضوان کے قتل پر متعین کر دیا جنہوں نے موقع پا کر رضوان کو مار ڈالا اور سر اتار کے خلیفہ مآب کے پاس لائے، خلیفہ حافظ نے سجدہ شکر ادا کیا اور اپنی حکومت و سلطنت کے کاروبار کو بنفس نفیس انجام دینے لگا۔ اس کے بعد مرتبہ وزارت پر کسی کو مقرر نہ کیا یہ عہدہ خالی ہی رہا۔

ظافر کی خلافت: ۵۳۴ھ میں خلیفہ حافظ لدین اللہ عبد المجید بن امیر ابوالقاسم احمد بن مستنصر نے جب کہ خلافت کو ساڑھے انیس سال گزر چکے تھے وفات پائی۔ ابوالعالیہ سے روایت ہے کہ اس نے اپنے عمر کے ستر (۷۰) مرحلے طے کئے تھے۔ یہ اپنے آخر زمانہ خلافت میں بلا کسی وزیر کے امور سلطنت کو انجام دیتا رہا اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا ابو منصور اسماعیل اس کا ولی عہد مسند خلافت پر متمکن ہوا اور ”الظافر بامر اللہ“ کا خطاب اختیار کیا۔

ابن مضیال ۱ وعادل کی وزارت: خلیفہ حافظ نے تقرر دی عہدی کی تقرری کے وقت اپنے آئندہ جانشین کو امیر بن مضیال کی وزارت کی وصیت اور ہدایت کی تھی لہذا خلیفہ ظافر وصیت کے مطابق چالیس دن تک امیر بن مضیال سے وزارت کا کام لیتا رہا اس کے بعد عادل بن سلا روا کی اسکندریہ عہدہ وزارت حاصل کرنے کے لئے اسکندریہ سے قاہرہ کی طرف بڑھا اس کے ساتھ اس کی بیوی (جو اس کی چچا زاد بھی تھی) ملبدۃ بنت ابو القاسم اور اس سے اس کا بیٹا عباس بھی تھا، جب عباس جوان ہوا تو حافظ کے پاس چلا آیا، حافظ نے اس کو غربی علاقوں کا وزیر بنادیا، ابن سلا را بن مضیال کے وزیر بنائے جانے پر خوش نہ تھا، عباس بھی اس کا ہم خیال ہو گیا اور دونوں نے اس کو معزول کرانے کے بارے میں سوچ بچار شروع کر دی، ابن مضیال نے ظافر سے شکایت کی اس نے کوئی توجہ دی، ذو حرب نے کہا کہ یہاں ایسا کوئی آدمی نہیں جو ابن سلا را سے قتال کرے، یہ سن کر ظافر غصہ ہو گیا اتفاق ہوا یہ کہ امیر مضیال وزیر السلطنت کسی ضرورت سے ان دنوں سوڈان گیا ہوا تھا، عادل نے قاہرہ پہنچ کر قاصد وزارت پر قبضہ کر لیا اور قلمدان

۱ ہمارے پاس موجود جدید ایڈیشن (جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۷۷ پر ستر (۷۰) کے بجائے ستر (۷۷) سال تحریر ہے۔ (صحیح)

۲ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۷۷ پر ابن مضیال کے بجائے ابن مضیال تحریر ہے۔ (صحیح)

وزارت کا مالک بن ہو گیا۔

عادل نے قلمدان وزارت کے مالک ہونے کے بعد عباس بن ابوالفتوح بن تمیم بن معز بن بادیس صنهاجی کو جو کہ اس کا سوتیلے بیٹا بھی تھا ایک شہر کے ساتھ امیر بن مضیال معزول وزیر سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا چنانچہ عباس نے امیر بن مضیال پر جنگ کے ذریعے فتحیابی حاصل کر لی اور اس کو مار بھی ڈالا۔ امیر کے قتل کئے جانے سے عادل کی وزارت کو استقلال اور استحکام ہو گیا۔

عادل بن سلاار کے ساتھ بلا رہ بنت قاسم بن تمیم بن بادیس اور اس کا بیٹا عباس بھی تھا۔ بلا رہ پہلے ابوالفتوح بن یحییٰ کے نکاح میں تھی۔ ۵۰۹ھ میں علی بن یحییٰ تمیم بن معز والی افریقہ نے اپنے بھائی ابوالفتوح کو کسی وجہ سے افریقہ سے نکال دیا تھا چنانچہ ابوالفتوح اپنی زوجہ بلا رہ اور اپنے بیٹے عباس سے ساتھ مصر آ گیا۔ اس وقت یہ نہایت کم عمر تھا۔ ابوالفتوح نے مصر میں پہنچ کر اسکندر یہ میں عادل بن سلاار کے پاس قیام کیا۔ عادل نے عزت و احترام سے کٹھن رہا۔ چند دنوں کے قیام کے بعد ابوالفتوح مر گیا تو اس کی بیوی بلا رہ نے عادل بن سلاار سے نکاح کر لیا، عباس نے اسی کے پاس نشوونما پائی، بڑا ہوا، اور اس کے ساتھ ساتھ وقت یہ عہدہ وزارت حاصل کرنے کا بہرہ آیا۔ دربار خلافت میں حاضر ہوا اور عادل کے عہدہ وزارت سے سرفراز کیا گیا۔

عادل کے خلاف سازش: عادل نے ”ربہ وزارت حاصل کر کے امور سلطنت کی نگرانی کی طرف توجہ کی خلیفہ کی اس کے سامنے کچھ بھی نہ چھٹی تھی۔ جو چاہتا تھا کر گزرتا تھا اور خلیفہ ظافر منہ تکتا رہ جاتا تھا۔ انھیں وجوہات سے خلیفہ ظافر کو وزیر السلطنت سے کشیدگی پیدا ہوئی۔ مروزیر اسد صنت مسلسل خلیفہ ظافر کو اونچ نیچ سمجھاتا رہا اور اپنے فرائض منصبی کو نہایت خوبی و خوش اسلوبی سے انجام دیتا رہا تھا۔ ایک مرتبہ چند لونڈوں نے جو خلیفہ ظافر کی خدمت میں رہا کرتے تھے وزیر السلطنت کے قتل کا ارادہ کیا۔ وزیر السلطنت کو کسی ذریعہ سے اس کی خبر مل گئی۔ ان سب کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور ایک گروہ کو ان میں سے قتل کر ڈالا۔ خلیفہ ظافر نے دم تک نہ مارا۔ اسی کے زمانہ وزارت میں عسقلان پر عیسائیوں نے چڑھائی کی، اس نے عسقلان کو بچانے کے لئے کئی مرتبہ فوجیں روانہ کیں، آلات حرب اور رسد و غلہ بھیجتا رہا، مگر عیسائی حملہ آوروں نے عسقلان پر قبضہ کر لیا۔ اس سے حکمران عویہ کی کمزوری بڑھ گئی اور عوام الناس کے خیالات اس کی طرف سے بدل گئے۔

عباس بن ابوالفتوح: عباس بن ابوالفتوح سے جو وزیر السلطنت عادل کا سوتیلے بیٹا تھا اور خلیفہ ظافر سے بہت قریبی تعلق تھا اکثر اوقات کو محل میں رہتا تھا اس کا ایک بیٹا نصیر نامی تھا خلیفہ ظافر نے اس کو اپنا مخصوص خادم بنا رکھا تھا بیان کیا جاتا ہے کہ خلیفہ ظافر اس کو محبت بھری نگاہوں سے دیکھتا تھا۔ عادل نے عباس کو سمجھایا کہ اپنے بیٹے نصیر کو خلیفہ ظافر کی صحبت میں آنے جانے اور اس سے میل جول پیدا کرنے سے منع کر دو عباس نے اس پر کچھ توجہ نہ کی، تب عادل نے نصیر کی دادی بلا رہ یعنی عباس کی ماں کو یہی سمجھایا۔ یہ بات ”بیر اور عباس کو بری لگی عادل کی طرف سے ان کے دلوں میں میل آ گئی اس دوران عیسائیوں نے عسقلان پر فوج کشی کر دی۔ لہذا عادل نے فوجیں تیار کر کے امان جنگ اور آلات حرب کے ساتھ عباس بن ابوالفتوح کو عسقلان کی جانب روانہ ہونے کا حکم دیا۔

عادل کا قتل: عباس نے خلیفہ ظافر کی خدمت میں حاضر ہو کر عادل کی شکایتوں کا دفتر کھول دیا اور تمام واقعات عرض کئے اتفاق سے مؤید الدورہ اسمہ بن منقذ امیر شیراز بھی دربار خلافت میں موجود تھا جو عباس کا دوست جماتی تھا اس نے عادل کے قتل کرنے کی رائے دی۔ خلیفہ ظافر اور عباس نے اس کی بات میں ہل دی عباس تو فوج کے ساتھ بلیس چلا گیا اور اپنے بیٹے نصیر کو عادل کے قتل کی ہدایت کرتا گیا۔ چنانچہ نصیر ایک گروہ کے ساتھ اپنی دادی کے گھر آیا عادل اس وقت سو رہا تھا پہنچتے ہی عادل پر ایسا تلوار کا وار کیا کہ عادل بستر خواب پر ہی مر گیا سوتا سوتا رہا اس کے بعد عباس فوج کے ساتھ بلیس سے واپس آیا اور خلیفہ ظافر کے قلمدان وزارت کا مالک بن گیا حکومت اس وقت قسنطینوس میں تھی۔ اس نے لگا۔ اہل عسقلان کو اس وقت تک عیسائیوں کے صرہ میں ایک مدت گزر چکی تھی اور اب تک وہ مدد کی امید میں غنیم کی دفاع کی کوشش کرتے جا رہے تھے مگر جب ان کو اس واقعہ کی خبر ملی اور دربار خلافت کی طرف سے مدد سے ناامیدی ہوئی تو انہوں نے طویل محاصرہ شہر عسقلان کو عیسائیوں کے حوالہ کر دیا یہ سب واقعات

عادل کے قتل کے بعد عیسائیوں نے عسقلان پر قبضہ کر لیا تھا، جیسا کہ آپ آگے پڑھیں گے۔ (مترجم)

۵۴۸ھ کے ہیں۔

فائز کی خلافت: نصیر بن عباس جیسا کہ آپ پہلے پڑھ آئے یہی خلیفہ ظافر کا خاص دوست اور شب و روز کا ساتھی تھا اور خلیفہ ظافر بھی اس کو پیار کرتا تھا اس وجہ سے لوگوں کے خیالات اس کی طرف سے بڑے ہو رہے تھے جس کے منہ میں جو آتا تھا کہتا تھا اسامہ بن منقذ کو جو کہ عباس کا دوست اور نئے خون تھا ان افواجوں اور لوگوں کے خیالات ہی کی طرف سے بڑے ہو رہے تھے جس کے منہ میں جو آتا تھا کہتا تھا خیالات ظافر سے صدمہ پہنچتا تھا۔ اسامہ نے یک دن عباس سے نصیر کے بارے میں لوگوں کے خیالات ظاہر کر کے کہنے لگا کہ اگر تم خلیفہ ظافر کا خاتمہ کر دو تو اس ننگ و عار سے تمہیں نجات مل جائے گی ورنہ قیامت تک تم پر یہ الزام رہے گا۔ عباس نے اپنے بیٹے نصیر کو اور اس کی بد فعلی اور خلاف فطرت افعال کے ارتکاب پر برا بھلا کہا لوگوں کے خیالات اور ان کی سرگوشیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ رائے دی کہ اگر تم خلیفہ ظافر کو کسی حیلہ سے قتل کر ڈالو تو تمہارے دامن سے یہ داغ مٹ جائے گا ورنہ قیامت تک دنگ کیا سمجھ نہ کہیں گے۔ اس گفتگو سے نصیر کے دل میں غیرت آگئی دعوت کے بہانے خلیفہ ظافر کو بلایا اور جب وہ قصر خلافت سے نصیر کے گھر میں آگیا تو نصیر نے اس کو ان لوگوں سمیت جو اس کے ساتھ آئے تھے قتل کر کے اسی مکان میں دفن کر دیا یہ واقعہ ماہ محرم ۵۴۹ھ کا ہے۔

ظافر کے بھائیوں کا قتل: ... خلیفہ ظافر کے قتل کے دوسرے دن عباس قصر خلافت گیا، خدام خلافت سے خلیفہ ظافر کے بارے میں پوچھا، ان لوگوں نے، عیسیٰ خاہر کی، عباس جیسے ہی محل سے واپس آیا خلیفہ کے خادم خلیفہ ظافر کے بھائیوں یوسف اور جبرئیل کے پاس گئے اور خلیفہ ظافر کے سوار ہو کر نصیر کے گھر پر جانے اور پھر واپس نہ آنے کا حال بتلایا۔ یوسف اور جبرئیل نے کہا اس واقعہ کو تم لوگ جا کر وزیر السلطنت سے بیان کرو۔ لہذا جب اس کے دوسرے دن عباس پھر محل میں آیا ان لوگوں نے بیان کیا کہ خلیفہ ظافر سوار ہو کر آپ کے بیٹے نصیر کے مکان پر گئے تھے اور پھر وہاں سے واپس نہیں آئے عباس اس خبر کے سنتے ہی سخت غضبناک ہوا مگر ضبط کر کے کہنے لگا معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ ظافر کے دونوں بھائی یوسف اور جبرئیل اس واقعہ قتل میں سازش کئے ہوئے ہیں یہ کہہ کر اپنے خادم کی طرف متوجہ ہوا اور اسی وقت ان دونوں بھائیوں کو گرفتار کر لانے کا حکم دیا، جوں ہی یہ دونوں بے چارے پہلے مار ڈالے گئے انہیں کے ساتھ عباس نے حسن بن حافظ کے دونوں لڑکوں کو بھی مار ڈالا۔

فائز کی خلافت: ان لوگوں کے قتل سے فارغ ہو کر خلیفہ ظافر کے بیٹے ابوالقاسم عیسیٰ کو محل سے طلب کر کے اپنے کندھے پر اٹھ لیا اور مسند خلافت پر را کے بٹھا دیا اس وقت اس کی عمر تقریباً پانچ سال یا اس سے کچھ زیادہ کی تھی سب سے پہلے عباس نے ابوالقاسم عیسیٰ کی اہل بیت کی بیعت کی۔ نذر گزرائی اور ”الفائز نصر اللہ“ کا لقب دیا عباس کو من مانی کا موقع مل گیا جو کچھ مال و اسباب اور خزانہ، قصر خلافت میں تھا سب اپنے گھر اٹھالیا۔

جس وقت عباس خلیفہ ظافر کے دونوں بھائیوں کو قتل کر کے باہر نکلا مقتولوں کی لاشیں دیکھ کر اتنا متاثر اور پریشان ہوا کہ عرصہ صرعض (مرگی) میں گرفتار ہو گیا اور تمام عمر اسی میں مبتلا رہا۔

صالح بن زریک کی وزارت: خلیفہ ظافر اور اس کے دونوں بھائیوں کے قتل کئے جانے کے بعد قصر خلافت کی بیگمات نے طماع بن زریک کو یہ واقعات کی وجہ سے لوگوں میں عباس اور بھنہ کا گورنر تھا۔ اسی دوران اس کو یہ بھی خبر ملی کہ انہیں واقعات کی وجہ سے لوگوں میں عباس کی طرف سے ناراضگی اور بددلی پیدا ہو گئی ہے لہذا اطلاع نے فوجیں تیار کر کے قاہرہ کا ارادہ کیا مامی سیاہ کپڑے پہنے، نیزوں پر ان بالوں کو لگایا جس کو قصر خلافت کی بیگمات نے بفرض اظہار ماتم بھیجی تھا، جس وقت صالح نے دریا عبور کیا وزیر السلطنت عباس اور اس کا بیٹا نصیر جتنا مال و زر اور آلات حرب لے سکے کرشام کی جانب نکل کھڑا ہوا ان دونوں کے ساتھ ان کا دوست اسامہ منقذی بھی تھا۔ اتفاق سے راستے میں عیسائیوں سے ٹکرائی ہوئی۔ ایک دوسرے سے گٹھ گیا۔ عباس، را گیا اس کا بیٹا نصیر گرفتار کر لیا گیا اور اسامہ کسی طرح سے اپنی جان بچا کے شام کی طرف بھاگ گیا۔

صالح بن زریک: وزیر السلطنت عباس کے نکل جانے کے بعد طالع ربيع الثانی ۵۴۹ھ میں قاہرہ داخل ہوا اور پیادہ پا قصر خلافت میں آیا اس کے بعد عباس کے مکان کی طرف گیا اس کے ساتھ وہ خادم بھی تھا جو بوقت قتل ظافر موجود تھا ظافر کی لاش کو قبر سے نکال کر اس کے آباء و جداء کے مقام میں دفن کیا، خلیفہ فائز نے خوش ہو کر وزارت کی خلعت عنایت کی، اور ”الملك الصالح“ کا خطاب مرحمت کیا۔

صالح امیہ مذہب رکھتا تھا۔ بہت بڑا دیوب اور خوشنویس تھا، وزارت سے ممتاز ہو کر امور سلطنت کی طرف متوجہ ہوا۔ خراج کی فراہمی اور صوبوں کے گورنروں کی نگرانی کرنے لگا۔

نصیر بن عباس کا قتل: اوحد بن تمیم نامی ایک شخص عباس کے رشتے داروں میں سے تنیس کا گورنر نے عباس کے حامیات سن کر فوجیں مرتب کیں اور قہرہ کے ارادے سے روانہ ہوا مگر اس کے پہنچنے سے پہلے طلحہ قہرہ میں داخل ہو چکا تھا اور قلمدان وزارت پر استقلاں کے ساتھ قبضہ کر لیا تھا پس طلحہ نے اوحد کو اس کے صوبہ دیساٹ اور تنیس کی طرف واپس کر دیا۔

اس کے بعد صالح نے عیسائیوں سے نصیر عباس کو معاوضہ دے کر لے لیا اور جب وہ قہرہ آیا تو قتل کر کے باب زویلہ پر سولی دے دی۔

تاج الملک وغیرہ کی سرکوبی: نصیر کے قتل سے فارغ ہو کر ان سرداروں کی طرف متوجہ ہوا جو حکومت علویہ سے وقتاً فوقتاً مزاحمت اور مخالفت کا برتاؤ کیا کرتے تھے ان لوگوں میں سب سے زیادہ تاج الملک قائمماز اور ابن غالب ہر کام میں آڑے آتے تھے، ان دونوں کی سرکوبی کے لئے فوجیں مقرر کیں، تاج الملک اور ابن غالب یہ خبر سن کر بھاگ گیا۔ لشکروں نے ان کے مکانات لوٹ لئے۔ غرض اسی طرح سب سردار کو یکے بعد دیگرے کمزور اور مضطرب کر دیا حتیٰ کہ حکومت علویہ میں کوئی امیر ایسا نہ رہا جو اس کے کام میں بھی دخل اندازی کر سکتا۔ دربان، خدام اور حجب، اپنی طرف سے قصر خلافت میں مقرر کئے، مال و اسباب اور سامان آرائش جتنا محل خلافت میں تھا سب کا سب اپنے مکان میں اٹھ لایا۔

خلیفہ فائز کی پھوپھی کا قتل: خلیفہ فائز کی پھوپھی مال دیکھ کر وزیر السلطنت صالح کے قتل کی تدبیریں کرنے لگی، روپیہ اور ماں بھی خرچ کیا۔ مگر ابھی اپنے ارادہ میں کامیاب نہ ہونے پائی تھی کہ کسی ذریعہ سے وزیر السلطنت تک یہ خبر پہنچ گئی سوار ہو کر قصر خلافت میں آیا محل کے داروغہ خیفہ کے خدموں کو اشارہ کر دیا، انہوں نے ایسے طریقہ سے خلیفہ فائز کی پھوپھی کو قتل کر ڈالا کہ کسی کو کانوں کان خبر تک نہ ہوئی۔

خلیفہ فائز کی نشوونما: اس کے قتل کے بعد خلیفہ فائز اپنی چھوٹی پھوپھی کی کفالت اور نگرانی میں پرورش پانے لگا، رفتہ رفتہ سن شباب کو پہنچا اور، موہر سلطنت کے نیک اور بد کو سمجھنے لگا۔ امراء اور اراکین حکومت مرتبوں کے مطابق حکومتیں عنایت کیں، اہل ادب کی ایک مجلس قنم کی جن کا کام محض داستان گوئی تھا۔ کبھی کبھی کچھ نظم بھی کر لیتا تھا لیکن فن شاعری میں اس کو بالکل دخل نہ تھا، شاہور سعدی شعر گوئی ہی کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ خلیفہ فائز کے بعض ساتھیوں نے شاہور کی عیجہ گی کی کوشش شروع کی چنانچہ خلیفہ فائز نے شاہور سے اس معاملہ میں کچھ گفتگو کی، شاہور نے جواب دیا اگر آپ مجھے اس کام سے معزول کر دیں اس کو علیحدہ نہ کیا۔

اسی کے عہد حکومت میں الملک العادل سلطان نور الدین محمود زنگی نے دمشق کو بیعت شمسین اما بک تہش، کے قبضہ سے ۵۴۹ھ میں نکال لیا تھا۔

فائز کی وفات اور عاضد کی خلافت: ۵۵۵ھ میں خلیفہ فائز بنصر اللہ ہوا اتہاسم عیسیٰ بن ظافر اسماعیل مصر کے خلیفہ نے وفات پائی۔ چھ سال خلافت کی۔

خلیفہ فائز کی وفات کے بعد وزیر السلطنت صالح بن زریک، قصر خلافت میں اور خدام خلافت کو خاندان خلافت کے بیٹوں کے پیش کرنے کا اس حکم دیا کہ ان میں سے کسی کو منتخب کر کے مسند خلافت بٹھائے پر خاندان خلافت کے بزرگوں کی طرف اس وجہ سے نظر تک نہ اٹھائی کہ ان لوگوں کے مسند خلافت پر بیٹھنے سے اس کی کچھ پیش نہ جائے گی لڑکوں اور کم عمروں کو خلیفہ بنانے سے امور سلطنت پر خود غالب رہے گا لہذا اس نے ابو محمد عبداللہ بن یوسف بن حلفہ کو خلیفہ بنایا مسند خلافت پر بٹھا کر کے حکومت و خلافت کی بیعت کی "العاضد لہ یس اللہ" کا لقب دیا "اور اپنی بیٹی سے نکاح کر کے اتنا جہیز دیا کہ احاطہ تقریر و تحریر سے باہر ہے خلیفہ عاضد اس وقت بالغ ہونے والا تھا۔

صالح کا قتل: خلیفہ عاضد کی کم عمری اس کے علاوہ اس میں سے وزیر السلطنت صالح ہی کا یہ خلیفہ بنایا ہوا تھا وزیر السلطنت صالح کے قدم، حکومت و سلطنت پر استقلاں اور استحکام کے ساتھ حجم گئے، حالات سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کا مکمل اختیار اس کے قبضہ میں آ گیا۔ فراہمی مال و

وصولی خراج کا مالک بن گیا۔ خلیفہ عاضد برائے نام خلیفہ تھا محل کے اندر اور باہر اسی کا حکم نافذ و جاری تھا۔ اراکین حکومت خادموں کو یہ امر ناگوار معلوم ہوا بڑے بڑے سردار کے قتل کی فکریں کرنے لگے۔

خلیفہ عاضد کی چھوٹی پھوپھی... خلیفہ عاضد کی چھوٹی پھوپھی نے جو خلیفہ فائز کی قلیل تھی اس اہم کام کرنے کا بیڑہ اٹھایا۔ اس نے شمالی اراکین سودانیہ اور قصر خلافت کے خادموں کو جمع کر کے وزیر السلطنت کے قتل کر ڈالنے کا ذمہ دار بنایا چنانچہ ان لوگوں نے متفق ہو کر صالح کے قتل کا عہد و پیمان کیا ابن الداعی ۱۰ اور امیر قوام الدولہ اس سلسلے میں زیادہ معروف تھے۔

صالح کا قتل: ایک دن دونوں قصر خلافت کی دہلیز میں چھپ کر کھڑے ہو گئے جوں ہی وزیر السلطنت اس طرف سے ہو کر گزرا ابن الداعی نے لپک کر تلوار کا وار کیا۔ امیر نے بڑھ کر نیزہ مارا صالح زخمی ہو کر زمین پر گر پڑا۔ لوگ اٹھا کر وزیر کے محل میں لائے اس وقت تک اس میں دم باقی تھا خلیفہ عاضد کے پاس کہلا بھیجا ”خلافت مآب نے میرے خون سے اپنے ہاتھ کو ناحق رنگ لیا اس کا نتیجہ اچھا نہ ہوگا“ خلیفہ عاضد نے جواب دیا ”میں اس سے بری ہوں یہ کام میری پھوپھی کا ہے“ جواب آنے کے بعد وزیر السلطنت نے دم توڑ دیا۔ بوقت وفات اپنے بیٹے زریک کو طلب کر کے قلمدان وزارت سپرد کیا اور خلیفہ عاضد کو زریک کو وزیر بنانے کی وصیت کر گیا پس خلیفہ عاضد نے صالح کے بعد اس کے بیٹے زریک عہدہ وزارت عطا فرمایا اور ”الجادل“ کا خطاب دیا۔

زریک بن صالح: زریک نے عہدہ وزارت حاصل کر کے خلیفہ عاضد کی اجازت سے اپنے باپ کے قاتلوں خلیفہ عاضد کی پھوپھی، امیر ابن قوام الدولہ اور استاد عنبر رقی کو سزائے موت دی اور حکومت و سلطنت کا نظم و نسق کرنے لگا۔ بے سمجھے بوجھے شاور والی صعید کی معزولی پر قتل گیا، شاور نہایت چالاک اور مدبر تھا۔ صالح اکثر کہا کرتا تھا کہ میں اس کو مسند حکومت دے کر بہت بچھتا یا اون پھر میں اس کو معزول نہ کر سکا، صالح نے انہیں باتوں پر نظر کر کے فس دے چھیڑ چھاڑ نہ کرنے کی زریک کو ہدایت کی تھی۔ مگر زریک نے بالکل خیال نہ کیا۔ شاور کی معزولی کا حکم بھیج دیا اور اس کی جگہ امیر بن رقعہ کو صعید کا حاکم مقرر کیا۔ شاور اس سے سخت غضبناک ہو گیا، فوجیں تیار کر کے قاہرہ کی طرف بڑھا۔

زریک کا قتل: زریک کو اس کی خبر مل گئی، مقابلہ کی طاقت اپنے میں نہ کچھ کے اپنے چند غلاموں کے ساتھ تھوڑا سا مال و اسباب لے کر نکل بھاگا۔ بوج و مقام کرتا ہوا طعجہ پہنچا اتفاق سے ابن نصر مل گیا اس نے زریک کو گرفتار کر لیا اور پابز نجر شاور کی خدمت لا کر حاضر کر دیا شاور نے اس کے بھائی کو نظر بند کر دیا کچھ عرصے بعد زریک نے جیل سے نکل جانے کا ارادہ کیا، زریک کے بھائی نے شاور تک یہ خبر پہنچادی، پس شاور نے زریک کو اس کی وزارت کے ایک سال بعد اس کے باپ کی وزارت کے نویں سال قتل کر ڈالا۔

شاور و ضرغام کی وزارت: ۵۵۸ھ نے شاور کامیاب و کامران قاہرہ میں داخل ہوا سعید السعداء کے مقام جا کے اترا۔ اس کے ساتھ اس کے بیٹے علی طے ۱۰ اور کامل بھی تھے۔ دارالنوارت پر شاور کے قابض ہو جانے کی وجہ سے خلیفہ عاضد نے قلمدان وزارت شاور کے حوالہ کر دیا۔ ”امیر الجیوش“ خطاب کا عنایت کیا، بنی زریک کے مال و اسباب اور مکانات پر قبضہ کر لینے کی اجازت دے دی چنانچہ شاور نے بنی زریک کے مال و اسباب، مکانات اور خزانوں پر قبضہ کر لیا تسلی کے لئے حکومت علویہ کے وظیفہ خواروں کے وظائف بڑھائے۔ اراکین حکومت کو انعامات اور صلے دیئے۔

برقیہ نامی گروہ: صالح بن زریک نے اپنے عہدہ وزارت میں حملوں کا ایک گروہ بنایا تھا جن کو برقیہ کے نام سے یاد کرتا تھا اس گروہ کا سردار ضرغام نامی ایک شخص تھا جو اس سے پہلے خلیفہ کے محل کا داروغہ تھا اس نے شاور کی وزارت کے نویں مہینے وزارت کا دعویٰ کیا، لڑ جھگڑ کر شاور کو مصر سے نکال دیا اور خود دارالنوارت پر قابض ہو گیا۔ شاور نے مصر سے نکل کے شام کا راستہ لیا شاور کے جانے کے بعد مصر میں ضرغام نے قتل عام کا بازار گرم

۱۰ یہاں صحیح لفظ المراسی ہے دیکھیں (تاریخ کامل ابن اثیر جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۲۷۷)۔

۱۱ ایک نسخے کے طے کے بجائے طین تحریر ہے، جو غلط ہے دیکھیں (تاریخ ابن اثیر جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۲۹۰)۔

کردیا، شاور کے بیٹے علی کو مار ڈالا اس کے علاوہ اور بہت سے امراء مصر کو قتل کیا جو حکومت عویہ کے جان نثاروں سے تھے اسی وجہ سے خدمت عویہ کے قوائے حکمرانی ضعیف ہو گئے اور حکومت، مدبروں اور سیاسی رجال سے خالی ہو گئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تھوڑے ہی دنوں بعد اس مرد بیمار نے دم توڑ دیا۔

شیرکوہ اور لشکر نور یہ مصر میں: شاور نے شام پہنچ کے الملک العادل سلطان نور الدین محمود زنگی کی شرف حضور و مشق میں حاصل کیا اپنی بہائی بیان کر کے امداد کا خواستگار ہوا اور شرط کی کہ اگر یہ خادم، عہدہ وزارت پر بدستور بحال ہو جائے تو امراء لشکر کے جاگیروں کے علاوہ ملک مصر کا تین بے چارہ حصہ پر حکومت نور یہ کا مسلمہ مقبوضہ ہوگا، شیرکوہ سلطان محمود نور الدین محمود کی فوج افسر اعلیٰ کا اس واقعہ کو شیرکوہ سلطان نور الدین محمود کی خدمت میں کیسے پہنچا موقع کے مطابق ہم تحریر کریں گے، ماہ جمادی الآخر ۵۵۹ھ میں سلطان محمود نے اسد الدین کو شیرکوہ ایک عظیم فوج کے ساتھ تدارک ملک پر روانہ کیا کہ مصر پہنچ کے غاصب جو زیر ضرغام، وزارت سے معزول کر دیا جائے اور شاور عہدہ وزارت پر مقرر ہو بحال کیا جائے اور جو شخص اس کام سے انجام دہی میں رکاوٹ بنے اس سے جنگ کی جائے۔

شاور کی بحالی: اسد الدین شیرکوہ روانگی کے بعد سلطان نور الدین محمود اس خیال سے کہ کہیں سرحدی عیسائی فوجیں، اسد الدین شیرکوہ سے روک ٹوک نہ کریں فوجیں آراستہ کر کے ممالک عیسائیہ کی طرف روانہ ہوا، شیرکوہ اور شاور نے ملک مصر میں پہنچ کے یلیس میں پڑاؤ ڈالا، ناصر الدین ہمام اور فخر الدین ہمام ضرغام کے بھائی مصری فوج لے کے مقابلہ پر آئے شیرکوہ نے ان دونوں کو شکست فاش دی اور مصری فوج کو پامال و بربقہ سرداروں کو قتل کرتا ہوا قاہرہ کی طرف بڑھا بربقہ سردار وہی تھے جنہوں نے شاور کے خلاف ضرغام سے سازش کی تھی پکڑ دھکڑ کے دوران ضرغام سے دونوں بھائی گرفتار کر لئے گئے۔ شیرکوہ ان قیدیوں کے ساتھ کامیاب و کامران قاہرہ میں داخل ہوا۔ ضرغام دارا انورات چھوڑ کر بھاگ نکل پل پر سیدہ نفسیہ کے مقبرے کے پاس مار ڈالا گیا، اس کے دونوں بھائی ناصر الدین اور فخر الدین بھی قتل کروائے گئے شاور پہلے کی طرح عہدہ وزارت پر مقرر کیا گیا، بیفاء وعدہ کا کیا ذکر ہے اسد الدین شیرکوہ کی مخالفت شروع کر دی شیرکوہ چند جوہات کی بناء پر شام کی طرف واپس روانہ ہو گیا۔

شیرکوہ اور شاور: شیرکوہ مصر سے شام واپس آ کر ایک مدت تک نور الدین محمود کی خدمت میں حاضر رہا ۵۶۲ھ میں نور الدین محمود سے مصر پر فوج کشی کی اجازت طلب کی۔ نور الدین محمود نے شیرکوہ کو اجازت دی چنانچہ شیرکوہ فوجیں تیار کر کے روانہ ہوا۔ کوچ و قیام کرتا اور عیسائی ممالک سے گزرتا ہوا طیفح (بد مصر) پہنچ کے ٹھہر گیا۔ دریائے نیل غربی ساحل سے عبور کر کے حیزہ میں قیام کیا، پچاس دن کے اندر مصر کے غربی علاقوں پر قبضہ کر لیا، شاور نے عیسائیوں سے مدد طلب کی ان کی فوج کو مصر میں لے آیا اور ان کے ساتھ ہو کر شیرکوہ کے مقابلہ پر نکلا۔ مقام صعیہ میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا پہلے شیرکوہ کو مصریوں اور عیسائیوں کی کثرت سے خطرہ پیدا ہوا لیکن پھر اپنے دل کو مضبوط کر کے توکل علی اللہ میدان جنگ کا راستہ یہ اور باوجود یہ کہ فوج کم تھی اور اس کی تعداد دو ہزار تک نہیں پہنچتی تھی مصری اور عیسائی فوجوں کو شکست دی۔

اسکندر یہ پر قبضہ: شیرکوہ نے اس کامیابی کے بعد اسکندر یہ کی طرف قدم بڑھایا۔ اہل اسکندر یہ نے امن حاصل کر کے شہر کو شیرکوہ کے حوالہ کر دیا شیرکوہ نے اپنے بھائی نجم الدین ایوب کے بیٹے صلاح الدین کو اسکندر یہ کا حاکم مقرر کر کے صعیہ پر حملہ کیا۔ مصر اور عیسائی امیروں نے یہ خبر سن کر اپنی اپنی فوجوں کو قاہرہ میں جمع اور آراستہ کر کے اس ناگہانی مصیبت کے دفع کرنے کے لئے اسکندر یہ کی جانب بڑھے اور اسکندر یہ کی طرف اپنے بھتیجی صلاح الدین کی حمایت کے لئے کوچ کیا۔ ان واقعات کے دوران شاور کے بعض ترکمانوں نے روانہ جنگ سے بیدلی خاطر نہ شردت کر دی، بھی شیرکوہ نے کوئی فیصلہ قطعی نہیں کیا تھا کہ مصریوں اور عیسائیوں نے صلح کا پیام بھیجا، نامہ پیام کے بعد شیرکوہ نے اسکندر یہ کو حوالہ کر دیا اور تاوان جنگ لے کر دمشق کی جانب واپس روانہ ہوا، آخری ماہ ذیقعدہ میں دمشق پہنچا۔

عیسائیوں کے ساتھ معاہدہ: عیسائیوں نے شیرکوہ کی واپسی کے بعد مصریوں کے سامنے یہ چند شرائط پیش کیں (۱) عیسائی فوجیں قاہرہ میں مقیم رہیں گی (۲) ان کی طرف سے ایک سیاسی ناظم قاہرہ میں رہے گا (۳) شہر پناہ کے دروازے پر عیسائیوں کا قبضہ رہے گا تاکہ نور الدین کا لشکر شہر میں داخل نہ ہو سکے (۴) اس انتظام اور حسن کارگزاری کے معاوضہ میں ایک لاکھ دینار سالانہ، حکومت مصر عیسائی بادشاہ کو ادا کیا کرے حکومت مصر نے

ان تمام شرائط کو بخوشی و رغبت منظور کر لیا۔

مصر پر قبضے کا عیسائی پروگرام: اس کے بعد عیسائیوں کو مصر پر قبضہ کرنے کی لالچ لگ گئی اور اہل مصر پر جا بجا حکمرانی کرنے لگے۔ بیس کو دبایا۔ قاہرہ پر قبضہ کرنے پر تیار ہو گئے شاور نے عیسائیوں کے خوف سے مصر کو ایران کر دیا اور شہر میں آگ لگا دی۔ بازاروں کو اہل شہر نے لوٹ لیا۔ اس دوران عیسائی فوجیں قبضہ کرنے کے ارادے سے قاہرہ پہنچ گئیں۔ خلیفہ عاضد نے سلطان نور الدین محمود کو ان واقعات کی اطلاع دی اور امداد طلب کی، شاور اس خیال سے کہیں خلیفہ عاضد اور نور الدین محمود آپس میں متفق اور متحد نہ ہو جائیں عیسائیوں سے صلح کی خط و کتابت کرنے لگا۔ بالآخر دولاکھ ۱ دینار مصری نقد اور دس ہزار اردب غلہ پر صلح ہو گئی مگر اتنی زیادہ رقم کا فراہم ہونا اس زمانہ میں جب کہ شاور نے عیسائیوں کے خوف سے اس سے پہلے مصر کو ایران و خراب کر دیا تھا دشوار تھا، نوبت جبر و تعدی تک پہنچ گئی۔

شاور اور عیسائیوں کی صلح: شاور اور عیسائیوں کے درمیان سفارت کا کام جلیس بن عبد القوی اور شیخ موفق کا تب سردی کر رہا تھا اور خلیفہ عاضد اس صلح کا مخالف تھا۔ شاور نے قاضی فاضل عبد الرحیم بیسانی کو خلیفہ کو سمجھانے اور صلح پر راضی کرنے کے لئے دربار خلافت روانہ کیا اور یہ کہہ دیا کہ عیسائیوں کو جزیہ و خراج دینا بہتر ہے اس سے کہ ترکوں کا تسلط اور دخل ان شہروں میں ہو جائے اور ان کے حالات سے مطلع ہوں مگر خلیفہ عاضد نے کوئی جواب نہیں دیا اور شاور مال و زر حاصل کرنے میں مصروف رہا۔

خلیفہ عاضد کی تیاری: خلیفہ عاضد کے قاصد کے پہنچنے پر نور الدین محمود نے لشکر کو تیاری کا حکم دے دیا اور اسد الدین شیر کوہ کو جنگ کا بہت سا مال و اسباب مرحمت کر کے مصر کی جانب خلیفہ عاضد کی کمک پر روانہ کر دیا اس مہم میں صلاح الدین (شیر کوہ کا بھتیجا) بھی شیر کوہ کی درخواست پر مقرر کیا گیا اس کے علاوہ ایک جماعت امراء نوریہ کی شیر کوہ کے ساتھ مصر آئی ہوئی تھی۔ جس وقت عیسائیوں کو لشکر نوریہ کی آمد کی خبر ملی فوراً قہرہ چھوڑ کر اپنے ملک واپس چلے گئے۔

ابن طویل دولت عبیدین کا مؤرخ لکھتا ہے کہ شیر کوہ نے قاہرہ میں عیسائی لشکر کو شکست دے کر اس کے کمپ کو لوٹ لیا تھا اور وہ جمادی الاولیٰ ۵۶۴ھ میں کامیابی کے ساتھ قاہرہ میں داخل ہو گیا چنانچہ خلیفہ عاضد نے اسے خلعت خوشنودی عطا کی، اور شیر کوہ حاضری دے کر اپنی لشکر گاہ میں واپس آیا۔

شاور کا قتل: شاور بدستور اپنے عہدے پر فائز تھا مگر اس کے دل پر غالب ہو رہا تھا، طرح طرح کے خیالات اس کے دماغ اور دس کو پریشان کر رہے تھے۔ ابھی تک کوئی قطعی رائے نہیں قائم کی تھی کہ خلیفہ عاضد نے شیر کوہ کو شاور کے قتل کا اشارہ کر دیا اور یہ کہا کہ یہ (یعنی شاور) ”ہمارا خالہ زاد ہے اس کو باقی رکھنے میں نہ ہمارا کوئی فائدہ ہے اور آپ کا“ چنانچہ شیر کوہ نے اپنے بھتیجا صلاح الدین بن ایوب اور عز الدین جردیک ۵ کو یہ کام کرنے پر متعین کیا ایک دن شاور بھی یہ خبر پا کر امام شافعی کے مقبرے کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں صلاح الدین اور عز الدین جردیک سے سامنا ہو گیا ان دونوں نے اس کو قتل کر کے سر اتار لیا اور خلیفہ عاضد کی خدمت میں لے جا کر پیش کر دیا۔

شیر کوہ کی وزارت: عوام الناس نے شاور کے مکانات لوٹ لئے اس کے دونوں بیٹے کامل اور طے ان لوگوں کے ساتھ قصر وزارت میں اس کے حامی تھے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دئے گئے۔ خلیفہ عاضد نے خوش ہو کر شیر کوہ کو وزارت کا عہدہ عنایت کیا اور اسے المنصور امیر الجیوش کا خطاب مرحمت فرمایا۔

شیر کوہ کا حکومت پر قبضہ: شیر کوہ عہدہ وزارت سے ممتاز ہو کر قصر وزارت میں اجلاس منعقد کیا، ملک کے نظم و نسق کی جانب توجہ کی۔ اور دوست و حکومت حلو یہ پر متغلب اور متصرف ہو گیا۔ لشکریوں کو جاگیریں دیں، اپنے مضافیوں اور امراء لشکر کو حکومتیں عطا کیں۔ اہل مصر میں آباد کرنے کے

لئے واپس بلایا اور ان کے اس فعل سے جو کہ انہوں نے اس کی بربادی اور ویرانی کیا تھا بیزاری اور ناراضگی ظاہر کی۔

شیرکوہ کی عزت افزائی: اس کے بعد شیرکوہ کئی بار عاصد سے ملنے گیا ایک دن جو ہر استاد نے خلیفہ عاصد سے کہا ”امیر المؤمنین فرماتے ہیں کہ ہمیں یقین کامل ہے کہ اللہ جل شانہ نے دشمنان خلافت کے مقابلے میں ہماری مدد کا سہرہ تمہارے سر باندھا ہے ہمیں امید ہے کہ تم ہمیشہ اپنی خیر خواہی کا دولت علویہ کو عمدہ ثبوت دیتے رہو گے“ شیرکوہ نے اتنی مقدار افزائی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے عرض کیا ”انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو جیسی توقع ہے اس سے زیادہ میں خود کو ثابت کرتا رہوں گا“ خلیفہ عاصد نے سے خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا اور جلیس بن عبد القوی کے برابر بیٹھنے کی جگہ مقرر کی۔ جلیس بن عبد القوی داعی الدعاة اور قاضی القضاہ بھی تھا شیرکوہ نے اسے اس کے عہدہ پر بحال وقائم رکھا۔

شیرکوہ کی وفات: شیرکوہ کی وفات اس کے بعد اسد الدین شیرکوہ نے اپنی وزارت کے دو مہینے اور چند دن بعد اور بعض کہتے ہیں کہ گیارہ مہینے کے بعد وفات پائی۔ اور وفات کے وقت اپنے مضافیوں اور امراء لشکر کو وصیت کی کہ کسی بھی وقت تم لوگ قاہرہ چھوڑنے کا ارادہ مت کرنا۔

وزارت کے لئے مشورے: شیرکوہ کے انتقال کے وقت امراء نوریہ سے عین الدولہ یاروقی ① قطب الدین نسال سیف الدین ② مشغوب ہکاری اور شہاب الدین محمود حارمی ③ قاہرہ میں موجود تھے یہ لوگ رتبہ وزارت ریاست حاصل کرنے میں جھگڑ پڑے ہر فریق نے دوسرے کو مشغوب کرنے کے لئے اپنے اپنے حامیوں کو جمع کر لیا۔ لیکن خلیفہ عاصد اس خیال سے کہ صلاح الدین کم سنی کی وجہ سے امور سلطنت بغیر مشورہ اراکین خلافت کے انجام نہیں دے سکے گا، صلاح الدین کی وزارت کی طرف مائل ہو گیا۔ اکثر اراکین دولت نے اس خیالی کی موافقت کی، بعضوں کی یہ رائے ہوئی کہ ترکوں کا لشکر مشرقی علاقوں کی طرف واپس کر دیا جائے اور ان پر قراقوش کو حاکم بنادیا جائے۔

صلاح الدین ایوبی کی وزارت: خلیفہ عاصد نے کثرت رائے کے مطابق، صلاح الدین کو محل سرانے خلافت میں طسب کر کے قلمدان وزارت عطا کر دیا، اس سے امراء نوریہ میں سخت بے دلی پیدا ہو گئی، مگر فقیہ عیسیٰ ہکاری کی عاقلانہ تدابیر سے جو صلاح الدین کا دلی خیر خواہ تھا سرے سے امراء نوریہ صلاح الدین کی طرف مائل اور اس کے مطیع ہو گئے عین الدولہ یاروقی ضدی شخص تھا اس نے کسی طرح اطاعت قبول نہیں کی اور ترک رفاقت کر کے شام چلا گیا۔

صلاح الدین کے اہم کام: ... الغرض صلاح الدین مصر میں خلیفہ عاصد کی وزارت کا کام انجام دینے لگا اس کو سلطان نور الدین محمود زنگی کے دربار سے بھی تعلق تھا، اس کی طرف سے صلاح الدین، مصر میں بطور نائب کے رہتا تھا، نور الدین اس کو امیر سپہ سالار کے خطاب سے یاد کرتا تھا، خط و کتابت میں اس کا نام لکھنے کے بجائے ”سپہ سالار اور جمیع امراء نوریہ مقیم دیار مصریہ کا امیر“ تحریر کرنے پر اکتفاء کیا کرتا تھا رفتہ رفتہ صلاح الدین تمام امراء سلطنت سیاہ و سفید کرنے کے اختیارات اپنے قبضہ اقتدار میں لیتا گیا اور خلیفہ عاصد کے قوائے حکمرانی کمزور و مضطرب ہوتے گئے۔ اس نے مصر کے دارالمعروفہ کو جو کو تو ال مصر کے رہنے کا مکان اور نیزے خیل تھا منہدم کر دیا، شافعیہ کا مدرسہ تعمیر کرایا۔ اسی طرح دارالعزل کو بھی مسمار کر کے، لکیہ کا مدرسہ بنوایا۔ شیعہ قاضیوں کو معزول کر کے شافعی قاضی مقرر کئے اور اپنی طرف تمام مصری علاقوں میں ایک ایک نائب مقرر کیا۔

عیسائیوں کا محاصرہ و میاٹ: جس وقت اسد الدین شیرکوہ امراء نوریہ کے ساتھ مصر میں آ گیا اور عہدہ وزارت حاصل کر کے مصر کے ملک پر قابض متصرف ہو گیا اور عیسائیوں سے ملک مصر کو خالی کر لیا تو اس وقت عیسائیوں کو اپنی زیادتیوں پر ندامت ہوئی جو کچھ بطور خراج ان کو ملک مصر سے ملتا تھا وہ بھی بند ہو گیا طرہ یہ ہوا کہ ان کو بیت المقدس پر قبضہ رکھنے میں آئندہ خطروں کا خیال پیدا ہو گیا اور انہوں نے صقلیہ ④ اور اندلس کے عیسائیوں کو یہ واقعات لکھ بھیجے اور ان سے امداد طلب کی۔ چنانچہ تھوڑے دنوں کے بعد عیسائیوں مجاہدوں کا ایک عظیم گروہ شامی عیسائیوں کی کمک پر آ گیا اس

① ایک نسخے میں یاروقی کے بجائے فاروقی ہے جو غلط ہے دیکھیں (تاریخ کامل ابن اثیر جلد نمبر ۱۱ صفحہ نمبر ۲۳۲)۔ ② ایک نسخے میں عین الدولہ مشغوب کا دی تحریر ہے جو غلط ہے دیکھیں (تاریخ کامل ابن اثیر جلد نمبر ۱۱ صفحہ نمبر ۲۳۲)۔

③ ایک نسخے میں حارمی کے بجائے حازی تحریر ہے، جو غلط ہے، دیکھیں (تاریخ ابن اثیر جلد نمبر ۱۱ صفحہ نمبر ۲۳۲)۔

④ موجودہ سسی، (مصحح)

سے عیسائیوں شام کے حوصلے بڑھ گئے مرتب اور مسلح ہو کے ۵۶۵ھ میں دمیاط آترے محاصرہ کر لیا۔

نور الدین زنگی اور عیسائی:۔۔۔ دمیاط کی حکومت پر ان دنوں شمس الخواص منکورتا نامی ایک امیر مقرر تھا انہوں نے صلاح الدین کو اس سے مطلع کر دیا صلاح الدین نے بہاء الدین قراقوش کو ایک فوج دے کر اہل دمیاط کی مدد کے لئے روانہ کیا خزانہ مال و اسباب اور بے شمار آلات حرب عطا کئے اور اس کے ساتھ ہی سلطان نور الدین زنگی محمود زنگی سے بھی امداد طلب کی شیعوں اور سوڈانیوں کی وجہ سے مصر نہ چھوڑنے اور اس مہم پر نہ جانے کی معذرت لکھی چنانچہ نور الدین محمود نے بھی وقتاً فوقتاً تھوڑی تھوڑی سی فوجیں اہل دمیاط کی امداد کے لئے روانہ کیں اور ان کی قوت تقسیم کرنے کے خیال سے خود بھی شام کے ساحلوں پر حملہ آور ہوا اپنے پرزور حملوں سے عیسائیوں کو تنگ کرنے لگا نتیجہ یہ نکلا کہ عیسائی کروسیڈروں نے گھبرا کر پچاس دن کے محاصرے کے بعد دمیاط سے محاصرہ اٹھالیا اور لوٹ کر اپنے شہروں میں آئے تو ان کو ویران اور خراب پایا۔

کامیابی پر خراج تحسین:۔۔۔۔۔ خلیفہ عاصد نے اس کامیابی پر صلاح الدین کی بے حد تعریف کی اس کے بعد صلاح الدین نے اپنے والد نجم الدین اور تمام ساتھیوں اور احباب کو شام سے مصر میں طلب کر لیا خلیفہ عاصد ان لوگوں سے ملنے آیا اور بڑی آؤ بھگت کی۔

صلاح الدین کے خلاف مشورے:۔۔۔۔۔ جس وقت صلاح الدین کا قدم استقلال کے ساتھ مصر کے حکومت پر جم گیا شیعیان مصر اور ان کے حمایتیوں کو بے حد ناراضگی ہوئی ایک گروہ ان میں سے جن میں عوریش قاضی القضاۃ ابن کامل، امیر معروف عبدالصمد کاتب اور عمارہ یمنی زبیدی شاعر تھا صلاح الدین کے خلاف مشورے کرنے کے لئے جمع ہوئے ان سب کا سرگروہ اور پیشوا یہی ”عمار یمنی“ تھا ان لوگوں نے بحث و مباحثہ کر کے یہ طے کیا کہ مصر سے ترکوں کو باہر لگانے کے لئے عیسائیوں سے امداد لینا چاہئے اور اس صلہ میں مصر کی آمدنی سے ان کا ایک حصہ مقرر کر دیا جائے اس صلاح و شوریٰ میں سوڈانی غلام اور قصر خلافت کے خدام بھی شریک تھے۔

جعلی خلیفہ عاصد:۔۔۔۔۔ موتمن الخلافت نے عیسائیوں کے سفیر کو خلیفہ عاصد کی دربار تک پہنچا دینے کا بیڑہ اٹھایا تھا۔ ”موتمن الخلافت“ قصر خلافت کے خادموں کا سردار تھا۔ خلیفہ عاصد کا پروردہ تھا اور اس کی بیٹی خلیفہ عاصد کی بیوی تھی۔ چنانچہ ”موتمن الخلافت“ نے اپنے مکان میں عیسائی سفیر کو ایک جعلی خلیفہ عاصد سے ملایا۔ عیسائی سفیر یہ خیال کر کے خلیفہ عاصد نے میرے ساتھ عہد و پیمان کر لیا ہے اور واپس چلا گیا رفتہ رفتہ اس کی خبر نجم الدین مفضل کو ملی جو شیعوں کا نامور سردار تھا اس کو صلاح الدین سے خاص تعلق حمایت کا پیدا ہو گیا تھا۔ صلاح الدین نے اس کو اسکندریہ کی یہ حکومت عطا کی تھی چونکہ بہاء الدین قراقوش کی اس سے کسی بات پر کشیدگی پیدا ہو گئی تھی، شیعوں نے یہ خیال کر کے کہ اب نجم الدین کو صلاح الدین سے ہمدردی باقی نہیں رہی سارا حال تفصیل بتلا دیا کہ تم کو وزارت دی جائے گی۔ ”عمار یمنی“ عہد و کتابت مرحمت ہو گا سکریٹریٹ کا دفتر بھی اسی کے چارج میں رہے گا فاضل بن کامل قاضی القضاۃ داعی الدعاء موقوف اور معزول کیا جائے گا۔ عبدالصمد خراج پر متعین ہو گا اور عوریش اس کی نگرانی کرتا رہے گا۔

صلاح الدین کو بغاوت کی اطلاع:۔۔۔۔۔ نجم الدین نے یہ سن کر مسرت ظاہر کی اور بڑی خوشی سے ان لوگوں کی رائے سے موافقت کا اظہار کیا۔ لیکن موقع پا کر جیسے صلاح الدین کو اس سے مطلع کر دیا صلاح الدین نے ان کو اور عیسائیوں کے سفیر کو گرفتار کر لیا متعدد مجسوس اور جگہوں میں ان کی الزامات کی تفتیش کی قصر خلافت کے خواجہ سراؤں اور دربانوں کو بلوا کر نہایت سختی سے پوچھا کہ خلیفہ عاصد قصر خلافت سے کس طرح نکل کر نجاج (موتمن الدولہ) کے مکان پر گیا ان لوگوں نے قسم کھا کر بیان کیا کہ خلیفہ عاصد نے مجلس راجعہ خلافت سے باہر قدم نہیں نکالا آپ تک یہ خبر غلط طریقے سے پہنچی گئی ہے اس پر صلاح الدین نے خلیفہ عاصد کے سامنے نجاج کو بلوا کر حلفی اظہار لیا اس نے بھی بیان کیا کہ خلیفہ عاصد میرے مکان پر تشریف نہیں لے گئے اور نہ عیسائیوں کے سفیر سے ملاقات کرنے کا خلیفہ کو موقع ملا۔ نجاج کے اظہار سے صلاح الدین کے دل پر خلیفہ عاصد کی برات کی تصویر کھینچ گئی۔

عمارہ یمنی شاعر اکثر شمس الدولہ تورانشاہ کی خدمت میں آیا جایا کرتا تھا تورانشاہ نے اپنے بھائی صلاح الدین سے برسبیل تذکرہ بیان کیا کہ عمارہ نے خلیفہ عاصد کی تعریف میں ایک قصیدہ لکھا ہے جس میں اس کو یمن جانے اور اہل یمن کو پامال کرنے کی ترغیب دی ہے اور اس قصیدہ میں خاندان

نبوت پر بھی چوٹ کی ہے جس سے اس کا خون مباح اور قتل واجب ہوتا ہے۔ اشعار کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

”تم اپنے لئے ایسا کرو جس میں تمہیں دوسروں کی ضرورت باقی نہ رہ جائے“

”اور تم جنگ کی آگ کو لڑائی جھنڈا کے ذریعہ سے بھڑکاؤ“

”اس بے شعور کی حکومت اس طریقہ کی ہے جیسا کہ زبان زد عوام ہے“

”کہ کمزور کی بیوی سارے جہاں کی بھابھی ہوتی ہے“

ابتداء اس کی بنیاد ایسے شخص نے ڈالی ہے جو اپنی کوششوں سے سردار عالم کہلایا ہے“

باغیوں کا قتل چنانچہ صلاح الدین نے تفتیش کے بعد کل ملازموں کو ایک دن قصر خلافت و قصر وزارت کے درمیان جمع کر کے قتل کروایا اور نعشوں کو صیب پر چڑھ جائے جانے کا حکم صادر ہوا۔ اسے پانچویں باندھ کر قاضی فاضل کے مکان کی طرف سے نکالا گیا، عمرہ نے قاضی فاضل سے ملنے کی درخواست کی مگر قاضی فاضل نے انکار کر دیا اور عمارہ اپنا سامنے لے کر رہ گیا اور یہ کہتا ہوا قتل کی جانب چلا۔

عبدالرحیم قد احتجب ان الخلاص هو العجب

عبدالرحیم (قاضی فاضل) روپوش ہو گیا۔ اب رہائی تجبات میں سے ہے۔

سوڈانیوں کی بغاوت: ... کتاب ۱ ابن اثیر میں لکھا ہے کہ صلاح الدین کو ان لوگوں کی حرکات کی یوں اطلاع ملی تھی کہ ان لوگوں نے جو خط عیسائیوں کو لکھا تھا، وہ کسی ذریعہ سے صلاح الدین کی خدمت میں پیش کر دیا۔ چنانچہ صلاح الدین نے پہلے تو متہم الخلفاء کو اس جرم کی پاداش میں قتل کر دیا اور اس کے بعد تمام خدام محسرات خلافت کو معزول کر کے اپنی جانب سے دوسرے خدام مقرر کئے، بہاء الدین قراقوش کو ان کا سردار بنایا، چنانچہ سوڈانیوں میں اس سے اشتعال پیدا ہو گیا، تقریباً پچاس ہزار سوڈانیوں نے جمع ہو کر صلاح الدین کے خلافت ہنگامہ کر دیا، چنانچہ صلاح الدین کے لشکر کی سوڈانیوں سے قصر خلافت و قصر وزارت کے درمیان معرکہ آرائی ہوئی۔ سوڈانی شکست کھا کر بھاگے۔ فتح مند گروہ نے ان کے گھروں میں آگ لگادی، ان کے مال و اسباب کو جلا کر خاک و سیاہ کر دیا، ہزاروں سوڈانی مارے گئے، باقی بچنے والوں نے امان کی درخواست کی، امان دے دی گئی اور حیزہ میں ٹھہرنے کا حکم دیا گیا۔ شمس الدولہ تورانشاہ کو اس کی خبر نہ تھی مسلح ہو کے ان کی طرف گیا اور جی کھول کے ان کو پامال کیا۔

خلافت عباسیہ کے لئے مصر میں کوششیں: ... جس دن سے صلاح الدین کی حکومت کا سکھ ملک مصر میں استقلال و استحکام کے ساتھ چنے لگا تھا اور قصر خلافت پر بھی قابض ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی خلیفہ عاصد کی حکومت و خلافت کی مشین کے پرزے ڈھیلے اور ایک دوسرے سے الگ ہو گئے تھے اسی دن سے سلطان نور الدین محمود تحریک کر رہا تھا کہ مصر سے خلافت علویہ کا خطبہ موقوف کر دیا جائے اور خلیفہ مستغنی تاجدار خلافت عباسیہ کے نام کا خطبہ سعد کے منبروں پر پڑھایا جائے، مگر صلاح الدین اس خوف سے کہ کہیں کوئی فتنہ و فساد برپا نہ ہو جائے جہاں سے نال رہا تھا اور یہ معذرت کرتا جا رہا تھا کہ اس سے اہل مصر مشتعل اور ناراض ہو جائیں گے“ نور الدین نے اس کی معذرت پر بالکل توجہ نہیں کی اور رڈانٹ بھی خط تحریر کیا اور خلیفہ عاصد سے سازش کرنے کا الزام لگایا، صلاح الدین نے اپنے ساتھیوں سے اس بارے میں مشورہ کیا مصاحبوں نے رائے دی کہ نور الدین سے مخالفت اچھی نہیں ہے جیب حکم ہو اس کی تعمیل کرنا مناسب اور آئندہ کے لئے فائدہ مند ہے،

خلیفہ عباسی کا مصر میں خطبہ: اسی زمانہ میں علماء عجم کی طرف سے فقیہ حبشانی وفد کے ساتھ صلاح الدین کی خدمت میں حاضر ہوا یہ شخص ”الامیر العالم“ کے لقب سے مخاطب کیا جاتا تھا اس نے اس بات کا احساس کر کے کہ صلاح الدین اور اس کے اراکین ذات، خلافت عباسیہ کی خطبہ پڑھنے میں تامل کر رہے ہیں حاضرین کو مخاطب کر کے کہا ”یہ میرا کام ہے میں خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھوں گا“ چنانچہ محرم ۵۶۷ھ کے پہلے جمعہ میں خطیب سے پہلے منبر پر چڑھ گیا اور خلیفہ مستغنی کے نام کا خطبہ پڑھا اور اس کے لئے دعا کی چنانچہ کسی نے دم تک نہ مارا۔

صلاح الدین اور خلافت عباسیہ: ... دوسرے جمعہ میں صلاح الدین نے مصر قاہرہ کے خطبوں کو خلیفہ عاصد کے نام کا خطبہ موقوف کرنے اور خلیفہ مستنق کے نام کا خطبہ پڑھنے کا حکم دیا، چنانچہ تمام خطبوں نے اس حکم کی تعمیل کی اور ایک گشتی فرمان تمام ممالک مصر میں اس مضمون کا بھیج دیا۔

علوی خلیفہ عاصد کی وفات: خلیفہ عاصد اس وقت سخت بیمار تھا بیماری کی وجہ سے کسی نے اس کی اطلاع نہ کی یہاں تک کہ یوم ع شہرہ (دسویں محرم) کو اس کی وفات ہو گئی صلاح الدین نے تعزیت کا اجلاس بلایا اور قصر خلافت کا سارا مال و اسباب ضبط کر لیا۔ بہاؤ الدین قراقوش و اسباب کے حصوں اور اس کو اٹھالانے پر مقرر تھا۔

علوی خلافت کا ترکہ ضبط: شاہی خزانہ اور قصر خلافت میں اتنے قیمتی قیمتی اسباب تھے کہ آج تک نہ آنکھوں سے دیکھے گئے اور نہ کانوں سے سنے گئے۔ یہ قوت، زبرد، طنائی، زیورات، نقرئی طلائی برتن قیمتی قیمتی کپڑے، طرح طرح کی خوشبودار اشیاء اور شیشہ آلات بے شمار ہاتھ لگے، ایک لاکھ بیس ہزار کتا ہیں میں جن کو صلاح الدین نے فاضل عبد الرحیم بیسانی کو دے دیا جو اس کا سیکرٹری اور قاضی تھا، آلات حرب، سامان جنگ بھی بے حد و حسب اور زرقند بے انتہا ہاتھ لگا مال و اسباب ضبط کرنے کے بعد مردوں اور عورتوں کو قید کر دیا حتیٰ کہ پھر اسی قید میں وہ سب مر گئے۔

اہل کتامة کا فنا: عزیز اور حاکم جو کہ مصر کے حاکم تھے ان کے دور میں دولت علویہ اہل کتامة سے بھری ہوئی تھی اور یہ لوگ تمام مشرقی علاقوں میں پھیلے ہوئے تھے۔ شیعوں کا سلسلہ حکومت منقطع ہونے اور خلیفہ عاصد (آخری خلیفہ) کے مرنے کے بعد ان لوگوں کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ زمانہ کے نشیب و فراز اور واقعات نے تغیرات نے ان لوگوں کو ایسا کھالیا کہ ڈکار تک نہ لی جیسا کہ ہمیشہ سے دولت و حکومت کی پرانے زمانہ سے یہی رفتار چلی آ رہی ہے۔

شیعان مصر کی ناکام کوشش: خلیفہ عاصد کے مرنے کے بعد مصر میں خلافت عباسیہ کی حکومت کا جھنڈا کامیابی کی ہوا میں اڑنے لگا، شیعان مصر کو یہ بات ناگوار گذری ان میں سے ایک گروہ نے جمع ہو کر داؤد بن عاصد کے ہاتھ پر خلافت و امارت کی بیعت کر لی کسی ذریعہ سے صلاح الدین کو اس کی خبر مل گئی چنانچہ سب کو گرفتار کر کے قتل کر دیا اور داؤد کو قصر خلافت سے نکال دیا یہ واقعہ ۵۶۹ھ کا ہے۔

عاصد کے پوتے کی بغاوت: اس واقعہ کے ایک مدت کے بعد داؤد بن عاصد کے بیٹے سلیمان نے صعید میں سر اٹھایا مگر سر ٹھٹھتے ہی گرفتار کر لیا گیا، چنانچہ پھر وہ قید ہی میں مر گیا اس کے بعد فارس کے اطراف میں محمد بن عبد اللہ بن عاصد خلافت و امارت کا دعویٰ دار ہوا ”مہدی“ کے لقب سے اپنے آپ کو مقب کیا لیکن اس کو بھی پھلنے پھولنے کا موقع نہ ملا اور ابتداء ہی میں قتل کر کے صلیب پر چڑھایا گیا۔

عبیدیوں کا فنا ہونا: ان لوگوں کے قتل ہو جانے سے عبیدیوں کا کوئی ”ممبر کہیں باقی نہ دیا البتہ عراق میں فرقہ فدائیہ اور بلاد اسماعیلیہ میں حسن بن صباح قلعہ ”موت“ میں انہیں خلفاء علویہ عبیدیہ کی یادگار تھا ہم ان کے حالات و آئندہ موقع پر بیان کریں گے خاندان خلافت علویہ کے ان باقی ممبروں کی حکومت کا سلسلہ بھی، خلافت عباسیہ بغداد کے ساتھ ۶۵۵ھ میں چنگیز خاں بادشاہ کے تائب کے پوتے ہلاکو خان کے ہاتھ تباہ و برباد ہو گیا (والا مرلہ و حدہ)

خلفاء فاطمیین کے یہی حالات تھے جن کو ہم نے تاریخ کامل ابن اثیر اور ان کی تاریخ حکومت تالیف ابن طویل اور کچھ ابن مسیحی کی روایت سے تخصیص تخص کر کے اس جگہ پر جمع کیا ہے۔

عبیدیہ کے ماتحت ”بنی حمدون“ یعنی سیلہ و زاب کے حکمرانوں کے واقعات

علی بن حمدون علی بن حمدون بن سماک بن مسعود بن منصور جذامی معروف بہ ابن اندلسی اندلسی کا رہنے والا تھا، علی بن حمدون اتفاق سے

عبداللہ اور ابوالقاسم کے پاس مشرق میں حکومت علویہ قائم ہونے سے پہلے سے موجود تھا ان لوگوں نے علی بن حمدون کو طرابلس سے عبداللہ شیبی کے پاس بھیج دیا، عبداللہ شیبی، علی بن حمدون سے پر تپاک طریقے سے ملا اور عزت و احترام سے پیش آیا چنانچہ علی بن حمدون اس زمانہ تک ان لوگوں کی خدمت میں رہا جب تک کہ یہ لوگ جیلاسہ میں مقیم رہے۔

علی بن حمدون کی حکومت: چنانچہ جب ان لوگوں کی حکومت و ریاست کو ایک گونہ استحکام اور استقلال ہو گیا اور ابوالقاسم ۳۱۵ھ میں مغرب کی طرف واپس آیا اور شہر مسیلہ کا بنیادی پتھر رکھا اس وقت اس نے علی بن حمدون کو اس شہر کو آباد اور تعمیر کرنے پر متعین کیا اور اس کا ”محمدیہ“ نام رکھا جب اس کی تعمیر مکمل ہو چکی تو اس نے علی بن حمدون کو زاب کی حکومت عطا کی اور وہیں قیام کرنے حکم دیا۔ پھر جس وقت ”منصور“ کا ابویزید ”صاحب الخمار“ نے جبل کتامہ محاصرہ کیا اس وقت اس نے اس شہر کو رسد و غلہ اور آلات حرب سے بھر دیا وقت سے مسلسل یہی اس شہر پر حکومت کرتا رہا اس کے دونوں بیٹے جعفر اور یحییٰ نے ابوالقاسم کے ہاں پرورش اور تربیت پائی۔

علی بن حمدون کی موت: پھر جب ابویزید نے دوبارہ سر اٹھایا اور تمام افریقی علاقوں میں فساد کی آگ روشن ہو گئی اور اطراف و جوانب سے دولت علویہ کے خامیوں کے دلوں میں بربادی کی مہیب صورتیں جاگزیں ہو گئیں تو منصور نے ”علی بن حمدون“ کو لکھ بھیجا کہ قبائل بربر کی فوجیں تیار کر کے ہم سے آملو، چنانچہ علی بن حمدون نے فوجیں تیار کر کے ”قسنطینہ“ سے مہدیہ کی جانب کوچ کر دیا۔ راستے میں علاقے ملتے تھے ان کو تخت و تاراج کرتا ہوا ناریہ پہنچا پھر یہاں سے کوچ کر کے ”بلجہ“ پر جا کر پڑاؤ کیا۔ اس وقت بلجہ میں ایوب نے بن ابویزید نکار یہ اور بربر کے بڑے لشکر کے ساتھ موجود تھا۔ چنانچہ نے علی ایوب پر حملہ کیا اور فریقین میں گھسان کی لڑائی ہونے لگی ایک دن جنگ کے دوران رات کے وقت ایوب نے علی بن حمدون کے لشکر پر چھاپہ مارا جس سے علی کا لشکر گھبرا کر بھاگ گیا۔ علی بن حمدون اپنی فوج سے علیحدہ ہو کر ایک پہاڑی کی چوٹی پر چلا گیا اور وہیں ۳۳۴ھ میں مر گیا۔

جعفر علی بن حمدون: ابویزید کا زمانہ شورش و فساد ختم ہونے کے بعد منصور نے مسیلہ اور زاب کی کرسی پر جعفر بن علی حمدون کو بٹھایا۔ اور وہیں پر اس کو اور اس بھائی یحییٰ کو قیام کرنے کی ہدایت کی۔ چنانچہ جعفر اور یحییٰ نے مسیلہ اور زاب میں اپنی حکومت و ریاست کی بنیاد ڈالی۔ دفاتر اور محکمے قائم کئے محسراتیں بنوائیں حمائمات تعمیر کئے۔ ایک مدت ان لوگوں کی حکومت اس شہر میں قائم رہی۔ دور دور از ملکوں سے علماء و شعراء ان کے دربار میں آئے جن میں ابن ہانی شاعر اندلیش بھی شامل تھا اس کے قصائد جو اس نے جعفر و یحییٰ کے شان میں لکھے تھے، معروف و مشہور ہیں۔

جعفر اور زیری بن سناد: جعفر اور زیری بن سناد کے درمیان بے حد عداوت تھی دونوں کی حکومت و ریاست کے بارے میں متعدد لڑائیاں ہوئیں جن کی وجہ سے زیری کو اس وقت جب وہ سرکشی و بغاوت زناتہ کی وجہ سے مغرب سے واپس آ رہا تھا سخت نقصان کا سامنا کرنا پڑا اس کے بعد جب معز نے ۳۰۲ھ میں قاہرہ آنے کا ارادہ کیا تو جعفر کو مسیلہ سے بلوایا۔ جعفر کو اس سے خطرہ پیدا ہو گیا چنانچہ اپنی فوج سمیت معز کے آنے سے پہلے زناتہ سے مل گیا، چنانچہ صہباجہ اور خلیفہ معز نے اس سے خط و کتابت کا سلسلہ منقطع کر دیا۔ جعفر نے زناتہ کو جمع کر کے معز کی مخالفت پر ابھارا اور خلیفہ مستنصر کی اطاعت کی ترغیب دی جسے ”زناتہ“ نے خوشی و رغبت کے ساتھ جعفر کی تحریک پر عملدرآمد کیا۔

زیری بن مناد کا قتل: اتنے میں زیری بن مناد پہنچ گیا اور اس نے ہنگامہ کارزار گرم کر دیا اتفاق سے اس میں ”زیری“ کو شکست ہو گئی اور لڑائی کے دوران امراء زناتہ سے کسی نے زیری پر تلوار چلائی زیری زخمی ہو کر گھوڑے سے گر پڑا اور قاتل نے لپک کر سراتار لیا۔ جنگ کے بعد جعفر نے زیری کے سر کو چند امراء زناتہ کے ساتھ خلیفہ مستنصر کی خدمت میں بھیج دیا۔ خلیفہ مستنصر نے ان لوگوں کی بے حد عزت افزائی کی اور زیری کے سر کو عبرت کے لئے قرطبہ کے بازار میں لٹکا کر دیا۔ اس واقعہ سے یحییٰ بن علی کی مستنصر کے دربار میں قدر و منزلت بڑھ گئی اور جعفر کو بنظر قدر افزائی و رہبر خلافت میں حاضر ہونے کی اجازت دی۔

جعفر کا قرطبہ میں فرار: چند دن زمانہ کو یہ خبر مل گئی کہ ”یوسف بن زیری“ اپنے مقتول باپ کے خون کے بدلہ لینے کی تیاری کر رہا ہے چنانچہ وہ کمزور طبیعت کے وجہ سے گھبرا گئے اور مقابلہ سے جی چرانے لگے عوام کا کیا ذکر ہے روماء اور امراء زناتہ بھی فتنہ و فساد کی وجہ سے اپنے اپنے والے

حریف کے مقابلے سے عاجز مجبور ہو گئے اس سے جعفر کو خطرہ پیدا ہو گیا۔ کشتیوں پر مال و اسباب حشم، خدم، اور جس قدر خزانہ شاہی تھا اس کو وٹ کر کے دریا کے راستے دارالخلافہ قرطبہ چل دیا جعفر کے ساتھ بڑے بڑے امراء و زانات جو اندلس امویہ کے مطیع اور حامی تھے قرطبہ آ گئے تاج دار دوست امویہ ان لوگوں سے عزت و احترام ملا۔ انعامات دیئے اور توقیر و عزت سے ٹھہرایا۔ جب ایک مدت کے بعد یوسف بن زیری کا طوفان بدتمیزی ختم ہو گیا اور تمام علاقوں میں امن و امان کی ہوا چلنے لگی تو یہ لوگ واپس ہو گئے چنانچہ تاجدار دولت امویہ نے ان لوگوں کی عزت و احترام کے ساتھ رخصت کر دی۔ یہ لوگ اپنے اپنے دلوں میں دولت امویہ کی محبت اور حمایت لے کر واپس گئے۔

علی بن حمدون کی اولاد قرطبہ میں: واپسی کے وقت علی بن حمدون (گورنر زاب و سیلہ) کی اولاد ان لوگوں کے ساتھ شریک نہیں ہوئی اس نے مصیبتاً دارالخلافہ میں قیام کر دیا۔ خلیفہ وقت نے قدر افزائی کے لئے وزیروں کی جماعت میں ان لوگوں کو داخل کر لیا اور ان کو وہی جاگیریں اور وظائف عطا کئے جو وزراء کو دیئے جاتے تھے چنانچہ یہ لوگ باوجودیکہ اس گروہ میں نئے داخل ہوئے تھے مگر خلیفہ وقت کی قدر دانی کی وجہ سے حکومت کے پرانے حامیوں میں شمار کئے جانے لگے۔

قید و رہائی: اس کے تھوڑے دنوں کے بعد یہ واقعہ پیش آیا کہ علی بن حمدون نے دربار خلافت میں ایک دن کسی معاملے میں بحث و مباحثہ کرتے ہوئے آداب خلافت کا لحاظ چھوڑ دیا جس کی وجہ سے اس کی اولاد عتاب شاہی میں گرفتار ہو گئی قصر خلافت میں سب کو صوب کر کے قید کر دیا گیا۔ پھر چند دنوں کے بعد جب کہ خلیفہ "حکم" فالج میں مبتلا ہوا اور مغرب میں مردانیوں کا مطلع حکومت غبار آلود ہو چلا اور حکومت کو سرحدی حفاظت اور دشمنان خلافت سے مقابلے کی ضرورت محسوس ہوئی تو علی بن حمدون کی اولاد کو قید سے رہائی دے دی گئی۔ یحییٰ بن محمد بن ہاشم کو سرحدی مقامات سے طلب کیا گیا (فوش اور مغرب کا حاکم تھا) حاجب مصحفی نے رائے دی کہ جعفر بن علی بن حمدون مغربی علاقوں کی سرحد پر بھیجا جائے کیونکہ یہ ایک عرصے تک "زناتہ مغرب" کے ساتھ رہا ہے۔

حکومت پر تمکین: چنانچہ اولاد علی بن حمدون کی اولاد کو نکبت اور بدبختی سے باہر نکال کر عزت کی کرسی پر متمکن کر دیا گیا جعفر اور اس کے بھائی یحییٰ کو مغرب کی حکومت عطا کی گئی۔ شاہانہ خلعتیں دی گئیں۔ دونوں بھائیوں کو بے حد مال و اسباب دیا گیا۔ الغرض جعفر ۳۶۵ھ میں سرحدی علاقوں کے انتظام اور اس کے دشمنوں کے حملوں سے بچانے کے لئے مغرب کی طرف روانہ ہو گیا اور پہنچتے ہی بد نظمی دور کرنے کا زنا تہ کے حکمران ہی یقرن، معراہ اور رملہ نے حاضر ہو کر علم خلافت کی اطاعت قبول کر لی۔

منصور بن عامر: خلیفہ حکم کے مرنے کے بعد ہشام نے تخت حکومت پر قدم رکھا اس کے عہد خلافت میں منصور بن ابی عامر کے ہاتھ میں عنان حکومت تھی، اس نے اپنے زمانہ حکمرانی کے شروع میں سرحدی علاقوں میں۔۔۔ صرف سوتہ کے انتظام پر اکتفا کیا شاہی لشکر اور اراکین دولت کی توجہ اسی شہر کی طرف لگ رہی اہل علم و سیف کے قبضہ میں اس شہر کا انتظام دیا گیا۔ اس کے علاوہ دوسرے شہروں کی جانب سے راپرواہی برتی گئی۔ زناتہ کے حکمران بدستور علی بن حمدون کی اولاد کے زیر انتظام و نگرانی رہے خلعتیں اور انعامات دربار خلافت سے آتے رہے وفود کی آمد و رفت جاری و قائم رہی۔

جعفر بن علی بن حمدون: انہی واقعات کے دوران جعفر اور یحییٰ بن علی بن حمدون کے درمیان ان بن ہو گئی یحییٰ نے اپنے بھائی جعفر سے عیحدگی اختیار کر کے شہر بصری کو دبا لیا اور کثر امراء و سرداران لشکر کے ساتھ بصری چلا گیا اس کے بعد بنو غوطہ کی بدولت جعفر کا جہاز تباہی میں پڑ گیا۔ ذوبنے کے قریب پہنچ گیا تھا کہ محمد بن ابی عامر نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لیتے ہی جعفر کو اس کی مستعدی اور کارگزاری کی وجہ سے دارالخلافہ میں بواہا ۱۔۔۔ چونکہ اس سے پہلے جعفر کو خلیفہ حکم کو (تاجدار اندلس) کی بدولت اکثر مصائب کا سامنا کرنا پڑا تھا، اس لئے محمد بن ابی عامر کے حکم کی تعمیل میں ذرا تاخیر سے کام لیا، لیکن پھر کچھ سمجھ بوجھ کر ملک مغرب کی حکومت، اپنے بھائی کے لئے چھوڑ کر دریا کے راستے محمد بن ابی عامر کی جانب روانہ کیا جس وقت یہ دارالخلافہ میں پہنچا اس کی بے حد آؤ بھگت کی گئی۔ عزت و احترام سے شاہی محل میں ٹھہرایا گیا۔

بلکین کا حملہ اور پسپائی: بلکین نے ۱۳۶۹ھ مغرب پر فوج کشی کی، محمد بن ابی عامر نے قرطبہ سے فوجیں تیار کر کے بلکین کے مقابلے کی غرض سے جزیرہ کی جانب کوچ کیا، جعفر بن علی نے سبتہ کی حفاظت پر کمر ہمت باندھی، تاجدار اندلس نے ایک سواونٹ سامان جنگ سے مددے ہوئے محمد بن عامر کی کمک پر روانہ کئے، ملوک زبانتہ بھی اس کی پشت پناہی کے لئے پہنچ گئے، بلکین بے نیل و مرام واپس چلا گیا جیسا کہ آئندہ ہم تحریر کریں گے۔

جعفر کا قتل: اس واقعہ کے بعد محمد ابی عامر کسی معاملہ میں جعفر سے مشکوک و مشتبہ ہو گیا رفتہ رفتہ یہ شک اس حد تک بڑھا کہ محمد بن ابی عامر نے چند لوگوں کو جعفر کے قتل پر مقرر کر دیا جنہوں نے اس کے گھر میں گھس کر سن ۱۰۰۰ میں قتل کر دیا۔ اس کے بعد یحییٰ بن علی مصر چلا گیا اور عزیز باللہ کے محل میں ہذا عزیز باللہ نے انتہائی احترام سے ٹھہرایا چنانچہ ایک مدت تک اسی عزت و توقیر سے مصر میں مقیم رہا۔ چنانچہ جس وقت فلفل بن خرزون نے حاکم بامراندہ کے درو میں طرابلس کو صنبادیہ کے قبضہ سے نکالنے کی کوشش کی تو اس وقت خلیفہ حاکم نے جو فوجیں مرتب اور تیار کر کے طرابلس کی جانب روانہ کی تھیں، اس کی سرداری کا علم یحییٰ بن علی ہی کو عطا کیا تھا۔ مقام برقہ میں پہنچ کے بلالیوں میں سے بنو قرہ نے مزاحمت کی جس سے یحییٰ کی طاقت متفرق و منتشر ہو گئی اور مجبوراً مصر واپس آ گیا۔ اور وہیں ٹھہرا رہا اور پھر مصر ہی میں مر گیا (واللہ و ارث الارض و من علیہا و هو حیر الوارثین)

قرامطہ کے حالات جنہوں نے بحرین میں حکومت قائم کی تھی

اس دعوت کا اظہار نہ تو علویہ میں سے کسی نے کیا اور نہ طالبیوں میں سے کوئی شخص مدعی بنا۔ اس حکومت کے بانی مہانی خاندان اہل بیت سے مہدی کے اچھی ہوئے ہیں باوجودیکہ وہ دوبارہ مہدی باہم مختلف تھے جیسا کہ آئندہ ذکر کی جائے گا۔

قرامطہ کے بنیادی مبلغ: قرامطہ کی دعوت کا دار و مدار دو افراد پر تھا ان میں سے ایک کا نام فرج بن یحییٰ بن عثمان قاشانی تھا جو کہ فرج بن یحییٰ مہدی کے ایلچیوں میں تھا، ذکر ویہ بن مہر وہب کے لقب سے بھی ملقب کیا جاتا تھا یہ وہی شخص ہے جو سواد کوفہ میں، اور اس کے بعد عراق و شام میں اس مذہب کو پھیلانے والے اور حکومت قرامطہ کا بانی تھا مگر باوجود اس کی سعی کوشش حکومت و دولت کی بناء قائم نہ ہوئی۔ دوسرے کا نام ابوسعید حسن بن بہرام جنابی تھا۔ اس نے بحرین میں قرامطہ کا مذہب پھیلانے اور حکومت و ریاست کی بناء قائم کرنے کی کوشش کی اور اپنے ارادہ میں کامیاب ہو گیا یہاں پر اس کی اور اس کی آئندہ نسلوں کی حکومت قائم و جاری ہو گئی۔ بعض لوگوں نے اس کو فرقہ اسماعیلیہ کے ایلچیوں میں شمار کیا ہے جن کی حکومت و سلطنت قیروان میں تھی جیسا کہ آئندہ آپ پڑھو گے۔

قرامطہ کے عقیدے: قرامطہ کے اعتقادات اور مذہبی مسائل نہایت مضطرب، متخل اور شریعت حقہ اسلام کے منافی و مخالف ہیں سب سے پہلے ۸۷۸ھ میں ایک شخص سواد کوفہ میں ظاہر ہوا۔ بظاہر زہد و ورع، طہارت اور عبادت کا بہت پابند تھا، اس کا یہ زعم تھا کہ میں مہدی موعود کی حکومت کا ایلچی ہوں، چنانچہ بہت سے لوگ اس کے متبع بن گئے یہ خود کو قرامطہ کے لقب سے ملقب کرتا تھا، جو شخص اس کی جماعت میں شریک ہوتا تھا اس

۱ اصل کتاب میں اس قدر جہد خالی ہے، من مترجم۔ ۲ قرامطہ کے بارے میں سیر حاصل معلومات کے لئے دیکھیں علامہ ابن کثیر کی (مہدایۃ والنہایۃ جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۶۱ و ۶۲) جو حسن شعری کی مقامات الاسلامین مطبوعہ قاہرہ سن ۱۹۵ (علامہ ابن حزم اندلسی کی (الفصول فی الملل والنحل) اور (اسی کتاب پر لکھا ہوا علامہ شہرستان کا حاشیہ مطبوعہ مکتبہ مثنیٰ بغداد) و حسن بن یوسف اٹکلی کی (الافعیین فی الملتہ امیر المؤمنین، مطبوعہ نجف سن ۱۹۵۳ء) اور علامہ محمد بن جریر طبری کی (تاریخ الرسل والملوک مطبوعہ دار معارف مع طبقہ لندن) نام غزالی کی (فیصل التفرقة بین الاسلام والزندقة، مطبوعہ قاہرہ ۱۹۶۱ء)۔ ۳ علامہ ابن الجوزی نے اپنی کتاب (القرامطہ صفحہ نمبر ۲۹، مطبوعہ نشر المکتب الاسلامی بیروت) میں لکھا ہے ان کے قرامطہ کہلائے جانے کے بارے میں چھ اقوال ہیں۔ (پہلا قول) یہ قرامطہ کے نام سے اس لئے مشہور ہوئے کیونکہ انہیں سب سے پہلے اس سے محبت کے بارے میں بتائے گئے کہ نام محمد المظفر موطع تھا اور یہ کوفہ کا رہنے والا تھا۔ (دوم) ان کے سردار (جو سواد کوفہ کا رہنے والا تھا اور غالباً قبیلہ انباط کا تھا) کا لقب قرامطہ تھا چنانچہ اس کی طرف اس کی نسبت ہو گئی۔ (سوم) قرامطہ اسماعیل بن جعفر بن محمد الصادق اپنے والد کی زندگی میں جوانی عمری میں ہی وفات پا گئے تھے۔ اور انہوں نے اپنے والد سے کوئی حدیث روایت نہیں کی۔ (یہ یاد رہے کہ یہ اسماعیل بن جعفر صادق وہی ہیں جن کے چھوٹے بھائی موسیٰ کاظم شیعوں کے ساتویں امام ہیں۔ شیعہ پہلے ان ہی کی امامت کے قائل تھے۔ لیکن ان کی جوانی ہی میں وفات کی وجہ سے شیعہ حضرت موسیٰ کاظم کی امامت کے قائل ہو گئے۔ اور یہ عقیدہ گھڑ لیا کہ (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ بھول گئے تھے، اس لئے (بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۰)

سے ایک دینار امام موعود کے لئے لیتا تھا اس جماعت پر بہت سے نقیب مقرر کئے تھے حواریوں کے نام سے یاد کرتا تھا لہذا ہزاروں مسلمان اس فتنہ میں مبتلا ہو گئے گورنر کوفہ نے اس کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا مگر چند دن کے بعد محافظوں کی غفلت سے بھاگ گیا پھر کوئی خبر نہ ملی کہ یہ ہوا۔ اس سے اس کے تبعین اور فتنہ میں پڑ گئے۔ بعضوں نے ان میں سے یہ خیال جمایا کہ یہ وہی شخص ہے جس کی بشارت احمد بن محمد بن حنفیہ نے دی تھی اور یہ احمد نبی تھا۔ اس مذہب نے سواد میں بے حد ترقی کی۔

قرامطہ کی کتاب اور نماز: ان لوگوں میں ایک کتاب کی تلاوت کی جاتی ہے جس کے بارے میں ان کا یہ خیال ہے کہ اس کو مہدی کا ایلی لایا تھا اس کتاب میں نماز کی ترکیب یوں لکھی ہے

”بسم اللہ“ کے ہر رکعت میں ان فقرات کو پڑھے (فرج بن عثمان کہتا ہے کہ)

”الحمد لله بكلمته وتعالى باسمه المتخذ ❶ لا وليا به باولياته قل ان لاهلة“ ”مواقیت للناس طاهر هاليعلم عدد السنين والحساب والشهور“ ”والایام وباطنها اولیای الذین عرفوا عبادى سبیلی اتقونی یا اولی الالباب وانا الذی لا اسال عما افعل وانا العیلم الحکیم وانا“ ”الذی ابلو عبادى واستخیر ❷ خلقی فمن صبر علی بلائی ومحنتی واختیاری“ ”القیته فی جنتی واخلدته فی نعمتی ومن زال عن امری وكذب رسلی اخلدته مهاناً فی عذابی واتممت اجلی واظهرت علی السنته رسلی“ ”فانا الذی لا یتکبر علی بعبار الا وضعته ولا عزیز الا ذله ❸ ابلیس“ ”فلیس الذی اصر علی امره دام علی جهالته وقال لن نبرح علیه“ ”عاکفین وبه مومنین اولئک هم الکافرون“

اس کے بعد رکوع کرے اور رکوع میں دوبار ”سبحان ربی ورب العزرة تعالیٰ عما یصف الظالمون“ پڑھے پھر سجدہ کرے اور سجدہ میں ”اللہ اعلیٰ“ دوبار اور ایک بار ”اللہ اعظم“ کہے سال میں دو دن روزے رکھے ایک دن مہرجان میں دوسرا یوم نیروز میں نبیز کا پینا حرام تھا۔ شراب حلال تھی، جنابت (ناپاکی) میں بجائے غسل کے وضو کر لینا کافی تھا۔ سارے دم دار اور پنچہ دار چانوروں کا کھا ناجرام تھا جو شخص اس مذہب کا مخالف ہو اور برسر جنگ آئے اس کا قتل واجب اور جو شخص برسر جنگ نہ آئے اس سے جزیہ لیا جائے اس کتاب میں اسی قسم کے مسائل اور دعاوی شیعہ ایک دوسرے کے مخالف مسائل جس سے ان کا کذب محض ہونا روز روشن کی طرح معلوم ہوتا ہے تحریر ہے۔

قرامطہ کے عقائد کی بنیاد: اس گروہ کو جس بات نے ایسے خرافات پر مبنی مذہبی خیالات قائم کرنے پر ابھارا تھا وہ شیعہ کی روایات مشہورہ میں

❶ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۸۹) پر متخذ کے بجائے المنجد تحریر ہے (صحیح)۔ ❷ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۸۹) پر یہ عبارت اس طرح ہے واستخیر خلقی فمن صبر علی بلائى ومحنتی واختیارى، یعنی استخیر کی جگہ استخیر اور اختیاری کی جگہ اختیاری تحریر ہے (صحیح)۔ ❸ اصل کتاب میں اس قدر جگہ خالی ہے۔ من مترجم۔

(گزشتہ حدیث) اسماعیل کو امام مقرر کیا تھا۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ کو یاد آیا کہ اصل میں امام موسیٰ کاظم کو مانا تھا۔ تو موسیٰ کاظم کو امام بنا دیا اور اسی اسماعیل کی وفات ہوئی۔ چنانچہ شیعوں کا آج بھی مسلمہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بھول چوک ہو سکتی ہے۔ یکسے معتبرات شیعہ اصول کافی، اصول کلینی، ملاحقہ مجلسی کی حق الیقین وغیرہ۔

دوسری طرف شیعوں کا ہی ایک گروہ اس بات پر قائم رہا کہ نہیں بلکہ اصل امام تو اسماعیل بن جعفر صادق ہی ہیں لیکن دنیا سے پردہ فرما گئے ہیں۔ آغا خان کے نام سے جاے جاتے ہیں اور ان کے دینی رہنما پرنس کریم آغا خان فرانس کے شہر پیرس میں (paris) میں مقیم ہیں۔ (جو تھا قول) ان کا کوئی داعی کرمیہ نامی کسی شخص کے پاس ٹھہرا تھا، جب وہاں سے جانے لگا تو اسے بھی اپنے مذہب میں داخل کر لیا اور قرامطہ بن اشعب کا لقب دیا وہیں سے یہ اس لقب سے مشہور ہوئے۔ (پانچواں قول) ان کے بعض داعی کرمیہ نامی ایک شخص کے پاس ٹھہرے تھے، جب وہاں سے چلے گئے تو اسی شخص کی نسبت سے جانے پہچانے لگے پھر جب یہ لفظ کرمیہ لوگوں کی زبانوں پر چڑھا تو کرمیہ قرامطہ ہو گیا۔ (چھٹا قول) ان کے داعیوں میں سے کسی کا نام حمدان بن قرامطہ تھا جو کوفہ کے عبادت گزار لوگوں میں سے سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ یہ لوگ اسی شخص کی نسبت سے مشہور ہوئے۔

جو مہدی کے بارے میں احادیث کی صورت میں بیان کی جاتی ہیں اور جن کی تخریج کے اسباب و خلل پر ہم نے مقدمہ تاریخ ”باب الفہمی“ میں تہدید ہے چنانچہ قرامطہ، مہدی اور اس کی دعوت کی طرف کچھ ایسا گرویدہ ہوا ہے کہ جس نے مہدویت کا دعویٰ کیا، دل و جان سے سچائی کے ساتھ اس کے معین و مددگار بن گئے اگرچہ وہ اپنے استحقاق و دعویٰ میں جھوٹا رہا ہوا، اور بعضوں نے اس کی بناء محض کذب اور افتراء پر دنیا کمائے کی غرض سے قمار کھیلا ہے۔ ...

یحییٰ بن فرج: کہا جاتا ہے کہ یحییٰ بن فرج ”صاحب زنج“ کے قتل کے بعد ظاہر ہوا تھا اور امان حاصل کر کے اس کے پاسے گیا تھا اور یہ ظاہر یہ تھا کہ میرے قبضہ میں اس وقت ایک لاکھ تلواریں ہیں منظرہ کر لیں، عجیب نہیں کہ ہم اور تم ایک مذہب کے پابند ہو جائیں اور ایک دوسرے کا معین و مددگار بن جائے، مگر اتفاق سے دونوں میں مخالفت ہو گئی قرامطہ (یحییٰ بن فرج) واپس آ گیا یہ کہ خود کو ”قائم بالحق“ کے لقب سے مقرب کرتا تھا اور بعضوں کا یہ خیال ہے کہ یہ از ارقہ خوارج کا مذہب رکھتا تھا۔

قرامطہ کی روک تھام کی کوشش: الفرض جب اس مذہب کا شیوع اور اس کے متبعین کی کثرت ہوئی تو احمد بن طائی حاکم کوفہ نے اس کی روک تھام کی غرض سے پیش قدمی کی اور فوجیں تیار کر کے قرامطہ پر حملہ کر دیا، جس سے قرامطہ منتشر ہو گئے اور متواتر حملوں اور مسلسل تعاقب کی وجہ سے اکثر لوگ نیست و نابود ہو گئے۔

قرامطہ کے سردار کا فرار: سردار قرامطہ نے بھاگ کر قبائل عرب میں جا کر دم لیا اور ان لوگوں کو اپنے مذہب کی تعلیم دینے لگا مگر کسی نے اسے توجہ نہ دیا مہذب کو قبول نہ کیا اس وقت یہ ایک چھیل میدان کے باؤلی میں چھپ گیا جس کو اس نے خود اسی غرض کے لئے بنایا تھا، اس باؤلی کا دروازہ ہو ہے کا تھا، دروازہ کے پہلو میں تور تھا تا کہ ڈھونڈنے والے کو یہ گمان بھی نہ ہو کہ کوئی شخص اس باؤلی میں ہے اس باؤلی میں روپوش ہونے کے بعد اس نے اپنے بیٹوں کو قبیلہ ”کلب بن دیرہ“ کے قبیلہ میں گئے اور آہستہ آہستہ اپنے مذہب کو پھیلانے اور اس کی تعلیم دینے لگے، یہ تین افراد تھے یحییٰ، حسین و علی۔ قبیلہ کلب بن دیرہ کی کسی شاخ نے اس مذہب کو قبول نہ کیا مگر بنو قلیس بن صمضم بن علی بن جناب ان کے دام تزویر میں آ گئے اور یحییٰ کے ہاتھ پر اس خیال سے بیعت کر لی کہ یہ یحییٰ بن عبد اللہ بن محمد بن اسماعیل امام ہے ”ابوالقاسم“ اس کی کنیت رکھی گئی اور شیخ کا لقب دیا گیا تھوڑے دنوں کے بعد اس نے اپنا نام تبدیل کر دیا اور یہ ظاہر کیا کہ میں محمد بن عبد اللہ ہوں مگر مصلحتاً اس نام کو چھپاتا تھا اور یہ کہ میری ناقہ من جانب اللہ، مور ہے جو شخص اس کی اتباع کرے گا وہ کامیاب ہوگا سبک (یاشیل) خلیفہ معتضد کے غلام نے قرامطہ پر فوج کشی کی اور پہلے ہی حمصہ میں ناکام ہو کر پسپا ہو گیا ورنہ دور ان مارا گیا۔

خلیفہ اور قرامطہ کی گفتگو: جنگ کے بعد دربار خلافت میں پیش کئے گئے خلیفہ نے قیدیان قرامطہ کو منیٰ طب کر کے کہا ”کیا تمہارا یہ اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی روح اور اس کے انبیاء کرام کی رو میں تم میں حلول کر گئی ہیں جس کی وجہ سے تم لوگ خطا و لغزش سے معصوم رہتے ہو اور اعمال صالحہ کرنے کی توفیق ہوتی ہے؟ قرامطہ کے سردار نے جواب دیا ”مجھے تعجب ہے کہ آپ کو اس گفتگو سے کیا حاصل ہوگا؟ اگر مجھ میں شیطان کی روح حلول کر گئی ہے تو اس سے آپ کو کیا فائدہ؟ اور جس کے تذکرہ سے کوئی فائدہ نہ پہنچے اس کو چھوڑ دیجئے اور اس طرف توجہ کیجئے جس میں کچھ نہ نہ ہو“ خلیفہ نے ارشاد کیا ”اچھا تم ہی مطلب کی بات کرو“ قرامطہ کا سردار بولا ”رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی اس حال میں کہ تمہارے مورث اعلیٰ عباس بن عبد المطلب زندہ تھے مگر انہوں نے حکومت و خلافت کی تمنا نہیں کی اور نہ کسی نے ان کے ہاتھ پر امارت و حکمرانی کی بیعت کی اس کے بعد حضرت ابو بکر کا انتقال ہو انہوں نے جب عمر کو اپنا جانشین بنایا اور حضرت نے حالانکہ عباس بن عبد المطلب جو اس وقت موجود اور ان کی آنکھوں کے سامنے تھے نہ تو ان کو اپنا ولی عہد بنایا اور نہ اس باب شوریٰ میں شامل کیا۔ اس باب شوریٰ صرف چھ بزرگ تھے، جس میں قریب اور دور کے رشتہ دار تھے ان لوگوں نے بھی تمہارے دادا کو منتخب نہیں کیا پھر فرمائیے کہ کس ذریعہ سے آپ خلافت و امارت کے مستحق بن گئے“ خلیفہ معتضد نے اس کا کوئی جواب نہ دیا بلکہ اپنے

البتہ ① صدقہ سے چھیڑ چھاڑ نہیں کی کیونکہ ان کے اور ان کے اور بنی المرسی کے درمیان رشتہ علویت تھا۔ پھر بنی زیاد بن بید کے باقی مہینے اور یمن کے نواح میں اس کی صورت آئی۔

ذکر وہ کا خطہ انہی واقعات کے دوران علی کے باپ ذکر وہ نے بنی قلیص کے پاس جنہوں نے سادہ ② میں ایک مدت سے رہائش اختیار کر لی تھی عبداللہ بن سعید "ابوغانم" خط دے کر ۳۹۳ھ میں روانہ کیا اس خط میں لکھا تھا کہ بنی بذر یحیٰ جی معلوم ہوا ہے کہ صاحب الشہدہ (حسین موسوم بہ احمد) اور اس کا بھائی سبکی "شیخ عنقریب دوبارہ آنے والا ہے اور ان کے بعد امام زماں ظاہر ہوں گے اور تمام روئے زمین کو عدل و انصاف سے معمور کر دیں گے" چنانچہ ابوغانم نے قبیلہ کلب میں پہنچ کے ان خیالات کو پھیلایا اور ان لوگوں کو مذہبی سپاہی بنا کر شام کا رخ کیا، پہلے بصرہ کو لوٹا اور اس کے بعد اذرعہ کی پامالی کی جانب بڑھا اور اس کو بھی پامال کر کے دمشق پر اتر آ۔

ابوغانم کی کامیابیاں: ان دنوں دمشق کی عنان حکومت احمد بن کیفلیخ ③ کے قبضہ اقتدار میں تھی اگرچہ اتفاق سے احمد دمشق میں موجود نہ تھا۔ بلکہ خبیثی ④ کی بغاوت و سرکشی کی وجہ سے شاہی لشکر کی کمک کے لئے مصر گیا ہوا تھا مگر اس کے نائبوں نے نہایت مستعدی و ہوشیاری سے ابوغانم کا مقابلہ کیا اور اس کو مار بھگا دیا۔ اس کے ساتھ مارے گئے باقی ماندہ ابوغانم کے حاکم اس دن مقابلہ نہ کر سکا اور مارا گیا۔ اس سے ابوغانم کے حوصے بڑھ گئے اور وہ طبریہ کی طرف بڑھا۔ اور اس کو بھی لوٹ لیا۔ در باخلافت میں ان واقعات کی خبر پہنچی تو خلیفہ ملکنی نے ایک عظیم لشکر بصرہ و افسری حسین بن حمدان باغیوں کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ ابوغانم کے یہ خبر سن کر ساوہ کی جانب بھاگ گیا۔ شاہی فوج نے تعاقب کیا اور ہزاروں قرمطی پیاس کی شدت سے مر گئے بالآخر حسین ان لوگوں کو گرفتار کر کے رجبہ کی جانب واپس لوٹا، وہ بیان کیا جاتا ہے کہ شاہی لشکر نے ابوغانم کو گرفتار کر کے قتل کر دیا تھا۔ جس سے اس کی طاقت منتشر ہو گئی یہ واقعہ ۳۹۳ھ کا ہے۔

ذکر وہ کا ظہور و قتل: ان واقعات کے بعد قرامطہ متحد ہو کر گھاتی کی طرف گئے جہاں پر ذکر وہ بیس سال سے چھپ ہوا تھا اور اس کو گھاتی سے نکال کر ہار لائے۔ اطراف و جوانب کے اہلچی جو اس کے مذہب کی تعلیم اور تلقین کرتے تھے وہ سب بھی آ کر اس پاس جمع ہو گئے، چنانچہ ذکر وہ نے ان پر اپنی جانب سے احمد بن قاسم بن احمد کو اپنا نائب مقرر کر دیا۔ اور لوگوں کو ان کے وہ فرائض و حقوق بتائے جو ان پر واجب تھے اور نیز یہ بھی ہدایت کی کہ ان کی دینی اور دنیوی کامیابی اسی میں ہے کہ یہ لوگ اپنے امیر کے دائرہ اطاعت سے ذرا بھی قدم باہر نہ نکالیں ان وعدوں کے ثبوت میں ذکر وہ نے آیات قرآنی پیش کیں جن کے معانی و مطالب میں خواہش کے مطابق تاویل و تحریف کی تھی۔ اتنی تعلیم کر کے ذکر وہ پھر روپوش ہو گیا۔ یہ بولگ اس کو سید کے نام یاد کرتے تھے، احمد بن قاسم سارے امور مذہبی اور سیاسی انجام دیتا تھا خلیفہ ملکنی نے ان کی سرکوبی کے لئے فوجیں روانہ کیں۔ قرامطہ نے ان کو سودا ہی میں پسپا کر دیا اور ان کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔

قرامطہ کی سفاکی: اس کے بعد قرامطہ حاجیوں کے لوٹنے کو بڑھے۔ حوان کی مانند ⑤ تاراج کرتے ہوئے "واقفہ" گھیر لیا۔ اہل واقفہ نے قلعہ بندی کر لی قرامطہ نے اس کے مضافات کے چشموں اور کنوؤں کے پانی کو خراب کر دیا دربار خلافت میں اس کی خبر پہنچی تو خلیفہ ملکنی نے ایک فوج بصرہ و افسری محمد بن اسحاق بن کنداج، قرامطہ کی گوشمالی کے لئے روانہ کی قرامطہ سے مذہبیز ہوئے کی نوبت نہ آئی لہذا بے نیل و مرام واپس آ گئی قرامطہ نے حاجیوں سے چھیڑ چھاڑ کی، حاجیوں نے باوجود یکہ تین دن کے بھوکے پیاسے تھے جی توڑ کر مقابلہ کیا لیکن قرامطہ کی بڑھی ہوئی قوت کا مقابلہ نہ کر سکے اور امن کی درخواست کر دی قرامطہ نے ان کو امن دے کر ان کا مال و اسباب لوٹ لیا اور جہاں تک ان لوگوں کی قوت نے ساتھ دیا حاجیوں کو تہ تیغ کیا ان حاجیوں کے مال و اسباب کے ساتھ سودا گروں اور بنی طونون کے قیمتی قیمتی

اسباب بھی تھے جن کو بنی طولون نے مصر سے مکہ کے راستے بغداد روانہ کیا تھا اس کے بعد قرامطہ نے باقی حجاج کا محض میں حصہ ویریا چنانچہ

① تصحیح و استدراک صحیح مفتی ثناء اللہ محمود۔ ② کوثر اور شام کے درمیان ایک علاقہ کا نام ہے، دیکھیں یا قوت حموی کی (معجم البلدان) ③ یہاں صحیح غلط غلط ہے، دیکھیں (مہدیہ دانشیہ جلد نمبر ۱۱ صفحہ نمبر ۱۰۰)۔ ④ یہ بنی طولون کا حامی تھا، (ثناء اللہ محمود)

ہزاروں بے گناہ حاجی مارے گئے اور ان کا مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔

قرامطہ کو شکست: خلیفہ مکتفی نے ایک بڑی فوج وصیف^۱ بن صوار تکین کی کمان میں روانہ کی، اس فوج میں نامی گرامی سپہ سالار بھیجے گئے تھے خنان کے راستے یہ فوج روانہ ہوئی، کوچ و قیام کرتی ہوئی قرامطہ تک پہنچ گئی۔ ایک دوسرے گتہ گیا دودن کی جنگ کے بعد شاہی فوج نے قرامطہ کو شکست دے دی اور ذکریہ قرامطہ کے سردار کے سر پر زخم کاری لگا جس کی وجہ سے وہ بھاگ نہ سکا اور گرفتار ہو گیا اور شاہی لشکر گاہ میں لایا گیا۔ ساتھ نائب احمد بن قاسم اس کا بیٹا اس کی بیوی اور اس کا سیکرٹری بھی گرفتار کر لیا گیا تھا۔ پانچ دن زندہ رہ کر چھٹی شب میں مر گیا۔ وصیف نے نامہ فتح کی خوشی خبری کے ساتھ اس کی نعش کو دار الخلافہ بغداد بھیج دیا خلافت مآب کے حکم سے نعش کو تو صلیب پر چڑھا دیا اور سر کاٹ کر خراسان میں ان حاجیوں کے اعزہ و اقارب کو دکھانے کے لئے روانہ کیا جن کو اس نے قتل کیا تھا اور لوٹا تھا۔ اس واقعہ سے قرامطہ کا بڑا گروہ صفحہ ہستی سے مٹ گیا جو بچھ باقی رہ گئے تھے انہوں نے شام کا راستہ لیا حسین بن حمدان کو اس کی خبر مل گئی۔ اس نے بھاگنے والوں پر حملہ کر دیا پورے ملک شام اور عراق میں ان کے قتل اور خونریزی کا بازار گرم ہو گیا، زمین باوجود فراخی کے ان پر تنگ ہو گئی یہاں تک کہ سب کے سب قتل کو ڈالے گئے یہ واقعہ ۳۹۳ھ کا ہے۔

بن جنابی کا اقتدار: ۳۸۱ھ میں یحییٰ بن مہدی نامی ایک شخص قطیف مضافات بحرین میں آیا اور یہ ظاہر کیا کہ میں امام زمان مہدی کا اچھی ہوں کا ایک خط لایا ہوں، عنقریب وہ خروج کرنے والے ہیں۔ علی بن معلیٰ بن حمدان بادی نے جو نہایت غالی شیعہ تھے شیعیان قطیف کو ایک جلسہ میں جمع کر کے مہدی کے اس خط کو پڑھ کر سنایا جس کو یحییٰ نے پیش کیا تھا۔ تھوڑے دنوں میں یہ خبر تمام مضافات بحرین میں پھیل گئی سب نے انتہائی خلوص و اطاعت شعاری سے اس خبر کو سنا اور امام زمان مہدی کے ساتھ بغاوت کے لئے تیار ہو گئے۔ انہیں لوگوں میں ابوسعید^۲ جنابی بھی تھا اس کا نام حسن بن بہرام تھا یہ ان لوگوں میں ایک سربراہ و درہ اور ممتاز شخص تھا۔

یحییٰ اور قیس کے قبیلے: اس کے بعد یحییٰ غائب ہو گیا، ایک مدت کے بعد مہدی کا ایک دوسرا خط لے کر آیا جس میں مہدی کی طرف سے ان لوگوں کا شکریہ ادا کیا تھا اور یہ لکھا تھا کہ ہر شخص چھتیس چھتیس دینار یحییٰ کو ادا کرے، ان لوگوں نے نہایت خوشی سے اس حکم کی تعمیل کی پھر دینار وصول کر کے یحییٰ چلا گیا۔ اس کے ایک مدت بعد ایک تیسرا خط لے کر پہنچا جس میں لکھا تھا کہ ہر شخص اپنے مال کا پانچواں حصہ امام زمان کے لئے یحییٰ کے حوالہ کر دے سب نے اس حکم کی بھی تعمیل کی اس کے بعد یحییٰ ان لوگوں میں رہنے لگا اور قبائل قیس میں آنا جانا شروع کر دیا۔

ابوسعید جنابی: ۳۸۳ھ تا ۳۸۶ھ میں ابوسعید جنابی نے بحرین میں اس دعوت کا اظہار و اعلان کیا اس پاس کے قرامطہ اور عرب دیہاتیوں کا گروہ اس کے پاس آ کر جمع ہو گیا۔ ابوسعید نے ان سب کو فوجی صورت میں مرتب کر کے قطیف سے بصرہ کی طرف کوچ کیا ان دنوں بصرہ کی حکومت احمد بن محمد بن یحییٰ واثق کے قبضہ میں تھی۔ احمد نے ابوسعید کی نقل و حرکت سے مطلع ہو کر بحکم خلافت مآب بصرہ کا شہر پناہ نئے سرے سے تعمیر کرایا، دربار خلافت سے عباس بن عمر غنوی والی فارس دو ہزار^۳ سواروں کی جمیعت کے ساتھ بصرہ پہنچانے کے لئے روانہ کیا گیا، یمامہ اور بحرین اس کو بطور جاگیر اس مہم کے سر کرنے کے صلہ میں عنایت ہوا تھا۔ چنانچہ عباس اور ابوسعید سے مڈبھٹھڑ ہوئی۔ میدان ابوسعید کے ہاتھ رہا۔ عباس شکست کھ کے بھگا پکڑ دھکڑ کے دروان گرفتار کر لیا گیا ابوسعید نے اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا، قیدیوں کو آگ میں جلادیا کچھ عرصہ بعد عباس کو رہا کر دیا عباس رہا ہو کر رملہ پہنچا اور وہاں سے بغداد کی طرف روانہ ہو گیا۔

ہجر پر قبضہ: اس کامیابی کے بعد ابوسعید نے ہجر پر حملے کا ارادہ کیا اور اس پر بھی کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا اس واقعہ سے اور عباس کی شکست

۱ وصیف بن صوار تکین ترکی، فصل بن موسیٰ بن بی، بشر خادم افشین اور رائق جزری جیسے نامی گرامی تجربہ کار شہسوار اس فوج کے ساتھ روانہ کئے گئے تھے، شاہی لشکر کا ایک بڑا گروہ اس معرکہ میں مارا گیا تھا یہ ۳۹۳ھ کا واقعہ دیکھیں (تاریخ ابوالفراء، جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۶۳) مطبوعہ قسطنطنیہ۔ ۲ اسے حربی بھی کہا جاتا تھا جیسا کہ خود اس نے کہا ہے کہ ہم حدیث کی طلب میں ایک قبیلے کے ساتھ کرخ میں رہا تو انہوں نے مجھے حربی کہا شروع کر دیا کیونکہ ان کے ہاں جو شخص جنگوں میں قنطرہ العقیقہ سے آگے نکل جاتا تھا اسے حربی کہتے تھے، دیکھیں (حدیث الصنۃ جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۴۰۵)۔ ۳ اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں ہے۔ من ترجم۔

سے اہل بصرہ میں بے حد اضطراب پیدا ہو گیا۔ بصرہ چھوڑ کر نکل جانے پر آمادہ ہو گئے مگر واثق (امیر بصرہ) کے روکنے سے رک گئے۔

ابن سعید کی تاریخ میں قرامطہ بحرین کے حالات، کلام طبری سے خلاصہ کر کے جیسا کہ اس نے لکھا ہے یہ ہے کہ قرامطہ کا ابتدا ۳۰۸ھ میں ہوا تھا واللہ اعلم۔

یوسف نے اپنے بڑے بیٹے سعید کو اپنا ولی عہد بنایا تھا پس یہی ①..... اس پر اس کے چھوٹے بھائی ابو طاہر سلیمان نے حملہ کیا اور اس کو قتل کر کے قرامطہ پر حکومت کرنے لگا عقد و نیہ نے بھی اس کی حکومت کی اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی اتنے میں عبید اللہ المہدی کا خط مشر حکومت ابو طاہر کی حکومت کے بارے میں آپہنچا جس ایک طرح کا اطمینان اس کو حاصل ہو گیا۔

ابو طاہر ۲۸۶ھ میں ابو القاسم قائم مصر پہنچا اور ابو طاہر قرامطی کو بلا لیا ابھی ابو طاہر نہیں آنے پایا تھا کہ مونس خادم نے ہم خیفہ کی طرف سے حملہ کر دیا۔ میدان مونس کے ہاتھ رہا ابو طاہر شکست کھا کے مہدیہ کی واپس چلا گیا، اگلے سال ۲۸۷ھ میں ابو طاہر نے بصرہ پر حملہ کیا اور اس کو خاطر پال تہہ برد کر کے واپس گیا اس سے دار الخلافہ بغداد میں بے حد تشویش پیدا ہوئی خلیفہ مقتدر نے شہر پناہ کے درست کئے جانے کا حکم صادر فرمایا جو وہی شہر پناہ کی مرمت مکمل ہوئی کہ ۳۱۱ھ میں ابو طاہر نے پھر بصرہ پر چڑھائی کر دی، بازاروں کو لوٹ لیا قتل و غارتگری سے بصرہ کو بھر دیا۔ جامع مسجد ویران ہو گئی اور ایک مدت تک اسی حالت میں پڑی رہی پھر ۳۱۲ھ میں ابو طاہر حاجیوں کے قافلے لوٹنے کے لئے نکلا اور غفست کی حالت جب ن پر حملہ آور ہوا شاہی سپہ سالار کریمیا، عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا مال و اسباب لوٹ کر بقیہ حجاج کو اسی چٹیل میدان میں چھوڑ کے بھڑک جانے واپس روانہ ہو گیا حاجیوں کا ایک بڑا گروہ پیاس کی شدت سے اسی میدان میں مر گیا باقی لوگ بہت مشکل سے بغداد پہنچے۔

عراق پر حملہ: ۳۱۴ھ میں ابو طاہر نے عراق کی طرف حملہ کیا سوا کو لوٹتا ہوا کوفہ میں داخل ہوا، بصرہ سے زیادہ اس کو تہہ و بردہ دیکھ۔ سی سن میں عقدانیہ اور اہل بحرین کے درمیان مخالفت ہو گئی ابو طاہر نے بحرین سے نکل کر شہر احسا ر تعمیر کرایا، اور اس کو ”مومنیہ“ کے نام سے موسوم کیا مگر یہ نام چلا نہیں اس کے علاوہ ور کسی نے اس نام سے اس کو یاد نہ کیا، اس شہر میں اس نے اپنے اور اپنے ساتھیوں کے لیے محل بنوائے تھے ۳۱۵ھ اس نے عمان پر قبضہ کر لیا ”ولی عمان“ دریا کے راستے فارس بھاگ گیا ۳۱۶ھ میں اس نے فرات کی جانب پیش قدمی شروع کر دی اور اس کے شہروں کو تاجاج کرنے لگا خلیفہ مقتدر نے آذربائیجان سے یوسف بن ابی الساج کو طلب فرما کے واسطہ کی حکمت عطا کی اور ابو طاہر سے جنگ کرنے کے لئے روانہ فرمایا۔ کوفہ کے باہر ابو طاہر اور یوسف نے صف آرائی کی، کامیابی ابو طاہر کو حاصل ہوئی یوسف کے دستے کی فوج شکست کھا گئی پکڑ دھکڑ کے دروان یوسف گرفتار کر لیا گیا اور اس سے دار الخلافہ میں اور زیادہ بے اطمینانی سی پھیل گئی۔

رجبہ اور جزیرہ کی تباہی: ابو طاہر اس واقعہ کے بعد کوفہ سے ابناء کی طرف روانہ ہوا۔ دربار خلافت سے اس کی روک تھام کے لئے فوجیں روانہ ہوئیں، مونس، مظفر، ہارون بن غریب الحال اس مہم کے سردار تھے۔ ہر چند ان لوگوں نے ابو طاہر کو روکے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوئے مجبوراً مونس وغیرہ بغداد کی جانب واپس چلے گئے اور ابو طاہر رجبہ کی طرف بڑھا۔ رجبہ کو کسی نے پامال کیا اور جزیرہ کو مسلسل اور متواتر خون مارنے سے ویران و خراب کر ڈالا ② اس کے بعد ہیئت اور کوفہ ہوتا ہوا برقعہ پہنچا اہل برقعہ نے شہر پناہ کے دروازے بند کر لیے اور قلعہ نشین ہو کر مدتوں لڑتے رہے۔ جزیرہ کے دیہاتی عربوں پر سامانہ خراج قائم کیا گیا جس کو وہ لوگ ہجر بھیجا کرتے رفتہ رفتہ قرامطہ کہ مذہب بنی سلیم بن منصور اور بنی عامر بن صعصعہ داخل ہو گیا۔ اور اس کے بعد ہارون بن غریب الحال نے دار الخلافہ بغداد سے ایک عظیم فوج کے ساتھ ابو طاہر کو ختم کرنے کے لیے خروج کیا، ابو طاہر نے یہ خبر سن کر میدانوں اور جنگلوں کا رستہ لیا ہارون کا قرامطہ کے ایک گروہ سے مذبحہ ہو گیا جس کو ہارون نے قتل کر دیا اور دار الخلافہ بغداد کی طرف واپس چل گیا۔

مکہ پر حملہ: ۳۱۷ھ میں ابو طاہر نے مکہ معظمہ حملہ کیا بے شمار حاجیوں کو قتل کیا تمام اہل مکہ کے گھر بار اور مال و اسباب کو لوٹ لیا، خندعہ کے دروازہ اور پر نالہ کو اکھڑ دیا۔ غلاف کعبہ کو اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا اور حجر اسود کو الٹا ③ کے واپس چلا گیا روانگی کے وقت اعلان کرتا گیا کہ آئندہ

① تاریخ اخبار قرامطہ صفحہ نمبر ۱۵ پر دو کے بجائے ایک ہزار سوار تحریر ہیں۔ ② تصحیح واستدراک مفتی ثناء اللہ محمود۔ ③ (سقاء الغرام جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۹۳) پر ذکر ہے کہ جزیرہ کو جعفر بن فدح نے ابو طاہر کے حکم سے اکھاڑا تھا، وہ پیر کا دن اور ذی الحجہ کی ۱۵ تاریخ تھی، اس کی جگہ بدھ کے روز ۱۰ ذی الحجہ (یوم النحر) ۳۳۹ھ میں نصب کیا گیا۔

جج میرے یہاں ہوا کرے گا۔

حجر اسود کی واپسی: اس قیامت خیز سانحہ کی اطلاع عبید اللہ المہدی کو پہنچی تو اس نے قیران سے ڈانٹ کا ایک خط تحریر کیا اور بصورت مال و اسباب اور حجر اسود واپس نہ کرنے کی صورت میں جنگ کی دھمکی دی۔ ابوطاہر نے معذرت کی کہ مال و اسباب تو میرے قبضہ میں نہیں ہے لشکریوں کے استعمال میں ہے اور اس کا واپس ہونا دشوار ہے باقی رہا حجر اسود میں اس کو مکہ معظمہ میں پھر بھیج دوں گا چنانچہ ۳۳۹ھ میں جب منصور اسماعیل نے قیران سے اس کے واپس کرنے کے بارے میں بار بار خط و کتاب کی تو واپس کر دیا حالانکہ اس سے پہلے امراء حکومت جو زمانہ خلافت مستغنی میں امور سلطنت پر قضا اور سیاہ و سفید کرنے کے مالک و مختار تھے پچاس ہزار دینار سرخ حجر اسود کے واپس کرنے کے بدلے میں قرامطہ کو دے رہے تھے قرامطہ نے واپس کرنے سے انکار کیا اور یہ گھٹیا خیال قائم کیا کہ حجر اسود کو وہ لوگ اپنے امام عبید اللہ المہدی والی افریقہ کے حکم سے اٹھالائے ہیں اور اسی کے یا اس کے نائب کے حکم سے اس کو واپس کریں گے۔

الغرض ابوطاہر بحرین میں ٹھہرا ہوا عراق اور شام کو روانہ حملوں سے تباہ کرتا رہا یہاں تک کہ بغداد دمشق میں بنی طنج پر ابوطاہر نے سالانہ ٹیکس یا خراج مقرر کیا۔

ابو منصور احمد: ان واقعات کے بعد ۳۳۲ھ میں اکتیس سال حکومت کر کے ابوطاہر مر گیا بوقت وفات دس بیٹے چھوڑ گیا سب سے بڑا سا بور تھا، ابوطاہر کے بعد اس کا بڑا بھائی احمد بن حسن، قرامطہ کا سردار بنا بعض عقد نیہ نے اس کی مخالفت کی اور سا بور بن ابوطاہر حکومت ورداری کی طرف مائل ہوئے چنانچہ اس پارے میں قائم (والی افریقہ) کو لکھا۔ اس نے ابوطاہر کے بھائی احمد کی حکومت تسلیم کی اور یہ تحریر کیا کہ اس کے بعد سا بور حکمران بنایا جائے گا۔ اس تحریر کے مطابق حکومت احمد کے قبضہ میں رہی، قرامطہ اس کو ابو منصور کی کنیت سے یاد کرتے تھے اس نے حجر اسود کو مکہ معظمہ واپس کیا تھا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔

سا بور کا قتل: اس کے بعد سا بور نے اپنے چچا ابو منصور کو اپنے بھائیوں کو سازش سے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا یہ واقعہ ۳۵۸ھ کا ہے پھر اس کے بھائیوں نے اس پر حملہ کیا اور ابو منصور کو جیل سے نکال لائے، ابو منصور نے جیل میں سب سے پہلے سا بور کو قتل کیا پھر اس کے بھائیوں اور تمام حمایتیوں کو ایک ایک کر کے جزیرہ اوال کی طرف جلا وطن کر دیا اس دوران ۳۵۹ھ کا دور آ گیا اور ابو منصور کا انتقال ہو گیا کہا جاتا ہے کہ سا بور کے حمایتیوں نے اس کو زہر دے دیا تھا۔

اعصم قرمطی: ابو منصور کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا ابو علی حسن بن احمد جس کا لقب ”اعصم“ یا بروایت بعض اغنم تھا نے حکومت پر قدم رکھا اس کا دور حکومت زیادہ دنوں تک نہ رہا، اس کے بڑے بڑے واقعات ہیں اس نے ابوطاہر کے بیٹوں کے ایک گروہ کو جلا وطن و شہر بدر کیا تھا بیان کیا جاتا ہے کہ جزیرہ اوال میں ابوطاہر اولاد اور اس حمایتی تقریباً تین سو جمع ہو گئے تھے اعصم نے بنفسہ خود جج بھی کیا تھا اور حاجیوں کے قافلوں سے کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ نہیں کی تھی اور خیفہ مطیع کے خطبہ پڑھنے جانے پر ناپسندیدگی کا اظہار بھی نہیں کیا۔

قرامطہ اور معز علوی کی جنگ: جس وقت معز لدین اللہ علوی کے سپہ سالار ”جوہر“ نے مصر پر اور جعفر بن فلاح کتانی نے دمشق پر قبضہ کر لیا تو حسن جس کا لقب اعصم تھا نے وہ خراج یا سالانہ ٹیکس مانگا جو اس کو والی دمشق ادا کیا کرتا تھا اہل دمشق اور دمشق کے نئے گورنر نے دیئے سے انکار کیا اس سے نوبت جنگ پر پہنچ گئی خیفہ معز نے حسن کو ڈانٹ بھرا خط تحریر کیا، ساتھ ہی اس کے حمایتیوں ابوطاہر قرمطی کو یہ کہا کہ حکومت پر ابوطاہر کی اولاد کو میں قابض کر دوں گا۔ کسی ذریعہ سے حسن کو اس کی خبر مل گئی حسن نے ۳۶۰ھ میں علم خلافت علویہ سے منہ موڑ کر خیفہ مطیع عباسی کے نام کا خطبہ اپنے مقبوضہ علاقوں میں پڑھنا شروع کیا اور خلافت عباسیہ کے اتباع میں سیاہ کپڑے پہنے اس کے بعد فوجیں آ راستہ کر کے دمشق پر حملہ کیا، جعفر بن فلاح دمشق کا گورنر مقابلہ پر آیا گھمسان کی جنگ ہوئی میدان حسن کے ہاتھ رہا جعفر کی فوج کو شکست ہوئی پکڑ دھکڑ کے دوران جعفر مارا گیا اور حسن کامیابی کے ساتھ دمشق میں داخل ہوا اہل دمشق کو امان دی۔ مالی اور فوجی انتظام کر کے مصر کی طرف بڑھا۔

خلیفہ معز اور بنو طاہر۔ ان دنوں مصر میں جو ہر سپہ سالار معز حکمرانی کر رہا تھا۔ ایک مدت تک حسن نے محاصرہ کئے رہا محاصرہ کے دوران عرب فوج اس سے بگڑ گئی اور اپنی طرف کا محاصرہ اٹھالیا مجبوراً حسن بھی محاصرہ اٹھا کے شام کی جانب روانہ ہو گیا کوچ و قیام کرتا ہوا پہنچا خلیفہ معز نے حسن کو دھمکی دی ڈانٹ بھرا کا خط تحریر کیا اور اس کو قرامطہ کی سرداری سے معزول کر کے بنی طاہر کو مقرر کیا لہذا بنی طاہر نے جزیرہ اوال سے نکل کے غیر حاضری کے زمانے میں احساء کو تاراج کیا، جوں ہی دربار خلافت بغداد میں یہ خبر پہنچی خلیفہ طائع عباسی نے بنی طاہر کو تحریر کیا کہ دائرہ اطاعت سے قدم باہر نہ نکالو اور اپنے چچا زاد بھائیوں کے ساتھ محاصمانہ برتاؤ کرنے سے باز آؤ۔ اس فرمان کے روانہ کرنے کے بعد خلیفہ طائع نے اپنے ایک معتمد عبیدہ کو بھی ان لوگوں میں صلح کرانے کے لئے بھیجا مگر نتیجہ کچھ نہ ہوا۔

بلیس۔ ان واقعات کے بعد حسن نے سرشام حملہ کیا مدتوں قرامطہ اور مغربی فوج سے جنگیں ہوتی رہیں آخر کار جوہر نے حسن کے دستے کی عربی فوج کو بہت ساز و مال دے کے ملا لیا، عربی فوج نے حسن کو میدان جنگ میں دشمن کے مقابلے میں چھوڑ دیا حسن کو شکست ہوئی جوہر نے اس کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔

اس کے بعد خلیفہ معز افریقہ سے ۳۶۳ھ میں قاہرہ چلا آیا اور اپنی فوج کو تمام ملک شام میں دائرہ حکومت کے وسیع کرنے کے لئے پھیلا دیا لہذا معز کی فوج نے تھوڑی مدت میں ملک شام پر قبضہ کر لیا۔ حسن قرامطی اس سیلاب کو روکنے اٹھا اور انتہائی مردانگی سے خلیفہ معز کی فوج سے جنگ کرتا آخر کار کل ملک شام کو علم خلافت علویہ کی حکومت سے نکال لیا اور فوجوں کو نئے سرے سے مرتب و مسلح کر کے مصر کی طرف بڑھا۔ خلیفہ معز نے اس کو بروک تھام کے لئے اپنے بیٹے عبداللہ کو مقرر کیا مقام بلیس میں مدبھڑ ہوئی ایک سخت و خوریز جنگ کے بعد حسن کو شکست ہوئی اس کے ہزار ساتھی مارے گئے اور قید کر لئے گئے جن کی تعداد تین ہزار بتائی جاتی ہے حسن شکست کھا کر احساء کی جانب واپس ہوا اور خلیفہ معز نے بنی خراج امراء شام کو جو کہ قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے ان تمام ممالک پر جن پر کہ قرامطہ قابض ہو چکے تھے بہت سی جنگ اور محاصروں کے بعد اپنی طرف سے مقرر کیا۔ ۳۶۵ھ میں معز وفات پا گیا۔ حسن کو اس اتفاقی تبدیلی سے فائدہ اٹھانے کا موقع مل گیا فوجیں تیار کر کے ملک شام پر قبضہ کرنے اٹھ ہڑا ہوا۔

افسکین۔ افسکین ترکی، معز الدولہ بن بویہ کا خادم تھا جس وقت عضد الدولہ، بغداد میں داخل ہو رہا تھا اس وقت نخبیہ بن معز الدولہ کے مقابلہ میں افسکین ترکی کو شکست ہوئی تھی لہذا افسکین شکست کھا کے دمشق پہنچا۔ اہل دمشق نے ان دنوں ریان خادم کو جو معز علوی کی طرف سے حکمرانی کر رہا تھا حکومت دمشق سے معزول کر دیا تھا۔ اس وجہ سے اہل دمشق نے افسکین کو حکمران بنا دیا تھا۔ خلیفہ معز نے یہ خبر سن کر دمشق پر حملے کی تیاری کی اتفاق سے معز کی موت آگئی اور اس کا بیٹا عزیز مسند حکومت پر جلوہ گر ہوا، اس نے اپنی طرف سے جوہر کی اس مہم کے مکمل کرنے پر مقرر کیا۔ جوہر نے دمشق پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ افسکین نے حسن قرامطی کو یہ حالات لکھ بھیجے اور اس کو شام پر قبضہ کرنے کے لئے بلا بھیجا۔ اس وجہ سے حسن نے ۳۶۶ھ میں مصر کی وفات کے بعد شام کا ارادہ کیا جیسا کہ ابھی پڑھا آچکے ہیں۔

ابو سعید کی اولاد کی جلاوطنی: اس مہم میں حسن کے دستے میں افسکین بھی تھا پہلے ان دونوں نے رملہ کا محاصرہ کیا اور اس کو بزور تیغ جوہر کے قبضہ سے نکال لیا اس کے بعد عزیز نے خود ان لوگوں پر حملہ کیا اور اپنے پرزور حملوں سے ان کو پسپا کر دیا۔ پکڑ دھکڑ کے دروان افسکین گرفتار کر لیا گیا اور اعصم (حسن) نے بھاگ کر طبریہ دم لیا۔ پھر طبریہ سے احساء چلا گیا۔ اہل احساء اور نیز قرامطہ کو اس کا یہ فعل کہ اس سے خلافت عباسیہ کی اطاعت قبول کر لی تھی ناگوار گذار سب نے متفق ہو کر حکومت بنو ابوسعید جنابی کے قبضہ سے نکال لی اور اپنے گروہ میں سے دو افراد جعفر واسحاق کو حکومت کی کرتی پر بیٹھا یا ابوسعید جنابی کی اولاد جلاء وطن ہو کر جزیرہ اوال پہنچی اوال میں ابو طاہر قرامطی کی اولاد پہلے ہی سے مقیم تھی ان لوگوں کو احمد (ابو منصور) بن حسن اور اس کی اولاد سے فرت اور کشیدگی تو پہلے ہی سے تھی لہذا جو شخص ان میں سے یا ان کے حمایتوں میں سے جزیرہ اوال گیا اس کو ان لوگوں نے فوراً مار ڈالا۔

جعفر قرامطی اور اسحاق قرامطی: الغرض جعفر اور اسحاق بل کر قرامطہ پر حکمرانی کرنے لگے اور حکومت اپنے ہاتھ میں لیتے ہی خلافت علویہ کے

مطیع ہو گئے اور جنگ بنی ۱۰..... اور ۴۶۴ھ میں جعفر اور اسحاق نے دریائے فرات کے کنارے شکست دی ایک بڑا گروہ اس فوج کا کام آ گیا۔ قادیسیہ تک فتح مند گروہ شکست خوردوں کا تعاقب کرتا چلا گیا۔ پھر اس کے جعفر اور اسحاق میں مخالفت پیدا ہو گئی ہر ایک ریاست و حکومت سے اپنے ساتھی کو محروم کرنا چاہتا تھا۔ جس سے ان میں نفاق کا مادہ پیدا ہو گیا شیرازہ حکومت بکھر گیا۔ اتحاد صورت جاتی رہی یہاں تک کہ اصغر بن ابوالحسن ثعلبی کا دور حکومت آ گیا اور اس نے احساء کو ان کے قبضہ سے نکال کر ان کی حکومت کو ایسا کر دیا جیسے کبھی تھی ہی نہیں اس وقت سے پھر احساء میں خلیفہ عباسیہ کے نام خطبہ پڑھا جانے لگا یہاں پر اس کی اور اس کے علاوہ آئندہ نسلوں کی حکومت قائم ہو گئی۔

عرب حکمرانوں کی تاریخ جنہوں نے قرامطہ کے بعد بحرین پر حکومت کی:..... عرب قبیلے صوبہ بحرین میں عرب کا ایک بڑا گروہ رہتا تھا جن سے قرامطہ وقتاً فوقتاً بوقت ضرورت اپنے دشمنوں کے مقابلہ میں مدد طلب کرتے تھے اور اکثر جنگوں میں ان کی مدد سے کامیابی حاصل کرتے تھے بھی قرامطہ ان سے لڑ بھی جاتے تھے اور ان کے رشتہ مراسم و اتحاد کو ختم کر دیتے تھے عرب کے بڑے قبائل جو اس وقت بحرین میں مقیم تھے (۱) بنو عقیل اور (۲) بنو سلیم تھے اور ان میں بلحاظ کثرت و عزت بنو ثعلب سب سے بڑے تھے لہذا جس وقت قرامطہ کی حکومت کے بحرین میں قدم لڑ کھڑانے لگے اور جنابی کی حکومت ختم ہونے کے دوران ان کے اور بنی بوہا پس میں دشمن کے مستحکم ہو گئی اور یہ عداوت و مخالفت خلافت عباسیہ کی حکومت کی تحریک کے دنوں بہت معمولی تھی اس وقت بعض قرامطہ اور ان کے اکثر ایلچیوں نے اپنی حکومت و ریاست کو کمزور ہونے دیکھ کر علم خلافت عباسیہ کی اطاعت قبول کر لی۔ بنی مکرم نے عمان کے اکثر سرداروں کو ان خیالات میں اپنا ہم خیال بنالیا۔ اسی زمانہ میں اصغر بحرین پر قابض ہو گیا چنانچہ اس کی آئندہ نسلوں نے بذریعہ وارثت اس صوبہ کے حکمرانی کی اور بنی مکرم، عمان پر قابض ہو گئے۔

بنو سلیم کی بحرین سے جلا وطنی:..... بنو ثعلب اور بنو سلیم میں چل گئی بنو سلیم نے بنی عقیل کی مدد سے بنو سلیم کو بحرین سے نکال دیا بنو سلیم بحرین سے جلا وطن ہو کر مصر چلے گئے پھر مصر سے افریقہ کا راستہ لیا جیسا کہ آپ آئندہ پڑھیں گے۔

بنو عقیل کی جلا وطنی:..... پھر ایک مدت کے بعد بنی ثعلب اور بنی عقیل میں مخالفت پیدا ہو گئی۔ بنی ثعلب نے بنی عقیل کو بھی بحرین سے نکال دیا، عراق چلے گئے کوفہ اور اکثر عراقی علاقوں کے مالک بن بیٹھے۔ بحرین میں زمانہ دراز تک اصغر کی حکومت کا سکہ چلتا رہا جزیرہ اور موصل کو بھی اپنے دائرہ حکومت میں شامل کر لیا تھا ۴۶۸ھ میں اس عین "مضافات جزیرہ" میں بنی عقیل اور اصغر کی پھر جنگ ہوئی نصیر الدولہ بن مروان (والی میافارقین و دیاربکر) اصغر سے بگڑ گیا لہذا چاروں طرف کے سردار ملک کے جمع فوج کو فراہم کر کے اصغر پر حملہ کر دیا لیکن میدان کے ہاتھ رہا۔ اصغر نے نصیر الدولہ کو گرفتار کر لیا کچھ عرصہ بعد آزاد کر دیا اور مر گیا، بحرین کی حکومت اصغر کی آئندہ نسلوں کے قبضہ میں ہی یہاں تک کہ یہ کمزور ہو گئے اور ان کی حکومت کا شیرازہ درہم برہم ہو گیا۔

بنو عقیل کی بحرین واپسی:..... انہیں دنوں میں بنی عقیل کی حکومت بھی جزیرہ میں مضطرب اور کمزور ہو گئی تھی۔ اراکین حکومت سلجوقیہ نے ان کو جزیرہ سے نکال کے ان کے اصلی وطن بحرین کی طرف ان کو واپس بھگایا یہ وہ زمانہ تھا کہ بنی ثعلب بہت کمزور ہو گئے تھے اور ان کی حکمرانی کی مشین کے پرزے ڈھیلے ہو چکے تھے لہذا بنی عقیل نے ان کو دیا اور مغلوب کر دیا۔

بحرین کی موجودہ حکومت:..... ابن سعید نے لکھا ہے کہ میں نے اہل بحرین سے ۶۵۱ھ میں مدینہ منورہ میں پوچھا تھا کہ بحرین میں اب کس کی حکومت ہے؟ جواب دیا بنی عامر بن عوف بن عامر بن عقیل حکمرانی کر رہے ہیں اور بنی ثعلب ان کی رعایا ہیں۔ اور بنی عصفور جو انہیں میں سے ہیں امساء کے مالک و حکمران ہیں۔ اب ہم اس جگہ پر قرامطہ کے کاتبوں اور بحرین اور عمان کے شہر کی حدود بیان کرنا چاہتے ہیں کیونکہ یہ بھی قرامطہ کی تاریخ کے متعلقات میں سے ہے۔

۱ اصل کتاب میں اس جگہ پر کچھ نہیں لکھا ہے۔ (مترجم) فاضل مترجم کے پاس تاریخ ابن خلدون کا جو نسخہ تھا اس میں غالباً یہ جگہ خالی چھوڑ دی گئی تھی، لیکن ہمارے موجودہ تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۹۴) مطبوعہ بیروت دار احیاء التراث العربی میں ایسی کوئی علامت نہیں کہ جس سے یہ معلوم ہو کہ یہاں جگہ خالی تھی، یہ چھوڑ دی گئی تھی۔ (مترجم)

ابوالفتح حسین قرطبی۔ ابوالفتح حسین بن محمود معروف بہ کشاجم قرطیہ کا (سکر یڑی) تھانامی گرامی شعراء میں شمار کیا جاتا تھا۔ تقیمی نے۔ تہ اور جعفر نے زہرا الادب میں لکھا ہے کہ اس کی پیدائش میں ہوئی۔ قرطیہ کی ملازمت کی وجہ سے یہ مشہور ہوا تھا جیسا کہ پہلی نے ذکر کیا ہے اس کے بعد اس کا بیٹا ابوالفتح نصر، قرطیہ کا کاتب بنا اس کو بھی اس کے باپ کی طرف کفاجم کے لقب سے سب یاد کرتے تھے یہ اعصم قرطبی کا کاتب تھا۔

محل وقوع بحرین ۱ ایک ملک ہے جو اپنے شہر کے نام سے جانا جاتا ہے بعض مؤرخ اس کو ہجر کے نام سے بھی یاد کرتے ہیں جو اس ملک کا ایک دوسرا شہر ہے۔ اسی ملک کا حضرت یمنی ایک شہر تھا جس کو قرطیہ نے ویران کر دیا تھا اور اس کے بجائے احسا کو آباد کیا۔ اس ملک کی مسافت یک مہینہ کی ہے بحر فارس کے کنارہ بصرہ اور عمان کے درمیان میں واقع ہے اس کے مشرق میں بحر فارس ۲ ہے مغربی جانب اس کی یرمہ متصل ورتق سے شمال میں بصرہ ہے جنوب میں عمان سرسبز و شاداب ملک ہے ہر طرح کے میوے اور ترکاریاں ہوتی ہیں۔ گرمی زیادہ پڑتی ہے ریت کے سینے بھی ہیں تیز ہوا چلنے سے مکانات میں ریت بھر جاتی ہے۔ یہ ملک اقلیم ثانی سے ہے اور بعض حصہ اس کا اقلیم ثالث میں ہے۔

زمانہ جاہلیت میں اس کے حکمران: زمانہ جاہلیت میں یہ عبدالقیس اور بکر بن وائل قبیلہ ربیعہ کے قبضہ میں تھے، پھر فارس کے بادشاہوں نے اس پر قبضہ کر کے اپنی جانب سے منذر بن ساوی نیمی کو بطور گورنر کے مقرر کیا زمانہ اسلام کے شروع بنی حارودی اس کے حکمران بنے خلافت عباسیہ کے گورنر بھی ہجرت میں نہیں رہتے تھے، ابوسعید قرطبی نے تیس سال کے محاصرہ جنگ اور آتش زنی قتل کے بعد اس پر قبضہ کیا تھا اس کے بعد بنو ہاشم نے شہر احسا کی تعمیر کی، قرطیہ کی حکومت ایک مدت تک مسلسل قائم رہی۔ بعد میں بنی ابوجسن بن ثعلب کے قبضہ میں اس کی حکومت گئی پھر بنو عامر بن عقیس حکمران بنے ابن سعید کہتا ہے کہ ان دنوں ان لوگوں میں سے اس کی حکومت بنو عصفور کے ہاتھ ہے۔

احساء: احساء کی تعمیر ابوطاہر قرطبی نے تیسری صدی میں کی تھی۔ چونکہ اس ملک میں اونٹوں کی چراگاہیں اور ریگستان میں پانی کے چشمے بکثرت ہیں اس وجہ سے اس کو احساء کے نام سے یاد کیا۔ یہاں پر قرطیہ کی حکومت تھی اسی مقام سے قرطیہ نکل کر اطراف شام، عراق، مصر و حجاز میں پھیلے تھے اور شام و عمان پر قابض ہوئے تھے۔

دارین: دارین، ملک بحرین کے متعلقات اور مضافات میں سے ہے اسی مقام کی طرف خوشبو منسوب کی جاتی ہے جیسا کہ نیزہ خطبہ ۳ کی جانب منسوب کیا جاتا ہے مشک دارین اور نیزہ خطبہ۔

عمان: عمان، جزیرہ نما عرب کا ایک حصہ ہے یمن، حجاز، شجر، حضرموت اور عمان پر مشتمل ہے۔ عمان بحر فارس پر آباد ہے اس کی مغربی جانب سے ایک ماہ کی مسافت ہے۔ اس کے مشرق میں بحر فارس واقع ہے جنوب میں بحر ہند، مغرب میں بلاد حضرموت اور شمال میں بحرین اس میں بکثرت میوے اور نخلستان ہیں یہاں پر موتیوں کی بھی پیداوار ہے۔ اس شہر کو عمان اس مناسبت سے کہ سب کے پہلے عمان بن قحطان اپنے بھائی یارب کی طرف سے حاکم ہو کر یہاں پر آ کر مقیم ہوا تھا۔ بعد میل عرم کے بنی ازد اس ملک کے حاکم بنے۔ پھر جب اسلام کا دور آیا تو اس وقت بنو جندی اس کے مالک و حاکم تھے۔ یہاں پر خوارج بہت ہیں۔ بنو بویہ سے ان کی اکثر جنگیں ہوتی تھیں۔ اس ملک کا دارالسلطنت تروی میں تھا۔ فارس کے بادشاہوں نے کئی بار دریا کے راستے اس پر فوج کشی کی اور کامیاب ہو کر اس پر حکمرانی کرتے رہے۔ یہ اقلیم ثانی میں ہے اس میں چشمے، باغات، بازار اور نخلستان بکثرت ہیں۔ عہد اسلام میں انکار کرتے ہیں۔

محمد بن قاسم شامی۔ بہر حال پہلے محمد بن قاسم شامی نے خلیفہ معتضد کی ہدایت کے مطابق اس ملک پر فوج کشی کی، اور جموں سے زد سے فتح کر کے قابض ہو گیا، خوارج جلاوطن ہو کر تروی کے پہاڑوں کی چوٹی پر چلے گئے۔ اس وقت سے یہاں پر خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھا جانے لگا اس

۱ دیکھیں یاقوت حموی کی معجم البلدان (جلد نمبر ۱۱ صفحہ نمبر ۱۷۷)۔ ۲ بحر فارس سے مراد فلج عربی ہے۔

۳ ۷۶۱ھ سے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۹۶) پر خطبہ کے بجائے خط تحریر ہے، کمال لفظ اس طرح یہ الیرماح الخطیۃ بمعنی تیر کی طرح سیدھا۔ (مصحح)

کے بعد وراثت اس کے بیٹوں نے اس ملک پر حکمرانی کی اور سنت کے شعراء ظاہر کئے پھر ۳۰۵ھ میں ان لوگوں میں مخالفت پیدا ہوئی۔ آپس میں لڑے۔ ان میں سے قرامطہ سے جا ملے۔

حجر اسود کا چورا بوطاہر قرامطی:۔۔۔ باقی اسی فتنہ و فساد میں پڑے رہے یہاں تک کہ ابوطاہر قرامطی ان پر ۳۱۷ھ میں جب کہ بنجر اسود و نودہ سے اکھڑا یا تھا غالب ہو گیا اور عبید اللہ مہدی قرامطی کے نام کا خطبہ پڑھا۔ اس زمانہ سے قرامطہ کے حکمران ۳۷۵ھ تک آتے جاتے رہے پھر ان پر خوارج اہل تروی غالب آ گئے اور جتنے یہاں روافض اور قرامطہ تھے سب کو قتل کر ڈالا، اس وقت سے یہاں کی ریاست انہیں کے قبضہ میں رہی اور بنی ازد اس کی حکمرانی کرتے رہے پھر عمان کے سرداروں میں بنو مکرم دار الخلافہ بغداد گئے۔ اور بنی یویہ کی ملازمت اختیار کی اور پھر ان کی مدد و مانت سے بنو مکرم نے عمان پر چڑھائی کی۔ بہت زبردست خونریزی ہوئی آخر کار خوارج جلاوطن ہو کر پہاڑوں پر چلے گئے اور بنی مکرم عمان پر قیض ہو گئے۔ خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔

موید الدولہ ابوالقاسم علی: اس کے بعد جب بغداد میں بنو یویہ کی حکومت میں کمزوری آ گئی۔ تو بنی مکرم نے عمان میں خود سری و خود مختاری کی حکومت قائم کر لی اور اس کی کرسی حکومت پر اس کی آئندہ نسلیں متمکن ہوئیں، انہیں میں سے مؤید الدولہ ابوالقاسم علی بن نصر الدولہ حسین بن مکرم تھا۔ یہ بخئی نیک اور بادشاہ تھا ایسا ہی بیہمتی نے لکھا ہے اور مہیار دہلیمی وغیرہ نے اس تعریف کی ہے۔ ایک زمانہ دراز حکومت کرنے کے بعد اس نے ۴۲۰ھ میں وفات پائی۔

بنی مکرم کی کمزوری: پھر ۴۴۲ھ میں بنی مکرم میں ضعف آ گیا۔ عورتیں اور غلام سلطنت کے معاملات میں پیش ہو گئے۔ خوارج نے اس بات کو پیش کر کے حملہ کر دیا۔ بنی مکرم مقابلے کی تاب نہ لا سکے کمال اتتری کے ساتھ پسپا ہوئے، خوارج کو کامیابی حاصل ہوئی۔ عمان پر قبضہ کر کے باقی کو بھی قتل کیا۔ شاہی کا نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹ گیا وہاں کے باشندے حجاز کے دیہاتوں میں جا بسے۔ یہ ملک بالکل بنجر ہے یہ بھی عمان کا حصہ ہے جو اقلیم ثانی سے بحر فارس آباد ہے اور جہاں پر کہ شجر اور حجاز ملتے ہیں اور اس کے شمال میں بحرین تک منزلوں کی مسافت ہے عمان قدرتی طور سے بڑے بڑے پہاڑوں کے درمیان واقع ہے اسی وجہ سے کسی شہر پناہ کے بنانے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔ اس خاندان شاہی سے زکریا بن عبد الملک ازدی نے ۴۴۰ھ میں قبضہ کیا تھا خوارج تروی شہر شراۃ میں ان لوگوں کو مذہبی تعلیم دیتے اور یہ سمجھتے تھے کہ یہ لوگ جلندی کی اولاد میں سے ہیں۔

عراق، فارس اور شام کے قلعوں کے حکمران اسماعیلیوں کی تاریخ

فرقہ اسماعیلیہ کا تعارف: فرقہ اسماعیلیہ فرقہ قرامطہ کی ایک شاخ ہے یہ حد سے گزرا ہوا رافضیوں کا ایک گروہ ہے جیسا آپ پہلے پڑھ آئے ہیں ان کا مذہب کسی اصل پر بنی نہیں ہے منتشر اور مختلف مسائل اور عقیدوں کا ایک مجموعہ ہے۔ اس مذہب والے ہمیشہ عراق، خراسان فارس اور شام کے اطراف ایک مقام سے دوسرے مقام پر نقل و حرکت کرتے رہتے تھے۔ اس وجہ سے ان کے مسائل اور عقیدوں میں اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ شروع میں فرقہ اسماعیلیہ قرامطہ کے نام سے یاد کئے جاتے تھے، عراق میں باطنیہ کے نام سے پکارے جانے لگے پھر اسماعیلیہ کہلائے، چونکہ مستفیعی عوی کے دور حکومت میں اس کے بیٹے نزانے بیعت نہ کرنے پر اسماعیلیہ کے حمایتوں کو قتل کیا تھا اور حسن بن صباح بان فرقہ باطنیہ، نزاری کی خدمت میں رہتا تھا۔ اس وجہ سے کے گروہ والوں کو لوگوں نے نزاریہ کے نام سے یاد کیا تھا۔

فرقہ باطنیہ: ذکر یہ کہ قتل اور جماعت کے منتشر ہونے کے بعد اس مذہب والے تمام لوگ ممالک اسلامیہ میں پھیل گئے اور در پردہ پر وہ خفیہ طریقے سے اپنے مذہب کی تعلیم و تلقین کرنے لگے۔ اسی مناسبت سے یہ لوگ ”فرقہ باطنیہ“ کے نام سے یاد کئے گئے۔ پھر ان کی تکلیف دہی، تمام ممالک اسلامیہ میں عام ہو گئی کیونکہ ان کا عقیدہ یہ تھا کہ غیر مذہب کا خواہ مسلم ہی کیوں نہ ہو قتل کرنا واجب ہے لہذا اس وجہ سے فرقہ باطنیہ کا بہ فرد نامی گرامی آدمی کو قتل کرنا اپنا فرض سمجھتا تھا، اپنے اس شرمناک مقصد کو حاصل کرنے کے لئے مکانات کی دہلیزوں میں چھپ رہتا تھا اور جب موقع مل جاتا

تو اپنے ناپاک مقصد کو پورا کر لیتا۔ رفتہ رفتہ ان کو یہ فتنہ و فساد ملک شاہ کے کارخانے میں جب کے دہلیم اور بھوقیہ ممالک اسلامیہ پر حکمرانی کر رہے تھے بہت زیادہ بڑھ گیا۔ خفاء وقت ان کی گوشمالی اور سرکوبی کرنے پر مجبور ہو گئے تھے اس آتش فساد و مضرت کو بجھانہ سکے، تھوڑے ہی دنوں میں تمام ممالک اسلامیہ میں پھیل گئے۔

فارس پر قبضہ: اسی زمانے میں ایک گروہ باطنیہ کا سادہ ہمدان کے ارد گرد جمع ہوا اور عید کی نماز پڑھی، شہنشاہ ہمدان نے ان کو گرفتار کر کے جیس میں ڈال دیا مگر چند ہی دنوں کے بعد رہا کر دیا اس کے بعد اس فرقہ والے مضبوط مضبوط قلعوں اور شہروں پر قابض ہو گئے۔ سب سے پہلے جس قلعہ پر فرقہ باطنیہ قابض ہوا، وہ فارس کے قریب ایک قلعہ تھا جس کا گورنر اسی مذہب کا پابند و مقلد تھا چنانچہ اس فرقہ والے اس کے پاس جا کے پناہ گزیں ہوئے اور رفتہ رفتہ وہی سب کے سب جمع ہوئے اہل قلعہ آنے جانے والے لوگوں کو دن دھاڑے لوٹنے لگے۔ نہایت قلیل مدت میں ان کا ضرر ان اطراف و جوانب میں عام طور سے پھیل گیا۔

احمد بن عطاش: پھر فرقہ باطنیہ نے قلعہ اصفہان پر قبضہ کر لیا اس قلعہ کا نام شاہ در تھا سلطان ملک شاہ نے اس کو تعمیر کرایا تھا اور اپنی طرف ایک شخص کو اس کا گورنر مقرر کیا تھا احمد بن عطاش نامی ایک شخص فرقہ باطنیہ کا حاکم قلعہ کی خدمت کی جا کے رہنے لگا

احمد کا باپ فرقہ باطنیہ کا پیشوا تھا حسن بن صباح وغیرہ نے اس سے تعلیم حاصل کی تھی اس وجہ سے اور ذی تعلیم ہونے کی وجہ سے بھی فرقہ باطنیہ اس کی بے حد عزت کرتا تھا۔ اس فرقہ والوں نے بہت سامان و زر جمع کر کے احمد کی خدمت میں پیش کیا اور نہایت عزت سے اپنا پیشوا بنایا احمد ان لوگوں سے رخصت ہو کر قلعہ کے گورنر کے پاس گیا اور اپنے نمایاں خدمات کی وجہ سے گورنر کی آنکھوں میں اتنے عزیز محترم ہو گیا کہ اس تمام مور کے سیاہ سفید کرنے کا احمد کو اختیار دے دیا پھر جب قلعہ کا گورنر مر گیا تو احمد بن عطاش قلعہ شاہ در کا گورنر ہو گیا اس نے اپنے تمام مذہب ساتھیوں کو جو اس قلعہ کے مضامین میں قید تھے رہا کر دیا۔ ان لوگوں کے رہا ہوتے ہی چاروں طرف سے امن و امان کا دور درہ ختم ہو گیا، ”دن دھاڑ“ سے قلعے لوٹنے لگے۔

حسن بن صباح: اس کے بعد فرقہ باطنیہ اطراف قزوین کے آس پاس قلعہ موت پر قابض ہو گیا (۱) الموت کا مطلب ہے عتاب کو حمد اور شکار کر کے لانے کی تعلیم دینا) اس اطراف کو طالقان بھی کہتے ہیں۔ ان ممالک پر جعفری حکومت کر رہا تھا، جعفری نے ایک علوی کو اپنے نہایت کا عزت دے رکھا تھا اور اسے کا حاکم ابو مسلم تھا جو نظام الملک طوسی کا سسرالی رشتہ دار تھا حسن بن صباح جو تونز کر ابو مسلم کے پاس آ کر رہنے لگا، چونکہ عوام نجوم و سحر میں حسن کو ید طولی خاص تھا اور غطاش (والی قلعہ اصفہان) کے نامی گرامی شاگردوں سے تھا اس وجہ سے اس نے ابو مسلم کے دل میں نہایت کم مدت میں اپنی جگہ بنالی لیکن تھوڑے دنوں بعد ابو مسلم نے حسن پر یہ الزام لگایا کہ مصریوں کے ایلچیوں سے جو ان وقت وہاں تھے سازش کئے ہوئے ہے حسن کو اس کی خبر مل گئی، حسن بھاگ نکلا، مختلف شہروں میں ہوتا ہوا مصر پہنچا خلیفہ مستنصر علوی بڑی آؤ بھگت سے پیش آیا، اور اس کو یہ ہدایت کی کہ لوگوں کو میری اہمیت کی تعلیم دو، حسن نے عرض کیا ”آپ کے بعد میرا کون امام ہوگا“ مستنصر نے جواب دیا ”میرا بیٹا نزار“ حسن مصر سے واپس ہو کر شام، جزیرہ، دیار بکر اور بلد دروم کی سیر کرتا ہوا قلعہ موت واقع خراسان پہنچا علوی کے پاس مقیم ہوا، جعفری اپنا نائب بنایا تھا۔ علوی نے بے حد عزت کی اور اس کے قیام کو رحمتیں نازل ہونے کا باعث تصور کیا۔

نظام الملک: حسن ایک مدت تک قلعہ میں ٹھہرا ہوا قلعہ پر قبضہ کر لینے کی درپردہ تدبیریں کرتا رہا۔ لہذا جب مرضی کے مطابق تدبیریں ہو گئیں تو حسن نے علوی کو قلعہ موت سے نکال کے قبضہ کر لیا۔ نظام الملک کو اس کی خبر ملی فوراً ایک فوج حسن کے محاصرہ کے لئے روانہ کی۔ محاصرہ نہایت سرگرمی اور مستعدی سے کیا گیا، لڑائیاں شروع ہوئیں جنگ کے دوران حسن نے فرقہ باطنیہ کے ایک گروہ کو نظام الملک کے قتل کرنے پر مقرر کیا چنانچہ اس گروہ نے نظام الملک کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ جو فوجیں محاصرہ پر تھیں، نظام الملک کی شہادت کی وجہ سے واپس آئیں پھر کیا تھا فرقہ باطنیہ کی بن آئی۔ قلعہ بفس اور نیز توہستان کے قلععات از دوں وقائد پر جو اس کے قرب و جوار میں تھے قبضہ کر لیا۔

اسماعیلیہ کی قوہستان آمد اور قبضہ:..... قوہستان کا رئیس منور نامی ایک شخص تھا جو بنی سجزر ❶ امراء خراسان اور سامانی بادشاہوں کی سل سے تھا گورنر قوہستان نے منور کو اپنے یہاں بلایا اور اس کی بہن کو جبراً لے لینے کا ارادہ کیا منور نے اسماعیلیہ کو اپنی مدد کے لئے بلا بھیجا چنانچہ فرقہ اسماعیلیہ باطنیہ نے پہنچ کر قوہستان کے قلعوں پر بھی قبضہ کر لیا۔ اسی زمانہ میں قلعہ خالنجان پر بھی فرقہ باطنیہ قابض ہو گیا تھا، یہ قلعہ اصفہان سے نوکوں کے فاصلہ پر تھا پہلے یہ موید الملک بن نظام الملک کے قبضہ میں پھر جاولی سقادرہ کے قبضہ میں چلا گیا، جو ترکوں کا ایک نامور امیر تھا اور اس کی جانب سے کوئی ترک امیر اس قلعہ کا حاکم بنا۔

احمد بن عطاش کا خالنجان پر قبضہ:..... فرقہ باطنیہ کے چند لوگ حاکم قلعہ کی خدمت میں گئے اور مستعدی سے اس کی خدمت کرتے رہے رفتہ رفتہ رسوخ اتنا بڑھا کہ حاکم قلعہ کی ناک کے بال گئے، حاکم قلعہ نے قلعہ کی کچیاں حوالہ کر دیں ان لوگوں نے احمد بن عطاش والی قلعہ شاہ در کو لکھ بھیجا۔ پس احمد اپنی فوج کے ساتھ غفلت کی حالت میں اس قلعہ پر آ پہنچا، حاکم قلعہ گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا، احمد بن عطاش نے قلعہ پر قبضہ کر لیا اور جتنی فوج وہاں تھی سب قتل کر دیا اس قلعہ پر قبضہ کر لینے سے فرقہ باطنیہ کی قوت بڑھ گئی اہل اصفہان، ان سے دبے گئے یہاں تک کہ ان لوگوں نے اہل اصفہان پر ٹیکس قائم کیا۔

ابو حمزہ اسکاف: فرقہ باطنیہ کے مقبوضہ قلعوں سے (سویا، ❷ مد میں الرمل، اور قلعہ آمد) تھا چنانچہ فرقہ باطنیہ نے بعد ملک شاہ سلجوقی کے بعد چاند کی غداری سے قلعہ اسکاف پر قبضہ کر لیا تھا۔ قلعہ اردہن بھی ان کے مقبوضہ قلعوں میں شمار کیا جاتا تھا اس قلعہ کو ابو الفتح، حسن بن صباح کے بھانجے نے ختم کیا تھا ان قلعوں کے علاوہ کردوہ قلعہ ناظرہ، واقع خورستان اور قلعہ طنبور متصل ارجان تھا اس قلعہ کو ابو حمزہ اسکاف نے اہل ارجان کے قبضہ سے نکالا تھا ابو حمزہ اسکاف ضرورت سے مصر گیا ہوا تھا۔ وہیں اس نے اس مذہب کی تعلیم حاصل کی اور اس فرقہ حاصد بن کر عوام الناس میں واپس آیا۔

ملاذ خاں پر باطنیوں کا قبضہ:..... قلعہ ملاذ خاں ❸ بھی انہیں کے قلعوں میں سے تھا جو فارس و خوزستان کے درمیان کے واقع تھا۔ لٹیروں اور مفسدوں نے تقریباً دو سو سال سے اس قلعہ کو اپنا مرکز بنا رکھا تھا اور آنے جانے والوں پر شکنوں مارا کرتے تھے یہاں تک کہ عضد الدوہ بن بویہ نے اس قلعہ کو فتح کیا اور جتنے ڈاکو یہاں تھے ان سب کو قتل کیا، لہذا جب ملک شاہ نے اس پر قبضہ کیا تو امیر انز کو بطور جاگیر یہ قلعہ عطا فرمایا۔ امیر انز نے اپنی طرف سے ایک شخص کو اس قلعہ کا حاکم مقرر کیا۔ فرقہ باطنیہ نے جوار جان میں تھے قلعہ پر حکم راہ ورسم پیدا کی۔ پہلے تو اس قلعہ کے فروخت کر ڈالنے پر ابھارا جب والی قلعہ نے اس سے انکار کیا تو فرقہ باطنیہ نے مذہبی پیرانہ اختیار کیا، کہلا بھیجا کہ ہم ایک شخص کو تمہارے پاس منصر کرنے کے لئے بھیجتے ہیں تاکہ تم پر ہمارے مذہب کی حقانیت ظاہر ہو۔ والی قلعہ کے خادم کو گرفتار کر لیا اس نے قلعہ کی چابیاں ان کے حوالہ کر دیں ان لوگوں نے قلعہ میں گھس کر قلعہ کے گورنر کو بھی پکڑ لیا اس سے ان کی شوکت و قوت بڑھ گئی۔

باطنیوں کے خلاف جہاد:..... فرقہ باطنیہ کے آئے دن عروج اور فسادات سے لوگ اٹھ کھڑے ہوئے۔ چاروں طرف سے ان کے قتل پر آواز آ رہی اور تیری ظاہر ہونے لگی اور ان کے قتل کو ثواب اور ان سے جنگ کرنے کو جہاد سمجھ کر ہر سمت سے عامہ مسلمین ان پر ٹوٹ پڑے۔ اصفہان میں بھی عوام الناس نے ان کو خوب قتل کیا۔

فرقہ باطنیہ اصفہان میں ان دنوں ظاہر ہوا تھا جب کہ سلطان برکیاروق نے اصفہان کا محاصرہ کیا تھا اور اصفہان میں اس کا بھائی محمد، ورس کی ماں خاتون جلالیہ موجود تھی، رفتہ رفتہ یہ فرقہ اصفہان میں پھیل گیا اور اس کا مرفر و فریب اور ان کے قبیعین کی فتنہ انگیز چالیں عام ہو گئیں ہذا اصفہان میں عام باشندوں نے ان پر حملہ کیا اور ان کو قتل کرنے لگے۔

❶ یہاں صحیح لفظ سجزر ہے سجزر نہیں دیکھیں (تاریخ اکمل جلد نمبر ۱۰ صفحہ ۳۱۸) ❷ بریکٹ کے اندر تحریر کردہ عبارت صحیح نہیں ہے یہاں صحیح لفظ استو ناوند ہے جو بنی اور آمل کے درمیان میں ایک علاقہ ہے، دیکھیں (ابن اثیر کی تاریخ اکمل جلد نمبر ۱۰ صفحہ ۳۱۸) ❸ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۱۰ صفحہ ۹۸) پر خدا خان تخریر ہے۔ (صحیح)

باطنیوں کا اندوہناک قتل:۔۔۔ بڑے بڑے خندق کھود کر اس میں آگ جلائی۔ جہاں پر فرقہ باطنیہ میں سے کسی کو پاتے پکڑ لیتے اور اسی خندق میں ان کو ڈالتے تھے فارس کے گورنر چاول مقادہ نے ان کے خلاف جہاد کرنے کی غرض سے کمر ہمت باندھی فوجیں آراستہ کر کے ہمدان کی طرف بڑھ، ایک مدت تک فرقہ باطنیہ کے خلاف جہاد کرتا رہا۔

فرقہ باطنیہ کے فدائی حملے:۔۔۔ اس کے بعد فرقہ باطنی نے امراء سلجوقیہ کو چالاکی سے قتل کرنے کی غرض سے خاندان کی طرف کوچ کیا۔ چنانچہ اس فرقہ نے ہمدان پہنچ کے یہ طریقہ اختیار کیا کہ ایک باطنی شخص کو سلجوقیہ امیر کو قتل کرانے کے لئے لباس تبدیل کر کے جاتا اور موقع پا کر اس کو قتل کر کے اپنے آپ کو بھی قتل کر دیتا۔ حقیقت یہ ہے کہ سلطان برکیاروق نے اس فرقہ کو ایسی حرکتوں پر تیار کیا تھا اور اپنے بھائی کے مقابلہ میں اس فرقہ سے مدد طلب کی تھی ہذا یہ فرقہ یہ چال چلنے لگا کہ ایک شخص ان میں سے ایک امیر کی خدمت میں جا کر ملازمت اختیار کرتا اور جب اس کو موقع مل جاتا تو یہ اس امیر پر وار کر دیتا اکثر یہ ہوتا تھا کہ وہ امیر مر جاتا اور اس ظلم کی پاداش میں وہ باطنی بھی مار ڈالا جاتا تھا غرض اس طریقہ سے امراء سلجوقیہ کے یک دروہ کو اس فرقہ نے قتل کر دیا۔

سلطان برکیاروق اور باطنی: جب سلطان برکیاروق کو اپنے بھائی محمد کے مقابلہ میں کامیابی حاصل ہوئی تو اس وقت یہ فرقہ اس کے تمام لشکر میں مالا جلا ہوا تھا اس گروہ نے آہستہ آہستہ گروہ بندی کر لی تھی امراء لشکر کو ان سے خطرہ پیدا ہوا، وقتاً فوقتاً ان لوگوں نے امراء لشکر کو قتل کرنے کی دھمکیاں دی امراء لشکر ہر وقت مسلح رہنے لگے اور اس امر کی شکایت سلطان برکیاروق سے کی اور اس کے علاوہ یہ جز دیا کہ فرقہ باطنیہ کے آپ کے بھائی کی فوج سے اتحاد تعلقات ہیں۔ سلطان برکیاروق سن کر آگ بگولا ہو گیا ان لوگوں کے قتل کی عام اجازت دے دی خود بھی مسلح ہو کر سوار ہوا اس کی فوج بھی مرتب ہو کر اس کے ساتھ فرقہ باطنیہ پر زمین باوجود وسعت و فراخی کے تنگ ہو گئی جس طرف جاتے تھے قتل کئے جاتے تھے۔

امیر محمد، ابراہیم وغیرہ باطنیوں کا قتل: امیر محمد جو علماء الدولہ کا کوہ کی نسل تھا اور اس مذہب کا ایک نمبر تھا جان کے خوف سے بھاگا مگر اس کو موت نے نہ چھوڑا۔ بغداد ابواب ابراہیم استر آبادی ۱۰ سلطان کے سفیر کے حشیت سے گیا ہوا تھا سلطان برکیاروق نے لکھ بھیجا میں گرفتار کر کے مار ڈال گیا یہ وہ زمانہ تھا کہ فرقہ باطنیہ پر چاروں طرف سے قتل کی بوچھاڑ ہو رہی تھی جس طرف آنکھیں اٹھتی تھیں فرقہ باطنیہ کے ہی مقتول نظر آتے تھے، ہر شخص ان کے قتل کا خونریزی پر تلا ہوا تھا یہ واقعات ۳۸۶ھ کے ہیں۔

قلعہ شاور کا محاصرہ:۔۔۔ پھر جب سلطان برکیاروق کے بعد سلطان محمد کا دور حکومت آیا اور اسی حکومت و سلطنت کو مکمل طور پر استحکام و استقلال حاصل ہو گیا تو سلطان محمد نے قلعہ شاور پر جس کا گورنر احمد بن عطاش تھا حملہ کیا یہ قلعہ اصفہان کے قریب تھا اور فرقہ باطنیہ کا گویا یہی قلعہ دار اسطنت تھا، ماہ رجب چھٹی صدی کے شروع میں اس قلعہ کا محاصرہ کیا گیا۔ اس قلعہ کو چاروں طرف سے بلند و بالا پہاڑیاں چھ کوس تک گھیرے ہوئے تھیں سلطان محمد نے اپنے امراء لشکر کو باری جنگ کرنے پر مقرر کیا اور نہایت حزم و احتیاط اور انتہائی مستعدی سے اس قلعہ پر طویل عرصے تک حمہ کرتا رہا فرقہ باطنیہ شدت جنگ اور طول محاصرہ سے گھبرا گیا۔

اہل سنت اور باطنیہ کے فنا و ای اور مذکرہ: فقہاء اہل سنت والجماعت سے پوچھا جس کا مضمون یہ تھا ”کیا فرماتے ہیں ساواۃ فقہاء ورائہ دین اس گروہ کے بارے میں جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت پر اور اس کی کتابوں اور رسولوں پر ایمان رکھتا ہے اور ماجاء بہ رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کو حق جانتا ہے اور اس کی تصدیق کرتا ہے لیکن محض امامت میں اختلاف کرتا ہے کیا سلطان وقت کو اس کی موافقت اور رعایت جائز ہے ورنہ ان کی امت قبول کی جاسکتی ہے اور ہر تکلیف سے ان کو بچانا مناسب ہے یا نہیں؟ اکثر فقہاء نے اس کے جواز کا فتوٰ دیا، بعضوں نے توقف اختیار کیا، بحث و مناظرہ کرنے کے لئے علماء و فقہاء جمع ہوئے سمنجانی جو شافعیہ کا نامی گرامی و سربراہ دروہ عالم تھا اس گروہ کے قتل کے واجب ہونے کا قتل

۱ ہمارے پاس موجود عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۹۹ علامہ ابن اثیر جزری (تاریخ الکامل جلد نمبر ۱۰ صفحہ نمبر ۳۲۳) کے حوالے سے استر آبادی کو غلط قرار دیا گیا ہے، اور اس کی جہت صحیح غلط استر آبادی تحریر ہے۔

تھا چنانچہ صاف صاف لکھ دیا کہ اس فرقہ کا کھض زبان سے اقرار اور آپ ﷺ کی رسالت کی گواہی دینا کافی نہ ہوگا جب تک وہ شرعی احکام کی مخالفت سے نہ باز آئیں اس وجہ سے اجماعاً ان کی خونریزی مباح ہے، بہت دیر تک مناظرہ ہوتا رہا مگر کوئی بات طے نہ ہوئی تب علماء اہل سنت و جماعت کو بھی اس جسد میں بدایا۔ مگر فرقہ باطنیہ نے حیلہ و حوالہ کر کے ٹال دیا اور سفارت ❶ بے نیل مرام واپس آئے۔

سلطان محمد کا حملہ اور محاصرہ سلطان محمد جھلا کے محاصرہ میں شدت کرنے لگا بلا آخر فرقہ باطنیہ امن کا طلب گار ہوا اور یہ درخواست کی کہ بعض اس قلعہ کے بدلے قلعہ خالنجان ہمیں عطا کیا جائے جو اصفہان سے دس کوس کے فاصلہ پر ہے اور اس قلعہ سے نکل کر قلعہ خالنجان میں جانے کے لیے ایک مہینے کی مہلت دی جائے، سلطان محمد نے اس درخواست کو منظور کر لیا فرقہ باطنیہ مال و اسباب جمع کرنے میں مصروف ہوا ابھی مقررہ وقت تمام نہ ہوا تھا کہ فرقہ باطنیہ میں سے چند لوگوں نے سلطان محمد کے ایک امیر پر حملہ کر دیا، اتفاق یہ کہ یہ امیر ان کے حملہ سے بچ گیا سلطان محمد کو اس کی خبر ملی تو اس نے پھر محاصرہ کر لیا۔ فرقہ باطنیہ نے خود کردہ پر پریشان ہو کر امان طلب کی اور قلعہ ناظرہ طہس چلے جانے کی اجازت مانگی اور وہ اس طرح سے کہ سلطان محمد اپنی فوج کے چند دستوں کے ساتھ ہماری فوج کے ایک حصہ کو قلعہ ناظرہ پہنچانے پر مقرر فرمائے اور باقی لوگوں کو قلعہ کے ایک گوشہ میں نظر بند اور قید رکھے جب یہ حصہ قلعہ موت میں بھیج دے سلطان محمد نے ان کی یہ درخواست بھی منظور فرمائی چنانچہ پہلا حصہ فرقہ باطنیہ کا سلطانی فوج کے ساتھ قلعہ ناظرہ طہس کی طرف روانہ ہوا سلطان نے قلعہ کے ویران کرنے کا حکم دیا جس کی تعمیل نہایت مستعدی سے شاہی فوج کر رہی تھی۔

احمد بن عطاش: احمد بن عطاش قلعہ کے ایک مینار میں چھپ گیا۔ سپاہیوں نے اس پر حملہ کیا اور بعض سپاہی دوڑ کر سلطان کے پاس آئے اور اس مکان محفوظ جگہ کا جہاں احمد بن عطاش چھپ گیا تھا پتہ بتایا سلطان نے اشارہ کر دیا ایک امیر چند سپاہیوں کو لے کر اس مینار پر چڑھ گیا اور جتنے فرقہ باطنیہ والے پائے گئے سب کو قتل کر ڈالا۔ ان مقتولوں کی تعداد اسی بیان کی جاتی ہے۔ احمد بن عطاش زندہ گرفتار کر لیا گیا۔ کھال کھینچ کے بھوسہ بھرا گیا اس کے ساتھ اسکا لڑکا بھی مارا گیا دونوں کے سر اتار کے بغداد بھیجے گئے اس کی بیوی نے یہ حال دیکھ کے اپنے آپ کو ایک بلند مقام سے نیچے گرا دیا اور ہلاک ہو گئی۔

اسماعیلی شام میں: جس وقت ابو ابراہیم استرآبادی بغداد میں سلطان برکیاروق کے خوف کے مطابق قتل کر دیا گیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا تو اس کا بھتیجہ بہرام دار الخلافت بغداد سے شام کی طرف بھاگ گیا اور وہیں خفیہ طور پر اپنے مذہب کی تعلیم و تلقین کرتا رہا۔ رفتہ رفتہ اہل شام کے ایک گروہ نے اس مذہب کو قبول کر لیا۔ زیادہ تر لوگوں کو اس مذہب کی طرف میلان اس وجہ سے ہوا کہ فرقہ باطنیہ اسماعیلیہ چالاک کی اور دھوکے سے قتل کرنے میں خوب مشہور ہو چکا تھا۔

قلعہ بانباس پر قبضہ: ابو الغازی بن ارق حلب کا گورنر اپنے دشمنوں کے مقابلہ میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے کبھی کبھی فرقہ باطنیہ سے مدد کرتا تھا اسی نے دمشق کے گورنر علی بن افسکین اتابک کو بھی اس فرقہ سے تعلقات قائم کرنے کی ہدایت کی تھی چنانچہ علی نے اس رائے کو قبول کر لیا اور بہرام اس کے پاس چلا گیا، اسی زمانہ سے اس کی شہرت ہو گئی علانیہ اپنے مذہب کی دعوت دینا شروع کر دی، ابوعلی ظاہر بن سعد مزوعانی ❷ وزیر مصلحت کے تحت بہرام کی مدد کرنے لگا تھوڑے ہی دنوں میں بہرام کی حکومت میں استقلال و استحکام کی کیفیت پیدا ہو گئی اور اس کے پیروکاروں کی تعداد بڑھ گئی مگر پھر بھی دمشق کے عوام کی مخالف سے بہرام کو خطرہ تھا علی، والی دمشق اور اس کے وزیر ابوعلی سے درخواست کی کہ ہم لوگوں کے رہنے اور بوقت ضرورت وہاں پناہ گزیں ہونے کے لیے ایک نائب مذہبی تعلیم اور تلقین کے لیے چھوڑ کر قلعہ کی تمام راستہ لیا۔

مذہب کی ترقی: قلعہ بانباس میں بہرام کے متمکن ہونے سے اس مذہب نے بہت ترقی کی تمام اطراف و جوانب میں یہ مذہب پھیل گیا اور متعدد قلعوں پر جو کہ پہاڑوں پر تھے قابض و متصرف ہو گیا۔ ان میں سے قلعہ قد موس وغیرہ تھے۔

❶ تاریخ ابن اثیر جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۴۴۲ پر مسلمانوں کے سفیر کا نام قاضی ابوالعلاء صاعد بن یحییٰ تحریر ہے جو صہبان میں خفیہ بڑے مشائخ میں شمار ہوتے تھے۔ ❷ یہاں تک غلط مرعین کی ہے دیکھیں (تاریخ کامل جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۴۴۲)

بہرام کاٹل داوی تم، صوبہ لیلک میں بہت بڑا گروہ مجوس، نصرانی ① اور ورزیہ کا رہتا تھا ضحاک نامحلا ملک امیر، ان سب کا سر، رتھ ۵۴۲ میں بہرام نے ان پر فوج حملہ کیا اور قلعہ بانیاس پر اپنی طرف سے اسماعیل کو بطور نائب کے مقرر کیا، ضحاک نے ایک ہزار سپاہیوں کے ساتھ بہرام کے مقابلہ میں گھمسان کی جنگ ہوئی ضحاک نے بہرام کو شکست کراں کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا بہرام کے سینکڑوں سپاہی مارے گئے، ورنہ وہ بھی بھاگتا۔

ابوعلیٰ اور اسماعیل نے اپنے بکھیرے ہوئے ہم مذہبیوں کو ایک جگہ جمع کیا اور اپنے ایلچیوں کو اپنے مذہب کی تعلیمات پھیلانے کے لیے دور دراز ملکوں میں بھیجا۔ ابوعلیٰ وزیر نے اس معاملہ میں ہاتھ بٹایا اور اس گروہ کی مالی و فوجی امداد کی، دمشق میں بہرام کا خلیفہ ابو لوفی، تعلیم و تہذیب سر رہا تھا۔ یہ وجہ ہے کہ یہاں فرقہ باطنیہ کی قوت و شوکت بڑھ گئی، ہوئی قوت پھر واپس آ گئی ماننے والوں کی تعداد میں معقول اضافہ ہو گیا اور دمشق کے گورنر تارک المسوک بن صفحہ بن حواری حکمرانی کمزور ہو چکے تھے لہذا ابوعلیٰ وزیر نے عیسائیوں کو یہ پیغام دیا کہ ہم تمہیں دمشق پر قبضہ اس شرط سے دے دیں گے کہ تم صورت ہمارے حوالے کر دو گے عیسائیوں نے اس درخواست کو منظور کر لیا اور اس معاملے کی تکمیل کے لئے ایک خاص دن مقرر کیا اس کے بعد ابوعلیٰ وزیر نے سمعیہ سے سازش کر لی اور ان کو عیسائیوں کے مقابلہ پر لے آیا وہ تیار کر دیا۔ کسی ذریعہ سے اسماعیل کو اس کی خبر مل گئی اس خوف سے کہ کہیں عوام ان سے ہماری مخالفت پر کھربستہ نہ ہو جائیں قلعہ بانیاس، عیسائیوں کے حوالے کر کے انہیں کے یہاں چلا گیا اور وہیں ۵۲۴ھ مر گیا۔

قلعہ مصیبت کا محاصرہ: ان اطراف میں فرقہ باطنیہ اسماعیلیہ کے بہت سے قلعے تھے جو ایک دوسرے سے ملے ہوئے تھے سب سے بڑا قلعہ مصیبت تھا جس وقت سلطان صلاح الدین نے ۵۷۲ھ میں ملک شام پر قبضہ کیا اس وقت اس قلعہ کا بھی محاصرہ کیا اور نہایت سختی سے جُند شروع کی۔ سنان مردار فرقہ اسماعیلیہ نے صلاح الدین کے ماموں شہاب حارمی کو حماۃ میں لکھا کہ صلاح الدین سے صلح کرادو اور صلح نہ کرنے کی صورت میں قتل کر دینے کی دھمکی دی۔ لہذا شہاب الدین حماۃ سے صلاح الدین کے پاس گیا اور ان کی طرف سے صلاح الدین کے خیالات کو اصلاح کر دی صلاح الدین نے محاصرہ اٹھا لیا۔

عراق کے ان قلعوں کے باقی حالات جو اسماعیلیوں کے قبضے میں تھے

اس عیبہ کے قلعے جو عراق میں تھے جس زمانہ سے احمد بن عطاءش اور حسن بن صباح نے ان پر حکمت عملی سے قبضہ کیا تھا، سی زمانہ سے گریہور کے گڑھ بنے ہوئے تھے حسن بن صباح کے بہت سے مقالات مذہبی ہیں جو سر سے پیر تک رافضہ خیالات میں ڈوبے ہوئے ہیں جس اعتبار سے بڑھے ہوئے ورحد کفر تک پہنچے ہوئے ہیں روافض ان کو مقالات جدیدہ کے نام سے یاد کرتے ہیں اور سوائے ان روافض کے جو جدہ اعتدال سے بڑھے ہوئے ور تعصب میں ڈوبے ہوئے ہیں اور کوئی ان مقالات کو اپنا مذہب و دین نہیں قرار دیتا۔ ان مقالات کو شہرستانی نے کتاب الملل و النحل میں ذکر کیا ہے۔ اگر آپ اس سے واقف ہونا چاہتے ہوں تو کتاب الملل و النحل کا مطالعہ کریں۔

باصینوں کی فتوحات: چونکہ اس فرقہ کے نقصان اور خونریزیاں بہت مشہور ہو گئی تھیں اس وجہ سے ملوک اسلام چاروں طرف سے ان پر نہیں سے فوج کشی کرنے لگے اس دوران ملوک سلجوقیہ کے نظام حکومت میں خلل پیدا ہو گیا اور آئین شمش نے رے اور ہمدان پر قبضہ کر لیا ہذا اس نے ۶۰۳ھ میں فرقہ باطنیہ کے ان قلعوں پر جو قزوین کے آس پاس تھے فوج کشی کی اور نہایت مستعدی اور ہوشیاری سے محاصرہ کیا۔ چنانچہ ان میں سے پانچ قلعے اتر کر فتح کر کے قلعہ موت پر حملے کا ارادہ کیا، مگر اتفاق سے کچھ ایسا پیش آ گیا اور چند رکاوٹیں ایسی حائل ہو گئیں کہ جن کی وجہ سے قلعہ مذکورہ آئین شمش کے

۱۔ یہاں صحیح نقطہ نظر انی نہیں بلکہ نصیر پہ ہے، دیکھیں (تاریخ الکامل جلد نمبر ۱۰ صفحہ نمبر ۶۵۶)۔ نصیریہ غالی شیعوں کا ایک فرقہ تھا جس کی نسبت محمد بن نصیر امیرین و طرفین کہا ہے۔ اس کا دونوں یہ تھا کہ وہ نبی ہے نہ ابو الحسن عساکری نے بھیجے ہیں۔ یہ تاریخ کا بھی قائل تھا اور ابو الحسن عسکری کو سب سمجھتا تھا، یہ صحابہ رضی اللہ عنہم، ائمہ، بیانی، چوتھی، امام باقر، امام رضاؑ، ابن درماں وغیرہ سے نکاح کو بھی مباح قرار دیتا تھا۔ اس کے علاوہ مردوں کے ایک دوسرے سے نکاح کو نہ صرف جائز سمجھتا تھا بلکہ سے تو واضح اور جزئی وانکار میں صامت سمجھتا تھا، دوسرے پہ ہمارے یہ کہ خواہ شہوات ہوں یا طیبات اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کو حرام نہیں قرار دیا، دیکھیں (ابن حرزمی المملل والنمل جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۲۲۰) اور اس پر شہرت کا نتیجہ نمبر ۴۷۔

ہاتھ سے بچ گیا۔

جلال الدین کا باغیوں پر حملہ :- اس کے بعد جلال الدین مکرمتی بن علاء الدین خوارزم شاہ نے جس وقت ہندوستان سے واپس آ رہا تھا اور آذربائیجان اور ارمنیہ پر قبضہ کیا تھا فرقہ اسماعیلیہ باطنیہ پر حملہ کیا جس طرح اس فرقہ والوں نے امراء اسلام کو قتل کیا تھا اسی طرح اس نے اس فرقہ کے سرداروں کو قتل کیا ان کے آباد شہروں اور قلعوں کو تباہ و برباد کیا قلعہ موت کے آس پاس اور اس کے علاوہ وہ قلعے جو خراسان میں تھے جہاں اہل دین کے حملوں سے ویران اور خراب ہو گئے۔ اس فرقہ نے جس وقت سے تاریخوں نے خروج کیا تھا مسلمان علاقوں کی طرف پاؤں بڑھائے تھے۔ پردہ غیب سے جلال الدین ان کی سرکوبی کے لئے اٹھ کھڑا ہوا اور ۶۲۳ھ میں ان پر فوج کشی کر دی جیسا کہ ابھی آپ پڑھ چکے ہیں۔

باطنیوں کا زوال :- اس واقعہ سے فرقہ باطنیہ کی مکمل گوشمالی ہو گئی اور ان کی بیماری کا معقول علاج کر دیا گیا پھر جب تاریخوں کے قبضہ میں حکومت آگئی تو ہاکونے ۶۵۰ھ میں بغداد سے ان کے قلعوں پر چڑھائی کی اس کے بعد ظاہر نے ان قلعوں پر حملہ کیا جو شام میں تھے۔ اکثر قلعے ان حملوں کے فرمانبردار ہو گئے اور ان کی حکومت اس طرح ختم ہو گئی کہ گویا صفحہ ہستی پر نہ تھا کوئی کوئی جو باقی رہ گئے تھے اس کے ذریعہ سے باطنیہ سردار اپنے دشمنوں کو دھوکہ و فریب دے کر قتل کراتے تھے یہ لوگ خود کو فدائی کے لقب سے مشہور کرتے تھے یعنی اپنے آپ کو موت کے بدلہ میں دے کر اپنا مقصد حاصل کرتے تھے۔ واللہ وارث الارض ومن علیہا

یمامہ کے حسنی حکمرانوں بنی احیضر کی تاریخ

اسماعیل سفاک :- جس وقت موسیٰ جون بن عبد اللہ بن حسن سبط کے دونوں بھائی محمد و ابراہیم روپوش ہو گئے اس وقت خلیفہ ابو جعفر منصور نے موسیٰ جون کو مجبور کیا کہ ان دونوں کو حاضر کرے چنانچہ موسیٰ جون نے ان کے حاضر کرنے کی ذمہ داری کر لی اور خود بھی روپوش ہو گیا مگر اتفاق سے خلیفہ منصور نے پتہ لگا کر موسیٰ جون کو گرفتار کر لیا اور ایک ہزار کوڑے لگوائے پھر جب اس کا بھائی محمد المہدی مدینہ میں قتل کیا گیا تو جان کے خوف سے موسیٰ جون دوبار چھپ گیا یہاں تک کہ وفات پا گیا۔ اسی کی نسل سے یوسف بن ابراہیم بن موسیٰ اور اس کے بیٹے اسماعیل اور محمد احیضر تھے ۲۵۱ھ میں اسماعیل مذکور (جس کا لقب سفاک تھا) نے سرزمین حجاز میں خروج کیا، مکہ کی طرف بڑھا، جعفر والی مکہ سامان؟ بھاگ گیا اسماعیل نے اس کے اور شاہی سرداروں کے مکانات کو لوٹ لیا اہل مکہ اور شاہی لشکر کی بڑی تعداد کو قتل کیا۔ جتنا اٹھا کر لے جانے کے قابل تھا خانہ کعبہ اور اس کے خزانہ سے سونے چاندی کا مال اٹھا کر لے گیا، خانہ کعبہ کا غلاف اتار لیا دو لاکھ دینار اہل مکہ کے لوٹ لئے۔ مکانات میں آگ لگا دی، پچاس دنوں تک ٹھہرا رہا۔

مدینہ کا محاصرہ :- پھر مدینہ منورہ کی جانب کوچ کیا مدینہ کا گورنر یہ خبر سن کر روپوش ہو گیا، اسماعیل نے پہنچتے ہی مدینہ منورہ کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ اہل مدینہ رسد و غصہ کے بند ہو جانے سے بھوکوں مر گئے مسجد نبوی میں کئی روز تک نماز پڑھی گئی۔ دار الخلافہ میں اس کی خبر پہنچی تو شاہی لشکر تیار ہو کر دفع کے لئے آ پہنچی اسماعیل محاصرہ اٹھا کر مکہ معظمہ لوٹ گیا، مکہ معظمہ کا دوبارہ محاصرہ کر لیا، دو مہینے تک محاصرہ کئے رہا پھر جدہ کا رخ کیا، سودا گروں کے مال لوٹ لئے، کشتیوں میں جتنا تجارتی مال و اسباب لدا ہوا تھا سب کا سب لوٹ کے مکہ معظمہ کی جانب واپس آ گیا۔

خلیفہ کی فوج کی آمد :- مگر اس کے پہنچنے سے پہلے محمد بن عیسیٰ بن منصور اور عیسیٰ بن محمد مخزومی مکہ معظمہ پہنچ گئے تھے خلیفہ نے ان لوگوں کو دربار خلافت سے اسماعیل سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا تھا مقام عرفات میں جا کر پناہ لی۔ ۱ اور ایک ہزار درطبری کی روایت کے مطابق گیا رہ سوچ جیوں کو قتل کیا موقف میں اسماعیل اور اس کے ساتھیوں کے علاوہ اور کوئی جاندار نہ تھا چنانچہ اسماعیل نے اپنے نام کا خطبہ پڑھا۔ پھر واپس جدہ آیا اور دوبارہ اس کو تباہ و برباد کیا آخری اپنی بغاوت کے ایک سال بعد چچک میں مبتلا ہو کر آخری ۲۵۲ھ میں مستعین و معتز کی جنگ کے زمانے میں مر گیا۔

بنو اخیضر کا یمامہ پر قبضہ۔ اسماعیل حجاز میں بیس سال سے دوڑ دھوپ کر رہا تھا۔ وفات کے وقت اس نے کوئی اولاد نہ چھوڑی۔ اس کے بعد اس کے بیٹے محمد اخیضر حکمران بنے۔ یہ اس سے بیس سال بڑا تھا۔ اس نے یمامہ کی طرف خروج کیا اور لڑ کر اس پر قابض ہو گیا قلعہ خضر کو بھی قبضہ میں لے لیا۔ اس کے چار بیٹے تھے (۱) محمد (۲) ابراہیم (۳) عبداللہ اور (۴) یوسف۔ محمد اخیضر کی وفات کے بعد اس کا بیٹا یوسف حکومت کرنے لگا اور اپنے بیٹے اسماعیل کو حکومت و ریاست میں شریک کر لیا۔ پھر جب یوسف مر گیا تو اسماعیل تنہا حکومت کا مالک بن گیا اس کے تین بھائی اور تھے (۱) حسن (۲) صالح (۳) اور محمد (جو یوسف کے بیٹے تھے اس کے بعد کا بھائی حسن پھر اس کا بیٹا احمد بن حسن کے بعد دیگرے حکمران بنے اور اس وقت سے برابر یمامہ کی حکومت انہیں کے خاندان میں رہی یہاں تک کہ پھر قرامطہ غالب آ گئے اور ان کی حکومت و سلطنت جاتی رہی و ابقت و اللہ و صدہ

صالح کا نسب: مغرب کی سوڈان کے شہر خانہ میں جہاں بحر محیط ہے بنی صالح کی نسبت سے ایسی واقفیت نہیں ہوئی جس پر ہمیں اعتماد ہوتا بعض مورخوں نے لکھا ہے کہ صالح، عبداللہ بن موسیٰ بن عبداللہ ملقب بہ ابوالکرام بن موسیٰ جون کا بیٹا تھا ماموں کے زمانہ خلافت میں خراسان میں اس نے خروج کیا تھا مگر راکین خلافت کی تدبیر سے پہلے صالح اور پھر اس کا بیٹا محمد گرفتار کر لیا۔ باقی ماندہ اولاد مغرب کی طرف چلی گئی اور شہر خانہ میں اپنی حکومت و ریاست قائم کی ابن خرم نے صالح کو اس نسبت سے موسیٰ جون کے اعتقاد میں نہیں ذکر کیا شاید وہ وہی صالح ہو جسے ہم نے ابھی یوسف بن محمد اخیضر کی اولاد میں ذکر کیا ہے واللہ اعلم۔

مکہ اور یمن پر حکمران بنی حسن میں سے سلیمان کی حکومت کی تاریخ

مکہ مکرمہ: مکہ معظمہ اس سے کہیں زیادہ مشہور و معروف ہے کہ جن الفاظ سے ہم اس کی تعریف لکھیں گے یا اس کو متعارف کروائیں گے بہر کیف دوسری صدی کے بعد اس صلی باشندے قریش، علویوں کے پے در پے فتنے و فسادات سے جو آئے دن سرزمین حجاز میں ان کی وجہ سے واقع ہو رہے تھے گمنام ہو گئے اور یہ سرزمین مبارک نام و نشان سے خالی ہو گئی علاوہ کشتی کے چند قبیلے بنی حسن کے کہ کس کے نامی گرامی سردار جلسہ اور دیلم کے آزاد غلام تھے اور کوئی باقی نہ رہا۔

اس متبرک شہر کا حکم ہمیشہ دربار خلافت بغداد سے مقرر ہو کر آیا کرتا تھا اور یہاں پر برابر خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھا جاتا تھا یہاں تک کہ عہد حکومت مستعین اور معتز میں اور ان کے بعد آتش فساد مشتعل ہوئی، جس سے ایک نئی حکومت اس شہر میں سلیمان بن داؤد بن حسن ثنی بن حسن السبط کی اولاد کی قائم ہو گئی۔

محمد بن سلیمان: دوسری صدی کے آخر میں اس خاندان کا بزرگ اور قابل فخر ممبر محمد بن سلیمان نامی ایک شخص تھا یہ سلیمان، ابن داؤد نہیں ہے کیونکہ اس کو ابن خرم نے لکھا ہے کہ یہ مدینہ منورہ میں ماموں کی خلافت کے زمانے میں حکومت و ریاست کا دعویٰ دار ہوا تھا ان دنوں زمانوں میں تقریباً سو سال کا فرق ہے۔

غرض ۳۱۷ھ مقتدر کے عہد خلافت میں محمد بن سلیمان نے خلافت عباسیہ کی اطاعت سے منہ موڑ لیا اور موسم حج میں یہ خطبہ دیا۔

”الحمد لله الذي اعاد الحق الي و ابرز عروا لایمان من اكمامه و كمل دعوة“ ”خير الرسل باسماطه بن

اعمامه صل الله عليه اله الطاهرين و كف“ ”عنابر كنه اسباب المعتدين و جعلها كلمة باقية في عقبه الي

يوم الدين“ ❶

❶ تمام متعرفین اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے حق کو دوبارہ حق نظام عطا فرمایا اور ایمان کے خوشنما چھلوں کا اظہار فرمایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت ہدایت کو دوبارہ زندہ کیا جو ان کے چچا بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر اور ان کے آل و اولاد پر کرم و رحمتیں نازل فرمائیں، اور ان کی برکت سے ہمیں دشمنوں کی دشمنی سے پیادہ اور اس کو نجات دہندہوں کے لئے بھی کلمہ باقیہ بنایا۔

خطبہ کے بعد یہ اشعار پڑھے۔

لا طلسن سسفی ما کان للحق دینا واسطون بقوم بغوا و جارو علینا یهدون کل بلاد من العراق علینا
ہم تلوہ کے ڈر سے راہ حق طلب کریں گے اور جس قوم نے ہم سے عداوت و مخالفت کی اس کو اپنی شان و شوکت دکھائیں گے۔ یوں وہ
عراق کے شہروں کو ہماری مخالفت پر اٹھارہ تھے

یہ اپنا تعارف زبیدی کے لقب سے اپنے مذہب سے کروانا تھا جو مذہب امامیہ کا ایک شیعہ ہے۔

ابوطاہر حاجیوں پر ظلم اس وقت تک عراق کے قافلے مکہ معظمہ مسلسل آیا کرتے تھے ابوطاہر قمر مطی عبید اللہ مہدی والی افریقہ کا متبع تھا اور اسی
کے نام کا خطبہ پڑھ کرتا تھا، اس نے ۳۱۲ھ میں حجاج کے قافلوں سے چھیڑ چھاڑ کی، ابوالہیجا، بن حمدان والد سیف الدولہ کو ایک گروہ سمیت قید کر لیا
، حاجیوں کو قتل کر کے عورتوں اور بچوں کو ریگستانوں اور میدان میں چھوڑ دیا جو بغیر مارے مر گئے، قرامطہ کی اس حرکت سے حاجیوں کا عراق سے تنا
بند ہو گیا۔

مشاہی فوج سے ابوطاہر کا ٹکراؤ:..... خلیفہ مقتدر نے ۳۱۵ھ میں اپنے خدام میں سے منصور دیلمی کو قرامطہ کی سرکوبی پر مقرر کیا۔ چنانچہ یوم
الترویہ، مکہ میں ابوطاہر قمر مطی سے منصور دیلمی نے مذہبی کی مگر شکست کھا کر بھاگ گیا، ابوطاہر نے حاجیوں کے مال و اسباب کو لوٹ لیا، ان کو کعبہ و حرم
میں بھی قتل کیا زمرم کا کنواں مقتولوں کی لاشوں سے بھر گیا۔ غریب حجاج چلا رہے تھے۔ ”کیف یقتل جبر ان اللہ“ (اللہ کے ہمسایہ کیوں قتل کئے
جاتے ہیں) ابوطاہر قمر مطی جواب دے رہا تھا، لیس بجار من خالف او امر اللہ و نواہیہ (جو شخص اللہ کے احکامات اور ممنوعیات کی مخالفت کرتا ہو وہ
اللہ کا ہمسایہ نہیں ہے) اور آیہ کریمہ

انما ۱ جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فسادا ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیہم
وارجلہم من خلاف او ینفوا من الارض، ذلک لہم خزی فی الدنیا ولہم فی الآخرة عذاب عظیم الا الذین
تابوا امن قبل ان تقدر وعلیہم، فاعلموا ان اللہ غفور رحیم،

پڑھتا تھا

خانہ کعبہ کی بے حرمتی: ... ابوطاہر قمر مطی، اس عام قتل و خوریزی سے فارغ ہو کر حجر اسود کو اکھاڑ کر احساء لے گیا، خانہ کعبہ کا دروازہ کھود کر پھینک
دیا، ایک شخص پر ناہ اکھاڑنے خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھا اور مر گیا، ابوطاہر نے کہا ”جانے دو یہ ابھی محفوظ رہے گا یہاں تک کہا اس کا مالک یعنی مہدی
آئے“ عبید اللہ مہدی کو ان واقعات کا علم ہوا تو اس نے ڈانٹ کا خط لکھا جس کا ترجمہ یہ ہے،

مجھے تمہارا خط پڑھ کر تعجب ہوا کہ تم نے ایسی ناشائستہ حرکات کیوں کی ہیں، اور کیوں تجھے ایسے گندے افعال کرنے کی جرات ہوئی تو نے اس
مکان کی بے توقیری کی جہاں زمانہ جاہلیت میں بھی خوریزی اور اس کے اہل کی اہانت حرام و ممنوع سمجھی جاتی تھی، تو نے بہت بڑی زیادتی یہ کی کہ حجر
اسود کو کھود لایا جو اللہ تعالیٰ کا یحییٰ سمجھا جاتا تھا اور جس سے اللہ تعالیٰ کے بندے مصافحہ کرتے تھے تجھ کو اس ناشائستہ اور قبیح حرکت پر یہ خیال پیدا ہوا کہ
میں تیرا شکر گزار ہوں گا لعنت ہو اللہ تعالیٰ کی تجھ پر اور تیرے اس گندے فعل پر، سلام اس پر جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں اور جس نے
آج کے دن وہ کام کیا جس کا حساب کل اللہ تعالیٰ کو دے سکے گا۔

ابوطاہر کو ابوعلی یحییٰ کا مشورہ:..... اس خط کے پہنچنے سے قرامطہ عبیدیوں کی حکومت سے منحرف ہو گئے اس کے بعد ۳۲۰ھ میں خلیفہ مقتدر، موسیٰ

۱ جو لوگ اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں، ان کی سزا صرف یہ ہے کہ انہیں قتل کر دیا جائے یا صولی پر شکار دیا جائے یا ان کے ہاتھ
کے مقابلے میں بایں ہیر اور بائیں ہیر کے مقابلے میں دایاں ہاتھ کاٹ دیا جائے یا انہیں جلا وطن کر دیا جائے، یہ ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں زبردست عذاب
، ابنتہ وہ لوگ جنہوں نے آپ کے ہاتھ لگنے سے پہلے توبہ کر لی تو پھر جان لیجئے کہ اللہ تعالیٰ بڑا مہربان اور بخشنے والا ہے۔

کی سازش سے قتل کیا گیا اس کی جگہ اس کا بھائی قاہر خلیفہ بنا۔ اس سال نئے خلیفہ کا امیر حج کرنے مکہ معظمہ آیا مگر آئندہ برس سے حج کی آمد عراق سے چھ بند ہوئی یہاں تک کہ ابوعلی یحییٰ فاطمی نے ۳۲۷ھ میں عراق سے ابو طاہر قمر مٹی کو تحریر کیا کہ حاجیوں کو حج و زیارت سے نہرو ۱۰۰ بہتہ نہرو ۱۰۰ سے کچھ بصورتیکس لے لیا کرو۔ ابو طاہر چونکہ ابوعلی کی دینداری کی وجہ سے عزت کرتا تھا اس وجہ سے اس تحریر کے مطابق حاجیوں سے نہیں لینے دینے کرنے کی اجازت دے دی یہ ایک ایسا واقعہ گذرا ہے جس کی نظیر اسلام میں ڈھونڈنے سے بھی نہ ملے گی۔

خلافت عباسیہ کا خطبہ۔ اس سال مکہ معظمہ میں خلیفہ راضی بن مقتدر کے نام کا خطبہ پڑھا گیا پھر ۳۲۹ھ میں اسکے بھائی مقتدی کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ ان سالوں میں حایوں کا قافلہ عراق سے نہیں آیا، ۳۳۳ھ میں تو زور ۱ امیر الامراء کی عاملانہ تدابیر سے حایوں کا قافلہ بحال کرنے کا بظاہر کے بعد مکہ معظمہ میں آیا پھر ۳۳۴ھ جب کہ معز الدولہ دار الخلافہ بغداد پر قابض ہو گیا اور خلیفہ مستغنی کی آنکھیں نکلوائے بیس میں ڈال دی، خلیفہ مستغنی بن مقتدر کے نام کا خطبہ مکہ معظمہ میں پڑھا گیا اس خطبہ میں خلیفہ مطیع کے نام کے ساتھ معز الدولہ کا نام بھی خطبہ میں شامل تھا قرامطہ کی شرارت و رفتہ سے حایوں کی آمد پھر بند ہو گئی، ۳۳۹ھ میں خلیفہ منصور علوی (گورنر افریقہ) کے حکم سے احمد بن ابوسعید سردار قرامطہ نے حجر اسود کو مکہ معظمہ میں واپس کر دیا۔

ابن بویہ کے نام کا خطبہ ۳۴۲ھ سے پھر حج کا سلسلہ شروع ہوا چنانچہ عراق اور مصر سے اپنے اپنے امیروں کے ساتھ حج کا ایک جم غفیر حج کرنے آیا، اتفاق سے دونوں گروہوں میں چلی گئی بات یہ تھی کہ عراق کے حجاج اور اس کے امیر کی مرضی تھی کہ خطبہ ابن بویہ کے نام کا پڑھا جائے۔ درمصری، میر حج چاہتا تھا کہ ابن اشید یعنی مصر کے گورنر کا نام خطبہ میں داخل کیا جائے۔ اس واقعہ میں مصریوں کو شکست ہوئی، خطبہ ابن بویہ کے نام کا پڑھا گیا۔ اس زمانہ سے حاجیوں کی آمد و رفت پھر شروع ہوئی۔

ابن بویہ کا مکہ میں خطبہ: ۳۴۸ھ میں بغداد اور مصر سے حاجیوں کا بہت برا قافلہ آیا، عراقی قافلہ کا امیر محمد بن عبید اللہ تھا ۳۴۸ھ میں بغداد امیر قافلہ نے اس درخواست کو منظور کر لیا چنانچہ محمد بن عبید اللہ منبر کے پاس آیا اور ابن بویہ کے نام کا خطبہ پڑھا جانے کا حکم دیا، مصریوں کو یہ بات ناگوار گذری مگر اپنے امیر کے خلاف کوئی کاروائی نہ کر سکتے تھے مجبوراً خاموش رہے مگر نتیجہ یہ ہوا کہ ادھر مصری قافلہ کے امیر کو کافور اشیدی نے جو اس کا سردار تھا ڈانٹ ڈپٹ کی اور گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا، کہا جاتا ہے کہ کافور نے اس کو قتل کر ڈالا۔ ادھر ابن بویہ نے محمد بن عبید اللہ سے اس صبح پر مواخذہ کیا ۳۵۶ھ میں عراق کا قافلہ پھر حج کرنے آیا اس قافلہ کا سردار ابوالواحد موسوی شریف رضی کا باپ تھا جو طالعین کا نقیب تھا، اس سال بنو سہیم نے مصری قافلہ کو لوٹ لیا اور اس کے امیر کو مار ڈالا۔

ابوالحسن اور خلیفہ مطیع: ۳۵ھ میں پھر ابو احمد مذکور امیر حجاج ہو کر مکہ معظمہ آیا، مکہ معظمہ میں بختیار بن معز ان کے نام کا خطہ پڑھا ان دنوں بغداد کی مسند خلافت پر مطیع عباسی جلوہ افروز تھا، پھر ۳۶۳ھ میں قرامطہ کے سردار کے نام کا خطبہ مکہ معظمہ میں پڑھا گیا لہذا جب احمد قرامطی مر گیا ابوالحسن قرامطی اور تاجدار حکومت عبیدہ سے آپس میں جھگڑا ہو گیا، ابوالحسن حکومت عبیدہ کی مخالفت کا اعلان کر کے خلیفہ مطیع عباسی کا مطیع ہو گیا اور اس کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔

مطیع اور ابوالحسن کی جنگ: خلیفہ مطیع نے یہ خبر سن کر سیاہ جھنڈے روانہ کئے خوشنودی کا اظہار کیا اس کے بعد ابوالحسن سے معرکہ آرائی ہوئی آخر کار ابو الحسن نے جعفر کو قتل کر کے دمشق پر قبضہ کر لیا، خلیفہ مطیع کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا چند دنوں کے بعد ابوالحسن اور جعفر کے حمایتوں میں مخالفت پیدا ہو گئی خوزیری اور قتل و غارت کے دروازے کھل گئے معز علوی نے ایک شخص کو سبک کرانے کی غرض سے روانہ کیا اور مقتولوں کی دیت (خون بہا) اپنے خزانہ سے ادا کئے جانے کا حکم دیا۔

۱۔ یہاں صحیح حفظ تو زور نہیں بلکہ توجہ و زور ہے، دیکھیں (البدلیۃ والتمہیۃ جلد نمبر ۱۱ صفحہ نمبر ۲۱۰)۔ ۲۔ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۱۰۴) پر ایسی کوئی غلط مت نہیں جس پر یہ معلوم ہو کہ یہاں جگہ چھوٹی ہوگئی ہے جب کہ مترجم کے مطابق اصل کتاب میں جگہ خالی ہے

ابوالفتوح حسن بن جعفر۔ ان واقعات کے بعد ابوالحسن نے مصر میں وفات پائی اس کا بھائی عیسیٰ اس کی جگہ متمکن ہوا پھر ابوالفتوح حسن بن جعفر ۳۸۴ھ میں اس کا جانشین بنا پھر جب عضدالدولہ کی فوجیں آئیں تو حسن بن جعفر، مدینہ منورہ بھاگ گیا اور جب عزیز کارمہ میں انتقال ہوا، بنو ابی حرا، ربواحمہ بن ابی سعید میں مخالفت دربارہ شروع ہوئی تو خلیفہ طائع کی جانب سے ایک امیر علوی، مکہ معظمہ میں آیا اور وہاں پر اس نے مکہ کا خطبہ پڑھنے لگا۔

بادیس بن زمری کا حرمین پر قبضہ۔ ۳۶۷ھ میں عزیز نے مصر سے بادیس بن زمری صنهاجی افریقہ کے وزیر کے بھائی بنس کو میر بن مقرر کر کے روانہ کیا اس نے حرمین پر قبضہ کر لیا اور خلیفہ و سکہ اس کے نام کا جاری و قائم کیا، ان دنوں عضدالدولہ عراق میں اپنے چچا زاد بھائی کے جھگڑوں میں مصروف تھا اس وجہ سے عراق کا قافلہ نہیں آیا اگلے سال عراق کا قافلہ آیا اور ابواحمد موسوی نے عضدالدولہ کے نام کا خطبہ پڑھا، خدمت عبسہ کا خصبہ مکہ سے فتح ہو گیا مصر کے عبیدی کا خلفاء ایک زمانہ تک خطبہ قائم رہا ابوالفتوح کی شان و شوکت یومانیو ما بڑھتی گئی اور اس کی امارت و حکومت مکہ معظمہ میں استیقام ہوتا گیا۔

ابوالفتوح اور عراقی حاجی: ۳۹۶ھ میں خلیفہ قادر نے ابوالفتوح سے عراق کے حاجیوں کو حج کرنے کی اجازت طلب کی، ابوالفتوح نے اس شرط پر منظور کیا کہ خطبہ حاکم والی مصر کے نام کا پڑھا جائے، حاکم نے یہ سن کر ابن جراح امیر طی کو حاجیوں سے چھیڑ چھاڑ کرنے لکھ بھیجا، اس مرتبہ قافلہ حاج کا امیر، شریف رضی اور اس کا بھائی مرتضیٰ تھا، لہذا ابن جراح ان لوگوں سے نرمی کے ساتھ پیش آیا کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ نہ کی اس شرط سے کہ پھر دوبارہ نہ آئیں اس کے بعد ۳۹۴ھ میں حاج، عراق سے اصغر ثعلبی^① نے جس وقت کہ جزیرہ پر قبضہ کیا تعرض کیا اتفاق سے اس قافلہ میں دو قاری تھے انہوں نے اس کو سمجھایا بچھایا، آئندہ سال خفاجہ کے دیہاتوں نے حاج کے قافلہ پر لوٹ مار کا ہاتھ بڑھایا اور ان غریبوں کو لوٹ لیا۔

حاکم اور ابوالفتوح: ... علی بن یزید امیر بنی اسد تعاقب میں روانہ ہوا چنانچہ ۴۰۲ھ میں ان لوگوں سے مذہبیٹھ ہوئی پھر اگلے سال ان لوگوں نے یہی حرکت کی، علی بن یزید کی بہت شہرت ہوئی اور اس کی قوم پر اس کی ہمدردی کا یہی سبب بنا ۴۰۸ھ میں حاکم نے ایک گشتی حکم اپنے عمال کے نام حضرت ابوبکر و حضرت عمرؓ کے نام لکھا، ابوالفتوح امیر مکہ نے اس کی تعمیل سے انکار کیا اور باغی ہو گیا، اس کے وزیر ابوالقاسم مغربی نے خود مختار حکومت کی ترغیب دی، حاکم نے اس کے باپ اور اعمام (چچاؤں) کو قتل کر ڈالا۔

ابوالفتوح الراشد باللہ: ... ابوالفتوح کو اس سے سخت برا فرد خنکی پیدا ہوئی اپنے نام کا خطبہ پڑھا الراشد باللہ کا لقب اختیار کیا اور سامان سفر درست کر کے شہر مدینہ کی طرف ابن جراح کو بہت سامان لے کر مال کر دیا ان لوگوں نے ابوالفتوح کے ساتھ بد عہدی کی اور اس کو حاکم کے حوالہ کر دیا اس کا وزیر مغربی ابن سبا^② سمیت دیار بکر سرزمین موصل کی طرف بھاگ گیا اور تہامی رے چلا گیا حاکم نے حرمین شریفین میں غصہ بھیجنا بند کر دیا کچھ عرصہ بعد ابوالفتوح نے حاکم کی اطاعت قبول کر لی حاکم نے اس کی تقصیر معاف کر دی اور امارت مکہ پر پھر بھیج دیا۔

حجر اسود کی بے حرمتی: ... ان سالوں میں عراق سے کوئی شخص حج کرنے نہیں آیا تھا ۴۱۲ھ میں اہل عراق کے ساتھ ابوالحسن محمد بن حسن افساسی^③ فقیہ طالبین حج کرنے آیا، قبیلہ طی سے بنو بہان نے جن کا امیر حسان بن عدی تھا حاجیوں کے قافلے سے چھیڑ چھاڑ کی۔ اہل قافلہ نے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا، انتہائی مردانگی سے بنو بہان کو شکست دے کر اس کے امیر حسان کو مار ڈالا۔ اس سال مکہ میں ظاہر بن حاکم کا خطبہ پڑھا گیا۔ ۴۱۳ھ کے موسم حج میں اہل مصر سے ایک شخص نے یہ کہہ کر تو کب تک معبود بنارہے گا اور کب تک تیرا بوسہ دیا جائے گا حجر اسود پر ایک پتھر کا ٹکڑا بھیج مارا جس سے حجر اسود میں گڑھا پڑ گیا لوگ اس پر ٹوٹ پڑے اور مار ڈالا اس واقعہ سے اہل عراق کو جوش پیدا ہوا اہل مصر پر حملہ آور ہوئے اور ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیا اور ان کی خوب مرمت کی۔

① یہاں صحیح نام افساسی نہیں بلکہ افساسی ہے، دیکھیں (کامل ابن اثیر جلد نمبر ۹ صفحہ نمبر ۲۲۵)۔ ② یہاں صحیح نام اصغر المثنقی ہے۔ دیکھیں (کامل ابن اثیر جلد نمبر ۹ صفحہ نمبر ۱۸۲)۔ ③ رے پاس موجود عربی جدید ایڈیشن (جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۱۰۵) پر ابن سبا کے بجائے ابن سبا بنو ہے۔ (ح)

بنو سیمان کی امارت کا خاتمہ: پھر ۴۱۴ھ میں عراقی قافلہ کے ساتھ نقیب بن افساسی امیر حج بن کر آیا لیکن عرب کی لوٹ مار سے دمشق شام واپس گیا، پھر آئندہ سال حج کے لئے آیا پھر عراق کے حاجیوں کا قافلہ حج کے لئے نہ آیا یہاں تک کہ آیا خلیفہ قائم عباسی نے ۴۲۲ھ میں بیعت خدفت لی اور یہ ارادہ کیا کہ حاجیوں کا قافلہ روانہ کرنا چاہئے مگر غلہ عرب اور بنی بویہ کی حکومت ختم ہونے کی وجہ سے اپنے اس ارادہ پر قوی نہ ہو سکا اس کے بعد مستنصر بن طاهر کا خطبہ مکہ معظمہ میں پڑھا گیا۔

امیر ابو الفتوح کی وفات: پھر امیر ابو الفتوح حسن بن جعفر بن محمد بن سلیمان سردار مکہ و بنی سلیمان ۴۳۰ھ میں اپنی حکومت کے چالیسویں سال انتقال کر گیا اس کے بعد امارت مکہ کا امیر اس کا بیٹا شکر بن اس سے اور اہل مدینہ سے چند واقعات پیش آنے جن کے دوران اس نے مدینہ منورہ پر بھی قبضہ کر لیا اور حرمین شریفین کی حکومت اپنے قبضہ میں لے لی اسی کے بعد حکومت میں بنی سلیمان کی امارت ۴۳۰ھ میں مکہ معظمہ سے جاتی رہتی ہے اور ہواشم کا دور حکومت آ جاتا ہے جیسا کہ آئندہ ذکر کیا جائے گا۔

جعفر بن ابو ہاشم: اسی شکر کی نسبت بنو ہلال بن عامر کا یہ خیال ہے کہ اس نے جاز بنت مرجان امیر الحج سے نکاح کیا تھا۔ یہ خبر ان لوگوں میں دور تک مشہور ہے اور چند حکایتیں بھی نقل کی جاتی وہ لوگ اپنی زبان کے اشعار سے سجاتے ہیں یہ لوگ اس شریف ابن ہاشم کے نام سے کرتے ہیں۔

ابن خرم کا قول: ابن خرم کہتا ہے کہ جعفر بن ابی ہاشم نے زمانہ اشید میں مکہ پر قبضہ کیا تھا اس کے بعد اس کا بیٹا عیسیٰ بن جعفر اور ابو الفتوح پھر شکر بن ابو الفتوح نے حکمرانی کی اس کی حکومت کے بعد اس کی حکومت کا سلسلہ منقطع ہو گیا کیونکہ شکر کی کوئی اولاد نہ تھی اس وجہ سے حکومت پر اس کا ایک غلام قابض ہو گیا تھا۔ اور وہ مستنصری کے خلافت میں، اور ان دونوں زمانوں میں تقریباً ایک سو سال کا فرق ہے۔

بنی حسن میں سے ہواشم کی حکومت کی تاریخ، مکہ کے امراء سے آخر حکومت تک

محمد بن جعفر بن ابو ہاشم: ہواشم مکہ سردار ابو ہاشم محمد بن حسن بن محمد بن موسیٰ بن عبد اللہ ابی الکرام بن موسیٰ جون کی اولاد میں سے ہیں۔ ان کا نسب مشہور و معروف ہے جس کا ذکر پہلے یہاں کیا گیا۔ ہواشم اور سلیمان میں بے حد جھگڑے اور فتنے ہوئے۔ جس وقت شکر نے وفات پائی اس وقت بنی سیمان کی حکومت کا سلسلہ ختم ہو گیا، اس وجہ سے کہ کوئی یادگار سلسلہ نسل نہیں چھوڑا تھا، اس کے مرنے پر طراد بن احمد پیش ہو گیا حالانکہ یہ خاندان امارت میں سے نہ تھا اس کی شجاعت و مردانگی کی وجہ سے لوگوں نے اس کو اپنا سردار بنالیا، ان دونوں ہواشم کا سردار محمد بن جعفر بن ابو ہاشم محمد تھا۔ اس نے ہواشم پر نہایت نیک نامی کے ساتھ حکومت کی اس کی ذاتی خوبیوں کی وجہ سے اس کی بہت شہرت ہوئی ۴۵۴ھ میں شکر کے انتقال کے بعد ہواشم اور بنی سیمان میں جنگ ہوئی ہواشم نے بنی سلیمان کو شکست دے کر سرزمین حجاز سے نکال دیا بنی سلیمان پر ینان حال یمن چلے گئے وریمن پہنچ کر اپنی حکومت دریا ست کی بنیاد ڈالی جیسا کہ آئندہ ذکر کیا جائے گا اس واقعہ کے بعد محمد بن جعفر استقلال و استحکام کے ساتھ مکہ معظمہ کی امارت کرنے لگا اور مستنصر عبیدی کے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کیا۔

قائم عباسی اور محمد بن جعفر: جس وقت سلطان الپ ارسلان، بغداد اور خلیفہ کے محل پر قابض ہو گیا، خلیفہ قائم نے سلطان ارسلان سے درخواست کی کہ جس طرح ممکن ہو حج کا راستہ کھول دینا چاہیے سلطان نے بہت سامان و رزاق معامہ میں خرچ کیا اور عرب سے ضمانت و چنانچہ ۴۵۶ھ سے عراقی حاجیوں کا قافلہ آگے سال بیت الحرام سے واپس نہ کر گیا۔

۴۵۸ھ امیر محمد بن جعفر عبیدیوں کی اطاعت سے منحرف ہو کر خلافت عباسیہ کا مطیع ہو گیا۔ وجہ سے مکہ معظمہ کی رسم جو مصر سے آتی تھی بند ہوئی اس پر اہل مکہ نے امیر محمد کو برا بھلا کہا اور نصیحت کی تھی امیر محمد پر خلفاء عبیدیہ کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا خلیفہ قائم نے دھمکی آمیز خط لکھ کر کیا اور بہت سامان و رزق حوصلہ سلی کے لئے بھیجا چنانچہ امیر محمد نے ۴۶۲ھ کے موسم حج میں دوبارہ خلیفہ قائم کے نام کا خطبہ پڑھا اور خلیفہ مستنصر موسیٰ کو مصر میں معذرت کا خط روانہ کیا اس کے بعد خلیفہ قائم نے ابو الغنائم زینی کو ۴۶۳ھ میں عراقی قافلہ کا امیر مقرر کر کے حج کرنے بھیجا۔ اس مرتبہ اس کے ساتھ

بہت بڑا لشکر تھا اور نیز سلطان الپ ارسلان کی طرف سے امیر مکہ کے لئے دس ہزار دینار اور ایک قیمتی خلعت بھی تھی۔ ابوالغنائم اور امیر محمد بن جعفر گورنر مکہ موسم حج میں جمع ہوئے اور دربار خلافت کے کہنے پر امیر محمد نے خطبہ دیا۔

الحمد لله الذي هدانا الى اهل بيته بالرأى المصيب وعوض بيته بلبسة الشاب بعد المشيب واهال قلوبنا الى الطاعة ومتابعة امام الجماعة

مستنصر اور محمد بن جعفر: خلیفہ مستنصر یہ خبر سن کر ہواشم سے بگڑ گیا اور سلیمانیوں کی جانب مائل ہو گیا۔ علی بن محمد صبحی ① کو جو اس کی دعوت خدفت کا یمن میں افسر اعلیٰ تھا لکھ بھیجا کہ ”سلیمانیوں کو جس طرح ممکن ہو پھر حکومت دی جائے اور اس کام کے انجام دینے کے لئے فوراً مکہ معظمہ روانہ ہو جاؤ چنانچہ صبحی فوجیں تیار کر کے سلیمانیوں کو حکومت مکہ دلانے کے لئے روانہ ہوا سفر و قیام کرتا ہوا محکم پہنچا سعید بن نجاح احوال جو نہی صبحی سے کسی زمانہ میں شکست کھا کر گیا تھا ہند سے آ گیا تھا اور صنعار میں داخل ہو کر لوٹ مار شروع کر دی تھی صبحی نے یہ خبر سن کر ستر آدمیوں کے ساتھ اس پر حملہ کیا اس وقت سعید کے ساتھ پانچ ہزار سپاہی محکم میں تھے سعید نے اس سے مطلع ہو کر صبحی پر حملہ کر دیا اور مار ڈالا۔ اس واقعہ کے بعد، امیر محمد بن جعفر نے ترکی فوجوں کو تیار کر کے مدینہ منورہ پر حملہ کیا اور بنی حسن کو وہاں سے نکال کر خود قابض ہو گیا۔ مدینہ منورہ پر قبضہ کر لینے سے امیر محمد، حرمین شریفین کا گورنر بن بیٹھا۔

شیعہ سنی فساد: اسی دوران خلیفہ قائم عباسی کا انتقال ہو گیا اس کے مرنے سے جو کچھ دربار خلافت بغداد سے ابوالغنائم زلمی پھر حج کرنے آیا اور رجنا مال و زر دربار خلافت بغداد سے مکہ معظمہ آتا تھا بند ہو گیا لہذا امیر محمد بن جعفر نے خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھنا شروع کیا۔ پھر ۴۷۷ھ میں خلیفہ مقتدی نے ایک نئے طرز کا منبر مکہ معظمہ روانہ کیا یہ منبر لکڑی کا تھا نقش و نگار سونے نے کا بنایا تھا اور سونے ہی سے اس پر خلیفہ مقتدی کا نام لکھا ہوا تھا۔

پہلا ترکی امیر حج: اس مرتبہ امیر قافلہ حجاج خلیفہ ② ترکی تھا یہ پہلا شخص ہے جو ترکوں میں سے امیر حج ہو کر مکہ معظمہ آیا تھا یہ کوفہ کا گورنر تھا۔ اس نے عرب کو بہت ستایا اور ان پر طرح طرح کے ظلم و ستم کئے۔ اتفاق سے شیعہ اور اہل سنت و جماعت کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ منبر توڑ کر جلا دیا گیا مگر جوں توں حج کے مناسک پورے کئے گئے۔

اہل سنت اور شیعہ کی چپقلش: ۴۷۳ھ میں شیعہ اور اہل سنت و جماعت کے درمیان آتش و فساد دوبارہ مشتعل ہوئی، خلیفہ مستنصر کے نام کے خطبہ کے بجائے خلیفہ مقتدی کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔ اس وقت سے حجاج کی امارت پر مسلسل اختلع مقرر رہا اس کے بعد ختم رتکین مقرر کیا گیا یہاں تک کہ سلطان ملک شاہ در اور اس کے وزیر نظام الملک نے وفات پائی، خلفاء عباسیہ کا خطبہ مکہ معظمہ سے ختم ہو گیا چونکہ سلطین سلوکیہ آپس کی لڑائی میں مصروف ہو گئے اور عربوں نے لوٹ مار شروع کر دی تھی اس وجہ سے عراقی حجاج کا قافلہ کی جگہ اس کا بیٹا مستنصر مستنصر خلافت پر بیٹھا، خلیفہ مستنصر علوی گورنر مصر نے بھی مصر میں وفات پائی اس کی جگہ اس کے بیٹے مستنصر کی خلافت کی بیعت لی گئی ③..... اپنی امارت سے یہ وہی شخص ہے جس نے مکہ معظمہ میں خلافت عباسیہ کی اطاعت کا اظہار کیا تھا اور اس کا خطبہ پڑھا تا اور اسی وجہ سے اس کی حکومت بناء پڑی تھی لیکن کبھی خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھنا چھوڑ بھی دیتا تھا۔

امیر قاسم بن محمد: اس کے بعد اس کا بیٹا قاسم مکہ کا گورنر بنا اس کا زمانہ حکومت بدامنی اور پریشانی میں ختم ہو گیا مگر بنو مزید گورنر علہ نے نہایت مستعدی اور انتظام سے اس کا سلسلہ قائم کیا جس اہل عراق ہر سال حج کے لئے آنے لگے ۵۱۲ھ میں نظر خادم منجانب خلیفہ مستنصر شہد عراق کے قافلہ کے ساتھ حج کرنے آیا، خلعت اور مال و زر، امیر مکہ تک پہنچایا، قاسم بن محمد اپنی امارت کے تیس سال بعد ۵۱۸ھ میں انتقال کر گیا اس کا زمانہ حکومت نہایت سبے چینی اور مفلوہیت میں گزرا۔

① یہاں صحیح نطق صلیبی ہے دیکھیں (کامل ابن اثیر جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۳۰)۔ ② یہاں صحیح نام جفیل ہے دیکھیں (البدایہ والنہایہ جلد نمبر ۱۲ صفحہ نمبر ۱۱)۔ ③ اصل کتاب میں جگہ خالی ہے، (مترجم) ہمارے پاس موجود جدید عربی انڈیشن (جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۱۰۷) پر ایسی کوئی علامت نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہاں جگہ چھوٹی ہوئی ہے، ممکن ہے داخل مترجم کے پاس جو نسخہ ہودہ ایسا ہی ہو، (صحیح جدید)

ابو قلیبہ بن قاسم اس کے مرنے سے اس کا جینا ابو قلیبہ امارت مکہ کی امارت پر مقرر ہوا اس نے حکومت اپنے قبضہ میں لیتے ہی خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھا اور ان کی خوبیوں اور انصاف کی تعریف کرنے لگا، نظر خادم امیر حجاج، قافلہ عراق کے ساتھ حج کرنے آیا خلعت، ماں اور زر میرہ مکہ لائے۔ لیئے ساتھ لایا، ۵۲ھ میں ابو قلیبہ نے اپنی حکومت کے دس سال پورے کر کے وفات پائی اس وقت تک مکہ معظمہ میں خدمت عباسیہ کا خطبہ پڑھا جاتا تھا اور قافلہ حجاج کی امارت کرنے پر نظر خادم مقرر تھا۔

امیر حجاج نظر خادم خلیفہ مسترشد اور سلطان محمود ① کے جھگڑوں، نزاعات اور واقعہ قتل نے حاجیوں کے قافلہ کی آمد بند کر دی اگلے سال نظر خادم پھر میہ حج کے قافلہ کے ساتھ آیا اسماعیلیہ یمن کی گورنر نے قاسم بن ابو قلیبہ کے پاس سفیر بھیجا، دھمکی کا خط لکھا قاسم نے خلیفہ کا خطبہ ختم کرنے کا وعدہ کیا افاق یہ کہ چنانچہ اسماء کی موت آگئی جس سے اللہ تعالیٰ نے اس کے شر سے اس کو بچا لیا، چونکہ ان سالوں میں فتنہ و فساد متواتر دن ہوتے رہتے تھے اور مہنگائی بہت تھی اس وجہ سے حاجیوں کی عراق سے آمد بند ہو گئی، پھر ۵۳۳ھ میں نظر خادم امیر حج ہو کر عراق سے مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوا راستے میں فوت ہو گیا اس کی جگہ اس کا آزاد کردہ غلام قیمازا ② قافلہ کا امیر بنا۔ عرب دیہاتوں نے یہ خبر سن کر قافلہ کو روٹ پڑا مرنے والوں سے قیمازی امیر حج بن کر قافلہ کے ساتھ آتا رہا اور مکہ معظمہ میں ۵۵۵ھ تک خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھا جاتا رہا۔

مکہ کے گورنر عیسیٰ بن قاسم کی معزولی: اس کے بعد اس کے خلیفہ مستجد کی خلافت کی بیعت لی گئی اس کے نام کا بھی خطبہ مکہ معظمہ میں پڑھا گیا جیسا کہ اس کے باپ ملک بن قاسم کا خطبہ پڑھا جاتا تھا ۵۶۶ھ میں قاسم بن ابو قلیبہ مارڈالا، خلیفہ مستفی نے عراق کے قافلہ حج کے ساتھ تین تین ③ ترکی کو امیر مقرر کر کے روانہ کیا۔ اس دوران عبیدیوں کی حکومت کا دور حکومت مصر میں ختم ہو گیا اور سلطان صلاح الدین نجم الدین ایوب، مصر کی حکومت پر قبضہ ہو گیا، اس نے مکہ اور یمن کو بھی اپنے دائرہ حکومت میں داخل کر لیا، حرمین میں خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔

خلیفہ مستفی کی وفات: ۵۷۵ھ میں خلیفہ مستفی نے وفات پائی اس کا بیٹا ناصر خلیفہ بنا اس کا نام بھی خطبہ حرمین میں پڑھا گیا اس کی ۵۸۵ھ میں حج کرنے آئی جب واپس دار الخلافہ بغداد پہنچی تو خلیفہ ناصر کو وہ سب حالات بتلائے جو اس کو زمانہ حج میں مکہ کے ساتھ عیسیٰ بن قاسم کے معبود ہوئے تھے خلیفہ ناصر نے اس کو امارت مکہ سے معزول کر کے اس کے بھائی ملک بن قاسم کو سند امارت عطا کی، یہ جلیل القدر شخص تھا اس نے ۵۸۹ھ میں وفات پائی جس سن میں کہ سلطان صلاح الدین کا انتقال ہوا تھا۔ اسی کے بعد نے ہوا شام کی حکومت میں کمزوری پیدا ہو گئی ابو عزیز بن قنبرہ ہوا شام کے سلسلہ نسب (جو باپ کی طرف سے تھا) میں نہ تھا بلکہ ماں کے سلسلہ نسب میں پڑتا تھا۔ بلکہ کے بعد حکم کا حکم اس بن قصہ مختصر اس طرح ہوا شام کا دور حکومت ختم ہو گیا اور جو قنبرہ حکمرانی کرنے لگے والبقاء للہ

بنی قنادہ کی حکومت کی تاریخ

عبداللہ ابوالکرام بن قنبرہ نے ہوا شام کے بعد جن کا ذکر ابھی لکھا گیا ہے مکہ معظمہ پر حکومت کی موسیٰ جو ان کی اولاد سے جس کا ذکر بنی حسن کے ضمن میں ہو چکا ہے عبداللہ ابوالکرام نامی ایک شخص تھا جیسا کہ علماء نسب بیان کرتے ہیں اس کے تین بیٹے تھے (۱) سلیمان (۲) زید اور (۳) احمد، انہیں سے اس کی اولاد کا سلسلہ چلا زید کی اولاد آج کل صحراء میں نہر حسینہ پر ہیں اور احمد کی اولاد دھنا میں، باقی رہا سلیمان اس کی نسل سے مطعن بن عبدالکریم بن یوسف بن عیسیٰ بن سلیمان تھا مطعن کے دو بیٹے اور یس اور ثعلب، ثعلبہ جہاز میں تھے۔

اور یس کی اولاد: اور یس سے دو بیٹے پیدا ہوئے ایک قنادہ نابغہ دوسرا صرفہ، صرفہ سے ایک گروہ کا سلسلہ چلا جو شکرہ کے نام سے معروف مشہور ہیں قنادہ نابغہ کی کنیت ابو عزیز تھی اس کے بیٹوں سے علی اکبر اور اس کا حقیقی بھائی حسن تھا، حسن کے چار بیٹے تھے (۱) اور یس (۲) احمد (۳) محمد (۴)

① ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۱۰۸) پر محمود کی جگہ سلطان مسعود تحریر ہے۔ ② یہاں صحیح لفظ قیمازا نہیں بلکہ قانمازا ہے، دیکھیں (تاریخ کامل بن تہجد نمبر ۱۳۶)۔ ③ یہاں بھی صحیح نام طائکین نہیں بلکہ طائکین ہے، دیکھیں (تاریخ کامل ابن اثیر جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۳۶)

اور جہن بنو ع کی امارت سے اس کے عقاب میں تھی انہیں میں سے اس وقت دو امیر بنو ع کی امارت کرتے ہیں جو اور لیس بن حسن بن دریس کی اولاد میں سے ہیں اور ابو عزیز قتادہ نالغہ کی اولاد ان دونوں امراء مکہ معظمہ ہیں، بنو حسن ان دنوں جب کہ مکہ میں ہواشم کی حکومت کا دور تھا نہر منقہ و دی بنو ع میں رہتے تھے اور یہ سب کے سب خانہ بدوش بادیہ نشین تھے۔

قتادہ کا بنو ع اور صفراء پر قبضہ: ... لہذا جس وقت قتادہ اپنے جاندان میں نشوونما پا کر سن شعور کو پہنچا تو اپنی قوم کو جو کہ مطاعن کی اولاد سے تھی جمع کیا اور ان کو مرتب و مسح کر کے حملہ کر دیا۔ وادی بنو ع میں اس وقت بنو خراب جو کہ عبد اللہ بن حسن بن حسن کی اولاد میں سے تھے اور بنو عیسیٰ بن موسیٰ بن سیمان بن موسیٰ جو کہ حکومت کر رہے تھے لہذا ان سے اور بنو طاعن سے معرکہ آرائی ہوئی اس وقت بنو طاعن کا امیر ابو عزیز قتادہ تھا چنانچہ ابو عزیز قتادہ نے بنو ع کے امیر کو بنو ع سے نکال باہر کر کے بنو ع اور صفراء پر قبضہ کر لیا اور آہستہ آہستہ اپنی فوج اور غلاموں کو ضرورت کے مطابق پڑھالیا۔

مکہ پر قبضہ: ابو عزیز قتادہ عباسی خلیفہ مستنصر کے دور خلافت چھٹی صدی ہجری کے وسط میں تھا اس وقت مکہ معظمہ کی حکومت جعفر بن ہاشم بن حسن بن محمد بن موسیٰ بن ابی اکرام عبد اللہ کی اولاد کے قبضہ میں تھی جو ہواشم میں سے تھا اور مکثر بن عیسیٰ بن قاسم ان کو جانشین ہو گیا تھا جس نے وہ ابو تہیس پر قبضہ تعمیر کرایا تھا اس نے ۵۸۵ھ میں وفات پائی لہذا قتادہ نے فوجیں آراستہ کر کے مکہ معظمہ پر چڑھائی کی اور اس کو ان کے قبضہ سے نکال دیا۔ قبا قبضہ کرنے کے بعد خلیفہ ناصر عباسی کے نام کا خطبہ پڑھا تقریباً چالیس سال تک اس مقدس شہر پر حکومت کرتا رہا۔ اس کی حکومت کو حد درجہ کا استحکام و استقلال حاصل ہوا تمام اطراف یمن میں اس کی حکومت پھیل گئی۔

حجاج عراق اور عربوں کی لڑائی: ۶۰۳ھ میں وجہ السبع ترکی (خلیفہ ناصر کا غلام) امیر قافلہ ہو کر حج کرنے آیا لیکن عربوں کے خوف سے راستے سے ہی بھاگ گیا، قافلہ کو عربوں نے لوٹ لیا، ۶۰۸ھ میں ایک شخص ۱۰ حاجیاں عراق سے شریف مکہ پر جو قتادہ کے عزیزوں میں سے تھ حمد کر کے قتل کر ڈالا شرفاء مکہ نے قافلہ کے سرداروں پر اس کا الزام لگایا اور سب نے جمع ہو کر قافلہ پر حملہ کر دیا اور ان میں سے ایک بڑے گروہ کو قتل کر ڈالا اس کے بعد شرفاء مکہ نے حوصلہ افزائی کے لیے ایک وفد دار الخلافہ بغداد روانہ کیا قتادہ نے بھی اپنے بیٹوں میں سے ایک بیٹے کو خلافت مآب کو راضی کرنے بغداد بھیجا خلافت مآب نے فریقین میں صلح کرادی۔

خلیفہ ناصر اور قتادہ: ۶۱۵ھ میں بعد خلیفہ ناصر تاجدار دولت عباسیہ، عادل بن ایوب اور ان دونوں کے بعد کامل بن عادل کے نام کا خطبہ مکہ معظمہ میں پڑھا گیا تھا اور ۶۱۶ھ میں تاتاریوں نے حملہ کیا۔

قتادہ عادل تھا اس کے زمانہ میں نہایت امن و امان رہا اس نے خلفاء اور بادشاہوں میں سے کسی کے ساتھ زیادتی اور سرکشی نہیں کی یہ ہمارے ساتھ تھا کہ میں خلافت امارت کا مستحق ہوں دار الخلافہ بغداد سے مال و زار اور خلعت ہمیشہ اس کے لیے آیا کرتی تھی۔

قتادہ کے اشعار: ایک بار خلیفہ ناصر نے اس کو بلایا تھا اس نے جواباً یہ چند اشعار بھیجے،

۱ رلی کف ضرغام اذل بیسطھا	☆	اشری بهاعز الوردی وایع
۲ تظل ملوک الارض تلثم ظہرها	☆	ولفی بطنها للمجد بین ریع
۳ اجمعلھا تحت الوحائم ابتلی	☆	خلاصا لھا انی اذالو ضیع
۴ ومانا الا المسمک فی کل بقعة	☆	یضوع واما عند کم فیضیع

۱ (تاریخ کامل بن، شیعہ جلد نمبر ۱۲ صفحہ نمبر ۲۹۷) پر لکھا ہے کہ وہ شخص باطنی فرقت سے تعلق رکھتا تھا۔ ۲ میرا پنج شیر کے پنجے کی طرح ہے، میں اسے پھینک دوں گا۔ ۳ دنیا بھر کے بادشاہ میرے ہاتھ کی پشت کو چھوتے ہیں اور میری پتیلی موسم ربیع کی طرح ہے جس میں کثرت سے نمد اور ہنرہ اگتے ہیں اور لوگ خوشحال ہوتے ہیں۔ ۴ کیا میں اسے چکی میں دبا کر (یعنی جان بوجھ کر کسی مصیبت میں پھنس کر) پھر اس سے جان چھڑانے کی کوشش کروں، اس صورت میں تو میں کمینہ ہوں گا۔ ۵ میں تمہارے علاوہ ہر جگہ خوشبو کی مہکتا ہوں لیکن میں تمہارے پاس ذلیل و حقیر ہونا ہوں، (عاجزی کا اظہار کیا گیا ہے)۔

اس کا، نرہ حکومت بہت وسیع تھا مکہ معظمہ، یثرب، اطراف یمن نجد اور مدینہ منورہ کے بعض مقامات پر اس کی حکومت تھی

حسن بن قتادہ اور امیر اقباش کی جنگ: ۶۱۷ھ میں اس نے وفات پائی کہا جاتا ہے کہ اس کے بیٹے حسن نے اس کو ہر دے دیا تھا بعض مورخ کہتے ہیں کہ حسن نے زہر نہیں دیا تھا بلکہ ایک لونڈی کو روپیہ دے کر پلا لیا تھا، اس نے حسن کو رات کے وقت جب قتادہ سو گیا محل میں بدایا، حسن نے پہنچ کر اپنے باپ قتادہ کا گلا گھونٹ کر مار ڈالا اس کی جگہ خود مکہ معظمہ پر حکمرانی کرنے لگا، راجح بن ابوعزیز قتادہ کو اس کی خبر مل گئی، امیر راجح قیاش تری سے اس واقع کی شکایت کی، اقباش تری نے انصاف اور تقیث کا وعدہ کیا حسن نے اس مطلع ہو کر مکہ معظمہ کے شہر پناہ کے دروازے بند کر دیے اور اس سے چند امراء نے شہر سے نکل کر باب معلیٰ کے قریب امیر قیاش ۱ سے جنگ کی ایک دوسرے سے گتھ گیا نتیجہ یہ ہوا کہ امیر قیاش، راغیان لوگوں نے اس کی لاش کو صفا اور مردہ کے درمیان لٹکا دیا۔

حسن اور مسعود کی جنگ: اس کے بعد ۶۲۰ھ میں مسعود بن کامل، یمن سے مکہ آیا، حج کیا، حج سے فراغت کے بعد مسعود نے مکہ پر قبضہ کر کے کامیابی حاصل کی، دربار خلافت تک یہ خبر پہنچی تو خلافت مآب ۲ نے مسعود سے اس بار اور نیز ان حرکات پر جو اس نے مکہ معظمہ میں کی تھیں ناراضگی ظاہر فرمائی اور سب حد غصہ کیا، مسعود کے باپ نے بھی مسعود کو بیزاری اور نفرت کا خط لکھ بھیجا جس کا مضمون یہ تھا،

”میں تجھ سے بری الذمہ ہوں اے سخت دل تو نے بڑا غضب ڈھایا مجھے قسم ہے کہ مجھے موقع مل گیا تو میں تیرا سیدھا ہاتھ کاٹ دوں گا

تو نے بیشک دین و دنیا دونوں کو پس پشت ڈال دیا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم“

اس سے مسعود کے دل غ کی گرمی ختم ہوئی، شرفاء مکہ کے خوں بہا (دیت) ادا کئے، اس معرکہ میں اس کا ایک ہاتھ بیکار ہو گیا تھا۔

حسن بن قتادہ کا بغداد روانگی: حسن بن قتادہ حوصلہ افزائی کے لیے بغداد کی طرف روانہ ہوا تنہا شام، جزیرہ اور عراق کی خاک چھانتا ہوا دار خلافت بغداد میں داخل ہوا، ترکوں نے اس کی آمد کی خبر سن کر امیر اقباش کے بعد اس کے قتل کی فکر کی، لیکن اہل بغداد نے ترکوں کو اس فعل سے روک دیا یہاں تک کہ ۶۲۲ھ میں مسعود بن کامل، مکہ معظمہ میں مر گیا اور معلیٰ میں دفن کیا گیا اس کا سپہ سالار فخر الدین بن شیخ مکہ معظمہ کا حکمران بن اور یمن کی امارت، امیر الجیش عمر بن علی بن رسول نے قبضہ میں رہی۔

راجح بن قتادہ: ۶۲۹ھ میں راجح بن قتادہ نے عمر بن علی بن رسول کی فوجیں لے کے مکہ معظمہ پر حملہ کا ارادہ کیا چنانچہ ۶۳۰ھ میں اس مقدس شہر کو فخر الدین بن شیخ کے قبضہ سے نکال لیا فخر الدین نے مصر جا کے دم لیا پھر ۶۳۲ھ میں مصری فوجیں امیر جبرئیل کی زیر نگرانی مکہ معظمہ کی طرف بڑھیں اور تنواریں کے زور سے اس پر قبضہ کر لیا، راجح یمن بھاگ گیا پھر عمر بن علی اپنی فوج سمیت راجح کے ساتھ اس کی کمک کے لیے آیا، مصری فوجیں مکہ معظمہ خالی کر کے بھاگ گئیں راجح نے مکہ معظمہ پر کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر لیا اور خطبہ میں خلیفہ مستنصر عباسی کے بعد عمر بن علی کا نام پڑھا اور جب تاریخوں نے عراق پر ۶۳۳ھ میں قبضہ کر لیا اور ان لوگوں کی حکومت مستحکم ہو گئی اور یہ رفتہ رفتہ اربل تک پہنچ گئے تو خلیفہ مستنصر نے ۶۳۴ھ سے فتویٰ لے کر کے جہاد کی وجہ سے حج بند کر دیا۔

ترکی اور قتادہ: ۶۳۳ھ میں خلیفہ مستنصر نے حاجیوں کا قافلہ اپنی ماں کے ساتھ روانہ کیا اور کوفہ تک اس کے ساتھ آیا اس مرتبہ یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک ترکی نے شریف مکہ کو مارا راجح نے خلیفہ کی خدمت میں اس کی شکایت کی، اس جرم کی سزا میں اس ترکی کے ہاتھ کاٹ ڈالے گئے، اس کے بعد پھر حبیوں کی آمد بند ہو گئی اور ایک زمانہ تک حج رکا رہا۔

جہان بن حسین کا مکہ پر حملہ: پھر موسیٰ امام زیدیہ کی حکومت کا سکہ یمن میں چلنے لگا اس نے خلافت عباسیہ کا خطبہ ختم کر دینے کا ارادہ کیا یہ

۱۔ ہمارے پاس موجود یہ عربی ایڈیشن میں اقباش کی جگہ اقباش تحریر ہے۔ (جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۱۰۹)۔ ۲۔ ہمارے پاس موجود عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۱۰) پر مسعود کے بجائے یہ خط مسعود کے باپ کی طرف (دربار خلافت) سے لکھا جاتا ہے اور پھر مسعود کے باپ نے مسعود کو خط لکھا تھا (حج)

بات مظفر بن عمر بن علی بن رسول کو ناگوار گذری خلیفہ مستعصم کو اس سے مطلع کر کے حاجیوں کے قافلہ روانہ کرنے کی ترغیب دی لیکن کوئی کامیابی نہ ہوئی اور موسیٰ امام زید یہ اپنے ارادہ میں کامیاب ہو گیا ۱۵۱ھ میں جمان بن حسین بن قتادہ، دمشق میں ناصر بن عزیز بن ظہر بن ایوب کی خدمت میں ابوسعید کے خلاف فوجی مدد حاصل کرنے اس بناء پر گیا کہ گورنر یمن کا خطبہ مکہ معظمہ میں ختم کر دیا جائے چنانچہ ناصر نے جمان کو فوجی مدد دی اور جمان مکہ معظمہ پر حملہ آور ہوا، ابوسعید نے مقابلہ کیا، ابوسعید حرم میں مارا گیا ساتھ ہی اس کے جمان نے ناصر کے ساتھ یہ وعدہ شکنی کی کہ کامیابی سے بعد واپس یمن ہی کے نام کا خطبہ پڑھا۔

بنو قتادہ کی مکہ سے بے دخلی: ابن سعید روایت کرتا ہے کہ ۱۵۳ھ میں مجھے جس وقت کہ میں سرزمین مغرب میں تھا یہ خبر پئی کہ ج بن قتادہ مکہ آیا ہوا تھا یہ ایک معمر اور بڑی عمر کا شخص تھا یمن کے آس پاس مقام سدیر میں رہتا تھا لہذا اس نے پہنچ کے جمان بن حسن بن قتادہ کو مکہ سے نکال دیا جہاز بیوع چلا گیا، پھر ابن سعید نے لکھا ہے کہ ۱۶۳ھ میں یہ خبر ملک مغرب پہنچ کہ حکومت کہ کی مابین ابونہی بن سعید جس کو جہاز نے مکہ کی امارت حاصل کرنے کے لئے، ردال تھا، اور غالب بن رانج (جس نے جہاز کو بیوع کی طرف نکال دیا تھا) کے درمیان آ جا رہی ہے۔

ابونہی بن سعید: پھر ابونہی کے قدم حکومت مکہ پر جم گئے اور اس نے اپنے باپ ابوسعید کے قاتلوں اور پس، جہاز اور محمد کو بیوع کی جانب شہر بدر کر دی ان سے اور میں تھوڑے دنوں تک مکہ کا امیر رہا ان لوگوں نے بیوع پہنچ کر پھر اپنی حکومت کی بنا ڈالی چنانچہ اس وقت تک ان کی سبیل بیوع کی حکمران ہیں۔

ابونہی تقریباً پچاس سال تک مکہ معظمہ میں امیر رہا آخری ساتویں صدی ہجری یا اس کے دو سال بعد مر گیا اور بوقت وفات میں بیٹے چھوڑ گیا۔

بنی تمی کی حکومت

ابونہی کی اولاد: ابونہی کے مرنے کے بعد مکہ معظمہ کی حکومت اس کے بیٹوں رمیثہ اور حمیضہ کے قبضہ میں آ گئی اور یہ دونوں بد شتر اک حکومت کرنے لگے، عطیفہ اور ابوالغیث نے ریشہ اور حمیضہ سے مکہ معظمہ کی امارت کے بارے میں جھگڑا کیا، ریشہ اور حمیضہ نے عطیفہ اور ابوالغیث کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اتفاق سے انہیں دنوں بھرس جاشنکر جو مبصر میں الملک الناصر کے ماتحت علاقوں کا حکومت کے شروع سے منتظم و مدبر تھا مکہ آ پہنچا، اس نے عطیفہ اور ابوالغیث کو قید سے رہا کر کے مسند حکومت پر بٹھایا اور ریشہ اور حمیضہ کو مبصر بھیج دیا سلطان نے ان دونوں کو اپنی فوج کے ساتھ پھر امارت مکہ کی امارت پر واپس کیا، عطیفہ اور ابوالغیث کچھ عرصے بعد آپس میں لڑنے لگے، یہ لڑائیاں جو مکہ کی امارت کے لئے ان دونوں کے درمیان ہونا شروع ہوئی تھیں ایک مدت تک جاری رہیں، انہیں لڑائیوں کے دوران ابوالغیث میدان میں مر گیا۔

حمیضہ کا قتل: اس کے بعد حمیضہ اور ریشہ میں امارت کے بارے میں جھگڑا اور ممانعت پیدا ہوئی ریشہ ۱۵۵ھ میں الملک الناصر کی خدمت میں امراء شامی اور عساکر سلطانی سے مدد طلب کرنے گیا حمیضہ یہ خبر سن کر کہ میری مخالفت پر شاہی سردار اور سلطانی فوجیں آ رہی ہیں اہل مکہ کے واسباب کو لوٹ کر بھاگ گیا مگر عساکر سلطانی کی واپسی کے بعد پھر مکہ آیا، دونوں بھائیوں نے آپس میں صلح کر لی اور بالاتفاق حکومت کرنے لگے۔

رمیثہ کی گرفتاری: پھر عطیفہ نے ۱۸۵ھ میں رمیثہ اور حمیضہ کی مخالفت کی اور مدد کے لئے، سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا چنانچہ شامی مدد حاصل کر کے مکہ معظمہ پہنچا اور قبضہ کر لیا رمیثہ کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا مگر ۱۸۷ھ میں جس وقت کہ سلطان حج کے لئے آ رہا تھا ریشہ اور رمیثہ سلطان کے ساتھ مصر آ گیا اور حمیضہ فرار ہو گیا یہاں تک کہ سلطان سے اس کی درخواست کی سلطان نے اس کو دے دی۔ سلطان کے ساتھ رمیثہ کے خادموں کا تھا وہ لوگ اس کے زمانہ بغاوت و مخالفت میں مصر سے اس کے پاس بھاگ آئے تھے، حمیضہ کے پاس پہنچے تو یہ معذور ہوا کہ رمیثہ نے سلطان کی حکومت کی اطاعت قبول کر لی ہے، خوف غالب ہوا کہ اگر حمیضہ کے ساتھ سلطانی دربار میں ہم حاضر ہوئے تو سلطان ہم کو موت دے دے گا، سب نے متفق ہو کر حمیضہ کو مار ڈالا اور سر اتار کر سلطان کی خدمت میں لائے سمجھ کر کہ سلطان ہم سے خوش ہو جائے گا۔

رمیشہ مکہ کا گورنر۔ ریشہ کو اس سے تنبیہ ہوئی اپنے بھائیوں کے قافلوں کو قتل کیا اور باقی جو شریک تھے ان سے درگزر کیا پھر سبطان نے ریشہ کو خود مختاری عنایت فرما کے عطیفہ کے ساتھ مکہ کی امارت و حکومت میں شریک کر دیا، تھوڑے دنوں کے بعد عطیفہ مر گیا اور ریشہ استقلال کے ساتھ مکہ معظمہ پر حکومت کرنے لگا۔

رمیشہ اور اس کے بیٹے: ریشہ کی زندگی میں اس کے دو بیٹوں ثقبہ اور عجلان نے برضامندی ریشہ، امارت مکہ آپس میں تقسیم کر دی تھی مگر پھر ریشہ نے اس تقسیم کو الٹ پھیر کر ناچاہا ان دنوں بھائیوں نے منظور نہ کیا اور اپنی اپنی حکومتوں پر قائم رہے کچھ عرصے بعد دونوں بھائیوں میں جھگڑا شروع ہوا ثقبہ مکہ چھوڑ کر نکل گیا اور عجلان بدستور مکہ میں حکومت کرتا رہا پھر ثقبہ نے اپنی گئی گزری حالت درست کر کے عجلان کو مکہ معظمہ میں شکست دے دی۔

ثقبہ بن ریشہ کا قتل: عجلان شکست کے باوجود ثقبہ کا مقابلہ کرتا رہا یہاں تک کہ دونوں بھائی ۵۶ھ میں لڑتے جھگڑتے مصر پہنچے، حکمران مصر نے ان میں سے عجلان کو مکہ کی سند حکومت عطا کی، ثقبہ ناراض ہو کر سرزمین حجاز چلا گیا، اور وہیں قیام کر دیا، جتنا عرصہ حجاز میں رہا کئی بار مکہ پر حملہ آور ہوا، عجلان آئے دن لڑائیوں سے تنگ آ کر ۶۲ھ میں مدد کے لئے مصر گیا اور وہاں سے شاہی فوج لے کر ثقبہ کے مقابلہ پر آیا دونوں بھائیوں میں گھسان کی لڑائی ہوئی، ثقبہ مارا گیا اور اس کی فوج کا کچھ حصہ بھی اس معرکہ میں کام آ گیا۔

عجلان بن ریشہ: عجلان اپنے زمانہ امارت میں عدل و انصاف کے راستہ پر نہایت اچھے طریقے سے چلا جا رہا تھا اس ظلم اور زیادتی سے منزلوں ورتھ جو اس کی قوم، تجارت پیشہ اصحاب اور مجاورین بیت اللہ الحرام کے ساتھ کیا کرتی تھی اس نے اپنے زمانہ امارت میں غلاموں کا ٹیکس جو حجاج پر تھا ختم کر کے شاہی خزانہ سے ان کی تنخواہیں اور وظائف مقرر کرائے جو ایام حج میں ان کو ادا کئے جاتے تھے، یہ امر سلطان مصر کی زندہ یادگاروں اور ٹیکسوں میں سے تھا جس کی کوشش امیر عجلان نے کی تھی جزا اللہ خیر اسی عدل و داد اور فہم مسلمین پر عجلان قائم رہا یہاں تک کہ ۷۷ھ میں انتقال کیا۔

احمد بن عجلان: عجلان کی وفات کے بعد اس کا بیٹا احمد اس کی جگہ حکمران بنا، احمد اپنے باپ عجلان کی زندگی ہی سے امور سیاست کا انتظام کر رہا تھا ورحکومت میں اس کا شریک تھا عجلان کے مرنے کے بعد وہی مراسم عدل و انصاف احمد نے قائم و جاری رکھے جو اس کے باپ کے عہد حکومت میں تھے تمام عام میں اس کے عدل و انصاف اور حق پسندی کا شہرہ ہو گیا حجاج اور مجاورین بیت اللہ اس کی تعریف و توصیف کرنے لگے الملک الظاہر ابو سعید برقوق عالی مصر نے اس کے محاسن کے تذکرہ سن کر اپنی طرف سے اس کو سن حکومت عطا جیسا کہ اس کے باپ کو دربار شاہی سے عطا ہوئی تھی اور پرانے دستور کے مطابق خلعت بھی بھیجی۔

محمد بن عجلان کا قتل: امیر احمد نے اپنے اکثر عزیز رشتہ داروں کو جن میں اس کا بھائی محمد، محمد بن ثقبہ اور عنان بن مغاس احمد کا چچا زاد بھائی تھا کسی مصیبت سے گرفتار کر کے جیل میں ڈال رکھا تھا امیر احمد کے انتقال پر یہ لوگ قید خانہ سے نکل بھاگے محمد بن عجلان ایک ہوشیار آدمی تھا اس نے اس وقت حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اور حکمت عملی سے ان سب کو واپس بلا لیا صرف عنان بن مغاس حیران و پریشان مصر پہنچا اور سبطان مصر سے محمد و کبیش کے ضابطے کے لئے طلب کی چنانچہ سلطان مصر نے اس کی کمک پر ایک فوج مقرر کی اور امیر قافلہ حجاج کے ساتھ صحیح حالت و قوت دریافت کرنے کے لئے روانہ کیا اتفاق سے فرقہ باطنیہ کا ایک گروہ ان کے ساتھ ہوا تھا لہذا جس وقت محل جس پر خلاف کعبہ تھا مکہ معظمہ کے قریب پہنچا، محمد اس کو پینے کے لئے مکہ معظمہ سے باہر آیا اور پرانی عادت کے مطابق اس کو بوسہ دینے کے لئے آگے بڑھا باطنیوں نے اچانک وار کر دیا محمد زخمی ہو کر زمین پر راول محل حاجیوں کے قافلے سمیت مکہ معظمہ میں داخل ہو گیا۔

عنان بن مغاس: امیر حج نے عنان بن مغاس مکہ کی امارت پر مقرر کیا، کبیش اور اس کے حماقات، اہل گمراہی پھر جب حج کا وقت نہ آیا اور حاجیوں کا قافلہ واپس روانہ ہوا تو کبیش نے لشکر آراستہ کر کے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مکہ معظمہ پر حملہ کر دیا اور اس کا محاصرہ کر دیا عنان بن مغاس و کبیش میں متعدد جنگیں ہوئیں انہیں لڑائیوں میں سے کسی لڑائی میں کبیش مارا گیا علی بن عجلان اور اس کا بھائی حسن فریادیوں و ان صورت بنائے ہوئے الملک الظاہر والی مصر کی خدمت میں حاضر ہوئے، الملک الظاہر اس خیال سے کہ فتنہ و فساد اس وقت تک ختم ہوگا جب تک ان کو بھی مکہ

حکومت میں حصہ نہ دیا جائے گا، ۹۷۷ھ میں ان کو بھی سند حکومت عطا کی اور عنان بن مغاس کے ساتھ امارت میں شریک رہنے کا حکم دیا۔

علی بن عجلان: چنانچہ علی و حسن امیر حج کے ساتھ مکہ معظمہ روانہ ہوئے جس وقت مکہ معظمہ کے قریب قافلہ پہنچا، عنان حسب دستور میرٹھ استقبال کے لئے آیا لیکن یہ خبر سن کر کہ اسی قافلہ میں علی و حسن بن ہیں راستے سے ہی بھاگ گیا، علی نے مکہ میں داخل ہو کر مکہ کی حکومت اپنے قبضہ میں لے لی وراستقلال و استحکام کے ساتھ حکومت کرنے لگا۔ پھر جب حج کا وقت گزر گیا اور حاجیوں کا قافلہ واپس روانہ ہوا، تو عنان اپنے چچا زدمبارک اور شرف، عرب کے ایک گروپ کے ساتھ مکہ پر حملہ آور ہوا، پہنچتے ہی علی کا مکہ معظمہ میں محاصرہ کر لیا امارت و ریاست کی بارے میں جھگڑے ہونے لگے پھر خود بخود یہ جھگڑے ختم ہو گئے، کچھ عرصے بعد پھر وہی چھیڑ چھاڑ شروع ہو گئی، اسی حالت میں اس وقت تک یہ بوگ چلے آئے ۹۸۷ھ میں لوگوں کا ایک وفد (ڈیپوٹیشن) سلطان کی خدمت میں مصر پہنچا۔ سلطان نے علی کو تنہا سند حکومت عطا کی، خلعت اور چترے دیئے اور انہیں عنایت فرمائی۔

عنان بن مغاس کی گرفتاری: عنان بن مغاس کو اپنے دربار میں رکھ لیا، رتبہ کے مطابق اس کی تنخواہ تقرر کی، اور اپنے راکین حکومت میں شامل کر لیا اس کے چند دنوں بعد سلطان تک یہ خبر پہنچی کہ عنان بن مغاس کے دماغ میں پھر امارت مکہ کی ہواسمائی ہے اور امیر مکہ علی بن عجلان سے دربارہ وارت کرنے کی غرض سے مجاز کی طرف چھپ کر چلے جانے کا ارادہ رکھتا ہے سلطان نے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا، علی بن عجلان کو اس واقعہ کی خبر لگی تو اس نے بھی ان شرفاء مکہ کو جو عنان کے حمایتی اور ہمدرد تھے گرفتار کر لیا پھر ان کو احسان کرتے ہوئے رہا کر دیا، ان احسان فراموشوں اور محسن کشوں نے امارت کے بارے میں پھر جھگڑا شروع کیا اور علی بن عجلان کے ساتھ اس وقت تک لڑ جھگڑ رہے ہیں، وہ ہند متولی الامور مارب غیرہ،

بنی مہنی امراء مدینہ نبویہ اور بنی حسین کی حکومت اور تاریخ

بنی مہنی کے امراء: اگرچہ انصار اوس و خزرج مدینہ منورہ میں رہتے تھے جیسا کہ مشہور معروف ہے لیکن نہایت کم مدت میں جس وقت کہ اسلامی فتوحات کی موجیں بڑے بڑے سلاطین کی مستحکم سلطنتوں کی دیواروں سے ٹکرائی تھیں تمام عالم میں پھیل گئے اور مدینہ منورہ سے ان کی حکومت و سرداری جاتی رہی کوئی شخص ان میں سے باقی نہ رہا صرف گنتی کے چند طالبی النسل باقی رہ گئے۔

بنو جعفر کی مدینہ سے بے دخلی: ابن حصین نے اپنے ذیل میں جو اس نے طبری پر لکھا ہے تحریر کیا ہے کہ میں چوتھی صدی میں مدینہ منورہ گیا تھا جس وقت مدینہ منورہ میں خلیفہ مقتدر عباسی کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا پھر لکھتا ہے کہ اس شہر پر خلفاء عباسیہ کے گورنر مسلسل حکمرانی کرتے جاتے رہے لیکن اصل میں حکومت بنی حسین اور بنی جعفر کے قبضہ میں تھی آخر میں بنی جعفر کو بنی حسین نے نکال دیا، ان دنوں نے مکہ و مدینہ منورہ کے درمیان سکونت اختیار کی پھر ان کو بنو حرب نے زبید سے قری اور حصوں کی طرف جلاء وطن کر کے صعید تک پہنچا دیا چنانچہ اس وقت تک یہ وہاں پر موجود ہیں ورنہ بنی حسین مدینہ ہی میں رہ گئے یہاں تک کہ ظاہر بن مسلم مصر سے مدینہ منورہ آیا اور اس نے ان کے قبضہ سے مدینہ منورہ کو نکال دیا۔

ظاہر بن مسلم: کتب تواریخ میں ہے کہ ظاہر بن مسلم کے باپ کا نام محمد بن عبید اللہ بن حسین بن ظاہر بن یحییٰ محدث بن حسن بن جعفر تھا، شیعہ کے نزدیک یہ حجتہ اللہ بن عبید اللہ بن حسین اصغر بن زین العابدین کے نام سے یاد کیا جاتا تھا اور یہ مسلم جس کا ذکر اوپر ہو چکا کا نور کا دوست تھا جو شیعہ یہ مصر پر قبضہ تھا اور اس کی سلطنت کا انتظام کرتا تھا اس زمانہ میں اس سے زیادہ وجہ کوئی شخص نہ تھا جس وقت عبید یوں کا پرچم مصر پر ہرانے لگا اور معز بن اللہ صوی ۳۶۵ھ میں افریقہ سے مصر آیا قاہرہ میں قیام کیا مسلم کے کسی بیٹے کی لڑکی سے نکاح کرنے کی درخواست کی مسلم نے انکار کر دیا۔ معز نے ناراض ہو کر مسلم کا دل و اسباب ضبط کر لیا، گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا، مسلم قید کی حالت میں مر گیا، یہ بیان کیا جاتا ہے کہ مسلم قید خانہ سے بھاگ گیا تھا اور اسی حال میں اس نے وفات پائی اس کے بعد اس کا بیٹا ظاہر مدینہ منورہ گیا۔ بنو حسین نے اس کو اپنا سردار بنایا، چنانچہ وہاں تک استقلال و استحکام کے ساتھ حکومت کر کے ۳۸۱ھ میں مر گیا اس کی جگہ اس کا بیٹا حسن حکمران بنا۔

حسن بن ظاہر قسطنطنیہ مورخ حکومت بنی سبکتگین کی کتاب میں ہے کہ ظاہر کے بعد جو شخص مدینہ منورہ کا حکمران بنا تھا وہ اس کا دادہ دار اس کا چچا کا بیٹا داؤد بن قاسم بن عبید اللہ بن ظاہر تھا اس کی کنیت ابوعلی تھی اس نے استقلال اور استحکام کے ساتھ ظاہر کے بعد حکمرانی کی تھی ظاہر کے بیٹے حسن نے نہیں یہاں تک کہ ابوعلی نے وفات پائی اس کی جگہ اس کا بیٹا بانی پھر اس کا بیٹا مہنی بالترتیب حکومت کرتے رہے حسن بن ظاہر سدر بن محمود بن سبکتگین کے پاس خراسان چلا گیا تھا اور وہیں ٹھہرا رہا۔

حسن کے بارے میں غلط روایت: میرے نزدیک یہ روایت غلط ہے کیونکہ مسیحی ۱۰ مورخ حکومت عبید اللہ نے ظاہر بن مسلم کی وفات اور اس کے بیٹے حسن کی حکومت کو اسی سن میں تحریر کیا ہے جس سن میں کہ ابھی ہم نے بیان کیا مسیحی نے لکھا ہے کہ ۳۸۳ھ میں مدینہ منورہ کا حکمران حسن بن ظاہر تھا جو مہنی کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔

مسیحی بہ نسبت قسطنطنیہ مدینہ منورہ اور مصر کے حالات سے زیادہ واقف تھا اس وقت مدینہ منورہ کے سردار اپنے آپ کو داؤد کی طرف نسبت کرتے ہیں کہتے ہیں کہ داؤد عراق سے آیا تھا میرے نزدیک اس کا قاتل وہی شخص ہوگا جس کا تاریخ سے کوئی تعلق نہ ہوگا مورخ حمادہ جبہ پرانے مورثوں کا ذکر کرتا ہے تو ان کو ابوداؤد کی جانب نسبت کرتا ہے واللہ اعلم۔

جسد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو مصر لے جانے کا منصوبہ: ابو سعید نے لکھا ہے کہ ۳۹۰ھ میں مکہ کے امیر ابو الفتوح حسن بن جعفر نے جو بنی سہمان میں سے تھا بحکم حاکم عبیدی مدینہ منورہ پر قبضہ کر لیا تھا اور بنی مہنی کی امارت جو کہ بنی حسین سے تعلق رکھتے تھے مدینہ منورہ سے ختم کر دی تھی اس نے جسد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ سے رات کے وقت مصر لے جانے کا ارادہ کیا تھا اس رات اتنی تیز ہوا چلی کی جس سے فضاء آسمان تاریک ہو گیا قریب تھا کہ بڑے بڑے مکانات و درخت اور درخت جڑ سے اکھڑ جاتے ابو الفتوح گھبرا کر اس ارادہ سے باز آیا اور فوراً مکہ معظمہ کی طرف واپس روانہ ہو گیا۔ بنو مہنی بھی مدینہ منورہ واپس آئے۔

قاسم بن مہنی: مورخ حمادہ نے ان کے امراء میں سے منصور بن عمار کا ذکر کیا ہے مگر کسی کی جانب نسبت نہیں کیا۔ لکھتا ہے کہ ۴۹۷ھ میں منصور نے وفات پائی تھی اس کے بعد اس کا بیٹا حکمران بنا اور یہ سب مہنی کی اولاد میں سے تھے اس کے علاوہ انہیں میں سے قاسم بن مہنی بن حسین بن مہنی بن داؤد کا تذکرہ لکھا ہے اس کی کنیت ابو قلیدہ تھی کہ یہ سلطان صلاح الدین بن ایوب کے ساتھ جہاد اٹھا کیہ میں گیا تھا اور ۵۸۵ھ میں اس کو س نے فتح کیا تھا۔

ابوعزیز قتادہ اور سالم کی لڑائی: زنجاری مورخ حجاز جیسا کہ اس سے ابن سعید نے بوقت ملوک مدینہ کے تذکرہ کے وقت جو داد سے حسین ابن علی کے تھے، روایت کی ہے لکھتا ہے کہ بوجہ جلیل القدر عظیم الشان ہونے کے ان لوگوں میں سے قابل ذکر قاسم بن حجاز بن قاسم بن مہنی ہے اس کو خلیفہ مستضیٰ نے مدینہ منورہ کی سند حکومت عطا کی تھی۔ پچیس سال تک حکمرانی کرتا رہا۔ ۵۸۳ھ میں وفات پائی اس کی جگہ اس کا بیٹا سالم بن قاسم حکمران بنا یہ شاعر تھا اس سے اور مکہ کے گورنر ابوعزیز قتادہ سے ۶۰۱ھ مقام بدر میں لڑائی ہوئی تھی، ابوعزیز نے مکہ سے مدینہ منورہ پر حملہ کیا تھا اور مدینہ منورہ کا محاصرہ کر لیا تھا، ایک مدت تک نہایت سختی سے محاصرہ کئے رہا پھر محاصرہ اٹھا کے چلا آیا، اس دوران سالم کی مکہ پر بنی راءم جو کہ ہمدان کے قبائل سے ہیں آگئے پھر کیا تھا سالم نے ابوعزیز کا تعاقب کیا اور مقام بدر میں جا کے ابوعزیز کو گھیر لیا۔ فریقین میں گھسان کی لڑائی ہوئی دونوں طرف کے ہزر رہا، دی مارے گئے ابوعزیز شکست کھا کر مکہ کی طرف بھاگا۔

شیمنہ بن مسلم پھر اس ۶۰۱ھ میں معظم عیسیٰ بن عادل آگیا سالم بن قاسم پھر قلعہ بندی شروع کی لڑائی کے مورچہ قائم کئے مد سے ورنس بند ہوئے سالم بن قاسم امیر مدینہ بھی اس کے ساتھ تھا کسی وجہ سے یہ لوگ واپس روانہ ہوئے راستے میں مدینہ منورہ پہنچنے سے پہلے سے استقلال رہا اس کے بعد اس کا بیٹا شیمنہ حکمران بنا۔

سالم کی فوج سالم نے اپنے زمانہ حکمرانی میں ترکمانوں کی ایک فوج تیار کی تھی جس کو شیخ نے نئے سرے مرتب کر کے قندہار پر چڑھائی کی اور ٹکر قبضہ کر لیا، ابو عزیز قندہار پر بھگ گیا اور وہاں جا کر قلعہ نشین ہو گیا، ۶۴۷ھ میں گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور اس کی جگہ خود حکمرانی کرنے لگا۔ ابن سعد ① لکھتا ہے کہ ۶۵۹ھ میں ابوالحسن بن شیخ بن سالم مدینہ منورہ کا حکمران تھا اس کے علاوہ دیگر مورخین لکھتے ہیں کہ ۶۵۳ھ میں ابوملک منیف بن شیخ مدینہ منورہ کا حکمران تھا۔ ۶۵۷ھ میں اس نے وفات پائی اس کی جگہ اس کا بھائی جہاز حکمران بنا، اس نے بہت لمبی عمر پائی۔ ۶۵۷ھ میں اس کا انتقال ہوا۔

منصور اور ابو عزیز کی جنگ:۔۔۔ اس کے بعد اس کا بیٹا منصور حکمرانی کرنے لگا اس کا دوسرا بیٹا قبل نامی شام چلا گیا اور بطور وفد مصر میں بھروسہ کی خدمت میں حاضر ہوا بھروسہ نے منصور کے نصف مقبوضہ علاقے کی حکومت قبل کو عطا کی لہذا قبل غفلت کی حالت میں مدینہ منورہ میں داخل ہوا اس وقت مدینہ منورہ میں منصور کا بیٹا ابوکیشہ حکومت کر رہا تھا، ابوکیشہ اور منصور سے کچھ بن نہ پڑی شہر چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے قبل نے کامیابی کے ساتھ شہر پر قبضہ کر لیا، ابوکیشہ بہت پریشانی کے حالات میں عرب کے قبائل میں چلا گیا اور ان لوگوں سے ایک فوج مرتب کر کے ۶۵۹ھ میں مدینہ منورہ کی طرف واپس روانہ ہوا قبل اور ابوکیشہ سے لڑائی ہوئی قبل مارا گیا، منصور کامیابی سے اپنے دارالامارت میں داخل ہوا۔

ماجد بن قبل اور ابو عزیز کی جنگ:۔۔۔۔۔ قبل کا ایک لڑکا ماجد نامی تھا اس کو بعض مقبوضات جو اس کے باپ کے تھے عطا کئے گئے لہذا یہ عرب کے ساتھ وہاں جا کے قیام پذیر ہوا اور در پردہ منصور کی مخالفت کرتا رہا اتنے میں مابین منصور اور بیوع کا گورنر ابو عزیز قندہار ۶۵۷ھ میں اسی وجہ سے لڑائی ہوئی اس کے بعد ماجد بن قبل ۶۵۷ھ میں اپنے چچا منصور سے جنگ کرنے کو مدینہ منورہ آیا، منصور نے سلطان سے مدد طلب کی چنانچہ شاہی لشکر اس کی کمک پر آیا اس وقت ماجد بن قبل مدینہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا بہت بڑی خونریزی لڑائی ہوئی آخر کار ماجد شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا اور منصور بدستور اپنی امارت پر قائم رہا یہاں تک کہ ۶۵۷ھ میں مر گیا اور اس کا بیٹا کیش بن منصور امارت کرنے لگا۔

ابوکیشہ بن منصور: اس کا زمانہ حکومت بھی طویل ہوا ودی بن جہاز سے اور اس سے امارت کے بارے میں جھگڑا ہوا ودی ایک مدت تک اس کا محاصرہ کئے رہا پھر طفیل حکمران ہوا ۶۵۱ھ میں طاز نے گرفتار کر لیا اور عطیہ کو حکومت عنایت کی (۶۸۳ھ میں عطیہ مر گیا) طفیل کو سند حکومت عطا ہوئی کچھ عرصہ بعد قید کر لیا گیا اور جہاز بن ہبہ اللہ بن جہاز بن منصور کو امارت دی گئی۔

مدینہ منورہ میں حکمرانوں کا خاندان:۔۔۔۔۔ عرض سلاطین ترک جو مصر میں حکمرانی کر رہے تھے مدینہ منورہ کی حکومت کو انہیں دو خاندانوں میں سے کسی ممبر کو منتخب کرتے تھے علاوہ ان دو خاندانوں کے مدینہ منورہ کی امارت کے لئے کسی خاندان میں سے کسی کو منتخب نہیں کرتے تھے ان دونوں مدینہ منورہ کی زمام حکومت جہاز بن ہبہ اللہ بن جہاز کے ہاتھ میں تھی اور اس کا ابن عم ①۔۔۔۔۔ ابن محمد بن عطیہ امارت کے بارے میں جھگڑا کر رہا تھا کیونکہ ان دونوں میں ایک طویل مدت سے جھگڑا چلا آ رہا تھا یہ سب مذہب امامیہ رکھتے تھے جو رافضیوں کی ایک شاخ ہے یہ لوگ ائمہ ثنا عشر کے قائل تھے اور ان تمام اعتقادات کے معتقد تھے جو رافضیوں کے ہیں واللہ بخلق ما يشاء ويختار۔

یہ آخری حالات امراء مدینہ کے ہیں اس سے زیادہ مجھے واقفیت کا موقع نہیں ملا

الا واللہ المقلد لجميع الامور سبحانه لا اله الا هو

صدہ کے حکمرانوں ائمہ زیدیہ بنی رسی کی حکومت کی تاریخ

ابن القاسم الرسی محمد بن ابراہیم جس کا لقب طباطبائی اسماعیل بن ابراہیم بن حسن داعی تھا کے حالات اور زمانہ خلافت ماموں میں اس کے

① ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۱۱۴) پر ابن سعد کے بجائے ابن سعید لکھا ہے۔ ② اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا۔ (مترجم) ہمارے پاس موجود عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۱۱۴) پر اس جگہ ایسی کوئی علامت نہیں ہے جس معلوم ہو کہ یہاں کچھ چھوٹا ہوا ہے۔ (مترجم جدید)

فصیر کے وقت اور ابو اسریا اس کی بیعت کرنی اور تبلیغ کی کیفیات تم اوپر پڑھ آئے ہو۔ لہذا جب یہ اور اس کے علاوہ ابو اسریا مر گیا تو ان کا رحدہ درہم برہم ہو گیا خلیفہ مومن نے اس کے بھائی قاسم الرسی بن ابراہیم طباطبائی کی گرفتاری کا حکم صادر فرمایا قاسم جان کے خوف سے سندھ کی طرف بھاگ گیا اور اسی حالت روپوشی میں ۳۲۵ھ میں مر گیا اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا حسن بن یمن واپس آیا۔ سعدہ بلد یمن کے ائمہ اسی کی نسل سے تھے اسی کی آئندہ نسلوں نے زیدیہ کی حکومت مقام مذکورہ میں قائم کی جو آخر زمانہ تک باقی رہی۔

(۹) سعدہ پہاڑ۔ سعدہ ایک پہاڑ ہے جو صنعاء کے مشرق میں واقع ہے اس میں بہت سے قلعے تھے جس میں سعدہ، قلعہ تلہ، درجہل مطہر، زیدہ مشہور و معروف تھے یہ سب بنی رسی کے مقبوضات میں سے شمار کئے جاتے تھے۔

یحییٰ ہادی۔ ان میں سے سب سے پہلے جس نے سعدہ میں خروج کیا تھا وہ یحییٰ بن حسین بن قاسم رسی تھا اس نے سعدہ میں اپنی خود مختار حکومت کا اعلان کیا اور ”ہادی“ کے لقب سے مخاطب ہوا، ۳۸۸ھ میں اس کی زندگی ہی میں حسین بن قاسم، یحییٰ کی حکومت و سلطنت کی بیعت لی گئی تھی۔ بیعت لینے کے بعد اس نے اپنے حمایتیوں کو فوجیں فراہم کیں اور ابراہیم بن یعفر سے معرکہ آرا ہوا چنانچہ صنعاء اور بحرین کو اس کے قبضہ سے نکال دیا اپنے نام کا سہ ڈھلویا کچھ عرصے بعد بنو یعفر نے صنعاء وغیرہ کو یحییٰ سے چھین لیا، یحییٰ شکست کھا کر سعدہ واپس آیا، ۳۹۸ھ میں اپنی حکومت کے دس سال پورے کر کے وفات پائی ایسا ہی ابن جابر نے لکھا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ حلال و حرام کے بارے میں اس نے ایک کتاب تصنیف کی ہے اس کے سوار اور مورخین لکھتے ہیں کہ احکام شریعہ کا بہت بڑا مجتہد کا تھا علم فقہ میں اس کی عجیب و غریب آراء تھیں اس کی تصانیف شیعہ میں مصروف ہے۔

مرتضیٰ بن یحییٰ: صولی کہتا ہے کہ اس کے بعد اس کا بیٹا مرتضیٰ حکمرانی کرنے لگا اس کا زمانہ نہایت پر آشوب گذرا، اس کے بعد چھبیس سال حکومت کی ۳۲۵ھ وفات پائی اس کی جگہ اس کا بھائی الناصر احمد حکمران بنا فقہ و فساد کا بازار سرد ہو گیا، ملک میں امن و امان ہو گیا اس کے بعد اس کا بیٹا حسین منتخب ۱ نے حکمران بنا، ۳۲۲ھ میں اس نے انتقال کیا پھر اس کی جگہ اس کا بھائی قاسم مختار حکمران بنا یہاں تک کہ ابوالقاسم ضی ک ہمدانی نے ۳۴۲ھ میں اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔

عبداللہ بن ناصر: صولی کہتا ہے کہ بنی ناصر سے رشید اور منتخب تھا اس نے ۳۲۲ھ میں وفات پائی ابن حزم جہاں ابوالقاسم رسی کی اور دکا تذکرہ لکھتے ہے تحریر کرتا ہے کہ انہی میں سے وہ لوگ ہیں جو صعیہ سرزمین میں حکمرانی کر رہے تھے ان کا پہلا حکمران یحییٰ ہادی گزر اہم فقہ میں اس کو بڑی دسترس حاصل تھی میں نے دیکھا ہے کہ اہل سنت والجماعت سے یہ بہت دور نہیں گیا اس کے بیٹے احمد ناصر کے چند بیٹے تھے انہیں میں سے اس کے بعد جعفر پھر اس کا بھائی قاسم مختار پھر حسن منتخب اور محمد مہدی ترتیب مذکورہ حکمران بنے پھر لکھتا ہے کہ یرمینی جس نے ۳۴۳ھ میں وردہ کی حکومت کی بنیاد ڈالی تھی وہ عبداللہ بن احمد ناصر جو رشید، مختار اور مہدی کا بھائی تھا، ابن حباب تحریر کرتا ہے کہ ان لوگوں کی امامت اور حکومت کا سلسلہ سعدہ میں مسلسل ایک مدت تک جاری رہا یہاں تک کہ ان لوگوں میں آپس میں مخالفت پیدا ہوئی اور سلیمانوں نے جب کہ ان کو ہوا شتم نے مکہ سے باہر نکال دیا تھا سعدہ میں پہنچ کر ان لوگوں کو شکست دی اور ان کی حکومت کے سلسلہ کو چھٹی صدی ہجری میں ختم کر دیا۔

فاتک بن محمد کا قتل: ابن سعید نے لکھا ہے کہ بنی سلیمان میں جس وقت کہ یہ مکہ معظمہ سے یمن کی طرف نکالے گئے تھے، احمد بن حمزہ بن سلیمان ایک سربراہ اور وہ شخص تھا اس کو اہل زبیدہ نے جس زمانہ میں علی بن مہدی خارجی ان کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اپنی امداد کے لئے بلایا، ان دنوں زبیدہ میں فاتک بن محمد نجاشی حکمرانی کر رہا تھا احمد بن حمزہ نے کہلا بھیجا کہ میں تمہاری مدد کے لئے موجود ہوں بشرطیکہ تم لوگ فاتک کو مار ڈالو، چنانچہ بل زبیدہ نے غریب فاتک کو ۵۰۳ھ میں مار کر اپنی حکومت احمد بن حمزہ کے قبضہ میں دے دی لیکن احمد بن حمزہ سے کچھ بن نہ پڑی علی بن مہدی کا مقصد نہ کر سکا زبیدہ سے بھاگ کھڑا ہوا علی بن مہدی نے زبیدہ پر قبضہ کر لیا ابن بنی سعید کا بیان ہے کہ عیسیٰ بن حمزہ جو احمد بن حمزہ کا بھائی تھا اپنے خاندان کے یمن میں تھا ۲ اور انہیں میں سے غانم بن یحییٰ تھا اس کے بعد بنی سلیمان کی حکومت تمامہ، جبال اور یمن سے بنی مہدی کے ہاتھوں جاتی رہی اس

① ۱۰۰۰ء سے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۱۵) پر منتخب کے بجائے منتخب تحریر ہے۔ ② اصل کتاب میں جگہ خالی ہے، (مترجم) ۱۰۰۰ء سے پاس موجود جدید ایڈیشن میں ایسی کوئی علامت نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہ جگہ خالی ہے، (مترجم جدید)

کے بعد بنی ایوب نے ان ممالک پر قبضہ کر کے بنی مہدی کو شکست دے دی۔

منصور عبداللہ: آخر کار اس کی حکومت پر منصور عبداللہ ابن احمد بن حمزہ حکمران بنا ابن عدیم نے لکھا ہے کہ اس نے سعدہ کی حکومت اپنے باپ سے حاصل کی تھی، خلیفہ ناصر عباسی تاجدار خلافت بغداد کے ساتھ اکثر بحث و مباحثہ کیا کرتا تھا اور اپنے ایلچیوں کو دلیلم اور جہلان (کیدان کی طرف بھیجتا تھا یہاں تک کہ ان علاقوں کے رہنے والوں نے اس کی امامت و ریاست کو تسلیم کیا اور اس کے نام کا خطبہ پڑھنے لگے اور اسی کی طرف سے ان علاقوں پر گورنر مقرر کئے جانے لگے، خلیفہ ناصر نے اہل عرب اور یمن کو بے حد مال و دولت دیا اور ان کو ملانے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوا۔

منصور کا یمن پر حملہ: ابن اثیر لکھتا ہے کہ ۵۰۱ھ میں منصور عبداللہ ابن احمد بن حمزہ نے جن دنوں سعدہ میں زید یہ کی حکومت تھی ایک عظیم فوج تیار کی، یمن پر حملہ آور ہو، معز بن سیف الاسلام طغٹکین بن ایوب کو اس سے خطرہ پیدا ہوا، مگر سوائے مقابلہ کے چارہ کار نہ تھا، فوجیں آراستہ کر کے منصور عبداللہ شکست کھا کر بھاگ گیا پھر دوبارہ ۶۱۲ھ میں منصور عبداللہ ہمدان اور خولان کی فوجیں جمع کر کے یمن کی طرف بڑھا۔ تمام ملک یمن میں زلزلہ سا آگیا، مسعود بن کامل جو اس وقت یمن کا گورنر تھا بہت خوف زدہ ہوا، کر دوں اور ترکوں کی فوج اس کے دستے میں تھی امیر الجیش عمر بن رسول نے رائے دی کہ قبل اس کے منصور عبداللہ کسی قلعہ پر قابض ہو جائے جنگ چھیڑ دینا چاہئے مسعود نے اس رائے کے مطابق لڑائی چھیڑ دی، چونکہ لڑائی شروع ہونے سے پہلے منصور کے ساتھیوں میں آپس میں جھگڑا شروع ہو گیا تھا منصور کو شکست ہوئی۔

احمد موطنی بن حسین: منصور نے بہت لمبی عمر پائی ۶۳۰ھ میں انتقال کیا، ایک بیٹا احمد نامی یادگار چھوڑا زید یہ نے اس کو اپنا امیر بنایا مگر اس کی امامت کا خطبہ بوڑھے ہونے اور شرائط امامت پورے ہونے کے انتظار میں نہ پڑھا گیا ۶۳۵ھ میں زید یہ کے ایک گروہ نے احمد موطنی (جو یادگار سلاف رسی تھا) کے ہاتھ پر بیعت کی، احمد موطنی حسین کا بیٹا اور ہادی کی نسل سے تھا جس وقت بنو سلیمان نے بنو ہادی کو سعدہ کی امامت سے اتار کر نکال باہر کیا تھا اس وقت یہ لوگ کوہ تظاہ میں جا کر پناہ گزین ہوئے تھے جو سعدہ کے مشرق میں واقع ہے۔

بنو ہادی کا ٹھکانہ: اس زمانہ سے مسلسل اسی پہاڑ میں مقیم رہے اور ہر زمانہ میں ان کا امام اعلان کرتا آتا تھا کہ اصل میں حکومت ہماری ہی ہے یہاں تک کہ زید یہ نے احمد موطنی کے ہاتھ پر امامت و امارت کی بیعت کی، یہ فقہ، ادیب اپنے مذہب کا عالم اور پابند صوم و صلوٰۃ تھا، ۶۳۵ھ میں اس کی امامت کی بیعت کی گئی، نورالدین عمر بن رسول کو اس سے خطرہ پیدا ہوا فوجیں مرتب کر کے احمد موطنی پر چڑھائی کر دی اور تھلاسنہ میں اس کا محاصرہ کر دیا، احمد موطنی نے قلعہ بندی کر لی عمر بن رسول نے محاصرہ اٹھالیا اور دوبارہ محاصرہ کرنے کی غرض سے محصور قلعہ کو گرد و نواح کے قلعوں سے فوجیں طلب کیں لیکن ان فوجوں کے پہنچنے سے پہلے عمر بن رسول کو مار ڈالا گیا اس کا بیٹا مظفر، قلعہ دلوہ کے فتح کرنے میں مصروف تھا اس کو وقت نے اتنا موقع نہ دیا کہ وہ احمد موطنی کے مقابلہ پر آتا۔

احمد موطنی کی فتوحات: احمد موطنی نے نہایت اطمینان کے ساتھ قلعوں کو فتح کرنا شروع کر دیا، بیس قلعے لڑ کر فتح کئے سعدہ وں پر فوج کشی کی، سلیمان کو شکست فاش دے کر سعدہ میں اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑا سلیمانیوں نے امام منصور عبداللہ کے بیٹے احمد کی بیعت، اسی زمانہ میں کر لی تھی اور متوکل کا خطاب دیا تھا جب کہ موطنی کی امامت کی بیعت کی گئی تھی، کیونکہ سلیمانی اس کے حسن ہونے اور شرائط امامت کے پورے ہونے کا انتظار کر رہے تھے پس جب احمد موطنی کی بیعت کی خبر مشہور ہوئی تو ان لوگوں نے بھی بیعت کر لی۔

سلیمانی اور امام احمد متوکل: پھر جس وقت احمد موطنی نے سعدہ کو فتح کر لیا تو سلیمانیوں کے امام متوکل نے امن حاصل کر کے خود کو احمد موطنی کے حوالہ کر دیا اور اس امارت و امامت کی بیعت کر لی یہ واقعہ ۶۳۸ھ کا ہے، ۶۵۰ھ میں احمد موطنی حج کرنے گیا، اس زمانہ سے زید یہ سعدہ کی حکومت، احمد موطنی کی آئندہ نسلوں میں چلی گئی۔

نجاح بن صلاح: میں نے سعدہ میں سنا ہے کہ امام سعدہ قبل ۸۰ھ سے پہلے علی بن محمد تھا جو کہ احمد موطنی کی نسل سے تھا اور اس نے

۸۰ھ سے پہلے وفات پائی۔ پھر ان کا بیٹا صلاح الدین حکمران بننا زید یہ نے اس کی بیعت کی بعض زید یہ کہتے تھے جبکہ وہ امامت کی شرط نہ ہونے کی وجہ سے امام نہیں تھا۔ لیکن وہ کہتا تھا کہ میں تمہارے لئے وہی ہوں جو تم چاہو اگر مجھے امام کہو تو امام، سلطان کہو تو سلطان بہر حال صدح نے آخری ۹۳ھ میں انتقال کیا اس کی جگہ اس کا بیٹا نجاح حکمران بننا زید یہ نے اس کی بیعت سے انکار کر دیا تو نجاح نے کہا کوئی مضائقہ نہیں ہے میں یہ معاملہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑتا ہوں۔

یہ واقعات وہ ہیں مجھے اس وقت ان لوگوں سے معلوم ہوئے جب میں مصر میں ٹھہرا ہوا تھا اللہ تعالیٰ زمین اور ان تمام چیزوں کا جو اس پر ہیں وارث و مالک ہے۔

طالبیوں کے نام و نسب اور ان کے مشہور لوگوں کے تذکرے

خداقت کے دعویدار: ... طالبیوں کا سلسلہ نسب حسن و حسین بن علی بن ابی طالب تک پہنچتا ہے جو حضرت فاطمہؑ سے پیدا ہوئے تھے اور رسول اللہ ﷺ کے نواسے ہیں بعض طالبیوں کا سلسلہ نسب محمد بن حنفیہ سے جو کہ حضرت حسن و حسینؑ سے بھی جا ملتا ہے اگرچہ حضرت علیؑ کی دوسری اولاد بھی تھی مگر جن لوگوں نے خلافت و امارت کو اپنا حق تصور کر کے طلب کیا اور شیعوں نے ان کی طرف داری کی اور اطراف ہذا میں ان کی مارت و حکومت کی ترغیب دی وہ یہی تین (حسن اور حسین اور محمد) تھے دوسرے اولاد نہیں تھی۔

حضرت حسن کی اولاد: ... حسن کی اولاد میں سے حسن ثنی اور زید ہیں انہی دونوں سے حسن سبط کی نسل امامت و حکومت کی مدعی بنی، حسن ثنی کے بیٹوں میں عبداللہ کامل، حسن مثلث، ابراہیم عمر عباس اور داؤد ہیں عبداللہ کامل اور اس کے بیٹوں کے حالات اور انساب اوپر بیان ہو چکے جہاں پر اس کے بیٹے محمد مہدی کا تذکرہ اور حالات جو ابو جعفر منصور کے ساتھ پیش آئے تھے احاطہ تحریر میں لائے گئے ہیں، حکمران ادارہ جو مغرب اقصیٰ میں تھے بنو ادریس بن ادریس ابن عبداللہ کامل بنو حمود حکمرانان اندلس، (جو بنو امیہ کے آخری عبد حکومت میں بنی امیہ کی جانب سے حکمران تھے) بنو حمود بن احمد بن علی بن عبید اللہ بن عمر بن ادریس کا ذکر ہم آئندہ تحریر کریں گے) بنو سلیمان بن عبداللہ کامل، (جس کی نسل سے شاہان یرامی بنو محمد احیضر بن یوسف بن ابراہیم بن موسیٰ جون گذرے ہیں) بنو صالح بن موسیٰ بن عبداللہ ساقی لقب بہ "ابو الکرام" بن موسیٰ جون انہی طالبیوں کے اعقاب اور نسل سے تھے۔

بنو صالح: ... بنو صالح وہ ہیں جنہوں نے "بخافہ" یعنی سوڈان کے مضافات ملک "مغرب اقصیٰ" میں حکمرانی کی تھی اور ان کی آخری پسپاؤ اس وقت تک وہاں پر معروف و موجود ہیں اسی کی نسل سے ہواشم بنو ابی ہاشم محمد بن حسن بن محمد اکبر بن موسیٰ ثانی بن عبداللہ ابوالکرام تھے جو عبیدیوں کے عہد حکومت میں مکہ کے امیر تھے ان کا تذکرہ ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں، انہی کی نسل میں سے بنو قتادہ بن ادریس ابن مطاعن بن عبدالکریم بن موسیٰ بن عیسیٰ بن سیمان بن موسیٰ جون بھی تھے جو ہواشم کے بعد مکہ معظمہ کے حکمران بنے یہ لوگ اپنے باپ قتادہ کی بدولت حکومت پر قابض ہوئے تھے انہی میں سے بنو تکی بن سعد بن علی بن قتادہ ہیں جو اس وقت مکہ کے امراء ہیں۔

داؤد بن حسن ثنی سے سلیمانیوں کا سلسلہ نسب ملتا ہے جو مکہ معظمہ کے حکمران تھے یہ لوگ سلیمان بن داؤد کی نسل سے تھے ان پر خرمزمانہ میں ہواشم غالب آگئے تھے پھر یہ لوگ مکہ معظمہ سے یمن کی جانب چلے گئے تھے جہاں زید یہ نے ان کی امامت تسلیم کر لی جیسا کہ ان کے حالات کے ضمن میں بیان ہو چکا۔

حسن مثلث بن حسن ثنی کی نسل میں سے "ابن طباطبا" ہے اس کا نام ابراہیم بن اسماعیل بن ابراہیم تھا انہی میں سے محمد بن طباطبا ابوالنعمہ سعدہ تھے جن پر بنو سلیمان بن داؤد بن حسن ثنی اس وقت غالب آئے تھے جب وہ مکہ سے سعدہ آئے تھے پھر ان پر "بنوری" مسلط ہو گئے چنانچہ یہ لوگ اپنے امام کے پاس "سعدہ" چلے گئے اور اس وقت تک وہیں پر موجود ہیں۔

بنو سلیمان اور داعی صغیر: .. بنو سلیمان بن داؤد بن حسن شنی اور اس کا بیٹا محمد بن سلیمان (جو حکمران مدینہ عہد حکومت، مون میں تھے) محمد بن حسن بن محمد بن ابراہیم بن حسن بن زید (جو زمانہ معتمد میں مدینہ منورہ کا والی اور حاکم گذرا ہے اور اس نے منہیات شرعیہ اور خوزری کو حال مر رہا تھا فتنہ و فساد کی اتنی زیادہ گرم بازاری ہو گئی تھی کہ جماعت کے ساتھ نماز ہونے بند ہو گئی تھی) حسن بن زید بن محمد بن اسماعیل بن حسن بن زید بن کا بھائی محمد (جنہوں نے یکے بعد دیگر مگر طبرستان میں حکومت و امارت قائم کی تھی، اور ان دونوں کے حالات اوپر بیان کئے جا چکے ہیں، داعی صغیر حسین بن قاسم بن علی بن عبد الرحمن بن قاسم بن محمد طحانی بن قاسم بن حسین بن زید (جو رے اور طبرستان کا داعی صغیر تھا) اسی ابراہیم عمر بن حسن شنی کی نسل سے تھا ”داعی صغیر“ اور اطروش کے درمیان لڑائیاں بھی ہوئی تھیں، چنانچہ ۳۱۹ھ میں ”داعی صغیر“ مارا گیا اس کی آخری نسل میں سے قاسم بن علی بن اسماعیل تھا جو حسن بن زید کا ایک سپہ سالار تھا۔

دیلیمی فوج: .. ان لوگوں نے اس اطراف کے رہنے والوں کے ساتھ محبت اور اخلاق کا برتاؤ کیا تھا جس سے اس اطراف کے دلوں میں ان کی محبت جا گزین ہو گئی اور یہی سبب تھا کہ دیلم آئے دن اسلامی علاقوں پر حملہ آور ہوتے تھے کیونکہ ان حسینوں کی فوج انہی دیلمیوں سے مرتب کی جاتی تھی جو ان لوگوں کے ساتھ خروج کیا کرتی تھی، اطروش حسنی کے ساتھ ”ماکان بن کالی“ شاہ دیلم نے خروج کیا تھا، مردادح اور بنو بویہ انہی کے حامیوں میں سے تھے انہی دیلمیوں کے اعزہ و اقارب ان کی فوج کے سپہ سالار اور سپاہی ہوتے تھے جو اپنی فوج کی وجہ سے ”دیلم“ کے نام سے یاد کئے جاتے تھے (واللہ تخلق ما یشاء)

علی زین العابدین بن حسین رضی اللہ عنہ: حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی مزرک اولاد میں سے جو کہ یزید کے دور میں مقام کربلا میں شہید کر دیئے گئے تھے صرف ایک یادگار ”علی“ ”زین العابدین“ باقی رہ گئے تھے علی زین العابدین کے چار بیٹے تھے محمد ”باقر“ عبداللہ ”ارقط“ عمر اور حسین ”اعرج“

حسین کو یحییٰ: .. عبداللہ بن یحییٰ، حسن اطروش بن علی قائم بن حسن بن علی بن عمر کے سپہ سالار تھا اس نے طالقان میں معتمد کے دور میں حکومت و سلطنت کی بناء ڈالی تھی پھر خوزری کے خوف سے روپوش ہو گیا تھا اور اسی حالت روپوشی میں اس کی وفات ہوئی یہ معتزلی مذہب رکھتا تھا، اطروش کے ہاتھ پر دیلم کا گروہ اسلام لایا تھا۔

اطروش کا تعارف: .. اطروش کا نام حسن تھا اور یہ علی بن حسن بن علی بن عمر کا بیٹا تھا نہایت ادیب اور فاضل شخص تھا اس نے اپنے مذہب کا خوب سنوار طبرستان پر حکمرانی کی ۳۰۴ھ میں وفات پائی اس کے بعد اس کا بھائی محمد حکمرانی کرنے لگا جب یہ بھی مر گیا تو حسین بن محمد بن علی جو اس کے بھائی کا بیٹا تھا کرسی حکومت پر بیٹھا ۳۱۶ھ میں نصر بن احمد بن اسماعیل بن احمد بن نوح بن اسد سامانی حاکم خراسان سے جنگ میں مارا گیا۔

حسین بن ہمرج: .. حسین اعرج کی اولاد میں سے حسین ہمرج بن زین العابدین عبداللہ عقیقی بن حسین اعرج تھا عبداللہ عقیقی کی نسل میں سے حسین بن محمد بن جعفر بن عبداللہ عقیقی گذرا ہے جس کی زندگانی کا خاتمہ حسن بن زید والی طبرستان کے ہاتھوں ہوا اسی خاندان سے جعفر بن عبید اللہ بن حسین اعرج تھا جس کو اس کے گروہ والے ”حجۃ اللہ“ کے نام سے یاد کرتے تھے اسی کی آئندہ نسل میں ”مسلم“ ایک شخص پیدا ہوا تھا جو حکومت کا نور میں مصر کے سیاسی امور کا ناظم گذرا ہے ”مسلم“ کا اصل نام محمد بن عبید اللہ بن طاہر بن یحییٰ محدث بن حسین بن جعفر حجۃ اللہ تھا مسلم کے بیٹے طاہر کی نسل سے اس زمانہ کے مدینہ منورہ کے امداد بنو جہاز بن ہبہ اللہ بن جہاز بن منصور بن جہاز بن شیخہ بن ہاشم قاسم بن مہنی اور مہنی بن مہنی بن داؤد قاسم براور مسلم اور عمرو طاہر ہیں۔

یزید اور یحییٰ بن زید: ”حسین اعرج“ کی اولاد سے ”یزید بھی تھے جنہوں نے کوفہ میں ہشام بن عبدالملک کے خلاف ۱۲۱ھ میں خروج کیا تھا اور وہیں رہے گئے تھے اس کے بعد ۱۲۵ھ میں ان کے بیٹے یحییٰ نے خراسان میں علم مخالفت بلند کیا اور ان کی بھی زندگانی کا خاتمہ کر دیا گیا بعض اوقات ”صاحب زنج“ خود کو نسباً ان کی طرف منسوب کرتا تھا اور اس کا بھائی یحییٰ بن زید جس نے منصور کی خلافت کے شروع میں، منصور سے جنگ کی تھی حسین بن علی کی اولاد میں سے شمار کیا جاتا ہے اس کی نسل سے یحییٰ بن عمر بن یحییٰ تھا جس نے مستعین کے دور حکومت میں کوفہ میں امارت قائم کی تھی اس

کے خیالات، صحیحہ شیعہ کے بارے میں اچھے اور قابل تحسین تھے اس کی طرف وہ عمری منسوب کئے جاتے ہیں جو کہ بغداد میں سلطان کی جانب سے دیم کے قبض ہونے کے زمانہ میں کوفہ پر غالب اور متصرف ہو گئے تھے، علی بن زید بن حسین بن زید نے کوفہ میں حکومت قائم کی تھی پھر صاحب الزینؑ کے پاس بصرہ بھاگ گئے مگر اس نے اس کو قتل کر کے اس لوٹڈی کو گھر میں ڈال لیا جس کو انہوں نے بصرہ سے گرفتار کیا تھا۔

عبداللہ^{فطح} کا فرقہ محمد باقر بن زین العابدین کی اولاد میں عبداللہ^{فطح} اور جعفر صادق تھے عبداللہ^{فطح} کے گروہ والے، عبداللہ^{فطح} کی امامت کے قائل تھے اسی گروہ میں سے ”زرارہ بن اعین“ کوئی تھا، زرارہ نے کوفہ سے نکل کر مدینہ منورہ میں جا کر قیام کیا تھا اہل مدینہ نے زرارہ سے چند مسائل فقہی معلوم کئے تھے جن کا جواب وہ نہ دے سکا چنانچہ ان لوگوں نے عبداللہ^{فطح} کی امامت کے عقیدہ سے رجوع کر لیا اس لئے افضلیہ کی امامت کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔

ابن حزم کا خیال ہے کہ شاہان مصر عبید بن اس کی طرف نسباً منسوب کیا جاتا ہے حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے۔

محمد دیلمی: جعفر صادق کے بیٹوں میں سے اسماعیل^۱، امام موسیٰ کاظم اور محمد و بیلاجہ تھا محمد و بیلاجہ نے زمانہ خلافت مامون میں مکہ معظمہ میں بغاوت کی اہل حجاز نے اس کی خلافت و امارت کی بیعت کی۔ پھر جس وقت مقتضی سمجھی گئی کہ آیتان کو گرفتار کر کے مامون کی خدمت میں بغداد لے آئے۔ مامون نے اس کی خط معاف کر دی تھی، محمد و بیلاجہ نے ۳۰۳ھ میں وفات پائی۔ باقی اسماعیل اور موسیٰ کاظم ان پر اور انہی سے شیعہ میں اختلاف پیدا ہوتا ہے۔

موسیٰ کاظم: موسیٰ کاظم کا حلیہ بدویوں سے زیادہ ملتا جلتا اور رنگ مائل بہ سیاحی تھا، رشیدان کی بہت عزت کرتا تھا اور ان کے معادلات میں لوگوں کے کہنے سننے کا نہیں دھرتا تھا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں انہی کی آئندہ نسل سے باقی ائمہ ہیں جن کی امامت کا فرقہ امامیہ اثنا عشریہ عہد خلافت علی ابن ابی طالب کے قائل ہے۔

اثنا عشری عقیدہ امامت میں ترتیب: حضرت علیؑ بن ابی طالب نے ۳۵ھ میں جام شہادت نوش فرمایا شیعہ عقیدے کے مطابق ان کے بعد ان کے صاحبزادے

حسن^۲ امامت کی کرسی پر متمکن ہونے ان کی وفات ۴۵ھ میں ہو گئی پھر ان کے بعد بھائی حسین امام ہونے ان کی شہادت ۶۱ھ میں ہوئی ان کے بعد ان کے بیٹے علی زین العابدین امامت کے عہدے سے سرفراز کئے گئے انہوں نے ۹۴ھ میں وفات پائی ان کی وفات کے بعد محمد بن علی زین العابدین ملقب بن باقر امام بنے انہوں نے ۱۱۶ھ^۳ میں انتقال کیا ان کے بعد ان کے بیٹے جعفر صادق نے امامت کی ۱۴۳ھ میں ان کا

① یہ وہی اسماعیل ہیں جن کے ماننے والے آج کل اسماعیلی یا آغا خانی کہلاتے ہیں، ان کے بارے میں وضاحت قراءیلہ کے باب میں ابن جوزی کے بیان کردہ چھ میں سے تیسرے قور کے ضمن میں کی جا چکی ہے۔ (صفحہ ۱۸۱) ② مورخ ابن خلدون نے اس مقام پر شیعوں کی ترتیب اور ان کی تاریخ وفات تحریر کی ہے، ولادت کا زمانہ بیان نہیں کیا، میں اس کی کو دوسری کتب تواریخ سے پورا کرتا ہوں وہ اس طرح ہے، حسن جن جن کی ولادت مدینہ منورہ میں نصف رمضان ۱۰ھ میں ہوئی اور تقریباً بیاسیس سال کی عمر پائی، حضرت حسینؑ جن کی ولادت بھی مدینہ منورہ میں ہجرت کے چوتھے سال شعبان کی پانچویں تاریخ کو پیدا ہوئے تقریباً ستاون سال کی عمر ہوئی، علی زین العابدینؑ بھی مدینہ منورہ میں علیؑ بن ابی طالب کی زندگی ہی میں ان کی شہادت سے دو برس پہلے ۳۳ھ میں پیدا ہوئے، تقریباً ستاون سال کی عمر پائی، محمد باقر حضرت حسینؑ بن علیؑ کی شہادت سے تین سال پہلے مدینہ منورہ میں ۵۸ھ میں پیدا ہوئے، تقریباً اٹھ دن سال کی عمر پائی، جعفر صادق کی ولادت ۸۰ھ میں مدینہ منورہ میں ہوئی ان کی والدہ کا نام ام فردوس بنت قاسم بن محمد ابن ابی بکر صدیق تھا، تریسٹھ سال کی عمر پائی، موسیٰ کاظم مقام بواء ۱۱۸ھ میں پیدا ہوئے، ان کی والدہ کا نام حمیدہ بربرہ تھا، انہوں نے پچیس سال کی عمر پائی، ان کے سسنتیس لڑکے اور زریز تھیں، علی رضا کی ولادت ۱۲۸ھ میں مدینہ منورہ میں ہوئی پچیس برس کی عمر پائی، ”طوس“ میں مدفون ہوئے، محمد ملقب بہ ”جواد“ مدینہ منورہ میں ماہ رمضان ۱۹۵ھ میں پیدا ہوئے پچیس سال زندہ رہے بغداد میں مدفون ہوئے، علی ہادی ۲۱۴ھ میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے چالیس سال کی عمر میں حسن عسکری ۲۲۲ھ مقام مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور تھکیس سال کی عمر پائی، ”سرمین رسی“ میں مدفون ہوئے، ہاربیہوں امام محمد ”مہدی“ ہیں کہا جاتا ہے کہ ان کی عمر ان کے والد حسن عسکری کی وفات کے پانچ برس کی تھی وہ اپنی والدہ کے ساتھ سرداب میں داخل ہوئے اور غائب ہوئے۔ یہ سب تفصیل شیعوں کے نزدیک ہے اور تاریخ ابنی انفراد اور سبائک الذہب اور معارف ابن ابی قتیبہ سے لی گئی ہے۔ ③ یہاں امام باقر رحمہ اللہ کی وفات ۶۱ھ تحریر ہے جب کہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۱۳۱) پر ان کی وفات ۸۱ھ تحریر ہے، ۱۱۶ھ زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے۔ (صفحہ ۱۸۱)۔

انتقال ہوا ان کے بعد ان کے بیٹے موسیٰ کاظمؑ کا امامت دی گئی ان کی وفات ۱۸۳ھ میں ہوئی۔ شیعوں کے نزدیک یہ ساتویں امام ہیں ان کے بعد ان کے بیٹے محمد ملقب نہ جوادؑ امام ہوئے انہوں نے ۲۲۰ھ میں انتقال کیا پھر ان کے بیٹے علیؑ ”ہادی“ نے امامت کی ان کا انتقال ۲۵۴ھ میں ہوا ان کے بیٹے محمدؑ ”مہدی“ کو عہدہ امامت ملا یہ شیعوں کے بارہویں امام ہیں ان کے حالات آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔

ابراہیم قصابی کا تعارف: موسیٰ کاظمؑ کی اولاد سے سوائے ائمہ کے ابراہیم مرتضیٰ نامی ایک شخص گزرا ہے جس کو محمد بن طہ اور ابوالسرایا نے یمن کی حکومت دی تھی چنانچہ ابراہیم یمن گیا اور وہیں پر خلافت ماموں کے دور میں رکار ہا اور خوزیری کرتار ہا حتیٰ کہ بہت زیادہ جس وجہ لوگوں نے اس کو ”جزار“ (قصائی) کا لقب دیا اس نے اپنی امامت کا اظہار کیا اور حکومت و سلطنت کا اس وقت دعویٰ کیا تھا جب خلیفہ مامون نے اس کے بھائی علی رضا کی ولی عہد کا اعلان کیا تھا اعلان کو زیادہ زمانہ نہ گذرا تھا کہ خلیفہ مامون پر ان کے قتل کا الزام لگا تو جزار نے علم مخالفت بلند کر دیا اور حکومت و سلطنت کا دعویٰ دار بن گیا چنانچہ مامون نے جنگ فاطمیوں پر محمد بن زیاد بن ابی سفیان کو مامور کیا چونکہ ان لوگوں میں باہم عداوت و بغض تھا اس لئے محمد بن زیاد نے نہایت مستعدی سے اس مہم کو سر کیا فاطمیوں پر متعدد حملے کئے ان کے حامیوں اور گروہ والوں کو قتل کیا اور ان کی جماعت کو تتر بتر کر دیا۔

ابراہیم مرتضیٰ کی اولاد میں سے موسیٰ بن ابراہیم، شریف رضی اور مرتضیٰ کا دادا تھا اور ان دونوں کا نام علی بن حسین بن محمد بن موسیٰ بن ابراہیم تھا۔

زید ”النار“ کا تعارف: موسیٰ کاظمؑ کی اولاد میں زید بھی تھا اس کو ”ابوالسرایا“ نے ابواز کی حکومت پر مامور کیا تھا چنانچہ زید بصرہ گیا اور اس پر حکمرانی کرتا رہا اور عباسیوں کے مکانات کو جو وہاں تھے جلا کر خاک و سیاہ کر دیا اسی مناسبت سے اسے ”زید النار“ کے نام سے یاد کیا گیا اس کی سل سے زید الجنتہ بن محمد بن زید حسن بن ”زید النار“ تھا یہ اس خاندان کا مامور فاضل اور صالح تر شخص تھا اسے خلیفہ متوکل کے دور میں بغداد بھیجا گیا متوکل نے اس کو ابن ابی داؤد کے حوالے کر دیا۔ ابن ابی داؤد نے اس کی آزمائش کی تو امتحان میں کامل نکلا تب ابن ابی داؤد کی گواہی پر متوکل نے اس کو رہا کر دیا موسیٰ کاظمؑ ہی کی اولاد سے اسماعیل بھی تھا اس کو بھی ”ابوالسرایا“ نے فارس کی حکومت دی تھی

محمد بن حسین بن جعفر اور علی: جعفر صادق کی نسل میں سے ائمہ کے علاوہ محمد علی بن حسین بن جعفر تھے جنہوں نے ۱۷۲ھ میں حکومت و سلطنت کی مدینہ منورہ میں بنیاد ڈالی اور بہت خوزیری کی لوگوں کے مال و اسباب لوٹ لئے جعفر بن ابی طالب کی اوراد کو جی کھول کر پامال کیا مہینوں تک مدینہ منورہ میں نہ جمعہ ہوا نہ جماعت کی نماز ہوئی۔

عبیدیوں کا نسب: اسماعیل امام کی نسل سے خلفاء قیرواں و مصر عبید بن یعنی نبو عبید اللہ مہدی بن محمد بن جعفر بن محمد بن جعفر بن محمد بن اسماعیل تھے جن کا ذکر اوپر ہو چکا، جو لوگ ان کے نسب میں رد و قدح یا اختلاف کرتے ہیں وہ بالکل قابل التفات نہیں ہے صحیح وہی ہے جو ہم نے تحریر کیا ہے۔ ابن حزم نے لکھا ہے یہ لوگ حسن بغیض یعنی عبید اللہ مہدی کے چچا کی اولاد میں سے ہیں ابن حزم کہتا ہے کہ یہ عبیدیوں کا دعویٰ ہے جس کی حقیقت کچھ نہیں ہے۔

محمد بن حنفیہ: محمد بن حنفیہ کے بیٹوں میں سے عبد اللہ بن عباس اور اس کا بھائی علی بن محمد اور اس کا بیٹا حسن بن علی بن محمد تھا۔ شیعہ ان کی امامت کے بھی قائل ہیں۔ خلیفہ مامون کے زمانہ خلافت میں اولاد علی بن محمد کے علاوہ عبد الرحمن بن محمد احمد بن عبد اللہ بن محمد بن علی بن ابی طالب نے بھی بغاوت کی تھی۔

عبد اللہ بن معاویہ: جعفر بن ابی طالب کی نسل سے عبد اللہ بن معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب تھا جس کی فارس میں حکومت تھی، کوفہ میں اس کی خلافت و امارت کی بیعت لی گئی، علویہ کے بعض حامیوں نے یہ چاہا تھا کہ عمان حکومت و سلطنت اس کے قبضہ میں دے دی جائے لیکن ابوسم نے اس سے اختلاف کیا ان کے گروہ کے لوگ ان کے آنے کا انتظار کرتے ہیں اور وصیت کے ذریعے ابو ہاشم بن محمد بن حنفیہ اس کی خلافت

وامارت کا مستحق سمجھتے ہیں یہ فاسق شخص تھا اور معاویہ اس کا بیٹا شرفیق میں اپنے باپ کی مثل تھا۔
قارئین!

طاسیوں کے انصاف اور حالات مکمل ہوئے اب ہم بنی امیہ کے حالات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جو اندلس میں علم خلافت عباسیہ کے مقابل تھے بعد اس کے ہم آپ عرب کی ان دولتوں ترک، یمن، جزیرہ، شام عراق، مغرب کے حالات کے لکھنے کی طرف اپنی توجہ مبذول کریں گے جو ہم خلافت عباسیہ کی ماتحت اور ان کی نام لیوا تھیں، مگر اس سے علیحدہ اور جدا تھیں واللہ المستعان۔

اسلامی تنزل کی وجہ: (مترجم) قارئین! ایک زمانہ دراز سے آپ ان اوراق کو نہایت صبر و استقلال سے پڑھتے آ رہے ہیں اور بظاہر روکے سوکھے مضامین کے سوا چپٹے پھر کتے ہوئے جملے آپ نے نہ دیکھے اور نہ سنے آپ نے انہی اوراق میں اسلام اور اسلامیوں کی جیتی جاگتی چستی پھرتی تصویریں دیکھی ہیں اور پھر انہی صفحات میں آپ نے ان کے انحطاط کی تصویر کو بھی تنزل کے گوشہ میں گریبان میں منہ ڈالے بیٹھی ہوئی یا حیران اور سرگرداں ملاحظہ کیا ہوگا۔ اس آپ کے ذہن میں یہ خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ آخر یہ کیوں ہوا؟ مگر ذرا سوچیں گے تو آپ کا ذہن، آپ کا دماغ خود یہ جواب فوراً دے دے گا کہ اسلامیوں کی بربادی اس لئے ہوئی کہ ان لوگوں نے احکام قرآنی پر نظر نہ رکھی اور آپس کی خانہ جنگیوں کو، باہمی نزاعات، بے جا خواہشات حکمرانی اور تکبر و بے جا فخر و انساب ”وہچومن“ دیکرے نیست“ میں مبتلا ہو گئے تھے۔

تنزل کا ابتدائی دور: . . . خلافت راشدہ اسلامیہ کے تیسرے دور کے آخر میں امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ اگرچہ فسادین مصر کے عداوہ کبار صحابہ میں سے کوئی شریک نہیں ہوا تھا تاہم اسلام اور اسلامیوں کے نقصان عظیم پہنچانے کے لئے کم نہ تھا مگر اس زخم کا فوری علاج یوں ہو گیا کہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب نے ارباب حل و عقد و کبار صحابہ کے مشورے سے خلافت کا معاملہ سنبھالا مگر ابھی نظام حکومت درست ہونے نہیں پایا تھا کہ اسی واقعہ نے (جس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت ہوئی تھی) خود کو جنگ جس کے سانچے میں ڈال لیا حضرت طلحہ، زبیر اور ام المومنین ”عائشہ“ رضی اللہ عنہا ایک فریق بن گئے اور امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ الگ فریق بن گئے۔ لگانے بھانے واہوں اور قاتلین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دونوں فریق لڑا کر خود کو شہید خلیفہ قاصص سے بچالیا، اس جنگ میں پہلے فریق کو شکست ہوئی اور امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو عزت و احترام سے میدان سے واپس کیا اور خود کو کوفہ پہنچ کر ظلم و فسق میں مصروف ہو گئے۔

اسلام کا عظیم نقصان: . . . قصاص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ طلبگاروں کے دل، واقعہ شہادت متذکرہ بالا سے بھرائے ہوئے تو پہلے سے ہی تھے، امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عزل و نصب نے ان کے حق میں سونے میں سہاگا کام دے دیا اور جنگ صفین کی بنیاد پڑ گئی۔ اس میں فریق حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ گورنر شام تھے، دوسرے فریق وہی امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ دونوں کی قوت اس لڑائی کے نذر ہو گئی آخر کار قدرتی طور پر یہ طے پایا کہ اب اور عراق کی زمام حکومت امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قبضہ اقتدار میں رہی اور شام پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حکمران رہے اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ اس دور میں خلافت اسلام کی متحد قوت و قوتوں میں منقسم ہو جانے سے مسلمانوں کی قوت کو کتنا زیادہ نقصان پہنچا ہوگا اور وہ قوت جو اسلام کو خلافت کے پہلے دور میں حاصل تھی کہاں تک زائل ہو گئی ہوگی۔

جنگ نہروان: پھر اسی جنگ کے خاتمہ پر نہروان کی بناء پڑ گئی اور امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس میں مصروف و مشغول ہونا پڑ گیا اس سے خلافت کی رہی سہی قوت بھی ٹوٹ گئی تھی یہی واقعات تھے جن کی وجہ سے آخر دور خلافت میں فتوحات کا دائرہ وسیع کرنے کا موقع نہیں ملا اور ساری قوت آپس کے جھگڑوں، باہمی نزاعات اور بغاوت دور کرنے میں صرف ہو گئی۔ حتیٰ کہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا زمانہ شہادت قریب آ گیا۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور اتحاد امت: پھر ان کی شہادت کے بعد لوگوں نے آپ کے صاحبزادے حسن رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر خلافت و امارت کی بیعت کر لی، یہ بھی ایک صورت اجتماع اور شوریٰ کی تھی۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے سریر خلافت پر بیٹھے ہی اس بات احساس کر کے کہ ممالک اسلامیہ میں دو حکومتوں

کے قائم ہونے یا رہنے سے اسلام کو فائدے کے بجائے نقصان اور ترقی کے بدلے تنزلی ہوگی نہایت دانائی اور اندیشی سے اس بات کو پیش نظر رکھ کر کہ خلافت راشدہ کا دور ارشاد نبوی ﷺ کے مطابق تیس سال رہے گا، حکومت امارت امیر معاویہ کے حوالے کر دی اور خود مدینہ منورہ میں جا کر گوشہ نشین ہو گئے۔

حسن بن علیؓ کا کارنامہ لہذا کسی ہوا پرست کا یہ خیال کرنا کہ حسن بن علیؓ نے بزدلی یا سستی کا بیلی سے چھوڑ دی نہایت حماقت و بے بینی ہے۔ اس کام نے ادھر رسول اللہ ﷺ کی اس پیش گوئی ❶ کو جو کہ آپ نے عہد طفلی حسن بن علیؓ میں کی تھی سچ کر دیکھا یا ادھر شیعہ بن علی نے ہمیشہ کے لیے اسی وجہ سے ان کے خاندان کو منصب امارت سے محروم کر دیا۔

بہ میں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دور: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس "عام الجماعت" ❷ کے بعد تمام ممالک اسلامیہ پر بلا شرکت غیرے حکمرانی کرنے لگے یہ وہ زمانہ تھا لوگوں نے نبوت اور صحابہ کے فیوض و برکات بھلا دی تھیں قومی حمیت و حبیبیت اور حبیبہ داری میں مبتلا ہو گئے تھے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ عرصے حکومت کر کے انتقال کر گئے انہوں نے انتقال سے چند دن پہلے اپنے بیٹے یزید کو ولی عہد بنایا۔ اسلام میں یہ پہلی مثال تھی جس سے انتخابی اور جمہوری حکومت برخاست ہوئی اور شخصی حکومت کی بناء قائم ہوئی ورنہ اس سے پہلے انتخاب اور اجماع اہل شوریٰ سے منصب امارت و خلافت دیا جاتا تھا۔ اگر حضرت امیر معاویہ خود بھی انتخاب اور اجماعاً خلیفہ و امیر نہیں بنائے گئے تھے مگر انہوں نے فطرت و جہات کے تقاضے کے مطابق جب کہ مسلمانوں میں تفرقہ پیدا ہو چلا تھا قوم کی بنا پر اپنی قوم اور سارے عرب اور تمام مسلمانوں کو اپنی طرف مائل کر لیا جیسا کہ ہر بادشاہ اپنی قوم کو بوجہ عصبيت اپنی جانب مائل کر لیتا ہے۔

یزید کا دور: اس وقت تک جتنی لڑائیاں ہوئیں وہ محدود اور شخصی تھیں اس کا اثر اسی وقت تک رہا جب تک کہ وہ قائم رہیں یزید کے زمانہ حکومت میں ایک ایسا واقعہ پیش آ گیا کہ جس سے اسلام میں گروہ بندیاں شروع ہو گئیں اگرچہ گروہ بندیوں کا سلسلہ آخری دور خلافت خلیفہ ثامن سے شروع ہو گیا تھا لیکن وہ ایسا دقیق نہیں ہے کہ جس کی طرف توجہ کی جائے۔

مسلم بن عقیل کے بیٹوں کا قتل: یزید کے زمانہ حکومت میں کوفیوں کی تحریک و اصرار پر جو خود کو شیعیان علی کہلاتے تھے حضرت حسین بن علی نے پہلے مسلم بن عقیل کے بیٹوں کو کوفہ روانہ کیا اور جب کوفہ کے شیعیان علی نے ان کے ہاتھ پر حسین بن علی کی بیعت کر لی تو آپ نے بھی یہ خبر پا کر کوفہ کی طرف کوچ کیا اور ہر حکومت کا دباؤ پڑنے سے کوفہ والوں نے جنہوں نے مسلم کے بیٹوں کے ہاتھ پر حسین بن علی کی بیعت کی تھی مسلم بیٹوں کو حکومت کے حوالے کر دیا اور ان کو شہید کر دیا گیا ادھر حضرت حسین بن علی کوچ و قیام کرتے ہوئے قریب کوفہ پہنچ گئے۔ یزید نے ملکی مصلحت کے خیال سے اپنے امراء لشکر اور نیز گورنر کوفہ کو اس کی روک تھام پر مامور کیا اس جدوجہد میں لشکر کو کامیابی حاصل ہو گئی اور کوفہ والے جنہوں نے خطوط لکھ کر بیعت کے لئے بلوایا تھا اور مسلم کے بیٹوں کے ہاتھ پر آپ کی بیعت بھی کر لی تھی اپنے مطلوبہ، امام کو لشکر شام کے حوالہ کر کے تماشاۓ جنگ لکھے تھے شیعیان علی جس سے تھے اور اس کے متبع تھے۔ شام والے شاہی ملازم تھے اور ان کا مذہب میرے نزدیک نہ شیعہ تھا نہ سنی بلکہ وہ حکومت کا مذہب رکھتے تھے، حکومت کا مذہب کیا تھا؟ مصر، الحلی، انتظام سلطنت، اور حکمرانی۔

یزید کی موت اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ: یہ واقعہ حرہ پیش آیا یہ بھی ایک دل خراش واقعہ تھا اس کے بعد یزید مر گیا اور اس کا بیٹا معاویہ بن زید بن معاویہ تخت نشین ہوا چالیس دن یا کچھ کم و زیادہ حکومت کر کے اس نے امارت سے ہاتھ کھینچ لیا، چنانچہ اہل حجاز، یمن، عراق اور خراسان نے بلا جدوجہد عبد اللہ زبیر کی امارت کی بیعت کر لی، ملک شام اور مصر والے امیر مقرر کرنے میں پس و پیش کر رہے تھے کہ مروان بن الحکم کافی عرصے سے ایسے موقع کا منتظر اور حکومت و سلطنت کا خواہش مند تھا حکمت عملی سے ان لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے لگا اس کو اور اس کی آئندہ نسلوں کو اپنی

❶ عن ابن بکر ؓ قال رايت رسول الله ﷺ على المنبر والحسن بن علي الى جنبه وهو يقول على الناس مرة عليه احري ويقول ان ابني هذا سيدي ولعل الله ان يصلح به بين فئتين عظيمين من المسلمين من الرازي، (ترجمہ) ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر دیکھا وہ حسن بن علی رضی اللہ عنہ آپ کے پہلو میں تھے گا ہے آدمیوں کی طرف متوجہ ہوتے تھے اور گا ہے حسن رضی اللہ عنہ کی طرف اور یہ فرماتے جاتے تھے میرا بیٹا سوار ہے اور یہ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے در بیعت مسلمانوں کے در گروہ عظیم میں مصالحت کر لے گا روایت کی اس کی امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کی مشکوٰۃ شریف صفحہ نمبر ۵۶۹ مطبوعہ اصح المطابع لکھو ❷ "اتحاد کا سال" (شہادت)

کوششوں میں کامیابی ہوگئی اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی زندگانی کا ناکامی کے ساتھ خاتمہ ہو گیا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی بیعت مارت اگر غور سے دیکھا جائے تو اجماع اور شوریٰ کے ساتھ ہو سکتی ہے نہ کہ مروان بن الحکم کی۔

مروانیوں کا دور عروج: بہر کیف اب وہ زمانہ آ گیا تھا کہ مروانیوں کی خوش اقبالی کا جھنڈا کامیابی کی ہوا میں لہرا رہا تھا ادھر دعویٰ دوران امارت و حکومت در پردہ ریشہ دوانیال کر رہے تھے ادھر کبھی خوارج خروج کرتے نظر آتے تھے اور کبھی شیعیان و متبعان علی حسین کا قصاص لینے کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے تھے تاہم کچھ نہ کچھ جہاد کا سلسلہ قائم و جاری رہا، سندھ کا شعر، چین اور اندلسیہ عظمیٰ وغیرہ جیسے ممالک فتح ہوئے۔

عباسی تحریک کی کامیابی: سنا ہے دعویداران سلطنت اور خواہشمندان حکومت کا ایک نیا گروہ پیدا ہو گیا اس میں عباسی و ربوی حکومت اور سرداری کا جھنڈا اٹھائے ہوئے نظر آتے ہیں اور ان لوگوں کو جنہوں نے بزر و غلبہ یا حکمت عملی سے حکومت حاصل کر لی تھی، حکومت کی کرسی سے اتارنا چاہتے ہیں عباسیوں کو اس ریشہ دوانی میں رفتہ رفتہ ۱۳۲ھ میں کامیابی حاصل ہوگئی اور علویہ جو قافلہ کے سالار تھے پیچھے رہ گئے مروان بن محمد آخری تاجدار بنو امیہ مارا گیا اور ابوالعباس مفتح حکومت و سلطنت کی قبا پہنے ہوئے کرسی امارت پر متمکن ہو گیا کاش یہ دعویداران سلطنت و خواہشمندان حکومت اپنی ذاتی متفعت با ثروت و دولت کے حصول کی قوت کو غیر ممالک پر قبضہ و تصرف حاصل کرنے میں فوج کرتے اور ان ممالک میں تشنگ نہ بھڑکاتے جہاں اسلام کے نام لیا حکومت کر رہے تھے تو آج دنیا میں صرف اسلام ہی اسلام نظر آتا۔

بنو امیہ و بنو عباس کی حکومتیں اور لڑائیاں: اس وقت سے دوبارہ اسلام کی زمام حکومت دو مختلف خاندانوں کے قبضہ اقتدار میں چلی گئی ایک عباسیہ جو بنو امیہ کو کرسی حکومت سے اتار کر خود متمکن ہو گئے دوسرے بنو امیہ کی وہ آخری نسلیں جو عباسیہ کے ظلم کے ہاتھوں سے بچ کر اندلس بھاگ گئی تھیں اور وہاں پہنچ کر اپنی حکومت و امارت کی نئی بنیاد قائم کی۔

بنو امیہ کی حکومت، ان ممالک سے ختم ہونے کے بعد ان کے گورنروں نے بار بار سر اٹھایا مگر حکومت و سلطنت نے ان کی سرکچل دیا غرض اس طرح سے آہستہ آہستہ بنو عباس کی حکومت کا سکہ ممالک اسلامیہ میں چلے۔

علویہ کا اقتدار اور سرکشی: اس کے تھوڑے دنوں بعد، اہل بیت علویہ نے خلفاء عباسیہ سے لڑائی پیدا کر لی اور یہ خیال جما کر کہ ہم مستحق خلافت و امارت ہیں اپنی امارت و حکومت کی بناء قائم کرنے لگے، گھر کی بلا کو کون ٹال سکتا ہے انہوں نے بھی کچھ عرصے میں کوشش کر کے ممالک بعیدہ اسلامیہ پر قبضہ و تصرف حاصل کر لیا اور المغرب الاقصیٰ اور قیروان اور مصر وغیرہ وغیرہ ملکوں میں اپنی حکومت قائم کر لی۔

افسوسناک سوال؟: یہ ممالک کس کے تھے؟ مسلمانوں کے! کس نے قبضہ کیا؟ وہی اسلام کے دعویداروں نے! یہ کیوں؟ محض اس دعویٰ سے کہ ہم امارت و خلافت کے مستحق ہیں ہم ہاشمی ہیں ہم علوی، ہمارے جد امجد کے حق میں امامت و امارت کی وصیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائی گئی تھی، حاکمہ ارباب نقل و روایات اس حدیث کا انکار کرتے ہیں۔

خواہشات کا کھیل اور اسلام کی تباہی: افسوس ہے کہ ان لوگوں نے احکام و ارشادات قرآنی کو بالائے طاق رکھ دیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو بھل رکھا تھا مسلمانوں کی خوریزی کو بائیں ہاتھ کا کھیل سمجھ لیا تھا، مذہب و ملت کو حکومت و سلطنت سے الگ کر دیا تھا بے جا خواہشات حکمرانی اور نسب کے تفاخر سے اسلام اور اسلامیوں کی تیغ کٹی اور اپنی خواہش اور ہوس کے پودوں کی نشوونما میں اپنی قوتوں کو خرچ کر رہے تھے یہی اسباب تھے جن سے علم خلافت اسلامیہ آخر کار سرنگوں ہو گیا اور اس کا نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹ گیا۔

تنزلی کا ایک اور سبب: حکومت اسلامیہ کی تنزلی کے اسباب میں ایک بڑا اور قوی سبب یہ بھی تھا کہ تاجدار خلافت کی سستی و کاہلی با عدم خبرت کی وجہ سے حکومت و سلطنت کے بہت سے ٹکڑے ہو گئے تھے، چھوٹی چھوٹی متعدد سلطنتیں قائم ہو گئیں تھیں، آئے دن دعویداران حکومت و سلطنت، حکومت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوتے تھے بسا اوقات وزراء و امراء مجلسراء کے خواجہ سرا اور لونڈی غلام خلیفہ حاوی ہو جاتے تھے اور وہی امور سلطنت کے

مسیح و سفید کرنے کے مالک ہوتے تھے اجنبیوں اور عجمیوں کا دخل اتنا زیادہ بڑھ گیا تھا کہ ہر شعبہ کے مالک یہی تھے سرزمین عرب کے پرزے بالکل نکلے اور ناکارہ تسلیم کر لئے گئے تھے ہمارے اس دعویٰ کی اور گزربے واقعات کے علاوہ ابن علقمی وزیر السلطنت اور خلیفہ مستعصم کا واقعہ کافی طور سے شہادت دے رہا ہے، اگر مسلمانوں کا ہر فرد خود کو اسلام کا جاں باز، سپاہی اور بہر حال باز سپاہی خود کو امیر و خلیفہ سمجھتا اور ان اصول کے مسلمان پابند رہتے جن کو نبی کریم ﷺ اور ان کے تبعین خلفاء نے جاری و قائم کیا تھا، جیسا کہ دور خلافت راشدہ میں تھا تو اسلام کو یہ برادوں دیکھنے کی نوبت نہ آتی۔ اور نہ اسلامیوں کی حکومت، زوال پذیر ہوتی، یہی اصول تھے جن کو ترک کرنے سے اسلام اور اسلامیوں پر ضعف اور کمزوری طاری ہوئی اور غیر قوموں نے ان کی پابندی سے کامیابی حاصل کی۔

اسلام کی بربادی کا سبب بننے والے لوگ:..... اتنا تحریر کرنے بعد ہم ان لوگوں کی مختصر فہرست تحریر کرتے ہیں جنہوں نے عہد خلافت عباسیہ میں امارت و امامت کے ذریعے علم مخالفت بلند کیا تھا اور حکومت و سلطنت اسلامیہ کی بربادی کا سبب بنے تھے۔

زمانہ خروج	مقام خروج	نام	کیفیت
۱۳۵ھ	حران	عبداللہ بن علی عباسی	امارت کی نوبت نہیں آئی
عہد خلافت منصور			۱۳۹ھ میں مارے گئے
۱۴۵ھ	مدینہ منورہ	محمد بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی	۱۴۵ھ میں مارے گئے
عہد خلافت منصور عباسی		ابن ابی طالب الملقب بہ مہدی و نفس زکیہ	
ایضاً	بصرہ	ابراہیم بن عبداللہ بن حسن بن حسن	بصرہ اور اہواز میں چند دن حکومت کی
۱۶۹ھ	مدینہ منورہ	حسین بن علی بن حسن مثلث بن حسن ثقی	قتل کئے گئے اور امارت کی نوبت نہیں آئی
عہد خلافت ہادی		بن حسن سبط	
۱۷۲ھ	دیم	یحییٰ بن عبداللہ بن حسن بن حسن سبط	فضل برکی کی عاملانہ تدبیر سے مصالحت ہو گئی تھی
عہد خلافت ہارون الرشید			
۱۹۵ھ	دمشق	علی بن عبداللہ بن خالد بن یزید بن معاویہ	
عہد خلافت مامون		سفیانی اموی	
۱۹۹ھ	کوفہ	محمد بن ابراہیم بن اسماعیل بن ابراہیم	اس کے مرنے کے بعد اس کا غلام ابوالسر ایسا ہی لشکر سے لڑتا رہا اور متعدد لڑائیاں ہوئیں
عہد خلافت مامون		بن حسن بن حسین علوی جو "طباطبائی" کے نام سے مشہور تھا	

۲۱۱ھ	مکہ	محمد بن جعفر صادق بن محمد بن باقر بن علی	
		زین العابدین	
۲۱۹ھ یا کچھ پہلے	طالقان	محمد بن قاسم بن علی بن عمر بن زین العابدین	گرفتار ہو کر بغداد بھیجے گئے پھر
عہد خلافت معصوم			جیل سے نکل بھاگ گئے تھے
عہد خلافت معصوم	بغداد	عباس بن مامون	نوبت بغاوت کی نہیں آئی
			صرف بیعت کی گئی تھی
۲۲۷ھ	اطراف	ابو حریب یانی "مبرقع" اموی ہونے	
عہد خلافت	فلسطین	کاؤدوید ارتھا	
واثق			
۲۵۰ھ	کوفہ	یحییٰ بن عمر بن یحییٰ بن حسین بن زید شہید	۲۵۱ھ میں مارے گئے
عہد خلافت مستعین		علوی	
۲۵۹ھ	مصر	ابراہیم بن محمد بن یحییٰ بن عبد اللہ بن محمد	صعید کے علاقوں کے چند قبضوں
عہد خلافت معتمد		بن جعفر علوی "ابن صوفی"	پر قبضہ حاصل کر لیا تھا
معتمد	کوفہ	علی بن زید علوی	کوفہ پر قبضہ کر لیا تھا
ایضاً	رے	حسین بن زید علوی	۳۶۰ھ میں مارا گیا ہے
			پر قابض ہو گیا تھا موسیٰ
			بن بغا سے اور اس سے
			جنگ ہوئی
۳۰۰ھ یا	طبرستان	حسن بن علی بن حسین بن علی بن عمر بن	صوبہ طبرستان وغیرہ پر
اس سے کچھ	ودیم	زین العابدین جو اطروش کے نام	قابض ہو گیا تھا
دن پہلے مقتدر		سے مشہور ہیں	
کے دور حکومت میں			

مختصر فہرست ان لوگوں کی بھی جنہوں نے وقتاً فوقتاً امارت و حکومت حاصل کرنے کے لئے بغاوت کی تھی مگر بہت ہی جلد حکومت کی طرف سے ن کا خاتمہ کر دیا گیا تھا اگر تاریخی روایات اور خادموں کے انتخاب میں میری نظر نے غلطی کی ہو اور کچھ لوگ اس فہرست میں شامل کرنے سے باقی رہ گئے ہوں تو مجھے امید ہے کہ آپ معاف کر دیں گے، باقی رہ گئے وہ لوگ جنہوں نے خلافت عباسیہ سے علیحدہ اپنی اپنی حکومت قائم کر لی تھی ان کو میں نے فہرست میں داخل نہیں کیا، علامہ مؤرخ نے ان لوگوں کے حالات کو الگ الگ تحریر کیا ہے اتنی کلام (المترجم)

اندلس کے حکمران بنو امیہ کے خلفاء کی تاریخ جو عرب کے اسی طبقے سے تھے اور عباسی حکومت کے مد مقابل تھے۔ اور پھر ملوک الطوائف کے حالات

قدیم اندلس اور گاتھ قوم: اندلس بحیرہ روم کے شمالی کنارہ پر مغرب کی جانب واقع ہے اس کو عرب اندلسیہ ❶ عظمیٰ کے نام سے یاد کرتے ہیں یہاں پر فرانس کا ایک گروہ رہتا تھا ان میں سے زیادہ سخت بڑی تعداد جلا لقمہ کی تھی لیکن قوم (گاتھ) نے اسلام سے دو سو سال پہلے لاطینیوں نے متعدد دڑائیاں لڑ کر اس خطہ پر قبضہ کر لیا تھا انہیں لڑائیوں میں قوم (گاتھ) نے روم کا محاصرہ کر لیا تھا اہل روم نے صلح کا پیغام دیا اور آخر کار اس بات پر صلح ہو گئی کہ گاتھ، اندلس واپس چلے جائیں چنانچہ ان لوگوں نے اس ملک کی طرف رخ کیا اور قبضہ کر لیا پھر جب رومیوں اور لاطینیوں نے لیبہ نصرانیہ کو لے لیا تو دوسری طرف مغرب میں فرانسیسی بہادر بھی گھس پڑے اس وقت گاتھ کے قبضہ اقتدار میں یہاں کی زمام حکومت تھی لہذا گاتھ نے ان تعلقات سے عیسائی مذہب اختیار کر لیا۔

لرزریق (راڈرک): گاتھ بادشاہوں کا دار السلطنت طلیطلہ (ٹولیدو) میں تھا اور اکثر ❷..... اس کے درمیان قرطبہ، ماردہ اور اشبیلیہ تھ، اسی حال میں گاتھ نے تقریباً چار سو برس حکمرانی کی یہاں تک کہ اسلام کی روشنی سے تمام عالم منور ہو گیا اور اس کی فتح کی موجیں بحر ظلمات اور سواحل افریقہ میں لہرائی نظر آنے لگیں، اس وقت یہاں کا بادشاہ لرزریق (راڈرک) تھا یہ لقب یہاں کے بادشاہوں کا تھا جیسا کہ جریر صقلیہ کے بادشاہوں کا خطاب تھا، گاتھ کا نسب اور ان کی حکومت کے واقعات ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔

بحیرہ روم کا جنوبی ساحل اور گاتھ: بحیرہ روم کے جنوبی ساحل کے اس پار پر بھی گاتھ ہی کا قبضہ تھا جس کے حدود ایک طرف طنجہ سے دوسری طرف بربر کے علاقوں سے ملے ہوئے تھے۔ بربریوں کا بادشاہ جو اس صوبہ پر ان دنوں حکمرانی کر رہا تھا جس کو عرب جبال غمارہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ بلیان ❸ نامی ایک شخص تھا، یہ شخص انہیں کے مذہب کا پابند اور ان ہی کا ماتحت تھا، موسیٰ بن نصیر سردار عرب، خلیفہ ولید بن عبدالملک اموی کی طرف سے افریقہ کی گورنری پر مقرر تھا، اس کا دار الحکومت قیروان میں تھا اسلامی لشکروں نے اس نامور گورنری کی ماتحتی میں المغرب الاقصیٰ کے اکثر علاقوں کو فتح کیا ان کی فتوحات کا سیلاب بڑھتے بڑھتے جبال طنجہ سے گذر کر بحیرہ زقاق تک پہنچ گیا تھا صرف ایک قلعہ جبال غمارہ کا جس پر بلیان حکمرانی کر رہا تھا مسلمانوں کے مقابلہ پر اڑا ہوا لڑ رہا تھا۔

راڈرک اور فلورنڈا:..... گورنر افریقہ موسیٰ بن نصیر، بلیان سے علم حکومت اسلامیہ کی اطاعت قبول کر لینے کے بارے میں گفتگو کر رہا تھا اور اپنے آزاد غلام طارق بن زیدیشی کو طنجہ کی حکومت پر مقرر کر دیا تھا، اتفاق سے انہی دنوں میں بلیان اور لرزریق بادشاہ گاتھ میں رنجش پیدا ہو گئی سبب یہ ہوا کہ لرزریق نے بلیان کی بیٹی (فلورنڈا) کی عزت پر اپنے محل میں حملہ کر کے اس کی پاکدامنی کو اپنی ہوس اور شہوت پرست اور عیش پسند طبیعت کا شکار کر ڈالا تھا۔

فلورنڈا کی عصمت دری پر باپ کے اقدامات: اس وقت اسپین کی چھوٹی چھوٹی ریاستوں کا یہ دستور تھا کہ اپنے بچوں کو دربار شاہی میں آداب بزم تہذیب سیکھنے کی غرض سے بھیج دیا کرتے تھے چنانچہ بلیان نے اسی دستور کے مطابق اپنی بیٹی (فلورنڈا) کو طلیطلہ (ٹولیدو) بھیج دیا تھا۔ بلیان کو اس شرمناک خبر سننے ہی سخت برہمی پیدا ہوئی فوراً سامان سفر درست کر کے شاہی دربار کی طرف روانہ ہوا اور وہاں پہنچ کر لرزریق سے ملاقات کی اور اپنی مظلوم بیٹی کے ساتھ اپنے دار الحکومت واپس آیا واپس آتے ہی طارق سے ملاقات کی جس کے ساتھ کئی بار مقابلہ ہو چکا تھا، اور اس کو گاتھ

❶ بیان کا نام جو بیان تھ سہونا (سہلہ) کا یہ گورنر تھا (مترجم) ڈاکٹر احمد بدر نے اپنی کتاب "دراسات فی تاریخ الاندلس و حضارتھا" (جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۱) سہلہ یا سہبہ طنجہ اور نیز ہینہ کا مشترکہ علاقہ تھا۔ ❷ اندوس یا اندلس کے معنی ہیں واندل شہر۔ ❸ اصل کتاب میں یہاں جگہ خالی ہے (مترجم) ❹ اس روایت کی مزید تفصیلات کے لئے دیکھیں علامہ ابن عبدالحکیم کی کتاب (اخبار مصر و فتوحات) اور مصری کی (نظم الطیب) اور ابن اثیر کی الکامل وغیرہ

کے سرسبز شاداب ملک کے راتوں کے بارے میں بتا کر اتنا شوق دلایا کہ عربی جرنیل کے منہ میں پانی بھر آیا۔

طارق بن زیاد کی فتوحات:..... طارق نے فرصت اور موقع پر کر ۹۲ھ میں اپنے امیر موسیٰ بن نصیر سے اجازت حاصل کی اور تین سو عربی سپاہیوں کی جمعیت سے دریا کو پار کر کے اندلس کے ساحلوں پر حملہ آور ہوا، طارق کے ساتھ علاوہ تین سو عربی فوج کے تقریباً دس ہزار بربری فوج بھی تھی طارق نے ان کو بھی فوجی لباس پہنا کر ایک اچھا خاصہ لشکر بنالیا تھا اور فتح مندی کا جھنڈا لئے ہوئے جبل الفتح (لایز زاک یا قلعة الاسد) جیسے جبل الطارق (جبرالٹر کہتے ہیں) تک پہنچ گیا دوسری طرف سے ظریف بن مالک تختی ممالک اندلس میں گھس کر تباہی اور بربادی پھیلاتا اور لوٹ مار کرتا ہوا اس مقام تک پہنچا جس کو اس کے نام کی مناسبت سے شہر طاریفا کہتے ہیں ان مقامات کے فتح ہونے کے بعد اسلامی لشکر نے اندلس کے اندرونی حصوں کی طرف رخ کیا، لرزین کو اس کی خبر ملی تو اس نے عجم کے مختلف گروہوں اور عیسائیوں کو جمع کر کے چالیس ہزار کی جمعیت سے اسلامی لشکر سے لڑنے کے لئے نکلا دونوں فوجوں کا ایک وادی میں جس کو عربی مورخ وادی بیکا ۱۰ کہتے ہیں مقابلہ ہوا، مسلمانوں کو اس معرکہ میں کامیابی ہوئی بہت مال غنیمت ہاتھ آیا بے شمار لوٹ ڈی غلاموں کے مالک ہوئے، طارق نے فتح کی خوشخبری اور مال غنیمت متوقع فتح اور ناموری سے رشک پیدا ہوا ایک باضابطہ فرمان لکھ بھیجا کہ ”چونکہ تم بغیر میری اجازت ۱۰ کے غیر ملک میں گھسے ہو لہذا جہاں تک تم پہنچ گئے ہو رک جاؤ اور جب تک میں نہ پہنچ جاؤں آگے نہ بڑھو“ اور بجائے اپنے قیروان میں اپنے بیٹے عبداللہ کو مقرر کر کے ۳۹ھ میں ایک عظیم لشکر کے ساتھ اندلس فتح کرنے کے لئے کوچ کیا، اس مہم میں حسین ۱۰ بن ابی عبداللہ المہدی فہری اور عرب کے نامی گرامی بہادر آزاد غلام اور بربر کے مشہور مشہور جنگجو شریک تھے۔

موسیٰ کی آمد اور طارق کی فتوحات:..... چنانچہ موسیٰ بن نصیر نے خلیج زقاق کو طنجہ اور جزیرہ خضر کے درمیان سے پار کر کے اندلس عظمیٰ میں قدم رکھا، طارق نے اپنے گورنر سے ملاقات کی اور مطیع و فرمانبردار ہو کر اس کی ماتحتی تک وسط میں اربونہ تک صنم قادس تک فتح کر لی، تمام ممالک ہسپانیہ کو تباہ و برباد کر کے بہت مال غنیمت جمع کیا اور مشرق کی طرف سے قسطنطنیہ کو فتح کرنا ہوا شام میں داخل ہونے اور ان ممالک کے درمیان میں جتنے عجیبوں اور عیسائیوں کے ممالک تھے ان کو تباہ و برباد اور فتح کر کے دار الخلافہ میں حاضر ہونے کا ارادہ کیا تھا۔

موسیٰ بن نصیر کی واپسی:..... رفتہ رفتہ دربار خلافت تک یہ خبر پہنچی، خلیفہ ولید کو مسلمانوں کا دارالاسلام سے اتنا دور نکل جانا اور دارالکفر میں جا کر اتنا مشغول ہو جانا اور وانہماک کرنا ناگوار گذرا، موسیٰ بن نصیر کو ڈانٹ بھرا فرمان لکھا اور واپس آنے کی سخت تاکید کی اس سے موسیٰ بن نصیر آگے بڑھنے سے رک گیا اور اندلس کا نظم و نسق و سرحدی مقامات کی حفاظت پر فوجیں مقرر کر کے واپس روانہ ہوا، روانگی کے وقت اپنے بیٹے عبدالعزیز کو اندلس کے علاقوں میں دشمنان اسلام کے خلاف جہاد کرنے کی ہدایت کی عنان حکومت اور انتظام بھی اسی کے سپرد کیا اور قرطبہ میں قیام کرنے کا حکم دیا، عبدالعزیز نے قرطبہ کو اپنا دارالامارت قرار دیا ۹۵ھ میں موسیٰ بن نصیر قیروان میں داخل ہوا اس کے بعد ۹۶ھ میں مال غنیمت اور خزانہ وغیرہ کے ساتھ دار الخلافہ دمشق کی جانب روانہ ہوا۔

مال غنیمت:..... بیان کیا جاتا ہے کہ مال غنیمت جو ملک اندلس سے ہاتھ آیا تھا تیس ہزار سوار تھے جو اب غلامی کے حلقہ میں تھے افریقہ میں اس نے اپنی جگہ اپنے بیٹے عبداللہ کو متعین کیا تھا۔

جس وقت موسیٰ بن نصیر دربار خلافت میں حاضر ہوا، خلیفہ سلیمان نے اس کی جرائم اور مسلمانوں کو خطرہ میں ڈالنے پر ڈانٹ ڈپٹ کی اور اس

۱۰ وادی بیکا وادی لہست کے متصل دریا بہتا ہے اور دوسری طرف فالگر کے پاس سے ہنوکر شریٹ کی طرف جاتا ہے۔ (تاریخ اسپین صفحہ نمبر ۱۵) (مترجم)۔ ۱۱ دیکھیں ابن عبدالحکیم کی (فتوح مصر و اخبارھا صفحہ نمبر ۲۰) اور (اکال ابن اثیر جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۲۰۹)۔ ۱۲ موسیٰ بن نصیر کے اندلس پر حملہ آور ہونے کی وجہ ایک تو یہ تھی کہ قیمتی ظروف و ممال دولت حاصل ہو جائے، اور دوسری وجہ یہ تھی کہ فتوحات کا تسلسل برقرار رہے، کیونکہ طارق بن زیاد اندلس کو انتہائی جنوبی حصے تک اس طرح فتح کرتا چلا جا رہا تھا جیسے تیرا اپنے ہدف کو پھانزتا جاتا ہے، چنانچہ طارق کی فتوحات کے اطراف میں ایسے بہت علاقے تھے جو مسلمانوں نے اب تک فتح نہ کئے تھے، وروہاں گو تھ قوم کے حامی جمع ہو رہے تھے، دیکھیں احمد بدر کی کتاب ”دراسات فی تاریخ الاندلس و حضارہا“ (صفحہ نمبر ۱۸، ۱۹) اور صفحہ نمبر ۱۸ کا حاشیہ نمبر ۱۔ اور ابن عذاری جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۶۲، اور ڈاکٹر ماجدی ”التاریخ السیاسی لمدن و لاند العربیہ“ (جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۲۰۷)

کی اس کارگزاری کا ذرہ برابر پاس و لحاظ نہ کیا۔

عبدالعزیز کا قتل : اس واقعہ کے دو سال بعد اندلس کے اسلامی لشکر نے سلیمان کے بہکانے سے عبدالعزیز بن موسیٰ بن نصیر کو قتل کر ڈالا پھر موسیٰ بن نصیر کے خاں زاد بھائی ایوب بن حبیب بھی حکومت اندلس پر مقرر کیا گیا، عبدالعزیز نیک مزاج، فاضل اور جوانمرد تھا اس کے زمانہ حکومت میں بہت سے علاقے فتح ہوئے، ایوب نے چھ ماہ حکومت کی اس کے بعد عرب گورنر اندلس میں حکمرانی کرنے آئے رہے۔ کبھی دربار خلافت کی جانب سے اور کبھی گورنر قیروان کی جانب سے۔

گاتھ اور جلا لقمہ کی امارت کا خاتمہ : ان اسلامی گورنروں نے مختلف اوقات میں ملک اندلس کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک فتح کر لیا اور تمام جزیرہ نما اندلس کو چھان ڈالا مشرق میں برشلونہ اور قلعات ہشتالہ پر بھی قبضہ کر لیا تھا، وسط میں بسائٹ کو دبا لیا تھا، غرض رفتہ رفتہ قوم گاتھ اور جلا لقمہ کا گروپ ختم ہو گیا ان کی حکومت صفحہ دنیا سے مٹ گئی کچھ لوگ مسلمان بہادروں کی تلواروں سے بچ گئے تھے وہ جہاں فشاہ، اربونہ اور سرحدی پہاڑوں کے دروں میں جا کے پناہ گزین ہو گئے تھے ہزاروں مسلمان سپاہی برشلونہ کی دوسری طرف بھی جزیرہ نما اندلس کی سرحد سے نکل کر فرانس کے مقبوضات میں داخل ہو رہے تھے اور اپنی فتیابی کی موجوں سے کفار کی دیواروں کی ہلانے ڈالتے تھے انہیں واقعات کے دوران کبھی کبھی اندلس کی عربی فوج میں اختلاف و جھگڑا بھی پیدا ہو جاتا تھا اس سے دشمنان اسلام کو موقع مل جاتا تھا پس اہل فرانس ان علاقوں کو مسلمانوں کے قبضہ سے نکال لیتے تھے جن کو لشکر اسلام لڑکھانے سے چھین لیا تھا۔

ایوب کی معزولی : ... سلیمان بن عبدالملک کے گورنر افریقہ، محمد بن یزید کو جب عبدالعزیز بن موسیٰ بن نصیر کے مارے جانے کی خبر ملی تو اس نے حرب بن عبدالرحمن بن عثمان کو اندلس کی حکومت کی سند عنایت کر کے روانہ کیا..... چنانچہ حرب، اندلس میں پہنچ کر کر ایوب بن حبیب کو حکومت سے معزول کر کے خود حکمرانی کرنے لگا دو سال آٹھ مہینے اس نے حکمرانی کی خلیفہ عمر بن عبدالعزیز نے اندلس کی حکومت پر ختم بن مالک خولانی کو سرحدی علاقوں میں مقرر کیا اور یہ اندلس کے شکست پانچواں حصہ لینے کا حکم دیا چنانچہ ختم نے اس کی تعمیل کی اور قرطبہ کا پل تعمیر کرایا اس کے بعد ۱۰۲ھ میں ممالک فرانس کے خلاف جہاد کی غرض سے فوجیں تیار کیں اور نہایت بہادری سے حملہ آور ہوا، اتفاق یہ کہ ختم اس معرکہ میں شہید ہو گیا۔

عبیدہ بن عبدالرحمن : ... اہل اندلس اس کی جگہ عبدالرحمن بن عبداللہ غافقی کو اپنا امیر بنالیا یہاں تک کہ عنیسہ بن شجم کلبی افریقہ کے گورنر یزید بن مسم کی جانب سے امیر اندلس ہو کر آیا پھر عنیسہ کے قتل کے بعد اہل اندلس کی درخواست پر یحییٰ بن سلمہ کلبی کو حظلہ بن صفوان کلبی (والی افریقہ) نے روانہ کیا ۱۰۷ھ میں یحییٰ بن سلمہ اندلس میں داخل ہوا ڈہائی سال حکمرانی کی اس نے اپنے زمانہ حکومت میں کوئی جہاد نہیں کیا اس کے بعد عثمان بن ابی..... (نسخہ) ۱۰۸ھ عبیدہ بن عبدالرحمن سلمی گورنر افریقہ کی طرف سے والی اندلس کا گورنر بن آیا۔ پھر پانچ مہینے بعد حذیفہ بن اخوص قتی کو بھیج کر عبیدہ کو معزول کیا، عبیدہ نے ۱۱۰ھ کو پورا کیا، کہا جاتا ہے کہ حکومت سے دو سال بعد اس کو بھی معزول کر دیا، مورخین اس میں اختلاف کرتے ہیں کہ آیا عثمان سے پہلے حذیفہ یا حذیفہ سے پہلے عثمان آیا تھا۔

ہشیم بن عبیدہ کلابی : بہر حال اس کے بعد ہشیم بن عبیدہ کلابی ۱۱۱ھ میں عبیدہ بن عبدالرحمن گورنر افریقہ کی طرف سے اندلس کا گورنر بن کر آیا اس نے سرزمین مقررہ پر جہاد کیا اور لڑکھانے کو فتح کر کے دس مہینے تک وہیں ٹھہرا رہا، اپنی حکومت کے دو سال بعد ۱۱۳ھ میں وفات پائی اس کے بعد عبیدہ بن حجاب گورنر افریقہ کی طرف سے اندلس میں داخل ہوا ۱۱۳ھ میں فرانس کے خلاف جہاد کیا بڑے بڑے نمایاں کام کئے، دو سال حکومت کی۔ واقعہ نے لکھا ہے کہ چار سال تک اندلس کا حکمران رہا، یہ ظالم، سخت گیر اور رعب و داب والا شخص تھا، ۱۱۵ھ میں سرزمین بشکنش کے خلاف جہاد کیا اور انتہائی بہادری سے ان پر حملہ آور ہوا اس جنگ میں بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا۔ پھر ۱۱۶ھ میں یہ معزول کر دیا گیا۔

① یہاں جگہ خالی تھی جیسے ابن اثیر کی اکامل (جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۳۲۹) سے پر کیا گیا۔

② ابن اثیر کی اکامل (جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۳۲۹) پر الکلابی کے بجائے الکلتانی تحریر ہے۔

عتبہ بن حجاج سلو بی۔ اس کی جگہ عبید اللہ بن حجاج گورنر افریقہ کی طرف سے عتبہ بن حجاج سلو بی ۱۰ اندلس کا گورنر مقرر ہوا۔ ۱۱ھ میں اندلس پہنچا، پانچ سال تک نہایت نیک سیرتی، فہمندی اور کافروں کے خلافت جہاد کرنے کے ساتھ حکمرانی کرتا رہا، اسلامی فتوحات کا سبب اس کے زمانہ حمرانی میں ارمونہ تک پہنچ گیا تھا، مسلمانوں کی بود و باش نہر درونہ تک پھیلی ہوئی تھی۔

عبد الملک بن قطنی فہری:۔ اس کے بعد عبد الملک بن قطن فہری نے ۱۲۱ھ میں اندلس کی گورنری کا دعویٰ کیا اور عتبہ کو اہل رت سے ہٹ کر مار ڈالا، بیان کیا جاتا ہے کہ عبد الملک نے عتبہ کو اندلس سے نکال کر حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے لی تھی یہاں تک کہ ۱۲۳ھ میں بلخ بن بشر ۱۰ شام کے لشکر کے ساتھ سرزمین اندلس میں داخل ہوا جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا اور عبد الملک کی حکومت کا استیصال کر کے حکومت کے دور میں اپنے میر عتبہ بن حجاج سے بغاوت و سرکشی کی تھی اور عبد الملک بن قطن کو اپنا امیر بنایا تھا اس حساب سے عتبہ کی حکومت کا دور چھ سال چار مہینے رہا بہر حال مقام سر قومہ ماہ صفر ۱۲۳ھ میں اس نے وفات پائی۔

بلخ بن بشر: اس کے مرنے سے عبد الملک کے قدم مستقل طور پر حکومت اندلس میں جم گئے اس کے بعد بلخ بن بشر اہل شام کے ساتھ کلثوم بن عیاض بربر کے واقعہ کے بعد اندلس پہنچا، عبد الملک پر اچانک حملہ کر کے مار ڈالا۔ اس سے فہریوں کا گروہ دب دبا کر ایک طرف ہو گیا مگر در پردہ اپنی قوتوں کو فراہم اور اپنی کمزور حالت کو درست کرتے رہے یہاں تک کہ سب کے سب جمع ہو کر بلخ بن بشر سے لڑنے کے لئے تیار ہو گئے، عبد الملک بن قطن کے خون کا بدلہ لینے کے لئے میدان جنگ میں آ گئے اس وقت فہریوں پر عبد الملک بن قطن کے دونوں بیٹے قطن اور امیہ حکمرانی کر رہے تھے، اس معرکہ میں اتفاق سے فہریوں کو شکست ہوئی مگر بلخ بن بشر بھی انہیں لڑائیوں کی نذر ہو گیا یہ واقعہ ۱۲۴ھ کا ہے جب کہ بلخ کی حکومت کو تقریباً ایک سال گذر چکا تھا۔

ثعلبہ بن سلامہ جذامی: بلخ کے بعد حکومت اندلس پر ثعلبہ بن سلامہ جذامی متولی و غالب ہوا، فہریوں نے اس سے بھی کنرہ کشی کی اور اس کے علم حکومت سے انکار کر دیا دوسال اس نے نہایت عدل و انصاف کے ساتھ حکومت کی آخر کار یربانی قبائل والوں نے مخالفت شروع کی جس سے اس کی حکومت کی مشین کے پرزے ڈھیلے پڑ گئے۔ فتنہ و فساد خوب پھیل گیا۔

ابو الخطاب حسام بن ضرار: اسی دوران حنظلہ بن صفوان گورنر افریقہ کی طرف سے ابو الخطاب حسام بن ضرار کلبی والی اندلس ہو کر دریا تونس کے رستے ۱۲۵ھ میں اندلس آیا۔ اہل اندلس نے اس کی اطاعت قبول کر لی ثعلبہ، ابن سعد اور عبد الملک کے بیٹے اس سے ملنے آئے ابو الخطاب ان لوگوں سے عزت و احترام کے ساتھ پیش آیا، استقلال کے ساتھ حکمرانی کرنے لگا، یہ نہایت شجاع، مکریم صائب الرائے اور عالی حوصلہ تھا اس کے عہد حکمرانی میں اہل شام اس کثرت سے آئے کہ قرطبہ جیسا وسیع شہر بھی ان کو کافی نہ ہوا لہذا ابو الخطاب نے ان لوگوں کو مختلف شہروں میں آباد ہونے کے لئے بھیج دیا۔

لوگوں کی آباد کاری:۔ اہل دمشق کو مشابہت کی وجہ سے بصرہ (گرے ناڈایا) میں ٹھہرایا اور دمشق کے نام سے اس کو پکارا اہل حمص کو اشبیلیہ میں آباد کیا اور آب و ہوا کی مناسبت سے اس کا نام حمص رکھا، اہل قسریں کو حسان میں قیام کرنے کا حکم دیا اور اس کا نام بھی قسریں رکھا اہل اردن کو ریبہ یعنی مالقہ میں ٹھہرایا اور اردن کے نام سے پکارے جانے کا حکم دیا اہل فلسطین کو شدونہ (شیڈونیا شریش) میں آباد کیا اور اس کو فلسطین کا خطاب دیا اور اہل مصر کے مکانات تد میر (مرشیا) میں بنوانے سرسبز و شادابی کی مناسبت سے مصر کے نام سے پکارا گیا اس کے بعد ثعلبہ مشرقی چلا آیا اور مردا بن محمد کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کے ساتھ جنگوں میں شریک ہوا۔

① تاریخ کامل ابن اثیر (جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۳۲۹) پر عتبہ بن حجاج السلوی کے بجائے عطیہ بن الحجاج القیس تحریر ہے۔

② تاریخ کامل ابن اثیر میں ہے کہ بلخ بن بشر نے اپنے دس ہزار سپاہیوں کے لشکر کے ساتھ سبہ کی طرف روانہ ہوا، اس کے تمام سپاہی شام کے عرب تھے۔ اس کے علاوہ دیکھیں بہار مغرب (جلد نمبر ۱ صفحہ ۵۶)

ابوالخطاب کا مزاج: ابوالخطاب عرب کے ایک گاؤں کا رہنے والا تھا مزاج میں قوی تعصب اور اقربا پروری زیادہ تھی اس نے اپنے حکمرانی کے زمانے میں اپنی قوم یمانیہ کی خوب طرف داری کی مضریہ کو ہر کام میں دبا تا گیا، قبیلہ قیس کو بھی زیروز بر کیا ایک روز ضمیل بن حاکم بن ضمیر بن ذی الجوش سرداقیہ کو جو کہ بلخ کے جمایتوں میں سے تھا کسی خاص کام پر مامور کیا، ضمیل منہ پر دمال ڈالے ہوئے اٹھا ایک چوکیدار نے جو قصر امارت کے باہر کھڑا ہوا تھا بول اٹھا ”اے ابوالجوشن اپنے عمامہ کو درست کر لو“ ضمیل یہ جواب دیتا ہوا کہ اگر میری قوم چاہے گی تو اس کو درست کریں گے، چل گیا کچھ عرصہ بعد اس کی قوم نے اتحاد کر کے اس کے کہنے کے مطابق ایک ہنگامہ برپا کر دیا، مخالفین یمانیہ سے یمانیہ کے مقابلہ پر امداد طلب کر کے لڑنے لگے، لہذا ابوالخطاب نے اپنے آپ کو ۱۲۸ھ میں اپنی حکومت کے چار سال نو ماہ بعد حکومت اندلس سے علیحدہ کر لیا۔

ثعلبہ بن سلامہ بطور گورنر: پھر اس کی جگہ ثعلبہ بن سلامہ جذامی ❶ والی اندلس ہو کر آیا اس کے زمانہ حکمرانی میں مشہور جنگ ہوئی اہل اندلس نے اس معاملہ میں عبدالرحمن بن حبیب (والی افریقہ) سے خط و کتابت کی عبدالرحمن نے ماہ رجب کے آخر میں ۱۲۹ھ میں ثعلبہ کو اندلس کی حکومت فرما کے روانہ کیا، ثعلبہ نے اندلس پہنچتے ہی حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اور ضمیل اس کی امارت و حکومت کے کام کو انجام دینے لگا۔ اس نے حکمت عملی سے دونوں گروہوں میں صلح کرادی دو سال حکومت کر کے مر گیا اس کے بعد اہل افریقہ میں مخالفت پیدا ہو گئی، مشرق میں بنی امیہ کی حکومت مضحک اور کمزور ہو چکی خلافت امویہ حکمران آئے دن کے جھگڑوں اور عباسی حکومت کے ہالیوں کی ریشہ دوانیوں کی وجہ سے مغرب کے انتہائی حصے کے انتظام سے غافل ہو گئے۔

یوسف بن عبدالرحمن فہری:..... اہل اندلس ایک خود مختاری و خود سری کی حالت سے اپنا آپ انتظام کرنے لگے اور ملکی و مذہبی مصلحتوں کے انجام دینے کے لئے عبدالرحمن بن کثیر کو امیر بنایا اس کے بعد اندلس میں مقیم مسلمانوں کے لشکر نے یہ رائے قائم کی کہ امارت اندلس، مضریہ اور یمینیہ میں آدھی آدھی تقسیم کر دی جائے اور ایک ایک سال دونوں لشکروں کو حکمرانی کرنے کا موقع دیا جائے مضریہ نے اپنی امارت کے لئے یوسف بن عبدالرحمن فہری کو ۱۲۹ھ میں منتخب کیا، ایک سال تک یہ دارالامارت قرطبہ میں طے شدہ شرط کے مطابق حکومت کرتا رہا اس کے بعد یمینیہ، مدت ختم ہونے پر حکمرانی کی قبا پہن کر دارالامارت میں داخل ہوئے یوسف نے یمینیہ پر موضع شقندہ جو مضافات قرطبہ میں جہان یمینیہ ٹھہرے ہوئے تھے شخون، را ❷..... ضمیل بن حاکم، قیسہ اور مضریہ آپس میں لڑ پڑے بہت خونریزی جنگ ہوئی، یوسف کی حکومت سرزمین اندلس سے ختم ہو گئی، یمینیہ نے حکومت و امارت پر قبضہ کر لیا۔

عبدالرحمن الداخل:..... ایک مدت تک دونوں گروہ اسی طریقہ سے رہے کہ کہیں یہ مغلوب ❸ ہو جاتے تھے اور کبھی غالب یہاں تک عبدالرحمن جو داخل سرزمین اندلس میں آیا، آخری دور میں یوسف بن عبدالرحمن نے ضمیل بن حاکم کو سر قسطہ کی حکومت پر مقرر کیا تھا، لہذا جب مشرق میں سیاہ جھنڈوں والے (عباسیہ) ظاہر ہوئے تو حباب بن رواحہ زہری نے اندلس کی جانب کوچ کیا اور ان کی حکومت و امارت کی دعوت دینے لگا ضمیل کا سر قسطہ میں محاصرہ کیا ضمیل نے طلیطلہ پہنچ کر حکومت کرنے لگا یہاں تک عبدالرحمن داخل اندلس آیا جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کریں گے۔ (مترجم) اندلس کی فتح کی کیفیت علامہ مؤرخ نے جس پیرایہ اور طرز سے تحریر کی ہے اس کو آپ پڑھ آئے ہیں اور میرے نزدیک واقفیت کے لئے کافی ہے، علامہ مؤرخ نے اندلس کی فتح کے کسی اہم واقعہ کو نظر انداز نہیں کیا جس کے لکھنے کی زحمت مترجم کا قلم گوارا کرتا مگر چونکہ آک کل لوگوں میں ناول بنی کا شوق حد سے زیادہ پیدا ہو گیا ہے اس وجہ سے جب تک کسی واقعہ کو گھٹا بڑا کو نہ لکھوان کو لطف نہیں آتا، یہ نہیں سمجھتے کہ تاریخ کو چلبے جملوں اور پھڑکتے ہوئے فقروں سے کوئی تعلق نہیں ہے لہذا اسی وجہ سے میں آپ کی دلچسپی کے خیال سے انہیں، واقعات کو جن پر آپ بھی پڑھ چکے ہیں ذرا تفصیل سے باضافہ الحاق لکھنا چاہتا ہوں سنئے! یہ جزیرہ نما جس کی سرسبزی و شادابی بے نظیر

❶ تاریخ اکمال ابن اثیر (جلد نمبر ۳ صفحہ ۳۹۱) پر جذامی کے بجائے اعلیٰ اور تاریخ ابن عذاری (جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۵۶) پر عالمی تحریر ہے۔ ❷ یہاں جگہ خالی ہے اور اس جگہ یہ عبارت ہے کہ یمینی یوسف کے پاس جمع ہو گئے اور مضریہ ضمیل بن حاکم کے پاس جمع ہو گئے، یہ خالی جگہ (اکمال ابن اثیر جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۳۶۶) سے پر کی گئی۔ اس کتاب میں ضمیل بن حاکم کے بجائے ضمیل بن حاکم تحریر ہے۔ ❸ ان جنگوں اور لوگوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے ابن قوطیہ کی الاخبار المجموعہ صفحہ نمبر ۳۵، ۳۴ کا مطالعہ فرمائیں۔

تھی ایک مدت سے،ومن امپائر کے قبضہ اقتدار میں تھا لیکن اسلام سے تقریباً دو سو سال پہلے قوم گاتھ نے روما کی ٹکھڑائی گورنمنٹ کو اس صوبہ سے نکال کر دیا تھا اور ان کی حکومت و سلطنت کے نام و نشان کو مٹا کر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا تھا۔ گاتھ ایک وحشی ایشیائی قوم تھی اس کی بہت سے شاخیں ہیں ان میں سے ایک وزی گاتھ ہے جس نے پانچویں صدی مسیحی (یعنی اسلام سے تقریباً دو سو سال پہلے میں سلطنت روما کی تہذیب اور شائستگی اپنے وحشیانہ جملوں سے تباہ کر کے صوبہ آئی بیری (اسپین یا اندلس) پر قبضہ کر لیا تھا یا در کھو کہ جس قوم میں تہذیب اور شائستگی حد سے زیادہ آ جاتی ہے اس کی دلاور بہادری، مردانگی اور شجاعت میں فوراً فرق آ جاتا ہے رومن قوم میں جس وقت شائستگی اور تہذیب کا نام نہ تھا اس وقت یہ اپنی آبشار تلوار سے خلافت کو مسخر اور مطیع کر رہے تھے جون ہی ان لوگوں میں امارت اور عیش پسندی کی آئی، بہادری رخصت ہو گئی، اسلام میں بھی اس کی نظیر موجود ہے جب تک اہل اسلام سیدی سادی زندگی بسر کرتے تھے، نیزہ اور شمشیروں کے علاوہ دوسری چیزوں سے نہیں کھیلتے تھے اس وقت تک ان میں مذہبی جوش بھی تھا، یہ بہادری بھی تھے فاتح بھی تھے جب سے عوم و فنون کی آمد شروع ہوئی امارت اور عیش پسندی سے مانوس ہوئے دہمعی کے ساتھ عیش و عشرت میں مصروف ہو گئے، اور زمانہ کی حالت سے غافل ہو گئے، نتیجہ یہ ہوا کہ ملک گیا، دولت گئی، مذہبی جوش کا خاتمہ ہو گیا، صرف شیخی ہی شیخی باقی رہ گیا۔

راڈرک (لرزیق) :۔۔۔ جس زمانہ میں اندلس پر اسلامی لشکر نے قبضہ کیا تھا ان دنوں اسپین میں راڈرک (لرزیق) نامی ایک بادشاہ حکمرانی کر رہا تھا جس نے شاہ ڈنرا کو تخت حکومت سے اتار کر زبردستی حکومت حاصل کی تھی، اس کا دار حکومت طلیطلہ (ٹولیدو) میں تھا۔ اسلامی فتوحات ان دنوں شمالی افریقہ میں بربری ممالک تک پہنچ رہی تھیں اور اس نے قریب قریب اس کے سب شہروں کو فتح کر لیا تھا صرف ایک قلعہ سبط (سیوٹا) اس کے مقابلہ پر اڑا ہوا لڑ رہا تھا، یہ قلعہ درحقیقت یونان کے بادشاہ والی قسطنطنیہ کے زیر حکومت تھا مگر دور دورا ز ہونے کی وجہ سے مذہب اور قوم کی ہمدردی کے لحاظ سے اس کی حفاظت اور امداد کا ذمہ دار شاہ اسپین تھا قلعہ سبط کے والی کا نام جولین تھا جس کو عربی مورخ یا لیان کے نام سے یاد کرتے ہیں اس سے شاہ اسپین راڈرک سے کچھ اُن بن ہو گئی تھی جھگڑے کی وجہ یہ تھی کہ جولین گورنر سبط نے دستور کے مطابق اسپین میں اپنی بیٹی فلورنڈ کو آداب شاہی تہذیب اور ترتیب حاصل کرنے کی غرض سے شاہ اسپین کے دربار بھیج دیا تھا شاہ اسپین (راڈرک) نے بجائے اس کے کہ فلورنڈ کی عصمت کو اپنی بیٹیوں کی طرح محفوظ رکھتا اس کی پاکدامنی کو اپنی ہوس، عیش پرستی اور شہوت رانی کی نذر کر دیا، یہ ایک بہت بڑا شرمناک واقعہ تھا، جو بین یہ خبر سن کر حد سے زیادہ غضب ناک ہو گیا اول تو اس کا دل اس وجہ سے پہلے ہی سے صاف نہ تھا کہ راڈرک نے شاہ ڈنرا کی بیٹی جولین کی بیوی تھی دوسرے اس شرمناک واقعہ نے بارود خانہ میں چنگاری کا کام کر دیا تھا، سامان سفر درست کر کے طلیطلہ پہنچا راڈرک سے ملاقات کی لیکن اپنے جوش انتقام اور غیض و غضب کو اس طرح چھپائے رکھا کہ راڈرک کو اس کی بددلی کا احساس تک نہ ہوا راڈرک سے رخصت ہو کر اپنی بیٹی کے ساتھ سبط واپس آیا۔

راڈرک کے خلاف سازش :۔۔۔ اور یہ ٹھان لی کہ اب میں مسلمانوں سے ہرگز جنگ نہ کروں گا، چنانچہ واپس آتے ہی موسیٰ بن نصیر (گوشالی افریقہ) سے ملاقات کی، یہ ولید بن عبدالملک تاجدار خلافت امویہ کی جانب سے اس صوبہ کا گورنر تھا، قیروان میں اس کا دارالامارت تھا، جولین نے موسیٰ بن نصیر سے اسپین کی سرسبزی، رزخیزی اور شادابی کی حکایتیں بیان کر کے یہ ظاہر کیا کہ تمہارے جانے کی دیر ہے۔ تمہارا لشکر پہنچ نہیں کہ یہ ملک فتح ہوا نہیں، پہلے تو موسیٰ کو اس معاملہ میں پس و پیش ہوا مگر اس بھرے ہوئے خزانوں اور شاداب زمینوں کے حالات سننے سے منہ میں پانی بھر آیا۔ انگریزی مورخ لکھتے ہیں کہ خلیفہ دمشق سے اجازت حاصل کر کے یا اس کا مزاج معلوم کر کے پانچ سو آدمیوں کے لشکر کے ساتھ عارف کو اسے میں جوین کے چار جہزوں پر سوار کرنے کے اندلس کے ساحلوں پر لوٹ مار کرنے کے لئے روانہ کیا مگر عربی مورخوں کی تحریر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ موسیٰ بن نصیر نے دمشق کے خلیفہ کی مرضی معلوم کیے بغیر اپنی فوج طارق کی زیر نگرانی ہسپانیہ کی طرف روانہ کیا تھا۔ اگر انگریزی مورخوں کا بیان صحیح ہوتا تو خلیفہ ولید بن عبدالملک کو اندلس کی فتحیابی کا حال سننے سے بجائے خوشی کے قلق اور مسلمانوں پر افسوس نہ ہوتا۔ اور موسیٰ کو ڈانٹ کا فرمان نہ بھیجتا اور نہ اس کو شمالی افریقہ کی گورنری سے معزول کر کے دمشق میں طلب کرتا بہر حال عربوں کو بحر روم میں جہاز رانی کا پہلا موقع ملا طارف نے ابجیر اس کو تباہ و برباد کر کے گاتھ کی سلطنت کے حالات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر کے تھوڑے دنوں بعد واپس آیا طارف پہلے جس مقام پر اترتا تھا وہ اب تک اسی کے

نام سے طاریفا مشہور ہے، موسیٰ بن نصیر کے خیالات طریف ① کے بیان سے بہت زیادہ فتح اندلس کے بارے میں مستحکم ہو گئے اور جو لین کے قول کی اس سے تصدیق بھی ہو گئی

فوجوں کی روانگی: ۱۱۷۷ء میں موسیٰ نے دو فوجیں تیار کیں ایک کو طارق کی سرداری میں فتح کرنے کے لئے روانہ کیا اور دوسرے کو طریف کی سرداری میں ان دونوں جرنیلوں نے ہسپانیہ میں قدم رکھتے ہی زبردست جنگ شروع کر دی طارق کے دستہ میں تین سو عرب اور تقریباً دس ہزار بربری تھے اور طریف بن ملک نخعی کے ساتھ دو سو عرب اور تقریباً سات ہزار بربری، راڈرک ان کے مقابلہ پر چالیس ہزار فوج لے کے لڑنے آیا تھا۔ طارق پہلے لائزناک قلعا لاسد پر اتریا جو اس وقت تک اس فاتح کے نام سے جبل الطارق (جبرالٹر) مشہور ہے اس مقام سے قرطبہ کو فتح کر کے ہسپانیہ کے اندرونی حصوں کی طرف قدم بڑھائے ابھی زیادہ راستہ طے نہ کیا کہ راڈرک (شاہ اسپین) چالیس ہزار کی جمعیت سے آ پانچا دونوں فوجوں کا ایک چھوٹے سے دریا کے کنارے مقام داوسی بیک میں مقابلہ ہوا۔

طلسمی گنبد: اس موقع پر مغربی اور مشرقی مؤرخ عجیب و غریب افسانے تحریر کرتے ہیں ان میں سے ایک طلسمی گنبد ہے جس کو بادشاہ ہرقل نے سمندر کے کنارے پر بنوایا تھا اور اس میں ایک طلسمی (جادو) رکھا تھا اور اس کے وقت سے پہلے افشاء نہ کرنے بے حد تاکید کی تھی چنانچہ ہر نیا بادشاہ اپنے نام کا صحیحہ تالا دروازے پر لگا دیتا تھا۔

راز کھولنے کی وجہ: لہذا جب راڈرک حکومت اندلس اپنے ہاتھ میں لی تو دو بوڑھے دربار شاہی میں حاضر ہوئے اور مراسم شاہان ادا کرنے کے بعد دروازہ گنبد کے دروازے پر تالا لگانے کی درخواست کی راڈرک کو خفیہ باتوں کے دریافت کرنے کا شوق پیدا ہوا۔

گنبد کی طرف روانگی: ایک روز باوجود مشیروں اور پادریوں کی ممانعت کے بہت سے سوار اور پیادوں کو ساتھ لے کے گنبد کی جانب گیا۔ تالوں کو توڑ کے اندر داخل ہوا ایک وسیع کمرہ سے گذرنا ہوا دوسرے کمرہ میں گیا اس کمرہ کے دروازے کے سامنے پتیل کی ہیبت ناک تصویر مرد کی کھڑی تھی۔ ہاتھ میں ایک بھاری گرز تھا۔ تھوڑی تھوڑی دیر کے یہ تصویر گرز کوز میں پر مارتی تھی۔ اس تصویر کے سینے پر لکھا ہوا تھا میں اپنا منصوبہ فرض ادا کر رہا ہوں اس حیرت انگیز تصویر کو دیکھ کر راڈرک کا حوصلہ اور بڑھا کسی نہ کسی طرح کمرہ کے اندر داخل ہو گیا۔

عجیب و غریب واقعہ: کمرہ کے بیچ میں ایک میز رکھی تھی جس پر صندوق رکھا ہوا تھا اس صندوق پر یہ عبارت لکھی ہوئی تھی گنبد کے تمام اس راز اس صندوق پر نہیں ہیں، سوائے ایک بادشاہ کے اس کے کھولنے کی جرات نہ ہوگی، لیکن اس کو ذرا باخبر رہنا چاہیے کیونکہ مرنے سے پہلے بہت سے عجیب و غریب واقعات دیکھائی دیں گے، راڈرک نے صندوق کو کھولا تو اس میں ایک چمڑے کی تھیلی پائی جو تانبے کی دو خطیوں کی بیچ میں محفوظ تھی تھیلی پر گھوڑے سواروں کی تصویر بنی تھی۔ صفحہ کے پیشانی پر یہ عبارت لکھی ”دیکھ اے بداندیش ان لوگوں کو جو تجھے تخت سلطنت سے اتار کر ذلت کی جگہ پر بیٹھائیں گے اور تیرے ملک پر قبضہ کریں گے“ تھیلی پر نظر پڑتے ہی ان تصویروں میں اچانک حرکت پیدا ہوئی اور میدان جنگ کا حقیقی فوٹو سامنے آ گیا جس میں عیسائی اور اسلامی بہادر لڑتے ہوئے نظر آئے اسلامی لشکر نے مسیحیوں کو پسپا کر کے اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ شکست خوردہ گروہ جو ادھر ادھر بھاگتا نظر آ رہا تھا اس میں ایک جوان مرد سپاہی نظر آیا جو سر پر تاج شاہی رکھے ہوئے سفید گھوڑے سوار تھا، عین پکڑ دھکڑ کے وقت گھوڑے سے یہ شخص نیچے گرا اور پھر کہیں اس کا پتہ نہ چلا یہ شخص اسلحہ اور لباس بالکل شاہ راڈرک معلوم ہوتا تھا راڈرک اور اس کے ساتھی اس حیرت انگیز سین کو دیکھ کر گھبرا گئے۔ سر اسمیہ جو اس باختہ کمرہ سے باہر آئے تو نہ وہ تصویر تھی اور نہ اس کے محافظ زندہ تھے علاوہ اس کے اور بے شمار عجائبات نظر آئے جس سے سلطنت اسپین کی تباہی کی خبر ملتی تھی۔ عربی کے بعض مؤرخوں نے بھی یہ عجیب و غریب واقعہ تحریر کیا ہے اسپین کے درمیانی زمانہ کے مورخوں کی

① یہ طریف یا طارف وہی ہے جو جبرالٹر (جولفظ جبل الطارق کی بگڑی ہوئی شکل ہے) کی بندرگاہ سے گزرنے والے غیر مسلم بحری جہازوں سے ٹیکس وصول کیا کرتا تھا، یہ ٹیکس بھی اسی کے نام سے طریف مشہور ہو گیا پھر جب یہ انگریزوں کی زبان پر چڑھا تو طریف کے بجائے لٹریف (TARIF) ہو گیا جو انٹرنیشنل (AIR TIKING) کے ساتھ استعمال ہونے والی مشہور اصطلاح ہے۔ (صحیح جدید)

تصنیفات میں اس قسم کے تعجب خیز حالات نہایت خوشی سے تحریر کئے گئے ہیں۔

میدان جنگ۔ فریقین جوادی بیک میں ایک دوسرے کے مقابلہ جنگ پر تل رہے تھے نہایت مردانگی سے میدان میں آئے اور اپنے مقابل دشمن سے جنگ شروع کی، شاہ راڈرک کے دستہ میں ٹڈی دل فوج تھی جن کے مقابلہ میں اسلامی عساکر کو وہی نسبت تھی جو ایک کوس ہوتی ہے تاہم اسامی حملوں نے آٹھ روز مسلسل جنگ لڑ کر اپنے جوش دل اور جانبازیوں کو ثابت کر دیا اور شاہ راڈرک کی متواتر کوششوں کو شکست دے دی۔

اسپین کی فتح: اس تائید الہی اور نبی کامیابی سے طارق کے حوصلے بڑھ گئے نہایت الواعزمی اور ثابت قدمی پورے اسپین کے فتح کرنے کے لئے تیار ہو گیا اور ضرورت کے مطابق سامان جنگ فراہم کر کے آگے بڑھا، موسیٰ بن نصیر گورنر افریقہ کو جس کا طارق ماتحت تھا اس غیر متوقع کامیابی پر رشک پیدا ہوا باضابطہ فرمان بھیج کر طارق کو آگے بڑھنے سے روکا، مگر بلند حوصلہ طارق کو اس کے روکنے کی ذرا بھی پروا نہ ہوئی اپنے دستہ کی فوج کو تین حصوں پر تقسیم کر کے تمام جزیرہ نما اسپین کو اس سرے سے اُس سرے تک چھان ڈالا ایک کے بعد ایک سارے صوبوں قلعہ جات کو فتح کر لیا قرطبہ کے محاصرہ اور فتح کرنے کے لئے مغیث (طارق کا سیکرٹری) سات سو آدمیوں کی فوج کے ساتھ گیا ہوا تھا۔ قرطبہ کے پاس پہنچ کر شام تک ادھر ادھر اپنی چھوٹی سی فوج سے ہوئے چھپار ہاجوں ہی رات ہوئی شہر کی طرف بڑھا۔

مدد الہی: اتفاق سے اس وقت بارش اولوں کا طوفان شروع ہو گیا اس نے اسلامی دلاوروں کے گھوڑوں کے ناپوں کی آواز دور تک نہ پہنچنے دی جس سے اہل قرطبہ کو ان کی آمد کی اطلاع تک نہ ہوئی، شہر پناہ کے قریب پہنچ کر حملہ کرنے کا موقع تلاش کرنے لگے۔ فحیل کے ایک مقام میں سوراخ نظر آیا مسلمانوں کا ارادہ ہوا کہ اسی جگہ سے حملہ کرنا چاہئے فحیل سے ملا ہوا انجیر کا درخت تھا ایک مسلمان سپاہی ڈر کر اوپر چڑھ گیا اور اس پر سے اوپھل کر فحیل پر کود گیا جھٹ پٹ اپنا عمامہ اتار کر نیچے لٹکا دیا کئی مسلمان سپاہی اس عجیب و غریب کند کے ذریعہ سے اوپر چڑھ گئے۔

محافظین کی گرفتاری: اس کے بعد ان لوگوں نے نہایت ہوشیاری سے چوکیدار کو باندھ لیا اور شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ پھر کیا تھا اسلامی دستہ شہر میں گھس گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے شہر کو فتح کر لیا، گورنر اور شہر کے سب باشندوں نے ایک گرجہ میں جا کے پناہ لی۔ تین دن تک مسلمان سپاہی ان کا محاصرہ کئے ہوئے لڑتے رہے بالآخر ان محاصروں نے بھی اطاعت کا اظہار کر لیا کی فتح نے عیسائیوں کی کمر اور توڑ دی طارق قحمدی کا جھنڈا لے کر ہوئے جس طرف رخ کرتا تھا کامیابی اور نصرت دوڑ کر اس کی رکاب چوم لیتی تھی۔

آرکی ڈونا مالاکا، الوریہ کی فتح: آرکی ڈونا جہد و جہد کئے بغیر فتح ہو گیا سارے باشندے بھاگ کر پہاڑوں میں جا چھپے، مالاکا اور الوریہ کو حملہ کر کے عیسائیوں سے چھین لیا۔ اب صرف مرشیا کے پہاڑی درے باقی رہ گئے تھے جو تہ میر کی واقف کاری اور ہوشیاری کے وجہ سے مسلمان حملہ آوروں کے حملوں سے محفوظ تھے، آخر کار لشکر اسلام اور تہ میر کی کھلا میدان میں جنگ کرنے کی نوبت آئی مسلمانوں کو فتح ہوئی تہ میر اپنے ایک نو عمر غلام کے ساتھ بھاگ کر شہر ”الوریہ“ میں جا کے پناہ گزین ہوا اسلامی لشکر بھی تعاقب کرتا ہوا اس شہر تک پہنچ گیا۔

اسپین کے سالار کی عقل مندی: اس وقت مرشیا میں عورتوں اور بوڑھوں بچوں کے علاوہ کوئی جوان باقی نہ رہا تھا تہ میر کو اس موقع پر غضب کی ترکیب سوچھی اس نے ساری عورتوں کو مردانہ لباس پہنایا۔ سر پر خود رکھا۔ نیزہ کے بجائے اور دیگر ضروری نمائشی اسلحہ جنگ سے سجایا سر کے بالوں کو پیچ دے کر تھوڑی کے نیچے اس طرح لٹکایا کہ دور سے دیکھنے والوں کو داڑھی معلوم ہوتی تھی اس مصنوعی فوج کو تہ میر نے فحیل شہر کی حفاظت پر مقرر کیا اسلامی لشکر کو اس کا علم نہ تھا کہ یہ کس قسم کی فوج ہے سپاہی حملہ کی تہ میر سے سوچنے لگے۔ تہ میر نے یہ محسوس کر کے میری تہ بہ کامیاب ہو گئی فوراً اپنے نو عمر غلام کو ایلچیوں کا لباس پہنایا اور خود صلح کا جھنڈا لے کر ہوئے صلح کرنے کے لئے شہر سے باہر آیا رفتہ رفتہ لشکر اسلام تک پہنچا۔

چالاک سے صلح کا معاہدہ: عربی سپہ سالار نے اس کو سفیر سمجھ کر نہایت تپاک اور احترام سے استقبال کیا، مہربانی اور نرمی سے آپس میں گفتگو ہونے لگی تہ میر بولا میں اپنے حکمران کی طرف سے آپ سے صلح کی شرائط طے کرنے آیا ہوں، جن کو قبول یا منظور کرنا آپ کی حوصلہ مندی و مردانگی

سے بعید نہیں ہے ہمارے رحم دل صلح پسند حاکم کو خونریزی منظور نہیں ہے اگر آپ وعدہ فرمائیں کہ اہل شہر کو ان کے مال و اسباب سمیت نکل جانے دیں تو کل صبح شہر آپ کے حوالہ کر دیا جائے ورنہ فسیل شہر کی حفاظت پر اور نا کہ بندیوں کو آپ خود ملاحظہ فرما رہے ہے اس شہر پر آپ کا اس وقت تک قبضہ نہ ہوگا جب تک ہم میں سے ایک بھی زندہ رہے گا، مغیث کو یہ شرط پسند آئی صلح پر راضی ہو گیا عہد نامہ لکھے جانے کے بعد پہلے مغیث نے دستخط کیا بعد ازاں تد میر نے عہد نامہ پر دستخط کر کے مغیث کے حوالہ کر کے کہا ”لیجئے حضرت“ یہ ”عہد نامہ“ میں ”ہی اس شہر کا حاکم ہوں اس کے بعد تد میر اپنے غلام کے ساتھ شہر واپس چلا گیا۔

تھیوڈیمیر لینڈ کی وجہ تسمیہ:۔ اگلے دن صبح ہوتے ہی شہر پناہ کا دروازہ کھولا سب سے پہلے تد میر اپنے چند غلاموں کے ساتھ نکلا ان کے پیچھے بڑھوں اور عورتوں اور بچوں کا گروہ ظاہر ہوا مغیث کو بے حد حیرت ہوئی حیران ہو کر تد میر سے پوچھا ”آپ کے وہ سپاہی کہا ہیں جو فسیل کی حفاظت پر تھے“ تد میر نے جواب دیا ”میرے پاس سپاہی کہاں باقی رہ گئے تھے جن کے ذریعہ سے میں نے شہر کی حفاظت کی تھی وہ یہی عورتیں اور بوڑھے مرد ہیں“ ”مغیث کو تد میر کی اس ہوشیاری اور دلیرانہ کاروائی بے حد تعجب ہوا کہ اور اتنی خوشی ہوئی کہ اس نے اپنے مغلوب دشمن کو مرثیا کا گورنر مقرر کر دیا چنانچہ آج تک یہ صوبہ اسی کے نام کی مناسبت سے ”تھیوڈیمیر لینڈ“ کہا جاتا ہے۔

طارق کی پیش قدمی:۔ اس وقت طارق سرزمین اندلس کو فتح کرنا ہوا گا تھ سرداروں کے تعاقب و جستجو میں ٹولیدو (طیطد) تک پہنچ گیا تھا مگر ٹولیدو میں صرف وہی لوگ باقی رہ گئے تھے جن کو مسلمانوں سے تعلق اور رابطہ پیدا ہو گیا تھا مثلاً کونٹ جولین (بالیان) گورنر سبط اور ”شہ ڈرا“ سابق حکمران ہسپانیہ کا رشتہ دار، طارق نے ان لوگوں کو بڑے بڑے عہدے عنایت کئے سرداران گا تھ سرداروں کو جن کی تلاش میں طارق خاک چھان رہا تھا وہ لوگ آسٹریا کے پہاڑوں میں جا کے پناہ گزیں ہو گئے تھے اس وجہ سے ہاتھ نہ آئے۔

موسیٰ بن نصیر کا حسد:۔ طارق نے ممالک ہسپانیہ کے تقریباً سارے شہر کو فتح کر لیا تھا اور جوادھر ادھر دو چار صوبہ باقی رہ گئے تھے وہ بھی فتح ہونے کے لئے تیار تھے کہ اسی دوران موسیٰ بن نصیر (گورنر افریقہ) نے جن کو طارق کی یہ غیر متوقع کامیابیاں پسند آئی تھیں اس ناموری اور فتیابی میں حصہ لینے کی غرض سے اٹھارہ ہزار عربی سپاہیوں کے لشکر کے ساتھ اسٹریٹ کو ۷۱۳ء کے موسم گرما میں عبور کیا، کارموتا، سیوکیل اور میریڈا کے میدانوں کو جنگ کر کے فتح کر لیا جس سے اسپین کا سارا ملک ایک سرے سے دوسرے تک مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا اور اس خلیفہ اسلام کی وسیع اور بسیط سلطنت کا یہ ایک صوبہ بن گیا، جس کا مرکز حکومت دمشق میں تھا۔

یورپ کی طرف پیش قدمی:۔ موسیٰ بن نصیر گورنر افریقہ کے دل میں اسپین کی فتح کے بعد یورپ کی فتح آرزو پیدا ہوئی مگر افسوس ہے کہ خلیفہ دمشق کی طلبی پر وہ اپنی اس آرزو کو پورا نہ کر سکا۔ پھر بھی اس کے چلے جانے کے بعد اسلامی لشکر نے یورپ کی طرف قدم بڑھائے چنانچہ ۷۱۹ء کے اوائل میں گال کے جنوبی حصے پر جو ”سپینی مونیا“ کے نام سے مشہور تھا قبضہ کر کے ”کرکالون“ اور ”تیریون“ کو بھی اپنی حکومت میں داخل کر لیا اس کے بعد ”برگنڈی“ اور ”ایکویٹینا“ پر حملہ کیا، ایوڈیز ڈیوک آف ایکویٹینا مقابلہ پر آیا اتفاق سے اس معرکہ میں مسلمانوں کو شکست ہو گئی۔

عزم مؤمن:۔ مگر اس شکست سے ان کی جواں مردی میں ذرہ برابر فرق نہ آیا۔ سامان جنگ درست اور لشکر کو مرتب کر کے مسلمانوں نے پھر ملک مغرب پر چڑھائی کی ”ہیون“ پر قبضہ کر لیا قوم ”سن پر“ فلیس قائم کیا۔ ۷۳۰ء میں ”ابوگننن“ پر قبضہ کر لیا ناریوں کے نئے حکمران عبدالرحمن نے فوجیں تیار کر کے پھر ایکویٹینا پر چڑھائی کی، دریائے ”گازون“ پر اس سے اور ”ایوڈیز“ سے مقابلہ ہوا عسا کر اسلامیہ نے ایوڈیز کو شکست فاش دے کر ”ٹوڈرز“ کی جانب قدم بڑھایا چارلس میکین (شاہ فرانس) بادشاہ ”لوتا میہ“ کی حمایت کے لئے تیار ہو کر میدان میں آیا دونوں فریق کا ”پورا کٹرز“ اور ”ٹوڈرز“ کے درمیان مقابلہ ہوا۔ یہ بہت بڑی جنگ تھی اس سے بڑے بڑے نتائج پیدا ہونے والے تھے اگر عسا کر اسلامیہ کو اس معرکہ میں کامیابی ہو گئی ہوتی تو پورے یورپ میں بجائے گھٹنے کی آواز کے اذان کی آواز گونجتی، چارلس اور اس کی فرانسیسی فوج نے مسلمانوں کی ترقی کو اسی معرکہ سے روک دیا چھ دن تک معمولی اور چھوٹی لڑائیاں ہوتی رہیں ساتویں دن چارلس خود حملہ آور ہوا مسلمانوں کے پاؤں میدان جنگ

سے ٹکھڑا گئے اسمٰی فوج کا بڑا حصہ کام آ گیا اس واقعہ سے پھر مسلمانوں کو ممالک فرانس کی طرف قدم بڑھانے کا شوق پیدا نہ ہوا،
واللہ یفعل ما یشاء، انتہی کلام المترجم ملخصاً ❶ من الطبری و تاریخ ابوالفداء و الکامل لاس الاتبر
و کتاب نفخ الطیب و غیرہا من کتب تواریخ الانگلشیہ .

عبدالرحمن ملقب الداخل کا اندلس جانا اور حکومت کی بنیاد ڈالنا

عبدالرحمن کا فرار جس وقت خاندان خلافت امویہ پر مشرق میں وہ مصائب نازل جو ان پر نازل ہونے والے تھے، خدفت کے دعوے داروں یعنی بنو عباس نے حکمت عملی سے ان کو دبا کر کے کرسی خلافت سے اتار دیا، اس خاندان کے آخری خلیفہ مروان بن محمد بن محمد بن مروان بن حکم کو ۱۳۲ھ میں قتل کر کے حکومت پر خود جلوہ افروز ہوئے، ڈھونڈ ڈھونڈ کر اس خاندان کے ممبروں کو قتل کرنے لگے خاندان امیہ کے باقی ماندہ دو چار ممبر جو اس عام خونریزی سے بچ گئے تھے وہ جان کے خوف سے ادھر ادھر اور دور دراز ملکوں کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے ان ہی لوگوں میں سے جو اس طوفان بے امتیازی سے بچ کر نکل بھاگے تھے۔

عبدالرحمن بن معاویہ:۔۔۔ عبدالرحمن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک نامی ایک شخص اسی معزول شدہ خاندان امارت کا ایک ممبر تھا اس واقعہ سے پہلے اس کی قوم مغرب میں اس کی بادشاہت کی منتظر تھی اور اس میں حکومت کرنے کی ایسی علامات محسوس کرتی تھی جن کو مسلمہ بن عبدالملک نے بیان کیا تھا خود عبدالرحمن نے بھی بالمشافہ مسلمہ بن عبدالملک سے یہ سن رکھا تھا اس سے اس کے دل میں مغرب کی حکومت کا ولولہ و شوق پیدا ہو رہا تھا یہی وجہ تھی کہ جس سے عبدالرحمن بن معاویہ نے شام سے نکل کر ملک مغرب کا راستہ لیا اور اپنے ماموں ”نضرہ برارہ“ ❷ طربلس کے یہاں پہنچ کے مقیم ہوا کسی ذریعہ سے عبدالرحمن بن حبیب کو اس کی خبر ہو گئی۔ عبدالرحمن بن حبیب اس پہلے ولید بن عبدالملک کے دو بیٹوں کو جب وہ افریقہ میں شام سے بھاگ کر پہنچتے تھے قتل کر چکا تھا۔

عبدالرحمن کی اندلس روانگی:۔۔۔ عبدالرحمن بن معاویہ جان کے خوف سے نضرہ برارہ سے نکل کر مغلیہ میں جا کے پناہ گزین ہوا بعضوں نے کہا ہے کہ مکہ میں اور بعضوں نے لکھا ہے کہ قوم زناتہ میں جا کر دم لیا تھا ان لوگوں کے نہایت احترام سے اس کی آؤ بھگت کی اور یہ ان میں کچھ عرصے اطمینان کے ساتھ ٹھہرا رہا اس کے بعد مدیلہ میں جا ٹھہرا اور اپنے غلام بدر کو اندلس میں ان لوگوں کے پاس روانہ کیا جو مردانیوں کے خدام اور گروہ والے تھے۔

عبدالرحمن بن معاویہ کی حکومت کی دعوت: چنانچہ بدر نے اندلس پہنچ کر ان سب کو جمع کیا اور عبدالرحمن بن معاویہ کی بادشاہت و حکومت کی دعوت دی، ان سب لوگوں نے نہایت تپاک اور خوشی سے اس کو قبول کیا اور آپس میں اس تذکرہ کو خوب پھیلا دیا، اتفاق سے اسی زمانہ میں حبیب کہ ہم پہلے لکھ آئے ہیں یمینیہ اور مضریہ کے درمیان حج چل گئی، اس وجہ سے یمینیہ نے عبدالرحمن بن معاویہ کی حکومت و بادشاہت پر اتفاق و اجماع کر دیا، بدر نے اندلس سے واپس آ کر اپنے آقا عبدالرحمن کو اس سے مطلع کیا۔

عبدالرحمن کی سندھ آمد: عبدالرحمن نے ۱۳۸ھ عہد خلافت ابوجعفر المنصور عباسی میں دریا کو عبور کیا اور ساحل سمندر پر جا کر، بل اشبیلیہ کے ایک گروہ نے حاضر ہو کر امارت و حکومت کی عبدالرحمن کے ہاتھ پر بیعت کی اس کے بعد عبدالرحمن نے کوراحب ❸ کا رخ کیا، اس کے عامل عیسیٰ بن مسور ❹ نے بھی بیعت کر لی تب عبدالرحمن شدونہ کی طرف واپس آیا، عتاب بن علقمہ ❺ بھی شدونہ کے گورنر نے اطاعت کر دی اور امارت و حکومت

❶ اصل مترجم نے یہ حصہ طبری، تاریخ ابوالفراء، تاریخ کامل ابن اثیر، قم الطیب اور دیگر انگریزی تواریخ سے اقتباس کر کے لکھا ہے۔ ❷ بن اثیر کی کامل میں نضرہ کی جگہ نضرہ تحریر ہے (جد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۵۴۳)۔ ❸ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۱۲۶) پر راحب کے بجائے رجب تحریر ہے۔ (صحیح) کہ کامل ابن اثیر (جد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۵۴۳) پر ریتہ تحریر ہے۔ ❹ کامل ابن اثیر (جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۵۴۳) پر مسور کے بجائے مساور تحریر ہے۔ ❺ کامل ابن اثیر (جد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۵۴۳) پر عتاب کے بجائے غیاث تحریر ہے۔

کی اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی اس کے بعد مور و پینچا اور اس کے گورنر ابن صباح سے بیعت لی پھر قرطبہ کی طرف روانہ ہوا یمینیہ نے حاضر ہو کر ان کی امارت کو تسلیم کیا۔

معمر کہ قرطبہ: ہوتے ہوتے اس کی خبر اندلس کے گورنر یوسف بن عبدالرحمن فہری تک پہنچی یہ اس وقت جلیقہ کے خلاف جہاد کر رہا تھا۔ اس خبر کے مشہور ہونے سے اس کے لشکر میں پھوٹ پڑ گئی مجبوراً اس کو قرطبہ کی طرف واپس آنا پڑا اس کے وزیر ضمیل بن حاتم نے رائے دی ”کہ مصیحت کے پیش نظر عبدالرحمن کے ساتھ نرمی اور مہربانی کا برتاؤ کرنا اور چالاکی و حکمت عملی سے کام لینا لیکن اس کی مراد پوری نہ ہوئی۔

عبدالرحمن، مالقہ نے سریش، اور برندہ میں: اسی دوران عبدالرحمن، منکب سے مالقہ آ گیا اور لشکر مالقہ سے سیاسی تدابیر سے بیعت لے لی اس کے بعد برندہ پہنچا اور لشکر برندہ سے بھی اپنی امارت کی بیعت لی۔ پھر سریش پہنچا لشکر سریش نے بھی بیعت کر لی اس کے بعد اشبیلیہ میں جا کے قیام کیا، چاروں طرف سے ہوا حمایتوں اور امداد فوجوں کی آمد شروع ہو گئی آہستہ آہستہ مصر یہ بھی اس کے پاس آ کر جمع ہو گئے حتیٰ کہ یوسف بن عبدالرحمن گورنر اندلس کے دستے میں سوائے فہریہ اور قیسہ کے کوئی عربی شخص باقی نہ بچا لہذا اس وقت عبدالرحمن نے یوسف پر حملہ کیا قرطبہ کے باہر یک میدان میں ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا یوسف کو اس معرکہ میں شکست ہوئی، شکست کھا کے غرناطہ واپس آیا اور قلعہ بند ہو گیا۔

یوسف بن عبدالرحمن کی وعدہ شکنی:..... امیر عبدالرحمن نے تعاقب کیا، غرناطہ پہنچ کے محاصرہ کیا بالآخر یوسف صلح کرنے پر نکل ہوا، عبدالرحمن نے اس شرط پر صلح کی کہ یوسف اس کے ساتھ غرناطہ سے نکل کر قرطبہ میں جا کے قیام کرے نکل کر اس صلح کے بعد یوسف نے بد عہدی کی ۱۲۱ھ میں بغاوت کے ارادے سے قرطبہ سے طلیطلہ چلا گیا، تقریباً بیس ہزار بربر اس کے پاس جمع ہو گئے، امیر عبدالرحمن نے اس کے مقابلہ پر عبدالملک بن عمر مروان کو مقرر کیا۔

عبدالملک بن عمر: عبدالملک بن عمر عبدالرحمن کے پاس مشرق سے آیا تھا اس کا باپ عمر بن مروان بن حکم اپنے بھائی عبدالعزیز کی زیر سرپرستی مصر میں رہتا تھا جب ۱۱۵ھ میں اس کا انتقال ہو گیا تو عبدالملک بدستور مصر ہی میں رہا یہاں تک کہ سیاہ جھنڈے والے (عباسیہ) سرزمین مصر میں داخل ہوئے تو عبدالملک نے مصر کو خیر آباد کہہ کر اپنے خاندان کے دس ناٹھی گرامی دلاوروں اور جنگجوؤں کے ساتھ اندلس کا راستہ لیا، کوچ و قیام کرتا ہوا ۱۲۱ھ میں امیر عبدالرحمن کی خدمت میں حاضر ہوا عبدالرحمن نے اس کو اشبیلیہ کی بند حکومت عطا کی، اس کے بیٹے عمر بن عبدالملک کو ”مورور“ کی۔

یوسف بن عبدالرحمن فہری کا قتل:..... یوسف اندلس کے معزول گورنر نے ان دونوں کی طرف جنگ کے ارادے سے کوچ کیا، یہ دونوں بھی فوجیں تیار کر کے یوسف کی طرف بڑھے دونوں فریق کا ایک میدان میں مقابلہ ہوا بہت بڑی اور گھمسان کی جنگ ہوئی، ہزار ہا آدمی کام آ گئے آخر کار یوسف کی شکست ہوئی، انتہائی بے سروسامانی سے بھاگ کھڑا ہوا طلیطلہ کے اطراف میں خود اس کے کسی ساتھی نے نکر و فریب سے قتل کر ڈالا، سراتار کر امیر عبدالرحمن کی خدمت میں لا کے پیش کر دیا۔

خلافت عباسیہ سے قطع تعلق: یوسف کے مارے جانے پر امیر عبدالرحمن کی حکومت کو استحکام اور استقلال حاصل ہو گیا پورے اندلس نے اس کی اطاعت قبول کر لی، کوئی مخالف نام کو بھی باقی نہ رہا چنانچہ امیر عبدالرحمن نے قرطبہ کو اپنی حکومت کا مرکز بنایا، مجلس را، جامع مسجد بنوائی اور صرف اس کی تعمیر میں اسی ہزار (۸۰۰۰۰) دینار صرف کئے ابھی تعمیر پوری نہ ہونے پائی تھی کہ مر گیا اس کے علاوہ اور مسجدیں بھی بنوائیں ایک گروہ اس کے خاندان کا مشرق سے اس کے پاس چلا آیا پہلے یہ خلیفہ ابو جعفر المنصور کے نام کا خطبہ پڑھتا تھا۔

بنی مروان کی سلطنت: پھر جب اس کی حکومت اقتدار میں آ گئی بنی مروان کی سلطنت کی بناء استحکام کے ساتھ پڑھ گئی جتنا ان کے معلم و ماثر خلافت کو مشرق میں نقصان پہنچا تھا اس کو از سر نو حاصل کر لیا، اندلس کے آس پاس کے باغیوں اور سرکشوں کو زیر کر چکا تب اس نے خلافت عباسیہ کے تاجدار کا نام خطبہ سے موقوف کیا اور مکمل طور پر اس قطع تعلق کر لیا۔

عبدالرحمن الداخل کا کارنامہ: اس نے ۱۹۲ھ میں وفات پائی یہ عبدالرحمن داخل کے لقب سے مشہور تھا کیونکہ مروانی بادشاہوں میں سے سب سے پہلے یہی اندلس میں داخل ہوا تھا، چونکہ اس نے اندلس میں پہنچ کے بغیر کسی معاون و مددگار کے بڑے بڑے نمایاں کام کئے، مشرق سے یہی بے سروسامانی سے بھاگنا تو اس میں قوت تھی اور نہ کوئی شخص اس کا معین و مددگار تھا مگر سرزمین اندلس پہنچ کے اندلس جیسے وسیع پر ملک قبضہ کر رہا اور اس کے گورنر کو معزول کر دیا یہ اس کی بلند ہمت مروانگی اور استقلال کی قوی دلیل ہے اس وجہ سے خلیفہ ابو جعفر المنصور عباسی اس کو شیر بن امیہ ① کے نام سے یاد کرتا تھا اس کے بعد اس کی آئندہ ونسلیں بوراشت اس کے اس وسیع ملک کی حکمرانی کرتی رہیں۔

امیر: عبدالرحمن خود کو امیر کے لقب سے ملقب کرتا تھا، اسی طریقہ پر اس کے لڑکوں نے بھی اپنا رویہ رکھا ان میں سے کسی شخص نے اپنے کو ”امیر المومنین“ کے معزز خطاب سے مخاطب نہیں کیا کیونکہ بیعت خلافت مرکز اسلام اور مرکز عرب میں لے جاتی تھی یہاں تک کہ عبدالرحمن ناصر کا دور حکومت آیا یہ عبدالرحمن داخل کے خاندان کا آٹھواں ممبر تھا جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کریں گے لہذا اس نے خود کو ”امیر المومنین“ کے لقب سے ملقب کیا اس کے بعد اس کی آئندہ نسلوں نے یکے بعد دیگرے اس خطاب کو اختیار کیا۔

عبدالرحمن داخل کی وسیع سلطنت: عبدالرحمن ② داخل کی اس خطہ اندلس میں بہت بڑی وسیع حکومت اور بہت زر خیز مملکت تھی جو اس کے بعد کئی صدیوں تک قائم رہی جیسا کہ آئندہ ہم تحریر کریں گے اندلس کے مسلمان عبدالرحمن کی خوش اخلاقی اور عادلانہ تدابیر کے سربویدہ ہو کر اس کی حکومت کے دائرہ کے وسیع کرنے میں مصروف و مشغول ہو گئے اس سے اس کو بہت مدد ملی اس کی حکومت کو استحکام ہو گیا اس کا سکہ حکومت پورے ہسپانیہ میں چلنے لگا عبدالرحمن ایسی وسیع مملکت کے حاصل ہو جانے پر اطمینان کے ساتھ شاہی شان و شوکت بڑھانے کی طرف متوجہ ہوا۔

مسلمان علاقوں پر فرویلہ کا حملہ:..... اسی دوران فرویلہ بن افونش نے مسلمانوں کے سرحدی علاقوں پر فوج کشی کر دی مسلمانوں کو وہاں سے

① ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۳۷ صفحہ نمبر ۱۲) پر شیر کے بجائے شکرے (صقر بنی امیہ) کے الفاظ ہیں، یعنی بنی امیہ کا شکرہ، ورمطری کی فتح الطیب (جلد نمبر صفحہ نمبر ۱۵) پر صقر قریش یعنی قریش کا شکرہ تحریر ہے۔ ② نوٹ: عبدالرحمن داخل کے جس وقت تمام اعزہ و اقارب تقریباً ایک سو سہاں تک حکومت کر کے حکومت سے تار دینے لگے اور خلافت کے دعویداروں یعنی عباسیوں کے ہاتھوں قتل کئے گئے، اس وقت عبدالرحمن بھی چند جاں بردوں کے ساتھ اپنی جان بچ کے بھاگا اس کے ساتھ بدرنامی اس کا ایک غلام اور اس کا نو عمر بیٹا ہاشم تھا، دریا نے فرات تک انتہائی وقت سے عباسیوں کے ہاتھ سے صحیح و سالم بچ کر پہنچ گیا اور ایک گاؤں میں یہ خیل کر کے ہم یہاں پر میرے رہنے کا حریفوں کو گمان تک نہ ہوگا، ابو دباس اختیار کی ایک روز اپنے خیمے میں بیٹھا ہوا تھا قدرت کی نیرنگیوں پر غور کر رہا تھا، اور اس کا بیٹا خیمہ سے باہر کھیل کود میں مصروف تھا کہ یکایک یہ نو عمر بچہ چیخا چلتا حیران و پریشان خیمہ میں گھس آیا، عبدالرحمن نے اس کو تسلی دی اور خوف کا سبب دریافت کرنے پر آکر دیکھا کہ گاؤں پر سیاہ جھنڈوں والے یعنی عباسی صہ صہ کرنے والے ہیں پیسے تو سخت پریشان ہو، لیکن پھر اپنے خیالات کو جمع کیا اور کچھ سوچ سمجھ کر اپنے بچے کو گود میں لے کر دریا میں کود پڑا بھاگتے وقت بدر کو ہدایت کر گیا کہ اس ہنگامہ کے ختم ہو جانے کے بعد میرے باقی اہل و عیال کو میرے پاس لے آنا، عباسیوں نے پہنچے ہی خیمہ کی تلاش لی، بنی امیہ کے خاندان کا ایک تنفس نظر نہ آیا، دریا کی طرف نظر گئی تو دیکھ کر انہیں نے جس کی گود میں نو عمر بچہ تھا، ایک نہ سنی مگر اس کا دوسرا ساتھی جو اس کے پیچھے پیچھے تیرتا جاتا تھا اور کافی تھک گیا تھا امان دینے کی آواز سن کے لوٹ آیا کٹارہ پر پہنچا ہی تھا کہ سترن سے جدا کر دیا گیا۔ پہلا شخص جو تیر کر دریا عبور کر گیا وہ عبدالرحمن تھا دوسرا شخص جس نے اپنے خود کو خطرے میں ڈالا اور مارا گیا، عبدالرحمن کا بھائی اور انیس سفر تھا، دریا نے فرات عبور کر کے رات دن سفر کرتا، اور طرح طرح کی مصیبتیں جھیلتا ہوا فریقہ پہنچا جہاں اس کے پہنچنے کے چند روز کے بعد اس کے باقی اہل و عیال اور خاندان والے بدر سمیت آئے۔

عبدالرحمن کی عمر اس وقت (۲۰) سال کی تھی، جری، دلاور، معاملہ فہم، اور ذہین تھا قدرت نے صورت و سیرت کا کافی حصہ اس کو مرحمت کیا تھا، اس وقت شمالی افریقہ میں عبدالرحمن بن حبیب نامی گورنری کر رہا تھا اس کو خاندان امیہ سے دلی نفرت تھی اس نے ولید بن عبدالملک کے بیٹوں کو اس سے پہلے قتل کر ڈالا تھا، عبدالرحمن نے یہ سوچ کر کے اس کا استیصال ناممکن ہے اس کے علاوہ ایسے مقام پر قیام کرنا خطرہ سے خالی نہیں ہے جہاں پر کہ اپنے خاندان کا دشمن موجود ہو، اندلس کا راستہ لیا، پانچ برس تک سواحل بربر پر بحال پریشان خست و خراب رہا، آخر کار اپنے غلام بدر کو خاندان امیہ کے حمایتوں کے پاس اندلس روانہ کیا تمام سرداروں لشکر جن کو خاندان امیہ سے کچھ بھی تعلق تھا عبدالرحمن کی مدد پر مہرست ہو گئے اور یمنی قبائل کو بھی بحث و مباحثہ کے بعد ہر طرح کی مدد و اعانت پر راضی و مستعد کر لیا۔

اغرض بدر تمام مراحل طے کر کے عبدالرحمن کے پاس واپس آیا عبدالرحمن اس وقت نماز پڑھ رہا تھا، سلام پھیرا تو اندلس کے سب سے پہلے اپنی کو کامیابی کی خوشخبری سننے، اپنے پاس موجود پایہ فرط مسرت سے ”ابو غالب“ کا خطاب عنایت کیا اپنے محدود چند رفقاء کے ساتھ اور اہل خاندان کے ساتھ بلا توقف جہاز پر سوار ہو کر اندلس کی طرف روانہ ہو گیا، (تاریخ کامل جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۲۳۲ مطبوعہ مصر) (مترجم)

نکال دیا چنانچہ ان کے قبضہ سے ”بریغال“، ”سمورہ“، ”سلمقہ“، ”قشمال“ اور ”سقونیہ“ کو نکال لیا اور یہ علاقے جلالقہ کے قبضہ میں چلے گئے، ایک مدت تک انہیں کے قبضہ میں رہے یہاں تک کہ منصور بن ابی عامر دولت امویہ کے سپہ سالار نے ان شہروں کو پھر فتح کیا جیسا کہ اس کے حالات کے تذکرہ میں بیان کیا جائے گا۔

عبدالرحمن نے اندلس پر قبضہ کرنے کے زمانہ میں خلیفہ سفاح کے نام کا خطبہ پڑھا تھا پھر اس کا نام خطبہ سے نکال کر خود حکمران بن بیٹھا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔

علاء بن مغیث کا قتل اسی بناء پر ۱۳۶ھ میں علاء بن مغیث تکھسی نے افریقہ سے فوجیں فراہم کر کے اندلس کا رخ کیا اور بلجہ میں پہنچ کر جنگ کی ٹھانی، یہ شخص خلیفہ ابو جعفر المنصور عباسی کے حمایتوں میں سے تھا ایک بڑا گروہ اس کے پاس آ کے جمع ہو گیا، امیر عبدالرحمن کو اس کی خبر مل گئی تو اس نے بھی سامان جنگ درست کر کے علاء کو ہوش میں لانے کی غرض سے کوچ کیا ”اشبیلیہ“ کے اطراف میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا، چند دنوں تک لڑائیاں ہوتی رہیں آخر کار علاء کو شکست ہوئی سات ہزار آدمی مارے گئے علاء بھی اس معرکہ میں مارا گیا امیر عبدالرحمن نے مقتولوں کے سروں کو جمع کر کے کچھ قیروان کئے اور کچھ مکہ معظمہ بھیج دیئے جو خفیہ طور پر ان کے بازاروں میں پھینک دیئے گئے ان سروں کے ساتھ سیاہ جھنڈے بھی تھے اور وہ خطوط بھی تھے جو خلیفہ منصور نے علاء کے پاس دوران جنگ بھیجے تھے۔

طلیطلہ کی فتح: ... ہشام بن عبدالرب فہری طلیطلہ میں ایک بااثر شخص تھا اور ان واقعات سے پہلے عبدالرحمن کی نفرت اور مخالفت پیدا ہو چکی تھی اور وہ اسی طرح سے باقی تھی یہاں تک کہ ۱۳۷ھ میں امیر عبدالرحمن انہی نے اپنے پرانے خادم بدر اور تمام بن علقمہ کو طلیطلہ فتح کرنے کے لئے روانہ کیا لہذا ان دونوں نے طلیطلہ پہنچ کر محاصرہ کیا اور ایک خونریزی جنگ کے بعد اس کو فتح کر کے ہشام کو معہ حیوۃ بن ولید تکھسی اور عثمان بن حمزہ بن عبید اللہ بن عمر بن خطاب سمیت گرفتار کر لیا بیروں میں بیڑیاں ڈال کر قرطبہ لائے امیر عبدالرحمن نے ان کو صلیب دی۔

سعید تکھسی کی بغاوت: ... پھر اسی ۱۳۷ھ میں سعید تکھسی (جو مطری مشہور تھا) نے ان لوگوں کے خون کا بدلہ لینے کے لئے بغاوت کی جو قبائل یمن کے علاء کے ساتھ مارے گئے تھے پہلے اس نے شہر بلجہ میں فوجیں تیار کیں جب ایک عظیم گروہ جمع ہو گیا تو اشبیلیہ پہنچ کر قبضہ کر لیا، امیر عبدالرحمن یہ سن کر اٹھ کھڑا ہوا فوجیں تیار کیں سامان جنگ درست کیا اور سعید سے جنگ کرنے کے لئے کوچ کر دیا، سعید اس کی آمد سے مطلع ہو کر اشبیلیہ کے ایک قلعہ میں جا کر پناہ گزیں ہو گیا، امیر عبدالرحمن نے پہنچتے ہی محاصرہ کر لیا، رسد و غلہ کی آمد و رفت بند کر دی۔

عبدالرحمن الداخل اور عتاب کا معرکہ: ... عتاب بن علقمہ انہی اس وقت شہر شدونہ میں تھا، مطری کے محصور ہونے کی خبر سن کر امدادی فوجیں جمع کر کے مطری کی طرف روانہ کیں، عبدالرحمن نے اپنے غلام بدر کی زیر نگرانی ایک دستہ فوج اس کی کمک کی روک تھام پر مقرر کیا چنانچہ بدر نے نہایت دانائی سے اس امداد کو مطری تک پہنچنے سے اس طرح روکا مطری اور امدادی فوج کے درمیان خود حائل ہو گیا ایک مدت تک محاصرہ و جنگ کا سلسلہ قائم و جاری رہا آخر کار سعید انہیں لڑائیوں میں مارا گیا، تب اہل قلعہ نے اس کی جگہ خلیفہ بن مروان کو اپنا امیر بنالیا، امن کی درخواست کی امیر عبدالرحمن نے ان کی درخواست منظور کر لی اہل قلعہ نے قلعہ کے دروازے کھول دیئے عبدالرحمن نے قلعہ کو ویران کر دیا خلیفہ مروان ① کو لوگوں سمیت جو اس کے ساتھ تھے، مار ڈالا۔

عتاب اور عبداللہ کی سرکوبی: ... اس مہم سے فارغ ہو کر عتاب کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا، شدونہ پہنچ کر محاصرہ کر لیا، اہل شدونہ نے مجبور ہو کر امن کی درخواست پیش کی عبدالرحمن نے ان کو امن دی اور کامیابی کے ساتھ قرطبہ واپس آیا۔

واپسی کے بعد عبداللہ بن خراشہ اسدی نے ”کورہ جہاں“ میں بغاوت کی ایک بڑی گروہ کو جمع کر کے قرطبہ پر حملہ کرنے کی تیاری کی، عبدالرحمن

① خلیفہ کے قتل کئے جانے کی وجہ یہ تھی کہ قلعہ والوں نے اس شرط پر امن طلب کی تھی کہ ہم قلعہ آپ کے حوالہ کر دیں گے لہذا جب عبدالرحمن نے اس کی درخواست منظور کر لی اور قلعہ اور خلیفہ کو قتل کر دیا کیونکہ صلح قلعہ والوں سے ہوئی تھی خلیفہ سے نہیں۔ دیکھیں تاریخ کامل ابن اثیر جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۸۷۸ مطبوعہ مصر (مترجم)

نے ایک فوج کو اس مجمع کے منتشر کرنے کے لئے روانہ کیا، عوام الناس نے یہ خبر سن کر کہ عبدالرحمن کا لشکر آ رہا ہے عبداللہ کا ساتھ چھوڑ دیا جمعیت منتشر ہو گئی عبداللہ نے خطا معاف کرائی اور اس طلب کی چنانچہ عبدالرحمن نے اس دے دی۔

غیاث بن میسر کی بغاوت: ۱۵۰ھ میں غیاث بن میسر اسدی نے سر اٹھایا اور عبدالرحمن کی مخالفت پر کمر بستہ ہو کر بغاوت کی گورنر بلجہ نے جو عبدالرحمن کی طرف سے مقرر تھا فوجیں تیار کیں اور سینہ سپر ہو کر لڑا آخر کار غیاث کو شکست ہوئی پکڑ دھکڑ کے دروان مارا گیا فتح کے بعد گورنر بلجہ نے بشارت نامہ فتح کے ساتھ غیاث باغی کا سر بھی عبدالرحمن کے پاس قرطبہ روانہ کیا۔ اسی سن میں عبدالرحمن نے قرطبہ کے شہر پناہ بنانے کی مینا ڈالی۔

شقنا بن عبدالواحد: ان واقعات کے بعد مشرق اندلس میں ایک شخص نے بربر مکتانہ سے سر اٹھایا، یہ شخص شقنا بن عبدالواحد کے نام سے مشہور تھا معصی کا پیشہ کرتا تھا، اس نے دعویٰ کیا کہ میں حسین بن علی شہید کربلا کی اولاد میں سے ہوں، میرا نام عبداللہ بن محمد ہے بربریوں کا ایک بہت بڑا سردار جمع ہو گیا، اس سے اس کی شان و شوکت بڑھ گئی، حوصلے بلند ہو گئے "شنت بریہ" ۱ میں جا کے ٹھہرا عبدالرحمن اس کی سرکوبی پر تیار ہو گیا، شقنا، عبدالرحمن کی آمد کی خبر سن کر جنگ کئے بغیر پہاڑوں پر بھاگ گیا اور وہیں جا کر پناہ گزیں ہو گیا۔

شقنا کی بغاوت: عبدالرحمن بے نیل مرام واپس آ گیا طلیطلہ پر حبیب بن عبدالملک کو مقرر کیا حبیب نے اپنی طرف سے شنت بریہ پر سیمین بن عثمان بن مروان بن عثمان بن ابان بن عثمان بن علفان کو متعین کیا اور شقنا کی گرفتاری کی سخت تاکید کی سلیمان نے جنگ کی تیاری کر کے شقنا کا تعاقب کیا اتفاق یہ کہ شقنا نے سلیمان کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور اطراف قوریہ پر قبضہ کر لیا، عبدالرحمن ۱۵۲ھ میں بذات خود شقنا کی سرکوبی کے لئے نکلا شقنا یہ خبر سن کر پھر بھاگ گیا ہاتھ نہ آیا عبدالرحمن کو سخت پریشانی ہوئی "شقنا" کی روزانہ بغاوت اور فرار سے عبدالرحمن تنگ آ گیا جب یہ لشکر بھیجتا تھا ۱ تو اس کو چال کی سے شکست دے دیتا تھا اور مسلسل ایک شہر سے دوسرے شہر میں جا پہنچتا اور وہاں کے لشکر کو شکست دیتا رہتا تھا، مگر اس کی اصل قیام گاہ "جبال ملبنیہ" کے قلعہ شیطران میں تھا۔

اہل اشبیلیہ اور یمیدیہ کی بغاوت: ۱۵۶ھ میں عبدالرحمن نے قرطبہ پر اپنے بیٹے سلیمان کو بطور نائب کے متعین کر کے شیطران پر حملے کا ارادہ کیا جوں ہی شیطران اُن کے قریب پہنچا اہل اشبیلیہ و یمیدیہ قبیلہ کی بغاوت اور عبدالغفار و حیوۃ بن فلاقش ۱ کی مخالفت کی خبر ملی ناچار شقنا کو اسی حال میں چھوڑ کر اشبیلیہ کی طرف واپس آیا اور عبدالملک بن عمر کو اہل اشبیلیہ سے جنگ کرنے کی غرض سے آگے بڑھنے کا حکم دیا، عبدالملک ۱ اپنے دستے کی فوج سے ہوئے اشبیلیہ کی جانب بڑھا اور مرنے پر تیار ہو کر اہل اشبیلیہ سے لڑا اہل اشبیلیہ بھاگ کھڑے ہوئے عبدالملک نے نہایت سختی سے ان

۱ الکامل ابن اثیر (جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۶۱۲) میں اسی طرح تحریر ہے جب کہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۱۲۸) پر مشتمل تحریر ہے۔ ۱۵۳ھ میں بدر خادم روانہ کیا گیا شقنا قلعہ شیطران خالی چھوڑ کر بھاگ گیا پھر ۱۵۳ھ میں خود عبدالرحمن شقنا کے خلاف جنگ کے لئے گیا شقنا پھر بھاگ گیا عبدالرحمن مجبواً اس پر پھر ۱۵۵ھ میں ابو عثمان عبید اللہ بن عثمان کو عظیم فوج کے ساتھ روانہ کیا شقنا نے حکم عملی اس کی فوج کو بگاڑ دیا جس سے ابو عثمان کو شکست ہوئی شقنا نے اس لشکر گاہ کو لوٹ لیا اور بنی امیہ کی ایک جماعت کو قتل کر ڈالا اس کے بعد شقنا نے اسی سن میں قلعہ ہوار میں معروف بہدائن پر چڑھائی کی یہاں پر عبدالرحمن کو گورنر رہتا تھا شقنا نے براہ فریب پہلا پھسکا کر بلایا جب وہ باہر آیا تو شقنا نے اس کو قتل کر کے اس کا گھوڑا ہتھیار اور سارا مال و اسباب لے لیا، مجبور ہو کر پھر عبدالرحمن بذاتہ اس مہم پر روانہ ہوا یہ واقعہ ۱۵۶ھ کا ہے جیسا کہ آپ ترجمہ تاریخ میں پڑھو گے، (انہی مضمون من کامل لابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۶۸ مطبوعہ مصر) (مترجم) ۱ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن میں فلاقش کے بجائے فلاقس تحریر ہے جب کہ ابن اثیر (جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۶۱۲) پر ماہی تحریر ہے ۱ عبدالملک نے اشبیلیہ کے قریب پہنچ کر اپنے بیٹے امیہ کو اہل اشبیلیہ پر شیخون مارنے کے لئے روانہ کیا، امیہ نے اہل اشبیلیہ کو ہوشیار پا کر حملہ نہ کیا، اور اپنے باپ کے پاس واپس آیا، عبدالملک نے حملہ نہ کرنے کے بعد دریافت کی امیہ نے جواب دیا اہل اشبیلیہ ہوشیار تھے حملہ کرنے کا موقع نہ تھا، عبدالملک بولا "تو نے سوت سے ذکر حمد نہیں کیا تو حد درجہ کا بزدل ہے میں ایسے بزدل شخص کو دوست نہیں رکھتا" یہ کہہ کے عبدالملک نے امیہ کی گردن ماری اور اپنے امراء لشکر کو جمع کر کے کہا، ابھی یوازم جانتے ہو کہ ہم لوگ مشرق سے اتنے دور دراز ملک کی طرف نکالے گئے اور اب یہ نکلنا اتفاق سے ہاتھ آ گیا ہے جو قوت لایموت کے حکم سے ہے تو اس کو بھی ہم بزدلی سے ضائع کرنا چاہتے ہیں بہتر یہ ہے کہ اس کی زندگی پر ہم موت کو ترجیح دیں، سب نے ایک زبان ہو کر واپس ہونے کی قسمیں کھائیں اور مجموعی قوت سے حمد و ربوبیت یہاں یہ درال، اشبیلیہ کو ایسی شکست ہوئی کہ پھر اس کے بعد ایمانیہ نہ بھر سکے، عبدالملک کو کئی زخم اس جنگ میں آئے تھے ہاتھ سے قبضہ شمشیر نہیں چھوٹا تھا۔ اسی حالت سے یہ عبدالرحمن کی خدمت میں آیا کہ تلوار سے خون ٹپک رہا تھا اور زخموں سے خون فوارے جاری تھے (تاریخ ابن اثیر جلد نمبر ۶ صفحہ نمبر ۲ مطبوعہ مصر) (مترجم)

تو قب کیا اور دل کھول کر ان کو تباہ کر کے مظفر و منصور عبدالرحمن کی خدمت میں واپس آیا، عبدالرحمن نے بے حد شکریہ ادا کیا معقول صلہ دیا، اپنے بیٹے کا (جو ولی عہد تھا) عقد عبدالملک کی لڑکی سے کر کے اپنا سہمی بنالیا اور عہدہ وزارت سے سرفراز فرمایا۔

عبدالغفار اور حیوۃ بن فلاش کا قتل: عبدالغفار اور حیوۃ بن فلاش اس واقعہ سے جان بچا کر اشبیلیہ بھاگ گئے تھے ۱۵۷ھ میں عبدالرحمن نے ان پر حملہ کیا اور ان کو ایک بڑے گروہ کے ساتھ جوان کے جماعتوں کے قتل کر ڈالا یہی اسباب تھے جن کی وجہ سے عبدالرحمن کو عرب کی جانب سے مشکوک اور مشتبہ ہونا پڑا اور اس نے اسی تاریخ سے عربوں کے علاوہ محمی قبائل اور غلاموں کو اپنی فوج میں بھرتی اور حکومتوں پر مقرر کرنا شروع کیا۔ اس کے بعد ۱۶۰ھ میں شقنا کے ساتھیوں میں سے آدمیوں نے شقنا کو دھوکہ دے کر مارڈالا اور سراتار کر امیر عبدالرحمن کے پاس لائے۔

عبدالرحمن بن حبیب کا اندلس پر حملہ: ان واقعات کے ختم ہونے کے بعد حکومت عباسیہ کے اراکین کو عبدالرحمن کا زور توڑنے کا خیال آیا چنانچہ ۱۶۱ھ میں عبدالرحمن بن حبیب فہری معروف بہ حقلی ۱۰۰ فریقہ سے فوجیں آرتے کر کے اندلس کی طرف خلافت عباسیہ کا سیاہ جھنڈا لے ہوئے اہل اندلس کو زیر اور فرمانبردار کرنے کے لئے روانہ ہوا، مد میر کے میدان میں پہنچ کے پڑاؤ ڈالا بربریوں کا ایک گروہ اس کے پاس آ کر جمع ہو گیا، عبدالرحمن بن حبیب نے سلیمان بن یقظان والی برشلونہ کو لکھ بھیجا ”تم خلافت عباسیہ کی اطاعت قبول کر دو ورنہ مجھے تم اپنے سر پر پہنچا ہوا یقین کر دو“ سلیمان نے اس کو منظور نہ کیا، عبدالرحمن بن حبیب نے بربریوں کی فوج آراستہ کر کے سلیمان پر چڑھائی کی سلیمان بھی سینہ سپر ہو کر میدان میں آیا، انتہائی مردانگی سے عبدالرحمن کو شکست دے دی عبدالرحمن بن حبیب ناکامی کے ساتھ مد میر واپس آیا۔

عبدالرحمن بن حبیب کا قتل: اس واقعہ کی عبدالرحمن کو خبر ملی تو اس نے قرطبہ سے مد میر کا رخ کیا، عبدالرحمن بن حبیب اس کی آمد کی خبر سن کر کوہ بنسیہ میں جا کر پناہ گزیں ہو گیا، عبدالرحمن نے اشتہار دے دیا کہ جو شخص عبدالرحمن بن حبیب کا سراتار کر میرے سامنے لائے گا اس کو میں بے انتہاء مال و زردوں کا چنانچہ عبدالرحمن ہی کے بربری ساتھیوں میں سے ایک شخص نے دھوکا دے کر عبدالرحمن کو مارڈالا، سراتار کر عبدالرحمن کے پاس لے آیا، یہ واقعہ ۱۶۲ھ کا ہے عبدالرحمن بن حبیب کے مارے جانے کے بعد عبدالرحمن اپنے دارالحکومت قرطبہ میں واپس آیا۔

باغیوں کی سرکوبی: اسی سن میں وحیہ غسانی نے بصرہ کے قلعوں میں سے ایک قلعہ میں مرکز بنا کر بغاوت کی عبدالرحمن نے شہید بن عیسیٰ کو اس کی سرکوبی کے لئے مقرر کیا، شہید نے نہایت مردانگی سے لڑ کر وحیہ کو شکست دی اور مارڈالا اس کے بعد بربریوں نے سرائٹھ لیا ابراہیم بن حجرہ ۱۰۰ ان کا سردار تھا عبدالرحمن نے بدر کو اس ہنگامہ کے فرو کر نیکا اشارہ کیا، بدر نے بھی بڑی باغیوں کے سردار ابراہیم کو قتل کر ڈالا اور ان کی جماعت کو تتر بتر کر دیا، انہیں دنوں سلمیٰ ۱۰ نامی ایک سپہ سالار باغی ہو کر قرطبہ سے طلیطلہ بھاگ گیا اور مخالفت شروع کر دی عبدالرحمن نے حبیب بن عبدالملک کو سلمیٰ کے زیر کرنے پر متعین کیا ایک عرصے تک حبیب اس کا محاصرہ کئے رہا یہاں تک کہ محاصرہ کے زمانہ میں سلمیٰ کا انتقال ہو گیا باغیوں کی جماعت منتشر ہو گئی۔

سلیمان کی بغاوت: ۱۶۳ھ میں عبدالرحمن کو سرقطہ کی بغاوت ختم کرنے کی ضرورت پیش آئی ان دنوں سرقطہ میں سلیمان بن یقظان اور حسین بن عاصی ۱۰ حکمرانی کر رہے تھے ان دنوں احمقوں نے مل جل کر عبدالرحمن کے خلاف علم بغاوت بلند کیا، عبدالرحمن نے پہلے اپنے سپہ سالاروں میں سے

۱۔ ۱۶۰ھ میں عبدالرحمن نے پھر ایک لشکر شقنا کی جنگ پر بھیجا تھا جس نے ایک مہینے تک قلعہ شیطران کا محاصرہ کئے رکھا آخر کار مجبور اور ناکام ہو کر واپس آ گیا۔ لشکر کی واپس کے بعد شقنا قلعہ سے نکل کر مشنت بریہ (SAINTBARIA) غالباً ح جدید کے ایک گاؤں میں آیا، ابو معین اور ابو حزمیم نے اس کو قتل کر دیا حالانکہ یہ دونوں اس کے ساتھیوں میں سے تھے، پھر عبدالرحمن کے پاس آ گئے، کامل ابن اثیر (جلد نمبر ۶ صفحہ نمبر ۶۱) مطبوعہ مصر (مترجم)۔ ۱۰۰۔ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۱۲۹) پر حقلی کے بجائے اقلی تحریر ہے جب کہ ابن اثیر کی اکال (جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۶۵۶) پر اقلی تحریر ہے۔ ۱۰۰۔ یہی نام البرسی کے احسانے کے ساتھ ابن اثیر کی اکال (جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۶۵۰) پر بھی ہے جب کہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۱۲۹) پر بحرۃ بن البرانی تحریر ہے۔ ۱۰۰۔ سلمیٰ کی بغاوت کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ ایک مرتبہ سلمیٰ نے رات کے وقت شراب پی اور نشہ کی حالت میں قطرہ کے دروازے کی طرف گیا، اور دروازہ کھولنا چاہا، محافظوں نے منع کیا یہ واپس آ گیا، صبح جب نشہ اترا تو اس ڈر سے کہ کہیں عبدالرحمن مجھ سے کسی قسم کی جواب طلبی کرے بھاگ کر طلیطلہ آ گیا، اس کے آتے ہی جن جن لوگوں کے دلوں میں عبدالرحمن کی طرف سے غبار تھا وہ بھی طلیطلہ آ گئے اور بغاوت کر دی، تاریخ کامل (جلد نمبر ۶ صفحہ نمبر ۶۳ مصر) (مترجم)۔ ۱۰۰۔ تاریخ کامل (جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۶۵۲) پر بھی تحریر ہے۔

ثعبہ بن عبید کو اس مہم پر روانہ کیا، ثعبہ نے پہنچتے ہی ان دونوں کا سر قلعہ میں محاصرہ کر لیا ایک مدت تک سلسلہ جنگ اور محاصرہ جاری رہا، بھی کوئی نتیجہ نہیں ظاہر ہونے پایا تھا کہ ایک روز سلیمان نے دھوکا دے کر ثعبہ کو گرفتار کر لیا۔ اور شاہ فرانس کو بلا لیا بس جس وقت شاہ فرانس سر قلعہ میں آیا اس وقت شاہی لشکر نے ثعبہ کی گرفتاری کی وجہ سے محاصرہ اٹھا لیا تھا، سلیمان نے ثعبہ کو شاہ فرانس کے حوالہ کر دیا، شاہ فرانس اس امید میں کہ میں عبدالرحمن و ان اندلس سے اس کے معوضہ بہت سامان لوں گا واپس آ گیا اس کے بعد حسین بن سلیمان کو قتل کر کے بلا افراد حکمرانی شروع کر دی، عبدالرحمن نے ان واقعات سے مطلع ہو کر فوجیں تیار کیں اور خود حسین سے جگن کرنے سر قلعہ پہنچ کے محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ حسین نے طول محاصرہ سے تنگ آ کر صلح کر لی۔

حسین بن عاصی کا قتل: اس مہم سے فارغ ہو کر امیر عبدالرحمن فرانس و بشکنس کے خلاف جہاد ① کرنے میں مصروف ہو گیا علاوہ اور بادشاہوں کے خلاف جو ان کے آس پاس تھے حملہ کر کے اپنے وطن قرطبہ واپس آیا اس کے بعد ۱۶۵ھ میں حسین نے سفام سر قلعہ میں پھر علم غنی لفت بند کیا، عبدالرحمن کا ایک گورنر غالب بن شامہ بن علقمہ نامی اس ہنگامہ کے ختم کرنے کے لئے روانہ ہوا، متعدد چھوٹی چھوٹی جنگوں کے بعد حسین کے ساتھیوں میں سے ایک گروہ کو گرفتار کر لیا اور حصار کئے ہوئے لڑتار ہا یہاں تک کہ ۱۶۶ھ میں عبدالرحمن بنفس نفیس فوجیں آراستہ کر کے اس مہم ② کے فتح کرنے کے لئے روانہ ہوا اور لڑ کر اس کو فتح کر کے حسین کو قتل کر ڈالا، اہل سر قلعہ میں سے بھی کچھ لوگوں کو قتل کیا۔

شطلو نہ کی جنگ: ۱۶۸ھ میں ابوالاسود ③ محمد بن یوسف بن عبدالرحمن فہری نے بغاوت کی وادی احمر مقام "قسطونرس" عبدالرحمن کا اس سے مقابلہ ہوا اور اس کو شکست دے کر اس کے ساتھیوں اور فوج کو دل کھول کر تباہ کیا اس کے بعد دوبارہ ۱۶۹ھ میں پھر ابوالاسود کے دماغ میں بغاوت سہائی، عبدالرحمن سے لڑ کے نکل عبدالرحمن نے اس واقعہ میں بھی اس کو شکست دی اس واقعہ کے دوسرے برس ۱۷۰ھ میں ابوالاسود صوبہ صلیطہ میں مر گیا بجائے اس کے اس کا بھائی قاسم جانشین ہوا اور ایک بہت بڑی فوج مرتب کر لی، عبدالرحمن نے یہ خبر سن کر قاسم پر حملہ کیا ایک مدت کے محاصرہ و جنگ کے بعد قاسم بغیر امان کے گرفتار ہو کر آیا عبدالرحمن نے اس کو موت کی سزا تجویز کی جس کی بہت جلد تعمیل کی گئی۔ ④

امیر عبدالرحمن کی وفات: انہیں واقعات کے ختم ہونے پر ۱۷۱ھ اور اس کے بعد ۱۷۲ھ کا دور شروع ہو جاتا ہے اور امیر عبدالرحمن ⑤ نے اندلس

- ① اس جہاد میں عبدالرحمن بڑے بڑے قلعہ تک پہنچ گیا تھا، شہر قلعہ کو فتح کیا اور ان قلعوں کو جو ان اطراف میں تھے ویران و منہدم کر دیا پھر بشکنس کی طرف روانہ ہو قلعہ مشین، مائع کو فتح کر کے بادشاہوں میں اطلال کی جانب بڑھا اور اس کے قلعہ کو لڑ کر فتح کر کے منہدم کر دیا، (تاریخ کامل ابن اثیر جلد نمبر ۶ صفحہ نمبر ۲۶ مطبوعہ مصر) (مترجم)
- ② سر قلعہ کی مہم سر کرنے میں عبدالرحمن نے اس مرتبہ بہت زیادہ اہتمام کیا، چھتیس منتخب فوجیں نصب کر انہیں جو رات دن چلا کرتی تھیں، (دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد نمبر ۶ صفحہ نمبر ۲۸، ۲۹ مطبوعہ مصر) (مترجم)
- ③ ابوالاسود اس زمانہ سے قرطبہ کی جیل میں تھا جب سے اس کا باپ یوسف بھاگ گیا تھا، اور اس کا بھائی عبدالرحمن بن یوسف، را گیا تھا سال دوسرے قید رہنے کے بعد اس نے خود کو ناجینا ظاہر کرنا شروع کیا بھول کر بھی کسی طرف آنکھیں نہیں اٹھاتا تھا، ایک لمبے زمانہ تک اسی حالت میں رہا، امیر عبدالرحمن کو بھی اس کے نابینا ہونے کا یقین ہو گیا، جیل کے آخر مکانات میں رہتا تھا، جن کے دروازے نہر اعظم کی طرف تھے سب قیدی اسی جانب حوائج ضروری دفع کرنے کے لئے جاتے تھے، جیل کے محفظہ ابوالاسود کو نابینا تصور کر کے چھوڑ دیتے تھے، اور بالکل نگرانی اور حفاظت نہ کرتے تھے جس وقت نہر سے اپنی ضرورت دفع کر کے ابوالاسود واپس آتا تھا، تو آواز بلند سے کہتا تھا "کون شخص اندھے کو اس کی جگہ پر لے جائے گا" تھوڑے دنوں بعد ابوالاسود کا ایک خادم کنارہ نہر پر آنے لگا، اور اس سے سرگوشیاں کرنے لگا محافظ ابوالاسود کے اندھے ہونے کی وجہ سے کچھ چھیڑ چھاڑ نہ کرتے تھے ایک دوڑ ابوالاسود نے اپنے اسی خادم سے سواری منگوائی اور دریا تیر کر گھوڑے پر سوار ہو کر نکل بھاگا محافظوں کو خبر تک نہ ہوئی، صلیطہ پہنچ کر لوگوں کو فرہم کرنا شروع کیا جب بہت بڑی جماعت جمع ہو گئی تو ان کو فوج کی صورت میں مرتب کر کے عبدالرحمن اموی سے لڑنے نکل کھڑا ہوا پہلا معرکہ وادی احمر مقام قسطونرس میں ہوا اس میں اس کے چار ہزار آدمی علاوہ ان لوگوں کے جو نہر میں پکڑ دھکڑ کے دوران ڈوب کر مر گئے کام آئے تھے، (تاریخ کامل ابن اثیر جلد نمبر ۶ صفحہ نمبر ۳۲، ۳۳ مطبوعہ مصر) (مترجم)
- ④ دیکھیں کامل بن اثیر (جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۶۶۲)۔ ⑤ امیر عبدالرحمن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک والی اندلس نے ماہ ربیع الثانی ۳۷۲ھ میں وفات پائی تینتیس (۳۳) سال چار مہینے اندلس پر حکمرانی کی، سرزمین دمشق مقام دیر حنا ۱۱۳ھ میں پیدا ہوا تھا مادد راج نامی بربرہ کے نطن سے تھا، اس کا باپ معاویہ بن ہشام کے زمانہ میں مر گیا تھا جو ان کے شروع میں اس پر اس کے خاندان پر بہت بڑی مصیبت نازل ہوئی، ۱۱۳ھ میں شام سے جس کیفیت سے بھاگا آپ پہلے ہی پڑھا ہے جس اندلہ تعالیٰ نے اسی کے دماغ اور اسی کے قوائے عقلیہ میں یہ قوت و دیعت رکھی تھی، کہ اندلس جیسے ملک پر پہنچتے ہی قبضہ کر لیا، اور قبضہ کرنے کے بعد آنے دن خانہ جنگیوں سے برسرِ مقصد بہرہ ور ہوا، حکمرانان اسلام اور حکومت اسلامی کی بربادی کے بڑے اسباب میں ایک سبب یہ بھی ہے کہ غور کریں کہ عبدالرحمن نے جس وقت اندلس (بقیہ حاشیہ گلے صفحہ ۲۰۵)

میں تینتیس (۳۳) سال حکومت کر کے وفات پائی۔

ہشام کی حکومت جب عبدالرحمن کی وفات ہوئی اس وقت اس کا بڑا بیٹا سلیمان طلیطلہ میں حکمرانی کر رہا تھا اور اس کا دوسرا بیٹا ہشام، مارہ میں حکومت کر رہا تھا، عبدالرحمن نے اسی کو اپنا ولی عہد بنایا تھا تیسرا بیٹا عبداللہ مسکین وفات کے وقت قرطبہ میں موجود تھا اپنے نامور باپ کی وفات پر اپنے بھائی ہشام کی حکومت کی بیعت لی اور اس حادثہ جانکاہ کی خبر پہنچائی، چنانچہ ہشام مارہ سے قرطبہ آیا اور حکمرانی کی عبا پہن کر کرسی حکومت پر بیٹھ کر حکمرانی کرنے لگا۔

سلیمان بن امیر عبدالرحمن کی بغاوت :۔۔۔۔۔ چونکہ سلیمان اس سے عمر میں بڑا تھا اس وجہ سے اس کو کشیدگی پیدا ہوئی، ہوتے ہوتے اس کشیدگی نے مخالفت کی صورت اختیار کی، طلیطلہ میں بغاوت کردی اس کا بھائی عبداللہ بھی اس سے آملہ، ہشام نے اس کو واپس لانے کے لئے کچھ لوگوں کو روانہ کیا مگر یہ اس کو نہ پاسکے اس کے بعد ہشام نے فوجیں تیار کر کے طلیطلہ کی طرف کوچ کیا، پہنچتے ہی ان دونوں کا طلیطلہ میں محاصرہ کر لیا سلیمان نے اپنے بھائی عبداللہ اور اپنے بیٹے کو شہر کی حفاظت پر چھوڑ کر قرطبہ کا راستہ لیا مگر کچھ حاصل نہ ہوا، ہشام نے اس کے تعاقب پر اپنے بیٹے عبدالملک کو مقرر کیا اور طلیطلہ کے محاصرہ پر رہا، سلیمان نے یہ خبر سن کر مارہ کا رخ کیا مارہ کے گورنر نے مقابلہ کیا دونوں حریف جی توڑ کر لوٹے آخر کار اللہ تعالیٰ نے سلیمان کو شکست دی، ہشام اس وقت طلیطلہ ہی کے محاصرہ پر تھا دو ماہ سے زیادہ کچھ روز گزر چکے تھے کہ ایک روز اس کا بھائی عبداللہ بغیر امن حاصل کئے ہوئے ہشام کی خدمت میں آ کر حاضر ہو گیا اور اطاعت قبول کر لی، ہشام نے اس کا قصور معاف کر دیا اور عزت افزائی کے لئے صلے عنایت کئے۔

سلیمان کی بربروانگی : پھر ۳۷ھ میں ہشام نے اپنے بیٹے معاویہ کو سلیمان سے جنگ کرنے کے لئے مدد میر روانہ کیا چنانچہ معاویہ نے اپنے پرزور حصوں سے اطراف تدبیر کے ارد گرد کو ویران اور تباہ کر دیا سلیمان ہر روز جنگ سے تنگ آ کے ہنسبہ کے پہاڑوں کی طرف بھاگ گیا اور وہیں جا کے پناہ گزیں ہو گیا، اور معاویہ اپنے باپ کے پاس قرطبہ واپس آیا اس کے بعد سلیمان نے اپنے اہل و عیال کے ساتھ اندلس چھوڑ کر بربریوں کے ملک چلے جانے کی درخواست کی، ہشام نے منظور کر لیا اور اپنے باپ کے چھوڑے ہوئے مال سے دست بردار ہونے پر اس کو ساٹھ ہزار دینار عطا کئے سلیمان کے ساتھ اس کا بھائی عبداللہ بن اندلس سے چلا آیا تھا، ہشام اندلس میں ٹھہرا ہوا حکمرانی کرتا رہا۔

سعید بن حسین کی بغاوت :۔۔۔۔۔ انہیں واقعات کے دوران مشرقی اندلس مقام طرسوسہ میں سعید بن حسین بن یحییٰ انصاری نے ہشام کی مخالفت کی، سعید اس زمانہ سے طرسوسہ ۱۰ میں ٹھہرا ہوا ریشہ دوانی کر رہا تھا جس زمانہ میں اس کا باپ حسین مارا گیا تھا لہذا جب اس کے پاس یمانیہ کا بڑا گروہ

۱ تاریخ کامل (جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۴۸) پر طوطوشہ تحریر ہے

(بقیہ گذشتہ صفحہ سے آگے) کی سرزمین پر قدم رکھا تھا اس وقت اندلس دو بڑے قبائل مینہ اور مضریہ کی مخالفت کا ونگل بنا ہوا تھا، علاوہ ان دونوں قبائل کی آپس کی مخالفت کے بہت سے چھوٹے چھوٹے امیر خود سر حکمران بنے ہوئے تھے، ایسی حالت میں عبدالرحمن ہی جیسے شخص کی ضرورت تھی اس نے مشرق سے بے دخل ہو کر اندلس پہنچ کر قبضہ جمالیہ۔

قابض ہونے کی حیثیت سے آپ مطیع ہو چکے ہیں کہ اس وقت اس کو بالکل مخالفت اور بغاوت کا سامنا نہیں کرنا پڑا مگر قبضہ کرنے کے بعد ایک دن بھی چین سے بیٹھنے نہ پایا، ایک نہ ایک کی سرکوبی پر کمر باندھنا پڑتی تھی، یہ خود سربازوں اور بغاوت کیوں ہوتی تھیں؟ اس کی بناء محض اسی پر تھی کہ کہیں تو حکومت عباسیہ کے حمایتیوں کو اس کے مطیع کرنے کی خواہش پیدا ہوئی تھی جیسا کہ علاوہ کا واقعہ اس پر کافی روشنی ڈالتا ہے، اور کبھی حکومت کے خواہش مند اٹھ کھڑے ہوتے تھے، مفسوس کہ ان لوگوں نے نقص عہد و بیعت اور فتنہ و فساد کو بائیں ہاتھ کا کھیل سمجھ لیا تھا حالانکہ اسلام اس کی سخت مخالفت کرتا ہے، مگر عبدالرحمن کی ہمت و مردانگی کو حد آفرین کہ وہ کبھی ہمت نہ ہارا جب اس کو یہ خبر ملتی کہ فلاں شخص فلاں مقام پر باغی ہو گیا ہے فوراً اٹھ کھڑا ہوتا اور جب تک اس کا قمع و قمع نہ کر لیتا آرام نہ کرتا تھا اس کی سوانح میں کوئی ایسا واقعہ نہیں ملتا کہ جس سے یہ تھک گیا ہو۔ بہت مالی حوصلہ، نجی، شجاع، حلیم، عالم اور صاحب عزیمت تھے کبھی کبھی کچھ شعر بھی کہہ لیتا تھا، انتہائی درجہ کا فصیح اور بلیغ تھا ابن حبان لکھتا ہے کہ عبدالرحمن خود دربار عام میں بیٹھتا تھا درباری کی فریادیں اور استغاثہ سنتا تھا، کمزور سے کمزور شخص بے روک ٹوک دہلا دہلا جہد پہنچ کر اپنا حال عرض کر سکتا تھا اس کی عادات میں سے یہ تھا کہ اس کے دسترخوان اس کے ساتھیوں کے علاوہ جو شخص کھائے اسے وقت موجود ہوتا تھا شریک کریں جاتا تھا ضرورت مند اپنے حاجات کو اس وقت بھی کہہ سکتے تھے۔ قرطبہ میں اس نے اپنے دادا ہشام کی طرح رصافہ تعمیر کرایا تھا وفات کے وقت گیارہ بیٹے اور نو بیٹیاں چھوڑ گئے تھیں، سفید کپڑے اکثر پہنا کرتا تھا۔ ابن خلدون نے لکھا ہے کہ اس کے رخسار ہلکے تھے قد بڑا تھا اور نحیف الجسم تھا چہرہ پر بڑا ستل تھا (مترجم لکھنؤ از تاریخ کامل ابن اثیر جلد نمبر ۶ صفحہ نمبر ۳۵ مطبوعہ مصر) کتاب فتح الطیب من بحسن ۱۱۱ اندلس الرطب جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۲۱۲ مطبوعہ لیدن) (مترجم)

جمع ہو گیا تو اس نے طرسوسہ پر قبضہ کر کے اس کے گورنر یوسف بن عیسیٰ ① کو نکال دیا موسیٰ بن فرقوق کو یہ بات ناگوار گزری مضر یہ کومل کر سعید سے جنگ کرنے لگا اسی دوران مطروح بن سلیمان بن دقطان نے برشلونہ میں بغاوت پکڑ دی، شہر سر قسطہ آشتہ پر قبضہ کر لیا جوں ہی ہشام نے اپنے بھائیوں کی مہم سے فراغت حاصل کی فوراً ابو عثمان عیید اللہ بن عثمان کی زیر نگرانی فوج کو مطروح کی سرکوبی پر مقرر کیا، ابو عثمان کے پہنچتے ہی مطروح کا ”سر قسطہ“ میں محاصرہ کر لیا ایک زمانہ تک حصار کئے ہوئے لڑتا رہا، پھر محاصرہ اٹھا کر طرسوسہ کے قریب آ کے پڑاؤ ڈالا اور اہل سر قسطہ پر آئے دن شہنشاہ نے لگا نہیں دنوں مطروح کے بعض ساتھیوں نے دھوکہ دے کر مطروح کو مار ڈالا اور سر اتار کر ابو عثمان کے پاس لائے ابو عثمان نے ہشام کی خدمت میں بھیج دیا اور سر قسطہ میں داخل ہو کر قابض و متصرف ہو گیا۔

حلیقہ کی مہم: ابو عثمان اس مہم کے فتح کرنے کے بعد ملک فرانس کے خلاف جہاد کرنے کے لئے روانہ ہوا شہر ② البتہ اور اس کے گرد و فوارے قلعہات پر حملہ کیا فرانسیسی دلاوروں نے بھی میدان جنگ کا راستہ لیا، فریقین میں گھسان کی جنگ ہوئی آخر کار اسلامی لشکروں کو فتح نصیب ہوئی فرانسیسیوں کی فوج کی بہت بڑی جماعت ماری گئی۔ اور ابو عثمان نے ان مقامات کو فتح کر لیا، یہ واقعات ۵۷۵ھ کا ہے۔

اسی سن میں ہشام نے اسلامی افواج کو یوسف بن نجہ ③ حلیقہ ④ کے فتح کرنے کے لئے اس وقت اس کا بادشاہ برمند کبیر تھا یہ بھی خم ٹھونک کر میدان میں آیا سخت اور خونریز جنگ ہوئی بے حد نقصان اٹھا کے برہند کو پسپا ہونا پڑا یوسف نے کامیابی کے ساتھ اس کے شکر پر قبضہ کر لیا، بہت سامان غنیمت ہاتھ آیا۔

طلیطلہ والوں کی اطاعت:..... اسی سن میں ہشام کے بھائیوں کی روانگی کے بعد اہل طلیطلہ نے اپنے امیر ہشام کے علم حکومت کی احاطت قبول کرنے کی درخواست پیش کی ہشام نے منظور کر کے تمام اہل طلیطلہ کو امن دی اور اپنے بیٹے کا حکم طلیطلہ کا گورنر مقرر کر کے روانہ کیا حکم نے صلیطلہ پہنچ کے عنان طلیطلہ کی حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور انتظام و انصرام میں مصروف ہو گیا۔

فرانس پر حملہ: پھر ۵۷۶ھ میں ہشام نے اپنے وزیر السلطنت عبد الملک بن عبد الواحد بن مغیث کو دشمنان اسلام کے خلاف جہاد کرنے کے لئے روانہ کیا، عبد الملک نے نہایت تیزی سے اسلامی علاقوں کی حدود سے نکل کر لڑائی شروع کر دی، لڑتا بھڑتا فرانسیسیوں کے علاقوں کو فتح کرتا ہو ”البتہ“ اور قلاع تک پہنچ گیا اور اس کے ارد گرد کو اپنی فوج کا مرکز بنایا اس کے بعد ہشام کی ہدایت کے مطابق ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ ”اربونہ“ اور جرنندہ“ کی جانب روانہ ہوا۔ پہلے جرنندہ پر حملہ کیا، جرنندہ میں فرانس کی ایک عظیم فوج سرحدی علاقوں کی حفاظت کے لئے رہتی تھی، عبد الملک نے اس کو شکست دے کر جرنندہ کے میناروں اور شہر پناہ کی فصیلوں کو منہدم کر دیا اور سرزمین ⑤ سرطلدیہ کو تباہ و برباد کرتا ہوا فرانس میں گھس گیا شہر، گاؤں اور قصبے ویران کرتا ہوا اربونہ پہنچا اربونہ میں بھی یہی واقعات ہوئے، اہل فرانس مسلمانوں کے نام سے کانپنے لگے۔ کوئی شخص مقابلہ پر نہ آتا تھا کئی قلعے ویران و سہا کر دیئے اور کئی قلعوں کو جلا کر خاک و سیاہ کر دیا، اس جہاد میں اتنا مال غنیمت ہاتھ آیا کہ جس کا شمار نہیں ہو سکتا۔

فرانس کی امدادی کمک کا حال: جس وقت عبد الملک واپس آیا، عیسائیوں نے ”شکنش“ اور اپنے ہمسایہ بادشاہوں سے مسلمانوں کے خلاف امداد طلب کی اور جب امدادی فوجیں آ گئیں تو عبد الملک سے چھیڑ چھاڑ شروع کی عبد الملک نے اس معرکہ میں بھی ان قسمت کے ماروں کو شکست دی اور ان کے بڑے حصہ کو قتل کر کے خاک و خون میں ملا دیا۔

حلیقہ کی فتح: ۵۷۸ھ میں ہشام نے اسلامی فوجیں عبد الکریم بن عبد الواحد بن مغیث کی زیر نگرانی حلیقہ کے خلاف جہاد کرنے کے لئے روانہ

① ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۱۲۹) پر یوسف العیسیٰ تحریر ہے جب کہ تاریخ کامل (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۲۸) پر القیسی تحریر ہے۔ ② بنجم بہدین میں البتہ تحریر ہے، اسی طرح کامل ابن اثیر میں بھی ہے (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۳۱)۔ ③ تاریخ کامل (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۳۲) پر نجہ کی بجائے جگہ بت تحریر ہے۔ ④ تاریخ کامل (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۳۲) حلیقہ کی جگہ حلیقیہ تحریر ہے۔ ⑤ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۱۳۰) پر ارض سلطانیہ اور تاریخ کامل (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۳۹) پر شرحانیہ تحریر ہے۔

کیں اسامی لشکروں نے دشمنوں کے ملک کو خوب تباہ و برباد کیا اور بہت سامان غنیمت لے کر واپس آیا۔

تا کرتا کی بغاوت اسی سن میں تاکدتا (یا تاکرتا) میں بغاوت پھوٹ نکلی، یہ مقام ”زندہ“ ملک اندلس میں سے شمار کیا جاتا تھا یہاں جتنے بربری تھے انہوں نے امیر ہشام کو اطاعت سے منہ موڑ کر کے خود سری کا دعویٰ کیا تھا، ہشام نے ان کی سرکوبی کے لئے عبدالقادر بن ابان بن عبد اللہ خادم امیر معاویہ بن ابوسفیان کو روانہ کیا عبدالقادر نے پہنچتے ہی ہنگامہ کارزار گرم کر دیا، ہزار باغی مارے گئے جو باقی رہ گئے وہ جلاء وطن ہو کر نکل بھاگے سات سال تک ”تاکدتا“ ویران پڑا رہا، ایک جان دار بھی نظر نہ آیا تھا۔

جلیقہ اور اوفونش کی شکست: ۹۷۹ھ میں ہشام نے پھر جہاد کی تیاری کی، عبدالواحد بن مغیث کو امیر لشکر مقرر کر کے جلیقہ پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا رفتہ رفتہ عبدالملک سترقہ پہنچا شاہ جلالقہ (اوفونش) نے اپنی فوجیں تیار کیں اور اپنے آس پاس کے بادشاہوں سے امدادی فوجیں منگوائیں بہت بڑی تیاری کر کے مقابلہ پر آیا، لیکن عبدالملک کی ہیئت کچھ ایسی غالب ہوئی کہ جنگ کئے بغیر واپس چلا گیا، عبدالملک نے تعجب کیا اوفونش بے سروسامانی سے آگے آگے بھاگا جا رہا تھا اور عبدالملک اس کے پیچھے پیچھے سراغ لگانا جو ہاتھ آتا اس کو قتل کرتا، شہروں، گاؤں، قصبہات کو لوٹا ہوا چلا جا رہا تھا یہاں تک کہ اوفونش اپنے پایہ تخت کے قریب پہنچ گیا اس وقت عبدالملک واپس آیا۔

فرانس پر دوسرا حملہ: اسی زمانہ میں ہشام نے ایک دوسری فوج سمیت سے فرانس کی طرف روانہ کی تھی، یہ فوج عبدالملک کی فوج سے جا ملی تھی اور متفق ہو کر اسلام کے دشمنوں کے علاقوں کو جی کھول کر تاراج کیا تھا، واپسی کے وقت فرانس کی فوج نے چھیڑ چھاڑ کی اور کس حد تک کامیاب ہوئی مگر پھر بھی عساکر اسلام مظفر و منصور واپس آیا۔

حکم کی حکومت: ۸۰۰ھ میں ہشام بن عبدالرحمن ۱ نے اپنی حکومت ومارت کے سات سال پورے کر کے وفات پائی بعضوں نے لکھا ہے کہ اس نے آٹھ سال حکومت کی۔

ہشام کا کردار: ہشام نہایت نیک مزاج، صلح پسند، سخی، دلبر، شجاع، بلند حوصلہ صائب الرائے اور کثرت سے جہاد کرنے والا شخص تھا اسی نے جامع مسجد قرطبہ کی تعمیر مکمل کروائی جس کی بنیاد اس کے باپ عبدالرحمن نے ڈالی تھی اس نے صدقات اور زکوٰۃ کو مطابق کتاب و سنت کے وصول کیا تھا۔ اس کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا حکم حکمران بنا اس کے عہد حکومت میں خادموں کی کثرت ہوئی بہت سے گھوڑے اسطبل شاہی میں باندھ گئے اور اس کی حکومت کو معقول طریقے سے استحکام و استقلال حاصل ہوا، یہ بذات خود ہر کام کی نگرانی کرتا اور جنگوں پر جاتا تھا۔

عبداللہ ملبنس کی بغاوت: حکم کے انتہائی زمانہ حکومت میں عبداللہ ملبنس ابن عبدالرحمن داخل نے مغربی اندلس کی سرحد سے بغاوت کر کے بلنسیہ پر قبضہ کر لیا اس کے بعد طنجه سے اس کے بھائی سلیمان نے بھی بغاوت کی حکم کو ایک سال تک ان دونوں کی جنگوں میں مصروف رہنا پڑا آخر کار حکم

۱ ہشام بن عبدالرحمن بن معاویہ بن عبدالملک بن مروان اندلس کے گورنر کا انتقال ماہ صفر ۸۰۰ھ میں ہوا تقریباً چالیس سال عمر کے طے کئے، ام ولد کے لٹن سے ماہ شوال ۸۳۹ھ میں پیدا ہوا تھا۔ علاوہ جامع مسجد قرطبہ کی تکمیل تعمیر کے اور بہت سی مسجدیں بنوائیں، اس کے عہد حکومت میں اسلامی شان و شوکت کو بے انتہاء ترقی ہوئی، عیسائیوں سمیت ذلیل و خوار ہوئے اہل اندلس اس کو نہایت نیکی سے یاد کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ سیرۃ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز سے مشابہ تھا، مائندرونی بغاوتیں اور خانہ جنگیوں سے اس کو نہایت کم سامنا کرنا پڑا صرف اوائل عہد حکومت میں اس کے دونوں بھائیوں عبداللہ و سلیمان نے مخالفت کا سراغ دیا تھا پھر کسی نے دم نہیں مارا، اس نے اپنا سارا زمانہ عیسائیوں پر جہاد کرنے میں صرف کیا، کبھی جلالقہ سے ہم نبرد نظر آتا تھا اور کبھی شاہ فرانس پر حملہ آور ہوتا تھا، اس سے عیسائیوں کا دم ناک میں آ گیا تھا اور بونہا اسی کے زمانہ میں فتح ہوا تھا، جلالقہ سے اس نے خراج وصول کیا، فرانس کو، رتے رتے اس کے پایہ تخت تک پہنچایا۔ اس کے زمانہ امارت میں اسلام کو اس درجہ عزت و غلبہ حاصل ہوا تھا کہ اس کے زمانہ میں ایک شخص نے وفات کے وقت وصیت کی تھی کہ میرے مترکہ مار سے ایک مسلمان قیدی ایک بھی نہ ملا اس سے زیادہ قوی دلیل دشمنان اسلام کی ضعیف اور اسلام کی قوت کی کیا ہو سکتی ہے، قرطبہ کے پل کو جو خوبی و مصوبی میں مشہور زمانہ تھے نئے سرے سے بنوایا، اس پل کے رخ خولانی گورنروں اندلس نے خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کے حکم سے بنوایا تھا، (ملخص از تاریخ کامل ابن اثیر جلد نمبر ۶ مطبوعہ مصر صفحہ نمبر ۲۰ و کتاب فتح الطیب مطبوعہ لیدن جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۲۱۹) (مترجم)

کو فتح نصیب ہوئی اور ۱۸۴ھ میں سلیمان کر دیا گیا باقی رہا عبداللہ وہ بلنسیہ میں مقیم رہا اگرچہ آئندہ جان کے خوف سے کسی قسم کی شورش اور فساد نہیں پھیلایا لیکن حکم نے تکی بن تکی فقیہ کو صلح کا پیغام دے کر ۱۸۶ھ میں روانہ کیا چنانچہ چچا اور بھتیجے میں آپس میں صلح ہو گئی۔

فرانسیسیوں کا برشلونہ پر قبضہ اور شکست: انہیں خانہ جنگیوں کے دوران فرانس نے موقع مناسب دیکھ کر فوجیں تیار کیں اور حکم کو اپنے چچاؤں کے ساتھ جنگ میں مصروف دیکھ کر ”برشادہ“ پر حملے کا ارادہ کیا، اسلامی فوجیں، برشلونہ کو بچانے نہ پہنچ سکیں، فرانس نے بغیر کسی رکاوٹ برشلونہ پر قبضہ کر لیا حکم نے اپنے چچاؤں کی جنگ سے فراغت حاصل کر کے فرانس کی سرکوبی کی جانب توجہ کی اپنے دربارن عبدالکریم بن عبدالواحد بن مغیث کو امیر لشکر مقرر کر کے ”برشلونہ“ اور ”جلالہ“ کی جانب روانہ کیا، عبدالکریم نے اسلام دشمنوں سے سختی کے ساتھ جنگ چھیڑ دی حریف نے ایک تنگ اور دشوار راستہ اختیار کیا عبدالکریم نے میدان جنگ سے واپس آ کر راستہ کی دوسرے سرے کی ناکہ بندی کر لی اور اس سرے پر بھی اپنی فوج کے چند دستہ کو مقرر کر دیا، حریف اس وقت نہ ”پائے رفتن نہ جائے ماندن“ ① میں گرفتار ہو گیا، سب کے سب مارے گئے ایک بھی نہ بچا عبدالکریم کامیابی کے ساتھ اسلامی علاقوں کی طرف لوٹ آیا۔

عبیدہ بن عمیر کی بغاوت اور قتل: ۱۸۱ھ میں اندرونی بغاوتوں اور جھگڑوں کا زور شور ہوا اندلس کے سرحدی علاقوں میں فتنہ و فساد پھیل گیا، بہوں بن مرزوق معروف بہ ابوالحجاج نے علم مخالفت بلند کر کے سر قسط پر قبضہ کر لیا عبداللہ ملنس امیر حکم کے چچے نے بھی اس سن میں سراٹھایا جیسا کہ آپ پہلے پڑھ آئے ہیں۔ اس سن میں عبیدہ بن عمیر نے طلیطلہ میں مخالفت شروع کی، حکم نے اپنے گورنر و سپہ سالار عمروں بن یوسف کو جو کہ طلیطلہ میں رہتا تھا اس ہنگامہ کے ختم کرنے کا لکھ بھیجا عمروں نے طلیطلہ پہنچ کر محاصرہ کر کے جنگ شروع کر دی ایک مدت تک محاصرہ کئے ہوئے رہتا رہا جنگ کے دوران عمروں نے اہل طلیطلہ میں سے بنی خششی کو خط و کتابت کر کے اپنے ساتھ ملا لیا بنی خششی نے موقع پر کر عبیدہ کو قتل کر کے سراٹھایا، عمروں کے پاس بھیج دیا عمروں نے عبیدہ کے سر کو حکم کی خدمت میں روانہ کیا اور طلیطلہ میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا بنی خششی کو اس خدمت کے صلہ میں انعامات دیئے جا گئیں دیں اور اعلیٰ اعلیٰ درجہ کے عہدے عطا کئے۔

عبیدہ کا انتقام اور مقتدیین کا حشر:..... اس کے بعد بربریوں نے جو طلیطلہ ② میں تھے عبیدہ کے بدلے میں بنی خششی میں خونریزی شروع کر دی عمروں نے ان فسادوں کو بھی گرفتار کر کے قتل کیا اور ان کے سروں کو بھی دوسرے باغیوں کے سروں کے ساتھ حکم کی خدمت میں بھیج دیا، سارا فتنہ و فساد ختم ہو گیا، ہر طرف امن و امان پھیل گیا، عمروں اس کامیابی کے بعد اپنے بیٹے یوسف کو طلیطلہ پر مقرر کر کے سر قسط کی جانب واپس آیا اور اس کو بھی سرکش باغیوں کے پنچہ سے نکال کے قبضہ کر لیا۔

فرانس کا طلیطلہ پر قبضہ:..... ۱۸۹ھ میں اندلس کے مسلمانوں پر یہ شامت آئی کہ اس میں سے بعض سرداروں اور لشکریوں کا خاندان میر حکم سے ناراض ہو کر فرانس کے بادشاہ سے جا ملے اور اس کو طلیطلہ کے قبضہ پر ابھارنا شروع کیا عیسائیوں کو بھی اپنے پرانے دشمن سے بدلہ لینے، در ملک پر قبضہ کرنے کا خیال آیا، فوجیں اور سامان جنگ تیار کر کے طلیطلہ کی طرف فرانسیسی عیسائیوں نے قدم بڑھائے طلیطلہ کا گورنر یوسف مقبہ پر آیا مدتوں جنگ اور محاصرہ کا سلسلہ جاری و قائم رہا چونکہ اس مہم میں اسلام دشمنوں کے ساتھ اسلام کے نام لیوا بھی شریک تھے عیسائیوں نے طلیطلہ پر قبضہ کر لیا اور طلیطلہ کے گورنر یوسف گرفتار کر کے صحرہ قیس میں لے جا کر قید کر دیا، عمروں اس وقت ”سر قسط“ کی حفاظت میں مصروف تھا۔

فرانس کی شکست: جب اس واقعہ کی اس کو خبر ملی تو اس نے اسلامی لشکر کو اپنے چچا زاد بھائی کے ساتھ طلیطلہ سے فرانسیسیوں کو نکل باہر کرنے کی غرض سے روانہ کیا چنانچہ طلیطلہ کے باہر اسلامی لشکر نے اپنا مورچہ قائم کیا زبردست جنگ ہونے لگی بہت بڑی اور سخت جنگ کے بعد فرانسیسیوں کو شکست ہوئی، نہایت بے سرو سامانی سے طلیطلہ چھوڑ کر بھاگے، مسلمانوں نے طلیطلہ پر پھر قبضہ کر لیا۔ عمروں نے اپنے نائب کو صحرہ قیس

① ترجمہ۔ نہ بھاگنے کے لئے میر ساتھ دے رہے ہیں اور نہ ہٹانے کی کوئی جگہ ہے۔ ② طلیطلہ اندلس میں ایک شہر ہے جو طلیطلہ صوبوں میں سے ہے، یہ شہر مسلمانوں کے درمیان بڑی رکاوٹ تھا۔

کی طرف روانہ کیا، اس نے پہنچتے ہی یوسف بن عمروں کو قید کی تکلیف سے نجات دے دی، اس واقعہ سے عمروں کے رعب و داسب اور مردانگی کا سکھ فراموشی دلاوروں کے دلوں پر بیٹھ گیا۔

جنگ ربض ۱

حکم کی معزولی کا اعلان: حکم اپنی حکومت کے شروع میں لذات دنیاوی، عیش اور عشرت میں منہمک و مستغرق ہو گیا تھا قرطبہ کے اہل علم و ورع کو حکم کی یہ ترکیبیں ناگوار گذریں یحییٰ بن لیثی اور فقیہ طالوت جیسے فقہاء اور علماء نے ایک مجلس میں جمع ہو کر حکم کی معزولی کا مشورہ کیا اہل قرطبہ ان علماء کے اشارہ کے حکم پر ٹوٹ پڑے حکم کی فوج کے جاں نثار دستہ نے ان کو لہس کام سے روکا لہذا ان لوگوں نے حکم کی معزولی کا اعلان کر دیا۔

محمد بن قاسم مروانی: اور غربی قرطبہ کے شہر پناہ کے ایک محلہ میں جو شامی محل سے متصل تھا، محمد بن قاسم قرشی مروانی ہشام کے چچا کی امارت کی بیعت کی اور ۱۹۰ھ میں ان لوگوں کا مقابلہ کیا اور ان کو مغلوب کر کے ان میں سے بہت سوں کو ہمیشہ کے لئے موت کی نیند سلا دیا، باقی ماندگان لوگ ادھر ادھر منتشر و متفرق ہو گئے ان لوگوں کے مکانات ویران کر دیئے گئے اور مسجدیں گرا دیں گئیں باقی سپاہیوں ۱ نے بھاگ کر فاس (سرزمین افریقہ) میں جا کر دم لیا اور کچھ لوگوں نے اسکندریہ میں پناہ لی۔

حکم کے مخالفین کا حال: یہاں پر بھی ان خانہ بدوشوں کو چین سے بیٹھنا نصیب نہ ہوا جب ان لوگوں کا ایک خاصہ بڑا گروہ اسکندریہ میں جمع ہو گیا تو ان لوگوں نے بغدت کردی، عہد اللہ بن طاہر وانی مصران کی سرکوبی کرنے آیا اور انتہائی مردانگی سے ان لوگوں کو زیر کر کے اسکندریہ کو ان کے غاصب نہ قبضہ سے نکال لیا اور ان لوگوں کو جہازوں پر سوار کر کے جزیرہ اقریطش (کریٹ) کی طرف روانہ کر دیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا، ان لوگوں کا سردار ابو حفص عمر بلوطی نامی ایک شخص تھا یہی ان کا سردار رہا جب یہ مر گیا تو اس کی اولاد ان پر حکمرانی کرتی رہی عیسائیوں نے جزیرہ مذکورہ ان کے قبضہ سے نکال لیا۔

یوم الخندق

عمروں بن یوسف کی طلبی: اہل طلیطلہ میں فساد اور مخالفت کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا ان کے دلوں اور دماغوں میں اپنے ملک کی حفاظت آپ خود کرنے کی ہوا سمائی ہوئی تھی اور آئے دن امراء کی معزولی تقرری سے یہ شیر ہو رہے تھے امیر حکم ان کی روزانہ بغاوت اور خود سری سے تنگ آ گیا تھا مجبور ہو کر صدی علاقوں سے اپنے نامور سپہ سالار عمروں بن یوسف کو اس آئے دن بغاوتوں کے ختم کرنے غرض سے بلا بھیجا۔ عمروں بن یوسف عربی نہ تھا بلکہ شہر شقہ کا رہنے والا اور مولدین ۱ سے تھا، حکم کی جانب سے سرحدی علاقوں کا گورنر تھا قرب و جوار کے سرکش و متمرد امراء اس کے نام سے کانپتے تھے۔

عمروں بن یوسف اور طلیطلہ: حکم نے عمروں سے اہل طلیطلہ کو مطیع کرنے کے معاملہ میں اعانتا طلب کیا اور اس کو مشورہ میں شریک کر کے طلیطلہ کی سند حکومت عنایت فرمائی چونکہ عمروں اہل طلیطلہ کو ہم قوم تھا اس وجہ سے اہل طلیطلہ اس سے مانوس و مطمئن ہو گئے، تھوڑے دنوں بعد عمروں

۱ راء اور باء کی زیر کے ساتھ، حق را صحاح کے مطابق ایک شہر کا علاقہ ہے، جب کہ معجم البلدان کے مطابق ایک جہید اور نیا محلہ جو شہر پناہ کی دیواروں سے باہر واقع تھا جہاں چھوٹے تاجر اور عام صنعت و حرکت سے تعلق رکھنے والے لوگ رہا کرتے تھے۔ ۲ باقی سپاہی جو جلاء وطن ہو کر فارس چلے آئے تھے ان کی تعداد آٹھ ہزار تھی اور اسکندریہ میں تو جو گروہ جلاء وطن کا آیا تھا، وہ بچوں اور عورتوں کے علاوہ چند ہزار افراد پر مشتمل تھا عرب مورخین کا ہے، واللہ اعلم (مترجم) ۳ مولدین ۱۴ ایک لغت ہے اور جمع ہے اس کا واحد مولد ہے، راجع مولد اس شخص کو کہتے تھے جو خالص عربی نہ ہوتا، (حق را صحاح) اور اصطلاح میں مولدین ان ایبیتی لوگوں کو کہتے ہیں جو خلفاء بنو امیہ اور عربوں کے خلاف اعتدال کے حامی تھے یہ لوگ گورنروں اور عبدالرحمن الداخل کے زمانہ میں تھے۔

چاہکی سے اہل طلیطلہ کو اس مشورہ میں کہ بنی امیہ کو حکومت سے اتار دینا چاہئے شریک کرنا شروع کیا اور اس غرض کے لئے کہ وہ شاہی راہین کے ساتھ اس میں گوشہ نشین ہو جائے گا ایک علیحدہ مکان تعمیر کرنے کی رائے دی اہل طلیطلہ اس بہکانے میں آگئے، عمروں نے ان لوگوں کی اتفاق اور مدد سے حسب مرضی ایک مکان تعمیر کرایا۔

عبدالرحمن کی طلیطلہ آمد: اتفاق سے اسی زمانہ میں سرحد کے ایک افسر اعلیٰ نے دارالحکومت سے امداد طلب کی، امیر حکم نے ایک بہت بڑا لشکر اپنے بیٹے عبدالرحمن کی زیر نگرانی روانہ کیا جس میں وزیروں کی بھی ایک جماعت تھی کوچ و قیام کرتا ہوا یہ لشکر طلیطلہ سے ہو کر گذرا مگر طلیطلہ نہ توجانے کا ارادہ کیا اور نہ اہل طلیطلہ سے چھیڑ چھاڑ کی دشمنان اسلام لشکر اسلام کی آمد کی خبر سن کر لوٹ گئے، اللہ تعالیٰ نے ان کے شر سے مسلمانوں کے مدد کو پہنچایا، عبدالرحمن نے قرطبہ کی جانب واپسی کا ارادہ کیا عمروں کی ترغیب و تحریک سے طلیطلہ کے سردار عبدالرحمن سے ملنے آئے عبدالرحمن نے ان لوگوں کی عظیم و تکریم کی، عزت سے اپنے قریب بیٹھنے کا حکم دیا۔

عبدالرحمن کا طلیطلہ میں داخلہ: حکم کے خادم نے اہل طلیطلہ کو بتائے بغیر خفیہ طور پر عمروں کو امیر حکم کا فرمان دیا جس میں لکھا تھا جس طرح ممکن ہو ہوشیار اور چالاک کی سے طلیطلہ کے فساد یوں کو زیر کرنا چاہئے عمروں نے اہل طلیطلہ سے کہا ”اس وقت اتفاق سے عبدالرحمن تمہارے شہر میں آگیا ہے اس کو اپنے شہر میں لے چلو تا کہ تمہاری قوت و شوکت دیکھ کر دل میں متاثر ہو، اور آئندہ تمہارے مطیع کرنے کا خیال نہ کرے“ اہل طلیطلہ اس بہکانے میں آگئے، عبدالرحمن کو منت و سماجت کر کے اپنے شہر میں عمروں کی مرضی سے تعمیر کیا گیا تھا۔

مخالفین کا عجیب صفایا: ایک روز دعوت کے بہانے سے عمروں نے تمام سرداروں کو قصر امارت میں مدعو کیا اور یہ حکم دیا کہ رش کی وجہ سے امیر نے یہ انتظام فرمایا ہے کہ ”لوگ ایک دروازے سے مکان میں داخل ہوں اور جاتے وقت دوسرے دروازے سے جائیں“ اہل طلیطلہ اس رائے و انتظام کے مطابق گروہ کے گروہ قصر امارت میں داخل ہونے لگے جیسے ہی یہ قصر میں داخل ہوتے لشکر کے سرداران کو پکڑ کر اس گڑھے پر لے جاتے جو پہلے سے ان لوگوں کے قتل کے لئے کھدایا گیا تھا اور سب کی گردنیں مار دیتے، رفتہ رفتہ اسی تدبیر و حکمت عملی سے سارے سرغنوں کو قتل کر ڈالا۔ باقی بچے ہوئے معمولی حیثیت والے اس بات کو تاڑ گئے اور جان کے خوف سے بھاگ کھڑے ہوئے، اس خوفناک قیامت جیسے واقعہ نے سارے اہل طلیطلہ کے مزاج ٹھنڈے کر دیئے۔ بالکل سچے دل سے فرمانبردار بن گئے اور آخر تک مطیع و منقاد رہے جیسا کہ آئندہ ہم تحریر کریں گے۔

اہل قرطبہ کی بغاوت: پھر ۱۹۱ھ میں اصغ بن عبداللہ نے ”ماردہ“ میں علم بغاوت بلند کیا، حکم کے گورنر کو مار ڈال دیا، حکم کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے فوجیں تیار کر کے ”ماردہ“ کو جا کر گھیر لیا محاصرہ کے دوران یہ خبر ملی کہ اہل قرطبہ میں بغاوت ہو گئی ہے محاصرہ اٹھا کے قرطبہ کی جانب لوٹ ۱۰ آیا اور نہایت تیزی سے آتش فساد ختم کر کے تمام مفسدوں اور سرغنوں کو مار ڈالا اس کے بعد اصغ نے بھی علم حکومت کی اطاعت قبول کر دی حکم نے اس کو قرطبہ بلا کھڑا لیا۔

طرسوسہ کا محاصرہ: ان ۲۰۰ آئے دن خانہ جنگیوں اور اندورنی بغاوتوں کو شاہ فرانس نے محسوس کر کے فوجیں تیار کیں سہ ماہ جنگ و محاصرہ تیار کر کے طرسوسہ کے محاصرہ کی غرض سے کوچ کر دیا حکم کو اس کی اطلاع ہوئی اس نے بیٹے عبدالرحمن کو بہت بڑی فوج کے ساتھ شاہ فرانس کے استقبال پر مقرر کیا ابھی شاہ فرانس اپنے حدود مملکت سے آگے بھی نہ نکلا تھا کہ عبدالرحمن نے پہنچ کے جنگ کا نیزہ گاڑ دیا دونوں دشمن جی توڑ کر لڑنے لگے، نہایت

۱ حکم کے واپس آنے پر اہل ماردہ کبھی مطیع ہو جاتے تھے اور کبھی پھر باغی ہو جاتے، حکم ان کی سرکوبی کے لئے ہمیشہ لشکر بھیجتا تھا یہاں تک کہ اصغ کی قوت ختم ہو گئی، اسی مرحلہ میں حکم نے اہل ماردہ کے سرداروں کو ملایا سب نے اس کا ساتھ ترک کر دیا، اصغ کا بھائی بھی شامی لشکر میں چلا آیا، مجبور ہو کر اصغ نے اہل طلب کی اور صبح کر دی (کامل ابن اثیر جلد نہم ۶ مطبوعہ مصر صفحہ نمبر ۸) (مترجم) ۲ یہ واقعہ ۱۹۱ھ کا ہے اسی سن میں حزم بن وہب نے اطراف بلجیہ میں بغاوت کی تھی اہل بلجیہ کے علاوہ اور لوگوں نے اس کا ساتھ دیا حزم نے ایشیونہ کا رخ کیا اتنے میں حکم کو اس کی خبر ملی گئی اپنے بیٹے ہشام کو بڑی فوج کے ساتھ حزم کے عزم کو توڑنے کے لئے روانہ کیا، ہشام نے پہنچتے ہی حزم کو اپنی بری طرح شکست دی کہ حزم اپنی دھت پر پشیمان ہو کر اہل طلب کا گروہ اور مطیع ہو گیا (تاریخ کامل ابن اثیر جلد نمبر ۶ مطبوعہ)، (مترجم)

سخت و درخیزی جنگ کے بعد شاہ فرانس کو شکست ہوئی اسلامی لشکر کو فتح ہوئی اور عبدالرحمن اپنی فوج ظفر موج کے ساتھ مظفر و منصور مال غنیمت لئے ہوئے واپس ہوا۔

فرانس پر حملہ: گزشتہ حملوں کی وجہ سے ۲۰۰ھ میں حکم نے اپنی فوج کو مملکت فرانس کے خلاف جہاد کی تیاری کا حکم دیا، سپاہیوں نے کہاں شوق و ذوق سے تیاریں کیں، حکم نے ان لوگوں کو اپنے دربارن عبدالکریم بن عبدالواحد بن مغیث کی زیر نگرانی شاہ فرانس پر حمے شروع کر دیئے، شہر کے شہر گاؤں کے گاؤں قصبے کے قصبے ویران ہو گئے بہت سے قلعات منہدم کر ڈالے، شاہ جلالہ عظیم فوج لے کر مقابلہ پر آیا نہر کے کنارے دونوں دشمنوں کا مقابلہ ہوا، مدوں چھوٹی چھوٹی جنگیں ہوتی رہیں، اسلامی لشکر کو فرانسیسی عیسائیوں سے ان جنگوں میں بہت بڑا فائدہ پہنچا اس کے بعد مسلسل تیرہ دن رات لڑائی ہوتی رہی، اتنے میں ان دنوں بہت بارش ہوئی نہر میں طغیانی پیدا ہوئی، عساکر اسلامیہ کامیابی سے مال غنیمت لئے ہوئے واپس آئے۔

عبدالرحمن اوسط کی جانشین: آخری ۲۰۶ھ میں امیر حکم بن ہشام ۱ نے اپنی حکومت کے ستائیس (۲۷) سال پورے کر کے وفات پائی یہ پہلا شخص ہے جس نے اندلس میں فوجی نظام رکھا، انکی تنخواہیں مقرر کیں طرح طرح کے آلات حرب کافی مقدار میں تیاری کئے، غلاموں اور خادموں کی تعداد بڑھائی دروازہ پر جاں نثار فوجی دستے کا پہرہ مقرر کیا، اور مملوکوں، خادموں کو خدمات کے لئے رکھا اور ان لوگوں کے بھی ہونے کی وجہ سے ”خرس“ کے نام سے پکارنے لگا، ان لوگوں کی تعداد پانچ ہزار تک پہنچ گئی تھی، یہ بذات خود ہر کام کی نگرانی کرتا اور ہر جنگ پر اکثر خود جاتا تھا اس کو بہت سے مخبر اور جاسوس تھے جو روزانہ اس کو رعایا کے حالات اور تمام ملک کے واقعات سے مطلع کیا کرتے تھے اس کی صحبت علماء اور صالحین سے گرم رہا کرتی

۱ حکم بن ہشام ایک جلیل القدر عظیم الشان اندلس کا فرمانبردار تھا اپنے خیالات اور ارادوں پر استقلال کے ساتھ عمل کرتا تھا، سخت مصیبت میں گھبراتا تھا اس کے شروع زمانہ حکومت میں اس کے چچاؤں نے اس کے خلاف بغاوت کی تھی، اس کو ان کے سر کرنے میں مصروف ہونا پڑا۔ اسی دوران فرانسیسی عیسائی اس موقع کو غنیمت سمجھ کر کے بڑا دباؤ پر حملہ آور ہوئے حکم نے جیسے تیسے اپنے چچاؤں کی بغاوت سے فراغت حاصل کر کے شاہ فرانس کو خوب خوب زیر کیا اگرچہ اپنے زمانہ حکومت کے شروع میں کسی حد تک ہووہب میں مصروف ہو گیا تھا اور یہی موقع علماء قرطبہ کو اس سے مخالفت کا حاصل ہوا تھا مگر میراگمان ہے کہ بعد سمیت اس نے ان افعال و حرکات سے جو قرطبہ کے علماء و فقہاء کی ناراضگی کا سبب بنے تھے تو یہ کرنی تھی اس کی دین داری اور تقویٰ کی ادنیٰ نظیر یہ ہے کہ ایک دن اپنے کسی خادم پر اس نے ناراض ہو کر ہاتھ کانٹنے کا حکم دیا، اتفاق سے اس وقت فقیہ زید بن عبد الرحمن آ پہنچا۔ میر حکم کو مخاطب کر کے بولا ”اللہ تعالیٰ امیر کو توفیق خیر عطا فرمائے، مالک ابن انس نے مرفوعاً روایت کی ہے، جو شخص اپنے غیظ و غضب کو ضبط کرے جس کے نفاذ پر قادر ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو قیامت کے دن امن و ایمان سے پر کر دے گا“ اس فقرہ کے شتم ہوتے ہی حکم کا غضب و غیظ ختم ہو گیا اور خادم کی تقصیر معاف کر دی ”اس کہ مہر پر“ ساللہ بقی الحکم“، منقش نہ تھا ہیں (۲۰) بیٹے اتنی ہی بیٹیاں چھوڑ کر مرا اس کی ماں ام ولد بھی زخرف نام تھا، ۵۴ھ میں پیدا ہوا تھا اس کے حالات میں سے جس اس کی ہمدردی سدا کا ثبوت ملتا ہے، ایک یہ حال ہے کہ عباس شاعر سرحدی بڑا کی طرف جا رہا تھا اتفاق سے اس کا گزروادی حجارہ میں ہوا سنا ایک عورت چلا چلا کر کہہ رہی تھی، واغوثاہ بک یا حکم واغوثاہ بک یا حکم عباس نے قریب جا کے دریافت کیا عورت نے کہا امیر حکم ہمارے حال سے اتنا بے خبر ہے کہ عیسائی کتوں نے ہمیں بیوہ کر دیا ہے اور ہمارے بچوں کو یتیم بنا دیا، ہم لوگ معاہدہ اپنے چند رفقاء کے سمیت اس گاؤں سے آ رہے تھے کہ دشمن اسلام کے لشکر نے آ کر ہم کو گھیر کر پامال کر ڈالا“ عباس نے فی البدیہہ ایک قصیدہ کہا جس کے شروع کے مصرعے یہ تھے۔ نسملک فی وادی الحجارة مسہراء اراعی نجوماً لا یرون تغیراً الیک ابوالعاصی نصبت مطینی تسیر بهم ساریاً ومہجر ائدواک نساء العالمین فیصورہ فاندک اخوی ان تغیت وتنصرأ جس وقت عباس نے حکم کے دربار میں حاضر ہو کر یہ قصیدہ پڑھا اور سرحدی علاقوں کے خطرناک حالات کا فوٹو کھینچ کر دکھلایا اور اس عورت کا نام و نشان بتایا جس کے خاندان کو دشمنان اسلام نے پامال کیا تھا حکم نے اسی وقت جہاد کی تیاری اور لشکر کی تیاری کا حکم دیا، چنانچہ اس واقعہ کے تیسرے دن عباس شاعر سمیت وادی حجارہ کی طرف کوچ کیا، وادی حجارہ میں پہنچ کے دریافت کیا کہ کس جانب سے دشمنوں نے حملہ کیا تھا بتلایا گیا کہ اس سمت سے (اشارہ کر کے) پس حکم نے اسی سمت پر حملہ کیا، کئی قلعے کئے بہت سے شہروں کو ویران و خراب کیا، ہزاروں عیسائیوں کو مار ڈالا اور بے شمار قیدی اور مال غنیمت لئے کر پھر وادی الحجارہ واپس آیا حکم دیا کہ اس مظلومہ عورت کو پیش کر دو جب وہ عورت آئی تو اس کے سامنے عیسائی قیدی اس جنگ میں گرفتار ہو کر آئے تھے سب قتل کروادیا، پھر عباس نے مخاطب ہو کر کہا کہ اس عورت سے پوچھو کہ اتو حکم نے تمہاری فریاد کی عورت ہوئی تو اللہ اب میرا دل ٹھنڈا ہو دشمن اسلام نے اپنے کئے کی سزا پائی، مظلوم کی داد ملی، اللہ تعالیٰ امیر کی فریاد کی کرے اور نصرت و فتح عطا فرمائے، حکم کے چہرہ پر اس فقرہ کے سنتے ہی خوشی کے آثار پیدا ہوئے، عباس کو مخاطب کر کے یہ شعر پڑھے، الم تر یا عباس انی اجتہا علی البعدا فناد الخمیس المظفرأ فاحرکت او طاء ابروف عہ و یسست مکروباً اعینت معسراً عباس فی جوارک اللہ عن المسلمین حیوا کہہ کر بڑھ کر امیر کے ہاتھ کو بوسہ دیا، (دیکھو تاریخ القاری جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۲۲۳ تا ۲۲۴ مطبوعہ لیدن تاریخ کامل ابن اثیر جلد نمبر ۶ مطبوعہ مصر از صفحہ ۶۰ لغایہ ۱۵۵) (مترجم)

تھی اسی نے اندس کے خارخس کو صاف کیا اور اپنے آئندہ جانشینوں کے لئے چھوڑ گیا اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا عبدالرحمن حکمران بنا۔

عبداللہ بلنسی کی بغاوت: عبدالرحمن کے شروع زمانہ حکومت عبداللہ بلنسی (حکم کا چچا) پھر باغی ہو گیا فوجیں تیار کر کے قرطبہ پر حملے کے رادے سے تدبیر کی جانب روانہ ہوا، عبدالرحمن نے اس کی سورش و بغاوت ختم کرنے کے لئے لشکر تیار کر کے کوچ کیا، عبداللہ پر کچھ ایسا خوف غالب ہو کہ بغیر جنگ و جدال لوٹ کھڑا ہوا اور بلنسیہ میں پہنچ کر تھوڑے ہی دنوں بعد مر گیا عبدالرحمن اس کے اہل و عیال کو قرطبہ لے آیا۔

اس کے بعد عبدالرحمن نے ”جلیقہ“ کے خلافت جہاد کیا اور دور تک تباہ و برباد کرتا ہوا اکل گیا ایک عرصے تک قرطبہ سے غائب رہا۔ عیسائیوں کے مختلف گروہوں کو تباہ و برباد کر کے واپس آیا۔

زاب مَعْنٰی سی ۲۰۶ھ میں علی بن نافع معروف نہ ”زاب“ معنی خلیفہ مہدی کا خادم، ابراہیم مصلی کا شاگرد، عراق سے اندلس آیا عبدالرحمن سوار ہو کر اس کے استقبال کے لئے گیا بے حد عزت و احترام سے پیش آیا چنانچہ علی بن کمال عزت سے اس کے قیام کیا اور اندلس میں عم موسیقی کو بطور اپنے وارثت کے چھوڑ گیا اس کے کئی بیٹے تھے عبدالرحمن سب سے بڑا تھا علم موسیقی میں یہی اس کا جانشین تصور کیا گیا۔

بیرہ والوں کی سرکوبی: ۶۰۷ھ میں مسلمان علاقوں کی سرحد سے عظیم الشان طوفان اٹھا عبدالرحمن کو اس سے ختم کرنے میں بذات خود مشغول ہونا پڑا، مدت ہوئی کہ مرحوم امیر حکم نے گورنر سرحد کو اس کے ظلم و ستم کی وجہ سے گرفتار کر کے زندہ صلیب پر چڑھا دیا تھا اتفاق سے اس کے بعد ہی حکم بھی وفات پا گیا، اور امیر عبدالرحمن حکمران بنا، گورنر نے جن لوگوں پر ظلم کیا تھا اور ان کے مال و اسباب کو ضبط کر لیا تھا وہ سب کے سب جمع ہو کر قرطبہ آئے اور اپنے ماں و اسباب کی واپسی کا مطالبہ کرنے لگے، اس واقعہ میں لشکر بیرہ زیادہ پیش پیش تھا ان بلوائیوں نے قصر امارت کے دروازہ کو جاکے گھیر لیا اور شور و غل مچنے لگے۔ عبدالرحمن نے چند لوگوں کو ان کے شور و غل ختم اور اس مجمع منتشر کرنے کے لئے بھیجا ان بلوائیوں اور فساد پیوں نے کچھ نہ سنی عبدالرحمن نے جھاکر فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔ حکم کرنے کی دیر تھی قرطبہ کا سارا لشکر ان پر ٹوٹ پڑا گنتی کے چند جان بچا کر بیرہ کی طرف واپس بھاگے عبدالرحمن نے تعاقب کا اشارہ کیا شاہی فوج قتل و غارت کرتی ہوئی آگے بڑھی۔ باقی لوگوں میں سے بھی اکثر لوگ مارے گئے۔

مضر یہ اور یسینیہ کے قبائل: اسی سن میں قبائل مضر یہ اور یسینیہ کا شہر تدبیر میں جنگڑا ہو گیا بہت خونریزی ہوئی دونوں طرف کے تقریباً تین ہزار آدمی کام آگئے، عبدالرحمن نے عظیم فوج کے ساتھ یحییٰ بن عبداللہ بن خالد کو فتنہ و فساد کے ختم کرنے پر متعین کیا، یحییٰ کے پہنچتے ہی دونوں سردہ ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے، جوں ہی یحییٰ روانہ ہوا پھر گتہ گئے، اسی طرح سے پورے سات سال مضر یہ اور یسینیہ کا جنگوں کا سلسلہ جاری رہا۔

عبدالکریم: ۲۰۸ھ میں عبدالرحمن نے اپنے دربان عبدالکریم بن عبدالواحد بن مغیث کو ایک زبردست لشکر کے ساتھ ”البتہ“ و ”فداع“ کی جانب جہاد کرنے کے لئے روانہ کیا عبدالکریم نے دشمنوں کے اکثر شہروں کو ویران اور برباد کیا بعض قلعوں پر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑا اور بعض سے جزیہ لے کر صلح کروا، مسدین کے قیدیوں کو اسی ضمن میں قید کی تکلیف سے نجات دلوائی (یہ واقعات ۱۰ ماہ جمادی الاخرہ ۲۰۸ھ کے ہیں)

ماردہ کی بغاوت: ۲۱۳ھ میں اہل ”ماردہ“ نے علم بغاوت بلند کیا سب نے متفق ہو کر گورنر کو نکال دیا عبدالرحمن نے اس جنگامہ کے ختم کرنے کی غرض سے فوجیں روانہ کیں۔ اہل ”ماردہ“ مقابلہ کرنے نکل آئے لڑائیاں ہوئیں آخر کار ”اہل ماردہ“ نے علم حکومت کے آگے گردن جھکا دی اور مطیع ہو گئے سپہ سالار افواج نے ”ماردہ“ کی شہر پناہ گرا دی اور ان لوگوں کے چند آدمیوں کے بطور ضمانت کے لے کر دار الحکومت قرطبہ کی جانب واپس روانہ ہوئے اس کے بعد عبدالرحمن نے شہر پناہ کے پھروں کو نہر میں پھینکنے کا حکم دیا اس سے ”اہل ماردہ“ کو ناراضگی پیدا ہوئی اور پھر مخالف ہو گئے، ماردہ کے گورنر کو گرفتار کر لیا اور ”ماردہ“ کی شہر پناہ نئے سرے سے درست کر لی اتنے میں ۲۱۴ھ کا دور آ گیا عبدالرحمن نے بنفس نفیس خود ان لوگوں کی سرکوبی پر کمر باندھی، اہل شہر نے شہر پناہ کے دروازے بند کر لئے اور لڑنے لگے عبدالرحمن چند جوہات کی بناء پر زیادہ دنوں تک نہ ٹھہر سکا واپس آیا۔

ماردہ کی فتح پھر ۲۱۷ھ میں فوجیں ”اہل ماردہ کے محاصرہ پر روانہ کیں، مگر کامیابی نہ ہوئی اس کے بعد ۲۲۰ھ میں ماردہ کا پھر محاصرہ کیا گیا، اس مرتبہ شاہی فوج کو کامیابی ہوئی ”ماردہ“ شاہی پرچم لہرانے لگا کچھ لوگ محمود بن عبد الجبار کے ساتھ بھاگ کر سخت شلوٹ پہنچے اور ۲۲۰ھ میں وہاں پہنچ کر پناہ گزیں ہو گئے، عبدالرحمن نے ان پناہ گزیں کو فتح کرنے کے لئے شاہی لشکر روانہ کیا، محمود یہ خبر سن کر اسلام دشمنوں کے ملک کی طرف بھاگ گیا اور وہاں پہنچ کر ان کے قلعوں میں سے ایک قلعہ پر قبضہ کر لیا پانچ سال تک اس قلعہ پر قابض رہا یہاں تک کہ افولش بادشاہ جلالہ (کال) نے اس قلعہ کا محاصرہ کیا اور لڑ کر بزور فتح کیا، محمود اپنے سارے ساتھیوں کے ساتھ مارا گیا، یہ واقعہ ۲۲۵ھ کا ہے۔

اہل طلیطلہ کی بغاوت ۲۱۵ھ میں اہل طلیطلہ میں بغاوت پھوٹ نکلی، ہاشم ضراب نامی ایک شخص اس بغاوت کا ذمہ دار تھا یہ شخص جنگ رنہض میں موجود تھا اس نے آہستہ آہستہ اپنی شان و شوکت بڑھائی۔ ایک بہت بڑا گروپ اس کے پاس آ کے جمع ہو گیا، ہاشم ان سب فوج کو جنگی لباس پہننے کے اہل شدت بر یہ پر حملہ آور ہوا عبدالرحمن نے شاہی فوجیں ہاشم سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیں بالکل کامیاب نہ ہوئی، دوبارہ دوسرا لشکر روانہ کیا، طرف دورقہ کے آس پاس شاہی لشکر اور ہاشم نے صف آرائی کی، شاہی لشکر نے اس معرکہ میں باغیوں کو شکست دے دی، پکڑ دھکڑ میں ہاشم کو اس کے بہت سے ساتھیوں کے ساتھ مارڈالا مگر اہل طلیطلہ مخالف و بغاوت پر مسلسل اڑے رہے تب عبدالرحمن نے اپنے بیٹے امیہ کو اہل طلیطلہ کے محاصرہ اور جنگ پر مقرر کیا امیہ نے ایک زمانہ دراز تک اہل طلیطلہ کا محاصرہ کئے رکھا۔

اہل طلیطلہ کی سرکوبی: اس کے بعد محاصرہ اٹھا کر قلعہ رباح ① میں آ کر اور فوج کے ایک دستے کو اہل طلیطلہ پر شیخون مارنے کی غرض سے روانہ کیا اس سے پہلے جس وقت امیہ محاصرہ اٹھا کر قلعہ رباح کی طرف واپس آ رہا تھا تعاقب کے خیال سے اہل طلیطلہ بھی نکل آئے تھے شاہی فوج اس بات کو محسوس کر کے کمین گاہ میں چھپ گئی۔ جوں ہی اہل طلیطلہ کمین گاہ سے آگے بڑھے شاہی فوج نے حملہ کر دیا طلیطلہ کے بہت سے آدمی کام آ گئے منتقی کے چند جان بچنے کے طلیطلہ واپس آئے امیہ کو اس خونریزی کا بے حد صدمہ ہوا تھوڑے دنوں بعد اسی صدمہ ورنج سے مر گیا عبدالرحمن نے پھر اہل طلیطلہ کے محاصرہ پر شاہی لشکر روانہ کیا لیکن کچھ کامیابی نہ ہوئی۔

طلیطلہ کی فتح: ... قلعہ رباح کا لشکر مسلسل اہل طلیطلہ پر حملہ کرنے جاتا تھا اور کچھ عرصہ محاصرہ کر کے واپس آ جاتا تھا یہاں تک کہ ۲۲۲ھ میں عبدالرحمن نے اپنے بھائی ولید کو اہل طلیطلہ کو فتح کرنے پر مقرر کیا۔ ولید نے نہایت حزم و احتیاط سے طلیطلہ کا محاصرہ کیا چاروں طرف سے آمد و رفت بند کر دی اہل طلیطلہ مرنے کے قریب پہنچ گئے محاصرین کا دفاع بھی نہ کر سکے ولید نے لڑ کر طلیطلہ کو فتح کر لیا اہل طلیطلہ کا سارا جوش ختم ہو گیا۔ ولید اس کامیابی کے بعد ۲۲۳ھ تک ٹھہرا ہوا پھر قرطبہ واپس آیا۔

قرنوں اور لرز لیتی کی جنگ: ... اندرونی بغاوتوں کے ختم کرنے سے فارغ ہو کر ۲۲۴ھ میں عبدالرحمن نے اپنے ایک عزیز عبید اللہ بن عیسیٰ کو ایک بڑے لشکر کے ساتھ ”البتہ“ اور ”فلاح“ کی جانب روانہ کیا دشمن جمع ہو کر مقابلہ پر آئے بہت زبردست جنگ ہوئی عبید اللہ نے نہایت مردانگی سے دشمنوں کو شکست دی دشمن کے ہزار ہا آدمی قتل اور قید کئے گئے اس کے بعد اسی سن میں لرز لیتی شاہ فرانس نے اسلامی ملاقوں کی طرف حملہ کا ارادہ کیا، سرحدی شہر سالم پر حملہ آور ہوا، قرنوں ② بن موسیٰ نے اس سے مطلع ہو کر سالم کے بچانے کو کوچ کیا ایک دوسرے سے گتہ گتہ نہایت سخت اور خونریز جنگ کے بعد شاہ فرانس کو شکست ہوئی۔ بہت عیسائی قتل کئے گئے اور ہزار ہا قید کر لئے گئے، قرنوں اس مہم سے فارغ ہو کر اس قلعہ کی طرف متوجہ ہوا جس کو دشمنان اسلام اہل ”البتہ“ نے اسلامی سرحد کے سامنے مسلمانوں کو پریشان اور زیر کرنے کی غرض سے تعمیر کیا تھا، اہل قلعہ نے قرنوں کے حملہ سے قلعہ کو بہت بچایا مگر کامیاب نہ ہو سکے قرنوں نے اس قلعہ کو فتح کر کے گرا دیا۔

عبدالرحمن کا جلیقہ پر حملہ: ... ۲۲۵ھ میں عبدالرحمن نے فوجیں تیار کر کے بنفس نفیس خود جلیقہ پر حملہ کیا بہت سے قلعے فتح کئے، ایک مدت تک

① تاریخ اکال (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۲۲۵) میں رباح کے بجائے رباح تحریر ہے یعنی یاء کے بجائے بات۔ ② تاریخ اکال (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۱۷۳) پر قرنوں کے بجائے فرنوں تحریر ہے

ٹھہرا رہا، اور سرزمین فرانس کو تباہ کرتا رہا اس کے بعد بہت سال غنیمت اور قیدی لے کر واپس آیا پھر ۲۲۶ھ میں اسلامی افواج ممانت فرانس و تباہ و برباد کرتی ہوئیں سرزمین سرطانیہ تک پہنچیں، عساکر اسلامیہ کے مقدمہ الجیش پر موسیٰ بن موسیٰ (گورنر تطلیلہ) تھ دشمنوں سے مدد بھیڑ ہوئی، مسلمانوں نے نہایت مستقل مزاجی سے کفار کا مقابلہ کیا حتیٰ کہ عیسائی پسپا ہو کر بھاگے، موسیٰ نے اس معرکہ میں دلیری مردانگی کے جوہر دیکھنے اور شہرت اور نیک نامی حاصل کی۔

موسیٰ اور حرث کی جنگ: پھر اتفاق سے اس سے عبدالرحمن کے ایک سپہ سالار سے باتوں بات میں جھگڑا ہو گیا سپہ سالار نے سخت کلامی کی موسیٰ کی سپہ سالاری کی یہ حرکت ناگوار گذری، چونکہ عبدالرحمن نے اس معاملہ میں دخل نہیں دیا تھا، موسیٰ یہ سمجھ کر کہ اس سپہ سالار نے امیر عبدالرحمن ہی کے اشارہ سے مجھ سے سخت کلامی کی ہے، باغی ہو گیا، عبدالرحمن نے فوج کے چند دستوں کو حرث بن زریع کی زیر نگرانی موسیٰ کی گوشمالی پر متعین کیا، موسیٰ بھی مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی، موسیٰ شکست کھا کر بھاگا اس کا چچا زاد بھائی مارا گیا حرث کامیابی کے ساتھ میدان جنگ سے قرامطہ واپس آیا اس کے بعد تطلیلہ پر حملہ کیا اور اس کا محاصرہ کر لیا، اس وقت موسیٰ وہیں تھا مدتوں محاصرہ اور جنگ کا سلسلہ جاری رہا حتیٰ کہ موسیٰ نے تنگ آ کر صبحیہ کرن ورتطلیلہ چھوڑ کر رابطہ چل گیا اور حرث تطلیلہ میں ٹھہرا ہوا انتظام کرتا رہا۔

موسیٰ کی دوبارہ جنگ اور فتح: موسیٰ کے دماغ میں پھر بغاوت و سرکشی کا خیال آیا حرث نے موسیٰ کے حصار کی غرض سے رابطہ کی طرف کوچ کیا موسیٰ نے گھبرا کر غریبہ کفار کے بادشاہ سے مدد طلب کی، غریبہ اپنی فوجیں لے کر موسیٰ کی کمک پر آیا حرث نے مستقل مزاجی کا مظاہرہ کیا فوجوں کو آراستہ کر کے حریف کے لشکر پر حملہ کیا نہر بلہ پر دونوں دشمنوں کا مقابلہ ہوا، حریف نے پہلے سے چند دستوں کو کمین گاہ میں بٹھ دیا تھا جس وقت حرث کا لشکر نہر ”بلہ“ سے آگے بڑھا دشمن کی فوج نے کمین گاہ سے نکل کر حملہ کر دیا، بیچارہ حرث اس غیر متوقع حملہ کا جواب دے نہ سکا دشمنوں کے ہاتھ گرفتار ہو گیا اس کی آنکھیں اسی معرکہ کے نذر ہو گئیں۔

موسیٰ کی اطاعت: عبدالرحمن کو اس ناگہانی واقعہ سے سخت صدمہ ہوا، ۲۲۹ھ میں اس نے اپنے بیٹے منذر کو ایک بہت بڑا لشکر دے کر موسیٰ کے محاصرہ کے لئے تطلیلہ روانہ کیا موسیٰ نے ڈر کر صلح کر لی۔ تب منذر نے ببلونہ کی طرف قدم بڑھایا اور دشمنوں پر جی توڑ توڑ کر جمعے شروع کر دیئے، یہاں پر مشرکین سے بہت سی لڑائیاں ہوئیں غریب (والی ببلونہ) مارا گیا جو حرث کے مقابلہ پر موسیٰ کی کمک کے لئے آیا تھا، اس کے بعد موسیٰ نے پھر سرکشی و مخالفت شروع کی، شاہی لشکر نے اس کو ہوش میں لانے کے لئے حملہ کیا موسیٰ نے دوبارہ پھر صلح کر لی اور اپنے بیٹے کو بطور ضمانت کے اندس کے گورنر عبدالرحمن کی خدمت میں بھیج دیا، عبدالرحمن نے صلح کر لی تطلیلہ کی سند حکومت عطا کی چنانچہ موسیٰ نے تطلیلہ میں داخل ہو کے تھیدہ کے ارد گرد کے انتظام و سیاست پر اپنے گورنر مقرر کئے اور آرام کے ساتھ تطلیلہ میں حکومت کرنے لگا۔

مجوسیوں کی بغاوت: اسی ۲۲۶ھ میں مجوسیوں ① نے اندلس کے ارد گرد کے علاقوں میں بغاوت کی ساحل (شبونہ میں) پنی کشتیوں اور جہازوں سے خشکی پر اتر آئے اہل اشبونہ سے اور ان دشمنوں سے تیرہ دن تک مسلسل جنگ ہوئی رہی اس کے بعد قدامت کی طرف بڑھے پھر قدامت سے اشدونہ پہنچے اشدونہ میں مسلمانوں سے جنگ ہوئی آگے نہ بڑھ سکے تو ان لوگوں نے اشبیلیہ پر حملے کا ارادہ کیا اور اشبیلیہ کے قریب پہنچ گئے اہل

① مجوسیوں کی سرکوبی درگوشی کے لئے امیر عبدالرحمن نے قرطبہ سے اپنے ایک نامور سپہ سالار کے ساتھ عساکر اسلامیہ کو روانہ کیا تھا مجوسیوں سے در اس لشکر سے خشکی پر ترے کے بعد بہت زبردست جنگ ہوئی، مسلمانوں نے سخت اور بے حد مصائب برداشت کر کے مجوسیوں کو شکست دی، اس کے بعد قرطبہ سے ایک دوسری تازہ دم فوج اس اسلامی لشکر کی کمک پر آگئی مجوسیوں اور مسلمانوں میں پھر جنگ چھڑ گئی اس معرکہ میں مسلمانوں نے مجوسیوں کو شکست دی اور ان کی دو ایک کشتیاں بھی چھین لیں، اس سبب جو کچھ ان میں تھا لے کر جلد دیا، مجوسی قدامت سے اشدونہ پہنچے اہل اشدونہ سے دو دن تک جنگ ہوئی رہی یہاں کی لڑائی میں مجوسیوں کو کامیابی ہوئی کچھ دنوں سبب بھی ہاتھ نہ گیا، تنے میں عبد رحمن کا جنگی کشتیوں کا بیڑہ ساحل اشبیلیہ پر آگیا اسلامی افواج نے خشکی پر اتر کر مجوسیوں کو بلہ کی طرف بھگا دیا مجوسی لوٹ مار کرتے ہوئے بہت ہی طرف بڑھے اور جب باجہ میں بھی چین نہ لے سکے تو اشبونہ کی طرف واپس آئے، اشبونہ سے نکلنے کے بعد پھر ان کا حال معلوم نہ ہو سکا، یہ ہے تفصیل اس واقعہ کی جس کو مورخ ابن خلدون نے بیان کیا ہے مختصراً کتاب (فتح الطیب مطبوعہ لیدن) (جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۲۲۲ و ۲۲۳) (مترجم)

اشبیلیہ نصف محرم (۱۵) ۲۲۸ھ میں ان دشمنوں سے لڑنے نکلے بہت زبردست جنگ ہوئی، مسلمانوں کو فتح ہوئی بہت سامان و اسباب لوٹا۔

مجوسیوں کا فرار۔ مجوسیوں نے میدان جنگ سے بھاگ کر ”باجہ“ کا راستہ لیا پھر باجہ سے اشبونیہ کی طرف واپس آئے مسلمانوں نے ان کو یہاں پر بھی چھین نہ سینے دیا اکھاڑ پچھڑ کر نکال دیا، اس واقعہ کے بعد ان کے حالات کا سلسلہ ختم ہو گیا اور ممالک محروسہ اسلامیہ کے ان اطراف میں امن و امان ہو گیا یہ واقعات ۲۳۰ھ کے ہیں، مجوسیوں کے چلے جانے کے بعد عبدالرحمن اوسط نے ان شہروں کی فلاح اور آبادی کی جانب توجہ دینا کو مجوسی خراب اور ویران کر گئے اور افواج اسلامیہ کی کافی تعداد کو ان کی حفاظت و نگرانی پر مقرر کیا۔

بعض مورخوں نے مجوسیوں کے ساتھ جنگوں کو ۲۳۶ھ میں تحریر کیا ہے شاید وہ دوسری جنگ ہو گئی واللہ اعلم۔

شہریوں کی پریشانی: ۲۳۱ھ میں عبدالرحمن نے اسلامی لشکر جلیقہ کی طرف روانہ کیا، افواج اسلامی دریا موجوں کی طرف بڑھتے بڑھتے عیسائیوں کے مشہور شہر لیون ۵ تک پہنچ گئیں۔ قلعہ شکن تحقیقیں نصب کر کے لڑائی شروع کر دی، اہل لیون مقابلہ نہ کر سکے، لیون کو اپنے دشمن کے حوالہ کر کے بھاگ کھڑے ہوئے، مسلمانوں نے شہروں میں گھس کر جو کچھ پایا اپنے قبضہ میں لیا، مکانات کو جلا کر خاک کر دیا شہر پناہ کے گرانے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوئے کیونکہ شہر پناہ کی دیوار کی چوڑائی پچیس (گز) ہاتھ کی تھی آخر کار جنگ آ کر شہر پناہ کی دیوار میں بہت بڑا سوراخ کر کے واپس آ گئے۔

عبدالرحمن کا برشلونہ پر حملہ:..... اس کے بعد پھر عبدالرحمن نے اپنے دربان عبدالکریم بن عبدالواحد بن مغیث کو ایک بڑا لشکر دے کر برشلونہ کی طرف جہاد کرنے کے لئے روانہ کیا، عبدالکریم برشلونہ ارد گرد کو تاراج کرتا ہوا فرانس کی اس سرحد تک پہنچ گیا جو سرب (یا برصغیر) کے نام سے جانا جاتا تھا، عیسائیوں اور عساکر اسلامیہ کی یہاں پر سخت اور خونریز جنگ ہوئی، مسلمانوں کے عیسائیوں کو شکست دے کر ان کی بڑی تعداد کو قید اور قتل کیا، عیسائیوں نے بھاگ کر جزیرہ میں دم لیا، جرندہ فرانس کا بہت بڑا اور مشہور شہر تھا، عساکر اسلامیہ نے ہارے ہوؤں کا تعاقب کیا، چونکہ عیسائیوں نے جرندہ میں پہلے سے پہنچ کر پورے طور سے قلعہ بندی کر لی تھی اس وجہ سے مسلمانوں کو مکمل کامیابی نہ ہوئی پھر بھی ان لوگوں نے اس کے آس پاس کو ویران اور اپنے قتل و غارتگری سے تباہ کر کے واپسی کا راستہ لیا۔

قسطظنیہ کے بادشاہ سے تعلقات:..... انہیں دنوں بادشاہ قسطظنیہ نوفل بن نوفل نے ۲۲۵ھ کے دوران میں امیر عبدالرحمن کی خدمت میں ہدایا اور تحائف بھیجے، مراسم اتحاد اور دوستی کی رسمیں قائم کرنے کی درخواست کی، امیر عبدالرحمن نے بھی اس کے بدلے میں یحییٰ غزال کے ذریعے بہت سے تحفے اور ہدایا روانہ کئے یحییٰ غزال امیر عبدالرحمن کی دولت و حکومت کا دایاں بازو تھا، شاعری اور فن حکمت میں یگانہ روزگار تھا یحییٰ نے شہ قسطظنیہ کے دربار میں پہنچ کر دونوں بادشاہوں کے درمیان رشتہ اتحاد و مواصلت کو مستحکم کیا اور واپسی آیا رفتہ رفتہ اس کی خبر اس حکومت کے رقیب عباسی خلیفہ کو بغداد تک پہنچی۔

نصر کی وفات کا عجیب واقعہ:..... ۲۳۶ھ میں نصر کی وفات ہو گئی اس کے انتقال کا قصہ بھی عجیب و غریب ہے، عبدالرحمن کے عہد حکومت میں نصر کی بہت شہرت اور بڑا دور دورہ تھا، اپنے آقا کو جس کام میں چاہتا تھا دبا لیتا تھا چنانچہ عبدالرحمن نے اپنے بیٹے محمد کو اپنا ولی عہد بنانا چاہا مگر نصر عبداللہ کی ماں کی سازش میں شریک ہو کر عبداللہ کی ولی عہدی کی کوشش کرنے لگا، جب نصر کو اس ارادے میں کامیابی کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو شاہی طبیب پر محمد (ولی عہد) کو زہر دینے کا دباؤ ڈالا طبیب نے محل کی قہرمانہ کے ذریعے، عبدالرحمن کو اس واقعہ سے مطلع کر دیا، اور یہ بھی گزارش کر دی کہ نصر نے مجھے زہر دینے پر مجبور کیا ہے، کل صبح کو جو پیالہ دوا کا آئے گا اس میں زہر ہوگا۔ اگلے دن صبح کے وقت نصر جب شاہی محل میں حاضر ہوا تو محمد (ولی عہد) کو امیر عبدالرحمن کے روبرو بیٹھا ہوا پایا دوا کا پیالہ سامنے رکھا ہوا تھا امیر عبدالرحمن نے نصر کو مخاطب کر کے ارشاد کیا ”نصر مجھے دوا بد مزہ اور کسلی معوم ہوتی ہے تم اس کو پیو“ نصر تو جانتا ہی تھا کہ اس میں زہر ملا ہوا ہے کوئی جواب نہ دے سکا بھونچکا رہ گیا امیر عبدالرحمن نے قسمیں دلائیں اور دوا پینے پر مجبور

کیا ہذا نصرانکار نہ کر سکا اور پیالہ اٹھا کے غنا غٹ پی گیا اور بہت جلدی اجازت حاصل کر کے گھوڑے پر سوار ہو کر گھر پہنچا اور پہنچتے ہی مر گیا۔ غرض امیر عبد الرحمن نے اس آسان طریقہ سے اپنے بیٹے عبد اللہ کی بیماری کا علاج کر دیا اور اس کے بعد ہی خود بھی مر گیا۔

محمد کی تخت نشینی واقعہ مذکورہ بالا واقعہ کے بعد امیر عبد الرحمن ① اوسط بن حکم بن ہشام بن عبد الرحمن معروف بہ داخل نے ۵۰۰ھ ربیع الآخر ۲۳۸ھ میں وفات پائی اکیس ② سال حکومت کی۔

امیر عبد الرحمن کا کردار۔ امیر عبد الرحمن اوسط علوم شریعہ اور فلسفہ کا عالم تھا اس کا زمانہ حکومت نہایت امن اور آسائش کا تھا دولت کی بہت زیادتی ہوئی متعدد محل و حمام تعمیر کرائے پہاڑ سے تل کے ذریعے پانی لے آیا جس سے سارا شہر سیراب ہوا، جامع مسجد قرطبہ کے دو سائباں بڑھا ہوئے عمران کے مکمل طور پر تعمیر ہونے سے پہلے اس کا انتقال ہو گیا ان سائبانوں کو اس کے بیٹے تکمیل کو پہنچایا، اندلس میں اور بہت سی مسجدیں اور جامع مساجد تعمیر کرائی، آداب شاہی اور دفاتر مقرر کئے، عوام الناس سے ملنا جلنا تعلقات ختم کر دیئے لہذا جب اس نے وفات پائی تو اس کا بیٹا محمد اس کی جگہ حکمران بنا۔

قلعہ رباح کی درستگی: امیر محمد نے حکمران بننے ہی قلعہ رباح کی فصیلوں کی مرمت کی غرض سے عساکر اسلامیہ کو اپنے بھائی حکم کی زیر نگرانی روانہ کیا، اس قلعہ کی فصیوں کو اہل طلیطلہ نے خراب اور زمین دوز کر دیا تھا چنانچہ حکم نے پہلے قلعہ رباح کو درست کر آیا، پھر طلیطلہ کی طرف گئے اور اس کے آس پاس دیہاتوں اور گاؤں پر لوٹ مار شروع کر دی۔

موسیٰ بن موسیٰ کی فتوحات: اس کے بعد افواج شاہی کو موسیٰ بن موسیٰ والی تھیلہ کی زیر نگرانی ”البتہ“ کے ارد گرد و قلاع کی جانب جہاد کرنے کے لئے روانہ کیا موسیٰ نے اس کے بعض قلعہ کو لڑ کر فتح کیا اور بہت سا مال غنیمت لے کر واپس آیا، پھر دوبارہ اسلامی فوجیں برشلونہ کی طرف روانہ کیں عساکر اسلامیہ نے ان اطراف میں بھی لوٹ مار شروع کر دی، اور برشلونہ کے قلعوں کو فتح کر کے واپس آئیں۔

وادئ سلیط کا معرکہ: پھر ۲۴۰ھ میں امیر محمد عساکر اسلامیہ تیار کیا جنگی ساز و سامان سے لیس ہو کر طلیطلہ کی سرکوبی کرنے کے لیے روانہ ہوا، اہل طلیطلہ نے بادشاہ (گاز) اور شاہ بشکنس سے مدد کی درخواست کی چنانچہ شاہان جلیقہ و بشکنس اہل طلیطلہ کی کمک پر آئے اور ان کے ساتھ مل کر امیر محمد سے میدان میں لڑنے نکلے، وادئ سلیط میں دونوں دشمنوں کا مقابلہ ہوا۔ امیر محمد نے معرکہ کارزار گرم ہونے سے پہلے چند دستوں کو کمین گاہ میں بٹھا دیا تھا جس سے دشمن کے پاؤں اکھڑ گئے۔ کامیابی کا سہرا، امیر محمد کے سردار، اہل طلیطلہ اور مشرکین کے بیس ہزار آدمی مارے گئے پھر ۲۴۳ھ میں امیر محمد نے اہل طلیطلہ پر دوبارہ حملہ کیا نہایت سختی سے ان کو تباہ کیا اور ان کے مال و اسباب کو نقصان پہنچایا اہل طلیطلہ نے دب کر صبح کر لی مگر امیر محمد کے واپس آتے ہی پھر بغاوت کی اور شاہی حکومت سے منحرف ہو گئے۔

مجوسیوں کا فساد: ۲۴۵ھ میں مجوسیوں کا بحری بیڑہ اندلس میں داخل ہوا، مجوسی جہازوں پر سے اشیائے اور جزیرہ میں اتر آئے اور اس کی مسجد کو جلا

- ① یہ امیر عبد الرحمن اوسط کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا کیونکہ عبد الرحمن اول، داخل کے خطاب سے تھا اور تیسرا عبد الرحمن ”الناصر“ کے لقب سے مشہور تھا، عبد الرحمن وسط کی پیدائش شعبان ۶۷۰ھ طلیطلہ میں ہوئی، علوم شریعہ اور فلسفہ میں ماہر تھا، اس کا زمانہ بھی بغاوت و سرکشی سے خالی نہیں رہا جو ترقی و دولت میں رکاوٹوں کے بڑے اسباب میں سے ہے پھر بھی وقتاً فوقتاً اپنے مسیحی دشمنوں پر بھی جسے کرتا اور کامیابی حاصل کرتا رہتا تھا اس کے زمانہ حکومت میں مال و دولت کی بہت فراوانی ہوئی بہت سے ماں اور حمام تعمیر کرائے دیب و رش عرقہ، طروب نامی ایک کنیر پر فریفتہ تھا، ایک مرتبہ امیر عبد الرحمن اوسط نے اس کو ایک زیور عنایت کیا جس کی قیمت ایک لاکھ دینار تھی، وزراء نے گزارش کی ”شاہی خزانہ سے یہ قیمتی چیزوں کو علیحدہ کرنا نازیبا ہے“ امیر عبد الرحمن نے جواب دیا اس کا پہننے والا تو اس زیور کے پہننے کے لائق ہے اور اس سے کہیں زیادہ اس کی قدر و منزلت ہے“ اس کا رنگ گندمی، آنکھیں گہریں لمبی ڈاڑھی نیم و نیم شخص تھا ڈاڑھی میں جتنا کا خضاب لگا تھا وہاں وقت (۴۵) بیٹے اس کے موجود تھے (تاریخ کامل جلد نمبر ۷ صفحہ نمبر ۲۷) مطبوعہ مصر، فتح الطیب جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۲۲۲ تا ۲۲۳ مطبوعہ لیدن۔ ② المقتبس میں لکھا ہے کہ یہ جمعرات کل رات تھی جب کہ ربیع الثانی کے تین دن گذر چکے تھے، دیکھیں المقتبس (صفحہ نمبر ۷) وراقعہ افریہ (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۴۹۳)۔ ③ ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۱۳۵) جدید عربی ایڈیشن مطبوعہ بیروت (۱۰ راجیہ، التراث العربی) پر اس کے بجائے اکتیس (۳۱) سال تحریر ہے، جب کہ المقتبس (صفحہ نمبر ۱۷) پر وہ حکومت چھ دن اور القعد الفریہ (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۴۹۳) پر اکتیس سال اور پانچ مہینے دور حکومت تحریر ہے۔

کے تدبیر کی طرف واپس چلے گئے پھر تدبیر سے قاصر ہوئے ① چلے گئے سواحل فرانس کی طرف روانہ ہوئے اور ان ساحلی مقامات کو تاراج کرتے ہوئے واپس روانہ ہوئے اتنے میں امیر محمد کی جنگی کشتیوں سے مقابلہ ہو گیا، فریقین میں بحری جنگ ہوئی مسلمانوں نے مجوسیوں کی دو کشتیاں پکڑ لیں، مجوسی باقی کشتیوں کو لے کر ببلونہ ② کی طرف بھاگ گئے مسلمانوں کی ایک جماعت اس معرکہ میں شہید ہو گئی، مجوسیوں نے ببلونہ میں پہنچ کر دند مچی اس کے گورنر غریبہ فرنگی کو گرفتار کر لیا، غریبہ نے ستر ہزار دینار زر فدیہ دے کر خود کو ان کے پنجے سے رہا کر لیا۔

۲۲۷ھ میں امیر محمد طلیطلہ کے باغیوں کی سرکوبی کی طرف پھر توجہ کی، شاہی فوجوں کو آ راستہ کر کے طلیطلہ کی طرف روانہ کیا پورے ایک ماہ محاصرہ رہا۔ قلاع اور البتہ پر حملہ ③ پھر ۲۵۱ھ میں امیر محمد نے اپنے بیٹے منذر کو ایک بڑا لشکر دے کر اطراف ”البتہ“ ”قلاع“ کے خلاف جہاد کرنے کے لئے روانہ کیا اسلامی لشکر نے مشرکین کے علاقوں میں داخل ہو کر لوٹ مار شروع کر دی شاہ زریق فوجیں تیار کر کے مقابلہ پر آیا گھمسان کی جنگ ہوئی میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا زریق شکست کھا کر بھاگا اسلامی لشکر نے تعاقب کیا تلواریں نیام سے کھینچ لی گئیں، ہزار ہا مشرک قتل و قید کئے گئے، اس معرکہ میں مسلمانوں کو بہت زبردست فتح حاصل ہوئی جس کی کوئی نظیر نہیں۔

اسی سن میں امیر محمد نے بذات خود جلالقہ کے خلاف جہاد کیا نہایت سختی سے ان کے شہروں کو تباہ و برباد کیا بہت سے گاؤں اور قصبے ویران کر ڈالے۔ عبدالرحمن کی بغاوت: اسی دوران عبدالرحمن بن مروان جلعقی ان نو مسلموں کے ساتھ جو اس کے ساتھ تھے باغی ہو گیا اور علم حکومت سے منحرف ہو کر ”اقصا“ سے ”بارد“ میں چلا گیا، شاہ ادفونش سے اتحادی تعلقات پیدا کر لئے وزیر السلطنت ہاشم بن عبدالرحمن اپنی فوج کے کمانڈر کی حیثیت سے عبدالرحمن کی بغاوت ختم کرنے کے لئے ۲۶۳ھ میں روانہ ہوا، عبدالرحمن نے پہلے ہی حملہ میں ہاشم کو شکست دے کر گرفتار کر لیا، کچھ عرصے بعد امیر محمد اور عبدالرحمن کے درمیان صلح کی خط و کتابت ہونے لگی، صلح کی شرط یہ طے ہوئی کہ عبدالرحمن ”بطلپوس“ جا کر قیام کرے اور وزیر السلطنت ہاشم کو رہا کر دے، ۲۶۵ھ صلح نامہ کی تکمیل ہوئی، عبدالرحمن نے صلح کی شرائط کے مطابق بطلپوس میں جا کے قیام کیا اور اس کی مرمت و تعمیر کی طرف خاص توجہ کی اس وقت تک یہ ویران پڑا ہوا تھا۔ وزیر السلطنت ہاشم بھی رہا کیا گیا، یہ رہائی عبدالرحمن کی خود سری کے ڈھائی سال بعد ہوئی۔

عبدالرحمن کی وعدہ شکنی:..... صلح کے بعد ادفونش نے عبدالرحمن نے بد عہدی کی، عبدالرحمن اس کی دوستی چھوڑ کر دارالحرب سے چل آیا روانگی کے وقت دونوں میں جنگیں ہوئیں، عبدالرحمن نے مارده کے آس پاس شہر اٹطانیہ پہنچ کے قیام کیا، ان دنوں یہ شہر ویران اور کس پرسی کی حالت میں پڑا ہوا تھا، عبدالرحمن نے اس کی شہر پناہ کی تفصیلات درست کرائیں، قلعہ بنوایا اس کے بعد اس کے گرد و نواح میں جلالقہ کے جتنے علاقے تھے ان پر قبضہ کر کے اپنے مقبوضات میں شامل کر لیا غرض رفتہ رفتہ اٹطانیہ سے بطلپوس تک اس مقبوضات کا دائرہ وسیع ہو گیا۔

موسیٰ بن ذی النون کی بغاوت: شدت بر یہ کے گورنر موسیٰ بن ذی النون ہواری نے اسی زمانہ میں علم بغاوت بلند کیا اور عہد توڑ کر اہل طلیطلہ پر حملہ کر دیا، اہل طلیطلہ بیس ہزار فوج کے ساتھ مقابلہ پر آئے، سخت اور خونریز جنگ ہوئی، آخر کار اہل طلیطلہ شکست کھا کر بھاگے ان لوگوں کے ساتھ مطرف بن عبدالرحمن بھی تھا یہ بھی شکست کھا کر بھاگا باوجود یہ کہ شجاعت میں یکساں نسب میں اعلیٰ درجہ کا شخص تھا۔

اس واقعہ سے موسیٰ کے حوصلے بڑھ گئے فوجیں تیار کر کے شیعہ (والی ببلونہ) پر حملہ کر دیا، شیعہ نے موسیٰ کو شکست دے کر گرفتار کر لیا کچھ عرصے کے بعد حکمت عملی، جیل سے نکل کے شدت بر یہ بھاگ آیا اور اس وقت سے مسلسل حکومت کا اطاعت گزار رہا حتیٰ کہ آخری عہد حکومت امیر محمد میں مر گیا۔

اسد بن حرث کی بغاوت: ۲۶۱ھ میں اسد بن حرث بن بدیع نے ”تا کرتا“ (رندہ) میں بغاوت کی امیر محمد نے اس کی سرکوبی کے لئے فوجیں روانہ کیں، محاصرہ و جنگ کے بعد اسد نے حکومت کے آگے گردن جھکا دی، ۲۶۳ھ میں امیر محمد نے اپنے بیٹے منذر کو جہاد کی غرض سے دارالحرب

① ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۱۳۶) پر قاصر ہوئے تحریر ہے جب کہ تاریخ اکامل (جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۲۲۹) پر ایوان تحریر ہے اور المقتبس میں درج ہے۔
 ② تاریخ اکامل (جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۲۲۰) پر ببلونہ تحریر ہے۔ ③ بارہ (۱۲) رجب ۲۵۱ھ کو یہ لڑائی فوج مرکون نامی جگہ پر ہوئی تھی، حریف کے مقتولوں کی تعداد ۱۰ ہزار چار سو ہوئی (۲۲۹۲) تھی، زخمیوں کا کوئی شمار نہیں، تاریخ اکامل (جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۶۳) مطبوعہ مصر (مترجم)

عرف روانہ کیا، منذر نے ”ماردہ“ کا راستہ اختیار کیا ماردہ کے آس پاس اس وقت عبدالرحمن بن مردان جلتی موجود تھا شاہی لشکر کا ایک گروہ اسی سمت سے ہو کر گذر عبدالرحمن ان کافروں کے، شاہی لشکر کے اس گروہ پر حملہ آور ہوا سب کو مار ڈالا۔ پھر ۱۶۳ھ میں جہاد کی غرض سے ہنبو نہ کی جانب روانہ کیا گیا، اس مرتبہ منذر نے سرقسطہ کے راستے کوچ کیا اہل سرقسطہ نے مزاحمت کی آپس میں جنگ ہوئی تو اس نے سرقسطہ سے ہٹ کر کے نطیہ کی جانب قدم بڑھائے اور اس کے تمام اطراف کو تابع کر کے بلاد مقبوضہ موسیٰ بن ذی النون کے مقبوضہ علاقوں کا رخ کیا اور اس سرزمین کو بھی اپنے گھوڑوں سے روندنا ہوا ہنبو نہ جا پہنچا اس کے اکثر قلعے ویران اور خراب کر کے بہت سامان غنیمت لے کر قرطبہ کی طرف واپس آیا۔

جنگی کشتیوں کی تباہی۔ ۲۶۶ھ میں امیر محمد نے دریائے قرطبہ میں جنگی کشتیوں کی تیاری کا حکم دیا غرض یہ تھی کہ اسلامی فوجیں بحر محیط ① کے رستے جلیقہ کے ملک میں دوسری جانب سے اتار دی جائیں، لہذا جب جنگی کشتیوں کا بیڑہ بن کے تیار ہوا اور دریائے قرطبہ سے بحر محیط میں داخل ہوا، اتفاق سے مخالف قبائل کی تیز اور تند چلی کہ ساری کشتیاں آپس میں ٹکرائیں کر لوٹ گئیں، ان میں سے دو چار ہی سالم بچیں ورنہ سب کی سب طوفان کی نذر ہو گئیں۔

عمر بن حفصون کی بغاوت: ۲۶۷ھ میں عمر بن حفصون ② نے قلعہ بشتہر جبال ③ مالقہ میں بغاوت کی اس نے قلعہ بشتہر کو اپنا مرکز حکومت بنا کر ارد گرد کے قصبوں اور شہروں پر قبضہ کر لیا مافوج اسلامیہ نے جو اس صوبہ میں تھیں کئی بار اس پر حملہ کیا، عمر بن حفصون نے ان کو ہر بار شکست دی، جس سے اس کی حکمرانی میں مضبوطی پیدا ہو گئی اتنے میں خاص دارالحکومت قرطبہ سے شاہی لشکر عمر بن حفصون کی سرکوبی کے لئے آیا عمر بن حفصون نے چاہا کہ اس سے صلح کر لی امن و امان قائم ہو گیا۔

منذر کی فتوحات: ۲۶۸ھ میں امیر محمد نے طوائف الملوکی اور دولت امویہ کے باغیوں کے استیصال پر اپنے بیٹے منذر کو مقرر کیا منذر نے سب سے پہلے سرقسطہ پہنچ کے محاصرہ کر لیا اس کے اطراف و جوانب اور گرد و پیش کے مقامات پر لوٹ مار شروع کر دی۔ تھوڑے دنوں بعد قلعہ رطہ ④ کو فتح کیا اس کے بعد دیر بروجہ ⑤ کی جانب بڑھا، محمد بن لب بن مسیٰ یہیں موجود تھا اس سے بھی جنگ ہوئی پھر منذر نے شہر ”لارودہ“ و ”قرطاجہ“ کا رخ کیا اور اس کی مہم سے فارغ ہو کر کفار کے علاقوں میں گھس کے چھیڑ چھاڑ شروع کر دی، اطراف ”البتہ“ و ”قلاع“ کو غارتگری و قتل سے تباہ و برباد کر دیا، قلعوں کو لوٹا میابی کے ساتھ فتح کر کے واپس آیا۔

عمر بن حفصون کی اطاعت: ۲۷۰ھ میں ہاشم بن عبدالعزیز شاہی لشکر کو لے کر عمر بن حفصون کے محاصرہ اور جنگ پر قلعہ بشتہر کی طرف روانہ ہوا، چنانچہ ابن حفصون باغی و سرکش کو سمجھا بھگا کے قرطبہ لے آیا اس نے وہیں قیام کیا۔

لارودہ کی تعمیر: اسی سن میں اسماعیل بن موسیٰ نے شہر ”لارودہ“ کی تعمیر شروع کی والی برشلونہ کی جانب سے رکاوٹ پیدا ہوئی فوجیں تیار کر کے اسماعیل کو زیر کرنے آ پہنچا اسماعیل نے کمال مردانگی سے شکست دی اور اس کے بہت سے پیادوں کو مار ڈالا۔

ہاشم بن عبدالعزیز کی فتوحات: ۲۷۱ھ میں ہاشم بن عبدالعزیز شاہی افواج کے افسر کی حیثیت سے سرقسطہ کے محاصرہ اور فتح کرنے کے لئے دوبارہ گیا ایک مدت کے محاصرہ و جنگ کے بعد سرقسطہ فتح ہوا، اہل سرقسطہ نے ہاشم کے فیصلہ و حکم سے شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے اس مہم میں عمر بن حفصون بھی گیا ہوا تھا اور جنگ میں شریک ہوا تھا لیکن جنگ کے وقت چھپ کر اسلامی لشکر گاہ سے بھاگ کر بشتہر جا کر دم لیا، ورنہ شہین ہو گیا۔ اس کے بعد ہاشم نے عبدالرحمن بن مردان جلتی کا قلعہ منت مولن میں محاصرہ کیا مگر سوچ سمجھ کر بغیر کامیابی کے واپس آیا، عبدالرحمن نے اس کے واپس آنے کے بعد اشبیلیہ اور بقیت پر چھا پامارا اس کے بعد منت شلوٹ میں جا کر قیام پذیر ہو کر قلعہ بندی کر لی، امیر محمد نے مصیبت اسی قلعہ پر اس سے صلح کر لی

① بحر محیط سے مراد اوقیانوس ہے، جو دنیا کا سب سے بڑا سمندر ہے۔ ② عمر بن حفصون عیسائی امیر تھا دیکھیں تاریخ اسپین (صفحہ نمبر ۸۱)، مترجم۔ ③ تاریخ الکامل (جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۵۰) پر ریتہ کے قلعے تحریر ہیں۔ ④ تاریخ الکامل (جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۵۱۲) پر ریتہ کے بجائے روطہ تحریر ہے، یا قوت عمومی محکم البلدان میں تحریر کرتے ہیں کہ یہ روطہ ہے راء کی پیش درواؤ کی جزم کے ساتھ، اندلس میں سرقسطہ کے پاس ایک قلعہ ہے جو ادی شلون پر بہت مضبوط بنا ہوا ہے۔ ⑤ تاریخ الکامل میں دیر توجہ تحریر ہے۔

عبدالرحمن بھی حکومت کا اعانت گزار ہو گیا اور مسلسل فرمانبردار رہا امیر محمد نے وفات پائی، اندنوں روم اور فرانس کا بادشاہ فریب بن لوزینق تھا۔

منذر کی امارت: ان واقعات کے ختم ہوتے ہوتے امیر ① محمد بن عبدالرحمن اوسط بن حکم بن ہشام بن عبدالرحمن معروف بہ داخل ② ماہ صفر ۳۷۳ھ میں پینتیس سال حکومت کر کے فوت ہو گیا، اس کے بعد اس کا بیٹا منذر حکمران بنا۔

ہاشم کا قتل: منذر نے اپنے زمانہ حکومت کے شروع میں ہاشم بن عبدالعزیز وزیر السلطنت کو قتل کی سزا دی اور فوجیں آراستہ کر کے عمر بن حفصون باغی و سرکش کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا۔

قلعہ بشتہ کا محاصرہ: ۳۷۴ھ میں اس کا قلعہ بشتہ میں محاصرہ کیا گیا، خوزیز اور سخت جنگ کے بعد عمر بن حفصون سارے قلعوں اور شہروں کو فتح کر بیان میں سے قلعہ یہ یعنی، لقلہ بھی تھا منذر نے اس کے گورنر عیثون کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اس کے بعد عمر بن حفصون نے شدت محاصرہ سے تنگ آ کر صلح کی درخواست کی، منذر نے عمر بن حفصون کی درخواست پر صلح کر لی، محاصرہ اٹھا کے واپس چلا گیا، عمر بن حفصون نے منذر کے واپس جاتے ہی صلح کے خلاف وعدہ توڑ ڈالا منذر نے یہ خبر سن کر دوبارہ محاصرہ کر لیا عمر بن حفصون نے پھر صلح کر لی مگر جوں ہی منذر واپس ہوا عمر بن حفصون نے پھر وعدہ شکنی کی غرض عمر بن حفصون وعدہ شکنی پر شکنی کرتا جاتا تھا منذر نے وفات پائی، عمر بن حفصون کو ہمیشہ کے لئے اس کے محاصرہ سے نجات مل گئی۔

امیر عبداللہ کی امارت: ۳۷۵ھ میں محاصرہ کی حالت میں عمر بن حفصون قلعہ بشتہ میں منذر ③ کا آخری وقت آ پہنچا اس نے دو سال حکمرانی کی اس کی جگہ اس کا بھائی امیر عبداللہ بن امیر محمد حکمران بنا حکومت اپنے قبضہ میں لے لی، سارے اندلس میں بغاوت و فساد پھیل گیا تھا، ہی صرہ اٹھ کے قرطبہ چل آیا، آئے دن کی بغاوتوں اور امراء مملکت کی مخالفتوں کی وجہ سے اندلس کی مالی حکومت کمزور ہو گئی تھی، اس سے پہلے اس ملک کا ٹیکس تین لاکھ دینار تھا اس میں سے ایک لاکھ دینار لشکر کی تیاری فوج کے اخراجات میں صرف کئے جاتے تھے، ایک لاکھ دینار مختلف ضرورتوں میں خرچ ہوتے تھے باقی ایک لاکھ شاہی خزانہ میں بطور بچت داخل کئے جاتے تھے ان سالوں میں جتنی بچت تھی وہ خرچ ہو گئی طرہ اس پر یہ ہوا کہ ٹیکس میں بھی کمی آ گئی۔

عام بغاوتیں ابن مروان کی بطلیوس میں بغاوت: ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ عبداللہ بن مروان نے امیر محمد بن عبدالرحمن والی اندلس کے گورنر کے مقابلہ میں جلا لقلہ (گائز) کے ساتھ جہاد کے وقت ۳۵۵ھ میں علم مخالفت بلند کیا تھا، چنانچہ نو مسلموں اور مولدوں کا جم غفیر اس کے پاس جمع ہو گیا، اقصائے بلد کی طرف قدم بڑھائے، رفتہ رفتہ اور خوش بادشاہ جلا لقلہ تک اس کی پہنچ ہو گئی، اسی مناسبت سے یہ جہتی کے نام سے مشہور و معروف ہوا پہلے ہم یہ بھی بیان کر آئے ہیں کہ ہاشم بن عبدالرحمن، وزیر السلطنت ۳۶۳ھ میں بحیثیت افسر افواج اندلس ابن مروان کی سرکوبی کے لئے گیا تھا اور ابن مروان نے اس کو شکست دے کر گرفتار کر لیا تھا اس کے بعد ۳۶۵ھ میں ہاشم کی رہائی اور ابن مروان کے بطلیوس سے چلے جانے پر آپس میں صلح ہو گئی، اس صلح کی بناء پر ابن مروان بطلیوس چلا آیا اور اس کو نئے سرے سے آباد کر کے اپنی حکومت اور دولت کی بنیاد کی کچھ عرصے بعد افولش بد عہدی اور مخالفت کرنے لگا نوبت جدال اور قتال تک پہنچ گئی، ابن مروان دارالحرب چھوڑ کر شہر الطانیہ (متعلقات ماروہ) چلا آیا اور اس کی قلعہ بندی کر کے وہیں ٹھہر گیا یہ شہر اس وقت ویران پڑا ہوا تھا، ابن مروان نے قیام الطانیہ کے بعد بلاد الیون کے فہروں پر آہستہ آہستہ قبضہ کر لیا اور اپنے مقبوضات کو بطلیوس تک بڑھا کر اس کو بھی شامل کر لیا، بلاد الیون جلا لقلہ کے مقبوضات میں سے تھے۔

- ① امیر محمد کی ۷۰ھ میں ہوئی تقریباً چھیاٹھ سال کی عمر سفید رنگ سرفی مائل، ڈاڑھی کو حنا کسم سے رنگتا تھا ذکی، ہوشیار، اور جی تھا اس کا زمانہ حکومت بھی طوائف لیسو کی میں مکمل ہوا، اندرونی مغزوتیں اور بیرونی سرکشوں سے کبھی اس کو فرصت نہیں ملی۔ سارے ملک بھر بد عملی کا سیلاب بادل چھایا ہوا تھا عیسائیوں کی ریشہ دوانیاں، نو مسلموں کی شورشیں، سپہ طرہ یہ کہ عربی سرداروں کی خود سریوں نے ایک دن بھی اس کو چین سے نہ بیٹھنے دیا حتیٰ کہ اسی حالت میں حکومت امویہ کو چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہو گیا۔ (مخلص از تاریخ کمال جلد ۷ صفحہ نمبر ۷۰ مطبوعہ مصر و کتاب فتح الطیب جلد اول صفحہ نمبر ۲۲۵ و ۲۲۶ مطبوعہ لیدن)۔ ② لعقد الفرید (جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۲۹۳) پر لکھا ہے کہ امیر محمد کی وفات بروز جمعہ ۱۱ رجب الاول کو ہوئی۔ ③ امیر منذر وفات کے وقت ۳۶ سال کا تھا، چہرے پر چچک کے داغ تھے، داڑھی گھنی تھی، ماور بڑی تھی، شعر و شاعر کا شوقین اور شایروں کا قدردان تھا، اس کی حکومت کا زمانہ بہت کم ہوا پھر بھی اس کو بھی بد دلتوں اور فتنہ و فساد نے ایک لمحے کے لئے بھی چین نہ لینے دیا، دیکھیں (تاریخ کمال جلد نمبر ۷ صفحہ نمبر ۷۰ مطبوعہ مصر) (مترجم)

سعدون سرساقی ابن مروان کے ساتھ دارالحرب میں سعدون سرساقی نامی گرامی اور مشہور جنگجو بھی تھا فنون جنگ سے اس کو پوری گاہی تھی۔ یہ بھی ابن مروان کے ساتھ امیر عبداللہ سے باغی ہو گیا تھا لہذا جب ابن مروان ”بطلیوس“ میں رہنے لگا تو سعدون نے اس سے علیحدگی اختیار کر کے قلیزہ اور ہجہ کے درمیان ایک قلعہ میں قیام کیا کچھ عرصہ بعد قلیزہ پر قابض و متصرف ہو کر دونوں حکومتوں یعنی حکومت اسلامیہ حکومت ہجہ کے درمیان میں رکاوٹ بن گیا یہاں تک کہ کسی لڑائی میں اوفونس کے ہاتھ مارا گیا۔

ابن تائیکیت کی بغاوت محمد بن تائیکیت قوم مسمودہ سے تعلق رکھتا تھا اس نے امیر محمد کی حکومت کے زمانہ میں سرحدی علاقوں میں بغاوت کی تھی اور سب سے پہلے ”ماردہ“ پر حملہ کیا تھا اس وقت ”ماردہ“ میں عرب اور کتامہ کی فوجیں مقیم تھیں محمد بن تائیکیت چالاکی سے شاہی افواج کو ”ماردہ“ سے نکالی کر ”ماردہ“ میں اپنی قوم مسمودہ کے رہنے لگا۔

ابن مروان کے باقی حالات: جس وقت محمد بن تائیکیت نے ”ماردہ“ پر قبضہ کر لیا، شاہی فوجیں قرطبہ سے اس کو ہوش میں لانے کے لئے ”ماردہ“ کی طرف بڑھیں، عبدالرحمن بن مروان یہ خبر سن کر بطلیوس سے اس کی کمک کے لئے آیا، مدینوں محاصرہ اور جنگ کا سلسلہ جاری رہا بالآخر میصرہ میں کامیابی نہ ہوئی مزید یہ ہوا کہ محمد بن تائیکیت نے چالاکی سے بہلا پھسلا کر ان لوگوں کو ”ماردہ“ سے نکال دیا جو اس وقت ”ماردہ“ میں عرب، مسمودہ و کتامہ کے لوگ رہتے اور موجود تھے ان لوگوں کے نکال دینے کے بعد محمد بن تائیکیت مع اپنی قوم کے نہایت اطمینان کے ساتھ ”ماردہ“ میں رہنے لگا۔

لقنت کا معرکہ: اس کے بعد محمد اور ابن مروان کے درمیان نزاع اور مخالفت پیدا ہو گئی ایک دوسرے سے جنگ شروع کی ابن مروان نے کئی بار محمد کو شکست دی، ان شکستوں میں سے ایک شکست مقام لقنت میں دی تھی اس واقعہ میں محمد کے لشکر کے ایک بازو میں مسمودہ کی فوج تھی، جو سین مقابلہ کے وقت بھاگ کھڑی ہوئی جس محمد کا ناکامی سے ساتھ میدان جنگ سے پسپا ہونا پڑا شکست کھانے کے بعد محمد نے ”سعدون سرساقی“ قلیزہ کے گورنر کی فوج صوب کر کے معرکہ آرائی کی مگر اس تدبیر نے بھی اس کے زخم پر کسی قسم کا مرہم تسکین نہ رکھا، ابن مروان کی قوت و شکوک بڑھتی ہی گئی، اس کی حکومت کو استحکام ہوتا ہی گیا۔

عبدالرحمن بن عبدالرحمن: اسی دوران ابن خضون سے اس کی ان بن ہو گئی چونکہ ابن مروان کا دماغ ان کامیابیوں سے بڑھ چڑھ ہو تھا ابن خضون کو آگے بڑھنے سے روک دیا مگر اس کے بعد ہی امیر عبداللہ ابن مروان کی حکومت میں ۱۸۱ مر گیا، اس کی جگہ اس کا بیٹا عبداللہ بن عبدالرحمن بن مروان حکمرانی کرنے لگا، بربریوں کو جو اس کے قرب و جوار میں تھے بے حد تنگ اور مجبور کیا، دو ہی مہینے حکومت کرنے پایا تھا کہ انتقال ہو گیا، لہذا امیر عبداللہ نے بطلیوس پر اپنی جانب سے عرب کے دوسروں کو مقرر کیا۔

عبدالرحمن کے پس ماندگان خاندان جس میں عبدالرحمن کے دو بیٹے مروان اور عبداللہ اور دونوں کا چچا مروان تھا قلعہ شونہ چلے گئے، کچھ عرصہ بعد عبدالرحمن کے دونوں بیٹے شونہ سے نکل کر اپنے دادا عبدالرحمن کے ساتھیوں اور مصاحبوں کے پاس جا کے ٹھہر گئے۔

امیر بطلیوس کا قتل: پھر ان دو عرب سرداروں میں جو امیر عبداللہ کی جانب سے بطلیوس کی امارت پر مقرر ہوئے تھے آپس میں ان بن ہو گئی ایک نے دوسرے کو قتل کر کے بطلیوس پر قبضہ کر لیا امیر عبداللہ کو اس کی خبر ملی تو اس نے ۲۸۱ھ میں امیر بطلیوس کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور بطلیوس پر قبضہ کر لیا، بطلیوس کے قبضہ کے بعد امیر عبداللہ نے برابر ان کے قلعوں کی طرف قدم بڑھایا اور اس وقت تک تباہی و بربادی پھیلاتا رہا جب یہ لوگ فرار ہوا تو وہ گئے، اسی سلسلہ میں محمد بن تائیکیت ماردہ کے گورنر سے معرکہ آرا ہوا، محمد بن تائیکیت نے تنگ آ کے صلح کر لی مگر تھوڑے دنوں پھر باغی ہو گیا، امیر عبداللہ کی اور اس سے دوبارہ جنگ شروع ہو گئی جو امیر عبداللہ کے آخری عہد حکومت تک جاری رہی۔

لب بن محمد کی بغاوت: ۲۵۸ھ امیر محمد کے عہد حکومت میں لب بن محمد بن لب بن موسیٰ نے سر قسط میں بغاوت کی، امیر محمد نے متواتر حملے

ابن حفصون اور جلالقہ کا بادشاہ:۔۔۔ پس جب کہ ①..... اور اتنی..... عمر بن حفصون اور جلالقہ کے بادشاہ سے آپس میں عہد و پیمان ہو اس کے امراء کو یہ بات ناگوار گزری، عہد نامہ کو بادشاہ جلالقہ کے پاس بھجوا دیا۔ وزیر السلطنت احمد بن ابی عبیدہ فوجیں مرتب و راستہ کر کے عمر بن حفصون کے می صرہ کرنے کے لئے بڑھا، عمر بن حفصون نے ابراہیم بن حجاج باغی اشبیلیہ سے فوج مدد طلب کی، ابراہیم فوجیں تیار کر کے عمر بن حفصون کی کمک پر آ گیا وزیر السلطنت کی ان دونوں باغیوں سے ٹکڑ بھٹڑ ہوئی۔ وزیر السلطنت نے ان دونوں سرکشوں کو شکست فاش دی، ابراہیم بن حجاج نے اس واقعہ کے بعد فرمانبرداری کا اظہار کیا، امیر عبد اللہ نے اس کو اشبیلیہ کی سند حکومت مرحمت فرمائی۔

ابن حفصون کا انتقال: باقی رہا ابن حفصون اس نے اظہار اطاعت کی غرض سے شیعہ حکومت کے ساتھ خط و کتابت شروع کی یہ وہ زمانہ تھا کہ شیعہ حکومت نے قیرون کو اغالیہ کے قبضہ سے نکال لیا تھا لہذا عمر بن حفصون نے اندلس میں عبید اللہ شیعہ کی دعوت کا اظہار و اعلان کیا مگر کچھ عرصہ بعد جس وقت کہ اللہ جل شانہ نے خلیفہ الاناصر لدین اللہ اموی کی حکومت و سلطنت کو استحکام و استقلال عنایت فرمایا اور باغیوں کا خدو خواہ ختم ہو گیا۔ اس وقت عمر بن حفصون بھی حکومت کا پھر مطیع و منقاد ہو گیا حتیٰ کہ اسی حالت میں ۳۸۶ھ میں بغاوت و سرکشی کے سینتیسویں سال مر گیا۔

سلیمان بن عمر بن حفصون کی بغاوت اور قتل:۔۔ اس کا بیٹا جعفر متمکن ہوا خلیفہ ناصر نے اس کی جانشینی کو بحال و قائم رکھا، جعفر نے دو تین سال حکومت کی تھی کہ اس کے بھائی سلیمان بن عمر کی سازش سے خود اس کے ایک سپاہی نے اس کو مار ڈالا، سلیمان اس وقت مصر کی خدمت میں تھا یہ خبر سن کر قلعہ بشتہ کی طرف گیا اور اپنے بھائی کی جگہ کے اہل بشتہ پر حکومت کرنے لگا۔ یہ واقعہ ۳۸۸ھ کا ہے سلیمان نے بشتہ پر قبضہ کرنے کے بعد خلیفہ ناصر کو اس واقعہ سے مطلع کیا خلیفہ ناصر نے اس کو بھی بشتہ کی سند حکومت عطا کی جیسا کہ اس کے بھائی جعفر کو مرحمت فرمایا تھا، چند دنوں بعد سلیمان نے مخالفت و بغاوت کی ناصر نے گوشمالی کی غرض سے فوجیں بھیجیں مطیع ہو گیا پھر بد عہدی کی دوبارہ فوجیں گئیں پھر غلطی معاف کر کے مطیع ہو گیا۔ مگر ناصر کو اس اظہار اطاعت پر اطمینان حاصل نہ ہوا اپنے وزیر السلطنت عبید الحمید بن سمیل کو شاہی افواج کے ساتھ سلیمان کو فتح کرنے کو بھیجا، وزیر السلطنت نے سلیمان کو شکست دے کر قتل کر ڈالا، سر اتار کے قرطبہ لے آیا۔

ابن حفصون کا زوال:۔۔۔۔۔ مولدوں اور نو مسلموں نے سلیمان کے بعد اس کے دوسرے بھائی حفص بن عمر کو اپنا امیر بنایا اس نے بھی بغاوت کی اور اپنی بد عہدی و مخالفت پر اڑا رہا۔ ناصر نے اس کی سرکوبی کے لئے فوجیں روانہ کیں، مدتوں محاصرہ اور جنگ کا سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ حفص نے اس کی درخواست کی ناصر نے اس کو امن دی چنانچہ حفص نے اپنی حکومت کے ایک سال بعد قرطبہ میں آ کے قیام کیا اور ناصر کو کبھی یوں کے ساتھ بشتہ کی طرف گیا سرزمین بشتہ کو ایک طرف سے چھان ڈالا۔

ابن حفصون اور اس کی اولاد کو پھانسی: عمر بن حفصون اور اس کے بیٹوں جعفر و سلیمان کی نعشوں کو نکلا کر قرطبہ میں لا کر صلیب پر چڑھایا، سارے کنائس ② اور قلعوں کو جو اطراف ریہ میں تھے گرا دیا، صوبہ مالقہ میں بیس یا کچھ زیادہ قلعے تھے یہ سب بھی زمین بوس کر دیئے گئے۔ سی واقعہ سے بنی حفصون کی حکومت ختم ہو جاتی ہے اور صفحہ ہستی سے ان کی حکمرانی کا نام و نشان مٹ جاتا ہے یہ واقعہ ۳۸۵ھ کا ہے، والبقاء اللہ وحدہ۔

اشبیلیہ کے باغی: صوبہ اشبیلیہ کا باغیوں کا سرغنہ ابن عبید ابن خلدون ابن حجاج اور ابن مسلمہ تھا، سب سے پہلے اشبیلیہ میں امیہ عبدالغفر بن ابی عبیدہ نے بغاوت کی امیہ کا دادا ابو عبیدہ، عبدالرحمن داخل کی طرف سے اشبیلیہ کا گورنر تھا ابن سعید اندلس کے مجازی مؤرخین کے حوالے سے تحریر کرتا ہے اور محمد بن اشعب اور ابن حبان تحریر کرتا ہے جس وقت اندلس میں بوجہ فتنہ و بغاوت نظام حکومت و امور سیاست میں، امیر عبد اللہ کے دور میں اضطراب و اختلال پیدا ہوا اور امراء و و ساء، خود سری و خود مختاری کی جانب مائل ہو گئے۔

① اصل کتاب میں اسی طرح سے جگہ خالی ہے۔ (مترجم) ہمارے پاس موجود یہ ایڈیشن (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۱۳۰) ٹھیک اسی جگہ یہ علامت موجود ہے کہ یہاں کچھ جگہ خالی ہے لیکن کوئی وصاحت نہیں کی گئی، (مترجم) ② کنائس جمع ہے کنیسہ کی یہ اصل میں یہ لفظ کلیسہ تھا جب عربی میں استعمال ہوا تو کنیسہ ہو گیا۔ یہودیوں یا عیسائیوں یا کافروں کی عبادت گاہ کو کہتے ہیں (مترجم)

امیر محمد بن عبد اللہ کی اشبیلیہ روانگی:..... اس وقت اشبیلیہ کے نامی گرامی سرداروں میں سے امیہ بن عبد الغافر، کریب ابن خلدون حضری اور اس کا بھائی خالد، اور عبد اللہ بن حجاج تھا امیر عبد اللہ نے اپنے بیٹے محمد کو جو کہ ناصر کا باپ تھا اشبیلیہ کا امیر مقرر کر کے روانہ کیا چونکہ یہ لوگ حکومت کے نام و نشان مٹانے کے درپے تھے اس وجہ سے ان لوگوں نے محمد بن امیر عبد اللہ پر حملہ کر دیا اور قصر امارت میں اس کا اس کی ماں کے ساتھ محاصرہ کر دیا، محمد بن امیر عبد اللہ بہت مشکل سے اپنی جان بچا کر اپنے باپ امیر عبد اللہ کے پاس بھاگ گیا، امیہ بن عبد الغافر ان لوگوں کے ساتھ اشبیلیہ پر حکمرانی کرنے لگا۔ تھوڑے دنوں کے بعد امیہ نے سازش کر کے عبد اللہ بن حجاج کو قتل کر دیا، ابراہیم بن حجاج (بردار عبد اللہ) اپنے مقتول بھائی کی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا، اسی قصر و امارت کا محاصرہ کر لیا، امیہ اس بات کو محسوس کر کے کہ ابراہیم نے مجھے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے مرنے پر کمر بستہ ہو کر اس طرح نکلا کہ اپنے اپنے اہل و عیال کو قتل کر کے مال و اسباب میں آگ لگا دی اس کے بعد شمشیر بکف ہو کر میدان میں آ گیا آخر کار ابراہیم مارا گیا عوام الناس نے سر اتار کر پھینک دیا، یہ واقعات ۳۸۰ھ کے ہیں۔

کریب ابن خلدون: ابن خلدون اور اس کے رفقاء نے ان واقعات سے امیر عبد اللہ کو مطلع کیا اور یہ بھی لکھ بھیجی کہ ”امیہ کرسی حکومت سے اتار کر مارا گیا ہے اپنی جانب سے کسی کو امیر مقرر کر کے روانہ کیجئے“ امیر عبد اللہ نے وقتی مصلحت کے لحاظ سے ابن خلدون کی اس گزارش کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور اپنی جانب سے اشبیلیہ کی عمارت پر اپنے چچا ہشام بن عبد الرحمن کو بھیجا ہشام کے پہنچتے ہی ان لوگوں نے سرکشی کی اور اس کو نکال دیا، اس مخالفت کا بانی سبائی کریب ابن خلدون تھا چنانچہ یہی اہل اشبیلیہ کا حکمران بنا۔

ابن خلدون کا خاندان: ابن حبان نے لکھا ہے کہ ابن خلدون کا خاندان حضرموت کا ہے، اور یہ لوگ اشبیلیہ میں نہایت شرف و عزت سے ریاست سلطانیہ اور علیہ کے بازو اور قسم شمار کئے جاتے تھے، ابن حزم لکھتا ہے کہ ابن خلدون حضروا اہل ابن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے تھا۔ اس کا نسب کتاب الجملہ میں لکھا ہوا ہے، ایسا ہی حبان نے بنی حجاج کے بارے میں لکھا ہے۔

کریب کا حکومت پر قبضہ:..... حجازی تحریر کرتا ہے کہ جس وقت عبد اللہ بن حجاج مارا گیا اس کا بھائی ابراہیم اس کی جگہ حکمران بنا بنی خلدون نے امیہ کے قتل کی کوشش شروع کی چنانچہ امیہ پر گزرا جو کچھ گزرنے والا تھا اور کریب ابن خلدون چالاکی سے حکومت پر قابض ہو گیا اہل اشبیلیہ پر ظلم و ستم کرنے لگا اس سے اہل اشبیلیہ کو نفرت پیدا ہوئی نتیجہ یہ ہوا کہ ابراہیم کو اپنی غرض حاصل کرنے کا موقع ہاتھ آ گیا۔ اس وقت کریب ابن اشبیلیہ زبردستی اور ظلم کے ساتھ پیش آیا ابراہیم نرمی و ملاطفت اور دلجوئی کرتا اور سفارشی بن کر اپنے نیک سیرتی کا ان پر اثر ڈالتا تھا

کریب کا قتل: اس کے بعد ابراہیم نے کریب ابن خلدون پر سختی کرنے کی غرض سے امیر عبد اللہ سے سند حکومت طلب کی، امیر عبد اللہ نے ابراہیم کے نام کی سند حکومت لکھ کر بھیج دی جس وقت ابراہیم نے سند حکومت پا کے عوام الناس پر اس بات کو ظاہر کر دیا عوام تو کریب کے ظلم و ستم سے اکتائے ہوئے تھے ہی سب کے سب کریب پر ٹوٹ پڑے اور اس کو قتل کر ڈالا کریب کے مارے جانے سے ابراہیم بن حجاج کی حکومت کرنے کے راستے کھل گئے اس کی حکومت امارت کا سکہ لوگوں کے دلوں پر بیٹھ گیا، امیر عبد اللہ کی ماتحتی میں حکمرانی کرنے لگا، شہر قمریہ کی قلعہ بندی کی اس میں گھوڑوں کے اصطلبل بنوائے، قمریہ اور اشبیلیہ کے درمیان اس کی آمد و شد لگی رہتی تھی، پھر ابراہیم ابن حجاج نے وفات پائی۔

حجاج بن مسلمہ: اس جگہ اس کا بھائی حجاج ابن مسلمہ حکمران بنا مگر کچھ عرصہ بعد اشبیلیہ کی حکومت حجاج ابن مسلمہ کے قبضہ میں رہ گئی اور قمریہ پر محمد بن ابراہیم بن حجاج حکمرانی کرنے لگا۔ ناصر نے اپنی طرف سے اس کو سند حکومت عطا فرمائی پھر اس نے بد عہدی کی ناصر نے اس کی سرکوبی کے لئے فوجیں روانہ کیں، ابن حفصون، حجاج بن مسلمہ کی کمک پر آیا شاہی فوج نے ان باغیوں کو شکست دی حجاج بن مسلمہ نے اپنے بیٹے کو اپنا سفارش بنا کر شاہی دربار میں بھیجا، سفارشی قبول نہ ہوئی، تب ابن مسلمہ نے خفیہ طور پر اپنے ایک دوست کو روانہ کیا، اس رفیق نے دارالامارت پہنچ کر ناصر سے سفارش کی اور اپنے نام کی سند حکومت حاصل کر کے شاہی فوج لئے ہوئے اشبیلیہ آیا، ابن مسلمہ اپنے دوست سے باتیں کرنے اور اس کو پینے کے لئے شہر سے باہر آیا۔ لشکروں نے اس کے ساتھ بد عہدی کی، اور اس کو اشبیلیہ سے نکال کر کے قرطبہ لے آئے، شاہی گورنر نے بلا مزاحمت اشبیلیہ میں

جا کر قیام کیا۔

ان بغاوتوں کا محرک امیر عبداللہ کا ایک قریبی رشتہ دار تھا اس تحریک فتنہ پرداز کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے دوستوں نے دھوکے سے اس کو مار ڈالا۔

امیر محمد اور مطرف کا قتل: مطرف نے اپنے بھائی محمد کی شکایتوں سے اپنے باپ امیر عبداللہ کے کان بھرنا شروع کر دیئے، کہتے کہتے امیر عبداللہ کے دل میں اپنے بیٹے محمد کے بارے میں غلط خیالات پیدا ہو گئے ہر وقت ناپسندیدہ نظروں سے دیکھتا۔ محمد کو جب اس بات کا احساس ہوا تو وہ جان کے خوف سے ابن خضون کے پاس بھاگ گیا کچھ عرصہ بعد امن حاصل کر کے پھر واپس آیا، مطرف نے پھر چغلی و رشکایتیں شروع کر دیں یہاں تک کہ امیر عبداللہ نے محمد کو ایک محل میں قید کر دیا اتفاق سے انہیں دونوں امیر عبداللہ کو کسی جنگ جانا پڑا چنانچہ مطرف کو اپنی جگہ مقرر کر کے چھوڑ دیا۔ مطرف کو اپنی ولی کاوش پوری کرنے کا موقع مل گیا، بیچارے محمد کو سخت سخت ایذائیں دے کر مار ڈالا، امیر عبداللہ کو اپنے بیٹے محمد کے مارے جانے کا دلی صدمہ ہوا۔ اس کے بیٹے عبدالرحمن کو شاہی محل میں داخل کر لیا اور خاص اہتمام سے پرورش کرنے لگا اس وقت اس کی عمر صرف بیس دن تھی۔

مطرف کا قتل: اس کے امیر عبداللہ نے اپنے بیٹے مطرف کو لشکر صائفہ کے ساتھ ۲۰۳ھ میں جہاد کرنے کیلئے روانہ کیا عبد الملک بن امیہ وزیر اسطنت بھی اس مہم میں مطرف کے ساتھ تھا، لہذا مطرف نے ایک روز موقع پا کر غفلت کی حالت میں وزیر اسطنت کو پرانی دشمنی کی وجہ سے مار ڈالا، امیر عبداللہ کو یہ بات بہت بری لگی اسی وقت مطرف کو گرفتار کر کے محمد اور وزیر اسطنت عبدالملک کے خوں کے بدلے میں بہت بری طرح سے قتل کر دیا، اور وزیر اسطنت عبدالملک کی جگہ اس کے بیٹے امیہ بن عبدالملک کو وزارت کا عہدہ سپرد کیا۔

امیہ بن عبدالملک کا خاتمہ: امیہ نے عہدہ وزارت سے سرفراز ہو کر متکبرانہ طریقہ اختیار کیا اپنے ساتھیوں اور وزیروں سے ناپسندیدہ سلوک رکھنے لگا ان لوگوں نے امیر عبداللہ سے اس کی شکایت کر دی کہ اس نے درپردہ ایک گروہ سے آپ کے بھائی ہشام بن محمد کی اہرت کی بیعت سے د ہے، اس بیان کی تائید میں چند شہادتیں بھی پیش کیں جن پر قاضی نے اعتماد کر لیا..... چغلی کرنے والوں نے وزیر اسطنت کے بعض دشمنوں کو پیش کر کے یہ کہل دیا کہ ہمارے سامنے وزیر اسطنت نے ہشام کی بیعت لی ہے، اس سے رہی سہی کسر جاتی رہی امیر عبداللہ نے اسی وقت امیہ کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا یہ واقعہ ۲۸۳ھ کا ہے۔

امیر عبداللہ کی وفات: آخری تیسری صدی ماہ ربیع الاول ۱ میں امیر عبداللہ ۱ کا اس دار فانی سے اپنی حکومت کے چھبیسویں سال انتقال کی ہوا اس کی جگہ اس کے پوتا عبدالرحمن بن محمد حکمران بنایا محمد وہی ہے جس کو مطرف نے اپنے باپ امیر عبداللہ کے زمانہ غیر موجودگی میں قتل کر ڈالا تھا۔ عبدالرحمن ناصر کی تخت نشینی: عبدالرحمن ناصر کی تخت نشینی بھی عجیب و غریب ہے یہ ایک نوعمر اور نوجوان شخص تھا اس کے اور اس کے باپ کے بہت سے چچا موجود تھے لیکن پھر بھی اس نے امارت حاصل کرنے کی کوشش کی اور کسی کے کان پر مخالفت کی بنوں تک نہ رہی، بلکہ سب نے اس کی حکمرانی کو اپنے سنے مبارک و محمود تصور کیا اس وقت اندلس میں آئے دن کی بغاوتوں کی وجہ سے تہلکہ مچا ہوا تھا، عبدالرحمن ناصر نے حکومت پر متمکن ہوتے ہی تمام جھگڑوں کا خاتمہ اور سارے مخالفین کو ٹھنڈا کر دیا یہاں تک کہ ان باغیوں اور مخالفوں کو اپنی ناکامی کا یقین ہو گیا اور ان لوگوں نے مجبوراً

① العقد الفرید (جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۴۹۷) پر تحریر ہے کہ اس کی موت بروز بدھ واقع ہوئی جب کہ صفر کا مہینہ ختم ہونے میں صرف ایک رات باقی تھی اور سن ۳۰۰ھ تھا، جب کہ (الانجوم از ہرہ) اور (تاریخ ابوالفرات) میں یہی عبارت ہے جو متن میں تحریر ہے۔ ② امیر عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمن بن حکم بن ہشام بن عبدالرحمن داخل کی عمر وقت وفات بیاس (۳۲) سال تھی، اس کے کل گیارہ بیٹے تھے، اس کی حکومت کے زمانے میں بہت زیادہ بغاوتیں ہوئیں، مختلف شہروں کے امیروں نے خود مختاری و سرکشی شروع کر دی تھی، پورے اندلس میں فتنہ و فساد پھیل ہوا تھا، خراج ادا نہ کرنا، اور خرچ کی زیادتی کی وجہ سے خزانہ خالی ہو چکا تھا، یہی وجوہات تھیں جن کی بناء پر اسلامی اور مسلمانوں کو اتنا نقص پہنچا کہ دینے کے بعد پھر نہ ابھر سکے (مترجم) تاریخ الکامل (جلد نمبر ۸ صفحہ نمبر ۲۰۸) فتح الطیب (جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۲۲۶)۔ ③ تاریخ الکامل (جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۳۰۰) پر تحریر ہے کہ اس کی حکومت پچیس (۲۵) سال اور گیارہ (۱۱) مہینے رہی، جب کہ الانجوم الزاھرہ (جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۱۸۰) پر تحریر ہے کہ اس کی حکومت پچیس سال چھ مہینے اور کچھ دن رہی جب کہ تاریخ ابوالفرات (جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۶۷) پر پچیس سال "اور کچھ عرصہ" تحریر ہے۔

حمت قبول کر لی۔

حکومت کا استحکام۔ بنی حفصون کا نام و نشان صفحہ ہستی سے اسی نے مٹایا اور نیست و نابود کیا جو باغیوں کا سردار اور سرغنہ تھا، اہل صیقل و اس نے حکومت کا مطیع بنایا حالانکہ اس سے پیشتر وہ لوگ وعدہ شکنی اور مخالفت پر طویل عرصہ سے اڑے ہوئے تھے، اندلس اور اس کے تمام صوبوں کا نظام حکومت اسی کے زمانہ حکومت کے پہلے بیس سال میں درست ہوا تقریباً پچاس سال اس نے حکمرانی کی، اسی کے زمانہ میں بنی امیہ کی حکومت و ان اصراف میں استحکام و استقلال حاصل ہوا۔

امیر المؤمنین کا لقب۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے اپنے لئے ”امیر المؤمنین“ کا لقب استعمال کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ مشرق میں عباسی خدفت مضطرب اور کمزور ہو چکی تھی اور ترکی غلام، خلفاء عباسیہ پر غالب ہو گئے تھے، اسی زمانہ میں یہ خبر بھی پھیلی ہوئی تھی کہ مونس مظفر نے اپنے آقائے نادر خلیفہ مقتدر کو ۳۲۷ھ میں قتل کر ڈالا ہے لہذا ان اسباب اور وجوہات سے عبدالرحمن ثالث نے خلیفہ کا لقب اختیار کیا، یہ نفس نفیس خود جنتوں میں شہزادوں کے مقابلہ پر جاتا تھا، جہاد اور کفار کے ملک پر حملے کرنے کا بہت شائق تھا ۳۲۳ھ عام الخندق میں اس کو کفار کے مقابلہ میں شکست ہوئی، اس واقعہ سے اس کی ہمت ٹوٹ گئی، بنفسہ خود راہیوں پر نہ جاتا تھا بلکہ ہر سال صوائف کو جہاد کے لئے روانہ کرتا تھا۔

فرانس کی تباہی:۔ چنانچہ عساکر اسامیہ نے ملک فرانس کو اس قدر تباہ و برباد کیا تھا کہ اس سے پہلے اس طرح کبھی اس کو تاخت و تاراج نہیں کیا تھا سرحدی عیسائی امراء اور حکمرانوں کو اپنی حکومت ختم ہونے کا یقین ہو گیا تھا، اظہار محبت اتحادی تعلقات قائم کرنے کے لئے ان کے وفود (ڈیپوٹیشن) تحائف و ہدایا لے کر اس کے دربار میں حاضر ہوتے تھے اس کو خوش کرنے کے لئے روم اور قسطنطنیہ کے سلاطین بڑے بڑے تحائف بھیجتے تھے، ہوک جہاد (گال کے شہزادے دور و دراز مسافت طے کر کے اس کے ہاتھ چومنے آتے تھے اور اس میں اپنی عزت افزائی سمجھتے تھے، سرحد علاقوں کے شہروں میں سے سبتہ کو اس نے ۳۱۷ھ میں اہل سبتہ سے چھین لیا، بنو اور لیس اور ملوک زنا تہ بربر نے اس کی اطاعت کا اظہار کیا اور ان میں سے بہت سے اس کے دربار خلافت میں چلے آئے جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے۔

وزیر اعظم:۔ عبدالرحمن ناصر کے رعب و داب کا سکہ شروع شروع میں یوں بیٹھا تھا کہ اس نے رعایا کے بہت سے ٹیکسوں میں کمی کر دی تھی، موسیٰ بن محمد بن یحییٰ کو حجابت سیکرٹیری کا عہدہ عنایت کیا تھا، وزارت کا عہدہ عبدالملک بن جہور بن عبدالملک بن جوہر اور احمد بن عبدالملک بن سعد کو مرحمت فرمایا تھا، اس نے ایک قیمتی نذرانہ دربار شاہی میں پیش کیا تھا جس میں کئی اقسام کی چیزیں تھیں۔

نذرانہ:۔ ابن حبان نے اس نذرانہ کا ذکر کیا ہے اس نذرانہ میں سے دولت امویہ کی دولت مندی اور خوش حالی کا واضح ثبوت ملتا ہے، اور وہ یہ ہے۔
خاص سونا عمدہ پانچ لاکھ مثقال ① (انھا دن من ۲۳ سیر) خالص چاندی چار سو ② رطل چار من ۵ سیر چاندی کے سکہ رانچ دو سو ③ نوکرے (دولت چالیس ہزار) عود ہندی جو مجلسوں اور محفلوں میں شمع کی طرح جلایا جاتا تھا، بارہ رطل (ساڑھے چودہ سیر) عود ④ غرقی کے ٹکڑے ۱۸۰ رطل (تقریباً دو من) برادہ عود ایک سو رطل تقریباً (ایک من سیر) مشک ⑤ خالص اپنی جنس میں نہایت اعلیٰ درجہ کا، ۱۰۰، اوقیہ (تقریباً چھ سیر) عنبر، شب اصلی بغیر مداوٹ جیسا کہ پیدا ہوتا ہے، ۵۰۰ اوقیہ (تقریباً تیس سیر) اس کے علاوہ عنبر کا ایک ٹکڑا عجیب و مشکل کا تھا جس کا وزن سوا اوقیہ (چھ سیر) تھا کا نور عمدہ تیز بوتین سوا اوقیہ (۱۲۰ سیر) لباس کے تیس تھان ریشمی مختلف رنگ اور بناوٹ کے جن پر سونے کا کام بنا ہوا تھا خلفاء کے لباس کے لئے دس پوشتین فنک ⑥

① ایک مثقال آج کل کے ساڑھے چار ماشے کے برابر ہوتا ہے۔ (مترجم)۔ ② رطل تقریباً ۳۳ تولے کا ہوتا ہے۔ (مترجم)۔ ③ سکوں کا ایک ٹوکڑا یا نوکر بارہ سو (۱۲۰۰) سکول میں مشتمل ہوتا ہے، (مترجم)۔ ④ ابن فرضی نے بحوالہ اس خط کے جو وزیر السلطنت نے اس تحفہ کے ساتھ روانہ کیا تھا تحریر کیا ہے کہ عود حزقی جو نہایت قیمتی تھا چار سو رطل بھی تھا جس سے ایک ٹکڑا ایک سو اسی رطل کا تھا، دیکھیں القادیری (جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۲۲۹) مطبوعہ لیدن۔ (مترجم)۔ ⑤ ابن فرضی اس خط کے حوالے سے جو اس تحفہ کے ساتھ بھیجی گیا تھا، تحریر کرتا ہے کہ مشک خالص نفیس دو سو بارہ (۲۱۲) اوقیہ تھا، دیکھیں اعتادی (جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۲۲۹) مطبوعہ لیدن۔ (مترجم)۔ ⑥ فنک فون نے اس کے ساتھ ایک نوکر کا نام ہے جس کی کھل کی پوشتن بنائی جاتی ہے یہ جانور خراسان میں کثرت سے ملتا ہے۔ اقرب المراد (جلد نمبر ۶ صفحہ ۱۶)۔ (مترجم)

خراسانیہ کی قیمتی نفیس کھاؤں کی، چھ پردے عراقی، اڑتالیس بغدادی جھولیں ریشمی طلائی آرائش وزینت گھوڑوں پر ڈالنے کیسے تھیں بڑی جھول میں اونٹوں کے لئے دس قنطیر سمور ① جس میں سو کھالیں تھیں، ریشم بنا ہوا چار ہزار رطل (سوا اکتالیس من) ریشم صاف کے لچھے جس کو بٹ سکتے تھے یک ہزار رطل (دس من سوا چھ سیر) فرش ریشمی تیس عدد مختلف اقسام کے قیمتی نفیس فرش ایک ہزار جانماز مختلف اقسام کی ایک سو قطعہ، جانمازیں ریشم کی پندرہ قطعہ سجاوٹ کی اور جو سواری کے وقت استعمال کی جاتی ہیں، سفائیہ ڈھالیں ایک لاکھ عمدہ نفیس تیروں کے پھل ایک لاکھ، شہابی ② سواری کے لئے عربی صیل گھوڑے پندرہ اس فخر سواری کے با ساز ویراق بیس راس، اس کے علاوہ بہت سے خیر جن کی زمیں جعفری ریشم کی تھیں اور ایک سو رطل گھوڑے، وہ تھے جن سے لڑائیوں اور معرکوں میں کام لیا جاسکتا تھا، کئی قسم کے خدام چالیس سلیقہ شعار خدام، بیس خادما لباس و زیورات سمیت دوسری قسم کی اشیاء، جو تعمیرت میں کارآمد تھے عمدہ نفیس پتھر کے متون جن کی تیاری میں ایک سال میں اسی ہزار دینار ③ سات لاکھ بیس ہزار روپیہ خرچ ہوئے تھے بیس ہزار مکان بنائے گئے یاں جو نہایت سخت اور پرانی تھیں جن کی قیمت پچاس ہزار دینار چار لاکھ پچاس ہزار روپیہ تھی۔

اس ہدیہ کے بھیجنے میں پینچالیس ہزار دینار (چار لاکھ پانچ ہزار روپیہ) خرچ ہوئے تھے ماہ جمادی الاولیٰ ۳۴۷ھ کی آٹھویں تاریخ کو یہ ہدیہ خلیفہ ناصر کی خدمت میں پیش کیا گیا تھا خلیفہ ناصر نے وزیر السلطنت کا شکریہ ادا کیا اور اس کی قدر افزائی فرمائی۔

قاضی اور محمد کا قتل: محمد بن عبد الجبار بن امیر محمد اور عبد الجبار نے جو کہ خلیفہ ناصر کے باپ کا چچا تھا دربار خلافت میں اپنے بھائی قاضی بن محمد کی یہ شکایت کی کہ قاضی بن محمد خلافت مآب کی مخالفت پر آمادہ ہے اور اپنی خلافت و امارت کی بیعت لینے کا ارادہ رکھتا ہے، قاضی نے بھی محمد بن عبد الجبار کی اسی قسم کی شکایت خلافت مآب کی خدمت میں کر دی خلیفہ ناصر نے دونوں کی شکایتوں کی خفیہ تفتیش شروع کر دی اصل واقعہ کا پتہ چلایا اور اس کے نزدیک دونوں کی مخالفت اور بغاوت کی قلعی کھل گئی لہذا اس نے ان دونوں کو ۳۵۸ھ میں قتل کر ڈالا۔

بنی اسحاق مروانین کی تاریخ: اسحاق بن محمد بن اسحاق بن ابراہیم بن ولید بن ابراہیم بن عبد الملک بن مروان کا دادا (اسحاق بن ابراہیم) کی حکومت کے زمانہ اس ملک میں آیا تھا اور اس زمانہ سے مسلسل عزت و احترام کے ساتھ رہا یہاں تک کہ اسحاق کے خاندان میں ٹھہر گئی، جن دنوں سرزمین اندلس میں فساد و فتنہ پھیل رہا تھا اس نے ابن حجاج کے پاس اشبیلیہ میں جا کر قیام کیا، پھر جب ابن حجاج مر گیا اور ابن مسلمہ اس کی جگہ حکمران بنا تو ابن مسلمہ نے اس کو مہتمم اور ملزم قرار دے کے گرفتار کر لیا اس گرفتاری و مصیبت میں اس کا بیٹا اور اس کا داماد یحییٰ بن ہشام بن خالد بن ابان بن خالد بن عبد اللہ بن عبد الملک حرث بن مروان بھی شریک تھا۔

اسحاق اور احمد کی جان بخشی: ابن مسلمہ نے ان دونوں کو تو مار ڈالا باقی رہا اسحاق اور اس کا ایک دوسرا بیٹا احمد ثانی یہ دونوں باپ اور بیٹے ابن خضون کے سفیر کی سفارش کی وجہ سے بچ گئے اس کے بعد خلیفہ ناصر نے اشبیلیہ کو ابن مسلمہ کے قبضہ سے نکال لیا اس وقت اسحاق دار الخلافہ قرطبہ میں آ گیا، خلیفہ ناصر نے اس کو وزارت کے عہدے سے سرفراز فرمایا اور اس کے بیٹے احمد کے بیٹوں محمد و عبد اللہ کو بھی اس جلیل القدر عہدے سے محروم نہ رکھا لہذا ان لوگوں نے بڑے بڑے نمایاں کام کئے، ذمہ داری اور مہتمم بالشان امور کو انجام دیا، فتوحات کے دائرہ کو وسیع کیا، جس کی وجہ سے حکومت وسطیت کے دائیں بازو شمار کئے جانے لگے یہاں تک کہ ان لوگوں کا باپ اسحاق وفات ہو گیا۔

بنی اسحاق کی جلاء وطنی: چنانچہ ان لوگوں کو بھی اسی رتبے پر رکھا گیا، پھر اس خاندان کے بڑے بڑے و بزرگ شخص عبد اللہ کا انتقال ہوا خلیفہ ناصر کی خدمت میں یہی اپنے خاندان میں سے پیش پیش تھا خلیفہ ناصر نے اس کے پس ماندگان کو رتبہ وزارت سے نواز کر چند دنوں بعد ناصر نے

① سمور ایک زمینی جانور کا نام ہے جو بلی سے ملتا جلتا ہے، اس کی کھال کی پوسٹین بنائی جاتی ہے، دیکھیں (اقرب الموارء جلد نمبر ۱ صفحہ ۵۴۹)۔ ② بن عرشى لکھتا ہے کہ ایک سو رطل گھوڑے بھیجے گئے تھے جس میں سے پندرہ راس گھوڑے خاص ناصر کی سواری کے لئے عربی النسل امیل تھے اور پانچ راس گھوڑے دیگر ساز و سامان سمیت شہابی جھول سے لئے تھے جن کی زمین اور بیٹھ کر عراقی اور ریشمی کپڑے کی تھی، باقی رہے اتنی راس گھوڑے و دوزک و احتشام (یعنی شان و شوکت کے اظہار) کے لئے تھے، دیکھیں فی الطیب (جدید ص ۲۳۳) مہجوع لیدن، (مترجم)۔ ③ دینار سونے کا سکہ ۱۰۰۰ ماشکا ہوتا تھا جس کی قیمت ہمارے زمانے کے حساب سے تین بیس روپے ہوگی۔ (مترجم)

بغوت کا الزام ان کے سر تھوپا، لوگوں کو موقع مل گیا، چغلی اور شکایتیں کرنے لگے، اس سے ناصر کے دل میں غبار آ گیا لہذا ان لوگوں کو ناصر نے قرطبہ سے نکال کر ادھر ادھر جہاں وطن کر دیا، چنانچہ ان میں سے امیہ نے قسطنطنیہ میں قیام کیا اور ۳۲۵ھ میں خلیفہ ناصر کی اطاعت کا منکر ہو کر باغی ہو گیا، خلیفہ ناصر کو اس کی خبر ملی اس نے فوجیں آراستہ کر کے امیہ پر حملہ کر دیا، امیہ اس کی آمد سے مطلع ہو کر دارالحرب میں چل گیا اور بادشاہ رزمیر کے پاس جا کر پناہ گزیں ہو گیا، تھوڑے دنوں بعد رزمیر نے اس سے بدسلوکی شروع کی اس کو یہ بات ناگوار گذری بلا کسی عہد و پیمان کے خلیفہ ناصر کے پاس چل آیا خلیفہ ناصر نے اس کی خطی معاف کردی اور اپنی خدمت میں رکھ لیا یہاں تک کہ اس نے وفات پائی۔

احمد بن اسحاق کا قتل احمد پر یہ گزری کہ جس زمانہ میں اس کے خاندان پر برا وقت آیا اسی زمانہ میں خلیفہ ناصر نے اس کو قرطبہ کی حکومت سے معزول کر دیا، دو بارہ بحال ہونے کی نوبت نہ آئی روز بروز شاہی عتاب اس پر بڑھتا گیا، لگانے بجھانے والے لگاتے بجھاتے رہے، بالآخر شاہی حکم سے قتل کر دیا گیا، باقی رہا محمد یہ خلیفہ ناصر ہی کی خدمت میں رہا یہاں تک کہ جانب ناصر کے موکب ہمایوں نے سر قسطہ کی جانب کوچ کیا تو ان سے اس کی بھی شکایت جزوی، محمد جان کے خوف سے بھاگ کھڑا ہوا، اسی زمانہ میں اہل سر قسطہ کے چند لوگوں سے ملاقات ہو گئی ان لوگوں نے اس کو مار ڈالا۔

خلیفہ ناصر اور باغی : خلیفہ ناصر کے عہد خلافت میں سب سے پہلے جو قلعہ فتح ہوا وہ ”ایح“ تھا اس کے فتح کرنے کے لئے بدر (خلیفہ ناصر کا خادم) اور خلیفہ ناصر کا دربان مقرر کیا گیا تھا پس ان دونوں نے جان پر کھیل کے اس قلعہ کو ابن حفصون کے قبضہ سے ۳۰۰ھ میں نکال لیا اس کے بعد ہی خلیفہ ناصر نے بنفیس نفیس خود جہاد کی غرض سے کوچ کیا، تیس سے زیادہ قلعے ابن حفصون نے لڑ کر فتح کئے ان میں سے اس کا قلعہ ”پیرہ“ بھی تھا، ابن حفصون کے مقبوضہ علاقے ناصر کے موکب ہمایوں کا میدان بنا ہوا تھا آئے دن کی لڑائی اور محاصرہ سے ابن حفصون کے ناک میں دم کر دیا تھا یہاں تک کہ سعید بن مزیل نے اس کو قلعہ مثلون و قلعہ سمنان سے بھی سمجھا بھگا کے بے دخل کر دیا، پھر ۳۰۱ھ میں ناصر نے اشبیلیہ کو احمد بن مسلمہ کے قبضہ سے نکال دیا جیسا کہ پہلے ہم تحریر کر آئے ہیں، پھر ۳۰۳ھ میں فوجیں آراستہ کر کے ابن حفصون کے قلعوں کی طرف بڑھا، سر کرنا ہوا جزیرہ خضراء تک پہنچا، ساحلی مقامات پر قبضہ کر لیا جنگی کشتیوں کے بیڑوں پر بھی قبضہ کر لیا اور ان میں جس چیز کی کمی تھی اس کو پورا کیا، ابن حفصون نے برائے نام مزاحمت کی، ناصر نے کھری کھری سنائیں، ابن حفصون نے یحییٰ بن اسحاق مروانی کی زبانی صلح کا پیام دیا ناصر نے منظور کر کے صلح نامہ دستخط کر دیئے۔

بدر کی فتوحات : ان واقعات کے بعد اسحاق بن محمد قریشی نے باغیان مرسیہ اور بلنسیہ کے باغیوں کے خلاف فوج کشی کی، نہایت سختی سے ان کے اطراف و جوانب کو تباہ کر کے اربولہ کو فتح کر لیا، اسی زمانہ میں بدر (ناصر کے آزاد غلام) نے شہر لہلہ پر حملہ کیا، عثمان بن نصر باغی کو گرفتار کر کے قرطبہ کی طرف بھیج دیا پھر ۳۰۵ھ میں اسحاق، شہر قرمونہ پر جنگ کرنے اتر اور حبیب بن سوارہ کے قبضہ سے نکال لیا، حبیب بن سوارہ نے بھی بغوت کی تھی، اور اس شہر کو اپنا ٹھکانہ بنا رکھا تھا اس کے بعد قلعہ سمبرنہ کو ۳۰۶ھ میں اور ۳۰۹ھ میں قلعہ طرسوس کو فتح کیا، اسی زمانہ میں احمد بن اٹھی ہمدانی قلعہ جامہ کے باغی نے عہد حکومت کی اطاعت قبول کر لی، اور آئندہ اطاعت کی ضمانت و طمانیت کی غرض سے اپنے بیٹے کو شاہی گورنروں کے حوالہ کر دیا۔

ابن حفصون کی سرکشی : ۳۱۳ھ میں ابن حفصون نے پھر بغاوت کی، مجمرہ میں مقیم شاہی فوج نے اس کی سرکوبی شروع کی نہایت مستعدی سے اس کا محاصرہ کیا، ابن حفصون نے اپنی حرکتوں پر پشیمان ہو کر حفص کوا من حاصل کرنے کی غرض سے ناصر کے دربار میں بھیجا، ناصر نے اس کو امن دی، ابن حفصون قلعہ کو حوالہ کر کے قرطبہ چلا آیا اور ناصر نے بستر پر قبضہ حاصل کر لیا جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا۔

مطرف بن منذف کی بغاوت : اس واقعہ کے بعد ۳۲۵ھ میں امیہ بن اسحاق نے قسطنطنیہ میں بغاوت کی اس کی بغاوت کی کیفیت پہلے بیان ہو چکی ہے، محمد بن ہشام کجی نے سر قسطہ اور مطراف بن منذف کجی نے قلعہ ایوب میں بغاوت کی خلیفہ ناصر نے اس سے مطلع ہو کر بذات خود ان لوگوں کی گوشاہ کرنے کے لئے کوچ کیا، سب سے پہلے قلعہ ایوب پر حملہ کیا اور پہلے ہی حملہ میں مطراف کو قتل کر دیا اس کے ساتھ یونس بن عبد اعزیز بھی مارا گیا، اس کا بھی ایک قصبہ میں جا کے پناہ گزیں ہوا جب نجات کی صورت نظر نہ آئی تو خلیفہ ناصر سے امن کی درخواست کی معافی مانگی خلیفہ ناصر نے اس کی خطا معاف کر دی، اس واقعہ میں مطراف کے ساتھ البتہ کے جتنے بھی عیسائی تھے وہ بھی قتل کئے گئے، اسی سلسلہ میں صوبہ ابستہ کے تیس جو نہیں

میں یوں کے قبضے میں تھے فتح کر لئے گئے۔

ملکہ بشکنس کی وعدہ شکنی: اس دوران طوطہ (ٹھوڑا) ملکہ بشکنس کی وعدہ شکنی کی خبر ملی، خلیفہ ناصر نے اس سے جنگ کرنے سے پہلے پرفوج کشی کی، اور اس کی سرزمین کو تاراج اور اپنے غارتگری اور قتل سے وہاں کے رہنے والوں کو پامال کر کے واپس آیا، اس کے بعد ۷۳۲ھ میں بقیہ کے خلاف جہاد کرنے کی غرض سے جنگ خندق میں شریک ہوا اس جنگ میں خلیفہ ناصر کو شکست ہوئی، مسلمانوں کو نقصان اٹھنا پڑا، محمد بن ہاشم جیسی گھارے ہاتھوں رفقہ ہو گیا، خلیفہ ناصر نے اس کی رہائی کے لئے بڑی جدوجہد کی، دو سال تین ماہ بعد فرنگ کی جنگ سے اس سے نجات پائی۔ اس غیر متوقع حادثہ کی وجہ سے ناصر نے بذاتہ خود جہاد میں شریک ہونا چھوڑ دیا، لیکن فوجیں اور صوائف بھیجتا رہا۔

ماردہ کے باغیوں کا انجام ۷۳۳ھ میں ایک باغی نے اطراف ماردہ کے آس پاس بغاوت کی، شاہی لشکر اس کی گوثلی کی طرف نکل ہوا اور اس باغی کو اس کے ساتھیوں سمیت گرفتار کر لایا، قرطبہ پہنچتے ہی ماردہ کے سب باغی مثلاً کر کے قتل کر ڈالے گئے۔

طیطلہ کے حالات اور اطاعت: ابن حبان تحریر کرتا ہے کہ وزیر نقیوش جبار نے جو کہ روم کا سپہ سالار تھا طیطلہ کو آپادیا تھا اور اس کو روم کی حکومت کا ٹھکانہ بنانا چاہتا تھا کچھ عرصے بعد نجدانیہ سے برباط نے یہاں پر بغاوت کی اور اس پر قبضہ کر لیا سپہ سالار ان روم کے سپہ سالاروں سے جنگ کرنے اور محاصرہ کرنے مسلسل آتے رہے مگر کسی کو کامیابی نہ ہوئی اس دوران برباط کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے برباط پر حملہ کر دیا، اور پہلے ہی حملہ میں قتل کر کے اس مقام پر قبضہ کر لیا زیادہ عرصہ گزرنے نہ پایا تھا کہ یہ بھی قتل کر دیا گیا اس کے مارے جانے سے اس کی حکومت پھر روم کے سپہ سالار کے قبضہ میں چلی گئی اس کے بعد یہاں کے رہنے والوں نے بغاوت کی اور اپنے میں سے ایک انیش نامی شخص کو اپنا امیر بنایا پھر یہ بھی قتل کر دیا گیا اور اس کی حکومت پر پھر روم کے سپہ سالاروں نے قبضہ کر لیا، سب سے پہلے جس نے اس کی حکومت اپنے ہاتھ میں لی وہ شیتلہ تھا، رفتہ رفتہ اس اندلس بھی اس کے مطیع ہو گئے اس وقت اس نے ملوک رومی بادشاہوں سے قطع تعلیق کر لیا، ان پر حملہ کیا، روم کا محاصرہ کیا اور بہت سے علاقوں کو فتح کر کے طیطلہ کی جانب واپس چلا گیا بشکنس نے اس سے بغاوت کی، اس نے اپنی تلوار کے زور سے بشکنس کو بی دبا لیا اور نہایت بے رحمی سے ان کو قتل کیا وہ لوگ بھاگ کر پہاڑوں میں جا چھپے آخر کار شیتلہ اپنی حکومت کے نو سال بعد مر گیا اس کی جگہ قوط (گاتھ) پر برسہ چھ سال تک حکمرانی کرتا رہا اس نے کوئی نمایاں کام نہیں کیا۔

طیطلہ واول کی بغاوتیں: اس کے بعد انہیں میں سے خندس نامی ایک شخص حکمران بنا اس نے افریقہ پرفوج کشی کی تھی، خندس کے بعد قتب بن حکمران بنا اس نے بہت سے کنائس تعمیر کرائے، نبی سلیمان کے مبعوث ہونے کی خبر ملی تھی بلایان نے جو کہ قوم قوط کا ایک معزز و محترم فرد تھا اس سے کہا تھا کہ میں مطربوس علم کی کتاب میں بروایت حضرت دانیال نبی علیہ السلام لکھا ہوا دیکھا ہے کہ نبی (جن کے مبعوث ہونے کی خبر ملی سے پیرکار یک دن ندس پر قہر ہو جائے گا تھوڑے دن حکومت کر کے یہ بھی مر گیا۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا ①..... سولہ سال تک حکمران رہا یہ نہایت بدخلق اور ظالم تھا اس کے بعد زریق تخت نشین ہوا، غرض اس زمانہ سے طیطلہ برابر فتنہ و فساد اور جنبہ داری کا مخزن بنا رہا۔ عبدالرحمن داخل بھی اس کی وجہ سے سات سال تک حیرن و پریشان رہا۔ ہشام، حکم اور عبدالرحمن اوسط کے عہد حکومت میں بھی یہاں بغاوت ہوئی۔

ناصر کا طیطلہ پر حملہ یہاں تک کہ خلیفہ ناصر کا دور حکومت آیا لہذا اس نے اس کو بزور ② جبر اپنی حکومت کا مطیع اور فرمانبردار بنایا "ماردہ" "بضیوس" اور "تسترین" کے بعد ناصر نے اس پر حملہ کیا اس نے محاصرہ کیا حکومت کے باغی چاروں طرف سے اس کی حمایت کے لیے آئے، خلیفہ ناصر نے ان لوگوں کی زبردست طریقے سے مدافعت کی اور ان پر غالب آیا، امیر ثعلبہ بن محمد بن عبدالوارث والی طیطلہ نے مجبور ہو کر صبح کی

① اصل کتاب میں اس مقام پر جگہ خالی ہے۔ (مترجم) جب کہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جدید نمبر ۲ صفحہ نمبر ۱۳۵) ایسی ہی مدست موجود ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں جگہ خالی تھی۔ (ترجمہ جدید) ② خلیفہ ناصر نے جدید سیاست کی بنیاد رکھی جس کا ایک اصول یہ تھا کہ باغی یا انقلاب کے خواہش مند خواہ وہ کون سے باشندے ہوں، عبدالرحمن کی بنائی ہوئی مرکزی حکومت مصلحت کے پیش نظر ان کے سامنے کسی قدر جھک سکتی ہے یا ٹپک دار رویہ اپنا سکتی ہے۔

گفتگو اور امن کی درخواست دینے کے لئے ناصر کے دربار میں حاضر ہوا، خلیفہ ناصر نے امن دی اور غلطیوں کو معاف فرما کر کامیاب و کامران صوبہ طیطہ میں داخل ہوا ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک گھومتا پھرتا رہا۔ چال ڈالا کوئی چپہ زمین پر ایسا باقی نہ رہا کہ جس جگہ کو اس نے اپنے گھوڑے کے سموں سے نہ روندنا ہو۔ اس وقت سے اہل طیطہ حکومت کے مطیع ہوئے اور بعد میں بھی مطیع رہے۔

ناصر اور سرحد کی سردار۔ اندلس کی اندورنی بغاوتوں اور اس کے امراء کی خود سریوں کو دور کرنے کے بعد ناصر کو بربر کی سرحد پر مغربی ملاتے قتل کرنے کا خیال آیا لہذا اس نے ”امره“ کو جو کہ ملک ”سبتہ“ میں بنی عصام کے زیر حکومت تھا فتح کیا، بربر کے سرحدی امراء نے اس کو قبضے کی غرض سے جلی کے خطوط لکھے۔ اتفاق سے ابراہیم بن محمد امیر بنی ادریس کو اس کی اطلاع مل گئی، چنانچہ ابراہیم نے خلیفہ ناصر کے آنے سے پہلے بڑھ کر سبتہ کا محاصرہ کیا پھر اس سے اور ناصر سے سبتہ پر قبضہ کے معاملہ میں خط و کتابت شروع ہوئی۔

سبتہ ارشکوک اور کتاہ کی اطاعت: ابراہیم نے سبتہ میں ناصر کی حکومت تسلیم کی اور ناصر نے اپنی طرف سے اس کو سبتہ کی سند حکومت عطا کی، اس کی دیکھا دیکھی ”ادارہ“ سے ادریس بن ابراہیم والی ارشکوک نے بھی ہدایا و تحائف بھیج کے خلیفہ ناصر سے سند حکومت حاصل کرنی، محمد بن خزان امیر ”مغراوہ“ اور کتاہ کے امیر موسیٰ بن ابی العالیہ نے بھی ادریس بن ابراہیم کی پیروی کی ان دنوں مغرب کی حکومت امیر کتاہ کے قبضہ میں تھی المغرب ال وسط کے بلاد تیس، دہران، سرشال اور بطحاء بھی اسی کے زیر حکومت تھے ان لوگوں نے بھی ہدایا اور تحائف خلیفہ ناصر کے دربار میں بھیجے خلیفہ ناصر نے اس کو قبول کیا ان لوگوں کو جائزے اور معقول صلے عطا کئے ان کی حکومتوں کی بنیاد کو مستحکم اور مضبوط کیا۔

”ادارہ“ فاس وغیرہ کے تحائف: اسی طرح ادارہ کے بادشاہوں کی ایک جماعت نے بھی خلیفہ ناصر کے دربار میں اسی قسم کا رسوٹ پیدا کیا ان میں سے قاسم بن ابراہیم اور حسن بن عیسیٰ وغیرہ تھے فاس کے گورنر نے بھی بہت بڑا تحفہ ایوان خلافت ناصر میں بھیجا تھا ناصر نے اس کو بھی اپنی جانب سے سند حکومت عطا کی، الغرض جس وقت المغرب الاقصیٰ میں خلیفہ ناصر کی حکومت کا یوں زور شور ہوا تو عبید اللہ المہدی نے عظیم فوج کے ساتھ اپنے نامور سپہ سالار ابن بصل گورنر تاہرت کو ۳۲۱ھ میں مغرب فتح کرنے بھیجا موسیٰ بن ابی العالیہ نے ناصر کو اس واقعہ سے مطلع کر کے امداد کی درخواست کی، ناصر نے قاسم بن طلحہ کو شاہی فوج دے کر موسیٰ کی کمک پر متعین کیا اور جنگی کشتیوں کا بیڑہ بھی اس کے ساتھ روانہ فرمایا قاسم فوج و قیام کرتا ہوا سبتہ پہنچا، یہاں پر یہ خبر سنی کہ موسیٰ بن ابی العالیہ نے غنیم کی فوج کو شکست دے دی ہے اس وجہ سے قاسم آگے نہ بڑھا وہیں قرطبہ کی جانب روانہ ہوا جیسا کہ ان کے حالات میں مذکور ہے۔

خلیفہ ناصر اور فرانس و گالز: چوتھی صدی ہجری کے شروع میں قوم جلالہ پر اردون بن رزمیر بن برمند بن قربولہ بن اوفونش بن بیطر حکمران بنا، اس نے ۳۰۲ھ میں بداندلس کی سرحد کی طرف خلیفہ ناصر کی حکومت کے شروع میں پیش قدمی کی ”ماردہ“ کے آس پاس قتل و غارتگری کا بازار گرم کر دیا قلعہ جنش پر قبضہ کر لیا، خلیفہ ناصر نے اپنے وزیر السلطنت احمد بن عبدہ کو بہت بڑی اسلامی فوج کے ساتھ اردون کے مقبوضہ علاقوں کی طرف بدلہ لینے کی غرض سے روانہ کیا، حمد نے نہایت دلیری و مردانگی سے اردون کے مقبوضات کو تباہ و برباد کرنا شروع کیا پھر دوبارہ ۳۰۵ھ میں اردون کے ملک پر حملہ کیا اس معرکہ میں یہ شہید ہو گیا لہذا خلیفہ ناصر نے اپنے آزاد غلام بدر کو اردون کے مقبوضات کے خلاف جہاد کرنے کے لئے مقرر کیا بدر ہوشیاری اور مردانگی سے اس مہم کو انجام دے کر واپس آیا۔

خلیفہ ناصر اور اردون کی جنگ: پھر خلیفہ ناصر بذات خود ۳۰۸ھ میں جلیقہ کے ملک کے خلاف جہاد کرنے کی غرض سے روانہ ہوئے اردون نے سنجہ بن غریبہ بادشاہ شکنس دوالی بدلوئے سے امداد طلب کی چنانچہ یہ سب مجموعی قوت سے مقابلہ پر آئے مگر ناصر کی روانگی اور جرات سے آگے ایک کی بھی نہ چلی سب کے سب بہت بری طرح سے شکست کھا کر بھاگے خلیفہ ناصر دل کھول کر ان کے شہروں اور مقبوضات کو تاراج و رپا ہاں کیا ان کے بہت سے قلعوں کو فتح کر لیا اور کئی کو منہدم کر دیا۔ اس کے بعد مقبوضات غریبہ کے خلاف متواتر اور مسلسل جہاد کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اوفونش نے وفات پائی اس کا بیٹا فرویلہ حکمران بنا۔

افونش بن اردون: ابن حبان تحریر کرتا ہے کہ جس وقت فرویلہ بن اردون بن رزمیر بادشاہ جلالہ ۳۱۳ھ میں حکمران بنا اس کا بھائی افونش بھی حکومت کا دعویٰ رہا اس کا بھائی شانجہ بھی اس جھگڑے میں شریک ہو گیا، غریبہ کو موقع مل گیا اس نے ان کے دارالحکومت پر قبضہ کر لیا اور افونش نے اپنے بھتیجے کو مار نکال دیا ①۔۔۔ اور شانجہ کا داماد تھا ان لوگوں میں آپس میں منافقت پیدا ہو جانے کی وجہ سے مجموعی قوت ختم ہو گئی کچھ عرصے بعد متحد ہوئے شانجہ کو حکومت و سلطنت سے ہٹا کر شہروں سے نکال دیا، شانجہ نے اندورنی جلیقہ میں جا کے پناہ لی اس کا بھائی رزمیر بن اردون اسے مقبوضات پر جو کہ غریبہ جلیقہ میں قلعہ یہ تک تھے حکمران بنا، اس واقعہ کے بعد ہی شانجہ مر گیا، اس نے کوئی اولاد نہ چھوڑی۔

افونش کا استقلال و استحکام: اب افونش مستقل طور پر حکمران بن گیا تھا اس کی حکومت کا سکہ رعایا کے دلوں پر بیٹھ گیا تھا فوجیں آراستہ کر کے اپنے بھائی رزمیر پر حملہ کر دیا، شہر سیٹ باڈش پر قبضہ کر لیا پھر افونش پر اس کی قوم ترک رہبانیت (دوریشی) کی وجہ سے غریبہ کرنے لگی افونش نے مجبور ہو کر رہبانیت اختیار کر دی، اس کے بعد دوبارہ خروج کیا اور شہروں پر قبضہ کر لیا ان دنوں اس کا بھائی رزمیر سمورہ کی طرف جنگ کرنے گیا ہوا تھا، یہ خبر سن کر واپس آیا اور افونش یون میں محاصرہ کر لیا، یہاں تک کہ بزور تیغ ۳۲۰ھ میں لیون کو فتح کر کے افونش کو جیل میں ڈال دیا اس کو اپنے باپ کی اولاد کی صرف سے نفرت اور حکومت کی دعویٰ داری کا خطرہ پیدا ہوا ایک جماعت کو گرفتار کر کے ان کی آنکھوں میں تیل کی سلاخیاں پھر وادیں۔

ملکہ بشکنس کی سرکشی: غریبہ بن شانجہ بادشاہ بشکنس کے مرنے کے بعد اس کی بہن طوطہ حکمران بنی ۳۲۵ھ میں ملکہ طوطہ نے وعدہ شکنی کی خلیفہ ناصر نے یہ خبر سن کر اس پر فوج کشی کر دی اطراف بیلونہ کے ارد گرد علاقوں کو خوب خوب پامال کیا، کئی بار اس پر حملہ آور ہوا انہیں غزوات کے دوران محمد بن ہشام نے سر قسطہ میں بغاوت کی مگر محاصرہ و جنگ سے گھبرا کر اطاعت کر لی جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا اسی طرح امیہ بن اسحاق نے مقام تسترین میں سر اٹھایا تھا۔

محمد بن ہشام کی بغاوت: محمد بن ہشام کی بغاوت کا یہ واقعہ ہے کہ ۳۲۲ھ میں خلیفہ ناصر نے دشمنہ پر حملہ کیا، محمد بن ہشام کو "سر قسطہ" کی طرف آیا اور محمد بن ہشام نے اس حکم کی تعمیل نہ کی، اس پر خلیفہ ناصر کو طیش آ گیا، واپس آ کر "سر قسطہ" کی طرف آیا اور محمد بن ہشام کے س مقبوضہ قلعوں کو بزور تیغ فتح کر لیا، اس کے بھائی یحییٰ کو قلعہ "روطہ" سے گرفتار کر لیا پھر بیلونہ کی جانب کوچ کیا ملکہ طوطہ بنت انشیر نے نذرانہ طاعت پیش کر کے اس کو اپنا حاکم اور ہلا دست تسلیم کر لیا، اور اپنے بیٹے غریبہ بن شانجہ بیلونہ کی حکومت پر مقرر کیا۔

ناصر اور رزمیر کی جنگ: خلیفہ ناصر نے ملکہ طوطہ کے مقبوضات سے ہٹ کر "البتہ" اور اس کے مضافات کی طرف قدم بڑھایا چنانچہ اس سرزمین کو بھی خطرہ پھیل گیا، متعدد قلعوں کو مسمار منہدم کر دیا، اس کے بعد جلیقہ نے پھر پیش قدمی میں اپنے ساتھ دشمنہ کو بھی ملا یہ تھا خلیفہ ناصر کو اس کی خبر مل گئی، قلعہ برحمت پہنچ کے ان دونوں کا محاصرہ کر لیا آخر کار رزمیر کو شکست ہوئی، بہت مشکل سے اپنی جان بچا کے بھاگا، خلیفہ ناصر نے اس قلعہ کو س کے علاوہ اور بہت سے قلعوں کو ویران و خراب کر ڈالا، رزمیر اور خلیفہ ناصر کی بہت سی جنگیں ہوئیں ان لڑائیوں میں کامیابی کا سہر خلیفہ ناصر ہی کے سر رہا ان مسلسل کامیابیوں کے بعد خلیفہ ناصر جنگ خندق میں ایک ہوا اور اس کے بعد پھر اور کسی جنگ میں ہزات خود نہیں گیا، لشکر ہمیشہ بھیجتا تھا اس کے رعب و داب کا سکہ عیسائی بادشاہوں کے دلوں پر بیٹھا ہوا تھا۔

قسطنطین بن الیون کی سفارت: ۳۳۶ھ میں قسطنطین بن لیون بن مثل بادشاہ قسطنطنیہ نے اظہار محبت و نیاز مندی کی غرض سے سفیر بھیجی اور ان کی ذریعے ہدایا و تحائف روانہ کئے خلیفہ ناصر نے دربار عام میں اس سفارت کے پیش کئے جانے کا حکم دیا سارے فسران فوجی اور مکی کے نام فراہم جاری کر دیئے کہ دربار عام میں مناسب ساز و سامان اور آلات حرب سے مسلح ہو کر آئیں، قصر خلافت شاہانہ شان و شوکت سے آراستہ کیا گیا۔

① اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے (مترجم) جب کہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۱۲۶) پر ایسی کوئی مدد نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہاں کچھ چھوٹا ہوا ہے۔ ہتہ یہ عبارت تحریر ہے۔ "وہو افونش بن فرویلہ" یعنی یہ جو خالی جگہ ہے اس میں یہ عبارت فٹ ہوگی تو اب عمل عبارت اس طرح ہوگی کہ "افونش نے اپنے بھتیجے کو مار نکال دیا" اس کا نام (بھی) افونش بن فرویلہ تھا اور یہ شانجہ کا داماد تھا۔ (نسخ جدید)

دروازوں اور محرابوں پر عمدہ عمدہ پروئے لگائے گئے۔ وسط میں تخت خلافت بچھایا گیا، جس پر بہت سے آبدار ہیرے اور جواہرات جڑے ہوئے تھے تخت شاہی کے ارد گرد شاہ ہزارے خلافت مآب کے بھائی، اعمام (پچھا) رشتے دار، وزراء اور خدام اپنے اپنے مرتبوں اور درجوں کے مطابق کھڑے ہوئے بادشاہ قسطنطنیہ کے سفیر دربار میں داخل ہوئے تو زبان کی شان اور خلافت مآب کی جبروت اور سطوت سے حیرت زدہ ہو گئے مگر پھر دیکھنے اور شاہی تخت کے قریب جا کر اپنے بادشاہ قسطنطنیہ کا پیغام پہنچایا، خط پیش کیا، خلیفہ ناصر نے حاضرین جلسہ کو اشارہ کیا کہ اس جلسہ میں موقع اور حصہ کے مناسب تقریر کی جائیں جس میں اسلام و خلافت اسلامیہ کی عظمت کا شکریہ ادا کیا جائے۔

شکریہ کی مجلس میں مقرر کا مسئلہ: چنانچہ حاضرین جلسہ جن میں بڑے بڑے نامی گرامی خطیب (ایبیکر) تھے حکم کی تعمیل پر تیار ہوئے۔ جلسہ کے رعب (یا سلطان ک سطوت) سے اپنے پورے مافی الضمیر کو ادا نہ کر سکے، دو چار فقرے یا چند کلمے کہنے پائے تھے کہ زبان میں تلنت اور پاؤں میں لغزش پیدا ہو گئی کڑکھڑا کر زمین پر گر پڑے، انہیں لوگوں میں ابوعلی القالی و افند عراقی تھا جو کہ حکم دلی عہد کے حاشیہ نشینوں اور قریبی ساتھیوں میں سے تھا خدمت انجام دینے کے لیے فخریہ کھڑا ہوا۔

منذر بن سعید بلوطی کی شاندار تقریر: جب سب خطیبوں کو جو کہ مشہور اسپیکر اور پہلے سے اس خدمت کے انجام دینے کو تیار تھے اس حکم کی تعمیل میں ناکامی ہوئی تو منذر بن سعید بلوطی نامی ایک شخص جو پہلے سے اس خدمت کے لئے تیار بھی نہیں ہوا تھا اور نہ اس نے اس سے پہلے ایسی شان و شوکت کی محفل دیکھی تھی اٹھا اور نہایت متانت اور سنجیدگی سے موقع محل کی مناسب سے تقریر کی اور اس خدمت کو پورے طریقے سے انجام دیا تقریر کے اختتام پر فی البدیہہ چند اشعار بھی پڑھے جس سے حاضرین جلسہ اس کی ظاہر حالت پر بہت حیران ہوئے اور اس کو اس خدمت کی بجا آوری کا فخر حاصل ہوا خلیفہ ناصر نے اس کی برجستہ تقریر اور فصاحت و بلاغت پر متحیر اور خوش ہو کر قاضی القضاۃ کا معزز عہدہ عطا فرمایا، اس واقعہ سے منذر عزت اور سربراہی میں مشہور ہوا اس کے حالات مشہور ہیں اور اس کا خطبہ بھی جو اس جلسہ میں اس نے دیا تھا ابن حبان کی تصانیف میں مذکور ہے۔

خلیفہ ناصر کی سفارت: ان سفیروں کی واپسی پر خلیفہ ناصر نے بھی ہشام بن کلیب جاثلیق کو اتحاد تعلق مضبوط اور رشتہ محبت مستحکم کرنے غرض سے کچھ ہدایا اور تحائف لے کے قسطنطنیہ بھیجا دو سال بعد ہشام قسطنطنیہ سے اندلس واپس آیا، قسطنطنیہ کے بادشاہ نے پھر اس کے ساتھ اپنے سفیر بھیجے اس کے بعد ہوتوصقاییہ، جرمن "افوڈ" فرانس کے بادشاہ جو کہ سیرت کے ساتھ تھا اور کلدہ فرانس کے بادشاہ کلہہ قضاے مشرق کے اپنی آئے خلیفہ ناصر نے ان لوگوں سے بھی ملاقات کی اور بادشاہ صقلیہ کے سفیروں کے ساتھ رجب اسقف کو روانہ کیا دو سال بعد واپس آیا۔

ناصر اور اردون کی صلح: ۳۴۴ھ میں اردون بن رزمیر کا سفیر آیا یہ رزمیر وہی ہے جس نے اپنے بھائی ادولش کی آنکھوں میں نیل کی سلاخیاں پھر وادی تھی جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا اردون کا سفیر صلح اور اتحادی تعلق قائم کرنے کا پیغام لایا تھا خلیفہ ناصر نے صلح کر لی اور دوستانہ مراسم قائم اور جاری رکھنے کا عہد نامہ لکھ دیا۔ پھر ۳۴۵ھ میں اردون نے اس صلح نامہ میں فرولند بن عبد شلب قشتیلیہ کے سردار کو داخل کرنے کی درخواست پیش کی، خلیفہ ناصر نے درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت فرما کے فرولند کو بھی عہد نامہ میں شامل کرنے کی اردون کو اجازت دی، غریبہ بن شنجہ کے اپنے باپ شنجہ بن فرویلہ کے بعد جلیقہ پر قبضہ و تصرف کر لیا تھا کچھ عرصے بعد اہل جلیقہ اس سے باغی و منحرف ہو گئے۔

خلیفہ اور فرولند: فرولند سردار قشتیلیہ مذکورہ کو موقع مل گیا، اس نے جلیقہ حکومت کو اپنے ہاتھ میں لے لی اور اردون بن رزمیر کی طرف مائل ہو گیا، غریبہ بن شانجہ ملکہ طوطہ بنت انیشتر (دالیہ بشکنس) کا پوتا تھا اس کو اپنے پوتے غریبہ کی تباہی و بربادی سے رنج و ملال ہوا، سامان سفر درست کر کے بطور وفد کے ۳۴۷ھ میں خلیفہ ناصر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اپنی اور اپنے بیٹے شانجہ بن رزمیر کی صلح اور اپنے پوتے غریبہ کی مدد کی درخواست پیش کی ملکہ طوطہ کے ساتھ شانجہ اور غریبہ بھی آیا ہوا تھا۔ خلیفہ ناصر ان لوگوں سے عزت و احترام کے ساتھ پیش آیا ان کی درخواست کے مطابق ملکہ طوطہ شانجہ کے ساتھ صلح کر لی، صلح نامہ کی تکمیل کرا دی۔

غریبہ کی دوبارہ جلیقہ پر تخت نشینی: غریبہ بادشاہ نے جلیقہ بادشاہ کے ساتھ فوجیں روانہ کیں لہذا عساکر اسلامیہ نے غریبہ و جلیقہ کا دوبارہ بادشاہ بنایا چنانچہ جلیقہ نے اردون کی فرمانبرداری سے باغی ہونے کا اعلان کر دیا غریبہ نے خلیفہ ناصر کی خدمت میں شکریہ کا خط روانہ کیا، اور اس پاس کے لوگوں کو خلیفہ ناصر کی مدد اور فرواند (سردار تبتلیہ) کی وعدہ شکنی اور چیری دہی سے مطلع کیا اس لوگوں کو فرواند کی طرف سے غارت پیدا ہوئی اس زمانہ سے خلیفہ ناصر ہمیشہ غریبہ کی ہمدردی مدد میں مصروف رہا۔

ملکہ برشلونہ اور ترکونہ کی صلح: جن دنوں مشرقی فرانسی کا بادشاہ کلدہ کا سفیر آیا تھا اسی زمانہ میں بادشاہ برشلونہ اور ترکونہ کے سفیر بھی صلح و تسبیح قائم کرنے کی غرض سے آئے ہوئے تھے خلیفہ ناصر نے جن کی درخواست کے مطابق ان لوگوں سے بھی صلح کر لی اس کے بعد رومہ کا سفیر انطاہر محبت دوستی کی رسم جاری و قائم رکھنے کے لئے حاضر ہوا خلیفہ ناصر نے اس سے بھی تعلقات و اتحادی جاری و قائم رکھنے کا عہد کر لیا۔

خلیفہ ناصر اور اس کے بیٹے: خلیفہ ناصر نے اپنے بیٹے حکم کو اپنا ولی عہد بنایا تھا اور اپنے سب بیٹوں پر اس کو فضیلت دے رکھی تھی، کاروبار سلطنت میں بھی اس کو داخل کر لیا تھا، اکثر امور سیاست کا انتظام اس کے حوالے تھا اگرچہ حکم کا بھائی عبداللہ، عقل و فراست میں حکم سے کم نہ تھا مین باپ کا منظور نظر نہ تھا، یہ بات عبداللہ کو پسند نہ تھی موقع کا منتظر تھا بلا آخر اس دلی خواہش نے باپ کے ساتھ مخالفت کرنے پر ابھار دیا، لہذا اس نے ابن اراکین حکومت کو بھی اس مخالفت میں شریک کرنا چاہا جن کے دل پہلے سے اس مرض میں مبتلا ہو چکے تھے ان لوگوں نے نہایت خوشی سے عبداللہ کی درخواست کو قبول کیا، انہیں لوگوں میں سے یا سرفتی وغیرہ تھے۔

ناصر کے ہاتھوں باغی بیٹے کا قتل: ہوتے ہوتے اس کی خبر خلیفہ ناصر تک پہنچی خلیفہ ناصر نے تفتیش شروع کی تھوڑی ہی کوشش سے صلی واقعہ کا علم ہو گا فوراً اپنے بیٹے عبداللہ اور یا سرفتی کو ان سب اراکین کے ساتھ جو اس سازش میں شریک تھے گرفتار کر لیا اور ۳۳۹ھ میں ان سب کے قتل کا حکم صادر فرمایا۔

ناصر کی تعمیرات: جس وقت خلیفہ ناصر کی حکومت و سلطنت اندورنی اور بیرونی خطرات سے محفوظ ہو گئی اور معقول طریقے سے اس کی امارت و حکمرانی کو استقلال و استحکام حاصل ہو گیا اس وقت خلیفہ ناصر نے عمارتیں تعمیر کرنے کی طرف توجہ فرمائی۔

دارالروضہ: خلیفہ ناصر کا دادا امیر محمد اور اس کے باپ عبدالرحمن اوسط اور اس کے دادا حکم نے ایک کے بعد ایک اپنے اپنے محل کثیر خرچ سے نہایت اعلیٰ درجہ کے بنوائے تھے انہی میں سے قصر الزاہر، بھواکامل اور قصر مدیف تھا جس جب عبدالرحمن ناصر کا دور حکومت آیا تو اس نے بھی قصر الزام کے پہلو میں محل تعمیر کرایا اور اس کا نام ”دارالروضہ“ رکھا پہاڑ سے اس شاہی محل میں بذریعہ نل کے پانی لایا، مختلف ملکوں اور سرزمینوں سے بڑے بڑے انجینیروں کو طلب کیا چنانچہ وہ لوگ دور دراز ملکوں سے قرطبہ آئے حتیٰ کہ تعداد اور قسطنطنیہ کے مشہور مشہور کاری گروں نے زحمت کر کے قرطبہ آ کر قیام اختیار کیا۔

حماموں کی تعمیر: محلات کی تعمیر کے بعد حماموں کی تعمیر کی جانب متوجہ ہوا محلات کے باہر مینارنا عورہ حمام تعمیر کرایا اور پہاڑ کی بلند چوٹی سے باوجود فیصلہ زیادہ کے پانی پایا۔ اس کے بعد مدینہ الزہراء کا بنیادی پتھر رکھا اور اس کے تکمیل تعمیر کے بعد اس کو اپنا دارالحکومت اور سلطنت کی ٹھکانہ قرار دیا اس شہر میں بھی بڑی بڑی عمارتیں، عمدہ عمدہ محل بنوائے۔

باغیوں کی تعمیر: اس طرح جو بلقا جو اس کی تعمیرات سے اعلیٰ درجہ کے تھے تعمیر کرائے ان باغات میں جانور اس کے اندر کود پھند کر سکتا اور اپنی طبعی طریقے سے رہ سکتا تھا، اسی شہر میں ”دارالصناعۃ“ جسکی ساز و سامان اور زیورات کے بنانے کا بھی بڑا کارخانہ جاری کیا جامع قرطبہ صحن میں بہت بڑا شامیانہ لوگوں کو سورج کی تیزی سے بچنے کے لئے بنوا کر نصب کرایا۔

ناصر کی وفات: خلیفہ ناصر نے جس کی ذات سے اسلام کی شان، دین کی شوکت نئے سرے سے قائم ہوئی تھی اسی شاندار سلطنت چھوڑ کر

۳۰۵ھ وفات پائی۔

خلیفہ ناصر ۲ کے چار قاضی تھے (۱) مسلم بن عبدالعزیز (۲) احمد بن قتی بن مخلد..... (۳) محمد بن عبداللہ بن ابوعیسیٰ (۴) منذر بن سعید بلوطی،

۱۔ تاریخ میں موجود جدید عربی یٹیشن (جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۱۳۹) پر ۳۰۵ھ کے بجائے ۳۵۰ھ تحریر ہے (صحیح جدید)، اور الخوام الزاھرۃ میں لکھا ہے کہ اس نے پچیس سال حکومت کی۔ ۲۔ خلیفہ عبدالرحمن جس کا لقب الناصر لدین اللہ اموی تھا ان تاجداروں میں سے تھا جس کے رعب و داب کا سکہ تمام عالم میں چل رہا تھا، تخت نشینی کے وقت اس کی عمر پچیس سال تھی، زمانہ یہاں تک تھا کہ تمام ملک ہسپانیہ میں فتنہ و فساد پھیل چکا تھا افسوس کی سیاست آئے دن کی بغاوتوں اور سرحدی عیسائی امراء کے حملوں سے گرد آلود ہو رہا تھا، عبدالرحمن ناصر نے حکومت اپنے ہاتھ میں لینے کے بعد پہلے باغی صوبوں پر حملہ کیا اور ان کو زبردستی اپنا مطیع کیا اس کے بعد سرحدی عیسائی ممالک کے خلاف جہاد کرنے میں مصروف ہوا۔ اندلس کا فوجی ہاتھ اکثر لڑائیوں میں سپہ سالار میدان جنگ کی حیثیت سے اپنے لشکر کے ساتھ جاتا تھا اس سے لشکریوں کے جوش و خروش کی عجیب کیفیت ہو جاتی تھی ورنہ سپاہی ایسے امیر لشکر کے ساتھ سرفروشی اور جانب داری کو اپنی سعادت سمجھتا تھا۔

پورے ستائیس سال کی جاں توڑ کوششوں اور جان کا وقتوں سے عبدالرحمن ناصر نے اندلس کی اندرونی رقبوں اور بیرونی دشمنی کی نظروں سے بچ کر ایک شانستہ و محفوظ حکومت بنائی اور اس زمانہ میں جب کہ اس کو صحیح طریقے سے یہ خبر ملی کہ مختلف مقامی گورنروں کی خود مختاری اور ارکین حکومت کی خود سریوں سے خلیفہ بغداد کا قدار یوان خدشت کی چار دیواری کے اندر محدود ہو گیا ہے۔ فریقہ میں بربروں کے نام نہاد خاندان حکومت کے علوی حکمران کے خود کو امیر المومنین کہلانا شروع کر دیا، نیز مونس مظفر نے اپنے آقائے نامہ و خلیفہ مقتدر کو قتل کر دیا۔ ہے تب عبد الرحمن نے اپنے موروثی لقب کو بلا تکلف اختیار کر لیا اور خلیفہ عبدالرحمن ثالث الناصر لدین اللہ کے مبارک لقب سے محض صوبہ ہوا اور حق یہ ہے کہ عبدالرحمن نے جیسا کہ لقب اختیار کیا تھا، ویسا ہی اس کو خوب نبھایا۔

قرطبہ اس کے زمانہ میں دہن کی طرح آراستہ تھا، مذہب برانہ نظم و نسق اور شائستہ قوانین جاری تھے۔ دنیا کے علوم اور فنون کا یہ مرکز بنا ہوا تھا۔ طلبہ علوم، دروہ راز منکوں سے تحصیل علم کے لئے یہاں آتے تھے عروض، اہلیات، قانون، فلسفہ، طب تجارت اور طبعیات غرض ہر شاخ کی تعلیم یہاں ہوتی تھی، جرفن کے پگھانے روزگار یہاں موجود تھے، ماہرین جنگ، ماہر فنونِ جدل کا بھی یہی میدان تھا اسحاب قلم اور اسحاب شمشیر یہاں کے قیام کو ناموری و فخر کا باعث تصور کرتے تھے خلاصہ کلام یہ ہے کہ اندلس کو اس وقت یورپ سے وہی نسبت تھی جو کہ دہن کو معمولی خواتین سے ہوتی ہے۔ اور قرطبہ کو اندلس سے وہی مناسبت تھی جو سرکوزم سے یاد دل کو اعضاء آلیہ سے شہر قرطبہ کی لبائی میں مختلف بیانات ہیں مگر اکثر کا اتفاق اس پر ہے کہ دس میل سے کسی طرح کم نہ تھی، (جو اس زمانہ میں لندن کی لبائی ہے) خلیفہ کے رعب و داب کی یہ کیفیت تھی کہ عیسائی بادشاہ اپنے بھگڑوں کے فیصدہ کرانے کے لئے خلیفہ ناصر کے دربار میں آتے تھے قسطنطنیہ، فرانس، جرمنی، اور اطالیہ کے بادشاہ اتحاد تعلق قائم کرنے اور آپس میں صلح رکھنے کی درخواست پیش کرنے کی غرض سے سفیر بھیجتے تھے، اس زمانہ میں کسی ملک کا کوئی ایسا خط نہ تھا جہاں پر خلیفہ ناصر کی سطوت و جبروت اپنی مہیب و خوفناک شکل نہ دکھائی رہی ہو۔ خلیفہ ناصر کی عقل و دانش اور عظمت کا شہرہ تمام برعظیم یورپ اور فریقہ میں عام ہو رہا تھا ابن حبان تحریر کرتا ہے، کہ جس وقت قسطنطنیہ کے سفیر بدایا لئے ہوئے اندلس میں وارد ہوئے تو خلیفہ ناصر نے سرحد پر اور اس کے مددہ سفر میں مہمان نوازی کرنے کے لئے یحییٰ بن محمد بن لیث کو روانہ کیا پھر جب سفیر قریب محلات قرطبہ کے محلات کے قریب پہنچے تو لشکر کے سپہ سالاروں کے ایک کے بعد ایک سفیروں سے ملاقات کی اس کے بعد خواجہ سراؤں کے سردار یا سراور تمام جو شاہی محلات کے داروغہ اور خلیفہ ناصر کے تہائی کے ساتھی تھے ملے اور نہایت احترام سے ولی عہد حکم کے ایوان خاص میں جو کہ شہر نہ قرطبہ کے قریب تھا ٹھہرایا خواص و عوام کے آنے جانے کی ممانعت کر دی گئی اور ان سفیروں کی دیکھ بھال کے لئے چنے اور منتخب ۱۶ آزاد عہد مقرر کئے، خلیفہ ناصر نے ان سفیروں کے منے اور کاغذات سفارت پیش کئے جانے کے لئے گیارہویں ربیع الاول ۳۳۸ھ اور بقول ابن خلدون ۳۳۶ھ (مطابق ۹۸۹ھ) ہفتے کا دن مقرر کیا، قصر قرطبہ، قصر اذہر شاہی شان و شوکت سے آراستہ سے گیا گیا

بیچ میں ایک جزاؤ تخت بچھایا گیا، تخت کے دائیں بائیں جانب پہلے خلیفہ ناصر کے بیٹوں کی کرسیاں رکھی گئیں سب سے پہلے ولی عہد سلطنت حکم کی اس کے بعد عبد بنڈ کی پھر عبد عزیز بولاصغ پھر مردان کی کرسیاں رکھی گئیں بائیں جانب منذر، بعد الجبار اور سلیمان کی کرسیاں ترتیب سے بچھائی گئیں عبدالملک بن خلیفہ ناصر جلالت کی وجہ سے دربار میں شریک نہیں ہوا ان شاہزادوں کے بعد وزراء و مرتب کے مطابق دائیں بائیں حاضر تھے پھر حجاب (لارڈ چیمبرلین) اس کے بعد وزراء کے بیٹے خدام اور وکلاء صفیں بنا کر کھڑے ہوئے سارے محل میں اندر سے صحن تک قیمتی قیمتی قابض اور اعلیٰ درجہ کے فردش کا فردش تھا اور وازن محرابوں پر ریشمی رازدوزی کے پردے لٹکائے گئے مفرانے قسطنطنیہ کے سفیر جس وقت اس شاہانہ دربار میں حاضر ہوئے دربار کی ترتیبی دیکھ کر دنگ رہ گئے اور سب سے زیادہ حیرت تو ان پر خلیفہ ناصر کی سطوت و جبروت سے چھا گئی جیسے جیسے قریب تخت شاہی کے قریب پہنچ کر اپنے بادشاہ قسطنطین بن یو (والی قسطنطنیہ) کا خط پیش کیا خلاف آسمانی رنگ کا تھا جس پر سنہرے جس پر سنہرے حرفوں سے بخط اغریقی یونانی لکھا ہوا تھا غلاف کے اندر ایک صدقہ تھا اور یہ بھی زمین نہ، غریقی حروف سے اغریقی رسم الخط تحریر تھا، صندوق پر سونے کی مہر لگی ہوئی تھی۔ جس کا وزن چار مثقال تھا مہر کے ایک رنگ میں مسکینی کی صورت تھی دوسری جانب خود بادشاہ قسطنطنیہ کی تصویری اس کے بیٹے سمیت نقش تھی اس صندوق پر بھی اس صندوق پر چھوٹا صندوق تھا یہ صندوق پر شیشے کا تھا طلائی و نقرئی مینا کاری کا کام اس پر بنا تھا، اس صدقہ پر درباری ریشمی غلاف تھا جس کے اندر خط رکھا ہوا تھا، عنوان خط کے عنوان کے ایک سطر میں قسطنطین و رومانس مومنین مسیح بادشاہ عظیم سلطنت دوم لکھا ہوا تھا، (بقیہ حاشیہ صفحہ پر)

خلیفہ ناصر کی وفات کے بعد حکم جس کا لقب المستنصر باللہ تھا حکمران بنا عہدہ حجابت (لارڈ چیئرمین) جعفر مصمصی کو عطا فرمایا، اس نے مستنصر کو جس دن اس نے تخت حکومت پر قدم رکھا تھا ایک تحفہ پیش کیا جس میں طرح طرح کی قیمتی قیمتی چیزیں تھیں جس کو ابن حبان نے مستنصر میں تحریک ہے اور وہ یہ ہیں۔ "ایک سو فرانسیسی غلام عمدہ نسل کے گھوڑے پر سوار تلواروں، نیزوں، زربیں، ڈبالتوں "ہندی خودوں سے آراستہ بیستہ تین سو بیس مختلف قسم کی زرہ، تین سو خود ایک سو بیضہ ہندیہ، پچاس خود شبیہ (لکڑی والے) یہ لکڑی فرانس کی مشہور اور اعلیٰ درجہ کی طاشانیہ سے ہمیں زیادہ نفیس و قیمتی تھی، تین سو فرانسیسی حربہ (نیزے) ایک سو سولطانی ڈھالیں دس جوئیں سونے کی پچیس طلائی سنگین جو بھینیس کی سنگ کی ہنائی گئیں تھیں"

جلال اللہ کی بغاوت خلیفہ ناصر کی وفات کے بعد جلال اللہ کو ملک گیری کی ہوس شروع ہوئی فوجیں آراستہ کر کے سرحد پر آ پڑے خلیفہ حکم نے اس سے مطلع ہو کر بذات خود اس مہم کو سر کرنے کے لئے کوچ کیا اور اس شدت سے جلال اللہ پر حملہ کیا کہ ان کے دانت کھٹے ہو گئے، بوریہ بستر سنبھل کے سرحد بڑا داسلہ میہ سے کوچ کر گئے صلح کا پیغام دیا اور اپنے اس خیال سے باز آئے جس کو انہوں نے خلیفہ ناصر کی انتقال کر جانے سے اپنے دماغوں میں پکانا شروع کیا تھا۔

جلیقہ پر حملہ: اس کے بعد اس کا آزاد کردہ غلام غالب ۱۰ جلال اللہ کے خلاف جہاد کرنے کو کمر بستہ ہو کر نکلا فوجیں آراستہ کر کے دارالحرب میں داخل ہونے کی غرض سے شہر سالم کی طرف روانہ ہوا جلیقہ نے بھی اس خبر سے مطلع ہو کے فوجیں تیار کیں دونوں فوجوں کا ایک وادی میں مقابلہ ہوا سخت اور خونریزی جنگ کے بعد عسا کر اسلامیہ نے عیسائیوں کو شکست دی اور ان لشکر کا کلوٹ کے فرولند قوس کے شہر پر چڑھ گئے اس کو بھی تاخت و تاراج کر کے کامیاب و کامران مال غنیمت لیے ہوئے واپس آئے۔

شانجہ کی وعدہ شکنی: اسی زمانہ میں شانجہ بن رزمیر بادشاہ بشکنس کو وعدہ شکنی کا خیال پیدا ہوا اور عہد نامہ کے خلاف ممالک اسلامیہ کی جانب

۱ تاریخ اکمل (جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۳۲۳) پر الناصر لدین اللہ تحریر ہے۔ ۲ ملای ممالک کی سرحدوں کا سپہ سالار تھا۔

(گذشتہ حصہ) و دوسری سطر میں بزرگ قابل تعظیم ملحق شریف المنسب عبدالرحمن خلیفہ و حاکم عرب در ملک اندلس اللہ تعالیٰ ان کی بقاء کو طویل کرے لکھا تھا، خلیفہ عبد الرحمن نے خط سن کر اشرارہ کیا کہ خطباء اپنی کچھار اور شعراء موقع کی مناسبت تبصرہ کریں اور قبیڈے پڑھیں دلی عہد حکم نے فقیہ محمد بن عبدالبر کشنیائی کو اس خدمت کے انجام دینے کے لئے حکم دیا اگرچہ اس کو اپنی قدردان کلامی کا بہت دعویٰ تھا، ماورائی البدیہ خطبہ دینے پر یہ نسبت اوروں کے بہت مہر تھا مگر دربار کی شان و شوکت اور خلیفہ ناصر کی سطوت و جبروت سے کھڑے ہوتے ہی بیہوش ہو کر گر پڑا، پھر ابوی بغدادی اسماعیل بن قاسم قالی مولف المانی و نوادر کھڑا ہوا یہ خلیفہ کے یہاں وفد میں ہو کر عراق سے آیا ہوا تھا، ورنہ عہد سلطنت کا منظور و مقبول تھا، حمد و نعمت کے بعد یہ بھی خاموش ہو گیا، صورت سے معلوم ہوتا تھا کہ کسی فکر و اندیشہ میں مستغرق ہے ابن حبان وغیرہ نے ایسا ہی ذکر کیا ہے مورخ عداامہ کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ خطبہ دینے کے لئے ابوی، القالی پہلے سے اس خدمت پر مقرر کیا گیا تھا، رخ میں لکھا ہوا ہے کہ جس وقت ابوی سکوت کے عالم میں حمد و نعمت پڑھ کر کھڑا ہو گیا منذر بن سعید بوہی جو زمرہ فقہاء میں حاضر رہا تھا خود بخود اٹھ کھڑا ہوا اور ایسی تقریر شروع کی کہ جوابی کے کلام سے چسپاں ہوئی سامعین کو یہ معلوم نہ ہوا کہ حمد و نعمت کسی اور کی نہ ابوی کی در کی خطبہ اور شعر جو منذر نے اس موقع پر پڑھے تھے کتاب فتح الطیب ج ۱ صفحہ ۲۳۸ و ۲۳۹ و ۲۴۱ میں موجود ہے فمن شاء الاطلاع علیہا فلیرجع الیہ

مؤرخوں نے لکھا ہے کہ خلیفہ ناصر کے عہد حکومت میں دو کڑورہ چار لاکھ اسی ہزار دینار ایک دینار نو روپیہ کا تقریباً ہوتا ہے) اندلس کا ٹیکس تھا بازار و مزارعوں کی آمدنی ساتھ لکھ بیسٹھ ہزار دینار بھی باقی رہے اخماس غنائم (مال غنیمت کا پانچواں حصہ) بہ خارج از شمار تھے اس کا شمار کسی دفتر سے نہیں ہو سکتا خلیفہ ناصر اس خرچ کو تین حصوں پر تقسیم کرتا تھا، ایک تہائی فوج اور جنگی سامان پر خرچ کرتا تھا اور ایک کو تعمیرات میں لگاتا تھا باقی دہائیہ سیراٹھ دہ بیت المال میں جمع کیا جاتا تھا۔

بیان کیا جاتا تھا کہ وفات کے بعد خلیفہ ناصر کا خزانہ میں سے ایک قلمی یادداشت بخط خاص خلیفہ ناصر لکھی جس مرحوم خلیفہ نے وہ دن انتہائی اصرار سے لکھا تھا جو اس پچاس ہزار حکومت میں انکار خانی تھے گننے شمار کرنے سے معلوم ہوا کہ اس طویل اور روانہ زمانہ میں اس کو ایسے صرف چودہ (۱۴) دن نصیب ہوئے۔

وقت وفات کے وقت اس کی عمر بہتر برس کی تھی۔ چہرہ کارنگ سفید چمکدار، حسین، اور عظیم الجثہ تھا۔ پنڈلیاں پتلی اور چھٹی۔ پیٹھ تھی۔ اہل اندلس کا بیان ہے کہ یہ پہلا خلیفہ ہے جو اپنے دادا کے بعد سر پر حکومت پر جلوہ افروز ہوا۔ ام ولد جانہ کے لطف سے تھا جن لوگوں نے امیر المومنین کا خطاب اختیار کیا ان میں سے کسی نے اس کے زمانہ خلافت کے بربر و سادہ مستنصر عوی (والی مصر) کے خلافت نہیں کی گیارہ بیٹے وفات کے وقت اس کے موجود تھے ماہ رمضان المبارک ۳۵۰ھ میں وفات پائی افسوس ہے کہ اس کے جانشین پھر ایسی قابلیت کے نہ ہوئے۔ (مترجم) شخص از کتاب فتح الطیب جلد اول صفحہ ۲۴۲ لغایہ ۲۴۷ و کمال ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۲۱۰ و تاریخ ابن خلدون جلد ۱۰۔

پیش قدمی شروع کی، خلیفہ حکم نے یحییٰ بن یحییٰ والی سر قسطہ کو افواج اسلامیہ کا کمانڈر بنا کر اس مہم کو سر کرنے کے لئے روانہ کیا، جلالقہ کا بادشاہ شہنشاہ کی کمک پر آیا گھسٹن کی جنگ ہوئی میدان یحییٰ کے ہاتھ رہا عیسائیوں کو بہت برے طریقے سے شکست ہوئی، بھاگ کر قوریہ میں اپنی جان بچائی، عساکر اسلامیہ نے دل کھول کر شہنشاہ کے مقبوضات تباہ و برباد کی اور بہت سامان غنیمت لے کر واپس آئے۔

سغالب اور وشقہ کی فتوحات: انہیں دنوں ہذیل بن ہاشم اور غالب (مولائے حکم) نے اجازت خلیفہ حکم سرحدی عیسائی مقبوضات کے خلاف جہاد کرنے گیا اور کامیابی کے ساتھ واپس آیا، حکم کے فتوحات کی تمام سرحدی ملکوں میں دھوم مچ گئی، سرحدی اسلامی سپہ سالاروں کے جو حصے بڑھ گئے ہر طرف سے فتح یابی اور کامیابی کی خوش خبریاں آنے لگیں، ان فتوحات میں سب سے بڑی اور نمایاں فتح قلعہ مقبوضات بشکنس کی فتح تھی جو غالب کے ہاتھ پر ہوئی، خلیفہ حکم نے اس کو نئے سرے سے تعمیر کرایا اور اپنی خاص توجہ اس کی جانب صرف کی اس کے بعد فتح قطوبیہ کی ہے قطوبیہ کو سر کرنے کا سہرہ سپہ سالار وشقہ کے سر پر بندھا گیا اس کے فتح ہونے سے بہت سامان، اسباب جنگی آلات اور غلہ کا بہت بڑا ذخیرہ ہاتھ لگا اس کے مضامنت سے گائے، بکریاں، گھوڑے کھانے پینے کی چیزیں اور قیدی جو تعداد شمار سے باہر تھے عساکر اسلامیہ کے ہاتھ آئے۔

کمانڈر غالب کا البہ پر حملہ: پھر ۳۳۵ھ میں غالب سپہ سالار افواج اسلامی نے ”البہ“ حملہ کیا اس مہم میں یحییٰ بن محمد یحییٰ اور قاسم بن مطرف بن ذی النون وغیرہ مہمان نامی گرامی کارآزمودہ سپہ سالار بھی شریک تھے، عساکر اسلامیہ نے پہلے قلعہ غرماج پر قبضہ کیا اس کے اور دشمن کے بلاد میں تاخت و تاراج کرتے ہوئے گھس گئے اور کامیابی کے ساتھ واپس۔

مجنوسیوں کا بحری حملہ اور پسپائی: اسی سال مجنوسیوں کی کشتیوں کا بیڑا بحر کبیر کے ساحل سے آگیا اور ان لوگوں نے خشکی پر اتر کر اشبونہ کے مضامنت میں قتل و غارتگری اور لوٹ مار شروع کر دی، اہل اشبونہ مسلح ہو کر مقابلہ پر آئے اور مجنوسیوں سے لڑنے لگے، گھبرا کر مجوسی اپنی کشتیوں کی طرف بھاگے، خلیفہ حکم کو اس کی خبر ملی تو اس بیدار مغز بادشاہ نے سپہ سالاروں کو ساحلوں کی حفاظت کی ہدایت اور تاکید کی اور عبدالرحمن بن راس امیر البحر کو حکم دیا کہ جتنی جلدی ممکن ہو جنگی کشتیوں کا ایک بیڑا مجنوسیوں سے جنگ کرنے بھیج دو اس حکم کے صادر ہوتے ہی یہ اطلاع پہنچی کہ ساحلوں کے ہر طرف سے عساکر اسلامیہ نے یلغار کر کے مجنوسیوں کو ان کی پیش قدمی کا مزا چکھا کے ذلیل و خوار واپس کر دیا۔

خلیفہ حکم اور اردون بن اوفولش: ان واقعات کے بعد اردون بن اوفولش معزول شہزادہ جلالقہ حکم کے دربار میں حاضر ہوا اور انتہائی منت سماجت سے درخواست کی کہ مجھ کو تخت حکومت پر متمکن ہو گیا تھا، اور عیسائیوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی تھی، اس وقت اردون اپنے داماد فردون (حکمران قشلیہ) کے پاس چلا گیا تھا، خلیفہ ناصر کی وفات کے بعد اردون کو یہ خیال آیا کہ شاید خلیفہ حکم بھی شہنشاہ کا معاون نہ ہو جائے جیسا کہ اس کا باپ خلیفہ ناصر اس کا مددگار تھا اس خیال کا پیدا ہونا تھا کہ سامان سفر درست کر کے بطور وفد خلیفہ حکم کی خدمت میں حاضر ہو کر پناہ گزیں ہو گیا خلیفہ حکم نے اس سے ملاقات کرنے کا ایک مختص دن مقرر کیا اور جیسا کہ اس سے پہلے سفر سلاطین کے آنے پر دوبارہ سجا یا تھا اردون کے آنے پر بھی ایوان خلافت آراستہ کیا گیا ابن حبل نے اس آراستگی و اہتمام کو اسی طرح بیان کیا ہے جس طرح کہ پہلے دربار کا حال تحریر کیا ہے۔

حکم اور اردون کے درمیان معاہدہ: الغرض خلیفہ حکم کی خدمت میں اردون باریاب ہوا، خلیفہ حکم نے بیٹھنے کی اجازت دی اس کے دشمن کے مقابلہ میں امداد کا وعدہ کیا اور چونکہ اردون خود دربار شاہی میں حاضر ہوا تھا اس لئے خلعت عنایت کی اس کے بعد اہل اسلام سے دوستی اور فرولند قومس سے قطع تعلق کر لینے کی شرط پر عہد نامہ لکھا گیا خلیفہ حکم نے توثیق عہد و قرار کی غرض سے اردون کے ہاتھ پر ہاتھ دیا اور اردون نے اپنے بیٹے غریبہ کو مزید اطمینان کے لئے دریا خلافت میں بطور ضمانت کے پیش خدمت رہنے کا وعدہ کیا، چنانچہ عہد نامہ کی تکمیل کے بعد اور جازے اردون کو اس کے ساتھیوں کو عطا ہوئے واپس جاتے ہوئے ان لوگوں کے ساتھ قرطبہ کے چند ذمی مسیحی امراء اور ولید بن مغیث قاضی، اصغ بن عبداللہ بن جاثلیق اور عبداللہ بن قاسم مطران وغیرہ بھیجے گئے کہ اردون کے ملک میں پہنچ کر اس کی تخت نشینی کی رسم میں شریک ہوں اور اس کے رہین کو قرطبہ لے آئے یہ واقعہ ۳۵۱ھ کا ہے۔

حکم اور شہنشاہ کے درمیان معاہدہ کی تحریر: انہیں دونوں اردون کے چچا زاد شہنشاہ بن رزمیر نے پھر اہل جلیقہ و سمورہ کے سرداروں و رستوں کے موجودہ و فہرہ و بارشہی میں اظہار اطاعت اور شہنشاہی اقتدار تسلیم کرنے کی غرض سے روانہ کیا اور اس کا اظہار کیا کہ جس طرح آپ کے برکات باپ خلیفہ نے مجھے حکومت پر متمکن فرمایا تھا اسی طرح آپ مجھے بحال و قائم رکھنے خلیفہ حکم نے ان لوگوں کے عہد و قرار کو چند شرطوں سے مستحب قبول فرمایا ان میں سے قلعوں اور برجوں کا گرانہ بھی تھا جو مالک اسلامیہ کی سرحد پر بنائے گئے تھے۔

فرانس برشلونہ اور طرکونہ کی سفارتیں: اس کے بعد پریزیڈنٹ فرانس کی طرف سے اتحادی تعلق قائم رکھنے کی سفارت آئی، اسی وقت برشلونہ اور طرکونہ کے بادشاہوں نے بھی سفارتیں بھیجیں اور یہ درخواست کی کہ دونوں سلطنتوں میں جیسا کہ اس پہلے رسم و اتہاد ہی قائم و بحال رکھا جائے سفارت کے ساتھ ان دونوں بادشاہوں نے کچھ تحفہ بھی بھیجا تھا جو یہ ہے ”صقالیہ کے خواجہ سراؤں کے لڑکے میں افراد میں قسط ۱۰ سمور کا دن“ پانچ قسط و قسط ۲۰ دس مہینے زر ہیں اور دو سو فرانسیسی تلواریں۔

خلیفہ حکم نے ان لوگوں کے شرائط کو قبول فرمایا اور ان شرائط سے صلح کر لی کہ یہ دونوں ان قلعوں کو منہدم و مسمار کر دیں جو حدود و ممالک سماویہ کے قریب واقع ہیں اور دونوں آئندہ اپنے کسی ہم مذہب کی مدد، خلافت مآب کے خلاف نہ کریں اور عیسائیوں کو مسلمان تاجروں کو مزاحمت اور ایذا رسانی سے روک دیں۔ اس کے بعد غریبہ بن شہنشاہ بشکنس کے سفراء، روساء اور علماء نصاریٰ کے ایک گروہ کے ساتھ دربار حکم میں حاضر ہوئے صلح کی درخواست پیش کی اگرچہ اس نے سفارت کے بھیجنے اور صلح کی درخواست کرنے میں توقف کیا تھا مگر خلیفہ حکم نے اپنی فیضی و رحمہ اخلاق سے اس کو محروم نہ رکھا اس کی بھی درخواست منظور فرمائی، چنانچہ سفراء بادشاہ بشکنس کامیابی کے ساتھ واپس آ گئے۔

لرزیق کی سفارت: سن ۳۶۵ھ میں مارو و لزیق بن بلا د کش سردار مغربی جلیقہ کی ماں جو سب میں سربر آوردہ اور ممتاز تھی دارالخلافہ قریبہ میں خلیفہ حکم کی خدمت میں آئی خلیفہ حکم نے اس کی بڑی خاطر و مدارات کی، اراکین حکومت کو استقبال کا حکم دیا اور اس سے ملنے کا ایک خاص دن مقرر کیا جس میں تمام مشاہیر محل اور دربار آراستہ کیا گیا چنانچہ لزیق کی ماں نے حاضر ہو کر صلح و مراسم اتحاد قائم رکھنے کی درخواست پیش کی خلیفہ حکم نے اس کی خواہش و استدعاء کے مطابق اس کے بیٹے کے لئے عہد نامہ صلح لکھ دیا اور اس کو بہت سامان و زر عطا کی، جو اس کے ساتھی و فوج میں تقسیم کر دیا گیا اس کے علاوہ ایک خچر سواری کے لئے عطا کیا جس کی زریں اور لگام سونے کی تھی اور جھول دیا کی تھی اس کے بعد خلیفہ حکم کے اراکین حکومت نے اس سے بازوید کی ملاقات کی۔

زنانہ مغرادرہ اور مکنا سہ کی اطاعت:..... ان واقعات کے بعد خلیفہ حکم کی فوجیں المغرب الاقصیٰ کی اور حدود المغرب الاوسط کی حدود بڑھیں و زنانہ، مغرادرہ، اور مکنا سہ کے بادشاہوں کو خلیفہ حکم کے شہنشاہی اقتدار کے تسلیم کرنے کا پیغام دیا ان لوگوں نے خوش دلی سے خود کو خلیفہ حکم کے ظل جماعت میں داخل کر کے اس کے اقتدار شہنشاہی کو تسلیم کر لیا اور اس کے نام کا خطبہ اپنے یہاں کی جامع مسجد میں پڑھنے لگے، اسی وجہ سے حکومت شیعہ اور دوست مویہ انداوسیہ میں رقابت پیدا ہو گئی اور ایک کا دوسرے سے ان ملکوں میں تصادم ہوا۔

آل خزراور ابوالعافیہ کے وفد:..... عمران کے بادشاہوں میں سے بنی آل خزراور اپنی ابی العافیہ بطور وفد کے دربار حکم میں حاضر ہوئے تھے چنانچہ خلیفہ حکم نے ان لوگوں کو معقول انعامات عنایت کئے، عزت اور توقیر ٹھہرایا نہایت عزت سے واپس کیا، ان کے سرداروں میں سے بنی دریس کی سرحد پر سرسبز و شاداب مقام پر کچھ عرصہ رہنے کے لئے جگہ دی پھر دریا کی راستے ان کو قرطبہ لے آیا اور جلا وطن کر کے اسکندریہ کی جانب روانہ کر دیا جیسا کہ آئندہ ہم ان کو تحریر کریں گے۔

علم و ادب کی سرپرستی: خلیفہ حکم نے علوم اور فنون کا شیدائی، اہل علم و فضل کا قدردان اور عزت کرنے والا تھا، ہر قسم کی کتابوں کا بے حد شوق تھا اس

① ایک قسط (۱۰۰) رطل کا ہوتا ہے اور ایک رطل ۳۳ تولہ کے برابر ہوتا ہے۔ (مترجم)۔ ② قصیدہ ریا قزویری ایک معدنی دھات ہے۔ (مترجم)۔ ③ یہاں متن میں جگہ نہ تھی جسے جدید عربی یڈیشن (جند نمبر ۱۵) سے پر کیا گیا ہے۔ (مترجم جدید)

نے ایک بہت بڑا کتب خانہ بنوایا تھا جس میں بے شمار کتابیں تھیں اس سے پہلے اندلس کے بادشاہوں میں سے کسی نے اتنی کتابیں جمع نہیں کی تھی۔

ابن حزم کی تحریر: ابن حزم کہتا کہ مجھے خواجہ سراجی نے جو کتب خانہ مکان بنی مروان کا داروغہ تھا اطلاع دی ہے کہ حکم کے شاہی کتب خانہ میں صرف دوادین کی فہرست کی چوالیس جلدیں تھیں، ہر فہرست میں بیس بیس اوراق تھے جس میں سوائے دوادین ① کے ناموں کے اور کتابوں کے نام نہ تھے حکم نے دارالحکومت قرطبہ میں علم و فضل کا بازار لگا دیا تھا، دور دراز ملکوں سے اہل علم و فضل اس کی کتابیں کشش سے کھینچے آئے تھے، ابویں نقد ② ملے لکھ کتب خانہ دارمانی پھر بغداد جیسے اسلامی دارالسلطنت سے قرطبہ چلا آیا خلیفہ حکم اس کی بے حد عزت اور قدر افزائی کی، اہل اندلس نے اس کے علم سے فائدہ اٹھایا، بنظر قدر افزائی خلیفہ حکم نے اس کو اپنے مخصوص مصاحبوں میں داخل کر لیا اور اس کے علم سے مستفاد ہوا، نادر نایاب اور نئی کتابوں کے بہم پہنچانے کے لئے تمام عالم میں معتبر معتبر آدمیوں اور تجار کو روانہ کیا کہ جتنی نادر کتابیں دستیاب ہوں زر کثیر ان کی خریداری میں خرچ کر کے ان کو حاصل کر لیا قرطبہ بھیج دیں جہاں کہیں سنتا کہ فلاں شخص نے فلاں کتاب تصنیف کی ہے فوراً اشاعت سے پہلے اس کتاب کو خرید کر کے اپنے کتب خانہ میں داخل کر دیتا تھا، چنانچہ ابوفرج اصفہانی مصنف کتاب الاغانی کے ساتھی یہی معاملہ پیش آیا، ابوالفرج خاندان بنی امیہ میں سے تھا، حکم نے ایک ہزار دینار سرخ اس کے پاس بھیج دیئے اور ایک نسخہ کتاب مذکور کا عراق میں شائع ہونے سے پہلے منگوا کر اپنے کتب خانہ میں رکھ لیا، یہاں واقعہ قضی ابو بکر بہری، لکھی کے ساتھ پیش آیا تھا جب کہ اس نے مختصر ابن عبد الحکیم کی شرح لکھی تھی، بڑے بڑے خوشنویسوں، خطاط اور عمدہ عمدہ سازوں کا دارالحکومت قرطبہ میں جمہار ہوتا تھا جو کتاب قیمت نہ مل سکتی تھی اس کی نقل کر لی جاتی تھی غرض اندلس میں اتنا بڑا ذخیرہ کتابوں کا فراہم ہو گیا تھا کہ خلیفہ حکم سے پہلے اور نہ اس کے بعد جمع ہوا، البتہ خلیفہ ناصر عباسی ابن مستنصر تاجدار سلطنت بغداد نے ایسا ہی ذخیرہ کتابوں کا جمع کیا تھا، اس زمانہ سے یہ کتابیں مسلسل قرطبہ کے شاہی محل میں رہیں یہاں تک کہ زمانہ محاصرہ بربر میں بہ اجازت و حکم واضح حاجب، اکثر کتابیں فروخت کر ڈالیں گئیں، واضح حاجب منصور بن ابی عامر کا خاص خادم تھا، باقی کتابیں جس وقت بربر نے قرطبہ میں قدم رکھا اور بزور تیغ اس پر قابض ہوئے کچھ جلد دی گئیں اور زیادہ لوٹ گئیں جیسا کہ آئندہ ہم تحریر کریں گے۔

خلیفہ حکم کی وفات: خلیفہ حکم کے عہد حکومت میں اس کی فوجیں سرحدی المغرب الاقصیٰ اور المغرب الاوسط کو مسلسل پامال ورتار کر رہیں زناتہ، مغرادرہ، اور مکناسہ کے بادشاہوں نے نہایت خوشی سے اس کی حکومت اور شاہی اقتدار کو تسلیم کیا اس کے نام کا خطبہ اپنے ہاں کے منبروں اور مسجدوں میں پڑھا یہی وجہ تھی کہ حکم نے شیعہ حکومت سے جو کہ ان دنوں اس کے گرد و نواح میں پھیلی ہوئی تھی مقابلہ کیا، ان کے سوک و سلاطین سال خزر، ورنہ بنی العافیہ بطور وفد اس کے دربار میں آئے اس نے ان لوگوں کے وفد کی بے حد عزت کی اور معقول تحائف عنایت کئے۔

ہشام موندکی حکومت: بعد اس کے خلیفہ حکم ③ المستنصر باللہ اموی تاجدار اندلس مرض فالج میں مبتلا ہوا رفتہ رفتہ بیماری اتنی ترقی کی کہ بڑھی کہ

① داؤد بن ریوان کی جمع ہے۔ ② پورا نام اسماعیل بن القاسم بن میدون بن ہارون بن جمن بن محمد بن سلیمان البغدادی جو القالی کے نام سے مشہور ہیں (یعنی بوعلی القالی) علم رفت اور فوج کے نام تھے، قرطبہ میں ۳۲۸ھ میں وفات پائی "الممدود المقصود" اور "الامانی" وغیرہ کتابیں تصنیف کیں، یکھیں، معجم المحققین، عدادہ عمر رضا کحلی (جدہ نمبر ۲ صفحہ نمبر ۲۸۶)۔ ③ خلیفہ حکم کی سوانح پر نظر ڈالنے سے یہ معلوم ہوتا ہے، کہ اگرچہ حکم اس شان و شوکت اور رعب و داب کا حکمران نہ تھا جیسا کہ اس کا باپ خلیفہ ناصر تھا، مگر پھر بھی اس جلد سے یورپ کے بادشاہ خوف زدہ ہو رہے تھے۔ اور اس سے اتحادی تعلق قائم رکھنے کو باعث فخر و عزت سمجھتے تھے۔

خلیفہ حکم نے اپنے باپ کے انتقال کے دوسرے دن جمعرات کو حکومت سنبھالی تھی پورے ملک میں اپنی بادشاہی و تخت نشینی کے فرائض اور خطوط روانہ کئے حکومت اپنے ہاتھ میں بیٹھتی ہی نظام حکومت کے درست کرنے، شیرازہ سلطنت کو محکم و مضبوط بنانے عام تعمیرات اور ترتیب افواج کی جانب توجہ کی۔

ناصر کی وفات اور حکم کی تخت نشینی سے سرحدی عیسائی اور امراء نے ممالک اسلامیہ کی طرف قدم قدمی شروع کی اور یہ کچھ کر کے خلیفہ ناصر کا انتقال ہو ہی چکا ہے اور اس کا جانشین محض کتنی نیزا ہے وعدہ شکنی پر تیار ہو گئے، خلیفہ حکم نے اس کے مقابلہ پر فوجیں بھیجیں، ان فوجوں کی سپہ سالاری بھی خود کرنا تھا اور کبھی اپنے نامور سوار اور جنگ جو امراء و وزراء کو لشکر کا مہر مقرر کر کے روانہ کرنا تھا اور اس فوج کشی میں کامیابیاں حاصل کرتا تھا، مگر یزیدی مورخوں کا یہ خیال ہے کہ خلیفہ حکم کتابی کیزا تھا اس کو خائفین کے مقابلہ پر خلیفہ اعظم عبد الرحمن ثانی نے صمد بن ہند کا بیٹا ہونے کی وجہ سے کامیابی سوتی تھے جن انھیں کے دلوں پر اس کے باپ کا رعب و داب کا سکہ میٹھا ہوا تھا، مگر ان کا یہ خیال صحیح تسلیم کر لیا ہے۔ تو اس طرح یہ پیش بھیج میں نہیں آتا کہ سرحدی عیسائیوں کو وعدہ شکنی پر کون ابھارتا تھا اصل حقیقت یہ ہے کہ ان احسان فراموشوں کو خلیفہ ناصر کی کفش برداری اور قتل و غارتگری (بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۳۸)

بستر سے لگ گیا اور سولہ ۱۰ سال حکومت کر کے وفات پائی، اس کے بعد اس کے بیٹے ہشام نے تخت خلافت پر قدم رکھا، یہ اس وقت کم عمر تھا باغ

۱ تاریخ کامل (جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۳۱۸) پر چند سال اور پانچ مہینے تحریر ہیں۔

(بقیہ گذشتہ صفحہ سے آگے) جوں جوں تھی اور اس اتفاقی تبدیلی حکومت سے انہوں نے فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کی مگر ناکام رہے نتیجہ یہ ہوا کہ سب سے حاضر ہو کر پھر صحن درخت استی اور اس کے شاہی اقتدار کو تسلیم کا ی جیسا کہ آپ اصل ترجمہ تاریخ میں ابھی پڑھ چکے ہو۔

آخری ۱۰ مہر ۳۹۱ھ میں اردون (اورڈونو) بن اوفونش اپنے بیس مصاحبوں کے ساتھ بطور وفد اندلس میں داخل ہوا۔ غالباً ناصری اس کو اپنے ساتھ لے کر قریب جانب روانہ ہوئے، راستے میں محمد ورائج ناصر کے بیٹے عظیم فوج لے ہوئے، طے، اگلے دن یہ دونوں اردون کے ساتھ قرطبہ کی طرف روانہ ہوئے خلیفہ حکم نے اس سے مطلع ہو کر ہشام مصحفی کو بہت بڑی باضابطہ فوج کے ساتھ اردون کے استقبال کا حکم دیا، چنانچہ غالب، محمد زیاد اور ہشام مصحفی اردون کو اس کے بیس ساتھیوں کے ساتھ قرطبہ کے شہرینہ کے اندر داخل ہوئے اردون نے باب سدہ اور باب جنال کے درمیان پہنچ کر دریافت کیا ”مرحوم خلیفہ ناصر کس جگہ مدفون ہوئے ہیں“ بادشاہ سے بتلایا گیا کہ قصر خذنت کے س حصہ میں مدفون ہیں، اردون نے سنتے ہی سر سے ٹوپی اتاری، مکان قبر کی طرف ذرا جھکا اور دعا کی اس کے بن خیر زان نصاریٰ، قرطبہ اور عبید اللہ بن قاسم مطران طلیحہ وغیرہ بھی تھے۔ اردون دونوں صوبوں کے درمیان سے ہو کر گذرا۔ صفوں کی ترتیب زرق برق و دریاں ہتھیاروں کی چمک دمک اور فوج کثرت سے ایسا حیران ہو گیا کہ آنکھیں اوپر نہیں اٹھ سکتی تھیں رفتہ رفتہ باب سدہ، تک پہنچا جو قصر نذرہ کا پہلا دروازہ تھا جو امرام وارا کین اردون کو لانے گئے تھے سوار یوں نے اتر گئے۔ بادشاہ اردون اور اس کے خاص خاص سردار سوار یوں پر رہے یہاں تک کہ باب السہ ۱۰ پر پہنچے اس وقت اردون کے سرداروں کو پیدل چلنے کا شاہی ملازمین نے اشارہ کیا لہذا وہ سب کے سب پیدل گئے، صرف اردون اپنے گھوڑے پر سو رہا۔ محمد بن طلحہ مس کے ساتھ چلا جا رہا تھا، بڑی گاڑی کے مکان میں پہنچنے کے قبلہ دالانوں میں سے بچ کے ہاں میں اتارا گیا، ہال کے بیچ میں ایک پتھر چبوترہ تھا جس پر بے سونے کی کرسی رکھی تھی اردون اس کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے ساتھ بھی ان کے گروہ بیٹھ گئے، یہ وہی مکان تھا جہاں پر اس سے پہلے اس کا رقیب سلطنت، شانچہ بن رذمیر بیٹھا تھا، جب کہ وہ بطور وفد خلیفہ ناصر کے دربار میں حاضر ہوا تھا، تھوڑی دیر کے بعد خلافت مآب کے پیش گاہ سے اردون کی حاضری کی اجازت ہوئی اردون نہایت ادب سے خاص دربار کے کمرہ کی طرف چلا، اس کے پیچھے اس کے سارے اس سارے ساتھی آہستہ آہستہ چلے، جوں ہی اس صحن میں پہنچا جو کہ مجلس شرقی کے سامنے تھا جہاں شاہی تخت رکھا ہوا تھا، ور خلیفہ حکم رونق افروز تھا، اردون کھڑا ہو گیا، سر سے ٹوپی اتاری، گھٹنوں کے بل دونوں صفوں کے درمیان جو کہ دور دراز صحن میں تھیں چلنے لگے یہاں تک کہ صحن کے طے کر کے اس ہال (کمرہ) کے دروازہ پہنچا جس میں شاہی تخت رکھا ہوا تھا فوراً سجدہ میں گر پڑا پھر سر اٹھایا، اور چند قدم چل کے سجدہ کیا دوبار، تین بار بار سجدے کرتا ہوا قریب تخت خلافت کے قریب پہنچا خلیفہ حکم نے ہاتھ بڑھایا اردون ہاتھ چوم کر کے اسنے پاؤں دپس آ کر اس گدے پر بیٹھ گیا، تخت خلافت سے دس گز کے فاصلہ پر بچھا ہوا تھا، یہ گدہ ریشم کا تھا، سنہرے کام سے باکل بھر ہوا تھا، اردون خلافت مآب کے اشارہ پر اس گدی پر بیٹھ گیا اس کے بعد اس کے دوسرے ساتھیوں نے اسی طرح خلافت مآب کے ہاتھ چومے اور اپنے پاؤں صاٹ کر اردون کے پیچھے آ کر کھڑے ہو گئے، وید بن خیر زان قاضی نصاریٰ قرطبہ کو ترجمانی کی خدمت کے انجام دینے کا اشارہ ہوا، تھوڑی دیر کے بعد جب اردون کے چہرہ سے شاہی اجلال سے مرعوب ہونے کا اثر کم ہو تو خلیفہ حکم نے رشاد کیا ”ہمیں تمہارے آنے سے بہت مسرت ہوئی، تمہاری اقبال مندی کی قوی دلیل یہ ہے کہ تمہارے بارے میں ہمارے خیالات نہایت اچھے ہیں اور ہم تمہاری امید سے زیادہ تمہارے مقصد میں تمہاری مدد کریں گے“ اردون کا چہرہ ان فقروں کے سنتے ہی فرط مسرت سے چمکنے لگا جوش میں آ کے فرش کو چوم لیا جوشی تخت کے پچھلے بچھا ہوا تھا، ور عجز و نکسری سے عرض کیا ”میں امیر المومنین کا غلام ہوں اور امیر المومنین کے فضل و احسانات سے امید رکھتا ہوں کہ جہاں پر اور جس خدمت پر میرے مومنین اپنے احسانات و افضل سے اس بندہ درگاہ کو مقرر کریں گے نہایت سچائی اور ارادت مندی سے اس خدمت کو انجام دے گا“ خلیفہ حکم نے جواب دیا ”تم ہمارے خیال میں اس مرتبہ عزت کے لائق ہو جس پر ہماری عنایات ہو سکتی ہے عنقریب ہمارے احسانات اور افاضات تم پر اتنے ہوں کہ تمہارے ہم قوم اور خاندان والے تم پر رشک کریں گے، ور تم دیکھو گے کہ ہمارے سایہ و ظفت میں آ جانے سے کتنا آرام اور آسائش پاؤ گے“ اردون یہ سن کر فرط مسرت سے سجدہ میں گر پڑا تھوڑی دیر کے بعد سر اٹھا کے گزارش کی شانچہ میرا چچا نہ دھانی خلیفہ صرف خدمت میں فریادی سن کر حاضر ہوا تھا، اس کی بڑی عزت افزائی ہوئی تھی وہ حقیقت میں پریشان حاضر ہوا تھا، اس کو اس کی رعایا نے بوجہ ظلم و بد خدائی کی وجہ سے معزوں کر دیا تھا، اور اس کی جگہ مجھے سرداری کے لئے منتخب کیا تھا حالانکہ میں نے اس کی کوئی کوشش نہیں کی تھی، چنانچہ میں نے اس کو حکومت کے تخت سے اتار دیا، وروہ پریشان ہو کر مرحوم خلیفہ کی خدمت میں حاضر ہوا مرحوم خلیفہ نے اس کی عزت و توقیر کی اور اس کی خواہش کے مطابق اس کی مدد کی مگر اس نے اپنے فرائض منھیں نہ ادا کئے، ورنہ احسانات شاہی کا شہریہ دیا گیا، اور نہ ان حقوق کی نگرانی کی جو اس پر مرحوم خلیفہ اور پھر امیر المومنین کے تھے، یہ ارادت مذہب کی ضرورت اور حاجت کے در دولت کی آستانہ بوسی کے لئے حاضر ہوئے، محض شاہی عنایت کا میداد اور خذنت پناہی کے لطف و کرم کا طلب گار ہے، اس وقت تک میری جانب سے میری رعایا کے بعد سر پر ٹوپی رکھ لی، خلیفہ حکم نے درنا عوامہ میں ٹھہرنے کا حکم دیا۔ اس مکان کو پیسے ہی سے قایم اور فرنیچر سے آراستہ کر رکھا تھا، چنانچہ انتہائی عزت و احترام سے اردون اس مکان میں ٹھہرایا گیا، جمعرات اور جمعہ دونوں آرام سے تقیم رہا، قیام سے ان بروز ہفتہ کو خلیفہ حکم نے اردون کو دربار میں حاضر ہونے کی اجازت دی۔ جس طرح خلیفہ ناصر نے بادشاہ کے سفیروں کے حاضر ہونے پر دربار کو آراستہ کیا اور سجایا تھا اسی طرح خلیفہ نے دربار کی آرائش میں اپنی توجہ صرف کی۔ خضرانہ ہراہ کے مجلس شرقی میں تخت رکھا گیا اخوان الریاست اور ان کے بیٹے پھر وزیر اور ان کے بیٹے پھر قاضی منذر بن سعید، حکام فقہاء، ترتیب و مراتب کے مطابق اپنے اپنے جگہوں پر بیٹھے، بڑی گاڑیوں کا دستہ اور فوج دور دراز صف بستہ کھڑی ہوئی، محمد بن قاسم بن طلحہ اردون کے (بقیہ اگلے صفحہ پر)

ہونے والا تھا، خلیفہ حکم نے ہشام کی ولی عہدی کے زمانہ میں محمد بن ابی عمر کو ہشام کی وزیر پر مقرر کیا تھا۔

محمد بن ابی عامر: محمد بن ابی عامر پہلے دفتر قضاء میں ملازم تھا، خلیفہ حکم نے اس کی ملازمت کو محکمہ وزارت میں تبدیل کر لیا۔ رفتہ رفتہ تمام امور کا انتظام اس کے سپرد کر دیا گیا آدھی ہوشیار اور کفالت شعار تھا۔

خلیفہ کے مخالف بھائی کا قتل: مستقل طور سے وزارت کا کام کرنے لگا اور خلیفہ حکم کی آنکھوں میں بھی عزیز اور عزت دار ہو گیا۔ ابنا جب خلیفہ حکم نے اپنا دین کا سفر تمام کیا اور ہشام کی حکومت کی بیعت لی گئی، اور ”المؤید“ مبارک خطاب قبول کیا اس وقت محمد بن ابی عامر نے خلیفہ کے بھائی کو دعویٰ در خلافت تھ بڑی چالاکی سے قتل کیا اس کے بعد جعفر بن عثمان مٹھی (خلیفہ حکم کا حاجب) غالب والی مدینہ سالم (ہیڈن سلی) شہر کی محل کے خوجہ سراؤں اور ان کے سرداروں ”فاق“ اور ”جوڑ“ سے سازش کی اور اس معاملہ میں ان لوگوں کو شریک کر کے مغیرہ کو قتل کیا اور کامیابی کے ساتھ ہشام کی خلافت و امارت کی سب سے بیعت لے لی۔

محمد بن ابی عامر کے اختیارات: محمد بن ابی عامر کے اختیارات جو کہ ہشام کی کم عمری کی وجہ سے سیاسی معاملات میں پیش پیش تھا اور سلطنت و حکومت کے سیاہ و سفید کرنے کا مالک ہو گیا تھا خلیفہ حکم کے بعد بے حد بڑھ گئے۔ اہل حکومت، اراکین سلطنت کے ساتھ چارے چنے لگا ایک کو دوسرے سے لڑا دیا، بعض کو بعض کے ذریعہ سے قتل کرایا۔

(بقیہ گذشتہ صفحہ سے آگے) بادشاہ کوئے ہوئے قصر الزہراء میں داخل ہوا، اندلس کے ذی عیسائی روساء کا ایک گروہ بھی اس کے ساتھ تھا، انہیں لوگوں میں وسوسہ خیالات اچھے ہیں درود بدل و جان میری حکومت کے خواہاں ہیں“ خلیفہ حکم نے ارشاد کیا ”ہم تمہارے مطلب سمجھ گئے عنقریب تم ہمارے احسانات اور عنایات کا اس سے دکن پھل حاصل کرو گے۔ جتن کہ ہمارے نامور باپ نے تمہارے چچا زاد پر کئے تھے۔ اگرچہ اس کو فضیلت سبقت کی حاصل ہے مگر یہ فضیلت ایسی نہیں ہے کہ تمہارے کسی قسم کے حقوق نظر انداز کئے جائیں، نشاء اللہ تعالیٰ تم ہمارے پاس سے محسوس اور بغوط اپنے ملک واپس جاؤ گے ہم تمہارے ملک اور تمہاری حکومت کی بنیاد و مستحکم کریں گے جو لوگ تمہاری مخالفت کریں گے ہم ان کو اس مخالفت کا مزہ چکھ دیں گے، ہم اپنے احسان اور فضل سے تمہیں اسی رتبہ پہنچا دیں گے جس پر تم پہلے تھے اور جو علاقے تم سے چھین لئے گئے ہیں ہم ان کو پھر تمہارے حوالے کر دیں گے۔ وہ پس جاتے وقت اسی مضمون کا فرمان لکھ کر ہم تمہیں عطا کریں گے تاکہ وہ تمہارے اور تمہارے چچا زاد بھائی کے حقوق کی نگرانی اور تمہاری تقرری پر درالت کرے، انشاء اللہ تعالیٰ، ہم تمہیں تمہارے امید سے زیادہ اپنی عنایتوں سے محفوظ اور مسرور کریں گے، واللہ علی ما نقول وکیل“ اردون نے یہ سن کر شکرانہ کا دربارہ سجدہ کیا اور اجازت حاصل کر کے اٹھ پائوں دربار سے واپس آ گیا تاکہ خلافت مآب کی طرف واپسی میں پشت نہ ہو، و خوجہ سرا، اردون کے دونوں بازو پکڑ کر مجلس غربی کے صحن میں لائے اب اس وقت اردون کے ہوش و حواس درست ہو چکے تھے نظریں اٹھ کر پھر مجلس شرقی کی طرف دیکھا تو شاہی تخت کو خالی پایا۔ شاہی تخت کی طرف سجدہ کیا پھر وہی دونوں خوجہ سرا، اردون کو اس پر (کمرہ) میں لائے جو مجلس غربی سے ملا ہوا تھا اور اس کو ایک مٹھی گدے پر جس پر طلائی کام بنا ہوا تھا، بیٹھا یا اتنے میں جعفر حاجب (لارڈ جیمبر لین) آ پہنچا اردون دیکھ کر اٹھ کھڑا ہوا، عجز و انکساری سے دست بوسی کے نئے جعفر نے دست بوسی سے روک کر گلے لگایا اور اس کے پاس بیٹھ کر باتیں کرنے لگا، اور اس کو خلافت مآب کے ایفاء و وعدہ پورا کرنے کا، چھی طرح سے یقین دہایا، اس سے اردون کی مسرت اور خوشی دس گنا زیادہ ہو گئی، پھر حاجب نے اردون اور اس کے تمام ساتھیوں کے مطابق خلعتیں دیں، چنانچہ اردون کامیابی کے ساتھ اپنے ملک واپس گیا۔

اس موقع پر بھی بل علم نے خطبہ دینے شعراء نے قصائد پڑھے، تمام اراکین خلافت قرطبہ میں مسرت کا اظہار کیا گیا، (دیکھو القاری مطبوعہ لیدن جلد اول صفحات ۲۵۰ غایہ ۲۵۶)

مورخین لکھتے ہیں کہ خلیفہ حکم خوش اخلاق، نفیس مزاج، عالم، علوم و فنون کا شائق، علماء اور اہل ہنر کا قدر دان تھا جو لوگ اس سے ملنے آتے تھے ان کی بے حد عزت کرتا تھا، کتابوں کے جمع کرنے کا بے حد شوق تھا، اس کے کتب خانہ میں چار لاکھ جلدیں مختلف علم و فنون کی کتابوں کی تھیں۔ ابن فرضی اور ابن بشکوال تحریر کرتے ہیں کہ خلیفہ حکم کے کتب خانہ میں کم ایسی کتابیں تھیں جس پر اس نے حاشیہ یا نوٹ نہ لکھا ہو، کم از کم اس نے ہر کتاب پر اتنا ضرور لکھا تھا کہ یہ کتاب فلاں فن کی ہے فلاں شخص اس کا مؤلف ہے، مؤلف کی جائے پیدائش، مرقم چکنا، تاریخ وفات بھی لکھ دیتا تھا،

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ حکم محض کتابوں کے جمع کرنے شائق اور کتابی کیزانہ تھا بلکہ اس کا وقت کتب بینی میں بھی صرف ہوتا تھا، افسوس ہے کہ حکم کی اس قدر دانی علم و فنون کی ترقی و ترقی میں نہ دیکھتی ہیں سچ ہے وہ عیب نماید بنش در نظر یہ تھے اندلس کے بادشاہ جن کے آگے بادشاہان یورپ کے بادشاہ آداب سیکھتے تھے، اور اپنے افسوس در قضایا در مصداتان ہا فیسہ کرانے کی غرض سے ان کے دربار میں بہ کمال ادب پیش کرتے تھے، اور اس کو باعث فخر سمجھتے تھے مگر افسوس ہے کہ ان میں خلافت شریعت کا رواج تھا جس کا احساس ان کو نہیں ہوا اور آخر میں یہی سلطنت کے زوال کا باعث ہوا واللہ وحدہ مرحوم نے قصر قرطبہ میں دوسری صفر ۳۶۶ھ کو سالہاں حکومت کر کے فوج کے مرض میں انتقال کیا۔

منصور بن ابی عامر منصور بن ابی عامر قبیلہ یمنیہ کے خاندان ”معاقر“ سے تعلق رکھتا تھا اس کا نام محمد تھا عبداللہ بن ابی عامر بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن یزید بن عبدالملک معاقری کا بیٹا تھا عبدالملک معاقری (منصور کا جد اعلیٰ) طارق فاتح اندلس کے ساتھ اندلس آیا تھا، فتح اندلس میں اس بہت بڑا حصہ لیا تھا، اور بڑے بڑے نمایاں کام کئے تھے، منصور ابن ابی عامر بھی بہت بڑا قبائل شخص تھا، ایک چھوٹے عہدہ سے وزارت کے مرتبہ تک پہنچی، خلیفہ حکم جیسے شخص نے اپنے بیٹے ہشام کا قلمدان وزارت اس کے سپرد کیا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔

محمد بن عامر کی حکمت عملی: ... خلیفہ حاکم کے انتقال کے بعد خلیفہ ہشام نے محمد ابن ابی عامر کو حجاب کا عہدہ عنایت کیا، محمد نے اپنی مدد نہ چالوں اور حکمت عملیوں سے خلیفہ ہشام کو ایسا کچھ دبا لیا کہ وزیروں کو بھی باریاب ہونا دشوار ہو گیا کبھی اتفاق سے ان لوگوں کو ایسا دن نصیب ہوتا تھا کہ جس میں یہ لوگ شاہی دربار میں حاضر ہو کر اسلام کرتے اور پھر اٹے پاؤں واپس آئے تھے، شاہی فوجوں کو تنخواہوں میں معقول اضافہ دیا، عہدہ مراتب بڑھائے، اہل علم کی قدر افزائی کی۔ اہل بدعات کا قلع و قمع کیا۔

مخالفین کی تیخ کنی: نہایت داشمند، صائب الرائے، شجاع، فنون جنگ سے واقف اور مذہب کا بے حد پابند تھا، اراکین حکومت دربار میں سلطنت میں سے جن لوگوں نے اس کی مخالفت اور اس کے کاموں میں مزاحمت کی ان لوگوں میں سے کسی کو حکمت عملی سے معزول کیا کسی کا درجہ کم کر دیا اور کسی کو کسی کے ذریعہ سے قتل کر دیا۔ یہ تمام باتیں خلیفہ ہشام کے حکم اور شاہی فرمان کے ذریعہ سے سرانجام پائی تھیں۔ رفتہ رفتہ محمد بن ابی عامر نے اپنے سب مخالفوں کا استیصال کر دیا ان کی جماعت کو منتشر کر دیا، ان سب سے پہنچے قصر خلافت کے صقلیہ خدام اور خوبہ سراؤں کو نکالنے کی فکر کی چنانچہ حاجب مصحفی کو ان کے نکالنے اور بارگاہ خلافت سے بھگانے پر ابھارا حاجب مصحفی نے ان لوگوں کو ذلیل کر کے قصر خلافت سے نکال دیا۔ یہ لوگ تعداد میں آٹھ سو یا اس سے زائد تھے

محمد بن ابی عامر کا نکاح: ... اس کے بعد محمد بن ابی عامر نے غالب (حکم کے مولیٰ اور سرحدی افواج کے سپہ سالار) کی بیٹی سے نکاح کر لیا، اور حد درجہ کی اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کرتا رہا اس کے ذریعہ سے اس مصحفی کے اقتدار کو گھٹایا اور اس کے اثر کو امور سلطنت سے بالکل ختم کر کے معزول کر دیا پھر غالب (سپہ سالار افواج سرحدی) کی اکھاڑ پچھاڑ جعفر بن علی بن حمدون والی مسیلہ کے ذریعہ سے کی، یہ جعفر وہی ہے جو حکم کے دور کے شروع میں زناتہ اور بربریوں کو نے کو حکم سے لڑاتا، غالب کی برخاستگی کے بعد ہی نے جعفر پر بھی اپنا ہاتھ صاف کیا، عبدالودود ابن جوہر اور بن ذی النون وغیرہ جیسے سرداران عرب سے سازش کر کے جعفر کی زندگی کا بھی خاتمہ کر دیا۔ الغرض محمد ابن ابی عامر نے اراکین سلطنت، در حکومت کے سرداروں کی اکھاڑ پچھاڑ سے فرغ ہو کر لشکر کی آراستگی کی جانب توجہ کی سرحدی باشندوں یعنی زناتہ اور بربریوں سے شاہی لشکر مرتب کیا۔ ”صنہجہ“ ”مغرہ“ ”بنی یقرن“ ”بنی برزائل اور کلناسہ وغیرہ کو حکومت و سلطنت کے اہم ذمہ داری کے کام سپرد کئے، ان میں لوگوں کو شاہی افواج کی سرداری عطا کی۔

محمد بن ابی عامر کا عروج: محمد بن ابی عامر نے انہیں چالوں اور حکمت عملیوں سے نو عمر خلیفہ ہشام کو شطرنج کا بادشاہ بن کر بہت پر ہنسا دیا اور خود حکومت کرنے لگا، خلیفہ ہشام، اپنی شان خلافت لئے ہوئے محل کی چاروں دیواری کے اندر بیٹھا رہا اور محمد بن ابی عامر نے ہسپانیہ میں اپنی حکومت اور عرب و ادب کا سکہ چاڑھا یا سلطنت کا نظم خود کرتا تھا، سرحدی عیسائی شہزادوں کے خلاف ہمیشہ فوج کشی اور جہاد کرتا تھا اہل بربر اور زناتہ کو لشکر کی سرداری اور بڑے بڑے مراتب دیتا تھا، اور عرب نژادوں کے اثر کو آہستہ آہستہ گھٹاتا جا رہا تھا حتیٰ کہ کمال استقلال اور استحکام کے ساتھ حکومت قبضہ ہو گیا جو اراکین حکومت اس کی رکاوٹ تھے ان کے نام و نشان کو مٹا دیا، خاص اپنی رہائش کے لئے ایک شہر ”زابرہ“ آباد کرایا، شاہی خزانہ میگزین اور ہر قسم کے اسباب وہیں اٹھالے گیا، اور وہیں حکمرانی کرنے لگا۔

محمد بن ابی عامر کا انداز حکومت: محمد بن ابی عامر نے فقط اس پر اکتفا نہیں کیا تھا بلکہ یہ حکم بھی جاری کیا تھا کہ بادشاہوں کی طرح میری تعظیم و تکریم کی جائے، اور انہیں کی طرح مجھے آداب و القاب لکھے جائیں ”چنانچہ الحاجب المنصور کے لقب سے اپنے کو ملقب کرتا تھا، خطوط، فرامین و رشتے اسی کے نام سے جاری کئے جاتے تھے، منبروں پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا سکہ بھی اس کے نام کا تیار کر لیا گیا، پھر یروں اور جھنڈوں پر بھی اس

کانہ مکھوایا گیا۔

مدبرانہ چالیس اس کا خاص دفتر علیحدہ تھا اس کی فوج بربریوں اور آزاد غلاموں سے مرتب تھی، نو مسلموں اور غلاموں کو بڑے بڑے عہدے دیے جاتے تھے، ان چالوں اور حکمت عملیوں سے جس کو چاہا دیا گیا جو چاہا کر گذرا، جو انمردی اور دلیر تھا جہاد اور کفار کے خلاف جنگ پر اکثر بذات خود جاتا تھا، اپنے زمانہ حکومت میں ہاون جہاد کئے، ایک جہاد میں بھی اس کا جھنڈا سرنگوں نہیں ہوا ۱۔ اور نہ اس کی فوج مایوس اور بددل ہوئی، نہ تو اس کی فوج کو کوئی صدمہ پہنچا اور نہ اس کی سریرہ ۲ کو ہلاکت کا سامنا ہوا اس کی فوج ظفر موج سرحدی علاقوں سے نکل کر بربر کے ساحل تک پہنچ گئی تھی، مدبرانہ چالوں سے بربر بادشاہوں کوڑ کر آپس میں قوت ختم کر دیتا تھا، یہی اسباب تھے جن سے اس کی حکومت کا سکہ تمام ملک مغرب میں کامیابی کے ساتھ چلا۔

فاس پر حملہ زاناتہ کے بادشاہوں نے اپنی بد قسمت کا یقین کر کے اس کی اطاعت قبول کر لی تھی، اس کے شاہی اقتدار کو خوشی خاطر تسلیم و قبول کر لیا تھا، اس کا بیٹا عبدالملک ملوک مغراہہ آہ خزر کی سرکوبی کے لئے فاس پر چڑھ گیا تھا اس فوج کشی کا وجہ یہ تھی کہ زیری بن عطیہ بادشاہ مغراہہ نے ضیفہ ہشام کو نا تجربہ کار حکمران سمجھ کر خلیفہ ہشام کے ماتحت علاقوں کو اپنے حدود مملکت میں بنالیا تھا، عبدالملک نے ۳۵۶ھ میں زیری پر فوج کشی کی اور پہنچتے ہی فاس پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا، کامیابی کے بعد اپنی طرف سے ملوک زاناتہ کو ملک مغرب اور اس کے صوبوں سلجما سے وغیرہ پر مقرر کیا جیسا کہ آئندہ ہم تحریر کریں گے زیری بن عطیہ نے تاہرت میں جا کے پناہ لی چنانچہ اسی زمانہ فراری میں مر گیا اس کے بعد عبدالملک نے وضع کو ملک مغرب کی حکومت پر مقرر کیا اور قرطبہ کی جانب واپس چلا گیا۔

وفات: محمد ۳ بن ابی عامر منقب منصور اعظم جو درحقیقت اسم باسمنی تھا ایسے غلبہ اور رعب و داب کی ستائیس سال حکومت کر کے جہاد سے واپس

- ۱ دیکھیں (۱۸۳ ص ۲۷)۔ ۲ سریرہ اس فوج کو کہتے ہیں جو شب خون مارنے کے لئے رات کے وقت حملہ کرتی ہے۔ (مترجم)۔
- ۳ مؤلفہ کتاب فتح الطیب تحریر کرتا ہے کہ منصور اعظم کے حالات میں ابن سعید نے لکھا ہے کہ محمد بن عامر منقب بہ منصور اعظم قریہ ترکش کا رہنے والا تھا اس کا مورث اعلیٰ غلبہ مملکت، طارق فتح اندلس کے ساتھ اندلس آیا تھا۔

ابن حبان نے اپنی کتاب مخصوص "دولت عامریہ" میں فتح نے "مطح" میں مجازی نے "مسب" میں شمر قندی نے "عرف" میں بالاتفاق تحریر کیا ہے کہ منصور اعظم قریہ ترکش کا اصل باشندہ تھا، بڑکپن ہی سے قریب چلا آیا تھا، اور یہیں تعلیم اور ترتیب حاصل کی اس کے بعد محل کے قریب ایک دوکان لے کر خطوط نویسی کرنے لگا، خدام قصر خدافت کے خطوط اور اہل غرض ضرورت مندوں کی عرضیں لکھ کر اپنی اوقات بسر کرتا تھا، اتفاق سے "سیدہ صبح" ماورمویہ (ہشام) نے حساب کے لکھوانے کے لئے منصور اعظم کو بلوایا، منصور اعظم نے دیانت داری و مستعدی سے اس خدمت کو انجام دیا، بعضوں کو خواہ سراؤں نے بھی سلطانہ بیگم سے منصور اعظم کی تعریف کی، سلفانہ بیگم اس کی خدمت سے اتنی خوش ہوئیں کہ اس کو بعض جگہوں کا قاضی مقرر کر دیا، آدمی ہوشیار اور زمانہ کی رفتار سے آگاہ تھا نہایت عقل مندی سے اس خدمت کو انجام دیا تھوڑے دنوں میں اشبیلیہ کی زکوٰۃ، درویش کا صیذ مقرر کیا گیا، اس نے اپنی خداداد قابلیت اور نیز تحائف و ہدایا سے سلطانہ بیگم کو اپنے اوپر اتنا مہربان بنالیا، اور اتنی پہنچ حاصل کر لی کہ کسی غیر کو خواب میں بھی اس زمانہ میں یہ مرتب نہیں حاصل ہوتا تھا، پھر بھی اس نے مصطفیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں بھی ذرہ بھر بھی کوتاہی نہ کی یہاں تک کہ ہشام تخت حکومت پر بیٹھا ہشام کی عمر اس وقت بارہ سال کی تھی سلطانہ بیگم کو سلطنت میں پوری پوری مداخلت تھی، اور محمد بن ابی عامر اپنے شریفانہ طرز عمل اور عالمانہ تدابیر سے اس کا دایاں بازو تھا، اتفاق سے اسی زمانہ میں عیسائیوں نے مسند علاقوں پر فوج کشی کی مصلحتی نے ان سے دفاع کے لئے محمد بن ابی عامر کو مقرر کیا، محمد بن ابی عامر نے اللہ جل شانہ کے فضل سے عیسائیوں کو شکست دے دی، اس سے اس کی مقبوضت ویر بڑھ گئی خواص اور عوام اس کو محبت کی نظروں سے دیکھنے لگے۔ داد و ہش کا مادہ بھی اس میں موجود تھا کچھ لوگوں اس کے گردیدہ ہو گئے۔ غرض کسی کو اپنی مردانگی اور دلوری سے کسی کو اپنی داد و ہش سے کسی کو پابندی شریعت و رقانون سے کسی کو اپنی عالمانہ تدابیر سے اپنا ہم در و اور حمایتی بنالیا، اور جن لوگوں نے اس کی ذرا بھی مخالفت کی یا اس کو ان کی طرف سے خطرہ ہوا حکمت عملی سے حرف نہ مٹھی کی طرح سے نکال پھینک دیا، مصلحتی کے ذریعہ سے مصلحیہ (محل کی متعلقہ فوج خواہ سرا یا ان صفائیہ یعنی ملیو) کو نکال دیا، پھر مصلحتی کو جوڑ توڑ لگا کر ناب سے رعب سے معزوں سے، پھر ناب کو جعفر کے آڑ سے اپنے تیر کا نشانہ بنایا کچھ عرصے بعد جعفر کو عبدالرحمن بن محمد ہاشم کیسی کے ہاتھوں ذلیل اور خوار روایا، حقیقت یہ ہے کہ منصور اعظم اپنے ارادوں میں حد درجہ کا مستقل اور ن کے پورے کرنے میں نہایت مضبوط تھا، ان لوگوں کی معزولی و برطرفی اس وجہ سے نہیں ہوئی کہ یہ لوگ منصور اعظم کی ترقی میں رکاوٹ تھے بلکہ مصلحتی و سیاسی مصیبتوں نے منصور کو ان لوگوں کی معزولی اور برطرفی پر مائل اور آمادہ کیا تھا، ان لوگوں نے اپنی غرضوں کا ہسپانہ کو نشانہ بنا رکھا تھا ابو منصور اعظم کو یہ باتیں پسند نہ آتی تھیں اس کے زمانہ مغربی مورخین نے اندس کے لئے عمود رحمت الکی شمار کیا تھا، اس نے اندلس کے خود غرض قبائل عرب کو بربریوں اور اجیبیوں کے ذریعہ سے تباہ و برباد کر کے اندس کو ویران اور مہذب خدمت بنایا تھا، اس کے کارنامہ ایسے ہیں جو آپ ذرا سے لکھے جانے کے قابل ہیں اس اپنے زمانہ حکومت میں ۵۶ جہاد سرحدی کفار کے خلاف کئے (غیر حاشیہ ۱ ص ۲۷)۔

آتے ہوئے مدینہ سالم میں پہنچ کر ۳۷۳ھ (۱۰۰۲ء) میں وفات پا گیا۔

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ سے آگے) اور کسی میں بھی ناکامی نہیں ہوئی۔ بخش نفیس خود لڑائیوں میں جاتا تھا، عیسائی سرحدی بادشاہوں کو ایک دوسرے سے ٹکر کر مژور کر رکھتا تھا، اس دن بنسٹ "سج" میں فتح تحریر کرتا ہے کائنات ایامہ احمدایام وسہام باسمہ اشہد سہام عزالہ شایتا وصافقہ ومضی فیما یروم راجرا ووعبقا منصور نے قسم کھ کر کہا میں تجھ کو تخت سزا دوں گا تاکہ دوسروں کو عبرت ہو۔ منصور نے یہ کہہ کر لوہا بار اور اور اور اونے جیل کو طلب کر کے حکم دیا کہ اس خائن کے پاؤں میں بھری بیڑیاں ڈال دوں اور میں میں پہنچا دو چنانچہ اس کی تعیل کر دی گئی، افسر خزانہ نے چلتے وقت یہ دو شعر چڑھے جس کا ترجمہ یہ ہے،

افسوس صد افسوس میں نے اکثر دیکھا ہے
کہ جو ہونہار امر ہوتا ہے اس میں عقل جاتی رہتی ہے
اصل یہ ہے کہ کسی شخص میں کچھ قوت ہے اور نہ طاقت ہے
جو قوت یا طاقت ہے وہ اللہ کی ہے

منصور نے یہ سن کر ارشاد کیا "واپس لاؤ" جب وہ واپس لایا گیا تو اس سے دریافت کیا تو نے یہ مثال کے طور پر کہا ہے یا کہ اعتقاد اور تو را "افسر خزانہ نے عرض کیا میں نے عقیدہ کہا ہے جمشید نہیں کہا، منصور نے جیل کو حکم دیا کہ اس کی بیڑیاں کٹاؤ اور فوراً بیڑیاں کاٹ ڈالی گئیں، افسر خزانہ نے خوش ہو کر دو شعر اور پڑھے جس کا مضمون یہ تھا یہ تم نے بن بی عمر کی فروگزاشت نہیں دیکھی ہاں ضرور اس کا احسان سب کی گردن پر ہے۔ ایسا ہی اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ سے درگزر کرتا ہے۔ تو اس کو جنت میں داخل کرتا ہے۔ منصور نے خوش ہو کر حکم دیا اس کو رہا کر دو اور جتنا روپیہ (اس نے نہیں کیا ہے اس کو میرے مال سے پورا کر کے خزانہ میں داخل کر دو۔

منصور عظیم کے مزاج میں جہاں اتنی نرمی تھی وہاں وہ تو انین اور احکام شریعہ کا بے حد پابند بھی تھا ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ کسی جرم میں اس کا بیٹا گرفتار ہو کر قاضی کے سامنے پیش کیا گیا قاضی نے حد شرعی کے جاری کئے جانے کا حکم دیا۔ منصور کا بیٹا یہ سمجھ کر میرا پ حکومت و سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کا مختار ہے، مجلس قضا سے اپنے مکان میں چلا آیا، منصور کو اس کی خبر ملی تو اس نے بے حد ناراضگی ظاہر کی اور ایسی وقت گرفتار کر کے قاضی کی خدمت میں بھیج دیا قاضی نے شرعی حد کا نفاذ کیا چنانچہ اسی حد میں وہ مر بھی گیا، اور منصور نے ف تک نہ کہ منصور عظیم جس وقت فوج کا جائزہ لیتا اور قواعد پر بیٹ کے میدان میں ہوتا اس وقت یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ ایک غیر معمولی جنرل ہے جس سو رکی تلوار پروری حدیث قعدہ ہوتی اسی توار سے اس کا سر اتار دیا جاتا اور ابھی رعایت نہ کرتا، غرض منصور عظیم غفور کم اور پابندی قوانین کا ایک مجسم پتلا تھا، جس میں دونوں رخ نظر آتے تھے۔

منصور عظیم اپنے ارادہ میں مستقل اور مضبوط بھی تھا جس کام کو شروع کرتا اس کو بغیر مکمل کئے نہ چھوڑتا تھا "اس سے اس کی بلند حوصلہ ہونے پر کافی روشنی پڑتی ہے، ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ وہ مجلس مشیران میں کسی مجسم سلطنت پر بحث کر رہا تھا، دوران بحث اچانک گوشت کے جلنے کی بو آئی رفتہ رفتہ اتنی بڑھی کہ پورے ایوان میں پھیل کر حد ضررین کو پریشان کر دیا، بحث کے ختم کے بعد دریافت سے معلوم ہوا کہ منصور کے پاؤں میں کوئی بیماری تھی اور اس پر داغ دیا جاتا تھا۔ اللہ سے منصور کا استقلال اور مستقل مزاجی کہ اس نے ف تک نہ کہ اور ف کرتا تو درکنار پوری دہم سے مسند مجوش میں بحث کی اور مکمل طور پر رد و قدح کرنے میں مصروف رہا ایسے مستقل مزاج شخص کے آگے کسی مزاحمت بہر تب چل سکتی ہے، اس کا آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں

منصور عظیم درحقیقت منصور عظیم اور اسی مبارک لقب سے یاد کئے جانے کا مستحق تھا جب تک اس کی فوج ظفر موج ششماہی یا بخار پر رہتی تھی اس وقت تک تمام سرحد ندس کے مسیحی علاقہ جات میں تہمکہ مچا رہتا تھا، اور موت عیسائی امراء کے آگے مجسم تصویر بنی کھڑی رہتی تھی۔ لیون کو اور گرد کی ریاستوں سمیت تحت قرطبہ کا جگہ صوبہ بنایا تھا، کسٹائل پر سولنا، نادار کو مسلسل وہیم شکستوں سے جان بلب کر رکھا تھا، بلکہ "پامپلونا" اور "بارسلونا" کے شہروں پر قبضہ بھی کر لیا تھا صاحب سظم نکھتا ہے، ہاں ایک مرتبہ اس کا سفیر غریبہ وں بشکلس کے پاس کسی ضروری کام سے گیا ہوا تھا، غریبہ نے اس کی بہت خاطر مدارت کی بڑے دھوم دھام سے دعوت کی اپنے تمام مقبوضہ علاقہ کی سیر کرائی، مدتوں اس کے ملک میں یہ سفیر سفر کرتا رہا، کوئی مقام یہاں نہ تھا جہاں پر یہ نہ گیا ہوا۔ اتفاق سے ایک سن اس کا گزر ایک کلیہ کی طرف ہوا، گوشہ کلیہ میں ایک عورت قید نظر آئی دریافت سے معلوم ہوا کہ یہ مسلمان عورت ہے اور ایک مدت دراز سے عیسائی پادریوں نے قید کر رکھا ہے سفیر نے واپسی کے بعد اس واقعہ کو منصور نے اسی وقت فوج کو تیاری کا حکم دیا اور نہایت تیزی سے نو چیل تیار کر کے غریبہ کے ملک حمہ آور ہوا غریبہ گھبرا کر منصور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دست بستہ ادب کے ساتھ فوج کشی اور ناراضی کا سبب دریافت کیا منصور نے تیور چڑھا کر یہ "تو نے" تو مجھ سے وعدہ و اقرار کیا تھا کہ میں اپنے ملک میں کسی مسلمان کو قید نہ رکھوں گا مگر دریافت سے معلوم ہوا تو نے خلاف عہد نامہ فلاں کلیہ میں ایک عورت کو قید کر رکھا ہے۔ وہ میں اس وقت تک تیرے ملک سے نہ جاؤں گا جب تک اس کلیہ کو منہدم کر کے اس عورت کو رہا نہ کر لوں گا۔" غریبہ نے قسم نے کھا کہ منبت و کاجست سے پنی نہ و قلمی خط ہرں ورن وقت مسعودی مر ضی کے مطابق کلیہ کو منہدم کر کے اس عورت کو منصور کی لشکر گاہ میں پہنچا دیا۔

منصور عظیم کی نمایاں فتوحات اور اس کی زندگی کے عمدہ کارناموں میں سے اندلس کے شمالی عیسائیوں کا فتح کرنا بھی پہلے اس نے لیون کو زیر و بر کیا ورس کے فوج و جیسی فیصلوں اور سبکیں بر جون کو مسار و در منہدم کر کے بارسلونا کی طرف بڑھا اور اس پر بھی قابض ہو کر گلیشیا جا پہنچا اور اس کو بھی لڑ کر فتح کر کے سینٹ یعقوب (یا گو) (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

عبدالرحمن بن منصور: مظفر کے انتقال کے بعد عبدالرحمن مظفر کا بھائی منصور کا دوسرا بیٹا جانشین ہوا ناصر لدین اللہ کا لقب اختیار کیا، اس نے امن و امان قائم رکھنے ملک و حکومت پر غالب اور قابض رہے اور خلیفہ شام کو چالاکی سے قابو رکھنے میں وہی طریقہ اختیار کیا جو اس کے باپ اور بھائی

(گدشتہ حصہ) کے مشہور اور عظیم الشان کر جا کر گرا دیا، یہ گر جا اندلس میں بہت بڑا اور عظیم الشان تھا دور دور از ملکوں سے عیسائی راسب اس کی زیارت کے لئے آتے تھے نہروں تارکب آمدینا و رخدا پرست مسیحیوں کا بڑھکانہ اور تمام یورپ کا قبلہ بنا ہوا تھا، عیسائیوں کا یہ خیال تھا کہ اس کلیسہ میں یعقوب (حواری مسیح) کی قبر ہے مسیح علیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من اس پر خاص نظر توجہ خاص طور سے تھی، یہ بیت المقدس کا اسقف (معاذہ) تھا عیسائیت کی تبلیغ کی غرض سے اس مقام تک پہنچ کر پھر سرزمین شام واپس گیا تھا، اور غاراً ۱۲۰ھ شمس میں وین مر بھی گیا تھا اس کے ساتھیوں نے اس کلیسہ میں لا کر دفن کیا جو اس کے سفر کی انتہا تھی اس وقت اس تک مسلمان بادشاہوں میں سے کسی نے مشکل راستے، مشکلات سفر اور دوری کی وجہ سے اس کلیسہ پر حملہ ارادہ تک نہیں کیا تھا، یہ شرف و عزت منصور کے لئے ازل سے لکھی گئی تھی، چنانچہ بروز ہفتہ ماہ جمادی الثانی ۳۸ھ کی چوبیسویں تاریخ کو لشکر صاعدہ کے ساتھ قرطبہ سے منصور نے کوچ کیا، منصور کا یہ ازتالیسوں جہاد تھا کوچ و قیام کرتا ہوا شہر ”قوریہ“ میں داخل ہوا اور اس کو فتح غلیسیہ (گالیسیہ) کی طرف بڑھا، یہاں پر ایک عیسائی سرداروں کا ایک بڑا گروہ حکومت کی اطاعت کے اظہار کے لئے حاضر ہوا اور عسا کر اسلامیہ کے ساتھ شمالی عیسائیوں سے جنگ کرنے روانہ ہوا منصور نے پہلے ہی سے درین سفر اور فوج کا انتظام کر لیا تھا، کئی بیڑے جنگی جہازوں کے مقام قصر ابی وانس غربی اندلس کے ساحل لشکر انداز تھے جس میں بحری جنگ بڑے بڑے ماہر موجود تھے۔ آلات حرب بھی کافی تھے۔ کسریٹ کا انتظام بھی معقول تھا فوج کی تعداد بھی کثیر تھی یہاں سے روانہ ہو کر مقام ”برقتال“ کی طرف بڑھا اور نہر ”دورہ“ کو پار کر کے ایک بڑی نہر کو بذریعہ کے ذریعے پار کیا، جو منصور کے حکم سے جنگی جہازوں کے بیڑے نے پہلے سے تعمیر کر رکھا تھا، یہاں اس قلعہ کے مقابلہ پر بنایا گیا تھا جو اس جگہ پر عیسائیوں کا تھا منصور نے قلعہ سے جتن سامان جنگ اور سرد و غنہ کا ذخیرہ ملا، لے کر دشمنان اسلام کے ملک میں قدم رکھا اور نہایت تیزی سے کئی دشوار گزار قراطاش کے علاقے میں واقع تھا پھر اس میدان سے ایک دشوار گزار پہاڑ کے قریب پہنچی جس کا صرف ایک ہی راستہ بہت چھوٹا اور تنگ تھا منصور نے سپہر س مائزس پلٹن کو راستہ ہموار اور کشادہ کرنے کا حکم دیا چنانچہ شہر پلٹن نے نہایت تیزی سے سڑک درست کر دی، منصور نے اس مصیبت سے بہ آسانی نجات پائی اور نیز وادی مدیہ کو بھی پار کر کے کھلے ہوئے اور وسیع میدان میں پہنچا اس میدان کو طے کرنے کے بعد ویر قسطن اور ہنبو کے میدان میں آیا یہ مقام ”بحر محیط“ کے کنارہ پر واقع تھا۔ عیسائیوں نے مقابلہ ہوا کامیابی کا سہراہ تصور کے سر ہاھنٹ (سینٹ) بلایہ کوچ کر کے بحر محیط کے اس جزیرہ کی جانب بڑھا جہاں پر ان علاقوں کے شکست خوردہ عیسائی بھاگ کر پناہ گزیں ہوئے تھے، عیسائیوں نے جاتے وقت کشتیوں کو بٹوایا تھا منصور کو اس دریا کے پار کرنے میں بے حد پس پیش ہو مگر کچھ سوچ کچھ گھوڑے کو دریا میں ڈال دیا، اور اس کے ساتھیوں نے بھی اپنے شیر دل افسر کو تیرتے ہوئے دیکھ کر اپنے اپنے گھوڑوں کو دریا میں ڈال دیا رکاب سے رکاب مدائے ہوئے دریا عبور کر کے جزیرہ چ پہنچے جتنے عیسائیوں نے یہاں آ کر پناہ لی تھی ان سب کو قید کر لیا، مال و اسباب پر قبضہ کر لیا، اس کے بعد اسامی لشکر بڑھتے بڑھتے وہ مرسیہ تک پہنچی جس کو بحر محیط کی طرف سے گھیرے ہوئے تھا مسلمانوں نے اس کو بھی ایک سرے سے چھان ڈالا جتنے عیسائی یہاں تھے، ان سب کو گرفتار کر کے اپنے ندام بنالیا، اور جتنے مار و اسباب پایا، سب پر قبضہ کر لی اس کے بعد دور بہرہوں کے ذریعے اسلامی لشکر نے دو پایاب مقامات سے علیحدہ ہو کر نہر ایلم کو بھی عبور کیا اور بہت بڑے ہموار قطعہ زمین پر پہنچے، جہاں پر عمدہ عمدہ عمارتیں بکثرت تھیں، قدرتی چشمے، خود و سبز اور باغات تھے اس مقام سے یعقوب حواری کی قبر دکھائی دیتی تھی جس کی زیارت کے لئے عیسائی دور دور از ملکوں کا سفر کر کے آتے تھے، بلذ قبط ”لوبہ“ ”رومہ“ اور یورپ کے مسیحی راہب اور تارک الدینا یہاں پر آ کر جمع ہوتے تھے یہاں کے قیام کو باعث نزول برکت و رحمت خداوند تصور کرتے تھے، منصور نے اس مقام سے کوچ کر کے شہر سینٹ یعقوب پر پہنچ کر پڑاؤ کیا یہ دن بدھ کا تھا ماہ شعبان ۳۸ھ کی صرف دو راتیں گزر چکی تھیں عیسائیوں نے اس علاقے کو پہلے ہی سے خالی کر دیا عسا کر اسلامیہ نے سوائے عمارتوں اور کلیسوں کے اور کسی کو نہ پایا، عمارتوں اور گرجاؤں کو منہدم و سمار کر دیا، مال و اسباب جتنا پایا کہ لیا بڑے رن قریب جس وقت منصور پہنچی ایک بوڑھا راہب یعقوب حواری کی قبر کے پاس بیٹھا ہوا نظر آیا، منصور نے دریافت کیا تم یہاں کیوں ٹھہرے ہو؟ اور کیا کرتے ہو؟ بوڑھے راہب نے نہایت بے پرواہی سے جواب دیا، یعقوب حواری کی تنہائی کے خیال سے یہاں ٹھہرا ہوا اپنے خاندان کو یاد کرتا ہوں منصور کے دل میں اس استغنائی کا بہت اثر ہوا صرف اس کی جگہ نشینی نہیں بلکہ یک گارڈ زائر اور مزار کی حفاظت کے لئے مقرر کر دیا تھا تاکہ سپاہی ان جو شہر کو تاخت و تاراج کر رہے ہیں اس مقام کے لوٹنے کی جرات نہ کیں، اور فتح مند گروہ کی غارتگری سے یہ محفوظ رہے۔ اس مقام پر قبضہ کرنے بعد منصور نے اپنی فوج ظفر موح کو پورے جزیرہ میں پھیلا دیا بڑھتے بڑھتے اس کی فوج، جزیرہ سینٹ انکس تک پہنچ گئی جو اس سرزمین کی انتہا تھی جس سے بحر محیط کی لہریں ٹک رہی تھی اور جس کے آگے نہ تو سوار جاسکتا تھا اور نہ اس سے کوئی پیدل یا سانی عبور کر سکتا تھا، یہ وہ جگہ ہے جہاں پر منصور سے پہلے کسی مسلم کا نہ رہا۔

چونکہ منصور نے جات وقت بہت زیادہ وقت اٹھائی تھی، اس وجہ سے واپس آتے ہوئے، ”یزید مند بن اردون کا ملک کا راستہ اختیار کیا اور اپنے ساتھیوں کو اس کے ملک کے تاخت و تاراج کرنے کی ممانعت کر دی رفتہ رفتہ قلعہ بطریقہ کے قریب پہنچا، یہاں سے منصور نے ان عیسائی امراء کو ان کے علاقوں کی جانب واپس جانے کا حکم دیا جو اس جہاد میں اس کے ساتھ ورنامہ بشریت فتح و راج حکومت قرطبہ روانہ کیا واپسی کے وقت عیسائی امراء کو انعامات جائزے اور صلے عطا فرمائے جس سے منصور کی عالی حوصلہ بلند ہمتی کا ثبوت ملتا ہے۔

اسی معرکہ یا اس کے کسی اور معرکہ کے بعد محمد بن ابی عامر نے ”المنصور“ کا خطاب اختیار کیا اور حقیقت وہ اسی خطاب کا مستحق تھا، افسوس ہے کہ ایسا ابوالعزم علی حوصلہ شخص جو سانی صلوٰۃ سے ہمیشہ جہاد کا میب ہوتا ہا موت کے پنجہ سے نہ بچ سکا، کفائیل پر آخری جہاد کر کے بوقت واپسی وقفہ بیمار ہو کر ۳۹۳ھ اور ۱۰۰۰ء میں مر گیا، در مقام مدینہ سالم (میڈینا سی ڈن ہوا) (لج الطیب جلد نمبر مطبوعہ لیدن صفحہ نمبر ۲۵۷ غلیہ ۲۷۶)

کا تھا کچھ عرصہ بعد اس کے دماغ میں خلافت حاصل کرنے کی ہوس سا گئی چنانچہ ہشام سے جو کہ رائے نام حکومت و سلطنت کا، مک تھا یہ درخواست پیش کی کہ مجھے آپ اپنا ولی عہد مقرر فرمادیں خلیفہ ہشام نے اس درخواست کو قبول کر لیا اور باب حل و عقد و اصحاب شوریٰ کو جمع کر کے ابو حفص بن بروک عہد نامہ لکھنے کا حکم دیا، یہ بے حد چہل پہل کا دن تھا تمام شہر چراغان کیا گیا تھا، غرض ابو حفص نے ہشام کے حکم کے مطابق، ناصر ولی عہد کی کافروں مضمون میں تحریر کیا۔

ولی عہد کا فرمان : امیر المومنین ہشام موید باللہ نے عموماً سب آدمیوں سے اور خصوصاً بذات خاص بڑے غور و فکر اور مدقوں استی رہ کر سب سے بعد اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ کس کو میرے بعد امامت و خلافت کا منصب دیا جائے اور کون اس جلیل القدر عظیم الشان مرتبہ کے لائق ہے امیر المومنین پر اللہ تعالیٰ کا خوف ہے حد غائب ہے اور وہ ان قضاء قدر سے نہایت خوف زدہ اور پریشان ہیں جو اچانک نازل ہو جاتی ہیں اور پھر وہ کسی طرح نہ ٹھیک نہیں ملتیں ابھی اس گروہ سے علماء کا وجود

ختم نہیں ہوا کہ جس کے ختم ہو جانے سے جہالت و تاریکی کی گہری گھٹا چھا جائے گئی اور اللہ تعالیٰ کے سامنے ایسی حالت میں جاتے ہوئے کہ اوائے فرائض منصبی سے قاصر رہے ہیں شرم آئے گی میں نے قبائل قریش وغیرہ کی خوب خوب جانچ و پڑتال کی کہ ان میں سے کون یہ عظیم الشان بار کے لائق ہے اور ایسے بارگراں کے اٹھانے کا کون محمل ہوگا جس کی دیانت و امانت پر بھروسہ کر کے اللہ کے بندے اس کے سپرد کئے جائیں اور وہ اپنی نفسانی خواہش اور خواہشات بے جا سے ایک طرف ہو کر اللہ تعالیٰ کی مرضی کا طلب گار اور خواہاں رہے میں نے نزدیک و دور نظر دوڑائی مگر میری نظر میں ایسا کوئی شخص نظر نہ آیا جس کے سپرد میرے بعد خلافت امارت کی جائے باستثناء ایک شخص کے جو کہ باعتبار نسب کے بہترین لوگوں میں سے ہے بلکہ رتبہ کے عالی، بنظر منصب کے سب سے برتر ہے۔ تقویٰ اللہ کا مادہ بھی اس میں ہے، عفو در گذر بھی اس کے مزاج میں ہے لوگوں کو پہنچنا اس کا خاص جوہر ہے اپنے اوروں میں وہ مضبوط ہے اچھے اخلاق سے آراستہ ہے بری عادات سے کوسوں بلکہ منزلوں دور ہے، وہ کون شخص ہے وہ میرا دوست میرا ناصح مہربان ابوالمنظر عبدالرحمن بن منصور بن ابی عامر اللہ تعالیٰ اس کو توفیق خیر عطا فرمائے، امیر المومنین نے اس کو مختلف مواقع پر آزمایا ہے، اور اکثر اوقات اس کا امتحان لیا ہے اس کی حالت پر گہری نظر ڈالی ہے اس کے اخلاق اور عبادات پر بھی غور و فکر کی ہے، امیر المومنین کے خیال میں یہ نیک کاموں میں جدی کرنے والا ہے، اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کا بے حد شائق ہے اپنے مقاصد اور اداروں کے پورے کرنے پر مستقل مزاج ہے اور تمام خوبیوں اور محاسن کا جامع ہے وہ ایسا شخص ہے کہ منصور جیسا اس کا باپ ہے اور مظفر جیسا اس کا بھائی ہے ایسی صورت میں کوئی حرج نہیں ہے اگر وہ ترقی کے سب زینوں کو ایک مرتبہ طے کر جائے اور خیر و برکت کے درجات ایک دم حاصل کر لے امیر المومنین نے (اللہ تعالیٰ اس کی تائید کرے) اس وجہ سے کہ اس میں علم کے بڑے بڑے پوشیدہ اسرار اور غیب کے بہت سے راز سر بستہ کا ظہور ہوتا ہے، یہ ارادہ فرمایا ہے کہ ان کا واقعہ ایک قحط فی نسل کا شخص ہو جس کے بارے میں عبد اللہ بن عمرو بن العاص اور ابو ہریرہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا ہے:

لا تقوم الساعة حتى يخرج رجل من قحطان بسوق الناس من بعضاه ①

پس جب انتخاب خلیفہ کے بارے میں اختیار حاصل ہو گیا اور آثار سے اس کا ثبوت مل گیا اور کوئی دوسرا شخص اس کے سوا اس اہمیت کا نظر نہیں آتا ہے تو امیر المومنین اپنی زندگی میں امور سلطنت کو اس کے سپرد کرتے ہیں اور وفات کے بعد یہ حکم دیتے ہیں کہ یہی میرا جانشین تخت خلافت ہوا، امیر المومنین کا یہ فعل بھیت خوش دلی سے خاطر بغیر کسی کی زبردستی کے اور اجتہاد ہے امیر المومنین نے اس ولی عہد کو بلا کسی شرط اور قید کے جا رہا اور نافذ فرمایا ہے اور اس عہد نامہ کے پورا کرنے پر خفیہ، علانیہ، قولاً، اور فعلاً اللہ اور اس کے نبی ﷺ اور خلفاء راشدین کو جو کہ امیر المومنین کے ابا، و جد اسے ہیں اور نیز اپنے آپ کو ذمہ دار بنایا ہے کہ آئندہ نہ تو اس میں کچھ تبدیلی کی جائے گی اور نہ کچھ تغیر پیدا کیا جائے گا اور نہ یہ عہد نامہ کا عدسہ یا جائے گا اور نہ کسی طرح امر پر محسوس کیا جائے گا، اس امر پر اللہ تعالیٰ اور ملائکہ کی گواہی کی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ شہادت کے لئے کافی ہے اور اس کے عدو اس پر

① اس حدیث (وصاحب) (لجامع الاصول) نے نقل کیا ہے اور شیخین یعنی بخاری مسلم کی طرف اس کی نسبت کی ہے اور جس طرح یہ روایت بخاری سے ثابت ہے اس سے تغیب الہی حتی قہد الاذان حدیث نمبر ۱۱ پر ذکر کی ہے، اسی طرح انہوں نے بھی کتاب الفتن میں ذکر کی ہے۔

اس کی گواہی بھی کی جاتی ہے جس کا نام اس عہد نامہ میں گیا ہے اور وہ آج سے صاحب الامر قولاً وفعلاً مختار اور میرا ولی عہد مامون ابوالمطرف عبدالرحمن بن منصور ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو توفیق خیر عطا فرمائے اور جس امر کا بار اس کی گردن پر رکھا گیا ہے اس کو پورا کرنے کی س کو قوت عطا کرے اور اس کو اس کے فرائض منصبی کے ادا کرنے پر قدرت عنایت کرے، تحریر ماہ ربیع الثانی ۳۹۸ھ۔

عہد نامہ کی تحریر کے بعد وزراء قضاء اور تمام اراکین حکومت نے بدست خاص اپنے اپنے دستخط کئے اور اس روز سے یہ ولی عہد کہل یا جائے لگا، اس سے اہل حکومت امویہ کو جوش پیدا ہوا اور وہ سب کے سب اس سے ناپسندیدہ طریقے سے پیش آنے لگے اسی وجہ سے اس کی اور اس کی قوم کی حکومت ختم ہو گئی ۱ واللہ وارث الارض ومن علیہا۔

بنو عامر کی مخالفت۔ عبدالرحمن ملقب ناصر لدین اللہ بن منصور اعظم کی ولی عہد کی تقریب درجہ تکمیل پر پہنچنے کے بعد امویوں اور قریشیوں کو اس سے بہت زیادہ ناراضگی پیدا ہوئی، عبدالرحمن ناصر کو گرانے کی فکریں کرنے لگے اور سب کے سب اس بات پر متفق ہوئے کہ حکومت مصریہ کے قبضہ اقتدار سے نکال کر یمنیہ کے ہاتھ میں دی جائے چنانچہ ہر طبقہ کے لوگوں میں آپس میں سرگوشیاں ہونے لگیں۔

خلیفہ ہشام کی معزولی مہدی کی بیعت:..... اتفاق سے اسی زمانہ میں عبدالرحمن ناصر لشکر صوائف کے ساتھ جلالہ کے جہاد پر چلا گیا، مخالفین کو موقع مل گیا ایک دن سب کے سب جمع ہو کر افسر اعلیٰ پولیس پر قرطبہ میں قصر خلافت کے دروازہ پر جہاں اس کا ٹھکانہ تھا، ۳۹۹ھ میں ٹوٹ پڑے اور ہشام مؤید کو منصب خلافت پر جلوہ افروز کیا اور اس کی خلافت و امارت کی بیعت کر لی، محمد بن ہشام اسی شاہی خاندان کا ایک ممبر اور گذشتہ خفاء کا یادگار تھا، اراکین حکومت نے محمد کو سریر خلافت پر بٹھانے کے بعد ”المہدی باللہ“ کا لقب دیا۔

بنو عامر کا زوال:..... اس واقعہ کی ہوتے ہوئے عبدالرحمن حاجب کو سرحد پر جہاں وہ تھا پہنچ گئی۔ ساتھیوں میں پھوٹ پڑ گئی۔ عبدالرحمن نے یہ سمجھ کر کہ امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کا مالک تو میں ہوں اور میری موجودگی میں کسی کی کچھ پیش نہ جائے گی، قرطبہ کی طرف واپس روانہ ہوا جوں ہی دار الخلافہ کے قریب پہنچا فوج کا بڑا حصہ اور سرداران بربر، عبدالرحمن کے لشکر گاہ سے علیحدہ اور جدا ہو کر قرطبہ چلے آئے، اور مہدی کے ہاتھ پر بیعت کر لی، جو اس وقت قرطبہ میں حکمرانی کر رہا تھا، ان لوگوں نے لگا بھجا کر مہدی کو عبدالرحمن ناصر کی مخالفت پر ابھار دیا چنانچہ مہدی کے اشارے پر چند لوگ عبدالرحمن ناصر حملہ آور ہوئے اور اس کا سرا تار کر مہدی اور مخالفین عبدالرحمن کے پاس لے آئے عبدالرحمن کے مارے جانے سے عامریوں کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا گویا کہ یہ تھی ہی نہیں۔

بربر کی سردار:..... اس سے پہلے بربریوں اور زناتہ کی فوجوں نے منصور کا حکمرانی اور سیاست میں ہاتھ بٹایا تھا پھر اس کے بیٹے کے بھی حمایتی رہے۔ ان دنوں ان لوگوں کے رؤساء اور امراء ”زادی بن منا“، ”صنهاجی“، ”بنو کیر ابن زیری“، ”محمد بن عبداللہ برناتی“، ”نصیل بن حمید مکناسی“ (اس کا باپ عبید یوں سے عہد خلافت ناصر میں لڑا تھا) ”زیری بن غزانہ منیطی“، ”ابو یزید بن ودناس یفریق“، ”عبدالرحمن بن عطف یفریق“، ”ابوتور بن ابی قرہ یفریق“، ”ابوالفتوح بن ناصر“، ”حرز بن مھسن مغراوی“، ”مکساس بن سید الناس“ اور ”محمد بن عیسیٰ مغراوی“ وغیرہ اپنے قبائل اور خاندان سمیت تھے۔

بربر کی طرف سے مہدی کا خیر مقدم:..... یہ لوگ عبدالرحمن ناصر کی زبردستی اور امور سلطنت پر قابض ہونے سے ناراض ہو کر محمد بن ہشام سے جا ملے تھے باقی رہے امویہ وہ پہلے ہی سے خار کھائے بیٹھے تھے ان کو حکومت پر عامریوں کا تسلط کب پسند آ سکتا تھا انہوں نے نہایت خوش دلی سے محمد بن ہشام کی حکومت کا استقبال کیا اہل شہر کے دل بھی عامریوں کی طرف سے صاف نہ تھے، عامری عام طور پر آنکھیں میں کانٹا کی طرح کھنکھتے تھے، تھوڑے دنوں میں اس حد تک یہ مسئلہ بڑھا کہ عوام الناس ان لوگوں سے پریشان ہو کر اراکین حکومت سے فریادیں کرنے لگے، ہر ایرک غیرے کی زبان پر انھیں لوگوں کا چرچا رہنے لگا محمد بن ہشام نے اس سب واقعات سے مطلع ہو کر حکم دے دیا کہ کوئی عامری سوار ہو کر نہ نکلنے اور نہ آلات جنگ سے مسلح ہو۔

مہدی کے خلاف سازش:۔ اسی زمانہ میں ان کے بعض رؤسا شاہی محل کے دروازہ سے بغیر ملاقات کئے واپس بھیج دئے گئے تھے، بازار یوں نے ان کے مکانات کو لوٹ لیا، زادی، ابو الفتوح ناصر اور اس کے چچا زاد بھائی حساسہ نے دربار خلافت میں حاضر ہو کر محمد بن ہشام مہدی سے شکایت کی کہ بازار یوں نے ہم لوگوں کے مکانات کو لوٹ لیا ہے مہدی نے ان کی فریادیں سنیں اور جن لوگوں نے ان کے گھروں کو لوٹ لیا تھا ان کو سزا میں دیں مہدی کا سینہ ان لوگوں کی نفرت سے بھرا ہوا تھا اور ان کی بری عادات سے اس کا دل بیزار تھا اس کے بعد حج یا جھوٹ کسی ذریعہ سے ان لوگوں تک یہ خبر پہنچی کہ مہدی ان لوگوں کے ساتھ وعدہ شکنی کرنا چاہتا ہے۔

بغوت کے مشورے:۔ لہذا یہ لوگ آپس میں ملنے جلنے لگے، درپردہ مشورہ ہونے لگا کہ مہدی کو معزول کر کے ہشام بن سیمان بن امیر امومنین ناصر بن ابیہ کو خلیفہ بنایا جائے، اس واقعہ سے اراکین حکومت کے کان آشنا ہو گئے، ہر ممکن جلدی اس کے روک تھام کی طرف متوجہ ہوئے۔ پہلے تو ان لوگوں کو چارماکی سے شہر قرطبہ سے نکال باہر کیا وعدہ ہشام بن سیمان اور اس کے بھائی ابو بکر کو گرفتار کر کے مہدی کے پاس لائے۔

بربر کی بغاوت اور مستعین کی بیعت:۔ چنانچہ مہدی کے حکم سے ان دونوں بے گناہوں کی گردن ماری گئی، اور سیمان بن حکم جان کے خوف سے بھاگ کر بربر اور ناتھ کے لشکر میں پہنچا، اس وقت یہ سب کے سب قرطبہ کے باہر جمع ہو رہے تھے، اور شاہی خاندان میں سے کسی ایک شہزادے کو تخت نشین کرنے کی فکریں کر رہے تھے۔ سلیمان کو دیکھتے ہی اس کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کر لی مستعین باللہ کے مبارک خطاب سے محض کیا اور اس کے ساتھ حلیطہ کے سرحد کی طرف گئے، ابن اوفونش کی پست گرمی سے فوجیں آراستہ کر کے قرطبہ کے محاصرہ کے لئے کوچ کیا اس فوج میں یا تو بربری تھے عیسائی مہدی بھی یہ خبر سن کے جنگ کے ارادہ سے قرطبہ کے باہر آیا اہل شہر اراکین حکومت اور فوج نظام سینہ سپر ہو کر اپنے جدید خلیفہ کے ساتھ لڑنے نکلے، گھمسان کی جنگ ہوئی بلا آخر قرطبہ کی فوج میدان جنگ سے شکست کھا کر کر بھاگی میدان مستعین کے ہاتھ رہا۔ تقریباً بیس ہزار اہل قرطبہ اس معرکہ میں کام آئے، ائمہ مساجد، دربان، مؤذن اور علماء مشائخین قتل کئے گئے۔ آخری چوتھی صدی میں مستعین کامیابی کا جھنڈا اٹھائے ہوئے قرطبہ میں داخل ہوا محمد بن ہشام بن عبد الجبار ملقب بہ مہدی باللہ بھاگ کر طلیطلہ پہنچا۔

مہدی دوبارہ قرطبہ میں:۔ جس وقت مستعین نے قرطبہ پر قبضہ کر لیا محمد بن ہشام مہدی اٹھا کر طلیطلہ چلا گیا، ابن اوفونش نے اس کو بھی فوجی مدد دی لہذا یہ بھی اس کی مدد اور پشت گرمی پر فوجیں تیار قرطبہ کی جانب بڑھا مستعین سے معرکہ آرا ہوا، چنانچہ قرطبہ کے باہر مقام عقبۃ البقر آخری دروازہ ”سبتہ“ پر مستعین کو شکست ہوئی، مہدی کامیابی کے ساتھ قرطبہ میں داخل ہوا اور کامیابی کے ساتھ فتح ہو گیا۔

قرطبہ پر بربری محاصرہ:۔ اور جوں ہی مہدی کامیابی کے ساتھ قرطبہ میں داخل ہوا مستعین نے فوج بربر سمیت قرطبہ سے نکل کر پورے ملک میں غارتگری کا بازار گرم کر کے مار دھاڑ شروع کر دی نیک و بد کا امتیاز چھوڑ دیا، ایک مدت تک یہی کیفیت رہی پھر جزیرہ کی جانب چلا گیا مہدی اور ابن اوفونش تعاقب میں روانہ ہوئے، مستعین اور بربری فوج دوبارہ گلے آ رہے ہوئے مہدی اور ابن اوفونش تعاقب میں روانہ ہوئے، مستعین نے تعاقب کیا یہاں تک اور ابن اوفونش نے اپنی راستے کی فوج سمیت قرطبہ میں داخل ہو کر شہر پناہ کا دروازہ بند کر لیا مستعین نے محاصرہ کر لیا۔

ہشام کی دوبارہ بیعت:۔ اہل قرطبہ کو بربریوں کے طول و شدت محاصرہ سے پریشانی پیدا ہوئی، خادمان قصر اور خلافت اور ہشام کے حاشیہ نشینوں سے ملے۔ در یہ کہ سب مصیبتیں محمد بن ہشام کی وجہ سے ہم لوگوں کے سروں پر نازل ہوئی ہیں اگر تم لوگ بھی ہمارے اس خیال سے متفق ہو تو آؤ۔ محمد بن ہشام کا کام تمام کر کے ہشام کی خلافت کی دوبارہ بیعت کر لیں اور بربریوں کے ظلم و ستم سے اپنے کو نجات دیں، خدام خلافت اور ہشام کے حمایتوں نے اس رائے سے اتفاق کیا چنانچہ ان لوگوں نے محمد بن ہشام کو قتل کر کے بالاتفاق ہشام مہدی کی خلافت کی دوبارہ بیعت کی، اس کام کا بانی واضح عامری نامی ایک شخص تھا جو ہشام مہدی کی بحالی کے بعد اس کا سیکرٹری بنایا گیا تھا یہ شخص منصور بن ابی عامر کا آزاد غلام تھا۔ ①

قرطبہ کا حصار اور ہشام کا قتل: اہل قرطبہ کو اس کاروائی سے کچھ بھی فائدہ نہ ہوا بربری فوجیں، محاصرہ پراڑی رہیں اور مستعین دعویہ، خلافت انہیں وگوں میں گل چھڑے اڑاتا رہا رفتہ رفتہ سارے قبضے اور دیہات خراب اور ویران ہو گئے، کبھی تو ہشام قرطبہ سے نکل کر بربریوں اور مستعین کا تعاقب کرتا تھا، اور کبھی بربری اور مستعین ہشام اور اہل قرطبہ کو مارتے مارتے قرطبہ میں داخل کر دیتے، اس روزانہ جنگ اور آئے دن کی شہت سے اہل قرطبہ تنگ آ گئے اور رسد و غلہ کا ذخیرہ بھی ختم ہو گیا مستعین اور بربری اس وجہ سے کہ مضافات قرطبہ پہلے ہی سے ویران ہو گئے تھے ہتھیار خراب ہو گئیں تھیں، کمی رسد و غلہ سے پریشان ہو رہے تھے نہ تو محاصرہ اٹھا کے واپس آ سکتے تھے۔ اور نہ قرطبہ فتح ہو رہا تھا، کچھ سوچ سمجھ کر مستعین اور بربریوں نے ابن اوفونس کو اپنی کمک کی غرض سے طلب کیا۔

ہشام کا قتل: ہشام مؤد اور اس کے حاجب واضح کو اس کی خبر مل گئی انھوں نے ابن اوفونس کو صوبہ قشالہ دے کر مستعین کی مدد کرنے سے روک دیا، اس صوبہ کو منصور نے عیسائیوں سے فتح کیا تھا، بالآخر بربریوں اور مستعین نے بزور تیغ ۴۰۳ھ میں قرطبہ کو فتح کر لیا، ہشام مؤد مارا گیا اور مستعین اپنی بربری فوج سمیت قرطبہ میں داخل ہوا سب اپنی عورتوں، لڑکوں، اور بچوں سے ملے، ایک مدت کے پھڑے ہوئے، اپنے اپنے مکانات میں آ کر آباد ہوئے۔

سرداروں کی خود مختاری: اس واقعہ سے مستعین کے دماغ میں اپنی حکومت کے مستقل و مضبوط ہو جانے کا خیال جم گیا، بربریوں اور غلاموں کو بڑے بڑے شہروں کی حکومت پر مقرر کیا، وسیع اور زرخیز صوبوں کی حکمرانی ان کو دی، چنانچہ بادیس بن حبوس کو غرناطہ کی، محمد بن عبداللہ برزالی کو قرموند کی، اور ابو ثور بن ابی ثبل کو شیریش کی حکومت عطا کی، اراکین حکومت کا شیرازہ لکھ گیا پورے اندلس میں پریشان ہو کر نکل گئے، اور آخر کار اسی زمانہ سے طوائف الملوک بھی شروع ہو گئی ابن عباد نے اشبیلیہ میں، ابن افطس نے بلیوس میں ابن ذی النون نے طلیطلہ میں، ابن ابی عامر ہلندہ و مرسیہ میں، ابن ہود نے سر قسطہ میں اور مجاہد عامری نے رانیہ اور جزائر میں خود مختار حکومت کا اعلان کر دیا، جیسا کہ ہم ان کے حالات کے ضمن میں بیان کریں گے۔

ابن حمود کا قرطبہ پر قبضہ:..... جس وقت اراکین حکومت قرطبہ منتشر اور متفرق ہو گئے بربریوں نے حکومت و سلطنت پر قبضہ کر لیا، علی بن حمود اور اس کا بھائی قاسم (جو کہ اور لیس کے پس ماندگان خاندان سے تھے اور بربریوں کے ساتھ سرحد سے آیا تھا) دعویہ دار حکومت ہو گیا اور زیادہ تر بربریوں کی حمایت اور مدد سے ۴۰۷ھ میں قرطبہ پر قبضہ کر لیا مستعین کو قتل کر کے بنو امیہ کی بادشاہت کے آثار نیست و نابود کر دیئے سات ۱ سال تک اسی طرح کا سلسلہ جاری رہا، اس کے بعد پھر بنی امیہ اٹھے اور ناصر کی اولاد میں سے قرطبہ کی حکومت و امارت کی قبا پہن کر مسند خلافت پر متمکن ہوا پھر تھوڑے دنوں بعد حکومت ان کے قبضہ سے نکل گئی، اور حکومتوں و سلطنت پر عرب، غلاموں اور بربریوں نے قبضہ کر لیا، اندلس چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں منقسم ہو گیا، ان لوگوں نے حنیفہ علیجہ اپنی اپنی خود سر حکومتیں قائم کر کے وہی القاب اور خطابات اختیار کئے جو خلفاء کے تھے جیسا کہ اس کو مکمل طور سے ان کے تاریخ میں بیان کریں گے۔

بنو امیہ کی دوبارہ حکومت: اہل قرطبہ نے سات سال کے بعد حمودیوں کو کرسی امارات سے اتار دیا، قاسم بن حمود نے بربری فوج لے کر قرطبہ پر حملہ کیا، اہل قرطبہ نے متفقہ قوت سے قاسم کو شکست دے دی اس وقت اہل قرطبہ کو یہ خیال پیدا ہوا کہ حکومت اندلس بنو امیہ کے قبضہ اقتدار میں دی جائے وہی اس کے مستحق اور لائق ہیں چنانچہ عبدالرحمن بن ہشام بن عبدالجبار (برادر مہدی) کو شاہی کے لئے منتخب کیا اور ماہ رمضان ۴۱۴ھ میں خلافت و امارت کی اس کے ہاتھ پر بیعت کی، المستظہر کا خطاب دیا ابھی اس کی حکومت و خلافت کو دو ماہ بھی نہیں گزرے تھے کہ محمد بن عبدالرحمن بن عبید اللہ بن خلیفہ ناصر بدعوئی دار خلافت۔

مستظہر کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا اس کے باپ کو منصور نے مخالفت کی وجہ سے قتل کر دیا تھا اس وقت سے یہ دبا دبا موع اور وقت کا منتظر رہا، اب

① اندلس میں سیہان کی حکومت کی مدت تین سال تین مہینے اور تین دن تھی اور اسی کی وفات کے ساتھ ہی اندلس سے بنو امیہ کی حکومت ختم ہو گئی اور سات سال ٹھہرے، چھ دن بعد سن ۴۱۴ھ میں دوبارہ بحال ہوئی بدیکھیں النجوم الزاہرۃ (جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۲۴۱)

جب کہ مدبروں سے حکومت خالی ہو گئی تو اس نے علم مخالفت بلند کر دیا عوام الناس اور بازاریوں کا جم غفیر ساتھ ہو گیا۔ منتظر کو اس کی روک تھام میں ناکامی ہوئی، محمد بن عبدالرحمن نے قرطبہ پر قبضہ کر کے مستقلی کا خطاب اختیار کیا اور بالاستقلال مسند حکومت پر بیٹھ کر قرطبہ میں حکمرانی کرنے لگا۔

بنی حمود کی دوبارہ حکومت۔ مستقلی کی بیعت خلافت کے چھ مہینے بعد قرطبہ کی حکومت (۳۱۶ھ) میں یحییٰ بن علی بن حمود یعنی مغلی کے قبضہ میں چلی گئی جیسا کہ ن کے حالات میں بیان کیا جائے گا اور مستقلی پریشان حالی میں سرحدی علاقوں کی طرف بھاگ گیا اور اسی زمانہ فراری میں وفات پائی۔

معتمد اموی کی بیعت۔ چند دنوں کے بعد اہل قرطبہ نے مغلی بن حمود کو ۳۱۷ھ میں مسند خلافت سے اتار دیا، وزیر السلطنت ابو محمد ابن محمد بن جہور اور سردار قرطبہ نے ہشام بن محمد اور مرتضیٰ کی خلافت کی بیعت کر لی، ہشام بن محمد ان دنوں سرحد پر مقام لاروہ میں مدینہ بن ہود کے پاس مقیم تھے جب اس کو یہ خبر ملی کہ میری خلافت کی بیعت لی گئی ہے تو ۳۱۸ھ میں لاروہ سے برنٹ چلا آیا اور المعتمد ان کا خطاب اختیار کر لیا۔

معتمد کی معزولی: یہ وہ زمانہ تھا کہ محمد بن عبداللہ بن قاسم برنٹ قابض ہو گیا تھا، لہذا ہشام نے یہی قیام کیا، تین برس تک سرحد ہی پر رہا، راجہ برؤس، طوائف میں آپس میں اختلاف پڑا ہوا تھا، فتنہ و فساد کی گرم بازاری تھی آخر کار اس بات پر متفق ہوئے کہ ہشام (معتمد) کو قرطبہ میں راکے ٹھہرانا چاہئے چنانچہ وزیر السلطنت ابو محمد جہور اراکین حکومت کے ایک گروہ کے ساتھ ہشام کے پاس گیا، اور ۳۲۰ھ میں قرطبہ لے آیا، تھوڑی ہی زمانہ گزرا تھا کہ ۳۲۲ھ میں شکریوں نے اس کو معزول کر دیا، غریب معتمد نے لاروہ کا راستہ لیا اور وہیں ۳۲۸ھ میں مر گیا، اس کے مرنے سے خلافت امویہ کا دور ختم ہو گیا۔ اور اس کی حکومت و سلطنت کا ٹٹمنا تا ہوا چراغ بجھ گیا واللہ غالب علی امرہ۔ ①

① اندلس جن کو طارق و طرف اسام کے سپہ سالاروں نے بزمانہ گورنری، موسیٰ بن نصیر گورنر افریقہ بعد خلافت ولید اموی ۹۲ھ میں فتح کیا تھا تقریباً پچاس برس تک بطور ایک صوبہ کے خلافت دمشق کا تحت رہا اس زمانہ میں اکثر دربار خلافت سے اس صوبہ کا گورنر مقرر ہو کر آتا تھا اور کبھی گورنر افریقہ اپنی جانب سے کسی شخص کو اس صوبہ پر مقرر کر دیتا تھا، اس پچاس برس کے آخر میں طوائف المملو کی اور خود سری بھی شروع ہو گئی تھی، قبائل عرب آپس میں لڑنے بھڑنے لگے تھے ایک دوسرے کو پھاڑتے کھڑے تھے، یہ وہ زمانہ تھا کہ خلافت دمشق کا شیر زدور ہم برہم ہو گیا تھا، مسند خلافت پر عباسیہ کا قبضہ ہو گیا تھا، عبدالرحمن نامی ایک شخص بنو امیہ کے شاہزادوں میں سے کسی نہ کسی طرح اپنی جان اس سے محفوظ رکھنے سے بچ کر اندلس پہنچا اور اپنی مدبرانہ کارروائیوں اور پولیشنگ چالوں سے اندلس پر قابض ہو گیا ان سب واقعات کو آپ پہلے پڑھ آئے ہیں اس وجہ سے ہم دہرانا نہیں چاہتے۔

عبدالرحمن داخل بنو امیہ میں سے سب سے پہلے ۳۲۸ھ اور ۵۵۵ھ میں اندلس آیا تھا، اور بنو امیہ کی گئی گزری شان و شوکت کو از سر نو زندہ کیا تھا، بہت حوصلہ مند اور ذہین آدمی تھا، اندلس کی متعدد اور خود سر حکومتوں اور بغاوتوں کو سر کر کے اسی نے ایک مہذب اور شائستہ گورنمنٹ بنایا تھا اسی نے تمام خود مختار اور جنگجو سرداروں کو زیر کر کے اندلس کو پر امن و راضی پسند حکومت کا خضاب دیا تھا اس کے بعد اس کے خاندان میں سے ۴۲۸ھ تک تیرہ اشخاص اور چالیس ہونے جن کے زمانہ حکومت کے حالات متحدہ و متحدہ تحریر کئے گئے۔ ان تیرہ اشخاص میں سے کئی کے چند اشخاص ایسے گذرے ہیں جن کو جہانداری اور حکومت کا سلیقہ تھا ورنہ سب کے سب نہیں تو ان میں سے کئی ایسے تھے جو کہ مراہ حکومت اور فسران فوج کے ہاتھ کی کھ پتلی یا موم کی ناک تھے گروہ چند اشخاص ابھی ایسے تھے کہ جن کی ذات سے اندلس کا نامبرو بن ہو گیا تھا، پورے یورپ نے اس کا وہاں یہ تھا صمد و سحر اور فنون کی قدردانی میں شہر آفاق تھے تقریباً وہ سونوے برس بنو امیہ نے اس ملک پر حکمرانی کیا اور اس مدت میں ان حکمرانوں نے اندلس کو دہن کی طرح بہتہ کر دیا، قرطبہ کی تہذیب و فنون کے علوم و فنون کا مرکز بنادیا تھا دور دراز ملکوں سے طلباء علوم یہاں کی یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کرنے آتے تھے یورپ نے اسی کی شاگردی میں دب و ادب سیکھے، ان ہادیہ نشیناں عرب نے ملک اندلس میں جو نمایاں کام کئے تھے وہ آج بڑے بڑے سائنس اور طبیعیات دان اور یگانہ روزگار فلاسفر سے بھی نہیں بن پڑتا ہرزم اور زردنوں کے وہ، ملک تھے، ان کے ایک ہاتھ میں قلم ہوتا تھا، تو دوسرے ہاتھ میں تلوار، تعمیرات کی طرف آنکھیں اٹھتی ہیں تو اس وقت تک وہ زبان حال سے اپنے بانیوں کی عظمت و جلال کا فائدہ نہ بہہ رہی ہیں۔

از نقش و نگارے در دیوار شکستہ ☆ آثار پیدہ است عنادیدہ عجم (نہیں) عرب را

اندلس کی وجہ تسمیہ: بنو امیہ کا دور حکومت ختم ہوتا ہے اور اس کے بعد طوائف المملو کی کا سلسلہ اور خود مختار ریاستوں کا آغاز ہوتا ہے، لہذا اس موقع پر ہم سرزمین میں اندلس کے کچھ وصف بیان کرنا چاہیے ہیں اور اس کے علاوہ صوبہ الخلفاء قرطبہ کی بعض تعمیرات پر ایک سرمرئی نظر ڈالنا چاہتے ہیں۔

از در دوست چه گویم بچہ عنوانا رستم ☆ ہمہ شوق آمدہ بود ہمہ حرمان رستم

مولف کتاب فتح الطیب تحریر کرتا ہے کہ اندلس کی خوبیاں کسی عبادت میں مکمل طور سے بیان نہیں کی جاسکتیں اور نہ اس کی خوبی و اطاعت پر کسی قسم کا غبار پڑ سکتا ہے، ابن سعید کہتا ہے کہ یہ ملک اندلس بن ہود، بن یامث، بن یونس کے نام سے موسوم ہوا کیونکہ اندلس نے اپنی سکونت کے لئے اس سرزمین کو منتخب کیا تھا جیسا کہ طومان کے بھائی سبت بن یوسف نے، نام نے اندلس کے سامنے سرحد سبت بن وجہ نقش کی وجہ سے سبت یوسف بن یونس کا بیٹا تھا، جس نے ابتدا اس سرزمین میں رہائش اختیار کی تھی۔ (بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۳۹)

بنی ہمدانی حکومت کی تاریخ جنہوں نے بنی امیہ سے حکومت چھین کر سرزمین اندلس پر حکمرانی کی

مستعین کی حمایت بربروں اور مغاربہ کے ساتھ جو کہ مستعین کے حمایتی تھے دو بھائی عمر بن اور یس کی اولاد میں سے ان میں ایک کا نام قاسم

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ سے آگے) اوصاف اندلس ابو عامر سلمی نے اپنی کتاب ”بدور القلائد وغیر القلائد“ میں تحریر کیا ہے کہ اندلس بہترین ملکوں سے ہے اس کی ہوا میں نہایت معتدل اس کا پانی بے حد شیریں، ہوا پاکیزہ، اور حیوانات و نباتات نفیس ہیں یہ ملک ”اوسط الاقالیم“ سے ہے اور خیر الامور و اطمینان مشہور مشیت ابوسعید خدری تحریر کرتا ہے کہ ملک اندلس پاکیزگی میں شام کی طرح ہے، لحاظ ہوا کے میانی ہے، ہموار اور معتدل ہونے کے لحاظ سے ہندی ہے۔ عمدگی اور لطافت میں ابوازی کی طرح ہے، زرخیزی میں چین کی طرح ہے اس کے ساحلوں اور اس کی معدنیات میں طرح طرح کے قیمتی جواہر چھپے ہوئے ہیں۔ آثار قدیمہ بھی بکثرت ہیں مسعودی نے مروءۃ اندلس میں تحریر کیا ہے کہ بحر اندلس کے ساحل ”شتریں“ اور ”شدونہ“ میں غیر بکثرت پیدا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ سونا، چاندی، اور پارہ کی متعدد کانیں ہیں، زعفران بھی پیدا ہوتا ہے۔ مصرین کا بیان ہے کہ اندلس میں سب کانوں کے معدن ہیں جو سات سیارہ کے تاثرات سے پیدا ہوتے ہیں۔ رانگہ کوڑھل سے قلعہ ہے اس کی بھی اندلس میں کان ہے، قزویر سفید (سب قیمتی پتھر ہے) مشتری کی طرف منسوب ہے اس کی کان بھی اندلس میں ہے۔ لوہا سرخ کی طرف منسوب ہے، یہ بھی اندلس کی کان سے برآمد ہوتا ہے، سونا خمس کی جانب منسوب ہے، تانہ زمرہ کی جانب اپارہ عطار کی جانب، اور چاندی چاند کی طرف اور ان سب چیزوں کی کانیں اندلس میں موجود ہیں غرض کہ اندلس کیا ہے، ایک زرخیز زریز ملک ہے جس کی ہوا بھی معتدل اور سرزمین بھی شاداب ہے۔

جزیرہ اندلس شش کی شکل ہے۔ اور تین حصوں وسطی، شرقی اور غربی پر مشتمل ہے۔ وسطی میں ”قرطبہ“ ”طلیطلہ“ ”حبان“ ”غرناطہ“ ”مریہ“ اور اقلہ وغیرہ تھے۔ جغیریہ چھ شہر ہیں۔ لیکن حقیقت میں ہر ایک مستقل مملکت کے حکم میں تھے

قرطبہ کے متعلقات میں سے ”اسپہ“ ”بلکونہ“ ”قبرہ“ ”زندہ“ ”خافق“ ”مدور“ ”اسطہ“ ”بیانہ“ ”جیانہ“ ”اور قیصر“ وغیرہ تھے طلیطلہ کے مضافات میں سے وادی اعجازہ، قلعہ، رباح، اور حملسکہ وغیرہ تھے مضافات حبان میں سے ”ابذہ“ ”بیانہ“ ”اور قسطہ“ وغیرہ تھے۔

سے وادی، منکب اور بوشہ وغیرہ غرناطہ کے متعلقات میں سے تھے، اعمال مریہ میں سے اندرش اور مضافات مالقہ میں سے یلش اور الحماہ وغیرہ تھے بلش میں بکثرت میوے پیدا ہوتے تھے الحماہ میں گرم پانی کا چشمہ وادی کی صورت میں تھا۔

شرقی اندلس میں صوبہ مریہ، بلنسیہ، دانیہ، سبلہ اور ثغر اعلیٰ تھے، مریہ کے متعلقات میں سے اربونہ، القنت اور قہ وغیرہ شمار کئے جاتے تھے۔

بلنسیہ میں شاربہ اور جزیرہ طغر تھا، دانیہ کے متعلق بھی چند شہر تھے، جن کو گردش زمانہ نے دیوان و خراب کر ڈالا۔

سبلہ میں بھی کئی شہر آباد تھے، یہ صوبہ بلنسیہ اور سر قسطہ کے درمیان میں واقع تھا اسی وجہ سے اس کو بعضوں نے ثغر اعلیٰ کے مضافات میں سے شمار کیا تھا، اس صوبہ میں بہت سے قلعے اور کئی شہر آباد تھے۔

ثغر اعلیٰ کے مضافات میں سے سر قسطہ، کورہ، لارود، قلعہ بیضاء، کورہ طلیطلہ (اس کا شہر طرسونہ تھا) کورہ دشتہ اس کا شہر ترمیط تھا کورہ مدینہ عالم (میدناسلی) کورہ قلعہ البوب اس کا شہر میانہ تھا کورہ برباطہ نیہ اور کورہ باروشہ تھا۔

غربی اندلس میں اشبیلیہ، ہارودہ، اشبونہ، اور حلب شمار کئے جاتے تھے، مضافات اشبیلیہ میں سے سریش، حضر اور لابلہ تھا۔

ہارودہ کے مضافات میں سے طلیطلہ، یابروہ وغیرہ تھے۔ اعمال اشبونہ حلب سے سینٹ مریہ وغیرہ تھے۔

علاوہ ان کے جزیرہ اندلس میں بہت چھوٹے چھوٹے جزائر ہیں جن کے ذکر سے ہم کام کو کھوٹیں نہیں کرنا چاہتے اور نہ ان مقامات مذکورہ بالا کے تفصیلی حالات لکھنا چاہتے ہیں بعض مورخین نے لکھا ہے کہ اندلس کی لمبائی تیس (۳۰) دن کی مسافت کے برابر تھی اور چوڑائی نو دن (۹) کے سفر کے برابر جس کو چالیس بڑی نہریں چند حصوں پر منقسم کرتی تھیں عداوہ نہروں کے بہت سے قدرتی چشمے تھے معدنیات کی کوئی حد نہ تھی اسی شہر دار الحکومت کے قریب یہاں تو اور قصبوں کا شمار حد سے باہر تھا صرف نہر اشبیلیہ کے کنارہ باروسو گاؤں آباد تھے اندلس کی آبادی کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ قدم قدم پر مسافر کو باز اور سرائیں اور مسافر خانے ملتے تھے، مسافر دو کوس بھی جنگل، پہاڑ اور ویرانہ میں نہیں چلنے پاتا تھا کہ اس کو آسائش کے مکانات مل جاتے تھے، اور صاحب جغرافیہ نے تحریر کیا ہے کہ ملک اندلس کی لمبائی چالیس دن کے سفر کے برابر تھی اور چوڑائی اٹھارہ دن کے سفر کے برابر۔

قرطبہ کی بعض عمرت اور جامع مسجد یوں تو قرطبہ اور اندلس کی سب عمارتیں قابل الذکر ہیں خاص کر اس وجہ سے کہ ان سے عرب کی صفائی کا ثبوت ملتا ہے۔ ورنہ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ عربوں نے ایک ہی صدی کے اندر کس قدر اور کس بلا کی ترقی کی تھی مگر اس موقع پر ہم صرف جامع مسجد قرطبہ اور اس کی بعض عمارات کا تذکرہ کرتے اپنے اس نوٹ کو ختم کرتے ہیں۔

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

تھ دوسرے کا نام علی۔ یہ دونوں حمود بن مسکون بن احمد بن عبید اللہ ۱ بن عمر بن ادیس کے بیٹے تھے یہ لوگ بربروں کے سروہ کے ساتھ بلادغمارہ میں تھے۔ اور انہیں کے ذریعہ سے انہوں نے ریاست و امارت حاصل کی تھی جو محمد اور عمر، اولاد اور لیس کے خاندان میں ایک زمانہ تک قائم رہی۔ ان لوگوں کے بربروں کا ان لوگوں کے ساتھ ملنا جلنا تھا اور یہی بات ان لوگوں کے فخر مہابت کا باعث ہوئی۔

اندلس آمد۔ لہذا یہ لوگ بربروں کے ساتھ بلادغمارہ سے اندلس میں آ گئے اور مستعین نے ان مغاریہ کے ساتھ ساتھ جن کو سند حکومت دی تھی ان لوگوں کو بھی سرداری و حکومت عطا کی ان میں سے علی کو طنجہ کی حکومت عطا کی اور قاسم کو جزیرہ خضر اوپر مقرر کیا۔ قاسم علی سے بڑا تھا چونکہ مغربہ اور بربروں کے دس میں اولاد اور لیس کی حمایت اس وجہ سے کہ اس کی حکومت اس طرف پہلے سے تھی جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں اس وجہ سے علی بن حمود کی حکومت میں کسی قسم کا زوال و ترزل پیدا نہ ہوا اور اس کے رعب و داب کا سکھ چلنے لگا۔ دو سال تک اس نے صحرانی کی یہاں تک خود اس کے

یہاں صحیح لفظ عبید اللہ کے بجائے عبد اللہ ہے دیکھیں تاریخ الکامل (جلد نمبر ۹ صفحہ نمبر ۲۶۹)۔

(بقیہ گذشتہ صفحہ سے آگے) جامع مسجد قرطبہ کا بنیادی پتھر عبدالرحمن داخل مجدد دولت امویہ اندلس نے ۷۸۶ء بمطابق ۱۵۹ھ میں رکھ تھا اسی ہزار دینار خرچ کر چکا تھا مگر تعمیر مکمل نہیں ہوئی تھی اس کے بعد اس کے بیٹے بشام نے ۷۹۳ء بمطابق ۱۶۶ھ میں جامع مسجد کی تعمیر کی تکمیل کی اس کے بعد ہر نئے حکمران نے کسی نے نام وری کی غرض سے کسی نے نمازیوں کی رائیں کے خیموں سے کچھ نہ کچھ جدید عمارتوں کا اضافہ کیا رفتہ رفتہ یہ مسجد عرب مسلمانوں کے ابتدائی کمالات کا ایک عمدہ نمونہ بن گئی، اس مسجد میں گنبدیں سقف باذنوں درجہ بندیوں کے درجوں کی تعداد شریعاً و عرفاً ۱۱۹ اور شماراً ۱۳۱ تھی، انیس دروازے بیتل کے نقش و شجر لباس پہنے ہوئے نمازیوں کا انتظار کرتے تھے، پارہ سوتر نوے (۲۹۳) ستون سونے کا پانی پھڑے ہوئے مسجد کی مقدس چھت کو اٹھائے۔ خاص درجہ میں نقرئی فرش تھا جگہ جگہ پکی کاری کا نقش اور عمدہ کام بنا ہوا تھا ستونوں پر سونے و قیمتی قیمتی پتھروں سے خوشنما نقش و نگار بنائے گئے تھے منبر ہاتھی دانت اور ایک خاص قسم کی لکڑی کے ۳۶ ہزار ٹکڑوں سے بنایا گیا تھا جو بوقت ضرورت علیحدہ ہو سکتا تھا یہ ٹکڑے سونے کی کیوں اور پتھروں سے تہ میں جوڑے گئے تھے، مسجد کے صحن میں چار وسیع اور خوبصورت حوض پانی سے لبریز رہا کرتے تھے ان حوضوں میں کلوں اور ٹلوں کے ذریعہ سے پانی قریب کی ایک پہاڑی سے پایا گیا تھا مسجد کے ایک طرف راقعہ لوکرے اور حجرے بنے ہوئے تھے، جن میں طلباء اور مسافر دین کی مہمانداری نہایت فراخ دلی سے کی جاتی تھی، ایک سوہتیل کی رہائش گاہیں ہوئی تھیں، جن کے ذریعہ سے مسجد کی رات روز روشن ہو جاتی تھی رمضان المبارک میں موسم کی ایک بڑی بڑی بقیہ و ذی ۲۵ مارچ تا ماسرات جلا کرتی تھی تین سوادی صوفیوں کی غرض سے سنے ہزار تھے کہ خود و غیر کے خوات سے رائیوں میں جلانے کے لئے خوبصورت تیل بڑھتے رہیں۔ اللہ نے مسلمانوں کا عروج اور مسجد جامع کی شان و شوکت جن کون لوگوں نے خود پہنے ہاتھوں خاک میں مالدیا اور اللہ تعالیٰ کے اس وعید کو ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما انفسہم کو بھلا کر دینا اور جاہ پرستی میں مصروف ہو گئے تھے۔

قرطبہ کی مشہور عمارت میں "قصر الزہار" "قصر العاشقین" "قصر السرور" اور "قصر التاج" وغیرہ تھیں ایک شاہی محل کا نام دمشق تھا ان کی چھتیں سنگ مرمر کے ستونوں پر کھڑی تھیں اور فرش پر نہایت کاریگری سے پکی کاری کی گئی تھی (دیواروں پر سرسبز باغات کے نقشے بنائے گئے تھے دیکھئے والوں کو یہ تمیز نہیں ہو سکتی کہ یہ اصل باغات ہیں یا ان کے نقشے ہیں مصنوعی جیسے تالاب و حوض متعدد اور بکثرت سنگ مرمر کے تراش تراش کر بنائے گئے تھے جو گریشیا کے پہاڑوں سے ہوا کر قرطبہ منگوائے گئے تھے اور ان میں پانی آ کر جمع ہوتا تھا، جس سے سطحی باغات اور تمام شہر کی آبپاشی کی جاتی تھی اس مرحوم شہر میں ۲۸۷۷ مسجدیں اور ۹۱۱ حمام تھے جس میں ہر خاص و عوام غسل کر سکتے تھے اس کو خرکار مہذب عیسائیوں نے جب ان کی دوبارہ سلطنت قائم ہوئی مسلمانوں کی زندہ یادگار سمجھ کر مسمار کرادیا۔

"مدینہ زہر" وہ خوشنما شہر ہے جس کو خلیفہ عبدالرحمن ثالث نے بطور "سواد شہر" قرطبہ کے پہلو میں اپنی محبوب بی بی زہرہ کے نام سے آباد کیا تھا، یہ شہر جبل لعروں کے دامن میں جو شہر قرطبہ کے سامنے چند میل کے فاصلہ پر ہے آباد تھا، اسی شہر میں اس کا مشہور قصر "قصر الزہراء" تھا دس ہزار معمار و نجار اس کی تعمیر میں روانہ کام کرتے تھے ورائیوں کے بجائے چھ ہزار پتھر دسلیں روزانہ تیار ہوا کرتی تھیں، تین ہزار جانور بار برداری عمارت کے ضروری سامان وغیرہ لے جانے کے لئے مقرر تھے۔ چار ہزار ستون اس میں وہ کھڑے کئے گئے تھے جن کو سہا جین قسطنطنیہ، روم، اور کارٹج نے بطور قند کے بھیجے تھے، چند ہزار دروازے تھے جن پر لوہے اور چمکدار بیتل کے غلاف چڑھے ہوئے تھے۔ سطحی کمرے کی چھت در دیواریں بالکل سونے کی صرغ تھیں اور اس میں ایک نہایت عمدہ فوارہ نصب تھا۔ یہ فوارہ پتھر پورے ایک ٹکڑے سے تراش کر کے بنایا گیا تھا اس فوارہ کو شاہ یونان نے ایک بے غیر اور قیمتی کے ساتھ ہدیہ بھیجی، کمرے کے صحن میں ایک چھوٹا سا حوض پارہ سے لبریز بنایا گیا تھا اور پر طرف آٹھ دروازے تھے جن پر ہاتھی دانت و ریشم کی نہایت صنعت سے ٹکڑا کر نی کی گئی تھی و طرح طرح کے قیمتی پتھروں سے ان پر پھول بوٹے بنائے گئے جب سورج کی کرنیں ان دروازوں سے اندر داخل ہو کر اپنی حرارت سے پارہ کو متحرک کرتی تھیں تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا بجی کو اندر ہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس شہر کے عجائبات اور اس کی عمارتوں کی خوبیاں تحریر کرنے کے لئے ایک دفتر کی ضرورت ہے (ملفوظ تاریخ الطیب

باڈی گاڑنے اس کو حمام ۵ میں ۴۰۸ھ میں قتل کر ڈالا۔

قاسم بن حمود المامون: اس کے بعد اس کی جگہ اس کا بھائی قاسم بن حمود حکمران بنا اس نے ”المامون“ کا خطاب اختیار کیا اس کی حکمرانی کے چار سال بعد، یحییٰ بن علی نے سبتہ میں اس سے حکومت دریافت کے بارے میں جھگڑا کیا یحییٰ بن علی، غریب اندلس میں امیر اور اپنے باپ کا ولی عہد تھا۔ قاسم نے اس کی سرکوبی کے لئے ۴۰۱ھ میں اپنی بربری فوج کو اندلس کے لشکر کے ساتھ روانہ کیا یحییٰ نے مالقہ کی پشت پناہ سے مقابلہ کیا اور اپنے بھائی اور بیس کو جو اپنے باپ کے زمانہ سے یہی تھا۔ سبتہ کی جانب بھیج دیا دوران یحییٰ کی کمک پر زادی بن غرناطہ سے آگیا جو کہ ان دونوں بربروں کا دوسرا سردار تھا۔

یحییٰ کا قرطبہ پر قبضہ: یحییٰ نے اس کی مدد اور پشت پناہی سے قرطبہ پر حملہ کیا اور ۴۱۲ھ میں قابض ہو گیا ”المعتلی“ کا مبارک خطاب اختیار کیا ابو بکر بن ذکوان کو عہدہ وزارت عطا فرمایا۔ مامون جان بچانے غرض سے اشبیلیہ کی طرف بھاگا اشبیلیہ پہنچ کر پھر اپنی حکومت دریافت کی بنیاد ڈالی، قاضی محمد بن اسماعیل بن عباد نے بیعت کر لی بعض بربری فوجوں کو بھی اپنی داد و بخش سے دوبارہ ملا لیا اور ان کو فوج کی صورت میں تیار کر کے اپنے بھیجے پر چڑھائی کر دی، چنانچہ ۴۱۳ھ میں قرطبہ پر دوبارہ قابض ہو گیا، معتلی بھاگ کر مالقہ پہنچا۔

اہل قرطبہ کی بغاوت: مستعین کے زمانے سے ہی مامون کے عمال ۵ جزیرہ خضر اور قرطبہ قابض ہو گئے تھے اور اس کا بھائی دریا کے اس پار طنجه پر قابض ہو گیا تھا۔ مامون نے اس کو رفتہ رفتہ یہ خبر قرطبہ تک پہنچی کہ اس نے جزیرہ خضر کے دارالحکومت اور اس کے علاوہ اس کے قلعوں پر قبضہ کر لیا ہے، بنو امیہ کے ساتھ تشدد اور سختی کا برتاؤ کرتا ہے۔ اہل قرطبہ نے متفق ہو کر اس پر حملہ کر دیا اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری کے بوجھ کو اپنی گردن سے اتار کر پھینک دیا۔

مامون وغیرہ کا ہنگامہ اور فرار: بنو امیہ میں سے مستظہر کے بعد مستکفی کی خلافت کی بیعت کی گئی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں، مامون اور بربری فوج نے شہر سے نکل کر جدال و قتال کا بازار گرم دیا۔ پچاس دن تک شہر کا محاصرہ کئے رکھا اہل قرطبہ متفق اور جمع ہو کر ان کے مقابلے کے لئے شہر سے باہر آنے اور نہایت مردانگی سے لڑ کر ان کے محاصرہ کو ۴۱۴ھ میں اٹھا دیا۔ مامون بھاگ کر اشبیلیہ پہنچا۔ اس وقت اشبیلیہ میں اس کا بیٹا محمد اور بربر سرداروں میں سے محمد بن زیری موجود تھا۔ قاضی محمد بن اسماعیل بن عباد نے مشورہ دیا کہ موقع اچھا ہے شہر پر قبضہ کر لو اور مامون کو شہر میں داخل نہ ہونے دو چنانچہ اہل اشبیلیہ نے محمد بن زیری کے اشارہ سے محمد بن قاسم مامون کو شہر سے نکال دیا اور مامون کو شہر کے اندر داخل نہ ہونے دیا اور اپنے شہر کا آپ یہ نگرانی محمد بن زیری انتظام کرنے لگے بعد چندے قاضی محمد بن اسماعیل نے محمد بن زیری کو بھی نکال باہر کیا۔

قاسم مامون کی گرفتاری: اس واقعہ کے بعد مامون سریش کی طرف چلا گیا، بربری فوجیں اس سے علیحدہ ہو کر یحییٰ معتلی (مامون کے بھتیجے) کے پاس چلی آئیں اور ۴۱۵ھ میں اس کی امارت دریافت کی اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی، معتلی نے سامان جنگ درست کر کے اپنے چچا قاسم جس کا لقب، مامون تھا پر سریش میں حملہ کر دیا زبردست مردانگی سے سریش پر قبضہ کر کے مامون کو گرفتار کر لیا، اس زمانہ سے مامون اس کے پاس اور اس کے بعد اس کے بھائی اور بیس کے پاس مالقہ میں برابر قید رہا یہاں تک کہ قید کی حالت میں ۴۱۷ھ وفات پا گیا۔ اور یحییٰ معتلی استغفر اللہ واستحکام کے ساتھ حکمرانی کرنے لگا۔ محمد اور حسن قاسم مامون کے بیٹے اپنے چچا زاد بھائیوں کو نظر بند کر کے جزیرہ روانہ کر دیا اور مغاربہ میں سے ابو الحجاج کو ان کی نگرانی کا حکم دیا، ایک مدت تک دونوں اسی حالت میں رہے۔

مستکفی کی معزولی: پھر اہل قرطبہ نے مستکفی کو خلافت سے سبکدوش کر کے معتلی کی حکومت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی معتلی نے اپنی

۱ دیکھیں تاریخ اكمال (جلد نمبر ۹ صفحہ نمبر ۲۷۲، ۲۷۳) و تاریخ الطیب (جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۲۰۴) اور دوزی کی المسلمون فی اسبایا (صفحہ ۵۸۶)۔ ۲ ہمارے پاس موجود جدید عربی نیشن (جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۱۵۸) پر عبارت اس طرح ہے کہ معتلی بھاگ کر مالقہ پہنچا اور اس کا بھتیجا جزیرہ اور الخضر امانی مامون کے ان صوبوں پر قابض ہو یا جو مستعین کے زمانے سے چلے آ رہے تھے۔ باقی عبارت اسی طرح ہے۔

طرف سے ان لوگوں پر برسرِ داروں میں سے عبدالرحمن بن عطف یفرنی کو متعین کیا۔ غریب مستغنی بحال پریشان سرحدی علاقوں کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔ چنانچہ اسی حالت میں مقام مدینہ سالم (میڈناسلی) پہنچ کر وفات پائی۔

ابو محمد بن جمہور کا قرطبہ پر قبضہ: پھر ۳۱۷ھ میں اہل قرطبہ نے معتلی کی اطاعت کا انکار کر دیا اس کے گورنر عبدالرحمن بن عطف ہاشمی سے نکال دیا، مرتضیٰ کے بھائی معتد کی امارت و خلافت کی بیعت کر لی اور کچھ عرصے بعد معزول بھی کر دیا جیسا کہ ہم اس کے حالات کے ضمن میں بیان کر آئے ہیں۔ اس طوائف الملوک کی اور آئے دن تبدیلی حکومت سے وزیر السلطنت ابو محمد جمہور بن محمد بن جمہور کی بن آئی۔ قرطبہ کی حکومت و سلطنت پر بلا جھجک قبضہ کر لیا جیسا کہ آئندہ ملوک الطوائف کی تاریخ میں ہم اس کی بیان کر نیوالے ہیں۔

بنی حمود کا زوال: معتلی اسی زمانہ سے جبکہ اہل قرطبہ نے اس کے گورنر کو نکال دیا تھا اہل قرطبہ کو اپنی غارتگری اور لڑائی کی دھمکی مسلسل دیتا چلا آ رہا تھا اور فوجیں ان کے محاصرہ کے لئے بھیج رہا تھا آخر کار اس پاس کے تمام حکام شہر اور قلعہ نے زمام حکومت کو معتلی کے حوالے کر دیا اس سے معتلی کا رعب و داب بڑھ گیا حکومت و امارت کو ایک قسم کا استقلال حاصل ہو گیا۔ محمد بن عبداللہ بزدالی کو اس کا عروج پسند نہ آیا میں معتلی اشبیلیہ میں قاضی محمد بن اسمعیل بن عباد کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اتفاق سے ابن عباد کا ۳۳۶ھ میں انتقال ہو گیا۔ معتلی اپنے دستے فوج لئے ہوئے بزدالی کو بچانے کے لئے قرمونہ کی طرف روانہ ہوا بزدالی نے متعدد گڑھے راستے میں کھدوا رکھے تھے اور ان کو گھاس پھوس سے پاٹ رکھا تھا جوں ہی معتلی کا گھوڑا اس موقع پر پہنچا منہ کے بل خندق میں گر پڑا معتلی کی فوج اس غیر متوقع واقعہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑی ہوئی۔ اور بنی حمود کی حکومت شہر قرطبہ سے ختم ہو گئی۔

ادریس بن علی کی مشروط بیعت: احمد بن موسیٰ بقیہ ① اور خادم نجاشی شروع سے دولت بنو حمود کا حمایتی تھا اس سانچے کے بعد یہ لوگ، مالتہ چبے گئے جو کہ بنی حمود حکومت کا ٹھکانہ تھا اور معتلی کے بھائی ادریس بن علی حمود کو سبوتہ اور طنجه سے بلا کر کے مسند حکومت پر متمکن کیا، اس شرط پر اس کے ہاتھ پر بیعت کی کہ سبوتہ کی حکومت پر حسن بن یحییٰ مقرر کیا جائے چنانچہ ادریس نے مالتہ میں کرسی حکومت پر اجلاس کیا اور ”الامت ید باللہ“ کا لقب اختیار کیا مریہ مضافات، زندہ اور جزیرہ والے خوش دلی سے فرمانبردار ادریس نے بیعت کے مطابق، حسن بن یحییٰ کو سبوتہ کی حکومت عطا کی۔ خادم نجاشی اس کے ساتھ سبوتہ گیا۔ اس کا اثر ملوک الطوائف پر بہت زیادہ تھا۔

قرمونہ کا محاصرہ: اس کے باپ قاسم بن عباد کے رعب و داب سے اس زمانہ کے امراء حکمران تھراتے تھے بلوایوں کے قبضہ سے اس نے بہت علاقہ چھین لئے تھے شبونہ اور استجد کو محمد بن عبداللہ بزدالی کے قبضہ سے اسی نے نکالا تھا اور چند فوجیں اپنے بیٹے اسمعیل کے تحت قرمونہ کے محاصرہ پر روانہ کی تھیں محمد بن عبداللہ بزدالی نے سہ سال قرمونہ اور زادی سے لڑا، مالتہ کی زادی تو اپنی فوجیں آراستہ کر کے بزدالی کی کمک پر آیا ورسپہ سال قرمونہ نے اپنا لشکر ابن بقیہ کی ماتحتی میں بزدالی کی مدد پر روانہ کیا۔ دونوں دشمنوں نے قرمونہ کے باہر صف آرائی کی۔ متعدد جنگیں ہوئیں آخر کار سخت اور خونریز جنگ کے بعد اسماعیل بن قاسم بن عباد کو شکست ہوئی پکڑ دھکڑ کے دوران مارا گیا، سر اتار کے ادریس متاید باللہ کے پاس بھیج دیا گیا۔ اس واقعہ کے دو دن بعد ۳۳۱ھ میں ادریس متاید مر گیا۔

یحییٰ بن ادریس: ابن بقیہ وغیرہ سرداروں نے اس کے بیٹے یحییٰ جس کا لقب تھا جیوں کو حکمرانی کی کرسی پر متمکن کرنے ارادہ کیا نجاشی خادم نے اس سے مخالفت کی اور سبوتہ سے حسن یحییٰ معتلی کو لئے مالتہ آیا۔ بریوں نے اس کی امارت کی بیعت کر لی ”مستنصر“ ② کا لقب دیا ورا بن بقیہ کو بوجہ مخالفت قتل کر دیا۔ یحییٰ بن ادریس بھاگ کر قمارش پہنچا اور وہیں ۳۳۴ھ میں مر گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ نجاشی نے اس کو قتل کر ڈالا تھا اس کے بعد نجاشی سبوتہ کی جانب سرحدوں کی حفاظت کے لئے واپس آیا اس کے ساتھ حسن بن یحییٰ بھی تھا۔ نجاشی نے مطینی ③ کو اس کے مستند ہونے کی وجہ سے حسن کی وزارت

① یہاں نام احمد ابی موسیٰ المعروف ابن بقیہ ہے۔ دیکھیں تاریخ الکامل (جلد نمبر ۹ صفحہ ۲۷۹)۔ ② تاریخ الکامل (جلد نمبر ۹ صفحہ نمبر ۲۸۰) پر المستنصر باللہ تحریر ہے۔

③ یہاں صحیح نام مشطی ہے۔ دیکھیں تاریخ الکامل (جلد نمبر ۹ صفحہ ۲۸۱)۔

پر مقرر کیا۔ اہل غرناطہ اور اندلس کے ایک حصہ نے اس کی بیعت کی۔

یحییٰ بن ادریس کی گرفتاری: پھر ۴۳۸ھ میں اس کے چچا ادریس کی لڑکی نے حسن پر کیا ادھر اس حسن کو زہر دے کر مار ڈالا ادھر یحییٰ نے اس کے بھائی ادریس بن یحییٰ کو گرفتار کر لیا اور یحییٰ کو لکھ بھیجا کہ ابن حسن مستنصر تمہارے پاس سبتہ میں ہے اس کی امارت کی بیعت لے لو۔ یحییٰ نے اس غریب کو چاند کی سے مار کر مالقہ کی جانب کوچ کیا اور وہاں پہنچ کر خود دعویٰ حکومت ہو گیا۔ بربریوں اور نیز فوج نے یحییٰ کا اس ارادہ میں ساتھ دیا پھر یحییٰ قاسم کے بیٹوں کو ختم کرنے کے لئے جزیرہ گیا مگر وہاں سے ناکام ہو کر بے نیل و مرام واپس ہوا راستے میں قاسم کے کسی غلام نے یحییٰ کو دھوکہ دے کر مار ڈالا۔ اس واقعہ کی خبر مالقہ میں پہنچی تو عوام الناس یحییٰ پر ٹوٹ پڑے اور مار ڈالا۔

ادریس بن یحییٰ کی حکومت: ادریس بن یحییٰ معتزلی کو قید خانہ سے نکال کے تخت حکومت پر بٹھایا، یہ واقعہ ۴۴۳ھ کا ہے غرناطہ، قمر موندہ اور ن سب شہروں نے جو ان کے درمیان آباد تھے ادریس کے مطیع اور منقاد ہو گئے، ادریس نے حکومت اپنے ہاتھ میں لے کر ”عالی“ کا لقب اختیار کیا۔ سبتہ کی حکومت مسکوت اور رزق اللہ، (اپنے باپ کے غلاموں) کو دی اس کے بعد اپنے چچا ادریس کے لڑکوں محمد ادریس کو آئندہ خطرات کے پیش نظر قتل کر ڈالا، اس سے سو ڈائیوں میں شورش پیدا ہوئی اور ان لوگوں نے متفق ہو کر ان دونوں مقتولوں کے بھائی محمد تانی کی حکومت کا اعلان کر دیا اگرچہ یہ پہلے عوام انسان ادریس کا ساتھ دے کر ہوئے تھے مگر پھر ان لوگوں نے اس کو محمد کے حوالہ کر دیا۔

محمد کی امارت اور وفات: .. محمد نے مالقہ میں ۴۴۸ھ میں بیعت لی تھی اور ”مہدی“ کا لقب اختیار کیا تھا اور اپنے بھائی کو اپنی ولی عہد مقرر کیا تھا اس نے ”سافی“ کے خطاب سے اپنے کو مخاطب کیا تھوڑے دنوں بعد مہدی کو بعض وجوہات کی بناء پر سافی سے کشیدگی پیدا ہوئی چنانچہ اس کو سرحد کی طرف جلا وطن کر دیا سافی نے غمارہ میں جا کے قیام کیا۔ اور عالی قمارش چلا گیا اہل قمارش نے شہر میں داخل ہونے سے روکا عالی نے جھاکے مالقہ کا محاصرہ کر لیا اتنے میں بادیس نے غرناطہ سے مہدی پر اس وجہ سے کہ مہدی نے اپنے بھائی سے بے عزتی کی تھی حملہ کر دیا مگر مہدی کے حسن تدبیر سے بادیس نے مہدی کی بیعت کر کے غرناطہ واپس آیا اور مہدی اپنے مقبوضہ علاقے مالقہ میں ٹھہرا رہا، آہستہ آہستہ غرناطہ، حیان اور اس کے مضافات والے مہدی مطیع اور فرمانبردار ہو گئے، یہاں تک کہ مہدی نے ۴۴۹ھ میں وفات پائی۔

محمد اصغر بن ادریس: ادریس مخلوع بن یحییٰ بن معتزلی کی قمارش اور مالقہ میں بیعت لی گئی، اس نے اپنے غلاموں کو اتنا آزاد و مطلق العنان کر دیا کہ ایک گروہ کثیر اہل قمارش اور مالقہ کا ان غلاموں سے تنگ آ کر بھاگ گیا، ۴۵۰ھ میں اس نے بھی وفات پائی تب محمد اصغر بن ادریس منیہ تخت نشین ہوا اس نے بھی پرانے حکمرانوں کے دستور کے مطابق خود کو ایک جدید خطاب سے مخاطب کیا مالقہ مرہ اور رندہ میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا پھر بادیس دوبارہ مالقہ کی طرف آیا اور ۴۵۱ھ میں اس پر قبضہ حاصل کر لیا محمد اصغر حکومت و ریاست سے بے دخل ہو کر مرہ چلا گیا، اہل میلہ نے اس واقعہ سے مضطرب ہو کر بلا بھیجا چنانچہ محمد اصغر بحال پریشان ان لوگوں کے پاس گیا ان لوگوں نے اس کی امارت و حکومت کی ۴۵۹ھ میں بیعت کر لی۔ ”بنو ورقدی“ ”قلوع چارہ“ اور اس کے قرب و جوار والوں نے اس کی حکومت کے اقتدار کو تسلیم کر لیا ۴۶۱ھ میں ۵ مر گیا۔

قاسم واثق: محمد بن قاسم جو مالقہ میں قید تھا یہ ۴۶۴ھ میں جیل سے بھاگ کر جزیرہ خضراء پہنچ گیا اور قبضہ کر کے معتمد کا خطاب اختیار کر لیا۔ ۴۶۰ھ میں اس نے وفات پائی اس کے بعد اس کا بیٹا قاسم ”واثق“ حکمران بنا، ۴۵۰ھ میں یہ بھی وفات پا گیا۔ اس وقت سے جزیرہ خضراء کی حکومت ”معتمد بن عباد“ کے قبضہ میں چلی گئی سکوت البرغواتی قاسم واثق کا حاجب ”بعضے کے مطابق یحییٰ معتزلی خادم“ انہیں لوگوں کی طرف سے سبتہ کا گورنر تھا لہذا جب معتمد بن عباد، جزیرہ پر قابض ہوا تو ادھر معتمد نے سکوت کو اطاعت و فرمانبرداری کا پیغام دیا ادھر سکوت جزیرہ خضراء کی حکومت اور قبضہ کا دعویٰ در بن سید دونوں میں کشیدگی بڑھ گئی چنانچہ مدتوں جنگ اور فساد کا سلسلہ قائم رہا یہاں تک کہ مرابطین کا دور حکومت آ گیا اور ان لوگوں نے سبتہ

① یہاں صحیح غلط الہی ہے۔ دیکھیں تاریخ اکال (جلد نمبر ۹ صفحہ ۲۸۱)۔ ② یہاں جگہ تھی جس کو ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۴ صفحہ ۱۶۰) پر آیا ہے (جدید)۔

ابن عباد کی چالاکي: سریش پر حرزوں بن عبدون ۴۰۲ھ میں غالب آ گیا تھا، ابن عباد (معتضد) نے اس کو بھی گرفتار کر لیا۔ اس کے خورج کا مطالبہ کیا اور تمام قلعوں کی جانچ پڑتال کی اس کے بعد ان لوگوں سے صلح کر کے ان لوگوں کو انہی علاقوں کی حکومت عطا کی جو ان کے قبضہ میں تھے۔ ابن نوح کو ارکش پر، ابن حرزوں کو "سریش" پر اور ابن ابی قرہ کو "زندہ" پر مامور کر دیا۔ اس تقرری سے یہ لوگ ابن عباد کے حامی بن گئے اور اس پر اعتماد کرنے لگے، چند دنوں کے بعد ابن عباد نے ان لوگوں کو دعوت کے بہانے سے بلایا اور حمام میں لیجا کہ دروازہ بند کر دیا چنانچہ سب نے سب سے مر گئے ان میں سے صرف ابن نوح اس واقعہ میں بچ گیا وجہ یہ تھی کہ اس نے ابن عباد سے پہلے ہی سے ساز باز کر لی تھی، ان لوگوں کے مرنے کے بعد ابن عباد نے اپنے آدمیوں کو بھیج کے ان کے قلعوں پر قبضہ کر لیا اور ان کے مقبوضہ علاقوں کو اپنے صوبہ سے ملا لیا۔

ابن عباد کا نام محاصرہ: جب اس واقعہ کی خبر بادیس تک پہنچی تو اس نے ان لوگوں کے خون کا بدلہ لینے کے ارادے سے ابن عباد پر فوج کشی کی، مقتودوں کے قبائل اس کی اطلاع پا کر بادیس کے پاس آ آ کے جمع ہو گئے، اور اس کے ساتھ ابن عباد پر یلغار کر دی مد توں اس کا محاصرہ کئے رہے لیکن خرکار سب نیل و مرام واپس چلے گئے۔ اور سرحد عبور کر کے سبتہ کی جانب بڑھے، سکوت نے ان لوگوں کو سبتہ میں گھسنے نہیں دیا۔ کثرت بھوت سے مر گئے باقی لوگوں نے مغرب کا راستہ لیا اور اسی زمانہ سے یہ لوگ مغرب میں جا کر آباد ہوئے، اور ابن عباد استعقل کے ساتھ حکومت کرنے لگا۔

ادینہ اور شلطیش پر ابن عباد کا قبضہ: ادینہ اور شلطیش پر عبدالعزیز بکری قابض و متصرف تھا، ابن عباد کی فوجیں اس کا محاصرہ کئے ہوئے تھیں، وزیر اسطنت ابن جہود نے عبدالعزیز کی سفارش کی تو معتضد (ابن عباد) نے اس کی سفارش سے صلح کر لی، پھر زیادہ عرصہ نہ گزرنے پایا تھا کہ ابن جہود کا انتقال ہو گیا، ابن عباد نے عبدالعزیز بکری سے پھر جھگڑا شروع کر دیا اور بالآخر ۴۲۳ھ میں ادینہ اور شلطیش کو عبدالعزیز سے خالی کر لیا اور اپنے بیٹے معتضد کو اس کی حکومت پر متعین کر دیا۔

شلب اور بریہ کی فتح: اس مہم سے فارغ ہو کر معتضد (ابن عباد) نے شلب کا رخ کیا شلب کی حکومت ۴۲۲ھ میں اس کی وفات ہو گئی اسی زمانہ میں معتضد کو طلب کر کے اس شہر کی حکومت بھی اس کے حوالے کر دی چنانچہ معتضد نے یہیں قیام اختیار کر لیا، اور اس کو اپنا دار الحکومت قرار دیا۔

پھر معتضد نے شبت (سینٹ) بریہ کی جانب قدم بڑھایا سینٹ بریہ میں معتصم محمد بن سعید بن ہارون کی سر بلند کا جھنڈا کامیابی کی ہوا میں ہر رہا تھا جیسے ہی معتضد اس کے قریب پہنچا غریب معتصم نے شہر خالی کر دیا، یہ واقعہ ۴۲۹ھ کا ہے معتضد نے اس کو بھی اپنے بیٹے معتضد کے مقبوضات میں شامل کر دیا۔

لبلہ پر قبضہ: لبلہ میں تاج الدین ابوالعباس احمد بن یحییٰ بن نجیب کی حکومت تھی، ۴۱۴ھ میں تاج الدین نے لبلہ میں اپنی حکومت کا عدن کر دیا تھا ادینہ اور شلطیش میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا تھا، ۴۳۳ھ میں اس کی وفات ہو گئی اس نے وفات کے وقت اپنے بھائی محمد کے لئے حکومت و ریاست کی وصیت کر دی تھی معتضد نے لبلہ پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا، اور روزانہ لڑائیوں سے اس کو تنگ کرنے لگا، چنانچہ محمد موقع پا کر قرطبہ بھاگ گیا، قرطبہ میں اس کے بھائی خلف بن یحییٰ کا بیٹا فتح قابض و متصرف تھا، معتضد نے ۴۳۵ھ میں اس کو بھی خالی کر لیا۔

ابن عباد کی مزید کامیابیاں: غرض ان سب علاقوں پر رفتہ رفتہ بنی عباد کا قبضہ ہو گیا، اور وہ اس کے دائرہ حکومت میں داخل ہو گئے معتضد نے مرہ کو بھی اپنی حکومت میں شامل کر لیا تھا، اس صوبہ پر ابن رشیق نے زمانہ فتنہ میں قبضہ کر لیا تھا، اور "خاصۃ الدولہ" کے نام سے موسوم کر دیا تھا پھر آٹھ سال حکومت کی اس کے بعد معتضد نے ۴۳۵ھ میں ابن رشیق سے اس کو چھین لیا۔

معتضد ہی نے مرشلہ کو ابن طیفور کے قبضہ سے ۴۳۶ھ میں چھین لیا تھا اور ابن طیفور نے اس پر عیسیٰ بن نسب سے قبضہ حاصل کیا تھا عیسیٰ بن نسب لشکر شاہی کا ایک سپہ سالار تھا شروع شروع میں یہی اس پر متصرف اور غالب ہوا تھا۔ مگر خوبی قسمت نے اس کو اور اس کے بعد اس کے چائین و بھی اس کی حکومت پر متصرف نہ رہنے دیا، تھوڑے دنوں میں یہ سب ممالک جن کا تذکرہ اوپر ہو چکا ہے ابن عباد کے مقبوضہ علاقوں میں داخل ہو گئے۔

ابن عباد کی وفات: ابن عباد (معتضد) اور بادیس بن حبوس والی غرناطہ میں ناچاقی تھی، دونوں میں متعدد لڑائیاں ہوئی تھیں مگر ابھی تک کوئی

نتیجہ نہیں نکلا تھا کہ ۳۶۱ھ میں معتضد آخری وقت آ گیا، چنانچہ یہ اپنے کاموں کو یوں ہی ناتمام چھوڑ کر دنیا سے کوچ کر گیا، اس کے بعد اس کا بیٹا معتمد بن معتضد بن اسماعیل ابوالقاسم بن عباد کرسی حکومت پر متمکن ہوا۔

معتمد کی حکومت۔ معتمد نے حکومت کی باگ ڈور اپنے قبضے میں لینے کے بعد جہانداری میں اپنے باپ کا رویہ اختیار کیا، اس کے علاوہ دارالخلافہ قرطبہ کو بھی وزیر السلطنت ابن جہور کے قبضہ سے نکال لیا، اس نے اپنے بیٹوں کو ملک کے صوبائی دارالحکومتوں پر مقرر کیا اور وہیں قیام کرنے کا حکم دیا، مغربی اندلس میں ان کی حکومت کو کافی طور سے استحکام اور مضبوطی حاصل ہوئی اس اطراف کے ملوک الطوائف پر اس کا رعب و داب چھ گیا۔ ابن بادیس بن حبوس غرناطہ میں ابن افطیس بطلیوس میں ابن صمداع مرہ میں اسی طرح دوسرے ملوک الطوائف اپنے اپنے مقبوضہ علاقوں میں معتمد ابن عباد کے علم حکومت کے شاہی اقتدار کو تسلیم کر رہے تھے اس کے ذریعے صلح اور امن چاہئے تھے اور اس کی مرضی کے مطابق عمل کرتے تھے مگر یہ اور وہ سب کے سب کافر بادشاہوں کی خاطر و مدارات کی طرف مائل تھے اور ان کو خراج دے دے کر قوت پہنچا رہے تھے۔

یوسف بن تاشقین کا ظہور: یہاں تک کہ سرحد بربر سے مراہطین کی حکومت کا ظہور ہوا یوسف بن تاشقین نے حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے لی، مسلمانان اندلس کی امیدیں اس کی اعانت و امداد سے برآئیں، اسی زمانہ میں عیسائیوں نے خراج کے بارے میں ملوک الطوائف کو تنگ کرنا شروع کر دیا، ابن عباد (معتمد) نے اس سفیر یہودی سفیر کو اس کے بعد دریا عبور کر کے یوسف بن تاشقین کی خدمت میں فریاد دی بن کر حاضر ہوا، معتمد کے جانے اور یوسف بن تاشقین کی مدد کرنے کے حالات آئندہ یوسف بن تاشقین کے حالات کے ضمن میں تحریر کئے جائیں گے۔

ٹیکسوں کی معافی:۔ اس کے بعد فقہاء اندلس نے یوسف بن تاشقین کی خدمت میں یہ درخواست پیش کی کہ طرح طرح کے ٹیکس اور محصول اہل اندلس پر لگا ہوا معاف کر دیا جائے، اور حکام و امراء کے مظالم سے نجات دلائی جائے، چنانچہ یوسف نے اہل اندلس کو ان تمام ٹیکس سے سبکدوش کر دیا جو درمیان میں لگائے گئے تھے اور ان کو آئے دن کی طوائف الملوکی کی خونریزی سے نجات بھی دے دی، مگر جیسے ہی یوسف بن تاشقین اندلس سے واپس گیا، اندلس کے طوائف الملوک اپنے پرانے رویہ پر آ گئے، زمانہ قیام اندلس میں یوسف بن تاشقین نے اپنی فوج کو جہاد پر بھی کئی بار روانہ کیا تھا اور اندلس کے اندرونی حصوں کو خود سر حکومتوں کے خادخس سے صاف و پاک کر کے حکومت مانگنے والوں کو خلعتیں دی تھیں، اور ان کو انتظام ملک و امن کی خاطر کی طرف منتقل کر دیا تھا، غرض اس نے ایسے نازک وقت میں جب کہ اندلس امراء حکام کی خود غرضیوں کا جولا نگاہ بنا ہوا تھا بزور تیغ اندلس پر قبضہ کر لیا، جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا ابن عباد بھی چند لڑائیوں کے بعد جن کو آپ آگے پڑھیں گے یوسف بن تاشقین کا مطیع بن گیا۔ یوسف بن تاشقین نے اس کو ۳۸۴ھ میں انعامات ۱۰ قریہ مراکش (مراکو) میں قید کر دیا یہاں تک کہ ۳۸۸ھ میں مر گیا۔

سہلہ نامی صوبہ کی حکومت: اندلس میں علاوہ اس کے دوسرے صوبے بھی تھے جن پر ابن عباد متصرف اور حاوی نہیں ہوا تھا ان میں سے ایک سہلہ تھا اس صوبے پر پانچویں صدی کے شروع میں ہذیل بن خلف ابن رزیں ہشام کی دعوت کے بہانے سے قابض ہو گیا تھا، اور ”مؤید الدولہ“ کے خطاب سے خود کو مخاطب کرتا تھا، ۳۵۰ھ میں عیسائیوں کے ہاتھ کسی لڑائی میں شہید ہو گیا تب اس کی جگہ حسام الدولہ عبد الملک بن خلف (مؤید الدولہ کا بھائی) متمکن ہوا اور یہی اس صوبے پر حکمرانی کرتا رہا یہاں تک کہ مراہطیوں نے جس وقت وہ اندلس پر قابض ہوئے تھے اس صوبہ کو بھی اس کے قبضہ سے چھین لیا۔

نظام الدولہ اور اس کی اولاد: برنٹ اور لچ بھی مقبوضات ابن عباد سے خارج تھے اس پر عبد اللہ بن قاسم مہری زمانہ طوائف الملوکی سے قابض ہو کر نظام ایدولہ کے لقب سے خود کو ملقب کرتا تھا یہی شخص ہے جس کے پاس معتمد مقیم تھا جس زمانہ میں اراکین دولت نے قرطبہ میں معتمد کی امارت کی بیعت کی تھی اور اسی کے پاس سے قرطبہ آیا تھا ۳۲۱ھ میں نظام الدولہ کا انتقال ہو گیا اور اس کی جگہ یحییٰ الدولہ محمد اس کا بیٹا جانشین بنا اس کی مجاہد سے متعدد لڑائیاں ہوئیں تھیں یحییٰ الدولہ کے بعد اس کا بیٹا عقد الدولہ احمد حکومت و امارت کی کرسی پر جلوہ افروز ہوا اور ۳۴۰ھ میں وفات پائی

۱۔ مراکش کے قریب بربر علاقوں میں ایک گاؤں ہے اس کے چچے چار مراہط کے فاصلے پر بحر محیط کی سمت میں ”سوس“ واقع ہے (تجمل البلدان)

تب اس کا بھائی جناح الدولہ عبداللہ حکمران بنا اور ۳۸۵ھ میں مراطبیون نے اس حکومت چھین لی۔

لیجئے ان تذکروں میں ہم کہاں سے کہاں پہنچ گئے لہذا اس کو چھوڑ کر اب پھر ملوک الطوائف کے اکابر کے تذکرے کی جانب توجہ دیتے ہیں (وائے سبحانہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

وزیر السلطنت ابن جہور کے حالات :۔ جن دنوں قرطبہ میں فتنہ و فساد کی گرم بازاری تھی اس وقت اراکین دوست اور امراء سلطنت کا سردار ابو خزم جہور بن محمد بن جہور بن عبداللہ بن محمد بن یحییٰ بن ابی المعافر بن ابی عبیدہ کلبی تھا ابن بشکوال نے اس کا نسب اسی طرح تحریر کیا ہے، ابن جہور کا جد امجد "ابو عبیدہ کلبی" اندلس آیا تھا اس کی آخری نسلوں کو قرطبہ میں دولت عامریہ کی وزارت کا شرف حاصل ہوا تھا۔

جمہور کی حکومت :۔ جس وقت لشکریوں نے معتمد (آخری خلیفہ اموی) کو ۳۲۲ھ میں معزول کیا اس وقت جہور نے قرطبہ پر قبضہ کر لیا اور کسی فساد و فتنہ میں مداخلت نہ کی حکومت پر قابض ہو کر نظام سلطنت کو بگڑنے نہ دیا اور نہ اپنے گھر سے قصر خلافت میں آیا اس کا رویہ نہایت عمدہ تھا اہل علم و فضل کی روش پر چلتا تھا، مریضوں کی عیادت کرتا تھا جہاد میں شریک ہوتا اپنے مشرقی محلے کی مسجد میں اذان دیتا تھا تراویح پڑھتا اور جب مسلمانوں سے ملتا جلتا رہتا تھا دربان وغیرہ اس کے دروازہ پر نہیں ہوتے تھے، قرطبہ کے مسلمانوں نے بطیب خاطر اپنی حکومت کی باگ ڈور خلیفہ کی سرری تک اس کے حوالے کر دی۔

جمہور کی وفات :۔ یہاں تک کہ محمد بن اسماعیل بن عباد نے یہ ظاہر کیا کہ ہشام بن محمد کا خطبہ پڑھا گیا اسی گھمنڈ میں محمد بن اسماعیل ہشام کو بے قرطبہ آیا مگر اہل قرطبہ نے نہ معلوم کیوں اسے قرطبہ میں داخل ہونے سے روک دیا، اور خطبہ میں اس کا نام ترک کر دیا اس وقت سے ابن جہور اہل قرطبہ پر تنہا بد شرکت غیرے حکومت کرنے لگا اس کے بعد محرم ۳۳۵ھ میں اس کا انتقال ہوا اور اپنے ہی مکان میں دفن ہوا۔

محمد بن جمہور :۔ پھر اس کی جگہ اس کا بیٹا ابوالولید محمد بن جمہور قرطبہ کے رئیسوں کے اتفاق سے حکومت کی کرسی پر بیٹھا، اس نے بھی اپنے باپ کا طریقہ اختیار کیا یہ بھی اہل علم و فضل کا بڑا قدردان تھا مکہ بن ابی طالب مکہ وغیرہ جیسے اہل علم کی خدمت میں تحصیل علم کی تھی اس نے اپنا وزیر ابراہیم بن یحییٰ کو بنایا تھا اس نے نہایت خوبی سے اس خدمت کو انجام دیا غرض ابوالولید محمد کا زمانہ طوائف الملوک کے دور کا بہترین زمانہ تھا، اہل قرطبہ راضی و خوش تھے کسی کو کسی قسم کی شکایت کا موقع نہیں ملا کہ پھر اس کا بھی انتقال ہو گیا۔

عبدالملک بن محمد بن جمہور :۔ اس کے بعد حکومت اس کے بیٹے عبدالملک کے حوالے کی گئی، مگر اس نے کج ادائی بد اطوری شروع کر دی وگوں کو اس سے نفرت اور کشیدگی پیدا ہو گئی، ابن ذی النون نے اس کا قرطبہ میں محاصرہ کیا اس نے محمد بن عباد سے ذی النون کے محاصرے کی شکایت کی اور امداد کی درخواست کی، چنانچہ محمد بن عباد نے اپنی فوجیں اس کی کمک پر بھیجیں مگر درپردہ انھیں یہ ہدایت کر دی تھی کہ قرطبہ میں داخل ہو کر اس کو معزول کر دینا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ابن ذی النون کے محاصرہ کو محمد بن عباد کے لشکر نے اٹھایا اور جب یہ قرطبہ میں داخل ہو گیا، تو اہل قرطبہ نے سوز باز کر کے ۳۶۱ھ میں اس کو معزول کر دیا اور قرطبہ سے جلاء وطن کر کے شلطنین لیجا کر قید کر دیا، پھر وہ قید ہی میں ۳۷۲ھ میں مر گیا۔

سراج الدولہ کی حکومت :۔ محمد بن عباد نے عبدالملک کی گرفتاری کے بعد اپنے بیٹے سراج الدولہ کو بلنسب سے ہوا کر قرطبہ کی حکومت پر مقرر کر دیا، سراج الدولہ کو قرطبہ جانے کے بعد کسی نے زبردے دیا، جس سے سراج الدولہ کی موت واقع ہو گئی اس کی نعش طلیطلہ میں لائی گئی اور اسے وہیں دفن کر دیا گیا۔

فتح بن محمد المامون :۔ سراج الدولہ کے مرنے کے بعد محمد بن عباد نے قرطبہ پر فوج کشی کی چنانچہ ۳۶۹ھ میں قرطبہ پر وہ قبض ہو گیا اور بن عکاشہ کو قتل کر کے اپنے بیٹے فتح بن محمد ملقب بہ "مامون" کو قرطبہ کی حکومت دے دی، یوں رفتہ رفتہ سارے مغربی اندلس کے صوبے اس کے قبضہ میں آئے۔

آگئے حتی کہ مرابطیوں نے اندلس میں داخل ہو کر ۳۸۴ھ میں اس صوبے پر بھی قبضہ کر لیا، چنانچہ اسی ہنگامہ میں فتح مارا گیا، اور اس کے باپ محمد بن عبدونامت کی طرف جلاء وطن کر کے بھیج دیا گیا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں اور آئندہ بھی لکھیں گے (واللہ وادث الارص ومن عبدہا وھو حیر انوارین)۔

اخبر ابن افسس والی بطلیوس غربی اندلس: زمانہ فتنہ اور عہد طوائف الملوکی میں ابو محمد عبد اللہ بن مسلمہ نجیبی ① "ابن افسس" نے غربی اندلس صوبہ بطلیوس پر قبضہ کر لیا تھا اور اپنی خود مختاری حکومت کا اعلان کر دیا تھا اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا مظفر ابو بکر اس کا جانشین بنا اس کی حکومت نہایت استیصال اور استحکام کے ساتھ قائم اور جاری ہو گئی تھی ابن عباد سے بھی کئی مرتبہ معرکہ آرائی کی نوبت آئی تھی جھگڑے کا سبب یہ ہوا تھا کہ ابن عباد نے ابن نجیبی والی ملیلہ کی مظفر کے مقابلے میں مدد کی تھی، اس سے مظفر کو اشتعال پیدا ہو گیا ملیلہ کے حاکم سے متعدد قلعوں اور شہروں پر قبضہ کر لیا، آخر کار مظفر مسلسل دو شکستیں اٹھا کر بطلیوس میں قلعہ بند ہو گیا، ان دو آخری لڑائیوں میں ایک بڑا گروہ کام آ گیا، یہ واقعہ ۴۴۳ھ کا ہے اس کے بعد ابن جہور نے ان دونوں میں صلح کرادی۔

مظفر کی وفات اور متوکل: ۴۶۰ھ میں مظفر کی وفات ہو گئی اور اس کا بیٹا متوکل ابو حفص عمر بن محمد معروف بہ "سجہ" تخت حکومت پر بیٹھا اسی کو یوسف بن تاشقین نے ۴۸۹ھ میں بطلیوس پر قبضہ کر کے اس کو اس کی اولاد سمیت قتل کر دیا تھا، ابن عباد نے پہلے متوکل کو یوسف بن تاشقین کی طرف سے بدظن کر کے کفر سے خط و کتابت کرنے کی رائے دی اور جب متوکل اس رائے پر عامل و کار بند ہو گیا تو یوسف بن تاشقین کو خط لکھ کر بھیج کر جتنی جہد ممکن ہو سکے بطلیوس پر قبضہ کر لیا جائے ورنہ متوکل پھر ہاتھ نہیں آئے گا اور نہ اس صوبہ پر کسی طرح قبضہ ہوگا کیونکہ متوکل، جیسا نیوں سے خط و کتابت کر رہا ہے۔

متوکل کا قتل: ... چنانچہ یوسف بن تاشقین نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے بطلیوس پہنچ گیا اور ۴۸۹ھ ② میں متوکل کو اسکے بیٹوں سمیت گرفتار کر کے عید الاضحی کے دن قتل کر دیا جیسا کہ ہم آگے تحریر کریں گے۔ ابن عبدون نے اس کے مرثیہ میں ایک قصیدہ لکھا تھا جو نہایت مشہور اور کتب توارخ میں مذکور ہے اس کا مطلع تھا۔

الدھر یفجع بعد العین بالانثر ☆ فمالبکاء علی الاشباح والصور

اس قصیدہ میں ابن عبدون نے ان مصائب کا تذکرہ کیا تھا جو اس زمانہ ادبار میں نازل ہوئے تھے جس سے پھر تک رو پڑے تھے ہم اس کو لہتوںہ کے حالات اور ان کی فتح اندلس کے ضمن میں بیان کریں گے۔ (واللہ یفعل ما یشاء بحکم ما یرید)

غرناطہ اور بیرہ کے حکمران خاندان "بادیس" کے واقعات: فتنہ بربریہ میں صہباجہ کا سردار زادی بن "زیری بن ساد" تھا منصور کی حکومت کے وقت میں زادی اندلس آیا تھا پھر جب بربریوں نے فتنہ و فساد کا بازار گرم کیا، اور خلافت کا شیرازہ بکھر گیا تو "زادی" اس گروہ کا سردار اور ان بوائیوں کا با اعتماد بن کر بیرہ کی جانب گیا، اور غرناطہ پہنچ کر قبضہ کر لیا پھر اس کے اپنا دار الحکومت بنالیا مجاہد عامری اور منذر بن یحیی بن ہاشم نجیبی بنے تھے اور بیعت کے بعد ان بگوں نے غرناطہ پر چڑھائی کی تو زادی بن زیری فو صہباجہ کو مرتب کر کے مقابلہ آیا اور ۴۲۰ھ میں ان لوگوں کو شکست دے کر مرقی کو قتل کر دیا، مال و اسباب اور آلات حرب پر قبضہ کر لیا جو بے حد اور بے شمار تھے۔

زادی بن زیری: اس کے بعد زادی کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ کہیں اندلس میں فتنہ و فساد کی وجہ سے بربری کسی قسم کا زواں نہ جائے اور میری مدد موجودی سونے پر سہاگ کا کام نہ دے دے، اس خیال کا آنا تھا کہ اپنے بیٹے کو غرناطہ پر مقرر کر کے اپنے قومی بادشاہ، قیرون کی طرف کوچ کر دیا چنانچہ جیسے ہی زادی نے غرناطہ سے قدم باہر نکالا اس کے بیٹے نے ابن رضین اور غرناطہ کے چند مشائخ کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔

ماکس اور بادیس کی حکومت: اہل غرناطہ کو یہ بات ناگوار گزری تو انھوں نے ماکس بن زیری کو غرناطہ پر قبضہ کرنے کا پیغام دیا چنانچہ ماکس یہ

① "نجیبی" شہر عجیب کی طرف نسبت ہے۔ ② الکامل ابن اثیر جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۶۳۱ پر ۴۷۹ھ لکھا ہوا ہے

پیغمبر نے پر بن غرناطہ پہنچ گیا اور اس پر قبضہ کر لیا اور زیری کے بیٹے اس کے بعد اس کا بیٹا بادیس حکومت کی کرسی اس کی اور ابن ذی النون اور ابن مہربان متعدد لڑائیاں ہوئیں، اس کے زمانہ حکمرانی میں اس کا اور اس کے باپ کا کاتب (سکرٹری) اسماعیل بن نغزلہ ذی سیاہ و سفید کرنے کا متی تھا۔ چھ بادیس نے اس کو ۴۵۹ھ میں معزول اور معتبوب کر کے قتل کروا دیا اس کے ساتھ اور بہت سے یہودی بھی قتل کئے گئے تھے۔

ابو محمد عبد اللہ بن بلکین کی حکومت اور جلاء وطنی: . . . بادیس کا ۴۶۱ھ میں انتقال ہو گیا تو اس کا پوتا مظفر ابو محمد عبد اللہ بن بلکین بن بادیس حکمران بنا۔ اس نے اپنے بھائی تمیم کو مالقہ کی حکومت پر اپنے دادا کی وصیت کے مطابق مامور کیا، ۴۸۳ھ میں ”مرا بطیوں“ نے ان دونوں کو معزول کر کے اغمت اور وریکہ کی طرف جلاء وطن کر دیا، چنانچہ ان دونوں وہیں قیام کیا جیسا کہ آپ آئندہ یوسف بن تاشقین کے تذکرے میں ان کے حالات پڑھیں گے (واللہ وارث ومن علیہا وھو خیر الوارثین)

طلیطلہ کے حکمران ”ذی النون“ کے واقعات

اسماعیل بن طاہر: طلیطلہ کے حکمرانوں کا جد امجد اسماعیل بن خافر بن عبد الرحمن بن سلیمان بن ذی النون تھا، یہ قبائل ہو رہ کا ایک مشہور شخص تھا دولت مروانیہ میں یہ اراکین سلطنت میں شمار کیا جاتا تھا، شتر یہ میں اس کی ریاست و امارت تھی پھر اس نے زمانہ فتنہ ۴۱۹ھ میں قلعہ الفلتین پر قبضہ کر لیا۔ زمانہ فتنہ کے شروع سے طلیطلہ ”یعیش بن محمد بن یعیش“ کے قبضے میں تھا جو اس کا حاکم تھا چنانچہ جب یہ ۴۲۷ھ میں مر گیا تو بعض فوجی سرداروں نے اسماعیل کو قلعہ الفلتین سے طلیطلہ پر قبضہ کرنے کے لئے بلوایا چنانچہ اسماعیل اس قلعے سے طلیطلہ آیا اور بغیر مزاحمت کے قبضہ ہو گیا اسماعیل نے طلیطلہ پر قبضہ کرنے کے بعد اپنے دائرہ حکومت کو جنجالہ (مضافات مرسیہ) تک بڑھالیا اور نہایت کامیابی کے ساتھ حکومت کرتا رہا۔ ۴۲۹ھ میں اس کا انتقال ہو گیا۔

مامون ابوالحسن: . . . پھر اس کے بیٹے مامون ابوالحسن یحییٰ نے حکومت اپنے ہاتھ میں لی، اس نے بڑے زور شور سے حکومت کی اس کی شوکت و عظمت سارے ملک الطوائف سے بڑھ گئی تھی اس کی اور سرحد عیسائی امراء کی مشہور لڑائی ہوئی ۴۳۵ھ میں بلنسیہ پر فوج کشی کی اور مظفر ذی اسبقین (یہ منصور بن ابی عامر کی اولاد سے تھا) ”بلنسیہ“ چھین لیا اس کے بعد قرطبہ کی جانب بڑھا اور اس کو بھی ابن عباد کے ہاتھ سے چھین لیا سی ہنگامہ میں قرطبہ پر قبضہ کرنے کے بعد اس کے بیٹے ابو عمر کو قتل کر دیا، پھر اس کو بھی ۴۶۱ھ میں کسی نے زہر دے کر مار ڈالا۔

قادر بن یحییٰ کی حکومت: . . . اس کے بعد طلیطلہ کی حکومت اس کے پوتے قادر یحییٰ بن اسماعیل بن مامون یحییٰ بن ذی النون نے اپنے ہاتھ میں لی۔ اس وقت عیسائی حکمرانوں میں سے ”ابن اوفونش“ کا دور حکومت تھا چونکہ دولت اسلامیہ مدبروں سے خالی ہو گئی تھی، اور خلافت کا دور پورا ہو چکا تھا عرب کی حکومت کا شیرازہ بکھر چکا تھا اس لیے ”ابن اوفونش“ کا پورے ملک میں دور دورہ تھا چنانچہ ”ابن اوفونش“ نے فوجیں تیار کر کے طلیطلہ کی جانب ۴۷۸ھ میں پیش قدمی شروع کی قادر یحییٰ نے ”ابن اوفونش“ کے خوف سے طلیطلہ کو خالی کر دیا اور اس سے یہ شرط کر لی کہ بلنسیہ سینے میں تم میری مدد کرنا ”بلنسیہ“ میں ان دنوں عثمان قاضی بن ابوبکر بن عبد العزیز (یہ بھی بن ابی عامر کا ایک وزیر تھا) حکمرانی کر رہا تھا ”ابل بلنسیہ“ کو خبر مل گئی چنانچہ ان لوگوں نے اس خوف سے کہ کہیں اوفونش وغیرہ عیسائی حکمران قبضہ نہ کر لیں عثمان قاضی کو معزول کر دیا لہذا قادر یحییٰ نے فوراً قبضہ کر لیا، دوسرے تک یہیں متمم رہا، بالآخر ۴۷۸ھ میں انتقال ہو گیا۔

مشرقی اندلس کے حکمران ابن ابی عامر وغیرہ کے حالات: مقام شاطبہ میں عامری خدام نے منصور عبد العزیز بن عبد الرحمن بن ابی عامر کی ماریت کی ۴۱۱ھ میں زمانہ فتنہ بربر یہ میں بیعت کی چنانچہ منصور نے حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی چند ان بعد اہل شاطبہ نے منصور سے خلاف ہم بغاوت بلند کر دیا تو منصور شاطبہ کو خیر آباد کہہ کے ”بلنسیہ“ چلا گیا اور اس پر قبضہ کر کے اسے دارالحکومت بنالیا۔ اس کے وزیروں میں ابن عبد العزیز نامی ایک شخص نہایت مدبر اور ہوشیار تھا اس نے خیران عامری (جو کہ عامر کا آزاد کردہ غلام تھا) کے ذریعہ اس واقعہ سے پہلے ارپوہ پر ۴۰۲ھ

میں قبضہ کر لیا تھا اس کے بعد ۴۸۷ھ میں ”مرسیہ“ پر پھر ”جبال“ پر پھر ”مریہ“ پر ۴۰۹ھ میں قابض ہو گیا تھا، اور منصور عبدالعزیز کی ”امارت و حکومت کی“ ان علاقوں کے لوگوں سے بیعت لے لی تھی۔

محمد بن مظفر بن منصور اور ”خیران“: تھوڑے دنوں بعد ”خیران“ نے منصور سے بدعہدی کی اور ”مریہ“ سے ”مرسیہ“ جا کر منصور کے پیچزد بھائی محمد بن مظفر بن منصور بن ابی عامر کو حکومت کی کرسی پر بٹھا دیا۔

محمد بن مظفر قرطبہ میں قاسم بن حمود کے پاس رہتا تھا جس وقت اس نے خیران سے خط و کتابت کر کے اپنے مال و اسباب سمیت ”مرسیہ“ جانے کا ارادہ کیا اس وقت قرطبہ کے رہنے والوں نے جمع ہو کر اس کا مال و اسباب چھین لیا اور قرطبہ سے اسے نکال دیا،

خیران سے ناراضگی: ”خیران“ نے محمد کو حکومت پر بٹھا کر پہلے موتہن کا خطاب دیا اور پھر معتمد کا لقب دیا مگر چند دن کے بعد ناراض ہو کر ”مرسیہ“ سے نکال دیا، بے چارہ محمد پریشان ہو کر مریہ پہنچا ”خیران“ نے آزاد کردہ غلاموں کو اشارہ کر دیا چنانچہ ان لوگوں نے اس کا مال و اسباب چھین کر ”مریہ“ سے بھی نکال دیا محمد نے مغربی اندلس کا راستہ لیا اور وہاں پہنچ کر اس کا انتقال ہو گیا۔

زہیر عامر اور بادلیس بن حبوس: اس کے بعد خیران کی بھی مریہ میں ۴۱۹ھ میں وفات ہو گئی، چنانچہ امیر عمید الدولہ ابوالقاسم زہیر عامری نے حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ اور فوجیں تیار کر کے غرناطہ پر چڑھائی کر دی، بادلیس بن حبوس اس کے مقابلہ پر آیا اور امیر عمید الدولہ کو شکست دے کر ۴۲۹ھ میں اثناء دارو گیر قتل کر دیا اور مریہ پر قبضہ کر لیا، اس کے بعد منصور عبدالعزیز ”والی بلنسیہ“ نے اس صوبہ کو بادلیس کے قبضہ سے ۴۵۷ھ میں واپس لے لیا۔

ابوبکر بن عبدالعزیز: ... پھر جب مامون بن ذی النون کی وفات ہوئی اور اس کا پوتا قادر حکمران بنا تو بلنسیہ پر ابن ابی عامر کا وزیر ابوبکر بن عبدالعزیز حکومت کرنے لگا۔ ابن ہود نے اس کو قادر کی مخالفت اور بدعہدی کی رائے دی چنانچہ ابوبکر اس رائے کے مطابق قادر کی مخالفت کا اعلان کر کے ۴۶۸ھ میں خود سر ہو گیا یہ وہ زمانہ تھا کہ مقتدر نے ”دانیہ“ پر قبضہ کر لیا تھا پھر ابوبکر دس سال حکومت کر کے ۴۷۸ھ میں مر گیا اور اس کی جگہ قاضی عثمان اس کا بیٹا حکمرانی کرنے لگا۔

قادر کا بلنسیہ پر قبضہ: ... پھر جب قادر بن ذی النون نے طلیطلہ کو عیسائیوں کے حوالہ کر دیا تو بلنسیہ کی طرف قبضہ کرنے کے ارادے سے قدم بڑھایا اس مہم میں اس کے ساتھ انفش عیسائی بھی تھا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ ”اٹل بلنسیہ“ نے اس خبر سے مطلع ہو کر عثمان قاضی بن کر ابی بکر کو معزول کر دیا اور عیسائیوں کے خوف سے قادر کو خوشی سے اپنے شہر کا قبضہ دے دیا، یہ واقعہ ۴۷۸ھ کا ہے۔

بلنسیہ پر مختلف لوگوں کے قبضے: اس کے بعد ۴۸۳ھ میں قاضی جعفر بن عبداللہ بن حجاب نے قادر پر فوج کشی کی اور جنگ کے دوران قادر کو قتل کر کے ”بلنسیہ“ پر قبضہ کر لیا، پھر عیسائیوں نے ۴۸۹ھ میں بلنسیہ پر یلغار کی اور قاضی جعفر کو قتل کر کے قابض ہو گئے، اس کے بعد ”مرا بطیوں“ نے اندلس میں داخل ہو کر اس صوبہ کو عیسائیوں کے قبضہ سے نکال لیا، پھر ۴۹۵ھ میں ابن ذی النون نے اپنے سپہ سالار کو ”بلنسیہ“ پر قبضہ کرنے کا حکم دیا چنانچہ اس سپہ سالار نے اس صوبہ کو ان لوگوں سے چھین لیا۔

معن بن صمدوح ”ذوالوزار تین“: ... معن بن صمدوح سپہ سالار وزیر ابن ابی عامر نے جس زمانہ ۴۸۸ھ سے منصور نے اس کو حکومت دی تھی ”مریہ“ میں رہائش اختیار کر لی تھی اور ذوالوزار تین کے لقب سے خود کو ملقب کیا تھا چند دن بعد اس نے خود کو معزول کر کے اپنے بیٹے معتمد ابویحییٰ محمد بن معن بن صمدوح کو حکمران بنادیا، چنانچہ معتمد نے اس صوبہ میں چوالیس (۴۴) سال تک حکومت کی، ابن شیبہ ”حاکم لورقہ“ فوجیں تیار کر کے ”مریہ“ پر چڑھ آیا، یہ زمانہ وہ تھا کہ معتمد کے باپ نے حکومت سے کنارہ کشی کر لی تھی۔

معتمد بن معن اور ابن شیبہ کی جنگ: معتمد نے یہ خبر سن کر کہ ابن شیبہ اور حاکم لورقہ نے مریہ پر حملہ کر دیا ہے مقابلہ کرنے کی غرض

سے ایک بڑی فوج روانہ کر دی، ابن شیبہ نے اس مہم میں منصور بن ابی عامر حاکم بلسیہ و مرسیہ سے اپنے حریف کے مقابلے میں امداد کی درخواست کی، مقتصم نے "ہائیں" کو مدد کا پیغام دیا چنانچہ دونوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی اس کا چچا صمدوح بن بادلیس بن صمدوح نے دوسری جانب سے بعض قلعوں پر حملہ کر دیا اور بزور تیغ اہل قلعہ کو زیر کر کے قبضہ کر لیا اور قبضہ کرنے کے بعد واپس آیا اس زمانہ سے مقتصم ۳۸۰ھ تک مرہ پر کامیابی سے تھ حکومت کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اسی سال اس کی وفات ہوئی۔

ابن مقتصم کی خدمت کا خاتمہ: پھر اس کا بیٹا اس کی جگہ متمکن ہوا اس کو یوسف بن تاسفین "امیر مرابطین" نے ۳۸۴ھ میں معزول کیا اور مرہ سے اس کے اہل و عیال سمیت سرحد کی جانب جلا وطن کر دیا اس نے سرحد پر پہنچ کر قلعہ میں "آل حماد" کے پاس قیام کیا، یہیں اس نے اور اس کے بیٹوں نے وفات پائی۔ (واللہ وارث الارض ومن علیہا)

سرقسطہ کے حکمران بنو ہود کے حالات: منذر بن مطرف بن یحییٰ بن عبدالرحمن بن محمد بن ہاشم نجیبی ثغرائی کا گورنر تھا اس کی منصور عبدالرحمن سے امارت اور ریاست کے بارے میں آن بن تھی، اس کے دارالامارت اور مستقر حکومت ہونے کا اعزاز سرقسطہ کو حاصل تھا جس وقت مہدی بن عبد الجبار کی حکومت کی بیعت لی گئی اور بنو عامر کا دور دورہ ختم ہو گیا، اور بربر یوں کا زور شور اور فتنہ و فساد شروع ہو گیا اس وقت منذر مستعین کے عہد حکومت کے ساتھ تھا یہاں تک کہ اسی طوائف الملوکی کے دوران ہشام مارا گیا منذر نے ان امور کے انجام پر نظر کر کے مستعین کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اس کے بعد مروانیوں نے مرتضیٰ کی مجاہد اور ان لوگوں کے ساتھ جو غلاموں اور عامریوں میں سے ان کے پاس آ کر جمع ہو گئے تھے، بیعت کر لی، ورنہ غرناطہ پر حملہ آور ہو گئے زاوی بن زیری فوجیں آ راستہ کر کے مقابلہ پر آیا اور ان سب کو شکست دے دی پھر مروانیوں و راکین دولت کو مرتضیٰ کی جانب سے شک پیدا ہو گیا لہذا چند آدمیوں کو اس کے قتل پر مقرر کر دیا چنانچہ مرہ میں ان لوگوں نے اس کو مار ڈالا، منذر کو اس وقت کھل کر کھیلنے کا موقع مل گیا چنانچہ سرقسطہ اور ثغرائی پر حاوی ہو گیا اور "المنصور" کا لقب اختیار کر لیا عیسائی حکمرانوں جلیقہ اور برشونہ سے صلح کا عہد و پیمان کر دیا ۳۸۴ھ میں مر گیا، پھر اس کا بیٹا تخت حکومت پر فائز ہوا اور "المظفر" کا لقب اختیار کیا۔

ابو ایوب سلیمان جذامی: اسی زمانہ میں ابو ایوب سلیمان بن محمد بن ہود جذامی انہی لوگوں میں سے شہر تطلیہ پر قبضہ ہو رہا تھا اس کو شروع زمانہ فتنہ کی ابتداء میں اس صوبہ کی حکمرانی دی گئی تھی۔

اس کا مورث اعلیٰ درجہ وہ دشمن ہے جو اندلس میں آیا تھا از د نے اس سلسلہ نسب کو سالم مولیٰ (آزاد غلام) ابو حذیفہ تک پہنچا یہ ہے یہ ہود بن ابی عبد اللہ کا اور عبد اللہ بیٹا ہے موسیٰ کا اور موسیٰ بیٹا ہے سالم کا۔ اور بعضوں نے ہود کو روت بن زہنا کی اولاد میں سے شمار کیا ہے۔

سلیمان کی وفات اور احمد مقتدر کی حکومت: سلیمان نے تھوڑے دنوں میں قوت بڑھا کر مظفر یحییٰ بن منذر کو مغلوب کر دیا، ۳۸۱ھ میں اس کی زندگی کا بھی خاتمہ کر دیا سرقسطہ اور ثغرائی پر قابض ہو گیا اور اس کا بیٹا یوسف بن مظفر لارودہ حکمرانی کرنے لگا چند دنوں بعد ان دونوں میں جھگڑا پیدا ہو گیا۔ اس دوران سلیمان مر گیا اور احمد مقتدر باللہ نے حکومت اپنے ہاتھ میں لی مقتدر نے یوسف کے مقابلہ میں فرانس اور بشکنس سے امداد طلب کی چنانچہ فرانس اور بشکنس وعدہ کے مطابق مقتدر کی مدد کے لئے آئے اور مسلمانوں کا عیسائیوں سے لڑائی جھگڑا شروع ہو گیا یوسف نے اس خبر سے مضطرب ہو کر عیسائیوں اور مقتدر کا "سرقسطہ" میں محاصرہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۳۸۳ھ کا ہے مگر یوسف کو اس میں کامی ہوئی اور عیسائی سلاطین نے اپنے علاقوں میں واپس چلے گئے اس کے بعد مقتدر باللہ احمد ۳۸۴ھ میں اپنی حکومت کے سینتیس (۳۷) سال پورے کر کے انتقال کر گیا، اور اس کے بعد یوسف مؤتمن اس کا بیٹا امیر بنا۔

یوسف مؤتمن: یوسف مؤتمن کو علوم ریاضیہ میں ید طولیٰ حاصل تھا اس فن میں اس نے بہت سی کتابیں لکھی تھیں ان میں سے "استہدال اور" منظرہ" ہیں۔ ۳۸۸ھ میں اس نے وفات پائی یہ وہی سال ہے جس میں عیسائیوں نے ① "طلیطلہ" کو قادر بن ذی النون کے قبضہ سے چھین لیا تھا۔

① امیر مؤتمن خطیہ میں پھیلنے والی بیماری میں جان بحق ہوا تھا۔

مستعین کی حکومت: یوسف موتمن کے بعد ۱ سرقسطہ میں "مستعین" حکمران بنائے اس کے زمانہ حکومت میں "واقعہ وشقہ" پیش آیا تھا "متفقہ" کو عیسائی محاصروں کے پنجہ سے بچانے کے لئے مستعین نے ۴۸۹ھ میں کئی ہزار مسلمانوں کے لشکر کے ساتھ جو کہ شہر سے باہر تھے وشقہ پر چڑھائی کی تقریباً دس ہزار مسلمان اس معرکہ میں کام آئے تھے (مستعین کو ناکامی کے ساتھ پسپا ہونا پڑا) اس زمانہ سے مستعین "سرقسطہ" میں مسلسل حکمران رہا یہاں تک کہ ۵۰۳ھ میں جن دنوں عیسائیوں ۲ نے "سرقسطہ" پر فوج کشی کی تھی "سرقسطہ" کے باہر جا مشہادت نوش کر دیا۔

عبدالملک بن مستعین: اس کی جگہ اس کے اس کا بیٹا عبدالملک تخت پر بیٹھا اور عماد الدولہ کا خطاب اختیار کیا عیسائی باغیوں نے اس کو ۱۲ھ میں "سرقسطہ" سے نکال کر قبضہ کر لیا، اس نے سرقسطہ کے ایک قلعہ "روطہ" میں جا کر پناہ لی اور وہیں قیام پذیر رہا یہاں تک کہ ۵۱۳ھ میں اس کی وفات ہو گئی اس کا بیٹا احمد "سیف الدولہ" حکومت پر رونق افروز ہوا اس کے عہد حکومت میں عیسائیوں کی شورش حد سے بڑھ گئی اور وہ مسلمانوں کو بہت ستانے لگے آخر کار اس نے عیسائیوں سے صلح کر لی اور قلعہ "روطہ" کو ان کے حوالہ کر کے اپنے حشم و خدام کے ساتھ طلیطلہ آ گیا۔ اور وہیں ۵۳۶ھ میں مر گیا۔

شہر طرطوشہ: انہی بنو ہود کے ممالک مقبوضہ میں ایک شہر "طرطوشہ" تھا جس کو بقایا عانری نے ۴۳۳ھ میں دہلیا تھا پھر ۴۴۵ھ میں یہ مر گیا تو یعلیٰ عمری اس پر قابض ہوا اس کا دور حکومت زیادہ طویل نہیں ہوا اس کے بعد شبیل حکمران ہوا عماد الدولہ بن احمد مستعین نے ۴۵۳ھ میں شبیل سے طرطوشہ کو چھین لیا۔ اس وقت سے "طرطوشہ" پر عماد الدولہ اور اس کے بعد اس کے بیٹوں کا قبضہ رہا یہاں تک کہ دشمنان اسلام نے اس شہر پر بھی اور شرقی اندلس کے علاقوں کے ساتھ قبضہ کر لیا۔ (واللہ وارت الارض ومن علیہا وھو خیر الوارثین)۔

دانیہ اور مشرقی جزیروں کے حکمران "بنو مجاہد عامری" کے حالات

جزیرہ میورقہ: جزیرہ میورقہ ۴۹۰ھ میں "عصام خولانی" کے ہاتھ سے فتح ہوا تھا۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ عصام خولانی حج کے ارادے سے اپنی ذاتی کشتی پر سوار ہو کر اندلس سے روانہ ہوا اتفاق سے یہ کشتی مخالف ہوا کی وجہ سے جزیرہ میورقہ مہ ساحل پہنچ گئی چنانچہ ایک مدت تک عصام اپنے ساتھیوں سمیت اس ساحل پر مخالف ہوا کی وجہ سے مقیم رہا۔ زمانہ قیام میں ان لوگوں کو جزیرہ والوں کے حالات مطلع ہونے کا موقع ملا اور اس کو فتح کرنے کی ہوس ان کے دل میں سا گئی۔ چنانچہ عصام حج سے واپس آ کر امیر عبداللہ حاکم اندلس سے جزیرہ میورقہ کی سرسبزی و شادابی کا ذکر کیا اور اس کو فتح کرنے کی رغبت دی چنانچہ امیر عبداللہ نے ایک بیڑہ جنگی کشتیوں کا عصام کے ساتھ روانہ کر دیا۔ شاہی لشکر کے علاوہ مجاہدوں کا ایک بڑا گروہ بھی اس مہم کیس جہاد کے ارادے سے شریک ہوا۔

عصام خولانی کا میورقہ پر قبضہ: عصام نیب پہنچتے ہی جزیرہ میورقہ کا محاصرہ کر لیا۔ اور ایک مدت کے محاصرے و جنگ کے بعد یکے بعد دیگر اس کے سارے قلعے فتح کر لئے تکمیل فتح کے بعد عصام نے امیر عبداللہ کی خدمت میں بشارت فتح کا خطر روانہ کیا۔ امیر عبداللہ نے اس حسن خدمت کے صلے میں عصام کو جزیرہ میورقہ کا گورنر بنا دیا۔ دس سال تک عصام نے اس جزیرے پر حکمرانی کی مسجدیں بنوائیں، حمام تعمیر کرائے، مراکمیں، پل اور سر درگاہیں درست کرائیں۔

عصام کے بعد کے حکمران: عصام کی وفات کے بعد جزیرہ والوں نے اس کے بیٹے عبداللہ کو اپنا حکمران بنالیا اور امیر عبداللہ حاکم اندلس بھی اسکی اہل بیت کو منظور اور تسلیم کر لیا اس کے بعد عبداللہ، دریشی اور زہد کی طرف مائل ہو گیا ۳۵۰ھ میں ترک امارت چھوڑ کر حج کے ارادے سے کشتی پر سوار ہو کر مشرق کی جانب چلا گیا پھر اس کا پتہ چل سکا، خلیفہ ناصر مروانی نے اپنے ایک خادم موفقی کو اس جزیرہ کی سرداری اور حکومت پر متعین کر دیا، چنانچہ

۱ سرقسطہ، جو کہ شمالی مغربی کا زرخیز علاقہ ہے اس کی جغرافیائی اعتبار سے بہت اہمیت رہی ہے کیونکہ یہ عیسائی ممالک کے قریب جزیرہ ہیر کے شمال مشرقی ۱۰۰۰ فٹ جیسے میں واقع تھا اور عرب علاقوں سے دور تھا اسی لئے اس پر بہت مصائب آئے کیونکہ اس کے لاپچی پڑوسی اس پر قبضے کے لیے بار بار حملے کرتے رہے مگر انہوں نے خوب بہادری سے مقابلہ کیا۔ ۲ یہ حمدا العباسی کی سربراہی میں ہوا تھا (شاء اللہ محمود)

موفق نے جزیرہ میں پہنچ کر جنگی کشتیوں کے متعدد بیڑے تیار کرائے اور فرانس کے علاقوں پر کئی مرتبہ جہاد کیا، ۳۵۹ھ مستنصر کے دور میں اس کی وفات ہو گئی پھر اس کا خدام کوثر اس کا جانشین بنا، اس نے دشمنان اسلام کے خلاف جہاد کرنے میں وہی طریقہ اختیار کیا جو اس کے پیشرو (موفق) کا تھا اس نے ۳۸۹ھ عہد امارت منصور میں انتقال کیا، منصور نے اپنے آزاد کردہ غلاموں میں سے مقاتل کو اس جزیرہ کی حکومت دی، یہ بھی جب کا حد شائق تھا فرانس کے خلاف ہمیشہ جہاد کرتا رہتا تھا منصور اور اس کا بیٹا مؤید جہاد میں اس کی مدد کرتے تھے، ۴۰۳ھ زمانہ فتنہ میں اس کا انتقال ہو گیا۔

مجاہد بن یوسف عامری: مجاہد یوسف بن علی عامری مولائیوں میں ایک سربراہ اور دلیر شخص تھا، منصور نے اس کی پرورش کی تھی قرآن، حدیث اور عربیت کی تعلیم دی تھی ان علوم میں مجاہد کو اعلیٰ درجہ کا کمال حاصل تھا جب مہدی ۴۰۰ھ میں مارا گیا تو اس دن مجاہد قرطبہ سے چلا گیا اس نے اور بامری مولائیوں اور اندلس اکثر لشکریوں نے مرتضیٰ کی امارت کی بیعت کر لی جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا، ان لوگوں کی زادی سے غرناطہ کے باہر مذبح پھیر ہوئی زدی نے ان لوگوں کو شکست دے کر ان کی جماعت کی منتشر کر کے مرتضیٰ کو مار ڈالا، جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔

مجاہد کی حکومت کا قیام: اس واقعہ کے بعد مجاہد ”طرطوش“ چلا گیا اور اس پر قابض ہو گیا، پھر اس کو چھوڑ کر دانیہ میں جا کر مقیم ہوا اور وہیں اپنی حکومت کی بنیاد ڈالی، میورقہ، منور قرار دیاسہ کو اپنے دائرہ حکومت میں شامل کر لیا اور ۴۱۳ھ میں معیطی کو میورقہ کی حکومت پر مقرر کر دیا مگر ۱ معیطی نے میورقہ پہنچتے ہی خود مختار حکومت کا اعلان کر دیا اہل میورقہ نے معیطی کو اس فعل سے بہت روکا لیکن معیطی نے ذرا بھی توجہ نہیں کی جب مجاہد کو اس کی خبر ملی تو اس نے اپنے بھتیجے عبداللہ کو میورقہ کی حکومت پر مقرر اور روانہ کیا، معیطی یہ خبر سن کر بھاگ گیا چنانچہ عبداللہ نے میورقہ میں پندرہ سال حکومت کی اس نے اپنے زمانہ حکومت میں ”سردانیہ“ پر دریا کے راستے جہاد کے لئے فوج کشی کی تھی اور بزرگ انتہائی مردانگی سے اس کو فتح کر کے عیسائیوں کو وہاں سے جدا وطن کر دیا تھا اور کم سردانیہ کے بیٹے کو قید کر لیا تھا جو ایک مدت کے بعد فد یہ ادا کر کے رہا کر لیا گیا۔ مجاہد نے اس کے مرنے کے بعد اپنے آزاد کردہ غلام اغلب کو ۴۲۸ھ میں میورقہ کی حکومت دی۔

مجاہد کی وفات اقبال الدولہ: حاکم دانیہ مجاہد اور حاکم مریہ خیران اور ابن ابی عامر حاکم بلنسیہ کے درمیان متعدد لڑائیاں ہوئیں یہاں تک کہ ۴۲۶ھ میں مجاہد ان لڑائیوں کو یوں ہی نامکمل چھوڑ کر انتقال کر گیا اس کی جگہ اس کا بیٹا علی ایوان حکومت میں رونق افروز ہوا اور ”اقبال الدولہ“ کا خطاب اختیار کیا اور ”مقتدر بن ہود“ سے سسرالی رشتہ داری پیدا کر لی۔ ۴۶۸ھ میں مقتدر نے اقبال الدولہ کو ”دانیہ سرقطہ“ میں بلا لیا اس کا بیٹا ”سراج الدولہ“ فرانس چلا گیا عیسائین فرانس نے چند شرائط پر جنگی پابندی کا وعدہ خود ”سراج الدولہ“ نے کیا تھا ”سراج الدولہ“ کی امداد کی چنانچہ دانیہ کے بعض قلعوں پر اس کو قبضہ مل گیا، کچھ عرصے کے بعد جیسا کہ خیال کیا جاتا ہے مقتدر کی سازش سے ۴۶۹ھ میں اس کو زہر دے دیا گیا۔ جس سے اس کی موت واقع ہو گئی اس کے بعد علی (اقبال الدولہ) نے بھی مقتدر کے انتقال کے بعد ہی ۴۷۴ھ میں وفات پائی بعض کہتے ہیں کہ وہ مقتدر کی زندگی ہی میں ”بجایہ“ چلا گیا تھا اور یحییٰ بن حماد حاکم بجایہ کے ہاں مقیم ہو گیا تھا اور اسی مغروری میں ہی سفر آخرت اختیار کر گیا تھا۔

بنو اغلب کے بعد ابن سلیمان کی حکومت: اغلب (مجاہد والی میورقہ کا آزاد کردہ غلام) دریا کے راستے سرحدی عیسائیوں پر بکثرت جہاد کیا کرتا تھا اور آئے دن عیسائیوں کو اپنے پرزور حملوں سے تنگ کرتا رہتا تھا۔ مجاہد کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے علی (اقبال الدولہ) سے اغلب نے حج اور زیارات کی اجازت حاصل کر کے مشرق کا رخ کیا چنانچہ اقبال الدولہ نے آل اغلب کو جزیرہ کی حکومت سے برطرف کر کے اپنے داماد بن سلیمان بن مشکیان کو اغلب کی طرف سے جزیرہ پر مقرر کیا چنانچہ پانچ سال تک ابن سلیمان جزیرہ پر حکمرانی کر کے انتقال کر گیا اور اس کی جگہ ”بشیر“ ناصر الدولہ کو حکومت عطا ہوئی۔

ناصر الدولہ کی حکومت: ناصر الدولہ مشرقی اندلس کا رہنے والا تھا، بچپن میں قید ہو کر آیا تھا اور مجاہد کی خدمت میں تعلیم و تربیت پائی سن شعور پر پہنچنے کے بعد ایک چھوٹی سی فوج کی اس کو سرداری دی گئی، یہ جوانمرد اور دلیر شخص تھا اپنی مردانگی کی وجہ سے لوگوں کی آنکھوں میں بہت جلد محبوب بن گیا

اسری اور سروانیہ پر اکثر جہاد کیا کرتا تھا۔ ابن سلیمان کے مرنے کے بعد انہی وجوہ سے جزیرہ میورقہ کی حکومت اس کو عطا کی گئی پانچ سال تک حکومت کرتا رہا۔ اسی دوران اقبال الدولہ کی حکومت کا دور ختم ہو گیا اور مقتدر بن ہود نے اس کے علاقوں پر قبضہ کر لیا چنانچہ بمشتر نے بھی ”میورقہ“ کو اپنا میورقہ ملک سمجھ لیا اور خود مختار حکومت کا اعلان کر دیا، یہ زمانہ طوائف الملوکی کا تھا اندلس میں چاروں طرف فتنہ و فساد کی گھنگور گھٹنا چھائی ہوئی تھی۔

ناصر الدولہ کی حکومت کا خاتمہ: ناصر الدولہ نے مستقل حکمران بننے کے بعد چند لوگوں کو اپنے آقائے نامدار کے اہل وعیال کو لینے ”دانیہ“ روانہ کیا اہل دانیہ نے ”اقبال الدولہ“ علی کے اہل وعیال کو بمشتر کے پاس بھیج دیا بمشتر نے ان لوگوں کی بہت عزت کی اور حسن سلوک سے ان لوگوں سے پیش آیا۔ اس وقت سے بمشتر مسلسل سرحدی عیسائیوں کے خلاف جہاد کرتا رہا یہاں تک کہ عیسائی امراء بر ”شلونہ“ متحد ہو کر اس پر حملہ آور ہو گئے اور پورے دس مہینے میورقہ کا محاصرہ کئے رہے بالآخر بمشتر کو محاصرہ اٹھانے میں ناکامی ہوئی اور دشمنان اسلام نے اس کو بزور تیغ فتح کر کے بمشتر کی حکومت کے ۱۰ سال، بری طرح سے برباد کر دیا۔

علی بن یوسف کی فوری آمد اور فتح: بمشتر نے محاصرہ کے زمانے میں علی بن یوسف حاکم مغرب لتونہ سے عیسائیوں کی زیادتوں کی شکایت کی تھی اور امداد مانگی تھی، اگرچہ اتفاق سے علی بن یوسف کی جنگی کشتیوں کا بیڑہ جو بمشتر کی کمک پر آیا تھا میورقہ پر عیسائیوں کے قابض ہونے کے بعد پہنچا مگر پھر بھی مجاہدین اسلام نے خشکی پر قدم رکھتے ہی عیسائیوں کو اس جزیرے سے نکال دیا علی بن یوسف نے اپنی جانب سے ”انور بن ابی بکر لتونی“ کو اس کی حکومت عنایت کی مگر انور نے اپنے زمانہ حکمرانی میں اہل میورقہ کو بہت ستایا اور دریا سے کچھ فاصلہ پر ایک نیا شہر آباد کرنے کا ارادہ کیا اہل میورقہ کو کشیدگی تو پہلے ہی سے تھی لہذا سب کے سب مخالف بن گئے اور متحد ہو کر اس پر ٹوٹ پڑے اور گرفتار کر لیا اور علی بن یوسف کے پاس امیر مقرر کرنے کا پیغام بھیج دیا۔

احمد بن علی اور بنو غانیہ کی حکومتیں: محمد نے اپنی جانب سے اپنے بھائی احمد بن علی کو مقرر کیا محمد قرطبہ کی حکومت پر تھا چنانچہ جب یہ میورقہ پہنچا تو اس نے انور کو چند محافظوں کے ساتھ مراکش بھیج دیا اور خود میورقہ میں دس برس تک حکومت کرتا رہا یہاں تک کہ اس کا بھائی تکی مر گیا اور ان کا بادشاہ علی بن یوسف تھا۔ اسی زمانہ سے میورقہ میں بنی غانیہ لتونی کا پرچم کامیابی کی ہوا میں اڑنے لگا، علی بن یوسف کی بادشاہت کے دوران بنو غانیہ کی ”میورقہ“ میں بہت بڑی دولت و حکومت تھی، علی اور تکی یہیں سے نکل کر بجایہ کی طرف بڑھ آئے تھے اور اس کو موحدین کے قبضہ سے چھین لیا تھا موحدین کی ان لوگوں سے افریقہ میں متعدد و بکثرت لڑائیاں ہوئی تھیں جنہیں ہم لتونہ کے حالات کے ان کے حالات کے ضمن میں بیان کریں گے ”انشاء اللہ“

میورقہ پر عیسائیوں نے موحدین کے ہاتھ سے ان کے آخری دور حکومت میں قبضہ حاصل کر لیا تھا (بقاء اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور ملک جس کو چاہتا ہے اس کو عطا کرتا ہے اور وہی غالب اور داتا ہے)

اندلس کے باغیوں کے حالات: جنھوں نے لتونہ کے دور حکومت میں سراٹھایا تھا: جس وقت لتونہ دشمنان اسلام اور موحدین کی لڑائیوں میں مصروف ہو گئے اس وقت اندلس سے ان کو ایک گونہ دوری اور بے توجہی ہو گئی اور پھر بعض اندلس والے اپنی پرانی عادت پر آ گئے۔

قاضی مروان کی بغاوت: ۵۳۷ھ میں قاضی مروان بن عبد اللہ بن مروان ابن خصاب نے بلنسیہ میں علم بغاوت بلند کیا اور خود سر حکمران بن کر حکومت کرنے لگے۔ مگر تین ہی مہینے بعد ”اہل بلنسیہ“ نے اس کو حکومت و ریاست سے معزول کر دیا، مریہ آ گیا پھر مریہ سے ابن غانیہ کے پاس ”میورقہ“ بھیج دیا گیا۔ ابن غانیہ نے اس کو جیل میں ڈال دیا۔

ابو جعفر احمد بن عبد الرحمن کی بغاوت: ”مریہ“ میں ابو جعفر احمد بن عبد الرحمن بن طاہر نے سراٹھایا۔ اور کچھ عرصے بعد اہل مریہ نے اسے معزول کر دیا بلکہ اس کی حکومت کے چوتھے مہینے اس کو حکومت اور زندگی کے بوجھ سے ہمیشہ نجات دلا دی اور قبر میں لے جا کر آرام سے سلا دیا۔

مستعین بن ہوا کا پوتا دو مہینے تک عکرائی کرتا رہا پھر ابن عیاض نے حکومت کی باگ دوڑ اپنے ہاتھ میں لے لی۔

بو محمد عبداللہ جزائی اہل بلنسیہ نے بعد قاضی مروان کے امیر ابو محمد عبداللہ بن سعید بن مردیش جذامی کے ہاتھ پر امارت و ریاست کی بیعت کی، اس نے اپنے زمانہ حکومت کو دشمنان دین پر جہاد کرنے میں خرچ کیا ہمیشہ معرکہ کارزار میں کفار کے ساتھ تیغ سپر رہتا تھا یہاں تک کہ ۵۴۰ھ میں جزائی میں عیسائیوں کے ہاتھ شہید ہو گیا۔ چنانچہ اہل بلنسیہ نے عبداللہ بن عیاض کی امارت کو تسلیم کر لیا، ان دنوں مریہہ پر قہقہہ و متصرف ہو رہا تھا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا، عبداللہ کی ۵۴۴ھ میں وفات ہو گئی، چنانچہ اہل بلنسیہ نے اس کے چچا زاد بھائی محمد بن احمد بن سعید بن مردیش کی امارت کی بیعت کی اس نے بیعت امارت لینے کے بعد شاطیہ، مدینہ شقر اور مریہہ پر بھی قبضہ کر لیا۔

ابراہیم بن ہمسک۔ ابراہیم بن ہمسک اس کا نامور سپہ سالار تھا اس نے اطراف اندلس میں غارتگری شروع کر دی، قرطبہ پر خون، ررقہ، بنس ہو گیا، مگر تھوڑے ہی دنوں کے بعد قرطبہ اس کے قبضہ سے نکل گیا تب اس نے غرناطہ پر ہاتھ مارا اور اسے موحدین کے قبضہ سے چھین لیا پھر اس نے اور ابن مردیش (محمد بن حمد) نے غرناطہ کے ایک قصبہ میں موحدین کا محاصرہ کر لیا۔ متعدد لڑائیوں کے بعد جو کہ دونوں کے درمیان غرناطہ کے باہر ہوئی تھیں عبداللہ المومن نے غرناطہ وان سے واپس لے لیا انہی معرکوں میں ابراہیم اور ابن مردیش نے عیسائی امراء اور سلاطین سے موحدین کے مقابلے میں سب سے مدد دہانگی تھی چنانچہ عیسائی جو کہ درجہ ابراہیم اور ابن مردیش کی کمک پر آئے مگر عبداللہ المومن کی شہادت اور جنگی صلاحیت کے سب سے سب نے منہ کی کھائی اور نہایت بری طرح شکست اٹھا کر بھاگ گئے، اور عبداللہ المومن نے ان کو انتہائی برے طریقہ سے قتل کیا انہی دنوں میں یوسف نے صویل محاصرہ اور شدید جنگ کے بعد بلنسیہ کو فتح کر کے خلیفہ مستنجد عباسی کے نام کا خطبہ پڑھا اور ایک خط دربار خلافت بغداد روانہ کیا خلیفہ نے اس صوبہ کی حکومت یوسف کو لکھ کر بھیج دی اس کے بعد ۵۶۶ھ میں موحدین کی حکومت کی بیعت ہوئی۔

مظفر عیسیٰ اور احمد بن عیسیٰ: مظفر عیسیٰ بن منصور بن عبدالعزیز بن ناصر بن ابی عامر شاطیہ اور مریہہ کی جانب لوٹنے کے وقت بلنسیہ پر قہقہہ ہو گیا تھا ایک مدت تک اس کا قبضہ رہا، ۵۵۵ھ میں اس نے وفات پائی اس کے مرنے سے بلنسیہ کی حکومت ابن مردیش کے قبضہ میں چلی گئی۔

احمد بن عیسیٰ قلعہ مزماہ پر قابض ہو گیا تھا اور اپنے متبعین کے ذریعہ سے مراطین کی مخالفت کر رہا تھا، اتفاق سے منذر ابن وزیر نے اس کو دبا دیا چنانچہ یہ ۵۶۰ھ میں عبداللہ المومن کے پاس چلا گیا، اور اندلس پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دی عبداللہ المومن نے اس کے ہمراہ فوجیں روانہ کیں جنہوں نے ہونا ثیہ امراء مراطین کو اندلس میں اپنے پرزور حملوں سے مغلوب کر لیا۔

محمد بن علی بن غانیہ: میورقہ حکومت لیتونہ کے اضطراب کے وقت سے محمد بن علی بن غانیہ حاوی ہو رہا تھا۔ ۵۶۰ھ سے اس نے صوبہ پر قبضہ کر لیا تھا، ۵۶۳ھ میں اپنے بھائی یحییٰ سے ملے بلنسیہ آیا تھا اور اپنی بیگہ "میورقہ" میں عبداللہ بن تیما کو مقرر کرایا تھا اس کی غیر ضروری کے دوران ہوانیوں میورقہ دوبارہ واپس آیا اور بدظمی کو رفع دفع کر کے اس قائم کیا یہاں تک کہ ۵۶۷ھ میں اسے پرامن و پر عافیت چھوڑ کر انتقال کر گیا۔

ابو اسحاق ابراہیم اور طلحہ: پھر اس کا بیٹا ابراہیم ابو اسحاق نے حکومت سنبھالی اس نے ۵۸۰ھ میں وفات پائی تو اس کا بھائی طلحہ کرسی حکومت پر رونق افروز ہوا اور ۵۸۱ھ میں موحدین کی بیعت کی، اہل میورقہ کے چند امراء وفد لے کر موحدین کے ہاں آئے موحدین نے ان وفود کے ہمراہ علی بن برترکورو نہ یہ جیسے ہی یہ میورقہ پہنچے طلحہ کے بھتیجوں علی اور یحییٰ "جو اسحاق کے بیٹے تھے" نے طلحہ کے خلاف بغاوت کر دی اور اسے تخت حکومت سے اتار دیا، اس کے بعد ان دونوں کو یوسف بن عبداللہ المومن کے مرنے کا حال معلوم ہوا ان سب نے "میورقہ" چھوڑ کر افریقہ کا راستہ یہاں سے مرقن کی حکومت کے حالات میں پڑھو گے۔

حکومت موحدین کے ہاتھ میں: غرض اس طرح مراطیوں کی دولت و حکومت ملک مغرب اور اندلس سے ختم اور معدوم ہوئی و اللہ تعالیٰ نے حکومت کی باگ ڈور ان کے قبضہ سے نکال کے موحدین کو عنایت فرمائی ان لوگوں نے ان کو جہاں پایا قتل کیا، رفتہ رفتہ ان کی حکومت کو استغداد و راستحکام ہو گیا اور یہ اس سرزمین کے حکمران بن گئے۔ ان لوگوں نے اس ملک کے انتظام اور انصرام پر بنی عبداللہ المومن کے اعزہ کو مقرر کیا یہ ایک نوا

کوسادہ کے قب سے یاد کرتے تھے اس ملک کی حکومت و ریاست انہی لوگوں میں تقسیم ہو گئی انہی لوگوں میں سے یعقوب منصور نے مدحیہ قوں کے سر کرنے کے بعد جہاد کے لئے ابن اوفونش شاہ جلالقہ کے خلاف عرب کو متحد کر کے چڑھائی کر دی، بطلیوس کے اطراف مقام ارکہ ۵۹۱ھ میں جنگ کی نوبت آئی، اس کے بعد اس کا لڑکا ناصر ۶۰۹ھ میں دریا کو مغرب کی جانب سے عبور کر کے فوج عظیم کے ساتھ اندلس پہنچے مسلمانان اندلس کی اس سے مقام عقاب میں مدد بھیڑ ہوئی، چند لوگ ان میں سے اس معرکہ میں کام آ گئے باقی کو اللہ تعالیٰ نے اس نقصان عظیم سے بچا لیا۔

جنگ ارکہ (مترجم) جنگ ارکہ کی ابتدا نہایت خطرناک تھی مگر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس معرکہ میں مسلمانوں کو موقع سے زیادہ کامیابی ہوئی، تقریباً ایک لاکھ چھیالیس ہزار عیسائی مارے گئے تیس ہزار گرفتار کر لئے گئے۔ ڈیزہ لاکھ خیمے، اسی ہزار گھوڑے ایک لاکھ فخر و چار لاکھ مدھے بار برداری کے ہاتھ آئے جو اہرات اور قیمتی قیمتی اسباب بے تعداد ملے، مال غنیمت کی اسی کثرت تھی کہ ایک ایک درہم (بحسب سکہ رائج الوقت تقریباً ۱۳) پر غلام بک گئے، تلواریں نصف درہم میں اور گھوڑے پانچ پانچ درہم سے اور گدھے ایک ایک درہم میں فروخت ہوئے، یعقوب منصور نے شریعت کے مطابق مال غنیمت کو مجاہدین میں تقسیم کیا، الفش عیسائی بادشاہ بحال پریشان طلیطلہ کی طرف بھاگا ڈاڑھی اور سر منڈا کر صلیب توڑ ڈالی فرش پر سونے، عورت سے مقاربت نہ کرنے اور گھوڑے پر سوار نہ ہونے کی قسم کھائی کہ جب تک میں اس کا بدلہ مسلمانوں سے نہیں لوں گا، اس وقت تک میں آرام نہیں کروں گا۔ چنانچہ تمام جزیروں اور عیسائی علاقوں سے فوجیں حاصل کرنے لگا، یعقوب منصور نے اس کی اطلاع پا کر ”طلیطلہ“ فتح ہو جا تا مگر اوفونش کی ماں بیٹیاں اور بیویاں ننگے سر فریادی صورتیں بنائے ہوئے شاہی دربار میں حاضر ہوئیں اور یہ درخواست پیش کی کہ یہ ملک ہمارے ہی لوگوں کے قبضہ میں رکھا جائے ہم لوگ علم حکومت کے مطیع اور فرمانبردار ہیں یعقوب منصور کو ان لوگوں کی حاست پر رحم آ گیا ان کی درخواست منظور کر لی اور بہت سامان و زر بطور انعام عطا کر کے رخصت کیا اور شہر ”طلیطلہ“ پر غالب و متصرف ہو جانے کے بعد ان کے حوالہ کر کے قرطبہ کی جانب لوٹ گیا، ایک مہینہ تک مال غنیمت لشکریوں پر تقسیم کرتا رہا اسی دوران الفش کا سفیر پیغام صلح لے کر حاضر ہوا یعقوب منصور نے اس کی درخواست کو قبول کر لیا، اس لئے ایک مدت تک اندلس میں امن قائم رہا۔ (امفی جلد اول ۳۸۹ و ۳۹۰ مطبوعہ لیدن)۔

موحدین کی حکومت کا ضعف: کچھ عرصے بعد یعقوب منصور کے بعد موحدین کی حکومت متزلزل اور مضطرب ہو گئی اور پورے اندلس میں ان لوگوں کی کمزوری کی وجہ سے جو سادہ کے لقب سے مشہور تھے اور سیاست میں کمزوری پیدا ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی مراکش (مراکو) میں بھی ان کی حکومت خطرے میں پڑ گئی چنانچہ ان لوگوں نے عیسائی بادشاہوں اور عیسائی امراء سے امداد مانگنی شروع کر دی، اور بوقت ضرورت مسلمانوں کے قلعے انہیں دے کر ان کی فوجوں سے اپنی سیاست و حکومت قائم رکھنے لگے اس ملت اسلامیہ کے رئیسوں اور باقی عرب اور دولت امویہ کی ناراضگی پیدا ہو گئی۔ چنانچہ سب کے سب متحد ہو کر موحدین کی مخالفت پر اٹھ کھڑے ہوئے اور اندلس کے ملک سے کچھ ہی عرصے میں ان کو نکال دیا۔

موحدین کا اخراج کا اہم کردار: اس اہم اور عظیم الشان کام کو انجام دینے کے لئے محمد بن یوسف بن ہود چذامی اندلس میں کمر بستہ ہوا تھا، اور بنسہ میں زیان بن ابوالحکامات مدافع بن یوسف بن سعد جو کہ بنی مردیش کے شاہی خاندان سے تھا ”دکھائی تھی ان کے عداوہ اور بہت سے سرداروں نے بھی بغاوت اور مخالفت کا علم بلند کیا تھا۔

ان واقعات کے بعد ابن ہود پر اسی کے عہد حکومت میں پس ماندگان دولت عرب کے باقی ماندہ اور انہی کے نسب کے لوگوں میں سے محمد بن یوسف بن نصر ”احمر“ نے خروج کیا، محمد خود کو شیخ کے لقب سے ملقب کرتا تھا، چنانچہ اہل جبل کی اس سے لڑائیاں ہوئیں ان میں سے ہر ایک حکومت و دولت کا مالک بنا جس کی وارث ان کی آئندہ نسلیں بنیں۔

زیان بن مردیش: زیان بن مردیش خاندان بنو مردیش کے دس افراد کے ساتھ بنسہ میں حکمرانی کر رہا تھا اس نے اس کی امارت حاصل کرنے میں موحدین سے اعانت و امداد لی تھی جس زمانہ میں اس کی عنان حکومت سید ابوزید بن محمد بن حفص بن عبدالمومن نے مستنصر کے انتقام کے بعد اپنے قبضہ اقتدار میں لی، (جیسا کہ آگے ان کے حالات میں بیان کیا جائے گا اور یہ واقعہ ۶۳۸ھ کا ہے۔ ان دنوں بھی زیان اس کا با اعتماد

دور ہر کام کا منصوبہ پیشو تھ ۶۲۶ھ میں جس وقت کہ ابن ہود کی امارت کی موسیہ میں بیعت لی گئی تو زیان نے سید ابوزید کی مخالفت کا علم بند کر دیا اور ہنسیہ سے نکل کر زندہ چلا گیا، سید ابوزید کو اس سے خطرہ پیدا ہو گیا، اس نے نرمی اور ملاطفت سے واپس آنے کا پیغام بھیجا مگر زیان نے انکار میں جواب دیا اس پر سید ابوزید زیان کے خوف سے بھاگ کر عیسائی بادشاہ برشلونہ کے پاس چلا گیا، اور عیسائی مذہب اختیار کر لیا، (اعاذ اللہ من ذلک)۔

زیان کا ہنسیہ پر قبضہ۔ سید ابوزید کے چلے جانے کے بعد زیان نے ہنسیہ پر قبضہ کر لیا اس کی اور ابن ہود کی مدتوں لڑائی اور جھڑپ کا سلسلہ قائم و جاری رہا اس دوران زیان کے چچا زاد بھائی عزیز بن یوسف بن سعد نے جزیرہ شقر پر قبضہ کر لیا، اور ابن ہود کے علم حکومت میں داخل ہو گئے زیان نے اس سے مطیع ہو کر عزیز سے جنگ کرنے کے لئے سریش پر فوج کشی کی مگر اتفاق سے زیان کو شکست ہو گئی اور ابن ہود اس کا تعاقب کرتا ہوا ہنسیہ تک آ گیا۔ اور مدتوں اس کا محاصرہ کئے رہا، زیان نے شہر پناہ کے دروازے بند کر لئے اور شہر پناہ کی فصیلوں سے ان کا مقابلہ کرتا رہا حتیٰ کہ ابن ہود محاصرہ اٹھ کر واپس چلا گیا۔

عیسائیوں کی پیش قدمی: عیسائی سلاطین نے مسلمانوں کے آپس میں جھگڑے دیکھ کر اسلامی علاقوں کی طرف پیش قدمی شروع کر دی۔ چنانچہ بادشاہ برشلونہ نے ”ہنسیہ“ پر قبضہ کر لیا، زیان کو اس کی خبر ملی تو اس نے سارے مسلمانوں کو جو اس کے ساتھ تھے مرتب و مسلح کر کے ہنسیہ سے عیسائیوں کو بے دخل کرنے کے لئے اس پر ۶۳۳ھ میں چڑھائی کر دی، اس جہاد میں اہل شاطیہ اور جزیرہ شقر والے بھی شریک ہوئے تھے مگر اس واقعہ میں مسلمانوں کو شکست ہو گئی، ابوالریج سلیمان اسی واقعہ میں شہید ہوئے، مسلمانوں نے شکست اٹھانے کے بعد ”ہنسیہ“ میں دم لیا، عیسائی فوجیں برابر تعاقب کرتی چلی گئیں اور ہنسیہ پر پہنچ کے محاصرہ کر لیا۔

عیسائیوں کا ہنسیہ پر قبضہ: اہل ہنسیہ نکل بھاگنے کی فکر کرنے لگے چند لوگ وفد لے کر یحییٰ بن ابوزکریا حاکم افریقہ کی خدمت میں بھیجے اور عیسائیوں کی زبردتیوں اور محصرہ کی شکایت کی چنانچہ یحییٰ بن ابوزکریا نے بہت سامان، اسباب جنگ آلات حرب اور رسد غلہ اپنے ایک عزیز یحییٰ کے ہمراہ اہل ہنسیہ کے پاس روانہ کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ اندلس میں ابو عبد الرحمن کا دور حکومت ختم ہونے کے قریب پہنچ گیا تھا یحییٰ محاصرین کی کثرت کی وجہ سے ہنسیہ نہ جاسکا مجبوراً دانیہ کی جانب واپس آ گیا اور عیسائیوں نے ۶۲۶ھ میں بزور تیغ ہنسیہ پر قبضہ کر لیا۔

زیان جزیرہ شہر میں: زیان پریشان ہو کر ہنسیہ سے نکل کر جزیرہ شقر چلا گیا، اور امیر یحییٰ بن ابوزکریا کی ماتحتی میں حکومت کرنے لگا اور اظہار کواہمت کی غرض سے بیعت کرنے کے لئے اپنے کاتب (سکرٹری) حافظ ابو عبد اللہ بن محمد انباری کو امیر یحییٰ کی خدمت میں روانہ کیا اس نے تیونس پہنچ کے حق سفارت ادا کیا اور فی البدیہہ ایک قصیدہ کہا جو کہ مشہور و معروف ہے اور اس میں اس نے جودت طبع سے کام کیا اور سین کے ردیف سے اس کو پڑھا اس کا تذکرہ عنقریب موحیدین میں سے ”دولت بنو حفص“ افریقہ کے ضمن میں تحریر کیا جائے گا۔

مرسیہ پر زیان کا قبضہ: ابن ہود کے مرنے کے بعد اہل مرسیہ نے ابو بکر واثق (یہ بنی ہود کا آخری حکمران تھا) سے بغاوت کر دی، واثق کی طرف سے مرسیہ کا حکم ابو بکر بن خطاب تھا اہل مرسیہ نے زیان کو مرسیہ پر قبضہ کرنے کے لئے بلوایا چنانچہ زیان نے مرسیہ میں داخل ہو کر قصر امارات کو بوٹ لیا اور ان لوگوں کو امیر یحییٰ بن ابوزکریا کی بیعت کرنے پر شرتی اندلس پر قبضہ کی شرط کے ساتھ تیار کر لیا، یہ واقعات ۶۳۷ھ کے ہیں۔

ابن عصام کی بد عہدی: اس کے بعد ابن عصام نے ”اربولہ“ میں زیان سے بد عہدی کی اور اس کی مخالفت پر اٹھ کھڑا ہوا اور زیان کے ایک قریبی رشتہ دار نے شہر ”لقنت“ میں جا کر اپنی حکومت کا سکہ چلا دیا اس زمانہ سے یہ وہیں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ عیسائی بادشاہ ”برشلونہ“ نے ۶۳۳ھ میں اس کے قبضہ سے ان ممالک کو چھین لیا، اور یہ مرتا کھتا تیونس چلا گیا اور وہیں ۶۶۸ھ میں مر گیا۔

ابن ہود کے حرات آگے لکھے جائیں گے، پھر ابن احمر کے خاندان اور اس کی آئندہ نسل میں حکومت و سلطنت کا سلسلہ قائم ہوا، اور اس وقت تک موجود ہے جس کو عنقریب ہم تحریر کرنے والے ہیں کیونکہ یہی لوگ دولت و حکومت عرب کے یادگار اور بقیہ السلف ہیں (واللہ حیر الوارثین)۔

موحدین کے باغی بنو ہود کے حالات:۔۔۔۔۔ جس وقت موحدین کی دولت و حکومت میں اضطراب اور ترزل پیدا ہونے لگا اور ابن سادہ میں اختلاف شروع ہو گیا جو بلنسیہ کے حکمران تھے اس وقت محمد بن یوسف بن محمد بن عبد العظیم بن احمد بن سلیمان مستعین بن محمد بن ہود نے مقام صغیرت صوبہ مرسیہ میں جو کہ قوط سے متصل تھا، علم مخالفت و بغاوت ۶۱۰ھ میں بلند کر دیا یہ وہ زمانہ تھا کہ مستنصر انتقال کر چکا تھا اور موحدوں نے مرکش میں اس کے چچا مخلوع عبدالواحد بن امیر المومنین یوسف کی امارت کی بیعت کر لی تھی۔

حکمرانوں کے خلاف عوام: ادھر عادل نے (اس کے بھائی منصور کا بیٹا) مرسیہ کا قابض ہو کر ابو محمد عبداللہ بن ابی حفص بن عبدالمومن والی حیان کے علم حکومت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی تھی۔ اس معاملہ میں سید ابوزید بن محمد بن ابو حفص نے ان دونوں کی مخالفت کی لہذا فتنہ و فساد کا باز گرہ ہو گیا ہر ایک نے دوسرے کو دبانے کے لئے عیسائی حکمرانوں سے امداد کی درخواست کی اور اکثر اسلام علاقوں کو مدد کے صد میں ان حوالہ کر دیا۔ ان واقعات سے اہل اندلس کے قلوب رنج و غم سے بھر گئے اور وہ ان لوگوں کو نکال دینے کی فکر کرنے لگے چنانچہ ابن ہود نے اس کام کا بیڑا اٹھایا۔

ابن ہود کا خروج:۔۔۔ یہ شخص بنی ہود ملوک الطوائف کی نسل سے تھا، حکومت اور سرداری کے حاصل کرنے کا ایک مدت سے امیدوار تھا، چونکہ موحدین کو اس کی طرف خطرہ تھا اس لئے ان لوگوں نے اس معاملہ میں کئی بار آزمائش کی، اور اس نے نہایت خوبصورتی سے اپنے جذبات کو چھپا دیا۔ آخر ۶۲۵ھ گنتی کے چند لشکریوں کے ساتھ خروج کر دیا سید ابوالعباس بن ابی عمران موسیٰ بن امیر المومنین یوسف بن عبدالمومن والی مرسیہ نے ایک فوج اس کی سرکوبی کے لئے روانہ کی، جیسے اس نے شکست دے کر مرسیہ کی جانب کوچ کر دیا اور پہنچتے ہی ”مرسیہ“ پر قبضہ کر کے سید ابوالعباس کو گرفتار کر لیا، اور پھر خلیفہ مستنصر عباسی کے نام کا خطبہ پڑھا جو اندلوں دار الخلافہ بغداد میں عباسی خلیفہ تھا۔

ابوزید کا ابن ہود پر حملہ:۔۔۔ اس کے بعد سید ابوزید بن محمد ابو حفص بن عبدالمومن والی شاطبہ سے ابن ہود پر فوج کشی کی مگر ابن ہود نے پہلے ہی میدان میں سید ابوزید کو شکست دے دی، لہذا سید ابوزید شاطبہ لوٹ آیا اور ماموں کی پشت پناہی سے دوبارہ فوجیں مرتب کیں، ماموں اشبیلیہ کا حکمران تھا اور اپنے بھائی عادل کے بعد حکومت پر فائز ہوتا تھا چنانچہ ابوزید ”ابن ہود“ کا تعاقب کرتا ہوا مرسیہ تک چلا گیا، اور کافی عرصے مرسیہ کا محاصرہ کئے رہا مگر کامیاب نہ ہو سکا آخر کار محاصرہ اٹھا کر اشبیلیہ کی جانب واپس چلا گیا اس کے بعد سید ابوزید کی زیان بن ابوالحکملات مدافع بن حجاج بن سعد بن مردیش نے ہنسیہ میں مخالفت اور اس سے بدعہدی کی اور بلنسیہ سے نکل کر زندہ کی طرف چلا آیا، یہ واقعہ ۶۲۶ھ کا ہے۔

ابوزید کا ارتداد:۔۔۔ چونکہ بنو مردیش بڑی تعداد میں اور رعب و داب والے لوگ تھے اس لئے ابوزید کو زیان کی مخالفت اور بلنسیہ سے زندہ چلے جانے سے خطرہ اور نظام حکومت کے درہم و برہم ہونے کا خیال پیدا ہو گیا، اس لئے بڑی منت و سماج کر کے واپسی کی تحریک کی مگر زیان نے انکار میں جواب دیا لہذا ابوزید، بلنسیہ سے نکل کر عیسائی بادشاہ ”برشلونہ“ کے پاس چلا گیا اور عیسائی مذہب اختیار کر لیا، (نعوذ باللہ)۔

ابن ہود کی بیعت و حکومت:۔۔۔ ابوزید کے چلے جانے کے بعد اہل شاطبہ نے ابن ہود کی امارت کی بیعت کر لی اس کے بعد اہل جزیرہ شقر نے بھی اہل شاطبہ کی تقلید کی، اہل جزیرہ شقر کو حکام بنو عزیز بن یوسف زیان بن مردیش کے چچا نے اس کام پر ابھارا تھا، ان لوگوں کے بیعت کرنے کے بعد اہل ضبیان اور اہل قرطبہ نے بھی ابن ہود کی امارت کو تسلیم کر لیا، اور اس کے علم حکومت کے فرمانبردار بن گئے، اور اسے امیر المومنین کے لقب سے یاد کرنے لگے اس دوران ماموں اشبیلیہ سے مراکش چلا گیا، اور اس کا بھائی اہل اشبیلیہ پر حکمرانی کرنے لگا۔

زیان اور ابن ہود کی جنگ:۔۔۔۔۔ اتنے میں زیان بن مردیش نے اس سے چھینر چھاڑ شروع کر دی حالانکہ دونوں میں مراسم و اتحاد پہلے سے تھے آخر کار ۶۲۹ھ میں زیان کو ناکامی کے ساتھ پسپا ہونا پڑا۔ ابن ہود نے اس کا ہنسیہ میں محاصرہ کر لیا پھر محاصرہ اٹھا کر عباسیوں کے خلاف مار دہ پر حملہ کر دیا۔ چنانچہ فریقین میں گھسان کی لڑائی ہوئی ابن ہود کے قدم میدان جنگ سے ڈگمگائے مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مسلمانوں کو ہل بال بچا دیا، اس کے بعد دوبارہ ”مقام کوس“ میں اس کو ناکامی ہوئی مگر اس کے چہرہ پر ذرہ بھی شکن نہ آئی، دشمنان اسلام سے ان کے مقبوضات میں جا کر رتا رتا ان کے خد ف جہاں کرتا۔ ہر سال ان سے جنگ کرتا اور نہایت استقلال اور مردانگی سے ان سے مقابلے میں مصروف و مشغول رہتا تھا، اس کے

بادجو دیسائی حکمران بلاد اسلامیہ کی سرحدوں اور دارالحکومتوں کو روز بروز بڑھتے جا رہے تھے۔

جزیرہ خضر، اور جبل الفتح پر قبضہ: پھر ابن ہود نے ① جزیرہ خضر اور ② جبل الفتح پر جو کہ ”سبتہ“ کے پھٹک تھے سید ابو عمران موسیٰ سے چھین لئے اور ان پر قبضہ کرنے کے بعد ”سبتہ“ کی طرف قدم بڑھائے چنانچہ ابو عمران نے ابن ہود کی امارت و حکومت کو تسلیم کر کے اس سے بیعت کر دی۔

سلطان محمد بن یوسف کی حکومت: ان واقعات کے بعد ۹۲۹ھ میں سلطان محمد بن یوسف بن نصر کی حکومت کا ”مقام“ جو ”میں اعدن“ کیا گیا اراکین دوست نے بیعت کی پھر اہل قرطبہ اور ان کے بعد اہل قرمونہ نے علم حکومت کے آگے گردن جھکا کر کچھ عرصے بعد اہل شہبیلیہ نے بغاوت کر دی ورمسلم بن ہود کو اپنے شہر کے دارالحکومت سے نکال کر ابن مروان احمد بن محمد باجی کو اپنا امیر بنالیا ابن ہود سے اور تو کچھ نہ بن پڑا ایک فوج مرتب کر کے ابن احمد جنگ کرنے روانہ کر دی مگر ابن احمد نے پہلے ہی حملہ میں اس فوج کو شکست دیدی اور اس کے سپہ سالار کو گرفتار کر لیا۔

ابن ہود کے خلاف اتحاد اور جنگ: اس کے بعد باجی اور ابن احمد نے ابن ہود کی مخالفت پر آپس میں عہد و پیمان کر لیا اور دھرم بن ہود نے الفتن سے ان لوگوں کی حرکات سے تنگ آ کر انھیں زیر کرنے کی غرض سے ایک ہزار دینار روزانہ دینے کے وعدے پر مصالحت کر لی، اس تہدیبی اور تغیرات سے متاثر ہونے والے قرطبہ ابن ہود کے علم حکومت کے مطیع بن گئے ابن ہود نے فوجیں درست اور سامان جنگ حاصل کر کے باجی اور ابن احمد پر فوج کشی کر دی مگر اتفاق سے خود ابن ہود کو شکست ہو گئی ابن احمد نے بڑھ کر اشبیلیہ کے باہر پڑاؤ کر دیا اور موقع پا کر باجی کو مار ڈالا، اس کا مہم کا بیڑا اس کے سر اٹھیا۔ نے شہید تھا مسلم بن ہود نے یہ خبر پا کر اشبیلیہ پر فوج کشی کر دی اور پہنچتے ہی اس کا محاصرہ کر لیا۔ مگر اہل اشبیلیہ نے قلعہ بندی کر دی اور اس کو شہر میں داخل نہیں ہونے دیا۔

ابن ہود کی عزت افزائی: ۹۳۱ھ میں دربار خلافت بغداد سے خلیفہ مستنصر عباسی کی طرف سے ابن ہود کو خطاب عطا ہوا ابوعلی حسن بن حسین گردی ”کمال“ ضمت شاہی جھنڈا اور فرمان لے کر آیا چنانچہ ابن ہود نے غرناطہ میں ابوعلی سے ملاقات کی یہ دن نہایت چہل پہل کا تھا۔ ظہر و مسرت کے لحاظ سے پورے شہر میں چراغاں کیا گیا ابوعلی نے دربار عام میں ابن ہود کو خلعت، جھنڈا اور شاہی فرمان دیا ”المتوکل“ کا لقب عطا کیا اس کے دیکھا دیکھی ابن احمد نے بھی تاجدار بغداد کے شاہی اقتدار کو تسلیم کر کے ابوعلی کے ہاتھ پر خلیفہ کی بیعت کر لی۔

شعیب بن محمد اشبیلیہ میں: جس وقت ابن احمد نے باجی کے ساتھ بزدلی سے فریب اور دھوکا کی کارروائی کی تھی، اس وقت شعیب بن محمد شہر اشبیلیہ سے نکل کر مضافات اشبیلیہ میں چلا گیا تھا، اور دباں جا کر قلعہ نشین ہو کر خود مختار حکومت کا اعلان کر دیا تھا اور ”المستنصر“ کے خطاب سے خود کو مخاطب کرتا تھا۔ ابن ہود نے اس کا بھی محاصرہ کیا اور مضافات اشبیلیہ کو اس کے قبضے سے چھین لیا۔

دشمنان اسلام کی یلغار: ان خانہ جنگیوں اور باہمی فسادات کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ دشمنان اسلام چاروں طرف نکل پڑے اور سد می مدقوں کی سرحدوں کا محاصرہ کر رہے تھے رفتہ رفتہ سرحدوں سے آگے بڑھ کر اسلامی علاقوں کے اندر گھس گئے، پھر قرطبہ پر بھی حملہ آور ہوئے چنانچہ ۹۳۳ھ میں ان پر قہر ہو گئے۔

پھر ۹۳۷ھ میں اہل اشبیلیہ نے خاندان عبدالمومن میں سے ”رشید“ کے ہاتھ پر حکومت و امارت کی بیعت کر لی اس کے بعد ابن احمد غرناطہ پر چڑھائی کی اور رشید کے قبضہ سے اس کو نکال لیا۔

صوبہ مریہ کی حکومت: عبداللہ ابو محمد بن عبداللہ بن محمد بن عبدالملک اموی رومی وزیر السلطنت ”ذوالوزاتین“ کو ابن ہود نے اپنے نائب متبوضہ میں سے صوبہ مریہ کی حکومت عطا کی تھی چنانچہ عبداللہ مریہ ہی میں مسلسل مقیم رہا۔ ۹۳۵ھ میں متوکل مریہ آیا۔ اسی زمانہ میں عبداللہ مریہ

① جزیرہ خضر: اسپانیہ کا جنوبی علاقہ ہے۔ ② جبل طارق بن زیاد ہے جو آج کل ”جبرالٹر“ کے نام مشہور ہے۔ (شاء اللہ محمود)

میں وفات پائی اور مریہ میں مدفون ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ متوکل نے اس کو قتل کرایا تھا، بہر کیف اس کے مرنے کے بعد مؤید حکمران بن ۶۳۳ھ میں ابن احمد نے اس صوبہ کو مؤید کے قبضہ سے چھین لیا۔

پھر جب متوکل کا انتقال ہوا تو اس کا بیٹا ابو بکر محمد اپنے باپ کے بعد سریر حکومت پر متمکن ہوا ”الواثق“ کا لقب اختیار کیا۔

مرسیہ کی حکومت۔ اس کی حکومت کے چند مہینے کے بعد عزیز بن عبد الملک بن خطاب نے ۶۳۶ھ مریہ پر چڑھائی کی اور بزور تیغ اس پر قبضہ کر کے ابو بکر محمد کو جیل میں ڈال دیا، عزیز خود کو ”ضیاء الدولہ“ کے خطاب سے مخاطب کرتا تھا، اس کے بعد زیان بن مردنیش نے مریہ پر قبضہ کر لیا اور ضیاء الدولہ عزیز بن خطاب کو اس کے چند ماہ حکومت کے بعد بار حیات سے سبکدوش کر دیا اور واثق کو قید کی مصیبت اور تکلیف سے نجات دلائی۔

مرسیہ میں زیان کو زیادہ دن حکومت کرنا نصیب نہیں ہوا ۶۳۸ھ میں محمد بن ہود (متوکل کا چچا) مریہ پر اپنی فوجیں لے کر چڑھ آیا اور زیان بن مردنیش کو بزور تیغ مریہ سے نکال دیا یہ خود کو بہاء الدولہ کے لقب سے ملقب کرتا تھا۔

ابو بکر واثق کا سرسید پر قبضہ۔ بہاء الدولہ نے ۶۵۷ھ میں سفر آخرت اختیار کیا پھر اس کا بیٹا امیر ابو جعفر حکمران بنا۔ ۶۶۲ھ میں ابو بکر واثق نے جس کو عزیز بن خطاب نے معزول کر کے تخت حکومت سے اتارا تھا فوجیں حاصل کر کے یلغار کر دی اور ابو جعفر کے قبضہ سے مریہ کو نکال دیا اس وقت سے مریہ میں یہی حکمرانی کرتا رہا یہاں تک کہ الفش اور برشلونی عیسائی سلاطین کو نکال کر تنگ اور درزچ کرنے لگے چنانچہ ابو بکر نے ابن احمد سے خط و کتابت کی ہذا ابن احمد نے اپنی طرف سے عبد اللہ بن علی بن اشقیلوہ کو مریہ روانہ کیا، ابو بکر نے مریہ کی حکومت عبد اللہ کے حوالہ کر دی چنانچہ عبد اللہ نے مریہ میں ابن احمد کے نام کا خطبہ پڑھا اور کچھ عرصے بعد مریہ سے ابن احمد کے پاس چل دیا مگر راستے میں عیسائی لٹیروں نے عبد اللہ پر شیخون مارا جس میں عبد اللہ مارا گیا اور ابو بکر پھر مریہ میں تیسری بار واپس آ گیا اور حکومت کرتا رہا یہاں تک کہ دشمنان اسلام نے ۶۶۸ھ میں مریہ کو ابو بکر کے قبضہ سے چھین لیا اور اس کی جگہ ابو بکر کو اپنے مقبوضہ قلعوں میں سے ایک قلعہ ”لیس“ نامی دیا، اسی قلعہ میں ابو بکر کی وفات ہوئی۔ والہ

خیر الوارثین۔

اندلس کے حکمران بنو احمد کے حالات

بنی احمد کا تعارف: بنو احمد قرطبہ کے قلعہ ار جونہ کے رہنے والے تھے اس قلعہ میں ان کے اسلاف فوجی حیثیت سے آباد ہوئے تھے یہ لوگ بنو نصر کے لقب سے پکار جاتے تھے اور نسباً حضرت سعد بن عبادہ (سردار خزرج) کی طرف منسوب تھے موحدین کے دور حکومت کے آخر میں ان لوگوں کا بزرگ اور خاندان کے سربراہ محمد بن یوسف بن نصر نامی ایک شخص جو شیخ کہلاتا اور اس کا لقب ”ابی دیوس“ تھا، اور اس کا بھائی اسماعیل تھے اصراف ار جونہ میں یہ لوگ بڑی وجہ ہست والے اور صاحب اثر لوگوں میں شمار کئے جاتے تھے جس وقت موحدین کی ہوا بگڑی اور ان کے قوائے حکمرانی مضحل اور کمزور ہو گئے، اور ندلس میں بغاوت اور سرکشی کی گرم بازاری ہوئی اور ان لوگوں (موحدوں) نے اپنی کمزوری کی وجہ سے اندلس کے قلعوں کو عیسائی امراء اور سلاطین کو حوالہ کر دیا تو اس وقت مسلمانوں کی جماعت اور تمام مومنین اندلس کے امور سیاست کی انجام دہی پر محمد بن یوسف بن ہود تیار ہوا اس نے کہ مریہ میں موحدوں کے خلاف علم حکومت بلند کیا تھا۔ اور تاجدار دولت عباسیہ کی حکومت کی بناء ڈالی تھی اور مشرقی اندلس کے سرے صوبوں پر قبضہ ہو گیا تھا۔

شیخ محمد بن یوسف ابن احمد ۶۴۹ھ محمد بن یوسف معروف بہ شیخ نے یہ رنگ دیکھ کر ابن ہود (محمد بن یوسف بن ہود) کی مخالفت اور اپنی امارت کی بیعت اور امیر ابو بکر یا حاکم افریقہ کے نام کا خطبہ پڑھا ۶۴۰ھ میں حبان اور سریش نے اس کی اطاعت قبول کر لی، اس نے اپنی حکومت جماعہ میں اپنے عزیز واقارب بنو نصر اور اپنے سسرال والوں بنو اشقیلوہ عبد اللہ اور علی سے مدد حاصل کی تھی پھر ۶۴۱ھ میں اس نے ممد خدفت بغداد اس کی بیعت کر لی یہ وہ زمانہ تھا کہ ابن ہود کو دار الخلافہ بغداد سے خلیفہ کی جانب سے خطاب عطا ہوا تھا۔

ابو مروان باجی کی بغاوت: اس کے بعد ابو مروان باجی نے اشبیلیہ میں جس وقت ابن ہود اشبیلیہ سے نکل کر مرسیہ کی جانب واپس جا رہا تھا مخالفت کا جھنڈا بلند کر دیا اس معاملہ میں محمد بن یوسف ”شیخ“ بھی باجی کا شریک تھا چنانچہ ۶۳۲ھ میں باجی کے ساتھ محمد بن یوسف بھی شبیلیہ آیا اور اشبیلیہ میں پہنچنے کے بعد باجی کے ساتھ بد عہدی کی اور فریب دے کر اس کو مار ڈالا، اس بد عہدی اور بزدلانہ حملہ کا بانی ”علی بن اشقیلو“ تھا اس واقعہ کے ایک ہی مہینہ بعد اہل اشبیلیہ نے دوبارہ ابن ہود کی علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی ابن احمد (محمد بن یوسف ”شیخ“) کو اشبیلیہ سے باہر نکال دیا۔

ابن احمد کا غرناطہ پر قبضہ: اس کے بعد ابن احمد نے ۶۳۵ھ میں غرناطہ پر اہل غرناطہ کی سازش سے قلعہ حراء قبضہ کر لیا، ابتداً اس کی طرف سے ابن ابی ذہب غرناطہ میں قبضہ کی غرض سے آیا تھا مگر جب ابن احمد کو حبان میں یہ خبر ملی کہ ابن ابی خالد نے اہل غرناطہ کو میری بیعت پر راضی کر لیا ہے تو اس نے جو اسن علی بن اشقیلو کو غرناطہ کی جانب روانہ کیا اور اس کے بعد فوراً خود بھی کوچ کر کے غرناطہ پہنچ گیا اور وہی قیام اختیار کر کے اپنی سکونت کے لئے ”قلعہ حراء“ تعمیر کرایا۔

مرسیہ کے بدلتے حکمران: اہل مرسیہ نے ابن ہود کی وفات کے بعد ۶۳۹ھ میں رشید کی بیعت کی پھر اس قبضہ کا منتقل ہو کر محمد بن مرسی کے ہاتھ میں آیا اس سے نوید نے قبضہ حاصل کیا اس کے بعد ۶۶۳ھ میں اہل شہر نے اس کو معزول کر کے ابن احمد کے عم حکومت کی اطاعت اختیار کر لی۔

اس کے بعد ابو عمرو بن جد (یحییٰ بن عبد الملک بن محمد بن محمد حافظ ابو بکر) اپنی حکومت اور سرداری کا جھنڈا کھڑا کیا اور اشبیلیہ پر قبضہ ہو کر امیر ابوزکریا بن حفص حاکم افریقہ کی ۶۴۳ھ میں بیعت کر لی، امیر ابوزکریا نے اس کو اپنی جانب سے سند امارت دی۔ اہل اشبیلیہ کے امویہ سی کا منتظم اور نگران سپہ سالار ”شفاف“ تھا۔

امراء اسلام کی خانہ جنگیاں اور عیسائی مداخلت: امراء اسلام تو اس نوبت پر پہنچ گئے تھے کہ انہوں نے جوش حکمرانی میں اندلس کو اپنی خود غرضیوں کا نشانہ بنا رکھا تھا اور دشمنان اسلام ان خانہ جنگیوں اور باہمی جھگڑوں سے فائدے پر فائدہ اٹھائے جا رہے تھے ۶۲۰ھ یا اس پہلے سے عیسائیوں نے اسلامی علاقوں کو تکیے بنا کر ہڑپ کرنا شروع کر دیا۔ سلطان برشلونہ ایک بطریق کی اولاد سے تھا جس کو شاہ فرانس نے شروع اندلس کو مسلمانان عرب کے قبضہ سے نکالنے کے لیے برشلونہ پر مقرر کیا تھا پس اس نے ”برشلونہ“ پر قبضہ کر لیا مگر اس کے ساتھ ہی فرانس سے دور بھی ہو گیا، اس لئے اس کی حکومت متزلزل اور کمزور ہو گئی۔

عیسائیوں کی فتوحات اور قبضے: ایک مدت کے بعد جب اہل اندلس میں نفاق پڑ گیا، اور عیسائی امراء اس موقع کو غنیمت شمار کر کے آہستہ آہستہ اندرونی اندلس میں گھس آئے تو ان کا بادشاہ ”حاکم“ تھا اس نے اکثر سرحدی اسلامی علاقوں پر قبضہ کرنے کے ارادے سے قدم بڑھائے چنانچہ ۶۲۶ھ میں ”ماردہ“ کو دہالیا پھر ۶۲۷ھ میں ”میورقہ“ پر قبضہ کر لیا ①..... سر قسطہ اور شاطبہ پر بھی اس سے ڈیڑھ سو سال پہلے عیسائیوں کا قبضہ ہو گیا تھا۔

بلنسیہ پر عیسائی قبضہ: اس کے بعد ۶۳۶ھ میں طویل محاصرہ کے بعد بلنسیہ کو بھی چھین لیا غرض رفتہ رفتہ جتنے قلعے اور شہر ان مقامات کے درمیان میں تھے، ان سب پر عیسائیوں کا قبضہ ہو گیا، یہاں تک کہ مرسیہ اور اس کے قلعے بھی ان کے مطیع بن گئے، ابن اوفونش (بادشاہ جلالقہ) اور اس سے پہلے اس کے آباء و اجداد بھی ایسے ہی موقع کے منتظر تھے انہوں نے بھی اسلامی علاقوں پر دانت لگائے اور اکثر قلعوں اور شہروں کو ایک ایک کر کے دہالیا حتیٰ کہ مسلمانوں کے قبضہ سے بہت سے قلعے اور صوبے نکل گئے۔

ابن احمد کی عیسائیوں سے امداد طلبی: ابن احمد نے اپنے ابتدائی زمانہ میں اس لئے کہ اس کا دوسرے چھوٹے چھوٹے خواہر حکمران اندلس سے جھڑپ نہ کرے اور ان امور کی جانب توجہ نہ دے بلکہ اپنی شوکت اور قوت بڑھانے کے لئے سے عیسائی سلاطین ② سے مل کر دلی چنانچہ ان دو گوں کی امداد

① اصل کتاب میں یہ مقام خالی ہے۔ ② ابن احمد اور عیسائیوں کا یہ گٹھ جوڑی اسی بری صورت حال کا پیش خیمہ تھا جو بعد میں اسپین پر یکس قبضے کی صورت میں ظاہر ہوئی۔ اس طرح ابن ہود اور فونکش کا معاہدہ یہ دونوں بنیادی خرابیاں تھیں جس کے نتیجے میں اندلس مسلمانوں کے ہاتھ نکل گیا۔

سے اس کی فوجی قوت خوب بڑھ گئی اور ایک طرح سے اس کو (ابن احمر کو) استقلال اور استحکام حاصل ہو گیا۔ پھر ابن ہود نے قرطبہ پر قبضہ کر دیا اور ابن احمر شہر کے شر سے محفوظ رکھنے کی شرط پر ادفونش کو تیس قلعے دے دیئے چنانچہ اس نے قرطبہ کو ابن ہود کے حوالے کر دیا کچھ عرصے کے بعد ۶۳۳ھ میں دوبارہ قرطبہ پر قبضہ کر لیا (اللہ تعالیٰ کی مشیت نے کلمۃ الکفر کو پھر اس کی جانب لوٹا دیا)۔

اشبیلیہ پر قبضہ۔ اس کے بعد ۶۳۶ھ میں اس نے اشبیلیہ پر فوج کشی کی اس واقعہ میں ابن احمر بن ہود کی دشمنی میں اس کے ہمراہ تھا، خلیفہ دوسرے تک ہی صبر نہ کر سکا بلکہ بالآخر صلح کے ذریعے صوبہ اشبیلیہ فتح ہو گیا، اور اس کے قلعے اور سرحدی شہروں کا معقول انتظام کیا گیا۔ اس سے فارغ ہو کر عیسائیوں نے طیطہ کو ابن کماشہ سے چھین لیا اور ابن محفوظ نے ہلیب اور طلیسرہ پر ۶۵۹ھ میں قبضہ کر لیا بعدہ ۶۶۵ھ میں مرسیہ بھی مسلمانوں کے قبضہ سے نکل گیا۔

عیسائیوں کی فتوحات اور مسلم حکومت:۔۔۔ اس طرح رفتہ رفتہ عیسائیوں نے مملکت اندلس کے حصہ نخرے کر لئے اور تمام علاقوں اور اسمائی حدود یکے بعد دیگرے قابض ہوتے چلے گئے یہاں تک مسلمانوں کے قبضہ میں نہایت کم علاقے باقی رہ گئے۔ ساحل سمندر پر صرف رندہ (مغرب کی جانب سے) اور بیرہ (مشرق کی طرف سے) درمیان ان کی حکومت کا سکہ چل رہا تھا جس کی مسافت لمبائی مغرب سے مشرق تک دس منزل کی تھی اور چوڑائی ساحل سمندر سے ملک کے اندورنی حصہ تک ایک منزل یا اس سے کچھ زیادہ کی مسافت تھی۔

مجاہدین کی آمد: محمد بن یوسف ”شیخ“ ملقب بہ ابن احمر کو پورے جزیرہ پر قبضہ کر لینے کا شوق پیدا ہو گیا مگر اہل جزیرہ نے اس کی مخالفت کی مگر اسی دوران مجاہدین اور غازیوں نے سمیل اللہ کا ایک جم غفیر پہنچ گیا جس میں قبیلہ زناتہ بنی عبدالود تو جیسے، مغرادرہ اور بنی مرین کے نامی گرامی جنگ جو، ورسو رماشریک اور شامل تھے ان سب کا سردار کعب نامی ایک شخص تھا۔ بنی مرین کے آدمی اس گردہ میں زیادہ تھے۔ سب سے پہلے ادریس بن عبدالحق، رحو بن عبد اللہ بن عبدالحق خاندان حکومت کی اولاد اپنے چچا یعقوب بن عبدالحق سلطان مغرب کی اجازت سے تین ہزار کے لشکر کے ساتھ مرزین اندلس میں آ گئے ابن احمر نے ان لوگوں کے آنے کو رحمت الہی کا ایک کرشمہ تصور کر کے بخوشی پورے اندلس میں آنے کی ان کو اجازت دے دی اور ان لوگوں کے ذریعہ سے دشمنان اسلام کی ناک میں دم کر دیا، اس کے بعد مجاہدین کا یہ گردہ واپس چلا گیا۔

بنو مرین کے لوگوں کی آمد:۔۔۔ کچھ عرصے بعد بنو مرین کے خاندان کا ایک دلیر شخص تھا ان لوگوں نے اندلس کا رخ اس لئے کیا تھا کہ ان کو معتب اور معزول کرتا تھا، لہذا یہ لوگ سیدھے اندلس آ جاتے تھے اور اندلس کے مسلمان ان لوگوں کی شوکت اور قوت سے خوب فائدہ اٹھاتے تھے حکومت و دولت کو ایک طرح کی قوت حاصل ہو گئی تھی دشمنان اسلام کا مقابلہ خاطر خواہ کر سکتی تھی۔ المختصر حکومت غرناطہ اسی شان و شکوہ سے جاری اور قائم رہی یہاں تک کہ محمد بن یوسف (معروف بہ شیخ) ابن احمر (بانی دولت بنو نصر نے ۷۱۱ھ میں وفات پائی۔

سلطان محمد الفقیہ: سلطان محمد کو فقیہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ ذی علم مطالعے کا بے حد شائق اور اہل علم کا قدردان شخص تھا اس کے باپ ابن احمر نے وصیت کی تھی کہ ضرورت کے وقت ملوک زناتہ بنی مرین یعنی حکمرانان مغرب سے جنہوں نے دولت و حکومت موحدین سے حاصل کی ہے عیسائیوں کے مقابلے پر امداد کی درخواست کرنا ان کے ساتھ مراسم اتحاد رکھا، دوستی استحکام کے ساتھ قائم رکھنا ہمیشہ اس میں ان کی مداخلت سے فائدہ اٹھاتے رہنا اور ان کی راضی رکھنا۔

محمد فقیہ، شاہ مرین کی خدمت میں: چنانچہ محمد فقیہ ابن شیخ سلطان یعقوب بن عبدالحق (شاہ مرین) کی خدمت میں اپنے وقت میں وفد لے کر حاضر ہوا جب کہ است سارے ”بلاد مغرب“ پر قبضہ مل گیا تھا، اور مراکش بھی اس کے تحت حکومت میں آ گیا تھا اور اس نے موحدین کے بجائے حکومت پر خود کو سنبھال لی تھی، سلطان یعقوب نے محمد فقیہ کی امداد و درخواست کو قبول کیا، اور انتہائی خندہ پیشانی سے بنی مرین کی اسد می فوج اور مجاہدین کو اپنے بیٹے مندیل کی کمان میں اندلس روانہ کر دیا اور ان کی روانگی کے بعد خود بھی فوجیں تیار کر کے اندلس میں اتر گیا اور جزیرہ خضر، الو، بن ہشام نے دعویٰ دار سے چھین کر محمد فقیہ کے حوالہ کیا اور وہیں ایک مدت تک مقیم رہا۔ اس جگہ کو اس نے غازیان اسلام مجاہدین دین کے شہر کا کیمپ مقرر کیا تھا

چنانچہ جب ۶۷۲ھ میں جیسا کہ آپ پر پڑھ چکے ہیں سلطان یعقوب ملک اندلس میں جہاد کے لئے داخل ہوا عیسائیوں کے برسرِ سرسبز و سرسبز حمران بھٹکے ہوئے ان کی جماعت منتشر ہو گئی، ہر ایک کو اپنے اپنے علاقے بچانے کی فکر ہو گئی۔

محمد فقیہ کی غلطیاں اس کے بعد محمد فقیہ نے اس خوف سے کہ کہیں سلطان یعقوب اندلس سے بے دخل نہ کر دے عیسائی حمرانوں سے مدد رنی ہو جو اس کے محمد فقیہ بنی مرین کے ان سرداروں اور لشکریوں کے قبضہ میں تھا جنہوں نے سلطان مغرب کے حکم پر اس کو اس مرتبہ پر پہنچایا تھا اور وہ اس وقت تک اس ملک میں موجود تھے یہی سبب تھا جس سے اس کو اپنی غلطی کا بہت جلد احساس ہو گیا اور عیسائی حکمرانوں کے مکر و فریب سے خوف ہو کر خود سرد و پیشین ہی نہیں ہوا بلکہ سلطان یعقوب کے پاس جا کر پناہ لے لی مگر اس کے بعد ہی محمد فقیہ ایک دوسرے مرض میں مبتلا ہو گیا اور وہ یہ تھا کہ اس نے اپنے رشتہ دار بنو اشقیلوہ کی اطاعت کا طوق اپنی گردن میں ڈال لیا۔

فقیر محمد کی ناکامی ان میں سے عبد اللہ مالقہ میں تھا علی ”وادی آش“ میں اور ابراہیم قلعہ قمارش میں پھر ان لوگوں نے محمد فقیہ کی مخالفت شروع اور یعقوب بن عبد الحق سہلی بنی مرین سے ساز باز کر کے اس کی مخالفت اور اس کے مقابلہ امداد و اعانت کرنے پر اس کو تیار کر دیا ان لوگوں نے فقط سی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ یعقوب بن عبد الحق کے سیاسی اقتدار کو اپنے مقبوضہ ممالک مالقہ و ”وادی آش“ میں خاص طور پر بڑھا دیا، نتیجہ اس کا یہ نکلا کہ سلطان یعقوب نے آخر کار ان ممالک کو ”فقیر محمد“ سے چھین لیا جیسا کہ آگے بنی مرین اور بنی احمر کے حالات میں ہم تحریر کرنے والے ہیں، اس کے بعد بنو اشقیلوہ ورن کے رشتہ دار ”بنو زقاق“ اندلس کو خیر باد کہہ کر ملک مغرب چلے گئے اور یعقوب بن عبد الحق سلطان بنی مرین کی خدمت میں حاضر ہوئے چنانچہ یعقوب نے ان لوگوں کی بے حد قدر و منزلت کی، جاگیریں عنایت کیں اپنے ملک میں ان لوگوں کو بڑے بڑے عہدوں پر مامور کیا جیسا کہ آگے آئے گا۔

فقیر محمد کی بچی کھچی حکومت: الغرض سلطان محمد فقیہ ابن احمر ملک اندلس کے اسی پر استقلال کے ساتھ حکمرانی کرتا رہا جو کہ جہینوں کی دست برد سے بچ گیا تھا۔ اور انہی مہ قوں کی حکومت اس کی آئندہ نسلوں میں بطور وراثت چلی نہ تو ان کے جانب دار کثرت میں تھے نہ حامیوں اور مددگاروں کا جھوم تھا، البتہ گنتی کے وہ چند لوگ ان کے خیر اندیش تھے جو سرداران زناتہ اور اراکین ملک دولت میں اپنے اپنے علاقوں سے جدا وطن ہو کر یہاں آ گئے تھے انہی لوگوں کے ذریعہ سے ان کا رعب و داب تھا اور وہی اس کے غلبہ اور تصرف کا باعث تھے اس سے پہلے ہم یہ بیان کر چکے ہیں کہ سرزمین اندلس میں قبائل کے مفقود اور جانب داری کے زائل ہو جانے سے حکومت اسلامیہ کو واضح نقصان اٹھانا پڑا اور یہی امر اس کی تنزلی کا سبب و باعث بنا۔

سلطان ابن احمر کے حامی اور جانب دار زمانہ حکومت کے شروع میں اس کے خاص اعزہ و اقارب بنو نصر اور اس کے سسران رشتہ دار بنو اشقیلوہ اور بنو مولیٰ اور وہ خدام اور مولیٰ تھے جو اسی کے گھرانے کے کارندے تھے اور یہ لوگ ابن ہو و اور عیسائی سلاطین کی مخالفت کے باوجود ہر طرح سے کافی وافی تھے ہر اوقات ان کے عوام و خواص کا متحد ہو جانا ہی دشمنان اسلام سے دفاع کر دیتا تھا اور ان کے دشمنوں کے دل اس کے تصور سے کہ ابن احمر کے جانب دار حامی بہت زیادہ ہیں تھرا اٹھتے تھے یہی عصیت اور جانب داری کا کام دیتا تھا۔

سلطان فقیہ کی وفات: سلطان یعقوب بن عبد الحق مجبوراً اندلس آیا تھا اس کے بعد اس کا بیٹا یوسف بھی اسی رویہ کا پابند رہا مگر کچھ عرصے بعد بنو نصر کی مخالفت اور بغاوت نے اسے اپنی جانب مصروف کر لیا اور سلطان محمد فقیہ ۷۰۱ھ میں اس دار فانی سے کوچ کر گیا۔

سلطان فقیہ کا شرمناک کردار: یہ وہی شخص ہے جس نے دشمنان اسلام کو طریف پر قبضہ کرنے میں مدد دی تھی اور اس کے لشکر و حصار طریف کے دوران رسد و خد پہنچاتا تھا یہاں تک کہ سن ۷۰۱ میں انہوں نے فتح کر لیا یہ مقام قرب ہونے کی وجہ سے زقاق (والی مغرب) کا کمپ ہونے کی عزت رکھتا تھا، چنانچہ جب دشمنان اسلام نے اس پر قبضہ کر لیا تو یہ ان لوگوں کی جاسوسی اور حفاظت کرنے لگا جو جہاد کے لئے اب جانب سے ندس آتے تھے اس دشمنان اسلام کو بے حد مدد ملی۔

سلطان کے بیٹے مخلوع اور نصر:۔۔۔ محمد فقیہ کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا ”محمد مخلوع“ حکومت پر حاضر ہو گیا نام کی بادشاہت محمد مخلوع کی رہی، رسیہ و سفید کا اختیار ویرا سلطنت کے قبضہ میں رہا بالآخر ایک مدت کے بعد ”محمد مخلوع“ کا بھائی ابوالجوش نصر بن محمد باغی ہو گیا ورس نے فوجیں مرتب کیں محمد مخلوع پر چڑھائی کر دی وزیرا سلطنت کو قتل کر کے اپنے بھائی محمد مخلوع کو ۸۰۰۰۰ میں جیل کی سیر کے لئے بھیج دیا۔

رئیس ابوسعید اور اس کا بیٹا ابوالولید:۔۔۔ ان دونوں کے والد سلطان محمد فقیہ نے رئیس ابوسعید بن (عمہ) اسماعیل بن نصر کو مقتدی حکومت پر مقرر کیا تھا۔ طویل عرصے سے یہ یہاں پر امارت کر رہا تھا، یہ وہی شخص ہے جس نے سبتہ پر قبضہ کر لیا تھا، اور محمد مخلوع کے دور میں اس کے اشارے سے بنو غرق کے ساتھ اسی ”سبتہ“ میں بد عہدی کی تھی جیسا کہ ”سبتہ“ اور دولت بنی مرین کے حالات میں تحریر کیا جائے گا۔ اس نے اپنی بیٹی کا نکاح اس سے (رئیس ابوسعید) کر دیا تھا چنانچہ اس کے سلطان سے اس کا ایک لڑکا ابوالولید اسماعیل نامی پیدا ہوا تھا پھر جب ”ابوالجوش نصر“ نے غرناطہ پر قبضہ کر لیا اور اس کی حکومت و ریاست پر جو وہاں تھی قابض ہو گیا تو اس نے برے طور اور طریقے اختیار کر لئے اس کے وزیر ابن حجج نے بھی کج دینی بدعتی شروع کر دی، اور رعایا پر ظلم و ستم ہونے لگا، ان وجوہات سے سردار ابن بنی مرین کے دلوں میں کینہ آ گیا اور رعایا نے بھی ان کے ظلم و ستم سے واپس اور و امصیبتا کا شور مچانا شروع کر دیا۔

سلطان ابوالجوش کا محاصرہ اور اخراج:۔۔۔ اس زمانہ میں بنو اور لیس بن عبد اللہ بن عبد الحق ”مالقہ میں مجاہدین اور غازیان اسلام کی سرداری پر تھے“ عثمان بن ابوالمعلیٰ نامی ایک شخص انہی لوگوں میں سے ان کا امیر تھا ابوالولید نے اس کو سلطان ”ابوالجوش نصر“ کی مخالفت پر بھار دیا اور چونکہ عثمان عزہ اقارب کی کمی کے باعث کمزور ہو رہا تھا، اس لئے کل اختیار اس کے ہاتھ سے اپنے قبضہ میں لے لیا، ادھر ابوالولید نے ان لوگوں کو مرتب اور مستحضر کے سلطان ”ابوالجوش“ پر چڑھائی کر دی ادھر سے اسے ۸۰۰۰۰ میں رئیس ابوسعید مالقہ سے علم حکمت لئے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا اور فوجیں لے کر غرناطہ پر چڑھ آیا اس معرکہ میں ”ابوالجوش“ کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی بہت بری خونریزی ہوئی مدتوں غرناطہ کا محاصرہ رہا ہزاروں اہل غرناطہ مارے گئے آخر کار ان بات پر مصالحت ہو گئی کہ ”ابوالجوش“ اپنے اہل و عیال کے ساتھ وادی آتش چلا جائے چنانچہ ابوالجوش غرناطہ کو حسرت سے بنا ڈالی یہاں تک کہ ۸۲۲ھ میں مر گیا۔

ابوالولید کی حکومت اور الفانسو سے جنگ:۔۔۔ کامیابی کے بعد ابوالولید نے غرناطہ میں قیام کیا اور اپنی اور اپنے بیٹوں کی حکومت و سلطنت کی بناء قائم کی، ۸۱۸ھ میں افنش (الفانسو) عیسائی بادشاہ نے غرناطہ پر یلغار کی بنو ابوالعلا نے اس جنگ میں بڑا حصہ لیا اور بڑی بڑی آزمائشوں

۱ جنگ کا تفصیلی احوال (مترجم) علامہ ابوالعباس احمد بن محمد مرقی نے کتاب فتح الطیب میں تحریر کیا ہے کہ جس وقت یادگار خاندان ملوک بنو احمر کا قدم تخت حکومت پر جم گیا اور ان سب ممالک اندلس جو مسلمانوں کے قبضہ میں تھے قابض ہو گئے مثلاً جزیرہ، طریف اور رندہ تو ملوک نصاریٰ نے مجموعی قوت سے ۸۱۹ھ میں غرناطہ پر حملہ کر دیا، یہ بڑی دس فوج بطورہ کی جانب سے آئی تھی اس کی تعداد کا صحیح اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ پچیس عیسائی حکمران اس جنگ کے لئے آئے تھے، بات یہ تھی کہ عیسائیوں کو مسلمانوں کے دوبارہ عروج سے کینہ پیدا ہو گیا اور ان کو اس کا خطرہ پیدا ہو گیا کہ کہیں بڑھتے بڑھتے یہ ہم پر منہ نہ ماریں، اس خیال سے وہ لوگ متاثر ہو کر یورپ کی خدمت میں گئے اور سجدہ کر کے اس سے درخواست کی کہ آپ دعا کریں کہ ہم لوگ باقی مسلمانوں کی جزائیس سے کھود کر پھینک دیں چنانچہ یورپ نے ان کے سروں پر دست شفقت پھیر کر دعائیں دیں اور یہ لوگ بے شمار بے تعداد فوج لے کر غرناطہ پر چڑھ آئے مسلمان غرناطہ کو بے حد خوف پیدا ہو گیا، جھٹ پٹ چند لوگوں کو لہذا کے لئے وفد کے ساتھ سلطان ابوسعید و اہل فارس کی خدمت میں روانہ کیا مگر اس دعا سے ان کے درد دل کا علاج نہ ہو سکا، اور عیسائیوں کا لشکر پہنچ گیا، اہل غرناطہ کی رہی سہی توانائی بھی جاتی رہی مگر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے ملک و ملت کی حمایت پر شمشیر بکف نکل پڑے چنانچہ اس نے جس کے سوا کوئی دوسرا معین و ناصر نہیں ہے مسلمانوں کی مدد کی اور عیسائیوں کو شکست دی نامی گرامی عیسائی سردار مارکس نے بہت بڑی کامیابی عطا کر دی کہ وہ عیسائیوں کے لئے مسرت اور خوشی کا تھا و یسائیوں کے حق میں رنج اور مصیبت کا تھا اس شکست سے عیسائی سرداروں کے چہروں پر ذرا بھی مل نہ آیا، وہ انتہائی استقلال کے ساتھ حضرات کی جانب بڑھے سلطان ابن امر نے اس کے مقابلے کی جانب توجہ کی اور کئی جنگیں جن میں آزمودہ فوجیں در بہت سامان حرب تھ جزیرہ کی طرف روانہ کیا، عیسائیوں کو اس کی خبر لگ گئی جزیرہ کو چھوڑ کر طیفیل کی طرف آئے، اور اسلامی علاقوں پر قبضہ کرنے اور مسلمانوں کو جزیرہ سے کرنے کی قسمیں کھائیں اور باہم دوبارہ عہد و پیمان کر کے بہت بڑے سامان جنگ کے ساتھ پھر غرناطہ پہنچ گئے۔ اترے جس طرف آنکھیں اٹھتی تھیں عیسائی ہی عیسائی نظر آتے تھے سلطان غرناطہ نے شیخ لغزوہ شیخ، عالم ابوسعید عثمانی بن ابوالعلا مرینی کو عیسائیوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا، چنانچہ (۲۰) رجب الاولیٰ ۸۱۹ھ میں فوجیں آ رہی تھیں (قیہ لکھ سکتے ہیں)۔

میں مبتد ہوئے اس کے بعد غرناطہ کے باہر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ دشمن دین اپنے رفیقِ نسیت مارا گیا عیسائی فوجیں انتہائی ابتری کے ساتھ پسپا ہو گئیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے معجزات سے ایک معجزہ تھا ورنہ اہل غرناطہ کی بربادی میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رہ گیا تھا۔

ابوالولید کی فتوحات اور بدیدہ: اس واقعہ کے بعد ابوالولید نے بنفس نفیس عیسائی علاقوں پر کئی بار جہاد کیا اس کی فوج زناہ اور اندلس کے مسلمانوں سے تیار کی گئی تھی، چونکہ زمانہ کا زمانہ دیہاتی زندگی اور تہی رسی سے بہت قریب تھا اس لئے ان لوگوں نے بڑی دلیری اور بے حد مردانگی سے کام لیا۔ انہی لوگوں کی اعانت و امداد سے ابوالولید کا جاہ و جلال اس مرتبہ تک پہنچ گیا تھا کہ اس زمانہ میں دوسرے بادشاہوں کو خواب میں بھی یہ سب نہیں ہو تھا۔ اس کے بعد اسی کے رشتہ دار بنو نصیر کے کسی شخص نے ۲۷۷ھ میں موقع پا کر دھوکے سے جس وقت وہ دربار سے اٹھ کر محسرا میں جا رہا تھا محسرا کے دروازے پر نیزہ رسید کر دیا جس سے وہ زخمی ہو کر گر پڑا لوگ اس کو اس کے محسرا میں اٹھا کر لائے قاتل نے عثمان ابی العلیٰ کے مکان میں جا کر پناہ لے لی عثمان نے اسے گرفتار کر کے اسی وقت قتل کر ڈالا، چنانچہ اس نے حکومت اپنے ہاتھ میں لیتے ہی اپنے وزیر السلطنت ابن خروق کو ۲۷۹ھ میں محسرا کے شاہی میں بلوا کر قتل کر دیا۔ قتل کرنے کا سبب یہ تھا کہ وزیر السلطنت کی شکایتیں حد سے بڑھ گئیں تھیں اور اس کا ذاتی اقتدار شاہ غرناطہ سے بہت زیادہ بڑھا ہوا تھا تختِ حکومت پر متمکن ہونے کے بعد ایک دن امور سلطنت میں مشورے لینے کے بہانے سے شاہی محل میں ہوا جیسے ہی وہ محسرا کے شاہی میں داخل ہوا اس نے ایک خادم کو اشارہ کر دیا اس نے اتنے خنجر رسید کئے کہ وزیر السلطنت بے دم ہو کر زمین پر گر پڑا۔ اور مر گیا، سلطان محمد کو اس کے مارے جانے سے اطمینان ہو گیا اور استقلال کے ساتھ حکمرانی کرنے لگا۔

ابو ثابث بن عثمان بن ابی العلیٰ: اس کے بعد عثمان بن ابی العلیٰ زمانہ اور فوج کی امارت سے دست کش ہو کر خانہ نشین ہو گیا، اور اسی حالت میں راہی ملک آخرت ہوا اس کی جگہ ابو ثابث (اس کے بیٹے) کو مجاہد بن اسلام کا امیر مقرر کیا گیا، اس تبدیلی سے عیسائیوں نے پھر چھیڑ چھاڑ شروع کی اور مسلمانوں کو ایذا نہیں پہنچانے لگے۔ سلطان محمد سامان سفر درست کر کے سلطان ابو الحسن کی خدمت میں مغرب پہنچ گیا اور دشمنانِ اسلام کی زیدتیوں کی شکایت کی اور امداد کی درخواست کی باوجودیکہ سلطان ابو الحسن ان دنوں اپنے بھائی محمد کے فتنہ و فساد کو فرو کرنے میں مصروف تھا مگر پھر بھی حمیتِ اسلام کی خاطر سلطان محمد کے ساتھ فوجیں روانہ کیں اور اس کو اپنی جانب سے اس لشکر کی امارت ۳۳۳ھ میں عنایت فرمائی۔

بنو عثمان کے ہاتھ میں سلطان محمد کا قتل: بنو عثمان بن ابی العلیٰ کو سلطان محمد کا سلطان ابو الحسن سے ملنا اور سلطان ابو الحسن کا اس معاملہ میں مداخلت کرنا ناگوار گذرا اور اس سے ان کو طرح طرح کے خیالات پیدا ہوئے چنانچہ ان سب نے مجتمع ہو کر اپنے بارے میں اس معاملہ کا مشورہ کیا اور پھر موقع پا کر جس دن سلطان محمد شلو باشہ سے غرناطہ آ رہا تھا، چاروں طرف سے گھیر کر نیزے تان کر نوٹ پڑے اور مار ڈالا۔

ابوالحجاج یوسف کی حکومت: اس کے بعد اس کے بھائی ابو الحجاج یوسف کے سر پر تاج شاہی رکھا اس نے حکومت اپنے قبضہ میں لی اور اپنے بھائی سلطان محمد کے خون کا بدلہ لینے پر تیار ہو گیا، بنو عثمان بن ابی العلیٰ کے سروں پر زوال کی گھٹا چھا گئی لہذا انھیں غرناطہ سے جلاء وطن کر کے تیونس بھیج دیا گیا، غزاة اور مجاہدین کی سرداری ابو ثابث بن عثمان بن ابی العلیٰ کے بجائے بنو حو بن عبد اللہ بن عبد الحق میں سے یحییٰ بن عمر بن رحو کو مرحمت ہوئی اس کی ریاست و امارت طویل زمانہ تک قائم رہی۔

(بقیہ گذشتہ صفحہ سے آگے) کر کے متاثرہ پڑا، اقوام کی رات دشمنانِ اسلام نے ایک دستہ فوج کو اسلامی لشکر گاہ پر شہنشاہ مارنے بھیجا اسلامی افواج سے چند سواری تیرہ ہزار کی روک تھام کے لئے نکلے ورنہ تیرہ ہزار کے دشمنانِ اسلام کو بھاگنا پڑا مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا صبح تک وہ بھاگتے جا رہے تھے اور یہ ان پر تیرہ ہزار کے تھے، چند سواری تیرہ ہزار کے تھے، یہ پہلی فتح تھی جو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اہل غرناطہ کو حاصل ہوئی، اقوام کے دن شیخ ابو سعید پانچ ہزار مجاہدین کو مرتب کر کے دشمنانِ اسلام کے لشکر کی طرف رخ کیا جیسا کہ اس وقت کی جماعت کی مردانگی اور دلادری سے سخت حیرت ہوئی نہایت تیزی سے مسلح ہو کر متاثرہ پڑا۔ تین روز تک سخت و طاقتور لڑائی ہوئی رات کو آج یو تھے بنو عثمان اس وقت تکست کھاتے انتہائی ابتری کے ساتھ بھاگے اور بہت سامانِ غنیمت چھوڑ گئے، سات ہزار عیسائی گرفتار آئے۔ یہاں ہزاروں سے آتش و تباہی ہوئی اس کے بعد اسلام سے صرف تیرہ ہزار مجاہدین کے علاوہ اور کسی نے جو مشہدات نہیں نوش کیا۔ اس واقعہ سے جیسا کہ پہلے کی مکتوبات میں درخواست کی گئی تھی اس کا جواب کر لیا اور صبح کر لی۔ (دیکھیں تاریخ المقری جلد نمبر ۲۹۳ و ۲۹۴)۔

ابوالحجاج عیسائیوں کے خلاف تھا:..... پھر سلطان ابوالحجاج نے سلطان ابوالحسن (والی مغرب) کو عیسائیوں کی سرکوبی اور ان کو ہوش میں لانے کے لئے اندلس بلوالیا، چنانچہ سلطان ابوالحسن نے جس وقت تلمسان فتح ہو گیا تھا اپنے بیٹے کو عسا کر اسلامیہ زمانہ اور مصلوہ (رضا کاروں) کا افسر اعلیٰ مقرر کر کے اندلس کی جانب روانہ کیا، چنانچہ اس نے عیسائیوں پر متعدد حملے کے اور ایک مدت کے بعد بہت سامان غنیمت لے کر اپنے ملک کے سرحد پر شیخون ماراجس میں بہت سے مجاہد اور غازی شہید ہو گئے۔ اس دلیری اور بزدلانہ حملہ کا بدلہ لینے کے لئے سلطان ابوالحسن نے ۴۷۷ھ میں بنفس نفیس چڑھائی کی، زمانہ مغرادرہ فوج نظام اور مصلوہ کی فوجیں اس کے ساتھ تھیں کوچ و قیام کرتا ہوا طریق تک پہنچ گیا اور لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا، عیسائیوں نے یہ خبر سن کر جدا عیسائی مدقوں سے فوجیں حاصل کیں اور متحد ہو کر مجموعی قوت سے حملہ آور ہو گئے، طریق کے باہر ایک میدان میں دونوں فریقوں کی جنگ اتفاق سے اس جنگ میں مسلمانوں کو شکست ہوئی ایک بڑا گروہ شہید ہو گیا، بیگمات اور حریم سلطانی ہلاکت ہو گئیں شاہی خیمے سٹ گئے مسلمانوں کے لئے یہ دن نہایت مصیبت اور آزمائش کا تھا۔

ابوالحجاج کا قتل: اس واقعہ کے بعد ہی دشمنان اسلام نے قلعہ سرحد غرناطہ پر قبضہ کر لیا اور جزیرہ خضراء کی جانب بڑھے چنانچہ ۴۷۳ھ میں صبح کے ساتھ اس کو بھی لے لیا۔ سلطان ابوالحجاج اسی حالت سے ذباذبا حکومت کرتا رہا یہاں تک کہ ۴۷۵ھ میں عید کے دن جس وقت ”صلوۃ العید“ ادا کر رہا تھا سجدہ کی حالت میں کسی نے نیزہ مارا جس سے اس کی موت واقع ہو گئی پھر اس کا بیٹا تخت حکومت پر بیٹھا مگر اس کے مولیٰ (خادم) رضوان نے جو اس کے باپ اور چچا کا حاجب تھا اس کو شاہ شطرنج بنادیا اور خود امور سلطنت پر متصرف اور حاوی ہو کر سیاہ سفید کرنے کا مختار بن بیٹھا، اس کا بھائی اسماعیل قلعہ شاہی حمراء کے کسی محسّر میں قید تھا۔ اس کا محمد بن عبد اللہ بن اسماعیل بن محمد بن رئیس ابوسعید سے سسرالی رشتہ دار تھا اس لئے کہ اس کے باپ (عبد اللہ) نے اسماعیل کی بہن سے عقد کر لیا تھا اس کا دادا محمد بن رئیس ابوسعید ہی ہے جس کو عثمان بن ابی العلیٰ نے جیل سے نکال کر تخت حکومت پر بٹھایا تھا۔

اسماعیل کی حکومت: چنانچہ اس محمد (بن عبد اللہ بن اسماعیل بن محمد بن رئیس ابوسعید) نے محسّر اے قلعہ حمراء کے بعض خدام کو ساتھ ملا کر حاجب رضوان کو خود اس کے مکان میں قتل کرادیا اور اپنے سسرالی رشتہ دار اسماعیل کو قید کی مصیبت سے نجات دلا کر ستائیسویں رمضان ۴۷۵ھ کی رات میں تخت حکومت پر بٹھادیا سلطان ”محمد مخلوع“ اس وقت حمراء کے باہر ایک باغ میں مقیم تھا۔ یہ خبر پا کر وادی آتش“ چلا گیا ”اور آتش“ کو سرحد کی جانب عبور کر کے اشرارہ مغرب سلطان ابوسالم بن سلطان ابوالحسن مرینی کی خدمت میں پہنچ گیا۔

محمد مخلوع سلطان ابوسالم کی خدمت میں:..... سلطان ابوسالم نے اس کی بڑی آؤ بھگت کی اور اس کے وہاں رہنے کو استحسان کی نظروں سے دیکھا اس کے بعد شیخ الغزاة یحییٰ ابن عمر کو دولت بنو عامر کی طرف سے خطرہ پیدا گیا وہ غرناطہ سے دارالحرب ہوتا ہوا مغرب پہنچا اور سلطان ابوسالم کی خدمت میں رہنے لگا سلطان ابوسالم نے اس کی بھی قدر افزائی اور اس کی جگہ غرناطہ میں فوج مجاہدین پر اپنی جانب سے اور لیس بن عثمان بن ابوالعلیٰ کو مامور کر دیا۔

سلطان اسماعیل کا قتل:..... ان دنوں غرناطہ میں رئیس ابویحییٰ اپنے بھائی اسماعیل کی حکومت و ریاست کا انتظام کر رہا تھا، اور یہی امور سیاست کا نگران و منتظم تھا کچھ عرصے بعد گانے بجانے والوں نے لگانا بجانا شروع کر دیا رئیس کو انجام کے خطرہ پیدا ہو گیا، چنانچہ ۴۷۶ھ میں دھوکے سے اسماعیل اور اس کے ساری ساتھیوں کو قتل کر کے تخت حکومت پر قابض ہو گیا۔

رئیس کی حکومت میں عیسائی معاہدہ ختم: رئیس نے حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لے کر عیسائی سلاطین سے کئے گئے عہد و پیمان توڑ دیئے اور جو اس سے پہلے کے حکمران متقدمین غرناطہ جو خراج عیسائیوں کو دیتے تھے وہ بھی بنا بھی بند کر دیا اس لئے عیسائیوں نے فوج کشی پر کمر باندھی، ورنہ تیار کر کے چڑھ آئے، مسلمانوں نے بھی فوج اور سامان جنگ درست اور اسلحہ وغیرہ مہیا کر کے عیسائیوں کی روک تھام کرنے کے لئے کوچ کیا، مقام ”وادی آتش“ میں جنگ کی نوبت آئی۔ اسلامی فوجوں کے سردار سلطان غرناطہ کے بعض اعزہ تھے اس جنگ میں بہت بڑی خونریزی ہوئی۔

محمد مخلوع اور عیسائی حکمرانی: اس کے بعد بادشاہ مغرب نے عیسائی حکمرانوں سے محمد مخلوع کو تخت حکومت پر بٹھانے کی سفارش کی۔ شہنشاہ پر سوار کرائے عیسائی بادشاہ کے پاس بھیج دیا چنانچہ محمد مخلوع نے عیسائی بادشاہ سے ملاقات کی، عیسائی بادشاہ نے امداد کا وعدہ کیا اور آپس میں یہ شرط قرار پائی کہ جتنے قلعے محمد ملک اسلامیہ کے فتح کئے جائیں گے وہ سب محمد مخلوع کے مقبوضات میں شمار کئے جائیں گے پھر عیسائی بادشاہ نے چند قلعے فتح کرنے کے بعد بدعہدی کی لہذا سلطان محمد مخلوع اس سے علیحدہ ہو کر مغربی سرحد کی طرف چلا گیا اور مملکت بنی مرین میں رہائش اختیار کر دی۔ اس کے بعد زندہ کی سرحد سے فوجیں حاصل اور مرتب کر کے ۶۵ھ میں مالقہ پر فوج کشی کی، اور اسے بزور تیغ فتح کر لیا رئیس محمد بن اسماعیل یہ خبر سن کر غرناطہ سے عیسائی بادشاہ کے پاس بھاگ گیا۔ اور لیس بن عثمان شیخ الغزاة بھی بحالت قید اس کے ہمراہ تھا جو چند دنوں کے بعد قید سے بھاگ نکلا جیسا کہ آئندہ ان کے حالات کے ضمن میں بیان کیا جائے گا۔

سلطان محمد کا غرناطہ پر قبضہ: پھر سلطان محمد نے ان لوگوں کے ساتھ جو اس کے رکاب میں تھے غرناطہ کی جانب قدم بڑھائے، رئیس کا جب گرفتار کر کے پیش کیا گیا سلطان محمد نے اس کو اور ان لوگوں کو جنہوں نے اس کے ساتھ ہو کر بازار کارزار گرم کیا تھا قتل کر ڈالا اور کامیابی کا جھنڈا لے کر غرناطہ میں داخل ہو کر حکومت کرنے لگا لشکر مجاہدین پر شیخ یحییٰ بن عمر کو مقرر کیا اور اس کے بیٹے عثمان کو اپنے مصاحبوں کے زمرہ میں داخل کر لیا مگر ایک برس کے بعد ان دونوں کے سروں پر زوال کی گھٹنا چھا گئی۔ سلطان محمد نے ان دونوں کو گرفتار کر کے مر یہ کی جیل میں ڈال دیا پھر چند سال کے بعد جد، وطن کر دیا اور ان دونوں کے ایک قریبی رشتہ دار علی بن بدر الدین بن محمد بن رحو کو غزاة و مجاہدین کا امیر بنایا تھا کچھ دنوں کے بعد اس کی وفات ہو گئی، تو اس کی جگہ عبدالرحمن بن ابوالفوسن کو اس خدمت پر مامور کر دیا، سلطان ابوعلی بن محمد (شاہ مغرب) کے دربار میں اس کی بڑی قدر و منزلت تھی سلطان محمد مخلوع کی ذات سے بھی حمراء تحت حکومت جگہ گانٹھا اس کے رعب و داب کا سکہ جلالقہ کے عیسائی حکمرانوں اور سرحدی بادشاہاں مغرب کے دلوں پر بیٹھا ہوا تھا کیونکہ اس وقت ان لوگوں کی حکومت میں ایک گونہ کمزوری پیدا ہو چکی تھی جو اکثر سلطنتوں کو لاحق، واکرتی ہے۔

جلالقہ کی بادشاہ سے بغاوت: جلالقہ نے ۶۸ھ میں اپنے بادشاہ بطرہ بن ادونش سے بغاوت کی پھر ”بادشاہ بطرہ“ اور ”بادشاہ برشلونہ“ کا زنی جھگڑا شروع ہو گیا۔ اس لئے جلالقہ نے بطرہ سے سرکشی کی اور اس کے بھائی الفنش کو بلا کر اپنا حکمران بنالیا بطرہ نے اس کی مدد میں جا کر پناہ لی اور سلطان محمد حاکم غرناطہ سے اپنے دشمن کے خلاف امداد کی درخواست کی چنانچہ سلطان محمد نے الفانسو کے مقبوضہ علاقوں پر بیغاری، ورم تعدد علاقوں کو فتح کر لیا اور بعضوں کو ویران اور خراب کر دیا، مثلاً حبان، ابدہ، اور اتر وغیرہ زبان حال سے حملہ آور اور فریق کی شکایت اور اپنی برہادی اور خرابی حکایت کر رہے تھے۔ ان کے علاوہ اندورنی ملک کو بھی برباد کر دیا۔ قرطبہ کو بھی جا کر گھیر لیا اور اس کے گرد و نواح کے علاقوں کو ویران و برباد کر کے کامیابی کے ساتھ مال غنیمت لے کر لوٹ گیا۔

شاہ بطرہ، اور افانسو کی جنگیں: اس کے بعد بطرہ ”بادشاہ فرانس“ کے پاس چلا گیا جو کہ شمالی جزیرہ اندلس میں جزیرہ کسلیرہ موسوم یہ ”بئر ناس“ پر حکمرانی کر رہا تھا اور افانسو کی زیادتیوں کی شکایت کی اور اپنی بیٹی کا عقد اس سے کر دیا، اس نے اپنے بیٹے کو فرانس بہادر کے بروہ عظیم کے ساتھ بطرہ کی کمک پر، مور کیا چنانچہ افانسو کو اس کے مقابلے میں شکست ہو گئی اور بطرہ اپنے پرزور حملے سے تہہ و بالا کر دیا۔ پھر جب فرنی شہر اپنے ملک کی جانب لوٹا تو افانسو نے بطرہ پر پھر حملہ کر دیا اس سے دوبارہ ملک کے امن عامہ میں خلل واقع ہو گیا پورے ملک میں خونریزی کی ہو چنے لگی ہر خیر الفانسو نے اپنے بھائی ”بطرہ“ کا جلیقہ کے کسی قلعہ میں محاصرہ کر لیا اور اس کو گرفتار کر کے مار ڈالا، اس کے مارے جانے سے الفانسو جلالقہ کے ملک پر قبضہ ہو گیا وراستقلال کے ساتھ حکمرانی کرنے لگا۔

سلطان محمد کی چاہت: سلطان محمد (حاکم غرناطہ) الفانسو اور بطرہ کی مخالفت کو غنیمت شمار کر کے اپنی قوت اور فوج بڑھانے میں مصروف رہا، اور اس نے وہ خراج بھیجنا موقوف کر دیا جو عیسائی حکمرانوں سے معاہدہ صلح کیا تھا۔ ۷۲ھ سے والی غرناطہ نے خراج کے نام سے عیسائیوں کو ایک دنہ بھی نہ دیا اور اسی حالت پر قائم رہا۔

بادشاہ فرانس اور الفانسو۔ بادشاہ فرانس جس نے بطرہ کی کمک پر فوجیں بھیجی تھیں اور جس نے اس سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا تھا، مصر کے قتل سے متاثر ہو کر الفانسو سے بدلہ لینے اٹھ کھڑا ہوا اتفاق سے اس کے لٹن سے ایک لڑکا بھی پیدا ہوا تھا اس کے باپ نے یہ خیال قائم کیا کہ یہ لڑکا صومست سلطنت کا الفانسو سے زیادہ مستحق ہے اس لئے الفانسو اور شاہ فرانس کی لڑائی اور خوزری کا سلسلہ قائم ہو گیا اور جلالقہ کو اس وجہ سے کسی طرف توجہ ہونے کا موقع نہ ملا نتیجہ یہ نکلا کہ ان کے بہت سے مقبوضہ علاقے ان کے قبضہ و تصرف سے نکل گئے اور ملوک ابن احمد نے بھی خراج دینا روک دیا جیسا کہ ابھی اوپر ہم بیان کر چکے ہیں، اسی حالت پر اس زمانہ تک موجود و قائم ہے۔

ملوک مغرب کا حال۔ ملوک مغرب کا یہ حال ہے کہ جس وقت سلطان عبدالعزیز بن سلطان ابوالحسن نے استحکام و استقلال کے ساتھ حکومت و سلطنت کے زینہ پر اپنا قدم جما دیا اور اس کے جاہ جلال کا سکہ لوگوں کے دلوں پر بیٹھ گیا، (ان دنوں غازیان اندلس کی سرداری عبدالرحمن بن ابی یفلوس کے پاس تھی جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں) یہ شخص سلطان کے نسب میں شریک اور ملک و خدمت میں اس کا ہمسر تھا اس وقت اتفاق سے کچھ کاغذات سلطان کے ہاتھ لگ گئے جن کو عبدالرحمن اور اراکین دولت نے ایک دوسرے کے پاس بھیجا تھا، اس سے سلطان کو خطرہ پیدا ہو گیا، لہذا اس نے سلطان ابن احمد کے پاس عبدالرحمن کو قید کرنے بھیجا چنانچہ سلطان ابن احمد نے عبدالرحمن امیر مسعود بن ماسی کو اس لئے کی یہ بھی فتنہ و فساد میں معقول حصہ دیتا تھا اور اس کی اہل دولت سے خط و کتابت بھی ہوا کرتی تھی گرفتار کر لیا۔

سلطان عبدالعزیز اور سعید بن عبدالعزیز: پھر جب سلطان عبدالعزیز نے ۵۷۷ھ میں وفات پائی اور اس کا بیٹا محمد سعید نافع تخت حکومت پر بیٹھا اور اس کے باپ کا وزیر ابو بکر بن غازی امور سلطنت کو انجام دینے لگا اس وقت ابن احمد نے عبدالرحمن بن یفلوس کو قید سے رہا کر دیا۔ وزیر السلطنت ابو بکر بن غازی کو اس کی رہائی ناگوار گذری لہذا ابن احمد کے قریبی رئیسوں کو مالی اور فوجی مدد دے کر ابن احمد سے لڑنے اندلس روانہ کر دیا، کسی ذریعہ سے ابن احمد تک یہ خبر پہنچ گئی لہذا جھٹ پٹ فوجیں فراہم اور مسلح کر کے ”جبل الفتح“ پہنچ گیا۔ اس کے رکاب میں عبدالرحمن بن ابی یفلوس اور امیر مسعود بن ماسی بھی تھے ابن احمد نے ان دونوں کو کشتیوں پر سوار کرا کے دریا کے راستے یلغار کرنے کا اشارہ کر دیا لہذا انہوں نے بلد ”سبتہ الفتح“ نے حصار کی سختی اور روزانہ کی جنگ سے گھبرا کر امن کی درخواست کی اور ابن احمد کے علم حکومت کے مطیع بن گئے۔

سلطان ابن احمد کا محمد بن عثمان سے رابطہ:..... ”سبتہ“ میں محمد بن عثمان بن کاس ابو بکر بن غازی وزیر السلطنت کا داماد مقیم تھا ابو بکر نے اس کو امیر مسعود کے مقابلہ پر روانہ کیا تھا، جس وقت کہ ابن احمد جبل الفتح کا محاصرہ کئے ہوئے تھے اور طنجة میں سلطان ابوالحسن کی اولاد سلطان عبدالعزیز کے دور سے دعویٰ سلطنت کے خوف سے قید تھی۔ سلطان ابن احمد نے محمد بن عثمان سے خط و کتابت شروع کی اور اس کو ہر خط میں ایک کم سن لڑکے کی بیعت کرنے پر عن طعن کرنے لگا جو ابھی تک سن بلوغ کی حد تک نہیں پہنچا تھا اور سلطان ابوالحسن کی اولاد میں سے کسی ایک کی بیعت کرنے کی ترغیب دیتا تھا جو کہ طنجة میں محبوس اور مقید تھے تھوڑے دنوں بعد جب ان تحریروں سے محمد بن عثمان کے دل پر ایک خاص اثر پڑا تو سلطان ابن احمد نے مالی اور فوج مدد دینے کا اقرار اور وعدہ کر لیا۔

ابوالعباس احمد کی بیعت:..... چنانچہ محمد بن عثمان نے سلطان ابوالحسن کی اولاد میں سے ابوالعباس احمد کو حکومت و سلطنت کے لئے منتخب کیا اور جیل سے نکال کر اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی، ان نوجوانوں نے زمانہ محبوس میں آپس میں یہ عہد و پیمان کیا تھا کہ ہم میں سے جب بھی جو شخص حکومت و ریاست کے زینہ تک پہنچ جائے تو اس پر لازم ہوگا کہ وہ باقی لوگوں کو قید کی مصیبت سے نجات دلائے۔ اس عہد و پیمان کے مطابق سلطان ابوالعباس احمد نے اپنی امرا کی بیعت لینے کے بعد پہلا جو کام کیا وہ یہ تھا کہ اس نے اپنے سارے ہمراہیوں کو قید مصیبت سے نجات دلا کر اندلس بھیج دیا، ان لوگوں کی بے حد عزت و توقیر کی اور ان لوگوں کے وظائف اور تنخواہیں مقرر کیں اور بہت سامان و اسباب اور لشکر سلطان ابوالعباس و اس کے وزیر محمد بن عثمان کے لئے روانہ کیا اور عبدالرحمن بن ابی یفلوس کو ان دونوں کی موافقت اور ان کے ہر کام میں ان کی ہمدردی کرنے کا حکم بھیجا۔

فاس پر قبضہ چنانچہ ان سب نے متفق ہو کر دارالحکومت ”فاس“ کو جا کر گھیر لیا تھا یہاں تک کہ ابو بکر غازی وزیر السلطنت نے سلطان ابوالعباس

سے امن کی درخواست کی اور شہر بٹناہ کے دروازے کھول دیئے قلعہ کی چابیاں حوالہ کر دیں چنانچہ سلطان ابوالعباس محرم ۶۷۷ھ میں کامیابی کے ساتھ در حکومت میں داخل ہو گیا، عبدالرحمن بن ابی یفلوسن اس کے ساتھ مشائعت کی غرض سے مراکش اور اس کے مضافات تک گیا اور جیسے جیسے اس سے اپنے سے آپس میں عہد و پیمان تھا اس کی حکومت و سلطنت کا انتظام درست کر دیا۔

والی مراکش سے جنگیں۔ اس کے بعد سلطان ابوالعباس نے سعید بن عبدالعزیز کو ہدایا اور تحائف دے کر سلطان ابن احمد کی خدمت میں روانہ کیا چنانچہ دونوں میں مسلسل زمانہ دراز تک مراسم اتحاد اور دوستی قائم رہی، اسی دوران اس کی عبدالرحمن والی مراکش سے اُن بن ہو گئی کئی مرتبہ اس کے محاصرہ اور جنگ کے لئے گیا سلطان ابن احمد کبھی تو اس کو مدد دیتا تھا اور لڑائی میں اس کا ہاتھ بٹاتا تھا اور کبھی کبھی دونوں میں صلح کرانے کی کوشش کرتا تھا حتیٰ کہ سلطان ابوالعباس نے ۸۸۴ھ میں مراکش پر چڑھائی کی اور کئی مہینے محاصرہ کئے رہا بالآخر بزور تیغ قلعہ مراکش کو فتح کر لیا اور سلطان ابن احمد قتل کر کے فاس کی جانب واپس چلا گیا، اس کے بعد تلمسان کی طرف رخ کیا ابوالاحمد سلطان بن عبدالواہد تلمسان میں داخل ہو گیا۔

ابن احمد اور ابوالعباس کی ناچاقی۔ انہی واقعات کے دوران چند لوگوں نے جن کو فتنہ پردازی اور فساد انگیزی میں مکمل دخل حاصل تھا سلطان ابوالعباس اور سلطان ابن احمد سے ناچاقی اور چشمک پیدا کرانے کی کوشش کی اور ایک حد تک کیا بلکہ مکمل طور سے کامیاب ہو گئے سلطان ابن احمد کو سلطان ابوالعباس کی طرف سے اس قدر برہم اور ناراض کر دیا کہ انہی لوگوں کی تحریک و اشارے سے سلطان ابن احمد سلطان ابوالعباس کے انتظام سلطنت کو درہم و برہم کر دینے پر تیار ہو گیا۔

موسیٰ بن سلطان: چنانچہ انہی کو منتخب کیا اور مسعود بن ماسی کو اس کی وزارت کا عہدہ عطا کر کے کے ایک بڑی فوج کے ساتھ دریا کے راستے سبتہ کی طرف روانہ کیا، بل سبتہ نے اخلاص مندی کے ساتھ گردن اطاعت جھکا دی اور سلطان موسیٰ کے علم حکومت کے مطیع بن گئے، سلطان موسیٰ نے سبتہ سے فاس کی جانب کوچ کر دیا اور سلطان ابن احمد نے سبتہ پر قبضہ کر کے اسے اپنے علم حکومت کے سائے میں لے لیا۔

”موسیٰ“ کا فاس پر قبضہ: سلطان موسیٰ نے دارالحکومت ”فاس“ پہنچ کر محاصرہ کر لیا چند دنوں کے محاصرہ بعد اہل فاس نے من کی درخواست پیش کی چنانچہ سلطان موسیٰ نے ان لوگوں کو امن دی اور صلح کے ساتھ ۸۶ھ میں داخل ہو کر تخت حکومت پر قابض ہو گیا اس واقعہ کی خبر سلطان ابوالعباس کو اس وقت ہی جب وہ ابی حمواور بنی عبدالواہد سے لڑنے کے لئے تلمسان سے روانہ ہو چکا تھا مگر یہ خبر سنتے ہی فوراً ٹوٹ کھڑ ہوا اور نہایت تیزی سے مسافت طے کرنے لگا۔

ابوالعباس کی فوج کی غداری: جس وقت ابوالعباس تازی سے آگے بڑھ کر تازی اور فاس کے درمیان پہنچا، بنو مرین اور ان کی ساری فوجیں عسجد ہو کر اپنے جھنڈوں سمیت سلطان موسیٰ سے جا ملیں اور اس کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا، سلطان ابوالعباس پریشان ہو کر تازی کی جانب واپس چلا گیا۔

ابوالعباس کی گرفتاری: تازی کے عامل نے اس کو جھانسنے میں ڈال لیا تھا یہاں تک کہ سلطان موسیٰ کا اپنی فاس سے تازی میں آیا اور اس نے ابوالعباس کو گرفتار کر کے فاس کی جانب کوچ کر دیا، سلطان موسیٰ نے اس کو اسی حالت سے اندلس روانہ کر دیا، سلطان ابن احمد والی اندلس نے اسے جیبہ کہہ کر اس سے پہلے نظر بند تھا نظر بند کر دیا۔

موسیٰ کا مکمل قبضہ: سلطان ابوالعباس کی گرفتاری کے بعد سلطان موسیٰ کا ملک مغرب پر مکمل قبضہ ہو گیا مگر اس کے وزیر مسعود نے اس کا قتل و شہر خ کے بادشاہ سے زیادہ بڑھنے نہ دیا امور سلطنت و سیاست کے سیاہ و سفید کا اختیار اپنے قبضہ میں رکھا کچھ عرصے بعد سلطان ابن احمد سے سبتہ کے قبضہ کا مطالبہ کیا گیا، مگر سلطان ابن احمد نے سبتہ سے دست بردار ہونے سے انکار کر دیا، اس لئے دونوں میں فتنہ و فساد کی بنیاد پڑ گئی وزیر مسعود بن ماسی نے سازش کر کے سلطان ابن احمد کے حامیوں اور اس کے خاندان والوں کو بغاوت پر ابھار دیا، چنانچہ ان لوگوں نے سبتہ کے ایک قصبہ پر قبضہ کر کے اس کو اپنا ٹھکانہ بنالیا اتنے میں سلطان ابن احمد کا جنگی کشتیوں کا بیڑہ سبتہ کے ساحل پر آ گیا چنانچہ سب کا جوش بغاوت ٹھنڈا ہو گیا

فاس کی امارت پر واثق کی تقرری:..... پھر سلطان ابن احمد کی خدمت میں سلطان موسیٰ کے اراکین دولت کا ایک گروپ بطور وفد حاضر ہوا اور یہ درخواست کی کہ ان لوگوں میں سے جو اندلس میں خاندان حکومت فاس کے موجود ہیں کسی کو امیر فاس مقرر فرمادیں چنانچہ سلطان ابن احمد نے واثق محمد بن امیر ابو الفضل بن سلطان ابوالحسن کو والی فاس مقرر کر کے ان لوگوں کے ہمراہ روانہ کیا اور خود بھی مشائعت کی غرض سے جنگی کشتیوں کے بیڑہ کے ساتھ سبتہ تک آیا، واثق نے سلطان ابن احمد سے رخصت ہو کر شمارہ کا رخ کیا شدہ شدہ اس کی خبر مسعود بن ماسی تک پہنچ گئی چنانچہ اس نے بھی فوجیں مرتب اور مسلح کر کے واثق کی روک تھام کے لئے خروج کر دیا اور جبال عمارہ میں اس کا محاصرہ کر لیا۔

سلطان موسیٰ کا انتقال: اس دوران سلطان موسیٰ بن سلطان ابو عنان کے فاس میں انتقال کی خبر مشہور ہوئی چنانچہ مسعود محاصرہ اٹھا کے جدی سے فاس کی جانب لوٹ گیا، اور دارالحکومت پہنچ کر کرسی حکومت پر سلطان ابو العباس کے ایک بیٹے کو جس کو کہ سلطان فاس میں چھوڑ گیا تھا، ٹھہرایا، اس کے بعد سلطان ابو عنان بن امیر ابو الفضل نے پہنچ کر فاس کے سامنے کوہ زرعون پر پڑاؤ کیا مسعود ابن ماسی بھی فوجیں لے کر سلطان ابو عنان کے سامنے پہنچ گیا۔

ابو عنان اور مسعود ابن ماسی کی صلح: سلطان ابو عنان کے امور سلطنت کا منتظم احمد بن یعقوب صحیحی تھا کسی وجہ سے اس کے ساتھیوں کو اس سے کشیدگی اور ملال پیدا ہو گیا ایک دن سب نے موقع پا کر گرفتار کر لیا اور شاہی خیمہ کے سامنے لا کر قتل کر ڈالا اس واقعہ سے سلطان کو سخت دشواری پیش آئی اس کے بعد سلطان ابو عنان اور مسعود بن ماسی کی خط و کتابت شروع ہو گئی بلا آخر مسعود ابن ماسی نے اس شرط پر کہ حکومت میرے قبضہ میں رہے گی، سلطان ابو عنان کی امارت کی بیعت کر لی چنانچہ سلطان ابو عنان اپنی لشکر گاہ سے نکل کر مسعود ابن ماسی کے پاس گیا اور اس کے ساتھ ساتھ دارالحکومت میں داخل ہو گیا مسعود ابن ماسی نے پہلے خود بیعت کی اور اس کے بعد اراکین دولت و حکومت سے سلطان کی حکومت و سلطنت کی بیعت لے لی۔

ابن ماسی کی فوج کی ابو العباس سے بیعت:..... سلطان ابو عنان کے قافلے میں سلطان ابن احمد کے لشکر کا بھی ایک حصہ تھا جس میں سلطان ابن احمد کا ایک نامور خادم بھی تھا، مسعود نے ان سب کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا، سلطان ابن احمد کو اس کی خبر ملی تو بے حد بیزار ہوا مگر پھر اپنے دل کو تسکین دے کر ابو العباس کو ایک فوج دے کر فاس کی جانب دریا کے راستے روانہ کیا اور سبتہ تک خود بھی پہنچانے کی غرض سے آیا چنانچہ ابو العباس نے جیسے ہی سبتہ میں قدم رکھا مسعود ابن ماسی کی ساری فوج نے جو اس وقت سبتہ میں تھی بطیب خاطر سلطان ابو العباس کی بیعت کر لی، سلطان ابن احمد کو اس سے بے حد مسرت ہوئی، چنانچہ دو چار دن قیام کر کے غرناطہ کی طرف لوٹ گیا۔

مسعود بن ماسی کا قتل:..... اس کے بعد سلطان ابو العباس نے فاس کی جانب قدم بڑھائے مسعود بن ماسی کی فوج نے ”دامن کوہ غدرہ“ میں تموار اور نیزوں سے استقبال کیا لشکریوں نے سلطان ابو العباس سے مل جانے کے بارے میں سرگوشیاں شروع کر دیں مسعود بن ماسی کو اس کا احساس ہو گیا، لہذا گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا سلطان ابو العباس نے تعاقب کیا اور ایک مقام پر پہنچ کر گھیر لیا تا آنکہ سلطان ابو العباس نے اس کو گرفتار کر کے اسے درنیز اس کے سلطان کو قتل کر ڈالا۔ اور ماسی کے بقیہ خاندان کو بھی طرح طرح کی مصیبتوں میں مبتلا کر دیا کسی کو قتل اور کسی کو قید کیا۔

سلطان ابن احمد اور ابو العباس کی حکمرانی: بنو ماسی کی تباہی کے بعد سارا ملک مغرب سلطان مذکورہ کا مطیع بن گیا، اور سلطان ابو العباس جاہ و جلال کے ساتھ حکمرانی کرنے لگا۔ سلطان ابن احمد نے سبتہ سے اپنے لشکر کو واپس بلا لیا اور اس کی حکومت سلطان ابو العباس کو دوبارہ عنایت کر دی اس کے بعد سے دونوں میں مراسم اتحاد برابر قائم و جلدی رہے۔

سلطان ابن احمد کی دو پریشانیاں: ان واقعات کے بعد سلطان ابن احمد عزت اور توقیر کے ساتھ حکومت و سلطنت کرتا رہا اور اپنے پرے زمانہ حکومت میں پھر بھی کسی مصیبت اور دشواری میں مبتلا نہیں ہوا مگر اس واقعہ کے علاوہ جو کہ ہمارے کانوں تک پہنچا ہے یہ ہے کہ اس سے شکایت کی گئی تھی کہ اس کا بیٹا ابوالحجاج یوسف حکومت کی لالچ میں حملہ کرنے کی تیاری کر رہا ہے جس وقت سلطان ابن احمد اطراف اندلس میں کسی ضرورت سے

مقرر رہا تھا، یہ خبر سنتے ہی اسی وقت ابوالحجاج کو گرفتار کر لیا اور غرناطہ واپس آ گیا اس کے بعد جب اس کو پورا پورا اور صحیح صحیح حال معلوم ہو گیا اور اس کی بے کنایتی ثابت ہو گئی تو فوراً رہا کر دیا اور پہلے سے زیادہ عزت و توقیر کرنے لگا۔

دوسری پریشانی اور ہمیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ جس وقت سلطان ابن احمد غرناطہ سے جبل النور کی طرف سلطان ابوالعباس کے ساتھ معہ ہونے لگا یہ ہوا تھا اور ان دنوں جبال تمارہ کے دامن میں مسعود ابن ماسی سے بد آتما تھا، یہ خبر پہنچائی گئی کہ اس کے بعض حاشیہ نشینوں نے جو در دور سے ہیں جنہیں ۱۰۰۰ بن مسعود بلنسی..... ابن وزیر ابوالقاسم بن خیم وغیرہ نے دھوکا اور آپس میں چند علاقہ میں جن کو وہ لوگ جانتے ہیں مقرر کر رکھی ہیں۔

ابن احمد کی وفات چنانچہ سلطان ابن احمد نے سب کو اسی وقت گرفتار کر لیا، اور ذرا سی بھی مہلت ان کو نہیں دی اور ان سب کو جنہوں نے اس معاملہ میں سازش کی تھی سزائے موت دے دی اور غرناطہ لوٹ آیا۔

ابوالحجاج بن ابن احمد کی حکومت اس کے بعد اسی جاہ و جلال سے حکمرانی کرتا رہتا تھا تا آنکہ ۹۷۷ھ میں سفر آخرت اختیار کیا، درپہر اس کا بیٹا ابوالحجاج تخت حکومت پر جلوہ فروز ہوا اور اکیس دولت اور عوام الناس نے امامت و حکومت کی بیعت کی، امور سیاست اس کے باپ کا مومن (آزاد کردہ غلام) خاندن نبی مدینے لگا اس کے بھائیوں محمد اور نصر کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور قید ہی میں سب نے وفات پائی مزید کسی کا چھہ حال نہیں معلوم۔

خالد کا قتل اس کے بعد ابوالحجاج سے خالد کی یہ شکایت کی گئی کہ اس نے یحییٰ بن صالح یہودی یعنی شاہی طبیب کی سازش سے مارت پناہ بوزہ دینے کا ارادہ کر لیا تھا ابوالحجاج نے اپنی حکومت کے پہلے یا دوسرے سال خالد کو گرفتار کر کے اپنے سامنے قتل کر دیا اور طبیب یحییٰ کو بھی گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور اسی حالت میں ذبح کر دینے کا حکم دے دیا ۹۸۴ھ میں یہ بھی عالم آخرت کو سدھا گیا، پھر اس کا بیٹا محمد حکومت کی کرسی پر بیٹھا اس کی حکومت و سطنت کے کاروبار کا انصرام محمد خصاصی سپہ سالار کرنے لگا جو اس کے باپ کا ساختہ و پرداختہ تھا اس وقت حکومت اندلسیہ اسی طریقہ پر جاری رہی۔ (واللہ غالب علی امرہ)۔

اہم نوٹ: دوست امویہ کے حالات جو کہ دولت عباسیہ کی معاصر تھی اور نیز ان حکمرانان اندلس کے واقعات جو کہ دولت امویہ کے حکومت پر قبضہ ہوئے تھے ہم تحریر رکھ چکے اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کسی قدر ان عیسائی حکمرانوں کے واقعات بھی تحریر کریں جو جزیرہ اندلس میں مسلمانوں کے برحرف سے پڑوس میں تھے لہذا ہم ان کے انساب اور حکومت کے حالات کو ”مشتے نمونہ از خروارے“ جمع کر کے پیش کرتے ہیں۔ (مترجم)

اندلس کا آخری دور عیسائیوں کا تسلط مسلمانوں کی جلاء وطنی عبدالرحمن ابن خلدون مغربی مؤلف کتاب العبر دو یون امبتداء و الخیر کے زمانہ تک سرزمین اندلس میں عربوں کی حکومت کا نام و نشان تھوڑا بہت باقی رہ گیا تھا اس لئے اس کو اندلس کی حکومت اسلمیہ کی تباہی عیسائیوں کی چیرہ دستی اور مسلمانوں کے جلاء وطنی کے حالات کے تحریر کرنے کی نوبت نہیں آئی چنانچہ اگر مترجم بھی اصل کتاب کی تنقید کرتا تو اس لحاظ سے کہ مترجم اس زمانہ میں دنیا میں آیا ہے جبکہ اندلس میں اسلام کا نام لیا ابھی نہیں بچا تھا اور اندلس میں حکومت اسلامیہ پر عیسائیوں کے ہاتھوں تباہی اور بربادی آچکی تھی ایک بہت بڑا نقص اس تاریخ کے ترجمے میں باقی رہ جاتا اور ناظرین کو اس عبرت کی منظر کو دیکھنے کی تمنا ہی رہ جاتی لہذا مترجم اس کمی و نقصان کو تواریخ سے انتخاب و التقاط کر کے پورے کرتا ہے تاکہ قارئین کی آنکھیں اسلام اور مسلمانوں کے اس حدود جزیرہ کو بھی دیکھ لیں جو سرزمین اندلس میں پردہ کی پن ان میں پیدا ہوا تھا۔

اندلس کی بتدریج کم کشتگی: حکمرانان بنو احمر سلاطین غرناطہ کا عہد حکومت اندلس میں مسلمانان عرب کی حکمرانی کی آخری بزم تھی ان کے قبضہ میں ملک کا بہت کم حصہ باقی رہ گیا تھا اور یہ بھی کب اور کس طرح ان کے ہاتھوں سے چھن گیا اسے آپ آئندہ پڑھیں گے فی الحال یہ سرسری نظر سے پہلے اس منظر کو دیکھ میں جس میں کہ اندلس کے علاقے یکے بعد دیگرے مسلمانوں کے قبضہ سے نکل نکل کر صلیبی بھندے کے نیچے چلے جا رہے

تھے اس کے بعد عبرت کی نگاہوں سے غرناطہ کی حکومت اسلامیہ کی بربادی اور تباہی کو ملاحظہ کیجئے گا۔

”بلا لے“ کا خروج: عیسیٰ ابن احمد رازی تحریر کرتے ہیں کہ عبلہ بن حکیم کلی کے دور گورنری کے مسلمانوں نے سرزمین اندلس پر قبضہ کر لیا تھا، ورعیسائیوں میں ان کے مقابلے کی قوت باقی نہیں بچی تھی اور مسلمانوں کی فتحیابی کا سیلاب ”اریولہ“ سرزمین فرانس تک پہنچ گیا تھا بلکہ انہوں نے حبیبہ سے بلبونہ تک بھی بڑو توار فتح کر لیا تھا اور سوائے پہاڑی تنگا۔ و تار یک دروں کے کوئی شہر اس حدود میں اسلامی قبضہ سے باقی نہ رہا تھا، اس وقت ایک بے دین شخص ”بدے“ مفتوح قوم کا تھ سے تین سو آدمیوں کو لے کر اسی قدر قلعہ میں جا کر پناہ گزین ہو گیا، لشکر اسلام اس سے برابر لڑتا رہا حتیٰ کہ ساتھی بھوک کی شدت سے مر گئے۔ صرف تیس مرد اور دس عورتوں کی تعداد اس کے پاس باقی رہ گئی۔ لشکر اسلام نے اس مختصر جماعت کو حقیر اور بے اصل تصور کر کے ان کے قتل سے ہاتھ کھینچ لیا اور یہ لوگ اس تنگ و تار یک غار اور قدرتی پہاڑی قلعہ میں شہد چاٹ چاٹ کر زندہ رہے اور کہ مسلمانوں کو اس شورش کی طرح اس کو لوگوں نے واقعہ دیکھ لیا۔

بلا لے کی موت: ۳۵ھ میں ”بلا لے“ انیس سال اسی طرح زندگی بسر کر کے مر گیا دو سال بیٹے نے بھی یوں ہی حکومت کی اس کے بعد وفوئش بن بطروہ بنی افوئش کا دادا حکمران بنا جس کی حکومت کا سلسلہ اس وقت تک چلا رہا ہے چنانچہ انہیں عیسائیوں نے آہستہ آہستہ دشوار گزار کمین گاہوں سے نکل نکل کر جیسے مقبوضات اسلامی ان کے شہر تھے ان کو پھر واپس لے لیا۔

فرانس اور ابونہ کے متصل علاقے: مسعودی غزوہ سمور اور عہد خلافت ناصر کے بعد تحریر کرتا ہے۔ کہ ۳۳۰ھ میں عیسائیوں نے مسلمانوں کے قبضہ سے ان سب شہروں اور ان دوسرے شہروں سمیت چھین لیا جو کہ ملک فرانس اور شہر ابونہ سے متصل اور ملے ہوئے تھے۔ ۳۳۶ھ میں مسلمانوں کے قبضہ میں، ملک اندلس کا مشرقی حصہ طرطوشہ سے ساحل بحر روم تک اپنے طرطوشہ سے شمالاً نہر عظیم نہر ”لارده“ تک باقی رہ گیا تھا۔

مسلمانوں کا چھیننا جانے والا پہلا علاقہ: سب سے پہلے فرانس کے عیسائیوں نے اندلس کے بڑے شہروں میں سے جس شہر کو مسلمانوں کے قبضہ سے چھین وہ صیطلہ تھا، افوئش نے اس سات سال کے مسلسل محاصرہ کے بعد کا محرم ۴۷۸ھ تا ۴۷۵ھ میں فادر اللہ بن ماموں یحییٰ بن ذی انون حکمرانی صیطلہ چھین تھا افوئش نے طلیطلہ پر قبضہ کرنے کے بعد اہل شہر کے ساتھ عدل و انصاف کا برتاؤ شروع کیا خاص طور پر ان لوگوں کے ساتھ فیاضی کرنے لگا، جو کہ ماں و زر لے کر عیسائی مذہب قبول کرتے جا رہے تھے بعض لوگوں کو زبردستی عیسائی بنایا۔ اس سے مسلمانوں کے دل پریشان ہو گئے۔ ماہ ربیع الاول ۴۹۶ھ میں جامع مسجد طلیطلہ کی صورت تبدیل کر کے بنائے جانے کا حکم دے دیا اس کے شاندار میناروں پر صییب دی گئی۔ توحید کی جگہ تثلیث قائم کی گئی اور اذن کے بجائے ناقوس کی آواز بلند ہونے لگی۔

بلنسیہ اور عیسائیوں کا دھوکا: واقعہ طلیطلہ سے پہلے عیسائیوں نے ۴۵۶ھ میں بطرنہ پر حملہ کیا تھا اور اسی سال بلنسیہ بھی مسلمانوں کے قبضہ نکال گیا تھا جس وقت عیسائیوں نے بلنسیہ کا محاصرہ کیا اور اہل بلنسیہ اپنے ملک و دین کی حمایت پر تیار ہو کر میدان جنگ میں آ گئے عیسائیوں نے اس بد بیکار اظہار کر کے کہ ہمیں بلنسیہ کے محاصرے میں سخت غلطی واقع ہوئی اور ہم میں بلنسیہ کی لڑائی کی طاقت نہیں ہے، اہل بلنسیہ کو دھوکہ دے کر اپنی لشکر گاہ میں ملاقات کے لئے بلایا۔

بلنسیہ پر عیسائیوں کا قبضہ: جب اہل بلنسیہ اپنے امیر عبدالعزیز بن ابی عامر سمیت عیسائی لشکر گاہ کے قریب پہنچے تو عیسائیوں نے کمین گاہ سے نکل کر کسی قاتل کرنا شروع کر دیا۔ چند آدمی جن کی موت کا وقت نہیں آیا تھا بچ گئے ”امیر عبدالعزیز نے بڑی مشکل سے اپنی جان بچائی مگر بلنسیہ قبضہ اسدھام سے نکل کر صییبی گروہ کے ہاتھ میں جا پھنسا بعد اس کے مسلمانوں نے پھر واپس لے لیا حتیٰ کہ عیسائیوں نے کئی حملوں کے بعد بڑو منزل سترہ (۱۶۰) صفر ۶۳۶ھ کو بلنسیہ پر پھر سے قبضہ کر لیا، اس کے بعد دوبارہ مسلمانوں کو بلنسیہ میں قدم رکھنا نصیب نہیں ہوا۔

بر بشتہر پر حملہ: علامہ ابن حبان لکھتے ہیں کہ اردویش عیسائی نے ۴۵۶ھ میں برطانیہ کے قصبے بر بشتہر پر جو کہ سر قسطہ کے قریب تھا بڑی فوج

سے کر چڑھائی کی، یوسف بن سلیمان بن ہود کسی وجہ سے اسے بچانے کے لئے مصروف اور متوجہ نہ ہو سکا، اہل شہر نے خود بچانے کے لئے ہر کر دی چالیس دن تک عیسائی محاصرہ کئے رہے، اس دوران بیرونی امداد نہ پہنچنے اور غلہ سامان کی کمی سے اہل شہر میں اختلاف پیدا ہوا کسی ذریعہ سے عیسائیوں کو اس کی خبر پہنچ گئی تو وہ محاصرے اور جنگ میں سختی سے کام لینے لگے بلاآخر عیسائیوں نے اہل شہر کے آپس کے اختلاف، تشدد سے فائدہ اٹھایا اور پانچ ہزار زرہ پوش جنگی سواروں کے ساتھ بیرون بلدہ تک پہنچ گئے اہل شہر بہت خوف زدہ ہو گئے اندر شہر میں قلعہ بند ہو گئے مہسن کی رہائی ہوئی جس میں پانچ سو عیسائی مارے گئے۔

بد قسمتی اور مسلمانوں کا قتل عام: اتفاق سے قناتہ ۱ میں جس کے ذریعہ سے شہر میں نہر سے زمین کے اندر اندر پانی آتا تھا ایک براکٹر اپتھر کا ریا جس کی وجہ سے پانی کا آنا شہر میں بند ہو گیا اہل شہر نے شدت پیاس سے تنگ آ کر صرف اپنی جانوں کی امان طلب کی چنانچہ عیسائیوں نے امان دے دی پھر جب اہل شہر اپنا سارا اثاثہ اور مال و زر چھوڑ کر شہر سے باہر آئے عیسائیوں نے بد عہدی کی اور سب کو قتل کر دیا۔ قائد بن طویل اور قاضی بن عیسیٰ اپنے چند امیروں کے ساتھ اس خوفناک واقعہ سے جاں پر ہوئے۔ بیشمار مال و اسباب عیسائیوں کے ہاتھ لگا۔

سر قسطہ پر عیسائی قبضہ: اس واقعہ میں تقریباً ایک لاکھ مسلمان قتل اور قید کئے گئے عیسائیوں نے ظلم و ستم میں کوئی کسر نہیں چھوڑی طرح طرح کی وحشیانہ حرکتیں کیں جس سے تاریخی صفحات آج تک خالی ہیں پھر ۵۱۲ھ کے ماہ رمضان میں بدھ کے دن سر قسطہ بھی مسلمانوں کے قبضہ سے نکل گیا۔

مزید عیسائی فتوحات: ابن السبع لکھتا ہے کہ دشمنان اسلام نے شہر نطیلہ اور ”طرسونہ“ کا ۵۱۲ھ میں مسلمانوں سے قبضہ چھین لیا تھا پھر ۶۲۹ھ میں عیسائیوں نے ہارودہ کو محمد بن ہود کے قبضہ سے چھینا اس کے زمانہ میں مصبتوں اور پریشانیوں کے دروازے کھلے اس کے بعد ۵۲ھ میں ”جزیرہ میورقہ“ پر عیسائیوں نے قبضہ کر لیا۔ ابن ابی اثیر تحریر کرتا ہے کہ یہ افسوسناک سانحہ بروز پیر چودھویں صفر میں واقع ہوا تھا، بروز اتوار ماہ شوال ۶۳۳ھ یا ۶۳۶ھ میں دشمنان اسلام نے دارالاسلام قرطبہ کو تباہ و برباد کیا، اور برز ہفتہ دسویں شوال ۶۶۵ھ یا ۶۶۸ھ میں مریہ پر قبضہ ہو گئے ۶۳۷ھ میں ”واقعہ قنندہ“ پیش آیا۔ جس میں بیس ہزار مسلمان کام آئے اور عیسائیوں نے ”قنندہ“ پر قبضہ کر لیا۔ ”میورقہ“ قبضہ کر کے عیسائیوں نے جزیرہ میورقہ کی طرف پیش قدمی شروع کی اور تھوڑے دنوں کی جدوجہد سے ۶۴۷ھ میں قابض ہو گئے۔

مشرقی اندلس پر نکلنک قبضہ: اس کے بعد جزیرہ شرق کو صلح و امان ۶۳۹ھ میں لے لیا۔ الغرض یوں ہی رفتہ رفتہ عیسائیوں نے ماہ رمضان ۶۴۵ھ تک کل شہر مشرق اندلس پر مسلمانوں سے قبضہ حاصل کر لیا کسی شہر پر دھوکے اور کسی پر طاقت کے ذریعے اور کسی پر بہ امان و صلح قبضہ کر لیا امراء و سردم اس وقت خود غرضیوں میں مبتلا تھے ایک کو دوسرے کے ساتھ کوئی ہمدردی باقی نہ رہی تعلیم قرآن اور ارشادات نبی بھلا دیا تھا یہی وجہ تھی اور یہی سبب تھا کہ یہ انہی کے ہاتھوں ذلیل و خوار ہو رہے تھے جن کو انہوں نے اس سے پہلے فتح کیا تھا۔ اسی ۶۴۵ھ بروز پیر پانچویں شعبان میں عیسائیوں نے اشبیلیہ پر فوج کشی کی اور مکمل ایک سال پانچ مہینہ کے محاصرے کے بعد صلح کے ساتھ کر لیا۔ صلح کیا تھی حقیقت میں دھوکا اور فریب تھا جس کو صلح کا لباس پہنایا گیا تھا۔

مسلمانوں کی کسمپرسی: خلاصہ یہ ہے کہ ملک اندلس کے بڑے بڑے شہروں جو بجائے خود ایک ایک صوبہ تھے مثلاً قرطبہ، اشبیلیہ، طلیطلہ و مریہ پر عیسائیوں نے قبضہ کر لیا اہل اسلام چاروں طرف سے سمت کر غرناطہ، مریہ اور مالقہ میں چلے آئے۔ مملکت اسلامیہ وسیع ہو جانے کے بعد پھر چھوٹے پیمانے پر ہونے لگی اور دشمنان اسلام وقتاً فوقتاً یکے بعد دیگرے اسلامی شہروں اور قلعوں کو جاتے تھے۔

واحد آزاد اسلامی خطہ: اس چھوٹے سے قطعہ پر جو عیسائیوں کے ہاتھ سے بچ گیا تھا حکمران نبی احمد قابض تھے اور وہی اس وقت دشمنان اسلام سے ٹر رہے تھے۔ ہر وقت ہر لحظہ دشمنوں کا خطرہ پیش نظر رہتا تھا۔ کبھی دلیر اور طاقتور ہو کر عیسائیوں سے لڑنے کیلئے میدان جنگ میں آ جاتے

۱ الفسافۃ کطیمة تحصر فی الارض لیجر فیہا الماء (کلمیہ اس کو کہتے ہیں جو کہ زمین کے اندر پانی کے اجراء کے لئے بنایا جائے) اور کفایہ من کنوئیں کو کہتے ہیں جو دوسرے کنوئیں کے مقابہ میں کھودا جاتا ہے، اور ان دونوں میں اس کے اندر اندر پانی آنے جانے کا راستہ رہتا ہے۔ (اقراب الموارد)۔ (یہ عربی کتاب کے الفاظ کی وضاحت ہے)

تھے اور جب یہی کمزور پڑتے تھے تو حکمرانان فاس بنی مرین سے امداد مانگتے تھے۔ آٹھویں صدی ہجری میں عیسائیوں نے اس پر بھی حملہ کیا اور فوجیں حاصل کر کے چڑھ آئے سلطان غرناطہ نے شیخ ابوالسحاق بن ابوالعاص، شیخ ابو عبد اللہ طنجانی اور شیخ ابن الزریات بلشی کو سلطان مغرب ہومرین کی خدمت میں لینے کے لئے روانہ کیا۔

عیسائیوں کی ایک شکست... ان لوگوں کو روانگی کے بعد عیسائیوں کا حملہ آور لشکر غرناطہ پر آ پہنچا۔ تیس ہزار سوار اور ایک لاکھ پیدل تھے۔ اتفاق سے سلطان مغرب نے سلطان غرناطہ کی درخواست قبول نہ کی مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے عیسائیوں نے محض اپنے چند دنوں کے لئے اپنے حملے روک دیئے اس وقت کا انتظار کرنے لگے جو کہ عام طور سے پر حکومتوں سلطنت کو زمانہ طویل کے بعد کوئی پریشانی ہوا کرتی ہے۔

سلطان ابوالحسن کا دور سلطان ابوالحسن ۱ علی بن سعد نصری غالبی احمدی کے عہد حکومت میں مسلمانان اندلس پھر متفق اور ایک ہو گئے اس سے پہلے کچھ دنوں کے لئے اس کے بھائی ابو عبد اللہ محمد بن سعد ”زغل“ کی امارت و حکومت کی ”مالقہ“ میں بیعت لی گئی تھی اور عیسائی سرداروں نے ان دونوں بھائیوں کو بھڑکا کر اپنا مطلب حاصل کرنا چاہا تھا مگر زغل ان چالوں کو سمجھ گیا مالقہ سے اپنے بھائی ابوالحسن کے پاس چلا گیا۔ اور اہل مالقہ نے سلطان ابوالحسن کی حکومت کو تسلیم کر لیا۔ سب فتنہ و فساد کی آگ عیسائی امراء مشتعل کر رہے تھے ختم ہو گئی۔

مسلمانوں کی پیش قدمی: سلطان ابوالحسن نے نہایت دل جمعی کے ساتھ اندلس کے اتنے حصہ ملک پر جو مسلمانوں کے قبضہ میں باقی رہ گیا تھا، حکمرانی شروع کی۔ فوجیں بڑھائیں، دائرہ حکومت وسیع کیا وقتاً فوقتاً دشمنان اسلام پر جہاد کے ارادے سے فوج کشی کی۔ چنانچہ قرب وجوار کے عیسائی حکمرانوں نے اسے جنگ کے خوف سے صلح کا پیغام دیا۔ اور اس کے رعب و داب سے ڈر گئے۔

عیسائیوں میں اختلاف: ... تھوڑے دنوں کے بعد ادھر عیسائیوں میں نفاق پیدا ہو گیا بعض نے خود سری کے جوش میں حکومت قرطبہ پر قبضہ کر لیا اور بعض نے اشبیلیہ کو ہالیا اور بعض نے ”سریش“ کو اپنا دار الحکومت بنالیا۔

سلطان ابوالحسن کی بدکرداری: ... ادھر سلطان ابوالحسن بھی دنیا کی لذتوں اور عیش پرستی میں مشغول ہو گیا۔ اور جہاد سے دور ہو گیا۔ فوج کی طرف توجہ بھی کم کر دی اور ملک کا نظم و نسق اپنے وزیروں کے حوالہ کر دیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ بد نظمیاں بڑھ گئیں مظالم بڑھے خواص اور عوام میں ناراضگی پیدا ہو گئی۔ اس کے علاوہ اکثر بڑے بڑے سپاہیوں اور سپہ سالاروں کو اس غلط گمان کی بناء پر کہ اب عیسائی حکمران معاہدہ صلح کی وجہ سے حملہ نہیں کریں گے اور نہ تندرہ کسی قسم کی لڑائی نہیں ہوگی قتل کر دیا۔

عیسائیوں کا دوبارہ اتحاد: ... اتفاق اسی زمانہ میں والی تھمالہ نے متعدد لڑائیوں کے بعد پورے تھمالہ کو فتح کر لیا اور اس نا اتفاقی اور نفاق کو اس نے دور کر کے دوبارہ سب کو متحد اور متفق بنادیا اس سے عیسائیوں کی قوت بڑھ گئی۔ اور پھر فتنہ انگیزی اور اسلامی علاقوں پر قابض ہونے کی کوشش کرنے لگے۔

ابوالحسن کے ہاں ایک دیرینہ اختلاف: سلطان ابوالحسن کی دو بیویاں تھیں ایک تو اس کے چچا ابو عبد اللہ ایسری لڑکی تھی جس کے بطن سے محمد اور یوسف نامی دو بیٹے تھے اور دوسری بیوی عیسائی رومی عورت تھی اس کے بطن سے بھی لڑکے تھے ابوالحسن کا طبیعی میلان اسی دوسری بیوی کی جانب تھا اور اس کو وہ اپنی پہلی سے جو کہ اس کے چچا کی لڑکی تھی زیادہ عزیز اور محبوب رکھتا تھا، اندیشہ یہ ہوا کہ کہیں سلطان ابوالحسن رومیہ عیسائیہ عورت کی اولاد کو اپنی مسلمان اور آزاد بیوی کی اولاد کو محرم کر کے تخت و تاج کا مالک نہ بنادے اس خدشہ سے امراء دربار میں اختلاف اور فساد برپا ہو گیا کیونکہ بعض کا میلان دوسری بیوی کی اولاد کی طرف تھا اور بعض کا رجحان پہلی بیوی کی اولاد کی جانب تھا۔

۱ سلطان ابوالحسن آخری فرمانروا سلطان ابو عبد اللہ کا باپ تھا اور سلطان سعد بن امیر علی بن سلطان یوسف بن سلطان محمد الغنی بالله خلوی بن سلطان ابوالحجاج کا بیٹا تھا، سلطان محمد بن سلطان ابوالحجاج تک کے حالات تم ترجمہ تاریخ میں پڑھ آئے ہو۔ سلطان محمد الغنی بالله خلوی سے سلطان ابوالحسن تک کے ملاطین غرناطہ کچھ ایسی حالت میں بتا رہے کہ نکاح و وجود دونوں برابر تھا، اس وجہ سے ان لوگوں کے ذکر سے اعراض کیا گیا،

ابو الحسن کے درباہوں میں کشت و خون:۔۔۔۔۔ ان لوگوں کا ایک بربری قبیلہ پہلی بیوہ کا طرفدار بن گیا اور قرطبہ کا ایک پرانا خاندان بنی مرچس کی عیسائی بیوی کا حامی بن گیا، دونوں فریقوں میں لڑائی کی چھیڑ چھاڑ شروع ہوئی۔ بالآخر دوسرے فریق کو اپنے ارادوں میں ناکامی و ہولی اور اس کے حامی اور سرغنہ کو نہایت بے رحمی سے الحمراء کے ایک ایوان میں قتل کر دیا گیا جو اس وقت تک مقتولین کے نام سے معروف و مشہور چھا آ رہا ہے۔

عیسائیوں کی موقع شناسی:۔ عیسائی حکمرانوں کو ان واقعات کی خبر ملی تو انہوں نے اس نا اتفاقی اور حکومت اسلامیہ کی کمزوری سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی چنانچہ انہوں نے فوجیں حاصل کر کے پہلے ”حمہ“ کی جانب قدم بڑھایا اور دھوکہ دے کر زمانہ مصالحت میں ”ولی قوش“ کے ہاتھ سے ۸۸۷ھ اور ۱۴۸۲ھ میں اس کو چھین لیا اس کے بعد اس کے قلعہ کی طرف بڑھے اور اس پر بھی قبضہ کر کے شہر کا رخ کیا، اہل شہر کو اس نڈی دس فوج نے آنے کی کوئی خبر نہ تھی اور وہ لوگ خواب غفلت میں پڑے سو رہے تھے، عیسائیوں نے ان پر اچانک حملہ کر کے قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا، چنانچہ جس کی عمر کا وقت پورا ہو گیا تھا اس نے شہادت حاصل کی، اور باقی لوگ اپنے مال و اسباب کو چھوڑ کر شہر سے بھاگ نکلے عیسائیوں نے شہر اور اس مال پر جو کہ شہر میں تھا باقی دو قبضہ کر لیا۔

اہل غرناطہ کی حمیت اسلامی:۔ اہل غرناطہ کو اس افسوس ناک واقعہ کی اطلاع ملی تو سب کے سب کمر بستہ ہو کر عیسائیوں کے مقابلے کے لئے نکل پڑے۔ ان عیسائیوں کی تعداد جن کا تذکرہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں دس ہزار تھی اس میں کچھ سوار تھے اور کچھ پیدل عیسائی مال و اسباب لئے کر شہر سے نکل رہے تھے کہ اتنے میں اہل غرناطہ پہنچ گئے چنانچہ عیسائی دوبارہ شہر میں داخل ہو گئے اور مسلمانوں نے ان کا محاصرہ کر لیا۔

”حامہ“ پر اندلیس مسلمانوں کا حملہ:۔ اس کے بعد مسلمانان اندلس نے یلغار کر کے حمامہ (حمہ) پر چڑھائی کر دی اور سردوغہ و رپانی کی آمدورفت بند کر دی، پھر جاسوسوں نے خبر دی کہ عیسائیوں کا بڑا لشکر ان عیسائیوں کی کمک پر آ رہا ہے جو کہ ”حامہ“ میں محصور ہیں۔ مسلمانوں نے یہ خبر سن کر محی صرہ اٹھایا۔ اور اس فوج کی جامع بڑھے جو اہل حامہ کو بچانے آرہی تھی۔ مگر عیسائی ان کے آنے کا سن کر بغیر لڑائی اور جنگ کے واپس لوٹ گئے عیسائیوں کے اس گروہ کا سردار ”والی قرطبہ“ تھا۔

حامہ میں کمک کی آمد اور واپسی:۔ اس کے بعد ”والی اشبیلیہ“ نے عیسائی سواروں کا ایک بہت بڑا گروہ جمع کیا جس کی تعداد کئی ہزار تھی اور ان کو مرتب کر کے حامہ کے عیسائیوں کی مدد کے لئے پہنچ گیا۔ اس وقت مسلمانوں کا لشکر اسباب جنگ لینے اور سردوغہ کے انتظام کرنے کے لئے غرناطہ واپس آ گیا تھا تو نئے آنے والے عیسائیوں کو شہر میں داخل ہونے کا موقع مل گیا، چنانچہ ان لوگوں نے شہر میں داخل ہو کر شہر کو خد کر دینے اور قیام کرنے کے بارے میں مشورہ کیا اور جب قیام کرنے کی رائے طے ہو گئی۔ تو ان تمام چیزوں کا کافی طور سے جمع کر لیا جس کی وقتاً فوقتاً ان کو ضرورت ہو کرتی تھی اس کے بعد والی اشبیلیہ نے اپنے لشکر کو حامہ میں چھوڑ کر واپسی اختیار کی اور ان کو بہت سامان و اسباب دے گیا۔

حامہ کا دوبارہ محاصرہ:۔ اس کے بعد ہی مسلمانان غرناطہ دوبارہ اس کے محاصرہ کے لئے آ گئے اور نہایت سختی کے ساتھ محاصرہ کر لیا اور اس سمت سے داخل ہونے کا ارادہ کیا جس طرف سے محصور عیسائی غافل و بے پروا تھے مگر جیسے ہی مسلمانوں کا ایک گروپ اس جانب سے داخل ہو کامیابی نے ان لوگوں سے منہ موڑ لیا اور عیسائیوں کو ان لوگوں کی آنے کی خبر ہو گئی مجبوراً مسلمانوں کو واپس آنا پڑا، چنانچہ عیسائیوں نے بعض کو پہاڑ سے نیچے گر دیا اور اکثر کو قتل کر ڈالا ان لوگوں میں زیادہ ”سبط“ اور ”وادی آتش“ کے رہنے والے تھے۔

عیسائی کمک کی خبریں:۔ اس واقعہ سے مسلمانوں کی ہمت ٹوٹ گئی اور ان کی امیدیں حامہ کی واپسی کی ختم ہو گئیں۔ ۸۸۷ھ جمادی الاول ۳۷۷ھ اور ۱۴۸۳ھ میں یہ خبر سنی گئی کہ ”والی قشتالہ“ بہت بڑی فوج لے کر اسلامی علاقوں پر چڑھ آیا ہے چنانچہ اسلامی فوجیں غرناطہ میں آ کر جمع ہونے لگیں اور آپس میں عیسائیوں کے مقابلے کے بارے میں صلاح و مشورے ہونے لگے۔

عیسائیوں کا لوشہ پر قبضہ:۔ اس دوران یہ اطلاع پہنچی کہ عیسائیوں نے ”لوشہ“ پہنچ کر محاصرہ کر لیا ہے اور اس کو فتح کر کے حامہ میں مانا جا رہا ہے

ہیں شکر اسلام کے ایک گروپ نے فوراً عیسائیوں پر حملہ کیا لیکن بہت جلد ناکامی کے ساتھ پسپا ہو گیا، عیسائیوں نے ان میں سے اکثر کو گرفتار کر لیا۔

اتحادی عیسائیوں کا فرار:..... اس کے بعد اہل غرناطہ کی ایک دوسری جماعت نے عیسائیوں پر حملہ کیا اور ان سے ایسی چھین چھڑائی۔ مجبور عیسائیوں کو اپنی لشکر گاہ سے باہر آنا پڑا مسلمانوں نے کمین گاہ سے نکل کر ایسا شدید اور زبردست حملہ کیا کہ عیسائی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی اور بہت سا پکا پکایا کھانا، غنہ اور جنگی سامان چھوڑ کر بھاگ نکلی جس پر مسلمانوں نے قبضہ کر لیا یہ واقعہ اسی سال کے ماہ جمادی الاول کا ہے۔

ابوالحسن کے بیٹوں کی ”آش“ میں بیعت:..... انہی دنوں امیر ابو عبد اللہ محمد اور ابو الحجاج یوسف نے اپنے باپ سلطان ابوالحسن کے خوف سے بھاگ کر ”واوی آش“ میں جا کر پناہ لے لی اہل واوی آش نے دونوں شاہزادوں کی امارت کی بیعت کر لی، اس کے بعد اہل مریہ، بسطہ اور غرناطہ نے بھی ان کی حکومت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی اور ان کے بوڑھے باپ سلطان ابوالحسن نے ”مالقہ“ میں جا کر پناہ لی۔

عیسائی اتحادی افواج کا حملہ اور شکست: اس نفاق اور نزاع کا نتیجہ یہ نکلا کہ ماہ صفر ۸۸۸ھ اور ۸۸۳ھ میں عیسائی حکمرانوں نے ہزاروں کے شکر کے ساتھ مالقہ اور بلش کارخ کیا، اشبیلیہ، ہریش، استجہ، اور انتقرہ کے حکمران اپنی اپنی فوجوں کے ساتھ اس جنگ میں شریک ہونے آئے ہوئے تھے، مسلمانان بلش اور مالقہ نے متحد ہو کر دشمنان اسلام کے مقابلے کے لئے نکلے اور انتہائی مردانگی سے ہر مورچہ پر بیس یوب و شکست فاش دے دی۔

عیسائی اتحادی حکمرانی گرفتار: سلطان ابوالحسن اس وقت ”منکب“ کی طرف چلا گیا تھا اس کا بھائی ابو عبد اللہ محمد ”زغل“ مالقہ میں موجود تھا اسی سپہ سالاری سے نامی گرامی سورما میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے تقریباً تین ہزار عیسائی قتل اور دو ہزار قید کئے گئے جن میں ”والی اشبیلیہ“ ”وان شریش“ اور ”حکمران انتقرہ“ وغیرہ دوسرے تیس سرداروں کے ساتھ گرفتار ہو کر آئے تھے بے حد مال و اسباب اسلامی فوجوں کے ہاتھ لگا دیے۔ واقعہ کے بعد ہی اہل مالقہ نے عیسائی علاقوں پر چھار کے لئے فوج کشی کی مگر اس مہم کا ناکامی پر خاتمہ ہوا اور اندلس کے اکثر عربی کمانڈر شہید ہو گئے۔

غرناطہ کی حکومت کی تقسیم: اسی زمانہ سے غرناطہ کی حکومت دو حصوں میں بٹ گئی، آدھے پر سلطان ابو عبد اللہ بن سلطان ابوالحسن قابض ہو گیا اس کے قبضہ میں غرناطہ، مریہ، بسطہ اور اس کے مضافات تھے اور سلطان عبد اللہ مالقہ اور مغربی علاقوں کا حکمران اگر یہ دونوں باپ اور بیٹے اس قدر ہی تقسیم پر قانع ہو کر خود کہ دشمنان اسلام کی نوبت نہ آتی مگر تقدیر الہی اس کے خلاف تھی۔

باپ بیٹوں کی افسوسناک جنگ: چنانچہ سلطان ابوالحسن نے منکب اور اس کے اطراف کی جانب قدم بڑھایا اور اس کا بیٹا سلطان ابو عبد اللہ غرناطہ اور مشرقی علاقوں کی فوجیں لے کر اپنے باپ سے جنگ کرنے چڑھا آیا مقام دب میں دونوں کی جنگ ہوئی اس معرکہ میں سلطان ابو عبد اللہ کو شکست ہو گئی۔

ابو عبد اللہ کا عیسائیوں پر حملہ: اس کے بعد سلطان ابو عبد اللہ نے یہ خبر پا کر کہ اس کے چچا ”زغل“ نے عیسائیوں سے ایک بہت بڑا میدان جیتا ہے اور بے حد مال غنیمت اس کے ہاتھ لگا ہے جہاد کے ارادے سے تیار فوجیں تیار کیں اور غرناطہ اور بلاد شرقیہ کے مسلمانوں کو مسح اور مرتب کر کے ماہ ربیع الاول اسی سال عیسائی علاقوں پر چڑھائی کر دی چنانچہ قتل و غارت کرتا ہوا اطراف ”بشانہ“ تک پہنچ گیا، بہت سے عیسائیوں کو قتل اور بے شمار کو قید کر لیا۔

مسلمانوں کا گھراؤ اور گرفتاری: ان واقعات کی اطلاع عیسائی حکمرانوں کو ملی تو وہ سب کے سب متحد ہو کر اپنے نامور بادشاہ قیرہ کی کمان میں سلطان ابو عبد اللہ اور اس اسلامی علاقوں کے درمیان میں حائل ہو گئے اس وقت مسلمانوں کو سخت مشکل کا سامنا ہو گیا نہ تو اپنے ملک میں ان عیسائیوں کے درمیان میں حائل ہو جانے کی وجہ سے واپس آ سکتے اور نہ آگے بڑھ سکتے تھے عیسائیوں نے چاروں طرف سے گھیر کر قتل و گرفتار کرنا شروع کر دیا۔

ابو عبد اللہ کی گرفتاری بد نصیبی سے سلطان ابو عبد اللہ بھی گرفتار ہو گیا مگر کسی کو اس کا احساس نہ ہو سکا بنگامہ جنگ ختم ہونے پر ”والی بٹانہ“ نے سلطان ابو عبد اللہ کو پہچان سیادشاہ قیرہ نے ”والی بٹانہ“ سے سلطان ابو عبد اللہ کو لینے کی خواہش کی مگر والی بٹانہ سلطان ابو عبد اللہ سمیت بادشاہ سن نیل (قشتہ) کے پاس بھاگ گیا بادشاہ قشالہ نے ”والی بٹانہ“ کی بے حد عزت کی اور اس کو اپنے تمام سپہ سالاروں کی افسری عنایت کر دی، جب بھی لشکر کشی کرتا تو ”والی بٹانہ“ کو بطور نیک شگون کے فوج کا سردار مقرر کر کے بھیجتا تھا۔

ابوالحسن کی عمل حکمرانی: سلطان ابو عبد اللہ کی گرفتاری کے بعد سرداران غرناطہ اور امریان اندلس متحد ہو کر مالقہ میں سلطان ابوالحسن کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس کو مالقہ سے غرناطہ لائے حکومت و سلطنت کی اس کے ہاتھ پر بیعت کی حالانکہ سلطان ابوالحسن میں اس وقت حکمرانی کی قابیلیت باقی نہیں رہی تھی صریح کی طرح کوئی عارضہ اس کو لاحق ہو گیا تھا بصارت بھی جاتی رہی تھی مگر پھر اس آخری دور میں اس نے قلعہ الحمراء کے تھانہ پر جوں پر اپنی حکومت و امارت کا جھنڈا نصب کر دیا۔

زغل کی حکمرانی اور ابوالحسن کی وفات: مگر جب اس سے کام نہ چل سکا تو اپنی معزولی کا اعلان کر کے اپنے بھائی ابو عبد اللہ زغل کو تاج و تخت حکومت حوالہ دیا اور خود ’منکب‘ میں جا کے گوشہ نشین ہو گیا اور پھر وہی اس کا انتقال ہو گیا، اور سلطان ابو عبد اللہ زغل حکمرانی کرنے لگا اس وقت تک سلطان ابو عبد اللہ بن سلطان ابوالحسن بدستور دشمنان اسلام کے ہاں قید میں تھا۔

عیسائیوں کی شامت: پھر ماہ ربیع الاول ۸۰۹ھ اور ۱۳۸۵ء میں عیسائیوں نے بہت بڑے لشکر کے ساتھ اطراف مالقہ پر چڑھائی کی اور ماہ جمادی اول میں زندہ کا رخ کیا، انیسویں شعبان میں ”والی غرناطہ“ نے بعض قلعوں کی مرمت کی غرض سے کوچ کیا مگر باکیسویں شعبان کو عیسائیوں سے ٹکرائی ہوئی سخت اور خونریز جنگ کے بعد عیسائیوں کو شکست ہو گئی اور بہت سامان غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ لگا آلات حرب اور رسد و خد کی کوئی انتہائی نہ تھی مسلمانوں نے سارے مال غنیمت کو قلعہ میں لے جا کر رکھ دیا اور اطمینان کے ساتھ بیٹھ گئے۔

عیسائیوں کا قلعہ قنبیل پر قبضہ: ماہ رمضان تک کسی قسم کی چھین نہیں ہوئی اس کے بعد عیسائیوں نے قلعہ ”قنبیل“ کا محاصرہ کر دیا، محصوروں نے اس بات احساس کر کے کہ اب اس قلعہ کو عیسائیوں سے بچانا دشوار ہے امان طلب کر لی اور اہل و عیال اور مال و اسباب لے کر قلعہ کو دشمنان اسلام کو حوالہ کر کے نکل کھڑے ہوئے، اہل قلعہ کے نکلتے ہی قرب و جوار کے سارے باشندوں میں ہل چل سی مچ گئی اور وہ سب بھی اپنا بھرا پر گھریا چھوڑ کر جان و عزت کے خوف سے بھاگ نکلے۔

مزید عیسائی فتوحات: پھر دشمنان اسلام نے بہت سے قلعوں مثلاً قلعہ مشاقہ اور قلعہ لوزدہ وغیرہ پر قبضہ کر لیا۔ اور اس علاقوں پر آئے دن طرح طرح کی مصیبتیں ڈالنے لگے، اس وقت ایسا کوئی شہر نہ تھا کہ یہ اس طرف گئے ہوں اور اس کا استیصال نہ کیا ہو یا جس جانب کا رخ کیا ہو اور اس جانب وادوں نے ان کی اطاعت قبول نہ کی ہو، گویا کہ فتح مندی ان کے ساتھ تھی۔

عیسائیوں کا ایجنٹ ابو عبد اللہ: باوجود اس قوت و شوکت کے عیسائیوں نے ایک چلتا ہوا ڈرامہ یہ تصنیف کیا کہ سلطان ابو عبد اللہ کو اس کی قید میں تھا اور کٹھ پتلی کی طرح ان کے اشاروں پر ناپنے لگا تھا مال و اسباب اور خلعت اور فوج دے کر مشرقی بسطہ کی جانب رخصت کیا اور یہ اعلان کر دیا کہ مسلمانوں میں سے جو شخص سلطان ابو عبد اللہ کے علم حکومت کے تحت آ جائے گا، اور جو مسلمان اس کے مطیع ہوں گے وہ سب کے سب اس صبح و رعبہ میں داخل ہوں گے سلطان ابو عبد اللہ اور عیسائی حکمرانوں کے درمیان ہے۔

صلح پسندی اور کمزوری کا بہانہ اور عیسائیوں سے اتحاد: سلطان ابو عبد اللہ عیسائی حکمرانوں سے رخصت ہو کر پہلے ”ممدش“ کی طرف آیا اہل بش اس ظاہر خوش خبری سے محفوظ ہو کر سلطان ابو عبد اللہ کے علم حکومت کے مطیع ہو گئے تمام کوچہ اور بازاروں میں امان کا اعلان کر دیا گیا لوگ جوق در جوق سلطان ابو عبد اللہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے لگے رفتہ رفتہ اس کا اثر سرزمین بیازین (غرناطہ کے مضافات) تک پہنچ گیا، غرناطہ کے

باشندے دو فرقہ پر تقسیم ہو گئے کچھ لوگوں نے صلح پسندی اور حکومت اسلامیہ کے ضعیف ہو جانے کی وجہ سے سلطان ابو عبد اللہ کی حکومت کی اہمیت قبول کر دی اور بعض لوگوں نے اس سے اختلاف کیا، اور آپس میں اتنا اتفاق بڑھا کہ وہ ایک دوسرے کی بربادی کی فکر کرنے لگے۔

بیازین اور قلعہ والوں کی لڑائی:۔ اہل قلعہ نے اہل بیازین پر پتھر برسائے اور اہل بیازین نے بھی اس کا ترکی جواب دیا، غرض ان دو قبیلہ اندیشوں نے آپس میں خون بہہ کر اپنی مجموعی قوت کو رفتہ رفتہ کمزور کر لیا اور عیسائیوں کو اپنے ملک پر قبضہ کرنے کا اچھا خاصہ موقع دے دیا اس برباد کن واقعہ کی بنیاد (۳) ربیع الاول ۸۹۱ھ اور ۱۴۸۶ھ سے پڑی اور مسلسل نصف جمادی الاولیٰ تک یہ فتنہ و فساد جاری رہا۔

زغل اور ابو عبد اللہ کی امید صلح:۔۔۔۔۔ اس دوران یہ خبر ملی کہ سلطان ابو عبد اللہ جس کی اطاعت اہل بیازین نے قبول کی تھی لوشہ کی طرف آیا ہے اور ”لوشہ“ میں اس امید سے داخل ہوا ہے کہ اس کی رہنے چچا زغل یعنی قلعہ غرناطہ کے حاکم سے اس شرط پر مصالحت ہو جائے گی حکومت کی باگ ڈور اس کے چچا زغل کے قبضہ میں رہے اور اس کا بھتیجا ابو عبد اللہ اس کے تحت حکومت اور سایہ عاطفت میں جس علاقے میں چاہے یا لوشہ ہی میں حکمرانی کرے اور دشمنان اسلام کے مقابلے میں دونوں پوری قوت سے میدان جنگ میں آئیں۔

کسٹائل کا حملہ:۔ اہل غرناطہ اسی خوشی کن خیال میں مستغرق تھے کہ والی قشتالہ (کسٹائل) ایک بڑی فوج لے کر لوشہ پر یلغار کر کے پہنچ گیا جہاں پر سلطان ابو عبد اللہ آیا ہوا تھا اور نہایت حزم و احتیاط سے محاصرہ کر لیا اہل غرناطہ وغیرہ اس خیال سے کہ کہیں اس میں کوئی چال نہ ہو اہل لوشہ کی مدد کے لئے نہ آئے صرف چند لوگ بیازین کے جو کہ پہلے سے جہاد کے لئے آئے ہوئے تھے لوشہ بچانے کے لئے لوشہ میں موجود تھے۔

لوشہ پر کسٹائل کا قبضہ:۔۔۔ مگر اہل لوشہ میں اتنی قوت کہاں تھی کہ وہ اپنے آپ حفاظت کر سکتے لہذا مجبور ہو کر والی قشتالہ سے اپنے جان و مال اور اہل و عیال کی امان حاصل کر کے لوشہ کو حمله آور کے حوالے کر دیا چنانچہ والی قشتالہ نے چھبیسویں جمادی الاولیٰ ۸۹۱ھ اور ۱۴۸۶ھ میں لوشہ پر قبضہ کر لیا اور اہل لوشہ ہجرت کر کے غرناطہ چلے آ گئے مگر سلطان ابو عبد اللہ لوشہ ہی میں مقیم رہا اس سے اہل غرناطہ کو مکمل یقین ہو گیا کہ لوشہ پر عیسائیوں کا قبضہ سلطان ابو عبد اللہ کی سازش سے ہوا ہے اور یہ ”گوشہ“ میں عیسائیوں کو قبضہ دلانے کی غرض سے آیا تھا چنانچہ اہل ”بیان“ اور ”غرناطہ“ والوں سے اس بات پر بحث و مباحثہ ہوا جس سے وہ راز جو دلوں میں پوشیدہ ابو عبد اللہ کے ساتھ اپنے دار الحکومت واپس چلا گیا۔

کسٹائل کی بیرہ پر فوج کشی:۔۔۔۔۔ جمادی الثانی میں بیرہ کی فصیل کو ایک طرف سے توڑ ڈالا اہل ”بیرہ“ نے گھبرا کر خوف کی وجہ سے امان طسب کی اور شہر کو حاکم ”قشتالہ“ کے حوالہ کر کے ”غرناطہ“ چلے آئے اور اس کے بعد قلعہ شکن کے ساتھ بھی یہی واقعہ پیش آیا اہل قلعہ نے پہلے ہاتھ پاؤں مارے لیکن قضا (تقدیر کو ان کی فتح منظور نہ تھی اس لئے اپنے ہر اداروں میں ناکام رہے اور آخر کار قلعہ کی چابیاں عیسائیوں کے حوالے کر کے ”غرناطہ“ چلے آئے اور اہل قبصیرہ نے بل جہد و جہد اور بغیر کسی لڑائی کے اطاعت قبول کر لی۔ اور حملہ آور فریق کو قبصیرہ ”سپر دکر کے“ ”غرناطہ“ کی طرف نکل کھڑے ہوئے۔

سینٹ فرید اور صحرہ پر قبضہ:۔۔۔۔۔ یہ مقامات فتح کر لینے پر دشمنان اسلام ”سینٹ فرید“ پر چڑھ آئے اور چاروں طرف سے گھیر کر آتش بازی شروع کر دی اور لشکروں کے رہنے کے مکان جلادئے چنانچہ اہل شہر نے امان حاصل کی اور ”غرناطہ“ میں ہجرت کر آئے اس کے بعد عیسائیوں نے ”صحرہ“ کی طرف کوچ کیا اور اس پر بھی قبضہ کر لیا۔

والی قشتالہ اور ابو عبد اللہ کا معاہدہ:۔۔۔ اس کے بعد حاکم ”قشتالہ“ نے ان قلعوں اور مقامات کو آلاست حرب، رسد غلہ اور فوج سے مضبوط اور مستحکم کیا اور ”غرناطہ“ کے محاصرہ کے لئے سلطان ابو عبد اللہ بھی اس کے ساتھ تھا ”قشتالہ“ میں واپس آ کر حاکم ”قشتالہ“ نے سلطان ابو عبد اللہ سے جو اس کی قید میں تھا یہ معاہدہ کیا کہ جو شخص ابو عبد اللہ کا مطیع ہوگا، اس کی حکومت کی خیر خواہی کرے گا اس کو پورے طریقہ سے امان دیا جائے گا اور اس کے ساتھ یہ بھی اعلان کر لیا کہ اس سے پہلے جو شہر اسلامیہ کی جانب پیش قدمی کی گئی وہ اس وجہ سے کہ بادشاہ فرانس سے ناجائز ہو گئی تھی۔

سلطان ابو عبد اللہ کا اعلان بادشاہت:۔۔۔ چنانچہ سلطان ابو عبد اللہ ”بلش“ کی طرف آیا اور اس بات کو ظاہر کرنے لگا کہ جو شخص میری حکومت

کا مطیع ہو جائے گا وہ آئندہ عیسائیوں کے ہاتھوں سے محفوظ رہے گا کیونکہ میرے پاس عیسائی سلاطین کے عہد نامے ہیں مگر مسلمانوں نے ان سے اس کو جھانسنے کی تصویر یہ دیکھی اور کسی نے ذرا بھی اس طرف توجہ نہ کی مگر چند گنے چنے لوگ مثلاً اہل "بیازین" وغیرہ اس جھٹے میں آ گئے اور انہوں نے بومبد، بند کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا چنانچہ (اہل بیازین اور اہل غرناطہ کی گفت و شنود شروع ہوئی، بظاہر مراسم و اتحاد قائم کرنے کی گفتگو ہوتی تھی مبینہ لوگوں میں کینہ و نفرت دبھرا ہوا تھا۔

ابو عبد اللہ بیازین ۱۶ شوال ۸۹۱ھ کو غفلت کی حالت میں سلطان ابو عبد اللہ "بیازین" چلا گیا اور تمام بازاروں میں صلح کی منی کر دیں مگر "اہل غرناطہ" نے پھر بھی اس کو تسلیم نہ کیا اور جواب دیا کہ یہ معاہدہ صلح بھی "لوشہ" کے صلح نامہ کی طرح ہوگا۔

آپس کی لڑائی اور دشمن کا حملہ۔ اس وقت سلطان ابو عبد اللہ کا چچا "زغل" حمراء میں تھا اور ہر فریق اپنے بنائے ہوئے بادشاہ کی طرف داری میں کمال جدوجہد مصروف ہو گیا آہستہ آہستہ بحث و مباحثہ نے لڑائی کی صورت اختیار کر لی اور حاکم "قشتالہ" کو موقع مل گیا اور "اہل بیازین" کی مدد کے لئے فوج بھیج دی اور آلات حرب رسد و غلہ روانہ کیا۔ چنانچہ بہت بڑی جنگ کا دروازہ کھل گیا قتل و غارت کی کوئی حد نہ تھی۔ ۲۷ محرم ۸۹۲ھ تک یہ سلسلہ جاری رہا۔

مسلمانوں کا معاہدہ اتحاد: آخر کار "اہل غرناطہ" نے بزور تیغ جبراً بیازین پر قبضہ کر لینے کا ارادہ کر لیا چنانچہ حاکم "غرناطہ" نے، وادی آش، مرتبہ، منکب، بلش اور مالقہ سے مسلمانوں کو جمع کیا سب سے اتفاق اور اتحاد کی قسمیں لیں کہ آئندہ دشمنان اسلام زرا بھی قدم بڑھائیں گے سب کے سب متفق ہو کر لڑیں گے۔

والی قشتالہ کی موقع شناسی: حاکم "بیازین" (سلطان ابو عبد اللہ) کو اس سے خطرہ پیدا ہوا چنانچہ حاکم "قشتالہ" کے پاس یہ واقعات لکھے۔ ۱۱ھ حاکم "قشتالہ" تو ایسے وقت کا منتظر تھا فوجیں تیار کر کے "بلاد اسلامیہ" کو ختم کرنے کی غرض سے "اطراف بلش" کی طرف کوچ کر دیا اور ادھر حاکم "بیازین" نے اپنے وزیر کو "مالقہ" و "قلعہ منشاق" کی طرف عیسائی سلاطین کے عہد ناموں کو لے کر روانہ کر دیا۔ چنانچہ "اہل مالقہ اور قلعہ منشاق" کی وجہ سے حاکم قشتالہ "سلطان ابو عبد اللہ" کے مطیع ہو گئے۔

بلش پر عیسائی حملہ: اس کے بعد سرداران "مالقہ" اور اہل بلش نے ایک جلسہ میں جمع ہو کر سلطان ابو عبد اللہ کی اطاعت قبول کرنے پر بحث و مباحثہ کیا لیکن کوئی نتیجہ نہ نکلا اور نہ وہ اپنے عہد و اقرار سے پھرے اور نہ یہ اس کے مطیع ہوئے۔ ۱۲ ربیع الثانی ۸۹۳ھ میں بادشاہ "قشتالہ" نے "بلش" اور "مالقہ" پر قبضہ کرنے کی غرض سے فوج کشی کی حاکم "غرناطہ" یہ خبر پا کر فوج اور مجاہدین وادی آش کے ساتھ ۲۴ ربیع الثانی کو "بلش" کی مدد کو پہنچی مگر دشمنان اسلام کے لشکر نے اسدای لشکر کے پہنچنے سے پہلے "بلش" کا محاصرہ کر لیا تھا اور خشکی و دریا کے راستے روک لئے تھے۔

مسلمانوں کی شکست: غازیان اسلام نے ایک پہاڑ پر جو کہ عیسائی لشکر کے سامنے تھا اپنا مورچہ قائم کیا بے ترتیبی کے ساتھ جب کہ عیسائیوں نے "بلش" پر حملہ کیا اور عیسائیوں پر حملہ آور ہوئے اتنے میں یہ خبر ملی کہ اہل غرناطہ نے حاکم بیازین (سلطان ابو عبد اللہ) کی حکومت و امارت کو تسلیم کر لیا اس خبر کا مشہور ہونا تھا کہ زغل (سلطان غرناطہ) کی فوج کے ہاتھ کے طوطے اڑ گئے اور بہت تیزی سے بھاگ کھڑی ہوئی حالانکہ عیسائیوں کو لگھب لگھب سے سخت تشویش پیدا ہو گئی تھی چونکہ روز ازل سے اس جنگ میں شکست کھانا مسلمانوں کی قسمت میں لکھ گیا تھا۔ چنانچہ شکست لے کر "غرناطہ" کی طرف آئے تو اہل غرناطہ نے سلطان غرناطہ کی مخالفت کا اعلان کر دیا مجبوراً وادی آش کی جانب چلے گئے۔

عیسائیوں کا دوبارہ حملہ اور فتح: عیسائیوں نے اس بات کا احساس کر کے اپنے ساتھ اس فوج سے جس کو اہل غرناطہ اور مجاہدین وادی آش کے مقابلہ کے لئے مرتب کیا تھا "بلش" پر حملہ کر دیا اور قتل و غارت کرتے ہوئے گھس پڑے بہت بڑی خونریزی ہوئی اور ناکامی کے ساتھ شمر سلمیہ کو شکست نصیب ہوئی اہل بلش نے انتہائی جدوجہد سے امان حاصل کی اور جمعہ کے دن ۱۰ جمادی الاولیٰ ۸۹۳ھ کو بلش سے دست بردار ہو کر نکل

کھڑے ہوئے بلش کے فتح ہونے سے پورے مشرقی علاقے مالقہ اور قلعہ قمارس عیسائیوں کے دائرہ حکومت میں داخل ہو گئے۔

مالقہ پر عیسائی محاصرہ۔ اس کے بعد دشمنان اسلام نے مالقہ کا محاصرہ کیا۔ اہل مالقہ نے اس سے پہلے حاکم ”بیازین“ (سلطان بومبد اللہ) اطاعت قبول کر دی تھی اور اس اعتبار سے گویا صلح میں داخل ہو گئے تھے۔ جس وقت عیسائیوں نے بلش پر قبضہ کر لیا تھا اہل مالقہ نے اخلاص مندی کے ساتھ اپنے سپہ سالار کو وزیر سالی بیازین کے ساتھ ہدایاء و تحائف لے کے حاکم قشتالہ کے پاس روانہ کیا تھا مگر حاکم قشتالہ نے ذرا بھی اس طرف توجہ نہ کی وجہ یہ تھی کہ وہ فارہ جو کہ مالقہ کا قلعہ تھا اس وقت تک حاکم وادی آش کی حکومت کا مطیع تھا۔ چنانچہ حاکم قشتالہ نے مالقہ پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ خشکی سمندری راستے بند کر دیئے۔

عیسائیوں کی ابتدائی ناکام کوششیں: مدتوں محاصرہ اور جنگ کا سلسلہ قائم رہا مگر محاصروں کی ایک بھی پیش نہ گئی اور نہ ان کے سرنگوں اور بروج آتشبار نے کام دیا اور نہ ان کے توپ خانہ کی گولہ باری نے قلعہ کو فتح کیا تمام سرزمین اندلس کے نانی گرامی عیسائی جب آدرا اور صف شن دراور مالقہ کے شہر پناہ پر جمع تھے لیکن یہ قلعہ کسی طرح سر نہ ہوسکا۔

بھوک پیاس اور پیغام صلح: آخر کار طول حصار کی وجہ سے غلہ ختم ہو گیا سخت بھوک کی وجہ سے محاصرین نے جانوروں گھوڑے اور اور فچروں کو کھانا شروع کیا مگر حرف اطاعت زبان پر نہ لائے سرحدی اسلامی سلاطین کو اپنی کمک پر بلایا اور اپنی زبوں حالت لکھی کسی نے کچھ نہ سنا کسی میں ہمدردی کا اثر پیدا ہوا۔ چنانچہ اہل شہر نے ان مصیبتوں پر بھی صبر کیا اور استقلال کے ساتھ اپنے حریف کے مقابلہ پر اڑے رہے۔ پھر جب کمزوری، ناتوانی اور فاقہ کشی سے تنگ آ گئے بیرونی مدد کی توقع جاتی رہی تو صلح کا پیغام دے دیا حاکم قشتالہ نے کہلویا کہ تم نے اس وقت امان طلب کی ہے جب تم اپنا زور ختم کر چکے ہو، فاقہ کشی سے تنگ آ گئے ہو، بیرونی امداد سے ناامید ہو گئے ہو اور اپنی تمھیں موت کا یقین ہو گیا ہے لہذا تمہاری سزا یہ ہے کہ تم لوگ بغیر کسی شرط کے قلعہ کی چابیاں ہمارے حوالے کر دو اور شہر پناہ کے دروازے کھول دو، ہم تمہارے اور تمہارے سلطان کے ساتھ اچھا معاملہ کریں گے۔

عیسائیوں کا شیوہ دھوکہ بازی: چنانچہ اہل شہر نے گھبرا کر شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے قلعہ دار نے چابیاں قلعہ کی حوالہ کر دیں عیسائیوں نے شہر میں داخل ہوتے دھوکہ دے کر جیسا کہ ان کا شیوہ ان سب کو گرفتار کر لیا یہ واقعہ ماہ شعبان کے آخر ۸۹۲ھ کا ہے فتح مند گروہ نے دوسرے دن شہریوں کے بارے میں یہ حکم صادر کیا کہ جو کچھ مال و متاع ان کے پاس اس وقت موجود ہے وہ ابھی دے دیں اور اتنا ہی مال آٹھ مہینے کے عرصہ میں ادا کریں ورنہ ہمیشہ کے لئے غلامیت قبول کر لیں چنانچہ شہریوں کی ایک فہرست تیار کی گئی پھر جانچ پڑتال کرنے کے بعد سب کو شہر سے نکال دیا گیا۔

مالقہ پر نمونہ قیامت دن: مسلمانان مالقہ کے لئے یہ دن نمونہ قیامت سے کم نہ تھا ضیف العمر، فاقہ کش مردوں، بے کس و بے پناہ عورتوں کی بہت بڑی جماعت لٹے ہوئے قلعہ کی طرح حسرت و پیاس کے ساتھ مالقہ کے در و دیوار کو دیکھتے ہوئے ”سیواٹیل“ کی جانب نکل گئی اور ختم ہونے کے بعد باقی فدیہ ادا نہ کرنے کی وجہ سے عہد نامہ کی رو سے پندرہ ہزار آدمی ہمیشہ کے لئے نسل بعد نسل غلام قرار دے دیئے گئے۔

بلش پر عیسائی قبضہ: ۸۹۳ھ اور ۱۴۰۶ء میں والی قشتالہ بلش وغیرہ کی جانب بڑھا۔ اہل بلش نے صلح کی حجت پیش کی مگر والی قشتالہ نے صلح کی حجت نہ مانی اور اس پر بھی قبضہ کر لیا۔ اتنی فتوحات طاقت یا کمزور فریب کے ذریعے کرنے کے بعد والی قشتالہ اپنے دار الحکومت واپس چلا گیا۔ پھر اگلے سال ماہ رجب ۸۹۴ھ اور ۱۴۰۸ء میں بسطہ کے قابض قلعوں کو فتح کرنے آیا اور چند لڑائیوں کے بعد فتح کر کے قابض ہو گیا۔

بسطہ پر عیسائی حملہ: اس کے بعد بسطہ پر حملہ آور ہوا وادی آش کے حاکم (زغل) نے والی قشتالہ کے مورچہ قائم کرنے کے بعد وادی آش، مر یہ، منکب اور بشرات کی فوجوں کو اپنے ایک نامور سپہ سالار کی کمان بچانے کے لیے روانہ کیا مسلمانوں اور عیسائیوں میں سخت اور خونریز جنگ ہوئی نتیجہ یہ نکلا کہ عیسائیوں کو بسطہ کے قریب جانا نصیب نہ ہوا اور نہ وہ اس کا محاصرہ کر سکے رجب، شعبان اور رمضان اسی طرح سے گزر گئے۔

مسلمانوں کی رسد بندی: شوال کے مہینے سے دشمنان اسلام نے محاصرے میں شدت اور جنگ میں سختی شروع کی ذیقعدہ و رذی الحجہ میں

بڑے بڑے ہونے اندرون شہر سے اہل شہر حملہ آوروں سے مقابلہ کر رہے تھے اور باہر سے وادی آش کے حاکم کی فوجیں حمہ آوروں کا محاصرہ کرنے کی کوشش رہی تھیں اور حملہ آور چونکہ زیادہ تھے اس لئے دونوں کا مقابلہ کر رہے تھے ذی الحجہ کے آخر میں محاصرہ کی تکلیف کے ساتھ کی نہ دوسرہ کی بھی شکایت بڑھ گئی بیرونی آمد و رفت عیسائیوں نے مسدود کر دی تھی۔

صلح کی گفتگو محصورین کا یہ خیال تھا کہ موسم سرما آنے پر حملہ آور محاصرہ اٹھا کر خود بخود واپس چلے جائیں گے مگر یہ خیال ان کا غلط نکلے اور وادی قشتالہ نے قیام کا حکم دے دیا، اور گزشتہ توح کے علاقوں کو تاخت و تاراج کرنے لگا انجام کار اہل شہر نے تنگ آ کر صلح کی گفتگو شروع کی چند عیسائی سردار شہر کی حالت دیکھنے کے لئے گفتگو کے پہلے سے شہر میں آئے۔ اہل شہر نے ان کو غلہ وغیرہ کی کمی محسوس ہونے نہ دی۔

اطاعت کی ذلت کے ساتھ صلح: چنانچہ عیسائیوں نے یہ خیال کر کے کہ ابھی اہل شہر میں ہر قسم کی قوت مقابلہ کی ہے صرف اہل بسطہ کو مان دی اور اہل وادی آش منکب، مریہ، اور بشرات کو جنہوں نے ان کی مدد کی تھی اس شرط سے کہ وہ بلا کسی تحریک کے شہر حوالہ کر دیں گے "امان دے دی" اور اگر ایسا نہ کریں گے تو ان کو امان نہیں دی جائے گی۔ اہل شہر نے پہلے تو ان شرائط کو منظور نہ کیا۔ اور خط و کتابت کا سلسلہ طویل ہو گیا پھر اہل شہر نے یہ خیال کر کے کہ کہیں اصلی راز نہ ظاہر ہو جائے شرائط مذکورہ پر صلح کو لی اہل بسطہ، وادی آش، مریہ، منکب اور بشرات اس معاہدے کے مطابق دشمنان اسلام کے مطیع بن گئے۔

بسطہ سے مسلمانوں کا انخلا..... دسویں محرم ۸۹۵ھ اور ۱۴۸۹ء یوم جمعہ کو عیسائیوں نے قلعہ بسطہ میں قدم رکھا اور قابض ہو گئے اور اعدان کو دیا کہ جو شخص اپنی جگہ پر رہ جائے گا اس کو امن ہے اور جو شخص بغیر اسلحہ صرف اپنا مال و متاع لے کر اس کو بھی امن ہے غرض قلعہ بسطہ پر قبضہ کرنے کے عیسائیوں نے مسلمانوں کو قلعہ بسطہ سے نکال کر مضائقہ بسطہ میں آباد کر دیا۔

وادی آش اور اکثر اندلس پر عیسائی قبضہ:..... اس کے بعد وادی قشتالہ نے "مریہ" کا رخ کیا اہل مریہ نے بھی اطاعت قبول کر لی رفتہ رفتہ اسی طرح سارے اسلامی علاقوں پر عیسائیوں کا تسلط قائم ہو گیا۔ وادی آش کا حاکم زغل جب ان کی اس بڑھتی ہوئی ترقی کو روک نہ سکا تو اس نے بھی وادی قشتالہ سے مصالحت کر لی اور صفر کے شروع میں اپنے سارے قلعے دشمنان اسلام کو حوالہ کر دیئے۔ چنانچہ چشم زدن میں ان تمام علاقوں پر جو وادی وادی آش تحت حکومت میں صلیبی جھنڈا لہرانے لگا۔

غرناطہ کو خالی کرنے کا الٹی میٹم: اس وقت مسلمانوں کے قبضہ میں صرف غرناطہ باقی رہ گیا تھا جس پر سلطان ابو عبد اللہ جو عیسائیوں کے اشارے پر کچھ تپسی کی طرح حرکت کرتا تھا حکومت کر رہا تھا۔ اور اپنے حریف چچا زغل کی مغروالی اور عیسائیوں سے اس شکست کھانے کی خبریں سن کر مارے خوشی کے پھولے نہ سماتا تھا اور اسی نے اس کو بے دست و پا کرنے کی کوشش کی تھی وادی قشتالہ (فرڈنڈی) نے سلطان ابو عبد اللہ کو کہلوا یا کہ "آپ بھی تعدہ احراء کو خالی کر دیں جس طرح آپ کے چچا نے اپنے علاقے میرے حوالہ کر دیئے ہیں اس کے بدلے مجھ سے بہت سامان و دوست لے لو اور اندلس کے جس شہر میں چاہو بیٹھ کر آرام سے میرے زیر اثر حکومت کرو۔

ابو عبد اللہ کا عیسائیوں سے معاہدہ: مؤرخین لکھتے ہیں کہ سلطان ابو عبد اللہ نے عہد نامہ میں یہ بھی شرط لکھ دی تھی کہ اگر عیسائی حکمران زغل کے سارے علاقوں پر قبضہ کر لیں گے تو میں بھی بغیر کسی بہانے کے خود بخود غرناطہ حوالے کر دوں گا۔ چنانچہ اسی شرط کی بنا پر وادی قشتالہ نے زغل کے علاقے فتح کرنے کے بعد بطور یاد دہانی یہ تحریک پیش کی اور فوجیں تیار کر کے حمراء پر قبضہ کے لئے خروج کیا۔

طے شدہ سازش اصل یہ ہے کہ سلطان ابو عبد اللہ اور بادشاہ قشتالہ میں آپس یہ معاملہ پہلے سے طے ہو چکا تھا اسی وجہ سے علیٰ عموم اس کو کارفرمان کا خیر خواہ، در قوم و ملک کا دشمن سمجھتے تھے۔ بہر کیف اصلیت جو کچھ بھی ہو سلطان ابو عبد اللہ نے غرناطہ کے رؤساء، امراء، اراکین و دوست، سرداران شکر اور علماء کو ایک خاص مجلس میں جمع کر کے وادی قشتالہ کا پیغام ظاہر کیا اور یہ بھی کہا کہ اس تحریک کا بانی میرا چچا زغل ہے کیونکہ اس نے عیسائی بادشاہ کی

اطاعت قبول کر کے غرناطہ پر قبضہ کے لئے ان کو ابھارا ہے موجود حالت میں دو صورتیں ہیں والی قشتالہ کی اطاعت قبول کرنا یا ان سے جنگ کرنا۔

غرناطہ کے باسی جنگ پر تیار۔۔۔ حاضرین نے بالاتفاق جنگ کی رائے دی اور تیاری میں مصروف ہو گئے۔ اتنے میں والی قشتالہ عیسائی فوجوں کوے کر میدان غرناطہ پہنچ گیا اور اہل غرناطہ کو کہلا بھیجا ”بہتر یہ ہے کہ تم لوگ میری اطاعت قبول کر لو ورنہ تمہاری کھیتیاں اور ہرے بھرے باغ برباد کر دوں گا“ اہل غرناطہ پھیلادیا جنہوں نے جانوروں کی طرح پھیل کر ساری کھیتیاں اور میوہ جات کے باغات نوچ گھسٹ کر پھیل میدان بنادئے۔ یہ واقعہ ماہ رجب ۸۹۵ھ ۱۴۸۹ء کا ہے اس کے بعد مسلمانوں اور عیسائیوں میں بہت لڑائیاں ہوئیں۔ بعض قلعے ان لڑائیوں کی نذر ہو گئے برج ہمدان اور ملاحہ پر عیسائیوں نے قبضہ کر کے اس کو فوج اور آلات حرب سے خوب مضبوط مستحکم کیا اور اپنے اپنے علاقوں کی جانب لوٹ گئے۔

بزدل کے بجائے باہمت سلطان غرناطہ۔۔۔۔۔ اہل شہر کی مردانہ ہمت سے سلطان ابو عبد اللہ کی بھی کمر ہمت بندھی اور وہ بھی جنگ پر تیار ہو کر ان لوگوں ساتھ جو اس وقت اس کے لشکر میں تھے شمشیر بکف دشمنان اسلام کے علاقہ کی طرف بڑھا اور بعض قلعوں کو جو کہ عیسائیوں کے قبضہ میں تھے بزور تیغ فتح کر کے عیسائیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

مسلم فتوحات اور اسلامی دور دورہ:۔ اس نے مسلمانوں کو اس میں آباد کیا اور لوٹ کر غرناطہ گیا۔ پھر تیاری کر کے ”بشرات“ کی جانب کوچ کی اس کے بعض دیہاتوں اور قصبوں کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ عیسائی اور مرتدین مکانات چھوڑ چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ پھر قلعہ اندرش پہنچ گیا اور وہاں سے عیسائی جھنڈا اکھاڑ کر مھینکد یا اور اسلامی جھنڈا گاڑ دیا۔ اہل بشرات نے یہ رنگ دیکھ کر گردن اطاعت جھکا دی۔

زغل کی طرف پیش قدمی:۔ اسلام اور مسلمانوں کا دور دورہ پھر شروع ہو گیا۔ عیسائیوں کی غلامی اور اطاعت سے مسلمانوں کا آزادی حاصل ہوئی۔ انہیں مقامات میں سے کسی گاؤں میں سلطان ابو عبد اللہ کا چچا ابو عبد اللہ محمد بن سعد معروف بہ زغل اپنے چند آدمیوں کے ساتھ مقیم تھا۔ وہ شعبان میں اہل غرناطہ نے اس بنا پر اس کا بھی رخ کیا کہ اس نے مال و دولت کی لالچ میں کفار سے مصالحت کر کے اپنے علاقوں کو ان کے حوالہ کر دیا تھا۔ زغل نے یہ خبر پا کر مریہ میں جا کے پناہ لی۔

فتوحات اسلامی میں رکاوٹ:۔۔۔ بشرات کے علاقے تاحدود برجہ سلطان ابو عبد اللہ کے زیر تسلط آ گئے۔ اس وقت مسلمانان غرناطہ کا جوش و خروش اور اتفاق با واز بلند کہہ رہا تھا کہ اگر چند دن یہ حالت باقی رہی تو کم از کم غرناطہ کا ایک مرتبہ عالم شباب پھر آنے والا ہے۔ مگر افسوس ہے یہ ایک سنبھال تھا جس طرح مدتوں کا یہاں جسکے تمام قوائے نفسانی اور اعضائے جسمانی پر بیماری کا تسلط ہو جاتا ہے اور طبیعت جو کہ مدبر اور سلطان بدن ہے مرض کے مقابلے غازی ہو کر تمام بدن سے سمٹ کر دل میں آ جاتی ہے اور کام کرنا چھوڑ دیتی ہے اس سے مریض موت کے قریب ذرا سنبھل جاتا ہے چہرے کی رزئی پر سرنخی کے خطوط عیاں ہو جاتے ہیں ہنستا ہے بولتا ہے اس کے اعزہ اقارب بظاہر صحت و تندرست سمجھتے ہیں مگر تھوڑی دیر کے بعد اچانک قلب کی حرکت رک جاتی ہی اور وہ سم توڑ دیتا ہے۔

افسوسناک نا اتفاقی، حسد اور غداری:۔ اسی طرح مسلمانوں کا یہ آخری سنبھالا تھا، نا اتفاقی اور حسد نے دلوں میں گھر کر لیا تھا بربادی اور تباہی کی گھنگور گھنسا سر پر چھائی ہوئی تھی اس مرتبہ سلطان ابو عبد اللہ کے چچا زغل نے عیسائیوں کو ابھارا اور ان کے دلوں پر یہ نقش کر دیا کہ اہل غرناطہ کا یہ جوش و دودھ کا سربال ہے اٹھا اور ختم ہو گیا، چنانچہ ماہ رمضان میں عیسائیوں نے قلعہ اندرش کو مسلمانوں کے قبضہ سے پھر چھین لیا اس مہم میں عیسائیوں کے ساتھ ”زغل“ بھی تھا۔

قلعہ ہمدان پر قبضہ:۔ اس واقعہ سے پہلے سلطان غرناطہ نے ہمدان کی طرف قدم بڑھایا۔ ہمدان میں اس وقت کسی چیز کی کمی نہ تھی فوج بھی حسب ضرورت موجود تھی غلہ اور آلات حرب بھی خوب تھے اہل غرناطہ نے پہنچتے ہی محاصرہ کر لیا قلعہ شکن توپیں لگا دیں برج اول، دوم اور سوم کو توڑ کر قلعہ پر حملہ کیا قلعہ کی فصیصیں اگرچہ فولادی تھیں مگر مسلمانوں نے اس قدر اس پر گولہ باری کی بہت جلد اس میں ایک بڑا سا شگاف ہو گیا اسلامی فوجوں

نے گھس کر اہل قلعہ کو جس کی قعدہ اور تقریباً دو سو تھی گرفتار کر لیا جتنا مال و اسباب اور آلات حرب تھے سب پر قابض ہو گئے۔

شلوبانیہ کا محاصرہ: ماہ رمضان کے آخر میں بادشاہ غرناطہ نے منکب کارخ کیا۔ شہر ”برشلوبانیہ“ پر پہنچتے ہی بعد ہلکے سے محاصرے کے قبضہ کر لیا۔ قلعہ والے برابر لڑتے رہے یہاں تک دریا کے راستے مالقہ سے امدادی فوج آ گئی۔

وادئ آتش سے مسلمانوں کی انخلا: اس دوران یہ خبر ملی کہ بادشاہ قشتالہ اپنی فوج کے ساتھ میدان غرناطہ میں آ گیا سلطان غرناطہ یہ سنتے ہی قلعہ ”شلوبانیہ“ سے محاصرہ اٹھ کر کوچ و قیام کرتا ہوا تیسری شوال کو عیسائیوں کا نڈی دل لشکر پہنچنے کے بعد غرناطہ پہنچ گیا عیسائیوں نے برج مداحصہ اور ایک اور برج کو منہدم کر کے آٹھویں روز ”وادئ آتش“ کارخ کیا اور وادئ آتش پہنچ کر مسلمانوں کو جلا وطن کر دیا ایک شخص بھی اس کا نام یواسی گوشہ شہر میں نہ رہا۔ اس کے ساتھ قلعہ اندرش کو بھی زمین دوز کر کے اپنے ملک کی جانب لوٹ گئے۔

سلطان ”زغل“ کی روانگی: سلطان زغل یعنی ابو عبد اللہ محمد بن سعدان واقعات کو آنکھوں سے دیکھ کر سرحد خشکی کی طرف چل دیا، پہلے لوہران پہنچا کچھ عرصے یہاں قیام کر کے ”تلمسان“ چلا گیا اور وہیں رہنے لگا اس کے اہل و عیال بھی وہیں مقیم ہو گئے۔ یہ بوگ بنو سلطان اندلس کے نام سے معروف مشہور تھے۔

سلطان زغل کی عبرت انگیز زندگی: انگریزی مورخ لکھتے ہیں کہ سلطان فیض (فاس) نے اس کی آنکھیں نکالوائیں مگر سب وہاں پر عیسیٰ پتھر نہیں کرتے اور سداۓ مورخ اس کا ذکر نہیں کرتے میں اس بارے میں دوسرے قول کو سچا سمجھتا ہوں کیونکہ گھروالے ہی گھر کے احوال زیادہ جانتے ہیں، اسی وجہ سے میں نے سلطان زغل کے بقیہ حالات زنگی کو قلم بند نہیں کیا، وہی مورخ یہ بھی لکھتے ہیں کہ اس نے اپنی زندگی بھیک، ننگتے ہوئے، سر کی اور اس کی عبا پر عربی زبان میں لکھا ہوا تھا، میں ہوں اندلس کا بد نصیب بادشاہ مجھ سے عبرت لو، میں نے ان واقعات کو بھی کسی عربی زبان کی تاریخ میں نہیں دیکھا معلوم نہیں کہاں تک یہ روایت صحیح ہے۔

برشانہ کے حالات: اس کے بعد سلطان غرناطہ نے ”برشانہ“ کی جانب قدم بڑھائے اور محاصرہ کر کے قبضہ کر لیا جس قدر وہاں پر جو عیسائی موجود تھے ان سب کو گرفتار کر لیا مگر یہ قبضہ اور کامیابی عارضی تھی اس کے تھوڑے ہی دنوں کے بعد عیسائی حکمران جھرمت باندھ کر برشانہ چھڑنے کے لئے پہنچ گئے چنانچہ ماہ ذی قعدہ میں سلطان غرناطہ کو ان مقامات سے دست بردار ہونا پڑا پھر یہ علاقے مسلمانوں سے ایسے خالی ہو گئے کہ گویا بھی یہاں موجود نہ تھے۔

غرناطہ پر عیسائی محاصرہ: بارہویں جمادی الآخر ۸۵۶ھ اور ۱۴۹۰ء میں دشمنان اسلام غرناطہ کے ادارے سے لشکر تیار کر کے میدان غرناطہ میں پہنچ گئے کھیتیاں پال کر دیں، باغات اور اجاڑ دیئے دیہاتوں قصبوں کو ویران کر دیا، شہر پناہ کی فصیلیں کے مقابلہ پر دمدمے اور دھس بندھوئے خندقیں کھدائیں پورے سات مہینے محاصرہ اور جنگ کا سلسلہ قائم رہا چونکہ بشرات اور غرناطہ کے درمیان کوہ شلیمر کی طرف وال راستہ کھلا ہوا تھا۔ اس لئے مسلمانان غرناطہ کو اس طویل محاصرے سے سوائے روزانہ جنگ کے اور کوئی خاص تکلیف پہنچ سکی۔

غرناطہ کے شہریوں کا فرار: یہاں تک کہ موسم سرما آ گیا سردی اور برف نے راستے بند کر دیئے۔ رسد و غلہ کی کمی ہو گئی اور پر روزانہ جنگ اور محاصرہ کی شدت سے اہل غرناطہ تنگ آ گئے۔ ادھر عیسائیوں نے شہر کے بہت بیرونی حصوں پر قبضہ کر لیا اور مسلمانوں کو آمد و رفت اور زرعت وغیرہ سے روک دیا اس سے اہل غرناطہ کا حال اور زیادہ پتلا ہو گیا یہ واقعات ۸۹۷ھ ۱۴۹۱ء کے شروع کے ہیں اکثر شہری شدت فاقہ سے گھبرا کر بشرات کی جانب بھاگ گئے۔

غرناطہ کے محاصرے میں سختی: ماہ صفر میں عیسائیوں نے محاصرے میں سختی کر دی اور حتی الامکان ہر طرف کے راستے روک لئے۔ رسد و غلہ کی کمی قحط مہنگائی نے مسلمانوں کی رہی سہی قوت بھی فنا کر دی۔ عوام الناس متحد ہو کر علماء کی خدمت میں گئے اور انکی وساطت سے اہل حکومت، ارباب

شوری اور سلطان سے درخوست کی کہ ”دشمنان اسلام کی قوت روز بروز بڑھتی جا رہی اور ہم لوگ بے یار و مددگار ایسی بے کسی میں مبتلا ہیں کہ نہ پائے رفتن اور نہ جائے ماندن کا مضمون ہے ہم لوگ یہ سمجھتے تھے کہ موسم سرما کے آتے ہی دشمنان اسلام اپنے اپنے شہروں کو واپس چلے جائیں گے مگر ہمارا یہ خیال غلط ثابت ہوا انہوں نے کھیتیاں شروع کر دی ہیں بازار قائم کر لئے ہیں مکانات بنوائے ہیں اور روز بروز ہم سے قریب ہوتے جا رہے ہیں ایسی حالت میں اپنے اور اپنی اولاد کے لئے کیا طریقہ اختیار کریں؟“

قلعہ حمرہ اور مسلم انخلاء: سلطان ابو عبد اللہ نے اراکین حکومت کو ایک مجلس جمع کر کے عیسائیوں سے مقابلہ کرنے اور قلعہ حمرہ ان کے حوالے کر دینے کے بارے میں مشورہ کیا بالآخر سب نے یہ رائے قائم کی کہ قلعہ حمرہ عیسائیوں کے حوالے کر دیا جائے اور بنظر احتیاط ”وادی آش“ کے معاہدہ صلح کی زیادہ سخت اور مضبوط شرائط رکھی جائیں تاکہ عیسائیوں کو بد عہدی کا موقع نہ مل سکے چنانچہ تمام ارباب مشورہ کے اتفاق سے عہد نامہ لکھ گیا اور اہل غرناطہ کوٹ کر بادشاہ قشتالہ ”کودیدیا گیا اور بادشاہ نے ان شرائط کو منظور کر لیا اور سلطان غرناطہ نے حمرہ سے اپنا قبضہ اٹھایا۔

الحمرہ پر عیسائی قبضہ:..... ربیع الاول عیسائیوں نے بد عہدی کے خوف پانچ سو سردار ان غرناطہ کو بطور ضمانت اپنے لشکر میں نظر بند کر لیا اس کے بعد ہنستے ہوئے مسلمانوں کی حالت پر قہقہے مارتے ہوئے حمرہ میں قدم رکھا۔

عہد نامہ کی شرائط: عہد نامہ میں سڑھ شرطیں تھیں منجملہ ان کے ایک شرط یہ تھی کہ ہر بڑے چھوٹے کو اس کی جان اس کے مال اور اس کے اہل خانہ کو دیا جائے اور وہ لوگ اپنے اپنے مکانات اور محلوں میں اپنی اپنی جائیدادوں پر قابض رہیں گے اور ایک شرط یہ تھی مسلمانان غرناطہ اپنی شریعت پر قائم رکھے جائیں ان پر جو حکم کیا جائے وہ اپنی کی شریعت کے مطابق ہو اوقاف اور مسجدیں بدستور بحال رکھی جائیں کبھی کوئی عیسائی کسی مسلمان گھر میں نہ گھسے اور نہ مسلمانوں پر کوئی مسلم ہی حاکم مقرر کیا جائے۔ غرض اسی قسم کی بہت سی شرطیں تھیں جس سے اہل غرناطہ نے اپنے جان و مال اور مذہب کی حفاظت کرنا چاہی تھی مگر عیسائیوں نے تسلط کے بعد ان سب شرائط کو پس پشت ڈال دیا اور دن اس طرح بھلا دیا کہ کوئی وعدہ ہوا ہی نہ تھا جیسے کہ آپ ”نندہ پڑھیں گے۔“

اہل غرناطہ کی صلح سے مطلع ہو کر ”اہل بشرات“ نے بھی اپنی شرائط پر عیسائیوں سے صلح کر لی اور اہل غرناطہ کی طرح ”معاہدہ غلامی“ یا حاعت لکھ دیا۔

موسیٰ نامی غرناطہ کا بہادر: اس صلح اور معاہدے صلح میں موسیٰ نے شرکت نہیں کی اور نہ اس کو یہ پسند آیا کہ ”قلعہ حمرہ“ میں میری آنکھوں کے سامنے عیسائی کونسل اجلاس کرے۔ موسیٰ وہی شخص ہے جس نے اہل غرناطہ کو عیسائیوں کی مخالفت پر ابھارا تھا اور ان کے مردہ جسموں میں دوبارہ مردانگی کی روح پھونکی تھی۔ کہتے ہیں کہ موسیٰ اسی غم و غصہ میں سر سے پاؤں جنگی اسلحہ جنگ زیب بدن کر کے اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور شہر سے باہر نکل گیا پھر اس کا کچھ نام و نشان نہ ملا بعض مورخین کا کلام ہے آگے بڑھ کے دشمنوں کی ایک جاعت سے مذہم ہو گئی سب پر ایک ساتھ موسیٰ نے حملہ کیا۔ اکثر کو مار ڈالا باقی کچھ تو زخمی ہوئے اور کچھ سینہ سپر ہو کر لڑتے رہے۔

موسیٰ کی آخری دم تک جنگ:..... آخر کا موسیٰ بھی زخمی ہو کر گھوڑے سے زمین پر گرا عیسائیوں نے اس کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرنا چاہا جس طرح دلیر اور مغلوب دشمن کے ساتھ کیا جانا ہے۔ مگر موسیٰ نے نہایت نفرت کی نگاہوں سے دیکھ کر منہ پھیر لیا اور ذرا بڑھ کر ایک عیسائی پر حملہ کر دیا یہ عیسائی تو سیدھا جہنم کی طرف چلتا پھرتا نظر آیا دوسرا بڑھا تو اس کا بھی یہی حال ہوا تھوڑی دیر تک موسیٰ گھٹنوں کے بل کھڑا ہوا لڑتا رہا یہاں تک کہ اس کے اعضاء نے جواب دے دیا تب موسیٰ نے ایک آخری کوشش کی اور اپنی جگہ سے اچھل کر اپنے آپ کو دریاے زنبیل میں گرا دیا دریاے زنبیل نے فوراً اس کو اپنی آغوش میں لے لیا اور حملہ آور عیسائی منہ تکتے رہ گئے۔

عیسائیوں کی الحمرہ پر حکومت: عیسائیوں نے حمرہ پر قبضہ کرنے کے بعد حسب ضرورت ترمیم شروع کی فصیلوں کو درست کرایا زنا تہ محاصرہ اور جنگ میں جو مقامات ٹوٹ گئے تھے انکو از سر نو بنوایا۔ دن کو عیسائی کونسل حمرہ میں اجلاس کرتا تھا اور رات کے وقت بد عہدی کے خوف سے اپنی لشکر گاہ

میں چڑا جاتا تھا رفتہ رفتہ جب ان کو مسلمانوں کی جانب سے اطمینان ہو گیا بے خوف و خطر رہنے لگے اور شہر میں اپنی جانب سے حکام مقرر کر دیے۔

غرناطہ میں اسلامی حکومت کا وقت نزاع: غرناطہ اور سلطان ابو عبد اللہ کی حکومت کی یہ آخری سانس تھیں۔ بد قسمتی سے یہ کسی ٹھنڈے پانی میں غرناطہ نے یہ شرط بھی کر لی تھی کہ ایک مدت معینہ کے لئے آپس میں صلح رہے گی اگر اس عرصہ میں کوئی بیرونی مدد کہیں سے آجائے گی تو جنگ شروع قسمت کا فیصلہ کریں گے ورنہ قلعہ حمراء کی طرح شہر بھی حوالے کر دیا جائے گا چنانچہ اہل غرناطہ نے فاس، ترکی، اور حکمرانان مصر سے امداد کی درخواست کی اور جب وہاں سے صدائے برخاست کا مضمون نکلا تو عیسائیوں نے شہر خالی کرنے کا دباؤ ڈالا اور زبردستی سلطان ابو عبد اللہ کو غرناطہ سے منتقل کر کے ”بشرات“ میں لا کر ٹھہرا دیا پھر ”بشرات“ دے دے یہ جھانسدے کر اندرش میں لے آئے کہ بشرات کی حکومت آپ کے قبضہ میں رہے گی مگر کچھ وجہ سے اندرش میں آپ کو قیام کرنا ہوگا سلطان ابو عبد اللہ اس پر بھی راضی ہو گیا اور کشاکش انساں ”بشرات“ سے اندرش پہنچ گیا۔ ادھر سلطان ابو عبد اللہ کے نکلتے ہی عیسائیوں نے اسلامی افواج کو بھی غرناطہ سے نکال دیا۔

سلطان ابو عبد اللہ کی جلاء وطنی: اس کے تھوڑے ہی دنوں بعد عیسائیوں نے حکمت عملی سے سلطان ابو عبد اللہ کو افریقہ کی جانب نکل جانے پر تیار کر دیا اور ایک پروانہ راہداری لکھ کر دے دیا کہ سلطان ابو عبد اللہ سے کوئی شخص مزاحمت نہ کرے جہاں چاہیں چلے جائیں۔ چنانچہ سلطان ابو عبد اللہ گشتی پر سوار ہو کر ”میملہ“ پہنچ کچھ عرصے قیام کر کے ”فاس“ میں جا کر قیام پذیر ہو گیا زانائے جلاء وطنی میں بڑے بڑے مصائب کا سامن کیا۔ شدت سفر فاقہ کشی تنگ دستی، اور اس پر طرہ یہ کہ کئی مرتبہ بیمار بھی ہوا مگر تکلیف و مصیبت کے دن اس کو جھیلنے تھے فاس پہنچ کے سلطان ابو عبد اللہ نے ایک دو مکان اندلس کے طرز و انداز کے بنوائے اور ۹۳۰ھ تا ۹۹۸ھ میں مسلمانوں کو عیسائی مذہب قبول کرنے پر مجبور کرنا شروع کر دیا حالانکہ اہل غرناطہ نے جن شرائط پر اطاعت قبول کی تھی ان میں سے ایک شرط یہ بھی غرناطہ کے شہریوں پر مذہباً کسی قسم کا دباؤ نہیں ڈالا جائے گا اور وہ بدستور اپنے مذہبی عقائد پر قائم رکھے جائیں گے مگر عیسائی گورنمنٹ نے اس شرط کی طرف مطلق التفات نہ کی۔

زبردستی عیسائی بنانے کی ابتدا: ابتدا ہر ہند وار کب لشبپ اور اس کے ماتحت پادریوں نے یہ رویہ اختیار کیا کہ مسلمانوں کو حکمت عملی و تالیف قلوب کے ذریعے عیسائی بنانے لگے اور جب اس میں ایک گونہ ان کو کامیابی ہو چلی تو ایک گشتی فرمان اس مضمون کا جاری کیا کہ جن لوگوں کے آباؤ اجداد عیسائی تھے وہ زبردستی اگر جا آ کر پتسمہ لے لیں۔ اور مذہب تو حید چھوڑ کر تسلیشی ملت اختیار کر لیں۔ چنانچہ ایک بڑا گروہ جن کے مورث اعلیٰ عیسائی مذہب رکھتے تھے جبراً عیسائی بنائے گئے۔ اس پر مسلمانان غرناطہ نے کچھ احتجاج کیا مگر کمزوری اور کسی قسم کی قوت نہ ہونے کی وجہ سے خاموش ہو گئے کوئی نتیجہ نہ نکلا۔

”مسلمان ہونا“ جرم قرار: اس کے بعد پادریوں اور پر جوش عیسائیوں نے یہ شیوہ اختیار کیا کہ علی العموم مسلمانوں کو پکڑ بیٹے تھے اور اس کو کہتے تمہارا داد نصرائی تھے مسلمانوں نے اس کو مسلم بنالیا تھا اب تم دوبارہ مذہب عیسائی قبول کر لو اگر اس پر وہ بحث و مباحثہ کرتا تو بغاوت کا جرم لگا کر اس کو قید کر دیتے رفتہ رفتہ عیسائیوں کے اس جوش نے اتنی زیادہ ترقی کی بڑے بڑے پکے مسلمان دیندار عیسائیت نہ قبول کرنے وجہ سے جرم بغاوت میں گرفتار کر لئے گئے اور مسلمان ہونے کی پاداش میں ان کو سخت سے سخت عقوبت دی جانے لگی۔

مسلمانوں میں حمیت کی ایک لہر: اہل بیازین (الہسین) کو یہ بات ناگوار گذری لہذا وہ اپنے مذہب کو بچانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور عیسائی حکام کو قتل کر ڈالا غرناطہ اور اس کے مضافات میں بغاوت پھیل گئی۔ ہر کوچہ و بازار میں غدر مچ گیا۔ عیسائیوں نے اس معاملے کا احساس کر کے کہ معاملہ طول پہنچ رہا ہے ہنری و ملاطفت سے مسلمانوں کے جوش کو ٹھنڈا کیا اور سردست سارے تنازعات کو رفع دفع کر دیا مگر یہ کارروائی صرف اس وقت کے لئے کی گئی تھی۔

باغی مسلمانوں کے قتل کا حکم: ”کارڈی نل زمی نس“ نے جو اس ہنگامہ کا بانی تھا اور جسے ملکہ ازابلہ نے مسلمانوں کو عیسائی بنانے کی غرض سے ”ہر ہند وارک“ بشپ کی مدد کے لئے بھیجا تھا ملکہ ازابلہ کو سمجھا بھجا کر ایک فرمان اس مضمون کا لکھوایا کہ ”پچھلے دنوں جن لوگوں نے ہم وقت سے

بغوت کی تھی ان کی سرایہ یہ وہ قتل کئے جائیں اور اگر وہ مذہب عیسائی قبول کر لیں گے سزائے موت سے نجات مل جائے گی“ اس فرمان کے جاری ہونے سے اکثر لوگ کیا، دیہات کیا۔ شہر والے بھی عیسائی بن گئے۔ چند لوگوں نے عیسائیت کے قبول کرنے سے انکار کیا اور باہر کا نکلنا بند کر دیا خانہ نشین ہو گئے ایسا ہی نفیق اور اندیش کے دیہاتوں اور بعض مقامات کے رہنے والوں نے بھی کیا۔ لیکن کوئی معقول نتیجہ پیدا نہ ہوا دشمنان اسلام نے ان کے سبب اور بیخ بنی و غرض سے فوجیں بھیجیں اور ایک سرے سے بہت لوگوں کو قتل کر ڈالا اور قید کر لیا۔

کوہ بلندقہ کے مسلمان۔ صرف وہ لوگ اس مصیبت سے محفوظ رہے جنہوں نے ”کوہ بلندقہ“ اپنی پناہ گاہ بنا رکھا تھا اللہ تعالیٰ نے ان کے دشمنوں کے مقابلہ میں ان کی مدد کی دشمنان اسلام سے کئی بار جنگ لڑی انہیں لڑائیوں میں والی قرطبی مارا گیا اس عارضی کامیابی سے مسلمانوں کو فائدہ پہونچنے کے بجائے سخت نقصان کا سامنا کرنا پڑا۔

مسلمانوں کا قتل عام اور جلاوطنی: عیسائیوں کے جوش انتقام کی آگ بھڑی اٹھی ”کونٹ آف ٹڈلا“ نے قلعہ گوجا کو یلغار کر کے چھین لیا ”کونٹ آف میرن“ نے ایک مسجد کو بارود سے اڑا دیا اس مسجد میں ایک بڑے صوبے کی عورتیں اور بچے جان بچانے کے لئے پناہ گزین اور بند تھے ”شہ فرڈی منڈ“ نے قلعہ بھرن کو فتح کر لیا جو تمام کوہستان کا پھانگ تھا ہزاروں مسلمان ان لڑائیوں میں آگئے باقی لوگوں نے امان حاصل کی اور اپنے اہل و عیال سمیت فاس کی جانب جلاوطن چلے گئے ان جلاوطنوں کو یہ حکم دیا گیا تھا تھوڑا سا مال و اسباب اپنے ہمراہ لیجائیں قیمتی اسباب اور ذخیروں کو ہاتھ نہ لگائیں۔ چنانچہ جلاوطن انتہائی یاس و حسرت سے مصر، مراکھ اور ترکی چلے گئے اور وہاں پہنچ کر صنعت و حرفت کو ذریعہ معاش بنایا۔

مسلمانوں کا ظاہر عیسائی بننا: ان واقعات سے گویا ”کوہستان بلندقہ“ کا جھگڑا ختم ہو گیا تھا اور ان مسلمانوں نے عیسائی مذہب قبول کر لیا تھا جنہوں نے وطن کی محبت کو مذہب پر ترجیح دیا تھا مگر صرف ظاہر داری کے لئے عیسائی بنے ہوئے تھے اور اس کے فرائض کو بھروسہ اور انتہائی بے دلی سے ادا کر رہے تھے۔ اور در پردہ نمازیں پڑھتے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے۔ حاکم وقت کے ظلم سے بچنے کے خیال سے اپنے بچوں کو گرجا بھیجتے اور ہتھیار دلاتے لیکن پادری کی نظروں سے غائب ہو کر یا کم از کم اپنے گھر پہنچ کر ان کے منہ بڑی احتیاط سے دھو ڈالتے تھے۔ اسی طرح پہلے گرجا میں نکاح کراتے پھر اپنے گھر پر آ کر مذہب اسلام کے مطابق دوبارہ نکاح کرتے۔

سیکولر عیسائیوں کی مذہبی دہشت گردی: غرض اس صورت و حالت سے مسلمانوں نے تقریباً پچاس برس اور گزر گئے عیسائیوں کے دلوں میں کینہ اور تعصب کی آگ تو بھری ہوئی تھی ان مسلمانوں کا حال معلوم کرنے کی غرض سے جاسوس اور مخبر مقرر کر دیئے اور جب ان کو یہ معلوم ہو گیا کہ یہ لوگ بظاہر عیسائی ہیں اور ان کے دلوں میں سے ہزاروں مسلمانوں کو دہکتی ہوئی آگ میں ڈال کر جلا دیا آلات حرب کا کیا ذکر ہے چھوٹے چاقو کے رکھنے کی ممانعت کر دی گئی مسجدوں کو زبردستی بند کر دیا گیا۔ جماعت منہدم اور مسمار کر دیئے مسلمانوں کے علمی سرے اور لکھوں کتابوں کو جلا کر خاکستر کر دیا ان سب وحشیانہ مظالم سے بڑھ کر یہ ستم ڈھایا کہ وضع اور قطع اور نام و لباس تبدیل کر دینے کا عام حکم دے دیا زبان، رسم و رواج بھی بدلنے پر مجبور کر دیا۔

مسلمانوں کا طبل جنگ، اور عیسائی مظالم: اس نامنصفانہ اور وحشیانہ سلوک کا یہ نتیجہ نکلا کہ مسلمانوں نے متحد ہو کر عیسائیوں سے جنگ لڑنے پر پھر کمر باندھ لیا اور اس ”کوہستان بلندقہ“ کو اپنا ٹھکانہ بنا کر دشمنان اسلام سے جنگ لڑنے کا سال تک یہ سلسلہ جاری و قائم رہا۔ عیسائیوں نے سفاکی اور غارتگری کا کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا ”مسلمان“ خونریزی اور شدید جسمانی زخموں کے نشانہ بنے ہوئے تھے امان دے کر قتل کرنا وحشیانہ کشت و خون عیسائیوں کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ کوہستان بلندقہ کے تمام دیہات اس کا سارا پر فضا میدان مذبح بنا ہوا تھا، جان بخشی اور غنہ تقصیر کا ان لوگوں نے سبق ہی نہیں پڑھا تھا زندوں کو آگ میں ڈال دینا ان کے نزدیک کوئی بات نہ تھی عورت مرد اور بچوں کو آنکھوں کے سامنے ذبح کر دینا معمولی شغل تھا۔

مسلمانوں کی جلاوطنی: اس کے باوجود مسلمانوں نے انتہائی استقلال سے ان سب ناقابل برداشت مظالم اور وحشیانہ سلوک کا مقابلہ کیا اور

سینہ سپرڑتے اور مرتے کھپتے رہے بار بار اپنے مذہب اور ملک کو بچانے کے لئے اٹھے جس کو شاہ اسپین حد درجہ کی جدوجہد سے رفع و دفع کرتا گیا۔ خربک مسلمان تھے کمزور ہو گئے کہ ان میں مقابلہ اور جنگ کی قوت باقی رہی اور نہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کسی کو ان کا مددگار اور معین بنایا یہاں تک عیسائیوں نے ان باقی ماندہ لوگوں کو بھی جن کو جبراً جلاوطنی یا غلامیت کے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا ۱۰۱۷ھ ۱۶۰۸ء میں جلاوطن کر دی۔ ہزاروں افراد اس چبوتے اور ہزاروں تمسکات کی جانب روانہ ہو گئے۔ عوام الناس کا ایک گروہ تیونس کی طرف نکل کھڑا ہوا۔ ان غریب جلاوطنوں پر جنہوں نے تمسکات و رفتہ کا رخ کیا تھا یہ آفت آئی کہ رہزنوں اور صحرائیوں نے ان کو لوٹ لیا جان سے بھی گئے اور مال سفر، اختیار کیا تھا ان میں سے اکثر لوگ صحیح و سالم تیونس پہنچ گئے اور سلطان تیونس کے حکم سے ان لوگوں نے ویران مقامات کو آباد کیا۔

عیسائی تہوار میں مسلمانوں کی قربانی: کہتے ہیں کہ بیس ہزار سے زیادہ مسلمان تو پہل لڑائیوں میں کام آئے تھے اور تقریباً پچیس ہزار خاص و بے ہمتہ تھے اس دن تک مارے گئے جبکہ ڈون جون (شاہ فلپ کے سوتیلے بھائی) نے عیسائی رسولوں اور شہیدوں کی عزت میں مسلمان قیدیوں کو ذبح کر کے تہوار منایا تھا۔

جلاوطن اور بر باد مسلمانوں کی تعداد: خانہ بربادی اور جلاوطنی کے سلسلہ میں غرناطہ کے خاتمہ سے گیارہویں صدی کے دوسرے عشرے تک (مطابق سترہویں صدی عیسوی) تیس لاکھ مسلمان جلاوطن اور خانہ برباد کئے گئے انتہی (ملخصاً من کتاب نفخ الحیث سن غصن ارا ندس رطیب من صفحہ ۱۶۷۲ صفحہ ۸۱۴ من الباب الثانی من المجلد الثانی شیخ العلامة ابوالعباس احمد بن المقرئ)۔

اندلس سے مسلم دور کی مثال: اندلس میں مسلمانوں کی ہزار سالہ حکومت گویا ایک خواب تھا کہ جب تک اس حالت میں رہے سب سمجھ سارے تھے مگر جیسے ہی آنکھیں کھلیں نہ وہ منظر سامنے رہا اور نہ وہ عالم باقی رہ گیا۔ یا سراپ کی سی کیفیت تھی کہ تشنہ لبوں کو دور سے پانی کی وادی معلوم ہوتی تھی، اور جب قریب گئے تو سوائے ریت کے اور کچھ نہ تھا۔ یہی حالت بعینہ مسلمانوں کی اندلس میں ہوئی کہ جب تک اس ملک کی حکومت اس قوم کے قبضہ میں رہی اس وقت تک شائستگی اور سچی تہذیب کا سرچشمہ، علوم اور فنون کا معدن اور تمام سارے یورپ کا استاد بن رہا مگر جیسے ہی مسلمانوں کو جلاوطنی اور خانہ بربادی نصیب ہوئی مملکت ہسپانیہ سے سونے کی چڑیا اڑ گئی ہی مسلمانوں کو جلاوطنی اور خانہ بربادی نصیب ہوئی مملکت ہسپانیہ سے سونے کی چڑیا اڑ گئی اب کوئی شخص ترقی یافتہ ممالک میں اس کو شمار تک نہیں کرتا۔

مسلمانوں پر ظلم کے ذمہ دار: مسلمانوں پر یہ عام مصیبتیں شاہ فرڈی نیڈ، ملکہ ازابلا چارلس پنجم اور فلپ دوم کے ہاتھوں نازل ہوئیں ان لوگوں نے جو سلوک مسلمانان اندلس کے ساتھ کئے اس کو منصفانہ یا دانشمندانہ سلوک سے تعبیر کرنا انصاف اور عقل کا خون کرنا ہے۔ نہوں نے پر سخت وحشیانہ ظلم کئے اور ان سے ہر درجہ کی دھوکا بازی کی اگر عیسائی حکمران اس عہد نامہ کی شرائط کو پیش نظر رکھتے جو ان کے اور آخری فرما، فرمائے غرناطہ کے درمیان ہوا تھا تو نہ اتنے کشت و خون کی نوبت آتی اور نہ بغاوت کی آگ بھڑکتی۔ ان تمام خونریزیوں اور غارتگریوں کے ذمہ دار یہی نرم دل عیسائی حکمران ہیں جنہوں نے طرح طرح کے وحشت ناک قوانین جاری کئے اور بزور تیغ عیسائی مذہب کی اشاعت کی۔

اندلس کے مسلم فاتحین دور عیسائی فاتحین کا موازنہ: جس وقت ہم اندلس کے ان دونوں فاتحوں کا مورخانہ حیثیت سے موازنہ کرتے ہیں تو زمین و آسمان کا فرق محسوس ہوتا ہے۔ مسلمانوں نے جس وقت اندلس کو فتح کیا تھا۔ اس وقت انکی عام حالت کی سی تھی وہ عرب کے صحرا سے نکل کر آئے تھے جہاں پر تھوڑے دنوں پہلے تک بات بات پر لڑ جانا اور اس لڑائی کا مدتوں قائم رہنا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا مگر جب وہ فتح مندی کا جھنڈا لے کر اندلس کی تسخیر کے لئے آئے تو اس وقت شائستگی تہذیب، انسانی ہمدردی اور مساوات کو بھی اپنے ساتھ لائے تھے اس کی تعلیم ان دنوں کے پاک مذہب سے ملتی تھی یہی وجہ تھی کہ نہ تو انہوں نے ان کے رسم و رواج بدلے تھے۔ اور نہ انہیں جبراً مسلمان بنایا تھا انہوں نے نہایت نیک نیتی سے ان سپین کے ساتھ باوجودیکہ ان شمار مفتوحہ اقوام میں تھا مذہب و ملت کے لحاظ کے بعد مساوات اور یگانگت کا برتاؤ کیا اور ایسی دل جوئی کی وراپنے اخلاق حسنہ کا ایسا سکہ جمایا کہ انہوں نے خود بخود بلا جبر و اکراہ مذہب اسلام کو قبول کرنا شروع کر دیا۔ اور اپنی زبان سیکھنے کے بجائے عربی کی

تعلیم کو باعث فخر و عزت سمجھنے لگے۔ اب بھی سیکڑوں کیا ہزاروں الفاظ عربی کے اسپین کی زبان میں موجود ہیں اصل یہ کہ ان عربوں نے صرف ان کے ملک پر قبضہ نہیں کیا تھا بلکہ یہ ان کے دلوں پر اور ان کی زبانوں پر قابض ہو گئے تھے زبردستی نہیں بلکہ رضامندی سے اور جب عیسائیوں نے بد نصیب اور عزت زدہ مسلمانوں سے اندلس کا قبضہ چھینا تو باوجود عہد و اقرار کے کیا کچھ نہیں کیا؟ مسلمان کو جبراً عیسائی بنایا۔ رسم و رواج اور مذہب بدلنے پر مجبور کیا ان کے بچوں کو گرجا میں لے جانے اور پتسمہ دلانے کا حکم دیا، عیسائیوں کی طرح گر جا گھر میں ان کے نکاح پڑھوانے پر زور دیا، ان کو خوش قطع اور خوش وضع لباس چھوڑنے کا حکم صادر کیا اور اصل اسپین کی طرف کوٹ پتلون پہننے اور ٹوپیاں دینے کا دباؤ ڈالا، ان کے حماقت مسر کرادیئے مسجدوں کو بند کرادیا۔ اور بعض کو منہدم کر کے کلیساء بنادیا اور کسی کو عدالت کا کمرہ مقرر کیا، لاکھوں کتابیں جو مسلمانوں کی عمر بھر کا سرمایہ سمی تھ جہاں خاستہ کر دیا، اور اس پر بھی جب ان کے کلیجہ کو ٹھنڈک نہ پہنچی تو انہوں نے اس ملک سے ان کا بیخ و بن اکھاڑ کر پھینک دیا یعنی سارا مال و اسباب پھینک کر جلاء وطن کر دیا۔

ہیں تفاوت از کجاست تا کجا

مسلمانان اندلس پر آفات کا سبب: مسلمانوں پر یہ آفتیں صرف اس لئے نازل ہوئیں کہ انہوں نے قرآن مجید سے کوئی تعلق نہ رکھا تھا ارشادات نبوی کو پس پشت ڈال دیا تھا۔ ”انابت الی اللہ“ دلوں سے ختم ہو گئی تھی اس کا لازمی نتیجہ کہ ان میں خود غرضی آگئی ہمدردی اور اخوات اسلامی جاتی رہی اولوالمرکی فرمانبرداری سے سبکدوش ہو گئے عیسائیوں کے دوست اور اتحادی بن گئے اور آپس میں لڑ جھگڑ کر عیسائیوں کی بڑھتی ہوئی قوت کو مدد پہنچائی جس کی سخت ممانعت اور بے حد تاکید آئی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان پر وہ مصائب نازل کئے کہ جن کے سننے سے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔

مسلمانوں پر منطبق ہونے والی آیات قرآنی:..... فتح اندلس کے دوران اللہ جل شانہ نے اپنے قرآن مجید کی آیہ کریمہ ”و اور حکم ار ضہم و دیارہم امواہم و ارضالم تظوہا، وکان اللہ علی کل شیء قدیراً“ (اور تمہیں مالک بنایا ان کی زمین اور ان گھر اور ان کے مال کا اور ایسی زمین کا جس پر کبھی قدم نہیں پڑے اور اللہ ہر چیز کے کرنے پر قادر ہے) کی پیشن گوئی پوری کی جب مسلمانوں نے اپنی حالت بدل دی تو بحکم ان اللہ لا یغیر، بقوم حتی یرحوا ما ب (پیشک اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں تبدیل کرتا جب تک کہ وہ اپنی حالت خود نہ بدلیں) طرح طرح کی مصیبتوں میں اللہ تعالیٰ نے انہیں مبتلا کیا اور آخر کار روانہ یولوایعذہم اللہ عذاب الیمانی الدنیا و الاخرۃ، و ما ہم فی الارض من ولی ولا نصیر، (نہ مانیں گے اگر تو ان کو دکھ کی ”مار“ دے گا دنیا اور آخرت میں اور ان کا روئے زمین میں کوئی حمایتی اور نہ مددگار ہوگا) کی پیشن گوئی بھی سچ کر دکھایا کسی نے ذرا بھی ان کی مدد نہ کی حالانکہ سلطان مراکو، سلطان ترکی اہل تیونس اور خدیو مصر کو بہت زیادہ امداد کا موقع کا حاصل تھا، (واللہ یفعل ما یشاء و یحکم ما یرید) (مترجم کا کلام ختم ہوا)

جلالت کی نسل: بنو افونش اور اندلس، فرانس اور بشکنش پر تگال وغیرہ کے حکمرانوں کے حالات

اس وقت چار عیسائی حکمرانوں چاروں طرف سے اسلامی علاقوں کو گھیر ہوئے تھے اور ملت اسلامیہ ان لوگوں کے ساتھ دبایا پار رہنے سے عاجز ہو گئی تھی حالانکہ ان لوگوں نے اکثر ان علاقوں کو مسلمانوں کے قبضہ سے چھین لیا تھا جن کو فتوحات اسلامی نے اپنے ابتدائے دور میں فتح کیا تھا۔ عیسائی حکمرانوں کے زیر کنٹرول علاقے:..... ان چاروں عیسائی حکمرانوں میں سے بادشاہ قشتالہ (کسٹائل) کے مقبوضہ علاقے وسیع اور بڑے تھے قشتالہ، غلوشیہ اور قرنیترہ وغیرہ اس کے کنٹرول میں تھے، ”قرنیترہ“ میں بسید قرطبہ، اشبیلیہ، طلیطلہ اور جیان وغیرہ شامل تھے جس کی حدود جو ف جزیرہ سے لے کر مغرب سے مشرق تک پھیلی ہوئی تھی۔

بادشاہ پر تگال کی حکومت: مغرب کی جانب سے بادشاہ برتغال (پرتگیز) کی سرحد ملتی تھی اس کے زیر کنٹرول علاقوں کا برقعہ کم تھا صرف

”اتبونہ“^۱ پر اس کا قبضہ تھا مجھے اس وقت تک یہ نہیں معلوم ہوا کہ بادشاہ پرتگال کا نسب کیا ہے، مگناں غالب یہ ہوتا ہے کہ یہ ان سرداروں کی نسل سے ہے جنہوں نے گزشتہ زمانہ میں ”بنواؤفونش“ کے زیر کنٹرول علاقوں پر قبضہ حاصل کیا تھا جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا عجب نہیں کہ یہ ان کی اولاد سے ہوں ورنہ ان کے بہترین نسب سے شمار کئے جاتے ہوں واللہ اعلم۔

کسٹائیل (قشلہ) کی حکومت: بادشاہ قشتالہ کی حدود کے مشرقی جانب بادشاہ نیرہ کا ملک ملا ہوا تھا اور یہی بادشاہ ”بشکنش“ کے نام سے یاد کیا جاتا تھا اس کے زیر کنٹرول علاقوں کا رقبہ کم اور چھوٹا تھا قشتالہ اور بادشاہ برشلونہ کے ملک کی درمیانی زمین اس کے قبضہ میں تھی بادشاہ نیرہ کا ور حکومت شہر ”ینبونہ“ میں تھا اس کے علاوہ جو علاقے تھے اس پر بادشاہ ”برشلونہ“ کا قبضہ تھا اب ہم ان لوگوں کے حالات فتح اسلامی کے زمانہ سے بیان کرنا چاہتے ہیں جس سے ایک بالتفصیل ان کے حالات سے واقفیت حاصل ہو جائے گی۔

فتح اسلامی کے وقت سے عیسائیوں کے حالات: جس وقت فتح اسلامی کے زمانے میں مسلمانوں نے عیسائیوں کو ۹۰ھ میں مغلوب کر کے لزریق (راڈرک) بادشاہ قوط (گاتھ) کو تہ تیغ کیا اور پورے جزیرہ اندلس میں سیلاب کی طرح پھیل گئے، اس وقت ترم عیسائی گروپ ندورنی ندلس سے سمت کرسائل بحری کی طرف بھاگ نکلے اور قشتالہ کی دوسری طرف کی سرحدوں کو عبور کر کے ”جلیقیہ“ میں جا کے جمع ہو گئے، ان لوگوں پر تین افراد نے حکومت کی۔ ابن ناقلہ انیس سال تک حکومت کرتا رہا۔ ۱۳۳ھ اور ۵۰ھ میں اس نے وفات پائی اور اس کی جگہ قافلہ تخت نشین ہو۔ دو برس حکومت کر کے یہ بھی مر گیا چنانچہ ان لوگوں نے ان دونوں کے بعد ”اؤفونش بن بطرہ“ کو اپنا بادشاہ تسلیم کیا اسی اؤفونش کی وارد اس وقت تک حکمرانی کر رہی ہے، یہ نسباً عجم میں سے ”جلالہ“ کے خاندان سے ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ ابن حبان کا یہ خیال ہے کہ یہ قوط کی نسل میں سے ہے اور میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ قوط (گاتھ) تباہ و برباد اور ہلاک ہو گئی اور یہ کم دیکھا گیا ہے کہ کوئی قوم تباہی اور بربادی کے بعد دوبارہ صحیح حالت پر آجائے بلکہ یہ ایک نیا بادشاہ اور دوسرے کسی گروہ کا ہے۔ واللہ اعلم۔

اؤفونش بن بطرہ اور عیسائی تعمیر نو: الغرض اؤفونش بن بطرہ نے باقی بچنے والے جنگجو عیسائیوں کو ان علاقوں کو بچانے پر متحد اور متفق کیا جو مسلمانوں کے قبضہ و تصرف سے بچ گئے تھے اس وقت اسلامی فتوحات کا سیلاب ”جلیقیہ“ تک پہنچ گیا تھا، اور جلیقیہ کی فتح کے بعد کچھ ایسے اتفاقات پیش آئے تھے کہ اسلامی بہادروں نے تیغ و سپر رکھ دیا تھا اتنے میں حکومت اسلامیہ کے قوائے حکمرانی اندلس میں کمزور ہو گئے اور عیسائیوں نے کثران علاقوں کے جنھیں مسلمانوں نے عیسائیوں سے چھین لیا تھا دوبارہ قبضہ کر لیا، اٹھارہ سال حکومت کرنے کے بعد اؤفونش بن بطرہ نے ۴۲ھ اور ۵۹ھ میں وفات پائی۔

عیسائی حکومتوں کی مختصر سی جھلک: پھر اس کا بیٹا فر ویلہ حکمران بنا اس نے گیارہ سال حکومت کی اس کی شان و شوکت بڑھی تو اے حکمرانی کو مضبوطی ملی اسی زمانہ میں اتفاق سے عبدالرحمن داخل کو نظام حکومت کی درنگی کی ضرورت پیش آ گئی پس چنانچہ فر ویلہ نے شہر یک، برتغان، سمورہ، سلمنقہ، شقرنیہ اور قشتالہ وغیرہ کو مسلمانوں کے قبضہ سے چھین لیا۔ ۱۵۸ھ اور ۴۷ھ میں یہ ہلاک ہو گیا، پھر اس کا بیٹا شیلون حکمران بن دس سال تک اس کی حکومت رہی ۱۶۸ھ اور ۸۴ھ میں یہ بھی مر گیا تب عیسائیوں نے اؤفونش کے سر پر تاج شاهی رکھا مگر سمول ماط نامی ایک عیسائی نے اس سے بغاوت کی اور اچانک حملہ کر کے اس کو ماڑ ڈالا اور خود اس کی جگہ سات سال تک حکومت کرتا رہا اس واقعہ کے بعد سے ہی امیر عبدالرحمن کی حکومت ندلس میں یک طاقت ور حکومت بن گئی اس کی فوجوں نے سرزمین جلیقیہ پر جہاد کیا، متعدد قلعے لڑ کر فتح کئے ہزاروں قیدی و بہت سا مال غنیمت اسلامی فوجوں کے ہاتھ آیا سمول کے بعد انہی عیسائیوں میں سے اؤفونش نامی ایک دوسرے شخص نے حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔

۱ یہ موجودہ پرتگال کا دار الحکومت ہے آج کل اس کا نام ”لشبونہ“ ہے

۲ میرے نزدیک یہ کاتب کی غلطی ہے بجائے ۱۵۳ھ اور ۶۹ھ ہونا چاہئے۔ کیونکہ ۱۳۳ھ میں ابن ناقلہ کی وفات ہوئی تھی، اور دو سال تک اس کا بیٹا ناقہ حکمران رہا۔ اس حساب سے ۳۵ھ میں اؤفونش تخت حکومت میں متمکن ہوا اٹھارہ سال اس نے حکومت کی چنانچہ اس لحاظ سے اؤفونش کا انتقال ۱۵۳ھ میں ہوا نہ کہ ۱۴۲ھ میں۔

رذمیر اور سانجہ کی حکومتیں: ... ابن حبان نے تحریر کیا ہے کہ رذمیر کی حکومت ۳۱۹ھ اور ۹۳۱ء ناصر کے دور حکومت میں تھی خلیفہ ناصر نے اس پر جہاد کے لئے فوج کشی کی تھی، یہاں تک غزوہ خندق میں مسلمانوں کو عیسائی جنگ آوروں کے مقابلے میں پسپا ہونا پڑا یہ واقعہ ۳۲۷ھ اور ۹۳۸ء کا ہے غزوہ خندق شہر "سنت ماکس" کے قریب ایک میدان میں ہوا تھا جیسا کہ اس کی جگہ پر ذکر ہو چکا اس کے بعد ۳۳۳ھ اور ۹۴۴ء میں رذمیر عیسائی بادشاہ مرگیا اور اس کا بھائی "سانجہ" (ساگو) حاکم بنا۔ اس کی دلیری اور مردانگی غیر معمولی تھی نہایت چاراک اور ہوشیار تھا اس کے باوجود اراکین و سرداران دولت کے ہاتھوں اس کی حکومت کی بے حد نقصان اٹھانا پڑا اس کی حکومت کا شیرازہ درہم برہم ہو گیا اس کے بعد "بنو افونش" کو جلالقہ میں دوبارہ حکومت کرنا نصیب نہ ہوا لیکن زمانہ طوائف الملوکی کے بعد پھر اس کا دور دورہ ہو گیا تھا۔ (اس کا ذکر اوپر ہو چکا)۔

فرڈی نینڈ بانی انقلاب اور سانجہ: ابن حبان نے نقل کیا ہے کہ اس گروہ کی بادشاہت میں فردلند (فرڈیننڈ) بن عبد شہب "سردار اہلہ و قدح" کے ہاتھوں انقلاب پیدا ہوا یہ ان تمام عیسائی سرداروں میں سے معظم و محترم تھا جو بڑے عیسائی بادشاہ کی طرف سے مختلف صوبوں کی گورنری پر مقرر تھے چنانچہ اس نے صوبہ "البتہ" میں سانجہ کی مخالفت کا اظہار کیا اور اپنی کمک پر سانجہ کے مقابلے میں بادشاہ بشکنش کو لے آیا۔ سانجہ ان واقعات سے مطلع ہو کر خلیفہ ناصر کی خدمت میں فریاد بن کر دربار قرطبہ میں حاضر ہوا اور امداد کی درخواست کی چنانچہ خلیفہ ناصر نے اس کو وہی اور فوجی مدد دی اس امداد و اعانت کی بدولت خدیجہ ناصر کو سمورہ پر قبضہ مل گیا اور اس نے مسلمانوں کو ٹھہرایا، سانجہ اور فردلند میں مدتوں لڑائی کا سلسلہ جاری و قاتم رہا یہاں تک کہ فردلند انہی لڑائیوں میں سے کسی لڑائی میں گرفتار کر لیا گیا، پھر بادشاہ بشکنش سانجہ کے درمیان اس شرط پر صلح ہو گئی کہ فردلند بن عبد شہب اس کا قیدی اس کے پاس بھیج دیا جائے چنانچہ سانجہ نے اس کو رہا کر دیا۔

سانجہ اور فرڈیننڈ کی موت: ... اس کے بعد ۳۱۵ھ اور ۹۶۲ء میں اردون افونش (اورڈونو) خلیفہ مستنصر کی خدمت میں فریادی صورت بنائے ہوئے حاضر ہوا اور سانجہ کے خلاف امداد و اعانت کی درخواست کی چنانچہ مستنصر نے اس کی درخواست قبول کر لی اور اپنے نامور سپہ سالار غالب کو اس کی کمک پر مقرر کیا، اس واقعہ کے بعد ادھر سانجہ بادشاہ افونش "بطلمیوس" میں مر گیا، پھر اس کا بیٹا رذمیر اس کی جگہ ان لوگوں پر حکومت کرنے لگا ادھر فردلند بن عبد شہب "سردار اہلہ" بھی کسی سفر کے دوران ہلاک ہوا پھر اس کے بیٹے غریبہ کو اس صوبہ کا مالک و سردار بنایا گیا۔

رذمیر عیسائی کی پیش قدمی اور منصور بن عامر: ... اتنے میں خلیفہ حکم مستنصر نے وفات پائی اور رذمیر نے سرحدی شہروں کو تاخت و تاراج کرنا شروع کر دیا رفتہ رفتہ اس کی بد معاملگی اور ایذا رسانی بڑھتی گئی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی سرکوبی پر منصور بن عامر خلیفہ ہشام موید کے حاجب کو مامور کیا چنانچہ اس نے رذمیر کے زیر کنٹرول علاقوں پر خوب حملے کئے کئی بار جہاد کے لئے اس پر فوج کشی کی، کئی بار سمورہ میں اس کا محاصرہ کیا اس کے بعد لیون کی جانب بڑھا اور اس کو بھی اپنے محاصرے میں لیا اس واقعہ سے کچھ دنوں پہلے غریبہ نے فردلند والی اہلہ پر بھی یلغار کی تھی بادشاہ بشکنش اس کی کمک پر آیا ہوا تھا منصور نے اپنے پرزور حملوں سے ان دونوں کی شکست فاش دی اس کے بعد یہ دونوں متحد ہو کر رذمیر کے ساتھ منصور کے مقابلہ پر آئے مقام سنت ماکس پر سخت اور خونریز جنگ ہوئی منصور نے یہ میدان بھی جیت لیا اور ان سب عیسائی حکمرانوں کو شکست دے کر "سنت ماکس" پر قبضہ کر لیا اور کامیابی کے بعد اس کے قلعہ کو گرا دیا اور شہر کو دیران کر ڈالا۔

رذمیر منصور کا فرمانبردار: ان پے در پے شکستوں سے جلالقہ کے چھلکے چھوٹ گئے، رذمیر کو بد قسمت اور منحوس کہنے لگے اس کے چچا "برمندین" "اردون" اس کے خلاف علم غیلت بلند کر کے حکومت و سلطنت کا دعویدار بن گیا، عیسائیوں میں نفاق اور باہمی کینہ کی آگ بھڑک اٹھی۔ اس کے بعد رذمیر نے ۳۷۲ھ اور ۹۸۴ء میں منصور کی اطاعت قبول کر لی اور اس کے بعد ہی مر گیا اس کے مرنے کے بعد اس کی ماں بھی منصور نے جلالقہ بلا اتفاق برمندین اردون کو اپنا بادشاہ بنائے رہے۔

منصور کا جلالقہ پر دوبارہ حملہ: منصور نے جلالقہ پر دوبارہ چڑھائی کر دی۔ برمند کو یہ حملہ نہایت شاق گذرا بہت کچھ ہاتھ پاؤں مارے مگر کچھ بن نہ پڑا اور منصور نے "جیون" کو فتح کر کے سمورہ کی جانب قدم بڑھایا، برمند سمورہ کو چھوڑ کر بھاگ گیا، اور اہل سمورہ نے شہر کو منصور کے حوالہ کر دیا

چنانچہ منصور نے سمورہ کو تاخت و تاراج کر کے چٹیل میدان بنادیا اس جگہ کے فتح ہونے سے جلالقہ کے قبضہ میں چند کوہستانی قلعوں کے ساتھ درونی قلعہ باقی نہ رہا جو کہ ان کے ملک اور بحر اخصر کے درمیان میں حائل تھے اس کے بعد برمند کی یہ کیفیت رہی کہ کبھی مطیع اور فرمانبردار بن جاتا تھا، کبھی برعکس کر کے مخالفت کا اعلان کر دیتا تھا۔

برمند کی شکست اور منصور کی مکمل کامیابی: منصور اس پر خود یلغار کرتا رہتا تھا بالآخر برمند نے اپنی ناکامی کا یقین کر لیا اور ۳۸۵ھ میں ۹۹۵ء میں منصور کے دربار میں حاضر ہو کر گردن جھکا دی اور اپنے سارے علاقوں کی حکومت منصور کے حوالہ کر دی، منصور نے اس کے ساتھ فیضانہ سلوک کئے اور اسے اس کے علاقوں کا اپنی طرف سے گورنر بنادیا اور اپنا باج گذرانا دوبارہ اس کے ملک کو واپس کر دیا۔ ۳۸۹ھ اور ۹۹۸ء میں سرحدی علاقوں کی حفاظت کے لئے مسلمانوں کے ایک گروہ کو سمورہ میں آباد کیا اور ابوالاحض معن بن عبدالعزیز نجیبی کو ان کا امیر مقرر کیا۔

غریبہ کی گوشالی: چونکہ غریبہ بن فروند نے منصور کے مخالفین کی مدد کی تھی اس لئے منصور نے اس کی گوشالی کی طرف توجہ کی چنانچہ فوجیں مرتب کر کے شہر اشبونہ دار السلطنت غسیہ (گلیسیا) پر چڑھائی کر دی اور اس پر قبضہ کر کے اسے ویران اور خراب کر ڈالا، اس واقعہ کے بعد غریبہ کا انتقال ہو گیا پھر اس کا بیٹا سانجہ حاتم بنا، منصور نے ان سب حکمرانوں پر جزیہ قائم کر دیا، اور تمام اہل جلیقیہ کو اپنے علم حکومت کے سائے میں لے لیا، یہ لوگ منصور کے شاہی اقتدار کو اسی طرح تسلیم کرتے تھے جس طرح کہ صوبوں کے گورنر اپنے بادشاہ کے شاہی جاہ و جلال کو مانا کرتے ہیں۔

خود مختار عیسائی حکمران: صرف برمند بن اردون اور مسد بن عبد شلب غلیسیہ کا حکم اس اثر سے محفوظ رہا کیونکہ یہ دونوں خود مختاری کے ساتھ حکمرانی کر رہے تھے، اس کے باوجود مسد بن عبد شلب نے مراسم اتحاد قائم کرنے کے لئے اپنے بیٹی کو ۳۸۳ھ اور ۹۹۳ء میں منصور کی خدمت میں بطور کنیز خدمت کرنے بھیج دیا چنانچہ منصور نے اس کو آزاد کر کے اپنے نکاح میں لے لیا، کچھ عرصے بعد برمند نے سرکشی کی، منصور کو اس کی خبر ملی فوجیں تیار کر کے چڑھائی کر دی اور کامیابی کا جھنڈا لئے ہوئے سینٹ یا قتب (سینٹ یعقوب بابا گو) تک پہنچ گیا جہاں پر ہر سال عیسائیوں کا جم غفیر حج و زیارت کرنے آتا تھا جہاں اور یعقوب حواری کی قبر تھی یہ مقام غلیسیہ کی انتہائی سرحد واقع ہے عیسائیوں نے منصور کی آمد کی خبر سن کر اس جگہ کو خالی کر دیا تھا منصور نے سینٹ یعقوب کو منہدم کر دیا، اس کے دروازوں کو دار الحکومت قرطبہ اٹھا لایا اور جامع قرطبہ اپنی یادگار کے طور پر لگا دیا کیونکہ ہر حکمران اس کی عمرت میں کچھ نہ کچھ اضافہ کرتا چلا آ رہا تھا۔ برمند بن اردون نے منصور کی ان کامیابیوں سے متاثر ہو کر صبح اور شرائط صبح طے کرنے کے لئے اپنے بیٹے بد نہ وصیقہ کے گورنر معن بن عبدالعزیز برمند کی درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور اس سے صلح کر لی لہذا بد نہ کامیابی کے ساتھ اپنے باپ کی طرف واپس روانہ ہو گیا۔

افونش کی خود مختاری: اس کے بعد منصور نے عیسائی سرداروں میں سے ارغوس کا قلعہ فتح کرنے پر کمر ہمت باندھی جو اطراف جلیقیہ میں سمورہ قشیلہ کے درمیان حکمرانی کر رہا تھا اس کا دار الحکومت سنٹ بریہ میں تھا، لہذا ۳۸۵ھ اور ۹۹۵ء میں انتہائی مردانگی سے فتح کر کے حکومت سلمیہ کی حدود میں داخل کر لیا، پھر برمند بن اردون بادشاہ بنو افونش نے بادیہ ہلاکت کا سفر کیا اس کا بیٹا افونش حکمران بنا اس نے خود مختار حکومت کا اعلان کیا مسد بن عبد شلب آڑے آیا، اس جھگڑے کا فیصلہ کرنے کے لئے عبد الملک بن منصور کو حکم مقرر کیا منصور نے اصبع بن سمہ قاضی نصاریٰ کو ان دونوں کے مقدمے کا فیصلہ کرنے پر متعین فرمایا اصبع نے مسد بن عبد شلب کے حق میں فیصلہ کیا لہذا افونش بن برمند اس وقت سے مسد بن عبد شلب کی نگرانی میں حکمرانی کرتا رہا یہاں تک کہ ۳۹۸ھ اور ۱۰۰۷ء میں افونش نے انتہائی چالاکی سے مسد کو، رکر اس کی حکومت کو بالکل ختم کر دیا، اور اپنے باپ کے دور حکومت کے سرداروں سے اور ان لوگوں سے جو اس کی قوم کے شاہی مراسم کے بجالانے کا طلب گار ہوا۔

افونش اور عبد الملک کی جنگ: چنانچہ افونش کو اس ارادے میں کامیابی ہوئی اس نے اپنی جانب سے ان لوگوں کو مقرر کیا جو اس کے پاس رہتے تھے اور جن پر اس کو اعتماد تھا رفتہ رفتہ اس کے زمانہ میں بنی ارغوس اور بنی فروند وغیرہ کے بادشاہوں کا ذکر و تذکرہ بالکل ختم ہو گیا جس کے حالت پہلے تحریر کرائے ہیں ان لوگوں کی حکومتیں بنی افونش میں سے سانجہ بن زدمیر کے زمانہ حکمرانی میں تھیں۔ افونش نے ان سب چھوٹی چھوٹی

حکومتوں کو ایک جگہ جمع کر کے متفقہ قوت سے عبدالملک مظفر بن منصور کے مقابلہ کی تیاری کی بادشاہ بشکنش نے فوجی اور مالی مدد دی فلونیہ کے باہر ایک میدان میں دونوں دشمنوں کا مقابلہ ہوا سخت اور خونریز جنگ کے بعد اس نے ان کو شکست دی اور لڑے بغیر قلعہ کو فتح کر لیا۔

سانجہ بن غریبہ کا قتل ان واقعات کے بعد منصور اور اس کے بیٹوں کی حکومت کا سلسلہ ختم ہو گیا چوتھی صدی کے شروع میں بربروں کا فتنہ پھیلا۔ اہستہ کے گورنر سانجہ بن غریبہ کو مسلمانوں سے بدلے لینے کا موقع مل گیا، ہمیشہ ایک نہ ایک گروہ کو دوسرے گروہ کے خلاف ابھار دیتا اور ان کی مدد کرتا تھا یہاں تک کہ اس کی بعض امیدیں حاصل ہو گئیں اسی دوران بادشاہ بشکنش نے اس کو ۴۰۶ھ اور ۱۰۱۵ء میں مارڈالا اور عیسائیوں نے آہستہ آہستہ ان علاقوں کو جو کہ قشتالہ اور جلیقیہ میں واقع تھے اور جہاں پر یہ اس سے پہلے مغلوب ہو چکے تھے دبا لیا، افونش مسلسل جلیقیہ کے سر کے صوبوں پر حکمرانی کرتا رہا اور اسی کے خاندان میں سلسلہ حکومت قائم و جاری رہا یہاں تک کہ اندلس میں طوائف الملوک کا زمانہ آ گیا، اور لتونہ مغربی بادشاہوں میں سے مراہطیوں نے ملوک الطوائف اندلس پر غلہ حاصل کر کے پورے ملک اندلس کو اپنی حکومت کا ماتحت فرمانبردار بنالیا، اور عربوں کی حکومت ملک اندلس سے بالکل ختم ہو گئی۔

بنی افونش: تواریخ اور لتونہ کے حالات میں لکھا ہوا ہے کہ جس بادشاہ قشتالہ نے ملوک الطوائف اندلس پر ۴۵۰ھ اور ۱۰۵۸ء میں خراج قائم کیا تھا وہ مسطین تھا بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص سانجہ بن امرک پر جو کہ ان دنوں افونش کا بادشاہ تھا، قابض تھا اور یہ ان کی تاریخ دے ذکر ہے اور جب یہ مر گیا تو حکومت اس کے بیٹوں فرولند اور غریبہ اور رزمیر نے اپنے اپنے ہاتھوں میں لی مگر ان سب کانگراں اور اس کے کاموں کا منتظم فرولند تھا، اس نے سنت بریہ اور ابن افطس کے اکثر صوبوں پر قبضہ کر لیا تھا، پھر یہ سانجہ غریبہ اور افونش کو چھوڑ کر مر گیا، ان لوگوں میں نا اتفاقی پیدا ہو گئی لڑنے بھڑنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ حکومت و سلطنت پر افونش تنہا قابض ہو گیا اسی کے زمانہ میں ظاہر اسماعیل بن ذی النون نے ۴۶۶ھ اور ۱۰۷۵ء میں وفات پائی۔ اور اسی نے ۴۷۸ھ اور ۱۰۸۵ء میں طلیطلہ پر قبضہ کیا تھا۔

افونش کی امارت: ان دنوں جزیرہ اندلس میں اس کے قبضہ سے اس کی بڑی عزت تھی اس کے بطارقہ اور سرداروں میں سے برہانس (جس کا لقب تھا ابنہذرتھ) تھا اس کے معنی ”ملک الملوک“ ہیں اس کی اور یوسف بن تاشقین کی زلالتھ میں جنگ ہوئی تھی اس لڑائی میں سی کو شکست ہوئی تھی، یہ واقعہ ۴۸۱ھ اور ۱۰۸۸ء کا ہے، اس نے ابن ہود کا سر قسطہ میں محاصرہ کیا چونکہ اس کے چچا زاد بھائی رزمیر سے اس کی اُن بن تھی لہذا اس نے میدان خلی دیکھ کر طلیطلہ پر چڑھائی کر دی اور پہنچتے ہی محاصرہ کر لیا، مگر کامیابی نصیب نہ ہوئی۔

بلنسیہ پر قبضہ: اسی زمانہ میں ”قصر“ نے یلیہ کا ”غریبہ“ نے مریہ کا، برہانس نے مریہ کا اور قسطون نے شطبہ و سر قسطہ کا محاصرہ کر لیا، اور اس کے بعد ۴۸۹ھ اور ۱۰۹۵ء میں افونش نے بلنسیہ پر قبضہ کر لیا، پھر مراہطیوں نے ملوک الطوائف اندلس پر قابض ہو کر بلنسیہ کو عیسائیوں کے قبضہ سے نکال لیا، ۵۰۱ھ اور ۱۱۰۷ء میں افونش مر گیا، جلالقہ کی حکومت افونش کی بیوی نے اپنے ہاتھ میں لی اور رزمیر سے شادی کر لی، اس سے ایک بیٹا پیدا ہوا جس کو عیسائی سلطین کے نام سے یاد کرتے تھے۔

ابن رزمیر اور ابن ہود کی جنگ: ۵۰۳ھ اور ۱۱۰۹ء میں ابن رزمیر اور ابن ہود کی سر قسطہ سے باہر وہ لڑائی ہوئی جس میں ابن ہود عیسائیوں کے ہاتھوں شہید ہوا ابن رزمیر سر قسطہ کے قلعہ پر اپنا گڑ دیا، عماد الدولہ اور اس کا بیٹا روطہ کی طرف بھاگ گیا بدلتوں وہیں رہتا آئندہ سلطین نے صلح کر کے اپنے پاس بلا کر قشتالہ کی جانب روانہ کر دیا، اس کے بعد رزمیر اور اہل قشتالہ میں لڑائیاں ہوئیں انہیں لڑائیوں کے سلسلہ میں برہانس ۵۰۰ھ اور ۱۱۱۳ء مر گیا یہ واقعہ لتونہ میں مراہطیوں کے آخری دور حکومت میں پیش آیا، پھر ان لوگوں کی حکومت و سلطنت موحدین کے ہاتھوں تباہ و برباد ہو گئی۔ منصور یعقوب بن امیر المومنین یوسف بن عبدالمومن کی حکومت کے دور میں عیسائیوں کی حکومت ان کے تین بادشاہوں (۱) افونش (۲) ہوج اور (۳) ابن الرند میں محدود تھی ان میں سے افونش طاقت و قوت اور ملک دولت کے لحاظ سے پہلے دو سے بڑا تھا، یہی عیسائی لشکر اور عیسائی سرداروں کا جنگ ارب میں جس میں منصور کو ان کے خلاف کامیابی نصیب ہوئی تھی۔ ۵۹۱ھ اور ۱۱۹۴ھ میں سرداران میدان جنگ کا سپہ سالار تھا۔

بیوع کی وعدہ شکنی لیون کا گورنر بیوع وہ ہے جس نے عام ۱۱۳۱ء میں ناصر کے ساتھ وعدہ شکنی کی تھی اس کی تفصیل یہ ہے۔ بیوع نے خد و کثرت کر کے ناصر سے اتحادی تعلق پیدا کئے اور باظہار دوستی ناصر کے پاس آیا مشفقانہ نصیحت کی، ناصر نے عزت افزائی کرتے ہوئے بہت سے عینیت کیا اس کے بعد بیوع نے اپنے دارالحکومت میں واپس آ کر ناصر کے مراسم و اتحاد کو دور سے سلام کر کے رخصت کر دیا، معرکہ آرائی کی نوبت آنی نتیجہ یہ ہوا کہ جنگ عقاب میں اس کو دوبارہ شکست اٹھانا پڑی اس کے بعد ناصر نے وفات پائی مستنصر مسند حکومت پر جلوہ آ رہا اور بنی عہد مومن کی حالت خراب ہو گئی۔

ہراندہ بن الفشش الفشش نے ان قلعوں اور مقامات پر قبضہ کر لیا جن پر مسلمانوں کا قبضہ تھا پھر الفشش بھی مر گیا، اس کا بیٹا ہراندہ تخت نشین ہوا، یہ احوال (ہنگامہ) تھا اور اسی لقب سے یاد کیا جاتا تھا، یہ وہی شخص ہے جس نے قرطبہ اور اشبیلیہ کو بنو ہود کے قبضہ سے نکال کر اپنی حکومت میں داخل کیا تھا اسی کے دور حکومت میں بادشاہ ارغون نے بلاد اسلامیہ اندلس پر حملہ کیا تھا جس سے مشرقی اندلس کے تمام علاقوں میں ایک عام ہل چل مچ گئی تھی، شاہیہ، دانیہ، بلنسیہ، سر قسطہ، اور مشرقی سرحد کے سب علاقے مسلمانوں کے قبضہ سے نکل گئے، اور مسلمانوں نے چاروں طرف سے سمت کر ساحل بحر کو اپنا ٹھکانہ بنایا لہذا ان بقیہ مسلمانوں پر ابن ہود کے بعد ابن احمد حکمران بنا پھر ہراندہ مر گیا، اس کا بیٹا حکمران بنا۔ اور جب یہ بھی مر گیا تو اس کا بیٹا ہراندہ ثانی عیسائی گورنمنٹ کا مالک و وارث بنا۔

سلطان بن یعقوب بن عبدالحق: اس کے زمانہ حکومت میں سلطان بنومرین، سلطان ابن احمد کی مدد و اعانت کے لئے اندلس آیا تھا۔ ن دیوں اس کا بادشاہ یعقوب بن عبدالحق تھا عیسائی فوجوں سے ایک وسیع وادی میں جنگ ہوئی عیسائی لشکر پر بنی افواش کے غلاموں میں سے ایک ہفلف سپہ سالار کر رہا تھا جو عیسائیوں نہایت قابل اعتماد اور مایہ ناز و فخر تھا سلطان یعقوب بن عبدالحق نے اس کو شکست دی جس سے عیسائیوں کی فوج بکھر گئی، فتنہ و فساد کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ سلطان یعقوب نے کبھی اور کسی وقت اندلس کو اپنا دارالحکومت یا ٹھکانہ نہیں بنایا ہمیشہ اپنے ملک اور دارالحکومت میں بیٹھا وقتاً فوقتاً عیسائیوں کے مقبوضہ علاقوں کو تباہ و برباد کرتا رہتا تھا اور اپنے آئے دن کے جہاد اور حملوں سے سرکش عیسائیوں کی سرکوبی میں مصروف رہا یہاں تک کہ عیسائی سلاطین نے صلح کا پیام دیا، اور آپس میں صلح ہو گئی۔

ہراندہ اور سلطان یعقوب: اسی زمانہ میں ہراندہ بادشاہ قشتالہ اور اس کے بیٹے سانچہ میں مخالفت پیدا ہو گئی، ہراندہ بطور وفد کے سلطان یعقوب کی خدمت میں اپنے بیٹے سانچہ کی زیادتیوں کی شکایت کرنے حاضر ہوا اور ہاتھ چومنے کے بعد مدد کی درخواست کی، سلطان یعقوب نے اپنی فیاضی اور درپردہ کی اس کی درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا، مالی اور فوجی مدد دی ہراندہ نے مال کے بدلے اپنے تاج کو جو کہ اس کے بزرگوں کے زمانہ سے محفوظ و مخزون چلا آتا تھا بطور گروی بارگاہ سلطانی میں حاضر کیا یہ تاج بنی مرین کے حکمران سلاطین بنی عبدالحق کے خزانہ شاہی میں اب تک موجود ہے اس کے بعد ہراندہ ۶۸۳ھ اور ۱۲۸۴ء میں مر گیا۔

سانچہ کی وعدہ خلافی: اس کا بیٹا سانچہ مستقل حکمرانی کرنے لگا سلطان یعقوب کے انتقال کے بعد سانچہ بھی بارگاہ سلطانی میں صلح کی درخواست پیش کرنے حاضر ہوا چنانچہ سلطان یوسف بن یعقوب نے اس سے صلح کر لی، مگر سانچہ نے وفانہ کیا۔ صلح نامہ کے خلاف آتش جنگ کو مشتعل کر کے طریف کا محاصرہ کر لیا اور قابض ہو گیا۔

بطرہ بن ہراندہ: ۶۹۳ھ اور ۱۲۹۳ء میں یہ بھی مر گیا اس کا بیٹا ہراندہ تخت نشین ہوا اور ۱۲۱۲ھ اور ۱۳۱۲ء میں حکومت کی ذمہ داری سے سبکدوش ہو کر آ گیا، اس کا بیٹا بطرہ مسند حکومت پر متمکن ہوا یہ ایک نو عمر چھوٹا تھا، اس کے چچا جبران نے اس کی نگرانی اور اس کی حکومت و سبطت کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا جس وقت عیسائیوں نے غرناطہ پر ۱۸۱۸ھ اور ۱۳۱۸ھ میں چڑھائی کی تھی تو یہ دونوں چچا اور بھتیجے بھی اسے ہوئے تھے، بطرہ کے بعد اس کا بیٹا ہنشہ تخت نشین ہوا یہ بھی کم عمر تھا، اس کی کفالت اس کے اراکین حکومت نے کی جب سن شعور کو پہنچا تو بذات خود حکمرانی کرنے لگا اس نے سلطان الہاکسن پر جب کہ وہ طریف کا ۵۱ھ میں محاصرہ کئے ہوئے تھا حملہ کیا اتفاق سے طاعون جارف میں مر گیا۔

بطرہ اور قنطرب تب اس کا بیٹا بطرہ وارث تاج و تخت ہوا بطرہ اور قنطرب برشلونہ سے چل گئی بطرہ نے کئی بار قنطرب پر اور اس کے صوبوں پر قبضہ کر لیا، ہلنسیہ کا بھی کئی بار محاصرہ کیا بالآخر ۱۳۸۶ء میں قنطرب کامیابی ہوئی اکثر بلاد و قشتالہ پر قبضہ کر لیا، عیسائیوں کے مختلف فرقوں اور گروہوں نے بھی بطرہ کے ظلم و جور کی وجہ سے قنطرب کی مدد کی بطرہ گھبرا کر فرانس کے اس گروہ میں چلا گیا جو کہ قشتالہ کے اس پار اندرونی حصہ میں لیمانیہ و قرطانیہ کے آس پاس ساحل بحر اخضر اور جزیرہ تک آباد تھے لہذا اس کے بادشاہ ہلنسیہ غالس نے ایک بہت بڑی فوج بطرہ کی کمک کے لئے مرتب کر کے قشتالہ پر حملہ کیا چنانچہ قشتالہ اور قنطرب وغیرہ پر قبضہ کر لیا اور بطرہ کو ان علاقوں کی حکومت سپرد کر کے اپنے علاقے کی جانب واپس چلا گیا، ان لوگوں کی واپسی سے چند دن پہلے ایک وباء عظیم ان لوگوں میں پھیل گئی تھی جس سے ان کا گروہ ہلاک ہو گیا تھا۔

بطرہ کا قتل۔ اس کے بعد بطرہ اور اس کے بھائی قنطرب میں جنگ و جدال کا سلسلہ جاری و قائم رہا یہاں تک کہ قنطرب کو فتح یابی نصیب ہو گئی اور بطرہ ایک قلعہ میں پناہ گزین ہو گیا کچھ عرصے بعد جس وقت بطرہ کو اس بات کا احساس ہو گیا، کہ قنطرب عنقریب مجھے گرفتار کرے گا، خفیہ طور پر اپنے کسی حمایتی کو لکھ بھیجا کہ میں تمہارے پڑوس میں پناہ گزین ہونا چاہتا ہوں اس نے مثبت جواب دیا اتفاق سے قنطرب کو اس کی خبر مل گئی لہذا قنطرب نے اسی حمایتی کے گھر پر بطرہ کو ۱۳۸۲ء میں حملہ کر کے قتل کر ڈالا اور بنوا فونش کے تمام مقبوضہ علاقوں پر قابض ہو گیا۔

فرانس اور ہلنسیہ کی جنگ: ... بطرہ کا بیٹا اپنے باپ کے مارے جانے کے بعد اپنے وزیر سمیت قمر موند میں پناہ گزین اور قلعہ نشین ہو گیا تھا قنطرب نے حکمت عملی اس کو قمر موند سے اتار لیا اور اس طرح آہستہ آہستہ قشتالہ کی حکومت پر قابض ہو گیا۔ ہلنسیہ غالس بادشاہ فرانس نے اس لڑکے کے ذریعہ سے جو کہ بطرہ کی بیٹی کے لطن سے تھا قنطرب سے جھگڑا شروع کیا جیسا کہ نواسوں کی وارثت کے بارے میں عجیبوں کی عادت ہے چنانچہ قنطرب اور ہلنسیہ میں مدتوں جنگ کا سلسلہ جاری اور قائم رہا جس اس کی وجہ سے وہ لوگ مسلمانوں سے غافل و بے پروا ہو گئے اور ان لوگوں نے اس ٹیکس کا دین بند کر دیا جو عیسائیوں نے ان پر کمزوری کی وجہ سے قائم کیا تھا بعد میں ۱۳۹۱ء اور ۱۳۸۸ء میں قنطرب مر گیا، اس کا بیٹا سانچہ مسند حکومت پر متمکن ہوا اس کا دوسرا بیٹا غر مس غرناطہ کی طرف بھاگ گیا کچھ عرصے بعد اطراف قشتالہ کی طرف لوٹ آیا، اس وقت (آٹھویں صدی ہجری میں) مملکت قشتالہ کی یہی کیفیت ہے اور اسی طرح سے وہاں کی حکومت جاری و قائم ہے اور فرانس کے بادشاہ الفونس کے ساتھ ان کا جھگڑا اسی طرح چلا آ رہا ہے اسی وجہ سے ان کی دشمنی سے اندلس کے مسلمان محفوظ ہیں واللہ من وراء ہم محیط۔

پرتگال کا بادشاہ: ... بادشاہ پرتگال کا رقبہ حکومت جس کی سلطنت مغربی اندلس اشبوند کے اطراف میں ہے بہ نسبت خود اختیاری حکومت و سلطنت کی وجہ سے دوسروں سے ممتاز سمجھا جاتا ہے۔ اور نسا ابن افونس کا شریک ہے میں نہیں سمجھتا کہ اس کا نسب کس طرح بنوا فونش سے جاملتا ہے۔

برشلونہ کا بادشاہ: بادشاہ برشلونہ جس کی حکومت کا سک مشرقی اندلس میں چلتا ہے یہ ایک وسیع حکومت اور عظیم مملکت کا مالک ہے، ارغون، شاطبہ، سر قسط، ہلنسیہ، جزیرہ دانیہ، میورتہ، اور بنورقہ وغیرہ اس کی حکومت کے مطیع ہیں، نسا ابن کا فرانس سے تعلق ہے اس کے بادشاہ کا حال جیسا کہ ابن حبن نے نقل کیا ہے یہ ہے کہ قوم قوط (گاتھ) جن لوگوں کی حکومت اس سے پہلے اندلس میں تھی وہی لوگ مملکت فرانس کے قدیمی بادشاہ تھے۔

فرانس اور گوتھ (قوط) کی کشیدگی: ... پھر اہل فرانس اور قوم قوط میں مخالفت پیدا ہوئی ان لوگوں نے ان کے عہد و اقرار ناموں کو ناقابل عمل تصور کر کے داخل دفتر کر دیا برشلونہ مملکت فرانس کا ایک صوبہ تھا لہذا جنگ جس وقت اللہ تعالیٰ نے اس ملک کو آفتاب اسلام کی روشنی سے منور کیا اور فتوحات اسلامیہ کا سیلاب پورے ملک اندلس میں چشم زدن میں پھیل گیا تو اسی عداوت کی وجہ سے فرانس نے قوط کی مدد نہ کی۔ مسلمانوں نے قوم قوط کو فتح کرنے کے بعد فرانس پر حملہ کیا اور برشلونہ کو ان کے قبضہ سے نکال کر حکومت اسلامیہ میں شامل کر لیا پھر اس کی سرحدوں سے آگے بڑھ کر اس سے ملے ہوئے براعظم پر بھی قابض ہو گئے اور اس کے دارالحکومت جزیرہ اربونہ کو بھی فرانس سے چھین لیا، اس کے علاوہ اور علاقوں پر بھی قابض ہو گئے اور اس کے اور علاقوں پر بھی فرانس سے قبضہ کر لیا جو ان اطراف سے ملے ہوئے تھے۔

برشلونہ پر عیسائیوں کا قبضہ: اس کے بعد جس وقت مشرق میں حکومت امویہ کا خاتمہ ہوا اور حکومت عباسیہ نے حکومت اپنے قبضہ میں لی اس

وقت ندس میں عربوں پر بھی مصیبتیں نازل ہوئیں آپس کی خانہ جنگیوں میں مصروف ہو گئے فرانس نے موقع پا کر اپنے عداوتوں کو جن پر مسلمانوں سے قبضہ کر لیا تھا، برشلونہ تک پھر واپس لے لیا اور تقریباً ہجرت کی دوسری صدی میں اس پر قابض ہو گئے ان لوگوں نے اس صوبہ پر اپنی طرف سے یہ عیسائی امیر کو مقرر کیا جو بادشاہ رومہ فرانس کا مطیع اور ماتحت تھا اس وقت اس کا بادشاہ قارلہ اکبر تھا یہ بہت جابر اور سرکش تھا کچھ عرصے بعد ان بادشاہوں کی کمزوری اور اختلاف کی وجہ سے ان میں بھی اختلاف و مناقشہ پیدا ہو گیا جیسا کہ مسلمانوں میں اسلامی بادشاہوں کی کمزوری کی وجہ سے مخالفت اور چھوٹی چھوٹی بہت سی حکومتیں قائم ہو گئی تھیں لہذا صوبوں کے گورنروں نے اپنے اپنے مقبوضہ ممالک کو دوبالیا اور خود سر حکومت کے دعوے دار ہو گئے ان ہی میں سے برشلونہ کے بادشاہ تھے انہوں نے بھی اپنے مقبوضہ صوبہ کو اپنا ملک سمجھ کر خود مختار حکومت کی بنیاد ڈال دی، شروع میں بنی امیر کے بادشاہ برشلونہ کے بادشاہوں سے مصلحتاً صلح اور اتحاد کا برتاؤ اس وجہ سے رکھتے تھے کہ کہیں بادشاہ رومہ کا بادشاہ قسطنطینیہ دوسری جانب سے ان لوگوں کا مددگار اور حامی نہ ہو جائے۔

برشلونہ پر منصور کا قبضہ:..... پھر جب منصور بن ابی عامر کا دور حکومت آیا تو اس کو عیسائیوں کا تسلط برشلونہ پر پسند نہ آیا فوجیں تیار کیں جنگی آلات سے ان کو آراستہ کیا اور خود امیر لشکر بن کر ان پر جہاد کے ارادے سے فوج کشی کر دی، چنانچہ ملوک برشلونہ بادشاہوں کے علاقے کو تخت و تاج کرتا ہوا برشلونہ تک پہنچ گیا۔ اور اس کو بھی فتح کر کے اپنی فتیابی کا جھنڈا گاڑ دیا، ان دنوں اسی کا بادشاہ برویل بن طیر تھا اس کی حالت اس وقت ویسی ہی تھی جیسا کہ اور عیسائی بادشاہوں کی تھی۔ برویل نے مرتے وقت تین بیٹے چھوڑے (۱) قلبیہ (۲) ہیمند داور (۳) ادمنفود نے عبدالملک بن منصور سے وعدہ شکنی کی عبدالملک نے اس کے خلاف جہاد کیا اور اس کے علاقوں میں سے کسی شہر کی سرحد میں اس کو گرفتار کر لیا اس کے بعد بربریوں کا فتنہ پھیل ادمنفود اس فتنہ میں بربریوں کا شریک اور ان کا حمایتی تھا۔

یلتغیر بن ہیمند و: انیس لڑائیوں میں ادمنفود ۴۰۰ھ میں آگیا ہیمند تنہا برشلونہ پر حکمرانی کرنے لگا۔ ۴۱۰ھ اور ۴۰۹ھ میں یہ بھی مر گیا اس کا بیٹا پیغیر تخت نشین ہوا چونکہ یہ کم عمر تھا اس کی ماں امور سیاست کی نگرانی بنی، اس کی اور ملوک طوائف اندلس یحییٰ بن منذر کی لڑائی ہوئی تھی یہ وہی عیسائی ملکہ ہے جس نے سرحد اور طرطوش پر قبضہ کر لیا تھا، سلسلہ حکومت ہیمند ہی کے نسل میں قائم رہا۔ موصدوں کے آخری دور حکومت میں اس کا بادشاہ جامعہ بن بطیرہ بن اوفوش بن ہیمند تھا اس نے بلنسیہ کو مسلمانوں کے قبضہ سے نکالا ہے، ان دنوں (یعنی آٹھویں صدی ہجری میں) ان کے بادشاہ کا نام بطرہ ہے مجھے اس کے نسب کے بارے میں کوئی ذاتی اطلاع نہیں ہوئی کہ کس طرح اس کا نسب اس کی قوم سے ملتا ہے اس صدی (آٹھویں) کے تیسویں سال میں اس نے مسند حکومت پر قدم رکھا تھا، اور اس وقت تک یہ زندہ ہے اس کا بیٹا اس کے ضعیف و معمر ہونے کی وجہ سے اس پر غالب ہے واللہ وارث الارض ومن علیہا وہو خیر الوارثین۔

دولت عباسیہ کے تحت حکومت کرنے والے عرب حکمران

ان عرب حکمرانوں میں سے جنہوں نے خلافت عباسیہ کے زیر اثر اسلامی علاقوں پر حکمرانی کی ان سے پہلے ہم بنو اغلب افریقہ کے گورنروں کے حالات تحریر میں لاتے ہیں۔ اور ان کی حکومت کی ابتداء اور جملہ احوال کو لکھنا چاہتے ہیں۔

عبداللہ بن ابی سرح: حضرت عثمان بن عفان کے تذکرہ میں عبداللہ بن ابی سرح کے ہاتھوں افریقہ کی فتح کی کیفیت ہم تحریر کر آئے ہیں کہ یہ بیس ہزار صحابہ، عرب سرداروں کے لشکر کے ساتھ افریقہ پر حملہ آور ہوئے تھے، عیسائیوں کے اس گروہ کو جو کہ وہاں پر فراس و ماوراء بربر کا موجود نہ منتشر و پریشان کیا تھا ان کے دار السلطنت طلیطلہ کو تباہ و برباد کر کے ان کے مال و اسباب چھین لئے تھے ان کی عورتوں و لڑکیوں کو وندیاں بنا لیا تھا، ان کی حکومت کو درہم و برہم کر دیا تھا، عرب شہسواروں نے افریقہ کے میدانوں کو اپنا جولا نگاہ بنالیا اور اہل کفر کو اس سختی سے قتل و رقیہ کرنا شروع کیا کہ اہل افریقہ نے عبداللہ بن ابی سرح فاتح افریقہ کی خدمت میں یہ درخواست پیش کی کہ تین سو قنطار سونا آپ ہم سے لے لیں اور عربوں سمیت اپنے

ملک واپس چلے جائیں چنانچہ عبداللہ بن ابی سرح نے اس درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور ۲۷ھ میں مصر کی جانب واپس روانہ ہوا۔

معاویہ بن خدیج: ۳۴ھ میں معاویہ بن ابی سفیانؓ نے معاویہ بن خدیجؓ کو سکونی کوئی گورنر مصر کو افریقہ پر جہاد کرنے کی ہدایت کی لہذا معاویہ بن خدیج نے فوجیں آراستہ کر کے افریقہ کی طرف قدم بڑھایا، جلولا پہنچ کر میدان کارزار گرم کر دیا، رومیوں ⑤ کے اس لشکر سے مقابلہ ہوا اس وقت قسطنطنیہ کے بادشاہ نے افریقہ کی حمایت کے لئے روانہ کیا مقام قصر احمر میں دونوں دشمنوں کا مقابلہ ہوا نہایت سخت اور خونریز لڑائی کے بعد مسلمانوں نے عیسائیوں کو شکست دی انتہائی ابتری کے ساتھ ان کو ان کے ملک کی جانب واپس بھگا دیا، جلولا، پر اسلامی جھنڈا نصب کر دیا گیا بہت سامان غنیمت ہاتھ آیا اس پاس علاقوں کو دل کھول کر تاخت و تاراج کیا، اور واپس آئے۔

عقبہ بن نافع ۴۵ھ میں معاویہ بن ابی سفیانؓ نے عقبہ بن نافع بن عبداللہ بن قیس فہری کو افریقہ فتح کرنے پر مقرر کیا اور معاویہ بن خدیج کے قبضہ سے اس کی حکومت واپس لے لی لہذا عقبہ بن نافع نے قیروان ⑥ کو آباد کیا بربروں سے معرکہ آرا ہوئے اور ان کے ملک کو خوب اچھی طرح پامال کیا۔

ابوالمہاجر: پھر معاویہ بن ابی سفیانؓ نے مصر اور افریقہ کی حکومت پر مسلمہ بن مخلد کو مقرر کیا اس نے عقبہ کو افریقہ کی حکومت سے معزول کر کے اپنے غلام ابوالمہاجر دینار کو ۵۵ھ میں اس کی سند حکومت عطا کی ابوالمہاجر نے مغرب کے خلاف جہاد کیا فتح کرتا ہوا تمسان تک پہنچا عقبہ نے قیروان کو اپنی معزولی کی وجہ سے خراب و ویران کر ڈالا، مگر ابوالمہاجر کی ترقی کو نہ روک سکا اس کے ہاتھ پر متعدد لڑائیوں کے بعد جس میں اس کی فتحیابی نصیب ہوئی تھی، کیلہ اور بی مشرف باسلام ہوا۔

عقبہ بن نافع کی دوبارہ گورنری: جس وقت یزید بن معاویہؓ نے حکومت و سلطنت اپنے قبضہ میں لی اس وقت عقبہ بن نافع ۶۲ھ میں افریقہ کی جانب واپس روانہ ہوئے ⑦۔ چنانچہ عقبہ نے افریقہ میں داخل ہو کر بربروں کو مرتد پایا۔ لہذا اس نے ان لوگوں پر حملہ کی تیاری کی، زہیر بن قیس ہوی کو مقدمہ (ہراول) دستے پر متعین کیا، رومی اور فرانسیسی زاب کے دار السلطنت اذنہ پر بھی لڑ کر قابض ہو گیا اس کے بادشاہ کو جو کہ بربری نسل میں سے تھا قید کر لیا، بے انتہائی مال غنیمت ہاتھ لگا۔

مختلف فتوحات: اس کے بعد طنجہ کی جانب کوچ کیا بلایاں بادشاہ غمارہ اور طنجہ کے گورنر نے حکومت اسلام کے آگے گردن اعانت جھکا دی، بدایا اور تحائف پیش کئے بربر علاقے اور اس کے اس پار مغرب کے فتح کرنے کی بھی رہنمائی کی، دلیل، صند زروہون، مصادمہ اور سوس وغیرہ کے فتح کرنے کی راہیں بتل گئیں۔ یہ لوگ اس وقت تک مجوسی مذہب کے پابند تھے، بہت بڑی اور نمایاں فتح نصیب ہوئی۔ ہزاروں مردوں اور عورتوں کو لونڈی غلام بنایا۔ حساب و اسباب ہاتھ آیا، حد سے زیادہ ان لوگوں کے ساتھ سختی سے پیش آ کے فتح کرتا ہوا سوس پہنچا، مسوفاہل الشام سے سوس کی سرحد پر لڑائی ہوئی میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا، عقبہ بحر محیط کچھ عرصہ قیام کر کے واپس روانہ ہوئے اور اپنی فوج ظفر موح کو قیروان میں آ ملنے کی ہدایت فرمائی۔

تہودا کی جنگ: چونکہ کیلہ بادشاہ اردیہ اور برانس بربری کو محاصرہ اور جنگ کی وجہ سے عقبہ بن نافع کی جانب سے ولی کینہ پیدا ہو گیا تھا ان لوگوں نے واپس جانے وقت موقع پا کر مقام تہودا میں عساکر اسلامیہ سے چھیڑ چھاڑ کی عقبہ تین سو کبار صحابہ اور تابعین سمیت شہید کر دیے گئے۔ اسی لڑائی میں محمد بن اوس انصاری چند مسلمانوں سمیت قید کر لئے گئے تھے جس کو قفسہ کے گورنر نے رہا کر کے ان لوگوں کے ساتھ جو اس کے ساتھ تھے قیروان بھیج دیا۔ اسی دوران زہیر بن قیس بھی قیروان واپس آیا ان واقعات کو سن کر آگ بگولا ہو گیا، اور برانس کی سرکوبی کے ارادے سے فوج کی درستی کا حکم دیا، جنش بن عبداللہ صنعانی نے اس لڑائی سے مخالفت کی اور اس کے لشکر سے علیحدہ ہو کر مصر کا راستہ لیا چند لوگوں نے اس کی دیہاتوں کی مجبوراً رہبر کو بھی ان لوگوں کے ساتھ نکلنا پڑا برقعہ پہنچ کر مدد کے انتظار میں قیام پذیر ہوا۔ ہیرو کے چلے آنے کی وجہ سے ان لوگوں نے جو اس وقت قیروان

① دیکھئے فتوح البلدان علامہ بلاذری (جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۳۱۲)۔ ② دیکھئے الرسل والملوک (جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۲۲۹) از طبری۔ ③ دیکھئے دولة الامامیہ فی اندلس از عبد اللہ عنان (صفحہ نمبر ۱۶)۔ ④ دیکھئے طبری (جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۲۳۰)۔ ⑤ فتوح البلدان (جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۲۱۸)۔

پرنظریں گاڑ دیں تھیں۔

موسیٰ بن نصیر کو کامیابیاں۔۔۔ موسیٰ نے ملک افریقہ میں اپنی فوج کو پھیلادیا جزیرہ میورقہ کی طرف اپنے بیٹے عبداللہ کو دریا کے راستے حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا بہت سامان غنیمت اور قیدی لے کر واپس آیا پھر اس کو دوسری جانب بڑھنے کا حکم دیا اسی طرح اپنے دوسرے بیٹے مروان کو ایک سمت کی طرح حملہ آور ہونے کا اشارہ کیا اور خود بھی ایک جانب بڑھا بہت سامان غنیمت ہاتھ آیا ہزاروں کو گرفتار کر کے غلام بنالیا مال غنیمت سے جو جس کا لگیا تھا اس میں ستر ہزار قیدی تھے۔

موسیٰ کا طنجنہ پر حملہ۔ موسیٰ نے ان اطراف سے ایک قسم فراغت حاصل کر کے طنجنہ پر حملہ کیا اور صحرائے تافیلات کو فتح کیا اور اپنے بیٹے کو اس کی جانب روانہ کیا، بربریوں کو اس کی شوکت و جلالت اور جنگ و جدال سے اپنی ناکامی کا یقین ہو گیا سب نے اطاعت قبول کر لی۔ مصلحہ نے بطور ضمانت اپنے سرداروں اور امیروں کے بیٹوں کو عساکر اسلامیہ کے حوالہ کر دیا، موسیٰ نے ان لوگوں کو طنجنہ میں ٹھہرایا یہ واقعہ ۸۸ھ کا ہے۔

اندلس کی فتح: بعد میں موسیٰ نے طنجنہ کی گورنری پر طارق بن زیاد لٹشی کو مقرر کیا طارق نے طنجنہ سے اندلس کی طرف قدم بڑھایا، اندلس کے فتح کی بلیں (جولیں) بادشاہ غمارہ (قلعہ سیوٹا) کے گورنر نے طارق کو ترغیب دی تھی، چنانچہ ۹۰ھ میں اندلس فتح ہوا اس کے بعد ہی موسیٰ بن نصیر بھی اندلس جا پہنچا اور اس کی فتح کی تکمیل کی جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔ اندلس کی فتح کے بعد موسیٰ بن نصیر افریقہ پر اپنے بیٹے عبداللہ کو اور اندلس پر اپنے دوسرے بیٹے عبدالعزیز کو مقرر کر کے مشرق کی طرف واپس لوٹ آیا، اتنے میں ولید نے وفات پائی اور سلیمان نے مسند خلافت پر ۹۶ھ میں قدم رکھا، اس نے موسیٰ سے ناراض ہو کر قید کر دیا۔

محمد بن یزید:۔۔۔ سلیمان نے حکومت اپنے ہاتھ میں لینے کے بعد موسیٰ کو قید کر دیا اور اس کے بیٹے عبداللہ کو حکومت افریقہ سے معزول کر کے اس کی جگہ محمد بن یزید (قریش کے غلام) کو سند حکومت عطا کی لہذا محمد بن یزید کی افریقہ کی گورنری پر رہا۔ یہاں تک کہ سلیمان نے وفات پائی۔

اسماعیل بن مہاجر:۔۔۔ سلیمان کی وفات کے بعد صورت عمر بن عبدالعزیز نے تکلیف بنے انہوں نے افریقہ کی گورنری پر ۱۰۱ھ اسماعیل بن عبداللہ بن ابی المہاجر کو متعین کیا یہ شخص نہایت نیک دل، خلعتی اور اچھی عادات کا خزانہ تھا اسی کے زمانہ میں تمام بربری مشرف باسلام ہوئے۔

یزید بن ابی مسلم:۔۔۔ یزید بن عبدالملک نے مسند خلافت پر متمکن ہو کر افریقہ کی سند حکومت یزید بن مسلم (یہ حجاج کا غلام ۱۰۵ھ اور سکر یزی تھا) کو عطا کی، ۱۰۷ھ میں یزید بن ابی مسلم افریقہ آیا اس نے بربریوں کے ساتھ بڑی بدخلقی کی اور کج ادائیگی سے پیش آیا۔ آدمیوں پر مسمان ہونے کے باوجود جزیرہ مقرر کیا جیسا کہ حجاج نے عراق میں کیا تھا، بربریوں نے اس کی حکومت کے ایک مہینے بعد قتل کر ڈالا اور محمد بن یزید کو جو کہ اسماعیل سے پہلے گورنر تھا اپنا امیر حکمران بنایا اور یزید عبدالملک کی خدمت میں بغرض اظہار اطاعت یزید بن ابی مسلم کے قتل کر ڈالنے کی معذرت لکھی یزید بن عبدالملک نے ان کی معذرت کو قبول فرمایا اور محمد بن یزید کو افریقہ کی گورنری پر بحال و قائم رکھا۔

بشیر بن صفوان کلبی:۔۔۔ بعد میں یزید بن عبدالملک نے افریقہ کی گورنری پر بشیر بن صفوان کلبی کو متعین کیا چنانچہ ۱۰۳ھ میں بشیر بن صفوان افریقہ آیا نظام حکومت کو درست کر کے بغدوتوں اور خود سریوں کو دفع کیا اور خود ۱۰۹ھ صقلیہ کے خلاف جہاد کی غرض سے حملہ آور ہوا۔

عبید اللہ بن عبدالرحمن:۔۔۔ پھر ہشام بن عبدالملک نے بشیر بن صفوان کو حکومت افریقہ سے معزول کر کے اس کی جگہ عبیدہ بن عبدالرحمن سلمی ابوالاعور کے بھتیجے کو سند حکومت عطا کی، لہذا ۱۱۰ھ میں عبیدہ افریقہ آیا۔

عبید اللہ بن حجاب:۔۔۔ بعد میں عبیدہ بن عبدالرحمن کو ہشام بن عبدالملک تاجدار خلافت امویہ نے معزول کر کے عبید اللہ بن حجاب (بنو سلون کے

۱ دیکھئے ابن اثیر (جد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۲۶۳)۔ ۲ ابن اثیر (جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۲۷۹) پر سکر ٹری بتایا گیا۔ اور ابن خلدون نے غلام لکھا ہے۔

ندم) کو افریقہ کی گورنری پر مامور کیا عبید اللہ نے مصر پر اپنے بیٹے ابوالقاسم کو اپنا قائم مقام بنا کر افریقہ کی جانب کوچ کیا۔ ۱۱۴ھ میں افریقہ پہنچا جمع تیونس تعمیر کرائی، جنگی و بحری مرکبوں کے بنانے کے لئے ایک دارالصناعہ بنایا، طنجة کی حکومت پر اپنے بیٹے اسماعیل کو مقرر کیا اور عمر بن عبید اللہ بن مرادی تونس کے ساتھ بھیجا، اندلس کی امارت عقبہ ۱ بن حجاج قیس کو دی اور حبیب بن عبیدہ بن عقبہ بن نافع بوملک مغرب کے خلاف جہاد کرنے کا حکم دیا چنانچہ حبیب بن عبیدہ جہاد کرتا ہوا اقصائے سوس اور سرزمین سودان تک پہنچ گیا بہت سامان غنیمت مثلاً سیم و زر لونڈی ندام لے کر واپس آیا، مغرب اور قبائل بربر کے تمام علاقوں کو زیر و زبر کر دیا۔ بعد میں دوبارہ دریا کے راستے ۱۲۲ھ میں صقلیہ کے خلاف جہاد کیا اس مہم میں عبدالرحمن بن حبیب بھی اس کے دستے میں تھا سر قوسہ پہنچ کر پڑاؤ ڈالا جو کہ صقلیہ کا بہت بڑا شہر تھا نہایت سختی سے پورے جزیرہ پر تباہی و بربادی پھیلانی آخر کار اہل صقلیہ نے جزیہ دینا قبول کر لیا۔

طنجة کے گورنر محمد بن عبداللہ کا قتل۔ چونکہ محمد بن عبداللہ طنجة کے گورنر نے بربریوں کے ساتھ بدسلوکی شروع کر دی تھی، اور ان میں سے جو لوگ مسلمان ہو گئے تھے ان پر بھی جزیہ قائم کرنے کا اس لئے ارادہ کر لیا تھا کہ یہ مال غنیمت ہے اس وجہ سے بربریوں کو اشتعال پیدا ہو ورسب کے سب متحد ہو کر بغاوت کرنے پر آمادہ ہو گئے تھے اس دوران خبر ملی کہ لشکر اسلام حبیب بن عبیدہ کی زیر نگرانی صقلیہ کے خلاف جہاد کرنے گیا ہو میسرہ مضفری صفریہ خوارج کی حکومت کا مطیع ہو کر طنجة پر حملہ آور ہوا اور محمد بن عبداللہ کو قتل کر کے طنجة پر قابض ہو گیا بربریوں نے بھی اس کی امانت قبول کر لی اور اس کی حکومت و خلافت کی بیعت کر کے "امیر المومنین" کے لقب سے مخاطب کرنے لگے، رفتہ رفتہ یہ باتیں تمام قبائل افریقہ میں پھیل گئیں۔

غزوۃ الاشراف: عبداللہ بن حجاب نے ان واقعات سے آگاہ ہو کر خالد بن حبیب فہری کی زیر نگرانی باقی لشکر جو اس وقت اس کے ساتھ تھا اس طوفان بد تمیزی کی روک تھام کے لئے روانہ کیا، اور حبیب بن عبیدہ کو اس لشکر اسلام کے ساتھ جو اس کے دستے میں تھا جدا کر کے خالد کی روانگی کے بعد ہی ملک کے طور پر افریقہ کی جانب بڑھنے کا حکم دیا۔ طنجة کے آس پاس میسرہ اور بربریوں کے ساتھ عساکر اسلامیہ کا مقابلہ ہوا سخت اور خونریز لڑائی ہوئی پھر خود بخود ہی فریقین جنگ سے ہاتھ کھینچ کر علیحدہ ہو گئے میسرہ طنجة کی جانب واپس روانہ ہو گیا، اور بربر نے میسرہ کی بدسلوکی کی وجہ سے میسرہ پر پست کر حملہ کر دیا اور اس کو قتل کر دیا اور اس کو قتل کر کے اس کی جگہ خالد بن حبیب زنائی کو اپنا امیر بنایا تمام بربر نے اس کی امارت کو تسلیم کیا۔

جنگ کا نتیجہ: اتنے میں خالد بن حبیب لشکر عرب اور ہشام کی فوج نے پہنچ گیا۔ ایک دوسرے سے گٹھ گیا اس معرکہ میں ان لوگوں کو شکست ہوئی خالد بن حبیب اور عرب کا ایک گروہ مارا گیا اسی مناسب سے اس لڑائی کا نام غزوۃ الاشراف رکھا گیا۔ ان واقعات سے عبید اللہ بن حجاب سے افریقہ باغی ہو گیا اس کی خبر اندلس پہنچی تو اہل اندلس نے اپنے گورنر عقبہ بن حجاج کو معزول کر کے عبدالملک بن قطن کو اپنا امیر بنالیا حبیب کہہ کیا گیا۔

کلثوم بن عیاض: جس وقت ہشام بن عبدالملک کے دربار خلافت میں مغرب میں عساکر اسلامیہ کی شکست اور عبید اللہ بن حجاب سے فریقہ کی بغاوت کی خبر موصول ہوئی تاجدار خلافت اموی نے عبید اللہ بن حجاب کو واپس آنے کا لکھا اور افریقہ کی حکومت پر ۱۲۳ھ میں کلثوم بن عیاض کو متعین فرمایا اس کے مقدمہ اکبیش (ہراول) پر بلخ میں یشر قشیری تھا کلثوم نے قیروان پہنچ کر اہل قیروان کے ساتھ بڑا برتاؤ کیا اہل قیروان نے حبیب بن عبیدہ سے شکایت کی حبیب اس وقت تلمسان میں مقیم تھا اور بربریوں کا حمایتی تھا چنانچہ حبیب نے کلثوم بن عیاض کو یہ واقعات لکھ بھیجے اور آئندہ ایسے افعال کے ارتکاب سے منع کیا اور تھوڑی بہت دھمکی بھی دی۔ کلثوم بن عیاض نے معذرت کی اور قیروان پر عبدالرحمن بن عقبہ کو اپنا نائب مقرر کر کے سبتہ کے راستے کوچ کیا رفتہ رفتہ تلمسان پہنچا۔ حبیب بن عبیدہ سے ٹکھیر ہوئی دودو ہاتھ ہوئے پھر متفق ہو کر دونوں اپنی حرکتوں پر شرمندہ ہو کر شکر اسد م کی طرف لوٹے بربریوں نے ان لوگوں پر داعی طنجدادی سیوا میں حملہ کیا۔ بلخ کو جو کہ ہراول کا افسر تھا شکست ہوئی بھاگ کر کلثوم کے پاس پہنچا۔ بربری بھی تعجب کرتے ہوئے پہنچ گئے نہایت سختی سے لڑائی ہونے لگی۔ کلثوم اور حبیب بن عبیدہ کام آئے لشکر اسلام کا اکثر حصہ مارا گیا اہل شام نے بلخ بن بشیر سمیت سبتہ جا کر پناہ لی۔ بربریوں نے پہنچ کر محاصرہ کر لیا محصوروں نے عبدالملک بن قطن امیر اندلس سے اندلس میں داخل ہونے کی اجازت

طلب کی عبد الملک نے ان لوگوں کو صرف ایک سال قیام کی اجازت دی اور اس بات کی ان سے ضمانت لے لی۔ بدلت ختم ہونے کے بعد عبد الملک نے ان لوگوں سے وعدہ پورا کرنے کا مطالبہ کیا ان لوگوں نے پہلے کچھ حیلہ بہانے کیا جب اس سے کام نہ چلا تو ایک روز ان لوگوں نے اس کو قتل کر ڈالا اور بیخ نے اندلس پر قبضہ کر لیا۔

بیخ بن بشیر عبد الرحمن بن حبیب بن بن عبیدہ بن عقبہ بن نافع بھی جس وقت اس کا باپ حبیب کلثوم کے ساتھ مارا گیا اور بیخ نے کہ میں اندلس پر قبضہ ہو جاؤں گا اندلس چل گیا اور اسی فکر میں ڈوب رہا۔ لہذا جب ابو الخطار منجانب حنظلہ امیر اندلس ہو کر اندلس آیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ ہشام نے وقت پائی تھی اور ولید بن یزید ہند خلافت پر متمکن ہو چکا تھا لہذا عبد الرحمن حکومت و سلطنت کا دعوے دار ہو گیا اور قیروان کی طرف کوچ کر دیا۔ حنظلہ نے سن کر عبد الرحمن کی روک تھام کے لئے اپنے لشکر کے چند سرداروں کو عبد الرحمن کے پاس بھیجا۔ عبد الرحمن نے چالاکی سے ان لوگوں سے مذاقات تک نہ کی اور نہایت تیزی سے قیروان کی طرف سفر کرنے لگا حنظلہ اس کا احساس کر کے کہ عنقریب مسلمانوں میں آپس میں خونریزی کا سلسلہ جاری ہو جائے گا ۱۳۱ھ میں افریقہ سے مغرب کی طرف واپس لوٹ آیا اور عبد الرحمن نے دارالامارت میں داخل ہو کر افریقہ کی حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اور مروان بن محمد کو اپنی جانب سے افریقہ کی گورنری پر مقرر کیا۔

عبد الرحمن اور خوارج کی جنگ: پھر خوارج چاروں طرف سے عبد الرحمن پر ٹوٹ پڑے۔ عمر بن عطاء ارذی نے طیناش میں۔ عروہ بن وسید صفری نے تیونس میں، ثابت صنهاجی نے بلجہ میں اور عبد الجبار بن حرث نے طرابلس میں مخالفت شروع کر دی۔ یہ لوگ فرقہ اباصنیہ سے تھے۔ عبد الرحمن نے ۱۳۱ھ میں ثابت اور عبد الجبار حملہ کیا اور ان دونوں کو شکست کہ دوران جنگ ہیں دونوں کو قتل کر دیا۔ اسی زمانہ میں عبد الرحمن نے اپنے بھائی ایسا کو عمر بن عطاء کی گوشمالی کی غرض سے طیناش روانہ کیا تھا ایسا نے بھی عمر کو شکست دے کر مارا ڈالا پھر عبد الرحمن نے عروہ کی سرکوبی کے لئے تیونس پر حملہ کیا اور اس کا بھی کام تمام کر دیا۔ ان لوگوں کے مارے جانے سے خوارج کی طاقت منتشر ہو گئی۔

عبد الرحمن اور فرانس کی جنگیں: پھر ۱۳۵ھ میں عبد الرحمن نے برابر سے جنگ کرنے کے لئے تلمسان کے ارد گرد حملہ کیا برابر کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی عبد الرحمن کامیابی کے ساتھ واپس آیا بعد میں ایک فوج کو دوبارہ کے راستے صفلیہ کی طرف روانہ کیا اور دوسری فوج کو سردانیہ کی جانب بڑھنے کا حکم دیا۔ فرانسیسیوں سے بہت سخت جنگ ہوئی ان کو خواب نچا دکھایا یہاں تک کہ فرانس کے عیسائیوں نے جزیرہ دینا قبول و منظور کیا۔ ان واقعات کے بعد بنو عباس کی حکومت کا دور آ گیا عبد الرحمن نے اظہار اطاعت کی غرض سے خلیفہ سفاح کی خدمت میں عرضداشت روانہ کی اس بعد ابو جعفر منصور کے دربار میں بھی اطاعت فرمانبرداری کی عرضی بھیجی۔

خلیفہ منصور اور عبد الرحمن کے درمیان کشیدگی: بنو امیہ کا ایک بڑا گروہ افریقہ چلا آیا، بمجملہ ان لوگوں کے جو کہ افریقہ میں اس کے پاس چھپے آئے تھے۔ ولید بن یزید کے بیٹے قاضی و عبد المؤمن تھے ان کے ساتھ ان کی چچا زاد بہن بھی چلی آئی تھی عبد الرحمن نے اپنے بھائی ایسا کو نکاح اس سے کر دیا، پچھ عرصے بعد عبد الرحمن تک یہ خبر پہنچائی گئی کہ قاضی اور عبد المؤمن حکومت و سلطنت کے دعویدار ہیں عبد الرحمن نے یہ سنتے ہی ان دونوں کو بھائیوں کا قتل کر دیا، عبد الرحمن کے اس فعل سے مقتولوں کی چچا زاد بہن کو بے حد ناراضگی پیدا ہوئی اپنے شوہر ایسا کو اس کے بھائی عبد الرحمن کی جانب سے برا بیچتہ کر دیا، اور کینہ و عداوت کا بیج اس کے دل میں اچھی طرح سے بودیا۔ اتفاق سے انہیں دنوں عبد الرحمن نے تھوڑے سے تھک ایک معذرت نامہ کے ساتھ خلیفہ ابو جعفر منصور کی خدمت میں روانہ کئے تھے خلیفہ منصور نے معذرت کو قبول نہ فرمایا۔

عبد الرحمن کا قتل: اس پر عبد الرحمن نے خلیفہ منصور کو بڑے الفاظ سے مخاطب کیا منصور نے دھمکی آمیز فرمان تحریر کیا اور خلعت بھیجی عبد الرحمن نے بغض و کینہ کا اظہار کر دیا، اور برسر منبر اس کی خلعت پھاڑ ڈالی اس کے بھائی ایسا کو اسی چکر میں تھا موقع مل گیا، سردار ان لشکر کو مل جہاں عبد الرحمن کی مخالفت اور خلیفہ منصور کی دوبارہ حکومت و خلافت تسلیم کرنے پر ابھار دیا، اس معاملہ میں اپنے بھائی عبد الوارث کو شریک اور راز دار بنایا، عبد الرحمن و ان دونوں کے ارادہ سے آگاہی ہو گئی ایسا کو تیونس جانے کا حکم دیا، روانگی کے وقت رخصت کرنے کی غرض سے آیا اس کے ساتھ اس کا بھائی عبد الوارث

بھی تھا ہذا ایس وعبدالوارث نے عبدالرحمن کو مار ڈالا، یہ واقعہ ۱۳۷ھ میں عبدالرحمن کی حکومت کے دسویں سال ہوا۔

حبیب بن عبدالرحمن: عبدالرحمن کے مارے جانے کے بعد اس کا بیٹا حبیب تیونس کی طرف بھاگ گیا ایاس اور عبدالوارث نے ہر ممکن اس کی تلاش کی قصرا رت کے دروازے بند کر لئے مگر حبیب ہاتھ نہ آیا اس کا چچا عمران بن حبیب تیونس میں تھا، ایاس نے حبیب کا تعقب کیا مرن اور ایاس میں خوب لڑائیاں ہوئیں بالآخر اس بات پر صلح ہو گئی کہ قبضہ قسطلہ اور قرادہ حبیب کو دیا جائے، تیونس صفورہ یعنی تیز زوہ جزیرہ پر عمران کا قبضہ رہے افریقہ کے باقی علاقے ایاس کے زیر حکومت تصور کئے جائیں۔ اس صلح کی تکمیل ۱۳۸ھ میں ہوئی۔

ایاس کی غداری چنانچہ حبیب نے اپنے علاقے کی طرف جو کہ صلح نامہ کی رو سے اس کو ملے تھے کوچ کیا اور ایاس نے اپنے بھائی عمران سمیت تیونس کا راستہ لیا، راستے میں ایاس نے عمران کے ساتھ دعا کی اس کو شطاء کے ایک گروہ سمیت مار کو قیروان کی طرف بٹ پیا اور ظہر اعات کی غرض سے ایک عرضداشت عبدالرحمن بن زیاد بن العمر کے ہاتھ قاضی افریقہ دربار خلافت ابو جعفر منصور میں روانہ کی بعد میں حبیب نے تیونس پہنچ کر قبضہ کر لیا۔ ایاس کو اس کی خبر ملی تو اس نے تیونس پہنچ کے لڑائی شروع کر دی، حبیب نے میدان خالی دیکھ کر چپکے سے قیروان کا راستہ لیا اور پہنچتے ہی قابض ہو گیا جیل کے دروازے کھول دیئے۔ ایاس اس واقعہ سے آگاہ ہو کر حبیب کے معنی تلاش میں قیروان کی طرف لونا۔ اس کے اکثر ساتھی اس سے علیحدہ ہو کر حبیب سے جا ملے۔

ایاس بن حبیب کا قتل: لہذا جس وقت دونوں چچا بھتیجا ایک دوسرے کے مقابلہ پر آئے حبیب نے اپنے چچا ایاس کو جنگ کے نئے ہکار اپنا نچہ دونوں تلواریں لے کر میدان میں آگئے حبیب نے نہایت تیزی سے اپنے چچا کا کام تمام کر دیا اور کامیاب و کامران قیروان میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا یہ واقعہ آخری ۱۳۸ھ کا ہے اس کا دوسرا چچا عبدالوارث بربر کے قبائل سے قبیلہ در بجومہ میں جا کہ پناہ گزیں ہوا۔

عاصم بن جمیل: اس قبیلہ کا سردار ان دنوں عاصم بن جمیل نامی ایک شخص تھا۔ اس کو کہانت میں ید طولی حاصل تھا اس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ عبدالوارث کو اسی نے امن دی تھی حبیب نے یہ خبر سن کر ان لوگوں پر چڑھائی کی ان لوگوں نے حبیب کو شکست دے کر قابض کی جانب بھاگ دیا اس سے ان لوگوں کی حکومت مستقل اور مستحکم ہو گئی۔ قیروان کے عربوں نے عاصم بن جمیل کو قیروان پر حکومت کرنے کے لئے لکھ بھیجا مگر شرط طے یہ کی کہ خیفہ منصور کی حکومت تسلیم اور اس کی حکومت کی حمایت کرنا ہوگی عاصم نے اس شرط کو منظور نہ کیا۔ فوجیں آراستہ کر کے قیروان پر حملہ آور ہو عربوں کو اس معرکہ میں شکست ہوئی انتہائی ابتری سے پسپا ہوئے۔ عاصم نے مسجدوں کو دیران دسمار کر دیا۔ اور ان کی بے حرمتی کی۔

حبیب بن عبدالرحمن کا قتل: بعد میں حبیب بن عبدالرحمن کے ارادے سے قابض کی طرف بڑھادونوں دشمنوں میں لڑائی ہوئی میدان عاصم کے ہاتھ رہا حبیب شکست کھا کے کوہ اور اس چلا گیا اہل کوہ اور اس نے اس کو اپنے یہاں پناہ دی اتنے میں عاصم آ پہنچے دونوں میں لڑائی ہوئی میدان اہل جیل اور اس کے ہاتھ رہا ایک گروہ اس کے ساتھیوں کا مارا گیا۔ اس کے بعد ۱۴۰ھ عبدالملک نامی ایک شخص حبیب بن عبدالرحمن کو قتل کر کے حکومت در بجومہ اور قیروان پر قبضہ ہو گیا ایاس کی حکومت افریقہ ڈیڑھ سال رہی اور حبیب کی امارت تین سال۔

عبدالملک بن ابی الجعد ورجومی: عبدالملک بن ابی الجعد حبیب بن عبدالرحمن کو قتل کر کے قبائل در بجومہ میں قیروان کی طرف لونا آیا اور پہنچتے ہی قیروان پر قبضہ ہو گیا اور در بجومہ تمام افریقہ پر ہو کر اہل قیروان کو اپنے ظلم و ستم کا نشانہ بنالیا جیسا کہ اس پہلے عاصم اہل قیروان کے ساتھ زیادتیوں میں تھیں بلکہ اس سے زیادہ ان لوگوں نے فساد پھیلایا تھا اہل قیروان جان کے خوف سے ادھر ادھر بھاگنے لگے یہ خبر تمام ملکوں میں پھیل گئی لہذا عبدالاعلیٰ بن سح مغافری اباضی نے طرابلس کے اطراف میں اس کی مخالفت کا جھنڈا بلند کیا اور بڑھ کر طرابلس پر قبضہ کر لیا۔

عبدالاعلیٰ، مغافری: جس وقت عبدالاعلیٰ نے شہر طرابلس میں اپنی حکومت دریا ست کا جھنڈا گاڑا عبدالملک بن ابی الجعد نے ۱۴۱ھ عبدالاعلیٰ سے جنگ کرنے کے لئے فوجیں روانہ کیں۔ چنانچہ ابو الخطاب عبدالاعلیٰ نے عبدالملک کی فوجوں سے مقابلہ کیا اور ان کو شکست دے کر

نہایت سختی سے قیروان تک تعاقب کرتا چلا گیا۔ ہارے ہوئے گروہ کو قیروان نے بھی امن نہ دیا ابوالخطاب عبدالعلیٰ نے قیروان قابض ہو کر اہل وریجومہ کو نکال باہر کیا اور عبدالرحمن بن رستم کو اپنے نائب کے طور پر مقرر کر کے طرابلس کی طرف سے اس لشکر سے لڑنے کے لئے کوچ کیا جو کہ ابو جعفر منصور کی طرف سے آرہا تھا۔

محمد بن اشعث خزاعی: جب افریقہ میں فتنہ و فساد کی گرم بازاری جتنی ہو سکتی تھی ہوئی اور قبائل وریجومہ نے قیروان پر قبضہ کر لیا تو اس وقت لشکر افریقہ سے لوگ وفد کے طور پر خلافت عباسیہ کے دربار میں حاضر ہوئے اور خلیفہ ابو جعفر سے وریجومہ کی ان زیادتیوں اور ظلم کی شکایت کی جو ان پر ہو رہے تھے اور مدد و اعانت کی درخواست کی خلیفہ منصور نے مصر و افریقہ کی حکومت پر محمد بن اشعث خزاعی کو مقرر کر کے پہلے افریقہ کی دہائی کی ہدایت فرمائی۔ محمد بن اشعث دربار خلافت سے رخصت ہو کر مصر پہنچا اور ابوالاحوص غلی کو اپنی طرف سے افریقہ کی حکومت سپرد کی۔

ابوالاحوص گورنر افریقہ: چنانچہ ابوالاحوص نے فوجیں آراستہ کر کے مقدمہ الجیش کے ساتھ کوچ کیا۔ مقام سرت میں ابوالخطاب عبدالاعلیٰ سے ٹکرائی ہوئی۔ اس مہم میں ان لوگوں کے ساتھ اغلب بن سالم بن عقال بن خفاجہ بن سوادہ تمیمی بھی تھا بہت زبردست خونریزی کے بعد عساکر شہی کو فتح نصیب ہوئی لیکن جنگ کے خاتمہ کے بعد ہی ابوالخطاب عبدالاعلیٰ دوبارہ خم ٹھونک کر میدان سرت میں آ گیا ایک دوسرے سے گتہ گیا آخر کار ابوالخطاب عبدالاعلیٰ کو شکست ہوئی بس کے بہت سے ساتھی مارے گئے یہ واقعہ ۱۴۴ھ کا ہے۔

محمد بن اشعث کی فتوحات: اس واقعہ کی خبر عبدالرحمن رستم تک پہنچی تو قیروان سے تاجرت کی طرف بھاگ گیا اور وہاں پہنچ کر ایک شہر آباد کر کے قیام پذیر ہو گیا اور محمد بن اشعث نہایت جزم و احتیاط سے اپنی فتوحات کے دائرہ کو وسیع کرنے میں مصروف ہوا۔ طرابلس کو فتح کیا اور ابوالخارق غفار حائی کو اس کی حکومت عطا کی۔ طبنہ اور زاب پر اغلب بن سالم کو مقرر کیا بعد میں مضریہ نے اس سے مخالفت اور بغاوت کی اور ۱۴۸ھ میں اس کو نکال دیا لہذا اغلب بن سالم نے مشرق کا راستہ لیا۔

اغلب بن سالم بن عقال: ابو جعفر منصور نے اغلب بن سالم بن عقال بن خفاجہ تمیمی کو اس کے بعد افریقہ کی حکومت عنایت کی یہ شخص ابو مسلم خراسانی کے ساتھیوں میں سے تھا اور محمد بن اشعث کے ساتھ افریقہ آیا تھا۔ لہذا محمد بن اشعث نے اس کو طبنہ اور زاب کی حکومت پر مقرر کیا تھا اس مرتبہ جوں ہی اغلب قیروان میں داخل ہوا فتنہ و فساد ختم ہو گیا۔ امن چین سے ہر شخص اپنے مکان میں رہنے لگا۔

اغلب کی معزولی: بعد میں ابو تقیر مضری نے بربروں کو ایک جا کر کے اغلب پر چڑھائی کر دی اغلب خونریزی اور جنگ کے نڈو سے بھاگ کھڑا ہوا فتنہ و فساد اٹھ کر ختم ہو گیا۔ لشکریوں کو اغلب کا یہ کام ناگوار گزرا اپنی سرداری سے معزول کر دیا اور حسن بن حرب کنڈی سے خط و کتابت شروع کی جو کہ ان دنوں قابس میں تھا کچھ عرصہ خط و کتابت کے بعد سارا لشکر حسن بن حرب کے پاس چلا گیا پھر وہ ان کے ساتھ ساتھ قیروان کی طرف گیا اور قیروان پر قابض ہو گیا۔

اغلب کا قتل: اغلب نے میدان خالی دیکھ کر قابس کا راستہ لیا قابس پہنچ کر فوجیں تیار کیں اور ۱۵۰ھ میں حسن بن حرب سے جنگ کرنے کے لئے واپس ہوا دونوں فریق نے ایک میدان میں صف آرائی کی۔ اغلب نے حسن کو شکست دے کہ قیروان کی طرف قدم بڑھایا۔ حسن نے پلٹ کر قیروان کے باہر اغلب پر حملہ کر دیا۔ بہت خونریزی ہوئی دوران جنگ اغلب کو ایک تیرا لگا جس سے وہ تڑپ کر مر گیا۔

ابوالخارق اور حسن کی جنگ: اس کے بعد ساتھیوں نے ابوالخارق غفار طائی کو اپنا امیر بنایا جو کہ طرابلس کی حکومت پر تھا اور نہایت مردانگی سے حسن پر حملہ آور ہوئے حسن شکست کھا کہ تیونس کی جانب بھاگا اور جب وہاں بھی اس کو پناہ نہ ملی تو کتامہ میں جا کر دم لیا اور سواران ابوالخارق اس کے تعاقب میں تھے دو مہینے بعد کتامہ سے پھر تیونس کی طرف واپس آیا شاہی لشکر نے گرفتار کر کے قتل کر دیا کہا جاتا ہے اغلب کے ساتھیوں نے اس کو

اس مقام پر قتل کیا تھا جہاں پر کہ اغلب مارا گیا تھا ان واقعات کے بعد ابوالمخارق غفاری طائی افریقہ پر حکمرانی کرتا رہا یہاں تک کہ واقعات پیش آئے جن کو ہم ذکر کرنے دے ہیں۔

عمر بن حفص ہزار مرد خلیفہ ابو جعفر منصور نے اغلب بن سالم کے مارے جانے کی خبر سن کر اس کی جگہ افریقہ پر عمر بن حفص ہزار مرد مقرر کیا۔ عمر بن حفص قبیسہ بن ابی صفرہ برادر مہلب کی اولاد میں سے تھا۔ چنانچہ ۱۵۱ھ میں عمر بن حفص افریقہ آیا۔ تین برس تک بہترین انتظام سے حکومت کرتا رہا بعد میں شہر طبنہ بنانے کے لئے طبنہ کی طرف روانہ ہوا اور قیروان پر اپنی جگہ ابو حازم حبیب بن حبیب مہلبی کو مقرر کر گیا عمر بن حفص کی صند روئگی کے بعد بربریوں نے افریقہ میں یورش کی۔ اہل افریقہ کو دبا لیا قیروان کی طرف بڑھے۔ ابو حازم سے لڑائی ہوئی ان لوگوں نے ابو حازم کو مار ڈالا۔

ابو حاتم یعقوب بن حبیب: بعد میں بربر اباضیہ نے طرابلس میں جمع ہو کر ابو حاتم یعقوب بن حبیب اباضی کو اپنا امیر مقرر کیا ابو حاتم بنی کندہ کا خدوم تھا۔ ان دنوں طرابلس کی حکومت پر جنید بن یثار اسے ہی عمر حفص کی طرف سے مقرر تھا عمر بن حفص نے اس کو شکست دے کر قسطنطنیہ میں صبرہ کر لیا اس واقعہ سے پورے افریقہ میں بغاوت پھیل گئی۔ پھر بربریوں نے فوجیں تیار کر کے طبنہ کی جانب کوچ کیا اور عمر بن حفص کا اس میں محاصرہ کر لیا۔ محاصرین میں ابو قمرہ یعقوب چالیس ہزار صفریہ کی جمعیت سے، عبدالرحمن بن رستم سے خوارج صہباجہ، زناتہ اور ہوارہ کے آئے ہوئے تھے، جو شمار اور تعداد سے ہاتھ کی عمر بن حفص نے نہایت عقل مندی سے ان لوگوں سے جنگ کی ان کے سرداروں کو مال و زر دے کر ان کی مجموعی قوت اور اتحاد کو توڑ دیا، ابو قمرہ کے ساتھیوں کو بھی بڑی مقدار میں عطا کیا یہ لوگ جدال و قتال کئے بغیر واپس لوٹ گئے مجبوراً ابو قمرہ نے بھی ان کی بات مانی، عمر بن حفص نے اس بات کا حساس کر کے ایک فوج عبدالرحمن بن رستم کے مقابلہ پر بھیج دی یہ اس وقت مقام تھودا میں تھا بس عبدالرحمن شکست کھ کے تابت کی جانب بھاگا، عبدالرحمن کی شکست سے اباضیہ پر طبنہ کا محاصرہ قائم رکھنا دشوار ہو گیا، مجبوراً محاصرہ اٹھ لیا۔

قیروان کا محاصرہ: ابو حاتم نے قیروان پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ آٹھ مہینے تک نہایت شدت سے محاصرہ کئے رکھا، عمر بن حفص نے یہ خبر سن کر کوچ کیا، اور طبنہ کی حفاظت کے لئے فوجیں بھیج دیں، ابو قمرہ اس سے آگاہ ہو کر طبنہ آ پہنچا اہل طبنہ نے اس کو ناکامی کے ساتھ پسپا کر دیا، ابو حاتم اور اس کے ساتھی جو کہ قیروان کا محاصرہ کئے ہوئے تھے، یہ خبر سن کر کہ عمر بن حفص کو جاسوسوں نے دشمن کی نقل و حرکت سے مطلع کر دیا۔

عمر بن حفص کا قتل: لہذا عمر بن حفص اربس سے تیونس کی طرف روانہ ہوا، اور وہاں سے ایک غیر متعارف راستہ طے کر کے قیروان پہنچ گیا، اور چاروں طرف سے اس کو گھیر لیا ابو حاتم اور بربر بھی اس کے پیچھے پیچھے قیروان آ پہنچے اور عمر بن حفص کے لشکر کا محاصرہ کر لیا، اس وقت قیروان ایک نقطہ کی طرح دو دروازوں کے درمیان میں تھا، محصوروں اور محاصروں کی قوتیں ایک دوسرے کے حصار اٹھادینے میں خرچ ہو رہی تھیں آخر کار عمر بن حفص مرنے پر کمر بستہ ہو کر ابو حاتم کا حصار توڑنے کے لئے نکل کھڑا ہوا حیران ابو حاتم کے ہاتھ رہا عمر بن حفص عین معرکہ میں مارا گیا، یہ واقعہ ۱۵۴ھ کا ہے اس کی جگہ اس کا مادری بھائی حمید بن صحر امیر لشکر ہوا، اس کی ابو حاتم سے اس شرط پر کہ قیروان میں خلافت عباسیہ کا شاہی اقتدار تسخیر کیا جائے، صلح ہو گئی چنانچہ شاہی لشکر کا بڑا حصہ طبنہ چلا آیا، ابو حاتم نے قیروان کے دروازہ کو جلادیا اور شہر پناہ کو توڑ ڈالا۔

یزید بن حاتم بن قبیسہ بن مہلب: جس وقت خلیفہ منصور تک یہ خبر پہنچی کہ اہل افریقہ نے عمر بن حفص گورنر افریقہ کے خلاف بغاوت کر دی ہے، اور طبنہ میں اور پھر قیروان میں اس کا محاصرہ کر لیا ہے، تو خلیفہ نے ساٹھ ہزار جنگ آوروں کی جمعیت سے یزید بن حاتم بن قبیسہ بن مہلب بن ابی صفرہ کو عمر بن حفص کی کمک کے لئے روانہ کیا، اس کی خبر عمر بن حفص تک پہنچی تو اسی غرہ پر یہ مرنے پر کمر بستہ ہو کر میدان جنگ میں آ گیا، یہاں تک کہ مارا گیا، اس کے بعد یزید بن حاتم قیروان کے قریب آ پہنچا، اس وقت ابو حاتم یعقوب بن حبیب قیروان پر قابض تھا، لہذا اس نے قیروان پر اسی جگہ عمر بن عثمان فہری کو مقرر کیا، اور فوجیں آراستہ کر کے یزید کے مقابلہ کے ارادے طرابلس کی جانب بڑھا، جوں ہی ابو حاتم نے قیروان سے کوچ کیا عمر بن عثمان نے عزم مخالفت بلند کر کے اس کے ساتھیوں کو قتل کر ڈالا۔

ابو حاتم اور یزید کی جنگ: اسی دوران ابوالمخارق غفاری بھی موقع پا کر نکل کھڑا ہوا ابو حاتم کو مجبوراً ان لوگوں کی طرف واپس جانا پڑا یہ دنوں آمد

کی خبر سن کر قیروان سے نکل بھاگے سواحل کتامہ سے ساحل نجل پر جا کر پناہ لی ابو حاتم ان کا تعاقب چھوڑ کر قیروان کی طرف بھاگا اور عبدالعزیز بن سبغ مغفری کو قیروان پر مقرر کر کے یزید کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوا یزید کو اس کی خبر ملی تو اس نے طرابلس کا راستہ لیا، ابو حاتم کو چوقہ قیوم کرتا ہوا جبل نفوسہ تک پہنچا یزید کی فوجوں نے پیچھا کیا ابو حاتم نے ان کو شکست دے دی، تب یزید خود ابو حاتم کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوا بہت زبردست لڑائی ہوئی، بربر کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی ابو حاتم تین ہزار ساتھیوں سمیت مارا گیا، یزید عمر بن حفص کے بدلے میں شکست خوردہ گروہ کا دور تک قتل کرتا ہوا تعاقب کرتا چلا گیا، بعد میں قیروان کی طرف روانہ ہوا ۱۵۵ھ کے نصف دور مکمل ہوتے ہوتے قیروان پہنچا۔

کتامہ کا محاصرہ: عبدالرحمن فہری ابو حاتم کے ساتھ تھا جنگ کے ختم ہونے کے بعد اس نے کتامہ جا کر پناہ لی۔ یزید نے اس کی گرفتاری اور تلاش پر چند دستوں کو مقرر کیا لہذا انہوں نے اس کا کتامہ میں محاصرہ کر لیا اور کامیابی کے ساتھ کتامہ میں گھس پڑے عبدالرحمن بھاگ گیا۔ وہ سب لوگ جو اس کے ساتھ تھے مارے گئے۔

ان مہمات سے فارغ ہو کر یزید حکومت کے انتظام کی طرف متوجہ ہوا لہذا ابوالخارق غفار کو زاب پر متعین کیا اور خود طبنہ میں قیام پزیر ہوا متعدد لڑائیوں میں جو اس کو ورسجومہ کے ساتھ پیش آئیں بربریوں کو خوب خوب تباہ کیا یہاں تک کہ عہد خلافت ہارون الرشید ۱۷۱ھ میں وفات پائی حکومت اس کے بیٹے داؤد نے ہاتھ میں لی۔ بربر نے اس کے خلاف خروج کیا۔ یہ بھی اُن پر حملہ آور ہوا بعد میں واپس آ کر قیروان آیا اس کے بقیہ حالات ہم آئندہ تحریر کریں گے۔

روح بن حاتم: یزید بن حاتم کے مرنے کی خبر خلیفہ رشید تک پہنچی تو اس کے بھائی روح بن حاتم کو جو کہ فلسطین کا گورنر تھا دار الخلافت میں طلب کر کے اس کے بھائی یزید کی تعزیت کی اور سند افریقہ کی سند حکومت عنایت فرما کے روانگی کا حکم دیا ۱۷۱ھ کے نصف میں روح افریقہ پہنچا۔ داؤد بن یزید نے دار الخلافت بغداد کا راستہ لیا۔ چونکہ یزید نے خوراج کو بچھڑا لیا اور حد درجہ تباہ کیا تھا اور اپنے رعب و داب کا سکہ لوگوں کے دلوں پر بٹھا لیا تھا اس وجہ سے روح کا زمانہ حکومت نہایت سکون اور امن سے گذرا۔ صرف ایک عبدالوہاب بن رستم و بیہ سے خطرہ کا اندیشہ تھا اس سے بھی مصلحتاً صلح کر لی بعد میں ماہ رمضان ۱۷۲ھ میں اس نے وفات پائی۔ اس سے پہلے خلیفہ رشید نے روح کے عزیزوں میں سے نصر بن حبیب کو حکومت افریقہ کی سند خفیہ طور سے عنایت کر دی تھی اس لحاظ سے روح کے بعد نصر نے حکومت افریقہ اپنے ہاتھ میں لی اور حکمرانی کرنے لگا یہاں تک کہ فضل کو افریقہ کی گورنری عطا ہوئی۔

فضل بن روح: جس وقت روح بن حاتم نے وفات پائی اس کی جگہ نصر بن حبیب حکمرانی افریقہ کی سند حکومت عطا کی لہذا فضل بن روح محرم ۱۷۱ھ میں قیروان واپس آیا۔ تیونس کی حکومت پر مغیرہ اپنے بھائی بشر بن روح کے بیٹے کو مقرر کیا۔ ایک کم عمر شخص تھا لشکریوں نے حقارت کی نگاہ سے دیکھا۔ اور فضل سے ان لوگوں کو اس کی بد خلقی اور ظالمانہ حرکات کی وجہ سے نفرت پیدا ہوئی فضل نے بھی ان لوگوں پر نصر بن حبیب کی محبت اور حمایت کا الزام لگایا۔ اتنے میں اہل تیونس نے مغیرہ سے مستعفی ہونے کی درخواست کی مغیرہ نے اس سے انکار کیا اس پر اہل تیونس نے علم مخالفت بند کر کے مغیرہ کو معزول کر دیا اور عبداللہ بن جارود کو اپنا امیر بنالیا۔

عبداللہ بن جارود: عبداللہ بن جارود عبد ربہ انباری کے نام سے مشہور و معروف تھا اہل تیونس نے بغرض اظہار اطاعت اس کے ہاتھ پر بیعت کر کے مغیرہ کو اپنے شہر سے نکال دیا۔ اور چالوسی کرتے ہوئے فضل کو لکھ بھیجا، جس کو آپ چاہیں تیونس کی حکومت پر مقرر فرمائیں۔ اہل تیونس پر اپنے چچ زاد بھائی عبداللہ بن یزید بن حاتم کو مقرر کیا چنانچہ عبداللہ فضل سے رخصت ہو کر تیونس کی طرف روانہ ہوا جوں ہی تیونس کے قریب پہنچا عبداللہ بن جارود نے ایک گروہ کو عبداللہ بن یزید سے ملنے اور تیونس آنے کی وجہ دریافت کرنے کے لئے بھیجا۔ ان لوگوں نے حسد اور کینہ کی وجہ سے عبداللہ بن جارود کے خوش کرنے کے لئے عبداللہ بن یزید کو مار ڈالا۔ اس وجہ سے عبداللہ بن جارود کو مخالفت کا اظہار مجبوراً کرنا پڑا۔ عبداللہ بن یزید کے قتل کا محرک سپہ سالاران خراسانیہ میں سے محمد بن فارسی بنا ہوا تھا۔ عبداللہ بن جارود نے بغاوت کے بعد تمام علاقوں کے کمانڈروں اور عمال کو فضل کی مخالفت پر

ابھار دیا سب کے سب فضل سے باغی اور مخرف ہو گئے چنانچہ عبداللہ بن جارد کی جمعیت بڑھ گئی۔

عبداللہ بن جارد اور فضل کی جنگ: فضل نے اس طوفان کی روک تھام کے لئے خروج کیا مگر پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر بھاگ نکلا۔ عبداللہ بن جارد نے تعاقب کیا قیروان کے قریب مقابلہ ہو گیا مگر عبداللہ بن جارد نے جنگ کے بجائے چند لوگوں کو فضل اور اس کے اہل و عیال پر قہر بکس دینے کے لئے مقرر کر دیا پھر اس کو راستے سے واپس کر کے ۸۷ھ کے آدھا سال مکمل ہوتے ہوئے قتل کر دیا۔ اب عبداللہ بن جارد و پوری طرح سے قوت حاصل ہو گئی تھی لوٹ کر تیونس آ گیا مگر آرام سے بیٹھنا نصب نہ ہوا۔

قیروان میں بغاوت لشکر کے ایک حصہ جس کا سردار مالک ابن منذر تھا فضل کے قتل کے واقعہ سے بڑھتی پیدا ہو گئی رفتہ رفتہ درعداوت کی حد تک پہنچی۔ ایک روز متحد ہو کر قیروان حملہ کر کے قبضے میں لے لیا عبداللہ بن جارد نے اس واقعہ سے آگاہ ہو کر تیونس سے قیروان کی طرف کوچ کیا اور پہنچتے ہی ان سب کو مالک بن منذر سمیت قتل کی سزا دی ان کے علاوہ چند نامی گرامی سرداروں کو بھی قتل کر دیا باقی لوگوں نے اندس جا کر پناہ واپس سرکاری حکومت پر صحت بن سعید کو مقرر کیا پھر بعد میں قیروان کی طرف واپس آئے اور افریقہ میں بغاوت کا ایک طوفان برپا ہو گیا۔

ہرثمہ بن اعین: خلیفہ رشید بن روح کے مارے جانے اور افریقہ میں بغاوت آگاہ ہو کر فضل کے بنائے ہرثمہ بن اعین کو سند حکومت عنایت کی اور عبداللہ بن جارد کے پاس یحییٰ بن موسیٰ کو اس وجہ سے کہ اہل خراسان کی آنکھوں میں اس کی عزت و توقیر تھی خلافت کی اطاعت کا پیغام دے کر روانہ کیا۔ بعضوں کا بیان ہے کہ یقطین کو بھیجا تھا عبداللہ بن جارد نے علان بن سعید کی مہم سے فارغ ہونے کی شرط پر علم خلافت کے مطیع ہونے کا قرار کیا (یا تجھے) تاڑ گیا کہ عبداللہ بن جارد وہو کہ دے رہا ہے فوراً عبداللہ بن جارد کے دوست و ساتھی محمد بن فارسی سے سازش کرنے کی ٹھانی اور بہت سہاڑے دینے کے وعدہ پر مل لیا عبداللہ بن جارد کو کسی ذریعہ سے اس کی خبر مل گئی گھبرا کر اپنی حکومت کے ساتویں مہینہ ماہ محرم ۹۷ھ عہد بن سعید کے ڈر سے قیروان سے نکل بھاگا۔ محمد بن فارسی اس کے ساتھ تھا۔ دونوں نے قیروان سے نکل کر جنگ کے ارادے سے درستی سامان کی درستی اور فوج کی تیاری کی جانب توجہ کی۔

عبداللہ بن جارد کی گرفتاری: ایک روز عبداللہ بن جارد نے محمد بن فارسی کو تنہائی میں مشورہ کے لئے بلایا۔ فریق مخالف نے پہلے ہی سے اس کے ساتھیوں میں سے ایک شخص کو ان دونوں کے قتل پر مقرر کر رکھا تھا۔ لہذا اس شخص نے محمد بن سعید اور یقطین قیروان کی طرف بڑھے عہد بن سعید پہلے پہنچے اور قہر بکس دیا۔ عبداللہ بن جارد کے ساتھیوں کو گرفتار کرنا شروع کر دیا۔ عبداللہ بن جارد بھاگ کر ہرثمہ کے پاس پہنچے ہرثمہ نے اس کو خلیفہ رشید کی خدمت میں بھیج دیا اور یہ لکھ بھیجا کہ علاء بن سعید نے اس کو قیروان سے نکالا ہے خلیفہ رشید نے علاء کے بھیجنے کا فرمان روانہ فرمایا چنانچہ ہرثمہ نے علاء کو یقطین کے ساتھ دربار خلافت کی طرف روانہ کیا خلیفہ رشید نے عبداللہ بن جارد کو جیل میں ڈال دیا اور عہد بن سعید کے ساتھ اچھی طرح پیش کیا یہاں تک کہ مصر میں اس نے وفات پائی۔

قصر کبیر کی تعمیر: ان واقعات کے بعد ہرثمہ نے قیروان کی جانب کوچ کیا سفر و قیام کر رہا ہوا، ۸۷ھ میں قیروان پہنچے لوگوں کو اس کی بغاوت ختم ہو گئی، اپنے اپنے کے ایک سال بعد قصر کبیر مقام منستیر میں تعمیر کرایا، اور طرابلس کا شہر پناہ دریا کے ساتھ بنوایا، اس وقت ابراہیم بن اغلب زاب و رطبہ کی گورنری پر تھا اس نے ہرثمہ نے اس کو اس کے عہدہ پر بحال رکھا، لہذا اس نے نہایت خوبی سے اس خدمت کو انجام دیا عہد بن سعید کے ساتھ دلانہ برتاؤ کئے۔

ہرثمہ کی واپسی: اس کے بعد ہرثمہ کی مخالفت پر عیاض بن وہب، ہواری اور کلیب بن جمیع کلبی اٹھ کھڑے ہوئے دونوں نے متفق ہو کر بہت بڑا لشکر جمع کر لیا، ہرثمہ نے ان دونوں کی سرکوبی پر سپہ سالار خراسانیہ میں سے یحییٰ بن موسیٰ کو مقرر کیا یحییٰ کی اچھی کارگزاری سے عیاض اور کلیب کی فوج بکھر گئی اس کے بہت سے ساتھیوں کو مار ڈالا۔ اور بغاوت ختم کر کے قیروان کی طرف واپس لوٹا ہرثمہ نے اس بات کا احساس کر کے کہ فریقہ میں آئے دن میری مخالفت پر علم بند ہوا کرتا ہے۔ افریقہ کی حکومت سے استعفاء پیش کیا خلیفہ رشید نے استعفاء منظور فرمایا، ہرثمہ افریقہ سے اپنی حکومت و گورنری کے ڈھائی سال بعد عراق لوٹ آیا۔

محمد بن مقاتل کعبی اس کے بعد خلیفہ رشید نے افریقہ کی گورنری پر محمد بن مقاتل کعبی کو مقرر کیا محمد بن مقاتل خلیفہ رشید کا سخت پر دانت تھا۔ رمضان ۱۸۱ھ میں قیروان پہنچا، چونکہ محمد بن مقاتل میں بدسلوکی اور بری عادات کوٹ کوٹ کر بھری ہوتی تھیں لشکریوں نے اس سے سخت نفرت کا اعلان کر کے محمد بن مرہ اذدی کو اپنا سردار بنایا محمد بن مقاتل نے اس کی روک تھام کی غرض سے فوجیں روانہ کیں۔ محمد کو شکست ہوئی، اور پڑوٹھنز کے دروان مارا گیا، بعد میں ۱۸۳ھ میں تمام بن تمیم بھی نے تیونس میں علم مخالفت بلند کیا، عوام الناس کا جم غفیر جمع ہو گیا ”تمام“ نے سب کو فوجی لباس پہنا کر قیروان کی جانب کوچ کیا، محمد بن مقاتل اس سے آگاہ ہو کر فوجیں تیار کر کے مقابلہ پر آیا۔ دونوں دشمنوں کا ایک میدان میں مقابلہ ہوا میدان جنگ تمام کے ہاتھ رہا، محمد بن مقاتل شکست کھا کر قیروان کی جانب بھاگا تمام تعاقب کرتا ہوا قیروان پہنچ گیا، بالآخر تمام نے محمد بن مقاتل کو افریقہ چھوڑ کر چھپنے کی شرط سے امان دی چنانچہ محمد بن مقاتل نے افریقہ کو خیر آباد کہہ کر طرابلس کا راستہ لیا۔

قیروان پر حملہ: رفتہ رفتہ یہ خبر ابراہیم بن اغلب تک زاب میں پہنچی محمد بن مقاتل کے اس فعل سے بے حد ناراض ہو فوراً فوجیں آراستہ کر کے قیروان کی طرف بڑھا، تمام مقابلہ سے جی چڑا کر تیونس کی طرف بھاگا ابراہیم نے قیروان پر قبضہ کر لیا اور محمد بن مقاتل کو طرابلس کی آخری ۱۸۳ھ میں قیروان کی اہرت دوبارہ عنایت کی تمام نے سامان جنگ درست کر کے ان لوگوں پر پھر حملہ کیا ابراہیم بن اغلب اپنے کمانڈروں سمیت مقابلہ پر آیا تمام کو اس معرکہ میں شکست ہوئی، ابراہیم تعاقب کرتا ہوا تیونس تک پہنچا تمام نے امن کی درخواست کی ابراہیم نے اس کو امن دی اور اس کے ساتھ قیروان آیا اور قیروان سے بغداد کی طرف روانہ کر دیا، خلیفہ رشید نے جیل میں ڈال دیا۔

ابراہیم بن اغلب: جس وقت محمد بن مقاتل نے قیروان کی حکومت دوبارہ اپنے ہاتھ میں لی اہل ملک کو اس کی حکومت سے ناراضگی پیدا ہوئی خط و کتابت کر کے ابراہیم بن اغلب کو خلیفہ رشید سے حکومت افریقہ کی درخواست دینے پر آمادہ کیا لہذا ابراہیم نے دوبار خلافت میں حکومت افریقہ کی اس شرط سے درخواست کی کہ ایک لاکھ دینار جو مصر سے افریقہ انتظام کے لئے روانہ کیا جاتا ہے، روک دیا جائے اس کے علاوہ چالیس ہزار دینار سالانہ افریقہ سے خراج دوبار خلافت میں بھیجا کروں گا کسی ذریعہ سے خلیفہ رشید کو اس کی دولت مندی کا حال بھی معلوم ہو گیا۔ اپنے مشیروں سے اس معاملہ میں مشورہ کیا۔

ابراہیم کی افریقہ پر حکومت: ہرثمہ نے ابراہیم بن اغلب کی درخواست منظور کرنے اور افریقہ کی حکومت دینے کی رائے دی چنانچہ خلیفہ رشید نے نصف ۱۸۴ھ میں سند حکومت افریقہ لکھ کر ابراہیم کے پاس روانہ کر دیا ابراہیم افریقہ کی سند حاصل کر کے حکومت کی سند پر رونق افروز ہوا ملکی اور فوجی انتظام کو اچھے طریقے سے سنبھالا محمد بن مقاتل افریقہ سے مشرق چلا آیا، پورے مغرب میں ابراہیم بن اغلب کی گورنری سے امن و چین ہو گیا۔

عباسیہ کی تعمیر: قیروان کے قریب عباسیہ نامی ایک شہر آباد کیا اور اپنے تمام اراکین حکومت کے ساتھ عباسیہ میں اٹھ آیا ۱۸۶ھ میں حمیس نامی ایک شخص نے سرداران عرب میں سے تیونس میں علم خلافت کے خلاف بغاوت کی سیاہ جھنڈا تار کر پھینک دیا ابراہیم بن اغلب نے عمران بن محالد کی زیر نگرانی شاہی افواج کو حمیس کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا، سخت اور خونریز جنگ کے بعد حمیس کو شکست ہوئی تقریباً اس کے دس ہزار سپاہی مارے گئے اس واقعہ کے بعد ابراہیم نے اپنی توجہ و ہمت کو ”المغرب الاقصی“ کے نظم و نسق کی جانب متوجہ کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ اس ملک میں دعوت علویہ بذریعہ ادریس بن عبداللہ ظہر ہو چکی تھی عبداللہ نے پیکر اجل کو لیک کہہ کر وفات پائی اور بربروں نے اس کے چھوٹے بیٹے کو اس کا قائم مقام بنایا تھا، اس کا غلام راشد اس کی کفالت و نگرانی کر رہا تھا، یہاں تک کہ ادریس بڑا ہوا اور اس کی حکومت کو راشدہ کی وجہ سے استحکام و استتدال حاصل ہو گیا۔

بہلول بن عبدالرحمن کی اطاعت: ابراہیم بن اغلب ہمیشہ بربریوں کو مال و زردے کے ملاتا جاتا رہتا تھا آخر کار راشد مارا گیا اور اس کا

① ”اہلین المغرب“ (صفحہ نمبر ۹۲) میں جمادی الاخری کے درمیانی عشرے کی تصریح ہے۔

② ابن عذاری نے ”اہلین المغرب“ میں اسے قصر قدیم کا نام دیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ عباسیہ کا نام دنیا دولت عباسیہ سے تعلق کے انہار کے لئے تھا۔ ③ ابن اثیر (جدیدہ صفحہ نمبر ۵۳) پر ابن خلدون لکھا ہے۔

سراتا کر ابراہیم کے پاس لایا گیا، راشد کے مارے جانے کے بعد اور بس کی حکومت و ریاست کا انتظام پر برسرِ دار بہلول بن عبدالرحمن ۱۰ مظفر نے لگا اس نے بھی نہایت دانائی اور عقل مندی سے حکومت و سلطنت کے نظام کو درست کیا، ابراہیم بن اغلب ہمیشہ اس کو بھی اپنے عامل نہ تدابیر و رحمت عملیوں سے ملاتا رہا خطوط اور تحائف مسلسل بھیجتا رہا بہلول آخر انسان ہی تھا کہاں تک ابراہیم کے احسانات کو فراموش کرتا ”دعوتِ ادراسہ“ سے ایک طرف ہو کر کے حکومت عباسیہ کی اطاعت کا اظہار کر دیا، اور بس نے اس سے آگاہ ہو کر اس سے صلح کر لی اور رسول اللہ ﷺ کی قرابت کے ذریعہ سے اس کے لطف و عنایت کا طلب گار ہوا لہذا وہ اس کو تو تکلیف دینے سے باز رہا۔

اہل طرابلس کی غداری اور فرمانبرداری: اس کے بعد اہل طرابلس نے ۱۸۹ھ میں ابراہیم بن اغلب سے مخالفت کا اظہار کیا اور اس کے گورنر سفیان بن مہاجر کو حملہ کر کے دارالامارت سے مسجد کی طرف نکال دیا اور اس کے بہت سے ساتھیوں کو مار ڈالا پھر اس کو طرابلس چھوڑ کر چھپنے والے کی شرائط پر امن دے دی چنانچہ سفیان اپنی حکومت کے چند مہینے بعد طرابلس سے نکل کھڑا ہوا اہل طرابلس نے اپنی فوجیں روانہ کیں، شاہی فوج نے ابراہیم بن سفیان کو شکست دے دی اور زبردستی طرابلس میں داخل ہو گئی، طرابلس میں داخل ہو کر ابراہیم بن سفیان کو جرح کرنے پر اہل طرابلس کو مجبور کیا، تھوڑی سی بحث کے بعد اس سال کے آخر میں اہل طرابلس نے ابراہیم کو پیش کر دیا چنانچہ ابراہیم بن اغلب نے اس کی اور اہل طرابلس کی خط نہیں معاف کر دیں، اور ان کے وطن کی جانب ان لوگوں کو واپس کر دیا۔

عمران بن مجالد اور ابن اغلب کی جنگ: پھر ۱۹۵ھ میں عمران بن مجالد ربعی نے تیونس میں بغاوت کا جھنڈا بلند کیا اس بغاوت میں قریش بن تیونس نے بھی قدم بڑھایا اور اس پر قابض ہو گیا قریش بھی تیونس سے قیروان آ گیا، ابراہیم نے عباسیہ کے ارد گرد خندقیں کھدوائیں جس اور مد سے بندھوا کر قلعہ نشین ہو گیا عمران اور قریش نے پورے ایک سال تک ابراہیم کا محاصرہ کئے رکھا ابراہیم اور عمران و قریش سے متعدد ڈرائیں ہوئیں۔ لیکن کامیابی کا سہرا ابراہیم بن اغلب کے سر رہا، محاصرہ کے دوران عمران بن فرات قاضی کو بھی بغاوت پر ابھار رہا تھا مگر اس نے اس سے انکار کر دیا، اسی دوران خیفہ رشید نے بہت سامان و زر ابراہیم کے پاس بھیج دیا ابراہیم نے انعام و کرام دینا شروع کر دیئے جس کی وجہ سے عمران کے بہت سے ساتھی اس کے پاس چلے آئے۔ اور عمران کا کارخانہ درہم برہم ہو گیا، پریشان ہو کر زاب چلا گیا، اور وہیں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ ابراہیم ابن اغلب نے وفات پائی۔

عبداللہ بن ابراہیم معزولی: ابراہیم بن اغلب نے اس مہم سے فارغ ہو کر اپنے بیٹے عبداللہ کو ۱۹۶ھ میں طرابلس کی حکومت کے لئے روانہ کیا مگر لشکریوں نے بغاوت کر دی اور دارالامارت میں اس کا محاصرہ کر لیا، پھر اس شرط پر کہ عبداللہ طرابلس چھوڑ کر چلا جائے عبداللہ کو امان دے دی چنانچہ عبداللہ نے طرابلس چھوڑ دیا بہت سے آدمی اس کے پاس جمع ہو گئے، انعام و کرام کا سلسلہ شروع کر دیا یہی سبب تھا کہ ہر طرف سے بربری اس کے پاس کھینچ آئے، عبداللہ نے ان سب کو صلح اور مرتب کر کے طرابلس پر چڑھائی کر دی اور فوج طرابلس کو شکست دے کر شہر پر قبضہ کر لیا، بعد میں اس کے باپ (ابراہیم بن اغلب) نے اس کو معزول کر کے سفیان بن مضاء کو حکومت عطا کی۔

طرابلس میں بغاوت: ہوا رہا کہ سفیان کے خلاف طرابلس میں علم بغاوت بلند کیا لشکریوں میں بھی پھوٹ پڑ گئی سفیان بھاگ کر ابراہیم بن اغلب کے پاس پہنچا ابراہیم نے اس کو اپنے بیٹے عبداللہ کے ساتھ تیرہ ہزار فوج کی جمعیت سے طرابلس کی طرف واپس بھیجا۔ ہوا رہا مقدمہ پر آئے بہری طرح پامال ہوئے نہایت سختی سے قتل اور قید کئے گئے کامیابی کے بعد طرابلس کا شہر پناہ نئے سرے سے درست کرایا گیا، رفتہ رفتہ اس کی خبر عبدالوہاب بن عبدالرحمن بن رستم تک پہنچی بربریوں کو جمع کر کے طرابلس پر حملہ آور ہوا مد توں محاصرہ کئے رہا، عبدالوہاب نے باب زنا تہ کی مدد و رفت راگ لگی تھی، اور دروازہ ہوا رہا پر لڑائی کا ہنگامہ گرم کئے رکھا، اسی دوران اس کے باپ کے مرنے کی خبر پہنچی لہذا اس نے اپنے حریف کو مصافات طرابلس کے صحیح کر لی شہر طرابلس اور دریا پر اپنا قبضہ رکھا، صلح نامہ کی تکمیل کے بعد عبداللہ نے قیروان کی طرف کوچ کیا ابراہیم کی وفات ماہ شوال ۱۹۶ھ میں ہوئی تھی۔

ابوالعباس عبداللہ: ابراہیم بن اغلب نے وفات کے وقت اپنے بیٹے عبداللہ کو اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا، عبداللہ اس وقت طرابلس میں تھا بربری اس کا محصرہ کئے ہوئے تھے جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں، اور اپنے دوسرے بیٹے زیادۃ اللہ کو عبداللہ کی امارت کی بیعت کرنے کی وصیت کی تھی چنانچہ زیادۃ اللہ نے اس وصیت کی تعمیل کی، قیروان میں لوگوں سے اپنے بھائی عبداللہ کی امارت کی بیعت لی اور یہ واقعہ لکھ بھیجا۔

ابوالعباس کی قیروان آمد:۔۔۔ لہذا ابوالعباس عبداللہ ماہ صفر ۱۹۷ھ میں قیروان آیا مگر اپنے بھائی زیادۃ اللہ کے ساتھ اس ندریں ۶ رنداری کی کوئی خاص رعایت نہ کی جو اس نے اس کی غیر حاضری میں ابراہیم کی وفات کے بعد اس بھی بلکہ مزید یہ کہ اکثر اس کے رتبہ کے خلاف اس کی توہین کیا کرتا تھا اس کے زمانہ حکومت میں کسی قسم کا فتنہ و فساد نہیں ہوا وجہ یہ تھی کہ اس کے باپ نے حکومت و امارت کے نظام کا بہت اچھے طریقے سے درست اور مضبوط کر دیا تھا، فی نفسہ یہ شخص ظالم اور جابر تھا، یہاں تک کہ اس کا زمانہ وفات آ گیا کہا جاتا ہے کہ اہل حمود اور مہریک کے اوسیا، صحنین سے حفص بن حمید کی دعوت کے زمانہ میں اس کی موت ہوئی یہ ایک جماعت کے ساتھ وفد لے کر عبداللہ کے دربار سے نکل کر عبداللہ کے خلاف لوگوں کو بھڑانے شروع کیا اتفاق سے اسی زمانہ میں عبداللہ کے کان میں ایک زخم ہو گیا، جس کی وجہ سے ماہ ذی الحجہ ۴۰۱ھ میں اپنی حکومت کے پانچ سال پورے کر کے مر گیا۔ ①

زیادۃ اللہ کی حکومت:۔۔۔ ابوالعباس عبداللہ کے مرنے کے بعد اس کا بھائی زیادۃ اللہ حکمران بنا خلیفہ مامون کی جانب سے تقرری کا فرمان جاری ہوا اور یہ لکھ بھیجا کہ منبروں پر عبداللہ بن طاہر کے حق میں دعا کی جائے، زیادۃ اللہ کو اس سے بہت ملال ہو شاہی قاصد کے ساتھ چند دینار جو کہ ادارہ کے ڈھلے ہوئے تھے، دارالخلافہ بغداد روانہ کیا، اس سے اس بات کا اظہار مقصود تھا کہ آئندہ ہم خلافت عباسیہ کی حکومت کے مطیع نہ رہیں گے بلکہ حکمرانان اداسیہ کی حکومت کے سائے میں رہنا پسند کریں گے۔

زیادۃ کے رشتہ داروں کا فرار اور واپسی:۔۔۔ بعد میں اس کے اعزہ و اقارب سے اغلب کے بھائیوں اور اس کے بھائی ابوالعباس محمد کے بیٹے اور ابو محمد بھر اور ابراہیم ابوالغلب وغیرہ نے حج کرنے کی اجازت طلب کی زیادۃ اللہ نے ان لوگوں کو سفر حج کی اجازت دے دی چنانچہ وہ لوگ ادائیگی حج کے بعد واپسی آ کر مصر میں مقیم ہو گئے یہاں تک کہ زیادۃ اللہ اور فوج میں ان بن ہو گئی، آپس میں حج کے بعد واپسی آ کر مصر میں مقیم تھے بڑا بھیجا اور اپنے بھائی اغلب کو قلمدان وزارت سپرد کیا، فتنہ و فساد پھیلا ہوا میر نے ایک ایک صوبہ کو دیا اور اس پر قابض ہو کر حکمرانی کرنے لگا۔

قیروان پر حملہ اور بغاوت:۔۔۔ پھر اس پر بھی ان کو قناعت نہ ہوئی سب کے سب جمع ہو کر قیروان پر حملہ آور ہو گئے، اور اس کا محاصرہ کر دیا، سب سے پہلے بغاوت اور مخالفت کا بانی اور فساد کا پھیلا نے والا زیاد بن سہل ② بن صقلیہ تھا ۲۰۷ھ میں اس نے خروج کیا تھا اور شہر باجہ کا محاصرہ کیا تھا لہذا زیادۃ اللہ نے اس کی سرکوبی کے لئے فوجیں روانہ کیں چنانچہ زیادۃ اللہ کی فوج نے زیاد کو شکست دی اور پکڑ دھکڑ کے دوران گرفتار کر کے مارڈالا اس کے ساتھ اس کے بہت سے ساتھی بھی مارے گئے تھے اس کے بعد منصور ③ ترمذی نے طلبہ میں سراٹھایا فوجیں آراستہ کر کے تیونس پر چڑھ آیا اور قابض ہو گیا، تیونس کا گورنر اسماعیل بن سفیان نامی ایک شخص تھا منصور نے اس کو قتل کر کے لشکریوں کو پھر اپنا مطیع بنالیا۔

زیادۃ اللہ کی غلط دھمکی:۔۔۔ زیادۃ اللہ نے اس واقعہ سے آگاہ ہو کر ایک عظیم فوج کو اپنے چچا زاد بھائی غلبون (جو اس کا وزیر بھی تھا درجس کا نام اغلب بن عبداللہ بن اغلب تھا) کی زیر نگرانی روانہ کیا اور چلتے چلتے تاکید کی کہ اگر تم لوگ میدان جنگ سے شکست اٹھا کر آؤ گے تو تو تمہاری جان کی خیر نہیں ④ میں تم لوگوں کو قتل کر ڈالوں گا، اتفاق یہ پیش آیا کہ منصور نے ان لوگوں کو شکست دے دی، ان لوگوں کو اپنی جانوں کا خطرہ ہوا، چنانچہ جان کے خوف سے ان لوگوں نے وزیر غلبون کا ساتھ تھوڑ دیا، افریقہ کے علاقوں میں پھیل گئے باجہ، جزیرہ صافورہ اور رابس وغیرہ پر قبضہ ہو گئے تمام افریقہ میں بے امنی پھیل گئی، پھر یہ سب منصور کے پاس جا کر جمع ہو گئے منصور نے ان لوگوں کو مرتب و مسلح کر کے قیروان کی طرف کوچ کیا اور پہنچتے ہی

① ابن عذری نے لکھا ہے کہ اس کی حکومت پانچ سال اور چند ماہ رہی۔ ② ابن اثیر (جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۱۶۶) پر "صقلیہ" لکھا ہے۔ ③ ابن اثیر نے منصور بن طنبی لکھا ہے، ایک روایت طنبی کی ہے۔ ④ یہ الفاظ ابن عذاری نے بھی نقل کئے ہیں۔

قابض ہو گیا، زیادۃ اللہ کا عہد میں چالیس دن تک محاصرہ کئے رکھا، قیروان کی شہر پناہ بنوائی اس کو ابراہیم بن اغلب نے خراب و مسمار کر دیا تھا۔

منصور کی شکست۔ اس کے بعد زیادۃ اللہ نے اس پر فوج کشی کی دونوں میں مدتوں جنگیں ہوتی رہیں، بلا آخر منصور کو شکست ہوئی بھاگ کر تیونس پہنچا زیادۃ اللہ نے قیروان کی شہر پناہ کو منہدم کر دیا، سپہ سالاروں نے بھاگ بھاگ کر ان شہروں میں جا کر دم لیا، جن پر قابض ہو گئے تھے چنانچہ عامر بن نافع ۱۰۱۰ھ ارتق سبط میں جا کر قلعہ نشین ہوا۔

عامر بن نافع سے جنگ: زیادۃ اللہ نے ۲۰۹ھ میں ایک فوج محمد بن عبداللہ بن اغلب کی زیر نگرانی عامر کی سرکوبی کے لئے روانہ کی عامر نے اس فوج کو شکست دے دی فوج واپس آئی۔ منصور بھی تیونس کی طرف واپس آیا اس وقت زیادۃ اللہ کے زیر حکومت افریقہ میں صرف تیونس، ساحل طرابلس اور نقرادہ باقی رہ گئے تھے، باغی فوج نے زیادۃ اللہ کے پاس پیغام بھیجا کہ ”اگر تم افریقہ سے کوچ کر جاؤ تو تم کو امان دی جائے زیادۃ اللہ نے اس کا کوئی جواب نہ دیا پھر یہ خبر مشہور ہوئی کہ نقرادہ کے بربروں کے بلانے پر عامر بن نافع نقرادہ کی جانب بڑھ رہا ہے لہذا زیادۃ اللہ نے دوسو جنگ آوروں کو عامر بن نافع کی روک تھام کے لئے نقرادہ کی طرف روانہ کیا عامر یہ خبر سن کر نقرادہ سے لوٹ آیا اور اس کو قسطلیہ کی جانب شکست دے کر پھر واپس آیا پھر نقرادہ سے نکل کھڑا ہوا سفیان نے قسطلیہ پر قبضہ کر کے حکومت کا نظام کو درست و مرتب کر لیا، یہ واقعات ۲۰۹ھ کے ہیں اس کے بعد زیادۃ اللہ نے قسطلیہ، زاب اور طرابلس پر قبضہ کر کے حکومت و امارت کے نظام کو درست کیا۔

منصور طبنجی کا قتل:..... پھر منصور طبنجی اور عامر بن نافع میں آپس میں مخالفت پیدا ہو گئی منصور ہمیشہ عامر کو حاسدانہ نظروں سے دیکھتا اور ہر کام میں اس کو دباؤ تھا مرنے کے اس بات کو محسوس کر کے لشکر کو بلا لیا، ایک روز سب کو جمع کر کے منصور کا اس کے محل میں جو کہ طبنجی میں تھا محاصرہ کر لیا، یہاں تک کہ منصور نے اس شرط پر کہ افریقہ چھوڑ کر میں مشرق کی طرف روانہ ہو جاؤں گا امن کی درخواست کی عامر نے یہ درخواست منظور کر لی چنانچہ منصور طبنجی سے نکل کر مشرق کی جانب روانہ ہوا پھر کچھ سوچ سمجھ کر واپس آ گیا۔ عامر نے دوبارہ محاصرہ کر لیا حتیٰ کہ منصور دوبارہ عبد السلام بن جعفر نامی کمانڈر کے ذریعے امن کا طلب گار ہوا عبد السلام نے عامر کی خدمت میں منصور کی درخواست امن پیش کی، عامر نے اس شرط پر امن دی کہ منصور افریقہ چھوڑ کر کشتی سوار ہو کر مشرق چلا جائے اس شرط کے مطابق عامر نے منصور کو اپنے با اعتماد کمانڈروں کے ساتھ تیونس کی جانب روانہ کیا اور درپردہ اپنے بیٹے کو پیغام بھیجا کہ جس وقت منصور تمہارے پاس ہو کر گزرے تو موقع پا کر مار ڈالنا، لہذا عامر کے بیٹے نے منصور اور اس کے بیٹے کے ساتھ یہی برتاؤ کیا اس کا اور اس کے بیٹے کا سراپا کر اپنے باپ عامر کی خدمت میں بھیج دیا۔

زیادۃ اللہ کا تیونس پر حملہ:..... اس واقعہ کے بعد عامر بن نافع شہر تیونس ہی میں مقیم رہا یہاں تک کہ ۲۱۳ھ میں انتقال کیا، عبد السلام بن مفرج بچہ کی طرف لوٹ آیا اور وہیں رہنے لگا، حتیٰ کہ فضل بن ابی العین نے جزیرہ شریک میں ۲۱۸ھ میں علم بغاوت بلند کیا عبد السلام بن مفرج کی کمک کے لئے روانہ ہوا اسی دوران میں زیادۃ اللہ کی فوجیں بھی پہنچ گئیں، دونوں کے مقابلہ میں جی توڑ کر لڑیں عبد السلام مارا گیا فضل تیونس کی طرف شکست کھا کر بھاگا اور وہاں جا کر قلعہ نشین ہو گیا، زیادۃ اللہ کی فوجوں نے تیونس پہنچ کر محاصرہ کر لیا، اور لڑ کر اس کو فتح کر لیا، ہزاروں اہل تیونس مارے گئے، بہت سے بھاگ گئے، جنگ کے خاتمے کے بعد زیادۃ اللہ نے امن کا اعلان منادی کر دیا اہل تیونس پھر اپنے اپنے مکانات میں آ کر رہنے لگا۔

بطریق قسطلیل: ۲۱۹ھ میں اسد بن فرات نے صقلیہ کو لڑ کر فتح کیا، صقلیہ روم کے صوبوں میں سے تھا اس کا حکمران، بادشاہ قسطنطیہ کے زیر حکومت تھا، ۲۱۱ھ میں ایک بطریق جس کا نام قسطلیل ۱ تھا صقلیہ کا حکمران مقرر کیا گیا، اس نے ایک رومی سپہ سالار کو جو نہایت شجاع اور دلیر تھا، بحری فوج کا سردار بنایا لہذا اس سپہ سالار نے افریقہ کے ساحلوں پر لوٹ مار شروع کر دی، نظام حکومت کو درہم و برہم کر دیا، ایک مدت کے بعد بادشاہ روم نے قسطلیل کو اس سپہ سالار کے گرفتار کر لینے اور قتل کر ڈالنے کا حکم لکھ بھیجا کسی ذریعہ سے اس کی خبر سپہ سالار تک پہنچ گئی فوراً بغاوت کا اظہار کر دیا، اس کے ساتھیوں کو بھی یہ سن کر جوش اور تعصب پیدا ہوا سامان جنگ اور سفر درست کر کے صوبہ صقلیہ کے شہر سرقوسہ کی طرف کوچ کر دیا، وہ پہنچتے ہی قابض

ہو گیا، قسطنطیل اس واقعہ سے آگاہ ہو کر مقابلہ پر آیا لڑائیاں ہوئیں میدان سپہ سالار کے ہاتھ رہا قسطنطیل شکست کھا کر بھاگا سپہ سالار کی فوج نے تعاقب کیا شہر نظامیہ ① پہنچ کر گرفتار کر لیا اور وہیں مار ڈالا گیا۔ سپہ سالار نے صقلیہ پہنچ کر قبضہ کر لیا اور شاہی لقب سے خود کو ملقب کیا، اطراف جزیرہ کی حکومت بلاطہ نامی ایک شخص کو دی، اس کا چچا زاد بھائی میخائیل شہر یلم ② میں حکومت کر رہا تھا۔ اس نے اور اس کے چچا زاد بھائی نے سپہ سالار مذکور سے محنت کا اظہار کیا بلاطہ نے سرقوسہ کو دیا لیا۔

اسد بن فرات: سپہ سالار جنگی کشتیوں کا بیڑہ مرتب اور درست کر کے زیادۃ اللہ کی خدمت میں مدد حاصل کرنے کے لئے افریقہ میں حاضر ہوا زیادۃ اللہ نے اس کی درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت فرمایا اور ایک عظیم فوج اس کی کمک کے لئے روانہ کی اس فوج اور ہم کی افسری ③ اسد بن فرات قاضی قیروان کو عطا کی ماہ ربیع الثانی ۲۱۲ھ میں یہ ہم روانہ ہوئی اسد کوچ و قیام کرتا ہوا شہر مارز پہنچ کر قیام پذیر ہوا بعد میں فوج کو درست و مرتب کر کے بلاطہ پر حملہ کیا۔ بلاطہ کے دستے میں رومیوں کا بہت بڑا لشکر تھا اور روم کے بہت سے نامی گرامی سپہ سالار سورما اس کی کمک کے لئے بہت سارے غنیمت کامیاب گروہ کے ہاتھ لگا۔ بلاطہ نے بھاگ کر فلو یزہ ④ میں دم لیا، مگر اس جاں باختہ کو وہاں بھی پناہ نہ ملی مارا گیا، عسا کر اسلامیہ نے جزیرہ کے بہت سے قلعوں پر قبضہ کر لیا۔ اور کامیابی کے جوش میں فتح کرتے ہوئے قلعہ کرات تک پہنچ گئے۔

قلعہ کرات کا محاصرہ: قلعہ کرات میں ارد گرد کے بہت سے رومی آ کر جمع ہو گئے تھے پہلے تو ان لوگوں نے قاضی اسد بن فرات کو صبح اور جزیہ کا دھوکا دیا مگر جب حالات سے جنگ کے لئے تیار نظر آئے تو قاضی اسد نے محاصرے کا حکم دیا، عیسائیوں نے شہر پناہ اور قلعہ کے دروازے بند کر لئے قاضی اسد نے نہایت ہوشیاری سے محاصرہ کر کے قرب و جوار کے شہروں پر تاخت و تاراج کے لئے اپنی فوج کو بہت سے دستوں پر تقسیم کر کے پھیلادیا، ہل غنیمت کی بے حد کثرت ہوئی بعد میں اسلامی لشکر بحری اور بری راستوں سے سرقوسہ کا محاصرہ کر لیا، سرقوسہ کا افریقہ سے اپنا کمک مدد پہنچ گئی، اہل افریقہ نے بلیرم کو اپنی حفاظت میں لے کر عسا کر اسلامیہ پر حملہ کیا عسا کر اسلام اس وقت سرقوسہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھے، رومیوں نے محاصرہ اٹھا دینے کی بے حد کوشش کی مگر ناکام رہے مسلمانوں نے نہایت مضبوطی اور احتیاط سے محاصرہ کر رکھا تھا پھر اتفاق سے عسا کر اسلام میں وہابی بیماری پھیل گئی جس سے ایک بڑے گروہ نے جاں بحق تسلیم کر دی۔

اسد بن فرات کی وفات: اسد بن فرات امیر افواج اسلامیہ نے اسی زمانہ میں وفات پائی شہر قسریانہ نے اس کو دھوکا دے کر مار ڈالا، اس کے بعد قسطنطینیہ سے ایک تازہ دم فوج عیسائیوں کی کمک پر آ گئی، ہنگامہ کارزار پھر گرم ہو گیا، اس معرکہ میں مسلمانوں کو شکست ہوئی، باغی سپاہیوں نے قسریانہ کی طرف پناہ لینے کے لئے قدم بڑھایا۔

زبیر کی عیسائیوں کے ساتھ: بعد میں اسلامی لشکر کے امیر احمد بن حواری اسلامی لشکر کے امیر نے وفات پائی اس کی جگہ زبیر بن عوف کو افواج اسلامی کا امیر مقرر کیا گیا، رومیوں اور مسلمانوں سے پھر معرکہ آرائی شروع ہوئی رومیوں نے کئی بار عسا کر اسلام کو شکست دی اور انہیں کے لشکر گاہ میں ان کا محاصرہ کر لیا، مسلسل جنگ اور حصار کی سختی سے مسلمانوں میں اضطراب پیدا ہو گیا، اسی دوران ان مسلمانوں نے جو ”کبریٰ“ میں تھے فصیوں اور شہر پناہ کی دیواروں کو منہدم کر کے ماز کی طرف کوچ کیا مگر عیسائی فوجوں کی کثرت کی وجہ سے اپنے محصور بھائیوں تک نہ پہنچ سکے، لشکر اسلام اسی حالت میں ۲۱۴ھ تک مبتلا رہا، ہلاکت تک نوبت پہنچ گئی تھی کہ چند جنگی کشتیاں افریقہ سے بطور کمک آ گئیں اور اندلس کا ایک جنگی بیڑہ جو جہد کے ارادے سے نکلا تھا آ پہنچا لشکر اسلام کو محاصرہ میں دیکھ کر تین سو کشتیاں ساحل جزیرے لگا دی گئیں چنانچہ مجاہدین اسلام جنگی پر تر گئے رومیوں کے پاؤں میدان جنگ سے اکھڑ گئے۔ محاصرہ اٹھا کر چلتے پھرتے نظر آئے۔

① نظامیہ کو ابن اثیر نے قسطنطینیہ کہا ہے (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۱۶۸)۔ ② تاریخ ابن خلدون نے بلیرم، اور ابن اثیر نے جرم لکھا ہے جیسا کہ نعم البدل میں بلیرم و جزیرہ قسریہ کا بڑا شہر لکھا ہے۔ بلیرم کے ساتھ کاتب کی غلطی ہے (ثناء اللہ محمود)۔ ③ یہ اسد بن فرات، ابن سان مالکی ہے ابو عبد اللہ کنیت ہے۔ فاتح کماندروں میں ایک تھے زیادۃ اللہ نے اسے اپنے لشکر میں استعمال کیا محاصرہ کے دوران ہی اس کی وفات ہوئی، اس کی کتابوں میں ”الامریۃ فی فقہ المالکیہ“ کے نام سے ایک کتاب بھی مشہور ہے۔ ابن خلدون (جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۱۶۸)۔ ④ فلو یزہ یا فلو نرہ کہنا غلط ہے درست لفظ ”فلوریہ“ ہے، دیکھئے ابن اثیر (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۱۶۸)۔

صقلیہ کے بطریق کا قتل۔ مسلمانوں نے ۲۱۷ھ میں شہر ملیرم کو امان کے ساتھ فتح کر لیا بعد میں ۲۱۹ھ میں شہر قصریانہ پر حملہ کیا چنانچہ ۲۱۷ھ میں رومیوں کو شکست دے کر قصریانہ پر بھی قابض ہو گئے۔ ① پھر طرمیس کی طرف ایک دستہ اسلامی فوج کا بھیجا گیا، دوسرا دستہ زیادہ بعد فضل بن یعقوب کی زیر نگرانی سر قوسہ پر بخون مارنے کے لئے روانہ کیا، یہ دونوں دستے بہت سامان غنیمت لے کر کامیابی کے ساتھ واپس آئے۔ اس بعد ایک دوسری ② روانہ کیا گیا، صقلیہ کے بطریق نے اس سے مزاحمت کی مسلمانوں نے ایک میدان میں جس کے ارد گرد بہت بڑا دلدل تھا بطریق نے بہت کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوا، ناکام ہو کر واپس ہوا جوں ہی بطریق واپس آ گیا، اہل سریہ نے حملہ کر دیا، بطریق اس حملہ سے گھبر کر بھاگ کھڑا ہوا پکڑ دھکڑ کے دوران گھوڑے سے گر پڑا، ایک مسلمان سپاہی نے نیرہ مار مار کر گایا بہت سامان غنیمت ہاتھ آیا، آلات جنگ، اس و سبب اور بہت سے مویشی لے کر اپنے لشکر میں واپس آئے۔

ابراہیم بن عبد اللہ کا صقلیہ پر حملہ۔ ان واقعات کے بعد زیادہ اللہ نے افواج اسلامی کی زیر نگرانی ابراہیم بن عبد اللہ بن اغلب کو صقلیہ کی جانب روانہ کیا اور اس کی سند حکومت بھی اس کو سوا کی اسی سال (۱۵) رمضان میں ابراہیم نے صقلیہ کی طرف کوچ کیا، ابراہیم کی روانگی کے بعد ایک بیڑہ جنگی کشتیوں کا دریا کے راستے روانہ کیا گیا، رومیوں کی جنگی کشتیوں سے ٹد بھیڑ ہو گئی، بہت سے رومی مارے گئے بے حد مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ لگا، پھر ایک دوسرے بیڑہ جنگی کشتیوں کا قصورہ ③ کی جانب روانہ کیا۔ رومیوں کا بیڑہ مقابلہ پر آیا۔ اور پہلے ہی حملہ میں شکست نصیب ہوئی، مسلمانوں نے اس پر بھی قبضہ کر لیا اس سے بھی مال غنیمت ہاتھ آیا، پھر ایک سریہ جبل النار اور ان قلعوں کی طرف روانہ کیا جو اس کے گرد و نواح میں تھے وہ ہزاروں قیدی ہاتھ آئے مال غنیمت کا کوئی حد و شمار نہ تھا۔

قصریانہ پر قبضہ: ... انہیں دنوں ابراہیم بن عبد اللہ بن اغلب نے ۲۲۱ھ میں ایک بیڑہ جنگی کشتیوں کا جزیرہ کی طرف روانہ کیا، ہذا یہ بھی بہت سامان غنیمت لے کر واپس آیا اس کے علاوہ دوسرے اور بھیجے ایک کو قسطنطنیہ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا، اور دوسرے کو قصریانہ پر شب خون مارنے کا اشارہ کیا، ان دونوں سریوں میں مسلمانوں کو مصیبتوں اور شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کے بعد ایک دوسرا واقعہ پیش آیا جس میں کامیابی کا جھنڈا مسلمانوں کے ہاتھ ہار رومیوں کے بیڑہ سے نوکشتیاں عسا کر اسلام کے ہاتھ لگیں بعد میں ایک مسلمان سپاہی کو قصریانہ کے ایک چور دروازہ کا پتہ لگا اس نے اپنے میر کو بتایا میر عسا کر اسلام نے اسلامی فوج کو اسی راستے سے شہر میں داخل کر دیا، رومیوں نے شہر کو چھوڑ کر قلعہ میں پناہ لی دو چار دن تک ٹرتے رہے بالآخر من کے طلب گار ہوئے، مسلمانوں نے ان کو امن دی اور کامیابی کے ساتھ قصریانہ اور نیز قلعہ پر قبضہ کر کے بہت سامان غنیمت لئے ہوئے شہر ملیرم کی جانب واپس آئے۔

زیادہ اللہ کی وفات: حتی کہ ان لوگوں کو زیادہ اللہ کے مرنے کی خبر ملی، ابتدا تو بہت ہار گئے لیکن پھر اپنے دلوں کو مضبوط کر کے صبر و تحمل کا پتھر اپنے اپنے کپڑوں پر رکھ کر جہاد میں مصروف ہو گئے۔

زیادہ اللہ کی وفات ۲۲۳ھ میں نصف میں اس وقت ہوئی اس کی حکومت نے ساڑھے اکیس سال پورے کر لئے تھے۔

ابو عقیال اغلب بن ابراہیم بن اغلب: ... زیادہ اللہ بن ابراہیم کے مرنے کے بعد اس کا بھائی اغلب حکمران بنا اور اس کی کنیت ابو عقیال تھی، اس نے لشکریوں کے ساتھ نہایت اچھے برتاؤ کئے، زیادتیاں اور مظالم ختم کر دیئے، گورنروں کی تنخواہیں بڑھا دیں، رعایا پر ظلم و ستم کرنے سے باز ہو کر دیا، کچھ عرصے بعد قسطنطنیہ میں خوارج زادعہ، لوات اور مسکا سہ نے ابو عقیال کی مخالفت شروع کی اس کے گورنر کو قتل کر کے قابض ہو گئے، ابو عقیال نے ان دونوں کی سرکوبی کے لئے فوجیں روانہ کیں چنانچہ ابو عقیال کی فوج نے سب باغیوں کو قلعہ و قلع کر دیا اس کے بعد اس کے ۲۳۴ھ میں ابو عقیال نے ایک سریہ صقلیہ کی طرف روانہ کیا، بہت سامان غنیمت لے کر کامیاب و کامران واپس آیا۔

① بن اثیر میں "طبرین" لکھا ہے۔ (جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۱۷۰)۔ ② سریہ اس فوج کو کہتے ہیں جو بخون مارنے کی غرض سے رات کے وقت غنیمت کی طرف روانہ ہوتا ہے۔

③ بن اثیر میں "قصورہ" لکھا ہے۔ (جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۱۶۸)۔

۲۲۵ھ میں ابو عقیل کی کامیابیاں اور وفات: ۲۲۵ھ میں صقلیہ کے چند قلعوں نے مسلمانوں سے امن کی درخواست کی، مسلمانوں نے ان کو امن دی اور صبح وامن ان کو فتح کر لیا، پھر مسلمانوں کا ایک بیڑہ قلیوریہ کو بچانے آیا، مسلمانوں نے اس کو بھی شکست دے دی، پھر ۲۲۶ھ میں مسلمانوں کا سریہ قسریانہ مضفات صقلیہ کی طرف روانہ کیا گیا بعد میں قلعہ قیروان کی جانب بھیجا گیا، مسلمانوں نے اس کے ارد گرد کود کھوں کر پہاڑ کیا جیسا کہ آئندہ ہم بیان کرنے والے ہیں۔

ان واقعات کے مکمل ہونے کے بعد ابو عقیل اغلب بن ابراہیم نے ماہ ربیع الاول ۲۲۶ھ میں اپنی حکومت و امارت کے دو برس سات مہینے پورے کر کے انتقال کیا۔^①

ابوالعباس محمد بن اغلب بن ابراہیم: ابو عقیل اغلب کے انتقال کے بعد اس بیٹا ابوالعباس محمد حکمران بنا، اہل افریقہ نے اس کے ہم حکومت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی، ۲۲۷ھ میں شہر تابرت کے قریب ایک نیا شہر عباسیہ کے نام سے آباد کیا، جس کو اس بن عبد الوہاب بن رستم نے جلد دیا تھا اور وان اندس کی خدمت میں اس کامیابی کی خوشخبری بھیجی تھی اندلس کے گورنر نے ایک لاکھ درہم انعام عطا کئے تھے۔

ابن جواد کی معزولی: اس کے زمانہ میں بعد معزولی ابن جواد ۲۳۳ھ میں محون^② کو قاضی بنایا گیا، اور ابن جواد کو کوزے لگوائے جس کے صدمہ سے وہ مر گیا، پھر ۲۴۰ھ میں محون کا بھی انتقال ہو گیا۔

ابو جعفر کی بغاوت: بعد میں ابوالعباس کے خلاف اس کے بھائی ابو جعفر نے حملہ کیا اور اپنی مدد پرانہ چالوں اور حکمت عملیوں سے ابوالعباس کی دباویں، اور اس کے وزراء و اراکین حکومت کو قتل کر دیا، اسی حال میں ایک مدت گزر گئی۔ پھر ابوالعباس غفلت سے بیدار ہو کر نظام حکومت کے درست کرنے کی جانب متوجہ ہوا، خفیہ طریقے سے فوجیں تیار کیں آلات جنگ تیار کئے، اور ۲۴۳ھ میں اعلان جنگ کر کے اپنے بھائی ابو جعفر کے مقابلہ پر آ گیا اور اس کی حکومت در باست کو نیست و نابود کر کے اس کی امارت کے سولہویں مہینے افریقہ سے مصر کی جانب نکال باہر کیا۔

ابو ابراہیم احمد بن ابوالعباس: ابوالعباس محمد بن ابی عقیل کی وفات کے بعد اس کا بیٹا ابو ابراہیم احمد حکمران بنا اس نے نہایت نیک نیتی اور حسن سیرتی سے حکومت شروع کی، لشکریوں کی تنخواہیں بڑھائیں عمارتیں بنوانے کا بہت شائق تھا افریقہ میں تقریباً دس ہزار پتھر قلعے بنوائے جس کے دروازے لوہے کے تھے، غلاموں کی ایک افواج تیار کی، اطراف طرابلس کے آس پاس بربر کے خوارج نے اس پر خروج کیا اور اس کے گورنر کو دباویا، ان دنوں میں اس کی گورنری پر اس کا بھائی عبداللہ بن محمد بن اغلب تھا لہذا اس نے ان لوگوں کی سرکوبی پر اپنے دوسرے بھائی زیادۃ اللہ کو روانہ کیا چند نچر زیادۃ اللہ نے پہنچتے ہی ان لوگوں کو زیر کر کے اپنے بھائی ابراہیم کو اس فتح کی خوشخبری لکھ بھیجی۔

ابو ابراہیم کی وفات: اسی کے زمانہ حکومت ماہ شوال ۲۴۷ھ میں صقلیہ کے شہروں میں قسریانہ فتح ہوا۔ نامہ بشارت فتح خلیفہ متوکل کی خدمت میں روانہ کیا اور ہاں کے چند قیدیوں کو بطور ہدیہ دربار خلافت میں بھیجا بعد میں ابو ابراہیم اپنی حکومت در باست کے آٹھ سال پورے کر کے ۲۴۹ھ وفات پا گیا۔

زیادۃ اللہ اصغر: ابو ابراہیم کی وفات کے بعد اس کا بیٹا زیادۃ اللہ حکومت کا مالک بنایا زیادۃ اللہ اصغر کے نام سے مشہور تھا۔ اس نے اپنے بزرگوں کا رویہ اختیار کیا۔ اس کا زمانہ حکومت طویل نہیں ہوا اپنی حکومت کے ایک ہی سال بعد انتقال کر گیا۔

ابوالغرائیق بن ابی ابراہیم بن احمد: زیادۃ اللہ کے انتقال کے بعد اس کا بھائی محمد ابوالغرائیق حکمران بنا۔ حکمران بننے ہی لبو وعب میں مصروف ہو گیا اس کے زمانہ میں فتنہ و فساد اور لڑائیوں کے دروازے کھل گئے۔ جزیرہ مالطہ ۲۵۵ھ میں فتح ہوا۔ رومیوں نے جزیرہ صقلیہ سے اکثر

① ابن عذاری نے (جد نمبر صفحہ نمبر ۷۰) پر دو سال نو ماہ اور کچھ دن لکھا ہے جب کہ تاریخ ابی القداء (جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۱۳۲) پر دو سال نو ماہ لکھا ہے۔ ② ابن اثیر میں ۲۲۹ھ لکھا ہے۔ ③ یہ عبد السلام بن سعید القنونی ہیں اس کا لقب محون تھا ان کی مشہور کتاب "المعوضہ" ہے۔ ۲۴۰ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ دیکھئے (ملاء افریقہ فیہ) (صفحہ نمبر ۲۳۲)۔

مقامات پر قبضہ کر لیا۔ تب محمد نے ساحل بحر پر مغرب میں برقہ سے پندرہ دن کی مسافت مغربی جانب چند قلعے اور حفاظت کے لئے متعدد مینارے بنوائے جو اس وقت (یعنی مورخ ابن خلدون کے زمانہ) تک موجود ہیں۔ گیارہ ہزار اس نے حکومت کی نصف ۲۶۱ھ میں وفات پائی۔

صقلیہ کے باقی واقعات: ۲۲۸ھ میں فضل بن جعفر ہمدانی دریا کے راستے فوجیں لے کر روانہ ہوئے مری سینہ کے گھاٹ پر پہنچ کر کشتی سے خشکی پر اتر اس کا محاصرہ کر لیا اہل شہر نے قلعہ بندی کر لی۔ فضل نے اپنی فوج کے چند دستوں کو شیخون مارنے کے لئے اس کے اطراف و جنوب میں پھیلادیا۔ بہت سال غنیمت لے کر یہ واپس آئے بعد میں دوران جنگ اپنے دستے کی فوج سے ایک گروہ کو علیحدہ کر کے حکم دیا کہ اس پہاڑ سے زرار شہر پر حملہ آور ہو جس کے دامن میں یہ آباد تھا چنانچہ اس دستہ فوج نے ایسا ہی کیا۔ حریف کے لشکر میں بھلڈ رچ گئی۔ انتہائی ابتری کے ساتھ بھٹکے فضل نے کامیابی کے ساتھ شہر کو فتح کر کے اپنی فتح کا جھنڈا گاڑ دیا۔

فضل اور صقلیہ کے بطریق کی جنگ: پھر ۲۳۲ھ میں فضل نے شہر لسی ۵ کا محاصرہ کیا اہل شہر نے بطریق صقلیہ کی خدمت میں یہ صورت لکھ بھیجے مدد و درخواست منظور کر لی اور یہ ہدایت کی کہ جس وقت تم لوگ پہاڑ پر آگ روشن کرو گے فوراً ہم عسا کر اسلام پر حملہ آور ہوں گے اور اسی وقت تم حملہ کر دینا دوطرفہ جنگ سے مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ جائیں گے اور دیکھتے ہی دیکھتے ہم ان کے خلاف کامیابی حاصل کریں گے فضل کو کسی ذریعہ سے اس کی خبر مل گئی۔ فضل نے اسی سمت میں جس طرف سے بطریق حملہ کرنے والا تھا بہت سی مہینگاہوں میں نامی گرامی جنگ آور بہادروں کو بٹھلادیا اور پہاڑ پر آگ روشن کرادی بطریق صقلیہ نے آگ کو روشن دیکھ کر فوج کو تیاری کا حکم دیا اور نہایت تیزی سے لشکر اسلام پر حملہ کرنے کی غرض سے بڑھا جو ابھی کمینگاہ سے آگے بڑھا لشکر اسلام نے کمینگاہ سے نکل کر حملہ کر دیا۔ جس سے گنتی کے چند جان بچ سکے ورنہ سب کے سب مارے گئے اور اہل شہر پر فضل نے حملہ کر دیا اہل شہر نے گھبرا کر امان حاصل کر کے شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے فضل نے قبضہ کر لیا۔

انکبر دہ کے شہر پر قبضہ: اور ۲۳۳ھ میں مسلمانوں نے ملک انکبر دہ ۵ براعظم کی جانب قدم بڑھایا اور اس کے شہروں میں سے ایک شہر ۵ پر قبضہ کر کے وہیں قیام پذیر ہو گئے۔ ۲۳۴ھ میں زغوش نے صلح کا پیغام دیا اور امان حاصل کر کے شہر کو مسلمانوں کے حوالہ کر دیا اہل اسدھام اس کے مال و اسباب کو اٹھالائے اور شہر کو منہدم و خراب کر دیا۔

عباس بن فضل بن یعقوب: اس واقعہ سے پہلے ۲۳۴ھ میں صقلیہ کے امیر محمد بن عبد اللہ بن اغلب کا انتقال ہو چکا تھا اور مسلمانوں نے متفق ہو کر عباس بن فضل بن یعقوب کو اپنا امیر بنالیا تھا۔ چنانچہ محمد بن اغلب نے اس تقرری کو پسند کر کے صقلیہ کی سند حکومت عباس کے پاس بھیج دی تھی۔ سند حکومت کے آنے سے پہلے عباس جہاد کرتا اور فوجوں کو شیخون مارنے کی غرض سے بھیجتا تھا جو اکثر اوقات مال غنیمت لے کر واپس آتی تھیں۔ پھر جس وقت سند حکومت آگئی تو بنفسہ خود جہاد کی غرض سے نکلا۔ اس کے مقدمہ انجیش پر اس کا چچا ریاچ تھا، اطراف صقلیہ کو خوب تباہ و برباد کیا، متعدد فوجیں اور سرایا روانہ کئے قسطنطنیہ، سرقوسہ، بوطیف اور غورس اس کے لشکر ظفر پیکر میدان بنا ہوا تھا، عسا کر اسلام نے ان مقامات سے بے حد مال غنیمت حاصل کیا، شہروں کو ویران و خراب کر کے جلا دیا چند قلعے فتح کئے، اہل قسریانہ کو انہیں معرکوں میں شکست دی، ان دنوں اس شہر کو بادشاہ صقلیہ کے دارسلطنت ہونے کا شرف حاصل تھا اور اس سے پہلے بادشاہ مذکورہ سرقوسہ کو اپنا قصر حکومت بنائے ہوئے تھا جب مسلمانوں نے اس کو فتح کر لیا، جیسے کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں تو بادشاہ نے قسریانہ کو اپنا دارالحکومت بنایا۔

قسریانہ کی فتح: قسریانہ فتح ہونے کے یہ حالات ہیں کہ عباس گرمی کے دنوں اور موسم میں سرقوسہ اور قسریانہ کے خلاف بہادری سے لڑے

۱ تصحیح ابن تیمیہ نے مسنی کہا ہے (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۲۸۸) یا قوت نے مسنی سن کی تشدید کے ساتھ کر لیا ہے۔ یہ جزیرہ صقلیہ کے ساحل پر ایک پرنا کھنڈر شہر ہے جو روم کے قریب "ریو" کے مقابل ہے۔ ۲ ابن اثیر میں (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۲۸۸) پر "مثنیٰ" لکھا ہوا ہے۔ ۳ انکبر دہ اس کا تلفظ ہے۔ ۴ اس شہر کا نام "حزانت" ہے۔ ۵ جزیرہ صقلیہ پر واقع ہے۔ (ابن اثیر)

فوجیں بھیجتا رہتا تھا۔ لہذا یہ فوجیں عیسائیوں پر فتیابی حاصل کر کے مال غنیمت اور قیدیوں کو لے کر واپس آیا کرتی تھیں، ایک مرتبہ سردی کے دنوں کے جہاد میں چند قیدی گرفتار ہو کر آئے جس وقت ان لوگوں کو قتل کرنے کے لیے پیش کیا ایک قیدی نے جس کے چہرہ سے ہیبت و ریاست کے آثار نمایاں تھے گذارش کی ”اے امیر مجھے آپ قتل نہ کیجئے میں آپ کو قصریانہ پر قبضہ دلا دوں گا، عباس نے اس کے قتل سے ہاتھ روک کر اس قیدی نے شہر قصریانہ کا خفیہ راستہ بتل دیا چنانچہ اسلامی بہادر رات کے وقت اس راستے پر آئے قیدی ان لوگوں کو ایک چھوٹے دروازے سے شہر میں لے گیا جو شہر وسط شہر میں پہنچے اور تلواریں نیام سے کھینچ لیں دو چار سپاہیوں نے لپک شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے عباس بھی اپنے دستے سمیت شہر میں قتل و غارت کرتا ہو کھس گیا عیسائیوں جنگ آوروں کو قتل کیا بطریقوں کی لڑکیوں کو قیدی بنایا اور اتنا مال غنیمت ہاتھ آیا کہ احاطہ تحریر سے باہر ہے۔

عباس بن فضل کی فتوحات۔ اس واقعہ سے صقلیہ میں رومیوں کو شکست اور ذلت نصیب ہوئی، بادشاہ روم نے دریا کے راستے عظیم فوج ایک ایک بطریق کی، تختی میں صقلیہ کی حمایت کے لئے روانہ کی ساحل سرقوسہ پر پہنچ کر کشتیاں لنگر انداز ہوئیں، عباس کو اس کی خبر ملی تو وہ بھی فوجیں آرسند کر کے بلیرم سے آ پہنچا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد عباس نے عیسائیوں کو شکست دی باقی ماندہ کشتیوں پر سوار ہو کر اپنے ملک کی طرف بھاگے مسلمانوں نے ان کی کشتیوں میں سے تین کشتیاں یا تین سے زیادہ کشتیاں مال و اسباب سمیت لوٹ لیں یہ واقعہ ۲۳۷ھ کا ہے بعد میں عباس نے صقلیہ کے بہت سے قلعوں کو فتح کیا۔

قلعہ روم کا محاصرہ: رومی عیسائیوں کی کمک پر قسطنطنیہ سے فوجیں آئیں اس وقت عباس قلعہ روم کا محاصرہ ڈالے ہوئے تھے عیسائی فوجوں پر حملہ کیا اور پہلے ہی حملہ میں ان کو پسپا کر کے قصریانہ کی جانب واپس گیا اور اس کی قلعہ بندی کر کے حفاظت کی غرض سے ایک بہادر فوج کو اس میں ٹھہرا دیا۔

عباس کی وفات:..... پھر ۲۴۷ھ میں سرقوسہ پر چڑھائی کی اور بہت سا مال غنیمت لے کر واپس آیا راستے میں بیمار ہوا اور ۲۴۷ھ کے نصف میں وفات پائی اور اطراف سرقوسہ میں دفن کیا گیا۔ عیسائیوں نے اس کی نعش کو قبر سے نکال کر جلادیا یہ واقعہ اس کی امارت کے گیارہویں سال ہو۔

عبداللہ بن عباس:..... ان واقعات کے بعد صقلیہ کے خلاف مسلسل جہاد کیا اور فتیابی کے جوش میں لشکر اسلام حملہ آور ہوتا رہا چنانچہ سرحد روم کو شام کی طرف سے عبور کر گیا، سرزمین قلوبیہ اور انکیسیرہ کے خلاف جہاد کیا اور اس کے بہت سے ملاقوں کو فتح کر کے وہیں سکونت پذیر ہو گیا۔

عباس کے مرنے پر مسلمانوں نے متفق ہو کر اس کے بیٹے عبداللہ کو اپنا امیر بنایا اور والی افریقہ کو اطلاعی رپورٹ بھیج دی۔ عبداللہ نے حکومت اپنے قبضہ میں لینے کے بعد بہت سے سرایا سرحدی عیسائی امراء کے ملکوں کی طرف روانہ کئے کئی قلعے فتح ہوئے۔

محمود بن خلف کی فتوحات: عبداللہ کی حکومت کے پانچویں مہینہ میں خلف بن سفیان نصف ۲۴۸ھ میں افریقہ سے صقلیہ آیا اور اپنے بیٹے محمود کو ایک سریہ کا افسر مقرر کر کے سرقوسہ کی طرف روانہ کیا لہذا محمود اطراف سرقوسہ میں داخل ہو کر تاخت و تاراج کرنے لگا۔ رومیوں کا نڈی دس لشکر یہ خبر سن کر متحبلہ پر آیا متعدد لڑائیاں ہوئیں بلاخر محمود کامیابی کے ساتھ واپس آیا بعد میں شہر نوطوس کو ۲۵۵ھ میں فتح کر کے سرقوسہ اور جبل الن پر دوبارہ حملہ کیا اہل طریس نے گردن اطاعت جھکا دی اس کے طلب گار ہو گئے۔

طریس کی بغاوت: لیکن کچھ عرصے بعد عہد شکنی کی بغاوت کا اعلان کیا پس خلف اپنے بیٹے محمد کو اسلامی فوج کے ساتھ اہل طریس فتح کرنے کے لئے روانہ کیا چنانچہ محمد نے اہل طریس کو لڑکر زیر کیا اور بہت سے مرد اور عورتوں کو قید کر لایا اسی کے بعد خلف نے غوش کے خلاف جہاد کی غرض سے حملہ کیا اور نہایت مردانگی سے اس کو فتح کر لیا۔ اسی دوران خلف ایک مرض میں مبتلا ہو کر بلیرم کی طرف واپس آیا پھر ۲۵۳ھ میں سرقوسہ اور قسطنطنیہ پر حملہ آور ہوا، اس کے ارد گرد کو تاخت و تاراج کر کے وہاں کی زراعت کو بھی پامال اور خراب کر ڈالا بہت سے سرایا سرزمین صقلیہ کی جانب روانہ کئے لشکر اسلام کے ہاتھ مال غنیمت سے بھر گئے۔

طریس کی فتح ۲۵۲ھ میں قسطنطینیہ سے ایک بطریق اہل عقلیہ کی کمک کے لئے آیا مسلمانوں سے صف آرائی کی نوبت آئی، مسلمانوں نے اس کو شکست دی اور خفاجہ نے اطراف سرقوسہ کو دل کھول کر تباہ و برباد کر کے بلیرم کی جانب واپس آیا۔ پھر ۲۵۵ھ میں اپنے بیٹے محمد کو مدینہ کے ساتھ طریس کی طرف روانہ کیا، کسی جاسوس نے چور و زورازہ کا پتہ بتلادیا عسا کر اسلامیہ کا ایک گروہ اس دروازہ سے شہر میں داخل ہو کر قتل و غارت میں مصروف ہو گیا دوسری طرف سے محمد بن خفاجہ بقیہ لشکر اسلام لئے ہوئے شہر میں گھس گیا شور و غل سے کانوں کے پردے پھٹے پڑتے تھے مرد و نبر کی وجہ سے کچھ سمجھائی نہ دیتا تھا لشکر اسلام کا پہلا گروہ ان کو دشمنان اسلام کا معین و مددگار تصور کر کے بھاگ کھڑا ہوا، محمد بن خفاجہ بھی ان لوگوں کو واپس بہت دیکھ کر لوٹ گیا بظاہر یہ ایک سبب تھا طریس کے فتح نہ ہونے کا۔

خفاجہ بن سنیان کا قتل: بعد میں خفاجہ نے فوجیں آراستہ کر کے سرقوسہ کے خلاف جہاد کیا اور اس کا محاصرہ کر کے اس کے رز و دوتہ خست و تاراج کر کے واپس آیا راستے میں اسی کے لشکر میں سے کسی نے چالاکی سے اس کو مار ڈالا یہ واقعہ ۲۵۵ھ کا ہے، لوگوں نے اس کے بیٹے محمد کو اپنا امیر مقرر کیا اور محمد بن احمد امیر افریقہ کو اطلاعاً لکھ بھیجا لہذا اس نے محمد کو اس کی سرداری پر بحال رکھا اور سند حکومت تحریر کر کے بھیج دی۔

ابراہیم بن احمد برادر ابو الغرائیق: ابو الغرائیق کی وفات کے بعد اس کا بھائی ابراہیم حکومت افریقہ کا، ملک بنا ابو الغرائیق نے اپنے بیٹے بو عقیل کو وں عہد مقرر کیا تھا وراپنے بھائی ابراہیم سے مخلف یہ وعدہ لیا تھا کہ میرے بیٹے ابو عقیل سے حکومت و امارت کے لئے بڑائی جھگڑ نہ کرنا، ورنہ اس سے کسی قسم کی مخالفت نہ کرنا، بلکہ بطور نائب اس کے کاموں کو انجام دینا یہاں تک کہ ابو عقیل سن شعور کو پہنچ جائے۔ ہذا جب ابو الغرائیق کا انتقال ہو گیا تو اہل قیروان نے دشمنی کی وجہ سے ابراہیم کو بوجہ اس کی حسن سیرت و عدالت کے امارت پر ابھارنا شروع کر دیا۔

ابراہیم کی حکومت: پہلے تو ابراہیم نے انکار کیا مگر جب اہل قیروان کا اصرار زیادہ ہوا تو ان کی درخواست کو منظور کر کے ابو الغرائیق کی وصیت کو جو وہ اپنے بیٹے ابو عقیل بارے میں اس کو کر گیا تھا۔ پس پشت ڈال دیا۔ اپنے رہائش مکان سے اٹھا کر قصر امارت چلا آیا اور نہایت عمدگی و رہنمائی سے امارت کرنے لگا۔ عدول، مالی حوصلہ، بلند خیال اور نہایت دلیر تھا۔ بغاوت اور فساد کی جز بنیاد اکھاڑ کر پھینک دی مظلوموں کی داد فریاد سننے کے لئے دربار عام کرتا تھا۔ تمام ملک میں امن و امان ہو گیا سمندر کے ساحل پر بہت سے قلعے اور تحفظ کی غرض سے منارہ بنوائے۔ ساحل سببہ پر دشمنان اسلام کو ڈرانے کے لئے آگ روشن کی جاتی اور اس کی روشنی رات میں اسکندریہ تک پہنچ جاتی تھی۔ اسی نے سوسہ کی شہر پناہ بنوئی۔ اسی کے دور میں عباس بن احمد بن طوہوں اپنے باپ مصر کے گورنر سے مخالف ہو کر ۲۶۵ھ میں علیحدہ ہو گیا تھا اور برقہ پر محمد بن قہرب سپہ سالار ابن غلبہ کے ہاتھ سے قہضہ سے یہ تھا اس کے بعد بدہ برقہ بض ہوا پھر طرابلس کا محاصرہ کیا محمد بن قہرب نے نفوس سے مدد طلب کی چنانچہ یہ اس کی کمک پر آئے۔ عباس بن حمد طوہوں سے قصر ۲۶۷ھ میں لڑائی ہوئی۔ عباس کو شکست ہوئی۔ شکست کھا کر مصر کی طرف واپس آ گیا۔

بغاوتوں کا خاتمہ: اس کے بعد وزاجہ نے علم مخالفت بلند کیا اور فعل ضامی دینے سے انکار کیا ان کی دیکھ دیکھی ہوا رہ بعد میں لوت نے بھی ایسا ہی کیا محمد بن قہرب انہیں بغاوتوں اور لڑائیوں میں مارا گیا ابراہیم نے اپنے بیٹے ابو العباس عبداللہ کو ۲۶۹ھ میں ایک بڑی فوج کے ساتھ ان لوگوں کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ بہت زبردست خونریزی ہوئی۔ ۲۸۰ھ میں خوارج نے بکثرت خروج کیا ابراہیم نے اپنی فوجوں کو پورے ملک میں پھیلا دیا۔ آتش بغاوت ختم ہو گئی امن و امان قائم ہو گیا مصلحت کے لحاظ سے سودانی غلاموں کو فوج سواروں میں بھرتی کر لیا جس کی تعداد تیس ہزار تھی۔ اور ۲۸۱ھ میں تیونس چلا آیا اور وہیں محل بنوایا پھر ۲۸۳ھ میں ابن طولون سے جنگ کرنے کے لئے مصر کی جانب کوچ کیا راستے میں نفوسہ نے چھیڑ چھاڑ شروع کی لہذا ان کو شکست دے کر سرت تک پامال کرتا ہوا چلا گیا۔ جب دشمنوں کی جمعیت منتشر ہو گئی واپس آیا۔

طرایہ کا محاصرہ: بعد میں اپنے بیٹے ابو العباس عبداللہ کو ۲۸۷ھ میں صقلیہ کی جانب روانہ کیا ایک سوساٹھ کشتیوں کا بیڑہ لے کر صقلیہ پہنچا طرایہ کا محاصرہ کر لیا۔ اہل بلیرم اور کبریت نے عہد شکنی کی۔ اتفاق سے اسی زمانہ میں آپس میں ان لوگوں میں نفقہ کا مادہ پھیل گیا ابو العباس نے ایک کو دوسرے کے مقابلہ پر ابھارنا شروع کر دیا۔ مگر بعد میں وہ سب کے سب ابو العباس سے جنگ کرنے متفق ہو گئے اہل بلیرم نے اریہ کے راستے

ابوالعباس پر حملہ کیا۔ ابوالعباس نے ان کے سرداروں نے قسطنطنیہ کا راستہ لیا اور کچھ لوگ طرمیس کی جانب بھاگے ابوالعباس نے اس لوگوں کا تعاقب کیا اور اس کے آس پاس کے علاقوں کو تاخت و تاراج کر کے مال غنیمت میں سے اپنے لشکریوں کو مالامال کر دیا۔

مسینی اور ربوہ پر حملہ۔ بعد میں اہل قطنیہ کے محاصرے کو بڑھا اہل قطنیہ نے بندی کر لی ابوالعباس نے مسلمانوں کی خونریزی کے نبیوں سے محاصرہ ٹھہرا یہ پھر ۲۸۸ھ میں کے ارادے سے فوجیں آ راستہ کیں و مقس پھر مسینی پر فوج کشی کی بعد میں دریا کے راستے ربوہ کی طرف بڑھا اور اس پر فتح کر کے اپنی کشتیوں کو مال غنیمت سے مسینی کی جانب لوٹ آیا اور اس کے پناہ کو منہدم و مسمار کر دیا اتنے میں طینیہ سے چند جنسی کشتیاں مل رہی تھیں ان کی کمک کے لئے آئیں ابوالعباس نے ان کو بھی شکست دی اور ان کی تیس کشتیاں گرفتار کر لیں۔ بعد میں ابوالعباس نے روم کی سرحد کی جانب قدم بڑھایا اور دریا کے پار فرانسیسیوں کے گروہ پر حملہ آور ہوا دو چار حملے کر کے صقلیہ کی جانب واپس لوٹ گیا۔

ابراہیم کی معزولی کا فرمان: اسی سن میں خلیفہ معتضد کا قاصد اہل تونس کی شکایت کی وجہ سے امیر ابراہیم کی معزولی کا پیغام آیا۔ امیر ابراہیم نے اپنے بیٹے ابوالعباس کو صقلیہ سے بلا لیا اور جب یہ آ گیا تو وہ جلاوطنی صقلیہ کی جانب روانہ ہو گیا۔ ابن الرقیق نے یوں ہی بیان کیا ہے۔ در یہ بھی ذکر کیا ہے کہ امیر ابراہیم خالم، خونریز، اور تند خو تھا۔ آخر عمر میں اس کو مایوس کیا گیا تھا جس کی وجہ سے اس نے سب حد خونریزی کی اپنے بہت سے خدمتہ، لونڈیاں اور اپنی عورتوں اور بیٹوں کو قتل کر ڈالا تھا۔ اور اپنے بیٹے ابوالاغب کو محض ایک شک سے جو اس کو اس کی جانب سے پیدا ہو گیا تھا کو مار ڈالا ایک روز اس کا رومال گم ہو گیا اس کی پاداش میں تین سو خادموں کو قتل کر دیا۔ یہ بیان ابن الرقیق کا ہے لیکن ابن اثیر نے اس کے عقل و داد اور حسن سیرت کی تعریف کی ہے اور یہ تحریر کیا ہے کہ اس کے زمانہ حکومت میں صقلیہ کے امیر جعفر کے ہاتھ سے سر قوسہ فتح ہوا تھا۔ نو ماہ یہ اس کا محاصرہ کئے رکھا۔ بادشاہ قسطنطنیہ نے محصوروں کی کمک کے لئے دریا کے راستے فوجیں روانہ کیں اس نے ان کو بھی شکست دی اور شہر کو لڑ کر فتح کر کے دل کھول کر تاخت و تاراج کیا۔

ابراہیم کی فتوحات: سب کا اس امر پر اتفاق ہے کہ یہ افریقہ سے دریا کے راستے صقلیہ آیا تھا، اور طرانیہ پہنچ کر بلیرم کی جانب گیا تھا پھر دمشق گیا، اور اس کا سترہ دن تک محاصرہ کئے رکھا، بعد میں مسینی فتح کیا، اور اس کے شہر پناہ کو منہدم کر دیا، پھر آخر شعبان ۲۸۹ھ میں طرمیس پر قابض ہوا انہیں دنوں بادشاہ روم نے قسطنطنیہ پہنچ کر اس کو فتح کیا تھا، پھر اس نے اپنے پوتے اور اپنے بیٹے ابوالعباس عبداللہ کے بیٹے زیادہ اللہ کو قلعہ بنیش کی جانب روانہ کیا۔ اور دوسرے بیٹے ابو محرز کو رملہ کی طرف بھیجا لہذا زیادہ اللہ نے قلعہ بنیش کو فتح کیا اور ابو محرز نے اہل رملہ سے جزیہ لے کر صبح کر لی بعد میں دریا کو عبور کر کے فرانس کے بڑی مقبوضات میں داخل ہوا لڑ کر قلوبیہ کو فتح کیا بہت سے فرانسیسی قتل و قید کئے گئے، اہل فرانس کے دلوں پر اس کے رعب و داب کا سکہ بیٹھ گیا۔

ابراہیم کی وفات: ان مسلسل کامیابیوں کے بعد ابراہیم صقلیہ کی طرف واپس لوٹا جیسائیوں نے جزیہ دے کر صلح کی درخواست پیش کی لیکن اس نے ان کی بدعہدیوں، عہد شکنیوں کی وجہ سے ان کی درخواست منظور نہ کی فوجیں آ راستہ کر کے کنسہ کی طرف بڑھا اور اس کا محاصرہ کر دیا۔ اہل کنسہ نے اس کی درخواست کی اس نے قبول نہ کی اور اسی حالت محاصرہ میں اپنی امارت کے اٹھائیسویں سال آخری ۲۸۹ھ میں انتقال کر گیا۔

عارضی امیر ابو مضر: اہل لشکر نے ابراہیم کے پوتے ابو مضر کو لشکر کی حفاظت اور دشمنان اسلام سے مقابلے کے لئے عارضی طور پر اس کے بیٹے ابوالعباس کے آنے کے وقت تک کے لئے اپنا امیر بنالیا، ابوالعباس ان دنوں افریقہ میں تھا، ابو مضر نے اہل کنسہ سے جزیہ لے کر صبح کر دیا ان میں کسی کو اپنے دادا ابراہیم کے مرنے کی خبر کانوں کان نہ ہونے دی اور تھوڑے دن قیام کر کے جب کہ اہل سرلیا واپس آ گئے محاصرہ اٹھ کر کوچ کر دیا اپنے دادا ابراہیم کے نعش کو بلیرم لا کر دفن کیا، ابن اثیر نے لکھا ہے کہ قیردان میں لا کر ابراہیم کی نعش کو دفن کیا۔

کتابہ میں شیعہ کا ظہور: اسی کے زمانہ حکومت میں ابو عبداللہ شیعہ کتابہ میں ظاہر ہوا اور لوگوں کو بظاہر اہل بیعت کی محبت کی دعوت دینے لگا مگر در پردہ اسماعیل کے بیٹوں میں سے عبید اللہ مہدی کی حکومت کی بنیاد ڈال رہا تھا، کتابہ نے اس کی ترغیب و تحریک سے اس کا اتباع کیا اور یہ وہ باتیں

تھیں جن کی وجہ سے شیعہ کو توبہ کی ضرورت محسوس ہوئی اور مجبوراً صقلیہ کی طرف جانا پڑا صقلیہ کے گورنر موسیٰ بن عباس نے شیعہ کی نقل و حرکت سے مطلع ہونے کے لئے جاسوس مقرر کئے ابراہیم نے بھی ایک دھمکی آمیز سفارت شیعہ کے پاس انکجان میں روانہ کی، مگر شیعہ نے اس کی طرف رات بوجہ نہ دی اور ایسا جواب دیا کہ جس سے ابراہیم کو بے حد ناراضگی پیدا ہوئی لہذا جب شیعہ کی کامیابی کا زمانہ قریب آیا اور خلیفہ معتضد کا فرمان برہمہ سے پاس آیا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں تو شیعہ نے توبہ کا اظہار کیا اور صقلیہ کی جانب چلا گیا، اس کے بعد افریقہ میں ابو عبد اللہ شیعہ کی لڑکیوں قبائل کتامہ کے ساتھ ہوئیں یہاں تک کہ شیعہ ان پر قابض ہو گیا، اور ان لوگوں نے اس کا اتباع کر لیا۔

ابراہیم نے درپردہ اپنے بیٹے ابو العباس کو شیعہ سے جنگ کرنے سے منع کیا تھا، اور صقلیہ میں اس کے پاس چلے جانے کی بھی ہدایت کی تھی۔

ابو العباس عبد اللہ بن ابراہیم برادر ابو لغرانیق: ۲۸۹ھ میں ابراہیم کے انتقال کے بعد جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ اس کا پوتا زیادۃ اللہ امیر لشکر بنایا گیا، اور اس کا بیٹا ابو العباس عبد اللہ منہ حکومت پر متمکن ہوا، افریقہ کی حکومت کا انتظام کیا مانی حالت درست کی خوشحالی اور دوست مندی میں، ضافہ ہوا۔ تمام عمال کے نام گشتی فرامین روانہ کئے جو ڈلکے کی چوٹ پر گواہیوں کے سامنے پڑھے گئے عدل و انصاف کے کرنے اور نرمی و ملاطفت سے پیش آنے اور جہاد کرنے کا وعدہ کیا تھا، چونکہ زیادۃ اللہ عیش و عشرت اور لہو لعب میں مصروف رہتا۔ اور اس کے باوجود اپنے باپ پر حمہ کرنے کی تیاری کر رہا تھا اس وجہ سے ابو العباس اس کے باپ نے اس کو قید کر دیا اور اس کی جگہ صقلیہ کی حکومت پر محمد بن سرقوسی کو مقرر کر دیا۔

ابو العباس نہایت نیک سیرت، عادل اور جنگ کے فنون سے واقف تھا اس کا زمانہ حکومت بہترین زمانوں میں شمار کیا جاتا ہے اس نے تیونس کو اپنے قیوم کے لئے پسند کیا تھا، پھر جب اس نے وفات پائی تو ابو عبد اللہ شیعہ کتامہ پر قابض ہو گیا، ایک بڑے گروہ نے اس کی حکومت تسلیم کی۔ میدہ پر فوج کشی کی اور لڑکر اس کو فتح کر لیا، موسیٰ بن عیاش کو قتل کر دیا۔ اہل کتامہ میں سے فتح بن یحییٰ امیر مسالہ مدقوں ابو عبد اللہ سے لڑتا رہا۔ پھر اس نے اس کو مغلوب کر دیا اور اپنی قوم پر قابض ہو گیا۔

بکیز ابو احوول اور عبد اللہ شیعہ کی جنگ: لہذا فتح نے ابو العباس کے پاس سفیر روانہ کیے اور بکیز ابو احوول کو شیعہ کے خلاف جنگ پر بھیجنے کی ترغیب دی چونکہ بکیز دیکھتے وقت اپنی آنکھ دبا لیتا تھا اس وجہ سے اس کو لوگ (کافا) احوول کہتے تھے چنانچہ ابو العباس نے تیونس سے ۲۸۹ھ میں اس پر چڑھائی کی پہلے سطیف میں داخل ہوا بعد میں بلزمہ پہنچ گیا اور ان سب لوگوں کی گردنیں اڑا دیں جو اس کی دعوت میں شریک نہیں ہوئے تھے۔ ابو عبد اللہ شیعہ فوجیں حاصل کر کے مقابلہ پر آیا لیکن پہلے ہی معرکہ میں شکست کھا کے تاو زرت سے انکجان کی طرف بھاگا۔ ابو احوول نے شیعہ کے محل کو منہدم کر دیا، اس کے بعد ایک رات دن پھر لڑائی ہوئی رہی ابو احوول کی فوج میدان جنگ سے فرار ہو گئی۔ ابو احوول نے تیونس جا کر دم لیا، اور کتامہ سمیت ان کے ٹھکانے پر واپس آیا۔

ابو احوول کی دوبارہ روانگی: جس وقت ابو احوول اپنے باپ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے دوبارہ فوجیں تیار کر کے ابو عبد اللہ شیعہ کے خلاف جنگ پر روانہ کیا، کوچ و قیام کرتا ہوا سطیف پہنچا پھر وہاں سے ابو عبد اللہ کے ساتھ جنگ کے ارادے سے کوچ کیا، ابو عبد اللہ نے یہ خبر سن کر ابو احوول پر حمہ کر دیا۔ ابو احوول کو اس غیر متوقع حملہ سے ناکامی کے ساتھ پسپا ہونا پڑا لوٹ کر سطیف آیا، اور فوجیں درست کر کے پھر حملہ آور ہوا اسی دوران میں زیادۃ اللہ نے اپنے باپ کے ملازموں کو اپنے ساتھ ملا لیا، چنانچہ ان غداروں نے ماہ شعبان ۲۹۰ھ سوتے ہوئے ابو العباس کا کام تمام کر دیا، پھر یہاں تھا زیادۃ اللہ کو قید سے رہائی مل گئی۔

ابو مضر زیادۃ اللہ: زیادۃ اللہ کی رہائی کے بعد اہل حکومت اور اراکین سلطنت نے حکومت و امارت کی اس کے ہاتھ پر بیعت کی اس نے ان غلاموں کو جنہوں نے اس کے باپ کو قتل کیا تھا سزائے موت دے دی۔ پھر لذت و عیش پرستی ابو لعب اور مسخروں اور گویوں کی صحبت میں پڑ گیا، کاروبار نظم و نسق سلطنت کو بالکل ترک کر دیا، اور اپنے بھائی ابو احوول کو محبت بھرا خط لکھ کر بلا لیا، اور جب وہ آ گیا تو اس کی گردن اڑا دی اور اس کے علاوہ اپنے چچا وں بھائیوں کو بھی قتل کر دیا، ان وجوہات سے ابو عبد اللہ شیعہ کے منصوبے کو استقلال اور استحکام حاصل ہو گیا، زیادۃ اللہ رات کے وقت تیونس کے خلاف

سے رقادہ کی جانب روانہ ہو گیا، اور شیعہ نے شہر سطیف کو فتح کر کے اپنے علاقوں میں شامل کر لیا، زیادۃ اللہ نے اس سے جنگ کرنے سے فوجیں روانہ کیں اور اپنے خادموں میں سے ① ابراہیم بن حبیش نامی ایک خادم کو ان افواج کا کمانڈر بنایا چالیس ہزار فوج کے ساتھ ابراہیم نے شیعہ سے جنگ کرنے کی غرض سے کوچ کیا مقام قسطلیہ ② میں پہنچ کر قیام پذیر ہوا چھ ماہ تک ٹھہرا ہوا۔ ایک لاکھ فوج اس کے دستے میں جمع ہو گئی پہلے اس نے ③ پر حملہ کیا مگر اتفاق سے اس کی فوج کو شکست ہوئی بھاگ کر ”باغایہ“ پھر وہاں سے قیروان چلا آیا۔

ابو عبد اللہ کی فتوحات ابو عبد اللہ نے شہر طبنہ کو فتح کر کے فتح بن یحییٰ مسالقی کو قتل کر دیا، یہ ان دنوں وہیں موجود تھا بعد میں بلزمہ کو فتح کیا اور اس کے شہر پناہ کو منہدم کر دیا۔ بعد میں کتامہ کے سرداروں میں سے عروہ بن یوسف باغایہ پہنچا اور اس فوج پر (جو کہ ہارون بن حبشی حفاظت کے لئے وہاں مقیم تھا) حملہ آور ہوا انہی دنوں ابو عبد اللہ شیعہ نے بھی تحسن کے محاصرہ کے لئے فوجیں روانہ کیں جس کو کچھ عرصہ بعد صلح و آشتی کے ساتھ اس نے فتح کیا۔

زیادۃ اللہ پر شیعہ خوف: انہیں دنوں میں قیروان میں بازار یوں اور اوباشوں کی کثرت ہو گئی تھی زیادۃ اللہ نے داد و دھش کا دروازہ کھول دیا فوجیں آ راستہ تئیں جنگی آلات سے سب کو مسلح کر کے ۲۹۵ھ میں فرانس کی جانب کوچ کیا جس وقت اربس کے قریب پہنچی شیعہ کا رعب اس کے دل پر غالب ہو گیا، اس کے خاندان والوں نے واپس جانے کی رائے دی لہذا یہ رقادہ واپس روانہ ہو گیا اور اپنے خاندان کے بڑے بڑے لوگوں میں سے ابراہیم بن ابی اغلب کو اپنی فوج کی سرداری عنایت فرمائی۔

باغایہ ”سکایہ“ پر شیعہ کے قبضہ: اس واقعہ کے بعد ابو عبد اللہ نے باغایہ پر حملہ کیا اور صلح و امان کے ساتھ اس کو فتح کر لیا، اس کا گورنر بھگ گیا، بعد میں ابو عبد اللہ نے اپنی فوجوں کو آ راستہ کر کے آگے بڑھنے کا حکم دیا، کوچ و قیام کرتا ہوا بجانہ تک پہنچا اور قبل مقررہ پر حملہ کیا، تیغاش پر قابض ہو گیا، ابراہیم بن ابی اغلب تیغاش پر حملہ آور ہوا ایک تیغاش نے ابراہیم کو شہر میں داخل نہ ہونے دیا اور اس کے دستے کو لڑ کر شکست دے دی۔ مگر ابراہیم نے پہنچتے ہی لڑ کر فتح کر لیا، دشمن کی جتنی فوج وہاں موجود تھی سب کو قتل کیا، بعد میں ابو عبد اللہ شیعہ لشکر کتامہ آ راستہ کر کے باغایہ کی طرف اس کے بعد ④ ”سکایہ“ اور پھر ”سبیہ“ ⑤ اور ”حمودہ“ کی جانب کوچ کیا اور ایک کے بعد ایک ان مقامات پر قابض ہو گیا، اور یہاں کے رہنے والوں کو امن دے دیا۔

قسطلیہ اور قفصہ پر قبضہ: ابراہیم بن ابی اغلب نے ان واقعات سے مطلع ہو کر اربس سے کوچ کر دیا، پھر ابو عبد اللہ نے قسطلیہ اور قفصہ پر حملہ کیا اور ان لوگوں کو امن دی وہ لوگ اس کی دعوت میں داخل ہو گئے، یہ باغایہ کی جانب واپس لوٹا، پھر باغایہ سے انگجان چلا آیا ابراہیم بن ابی اغلب نے میدان خالی دیکھ کر ”باغانہ“ پر حملہ کیا اہل ”باغانہ“ مقابلہ پر آئے متعدد لڑائیاں ہوئیں ناکامی کے ساتھ اربس واپس آیا پھر ابو عبد اللہ نے جمادی الاول ۲۹۶ھ میں اربس پر چڑھائی کی اور فتح کرتا ہوا ”اناریہ“ ہو کر گزرا اور اہل قمودہ کو امان دی۔

زیادۃ اللہ کی مشرق کی طرف روانگی: جس وقت زیادۃ اللہ قمودہ تک ابو عبد اللہ شیعہ کے پہنچنے کی خبر ملی اپنا مال و اسباب لاد پھند کر مشرق کے ارادے سے طرابلس چلا آیا اور ابو عبد اللہ شیعہ نے میدان خالی دیکھ کر افریقہ کی طرف رخ کیا اس کے مقدمۃ الجیش پر عروہ بن یوسف اور حسن بن ابی خزرتھ ۲۹۶ھ میں رقادہ پہنچا اہل قیروان اس سے ملنے آئے اور سب نے عبد اللہ مہدی کی امارت و خلافت کی بیعت کی جیسا کہ ان کے حالات اور حکومت کے ضمن میں بیان کرائے ہیں۔

زیادۃ اللہ سترہ دن طرابلس میں قیام کر کے واپس لوٹا اس کے ساتھ ابراہیم بن ابی اغلب بھی تھا، چونکہ جس کے بارے میں لوگوں نے زیادۃ اللہ سے یہ کہہ رکھا تھا کہ اس نے قیروان سے روانہ ہونے کے بعد اپنی حکومت و ریاست کی بنیاد ڈالنے کی فکر کی تھی، اس وجہ سے زیادۃ اللہ نے اس سے

① ابن عذاری نے برہیم بن حبشی ایشی اور ابن اشیر نے ابراہیم بن حبیش لکھا ہے۔ ② قسطلیہ ایک جو افریقہ میں واقع ہے اس کے مشہور شہر نوثر محمد و رنط ہیں (بجز المہدان)۔ ③ ابن اشیر نے کتامہ کے بجائے کرمدہ اور ابن عذاری نے کیونہ لکھا ہے۔ ④ ابن اشیر جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۲۱ پر مسکایہ لکھا ہے۔ ⑤ ابن اشیر جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۲۱ پر کتامہ لکھا ہے۔

میں نہ ہو۔ اور مصر کی جانب کوچ کیا رفتہ رفتہ مصر کے قریب پہنچا مصر کے گورنر عیسیٰ برشدی نے خلیفہ کی اجازت کے بغیر شہر میں داخل نہ ہونے دیا آٹھ دن تک شہر پر قبضہ رہا۔

بنو انصاری کا زوال۔ تب زیادۃ اللہ مجبور ہو کر خلیفہ مقتدر کے وزیر ابن فرات کی خدمت میں گیا، اور شہر میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی۔ رات پناہ نے خلیفہ کا حکم جاری ہونے تک رقبہ میں قیام کرنے کا لکھ بھیجا، ایک برس تک رقبہ میں مقیم رہا بعد میں خلیفہ مقتدر کا فرمان صادر ہوا جس میں خدمت مآب نے زیادۃ اللہ کو افریقہ کی جانب واپس جانے اور افریقہ میں خلافت عباسیہ کی حکومت قائم کرنے کے لئے خوشنودی کو ہدیہ اور فوجی مدد دینے کا حکم دیا تھا، چنانچہ زیادۃ اللہ رقبہ سے مصر آیا مصر پہنچ کر اس کو ایک مرض ”مزمن“ لاحق ہو گیا جس سے اس کے بال گر گئے یہ سن کر کیا جانتا ہے کہ اس کو زہر دیا گیا تھا بہرحال مصر سے اس نے بیت المقدس کی جانب کوچ کیا اور وہاں پہنچ کر فوت ہو گیا، اس کے مرنے سے سارے بنو انصاری متزلزل اور منتشر ہوئے، مرنے کا دور حکومت ختم ہو گیا ہو البقاء للہ وحده واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم،

۱ بنی ابی الحسن کلبی مستبدین حکومت عبیدین کے باقی حالات

حسن بن محمد بن ابی خزر۔ جس وقت عبید اللہ مہدی کا افریقہ پر قبضہ ہو گیا، اس وقت اس نے افریقی صوبوں پر گورنر مقرر کئے جزیرہ صقلیہ پر حسن بن محمد بن ابی خزر کو مقرر کیا، جو کہ کتامہ کے سرداروں سے ایک نامور شخص تھا لہذا حسن ۲۹۷ھ میں اپنی فوج کے ساتھ مازر پہنچا۔ اپنے بھائی کو میرکیت کا حاکم بنایا اور صقلیہ کے عہدہ قضا پر اسحاق بن منہال کو مقرر کیا، پھر ۲۹۸ھ میں دمشق پر حملہ آور ہوا اور اس کے گرد و نواح کو تاخت و تاراج کر کے واپس آیا۔ اہل صقلیہ کو اس کی بدسلوکی اور ظلم کی شکایت پیدا ہوئی جمع ہو کر سب نے اس پر حملہ کر دیا اور گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔

احمد قہرب۔ بعد میں انجام کا خیال کر کے عبید اللہ مہدی کی خدمت میں معذرت کا خط روانہ کیا، مہدی نے ان کی معذرت قبول کر دی اور احمد بن قہرب کو ۳۰۰ھ میں امیر مقرر کر کے روانہ کیا اس نے ایک سریہ سرزمین قلوہ کی جانب بھیجا اس سریہ نے قلوہ پر کھول کر تباہ کیا اور بہت ساری غنیمت اور قیدی لے کے واپس آیا۔ پھر ۳۰۰ھ میں اپنے بیٹے علی کو قلعہ طر میں جدید کی طرف روانہ کیا اس لیے کہ اس کو اہل صقلیہ کی آئندہ سرکشی و بغاوت کے زمانہ میں اپنا ٹھکانہ بنا رکھے لہذا اس کا بیٹا چھ ماہ تک اس کے محاصرے میں مصروف رہا بعد اس کے فوج نے اس سے بغاوت رد کر دی اس کے خیموں کو جلا کر خاک و سیاہ کر دیا اس کے قتل پر مستعد و آمادہ ہوئے۔ اہل عرب نے اس فعل سے ان کو باز رکھا۔

احمد اور حسن کی جنگ۔ پھر اس نے لوگوں کو خلیفہ مقتدر کی اطاعت کی ترغیب دی قلعہ ان لوگوں نے خوش دلی سے اس کو منظور کر لیا، مہدی کے نام کا خطبہ ختم کر دیا قلعہ کے برجوں پر خلافت عباسیہ کے جھنڈا چڑھائے گئے پھر اس نے ایک بیڑا جنگی کشتیوں کا افریقہ کی جانب روانہ کیا، مہدی کے بیڑے سے ٹکڑے ہو گئی، مہدی کا امیر البحر حسن ابی خزر تھا، احمد بن قہرب کے بیڑہ کو اس جنگ میں کامیابی حاصل ہوئی مہدی کا بیڑہ جدو جہاں گیا اور حسن بن ابی خزر قتل کر دیا گیا، کامیابی کے بعد احمد بن قہرب کا بیڑہ صفاقس کی جانب روانہ ہوا ساحل پر پہنچتے ہی اسے ویران و خراب کر دیا پھر یہاں سے روانہ ہو کر طرابلس میں لشکر انداز ہوا رفتہ رفتہ اس کی خبر قائم بن مہدی تک پہنچی سن کر حیران ہو گیا۔ پھر دار الخلافہ بغداد سے خلیفہ کی رضامندی کا فرمان ضعت اور جھنڈوں کے ساتھ صادر ہوا۔

احمد بن قہرب کا قتل۔ احمد بن قہرب خوشی کے مارے پھولے نہ سمایا، بعد میں ایک بیڑہ قلوہ پر یہ کی طرف روانہ کیا، سرزمین قلوہ میں وٹ مار کا بازار گرم ہو گیا، اس کے آس پاس کو تاخت و تاراج کر کے واپس لوٹا۔ پھر دوبارہ ایک دوسرا بیڑہ افریقہ کی جانب بھیجا۔ اس معرکہ میں مہدی کے بیڑہ کو کامیابی حاصل ہوئی اس سے احمد بن قہرب کا شیرازہ حکومت درہم و برہم ہو گیا، اہل کبرکیت اس سے باغی ہو گئے مہدی سے خط و کتابت کر کے

سزائیں کر دیں، رفتہ رفتہ مادہ بغاوت کا مادہ اتنی ترقی پڑ گیا کہ ۳۰۰ھ کے آخر میں لوگوں نے احمد بن قہرب کو گرفتار کر کے مہدی کے پاس بھیج دیا مہدی نے حکم دیا کہ جس کو اس کے خاص مصاحبین کے ساتھ حسن بن ابی خزرج کی قبر پر لے جا کر قتل کر ڈالوں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ ❶

ابوسعید بن احمد کا تقرر احمد بن قہرب کے قتل کے بعد مہدی نے صقلیہ کی حکومت پر ابوسعید ❷ بن احمد کو مقرر کیا اور ایک فوج کتابہ کی ایک فوج اس کے بریگیڈ میں روانہ کی چنانچہ ابوسعید نے دریا کے راستے صقلیہ کی جانب کوچ کیا ”طربہ“ ❸ میں پہنچ کر قیام پذیر ہوا اہل صقلیہ نے اس سرکشی پر تیار ہو گئے، آپس میں متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر ابوسعید نے اپنی مردانہ ہمت سے ان سب کو شکست دی اور ہزاروں کو پھرتل کر دیا۔ اہل طربہ نے پریشان ہو کر امن کی درخواست کی ابوسعید نے امن دی مگر اس کے شہر پناہ کے دروازوں کو توڑ ڈالا۔ مہدی کو ان واقعات کی خبر ملی تو اس نے ابوسعید کو اہل طربہ کی تقصیر معاف کرنے کا حکم دیا۔

مسالم بن ارشد: پھر مہدی نے ابوسعید کے بعد سالم بن ارشد کو صقلیہ کی حکومت عطا کی اور ۳۱۳ھ میں عظیم فوج کے ساتھ صقلیہ کی جانب روانہ کیا، چنانچہ سالم نے دریا کو عبور کر کے سرزمین انگبرہ میں قدم رکھا اور دل کھول کر اس کو تاخت و تاراج کیا، بہت سے قلعے فتح کر کے واپس آیا پھر دوبارہ اسی سرزمین کی طرف قدم بڑھایا اور شہر ”اورنت“ کا مدتوں محاصرہ کئے رکھا اہل اورنت موقع پا کر شہر خالی چھوڑ کر چلے گئے۔ بندہ سالم بھی جو کچھ ہاتھ لگا اس کو لے کے چلتا بنا غرض اہل صقلیہ ہمیشہ ان شہروں پر جو جزیرہ صقلیہ اور قلعہ ریحہ کے رومیوں کے قبضہ میں تھے لوٹ، راہ و قتل کرتے رہتے تھے اور اس کے گرد و نواح کو اپنے ”ترک تازی“ کا میدان بنائے رکھتے تھے۔

جنودہ کی فتح: ۳۲۰ھ میں مہدی نے ایک فوج بسر کر دی یعقوب بن اسحاق کی زیر نگرانی دیا کے راستے جنودہ کی جانب جہد کے لئے روانہ کی، یعقوب مردانہ وار سرزمین جنودہ میں داخل ہو کر اپنے پرزور حملوں سے اہل جنودہ کو مجبور کر کے واپس آیا، پھر آئندہ سال مہدی نے ایک دوسرا لشکر ❹ جنودہ کی طرف روانہ کیا اس لشکر نے شہر جنودہ کو فتح کر کے سردانیہ کی طرف قدم بڑھایا، چنانچہ سردانیہ کی چند کشتیاں جلا کر خاک و سیہ کر کے کامیاب و کامران واپس آیا۔

اہل کبرکیت کی بغاوت: ۳۲۵ھ میں اہل کبرکیت ❶ نے اپنے امیر سالم بن راشد سے بغاوت کی اور اس کی فوج سے معرکہ آرا ہوئے سالم بذاتہ خود ان کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا سخت اور خونریز جنگ کے بعد اہل کبرکیت کو سالم نے شکست دی اور اس کا اس کے شہر میں محاصرہ کر یہ قائم نے خلیل بن اسحاق ❷ کی زیر نگرانی اس کی کمک پر فوجیں روانہ کیں جس وقت خلیل صقلیہ میں آیا اہل صقلیہ نے سالم بن راشد کی شکایتیں کیں، عورتیں بچے اور بوڑھے فضل و رحم کے طلب گار ہوئے۔ اہل کبرکیت اور اہل صقلیہ نے بھی اسی قسم کی درخواستیں سنیں چنانچہ خلیل کا دل ان لوگوں کی فریاد اور شکایتوں سے بھر آیا، سالم کو کسی ذریعہ سے ان واقعات کی خبر مل گئی اس نے چالاکی سے ان لوگوں کو یہ سمجھا دیا کہ خلیل تم لوگوں سے تمہاری اس دلیری کا انتقام لینے آیا ہے جو تم لوگوں نے شاہی لشکر کے ساتھ کیا ہے۔

اہل صقلیہ کی بغاوت: اہل صقلیہ یہ سنتے ہی دوبارہ بغاوت پر آمادہ ہو گئے اور وہی ہنگامہ بغاوت و سرکشی دوبارہ گرم کرنے پر تل گئے اسی دوران خلیل نے شہر کبرکیت کے گھاٹ پر ایک جدید شہر ”خالصہ“ کی تعمیر کی بنیاد ڈالی اس سے اہل شہر کو سالم کے کہنے کا یقین ہو گیا، جنگ پر تیار ہو گئے، خلیل نے ان لوگوں سے جنگ کرنے کے لئے نصف ۳۲۶ھ میں کوچ کیا آٹھ ماہ مکمل محاصرہ کئے رکھا روزانہ جنگ کرتا رہا یہاں تک کہ موسم سرما آ گیا، محاصرہ اٹھا کر ”خالصہ“ آ گیا۔

❶ بن عذری نے لکھا ہے یہ واقعہ ربیع الاول ۳۰۲ھ میں ہوا تھا۔ (البيان المغرب جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۱۷۷)۔ ❷ ابن اثیر جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۳۹ پر ہے یہ ابوسعید موسیٰ بن حمد ہے۔ بن عذری نے لکھا ہے کہ ابوسعید صقلیہ کی فوج کا عہدہ دار تھا اور فتح کے بعد ابوسعید نے صقلیہ پر سعید بن راشد کو مقرر کر دیا۔ ❸ ”طربہ“ ابن اثیر میں ”طرباش“ لکھا ہے ❹ انامین شہر ہے۔ ❺ ابن اثیر میں ”جر جنت“ لکھا ہے۔ ❻ اس کی کنیت ابو العباس تھی ابو عبد اللہ شیبی اسے مختلف کاموں سے استعمال کرتا تھا پھر چند باتوں کی وجہ سے ناراض ہو گیا۔ اگر اس کا بیٹا ابو القاسم نہ ہوتا تو وہ اسے ضرور ہلاک کر دیتا (ابن عذری جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۲۱۵)

واپسی کے بعد اہل صقلیہ نے پھر مخالفت شروع کی ادھر اہل صقلیہ نے بادشاہ قسطنطینیہ سے مدد کی درخواست کی بادشاہ قسطنطینیہ نے فوجی ورہن مدد دی، ادھر قسطنطینیہ کو مدد کے لئے لکھ بھیجا کہ قائم نے اس کی کمک پر فوجیں روانہ کیں۔

خلیل بن اسحاق لہذا خلیل نے ابی ثور اور قلعہ بلوط کو فتح کر کے قلعہ بلاطون کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ ۳۲۷ھ ختم ہو گیا خلیل نے قلعہ بلاطون سے محاصرہ اٹھا کے کبریت کو جا بھیرا اور اپنی فوج کے ایک حصہ کو ابی خلف بن ہارون کی زیر نگرانی اس کے محاصرہ پر چھوڑ کر کوچ کر گیا، اس محاصرہ کا سلسلہ ۳۲۹ھ تک قائم و جاری رہا، اکثر اہل شہر طویل حصار اور روزانہ جنگ سے گھبرا کر روم کی طرف بھاگنے لگے باقی لوگوں نے امن کی درخواست کی، ابی خلف نے قلعہ حوالہ ردینے کی شرط پر اہل شہر کو امان دی۔ مگر جب اہل شہر نے قلعہ کے دروازے کھول دیئے اور اس کی ابی خلف کے حوالہ کر دیا، اس وقت ابی خلف نے ان لوگوں کے ساتھ بد عہدی کی اس سے ارد گرد کے سب قلعہ والے کانپ اٹھے اور جان کے خوف سے اطاعت کرنی خلیل آخری ۳۲۹ھ میں فریقہ کی جانب واپس آیا اس کے ساتھ علیحدہ ایک کشتی میں اہل کبریت کے بہت سردار بھی افریقہ کی طرف روانہ کئے گئے، خلیل نے پیچھے راستے طے کرنے کے بعد کشتی کے ڈبو دینے کا اشارہ کر دیا لہذا سب کے سب ڈوب کر مر گئے۔

خلیل بن ابی الحسن کا صقلیہ پر تقرر:..... خلیل کے بعد صقلیہ کی حکومت عطا از دی کو عطا ہوئی پھر ابو یزید ① کا جھگڑا پیش آ گیا قائم اور منصور اس کے دور کرنے میں مصروف ہو گئے حتیٰ کہ ابو یزید کا فتنہ فساد ہو گیا تو منصور نے صقلیہ کی حکومت پر حسن بن ابی الحسن کلبی کو جو کہ اس کا تربیت یافتہ اور اس کے نامی گرامی سرداروں میں سے تھا مقرر کیا اس کی کنیت ابو العتائم تھی، اراکین حکومت و اعیان سلطنت اس کو عزت و توقیر کی نگاہوں سے دیکھتے تھے، ابو یزید سے مقابلے میں اس نے بڑے بڑے نمایاں کام کئے تھے۔

تقرری کا سبب: اس کی گورنری کا یہ سبب ہوا کہ اہل بلیرم نے عطا از دی کو اس کی کمزوری طبیعت کی وجہ سے مکمل طور پر دبا دیا تھا اور دشمنان اسلام نے اس کی معذوری اور اہل شہر کی سرکشی کی وجہ سے اہل شہر کو کمزور کر رکھا تھا اسی وجہ سے اہل شہر بلیرم نے ۳۳۵ھ میں عید الفطر کے دن عطا از دی کسی طریقے سے اپنی جان بچا کر قلعہ میں پناہ گزین ہو گیا، اور منصور کی خدمت میں ان واقعات کی اطلاع کر کے مدد و اعانت کا حطب گارہوں لہذا منصور نے حسن بن علی کو صقلیہ کی سند حکومت عطا فرمائی۔

حسن بن ابی الحسن اور بنو طیر: چنانچہ حسن سامان سفر درست کر کے دریا کے راستے مازر کی طرف روانہ ہوا۔ ساحل مازر پر پہنچ کر شیراند ز ہوا اہل مازر میں سے کوئی شخص مقابلہ پر نہ آیا، رات کے وقت اہل کتامہ کا ایک گروہ ملنے آیا اور معذرت کی کہ ہم لوگ بنو الطیر کے خوف سے دن کو نہیں آ سکے، بنو الطیر نے جاسوسوں کو حسن کی جاسوسی پر مقرر کیا تھا۔ ان لوگوں نے واپس آ کر بنو الطیر کو حسن کے جلال و شوکت اور فوج کو کثرت سے ڈرایا اور ان کو حسن سے ملنے اور معذرت کرنے پر تیار کر لیا، بنو الطیر اسی ادھیڑ بن میں پڑے ہوئے تھے کہ حسن اپنے دستے کی فوج کے ساتھ شہر میں گھس گیا، حکم شہر اور عمل ملنے آئے بنو الطیر کو اس سے ایک قسم کا اضطراب پیدا ہوا نہ ② پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون ہو گیا اتنے میں ان کا سردار اسماعیل ان لوگوں کے پاس آ گیا اور جو لوگ ان لوگوں سے منحرف ہو گئے تھے وہ بھی اس سے آ ملے ایک خاصہ بڑا گروہ جمع ہو گیا۔

حسن کے خلاف سازش: اسماعیل نے اس خیال سے کہ حسن اپنے خادم کو سزا نہ دے گا اور اس سے اہل شہر برا بھلا کہنے اور بد دل ہو جائیں گے یہ جوں پھیدا یا کہ اپنے کسی غلام سے حسن کے ایک خادم کے خلاف یہ دعویٰ کر دیا، کہ کل آپ کا فلاں غلام میری بیوی کو غیر شرعی کام کرنے پر مجبور کر رہا تھا حسن اس چال کو تازہ کیا، مدعی کو طلب کر کے اس کے دعوے پر قسم کھلوائی اور ثبوت لینے کے بعد اپنے خادم کو سزا دی عوام الناس اس انصاف سے بہت خوش ہوئے، طیری اور اس کے ساتھیوں سے علیحدہ ہو گئے اس سے اسماعیل کا گروہ ٹوٹ گیا، بنو الطیر متفرق اور منتشر ہو گئے حسن نے خوشی اور خوش سہوئی سے حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور عہدگی کے ساتھ نظم و نسق چلانے لگا۔ رومیوں نے اس کے رعب و داب سے متاثر ہو کر تین سال کا جزیہ ادا کر دیا۔

حسن کی فتوحات: ان واقعات کے بعد روم کے بادشاہ نے ایک بطریق کو عظیم فوج دے کر دریا کے راستے صقلیہ کی جانب روانہ کیا ہذا یہ

① بن شیر نے فتنہ ابو یزید کو ۳۳۳ھ کے حوادث میں بڑی تفصیل سے لکھا ہے۔ وہاں ملاحظہ کریں۔ ② نہ بھاگنے کی جگہ ہے نہ چھپنے کی کے لئے ٹھکانہ۔

بطریق اور سرد و غرس جمع ہو کر صقلیہ پر حملہ آور ہوئے حسن نے منصور کو اس سے مطلع کر کے امداد کی درخواست کی منصور نے سات ہزار سوار اور سات تین ہزار پیادوں کو اس کی کمک کے لئے روانہ کیا، حسن نے اپنی فوج کو چاروں طرف سے جمع کر کے دریا و خشکی کے راستے رومیوں کی روٹ تھام کے نئے کوچ کیا اور بہت سے سرایہ سرزمین قلوریہ کی طرف بھیجے، ابراہیم میں پہنچ کر پڑاؤ ڈالا اور چاروں طرف سے اس کا محاصرہ کر لیا، رومی یہ خبر سن کر آدھ ہوئے مگر اپنی کامیابی سے مایوس ہو کر تاوان جنگ دے کر صلح کر لی۔

یوم عرفہ: بعد میں حسن نے رومیوں کے ایک قلعہ پر فوج کشی کی رومی بغیر جنگ و جدال قلعہ چھوڑ کر بھاگ گئے پھر حسن نے قلعہ فیش نہ پہنچ کر محاصرہ کر لیا، ایک ماہ مکمل محاصرہ کئے ہوئے لڑتا رہا بالآخر قلعہ نے جزیہ اور تاوان جنگ دے کر صلح کر لی حسن اپنے بیڑہ جنگی کشتیوں کے ساتھ لوٹ کر مسینی چلا آیا اور وہیں سردی کے دن گزارے۔ اسی مقام پر منصور کا فرمان قلوریہ واپسی کے لئے صادر ہوا چنانچہ حسن نے دریا کو خراجہ کی طرف عبور کیا رومی اور سردی عروس مقابلہ پر آئے حسن نے ان کو شکست دے کر مال غنیمت سے اپنے لشکریوں کو مال مال کر دیا یہ واقعہ یوم عرفہ ۳۴۰ھ کا ہے۔ بعد میں خراجہ پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا، یہاں تک کہ بادشاہ روم قسطنطین نے زرنقہ نے زرنقہ مال دے کر صلح کر لی حسن رومی کی جانب واپسی آیا رومیوں نے وسط شہر میں ایک مسجد بنوائی، رومیوں سے یہ شرط لی کہ رومیوں میں سے کوئی شخص آئندہ کسی طرح بھی مسجد سے چھینڑ چھاڑ نہ کرے اور جو شخص قیدیوں میں سے اس میں داخل ہو وہ مامون سمجھا جائے۔

رمطہ کا محاصرہ: منصور کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا معز حکمران بنا حسن نے صقلیہ پر اپنے بیٹے احمد کو مقرر کر کے معز کی طرف کوچ کیا معز نے احمد کو لکھ بھیجا کہ صقلیہ میں رومیوں کے مقبوضہ قلعوں پر جہاد کیا، ۳۵۱ھ میں طرہیں وغیرہ کوچ کر کے روطہ کی طرف بڑھا مدتوں اس کا محاصرہ کئے رکھ قسطنطین سے چالیس ہزار فوج اس کی حمایت و اعانت کے لئے آئی احمد نے بھی معز سے مدد طلب کی معز نے بہت سامان و اسباب اور ایک عظیم لشکر اس کے باپ حسن کے ساتھ اس کی کمک کے لئے روانہ کیا، رومیوں کا امدادی لشکر مسینہ کے گھاٹ پر پہنچا ہوا تھا، مسلمانوں نے روطہ پر حملہ کیا حصار کے زبانی میں لشکر اسلام کا سردار حسن بن عمار اور حسن بن علی کا بیٹا تھا۔ رومیوں نے پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔

جنگ حجاز: روطہ اس وقت نقطہ کی طرح دو دائروں سے گھرا ہوا تھا۔ روطہ کو اسلامی لشکر محاصرہ میں لئے ہوئے تھا اور اسلامی لشکر کا رومی فوجیں محاصرہ کئے ہوئے تھیں۔ ادھر رومیوں نے باہر سے عساکر اسلامیہ پر حملہ کیا مسلمانوں پر یہ بقت نہایت آزماء اور امتحان کا تھا پہلے سب نے مرنے اور مرجانے کا عہد و پیمان کیا۔ بعد میں مجموعی قوت سے رومیوں پر حملہ کر دیا۔

رومی سالار کا قتل: پہلے ہی حملہ میں رومیوں کے سپہ سالار مینوں کے گھوڑے کو مار کر گرا دیا مینوں بل سنجل نہ سکا زمین پر آیا ایک سپاہی نے پہنچ کر اتار لیا اس کے ساتھ ایک گروہ بطریقوں کا مار گیا رومی لشکر شکست کھا کر بھاگا۔ لشکر اسلام قتل و غارت کرتا ہوا تعاقب میں بڑھا مال غنیمت، ورقید یوں سے مال ہو گیا۔ رومیوں کی شکست کے بعد مسلمانوں نے لڑکر روطہ کو فتح کر لیا۔ اور جو کچھ اس میں تھا سب پر قبضہ کر لیا رومیوں کا باقی گروہ صقلیہ اور جزیرہ رفق سے کشتیوں پر سوار ہو کر روم کی طرف بھاگا امیر احمد نے اپنے بیڑہ کو تعاقب کا حکم دیا اور خود ایک کشتی پر سوار ہو کر رومیوں کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ زیادہ مسافت طے نہ ہونے پائی تھی کہ رومی کشتیوں کو مسلمانوں نے گرفتار کر کے جلا دیا عیسائیوں کا ایک بڑا گروہ مارا گیا۔ اس واقعہ کو جنگ مجز کے نام سے یاد کرتے ہیں ۳۵۲ھ میں لڑائی ہوئی تھی دشمن کے ہزار نامی سردار اور ایک سو بطریق گرفتار کئے گئے تھے م قیدیوں کو کوئی شمار نہ تھا مال غنیمت کی کوئی حد نہ تھی۔

امیر احمد بن حسن: امیر احمد ان سب کو لئے لادے شہر بلیرم پہنچا صقلیہ میں اس کی خبر ملی تو حسن جوش مسرت میں استقبال کے لئے نکلا راستے میں خوشی کے مارے بخارا آ گیا اور اسی حالت میں جان بحق تسلیم کر دی مسلمانوں کو حسن کی اس شادی مرگ سے بہت صدمہ ہوا مگر چارہ کار ہی کیا تھا صبر و شکر کر کے اہل مصلیہ نے بالاتفاق اس کے بیٹے احمد کو اس کا جانشین بنایا۔ اس جانشینی کے بعد معز نے اہل صقلیہ کی حکومت پر عیش (حسن کے خیمہ) کو مقرر کیا۔ مگر اس سے حکومت و امارت کا بار اٹھ نہ سکا چنانچہ کتاہ اور دوسرے قبائل میں جھگڑا شروع ہو گیا۔ اس کے دبائے سے ندب۔ کائن

بدن بڑھتا گیا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر معز تک پہنچی تو اس نے صقلیہ کی گورنری پر ابوالقاسم علی بن حسن کو اور اس کے بھائی احمد کو بطور نائب متعین کیا۔ ۳۵۹ھ میں احمد نے طرابلس میں وفات پائی۔

ابوالقاسم علی بن حسن۔ اس کا بھائی ابوالقاسم علی مستقل طور پر حکمران بن گیا۔ یہ زندہ دل اور نیک سیرت شخص تھا۔ ۳۷۹ھ میں عظیم فوج کے ساتھ بادشاہ فرانس نے ابوالقاسم پر فوج کشی کی قلعہ رملہ کا محاصرہ کیا اور اس کو مسلمانوں کے قبضہ سے نکال لیا۔ اس واقعہ میں حاکم اسلامیہ و نقصان ٹھانڈا پڑا امیر ابوالقاسم نے یہ خبر سن کر مقابلہ کے ارادے سے شاہ فرانس بلیرم سے روانہ ہوا جس وقت دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا بغیر جنگ سے میر ابوالقاسم واپس آیا۔ فرنیسی فوجیں اپنے جنگی بیڑہ سے امیر ابوالقاسم کی واپسی کو دیکھ رہی تھیں فوراً بادشاہ برودیل کو اس سے مطلع کیا بادشاہ برودیل نے تعاقب کا حکم دیا۔

ابوالقاسم کی شہادت۔ چنانچہ نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے امیر ابوالقاسم کو جا کر گھیر لیا سخت اور خونریز جنگ ہوئی میر ابوالقاسم شہید ہو گیا مسلمانوں کو اس سے بیحد صدمہ ہوا۔ مگر مرنے پر کمر بستہ ہو کر فرانسیسیوں سے ہم یز و جنگ شروع کی اور لڑکر ان کو بہت بری طرح شکست دی۔ برودیل بہت مشکل سے پنی جان بچا کر اپنے خیمہ میں پہنچا اور کشتی پر سوار ہو کر روم کی طرف روانہ ہو گیا۔

جابر بن ابوالقاسم۔ مسلمانوں نے امیر ابوالقاسم کے بعد اس کے بیٹے جابر کو امیر بنایا جابر نے اسی وقت لشکر اسلام کو واپس کا حکم دیا مال غنیمت کی فراہمی جانور بھی توجہ نہ کی۔ امیر ابوالقاسم نے ساڑھے بارہ برس حکمرانی کی، عادل نیک سیرت اور ہوشیار شخص تھا۔ اور جب اس کا چچا زبیدی بھائی جعفر بن محمد بن علی بن ابوالحسن جو کہ عزیز کے اور مصاحبوں میں سے تھا حکمران بنا تو ساری بدنظمیاں رفع و دفع ہو گئیں۔ فتنہ و فساد ختم ہو گیا۔ یہ شخص عمر دوست اور قدوان اہل علم تھا ۳۷۵ھ میں اس نے وفات پائی اس کا بھائی عبداللہ اس کی جگہ حکمران بنا اس نے اپنے بھائی کی روش اختیار کی ۳۷۹ھ میں اس کا انتقال ہوا۔

تاج الدولہ بن سیف الدولہ۔ اس کا بیٹا ثقتہ الدولہ ابو الفتح یوسف بن عبداللہ بن محمد علی بن ابوالحسن حکمران بنا اپنے گزشتہ بزرگوں کا رویہ اختیار کیا نہیں کے نقش قدم پر چلتا رہا یہاں تک کہ ۳۸۸ھ میں فالج میں مبتلا ہوا بدن کا نصف حصہ بائیں جانب واما نقل و حرکت سے بیکار ہو گیا اس کے بیٹے تاج الدولہ جعفر بن ثقتہ الدولہ یوسف نے حکومت اپنے قبضہ میں لی۔ نہایت خوبی اور خوش اسلوبی سے حکمرانی کرنے لگا۔

علی بن سیف الدولہ کی بغاوت۔ اس کے بھائی علی نے ۴۰۵ھ میں بربروں اور غلاموں سے سازش کر کے مخالفت کی تاج الدولہ نے یہ خبر سن کر اس کی سرکوبی پر کمر باندھی دونوں بھائیوں میں خوب لڑائیاں ہوئیں آخر کار تاج الدولہ کو فتح نصیب ہوئی۔ علی مارا گیا بربری و رغد مہربان کا دیئے گئے۔ فساد و بغاوت کا جز سے خاتمہ ہو گیا بعد میں پھر اس کی حکومت میں اختلال و اضطراب پیدا ہوا اس کا تب (سیکرٹری) اور اس کا وزیر حسن بن محمد باغانی اس فساد و بغاوت کا بانی تھا۔ اس نے عوام الناس کو تاج الدولہ کے خلاف ابھار کر بغاوت کا علم بلند کیا۔ اور شاہی قصر کا محاصرہ کر دیا۔ تاج الدولہ نے ہنگامہ بغاوت ختم کرنے کے لئے ابو الفتح ثقتہ الدولہ کو پانگی میں سوار کر کے محل سے باہر نکالا ثقتہ الدولہ نے ان لوگوں کو نرمی و مدد و ہفت مخی طبع کیا۔ اس سے ان کا جوش ختم ہو گیا۔

اسد الدولہ اکمل۔ ثقتہ الدولہ نے باغانی کو گرفتار کر کے بلوائیوں کے حوالے کر دیا ان لوگوں نے اس کو اور اس کے پوتے ابو الفتح کو مار ڈالا۔ اور اس کے بیٹے جعفر کو معزوں کے رے ابن جعفر کو ۴۱۰ھ میں حکمران بنایا اس نے اسد الدولہ بن تاج الدولہ کا خطاب لیا "اکمل" کے نام سے معروف و مشہور تھا جعفر نے معزولی کے بعد مصر کا راستہ لیا۔

اکمل کے حکمران بننے ہی فتنہ و فساد جاتا رہا نظام حکومت جیسا کہ چاہئے درست ہو گیا اس نے امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کا اختیار اپنے بیٹے جعفر کو دے دیا تھا۔ جو چاہتا تھا کر گزرتا تھا۔ اس نے بدسلوکی اور ظلم کا برتاؤ شروع کر دیا۔

اکھل کا قتل اہل صقلیہ کو ہریات میں دبانے اور اہل افریقہ کو ان کے مقابلہ میں بڑھانے لگا۔ لوگوں کو اس سے شکایت کا موقع مل گیا۔ معز بن قیس کی خدمت میں وفود (ڈیپوٹیشن) بھیجے اور اس کی شکایت کی اور اس کی حکومت و امارت کی اطاعت کا اظہار کیا۔ معز نے یہ درخواستیں کا جس میں تین سو سو تھے سرگروہی اپنے بیٹوں عبداللہ اور ایوب کی ماتحتی میں صقلیہ کی جانب روانہ کیا۔ اہل صقلیہ نے ان کے ساتھ نہ اپنے امیر اکھل کا محاصرہ کر لیا اور اس کو قتل کر کے سر اتار کر ۳۱ھ میں معز کے پاس بھیج دیا۔

صمصام بن تاج الدولہ تھوڑے دنوں بعد اہل صقلیہ کو اپنے اس فعل پر مذمت ہوئی مذمت دور کرنے کے لئے سب جمع ہو کر اہل افریقہ پر ٹوٹ پڑے۔ ان میں سے تقریباً تین سو آدمیوں کو مار ڈالا۔ باقی لوگوں کو اپنے ملک سے نکال باہر کیا۔ اور صمصام اکھل کے بھائی کو اپنا امیر بن دیا۔ نھم سسطنٹ پھر درہم و برہم ہو گیا بازاری اور باش شرفاء اور امراء پر غالب ہو گئے۔ اہل بلیرم بھال دیکھ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور صمصام کو معزوں سے رو دیا اور اپنے شہر سے نکال کر کے سرداران لشکر سے ابن اشمہ نامی ایک شخص کو اپنا امیر و سردار بنایا۔ اس نے ”القادر باللہ“ کا لقب اختیار کیا۔

عبداللہ بن اکھل کا قتل: اس واقعہ سے پہلے ماز میں اکھل کا بیٹا عبداللہ مستقل طور سے حکمران بن گیا تھا مگر ابن اشمہ نے حکومت پر قبضہ ہوتے ہی اکھل (عبداللہ) کو مغلوب کر دیا اور یہ چالاکی سے اس کو قتل کر کے جزیرہ کی حکومت پر استقلال کے ساتھ قابض ہو گیا یہاں تک کہ یہ جزیرہ اس کے قبضہ سے نکال لیا گیا۔

ابن اشمہ اور میمونہ بنت جراس: ابن اشمہ نے صقلیہ کی حکومت پر مستقل طور سے قابض ہونے کے بعد میمونہ بنت جراس سے نکاح کیا۔ پھر اس سے کسی عمدہ مشکوک ہو کر زہر دے دیا مگر کچھ سوچ سمجھ کر طبیبوں کو بلوا کر علاج کرایا چنانچہ صحت یاب ہو گئی۔ ابن اشمہ نے میمونہ سے معذرت کی اپنی حرکت پر پشیمان ہوا میمونہ نے معذرت قبول کر لی۔ اور اپنے بھائی سے ملنے کے لئے قصریانہ جانے کی اجازت طلب کی ابن اشمہ نے اجازت دے دی۔ میمونہ نے اپنے بھائی کے پاس پہنچ کر سارے واقعات بتائے چنانچہ اس کے بھائی نے میمونہ کو نہ بھیجنے کی قسم کھائی۔ ہند اس سے بن جراس (میمونہ کے بھائی) اور ابن اشمہ میں مخالفت پیدا ہو گئی۔

ابن اشمہ اور ابن جراس کی جنگ: رفتہ رفتہ لڑائی کی نوبت پہنچی اور ابن اشمہ کو شکست ہوئی اور وہ بھاگ کر رومیوں کے پاس پہنچ گیا اور ان سے مدد کا طلب گار ہوا۔ نص اور جاز بن بقر بن جزہ اپنے سات بھائیوں اور فرانس کے ایک گروہ کیساتھ صقلیہ کی طرف آیا۔ ابن اشمہ نے ان لوگوں سے صقلیہ درآمدینے کا وعدہ کیا لہذا ان سب نے پہلے قصریانہ پر چڑھائی کی۔ ابن جراس اس سے آگاہ ہو کر مقابلہ پر آیا گھمسان کی لڑائی ہوئی ابن اشمہ شکست کھا کر افریقہ میں عمر بن خلف بن می کے پاس چلا گیا تونس میں قیام کیا وہاں قاضی کے عہدے پر فائز ہو گیا۔

کلبیوں کا زوال: اس وقت سے رومیوں نے شہروں پر قبضہ کرنا شروع کیا آہستہ آہستہ تمام شہروں اور مشہور مقامات پر قابض ہو گئے صرف قلعوں اور دشوار گزار گھاٹیاں باقی رہ گئیں۔ آخر کار ۳۶۳ھ میں ابن جراس اہل و عیال اور مال کے ساتھ واماں قلعوں کو دشمنوں کے حوالہ کر کے نکل کھڑا ہوا اور زجر نے سب پر قبضہ کر لیا۔ ابن جراس کے نکلنے ہی کلمۃ الاسلام اس ملک میں ختم ہو گیا اور حکومت کلبیین کا خاتمہ ہو گیا۔ پچانوے سال کی مدت میں ان میں دس افراد نے حکومت کی۔

زجر نے قلعہ یلطوسرزمین قلعہ قلوریہ ۳۹۴ھ وفات پائی اس کا بیٹا زجر ثانی حکمران بنا اس کا دور حکومت طویل گزرا۔ اسی کے لئے شریف ابو عبداللہ ① اور یسی نے کتاب ”تربتہ المشارق اخبار الافاق“ تالیف کی اور شہرت کے لئے قصار زجر کے نام سے نام رکھا۔ واللہ مقدر اللیل والہار۔

① اور یسی: یہ محمد بن عبداللہ بن ادریس بن یحییٰ بن علی بن حمود بن میمون بن احمد الادریسی الحسینی ابو عبداللہ ہے یہ طالبی تھا جغرافیہ الحسینی ابو عبداللہ ہے۔ یہ بھی تھا۔ جغرافیہ و تاریخ کا ہر تھ۔ یہ سبتہ میں پیدا ہوا اور قرطبہ میں تعلیم اور نشوونما پائی، پھر لیسبا سفر کر کے صقلیہ پہنچا اور ”رجع ثانی“ حاکم صقلیہ کے پاس خبرا۔ اس کی یادگار کتاب مذہب مشرقی و مغربی اس کا انتقال ۵۱۰ھ میں ہوا۔ دیکھئے ”کشف الظنون“ از حاجی خلیفہ الاعلام از زرنگی جلد نمبر ۷ صفحہ ۲۵۰

جزیرہ اقریطش کریت اور بنو بلوطی کی حکومت کے حالات

حالات جزیرہ اقریطش و حکومت بنو بلوطی کے حالات اور پھر دشمنان اسلام کا اس پر قبضہ جزیرہ اقریطش (کریت) بحر روم کے جزائر میں سے ایک جزیرہ ہے جو صقلیہ ① اور قرس کے درمیان اسکندریہ کے سامنے واقع ہے قریب کی مغربی شہر بنہ ۱۰۰۰ کے نیچے رہنے والوں نے اس جزیرہ کو آباد کیا تھا۔ ان لوگوں کا محلہ حکم ابن ہشام کے عمل سے ملا ہوا تھا ان لوگوں نے ۲۰۲ھ میں بغاوت کی حکم نے ان کی سرکوبی کی طرف توجہ کی چنانچہ بہت بڑی اور خونریز جنگ ہوئی حکم نے ان کے محلہ کو مسمار و مہدم کر دیا ان کی مسجدیں ویران کر دیں اور باقی عوام و قریبہ سے جلاء وطن کر کے سرحد کی جانب نکال دیا لہذا یہ لوگ فاسی وغیرہ میں مقیم ہوئے اور کچھ جلاء وطنوں نے اسکندریہ کا راستہ لیا اسکندریہ پہنچ کر متفرق طور پر یہ بگ قیام پذیر ہوئے۔

ابو حفص بلوطی:۔۔۔ بعد میں ان میں سے ایک شخص اسکندریہ کے ایک بازاری شخص سے لڑ پڑا۔ آپس میں گتھے گئے اس شخص نے کسی طرح خود کو چھوڑ کر اپنے ہم وطنوں سے جا کر فریاد کی وہ لوگ اس کی حمایت پر اٹھ کھڑے ہوئے چنانچہ اکثر اہل شہر کو لوٹ لیا۔ باقی اہل شہر کو نکال کر نہایت ہندی کر دیں اور ابو حفص عمر بن شعیب بلوطی ابو الفیض نامی ایک شخص کو اپنا امیر بنالیا۔

اقریطش کی آباد کاری:۔۔۔ ان دنوں مصر کی گورنری پر عبداللہ بن طاہر تھا۔ یہ خبر سن کر فوجیں آ راستہ کر کے اسکندریہ کے باغیوں پر حملہ آور ہوا اور چاروں طرف سے محاصرہ کر کے لڑائی چھیڑ دی بلا آخر ان لوگوں نے امن کی درخواست کی عبداللہ نے ان کو امن دی مگر اسکندریہ سے نکال کر جزیرہ اقریطش کی جانب بھیج دیا لہذا ان لوگوں نے اس غیر آباد جزیرہ کو آباد کیا۔ اس وقت بھی ان کا امیر و سردار ابو حفص بلوطی تھا۔ اس کے بعد اس کی اور تقریباً ایک سو سال یا کہ اس سے کچھ زائد دنوں تک حکمران رہی یہاں تک کہ ارمانوس بن قسطنطین بادشاہ قسطنطنیہ نے اس کی اور د میں سے عبدالعزیز بن شعیب کے قبضہ سے اس جزیرہ کو ۳۰۵ھ میں نکال لیا اور مسلمانوں کو یہاں سے جلاء وطن کر لیا۔ والدہ بعید الکرة و یذہب آثار لکفرۃ والدہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم بالصواب۔

یمن اور اسلامی ممالک کی تاریخ جو کہ یہاں پر عباسیوں اور عبیدیوں اور تمام عرب حکمرانوں کی تھی اور تمام نوٹ ابتداءً اس کے حالات اجمالاً تحریر کئے جائیں گے بعد میں ایک کے بعد ایک اس کے شہروں اور ملکوں کے حالات تفصیلاً لکھے جائیں گے۔

یمن دائرہ اسلام: ہم پہلے اخبار سیر بنویہ کے ضمن میں بیان کر آئے ہیں کہ ملک یمن حکومت اسلامیہ کے دائرہ میں یوں داخل ہوا تھا کہ اس کا گورنر باذان ② جو سرائے فارس کی جانب سے یہاں کا حکمران تھا دعوت اسلامیہ میں شامل ہوا اس کے اسلام لانے سے اہل یمن بھی اسدم لے آئے مطیع اور مسلمان ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے باذان کو یمن اور اس کے تمام گرد و نواح کی حکومت عطا فرمائی۔ باذان کا دار الحکومت مقدس صنعاء تھا جو کسی زمانہ میں ملوک تابعہ کے دار السلطنت ہونے کا اعزاز رکھتا تھا۔

شہر بن باذان کا قتل: جب حجۃ الوداع کے بعد باذان نے وفات پائی تو بنی سلیمان نے یمن کو ان صوبوں پر منقسم فرمایا جن پر اس سے پہلے تقسیم

① قبرص۔ یہ بحر متوسط میں افریقہ کی علاقے لویا کے مقابل واقع ہے، یہ ایک بہت بڑا جزیرہ ہے جس میں بڑے شہر اور گاؤں موجود ہیں (انجم ابدان) ② بن تہ نے "باد اسلم" ہے

تھا اور صنعاء کی حکومت ۱ شہربان بن باذان کو عطا فرمائی اس کے بعد ہم نے اسود غنسی کے حالات تحریر کئے ہیں اور یہ بھی لکھ چکے ہیں کہ کسی طرح اسود نے رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے گورنروں کو یمن سے نکال دیا تھا اور صنعاء پر حملہ کر کے اس پر قابض ہو گیا تھا اور شہروں پر قابض ہو گیا تھا۔

اسود غنسی: اس سے اکثر اہل یمن مذہب اسلام سے پھر گئے رسول اللہ ﷺ نے اصحاب اور گورنروں اور ان لوگوں کے پاس خطوط روانہ کئے جو مذہب اسلام پر ثابت قدم رہ گئے تھے۔ ان لوگوں نے شہربان بن باذان کو بیوی سے جس کو اسود غنسی نے اپنی بیوی بنالیا تھی اسود غنسی کے معاملہ میں اس کے چچا زاد بھائی فیروز کے ذریعہ سازش کر لی۔ اس مہتمم بالشان امر کا منتظم قیس بن عبد یغوث مرادی تھا لہذا اس نے اور فیروز نے، اس کی بیوی کی اجازت سے (زوجہ شہربان بن باذان) اس کے گھر میں گھس کر مار ڈالا اس کے مارے جانے سے نبی ﷺ کے گورنر اپنے اپنے صوبوں پر پھر حکمرانی کرنے لگے یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے چند ہی دنوں پہلے واقع ہوا تھا قیس نے صنعاء پر قبضہ کر لیا اور اسود کے باقی لشکر کو جمع کر کے اپنی فوج درست کر لی۔

مہاجر بن امیہ: رسول اللہ ﷺ کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یمن کی حکومت پر فیروز کو مقرر کیا اور لوگوں کو اس کی اطاعت کا حکم دیا لہذا اس سے اور قیس بن مکنوح سے معرکہ آرائی ہوئی اس نے اس کو شکست دی اسی کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مہاجر بن امیہ کو یمن کی حکومت عطا کی انہوں نے یمن کے مرتدوں سے لڑائی کی اور اسی طرح عکرمہ بن ابی جہل نے کیا۔ پھر عبید اللہ بن عباس اور ان کے بھائی عبد اللہ بن عباس مقرر کئے گئے ان کے بعد معاویہ رضی اللہ عنہ نے صنعاء پر فیروز دیلمی کو متعین کیا ۵۳ھ میں انہوں نے وفات پائی۔ پھر عبد الملک نے یمن کو حجاز کی گورنری میں شامل کر دیا جبکہ اس کو ۲۰ھ میں جنگ عبد اللہ بن زبیر کے خلاف جنگ روانہ کیا تھا۔ پھر حکومت عباسیہ کا دور حکومت شروع ہوا تو سفاح نے اپنے چچا داؤد بن علی کو یمن کی حکومت پر مقرر کیا۔

محمد بن یزید بن عبید اللہ: جب ۱۳۳ھ میں اس نے وفات پائی اس کی جنگ محمد بن یزید بن عبید اللہ بن عبد الملک بن عبد الدار حکمران بنا غرض تاجداران حکومت عباسیہ کی جانب سے یمن پر یکے بعد دیگرے گورنر حکمرانی کرتے رہے اور یہ لوگ صنعاء کو اپنا دار الحکومت بناتے رہے یہاں تک کہ سلسلہ خلافت خلیفہ مامون تک پہنچا اور ممالک اسلامیہ کے ارد گرد طالبیوں کے اٹیچیوں کا ظہور ہوا اور عراق میں ہوشیابان میں سے ابواسرہان نے محمد بن ابراہیم طباطبائی بن اسماعیل بن ابراہیم براہمہدی النفس الزکیہ محمد بن عبد اللہ بن حسن کی امارت کی بیعت کی اس وقت امن عامہ میں خلل پڑ گیا اور طالبیوں نے اپنے گورنروں کو چاروں طرف پھیلا دیا۔ پھر یہ مارا گیا اور محمد بن جعفر صادق کی امارت کی بیعت حجاز میں لی گئی۔

ابراہیم بن موسیٰ کاظم: یمن میں ابراہیم بن موسیٰ کاظم نے ۲۰۰ھ میں حکومت کا دعویٰ کیا مگر یہ کامیاب نہ ہوا چونکہ ابراہیم ظالم اور خوریز تھا۔ اس لئے ”جزاء“ کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا خلیفہ مامون نے شاہی فوجیں یمن کی بغاوت ختم کرنے کے لئے روانہ کیں، چنانچہ اس نے یمن کے ارد گرد کے تمام علاقوں کو دل کھول کر تاخت و تاراج کیا۔ نامی گرامی رئیسوں اور سرداروں کو گرفتار کر کے دار الخلافت بغداد بھیج دیا بغاوت و سرکشی کا جزا ختم ہو گیا، امن و امان کی منادی پھر گئی جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

ابن زیاد کی حکومت: اگرچہ سرداران یمن کے سردار جن میں محمد بن زیاد بھی تھا جو کہ عبد اللہ بن زیاد بن ابی سفیان کی اولاد میں سے تھا بطور وفد دار الخلافت بغداد میں خیفہ مامون کی خدمت میں حاضر ہوئے، خلافت مآب ان لوگوں کے ساتھ بکمال اعزاز و تملطف پیش آئے اور زیاد کو عربوں کے ہاتھ سے یمن کو بچانے کی خدمت سپرد کی چنانچہ سند حکومت عطا فرما کے زیاد کو یمن کی جانب واپس کیا، لہذا ۲۰۳ھ میں یمن آیا اور تہامہ یمن کو لڑ کر فتح کیا، یہ وہ شہر جو کہ مغربی بحر عرب کے ساحل پر واقع ہے۔

زبید نامی شہر: زیاد نے یہاں پر ایک شہر ”زبید“ نامی آباد کرنے کی بنیاد ڈالی اور تعمیر اور آباد کرنے کے بعد اس کو اپنے دار الحکومت ہونے کی عزت دی اپنے غلام جعفر کو جبال کی حکومت پر مقرر کیا، تہامہ کو اس دلیر نے متعدد لڑائیوں کے بعد عرب سے فتح کیا تھا اور عرب تہامہ سے یہ شرط کر دی

تھی کہ وہ آئندہ گھوڑوں پر سوار ہوں گے، نہایت کم مدت میں اس پورے ملک یمن پر تصرف و قبضہ کر لیا تھا، حضرت، شجر او دیار کندہ کے صوبے اس کی حکومت کے مطیع و فرمانبردار تھے حکومت و سلطنت میں اس کا رتبہ ملوک تابعہ کا ہم پلہ تھا۔

بنو جعفر حمیری صنعاء دار الحکومت یمن میں حکمرانان تابعہ میں سے بنو جعفر حمیری حکومت عباسیہ کے زیر اثر حکمرانی کر رہے تھے، صنعاء کے علاوہ سحان البحران اور حرش میں بھی انہیں کی حکومت تھی بنو جعفر کا بھائی اسعد بن یعفر بعد میں اس کا بھائی حکومت کر رہا تھا ان لوگوں نے محمد بن زید کی حکومت کے آگے اپنا سر جھکا لیا، اس کے بعد اس کا بیٹا ابراہیم پھر اس کا بیٹا زید بن ابراہیم پھر اس کا بھائی ابوالنجیش اسحاق بن ابراہیم کے بعد دیگر حکمران بنے۔ ابوالنجیش اسحاق بن ابراہیم کی حکومت طویل ہوئی۔ اس نے بہت لمبی عمر پائی اسی مرحلے عمر کے اس نے طے کئے۔

یحییٰ بن حسین کا خروج: عمارہ کا بیان ہے کہ اس نے یمن، حضرموت، اور جزائر بحر یہ پر اسی سال حکومت کی تھی، اور جب اس کو خلیفہ متوکل کے سامنے جانے، خلیفہ مستعین کی معزولی، اور غلاموں، خانہ زادوں کے خلفا پر قابض ہونے کی خبر ملی تو اس نے بادشاہت کا دعویٰ کیا، سرطین عجم کی طرح مظلوم میں سوار ہوا اس کے زمانہ حکومت میں یحییٰ بن حسین بن قاسم بن ابراہیم طباطبائی نے زید کی حکومت قائم کرنے کے لئے خروج کیا، زید یہ اس کو سندھ سے آئے تھے اس کا دادا قاسم، ابوسریا پہنچ کر اس کی نسل میں حسین بن ابراہیم ہو گیا اور حسین بن ابراہیم نے ۲۸۸ھ میں یمن میں خروج کیا، سعدہ میں مقیم ہوا زید یہ کی حکومت کی بنیاد ڈالی۔ صنعاء پر فوج کشی کی اور اسعد بن یعفر کے قبضہ سے نکال لیا پھر بنو اسعد نے صنعاء کو اس سے چھین لیا، لہذا یہ سعدہ کی طرف لوٹ آیا اس کے گروہ والے اس کو امام کے لقب یاد کرتے تھے اس کی نسلیں اس وقت تک وہاں موجود ہیں ان کے حالات ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔

ابوالنجیش اسحاق: اسی ابوالنجیش اسحاق کے زمانہ میں عید یوں کی حکومت کا بھی یمن میں ظہور ہوا، ۳۲۰ھ میں محمد بن فضل مد اور جہاں یمن پر جبل مدحہ تک قابض ہو گیا اور ابوالنجیش کے قبضہ سے سریہ سے عدن تک بیس منزلیں اور خلا فہ سے صنعاء تک پانچ منزلیں ملک یمن میں باقی رہ گئی تھیں پھر جس وقت محمد بن فضل نے اس دعوت کے ذریعہ ابوالنجیش کو بالیا، تو آس پاس کے حکمران خود مختاری کے مدعی ہو گئے، بنی اسعد بن یعفر صنعاء میں، سلیمان بن طرف، عفرہ میں اور امام بنی سعد میں خود سر حکومت کا دعویدار بن بیٹھا ابوالنجیش نے دور اندیشی سے کام لیتے ہوئے ان لوگوں کے ساتھ صلح کا رویہ اختیار کیا، بعد میں ۳۷۱ھ میں انتقال کر گیا۔

تجارت اور آمدنی: ابن سعید کہتا ہے کہ میں نے دیکھا ہے کہ اس کے ملک کے ٹیکس کی تعداد چار کڑور بیس لاکھ چھیاسٹھ ہزار دینار عشریہ تھی اس کے علاوہ سندھ کی کشتیوں اور غنم پر جو کہ باب مندب اور عدن میں آتا تھا اور موتیوں کے مغالض پر جو محصول تھا اس کی بھی بہت بڑی تعداد تھی اور جزیرہ و ملک کانیکس ان سب سے علیحدہ تھا، حبشہ کے بادشاہ جو کہ دریا اس پار تھے اس سے صلح اور اتحاد تعلق رکھتے تھے۔

نجاح اور قیس: ابوالنجیش نے وفات کے وقت ایک چھوٹا بیٹا چھوڑا تھا جس کا نام عبد اللہ تھا بعض مؤرخ ابراہیم اور زیادہ بتلاتے ہیں اس کی بہن اور اس کے آزاد کردہ غلام رشید حبشی نے اس کی پرورش کی اور اس کے ملک کا انتظام سنبھالا کاروبار سلطنت میں رشید حبشی نے سب کو دبائے رکھا حتیٰ کہ ان کی دولت و حکومت ۴۰ھ میں ختم ہو گئی یہ لڑکا مر گیا، تب بنی زیاد سے ایک دوسرے لڑکے کو جو پہلے لڑکے سے بھی کم عمر تھا حکمران بنایا ابن سعید کہتا ہے کہ عمرہ یعنی عمارہ مورخ یمن اس وجہ سے کہ حجاب نگران تھے اس کے نام سے واقف نہیں ہو سکا۔

ابراہیم قاضی آخری بیٹا: بعض مؤرخ کہتے ہیں کہ اس آخری بیٹے کا نام ابراہیم تھا اس کی پھوپھی نے اس کی پرورش و پرداخت کی تھی اور مرجان نامی ایک شخص جو کہ حسن بن سلامہ کے آزاد کردہ غلاموں سے امور سلطنت کا منتظم تھا یہی ان کی حکومت پر قابض ہو گیا تھا اس کے دو کا پرواز تھے ایک کا نام قیس تھا دوسرے کا نام نجاح، بادشاہ کا بیٹا ایس کی کفالت و نگرانی میں دیا گیا اور اس کے ساتھ زید میں ٹھہرایا گیا، نجاح نے آہستہ آہستہ خروج زید کے تمام صوبوں پر قبضہ کر لیا ان میں سے کرارہ اور لحم بھی تھے، قیس نجاح میں باہم انہیں وجوہات کی بناء پر چشمک پیدا ہو گئی۔

قیس اور نجاح کی جنگیں: قیس سے کسی نے یہ کہہ دیا کہ بادشاہ کے لڑکے کی پھوپھی، نجاح کی طرف مائل ہے اور اس کو اپنا کاتب (سیکرٹری) بنالیا ہے قیس یہ سن کے آگ بگولہ ہو گیا موقع پا کر اپنے آقا حرجاں کی بغاوت سے بادشاہ کے لڑکے کی پھوپھی کو گرفتار کر کے زندہ دفن کرادیا، اور خود سر حکومت کا مدعی ہو کر مظلمہ میں سوار ہوا اپنے نام کا سکہ مشکوک کرایا، نجاح اس سے آگاہ ہو کر باغی ہو گیا، نجاح میں بہت سی ٹرایس ہوئیں، بالآخر قیس کو شکست ہوئی پانچ ہزار فوج کے ساتھ مارا گیا نجاح نے ۴۱۰ھ میں زبید پر قبضہ کر لیا اور قیس کو دفن کر کے حکومت کرنے لگا اپنے نام کا سکہ مشکوک کرایا۔

نجاح کی امارت: دربار خلافت بغداد میں اطلاعی عرضداشت روانہ کی لہذا اس کو حکومت یمن کی سند بھیج گئی۔ اسی وقت سے یہ تہامہ کا مالک مستقل تسلیم کیا گیا، اہل جبال اس کے نام سے تھراتے تھے بعد میں حسن بن سلامہ کے دائرہ حکومت سے پورے جبال کو نکال لیا، سرحدی بادشاہ اس کے صولت و جبر و قیوت سے ڈرتے تھے۔ یہاں تک کہ اس کو صلحی نے جو حکومت عبیدیوں کا بانی تھا، ۴۵۲ھ میں ایک لونڈی بھیج کر قتل کرادیا، اس کے بعد زبید میں اس کا غلام کہلان حکمران بنا پھر صلحی نے زبید کو اس کے قبضہ سے نکال لیا، جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا۔

صلحی حکمران جو یمن میں عبیدی حکومت کے قائم کرنے والے تھے: قاضی محمد بن علی ہمدانی صلحی حران صوبہ ہمدان کا رئیس تھ نسباً بنی یام کی جانب منسوب کیا جاتا ہے، اس کا ایک بیٹا علی نامی پیدا ہوا ان دنوں دعوت عامر بن عبد اللہ ۱؎ زوائی تھا، بیان کیا جاتا ہے کہ اس کے پاس عم جو کی ایک کتاب تھی جو اس کے زعم میں اس کے مورثوں کے ذخیرے میں سے تھی اس نے یہ خیال قائم کیا کہ علی بن قاضی کا اس کتاب میں تذکرہ ہے لہذا اس داعی (اچھی) نے اس کتاب کو قاضی کو پڑھ کر سنایا قاضی نے اس مضمون کو زہن نشین کر لیا، جس وقت علی بن شعور کو پہنچا تو داعی (عامر) نے اس کا نام جعفر میں دکھلا کر اس کے اوصاف بتلائے اور اس کے پاس قاضی سے کہا کہ اپنے بیٹے کی مکمل حفاظت و نگرانی کرنا یہ ملک یمن کا بادشاہ حکمران ہوگا۔

علی بن قاضی محمد: چنانچہ علی نے فقہانہ صلاحیت کے ساتھ زندگی بسر کرنا شروع کی، پندرہ برس تک طائف و سروات سے راستے لوگوں کے ساتھ حج کرتا رہا، اس سے اس کی بڑی شہرت ہوئی اس نے لوگوں کے دلوں میں یہ خیال پختہ کر دیا کہ یہ سلطان یمن ہے اتنے میں داعی (اچھی) عامر زوائی نے وفات پائی وفات کے وقت علی کے حق میں اپنی کتابوں کی وصیت کر گیا، اور اس سے دعوت عبیدیہ کے قائم رکھنے کا اقرار لے لیا۔

ابن قاضی محمد کا یمن پر قبضہ: اس کے بعد علی اپنی عادت کے مطابق ۴۲۸ھ میں لوگوں کے ساتھ حج کرنے گیا ایک جماعت اس کی قوم ہمدان کی اس کے ساتھ تھی اس نے ان لوگوں کو اپنی مدد اور اس پر قائم رکھنے کی ترغیب دی ان لوگوں نے خوش دلی سے اس کو منظور و قبول کیا اور اس کے ہاتھ پر اس بات کی بیعت کر لی، یہ لوگ اس کی قوم کے سرداروں میں سے تھے، اور تعداد کے لحاظ سے ساٹھ افراد تھے، واپس آنے کے وقت علی نے مسار میں قیام اختیار کیا، یہاں ایک قلعہ تھا جو دامن کوہ حمام میں نہایت مستحکم اور مضبوط بنا ہوا تھا علی نے اس قلعہ کو اپنا ٹھکانہ اور مسکن بنایا اور اس کی چاروں طرف سے ناکہ بندی کر لی، اس وقت سے اس رعب و داب بڑھنے لگا مصر کو والی مستنصر سے خط و کتابت کر کے اظہار دعوت کی اجازت حاصل کر لی۔

دعوت عبیدیہ کا اعلان: چنانچہ دعوت عبیدیہ کا اعلان کر کے یمن پر قبضہ کر لیا، اور قلعہ مسار سے صنعاء میں جا کر قیام پذیر ہوا محل بنوائے یمن کے بادشاہ بھی اس نے دبا لیا تھا وہیں آ کر رہنے لگے۔ بنو طرف، ملوک، عزہ تہامہ کو شکست دی، نجاح جو بنو زیاد کا غلام اور زبید کا بادشاہ تھا اس کے مار ڈالنے کی فکر کی، بڑی جدوجہد سے ایک لونڈی کے ذریعہ سے اس کو نجاح کے قتل میں کامیابی ہوئی اس لونڈی کو اس نے نجاح کے پاس بطور تحفہ روانہ کیا تھا، جیسا کہ ہم اوپر ۴۵۲ھ میں بیان کر آئے ہیں۔

اسماء بنت شہاب: ان واقعات کے بعد علی مستنصر والی مصر کی اجازت سے مکہ معظمہ کی طرف دعوت عباسیہ کو منانے اور امارت حسیہ کو بالکل ختم کرنے کے لئے روانہ ہوا اور صنعاء پر اپنے بیٹے مکرم کو اپنا نائب بنایا، روانگی کے وقت اپنے ساتھ اپنی بیوی اسماء بنت شہاب کو بھی لیتا گیا، اتفاق سے اس پر سعید بن نجاح نے شیخون مارا اور اسماء کو قید کر کے لے گیا، اس نے اپنے بیٹے مکرم کو لکھ بھیجا کہ میں ایک بھٹکی غلام سے حملہ ہو گئی ہوں تمہارے

سے ضروری ہے کہ وضع حمل سے پہلے میری خبر لو، ورنہ یہ وہ داغ ہوگا جس کو زمانہ نہ مٹا سکے گا۔

مکرم اور سعید کی جنگ: مکرم یہ سن کر ۴۷۵ھ میں صنعاء سے تین ہزار کی جمعیت کے ساتھ روانہ ہوا، بیس ہزار حبشی مقابلہ پر آئے۔ نین میدان مکرم کے ہاتھ رہا حبشیوں کو بڑی شکست ہوئی سعید بن نجاح بھاگ کر جزیرہ دہلک پہنچا مکرم اپنی ماں کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھ کہ وہ ایک حاق کے قریب بیٹھی ہوئی ہے۔ جس میں صلحی اور اس کے بھائی کا سر رکھا ہوا ہے مکرم نے ان سروں کو اتار کر دفن کرایا اور اپنے ماں اسعد بن شہاب کو صوبہ تہامہ پر جیسا کہ وہ اس سے تھا مقرر کیا زبید میں قیام کرنے کی ہدیت کی، اور اپنی ماں کو لے کر صنعاء کی جانب کوچ کیا۔

مکرم کی والدہ: یہ عورت نہایت دانشمند اور مدبر تھی مکرم کے ملک کا انتظام یہ کرتی تھی بعد میں اسعد بن شہاب نے تہامہ کا سر راس جمع کر کے اپنے وزیر احمد بن سالم کی معرفت صنعاء روانہ کیا، اسماء نے اس کو عرب کے وفود پر تقسیم کر دیا۔ پھر ۴۷۹ھ میں اسماء نے وفات پائی۔

صنعاء پر عمران بن فضل کا قبضہ: زبید مکرم کے قبضہ سے نکل گیا، ۴۷۷ھ میں سعید بن نجاح نے اس کو مکرم سے زبردستی واپس لے لیا تب مکرم ۴۸۰ھ میں ذی جبلہ چلا آیا اور صنعاء پر عمران بن فضل ہمدانی کو متعین کیا، عمران صنعاء کو دبا بیٹھا وارثہ اس کی آئندہ نسلیں اس ملک کی حکمران ہوئیں اس کے بعد اس کا بیٹا احمد حکمران بنا۔ اس نے خود کو سلطان کے لقب سے ملقب کیا، لہذا یہی لقب سے مشہور و معروف ہوا اس کے بعد اس کے بیٹے حاتم بن احمد نے حکومت کی باگ ڈور سنبھالی اس کے بعد صنعاء میں کوئی شخص ایسا نہیں گذرا جس کا ذکر خصوصیت کے ساتھ کیا جاتا حتیٰ کہ بنو سیمان نے جب کہ ان کو ہوا شتم نے مکہ میں مغلوب کیا تھا صنعاء پر قبضہ کیا جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا گیا۔

مکرم کی ذی جبلہ کی طرف روانگی: جب مکرم صنعاء سے ذی جبلہ چلا آیا تو اس کی ماں اسماء کے بعد اس کی بیوی سیدہ بنت احمد حکومت و سلطنت کا انتظام کرنے لگی، یہ ذی جبلہ وہی شہر ہے جس کو عبد اللہ بن محمد صلحی نے ۴۵۸ھ میں آباد کیا تھا مکرم اپنی بیوی کے اشارہ ہدایت کے مطابق صنعاء چھوڑ کر ذی جبلہ میں رہنے لگا۔ یہاں پر اس نے دارالعزيز نامی ایک بہت بڑا محل بنوایا، سعید بن نجاح کے حالات میں ہم بیان کریں گے۔

منصور بن احمد اور سیدہ بنت احمد: مکرم جب تک زندہ رہا دنیاوی لذتوں میں مصروف اور اپنی بیوی کی حسن آرائی میں مشغول رہا۔ جس وقت اس کا ۴۸۴ھ میں زمانہ وفات قریب آیا تو اپنے بھتیجے منصور بن احمد مظفر بن علی صلحی والی قلعہ شح کو اپنا ولی عہد بنایا، مکرم کے بعد منصور اسی قلعہ میں مقیم رہا اور سیدہ بنت احمد ذی جبلہ میں ٹھہری رہی، منصور نے اس سے اپنے نکاح کا پیام دیا اس نے انکار کیا اس وجہ سے اس نے اس کا ذی جبلہ میں میصرہ کیا، سیمان بن عامر (سیدہ کارضاغی بھائی) یہ سن کر ذی جبلہ میں آیا اور اس سے یہ ظاہر کیا کہ مستنصر والی مصر نے تمہارا عقد منصور سے رد کیا ہے۔ اس کے اس حکم سے اس کو مطلع کر کے آیہ کریمہ ”وما کان لمومن ولا مؤمنۃ ان یقضی اللہ ورسولہ امران یكون لکم الخیرۃ من امرهم“ تلاوت کی اور یہ کہا کہ میرا المؤمنین نے تمہارا نکاح اپنے داعی منصور ابی حمیر سب ابن مظفر بن علی صلحی سے مہر ایک لاکھ دینار اور پچاس ہزار تھانف و ہدایہ کے بدلے کر دیا، لہذا نکاح ہو گیا ہے چنانچہ منصور قلعہ شح سے ذی جبلہ میں آیا ہے سیدہ یہ سن کر راضی ہو گئی منصور اس سے دارالعزيز میں ہم خواب ہوا۔

کہا جاتا ہے کہ سیدہ اپنی لونڈیوں میں سے ایک لونڈی کا لباس پہن کر منصور کے سر ہانے کھڑی ہوئی اور پوری رات کھڑی رہی منصور نے اس کی طرف آنکھ تک نہ اٹھائی، صبح ہوتے ہی اپنے قلعہ کا راستہ لیا اور سیدہ ذی جبلہ میں رہ گئی۔ منفضل بن ابی البرکات: سیدہ کے معاملات و سلطنت کا نگران اور منتظم منفضل بن ابی البرکات نامی ایک شخص تھا جو صلحی کا حمایتی اور قبیلہ یام میں سے تھا، اس نے اپنے کنبہ والوں کو طلب کر کے ذی جبلہ میں ٹھہرایا اور ان کے ذریعہ سے حکومت و سلطنت کی نگرانی کرنے لگا۔ سیدہ موسم گرمی میں تغلر چلی جاتی تھی یہاں اس کا خزانہ اور مال و سہا ب کا ذخیرہ تھا پھر جب سردی کا ایام آ جاتے تو ذی جبلہ واپس آتی۔

فقہاء کی جمل سے بیعت: ایک مرتبہ منفضل بن نجاح سے جنگ کے ارادے سے اکیلا روانہ ہوا قلعہ تغلر میں فقیہ ملقب بہ جمل کو فتہا کی ایک جماعت کے ساتھ چھوڑ گیا، انہیں فقہاء میں ابراہیم بن زید ابن عمر اور عمارہ شاعر نے ان لوگوں نے جمل کے ہاتھ پر دعوت و حکومت اہمیت کے باعث

مٹ دینے کی بیعت کی، کسی ذریعہ سے مفصل کو اس کی خبر مل گئی راستے سے ہی لوٹ آیا اور ان سب کا محاصرہ کر لیا، خولان بھی یہ سن کر محصوروں کی کمک کے لئے پہنچ گیا، مفصل نے روزانہ جنگ سے محصوروں کو تنگ کرنا شروع کیا ابھی کوئی نتیجہ نہ ظاہر ہونے پایا تھا کہ ۵۰۳ھ میں محاصرہ کی حالت میں مفصل کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد سیدہ آگئی اور اس نے محصوروں نے قلعہ کے دروازے کھول دیئے لڑائی ختم ہو گئی، سیدہ نے اپنے وعدہ پورا کیا اور مفصل کے بیٹوں کی ذمہ دار ہوئی۔

عمران بن زرخولانی اسی زمانہ سے قلعہ تغر پر عمران بن زرخولانی اور اس کا بھائی سلیمان قابض ہو گیا، اور عمران بجائے مفصل کے سیدہ پر قبضہ ہو گیا، پھر جب یہ مر گئی تو عمران اور اس کا بھائی سلیمان قلعہ تغر کے مستقل مالک بن بیٹھے، منصور بن مفصل بن ابی البرکات نے ذی جبلہ پر قبضہ کر لیا حتیٰ کہ اس نے اس کو داعی ذریعی والی عدن کے ہاتھ فروخت کر ڈالا جیسا کہ آئندہ آپ پڑھیں گے اور قلعہ شیخ میں جا کر بیٹھ گیا، جس پر داعی منصور سہا بن احمد کا قبضہ تھا اور یہ یوں ہوا کہ ۴۸۶ھ میں منصور کے مرنے کے بعد اس کے بیٹوں میں مخالفت کا مادہ پھیلا۔

علی بن منصور سہا: ... ان میں سے علی نامی ایک لڑکے نے قلعہ پر قبضہ کر لیا، مفصل بن ابی البرکات اور سیدہ سے لڑنے لگا بالآخر یہ لوگ اس کی فتنہ انگیزی اور مدبرانہ چالوں سے تنگ آ گئے مفصل سے کچھ بن نہ آئی تو وہی میں زہر رکھ کر بطور تحفہ اس کے پاس بھیجا جس کے کھانے سے وہ مر گیا، وار ان لوگوں کو اس کے شرف و سد سے نجات مل گئی، بنو ابی البرکات نے شیخ اور اس کے قلعوں کو بنو مظفر سے چھین لیا، پھر اس نے قلعہ ذی جبلہ کو داعی ذریعی والی عدن کے ہاتھ ایک لاکھ دینار کے بدلے فروخت کر ڈالا اور ہمیشہ یک بعد دیگرے قلعات کو فروخت کرتا گیا، یہاں تک کہ اس کے قبضہ سے سونے قلعہ تغر اور کوئی قلعہ باقی نہ رہا جس کو اسی (۸۰) برس کی حکومت کے بعد علی بن مہدی نے اس سے زبردستی لے لیا، اس نے سو سال کی عمر پائی تھی، واللہ سچ نہ تو قلی العلم بالصواب۔

زبید کے حکمران بنونجاح (موالی بنی زیاد) کی حکومت کے حالات

ملیحی اور نجاح کے بیٹے: ... جب صلحی نے کہلان کو ایک لونڈی کے ذریعہ سے ۴۵۲ھ میں زہر دے کر مار ڈالا جس کو اسی غرض کے حاصل کرنے کے لئے اس نے اس کے پاس بھیجا تھا اور زبید پر کامیابی کے ساتھ اس بزدلانہ خیلہ سے قبضہ کر لیا، جیسا کہ آپ پہلے پڑھ آئے ہیں، نجاح کے تین بیٹے تھے۔ (۱) مبارک (۲) سعید (۳) اور جیاش، مبارک نے اپنے باپ کے مارے جانے کے بعد خود کشی کر لی، سعید اور جیاش نے جزیرہ دہلک میں جا کر پناہ لی اور وہیں قیام پذیر ہو کر لوگوں کو قرآن اور دیگر علوم کی تعلیم دینے لگے بعد میں اپنے بھائی جیاش سے رنجیدہ ہو کر زبید چل آیا اور زمین کے اندر ایک تہ خانہ بنا کر رہنے لگا، پھر اس کا غصہ ختم ہوا تو اپنے بھائی جیاش کو بلا بھیجا کہ جیاش نے بھی زبید پہنچ کر اسی تہ خانہ میں قیام کیا۔

سعید اور جیاش سے جنگ: ... اس کے بعد مستنصر خلیفہ مصر کی حکومت کو ہواشم میں سے محمد بن جعفر امیر مکہ نے مکہ سے ختم کر دیا، مستنصر نے صلحی کو محمد بن جعفر سے جنگ کرنے پر ابھارا اور اس کو مکہ میں دوبارہ حکومت علویہ قائم کرنے کے بارے میں لکھا، اس حکم کے مطابق صلحی فوجیں آراستہ کر کے صنعاء سے مکہ معظمہ کی جانب روانہ ہوا سعید اور اس کے بھائی جیاش کو موقع مل گیا تہ خانہ سے نکل کر ظاہر ہو گئے، کسی ذریعہ سے اس کی خبر صلحی تک پہنچی صلحی نے ایک فوج جس میں پانچ ہزار سوار تھے سعید اور جیاش کو زیر کرنے اور قتل کرنے کے لئے روانہ کر دیا۔

صلحی کا قتل: مگر سعید اور جیاش تہ خانہ سے نکل کر صلحی کے تعاقب میں نہایت تیزی سے روانہ ہو چکے تھے رفتہ رفتہ اس کے لشکر کے قریب پہنچ گئے مقام نجم میں صلحی پرانے دونوں بھائیوں نے شیخون مارا صلحی کو اس کی خبر تک نہ تھی اور وہ مکہ کی طرف بڑھا رہا تھا لشکر میں بھگدڑ مچ گئی ساری فوج تہ بتر ہوئی صلحی پکڑ دھکڑ کے دوران مارا گیا جیاش نے خود اپنے ہاتھ سے ۴۷۲ھ میں اس کی زندگی کا خاتمہ کیا اس کے بعد عبد اللہ صلحی علی سے رہائی و ایک سو ستر ممبران خاندان صلحی کے ساتھ مارا گیا، علی کی بیوی اسماء بنت عمہ شہاب اور ایک سو پینتیس قحطانی بادشاہ جن کو اس نے یمن میں مغلوب کر دیا تھا گرفتار کر لئے گئے خاتمہ جنگ کے بعد ایک دستہ فوج اس لشکر کو زیر کرنے کے لئے روانہ کیا گیا، جس کو صلحی نے سعید اور جیاش سے جنگ کرنے کے

سے بھیجی تھی، لیکن اس لشکر نے ان واقعات سے آگاہ ہو کر ہتھیار ڈال دیئے، اور سعید و جیاش سے جنگ کی حکومت کے آگے اپنا سر جھکا دیا۔

زبید پر قبضہ: بعد میں سعید نے زبید کی جانب کوچ کیا اس وقت زبید کی حکومت پر اسعد کامیابی کا جھنڈا لئے ہوئے زبید میں داخل ہو گیا۔ زبید نے اس کے آگے آگے ایک ہودج میں بھی اور اس کے بھائی کا سراپا کے سامنے ہودج میں رکھا ہوا تھا، سعید نے زبید پہنچ کر سہ ماہی مکان میں اتار اور لیکن اور اس کے بھائی کے سروں کو مکان کے ایک طاق میں جس کے قریب اسما بیٹھی تھی رکھ دیا، لوگوں کے دل سعید سے جلاں و رعب سے کانٹے اس نے خود کو نصیر الدولہ کے لقب سے ملقب کیا جتنے قلعے لیکن کے گورنروں کے قبضہ میں تھے سب پر لڑ کر قبضہ کر لیا۔

مکرم اور سعید کی جنگ: اسماء نے ان واقعات سے اپنے مکرم کو مطلع کیا مکرم نے ایک سرحدی قلعہ دار کو ملا کر سعید کے پاس بھیجا اس قلعہ دار نے سعید کو صنعاء پر فوج کشی کرنے کی ترغیب دی اور فتح کر دینے کا ذمہ دار ہوا چنانچہ سعید نے بیس ہزار حبشیوں کی فوج سے صنعاء کی فتح کی امید میں کوچ کیا، مکرم بھی صنعاء سے اس کی جانب بڑھا، دونوں میں مدبھیڑ ہو گئی، اتفاق یہ کہ سعید کو اس معرکہ میں شکست ہوئی میدان جنگ سے بھاگ کر زبید دونوں کے درمیان حائل ہو گیا، مجبور ہو کر سعید نے جزیرہ دہلک کا راستہ لیا، مکرم کامیابی کے ساتھ زبید میں داخل ہوا اپنی ماں کی خدمت میں گیا دیکھا کہ وہ ایک طاق کے قریب بیٹھی ہوئی ہے، اور طاق میں لیکن اور اس کے بھائی کا سر رکھا ہوا ہے اتار کر دونوں سروں کو دفن کرایا۔ ورنہ اپنے ماموں اسعد کو ۳۶۰ھ میں زبید کی حکومت پر مقرر کیا۔

سعید بن نجاح کا قتل: اس مہم سے فارغ ہو کر مکرم نے قلعہ شو کے گورنر عبداللہ بن یحضر کو لکھ بھیجا کہ تم سعید کو مکرم کے قبضہ سے ذی جبہ کے نکال دینے کی ترغیب دو اور اس کو یہ کہو کہ مکرم اپنی خواہشات نفسانی میں مصروف ہے اور اس پر اس کی بیوی قابض ہو رہی ہے وہ تمہارا مقابلہ ہرگز نہ کر سکے گا، چنانچہ عبداللہ بن یحضر نے سعید کو کہہ سن کر ذی جبہ کے قبضہ پر تیار کر دیا، سعید بیس ہزار حبشی فوج کے ساتھ ذی جبہ کے جانب بڑھا، مکرم نے قلعہ شعر کے نیچے اپنی فوج کو کمین گاہ میں بیٹھا دیا جوں ہی سعید کمین گاہ سے آگے بڑھا مکرم کی فوج نے کمین گاہ سے نکل کر دفعۃً حملہ کر دیا سعید کی فوج گھبرا کر بھاگ کھڑی ہوئی سعید مارا گیا، مکرم نے اس کا سر کاٹ لیا اور اسی طاق میں لا کر رکھا جس میں اس کے باپ لیکن کا سر رکھا گیا تھا۔ سعید کے مارے جانے سے مکرم کی حکومت کو استحکام اور استقلال حاصل ہو گیا حبشیوں کی حکومت کا سلسلہ ٹوٹ گیا۔

جیاش کا فرار: جیاش خف بن ابی الظہر مروانی کے ساتھ جو اس کے بھائی کا وزیر تھا، بھاگ کر عدن پہنچا اور جب عدن میں پناہ کی صورت نہ دیکھی تو دونوں ہندوستان چلے گئے، چھ ماہ تک وہیں ٹھہرے رہے۔ وہیں ایک کاہن سے ملاقات ہوئی جو سمرقند سے آیا ہوا تھا اس کاہن نے ان لوگوں کی آئندہ کامیابی کی خوشخبری دی لہذا یہ دونوں پھر لوٹ کر یمن آ گئے۔

جیاش کی موت کی افواہ: وزیر خلف نے زبید پہلے سے پہنچ کر موت کی خبر مشہور کر دی، اور اپنی ذات کے لئے اس کی درخواست کی اس کے امن حاصل کرنے کے بعد ایک دن رات کے وقت لباس تبدیل کر کے جیاش بھی آ پہنچا دونوں ایک مدت تک چھپے رہے ان دنوں زبید کی گورنری پر اسعد بن شہب (مکرم کا ماموں) مقرر تھا اور اس کا نائب علی بن قثم وزیر مکرم تھا، اس کو کسی وجہ سے مکرم اور اس کی حکومت سے بیزار ہو گئی وزیر خلف نے اس سے مطلع ہو کر اس کے بیٹے حسین سے تعلقات پیدا کئے فضولیات میں اس کا شریک رہنے لگا، فرصت کے وقت دونوں شطرنج کھیلنا کرتے تھے رفتہ رفتہ اس کا آقا جاح حسین کے باپ (علی بن قثم) کے پاس بھی شروع ہو گیا ایک نے دوسرے سے اپنے دلی منشاء کا اظہار کیا چونکہ علی کے دل میں بھی آل نجاح کی حمایت سمائی ہوئی تھی، آپس میں دونوں نے قسمیں کھائیں۔

جیاش کا زبید پر قبضہ: اس دوران جیاش اپنے حبشی حمایتیوں کو جمع کر رہا تھا، اور ان لوگوں کو مال و زر دیتا جاتا تھا حتیٰ کہ اس کے پاس پانچ ہزار حبشی جمع ہو گئے پس جیاش نے ۳۸۲ھ میں ان لوگوں کی حمایت سے زبید پر حملہ کر دیا، اور دارالامارت پر قبضہ کر کے وہیں سکونت پذیر ہو گیا، اسعد بن شہب کو اس وجہ سے کہ کسی زمانہ میں مراسم تھے رہا کر دیا، اس وقت سے زبید میں پھر عباسیوں کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا اور لیکن خفاء عبیدین کا خطبہ پڑھتے تھے اور مکرم ہمیشہ عرب کو زبید پر حملہ کرنے کی غرض سے بھیجتا رہتا تھا، یہاں تک کہ جیاش نے پانچویں صدی کے شروع میں وفات پائی

اس کی کنیت ”ابن القطای“ تھی عدل و انصاف کی صفت سے متصف تھا۔

فاتک بن جیاش اس کے بعد اس کا بیٹا فاتک امیر بنایا گیا، یہ ابھی بالغ بھی نہیں ہوا تھا، محض ایک کم عمر چھو کر تھا، اراکین حکومت اس کے ملک کا انتظام کرنے لگے، اس کا چچا ابراہیم اس سے جنگ کرنے آیا، دونوں پر دشمنوں کی فوجیں سرگرم پیکار ہوئیں عبدالواحد نے شہر پر حملہ یہ منصور (فاتک کے وزیر) نے فضل بن ابی البرکات والی تعکر سے مدد کی درخواست کی چنانچہ فضل اپنی فوج کے ساتھ اس کی کمک پر آیا مگر راستے سے یہ خبر سن کر کہا بل تعکر نے بغاوت کر دی ہے لوٹ گیا۔ منصور اس وقت سے برابر زبید میں حکمرانی کرتا رہا بالآخر ۵۱۵ھ میں ابو منصور عبید اللہ نے اس کو زبرد سے کر مار ڈالا، اور امور سلطنت کی نگرانی کرنے لگا مگر درپردہ آل نجاج کے خاتمے کی کوشش کرتا جاتا تھا تھوڑے دنوں بعد فاتک کی ماں جان کے خوف سے بھاگ گئی اور بیرون شہر کا ہنگامہ فساد ختم ہو گیا۔

ابو منصور عبید اللہ: ابو منصور ایک جوانمرد اور شجاع صاحب عزیمت شخص تھا، دشمنوں کے ساتھ ہمیشہ جنگ میں ہوتا رہا، ابن نجیب سفر علویہ سے متعدد لڑائیاں ہوئیں، یہ وہی شخص ہے جس نے زبید میں فقہ کا مدرسہ قائم کیا تھا، اور حاجیوں کی آسانی کے لئے تدبیریں نکالیں تھیں بعد میں مفارک بنت جیاش سے اس نے بچیلہ دکر اپنا عقد کر لیا اس نے موقع پا کر اس کے عضو تناسل پر زہر الود کپڑا کر دیا چنانچہ سارا گوشت سڑ کر گر گیا، اور اس نے جان بحق تسلیم کر دی یہ واقعہ ۵۲۳ھ کا ہے۔

زریق کی وزارت اور اس کے بعد کے وزیر کا قتل: اس کے مرنے کے بعد فاتک کا وزیر زریق بنا جو نجاج کا آزاد کردہ غلام تھا عمار کہتے ہیں کہ یہ شخص بھی شجاع دلیر اور بڑا جنگجو تھا، اور فاتک کی ماں کے آزاد کردہ غلاموں سے اور اس کے مخصوص آدمیوں میں سے تھا، عمرہ کہتے ہیں کہ ۵۳۱ھ میں فاتک بن منصور نے وفات پائی اس کے بعد اس کا چچا زاد بھائی حکمران بنا اس کی وزارت قائم کو دی گئی اور یہی اس کے امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کا، لک تھا اور دشمنوں کے مقابلہ پر جاتا تھا، یہ اکثر اوقات مسجد میں رہتا تھا، علی بن مہدی خارجی نے سازش کے ذریعے اس کو مسجد میں جب کہ یہ نماز پڑھ رہا تھا، جمعہ کے دن بارہویں صفر ۵۵۱ھ میں قتل کرادیا۔

سلطان کی شہادت: سلطان نے قاتل سے اس کا قصاص لینے کے لئے اہل مسجد کی ایک جماعت کو قتل کرادیا، پھر خود بھی اس ہنگامہ میں مارا گیا، حکومت و سلطنت میں اضطراب پیدا ہو گیا، علی ابن مہدی خارجی اس سے مطلع ہو کر چڑھ آیا، اور کئی بار ان لوگوں سے جنگ کی اور زہ نہ دراز تک محاصرہ کئے رہا۔ محصوران نے شریف منصور احمد بن حمزہ سلیمانی بادشاہ صعدہ سے امداد کی درخواست کی شریف منصور نے اس شرط پر کہ یہ لوگ اس کو زبید پر قبضہ دے دیں اور اپنے بادشاہ فتنک بن محمد کو مار ڈالیں، مدد دی۔

فاتک بن محمد کا قتل: چنانچہ ان لوگوں نے فاتک بن محمد کی زندگی کا ۵۵۳ھ میں خاتمہ کرادیا، اور شریف منصور کو اپنا حکمران تسلیم کر لیا، اتفاق سے یہ بھی علی بن مہدی کے مقابلہ سے مجبور ہو گیا، اور رات کے وقت چھپ کر زبید سے بھاگ گیا چنانچہ علی بن مہدی نے ۵۵۴ھ میں زبید پر قبضہ کر لیا اور آل نجاج کی حکومت کا سلسلہ ”زبید“ سے منقطع ہو گیا، والملك والبقاء اللہ۔

بنی زریع کے حالات جو عدن میں یمن کے عید یوں کے سفیر تھے

”عدن“ کا تعارف: عدن ملک یمن کا عمدہ اور محفوظ ترین مقام ہے اور بحر ہند کے کنارے پر واقع ہے بتابعہ کے دور سے یہ شہر ہمیشہ تجارت کی منڈی ہونے کا شرف رکھتا تھا، اس شہر کے اکثر مکانات پتھر اور چونے کے ہیں، اسی وجہ سے اس کے راستے زیادہ گرم رہتے ہیں، زمانہ اسلام کے شروع میں یہ شہر بنی معن کے حکمرانوں کا دار السلطنت تھا، بنی معن نہا معن بن زائدہ کی جانب منسوب کئے جاتے ہیں یہ لوگ اس شہر پر مامون کے عہد خلافت میں حکمران بنے تھے اور بنی زیاد سے ان لوگوں نے اپنی حکومت علیحدہ کر لی تھی بنی زیاد نے ان سے خطبہ اور سکے پر فقط قناعت کی تھی اور جب علی بن محمد صلیحی

دلی قبضہ ہوا تو اس نے ان لوگوں کی رعایت کی اور عربی ہونے کی وجہ سے ان لوگوں پر جزیہ مقرر کیا جس کو یہ لوگ ادا کیا کرتے تھے۔

بنی معن کا اخراج۔ اس کے بعد یہاں سے اس کے بیٹے ”احمد مکرم“ نے ان لوگوں کو نکال دیا، اور اس شہر پر بنی مکرم حکمران بنے جو کہ ”بہمن بن یامہدان“ کے خاندان سے تھے، اور اس کے قریبی رشتہ داروں میں سے تھے ایک مدت تک یہ شہر ان کی حکومت کے تحت رہا اس کے بعد ان لوگوں میں فتنہ و فساد اور جھگڑا پیدا ہو گیا، چنانچہ یہ لوگ دو گروہ منقسم ہو گئے ایک گروہ بنی مسعود بن مکرم کے نام سے مشہور ہوا دوسرا بنی ذریع بن مکرم کہلا دیا جانے لگا پھر مکرم بنی ذریع ”متعد و لڑائیوں اور جنگ عظیم کے بعد بنی مسعود پر غالب آ گئے۔

ابن مسعود ذریعی: ابن سعید کہتا ہے کہ سب سے پہلے ان میں سے ابن مسعود بن ذریع داعی وہ شخص ہے جو بعد میں بنی صلیحی کے حکومت کی کرسی پر بیٹھا اور اس کی آئندہ نسلیں اس سے وارثہ حکومت و سلطنت کی مالک بنیں، اس سے اس کے ابن عم علی بن ابی الغرارات بن مسعود بن مکرم صاحب زرع کے درمیان لڑائیاں ہوئیں۔ چنانچہ اس نے عدن کو اس کے قبضہ سے کئی لڑائیوں اور بیشمار خرچ کے بعد نکال لیا مگر اس فتح کے ساتویں مہینے میں ۵۳۳ھ میں مر گیا۔

ابن بلال کا عدن پر قبضہ: اور اس کی جگہ اس کا بیٹا حکمران بنایا قلعہ و ملوہ میں رہا کرتا تھا، جہاں پر کسی کے ارادے کا گزر بھی آسانی سے نہ ہو سکتا تھا، اس کے بعد ابن بلال بن ذریع نے جو اس کا حاشیہ نشین تھا اس شہر کو اپنے قبضہ میں لے لیا، اور ”محمد بن سبا“ جان کے خوف سے منصور بن مفضل جہاں صلیحی کے بادشاہ کے پاس ”ذی جبلة“ بھاگ گیا اس واقعہ کے تھوڑے ہی دنوں بعد اعز مر گیا، تب بلال نے محمد بن سبا کو ذی جبلة سے ہوا یا چنانچہ چند دنوں کے بعد ”محمد بن سبا“ عدن پہنچ گیا۔

محمد بن سبا: اسی زمانہ میں مصر سے سند حکومت ”اعز“ کے نام آئی ہوئی تھی بلال نے اس کا نام مناکر ”محمد بن سبا“ کا نام لکھ دیا اور اس کے نقاب میں ”الداعی المعظم المتوجہ المکنی سیف امیر المومنین“ وغیرہ الفاظ تعظیماً لکھے جاتے تھے بلال نے اس سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا تھا اور جتنے مال و زر خزانہ شاہی میں تھا اس کو جہیز میں دے دیا تھا۔ اس کے بعد بلال بہت اور بیشمار مال چھوڑ کر مر گیا اور پھر محمد بن سبا اس کا ملک و وارث بنا اس نے سارا مال و زر داد و بخش اور سخاوت میں خرچ کر دیا منصور بن مفضل بن ابی البرکات سے قلعہ ذی جبلة کو خریدا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اور اس پر قبضہ ہو گیا یہ قلعہ صلیحی حکمرانوں کا کسی زمانہ میں دار الحکومت تھا جبکہ خرید کے بعد سید بنت عبداللہ صلیحی سے نکاح کیا اور ۵۴۸ھ میں راہی ملک آخرت ہوا۔

عمران بن محمد بن سبا: پھر اس کے بیٹے عمران بن محمد بن سبا نے حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ یا سر بلال اس کی حکومت و سلطنت کا منتظم بن ۶۱۵ھ میں وفات ہوئی اس کے دو کمسن بیٹے تھے ایک کا نام محمد تھا اور دوسرے کا نام ابوالسعود تھا۔ یا سر نے ان دونوں کو قصر ہارت میں قید کر دیا اور حکومت و سلطنت پر قبضہ ہو گیا یا سر کے مزاج میں سخاوت کا مادہ زیادہ تھا شعراء کو جو اس کی تعریف کرتے اور اس کے پاس حاضر ہوتے، بہت جی کھول کر روپیہ دیتا تھا ابن قلاش شاعر اسکندریہ نے اس کی مدح کی تھی اس کے ان اشعار میں اس نے اس کی مدح بھی کی ایک شعر یہ ہے:-

سافر اذا حالت قدراً صار الهلال فصار بدرأ

حکمرانان ذریعین کی آخری یادگار: یہ حکمرانان ذریعین کی آخری یادگار تھا جس وقت سیف الدولہ صلاح الدین ایوبی کا بھائی یمن میں ۶۱۰ھ میں داخل ہوا اور اس پر قبضہ ہو کر عدن کی جانب آیا تھا اور اس پر قابض ہوا تو یا سر بن بلال کو قید کر لیا۔ اسی زمانہ سے دولت بنی ذریع کا سلسلہ ختم ہو گیا اور یمن خلافت عباسیہ کا مطیع بن گیا اور بنو ایوب کے لوگ گورنر بن کر اس ملک پر حکومت کرنے لگے جیسا کہ ہم آئندہ ان کے حالات میں بیان کریں گے۔

شہر جدہ جو عدن کے قریب واقع ہے اس کو ذریعین حکمرانوں نے آباد کیا تھا چنانچہ جب دولت بنی ایوب کا دور آیا تو لوگ اس کو چھوڑ کر پہاڑوں میں چلے گئے جیسا کہ آئندہ آپ پڑھیں گے۔

یمن کا خارجی حکمران خاندان بنو مہدی کے حالات: یہ شخص خاندان سواحل زبید میں تھا۔ علی بن حمیری کے نام سے مشہور تھا اس کا باپ مہدی بنکی، دینداری اور تقویٰ اور زہد میں مشہور زمانہ تھا اسی طریقہ مذہب پر نشوونما پائی اور گوشہ نشینی اختیار کی اور تقویٰ زہد میں بہت بڑا نام پیدا کیا پھر حج کرنے گیا، بلاد عراق سے ملاقات کی اور ان کے واعظین سے فیض صحبت حاصل کیا اور لوٹ کر یمن آیا۔ اور پہلے کی طرح گوشہ نشین ہو کر وسعہ و بند کرنے لگا۔ حافظ، فصیح اور بیغ تھا۔ حوادث زمانہ کی پیشین گویاں کرتا جو کہ پوری ہوتی تھیں۔ اس لئے لوگوں کا میلان اس کی جانب زیادہ ہو گیا۔ اس کو ایک بار کت شخص تصور کرنے لگے۔ ۸۶۱ھ میں حج کرنے گیا۔ تمام بیابانوں اور دیہاتوں میں وعظ کرتا رہا پھر جب موسم حج آیا تو وٹنی پر سوار ہو کر لوگوں کو وعظ نصیحت کی۔

فاتک بن منصور کی ماں: پھر جب فاتک کی ماں بنی جیاش پر اپنے بیٹے فاتک بن منصور کے زمانہ حکومت میں حاکم بنی تو اس کا، عقادعی بن مہدی کی جانب اور بڑھ گیا۔ چنانچہ اس سے رشتہ رشتہ دامی پیدا کر لیا۔ جس سے اس کی حالت تبدیل ہو گئی۔ اور اسے صاحب اثر تسلیم کیا جانے لگا۔ یہ لوگوں کو وعظ میں کہہ کرتا تھا کہ اب وقت قریب آ گیا ہے اس فقرے سے وہ اپنے ظہور کی طرف اشارہ کرتا تھا، رفتہ رفتہ یہ باتیں مشہور ہو گئیں۔ چونکہ فاتک کی ماں اپنے اراکین حکومت کو اس کی خدمت میں حاضر ہونے کی ہدایت کیا کرتی تھی اس لئے ۶۳۵ھ اس کے مرنے کے بعد بل جہاں علی بن مہدی کی خدمت میں آئے اور اس کی امداد و نصرت کی قسمیں کھائیں۔

تہامہ سے علی بن مہدی کا خروج: ۵۴۵ھ میں علی نے تہامہ سے خروج کیا اور کودا کی جانب بڑھا مگر شکست اٹھا کر جہال کی جانب واپس آ گیا اور وہیں ۵۴۱ھ تک مقیم رہا اس کے بعد فاتک کی ماں اس کو اس کے وطن میں پھر واپس لے آئی۔ اور ۵۴۵ھ میں خود مر گئی تب علی نے بوزن کی طرف خروج کیا اور ان کی ایک شاخ میں جو جیواں کے نام مشہور تھی اس کے ایک قلعہ شرف میں قیام پذیر ہوا۔

خود ساختہ انصار و مہاجرین: یہ قلعہ ایک دشوار گزار پہاڑ پر واقع تھا اس کی چڑھائی بیکار مشکل تھی دن بھر میں کوئی شخص اس پر چڑھ نہیں سکتا تھا راستے میں بڑے بڑے عمیق غارتگ اور تاریک وادیوں میں تھے اس نے ان لوگوں کو ”انصار“ کا خطاب دیا اور جو لوگ اس نے ساتھ ”تہامہ“ گئے ہوئے تھے ان کو اس نے مہاجرین کہنا شروع کر دیا، انصار میں سے ایک شخص کو جس کا نام سہا تھا اور مہاجرین میں سے ایک دوسرے شخص کو جس کا لقب شیخ الاسلام تھا (اس کا نام نوبہ تھا) عہدہ حجابت عنایت کیا اور ان کے علاوہ دوسرے لوگوں سے ملنا چھوڑ دیا۔ مگر آئے دن سرزمین تہامہ پر قتل و غارتگری کرواتا رہا۔ اطراف زبیدی ویرانی اور بربادی نے اس کو خوب مدد دی۔ چنانچہ اس نے اس کے قرب و جوار کو لوٹ لیا اور سرے رستوں کو مخدوش حالت میں چھوڑ دیا۔ اس لوٹ مار کا اثر آہستہ آہستہ قلعہ ”واٹر“ تک پہنچ گیا جو زبیدی سے نصف منزل کی مسافت پر تھا۔

مسرور کا قتل: تب اس نے مسرور کے قتل کی فکر شروع کی جو حکومت ”بنی بجاخ“ کا وزیر تھا اور اس میں کامیاب بھی ہو گیا جیسے کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہو۔ مسرور کو قتل کرانے کے بعد اہل زبیدی کو اپنے حملوں اور غارتگری سے جنگ کرنے لگا۔ عمارہ کہتا ہے اس نے زبیدی پر ستر حملے کئے تھے اور ایک طویل زمانہ تک اہل زبیدی کا محاصرہ کئے رہا اہل زبیدی نے شریف احمد بن حمزہ سلیمانی والی سعدہ سے امداد طلب کی شریف احمد نے انکی امداد پر کمر باندھی۔ مگر اس کے سردار فاتک کو مار ڈالنے کی شرط کر لی تھی چنانچہ ان لوگوں نے اپنے بادشاہ فاتک کو ۵۵۳ھ میں قتل کر دیا اور شریف احمد کو بادشاہت کی کرسی پر متمکن بٹھا دیا مگر شریف احمد زبیدی دشمنوں کے حملوں سے نہ بچا سکا، تنگ آ کر بھاگ گیا۔

ابن مہدی کا زبیدی پر قبضہ: چنانچہ علی بن مہدی نے ماہ ربیع ۵۵۴ھ میں زبیدی پر قبضہ کر لیا تین مہینے حکومت کرنے کے بعد مر گیا یہ خود کو ”امام المہدی امیر المؤمنین قاضی الکفرۃ و الملحدین“ کے لقب سے مخاطب کرتا تھا۔ خوارج کے مذہب کا پابند تھا امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ سے بیزار ہی ظاہر کرتا تھا۔ گناہ کے ارتکاب پر کفر کا قائل تھا اس کے علاوہ بہت سے قواعد اور اصول اس نے اپنے مذہب کے بنائے تھے جس کے ذکر سے ماحصل طوالت ہوگی۔ شراب نوشی کے جرم پر قتل کر دیتا تھا۔

ابن مہدی کے کثرت اور موت: عمارہ کہتا ہے کہ جو مسلمان شخص اس کی مخالف کرتا تھا یہ اسے مار ڈالتا اس کی عورتوں کو جہاز و حلال سمجھتا

ورن کے ٹکوں کو لوٹہ کی اور غلام بنالیتا تھا۔ اس کے پیروکار اور معتقدین اس کے معصوم ہونے کے معتقد اور قائل تھے ان کے ہاں واسباب اس کے قبضہ میں رہتے جسکو یہ ان کی ضرورت کے وقت خرچ کرتا تھا اس کی موجودگی میں وہ لوگ نہ تو کسی مال کے مالک ہوتے اور نہ کسی گھوڑے اور ہتھیار کے۔ اس کے ساتھیوں میں سے جو شخص میدان جنگ سے بھاگ جاتا یا اسے مار ڈالتا تھا زانی، شراب خواہ اور راگ سننے والوں کی سزائے موت دیتا تھا۔ جو شخص نماز جمعہ سے تاخیر کرتا اور جو شخص اس کے وعظ میں پیر اور جمعرات کو حاضر نہ ہوتا یا دیر سے آتا یا اسے بھی سزائے موت تجویز کرتا تھا۔ فردا میں 'حنفی المذہب' تھا۔

عبدالنبی بن علی بن مہدی: اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا عبدالنبی حکمران بنا عبدالنبی نے زبید سے نکل کر پورے ملک یمن پر قبضہ کر لیا ان دنوں یمن میں بائیس خود سر حکومتیں تھیں۔ عبدالنبی نے ان سب کو اپنا مطیع بنالیا صرف عدن باقی رہ گیا تھا اور اس پر بھی اس نے خراج قائم کر رکھا تھا پھر جب شمس الدولہ توراتندہ سلطان صلاح الدین مریوں کا بھائی ۵۶۶ھ یمن کی طرف آیا اور اس حکومت و سلطنت پر جو اس وقت یمن میں تھی مستوں اور قباصل ہو تو عبدالنبی کو گرفتار کر لیا اور طرح طرح اس کی آزمائش کی اور اس سے بیحد مال و زر وصول کیا اور عدن کی طرف بھیج دیا۔

مقام تعز کی آباد کاری: چنانچہ اس نے عدن پر قبضہ کر لیا پھر زبید میں آ کر قیام پزیر ہو گیا اور اسے اپنا دارالحکومت بنالیا پھر اس کو ناپسند کر کے پہرے میں ایسی جگہ کی تلاش میں جہاں کی آب و ہوا عمدہ اور صحیح ہو، پھر تارہا اس کے ساتھ ساتھ حکیموں کا ایک گروپ اسی مقصد کے لئے تھا۔ چنانچہ حکیموں نے ہر اتفاق مقام 'تعز' کو منتخب کر لیا۔ چنانچہ اس نے وہاں پر شہر آباد کیا اور وہیں قیام پزیر ہو گیا اس وقت سے جگہ نے اس کے دارالحکومت ہونے کا اعزاز حاصل کیا اس کے بیٹوں اور اس کے خادموں بنی رسول نے بھی اس کو اپنا مقرر حکومت بنا رکھا جیسا کہ آئندہ ان کے حالات میں بیان کیا جائے گا۔ یمن سے عرب حکومت کا خاتمہ:..... بنی مہدی کی حکومت و سلطنت ختم ہونے سے عرب کی حکومت کا یمن میں خاتمہ ہو گیا غزا اور ان کے غلاموں کے قبضہ میں یہاں کی حکومت چلی گئی۔ اب ہم یمن کی دارالحکومتوں اور اس کے شہروں کے حالات یکے بعد دیگرے تحریر کرنا چاہتے ہیں جیسا کہ ابن سعید نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

یمن کے حالات: یمن جزیرہ عرب کا ایک ٹکڑا ہے جو بادشاہ کی طرف سے سات صوبوں پر تقسیم تھا انہیں میں سے 'تہامہ و جبال' تھا۔ تہامہ میں دو حکومتیں تھیں ایک مملکت 'زبید' دوسری مملکت 'عدن'۔ تہامہ سے یمن کا وہ حصہ مراد ہے جو دونوں بڑوں سے ساحل سمندر سمیت سمندر کے نشیب میں واقع ہے جس کی ایک سمت حجاز سے ملی ہوئی ہے اور دوسری جانب آخر مال عدن دورہ بحر ہند سے ملحق ہے۔

یمن کے اطراف اور حکومت: ابن سعید نے لکھا ہے کہ جزیرہ عرب اقلیم اول میں ہے جنوب کی طرف سے اس کو بحر ہند گھیرے ہوئے ہے اور اس کے مغرب میں 'بحر سوسیس' واقع ہے اور ① مشرق کی طرف بحر فارس ہے۔ پرانے زمانے میں ملک یمن تابعہ کا تھا۔ یہ ملک حجاز سے زیادہ سرسبز و شاداب ہے۔ اس کے اکثر باشندے فحطانی ہیں۔ علاوہ ان کے عرب 'وائل' کی اولاد بھی یہاں رہتی تھی۔ ان دنوں اس کی حکومت 'بنی رسول خدام بنو ایوب' کے قبضہ قدار میں ہے ان کا دارالحکومت تعز میں ہے پہلے یہ حرہ میں رہتے تھے۔ اور صعدہ یمن اور نیز زبید میں ② یہ حکمران ہیں۔

'زبید' کے احوال: زبید مملکت یمن کا ایک حصہ ہے اس کے شمال میں ملک حجاز ہے جنوب میں بحر ہند اور مغرب کی طرف بحر سوسیس واقع ہے۔ محمد بن زید نے خلیفہ مومن کے دور میں ۲۰۴ھ میں اس کو آباد کیا تھا یہ ایک شہر پناہ بھی جس کے چاروں طرف شہر پناہ کی بلند دیواریں کشیدہ قدامت کھڑی ہوئی تھیں شہر کے درمیان ایک نہر جاری تھی یہ شہر اس وقت نما لک 'بنی رسول' میں داخل ہے۔ اس شہر پر بنی زید کے حکمرانوں اور ان خدام کا قبضہ تھا پھر بنو سوسیس ان پر غالب ہو گئے ان لوگوں کے حالات اوپر بیان کئے گئے۔

① اس کے شمار میں شام کے علاقے ہیں یہ بھی ایک جزیرہ نما ہے جس کے تین اطراف میں پانی ہے اور ایک طرف شمال میں خشکی پر یہ ملاتے ہیں۔

② تفصیل کے لئے معجم البلدان ملاحظہ کریں۔

”عتر“ حلی اور سرچہ۔ ① عتر، حلی اور سرچہ یعنی زبید کے صوبے اس کے شمال میں واقع ہیں صوبہ ”ابن طرف کے نام سے معروف اور مشہور ہے۔ سرچہ سے حلی تک کی مسافت سات دن کی ہے اور مکہ تک کی آٹھ دن کی مسافت ہے۔ اور ”عتر“ جو کہ والی ملک کا دارالحکومت ہے دریا کے کنارے آباد ہے سیمان بن طرف نے اس شہر کا ابوالکثیر کی موجودگی کے وقت محاصرہ کیا تھا اس وقت اس کی آمدنی پانچ لاکھ دینار تھی۔ کچھ عرصے ابوالکثیر نے سلیمان کی حکومت کی اطاعت قبول کی اور اس کے نام کا خطبہ پڑھا اور بہت سامان و متاع بطور نذرانہ پیشکش کیا پھر اس مملکت پر سیمانیوں کا قبضہ ہو گیا جو کہ حسن کی اوراد سے تھے اور مکہ کے امیر تھے جس وقت کہ ان کو ”ہواشم“ نے مکہ سے نکالا تھا اس وقت انہوں نے یہاں پر پہنچ کر اپنی حکومت و امارت کی بنیاد لی۔ غالب بن یحییٰ جو کہ انہیں میں سے تھا والی زبید کو خراج دیا کرتا تھا اسی سے محمد صالح فاسکی نے مسرور کے مقابلہ کے لئے امداد کی درخواست کی تھی۔ اس کے مرجانے کے بعد اس کا بیٹا عیسیٰ ابن حمزہ حکمران بنا اور جب غرنے یمن کر لیا۔ تو یحییٰ نے عیسیٰ کے بھائی کو گرفتار کر کے عراق بھیج دیا عیسیٰ کے بھائی نے فریب دے کر خود کو قید سے نجات دلائی اور یمن چلا گیا پھر اپنے بھائی عیسیٰ کو قتل کر کے ”بہجم“ پر جو کہ زبید کا صوبہ تھا قابض ہو گیا۔

”سریر تہامہ“ کا تعارف:۔ سریر تہامہ یمن کا آخری صوبہ ہے یہ بھی سمندر کے کنارے پر آباد ہے مگر شہر پناہ اس میں نہیں ہے مکانات معمول درجے کے ہیں۔ راج بن قتادہ نامی بادشاہ مکہ نے ۶۵۰ھ اس پر قبضہ کیا تھا اس کا ایک قلعہ شہر سے نصف منزل کے فاصلہ پر تھا۔

”زرائب“ اور جاوہ:۔ زرائب زبید کے شمالی صوبوں میں ابن طرف کا مقبوضہ علاقہ تھا اس شہر میں ابن طرف کے پاس بیس ہزار حبشی جمع رہتے تھے جو ہر وقت اس کے ساتھ مرنے اور مرجانے پر تیار رہتے تھے۔

ابن سعید زبید کے صوبوں کے تذکرے میں تحریر کرتا ہے ”اور وہ صوبے جو درمیانی راستہ میں سمندر اور پہاڑوں کے درمیان ہیں وہ زبید کے قریب میں شمالی جانب واقع ہیں اور وہ جاوہ ہے مکہ تک“ عمار نے لکھا ہر کہ یہی جاوہ سلطانیہ اس کے دریا تک ایک دن یا اس سے کم کی مسافت ہے اور ایسا ہی جبال تک کا فاصلہ بیان کیا جاتا ہے۔ درمیانی اور ساحلی دونوں راستے ”سریر“ میں آ کر مل جاتے ہیں اور یہیں سے پھر ایک دوسرے سے علیحدہ بھی ہو جاتے۔

عدن کے احوال:۔ ”عدن“ زبید کے وسط میں واقع ہے اور وہی اس صوبہ کا دارالحکومت ہے بحر ہند کے دہانے پر شہر آباد ہے۔ یہ شہر تابعہ کے دور سے تجارت کا مرکز بنا ہوا تھا یہ خط استوار سے تیرہ درجے کے فاصلے پر ہے نہ یہاں کسی قسم کی زراعت ہوتی ہے اور نہ یہاں کوئی درخت ہے یہاں کے رہنے والوں کی عام خوراک چھٹی ہے یمن سے ہند جانے کا یہی راستہ ہے سب نے پہلے بنی معین بن زاید نے اس پر قبضہ کیا تھا۔ یہ لوگ بنی زیدہ کو خراج دیا کرتے تھے۔ اور پھر جب صلیبیوں نے اس کو دہالیا تو ”داعی“ نے اس کو اس کی حکومت پر بحال رکھا پھر اس کے بیٹے احمد مکرم نے ان کو یہاں سے نکال دیا اور ”ہشم بن یام“ میں سے بنی مکرم کو اس کی حکومت عطا کی پھر ان لوگوں میں سے بنی زریع نے اس ملک کو عدل و انصاف سے خوب سنوارا اور وہ لوگ ان سے خراج لینے پر اکتفا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ شمس الدولہ بن ایوب نے اس شہر کو ان کے قبضہ سے چھین لیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔

عدن ابنین، زعزاع اور جوہ:۔ ”عدن ابنین نامی“ مشہور جگہ سمندر کے سمت میں ہے۔ زعزاع، ابن ایوب کی وادیوں میں ایک رہائش کا مقام ہے۔ بنی مسعود مکرم کے قبضہ میں تھا جو کہ ① بنی زریع کے حریف تھے۔

”جوہ“ حکمرانان زریعین نے عدن کے قریب آباد کیا تھا بنو ایوب نے اس کو اپنا ٹھکانہ بنایا تھا پھر یہاں سے ”عتر“ کی طرف چلے گئے تھے۔

قلعہ ذی جبلہ کے حالات:۔ قلعہ ذی جبلہ ان قلعوں میں سے تھا جہاں پر جعفر آب و ہوا کی تبدیلی کے لئے مختلف موسموں میں جایا کرتا تھا۔ اس کو عبداللہ صلیبی نے ۳۵۸ھ میں آباد اور تعمیر کرایا تھا اور اس کا بیٹا مکرم قلعہ صنعاء سے اسی قلعہ میں آ کر رہنے لگا تھا اور سیدہ بنت احمد سے جو کہ اس قلعہ کی حاکم بن گئی تھی نکاح کر لیا تھا۔ یہ وہی عورت سب ابن احمد بن مظفر صلیبی کے حوالے کی یہ اس وقت شیخ کی جیل میں قید تھا۔ سیدہ نے ”جب“ کے گرد نواح میں سر اٹھایا اتنے میں ”ابن قوت بڑھالی۔ سیدہ نے اس سے ”جب“ اور ”خولان“ میں معرکہ کارزار گرم کیا یہاں تک کہ ابن نجیب

کشتی پر سوار ہو کر گر گیا اور ڈوب کر مر گیا۔ سیدہ کے امور سلطنت کا انتظام اس کے شوہر مکرم کے مرنے کے بعد ”مفضل بن ابی البرکات“ کرتا تھا اور یہی اس پر حاوی ہو گیا تھا۔

”تعلر“ کے احوال: ”تعلر“ بھی ان مقامات میں سے ہے جہاں پر جعفر آب و ہوا کی تبدیلی کے لئے جاتا تھا یہ بھی صلیحی کا مقبوضہ مدقہ تھا پھر ان کے بعد ”سیدہ“ کے قبضہ میں چلا گیا اس کے بعد مفضل بن ابی البرکات نے سیدہ سے درخواست کر کے لے لیا اور وہیں جا کر سکونت اختیار کر لی کچھ عرصے بعد زبید کی طرف گیا اور نبی نجاح کا وہاں پر محاصرہ کر لیا اس محاصرہ اور جنگ کی وجہ سے مفضل کو زیادہ دنوں تک تعلر سے غیر حاضر رہنا پڑا چنانچہ تعلر میں فقہاء نے بغاوت کر دی اور اس کے نائب کو قتل کر کے انہیں میں سے ابراہیم بن زیدان کی امارت کی بیعت کر لی ابراہیم بن زیدان مدرد شاعر کا چچا تھا۔ مفضل اس کی اطلاع پا کر واپس آیا اور ان لوگوں کا محاصرہ کر لیا جیسا کہ یہ واقعہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔

قلعہ ”خدو“ کے احوال: ”قلعہ خدو“ عبداللہ بن یحییٰ صلیحی کے قبضہ میں تھا یہ بھی جعفر کے تبدیل آب و ہوا کا مقام تھا۔ مفضل نے خورن سے ① حصوں مخالف میں بنی بحر، بنی نینہ، رواح اور شعب کے ایک گروہ کو لے جا کر ٹھہرا دیا تھا۔ چنانچہ جب مفضل مر گیا اور اس کی نگرانی و حفاظت میں سیدہ تھی جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں تو مسلم بن قند نے خولان سے قلعہ خدو پر فوج کشی کی اور تلوار کے زور پر عبداللہ بن یحییٰ صلیحی کے قبضہ سے نکال لیا۔ عبداللہ پریشان ہو کر قلعہ مصدود بھاگ گیا۔ قلعہ مصدود کو سیدہ نے مفضل کے لئے پہلے سے تیار کر رکھا تھا اور شہر ”جندہ“ اور یمن سے اپنے ارکین دوست کو اس قلعہ میں طلب کر لیا تھا۔

قلعہ مصدود کے احوال: قلعہ مصدود بھی ان قلععات سے تھا جہاں پر جعفر تبدیل آب و ہوا کی غرض سے جاتا تھا جن قلعوں میں جعفر تبدیل آب و ہوا کے لئے جاتا تھا وہ پانچ تھے ان میں سے ذوالجلہ، تعلر اور قلعہ خدو بھی تھے۔ جس وقت مسلم بن ذر نے ”قلعہ خدو“ کو عبداللہ بن یحییٰ صلیحی سے چھین لیا اور عبداللہ پریشان ہو کر قلعہ مصدود میں جا کر پناہ گزیں ہوا تو اس وقت انہیں میں سے زکریا بن شکر بحری نے اس پر قبضہ کر لیا۔ بنو یحییٰ سے پہلے یمن میں بنو کردع حمیری کی حکومت کا سکہ چل رہا تھا بنو یحییٰ نے انہیں کے قبضہ سے اس ملک کو چھینا تھا انہی قلعوں میں ان لوگوں کے مخالف تھے۔ معفر اور لشکر کا مخالف قلعہ ”سمندان“ تھا پھر یہ قلعے منصور بن مفضل بن ابی البرکات کے مطیع بن گئے ذریعہ سے طاقت سے حاصل کئے گئے تھے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔

صنعاء کے احوال: ”صنعاء“ حکمرانان تابعہ کا اسلام سے پہلے دار السلطنت تھا یمن میں سب سے پہلے اسی زہر کی تعمیر کا بنیادی پتھر رکھا گیا۔ جیسا کہ روایت کی جاتی ہے اس کو ”قوم عاد“ نے آباد کیا تھا۔ ان کی زبان میں اوال من الاولیہ کے لقب سے یہ شہر مشہور کیا جاتا ہے۔ اور قصر غمدان اسی شہر کے قریب ان سات مکانات میں سے ہے جسکو ضحاک نے زہرہ کے نام پر بنوایا تھا۔ بے شمار لوگ اس مکان کی زیارت کے لئے آتے تھے۔ عثمان نے اس کو منہدم اور مسمار کیا تھا۔ یمن کے شہروں میں اس کو خاص قسم کی شہرت اور عزت حاصل تھی اور یہ جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے آب و ہوا کے اعتبار سے معتدل ہے۔ اول ماتہ رابعہ میں تابعہ سے ”بنو یغفر“ یہاں پر حکمرانی کر رہے تھے۔ ان کا دار الحکومت کہلان میں تھا۔ کہلان کو تمدن کے لحاظ سے کوئی خاص شہرت اور عزت حاصل نہیں ہوئی۔ یہاں تک کہ یحییٰ آکر آباد ہوئے۔ پھر زبید نے ان کے قبضہ سے اس کو چھینا۔ پھر بنی صلیحی کے بعد سیمانیوں نے اس پر قبضہ کیا۔

قلعہ کہلان کے حالات: ”قلعہ کہلان“ مضافات صنعاء میں بنو یغفر تابعہ کے قبضہ میں تھا۔ ابراہیم نے اس کو صنعاء کے قریب تعمیر کرایا تھا۔ صعدہ اور بحر ان بھی انہی کے زیر حکومت تھے۔ مگر بنو یغفر اسی قلعہ کہلان کو اپنا ٹھکانہ بنائے ہوئے تھے۔ یہی نے لکھا ہے کہ قلعہ کہلان کے سردار اسعد بن یغفر نے ابوالخیش کے زمانے میں بنی رسی اور بنی زیاد سے جنگ لڑی تھی۔

قلعہ حمدان کے حالات: ”قلعہ حمدان“ مضافات صنعاء میں تھا اس میں بنی مروی حمیری کا خزانہ رہتا تھا۔ یہاں تک کہ بنی صلیحی نے اس پر

① حصوں جمع ہے حصن کی قلعہ کو کہتے ہیں مخالف ان مقامات کو کہتے ہیں جہاں پر امرا و سلاطین موسم گرما یا سرم میں بغرض تبدیل آب و ہوا جایا کرتے ہیں۔

قبضہ کر یہ پھر مکرم نے اس کے بعض قلعے بھی انکو واپس دیدیے۔ یہاں تک کہ ان کی دولت و حکومت علی بن مہدی کے ہاتھوں ختم ہوئی، ان دنوں کے تبدیلی آب و ہوا کے مقامات میں شہر ذی جبلة، معقل اور تعکر بھی تھے اور یہ لشکریوں کا خلاف تھے ان کے بادشاہ کا ایوان حکومت ”ہمدان“ میں تھا اور یہ ”دوسرے“ سے زیادہ مضبوط قلعہ تھا۔

قلعہ منہاب۔ ”منہاب“ صنعاء کا ایک قلعہ ہے جو جبال میں ہے جس پر بنو زریع نے قبضہ کیا تھا۔ ان میں سے فضل بن علی بن راسی بن دلی محمد بن سب بن زریع نامور حکمران گزرا ہے۔ صاحب الجزیرۃ بالسلطان اس کا ایک لقب تھا۔ قلعہ منہاب اس کے قبضہ کئے ہوئے علاقوں میں تھا اور یہ ۵۸۶ھ میں زندہ تھا اس کے بعد اس کا بھائی اغرابو علی حکمران بنا۔

”جبل الذبحرہ“ کے حالات: ”جبل الذبحرہ“ صنعاء کے قریب ایک جگہ کا نام ہے۔ جس کو جعفر ”مولیٰ بنی زیاد“ سلطان یمن نے پایا تھا۔ یہ بھی جعفر کا مخالف تھا اسی مناسبت سے اس کی جانب منسوب ہوا۔

عدن لاءہ کے حوال: ”عدن لاءہ“ یمن کا پہلا مقام ہے جہاں پر سب سے پہلے دعوت شیعہ کا اظہار ہوا تھا۔ یہ مقام دبحر کی جانب واقع ہے۔ یہیں سے محمد بن مفضل داعی کا ظہور ہوا تھا۔ اسی شہر سے ابو عبد اللہ شیعہ صاحب دعوت شیعہ مغرب کی طرف روانہ ہوا تھا۔ یہیں پر علی یحییٰ نے بچپن میں تعلیم پائی تھی۔ محمد بن مفضل ابو یحییٰ بن زیاد اور اسعد بن یحییٰ کے دور میں یہاں کا داعی تھا۔

بیجان اور تعمیر کے حالات: بیجان کو عمارہ نے ”مخالیف جبلیہ“ میں ذکر کیا ہے۔ نستوان بن سعید قحطانی نے اس پر حکمرانی کی تھی۔ تعمیر جیسی مستحکم قلعوں میں سے ہے جو کہ تہامہ کے بالائی علاقے میں واقع ہیں۔ یہ قلعہ ہمیشہ بادشاہوں اور حکام کا مضبوط قلعہ ہونے کی عزت رکھتا تھا۔ یہ ان دنوں بنی رسول کا دار الحکومت ہے اور بڑے شہروں میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس میں حکمرانان یمن سے منصور بن مفضل بن ابی البرکات اور بنو مظفر نامور حکمران گزرے ہیں اس قلعہ پر اور نیز دوسرے قلعوں پر اس کا بیٹا منصور اس کے بعد قابض ہوا پھر اس نے اس کو اور دوسرے قلعوں کو یکے بعد دیگرے داعی بن مظفر اور داعی زریعی کے ہاتھ فروخت کرنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ اس کے قبضہ میں صرف ”قلعہ تعمیر“ رہ گیا چنانچہ اس کو ابن مہدی نے اس سے چھین لیا۔

معقل اشخ کے حالات: ”معقل اشخ“ قلعات جبلیہ کا مشہور اور مضبوط ترین قلعہ ہے۔ اسی قلعہ میں بنی مظفر صلیحی کا خزانہ رہتا تھا۔ مکرم حاکم ذی جبہ کے دور سے جو کہ ان کا چچا زاد تھا اس قلعہ پر ان کا قبضہ ہوا تھا اور مستنصر نے دعوت خلافت علویہ کا اس کو منتظم مقرر کیا تھا۔ ۶۸۶ھ میں اس نے وفات پائی پھر اس کا بیٹا علی معقل اشخ پر غالب اور حاوی ہو گیا۔ مفضل کو اس کی سرکشی نے مجبور اور لاچار کر دیا تب مفضل نے تدبیر کے ذریعے اس کے قتل کی فکر کی۔ چنانچہ زہر دے کر اس کو مار ڈالا، اس وقت بنی مظفر کے مقبوضہ قلعوں پر بنی ابوالبرکات کا قبضہ ہو گیا پھر اس کے بعد مفضل بھی مر گیا۔

منصور کے ہاتھوں قلعوں کی فروخت: منصور کا بیٹا منصور حکمران بنا۔ چند دنوں کے بعد اس کو اس کے باپ کے مقبوضہ علاقوں پر مکمل طور سے استقلال و استحکام حاصل ہو گیا اس وقت اس نے سارے قلعوں کو فروخت کرنا شروع کر دیا۔ ذی جبلة کو داعی زریعی حاکم عدن کے ہاتھ ایک روٹھ دینار کے بدلے فروخت کر دیا۔ قلعہ ضمیر کو بھی اسی کے ہاتھ بیچ دیا۔ بیچنے سے پہلے اس نے اپنی بیوی سے اس قلعہ کو فروخت نہ کرنے کی صدق و قسم کھائی تھی۔ لیکن پھر بھی اس قلعہ کو اپنے پاس نہ رکھ سکا۔ اس لئے اسے اپنی بیوی کو طلاق دینا پڑی۔ زریعی نے طلاق کے بعد اس سے نکاح کر لیا۔ اس نے بڑی عمر پائی۔ بیس برس کی عمر میں حکمران بنا اور اسی برس تک حکمرانی کرتا رہا۔ اس قلعہ کو علی بن مہدی نے اس سے چھین لیا تھا۔

”صعدہ“ کے حالات: ”صعدہ“ کی مملکت ”صنعاء“ کی مملکت سے ملتی ہوئی ہے اور وہ اس کے مشرق میں واقع ہے۔ اس مملکت میں تین صوبے ہیں۔ صوبہ صعدہ جبل قطاہ اور قلعہ تلہ ان کے علاوہ اور بھی قلعے ہیں جو کہ بنی رسی نے نام سے معروف ہیں۔ ان کے حالات اوپر بیان کئے گئے ”حصن تلہ“ میں موطن کا ظہور ہوا تھا جس نے بنو سلیمان کے بعد زیدیہ کی امامت کا بنی رسی کے لئے پھر اعادہ کیا۔ اور جبل قطاہ میں جا کر پناہ لیں ہوئے۔ اس کے بعد ۶۳۵ھ میں ان لوگوں نے احمد موطنی کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ یہ شخص فقیہ اور عبادت گزار تھا۔ نورالدین بن رسول نے اسی قلعہ میں اس کا محاصرہ

مضافہ یمن کے علاقے: ... اس کا اول ”یمامہ“ ہے۔ یمنی نے کہا ہے کہ وہ ایک شہر ہے جو کہ کسی دوسرے شہر سے تعلق نہیں رکھتا۔ اور تحقیق یہ ہے کہ ”یمامہ“ سرزمین حجاز میں داخل ہے جیسا کہ ”نجران“ یمن کے مضافات سے ہے۔ ابن حوقل نے ایسا ہی کہا ہے مملکت کے لحاظ سے یمامہ نجران سے نچلے درجہ پر ہے۔ اس کی سرزمین کو چونکہ وہ حجاز اور بحرین کے درمیان واقع ہے، عروض کہتے ہیں۔ اس کے مشرقی جانب بحرین ہے اور جنوب مغرب اطراف یمن اور حجاز اور جنوب میں نجران اور شمال کی طرف ”نجد حجاز“ ہے۔ اس کے اطراف میں بیس منزلیں ہیں اور وہ مکہ سے چار میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اس کا دار الحکومت حجر (بالفتح) تھا۔

یمامہ کے حکمران: پہلے شہر یمامہ کو ملوک بنو حنیفہ کا دار الحکومت ہونے کا اعزاز حاصل تھا۔ اس کے بعد بنو حنیفہ نے حجر کو یہ عزت دی۔ دونوں کے درمیان ایک پورے دن کی مسافت کا فاصلہ ہے۔ یمامہ کے باہر بنو یربوع، تمیمی اور بنی عجل کے قبائل آباد ہیں۔ ”بکری“ نے کہا کہ اس کا نام ”جو“ ہے اور زرقاء کے نام سے یمامہ مشہور ہوا۔ آخر اس نے نام سے اسے مشہور کیا تھا اور یہ مکہ معظمہ سمیت اقلیم ثانی میں ہے۔ اور بعد ان دونوں کا خط استوا سے ۱۰۰۰ اس کی منزلوں میں سے ”توضیح اور قرقر“ بھی ہیں۔ طبری نے لکھا ہے کہ ”زل“ عالج یمامہ میں داخل ہے اور ”شر“ سرزمین دیر میں سے ہے۔

بنی مزان اور طسم جدیس کی آنکھ چھو لی: یمامہ اور طائف پر بنی مزان بن یعفر اور سلسک کا قبضہ تھا۔ پہلے طسم اور جدیس نے ان کو ن شہروں میں مغلوب کر لیا تھا۔ پھر بنو مزان ان پر غالب اور حاوی ہو گئے۔ اور یمامہ، طسم اور جدیس کے مالک بن بیٹھے اور آخر ملوک بنی ۱۰۰۰ پھر جدیس کو غلبہ حاصل ہوا۔ انہیں میں سے یمامہ ہے جن کے نام سے جو شہر مشہور ہوا۔ ان کے حالات معروف و مشہور ہیں اس کے بعد یمامہ پر طسم و جدیس کے بعد بنو ضیفہ کو قبضہ ملا۔ انہی میں سے ہو وہ بن علی ”شاد یمامہ“ تھا۔ کہا جاتا ہے کہ ہو وہ بن علی شاہ یمامہ عہد نبوت میں گرفتار ہو کر آیا تھا۔ اور دائرہ اسام میں داخل ہو گیا تھا، مگر ردت (مرد ہونے) کے زمانہ میں اسلام پر ثابت قدم رہا تھا۔ انہی میں سے سیلہ تھا اس کے حالات و واقعات معروف و مشہور ہیں۔ ابن سعید نے روایت کی ہے۔ میں نے عرب بحرین اور بعض مذحج سے دریافت کیا تھا کہ ان دنوں یمامہ کس کے قبضہ میں ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا عرب قیس غیلان کے قبضہ میں ہے۔ بنو حنیفہ کا وہاں پر کوئی شخص باقی نہیں ہے۔

حضرت موت: ... حضرت موت کے علاقے کے بارے میں ابن حوقل نے لکھا ہے کہ یہ عدن کے شرق میں دریا کے قریب واقع ہے۔ اس کا شہر چھوٹا ہے۔ مگر اس کا صوبہ وسیع و عریض ہے۔ اس کے اور عمان کے درمیان ہیں۔ دوسری جانب سے بہت بڑا ریگستان ہے جو ”احتاف“ کے نام سے معروف ہے یہ قوم ہود کے رہنے کا مقام تھا۔ یہاں پر حضرت ہود علیہ السلام کی قبر ہے۔ اس کے وسط میں ”کوہ بشام“ ہے۔ اور یہ ملک ”اقلیم اوں“ میں ہے۔ بعد اس کا خط استواء سے بارہ درجہ پر ہے۔ اس کا شمار ملک یمن میں ہے ملک میں سرسبزی، شادابی، نخلستان اور اشجار اور کھیتیاں ہیں۔ اکثر حضرت موت والے حضرت علی بن ابی طالبؓ کے احکام کے پابند ہیں۔ اور بعض لوگ حضرت علیؓ سے حکم مقرر کرنے کی وجہ سے بغض رکھتے ہیں۔ اس وقت وہاں کے بڑے شہروں میں سے ”قلعہ بشام“ ہے جہاں پر بادشاہ کی سوار فوج کا قیام رہتا ہے۔ قوم عاد کے قبضہ میں اس ملک کے علاوہ حجر اور عمان بھی تھا پھر ان پر بنو یربوع بن قحطان غالب اور حاوی ہو گئے۔

جزیرہ عرب کا پتہ بتانے والا: ... کہا جاتا ہے کہ جس نے عاد کو ”جزیرۃ العرب“ کا پتہ بتایا تھا وہ رقیم بن ارم تھا۔ یہ شخص بنو ہود کے ساتھ یہاں آیا تھا۔ پھر لوٹ کر عاد کے پاس گیا اور اس کو اس کے بارے میں بتایا اور اس کے پڑوس میں جانے کی ترغیب دی۔ چنانچہ جب ”عاد“ اس ملک میں داخل ہوا تو جو لوگ یہاں پر تھے ان پر حاوی اور غالب ہو گیا۔ پھر ان پر ان کے بعد ”بنو یربوع بن قحطان“ غالب اور حاوی ہو گئے۔ اور تمام علاقوں کے حاکم بن بیٹھے۔ اس کا بیٹا حضرت موت ان علاقوں پر حکمرانی کرنے لگا۔

شجر اور اس کا تعارف: چنانچہ ”شجر“ نامی جزیرہ عرب کا شہر اسی کے نام سے حجاز اور یمن کی طرح موسوم ہوا۔ پہلے یہ حضرت موت اور عمان کا قلعہ تھا اور شجر جس کو کہتے ہیں۔ وہ اس کا ایک قصبہ تھا جس میں نہ تو کاشتکاری ہوتی تھی اور نہ کوئی نخلستان تھا۔ یہاں کے رہنے والوں کا دل و متاع اونٹ و

بکریوں میں منحصر تھا۔ عام خوراک ان کی گوشت اور دودھ تھی اور تھوٹی مچھلیاں بھی ان کی خوراک میں داخل تھیں۔ مویشیوں کا چرانا اور ان کے دودھ ورنے سے بے نیاز وقت ان کا کام تھا۔ ان علاقوں کو ”بلاد مہرہ“ بھی کہا کرتے ہیں یہاں پر اہل مہرہ (اونٹ مہرہ) پیدا ہوتے ہیں۔

شحر کا حدود اربعہ: کبھی شحر کومنان کے مضائقہ میں سے شمار کرتے ہیں حالانکہ وہ حضرموت سے متصل ہے۔ کہا گیا ہے کہ یہ س کے متعلقات میں سے ہے۔ ان شہروں میں لوبان بکثرت پیدا ہوتا ہے۔ اور اس کے ساحل میں خنبر شحری۔ اور یہ مشرق کی جانب عمان کے علاقے در جنوب میں ۶۰ ہند مستطیل چلا یا ہے۔ اور شمال میں ”حضرموت“ ہے گویا یہ اس کا ساحل ہے یہ دونوں ایک ہی بادشاہ کے قبضہ میں رہا کرتے ہیں، اور وہ ”القیلم“ میں ہے۔ حضرموت سے گرمی یہاں زیادہ ہے پرانے زمانہ میں عادی حکومت یہاں تھی عادی کے بعد مہرہ نے جو کہ حضرموت یا قضاہ سے تھے سکونت اختیار کی اور وہ وہاں مشحوش اور بہائم اس ریگستان میں رہتے ہیں مذہباً خارجی ہیں اور بابائیںہ کے عقائد کے پابند ہیں۔

شحر کا پہلا قحطانی باشندہ: سب سے پہلے قحطانیہ میں سے جس نے ”شحر“ میں سکونت اختیار کی وہ مالک بن حمیر تھا جو اپنے بھائی سے باغی ہو گیا تھا۔ مالک بن حمیر قسریہ عمان کا حکمران تھا اپنے بھائی سے مدتوں لڑتا رہا۔ بالآخر مالک مر گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا قضاہ بن مالک حکمران بنا۔ سلسلہ س سے ہمیشہ جنگ لڑتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے اس کو دبا لیا۔ لہذا قضاہ نے مجبوراً بلاد مہرہ کی حکومت پر اکتفا کیا۔ پھر اس کے بعد اس کا بیٹا حبیب بن الحنفیہ کے بعد دیگرے حکمران بنے۔ یہ ”بلاد مہرہ“ سے عمان چلا آیا۔ یہاں پر ان کی بہت بڑی حکومت تھی۔ بیہقی نے کہا ہے کہ مہرہ بن حیدان بن الحنفیہ قضاہ کے علاقوں کا مالک بنا تھا اس کی اور اس کے چچا مالک بن الحلاف والی عمان کی لڑائیاں ہوئیں بالآخر یہ ان پر غالب آ گیا۔ اس وقت ان کے علاقوں کے سوا اور کسی مقام پر ان کا نام لیا کوئی باقی نہیں رہا۔

صفقان اور مریاط: شحر کے علاقوں میں شہر مریاط اور صفقان مشہور شہروں میں سے ہیں۔ صفقان حکمرانان تابعہ کا دار الحکومت تھا اور مریاط ”ساحل شحر“ پر واقع ہے مگر یہ دونوں شہر ویران و خراب ہو گئے۔ احمد بن محمد بن محمود حمیری ملقب بہ ”ناخودہ“ بہت بڑا تاجر اور بیحد مالدار شخص تھا اسباب تجارت نے راجہ مریاط کے پاس جایا کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ ترقی کر کے عہدہ وزارت تک پہنچ گیا پھر جب یہ مر گیا تو احمد ”ناخودہ“ اس کے مال و متاع کا مالک بن گیا اس نے اس شہر کو ویران کر دیا اور اس کے بعد ۲۱۹ھ میں صفقان کو اجازت دیا اور ساحل پر ایک شہر صفقانانی (بضم ضاد) آباد کیا اور اس کو اپنے نام کی مناسبت سے احمدیہ کے نام سے موسوم کر دیا اور پرانے شہر کو ویران و خراب کر دیا کیونکہ وہ اس کی طبیعت کے موافق نہ تھا۔

نجران کا تعریف: نجران کے بارے میں صاحب کماثم نے تحریر کیا ہے کہ یہ خطہ سرزمین یمن سے جدا اور علیحدہ ہے۔ مگر دوسرے لوگوں کا بیان یہ ہے کہ یہ خطہ ”سرزمین یمن“ میں داخل ہے۔ بیہقی نے لکھا ہے کہ اس کی مسافت بیس منزل کی ہے مشرق و شمال میں صنعاء ہے اور دوطرف سے اس کو حجاز گھیرے ہوئے ہے۔ اس میں دو شہر آباد ہیں ایک نجران دوسرا جرش۔ یہ دونوں شہر ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں دونوں شہروں کے باشندے عادت اور رواج میں بہت مشابہ ہیں۔ یہاں کے رہنے والے جنگلیوں کی طرح ہیں۔

نجران کا نام نہاد کعبہ: اسی میں نجران کا کعبہ تھا جو کعبہ یمن کی ہیئت پر تعمیر کیا گیا تھا۔ عرب کا ایک گروہ اس کا حج کرنے آتا تھا اور قربانیاں کرتا تھا اس کو وہ لوگ ”ویر“ کے نام سے یاد کرتے تھے۔ اسی میں ”فس بن ساعدہ“ عبادت کیا کرتا تھا۔ اسی ملک میں جرم عرب قحطانیہ کا ایک گروہ آکر مقیم ہوا تھا پھر ان پر حمیر غالب اور حدی ہو گیا اور یہ سب تابعہ کے گورنر اور ماتحت حکمران ہو گئے۔

نجران کے بادشاہ کا لقب: ان کا ہر بادشاہ انعی کے لقب سے ملقب ہوتا تھا انہی میں سے انعی نجران بھی تھا۔ اس کا نام فہمس بن عمرو بن ہمدان بن مالک بن شہب بن زید بن وائل بن حمیر تھا۔ یہ شخص کاہن تھا یہی شخص ہے جو اولاد نزار کا جبکہ وہ اس کے پاس لڑتے جھگڑتے ہوئے آئے تھے حکم بنا تھا۔ یہ ملکہ بلقیس کی طرف سے نجران کا حاکم تھا ملکہ بلقیس نے اس کو حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں بھیجی تھا۔ چنانچہ یہ ایمان لایا اور اس نے اپنی قوم میں یہودیت کو پھیلایا۔ اس نے بہت بڑی عمر پائی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ بحرین اور مسلسل دونوں اس کے قبضہ میں تھے۔

بنو ندج کی نجران آمد۔ یہی نے کہا ہے کہ پھر نجران میں بنو ندج نے قیام اختیار کیا اور اس پر قابض و غالب ہو گئے۔ انہی میں سے حرث بنو کعب ہیں اور مؤرخین کا یہ بیان بھی کہ جس وقت یمامہ ”سیل عرم“ سے ویران اور خراب ہو گیا۔ تو یہاں کے رہنے والے نجران کی جانب چلے گئے۔ جہاں ندج کی ان سے لڑائیاں ہوئیں جس کی وجہ سے وہ لوگ متفرق و منتشر ہو گئے۔

حرث بن کعب اور بنو ندج۔ ابن حزم نے لکھا ہے کہ حرث بن کعب بن عبد اللہ بن مالک بن نصر بن ازد نے صلح کے ساتھ ندج کے پڑوس میں سکونت اختیار کی تھی۔ کچھ عرصے کے بعد ان لوگوں نے ندج کو دبا لیا اور اس ملک کی حکومت ان کے قبضہ میں چلی گئی۔ نجران میں عیسائیت قیون کے ذریعہ سے داخل ہوئی تھی۔ اس کے حالات کتب سیر میں مذکور اور معروف ہیں۔ رفتہ رفتہ ریاست و حکومت بنی حرث کی ”بنی ریان“ تک پہنچ گئی۔ پھر بنی عبد المذان حکومت و سلطنت کے مالک بن بیٹھے۔

بنو عبد المذان سے صحابی: انہی میں سے یزید زمانہ رسول اللہ ﷺ میں موجود تھا اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ایمان لایا تھا۔ اور اپنی قوم کے ساتھ وفد لے کر رسالت نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ اس کو ابن عبد المومن نے ذکر نہیں کیا۔ یہ اس کا استدراک ہے اس کے بھائی کا بیٹا زیاد بن عبد الرحمن بن عبد المذان سفاح کا ماموں نجران اور یمامہ کا گورنر تھا اس نے دو بیٹے محمد اور یحییٰ چھوڑے تھے۔

بنی ابوالجود کی حکومت:۔۔۔ اتنے میں چوتھی صدی شروع ہو گئی اور حکومت ”بنی ابوالجود“ بن عبد المذان کے قبضہ میں چلی گئی اور وہی یہاں کے حکمران ہیں۔ ان میں اور فاطمین میں لڑائیاں ہوئیں تھیں۔ کبھی یہ ان کو مغلوب کر دیا کرتے تھے۔ ان کا سب سے آخری حکمران عبد القیس تھا جس کے ہاتھ سے علی بن مہدی نے نجران کو حاصل کیا تھا۔ عمارہ نے اس کا ذکر کیا ہے اور اس کی تعریف کی ہے۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم بالصواب

موصل و جزیرہ و شام کے حکمران بنو حمدان کے حالات

بنو تغلب بن وائل: بنو تغلب بن وائل قبیلہ ربیعہ بن نزار کی ایک بہت بڑی شاخ تھی۔ تعداد کی کثرت کی وجہ سے ان کو دوسروں پر فوقیت تھی۔ جزیرہ دیار ربیعہ میں ان کا وطن تھا۔ زمانہ جاہلیت میں یہ مذہب نصرانیت کے پابند تھے قیصر کے ساتھ ان کے تعلقات تھے۔ غسان اور ہرقل کے ساتھ مل کر مسلمانوں سے زہرہ فتوحات میں لڑے تھے پھر ہرقل کے ساتھ روم کے علاقوں کی طرف کوچ کر کے چلے گئے تھے۔ کچھ عرصے کے بعد اپنے علاقے کی طرف دوبارہ واپس آ گئے تھے۔

بنو تغلب پر جزیرہ:۔۔۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ان پر جزیرہ قائم و مقرر کیا تھا۔ ان لوگوں نے گزارش کی تھی ”اے امیر المومنین ہم لوگوں کو جزیرہ کے نام سے عرب میں ذلیل نہ فرمائیے بلکہ اس کو دو گنا کر کے صدقہ کے نام سے موسوم فرما دیجئے۔ چنانچہ آپ نے یہ درخواست منظور فرمائی۔ ان دنوں ان کا سپہ سالار حنظلہ بن قیس بن ہریر بنو مالک بن بکر بن حبیب بن عمر بن غنم بنو تغلب سے تھا۔

زمانہ اسلام میں تین مشہور خاندان:۔۔۔ ان کے گروہ میں سے عمرو بن بسطام حاکم سندھ بنی امیہ کے دور میں تھا۔ پھر ان میں سے اس کے بعد زمانہ اسلام میں تین خاندان مشہور ہوئے۔ آل عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، آل ہارون مغیر، آل حمدان بن حمدون بن حارث بن لقمان بن اسد۔ ابن حزم نے ”کتب الجہرہ“ میں ان تینوں خاندانوں کا تذکرہ لکھا ہوا پایا ہے قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مضمون کتاب میں کسی اور نے ڈالا ہے۔ اس نے بنی حمدان کے ذکر میں لکھا ہے اور کہا گیا ہے کہ یہ لوگ ”بنو اسد“ کے موالی (خدام) میں تھے۔ پھر حاشیہ کے آخر میں لکھا ہے کہ یہ بقسم مصنف یعنی ابن حزم لکھا ہے۔

خارجیت کا دور: پھر جب جزیرہ میں مذہب خارجیت مروان بن حکم کے دور میں پھیلا تو ان کی جماعت تتر بتر ہو گئی اور اس دعوت کا نام و نشان محو کر دیا گیا۔ اس کے بعد تھوڑے دنوں بعد جزیرہ میں پھر اس دعوت کا اثر ظاہر ہوا۔ چنانچہ زمانہ فتنہ میں متوکل کے قتل کے بعد مسور بن عبد اللہ بن

مسور تھکی نے سرات سے خروج کیا اور موصل کے اکثر صوبوں پر قبضہ کر لیا اور حدیث کو اپنا دار ہجرت بنایا۔

عقبہ بن محمد موصل کا گورنر:۔۔۔ ان دنوں موصل کی حکومت پر عقبہ بن محمد جعفر بن اشعث خزاعی تھا یہ وہی شخص ہے جس کے دادا محمد کو خلیفہ منصور نے افریقہ کی گورنری عنایت کی تھی۔ اس کے خلاف مساور نے خروج کیا تھا اس کے بعد موصل پر ایوب بن احمد بن عمر بن خطاب تقسی کو ۲۵۴ھ میں مامور کیا گیا اس نے اپنی جانب سے اپنے بیٹے حسن کو اس صوبہ پر نائب مقرر کیا چنانچہ اس نے اپنی قومی فوج کو مرتب کر کے مساور پر چڑھائی کر دی نہیں میں حمدون بن حرث بھی تھا ان لوگوں نے انتہائی مرواگی سے خوارج کو شکست دی اور ان کے لشکر کو منتشر کر دیا۔

مساور اور خارجی: اس کے بعد عہد خلافت مہندی میں عبد اللہ بن سلیمان بن عمران ازدی کو اس صوبہ کی حکومت عطا ہوئی۔ خوارج نے اس کو بھی زیر کر لیا اور مساور موصل پر قبضہ کر کے حدیث کی جانب لوٹ گیا پھر اہل موصل نے معتمد کے دور ۲۵۹ھ میں بغاوت کی اور اپنے گورنر ابن آساکین بنیم بن عبد اللہ بن معتمد عدوی عیسیٰ کو نکال دیا تب معتمد نے اس کی جگہ اسحاق بن ایوب کو آل خطاب سے مقرر کیا حمدان بن حمدون اس کے لشکر میں تھمدتوں یہ اس کا محاصرہ کئے رہا۔

اسحاق بن کنداہق: اس کے بعد اسحاق بن کنداہق کا جھگڑا پیش آ گیا اور خلیفہ معتمد سے یہ باغی ہو گیا اس کے مقابلے کے سبب بن داود و موصل، حمدان بن حمدون اور اسحاق بن ایوب جمع ہوئے مگر اسحاق بن کنداہق نے ان سب کو شکست دے دی۔ چنانچہ سب کے سب متفرق ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے اسحاق، اسحاق بن ایوب کا نصیبین تک اور پھر نصیبین سے آمد تک تعاقب کرتا چلا گیا۔ چنانچہ اسحاق مد میں پہنچا عیسیٰ بن شیخ شبا نی اور اسحاق بن ایوب نے موسیٰ بن زرارہ حاکم ازرن کو امداد کا پیغام دیا موسیٰ نے ان دونوں کی امداد سے انکار کر دیا۔

موصل پر ابن کنداہق کی حکومت: ان واقعات کے بعد خلیفہ معتمد ابن کنداہق کو موصل کی حکومت پر ۲۶۱ھ میں متعین کر دیا۔ چنانچہ اس نے جنگ کرنے کے لئے اسحاق بن ایوب عیسیٰ، بن شیخ ابوالعز بن زرارہ اور حمدان بن حمدون ربیعہ اور تغلب کو یکجا کر کے حملہ کیا ابن کنداہق نے ان سب کو شکست دے دی۔ لہذا سب کے سب نے بھاگ کر آمد میں عیسیٰ بن شیخ کے پاس جا کر پناہ لی۔ ابن کنداہق نے مدینہ پہنچ کر محاصرہ کر لیا مدتوں آپس میں لڑائیاں ہوتی رہیں۔

مساور خارجی کی مدت: انہی واقعات کے دوران جبکہ شاہی لشکر سے لڑائی چھڑی ہوئی تھی مساور خارجی ۲۶۳ھ میں مر گیا اس کے مرنے کے بعد خوارج نے متفق ہو کر ہارون بن عبد اللہ تھکی کو اپنا امیر بنالیا۔ اس نے خوارج کی حکومت اپنے ہاتھ میں لیتے ہی موصل پر قبضہ کر لیا پھر اس نے تبعین کی جماعت بڑھائی۔

خارجیوں میں بغاوت: پھر اس کے ساتھوں میں سے محمد بن خردان نامی ایک شخص نے اس کے خلاف خروج کیا اور موصل میں سب کو زیر کر لیا حمدان بن حمدون یہ خبر پا کر اس کے پاس امداد حاصل کرنے کے لئے گیا اس نے اس کی درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اس کے ساتھ جنگ کرنے روانہ ہوا چنانچہ حمدان کو پھر موصل پر قبضہ دلایا۔ پھر محمد حدیث چلا گیا اور اس کے ساتھی اس سے علیحدہ ہو کر ہارون کے پاس چلے گئے تب ہارون نے محمد کی جانب کوچ کیا اور اس پر حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا۔ محمد کے مارے جانے کے بعد جلالیہ کے کرد اور اس کے ساتھیوں کو جی کھول کر پامال کیا اور مارے گاؤں اور قصبوں پر قبضہ کر لیا۔ اس کے عمال لوگوں سے زکوٰۃ اور عشر وصول کرتے تھے۔

مختلف جنگیں اور بغاوتیں: اس کے بعد خوشیایان نے ۲۷۲ھ میں فوجیں تیار کر کے ہارون کے خلاف فوج کشی کی ہارون نے حمدان سے مدد کی درخواست کی مگر اس کے آنے سے پہلے میدان جنگ سے شکست کھا کر بھاگ گیا۔ انہی واقعات کے پورا ہوتے ہوئے اسحاق بن کنداہق اور یوسف بن ابی الساج کے جھگڑے پیش آ گئے یوسف بن ابی الساج نے ابن طولون کے شاہی اقتدار کو تسلیم کر لیا اور جزیرہ اور موصل پر قبضہ ہو گیا۔

اسحاق کنداہق کی فتوحات اور جنگیں: پھر جب یہ یہاں سے واپس گیا تو اسحاق بن کنداہق نے ان صوبوں پر قبضہ کر لیا اور اپنی جانب

سے ہارون بن سیم کو ۲۷۹ھ میں اس کی سند حکومت عطا کر دی۔ ان صوبوں میں رہنے والوں نے اس نئے گورنر کو نکال دیا۔ نئے گورنر نے بنو شیبان سے مکہ حبیب کی چنانچہ بنو شیبان اس کے ساتھ ساتھ مکہ دینے کے لئے موصل کی جانب آئے اہل جزیرہ و موصل نے یہ خبر پا کر خوارج اور بنو تغلبہ کو اپنا یہ رو مددگار بنایا چنانچہ یہ لوگ بھی ”ہارون الساری“ اور حمدان کے ساتھ لڑنے نکل کھڑے ہوئے دونوں گروپوں نے ایک میدان میں جنگ لڑی چنانچہ کامیابی کا سہرہ بنو شیبان کے سر پر باندھا گیا فریق ثانی کو شکست ہو گئی۔ اہل موصل نے ہارون بن سیم کے خوف سے دارالخلافہ بغداد میں دوسرے گورنر کی تقرری کی درخواست کی اس پر خلیفہ معتضد نے علی بن داؤد ازدی کو موصل کی سند حکومت عطا کر دی۔

حمدان اور خلیفہ کی جنگ۔ پھر جب خلیفہ معتضد نے جزیرہ کے اصلاح و انتظام اور بنو شیبان کی اطاعت قبول کر لینے کے بعد ان کے رہا بن دینے کو ج کیا تھا تو اس کو حمدان بن حمدون اور ہارون الساری کی محبت و مولاۃ کی خبر لگی اور نیز ان واقعات کی اسے اطلاع ملی جو کہ بنو شیبان سے سرزد ہوئے تھے تب اس نے حمدان پر حملہ کر دیا اور اس کو شکست دے دی حمدان شکست کھا کر ماروین چلا گیا۔ اور وہیں اپنے بیٹے حسین کو چھوڑ کر بھاگ گیا۔ اسحاق سے وصیف اور ”نصر قوری“ کا دیر عفران کی طرف گزرا ہوا جہاں پر حسین بن حمدان ٹھہرا ہوا تھا ان لوگوں سے اس نے امن کیا تو ان لوگوں نے امن دے دیا اور خلیفہ معتضد کی خدمت میں بھیج دیا۔ خلیفہ معتضد نے قلعہ کو منہدم کر دینے کا حکم صادر کر دیا۔

حمدان اور وصیف کی جنگ: اس کے بعد وصیف اور حمدان کی مدد بھیڑ ہوئی حمدان نے وصیف کو شکست دے کر مغربی ساحل کی طرف دریہ کو عبور کیا اور پھر مسلح ہو کر شاہی فوج کی جانب بڑھا اس واقعہ سے پہلے اسحاق بن ایوب تغلبی نے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی تھی اور شاہی موکب کے ہمراہ موجود تھا۔ حمدان کو کسی ذریعہ سے اس کی خبر مل گئی۔ اس نے اسحاق کے خیمہ میں پہنچ کر اس کے قدموں پر خود کو ڈال دیا اسحاق نے اس کو خلیفہ معتضد کے دربار میں لے جا کر پیش کر دیا خلیفہ معتضد نے اس کو قید کر دیا اس کے بعد نصر قوری، ہارون کے تعاقب میں روانہ ہوا اور خوارج کو شکست دے دی ہارون بھاگ کر آذربایجان پہنچا اور جنگل و بیابان میں گھس گیا باقی لوگوں نے معتضد سے امن کی درخواست کی اور علم حکومت کے مطیع بن گئے۔

خلیفہ معتضد کی ہارون کے پیچھے روانگی: اس کے بعد ۲۸۳ھ میں خلیفہ معتضد نے ہارون کی تلاش اور گرفتاری کے لئے کوچ کیا وصیف اور حسین بن حمدان بن بکرین کو اپنی فوج ظفر موح کے مقدمہ پر مامور کر کے آگے بڑھنے کا حکم دیا اور اس سے یہ وعدہ کر لیا کہ ہارون کو دربار خلافت میں راکر ضرر کر دو گے تو میں تمہارے باپ ”حمدان“ کو قید سے رہا کر دوں گا۔ چنانچہ انہوں نے ہارون کا تعاقب کیا اور انتہائی محنت و جانفشانی سے اس کو گرفتار کر کے دربار خلافت میں لا کر حاضر کر دیا۔

حمدان کی رہائی: خلیفہ معتضد نے اس کو اور اس کے بھائیوں کو غلامیں دیں۔ سونے کی زنجیریں عنایت کیں اور حمدان کو حسب وعدہ قید سے رہا کر دیا اس کے بعد اسحاق بن ایوب عدوی جو کہ دیار ربیعہ کا حاکم تھا مر گیا۔ چنانچہ خلیفہ معتضد نے اس کی جگہ عبداللہ بن شیم بن عبداللہ بن معتضد کو متعین کر دیا۔

عبداللہ بن حمدان کی حکومت کا آغاز: جس وقت خلیفہ مکتفی خلیفہ بنا تو اس نے ابوالہیجا عبداللہ بن حمدان کو موصل اور اس کے مضافات کی حکومت عطا کی۔ چونکہ ہریانہ کے کردوں نے موصل کے آس پاس غارتگری کا بازار گرم کر رکھا تھا ان دنوں ان کا سردار محمد بن سلال نامی ایک شخص تھا اس لئے ابوالہیجا عبداللہ نے ان سے جنگ کی اور مشرقی ساحل کو عبور کر کے ان پر حملہ آور ہو گیا مقام خازو میں بہت بڑی لڑائی ہوئی اس کا خدوہ ”سیر“ انہی معرکوں میں مارا گیا۔ اس کے بعد لوٹ کر موصل آیا۔ پھر خلیفہ مکتفی نے اس کی کمک پر فوجیں بھیجیں۔

ابن حمدان کی محمد بن سلال سے جنگ: چنانچہ ۲۹۲ھ میں علم خلافت عباسیہ کے باغیوں کے تعاقب میں دوبارہ روانہ ہو گیا۔ مقدمہ آذربایجان میں جنگ کی نوبت آئی۔ سخت لڑائی ہوئی فریز جنگ کے بعد محمد بن سلال اپنے اہل و عیال سمیت میدان جنگ سے بھاگ گیا۔ ابوالہیجا عبداللہ نے محمد بن سلال اور اس کے ساتھیوں کا خون مباح کر دیا محمد بن سلال نے یہ خبر پا کر امن کی درخواست کی۔ چنانچہ ابوالہیجا نے اس کو امن دے دیا اور اسے اپنے ساتھ لے کر موصل میں پہنچے پھر سارے جمہوریہ کی امن مانگا اور علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی۔

ابوالہیجا بن حمدان کا استحکام: اس واقعہ نے مخالفین کے دل ہلا دیئے اور ابوالہیجا بن عبد اللہ کی حکومت میں استقلال و استحکام کی کیفیت پیدا کر دی ان واقعات کے بعد ۲۹۶ھ میں خلیفہ کو معزول کرنے کا واقعہ دربار خلافت میں پیش آیا وزیر السلطنت عباس بن حسن مارا گیا اور خلیفہ مقتدر کو معزول کیا گیا اور عبد اللہ بن معتر کی خلافت کی چند دنوں کے لئے بیعت لے لی گئی پھر خلیفہ مقتدر کو دوبارہ خلیفہ بنایا گیا۔ جیسا کہ یہ سب واقعات دوست عباسیہ کے حالات میں بیان کئے گئے۔

حسین بن حمدان کا تعاقب اور شکست: اس زمانہ میں حسین بن حمدان دیار ربیعہ کا امیر تھا اور ان لوگوں میں سے تھا جو اس فتنہ و فساد کے بانی تھے۔ وزیر کے قاتلوں کے ساتھ اس کے قتل میں شریک تھا ہنگامہ ختم ہونے کے بعد خلیفہ مقتدر نے اس کی گرفتاری پر قاسم بن سید کو سپہ سالاروں کی ایک جماعت کے ساتھ متعین کیا مگر یہ لوگ حسین کو گرفتار نہ کر سکے۔ تب خلیفہ مقتدر نے ابوالہیجا بن عبد اللہ کو رزم وصل کو اس کی گرفتاری کو لکھا۔ چنانچہ ابوالہیجا قاسم کے ساتھ حسین کی گرفتاری کے لئے روانہ ہوا تکریت کے قریب حسین سے ٹکرائے ہوئے۔ حسین شکست کھا کر بھاگا اور خلیفہ سے امن کی درخواست کر دی۔ خلیفہ نے اس کو امن دیا اور خوشنودی مزاج کی خلعت عطا کر کے قم و قاشان کے صوبوں کی حکومت عنایت کی کچھ عرصے کے بعد دوبارہ اس کو دیار ربیعہ کی حکومت پر بھیج دیا۔

ابوالہیجا اور حسین کی بغاوت: ۲۹۹ھ میں ابوالہیجا بن عبد اللہ نے موصل میں علم بغاوت بلند کیا جس کا سلسلہ ۳۰۲ھ تک جاری رہا۔ اس وقت حسین بن حمدان دیار ربیعہ میں تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔ وزیر السلطنت عیسیٰ بن عیسیٰ نے حسین سے خراج کا مطالبہ کیا۔ مگر حسین نے انکار میں جواب دیا اس پر وزیر السلطنت نے حکم صادر کیا کہ اپنے سارے علاقوں کو شاہی عہدال کے حوالہ کر دو۔ مگر حسین اس سے مطلع ہو کر باغی ہو گیا۔ چنانچہ وزیر السلطنت نے اس کی سرکوبی کے لئے فوجیں روانہ کیں مگر حسین نے ان کو شکست دے دی تب وزیر السلطنت نے موسیٰ بن علی کو لکھ بھیجا۔ کہ عسوی فوجوں سے جنگ سے فارغ ہو کر حسین سے جنگ کرو۔

حسین بن حمدان کی گرفتاری: مونس بن علی اس وقت مصر میں علوی فوجوں سے لڑ رہا تھا چنانچہ مونس ۳۰۳ھ میں حسین سے جنگ کرنے روانہ ہو گیا۔ چنانچہ حسین یہ خبر پا کر اپنے اہل و عیال سمیت آرمینیا کی جانب بھاگ گیا اور اپنے مقبوضہ علاقوں کو یوں ہی چھوڑ گیا۔ مونس نے اس کے تعاقب میں فوجیں روانہ کیں چنانچہ اس لشکر نے حسین کو جا کر گھیر لیا پھر بہت بڑی لڑائی ہوئی جس میں وہ اور اس کا بیٹا اور اس کے سارے اہل و عیال اور ساتھی گرفتار کر لئے گئے مونس ان لوگوں کو لے کر بغداد واپس آیا چنانچہ خلیفہ مقتدر نے حسین کو جیل میں ڈال دیا۔

عبد اللہ اور تمام بنو حمدان کی گرفتاری: اسی تاریخ میں خلیفہ نے ابوالہیجا بن عبد اللہ اور تمام بنو حمدان کو گرفتار کر کے جیل بھیج دیا تھا۔ اس کے بعد ۳۰۵ھ میں خلیفہ نے ابوالہیجا کو رہا کر دیا اور ۳۰۶ھ میں حسین کو بار حیات سے سبکدوش کر دیا۔ ۳۰۷ھ میں ابراہیم بن حمدان کو دیار ربیعہ کی حکومت عنایت کی اور اس کی جگہ داؤد بن حمدان کو مامور مقرر کیا۔

ابوالہیجا کی دوبارہ گورنری: پھر ۳۱۴ھ میں خلیفہ معتضد نے ابوالہیجا بن عبد اللہ بن حمدان کو دوبارہ موصل کا گورنر بنا دیا چنانچہ ابوالہیجا نے اپنی جانب سے اپنے بیٹے ناصر الدولہ حسن کو موصل کی حکومت پر روانہ کیا اور خود بغداد میں ٹھہرا رہا اس کے بعد ابوالہیجا کو یہ خبر لگی کہ عرب اور کردوں نے اطراف موصل اور نیز صوبہ خراسان کے گرد و نواح میں ہنگامہ فساد برپا کیا ہوا ہے اس پر ابوالہیجا نے اپنے بیٹے ناصر الدولہ کو ان لوگوں کی سرکوبی کو لکھ بھیجا چنانچہ ناصر الدولہ نے عرب پر جزیرہ میں فوج کشی کی اور اچھے طریقے سے ان کی گوشمالی کی پھر اپنی فوج ظفر موح کے ساتھ تکریت کی جانب آیا اور فوجوں کو زمرہ نو تیار کر کے شہر زوکی طرف روانہ ہو گیا وہاں جلالیہ کردوں پر متعدد حملے کئے یہاں تک کہ ان سرکشوں نے گردن اطاعت جھکا دی۔

ابوالہیجا کا قتل: ان واقعات کے ۳۱۷ھ میں خلیفہ مقتدر اپنے بھائی قاہر کی وجہ سے معزول کیا گیا مگر دوسرے دن دوبارہ خلیفہ بن گیا۔ قاہر کا اس کے محل میں محصرہ کر دیا گیا۔ قاہر نے ابوالہیجا کے دامن میں پناہ لی ان دنوں ابوالہیجا قاہری کے پاس تھا اور ایک طویل مدت تک قاہر کی زندگی گزار رہا تھا۔ فکرمیں وہیں ٹھہرا رہا حسین کامیاب ہو اور عوام الناس قاہر سے بگڑ گئے چنانچہ ابوالہیجا مجلس اے قاہر سے لگانے بچانے والوں کی تلاش میں نکلا۔ ایک

گروہ نے اس کا تعقب کیا اور مناسب مقام پر پہنچ کر حملہ کر کے مارڈالا یہ واقعہ نصف محرم سنہ مذکور کا ہے۔ خلیفہ مقتدر نے اپنے خادم تحریر حکومت پر مقرر کیا۔

حمدان کے بیٹوں سعید اور ناصر کی گورنری: ۲۲۳ھ میں ابوالعلاء سعید بن حمدان نے موصل، دیار ربیعہ اور ان تمام عداوتوں کی جو ناصر الدولہ کے قبضہ میں تھے گورنری کی درخواست کی چنانچہ خلیفہ راضی نے اس کو حکومت عطا کر دی چنانچہ ابوالعلاء نے سامان سفر درست کر کے موصل کی جانب کوچ کر دیا ناصر الدولہ یہ خبر سن کر اس سے ملنے نکلا۔ مگر ابوالعلاء دوسرے راستے سے ناصر الدولہ کے مکان پر جا کر بیٹھ گیا اور قہقہے بھڑکے ہوئے۔

ناصر الدولہ اور خلیفہ کی جنگ: ناصر الدولہ نے یہ سن کر اپنے چند غلاموں کو ابوالعلاء کے قتل کرنے بھیج دیا۔ چنانچہ ان لوگوں نے ابوالعلاء کو قتل کر ڈالا۔ خلیفہ راضی کو اس سے بیحد ناراضی پیدا ہوئی۔ چنانچہ اس نے اپنے وزیر سلطنت ابن مقلہ کو موصل کی طرف روانہ ہونے کا اشارہ کیا لہذا وزیر سلطنت نے سامان جنگ اور سفر درست کر کے موصل کا راستہ لیا ناصر الدولہ نے اس کی اطلاع پا کر موصل چھوڑ دیا وزیر سلطنت ناصر الدولہ کا کوہ سن تک تعقب کرتا چلا گیا مگر کامیاب نہ ہو سکا اور واپس آ گیا اور موصل میں قیام کر دیا۔

ابن حمدان کی چالاکی: ابن حمدان کے بعض حامیوں نے وزیر سلطنت کے بیٹے کو دس ہزار دینار دے کر ملا لیا۔ اس نے ان لوگوں کے کہنے سے اپنے باپ کو ایسے چند امور مکھ بھیجے کہ جس سے وزیر سلطنت گھبرا گیا اور موصل پر اراکین دولت میں سے جس پر اس کو بھروسہ و اطمینان تھا اس کو مقرر کر کے نصف شوال سنہ مذکور میں بغداد کی جانب لوٹ آیا۔ چنانچہ جیسے ہی وزیر سلطنت نے بغداد کا رخ کیا ناصر الدولہ موصل میں پھر واپس آ گیا اور اس پر قابض ہو گیا پر قبضہ کے بعد خلیفہ راضی کی خدمت میں معافی کی درخواست بھیجی اور خراج دینے کی ضمانت دی چنانچہ خلیفہ نے اس کی درخواست منظور کر لی اور وہ اپنے مقبوضہ ملک میں بدستور حکمران بنا رہا۔

ناصر کے خلاف خلیفہ کی فوج کشی: ۲۲۲ھ میں ناصر الدولہ نے دار خلافت بغداد میں خراج بھیجنے میں تاخیر کی تو خلیفہ راضی اس سے ناراض ہو گیا۔ چنانچہ فوجیں تیار کر کے تحکم^۱ جو اس کی سلطنت کا منصرم تھا موصل کی جانب روانہ ہوا آگے بڑھ کر خود موصل کی جانب چلا اور تحکم کو تکریت کی طرف بڑھنے کا اشارہ کیا۔ ناصر الدولہ یہ خبر سن کر مقابلہ پر آیا لیکن پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر اپنے ساتھیوں سمیت نصیبین کی طرف بھاگ گیا۔ تحکم نے اس کا تعقب کیا اور اس کو گرفتار کر لیا۔

ناصر کی گرفتاری اور ابن رائق کا بغداد پر قبضہ: اس کی گرفتاری کے بعد تحکم نے خلیفہ راضی کی خدمت میں خوشخبری اور فتح کا خط روانہ کیا۔ خلیفہ راضی کشتی پر سوار ہو کر موصل کی جانب چل دیا ابن رائق جو کہ ابن بریدی کے زمانے سے بغداد میں روپوش تھا اس زمانہ غیر موجودگی کو غنیمت تصور کر کے روپوشی سے نکل آیا اور بغداد پر قابض ہو گیا۔ جاسوسوں نے راضی تک یہ خبر پہنچادی چنانچہ راضی موصل جانے کے بجائے دریائے خشکی پر تر گیا اور بغداد کی جانب روانہ ہو گیا تحکم کو نصیبین سے بلوایا ناصر الدولہ کو ابن رائق کے حالات سے آگاہی ہو گئی تھی۔ اس بناء پر دیار ربیعہ کی حکومت کی دوبارہ درخواست کی اور پانچ لاکھ درہم نقد ادا کرنے کا وعدہ کیا چنانچہ خلیفہ نے فوراً یہ درخواست منظور کر لی اور تحکم کے ساتھ بغداد کی جانب کوچ کیا۔

ابن رائق اور خلیفہ کی صلح: بغداد کے قریب ابو جعفر محمد بن یحییٰ بن شیریں، ابن رائق کی طرف سے پیغام صلح لے کر حاضر ہوا کہ مجھے دیار مصر یعنی حران، الرہ، رقة، اور ان کے علاوہ قسریں^۲ اور سرحد کی حکومت عطا کر دی جائے میں بغداد سے علحدہ ہو جاؤں گا چنانچہ خلیفہ نے مصلحتاً یہ درخواست منظور کر لی چنانچہ ابن رائق بغداد کو چھوڑ کر اپنے صوبہ کی جانب چلا گیا اور خلیفہ راضی و تحکم بغداد میں داخل ہو گئے۔ اور ناصر الدولہ بن حمدان موصل کی طرف لوٹ گیا۔

۱ "تحکم" ابن اثیر نے جلد ۵ صفحہ ۲۰۴ پر "تکلم" لکھا ہے جو صحیح معلوم ہوتا ہے۔ ۲ حلب کے جنوب میں قسریں واقع ہے، اس کو رومان نے بنایا تھا۔ اس کے آثار اس کی عظمت کی اب تک گواہی دیتے ہیں (اس کے قریب ایک چھوٹی سی بستی ہے جسے "نصیبین" کہتے ہیں) (معجم البلدان)

ابن رائق کا دمشق پر قبضہ: ابن رائق نے دیار مصر اور سرحد پر پہنچ کر ملک شام کا رخ کیا اور دمشق کو اشید کے قبضہ سے چھین کر مدینہ کی طرف بڑھا اور اس پر بھی قبضہ ہو گیا۔ اس کے بعد اشید اور ابن رائق کی عریش مصر پر معرکہ آرائی ہوئی اشید نے اس معرکہ میں اس کو شکست دے دی چنانچہ ابن رائق لوٹ کر دمشق آ گیا پھر دونوں میں اس بات پر مصالحت ہو گئی کہ شام اور مصر کی سرحد رملہ مقرر کیا جائے یہ واقعہ ۳۲۸ھ کا ہے۔

خليفة راضی اور تحکم کی وفات: پھر ۳۲۹ھ میں خلیفہ راضی کا انتقال ہو گیا اور خلیفہ متقی نے تخت خلافت پر قدم رکھا۔ تحکم را گیا اور بریدی بغداد میں داخل ہوا اتراک حکمہ نے بغداد سے نکل کر موصل کا راستہ لیا۔ انہیں بھگڑوں میں تو زون اور نج بھی تھے پھر یہ لوگ ابو بکر محمد بن رائق کے پاس چلے گئے اور اس کو عراق کی ترغیب دی ان لوگوں کے بعد خلافت ومارت پر دیکر حادوی ہو گئے اور ابو الحسن بریدی۔ واسط سے بغداد چلے گئے۔ جو بیس دن تک بغداد میں امیر الامراء کی حیثیت سے قیام پذیر رہا۔

بغداد میں رسوئی: اس کے بعد لشکریوں نے اسپر یورش کی اور اس کے خلاف شور و شر کا سراٹھایا مجبوراً واسط لوٹ آیا پھر کور تکین غائب و متصرف ہو گیا پھر خلیفہ متقی کا ساتھ چھوڑ کر ابن رائق کو طلبی کا خط لکھا چنانچہ ابن رائق دمشق سے ماہ رمضان ۳۲۹ھ میں بغداد کی جانب روانہ ہو گیا اور اپنی جگہ دمشق پر ابو الحسن احمد بن علی بن حمدان کو بطور نائب کے مامور کر دیا اس شرط پر کہ ایک لاکھ دینار اس کو بغداد پہنچنے پر ادا کرے۔

ابو الحسن کا بغداد پر قبضہ: یہ وہ زمانہ تھا کہ کور تکین اور دیلمیہ امور سیاست پر حادوی ہو رہے تھے ابن رائق نے پہنچتے ہی کور تکین کو رفقہ کر کے قصر خلافت میں قید کر دیا کچھ عرصے کے بعد لشکریوں نے اسپر دے کر بغداد روانہ کیا چنانچہ ابو الحسن اور اس کی فوج نے بغداد پر قبضہ کر لیا۔ خلیفہ متقی اور اس کا بیٹا ابو منصور بھاگ گئے ابن رائق بھی ان دنوں سے جالا پھر ان سب نے متفق ہو کر موصل کا راستہ لیا۔

ابن حمدان خلیفہ کی کمک پر: موصل جانے سے پہلے خلیفہ متقی نے ابن حمدان سے بریدیوں کے مقابلہ پر امداد صوب کی تھی چنانچہ ابن حمدان نے اپنے بھائی علی بن عبد اللہ بن حمدان کو ایک بڑی فوج کے ساتھ خلیفہ متقی کی کمک پر روانہ کیا مقام تکریت میں جبکہ خلیفہ متقی اور ابن رائق بغداد سے شکست کھا کر بھاگے آ رہے تھے سامنا ہو گیا۔ سیف الدولہ نے خلیفہ متقی کی بیحد خدمت کی اور اس کے ساتھ ساتھ موصل کی طرف تیار ہوا جس کے مشرقی ساحل پر دونوں مقیم ہو گئے ابن رائق اور امیر ابو منصور بھی ملنے کے لئے دجلہ عبور کر کے آئے سیف الدولہ نے شاہزادہ کو دیکھ کر اشرافیوں بطور صدقہ لائیں ادھر ادھر کی باتیں کر کے شاہزادہ ابو منصور واپسی کے ارادے سے گھوڑے پر سوار ہو گیا۔

ابن رائق کا قتل: ابن رائق نے بھی سوار ہو کر روانہ ہونے کا ارادہ کیا مگر اسے ابن حمدان نے گفتگو کرنے کی غرض سے روکا لیکن ابن رائق نے معذرت کی جو ابن حمدان کو شبہ ہوا اس نے اپنے غلاموں کو اشارہ کر دیا تو انھوں نے لپک کر اس کا سر اتار لیا اس کے بعد ابن حمدان نے خلیفہ متقی کو اس واقعہ کی اطلاع دی خلیفہ متقی نے اس کو طلب کر کے خلعت عنایت کی اور ناصر الدولہ کا خطاب عطا فرمایا، امیر الامراء کے عہدہ سے ممتاز کیا اور اس کے بھائی ابو الحسن کو بھی سیف الدولہ کے لقب سے مخاطب کیا۔ ابن رائق کے قتل کا واقعہ ماہ رجب ۳۳۰ھ میں واقع ہوا تھا اور ناصر الدولہ کو گورنری اور حکومت شعبان میں عطا ہوئی تھی۔

مصر پر اشید کا قبضہ: ابن رائق کے مارے جانے کے بعد اشید نے مصر سے دمشق کی جانب حرکت کی، پہنچتے ہی ابن رائق کے گورنر سے اس کو چھین لیا اور ناصر الدولہ نے خلیفہ متقی کے ساتھ بغداد کی جانب کوچ کر دیا۔

بغداد پر قبضے کی تیاری: جس وقت ابن رائق کو قتل کر دیا گیا، ابو الحسن بریدی اس وقت بغداد میں حکومت کر رہا تھا مگر یہ خواص اور یہ عوام سب کے دلوں میں اس کی طرف سے ناراضگی اور کشیدگی کا مادہ پیدا ہو رہا تھا بھاگ کر خلیفہ متقی کے پاس پہنچا اور تو زون اور اس کے ساتھیوں کو موصل میں جمع کر کے خلیفہ متقی اور ناصر الدولہ کو بغداد پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دی، سب کے سب اس کی امداد اور کمک پر آمادہ و تیار ہو گئے۔ دیار مصر یعنی الرہا، حران اور رقعہ کے خراج اور مالی محکمہ پر ابو الحسن علی بن خلف بن کو مقرر کیا۔ ابن رائق کی طرف سے ان علاقوں پر ابو الحسن علی احمد بن مقاتل، مور مقرر تھا۔ بن

طیب اور ابن مقفل کی لڑائی ہوئی چنانچہ ابن مقفل کو اس معرکہ میں شکست ہو گئی اسی دوران وہ مارڈالا گیا۔

بغداد میں خلیفہ اور بنو حمدان کی آمد:۔۔۔ پھر جب خلیفہ متقی اور ناصر الدولہ کا قاطعہ دار الخلافہ بغداد کے قریب پہنچا تو ابوالحسن بریدی ایک سو دس دن کے بعد بغداد چھوڑ کر واسط کی جانب بھاگ گیا اور خلیفہ متقی اپنے اعموان و انصار کے ساتھ دار الخلافہ بغداد میں داخل ہو گیا بنو حمدان بھی اس کے قافلے میں تھے۔ تو زون کو بغداد کے دونوں جانب کی افسری پولیس کا عہدہ عنایت ہوا یہ واقعہ سنہ مذکور کے ماہ شوال کا ہے اس کے بعد بنو حمدان نے ابوالحسن بریدی کے ارادے سے واسط کی جانب کوچ کیا۔

سیف الدولہ کی بریدی کے خلاف روانگی:۔۔۔ ناصر الدولہ نے مدائن میں پڑاؤ کیا اور اپنے بھائی سیف الدولہ کو بریدی سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا۔ بریدی بھی یہ خبر سن کر واسط سے ان لوگوں سے جنگ کرنے کے لئے روانہ ہو چکا تھا شبی مدائن میں دونوں حریف کا مقابلہ ہوا شاہی لشکر کے ہمراہ تو زون منج اور نامی ترک تھے پہلے تو ان کو ہزیمت ہوئی اور یہ لوگ بھاگ کھڑے ہوئے ناصر الدولہ نے اس بات کا احساس کر کے مدائن سے ان کی کمک کو اپنے دستے کی فوج بھیجی۔ اس تازہ دم فوج کے آجانے سے منہزم گروہ کے پاؤں رک گئے اور انہوں نے مجموعی قوت سے بریدی کے لشکر پر حملہ کر دیا۔

بریدی کی شکست اور فرار:۔۔۔ بریدی کا لشکر اس ناقابل برداشت حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا اور بریدی اپنے چند سرداروں کے ساتھ واسط کی طرف بھاگ گیا ناصر الدولہ نصف ماہ ذی الحجہ سنہ مذکور میں بغداد کی جانب لوٹ گیا اس کے ساتھ بریدی کے ہمراہیوں کا ایک گروپ گرفتار ہو کر آیا ہوا تھا سیف الدولہ میدان کارزار میں قیام پذیر رہا۔ پھر جب زخم اس کے مندمل ہو گئے اور تھکن اتر گئی۔ تب اس نے اپنی فوج کو از سر نو مرتب و مسلح کر کے واسط کی جانب کوچ کر دیا اور بریدی واسط چھوڑ کر بصرہ چلا گیا۔

سیف الدولہ کا واسط پر قبضہ:۔۔۔ سیف الدولہ نے واسط پر قبضہ کر لیا اور پھر شہر کے انتظام سے فارغ ہو کر بریدی کے تعاقب میں بصرہ کی جانب روانہ ہوا اور اپنے بھائی ناصر الدولہ سے مالی مدد طلب کی مگر ناصر الدولہ نے کسی مصلحت کے لحاظ سے مدد نہ دی بظاہر وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس کی اور ترکوں کی بالعموم تو زون اور منج سے بالخصوص ناچاقی تھی۔

سیف الدولہ اور ترکوں کی ناچاقی:۔۔۔ کچھ عرصے کے بعد ابو عبد اللہ کوئی بہت سا مال لے کر ناصر الدولہ کی جانب سے ترکوں میں تقسیم کرنے کی غرض سے سیف الدولہ کے کمپ میں آیا تو زون اور منج نے روک ٹوک کی اور اس سے ترشروی سے پیش آنے کا ارادہ کیا مگر سیف الدولہ نے حکمت عملی ان دونوں کی نظروں سے ابو عبد اللہ کو غائب کر دیا اور پوری حفاظت سے اس کو اپنے بھائی کے پاس واپس کر دیا۔ اس کے بعد آخری ماہ شعبان میں ترکوں نے سیف الدولہ کے خلاف سرکشی کی۔ چنانچہ سیف الدولہ اپنی لشکر گاہ سے نکل کر بغداد چلا گیا ترکوں نے لشکر گاہ کے بازار کو لوٹ لیا اور اس کے ساتھیوں کے ایک گروپ کو مارڈالا۔

ناصر الدولہ، ترک اور دیلم:۔۔۔ ابو عبد اللہ کوئی نے ناصر الدولہ کے پاس پہنچ کر اس کے بھائی سیف الدولہ کے حالات سے مطلع کیا ناصر الدولہ نے ترکوں کی خود سری سے مطلع ہو کر موصل کی جانب روانہ ہونے کا ارادہ کیا خلیفہ متقی یہ سن کر سوار ہو کر اس کے پاس سے لوٹ کر قصر خلافت میں آ گیا ناصر الدولہ اپنی امارت کے تیرہ مہینے بعد موصل کی جانب روانہ ہو گیا۔ اس سے دیلمیوں اور ترکوں کو موقع مل گیا وہ یورش کر کے اس کے مکان پر چڑھ آئے اور لوٹ لیا۔

سیف الدولہ کے روانہ ہونے کے بعد ترک اپنے کمپ میں واپس آ گئے اور تو زون کو اپنی امارت دی اور لشکر کی سرداری کا علم منجج کو دیا۔

منجج کی آنکھیں پھوڑنا:۔۔۔ نصف ماہ رمضان میں سیف الدولہ اپنے بھائی ناصر الدولہ کی روانگی کے بعد دار السلطنت بغداد میں داخل ہوا۔ پھر اس کو تو زون کی امارت کی خبر ملی۔ اس کے بعد ترکوں میں نفاق پیدا ہو گیا اور تو زون نے منجج کو گرفتار کر کے نیل کی سلاخیاں اس کی آنکھوں میں پھر وادیں

سیف الدولہ بغداد سے روانہ ہو کر اپنے بھائی کے پاس موصل چلا گیا۔

عدل حکمی کے حالات: عدل حکم کا خاص خادم تھا مگر پھر ابن رائق کے ساتھیوں میں داخل ہو کر اس کے ساتھ ساتھ موصل چلا گیا تھا اور جب ابن رائق مارا گیا تو ناصر الدولہ کے حاشیہ نشینوں میں شامل ہو گیا۔ ناصر الدولہ نے اس کو علی بن خلف بن طیب کے ہمراہ دیا مضر روانہ کر دیا۔ چنانچہ علی بن خلف نے دیا مضر پر قبضہ کر لیا اور ابن رائق نے نائب کو جو کہ دیا مضر پر مقرر تھا قتل کر ڈالا۔ رجبہ متعلقات دیا مضر میں ابن رائق کی طرف سے ایک ”مسافر بن حسین“ نامی شخص مامور تھا اس نے رجبہ پر قبضہ کر لیا اور خود سری کے ساتھ خراج وصول کر کے بیٹھ گیا۔ علی بن خلف نے اس کی سرکوبی کے لئے ”عدل حکمی“ کو متعین کیا۔ چنانچہ عدل حکمی نے اپنے مدبرانہ چالوں سے ان علاقوں پر قبضہ حاصل کر لیا۔ مسافر بھاگ گیا اتر اک تحکیم یہ خبر سن کر عدل کے پاس جمع ہو گئے۔ ان لوگوں کے مجمع ہو جانے سے عدل کی قوت بڑھ گئی اور طریق فرات اور بعض حصہ خابور پر قابض ہو گیا۔

مسافر بن حسین اور عدل حکمی: اس دوران مسافر نے اپنی کچھ حالت درست کر لی اور بنی نمیر سے امداد حاصل کر کے قریبیہ کی جانب چلا گیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ لیکن تھوڑے ہی دنوں بعد عدل نے پھر اس کے قبضہ سے اس کو نکال لیا۔ اس کے بعد عدل نے بقیہ حصہ خابور پر قبضہ کر لینے کا ارادہ کیا چنانچہ اس کے خاندان والوں نے بنی نمیر سے امداد کی درخواست کی عدل نے چند دن ان کی امداد سے اعراض کیا۔ یہاں تک کہ ہنگامہ فساد ختم ہو گیا۔

سمصا ب پر عدل کا قبضہ: پھر عدل نے ایک دن سمصا ب پر جو کہ خابور کا بہت بڑا مشہور مقام تھا۔ شب خون کے اردے سے کوچ کیا اہل سمصا ب مقبہ پر آئے عدل کے ساتھیوں نے سرنگ کے ذریعہ سے شہر پناہ کی دیوار میں بہت بڑا سوارخ کر دیا جس سے عدل اپنے ساتھیوں سمیت شہر میں داخل ہو گیا اور اس پر قبضہ کر لیا اس کے بعد دوسرے مقامات پر بھی قابض ہو گیا چھ مہینے تک خابور میں رکا ہوا خراج وصول کرتا رہا۔ مانی اور فوجی قوت بڑھ گئی۔ حوصلے بھی بلند ہو گئے۔

عدل کی بنو حمدان سے محاذ آرائی: اس لئے اس نے حمدان کے مقبوضہ علاقوں پر قبضہ کرنے کا شوق چرایا۔ چونکہ ان دنوں سیف الدولہ موصل اور بلاد جزیرہ میں موجود نہ تھا اس لئے ”عدل“ نے پہلے نصیمین کے ارادے سے کوچ کیا۔ رجبہ اور حران کی طرف پانس موکی کی موجودگی کی وجہ سے نہ گیا۔ کیونکہ وہ اپنی فوج اور بنی نمیر کے ایک گروہ کے ساتھ وہاں مقیم تھا۔ چنانچہ عدل پہلے ”راس عین“ کی جانب گیا پھر ”راس عین“ سے نصیمین کی طرف روانہ ہوا رفتہ رفتہ عدل کی سرکشی کے حالات ابو عبد اللہ حسین بن سعید بن حمدان تک پہنچی فوجیں تیار کر کے عدل کی طرف بڑھا۔

عدل کا خوفناک انجام: چنانچہ دونوں کا ایک کھلے میدان میں مقابلہ ہوا۔ عدل کے اکثر ساتھیوں نے ابن حمدان سے امن حاصل کر لیا اور اس کی لشکر گاہ میں چھپے آئے۔ عدل کے ساتھ گنتی کے چند افراد باقی رہ گئے۔ چنانچہ ابن حمدان نے عدل کو اس کے بیٹے سمیت گرفتار کر لیا اور اس کی آنکھوں میں نیل کی سائیاں پھر وادیں اور دونوں کو آخری ماہ شعبان ۳۳۱ھ میں بغداد روانہ کر دیا۔

توزون کا بغداد پر قبضہ: جس وقت ناصر الدولہ اور سیف الدولہ خلیفہ متقی کی خدمت سے رخصت ہو کر بغداد سے واپس ہوئے۔ توزون دوسرے سے بغداد پہنچ گیا۔ اور حکومت و سلطنت پر قبضہ کر لیا پھر بغداد سے واسط کی جانب لوٹ گیا اور بصرہ پہنچا جہاں اس کے اور ابن بریدی کے درمیان رشتہ تھا اور مصاہرت قائم ہوا اس سے خلیفہ متقی کے خیالات میں تبدیلی ہو گئی۔

خلیفہ کی توزون سے ناراضگی: توزون کے بعض ساتھیوں کو موقع مل گیا چنانچہ انہوں نے خلیفہ متقی اور وزیر السلطنت کے کان بھرنے شروع کر دیئے ورنہ دونوں کو ابن بریدی اور توزون کے مل جانے سے ڈرایا۔ اتفاق سے انہی دنوں ابن شیرزادہ بھی توزون کے پاس گیا تھا۔ اور توزون نے اسے واسط کی جانب روانہ کر دیا تھا۔ گانے بجانے والوں نے خلیفہ کو یہ سب واقعات کو بیان کئے اور ابن بریدی نے جو کچھ خلیفہ کے ساتھ مذشتہ دنوں میں کیا تھا وہ سب یاد دلایا۔ چنانچہ خلیفہ نے ابن حمدان کو ایک لشکر بھیجنے کا لکھ بھیجا تا کہ اس کے ہمراہ موصل کی جانب روانہ ہو۔

① تاریخ کی غلطی ہے۔ ناظرین بجائے ۳۳۱ھ کے ۳۳۲ھ پر ہیں۔ دیکھو تاریخ ابن اثیر (جلد ۸ صفحہ ۵۳) مطبوعہ مصر۔ ② بعض نسخوں میں شیرزادہ لکھا ہے

توزون کے خلاف خلیفہ اور بنو حمدان کی پیش قدمی چنانچہ ابن حمدان نے اپنے ابن عم حسین بن سعید بن حمدان کے ہمراہ ایک فوج روانہ کی ۳۳۲ھ میں یہ فوج بغداد پہنچی۔ خلیفہ متقی اپنے اہل و عیال اور اعیان دولت کے ساتھ جس میں وزیر السلطنت ابن مقلہ بھی تھے۔ اس فوج کے ہمراہ موصل کی جانب روانہ ہو گیا کوچ و قیام کرتا ہوا تکریت تک پہنچا اس مقام پر سیف الدولہ خلیفہ متقی سے ملنے آیا اس کے بعد ناصر الدولہ بھی پہنچ گیا انہی دونوں امیروں کے ساتھ ساتھ متقی نے موصل کی جانب کوچ کیا۔ پھر جب یہ خبر توزون کو ملی تو وہ بھی تکریت کی طرف روانہ ہو گیا اور تکریت کے قریب سیف الدولہ نے اس سے جنگ کی۔ تین دن تک لڑائی جاری اور قائم رہی۔

توزون کی فتح: آخر کار توزون نے اس کو شکست دے کر اس کے اور اس کے بھائی کے کمپ کو لوٹ لیا۔ سیف الدولہ شکست کھا کر موصل کی جانب بھاگ گیا اور توزون اس کے تعاقب میں تھا ناصر الدولہ اور خلیفہ متقی نے اپنے ذستے کی فوج کے ساتھ نصیبین کی طرف کوچ کیا پھر نصیبین سے رقبہ کی طرف گیا۔ سیف الدولہ اسی مقام پر ان لوگوں سے آ ملا اور توزون نے موصل پر قبضہ کر لیا۔

خلیفہ کا توزون کے نام خط: اس کے بعد خلیفہ متقی نے ایک عتاب آموز خط توزون کے پاس بھیجا جس میں اس نے توزون پر ابن بریدی سے منے کی وجہ سے ناراضگی ظاہر کی تھی اور یہ تحریر کیا تھا کہ اگر اب بھی تم اس کی خلافی کر دو گے تو مابعد دولت و اقبال تم سے راضی ہو جائیں گے اور سیف الدولہ و ناصر الدولہ سے صلح بھی کر دیا جائے گی۔ توزون نے ان باتوں کو منظور کر لیا۔ چنانچہ صلح نامہ لکھا گیا ناصر الدولہ نے تین برس تک چھ لاکھ تیس ہزار سولہ ادا کرنے کے لئے اپنے مقبوضہ علاقوں کی ضمانت دی۔ صلح نامہ لکھے جانے کے بعد توزون بغداد کی طرف لوٹ گیا اور خلیفہ متقی رقبہ میں مقیم رہا۔

خلیفہ کی بنو حمدان سے ناراضگی: کچھ عرصے بعد ادھر خلیفہ متقی کو ابن حمدان کی بیوفائی اور کج ادائی کا احساس ہو گیا ادھر سیف الدولہ کو یہ خبر ملی کہ محمد بن نیال ترجمان نے خلیفہ متقی کو سیف الدولہ کی جانب سے بدظن کر دیا ہے اور یہ وہی شخص تھا جس نے توزون اور خلیفہ متقی میں ناچاقی پیدا کرادی تھی۔ سیف الدولہ نے موقع پا کر محمد بن نیال کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ خلیفہ متقی کو اس سے شک اور بدظنی پیدا ہو گئی۔ اس نے توزون کو مصالحت کے لئے لکھا اور اشید محمد بن طغج والی مصر کو طلبی کا فرمان روانہ کیا۔

اشید کی بغداد آمد: چنانچہ اشید مصر سے خلیفہ متقی کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے روانہ ہوا اور رفتہ رفتہ حلب پہنچا حلب میں سیف الدولہ کی طرف سے اس کا چچا زاد ابو عبد اللہ سعید بن حمدان حکومت کر رہا تھا۔ ابو عبد اللہ اشید کی آمد کی خبر پا کر ابن مقاتل کو جو کہ دمشق میں ابن رائق کے ساتھ تھا اپنا نائب مقرر کر کے کوچ کر گیا۔ جس وقت ابو عبد اللہ اشید حلب کے قریب پہنچا ابن مقاتل اس سے ملنے آیا۔ اشید نے اس کی بیحد عزت کی بڑی آؤ بھگت سے پیش آیا اور محکمہ خراج مصر پر اس کو مقرر کیا۔ پھر حلب سے خلیفہ متقی کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے رقبہ کی جانب روانہ ہو گیا نصف محرم ۳۳۳ھ میں خلیفہ کی شرف حضوری حاصل کی۔

خلیفہ سے اشید اور وزیر کی بے وفائی: ... خلیفہ متقی نے اس کی بیحد عزت افزائی کی اس نے آداب شاہی میں ضرورت سے زیادہ مبالغہ کیا۔ تحائف ہدایا پیش کئے وزیر السلطنت اور اراکین دولت کو بھی دیئے اور یہ درخواست کی کہ خلیفہ میرے ہمراہ مصر یا شام میں چلکر قیام فرمائیں۔ مگر خلیفہ متقی نے انکار میں جواب دے دیا اور اس کو یہ ہدایت کی کہ تم کبھی بھول کر بغداد کا رخ نہ کرنا اور توزون کی طرف مائل نہ ہونا مگر اشید نے چھ وجہ نہ کی پھر خلیفہ متقی نے وزیر السلطنت ابن مقلہ کو توزون کے رعب و داب سے ڈرایا اور یہ حکم دیا کہ اشید کے ساتھ مصر جا کر اس کو اس کے تمام عداوتوں کی حکومت عطا کر دو وزیر السلطنت نے بھی اس حکم کی تعمیل نہ کی اس دوران توزون کے قاصد پیغام لے کے دربار خلافت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے یہ ظاہر کیا کہ توزون نے خلیفہ اور وزیر السلطنت کے لئے حلف اٹھایا ہے۔ خلیفہ متقی یہ سن کر فرط مسرت سے اچھل پڑا اور سامان سفر درست کر کے آخری محرم سنہ مذکور میں بغداد کی جانب کوچ کر دیا اور اشید مصر کی طرف لوٹ گیا۔

توزون کے ہاتھوں خلیفہ متقی کا انجام: جس وقت خلیفہ متقی مقام ہیبت میں پہنچا توزون نے حاضر ہو کر زمین بوسی کی۔ اس سے خلیفہ متقی کو یقین ہو گیا کہ توزون نے اپنے حلف کو پورا کیا اور غاشیہ اطاعت اپنے دوش پر رکھ لیا ہے۔ مگر توزون نے خلیفہ اور وزیر السلطنت کی نگرانی پر چند لوگوں کو

مقرر کر دیا اس کے علاوہ خلیفہ کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھر وادیں اور بغداد کی طرف لوٹ آیا اور خلیفہ مستکفی کی خلافت کی بیعت کی۔

رقہ والوں کی بغاوت۔ رقبہ سے خلیفہ متقی کے روانہ ہونے کے بعد ناصر الدولہ نے اپنے ابن عم ابو عبد اللہ بن سعید بن حمدان کو رقبہ، طریق فرات، دیر، مضرب، قسریں، جند، عوام اور حمص پر مامور کیا جس وقت ابو عبد اللہ بن سعید رقبہ کے قریب پہنچا اہل رقبہ کو حکومت خود سری کی طمع ہوئی۔ لہذا وہ جنگ پر تیار ہو گئے۔ ابو عبد اللہ کامیابی کے ساتھ ان لوگوں کو زیر کر کے حلب کی جانب لوٹ گیا اور اس سے پہلے ان علاقوں پر اس کی طرف سے محمد بن علی مقل مقرر تھا۔

سیف الدولہ کا حلب پر قبضہ: رقبہ سے خلیفہ متقی کی روانگی اور شام کی جانب اشید کی واپسی پر یاس مونس اکیلا حلب میں باقی رہ گیا۔ سیف الدولہ کو ہاتھ بڑھانے کا موقع مل گیا فوراً فوجیں مرتب کر کے حلب کی طرف بڑھا اور یاس مونس کے قبضہ سے اس کو چھین لیا۔ بعد ازاں حمص کی جانب قدم بڑھایا کا فوراً (اشید کے مونس) سے مدد بھیڑ ہوئی سیف الدولہ نے اس کو شکست دی، کا فوراً دمشق کی جانب کوچ کیا مگر اہل دمشق نے اس کو دمشق میں داخل نہ ہونے دیا۔ اتنے میں مصر سے اشید ”شام“ آ گیا۔ اس وقت اس کی فوجی اور مالی حالت درست ہو گئی تھی سیف الدولہ کا پتہ لگا کر اس کے تعاقب میں روانہ ہو گیا اور مقام قسریں میں فریقین نے صف آرائی کی مگر اتفاق کچھ ایسا پیش آیا کہ خود بخود لڑائی ① سے رک گئے، سیف الدولہ جزیرہ کی جانب اور اشید دمشق کی طرف لوٹ گئے۔ اس کے بعد سیف الدولہ نے حلب کی جانب کوچ کیا۔ چنانچہ رومیوں کی فوجیں یہ خبر سن کر حسب کے سرحد پر آ گئیں۔ پھر سیف الدولہ سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آیا اور انتہائی مردانگی سے لڑ کر ان کو مار بھگایا۔

ناصر الدولہ اور توزون کا اختلاف: ان واقعات کے بعد ناصر الدولہ بن حمدان کو ان حالات کی خبر ملی کہ توزون نے خلیفہ متقی کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھر وادی ② ہیں اور خلیفہ مستکفی کے ہاتھ پر خلافت و امارت کی بیعت کر لی ہے۔ تو ناصر الدولہ نے خراج بھیجنے بند کر دیا۔ توزون کے خدام یہ خبر پا کر ناصر الدولہ کے پاس آ گئے ناصر الدولہ نے ان لوگوں کو اپنی خدمت میں رکھ لیا اسی واقعہ نے گویا ان شرائط کا جو دربار خلافت بغداد ناصر الدولہ کے درمیان طے پائی تھیں ختم کر دیا۔ توزون اور خلیفہ مستکفی فوجیں تیار کر کے موصل کے لئے روانہ ہوئے ناصر الدولہ کی ان دونوں سے خط و کتابت شروع ہوئی۔ آخر کا ۳۳۳ھ کے آخر میں شرائط طے ہو گئیں اور صلح نامہ مکمل اور مرتب ہو گیا خلیفہ مستکفی اور توزون بغداد کی جانب لوٹ گئے۔

توزون کی وفات اور ابن شیرزاد: اس واپسی کے بعد ہی توزون کا انتقال ہو گیا اس کے بعد امور سلطنت کا انتظام ابن شیرزاد کرنے لگا اس نے واصل کا گورنر ایک سپہ سالار کو متعین کیا اور تکریت کی حکومت پر ایک دوسرے سپہ سالار کو بھیجا جو سپہ سالار واسط کا گورنر بن کر گیا تھا اس نے معز الدولہ بن بویہ کو دربار خلافت کے حالات لکھ بھیجے اور بغداد پر قبضہ کرنے کی ترغیب دی۔ چنانچہ معز الدولہ بغداد آیا اور حکومت و خلافت پر قیام ہو گیا۔ اسی نے خلیفہ مستکفی کو تخت خلافت سے اتارا تھا اور مطیع کی خلافت کی بیعت لی تھی۔ اور سپہ سالار جو تکریت کا حکمران بن کر گیا تھا۔ ناصر الدولہ کے پاس موصل چلا گیا اور اس کے رفقاء میں شامل ہو گیا ناصر الدولہ نے اس کو اپنی جانب سے تکریت کی حکومت عطا کر دی۔

ابن حمدان اور ابن بویہ: جس وقت ”معز الدولہ بن بویہ“ نے دار الخلافہ بغداد پر قابض ہو کر خلیفہ مستکفی کو معزول کیا ناصر الدولہ بن حمدان کو اس سے سخت ناراضگی پیدا ہو گئی اور وہ فوجیں آراستہ کر کے موصل سے عراق کی جانب روانہ ہو گیا۔ اور معز الدولہ نے یہ خبر پا کر اپنے سپہ سالاروں کو ناصر الدولہ کے مقابلہ پر روانہ کر دیا دونوں فوجوں کا ”مقام عکرا“ میں مقابلہ ہوا۔ سخت اور خونریز جنگ ہوئی۔ معز الدولہ خلیفہ مطیع کے ساتھ عکرا کی طرف روانہ ہوا۔

ابن شیرزاد اور ناصر الدولہ: اس وقت ابن شیرزاد بغداد میں تھا اور وہیں انتظام کی غرض سے مقیم رہا۔ پھر وہ ان لوگوں کی روانگی سے بعد

① یہاں قتل و مکتوبوں میں لکھا ہے۔ مگر ”الجوم الزاھرہ“ میں یوں مذکور ہے کہ اس نے جنگ کی اور اسے شکست دے کر حلب چھین لیا۔ پھر اسے خلیفہ مستکفی کا تختہ الٹنے کا ”مطیع اللہ“ کے خاندان بننے کی اطلاع ملی، پھر اشید دمشق واپس چلا گیا۔ ② مورخین کا اتفاق ہے کہ ”بویہ“ دور میں بنی خلافت عباسیہ محض نام کی خلافت رہ گئی تھی ان کا اپنا رعب اور دبہ ختم ہو رہا تھا، ابن امیر کے پاس چلا گیا تھا، اور محض بنو بویہ ہی خلافت کے غبارے سے ہوا رعب نکالنے والے نہ تھے بلکہ بتدریج ترکی اور عجم عنصر کے نفوذ نے اسے یہاں تک پہنچا دیا تھا۔

ناصر الدولہ سے جامہ اور اس کی فوجوں کو لا کر داخل کر لیا چنانچہ ناصر الدولہ کی فوج نے مغربی بغداد میں پڑاؤ کیا اور خود ناصر الدولہ مشرقی بغداد مقیم رہا چونکہ بغداد سے سسہ آمدورفت منقطع ہو گیا تھا اس لئے معز الدولہ اور خلیفہ مطیع کی لشکرگاہ میں مہنگائی شروع ہو گئی اور موصل سے رسد و غنہ جاری رہنے کی وجہ سے ناصر الدولہ کی فوج کو اس کا احساس تک نہ ہوا۔

ناصر الدولہ کی شکست: اس کے علاوہ ابن شیرزاو نے یہ کیا کہ معز الدولہ اور ولیم سے اہل بغداد کے خلاف امداد طلب کی اس سے اور بھی معز الدولہ کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے ہو گئے اس نے اہواز کی جانب واپس چلے جانے کا ارادہ کیا مگر پھر کچھ سوچ سمجھ کر اپنے ساتھیوں کو بالائے دہلی جانب جانے کا اشارہ کیا۔ ادھر ناصر الدولہ کی فوج نے بڑھ کر ان سے مقابلہ شروع کر دیا۔ تھوڑے سے آدمی ناصر الدولہ کے دستے میں رہ گئے۔ دینم کے بہادروں کو موقع مل گیا قریب ترین مقام سے ”ناصر الدولہ“ کے سر پر پہنچ گئے اور اس کو شکست دے دی۔ چنانچہ معز الدولہ نے مشرق بغداد پر قبضہ کر لیا و مطیع اپنے مجلس میں محرم ۳۳۵ھ میں دوبارہ واپس آ گیا۔

ناصر اور معز کی صلح: ناصر الدولہ عکبر واپس چلا گیا۔ مصالحت کی گفتگو شروع کی تو زونی ترکوں کو ناصر الدولہ کا یہ فعل ناگوار گزرا۔ چنانچہ سب نے مشورہ کر کے اس کے قتل پر کمر باندھ لی ناصر الدولہ کو اس بات امر کا احساس ہو گیا۔ چنانچہ نہایت تیزی سے موصل کی جانب کوچ کر دیا اس کے ہمراہ ابن شیرزاو بھی تھا۔ اس کے بعد معز الدولہ کے ساتھ اس کی صلح ہو گئی۔

سیف الدولہ کا دمشق پر قبضہ: ۳۳۵ھ میں اشید، ابوبکر محمد بن طغ مصر و شام کے حاکم کا انتقال ہو گیا۔ چنانچہ حکومت و ریاست کی کرسی پر اس کے بعد اس کا بیٹا ابوالقاسم انو جو رہ بیٹھا۔ یہ ایک نو عمر شخص تھا اس پر کافور اسود جو اس کے باپ کا غلام تھا حاوی ہو گیا۔ سیف الدولہ اس واقعہ کی اطلاع پا کر دمشق آیا اور اس پر قابض ہو گیا۔ کچھ عرصے بعد اہل دمشق کو سیف الدولہ سے بدظنی پیدا ہو گئی اور ان لوگوں نے کافور کو بلوایا۔

سیف الدولہ کا دمشق سے فرار: سیف الدولہ کو اس کی خبر مل گئی لہذا فوراً دمشق سے حلب کی طرف بھاگ لیا اہل دمشق نے تھوڑی دور تک تعاقب کیا۔ مگر سیف الدولہ نے جزیرہ کی جانب قدم بڑھائے اور انو جو رہ حلب میں مقیم رہا اس کے بعد انو جو رہ اور سیف الدولہ کی صلح ہو گئی انو جو رہ مصر کی جانب لوٹ گیا اور سیف الدولہ حلب کی لوٹ آیا اور کافور نے تھوڑے دنوں دمشق کی حکومت پر ”بدراشیدی“ کو متعین کیا پھر بعد ایک سال کے اس کو معزول کر کے ابوالمظفر طغیح کو حکومت عطا کر دی۔

ناصر الدولہ اور ترکوں کا اختلاف: جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں ناصر الدولہ کے لشکر میں ترکوں کا ایک گروپ تھا جو کہ تو زون کے ساتھیوں میں سے تھا اور وہ اس سے ناراض ہو کر ناصر الدولہ کے پاس آ گئے تھے چنانچہ جب ناصر الدولہ اور معز الدولہ کے درمیان مصالحت کا سلسلہ شروع ہوا تو ان ترکوں نے ناصر الدولہ کے اس فعل سے ناراض ہو کر ہنگامہ کر دیا اور ناصر الدولہ پر قتل کرنے کے غرض سے ٹوٹ پڑے ناصر الدولہ ان لوگوں کے پنجہ سے خود کو بچا کر مغربی ساحل عبور کر گیا۔ اور ۱ قریط نے اس کو پناہ دے دی اور اس کو ایک مقام محفوظ تک پہنچا دیا۔

تکلیف شیرازی: ان لوگوں میں جو ناصر الدولہ کے ہمراہ تھے ایک ابن شیرزاو بھی تھا ناصر الدولہ نے کسی مصلحت سے اس کو گرفتار کر لیا پھر ترکوں نے متحد ہو کر تکلیف شیرازی کو اپنا امیر بنایا اور جو لوگ ناصر الدولہ کے ہمراہیوں میں سے چھڑ گئے تھے ان لوگوں کو گرفتار کر لیا اور ناصر الدولہ کا موصل تک تعاقب کرتے چلے گئے۔ ناصر الدولہ نے موصل سے نکل کر نصیبین کا راستہ لیا چنانچہ ترکوں نے موصل پر قبضہ کر لیا۔ پھر ناصر الدولہ نے معز الدولہ سے ترکوں کی زیادتیوں کی شکایت کی اور امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ معز الدولہ نے اپنے وزیر ابوجعفر ضمیری کے ساتھ ناصر الدولہ کی کمک پر فوجیں روانہ کیں۔

تکلیف کی گرفتاری: ادھر ترکوں نے موصل سے نکل کر ناصر الدولہ کے تعاقب میں نصیبین کی طرف قدم بڑھائے سیف الدولہ یہ خبر سن کر سنجاہ چلا گیا پھر وہاں سے حدیبہ اور حدیبہ سے سن چلا گیا۔ ترکوں کا گروہ اس کے تعاقب میں تھا اس مقام پر فوجیں موجود تھیں انہوں نے ترکوں کو روکا تو باہم

ٹرائیاں ہوئیں جس میں ترکوں کو شکست ہوئی اور ان کا سردار تکین گرفتار ہو گیا، جسے ناصر الدولہ کے پاس بھیج دیا گیا ناصر الدولہ نے اسی وقت اس کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروادیں اور جیل میں ڈال دیا۔ اس کے بعد ضمیری کے ساتھ موصل آیا اور ابن شیرزاد کو ضمیری کے حوالہ کر دیا ضمیری اس کے ساتھ بغداد چلا گیا۔

جمان کی بغاوت جمان نامی ایک شخص تو زون کا مصاحب تھا جو ترکوں کے ہمراہ ناصر الدولہ بن حمدان کے پاس آ گیا تھا۔ چنانچہ جب معز الدولہ اور ناصر الدولہ کی بغداد میں معرکہ آرائیاں ہونے لگیں تو ناصر الدولہ نے اس سے مشکوک و مشتبہ ہو کر دیلمیوں کے ایک گروپ کے ساتھ مصیبت جبہ کی حکومت کو مدد کر کے رجبہ بھیج دیا۔ مگر رجبہ پہنچ کر اس کا اقتدار بڑھ گیا۔ ۳۳۶ھ میں اس نے ناصر الدولہ سے بغاوت کر دی اور دیر مضر پر قبضہ ہو جانے کا مدعی بن گیا چنانچہ فوجیں تیار کر کے رقبہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ سترہ دن تک اس کا محاصرہ کئے رہا پھر وہاں سے شکست کھ کر واپس آیا اس کی فوج حاضری میں ۱۱۰۰۰ رجبہ نے اس کے ہمراہیوں اور عمال کو ان کی بدچلتی اور بداطواری کی وجہ سے گھیر کر مار ڈالا۔

جمان کی شکست اور موت: پھر جب یہ رقبہ سے واپس آیا اور ان حالات سے مطلع ہوا تو اہل رجبہ پر سختی شروع کر دی اور قتل و غارتگری کرنے لگا۔ اس دوران ناصر الدولہ بن حمدان نے جمان کی سرکوبی کے لئے ایک فوج اپنے صاحب (لارڈ جیمبرلین) باروخ کے ساتھ روانہ کی دریائے فرات پر دونوں فوجوں کی ٹکرائی ہوئی بالآخر جمان کو شکست ہو گئی اسی دوران جمان دریائے فرات میں ڈوب کر مر گیا۔ اور اس کے ساتھیوں نے باروخ سے امن کی درخواست کی باروخ نے ان لوگوں کو امن دے دیا اور فتحیابی کا جھنڈا لئے ہوئے ناصر الدولہ کی طرف لوٹ گئے۔

ناصر الدولہ اور معز الدولہ کی جنگ: ان واقعات کے بعد ناصر الدولہ بن حمدان اور معز الدولہ بن بویہ میں پھر ان بن ہو گئی۔ دھرم معز الدولہ نے ۳۳۵ھ میں ناصر الدولہ سے جنگ کے لئے دار الخلافہ بغداد سے کوچ کیا ادھر ناصر الدولہ نے موصل سے نصیبین کی جانب قدم بڑھائے معز الدولہ نے پہلے ہی موصل پر قبضہ کر لیا اس سے رعایا کو بے حد تکالیف کا سامنا کرنا پڑا طرح طرح کے ظلم ان پر کئے گئے ان کا مال و سبب بھی لوٹ لیا گیا۔ معز الدولہ نے ناصر الدولہ کے سارے علاقوں پر قبضہ کر لینے کا پکا عزم کر لیا تھا۔

ناصر اور معز کی صلح: اس دوران یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ خراسان کی فوج نے جرجان اور رے کا رخ کیا ہے۔ اسی وقت اس نے اپنے بھائی رکن الدولہ کو ایک فوج کا افسر مقرر کر کے خراسان کی طرف روانہ کر دیا اس کے بعد ناصر الدولہ نے چوسٹھ ہزار درہم سالانہ خراج ادا کرنے پر موصل، جزیرہ و شام کی حکومت حاصل کی اور صلح کر لی شرائط صلح میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ مساجد میں اس کے اور اس کے بھائیوں رکن الدولہ اور عماد الدولہ کے ناموں کے خیمے پڑھے جائیں۔ صلح نامہ لکھے جانے اور مرتب ہونے کے بعد معز الدولہ ماہ ذی الحجہ ۳۳۵ھ میں بغداد واپس چلا گیا۔

رومیوں سے سیف الدولہ کی جنگیں: سرحدی علاقوں کی حکومت سیف الدولہ بن حمدان کے قبضہ میں تھی اور وہاں کے انتظامی امور کے سیدہ وسفید کا اختیار اس کو حاصل تھا ۳۳۵ھ میں دو ہزار قیدیوں کی رہائی پر نصر نملی کے ذریعے رومی عیسائیوں سے صلح ہو گئی تھی مگر رومیوں نے اگلے سال ۳۳۶ھ میں بد عہدی کی اور شہر واسرغین میں داخل ہو کر خوب ظلم و ستم کئے تین دن تک وہاں لوٹ مار کرتے رہے۔ رومی عیسائیوں کی تعداد آٹھ ہزار تھی و مستحق ان کا سردار تھا ۳۳۷ھ میں سیف الدولہ نے اس پیش قدمی کا بدلہ لینے کے لئے بلا دروم پر جہاد کے ارادے سے چڑھائی کر دی۔ رومی فوجیں مقابلہ پر آئیں اور گھمسان لڑائی ہوئی جس میں ان لوگوں نے اسے شکست دے دی۔ پھر رومیوں نے عرش پہنچ کر محاصرہ کر لیا اور اس پر قابض ہو کر طرسوس ① کی جانب بڑھے رومیوں کی اہل طرسوس سے متعدد لڑائیاں ہوئیں۔

رومی علاقوں پر حملہ: انہیں واقعات پر یہ سال پورا ہو جاتا ہے اور فریقین کی قسمتوں کا آخری فیصلہ یوں ہی نامتام باقی رہ جاتا ہے کہ اس دوران ۳۳۸ھ کا دور آ جتا ہے سیف الدولہ اپنی فوج ظفر موح لئے ہوئے یلغار کر کے رومی مقبوضات میں گھس جاتا ہے۔ چاروں طرف ہنگامہ نمونہ حشر برپا

① ابن اور دی نے اپنی تاریخ کے جلد ۱ صفحہ ۴۲۲ پر لکھا ہے۔ یہاں سیف الدولہ اقلہ "برزیہ" موجود تھا۔

ہو گیا بہت سے قلعے بزور تیغ فتح کر لئے اور بیشمار مال غنیمت ہاتھ آیا اور ہزاروں کو گرفتار کر کے لوٹدی اور غلام بنالیا۔

سیف الدولہ پر رومی حملہ: پھر جب سیف الدولہ روم سے واپس آیا تو رومیوں نے ناکہ بندی کر لی اور نہایت سختی سے عساکر اسلامیہ کو پامال کرنے لگے۔ کچھ قید ہوئے اور کچھ قتل کئے گئے۔ جس قدر مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ لگا تھا وہ عیسائیوں نے واپس چھین لیا سیف الدولہ سختی کے چند آدمیوں کے ساتھ زندہ بچ کر نکل آیا۔

رومیوں سے بدلہ: اس جنگ کے بعد کچھ عرصے خاموشی کا زمانہ رہا ۳۴۱ھ میں عیسائیوں نے پھر پیش قدمی شروع کر دی۔ اور شہر سروج کو غنیمت میں لوٹ لیا۔ اس کی خبر سیف الدولہ ① کو ملی تو اس نے اپنی فوج مرتب کر کے ۳۴۳ھ میں رومی علاقوں میں جہاد کیا اور نہایت سختی کے ساتھ ان کو پامال کرنے لگا اپنے گزشتہ نقصانات کی اس جہاد کے مال غنیمت سے تلافی کر لی۔

قسطنطین بن دمشق کا قتل اور جنگ: انہیں لڑائیوں میں قسطنطین ② بن دمشق بھی قتل کیا گیا دمشق کو اس واقعہ جانکاہ سے بے حد صدمہ ہوا چنانچہ مقام کے جوش میں روم، روس اور بلغاریہ کی فوجیں حاصل کیں اور سرحدی بلاد اسلامیہ کا رخ کر لیا سیف الدولہ کو اس کی خبر لگ گئی اس نے بھی عساکر اسلامیہ کو مجتمع کر کے دمشق سے مقابلے کے خیال سے خروج کر دیا۔ حرث کے قریب دونوں کا مقابلہ ہوا سخت اور خونریز جنگ کے بعد رومیوں کو شکست ہو گئی مسلمانوں نے عیسائیوں کو قید و قتل کرنا شروع کر دیا چنانچہ ایک بڑا گروہ عیسائیوں کا قید ہو کر آیا جنہیں بعض عیسائی شاہزادے اور ان کے مذہبی پیشوا بھی تھے انہی قیدیوں میں دمشق کا داماد بھی تھا۔ سیف الدولہ فتیابی کا میابی کا سہرہ باندھے مال غنیمت اور قیدیوں کو واپس آیا جس قدر رومی علاقے راستہ میں ملے ان کو تاخت و تاراج کرتا ہوا اذہ کی جانب لوٹ آیا۔ چند دن وہاں مقیم رہا یہاں تک کہ اس کا گورنر طرسوس ③ ضرر خدمت ہوا سیف الدولہ نے اس کو انعام عطا کر کے حلب کی طرف لوٹ گیا۔

رومیوں کا دوبارہ حملہ: رومیوں کو اس جنگ اور غیر متوقع شکست سے بے حد ملال ہوا وہ پریشانی کے ساتھ اپنے شہروں کی طرف لوٹے اور کچھ ہی عرصے میں اپنی حالت کو درست کر کے طرسوس اور الرہا پر چڑھائی کر دی مسلمانوں کو ان کی اس نقل و حرکت کی اطلاع تک نہ تھی چنانچہ جی کھول کر عیسائیوں نے ان شہروں کے سوا اور گروہوں کو لوٹا اور پامال کیا بہت سے مسلمانوں کو گرفتار کر کے واپس چلے گئے۔

سیف الدولہ کی انتقامی کاروائی: سیف الدولہ نے عیسائیوں کو اس پشیمانی کی سزا دینے کے لئے ۳۴۶ھ میں بلاد روم پر جہاد کے ارادے سے حملہ کیا۔ اور خوب سختی سے کام لیا ہزاروں قصبے اور دیہات اجڑ گئے متعدد قلعے فتح ہوئے عساکر اسلامیہ کے ہاتھ مال غنیمت سے مالا مال ہو گئے۔ قیدیوں اور مال غنیمت کی کوئی انتہا نہ تھی الغرض سیف الدولہ قتل و غارت کرتا ہوا آخر سنہ تک پہنچ گیا اور اپنی فتیابی کا جھنڈا آخر سنہ میں گاڑ کر لوٹ آیا واپسی کے وقت رومی عیسائیوں نے ناکہ بندی کر لی اہل طرسوس نے رائے دی کہ چونکہ رومی عیسائیوں نے ان راستوں کی ناکہ بندی کر لی ہے جس سے آپ روم میں داخل ہوئے تھے اس لئے مناسب ہوگا کہ ہم لوگوں کے ساتھ آپ تشریف لے چلیں مگر سیف الدولہ نے اہل طرسوس کی رائے کا کچھ خیال نہ کیا اور نہ ان کے ساتھ واپس ہوا۔

سیف الدولہ کی فتح کے بعد شکست: آخر کار نتیجہ یہ نکلا کہ عیسائیوں نے چاروں طرف سے آ کر سیف الدولہ کو گھیر لیا۔ اور جتنا مال غنیمت رومی عیسائیوں سے عساکر اسلامیہ کے ہاتھ لگا تھا اس کو پھر انہوں نے واپس چھین لیا۔ ایک مختصر جماعت کے ساتھ جو تین سو سے متجاوز نہ تھی بڑی مشکلی سے اپنے دار الحکومت واپس آیا اس کے بعد ۳۵۰ھ میں سیف الدولہ کا ایک سپہ سالار جو اس کے آزاد غلاموں سے تھا میا فارقین کی طرف سے روم میں داخل ہوا۔ اور بہت سا مال غنیمت اور ہزاروں قیدی لے کر حجاج و سالم واپس آ گیا۔

① عقد الحمان، سید یہ و انھیہ، تاریخ الاسلام اور شذرات الذہب جیسی تاریخوں میں اس واقعے کے بارے میں لکھا ہے کہ اس میں قسطنطین گرفتار ہوا تھا۔ ابہت ابن خلدون نے قتل کا ذکر کیا ہے۔ چند لائن آگے آ رہا ہے۔ ② قسطنطین کے قتل یا گرفتاری کا اختلاف گزشتہ حاشیہ میں ملاحظہ کریں۔ (شاء اللہ محمود)

ناصر الدولہ اور معز الدولہ کی ناجانی:۔۔۔ ناصر الدولہ اور معز الدولہ بن بویہ کی صلح اور خراج دینے کے وعدے کا بیان ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں۔ اس صلح کے تھوڑے دنوں بعد ناصر الدولہ نے بد عہدی کی اور مخالفت کا جھنڈا بلند کر دیا۔ یہ سال آدھا گزرا تھا کہ معز الدولہ نے ناصر الدولہ پر حملہ کر دیا اور پہنچتے ہی موصل پر قبضہ کر لیا ناصر الدولہ اس کو چھوڑ کر نصیبین چلا گیا اس کے عمال اور کمانڈر مال و اسباب اٹھالائے ناصر الدولہ نے ان لوگوں کو اپنے قلعوں زعفرانی و رکواسی میں ٹھہرایا اور عرب سے سازش کر کے معز الدولہ کے لشکر کی رسد بند کر دی اس لئے معز الدولہ کے شکرگاہ میں بچہ مہنگائی ہو گئی۔ مجبوزا معز الدولہ نے نصیبین کی جانب کوچ کر دیا اور سبکیٹین حاجب کبیر کو موصل کی حکومت پر چھوڑا گیا۔

ابوالرجاء اور عبداللہ: راستے میں یہ خبر ملی کہ ابوالرجاء اور عبداللہ بن ناصر الدولہ سنجار میں مقیم ہیں۔ یہ سنتے ہی سنجار کی جانب مڑ گیا۔ ابوالرجاء اور عبداللہ یہ خبر سن کر اپنا سارمال و اسباب چھوڑ کر بھاگ گئے معز الدولہ کے لشکر نے پہنچ کر ان دونوں کی خرگاہ کو لوٹ لیا اس کے بعد وہ دونوں معز الدولہ کے لشکرگاہ کی طرف لوٹے۔ معز الدولہ کا لشکر ادھر غارتگری میں مصروف تھا۔ ادھر دونوں بھائیوں نے بھی اپنی مٹھیاں گرم کر لیں۔ اور سنجار کی جانب دوبارہ وٹ گئے، معز الدولہ اس وقت قریب نصیبین پہنچ چکا تھا۔ اور ناصر الدولہ یہ خبر پا کر نصیبین سے ”میا فاروقین“ بھاگ گیا تھا۔ اس کے بہت سے ساتھیوں نے معز الدولہ سے امن حاصل کر لیا اور اس کے لشکر سے جا کر مل گئے۔ ناصر الدولہ اپنے بھائی سیف الدولہ کے پاس حبس چلا گیا۔ اور وہیں رہنے لگا۔

ناصر اور معز کی تیسری بار صلح: سیف الدولہ نے معز الدولہ سے اپنے بھائی ناصر الدولہ سے صلح کی تحریک شروع کی۔ معز الدولہ نے اس لئے کہ ناصر الدولہ نے ناحق عہد شکنی کی تھی صلح سے انکار کیا۔ چنانچہ سیف الدولہ نے ملک کے خراج کی دو کروڑ نو لاکھ کی ضمانت کر لی۔ معز الدولہ نے اس صلح کی بنا پر ناصر الدولہ کے ساتھیوں کو رہا کر دیا یہ واقعہ ماہ محرم ۳۲۸ھ کا ہے۔ چنانچہ اس صلح کے بعد معز الدولہ عراق کی جانب وٹ گیا اور ناصر الدولہ موصل کی طرف۔

رومیوں کا عین زربہ ۱: پر قبضہ: ماہ محرم ۳۵۱ھ میں دمشق نے پھر سر اٹھایا۔ رومی عیسائیوں کو جمع کر کے عین زربہ پر چڑھائی کر دی۔ پہلے اس پہاڑی پر قبضہ کر لیا جو کہ عین زربہ کے قریب تھی۔ اور اس سے کچھ بلندی پر واقع تھی اس کے بعد عین زربہ کا محاصرہ کر لیا، چاروں طرف سے قلعہ شکن جنگیں نصب کرائیں اور دن رات سنگ باری شروع کر دی۔ اہل شہر نے پریشان ہو کر امن کی درخواست کی، دمشق نے ان لوگوں کو امن دیا، اور کامیابی کے ساتھ شہر میں داخل ہو گیا۔

عین زربہ سے مکینوں کا اخراج: شہر میں داخل ہونے کے بعد اہل شہر کو امن دینے پر نامد ہوا۔ اس لئے کہ اہل شہر کا حال بے حد خراب اور اتر ہو گیا تھا۔ سارے شہر میں اعدان کرادیا کہ شہر کے سارے باشندے آج ہی اپنے اہل و عیال سمیت شہر چھوڑ کر مسجد قصبے چلے جائیں اس اعدان سے سارے شہر میں بھگدڑ مچ گئی ایک بڑا گروہ بھڑکی وجہ سے شہر پناہ کے دروازوں پر چل کر ہلاک ہو گیا۔ کچھ لوگ راستوں میں جاں بحق ہو گئے دوسرے وقت تک باقی لوگوں میں سے جتنے لوگ شہر میں پائے گئے وہ مار ڈالے گئے۔ رومی عیسائیوں نے اہل شہر کے مال و اسباب پر قبضہ کر لیا اور شہر پناہ کی فحشوں کو گرا دیا۔

دیگر فتوحات: عین زربہ کے علاوہ اسی سلسلہ میں تقریباً چون قلعے عیسائیوں نے فتح کر لئے۔ بیس دن کے قیام کے بعد دمشق و پس لوٹ گیا۔ اور اپنی فوج کو قیس رہ میں چھوڑ گیا۔ چونکہ ابن الزیات والی طرسوس نے سیف الدولہ بن حمدان کے نام کا خطبہ بند کر دیا تھا اس لئے دمشق نے یہ خیال کر کے کہ سیف الدولہ اس کے ساتھ ہمدردی نہیں کریگا۔ جاتے جاتے اس سے معروض ہوا اور لڑائی چھیڑ دی اس کا بھائی انہیں معرکوں میں مار گیا۔ اہل شہر نے سیف الدولہ کے نام کا خطبہ پھر پڑھنا شروع کر دیا اور اس کی حکومت اور اس کے اقتدار کو تسلیم کر لیا ابن الزیات گھبرا کر نہر میں کود گیا اور ڈوب کر مر گیا۔

حبس پر دمشق کا قبضہ: اس واقعہ کے بعد دمشق سرحدی علاقوں کی جانب گیا اور نہایت تیزی سے حلب کی جانب بڑھا۔ سیف الدولہ

۱ عین زربہ، مصیفہ کنوچ میں ایک شہر ہے۔ اسے رومیوں نے بٹھایا تھا۔ مگر بعد میں سیف الدولہ نے بازیاب کر لیا۔ بحکم البلدان

فوجیں حاصل نہ کر سکا۔ اپنے تھوڑے سے ساتھیوں کو لے کر مقابلہ پر آیا مگر عیسائیوں نے اسے شکست دیدی۔ آل حمدان کو انتہائی بے رحمی سے پامال کیا گیا۔ دمشق نے ان تمام چیزوں پر جو سیف الدولہ کے حلب سے باہر ایک محل میں تھیں قبضہ کر لیا۔ بہت سامان و اسباب ہاتھ آیا آلات حرب کی کوئی حد نہ تھی۔ دمشق نے ان چیزوں پر قبضہ کرنے کے بعد محسرا کو مسہار کر دیا اور اگلے دن شہر حلب کے محاصرہ پر فوج کو متعین کیا اہل شہر نے بھی مقابلے کے لئے کمر ہمت باندھ لی۔

حلب میں لوٹ مار۔ دمشق نے اپنے مورچہ کو مصلحتاً ”کوہ حبوش“ پر لے جا کر قائم کیا۔ اور رسد و غلہ کی آمد رفت بند کر دی جس سے شہر کے اندر وٹ اور غارتگری شروع ہو گئی لوگ اپنا مال و اسباب بچانے کے لئے لڑنے بھڑنے لگے۔ فتنہ و فساد کو ختم کرنے کے لئے محافظین شہر پناہ کی توجہ اس جانب مبذول گئی۔ چنانچہ دمشق نے اس بات کا احساس کر کے شہر پناہ پر قبضہ کر لیا اور انتہائی آسانی سے شہر کے اندر اپنی فوج کو اتار دیا پھر کیا تھا سارے شہر پر عیسائیوں کا قبضہ ہو گیا۔ ان عیسائی قیدیوں نے بھی نزعہ کر دیا جو حلب میں قید تھے قتل و غارتگری کا بازار گرم ہو گیا۔

مسلمانوں کی بے کسی: تقریباً دس ہزار مسلمان قید کر لئے گئے۔ جن میں چھوٹے چھوٹے لڑکے اور نہایت کم سن کم سن لڑکیاں بھی تھیں۔ مال و اسباب جتنی روٹی لے جاسکے لے گئے باقی کو جلا کر خاک کر دیا۔ باقی مسلمانوں نے شہر کے ایک قلعہ میں جا کر پناہ لی اور چاروں طرف سے قلعہ بندی کر لی۔

بھانجے کے قتل کے بدلے بارہ سو مسلمانوں کا قتل: عیسائی بادشاہ کا بھانجا قلعہ کی طرف محاصرہ کی غرض سے بڑھا۔ اہل قلعہ نے منجنيق کے ذریعہ سے ایک پتھر کھینچ کر مارا اتفاق سے یہ پتھر اس کے سر پر لگا فوراً ٹپ کر مر گیا۔ دمشق عیسائی بادشاہ نے اس لئے ان تمام مسلمان قیدیوں کو جو اس کے قبضہ میں تھے جنکی تعداد بارہ سو تھی آنکھوں کے سامنے قتل کر دیا اور محاصرہ اٹھا کر واپس چلا گیا سواد اور مضافات حلب کو نہیں چھیڑا اور اس امید پر کہ سندھ میرا چچا زاد بھائی ان لوگوں کو اپنے ظلم و ستم کا شکار بنانے آئے گا۔ اور شہر کو آباد کرنے کا حکم دیا مگر اللہ تعالیٰ نے اس کی امید پوری نہ ہونے دی۔

عین زربہ کی واپسی: سیف الدولہ نے شکست کے بعد اپنی فوج کی حالت درست کی اور ”عین زربہ“ کو عیسائیوں کے قبضہ سے چھین لیا۔ اس کی شہر پناہ درست کروائی۔ اس کے حاجب نے اہل طرسوس کو مرتب کر کے روم پر فوج کشی کی اور ان کے علاقوں کو تاخت و تاراج کر کے واپس آیا رومیوں نے یہ خبر پا کر قلعہ سبتہ پر چڑھائی کر دی اور اس پر قابض ہو گئے۔ اس کے بعد قلعہ ”دلوک“ پر بھی قبضہ کر لیا اس کے علاوہ اور تین اور قلعوں کو بھی دبا دیا جو اس کے قریب و جوار میں تھے۔

رومیوں میں بغاوت: اس کے بعد نجا (سیف الدولہ کا غلام) قلعہ زیاد پر حملہ آور ہوا۔ رومیوں کے ایک گروہ سے بڑ بھینٹ ہوئی میدان نجا کے ہاتھ رہا رومی شکست کھا کر بھاگ گئے۔ تقریباً پانچ سو عیسائی گرفتار ہوئے۔ اسی سال ابو فراس بن سعید بن حمدان ① گورنر پنج کو عیسائیوں نے گرفتار کر لیا۔ اسی سال رومیوں کا لشکر دریا کے راستے جزیرہ قریطش کی طرف گیا۔ معز نے اہل جزیرہ کی کمک پر فوجیں روانہ کیں سخت اور خونریز جنگ کے بعد رومیوں کو شکست ہو گئی ایک بڑا گروہ گرفتار کر لیا گیا باقی لوگ بھاگ کھڑے ہوئے۔ ۳۵۲ھ میں رومیوں نے بلوہ کر کے اپنے بادشاہ کو قتل کر دیا اور ایک غیر شخص کو حکومت کی کرسی پر بٹھا دیا۔

اہل حران کی بغاوت: سیف الدولہ نے اپنے بھائی ناصر الدولہ کے بیٹے ”بہتہ اللہ“ کو دیار مصر وغیرہ کی حکومت پر مقرر کیا تھا اس نے اہل دیار مصر کے ساتھ بڑے برتاؤ کئے۔ تاجروں کے مال و اسباب کو ظلم و ستم چھین لینے لگا۔ رؤسا اور امراء پر طرح طرح کے ٹیکس مقرر کئے اہل شہر وقت اور موقع کا انتظار کرنے لگے۔ چنانچہ جب یہ اپنے چچا سیف الدولہ کے پاس چلا گیا تو اہل شہر نے اس کے مال اور تاجروں پر حملہ کر دیا اور ان لوگوں کو رہا کر دیا۔ بہتہ اللہ ان واقعات کی اطلاع پا کر ان لوگوں کی سرکوبی کیلئے ان لوگوں کی طرف روانہ ہو گیا۔ دو ماہ کا اہل ان کا محاصرہ کئے ہوئے قتل

① ابو فراس حارث بن سعید بن حمدان بڑا ادیب انسان تھا۔ فوج میں پیدا ہوا تھا۔ اسے اہل روم نے زخمی حالت میں گرفتار کیا تھا۔ لہذا یہ چند سال قسطنطنیہ میں رہا پھر اسے سیف الدولہ نے تاون دے کر آزا کر لیا۔ اس کا شعری دیوان بھی ہے۔ صفحہ ۳۵۷ مجمل البلدان عمر رضا کمالہ

وغارت کرتا رہا اس کے بعد سیف الدولہ واقعات سے مطلع ہو کر پہنچ گیا۔ چنانچہ اہل شہر نے اطاعت کی گردن جھکا دی اور ”ہبتہ اللہ“ کوشہ میں داخل کر لیا۔ ہبتہ اللہ نے بھی شہر میں داخل ہوتے ہی قتل عام کا حکم دے دیا۔ تھوڑی سی دیر میں بغاوت فرو ہو گئی۔

ہبتہ اللہ کی بغاوت:۔ اسی سال سیف الدولہ نے موسم گرما میں اپنی فوجیں رومی علاقوں پر جہاد کی غرض سے روانہ کیں چنانچہ اہل طرسوس ایک سرحد سے داخل ہوئے دوسری سرحد کی طرف سے ”نجا“ نے قدم بڑھایا اور چونکہ سیف الدولہ اس سے دو سال پہلے سے فالج میں مبتلا ہو گیا تھا اس لئے علاج کے لئے ایک سرحد پر اس نے بھی پڑاؤ کر دیا۔ اہل طرسوس نے نہایت مستعدی سے اپنے فرائض ادا کئے جہاد کرتے ہوئے قونیہ تک پہنچے اور کامیابی کے ساتھ مال غنیمت لے کر واپس آئے۔

سیف الدولہ کی موت کی افواہ:۔ چنانچہ سیف الدولہ بھی حلب کی جانب لوٹ گیا اور اور تکلیف کی اس حد تک زیادتی ہوئی کہ وہوں نے اس کی موت کی خبر اڑادی اس کے بھائی کا بیٹا ہبتہ اللہ حکمرانی کے شوق میں اٹھ کھڑا ہوا اور ابن نجا عیسائی کو جو کہ سیف الدولہ کا غلام تھا قتل کر دیا اور جب اس کو اپنے چچا کی زندگی کا یقین ہو گیا تو حران کی جانب بھاگ گیا اور وہاں پہنچ کر قلعہ نشین ہو گیا سیف الدولہ نے اس کے تعاقب پر نجا کو، مور کیا چنانچہ نجا ہبتہ اللہ کی تلاش اور گرفتاری کے لئے حران میں آیا۔

ہبتہ اللہ کا فرار:۔ ”ہبتہ اللہ“ یہ خبر پا کر اپنے باپ کے پاس موصل چلا گیا اور ”نجا“ نے آخری شوال ۳۵۲ھ میں حران میں قید کر دیا اور اہل حران سے دس لاکھ درہم بطور تادان اور جرمانہ کے پانچ دن کے اندر زبردستی وصول کئے۔ اہل حران نے اپنے قیمتی قیمتی سامان فروخت کر دیئے درجاء وطن ہو کر ”میا فارقین“ چسے گئے۔

ابوالورد کا قتل:۔..... آپ اوپر پڑھ چکے ہو کہ ”نجا“ کو جو کچھ اہل حران کے ساتھ کرنا تھا کر چکا اور ان کے مال و اسباب پر زبردستی قابض ہو گیا اس سے اس کی قوت بڑھ گئی اور خیالات میں معقول طور سے تبدیلی واقع ہو گئی فوجیں تیار کر کے ”میا فارقین“ کی طرف روانہ ہو گیا۔ اور ہداد آرمینہ کا رخ کیا۔ اکثر آرمینہ کے علاقوں پر عراق کا ایک شخص جو ”ابوالورد“ کے نام سے معروف و مشہور تھا ایک مدت سے قابض تھا۔ ”نجا“ نے ابوالورد کو زیر کر کے اس کے مقبوضہ علاقوں، قلعوں اور شہروں پر قبضہ کر لیا۔ خلاط اور ملاذ کو پر قابض ہو گیا اور ابوالورد کا بہت سا مال و اسباب ضبط کر کے اس کو رہا کر دیا۔

نجا کی بغاوت اور قتل:۔..... ان واقعات کے بعد ”نجا“ نے سیف الدولہ کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا۔ اتفاق سے اسی زمانہ میں معز الدولہ بن بویہ نے موصل اور نصیبین پر قبضہ کر لیا تھا۔ چنانچہ ”نجا“ نے بنی حمدان کے مقابلہ پر اس سے مدد مانگی۔ اس کے بعد ناصر الدولہ نے صلح کر لی، اور معز الدولہ بغداد کی جانب لوٹ گیا۔ چنانچہ سیف الدولہ نے ”نجا“ سے مقابلے کے لئے اپنی فوج کو کوچ کا حکم دے دیا۔ مگر ”نجا“ مقابلہ سے بھاگ کھڑا ہوا۔ سیف الدولہ نے ان تمام علاقوں پر جنکو نجا نے ابوالورد سے چھین لیا تھا قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد نجا اور اس کے بھائیوں اور اس کے ساتھیوں نے سیف الدولہ سے امن کی درخواست کی سیف الدولہ نے ان کو امن دے دیا اور نجا کو بدستور اس کے عہدے پر بحال رکھا۔ اس واقعہ کے بعد ۳۵۳ھ کے آخر ۳۵۳ھ میں ”نجا“ پر ”میا فارقین“ میں اس کے ایک غلام نے رات کے وقت اسی کے مکان میں حملہ کر کے اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔

معز الدولہ کی پیش قدمی:۔ ناصر الدولہ اور معز الدولہ کے درمیان دس لاکھ درہم سالانہ پر مصالحت ہو گئی تھی بعد اس کے ناصر الدولہ نے یمن میں اپنے بیٹے ابو ثعلب مظفر کے جانے کی اجازت طلب کی۔ لیکن معز الدولہ نے اس درخواست کو منظور نہیں کیا اور فوجیں مرتب کر کے ۳۵۳ھ کے درمیان میں موصل کی جانب کوچ کر دیا ناصر الدولہ یہ خبر پا کر ”نصیبین“ چلا گیا۔ معز الدولہ نے پہنچتے ہی موصل پر قبضہ کر لیا اور پھر موصل سے ناصر الدولہ کے تعاقب میں روانہ ہوا اور وائگی کے وقت موصل کے مالی اور جنگی محکموں پر اپنی جانب سے الگ الگ نائب مقرر کرنا گیا۔

نصیبین پر معز کا قبضہ:۔ ناصر الدولہ کو ”نصیبین“ میں بھی چین سے بیٹھنا نصیب نہ ہوا، اس نے معز الدولہ کی آمد کی خبر پا کر نصیبین کو خان کر دیا۔ معز الدولہ نے پہنچ کر نصیبین پر بھی قبضہ کر لیا ان واقعات کے دوران ابو ثعلب کو موقع مل گیا فوراً موصل پر پہنچ گیا اور غارتگری اور قتل کا ہنگامہ برپا کر دیا۔

اس کے اطراف وجوانب میں غارتگری شروع کر دی یا معز الدولہ کے سپہ سالاروں اور عمال نے ابوالغلب کے حملوں کا مقابلہ کیا اور اس شکست فاش دیدی اس سے معز الدولہ کے دل کو اطمینان حاصل ہوا اور قیام پذیر ہو کر..... اس کے آئندہ کے اقدام کا انتظار کرنے لگا۔

ناصر الدولہ کی جنگ میں کامیابی:..... اس مرتبہ ناصر الدولہ موقع پا کر موصل آگیا اور معز الدولہ کے ساتھیوں اور کمانڈروں پر حملہ کر کے انہیں قتل کر دیا اور ان میں سے جو کمانڈروں کا سردار تھا اس کو قید کر لیا۔ مال و اسباب اور آلات حرب پر جو معز الدولہ موصل میں چھوڑ گیا تھا قبضہ کر لیا اور نہایت تیزی سے ساری چیزوں کو قلعہ ”کواسی“ میں اٹھالایا۔

معز و ناصر کی دوبارہ صلح:..... اس واقعہ کی اطلاع معز الدولہ تک پہنچی تو اسے بے حد صدمہ ہوا چونکہ ناصر الدولہ کی قوت بڑھ گئی تھی اور بہت سی پیچیدگیاں پیدا ہو گئی تھیں معز الدولہ اس مہم کو سرنہ کر سکا اس لئے صلح کا نامہ و پیام بھیجا اور ناصر الدولہ نے بھی پیغام صلح پا کر اپنی رضامندی ظاہر کی چنانچہ ناصر الدولہ اور معز الدولہ کے درمیان اس طور سے مصالحت ہو گئی کہ معز الدولہ نے ناصر الدولہ کو موصل، دیار اور بیجہ اور اس کے تمام صوبوں کی حکومت طے شدہ خراج دینے کی شرط پر دے دی ناصر الدولہ سے یہ وعدہ لے لیا گیا کہ صلح کے بعد ان قیدیوں کو رہا کر دے جو کہ اس کے قبضہ میں معز الدولہ کے ساتھی ہیں۔ غرض صلح نامہ مکمل اور مرتب ہونے کے بعد معز الدولہ بغداد کی جانب لوٹ گیا۔

رومیوں کا مصیصہ پر قبضہ:..... ۳۵۳ھ میں دمشق (عیسائی بادشاہ) نے لشکر روم کے ساتھ بلاد اسلامیہ کو تباہ کرنے کی غرض سے خروج کیا اور ”مصیصہ“ پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا اور نہایت شدت سے لڑائی شروع کر دی اس کے قصبوں اور مضافات کو جلا کر خاک و سیاہ کر دیا۔ شہر پناہ کی دیوار میں بہت بڑا اشکاف کر لیا اہل شہر انتہائی جدوجہد سے اس کا مقابلہ کر رہے تھے چنانچہ ایک حد تک ان کو کامیابی بھی ہو گئی۔

اذنہ اور طرطوسی پر ظلم و ستم:..... پھر دمشق نے ”مصیصہ“ سے اذنہ اور طرسوس کی جانب کوچ کر دیا۔ پھر ان کے اطراف وجوانب میں اس کا ظلم و ستم حد سے متجاوز ہو گیا۔ ہزاروں مسلمانوں کو تہ تیغ کیا۔ مہنگائی بہت بڑھ گئی خوراک کی اشیاء تقریباً ناپید ہو گئیں۔ سیف الدولہ کی پرانی بیماری پھر عود کر آئی جسکی وجہ سے وہ ان عیسائیوں کو سرکوبی کے لئے اٹھ نہ سکا۔ خراسان سے پانچ ہزار پیدل مجاہد جہاد کی غرض سے پہنچ گئے۔ سیف الدولہ نے ان کی بڑی آؤ بھگت کی اور ان لوگوں کے آجانے کی وجہ سے عیسائیوں کے مقابلے میں اٹھ کھڑے ہو اتفاق یہ کہ ان مجاہدین کے پہنچنے سے پہلے ہی رومی عیسائی اپنے علاقوں کی جانب واپس چلے گئے تھے چنانچہ ان مجاہدین کا گروہ گزائی و غلہ کی کمی کی وجہ سے سرحدی علاقوں میں متفرق اور منتشر ہو گیا۔

دمشق کی موت:..... رومی عیسائی پندرہ دن کے بعد پھر واپس آئے اور دمشق نے اہل مصیصہ، اذنہ اور طرسوس کو اپنی واپسی کی دھمکی دی اور ان کو جلا وطن ہو کر چلے جانے کی تاکید کی مگر ان لوگوں نے توجہ نہ کی تب دمشق پھر ان لوگوں کے پاس لوٹ آیا اور طرسوس کا محاصرہ کر لیا بہت بڑی لڑائی ہوئی۔ ہزاروں جانیں تلف ہوئیں مسلمانوں نے عیسائیوں کے ایک بطریق کو گرفتار کر لیا۔ پھر دمشق گھوڑے سے گر کر مر گیا۔ چنانچہ عیسائیوں نے ناکام ہو کر اپنے ملک کا راستہ لیا۔

یحضور شاہ روم کے حملے:..... اس کے بعد ”یحضور بادشاہ روم“ نے قسطنطنیہ سے ۳۵۴ھ میں اسلامی سرحدی علاقوں کی جانب خروج کیا اور قیساریہ کے نام سے ایک شہر آباد کر کے قیام پذیر ہو گیا۔ پھر چاروں طرف فوجیں روانہ کیں اہل مصیصہ اور طرسوس نے صلح کا پیغام بھیجا مگر رومی بادشاہ نے صلح کرنے سے انکار کر دیا اور خود فوج کے ساتھ مصیصہ روانہ ہو گیا اہل مصیصہ مقابلہ کی تاب نہ لائے اور رومی بادشاہ بزور جنگ شہر میں گھس گیا اور اس کو خوب پامال اور تاخت و تاراج کیا دہاں کے باشندوں کو رومی علاقوں کی طرف جلا وطن کر کے بھیج دیا۔ ان جلا وطنوں کی تعداد دو لاکھ تھی۔

طرطوس پر قبضہ: پھر وہ اس مہم سے فارغ ہو کر طرسوس گیا اور اہل طرسوس کو اس شرط پر امن دے کر شہر پناہ کے دروازے کھلوائے کہ وہ لوگ جن مال و اسباب لے جائیں اپنے ساتھ اٹھا کر لیجائیں اور طرطوس چھوڑ کر اٹھا کیے چلے جائیں۔ چنانچہ اہل طرطوس اس شرط کے مطابق طرطوس کو خیر آباد کہہ کر اٹھا کیے کی جانب روانہ ہو گئے۔ بادشاہ روم نے چند فوج ان کی نگرانی پر مامور کر دی تاکہ وہ اٹھا کیے کے سوا اور کسی طرف جانے نہ پائیں۔

اہل طرطوس جہاں وطنی کے بعد عیسائی بادشاہ طرسوس کی تعمیر اور آباد کاری کی جانب متوجہ ہوا اور ہر طرح سے اس کو مضبوط اور مستحکم بنانے کی تدبیریں کیں۔ گردنواح سے رسد و غلہ حاصل کر کے طرطوس میں جمع کر دیا۔ اور جب اس انتظام سے فراغت ملی تو قسطنطنیہ کی جانب لوٹ گئی۔ اس نے بعد و مسنق بن شمسیت نے سیف الدولہ کے مقابلے کے لئے میافارقین کا رخ کیا لیکن ”شاہ قسطنطنیہ“ نے اسے روک دیا۔

انطاکیہ اور حمص میں بغاوت: جس وقت رومیوں نے طرسوس پر قبضہ کیا تو رشیق نعیمی ان کے سپہ سالاروں اور ان کے مدبرین میں سے چند نفر کے ساتھ انطاکیہ پہنچے۔ ابن ابی الہوازی بھی جباۃ سے انطاکیہ میں اس کے پاس آ گیا اور اس کے بغاوت پر ابھار دیا اور اسے یہ سمجھایا کہ سیف الدولہ ”میافارقین“ میں بیمار ہے اور نقل و حرکت سے مجبور ہے۔ لہذا شام سے واپس نہیں آ سکے گا اس کے علاوہ جو کچھ اس کے پاس نقد زر تھا اس سے اس کی امداد کی۔ چنانچہ رشیق نے بغاوت پر کمر باندلی اور انطاکیہ کو داہمیٹھا۔

رشیق اور وزیر ہر کی موت: اس کے بعد وہ حلب کی طرف بڑھا اس وقت حلب میں ”عرقوبہ“ تھا رفتہ رفتہ اس کی خبر سیف الدولہ تک پہنچی کہ رشیق نے بغاوت پر کمر باندھی ہے اور ابن الہوازی انطاکیہ چلا گیا ہے اور دیلم میں سے ایک شخص کو اس کی امداد پر مامور کر گیا ہے اس شخص کا نام دزیر ^۱ تھا اس نے خود کو امیر کے لقب سے ملقب کیا اور یہ خیال قائم کیا کہ یہ علوی ہے اس نے خود کو ”اشاذ“ کے نام سے موسوم کیا۔ اور اہل انطاکیہ کے ساتھ بہت ظمانہ برتاؤ کئے۔ عرقوبہ نے حلب سے اس کا رخ کیا مگر ان لوگوں نے اس کو شکست دیدی۔ اس کے بعد سیف الدولہ میافارقین سے حسب پہنچ گیا اور فوجیں تیار و مرتب کر کے انطاکیہ کی جانب روانہ ہو گیا اور دزیر اور الہوازی سے مدتوں لڑتا رہا بالآخر یہ دونوں گرفتار کر کے سیف الدولہ کے سامنے پیش کئے گئے سیف الدولہ نے دزیر کو سزائے موت دے دی اور ابن الہوازی کو چند دن قید رکھ کے قتل کر دیا۔ چنانچہ انطاکیہ کی بغاوت فرو ہو گئی۔

مروان قرامطی کی بغاوت: مروان قرامطی کی بغاوت اس کے بعد حمص میں مروان قرامطی نے بغاوت کر دی۔ یہ قرامطہ کا پیروکار تھا سیف الدولہ کی جانب سے یہ سواحل کی حکومت پر تھا۔ چنانچہ جس وقت اس کی قوت بڑھ گئی تو اس نے حمص میں مخالفت کا اعلان کر کے قبضہ کر لیا اس کے علاوہ جن دنوں سیف الدولہ ”میافارقین“ گیا ہوا تھا۔ لہذا دوسرے شہروں پر بھی قابض ہو گیا۔ سیف الدولہ نے اس کی سرکوبی کے لئے عرقوبہ اور اپنے غلام بدر کو فوجیں دے کر روانہ کیا۔ دونوں فریق مدتوں گھسے لڑتے رہے انہی لڑائیوں میں مروان کو ایک پتھر آ لگا مگر پھر بھی نہایت ثابت قدمی سے مدتوں لڑتا رہا۔ اس کے ساتھی جی توڑ کر لڑ رہے تھے۔ انہی لڑائیوں میں سے کسی لڑائی میں بدر گرفتار ہو گیا چنانچہ مروان نے اس کو بار حیات سے سبکدوش کر دیا اور مروان اس واقعہ کے بعد چند دنوں تک زندہ رہا۔

”دارا“ پر رومی اور مسلم کشکش: ۳۵۵ھ میں رومی عیسائیوں کا لشکر سرحدی اسلامی علاقوں کی جانب قتل و غارت گری کی غرض سے نکلا۔ چنانچہ اس نے آمد کامی صرہ کر لیا اور اہل آمد کو قتل اور قید کرنے میں کامیابی حاصل کی مگر مکمل کامیاب نہ ہو سکا اہل آمد نے قلعہ بندی کر دی تب عیسائیوں نے ”دارا“ کی طرف جو کہ ”میافارقین“ کے قریب واقع تھا قدم بڑھائے اور اس پر قابض ہو گئے، وہاں کے شہری ”نصیبین“ چلے گئے۔ دنوں سیف الدولہ وہیں موجود تھا ان لوگوں کے بھاگ آنے سے اسے بزارخ ہوا اور اسی وقت عرب کے نامی گرامی جنگ جوؤوں کون کے ساتھ لڑائی پر بھیجنے کے لئے ہوا لیا۔ رومی عیسائی یہ خبر سن کر اٹھ پاؤں بھاگ گئے اور سیف الدولہ ”دارا“ میں قیام پذیر ہو گیا رومی عیسائی ”دارا“ سے نکل کر انطاکیہ پر پہنچ گئے اور مدتوں اس کامی صرہ کئے رہے اور اس کے گرد دنواح کو لوٹتے رہے۔ مگر اہل انطاکیہ نے قلعہ بندی کر لی۔ لہذا وہ ناکام ہو کر طرسوس کی جانب لوٹ گئے۔

سیف الدولہ کی وفات: ۳۵۵ھ میں سیف الدولہ ابوالحسن علی بن ابی الہیجا، عبد اللہ بن حمدان کا حلب میں انتقال ہو گیا۔ غرض ”میافارقین“ لائی گئی اور وہیں دفن کر دی گئی۔ پھر اس کی جگہ حکومت پر اس کا بیٹا ابوالمعانی شریف بیٹھا۔ پھر اسی سال ۳۵۶ھ جمادی الاول میں ناصر الدولہ یعنی سیف الدولہ کے بھائی کو اس کے بیٹے ابوالعجب نے موصل میں قید کر دیا ابوالعجب ناصر الدولہ کا بیٹا تھا قید کرنے کی وجہ یہ تھی کہ ناصر الدولہ نے عمر

^۱ ابتدائی تاریخ میں لکھا ہے کہ اس نے ایک رومی شخص کو مقرر کیا۔ جس کا نام دزیر تھا اس کو امیر کا نام دے دیا۔

میں بڑے ہونے کی وجہ سے بداخلاقی شروع کر دی۔ اس کی اولاد اور اس کے اراکین حکومت نے مخالفت کی۔

ناصر الدولہ کا ظلم و ستم: چنانچہ ناصر الدولہ ان لوگوں کے ساتھ بھی سختی سے پیش آنے لگا اس سے ان لوگوں کے دل ناصر الدولہ سے بیز رہ گئے اور جب ان لوگوں کے کانوں تک معز الدولہ بن بویہ کے ارادے کی خبر ملی تو ناصر الدولہ کی اولاد نے عراق کا رخ کیا ناصر الدولہ نے ان لوگوں کو روکا اور یہ کہا کہ صبر کرو یہاں تک بختیار بن معز الدولہ عیاشی کرنے لگے پس چنانچہ جب معز الدولہ کا ذخیرہ ختم ہو جائے گا اس وقت تم لوگوں کا کامیاب ہونا آسان ہو جائے گا اور اگر میری بات تم لوگ نہیں سنو گے تو میں تم لوگوں کے خلاف معز الدولہ سے امداد طلب کر کے تم لوگوں پر حملہ کر دوں گا۔

ناصر الدولہ کی گرفتاری: اس پر ناصر الدولہ کی اولاد نے اصرار کیا۔ لہذا ابو ثعلب کو موقع مل گیا۔ اس نے اراکین دوست و ر خادموں کو ملا کر اپنے باپ کو گرفتار کر کے قلعہ میں نظر بند کر دیا اور اس کی خدمت پر چند لوگوں کو مقرر کر دیا اس معاملہ میں ابو ثعلب کے بعض بھائیوں نے ابو ثعلب کی مخالفت کی اس سے اس کے کاموں اور نظام حکومت میں ایک گونہ اضطراب اور اختلال پیدا ہو گیا مجبوراً اس کو بختیار بن معز الدولہ سے مناجازت اپنے بھائیوں کے مقابلہ میں دلائل پیش کرنے کے لئے عہد نامہ کی تجدید کی درخواست کی چنانچہ بختیار بن معز الدولہ نے تیس ماہ درہم سال نہ خرچ کے وعدے پر حکومت کی سند دے دی۔

ابوالمعانی کی حلب میں حکومت: سیف الدولہ کے انتقال کے بعد جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اس کا بیٹا ابوالمعانی شریف حکومت کا مالک ہوا تھا۔ سیف الدولہ نے اپنی زندگی میں ابو قمر اس بن ابی العلاء سعد بن حمدان کو حلب کی حکومت پر مقرر کیا تھا و میوں نے اس کو منج کی لڑائی میں گرفتار کر لیا۔ پھر جب ۳۵۵ھ میں سیف الدولہ اور رومی عیسائیوں کے درمیان مصالحت ہوئی تو سیف الدولہ نے اس کا زرفدیہ ادا کر کے اس کو قید سے نجات دلا دی اور حمص گورنر بنادیا تھا۔ سیف الدولہ کی وفات کے بعد اس کو ابوالمعانی کی جانب سے منافرت اور کشیدگی پیدا ہو گئی۔ لہذا حمص کو چھوڑ کر حمص ہی کے قریب ایک وادی کے کنارے پر ”صدو“ نامی ایک گاؤں میں قیام اختیار کیا اور مخالفت کا اعلان کر دیا۔ چنانچہ ابوالمعانی نے بنی کلاب وغیرہ دیہاتی عربوں کو جمع کر کے عرقوبہ کے ساتھ ابو قمر اس کی تلاش اور گرفتاری کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ عرقوبہ اس کی تلاش میں صدو پہنچ گیا۔ ابو قمر اس کے ساتھیوں نے ابو قمر اس کے لئے امن کی درخواست کی۔ ابو قمر اس بھی انہی لوگوں میں تھا عرقوبہ نے ان کو امن دے دیا اور جب وہ لوگ آزادانہ نکلنے لگے تو عرقوبہ نے ابو قمر اس کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور سر کاٹ کر ابوالمعانی کے پاس بھیج دیا۔ ابو قمر اس اس کاموں تھا۔

ابو ثعلب اور حمدان کی جنگ: ناصر الدولہ بن حمدان کی ایک بیوی فاطمہ بنت احمد کردی نامی تھی یہی ابو ثعلب کی ماں تھی، اسی نے اپنے بیٹے ابو ثعلب کا اس کے باپ کی گرفتاری میں ہاتھ بٹایا تھا۔ چنانچہ جب ناصر الدولہ کو نظر بند کر دیا گیا تو ناصر الدولہ نے اپنے بیٹے حمدان کو قید کی تکلیف سے نجات دینے کے لئے بولایا۔ اتفاق سے اس خط سے ابو ثعلب مطلع ہو گیا لہذا اس نے اپنے باپ کو قلعہ موصل سے ”قلعہ کوٹشی“ میں منتقل کر دیا۔ ہوتے ہوتے اس کی خبر حمدان تک پہنچ گئی۔ وہ اپنے چچا سیف الدولہ کی وفات کے وقت رجب سے رقبہ چلا گیا تھا اور اس پر قابض ہو گیا تھا۔ پھر جب اس کو اپنے باپ کا یہ خط ملد تو فوراً نصیبین کی جانب چل دیا۔ اور فوجیں مرتب کرنے لگا اور اپنے بھائی کے پاس کہلوادیا کہ میرے والد کو قید کی تکلیف سے نجات دے دو ورنہ خیر نہ ہوگی۔ ابو ثعلب یہ پیام پا کر آگ بگولا ہو گیا اور سامان جنگ درست کر کے حمدان سے جنگ کرنے کے لئے کوچ کر دیا۔ حمدان مقابلہ نہ کر سکا اور شکست کھ کر رقبہ کی طرف چلا گیا۔ ابو ثعلب بھی اس کے تعاقب میں رقبہ پہنچ گیا اور کئی مہینے تک اس کا محاصرہ کئے رہا۔ پھر دونوں میں صلح ہو گئی اور ہر ایک اپنے اپنے دارالحکومت میں واپس چلا آیا۔

بیٹے کی قید میں باپ کی موت: اس کے بعد قید ہی کی حالت میں ناصر الدولہ کی وفات ہو گئی۔ موصل میں دفن کیا گیا۔ ابو ثعلب نے اپنے بھائی ابو اسیر کا ت کو حمدان کے پاس رجب روانہ کیا۔ اتفاق کچھ ایسا پیش آیا کہ حمدان کے ساتھی اور اعوان و انصار حمدان سے علیحدہ ہو گئے۔ حمدان نے بختیار بن بویہ حاصل کرنے کے لئے عراق کا راستہ لیا اور کوچ و قیام کرتا ہوا اسی سال ماہ رمضان میں بغداد میں داخل ہوا اور تحائف اور ہدایا پیش کئے بختیار بن معز الدولہ نے ابو ثعلب کے پاس نقیب احمد یعنی شریف کے باپ رضی کو اس کے بھائی حمدان سے صلح کرنے کا پیغام دے کر بھیجا۔ چنانچہ اس نے اس

تحریک کے مطابق صلح کر لی چنانچہ صلح ہو جانے کے بعد حمدان نصف ۳۵۹ھ میں رجب کی جانب لوٹ گیا۔ اور ابوالبرکات نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا۔

حمدان اور ابوالبرکات: چند دن کے بعد اس نے حمدان کو طلبی کا خطرہ روانہ کیا مگر حمدان نے حاضری سے انکار کر دیا اس پر ابوالثعلب نے اپنے بھائی ابوالبرکات کو دوبارہ اپنی فوجوں کا افسر اعلیٰ مقرر کر کے حمدان کی طرف روانہ کیا۔ مگر حمدان نے یہ خبر پا کر رجب چھوڑ دیا اور یہ بان کی طرف چلا گیا اور ابوالبرکات نے رجب پر قبضہ کر لیا پھر اپنی جانب سے ایک شخص کو مقرر کر کے رقبہ کی طرف چلا گیا۔ پھر رقبہ سے عربان کی جانب روانہ ہوا۔ ادھر حمدان موقع پا کر رجب پہنچ گیا اور لڑ بھڑ کر شہر میں داخل ہوا اور ابوالثعلب کے عمال اور حکام کو مار ڈالا۔ ابوالبرکات اس واقعہ سے مطلع ہو کر واپس آ گیا۔ چنانچہ دونوں میں ٹھکسان کی لڑائی ہوئی۔ جس میں حمدان نے ابوالبرکات کے سر پر ایک ایسی گہری چوٹ لگائی جس سے سر پھٹ گیا۔ حمدان نے اسے گھوڑے پر سے کھینچ کر زمین پر گرالیا اور جھٹ پٹ مشکیں باندھ کر گرفتار کر لیا۔ زخم کار ہی تھا اس لئے وہ اسی دن مر گیا۔ اس کی لاش موصل لائی گئی اور وہیں اسے اس کے باپ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

ابو فراس کی گرفتار اور بھائیوں کی ناراضگی: تب ابوالثعلب نے خود حمدان کو ہوش میں لانے کی تیاری کی۔ اپنے بھائی ابو فراس محمد کو نصیبین کی حکومت پر مقرر کیا پھر تھوڑے دنوں بعد اس لئے کہ اس نے حمدان سے سازش کر لی تھی معزول کر دیا اور بلا کر گرفتار کر لیا اس کے بعد موصل کے قلعہ ”تلشی“ میں لیجا کر قید کر دیا۔ اس واقعہ سے اس کے دوسرے بھائیوں ابراہیم اور حسن پر برا اثر پڑا وہ لوگ اس سے ناراض اور دل برداشتہ ہو کر ماہ رمضان ۳۶۳ھ میں اپنے بھائی حمدان کے پاس چلے گئے۔ ابوالثعلب اس سے مطلع ہو کر ان کے سروں پر پہنچ گیا مگر ان لوگوں نے مقابلہ نہیں کیا۔

ابوالثعلب اور اس کے بھائیوں کی کشمکش: پھر ابراہیم اور حسن (اس کے بھائیوں) نے فریب دینے کے لئے امن کی درخواست کی ابوالثعلب نے ان کو امن دے دیا اور ان کے حبث باطنی سے مطلع نہ ہو سکا۔ حمدان کے اکثر مصاحبوں نے ان دونوں کی تقلید کی۔ اور حمدان سحر سے عریں واپس آ گیا اس اثناء میں ابوالثعلب اپنے بھائیوں کے دعا اور فریب سے مطلع ہو گیا۔ چنانچہ دونوں یہ خبر پا کر بھاگ اس کے بعد حسن نے امن کی درخواست پیش کی اور دوبارہ ابوالثعلب کی خدمت میں واپس آ گیا۔

حمدان کے غلام کی بغاوت: حمدان نے رجب میں بطور نائب اپنے غلام ”نجا“ کو مقرر کر رکھا تھا۔ ”نجا“ نے اس کے تمام اسباب اور مال و زر پر قبضہ کر کے اس کے مال و اسباب سمیت حران بھاگ آیا۔ اس وقت حران میں سلامہ پر قلعہ دی ابوالثعلب کی جانب سے حکومت کر رہا تھا۔ چنانچہ حمدان رجب کی طرف موٹ گیا اور ابوالثعلب فرقیسا چلا گیا اور وہاں پہنچ کر رجبہ فوجیں روانہ کیں۔ چنانچہ اس کی فوج نے فرات کو عبور کر کے ”رجبہ“ پر قبضہ کر لیا اور حمدان اپنی جان بچا کر اپنے بھائی ابراہیم سمیت سنجار چلا گیا۔ والی سنجار نے ان دونوں کی بڑی آؤ بھگت کی یہ دونوں بہت عرصے وہاں ٹھہرے رہے اور ابوالثعلب موصل کی جانب واپس آ گیا۔ یہ سارے واقعات ۳۶۹ھ کے آخر میں وقوع پذیر ہوئے تھے۔

رومیوں کی شام میں ہنگامہ آرائی: ۳۸۵ھ میں بادشاہ روم شام میں داخل ہوا چونکہ ملک شام میں کوئی ایسا شخص اس وقت موجود نہ تھا جو سکہ فوراً جواب دیتا یا اس کا مقابلہ کرتا جی کھول کر اس نے طرابلس کے فوج۔ کوتاخت و تاراج کیا۔ اہل طرابلس نے اپنے گورنر کو اس کے ظلم و ستم کی وجہ سے رقبہ کی طرف بھگا دیا تھا۔ لہذا رومیوں کو موقع مل گیا انہوں نے طرابلس کو لوٹ کر عبرت کا نشان بنا کر رقبہ کی جانب بڑھے اور طویل محاصرے کے بعد اس پر بھی قابض ہو گئے اسے بھی خوب برباد کیا۔ اس کے بعد حمص کی جانب چل پڑے۔ اہل حمص نے ان عیسائیوں کے پہنچنے سے پہلے ہی حمص خالی کر دیا تھا۔ رومی عیسائیوں نے پہنچتے ہی اسے جلا کر خاک و سیاہ کر دیا۔

رومیوں کا اٹھارہ شہروں پر قبضہ: اس کے بعد بلاد سواحل کی طرف مڑ گئے۔ ان شہروں میں سے اٹھارہ شہروں پر اپنی میاں کا قبضہ لگا دیا۔ اکثر قصبوں اور دیہات کو پامال کر دیا۔ ان واقعات سے عیسائیوں کے حوصلہ بڑھ گئے کوئی ان کو روک ٹوک کرنے والا نہ تھا۔ تھوڑے ہی دنوں میں وہ تمام ساحلی علاقوں اور اطراف شام میں پھیل گئے صرف گنتی کے چند عرب باقی رہ گئے تھے جو وقتاً فوقتاً عیسائیوں کو اپنی چمکتی ہوئی تلواروں کی زیارت کرا دیتے تھے پھر والی روم نے واپس ہو کر حلب اور انطاکیہ کے لئے فوجیں حاصل کیں مگر یہ سن کر کہ وہ لوگ پوری طور سے مقابلہ پر آمادہ نہیں گئے۔ اپنے

ملک واپس چلا گیا۔ اس کے ہمراہ مسلمان قیدیوں کا بڑا گروہ تھا جو تعداد میں ایک لاکھ تھے۔

قرعوبہ نامی مسمان حاکم: ان دنوں حلب میں قرعوبہ نامی ایک شخص حکومت کر رہا تھا جو سیف الدولہ کا موٹی (آزاد غلام) تھا۔ اس نے عیسائیوں کے طوفان بدتمیزی کی خوب روک تھام کی انہی دنوں بادشاہ روم نے اپنی فوج کو شب خون مارنے کے لئے جزیرہ کی جانب روانہ کیا چنانچہ یہ فوج ”کفر توٹا“ تک قتل و غارت کرتی ہوئی پہنچ گئی اور اس کے اطراف و جوانب کو جی کھول کر پامال کیا۔ ابو ثعلب میں ان دشمنان اسلام کے مقابلے کی قوت ہی نہ تھی۔

قرعوبہ کی خود سری: قرعوبہ سیف الدولہ کا غلام وہی ہے جس نے سیف الدولہ کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے ابو المعالی کی حکومت کی بیعت لی تھی۔ پس جب ۳۵۸ھ کا دور آیا تو قرعوبہ نے ابو المعالی کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا اور اس کو حلب سے نکال کر خود سر حکمراں بن بیٹھا۔ ابو المعالی حسب سے نکل کر حران کی طرف چلا گیا۔ مگر اہل حران نے بھی اس کو شہر میں داخل نہ ہونے دیا۔ تب ابو المعالی نے ”میا فارقین“ کا راستہ اختیار کیا جہاں پر اس کی وادہ تھی۔

ابو المعالی کی والدہ: ابو المعالی کی والدہ سعید بن حمدان یعنی ابو فراس کے بھائی کی بیٹی تھی۔ اس سے کسی نے یہ جڑ دیا کہ ابو المعالی تمہیں گرفتار کرنے آرہا ہے اس لئے اس نے بھی چند دنوں تک ”میا فارقین“ میں ابو المعالی کو داخل نہ ہونے دیا یہاں تک کہ اس کو اپنا ذاتی اطمینان ہو گیا، اور اس کی طرف سے اس کے خیالات تبدیل ہو گئے تب اس نے ابو المعالی کو اور جن لوگوں سے یہ راضی تھی نان کو ”میا فارقین“ میں داخل ہونے کی اجازت دی۔ رسد و غنہ کا انتظام کر دیا اور باقی لوگوں کو شہر میں داخل ہونے سے روک دیا۔

ابو المعالی اور قرعوبہ: ... اس کے بعد ابو المعالی نے قرعوبہ سے جنگ کی تیاری کی یہ ان دنوں حلب میں تھا اس نے حلب کی قلعہ بندی کروا کر۔ تب ابو المعالی حماۃ چلا گیا اور وہیں قیام پذیر ہو گیا۔ حران میں اسی کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا حالانکہ اس کی طرف سے وہاں اس کا کوئی گورنر موجود نہ تھا۔ اہل حماۃ نے مشورہ کر کے اپنے ہی لوگوں میں سے ایک شخص کو اپنا حکمران بنالیا جو ان پر حکومت کرنے لگا۔

میا فارقین کی طرف ابو ثعلب کی روانگی: ... ابو ثعلب یہ سن کر کہ ابو المعالی نے قرعوبہ سے جنگ کے لئے حلب کی طرف کوچ کیا ہے فوجیں مرتب اور مسلح کر کے ”میا فارقین“ کی جانب روانہ ہو گیا سیف الدولہ کی بیوہ نے ابو ثعلب سے مقابلہ کیا اور اس کام میں آڑے آگئی باآخردنوں میں اس امر پر صلح ہو گئی کہ سیف الدولہ کی بیوہ دولا کھ دینا ابو ثعلب کو بطور تاوان یا خرچہ جنگ ادا کرے۔ اس کے بعد لگانے بھانے والوں نے سیف الدولہ کی بیوہ سے یہ جڑ دیا کہ ابو ثعلب عنقریب شہر پر قبضہ کرنے والا ہے۔ سیف الدولہ کی بیوہ کہ سن کر برہم ہو گئی رات کے وقت اپنی فوج کو شب خون مارنے کا حکم دیدیا چنانچہ ابو ثعلب کی لشکر گاہ سے بہت سامان و اسباب لوٹ کر لے گئی۔ ابو ثعلب نے بڑی منت اور خوشامد سے پیغام بھیجا۔ چنانچہ سیف الدولہ کی بیوہ نے محض ان چیزوں کو جو اس کے سپاہی لوٹ کر لے گئے تھے واپس کر دیا اور ایک لاکھ دراہم لے کر اس کے قیدیوں کو رہائی دی۔ چنانچہ ابو ثعلب ”میا فارقین“ سے لوٹ گیا۔

انطاکیہ پر رومی فوج کا قبضہ: ... ۳۵۹ھ میں عیسائی رومی لشکر نے انطاکیہ پر قبضہ کر لیا پہلے قلعہ لوقاء کا محاصرہ کیا۔ قلعہ لوقاء انطاکیہ کے قریب ایک قلعہ تھا۔ جس میں عیسائی رہتے تھے۔ رومی عیسائیوں نے لوقاء کے عیسائیوں سے ساز باز کر لی اور اس بات پر ان کو راضی کر کے انطاکیہ بھیج دیا کہ وہ انطاکیہ سے جلاء وطن ہو کر چلے جائیں اور یہ ظاہر کریں کہ ہم لوگ رومیوں کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر اپنی عزت اور جان بچانے کے خیال سے انطاکیہ بھاگ آئے ہیں اور پھر جب رومی لشکر کو شہر پر قبضہ دلانے میں ہاتھ بٹائیں۔

اہل لوقاء کی جلاء وطنی: چنانچہ اہل لوقاء جلاء وطن ہو کر انطاکیہ چلے گئے اور ایک پہاڑ پر جو انطاکیہ سے ملا ہوا تھا مقیم ہو گئے۔ دو مہینے کے بعد یعفور والی روم کا بھائی چالیس ہزار فوج کے ساتھ انطاکیہ پر حملہ آور ہوا اور حملہ شروع کر دیا اہل لوقاء نے وعدے کے مطابق اپنی جانب کے شہر پناہ پر رومی لشکر

کو قبضہ دے دیا اہل انطاکیہ اس بات کا احساس کر کے بدحواس ہو گئے۔ چنانچہ عیسائیوں نے شہر میں گھس کر قتل اور غارتگری شروع کر دی۔ بیس ہزار مسلمانوں کو گرفتار کر کے اپنے دارالحکومت روانہ کیا۔

حلب پر عیسائی قبضہ: اس کے بعد جنگ درست کر کے حلب فتح کرنے کے لئے عیسائیوں نے قدم بڑھایا۔ ان دنوں حلب میں بواحد شریف بن سیف الدولہ امیر قرعوبہ اپنے باغی گورنر کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ یہ خبر سن کر کہ رومیوں کا مڈی دل لشکر حلب کی طرف آرہا ہے حلب کو چھوڑ دیا اور ایک سنسان میدان میں گھس گیا۔ عیسائیوں نے پہنچتے ہی شہر حلب پر قبضہ کر لیا۔

قلعے والوں کی صلح: قرعوبہ اور اہل شہر نے قلعہ میں جا کر پناہ لی اور دروازے بند کر لئے۔ رومی عیسائی عرصے تک قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے نہ رہے بلکہ قرعوبہ نے مقررہ خراج کی ادائیگی کے جو طے ہو گیا تھا صلح کر لی۔ اس کے علاوہ ایک شرط یہ بھی قرار دی گئی تھی کہ رومی عیسائی شکر سے فرست کے مصافحت میں رسد بہیم پہنچانے میں مزاحمت نہ کی جائے۔ اس صلح میں حمص، کفرطاب، معرہ، اقامیہ، شیرز اور جتنے قلعے اور قصبے ان مقامات کے درمیان میں تھے داخل اور شامل ہوئے۔ ان مقامات کے رہنے والوں نے بطور ضمانت اپنے چند سردار رومیوں کے حوالہ کئے۔ چنانچہ رومیوں نے حلب سے اپنا محاصرہ اٹھالیا۔

ملاذ کرد پر قبضہ: اسی دوران دالی روم کے بھائی نے ایک فوج عظیم ”ملاذ کرد“ مصافات صوبہ آرمینہ کی طرف روانہ کی تھی۔ چنانچہ اس فوج نے ملاذ کرد کا محاصرہ کر لیا اور بزور تیغ اس کو فتح کر لیا۔ ان مسلسل کامیابیوں سے جہاں عیسائیوں کے حوصلہ بڑھ گئے۔ وہاں برطرف کے سرحدی مرہ، سدرم عیسائیوں کے رعب سے بید کی طرح تھرا اٹھے۔

یعفور نامی شاہ قسطنطنیہ: . . . یعفور عیسائی قسطنطنیہ کا رومی بادشاہ تھا یہ وہی قسطنطنیہ ہے جو اس وقت سلطین عثمانیہ کے قبضہ و تصرف میں ہے۔ جو شخص اس شہر کا والی بننا تھا وہ مستحق کہلاتا تھا۔ یعفور بھی مستحق تھا خاندان شاہی سے نہ تھا۔ یہ انتہائی متعصب شخص اور مسلمانوں کا جانی دشمن تھا۔ اسی نے حلب پر سیف الدولہ کے زمانے میں قبضہ کیا تھا طرسوس، آرمینیہ اور عین زربہ کے پہاڑوں پر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑا تھا۔ اس نے بادشاہ قسطنطنیہ کو جو اس سے پہلے تھا قتل کر کے حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اور اس کی بیوی سے شادی کر لی تھی۔

یعفور کا قتل: . . . مقتول بادشاہ قسطنطنیہ کے نطفہ سے اس بیگم کے دو بیٹے تھے قسطنطنیہ کی حکومت پر قبضہ کرنے کے بعد اس نے اسدی عداوتوں پر ظم و ستم کا ہاتھ بڑھایا۔ تمام سرحد شام اور جزیرہ کو تہ و بالا کر دیا۔ امراء اسلام اس کے نام سے ڈرنے لگے اور ان کو اپنے اپنے ملک بچانے کی فکر پڑ گئی۔ چند دن بعد اس نے ان دونوں لڑکوں کو جو مقتول بادشاہ کی اولاد تھے خسی کر ڈالنے کا ارادہ کیا تاکہ ان کی آئندہ نسل منقطع ہو جائے اور کوئی شخص اس کے ترکوں سے مزاحمت کرنے والا نہ باقی رہے۔ اتفاق سے اس ارادے سے ان دونوں کی ماں مطلع ہو گئی شمشق د مستق کو اس راز سے آگاہ کیا اور یعفور کے قتل میں اس سے ساز باز کی چنانچہ اس نے اس کو ایک دن شب کے وقت قتل کر دیا۔

یعفور کا نسب اور ایک نصیحت: . . . یعفور کا باپ مسلمان تھا۔ طرسوس کا رہنے والا تھا۔ ابن عطاس کے نام سے معروف تھا۔ اللہ جانے اس کے کیدل میں آئی کہ عیسائی ہو گیا۔ اور قسطنطنیہ چلا گیا ترقی کرتے کرتے بادشاہ بن گیا اور اس کا ایسا دور دورہ ہوا کہ باید و شاید۔

یہ بہت بڑی غلطی ہے عقلاء کو اس کا خیال ہمیشہ رکھنا چاہیے۔ مناسب بات یہ ہے کہ جو شخص بازاری اور بے اصل و بے ضمانت ہو اور خاندان حکومت کے نسب سے دور ہو۔ اس کو اس درجہ پر نہیں پہنچنے دینا چاہئے۔ اس مضمون کو ہم مقدمۃ الکتاب میں کافی اور معقول طریقے سے بیان کر چکے ہیں۔

ابو ثعلب کا حران پر قبضہ: . . . نصف ۳۵۹ھ میں ابو ثعلب نے حران پر قبضہ کیا تقریباً ایک پورے مہینے محاصرہ کئے رہا۔ بالآخر اہل حران سے آدمی رات کے وقت ابو ثعلب کے پاس صلح کرنے کے لئے آئے اور سارے اہل شہر کے لئے امان حاصل کر کے واپس چلے گئے۔ اہل شہر کو یہ خبر معلوم ہوئی تو بڑ گئے اور جنگ پر تیار و مستعد ہو گئے مگر پھر سوچ سمجھ کر مصالحت پر متفق ہو گئے اور ابو ثعلب کی خدمت میں حاضر ہو کر اطاعت اور فرمانبرداری کی قسمیں

کھائیں چنانچہ ابو ثعلب اپنے بھائیوں اور ساتھیوں کے ہمراہ نماز جمعہ ادا کرنے شہر میں گیا اور بعد نماز جمعہ پھر اپنے لشکر گاہ میں واپس آ گیا۔ سلاطین برقعیدی کو جو بنی حمدان کے ساتھیوں میں ایک مشہور شخص تھا۔ حران کا گورنر مقرر کیا اس دوران یہ خبر ملی کہ بنو نمیر نے موصل کے آس پاس غارتگری اور قتل کا ہنگامہ برپا کر رکھا ہے اور وہاں کے گورنر برقعیدی کو قتل کر دیا ہے فوراً سامان سفر و جنگ درست کر کے نہایت تیزی سے موصل کی جانب لوٹ گیا۔

قرعوبہ اور ابوالمعالی کی مصالحت: ہم اوپر ۳۵۸ھ میں قرعوبہ کی خود سر حکومت حلب اور ابوالمعالی بن سیف الدولہ کے وہاں سے نکل آنے کا تذکرہ تحریر کر چکے ہیں اور یہ بھی بیان کر چکے ہیں کہ ابوالمعالی حلب سے نکل کر اپنی ماں کے پاس ”میا قارقین“ آ گیا تھا اس کے بعد قرعوبہ سے جنگ کرنے اور اس کا محاصرہ کرنے کے لئے حلب کی طرف واپس گیا۔ پھر لوٹ کر حمص آیا اور وہیں قیام پذیر ہو گیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد قرعوبہ اور ابوالمعالی میں اس طرح مصالحت ہو گئی کہ قرعوبہ اس کے نام کا خطبہ حلب میں پڑھے گا اور دونوں معز علوی حاکم مصر کے علم خلافت کے مطیع رہیں گے۔

رومیوں کا جزیرہ پر حملہ: ۳۶۱ھ میں دمشق ایک بڑی فوج لے کر جزیرہ کی جانب بڑھا۔ اور الربا اور اس کے قرب وجوار کو تاخت و تاراج کر کے اطراف جزیرہ پر مارا۔ لوٹ مار کرتا نصیبین تک پہنچ گیا اور جی کھول کر اس کو پامال کیا پھر دیار بکر کی طرف قدم بڑھائے۔ یہاں بھی وہی ظلم کیا۔ ادھر ابو ثعلب میں اتنا دم ختم نہیں تھا کہ اس طوفان بدتمیزی کی روک تھام کر سکتا مجبوراً بہت سامان و زرعیسیائیوں کو دے کر خود کو ان کے حملوں سے بچا لیا۔

مظلومین کی بغداد میں فریاد: اہلیان دیار بکر کا ایک گروپ فریاد کرتا اور شور مچاتا ہوا بغداد پہنچا۔ اور جامع مسجدوں اور عام گزرگاہوں پر بیٹھ کر عیسائیوں کے ظلم و ستم اور مسلمانوں کی بے حرمتی کو بیان کرنے اور ان لوگوں کو انجام کار اور عواقب امور سے ڈرانے لگے۔ چنانچہ اہل بغداد بھی انکے ساتھ شریک ہو گئے اور سب کے سب قصر خلافت کی طرف چلے خلیفہ طائع اللہ نے یہ خبر سن کر دروازے بند کر دیئے تو ان لوگوں نے سب و شتم سے یاد کرنا شروع کر دیا۔

بغداد میں ہنگامہ: اہل بغداد کے چند رئیس بختیار کے پاس جا پہنچ گئے وہ اس وقت اطراف کوفہ میں گیا ہوا تھا ان لوگوں نے بختیار سے جا کر رومیوں کی شکایت کی اور مسلمانوں کی بے حرمتی کے واقعات بتائے۔ چنانچہ بختیار نے ان لوگوں سے رومیوں کے خلاف جہاد کرنے کا وعدہ کیا ادھر اپنے حاجب سبکتگین کے نام فوجوں کی تیاری کا فرمان روانہ کیا اور یہ تحریر کیا کہ عام اعلان کر دیا جائے کہ ہر شخص کو اس مہم میں شریک ہونا لازمی ہوگا ادھر ابو ثعلب بن حمدان کو عزیمت جہاد سے مطلع کر کے رسد اور غلہ اور فوجی سامان مہیا رکھنے کو لکھ بھیجا۔ چونکہ عوام الناس کا جم غفیر جہاد میں شریک ہونے کے لئے متحد ہو گیا تھا اس لئے بغداد میں ہنگامہ برپا ہو گیا اور نوبت جنگ و قتال تک پہنچ گئی لوٹ مار اور غارتگری شروع ہو گئی۔

رومیوں کی شکست دمشق کی گرفتاری اور موت: دیار مصر اور جزیرہ میں ظلم و غارتگری کرنے کے بعد دمشق کا حوصلہ بڑھ گیا۔ اور اسے فتح کرنے کا نشہ چڑھ گیا۔ ابو ثعلب فوجیں مرتب کر کے اس کی روک تھام کے لئے بڑھا اس دوران اس کا بھائی ابو القاسم بدتہ اللہ بھی پہنچ گیا۔ چنانچہ دونوں بالاتفاق دمشق سے جنگ کرنے روانہ ہو گئے۔ ماہ رمضان ۳۶۲ھ میں جنگ کی نوبت آئی۔ باوجودیکہ عیسائیوں کی تعداد زیادہ تھی مگر ان کی لشکر گاہ کچھ ایسی جگہ پر تھی کہ سوار فوج بالکل بے کار تھی اور وہ لوگ بھی جنگ پر تیار نہ تھے خواہ مخواہ ان کو شکست اٹھانا پڑی اور دمشق کو گرفتار کر لیا گیا۔ اسی زمانہ سے دمشق ابو ثعلب کے پاس قید اور نظر بند رہا تا آنکہ ۳۶۳ھ میں بیمار ہو گیا، اس کے علاج کی بجد کوشش کی گئی متعدد طبیب بلائے گئے مگر کچھ نفع محسوس نہ ہوا۔ چنانچہ وہ مر گیا۔

بختیار بن معز الدولہ: ابو ثعلب اور اس کے بھائیوں حمدان اور ابراہیم کی لڑائیوں اور مناقشہ کے واقعات آپ اوپر پڑھ چکے ہیں اور یہ بھی آپ کو معلوم ہو چکا ہے کہ یہ دونوں مقابلے کے لئے بختیار بن معز الدولہ کی خدمت میں ابو ثعلب نے امداد کا وعدہ کیا مگر بطیخہ وغیرہ کے واقعات کچھ ایسے پیش آ گئے کہ جس سے بختیار ان کی امداد نہ کر سکا۔ چنانچہ ان دونوں کو بختیار کا دیر کرنا شاق گزرا۔ پھر ابراہیم تو بھاگ کر اپنے بھائی ابو ثعلب کے پاس چلا گیا۔

بختیار کا موصل پر قبضہ: اس کے بعد بختیار کو ان حالات سے فراغت حاصل ہو گئی۔ اور اسے موصل پر قبضہ کا خیال پیدا ہوا۔ اس کے وزیر بن

بقیہ نے اس سے کہ ابو ثعلب نے تحریر میں اس کے آداب اور خطاب کا لحاظ نہیں کیا تھا۔ لہذا موقع پا کر زور بھی دے دیا۔ چنانچہ بختیار نے موصل کی جانب کوچ کر دیا۔ ۳۶۳ھ رجب ۱۱ آخر ۳۶۳ھ میں موصل کے قریب پہنچا۔ ابو ثعلب یہ خبر پا کر ”سنجار“ چلا گیا اور موصل کو رسد و غنہ اور شہنشاہی دفاتر سے خالی کر دیا۔ چنانچہ بختیار نے موصل پر قبضہ کر لیا۔

بختیار کی بغداد روانگی۔ پھر ابو ثعلب نے بختیار کے بعد ہی بغداد کی جانب کوچ کر دیا اگرچہ راستے میں اور سواد بغداد میں بھی کسی قسم کی نافرمانی اور لوٹ مار نہ کی مگر اہل بغداد مقابلہ پر آئے اور اس سے لڑے چنانچہ اس سے عوام الناس میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑک اٹھی جو ابو ثعلب اور اس کے ساتھیوں کے دلی مقصد کے حاصل کرنے میں رکاوٹ بن گئی۔ علی الخصوص بغداد کے مغربی حصہ میں بہت بڑا ہنگامہ برپا ہو گیا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر بختیار کے کانوں تک پہنچ گئی اس نے فوراً اپنے وزیر ابن بقیہ اور سلجوقیوں کو بغداد کی طرف روانہ کیا ابن بقیہ تو بغداد میں داخل ہو گیا۔ مگر سلجوقیوں کو بغداد کے باہر ایک میدان میں رک گیا۔ ان لوگوں کے پہنچ جانے سے ابو ثعلب بغداد میں داخل نہ ہو سکا۔ مگر اس نے معمولی طور سے لڑائی کا سلسلہ جاری رکھا اور درپردہ سلجوقیوں نے اس کو پسند نہ کیا۔

بختیار سے ابو ثعلب کی صلح۔۔۔۔۔ تب ابو ثعلب بغداد سے موصل کی جانب واپس چلا گیا اور وزیر ابن بقیہ، سلجوقیوں کے پاس آیا اور صدارت و مشورہ کر کے ابو ثعلب سے صلح کی خط و کتابت شروع کی شرائط صلح یہ طے پائیں کہ بختیار کو سفر اور جنگ کا تاوان ابو ثعلب ادا کرے اور اس کے بھائی حمدان کو اس کے تمام مقبوضات مار دین کے علاوہ واپس دیدیے جائیں۔ شرائط صلح طے ہونے کے بعد بختیار کو بذریعہ تحریر مطلع کر دیا۔ چنانچہ بختیار نے صلح منہ لکھے جانے کے بعد موصل سے اپنا قبضہ اٹھالیا اور ابو ثعلب موصل کی طرف روانہ ہو گیا۔ ابن بقیہ نے سلجوقیوں کو بختیار کے پاس چلے جانے کی رائے دی تھی مگر اس نے توجہ نہ کی مگر کچھ سوچ سمجھ کر روانہ ہو گیا۔

بختیار کی بغداد روانگی۔ چونکہ اہل موصل کو بختیار کی ظالمانہ حرکات سے بے حد تکلیف کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ اس لئے ابو ثعلب کی مدد کا سن کر ان لوگوں نے خوشی ظاہر کی اور بختیار کے جانے پر شکر ادا کیا۔ ابو ثعلب نے بختیار سے شاہی خطاب اختیار کرنے اور تاوان جنگ کی معافی کی درخواست کی تو بختیار نے نہایت خندہ پیشانی سے اس کو منظور کر لیا اور سامان سفر درست کر کے موصل سے بغداد روانہ ہو گیا۔ راستے میں یہ خبر ملی کہ ابو ثعلب نے پھر بد عہدی کی ہے۔ اور بختیار کے بعض اراکین حکومت کو جو کہ اپنے اہل و عیال کو لانے کے لئے موصل واپس گئے تھے قتل کر دیا ہے۔

ابو ثعلب کی بد عہدی کی خبر اور رشتہ داری۔۔۔ یہ خبر سننے ہی زمین پاؤں کے نیچے سے نکلتی اسے بے حد صدمہ ہوا۔ چنانچہ سی مقام پر قیام کر کے ابن بقیہ اور سلجوقیوں کو افواج سمیت طلبی کا خط روانہ کیا پھر جب وہ لوگ آگئے تو سب کے سب دوبارہ موصل کی جانب واپس چل دیئے ابو ثعلب نے یہ خبر پا کر ”موصل“ خالی کر دیا۔ اور اپنے مصاحبوں اور مشیروں کو معذرت کرنے اور اس خبر کی تردید کرنے کے لئے بختیار کی خدمت میں روانہ کیا۔ چنانچہ شریف احمد موسوی نے ابو ثعلب کی جانب سے شرائط صلح کی پابندی کا حلف اٹھایا اس سے دوبارہ بدستور مصالحت ہو گئی۔ تب بختیار بغداد کی جانب ہوا۔ اور واپسی سے پہلے اپنی بیٹی کو ابو ثعلب کی درخواست پر جہیز دیکر رخصت کر دیا۔ بختیار نے ان واقعات سے پہلے اپنی بیٹی کا عقد ابو ثعلب سے کر دیا تھا۔

ابوالمعالی دوبارہ حلب میں۔ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ ”قرعوبہ“ جو کہ ابوالمعالی کے باپ (سیف الدولہ) کا خادم تھا ابوالمعالی پر حاوی ہو گیا تھا اور ابوالمعالی کی ۳۵۵ھ میں حلب سے نکال کر خود حکمران بن بیٹھا تھا۔ چنانچہ ابوالمعالی اپنی والدہ کے پاس ”میانہ رقیین“ چلا گیا تھا پھر ”میانہ رقیین“ سے اپنی والدہ کے ہمراہ حماہ میں جا کر مقیم ہوا تھا۔ ان دنوں رومیوں نے اہل حمص کو امان دیدی تھی جس سے اس کی آبادی بڑھ گئی تھی۔ ”قرعوبہ“ نے حلب میں اپنے خادم کچو کو اپنا نائب بنایا تھا۔ اس نے اپنی قوت بڑھا کر ”قرعوبہ“ کو قلعہ حلب میں قید کر دیا اور دو سال تک حکومت کرتا رہا۔ ”قرعوبہ“ نے اراکین اور مصاحبین نے ان واقعات سے ابوالمعالی کو مطلع کیا اور حلب پر قبضہ کرنے کی درخواست کی چنانچہ ابوالمعالی فوجیں تیار کر کے حلب پہنچ گیا اور پورے چار مہینے صرہ کئے ہوئے لڑتا رہا بالآخر اسے لڑ کر فتح کر لیا اور اس کا مالی اور فوجی انتظام درست کر کے عمارتیں بنوائیں۔ یہاں تک کہ حکومت

دمشق چلا گیا جیسا کہ آگے بیان کیا جائے گا۔

عضد الدولہ، حمدان اور ابوثعلب: ... جس وقت عضد الدولہ بن بویہ نے دار الخلافہ بغداد پر قبضہ کیا اور اس کے چچا زاد بھائی معز الدولہ بختیار کو شکست ہوئی۔ تو اس وقت بختیار گنتی کے چند آدمیوں کے ساتھ شام کی طرف روانہ ہو گیا۔ حمدان بن ناصر الدولہ جو کہ ابوثعلب کا بھائی تھا۔ عضد الدولہ کے ہمراہ تھا اس نے شام کے بجائے موصل پر پہلے قبضہ کر لینے کی ترغیب دی اگرچہ اس سے پہلے عضد الدولہ نے مراسم اتحاد کی وجہ سے ابوثعلب کو نہ چھیڑے کا عہد و پیمان کر لیا تھا مگر حمدان کی ترغیب سے اس عہد و پیمان کو بالائے طاق رکھ کے موصل کی طرف قدم بڑھا دیئے جس وقت تکریت کے قریب پہنچا، ابوثعلب کے سفیر پیغام صلح اور اظہار دوستی کے لئے حاضر ہوئے اور یہ ظاہر کیا کہ آپ بنفس نفیس اپنی فوج کے ساتھ تشریف لے چلے ہم ہر طرح سے آپ کے معین و مددگار ہیں مگر شرط یہ ہے کہ ہمارے بھائی حمدان کو ہمارے حوالہ کر دو۔ چنانچہ عضد الدولہ نے حمدان کو ابوثعلب کے سفیروں کے حوالہ کر دیا اور ابوثعلب نے اسے جیل میں ڈال دیا۔

عضد الدولہ اور بختیار کی جنگ: ... بختیار نے شکست کے بعد اپنی گئی ہوئی حالت کو درست کیا اور تیاری کر کے ”حدیثہ“ کی جانب کوچ کیا ابوثعلب سے ملاقات کی اور اس کے ساتھ ساتھ بیس ہزار جنگ جوؤں کا لشکر لے کر عراق کی طرف بڑھا۔ عضد الدولہ بھی اس خبر سے مطلع ہو کر ان دونوں پر حملہ آور ہوا ماہ شوال ۳۶۰ھ میں فریقین کی ”اطراف تکریت“ میں جنگ ہوئی۔ عضد الدولہ نے اپنے دونوں حریفوں کو شکست دیدی۔ اسی جنگ میں بختیار مارا گیا اور ابوثعلب جان بچا کر موصل کی طرف بھاگ گیا۔

عضد الدولہ کا موصل پر قبضہ: ... عضد الدولہ نے اس کا تعاقب کیا چنانچہ ماہ ذی قعدہ میں موصل پر قبضہ کر لیا۔ وہ یہیں قیام کرنے کے خیال سے رسد و غلہ کافی مقدار سے اپنے ساتھ لایا تھا چنانچہ موصل میں قیام کر کے ابوثعلب کی جستجو اور تلاش میں بہت سے سرایا روانہ کئے انہیں سرایا کے ساتھ مرزبان بن بختیار اور اس کے ماموں ابواسحاق و طاہر یعنی معز الدولہ کے بیٹے اور انکی والدہ بھی تھیں۔ اسی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ان کے ساتھیوں میں سے ابوالوفاء طاہر بن اسمعیل اور ابوطاہر طغطن (اس کا حاجب) جزیرہ ابن عمر کی جانب گیا تھا۔

ابوثعلب کا فرار اور تعاقب: ابوثعلب پہلے نصیبین گیا پھر نصیبین سے ”میا فارقین“ گیا اور وہیں قیام پذیر ہو گیا۔ جب اس کو یہ خبر ملی کہ ابوالوفاء میری جستجو اور تلاش میں آ رہا ہے تو ”میا فارقین“ کو خبر آباد کہہ کے تدلیس چلا گیا اور اس کے بعد ابوالوفاء میا فارقین پہنچا۔ اہل ”میا فارقین“ نے شہر میں داخل ہونے سے روک دیا۔ چنانچہ ابوالوفاء نے میا فارقین کو اسی حال پر چھوڑ کر ابوثعلب کی تلاش میں کوچ کر دیا ابوثعلب اس سے مطلع ہو کر ”اردن روم“ سے نکل کر حسدیہ (مضافات جزیرہ) کی طرف آیا پھر حسدیہ سے ”قلعہ کواسی“ کی طرف گیا اور وہاں سے اپنے مال و اسباب اور ذخیرہ منتقل کر کے بوٹ آیا اور ابوالوفاء بھی لوٹ کر میا فارقین آیا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔

ابوثعلب روم میں: ... عضد الدولہ کو ابوثعلب کے قلعوں کی طرف آنے کی خبر مل گئی تھی اس لئے فوجیں تیار کر کے قلعوں کی طرف آیا مگر ابوثعلب ہاتھ نہ لگا۔ اس کے بہت سے ساتھیوں نے عضد الدولہ سے امان حاصل کر لی۔ پھر عضد الدولہ مجبوراً موصل لوٹ گیا۔ اور اپنے ایک سپہ سالار طغان کوندلیس کی طرف روانہ کیا ابوثعلب یہ خبر سن کر بھاگ گیا اور بادشاہ ”وردرومی“ کے پاس چلا گیا چونکہ وردرومی اپنے شہنشاہ سے حکومت و سلطنت کے لئے لڑ رہا تھا۔ اس لئے ابوثعلب کے آنے کو ورد نے غنیمت شمار کر کے اس سے خوب اظہار اتحاد کیا۔ اور ابوثعلب نے اس خیال سے کہ اس کے ذریعہ اپنے اغراض حاصل کرنے میں آسانی ہوگی۔ رشتہ مصاہرت قائم کر لیا۔

ابوثعلب کو امداد سے ناامیدی: عضد الدولہ کا لشکر اس نقل و حرکت کے زمانہ میں ابوثعلب کے تعاقب میں تھا۔ اتفاق سے اس لشکر کی ابوثعلب سے ٹکرائی ہوئی جس نے اسے شکست دیدی اور نہایت سختی سے پامال کیا۔ باقی سپاہیوں نے بھاگ کر قلعہ زیاد میں جو کہ ”خرت برت“ کے نام سے مشہور تھا پناہ لی اور ورد کے پاس امداد کا پیغام بھیجا۔ مگر ورد نے معذرت کی کہ میں ان دنوں اپنے بادشاہ سے حکومت و ریاست کے لئے لڑ جھگڑ رہا ہوں آئندہ بشرط فراغت و کامیابی مدد کروں گا مگر خوش قسمتی سے کامیابی کے بجائے ورد کو بادشاہ روم کے مقابلہ میں شکست ہو گئی۔ چنانچہ ابوثعلب اس کی

مدد سے، امید ہو اسلامی عداوتوں کی جانب واپس آگیا۔ اور آمد پہنچ کر قیام پذیر ہو گیا۔ یہاں تک میافارقین کے حالات کی خبر اسے ملی۔

میافارقین پر ابوالوفاء کا محاصرہ: ابوالوفاء نے ابوثعلب کے تعاقب سے واپس آکر ”میافارقین“ کا محاصرہ کر لیا تھا ان دنوں ہزار مرد اس کا محاصرہ کر رہے تھے اس نے نہایت حزم و احتیاط سے شہر کی حفاظت کی اور انتہائی مردانگی سے پورے تین مہینے ابوالوفاء سے مقابلہ کرتا رہا اس کے بعد ہی زمانہ میں مرثیہ ابوثعلب نے اس کی جگہ خدانیہ غلاموں میں سے مونس نامی ایک آزاد کردہ غلام کو ”میافارقین“ کی حکومت پر مامور کیا۔ ادھر ابوالوفاء نے سرداران شہر سے ساز باز کی کوشش کی چنانچہ وہ ابوالوفاء کی جانب مائل ہو گئے۔ چنانچہ ابوالوفاء نے دوسرے لوگوں کو ملانے کی غرض سے چند آدمیوں کو انہی سرداروں کے پاس روانہ کیا جنہوں نے اس سے ساز باز کر لی تھی۔ مونس کو اس کی خبر مل گئی لیکن ان لوگوں کی مخالفت نہ کر سکا اور گردن طاعت جھکا دی اور امن کی درخواست کر دی۔ چنانچہ ابوالوفاء نے کامیابی کے ساتھ شہر پر قبضہ کر لیا۔

ابوالوفاء کی فتوحات: میافارقین کے محاصرے میں ابوالوفاء نے ”میافارقین“ کے تمام قلعوں کو فتح کر لیا تھا اس لئے اس کو پورے دیار ہرمز پر قبضہ کر لینے کا اچھا خاصہ موقع مل گیا۔ ابوثعلب کے رفیقوں اور عمال نے اس سے امن کی درخواست کی۔ چنانچہ ابوالوفاء نے ان لوگوں کے ساتھ اچھے برتاؤ کئے اور موصل کی جانب لوٹ آیا۔ رفتہ رفتہ جب ابوثعلب دارالحرب سے واپس آ رہا تھا ان واقعات کی خبر اس کے کانوں تک پہنچی تو اس نے رجبہ کا رخ رکھا۔ اور عضد الدولہ کی خدمت میں امداد و اعانت کا پیغام بھیجا۔ عضد الدولہ نے حاضری کی شرط پر اس درخواست کو منظور کیا۔ مگر ابوثعلب نے اس سے انکار کر دیا۔

عضد الدولہ کا دریا مضمر پر قبضہ: تب عضد الدولہ نے دیار مضمر پر قبضہ کر لیا۔ ابوثعلب کی جانب سے اس ملک پر ”سلامہ برقعیدی“ جو کہ بنی حمدان کا بہت رفیق تھا۔ ابوالمعالی بن سیف الدولہ نے حلب سے ایک فوج روانہ کی تھی۔ چنانچہ سلامہ نے سینہ سپر ہو کر اس فوج کا مقابلہ کیا اور مدد توں لڑائیاں ہوتی رہیں۔ ابوالمعالی عضد الدولہ کے پاس صلح کا پیغام لے کر حاضر ہوا چنانچہ عضد الدولہ نے نقیب ابوالاحمد موسوی کو سلامہ برقعیدی کے پاس روانہ کیا۔ پھر متعدد لڑائیوں کے بعد سلامہ نے شہر کو اس کے حوالہ کر دیا، مرقہ کو اپنے لئے اس سے لے لیا، باقی شہر سعد الدولہ کو دے دیئے اسی زمانہ سے یہ ملک اس کے قبضہ میں چلا گیا۔

رجبہ پر عضد الدولہ کا قبضہ: ان واقعات کے بعد عضد الدولہ نے رجبہ پر بھی قبضہ کر لیا اور آہستہ آہستہ اس کے سارے قلعوں پر قبضہ ہو گیا اور اپنی جانب سے ابوالوفاء کو مونس پر مقرر کر کے ماہ ذیقعدہ ۳۶۸ھ میں بغداد کی جانب لوٹ گیا۔ اس کے بعد عضد الدولہ نے ایک بڑی فوج کو ہکاری کردوں کو زیر کرنے کے لئے موصل کے صوبوں کی طرف روانہ کیا۔ اس فوج نے ان لوگوں کا محاصرہ کر لیا۔ لڑائیاں ہوئیں اور ہاتھ خراں لوگوں نے اطاعت میں گردن جھکا دی اور اپنے قلعوں کو ان کے حوالہ کر دیا اور ان لوگوں نے موصل میں قیام پسند کر لیا۔ اتفاق سے ان کے دوران کے شہروں کے درمیان برف بہت پڑی۔ جس سے وہ لوگ اپنے شہروں کی طرف واپس نہ جاسکے۔ چنانچہ مکاری کردوں کو موقع مل گیا۔ انہوں نے اس فوج کے سپہ سالار کو قتل کر کے موصل کے راستے میں صلیب پر چڑھا دیا۔

ابوثعلب کی دمشق روانگی: جب ابوثعلب بن حمدان کو عضد الدولہ کی اصلاح اور موصل کی جانب لوٹنے سے ناامیدی محسوس ہوئی تو اس نے شام کا راستہ لیا۔ ان دنوں دمشق قسام (عزیز علوی حاکم مصر کا اچھی) حکومت کر رہا تھا۔ قسام نے افسکین کے بعد دمشق پر قبضہ کیا تھا۔ یہ واقعہ افسکین نے دمشق پر قبضہ کیسے کیا اور افسکین کے بعد قسام کیسے مالک بنا، ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔ الغرض قسام نے ابوثعلب کی آمد کی خبر سن کر خائف ہو کر سے شہر میں داخل ہونے سے روک دیا۔ چنانچہ ابوثعلب شہر کے باہر قیام پذیر ہو گیا۔ اور عزیز علوی والی مضمر کو اس واقعہ سے مطلع کر کے امداد کی درخواست کی۔

ابوثعلب کی طبرہ روانگی: تھوڑے دنوں بعد یہ خبر آئی کہ عزیز نے امداد دینے کے لئے اس کو اپنے پاس بلایا ہے۔ ابوثعلب یہ سن کر طبرہ کی جانب روانہ ہو گیا مدائنی سے پہلے قسام کی اس سے چند لڑائیاں بھی ہوئی تھیں۔ بعد اس کے بعد فضل، عزیز علوی کی طرف سے قسم سے جنگ کرنے اور اس کا دمشق میں محاصرہ کرنے کے لئے پہنچ گیا۔ فضل اور ابوثعلب کی طبرہ میں ملاقات ہوئی اس نے عزیز علوی کی طرف سے ہر طرح کی امداد

وعدہ کیا۔ چنانچہ ابوثعلب نے اس کے ساتھ دمشق چلنے پر آمادگی ظاہر کی۔ چونکہ ابوثعلب اور قسام کا اختلاف ہو چکا تھا۔ اس لئے فضل نے ابوشعب کو اس ارادہ سے باز رکھا مگر پھر بھی فضل اپنے ارادوں میں کامیاب نہ ہو۔ اور نرمی اور مصالحت سے کام نہ چلا۔ لہذا قسام اور فضل کی بن بن ہو گئی اس طرح قسام نے فضل کو دمشق سے باہر نکال دیا۔

بنو عقیل اوز ابوثعلب کی رملہ پر چڑھائی:۔۔۔ اس کے بعد ابوثعلب نے بنو عقیل کو جمع کر کے ماہ محرم ۳۶۹ھ میں رملہ پر چڑھائی کر دی۔ فضل اور دغفل ۱ نے اس خیال و خوف سے کہ کہیں ابوثعلب کی قوت نہ بڑھ جائے متحد ہو کر ابوثعلب سے مقابلہ کیا۔ جس میں بنو عقیل میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے صرف سات غلاموں کی ایک چھوٹی سی جماعت باقی رہ گئی۔ جس میں کچھ اس کے غلام تھے اور کچھ اس کے باپ کے خریدہ مردہ تھے۔ لہذا مجبوراً ابوثعلب کو بھی بھاگنا پڑا۔ طلب نے تعاقب کیا تو ابوثعلب کی غیرت و جرات نے اسے روک کر جنگ پر تیار کر دیا۔

ابوثعلب کی میدان جنگ میں موت:۔۔۔ چنانچہ ابوثعلب تن تنہا رک گیا اور لڑنے لگا۔ طلب نے ابوثعلب کے سر پر ایک گہری چوٹ لگا دی جس سے چکر کھا کے ابوثعلب زمین پر گر پڑا۔ چنانچہ طلب نے اس کی مشکیں باندھ لیں اور گرفتار کر کے دغفل کے پاس لے آیا۔ فضل کی یہ رائے تھی کہ ابوثعلب کو عزیز عوی کے پاس بھیج دیا جائے۔ مگر دغفل نے اس خوف سے کہ کہیں عزیز اس کو اپنا دست راست نہ بنالے، جیسا کہ انکسین کو بنالیو تھا۔ ابوثعلب کو قتل کر ڈالا اور فضل نے سراتار کر مصر روانہ کر دیا۔ بنو عقیل نے اس کی بہن جمیلہ اور اس کی بیوی بنت سیف الدولہ کو ابوالمعالی کے پاس حب بھیج دیا۔ اور ابوالمعالی نے جمیلہ کو موصل روانہ کر دیا ابوالوفاء والی موصل نے عضد الدولہ کے پاس بغداد بھیج دیا اس طرح اسے بغداد میں عضد الدولہ کے محل سراء کے ایک حجرہ میں قید کر دیا گیا۔

ارمانوس کے بیٹے:۔۔۔ ارمانوس (والی روم وفات کے وقت) دو چھوٹے لڑکے چھوڑ گیا تھا۔ ان میں سے ایک کا نام ”یسیل“ اور دوسرے کا قسطنطین تھا۔ اپنے باپ کے بعد دونوں متحد ہو کر حکمرانی کرنے لگے۔ اس دوران دمشق یعفور اسلامی علاقوں کو تہ و بالا کر کے واپس آ گیا۔ چنانچہ رومیوں نے متحد ہو کر ارمانوس کے دونوں لڑکوں کا نائب اس کو نامور کر دیا۔ مگر ان دونوں کی ماں نے ابن شمشیق کو یعفور و دمشق کے قتل کی ترغیب دی اور اسے یعفور کے قتل کے بعد اس کا عہدہ دینے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ ابن شمشیق نے یعفور کو قتل کر کے اس کے بھائی لاوون اور بھتیجے وردیس بن لاوون کو گرفتار کر کے کسی قلعہ میں قید کر دیا اور دمشق کے عہدے پر فائز ہو کر فوجیں تیار کر کے شام کے علاقوں کی طرف خروج کر دیا۔ اور نہایت سختی سے انہیں پامال کرتا ہوا طرابلس پہنچ گیا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔

ابن شمشیق کا قتل:۔۔۔ موجودہ حکمران روم کی ماں کا ایک خصی بھائی تھا جو ان دنوں وزارت کے عہدے پر تھا۔ اس نے ایک شخص کو ابن شمشیق کو زہر کھلانے پر مقرر کر دیا زہر کھلانے کے بعد ابن شمشیق کو اس بات کا احساس ہو گیا۔ لہذا محاصرہ اٹھا کر قسطنطنیہ کی جانب نہایت تیزی سے کوچ کیا مگر راستے میں مر گیا۔

ورد بن منیر کی حکومت اور فتوحات:۔۔۔ ورد بن منیر نامی ایک بطریق اور سپہ سالار اس کے ہمراہ تھا۔ اس کے مرنے کے بعد ورد کو حکومت و سلطنت کی لچ لگ گئی۔ اس نے ابوثعلب سے خط و کتابت کر کے رسم اتحاد قائم کی اور اس کو اپنا داماد بنا کر اپنا ہمدرد و معاون بنالیا۔ پھر کیا تھا اس نے سرحدی مسلمانوں کی ایک عظیم فوج مرتب کر کے ملک روم پر چڑھائی کر دی۔ رومی حکمرانوں نے مقابلہ پر فوجیں روانہ کیں۔ مگر وردان کو شکست پر شکست دیتا گیا۔ جس سے رومی حکمرانوں کو بے حد خطرہ پیدا ہو گیا انہوں نے مشورہ کر کے وردیس بن لاوون کو قید سے نجات دے کر ایک بڑی فوج کے ساتھ ورد کا مقابلہ کرنے کے لئے روانہ کر دیا۔ چنانچہ ورد اور وردیس میں گھمسان کی لڑائیاں ہوئیں اور بے حد خوریزی ہوئی۔ فریقین کے ہزاروں آدمی کام آ گئے۔ بالآخر ورد کو شکست ہو گئی اور وہ ۳۶۹ھ میں شکست کھا کر دیار بکر کی جانب بھاگا۔ اور میافارقین کے قریب پہنچ کر قیام پذیر ہو گیا۔

ورد کی گرفتاری: پھر اپنے بھائی کو عضد الدولہ کی خدمت میں امداد کی درخواست دے کر روانہ کیا۔ انہی دنوں دونوں حکمرانان قسطنطنیہ نے بھی

عضد الدولہ کے پاس پیغام بھیجی تھا۔ لہذا عضد الدولہ ان دونوں کی جانب مائل ہو گیا اور ورد اور اس کے ساتھیوں سمیت گرفتاری کا حکم دیدیا۔ چنانچہ بوہلی تہمتی والی دیر بکمر نے ورد کو اس کے بھائی اور ساتھیوں سمیت گرفتار کر کے میافارقین کی جیل میں ڈال دیا۔ اور چند دن کے بعد پابزنجیر بغداد روانہ کر دیا۔ ورد مدتوں یہاں بھی قید رہا۔

ورد کی رہائی اس کے بعد بہار الدولہ بن عضد الدولہ نے ۳۷۵ھ میں ورد کو اس شرط پر رہا کیا (۱) یہ کہ مسلمان قیدیوں کو اپنے مددے رہا کرے۔ (۲) یہ کہ سات قلعے جملہ ماں و اسباب و مضافات سمیت مسلمانوں کے حوالہ کرے (۳) یہ کہ آئندہ تاحیات اسلامی علاقوں سے کسی طرح متعرض نہ ہو، چنانچہ ورد نے ان شرائط کو قبول کر لیا اور سامان سفر درست کر کے روانہ ہو گیا۔ راستے میں ملیطہ پر قبضہ کر لیا۔ چنانچہ ملیطہ کے سامان جنگ و مال و زر کی وجہ سے اس کی قوت میں نمایاں ترقی ہو گئی۔ وردیس بن لاودن نے گھبرا کر اس شرط پر کہ قسطنطنیہ اور اس کا شمالی حصہ خلیج تک اس کے قبضہ میں رہے باقی پروردق ارض ہو گیا۔ مصر تحت کی درخواست پیش کی، مگر ورد نے اس پر کچھ توجہ نہ کی اور قسطنطنیہ کا محاصرہ کر لیا۔

ورد کی خود مختار حکومت: اس وقت قسطنطنیہ میں ارمانوس کے دونوں بادشاہ کے بیٹے موجود تھے ان دونوں بادشاہوں کا نام سیل اور قسطنطین تھے۔ ان دونوں نے ورد کی خود مختار حکومت تسلیم کر لی لہذا ورد کا غصہ فرو ہو گیا۔ اس کے بعد قسطنطنین مر گیا اور سیل تنہا حکمرانی کرنے لگا، بہت دنوں تک اس نے حکمرانی کی قوم بلغار (بلغاریہ) سے پینتیس سال تک لڑتا رہا۔ آخر کار اسے فتح حاصل ہوئی اور اس نے بلغار کو ان کے ملک اور وطن سے نکال کر رومیو پ کو وہاں لیجا کر آباد کیا۔

کچھ راہروالی مصر عزیز: ہم اوپر ابوالمعالی بن سیف الدولہ کی جانب سے حمص پر کچھو کی گورنری کا حال تحریر کر چکے ہیں۔ اور یہ بھی لکھ چکے ہیں۔ کہ کچھو نے اسے تعمیر و آباد بھی کیا تھا۔ چونکہ دمشق قسام کے دور میں ویران اور برباد ہو گیا تھا اس کے علاوہ مہنگائی اور دباؤ پھیل گئی تھی۔ کچھو نے بل دمشق کی امداد پر کمر ہمت باندھی اور حمص سے غلہ اور خوردنی اشیاء دمشق روانہ کرنے لگا۔ اور اہل دمشق کے مال و اسباب کو حمص اٹھا لیا۔ اس سے عزیز وں مصر کی آنکھوں میں کچھو کی عزت بڑھ گئی اور خط و کتابت کا سلسلہ جاری ہو گیا۔

دمشق کی گورنری کی درخواست: جب اسے ایک گونہ رسوخ حاصل ہو گیا تو کچھو نے دمشق کی گورنری کی درخواست پیش کر دی چنانچہ عزیز نے اس درخواست کی منظوری کا وعدہ کر لیا۔ مگر اس کے بعد ۳۷۲ھ میں کچھو راہر سعد الدولہ ابوالمعالی بن سیف الدولہ کے درمیان منافرت پیدا ہو گئی اس پر کچھو نے عزیز والی مصر کی خدمت میں پیغام بھیجا۔ کہ آپ حسب وعدہ دمشق کا گورنر مجھے بنا دیں مگر وزیر السلطنت بن کلس نے عزیز کو اس سے منع کیا۔ دمشق میں ان دنوں عزیز کی طرف سے سپہ سالار بلکین حکومت کر رہا تھا۔ سپہ سالار بلکین، قسام کے بعد دمشق کا حکمران بنا تھا۔ اتفاق سے سی زمانہ میں کتیمیوں (مقربہ) نے سلطنت کے وزیر کے خلاف بغاوت کر دی اور حملہ کر کے اس کو مار ڈالا۔

بلکین کی طبعی: مجبور عزیز کو دمشق سے بلکین کو طلب کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ چنانچہ اس کی جگہ کچھو رکود دمشق کا حاکم بن کر رہا بلکین کو مصر میں طلب کر لیا۔ ماہ رجب ۳۷۳ھ میں کچھو دمشق پہنچا اور وہاں پہنچتے ہی اس نے تباہی مچا دی۔ وزیر سلطنت بن کلس کے حامیوں کو چن چن کر تنگ کرنے لگا۔ اسی طرح اس نے چھ سال تک حکومت کی، بالآخر مصر سے کمانڈر منیر خادم کی سربراہی میں فوج کا ایک بڑا لشکر کچھو کی گرفت کے لئے دمشق روانہ ہوا۔ اور طرابلس کے دالی نزال کو اس مہم میں شریک ہونے اور اس کی مدد کرنے کو لکھا گیا۔ جب کچھو کو یہ خبر ملی تو اس نے عرب وغیرہ کی فوجوں کو اپنا ہمنو بنایا۔ اور مقبہ کے لئے میدان جنگ میں کود پڑا۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی اور میدان منیر کے ہاتھ میں رہا تو کچھو نے امن کی درخواست کی۔ منیر نے شہر حوالہ کرنے کی شرط پر اس کو امن دے دیا۔

منیر کا دمشق پر قبضہ: چنانچہ کچھو دمشق کو منیر کے حوالہ کر کے رقبہ کی طرف روانہ ہوا۔ اور منیر نے شہر میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لیا۔ کچھو نے رقبہ میں قیام کیا اور اس دوران رقبہ اور رقبہ کے تمام سرحدی علاقوں پر قبضہ کر لیا اور اپنا حکم چلانے لگا۔ بہاء الدولہ بن عضد الدولہ کی خدمت میں پیام اطاعت بھیجا۔ اور بادکردی جو دیر بکمر اور موصل پر غالب ہو گیا تھا لکھا کہ میں آپ کے پاس آنا چاہتا ہوں۔ اور ابوالمعالی سعد الدولہ والی حلب کے پاس اس

مضمون کا خطر روانہ کیا کہ آپ مجھے حمص کی حکومت بطور جاگیر عنایت فرمادیں۔ میں پہلے کی طرح آپ کا فرمانبردار بن جاؤں گا۔

یکچور کی سازشیں لیکن کسی نے اس کی کوئی درخواست منظور نہ کی تو یکچور نے رقبہ میں قیام کر کے بغاوت کرنے پر اکسایا۔ چنانچہ ان لوگوں نے یکچور کی موافقت میں اپنے آقائے سے بغاوت کرنے کا ارادہ کر لیا۔ اور یکچور کو یہ اطلاع پہنچائی کہ ابوالمعالی نے اپنی خواہشات نفسانی یا کر عزیز: (دون مصر) سے اس بات کی درخواست کی کہ وہ اس کی مدد کرے۔

یکچور کے خلاف سازش۔ ادھر عزیز نے طرابلس کے نزال اور شام کے گورنر کو یکچور کی امداد کرنے اور اس کی ماتحت میں جنگ کرنے کا حکم نامہ لکھ کر بھیج دیا۔ اور ادھر خفیہ طور پر عیسیٰ بن مسطورس نصرانی (عزیز مصر کا وزیر سلطنت) نے نزال وغیرہ کو لکھ بھیجا کہ جس وقت سعدیہ کی فوج مقابلہ پر آئے یکچور کو میدان جنگ میں تنہا چھوڑ دینا۔ کیونکہ عیسیٰ بن مسطورس اور یکچور کے درمیان مدت دراز سے چپقلش چلی آ رہی تھی۔

فوجوں کی روانگی: قصہ مختصر نزال اور یکچور رقبہ سے روانہ ہوئے۔ ابوالمعالی کو اس کی خبر پہنچی تو وہ فوجیں تیار کر کے حلب سے جنگ کے لئے نکل کھڑا ہوا۔ اس کے باپ کا آزاد کردہ غلام لولؤ کبیر بھی اس کے ساتھ تھا۔ لولؤ کبیر نے یکچور سے سازش کے ارادہ سے خط و کتابت شروع کی۔ حقوق سربقہ کا اظہار کر کے رقبہ سے حمص تک کے مضافات جاگیر میں دینے کا وعدہ کیا۔ لیکن یکچور نے ایک بھی نہ سنی۔

رومی اور عرب گٹھ جوڑ: انہی دنوں ابوالمعالی نے والی اٹاکیہ کے پاس امداد کا خط روانہ کیا۔ چنانچہ والی اٹاکیہ نے رومی فوج سے جدا ہو کر مدد کی اور ان عربوں کو جو کہ یکچور کے ہمراہ تھے۔ خفیہ طور پر لکھ بھیجا کہ اگر تم لوگ بوقت جنگ یکچور سے علیحدہ ہو جاؤ تو میں تم کو اس قدر جاگیریں اور انعام دوں گا کہ تم لوگ خوش اور مالا مال ہو جاؤ گے۔ اس وقت پٹی سے عربوں نے بوقت جنگ دھوکا دینے کا وعدہ کر لیا۔

یکچور سے دھوکا:..... جس وقت دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا اور فریقین جنگ میں مصروف ہو گئے۔ عربوں نے پلٹ کر یکچور کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ اور اس کے لشکر سے نکل کر ابوالمعالی کے پاس چلے گئے۔ یکچور کو عربوں کی اس حرکت پر بیحد غصہ آیا مگر اب کوئی چارہ کار نہ تھا سو مرنے پر کمر بستہ ہو کر ابوالمعالی کے قتل کے ارادے سے اس کے لشکر کے قلب پر حملہ آور ہو گیا۔

یکچور کا فرار اور قتل: لیکن لولؤ پہلے ہی ابوالمعالی کو اسی خدشہ کے پیش نظر ”قلب“ سے ہٹا چکا تھا۔ اور خود قلب لشکر میں اس کی جگہ کھڑا ہوا لڑ رہا تھا جس وقت یکچور رحمہ کرتا ہوا قلب لشکر میں پہنچا۔ لولؤ نے بڑھ کر وار کیا۔ یکچور نے نہایت استقلال سے اس حملہ کا جواب دیا۔ لولؤ کے ہمراہیوں نے چاروں طرف سے گھیر کر حملے شروع کر دیئے۔ یکچور شکست کھا کر بھاگا۔ عربوں میں سے ایک شخص نے اس کو گرفتار کر کے اپنے مکان میں قید کر دیا اور ابوالمعالی کو اس کی اطلاع دی۔ ابوالمعالی یکچور کو قتل کر کے رقبہ روانہ ہو گیا۔

یکچور کے لواحقین کی امن کی درخواست: وہاں اس وقت سلامہ رشتی (یکچور کا خادم) اور اس کی اولاد اور ابوالحسن علی بن حسین مغربی اس کا وزیر سلطنت موجود تھے۔ ان لوگوں نے ابوالمعالی سے امن کی درخواست کی۔ چنانچہ ابوالمعالی نے امن دیدیا چنانچہ ان لوگوں نے رقبہ کا دروازہ کھول دیا اور ابوالمعالی نے رقبہ پر قبضہ کر لیا جس وقت یکچور کی اولاد مال و اسباب کے ساتھ نکلی اور ابوالمعالی کی آنکھیں زیادہ مال کی وجہ سے خیرہ ہو گئیں اور قاضی ابن ابی حسین سمجھ گیا اور کہا کہ آپ اس مال و اسباب پر قبضہ کیوں نہیں کرتے یکچور تو غلام تھا وہ کسی چیز کا مالک نہیں ہو سکتا تھا اس مال و اسباب پر قبضہ کرنے سے آپ کی قسم نہیں ٹوٹے گی چنانچہ ابوالمعالی کی باجپیس یہ سن کر کھل گئیں فوراً تمام مال و اسباب پر قبضہ کر لیا اور عزیز حاکم مصر نے یکچور کی اولاد سے بہنے سے سفارشی خط بھیجا مگر ابوالمعالی نے بہت بڑے طریقے سے اس کا جواب دیا اور وزیر مغربی جان بچا کر مشہد علی بن ابی طالب کی طرف بھاگ گیا۔

یاد گردی کے حالات: اگر لرحمہ یہ اور ان کے سرداروں میں سے موصل کے کنارے پر باد نامی ایک شخص رہتا تھا اور بعض نے یہ کہا کہ یاد قبہ تھا اور اس کا نام ابو عبد اللہ حسین بن دوشک تھا اور بعض کہتے ہیں کہ یاد اس کا نام تھا اور ابو شجاع بن دوشک کیفیت تھی اور ابو عبد اللہ حسین اس کا بھائی تھا اور یہ شخص بہت رعب اور دبدبے والا تھا اور اس کے ارد گرد کے رہنے والے اس کے نام سے بید کی طرح تھو اتے تھے لوٹ مار سے جتنا ماں ہاتھ میں آتا

تھ وہ سارا اپنے غزوہ وقارب میں تقسیم کر دیتا تھا آہستہ آہستہ اس سخاوت کی وجہ سے اس کی جماعت زیادہ ہو گئی پھر اس نے شہر آرمینین کی طرف قدم بڑھایا چنانچہ شہر ازجیش پر قبضہ کر کے دیار بکر کی طرف لوٹ گیا۔

عضد الدولہ اور یاد: جب عضد الدولہ نے ”موصل“ کو فتح کیا تو وفد کے ساتھ عضد الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوا مگر کسی خطرے کا خیال کر کے ساتھ چھوڑ دیا اور عضد الدولہ یاد کی تلاش اور سراغ کی فکر میں کامیاب نہ ہو سکا پھر جب عضد الدولہ نے وفات پائی۔ تو یاد ”دیار بکر“ کی طرف روانہ ہو ”آمد“ اور ”میا فارقین“ پر قبضہ کر کے ”نصیبین“ کی طرف چل پڑا اور اس پر بھی قبضہ کر لیا۔

ابوالقاسم و یاد کی جنگ: مصمام الدولہ نے ان واقعات کی اطلاع پا کر ایک بڑی فوج حاجب ابوالقاسم کی کمان میں سعید بن محمد کو یاد سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا چنانچہ مضافات ”کواشی“ مقام ”حابور حسینہ“ میں دونوں فریقوں کا آمنا سامنا ہوا ایک سخت اور خونریز جنگ کے بعد حاجب ابوالقاسم کو شکست ہو گئی۔ بہت سے دیلم جنگ میں آ گئے اور حاجب ابوالقاسم بھاگ کر ”موصل“ پہنچ گیا اور یاد اس کے پیچھے تھا۔ ”موصل“ کے لوگ اپنی بد اخلاق کی وجہ سے ابوالقاسم پر ٹوٹ پڑے اور اس کو مار کر بھگا دیا۔ یاد کامیابی کے ساتھ ۳۷۳ھ میں ”موصل“ میں داخل ہوا۔ اور اس کی فوجی و مدنی قوت بڑھ گئی پھر اس کو بغداد فتح کرنے کی خواہش پیدا ہوئی۔

یاد کی شکست: مصمام الدولہ کو اس کی بڑھتی ہوئی قوت سے خطرہ پیدا ہوا تو اس نے اپنی سلطنت کے وزیر ابن سعدان کو فوج دے کر روانہ کیا اور اپنے سب سے بڑے سپہ سالار زیاد بن شہر یار کو اس جنگ کو فتح کرنے کا حکم دیا چنانچہ ماہ صفر ۳۷۴ھ میں دونوں فریقوں کا مقابلہ ہوا اور بہت بڑی لڑائی کے بعد یاد کو شکست ہو گئی اور اس کے بہت سے ساتھی مارے گئے اور کچھ لوگ گرفتار کر لئے گئے۔ جن کی تشہیر بغداد میں مچی گئی۔ چنانچہ وہیم نے ”موصل“ پر قبضہ کر لیا اور زیاد نے ایک فوج کو ”نصیبین“ کی طرف روانہ کیا۔ چنانچہ اس فوج نے اپنے سپہ سالار کی مخالفت کی۔

دیار بکر: مصمام الدولہ کے وزیر نے ابوالعالی بن حمدان حاکم حلب کو لکھا کہ دیار بکر کو تم اپنے قبضہ میں کر لو چنانچہ ابوالعالی نے اپنے لشکر کو دیار بکر، کی طرف روانہ کیا چونکہ اس فوج میں یاد کے خیر خواہوں کی وجہ سے فوج سے مقابلہ کی قوت نہ تھی اس لئے، ”دیار بکر“ سے اعراض کر کے چند دنوں تک ”میا فارقین“ کا محاصرہ کیا جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو محاصرہ چھوڑ کر حلب واپس آ گیا۔

یاد کا قتل: حاجب ابوالقاسم نے چند لوگوں کو یاد کے قتل کرنے کا حکم دیا اور یہ ہدایت کردی کہ حکمت عملی کے ساتھ جب موقع مل جائے تو یاد کو قتل کر دینا چنانچہ ایک شخص ان میں غفلت کی حالت میں خیمہ میں گھس گیا اور یاد کی پنڈلی کو سکر سمجھ کر تلوار سے وار کیا لیکن یاد نے اٹھ کر قاتل کو گرفتار کر لیا اور یاد اس جان لیوا مصیبت سے تھوڑا سا بچ گیا۔

صلح کا پیغام: یاد نے سپہ سالار زیاد کو حاجب ابوالقاسم کے پاس صلح کا پیغام بھیجا اور دونوں فریقوں میں اس بات پر صلح ہو گئی کہ، ”دیار بکر“، ”ور آدھا“، ”طور عیدین“، یاد کو دیا جائے چنانچہ یہ اس وقت سے یاد کا قبضہ ہے چنانچہ صلح کے بعد زیاد تو بغداد میں آ گیا اور حاجب ابوالقاسم، ”موصل“، میں ٹھہر گیا یہاں تک کہ ۳۷۵ھ میں وفات پا گیا۔

ابونصر اور یاد کی جنگ: شرف الدولہ بن بویہ ابونصر خواشادہ کو ایک بڑی فوج کا سردار مقرر کر کے یاد سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا اور یاد بھی اس سے اطلاع پا کر فوج لے کر مقابلہ پر آ گیا اتفاق سے ابونصر کی امدادی فوج وقت پر نہ پہنچ سکی اور لڑائی شروع ہو گئی ابونصر نے قبائل عرب میں سے بنو عقیل اور بنو نمیر کو جو گھریں اور انعامات دے کر باد کے مقابلے پر تیار کر لیا مگر اس کے باوجود اسے کامیابی نہ مل سکی باد طوعیدین پر دامن وہ کے آخر تک پرہیز ہو گیا مگر صحراء پر قبضہ نہیں کر سکا۔ پھر اپنے بھائی کو ایک فوج کے ساتھ عرب سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ پس میں لڑایاں ہوئیں اس کا بھائی، را گیا اور کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی مگر یاد میدان جنگ میں خواشادہ کے مقابلہ پر سینہ سپر ہو کر لڑتا رہا حتیٰ کہ شرف بدو۔ بن بویہ کی مرنے کی خبر ملی خواشادہ نے موصل پر چڑھائی کر دی۔ پھر وہ عرب صحراء پر اور ”باد“ جیل پر قابض رہا۔

ناصرالدولہ حمدان کے بیٹے۔ ابو طاہر ابراہیم اور ابو عبد اللہ حسن جو کہ ناصرالدولہ بن حمدان کے بیٹے تھے۔ اپنے بھائی ابو ثعب کے مارے جانے کے بعد دار الخلافۃ بغداد چلے گئے تھے اور شرف الدولہ بن عضد الدولہ کی خدمت میں رہتے تھے۔ چنانچہ جب شرف الدولہ نے وفات پائی اور خواشادہ اس وقت موصل میں تھا تو ان دونوں بھائی بیٹوں ابو طاہر اور ابو عبد اللہ نے بہاء الدولہ کے کمانڈروں کو اس رائے کی غلطی محسوس ہوئی۔ چنانچہ بہاء الدولہ نے ان لوگوں کی ترغیب سے خواشادہ (والی موصل) کو لکھ کر بھیجا کہ ابو طاہر اور ابو عبد اللہ کو موصل میں داخل مت ہونے دینا۔

بنو حمدان کی موصل آمد۔ چنانچہ خواشادہ نے ان دونوں بھائیوں کو موصل میں داخل ہونے سے روک دیا۔ اور بغداد واپس جانے کی ہدایت کی۔ مگر ان دونوں بھائیوں نے سماعت نہ کی اور تیزی کے ساتھ سفر کرتے ہوئے موصل کے قریب پہنچ گئے۔ اور موصل کے باہر مقدم ”دیر اہلی“ میں پڑاؤ کر دیا۔ جب اہل موصل تک یہ خبر پہنچی تو وہ لوگ دیلم اور ترکوں پر جو اس وقت موصل میں موجود تھے ٹوٹ پڑے اور خوشی خوشی بنو حمدان کی خدمت میں حاضر ہو کر باریابی کی کاشرف حاصل کیا۔ دیلم بھی مرتب اور مسلح ہو کر اہل موصل پر حملہ آور ہو گئے۔ مگر پہلے ہی معرکہ میں شکست کھا کر بھاگ گئے۔ ان میں ایک بڑا گروہ مارا گیا۔ باقی بچنے والوں نے دارالامارت میں جا کر پناہ لی۔

موصل پر قبضہ۔ اہل موصل نے انہیں ختم کر دینے کا ارادہ کیا۔ لیکن بنو حمدان نے اہل موصل کو اس وحشیانہ حرکت سے روکا۔ اور خواشادہ کو ان لوگوں سمیت جو اس کے ہمراہ تھے امان دے کر بغداد روانہ کر دیا اور خود موصل کی حکومت پر قابض ہو گئے۔ تھوڑے ہی دنوں میں عرب چاروں طرف سے کھینچ کر بنو حمدان کے پاس موصل چلے آئے۔

باد کردی کی مزاحمت۔ ان واقعات کی اطلاع باد کو ملی، یہ اس وقت دیار بکر میں تھا۔ لہذا باد فوجیں حاصل کرنے لگا۔ اگر ادبثویہ (بشنویہ) والیان قلعہ شک کا بڑا گروپ باد کے پاس آ کر جمع ہو گیا۔ پھر باد نے اہل موصل سے خط و کتابت شروع کی۔ بعضوں نے اس کے لکھنے کے مطابق اس کی درخواست منظور کر لی۔ تب باد نے اپنی فوج کو مرتب اور مسلح کر کے موصل کی جانب کوچ کیا کر دیا۔ اور قریب موصل کے پہنچ کر مشرقی جانب قیوم پذیر ہو گیا ابو طہر اور عبد اللہ بن حمدان نے ابو الدرداء محمد بن مسیب امیر بنو عقیل کے پاس امداد کا پیغام بھیجا۔ مگر ابو الدرداء نے جواب دیا کہ اگر جزیرہ ابن عمر اور نصیبین اس صلہ میں مجھے دیا جائے تو مجھے امداد میں کچھ عذر نہ ہوگا۔ چنانچہ ابو طاہر اور عبد اللہ نے اس شرط کو منظور کر لیا۔

بنو حمدان کو امدادی کمک کی فراہمی۔ چنانچہ ابو عبد اللہ اس شرط کو پختہ کرنے اور امداد حاصل کرنے کے لئے ابو الدرداء محمد کے پاس چل گیا اور اس کا بھائی ابو طاہر موصل میں ٹھہرا ”باد“ سے جنگ کرتا رہا۔ پھر جب ابو عبد اللہ اور ابو الدرداء کے آپس میں شرائط امداد طے ہو گئیں۔ تو ابو الدرداء اپنی قوم کو مرتب کر کے ابو عبد اللہ بن حمدان کے ساتھ باد سے جنگ کرنے آ گیا اور دجلہ عبور کر کے باد پیچھے سے حملہ آور ہوا۔

”باد“ کا قتل۔ ابو طاہر اور حمدانیہ فوجوں نے بھی سامنے سے ”باد“ پر یلغار کر دی اور پھر گھمسان کی لڑائی شروع ہو گئی۔ تھوڑی ہی دیر میں کشتوں سے پستے لگ گئے باد کا گھوڑا ٹھوکر کھا کر گرا۔ اور باد بھی منہ کے بل ایسا اوندھا گرا کہ دوبار گھوڑے پر سوار نہ ہو سکا۔ فریق مخالف نے نہایت تیزی سے اس کے ساتھیوں کو اس کے پاس سے حملہ کر کے منتشر کر دیا۔ عربوں میں سے ایک شخص نے لپک کر تلوار کا وار کیا اور سر اتار کر بنو حمدان کے پاس لے آیا پھر بنو حمدان کا صحابی کے ساتھ موصل کی جانب واپس آ گئے۔ یہ واقعہ ۳۸۰ھ کا ہے۔

استیلاء بنو عقیل۔ باد کے مارے جانے کے بعد ابو طاہر اور ابو عبد اللہ بن حمدان کو دیار بکر کی واپسی کی لالچ لگ گئی۔ ابو علی بن مروان کردی کا بھانجا اس جنگ میں بچ کر قلعہ کیفا چھا گیا تھا۔ یہاں باد کی بیوی مقیم تھی اور اس کا مال و اسباب بھی تھا۔ دجلہ کے کنارے پر نہایت مستحکم اور مضبوط بنا ہوا تھا ابو علی نے اس قلعہ میں پہنچ کر اپنے ماموں کی بیوی سے نکاح کر لیا اور سارے مال و اسباب اور قلعہ پر قابض ہو گیا۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ دیار بکر کا حکمران بن گیا۔

ابو علی اور بنو حمدان کی جنگ۔ اس دوران کہ ابو علی میافارقین کا محاصرہ کئے ہوئے تھا ابو طاہر اور ابو عبد اللہ بن حمدان پہنچ گئے۔ ویرانی شروع

ہو گئی۔ تھق سے ابوعلی نے ان دونوں بھائیوں کو شکست دیدی اور جنگ کے دوران ابو عبد اللہ کو گرفتار کر لیا۔ پھر چند دن بعد ابو عبد اللہ کو رہا کر دیا چنانچہ ابو عبد اللہ اپنے بھائی ابوطاہر کے پاس چلا گیا۔

دوبارہ جنگ: ابوطاہر نے اس وقت آمد کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ دونوں بھائیوں نے متحد ہو کر ابوعلی پر دوبارہ چڑھائی کر دی ابوعلی نے اس معرکہ میں بھی ان دونوں بھائیوں کو شکست دیکر ابو عبد اللہ کو دوبارہ گرفتار کر لیا اور اپنے ہاں قید رکھا۔ حتیٰ کہ خلیفہ مصر نے اس کو حلب کی حکومت پر مقرر کر دیا۔ یہاں تک کہ اس نے حلب ہی میں حکومت کرتے ہوئے وفات پائی۔

ابوطاہر کی گرفتار اور قتل: ابوطاہر ایک مختصر سے جماعت کے ساتھ نصیبین چلا گیا۔ اتفاق سے ان دنوں نصیبین میں ابوالدرداء محمد بن مسیب ”امیر بنو عقیل“ مقیم تھا۔ چنانچہ ابوالدرداء نے ابوطاہر پر اپنی فوج کو حملہ کا حکم دیدیا۔ اور ایک سخت خون ریز جنگ کے بعد ابوالدرداء کی فوج نے ابوطاہر کو اس کے بیٹوں اور چند سپہ سالاروں سمیت گرفتار کر لیا۔ ابوالدرداء نے ابوطاہر اور اس کے لڑکوں کو قتل کر دیا۔ اور پھر موصل کی جانب قدم بڑھائے اور اس پر قبضہ کر لیا۔

ابوالدرداء کی حکومت: اس کے بعد بہاء الدولہ کی خدمت میں یہ درخواست کی کہ آپ اپنا کوئی نائب مقرر کر کے میرے پاس روانہ فرمادیں تاکہ اس کی نگرانی میں حکومت کروں۔ چنانچہ بہاء الدولہ نے اپنے ایک سپہ سالار کو موصل بھیج دیا مگر اس سپہ سالار کو کسی قسم کے تصرف کا اختیار نہ تھا۔ بلکہ ابوالدولہ کے نائب کی نگرانی اور حمایت سے بے پرواہ ہو گیا اور بنو حمدان کی حکومت و سلطنت ختم ہو گئی۔ والبقاء للہ۔

سعد الدولہ بن حمدان: جس وقت سعد الدولہ نے اپنے خادم بکچور کو شکست دی اور اس کو جبکہ اس نے رتہ سے اس کی جانب کوچ کیا تھا قتل کر ڈالا سعد الدولہ واپس آ کر حلب آیا اور عارضہ فالج میں مبتلا ہو کر ۳۸۲ھ میں انتقال کر گیا۔ لولوء کبیر نے جو اس کا خادم اور اس کے امور سلطنت و حکومت کا منصرم تھا اس کے بیٹے ابوالفضل کو اس کی جگہ تخت حکومت پر بٹھایا اور شاہی افواج سے اس کی امارت و حکومت کی بیعت لے لی فوجیں چاروں طرف سے اس کے پاس آ گئیں۔ کسی ذریعہ یہ خبر ابوالحسن مغربی تک بھی پہنچ گئی۔ اس وقت یہ مشہد علی میں تھا فوراً اس مان سفر درست کر کے عزیز والی مصر کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے کوچ کر دیا اور پہنچتے ہی ملک حلب پر قبضہ کر لینے کی لالچ دلائی۔

منجوتکین کا حلب پر قبضہ: ... چنانچہ عزیز نے ایک بڑی فوج اپنے نامور سپہ سالار منجوتکین کی کمان میں حلب کی جانب روانہ کی چنانچہ منجوتکین نے حلب کا محاصرہ کر لیا۔ اور دو چار لڑائیوں کے بعد شہر پر قبضہ کر لیا ابوالفضل اور لولوء قلعہ نشین ہو گئے اور وہیں سے بادشاہ روم کے پاس مدد کی غرض سے اپنی روانہ کیا۔ چونکہ بادشاہ روم ان دنوں جنگ بلغار (بلغیر یا) میں مصروف تھا اس لئے گورنر انطاکیہ کو ان لوگوں کی امداد کرنے کا لکھ بھیج چنانچہ گورنر انطاکیہ نے پچاس ہزار فوج کے ساتھ ابوالفضل کی کمک کے لئے کوچ کیا جسر جدید پر پہنچ کر وادی عاصی کے قریب خیمہ زن ہوا۔ منجوتکین نے اس سے مطلع ہو کر اسلامی افواج کو مرتب کیا اور ان عیسائیوں کے مقابلہ پر آ گیا۔ پھر ایک سخت اور خون ریز جنگ کے بعد رومیوں کو شکست ہو گئی لشکر اسلام ان کے تعاقب میں بڑھا اور عیسائی ممالک کے دیہاتوں اور شہروں کو تاخت و تاراج کرتا ہوا انطاکیہ تک چلا گیا۔

حلب سے لولوء کا مال نکالنا: ابوالفضل اور لولوء کو موقع مل گیا وہ قلعہ سے شہر حلب میں آ گئے اور جتنا اٹھ کر لیج سکے مال و سبب قلعہ سے اٹھا کر لے گئے باقی کو جلا کر خاک و سیاہ کر دیا۔ اس کے بعد منجوتکین پھر حلب کے محاصرہ پر واپس آیا۔ لولوء نے ابوالحسن مغربی کے ذریعہ سے صلح کا پیغام دیا چنانچہ منجوتکین نے مصیبت صلح کر لی اور محاصرہ اٹھا کر حلب سے دمشق آ گیا۔ عزیز والی مصر کو اس صلح میں شریک نہ کیا عزیز نے اس سے مطلع ہو کر عتاب آموز خط منجوتکین کے نام تحریر کیا اور سختی کے ساتھ حلب کے محاصرہ پر واپس جانے کو لکھا۔ چنانچہ منجوتکین دوبارہ حلب کا محاصرہ کرنے لگا اور تیرہ مہینے محاصرہ کئے رہا۔

حلب سے منجوتکین کا فرار: ... ابوالفضل اور لولوء نے بادشاہ روم کے پاس پھر خطوط روانہ کئے اور یہ بات ظاہر کی کہ اگر حلب پر منجوتکین کا قبضہ

ہو گیا تو اٹھائی کی خیر نہ سمجھنا فتح اٹھائی کا پھاٹک حلب ہے یہ وہ زمانہ نہ تھا کہ بادشاہ روم کو بلغاریہ کی مہم سے فراغت حاصل ہو چکی تھی فوراً فوجیں مرتب کر کے حلب کی طرف روانہ ہو گیا منجوتکین کو اس کی خبر لگی تو اس نے مورچوں دھسوں اور چشموں کو خراب اور منہدم کر کے محاصرہ اٹھا کر کوچ کر دیا اس کے بعد بادشاہ روم حلب پہنچی۔ ابوالفضل کل اور لولوء نے گرم جوش سے استقبال کیا۔ اس کی عنایت و ہمدردی کے شکر گزار ہوئے۔ ابوالفضل کل اور لولوء حلب واپس آ گئے اور بادشاہ روم نے ملک شام پر ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا۔ حمص و شیرز کو فتح کر کے لوٹ لیا۔ طرابلس کا چالیس دن تک محاصرہ سے ہوئے لڑتار ہابا لا خرنا کامی کے ساتھ اپنے ملک واپس چلا گیا۔

سعد الدولہ کی معزولی: ان واقعات کے بعد ”نصر لولوء“ نے جو کہ سیف الدولہ کا غلام تھا اپنے آقا ابوالفضل بن سعد الدولہ کو معزول کر کے سر سے شہر پر قبضہ کر لیا اور دعوت عباسیہ کو موقوف کر کے حاکم علوی ”والی مصر“ کا خطبہ پڑھنے لگا۔ حاکم ”والی مصر“ نے اس کو مرتضی الدولہ کا خطاب عطا کیا۔ چند دن کے بعد لولوء کے برتاؤ میں جو کہ حاکم والی مصر کے ساتھ تھے فرق آ گیا۔ اس سے بنو کلاب بن ربیعہ کو موقع مل گیا ان دنوں بنو کلاب کا سردار صالح بن مرداس نامی ایک شخص تھا۔ اسی دوران لولوء ان میں سے ایک گروپ کو گرفتار کر لیا۔ یہ لوگ جاسوسی کی غرض سے حلب آئے ہوئے تھے۔

صالح کی جنگ اور لولوء کی گرفتاری: صالح بھی انہی لوگوں میں تھا۔ ایک مدت تک جیل میں رہا اور طرح طرح کی سختیوں جھیلتا رہا۔ آخر کار جیل سے بھاگ کر اپنے اہل و عیال سے جاملہ اور تباہی کر کے حلب پر چڑھ آیا۔ لولوء اور صالح کی مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں۔ انجام یہ کہ صالح لولوء نیل کو ۳۶۰ھ میں گرفتار کر لیا۔ اس کا بھائی بڑی مشکل سے جان بچا کر حلب پہنچا۔ اور اس کی ناکہ بندی کر لی۔ اس کے بعد صالح کے پاس اپنے بھائی کو فدیہ کے بدلے قید سے رہا کر دینے کا پیغام بھیجا۔ لہذا صالح نے بچہ شرائط لولوء کو رہا کر دیا۔ لولوء قید سے نجات پا کر حلب آیا۔ اور اپنے خدام و فوج کو اس شکست کا باعث قرار دے کر ایذا رسانی اور گرفتار کرنے کے بارے میں سوچنے لگا۔ ”فتح“ قلعہ حلب پر لولوء کی طرف سے حاکم تھا۔ کسی ذریعہ سے فتح کو اس کی خبر مل گئی۔ تو اس نے حاکم علوی والی مصر کو ان واقعات کی اطلاع کر کے اس کے اقتدار کو تسلیم کر لیا۔ اور ”لولوء“ سے ہائی ہو کر حکومت مصر کے تخت حکمرانی کرنے لگا۔ حاکم ”والی مصر“ نے صید اور بیروت بطور جاگیر اسے دے دیئے۔ لولوء کو اپنی جان کے لالے اڑ گئے۔ اور وہ بھاگ کر رومیوں کے پاس اٹھائی چلا گیا اور انہیں کے پاس مقیم ہو گیا۔

بنو حمدان کا زوال اور بنو کلاب کا قبضہ: اب ”فتح“ کو اپنے ارادوں میں کامیابی حاصل ہو گئی تھی۔ لہذا صید اچلا گیا۔ حاکم والی مصر نے اپنے جانب سے حلب کی حکومت بھی اسے عطا کر دی۔ اسی زمانہ سے بنو حمدان کی حکومت و دولت کا چراغ شام و جزیرہ میں گل ہو گیا۔ اور حلب کی سرزمین عبیدیوں کے قبضہ میں باقی رہ گئی۔ اس کے بعد صالح بن مرداس کلابی نے اس پر قبضہ کر لیا۔ یہاں پر اس کی قوم کی دولت و حکومت اور اس کی آئندہ نسلوں نے ورثہ اس ملک پر حکمرانی کی جیسا کہ آئندہ کے حالات کے ضمن میں بیان کیا جائے گا۔

موصل میں بنو عقیل کی حکومت اور ابوالدرداء کے ذریعہ اس کے شروع ہونے کے حالات

بنو عقیل، بنو کلاب، بنو نمیر، بنو خنابہ (عامر بن صعصعہ کے قبیلہ سے تھے) اور بنو طے (کہلان کے قبیلہ سے تھے) جزیرہ اور شام کے درمیان دریائے فرات کے کنارے پر پھیلے ہوئے تھے۔ اور یہ لوگ رعایا کی حیثیت سے بنو حمدان کے رقبہ حکومت میں رہتے اور ان کو خراج ادا کیا کرتے تھے جنگ کے موقع پر ان کے ساتھ مل کر ان کے دشمنوں سے لڑنے جاتے تھے رفتہ رفتہ ان کی قوت بڑھ گئی۔

بنو عقیل کا ابتدائی دور: پھر جب بنو حمدان کی بلندی کا سورج غروب ہونے لگا۔ تو ان کی حکومت کو استقلال اور استحکام حاصل ہو گیا۔ سامان جنگ درست کر کے ملک سنبھالنے ملک سے نکل پڑے اور جب ابوطاہر بن حمدان کو علی بن مروان کے مقابلے میں ۳۸۰ھ مقام دیار بکر میں شکست ہوئی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔ اور ابوطاہر نصیبین چلا گیا۔ (یہ وہ زمانہ تھا کہ نصیبین پر ابوالدرداء محمد بن مسیب بن رافع بن مقلد بن جعفر بن عمر بن مہبتہ امیر بنو عقیل بن کعب بن ربیعہ بن عامر قابض ہو گیا تھا)۔ چنانچہ ابوالدرداء نے ابوطاہر اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر دیا اور آگے بڑھ کر موصل پر قبضہ کر لیا۔

موصل پر ابو درداء کی حکمرانی:۔۔۔ پھر بہاء الدولہ بن بویہ کے پاس کہلوادیا (جس نے عراق میں خلیفہ کو دبا رکھا تھا) ”آپ اپنی طرف سے ایک گورنر موصل میں بھیج دیجئے تاکہ اس کے زیر اثر اور نگرانی میں حکومت کروں۔“ چنانچہ بہاء الدولہ نے اپنی جانب سے اپنا ایک نائب موصل میں بھیج دیا مگر حکومت کی باگ ڈور اور سیاہ سفید کا اختیار ”ابوالدرداء“ کے اختیار میں تھا۔ اسی حالت سے دو سال گزر گئے۔ ۳۸۲ھ میں بہاء الدولہ نے چھ فوجیں ابو جعفر حجاج بن ہرمز موصل کی طرف روانہ کیں۔ مگر ابوالدرداء ان کو پسپا کر کے موصل پر خود مختاری کے ساتھ حکمران بن بیٹھا۔ اس نے بغدادی قوم اور ان عربوں کو جو اس کے پاس آکر جمع ہو گئے تھے۔ مرتب کر کے بہاء الدولہ کی فوج سے جنگ کرنے چل پڑا۔ چنانچہ متعدد لڑائیاں ہوئیں اور آخر کار فتح اور کامیابی کا جھنڈا ”ابوالدرداء“ کے ہاتھ رہا۔

ابوالدرداء کی وفات اور اس کے بھائی مقلد کی حکومت:۔۔۔ ۳۸۶ھ میں ابوالدرداء کا انتقال ہو گیا۔ اور اس کی جگہ بنو عتیلوں نے رات پر اس کا بھائی علی مقرر ہوا۔ مقلد بن مسیب نے بہت ہاتھ پاؤں مارے اور بنو عتیل کی سرداری حاصل کرنے کی کوشش کی، مگر اس لئے کہ بنو عتیلوں میں بڑا تھا۔ ان کی ایک بھی نہ چلی۔ تب مقلد نے اپنی توجہ حکومت موصل کی جانب پھیر دی۔ اور ان دیلمیوں کو جو کہ موصل میں ابو جعفر بن ہرمز کے ساتھ رہتے تھے۔ اپنے ساتھ ملانا شروع کیا۔ کچھ عرصے بعد مقلد کو اپنے ان ارادوں اور سازش میں کامیابی حاصل ہو گئی۔ اور دیلمیوں کے یہ بڑے روپ نے اس سے سازش باز کر لی۔

مقلد کا موصل پر قبضہ:۔۔۔ اس وقت مقلد نے بہاء الدولہ کی خدمت میں یہ درخواست کی کہ اگر حکومت موصل مجھے عنایت کر دی جائے تو میں دو لاکھ سالانہ خراج ادا کروں گا۔ اس کے بعد اپنے بھائی علی اور اپنی قوم سے یہ ظاہر کیا کہ مجھے بہاء الدولہ نے موصل کی حکومت عطا کر دی ہے۔ تم لوگ میری حمایت کرو۔ چنانچہ وہ لوگ تیار ہو کر مقلد کے ساتھ موصل کی جانب روانہ ہو گئے۔ سفر و قیام کرتے ہوئے تھوڑے دنوں بعد موصل کے قریب پہنچ گئے۔ دیلمیوں میں سے جن لوگوں نے اس سے سازش کر لی تھی وہ لوگ موصل سے نکل کر اس کے پاس آ گئے۔ ابو جعفر بن ہرمز سپہ سالار بننے والے دیلمیوں کا یہ حال دیکھ کر اس کی درخواست کی۔ چنانچہ مقلد نے اس کو امن دے دیا۔ اور ابو جعفر کشتی پر سوار ہو کر بغداد کی طرف روانہ ہو گیا۔ بنو عتیلوں نے اس کا تعاقب کیا مگر کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔ پھر مقلد نے ابو جعفر کے چلے جانے کے بعد موصل پر قبضہ کر لیا۔

مقلد کا بغداد پر حملہ:۔۔۔ مغربی فرات کی نگرانی و حفاظت مقلد کرتا تھا۔ دار الخلافہ بغداد میں اس کی طرف سے اس کا نائب رہتا تھا۔ اس نائب میں فطری شجاعت موجود تھی۔ اس کا بہاء الدولہ کے ساتھیوں سے کسی بات پر جھگڑا ہو گیا۔ ان دنوں بہاء الدولہ اپنے بھائی کے جھگڑوں میں مشغول تھا۔ مقلد کے نائب نے اپنے آقا کی خدمت میں بہاء الدولہ کے مصاحبوں کی شکایت لکھ کر بھیجی۔ چنانچہ مقلد نے اپنی فوج کو تیار کر کے چڑھائی کر دی، اور پہنچتے ہی قتل و غارت کرنا شروع کر دی اور مال پر بھی ہاتھ بڑھایا۔

بہاء الدولہ اور مقلد کی صلح:۔۔۔ ابوعلی بن اسمعیل نے ”جو کہ بغداد میں بہاء الدولہ کی طرف سے بطور نائب کے تھا“ مقلد کے طوفان بدتمیزی کی روک تھام کے لئے خروج کیا۔ بہاء الدولہ کو اس کی خبر ملی تو اس نے غلطی سے ابو جعفر حجاج بن ہرمز کو ابوعلی بن اسمعیل کی گرفتاری اور مقتد بن مسیب سے صلح کرنے کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ مقلد اور ابو جعفر سے ان شرائط پر مصالحت ہو گئی۔ (۱) مقلد دس ہزار دینار سالانہ بہاء الدولہ کی خدمت بطور نذرانہ خراج بھیجا کرے۔ (۲) خطبوں میں بہاء الدولہ کے بعد ابو جعفر کا نام پڑھا جائے۔ (۳) ممالک مقبوضہ سے سوائے حق نگرانی و حفاظت اور دینی خراج یا مالیہ کے وصول کرنے کا اختیار مقلد کو نہیں ہوگا۔ (۴) مقلد کو بہاء الدولہ کی طرف سے شاہی خلعت عطا کی جائے اور حسام الدولہ کا خطاب مرحمت ہو۔ (۵) موصل، کوفہ، مصر اور جامعین بطور جاگیر مقلد کو دیئے جائیں۔

مقلد کا مکمل قبضہ:۔۔۔ ان شرائط پر آپس میں صلح تو ہو گئی، مگر ابھی نفاذ کی نوبت نہ آئی تھی۔ کہ قادر باللہ تخت خلافت پر رونق افروز ہوا۔ چنانچہ مقلد نے ساری شرائط کو بالائے طاق رکھ کر پورے ملک پر قبضہ کر لیا۔ اراکین دولت، علماء، فضلاء اور مدبرین چاروں طرف سے کھینچ کھینچ کر اس کے پاس آئے اس سے اس کا رتبہ بڑھ گیا۔ اسی دوران ابو جعفر نے ابوعلی بن اسمعیل کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ مگر کچھ عرصے بعد ابوعلی جیل سے نکل کر

”مہذب الدولہ“ کے پاس بھاگ گیا۔

علی بن مسیب کی گرفتاری۔ مقلد بن مسیب اور اس کے ساتھیوں اور اس کے بھائی کے ساتھیوں کی عراق روانگی سے پہلے قیام موصل کے دوران کچھ کھٹ پٹ ہو گئی تھی۔ چنانچہ جب عراق سے مقلد واپس موصل میں آیا تو اپنے بھائی کے مصاحبوں سے انتقام لینے پر تل گیا۔ پھر یہ خیال کر کے کہ اپنے بھائی کی موجودگی میں اس ارادے میں کامیاب نہ ہو سکوں گا۔ تو خاموش ہو گیا اور اپنے بھائی کو گرفتار کرنے کی فکر کرنے لگا۔ ایک دن اپنی فوج دیلم اور اکرا کو بلوا کر قصر دوقا پر حملے کا اظہار کیا اور ان سے اطاعت و فرمانبرداری کی قسم لی۔ اس کے بعد رات کے وقت اپنے بھائی کے مکان میں نقتب لگا کر گھس گیا۔ اس کے بھائی علی کا مکان اس کے مکان سے ملا ہوا تھا۔ علی خواب غفلت میں پڑا ہوا خراٹے لے رہا تھا۔ چنانچہ مقلد نے اس کی مشکلیں باندھ لیں اور مکمل اطمینان سے لیجا کر جیل میں ڈال دیا۔ اس کے بیٹوں قراوش اور بدران اور اس کی بیوی کو تکریت روانہ کر دیا۔ اور سردار ان عرب کو بلا کر خلعتیں دیں۔ انعامات اور صلے مرحمت کئے جس سے تقریباً دو ہزار سوار اس کے پاس جمع ہو گئے۔

علی کی رہائی۔ علی کی بیوی اپنے دونوں لڑکوں کے ساتھ حسن بن مسیب کے پاس چلی گئی۔ اور اس کو سارا جراثمایا۔ چنانچہ اس نے اپنے عربی نژاد اعزہ واقرب کو جمع کر کے مقلد پر چڑھائی کر دی۔ سولہ ہزار سواروں کے ساتھ موصل کی طرف بڑھا مقلد کو اس کی خبر مل گئی تو لوگوں کو جمع کر کے مشورہ مانگا۔ کیا رافع بن محمد بن معن ① نے جنگ کرنے کی رائے دی غریب بن محمد نے کہا صلہ رحم کا خیال رکھنا زیادہ مناسب ہے۔ آخر وہ بھی تو آپ ہی کا بھائی ہے جنگ سے ہاتھ روک لینا بہتر ہے۔ ابھی کوئی بات طے نہ ہونے پائی تھی۔ کہ اس کی بہن رحلہ ② بنت مسیب اپنے بھائی علی کی سفارش کرنے پہنچ گئی۔ مقلد نے اس کی سفارش سے علی کو قید سے رہا کر دیا اور اس کا مال و اسباب جو کچھ ضبط کر لیا تھا واپس اسے دے دیا۔ اس سے فریقین کے ساتھیوں کو بہت خوشی ہوئی ایک دوسرے سے گلے ملے۔ حسن اور علی حلقہ کی جانب واپس چلے گئے۔ اور مقصد موصل لوٹ آیا اور واسط میں علی بن مزید اسدی پر فوج کشی کرنے کی تیاری میں مصروف ہو گیا۔

علی کا موصل پر قبضہ اور صلح۔ جیسے ہی مقلد نے حلقہ کی جانب کوچ کیا علی دوسرے راستے سے موصل پہنچ گیا اور اس پر قابض ہو گیا۔ مقلد اس واقعہ سے مطلع ہو کر موصل کی طرف لوٹا۔ حسن کو اس سے سخت صدمہ ہوا۔ وہ مقصد کی بڑی فوج سے ڈر گیا کہ پہلے ہی حملے میں علی پس جائے گا۔ لہذا مقلد کو حلقہ میں ٹھہرا کر علی کے پاس آیا اور اس کو سمجھا بھجا کر آپس میں صلح کرادی۔ صلح کے بعد مقلد اپنے دونوں بھائیوں سمیت موصل میں داخل ہو گیا۔ کچھ عرصے کے بعد علی ③ آئندہ خطرہ کے پیش نظر بھاگ گیا۔ اس کے بعد دونوں میں اس بات پر صلح ہو گئی۔ کہ ان دونوں میں سے ایک شخص شہر میں رہے۔ پھر ۳۹۰ھ میں علی کی وفات ہو گئی۔ اور اس کی جگہ حسن مامور ہوا۔ مقلد نے اس پر فوج کشی کی۔ بنو خفاجہ کا گروہ اس کے لشکر میں تھا۔ حسن یہ خبر سن کر عراق کی طرف بھاگ گیا۔ مقلد نے تعاقب کیا مگر کامیاب نہ ہو سکا اور واپس آ گیا۔ اس کے بعد مقلد نے علی بن مزید کے مقبوضہ علاقوں کی جانب قدم بڑھایا اور دوبارہ ان پر قابض ہو گیا۔ علی بن مزید بھاگ کر مہذب الدولہ ”والی بطیمہ“ کے پاس چلا گیا۔ مہذب الدولہ نے ان دونوں میں صلح کرادی۔

جبرئیل بن محمد اور مقلد کا دوقا پر قبضہ۔ مقلد نے اپنے دونوں بھائیوں اور ابن مزید کے مہم سے فارغ ہو کر دوقا کی جانب قدم بڑھایا اور پہنچتے ہی اس پر قابض ہو گیا۔ اس سے پہلے عیسائیوں میں سے دو آدمیوں نے اہل شہر کو اپنا مطیع اور فرمانبردار بنایا تھا۔ جبرئیل بن محمد نے جو کہ مشہور سپہ سالار تھا۔ ان دونوں عیسائیوں سے دوقا کو چھین لیا۔ اس مہم میں مہذب الدولہ والی بطیمہ نے بھی جبرئیل بن محمد کا ہاتھ بٹایا۔ جبرئیل ایک تجربہ کار سپہ سالار تھا۔ جہاد کرنے پر ہر وقت تیار ہوتا تھا۔ اس نے شہر پر قبضہ کرنے اور عیسائیوں حکمرانوں کو گرفتار کر لینے کے بعد شہر میں عدل و انصاف کا اعلان کر دیا۔ اس کے بعد مقلد نے اس سے اس شہر کا قبضہ چھین لیا۔

بدران بن مقلد کا دوقا پر قبضہ۔ اس کے بعد محمد بن عمان ④ پھر قراوش بن مقلد کے بعد دیگرے حکمران بنے۔ پھر شہر کی حکومت و ریاست

① بعض نسخوں میں معن کے بجائے ”معز“ اور ابن اثیر میں ”مقن“ لکھا ہے۔ ② بعض نسخوں میں رسمیلہ ہے جبکہ ابن اثیر میں ”زھیلہ“ لکھا ہے (جلد ۹ صفحہ ۱۳۴)۔

③ ”علی“ نہیں بلکہ حسن بھاگ گیا تھا۔ دیکھئے الکامل (جلد ۹ صفحہ ۱۳۴)۔ ④ بعض نسخوں میں ”نحسان“ اور بعض میں عمان لکھا ہے جبکہ الکامل میں ”عتاز“ مذکور ہے۔

فخرالدولہ ابوغائب کی طرف منتقل ہو گئی۔ پھر جبرئیل کو موقع مل گیا وہ دوبارہ دوقا پر آیا اور کردامیر موشک بن چکویہ ۱ کی فوجوں۔ اپنا شکر مرتب کر کے حمہ کر دیا، ورفخرالدولہ کے عمال کو شہر سے نکال دیا۔ اس دوران بدران بن مقلد پہنچ گیا اور اس نے اُن دونوں کو مغلوب کر کے شہر پر قبضہ کر لیا۔

مقلد کا قتل: مقلد کے بہت سے ترکی غلام تھے یہ لوگ اس سے الگ ہو کر بھاگے۔ مقلد نے ان کا تعاقب کیا اور ان کو گرفتار کر کے نہایت سختی سے پامال اور تہ تیغ کر دیا۔ اس سے ان کے بھائیوں کو خوف پیدا ہوا موقع کا انتظار کرنے لگے۔ ایک دن انہی ترکوں نے بحالت غفلت مقلد کو ۳۹۱ء مقام انیار میں قتل کر دیا۔

قراوش بن مقلد کے لئے منصور کی امداد: اس کی شان و شوکت بہت بڑھ گئی تھی۔ بغداد کو سر کرنے اور اس پر قابض ہونے کے لئے فوجیں روانہ کیں تھیں۔ جب یہ مارا گیا تو اس کا بڑا بیٹا قراوش موجود نہ تھا۔ اس کا مال و اسباب انیار میں تھا۔ اس کے نائب عبداللہ بن ابراہیم بن وشر ویہ پر خوف غائب ہو گیا۔ لہذا اس نے ابو منصور بن قراوش سے خط و کتابت شروع کر دی یہ اس وقت ”سندیہ“ میں تھا۔ باہم دونوں میں یہ طے پایا کہ مقلد جتنا مال و اسباب اور نقدیات چھوڑ کر مر گیا ہے۔ اس میں سے آدھا آدھا ابو منصور کو تقسیم کر دیا جائے گا۔ بشرطیکہ جس وقت قراوش کا چچا حسن بن مسیب قراوش کے خلاف قدم بڑھائے ابو منصور آڑے آئے اور مقلد کی جگہ قراوش کو حکمرانی کی کرسی پر بٹھایا جائے۔ چنانچہ اس قرارداد کے مطابق عبداللہ بن ابراہیم نے قراوش کو حکومت کی ترغیب دے کر بلا بھیجا۔ تو جب قراوش اپنے باپ کے دارالحکومت آ گیا۔ تو اس نے اس وعدے کے مطابق جو عبداللہ بن ابراہیم نے کیا تھا۔ اپنے باپ کے متروکہ میں سے نصف مال و اسباب اور نقدیات تقسیم کر کے ابو منصور بن قراوش کو دے دیا۔ اور ابو منصور بن قراوش حسب وعدہ اس کے شہر میں بغرض حفاظت حسن بن مسیب سے مزاحمت کے لئے ٹھہرا رہا۔

مقلد کے بھائی اور قراوش کی صلح: اس واقعہ کی اطلاع حسن بن مسیب کو ملی تو بنو عقیل کے سرداروں کے پاس قراوش کی اس حرکت کی شکایت کرنے گیا۔ اور یہ بھی ظاہر کیا کہ اس وقت تک ابو منصور بن قراوش کے پاس مقیم ہے۔ بنو عقیل چچا اور بھتیجے کی مصالحت کرانے کی کوشش کرنے لگے بالآخر چچا اور بھتیجے حسن اور قراوش میں صلح ہو گئی۔ اور یہ طے پایا کہ ابو منصور کے ساتھ بد عہدی اور غداری کی جائے۔ اس طرح کہ ان میں سے ایک شخص دوسرے پر حملہ آور ہو۔ چنانچہ جس وقت دونوں حریف آمنے سامنے جنگ پرتل جائیں۔ اس وقت ابو منصور بن قراوش کو گرفتار کر لیا جائے۔ الغرض حسن اور قراوش نے آپس میں سازش کر کے اس طرح کی جنگ زرگری کی بناء ڈالی۔ دونوں چچا بھتیجے کی فوجیں صف آرا ہو گئیں۔

منصور بن قراوش کا فرار: کسی نے اس سازش کی ابو منصور بن قراوش کو اطلاع کر دی۔ چنانچہ ابو منصور گرفتاری کے ڈر سے بھگ کھڑ ہوا۔ حسن اور قراوش نے تعاقب کیا مگر کامیاب نہ ہو سکے۔ پھر قراوش واپس آ کر ابو منصور بن قراوش کے مکانوں میں گیا اور سارے مال و اسباب پر تاقبض ہو گیا۔ یہاں تک کہ ابو جعفر حجاج بن ہرمز نے اس سے وہ مال و اسباب چھین لیا۔

قراوش اور بہاء الدولہ کی جنگیں: ۳۹۲ھ میں قراوش بن مقلد نے بنو عقیل کے لشکر کو مدائن کی طرف روانہ کیا۔ اس لشکر نے پہنچتے ہی مدائن کا محاصرہ کر لیا۔ بہاء الدولہ کے نائب بغداد ابو جعفر بن حجاج بن ہرمز نے ایک فوج بنو عقیل کے خلاف بھیجی۔ چنانچہ ابو جعفر کی فوج نے بنو عقیل کو مدائن سے پسپا کر دیا۔ بنو عقیل کو اس سے سخت پشیمانی ہوئی۔ لہذا بنو اسد وغیرہ کو متحد کر کے بڑے اہتمام سے پھر فوج کشی کی اس وقت ان لوگوں کا سردار بھی بن مزیدانی ایک شخص تھا۔ ابو جعفر نے بھی اس سے مطلع ہو کر مقابلہ کے لئے خروج کر دیا۔ ملک شام سے خفاجہ کو طلب کر کے اپنی فوج مرتب کی، چنانچہ اس نے انہیں شکست دے دی۔ اس کا سارا لشکر تباہ کر دیا گیا۔ بہت سے آدمی مارے گئے ترکوں اور دیلمیوں کا ایک بڑا گروہ گرفتار کر لیا گیا۔ اس کے بعد ابو جعفر نے دوبارہ اپنی فوج تیار کی۔ چنانچہ اطراف کوفہ میں دولت عباسیہ کے باغیوں سے مدد بھیڑ ہوئی۔ اس واقعہ میں بھی اس نے ن کو شکست دی۔ بے شمار قتل اور اکثر گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد بنو مزید کے قبیلہ کی طرف قدم بڑھایا اور ان کا بیحد و بیشمار مال و اسباب لوٹ لیا۔

۱۔ ”نہیں بلکہ حسن بھاگ گیا تھا۔ دیکھئے اکال (جلد ۹ صفحہ ۱۳۳)۔ ۲۔ بعض نسخوں میں ”نجبان“ اور بعض میں عمان لکھا ہے جبکہ کامل میں ”عنازہ مذہرت۔“

۳۔ یہ واقعہ ۳۸۸ھ کا ہے دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۵۶ مطبوعہ مصر۔

قراوش کا کوفہ پر حملہ ۳۹۷ھ میں قراوش نے کوفہ کا رخ کیا۔ اس وقت کوفہ کی حکومت ابوعلی بن شمال خفاجی کے قبضہ اقتدار میں تھی۔ مگر اتفاق سے یہ اس وقت کوفہ میں موجود نہ تھا۔ چنانچہ قراوش بغیر کسی مزاحمت و محاصرت کے کوفہ میں داخل ہو گیا۔ ابوعلی کو یہ خبر ملی تو وہ بھی فوجیں تیار کر کے پہنچ گیا۔ سخت اور خون ریز جنگ کے بعد قراوش کو شکست ہو گئی۔ ابوعلی نے کوفہ پر قبضہ کر کے قراوش کے ساتھیوں سے بطور تاوان بہت سافقد وصول کیا۔

ابوعلی (فاتح قراوش) کا انتقال:..... پھر ۳۹۹ھ میں ابوعلی کا انتقال ہو گیا۔ حاکم والی مصر نے اس کو وجہ کی حکومت کی سن لے کر وجہ پہنچا۔ عیسیٰ بن خلد عقیلی نے اس کے خلاف بغاوت کر کے اسے مار ڈالا اور وجہ پر قابض ہو گیا۔ اس کے بعد دوسرے لوگ بھی اس شہر پر حکمرانی کرتے رہے۔ یہاں تک کہ صالح بن مروان کلابی والی حلب نے اس شہر کی حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔

ابوالقاسم حسین بن علی مغربی: معتمد الدولہ قراوش بن مقلد نے ابوالقاسم حسین بن علی مغربی کو اپنا وزیر بنایا تھا۔ ابوالقاسم حسین کا باپ سیف الدولہ بن حمدان کا ساتھی تھا اس سے رخصت ہو کر مصر چلا گیا اور وہاں کے صوبوں کا والی و حکمران بنا اس کا بیٹا ابوالقاسم حسین یمن میں پیدا ہوا اور یمن میں نشوونما پا کر بڑا ہوا۔ اس کے بعد حاکم والی مصر نے اس کے باپ کو کسی الزام میں سزائے موت دے دی۔ چنانچہ ابوالقاسم حسین شام حسان بن مضرج بن جراح طائی کے پاس چلا گیا اور اس کو والی مصر کے ساتھ بدعہدی کرنے اور ابوالفتوح حسن بن جعفر ادالی مکہ کی بیعت پر تیار کیا چنانچہ حسان نے ابوالفتوح کو مکہ سے رملہ میں بلا کر ٹھہرا دیا اور، امیر المومنین، کے لقب سے یاد کرنے لگا حاکم والی مصر کو اس کی خبر ملی تو اس نے حسان کو بہت سامان و دولت دے کر ابوالفتوح کی جانب سے پھیر لیا۔ تب ابوالفتوح ناکامی کے ساتھ واپس آ گیا اور ابوالقاسم مغربی عراق چلا گیا۔ فخر الملک کی خدمت میں باریاب ہوا۔ خلیفہ قادر اس لئے کہ ابوالقاسم کا علویوں کی طرف طبعی میلان تھا، ابوالقاسم کی طرف سے مشکوک اور مشتبہ ہو گیا فخر الملک نے اس بناء پر اپنے یہاں سے نکال دیا۔

ابوالقاسم بحیثیت وزیر قراوش:..... اس کے بعد ابوالقاسم تھی لہذا قراوش نے اسے اپنا وزیر بنالیا اس کے بعد ۴۱۱ھ میں کسی بات میں اس سے مشتبہ ہو کر اس کو گرفتار کر لیا اور ایک مقدار معین اس پر جرمانہ کیا پھر یہ خیال کر کے کہ اس کا مال و اسباب بغداد اور کوفہ میں ہے، رہا کر دیا۔ ابوالقاسم واپس بغداد آیا اور مؤید الملک رجبی کے بعد شرف الدولہ بن بویہ کی وزارت۔

مؤید الملک کی معزولی کی وجہ:..... مؤید الملک رجبی کے معزول ہونے کا سبب یہ بنا کہ اس نے ایک یہودی پر ایک لاکھ دینار جرمانہ کیا تھا اس یہودی اور غیر خادم منقب بہ اشیر کے مراسم اتحاد تھے غیر کہ مؤید الملک کا یہ فعل ناگوار گزرا۔ لہذا شرف الدولہ کو اس کی جانب سے بدظن کر کے معزول کر دیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد ترکوں اور غیر خادم کی ان بن ہو گئی اس مخالفت میں وزیر سلطنت ابوالقاسم غیر خادم کا ہم آہنگ تھا۔ ①.....

ابوالقاسم کی بغداد سے ہجرت:..... چنانچہ اس نے بغداد سے نکل جانے کی رائے دی لہذا وزیر السلطنت ابوالقاسم اور غیر خادم بغداد سے سند یہ کی طرف روانہ ہو گئے اس وقت سند یہ میں قراوش موجود تھا اس نے ان لوگوں کو عزت و احترام سے ٹھہرایا ایک دو دن قیام کرا کے اوانا کی جانب کوچ کیا۔ ترکوں کو اس کی خبر ملی تو انہوں نے غیر خادم سے معذرت کی اور منت خوشامد کر کے واپسی پر اصرار کیا۔ چنانچہ غیر خادم ان کی معذرت پر بغداد واپس آ گیا اور ابوالقاسم مغربی قراوش کے پاس چلا گیا۔ یہ واقعہ ۴۱۵ھ کا ہے یہ دس مہینے وزیر رہا۔

ابوالقاسم کا کوفہ سے اخراج:..... اس کے بعد کوفہ میں عباسیوں اور علویوں کے درمیان جھگڑا پیدا ہو گیا اس فتنہ کی ابتداء ابن ابی طالب سے ہوئی جو کہ ابوالقاسم کا داماد تھا خلیفہ نے قراوش کو ابوالقاسم کو نکال دینے کا حکم بھیجا چنانچہ ابوالقاسم کوفہ سے نکل کر ابن مروان کے پاس دیا رہ کر چلا گیا۔ بقیہ حالات اس کے اسی مقام پر تحریر کئے جائیں گے۔

قراوش کے وزیر سلیمان کی گرفتاری اور قتل:..... اسی سال معتمد الدولہ قراوش نے ابوالقاسم سلیمان بن فہر (گورز موصول) کو جو کہ اس کے اور پہلے

اس کے باپ کی طرف سے موصل کا گورنر تھا گرفتار کر لیا۔ اس کی سوانح یہ ہے کہ یہ ابتدائے جوانی میں ابو اسحاق صابی کی خدمت میں کتابت کے عہدہ پر متعین تھا اس کے بعد مقدم بن مسیب کے پاس چلا گیا اور پھر اس کے ساتھ موصل گیا ایک مدت کے بعد قراوش نے اس کو خراج اور مال کا افسر اعلیٰ مقرر کیا۔ مگر وہ اہل موصل کے ساتھ بدسلوکی اور ظلم سے پیش آیا طرح طرح کے ان پر جرمانے مقرر کئے قراوش کو یہ خبر ملی تو اس نے اس کو گرفتار کر کے اس کے سارے مال و اسباب کو ضبط کر لیا اور بڑی رقم کا جرمانہ کیا۔ لیکن ابو القاسم اس کی ادائیگی سے معذور و مجبور ہو گیا چنانچہ قراوش نے اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔

قراوش کی دبیس وغیرہ کے ہاتھوں شکست: ۴۱۱ھ میں عرب فتنہ قراوش کے سد باب کے لئے متحد ہونے دبیس بن علی بن مزید اسدی اور غریب بن معن اس کی سرکوبی کو روانہ ہوئے۔ دار الخلافہ بغداد سے فوجیں آگئیں۔ سرمن رائی کے قریب ایک میدان میں دونوں فریق گٹھ گٹھ کئے قراوش کے ساتھ رافع بن حسین بھی تھا بڑی گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ آخر کار قراوش کو شکست ہو گئی اور اس کا سارا مال و اسباب اور خزانہ لوٹ لیا گیا اس دوران اسے گرفتار کر لیا گیا۔ اس کے زیر کنز و مل علاقوں میں سے تکریت کو بزدور تیغ فتح کیا گیا۔ پھر شاہی فوجیں بغداد واپس آگئیں۔

دوبارہ جنگ اور قراوش کی اطاعت: پھر غریب بن معن ۴ کی سفارش سے قراوش کو رہائی ملی۔ پھر وہ سلطان بن شمال (امیر خفاجہ) کے پاس چلا گیا۔ اس کا ترکی لشکر نے تعاقب کیا۔ چنانچہ مغربی فرات میں مدد بھیڑ ہو گئی ایک سخت اور خون ریز جنگ کے بعد قراوش اور سلطان کو شکست ہزیمت ہو گئی۔ شاہی فوجوں نے اس کے مقبوضہ علاقوں کو جی کھول کر تباہ و برباد کیا۔ قراوش نے تنگ آ کر دار الخلافہ بغداد میں علم خلافت کی اطاعت و فرمانبرداری کا پیغام بھیج دیا۔

قراوش، بنو اسد اور خفاجہ کی جنگ: پھر ۴۱۷ھ میں قراوش اور بنو اسد و خفاجہ کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ خفاجہ نے قراوش کے مقبوضہ دیہی علاقوں پر دست درازی شروع کر دی تھی۔ قراوش نے ان لوگوں کے مقابلے کے لئے موصل سے کوچ کیا خفاجہ کا سردار ابو الفقیان مہم بن حسان نامی ایک سپہ سالار جنگ آور تھا اس نے دبیس بن علی مزید سے ساز باز کر لی اور اس کو اپنا ہمدرد اور مددگار بنالیا۔ چنانچہ دبیس اپنی قوم بنی اسد اور لشکر بغداد کو متحد اور مرتب کر کے ابو الفقیان کی کمک کے لئے پہنچ گیا کوفہ کے باہر دونوں کی فوجیں آگئیں۔ کوفہ اس وقت قراوش کے قبضہ میں تھا قراوش پر ان لوگوں کا ایسا خوف غالب ہوا کہ رات کے وقت بغیر جنگ و قتال کوفہ چھوڑ کر انبار کی جانب کوچ کر گئے۔ فتنہ گروہ نے قراوش کا تعاقب کیا۔ چنانچہ قراوش نے انبار کو بھی خیر آباد کہہ کر حلقہ چلا گیا اور فتنہ گروہ نے انبار پر قبضہ کر لیا۔ مگر کچھ عرصے بعد انبار کو چھوڑ کر متفرق اور منتشر ہو گئے۔ لہذا قراوش کو اس کی خبر ملی گئی اس نے فوراً انبار پر قبضہ کر لیا۔

بنو عقیل اور قراوش کی جنگ: اس کے بعد اسی سال بنی عقیل اور اس کی جنگ ہوئی۔ سبب یہ ہوا کہ اشیر غزیر کشتی والوں کی لڑائیاں ہوئیں پھر کشتی والے کسی ضرورت سے خشکی پر اتر آئے چنانچہ اہل قسطنطنیہ نے کشتیوں میں آگ لگا دی بوکہ جسٹر خاک و سیاہ ہوئیں اور کشتی والوں کو قتل کر دیا۔

ابو الحسن بن عکشان: ... کردوں کے چند قلعے موصل کے قرب و جوار میں تھے۔ ان میں سے حمید یہ کا قلعہ عقرا اور اس کے مضافات تھے۔ اس کا حاکم ابو الحسن بن عکشان نامی ایک شخص تھا اور قلعہ اربل اس کے متعلقات سمیت ہذبانیہ کے قبضہ میں تھا۔ ابو الحسن موشک کے قبضہ اقتدار میں اس کی عنان حکومت تھی۔ اس کا بھائی ابو علی بن موشک ابو الحسن بن عکشان کی مدد سے اپنے بھائی سے حکومت و ریاست کے لئے لڑ پڑا۔ چنانچہ اس نے اس کے قبضہ سے چھین لیا اور اپنے بھائی ابو الحسن بن موشک کو گرفتار کر لیا۔

ابو الحسن اور قراوش کا معاہدہ: قراوش اور اس کا بھائی زعمیم الدولہ ابو کامل اس وقت عراق و ہم میں مصروف اور مشغول تھے۔ ان دونوں کو ابو علی کا یہ فعل ناگوار گزرا۔ چنانچہ واپس موصل آ گئے۔ قراوش نے حمیدی اور ہذبانی سے نصیر الدولہ کے خلاف امداد طلب کی۔ حمیدی تو خود اس کی کمک پر آیا اور ہذبانی نے اپنے بھائی کو مدد کے لئے بھیجا۔ اتفاق سے نوبت جنگ نہ آئی اور قراوش اور نصیر الدولہ کے درمیان صلح ہو گئی تب قراوش نے ابو الحسن بن

مطمن و رفتہ کر لیا۔ پھر اس بات پر صلح قرار پائی کہ ابوالحسن بن موشک "والی اربل" کو رہا کیا جائے اور قلعہ اربل بھی اس کے حوالہ کر دیا جائے اور ابوالحسن سے انکار کرے تو اس کے خلاف ابوالحسن بن عکشان مالی اور فوجی امداد دے۔ چنانچہ اس بات کے اطمینان کے لئے اپنے بیٹے کو قراوش کی خدمت میں رہن رکھ دیا۔

ابوالحسن سے ابوعلی کا دھوکا: اس کے بعد ابوعلی سے اس معاملہ میں خط و کتابت شروع ہو گئی۔ چنانچہ ابوعلی نے اس کو منظور کر لیا اور اربل کو اپنے بیٹے ابوالحسن کے حوالے کرنے کے لئے موصل حاضر ہوا۔ چنانچہ قراوش نے اس کے قلعوں کو اس کے حوالہ کر دیا۔ اور ابوالحسن بن عکشان اور ابوعلی ربل و ابوالحسن بن موشک کے حوالے کرنے کے لئے روانہ ہوئے۔ راستے میں ان لوگوں نے اس کے ساتھ بد عہدی کی اور دھوکا دیکر اس کے ساتھیوں کو قرق کر لیا۔ اتفاق سے ابوالحسن تنہا کسی طرح نکل بھاگا اور پریشانی کے ساتھ موصل پہنچا۔ ان وجوہات سے ابوالحسن بن عکشان اور ابوعلی اور قراوش کے درمیان بیکہ کشیدگی پیدا ہو گئی۔

زعیم الدولہ کا معتمد اور قراوش سے اختلاف: ان واقعات کے ختم ہونے کے بعد معتمد الدولہ قراوش اور اس کے بھائی زعیم الدولہ ابوکا کے درمیان جھگڑا پیدا ہو گیا۔ سبب یہ بنا کہ قریش (ان دونوں کے بھائی بدران کا بیٹا) اپنے چچا ابوکا مل سے الجھ گیا۔ فوجیں حاصل اور تیار کیں اس کے دوسرے بیٹے نے اس کی مدد پر کمر باندھی ۱۔ قراوش نے نصیر الدولہ بن مروان سے امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ اس نے اپنے بیٹے سیمان و اس کی مدد کے لئے بھیجا۔ اس کے علاوہ حسن بن عکشان وغیرہ کردوں نے بھی اس کی مدد کے لئے ہمت باندھی اور سب کے سب متحد ہو کر "معلایا" کی طرف بڑھے اور اس کو تباہ و برباد کر کے آگ لگا دی۔ تو وہ جل کر خاک و سیاہ ہو گیا۔ اس کے بعد ماہ محرم ۴۴۱ھ میں اپنے حریف سے جنگ بڑی اور دونوں تہ متواتر لڑائی ہوتی رہی۔ پھر کردوں نے جنگ سے ہاتھ کھینچ لیا۔ اور حریف کو اپنی طرف سے راستہ چلے گئے۔

قراوش کے بھائی کی بد عہدی: اسی دوران اس کو یہ خبر ملی کہ اس کے بھائی ابوکا مل کے ساتھیوں نے انبار پر یورش کر کے قبضہ کر لیا ہے اس خبر کو سنتے ہی "قراوش" کو اس باختہ ہو گیا۔ اور گنتی کے چند آدمیوں کے ساتھ اپنے خیمہ میں رہ گیا۔ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون ہو گیا۔

قراوش کی نظر بندی اور رہائی: اس کا بھائی ابوکا مل اس واقعہ سے مطلع ہو کر اس کے پاس آیا اور اس کو مکمل آرام سے اس کی بیوی اور بچوں سمیت موصل میں لیجا کر نظر بند کر دیا اور اس کی محافظت اور نگرانی پر چند لوگوں کا مامور کر دیا۔ تھوڑے دنوں بعد عرب پھر اس کے طرف متل ہونے لگے اس کے بھائی ابوکا مل نے اس خیال سے کہ کہیں عرب پھر اس کے مطیع نہ ہو جائیں۔ اور اس کو دوبارہ ریاست حکومت کی کرسی پر نہ بٹھادیں۔ چنانچہ قراوش کو نظر بندی کی تکلیف سے نجات دے کر حکومت و ریاست کی باگ ڈور اس کے ہاتھ میں دے دی۔ اور اطاعت و فرمانبرداری کی بیعت لے کر اسے ملک کی طرف واپس بھیج دیا۔ چنانچہ قراوش اپنے دار الحکومت میں حکمرانی کرنے واپس آ گیا۔

ابوکا مل اور بسا سیری کا اختلاف: ان واقعات سے پہلے ابوکا مل اور بسا سیری کی جو کہ خلافت اسلامیہ کا منتظم تھا۔ ان بن ہو گئی تھی۔ دار الخلافہ بغداد میں اس لئے بہت بڑی ہل چل پیدا ہو رہی تھی۔ بنو عقیل نے عراق عجم میں بسا سیری کی جائیر میں غارتگری شروع کر دی تھی۔ بسا سیری اس سے مطلع ہو کر ان کی سرکوبی کے لئے روانہ ہو گیا۔ ابوکا مل کو اس کی خبر مل گئی۔ لہذا بنو عقیل کی ہمدردی پر اٹھ کھڑا ہوا اور ان کو مرتب کر کے میدان جنگ میں لڑنے آ گیا۔

ابوکا مل اور بسا سیری کی جنگ: چنانچہ ابوکا مل اور بسا سیری کی سخت اور خون ریز جنگ ہوئی مگر آخری فیصلہ نہ ہو سکا۔ اتنے میں قراوش نظر بندی سے نجات پا کر اپنی حکومت و سلطنت پر واپس آ گیا۔ اہل انبار کا ایک گروپ وفد کے ساتھ بسا سیری کی خدمت میں حاضر ہوا اور شکریہ ادا کرتے قراوش کی بد اخلاقی اور کج ادائی کی شکایت کی اور یہ درخواست دی کہ آپ ایک فوج اور ایک عامل شہر کا انتظام کرنے کے لئے ہمارے ساتھ روانہ فرمائیے۔ چنانچہ بسا سیری نے ایسا ہی کیا۔ پھر اس عامل نے پہنچ کر شہر کو قراوش کے قبضہ سے چھین لیا اور ان میں عدل و انصاف کرنے لگا۔

قراوش کا فرار اور واپسی: قراوش اپنے بھائی ابو کمال کی اطاعت قبول کرنے کے بعد وزیر کی طرح اس کے ساتھ رہتا تھا کسی قسم کی قوت اس کے قبضہ میں نہ تھی۔ مگر یہ بات قراوش کو شاق گزر رہی تھی۔ اس قید و بند سے نجات پانے کی فکر کرنے لگا۔ چنانچہ ایک دن موصل سے نکل کر بغداد کے لئے روانہ ہو گیا۔ اس کے بھائی ابو کمال کو اس کا قید سے نکل بھاگنا نہایت شاق گزرا، اس لئے اپنی قوم کے چند سرداروں کو اسے زبردستی واپس لے کر مقرر کیا۔ چنانچہ ان لوگوں نے قراوش سے پہلے نرمی اور ملاطفت سے واپس چلنے کو کہا مگر قراوش نے کچھ توجہ نہ کی تب ان لوگوں نے ایسے منہ سے واپس چلنے کے لئے کہا جس سے قراوش کو اس بات کا یقین ہو گیا کہ اگر بخوشی و رضا مندی واپس نہیں چلوں گا۔ تو یہ زبردستی مجھے واپس لیجائیں گے، چارنا چار واپس چلنے کا وعدہ کیا مگر یہ شرط کر لی کہ موصل میں جا کر میں دارالامارت میں قیام کروں گا۔

قراوش کی سخت نگرانی: چنانچہ جب قراوش موصل میں ابو کمال کے پاس پہنچ گیا تو ابو کمال نے اس کو نہایت عزت و احترام سے ٹھہرایا اور چند لوگوں کو اس کی نگرانی پر مامور کر دیا تاکہ آئندہ گڑبڑ سے اس کو یہ لوگ روکتے رہیں۔

بدران کے بیٹوں میں اختلاف: جب قریش بن بدران نے حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اور اپنے چچا قراوش کو قلعہ جراحیہ میں یہ کر نظر بند کر دیا۔ تب عراق کے ارادے سے ۳۴۳ھ میں ایک بڑی فوج کے ساتھ موصل سے کوچ کر دیا۔ اس کا بھائی مقلد اس سے ہانگی ہو گیا اور نورالدولہ دیش بن مزید کے پاس اس سے ساز باز کرنے کے لئے کوچ کر دیا۔ ”قریش“ کو اس سے سخت غصہ پیدا ہوا۔ چنانچہ اس کے لشکر گاہ کو تباہ و برباد کر کے موصل کی طرف لوٹ گیا۔ اتفاق سے اسی زمانہ میں قریش سے عرب بگڑ گیا اور ملک الرحیم کے عمال نے قریش کے مقبوضہ علاقوں کو جو کہ عراق میں تھے لوٹ لیا۔ اس کے بعد قریش نے ”عرب“ سے ساز باز کر لی اور ان کے ساتھ آئندہ حسن سلوک اور احسان کرنے کا یقین دلایا اور فوجی صورت میں ان کو تیار کر کے عراق کی طرف کوچ کر دیا۔

قریش بن بدران کی امارت: چنانچہ کمال بن محمد بن مسیب (والی خطیرہ) سے مذکور ہو گئی۔ اس جنگ میں کمال کو شکست ہوئی اور کمال بھاگ کھڑا ہوا قریش اس کے تعقب میں ”بلال بن غریب“ کے شہر تک چلا گیا اور اس کو تباہ و برباد کر کے عراق میں گھس گیا اور الملک الرحیم کے عمار کو اپنی اطاعت و فرمانبرداری کا پیغام بھیجا۔ اس نے اس بات کا ان کو یقین دلایا کہ جتنے علاقے ان کے قبضہ میں ہیں۔ وہ ان کے ہی قبضہ میں رکھے جائیں گے۔ چنانچہ الملک الرحیم ان دنوں خوزستان میں مصروف جنگ و قتال تھا۔ ان وجوہات سے قریش کے پاؤں حکومت و سلطنت پر جم گئے اور اس کی قوت بڑھ گئی۔

قراوش کی وفات: اسی ۳۴۳ھ میں ① معتمد الدولہ ”ابو منیع قراوش بن مقلد“ عقلی کا قبہ ہی کی حالت میں انتقال ہو گیا۔ اس کی نعش موصل والی گئی اور موصل کے مشرقی جانب شہر نینوی میں دفن کر دیا گیا۔ یہ عرب کا ایک مشہور جنگ آزمائہ شخص تھا۔

قریش کا انبار پر حملہ: ۳۴۶ھ میں قریش بن بدران موصل سے نکلا۔ اور شہر انبار پر منہ آور ہوا۔ بسا سیری کی طرف سے اس شہر پر ایک شخص مقرر تھا۔ قریش نے اس سے یہ شہر کو چھین لیا۔ بسا سیری کو اس کی خبر ملی تو اس نے فوجیں مہرب کر کے انبار پر چڑھائی کر دی اور اس کو دوبارہ واپس لے لیا۔

قریش کا طغرل بیگ سے اظہار اطاعت: قریش بن بدران نے سلطان طغرل بیگ کے پاس ”رے“ میں اظہار اطاعت و فرمانبرداری کے لئے ایک سفارت روانہ کی اور اپنے تمام صوبوں میں اس کے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کیا اور الملک الرحیم کو گرفتار کر کے اس کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ اس واقعہ کی خبر سلطان طغرل بیگ تک پہنچ گئی۔ سلطان نے اسے امن سے دیا۔ چنانچہ الملک الرحیم اس کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ سلطان نے اس کی عزت افزائی کی اور اسے اس کے صوبوں کی حکومت دوبارہ دیدی۔

بسا سیری اور الملک الرحیم: بسا سیری نے الملک الرحیم کا ساتھ اسی زمانہ میں چھوڑ دیا تھا۔ جبکہ اس نے واسط سے بغداد کو اور سلطان طغرل

① تفصیل کے لئے قراوش کی وفات کا قصہ ابن اثیر (جلد ۹ صفحہ ۵۸۷) پر ملاحظہ کریں۔

بیگ نے حلوان سے کوچ کیا تھا۔ چنانچہ بسا سیری سسرالی رشتہ کی وجہ سے نورالدولہ دیش بن مزید کے پاس چلا گیا، علیحدگی کا سبب یہ بنا کہ خلیفہ قائم کو کسی ذریعہ سے معوم ہو گیا تھا کہ اس کا طبعی میلان خلیفہ مصر کی جانب ہے۔ اس لئے خلیفہ قائم نے اسے نکال دینے کا حکم بھیجا۔

بسا سیری کی فتوحات اور حاکم مصر کی اطاعت:..... چنانچہ جب قریش بن بدران دارالخلافہ بغداد پہنچا اور سلطان طغرل بیگ کا حکومت اسلامیہ بغداد پر معقول طور سے قبضہ ہو گیا۔ تو بسا سیری ان لوگوں کو زیر کرنے نکل کھڑا ہوا۔ نورالدولہ دیش بھی اس کے ساتھ تھا۔ سنجا میں معرکہ آرائی ہوئی۔ چنانچہ قریش اور قطلمش کو ان کے ساتھیوں سمیت ہزیمت شکست ہو گئی۔ ہزاروں آدمی مارے گئے۔ ادھر اہل سنجا نے بھی غارتگری شروع کر دی۔ بسا سیری جنگ موصل کے قیدیوں سمیت آیا اور مستنصر خلیفہ مصر کے نام کا خطبہ پڑھا۔ ان لوگوں نے اس واقعہ سے پہلے اظہار اطاعت و فرمانبرداری کے اظہار کے لئے سفارت بھیجی تھی۔ خلیفہ مصر نے اس سے خوشی کا اظہار کیا۔ قریش اور اس کے ساتھیوں کو خلعتیں روانہ کیں۔

طغرل بیگ اور اہل بغداد:..... سلطان طغرل بیگ کے بغداد میں طویل قیام اور کثرت فوج کی وجہ سے رعایا کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچنے لگیں۔ لہذا خلیفہ قائم نے اپنے وزیر رئیس الرؤساء کے توسط سے عمید الملک کندری جو سلطان طغرل بیگ کا وزیر تھا، طلب کر کے ہدایت کی کہ چونکہ سلطان طغرل بیگ کے لشکر کی کثرت سے اہلیان بغداد کو بوجہ تکلیف پہنچ رہی ہے۔ لہذا مناسب یہ ہے کہ سلطان اپنی فوج سمیت بغداد سے کوچ کر دیں ورنہ خلیفہ خود دارالخلافہ بغداد کو چھوڑ دیں گے۔

طغرل کی موصل روانگی:..... ابھی کوئی بات طے نہ ہوئی تھی کہ سلطان طغرل بیگ کو موصل کے واقعات کی خبر مل گئی۔ چنانچہ سلطان طغرل بیگ نے موصل کی جانب کوچ کر دیا اور تکریت کا محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا اور حاکم قلعہ نصر بن عیسیٰ عقیلی سے بہت سامان و اسباب لے کر کوچ کیا۔ کچھ عرصے بعد نصر مر گیا۔ پھر اس کے بعد ابو الفغانم بن بعلیان ● حکمران بنا۔ رئیس الرؤساء کے ساتھ اس کے برتاؤ ناقص رہا۔

شاہی فوج اور عربوں کی جنگ:..... اس کے بعد سلطان طغرل بیگ نے بوازج سے ”نصیبین“ کی جانب کوچ کیا (سلطان بوازج میں اپنے بھائی یا قوتی بن تنگیر کی امداد اور فوج کے آنے کا انتظار کر رہا تھا) اور ”ہزار سب بن تنگیر“ کو بریہ کی طرف عرب سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ انہی عربوں میں قریش، دیش اور اصحاب حراں ورقہ (نمبر) شریک تھے۔ چنانچہ شاہی فوج نے عربوں پر حملہ کیا اور ان سے جنگ کی میدان بھی ان ہی کے ہاتھ رہا بہت سامان غنیمت ہاتھ آیا ایک جماعت کو ان میں سے گرفتار کر کے قتل کر دیا۔

قریش اور دیش کی اطاعت:..... اس کے بعد سلطان طغرل بیگ واپس چلا گیا۔ اور قریش اور دیش نے اظہار اطاعت کی غرض سے ہزار سب کے پاس ایک وفد روانہ کیا اور اس کے توسط سے معافی کی درخواست کی۔ چنانچہ سلطان طغرل بیگ نے ان دونوں کی غلطیاں معاف کر دیں اور بسا سیری کے بارے میں یہ کہا کہ اس کا قصور خلافت مآب کی ذات خاص سے تعلق رکھتا ہے۔ لہذا اسے خلیفہ کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی مانگنی چاہئے۔ چنانچہ بسا سیری وجہ کی جانب روانہ ہو گیا۔ ترکان بغداد مقبل بن مقلد اور بنو عقیل کا ایک گروہ اس کے ساتھ ہوا۔

قریش اور دیش کو معافی:..... قریش اور دیش کی درخواست پر سلطان طغرل بیگ نے ان کے پاس وعدہ پورا کرنے اور توثیق اقرار اور دربار شاہی میں حاضر آنے کے لئے ہزار سب بن تنگیر کو روانہ کیا۔ جس سے دیش اور قریش کو اپنی جانوں کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ لہذا حاضری سے رک گئے۔ قریش نے اپنی طرف سے ابوالسد ادہبہ اللہ بن جعفر کو اور دیش نے اپنے بیٹے بہاء الدولہ منصور کو سلطان کے دربار میں بھیجا۔ سلطان نے اس دونوں کی حاضری کو ان کی حاضری تصور کر کے ان لوگوں کے صوبوں کی سند حکومت تحریر کر دی۔ قریش کے قبضہ میں موصل نصیبین، تکریت، قوانا، نہر مویٹر، ہیبت، انبار، بادوریا ● اور نہر الملک وغیرہ تھے۔

● بعض نسخوں میں بعلیان ہے۔ اور ابن اثیر نے (جلد ۹ صفحہ ۶۲۷) پر ”بعلبان“ تحریر کیا ہے۔

● ابن خلدون کے ایک نسخے میں ”بادوریا“ ہے جب کہ صحیح لفظ ”بادوریا“ ہے۔ دیکھئے ابن اثیر (جلد ۹ صفحہ ۳۶۹)

سنجاری کی فتح۔ اس مہم سے فارغ ہو کر سلطان نے ”دیار بکر“ کا رخ کیا اس کا بھائی ابراہیم نیال بھی پہنچ گیا تھا۔ ”ہزار سب“ نے قریش اور دہیس کو سلطان کی آمد کی اطلاع بھیج دی اور ان کو شاہی سطوت و جہروت سے ڈرایا۔ یہ دونوں اس خبر سے مطلع ہو کر ادھر ادھر بھاگ گئے۔ اور سلطان طغرل بیگ نے اس واقعہ کی وجہ سے کہ جو گزشتہ دنوں قریش اور دہیس کے ساتھ پیش آئے تھے۔ سنجاری کی جانب کوچ کیا اور متعدد فوجیں انھیں زیر کرنے روانہ کیں۔ چنانچہ شاہی فوج نے سنجار کو فتح کر لیا۔ اور بہت بڑی خون ریزی کے بعد اس کے امیر بھلی بن مرجا کو گرفتار کر کے قتل کر دیا۔

ابراہیم نیال کو جاگیر کا عطیہ:۔ جنگ آزمائہ گروہ کے علاوہ بہت سے اہل سنجار جس میں عورتیں اور مرد بھی تھے اس معرکہ میں رہ گئے ابراہیم نیال نے باقی لوگوں کی جان بخشی کی سفارش کی۔ چنانچہ سلطان نے اپنی فوج کو قتل عام سے روک دیا اور امن و امان پھر قائم ہو گیا۔ سلطان سنجار، موصل اور اس طرف کے کل تمام صوبوں کو اپنے بھائی ابراہیم نیال کو بطور جاگیر عطا کر کے بغداد کی جانب لوٹ گیا اور سفر قیام کرتا ہوا ماہ ذی قعدہ ۴۴۹ھ میں بغداد میں داخل ہوا۔

نیال کا موصل سے لکلنا اور بسا سیری کا قبضہ:۔ ۴۵۰ھ میں ابراہیم نیال نے موصل سے بلاد جبل کی جانب کوچ کیا۔ سلطان طغرل بیگ نے ابراہیم کی اجازت کے بغیر روانگی کو بغاوت اور مخالفت کا خیال قائم کر کے ایک غلطی کا لکھ کر روانہ کر دیا۔ اور ایک فرمان اسی مضمون کا خلیفہ نے بھی لکھ کر ابراہیم کے پاس بھیج دیا۔ چنانچہ ابراہیم سلطان کے پاس واپس آ گیا۔ جہاں وزیر السلطنت کندی نے بڑے تپاک سے استقبال کیا۔ بسا سیری اور قریش کو موقع مل گیا۔ انھوں نے فوراً موصل پر قبضہ کر لیا۔ اور قلعہ کا بھی محاصرہ کر لیا۔

قلعہ موصل پر بھی قبضہ:۔ جس کے بعد قلعہ والوں نے ابن مہشک (والی اربل) کے توسط سے امن کی درخواست کی۔ چنانچہ قریش اور بسا سیری نے قلعہ والوں کو امن دے دی۔ اور اہل قلعہ نے دروازے کھول دیے اور قلعہ کی چابیاں بسا سیری اور قریش کے حوالہ کر دیں۔ ان دونوں نے قلعہ کو گرا دیا۔

بسا سیری، نیال وغیرہ کے فرار:۔ جب سلطان طغرل بیگ کو اس کی خبر ملی تو وہ اسی وقت فوجیں تیار کر کے موصل کی جانب چل پڑا۔ قریش اور بسا سیری نے سلطان کی آمد کی خبر پا کر موصل چھوڑ دیا مگر سلطان ان کے تعاقب میں نصیبین تک چلا گیا نیال کو موقع مل گیا اس نے ماہ رمضان ۴۵۰ھ میں ترک رفاقت کر کے ہمدان کا راستہ لیا اور سلطان طغرل بیگ اس کے پیچھے پیچھے چل دیا اور ہمدان میں اس کا محاصرہ کر لیا۔

بسا سیری کا بغداد پر حملہ:۔ اتنے میں بسا سیری دار الخلافت بغداد پہنچ گیا اس وقت ہزار سب واسط میں تھا اور دہیس کو خلیفہ نے مقابلے کے لئے بغداد میں طلب کر لیا تھا مگر اس کے قیام کرنے سے بہت سی پیچیدگیاں پیدا ہو گئی تھیں اس لئے یہ اپنے شہر واپس چلا گیا اور بسا سیری قریش اور وزیر بنی بویہ ابوالحسن بن عبد الرحیم سمیت بغداد پہنچ کر بغداد کے چاروں طرف مقیم ہو گیا عمید العراق شاہی افواج لے کر بسا سیری کے مقابلہ پر تھا اور رئیس المرءساء وزیر السلطنت دوسروں کے مقابلہ پر تھا۔

بغداد پر قبضہ اور شیعہ اذان:۔ جنگ کا ابھی آغاز نہیں ہوا تھا کہ بسا سیری نے خلیفہ مستنصر والی مصر کا خطبہ جامع مسجد بغداد میں پڑھا اور حرمی خیر العمل، کے الفاظ اذان میں بڑھائے۔ رئیس المرءساء نے یہ دیکھ کر جنگ چھیڑ دی حالانکہ عمید العراق اس رائے کے خلاف تھا پہلے تو حریف کو شکست ہوئی لیکن اس نے پھر سنبھل کر ایسا حملہ کیا کہ بغداد کا لشکر بھاگ کھڑا ہوا اور وہ یلغار کر کے حرم خلافت تک پہنچ گیا اور شاہی محلات پر قبضہ کر لیا جتنا مال و اسباب تھا لوٹ لیا۔

خلیفہ اور وزیر کی گرفتاری:۔ خلیفہ بنفس نفیس سوار ہو کر برآمد ہوا دیکھا کہ عمید العراق نے قریش بن بدران سے امن حاصل کر دیا تھی۔ ہذا خلیفہ نے بھی امن کی درخواست کر دی چنانچہ قریش نے ان دونوں کو امن دے دیا اور دار الخلافت واپس بھیج دیا۔ لیکن بسا سیری نے قریش کو اس بات پر بہت ملا مت کی کیونکہ ان دونوں نے اس کے خلاف خلیفہ سے معاہدہ کیا تھا۔ چنانچہ قریش نے جھلا کر وزیر رئیس المرءساء کو بسا سیری کے حوالہ کر دیا اور خلیفہ اور

عہد العراق کو اپنی نگرانی و حفاظت میں رکھا ادھر بسا سیری نے وزیر السلطنت کو قتل کر دیا۔

بسا سیری کا بغداد سے فرار قریش نے خلیفہ قائم کو اپنے چچا زاد مبارش بن بجلی کے ساتھ حدیثہ عانہ روانہ کر دیا۔ خلیفہ نے اپنے اہل و عیال اور خدام کے ساتھ حدیثہ میں خاموشی کے ساتھ قیام اختیار کر لیا۔ یہاں تک کہ سلطان طغرل بیگ اپنے بھائی نیال کی مہم اور اس کے قتل سے فارغ ہو گیا اور بغداد کی جانب ہونا۔ اس نے بسا سیری اور قریش کو لکھ بھیجا کہ خلیفہ قائم کو دار الخلافہ بغداد میں واپس بھیج دو مگر ان دونوں نے اس سے انکار کر دیا تب سلطان طغرل بیگ نے عراق کی طرف قدم بڑھایا۔ بسا سیری یہ خبر پا کر ماہ ذی قعدہ ۴۵۱ھ میں بغداد سے بھاگ گیا اور پھر بنو شیبان کے آوارہ گروہوں نے شہر بغداد اور اس کے گرد و نواح کو تباہ و برباد کرنا شروع کر دیا۔

خلیفہ کی بیوی کی واپسی سلطان طغرل بیگ قریش بن بدران کے پاس امام ابو بکر محمد بن فورک کو روانہ کیا تاکہ اس حسن سلوک کا جو کہ قریش نے خلیفہ اور سلطان کی بھتیجی ارسلان خاتون یعنی خلیفہ کی بیوی کے ساتھ کیا تھا شکر یہ ادا کرے اور اپنے ساتھ ان دونوں کو بغداد لے آئے۔ چنانچہ قریش نے اپنے چچا زاد مبارش کو لکھ بھیجا کہ تم خلیفہ کے ساتھ بریہ میں آ کر ملو، مگر مبارش نے اس سے انکار کر دیا اور خلیفہ سمیت عراق روانہ ہو گیا۔ اور، رے، کی طرف کا راستہ اختیار کیا جہاں پر بدر بن مہملہل کی طرف سے گزر ہوا اس نے خلیفہ قائم کی بے حد خدمت کی۔

سلطان اور خلیفہ کی ملاقات: سلطان کو جب یہ معلوم ہوا تو خلیفہ سے ملنے کے لئے نکلا اور نہروان میں شرف نیاز حاصل کیا بہت سے تحائف اور بدایا طرح طرح کے اسباب اور آلات حرب پیش کئے ارباب و طائف کو حسب مرتبہ پیش کیا اور اس کے ساتھ ساتھ قصر خلافت تک آیا جیسا کہ خلیفہ قائم کے حالات میں یہ واقعات قلم بند کئے جا چکے ہیں۔

بسا سیری سے جنگ اور اس کا قتل: اس کے بعد سلطان طغرل بیگ نے خارتکین طغرانی کو بسا سیری اور عرب کے تعاقب پر کوفہ کی طرف بھیجا اس کے علاوہ بنی خفاجہ پر ابن مہدی کو شہنشاہ مارنے کے لئے روانہ کیا اس کے بعد ان لوگوں کے بعد خود بھی روانہ ہو گیا بسا سیری اور وہیں خواب غفلت میں پڑے ہوئے تھے کہ اچانک شاہی فوج ان کے سروں پر پہنچ گئی اور کوفہ کو لوٹ لیا وہیں تو بھاگ کھڑا ہوا مگر بسا سیری اور اس کے سینہ سپر ہو کر میدان جنگ میں لڑے اور جی کھوں کر لڑے اور عین معرکہ میں مارے گئے۔

قریش بن بدران کی وفات: ۴۵۳ھ میں قریش بن بدران کا انتقال ہو گیا اسے نصیبین میں دفن کیا گیا۔ فخر الدولہ ابو نصر محمد بن محمد بن جبر اس واقعہ سے مطلع ہو کر دارا سے نصیبین آیا اور بنو عقیل کو اس مقصد سے جمع کرنا شروع کیا کہ قریش کے بیٹے ابوالمکارم مسلم بن قریش کو کرسی حکومت پر بٹھایا جائے۔ چنانچہ اراکین دولت نے ابوالمکارم مسلم کو اپنا امیر بنالیا سلطان نے بھی اسے ۴۵۳ھ میں انبار، ہیبت، حریم، بن اور بوازج بطور جاگیر مرحمت کئے۔

وجہ سے علوی حکومت کا خاتمہ: ۴۵۵ھ میں سلطان طغرل بیگ نے آرمینہ سے دار الخلافہ بغداد کی جانب کوچ کیا چنانچہ وزیر السلطنت ابن جبر کشتی پر سوار ہو کر استقبال کے لئے آیا۔ پھر ۴۶۰ھ میں وجہ پر فوج کشی کی اور بنو کلاب سے جنگ لڑی۔ یہ لوگ خلیفہ مستنصر علوی کے عہد حکومت کے مطیع و فرمانبردار تھے چنانچہ سلطان نے ان لوگوں کو شکست دے دی اور ان کے آلات حرب وغیرہ چھین لئے اور ان کے سروں اور لاشوں کو علوی جھنڈوں سمیت دار الخلافہ بغداد روانہ کر دیا چنانچہ بغداد میں انھیں سرنگوں کر کے پھرایا گیا۔

اہل حلب اور مسلم بن قریش: ۴۷۲ھ میں شرف الدولہ مسلم بن قریش والی موصل نے شہر حلب پر فوج کشی کی اور اس کا پر محاصرہ کر لیا پھر کچھ سوچ سمجھ کر اس سے محاصرہ اٹھا کر واپس چلا گیا قش بن الپ ارسلان نے محاصرہ کر لیا۔ اس سے پہلے ۴۷۱ھ میں ملک شام پر قابض ہو گیا تھا کچھ عرصے حلب کا محاصرہ کئے رہا پھر وہاں سے محاصرہ اٹھا کر واپس آ گیا اور بزانہ اور بیرہ پر قابض ہو گیا۔ اہل حلب نے مسلم بن قریش کے پاس کہلوادیا کہ ہم لوگ روزانہ جنگ سے تنگ آ گئے ہیں لہذا آپ آئیے۔ ہم شہر آپ کے حوالہ کر دیں گے۔ ان دنوں شہر حلب کا ابن حسین عباسی حکمران تھا چنانچہ جب مسلم بن قریش شہر حلب کے قریب پہنچا تو اہل حلب نے دروازے بند کر لئے۔

مسلم کا شہر حلب پر قبضہ: بعض ترکمان یعنی والی حصن اس کے سراغ اور تلاش میں رہا چند دن بعد اتفاق خادم (دولت بنی بویہ کا حاکم اور ایک چیرہ دست منتظم تھا) کے خلاف شاہی فوج نے بغاوت کر دی۔ غنبر خادم جان کے خوف سے قراوش کے پاس چلا گیا۔ قراوش نے اس کے مال و اسباب پر جو کہ قیروان میں تھا قبضہ کر لیا۔ مجد الدولہ بن قراوہ ۱ اور رافع بن حسن نے بنی عقیل کے ایک بڑے گروہ کو جمع کیا بدران یعنی قراوش کا بھائی بھی ان لوگوں میں آکر مل گیا۔ بہت بڑی تیاری سے ان لوگوں نے قراوش پر چڑھائی کر دی۔

قراوش کی اپنے بھائی سے صلح: غریب بن معن اور اشیر غنبر خادم قراوش کی کمک پر متحد ہو گئے ابن مردان نے بھی فوجی مدد دی۔ تیرہ ہزار کے لشکر کے ساتھ قراوش میدان جنگ میں آیا۔ ایک شہر کے قریب دونوں نے صف آرائی کی جس وقت دونوں لشکر حملہ آور ہوئے اور ٹرائی کا بازار گرم ہو گیا تو بدران بن مقلد صف لشکر سے نکل کر اپنے بھائی قراوش کے پاس چلا گیا اور صفوں کے درمیان آپس میں مصالحت کر لی ایک دوسرے سے معافتحہ کیا پھر قراوش اپنے بھائی بدران سمیت شہر موصل چلا گیا۔

قراوش اور خفاجہ کی پھر جنگ: پھر قراوش اور خفاجہ کے درمیان دوبارہ جھگڑا پیدا ہو گیا سبب یہ ہوا کہ منیع بن حسان امیر خفاجہ (ون کوفہ) نے خافعیہ، نامی دبیس کے علاقے پر اچانک حملہ کر کے اسے لوٹ لیا دبیس یہ خبر پا کر منیع کی روک تھام کے لئے ۵۰۰۰۰ انبار کی طرف روانہ ہو پھر ان کے تعاقب میں قصر کی جانب بڑھا خفاجہ یہ خبر پا کر انبار کی جانب لوٹے اور اسے لوٹ لیا آگ لگا دی۔ چنانچہ سب کچھ جل کر خاک و سیاہ ہو گیا قراوش اور دبیس دس ہزار فوج جمع کر کے خفاجہ کی سرکوبی کے لئے بڑھے مگر فوج کی کثرت کے باوجود خفاجہ سے نہ لڑ سکے۔ انبار کی بگڑی ہوئی حالت کو سنوارنے میں مصروف ہو گئے۔

منیع خفاجی کی ابو کالیجار کی اطاعت اس کے بعد منیع بن حسان خفاجی ”ابو کالیجار“ کے پاس گیا اور اس کے علم حکومت کے آگے گردن طاعت جھکا دی۔ کوفہ میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا اور بنی عقیل کی حکومت کو دونوں کنارہ فرات سے ختم کر دیا۔

بدران بن مقلد کا نصیبین پر حملہ: اس واقعہ کے بعد بدران بن مقلد عرب کا ایک گروہ جمع کر کے ”نصیبین“ کی طرف بڑھا اور اس کا محاصرہ کر دیا۔ نصیبین پر اس وقت نصیر الدولہ بن مروان کا قبضہ تھا۔ اس نے حملہ آوروں کے مقابلہ میں فوجیں روانہ کیں۔ بدران سے گھمسان کی ٹرائی ہوئی۔ جس میں پہلے تو بدران کو شکست ہوئی۔ مگر پھر وہ لوٹ کر ان پر حملہ آور ہو گیا۔ اس حملہ میں نصیر الدولہ کی فوج کو شکست ہو گئی۔ اس نے نہایت سختی سے ان کو کچل دیا۔ اس دوران اسے یہ خبر ملی کہ اس کا بھائی قراوش موصل کے قریب پہنچ گیا ہے۔ فوراً محاصرہ اٹھا کر اس کی طرف روانہ گیا۔

فتنہ تاتار: تاتاریوں کا گروہ ترکوں کی ایک شاخ ہے۔ جو بخارا کے قریب ایک درہ میں رہتا تھا۔ جب ان لوگوں کا فتنہ و فساد اس اطراف میں حد سے متجاوز ہو گیا تو سلطان سبکتگین نے ان کی سرکوبی پر کمر ہمت باندھی۔ والی بخارا اس سرکش گروہ کے خوف سے بھاگ گیا تھا۔ ان ترکوں کا سردار ارسلان بن سلجوق سلطان محمود کی خدمت میں حاضر ہوا سلطان محمود نے اسے گرفتار کر کے ہند میں لے جا کر قید کر دیا اور اس کے قبائل اور خاندان کو تباہ و برباد کر دیا۔ ان میں بے شمار قتل کر ڈالا۔ باقی لوگ خراسان بھاگ گئے اور وہاں پہنچ کر فتنہ اور فساد کا بازار پھر سے گرم کر دیا۔ دن دہاڑے لوٹ مار شروع کر دی۔

تاتاریوں کی مرمت: سلطان محمود نے ان کو ہوش میں لانے کے لئے فوجیں روانہ کیں۔ چنانچہ شاہی فوج نے ان کو خوب تباہ کر کے خراسان سے بھی نکال دیا۔ ان میں سے اکثر نے اصفہان میں جا کر قیام کیا۔ اور والی اصفہان سے جنگ لڑی۔ یہ واقعہ ۴۳۰ھ کا ہے۔ اس کے بعد وہ منتشر ہو گئے اور ان تاتاریوں کا ایک گروہ خوارزم کے قریب ”کوہ بکجار“ کی طرف چلا گیا۔

تاتاری آذربائیجان میں: ان کے ایک گروہ نے آذربائیجان میں جا کر قیام کیا۔ ان دنوں آذربائیجان کا حاکم ”دہشودان“ تھا۔ اس نے

ترکوں کی اس خیال سے کہ آئندہ ان کے فسادات سے محفوظ رہے۔ خوب عزت افزائی کی تنخواہیں مقرر کیں۔ انعامات دیئے صلے دیئے مگر ترکوں نے اس کی ذرا بھی پروا نہ کی۔ اور وہی لوٹ مار وہی غارتگری جاری رکھی۔

تاتاریوں کے چار سردار: ان لوگوں کے چار سردار تھے۔ بوقا، کوکناش، منصور اور دانا۔ ۴۳۹ھ میں یہ لوگ مراغہ میں داخل ہوئے اور اسے نہایت بے رحمی سے تباہ و برباد کر دیا۔ بانی کردوں پر بھی حملہ کیا چنانچہ ان میں سے ایک گروپ رے کی طرف چلا گیا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ ان دنوں رے، کا امیر علاء الدین بن کا کو یہ تھا۔ ترکوں نے شہر پر حملہ کر دیا اور قتل و غارتگری اور وحشیانہ ظلم و ستم کی جولان گاہ بنا دیا۔

تاتاریوں کے ہاتھ تباہی: اسی طرح اہل کرخ اور قزوین کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا۔ ان مقامات کی تباہی سے فارغ ہو کر آرمینیا کی جانب بڑھے اور اس کے گرد و نواح پر غارتگری کی وہاں کے کردوں بھی پامال کیا۔ اس کے بعد دینور پر ۴۴۳ھ میں حملہ آور ہوئے۔ اور اس کے بعد ہشودان والی تبریز نے اپنے شہر میں ترکوں کے ایک گروپ پر جو تعداد آتین تھے۔ اور سب کے سب سردار تھے، حملہ کر کے قتل کر دیا۔ اس سے باقی لوگوں کی مرنے لپٹ گئی۔ اور قتل عام کا بازار گرم ہو گیا۔ چنانچہ اطراف و جوانب میں جان کے خوف سے منتشر ہو گئے۔

ہکاری کرد علاقوں کی تباہی: ترکوں کا گروپ جو آرمینیا میں تھا۔ انہوں نے متحد ہو کر ہکاری کرد علاقوں مضافات موصل کی طرف قدم بڑھایا۔ اور نہایت سختی سے موٹ مار شروع کر دی ایک عالم کو تہہ وبالا کر ڈالا کردوں نے متحد ہو کر ترکوں پر دوبارہ حملہ کیا اس حملہ میں کردوں کو کامیابی ہوئی اور ترکوں کا گروہ منتشر ہو کر پہاڑوں میں چلا گیا اور ان کا سارا جھنڈا تتر بتر ہو گیا۔

رے، کے ترکوں کے سیاہ کار نامے: رے، کے ترکوں نے نیال پر اور سلطان طغرل بیگ کی آمد کی خبر سن کر رے چھوڑ کر ۴۳۳ھ میں دیار بکر اور موصل کی طرف قدم بڑھائے جزیرہ ابن عمر میں قیام پذیر ہو کر اطراف و جوانب کو لوٹنا شروع کر دیا۔ باقروی، یازندی اور حسینہ کو لوٹ لیا اسی زمانہ میں سلیمان بن نصیر الدولہ بن مروان نے ترکوں کے امیر منصور بن غریل کو دھوکہ دے کر گرفتار کر لیا اس کی گرفتاری سے اس کے ساتھی چاروں طرف کے علاقوں میں منتشر ہو گئے۔ چنانچہ سلیمان بن نصیر الدولہ نے ان کی تعاقب اور گرفتاری پر فوجیں روانہ کیں۔

قراوش اور سلیمان کی فوجیں ترکوں کے مقابل: قراوش والی موصل نے ایک دوسری تازم فوجیں ان کی کمک پر بھیجی مبنوی کر دوں کو جو تنگ کے ساتھی تھے بھی اسی جماعت میں شامل کر دیا چنانچہ اس مہم نے ترکوں کو جا گھیرا۔ ترکوں نے مرنے پر کمر باندھ لی اور خوب جی کھول کر لڑے اور پھر ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے ان واقعات کے بعد عرب نے عراق کی جانب توجہ مبذول کی۔ ترکوں نے دیار بکر کو ویران و خراب کر دیا۔

قراوش کی ترکوں ہاتھ شکست: قراوش یہ خبر پا کر کہ ترکوں کے ایک گروپ نے اس کے علاقوں کی طرف قدم بڑھایا ان لوگوں سے مقابلے کے لئے موصل چلا گیا۔ چنانچہ جس وقت ترکوں نے برقعید میں پڑاؤ کیا قراوش نے ترکوں پر شیخون مارنے کی تیاری کی۔ مگر ترکوں کو اس کی خبر مل گئی چنانچہ فوج انٹوٹ پڑے قراوش کے تو ہاتھ کے طوطے اڑ گئے۔ جیسا کہ ان لوگوں نے شرط کی مال و دولت دیکر نالنے کی فکر کرنے لگا۔ ابھی قراوش مال کے حصول میں مصروف تھا ترکوں نے دوسری طرف سے موصل کی جانب قدم بڑھایا قراوش کو اس کی اطلاع ملی تو وہ اپنی فوج مرتب کر کے مقابلہ پر آگیا پورے دن گھمسن کی لڑائی ہوتی رہی۔ اگلے دن پھر اسی کیفیت سے جنگ کا آغاز ہو گیا شام ہوتے ہوئے عربوں اور اہل شہر کو شکست ہو گئی۔

قراوش کا فرار: قراوش ایک کشتی پر سوار ہو کر فرات کے راستے بھاگ نکلا سارا مال و اسباب چھوڑ گیا ترکوں نے شہر میں داخل ہو کر غارتگری شروع کر دی۔ جو اہرات، زیورات گھریلو سامان اور بے حد مال و زراں کے ہاتھ لگا۔ قراوش خود جان بچا کر سندھ پہنچ گیا۔ سلطان جلال الدولہ، دبیس بن علی بن مزید، امراء عرب اور کرد سرداروں کی خدمت میں مدد کی درخواست روانہ کی۔

موصل میں ترک فتنہ: ترکوں نے کامیابی حاصل کر کے اہل موصل کے ساتھ قتل و غارتگری میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ بعض محلہ والوں نے حفاقت جان و مال کی غرض سے بہت سامان و دولت دینے کا وعدہ کر لیا جسکی وجہ سے ان کی آبروزیزی نہ ہوئی اور وہ ان غارتگروں کے ظلم و ستم کے ہاتھ

سے بچ گئے۔ ابتدا اہل شہر پر بیس ہزار دینار جرمانہ کیا جب یہ وصول ہو گیا تو چار ہزار اور جرمانہ کیا اور اسے وصول کرنے میں مصروف ہو گئے۔ اہل موصل کا ناک میں دم ہو رہا تھا بگڑ گئے اور اچانک حملہ کر دیا شہر میں جتنے ترک ہاتھ لگے سب کو مار ڈالا۔

اہل موصل کا قتل عام: جب ان کے بھائیوں کو اس کی اطلاع ملی تو وہ لوگ متحد ہو کر نصف ۴۳۵ھ میں بزور تیغ شہر موصل میں گھس پڑے۔ تلواریں نیام سے کھینچ لیں۔ اور بارہ دن تک مسلسل قتل عام کا بازار گرم رکھا۔ مقتولوں کی کثرت سے راستے بند ہو گئے۔ باقی جنگجوؤں نے ایک گروپ نے ان مقتولوں کو گڑھوں میں دفن کیا۔ اس قتل عام کے بعد ان لوگوں نے خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑھا اور خلیفہ کے بعد سلطان طغرل بیگ کو دعائے یاد کیا۔ مدتوں یہ لوگ شہر موصل میں ٹھہرے رہے۔

طغرل بیگ کو اطلاعی شکایت: ... ملک جلال الدولہ بویہ اور نصیر الدولہ بن مروان نے سلطان طغرل بیگ کی خدمت میں ان لوگوں کی زیادتیوں کی شکایتیں لکھیں۔ چنانچہ سلطان طغرل بیگ نے جلال الدولہ کو معذرت لکھی کہ یہ لوگ ہمارے خدام اور پروردہ ہیں ان لوگوں نے رے کے آس پاس فساد برپا کیا اور بخوف جان بھاگ نکلے عنقریب ان لوگوں کی سرکوبی کے لئے فوجیں روانہ کی جائیں گی۔ اور نصیر الدولہ بن مروان کو تحریر کیا کہ مجھے یہ خبر لگی ہے کہ میرے خدام نے تمہارے علاقوں کا رخ کیا تھا مگر تم نے ان کو مال و دولت دیکر روک دیا تم سرحدی حکمران ہو تم کو لازم ہے کہ تم اتحاد کیا کرو کہ اس جہاد میں مدد پہنچے میں عنقریب ایسے لوگوں کو مقرر کر رہا ہوں کہ ان لوگوں کو تمہارے علاقوں سے دور کر دیں گے۔

دبیس کی قراوش کی کمک پر روانگی: اس کے بعد دبیس بن علی بن مزید فوجیں مرتب کر کے قراوش کی کمک کو روانہ ہو گیا بنو عقیل کا جم غفیر اس کے پاس آکر جمع ہو گیا۔ سن سے موصل کی جانب بڑھے۔ ترکوں کو یہ خبر ملی تو وہ تل اعطر کی طرف ہٹ آئے اور دیار بکر میں اپنے ساتھیوں اور اپنے سرداروں ناصقلی اور بوقا کے پاس امداد کے لئے قاصد روانہ کئے۔ چنانچہ وہ لوگ آ گئے۔

قراوش اور ترکوں کی جنگ: ... ماہ رمضان ۴۳۵ھ میں قراوش اور ترکوں کی جنگ ہوئی۔ صبح سے ظہر تک سخت اور خون ریز جنگ ہوتی رہی۔ پہلے تو عربین کو ترکوں نے ان کے مورچے سے پسپا کر دیا۔ مگر پھر جب عرب نے مرنے پر کمر باندھ کر حملہ کیا تو ترکوں کو شکست ہو گئی۔ عربوں نے ان کا تعاقب کیا چنانچہ خون ریزی شروع ہو گئی ترکوں کے نامی گرامی سردار مارے گئے ہزاروں ترک مارے گئے فتح مند لشکر نے مقتولوں کے سروں کو دار الخلافہ بغداد روانہ کر دیا۔ قراوش ان کا تعاقب کرتا ہوا نصیبین تک چلا گیا ترکوں نے اس معرکہ سے شکست اٹھا کر دیار بکر کا رخ کیا اور اس کو تباہ و برباد کر کے ارزن روم کی طرف گئے اور اس کو بھی قتل و غارتگری کا بازار بنا کر آذر بیجان پہنچ گئے۔ اور قراوش موصل چلا گیا۔

نصیر الدولہ اور بنت قراوش کا مہر: ہم اوپر بدران کے ”محاصرہ نصیبین“ اور وہاں سے اس کے بھائی قراوش کی وجہ سے کوچ کر جانے اور پھر دونوں میں صلح ہو جانے اور نصیر الدولہ کا قراوش کی بڑی بیٹی سے نکاح کرنے کا حال تحریر کر چکے ہیں۔ نکاح کے بعد نصیر الدولہ نے اس کی بیٹی کے ساتھ حسن سلوک کا برتاؤ نہیں کیا۔ اور نہ اپنی بیویوں کے برابر اس کے حق دیا۔ چنانچہ اس نے اپنے باپ سے شکایت کی۔ تو اس نے نصیر الدولہ کے پاس آدمی روانہ کیا۔ اس کے بعد نصیر الدولہ کے بعض عمال قراوش کے پاس آ گئے۔ اور اس کو جزیرہ پر قبضہ کر لینے کی لالچ دوائی۔ قراوش نے اپنی بیٹی کے مہر کے بہانہ سے جو کہ بیس ہزار دینار تھا۔ جزیرہ اور نصیبین کو اپنے بھائی ”بدران“ کے لئے مانگ لیا۔ مگر نصیر الدولہ نے اس سے انکار کر دیا۔

بدران کا نصیبین پر قبضہ: قراوش نے ایک فوج جزیرے کے محاصرے کے لئے روانہ کی اور دوسری فوج اپنے بھائی بدران کی ماتحتی میں نصیبین کو فتح کرنے بھیجی۔ اس کے بعد خود بھی پہنچ گیا اور اپنے بھائی کے ساتھ نصیبین کا محاصرہ کر لیا۔ اہل نصیبین نے قلعہ بندی کر لی۔ عرب اور کرد متحد ہو کر نصیر الدولہ کے پاس ”میا فارقین“ میں گئے اور اس سے نصیبین دے دینے پر صلح کا پیغام دیا۔ نصیر الدولہ نے نصیبین و ان لوگوں کے حوالہ کر دیا اور قراوش کو اس کی بیٹی کے مہر سے پندرہ ہزار دینار عطاء کئے۔

بدران کی وفات: ... ان واقعات کے بعد ۴۳۵ھ میں بدران کا انتقال ہو گیا۔ پھر اس کا بیٹا عمر قراوش کے پاس آیا۔ قراوش نے اس کو نصیبین

کی گورنری پر بحال رکھا۔ بنو نمیر کو اس کے ملک پر قبضہ کرنے کی لالچ لگ گئی۔ لہذا فوج مرتب کر کے محاصرہ کر لیا۔ قراوش یہ خبر پا کر ان کے مقابلے کے لئے آیا اور اپنے علاقے سے بے نیل مرام باہر نکال دیا۔

غریب اور قراوش کی جنگ: تکریت پر ابوالمسیب رافع بن حسین کا قبضہ تھا جو کہ بنو عقیل سے تھا۔ غریب نے عرب اور اردوں کے ایک گروپ کو جمع کیا۔ جلال الدولہ نے بھی امدادی فوجیں بھیجیں۔ چنانچہ غریب نے تکریت پر حملہ کر کے اس کا محاصرہ کر لیا۔ رافع بن حسین اس وقت موصل میں قراوش کے پاس تھا۔ اس نے مطلع ہو کر فوجیں حاصل کیں اور تکریت کو پہنچنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور غریب سے تکریت کے اردنوں میں مذبحیڑ ہوئی۔ جس میں غریب کو شکست ہوئی۔ پھر قراوش اور رافع نے تعاقب کیا۔ اس کے مال و اسباب اور گھروں پر قبضے کئے۔ اس کے بعد باہم مضاحمت ہو گئی۔

قراوش و جلال الدولہ کی جنگ: ۴۴۱ھ میں قراوش نے اپنی فوج خمیس بن تغلب کا محاصرہ کرنے کے لئے تکریت روانہ کی تھی۔ چنانچہ خمیس نے جلال الدولہ کے پاس پناہ لے لی۔ جلال الدولہ نے قراوش کو اس فعل سے روکا۔ مگر قراوش نے توجہ نہیں کی اس بناء پر جلال الدولہ خود قراوش کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا اور پہنچتے ہی قراوش کا محاصرہ کر لیا۔ ادھر قراوش نے بغداد میں ترکوں کو جلال الدولہ کے خلاف بغاوت کرنے پر ابھار دیا۔ کسی ذریعہ سے جلال الدولہ کی خبر مل گئی۔ جلال الدولہ کو اس سے بے حد غصہ آیا۔ لہذا انبار فتح کرنے کے لئے روانہ ہو گیا۔ اہل انبار نے یہ خبر پا کر قلعہ بندی کر لی۔ دورانیہ اس بھی تکریت سے انبار پہنچانے کے لئے روانہ ہوا۔ جلال الدولہ فوج کی کثرت سے غلہ اور رسد کی کمی ہو گئی۔ عقیل نے کوشش کر کے تکریت میں جلال الدولہ کی صلح کرادی۔ چنانچہ دونوں آئندہ صلح قائم رکھنے کی اور قراوش نے جلال الدولہ کی اطاعت کی قسم کھائی اور دونوں اپنے اپنے شہر واپس چلے گئے۔

موجودہ زمانے میں قسطنطنیہ کے حکمرانوں کے حالات

یسیل اور قسطنطین: یسیل اور قسطنطین کی ماں، روم کے ایک بڑے سردار اور رئیس کی بیٹی تھی۔ ایک مرتبہ عید کے دن کنیہ میں رجا گھ گئی ہوئی تھی۔ ان دونوں کے باپ کی نظر اس پر پڑ گئی۔ جان و دل سے فریفتہ ہو گیا۔ اور نکاح کا پیغام دیا اور شادی کرنی۔ اس سے یہ دو بیٹے پیدا ہوئے۔ یہ دونوں ابھی کم سن ہی تھے۔ ان کا باپ مر گیا۔ ایک مدت کے بعد ان دونوں کی ماں نے تعفور سے شادی کر لی۔

تعفور اور یسیل برادران: تعفور ایک چلتا پرزہ تھا۔ اس نے ساری سلطنت پر قبضہ کر لیا۔ اور حکومت کا مالک بن بیٹھا۔ کچھ عرصے بعد ان دونوں کی نسل ختم کرنے کی غرض سے ان دونوں کو خسی کرنے کی تدبیریں کرنے لگا۔ ان کی ماں کو کسی ذریعہ سے اس کی خبر مل گئی۔ اس نے دمشق ① کو جھانسنے دے کر تعفور کے قتل پر ابھار دیا۔ چنانچہ دمشق نے اس کو قتل کر ڈالا۔

دمشق اور ام یسیل: پھر اس نے اس خدمت کے صے میں اس سے عقد کر لیا۔ ایک سال تک اس کی زوجیت میں رہی۔ اس کے بعد دمشق نے اپنی جان کے خوف سے اس کے دونوں بیٹوں سمیت ایک دور دراز جگہ کی طرف جلاء وطن کر دیا۔ چنانچہ یہ تقریباً ایک برس جلاء وطن رہی پھر ایک پادری کو دمشق کے قتل پر تیار کر لیا۔ یہ پادری شاہی گرجا میں جا کر مقیم ہو گیا۔ اور دمشق کے قتل کے طریقے سوچنے لگا۔ چنانچہ ایک روز دمشق رجا میں آیا یہ دن عید کا تھا۔ پادری سے دمشق نے تبرکات کچھ کھانا مانگا تو پادری نے زہر ملا کر اپنے ہاتھ سے کھلا دیا۔ لہذا وہ گھر مکان پہنچتے مر گیا۔

یسیل کی حکومت: ان دونوں کی ماں یہ خبر پا کر قسطنطنیہ آئی اور اپنے بیٹے یسیل کو حکومت پر فائز کر دیا اور اس کی کم سنی کی وجہ سے یہ خود حکمرانی کرنے لگی۔ جب یسیل بڑا ہوا تو اس نے بلغار (بلغیریا) سے جنگ کے لئے ان کے ملک پر حملہ کر دیا۔ یہاں اسے اپنی ماں کے مرنے کی خبر ملی۔

چنانچہ اس نے ایک خادم کو اپنی غیر حاضری میں قسطنطنیہ کے انتظام اور نظام حکومت قائم رکھنے پر مامور کیا۔ اور خود چالیس برس تک جنگ بغار میں مصروف رہا۔ آخر کار شکست اٹھا کر قسطنطنیہ واپس آیا اور دوبارہ فوجیں تیار کر کے حملہ کیا۔ اس مہم میں اسے کامیابی ہوئی ان کے بادشاہ نواس نے قتل کر ڈالا اور ان کے ملک پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔ اور وہاں کے رہنے والوں کو جلا وطن کر کے روم میں لا کر آباد کیا۔

بلغار قوم: ابن اثیر کا بیان ہے کہ یہ ۱۰ بلغار جن کے ملک پر سیل نے قبضہ کر لیا تھا۔ اس گروہ کے علاوہ ہیں جو ان میں سے اسلام مانے تھے۔ یہ لوگ ان کے مقابلے میں روم سے قریب تر دو مہینہ کے مسافت پر ہیں اور یہ دونوں بلغاری ہیں۔ انہیں۔

قسطنطین اور ارماتوس کی حکومت:..... سیل عادل اور نیک سیرت شخص تھا اس نے تقریباً ستر سال روم پر حکومت کی جب یہ مر گیا تو اس کا بھائی قسطنطین حکمران بنا۔ اس نے وفات کے وقت تین لڑکیاں چھوڑیں پہلے بڑی لڑکی تخت حکومت پر بیٹھی۔ اس نے شاہی خاندان میں سے ارماتوس نامی شاہزادے سے اپنا عقد کیا تھا۔ یہ وہی شخص ہے جس نے مسلمانوں کے قبضہ سے ”اربا“ کو چھینا تھا۔ حکومت کی طرف سے ایک شخص مینیکل صرافون کے بازار کے انتظام پر مقرر تھا۔ ارماتوس نے اس کو اپنے خاص مصاحبوں میں شامل کر لیا۔ اور اپنی دولت و حکومت کا مدد براہ و دیال باز و بنالیا۔

میخائل اول اور میخائل ثانی: تھوڑے دنوں بعد ارماتوس کی بیوی میخائل کی جانب مائل اور اس پر فریفتہ ہو گئی۔ دونوں باتفاق بادشاہ ارماتوس کے قتل کے طریقہ سوچنے لگے۔ چنانچہ ایک روز بحالت غفلت دونوں نے مل کر ارماتوس کا گلا گھونٹ دیا۔ اور اس کے مرنے کے بعد رومیوں کی مرضی کے خلاف ملکہ ارماتوس نے میخائل سے عقد کر لیا۔ اس کے بعد میخائل کو بدخلقی ۱ اور ظلم کا عارضہ لاحق ہو گیا۔ اس نے اپنے بھتیجے کو اپنا ولیعہد بنایا۔ اس کا بھی نام میخائل تھا۔ اس نے میخائل اول کے بعد حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ اور اپنے ماموں اور خالاؤں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اپنے نام کا سک ۴۳۳ ھ میں بنوایا۔ اس کے بعد اس کی بیوی (سابق بادشاہ کی بیٹی) کو طلب کر کے رہبانیت (ترک دنیا) اور حکومت و ریاست سے دست بردار ہو جانے پر مجبور کیا۔ اور اس کو مار پیٹ کر ایک جزیرے کی طرف جلا وطن کر دیا۔

بطریق اعظم اور میخائل:..... اس کے بعد بطریق اعظم (پوپ) کے قتل کا ارادہ کیا۔ تاکہ آئندہ اسے اس کی بے جا حکومت سے نجات مل جائے بطریق کو ایک دن دعوت ولیمہ کی تیاری کے بہانہ سے ایک دیر کی طرف روانہ کیا اور خود بھی آنے کا وعدہ کیا۔ اور بطریق کے چلے جانے کے بعد رومیوں اور بلغاریوں کے ایک گروپ کو اس کے قتل کے لئے بھیج دیا۔ بطریق کو کسی ذریعہ سے اس کی خبر مل گئی۔ چنانچہ بطریق نے ان لوگوں کو بہت سامان دولت دیکر اپنی جان بچائی اور درپردہ میخائل کو معزول کرنے پر رومیوں کو ابھارنے لگا۔

بطریق کی کامیابی:..... آخر کار اپنے اس ارادے میں بطریق کامیاب ہو گیا۔ ملکہ کے پاس جزیرے میں جہاں وہ شہر بدر کر دی گئی تھی۔ رومی اپنی روانہ کیا۔ اور حکومت و سلطنت کے لئے بلوایا۔ مگر ملکہ نے بادشاہت سے انکار کر دیا۔ اور ترک دنیا پر تلی رہی۔ تب بطریق نے اسے حکومت و سلطنت سے معزول کر کے اس کی چھوٹی بہن ”بدرونہ“ کو تخت حکومت پر بٹھایا۔

ملکہ بدرونہ اور قسطنطین:..... اس کے باپ کے خدام نے انتظام و حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے لی اور میخائل کی معزولی کا اعلان کر دیا۔ میخائل کے حامیوں اور بدرونہ کے گروہ میں لڑائی شروع ہو گئی۔ سخت اور خون ریز جنگ کے بعد ”بدرونہ“ کے ساتھیوں کو فتح نصیب ہو گئی۔ میخائل کے حامیوں کے گھریار کو لوٹ لیا گیا۔ رومیوں کو اس طوائف الملوکی سے بچد تکلیف کا سامنا کرنا پڑا۔ اور وہ لوگ ایک بادشاہ مقرر کرنے کی فکر میں مصروف ہو گئے۔ جو کہ نظم حکومت کو قائم اور جاری رکھے۔ چنانچہ امیدواروں کو جمع کر کے قرعہ ڈالا۔ اتفاق سے ”قسطنطین“ کا نام قرعہ میں نکل آیا۔ چنانچہ اس نے روم کی حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اور حکمرانی کرنے لگا۔ بڑی ملکہ سے شادی کر لی اور چھوٹی ملکہ (بدرونہ) ۴۳۳ ھ میں اس کی دل جوئی کے

۱ دیکھئے الکامل ”ابن اثیر“ (جلد ۹ صفحہ ۴۹۸)۔ ۲ ہمارے پاس موجود نسخے میں الفاظ ہیں کہ ”تم عرض لہجائیل هذا مرض شوہ خلقیۃ“ الخ اس کا معنی ہے کہ سے یہاں مرض راجع ہو گیا جس نے اس کی خلقت کھلادیا یعنی چہرہ اور بدن جھلس گیا۔ لہذا ترجمہ ”بدخلقی اور ظلم“ کا عارضہ درست نہ ہوگا۔ کیونکہ اس کی وجہ سے کوئی شخص اپنی حکومت کسی کے حوالے نہیں کرتا۔ اور عبارت کا سیاق بھی اس ترجمہ کے خلاف ہے۔ (شاء اللہ محمود)

لئے سلطنت و حکومت سے دست بردار ہو گئی۔

میناس کی بغاوت :۔ اس کے بعد میناس نامی ایک شخص نے قسطنطین کے خلاف روم سے خروج کیا بیس ہزار فوج حاصل اور مرتب کر کے بغاوت کر دی۔ قسطنطین نے اس کی سرکوبی کے لئے فوجیں روانہ کیں۔ گھسان کی لڑائیاں ہوئیں۔ آخر کار ”میناس“ مارا گیا۔ اور اس کا سر اتار کر قسطنطین کے پاس بھیج دیا گیا۔ اور اس کے ساتھی اور حمایتی منتشر ہو گئے۔

قسطنطینیہ میں رومیوں کی شامت :۔ پھر ۳۳۵ھ میں رومیوں کی چند کشتیاں ساحل قسطنطینیہ پر آئیں۔ اہل قسطنطینیہ سے ایک دن ابن حسین سے جس وقت وہ شکار کرنے گیا ہوا تھا، سامنا ہو گیا۔ والی قلعہ نے ابن حسین کو گرفتار کر لیا۔ اور باندھ کر مسلم بن قریش کے پاس بھیج دیا۔ مسلم نے اس کو اس شرط پر کہ شہران کے حوالہ کر دے گا، رہا کر دیا ابن حسین نے اپنے شہر میں واپس آ کر اپنے وعدہ کا ایفاء کیا۔ ۳۷۳ھ میں مسلم بن قریش شہر میں داخل ہو گیا۔ اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔

قلعہ حلب پر بھی قبضہ :۔ تھوڑے دنوں بعد سابع اور وثاب بن محمد بن مرداس نے صلح کے ساتھ قلعہ کی کنجیاں مسلم بن قریش کے حوالہ کر دیں۔ سسم نے اپنے بیٹے ابراہیم کو جو کہ سلطان کی پھوپھی کا بیٹا تھا سلطان کی خدمت میں قبضہ حلب کی اطلاع دینے کے لئے روانہ کیا۔ سلطان نے اس کی درخواست منظور کر لی اور اس کے بیٹے محمد کو شہر بن جاگیر میں عنایت کیا اس کے بعد مسلم نے حران کی طرف کوچ کیا اور اسے بنی وثاب نمیرین سے چھین لیا۔ اسی زمانہ میں والی الرہانے بھی اس کے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی اور اس کے نام کا سکہ بنوایا۔

مسلم بن قریش کا دمشق کا محاصرہ :۔ ۳۷۳ھ میں شرف الدولہ مسلم بن قریش نے دمشق پر فوج کشی کی اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ دمشق کا حکم بیش فوجیں مرتب کر کے مقابلہ پر آیا چنانچہ گھسان کی لڑائی ہوئی اور آخر کار مسلم بن قریش کو شکست ہو گئی نہایت وہ تیزی سے اپنے ملک کی طرف ہٹا س نے واپسی سے پہلے اہل مصر سے مدد طلب کی تھی مگر ان لوگوں نے مدد نہ کی۔

اہل حران کی بغاوت :۔ اسی دوران یہ خبر ملی کہ اہل حران نے غاشیہ اطاعت اپنی گردن سے اتار کر رکھ دیا ہے اور باغی ہو گئے ہیں اور ابن عطیہ اور ہاں کے قاضی ابن حنیہ نے شہر کو ترکوں کے حوالہ کر دینے کا ارادہ کر لیا ہے اس لئے حران کی طرف قدم بڑھایا۔ راستے میں ابن ملاعب والی حمص سے صلح کی اور اس کو سیلیہ اور رقبہ کی حکومت عطا کی اس کے بعد حران کا محاصرہ کیا اور اس کے شہر پناہ کو منہدم و سمار کر کے شہر کو فتح کر لیا اور قاضی اور اس کے بیٹے کو قتل کر دیا۔

جنگ ابن جہیر و مسلم بن قریش ابو نصر محمد فخر الدولہ :۔ فخر الدولہ ابو نصر محمد بن احمد بن جہیر موصل کا رہنے والا تھا کسی ذریعہ سے بنو مقلد کے رہبر تک رسائی ہو گئی پھر قریش بن بدران سے نفرت پیدا ہو گئی۔ بنو عقیل کے ایک رئیس کے دامن عاطفت میں جا کر پناہ کی درخواست کی۔ چنانچہ ان لوگوں نے اس کو پناہ دے دی۔ چنانچہ فخر الدولہ حلب چلا گیا۔ جہاں معز الدولہ ابو شمال بن صالح نے اسے اپنا قلمدان وزارت حوالے کر دیا۔

فخر الدولہ کے امتیازات اور وزارت :۔ کچھ عرصے بعد فخر الدولہ نے اس کا ساتھ ترک کر دیا اور نصر الدولہ بن مروان کے پاس دیا بکر چلا گیا نصر الدولہ نے بھی اس کو اپنی وزارت کے عہدے سے سرفراز کیا اور جب خلیفہ قائم نے اپنے وزیر ابو الفتح محمد بن منصور بن وارس کو معزول کیا تو فخر الدولہ کو وزارت کے لئے جوایا۔ چنانچہ فخر الدولہ نے بغداد کی طرف کوچ کیا۔ ادھر ابن مروان تعاقب میں روانہ ہوا مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ پھر جیسے ہی فخر الدولہ دار الخلافہ بغداد میں داخل ہوا خلیفہ قائم نے ۳۵۳ھ میں عہدہ وزارت عطا کر دیا۔

دور وزارت اور معزولی :۔ اس وقت طغرل بیک عراق کا سلطان تھا اور یہی خلفاء بغداد پر حاوی اور غالب ہو رہا تھا۔ ایک مدت تک فخر الدولہ اس کی وزارت پر رہا۔ کبھی کبھی اپنی وزارت کے دوران معزول بھی کر دیا گیا اور دوبارہ مقرر کیا گیا۔ یہاں تک کہ خلیفہ قائم کی وفات ہوئی اور خلیفہ مقتدی تخت خلافت پر بیٹھا۔ اور سلطنت کی باگ ڈور سلطان ملک شاہ کے قبضہ میں گئی۔ چنانچہ خلیفہ مقتدی نے ۳۷۳ھ میں اپنے وزیر السلطنت فخر الدولہ کو

نظام الملک طوسی کی شکایت پر معزول کر دیا۔

عمید الدولہ بن فخر الدولہ: پھر اس کا بیٹا عمید الدولہ اصفہان میں نظام الملک کے پاس گیا اور باہم صلح صفائی کرادی چنانچہ نظام الملک نے خلیفہ مقتدی سے اس کی سفارش کی، خلیفہ مقتدی نے اس کے بیٹے عمید الدولہ کو عہدہ وزارت عطا کیا۔ اس کے بعد ۷۷۳ھ میں عہدہ وزارت سے برطرف کر کے قید کر دیا۔ سلطان ملک شاہ اور وزیر السلطنت نظام الملک نے خلیفہ مقتدی کی خدمت میں ”بنی جہیر“ کی رہائی اور آزادی کی سفارش کا پیغام بھیج دیا۔ لہذا خلیفہ مقتدی نے ان لوگوں کو قید کی تکلیف سے رہائی دے دی۔ ”بنی جہیر“ رہائی پا کر وفد لے کر اصفہان میں نظام الملک کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ بڑی آؤ بھگت سے پیش آیا۔ اور عزت و احترام سے انہیں ٹھہرایا۔

فخر الدولہ دیار بکر کا حکمران: سلطان ملک شاہ نے فخر الدولہ کو ”دیار بکر“ کی سند حکومت عطا کی اور ایک بڑی فوج اس کے ساتھ بھیجی۔ در سے ابن مروان کے قبضہ سے ملک کو چھین لینے اور سلطان کے بعد اپنے نام کا خطبہ پڑھنے اور سلطان کے نام کا سکہ بنوانے کی ہدایت کی۔

فخر الدولہ اور ابن مروان کی جنگ: جس وقت فخر الدولہ دیار بکر کے قریب پہنچا۔ ابن مروان ختم ٹھونک کر مقابلہ پر آ گیا۔ پھر ۷۷۳ھ میں سلطان نے ایک لشکر جرار بصرہ امیر رائق کی کان میں (جو ملک حال مار دین کا جد اعلیٰ تھا) کو فخر الدولہ کی کمک کے لئے روانہ کیا۔ اس واقعہ سے پہلے ابن مروان نے یہ خبر سن کر کہ فخر الدولہ شاہی افواج کے ساتھ ”دیار بکر“ کی طرف آ رہا ہے۔ شرف الدولہ مسلم بن قریش کو یہ پیغام دیا۔ کہ اگر آپ ہماری مدد کریں تو اس سلوک کے صلے میں ہم آپ کو ”صور اورامد“ دیدیں۔

شرف الدولہ کی آمد اور فرار: چنانچہ شرف الدولہ نے اس بناء پر فوجیں تیار کر کے ”آمد“ کا رخ کیا۔ فخر الدولہ اس کے اطراف میں پڑاؤ کئے ہوا تھا۔ فخر الدولہ اس امر کا احساس کر کے کہ ابن مروان کی کمک پر عرب کمر بستہ ہے صلح کی جانب مائل ہو گیا۔ اور جنگ کا ارادہ منسوخ کر دیا کسی ذریعہ سے ترکہ نوں کو اس کی خبر مل گئی۔ چنانچہ رات کے وقت سوار ہو کر عرب پر ٹوٹ پڑے اور ان کا محاصرہ کر لیا۔ مگر عرب کو اس معرکہ میں ہزیمت شکست ہوئی ان کے سبب ترکہ نوں نے ٹوٹ لئے۔ شرف الدولہ خود بھاگ کر ”آمد“ میں پناہ لڑیں ہو گیا۔ اور فخر الدولہ نے اس کا محاصرہ کر دیا۔

شرف الدولہ کو معافی: شرف الدولہ نے امیر رائق کے پاس کہلوا یا کہ اگر مجھے آمد سے نکل جانے کا موقع دیا جائے تو میں اتنا اتنا روپیہ دینے کو تیار ہوں۔ لہذا امیر رائق نے اس درخواست کو منظور کر لیا اور شرف الدولہ آمد سے رقبہ کی جانب نکل کھڑا ہوا اور فخر الدولہ نے محاصرہ کے سبب میاں در قین کی طرف کوچ کیا میاں در قین اس وقت تک ابن مروان کے علاقوں میں شامل تھا اس کا والی بہاء الدولہ منصور بن مزید اور اس کا بیٹا سیف الدولہ صدقہ یہ خبر پا کر عراق کی طرف چلے گئے اور فخر الدولہ نے خلاط کی جانب قدم بڑھائے۔

ملک شاہ کا موصل پر قبضہ: جس وقت سلطان ملک شاہ کو یہ خبر ملی کہ شرف الدولہ کا آمد میں محاصرہ کر لیا گیا ہے فرط مسرت اچھل پڑا۔ اور قسطنطنیہ (الملک اعدل سلطان محمود زنگی کا جد اعلیٰ) کو ترکمانی افواج کی کمان دے کر بطور کمک روانہ کیا۔ راستے میں جبکہ وہ لوگ عراق کی طرف جا رہے تھے، امیر رائق سے سامنا کیا چنانچہ وہ ان کے ساتھ واپس آ گیا اور سب کے سب موصل پہنچ گئے اور اس پر قبضہ کر دیا۔

شرف الدولہ کے علاقوں کی طرف سلطان کی پیش قدمی: سلطان اپنے رکاب کی فوج کے ساتھ شرف الدولہ کے علاقوں کی طرف بڑھا۔ اور رفتہ رفتہ بوازج تک پہنچ گیا یہ وہ زمانہ تھا کہ شرف الدولہ کو آمد کے محاصرے سے نجات مل گئی تھی اور وہ جان بچ کر رجبہ پہنچ گیا تھا، موصل بھی اس کے قبضہ سے نکل گیا تھا سارا مال و اسباب بھی لٹ گیا تھا۔ اس لئے مصلحت وقت کے پیش نظر مؤید الملک بن نظام الملک نے شرف الدولہ سے خط دست بستہ شروع کر دی۔ شرف الدولہ نے اس کے وسیلہ کو فائدہ کا باعث تصور کر کے دربار شاہی میں حاضری کی اجازت مانگی چنانچہ عہد و پیمان اور امن حاصل کرنے کے بعد رجبہ سے روانہ ہو کر مؤید الملک کی خدمت میں پہنچ گیا۔

مؤید الملک کے ذریعے صلح صفائی: مؤید الملک نے اس کو دربار سلطان میں پیش کر دیا اور اس کی جانب سے ہدایہ اور عمدہ گھوڑے وغیرہ

پیشکش کئے ان گھوڑوں میں ایک وہ گھوڑا تھا جس پر سوار ہو کر یہ سابقہ جنگ اور جنگ آمد سے بھاگا تھا اور زندہ بچ گیا تھا۔ یہ گھوڑا ایب چلاک تھا کہ کوئی گھوڑا اس سے بڑھ نہ سکتا تھا۔ بہر حال سلطان نے اس سے صلح کر لی۔ اور اسے اس کے مقبوضہ علاقوں کی حکومت پر بحال و قائم رکھا۔ چنانچہ شرف الدولہ موصل کی جانب لوٹ گیا اور سلطان جس ادھیڑ بن پڑا ہوا تھا۔ اسی میں پھر مصروف اور مشغول ہو گیا۔

مسلم بن قریش کی وفات ابراہیم بن مسلم کی حکومت: ہم اوپر قطلمش کے حالات جو کہ سلطان طغرل بیگ کا عزیز تھا بیان کر چکے ہیں یہ شخص رومی علاقوں کی طرف اپنی فوجیں لے کر گیا تھا اور بڑی عظیم جنگ کے بعد قونیہ اور اقصر اے وغیرہ پر قابض ہو گیا تھا۔ ابھی اپنے دل کے تھے اس نے پوری طرح نہیں چھوڑے تھے کہ داعی اجل کا پیغام موت پہنچ گیا۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا سلیمان مقرر ہوا۔ سلیمان نے ۵۴۷ھ میں اٹھا کیہ کی جانب قدم بڑھائے اور اس کو رومیوں کے قبضہ سے چھین لیا جیسا کہ آئندہ ان کے حالات کے ضمن میں بیان کیا جائے گا۔ (انشاء اللہ)

شرف الدولہ اور سلیمان بن قطلمش: فردوس رومی (حاکم اٹھا کیہ) ایک عرصے سے شرف الدولہ مسلم بن قریش کو سالانہ ایک معین رقم جزیہ میں دیا کرتا تھا۔ چنانچہ جب سلیمان بن قطلمش نے اٹھا کیہ پر قبضہ کر لیا تو شرف الدولہ نے اس سے بھی جزیہ مانگا اور نہ ادا کرنے کی صورت میں عقاب سلطانی کی دھمکی دی۔ مگر سلیمان بن قطلمش نے اسے کہلوا لیا کہ میں سلطان کا فرمانبردار ہوں اور جو کچھ میں اٹھا کیہ میں کر رہا ہوں وہ سب سلطان ہی کے لئے کر رہا ہوں اور اس سے میرا کوئی کام متعلق نہیں ہے۔ باقی رہا جزیہ کا مطالبہ کرنا یہ ایک فعل عبث ہے۔ جزیہ کفار سے لیا جاتا ہے اور وہ لوگ جزیہ ادا کرنے کے لائق ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اٹھا کیہ میں کفار کے بجائے مسلمانوں کو حکمران بنایا ہے اور ان پر شرعاً جزیہ لگوانا نہیں ہے۔

سلیمان اور شرف الدولہ کی چپقلش: ... شرف الدولہ اس خشک جواب سے بھٹک اٹھا اور فوجیں تیار کر کے چڑھائی کر دی اور اٹھا کیہ کے آس پاس قتل و غارتگری شروع کر دی۔ اس سے سلیمان کو بھی طیش آ گیا۔ اس نے بھی حلب کے آس پاس لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا مگر جب رعایا نے اس کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے مال و اسباب لٹ جانے کی شکایت کی تو اس نے ان کا مال و اسباب انھیں واپس دیدیا۔

شرف الدولہ کی میدان جنگ میں موت: اس کے بعد شرف الدولہ نے عرب اور ترکمانوں کو متحد کر کے اٹھا کیہ پر فوج کشی کر دی ترکمانوں کا امیر بق نامی ایک شخص تھا۔ سلیمان اس کی آمد سے مطلع ہو کر لڑنے نکلا۔ چنانچہ ماہ صفر ۵۴۸ھ میں دونوں کا مضافات اٹھا کیہ میں سامنا ہوا جس وقت جنگ کا بازار گرم ہو گیا تو امیر بق ترکمانوں سمیت سلیمان سے مل گیا اس سے شرف الدولہ کی فوج کمزور پڑ گئی انتظام جنگ کا شیرازہ بکھر گیا عرب کا گروہ شکست کھا کر بھاگ گیا اور شرف الدولہ اپنے چار سو ہمراہیوں سمیت میدان جنگ میں استقلال کے ساتھ لڑتا رہا آخر کار ان لوگوں سمیت مارا گیا۔

شرف الدولہ کے بھائی ابراہیم کی حکومت: ... شرف الدولہ کا دائرہ حکومت نہایت وسیع تھا وہ تمام علاقے جو اس کے باپ کے زیر کنٹرول تھے، اس کے زیر حکومت تھے اس کے چچا قراوش کے علاقے بھی اس کے قبضہ میں تھے اس کا ملک نہایت سرسبز اور شاداب اور امن و امان کا مرکز تھا۔ یہ ایک عرصے تک سیرت، اور سیاسی امور سے بیحد واقف شخص تھا۔ شرف الدولہ مسلم کے قتل کے بعد بنو عقیل نے متحد ہو کر اس کے بھائی ابراہیم کو قید سے نکالا اور امیر کی جگہ اسے اپنا امیر بنایا۔ ابراہیم کئی سال سے قید کی مصیبتیں جھیل رہا تھا۔ مسلم کے واقعہ قتل سے سلیمان بن قطلمش کو اٹھا کیہ کے محاصرہ کا شوق چڑھ آیا۔ چنانچہ فوجیں مرتب کر کے اٹھا کیہ پہنچ گیا اور اس کا مکمل دو ماہ محاصرہ کئے رہا بالآخر ناکامی کے ساتھ واپس چلا گیا۔

انباء پر عمید العراق کا قبضہ: اس کے بعد ۵۴۹ھ میں عمید العراق نے ایک لشکر انبار کو سر کرنے روانہ کیا چنانچہ اس لشکر نے انبار کو بنو عقیل کے قبضہ سے چھین لیا۔ اسی سال سلطان ملک شاہ نے وجہ اور اس کے مضافات حران، سروج، برقہ اور خابور محمد بن شرف الدولہ مسلم بن قریش کو بطور جزیہ غط کے اور اپنی بہن زلیخا خاتون کا اس سے نکاح کر دیا۔ ان تمام شہروں کے حاکموں نے سلطان ملک شاہ کے حکم کے مطابق اپنے اپنے شہروں کو محمد کے حوالہ کر دیا مگر محمد بن شاطر (والی حران) نے اس سے انکار کیا۔ لیکن سلطان ملک شاہ کو اس کی خبر ملی تو اس نے محمد بن شاطر کو حران کے حوالے کرنے پر مجبور کر دیا۔

ابراہیم کا زوال مسلم کے بعد سے ابراہیم بن قریش مسلسل موصل پر حکومت کرتا رہا اور اپنی قوم بنی عقیل کی سرداری سے ممتاز و سرفراز رہا یہاں تک کہ ۳۸۲ھ میں سلطان ملک شاہ نے اس کو گرفتار کر لیا اور فخر الدولہ بن جہیر کو ایک بڑی فوج دے کر اس کے شہروں کی جانب روانہ کر دیا۔ چنانچہ فخر الدولہ نے پہنچتے ہی موصل وغیرہ پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد سلطان ملک شاہ نے اپنی پھوپھی صفیہ کو شہر موصل جاگیر کے طور پر دے دیا۔ سلطان ملک شاہ نے پھوپھی اس سے پہلے مسم بن قریش کی زوجیت میں تھی۔ اس سے اس کا ایک بیٹا علی تھا۔ مسلم کے بعد اس نے اس کے بھائی ابراہیم سے نکاح کر لیا۔

مسلم کے بیٹوں کا جھگڑا اور عرب کی تقسیم:۔۔۔ چنانچہ جب سلطان ملک شاہ نے وفات پائی تو صفیہ نے موصل چلی گئی۔ اس کے ساتھ اس کا بیٹا علی بھی تھا۔ اس کا بھائی محمد بن مسلم یہ خبر پا کر موصل پہنچ گیا۔ اور دونوں موصل کی حکومت پر لڑنے لگے۔ چنانچہ عرب دو حصوں پر منقسم ہو گیا۔ ایک نے محمد کا ساتھ دیا اور دوسرے نے علی کی حمایت کی۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد محمد کو شکست ہو گئی۔ اور علی کامیابی کے ساتھ شہر موصل میں داخل ہو گیا۔ اور ابن جہیر سے شہر کو چھین لیا۔

ابراہیم کا موصل پر قبضہ:۔۔۔ سلطان ملک شاہ کے مرنے کے بعد ترکان خاتون کا امور سلطنت پر قبضہ ہو گیا۔ اور ابراہیم کو قید سے رہائی مل گئی۔ اس نے سامان درست کر کے موصل کی جانب کوچ کیا۔ موصل کے قریب پہنچ کر یہ خبر ملی۔ کہ اس کا بھتیجا علی بن مسلم موصل پر قبضہ ہو گیا ہے۔ اس کے ساتھ اس کی ماں صفیہ (سلطان ملک شاہ کی پھوپھی) بھی ہے۔ چنانچہ ابراہیم نے صلح اور نرمی کا پیغام بھیجا۔ بعد اصفیہ نے موصل کی حکومت ابراہیم کے حوالے کر دی۔ اور ابراہیم شہر میں داخل ہو گیا۔

ابراہیم کا قتل:۔۔۔ تئش (والی شام) جو کہ سلطان ملک شاہ کا بھائی تھا۔ عراق پر قبضے کا خیال پیدا ہو گیا تھا۔ اطراف و جوانب کے امراء اس کے پاس کمرشام میں اسی غرض کے لئے جمع ہو گئے۔ آقسقر (والی حلب) بھی اپنی فوج لے کر پہنچ گیا۔ چنانچہ آتئش نے فوجیں تیار کر کے نصیبین کی جانب کوچ کر دیا۔ اور اس پر قابض ہو گیا۔ اور ابراہیم کے پاس کہلوادیا کہ تم میرے نام کا خطبہ پڑھو اور بغداد جانے کے لئے اپنے شہر سے مجھے راستہ دیدو۔ مگر ابراہیم نے اس سے انکار کر دیا۔ لہذا آتئش نے حملہ کرنے کا حکم دے دیا۔ آقسقر اور ترکوں کی فوج اس کے لشکر میں تھی۔ چنانچہ ابراہیم تیس ہزار کے لشکر کے ساتھ مقابلہ پر آیا۔ مقام مغیم میں دونوں کی جنگ ہوئی۔ جس میں ابراہیم کو ہزیمت شکست ہوئی۔ اور پکڑ دھکڑ میں ابراہیم، راگیہ، ترکوں نے اس کے خیمہ اور لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ عرب کی بہت سی عورتوں نے بے آبرو ہونے کے خوف سے خودکشی کر لی۔ اور تئش نے کامیابی کا جھنڈا موصل کے قلعہ پر گاڑ دیا۔

موصل پر بنی مسیب کی حکومت کا اختتام:۔۔۔ جس وقت ابراہیم جنگ میں مارا گیا اور تئش نے موصل پر قبضہ کر لیا اس وقت اس نے اپنے بھتیجے علی بن مسلم بن قریش کو موصل کی حکومت پر مقرر کیا چنانچہ علی اپنی ماں صفیہ کے ساتھ موصل میں داخل ہو گیا اس زمانہ سے موصل اور اس کے مضافات پر علی کی حکومت کا ڈنکا بجنے لگا۔ تئش نے موصل سے فارغ ہو کر دیار بکر کی طرف قدم بڑھائے اور اسپر قابض ہو کر آذربائیجان کا رخ کیا۔ اور اس پر بھی انتہائی آسانی سے قابض ہو گیا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر برکیاروق یعنی سلطان ملک شاہ کے بھتیجے تک پہنچ گئی۔ چنانچہ اپنے چچا کے روک تھام کے لئے فوجیں مرتب کر کے نکل پڑا۔ پھر دونوں چچا اور بھتیجے کا مقابلہ ہوا۔ تئش کو شکست ہو گئی۔ اور اس کی جگہ اس کا بیٹا رضوان گرسی پر بیٹھا اور صلب کا حکمران وہاں بن گیا۔ سلطان برکیاروق نے کر بوقا کی رہائی کے لئے اسے حکم دیا۔ چنانچہ اس نے اسے رہا کر دیا۔ رہائی کے بعد ایک گروپ جنگ جوؤں کا اس کے پاس آکر جمع ہو گیا۔ اس نے ان سب کو مرتب و مسلح کر کے حران پر چڑھائی کر دی اور اس پر قابض و متصرف ہو گیا۔

محمد بن مسلم کی گرفتاری:۔۔۔ اس کے بعد محمد بن مسلم بن قریش نے علی بن مسلم بن قریش کے مقابلے پر امیر کر بوقا سے مدد مانگی۔ علی بن مسلم ان دنوں نصیبین میں تھا۔ اور توران بن وہیب اور ابوالہیجاہ گودی بھی اس کے ساتھ یہیں مقیم تھے۔ چنانچہ کر بوقا فوجیں مرتب کر کے محمد بن مسلم کی کمک پر گیا۔ محمد بن مسلم اس سے ملنے آیا۔ لیکن کر بوقا نے اسے گرفتار کر کے نصیبین کی جانب کوچ کر دیا۔ اور اس پر قبضہ کر لیا۔

محمد بن مسلم کی موت:۔۔۔ اس کے بعد موصل کی جانب قدم بڑھائے۔ مگر موصل والوں نے قلعہ بندی کر لی۔ تو وہ لوٹ کر شہر کی طرف

آیا۔ اچانک محمد بن مسلم اس جگہ ڈوب کر مر گیا۔ تو کربوقاء نے قلعہ نے دوبارہ موصل کا محاصرہ کر لیا۔ علی بن مسلم والی موصل نے امیر چکر مش و ان جزیرہ ابن عمر سے مدد کی درخواست کی۔ چنانچہ امیر چکر مش اس کی کمک پر روانہ ہو گیا۔ امیر کربوقاء کو اس کی خبر مل گئی۔ چنانچہ اس نے ایک فوج اپنے بھائی توتاش کی کمان میں اس کی روک تھام کے لئے روانہ کر دی۔ لہذا توتاش نے امیر چکر مش کو شکست دے کر جزیرہ کی طرف بھگادیا۔ کچھ عرصے بعد امیر چکر مش نے امیر کربوقاء کی اطاعت قبول کر لی اور موصل کے محاصرے پر اس کی مدد کے لئے آیا۔

بنو مسیب کا زوال اس مرتبہ محاصرہ نہایت شدت سے کیا گیا تھا۔ مگر علی بن مسلم محاصرہ توڑ کر موصل سے حله میں صدقہ بن مزید کے پاس چلا گیا۔ اور پورے نو مہینے کے محاصرے اور جنگ کے بعد کربوقاء نے موصل پر قبضہ کر لیا۔ اسی وقت سے بنی مسیب کی حکومت و امارت صوبہ موصل سے ختم ہو گئی اور سلجوقیہ سے ”ملوک غز“ اور ان کے امراء اس پر حاکم اور قابض ہو گئے۔ (والبقاء لله وحده)

ابن مرداس بنوصالح کی حکومت کے حالات

صالح بن مرداس کی حکومت کی ابتداء رجب کی حکمرانی سے ہوئی یہ شخص بنو کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ کے خاندان سے تھا حلب کے پاس ان لوگوں کی حکومت و امارت قائم ہوئی۔ ابن حزم نے لکھا ہے کہ یہ شخص عمرو بن کلاب کی اولاد میں سے تھا۔ شہر رجب ابو علی بن شمال خفاجی کے قبضہ میں تھا۔ عیسیٰ بن خلاط عقیلی نے اسے قتل کر کے رجبہ پر قبضہ کر لیا پھر ایک عرصے تک رجبہ اس کے قبضہ میں رہا۔

رجبہ کے قابضین:..... اس کے بعد بدران بن مقلد نے رجبہ پر عیسیٰ بن خلاط عقیلی سے قبضہ چھین کر لیا تھوڑے دنوں کے بعد لولؤ ساری نے جو کہ حاکم (والی مصر) کی طرف سے دمشق کا گورنر تھا فوج کشی کی وہ پہلے رقبہ پر قابض ہوا اس کے بعد رجبہ کو بدران کے قبضہ سے نکال کر دمشق کی جانب لوٹ گیا رجبہ کا حاکم ابن مجلکان نامی ایک شخص تھا کچھ عرصے بعد رجبہ کی حکومت پر یہ شخص خود سر حکمران بن بیٹھا۔ اور صالح بن مرداس کو اپنی مدد کے لئے ہوا لیا چنانچہ صالح بن مرداس ایک عرصے تک اس کے پاس مقیم رہا۔

صالح اور ابن مجلکان:..... پھر ان دونوں میں ناصافی ہو گئی صالح اور ابن مجلکان کی لڑائی ہوئی مگر پھر دونوں نے صلح کر لی اور ابن مجلکان نے اپنی بیٹی کا نکاح صالح سے کر دیا۔ چنانچہ صالح شہر میں داخل ہو گیا ابن مجلکان نے اپنے اہل و عیال اور مال و اسباب کو اہل عانہ کی اطاعت قبول کرنے اور ان سے ضمانت لینے کے بعد عانہ منتقل کر دیا۔

ابن مجلکان کا قتل:..... اس کے تھوڑے دنوں بعد اہل عانہ نے بد عہدی کی اور اس کا سارا مال و اسباب چھین لیا اس واقعہ سے ابن مجلکان کو بے حد غصہ آیا۔ لہذا اس نے صالح کے ساتھ اہل عانہ کی سرکوبی کے لئے کوچ کر دیا مگر صالح نے راستے میں ایک شخص کو ابن مجلکان کے قتل پر مقرر کر دیا۔ چنانچہ اس شخص نے اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ اس کے مرنے کے بعد صالح نے رجبہ کی طرف قدم بڑھائے اور اس پر قابض ہو کر ابن مجلکان کے سارے مال و اسباب اور ریاست پر قابض ہو گیا اور مصر کے حکمرانان علویہ کی دعوت اور حکومت کو جاری رکھا۔

لولؤ اور فتح نامی غلام: ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ لولؤ نے جو کہ ابوالمعالی سیف الدولہ کا آزاد کردہ غلام تھا حلب میں اس کے بیٹے ابو الفضاہل پر برتری حاصل کر کے شہر کو اس کے قبضہ سے نکال لیا اور خلافت عباسیہ کی حکومت ختم کر کے حاکم علوی (والی مصر) کے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کر دیا تھا کچھ عرصے بعد حاکم اور لولؤ کے تعلقات میں فرق آ گیا۔ لہذا صالح بن مرداس کو حلب پر قبضہ کرنے کی لالچ لگ گئی۔ ہم اس سے پہلے صالح اور لولؤ کی لڑائیوں کا تذکرہ کر چکے ہیں اور یہ بھی لکھ چکے ہیں کہ لولؤ کا ایک غلام ”فتح“ نامی تھا لولؤ نے اسے قلعہ حلب میں نگرانی اور حفاظت کے لئے مامور کیا تھا۔ مگر تھوڑے دنوں کے بعد فتح کو لولؤ سے منافرت پیدا ہو گئی۔ چنانچہ صالح بن مرداس کی دوستی و مراسم کے بھروسہ پر لولؤ کی مخالفت کا اعلان کر دیا اور حاکم کی خلافت کی بیعت اس شرط سے کر لی کہ اس کو صیدا، بیروت اور جتنا مال و اسباب حلب میں ہے۔ وہ سب دیدیا جائے۔

لولوء کا انطاکیہ فرار۔۔۔ مجبوراً لولوء انطاکیہ چلا گیا۔ اور رومیوں کے پاس مقیم ہو گیا۔ ”فتح“ یہ خبر پا کر لولوء کی بیوی اور اس کی ماں کو بے گناہ اور ان لوگوں کو بچ میں چھوڑ دیا۔ حلب اور اس کے قلعہ کو حاکم (والی مصر) کے نائب کے حوالہ کر دیا۔ اس وقت سے حلب انہی لوگوں کے قبضہ میں رہا۔ یہاں تک کہ بنی حمدان میں سے ایک شخص نے جو عزیز الملک کے نام سے معروف تھا۔ حاکم (والی مصر) کی طرف سے حلب پر قبضہ کیا۔

عزیز الملک۔ حاکم (والی مصر) کا یہ ساختہ پروا نہ تھا۔ اور اسی نے اس کو حلب کا گورنر بنایا تھا۔ اس کے بعد عزیز الملک نے حاکم سے بننے والے سے بغاوت کی۔ ظاہر کی پھوپھی بنت الملک تمام امور سیاست اور امارت کے سیاہ و سفید کی مالک و مختار تھی۔ اس نے عزیز الملک کو قتل کرنے پر ایک شخص کو مقرر کر دیا۔ چنانچہ اس نے اس کو مار ڈالا۔ عزیز الملک کے قتل کے بعد اس نے عبداللہ بن علی بن جعفر کنامی کو حلب کی حکومت پر مقرر کیا۔ یہ شخص ابن شعبان ”کتامی“ کے نام سے معروف تھا اور قلعہ حلب پر صفی الدولہ ”خادم“ کو متعین کیا۔

صالح بن مرداس کی حکومت کی حدود: چوتھی صدی کے بعد جب مصر میں عبیدیوں کی حکومت کمزور ہو گئی۔ اور بنو حمدان کی حکومت شام و جزیرہ سے ختم ہو گئی۔ تو چاروں طرف سے عرب نے شہروں پر قبضہ کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ بنو عقیل نے جزیرہ پر قبضہ کر لیا۔ اور عرب نے متحد ہو کر شام کے شہروں کو آپس میں یوں تقسیم کر لیا۔ کہ حسان بن مفرح بن دغفل اور اس کی قوم ”طے“ کو رملہ سے مصر تک صالح بن مرداس اور اس کی قوم بنو کلاب کو حلب سے عانہ تک اور لسان بن علیان اور اس کی قوم ①..... کو دمشق اور اس کا پورا صوبہ دیا گیا۔ خلیفہ ظاہر کی طرف سے ان علاقوں کا گورنر انوشکین نامی ایک شخص تھا۔ حسان نے ان کو لوٹ لیا اور ان پر حاوی و قابض ہو گیا۔

صالح کا حلب پر قبضہ: صالح بن مرداس نے حلب پر چڑھائی کر دی۔ اور اسے ابن شعبان سے چھین لیا۔ اہل شہر نے بخوشی و رضا مندی اس کی اطاعت قبول کر لی۔ اور صالح کا میاں بی کے ساتھ شہر میں داخل ہو گیا۔ اور ابن شعبان قلعہ حلب میں جا کر پناہ گزیں ہوا۔ صالح نے قلعہ میں اس کا محاصرہ کر لیا۔ رسل و غدے کی آمد بند کر دی۔ بالآخر اہل قلعہ نے تنگ آ کر امن کی درخواست کی۔ چنانچہ صالح نے ان کو امن دے دیا۔ اور قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۴۲۴ھ کا ہے۔ پھر رفتہ رفتہ اس کی حکومت ”بعلبک“ سے ”عانہ“ تک پھیل گئی۔

صالح کا قتل: اس وقت سے صالح حلب پر ایک مدت تک حکمرانی کرتا رہا۔ اس کے بعد ظاہر نے صالح و حسان سے جنگ کے لئے مصر سے فوجیں مرتب اور تیار کر کے شام کی جانب روانہ کیں، انوشکین و ریدی اس فوج کا افسر اعلیٰ تھا۔ طبریہ میں ارون کے قریب دوست علویہ کے دونوں باغیوں صالح و حسان سے مذہب بھڑ ہوئی دونوں فوجیں ٹھونک کر میدان میں آ گئے اور سخت خون ریز جنگ کے بعد دونوں باغیوں کو شکست ہوئی۔ صالح اپنے چھوٹے بیٹے سمیت اس دوران مارا لیا۔

ابو کامل نصر بن صالح: پھر اس کا بیٹا ابو کامل نصر بن صالح اپنی جان بچا کر حلب پہنچ گیا خود کو شہل الدولہ کے لقب سے ملقب کرتا تھا جس وقت یہ واقعات ممالک اسلامیہ میں واقع ہونے لگے تو اس وقت رومیوں کو جو کہ انطاکیہ میں تھے حلب پر قبضہ کرنے کی راج گئی۔ چنانچہ بہت بڑے لشکر کے ساتھ حلب پر حملہ درہوئے۔

عیسائیوں کا حملہ اور شکست: ۴۲۱ھ رومی بادشاہ نے قسطنطنیہ سے تین لاکھ فوج کے ساتھ حلب پر حملہ کیا۔ حلب کے قریب پہنچ کر خیمہ زن ہوئے سرداران روم میں سے ابن دوقس اس کے ہمراہ تھا۔ اس کو پہلے سے رومی بادشاہ نے نفرت تھی پھر کسی بات کی وجہ سے الجھ کر دس ہزار سپاہیوں کو بے کمر متحدگی اختیار کر لی کسی نے رومی بادشاہ سے یہ چغلی لگا دی کہ ابن دوقس کا ارادہ بد عہد ہے اور اس نے سہلانیوں سے ساز باز کر رہا ہے رومی بادشاہ یہ سن کر آگ بگولا ہو گیا فوج ایلٹ پڑا اور ابن دوقس کو گرفتار کر لیا۔

عیسائیوں کا فرار: رومیوں میں اس واقعہ سے بہت بڑی ہل چل مچ گئی عرب اور اہل سوادا من نے تعاقب کیا چنانچہ بار برداری کے چار سو

اونٹ سامان سمیت پکڑ لے گئے۔ بہت سے عیسائی پیاس کی شدت سے مر گئے عرب کے بہادروں نے شاہی کیمپ پر اچانک حملہ کر دیا جس سے بادشاہ تنہا گھبرا کر بھاگ نکلا اور عرب نے اس کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا قیمتی قیمتی سامان مسلمانوں کے ہاتھ لگا۔ عیسائیوں نے اپنے مال و اسباب کو چھوڑ کر بھاگ جانا غنیمت جانا لیا۔ جل شانہ نے مسلمانوں کو کامیابی اور فتحیابی سے ممتاز و سرفراز فرمایا۔

نصر بن صالح کا قتل۔ ۴۲۹ھ میں وزیر نے مصری افواج کے ساتھ مصر سے حلب پر فوج کشی کی ان دنوں مصریوں کا خلیفہ مستنصر تھا۔ نصر نے اس خبر سے مطلع ہو کر فوجیں مرتب کیں اور خرم ٹھونک کر میدان میں آ گیا۔ حماۃ کے قریب دونوں کی جنگ ہوئی جس میں شکست ہوئی اور اسی میں دو مارا گیا وزیر نے کامیابی کے ساتھ اسی سال کے ماہ رمضان میں حلب پر قبضہ کر لیا۔

وزیری کا حلب سے اخراج: وزیر نے حلب پر قبضہ کرنے کے بعد آہستہ آہستہ تمام ممالک شام پر قبضہ کر لیا۔ اس سے اس کا رعب و داب بڑھ گیا۔ فوج میں بھی معقوں اضافہ ہو گیا۔ اور ترکوں کی فوج میں کثرت ہو گئی جاسوسوں نے مصر میں خلیفہ مستنصر اور اس کے ”وزیر جرجانی“ سے چغلی کر دی کہ وزیر علم حکومت کی مخالفت کا ارادہ رکھتا ہے۔ چنانچہ پس وزیر جرجانی نے لشکر دمشق کو وزیر پر حملہ کرنے کی ترغیب دی اور ان کو سمجھ دیا کہ خلیفہ مستنصر کی بھی یہی رائے ہے۔ چنانچہ لشکر دمشق نے وزیر پر حملہ کر دیا۔

وزیری کی وفات: وزیر نے ان کا مقابلہ نہ کر سکا لہذا اپنا سامان اٹھا کر حلب چلا گیا۔ پھر حلب سے حماۃ کی جانب قدم بڑھایا مگر اہل حماۃ نے شہر میں داخل نہ ہونے دیا۔ اس سے والی کفرطاب سے خط و کتابت کر کے اس کے پاس چلا گیا والی کفرطاب اس کو لے کر حلب کی طرف روانہ ہو گیا اور پھر دونوں حب میں داخل ہوئے اتنے میں ۴۳۳ھ کا دور آ گیا اور وزیر کا انتقال ہو گیا۔

معز الدولہ شمال کا قبضہ: وزیر کی موت سے شام کی حکومت اور انتظام کا شیرازہ درہم برہم ہو گیا۔ عرب کی لالچ بڑھ گئی معز الدولہ شمال بن صالح کا جب سے باپ اور بھائی مارے گئے تھے رجبہ میں ٹھہرا ہوا تھا۔ وہ یہ خبر پا کر حلب کی طرف بڑھا اور اس کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ شہر پر قہر پڑ گیا۔ وزیر کے ساتھیوں نے قلعہ کے دروازے بند کر لئے اور اہل مصر سے امداد مانگی چونکہ والی دمشق حسین بن حمدان جو کہ وزیر کے بعد حکومت دمشق پر خلیفہ مصر کی طرف سے مقرر تھا حسان بن مفرح حوالی فلسطین سے جنگ میں مصروف تھا اس لئے وزیر کے ساتھیوں کی کچھ مدد نہ کر سکا۔ وزیر کے ساتھیوں نے پورے ایک سال کے محاصرے کے بعد شمال سے اس کی درخواست کی چنانچہ شمال نے ان لوگوں کو امن دے دیا اور ماہ صفر ۴۳۴ھ میں حلب پر بھی قبضہ کر لیا۔

حلب پر مصری افواج کا حملہ: اس زمانہ سے قلعہ پر شمال کا قبضہ مسلسل رہا یہاں تک کہ عساکر مصری افواج نے ابو عبید اللہ بن ناصر الدولہ بن حمدان کی کمان میں حلب پر حملہ کیا اس مہم میں مصری فوج کی تعداد پانچ ہزار جنگ آوروں سے بھی زیادہ تھی۔ ادھر شمال بھی فوجیں مرتب کر کے مقابلہ پر آ گیا، گھسان کی لڑائی ہوئی۔ اس نے نہایت ہوشیاری اور مستعدی سے حملہ آور کا مقابلہ کیا اتفاق سے ایک ایسا سیلاب آیا کہ جس سے حملہ آور گروہ کے قدم اکھڑ گئے چنانچہ مجبوراً محاصرہ اٹھا لیا اور مصر کی جانب لوٹ گئے۔ اس کے بعد دوبارہ مصری فوج نے مصر سے ۴۴۱ھ میں حلب پر رفق خادم کی کمان میں حملہ کیا مگر شمال نے شکران کو پسا کر دیا اور اس کے سردار خادم رفق کو گرفتار کر لیا۔ چنانچہ رفق کا قید ہی میں انتقال ہو گیا۔

حکومت حلب سے شمال کی دست کشی اور ابن ملہم کی حکومت: اس شکست سے مصری لشکر کے دم خیم میں ذرا بھی بل نہ آیا بلکہ حلب پر حملہ آور ہوتی رہی اور آئے دن محاصرہ و جنگ سے شمال کو تنگ کرتی رہی بالآخر شمال کو اس کی امارت سے ناامیدی ہو گئی۔ اور وہ حکومت اپنے قبضہ میں رکھنے سے عاجز آ گیا۔ تنگ آ کر مصر میں خلیفہ ”مستنصر“ کی خدمت میں صلح کا پیغام بھیجا۔ اور حلب کو حکومت مصر کے حوالہ کر کے اپنی جان آئندہ کی لڑائیوں اور مصائب سے بچالی۔ چنانچہ مستنصر نے اپنی جانب سے ”تکلیف الدولہ ابو علی حسن بن ملہم“ کو حلب کی حکومت پر مقرر کر کے روانہ کیا۔ ۴۴۹ھ

۱ عبارت مابین خطوط ہدلی بنظر راجع مضمون تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۶۶۹ مطبوعہ مصر سے اخذ کی گئی ہے۔ ۲ جرجانی، بعض نسخوں میں جرجانی ہے۔ ۳ ابن اثیر۔ بھی

کے آخر میں تلکین الدولہ حلب پہنچا۔ شمال نے حلب کی حکومت تلکین الدولہ کے حوالے کر دی اور مصر چلا گیا۔ اس کا بھائی عطیہ بن صالح دسبہ چد گیا اور ابن مہم حلب کا حاکم بن گیا۔

اہل حلب کی بغاوت:۔ ابن مہم تقریباً دو سال تک حلب کا حکمران رہا۔ اس کے بعد اس کو یہ خبر ملی کہ اہل حلب نے محمد بن نصر بن صالح سے خط و کتابت شروع کر دی ہے۔ لہذا فوراً محمد بن نصر کو گرفتار کر لیا۔ اس سے اہل حلب میں بے حد جوش پیدا ہو گیا۔ اور سب کے سب متحد ہو کر باغی ہو گئے اور ابن مہم کا ”قلعہ حب“ میں محاصرہ کر لیا۔ پھر محمود کو یہ حالات لکھ کر بھیجے۔ چنانچہ محمود ۴۵۲ھ کا آدھا سال گزر جانے کے بعد حلب آیا اور ابن مہم کا ان لوگوں کے ساتھ قلعہ میں محاصرہ کر لیا۔ چاروں طرف سے عرب کے قبائل اس کے پاس آ کر متحد ہو گئے۔

ابن مہم اور ناصر الدولہ:۔ ابن مہم نے خلیفہ مستنصر سے مدد طلب کی خلیفہ مستنصر نے ناصر الدولہ ابو محمد حسن بن حسین بن حمدان کو لکھ کر فوراً اپنی فوج کو مرتب و مسلح کر کے ابن مہم کی کمک کے لئے پہنچ جاؤ۔ چنانچہ ابو محمد فوجیں لے کر حلب کی جانب روانہ ہو گیا۔ محمود نے یہ خبر پا کر قلعہ حب سے محاصرہ اٹھایا۔ ابن مہم قلعہ سے نکل کر شہر میں آ گیا۔ اور ناصر الدولہ بھی اس کے ساتھ ساتھ شہر حلب میں داخل ہو گیا۔ ان دونوں کے لشکریوں نے شہر حلب کو جی کھول کر تباہ و برباد کیا۔

محمود بن نصر کا حلب پر قبضہ:۔ اس کے بعد محمود اور ناصر الدولہ کی فوجوں کا حلب کے باہر ایک میدان میں مقابلہ ہوا۔ مگر میدان محمود کے ہاتھ رہا۔ اور ناصر الدولہ بن حمدان کو ہر شکست ہو گئی۔ اور وہ جنگ میں گرفتار ہو گیا۔ چنانچہ محمود میدان جنگ سے واپس شہر میں آیا۔ اور اس پر قبضہ کر لیا۔ اسی سال ماہ شعبان میں قلعہ حلب پر بھی قابض ہو گیا۔ اور ابن حمدان اور ابن مہم کو رہا کر دیا۔ پھر یہ لوگ رہائی کے بعد مصر چلے گئے۔

شمال کی حلب پر دوبارہ حکومت:۔ جب محمود نے ابن مہم کو ہزیمت شکست دے کر قلعہ حلب پر قبضہ کیا تھا۔ اُن دنوں معز الدولہ شمال بن صالح مصر میں موجود تھا۔ ”شمال“ مصر میں اُس زمانہ سے تھا۔ جبکہ اس نے ۴۴۹ھ میں حلب کو خلیفہ ”مستنصر“ کے حوالہ کیا تھا۔ چنانچہ خلیفہ مستنصر نے اس وقت معز الدولہ شمال کو حلب کی طرف روانگی کا حکم دیا اور اس کے بھتیجے کے قبضہ سے حلب چھیننے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ معز الدولہ شمال ماہ ذی الحجہ ۴۵۲ھ میں حلب کے قریب پہنچ گیا۔ اور انتہائی حزم اور احتیاط سے محاصرہ کر لیا۔ محمود نے اپنے ماموں منیع بن شیبہ بن شاب نمیری (والی حران) سے مدد طلب کی۔ چنانچہ منیع نے اس کی کمک پر فوجیں روانہ کر دیں۔ اور بذات خود جنگ میں شریک ہوا۔ شمال نے حلب سے محاصرہ اٹھایا اور محرم ۴۵۳ھ میں ”بریہ“ چلا گیا۔ چنانچہ منیع بھی حران کی جانب چل دیا۔ ادھر شمال نے پلٹ کر دوبارہ حلب پر حملہ کر دیا اور اسی سال ماہ ربیع میں قبضہ کر لیا۔ کامیابی کے بعد زوی ممالک پر جہاد کیا۔ اور کامیابی کے ساتھ بہت سا مال غنیمت لے کر واپس آیا۔

شمال کی وفات:۔ قبضہ حلب کے تھوڑے ہی دنوں بعد یعنی ماہ ذی الحجہ ۴۵۴ھ میں شمال کا انتقال ہو گیا۔ اور مرتے وقت اپنے بھائی عطیہ بن صالح کو اپنا ولی عہد مقرر کر گیا۔ عطیہ اس زمانہ سے ”دسبہ“ میں تھا۔ جب شمال نے مصر کا قیام اختیار کیا تھا۔ عطیہ اس واقعہ سے مطلع ہو کر حسب آقا اور حکومت اپنے قبضہ میں لے لی۔

”عطیہ“ حاکم حلب:۔ جس وقت عطیہ نے حلب پر قبضہ کیا تو یہ وہ زمانہ تھا کہ سلاطین سلجوقیہ عراق اور شام پر قہقہہ اور حاوی ہو گئے تھے۔ اور ممالک اسلامیہ کے صوبوں میں انہی کا دور دورہ تھا۔ اس وقت ان کا ایک گروپ عطیہ کے پاس آ گیا۔ چنانچہ عطیہ نے سے اپنی خدمت میں رکھ لیا۔ اس سے عطیہ کی قوت میں نمایاں ترقی ہو گئی۔ کچھ عرصے بعد عطیہ کے ساتھیوں اور مصاحبوں نے عطیہ کو ان لوگوں کے آئندہ خطرات سے متنبہ کیا۔ اور یہ رائے دی کہ ان لوگوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دو۔ چنانچہ عطیہ نے اہل شہر کو اشارہ کر دیا۔ اہل شہر نے ان کے بے شمار لوگوں کا کام تمام کر دیا۔ باقی کوک جان بچ کر بھاگ گئے۔ اور محمود بن نصر کے پاس حران پہنچ گئے۔ اور اسے قبضہ حلب پر تیار کرنے لگے۔

حلب پر محمود کا قبضہ:۔ محمود کو ان لوگوں کے کہنے سننے سے قبضہ حلب کا خیال پیدا ہوا۔ فوجیں مرتب کر کے حلب پہنچ گیا اور محاصرہ کر لیا۔

دو چار لڑائیوں کے بعد ۴۵۵ھ میں حلب کو فتح کر لیا اور نہایت استقلال و استحکام کے ساتھ حکمرانی کرنے لگا۔ اس کا چچا عطیہ "رقہ" چلا گیا۔ اور اس پر قابض ہو گیا۔ یہاں تک کہ شرف الدولہ مسلم بن قریش نے ۴۶۳ھ میں رقبہ کو اس سے چھین لیا۔ چنانچہ یہ ۴۶۵ھ میں رومیوں کے ملک چلا گیا۔ اور ان ترکوں کو جو اپنے امیر "ابن خان" کے ہمراہ ۴۶۰ھ میں اس کی خدمت میں آئے تھے۔ رومیوں کے قلعے فتح کرنے کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ ان لوگوں نے محاصرہ کر لیا اور بزور تیغ ان پر قابض ہو گئے۔

محمود کی خلافت عباسیہ کی اطاعت : ان واقعات کے بعد محمود نے طرابلس کی طرف قدم بڑھائے اور نہایت مستعدی سے اس کا محاصرہ کر لیا۔ اہل طرابلس نے تاوان دے کر مصالحت کر لی۔ چنانچہ محمود نے طرابلس سے محاصرہ اٹھالیا۔ اس کے بعد محاصرہ دیار بکر، آمد اور الرہا سے فارغ ہو کر سلطان الپ ارسلان نے محمود کی طرف رخ کیا مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ جیسا کہ آئندہ ہم ان کے حالات کے ضمن میں بیان کریں گے۔ ان فرض سلطان الپ ارسلان حلب کی طرف آیا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ محمود بن نصر اس وقت حلب ہی میں تھا۔ اس دوران خلیفہ قائم کے سفیر دعوت عباسیہ کی طرف واپس آنے کا پیغام لائے۔ چنانچہ محمود نے اطاعت کی گردن جھکا دی علم خلافت عباسیہ کا مطیع ہو گیا۔

محمود سلطان الپ ارسلان کے دربار میں : پھر خلیفہ کے سفیر ازہر ابو نصر ابن طراد زہبی کے توسط سے سلطان الپ ارسلان کی خدمت میں یہ درخواست پیش کی کہ سلطان مجھے حاضری سے معاف فرمائیں۔ مگر سلطان نے اس سے انکار کر دیا۔ اور محمود کے محاصرے میں شدت کرنے لگا۔ اور چاروں طرف سے سنگباری شروع کر دی ایک روز رات کے وقت اپنی والدہ مدیہ بنت وثاب کے ساتھ حلب سے نکل کر سلطان کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ سلطان نے ۴۶۰ھ کے آخر میں محمود کو خلعت عطا کی۔

شعیب بن محمود کا قتل : پھر محمود نے اپنے بیٹے شعیب کو ان ترکوں کی طرف بھیجا۔ جنہوں نے اس کے باپ محمود کو حلب کی حکومت دلوائی تھی۔ ان ترکوں نے فتنہ و فساد کا بازار گرم کر رکھا تھا۔ چنانچہ جب شعیب ترکوں کی قیام گاہ کے قریب پہنچا۔ ترک اس سے ملنے آئے مگر ان لوگوں نے اس کی درخواست قبول نہ کی۔ لہذا جنگ کی نوبت آ گئی۔ پھر جنگ کے دوران اسے ایک تیرا لگا جس سے اس کی موت واقع ہو گئی۔

وفات نصر ابن اشیر : نصر کے مرنے کے بعد اس کا بھائی "سابق" حکمران بنا۔ ابن اشیر نے لکھا ہے کہ یہ وہی شخص ہے جس کی حکومت وادارہ کی۔ اس کے باپ نے وصیت کی تھی۔ مگر اس کی کم سنی کی وجہ سے اس کی وصیت کا نفاذ نہ ہو سکا۔ چنانچہ جب یہ حکمران بنا تو اس نے احمد شاہ سپہ سالار ترکمان کو بلا کر کے خلعت عنایت کی اور حسن سلوک سے پیش آیا۔ ایک لمبے زمانہ تک یہ حکمرانی کرتا رہا۔ یہ ترکمان وہی تھے جنہوں نے اس کے باپ کو قتل کیا تھا۔

اہل حلب کا ترکوں پر عدم اعتماد : ۴۷۲ھ میں تیش نے قبضہ دمشق کے بعد حلب پر حملہ کر دیا۔ اور ایک طویل مدت تک محاصرہ کئے رہا۔ اہل حلب نے ترکوں کی حکومت سے غیر مطمئن ہو کر مسلم بن قریش کو حلب پر قبضہ کرنے کو لکھا۔ چنانچہ مسلم بن قریش نے اس مقصد سے صوبہ کی طرف کوچ کیا۔ لیکن اہل حلب کی بعض حرکات سے کسی آئندہ خطرہ کا خیال کر کے واپس چلا گیا۔

مسلم بن قریش کا حلب پر قبضہ : اس مہم کا سردار "ابن حسین عباسی" نامی ایک شخص تھا۔ اتفاق سے ایک دن سابق کالز کا شکار کھیلنے کو اپنی شکار گاہ میں گیا۔ حلب کے گرد و نواح کے کسی قلعہ کا ترکمان یہ خبر پا کر شکار گاہ میں پہنچ گیا اور اس کو گرفتار کر کے مسلم بن قریش کے پاس بھیج دیا۔ مسلم بن قریش اس کو نظر بند کر کے پھر حلب کی جانب لوٹا اور اس کے باپ سابق سے حلب حوالے کرنے کی شرط پر اس کے بیٹے کو رہا کرنے کا معاہدہ کیا۔ چنانچہ سابق نے شہر پناہ کے دروازے کھول دیے۔ اور مسلم بن قریش نے کامیابی کے ساتھ ۴۷۳ھ میں شہر پر قبضہ کر لیا۔

بنو صالح کی حکومت کا اختتام : سابق بن محمود اور اس کا بھائی وثاب قلعہ نشین ہو گئے۔ کچھ عرصے بعد امان حاصل کر کے قلعہ کو بھی مسلم کے حوالہ کر دیا۔ چنانچہ مسلم نے حلب اور اس کے مضافات پر قبضہ کر لیا۔ پھر سلطان ملک شاہ کی خدمت میں بشارت فتح کا نامہ روانہ کیا۔ اور یہ درخواست

کی حسب دستور مجھے مقبوضہ علاقوں کی حکومت خراج ادائیگی کی شرط پر مرحمت کر دی جائے۔ چنانچہ سلطان ملک شاہ نے اس کی درخواست کی قبول کر دی۔ چنانچہ یہ علاقے مسم بن قریش کے زیر کنٹرول علاقوں میں داخل و شامل ہو گئے۔ یہاں تک سلطان نے اس کے بعد ان علاقوں پر قبضہ کر لیا۔

سلیمان بن قطلمش اور حلب: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ مسلم بن قریش کو سلیمان بن قطلمش نے قتل کیا تھا۔ جیسا کہ مسم کے حالات میں تحریر کیا گیا۔ چنانچہ جب سلیمان نے اس کو قید حیات سے سبکدوش کر دیا۔ تو ”ابن حسین عباسی“ سپہ سالار حلب نے حلب کو حوالہ کر دینے کا پیغام سلیمان کے پاس بھیجا۔ اس سے پہلے قتلش نے بھی حلب کا محاصرہ کیا تھا۔ اور جنگ کر کے اس پر قبضہ کر لینے کی تمنا کی تھی۔ ابن حسین نے دونوں سے مصلحتاً صلح حوالے کرنے کا وعدہ کر لیا تھا۔ کسی ذریعہ سے یہ خبر قتلش تک پہنچ گئی۔ چنانچہ فوراً سامان جنگ درست کر کے حلب کی طرف کوچ کر دیا۔ دھرم سلیمان بن قطلمش بھی پہنچ گیا۔ اور دونوں کی مدد بھیڑ ہو گئی۔ سخت اور خون ریز جنگ کے بعد سلیمان مارا گیا۔ یہ واقعہ ۴۷۹ھ کا ہے۔

قتلش کا قلعہ حلب کا محاصرہ: قتلش نے سلیمان کے قتل کے بعد اس کا سر کاٹ کر ابن حسین کے پاس حلب روانہ کر دیا اور وعدہ پور کرنے کی درخواست کی ابن حسین نے لکھا کہ میں اس کے بارے میں سلطان ملک شاہ سے مشورہ کر لوں تو حلب کو آپ کے حوالہ کر دوں گا قتلش کو اس جو ب سے بے حد غصہ آیا۔ چنانچہ صبح کا محاصرہ کر لیا اہل شہر نے خط و کتابت کر کے ساز باز کر لی اور رات کے وقت قتلش کو شہر میں داخل کر لیا۔ چنانچہ قتلش شہر حلب پر قابض ہو گیا پھر قتلش کے امراء میں سے امیر ارق بن اسکک نے ابن حسین کی سفارش کی۔ سالم بن بدران بن مقلد نے قلعہ کے دروازہ بند کر لئے قتلش نے اس کا بھی محاصرہ کر لیا۔

ملک شاہ کی پیش قدمی: ابن حسین نے اس واقعہ سے پہلے سلطان ملک شاہ کی خدمت میں، اسے تاج الدولہ قتلش کی طرف سے خطرہ پیدا ہوتے وقت ایک خط حلب پر قبضہ کی دعوت کا روانہ کیا تھا اس بناء پر سلطان ملک شاہ نے اصفہان سے ۴۷۹ھ ① میں حلب کی جانب کوچ کر دیا تھا۔ چنانچہ موصل ہوتا ہوا حران پہنچا اور اس کو ابن شاطر سے چھین کر محمد بن شرف الدولہ کو بطور جاگیر عطا کر دیا اس کے بعد اہل ہا کی طرف قدم بڑھایا اور اس کو رومیوں کے ہاتھ سے چھین کر قابض ہو گیا۔ رومیوں نے اسے ابن عطیہ سے خریدا تھا۔ پھر قلعہ جعفر (جبر) کی طرف بڑھا۔ ایک رات و دن کے محاصرے کے بعد اس کو بھی فتح کر لیا۔ جتنے بنی قشیر وہاں ملے سب کو تہ تیغ کیا۔

قلعہ جعفر پر قبضہ: قلعہ جعفر پر ایک بوڑھا نابینا شخص حاکم تھا اس کے دو بیٹے تھے۔ یہ لوگ رہبر بنی کیا کرتے تھے اور مسافروں سے لوٹ مار کر قلعہ میں چھپے جاتے تھے۔ اس قلعہ کو فتح کر کے بچ بچ گیا اور اس کو بھی اپنے مقبوضات میں داخل کر کے حلب کی طرف بڑھا۔ اس کا بھائی تاج الدولہ قتلش اس وقت قلعہ حلب کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ سترہ دن گزر چکے تھے نہ تو اہل قلعہ نے اطاعت قبول کی اور نہ اسے بزور تیغ و محاصرہ کسی کامیابی کی صورت دکھائی دی تھی سلطان ملک شاہ کی آمد کی خبر سن کر محاصرہ اٹھالیا اور دمشق کی جانب لوٹ گیا۔

ملک شاہ کا حلب پر قبضہ: سلطان ملک شاہ نے شہر پر قبضہ کر لیا قلعہ کا حاکم تھوڑی دیر تک لڑتا رہا دونوں طرف سے تیر باری ہوتی رہی بالآخر سالم بن بدران نے اپنی ناکامی کا یقین کر کے اطاعت قبول کر لی اور قلعہ کو اس شرط سے قلعہ جعفر اسے بطور جاگیر مرحمت فرمایا جائے، سلطان ملک شاہ کے حوالہ کر دیا۔ چنانچہ سلطان نے قلعہ جعفر بطور جاگیر اسے دے دیا۔ چنانچہ اس وقت سے یہ قلعہ اس کے اور اس کے بیٹوں کے قبضہ میں رہا یہاں تک کہ سلطان نورالدین محمود زنگی شہید نے اس سے چھین لیا۔

آقسنر حلب کا گورنر: اسی دوران شیراز کے دالی نصر بن علی بن متھد کتائی نے اطاعت و فرماں برداری کا ایک پیغام سلطان کی خدمت میں بھیجا، سلطان نے اپنی طرف سے قسیم الدولہ آقسنر کو جو الملک العادل سلطان نورالدین شہید زنگی کے دادا تھے حلب کا گورنر مقرر کر دیا اور خود عراق چل گیا پھر حلب والوں کی سفارش پر ابن حسین کو معاف کر کے دیار بکر بھیج دیا۔ چنانچہ ابن حسین وہاں جا کر مقیم ہو گیا اور نہایت تنگی اور فقر و فاقہ کی حالت میں وہیں اس کا انتقال ہو گیا۔ (واللہ مالک الامور لا رب غیرہ)

”حلہ“ کے حکمران بنو مزید کی حکومت کے حالات و واقعات

بنو مزید قبیلہ بنو اسد میں سے تھے یہ لوگ بغداد سے بصرہ اور نجد تک پھیلے ہوئے تھے۔ انہی لوگوں کا ”نعمانیہ“ تھا۔ انہی کے اعزہ اور خاندان سے بنو دبیس اطراف خوزستان کے ایک جزیرے میں جو انہی کی وجہ سے معروف و مشہور تھا۔ بنو مزید کا سردار ابوالحسن علی بن مزید اور اس کا بھائی ابوالغنا تم تھا۔ ابوالغنا تم ابتداء بنو دبیس کے پاس گیا۔ اور ایک مدت تک ان کے پاس مقیم رہا۔ پھر ان ۱ کے ہاں سے بھاگ آیا۔ کوئی شخص اس کو پکڑ نہ سکا۔ پھر یہ ابوالحسن کے پاس پہنچ گیا۔ اور سارے واقعات اس کو بتائے کہ ابوالحسن نے ان لوگوں پر چڑھائی کی۔ اور عمید الجوش سے مدد مانگی۔ چنانچہ عمید الجوش نے دریہ کے راستے دیلمی فوج کو اس کی کمک پر روانہ کیا۔ دونوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ اور ابوالحسن شکست کھا کر بھاگ گیا۔ ابوالغنا تم ۲ اسی معرکہ میں کام آ گیا۔ یہ واقعہ ۳۰۱ھ کا ہے۔

بنو دبیس اور ابوالحسن کی جنگ: جب ۳۰۵ھ کا دور آیا تو ابوالحسن نے بڑی فوج مرتب کر کے اپنے بھائی ابوالغنا تم کا بدرہ لینے کے لئے بنو دبیس پر چڑھائی کر دی۔ بنو دبیس نے بھی یہ خبر سن کر بہت بڑا جم غفیر جمع کر لیا۔ مضر، حسان، بنہان اور طراو بنو دبیس کے علاوہ ان اطراف کے کروڑ شاہی اور کرد وادانیہ بھی جمع ہو گئے دونوں کی جنگ ہوئی۔ اور میدان ابوالحسن کے ہاتھ رہا۔ بنو دبیس کو شکست ہوئی۔ حسان اور بنہان مارے گئے۔ ابوالحسن بن مزید ان کے مال و اسباب اور تمام علاقوں پر قابض ہو گیا۔ بنو دبیس کے باقی سپاہی بھاگ کر جزیرہ پہنچ گئے۔ فخر الدولہ نے جزیرہ دیسہ کی حکومت ان کے حوالے کر دی۔ اور اس میں سے طیب اور قرقوب کو مستثنیٰ کر لیا۔ ابوالحسن نے کامیابی کے بعد اسی جگہ پر قیام اختیار کر لیا۔ کچھ عرصے بعد ”مضر بن دبیس“ نے ایک فوج مرتب کی اور ایک روز رات کے وقت ابوالحسن پر شیخون مارا ابوالحسن کو اس کی خبر نہ تھی۔ لہذا شکست کھا کر شہر ”نیل“ میں جا کر دم بیا اور وہاں پناہ گزیں ہو گیا۔ مضر نے اس کے مال و اسباب اور جزیرہ پر قبضہ کر لیا۔

علی بن مزید کی وفات اور دبیس بن علی کی امارت: ۳۰۸ھ میں ابوالحسن بن مزید اسدی اپنی زندگی پوری کر کے انتقال کر گیا۔ اور اس کی جگہ اس کا بیٹا نور الدولہ ابوالاعز دبیس حکمرانی کرنے لگا۔

اس کے باپ نے اپنی زندگی میں اس کے بھائی کو اپنا ولیعہد مقرر کیا تھا۔ اور سلطان الدولہ نے اس کو خلعت عطا کی تھی اور ولیعہدی کی اجازت دے دی تھی۔ مگر باپ کے مرنے کے بعد جب یہ حکمران بن گیا تو اس کا بھائی مقلد بن ابوالحسن امارت کا دعویدار ہوا۔ اور بنو عقیل کے پاس گیا اور انہیں لوگوں میں قیام اختیار کر لیا۔ اسی وجہ سے دبیس اور قراوش سرداران بنو عقیل کے درمیان متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ دبیس نے ان کے خلاف بنو خلفہ کو ملالیا اور انبار کو اس سے ۴۱ھ میں چھین لیا۔ اس کے بعد خلفہ نے دبیس سے بد عہدی کی اس وقت ان کا سردار منیع بن حسان نامی ایک شخص تھا۔ اس نے ”جامعین“ کی جانب کوچ کیا اور اسے بہاہ و برباد کر کے کوفہ پر قابض ہو گیا۔ اس کے بعد دبیس اور قراوش کا باہم اتفاق ہو گیا۔ اس وجہ سے انتظامات درست ہو گئے مگر خلفہ بنو عقیل کنارہ فرات کو دبا بیٹھے۔

جزیرہ دیسہ پر منصور بن حسین کا قبضہ: جزیرہ دیسہ ایک عرصے سے طراد بن دبیس کے قبضہ اقتدار میں تھا۔ ۴۱۸ھ میں منصور بن حسین نے جو کہ قبیلہ بنو اسد کی شاخوں میں سے تھا ”طراد بن دبیس“ کو جزیرہ دیسہ سے نکال کر قبضہ کر لیا۔ اس واقعہ کے چند دنوں بعد طراد مر گیا اور اس کا بیٹا ”ابوالحسن“ جلال الدولہ کی خدمت میں بغداد چلا گیا۔ منصور بن حسین نے ملک ابوکالیجاء کے نام کا خطبہ جلال الدولہ کے بجائے پڑھنا شروع کر دیا تھا۔ علی بن طراد نے جلال الدولہ سے یہ درخواست کی کہ اگر آپ ایک فوج میری کمک پر مامور کر دیں۔ تو میں ایک لمحے میں منصور کو جزیرہ سے نکال کر دوں گا۔ چنانچہ جلال الدولہ نے علی بن طراد کے ساتھ ایک فوج روانہ کی۔ علی بن طراد نے واسط کی جانب کوچ کیا اور نہایت سے تیزی سے سفر کیا منصور کو اس کی خبر ملی تو اس نے تیاری شروع کر دی۔ بعض ترک امراء یعنی ابوصالح کرکبر نے اس کی کمک پر کمر باندھی۔ ابوصالح کسی وجہ سے جلال الدولہ

۱ تاریخ کی غلطی ہے اس سند میں سلطان ملک شاہ سر حکومت پر نہ تھا۔ یہ واقعہ ۴۲۹ھ کا ہے۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۰ مطبوعہ مصر۔ مترجم۔ ۲ ابوالغنا تم کے بھاگنے کی یہ وجہ تھی کہ اس نے بنو دبیس کے ایک سردار کو مار ڈالا تھا۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۱۳ مطبوعہ مصر)

کے پاس سے بھاگ کر ابو کالیجاء کے پاس آ گیا تھا۔ اس لئے ابوصالح نے منصور کی مدد پر آمادگی ظاہر کی۔ ان لوگوں کی ملی بن طراد سے جنگ ہوئی اور میدان ان لوگوں کے ہاتھ رہا علی بن طراد کو شکست ہوئی اور وہ مارا گیا۔ ترکوں کا ایک گروپ جس کو جلال الدولہ نے اس کی مدد پر مقرر کیا تھا اس معاہدہ میں کام آ گیا۔ جزیرہ دیسہ کی حکومت پر ”منصور بن حسین“ استقلال و استحکام کے ساتھ حکمرانی کرنے لگے۔

دبیس اور جلال الدولہ کے جھگڑے:۔۔۔ مقلد یعنی دبیس بن مزید کا بھائی جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں۔ بنو عقیل کے پاس چل گیا تھا۔ چونکہ اس کی نور الدولہ دبیس سے دشمنی تھی۔ اس لئے یہ متبع بن حسان امیر خفاجہ کے پاس پہنچ گیا۔ اور دونوں متفق ہو کر جلال الدولہ کی مخفی لفت اور ابو کالیجاء کے نام کا خطبہ پڑھنے کے لئے دبیس سے جنگ کرنے نکل پڑے۔ دبیس کو اس کی خبر مل گئی۔ لہذا اس نے ابو کالیجاء کو عراق بوالیہ۔ چنانچہ بوکالیجاء واسطہ آ گیا۔ اس وقت الملک العزیز بن جلال الدولہ واسطہ ہی میں تھا۔ ابو کالیجاء کی آمد کی خبر پا کر واسطہ چھوڑ کر ”نعمانیہ“ کی طرف روانہ ہو گیا۔ دبیس نے شہر کا بند توڑ دیا، بہت سامان و اسباب ضائع ہو گیا۔ بے شمار لوگ ڈوب کر ہلاک ہو گئے۔ ابو کالیجاء نے قراوش (والی موصل) اور اشیر غبر (خدم) کو عراق آنے کی ترغیب دی۔ چنانچہ یہ لوگ عراق کی جانب روانہ ہو گئے۔ اور رفتہ رفتہ کھیل پہنچے۔ اس مقام پر انتقال ہو گیا۔ جلال الدولہ نے فوجیں فراہم کیں اور ابو الشوک (کرد علاقے کے حاکم) سے امداد طلب کی۔ چنانچہ ابو الشوک مدد کے لئے واسطہ کی جانب آیا۔ اور وہیں قیام پذیر ہو گیا، بارش شروع ہو گئی تھی اور ہر طرف کیچڑ ہی کیچڑ نظر آنے لگی۔ جلال الدولہ کو تنگ دستی ستانے لگی۔ اس نے اپنے ساتھیوں کے مشورے سے فوجیں مرتب کر کے ہوز کی طرف غارتگری کے ارادے سے قدم بڑھائے۔ اس وقت ابواز پر ابو کالیجاء کا قبضہ تھا۔ ابو کالیجاء نے یہ سن کر ابواز کو جلال الدولہ کی دست برد سے بچنے کے لئے جلال الدولہ کو یہ کہلوادیا۔ کہ سلطان محمود بن سبکتگین کی فوجیں عراق کی طرف بڑھ رہی ہیں۔ مگر جلال الدولہ نے ذرا بھی اس خبر کی طرف توجہ نہ کی۔ اور کوچ و قیام کرتا ہوا ابواز پہنچ گیا۔ اور بغیر مزاحمت و قتال کے ابواز کو دل کھول کر لوٹا۔ جلال الدولہ کے کانوں تک بھی یہ خبر پہنچ گئی۔ تو فوراً فوجیں مسلح اور مرتب کر کے جلال الدولہ کے مقابلے کے لئے روانہ ہو گیا۔ اور دبیس کو خفاجہ کی غارتگری کے خیال سے اپنے مال و اسباب کی حفاظت کے لئے چھوڑ گیا۔ جلال الدولہ اور ابو کالیجاء کی ٹڈ بھینٹ ہو گئی۔ اور سخت اور خونریز جنگ ① کے بعد ابو کالیجاء کو شکست ہوئی۔ اس کے بہت سے ساتھی کام گئے۔ جلال الدولہ نے واسطہ پر قبضہ کر کے اپنے بیٹے الملک العزیز کو واسطہ کی حکومت پر جیسا کہ اس سے پہلے تھا مقرر کر دیا۔

دبیس اور مقلد کی جنگ:۔۔۔ اس شکست کے بعد دبیس خفاجہ کے خوف ابو کالیجاء کا ساتھ چھوڑ کر اپنے شہر آ گیا۔ اس کے رشتہ داروں کا ایک گروپ اس کا مخالف ہو کر ”اطراف جامعین“ میں لوٹ مار کر رہا تھا۔ دبیس نے ان سے جنگ کی اور ان کے خلاف کامیابی حاصل کر کے ان کے ایک گروپ کو قید کر لیا۔ ان میں ابو عبید اللہ حسن ابن ابوالغنائم بن مزید شیب، ہرایا اور وہب بن حماد بن مزید وغیرہ بھی تھے۔ دبیس نے ان لوگوں کو جوق میں قید کر دیا۔ اس کے بعد اس کے بھائی مقلد نے عرب کو متحد کیا اور جلال الدولہ سے مدد طلب کی۔ چنانچہ جلال الدولہ نے اس کی کمک کے لئے فوجیں روانہ کیں۔ مقلد نے دبیس پر حملہ کیا۔ اس جنگ میں دبیس کو شکست ہو گئی۔ بے شمار ساتھیوں کو مقلد نے گرفتار کر لیا۔ اور اس کے مال و اسباب اور لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ جتنے قیدی تھے۔ انہیں لے جا کر قید کر دیا۔ دبیس پریشان حال شکست اٹھا کر ”سندیہ“ میں جا کر پناہ گزیں ہو گیا۔ اور پھر مجد الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کچھ عرصے بعد جلال الدولہ سے صلح صفائی ہو گئی۔ اس نے سند گورنری دینے کی شرط پر مال مقررہ کے ادا کرنے کی ضمانت دی۔ چنانچہ جلال الدولہ نے دبیس کی اس درخواست کو منظور کر لیا۔ اور سند حکومت کے ساتھ ”خلعت خوشنودی“ بھی عنایت کی جس سے دبیس کی حالت دوبارہ درست ہو گئی۔

مطیر آباد اور نیل کی تباہی:۔۔۔ مقلد کو ان واقعات کی خبر ملی تو اس وقت اس کے لشکر میں ”خفاجہ“ کا ایک جم غفیر تھا۔ چنانچہ سب نے مطیر آباد اور نیل کو تباہ و برباد کیا اور اس کے مضافات کو بھی دل کھول کر لوٹا۔ حالہ اس وقت تک تعمیر نہیں کیا گیا تھا۔ اس کے بعد مقلد نے جدہ عبور کیا۔ اور ابو الشوک کے پاس پہنچا اور اس کے ہاں مقیم رہا۔ یہاں تک کہ سارے کام درست ہو گئے۔

فتنہ دبیس و ثابت:۔۔۔ ابوقوام ”ثابت بن علی بن مزید“ ایک طویل مدت سے بسا سیری کے پاس رہا کرتا تھا۔ اور اس کے خاص حاشیہ نشینوں میں

① یہ جنگ ۵۲۰ھ میں ہوئی تھی۔ تین دن تک لڑائی ہوتی رہی۔ دیکھیں (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۱۵۶ مطبوعہ مصر) مترجم

سے تھ ۴۲۲ھ میں بسا سیری نے دبیس پر حملہ کیا۔ ابوقوام ثابت بھی اس کے ساتھ تھا۔ چنانچہ نیل اور دبیس کے سارے علاقوں پر بسا سیری نے قبضہ کر لیا۔ دبیس نے اپنے ساتھیوں کے ایک گروپ کو ثابت سے جنگ کرنے روانہ کیا۔ اتفاق ہے ان لوگوں کو ثابت کے مقابلہ میں شکست ہو گئی۔ ہند دبیس نے اپنے ساتھیوں کی شکست سے مطلع ہو کر اپنے شہر کو ثابت کے لئے چھوڑ دیا اور وہاں سے بھاگ گیا۔ یہاں تک کہ بسا سیری بغداد واپس گیا۔ اس وقت دبیس نے بنواسد اور خفاجہ کو متحد کیا۔ ابوکامل منصور بن قراذ بھی اتحادی بن گیا۔ ان سب نے اپنے مال و اسباب کو ایک قلعہ ① میں رکھ کر دبیس کو دوبارہ حکومت و امارت دلانے کے لئے کوچ کیا۔ مقام ”جرجریا“ ② میں ثابت سے مقابلہ ہوا۔ بہت بڑی اور سخت لڑائی ہوئی۔ جس میں فریقین کے سکیزوں، دی کام آگئے۔ پھر خود بخود ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے۔ صلح کا نامہ و پیام ہونے لگا۔ بالآخر اس شرط پر کہ دبیس کو اس کے عداوتے واپس دے دیئے جائیں۔ اور انہی علاقوں میں سے بعض صوبے اس کے بھائی ثابت کے حوالہ کئے جائیں۔ لہذا مصالحت ہو گئی۔ اور عہد نامہ لکھا گیا۔ دونوں فریقوں نے قسمیں کھائیں اور علیحدہ ہو گئے۔ اس کے بعد بسا سیری ثابت کی امداد کے لئے نعمانیہ پہنچا۔ لیکن صلح کی خبر سن کر واپس چل گیا۔

فتنہ دبیس اور لشکر واسطہ: ۴۲۱ھ۔ الملک الرحیم نے ۴۲۱ھ میں نہر صلہ اور نہر فضیل کے متعلق علاقے جو کہ لشکر واسطہ کی جاگیر سے تھے دبیس بن مزید کو بطور جاگیر عطا کر دیئے۔ اس سے لشکر واسطہ میں ناراضگی پیدا ہوئی۔ چنانچہ سب کے سب متحد ہو کر دبیس پر حملہ آور ہو گئے۔ اور لڑائی کی دھمکی دی۔ لیکن دبیس نے جواب دیا کہ الملک الرحیم نے مجھے جاگیر دی ہے آؤ ہم اور تم اپنی اپنی درخواست الملک الرحیم کی خدمت میں بھیجیں۔ جو کچھ وہ فیصلہ کر دیں گے۔ اس پر ہم لوگ قناعت کریں گے۔ لشکر واسطہ نے اس جواب کی طرف ذرا بھی توجہ نہ کی اور حملہ کر دیا۔ دبیس نے یہ خبر سن کر چند دستہ فوج کمین گاہ میں بٹھادی۔ پھر ہنسب لشکر واسطہ مین گاہ سے گزر کر آگے بڑھا۔ دبیس کی فوج نے کمین گاہ سے نکل کر لشکر واسطہ پر حملہ کر دیا۔ لشکر واسطہ اس اچانک حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ اور دبیس کی فوج نے انتہائی بے رحمی اور نہایت سختی سے ان کو جی کھول کر پامال کیا۔ ان کے مال و اسباب کو بوٹ سی۔ ہزاروں مال مویشی اور بار برداری کے جانور پکڑ لئے۔ اس شکست کے بعد لشکر واسطہ کی جانب لوٹ گئے اور لشکر بغداد سے مدد طلب کی۔ چنانچہ بسا سیری کو ان لوگوں کے مقابلے کی ترغیب اور نہر صلہ اور نہر فضیل واپس دلانے کی تحریک کرنے لگے۔

خفاجہ اور دبیس کی جنگ: ۴۲۱ھ۔ ① میں بنو خفاجہ نے ”جامعین“ کی طرف قدم بڑھائے۔ جامعین دبیس کے زیر کنٹرول علاقہ تھا۔ بنو خفاجہ نے اس کے اطراف میں دھند چڑی۔ غربی فرات کو لوٹ لیا۔ اس وقت دبیس مشرقی فرات میں تھا۔ ان واقعات سے مطلع ہو کر دبیس نے بسا سیری سے مدد کی درخواست کی۔ چنانچہ بسا سیری خود اس کی کمک کے لئے آیا۔ دبیس نے بسا سیری کے ساتھ فرات عبور کر کے خفاجہ سے لڑائی چھیڑ دی اور اپنے پر زور حصوں سے بنو خفاجہ کو جامعین کی حدود سے باہر نکال دیا۔ چنانچہ بنو خفاجہ بریہ کا کی طرف چلے گئے اور کچھ عرصے بعد واپس آ کر دوبارہ ہنگامہ فساد برپا کر دیا۔ دبیس نے ان پر دوبارہ حملہ کیا۔ چنانچہ بنو خفاجہ جامعین چھوڑ کر بریہ کی طرف بڑھے۔ دبیس نے تعاقب کیا اور خفان ② پہنچ کر بنو خفاجہ سے ٹکرائے۔ چنانچہ دبیس نے ان لوگوں پر نہایت سختی سے حملہ کیا۔ اور خفان کا چاروں طرف سے ڈبھیر کر لیا۔ اور طاقت سے اسے فتح کر کے بنو خفاجہ کو وہاں سے نکال دیا۔ قلعہ کو منہدم کر کے زمین دوز کر دیا۔ اس کے بعد بغداد کی جانب لوٹ گیا۔ خفاجہ کے قیدی اس کے ساتھ تھے۔ بغداد پہنچ کر ان سب لوگوں کو صلیب پر چڑھا دیا۔ تھوڑے دن وہاں قیام کر کے ”جری“ کی طرف قدم بڑھایا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ جری والوں نے صلح کی درخواست کی۔ چنانچہ بسا سیری نے سات ہزار دینار تاوان جنگ طلب کیا جو ان لوگوں نے اپنے ذمے لے لیا۔ چنانچہ بسا سیری نے ان لوگوں کو امن دے دیا۔

الحمد لله یہاں پر جلد پنجم کا پہلا حصہ ختم ہوا

① یہاں جدید عربی ایڈیشن جلد ۲ صفحہ ۲۸۲ پر عبارت اس طرح ہے کہ ”وہاں حاکم بن حنی، خفاجہ اور جری“ یعنی انہوں نے اپنا مال و اسباب کو خفاجہ اور جری نامی دو قلعوں کے درمیان کی جگہ پر رکھا۔ اور تاریخ ابن خلدون ہی کے ایک نسخے میں خفاجہ اور جری کے بجائے قلعوں کے نام خفان اور جری تحریر ہیں جو صحیح نہیں۔ دیکھیں ابن اثیر کی (تاریخ) جلد ۹ صفحہ ۲۸۲۔ ② ایک نسخے میں جرجریا کے بجائے جرجریا تحریر ہے جو صحیح نہیں۔ دیکھیں (تاریخ الکامل جلد ۹ صفحہ ۴۳۶)۔ ③ یہاں جدید عربی ایڈیشن جلد ۲ صفحہ ۲۸۲ پر ۴۲۱ھ کے بجائے ۴۲۲ھ تحریر ہے۔ ثناء اللہ محمود۔ ④ یہ وہی قلعہ ہے جس کا ذکر ”فتنہ دبیس اور ثابت“ کے عنوان کے تحت آیا تھا اور وہاں وضاحت کر دی تھی۔ کہ یہ اصل میں خفان دبیس کے خفاجہ ہے۔ اسی طرح اگلی سطور میں جری کا ذکر بھی ہے۔ جس کے بارے میں وضاحت کی تھی کہ یہ جری نہیں بلکہ جری ہے۔ دیکھیں (تاریخ الکامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۴۳۶) ثناء اللہ محمود۔

تاریخ ابن خلدون

جلد پنجم

حصہ دوم

بسم الله الرحمن الرحيم

غزل بیگ کا مکمل قبضہ اور خطبہ:۔۔۔ جس وقت بنو بویہ کی حکومت کا زمانہ ختم ہو گیا اور (تاتاریوں) نے انہیں مغلوب و مقہور کر دیا اور حکومت سطن سلطان طغرل بیگ شاہ سلجوقیہ) نے اپنے قبضہ میں لے لی اس وقت سلطان موصوف دار الخلافت بغداد میں آیا اور خلیفہ اسلام پر حاوی ہو کر مدای منبروں پر اپنے نام کا خطبہ پڑھا اور ”الملک الرحیم“ بنی بویہ کے آخری حکمران کو گرفتار کر لیا ۱ جیسا کہ یہ واقعات تفصیل سے بنو بویہ کے حالات میں لکھے جا چکے ہیں

سایسیری اور دبیس کی طغرل بیگ سے جنگ:۔۔۔ سایسیری نے الملک الرحیم سے اس سے پہلے وہ واسطہ سے بغداد کے جانب روانہ ہو مدطن طغرل بیگ سے جنگ کے لئے علیحدہ ہو کر کوچ کر دیا تھا۔ قطلمش طغرل بیگ کا چچا زاد (یہودی علاقوں کے حکمرانوں کا جد امجد اور قلیج اور ارسلان کی اولاد سے تھا) اس ارادے میں (تاتاریوں) کے خلاف اس کا اتحادی تھا۔ مہتمم الدولہ ابوالفتح عمر اس کے ساتھ تھا۔ قریش بن بدران (والی موصل) غیرہ بھی اس کے لشکر میں تھے چنانچہ دبیس اور سایسیری نے تاتار سے مقام سنجار میں جنگ لڑی مگر سلطان طغرل بیگ نے ان لوگوں کو پہلے ہی معرکہ میں شکست دے دی۔ قریش زخمی ہو کر میدان جنگ سے دبیس کے پاس آیا۔ دبیس نے اس کو تسلی دی اور اس کے ساتھ موصل چھا گیا۔ موصل میں سب نے متحد ہو کر دوبارہ جنگ کی رائے قائم کی۔ دبیس، قریش اور سایسیری اپنی اپنی فوجیں تیار کر کے بریہ کی طرف چل پڑے بنی نمیر اصحاب حران و ررقہ کا ایک بڑا لشکر ان لوگوں کے قافلے میں تھا۔ سلطانی لشکر نے سلجوقی امیر بزار دست کی کمان میں ان لوگوں کا تعاقب کیا اور دو چار منزلیں طے کر کے ان کے سروں پر پہنچ کر حملہ کر دیا چنانچہ ان لوگوں کو شکست ہو گئی پھر سلطانی لشکر بہت سامان غنیمت اور قیدی لے کر واپس آ گیا۔

قریش کی تہی دستی:۔۔۔ جنگ کے خاتمے کے دبیس اور قریش نے ہزار دست کو کہلوایا کہ اب ہم لوگ بے دست و پا ہو گئے ہیں زمین ہم پر تنگ ہو رہی ہے سلطان طغرل بیگ ہمارے حال زار پر رحم کرے، چنانچہ ہزار دست نے سلطان کی خدمت میں ان لوگوں کا پیغام پہنچا دیا اس پر سلطان طغرل بیگ نے عفو و تقصیر کا وعدہ کر لیا چنانچہ دبیس نے اپنے بیٹے بہاء الدولہ کو قریش کے وفد کے ساتھ دربار سلطانی میں روانہ کیا سلطان طغرل بیگ نے ان دونوں کی عزت افزائی کی اور انتہائی توقیر و احترام سے پیش آیا۔

نیال کی بغاوت:۔۔۔ اس واقعہ کے بعد نیال (سلطان کا بھائی) ہمدان میں باغی ہو گیا۔ چنانچہ طغرل بیگ اس کی سرکوبی اور جنگ کے لئے بغداد سے روانہ ہو گیا۔ جیسے ہی سلطان نے بغداد سے کوچ کیا سایسیری نے دار الخلافت بغداد کی طرف قدم بڑھائے (خلیفہ قائم نے یہ سن کر دبیس کو کہلوایا کہ تم دار الخلافت بغداد میں قیام کرو مگر دبیس نے معذرت کی کہ بغداد میں اہل عرب قیام نہیں کر سکتے۔ تب خلیفہ قائم نے کہلوایا کہ اچھا تم اپنے پاس ہمیں آنے کی اجازت دو تا کہ ہم تم اور ہزار دست متحد ہو کر سایسیری سے مقابلہ کے لئے سوچیں ابھی اس کا کچھ جواب نہیں آیا تھا کہ سایسیری پہنچ گیا ورنہ دار الخلافت بغداد میں داخل ہو گیا۔ قریش بن بدران بھی اس کے ساتھ تھا اس نے ۴۵۰ھ میں دار الخلافت پر قبضہ کر لیا اور دولت علویہ کے حکمران کے نام کا خطبہ پڑھا خلیفہ قائم نے قریش بن بدران سے امن مانگا چنانچہ قریش نے خلیفہ کو امن دے کر حفاظت کے ساتھ مہوش عقیلی کے پاس جو کہ اس کا خاندانی رشتہ دار تھا عائدہ روانہ کر دیا۔ سایسیری اور اس کے ساتھیوں نے بغداد پر قبضہ کرنے کے بعد طرح طرح کی بدافعالیاں اور بری حرکات کرنا شروع کر دیں جس کے ذکر سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ دبیس بن علی بن مزید اور صدقہ بن منصور بن حسین جزیرہ دیسہ کے حاکم نے احاطت قبول کر لی۔ یہ اپنے باپ کے مرنے کے بعد حکمران بنا تھا۔ ان واقعات کو ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔

سایسیری کا قتل اور دبیس کا فرار: اس کے بعد سلطان طغرل بیگ اپنے بھائی نیال کی مہم سے فارغ ہو کر ہمدان واپس آ گیا سایسیری اور اس

کے ساتھی یہ خبر سنتے ہی بغداد سے نکل کر بھاگ گئے اور دبیس کے علاقے میں جا کر دم لیا۔ صدقہ بن منصور ان کی رفاقت چھوڑ کر ہزار دست کے پاس واسط چلا گیا اور سلطان طغرل بیگ خلیفہ کو قصر خلافت میں واپس لے آیا اور پھر فوجیں تیار کر کے بسا سیری کے تعاقب میں روانہ ہوا اس کے مقدمتہ الجیش پر خمار تکین طغرانی تھ دو ہزار جنگجو اس کے لشکر میں تھے۔ ”سرایا بن منیع خفاجی“ بھی اس کے ساتھ تھا۔ اگلے دن سدطانی مقدمتہ الجیش دبیس بن مزید اور بسا سیری کے سر پر پہنچ گیا پھر لڑائی چھڑ گئی۔ چنانچہ دبیس میدان جنگ سے شکست اٹھا کر بھاگ گیا۔ بسا سیری تنہا سینہ سپر لڑتا رہا آخر کار میدان جنگ میں مارا گیا یہ واقعات ۴۵۱ھ کے ہیں۔ لڑائی ختم ہونے کے بعد سلطان طغرل بیگ بغداد کی جانب واپس چلا گیا پھر واسط کی طرف کوچ کیا۔ ہزار دست بن تکین اس کی خدمت میں حاضر ہوا اور دبیس بن مزید اور صدقہ بن منصور کی سفارش کی۔ سلطان نے پھر معافی کا وعدہ کر دیا چنانچہ یہ دونوں حاضر ہوئے اور اس کے لشکر میں بغداد کے جانب روانہ ہوئے سلطان طغرل بیگ نے بغداد پہنچ کر ان دونوں کو خدمتیں عطا کیں اور ان کے صوبوں میں واپس بھیج دیا۔

دبیس کی وفات: دبیس اس زمانے سے مسلسل اپنے صوبہ میں حکمرانی کرتا رہا یہاں تک کہ ۴۵۲ھ میں اپنی حکومت کے ستون سال پورے کر کے اس دار فانی سے کوچ کر گیا۔ یہ شخص ”ممدوح خلّاق“ تھا شعراء نے اس کی وفات کے بعد اس کی زندگی سے زیادہ اس کی تعریف میں مدح کی در مرثیے لکھے۔

منصور بن دبیس کی امارت: اس کے مرنے کے بعد اس کے تمام صوبوں اور بنو اسد پر اس کا بیٹا ابو کامل منصور حکمران بنا اور بہاء الدولہ کا لقب اختیار کیا۔ سلطان ملکشاہ کی خدمت میں سلام کرنے حاضر ہوا سلطان نے اس کے صوبوں کی حکومت پر اس کو بحال رکھا۔ ماہ صفر ۴۵۲ھ میں واپس اپنے در الحکومت میں آیا اور نہایت عدل و انصاف و خوش سیرتی سے حکومت کرنے لگا۔

وفات منصور بن دبیس کی وفات اور صدقہ کی حکومت: ماہ ربیع الاول ۴۵۹ھ میں بہاء الدولہ ابو کامل منصور بن دبیس بن علی بن مزید (والی حد نیل وغیرہ) نے کا بھی سفر آخرت اختیار کیا خلیفہ نے نقیب العلومین ابو الخناقم کو اس کے بیٹے سیف الدولہ صدقہ سے تعزیت کے کرنے کے لئے روانہ کیا۔ اور صدقہ امارت کی سند حاصل کرنے کے لئے سلطان ملکشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلطان ممدوح نے ضعت فاخرہ سے اس کو سرفراز فرمایا اور اس کے باپ کی جگہ اس کو امارت کی سند عطا کر کے رخصت کر دیا۔

صدقہ اور سلطان برکیارق: سلطان برکیارق اور اس کے بھائی محمود بن ملکشاہ سے حکومت و سلطنت کے بارے میں عرصے سے جھگڑا ہو رہا تھا۔ متعدد دڑائیاں ہو چکی تھیں۔ ان واقعات کے دوران صدقہ بن منصور مسلسل سلطان برکیاروق کا مطیع رہا تمام لڑائیوں میں کبھی خود شریک ہو جاتا تھا اور کبھی اپنے بیٹے کو روانہ کرتا فوجی اور مالی مدد سے ذرا بھی کوتاہی نہیں کرتا تھا ۴۹۴ھ تک اس کا یہی رویہ رہا اس کے بعد سلطان برکیاروق کے وزیر (اعز ابو الحاسد ہستانی) نے اس مال کی لالچ کے جو اس کے پاس رکھا تھا اور جس کی تعداد دس لاکھ دینار تھی ایک قاصد روانہ کیا اور عدم ادائیگی کی صورت میں اپنی سطوت و جبروت کی دھمکی دی اس پر صدقہ بگڑ گیا اور فوراً سلطان برکیاروق کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا اور باغی ہو گیا اتنے میں سلطان برکیاروق اپنے بھائیوں محمد اور سخر کے مقابلہ سے شکست کھا کہ بغداد پہنچا اور اس واقعہ سے مطلع ہوا چنانچہ اس نے امیر ایاز کو جو اس کے بڑے امراء میں سے تھا صدقہ کے پاس روانہ کیا مگر صدقہ نے اس کی بھی بات نہ سنی بلکہ سلطان کے گورنر کوفہ کو کوفہ سے نکال کر اپنے علاقوں میں داخل کر لیا۔

صدقہ کا واسط اور ہیبت پر قبضہ: ۴۹۶ھ میں سلطان محمد دار الخلافہ بغداد پر حاوی تھا اور اسی کے نام کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھا جاتا تھا۔ ابوالغزی بن ارق اس کی طرف سے شہنہ بغداد مقرر تھا۔ صدقہ بن منصور اس کا فرمانبردار اور معاون تھا۔ پھر اسی سال سلطان برکیاروق نے سلطان محمد پر حملہ کیا اور اصفہان میں اس کا محاصرہ کر لیا چنانچہ سلطان محمد نے قلعہ بندی کر لی۔ سلطان برکیاروق محاصرہ اٹھا کر ہمدان چلا گیا اور مشہین قیصری ۱ کو شہ بغداد مقرر کر کے دار الخلافہ بغداد روانہ کیا۔ ابوالغازی نے یہ خبر پا کر اپنے بھائی سقمان بن ارق کو قلعہ کیفا مدد اور کمکشکین کے مقابلے سے

بلکہ بھیجا اس دوران کمشکین بغداد میں داخل ہو گیا اور برکیاروق کے نام کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھ دیا۔

صدقہ کی حد کی طرف واپسی: ابو الغازی اور ستمان دار الخلافہ بغداد سے نکل کر دجلہ آگئے بحری میں دونوں مقیم ہو گئے۔ صدقہ کو ان واقعات کی خبر ملی تو وہ بھی فوجیں تیار کر کے مقام مصر میں پہنچ کر خیمہ زن ہو گیا۔ صدقہ کے پہنچنے سے پہلے خلیفہ کا سفیر آ گیا تھا مگر کوئی بات طے نہ ہو سکی ابو الغازی اور ستمان واپس چلے گئے ان دونوں کے لشکروں نے دجلہ کے آپ پاس قتل و غارتگری کا بازار گرم کر دیا چھوٹے بڑے گاؤں اور قصبے بوٹ لئے۔ رفتہ رفتہ یہ دونوں بغداد کی جانب بڑھے سیف الدولہ صدقہ نے ان دونوں کے ساتھ اپنے بیٹے دہیس کو روانہ کیا چنانچہ ان لوگوں نے رملہ پر پڑاؤ کر دیا۔ عوام الناس کی ان لوگوں سے مذہم ہو گئی چنانچہ حکومت کا نظام درہم برہم ہو گیا۔ خلیفہ سیف الدولہ صدقہ کے پاس ان زیادتیوں اور ظلم کی شکایت لکھ بھیجی صدقہ نے جواباً کہلوا یا کہ آپ کمشکین قیصری کو بغداد سے نکال دیجئے ابھی سارا اعظام اور امن و امان قائم ہو جائے گا۔ چنانچہ خلیفہ نے کمشکین قیصری کو ماہ ربیع الثانی ۴۹۶ھ میں بغداد سے نہروان کی جانب روانہ کر دیا سیف الدولہ صدقہ حلقہ واپس چلا گیا چنانچہ دار الخلافہ بغداد میں سلطان محمد کے نام کا خطبہ دوبارہ پڑھا جانے لگا۔

واسطہ پر قبضہ: کمشکین قیصری بغداد سے نکل کر واسطہ پہنچا اور سلطان برکیاروق کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ صدقہ کو اس کی خبر مل گئی تو وہ فوراً واسطہ کی طرف چل دیا اور پہنچتے ہی کمشکین کو واسطہ سے نکال دیا اس عرصہ میں ابو الغازی واسطہ پہنچ گیا دونوں نے متحد ہو کر کمشکین کا تعاقب اس سے کمشکین گھبرا گیا اور امن کی درخواست کر دی لہذا صدقہ نے اس کو امن دے دیا اور عزت و احترام سے پیش آیا۔ اور واسطہ میں سلطان محمد کے نام کا خطبہ دوبارہ پڑھا گیا اور اس کے نام کے بعد خطبہ میں صدقہ اور ابو الغازی کا نام بھی داخل کیا گیا اور ہر ایک اس کے بیٹے کو واسطہ کی حکومت پر مقرر کر کے واپس چلا گیا ابو الغازی دار الخلافہ بغداد اور صدقہ حلقہ چلا گیا مگر منصور کو ابو الغازی کے ساتھ دار الخلافہ بغداد خلیفہ مستظہر کو راضی کرنے کے لئے بھیج دیا دیر کس بات کی تھی خلیفہ صاحب فوراً راضی ہو گئے

ہیئت پر قبضہ: ان واقعات کے بعد صدقہ نے ہیئت پر بھی قبضہ کر لیا۔ سلطان برکیاروق نے ہیئت بہاء الدولہ ثروان بن وہب بن وہبہ کو بطور جاگیر عطا کیا تھا بنو عقیل کی ایک جماعت صدقہ کے پاس مقیم تھی کسی بات پر صدقہ اور بہاء الدولہ میں ان بن ہو گئی۔ بنو عقیل بھی صدقہ کی طرف ہلے ہو گئے۔ اسی دوران بہاء الدولہ حج کرنے چلا گیا اور کچھ عرصے بعد حج کر کے واپس آیا تو صدقہ نے مزاحمت کی اور اپنے بیٹے دہیس کو والی ہیئت کے پاس بھیجا اور یہ کہلوا یا کہ شہر ہمارے حوالے کر دو ثروان کے نائب محمد بن رافع بن رفاع بن مدیعہ ۱ بن مالک بن مقلد نے جو اس وقت ہیئت کا حاکم تھا اس سے انکار کر دیا۔ چنانچہ صدقہ مہم واسطہ سے فارغ ہو ہی چکا تھا اس نے ہیئت کی طرف کوچ کر دیا۔ منصور بن کثیر اپنے چچا ثروان کی طرف سے فوجیں لے کر لڑنے نکلا دونوں نے معرکہ کارزار گرم کر دیا اور لڑائی ہو گئی۔ جنگ کے دوران شہر ہیئت کے چند لوگ صدقہ سے مل گئے اور انہوں نے شہر پناہ کا دروازہ موقع پا کر کھول دیا اور صدقہ شہر میں داخل ہو گیا منصور نے یہ رنگ دیکھ کر اطاعت قبول کر لی۔ اور شہر صدقہ کے حوالہ کر دیا۔ صدقہ نے منصور اور اس کے ساتھیوں کو خلعت اور انعام سے نوازا اور اپنے چچا زاد ثابت بن کامل کو حکومت واسطہ پر اپنی طرف سے مقرر کر کے حلقہ واپس چلا گیا۔

اس کے بعد سلطان محمد اور سلطان برکیاروق کی صلح ہو گئی۔ ماہ شوال میں صدقہ نے واسطہ کی طرف کوچ کیا اور اس پر قابض ہو گیا اور ان ترکوں کو جو وہاں تھے نکال دیا پھر مہذب الدولہ بن ابوالخیر کو بلا کر جبکہ تین مہینے سال پورے ہونے کو باقی تھے پچاس دینار پر شہر کا ٹھیکہ دے دیا اور حلقہ واپس چلا گیا۔

صدقہ کا بصرہ پر قبضہ: بصرہ تقریباً دس سال سے اسماعیل بن ارسلان حق سلجوقیہ کے قبضہ میں تھا چونکہ سلطان برکیاروق اور محمد کے درمیان جھگڑے کا سلسلہ چلا آ رہا تھا اس لئے اسماعیل کو اپنی قوت بڑھانے اور حکومت میں استقلال و استحکام پیدا کرنے کا خاصہ موقع ملتا گیا۔ اس کے باوجود صدقہ کی اطاعت و فرمانبرداری اور موافقت کا اظہار کرتا تھا چنانچہ جب سلطان محمد کا مستقل طور پر حکومت پر قبضہ ہو گیا تو صدقہ نے سلطان محمد کی خدمت میں اپنے صوبوں پر اپنی بحالی کی درخواست پیش کی چنانچہ سلطان محمد نے اسے اس کے صوبوں پر بحال رکھا اس کے بعد سلطان محمد نے اپنا ایک

نائب بصرہ کی شاہی جاگیروں پر قبضہ کرنے کیلئے روانہ کیا۔ اسماعیل نے مخالفت کی چنانچہ سلطان محمد نے صدقہ کو بصرہ پر قبضہ کرنے کا حکم بھیجا۔ اس دور میں منکبر سے علم بغاوت بلند کر دیا۔ سلطان محمد اس وجہ سے بصرہ کی طرف متوجہ نہ ہو سکا صدقہ نے اسماعیل کے پاس پیغام بھیجا کہ بصرہ کی پوس کی افسری مہذب الدولہ بن ابی الخیر ① کے حوالہ کر دو مگر اسماعیل نے اس کی بھی سماعت نہ کی تب صدقہ نے فوجیں تیار کر کے چڑھائی کر دی۔ اسماعیل نے ان قلعوں کی قلعہ بندی کر لی جن کو اس نے بصرہ کے اطراف میں تعمیر کرایا تھا باقی رؤساء شہر عباسیہ، علویہ، قاضی مدرسین اور دوسرے امراء شہر کو بصرہ میں چھوڑ گیا۔ صدقہ نے پہنچ کر بصرہ کا محاصرہ کر لیا۔ چنانچہ اسماعیل نے قلعہ سے نکل کر جنگ چھیڑ دی ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا صدقہ کے ساتھیوں کے ایک گروپ نے شہر کی دوسری جانب لڑائی چھیڑ رکھی تھی۔ اتفاق اسی طرف شہر فتح ہوا اور اسماعیل شکست کھا کر قلعہ جزیرہ کی جانب بھاگ گیا اور وہاں پہنچ کر قلعہ نشین ہو گیا۔ بصرہ کو صدقہ کے لشکریوں نے خوب دل کھول کر تباہ و برباد کیا۔ مہذب الدولہ بن ابی الخیر جنگی کشتیاں لے کر پہنچ گیا۔ اور اس قلعہ کو فتح کر لیا جو کہ اسماعیل کا ”مطارا“ میں تھا۔

صدقہ کی حملہ کی طرف واپسی: ان واقعات کے بعد اسماعیل نے تنگ آ کر امن کی درخواست کی چنانچہ صدقہ نے اسے امن دے دیا صدقہ نے شہر میں داخل ہو کر اہل بصرہ کو امان عنایت کی۔ اور اپنی طرف سے بصرہ پر ایک شخص کو مقرر کر کے بصرہ میں سولہ دن قیام کرنے کے بعد تیسری جمادی الآخرہ ۴۹۴ھ میں حصہ واپس چلا گیا۔ اور اسماعیل فارس کی طرف چل دیا اور رام ہرمز میں پہنچ کر مرض الموت میں گرفتار ہو گیا اسی میں اس کا انتقال ہو گیا۔

بصرہ میں تو نتاش کی حکومت: صدقہ نے بصرہ پر اپنے دادا دہیس کے ایک غلام کو جس کا نام ”التوانتاش“ ② تھا مقرر کیا تھا اور اس کے ساتھ حفاظت کی غرض سے ایک سو بیس سواروں کو متعین کیا تھا۔ قابل ربیعہ اور متفق ③ نے متحد ہو کر بصرہ پر حملہ کر دیا اور بزور تیغ بحالت غفلت داخل ہوئے اور التوانتاش کو گرفتار کر لیا پھر کئی مہینے تک بصرہ میں ٹھہرے لوٹ مار کرتے رہے۔ صدقہ نے ان واقعات سے مطلع ہو کر ایک فوج ان کی سرکوبی کے لئے روانہ کی اتفاق سے یہ فوج اس وقت بصرہ پہنچی جبکہ ربیعہ اور متفق شہر کو تباہ و برباد کر کے چلے گئے تھے۔ سلطان محمد نے اس وجہ سے بصرہ کو صدقہ کی حکومت سے نکال کر اپنی جانب سے ایک گورنر اور ایک پولیس افسر مقرر کر دیا جس سے بد نظمی دور ہو گئی امن و امان پھر دوبارہ قائم ہو گیا۔

تکریت پر صدقہ کا قبضہ: تکریت بنو معن ④ کے زیر کنٹرول بنو معن بنو عقیل کے قبیلہ سے تھے ۴۲۲ھ تک تکریت رافع بن حسن بن معن کے قبضہ میں رہا چنانچہ جب رافع کی وفات ہو گئی تو اس کا بھتیجا ابو منیعہ بن ثعلب ⑤ بن حماد حکمران بنا اس وقت خزانہ میں علاوہ اور اسباب واجناس کے پانچ لاکھ دینار نقد موجود تھے ۴۳۵ھ میں یہ بھی انتقال کر گیا پھر اس کا بیٹا ابو غشام حکومت کرنے لگا اور ۴۴۴ھ تک حکمرانی کرتا رہا اس کے اس کا بھی عیسیٰ اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے ابو غشام کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور تمام مال و اسباب اور قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ چنانچہ جب سلطان طغرل بیگ نے ۴۴۸ھ میں تکریت کی طرف قدم بڑھایا تو عیسیٰ نے کچھ خراج اور نذرانہ پیش کر کے اطاعت قبول کر لی اور مصالحت کر لی۔ پھر سلطان طغرل بیگ نے دوسری جانب کوچ کر دیا اس کے بعد ہی عیسیٰ کی وفات ہو گئی اس کی بیوی نے اس خیال و خطرہ سے کہ کہیں اس کا بھائی ابو غشام جیل سے نکل کر شہر پر قابض نہ ہو جائے ابو غشام کو قید میں ہی قتل کر دیا اور قلعہ پر ابو الغنائم ابن مجلیان کو اپنی جانب سے مقرر کر دیا۔ ابو الغنائم نے سلطان طغرل بیگ کے اویس دوست کے حوالہ کر دیا۔ تب عیسیٰ کی بیوی موصل چلی گئی جہاں ابو غشام کے بیٹے نے اپنے باپ کے بدلے میں اس کو مار ڈالا۔ مسلم بن قریش نے اس کا سر مال و اسباب لے لیا۔

تکریت پر ایک عورت کا قبضہ: سلطان طغرل بیگ نے قلعہ تکریت پر اپنی طرف سے ابو العباس رازی کو مقرر کیا چھ ماہ کے بعد یہ بھی مر گیا تب مہربان تکریت کا حکمران بن مہربان کا نام ابو جعفر محمد بن احمد بن غشام تھا سرسداکار ہے والا تھا۔ اس نے اکیس سال حکومت کی اس کے مرنے کے بعد

① یہاں صحیح خط باایہ نہیں ہے بلکہ یہ ہے دیکھیں (تاریخ ابن اثیر ”الکامل“ ج ۱۰ ص ۳۷۷) ② ایک نسخہ میں یونٹاش تحریر ہے جو صحیح نہیں دیکھیں تاریخ ابن اثیر ”الکامل“ ج ۱۰ ص ۳۱۱ ③ ایک نسخہ میں متفق ہے جو صحیح نہیں دیکھیں (تاریخ ابن اثیر ”الکامل“ ج ۱۰ ص ۳۱۱) ④ ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون — جدید عربی ایڈیشن (ج ۳ ص ۲۸۶) پر معن کے بجائے معن تحریر ہے۔ ثناء اللہ محمود ⑤ ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن (ج ۳ ص ۲۸۶) پر ابو منیعہ بن حماد تحریر ہے۔ ثناء اللہ محمود۔

اس کا بیٹا دو سال حکومت کرتا رہا اس کے ترکمان خاتون نے اس سے نکریٹ چھین لیا اور گوہر آئین شہنشاہ کو اپنی جانب سے نکریٹ کی حکومت پر مقرر کیا۔ پھر سلطان ملکشہ کی وفات کے بعد قسیم الدولہ اقسقر (والی حلب) نے نکریٹ پر قبضہ کر لیا۔ قسیم الدولہ اقسقر کی شہادت کے بعد امیر کششیں الجانداز نکریٹ کا ملک ہوا اس نے اپنی طرف سے ایک شخص کو جو کہ ابولنصر مصارع کے نام سے معروف تھا مقرر کر دیا

کیقباد بن ہزار دست: کچھ عرصے بعد گوہر آئین نکریٹ پر قابض ہو گیا اس سے مجد الملک اباسلانی نے نکریٹ کا قبضہ لے لیا اور یقباد بن ہزار دست دیلمی کو اس کا گورنر متعین کیا چنانچہ بارہ سال اس نے حکومت کی قیقباد نہایت ظالم اور سفاک شخص تھا اس نے اہل شہر کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کئے اور بد اخلاقی سے پیش آتا رہا۔ یہاں تک کہ ۴۹۶ھ میں یقمان بن ارق اس طرح غارتگری کے لئے پہنچا قیقباد رات کے وقت لوٹ کر رہا تھا۔ اور یقمان دن کو تھوڑے ہی دنوں میں سارا شہر اور اس کے مضافات ویران ہو گئے۔ پھر جب سلطان برکیاروق کے بعد اس کا بھائی سلطان محمد مستقل حکمران بن گیا تو اس نے اس شہر کو امیر اقسقر برقی شہنشاہ کو جاگیر میں دے دیا

نکریٹ پر صدقہ کا قبضہ: چنانچہ امیر اقسقر سامان سفر و جنگ درست کر کے نکریٹ کی طرف روانہ ہو گیا اور سات ماہ سے زائد محاصرہ کئے ہوئے لڑتا رہا یہاں تک کہ قیقباد جنگ آ گیا اس نے صدقہ بن مزید کو پیغام دیا کہ آپ تشریف لائیے ہم شہر آپ کو حوالہ کر دیں گے صدقہ یہ پیغام پا کر اسی سال ماہ صفر میں نکریٹ کی طرف روانہ ہو گیا۔ قیقباد سے نکریٹ پر قبضہ لے لیا چنانچہ امیر اقسقر یہ رنگ دیکھ کر نکریٹ سے کوچ کر گیا۔ اس پر قابض نہ ہو سکا۔ قیقباد کو قلعہ سے اترے ہوئے آٹھ دن گزرے تھے کہ اس کا انتقال ہو گیا۔ اس نے ساٹھ مرحلے عمر کے کئے تھے۔ صدقہ نے ورام بن ابی قریش ۱ بن ورام کو نکریٹ پر اپنا نائب مقرر کیا۔

کیقباد کی موت: قیقباد کو فرقہ باطنیہ کی جانب منسوب کیا جاتا تھا۔ صدقہ کی یہ خوش نصیبی تھی کہ قیقباد مر گیا ورنہ اس کی جانب سے بھی لوگوں کو قیقباد کی موافقت کی وجہ سے بدظنی پیدا ہو جاتی۔

صدقہ اور والی بطیجہ کی مخالفت: ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ سلطان محمد نے صدقہ بن مزید کو واسطہ بطور جاگیر عطا کر دیا تھا چنانچہ صدقہ نے مہذب الدولہ بن ابی الخیر کو مالیہ دینے کی شرط پر واسطہ کا عامل مقرر کیا مہذب الدولہ نے اپنی طرف سے اپنی اولاد اور دشتہ داروں کو واسطہ کے انتظام کے لئے اس کے مضافات اور متعلقات میں بھیج دیا مگر ان لوگوں نے آلے مللے خرچ کرنا شروع کر دیا نتیجہ یہ نکلا کہ جب سال پورا ہونے پر صدقہ نے مہذب الدولہ سے مقرر سالانہ مائتہ کا مطالبہ کیا مگر وہ اس کی ادائیگی سے قاصر ہو گیا لہذا گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ بدران بن صدقہ نے جو کہ مہذب الدولہ کا داماد تھا مہذب الدولہ کی رہائی کی سفارش کی اور اس کو جیل سے نکال کر بطیجہ بھیج دیا جہاں اس کا مسکن اور وطن تھا پھر واسطہ کا انتظام حماد کے سپرد کر دیا گیا۔

حماد اور مہذب الدولہ: مصطیع اسماعیل (حماد کا دادا) اور مختص محمد (مہذب الدولہ کا باپ) دونوں بھائی اور ابوالخیر کے بیٹے تھے ان دونوں کی قوم کی سرداری و ریاست انہی دونوں کو حاصل تھی۔ مصطیع کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا ابوالسید مظفر (حماد کا باپ) جانشین اور مختص کی وفات کے بعد مہذب الدولہ کی سردار بن گیا۔ ان دونوں نے متفق ہو کر ابراہیم (والی بطیجہ) سے حکومت کے لئے لڑائی شروع کر دی بالآخر مہذب الدولہ نے ابراہیم کو مغلوب کر کے گرفتار کر لیا اور پابہ زنجیر گوہر آئین کے پاس بھیج دیا گوہر آئین نے ابراہیم کو اصفہان کی طرف جلاء وطن کر دیا۔ اتفاق یہ کہ راستے میں ابراہیم مر گیا۔ اس واقعہ سے مہذب الدولہ کی شان و شوکت بڑھ گئی گوہر آئین نے بھی اس بطیجہ کی امارت ویدی چنانچہ پورے ملک میں اسی کے احکام جاری ہونے لگے تمام قبائل اس کے مطیع بن گئے۔

حماد کی شکست: حماد اس وقت ایک نوجوان شخص تھا۔ مہذب الدولہ مصطیحاں سے نرمی و ملامت سے پیش آتا تھا۔ مگر حماد کو اپنے چچا کی ثروت

۱ یہاں صحیح لفظ ابی فراس بن ورام ہے۔ جبکہ ایک نسخہ میں فریش تحریر ہے جبکہ مترجم قریش تحریر کر رہے ہیں فرق پیش نظر ہے۔ دیکھیں (تاریخ ابن خلدون) ج ۱۰ ص ۴۲۰۔

حکومت ذرا بھی نہیں بھتی تھی۔ حسد و بغض روز بروز بڑھتا رہا یہاں تک کہ گوہر آئین کا انتقال ہو گیا لہذا احمد کو موقع مل گیا اس نے فوراً مہذب الدولہ کے خد فہم بغاوت بلند کر دیا اور جو کچھ اس کے دل میں ایک مدت سے چھپا ہوا تھا ظاہر کر دیا۔ مہذب الدولہ نے اس کی اصلاح کی بہت کوشش کی کامیاب نہ ہو سکا تب اس کے بیٹے قیس نے فوجیں تیار کر کے حماد پر حملہ کر دیا لہذا احمد بھاگ کر صدقہ کے پاس پہنچ گیا۔ صدقہ نے اس کی کمک پر اپنی فوج کے ایک حصہ کو مامور کر کے بطحہ واپس جانے کی رائے دی۔

حماد اور مہذب الدولہ کی صلح:۔۔۔ جیسے ہی حماد بطحہ کے قریب پہنچا اور اس کی خبر مہذب الدولہ کو ملی مہذب الدولہ نے بھی اپنی فوج کو دیا اور خشکی میں پھیل دیا اور چاروں طرف سے ناکہ بندی کر لی۔ حماد اور اس کے سپہ سالاروں نے لڑائی چھڑنے سے پہلے اپنی فوج کے ایک حصہ کو کمین گاہ میں بٹھ دیا۔ جنگ شروع ہونے کے بعد حماد اور اس کے رکاب کی فوج بظاہر شکست کھا کر بھاگنے لگی تو مہذب الدولہ کے لشکر نے تعاقب کیا چنانچہ حماد کے دلاوروں نے کمین گاہ سے نکل کر پشت سے مہذب الدولہ پر حملہ کر دیا مہذب الدولہ کا لشکر اس اچانک حملہ سے گھبرا کر بھاگ نکلا۔ اس واقعہ سے حماد کے حوصلے بڑھ گئے اور کامیابی کا نشہ دماغ پر چڑھ گیا لہذا صدقہ سے دوبارہ امداد مانگی صدقہ نے اپنے سپہ سالار لشکر (سعید بن حمیری) کو حماد کی کمک پر بھیج دیا ان لوگوں نے بافاق و شوری جنگی کشتیاں حاصل کیں اور سمندر و خشکی کی جنگ کرنے پر تل گئے۔ مہذب الدولہ نے یہ رنگ دیکھ کر دریا دلی سے کام لیا اور صدقہ کے سرداروں سپہ سالار کے پاس خفیہ انعامات اور صلے روانہ کئے اور بہت سامان و زبردیکر اپنے ساتھ ملا لیا۔ اس سپہ سالار نے مہذب الدولہ کو یہ رائے دی کہ تم اپنے بیٹے قیس کو صدقہ کے پاس بھیج دو وہ راضی ہو جائے گا اور بچا کی صلح کرادے گا چنانچہ مہذب الدولہ نے اس رائے کے مطابق اپنے بیٹے کو صدقہ کے پاس روانہ کیا صدقہ نے سمجھا بچا کر بچا اور بھتیجے کی صلح کرادی۔ یہ واقعہ پانچویں صدی ہجری کے آخری کا ہے۔

قتل صدقہ و امارت دبیس:۔۔۔ سیف الدولہ صدقہ بن منصور بن مزید سلطان محمد بن ملکشاہ کا بے حد حمایتی اور اس کے بھائی برکیاروق کا پکا دشمن تھا۔ جب برکیاروق کی زندگی کا خاتمہ ہو گیا اور سلطان محمد مستقل طور سے حکمران بن گیا۔ اس وقت سلطان محمد نے صدقہ کی جانب زیوں کی قدر افزائی شروع کر دی بہت سی جاگیریں عنایت کیں ان میں شہر واسط بھی تھا اور بصرہ پر قبضہ کرنے کی اجازت دی۔ رفتہ رفتہ صدقہ اس قدر طاقتور شخص بن گیا کہ جس شخص سے خلیفہ سلطان محمد ناخوش و ناراض ہوتا وہ صدقہ کے پاس جا کر پناہ لے لیتا غرض صدقہ جو چاہتا تھا کر گزرتا سلطان محمد دم تک نہ مارتا تھا۔

سلطان محمد اور صدقہ کی کشیدگی:۔۔۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ سرخاب بن کخیسر (والی ساوہ) سے سلطان محمد ناراض ہو گیا سرخاب نے صدقہ کے دامن میں جا کر پناہ لی سلطان محمد نے صدقہ سے سرخاب کو مانگا مگر صدقہ نے صاف انکار کر دیا۔ اس سے عمید ابو جعفر محمد بن حسین بلخی کو موقع مل گیا۔ یہ اکثر اوقات سلطان محمد کو صدقہ کے خلاف ابھارتا اور اس کی طرف سے بدظن کرتا رہتا تھا۔ اس نے دل کھول کر سلطان محمد کے مزاج کو صدقہ کی طرف سے براہم کر دیا اور عراق جانے پر آمادہ کر لیا۔ چنانچہ عراق کے قریب پہنچ کر سلطان محمد نے کہلوایا کہ سرخاب کو میرے پاس بھیج دو ورنہ اپنی خیر نہ سمجھنا صدقہ نے اپنے اراکین حکومت سے اس بارے میں مشورہ کیا۔ اس کے بیٹے دبیس نے رائے دی کہ سرخاب کو سلطان کے پاس بھیج دو اور بہت سے تحائف و ہدایا پیش کرو تا کہ سلطان کی ناراضگی ختم ہو جائے سلطان کی مخالفت اور اس کی مرضی کے خلاف کوئی کام کرنا مناسب نہیں ہے۔ مگر سعید بن حمید سپہ سالار نے جنگ کرنے کا مشورہ دیا

صدقہ کی بغاوت:۔۔۔ چنانچہ صدقہ نے سعید کی رائے پسند کی اور پرانے دستور کے مطابق انکار میں جواب دے دیا چنانچہ خط و کتابت کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ مگر نتیجہ کچھ نہ نکلا ادھر صدقہ نے فوجیں تیار کرنا شروع کر دیں اور داد و دہش سے کام لینے لگا۔ نہایت تھوڑے عرصہ میں بڑی فوج جمع کر مرتب ہو گئی۔ جائزہ لیا تو دبیس ہزار سوار اور تیس ہزار پیادہ تھے خلیفہ مستظہر نے دار الخلافہ بغداد سے علی بن طراوزی بنی نقیب النقباء کی زبانی صدقہ کو کہلوایا کہ تم سلطان محمد کی مخالفت مت کرو نتیجہ اچھا نہ ہوگا بلکہ میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ تم خرد سلطان سے جا کر ملو اور اس کو راضی کر لو میں درمیان میں ہوں وہ راضی ہو جائے گا۔

صدقہ نے عذر کیا کہ چونکہ میری سلطان سے ناچاکی ہو گئی ہے۔ اس لئے مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے میں سلطان کے پاس نہیں جاسکتا۔ مگر اس

کے بعد خود سلطان محمد نے قاضی القضاۃ ابوسعید ہروی کو صدقہ کے پاس بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ تم مطمئن اور بے خوف رہو جو تعلقات تمہارے مجھ سے تھے ویسے ہی بدستور قائم ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ فرانس کے عیسائیوں کے خلاف کروں اور تم میرے لشکر میں ہو مگر صدقہ نے اس سے انکار کر دیا آخر کار سلطان محمد ماہ ربیع الاول ۵۵۷ھ میں مجبوراً بغداد واپس آ گیا اس کا وزیر السلطنت نظام الملک احمد بن نظام الملک اس کے ساتھ تھا برقی شہنشاہ بغدادیہ خبر سن کر امراء کی ایک جماعت نے کراستقبال کے لئے آیا۔ صرصر پہنچ کر سب نے قیام کیا۔

سلطان کی صدقہ کے خلاف تیاری:۔ سلطان صرف دو ہزار سواروں کے ساتھ اصلاح کی غرض سے گیا ہوا تھا۔ لیکن جب اسے صدقہ کی ضد اور بیچ ہٹ دھرمی کا احساس ہو گیا تو اس نے امراء اصفہان کے نام فرامی لشکر اور جنگ کی تیاری کے فرامین روانہ کئے اور ان کو ہوا اس کے بعد صدقہ نے خلیفہ کے پاس ماہ جمادی الاولیٰ میں ایک خط روانہ کیا جس میں سلطان محمد کی اطاعت اور اس کی خدمت میں حاضر ہونے کا وعدہ کیا تھا۔ مگر اس کے بعد پھر صدقہ نے اس سے بھی انکار کر دیا اور یہ کہلوادیا کہ جس وقت سلطان کا لشکر بغداد سے کوچ کریگا اسباب و مال اور فوج سے میں کمک دوں گا مگر اس وقت چونکہ شاہی لشکر نہر الملک کے پاس رکھا ہوا ہے۔ میں کچھ بھی موافقت اور مدد نہیں کر سکتا۔ جاہلی سقاہ (والی موصل) اور ایغازی بن ارتق (والی ماروین) نے میری ہمدردی اور سلطان سے بدعہدی اور بغاوت کرنے کا میرے پاس پیغام بھیجا ہے سلطان محمد اس جواب سے آگاہ ہو کر صدقہ کی اطاعت سے ناامید ہو گیا۔ چنانچہ اطراف و جوانب کے اسلامی علاقوں سے امراء اور فوجیں آنے لگیں۔ قراوش بن شرف امدودہ کردہادی ❶ بن خراسان ترکمانی اور عمران فضل بن ربیعہ بن خادم ❷ بن جراح ❸ طائی وغیرہ اپنی اپنی فوجیں لے کر بغداد پہنچ گئے۔

حسان بن مفرج:۔ فضل کے آباؤ اجداد بقاء اور بیت المقدس کے حکمران تھے انہی میں سے حسان بن مفرج بھی تھا۔ فضل کی عادت میں یہ بات داخل تھی کہ کبھی عیسائیوں کے ساتھ مل کر مسلمانوں سے لڑتا تھا اور کبھی مصریوں کی کمک پر آتا تھا کفر تکمیل ❶ اتنا ایک نے اس کا یہ حال دیکھ کر دمشق نکال دیا لہذا صدقہ کے پاس پہنچ گیا صدقہ نے اس کی توقیر کی عزت و احترام سے ٹھہرایا اور سات ہزار دینار بطور صلہ کے عنایت کئے چنانچہ مذکورہ واقعات پیش آئے تو درپردہ صدقہ سے منحرف ہو گیا اور اس کے مقدمتہ لکھنؤ کے ساتھ کوچ کیا ابھی جنگ کی نوبت نہیں آنے پائی تھی کہ صدقہ کے مقدمتہ لکھنؤ سے بھاگ کر سلطان محمد کی خدمت میں چلا گیا۔ سلطان محمد نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو خلعتیں دیں اور صدقہ کے اس مکان میں جو کہ بغداد میں تھا ٹھہرنے کا حکم صادر کیا اور جب سلطانی لشکر نے صدقہ سے جنگ کے لئے بغداد سے کوچ کیا تو فضل سلطان سے اجازت حاصل کر کے انبار روانہ ہو گیا۔ فضل کا سلطان کے ساتھ یہاں خری عہد و پیمان تھا۔

امیر محمد کا واسطہ پر قبضہ:۔ اسی سال ماہ جمادی الاولیٰ میں سلطان نے امیر محمد بن بوقا ترکمان کو واسطہ روانہ کیا چنانچہ امیر محمد نے پہنچتے ہی واسطہ پر قبضہ کر لیا صدقہ کے گورنر اور عمال کو واسطہ سے نکال دیا اور اپنے لشکر کی سوار فوج کو شہر قوسان پر شبنون مارنے بھیجا یہ شہر بھی صدقہ کے زیر کنٹرول تھا اس فوج نے دل کھول کر شہر قوسان کو تباہ و برباد کیا پھر ایک عرصے تک امیر محمد واسطہ میں قیام پذیر رہا یہاں تک کہ صدقہ نے اپنے چچا زاد ثابت بن سلطان کو ایک فوج کا افسر بنا کر واسطہ روانہ کیا

واسطہ پر صدقہ کا قبضہ:۔ امیر محمد نے یہ خبر سن کر واسطہ کو چھوڑ دیا چنانچہ ثابت نے داخل ہو کر واسطہ پر قبضہ کر لیا۔ امیر محمد کی فوج۔ دج۔ بے کنرے قیام کیا۔ ان دونوں حریفوں کے درمیان صرف دریائے دجلہ حائل تھا ایک دن ثابت اپنی فوج کو تیار کر کے شاہی لشکر سے جنگ کرنے نکلا مگر شاہی لشکر نے پہلے ہی حملہ میں ثابت کو شکست دے دی اور بزور تیغ شہر میں گھس کر لوٹ مار شروع کر دی۔ امیر محمد نے اپنی فوج کو غارتگری سے روکا اور امان کی منادی کرادی ماہ جمادی الاولیٰ کے آخر میں سلطان نے امیر محمد کو صدقہ کے زیر کنٹرول علاقوں کو تباہ و برباد کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ امیر محمد نے

❶ ایک نسخہ میں کردادی ہے جو صحیح نہیں ہے۔ دیکھیں (تاریخ ابن اثیر "الکامل" ج ۱۰ ص ۴۲۳)۔ صحیح لفظ خادم نہیں بلکہ حازم ہے۔ دیکھیں (تاریخ ابن اثیر "الکامل" ج ۱ ص ۴۲۳)۔
❷ ایک نسخہ میں جراح ہے جو صحیح نہیں ہے۔ دیکھیں (تاریخ ابن اثیر "الکامل" ج ۱۰ ص ۴۲۳)۔ یہاں صحیح لفظ کفر تکمیل نہیں بلکہ طغیان ہے۔ دیکھیں (تاریخ ابن اثیر "الکامل" ج ۱۰ ص ۴۲۳)۔

اس ارادے سے صدقہ کے علاقوں کی طرف قدم بڑھائے اور شہر واسطہ کو بطور جاگیر تقسیم الدولہ ❶ برقی کو دے دیا۔

صدقہ اور سلطان محمد کی جنگ:۔۔۔ اس کے بعد سلطان محمد نے رجب کے آخر میں دار الخلافہ بغداد کی طرف کوچ کر دیا راستے میں صدقہ۔۔۔ بڑھیں ہوئی اور نہایت سختی سے لڑائی کا آغاز ہو گیا ادھر عبادہ اور تغلبہ نے صدقہ کو دھوکا دے دیا اور عین معرکہ کے وقت لڑائی چھوڑ کر بیٹھ گئے صدقہ۔۔۔ اپنی پرزور آواز سے ان لوگوں کو لگا کر آل خزیمہ آل ناسرہ آل عوف یہ وقت جنگ کا ہے تم لوگ عرب ہواٹھو اور اپنی تیز تلواروں سے کام لو۔ مگر ان لوگوں کے کان پر جوں تک نہ رہی تب صدقہ کروں کی طرف متوجہ ہوا چونکہ ان لوگوں نے بہت بڑی شجاعت اور دلیری سے کام لیا تھا اس سے ان لوگوں کے دل بڑھانے کی غرض سے انعام اور صلہ دینے کا وعدہ کیا۔ پھر شاہی فوج نے صدقہ کو چاروں طرف سے گھیر کر تیر برسوں شروع کر دیئے ورا مجموعہ قوت سے حملہ آور ہوئی صدقہ لڑتا جاتا اور یہ آواز بلند کہتا جاتا انا ملک العرب انا صدقہ (میں بادشاہ عرب ہوں میں صدقہ ہوں) اتفاق سے ایک تیر مگر پھر بھی ثابت قدم رہا۔

صدقہ کا قتل: ایک ترکی غلام برغش ❷ نے ایک کر صدقہ کی عمر پکڑ لی اور زمین کی جانب کھینچا۔ صدقہ زخمی تو ہو ہی گیا تھا گھوڑے سے زمین پر گرا گیا صدقہ نے کہا اے برغش ذرا نرمی اختیار کر مگر برغش نے اس کا کوئی جواب نہ دیا اور قتل کر کے سر اتار لیا اور سلطان محمد کی خدمت میں لا کر رکھ دیا سلطان محمد نے دار الخلافہ بغداد بھیج دیا اور لاش کو دفن کرنے کا حکم دیا ❸۔

صدقہ کی خصوصیات:۔۔۔ صدقہ کا واقعہ قتل اس کی امارت کے اکیس سال بعد واقع ہوا۔ یہ وہی شخص تھا جس نے عراق میں صدقہ ہا دیکھا تھا۔ یہ نہایت عظیم الشان عالی قدر ہامیت حکمران تھا۔ محی، حلیم، اپنے وعدوں کا سچا رعیت کے ساتھ عدل و انصاف کرنے والا اور دیر شخص تھا پڑھتا تھا لکھتا تھا اس کے کتب خانہ میں ایک ہزار کتابیں تھیں۔

دبیس بن صدقہ:۔۔۔۔۔ خاتمہ جنگ کے بعد سلطان محمد حلقہ میں داخل نہیں ہوا اور بغداد واپس چلا گیا۔ اور صدقہ کی بیوی کو امان نامہ لکھ کر بھیج دیا۔ چنانچہ صدقہ کی بیوی بغداد آئی سلطان محمد نے اپنے امراء و اراکین دولت کو اس کے استقبال کے لئے بھیجا پھر جب وہ ضرر خدمت ہوئی تو اس کے بیٹے دبیس کو قید سے رہا کر دیا۔ اور صدقہ کے قتل کی معذرت کی۔ دبیس نے سلطان محمد کے حکم سے آئندہ اطاعت و فرمانبرداری کا حلف لیا اور کسی قسم کا انحراف نہ کرنے کا عہد کیا اور اس کے سایہ عاطفت میں قیام پذیر ہو گیا سلطان نے دبیس کو بہت سی جاگیریں عطا کیں

سلطان محمود بن محمد کی تخت نشینی:۔۔۔ مگر دبیس مسلسل اسی کے پاس مقیم رہا یہاں تک کہ سلطان محمد نے وفات پائی اور اس کے بیٹے سلطان محمود نے ۵۱۱ھ میں حکومت سنبھالی دبیس نے سلطان محمود سے اپنے شہر حلقہ جا کر قیام کرنے کی اجازت مانگی چنانچہ سلطان محمود نے بطیب خاطر اجازت دی دبیس رخصت ہو کر حلقہ آیا اور اس پر قابض ہو گیا۔ تھوڑے دنوں میں عرب اور کردوں کا بڑا گروہ اس کے پاس آ کر جمع ہو گیا۔ جس سے اس کے قوائے حکمرانی مضبوط اور مستحکم ہو گئے۔

دبیس برقی اور الملک المسعود:۔۔۔۔۔ جب ۵۱۲ھ میں خلیفہ مستظہر باللہ کا انتقال ہوا اور اس کے بیٹے المسترشد باللہ کی خلافت کی بیعت لی گئی تو مرحوم خلیفہ کا دوسرا بیٹا (امیر ابوالحسن بن مستظہر باللہ) اپنے بھائی (مسترشد باللہ) کے خوف سے دریا کے راستے مدائن چلا گیا اور وہاں سے ”حلقہ“ جا کر دبیس کے پاس مقیم ہو گیا۔ خلیفہ مسترشد کو اس کی خبر ملی تو اس نے دبیس سے امیر ابوالحسن کو طلب کیا مگر دبیس نے جواب دیا کہ چونکہ ”امیر ابوالحسن“ نے

❶ ایک نسخہ میں برقی ہے جو صحیح نہیں، دیکھیں (تاریخ ابن اثیر ”اکال“ ج ۱۰ ص ۴۲۳)۔ یہاں صحیح لفظ برغش ہے، برغش نہیں۔ (تاریخ ابن اثیر ”اکال“ ج ۱۰ ص ۴۲۳)۔
❷ ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن (ج ۳ ص ۱۸۸) پر اس کے بعد مندرجہ ذیل عبارت کا اضافہ ہے۔ صدقہ کے ساتھیوں میں سے تین ہزار یا اس سے کچھ زیادہ افراد قتل ہوئے اور خوشی بان کے تقریباً سوا فرات قتل ہوئے۔ جبکہ صدقہ کا بیٹا ملیس گرفتار کر لیا گیا اور اس کا بھائی بہران پہلے چلا اور پھر وہاں سے اپنے سر کے پاس بھٹی کی طرف فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا اور سعید بن حمید الحمیری صاحب الجیش سرخاب بن کنجر واد ایک شخص جو سلطان سے بھاگ کر صدقہ کے پاس پہنچا تو یہ سب بھی گرفتار ہوئے۔ استدراک ثناء اللہ محمود۔

میرے پاس آ کر پہنچ لی ہے میں اس کو کسی بات پر مجبور نہیں کر سکتا۔ تب علی بن طراد زینی نے ”جو خلیفہ مسترشد کا سفیر بن کر گیا ہوا تھا“ امیر ابوالحسن کو سمجھایا اس پر امیر ابوالحسن بغداد چلنے پر راضی ہو گیا۔ دبیس نے اسے جن چیزوں کی ضرورت تھی فراہم کر دیں۔

ابوالحسن کی گرفتاری: اس دوران برستی بغداد سے فوجیں تیار کر کے دبیس کے خلاف نکل کھڑا ہوا اور امیر ابوالحسن (برادر خلیفہ مسترشد) نے بڑھڑ واسطہ پر ۱۵ صفر ۵۱۳ھ میں قبضہ کر لیا۔ اس سے اس کی قوت بڑھ گئی۔ خلیفہ مسترشد نے دبیس کو کہلوایا کہ اب تو امیر ابوالحسن تمہارے پڑوس اور ذمہ سے نکل آیا ہے من سب یہ ہے کہ اس سے پہلے کہ وہ طاقور اور میرا مقابلہ کرنے کے قابل ہو اسکی روک تھام کرو چنانچہ دبیس نے ایک دستہ فوج امیر ابوالحسن کو گرفتار کرنے کے لئے واسطہ روانہ کیا چنانچہ اس فوج نے پہنچتے ہی امیر ابوالحسن کو گرفتار کر لیا اور دبیس نے اسے خلیفہ مسترشد باللہ کے پاس بغداد بھیج دیا۔

ملک مسعود اور برستی: ملک مسعود یعنی سلطان محمد کا بھائی ان دنوں موصل میں تھا۔ اس کا اتا یک (اتالیق) جیوش بک اس کے ساتھ تھا ان دونوں نے سلطان محمود بن سلطان محمد کی عدم موجودگی کی وجہ سے عراق کا رخ کر لیا۔ اس مہم میں اس کا وزیر فخر الملک ابوعلی بن عمر والی طربلس قسیم الدولہ زنگی بن اقسقر الملک العادل سلطان نورالدین محمود زنگی کا داداد باوی بن خراسان ترکمانی (صاحب بوزاتج ابوالہیجا والی اربل اور والی سنجہ راس لشکر میں تھے۔ جس وقت یہ لوگ دارالخلافہ بغداد کے قریب پہنچے برستی کو خطرہ پیدا ہو گیا ملک مسعود اور جیوش بک نے کہلوایا کہ ہم لوگ دبیس کے مقابلہ پر تمہاری کمک کے لئے آئے ہیں۔ تم سے لڑنا ہمارا مقصد نہیں ہے۔ برستی کو مسعود سے کسی قسم کا خطرہ پیدا نہیں ہوا البتہ جیوش بک کی طرف سے مشکوک و مشتبہ تھا۔ چنانچہ آپس میں مصالحت ہو گئی اور ملک مسعود بغداد میں داخل ہو گیا اور دارالملکت میں قیام اختیار کر لیا۔ اتنے میں ”منکبرس“ فوجیں سے کراچی آیا برستی نے اس سے جنگ کرنے اور اس کا مقابلہ کرنے کے لئے بغداد سے خروج چنانچہ منکبرس بغداد کو چھوڑ کر نعلیہ کی طرف مڑ گیا اور دجلہ کو عبور کر کے دبیس بن صدقہ سے جا ملا اس سے پہلے دبیس نے ملک مسعود اور اس کے وزیر کے پاس بہت سے تحفے اور ہدیے بھیجے تھے تاکہ اس کی جانب سے ان کا خیال خراب نہ ہونے پائے۔ چنانچہ منکبرس اور دبیس کا میل جول ہو گیا اور دبیس کے دل کو مکمل تقویت ہو گئی۔ ملک مسعود، برستی اور جیوش بک مدائن کی جانب منکبرس اور دبیس کو زیر کرنے کے لئے بڑھے لیکن اس لئے کہ ان دونوں کی فوجی طاقت زیادہ تھی۔ میدان جنگ میں نہ جاسکے اور مدائن سے ناکام واپس لوٹے پھر مصر کو عبور کیا۔ دونوں حریف نے ان اطراف میں اپنی غارتگری سے بیحد نقصان پہنچایا۔

مسترشد کے سفیر:..... خلیفہ مسترشد نے ان واقعات سے مطلع ہو کر دونوں فریقوں کے پاس سفیر روانہ کئے خوزیری سے روکا صلح کرنے کی ہدایت کی چنانچہ ان سب نے بسر و چشم منظور کر لیا۔ پھر ان لوگوں کو یہ خبر ملی کہ دبیس اور منکبرس نے منصور یعنی دبیس کے بھائی اور حسین بن اورز بک ریب منکبرس کی ماتحتی میں فوجیں بغداد روانہ کی ہیں چنانچہ برستی نے نہایت تیزی سے بغداد کی طرف کوچ کیا، اپنے بیٹے عزالدین مسعود کو اپنی فوج کی مان کے لئے چھوڑ آیا اور عماد الدین زنگی بن اقسقر کو اس کے ساتھ مقرر کیا اور سفر و قیام کرتا ہوا ”ادبالی“ پہنچا اور منکبرس و دبیس کی فوج کو غور کرنے سے روک دیا۔ اس کے دو دن کے بعد یہ خبر ملی کہ خلیفہ کے حکم اور اشارہ پر دونوں فریق میں صلح ہو گئی ہے۔ اس سے اس کا نشاط و تار ہا چنانچہ ہامغری گھاٹ سے عبور کر کے بغداد پہنچ گیا۔ اور بغداد کی مشرقی جانب مقیم ہو گئے برستی نے ملک مسعود کے مال و اسباب پر ہاتھ بڑھایا اور اس پر قبضہ کر کے لوٹ گیا اور بغداد کی دوسری جانب خیمہ زن ہو گیا ملک مسعود اور جیوش بک ایک سمت میں اور دبیس و منکبرس دوسری طرف پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے طرہ یہ تھا کہ عزالدین بن برستی اپنے باپ سے علیحدہ ہو کر منکبرس اور دبیس کے لشکر میں موجود تھا۔ جیوش بک نے سلطان محمود کے پاس اپنی اور اپنی ملک مسعود کی جاگیر کو زیادہ کرنے کی درخواست بھیجی تھی چنانچہ سلطان محمود نے اپنے قاصد کے ہاتھ خط روانہ کیا جس میں لکھا ہوا تھا کہ سلطان نے تم کو آزر و بیعت جاگیر میں دیا تھا مگر یہ خبر سن کر تم نے بغداد کی طرف کوچ کیا تھا اس لئے اس حکم کو نافذ نہ کیا بلکہ اپنی فوجیں موصل کی جانب روانہ کر دیں اتفاق سے یہ خط منکبرس کے ہاتھ لگ گیا۔

ملک مسعود و سلطان محمود کے درمیان صلح:..... منکبرس نے اس خط کو جیوش بک کے پاس بھیج دیا اور خود آپس میں صلح کرانے کا ذمہ دہن کیا۔ غرض کہ منکبرس نے درمیان میں پڑ کر آپس میں سلطان محمود اور ملک مسعود میں صلح کرا دی۔ برستی کے ساتھی برستی سے علیحدہ ہو گئے اس کا سر کھیل بگڑ

گیا۔ اس کے دل کی بات دل ہی میں رہ گئی اور وہ عراق کا مالی بن سکا اور نہ اس کو حکومت پر غلبہ حاصل ہو سکا لہذا عراق سے ملک مسعود کے پاس چلا گیا اور اس کے پاس رہنے کا منکر س کو بغداد کا گورنر بنایا گیا اور دہیس حلقہ کجانب لوٹ گیا۔

دہیس اور سلطان محمود: دہیس بن صدقہ اور جیوش بک کے درمیان جو کہ ملک مسعود کا اتالیق تھا عرصے سے خط کتابت کا سلسلہ جاری تھا۔ دہیس مسلسل یہی لکھا کرتا تھا کہ اگر ملک مسعود حکومت حاصل کرنے پر تیار ہو تو میں اس کا مددگار ہوں گا غرض یہ تھی کہ اگر ملک مسعود اور سلطان محمود آپس میں ٹکرائیں تو میں اس پر حاوی ہو جاؤں جیسا کہ میرے باپ کو برکیاروق اور محمد بن ملک شاہ کے اختلاف کی وجہ سے حکومت پر غلبہ حاصل تھا۔ قسیم الدولہ برستی تختگی بغداد سے علیحدہ ہو کر ملک مسعود کے پاس چلا گیا اور ملک مسعود نے اس کو دو ”مراغہ“ ”درحبہ“ جاگیر کے طور پر دے دیا۔

دہیس کی سازش: چونکہ دہیس اور قسیم الدولہ کے درمیان ایک مدت سے دشمنی اور مخالفت چلی آ رہی تھی۔ دہیس نے موقع پا کر جیوش بک اور ملک مسعود کو قسیم الدولہ برستی کے خلاف ابھار دیا اور گرفتار کرنے کی رائے دے دی اتفاق سے برستی کو اس کی اطلاع مل گئی اور وہ ملک مسعود کا ساتھ چھوڑ کر سلطان محمود کے پاس آ گیا۔ سلطان محمود نے بے حد عزت کی یخدا میں اس کے ممتاز ابوا سمعیل حسین بن علی اصفہانی طغرائی ملک مسعود کی خدمت میں آ گیا اور وہ اس کا بیٹا ابوالموید محمد ملک مسعود کے دربار میں کتابت (سکریٹری شپ) کا کام کرنے لگا۔ چنانچہ جب اس کا باپ (استاد ابوا سمعیل حسین بن علی اصفہانی آ گیا تو ملک مسعود نے ابوالی بن عمار و حاکم طرابلس کو معزول کر کے عہدہ وزارت پر اس کو مامور کیا چنانچہ اس نے اس خدمت کو انتہائی خوبی سے انجام دیا۔ جس کی تحریک دہیس نے کی تھی۔

ملک مسعود کی شکست: اس کے بعد ملک مسعود اس کے اراکین دولت سلطان محمود کی مخالفت پر آمادہ ہو گئے۔ کسی طریقہ سے سلطان محمود کو اس کی خبر پہنچ گئی سلطان محمود نے ان لوگوں کو دھمکی دی اور مخالفت اور نافرمانی کی صورت میں اپنی سطوت و جبروت سے ڈرایا مگر ملک مسعود کے خیر خواہوں کے کان پر جوں تک نہ رہی اور مخالفت کا اعلان کر کے ملک مسعود کی حکومت کا خطبہ پڑھنا شروع کر دیا بخوبی ثابت بخنے لگی اور جب ان کو یہ خبر ملی کہ سلطان محمود کا لشکر ان دنوں ادھر ادھر ہو گیا ہے تو اس سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہو کر بہت تیزی سے روانہ ہوا پندرہویں ربیع الاول ۵۱۳ھ کو مقام اسرہاد میں سلطان محمود کے لشکر سے جنگ ہو گئی قسیم الدولہ برستی اس کے لشکر کے آگے تھا صبح سے دوپہر تک بہت سختی سے لڑائی جاری رہی برستی نے اس معرکہ میں بہت بڑا حصہ لیا اس کے بعد ملک مسعود کو شکست ہو گئی۔

وزیر ابوا سمعیل کا قتل: اس کے بہت سے سردار اور گرفتار کر لئے گئے اور اس کی سلطنت کا وزیر ابوا سمعیل طغرائی گرفتار ہو گیا پھر اس کو سلطان محمود کی خدمت میں پیش کیا گیا چنانچہ۔ سلطان محمود نے اس کو قتل کرنے کا حکم دیا ایک سال ابوا سمعیل نے وزارت کی کتابت کا کام بہت خوبی سے انجام دیا تھا اور شاعری میں بھی اس کو عبور حاصل تھا صنعت کیمیا میں اس کی متعدد تصانیف ہیں۔

برستی اور ملک مسعود: ملک مسعود شکست کے بعد موصل کی طرف روانہ ہوا برستی سلطان محمود سے ملک مسعود کے لئے امن حاصل کر کے اس کو واپس لانے کے لئے نکلا چنانچہ راستہ سے ملک مسعود کو اس کے بھائی سلطان محمود کے پاس واپس لے آیا۔ سلطان محمود نے اس کی غلطی معاف کر دی اور انتہائی محبت اور نرمی سے پیش آیا۔ اس وقت جیوش بک موصل پہنچ گیا تھا۔ جب اسے ملک مسعود اور سلطان محمود کی صلح کی خبر ملی تو اس نے بھی سلطان کی خدمت میں جبکہ وہ ہمدان میں تھا حاضر ہو کر امن کی درخواست کی۔ سلطان محمود نے اس کو بھی امن دے دیا اور عزت و احترام سے پیش آیا۔

حلقہ کی تباہی: دہیس اس وقت عراق میں تھا ملک مسعود کی شکست سے مطلع ہو کر اپنے اہل و عیال کو بطیمہ بھیج دیا اور خود مال و اسباب سمیت حلقہ پہنچ گیا اور اس کو تباہ و برباد کرتا ہوا۔ بلغازی بن ارتق کے اس ماردین پہنچ گیا۔ سلطان محمود کو ان واقعات کی اطلاع ملی تو وہ بھی دہیس کے خلاف ایک ہزار کشتیاں لے کر حلقہ پہنچا اور دیکھ کہ حلقہ ویران برباد ہو گیا ہے چنانچہ ایک رات قیام کر کے واپس لوٹ گیا

منصور کا حملہ: اس کے بعد دہیس نے اپنے بھائی منصور کو قلعہ صفد سے ایک بڑی فوج دے کر عراق روانہ کیا چنانچہ منصور حلقہ اور کوفہ سے ہوتا ہوا

بصرہ پہنچا اور برقیہ زکوی کو صلح کی غرض سے سلطان کے پاس بھیجا۔ مگر کسی وجہ سے صلح نہ ہو سکی بلکہ منصور کا بھائی دبیس اور اس کے بیٹے کو گرفتار کر کے کسی قلعہ میں جو کہ کرخ کے سامنے تھا قید کر دیا۔ پھر دبیس نے اپنے ساتھیوں کے ایک گروپ کو ان کے زیر کنٹرول واسطہ کے عداوتوں کی طرف جانے کی اجازت دی ”ترکان واسطہ“ نے روک ٹوک کی۔

مہلبیل کی گرفتاری: پھر دبیس نے ایک فوج مہلبیل بن ابی العسکر کی کمان میں ترکان واسطہ کی سرکوبی کیلئے روانہ کی اور مظفر بن ابی الخیر کو اس کی کمک کی ہدایت کی اہل واسطہ نے اس سے مطلع ہو کر قسیم الدولہ برقیہ سے امداد کی درخواست کی چنانچہ برقیہ نے ان کی کمک پر لشکر روانہ کر دیا۔ ابھی مظفر آنے نہیں پایا تھا کہ مہلبیل اس سے جنگ کرنے بڑھا مگر پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر بھاگ گیا اور اسی بھاگ ڈور میں اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت سمیت گرفتار کر لیا گیا۔ اس کے بعد مظفر بطریقہ سے غارتگری کرتا ہوا واسطہ کے قریب پہنچا مگر مہلبیل کی شکست کا حال سن کر فوراً بھاگ گیا۔

اتفاق سے اس معرکہ میں ایک خط دبیس کا لکھا ہوا لشکر واسطہ کے ہاتھ لگ گیا دبیس نے اس خط میں مہلبیل کو مظفر کی گرفتاری اور اس سے سالانہ خراج کا مطالبہ کرنے کی تاکید کی تھی لشکر واسطہ نے اس خط کو مظفر کے پاس بھیج دیا مظفر یہ خط دیکھ کر حیران و ششدر ہو گیا اسے بے حد غصہ آیا چنانچہ وہ اسی وقت دبیس کی رفاقت سے علیحدہ ہو کر لشکر واسطہ کے ساتھ مل گیا۔

دبیس کا انتقام:..... اس واقعہ کے بعد دبیس کو یہ خبر ملی کہ سلطان محمود نے اپنے بھائی کی آنکھ میں نیل کی سلائیاں پھر وادی ہیں۔ اس خبر کو سنتے ہی اس نے اپنے بال نوچ ڈالے اور سیاہ کپڑے پہن لئے شہروں کو تباہ و برباد کرنے لگا۔ نہر ملک میں جتنا مال و اسباب ”مسترشد“ کا تھا لوٹ لیا۔ اور وہاں کے رہنے والے جلاوطن ہو کر بغداد پہنچ گئے۔ لشکر واسطہ یہ خبر پا کر نعمانیہ کی طرف بڑھا اور دبیس کے لشکر پر جو کہ وہاں پر خیمہ زن تھا حملہ آور ہوا اور اس کو مار پیٹ کر نعمانیہ سے باہر نکال دیا اور خود قابض ہو گیا۔

سلطان محمود اور دبیس: دبیس نے گزشتہ جنگ میں خلیفہ کے عقیف نامی خادم کو گرفتار کر لیا تھا کچھ عرصے بعد جب سلطان محمود نے اپنے بھائی ملک مسعود کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھر وادی تو دبیس نے عقیف کو رہا کر دیا اور اسے ایک خط دے کر خلیفہ کے پاس بھیج دیا اس خط میں دبیس نے سلطان محمود کے اس برتاؤ پر جو اس نے اپنے بھائی کے ساتھ کیا تھا ناراضگی ظاہر کی تھی اور خلیفہ کو اس بات پر دھمکی دی تھی خلیفہ کو یہ خط دیکھنے سے بے حد غصہ آیا چنانچہ فوجیں تیار کر کے دبیس سے جنگ کے لئے برقیہ کی طرف بڑھا اسے آگے رہنے کا حکم دیا چنانچہ ماہ رمضان ۵۵۷ھ میں شاہی فوجیں دریا کی طرح دبیس سے جنگ کرنے بڑھیں اطراف و جوانب کے علاقوں سے فوجیں آنے لگیں۔ سلیمان بن مہارش بنو عقیل کا بڑا لشکر لے کر حدیثہ سے آیا قریش بن مسلم (والی موصل) بھی اپنے لشکر کی فوج لے کر حاضر ہو گیا خلیفہ مسترشد نے بغداد میں اعلان کر دیا کہ جس کو شاہی لشکر کے ساتھ مل کر دولت عباسیہ کے باغیوں سے لڑنا ہو شاہی لشکر میں آجائے اہل بغداد سنتے ہی ٹوٹ پڑے خلیفہ نے ان لوگوں کو حسب ضرورت روپیہ، اسباب اور آفات حرب دیئے۔

دبیس کی گھبراہٹ: دبیس ان واقعات سے مطلع ہو کر گھبرا گیا۔ اور خلیفہ مسترشد کے پاس معذرت کا خط روانہ کیا اور امن کی درخواست کی مگر خلیفہ نے اس کی درخواست منظور نہیں کی اور ماہ ذی الحجہ ۵۵۷ھ کے آخر میں بغداد سے کوچ کر دیا وزیر السلطنت نظام الدین احمد بن نظام الملک نقیب الطاہرین۔ نقیب النعمانی بن طراد اور شیخ الشیوخ صدر الدین اسمعیل وغیرہ جیسے عمائدین خلیفہ کے لشکر میں تھے۔ برقیہ کو اس کی اطلاع ملی تو وہ خلیفہ کی خدمت میں واپس آیا اور اس کے لشکر کے ساتھ حدیثہ میں قیام پذیر ہو گیا۔

دبیس کی شکست: اس کے بعد خلیفہ کے لشکر نے جنگ کے لئے موصل کی طرف کوچ کیا برقیہ اس کے مقدمتہ انجیش پر تھا۔ دبیس نے بھی اپنے ساتھیوں کو مرتب کر لیا۔ پیادوں کو سواروں کے لشکر کے آگے رکھا اس کے لشکریوں سے کامیابی کی شرط بغداد کو تباہ و برباد کرنے اور عورتوں کو لونڈی بنانے کا وعدہ کر رکھا تھا۔ چنانچہ دونوں حریف گتھے گئے۔ اور پھر دبیس کے لشکر کو شکست ہو گئی ایک جماعت اس کے ہمراہ ساتھیوں کی گرفتار ہو گئی۔ جنہیں خاتمہ جنگ کے بعد قتل کر دیا گیا۔ پھر دبیس کی عورتوں کو باندی بنا لیا گیا۔

فتحیابی کے بعد میدان جنگ سے خلیفہ مسترشد یوم عاشورہ ۵۱۵ھ کو دار الخلافہ بغداد واپس چلا گیا۔

بصرہ کی تباہی: دبیس نے شکست کے بعد فرات عبور کیا۔ غزیہ پہنچ کر ”عرب نجد“ سے امداد مانگی مگر ان لوگوں نے انکار میں جواب دیا تب منتفق کے پاس گیا اور منتفق سے بصرہ پر قبضہ کرنے کا حلف لے لیا چنانچہ وہ لوگ اس کے ساتھ بصرہ اور اسے لوٹ لیا اس کے چیف کمانڈر کو قتل کر دیا چنانچہ مسترشد نے برستی کو ناراضگی کا خط روانہ کیا۔ اور اس کو دبیس کا تعاقب نہ کرنے پر ڈانٹش پلائی اور یہ بھی لکھا کہ تیری ہی وجہ سے دبیس کو بصرہ ویران کرنے کا موقع مل چنانچہ برستی نے فوراً جنگ کی تیاری کر دی سامان سفر و جنگ درست کر کے بصرہ کا راستہ لیا چنانچہ دبیس نے یہ خبر پا کر بصرہ چھوڑ دیا۔ قلعہ حجر میں جا کہ پناہ گزیں ہو گیا۔ عیسائیوں سے مل کر ان کو حلب پر قبضہ کرنے کی ترغیب دی اور ان کے لشکر کے ساتھ ۵۱۸ھ میں صلب کے محاصرہ پر آیا۔ اہل حلب نے معقول طور سے ان کا مقابلہ کیا اور چاروں طرف سے قلعہ بندی کر لی۔ مجبور ہو کر خائب و خاسر ہو کر لوٹ آئے۔ چنانچہ دبیس ان سے علیحدہ ہو کر طغرل بن سلطان محمد کے پاس چلا گیا۔ اور اسے عراق کے قبضہ پر ابھارا جیسا کہ آئندہ ہم تحریر کریں گے۔

دبیس کی ملک طغرل کے پاس روانگی:..... جس وقت دبیس شام سے ملک طغرل کے پاس آذربایجان میں حاضر ہوا ملک طغرل نے احترام سے اس سے ملاقات کی اور اسے اپنے خاص الخاص امراء اور وزیروں میں شامل کر لیا۔ دبیس نے اسے عراق پر قبضہ کی ترغیب دی اور اس پر قبضہ کروانے کا ذمہ لیا۔ چنانچہ ملک طغرل نے اس ارادے سے کوچ کیا۔ دبیس اس کے ساتھ تھا کوچ و قیام کرتا ہوا ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ قوتاً پہنچا۔ مجاہد ابن بہروز (والی تکریت) نے خلیفہ مسترشد کو اس کی اطلاع دی چنانچہ خلیفہ نے ملک طغرل اور دبیس کے مقابلے اور سرکوبی پر کمر باندھ دی۔ فوجیں فراہم کیں۔ پیادوں کے علاوہ بارہ ہزار سواروں کے ساتھ۔ ماہ صفر ۵۱۹ھ میں دار الخلافہ بغداد سے کوچ کیا اس کے مقدمتہ انجیش کا برتقش زکوی افسر اعلیٰ تھا۔ شاہی لشکر رفتہ رفتہ خالص پہنچ گیا۔ ملک طغرل کو خلیفہ مسترشد کی تیاری اور روانگی کی خبر ملی تو اس نے خراسان کا راستہ اختیار کر لیا۔ اور جوں پہنچ کر خیمہ زن ہو گیا۔ اس کے ساتھی غارتگری کے لئے چاروں طرف پھیل گئے۔ وزیر السلطنت جلال الدین بن صدقہ ایک بڑی فوج لے کر ملک طغرل کی جانب بڑھا اور دسکرہ میں پڑاؤ کیا۔ اتنے میں خلیفہ مسترشد بھی پہنچ گیا۔ دبیس اور ملک طغرل نے ہارونیہ کی طرف کوچ کر دیا۔ پھر دونوں نے تمارا کی طرف نہروان کا بل پڑ کرنے کے لئے قدم بڑھائے دبیس نے پایاب مقامات کی حفاظت پر کمر باندھی اور ملک طغرل دار الخلافہ بغداد پر قبضہ اور اس کو تباہ و برباد کرنے کے لئے بغداد کی طرف روانہ ہو گیا الغرض دبیس نے تمارا سے کوچ کیا اور طغرل اس وجہ سے کہ وہ نجار میں مبتلا ہو گیا تھا قیام پذیر ہو گیا پھر بارش اور سیلاب اتنا زیادہ ہوا کہ دونوں مجبور ہو کر بیٹھ گئے۔ ٹھنڈ، بھوک اور سفر کی تھکن نے دبیس کو بدحواس کر دیا

خلیفہ کے سامان کی لوٹ مار: اس کی خوش قسمتی تھا کہ خلیفہ مسترشد کا کچھ سامان جا رہا تھا۔ جس میں پہنے کے کپڑے اور بہت سی خوردنی اشیاء بھی تھیں۔ دبیس نے اس سامان پر قبضہ کر لیا۔ کپڑوں کو زیب تن کیا کھانا کھایا۔ دھوپ میں بیٹھا تو ہوش بجا ہوئے چنانچہ سیٹ کر سونے لگا خلیفہ کو اس واقعہ کو اطلاع ملی تو وہ اسے دار الخلافہ بغداد کی طرف واپسی کا حکم صادر کیا۔

خلیفہ مسترشد اور دبیس: اتفاق سے اس کا لشکر دبیس کے لشکر کے پاس سے گذرا خلیفہ دبیس کے سر پر پہنچ گیا۔ اور وہ خواب غفلت میں پڑ خراٹے لے رہا تھا سرہانے کھڑا پایا حسب عادت زمین بوی کی اور معافی کی درخواست کی چنانچہ خلیفہ مسترشد کا دل نرم ہو گیا۔ وزیر السلطنت جدو اندین بن صدقہ نے بھی سفارش کی پھر دبیس سوار ہو کر برتقش زکوی کے لشکر کے سامنے گیا اور ان لوگوں سے باتیں کرنے لگا۔ دوسرے وقت تک شاہی لشکر نے بل عبور کر لیا پھر دبیس کو موقع مل گیا اور وہ ملک طغرل کے پاس واپس آ گیا اور اس کے ساتھ ساتھ اس کے چچا سنجر کے پاس روانہ ہوا اور صوبہ ہمدان میں پہنچتے ہی قتل و غارتگری کا ہنگامہ برپا کر دیا۔ سلطان محمود نے یہ خبر سن کر ان لوگوں کا تعاقب کیا مگر کامیاب نہ ہو سکا۔

دبیس کی ریشہ روائیاں: ملک طغرل نے عراق پر قبضہ سے ناامید ہو کر دبیس کے ساتھ سلطان سنجر کی طرف کوچ کر دیا یہ اس وقت خراسان کا حکمران تھا بنو ملک شاہ کا سربراہ و فرد تصور کیا جاتا تھا چنانچہ ملک طغرل اور دبیس نے اس سے خلیفہ مسترشد اور برتقش ٹھنڈ بغداد کی الٹی شکایت کی لہذا سلطان سنجر نے انصاف کرنے کا وعدہ کیا چنانچہ دونوں اس کے پاس مقیم ہو گئے۔ دبیس سے چپ چاپ نہ بیٹھا گیا چنانچہ سلطان سنجر کو عرق پر قبضہ

کر لینے کی ترغیب دینے لگا۔ موقع پا کر مستر شد اور سلطان کی طرف سے اس کو بدظن کرتا رہتا۔ بالآخر یہ بات سلطان سنجر کے ذہن نشین کر دی کہ خلیفہ مستر شد اور سلطان محمود دونوں بالاتفاق سلطان سنجر کی مخالفت پر کمر بستہ اور تیار رہیں۔ کہتے سنتے سلطان سنجر کی بھی رگ حمیت و مردانگی جوش میں آ گئی۔ چنانچہ ۵۲۲ھ میں عراق کی طرف کوچ کیا۔ وہیں کے خیالات کی تصدیق کرنے کے لئے سلطان محمود کو ہمدان سے بلوایا۔

سلطان محمود اور سلطان سنجر: سلطان محمود سلطان سنجر کا پیغام پاتے ہی حاضر ہو گیا جس سے وہیں کے پیدا کئے ہوئے خیال کی تکذیب ہوئی چنانچہ سلطان سنجر نے اپنی افواج کو سلطان محمود کے استقبال کے لئے بھیجا۔ شاہی فوج نے سلطان محمود کو سلامی دی سلطان سنجر نے اسے اپنے برابر تخت پر بٹھایا۔ عزت و احترام سے پیش آیا۔ ۵۲۲ھ کے آخری تک سلطان محمود اس کی خدمت میں رہا اس کے بعد سلطان سنجر دوبارہ لوٹ کر خراسان آ گیا اور وہیں کو سلطان محمود کے حوالے کر کے یہ ہدایت کی کہ اس کو اس کے عزت و احترام سے واپس کر دینا۔ چنانچہ سلطان محمود وہیں کے ساتھ ہمدان واپس گیا۔ اور محرم ۵۲۳ھ میں بغداد روانہ ہو گیا۔ وزراء اور امراء نے استقبال کیا۔ سلطان محمود نے وہیں کو شاہی مکان میں ٹھہرایا اور خلیفہ سے اس کی عفو و نقیصہ کی سفارش کی تو خلیفہ صاحب راضی ہو گئے مگر حکومت دینے سے انکار کر دیا وہیں نے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ایک لاکھ دینار پیش کئے خلافت مآب جو کہ خلیفہ نے قبول نہیں کئے پھر سلطان محمود اس سال کے درمیان میں بغداد سے ہمدان واپس چلا گیا۔

وہیں اور محمود کا جھگڑا: سلطان محمود کی بیوی اس کے چچا سلطان سنجر کی بیٹی تھی اور یہی وہیں کی مخالفت کے زمانہ میں سلطان محمود کا ہاتھ بٹاتی تھی۔ ہمدان سے سلطان کے کوچ کرتے وقت اس کا انتقال ہو گیا۔ چنانچہ وہیں کو کھل کر کھیلنے کا موقع مل گیا اس کے بعد سلطان بیمار ہو گیا۔ وہیں نے اس کے چھوٹے بیٹے کو لے کر عراق کا رخ کیا۔ خلیفہ مستر شد نے اس کے مقابلے کے لئے فوجیں تیار کر لیں بہر ذرا بعد اس وقت حلقہ میں تھا وہ وہیں کی روانگی کا حال سن کر حلقہ سے بھاگ گیا چنانچہ وہیں نے ماہ رمضان ۵۲۳ھ میں اس پر قبضہ کر لیا سلطان محمود کو اس کی خبر ملی تو اس نے امیر ابن قزل اور احمد ملی کو بلایا یہ دونوں وہیں کی نیک چلنی اور اطاعت کے ضامن تھے اور یہ کہا کہ وہیں کو لا کر حاضر کرو تم اس کی اطاعت و فرمانبرداری کے ضامن تھے چنانچہ احمد ملی وہیں کو روکنے کے لئے روانہ ہو گیا اور سلطان عراق کی طرف آیا۔ وہیں نے بہت سے تحائف اور ہدایا سلطان کی خدمت میں بھیجے جس میں دو لاکھ دینار نقدی اور تین سو اس گھوڑے تھے جن کی زینیں اور نعلیں سونے کی تھیں چنانچہ جب سلطان بغداد میں داخل ہو گیا تو وہیں بصرہ چلا گیا اور اس کو لوٹ لیا جو کچھ بیت المال میں پایا سب پر قبضہ کر لیا۔ سلطان نے اس کے تعاقب پر فوجیں روانہ کیں۔ وہیں بصرہ چھوڑ کر برہہ چلا گیا۔

وہیں کا فرار: وہیں نے جس وقت بصرہ چھوڑا تھا۔ اسی زمانہ میں اسے بلانے کے لئے ایک قاصد صرحد (صرصر) سے آیا تھا۔ (والی صرحد) ایک خصی تھا۔ اسی سال اس نے وفات پائی تھی اس کی ایک بیوی تھی جو اس کے مرنے کے بعد قلعہ پر قابض ہو گئی ساتھ ہی یہ خیال پیدا ہوا کہ نظام حکومت اس وقت تک قائم نہیں رہ سکتا جب تک کسی شخص سے جو کہ صاحب قوت و جنگ ہو تعلق نہ پیدا کیا جائے لوگوں نے اس سے وہیں کی تعریف کی کہ اس کا بہت بڑا خاندان ہے۔ نہایت دلیر اور جنگ جو ہے اس کے رعب و داب سے سارا عراق بیدلی طرح تھراتا ہے اس عورت نے وہیں کو خط لکھ کر بلایا تا کہ اس سے نکاح کر لے اور قلعہ پر اس کے اموال سمیت اس کو حاکم اور حاوی کر دے۔

وہیں کی گرفتاری: وہیں کو یہ خط بصرہ چھوڑنے کے بعد ملا لہذا فوراً عراق سے شام کی جانب کوچ کر دیا۔ چند رہبر اس کے ساتھ تھے دمشق ہو کر گزرا تاج الملوک (والی دمشق) کو جا سوسوں نے اس کی اطلاع کر دی چنانچہ (والی دمشق) نے اس کو گرفتار کر لیا۔ پھر عماد الدین زنگی نے جو کہ وہیں کا جانی دشمن تھا تاج الملوک کو پیغام دیا کہ اگر تم وہیں کو میرے پاس بھیج دو تو میں اس کے بدلے میں تمہارے بیٹے اور ان امراء کو قید سے رہا کر دوں گا جو میرے یہاں نظر بند ہیں۔ تاج الملوک نے بلا عذر اس حکم کی تعمیل کر دی اور وہیں پابند زنجیر زنگی کے پاس بھیج دیا گیا۔

وہیں کی رہائی: وہیں کو اپنے قتل کا مکمل یقین ہو گیا مگر زنگی نے اس کے ساتھ اس کے خلاف توقع وہ برتاؤ کئے جو بڑے بادشاہوں کے ساتھ کئے جاتے ہیں پھر زنگی نے اس کو رہا کر دیا اور بہت سامان و اسباب سواریاں، چوپائے اور آلات حرب اسے عطا کئے۔ کسی ذریعہ سے مستر شد کو وہیں کی گرفتاری کی اطلاع مل گئی چنانچہ سید الدین بن انباء کو تاج الملوک کے پاس بھیج کر وہیں کو مانگا سید الدین جزیرہ ابن عمر سے دمشق روانہ ہو گیا مگر

راستے میں یہ معلوم ہوا کہ والی دمشق نے اس زنگی کے پاس بھیج دیا ہے اس لئے سدید الدین کا مقصد پورا نہ ہو سکا

دہیس کی زنگی کے ساتھ بغداد روانگی اور شکست کھانا:..... ۵۲۵ھ میں سلطان محمود کا انتقال ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا ملک داؤد حکمران بنا۔ اس کے چچا سعود اور مسیحی حکومت و ریاست کے بارے میں اس سے لڑنے لگے۔ آخر کار سلطان مسعود کے پاؤں حکومت و سلطنت پر جم گئے ان دونوں (مسعود و سلجوق) کا بھائی طغرل اپنے چچا سلطان سنجر کے پاس خراسان میں تھا۔

سلطان سنجر: سلطان سنجر خاندان سلجوقیہ کا بہت بڑا مور ممبر تھا تمام حکمران سلجوقیہ اس کے حکم کے آگے گردنیں جھکا دیتے تھے اسے سلطان مسعود کا سلجوق اور طغرل سے لڑنا ناگوار گذرا چنانچہ یہ طغرل کو لے کر عراق چل دیا اور ہمدان پہنچ گیا۔ عماد الدین زنگی کو بلا کر شہنہ بغداد مقرر کیا اور دہیس بن صدقہ کو کہ یہ بھی زنگی کے پاس تھا حلقہ جاگیر میں دے دیا سلطان مسعود کو اس کی خبر ملی تو اس نے سنجر اور طغرل سے جنگ کی تیاری کا حکم دے دیا اور خلیفہ مسترشد سے بھی میدان جنگ میں شریک ہونے کی درخواست کی

دہیس اور زنگی کا حملہ:..... چنانچہ خلیفہ بغداد سے نکلا مگر یہ سن کر زنگی اور دہیس بغداد کے قریب پہنچ گئے ہیں بغداد واپس چلا گیا۔ عباسیہ میں زنگی سے مذہبیٹھ ہو گئی۔ زنگی شکست کھا کر بھاگ گیا۔ اس کے لشکر کا بڑا حصہ کام آ گیا۔ جنگ کے بعد خلیفہ مسترشد بغداد میں کامیابی کے ساتھ داخل ہو گیا اور دہیس صہ پہنچ گیا حصہ اور اس کے گرد و نواح کے علاقوں پر اقبال (خادم خلیفہ) کا تصرف و حکم چلتا تھا۔

دہیس کی شکست اور فرار:..... خلیفہ مسترشد نے یہ خبر سن کر کہ دہیس حلقہ کی طرف گیا ہے لشکر بغداد کو اقبال کی کمک پر بھیج دیا گھمسان کی لڑائی ہوئی اور دہیس شکست کھا کر بھاگ گیا۔ بڑی مشکل سے اس کی جان بچی پھر یہ واسطہ پہنچا یہاں پر اس کا بقیہ السیف لشکر بھی آ گیا۔ ابن ابی الخیر (والی بطیچہ) نے اس کو مالی اور فوجی مدد دی جس سے اس نے ۵۲۶ھ میں واسطہ پر قبضہ کر لیا۔ اقبال خادم اور بر نقش شہنہ بغداد نے ان لوگوں کی سرکوبی کیسے نو جیس روانہ کیں۔ دہیس واسطیوں کو مرتب کر کے مقابلہ پر آیا۔ سخت اور خوریز جنگ کے بعد دہیس کو شکست ہوئی میدان اقبال کے لشکر کے ہاتھ رہا۔ اس شکست کے بعد دہیس نے سلطان مسعود کے پاس جا کر دم لیا۔ اور اسی کے پاس رہنے لگا۔ اس کے بعد دہیس مسلسل سلطان مسعود کے پاس حاضر رہا پھر مسعود اور خلیفہ مسترشد کے درمیان ناصانی پیدا ہو گئی اور اس کے بھائی طغرل کا انتقال ہو گیا۔ جیسا کہ ان کے حالات میں مذکور ہے۔

دہیس کی سلطان مسعود سے علیحدگی: سلطان مسعود اپنے بھائی طغرل کے مرنے کے بعد ہمدان گیا اور اس پر قابض ہو گیا یہاں پر ایک جماعت نے جو اس کے نامور امراء اور بڑے بڑے اراکین دوست پر مشتمل تھی اس کی رفاقت ترک کر دی ان میں سے دہیس بن صدقہ بھی تھا۔ اور خلیفہ کے پاس حاضر ہو کر امان مانگ لی

خلیفہ کا دہیس کو رکھنے سے انکار: خلیفہ نے دہیس کی بار بار بد عہدی کی وجہ سے ان لوگوں کی معذرت قبول نہیں کی پس چنانچہ ان لوگوں نے خوزستان کا رخ کر لیا اور وہاں برسق بن برسق سے سازش کر لی۔ اس کے بعد خلیفہ کو اپنی رائے کی غلطی محسوس ہوئی اور ان امراء کو جو دہیس کے ساتھ تھے ان نامہ لکھ کر بھیج دیا ہاں جس وقت خلیفہ نے دہیس کی وجہ سے ان امراء کو بغیر امان دیئے ہوئے واپس کیا تھا ان لوگوں نے بالاتفاق دہیس کو گرفتار کرنے اور خلیفہ کی خدمت انجام دینے کی رائے طے کر لی تھی۔

دہیس دوبارہ سلطان مسعود کے پاس:..... دہیس کو کسی ذریعہ سے اس کا احساس ہو گیا لہذا بھاگ کر سلطان مسعود کے پاس دوبارہ آ گیا۔ اب یہ وہ زمانہ تھا کہ خلیفہ مسترشد نے سلطان مسعود سے جنگ کے لئے بغداد سے ماہ رجب ۵۲۹ھ میں کوچ کیا تھا۔ اکثر گورنروں نے اظہار اطاعت و فرماں برداری کے اظہار کے لئے سفیر بھیجے۔ داؤد بن سلطان محمود نے آذربایجان سے پیغام بھیجا کہ اگر خلیفہ دینور کی طرح سے گزریں تو یہ خانہ ز دہی خلیفہ کے رکاب میں ہوگا اور جنگ میں شریک ہونے کی عزت حاصل کرے گا مگر خلیفہ مسترشد نے اس کا انکار میں جواب دیا اور جنگ کے ارادے سے تمام اعراج تک پہنچ گیا

خلیفہ کی شکست اور گرفتاری:..... پھر اسی جگہ حریف سے مذہبیڑ ہو گئی۔ اتفاق سے شاہی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی اور خلیفہ مسترشد گرفتار کر لیا گیا وزیر سلطنت شرف الدین علی بن طرہ، قاضی القضاۃ ابن انباری اور بہت سے سرداران و اراکین دولت کی قید کر لئے گئے۔ لشکر گاہ میں جتنا مال و اسباب تھا لوٹ لیا گیا

سلطان اور خلیفہ کی صلح اور شرائط:..... پھر سلطان بغداد چلا گیا اور روانگی سے پہلے امیر بکایہ کو شہنہ بغداد مقرر کر کے روانہ کیا خلیفہ مآب کی اس شکست سے بغداد میں بے حد شور برپا ہو گیا اس کے بعد سلطان مسعود نے خلیفہ مسترشد کو ایک خیمہ میں نظر بند کر دیا اور چند لوگوں کو اس کی حفاظت اور نگرانی پر لگا دیا پھر مصالحت کا پیغام بھیجا اور یہ شرائط پیش کیں (۱) کچھ مالیہ سالانہ ادا کیا کرے (۲) آئندہ فوجیں اس کے خلاف نہ لائے (۳) جنگ کے ارادے سے اپنے دار الخلافہ سے قدم باہر نہ نکالے چنانچہ خلیفہ مسترشد نے ان شرائط کو منظور کر لیا اور آپس میں مصالحت ہو گئی۔

خلیفہ مسترشد کا قتل:..... اسی دوران سلطان سخر کا اپنی پہنچ گیا چنانچہ سلطان مسعود اس سے ملنے کے لئے چلا گیا ادھر خلیفہ کے محافظین بھی منتشر ہو گئے اس سے فائدہ اٹھا کر فرقہ باطنیہ کا ایک گروپ ذی القعدہ ۵۲۹ھ کے آخر میں خلیفہ کے خیمہ میں گھس گیا اور خلیفہ اور اس کے ساتھیوں کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔

دبیس کا قتل:..... خلیفہ مسترشد کے قتل کے بعد سلطان مسعود کو یہ خبر پہنچائی گئی کہ دبیس بن صدقہ کی سازش سے فرقہ باطنیہ نے خلیفہ مسترشد کو قتل کیا ہے وہ یہ سنتے ہی آگ بگولا ہو گیا لہذا فوراً دبیس کے قتل کا حکم دے دیا چنانچہ غلام دبیس کے دروازہ خیمہ پر گھڑا ہو گیا پھر جس وقت دبیس خیمہ سے سر نہ بچا کئے ہوئے نکلا غلام نے تلوار کے ایک وار سے اس کا سراڑا دیا دبیس کو یہ بھی معلوم نہ ہو سکا کہ اسے کس نے مارا۔

صدقہ بن دبیس کی سلطان مسعود سے صلح:..... اس واقعہ کی خبر دبیس کے بیٹے صدقہ کو ملی یہ اس وقت حلقہ میں تھا اس کے باپ کی فوجیں اور اتالیف اس کے پاس آ کر جمع ہو گئے۔ ”امیر قلعہ تلکین“ امن حاصل کر کے اس کے پاس آ گیا چنانچہ سلطان مسعود کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے شہنہ ”بک آبیہ“ کو صدقہ کو روکنے پر مامور کیا اور نہایت تیزی سے حلقہ کو صدقہ کے قبضہ سے نکالنے کی ہدایت اور تاکید کی یہاں تک کہ سلطان مسعود ۵۳۱ھ میں بغداد پہنچا۔ چنانچہ صدقہ نے حاضر ہو کر مصالحت کی درخواست کی سلطان مسعود نے اس کی اسے معاف کر دیا اور آپس میں صلح ہو گئی پھر صدقہ نے وہیں قیام اختیار کر لیا۔

خلیفہ راشد اور خلیفہ مقتدی کی بالترتیب تخت نشینی: خلیفہ مسترشد کے قتل کے بعد سلطان مسعود کے اشارے پر اس کا بیٹا راشد خلیفہ بنا کچھ عرصے بعد سلطان مسعود اور خلیفہ راشد کا جھگڑا ہو گیا اس کشیدگی اور جھگڑے کا باعث عماد الدین زنگی (والی موصل) بنا تھا۔ اس نے ہی اس فتنہ پر تیار کیا تھا۔ خلیفہ راشد ان دنوں اس کے ساتھ تھا سلطان مسعود نے ۵۳۰ھ میں خلیفہ راشد کو معزول کر کے خلیفہ مقتدی کے ہاتھ پر خلافت و امارت کی بیعت کر لی تھی۔

صدقہ اور سلطان محمود کی رشتہ داری:..... چنانچہ راشد نے موصل چھوڑ دیا۔ جو امراء و اراکین سلطنت داؤد کے لشکر میں تھے وہ اس کا ساتھ چھوڑ کر سلطان مسعود کے پاس آ گئے سلطان مسعود ان لوگوں کے اس فعل سے راضی ہو گیا سامان سفر درست کر کے ہمدان واپس لوٹ گیا اور اپنی افواج کو ان کے شہروں کی طرف لوٹنے کا حکم دیا اور خود صدقہ بن دبیس کے پاس چلا گیا اور اس سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا۔

خلیفہ راشد کی آزر بایجان میں شکست:..... خلیفہ راشد موصل سے نکل کر حکومت و امارت حاصل کرنے کی غرض سے آذر بایجان پہنچ گیا۔ والی فارس و خوزستان اور ایک جماعت امراء کی حاضر خدمت ہوئی مال اور فوجی مدد دینے کا وعدہ کیا۔ سلطان مسعود کو اس کی ملی تو وہ فوجیں مرتب کر کے ان لوگوں کے سر پر پہنچ گیا جہاں گھمسان کی لڑائی ہوئی بالآخر سلطان مسعود نے ان لوگوں کو شکست دے دی۔ بھاگ دوڑ میں امیر منکبرس نے والی فارس کو گرفتار کر لیا اور جنگ اور قتل کر ڈالا۔

سلطان مسعود کی شکست: والی خوزستان اور عبدالرحمن طخارک والی خلخال نے سلطان مسعود کی فوج پر پلٹ کر دوبارہ حملہ کیا اس وقت سلطان مسعود کے پاس تھوڑی سی فوج باقی رہ گئی تھی۔ چنانچہ سلطان مسعود کو ان لوگوں کے مقابلہ میں شکست ہوئی۔ ایک گروہ امراء کا جو اس کے لشکر میں تھا گرفتار کر لیا گیا ان میں صدق بن دبیس اور عنبر بن ابی العسکر بھی تھے۔ ان لوگوں کو بھی فتح مند گروہ نے قتل کر ڈالا اس کے بعد داؤد نے ہمدان کی جانب قدم بڑھایا اور اس پر قبضہ ہو گیا۔

حدہ پر محمد بن دبیس کا تقرر: سلطان مسعود نے اس شکست کے بعد اپنی حالت دوبارہ درست کر لی اور جتنا اس کو اس مہم میں نقصان پہنچا تھا اس کی تلافی ہو گئی۔ چنانچہ اس نے حدہ پر محمد بن دبیس کو مامور کیا۔ مہملہ بن ابی العسکر برادر نمیر کو معین و مددگار کے طور پر اس کے ساتھ بھیج دیا چنانچہ محمد کے قدم حکومت حدہ پر مستقل طور پر جم گئے باقی رہے وہ واقعات جو راشداور سلجوقیہ کے واقع ہوئے انہیں ہم آئندہ ان کے حالات کے ضمن میں تحریر کریں گے۔

بوزاہ کی مسعود سے بغاوت: ۵۴۶ھ میں بوزاہ ① (والی فارس و خوزستان) نے سلطان مسعود کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا اور سلطان محمود کے ہاتھ پر حکومت کی بیعت کر لی عباس (والی رے) بھی ان لوگوں سے گیا۔ چنانچہ ان لوگوں نے بہت سے شہروں پر قبضہ کر لیا۔ سلطان مسعود ان لوگوں کی سرکوبی کے لئے دراختلاف بغداد سے روانہ ہو گیا۔ اور بغداد میں اپنی جگہ امیر مہملہ بن ابی العسکر اور نظیر خادم کو چھوڑ گیا۔ جس وقت سلطان مسعود نے بغداد سے کوچ کرنے کا ارادہ کیا تھا اس وقت مہملہ بن علی بن دبیس کو قلعہ تکریت میں قید کر دینے کی مصلحت سے رائے دی تھی اتفاق سے خبر علی بن دبیس تک پہنچ گئی تو وہ چند آدمیوں کے ساتھ بھاگ کر قبلہ بنو اسد میں پہنچ گیا اور ان کو متحد کر کے حدہ کی طرف آیا چنانچہ محمد بن دبیس تیار کر کے مقابلہ کے لئے آیا لڑائی ہوئی۔ آخر کار علی نے محمد کو شکست دے کر حدہ پر قبضہ کر لیا۔

علی بن دبیس اور محمد بن دبیس کی جنگ: جس وقت سلطان مسعود نے بغداد سے کوچ کرنے کا ارادہ کیا تھا اس وقت مہملہ بن علی بن دبیس کو قلعہ تکریت میں قید کر دینے کی کئی مصلحت سے رائے دی تھی اتفاق سے اس کی خبر علی بن دبیس تک پہنچ گئی تو وہ چند آدمیوں کے ساتھ بھاگ کر قبلہ بنو اسد میں پہنچ گیا اور ان کو متحد کر کے حدہ کی طرف آیا چنانچہ محمد بن دبیس تیار کر کے مقابلہ کے لئے آیا لڑائی ہوئی۔ آخر کار علی نے محمد کو شکست دے کر حدہ پر قبضہ کر لیا۔

علی بن دبیس کی طاقت میں اضافہ:..... سلطان مسعود کو اس سے ناراضگی پیدا ہو گئی مگر اس وجہ سے کہ اس کے اور اس کے باپ کے حمایتی ر خاندان خاندان والے اور فوج اس کے پاس آ کر جمع ہو گئے تھے لہذا اس کی قوت بڑھ گئی مہملہ بن ابی العسکر کے ساتھ جو اس کے لشکر میں بغداد میں مقیم تھے علی کی روک تھام کے لئے حدہ روانہ ہو گا۔ فریقین نے صف آرائی کی پھر ایک سخت اور خونریز جنگ کے بعد مہملہ بن ابی العسکر کو شکست ہو گئی اور وہ شکست کھ کر بغداد کی طرف بھاگ گیا۔

علی اور خلیفہ متقی کی صلح: شہنہ بغداد اور ان لوگوں کو جو بغداد میں اس کے ساتھ تھے اس سے خطرہ پیدا ہو گیا پھر خلیفہ نے شہر پنہ کی فصیوں پر پہرہ مقرر کر دیا اور علی کو کہہ دیا کہ تم اپنے ارادوں میں مستقل اور مضبوط رہو خلیفہ کو تمہاری کامیابی سے بے حد خوشی ہوئی ہے۔ علی نے اطاعت و فرماں برداری کے ظہار کے لئے ہار گاہ خدمت میں خط روانہ کر دیا پھر لڑائی ختم ہو گئی اور امن و امان قائم ہو گیا۔

علی بن دبیس کا حدہ سے فرار: چونکہ علی بن دبیس رعایا کے ساتھ حد درجہ کا ظالمانہ برتاؤ کیا کرتا تھا اس لئے رعایا نے ۵۴۲ھ میں سلطان مسعود سے اس کی شکایت پیش کی سلطان مسعود نے ان کی شکایات پر علی بن دبیس کو معزول کر کے سالار کر کو شہر حدہ جا سیر میں دے دیا چنانچہ سالار کر نے ہمدان سے حدہ کی طرف کوچ کیا اور بغداد سے فوجیں حاصل کر کے حدہ کی طرف بڑھا چنانچہ علی بن دبیس حدہ چھوڑ کر لشکر ② کے پاس چلا گیا اور سالار کر کو اپنے ساتھیوں سمیت حدہ میں قیام کر لیا بغدادی لشکر واپس چلا گیا۔

① ایک نسخہ میں بوزاہ ہے جو صحیح نہیں۔ دیکھیں (تاریخ ابن اثیر "الکامل" ج ۱۱ ص ۱۱۹)۔

② یہ صحیح غلط فہم کون ہے دیکھیں (تاریخ ابن اثیر "الکامل" ج ۱۱ ص ۱۲۲)۔

جلہ کی دبیس کو واپسی: نقشہ گجر اس وقت اپنی جاگیر ”مقام طف“ میں تھا۔ علی نے اس سے اپنا سارا ماجرا بیان کیا اور امداد کی درخواست کی چنانچہ نقشہ گجر اس کی مدد پر تیار ہو کر اس کے ساتھ واسطہ روانہ ہوا ”طرنطائی“ والی واسطہ بھی اس کے ساتھ چل دیا چنانچہ ان لوگوں نے جلہ کو سالار کر دے سے چھین کر علی بن دبیس کے حوالہ کر دیا علی اس پر قابض ہو گیا اور سالار کر دے ۵۴۶ھ کے آخر میں بغداد واپس چلا گیا۔

علی کی سلطان مسعود سے بغاوت: ۵۴۴ھ میں سلطان مسعود کے خلاف چند امراء نے علم بغاوت بلند کیا ان میں نقشہ گجر طرنطائی اور علی بن دبیس بھی تھے ان لوگوں نے متحد ہو کر ملکشاہ بن سلطان محمود کی سلطنت و حکومت کی بیعت کر لی اور اس کے قافلے میں عراق کی طرف روانہ ہوئے خیفہ متقی سے اس کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی مگر خلیفہ نے انکار میں جواب دیا اور فوجیں حاصل کر کے بغداد کی قلعہ بندی کر لی اور سلطان مسعود کے پاس اطلاعی خط بھیج دیا چونکہ سلطان مسعود اپنے چچا سلطان سنجر سے ملاقات کے لئے رے گیا ہوا تھا لہذا اس طرح متوجہ نہ ہو سکا

سلطان مسعود سے دبیس کی معافی: نقشہ گجر کو کسی ذریعہ سے اس کی خبر مل گئی لہذا آپس میں جوتیاں چلنے لگیں نقشہ گجر نے نہروان لوٹ لیا اور علی بن دبیس کو گرفتار کر لیا اور طرنطائی بھاگ کر نعمانیہ گیا اتنے میں سلطان مسعود بغداد پہنچ گیا اور نقشہ گجر نہروان سے بھاگ گیا اور علی بن دبیس کو چھوڑ دیا۔ چنانچہ علی بن دبیس سلطان مسعود کے پاس بغداد میں حاضر ہوا غوث نقیصر کی درخواست کی لہذا سلطان مسعود نے اس کی خطا معاف کر دی۔

علی بن دبیس اور سلطان مسعود کی وفات: ان واقعات کے بعد علی بن دبیس بیمار ہو گیا اس کے طبیب خاص محمد بن صالح نے بہت علاج کیا مگر صحت مند نہ ہوا اور بیماری کے تھوڑے ہی دنوں بعد انتقال کر گیا۔ اس کے بعد سلطان مسعود (آخری تاجدار سلجوقیہ) کا بھی انتقال ہو گیا۔ اور اس کا بھتیجا ملکشاہ بن محمود کے ہاتھ پر اراکین دولت نے سلطان مسعود کی ولی عہدی کی وجہ سے حکومت و سلطنت کی بیعت کر لی خلیفہ متقی سلطان مسعود کے مرتے ہی ”ملوک سلجوقیہ“ پر حاوی ہو گیا۔

سلطان ملک شاہ کی تخت نشینی: سلطان ملکشاہ نے تخت حکومت پر متمکن ہو کر سالار کر دے کو حملہ روانہ کیا چنانچہ اس نے جلہ قبضہ کر لیا۔ مسعود ہلاک شہنہ بغداد بھی اس کے پاس چلا گیا۔ یہ سلطان مسعود کی وفات کی وقت بغداد سے بھاگ گیا تھا اور اس سے اتفاق اور ہمدردی کا اظہار کیا تھا کچھ عرصے بعد موقع پا کر مسعود ہلاک نے سالار کر دے کو گرفتار کر کے دریا میں ڈبو دیا اور خود جلہ کی حکومت پر قابض ہو گیا۔

مسعود ہلاک اور خلیفہ متقی کی جنگ: خلیفہ متقی نے یہ خبر پا کر اپنے وزیر سلطنت عون الدین بن ہبیر کو فوجیں دے کر بھیجا ”مسعود ہلاک“ بھی اپنا لشکر تیار کر کے مقابلہ پر آیا مگر شکست کھا کر پھر جلہ واپس گیا مگر اہل جلہ نے اس جلہ میں داخل نہیں ہونے دیا تب مسعود ہلاک نے تکریت کا رخ کر لیا اور وزیر السلطنت عون نے جلہ پر قبضہ کر لیا پھر کوفہ اور واسطہ کو فتح کرنے کے لئے فوجیں روانہ کیں چنانچہ کوفہ اور واسطہ بھی فتح ہو گئے اس کے بعد سلطان ملکشاہ کا لشکر کوفہ پہنچا لہذا خلیفہ متقی کی فوجوں نے کوفہ چھوڑ کر واسطہ کا راستہ لیا اور جب شاہی لشکر واسطہ کی طرح بڑھا تو خلیفہ کی فوج نے واسطہ کو چھوڑ کر حصہ کی طرف قدم بڑھائے غرض یک کب بعد دیگرے شہروں کو خلیفہ کی فوج چھوڑتی گئی اور شاہی لشکر قابض ہوتا گیا بالآخر ذیقعدہ ۵۴۷ھ کے آخر میں خلیفہ کی فوج بغداد کی جانب واپس ہو گئی۔

سلطان ملکشاہ گرفتار سلطان محمد کی تخت نشینی: اس کے بعد امراء و اراکین دولت سلجوقیہ نے ملکشاہ کو ۵۴۸ھ میں گرفتار کر لیا اور اس کے بھائی محمد کو تخت حکومت پر فائز کیا اور خلیفہ متقی سے اس کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی خلیفہ متقی نے منظور نہیں کیا اس بناء پر سلطان محمد بن محمود نے ۵۵۱ھ میں عراق کے جانب کوچ کیا جس سے بغداد میں ہل چل مچ گئی۔ خلیفہ متقی نے نہایت حزم و احتیاط سے مقابلہ کی تیاری کی واسطہ کی فوجیں بھی آ گئیں۔ سلطان محمد نے مہمل بن ابی العسکر کو جلہ پر قبضہ کرنے بھیجا چنانچہ اس نے جلہ پر قبضہ کر لیا اور پھر سلطان محمد نے ۵۵۲ھ میں بغداد کا محاصرہ کر لیا مگر کسی قسم کی کامیابی نہ ہوئی اور واپس آیا۔

خلیفہ مستنجد کی تخت نشینی ۵۵۵ھ خلیفہ متقی کا انتقال ہو گیا اور اس کا بیٹا مستنجد تخت خلافت پر بیٹھا یہ بھی اپنے باپ کی طرح نظم و سن اور امور

سنت کا مالک تھا اس نے سلجوقیہ کا خطبہ در الخلافت بغداد میں بند کر دیا۔ چونکہ بنو اسد نے محاصرہ بغداد کے زمانے میں مہمل بن ابی العسر کا ساتھ دیا تھا۔ اس لئے مستجد کو بنو اسد سے ناراضگی اور کشیدگی تھی۔

بنو اسد سے معرکہ آرائی:۔۔۔ تحت خلافت پر پہنچتے ہی برون بن قماج بنو اسد کے خلاف کوروانہ کیا۔ بنو اسد اس وقت پہڑی وزوں میں منتشر تھے ان تک کسی کا ہاتھ نہیں پہنچتا تھا چنانچہ برون نے بہت کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا تب خلیفہ مستجد نے اب معروف سردار متفق کو بصرہ سے بنو اسد پر حملہ کرنے کا حکم لکھا چنانچہ ابن معروف نے بہت بڑی فوج حاصل کر کے بنو اسد پر چڑھائی کر دی اور پہنچتے ہی ایسی خوبی سے ان کا محاصرہ کیا کہ وہ پانی تک کے محتاج ہو گئے خلیفہ مستجد نے برون کو عتاب آمیز خط روانہ کیا اور اس پر اسوجہ سے کہ اس نے بنو اسد کو زیر کرنے میں تاخیر کی تھی شعیب اور بنو اسد کی موافقت کا الزام لگایا۔

بنو اسد کی جلاوطنی اور بنو مزید کی حکومت کا خاتمہ:۔۔۔ چنانچہ برون اور ابن معروف نے متفقہ کوشش سے بنو اسد کی لڑائی میں محنت میں اور پانی لانے کا راستہ بند کر دیا اور نہایت بے رحمی سے انہیں پامال کرنے کو بڑھے چار ہزار بنو اسد مارے گئے باقی لوگوں کو حملہ سے چلا وطن ہو کر نکل جانے کا اعلان کر دیا۔ چنانچہ وہ لوگ حملہ سے چلا وطن ہو کر اطراف کے علاقوں میں پھیل گئے اور ان میں سے ایک شخص بھی عراق میں باقی نہ رہا۔ ان کے پہاڑی دروں اور ان کے علاقوں پر ابن معروف اور متفق قابض ہو گئے۔ چنانچہ بنو مزید کی دولت و حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ (والبقاء بعد وحدہ)

خلافت عباسیہ کے زیر اثر ممالک اسلامیہ میں حکمرانی کرنے والے عجمی حکمرانوں کے حالات

جنہیں خلفاء پر استبداد حاصل ہو گیا تھا سب سے پہلے دولت ابن طولون مصر کے حالات

مصر کی فتح اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ:۔۔۔ ہم اوپر فتوحات اسلامیہ کے تذکرے میں حضرت عمرو بن ابی العاص صکے ہاتھ سے مصر فتح ہونے کا قصہ ۴۰ھ حضرت عمرو بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں جو کہ انہی کے حکم سے فتح ہوا تھا بیان کر چکے ہیں۔ فتح و کامیابی کے بعد حضرت عمرو بن العاص کو اس شہر کا گورنر بنا دیا چنانچہ رفتہ رفتہ عمرو بن العاص کی فتوحات کامیاب مصر کے علاوہ ممالک مغرب میں طرابلس اور ودان وغذا اس تک پہنچ گیا تھا۔ جیسا کہ یہ واقعات اس مقام پر احاطہ تحریر میں لائے جا چکے ہیں۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا استعفاء:۔۔۔ پورے عہد خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں اس صوبہ کی حکومت حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان نے صعیق کی حکومت پر عبداللہ بن ابی سرح کو مقرر فرمایا اور مصر کو اس سے علیحدہ کر کے الگ صوبہ قرار دیا حضرت عمرو بن العاص کو یہ ناگوار گزار چنانچہ گورنری سے مستعفی ہو گئے۔

حضرت عبداللہ بن ابی سرح مصر کے گورنر:۔۔۔ چنانچہ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے صوبہ مصر کی گورنری صعیق سے بحق کر کے اور اس صوبہ کی حکومت بھی عبداللہ بن ابی سرح کو دیدی ان کے عہد حکومت میں غزوہ صواری پیش آیا رومیوں نے قسطنطنیہ سے ایک ہزار کشتیوں کا بیڑہ مصر روانہ کیا۔

غزوہ صواری اور عمرو بن عاص کی اسکندریہ روانگی:۔۔۔ سواصل اسکندریہ میں اس بیڑہ نے لنگر ڈالا اور اطراف و جوانب کے دیہات والوں نے بد عہدی اور بغاوت پر کمر باندھ لی اہل اسکندریہ نے دربار خلافت عثمان رضی اللہ عنہ سے یہ درخواست کی کہ ہماری امدد ملک پر عمرو بن العاص، مورکے جائیں۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص کو اہل اسکندریہ کی کمک پر روانہ فرما دیا۔ حضرت عمرو بن العاص نے عرب کے مجاہدین کے ساتھ رومیوں پر حملہ کیا۔ مقتول بھی قبطی فوج کے ساتھ رومیوں کے ہمراہ تھا۔

رومیوں کی شکست:۔۔۔ رومیوں نے ان دیہات والوں سمیت جنہوں نے اظہار بغاوت کیا تھا کشتیوں سے اتر کر میدان جنگ کا راستہ لیا

گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ بلا آخر اللہ جل شانہ نے لشکر اسلام کو فتح نصیب فرمائی اور رومی فوجیں شکست کھا کر اسکندریہ گئیں۔ عمرو بن العاص نے ان لوگوں کو جی کھوں کر پامال کیا اور قرب وجوار کے دیہات والوں کا جتنا مال و اسباب مسلمانوں نے لوٹ لیا تھا۔ ان کے عذر معذرت کرنے پر واپس کر کے مدینہ منورہ واپس آ گئے۔

حضرت عبداللہ بن ابی سرح کی فتوحات:..... حضرت عبداللہ بن ابی سرح وہاں گورنری پر بدستور قائم رہے انہوں نے افریقہ کے خلاف جہاد کیا۔ اور بزور تیغ اس کو اس کے بعد توبہ پر جہاد کے ارادے سے فوج کشی کی اور ان پر جزیہ مقرر کیا جو زمانہ دراز تک قائم رہا۔ یہ واقعات ۳۱ھ کے ہیں معاویہ بن خدیج کی تقرری:۔ ان واقعات کے بعد معاویہ بن خدیج کو مامور کیا گیا۔ انہوں نے بھی بہت سے شہر ملک افریقہ کے فتح کئے اور خوب اس کو پامال کیا اور اپنا سکہ جمایا یہاں تک کہ فتح افریقہ کی ان کے ہاتھ پر تکمیل ہوئی پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آخری دور میں جبکہ فتنہ برپا ہو چکا تھا اور کثرت سے لوگ آپ پر طعن کرنے لگے تھے معاویہ بن خدیج مصری لشکر کے ایک گروپ کے ساتھ دندلے کر دربار خلافت میں حاضر ہوئے۔

عبداللہ بن ابی سرح صکی معزولی: مصری لشکر کو عبداللہ بن ابی سرح اور اس کے عمال سے شکایت پیدا ہوئی تھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کی رضامندی کے خیال سے عبداللہ بن ابی سرح کو گورنری مصر سے معزول فرمادیا اتنے میں اس خط کا قصہ پیش آ گیا جو کہ مروان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور لشکریان مصر نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مکان میں محاصرہ کر لیا۔

مصر پر محمد بن ابی حذیفہ کا قبضہ:۔ عبداللہ بن ابی سرح نے یہ خبر پا کر مصر سے عثمان رضی اللہ عنہ کی مدد کو کوچ کیا جیسے ہی عبداللہ نے مصر سے کوچ کیا محمد بن ابی حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ نے مصر پر قبضہ کر لیا عبداللہ نے یہ سن کر راستے سے لوٹ گئے۔ محمد نے انہیں مصر میں داخل ہونے سے روک دیا تب عبداللہ عسقلان چلے گئے۔ اور وہاں پڑاؤ کر دیا یہاں تک کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بلوایان مصر کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ اس وقت عبداللہ نے عسقلان سے رملہ میں جا کر قیام کیا۔ بخوف فتنہ و فساد مدقوں میں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ راہی ملک عدم ہوئے نہ حضرت علی بن ابی طالب کی بیعت کی نہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی اس کے بعد عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے محمد بن حذیفہ کو قتل کر ڈالا۔ اس واقعہ قتل کی کیفیت اور روایتیں مضطرب ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دور اور مصر:۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مصر کی حکومت پر قیس بن سعد بن عبادہ کو متعین فرمایا یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بچے دوست اور ان کے دشمنوں کے جانی دشمن تھے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو مرانے کی کوشش کی مگر انہوں نے نہایت بری طور سے اس ترغیب کا جواب دیا مگر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کے خلاف مشہور کر دیا۔

اشتر نخعی اور محمد بن ابی بکر مصر میں:۔ اس بناء پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مصر سے قیس کو معزول کر کے اشتر نخعی کو مقرر فرمایا اشتر نخعی کا نام مالک تھا حرث بن یغوث بن سلمہ بن ربیعہ بن حرث بن خزیمہ بن سعد بن مالک بن لیث کے بیٹے تھے۔

چنانچہ اشتر نخعی نے مصر کا سفر کیا۔ مصر کے قریب قلزم ۱۰ میں پہنچ کر ۳۱ھ میں وفات پا گئے تب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اشتر کی جگہ محمد بن ابی بکر کو متعین کیا یہ ان کی گود کے پالے ہوئے تھے۔ یہ اس وقت فلسطین میں تھے اور شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد انہوں نے گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی چند ہی خطوں کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص کو اپنا ہم آہنگ بنالیا۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنے کے لئے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو گئے۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ مصر میں:۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو مصر کا گورنر مقرر کر دیا بعد واقعہ صفین و قصہ حکمین کے بعد حضرت عمرو بن العاص نے مصر کی طرف کوچ کیا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ دعویٰ خلافت ہو گئے۔ محمد بن ابی بکر والی مصر کے نظام حکومت میں خلل سا آ گیا معاویہ بن خدیج سکونی نے عثمانیہ جماعت کے ساتھ اطراف مصر میں محمد بن ابی بکر کے خلاف خروج کیا حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حامیان عثمان کو اس واقعہ

سے مطلع کر کے عم خلافت کی مخالفت پر ابھار دیا۔ اور سوار فوج کو مصر کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اس مہم کے مقدمہ انگیزش پر معاویہ بن خدیج تھے دونوں حریف کی مذہبیٹھ ہوئی۔ محمد بن ابی بکر کی فوج میدان جنگ میں شکست کھا گئی۔ ان کے ساتھی ان سے جدا ہو گئے۔ جنگ کے دوران محمد بن ابی بکر مارے گئے۔ جیسا کہ ان کے حالات میں یہ واقعہ معروف ہے

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اور دوسرے گورنران مصر..... حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ کے ساتھ فسطاط میں قدم رکھا اور ۴۳ھ تک مصر پر حکمرانی کر کے سفر آخرت اختیار کیا ان کی جگہ ان کے بیٹے عبداللہ حکمران بنے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کچھ عرصے بعد انہیں معزول کر کے اپنے بھائی عقبہ بن ابی سفیان کو متعین فرمایا ۴۴ھ میں اس کی وفات ہو گئی اور اس کی جگہ عقبہ بن عامر جہنی مامور ہوا۔ پھر ۴۷ھ میں اسے معزول کیا گیا اور اس کی جگہ معاویہ بن خدیج کو حکومت مصر عطا ہوئی۔

۵۰ھ کے بعد مصر کی حکومت: اس کے بعد ۵۰ھ میں اس سے حکومت افریقہ الگ کر لی گئی اور عقبہ بن نافع کو مامور کیا گیا پھر مصر اور افریقہ کی حکومت مسلم بن محمد انصاری کے ہاتھ میں دے دی گئی۔ مسلم نے اپنی جانب سے افریقہ کی حکومت پر اپنے غلام ابوالمہاجر کو متعین کیا اس نے نہایت بدنام طریقہ سے عقبہ کو حکومت افریقہ سے سبکدوش کیا جیسا کہ یہ مشہور ہے ①۔ ان واقعات کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گئی اور یزید بن معاویہ نے حکومت سنبھالی جس سے نظام حکومت میں اضطراب پیدا ہو گیا۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا دور خلافت: اس کے بعد مکہ معظمہ میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن زبیر کی امارت و خلافت کی بیعت لی گئی۔ تمام ممالک اسلامیہ میں ان کی حکومت و خلافت کی دعوت پھیل گئی۔ انہوں نے مصر کی حکومت پر عبدالرحمن بن محمد قرشی کو مقرر کیا۔ یہ عبدالرحمن عقبہ بن ایس بن حرث بن عبد بن اسد بن محمد فہری کا بیٹا ہے۔ اس کے دور مروان کی حکومت و امارت کی بیعت لی گئی اور حضرت عبداللہ بن زبیر کے امور حکومت میں تذبذب پیدا ہو گیا۔

مصر پر مروان کے گورنر: مروان نے مصر کی جانب قدم بڑھائے اور عبدالرحمن بن محمد (عبداللہ بن زبیر کے گورنر) کو مصر سے نکال کر عمر بن سعید الاشرف کو حکومت مصر پر مقرر کیا پھر مروان نے اسے حضرت مصعب بن زبیر سے جنگ کرنے کے لئے شام کی طرف بڑھنے کا حکم دے دیا اور اس کی جگہ مصر پر اپنے بیٹے عبدالعزیز بن مروان کو مصر کی حکومت عنایت کی کچھ عرصے بعد ان کا انتقال ہو گیا یہ وہ زمانہ تھا کہ مروان بھی مر چکا تھا تب ان کی جگہ عبداللہ بن عبدالملک مقرر ہوا۔

ولید بن عبدالملک کے گورنر: ۸۹ھ میں ولید نے اسے معزول کر دیا اور اس کی جگہ مرہ بن شریک بن مرشد بن حرث بن عیسیٰ کو مقرر کیا ۹۵ھ میں یہ بھی مر گیا چنانچہ ولید نے بجائے اس کے بعد الملک بن رفاعہ کو ۹۹ھ میں متعین کیا۔ ولید نے موت کے وقت اس کو حکومت عطا کی تھی کہ جاتا ہے اس کہ اس سے پہلے اسامہ بن زید تنوخی کو مامور کیا گیا تھا الغرض حضرت عمر بن عبدالعزیز نے عبدالملک بن رفاعہ کو ۹۹ھ معزول کر کے ایوب بن صہیل بن اکرم بن ابرم بن صباح اصمعی کو حکومت مرحمت فرمائی۔

یزید بن عبدالملک کا گورنر: اس کے بعد یزید بن عبدالملک نے اس کو معزول کیا اور ابن رفاعہ کو اس کی جگہ حکومت مصر کی سند دی اس تقرری کے پندرہویں رات کو یہ مر گیا اور وفات کے وقت اپنے بھائی ولید بن رفاعہ کو اپنا جانشین بنا گیا۔

ہشام کے گورنران مصر: ہشام نے اس تقرری کو قائم رکھا سات ماہ تک اس نے حکمرانی کی پھر یہ معزول کیا گیا اور حنظلہ بن صفوان ماہ محرم ۱۲۴ھ میں ہشام کی منظوری سے مصر کا گورنر بنا پھر جب مروان بن محمد حکمران بنا تو حنظلہ نے حکومت مصر سے استعفا دیدیا تب اس کی جگہ حکومت مصر پر حسان بن عتمة بن عبدالرحمن بنی مامور کیا گیا یہ ان دنوں شام میں تھا اس نے حمیر بن قحیم حضرمی کو بطور اپنے نائیل کے حکومت مصر پر متعین کیا۔

مروان بن محمد آخری اموی خلیفہ:..... پھر جب حسان مصر آیا تو اس نے حکومت مصر سے ہاتھ اٹھالیا پھر اس کی جگہ حفص بن ولید اس کی حکومت کے سولہویں دن مصر کی گورنری پر بھیجا گیا۔ دو ماہ حفص مصر کا گورنر اس کے بعد مروان نے حوثرہ بن شہل بن عجلان ہاہلی کو، ۱۲۸ھ میں متعین کیا پھر جب ۱۳۱ھ میں حوثرہ کو حکومت مصر سے الگ کر کے معیرہ بن عبد اللہ بن مسعود فراری کو حکومت مصر عنایت کی ماہ جمادی الآخر ۱۳۱ھ میں اس نے وفات پائی اور وفات کے وقت اپنے بیٹے ولید کو مقرر کر گیا۔ اسی سال مروان نے ممبروں کے بنائے جانے کا حکم صادر کیا اس وقت تک دستور یہ تھا کہ خطیب عصائیکر خطبہ دیا کرتے تھے اس کے بعد مروان بن محمد مصر آیا اور یہیں اس کا زمانہ حیات پورا ہوا جیسا کہ یہ معروف ہے۔

دولت عباسیہ اور مصر: مروان بن محمد کے بعد دولت عباسیہ کا دور حکومت شروع ہوا۔ سفاح نے اپنے چچا صالح بن علی کو ۱۳۱ھ میں مصر کی حکومت عطا کی۔ ایک مدت تک یہ صوبہ اسی کے گورنری میں رہا یہ اپنی جانب سے لوگوں کو مقرر کرنا تھا چنانچہ سب سے پہلے محسن بن فانی کنڈی کو اپنا نائب بنایا آٹھ مہینے اس نے حکومت کی پھر ابو عون عبد الملک بن یزید (مناف کا مولے) آٹھ ماہ حکمران رہا محرم ۱۳۲ھ میں داؤد بن یزید بن حاتم بن قبیصہ کو والی بنایا گیا اور اسے اپنی حکومت کے ایک سال بعد محرم ۱۳۵ھ میں واپس ہوتا گیا اور اس کے چچا زاد ابراہیم بن صالح کو حکومت مصر عطا ہوئی مگر اپنی حکومت کے تیسرے مہینے وہ مر گیا۔

صالح بن ابراہیم وغیرہ:..... تب اس کے بعد اس کا بیٹا صالح حکمران بنا رشید نے ماہ رمضان ۱۳۷ھ میں عبد اللہ بن مسیب بن زہیر صہنی کو مامور کیا۔ ایک برس کے بعد اس کو معزول کر کے ہرثمہ بن اعین کو مصر کی حکومت عنایت کی اس کی حکومت کے تیسرے مہینے ۱۳۸ھ کے آخر میں اس کو افریقہ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اس نے اپنے بھائی عبید اللہ بن مسیب کو مصر پر اپنا نائب مقرر کیا اس کے بعد ماہ رمضان ۱۳۹ھ میں موسیٰ بن عیسیٰ کو دوبارہ حکومت مصر پر بھیجا گیا اس نے اپنے بیٹے یحییٰ کو اپنا نائب متعین کیا۔

۱۸۰ھ کے بعد کے گورنران مصر:..... پھر ۱۸۰ھ میں موسیٰ اپنی حکومت کے دسویں مہینے حکومت مصر سے واپس کر لیا گیا۔ اور عبید اللہ بن مہدی کو بھیجا گیا۔ پھر رمضان ۱۸۱ھ میں یہ واپس کیا گیا اور اسمعیل بن صالح بن علی جو کہ خلافت مآب کے چچاؤں میں سے تھا متعین ہوا اس نے اپنی طرف سے ایک حفص کو نائب بنا کر بھیج دیا پھر نصف ۱۸۲ھ میں اسے حکومت مصر سے سبکدوش کیا گیا اور اس حکومت کے دسویں مہینے دوبارہ حکومت مصر پر واپس بھیجا گیا پھر مسیب بن فضل جو کہ اسبورد والون میں سے تھا والئی مصر بنا ساڑھے چار سال اس نے حکومت کی اس کے بعد معزول کیا گیا اس کے بعد رشید نے اپنے قرابت مندوں میں سے احمد بن اسماعیل بن علی کو ۱۸۳ھ کے نصف میں مصر کی حکومت عنایت کی یہ دو برس دو ماہ تک حکمران رہا۔

۱۸۹ھ کے حکمران:..... اس کے بعد اس کی جگہ عبد اللہ بن محمد بن امام ابراہیم بن محمد معروف بہ ابن زینب کو حکومت مصر عطا ہوئی اور ۱۹۰ھ شعبان ۱۹۰ھ کے آخر میں اپنے گورنری کے ایک برس دو ماہ بعد واپس کر دیا گیا پھر حاتم بن ہرثمہ بن اعین کو حکومت دے دی گئی۔ شوال ۱۹۳ھ میں یہ پہنچا اور اپنی حکومت کے ایک سال تین ماہ بعد ۱۹۵ھ میں اسے واپس بلا لیا گیا۔ جابر بن اشعث بن یحییٰ بن نعمان طائی اسی سال مامور ہوا۔ لشکریوں نے اس کو اس کی حکومت کے ایک سال کے بعد ۱۹۶ھ میں مصر سے نکال دیا۔

خلیفہ مامون کا دور اور مصر:..... تب خلیفہ مامون نے مصر کا گورنر ابو نصر عباد بن محمد بن حیان بلخی (یہ کند کا غلام تھا) کو متعین کیا اور اس کی حکومت کے ڈیڑھ سال کے بعد ماہ صفر ۱۹۸ھ میں اسے معزول کر کے مطلب بن عبد اللہ بن مالک بن شیم خزاعی کو گورنری عطا کی۔ مکہ سے نصف ربیع الاول اسی سال سے مصر پہنچا۔ پھر ماہ شوال میں اپنی حکومت کے آٹھویں مہینے واپس بلا لیا۔ خلیفہ نے اپنے چچاؤں میں سے عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ کو حکومت عنایت کی اس نے اپنے بیٹے عبد اللہ کو مصر کی حکومت پر اپنا نائب بنا کر بھیج دیا امام محمد بن ادریس شافعی اس کے ساتھ تھے اس نے ڈھائی مہینے قیام کیا پھر یوم النحر ۱۹۸ھ میں لشکریوں نے بغاوت کر کے اسے مار ڈالا اور مطلب بن عبد اللہ کو اپنا امیر بنالیا اس کے بعد یحییٰ مطلب بن عبد اللہ اور سدی و حکم بن یوسف مولیٰ بنی حنبہ کے درمیان جو کہ اہل بلخ قوم سے تھا لڑائیاں ہوئی چنانچہ اپنی حکومت کے ایک برس آٹھ مہینے بعد مطلب مکہ کی طرف بھاگ گیا۔

۲۰۰ھ اور گورنران مصر: پھر اہل جندی کے اتفاق سے ماہ رمضان ۲۰۰ھ میں سری نامی ایک شخص امیر بنایا گیا اس کی حکومت کے چھ مہینے

لشکریوں نے اس کے خلاف یورش کی اور اسے معزول کر کے سلمان بن غالب بن جبریل بن یحییٰ بن قرہ غلی کو ماہ ربیع الاول ۲۱۱ھ میں اہرت کی کرسی پر متمکن کیا اس نے اپنی طرف سے عبداللہ بن طاہر بن حسین (خزاعہ کے مولیٰ کو اپنا نائب بنایا چنانچہ دس سال تک اس نے حکمرانی کی۔

معتصم باللہ بخیشیت گورنر مصر:..... اس کے بعد خلیفہ مامون نے اپنے بھائی ابواسحاق کو جس نے کہ اپنے زمانہ خلافت میں معتصم کے قتل سے خود کو ملقب کیا تھا مصر کی حکومت عطا کی پس چنانچہ اس نے عیسیٰ جلودی کو بعدہ عمیر بن ولید عیسیٰ کو ماہ صفر ۲۱۳ھ میں مامور کیا۔ اپنی حکومت کے ۱۱۰۰ بعد یہ رڈا گیا تب اس کا بیٹا محمد بن عمیر اس کی جگہ حکمران بنایا گیا اس کے بعد عیسیٰ جلودی کو دوبارہ حکومت عطا ہوئی اس کے بعد ابواسحاق معتصم قسطنطنیہ آیا اور شام کی طرف لوٹ گیا اس وقت اس نے عبدویہ بن جبلة کو ماہ محرم ۲۱۵ھ میں اپنا نائب مقرر کیا چنانچہ ایک سال حکومت اس نے حکمرانی کی اس کے بعد عیسیٰ بن منصور بن موسیٰ خزاسانی رافقی مولیٰ بنی نصر بن معاویہ کو مامور کیا گیا۔

مامون کی مصر آمد: پھر مامون اس کی حکومت کے ایک برس بعد مصر آیا اور عیسیٰ بن منصور سے بیحد ناراض ہوا۔ پانی کا مقیاس اور ایک ہوسراپل فسطاط میں تعمیر کرایا اور ابوماک کندر بن عبداللہ ابن نصر صفدی کو مامور کر کے عراق کی جانب مراجعت کی۔ ماہ ربیع الاول ۲۱۹ھ میں کندر نے وفات پائی اس کا بیٹا مظفر اس کی جگہ حکمران بنا۔

معتصم باللہ کی خلافت اور مصر:..... پھر جب معتصم نے خلافت پر قدم رکھا تو اس نے مصر کی حکومت ماہ رجب ۲۱۸ھ میں اپنے مولے اشئس کو جس کی کنیت ابو جعفر تھی حوالے کی اس نے اپنی جانب سے موسیٰ بن ابی العباس ثابت کو جو کہ بنو حنیفہ اہل شاس میں سے تھا ماہ رمضان ۲۱۹ھ میں مقرر کیا موسیٰ نے اپنی جانب سے اپنے بیٹے مظفر کو اپنا نائب بنایا چنانچہ یہ اشئس کی نیابت میں ساڑھے چار سال تک مصر کی حکومت کرتا رہا اس کے بعد مالک ابن کید بن عبداللہ صفدی اس کا نائب بنایا گیا ماہ ربیع الاول ۲۲۲ھ میں لے پینچادو برس بعد اسے بھی معزول کیا گیا تب علی بن یحییٰ ارمنی کو ولایت مصر پر بھیجا گیا۔

۲۲۶ھ اور گورنران مصر:..... ماہ ربیع الاول ۲۲۶ھ میں مصر پہنچا۔ دو برس آٹھ مہینے بعد یہ بھی معزول کیا گیا۔ عیسیٰ ابن منصور جس کو معتصم نے مامون کے دور میں مصر کی حکومت پر بھیجا تھا اور جس پر مامون مصر آنے کے بعد ناراض ہوا تھا دوبارہ نائب گورنر بنا کر روانہ کیا گیا چنانچہ عیسیٰ ماہ محرم ۲۱۹ھ میں مصر پہنچا۔

۲۳۰ھ اور ایتاخ کی گورنری:..... اس کے بعد ۲۳۰ھ میں اشئس نے سفر آخرت اختیار کیا اور وفات کے وقت مصر کی حکومت پر ایتاخ مولیٰ معتصم کو اپنی نیابت پر مقرر کر گیا۔ پس اشئس کی جگہ ایتاخ مصر پر حکمرانی کرنے لگا خلیفہ واثق نے اس تقرری کو بحال رکھا اور اس نے عیسیٰ بن منصور کو ماہ ربیع الثانی ۲۳۲ھ میں مصر پر مامور کیا۔ چار ماہ حکمرانی کی پھر ایتاخ نے ہرثمہ بن ظنصر جلیسی کو مصر کی نیابت عطا کی نصف ۲۳۳ھ میں مصر پہنچا اور ایک سال حکومت کر کے مر گیا تب اس کی جگہ اس کا بیٹا حاتم حکمران بنا اس نے ایتاخ کو بنی یحییٰ ارمنی پر ماہ رمضان ۲۳۴ھ میں مقرر کیا۔

۲۳۴ھ اور مستنصر کی گورنری: اس کے بعد ایتاخ حکومت مصر سے ماہ محرم ۲۳۵ھ میں معتصم کی وفات کے بعد معزول کیا گیا۔ خیفہ متوکل نے اپنے بیٹے مستنصر کو مصر کی حکومت عطا کی اس نے اپنی جانب سے اسحاق بن یحییٰ بن معاذ جلی کو مقرر کیا جو اسی سال کے ماہ ذی القعدہ میں مصر آیا اسی نے اپنے زمانہ حکومت میں اولاد علی کو مصر سے عراق کی طرف ملک بدر کیا تھا پھر ۲۳۶ھ کے ماہ ذی القعدہ میں اسے حکومت مصر سے واپس بلا لیا گیا تب مستنصر نے مصر کی حکومت پر عبدالرحمن بن یحییٰ بن منصور بن طلحہ کو جو کہ طاہر بن حسین کا چچا زاد بھائی تھا مقرر کیا چنانچہ ماہ ذی القعدہ ۲۳۶ھ میں یہ پہنچا کچھ عرصے کے بعد اسے واپس بلا لیا گیا۔

۲۳۸ھ اور ابو حاتم کی گورنری: تب اہل ہرات میں سے ابو حاتم عبید ابن اسحاق بن عیسٰ بن عبسہ کو ماہ صفر ۲۳۸ھ میں حکومت مصر پر روانہ کیا۔ اس کے عہد حکومت میں رومیوں نے درمیاط پر یوم عرفہ ۲۳۸ھ میں شیخون مارا اس نے اپنے خدام میں سے ابو خالد یزید بن عبداللہ بن دینار کو

متعین کیا اس کے زمانہ حکومت میں علویوں کو گھوڑے پر سوار ہونے اور غلام رکھنے کی ممانعت کی گئی۔

مستنصر کی خلافت اور گورنری مصر: اس کے بعد مستنصر نے ماہ شوال ۶۲۲ھ میں خلافت اپنے ہاتھ میں لی اس نے ابو خالد بن یزید کو حکومت مصر پر بدستور بحال قائم رکھا پھر اس کی حکومت کے دسویں سال ۶۵۳ھ میں معتز نے اسے حکومت مصر سے معزول کر دیا اور اس کی جگہ مزاحم بن خاقان بن عز طوج ترکی کو ۶۵۴ھ میں حکومت مصر پر مامور کیا اس نے اپنی جانب سے از جور بن اویغ طرحان ترکی کو متعین کر دیا۔ پانچ ماہ اس نے حکومت کی۔

احمد بن طولون حکومت مصر پر ۶۵۴ھ: ماہ رمضان ۶۵۴ھ میں از جور حج کے لئے مکہ کا سفر کیا اور احمد بن طولون حکومت مصر پر مامور ہوا اس کی حکومت نے ایک حد تک استقلال اور استحکام پیدا کیا اس کی اور اس کی آئندہ نسلوں کی ایک مدت تک حکومت و دولت قائم رہی جیسے کہ ہم ابھی بیان کرنے والے ہیں۔

طولون کا تعارف: ابن سعید نے بحوالہ کتاب ابن الدایہ ۱ فی اخبار بنی طولون تحریر کیا ہے کہ طولون ابو احمد طغز کا تھا تاتاریوں نے طغز پر فوج کشی کی۔ نوح بن اسد گورنر بخارا نے اس کو اس سالانہ خراج میں جو کہ دار الخلافہ بغداد روانہ کیا کرتا تھا خلیفہ مامون کے پاس بھیج دیا چنانچہ ۶۲۰ھ میں قاسم نامی ایک لونڈی کے بطن سے احمد پیدا ہوا ۶۲۰ھ میں طولون کا انتقال ہو گیا۔

احمد بن طولون کی تربیت اور شہرت: پھر اس کے رفقاء اور دوستوں نے اس کے بیٹے احمد کی مصر شاہی میں کفالت اور تربیت کی یہاں تک کہ اس کی لیاقت اور خوبی انتظام کی شہرت ہو گئی اولیاء دولت اسے عزت و احترام کی آنکھوں سے دیکھنے لگے رفتہ رفتہ یہ اپنے معاصرین سے آگے بڑھ گیا۔ ترکوں میں اس کے رعب و داب کی شہرت پیدا ہو گئی۔ اس کی دینداری، امانت، رازداری، نیک چلنی اور احتیاط کا چاروں طرف چرچا پھیل گیا۔

احمد بن طولون کی جہاد پر روانگی: یہ ترکوں کو نہایت کم عقل سمجھتا تھا ان لوگوں کو رتبہ عالی کے لائق نہیں سمجھتا تھا جہاد کا اس کو بے حد شوق تھا اس نے محمد بن احمد بن خاقان سے یہ درخواست کی کہ عبد اللہ وزیر ان دونوں کو سرحد پر جہاد کرنے کے لئے سے ٹھہرنے کی اجازت دے دے اور وہیں ان دونوں کی تنخواہیں بھی ادا کری جائیں چنانچہ یہ طرسوس کی طرف روانہ ہوا۔ اہل حق و اہل علم کی امر بالمعروف و نہی منکر اور اقامت حق کی عادات اس کی آنکھوں میں کھپ گئی اس کے بعد بغداد کی جانب واپس چلا گیا اب اس وقت اس کا دل و دماغ علوم دین اویسیاست سے بھرا ہوا تھا۔

خلیفہ مستعین کی خدمت میں: اور جب ترکوں نے خلیفہ مستعین سے ناراض ہو کر معز کی خلافت کی بیعت کی اور انجام کار کہ یہ رائے طے پائی کہ مستعین کو معزوں کر کے واسطہ کی طرف جلاء وطن کر دیا جائے اس وقت ترکوں نے اسی احمد بن طولون کو مستعین کی حفاظت و نگرانی پر مقرر کیا تھا۔ اس نے نہایت خوبی سے اس خدمت کو انجام دیا اور مستعین کو کسی قسم کی تکلیف نہیں ہونے دی ہر طرح کی آسائش پہنچاتا رہا۔

مستنصر کے قتل سے انکار: احمد بن محمد واسطی نے اسی دن سے اس کی ملازمت اختیار کر لی یہ نہایت تعلیم یافتہ شخص اور طرز معاشرت کی خوبیوں سے آگاہ تھا۔ پھر جب ترکوں نے مستعین دے کر اس کام سے عذر کر دیا تب ترکوں نے سعید حاجب کو اس خدمت پر مقرر کیا اس نے مستعین کی آنکھوں میں نیل کی سبائیاں پھر دائیں اور اس کے بعد قتل کر ڈالا احمد بن طولون نے اس کی تجہیز و تکفین کرائی۔ ان واقعات سے احمد بن طولون کی قدر و منزلت اولیاء دولت عباسیہ کی آنکھوں میں بڑھ گئی۔

ابن عبد الظاہر کا قول: ابن عبد الظاہر نے لکھا ہے کہ میں نے سیرۃ اشید کے ایک قدیم نسخہ میں بخط فرغانی لکھا ہوا دیکھا ہے کہ احمد کے باپ کا نام النج ترکی تھا۔ طولون اس کے باپ کا دوست تھا اور اس کی سوسائٹی (طبقہ) کا تھا۔ پس جب النج ترکی نے وفات پائی تو طولون نے اس کی پرورش

۱ ابن الدایہ کا پورا نام اس طرح ہے، احمد بن یوسف بن ابراہیم۔ ابن الدایہ کے لقب سے مشہور ہیں۔ مصر کے بڑے مصنفین میں سے تھے۔ متعدد کتابیں تصنیف میں مثلاً سیرت احمد بن طولون وغیرہ ۳۳۳ھ میں وفات پائی۔ دیکھیں عمر رضا کمال کی (مجموع المؤلفین جلد ۲ ص ۲۰۷)

وپرداخت کی تھی کروں شعور کو پہنچ گیا اس وقت حشویہ کے ساتھ جہاد کرنے گیا قابلیت ذاتی تو اللہ تعالیٰ نے دے ہی رکھی تھی رفتہ رفتہ معتمدین دوست میں شمار کیا جانے لگا پھر مصر کی گورنری پر مقرر کیا گیا اور وہیں اپنی دولت و حکومت کی بناء ڈالی اور وہیں قیام پذیر ہو گیا صدر الدین بن عبد اللہ ہر لکھتے ہے کہ اس روایت کو اس کے علاوہ اور کسی مورخ نے نقل نہیں کیا انتہی۔

احمد بن طولون بحیثیت گورنر مصر:..... الغرض جب ترکوں نے بغداد میں شورش کی اور خلیفہ مستعین کو قتل کر دیا اور معتز کو تخت خلافت پر بٹھایا اور ترکوں کو اس پر تسلط حاصل ہو گیا اس نے نائب مقرر کرنے کی غرض سے لوگوں پر ایک سرسری نظر ڈالی چنانچہ اس نے احمد بن طولون کو اپنا نائب مقرر کر کے مصر روانہ کر دیا۔ احمد بن محمد واسطی اور یعقوب بن اسحاق احمد بن طولون کے ہمراہ تھے ماہ رمضان ۶۵۴ھ میں داخل ہوا۔

ابن طولون اور احمد بن مدبر: ان دنوں مصر کے محکمہ خراج (بورڈ آف ریونیو) پر احمد بن مدبر اور محکمہ ڈاک پر سفیر مولیٰ قیچہ مامور تھے باہر نے ابتداً اس سے بڑے مراسم پیدا کئے ہدایا اور تحائف پیش کئے مگر کچھ عرصے بعد کسغیدہ خاطر ہو گیا۔ خلیفہ معتز کو لکھ بھیجا کہ احمد بن طولون کے دماغ میں بغاوت کی ہوا سا گئی ہے اس کے اگلے دن یہ مر گیا اس کے بعد خلیفہ معتز کو بھی قتل کر ڈالا گیا اور مہدی نے خلافت سنبھالی باک باک ترکی مارا گیا اور اس کی جگہ یار جوج مامور کیا گیا مصر کی حکومت اس کے حوالے ہوئی چونکہ یار جوج اور احمد بن طولون میں دیرینہ مراسم اتحد تھے بلکہ یوں کہیے کہ دونوں میں دنت کاکی روٹی دوستی تھی اس لئے یار جوج نے بدستور احمد بن طولون کو مصر پر قائم رکھا پھر مزید یہ کہ اسکندر یہ اور صعید وغیرہ کی حکومت کو اس کی حکومت سے ملحق کر دیا اور محکمہ خراج کے بھی اختیارات اسی کو دے دیئے جس سے احمد بن مدبر کی قدر و منزلت ختم ہو گئی اس کے بعد پھر احمد بن طولون سے کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ نہیں کی اور اندہ اس سے مقابلہ اور منازعت کرنے پر تیار ہوا پھر خلیفہ معتمد نے اسے عیسیٰ بن شیخ شیبانی کو گرفتار کرنے کا حکم دیا جو کہ فلسطین اور اردوان کا حاکم تھا عیسیٰ بن شیخ شیبانی کو دمشق پر غلبہ حاصل ہو ہی چکا تھا لہذا مصر کی خود مختار حکمرانی کرنے کی لالچ لگ گئی لہذا اس نے خراج دینا بند کر دیا طرہ یہ ہوا کہ ابن مدبر نے پچھتر اونٹ اشرفیاں روانہ کیں تھیں اس نے ان کو بھی دبا لیا جب خلیفہ معتمد کو اس کی حکومت عطا کر دی۔ احمد بن طولون نے اپنی بے بسی کا اظہار کیا تب ۶۵۷ھ اناجور نامی ایک ترکی کمانڈر دربار خلافت سے فوجیں لے کر دمشق روانہ ہوا۔

موسیٰ بن طولون کی گرفتاری: اس کے بعد احمد بن طولون نے اسکندر یہ کی طرف خروج کیا اس کے ساتھ اس کا بھائی موسیٰ بھی تھا یہ اس سے ناراض رہتا تھا اس کے ذہن میں یہ بات سمائی ہوئی تھی کہ یہ اس کا حق پورے طور پر نہیں ادا کر رہا ہے۔ قاعدہ کی بات ہے کہ جودل میں بات ہوتی ہے وہ زبان سے کسی نہ کسی وقت نکل ہی آتی ہے باتوں باتوں میں ایک دن اس کا اظہار ہو گیا۔ چنانچہ احمد بن طولون نے اس کو گرفتار کر لیا اور اپنے کاتب (سکرٹری) اسحاق بن یعقوب کو اس الزام میں کہ اس نے اس راز کو اس کے بھائی کے سامنے ظاہر کر دیا ہے قید کر دیا۔ کچھ عرصے بعد اس کے بھائی نے حج کے ارادے سے سفر کیا اسی مقام سے عراق کی طرف روانہ ہو گیا۔ احمد بن طولون نے آہستہ آہستہ اپنی فوجی قوت بڑھائی اور مالی حالت کو بھی درست کر لیا چنانچہ اناجور کو اس سے خطرہ پیدا ہوا اس نے خلیفہ موفق کو اس کی شکایت لکھ کر بھیجی اور اس جانب سے یہ بدظنی پیدا کر دی کہ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں یہ شام پر تہ بعض نہ ہو جائے۔

خلیفہ موفق اور احمد بن طولون:..... خلیفہ موفق نے احمد بن طولون کو خط بھیجا کہ تم امور سلطنت و سیاست سنبھالنے عراق چلے جاؤ اور مصر کی حکومت پر کسی شخص کو اپنا نائب مقرر نہ کر جاؤ احمد بن طولون تاز گیا کہ ہونہ ہو اس میں کوئی چکر ہے حکمت علمی سے مجھے مصر سے علیحدہ کرنا مقصود معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ اس نے اپنے سکریٹری احمد بن محمد واسطی کو یار جوج اور وزیر السلطنت کے پاس بھیجا۔ اور دونوں کے لئے بہت سے تحائف اور ہدایا روانہ کئے یار جوج دولت و حکومت پر حاوی ہو ہی رہا تھا لہذا خلیفہ سے کہہ کر احمد بن طولون کی روانگی عراق کا حکم منسوخ کر دیا۔ اور اس کے اہل و عیال کو اس کے پاس پہنچا دیا اس سے احمد بن طولون کا رعب و داب بڑھ گیا۔ پھر احمد بن مدبر کو اس سے خوف پیدا ہو گیا اس نے اپنے بھائی ابراہیم کو خط لکھا کہ نرمی و ملاطفت سے اس کو مصر بھیج دو اس دوران شاہی فرمان صادر ہوا کہ دمشق فلسطین اور اردن کے محکمہ خراج کا عہدہ بھی تمہیں عطا ہو گیا ہے چنانچہ احمد بن طولون ان علاقوں کے انتظام میں مصروف و مشغول ہونے کے لئے مصر چلا گیا احمد بن مدبر نے اس کی متابعت کی چنانچہ احمد بن طولون اس سے راضی

ہو گیا۔ یہ واقعہ ۲۵۸ھ کے ہیں۔

یار جوج کی وفات۔ ابن طولون اس زمانہ سے دربار خلافت میں مسلسل خراج روانہ کرتا رہا پھر تھوڑے دنوں کے بعد ابن طولون نے دربار خلافت میں اس مضمون کا خط لکھا کہ ان علاقوں کا خراج جو اضافہ کیا گیا ہے وہ معاف کر دیا جائے۔ اس پر معتمد نے اپنے خادم نفیس کو ابن طولون کے پاس روانہ کیا اور کہلوا یا کہ تم کو مصر اور شام کے محکمہ مال کے اختیارات دیئے جا رہے ہیں اور جتنا اضافہ کیا گیا ہے وہ معاف کیا جاتا ہے۔ صالح بن احمد بن حنبل قاضی سرحد اور محمد بن احمد جزوی قاضی واسطہ کے طور پر اس کے ساتھ گئے ہوئے تھے اتنے میں یار جوج دو سو انسٹھ ہجری میں مر گیا یہ مصر کا والی تھا اور مصر اس کی جاگیر میں تھا ابن طولون اس کی طرف سے مصر کی حکومت کرتا رہا چنانچہ جب یار جوج نے وفات پائی تو احمد بن طولون مستقل طور سے حکمرانی کرنے لگا۔

ابن طولون اور موفق کا جھگڑا: جس وقت زنگیوں نے امن حاصل کر کے بصرہ کے آس پاس غلبہ حاصل کر لیا اور شاہی افواج کو شکست دیدی تو اس وقت خلیفہ معتمد نے موفق کو بلوایا خلیفہ مہدی نے موفق کو مکہ کی طرف جلاء وطن کر دیا تھا چنانچہ معتمد نے اسے مکہ سے بلوا کر اپنے بیٹے مفوض کے بعد اپنا ولی عہد مقرر اور ممالک اسلامیہ کو ان دونوں پر اس طرح تقسیم کیا کہ ممالک شرقیہ موفق کو دے دیئے اور جنگ زنج (زنگی) پر جانے کی ہدایت کی۔ ممالک غربیہ اپنے بیٹے مفوض کو دیئے اور موسیٰ بن بغا کو اس کا نائب اور موسیٰ بن عبید اللہ بن سلیمان بن دہیب کو سکیرٹری بنادیا اور ان دونوں کی وں عہدی کا وثیقہ خانہ کعبہ میں امانت کے طور پر رکھا گیا۔

احمد بن طولون کے جھگڑے کا سبب: ... اوہر موفق نے سامان جنگ درست کر کے زنگیوں سے جنگ کرنے کے لئے خروج کیا اوہر ممالک شرقیہ کے نظم و نسق میں خلل پیدا ہو گیا صوبوں کے گورنروں نے خراج دینا بند کر دیا موفق کو اس کی شکایت پیدا ہوئی۔ احمد بن طولون اپنے مقبوضہ صوبوں کا خراج خلیفہ معتمد کے پاس بھیجا کرتا تھا کیونکہ وہ اس کا بھیجا ہوا کارندہ تھا موفق نے نخرینامی (خلیفہ مثوکل کے خادم) کو احمد بن طولون کے پاس سارے خراج لینے کے لئے روانہ کیا مگر ابن طولون کو نخریہ کے ساتھیوں کی طرف سے سازش کا شبہ پیدا ہو گیا اس بنا پر احمد بن طولون نے ان میں سے بعض کو سزائے موت دیدی اور بعض کو چشم نمائی کے لئے قید کر دیا مگر اس کے باوجود بائیس لاکھ دینار اور بہت سے غلام لونڈیاں نخریہ کے ساتھ موفق کے پاس بھیج دیں موفق کو احمد بن طولون کی وہ حرکت جو اس نے نخریہ کے ساتھیوں کے ساتھ کی تھی ناگوار گزری چنانچہ موسیٰ بن بغا کو لکھا کہ ابن طولون کو مصر کی حکومت سے معزول کر کے انا جور ۱ والی شام کے علاقوں سے ملحق کر دو۔ چنانچہ موسیٰ بن بغا نے ناجور کو مصر پر قبضہ کرنے کا حکم دیا مگر انا جور نے اپنی کمزوری کا عذر پیش کیا۔

موسیٰ بن بغا کی مصر روانگی: ... تب موسیٰ بن بغا فوجیں لے کر مصر روانہ ہو گیا تا کہ مصر کو احمد بن طولون سے چھین کر انا جور کے حوالے کر دے چنانچہ رفتہ رفتہ وہ رقبہ پہنچا جب احمد بن طولون کو اس کی خبر ملی تو وہ بھی مصری علاقوں کی قلعہ بندی اور حفاظت کا انتظام کرنے لگا۔ اپنے لشکریوں کو بیحد مہار و زر عنایت کیا۔

موسیٰ بن بغا کی کسمپرسی: چنانچہ موسیٰ بن بغا دس ماہ تک رقبہ میں تنخواہیں اور رسد طلب کرنے لگے موسیٰ بن بغا کے پاس تو کچھ تھا نہیں ہذا لشکریوں نے بغاوت کر دی اس کا سکیرٹری موسیٰ بن عبید اللہ بن وہب روپوش ہو گیا اس کا وزیر عبید اللہ بن سلیمان بھاگ گیا لہذا موسیٰ بن بغا کو مجبوراً واپس جانا پڑا۔

موفق کی علیحدگی: اس واقعہ کے بعد موفق نے احمد بن طولون کو خراج کی کمی پر تہدید آموز خط تحریر کیا اور معزول کرنے کی دھمکی دی مگر احمد بن طولون نے اس کا نہایت برے طریقے سے جواب دیا اور یہ لکھ کر بھیجا کہ یہاں کا خراج وصول کرنے کا استحقاق جعفر بن معتمد کو ہے نہ کہ آپ کو چنانچہ

موافق اس تحریر سے بحد متاثر ہوا اس نے خلیفہ معتمد سے درخواست کی کہ چونکہ مجھے بن طولون پر اس کی کم تو جہی کی وجہ سے بھروسہ نہیں ہے ہذا آپ کسی دوسرے شخص کو سرحد کی حفاظت پر مقرر کیجئے

محمد بن ہارون کا قتل: پس چنانچہ خلیفہ معتمد نے محمد بن ہارون بغلی گورنر موصل کو روانہ کر دیا۔ محمد بن ہارون کشتی پر سوار ہو کر چلا اتفاق سے ہوائے مخالف نے دجلہ کے کنارے پہنچا دیا جہاں سوار خارجی کے ساتھیوں نے اسے مار ڈالا۔

احمد بن طولون کی سرحد کی گورنری: اسلامی سرحدوں میں سے اناطولیہ طرسوس مصیصہ اور ملطیہ زیادہ مہتمم بالشان تھے اناطولیہ پر محمد بن علی بن یحییٰ ارمنی مامور تھا طرسوس پر سیماطویل اور یحییٰ سرحدوں کا افسر اعلیٰ تھا اتفاق سے ایک دفعہ سیماطویل کا اناطولیہ کی طرف گزر رہا تھا ارمنی کو قتل کر دیا یہ موافق کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے اس بات کو دل میں رکھ لیا اور سرحد کی حفاظت پر ارجون بن اوفع طرحان ترکی کو متعین کیا اور یہ ہدایت کی کہ پہنچتے ہی سیماطویل کو سازش قتل ارمنی گرفتار کر لینا چنانچہ ارجون نے سرحد پر قیام اختیار کیا بیجا طور سے متصرف ہونے لگا سرحدی مخالفین کے وظائف اور تنخواہیں بند کر دیں۔

قلعہ لولو کی حفاظت: ترسوس کے قلعوں میں سے قلعہ لولوہ دشمنان اسلام کے وسط میں واقع تھا اہل طرسوس کو اس کی حفاظت میں زیادہ اہتمام کرنا پڑتا تھا چنانچہ اہل طرسوس نے ۵۰۰۰ دینار قلعہ لولو کے محافظین کی تنخواہ بھیجی ارجون نے اس کو خرچ کر ڈالا محافظین پریشان ہو کر ادھر ادھر ہو گئے چنانچہ موافق نے اس واقعہ سے اطلاع پا کر احمد بن طولون کو سرحد کی حفاظت کی خدمت پر مامور کیا اور یہ تحریر کیا کہ کسی شخص کو اس طرف سے سرحد پر بھیج دو چنانچہ احمد بن طولون نے اپنی جانب سے بخشی ۱۰ بن بکروان کو روانہ کیا اس نے نہایت ہوشیاری سے اس خدمت کو انجام دیا۔

شاہ روم کی درخواست پر احمد بن طولون کے الفاظ: بادشاہ روم نے مصلح کی درخواست پیش کی طحش نے احمد بن طولون سے اس کی اجازت مانگی مگر احمد بن طولون نے کہلا بھیجی حاشا اللہ ایسا کام ہرگز نہ کرنا ان لوگوں کو صلح پر اس بات نے آمادہ کیا کہ تم لوگ ان کے قلعوں اور علاقوں کو تاخت و تاراج کرتے ہو صلح میں ان کو آسائش اور راحت ملے گی ہمارا کام یہ ہے کہ ہم لوگ اسلامی سرحد کی مکمل طریقہ سے حفاظت کریں اور غازیان اسام کو مال و اسباب سے بے نیاز کرتے رہیں۔

اناجور کی وفات: ہم اوپر ۲۵ھ میں دمشق میں دمشق پر اناجور کی گورنری کا حال تحریر کر آئے ہیں اور وہ واقعات بھی بیان کر آئے ہیں جو اس کے اور احمد بن طولون کے پیش آئے تھے۔ پھر ماہ شعبان ۲۳ھ میں اناجور نے سفر آخرت اختیار کیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا علی حکمران ہوا اور احمد بن بغا اور عبید اللہ بن یحییٰ بن وہیب انتظام و سیاست میں اس کا ہاتھ بٹانے لگے۔

احمد بن طولون کی روانگی: احمد بن طولون نے ان واقعات سے اطلاع پا کر شام کے ایک ساتھ معاند کی غرض سے سرحد کی طرف روانہ ہوا اور اپنے بیٹے کو مصر پر اپنا نائب بنایا اور احمد بن محمد واسطی کو اس کی نگرانی اور آمد کی غرض سے اس کی خدمت میں رہنے کا حکم دیا مصر سے نکل کر مینہ الصبح میں لشکر کو ترتیب دیا اور علی بن اناجور کو لکھ بھیجا کہ میں حالات کے معاند کے لئے سرحدی علاقوں میں آ رہا ہوں لہذا رسد وغیرہ کا انتظام معقول طریقہ سے رکھنا علی بن اناجور نے امید افزا جواب دیا۔ چنانچہ احمد بن طولون رملہ پہنچا۔ یہ لوگ عزت و احترام کے ساتھ آئے تھے پھر احمد بن طولون نے رملہ سے دمشق کی طرف قدم بڑھایا اور اس پر قبضہ کر کے احمد بن دوغیش کو اس حکومت پر مامور کیا۔

احمد بن طولون کا حمص میں قیام: پھر یہاں سے کوچ کر کے حمص میں قیام رہنے لگا چنانچہ حمص میں اناجور کا آئید بہت بڑا کمانڈر رہتا تھا۔ وہاں کے لوگوں نے اس کمانڈر کے ظلم و ستم کی شکایت کی اس پر احمد بن طولون نے اس کو معزول کر کے عیاض ترکی کو متعین کیا اس کے بعد یہاں سے روانہ ہو کر اناطولیہ پہنچ گیا۔

۱۔ یہاں صحیح نام طحش بن بلرد ہے۔ دیکھیں مسعودی کی مروج الذهب، ج ۳، ص ۳۰۰۔ جبکہ ایک نسخہ میں طحش بن بکروان ہے یہ بھی صحیح نہیں۔

سیماطویل سے جنگ: سیماطویل نے مخالفت کا اعلان کر دیا اگرچہ اس سے پہلے احمد بن طولون نے اس کو ایک یادداشت بھیجی تھی جس میں صاف طور پر تحریر کیا تھا کہ اگر تم میری اطاعت قبول کرو گے تو میں تم کو تمہارے علاقوں پر بحال رکھوں گا مگر سیماطویل نے اس سے انکار کر دیا اس سے احمد بن طولون نے اس کا محصرہ کر لیا اور نہایت شدت سے لڑائی شروع کی چونکہ اہل انطاکیہ سیماطویل کی حرکات اور ظلم سے تنگ آ گئے تھے۔

ابن طولون کا انطاکیہ پر قبضہ: ... اس وجہ سے بعض نے احمد بن طولون اسی راستہ سے اپنی فوج کے ساتھ آغاز ۲۲۵ھ کو انطاکیہ میں داخل ہو گیا سیماطویل کو گرفتار کر کے مار ڈالا اور اس کے سرداروں اور کاتب کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اس کے بعد طرسوس کی طرف بڑھا اور اس پر بھی کامیابی کے ساتھ قبضہ کر کے قیام پذیر ہو گیا۔ اسامان جنگ اور فراہمی لشکر میں مشغول ہو گیا۔

روم کے شہروں پر جہا کی تیاری: رومی شہروں پر جہاد کی تیاریاں کرنے لگا اس اثنا میں اس کو خبر ملی کہ اس کا بیٹا عباس جس کو مصر میں اپنا نائب مقرر کر کے آیا تھا باغی و منحرف ہو گیا ہے۔

مصر کی طرف واپسی: مجبوراً قصد جہاد ملتوی کر کے مصر کی طرف لوٹا اور ایک لشکر رقعہ کی طرف روانہ کیا اور دوسرے لشکر کو حران کی طرف بڑھنے کا حکم دیا حران پر محمد بن اتامش کا قبضہ تھا احمد بن طولون کی فوج نے محمد بن اتامش کو حران سے لڑ کر اور شکست دے کر نکال دیا اس کی خبر اس کے بھائی موسیٰ بن اتامش تک پہنچی یہ شخص نہایت شجاع اور ہندو آزما تھا فوراً فوجیں مرتب کر کے حران کی طرف کوچ کر دیا۔

موسیٰ بن اتامش اور احمد جیعونہ: ... ابوالاغر عربی کو اس کا احساس ہو گیا احمد سے مخاطب ہو کر کہا کہ آپ کچھ تردد نہ کریں میں موسیٰ بن اتامش کو ابھی راکے حاضر کرتا ہوں ابوالاغر نے یہ کہہ کر بیس سوار منتخب کئے جو نہایت درجہ کے دلیر اور فنون جنگ سے واقف تھے اور اپنی فوج کے کیمپ سے نکل کر موسیٰ بن اتامش کے لشکر گاہ کا راستہ لیا ان میں سے بعض کو کمین گاہ میں بٹھا دیا اور باقیوں کو لے کر موسیٰ کی لشکر گاہ میں داخل ہو گیا اور موسیٰ کے خیمہ کی طرف گیا اور ان گھوڑوں کو جو خیمہ کے دروازے پر بندھے ہوئے تھے کھول دیا ایک قریب کے خیمہ کی رسی کاٹ دی تو بہت شور مچا ہو گیا اور ابوالاغر اپنے ہمراہ ساتھیوں کے ساتھ بھاگا چنانچہ موسیٰ اور اس کے ساتھی سوار ہو کر ان کے تعاقب میں نکلے جس وقت یہ لوگ کمین گاہ سے آگے بڑھے تو ابوالاغر کے ساتھیوں نے کمین گاہ سے نکل کر ایک دم حملہ کر دیا چنانچہ موسیٰ کے ساتھی گھبرا کر لوٹ کھڑے ہوئے اور موسیٰ گرفتار کر لیا گیا۔ ابوالاغر اس کو اپنے سپہ سالار احمد بن جیعونہ کے پاس لایا احمد بن جیعونہ نے اس کو احمد بن طولون کے پاس بھیج دیا اور احمد بن طولون نے اس کو جیل میں ڈال دیا اور ۲۶۶ھ میں مصر کی طرف واپسی کی۔

عباس بن احمد کی اپنے باپ احمد بن طولون سے بغاوت: ... اور پڑھ چکے ہیں کہ احمد بن طولون نے بوقت روانگی شام اپنے بیٹے عباس کو مصر پر اپنا نائب مقرر کر گیا تھا اور احمد بن محمد واسطی کو مجبکہ اس کی حکومت کا منتظم اور دایاں بازو تھا اس کی مدد کرنے کے لئے اس کے پاس چھوڑ گیا۔ عباس کے چند آدمی ایسے تھے جن سے اس نے ادب اور نحو کی تعلیم حاصل کی تھی باپ کی روانگی کے بعد ان لوگوں میں سے بعض کے وظائف مقرر کرنے اور اعلیٰ عہدوں پر مقرر کرنے کا ارادہ کیا حالانکہ ان لوگوں میں نہ تو قابلیت تھی اور نہ اس کا حق ان کو تھا واسطی نے اس خیال سے کہ انتظام و سیاست میں ضل واقع ہوگا اس فعل سے روکا ان لوگوں نے یہ خبر سن کر عباس کو واسطی کی طرف سے بدظن کر دیا۔ واسطی نے اس کی شکایت احمد بن طولون کے پاس بھیجی۔ احمد بن طولون نے واسطی کو لکھا کہ جب تک میں مصر میں نہ پہنچ جاؤں اس وقت تک تم ان لوگوں سے اور عباس سے نرمی و مدارات سے پیش آتے رہو کسی قسم کا بگاڑ پیدا مت ہونے دو احمد بن رجا جو کہ احمد بن محمد واسطی کا سکیرٹری تھا عباس سے ساز و باز رکھتا تھا۔

عباس کی برقعہ آمد: جو خطوط احمد بن طولون کے پاس سے آتے یا واسطی جنہیں اس کے پاس بھیجتا تھا ان تب کے نقول اور ان کے مضامین سے عباس کو مطلع کر دیا کرتا تھا چنانچہ اس نے ابن طولون کے اس خط سے بھی عباس کو مطلع کر دیا جس میں اس نے مدارات اور نرمی کرنے کو لکھا تھا عباس کو اس سے خوف پیدا ہو گیا۔ جھٹ پٹ جو کچھ مال و زر اور آلات حرب وہاں پر موجود تھے ان پر قبضہ کر کے اور تاجروں سے جتن وصول کر سکا وصول کر کے برقعہ بھاگ گیا۔ اس وقت خزانہ شاہی مصر میں ایک کروڑ دینار موجود تھا اور دولاکھ اس کے تاجروں سے وصول کئے تھے۔

عباس کا فرار: اس کے بعد احمد بن طولون مصر کے قریب پہنچ گیا ایک گروہ کو اپنے بیٹے عباس کو سمجھانے اور واپس لانے بھیجا جس میں قاضی ابو بکرہ بن کارین قتیبہ، سابونی قاضی اور زیادہ مری مولیٰ اشہب تھا۔ ان لوگوں نے عباس کو بے حد سمجھایا اور انجام سے ڈرایا چنانچہ عباس کا دل نرم ہو گیا مگر اپنی لوگوں نے اس کا باعث بنے تھے اس سے عباس کو باز رکھا اور ابن طولون کے رعب و جلال سے ڈرایا چنانچہ عباس نے بکار سے کہا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا کسی قسم کے خطرہ کا اندیشہ نہیں ہے۔ بکار نے جواب دیا اور میں کچھ نہیں جانتا احمد بن طولون نے تمہارے امن دینے کی قسم کھائی ہے عباس کو اس سے کامل تشفی ہوئی۔ لہذا وہاں سے چلا گیا۔ اور یہ لوگ اس کے باپ احمد بن طولون کے پاس واپس آ گئے۔

عباس کی سرکشی: عباس کے ساتھیوں نے اسے یہ چرکا دیا کہ تم ایسے وقت میں جبکہ ابراہیم بن احمد بن اغلب جیسے شخص افریقہ پر حکومت کر رہے ہیں تم آسانی سے قبضہ کر سکتے ہو۔ عباس اس دل خوش کن خیال سے سرور ہو کر افریقہ روانہ ہو گیا راستے سے ابراہیم بن احمد بن اغلب کو لکھ بھیجا کہ خلیفہ محمد نے مجھے افریقہ کا گورنر بنادیا ہے اور میں تمہیں اپنی جانب سے بطور اپنے نائب مقرر اور قائم رکھتا ہوں۔ الغرض رفتہ رفتہ عباس شہر بسدہ تک پہنچ گیا۔ جہاں ابراہیم بن احمد کا عامل عباس سے لڑنے آیا مگر عباس نے اسے گرفتار کر لیا اور شہر کی تباہی و بربادی کے لئے ہاتھ بڑھایا اہل شہر کو پال اور ان کی عورتوں کے دامن و عنق کو اپنی بواہیوسیوں سے چاک کر دیا۔

عباس بن احمد اور ابراہیم بن احمد: اہل شہر نے الیاس بن منصور سردار باخیزہ سے امداد کی درخواست کی۔ اس نے اس سے پہلے اسے اپنی اطاعت قبول کرنے پر دھمکی دی تھی۔ ابراہیم ابن احمد کو بھی اس کی خبر مل گئی۔ اور اپنے خادم بلاغ کو ایک بڑی فوج روانہ کی اور محمد بن قہرب گورنر طرابلس کو خط بھیجا کہ بلاغ کے ساتھ عباس کے مقابلہ پر جاؤ چنانچہ محمد بن قہرب عباس سے جنگ کے لئے روانہ ہوا اور بلاغ کا انتظار کئے بغیر چھٹری اس دوران الیاس اپنی قوم کے بارہ ہزار جنگ آزما لے کر پہنچ گیا۔ اس کے بعد ہی بلاغ خادم بھی آ گیا۔ گھمسان کی لڑائی ہونے لگی عباس کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا گیا۔ اس کے بہت سے ساتھی مارے گئے۔ عباس اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ زندہ بچ گیا۔

عباس کی گرفتاری: ایمن اسود قید سے رہا ہو کر مصر چلا گیا اور عباس شکست کھا کر برقہ روانہ ہو گیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ احمد واسطی کو قید سے رہائی حاصل ہو گئی تھی۔ عباس نے اپنی واپسی کے بعد احمد واسطی کو دوبارہ جیل میں ڈال دیا مگر احمد واسطی موقع پا کر جیل سے بھاگ گیا اور فسطاط پہنچا۔ اس وقت احمد بن طولون روانگی کے ارادے سے اسکندریہ چلا گیا تھا۔ احمد واسطی نے خود اسے عباس سے جنگ کے لئے جانے سے منع کیا چنانچہ یہ اور طہارجی ایک جرار فوج لے کر عباس سے جنگ کرنے گئے اور اسے شکست دیکر گرفتار کر لیا یہ واقعہ ۲۶۶ھ کا ہے اس کے بعد احمد بن طولون نے احمد واسطی کے سکریٹری محمد بن رجاء کو اس جرم میں کہ اس کے بیٹے عباس کو اس کے خطوط کے مضامین سے مطلع کر دیا کرتا تھا گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اس کے بعد احمد بن طولون اپنے بیٹے کو اپنے ہاتھ سے مار رہا تھا اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے مارنے پینے کے بعد پھر قید کر دیا۔

صوفی اور عمری کا مصر میں خروج کرنا: ابو عبد الرحمن عمری یعنی عبد الحمید بن عبد العزیز بن عبد اللہ بن عمر بن خطاب کے مصر مقام اقصائے صعیہ میں مقیم تھا بجا آئے دن ان صوبوں میں لوٹ مار کیا کرتے تھے ایک مرتبہ عید کے دن ان لوگوں نے حملہ کیا اور انتہائی بے رحمی سے تباہ و برباد کیا۔ عمری کو بجا کے اس حرکت سے بے حد ناراضگی پیدا ہوئی چنانچہ وہ محض اللہ پر توکل کر کے کمر ہمت باندھ کر اٹھ کھڑا ہوا اور ان کے راستہ میں چھٹ کر بیٹھ گیا جس وقت وہ لوگ اس راستہ سے ہو کر گزرے عمری نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ کہیں گاہ سے نکل کر حملہ کر دیا چنانچہ وہ سب کے سب اسی جگہ ڈھیر ہو گئے پھر عمری نے ان کے علاقوں کی طرف قدم بڑھایا چنانچہ ان لوگوں نے ذلت کے ساتھ جزیہ دینا قبول کر لیا۔ اس واقعہ سے عمری کی شان و شوکت بڑھ گئی اور علوی کے دل میں آتش حسد بھڑک اٹھی ۲۶۰ھ میں فوجیں تیار کر کے عمری سے جنگ کرنے پڑا۔

ابراہیم بن محمد علوی کا خروج: علوی کا اصل نام ابراہیم تھا اور یہ محمد بن یحییٰ بن عبد اللہ بن محمد بن علی بن ابی طالب کا بیٹا تھا۔ لوگ اسے صوفی کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ ۲۵۵ھ میں مقام صعیہ میں ظاہر ہوا اور شہر استا ۱ پر قبضہ کر کے اسے لوٹ لیا۔ اس کے بعد اطراف و جوانب میں غارتگری

شرع کر دی چنانچہ احمد بن طولون نے ایک فوج اس کی سرکوبی کے لئے روانہ کی مگر علوی نے اسے شکست دیکر اس کے سردار کو گرفتار کر لیا اور اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر صلیب پر چڑھا دیا تب احمد بن طولون نے دوسری فوج روانہ کی اس معرکہ میں علوی کو شکست ہو گئی اور اس سے الواحات میں پہنچ کر دم لیا اس کے بعد ۶۵۹ھ میں صعیقہ کی جانب واپس آیا پھر صعیقہ سے اشمونین کی طرف گیا اور وہاں سے فوجیں تیار کر کے عمری سے جنگ کرنے بڑھا۔

ابراہیم کی گرفتاری: عمری اور علوی کی بہت سخت اور خونریز جنگ ہوئی بلا آخر علوی شکست کھا کر اسوان بھاگ گیا اور وہاں پہنچ گیا اور وہاں پہنچ کر غارتگری شروع کر دی احمد بن طولون کو اس کی خبر ملی تو اس نے ایک لشکر علوی کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ علوی شکست کھا کر عیذاب پہنچ گیا اور دریابور کے مکہ معظمہ میں جا کر دم لیا۔ مگر والی مکہ نے اسے گرفتار کر کے احمد بن طولون کے پاس بھیج دیا پھر یہ ایک عرصے تک جیل میں پڑا رہا پھر احمد بن طولون نے علوی کو قید کی مصیبت سے نجات دیدی علوی رہائی کے بعد مدینہ منورہ آ گیا اور یہیں کچھ عرصے بعد مر گیا۔

ابو عبد الرحمن عمری کا قتل: ان واقعات کے بعد احمد بن طولون نے ایک لشکر عمری کے مقابلہ پر روانہ کیا عمری نے سپہ سالار سے ملاقات کی اور اس سے کہا میں نے فساد اور فتنہ برپا کرنے کے لئے خروج نہیں کیا اس وقت تک میرے ہاتھ سے نہ کسی مسلمان کو اذیت پہنچی ہے اور نہ کسی ذمی کو۔ میں نے محض اللہ کی رضا کے لئے جہاد کے ارادے سے خروج کیا ہے تم میرے معاملہ میں اپنے امیر سے مشورہ کرو مگر سپہ سالار لشکر نے عمری کی اس درخواست کو منظور نہ کیا اور لڑائی چھڑ گئی چنانچہ احمد بن طولون کے لشکر کو شکست ہو گئی شکست خوردہ فوج اپنے امیر احمد بن طولون کے پاس پہنچی اور عمری کے حالات سے اسے مطلع کیا۔ احمد بن طولون نے کہا تم اس کے معاملہ میں مجھ سے کیوں مشورہ نہیں کیا؟ دیکھو تمہاری سرکشی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسے تمہارے خلاف کامیابی عطا کر دی۔

اس جنگ کے ایک مدت کے بعد عمری پر اس کے دو غلاموں نے بحالت غفلت حملہ کر دیا اور قتل کر کے احمد بن طولون کے پاس اس کا سر لے آئے چنانچہ احمد بن طولون نے عمری کے قصاص میں ان دونوں غلاموں کو قتل کرا دیا۔

اہل برقہ کی بغاوت: ۶۶۱ھ میں اہل برقہ نے اپنے گورنر محمد بن فرج فرغانی کے خلاف بغاوت کر دی۔ اور احمد بن طولون کی اطاعت سے منحرف ہو کر محمد بن فرج کو اپنے شہر سے نکال دیا چنانچہ احمد بن طولون نے ایک فوج اپنے غلام لولو کی کمان میں اہل برقہ کی سرکوبی کے لئے روانہ کی اور یہ ہدایت کی کہ جاتے ہی جنگ مت چھیڑ دینا بلکہ نہایت نرمی سے کام لینا۔

برقہ کا محاصرہ: چنانچہ فوج نے پہنچتے ہی شہر کا محاصرہ کر لیا۔ کچھ عرصے تک محاصرہ کئے ہوئے نرمی اور ملاطفت سے اہل شہر کو ملاتا رہا۔ اہل شہر کو اس نے حملہ آوروں کی کمزوری کا خیال پیدا ہو گیا چنانچہ ایک دن غفلت کی حالت میں شہر کا دروازہ کھول کر احمد بن طولون کے لشکر پر حملہ کر دیا اور کسی حد تک کامیاب ہو کر واپس لے گئے سپہ سالار نے ابن طولون کو اس واقعہ سے آگاہ کیا چنانچہ احمد بن طولون نے سختی سے محاصرہ کرنے کا حکم دیا چنانچہ محاصرین نے محاصرے میں شدت اختیار کر لی اور چاروں طرف تحقیقیں نصب کر دیں اس پر اہل شہر نے امن کی درخواست کی چنانچہ ان کو امن دے دیا گیا۔ اور فتحمدی کا جھنڈا لے کر شہر میں داخل ہو گئے۔ اہل شہر کے سرداروں کے ایک گروپ کو گرفتار کر کے مارا پیٹا اور ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے اور پھر مصر واپس چلے گئے پھر احمد بن طولون نے اپنے غلاموں میں سے ایک آزاد غلام کو اہل برقہ کی حکومت پر مامور کر دیا۔ یہ واقعہ عباس کی اپنے باپ سے بغاوت کرنے سے پہلے کا ہے۔

لولو کی بغاوت: احمد بن طولون نے اپنے ایک آزاد کردہ غلام لولو کو حلب محض قسریں اور جزیرہ میں دیار مصر کی حکومت عطا کی تھی اور برقہ میں قیام کرنے کا حکم دیا تھا لولو ہر کام کو اپنے آقائے نامدار کی رائے سے انجام دیتا تھا۔ کچھ عرصے کے بعد احمد بن طولون نے لولو کے سکریٹری ابن سلیمان پر اپنا عتاب ظاہر کیا ابن سلیمان نے مصلحت وقت کے تقاضے سے لولو کو بھی اپنا ہم آہنگ بنالیا اور احمد بن طولون سے بغاوت کرنے پر ابھار دیا چنانچہ لولو نے سالانہ خراج بھیجنا بند کر دیا اور موفق کو کہلوا یا کہ آپ تشریف لائے ہم آپ کو ان علاقوں پر قبضہ دلا دیں گے اس پیغام کے ساتھ چند شرائط پیش کیں موفق نے ان شرائط کو منظور کر لیا۔

لولو کی کامیابی چنانچہ لولوء نے سامان جنگ و سفر درست کر کے رقبہ کی طرف کوچ کر دیا مگر اس وقت میں ابن صفوان عقیلی حکومت کر رہا تھا۔ لولوء کی ابن صفوان سے جنگیں ہوئیں بالآخر لولوء کو کامیابی ہوئی اس نے قر قیسیا کو ابن صفوان سے چھین کر احمد بن مالک بن طوق کے حوالہ کر دیا اور موفق کے پاس حاضر ہونے کے لئے کوچ کر دیا۔ اور پھر موفق کے پاس پہنچ گیا جہاں پر وہ والی زنج کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔

لولو کا انجام چنانچہ موفق نے ان لڑائیوں میں لولوء سے بھی مالی اور فوجی مدد لی اور جنگ کے بعد موصل کی حکومت پر مقرر کر دیا۔ اس کے بعد ۳۷۳ھ میں اسے گرفتار کر کے چار لاکھ دینار جرمانہ کیا تنگ دستی اور فقر نے اپنا ڈیرہ جمایا چنانچہ ہارون بن خمارویہ کے دور حکومت کے آخر میں واپس مصر آ گیا اور اسی محتاجی اور فقر کی حالت میں مبتلا رہا۔

معتمد کا ابن طولون کی طرف جانا اور راستے ہی سے واپس:..... ابن طولون در پردہ معتمد سے ساز باز رکھتا تھا اور دونوں کا ہم سلسلہ خط و کتابت بھی جاری تھا معتمد اکثر اپنے بھائی موفق کی شکایات کیا کرتا تھا اسی لئے موفق کو ابن طولون کی طرف سے کشیدگی اور منافرت تھی اور وہ دس سے چاہتا تھا کہ ابن طولون کو حکومت مصر سے ہٹا دیا جائے۔ جن دنوں لولوء اور ابن طولون کے درمیان مخالفت پیدا ہوئی اسی زمانہ میں ابن طولون نے معتمد سے سلسلہ خط و کتابت شروع کیا اور موفق کے سطوت و غضب سے ڈرا کر مصر بلوایا اس وقت موفق جنگ زنج میں مصروف تھا۔ معتمد نے اس کی ترغیب پر اپنی پوری افواج کے ساتھ مصر کا رخ کیا مگر اس کے ساتھیوں اور مشیروں نے جو رے کے رہنے والے تھے معتمد کی اس رائے کی مخالفت کی اور بالاتفاق سب نے ابن طولون سے انجام دیا کرتا تھا اس دوران یہ خبر ملی کہ موفق عنقریب والی زنج کو گرفتار کرنا چاہتا ہے ابن طولون نے یہ سن کر اپنے لشکر کا ایک حصہ معتمد کے انتظار میں بھیج دیا ① معتمد نے موفق کی غیر حاضری کو معنمات غنیمت شمار کر کے ماہ جمادی الاول ۶۲۸ھ میں اپنے سپہ سالاروں کی ایک جماعت سمیت کوچ کیا۔

والی موصل کی چال بازی:..... جس وقت مقام کھیل میں پہنچا اسحاق بن کنداسبق گورنر موصل نے معتمد کو ان سپہ سالاروں سمیت جو اس کے قافلے میں تھے حسب تحریر و تاکید ساعد بن محذر ② موفق کے وزیر کے کہنے پر گرفتار کر لیا اور مال و اسباب چھین کر جیل میں ڈال دیا۔ یہ گرفتاری فریب اور دھوکے سے عمل میں آئی تھی۔ والی موصل نے معتمد کے سپہ سالاروں سے یہ ظاہر کیا کہ میں خلیفہ کا مطیع اور فرمان بردار ہوں چنانچہ اس کے اظہار کے لئے معتمد کے ساتھ ساتھ ابن طولون کی سرحد تک گیا اور معتمد کے سامنے اس کے سپہ سالاروں کے ساتھ بیٹھ کر ان لوگوں کو اس بات پر مدامت کرنے لگا کہ تم لوگوں نے بے حد نا عاقبت اندیشی سے کام لیا ہے تم لوگ کیا سمجھ کر ابن طولون کے پاس جا رہے ہو اور اس کے مطیع اور محتج ہونا چاہتے ہو مگر سپہ سالاروں نے اس کی تردید شروع کر دی بحث و مباحثہ ہونے لگا دو پہر تک گفتگو ہوتی رہی بالآخر (والی موصل) نے کہا چلو اس معاملہ میں ہم اور تم عیحدہ گفتگو کریں گے امیر المومنین کے سامنے اس قسم کے جھگڑے پیش کرنا اور اس پر بحث کرنا سوء ادبی ہے۔

سپہ سالاروں کی گرفتاری: چنانچہ والی موصل ان سپہ سالاروں سمیت اٹھا اور اپنے خیمہ میں آیا اور سب کو گرفتار کر لیا پھر واپس معتمد کے پاس آیا اور اس کو دوا الخلافت چھوڑنے اور بھائی کی مخالفت کرنے پر اظہار ندامت کرنے لگا ایسے وقت میں جبکہ بھائی تمہارے دشمنوں سے جدال و قتال میں مصروف ہے اس سے علیحدگی نہایت نامناسب ہے معتمد نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ والی موصل نے ان سب کو گرفتار کر کے سرمن رائے میں لے جا کر قید کر دیا۔

ابن طولون کا رد عمل: اس واقعہ کی خبر ابن طولون کو ملی تو اس نے موفق کا خطبہ موقوف کر کے عنوان سرنامہ سے اس کا نام بھی نکال دیا اس کے بعد موفق نے دارالعلوم میں مذاقت کی اور ابن طولون پر لعن کرنے کا حکم دیا اور حکومت مصر سے معزز ولی کا بھی حکم صادر کر دیا۔ ③ اس کو باب اششہ سے

① کندی نے اپنی کتاب وراثت مصر میں ۲۵۱ پر لکھا ہے کہ احمد بن طولون بڑا ذات خود مصر سے نکلا اور ترمسوں تک آیا یہاں اسے معتمد کا نائب مقرر کیا گیا جس میں تحریری تھا کہ معتمد مشتق سے بہر ہے اور احمد بن طولون کی طرف آ رہا ہے چنانچہ احمد وہیں ترمسوں میں معتمد کا انتظار کرتا رہا۔ ② ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن ج ۳ ص ۷۳ کے مطابق یہ سلسلہ خط و کتابت ہے جبکہ ایک نسخے میں ص ۷۳ تحریر ہے دیکھیں تاریخ الکامل ابن اثیر ج ۴ ص ۵۲۸۔ ③ اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا گیا۔ مترجم۔ فاضل مترجم جناب علامہ حکیم محمد حسین اسعدی صاحب کے پاس تاریخ ابن خلدون کا جو نسخہ رہا ہوگا اس میں یہ مقام خالی ہوگا جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن ج ۳ ص ۷۳ پر یہی کوئی عداوت وغیرہ نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہاں سے کچھ چھٹا ہوا ہے یا لکھنے سے رہ گیا ہے صحیح جدید ثناء اللہ محمود۔

افریقہ کی طرف بھیج دیا۔^۱ لعن کا کشتی فرمان مکہ بھی بھیجا گیا تھا کہ موسم حج ابن طولون پر لعن کیا جائے۔

ابن طولون کی شکست چنانچہ اس اس حکم کی تعمیل کی گئی ابن طولون کے ساتھیوں اور جماتیوں اور گورنر مکہ میں لڑائی چھڑ گئی۔ موفق کا لشکر جعفر باعردی کی کمان میں مکہ پہنچا اور گھمسان کی لڑائی ہوئی چنانچہ ابن طولون کے گروپ کو شکست ہو گئی ان کا مال و اسباب چھین لیا گیا۔ مسجد حرام میں ابن طولون پر لعن کرنے کا فرمان لوگوں کے سامنے گیا۔

سرحدی شورش اور ابن طولون کی روانگی:..... احمد بن طولون کی طرف سے سرحدی علاقوں کی حکومت پر بخشی بن بلذوان مقرر تھا اس کا نام خلف تھا طرسوس میں اس کا دار الحکومت تھا مازیار^۲ خادم فتح بن خاقان اس کے ساتھ طرسوس میں رہتا تھا کسی بات پر بخشی کو اس پر شبہ ہو گیا گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اہل طرسوس کو یہ بات ناگوار گزری چنانچہ سب نے متفق ہو کر ہنگامہ کر دیا اور مازیار کو جیل سے نکال کر امارت کی کرسی پر بٹھا دیا چنانچہ بخشی پریشان ہو کر بھاگ گیا اہل طرسوس نے ابن طولون کے نام کا خطبہ پڑھنا موقوف کر دیا۔ ابن طولون کو اس کی خبر ملی تو اس نے فوجیں تیار کر کے مصر سے روانہ ہوا اور اذنہ پہنچا اور مازیار کو اپنے سے ملانے کی غرض سے خط روانہ کیا مگر مازیار نے اس پر بھی توجہ نہ کی طرسوس میں قلعہ نشین ہو گیا ابن طولون مصلحتاً حصص روانہ ہو گیا پھر وہاں سے دمشق آیا کچھ عرصے بعد قیام کر کے دوبارہ چلا گیا طرسوس اور قطع حجت کے خیال سے پیغام صلح روانہ کر کے گرمی کے موسم میں اس کا محاصرہ کر لیا۔^۳ اہل طرسوس نے ابن طولون کی لشکر گاہ پر ششجون مارا بہت سے آدمی کام آ گئے۔ باقی لوگ نہایت چپقلش میں گرفتار ہو گئے۔ ابن طولون مجبور ہو کر اذنہ کی جانب پیچھے ہٹ گیا۔ اہل طرسوس نے تعاقب کر کے ابن طولون کے لشکر اور لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔

ابن طولون کی وفات:..... ابن طولون موسم سرما کی وجہ سے اذنہ میں مقیم مہدی گدز نے کے بعد مصیبت روانہ ہوا اور وہاں پہنچ کر بیمار ہو گیا۔ بیماری میں انطاکیہ چلا گیا جہاں وند اور مرض کی شدت بڑھ گئی شاہی معالجوں نے زیادہ کھانے کی ممانعت کر دی مگر ابن طولون نے چھپ کر کھالیا۔ جس سے دست زیادہ آنے لگے۔ مرض پھر عود کر آیا۔ اصل بیماری ہیضہ تھی جو بھیئیس کے دودھ کی کثرت استعمال سے پیدا ہوا تھا کمزوری حد سے بڑھ گئی سوار ہونے کی طاقت نہ رہی لشکریوں نے ہوادار پر سوار کر کے کوچ کیا فرما رہا پہنچا۔ ساحل فسطاط سے سوار ہو کر اپنے گھر پہنچا شاہی معالجوں نے پرہیز کرنے کی سخت تاکید کی مگر ابن طولون نے ذرا بھی خیال نہ کیا۔ اسہال کی پھر کثرت ہو گئی اس لئے جگر کی حرارت بڑھ گئی اور دماغی افعال میں تشویش پیدا ہو گئی۔ قاضی بکار بن قتیہ کو پٹوایا لوگوں کے سامنے اس کو ذلیل کیا۔ ابن ہرثمہ کامل و اسباب چھین کر اسے جیل میں ڈال دیا سعید بن نوفل کو کوڑوں سے اتنا پٹوایا کہ وہ مر گیا اس کے بعد ابن طولون نے اپنے اراکین حکومت اور غلاموں کو جمع کر کے اس خوف سے کہ کہیں اس کا بیٹا ابوالعباس جو کہ قید تھا آئندہ کوئی فساد برپا کرے اپنے بیٹے ابوالحسن خمار یہ کی ولی عہدی کا باضابطہ اعلان کیا اور ان لوگوں کو اس کی اطاعت و فرمانبرداری کی ہدایت کی۔ اس سے لوگوں کی شورش جو اس کے خلل دماغ کی وجہ سے پیدا ہو گئی تھی فرو ہو گئی اس کے بعد اس کا انتقال ہو گیا یہ واقعہ ۷۷۱ھ کا ہے۔

ابن طولون کا کردار:..... چھپس سال اس نے حکمرانی کی۔^۴ نہایت مستقل مزاج عالی حوصلہ اور ولیہ شخص تھا مصر میں جامع مسجد بنوائی جس میں اکیس ہزار دینار خرچ ہوئے یا فاقہ قلعہ تعمیر کرایا۔ مذہب شافعی کی طرف مائل تھا ایک کروڑ دینار سات ہزار موالی (آزاد کردہ غلام) چار ہزار غلام ایک سو گھوڑے اور دو سو تیس جانور سواری کے ترکہ چھوڑا۔ اس کے زمانہ میں مصر کا خراج ان تھا کف سمیت کو شانی امراء دربار کے لئے جاتا تھا چار کروڑ تین لاکھ دینار تھا سفا خانہ اور اوقات پر ساٹھ ہزار دینار خرچ کرتا تھا۔ قلعہ جزیرہ کی تعمیر میں جس کو ان دنوں قلعہ روضہ کے نام سے یاد کرتے ہیں اسی ہزار دینار خرچ کئے تھے۔ اس کے مرنے کے بعد یہ قلعہ خراب و سمار ہو گیا تھا صالح نجم الدین بن ایوب نے مرمت کرائی تھی مگر پھر دوبارہ ویران اور منہدم ہو گیا

۱ یہی ابن طولون کا خلافت عہد سے الگ ہو کر مستقل حکومت قائم کرنے کا اعلان تھا۔
 ۲ تاریخ طبری میں مازیار کے بجائے یازمان اور کامل ابن اثیر میں یزید مازیار ہے۔
 ۳ اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا گیا مترجم۔ فاضل مترجم جناب علامہ حکیم احمد حسین الدہلوی صاحب کے پاس تاریخ ابن خلدون کا جو نسخہ رہا ہوگا اس میں یہ مقام خالی ہوگا جبکہ ہمارے پاس موجود (تاریخ ابن خلدون جدید عربی ایڈیشن ج ۳ ص ۳۰۸ جدید بیروت دار احیاء التراث العربی) پر ایسی کوئی علامت وغیرہ نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہاں سے کچھ چھن ہوا ہے یا لکھنے سے رہ گیا ہے صحیح جدید ثناء اللہ محمود۔
 ۴ تاریخ طبری اور الخلیفہ المبرہ ج ۳ ص ۱۸۹ پر ۱۹ ذی القعدہ بروز پیر ابن طولون کی وفات تحریر ہے۔ جبکہ کندی کی کتاب درۃ مصر ص ۲۵۶ پر ابن طولون کی تاریخ وفات اتوار کی رات گیارہ ذی القعدہ ۷۷۱ھ تحریر ہے۔

اور سوائے ٹیوں کے اور کوئی آثار باقی نہ رہے ایک ہزار دینار ماہانہ صدقہ و خیرات دیا کرتا تھا۔ پانچ سو دینار ماہوار قیدیوں پر خرچ کرتا تھا۔ اس نے پورچی خانے اور دیگر مصارف متفرقہ کا روزانہ خرچ ایک ہزار دینار تھا۔

خمارویہ کی حکومت: احمد بن طولون کے مرنے کے بعد اراکین حکومت متحد ہو کر اس کے بیٹے ابوالنجیش خمارویہ کے ہاتھ پر امارت و حکومت کی بیعت کی اور اس کے دوسرے بیٹے ابوالعباس کو جیل سے نکال کر رہا کر دیا۔ اس معاملے میں احمد بن محمد واسطی اور حسن بن مہاجر پیش پیش تھے واسطی نے رسم عزیت ادا کی حاضرین زار و قطار رو رہے تھے اس کے بعد واسطی نے ابوالعباس سے کہا اپنے بھائی کی بیعت کرو مگر ابوالعباس نے اس سے انکار کر دیا چنانچہ طبرجی اور موالی میں سے ایک شخص سعد الالیں نے اٹھ کر ابوالعباس کو گرفتار کر کے شاہی محل کے ایک کمرے میں قید کر دیا اگلے دن اسے مراد نکالا گیا۔ اس کے بعد احمد بن طولون کی تجہیز و تکفین کی اس کے بیٹے ابوالنجیش نے نماز جنازہ پڑھائی اور دفن کرنے کے بعد اپنے شاہی محل میں واپس آیا ورکاروہار سلطنت میں مصروف ہو گیا۔

خمارویہ اور ابن موفق: جس وقت احمد بن طولون کی وفات ہوئی اس وقت اسحاق بن کندا حق جزیرہ اور موصل کا گورنر تھا اور ابن ابی الساج کوفہ پر حکومت کر رہا تھا اس نے جبہ کو احمد بن مالک کے قبضہ سے نکالا تھا۔ اسحاق اور ابن الساج کو ملک شام کی حکومت کی لالچ مگ گئی چنانچہ موفق سے اجازت طلب کی موفق نے ان لوگوں کو اجازت دے دی اور امداد کا وعدہ کیا چنانچہ اسحاق نے رقبہ، تغور اور عوامیہ کی جانب قدم بڑھائے ورنہ کومن وعاس سے چھین لیا جو کہ ابن طولون کی طرف سے مقرر تھا اس کے بعد حمص، حلب اور انطاکیہ پر حاوی ہو گئے پھر دمشق کو بھی دبا لیا۔ خمارویہ کو اس کی خبر ملی تو اس نے ایک فوج شام کی طرف روانہ کی چنانچہ اس فوج نے دمشق پر قبضہ کر لیا۔ وہ گورنر جس نے بد عہدی کی تھی بھاگ گیا۔ دمشق پر قبضے کے بعد خمارویہ کی فوج نے شیراز ۱ پر حملہ کیا۔

ابن موفق کا حملہ: اسحاق اور ابن ابی الساج اس انظار میں کہ عراق سے فوجی کمک آ جائے تو لڑائی چھیڑی جائے مورچہ بندی کئے ہوئے خمارویہ کے لشکر کے مقابلہ میں پڑے رہے یہاں تک کہ موسم سرا آ گیا اور خمارویہ کے فوجی شیرز کے مکانات میں متفرق اور منتشر ہو کر جا بسے اتنے میں عرقی لشکر ابوالعباس احمد بن موفق کی مکان میں جو بعد میں خلیفہ بنا تھا اور معتضد کا لقب اختیار کیا تھا پہنچ گیا خمارویہ کے لشکر پر اس فوج نے جس وقت کہ وہ شیراز کے مکانات میں پناہ گزیں تھے شیخون مارا اور نہایت بے رحمی سے اسے پامال کیا باقی سپاہیوں نے بھاگ کر دمشق میں پناہ لی چنانچہ معتضد نے تعاقب کیا شکست یافتہ گروہ نے جب وہاں بھی امن کی صورت نہ دیکھی تو دمشق کو بھی خیر آباد کہہ کر بھاگ نکلے اور معتضد نے وہ شعبان ۶۷۲ھ میں اس پر بھی قبضہ کر لیا۔

ابن موفق اور خمارویہ کی جنگ:..... خمارویہ کے لشکر نے اس شکست کے بعد رملہ میں جا کر پناہ لی کچھ عرصے وہیں مقیم رہا اور خمارویہ کو اطاعتی خط لکھا۔ معتضد یہ خبر پا کر کہ منہزم گروہ نے رملہ میں جا کر پناہ لی ہے فوجیں تیار کر کے دمشق سے رملہ روانہ ہو گیا مگر راستے میں یہ خبر سنی کہ خمارویہ یہ بڑی فوج لے کر رملہ آ گیا ہے۔ معتضد نے واپسی کا ارادہ کیا مگر اس لئے کہ اس وقت معتضد کے لشکر میں خمارویہ کے وہ مصاحبین اور امراء بھی تھے جنہوں نے خمارویہ کو چھوڑ دیا تھا اور معتضد کے پاس چلے آئے تھے اپنے اس ارادے کو پورا نہ کر سکا اسحاق اور ابن ابی الساج بھی بد معاہدگی کی وجہ سے معتضد سے منفرد اور متوحش ہو رہے تھے۔ ایک چشمہ پر جس پر طواغین واقع آ راستہ کیس میمنہ و میسرہ سے مرتب کر کے جنگ کے میدان میں آ گئے خمارویہ نے لڑائی شروع ہونے سے پہلے سعید الالیسیر نامی ایک کمانڈر کو ایک دستہ فوج کے ساتھ کمین گاہ میں بٹھادیا۔ فریقین کے میمنہ و میسرہ جدال و قتال میں مصروف ہوئے چونکہ خمارویہ نے اس سے پہلے کوئی لڑائی نہ دیکھی تھی لہذا شکست کھا کر بھاگ گیا اور مصر میں جا کر دم لیا۔

ابن موفق کا فرار: معتضد نے خمارویہ کے خیمہ میں قیام کیا اور فتح مندی کے جوش میں اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لینے کا حکم دیا۔ اس دوران سعید الالیسیر نے کمین گاہ سے نکل کر حملہ کر دیا اور معتضد یہ خیال کر کے کہ خمارویہ نے پلٹ کر کے حملہ کیا ہے بھاگ کر دمشق پہنچ گیا۔ اس وقت دونوں فوجیں

دروازے بند کر گئے مجبور ہو کر طرسوس چلا گیا۔ اس وقت دونوں فوجیں بلا کسی حکم کے دست بدست شمشیر بازی کر رہی تھیں۔ سعید الیسیر نے خمارویہ کو تلاش کیا جب اس کو نہ پایا تو اس کے بھائی ابو العشاء کو امیر لشکر بنایا چنانچہ عراقی لشکر شکست اٹھا کر بھاگا۔ ایک بڑا گروہ مارا گیا اور بہت سے آدمی گرفتار کر لئے گئے فتح مند کی گروہ کو انعامات اور صلے تقسیم ہوئے بشارت فتح مصر کا خطر روانہ کیا گیا۔

خمارویہ کا قیدیوں سے سلوک: خمارویہ کو اس خبر سے خوشی بھی ہوئی اور شکست سے نجات بھی بہت ہوئی اس نعمت کے شکرانہ میں اس نے کثرت سے صدقہ کیا۔ قیدیوں کے ساتھ وہ سلوک کئے کہ اس کی نظیر اس وقت تک نہیں مل سکتی۔ جس وقت جنگی قیدی پیش کئے گئے۔ تو نہایت خندہ پیشانی سے اپنے درباریوں سے مخاطب ہو کر بولا یہ لوگ تمہارے مہمان ہیں ان کی مہمانداری کرو۔ پھر قیدیوں کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا۔ تم لوگوں میں سے جس کا جی چاہے ہمارے دربار میں قیام کرے جب مرتبہ وظیفہ اور تنخواہ مقرر کی جائے گی اور جو شخص جانا چاہے اسے ہم سامان سفر اور زادراہ دے کر رخصت کرنے کے لئے تیار ہیں چنانچہ جن لوگوں نے قیام پسند کیا ان کی تنخواہیں مقرر کر دیں اور جنہوں نے واپسی کا ارادہ کیا نہایت احترام سے زادراہ رخصت کر دیا۔

خمارویہ کی شہرت: اس واقعہ سے خمارویہ کے رعب و زاب کا ڈنک بج گیا اس کے لشکر نے پورے ملک شام کو بید کی طرح تھرا دیا۔ عراقی لشکر کو تھوڑے ہی عرصے میں ملک شام سے باہر نکال دیا اسی سال ماز بار جو سرحدی اسلامی علاقوں کا والی تھا اسلامیہ نے جہاد کیا اور بہت سامان غنیمت لے کر واپس آیا اس کے بعد دوبارہ ۳۷۳ھ میں پھر جہاد کرنے گیا تھا۔

اسحاق اور ابن ابی الساج کی باہم مخالفت اور جزیرہ میں ابن طولون کا خطبہ پڑھا جانا:..... ابن ابی الساج کے ہاتھ میں قنسرین کی حکومت تھی اور موصل و جزیرہ کا گورنر اسحاق مقرر تھا پہلے تو یہ دونوں آپس میں متفق تھے اور ایک دوسرے کا معین و مددگار تھا پھر کچھ عرصے بعد دونوں میں اختلاف ہو گیا ابن ابی الساج نے خمارویہ سے امداد طلب کی اور اس کے نام کا خطبہ اپنے صوبوں میں پڑھوایا اور اپنے بیٹے کو بہت سے مال و زر دے کر گروی طور پر خمارویہ کے دربار میں بھیج دیا چنانچہ خمارویہ فوجیں تیار کر کے اسحاق سے جنگ کرنے کو بڑھا اور کوچ و قیام کرتا ہوا سن ۳۷۴ھ پہنچ گیا۔ ابن ابی الساج نے فرات عبور کر کے اسحاق سے مقام رقہ میں مقابلہ کیا اور اپنے پرزور حملوں سے اسحاق بن کنداہق کو شکست دے دی اس عرصہ میں خمارویہ بھی اور فرات عبور کر کے رافقیہ کی طرف بڑھا اور اسحاق نے شکست اٹھا کر مار دین میں پناہ لی ابن ابی الساج نے اس کا محاصرہ کر لیا۔

ابن ابی الساج کا موصل پر قبضہ:..... ایک دن موقع پا کر اسحاق مار دین سے نکل کر موصل روانہ ہو گیا ابن ابی الساج نے یہ خبر پا کر ترقب کیا اور مقام پر قید سے لڑ کر مار دین واپس لے آیا ان واقعات سے ابن ابی الساج کی قوت بڑھ گئی جزیرہ اور موصل پر قبضہ کر لیا اور اپنے تمام زیر کنٹرول علاقوں میں خمارویہ کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور خطبہ میں خمارویہ کے بعد اس کے نام داخل کئے جانے کا حکم دیا اس کے بعد چند دستہ فوج اپنے غلام فتح کی کان میں موصل کے اطراف میں خراج وصول کرنے بھیجا مقام ثمرات میں یعقوبیہ سے مذبحیڑ ہو گئی۔ فتح نے یعقوبیہ کو دھوکا دے کر اپنا کام کر لیا مگر اس کے بعد یعقوبیہ کو اس کے فریب کی اطلاع ہو گئی چنانچہ سب کے سب متحد ہو کر حملہ آور ہوئے اور فتح کو شکست دے کر اس کے ساتھیوں کو نہایت بے رحمی سے قتل اور گرفتار کیا۔ فتح افراد کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا۔

ابن ابی الساج کی بغاوت:..... ۳۷۵ھ میں ابن ابی الساج نے خمارویہ سے بد عہدی کی واقعہ یہ پیش آیا کہ اسحاق بن کنداہق خمارویہ کے پاس مصر چلا گیا تھا اور اس کی مصاحبت اختیار کر لی تھی اس سے ابن ابی الساج کو کشیدگی پیدا ہوئی اور خمارویہ سے بغاوت کا اعلان کر دیا خمارویہ نے یہ خبر پا کر ابن ابی الساج کی سرکوبی کے لئے مصر سے دمشق کی طرف روانہ ہوا۔ قریب دمشق ماہ محرم مقام شنبہ العقاب میں دونوں کا مقابلہ ہوا ابن ابی الساج شکست کھ کر بھاگا اس کا سارا لشکر گاہ لوٹ لیا گیا۔ حمص میں جنگ پر جانے سے پہلے ابن ابی الساج بہت سامان و اسباب رکھ گیا تھا خمارویہ نے کامیابی کے بعد ایک دستہ فوج اس مال کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ یہ دستہ فوج کا ابن ابی الساج کے پہنچنے سے پہلے ہی حمص پہنچ گیا۔

اور اسے حمص میں داخل ہونے سے روک دیا اور اس کے سارے مال و زرا اور اسباب پر قبضہ کر لیا ابن ابی الساج ناکامی کے ساتھ حلب چلا گیا۔ یہ حصہ سے رقبہ جا کر مقیم ہو گیا اور خمارویہ مسلسل اس کے تعاقب میں تھا ابن ابی الساج کو جب رقبہ میں بھی پناہ نہ ملی تو وہاں سے نکل کر موصل چلا گیا۔ خمارویہ اس سے آگاہ ہو کر فرات عبور کر کے شہر موصل میں ابن ابی الساج کے پہنچنے سے پہلے داخل ہو گیا۔ ابن ابی الساج کو اس کی خبر مل گئی چنانچہ موصل سے اعراض کر کے حدیبہ چلا گیا۔

ابن ابی الساج اور اسحاق کی جنگ: خمارویہ نے اپنے نامی گرامی کمانڈروں اور جنگ آزمائشگر کو اسحاق کے ساتھ ابن ابی الساج کی گرفتاری کے لئے روانہ کیا ابن ابی الساج نے یہ خبر پا کر دجلہ عبور کر کے تکریت میں جا کر قیام کیا۔ اسحاق کے رکاب میں بیس ہزار فوج تھی اور ابن ابی الساج دو ہزار کے لشکر کے ساتھ تھا۔ دونوں فریق نے دریا کے کناروں سے ایک دوسرے پر تیر بازی کی اس کے بعد اسحاق نے پل بنونے کی غرض سے کشتیاں جمع کرائیں ابن ابی الساج یہ سن کر رات کے وقت تکریت سے نکل کر موصل چلا گیا۔ اور موصل کے قریب پہنچ کر مقام دیراعے میں قیام کیا اسحاق کو اس کی خبر مل گئی تعاقب کی غرض سے روانہ ہو گیا ابن ابی الساج بحکم ہر کہنگ آمد جنگ آمد سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر گیا اور باوجود مختصر جہمت کے اسحاق کو شکست فاش دے دی اور اسحاق شکست اٹھا کر رقبہ کی طرف بھاگ گیا ابن ابی الساج نے تعاقب کیا اور موفق کے پاس ایک اطلاعی خط بھیج کر دریائے فرات کو ملک شام کی طرف عبور کر کے اور خمارویہ کے صوبوں کو تباہ و برباد کرنے کی اجازت مانگی موفق نے اس معاملے میں چند دن توقف کرنے اور اندادی فوج کے انتظار کرنے کی ہدایت کی۔

اسحاق کی شکست: اسحاق شکست کھا کر خمارویہ کے پاس آ گیا۔ خمارویہ نے اس کی اشک شوقی کی اور دربارہ فوجیں آراستہ کر کے ابن ابی الساج سے جنگ کے لئے اسحاق کو روانہ کیا چنانچہ اسحاق نے ارض شام میں فرات پر قیام کیا اور ابن ابی الساج اس کے مقابلہ پر حدود رقبہ میں پڑاؤ کئے ہوئے تھا ایک دن موقع پا کر اسحاق کی فوج کے ایک کالم نے دریائے فرات کو عبور کیا اور بحالت غفلت ابن ابی الساج کے طبعہ لشکر پر حملہ کر دیا۔ چنانچہ جب ابن ابی الساج نے اس کا احساس کر لیا کہ کوئی شخص اس کے عبور سے میں رکاوٹ نہیں ہے تو اس نے رقبہ کے راستے بغداد کا راستہ لیا اور ۲۹۶ھ میں موفق کی خدمت میں حاضر ہو کر قیام پذیر ہو گیا یہاں تک موفق نے اسے آذر بیجان کا گورنر بنادیا اسحاق ابن کنداج نے ابن ابی الساج کے بعد دیار ربیعہ اور دربار مصر پر قبضہ کر لیا اور خمارویہ کے نام کا خطبہ وہاں کی جامع مسجد میں پڑھا جانے لگا۔

طرسوس پر خمارویہ کی حکومت: ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ ۲۷۷ھ میں مازیار ۱ خادم نے طرسوس میں علم بغاوت بلند کیا تھا اور احمد بن طویون نے اس کا محاصرہ کر لیا تھا، مازیار خادم قلعہ نشین ہو کر مخالف دہشت پر قل گیا اتنے میں احمد بن طویون کا انتقال ہو گیا اور خمارویہ نے حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ جیسے ہی اس کو انتظام سے فراغت حاصل ہوئی ۲۷۷ھ میں ہزار دینا پانچ سو تھان ریشمی کپڑے کے اور پانچ سو طرف مازیار کے پاس طرسوس روانہ کئے، مازیار اس نقد و جنس کو دیکھ کر خوش ہو گیا اور اطاعت قبول کر لی اور سرحدی علاقوں میں اس کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔

خمارویہ کی وفات: اس کے بعد ۲۷۸ھ میں مازیار لشکر صائفہ کے ساتھ جنگ پر گیا اور اسکندریہ ۲ کا محاصرہ کر لیا۔ محاصرہ کے دوران یک پتھر مخیق کاس کی پسی پر لگا جس سے زخمی ہو کر طرسوس واپس آ گیا اور وہاں پہنچ کر انتقال کر گیا اس کے مرنے کے بعد ابن عجیف طرسوس کا حاکم بن گیا ابن عجیف نے اطلاعی خط خمارویہ کے پاس روانہ کر دیا چنانچہ خمارویہ نے اسے حکومت طرسوس پر بحال و قائم رکھا۔ پھر چھ عرصے بعد اسے معزول کر کے اس کی جگہ محمد (اپنے چچا موسیٰ بن طویون کے بیٹے) کو حکومت طرسوس پر مقرر کیا۔

موسیٰ بن موسیٰ بن طویون: موسیٰ بن موسیٰ بن طویون کے حالات یہ ہیں کہ جس وقت احمد بن طویون یعنی موسیٰ بن طویون کے بھائی نے مصر پر اپنی حکومت کا سکہ جمایا اس وقت موسیٰ نے قریبی رشتہ دار بھائی ہونے کی وجہ سے پاؤں پھیلائے مگر احمد بن طویون نے اسے پسند نہ کیا چنانچہ موسیٰ کو یہ

۱ تاریخ کامل بن اثیر میں مازیار کے بجائے یازمان تحریر ہے۔ جیسا کہ اشارہ کیا جا چکا ہے۔ ۲ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن ج ۳ ص ۳۱ پر اس خطبہ کا متن ہے۔ (ش۔ ن۔ م۔) جبکہ بن اثیر کی اکامل ج ۳ ص ۵۶۲ پر شکند تاریخی طبری میں سلطنت واد مسعودی کی مروج الذہب میں "ایک قلعہ جو کوکب کے نام سے مشہور تھا" لکھا ہے۔

دوران جیش نے ان کے ایک سربراہ کو قتل کر دیا۔ پھر کیا تھا برباد کیا اور آگ لگا دی۔ اور ان کاموں سے فارغ ہو کر جیش کے بھائی ہارون بن خمارویہ — ہاتھ پر بیعت کی۔ یہ واقعات جیش کی حکومت کو نویں مہینے پیش آئے۔

طرسوس کا فتنہ اور بغاوت: پہلے یہ یہاں ہو چکا کہ موفق کا آزاد کردہ غلام راغب جہاد کے لئے طرسوس آیا تھا پھر یہیں رہنے لگا اور ابن عجیف کے بعد طرسوس پر قابض ہو گیا۔ جب ۲۸۳ھ میں ہارون بن خمارویہ حکمران بنا تو راغب نے ہارون کا نام خطبے سے نکال دیا اور اس کے بجائے معتضد کے آزاد کردہ غلام بدر کا نام خطبے میں شامل کر دیا۔ چنانچہ طرسوس اور بعض سرحدی علاقے بنو طولون کی حکومت سے نکل گئے۔ پھر ہارون نے معتضد کو درخواست بھیجی کہ ساڑھے چار لاکھ دینار اور قنبر بن ابرو عاصم کے بدلے مجھے مصر اور شام کا گورنر بنا دیا جائے۔ معتضد آمد سے روانہ ہوا جسے اس نے محمد بن احمد بن الشیخ سے چھینا تھا اور اپنی غیر موجودگی میں دیتے بٹے ملکشی کو نائب بنایا۔ چنانچہ ہارون کے گورنروں کے ہاتھ سے قنبرین اور سرحدی علاقے چھین کر اپنے بیٹے ملکشی کی حکومت میں شامل کر دیتے۔ یہ واقعات ۲۸۶ھ میں ہوئے۔

دمشق پر فتح بن جف کی حکومت: جب ہارون اپنے بھائی جیش کے بعد سپہ سالاروں کے اختلاف اور افراتفری کے عالم میں حکمران بنا تو اراکین حکومت خوف زدہ ہو گئے کہ کہیں حکومت میں اختلاف نہ پھیل جائے، چنانچہ انہوں نے یہ کام ابو جعفر بن ایام کے حوالے کر دیا۔ یہ شخص احمد اور خمارویہ کے ہاں بڑے لوگوں میں شمار ہوتا تھا۔ اس نے اپنی بساط کے مطابق لشکر اور حکومت کی اصلاح کی کوشش کی اور بدر حمی و رحیم بن حمد امر دینی کو بھیجا۔ ان دونوں نے خوش اسلوبی سے کام کیا اور قبضہ کر لیا اور اپنے گورنر مقرر کر کے واپس آئے۔ فتح بن جف دمشق لے کر ایک طرف ہو گیا۔ ان دنوں مصر میں خوب افراتفری اور ہل چل مچی ہوئی تھی۔ سپہ سالاروں کی ریشہ دوانیاں حد سے بڑھی ہوئی تھیں یہاں تک کہ وہ سب کچھ ہو جو ہم تحریر کر چکے ہیں۔ عمال مقرر کر کے مصر واپس آئے۔ مصر میں اس وقت ایک عجیب ہل چل ہوئی تھی کمانڈروں کی طوائف کا زور شور تھا کسی کی کوئی نہ سنتا تھا نہ کسی کی کوئی اجابت کرتا تھا یہاں تک کہ وہ واقعات پیش آئے جن کو ہم آئندہ بیان کریں گے۔

قراٹھ کا دمشق پر حملہ: قراٹھ کا ابتدائی حال اور جو بدر اور حکومت ان کو عراق و شام میں حاصل ہوئی۔ تھی آپ اوپر ہاں تفصیل پڑھ چکے ہیں۔ اور اس سے بھی مطلع ہو چکے ہیں کہ ذکر وہ بن مہداد بن جو قراٹھ کا سفیر تھا سواد کوفہ سے شکست کھا کر بنو قلیص بن کلب بن دبرہ کے پاس سہوہ چلا گیا تھا ان لوگوں نے اس کی بیعت کر لی اور شیخ کا لقب دیا یہی نام رکھا اور ابو القاسم کنیت رکھی اور بے کار خیال قائم کر لیا کہ محمد بن عبد اللہ بن مکتوم بن اسمعیل اہم یہی ہے اس بناء پر اس کو مدثر کے لقب سے یاد کرنے لگے ان لوگوں نے یہ خیال بھی قائم کیا تھا کہ قرآن مجید میں اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے شہرہ فرمایا ہے اس کے اہل میں اسے ایک غلام کو مطوق کا لقب دیا۔

ابو القاسم تکی کی قتل و غارت: وہ حمص سے حماۃ اور مصر النعمان روانہ ہوا پھر بعلبک گیا پھر وہاں سے سلیمہ کی جانب روانہ ہوا اور راستے میں جتنے دیہات قصبے اور شہر ملے سب کو تباہ کر دیا۔ بچوں عورتوں یہاں تک کہ جانوروں کو بھی قتل کیا فتح بن جیف اور اس کی فوج اور اس کا قابارون ان لوگوں کے مقابلے سے عاجز ہو گئے۔ اہل شام اور مصر فریادی صورت بنائے خلیفہ ملکشی کے دربار میں حاضر ہو گئے۔

قراٹھ کی سرکوبی: چنانچہ خلیفہ ملکشی ۲۹۰ھ میں ملک شام کی طرف قراٹھ کی سرکوبی کو روانہ ہوا اور موصل ہو کر گزرا۔ بنو حمدان اس سے ابو الاغروس، ہزار سواروں کو لئے ہوئے خلیفہ کی خدمت میں حاضر ہوا خلیفہ نے حلب کے قریب پڑاؤ کیا قراٹھ صاحب شامہ شاہی افواج پر حمداور ہو چنانچہ ایک بہت بڑی جماعت کام آگئی۔ ابو الاغروس اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ حلب میں پناہ گزیں ہو گیا۔ قراٹھ نے محاصرہ کر لیا۔ لیکن اہل حلب اور ابو الاغروس کی لڑائی سے تنگ آ کر محاصرہ اٹھا لیا۔ خلیفہ ملکشی اس واقعہ میں زندہ بچ کر رقبہ پہنچ گیا اور محمد بن سلیمان کاتب کو اپنی فوجوں کے ساتھ قراٹھ سے جنگ کرنے روانہ کیا بنو حمدان میں سے حسین اور بنو شیبان بھی اس مہم میں محمد بن سلیمان کے ساتھ تھے۔ وہ محرم ۲۹۱ھ میں قراٹھ اور شاہی افواج کے درمیان مقام حماۃ میں ٹکڑے ہوئی جس میں سخت اور خونریز جنگ کے بعد قراٹھ کو شکست ہوئی ان کے سر اور صاحب شامہ کو رقبہ کر لیا گیا ایک تہ فوج کے ساتھ اسے رقبہ روانہ کیا گیا مدثر اور مطوق بھی اس کے ساتھ ہی گرفتار ہوئے تھے خلیفہ نے کامیابی کے ساتھ دار الخلافہ کی طرف

رونگی کا ارادہ کیا محمد بن سلیمان بھی حاضر ہوا اس کے بعد خلیفہ نے حکم دیا کہ قرامطہ قیدیوں کو پہلے کوڑے مارے جائیں اس کے بعد ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں۔ اس کے بعد ان کی گردنیں ماری جائیں۔ الغرض اس طریقہ سے قرامطہ کی متعدد بیماری کا معقول علاج کر دیا گیا۔ پھر اس کے بعد ان کا ایک گروہ بحرین میں ظاہر ہوا۔

حکومت بنو طولون کا خاتمہ: بنو طولون کی دولت و حکومت ختم ہونے کے حالات معرض تحریر میں لانے سے پہلے ہم محمد بن سلیمان کے حالات سے آگاہ کرنا چاہتے ہیں جس نے بنو طولون کی دولت و حکومت کا شیرازہ منتشر کرنے اور اس کے اوراق الٹنے پلٹنے کا بیڑہ اٹھایا تھا۔

محمد بن سلیمان: محمد بن سلیمان رقبہ دیا مصر کا رہنے والا تھا۔ احمد بن طولون نے اسے تعلیم و تربیت دی تھی اور مصر میں اپنی خدمت میں رکھا تھا۔ کچھ عرصے بعد جب اسے انتظام و سیاست میں ایک گونہ سلیقہ حاصل ہو گیا تو احمد بن طولون سے ناراض ہو کر دار الخلافہ بغداد چل گیا اور اراکین سلطنت سے میل جول پیدا کر لیا۔ وہ لوگ اس سے عزت و احترام سے پیش آئے۔ خلفائے بغداد سے محمد بن سلیمان مسلسل ان لوگوں کو ملک مصر پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دینے لگا یہاں تک کہ ہارون بن خمارویہ حکومت مصر پر فائز ہوا اور سرزمین شام میں بنو طولون کی دولت و حکومت میں کمزوری آنے لگی اور اس کے گروہ دواج میں قرامطہ آئے دن قتل و غارتگری کرنے لگے اور ہارون ان کا مقابلہ نہ کر سکا۔ اہل شام فریادی بن کر دربار خلافت میں حاضر ہوئے۔

محمد بن سلیمان اور قرامطہ: چنانچہ خلیفہ مکتفی مسلمانوں کی تکالیف دور کرنے پر کمر ہمت باندھ کر اٹھ کھڑا ہوا اس نے محمد بن سلیمان کو یہ مہم سر کرنے پر مامور کیا۔ ان دنوں یہ شاہی سپہ سالاروں میں ایک اہم اور مشہور شخص تھا۔ چنانچہ شاہی لشکر کو مرتب کر کے قرامطہ کے مقابلہ پر گیا آخر کار اسے قرامطہ کے مقابلہ میں کامیابی حاصل ہو گئی قرامطہ کو شکست ہوئی ان کا سارا لشکر کچل دیا گیا۔ مسلمانان شام کو ان کی ایذا رسانی سے نجات ملی قرامطہ صاحب شامہ کو اس کے سرداروں سمیت گرفتار کر کے مقام رقبہ میں خلیفہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ خلیفہ ان قیدیوں سمیت دار الخلافہ بغداد واپس چلا گیا۔ اور بغداد پہنچ کر ان سب کو سزائے موت دے دی جس سے مسلمانان شام کو اور خلیفہ کو بھی قرامطہ کی متعدد زہریلی بیماری سے نجات مل گئی۔

محمد بن سلیمان کا مصر پر حملہ: خلیفہ مکتفی نے بغداد پہنچ کر محمد بن سلیمان کو ملک شام کی جانب واپس جانے کا حکم دیا اور شاہی سپہ سالاروں کے ایک گروپ کو اس کے ساتھ روانگی کا اشارہ کیا جب ضروری مال و زراعت آلات حرب عطا کئے۔ چنانچہ محمد بن سلیمان نے خلیفہ سے رخصت ہو کر دمیط کو جو کہ ماز یار کا غلام تھا جنگی جہازوں کے ساتھ یہ ہدایت دے کر سواحل مصر کی طرف روانہ کیا کہ دریائے نیل پر پہنچتے ہی قبضہ کر لینا اور اہل مصر سے اس کا تعلق قطع کر دینا چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا جس سے اہل مصر تنگی اور مصیبت میں پڑ گئے اور خود شاہی افواج کی کمان لے کر شام کی طرف بڑھا۔ اور اس پر مستولی ہو کر مصر کی جانب روانہ ہو گیا جس وقت مصر کے قریب پہنچا مصر کے کمانڈروں کو ساتھ ملانے کی غرض سے پیغام بھیجا بدر رحمائی نے جو کہ مصری کمانڈروں کا نامی گرامی سردار تھا محمد بن سلیمان کے پاس آ کر اور اس کی درخواست کی اس سے اہل مصر کی شان شوکت کو بہت بڑا نقصان پہنچا اس کے دیکھا دیکھی مصر کے اور کمانڈر بھی یکے بعد دیگرے محمد بن سلیمان کے لشکر میں چلے گئے ہارون اس فوج کے ساتھ جو باقی رہ گئی تھ مقابلہ پر آیا۔

ہارون کی موت: سلسلہ جنگ شروع ہوا اتفاق سے جنگ کے دوران ایک روز اس کے لشکر میں جھگڑا ہو گیا۔ فتنہ فرو کرنے کے لئے ہارون سوار ہو کر لشکر گاہ میں گیا اتفاق سے کسی مغربی کا ایک تیرا لگا جس سے اس نے تڑپ کر جان بحق تسلیم کر دی ① ہارون کے مرنے کے بعد اس کے چچا شیبان بن احمد بن طولون نے حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی ② بلا حساب و کتاب لشکریوں کو انعامات دیئے اور یہ حکم دے دیا کہ جو کچھ رہ گیا ہے اس کو لوٹ لو چنانچہ بات کی بات میں لشکریوں نے اپنا سارا مال و اسباب خود لوٹ لیا اس کے بعد مال کے حصول کی فکر لگ گئی۔ مگر اس پر قادر نہ ہو سکا اس سے اس کے کاموں میں اضطراب پیدا ہو گیا۔ ساری تدبیریں البت پلٹ ہو گئیں اپنے اراکین دولت سے جنگ کرنے اور امان طلب کرنے کے بارے میں۔

① النجوم الزاہرۃ ج ۳ ص ۱۳۵ پر تحریر ہے کہ شیبان نے ہارون کو چھری سے ذبح کر دیا تھا اور ہارون اس وقت نشہ کی حالت میں تھا۔ یہی بات کنڈی نے اپنی کتاب 'تورۃ مصر' ۲۶۸، ۲۶۹ پر لکھی ہے۔ ② اصل کتاب میں جگہ خالی ہے، مترجم۔ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن ج ۳ ص ۳۱۴ پر ایسی کوئی علامت نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہاں عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔ بلکہ عبارت متصل ہے۔

مشورہ کیا ان سب نے بالاتفاق محمد بن سلیمان سے امن طلب کر لیا۔

بنو طولون کا زوال: چنانچہ شیبان نے محمد بن سلیمان کے پاس امن کا پیغام بھیجا محمد نے اسے امن دے دیا۔ شیبان کے امن حاصل کرنے کے بعد اس کے کاندھوں نے بھی یکے بعد دیگرے امن کی درخواست کی محمد بن سلیمان سوار ہو کر مصر میں داخل ہوا اور قبضہ کر لیا۔ بنو طولون کو جو سترہ افراد تھے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا بشارت فتح کا خط خلیفہ کی خدمت میں روانہ کیا۔ خلیفہ ملکی نے لکھ بھیجا کہ تمام بنو طولون کو شام و مصر سے گرفتار کر کے بغداد بھیج دو محمد بن سلیمان نے نہایت مستعدی سے اس حکم کی تعمیل کی اس کے بعد خلیفہ ملکی نے ان مکانات اور تعمیرات کو جلائے اور منہدم کرنے کا حکم صادر کر دیا جن کو بنو طولون نے اپنے زمانہ حکومت میں مصر کے مشرق جانب تعمیر کرایا تھا اور وہ ایک مربع میل کے اندر بنے تھے چنانچہ یہ سب جلا کر خاک و سیاہ کر ڈالے گئے اور فسطاط لوٹ لیا گیا۔

عیسیٰ نوشیزی کی حکومت مصر اور خلیجی کی بغاوت: جس وقت محمد بن سلیمان نے دار الخلافت بغداد کی جانب واپسی کا ارادہ کیا اور خلیفہ ملکی نے اس کو حکومت مصر سے سبکدوش کر کے اس کی جگہ عیسیٰ بن محمد نوشیزی کو مصر کا گورنر بنادیا اور محمد بن سلیمان نصف ۲۹۲ھ میں پہنچا۔

ابراہیم بنی کی سرکشی: اس کے بعد اطراف مصر میں ابراہیم بنی نے سر اٹھایا۔ ابراہیم بنی بنو طولون کا کمانڈر تھا اس نے محمد بن سلیمان سے عہدہ ہو کر خود سری اختیار کر لیا عیسیٰ نوشیزی نے اطلاعی خط خلیفہ ملکی کی خدمت میں روانہ کیا۔ اس دوران بنی لشکر بڑھ گیا۔ ملک گیری کے خیال سے مصر پر حملہ آور ہو گیا چنانچہ نوشیزی بھاگ کر اسکندریہ میں پناہ گزیں ہو گیا اور بنی نے مصر پر قبضہ کر لیا چنانچہ خلیفہ ملکی نے شاہی افواج کو فوج (جو کہ اس کے باپ معتضد کا غلام تھا) اور بدرجائی کی کمان میں روانہ کیا۔ اس فوج کے ہر وال دتے پر احمد بن کیغلف سپہ سالاروں کے ایک جماعت کے ساتھ، مور تھا۔ ماہ صفر ۲۹۳ھ میں بنی سے عربش میں بڑھ بیٹھ ہوئی شاہی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی مگر دوبارہ لوٹ کر حملہ آور ہوئی اور خوب جی کھول کر بڑی دونوں فریق کی متعدد لڑائیاں ہوئیں جس میں بنی کے بہت سے ساتھی مارے گئے باقی بچنے والے بھاگ گئے اور شاہی لشکر کو فتح نصیب ہو گئی۔

بنی کی گرفتاری: بنی بڑی مشکل سے جان بچا کر فسطاط پہنچ گیا اور روپوش ہو گیا۔ شاہی افواج کے کمانڈر شہر میں گھس گئے اور بنی کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔

خلیفہ ملکی اس واقعہ سے پہلے ابن کیغلف کی شکست کی اطلاع پا کر ۵ مصر کے لئے روانہ ہو چکا تھا مگر جب اس کو یہ خبر ملی کہ فاتح کو فتح حاصل ہوئی ہے اور بنی کو گرفتار کر لیا گیا ہے تو بغداد کی جانب لوٹ گیا اور فاتح کو لکھا کہ بنی کو اس کے ساتھیوں سمیت پابزنجیر دار الخلافت بغداد بھیج دو۔ چنانچہ فاتح نے بنی کو اس کے ساتھیوں کے ساتھ بغداد بھیج دیا خلیفہ ملکی نے ان لوگوں کو جیل میں ڈال دیا۔

عیسیٰ نوشیزی کی وفات: ان واقعات کے بعد عیسیٰ نوشیزی نصف ۲۹۳ھ میں مصر دوبارہ واپس آ گیا۔ اور برابر اس کا گورنر رہا تا آنکہ ماہ شعبان ۲۹۶ھ میں اپنی حکومت کے پانچ برس دو ماہ پورے کر کے انتقال کر گیا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کی جگہ اس کا بیٹا محمد حکمرانی کرنے لگا۔

ابو منصور تلکین کی مصر پر حکومت: خلیفہ مقتدر نے اس سے آگاہ ہو کر ابو منصور تلکین خزری کو حکومت مصر پر مقرر کر دیا۔ شول ۲۹۶ھ کے آخر میں ابو منصور پہنچا اور گورنری کرنے لگا یہاں تک کہ دولت علویہ کو مغرب میں استقلال اور استحکام حاصل ہو گیا اور عبید اللہ مہدی نے اپنے بیٹے ابوالقاسم کو فوج دے کر ۳۰ھ میں مصر روانہ کیا۔ چنانچہ اس سال ماہ ذی الحجہ میں برقہ پر قبضہ کر لیا اس کے بعد مصر کی طرف بڑھا اسکندریہ اور اقیوم کو بھی لے آیا۔ ان واقعات کی خبر دار الخلافت بغداد پہنچی تو خلیفہ مقتدر نے اپنے بیٹے ابوالعباس کو مصر اور مغرب کی سند حکومت عطا کی اس وقت اس کی عمر چار سال کی تھی یہ وہی شخص ہے جو مقتدر کے تحت خلافت پر متمکن ہوا تھا اور الراضی کا لقب اختیار کیا تھا۔ چنانچہ جب اس کو حکومت مصر عطا ہوئی تو اس کی جانب سے موس خدام اس کا نائب مقرر کیا گیا۔

۱ یہاں صحیح فظ بنی ہے، خلیجی نہیں۔ دیکھیں تاریخ کامل ابن اثیر ج ۳ ص ۶۱۸۔ ۲ تاریخ کامل ابن اثیر ج ۳ ص ۶۱۸ کے مطابق ملکی کو یہ اطلاع ربیع الاول میں ملی تھی۔

مولس خادم کی کامیابی: اس کی مغربی لشکر سے لڑائیاں ہوئیں جس میں اس نے ان کو شکست دے دی اور بزور تیغ مغرب کی جانب اسے پاؤں بھگا دیا۔ پھر ۳۰۲ھ میں عبید اللہ مہدی نے فوجیں تیار کیں اس مہم کا افسر اعلیٰ اس کا سپہ سالار خامسہ ① کتامی تھا۔ کئی بیڑے جنگی کشتیوں کے لئے ہوئے اسکندریہ پہنچا اور وہاں سے مصر کی طرف بڑھا مولس خادم یہ خبر سن کر مقابلہ پر آیا اور سینہ سپر ہو کر لڑا اور ان کو شکست دی اس کے بعد لشکر بغداد اور مغربی فوج کی دوبارہ متعدد لڑائیاں ہوئیں سب سے آخری جنگ نصف ۳۰۲ھ میں ہوئی جس میں ساتھ ہزار مغربی کام آئے باقی سپاہی نہ کام ہو کر مغرب کی طرف واپس چلے گئے عبید اللہ مہدی نے اس شکست کے جرم میں اپنے کمانڈر خامسہ کتامی کو قتل کر دیا اور مولس خادم بغداد واپس آ گیا۔

ذکاء غور کی گورنری: ۳۰۲ھ کے آخر تک تلکین خزری حکومت مصر پر نائب کے طور پر مامور رہا اس کے بعد خلیفہ مقتدر نے اس کی جگہ ابوالحسن ذکاء غور کو متعین کیا نصف ماہ صفر ۳۰۳ھ میں وہ مصر پہنچا چنانچہ اس وقت سے مصر پر مسلسل حکومت کرتا رہا تا آنکہ ۳۰۶ھ میں اپنی حکومت کے چھوٹے سال انتقال کر گیا۔

تلکین خزری کی دوبارہ گورنری: کچھ عرصے بعد خلیفہ مقتدر نے ذکاء غور کو حکومت مصر سے واپس ابومنصور تلکین خزری کو دوبارہ حکومت مصر پر مقرر کیا چنانچہ ماہ شعبان ۳۰۶ھ پہنچا۔

ابوالقاسم کا مصر پر حملہ: عبید اللہ مہدی نے اپنے بیٹے ابوالقاسم کی کمان میں مصر کی جانب فوجیں روانہ کی تھیں۔ ماہ ربیع الاول ۳۰۶ھ ابو القاسم اسکندریہ پہنچا اور اس پر قبضہ کر لیا پھر مصر کی طرف بڑھا اور سرزمین صعید سے لے کر جزیرہ اور اشمونین پر قابض ہو گیا ان کے علاوہ اور مقامات پر بھی قبضہ کیا اجوان کے قرب وجوار میں تھے۔ اہل مکہ نے اظہار اطاعت کی غرض سے خطر روانہ کیا۔

ابوالقاسم اور مولس کی جھڑپیں: خلیفہ مقتدر نے بغداد سے مولس خادم کو افواج شامی کے ساتھ ابوالقاسم کی روک تھاک کے لئے روانہ کیا چنانچہ ابوالقاسم کی اس سے متعدد لڑائیاں ہوئیں پھر افریقہ سے جنگی کشتیوں کے بیڑے ابوالقاسم کی کمک پر سواحل اسکندریہ میں آ کر لنگر زن ہوئے یہ بیڑہ اسی کشتیوں پر مشتمل تھا۔ سلیمان بن خادم اور یعقوب کتامی کے ہاتھ میں اس کی کمان تھی۔ مولس نے اس خبر سے مطلع ہو کر طرسوس کے جنگی بیڑہ کو مقابلہ کا حکم دیا۔ اس بیڑے میں پچیس کشتیاں تھیں یہ بیڑہ روغن نقط اور متعدد مختلف قسم کے آلات حرب سے بھرا ہوا تھا ابوالمین کے ہاتھ میں اس کی کمان تھی چنانچہ مری ② رشید پر دونوں بیڑوں کا مقابلہ ہوا سخت اور خونریز جنگ کے بعد طرسوسی بیڑہ کو فتح نصیب ہوئی اور افریقہ کے بیڑہ کو شکست ملی بہت سے آدمی گرفتار کر لئے گئے۔ اور کچھ لوگ مار ڈالے گئے اور بعض رہا کر دیئے گئے معرکہ کارزار سے سلیمان خادم کو گرفتار کر لیا گیا جو قید ہی میں مصر میں مر گیا۔ یعقوب کتامی گرفتار کر کے بغداد بھیج دیا گیا جو کچھ عرصے بعد بغداد کی جیل سے افریقہ بھاگ گیا ابوالقاسم اور مولس خادم کی مسلسل لڑائیاں مدتوں جاری رہیں۔ فتحمدی کا سپرہ مولس کے سر رہا۔

ابوالقاسم کی شکست کے اسباب: جنگ کے دوران ابوالقاسم کے لشکر میں وبا اور..... پھوٹ نکلی جس سے اس کے لشکر کا بڑا حصہ فنا ہو گیا اس کے بعد گھوڑوں میں وبا پھیل گئی مجبوراً ابوالقاسم مغرب واپس چلا گیا۔ مصری لشکر واپس ہوا ابوالقاسم اسی سال کے درمیان میں قیروان پہنچا اور مولس خادم دار الخلافہ بغداد واپس آ گیا اور تلکین مصر پہنچ گیا جیسا کہ آپ اوپر بڑھ چکے ہیں تلکین اسی زمانہ سے مسلسل گورنری مصر پر رہا یہاں تک کہ وہ ربیع ۳۰۹ھ واپس بھیجا گیا۔

احمد بن کسلخ کی گورنری: خلیفہ مقتدر نے احمد بن کسلخ کو ہلال بن بدر کے بعد سند حکومت عطا کی چنانچہ ماہ جمادی الاخر میں وہ مصر پہنچا اور حکومت کے پانچویں مہینے واپس بلا لیا گیا تلکین تیسری بار حکومت مصر پر مقرر ہوا یوم عاشورہ ۳۱۳ھ میں مصر پہنچا پھر نو سال تک حکمرانی کی اور پندرھویں ربیع الاول ۳۲۱ھ میں گواس کا انتقال ہو گیا۔ اس کے زمانہ حکومت میں خلیفہ مقتدر نے اپنے بیٹے ابوالعباس کی ولی عہدی کی تجدید کی اور

① یہاں صحیح لفظ جہنہ المکتی ہے۔ دیکھیں تاریخ کامل ابن اثیر ج ۵ ص ۳۰۲ جبکہ ایک نسخہ میں حامیہ تحریر ہے۔ ② ابن عذاری کے مطابق یہ واقعہ بروز ہفتہ پیش آیا۔ جبکہ شوال کے بارہ دن باقی تھے۔

مغرب مصر اور شام کے علاقوں کی سند حکومت عطا کر دی اور مولس کو اس کی جانب سے نائب مقرر کیا یہ واقعہ ۳۱۸ھ کا ہے ابن یثرب نے لکھا ہے کہ ۳۲۱ھ میں تکلیف خزری نے مصر میں وفات ہوئی چنانچہ اس کی جگہ اس کا بیٹا محمد حکمران بنا خلیفہ قاہر نے اس کو ضعت روانہ کی۔ شکریوں نے بغوت کا جھنڈا بلند کیا مگر تائید اہلی سے یہ ان پر فتیاب ہوا۔ اٹھی۔

احمد کیلغ کی دوبارہ گورنری: خلیفہ قاہر نے احمد بن کیلغ کو دوبارہ ۳۲۱ھ میں حکومت عطا کی اس سے پہلے محمد بن طغج کو والی مقرر کیا تھا یہ دمشق کا گورنر تھا ایک مہینے کی حکومت کے بعد اس کو واپس بلا لیا اور احمد بن کیلغ کو حکومت عطا کی جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا چنانچہ ماہ ربیع الثانی ۳۲۲ھ میں مصر پہنچا اس کے بعد ماہ رمضان ۳۲۳ھ کے آخر میں معزول کر دیا گیا۔ پھر خلیفہ راضی نے اس کو حکومت کی کرسی پر بٹھایا اور اس کے انقباض میں اشیہ لفظ بڑھانے کی اجازت دی ایک مدت تک حکومت مصر پر نہایت خوش انتظامی سے مامور رہا اس کے بعد ملک شام اس کے حکومت سے نکال دیا گیا جیسا کہ آئندہ تحریر کیا جائے گا۔

محمد بن رائق: محمد بن رائق امیر الامراء سے جس کا ذکر آپ پہلے پڑھ ہی آئے ہیں غلام تحکم نے بغداد میں جھگڑا کیا اور اس کی جگہ ۳۲۶ھ میں متمکن ہو گیا۔ ابن رائق اپنا گھر چھوڑ کر بھاگا اور بغداد میں روپوش ہو گیا۔ تحکم نے بغداد اس کے مکانات اور املاک پر قبضہ کر لیا اتنے میں خلیفہ تکمریت سے واپس آ گیا۔ خلیفہ اور تحکم کی خط و کتابت شروع ہوئی۔ خلیفہ نے والی بغداد کا خط پیش کیا۔ آپس میں صلح ہو گئی۔ سب کے سب بغداد واپس آ گئے ابن رائق نے ابو جعفر محمد بن یحییٰ بن شیراز کی معرفت صلح کا پیغام بھیجا جس کو فریق مخالف نے منظور کر لیا خلیفہ راضی نے طریق فرات دوبارہ مضرو یعنی حران (ریہ) اور جو علاقے ان کے قرب و جوار میں تھے اور قسریں اور عوام کی حکومت عطا کی۔

محمد ابن رائق کا شام پر قبضہ: چنانچہ ابن رائق ان علاقوں کی طرف روانہ ہوا اور وہاں پہنچ کر حکمرانی کرنے لگا۔ کچھ عرصے بعد ۳۲۸ھ میں ملک شام کی حکومت کی راج پیدا ہو گئی۔ فوجیں تیار کر کے شہر حص کی طرف روانہ ہوا اور اس پر قابض ہو گیا۔ ان دنوں دمشق کی حکومت پر بدر بن عبداللہ ① مولے اشیہ جس کا لقب تدبر مقرر تھا۔ ابن رائق نے اس کے قبضہ سے دمشق کو نکال لیا اور مصر کے ارادے سے اس کی طرف بڑھا۔ اشیہ کو اس کی خبر ملی تو لشکر تیار کر کے مصر سے نکلا عریش میں دونوں دشمنوں کا مقابلہ ہوا اشیہ نے جنگ کے شروع ہونے سے پہلے چند دستہ فوج کو کمینہ گاہ ② میں بٹھا دیا تھا۔ لڑتے لڑتے شکست کھا کر بھاگا چنانچہ ابن رائق کے ساتھیوں نے اشیہ کی لشکر گاہ پر قبضہ کر لیا اور ان کے خیموں میں مکمل اطمینان سے داخل ہو گئے۔ اس کے بعد اشیہ کا لشکر کمین گاہ سے نکل کر اچانک حملہ آور ہوا لہذا وہ سب انتہائی بے سرو سامانی سے بھاگ گئے ابن رائق گنتی کے چند آدمیوں کے ساتھ زندہ بچ گیا ابن رائق نے دمشق سے نکل کر ابونصر سے جنگ کی اور اپنے پرزور حملوں سے تعاقب کرنے والوں کو شکست فاش دے دی۔ ابونصر اسی معرکہ میں کام آ گیا ابن رائق نے اس کی نقش کو اپنے بیٹے مزاحم بن محمد بن رائق کے ساتھ مصر روانہ کیا اور تعزیت اور معذرت کا خط بھیجا اور یہ لکھا کہ مزاحم ابونصر کے بدلے ذرا چنانچہ اشیہ نے اسے خلعت دی اور اس کے باپ ابن رائق کے پاس واپس بھیج دیا۔ اتنے کشت و خون کے بعد دونوں کے درمیان اس شرط پر مصالحت ہو گئی شام پر ابن رائق کا قبضہ رہا اور مصر اشیہ کے علاقوں میں شمار کیا جائے اور ایک سو چالیس ہزار دہم سار نہ کے بدلے کے اشیہ ابن رائق کو دیا کرے۔

ابن رائق کی بغداد واپسی: اسی زمانہ سے ملک شام حکومت اشیہ سے نکل گیا اور ابن رائق کے عمل اس پر قابض ہو گئے تاکہ تحکم اور بزیدی مارے گئے اور ابن رائق ملک شام سے بغداد واپس آ گیا۔ خلیفہ متقی نے اسے ملک شام سے بلوایا کیا تھا اور آ جانے کے بعد امیرالمرء کے معزز خطاب سے سرفراز فرمایا۔ چنانچہ حکومت شام پر اپنی جانب سے ابوالحسن علی بن احمد بن مقاتل کو نائب مقرر کیا۔ اور جب ابن رائق دارالخلافہ بغداد پہنچا تو کور تکلیف جو کہ دولت و خلافت پر حاوی ہو رہا تھا بگڑ گیا باہم لڑائیاں ہوئیں بلا آخر ابن رائق نے اس کے خلاف فتح حاصل کی اور اسے رفقہ

① کنڈی کی کتاب (دلائل مصر ۳۰۷) پر عبداللہ کی بجائے عبید اللہ بن طغج تحریر ہے۔

② ... (تاریخ الکامل ابن اثیر ج ۵ ص ۳۱۲) پر ہے کہ محمد بن طغج اشیہ نے اس سے ملاقات کی۔

کر کے جیل میں ڈالوا دیا۔ ویلمیوں کا گروہ مقابلہ پر آیا۔ ابن رائق نے ان کو بھی زیر کر دیا۔ پھر بریدی نے واسطہ سے ۳۳۰ھ میں عجم بغوت بلند کیا۔ خلیفہ متقی اور ابن رائق کو شکست ہوئی بھاگ کر موصل پہنچے ادھر خلیفہ متقی نے ناصر الدولہ بن حمدان سے امداد کی درخواست کی چنانچہ ناصر الدولہ نے اپنے بھائی سیف الدولہ کو فوج عظیم کے ساتھ خلیفہ متقی کی کمک پر روانہ کیا۔ مقام تکریت میں خلیفہ متقی سے ملاقات ہوئی۔ چنانچہ خلیفہ اس کے ساتھ موصل واپس آ گیا۔ اس کے بعد ناصر الدولہ محمد بن واثق کو قتل کر کے امراء کے عہدہ پر متمکن ہو گیا چنانچہ جس وقت یہ خبر اشید تک پہنچی فوراً دمشق کی طرف روانہ ہو گیا ۳۳۲ھ میں اس پر غالب آ گیا۔

مقبوضات ابن رائق پر ناصر کا قبضہ: اسی سال کے ماہ ربیع الاول میں ناصر الدولہ نے تمام علاقے پر محمد ابن رائق کے پاس تھے پر کر یا اس وقت محمد بن رائق کے قبضہ میں طریق فرات ض، دریا مصر، جند قسریں عوام اور حمص تھا ناصر الدولہ نے ابو بکر محمد بن علی بن مقاتل کو ایک جماعت کمانڈروں کے ساتھ موصل سے ان شہروں پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کیا اس کے بعد ماہ رجب میں ناصر الدولہ نے اپنے چچا زاد بھائی ابو عبد اللہ حسن بن سعید بن حمدان کو ان صوبوں کی حکومت پر مامور کیا اہل کوفہ نے اس کی اطاعت سے انکار کیا چنانچہ ابو عبد اللہ نے ان س جنگ کی چنانچہ ان پر فتح یاب ہوا اور کامیابی کے ساتھ کوفہ پر قبضہ کر کے حلب کی طرف قدم بڑھایا ①۔

خلیفہ متقی کی اشید کی طلبی: ۳۳۱ھ میں خلیفہ متقی امیر الامراء تو زون سے ناراض ہو کر موصل چلا گیا۔ اور بنو حمدان کے پاس چند دن رہا پھر موصل سے رقبہ گیا اور وہاں قیام اختیار کیا اشید کو گزشتہ واقعات کی شکایت لکھی اور طلب کیا چنانچہ اشید مصر سے روانہ ہوا حلب گیا تو ابو عبد اللہ حسین بن سعید بن حمدان نے یہ سن کر حلب چھوڑ دیا ابو بکر بن مقاتل اس کے ساتھ حلب ہی میں ابو عبد اللہ حسین کے چلے جانے کے بعد روپوش ہو گیا۔ مگر جیسے ہی اشید حلب میں آیا ابو بکر یہ خبر پا کر اشید سے ملنے آیا اشید نے اس کی بے حد عزت افزائی کی اور اس کو مصر کے محکمہ مال پر مامور کیا اور صوبہ کی حکومت پاس مونس کو دی۔

اشید کی رقبہ میں خلیفہ سے ملاقات: پھر ماہ محرم ۳۳۳ھ اشید نے حلب سے رقبہ کی طرف کوچ کیا خلیفہ متقی اس وقت رقبہ میں مقیم تھا اشید نے بہت سے ہدایا اور تحائف خلیفہ متقی اور اس کے وزیر حسین بن مقلہ اور حاشیہ نشینوں کی خدمت میں پیش کئے اور مصر و شام میں قیام کرنے کی رائے دی خلیفہ متقی نے انکار کیا تو پھر اشید نے توروں کی آئندہ حرکات سے ڈرایا اور رقبہ ہی میں قیام کرنے کی تاکید کی چونکہ خلیفہ متقی نے اس سے پہلے توروں کے پاس صلح کا پیغام بھیجا تھا اور توروں کے پاس سے صلح کی منظوری کا جواب آ گیا تھا اس وجہ سے اشید کی درخواست قبول نہ کی گئی۔ اور خلافت مآب نے رقبہ سے بغداد کی جانب واپسی فرمائی چنانچہ اشید مصر کی طرف لوٹ گیا۔

سیف الدولہ اور کافور: سیف الدولہ بھی ان دنوں انہیں لوگوں کے ساتھ حلب میں تھا ان لوگوں کے برواگی کے بعد رقبہ سے حلب چلا گیا اور اس پر قبضہ کر کے حمص کا رخ کیا اشید نے یہ سن کر اپنی فوجیں تیار کر کے کافور کی سرداری میں جو اس کا خادم تھا اس کے ساتھ روانہ کی چنانچہ مقام قسریں میں سیف الدولہ سے جنگ ہوئی مگر ایک دوسرے میں سے کھن گئے پھر دونوں فریق خود بخود علیحدہ ہو گئے کافور نے دمشق کی طرف اور سیف الدولہ نے حلب کی طرف واپسی کی یہ واقعات ۳۳۳ھ کے ہیں اسی زمانہ میں رومیوں نے حلب پر حملہ کیا تھا سیف الدولہ سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آیا اور ان کو شکست دے کر خائب و خاسر لوٹا دیا۔

اشید کی وفات انو جور کی حکومت: ۳۳۳ھ ② یا بروایت بعض مورخین ۳۳۵ھ میں اشید ابو بکر بن طغج نے دمشق میں وفات پائی اس کے بعد اس کا بیٹا ابوالقاسم انو جور ③ نے حکمرانی کا لباس پہنا یہ ایک کم عمر شخص تھا کافور اس کا نائب بن گیا۔ کافور نے دمشق سے مصر کی طرف قدم بڑھایا

① اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا مترجم جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن ج ۳ ص ۳۶۷ پر ایسی کوئی علامت وغیرہ نہیں ہے۔ جس سے معلوم ہو کہ یہاں کچھ لکھنے سے رہ گیا ہے اور عبارت متصل ہے صحیح جدید ثناء اللہ محمود۔ ② تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۵ ص ۲۷۳ کے مطابق اشید کی وفات ماہ ذی الحجہ ۳۳۳ھ میں ہوئی اور ذی الحجہ ختم ہونے میں ۸ روز باقی تھے۔ ③ الانجم ملاحظہ ج ۳ ص ۲۹۱ میں لکھا ہے کہ یہ کنیت نہیں بلکہ نجی نام ہے عربی زبان میں اس کا مطلب ہے محمود۔

سیف الدولہ نے قبضہ کر لیا تب کافور حلب کی طرف روانہ ہوا انو جو نے یہ خبر پا کر فوج تیار کر کے دمشق پر حملہ کر دیا سیف الدولہ دریا کو عبور کر کے جزیرہ چلا گیا چنانچہ انو جو ایک مدت تک حلب کا محاصرہ کئے رہا۔

سیف الدولہ اور انو جو کی صلح :۔ اس کے بعد سیف الدولہ اور انو جو میں صلح ہو گئی چنانچہ سیف الدولہ نے حلب کی طرف اور انو جو نے مصر کی طرف واپسی کی اور کافور دمشق چلا گیا اور بد زخید کی معروف تدبیر ① کو اس کی حکومت پر مامور کر کے مصر لوٹ آیا چنانچہ بد زخید کی ایک برس تک دمشق کی حکومت پر رہا اس کے بعد معزول کر دیا گیا ابو مظفر طغج کو سند حکومت عطا ہوئی ابوالمظفر نے دمشق میں پہنچ کر تدبیر کو گرفتار کر لیا۔

انو جو اور اس کے بھائی علی کی وفات :۔ ایک مدت کے بعد ابو القاسم انو جو سن کو برن چانیک اور بد کی تمیز پیدا ہوئی پھر حکومت کا ذیہ دماغ میں سایہ کافور کو نکالنے کی تدبیریں سوچنے لگا اتفاق سے کافور کو اس کا احساس ہو گیا پس کافور نے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے زبردستی کرسنہ میں مار ڈالا اور اس کے بعد علی کو جو کہ انو جو کا بھائی تھا اپنی نگرانی اور زیر اثر حکومت کی کرسی پر متمکن کیا یہاں تک کہ علی بھی مر گیا۔

انخسید کی وفات کافور کی ولایت :۔ ۳۳۵ھ میں علی بن انخسید نے وفات پائی کافور نے اپنی خود سری اور غلبے کا اعلان کر دیا اور ہوا انخسید منہ دیکھتے رہ گئے چنانچہ مظلمہ پر سوار ہونے لگا خلیفہ مطیع نے مصر و شام اور حرمین کی حکومت عطا کی اور عالی باللہ کا خطاب دیا کافور نے اس خطاب کو منظور نہ کیا۔ ابو الفضل جعفر بن فرات کو قلمدان وزارت کا مالک بنایا۔ یہ سربراہ آوردہ ملوک سے تھا اور نئی اچھے اخلاق اور سیاسی اطوار سے اچھی طرح واقف تھا اللہ تعالیٰ سے اس کو بے حد خوف رہتا تھا۔ المغر حاکم مغرب سے اس کے مراسم تھے اکثر اس کو تحائف دے دیا یا بھیجتا تھا اور حکمران بغداد و یمن بھی عزت و احترام اس سے پیش آتے تھے۔ ہر شنبہ کو دربار عام کرتا اور درخواستوں کی داد دے کر اس کو کرتا تھا یہاں تک کہ اس نے وفات پائی۔

کافور کی وفات اور امر کی ولایت :۔ ۳۳۵ھ کے نصف میں کافور نے سفر آخرت پائی دس سال تین ماہ غلبے کے ساتھ حکمرانی کی اس سے علاوہ دو سال چار ماہ خلیفہ مطیع کی طرف سے مسلسل حکمران رہا نہایت سیاہ رنگ کا آدمی تھا انخسید نے اس کو اٹھارہ دینار میں خرید لیا چنانچہ اس کی وفات پر اراکین دولت نے جمع ہو کر احمد بن انخسید کو کرسی حکومت پر فائز کر دیا اس کی کنیت ابو الفواء تھی حسن بن عمہ عبد اللہ بن طغج اس کی حکومت دوست کا منصرم ہوا۔ فوج سرداری شمول (اس کے دادا مامولی تھا) کو دی گئی۔ خزانہ کی چابیاں جعفر بن فضل کو دیں اور قلمدان وزارت جابر بن قی کو دیا چنانچہ چند دن بعد شفا رش ابن مسم شریف ابن فرات معزول کیا گیا۔ مصر کی عنان حکومت ابن الریاحی کے سپرد کی گئی۔

بنو طغج کی حکومت کی خاتمہ :۔ جب المغر لدین اللہ مہم مغرب سے فارغ ہوا تو اس نے اپنے کمانڈر جوہر ② صقلی کا تب کو مصر کو فتح کرنے کے لئے روانہ کیا۔ تحریر کاربک نڈر اور منتخب فوج دی اور ہر قسم کے سامان دیئے گئے۔ چنانچہ جوہر نے قیرا بن سے مصر کی طرف قدم بڑھایا۔ درقہ نے گزرا اس وقت رقبہ میں الفح (المغر کا آزاد غلام) حکومت کر رہا تھا۔ اس نے اس سے ملاقات کی پیدل اس کے ساتھ ساتھ چد چنانچہ جوہر نے اسکندریہ پر قبضہ کر کے حیرہ پر بکر لڑائی کا نیزہ گاڑا اور اس کو بھی بزور تیغ فتح کر کے مصر کی طرف بڑھا اور پہنچتے ہی مصر کا محاصرہ کر لیا۔

مصر پر جوہر کا قبضہ :۔ ان دنوں مصر کی حکومت احمد بن علی بن انخسید کے قبضہ میں تھی اور اس کے اہل دولت و اراکین سلطنت حکمرانی کر رہے تھے۔ جوہر نے ۳۵۸ھ میں مصر کو فتح کر لیا ابو الفوارس کو مارڈالا اور حکمران مصر کے مال و اسباب کو مٹا نچین مصر کے وفد (ڈیپوٹیشن) کے ساتھ جس میں قضاۃ عماء اور سربراہ آوردہ امراء تھے قیرا بن روانہ کیا۔ انہیں واقعات بنی طغج کی دولت و حکومت ختم ہو جاتی ہے اور ایک دوسری حکومت کا دور شروع ہو جاتا ہے۔

جامع ابن طولون میں کلمات اذان میں اضافہ :۔ ۳۵۹ھ میں جامع ابن طولون میں کلمات اذان میں حی علی خیر العمل ③ اضافہ کیا گیا حکومت عبویہ کا سہ مصر میں چنے گا۔ اور جوہر فاتح مصر نے شاہی کمپ کے مقام پر شہر قاہرہ کا بنیادی پتھر رکھا اور جعفر بن فلاح کتبی کو شام کو فتح کرنے کے لئے بھیجا چنانچہ اس نے قرامطی کی حکومت و دولت کا شیرازہ منتشر کر دیا جیسا کہ یہ واقعات اس کے حالات میں بیان کئے گئے۔

① یہاں صحیح غلط یہ ہے دیکھیں ابن اثیر کی تاریخ الکامل ج ۵ ص ۲۷۴۔ ② ابن الاثیر کے مطابق یہاں صحیح لفظ صقلی ہے۔ ③ یعنی اذان بھی اصل شیعہ کی رہی ہوگی۔

اخبار دولت بنی مروان ۵ جنہوں نے دیار بکر میں بعد بنو حمدان کی حکمرانی کا آغاز تانجام

مناسب یہ تھا کہ حکومت بنو مروان کے حالات کو بنو حمدان کے اخبار کے ضمن میں تحریر کرتے جیسا کہ ہم نے حکومت بنو مقلد حکمرانان موصل اور بنو صالح میں مروان حکمرانان حلس کے حالات کو بنو حمدان کی حکومت کے تذکرہ میں شامل کر دیئے کیونکہ یہ تینوں حکومتیں بنو حمدان ہی کی حکومت سے پیدا ہوئیں اور اسی کی شاخ ہیں مگر چونکہ بنو مروان عربی نہیں ہیں بلکہ عجمی ہیں اس وجہ سے ہم نے ان کے تذکرہ کو ان حکومتوں کے حالات کے لکھنے سے موخر کر دیا تاکہ سلسلہ اخبار عجم میں آجائیں پھر ہم نے بنو مروان کے حالات کو حکومت بنو طولون سے بھی موخر کر دیا وجہ یہ تھی کہ بنو طولون کی حکومت بنو مروان سے زمانے کے اعتبار سے پہلے بہر حال اب مناسب یہ ہے کہ ہم حکومت بنو مروان کے حالات لکھنے کی طرف متوجہ ہوں۔

باد کردی: تم پہلے باد کردی کے حالات پڑھ چکے ہو کہ اس کا نام حسین بن دوشک تھا اور ابو عبد اللہ کنیت تھی اور بعض نے کہا ہے کہ ابو شجاع کنیت تھی اور یہ ابو علی بن مروان کردی کا ماموں تھا۔ موصل اور دیار بکر پر اس نے قبضہ کر لیا تھا ویلیوں سے اس کی لڑائی ہوئی بالآخر دہلیم نے باد کردی کو مغلوب کر دیا باد کردی جبال اکراہ میں جا کر پناہ گزیں اور مقیم ہوا اور انہی دنوں میں عضد الدولہ اور شرف الدولہ نے جاں بحق تسلیم کی۔ ابو طاہر ابراہیم اور ابو عبد اللہ حسن موصل کی طرف آئے اور دونوں کامیابی کے ساتھ قابض ہو گئے چنانچہ ان دنوں اور دہلیم میں فتنہ و فساد برپا ہو گیا۔

باد کردی کی موت: باد کردی کو موصل پر قبضہ کر لینے کی لالچ پیدا ہوئی اس وقت یہ دیار بکر میں تھا سامان جنگ درست کر کے موصل کی طرف روانہ ہوا پسران ناصر الدولہ نے اس کو پہلے ہی معرکہ میں شکست دے دی اور میدان جنگ ہی میں اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا (ان واقعات کو ہم اوپر بیان کر آئے ہیں)۔

ابو علی بن مروان کردی: جب باد کردی مارا گیا تو اس کا بھائی ابو علی بن مروان میدان جنگ جان بچا کر بھاگا اور قلعہ کیفا میں جا کر پناہ گزیں ہوا اس قلعہ میں باد کردی کے اہل و عیال مقیم تھے اور وہیں پر اس کا سارا مال و اسباب اور خزانہ تھا۔ یہ قلعہ مضبوط ترین قلعوں سے تھا ابو علی اس حیلہ سے کہ مجھ کو میرے ماموں نے بھیجا ہے قلعہ میں داخل ہوا اور اس پر مستولی ہو گیا۔ اپنے ماموں کی بیوی (ممائی) سے نکاح کر لیا۔

اس کے بعد تمام دیار بکر کا ایک چکر لگا کے اپنے ماموں یا کردی کے تمام علاقوں پر قبضہ کر لیا چنانچہ پسران حمدان پر خبر پا کر دوڑ پڑا اس وقت ابو علی میا فارقین کا محاصرہ کئے ہوئے تھا پس اس نے ان دنوں کو شکست دے دی پھر چند دن بعد پسران حمدان نے ابو علی پر فوج کشی کی ابو علی اس وقت آمد کے محاصرہ میں مصروف تھا اتفاق سے اس مرتبہ بھی ابو علی نے ان دنوں بھائیوں کو شکست دے دی جس سے ان دنوں بھائیوں کی حکومت موصل سے ختم ہو گئی اور ابو علی بن مروان نے دیار بکر اور اس کے تمام علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ اور اہل میا فارقین نے باطایف الجبل لڑائی کو طول دیا ان کا سردار ابو الا صغر نامی ایک شخص تھا ابو علی نے ان کو ڈھیل دے دی عید کے دن اہل شہر صحران کی طرف نکلے ابو علی نے موقع پا کر ان پر چھاپا مارا اور ابو الا صغر کو گرفتار کر کے شہر پناہ کی دیوار سے نیچے گرا دیا اکراہ شہر میں گھس کر لوٹ کھسوٹ شروع کر دی ابو علی نے یہ رنگ دیکھ کر دروازوں کو بند کر دیا اور ان لوگوں کو شہر میں داخل ہونے سے روک دیا پس وہ لوگ ادھر ادھر پھیل گئے یہ واقعات ۳۸۰ھ کے ہیں۔

ابو علی بن مروان کا قتل اور ابو منصور کی حکومت: ابو علی بن مروان نے سعد الدولہ بن سیف الدولہ کی بیٹی ۵ سے نکاح کیا تھا۔ اور اس سے زفاف کرنے کو حلب سے آمد آ رہا تھا آمد کے سردار ۵ نے یہ خیال کر کے کہ مباد ابو علی ہمارے ساتھ بھی ویسا ہی برتاؤ کرے جیسا کہ اہل میا فارقین کے ساتھ کیا تھا اپنے ساتھیوں کو ہوشیار کر دیا اور یہ رائے دی کہ جب ابو علی شہر میں داخل ہو تو درہم مدانیر نشا ورتے ہوئے اس کی طرف بڑھو اور اس کو گرفتار کر کے مار ڈالو چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ ابو علی ان لوگوں کی دم پٹی میں آ گیا اہل شہر اور اس کے ساتھی مل جل گئے۔ اہل شہر نے اس کا

۱۔ یہ مروان بن کسری ہے باز کا سر۔ کرماس (مرآۃ الزمان کے مطابق کرماس) نامی علاقہ میں اس کے تین بیٹے تھے۔ یہ علاقہ اسر و اور مادن کے درمیان ہے۔ ۵۔ ابن اثیر کی تاریخ الکامل ج ۵ ص ۴۸۵ کے مطابق ست الناس بنت سعد الدولہ سے نکاح کیا۔ ۵۔ تاریخ الکامل ج ۵ ص ۴۸۵ سردار کا نام عبد البر تھا۔

سر تاریخ واران کے ساتھیوں کی طرف عبرت کی غرض سے پھینک دیا اور ابھاگ کھڑے ہوئے اور میافارقین کی طرف دوئے نور زمینی فارقین کو شہید پیدا ہوا کہ شاید یہ لوگ قصد عارتگری آرہے ہیں شہر میں داخل ہونے سے روک دیا۔

ابو منصور بن مروان۔ اس کے بعد مہمد الدولہ ابو منصور بن مروان بھائی ابوعلی میافارقین نے اس کو شہر میں داخل ہونے کی اجازت دے دی۔ پس مہمد الدولہ نے شہر میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا مگر سکھ اور خطیب کے علاوہ اور کسی قسم کا اختیار اس کو حاصل نہ تھا اس کے بعد مہمد الدولہ کا بھائی ابو نصر اس سے جھگڑا کرنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا چند دن تک کرتار ہابلا خرا ابو منصور نے اس کو گرفتار کر کے قلعہ اسعرو ① بھیج دیا چنانچہ وہیں عسرت تنگی کی حالت میں مقیم رہا باقی آمد اس پر اس کا شیخ عبداللہ چند دنوں تک قبضہ کئے رہا اور اپنی بیٹی کا نکاح ابن دمنہ سے کر دیا جس نے ابوعلی بن مروان کو راتھا بن دمنہ نے اپنے سر کو قتل کر کے آمد پر قبضہ کر لیا اور اپنے لئے شہر پناہ سے ملا ہوا ایک قصر بنوایا مہمد الدولہ نے صلح کر لی اور اس کی حکومت کے سگے گردن اجمعت جھکا دی ازربہ شاہ روم اور حاکم مصر وغیرہ مملوک کی خدمت میں تحائف روانہ کئے جس سے اس کی شہرت ہوئی۔

قتل مہمد ② الدولہ کا قتل ابو نصر کی حکومت:..... مہمد الدولہ نے اپنے آخری زمانہ حیات میں میافارقین میں قیام اختیار کیا تھا اس کا کم نذر شرورہ اس کی حکومت کا ناظم تھا اس کا ایک آزاد غلام تھا جس کو اس نے پولیس کی سرداری دی تھی مگر مہمد الدولہ کو اس سے بہت ناراضگی اور نفرت تھی بہر حال اس غلام کے قتل کا ارادہ کیا لیکن شرورہ اس کے خیال سے باز رہا چنانچہ اس غلام کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے لگا بجھا کر شرورہ کو مہمد الدولہ کی طرف سے بدول کر دیا۔ ایک روز شرورہ نے مہمد الدولہ کو دعوت کے بہانہ سے بلایا جوں ہی مہمد الدولہ شرورہ کے مکان پر پہنچا شرورہ نے تلوار مہمد الدولہ کے سر کو تن سے جدا کر دیا یہ واقعہ ۳۰۲ھ کا ہے۔

مہمد الدولہ اور شرورہ: مہمد الدولہ کے قتل کے بعد شرورہ اس کے ساتھیوں اور عزیزوں کی طرف آیا اور ان لوگوں کو با اظہار اس مر کے کہ مہمد الدولہ نے حکم دیا ہے گرفتار کر لیا اس کے بعد میافارقین کے قلعہ میں آیا اہل قلعہ نے مہمد الدولہ کے شبہ میں قلعہ کا دروازہ کھول دیا شرورہ نے قبضہ کر لیا اور کل قلعہ داروں کو مہمد الدولہ کے بہانہ سے بلا بھیجا۔ انہیں لوگوں میں خولجہ ابو القاسم حاکم ارزن روم تھا۔

ابو نصر بن مروان نصیر الدولہ: ... چنانچہ خولجہ ابو القاسم بھی میافارقین کی جانب روانہ ہوا بوقت روانگی کسی کو قلعہ سپرد نہ کیا۔ راستہ میں مہمد الدولہ کے قتل کی خبر ملی راستہ ہی سے ارزن روم لوٹ آیا سر سے ابو نصر بن مروان کو بلایا اور اس کو اپنے ساتھ لے کر ہوئے اس کے باپ مروان کے پاس آیا مروان اس وقت اپنے بیٹے ابوعلی کے قبر پر اپنی بیوی کے ٹھہرا ہوا تھا خولجہ ابو القاسم نے اس کی خدمت میں حاضر ہو کر ارزن کی حکومت پیش کی چنانچہ ابو نصر نے اپنے کے سامنے اپنے بھائی کے قبر کے پاس عدل و انصاف کی حلف اٹھائی قضاۃ اور اراکین شہر نے اس حلف نامہ پر اپنے اپنے دستخط کئے چنانچہ ابو نصر ③ نے نہایت خوشی سے ارزن پر قبضہ کر لیا شرورہ نے میافارقین سے ابو نصر کو لینے چند آدمی اسے روانہ کئے ان آدمیوں نے واپس نہ کر جواب دیا کہ ارزن چلا گیا ہے شرورہ کو اس سے یقین ہو گیا کہ میری حکومت کی مخالفت شروع ہو گئی۔

نصیر الدولہ کا دیار بکر پر قبضہ:..... ان واقعات کے بعد ابو نصر نے تمام دیار بکر پر قبضہ کر لیا نصیر الدولہ کا لقب اختیار کیا ایک مدت تک اس کی حکومت و سلطنت کمال خوبی سے قائم رہی بے حد نیک سیرت تھا۔ اطراف و جوانب سے علماء نے اس کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ کیا تھوڑے ہی دنوں میں اہل علم کا ایک خاص مجمع ہو گیا چنانچہ ان تمام علماء جو اس کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے ابو عبداللہ گازرونی تھا اسی کی وجہ سے دیا بکر میں مذہب شافعی کا شیوع ہوا۔ ہر چہار طرف سے شعراء بھی اس کی خدمت میں آگئے اور اس کی تعریف میں قصیدے لکھے اس نے ان کو انعامات دیئے سرحدی شہروں میں امن و امان قائم رہا رعایا نہایت آسائش اور اطمینان کے ساتھ اس کے رقبہ حکومت میں آباد رہی۔ یہاں تک کہ وہ انتقال کر گیا۔

① تقویم البلدان میں "اسعرو" لکھا ہے یعنی ہمزہ اور عین کے نیچے یاء اور ساکن پھر ذال۔ جب کہ ابن الاثیر میں نے اس کو قلعہ الہناج لکھا ہے یہ میافارقین کے نزدیک دیا بکر میں ایک مضبوط قلعہ تھا۔ ② ایک نسخے میں مہمد لکھا ہے جو صحیح نہیں۔ دیکھیں تاریخ کمال ابن الاثیر ج ۵ ص ۳۸۶۔ ③ ابو نصر مہمد الدولہ عقول کا برادر تھا مہمد الدولہ نے کسی وجہ سے اس کو قلعہ اسعرو میں قید کر دیا تھا دیکھیں تاریخ کمال ج ۹ مطبوعہ مصر ج ۳۔ مترجم۔

نصیر ۱: الدولہ کا الہا پر قبضہ:۔ شہر الہا بنو نمیر میں سے عطیر نامی ایک شخص کے قبضہ میں تھا چونکہ یہ شخص نہایت شریر اور جاہل تھا اور ہوا لوں نے ابو نصر بن مروان کو لکھا کہ آپ الہا تشریف لائیں اور قبضہ کر لیجئے ہم عطیر کی شرارتوں سے تنگ آ گئے ہیں پس ابو نصر نصیر الدولہ نے اپنے نائب آمد کو جس کا نام زنگ تھا الہا پر قبضہ کرنے کے لئے بھیجا چنانچہ اس نے پہنچ کر الہا پر قبضہ کر لیا چنانچہ عطیر نے صالح بن قرداش حاکم حلب سے اپنے بارے میں سفارش کرائی نصیر الدولہ نے اس کی سفارش سے نصف شہر الہا عطیر کو دے دیا اس کے بعد عطیر نصیر الدولہ کے پاس میاں فاروق میں حاضر ہوا نصیر الدولہ نے اس کی عزت کی پھر لوٹ کر الہا آیا اور زنگ کے ساتھ الہا میں رہنے لگا۔

عطیر کا قتل: ایک روز زنگ نے اہل شہر کی دعوت کی عطیر کو بھی دعوت بلایا اور سابق نائب کے بیٹے احمد کو بھی دعوت دی اس کے باپ کو عطیر نے قتل کر ڈالا تھا دعوت سے فارغ ہو کر جب لوگ رخصت ہوئے اور عطیر بھی اپنے مکان کی طرف چلا تو کسی نے احمد کو اپنے باپ کا بدلہ لینے کا اشارہ کر دیا احمد نے بازار میں پہنچ کر لہکارا کہ اے ظالم تو نے میرے باپ کو قتل کیا تھا میں تجھ سے بدلہ لینے آیا ہوں عطیر یہ سن کر ہکا بکا ہو گیا اہل بازار دور پڑے احمد نے لپک کر تنوار چلائی چنانچہ عطیر اپنے تین ساتھیوں سمیت مارا گیا چنانچہ بنو نمیر کو اس سے اشتعال پیدا ہوا۔ شہر کے باہر جمع ہوئے اور مشورہ کر کے کمین گاہ میں بیٹھے اور چند آدمیوں کو اپنے مخالفین کو مشتعل کرنے کے لئے شہر روانہ کیا۔ زنگ کو اس کی خبر مل گئی چنانچہ وہ اپنی فوج سے کر نکل پڑا جس وقت کمین گاہ سے آگے بڑھا بنو نمیر نے کمین گاہ سے نکل کر حملہ کیا لڑائی شروع ہو گئی۔ اتفاق سے ایک پتھر اس کو آگیا جس سے اس کی موت واقع ہوئی یہ واقعہ ۳۱۸ھ کا ہے اس زمانہ سے الہا پر نصیر الدولہ کا خالص قبضہ ہو گیا مگر چند دن بعد صالح بن مردس و حاکم حلب نے ابن عطیر اور ابن شبل کی سفارش کی نصیر الدولہ نے اس کی سفارش پر الہا کو ابن عطیر اور ابن شبل کے حوالہ کر دیا تھا یہاں تک کہ عطیر نے اس کو آدمیوں کے ہاتھ فروخت کیا جیسا کہ آئندہ پڑھو گے۔

بدران بن مقلد کا نصیبین کا محاصرہ: نصیبین نصیر الدولہ بن نصر بن مروان کے علاقوں میں سے تھا بدران بن مقلد نے بنو عقیل کی ایک فوج مرتب کر کے نصیبین کا ارادہ کیا اور پہنچتے ہی اس پر محاصرہ ڈال دیا اتفاق سے اس لشکر پر جو نصیبین میں تھا اس کو فتح حاصل ہو گئی چنانچہ نصیر الدولہ کو اس کی خبر ملی تو اس نے ایک دوسری فوج نصیبین کی طرف روانہ کی بدران کو اس کی اطلاع ہوئی فوراً چند لوگوں کو اس فوج کے روک تھام کا حکم دیا ان لوگوں نے نصیر الدولہ کی فوج کو جو اہل نصیبین کی کمک پر آ رہی تھی شکست دے دی چنانچہ نصیر الدولہ کو اس سے بہت صدمہ ہوا فوج کی تیاری میں مصروف ہو گیا اور بہت کم مدت میں فوج تیار کر کے نصیبین کی طرف روانہ کی بدران نے اس کا مقابلہ کیا پہلے تو یہ فوج بھاگی پھر دوبارہ پلٹ کر حملہ آور ہوئی ایک مدت تک دونوں فریق میں لڑائی کا سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ یہ خبر ملی کہ اس کا بھائی قراوش موصل پہنچ گیا ہے پس اس کے خوف سے محاصرہ چھوڑ کر چلا آیا۔

دیار بکر، تاتاری اور سلجوقیہ: دیار بکر میں ترکوں کا داخل ہونا اور تاتاریوں کا شمار ترکوں کے گروہ میں ہے سلجوقیہ انہیں گروہ کی ایک شاخ ہیں جس وقت محمد بن سبکتگین بن ارسلان بن سلجوق ۴۰۱ھ کو ان میں سے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا تھا تو یہ لوگ خراسان کی طرف چلے گئے تھے اور وہاں پر ان لوگوں نے فتنہ و فساد برپا کیا تھا مگر مسعود بن سبکتگین نے اپنے باپ محمود کے بعد ان لوگوں پر فوج کشی کی تھی پس یہ لوگ آذربایجان کی طرف بھاگے اور ان لوگوں سے جا ملے جو ان سے پہلے یہاں آ گئے تھے اور عراقیہ کے نام سے مشہور ہوئے تھے۔ اور ان لوگوں نے ہمدان، قزوین اور آرمینیا میں بڑا شور مچایا تھا اور دوسری جماعت والوں نے آذربایجان میں سر اٹھایا دہشودان حاکم تبریز نے ان میں سے ایک گروہ کو ختم کر دیا پھر ان لوگوں نے اکراد پر چھیڑ چھاڑ شروع کی اور خوب ان کی تباہی کی اس دوران ان کو یہ خبر پہنچی کہ نیاں ابراہیم برادر سلطان طغرل بیک کراد کی طرف روانہ ہوا ہے چنانچہ اس خبر کو سنتے ہی ۴۳۳ھ میں اکراد چھوڑ کر بھاگ گئے آذربایجان سے بھی نکل گئے اس کی اصل وجہ یہ تھی کہ یہ لوگ نیاں ابراہیم کے رعایا تھے آخر کار آذربایجان سے نکل کر یہ لوگ بذریعہ پہاڑی راستہ زوزان کو طے کرتے ہوئے جزیرہ ابن عمر پہنچے پس ایک گروہ ان میں سے دیار بکر کی طرف گیا قزوین، بایزید اور حسینہ کو تاخت و تاراج کیا۔ دوسرے گروہ نے جزیرہ کے شرقی حصہ کی طرف قدم بڑھایا۔ کچھ لوگوں نے موصل کا ارادہ کیا۔

۱۔ ابن الاثیر کے مطابق یہ نصیر نہیں بلکہ نصر ہے۔ ۲۔ ابن الاثیر کی تاریخ الکامل میں بھی اس طرح ہے البتہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۴ ص ۳۲۲) پر ارسلان بن سبکتگین تحریر ہے یعنی ج، اورق، کے درمیان، و، نہیں ہے۔

سلیمان بن نصیر الدولہ اور ترکی: سلیمان بن نصیر الدولہ ان دنوں موصل پر حکومت کر رہا تھا اس نے ترکوں کو خط لکھا کہ آؤ ہم در تم صبح کریں اور متفق ہو کر شام کی طرف بڑھیں چنانچہ ترکوں نے یہ درخواست منظور کر لی اس کے بعد سلیمان نے ان لوگوں کو دعوت کے بہانے سے اپنے ملک میں بلایا ابن غزالی بھی اس دعوت میں آیا ہوا تھا سلیمان نے اس کو گرفتار کر کے قید میں ڈال دیا چنانچہ اس کی گرفتاری سے ترکوں کے قدم اکھڑ گئے حواس باختہ ہو کر ادھر ادھر بھاگ نکلے۔ نصیر الدولہ قرواش اور کردوں کے لشکر نے ان لوگوں کا پیچھا کیا۔ عرب نے بھی عراق سے ان لوگوں پر سخت حملہ کیا چنانچہ ترکوں نے مجبور ہو کر جزیرہ ابن عمر کی طرف لوٹ گئے اور اس پر محاصرہ کر لیا دیار بکر کو ویران کر دیا نصیر الدولہ نے منصور بن غزالی کو رہائش دے محفوظ رہنے کی کوشش کی جس کو سلیمان نے قید کیا تھا مگر اس تدبیر نے اس کو ترکوں کے فساد سے نہ بچایا یہ لوگ حوف بن بے اتیزی کی طرف نصیبین کی طرف بڑھے سنجار اور خابور کو لوٹا چنانچہ مروان ان کی روک تھام کے لئے موصل میں داخل ہوا جیسا کہ تم اوپر پڑھ چکے ہو ترکوں کے ایک گروہ نے اس کا پیچھا کیا پس جو واقعات ترکوں کے اس کے ساتھ پیش آئے وہ ہم ان کے حالات میں بیان کر چکے ہیں۔

وزیری ابوب ابن مروان: ... جو حادثہ چونکہ وثاب نمیری حاکم حران اور رقبہ خلفاء علویہ کی حکومت کا مطیع تھا اس وجہ سے تمام سرزمین شام و جزیرہ میں با آسانی دعوت علویہ پھیل گئی چنانچہ جب دزیری علویوں کی طرف سے شام کا گورنر ہو کر آیا تو اس نے ابن مروان کو دھمکی دی اور یہ تحریر کیا کہ اگر تم گردن اطاعت نہیں جھکاؤ گے تو میں تمہارے تمام علاقوں پر قبضہ کر لوں گا چنانچہ ابن مروان نے قرواش حاکم موصل وارشیب بن وثابی حاکم رقبہ سے امداد طلب کی اور ان لوگوں سے یہ درخواست کی کہ آؤ ہم متفق ہو کر خود مختار بن جائیں اور خطبہ خلفائے علویہ کا پڑھنا موقوف کر دیں ان لوگوں نے ابن مروان کی درخواست منظور کر لی اور خلیفہ مستنصر کا خطبہ موقوف کر کے خلیفہ قائم کا خطبہ پڑھنے لگے یہ واقعہ ۴۳۰ھ کا ہے اور وزیری نے ان حالات سے اطلاع پا کر اپنی فوج کو تیار کیا اور ان کو لڑائی کی دھمکی دی وثاب بن نمیری نے ڈر کر ماہ ذی الحجہ آخری ۴۳۰ھ میں علویہ کا خطبہ حران میں پڑھنا شروع کیا اور گردن اطاعت جھکا دی۔

قتل سلیمان بن نصیر الدولہ: نصیر الدولہ نے اپنے بیٹے سلیمان کو جس کی کنیت ابو حرب تھی امور سلطنت کے سیاہ سفید کا مالک بنا دیا تھا بشر موشک بن محلے سردار اکراہ جو کہ اس مقام کے چند قلعوں کا مالک تھا اس سے بغض و کینہ رکھتا تھا تھوڑے دنوں بعد دونوں میں نفرت و رشیدگی بڑھ گئی سلیمان نے مصلحتاً لشکر موشک کو بلا لیا اور جب وہ مطمئن ہو گیا۔ تو اس کے ساتھ دھوکہ کیا۔ امیر ابو طاہر ثنبوی حاکم قلعہ فتک وغیرہ نصیر الدولہ کا بھانجہ تھا اور سلیمان نے موشک کو مدایا تھا اس نے موشک کے ساتھ اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا جس سے موشک کو سلیمان کی جانب سے بے حد اطمینان ہو گیا اور وہ رومیوں سے لڑنے کو ارمینیا چلا گیا۔ نصیر الدولہ بن مروان نے افواج اور آلات حرب سے مدد کی جنگ ارمینیا سے واپسی کے بعد سلیمان نے موشک کو دھوکہ دے کر مارڈالا اور طغرل بک سے یہ ظاہر کر دیا کہ وہ اپنی موت سے مر گیا۔

موشک کے قتل کے بعد سلیمان کو ابو طاہر سے خطرہ پیدا ہوا کہ کہیں یہ اپنے سر موشک کا بدلہ نہ لے اس خیال سے سلیمان نے ابو طاہر سے یہ ظاہر کیا کہ میرا موشک کے قتل سے کوئی تعلق نہ تھا ابو طاہر نے اس کی معذرت قبول کی اور اس کے ساتھ ملاقات کرنے کی درخواست کی چنانچہ بوطہ ہر قلعہ فتک سے باہر آیا سلیمان بھی چند آدمیوں کے ساتھ اس سے ملنے کے لئے روانہ ہوا راستہ میں عبید اللہ نے اپنے باپ موشک کے عوض میں سلیمان کو مارڈالا اور اپنے باپ کے خون کا بدلہ لے لیا چنانچہ نصیر الدولہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے اپنے بیٹے نصیر کی ماتحتی میں جزیرہ کی حمایت و مدد کے لئے فوجیں روانہ کیں قریش بن بدران حاکم موصل یہ سن کر جزیرہ پر چڑھا آیا اگر احمسینہ اور ثنبویہ کو اپنی طرف مائل کر لیا چنانچہ سارے نصیر بن مروان جنگ کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ نصیر بن مروان نے نہایت خوبی سے ان لوگوں کو دور کیا اور جزیرہ ابن عمر میں ان کو قدم تک نہ رکھنے نہ دیا۔ اثناء جنگ میں قریش کو کوئی زخم نہ لگے جس سے گھبرا کر موصل کی جانب لوٹ گیا اور نصیر بن مروان نے جزیرہ میں قیام اختیار کیا اور اکراد بدستوران کی مخالفت پر اڑے رہے۔

طغرل بیگ کی دیار بکر روانگی: ... جس وقت طغرل بیگ شہر موصل پر قبضہ کر کے واپس آیا قریش اپنی جان بچ کر موصل سے بھاگ کر پھر چھ عرصہ بعد مطیع ہو گیا یہ واقعہ ۴۳۸ھ کے ہیں۔ اس کے بعد طغرل بیگ نے دیار بکر کا رخ کیا اور جزیرہ ابن عمر کا محاصرہ کر دیا۔ چنانچہ ابن مروان نے اس کی خدمت میں بہت سے تحائف اور ہدایا پیش کر کے موصل واپس جانے کی درخواست کی اور یہ ظاہر کیا کہ آپ جزیرہ کے بجائے ارمینیا سے کر

واپس تشریف لے جائیں تو میں کفار کے خلاف جہاد کرنے روانہ ہوں۔ طغرل بیگ نے اس کو منظور کر لیا اور محاصرہ اٹھ کر سنجار چلا گیا جیسا کہ ہم نے اسے قریش کے حالات میں بیان کیا ہے۔

نصیر الدولہ کی وفات: ۴۵۲ھ میں نصیر الدولہ احمد بن مردان کردی (والی دیار بکر) کا انتقال ہو گیا۔ قادر باللہ اس کا لقب تھا۔ اس نے بادشاہی حکومت کی اس کی شان و شوکت بہت تھی۔ مال و دولت خوب تھا اس نے سرحدی شہروں کو ہر طرح مضبوط و مستحکم بنایا اور اس کا معقول انتظام کر لیا۔ سلطان طغرل بیگ کی خدمت میں بڑے بڑے تحائف اور قیمتی قیمتی ہدایا بھیجتا تھا۔ ان میں جبل یا قوت بھی تھا جو بنو بویہ کی ملکیت تھا اور ابو منصور بن جلال الدولہ سے اس نے خریدا تھا۔ اس کے ساتھ نصیر الدولہ نے ایک لاکھ دینار سرخ نقد بھی بھیجے تھے۔ طغرل بیگ کی آنکھوں میں اس کی بہت عزت تھی۔ بڑے بڑے عظیم الشان حکمرانوں سے اس کی توقیر زیادہ کی جاتی تھی پانچ سو دینار میں لونڈی خریدی تھی ایک ہزار سے زیادہ لونڈیاں اس کی خدمت کے لئے موجود تھیں۔ دو لاکھ دینار سے زیادہ قیمت کے ظروف اور سامان آرائش تھا۔ نامی گرامی بادشاہوں کی لڑکیاں اس کے نکاح میں تھیں۔ باورچیوں کو کھانا پکانے کا فن سیکھنے کے لئے مصر روانہ کیا اور ہزاروں روپے خرچ کر کے ان لوگوں کو کھانا پکانا سکھایا۔

ابوالقاسم بن مغربی اور عمائدین: اراکین حکومت علویہ میں سے ابوالقاسم بن مغربی اور عمائدین خلافت عباسیہ میں سے فخر الدولہ بن جہیر بطور وفد اس کے دربار میں حاضر ہوئے اس نے عزت افزائی کی اور قلمدان وزارت کا ان کو مالک بنادیا۔ دور دراز ممالک سے شعراء حاضر ہوئے اس نے ان کو بھی معقول انعامات دیے۔ علماء بھی آئے تو ان کو بھی اس نے مال اور اسباب سے مالا مال کیا چنانچہ ان لوگوں نے نہایت خوشی سے اس کی خدمت میں قیام اختیار کیا۔

اور جب یہ مر گیا ۴۵۰ھ اس واقعہ میں کامیابی کا سہرہ نصیر کے سر رہا اور اس نے میافارقین میں قیام اختیار کیا اور اس کا بھائی سعید "آمد" چلا گیا اور اس پر قابض ہو گیا۔ ان دونوں میں اسی پر آپس میں ایک طرح کی صلح ہو گئی اور دونوں نے اسی پر قناعت اختیار کی۔

وفات نصیر ولایت منصور: ماہ ذوالحجہ ۴۵۲ھ میں نظام الدین نصیر الدولہ نے وفات پائی اس کا بیٹا منصور اس کی جگہ حکمران ہوا۔ اس کی دوست و حکومت کا منتظم ابن انباری ہوا عین حکومت پر اسی کے قبضہ میں رہی یہاں تک کہ ابن جہیر ان شہروں میں آ پہنچا اور اس نے اس سے قبضہ لے لیا۔

ابن جہیر کی دیار بکر کی طرف روانگی: فخر الدولہ ابو نصر محمد بن محمد بن جہیر موصل کا رہنے والا تھا پہلے یہ قرواش کے خادمین میں سے تھا پھر اس کے بھائی برکت کی خدمت میں رہا کچھ عرصہ بعد اس سے علیحدہ ہو کر حاکم روم کے پاس چلا گیا پھر وہاں سے واپس ہو کر قریش بن بدران کی خدمت اختیار کی کسی وجہ سے قریش نے اس کو گرفتار کرنے کا ارادہ کیا فخر الدولہ یہ خبر پا کر بھاگ گیا۔ اور بنو عقیل میں سے کسی شخص کے پاس جا کر پناہ حاصل کی چنانچہ تھوڑے دنوں کے بعد "حلب" چلا گیا۔ وہاں اسے معز الدولہ ابو ثمال بن صالح نے اپنا وزیر بنالیا پھر یہاں سے بھی دل برداشتہ ہو کر ابی عطیہ کے پاس گیا اور وہاں سے نصیر الدولہ بن مردان کی خدمت میں جا کر حاضر ہوا اور نصیر الدولہ نے اس کو اپنا وزیر بنالیا۔ اس نے اس ذمہ داری کو نہایت خوبی سے انجام دیا اور جب یہ ۴۵۳ھ میں فوت ہو گیا اس کا بیٹا نصر جو اس کے بعد حکمران ہوا تھا مادر المہام ہوا پھر ایک سال بعد ۴۵۴ھ میں بھاگ کر بغداد پہنچا۔ عہدہ وزارت کی درخواست دی۔ چنانچہ محمد بن منصور کے بعد قلمدان وزارت کا مالک ہوا۔ پھر یہ اور اس کا بیٹا عبدالملک کئی بار معزول اور مامور ہوا اور نظام الملک اور سلطان طغرل بیگ کی بھی اس نے خدمت کی تھی جب اس کا بیٹا دوبارہ معزول کیا گیا تو سلطان طغرل بیگ ہی نے خلیفہ سے سفارش کی تھی اور نظام الملک نے اس کی سفارش کی تھی چنانچہ اسی سفارش کی بناء پر خلیفہ نے اس کو اس کے بیٹے کے ساتھ سلطان طغرل

① ابن خیر کے مطابق نصر الدولہ ہے۔ ② تاریخ کامل ابن اثیر میں وفد کے بجائے "وزر" کے الفاظ ہیں (جلد نمبر ۶ صفحہ ۲۱۶)۔ یعنی یہ دونوں حضرات اس کے وزیر بننا چاہتے تھے جیسا کہ خود متن میں تحریر ہے کہ اس نے دونوں کو قلمدان وزارت کا مالک بنادیا۔ ③ اصل نسخے میں جگہ خالی ہے۔ (مترجم) اسی طرح ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۴ صفحہ ۳۲۲) پر بھی اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ یہاں جگہ خالی تھی لیکن اس خالی جگہ کو ابن اثیر کی (تاریخ کامل جلد نمبر ۶ صفحہ ۲۱۶) سے پُر کیا گیا ہے اور جو عبارت رہ گئی تھی وہ یہ ہے "جب اس سال اس کی وفات ہو گئی تو اس کا وزیر فخر الدولہ اور اس کا بیٹا نصر دونوں اس بات پر متفق ہو گئے کہ اس کے بعد منہ حکومت پر نصر کو بٹھانا چاہیے اور ایب ہی یہ چنانچہ اس بناء پر نصر اور اس کے بھائی سعید کے درمیان جنکس ہوئیں لیکن اس کا سہرا نصر کے سر ہوا (صحیح جدید مفتی ثناء اللہ محمود)

بیگ کے پاس بھیج دیا تھا۔ اصفہان میں سلطان موصوف کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلطان نے عزت و احترام سے ملاقات کی اور اس کی سرداری میں ایک بڑی فوج دیا۔ بکر کو فتح کرنے کے لئے روانہ کی پس اس نے بنو مروان کے قبضہ سے نکال لیا۔ سلطان نے اس خدمت کے صلے میں اس کو اجازت دی کہ خطبہ میں سلطان کے بعد اس کا نام داخل کیا جائے اور اس کے نام کا سکہ بنایا جائے۔ یہ واقعات ۴۷۶ھ کے ہیں۔

ابن جبیر کا آمد پر قبضہ: ہم اوپر فخر الدولہ بن جبیر کی روانگی دیار بکر کا حال تحریر کر چکے ہیں اس کی روانگی کے بعد سلطان نے ۴۷۶ھ میں ایک فوج ارق بن اسکک کی سرداری میں اس کی کمک کے لئے روانہ کی۔ نصر بن مروان حاکم ”آمد“ نے یہ خبر پا کر شرف الدولہ مسم بن قریش سے مدد کی درخواست کی اس شرط پر کہ وہ آمد کو اس کے حوالہ کر دے گا چنانچہ شرف الدولہ اس وجہ سے نصر بن مروان کی امداد کے لئے تیار ہو گیا۔ فخر الدولہ بن جبیر نے عرب لی ظا اور عصبیت کی وجہ سے جنگ کرنے سے پہلو تہی کی مگر ارق نے اس رائے کی مخالفت کی اور ترکوں کو تیار کر کے نصر بن مروان پر حملہ کر دیا اور اس کی فوج کو شکست دے دی چنانچہ شرف الدولہ بھاگ کر آمد میں پہنچ گیا۔ لیکن کامیاب گروہ نے اس کا محاصرہ کر لیا شرف الدولہ نے ارق کے پاس پیغام بھیجا کہ مجھے تم محاصرہ سے نکل جانے دو میں تم کو اتنا مال دوں گا ارق اس پر راضی ہو گیا۔ چنانچہ شرف الدولہ اپنی جان کے بدلے مال دے کر ”آمد“ سے نکل کر ”رقہ“ چلا گیا اور فخر الدولہ بن جبیر نے ”میا فارقین“ کا راستہ لیا اس کے ساتھ امراء میں سے امیر بہاء الدولہ منصور بن مزید اور اس کا بیٹا سیف الدولہ تھا۔ چنانچہ ”میا فارقین“ پہنچ کر ان لوگوں نے فخر الدولہ کا ساتھ چھوڑ دیا۔ ان لوگوں کے ساتھ چھوڑنے سے ترے عرب بھی عیسیدہ ہو گئے جو اس کے ساتھی تھے مگر فخر الدولہ کے پختہ ارادے میں ذرا بھی کمی نہ آئی نہایت مستعدی سے حصار کئے رہا۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ شہر پناہ کی فصیل سے ایک سپاہی کسی ضرورت سے نیچے اتر اٹھایا لشکر میں سے جو محاصرہ کئے ہوئے تھا ایک شخص کمند ڈال کر چڑھ گیا اور کھڑا ہو کر وسطیٰ شعار کو زور سے کہہ پھرے والے یہ سن کر ڈر گئے اور ایک زبان ہو کر اس کی اتباع کی اور حاکم شہر نے یہ خیال کر کے کہ شہر پر حملہ آوروں کا قبضہ ہو گیا ہے شہر کو زعمیم الرؤساء بن جبیر کے حوالہ کر دیا چنانچہ وہ سوار ہو کر شہر میں کامیابی کا جھنڈا لئے ہوئے داخل ہو گیا اور شہر پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۴۷۸ھ کا ہے اہل شہر نے کامیاب گروہ کے ساتھ ان عیسائیوں کے مکانات لوٹ لئے جو کہ بنو مروان کے حکمہ مال میں ملازم تھے اور ان سے ان کے ظلم و ستم کا بدلہ لے کر اپنے جلمے ہوئے دل کے آبلے پھوڑے والے علم۔

بنو مروان کی حکومت کا خاتمہ:..... فخر الدولہ بن جبیر نے اپنے بیٹے کو آمد کی طرف روانہ کر کے ”میا فارقین“ چلا گیا تھا اور اس کے محاصرہ میں ۴۷۶ھ سے مشغول و مصروف تھا۔ اسی اثناء میں سعد الدولہ گوہر آئین اس کی کمک پر آ گیا محاصرے میں شدت شروع کی چنانچہ کثرت سے پتھر برسائے اور حملہ سے ایک روز شہر پناہ کی دیوار میں سوراخ ہو گیا اور محاصرین میں سے چند آدمی اس راستہ سے گھس گئے اور شہر پناہ کی فصیل پر چڑھ کر شاہی شعار کو زور سے کہنے لگے اور فخر الدولہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ تلوار ہاتھ میں لئے شہر میں گھس گیا اور قبضہ کر لیا اور بنو مروان کے سرے مال و اسباب اور خزانے پر قبضہ کر کے اپنے بیٹے زعمیم الرؤساء کے ساتھ سلطان ملک شاہ کی خدمت میں بھیج دیا ماہ شوال ۴۷۸ھ میں اصفہان پہنچی جہاں سلطان مقیم تھا۔

اس کے بعد معز الدولہ اور گوہر آئین بغداد کے دار الخلافت کی طرف گئے اور وہاں پہنچ کر ایک فوج ”جزیرہ ابن عمر“ کو فتح کرنے کے لئے روانہ کی یہ جزیرہ بھی بنو مروان کے علاقوں میں سے تھا شاہی فوج نے پہنچتے ہی محاصرہ کر لیا اور شہر کے سرداروں میں بنو دہبان نامی ایک خاندان کا کم شہر کی مخالفت پر تیار ہو گیا۔ سازش کر کے شہر کے ایک چھوٹے دروازے کو کھول دیا جس سے سوائے پیدل چلنے والوں کے اور کوئی نہیں جا سکتا تھا اور شاہی لشکر کو اسی راستہ سے شہر میں داخل ہو گیا چنانچہ محاصرہ گروہ نے شہر میں داخل ہو کر شاہی جھنڈا شہر کے شاندار برجوں پر نصب کر دیا اسی وقت سے بنو مروان کی حکومت و سلطنت کا شیرازہ درہم برہم ہو گیا۔

منصور بن نظام الدولہ کی موت:۔۔۔ منصور بن نظام الدولہ بن نصر بن نصیر الدولہ جزیرہ میں چھپ گیا اور غز (ترکوں) کی حمایت میں قیام اختیار کیا۔ چند دن کے بعد چکر مش نے اس کو گرفتار کر کے ایک یہودی کے مکان میں قید کر دیا چنانچہ ۴۷۹ھ میں اسی مکان میں مر گیا۔ و لبقاء بعد و حدہ۔

۱ بن ثیری (تاریخ اکمال جلد نمبر ۶ صفحہ ۲۹۰) پر ارق بن اسکک کے بجائے ارق بن اسکب تحریر ہے کا جدا جدا دیکھیں وفیات الاعیان (جلد نمبر ۱ صفحہ ۷۶)

حکومت بنو صفار ملوک بختیاریوں نے خراساں پر قبضہ کر لیا تھا

صالح بن نصر کتائی: جن دنوں بغداد کے دار الخلافت میں قتل کی وجہ متوکل اضطرابی کیفیت پیدا ہو گئی تھی۔ اسی زمانہ میں ایک گروہ اطراف بختیان میں خوارج شرارت سے جنگ کرنے کے لئے آیا اور وہ اپنے آپ کو مظلوم (والغیر) کے نام سے مشہور کرتا تھا۔ یہ گروہ صالح بن نصر کتائی نام کے ایک شخص کے پاس جمع ہوا۔ چنانچہ اس کو صالح مظلومی کہتے ہیں۔ درہم بن حسن اور یعقوب بن لیث صفار وغیرہ نامی گرامی اشخاص نے اس کی صحبت و رفقت اختیار کی ان لوگوں نے بختیان پر قبضہ کر لیا تھا اور اس کے مالک بن گئے تھے چند دن بعد طاہر بن عبد اللہ حاکم خراساں نے یہ خبر سن کر ان پر چڑھائی کی اور ان کو سخت حملوں سے مغلوب کر کے بختیان سے نکال دیا۔ چنانچہ اس واقعہ کے بعد صالح مظلومی مر گیا۔ اس کے بعد مظلومہ میں درہم بن حسن حکمران ہوا اور اس کے قبیعین کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی۔

یعقوب بن لیث صفار: یعقوب بن لیث صفار اس کا کمانڈر تھا۔ درہم بن حسن باوجود کثرت اتباع کے بزدل آدمی تھا چنانچہ حاکم خراساں نے اس کو حکمت عملی کے ساتھ بغداد کے دار الخلافت روانہ کر دیا چنانچہ اس کو وہاں کی جیل میں ڈال دیا گیا اور مظلومہ نے متفق ہو کر یعقوب بن لیث صفار کو اپنا سردار مان لیا۔

یعقوب صفار اور ابن اوس انباری: یعقوب بن لیث صفار ہمیشہ خلیفہ معتز کی خدمت میں بغرض اظہار اطاعت جنگ ”خوارج“ کی سرداری کی درخواست کیا کرتا تھا چنانچہ خلیفہ معتز نے ایک سال کے بعد اس مہم کی سرداری عنایت کی اس نے نہایت خوبی سے جنگ ”شرارہ“ میں اس خدمت کو انجام دیا۔ اور نہایت مستعدی سے نیکی کا حکم اور برائی سے روکتا رہا۔ پھر ۲۵۳ھ میں بختیان سے ”خراساں“ کی طرف گیا ان دنوں ”انبار“ میں ابن ۱ اوس حکومت کر رہا تھا اس نے یعقوب سے مقابلہ کرنے کے لئے فوج تیار کی اور جنگ کے ارادے سے خود میدان میں آیا دونوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ اتفاق سے ابن اوس کو شکست ہوئی یعقوب نے ہرات اور بوشہ پر قبضہ کر لیا اس واقعہ سے یعقوب کی شان و شوکت بڑھ گئی چنانچہ اطراف و جوانب کے امراء اور حاکم خراساں کو اس کی بڑھتی ہوئی طاقت سے خطرہ پیدا ہوا۔

یعقوب ۲ صفار کا فارس پر قبضہ: فارس کا گورنر علی بن حسن ۱ بن شبل تھا اس نے خلیفہ معتز کی خدمت میں کرمان کی حکومت کی درخواست بھیجی اور یہ لکھا کہ ابن طاہر کے قوائے حکمران مضحک ہو گئے ہیں ملک کی حفاظت نہیں کر سکتے اور یعقوب نے بختیان کو دہالیا ہے خلیفہ معتز نے اس کی درخواست پر کرمان حکومت کی سند لکھ کر علی بن حسن کے پاس بھیج دی اور یعقوب صفار کو بھی کرمان حکومت کی سند روانہ کر دی۔ مقصود اس سے یہ تھا کہ دونوں ایک دوسرے سے لڑیں کیونکہ دونوں اظہار اطاعت کرتے تھے جس کی اصلیت کچھ نہ تھی اور جنگ کے بعد وہ میں سے جو غلبہ آئے گا وہ خود بخود خلافت کے آگے گردن اطاعت جھکائے گا۔ چنانچہ علی بن حسن نے فارس سے طوق بن ۱ مفلس کو جو اس کے ساتھیوں میں سے تھا کرمان کی حکومت کے لئے روانہ کیا۔ اتفاق سے طوق نے پہلے پہنچ کر کرمان پر قبضہ کر لیا اس کے بعد یعقوب کرمان کے قریب پہنچا۔ وہ دو ماہ تک اس انتظار میں رہا کہ طوق اب نکلے گا کرمان کے باہر ٹھہرا رہا۔ چنانچہ جب طوق شہر سے باہر نہ آیا تو یعقوب مجبوراً بختیان کی طرف واپس ہوا اور طوق جنگ کا ارادہ موقوف کر کے لہو و لعب میں مصروف ہو گیا۔

یعقوب صفار کا کرمان پر قبضہ: چنانچہ راستہ سے یعقوب کو اس کی خبر مل گئی فوراً واپس آیا اور نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے کرمان

۱ ابن اثیر کی (تاریخ الکامل جلد نمبر ۲ صفحہ ۳۹۸) کے مطابق محمد بن اوس الانباری اس وقت ہرات پر حکومت کر رہا تھا۔ ۲ ان کو صفار اہل وجہ سے کہتے ہیں کیونکہ یعقوب اور اس کا بھائی عمرو بختیان میں صغر یعنی تانبے اور چیل کا کام کیا کرتے تھے دیکھیں ابن اثیر کی (تاریخ الکامل جلد نمبر ۲ صفحہ ۳۹۸)۔ ۳ تاریخ طبری (جلد نمبر ۶ صفحہ ۴۰۲) کے مطابق گورنر کا نام علی بن حسین بن قریش بن شبل تھا۔ ۴ یہاں صحیح لفظ طوق بن مفلس ہے یعنی فاء کے بجائے غین ہے۔ دیکھیں تاریخ طبری (جلد نمبر ۹ صفحہ ۴۰۲) اور ابن اثیر کے (تاریخ الکامل جلد نمبر ۲ صفحہ ۴۰۲)۔

میں داخل ہو گیا اور طوق کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ اس واقعہ کی خبر علی بن حسن کو شیراز میں پہنچی۔ سنتے ہی اپنے آپ سے باہر ہو گیا۔ فوج تیار کر کے شیراز کے ایک تنگ اور دشوار گزار راستہ پر جا کر پڑاؤ کر دیا۔ یعقوب بھی مہم کرمان سے فارغ ہو کر شیراز کے قریب علی کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے پہنچ گیا۔ چنانچہ جس راستہ کو علی نے روک رکھا تھا وہ بہت تنگ تھا راستہ کے دونوں طرف اونچے اونچے پہاڑ تھے اور درمیان میں ایک بڑی نہر جاری تھی یعقوب نے غور سے اس موقع کو دیکھا اور اگلے دن سوار ہو کر اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ میرے پیچھے تم لوگ بھی اپنے اپنے گھوڑوں کو نہر میں ڈال دو۔ علی بن حسن اس واقعہ کو دیکھ رہا تھا اور اس کو مشکل خیال کر کے مطمئن بیٹھا رہا مگر تھوڑی دیر میں یعقوب نہر کو عبور کر کے اس کے سر پر پہنچ گیا تو اس کی فوج بھگ کھڑی ہوئی اور علی بن حسن کو گرفتار کر لیا گیا چنانچہ یعقوب شیراز پر قبضہ کر کے شہر میں داخل ہو گیا اور اس پر قابض ہو کر لوگوں نے خراج وصول کیا یہ واقعہ ۲۵۵ھ کا ہے۔

شیراز پر قبضہ: بعض نے کہا ہے کہ نہر کو عبور کرنے کے بعد یعقوب اور علی بن حسن سے سخت اور متعدد لڑائیاں ہوئی تھیں بالآخر علی شکست کھا کر بھاگا اور اس کی فوج کی تعداد غلاموں اور کربندوں کے علاوہ پندرہ ہزار بتائی جاتی ہے اور شام ہونے تک اس کی فوج میں بھگدڑ مچ گئی۔ شیراز کے دروازوں میں بھگنے والے ایک دوسرے پر گرے پڑے تھے اور ان کے مقتولین کی تعداد پانچ ہزار تک پہنچ گئی چنانچہ جب کامیاب گردہ نے ان کو شیراز میں دم نہ مینے دیا تو یہ لوگ فارس کے اطراف و جوانب میں پھیل گئے اور لوگوں کے مال و اسباب لوٹنے لگے۔

معتز کی خدمت: یعقوب نے شیراز میں داخل ہو کر فارس کے تمام شہروں پر قبضہ کر لیا اور علی سے بے شمار گھوڑے، آلات حرب اور مال و اسباب وصول کیا۔ خلیفہ معتز کی خدمت میں اظہار اطاعت کے لئے فتح کا بشارت نامہ روانہ کیا۔ قیمتی تحائف بھیجے۔ ان میں دس ہزار سفید اور ایک ہزار ابق چینی اور ایک سو نوافہ مشک تھا اس کے علاوہ بہت سے قیمتی کپڑے اور سامان آرائش تھا۔ فتحیابی کے بعد واپس ہو کر بھستان آیا۔ علی زنجیر میں جکڑا ہوا اس کے ساتھ تھا اور جب اس نے فارس کو چھوڑا تو معتز نے اپنی جانب سے عمال روانہ کر دیئے۔

یعقوب کی بلخ و ہرات پر حکومت: فارس سے یعقوب صفار کی واپسی کے بعد معتز اور اس کے بعد کے خلفاء نے حرث بن سہم کو فارس کا گورنر مقرر کیا سپہ سالار ان عرب میں سے محمد بن واصل بن ابراہیم تھیں نے مخالفت کا آغاز کر دیا، کردوں میں سے جو اس اطراف میں تھے، احمد بن لیث نے بھی بغاوت پر کمر باندھ لی۔ دونوں حرث سے بھڑ گئے اور اس کو قتل کر دیا اس کے بعد محمد بن واصل نے احمد بن لیث کو (وزیر) بنا کر ۲۵۶ھ میں فارس پر قبضہ کر لیا اور خلیفہ معتز کی اطاعت اور اس کے زیر حمایت ہونے کا اظہار کر دیا۔ معتز نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر اپنی طرف سے حسین بن فیض کو مقرر کر کے روانہ کیا۔

بلخ پر قبضہ: یعقوب بن لیث نے ۲۵۵ھ میں اس کی روک تھام پر کمر باندھی، معتز کو یعقوب کا یہ فعل ناگوار گزرا تو ناراضگی کا خط لکھ کر بھیجا۔ موفق نے یعقوب کو لکھ بھیجا کہ میں تمہیں بلخ اور طغارستان کی حکومت عطا کرتا ہوں اس پر جا کر قبضہ کر لو چنانچہ یعقوب نے بلخ اور طغارستان پہنچ کر قبضہ کر لیا اور ان عمارات کو جنہیں داؤد بن عباس نے بلخ شہر کے باہر باسادیان نامی تعمیر کرایا تھا مسمار و منہدم کر دیا اس کے بعد کامل گیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ رتبیل کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور ان بتوں کو جو کامل اور اس کے اطراف کے شہروں سے ہاتھ آئے تھے۔ دار الخلافہ بغداد میں قیمتی تحائف کے ساتھ روانہ کیا۔ اس کے بعد کامل کی مہم سے فارغ ہو کر اہلست کی جانب واپسی کے ارادے سے بھستان لوٹا۔ بست میں پہنچ کر بعض کاندروں نے جن کے مزاج میں جلد بازی زیادہ تھی اپنے مال و اسباب کو یعقوب کے مال و اسباب کے روانہ ہونے سے پہلے روانہ کر دیا۔

یعقوب کی بھستان واپسی: چنانچہ یعقوب اس سے بگڑ گیا اور یہ کہہ کر کہ تم لوگ مجھ سے پہلے بھستان روانہ ہونا چاہتے ہو؟ چنانچہ وہ ایک سال تک بست میں ٹھہرا رہا اور ایک سال کے بعد بست سے خراسان کی طرف آیا اور ہرات پر قبضہ کیا۔ پھر بوشیخ کی طرف پیش قدمی کی اور اس کو بھی اس کے گورنر حسین بن علی بن ظاہر کبیر سے چھین لیا۔ حسین بن علی کو جیل میں ڈال دیا حسین بن علی اپنے خاندان کا بڑا خاص آدمی تھا۔ محمد بن ظاہر والی خراسان نے یعقوب سے حسین بن علی کی رہائش کی سفارش کی مگر یعقوب نے اس سے انکار کر دیا اس لئے اس کے دل میں اس کی طرف سے کشیدگی اور نفرت باقی

تھی اور حسین اس کے قبضہ میں یہیں رہ گیا پھر یعقوب نے اپنی طرف سے ہرات، یوشخ اور بادغیس پر عمل مقرر کئے اور بھستان واپس چلا گیا۔

یعقوب کا خراساں پر قبضہ بنو طاہر کی حکومت کا خاتمہ:..... عبداللہ بنجرى اور یعقوب صفار کا بھستان کے لئے آئے دن جھگڑا ہوتا رہتا تھا۔ چنانچہ جب یعقوب کا بھستان پر قبضہ ہو گیا اور اس کی فوجی حالت بھی قابل اطمینان ہو گئی تو عبداللہ بنجرى محمد بن طاہر کے پاس خراساں چلا گیا۔ یعقوب نے اپنے بھاگے ہوئے حریف کو محمد بن طاہر سے مانگا مگر محمد بن طاہر نے دینے سے انکار کر دیا۔ اس بناء پر یعقوب نے خراساں پر چڑھائی کر دی اور دارالحکومت نیشاپور میں محمد بن طاہر کا محاصرہ کر لیا پھر مصالحت کرانے کی غرض سے فقہاء اور علماء نے آمدورفت شروع کی۔ یہاں تک کہ دونوں حریفوں میں مصالحت ہو گئی اس کے بعد یعقوب نے محمد کو ملاقات کرنے کے لئے بلوایا مگر محمد نے بہانہ کر کے ٹال دیا۔ اس وجہ سے یعقوب کو اس کی طرف سے مخالفت کا خطرہ پیدا ہو گیا وہ اپنے کمپ سے نکل کر نیشاپور کے قریب پہنچ گیا۔ محمد بن طاہر کے خاندان والے اور چچی زاد نفرت و کشیدگی دور کرنے کے خیال سے یعقوب کے پاس آئے مگر یعقوب نے ان کا ذرا بھی لحاظ نہ کیا اور نیشاپور میں داخل ہو کر زبردستی قبضہ کر لیا اور اپنی جانب سے ایک گورنر مقرر کر دیا یہ واقعہ ۲۵۹ھ کا ہے۔

معمتد اور یعقوب:..... یعقوب نے نیشاپور کے قبضہ کے دن خلیفہ معتمد کی خدمت میں معذرت کی درخواست بھیجی کہ چونکہ محمد بن طاہر کے مزاج میں افراط و تفریط بہت ہو گئی تھی اور وہ کارور بار حکومت کو عمدہ طریقہ سے انجام نہیں دے پا رہا تھا اس لئے اہل خراسان نے مجھ سے خراساں پر قبضہ کی درخواست کی اس کے علاوہ علویوں نے طبرستان پر قبضہ کر لیا تھا۔ خلیفہ معتمد نے لکھا کہ مجھے تمہاری اس حرکت پر بہت ناراضگی ہے بہر حال جو ہوا سو ہوا اب جتنے علاقے تمہارے قبضہ میں ہیں اسی پر اکتفاء کرو ورنہ مجھے اپنا مخالف سمجھ لو اور آئندہ تمہارے ساتھ مخالفت کا برتاؤ کیا جائے گا۔

نیشاپور پر قبضہ کی کیفیت:..... بعضوں نے نیشاپور پر یعقوب کے قبضہ کرنے کی کیفیت یوں بیان کی ہے کہ جب محمد بن طاہر سستی اور کاہلی کا شکار ہو گیا اس کے بعض عزیز واقارب نے یعقوب کو لکھ بھیجا کہ ابھی موقع اچھا ہے محمد بن طاہر کی قوت کمزور ہو گئی ہے آئیے اور نیشاپور پر قبضہ کر لیجئے۔ چنانچہ یعقوب نے محمد بن طاہر کو اس مضمون کا خط لکھا کہ میں اس طرف حسن بن زید سے جنگ کے لئے طبرستان آ رہا ہوں اور مجھے اس کی خفیہ ہدایت کی ہے اس لئے میں خراسان کے کسی گاؤں اور شہر سے کسی قسم کا تعرض نہیں کروں گا۔ اور در پردہ اپنے کمانڈروں کو اس کی نگرانی پر مقرر کر دیا۔ دوستانہ طور پر اس کو سستی اور کاہلی اور کمزوری پر تنبیہ بھی کی۔ پھر موقع پا کر اس کے خاندان والوں کو جو تقریباً ایک سو ساٹھ آدمی تھے گرفتار کر کے بھستان روانہ کر دیا۔ یہ واقعہ محمد بن طاہر کی گورنری کے گیارہویں سال کا ہے۔ قصہ مختصر یعقوب نے اس طرح خراسان لے لیا اور وہاں قابض ہو گیا اس کا حریف عبداللہ بنجرى جو اس سے لڑائی جھگڑا کرتا تھا حسین بن زید (دالی طبرستان) کے پاس چلا گیا۔ حسین بن زید نے طبرستان پر ۲۵۱ھ میں قبضہ کیا تھا۔ حسن نے عبداللہ کو اپنی پناہ میں لے لیا۔

طبرستان پر حملہ:..... یعقوب نے خبر پا کر ۲۶۰ھ میں طبرستان کی طرف قدم بڑھائے اور اس سے نبرد آزما ہوا۔ چنانچہ حسن کو شکست ہو گئی اور وہ بھاگ کر دیلم پہنچ گیا اور طبرستان کے پہاڑوں میں پناہ گزیں ہو گیا۔ یعقوب اس کامیابی کے بعد ساریہ اور آمد پر قبضہ کر کے بنجرى کے عقب میں رے کی جانب لوٹ گیا اور عامل رے کو دھمکی کا خط لکھا عامل رے نے ڈر کر عبداللہ بنجرى کو یعقوب کے پاس بھیج دیا اور یعقوب نے اس کو قتل کر ڈالا۔

فارس پر یعقوب کا قبضہ: آپ اور ۲۵۶ھ میں محمد بن واصل کے فارس پر قابض ہو جانے اور ۲۵۷ھ میں یعقوب کے اس پر چڑھائی کرنے اور پھر وہاں سے واپسی اور اس کے بدلے بنجرى و طخارستان کی حکومت دیئے جانے کے واقعات پڑھ چکے ہیں اس کے بعد خلیفہ معتمد نے موسیٰ بن بقر کے دائرہ حکومت میں اہواز، بصرہ، بحرین، یمامہ اور ان صوبہ جات کے علاوہ جو اس کے قبضہ میں تھے فارس کو بھی داخل کر دیا چنانچہ موسیٰ نے اپنی طرف سے فارس کی حکومت پر عبدالرحمن بن مفلح کو مامور کیا اور اہواز جانے کا حکم دیا بطاشتر کو اس کی کمک و اعانت کا حکم دیا۔

عبدالرحمن بن مفلح اور محمد بن واصل:..... چنانچہ عبدالرحمن اور محمد بن واصل کی مقام رامہر میں جنگ شروع ہو گئی۔ محمد بن واصل نے عبدالرحمن کو شکست دے کر گرفتار کر لیا اور جب خلیفہ نے اس کی رہائی کی سفارش کی تو محمد بن واصل نے اس کو قتل کر دیا اور یہ لکھ کر بھیجا کہ وہ اپنی موت سے مر گیا۔

اس واقعہ کے بعد محمد بن واصل جنگ کے ارادے سے موسیٰ بن بغا واسطہ کی طرف روانہ ہوا اور اہواز کی حکومت پر اپنی جگہ ابو انساج کو مقرر کیا اور زنج سے جنگ لڑنے کی ہدایت دتا کیدی۔

اہواز کی تباہی اور موسیٰ کا استعفیٰ: چنانچہ اس نے اپنے داماد عبدالرحمن کو اس مہم پر روانہ کر دیا چنانچہ علی بن ابان کی سپہ سالار زنج سے مذہبیڑ ہوئی میدان علی بن ابان کے ہاتھ رہا اور عبدالرحمن مارا گیا زنج نے اہواز پر قبضہ کر لیا اور دل کھول کر اس کو تباہ و برباد کیا اور ابراہیم بن سیمہ کو اس کا والی بنایا۔ محمد بن واصل نے یہ خبر سن کر ابراہیم بن سیمہ سے جنگ کرنے کے لئے اہواز کی طرف پیش قدمی کی۔ موسیٰ بن بغا نے اس بات کو محسوس کر کے صوبوں کے سرحدی شہروں میں شر اور بغاوت کا آغاز ہو چکا ہے گورنری سے استعفیٰ دیدیا۔ جس کو خلیفہ معتمد نے منظور فرمایا۔

یعقوب صفار کا فارس پر قبضہ: آہستہ آہستہ ان واقعات کی خبریں یعقوب صفار تک پہنچیں تو اس کے دل میں فارس پر قبضہ کرنے کی لالچ پیدا ہوئی فوراً سامان جنگ اور سفر کی تیاری کر کے بھستان سے فارس کی طرف روانہ ہوا۔ محمد بن واصل یہ خبر پا کر اہواز کے ارادے کو ملتوی کر کے یعقوب کی طرف لوٹ گیا اور ابراہیم بن سیمہ کی جنگ کو فی الحال ملتوی کر کے نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے یعقوب بن صفار پر دفعتاً حملہ کرنے کے لئے یعقوب کے لشکر گاہ کے قریب پہنچ گیا مگر یعقوب صفار کو اس کا احساس ہو گیا اور نیز یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ابن واصل کے لشکر کو روزانہ سفر کی وجہ سے بہت تکان ہے سفر کی تنگی اور شدت نشنگی سے جاں بلب ہو رہا ہے چنانچہ یعقوب صفار نے اپنے لشکر کو تیاری کا حکم دے دیا اور تلوار ہاتھ میں لے کر ابن واصل کے لشکر میں داخل ہو گیا مگر ابن واصل کا لشکر بغیر جنگ و جدال بھاگ کھڑا ہوا چنانچہ یعقوب کے لشکریوں نے ابن واصل کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ جتنا مال و اسباب و اس کے لشکر نے عبدالرحمن بن مفلح کے لشکر سے حاصل کیا تھا اس کو اور زائد مال و اسباب کو یعقوب کے لشکریوں نے ابن واصل کے لشکر سے حاصل کیا شہر فارس پر یعقوب کا قبضہ ہو گیا۔ اپنی طرف سے کام کرنے والے مقرر کئے ذمیوں کو تو بوجہ اس کے کہ انہوں نے ابن واصل کی مدد کی تھی سزائیں دیں باقی رہ گیا اہواز اس پر قبضہ کرنے کی لالچ پیدا ہو گئی۔

جنگ صفار و موفق: جس وقت یعقوب صفار نے خراساں کو ابن طاہر کے قبضہ سے اور فارس کو ابن واصل کے ہاتھ سے نکال لیا حالانکہ معتمد نے یعقوب کو اس کام سے منع کیا تھا مگر یعقوب نے خیال نہ کیا۔ خلیفہ معتمد کو اس سے غصہ پیدا ہوا۔ صاف طور پر کہہ دیا کہ میں نے نہ تو اس کو حکومت کی سند دی ہے اور اس نے جو کچھ کیا ہے میری اجازت اور حکم سے نہیں کیا ہے خراسان طبرستان اور رے کے حاجیوں کو بلا کر اس مضمون سے ان کو مخفی طب کیا اور یعقوب کے اس کام سے اپنی ناراضگی ظاہر کی۔

یعقوب کی اہواز روانگی: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ یعقوب صفار کو قبضہ اہواز کی لالچ پیدا ہوئی تھی۔ چنانچہ اس کو حاصل کرنے کے خیال سے یعقوب نے ۲۶۲ھ میں فارس سے اہواز کی طرف قدم بڑھایا ① اس کے ساتھیوں کو جو معرکہ خراساں میں گرفتار ہو گئے تھے آزاد کر دیا۔

یعقوب نے اپنے حاجب (لارڈ چیمبرلین) درہم کو طبرستان، خراساں، جرجان، رے اور فارس کی گورنری اور بغداد کے دارالحکومت کی سرمداری اور پولیس کا عہدہ حاصل کرنے کے لئے بغداد بھیجا چنانچہ خلیفہ معتمد نے بظاہر ان تمام صوبوں کی گورنری دے دی۔ بھستان اور رے کی حکومت کو بھی اس کی گورنری میں شامل کر دیا اور حاجب مذکور کے ساتھ عمرو ② بن سیمہ کو یعقوب کے پاس روانہ کیا اور یہ تاکید کی کہ جس طرح سے ممکن ہو دراختلافت میں آکر مابعدولت ③ و اقبال کے دست بوسی کا شرف حاصل کرو۔

① یہاں اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔ (مترجم) جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۴ صفحہ ۳۲۸) پر ایسی کوئی علامت نہیں ہے جس سے معلوم ہو کہ یہاں کچھ لکھنے سے رہ گیا۔ ② ابن اثیر کی (تاریخ الکامل جلد نمبر ۴ صفحہ ۴۶۴) پر عمرو کے بجائے عمرو بن سیمہ تحریر ہے۔ ③ اس حکم میں اس بات کا واضح اعلان تھا کہ یعقوب اپنی طاقت و قوت کے بل بوتے پر کہاں تک جا پہنچا ہے اور اسی خطرے کے پیش نظر خلافت عباسیہ کی مستند حکومت مل کر رہ گئی تھی باوجود اس کہ یعقوب صفار نہ صرف خلافت عباسیہ کا قاتل تھا بلکہ اسے تسلیم کرتا تھا کسی خوف و خطر کی وجہ سے نہیں بلکہ اسی لئے کہ خلیفہ ایک دینی علامت بن چکا تھا اور ایسے لالچی حلقہ انوں میں اتنی طاقت نہ تھی کہ کوئی ایسا بڑا انقلاب برپا کرتے جس سے خلافت عباسیہ کی بقا و خطرے میں پڑ جاتی۔

یعقوب کا استقبال:۔۔۔ چنانچہ تھوڑے دنوں کے بعد حاجب مذکور عمرو بن سیمان کے ساتھ یعقوب کے پاس پہنچا اور خلافت کا پیغام سنایا یعقوب نے اسی وقت لشکر مکرّم سے کوچ کروایا اور ابوالساج یہ خبر سن کر اہواز سے ملنے آیا۔ چنانچہ یعقوب نے نہایت احترام سے اس سے ملاقات کی۔ انعامات دیئے اور بغداد کی طرف روانہ ہو گیا۔ ادھر سے خلیفہ معتمد نے دارالخلافہ بغداد سے کوچ کر کے مقام زعفرانیہ میں پڑاؤ کیا چنانچہ مسرور بنی بھی جنگ زنج سے واپس ہو کر اسی مقام پر خلیفہ مآب کی خدمت میں آ کر حاضر ہوا۔

یعقوب صفار واسط پہنچا اور اس پر قابض ہو گیا پھر دیر کی طرف کوچ کیا۔ چنانچہ خلیفہ معتمد کو اس کی خبر ملی تو آگ بگولا ہو گیا اپنے بھائی موفق کو طلب کر کے یعقوب سے جنگ کرنے کے لئے کہا۔ چنانچہ موفق فوج تیار کر کے یعقوب کی طرف بڑھا اور اس کے دائیں جانب موسیٰ بن بنی تھا اور بائیں جانب مسرور بنی۔ پندرہ رجب کو دونوں کی جنگ ہوئی۔ موفق کا دائیں جانب والا شکست کھا کر بھاگا ابراہیم بن سیمان وغیرہ کمانڈران لشکر کام آئے موفق نے اپنی فوج کو دوبارہ مرتب کر کے پھر حملہ کیا اور نہایت سختی سے لڑائی شروع کی ابھی فریقین کی جنگ کا کوئی آخری فیصلہ نہیں ہوا تھا کہ محمد بن اوس اور درانی ایک تازہ دم فوج لئے ہوئے خلیفہ مآب کی طرف سے آ پہنچے چنانچہ یعقوب صفار کے ساتھیوں کے پاؤں پھسل گئے مکمل ہے سرسہانی سے شکست کھا کر بھاگ کھڑے ① ہوئے فتح مند گروہ نے پیچھا کیا اور یعقوب کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ چنانچہ دس ہزار کے قریب موسیٰ گھوڑے اور فخر ہاتھ آئے مال و اسباب اتنا ملا کہ جس کا لے جانا دشوار تھا مشک کے سینکڑوں تانے ہاتھ لگے محمد بن طاہر کو جس زمانہ میں یعقوب نے خراسان پر قبضہ کیا تھا قید میں کیا تھا اس نے بھی اسی دن قید سے نجات پائی اور موفق کی خدمت میں حاضر ہوا۔ موفق نے اس کو خدمت دی اور دارالخلافہ بغداد کی پولیس کی سرداری عینایت کی۔

یعقوب کا فرار:۔۔۔ یعقوب صفار اس معرکہ سے اپنی جان بچا کر خوزستان کی طرف گیا۔ چند یار بور میں جا کر مقیم ہوا اور سردار زنج (عوی مصری) نے واپس آنے کا کہا اور ہمدردی و اعانت کا وعدہ کیا۔ یعقوب نے اس کو جواب میں قل یا لکھا الکافرون لا اعبدا تعبدون تا آخر سورہ لکھ بھیجی۔

یعقوب صفار اور محمد بن واصل:۔۔۔ اس سے پہلے جوں ہی یعقوب صفار نے فارس سے کوچ کیا تھا محمد بن واصل نے پہنچ کر قبضہ کر لیا چنانچہ خلیفہ مآب نے سند حکومت لکھ بھیجی۔ یعقوب صفار کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے ایک بڑی فوج کی سرداری عمر بن سری جو کہ اس کے کمانڈروں میں سے ایک نامور اور تجربہ کار شخص تھا روانہ کیا چنانچہ اس نے اس کو فارس سے نکال دیا اور اہواز کی حکومت محمد بن عبید اللہ ہزار مرد کردی کے سپرد کی۔

موفق کی بغداد واپسی:۔۔۔ ان واقعات کے بعد خلیفہ معتمد نے سامرا کی طرف اور موفق نے واسط کی طرف واپسی کی (موفق نے یعقوب صفار کے تعاقب کا پکا ارادہ کر لیا تھا مگر بیماری نے اس کے اس ارادے کو پورا نہ ہونے دیا مجبوراً بغداد کے دارالخلافہ کی طرف واپس ہوا اور مسرور بنی بھی اس کے ساتھ تھا تو پھر موفق نے اس کو تمام وہ جاگیرات اور مکانات اور حشم و خدم جو کہ ابوالساج کے تھے عنایت فرمائے محمد بن طاہر بھی اس کے ساتھ بغداد میں آیا اور بغداد پولیس کی افسری کی خدمت کو انجام دینے لگا۔

بخستانی کی بغاوت:۔۔۔ محمد بن طاہر کے خیر خواہوں اور کمانڈروں میں سے احمد ② بن عبد اللہ بخستانی ایک شخص ③ جو مضافات جہال ہرات اور بادعیش میں سے ہے۔ پس جب یعقوب صفار نیشاپور اور خراسان پر قابض ہوا تو احمد مذکور صفار کے بھائی علی بن لیث کے پاس چلا آیا چنانچہ اس کے ذریعے سے یعقوب صفار تک اس کی رسائی ہو گئی۔

① مسعودی نے اپنی کتاب مروج الذهب (جلد نمبر ۲ صفحہ ۲۲۹) یعقوب بن اللیث صفار کی شکست کے اسباب بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ "صفار نے سہیب کے نام سے ایک نہر جاری کی جس کا پانی صحرا میں پھیل گیا چنانچہ صفار کے دشمنوں کو ایک حیلہ سوچا کہ سعید حاجب کا آزاد کردہ غلام نصیر دیلمی جو اپنی بیٹی کبھی قوت لے کر وطن و جد میں مقیم تھا اچانک صفار کے لشکر کے پیچھے سے حملہ آور ہوا اس سے صفار کے لشکر میں حل چل پھیل جائے گی کیونکہ ایک طرف پانی اور دوسری طرف نصیر دیلمی کا لشکر ہوگا۔ چنانچہ یہی ہوا اور صفار لوٹ شکست ہو گئی۔ ② ابن اثیر کی (تاریخ الکامل جلد نمبر ۲ صفحہ ۳۶۸) کے مطابق پورا نام اس طرح ہے احمد بن عبد اللہ البخستانی بخستان ③۔ اصل نسخہ میں یہاں کچھ نہیں لکھا۔ (مترجم) ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۲ صفحہ ۳۶۹) پر بھی اس بات کی وضاحت ہے کہ یہاں کچھ لکھنے سے رہ گیا تھا جس کو (تاریخ الکامل جلد نمبر ۲ صفحہ ۳۶۸) سے پڑ گیا ہے۔ یعنی "بخستان کا حاکم تھا"

ابراہیم بن شرکب۔ شرکب جمال ۲۵۹ھ میں مرو اور اس کے اطراف و جوانب پر حاکم ہو گیا تھا اس کے تین بیٹے تھے جنی ابراہیم، حفص، یحمر اور ابو طلحہ منصور اور ابراہیم سب سے بڑا تھا۔ چونکہ ابراہیم نے مقام جرجان زمانہ جنگ حسن بن زید میں بہت بڑے نمایاں کام کئے تھے، اس وجہ سے یعقوب صفار نے ابراہیم کو اپنی خدمت میں بلا لیا۔ احمد غزنوی حسد کی آگ میں جلنے لگا، چنانچہ ابراہیم کو احمد نے یہ فقرہ دیا کہ یعقوب صفار کو تم سے دشمنی ہے دھوکہ دیکر تم کو اس نے طلب کیا ہے کسی دن موقع پا کر تمہارا کام تمام کر دے گا۔ مناسب یہ ہے کہ آؤ ہم اور تم چھپ کر یحمر تمہارے بھائی کے پاس بھاگ چلیں۔ یحمر اس وقت بلخ کے کسی شہر کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ چنانچہ ابراہیم احمد کے مشورہ کے مطابق چھپ کر گیا اور مقام موعود پہنچ کر تھوڑی دیر تک احمد کا انتظار کرتا رہا جب احمد نہ آیا تو ابراہیم نے مجبوراً سرخس کا راستہ لیا۔

عمر بن لیث: پھر جب یعقوب صفار نے ۲۶۱ھ میں بختیان کی طرف واپسی کا ارادہ کیا تو اپنے بھائی عمرو بن لیث کو ہرات کی گورنری عطا کی اس نے اپنی طرف سے طاہر بن حفص بادغیسی اپنا نائب مقرر کیا۔ احمد غزنوی حیلہ بازی کر کے صفار کے ساتھ نہ گیا، علی کے پاس آیا اور اس کو یہ جھانسنہ دیا کہ آپ اپنے بھائی سے اجازت حاصل کر کے مجھے خراسان بھیج دیجئے میں وہاں پر آپ کے حقوق کی نگرانی اور آپ کی جاگیروں کا انتظام سنبھالتا رہوں گا۔ چنانچہ علی نے اپنے بھائی صفار سے اجازت طلب کی تو صفار نے اجازت دیدی۔ الغرض احمد خراسان پہنچ کر رہنے لگا پھر جیسے ہی صفار خراسان سے روانہ ہوا احمد غزنوی نے فوجیں حاصل کر کے پہلے علی بن لیث پر اپنا ہاتھ صاف کیا چنانچہ ۲۶۱ھ میں یلغار کر کے علی کو شہر سے نکال دیا اور خود قابض ہو گیا اور بنو طاہر کی حکومت کا سکہ دوبارہ چلا دیا پھر ۲۶۲ھ میں نیشاپور کو اپنے دائرہ حکومت میں داخل کر لیا۔ رافع بن ہرثمہ کو جو کہ بنو طاہر کا مشہور کمانڈر تھا صوبہ کر کے اپنے لشکر کا کمانڈر انچیف مقرر کر دیا اور ہرات پر قبضہ کے لئے قدم بڑھائے چنانچہ طاہر بن حفص سے چھین کر طاہر کو مار ڈالا اور اس کے بعد یحمر بن شرکب کی زندگی کا بھی خاتمہ کر کے پورے خراسان پر قابض ہو گیا اور یعقوب بن لیث کی حکومت کو نیست و نابود کر دیا۔

خراسان میں بغاوت اور حسن بن زید کی کامیابی: ان واقعات کے بعد حسن بن طاہر (برادر محمد) اپنی حکومت کا سکہ جمانے، اصفہان پہنچا مگر والی اصفہان نے اس سے انکار کیا لیکن ابو طلحہ بن شرکب نے نیشاپور میں اس کی حکومت کو تسلیم کر لیا اس پر بختیان نے بغاوت اور خراسان میں آتش بغاوت بھڑک اٹھی۔ حسن بن زید نے یہ خبر سن کر حملہ کر دیا چنانچہ اہل خراسان مقابلہ پر آئے اور اسے شکست دیدی۔ پھر دوبارہ نیشاپور کو عمرو بن لیث سے چھین لیا اور محمد بن طاہر کا خطبہ بند کر کے خلیفہ معتمد کے نام کا خطہ پڑھا اور خلیفہ کے نام کے بعد اپنا نام شامل کر دیا جیسا کہ غزنوی کے حالات میں یہ واقعہ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

صفار کا اہواز پر قبضہ: خراسان کے بعد فارس پر صفار کے قبضہ کرنے کا حال آپ اوپر پڑھ چکے ہیں چنانچہ صفار فارس پر قبضہ کے بعد لشکر تیر کر کے اہواز کی جانب بڑھا۔ اہواز کی حکومت پر ان دنوں احمد بن سواقہ سپہ سالار مسرور نجی فائز تھا مگر کسی ضرورت سے تشریف لیا ہوا تھا یعقوب کی آمد کی خبر سن کر تشریف سے روانہ ہوا اور یعقوب صفار چند رسیا بوری میں قیام پذیر ہو گئے۔ شاہی لشکر یعقوب اس کے خوف سے اس کے اطراف سے بھاگ نکلا۔ یعقوب نے خضر بن عیین ① کو اہواز فتح کرنے کے لئے روانہ کیا اتفاق سے انہیں دنوں علی بن ابان اور زنج اہواز کا محاصرہ کئے ہوئے تھے خضر کی آمد کی خبر سن کر اہواز سے نہر سدرہ کی طرف ہٹ گئے۔ چنانچہ خضر نے اہواز میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا اور صفار کے علم حکومت کے تحت اہواز پر قابض ہو گیا اس کے لشکر سپاہی اور زنج کی فوج کا آپس میں جھگڑا رہا کرتا تھا ایک دن زنج نے موقع پا کر خضر کے لشکر پر حملہ کر دیا چنانچہ خضر شکست کھا کر لشکر گاہ مکرم چل گیا پھر علی بن ابان اہواز آیا اور جتنا ان کا مال و اسباب اہواز میں ② تھا سب کا سب نکال کر نہر سدرہ کی طرف لوٹ آیا یعقوب نے خضر کی کمک پر فوجیں روانہ کیں اور اسے جنگ زنج کی ممانعت اور اہواز میں رکنے کی ہدایت کی چنانچہ خضر نے زنج سے صلح کر لی اور اہواز کو ہر قسم کے غلہ سے بھر کر وہیں قیام پذیر ہو گیا۔

① ابن اثیر کی (تاریخ الکامل جلد نمبر ۲ صفحہ ۴۷۲) کے مطابق اس کا نام الخضر بن العنبر تھا جبکہ (تاریخ طبری) کے مطابق اس کا نام الحسن بن العنبر تھا۔ ② "حتی سبتاح، کان فیہا" یعنی اہواز میں جو مال و اسباب تھا اس کو اپنے لئے مباح (یعنی جائز اور حلال) سمجھنا (عبارت الگ ہے معنی ایک ہی ہے۔

صفار کی وفات اور اس کے بھائی عمر کی حکومت:..... ماہ شوال ۲۶۵ھ میں یعقوب ۱ صفار کی وفات ہو گئی۔ اس نے زنج کو فتح کر کے اس کے بادشاہ کو مار ڈالا تھا۔ اہلیان زنج نے اس کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ یہ بہت بڑی وسیع سلطنت تھی زابلستان یعنی غزنہ اور اس سارے صوبوں کو بھی اس نے فتح کیا۔ خلیفہ معتمد نے اسے ملانے کے لئے بھتان اور سندھ کی حکومت عطا کی اس کے بعد کرمان، خراسان اور فارس پر قابض ہو گیا تھا خلیفہ معتمد نے ان سارے صوبوں کی حکومت کی سند بھی بھیج دی تھی، چنانچہ جب یہ مر گیا تو اس کی جگہ اس کا بھائی عمرو بن لیث حکومت پر فائز ہوا۔ خلیفہ معتمد کی خدمت میں مظلہار اطاعت کے لئے خط بھیجا۔ چنانچہ موثق نے اپنے بھائی کی طرف سے خراسان، اصفہان، بھتان، سندھ، کرمان کی گورنری اور بغداد کی پولیس افسری کا فرمان لکھ کر بھیج دیا اور ایک نہایت قیمتی خلعت بھی روانہ کی۔ عمرو بن لیث نے اپنی جانب سے بغداد کی پولیس افسری اور سرمن رائے کی حکومت عبید اللہ بن عبد اللہ طاہر کو اور اصفہان کی گورنری احمد بن عبد العزیز بن ابی دلف کو اور مکہ و حرمین کے راستے پر محمد بن ابی الساج کو مامور کیا۔

روانگی عمرو بن لیث برائے جنگ بختانی:..... بختانی کے نیشاپور پر ۲۶۲ھ میں بنو طاہر کے علم حکومت کے زیر اقتدار قبضہ کرنے کے حالات تحریر کئے گئے۔ چنانچہ جب یعقوب صفار کا انتقال ہوا تو عمرو بن لیث نے ۲۶۵ھ میں خراسان کی طرف روانہ ہوا اور ہرات پر قابض ہو گیا۔ ان دنوں بختانی نیشاپور میں تھا وہ یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا۔ جنگیں ہوئیں بلا آخر شکست کھا کر ہرات واپس چلا گیا چونکہ عمرو بن لیث خلیفہ کے علم حکومت کی اطاعت کا اظہار کرتا تھا اس لئے فقہاء نیشاپور عمرو بن لیث کی متابعت کرتے تھے۔ بختانی نے اس بات کا احساس کر کے ان لوگوں کے درمیان جھگڑا ڈال دیا اور ایک کو دوسرے سے لڑا کر خود ان کی فکر سے فارغ ہو کر بیٹھ گیا۔ اس کے بعد ۲۶۶ھ میں ہرات پر حملہ کر دیا اور عمرو بن لیث کا محاصرہ کر لیا مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ لہذا محاصرہ اٹھا کر بھتان چلا گیا۔ اس کی غیر حاضری میں اہل نیشاپور اس کے نائب کی مخالفت پر اٹھ کھڑے ہوئے۔ عمرو بن لیث نے اپنی فوجیں نیشاپور والوں کی کمک پر بھیجیں پس چنانچہ اہل نیشاپور کے نائب کو گرفتار کر لیا اور خود حکمرانی کرنے لگے۔ بختانی یہ خبر پا کر بھتان سے ہٹا اور اپنے سارے مخالفوں کو نیشاپور سے نکال کر اس پر قبضہ کر لیا۔

بختانی کا قتل:..... ابو منصور طلحہ بن شربک ان دنوں ابن طاہر کی طرف سے بلخ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ عمرو بن لیث نے خط و کتابت کر کے اسے اپنے پاس بلا لیا اور بہت سامان و زر دے کر خراسان پر اپنا نائب مقرر کر کے بھتان واپس چلا گیا۔ ابو طلحہ اس وقت سے خراسان ہی میں ٹھہرا ہوا بختانی سے لڑتا رہا یہاں تک کہ ۲۶۸ھ میں بختانی کو اس کے کسی خادم نے قتل کر ڈالا جیسا کہ اس کے حالات میں واضح تحریر کیا گیا۔

رافع بن ہرثمہ:..... رافع بن ہرثمہ بنو طاہر کا نامور سپہ سالار اور خراسان کا گورنر تھا پس چنانچہ جب یعقوب نے خراسان پر بالاستقلال قبضہ کر لیا تو کسی وجہ سے رافع اس سے ناراض ہو کر چلا گیا اور اپنے مکان پر مقام تائین مضافات بادغیس میں رہنے لگا۔ بختانی کے مارے جانے کے بعد بختانی کے لشکر نے متفق ہو کر رافع کو اپنا امیر بنالیا یہ اس وقت ہرات میں مقیم تھا۔

نیشاپور کا محاصرہ:..... چنانچہ رافع نے بختانی کی فوج کی امارت قبول کر لی اور ابو طلحہ بن شربک کے محاصرے کے لئے جو کہ جرجان سے نیشاپور کے محاصرہ کو گیا ہوا تھا ہرات سے روانہ ہو گیا اور پہنچنے ہی نیشاپور کا چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا۔ رسد و غلہ کی آمد بند کر دی۔ ابو طلحہ حکمت عملی سے محاصرہ سے نکل کر مرد چلا گیا اور مرد اور ہرات میں محمد بن طاہر کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا اور اپنی جانب سے ہرات کی حکومت پر محمد بن مہدی کو متعین کر دیا۔ عمرو بن لیث نے یہ خبر سن کر حملہ کر دیا اور اسے مغلوب کر کے اپنی جانب سے محمد بن سہیل بن ہاشم کو مقرر کر کے واپس آ گیا۔ ابو طلحہ نے اسماعیل بن سامانی سے امداد کی درخواست کی چنانچہ اسماعیل نے نہایت مستعدی سے فوجیں تیار کیں اور ان کو اپنے ساتھ لے کر ابو طلحہ کی کمک کے لئے مرد روانہ ہو گیا اور محمد بن سہیل کو مرد سے نکال کر خود قابض ہو گیا اور اس خوف سے کہ کہیں پھر مجھے کسی مصیبت کا سامنا نہیں کرنا پڑے، عمرو بن لیث کے نام کا

۱ یعقوب صفار نے نویں شوال ۲۶۵ھ ہجری کو بعارضہ قونخ مقام لشکر گاہ نیشاپور انتقال کیا۔ اطباء نے حقہ لگوانے کی رائے دی تھی۔ مگر اس نے اس عمل پر موت کو ترجیح دی۔ نہایت عقل مند اپنے ارادوں میں مستقل اور امور سیاست سے واقف تھا تاریخ ابن اثیر ج ۷ ص ۱۲۹ مطبوعہ مصر (مترجم) یہی بات تاریخ ابن اثیر جدید میں (جلد نمبر ۲ صفحہ ۲۸۶) پر تحریر ہے جبکہ تاریخ ابی الفراء (جلد نمبر ۲ صفحہ ۵۲) کے مطابق صفار کی وفات ۱۹ شوال کو ہوئی اور مسعودی کی مروج الذهب (جلد نمبر ۲ صفحہ ۲۲۹) کے مطابق ماہ شوال ختم ہونے میں سات دن باقی تھے تو صفار کی وفات ہوئی یعنی ۲۲ یا ۲۳ شوال کو ہوئی۔

خطبہ پڑھنا شروع کر دیا۔ یہ واقعہ ماہ شعبان ۴۷۱ھ کا ہے۔

خراسان پر رافع کی تقرری:..... ان واقعات کے بعد خلیفہ معتمد نے عمرو بن لیث کو پورے خراسان کی حکومت سے معزول کر دیا۔ موفق نے محمد بن حابر کو حکومت عطا کی یہ ان دنوں بغداد ہی میں مقیم تھا چنانچہ محمد نے اپنی جانب سے خراسان پر رافع بن ہرثمہ کو متعین کیا اور نصر بن محمد بن احمد سامانی کو حکومت ماوراءالنہر پر بحال رکھا۔

ابوطلحہ کے ساتھ جنگ: رافع سند حکومت حاصل کر کے ہرات کی طرف روانہ ہوا اور اسماعیل بن احمد سے ابوطلحہ کے خلاف امداد کی درخواست کی چنانچہ چار ہزار فوج لے کر رافع کی کمک پر آیا رافع نے مزید احتیاط کے خیال سے علی بن حسین مرو و ذی کو بھی اس فوج کی سمیت بلایا تھا۔ چنانچہ یہ سب کے سب ابوطلحہ کی طرف بڑھے ابوطلحہ اس وقت مرو میں مقیم تھا فریقین میں گھسان کی لڑائی ہوئی بالآخر ان لوگوں نے اسے پس کر دیا۔ ابوطلحہ شکست کھا کر ہرات چلا گیا۔ اسماعیل واپس خوارزم آ گیا اور خراج وصول کر کے نیشاپور واپس چلا گیا۔ یہ واقعات ۴۷۲ھ کے ہیں

جنگ عمرو بن لیث باغسا کر معتمد و موفق:..... خلیفہ معتمد نے عمرو بن لیث کو حکومت خراسان سے معزول کرنے کے بعد حکم دیا کہ عمرو بن لیث کے نام پر منبروں پر لعن کیا جائے۔ خراسان کے حاجیوں کو بھی اس کی اطلاع کر دی گئی۔ محمد بن طاہر کو اس کے سارے صوبوں کی سند حکومت دے دی گئی۔ پس چنانچہ محمد نے اپنی جانب سے رافع کو متعین کیا اس کے بعد خلیفہ معتمد نے احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف کو اصفہان و رے کی گورنری سے عمرو بن لیث کی معزولی کی اطلاع دی اور ۴۷۲ھ میں ایک بڑی فوج اس کی سرکوبی کے لئے روانہ کی عمرو بن لیث یہ خبر سن کر پندرہ ہزار کا لشکر لے کر مقابلہ پر آیا۔ شاہی فوج کے ساتھ احمد بن ابی دلف بھی تھا۔ چنانچہ سخت و خوریز جنگ کے بعد عمرو بن لیث کو شکست ہو گئی اور اس کی پوری لشکر گاہ کو لوٹ یہ گیا اور اسے اصفہان اور رے کی حدود سے نکال دیا گیا۔

فارس پر موفق کا قبضہ:..... جن دنوں خلیفہ معتمد نے عمرو بن لیث کی معزولی کا حکم صادر کیا تھا اسی زمانہ میں اس پر لعن کرنے کا بھی اشارہ کیا تھا اور صاعد بن مخلد کو افواج شاہی کی کمان دے کر فارس کی طرف اس کی سرکوبی اور خراج کے لئے بھیجا تھا۔ صاعد نے نہایت مستعدی سے اس حکم کی تعمیل کی مگر کامیاب نہ ہو سکا چنانچہ ۴۷۲ھ میں بے نیل و مرام واپس آیا۔ پھر ۴۷۳ھ میں موفق نے عمرو بن لیث سے جنگ کے لئے فارس کی طرف کوچ کیا۔ عمرو بن لیث نے یہ خبر پا کر اپنے سپہ سالار عباس بن اسحاق کو شیراز کی طرف اور اپنے بیٹے محمد بن عمرو کو ارجان کی جانب روانہ کیا۔ اپنے مقدمہ اکبیش (پتروں) پر ابوطلحہ بن شریک سپہ سالار لشکر کو رکھا۔ مگر ابوطلحہ نے آئندہ خطرے کے پیش نظر موفق سے امن حاصل کر لیا۔ جس سے عمرو بن لیث کا دایاں بازو ٹوٹ گیا اور عمرو بن لیث مجبوراً جنگ سے رک گیا۔ موفق نے شیراز کی طرف قدم بڑھایا اور ابوطلحہ کو حکمت عملی سے گرفتار کر لیا۔ فارس کے سارے صوبے موفق کے قبضہ میں آ گئے۔

عمرو بن لیث کی کرمان روانگی: عمرو بن لیث نے کرمان کا راستہ لیا۔ موفق نے تعاقب کیا چنانچہ عمرو بن لیث نے بھستان میں جا کر پناہ لے لی۔ یہاں پر اس کے بیٹے محمد بن عمرو کا انتقال ہو گیا۔ اہل کرمان و بھستان کی پشت گرمی سے عمرو بن لیث موفق کے مقابلہ پر اڑا رہا اور جب موفق نے کامیابی کی صورت نہ دیکھی تو دارالخلافہ بغداد واپس چلا گیا۔ عمرو بن لیث نے مشکوک ہو کر اپنے بھائی علی اور اس کے بیٹے معدل کو دھوکے سے گرفتار کر کے کرمان کی جیل میں ڈال دیا مگر کچھ عرصے بعد یہ لوگ موقع پا کر جیل سے نکل کر بھاگ گئے اور رافع بن لیث کے پاس چھ گئے یہ وہ زمانہ تھا کہ اس نے طبرستان و جرجان کو محمد بن زید علوی سے ۴۷۳ھ میں چھینا تھا۔ چنانچہ یہ لوگ اس کے پاس ٹھہرے رہے۔ علی بن لیث کا وہیں انتقال ہو گیا اور اس کے دونوں لڑکے رافع بن لیث کے یہاں مقیم رہے۔

عمرو کا تقرر: پھر تھوڑے دنوں کے بعد خلیفہ معتمد عمرو بن لیث سے راضی ہو گیا۔ دارالخلافہ بغداد کی پولیس کا اعلیٰ عہدہ مرحمت فرمایا۔ پھر جھنڈوں اور ڈھالوں پر اس کا نام لکھے جانے کا ۴۷۴ھ میں حکم دیا۔ عمرو بن لیث نے اپنی جانب سے بغداد کی پولیس کے عہدے پر عبید اللہ بن عبد اللہ بن طاہر کو اپنا نائب مقرر کیا۔ پھر ایک سال کے بعد خلیفہ کو عمرو بن لیث سے ناراضگی پیدا ہو گئی اور اس کے نام کو جھنڈوں سے مٹا دیا۔

عمر بن لیث کی دوبارہ گورنری خراسان و قتل رافع بن لیث:۔۔۔ چونکہ رافع بن ہرثمہ نے خلیفہ معتد کی مرضی کے خلاف حکم صادر کرنے کے باوجود سبھانی جاگیروں کو خالی نہ کیا تھا اس لئے خلیفہ کو ناراضگی پیدا ہو گئی چنانچہ خلیفہ نے احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف کے نام فرمن جاری فرمایا کہ رافع کو رے سے نکال دو اور عمرو بن لیث کے پاس خراسان کی سند گورنری لکھ کر بھیج دی۔ خلیفہ کے حکم کے مطابق احمد بن عبدالعزیز نے ۲۸۰ھ میں جنگ لڑی دونوں کے بھائیوں عمرو بکر بن عبدالعزیز نے صف سے نکل کر مقابلہ کیا۔ مگر رافع نے ان کو شکست دیکر اصفہان کی طرف پسپا کر دیا اور خود اس سار کے آخر تک رے میں مقیم رہا اس کے بعد ۲۸۱ھ میں اصفہان کی جانب قدم بڑھایا اور اس پر قابض ہو کر جرجان واپس لوٹ گیا۔

رافع اور محمد کی صلح: اس دوران عمرو بن لیث نے اپنے لشکر سمیت خراسان پہنچ کر گورنری کا چارج لیا۔ چنانچہ رافع بن ہرثمہ مجبوراً محمد بن زید سے صلح کرنے پر مائل ہو گیا۔ محمد بن زید نے طبرستان کی واپسی کی شرط پر مصالحت کر لی ۲۸۲ھ میں طبرستان کی مہاجد میں اس کے ہم کا خطبہ پڑھا گیا اسی بناء پر اس نے چار ہزار دہمی دونوں کے ذریعے رافع کی امداد کی۔ چنانچہ رافع ۲۸۳ھ میں طبرستان سے نیشاپور کی طرف بڑھا۔ چنانچہ عمرو بن لیث سے مذبحیہ ہو گئی۔

رافع اور عمرو کی جنگ: رافع نے اس کو شکست دیدی اور وہ بھاگ کر ایبورد پہنچ گیا۔ رافع نے اس سے معدل ولیث نامی اپنے بھتیجوں کو چھین لیا۔ پھر رافع نے ہرات کی طرف بڑھنے کا ارادہ کیا مگر عمرو نے سرخس میں پہنچ کر راستہ روک لیا رافع نے شارع عام کو چھوڑ کر ایک پگڈنڈی اختیار کر لی اور راستہ بھول کر نیشاپور پہنچ گیا۔ چنانچہ عمرو بن لیث نے محاصرہ کر لیا رافع سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آیا لیکن اس کے بعض کماندروں نے عمرو بن لیث سے امن حاصل کر لیا اور اس کے لشکر میں جا ملے رافع اور اس کے باقی ساتھیوں کو شکست ہو گئی۔ اس نے محمد بن زید سے وعدہ کے مطابق امداد صوب کی لیکن چونکہ عمرو بن لیث نے محمد بن زید کو رافع کی امداد سے منع کر دیا تھا اور دھمکی دی تھی اس لئے محمد بن زید نے رافع کو مدد نہیں دی یہ رنگ دیکھ کر رافع کے ساتھی اور غلام جن کی تعداد چار ہزار تھی رافع سے کنارہ کش ہو گئے محمد بن ہارون اس سے الگ ہو کر احمد بن اسماعیل بن سامان کے پاس بخارا چلا گیا۔

رافع کا فرار اور قتل: رافع ٹوٹے دل کے ساتھ شکست کھا کر گنتی کے چند سپاہیوں کے ساتھ خوارزم پہنچا اور جتنا مال و اسباب اور آلات حرب اپنے ساتھ لے جاسکا لے گیا۔ یہ واقعہ ماہ رمضان ۲۸۳ھ کا ہے۔ والی خوارزم ابو سعید درغانی نے رافع کو گنتی کے چند لشکریوں کے ساتھ دیکھ کر بد عہدی کی اور دھوکا دے کر ماہ شوال ۲۸۳ھ میں اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا اور سرائار کر عمرو بن لیث کے پاس نیشاپور بھیج دیا۔ عمرو بن لیث نے فتح کی خوشخبری کے ساتھ بغداد روانہ کر دیا۔ خلیفہ معتد نے خوش ہو کر خراسان کے علاوہ رے کی گورنری بھی اسے عطا کر دی اور جھنڈے اور خلعیں ۲۸۴ھ میں روانہ کیں۔

بنو سامان کا خراسان پر قبضہ: جس وقت عمرو بن لیث نے رافع بن ہرثمہ کا سر کاٹ کر دربار خلافت بغداد روانہ کیا اسی زمانہ میں خلیفہ معتد سے ماوراء النہر کی گورنری کی درخواست بھی کی تھی چنانچہ خلیفہ نے عمرو بن لیث کو ماوراء النہر کی گورنری عطا کی اور خلعت اور نشان بھیجا۔ پھر عمرو بن لیث نے ایک عظیم لشکر تیار کر کے اپنے مشہور سپہ سالار محمد بن بشیر کی زیر قیادت نیشاپور سے اسماعیل بن احمد سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ رکتار کا تاج ہوا یہ لشکر آ مدینہ پہنچا۔ اسماعیل نے دریائے جیحون کو عبور کر کے مقابلہ کیا اور اس لشکر کو شکست دیدی محمد بن بشیر اور اس کے چند سپہ سالار قتل ہو گئے اور باقی سپاہی بھاگ کر عمرو بن لیث کے پاس نیشاپور چلے آئے اور اسماعیل کامیابی کے ساتھ بخارا لوٹ گیا۔

عمرو بن لیث کی جنگ کی تیاری اور شکست: عمرو بن لیث نے دوبارہ فوجیں آراستہ کیں اور اسماعیل سے جنگ کے ارادے سے پنج کی جانب روانہ ہوا اسماعیل نے کہا وایا کہ تم نے بہت علاقوں کو فتح کر لیا ہے اب مجھے اس سرحد پر اکیلا پڑا رہنے دو۔ عمرو بن لیث نے انکار میں جواب دیا۔ مجبوراً اسماعیل نے دریا کو عبور کر کے چاروں طرف سے ناکہ بندی کر لی عمرو گھیرے میں آ گیا تو اپنے کئے پر پریشان ہو کر صلح کی درخواست کی۔ مگر اسماعیل نے صلح سے قطعاً انکار کر دیا اور نہایت سختی سے لڑائی جاری رکھی بلا آخر عمرو بن لیث کو شکست ہوئی بڑی مشکل سے وہ جان بچا کر بھاگا۔

عمرو بن لیث کی گرفتاری: شارع عام چھوڑ کر ایک پگڈنڈی اور دشوار گزار راستہ اختیار کیا تنہا مایوسی کے عالم میں چلا جا رہا تھا۔ کبھی کسی آنے والے کی آہٹ پا کر جھاڑیوں میں چھپ جاتا اور پھر جب وہ شب دور ہو جاتا تو ادھر ادھر تا کتا ہوا نہایت تیزی سے سفر کرنے لگتا۔ اتفاق سے یک

تالاب کے کنارے درختوں کی آڑ میں چھپا وہاں دلدل زیادہ تھی اس کا گھوڑا پھنس گیا۔ فریق مخالف نے جو تعاقب میں تھے پہنچ کر گرفت کر لیا اور پکڑ کر اسماعیل کے پاس لے آ گیا۔ اسماعیل نے اس کو خلیفہ معتضد کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ ۲۸۸ھ میں دار الخلافہ بغداد پہنچ کر اونٹ پر سوار کر کے شہر میں پھرایا گیا اور اس کے بعد ایک تنگ و تاریک مکان میں قید کر دیا گیا۔

ملکنی کی تخت نشینی اور عمرو کا قتل:..... خلیفہ معتضد نے یہ خدمت انجام دینے کے صلہ میں اسماعیل کو خراسان کا گورنر بنادیا۔ چنانچہ اسماعیل اسی عہدے پر مدت دراز تک رہا یہاں تک کہ خلیفہ معتضد کا انتقال ہو گیا۔ اور خلیفہ ملکنی دار الخلافہ بغداد میں تخت نشین ہوا۔ بغداد پہنچ کر عمرو بن لیث کا حال معلوم کیا اور یہ معلوم کر کے کہ وہ زندہ ہے بہت خوش ہوا۔ وزیر السلطنت قاسم بن عبید اللہ کو یہ بات ناگوار گزری اسی وقت ایک شخص کو عمرو بن لیث کے قتل کا حکم دیا۔ چنانچہ اس نے عمرو بن لیث کو ۲۸۹ھ میں قتل کر دیا۔

طاہر بن محمد کی بھجستان و کرمان کی گورنری:..... عمرو بن لیث کی گرفتاری قتل کے بعد بھجستان اور کرمان میں اس کا پوتا طاہر بن محمد بن عمرو حکمرانی کا دعویٰ دار ہوا اور اپنے دادا کی جگہ حکومت کرنے لگا یہ وہی شخص ہے جس کے باپ محمد کا بھجستان کے راستہ میں انتقال ہوا تھا جب عمرو بن لیث فارس سے موفق کے مقابلہ سے بھاگ کر آ رہا تھا۔

اس کے بعد طاہر فارس کی طرف گیا ۲۸۸ھ میں فوجیں تیار کر کے روانہ ہوا بدر نے تعرض کیا مجبوراً طاہر بھجستان کی جانب لوٹ آیا اور بدر نے فارس پر قبضہ کر کے اس کا خراج وصول کر لیا۔

فارس پر طاہر کی تقرری:..... پھر ۲۸۹ھ میں طاہر نے دار الخلافہ بغداد میں فارس کی گورنری کی درخواست بھیجی اور بدر جتنا خراج دیا کرتا تھا اس سے زیادہ دینے کا وعدہ کیا۔ اس وقت خلیفہ معتضد کا انتقال ہو چکا تھا پس خلیفہ ملکنی نے طاہر کی درخواست منظور کر لی اور سند گورنری لکھ کر طاہر کے پاس بھیج دی۔ طاہر لہو و لعب اور سیر و شکار میں مشغول ہو کر بھجستان چلا گیا۔ اس کی غفلت و عدم موجودگی کی وجہ سے فارس پر اس کا چچا زاد بھائی لیث بن علی بن لیث اور سیکری (اس کے دادا عمرو کا غلام) قابض ہو گئے۔ ابو قابوس (طاہر کا سپہ سالار) بھی ان دونوں کے ساتھ شریک تھا۔ طاہر کو اس کی خبر ملی تو وہ پریشان ہو کر خلیفہ ملکنی کے پاس چلا گیا اور ابو قابوس کو لکھ کر بھیجا کہ تم نے جتنا خراج وصول کیا ہو اس کا حساب باضابطہ دو مگر ابو قابوس نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔

فارس پر لیث کا قبضہ و قتل و اشلاء سیکری:..... کچھ عرصہ بعد سیکری اکیلا فارس پر قابض ہو گیا لیث بن علی بھاگ کر اپنے چچا زاد بھائی طاہر کے پاس پہنچا۔ طاہر نے فوجیں آراستہ کر کے فارس پر چڑھائی کر دی سیکری مقابلہ پر آیا میدان سیکری کے ہاتھ رہا طاہر شکست کھا کر بھاگ گیا۔ سیکری نے اس کو گرفتار کر لیا اور اس کے بھائی یعقوب کے ساتھ ۲۹۰ھ میں خلیفہ مقتدر کے پاس بھیج دیا اور اتنی رقم کے ادا کرنے کا وعدہ لیا جو طاہر ادا کیا کرتا تھا۔ چنانچہ خلیفہ مقتدر نے سیکری کو سند گورنری فارس کی لکھ کر بھیج دی۔ اس کے بعد لیث بن محمد بن علی بن لیث نے فارس پر حملہ کیا اور لڑ بھڑ کر فارس پر قبضہ کر لیا۔ ۱۔۔۔ لیث نے ان کے مقابلہ کے لئے خروج کیا اس دوران یہ خبر پھیلی کہ حسین بن حمد ان قم سے موئس کی مدد کے لئے بیضاء آ رہا ہے۔ فوجیں آراستہ کر کے حسین کے روک تھام کو روانہ ہو گیا۔ اتفاق سے رہبر کی غلطی سے راستہ بھول گیا۔ صبح کے وقت موئس کے لشکر گاہ کے قریب پہنچا۔ موئس کے لشکر نے یہ خبر پا کر حملہ کر دیا گھمسان کی لڑائی ہوئی بلا خلیث کا لشکر شکست کھا کر بھاگا اور لیث گرفتار کر لیا گیا۔

موئس کا فرار: اس واقعہ کے بعد موئس کے ہمراہیوں نے یہ رائے دی کہ لیث کے ساتھ ہی سیکری کو بھی گرفتار کر لیجئے اور با و فارس پر قبضہ رکھیے۔

۱ ابن اثیر کی تاریخ الکامل (جلد نمبر ۷ صفحہ ۶۰۴) کے مطابق معتضد نے صافی خری کو اشارے اور ایماء کے ذریعے عمرو بن لیث کے قتل کا حکم دیا تھا۔ ۲ یہاں صحیح غلط سیکری سے سیکری نہیں۔ یعنی باء کے ساتھ ہے باء کے ساتھ نہیں۔ دیکھیں (الکامل جلد نمبر ۵ صفحہ ۲۹)۔ ۳ یہ واقعہ اسی کے ۲۹۰ھ کا ہے۔ لیث بن علی بن لیث نے بھجستان سے فارس پر فوج کشی کی تھی چنانچہ سیکری شکست کھا کر ارکان پہنچ خلیفہ مقتدر نے یہ خبر پا کر موئس کو سیکری کی حمایت و مدد پر فارس کی جانب روانہ کیا پس یہ دونوں ارکان میں مجتمع ہوئے لیث نے خبر سن کر سیکری و موئس کی طرف بڑھا (تاریخ الکامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۲۲ مطبوعہ مصر)۔ ۴ اصل کتاب میں جگہ خالی ہے (مترجم) اور خالی جگہ پر یہ عبارت ہے کہ لیث کو موئس اور سیکری کے بارے میں اطلاع ملی کہ یہ لشکر جمع کر رہے ہیں چنانچہ دیکھیں (الکامل جلد ۵ صفحہ ۲۹)

خلیفہ سے سند گورنری کی درخواست کیجئے، امید ہے کہ خلیفہ اس درخواست کو منظور کر لے گا۔ مونس نے بظاہر ان لوگوں سے اس رائے پر عمل کرنے کا وعدہ کر لیا وہ اطمینان کے ساتھ اپنی اپنی قیام گاہوں پر آئے شب کے وقت سیکری کو اس حال سے آگاہ کر کے شیراز کی طرف بھاگ جانے کی رائے دی چنانچہ سیکری رات ہی کو شیراز کی طرف روانہ ہو گیا صبح کو مونس نے اپنے ہمراہیوں کو یہ کہہ کر کہ یہ بات تم لوگوں کی طرف سے عین ہوئی ہے۔ بے صدا ملامت کی، اگلے دن معدلیٹ کے دار الخلافہ بغداد کی جانب لوٹ کھڑا ہوا۔

سیکری کا فارس پر قبضہ: سیکری نے ان مہمات سے فارغ ہو کر فارس پر قبضہ کر لیا۔ اس کا کاتب (سیکریٹری) عبد الرحمن بن جعفر امور سلطنت کے سیدہ و سفید کا۔ ملک ہو گیا حاشیہ نشینوں کو ناگوار گزارا وقتاً فوقتاً سیکری سے ان کی چغلی کرنے لگے حتیٰ کہ سیکری نے نافرمانی و بغاوت کے الزام میں عبد الرحمن کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور دار الخلافہ بغداد خراج بھیجنا بند کر دیا۔ عبد الرحمن نے قید خانہ سے وزیر السلطنت ابن فرات کو اپنے حالات لکھ بھیجے ابن فرات نے مونس کو واپس جانے کے لئے لکھا اور سیکری کے گرفتار نہ کر لینے پر عتاب ظاہر کیا مونس اس وقت واسط میں تھا۔ چنانچہ مونس اسی وقت ابواز کی جانب بقصد سیکری روانہ ہوا۔ سیکری نے اس سے آگاہ ہو کر مونس کے پاس خطوط اور ہدایا و تحائف بھیجے۔ چار سو سو نے وزیر سلطنت ابن فرات کو اس کی خبر کر دی ابن فرات نے وصیف کو معد چند سپہ سالاروں کے جس میں محمد بن جعفر بھی تھا مونس کے پاس روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ پہنچتے ہی فارس کو فتح کر لینا اور مونس کو لکھ دینا کہ تم لیٹ کے ساتھ دار الخلافہ بغداد میں واپس آؤ اس حکم کے مطابق مونس معدلیٹ کے بغداد کی جانب واپس ہوا اور محمد بن جعفر نے فارس میں پہنچ کر لڑائی کا تیز گھاڑ دیا۔

سیکری کی شکست: شیراز میں سیکری سے مدد بھیڑ ہوئی سخت خونریز جنگ کے بعد سیکری کو شکست ہوئی محمد بن جعفر نے اس کا شیراز میں محاصرہ کر لیا پھر لڑائی ہوئی اور وہ دوبارہ شکست کھا کر بھاگا شاہی لشکر نے سیکری کے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ سیکری بحال پریشان خراسان کے ایک تنگ و تاریک درہ میں جا چھا خراسانی شاہی فوج کو اس کی خبر لگ گئی گھیر کر گرفتار کر لیا اور زنجیر میں جکڑ کر بغداد روانہ کر دیا فارس کی حکومت فتح خادم آفشین ملی۔

بجستان و کرمان سے بنو لیث کی حکومت کا زوال: ۲۹۸ھ میں فتح والی فارس نے سفر آخرت اختیار کیا اس کی جگہ خلیفہ مقتدر نے عبد اللہ بن ابراہیم سمعی کو مقرر کیا۔ علاوہ حکومت فارس کے مقبوضات بنو لیث میں سے کرمان کی حکومت بھی عنایت کی۔

اسی سنہ میں احمد بن اسماعیل سامانی نے زے پر فوج کشی کی اپنی فوج کے ایک حصہ کو چند نامی گرامی سپہ سالاروں کی ماتحتی میں بجستان کی جانب ۲۹۸ھ میں روانہ کیا اور اس فوج کی کمان حسن بن علی مرو رودی کو دی۔

احمد کا بجستان پر قبضہ: ۲۹۸ھ سے جبکہ ظاہر گرفتار کر لیا گیا تھا لیث بن علی کے زیر حکومت رہا پھر جب لیث بھی گرفتار ہو گیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا تو اس کا بھائی معد بن علی بن لیث حکومت کرنے لگا جب اسے یہ خبر ملی کہ ایک جراف فوج احمد بن اسماعیل سامانی کے پاس سے اس طرف آرہی ہے تو اس نے اپنے بھائی ابو علی محمد بن علی بن لیث کو بست اور رنج کی جانب رسد و غلہ حاصل کرنے کی غرض سے روانہ کر دیا۔ مگر کسی ذریعہ سے اس کی اطلاع احمد بن اسماعیل سامانی کو مل گئی اس نے پہنچ کر ابو علی محمد کو گرفتار کر لیا۔ اس دوران احمد بن اسماعیل سامانی کا لشکر بجستان پہنچ گیا اور اس نے معد بن علی کا محاصرہ کر لیا۔ جب معد کو یہ خبر ہوئی کہ میرا بھائی جو رسد و غلہ کی فراہمی کے لئے گیا تھا گرفتار کر لیا گیا ہے تو اس نے حسین بن علی مرو رودی سے امن کی درخواست کی اور مصالحت کر لی۔

فتحیابی کے بعد بجستان کی حکومت پر امیر احمد بن اسماعیل سامانی نے اپنے چچا زاد بھائی ابو صالح منصور بن اسحاق بن احمد بن سامان کو مقرر کیا اور حسین معد بن علی کے ساتھ بخارا واپس چلا گیا۔

سیکری اور لیث کی گرفتاری: بجستان پر سامانیوں کے قابض ہونے کے بعد یہ خبر مشہور ہوئی کہ سیکری فارس سے شکست کھا کر خراسان کے ایک تنگ و دشوار گزار راستہ سے بجستان آ رہا ہے۔ والی بجستان نے اس وقت فوج کا ایک دستہ سیکری کی گرفتاری کے لئے روانہ کیا۔ اس فوج نے سیکری

کو گرفتار کر لیا۔ امیر احمد سامانی نے فتح کی خوشخبری کے ساتھ سیکری کی گرفتاری کی اطلاع بھی بھیجی۔ خلیفہ نے یہ حکم دیا کہ سیکری اور سیٹ نو بغداد بھیج دو۔ چنانچہ ان دونوں کو بغداد بھیج دیا گیا اور وہاں پہنچ کر جیل میں ڈال دیا گیا۔

اہل بھستان کی بغاوت و اطاعت:۔۔۔۔۔ محمد بن ہریر بن مہزیار صندلی نامی ایک شخص جو خارجی المذہب اور بھستان کا رہنے والا تھا اور بنی راس میں رہا کرتا تھا ایک دن کی سردار سے باتوں باتوں میں اسے غصہ آ گیا۔ چنانچہ بنار سے بھستان چلا گیا۔ خوارج کے ایک گروپ کو جن کا سردار محمد بن عباس ابن اکث تھا اپنے ساتھ لایا۔ چنانچہ ان سب نے متحد ہو کر غفلت میں ایک دن منصور بن اسحاق گورنر بھستان پر جو کہ بنو سامان کی طرف سے مقرر تھا حملہ کر دیا اور اسے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ عمرو بن یعقوب بن محمد بن لیرٹ کو بھستان کی حکومت سپرد کی اور منبروں پر اسی کے نام کا خطہ پڑھا۔ امیر احمد بن اسماعیل سامانی کو اس کی خبر ملی تو اس نے ۳۵۳ھ میں حسین بن علی کی سرکردگی میں دوبارہ فوجیں روانہ کیں۔ چھ مہینے تک یہ لشکر بھستان کا محاصرہ کرتا رہا۔ محاصرہ کے دوران صندلی کی وفات ہو گئی۔ عمرو بن یعقوب اور ابن خفاء نے اس حاصل کر لیا اور شہر کو سامان کے ساتھ حسین بن علی کے حوالے کر دیا منصور بن اسحاق کو جیل سے نجات ملی۔ امیر احمد بن اسماعیل نے بھستان کا گورنر سیکو ردوانی کو مقرر کیا۔ حسین اپنی افواج کے ساتھ ماہ ذی الحجہ ۳۵۰ھ میں امیر احمد کے واپس چلا گیا۔ یعقوب صفار اور ابن خفاء بھی اس کے ساتھ تھے۔

خلف ابن احمد کا بھستان پر قبضہ:۔۔۔۔۔ خلف بن احمد عمرو بن لیرٹ صفار کی اولاد سے تھا چنانچہ جب بنو سامانیوں کی حکومت میں اضطراب پیدا ہوا تو خلف نے بھستان پر قبضہ کر لیا۔ خود بھی عالم تھا اور اہل علم کا بھی تدارک تھا۔ اور ان کی بیٹھک کا شوقین تھا۔ ۳۵۳ھ میں اپنے مقبوضہ علاقوں پر اپنے ساتھیوں میں سے طہر بن حسین نامی ایک شخص کو اپنا نائب مقرر کر کے حج کرنے گیا۔ حج سے واپس آیا تو طاہر خود مختاری کا اعلان کر کے خلف سے باغی ہو گیا۔ خلف اس کی اطلاع پا کر بخارا امیر منصور بن سامان کے پاس امداد حاصل کرنے چلا گیا۔ چنانچہ امیر منصور نے اس کی مدد کے لئے فوجیں روانہ کیں چنانچہ خلف کو فتح نصیب ہوئی اس نے بھستان پر قبضہ کر لیا۔

قلعہ ارک کا محاصرہ:۔۔۔۔۔ پھر تھوڑے ہی دنوں میں اس کی مالی اور فوجی حالت قابل اطمینان ہو گئی چنانچہ خلف نے مقررہ خراج بخارا بھیجنا بند کر دیا۔ امیر بخارا نے خلف کی سرکوبی کے لئے فوجیں روانہ کیں، جن کا سردار ① تھا اس فوج نے پہنچتے ہی خلف بن احمد کا قلعہ ارک میں جو کہ بھستان کا نہایت مضبوط اور مستحکم قلعہ تھا محاصرہ کر لیا۔ جب محاصرہ طویل ہوا اور رسد و غلہ نیز آلات حرب کا خاتمہ ہو گیا تو خلف نے امیر نوح بن منصور والی بخارا کی خدمت میں اس کی درخواست بھیجی اور مقرر شدہ خراج ادا کرنے کا وعدہ کیا۔ امیر نوح نے ابوالحسن بن سبکو گورنر خراسان کو لکھ بھیجا کہ بھستان پہنچ کر خلف کا فوراً محاصرہ کر لو۔ ابوالحسن اس وقت بھستان میں تھا اور کسی وجہ سے خراسان کی گورنری سے معزول کر دیا گیا تھا۔

خلف کی پسپائی:۔۔۔۔۔ الغرض ابوالحسن نے بھستان پہنچ کر خلف کا محاصرہ کر لیا۔ چونکہ پہلے سے ان دونوں میں تعلقات تھے۔ اس لئے ابوالحسن نے خلف کو یہ رائے دی کہ تم قلعہ ارک کو حسین کے حوالے کر دو چنانچہ شاہی فوجیں فتح مندی کا جھنڈا لئے ہوئے بخارا واپس چلی جائیں گی پھر تم اپنے حریف فریق سے نہٹ لینا۔ خلف نے اس مشورہ کے مطابق قلعہ ارک کو خالی کر دیا اور ابوالحسن سبکو قلعہ ارک میں داخل ہو گیا اور امیر نوح کے نام کا جامع مسجد کے منبر پر خطبہ پڑھا اس کے بعد حسین بن طاہر کو قلعہ کا انتظام سپرد کر کے خود بخارا کی طرف واپس ہوا۔ چنانچہ سامانیوں کے کمزوری کا بہل مرحلہ تھا جو ان کے سرداروں کی مخالفت اور نمک حرامی کی وجہ سے پیش آیا۔

خلف ابن احمد کرمان میں:۔۔۔۔۔ جب خلف بن احمد کے قدم بھستان کی حکومت و امارت پر استقلال و استحکام کے ساتھ جم گئے تو اس کے دماغ میں کرمان پر قبضہ کرنے کی خواہش پیدا ہوئی۔ کیونکہ کرمان اس وقت حکمرانان بنو بویہ کی حکومت کے زیر اثر تھا۔ ان دنوں بنو بویہ کا بادشاہ عضد الدولہ تھا چنانچہ جس وقت ان کے قوائے حکمرانی کمزور ہو گئے تو صمصام الدولہ اور بہاء الدولہ کے درمیان مخالفت پیدا ہو گئی چنانچہ خلف ابن احمد نے اس مخالفت سے فائدہ اٹھانے کی آرزو میں ایک فوج اپنے بیٹے عمر کی کمان میں کرمان کی طرف روانہ کی کرمان کا کمانڈر اس وقت غرناش نامی ایک دیہی شخص تھا

① اصل کتاب میں یہ جگہ خالی ہے مگر تاریخ الکامل ابن اثیر جلد نمبر ۸ صفحہ ۱۲۲ میں لکھا ہے کہ حسین بن طاہر بن حسین اس لشکر کا افسر اعلیٰ مقرر کیا گیا تھا (مترجم)

جس وقت عمرو بن خلف کرمان کے قریب پہنچا غرناش جنگ کے ڈر کی وجہ سے جتنا مال و اسباب لے جاسکا لے کر بروشیر کی طرف بھاگ گیا چنانچہ باقی جو کچھ رہ گیا اس کو عمرو بن خلف نے لوٹ لیا اور کرمان پر قابض ہو کر خراج وغیرہ وصول کرنے لگا۔

صمصام الدولہ اور غرناش کی گرفتاری:۔ صمصام الدولہ و حاکم فارس کہ اس کی خبر ہوئی تو اس نے ایک لشکر جس کا سردار ابو جعفر تھا غرناش کی طرف روانہ کیا اور اس الزام میں غرناش اس کے بھائی بہاء الدولہ سے میل جول رکھتا ہے گرفتار کرنے کا حکم دیا چنانچہ ابو جعفر نے ایب ہی کیا اور غرناش کو گرفتار کر کے شیراز بھیج دیا اس کے بعد اپنی فوج کو لے کر عمرو بن خلف کی طرف بڑھا تھا کہ دارزین میں دونوں کا آمناسا منا ہوا۔ عمرو بن خلف کو فتح ہوئی اور دیلمی فوج شکست کھا کر بھاگی اور اپنے ملک کو واپس ہوئی۔

عمرو بن خلف کی شکست:۔ صمصام الدولہ نے دوسری فوج اپنے ساتھیوں میں سے عباس ابن احمد کی سرداری میں روانہ کی چنانچہ ماہ محرم ۳۸۲ھ میں بمقام سر جان عمرو بن خلف سے جنگ ہوئی اس معرکہ میں دیلمیوں نے عمرو بن خلف کو شکست دے دی۔ عمرو بن خلف شکست کھا کر اپنے باپ کے پاس بھستان چلا گیا خلف نے بہت زبردستی کی بالآخر اسی غصہ میں اس کو قتل بھی کر ڈالا۔

طاہر بن خلف بردشیر:۔ اس کے بعد صمصام الدولہ نے عباس کو کرمان کی حکومت سے معزول کر دیا خلف بن احمد نے یہ مشہور کر دیا کہ استاد ہرمز نے اس کو زہر دیدیا ہے اس سے لوگوں کو کرمان پر قبضہ کرنے کی تحریک پیدا ہوئی خلف نے ان کو تیار کر کے اپنے لڑکے طاہر کی سرداری میں روانہ کیا چنانچہ یہ لوگ بردشیر تک پہنچے تو دیلمی بھاگ کر حیرت میں پناہ گزیں ہوئے اور اپنی شکستہ حالت کو درست کر کے ایک فوج بردشیر کی مدد کے لئے روانہ کی۔ بردشیر کرمان کی حکومت کا ایک شہر تھا اور اس کا آباد ترین شہر تھا۔

بردشیر پر جنگیں:۔ طاہر نے تین مہینہ تک اس کا محاصرہ کیا، اہل بردشیر محاصرہ اور روزانہ جنگ سے تنگ آ گئے اور استاد ہرمز کو لکھا کہ اس سے پہلے کہ طاہر بردشیر کو فتح کرے آپ ہماری مدد کو آئیں۔ چنانچہ استاد ہرمز جنگ اور دشمنوں کو طے کر کے بردشیر پہنچا اور طاہر نے بھستان کی طرف واپسی کی اور حیرت میں لوگوں کو دیلم سے جنگ کرنے کی ترغیب دینے لگا۔ چنانچہ تھوڑے عرصہ میں بہت سارے آدمی جمع ہو گئے طاہر نے ان سب کو تیار کر کے بردشیر کی طرف روانہ کیا چنانچہ ایک مدت کے لئے بردشیر دونوں حریفوں کی قوت آزمائی کا اکھاڑہ بن گیا یہ واقعات ۳۸۴ھ کے ہیں۔

طاہر کی کرمان آمد اور فتوحات:۔ طاہر بن خلف سے اس کے باپ خلف کو کسی بات میں ناراضگی پیدا ہو گئی تھی جس سے طاہر کو بھی اپنے باپ سے مخالفت کا موقع مل گیا۔ مدتوں دونوں میں لڑائیاں ہوتی رہیں اس میں کامیابی کا بھٹہ خلف کے ہاتھ میں رہا۔ بالآخر طاہر بھستان کو خیر آباد کہہ کر کرمان کی طرف چلا آیا۔ اس وقت کرمان میں دیلمی فوج موجود تھی جو بہاء الدولہ کی سرداری میں تھی۔

طاہر کے شہروں پر قبضے:۔ چنانچہ طاہر کرمان کے پہاڑی دروں اور بلند مقامات میں چلا گیا اور اس قوم میں پناہ لی جو حکومت و سلطنت کے خلاف وہاں پر آباد تھے چند دن بعد جب اس کی حالت درست ہو گئی تو اس نے پہاڑ سے اتر کر حیرت پر قبضہ کر لیا چنانچہ دیلمی فوج مقابلہ پر آ گئی مگر اس کو شکست ہو گئی اور طاہر کے حوصلے بڑھ گئے اکثر شہر جو دیلم کے قبضہ میں تھے قبضہ کر لیا۔ بہاء الدولہ نے ایک لشکر ابو جعفر بن استاد ہرمز کی کمان میں روانہ کیا مگر بے سروسامان تھا چنانچہ طاہر نے پورے طریقہ سے کرمان پر قبضہ کر لیا تھا اور بہاء الدولہ کے لشکر کو شکست ہوئی۔

طاہر بن خلف کا قتل:۔ طاہر نے بھستان کی طرف رخ کیا تو اس کا باپ خلف مقابلہ پر آیا۔ طاہر نے اس کو شکست دے کر بھستان کے تمام صوبوں پر قبضہ کر لیا اور اس کا باپ خلف ایک قلعہ میں بند ہو گیا چونکہ لوگوں کو اس کی بدخلقی اور کج ادائیگی سے ناراضگی پیدا ہو گئی تھی تو خلف نے دھوکہ کے ذریعے سے بیٹے طاہر کو زیر کرنے کی کوشش کی قلعہ کے نیچے دونوں باپ بیٹے کی جنگ ہوئی۔ خلف نے قریب ایک کمین گاہ میں چند ہوشیار سپاہیوں کو بٹھادیا جس وقت طاہر سے مقابلہ ہوا تو کمین گاہ سے سپاہیوں نے نکل کر پیچھے سے حملہ کر دیا چنانچہ میدان جنگ سے طاہر کے پاؤں اکھڑ گئے اس کے باپ خلف نے اس کو مار ڈالا۔

طہر کا بغراچق کے علاقوں پر قبضہ: خلف بن احمد نے اپنے بیٹے طاہر کو بھستان کو فتح کے لئے روانہ کیا تھا چنانچہ طاہر اس پر قبضہ کر کے بوش کی طرف بڑھا اور اس پر بھی کامیابی حاصل کی۔ بوش اور ہرات بغراچق سلطان محمود کے چچا کے علاقوں میں سے تھے مگر محمود ان دنوں کمندار سوسمان کے باغیوں سے جنگ کرنے میں مشغول تھا۔

بغراچق کے ہاتھوں طاہر کی شکست: جیسے ہی محمود کو ان کی سرکوبی سے فراغت ملی تو اس کے چچا بغراچق نے طاہر بن خلف کو اپنے علاقوں سے نکلنے کی اجازت مانگی اور اجازت حاصل کرنے کے بعد ۳۹۰ھ میں فوج تیار کر کے طاہر بن خلف سے جنگ کرنے کے لئے روانہ ہو گیا چنانچہ اطراف بوش میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا اور طاہر کو شکست ہوئی بغراچق نے نہایت مستعدی سے اس کا پیچھا کیا اور دور تک پیچھا کرتا چلا گیا مگر طاہر نے پلٹ کر حملہ کر دیا جس سے بغراچق کے ساتھی گھبرا کر بھاگے اسی دوران میں بغراچق مارا گیا۔

سلطان کی خلف بن احمد سے جنگ: سلطان کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی۔ چچا کا مارا جانا شاق گزار چنانچہ فوج تیار کر کے خلف بن احمد سے جنگ کرنے کے لئے گیا۔ چنانچہ قلعہ اسمیل میں محمود نے خلف پر محاصرہ ڈالا اور ہردن جنگ اور سخت محاصرہ سے خلف کو تنگ کرنے لگا پھر خلف نے بہت سارے اور اسباب اور چند آدمی ضمانت کے طور پر سلطان محمود کے حوالے کر کے اپنی جان بچائی۔ محمود نے محاصرہ اٹھالیا۔

ان واقعات کے بعد خلف نے محمود سبکتگین کے خوف سے گوشہ نشینی اختیار کر لی اور اپنے بیٹے کو اپنی حکمرانی دے دی۔ چنانچہ اس کا بیٹا ہر مستقل طور پر حکمران ہو گیا تو اس نے اپنے باپ کی نافرمانی کی پھر اس کے بعد جو واقعات پیش آئے ان کو اوپر ہم بیان کر چکے ہیں۔ طاہر کے قتل کے بعد اس کے لشکر میں نفاق کا مادہ پھیل گیا۔ لشکریوں کے خیالات خلف کی طرف سے فاسد ہو گئے۔

محمود کا قلعہ طارق پر حملہ: سرداران لشکر نے محمود بن سبکتگین کو بلا کر شہر اس کے حوالہ کر دیا اور خلف مجبوراً اپنے قلعہ طلق میں بیٹھ رہا کیونکہ اس کے قلعہ کے چاروں طرف سات مضبوط فصیلیں تھیں اور ہر فصیل کے بعد ایک گہری خندق تھی جس پر آمد و رفت کے لئے لکڑی کا پل بنا ہوا تھا۔ ضرورت کے وقت وہ پل اٹھایا جاتا تھا۔ سلطان محمود نے ۳۹۳ھ میں اس قلعہ کا محاصرہ کیا۔ پہلی خندق کو ایک ہی دن میں مٹی سے تر کر کے جنگ کے ارادہ سے حملہ کیا اور ہاتھیوں کو دروازوں کے توڑنے کے لئے آگے بڑھایا چنانچہ ایک ہاتھی نے جو سب سے بڑا اور آگے تھا اس نے پاؤں کی ٹھوکروں سے سوئذ سے دروازہ کواکھڑ کر پھینک دیا اور محمود نے پہلی فصیل پر قبضہ کر لیا۔ خلف کا لشکر دوسری فصیل کی طرف چلا گیا۔

قلعہ پر قبضہ: دوسرے دن محمود نے اسی طرح اس کو بھی لے لیا خلف کے ساتھی تیسری فصیل میں جا چھپے جب اس تیسری فصیل کا بھی وہی حشر ہوا۔ جو پہلی فصیلوں کا ہو چکا تھا تو خلف اس کا جھنڈا لے کر قلعہ سے باہر آ گیا امن کی درخواست کی محمود نے اس کو مان دے دی اور جرات دیدی کہ ان شہروں میں سے جس شہر میں تم رہنا پسند کرو رہ سکتے ہو۔

خلف بن احمد جرجان اور سازش: خلف نے جرجان کو اپنے لئے پسند کیا چار سال تک وہاں مقیم رہا پھر یہ مشہور ہوا کہ اس نے میدخ کو سلطان محمود کے خلاف ابھرا اور اس سے سازش کی ہے اس سے محمود نے اس کو جرجان سے جردین میں لے جا کر قید کر دیا یہاں تک کہ قید کی حالت میں ۳۹۹ھ کو انتقال کر گیا۔

محمود کا بھستان پر قبضہ: محمود نے بھستان پر قبضہ اور خلف کے امن حاصل کرنے کے بعد اپنے باپ کے کمنداروں میں سے احمد بن نامی ایک کمندار کو بھستان کی حکومت پر مامور کیا اس وقت تک بھستان میں بنو صفار کی اولاد موجود تھی چنانچہ انتظامی امور میں ان کی شرکت ضروری ہوتی تھی۔ چند دن بعد ان لوگوں کے کہنے سے اہل بھستان نے بغاوت کی چنانچہ اس بغاوت کو ختم کرنے کے لئے ذی الحجہ ۳۹۳ھ میں محمود بھستان پہنچا اور ان لوگوں کا قلعہ اول میں محصرہ کر یہ سخت خونریزی سے اور تلوار کے زور سے فتح کیا تمام قتل کر ڈالا جو باقی بچ گئے ان کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔

بھستان سے بنو صفار کا خاتمہ: یہاں تک کہ بھستان ان کے وجود سے پاک ہو گیا اور بغاوت کی آگ بجھ گئی۔ محمود نے اپنے بھائی نصر و

جاگیر کے طور پر عنایت کیا اور نیشاپور کی جاگیر کو بھی اس کے ساتھ ملا دیا۔ ان واقعات کے ختم ہونے پر بنو صفار کی دولت و حکومت جاتی رہتی ہے اور بختیان سے ان کا دور حکومت ختم ہو گیا۔ والبقاع اللہ وحدہ۔

ماوراء النہر کے حکمران بنو سامان کے حالات

سامانی حکمران عجمی الاصل ہیں ان کا دادا اسد بن سامان خراسان کے مشہور خاندان کا ممبر تھا۔ اہل فارس اس کا نسب بہرام حشیش کی طرف منسوب کرتے ہیں جسے کسریٰ نو شیروان نے آذر بیجان کا مرزبان مقرر کیا تھا بہرام ۱۰۰ حشیش رے کا رہنے والا تھا سامانی حکمرانوں کا نسب بہرام حشیش تک اس طرح بیان کیا جاتا ہے۔

اسد بن سامان خدارہ ۱۰۱ بن جہان بن طغات ۱۰۲ بن نو شیرد بن بہرام چوہین ۱۰۳ بن بہرام حشیش ہمیں ان ناموں کے صحیح ہونے پر اعتماد نہیں ہے بہر حال جو کچھ ہوا ۱۰۴ اسد کے چار بیٹے تھے نوح، احمد، یحییٰ اور الیاس۔ ماوراء النہر میں ان سامانیوں کی حکومت کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ جب مومن الرشید خراسان کا ولی بنا تو اس نے اسی اسد کے بیٹوں کو اپنی حکومت و سلطنت کا ایک رکن ۱۰۵ مقرر کیا اور جیسا کہ ان کے اسلاف کا وقار تھا وہ ان کے لئے قائم رکھا اور بڑے اہم عہدوں پر مقرر کیا پھر جب عراق واپس گیا تو خراسان پر عثمان بن عباد کو جو کہ فضیل بن طاہر کا رشتہ دار تھا اپنی جگہ مقرر کیا۔ غسان نے ۲۰۳ھ میں نوح بن اسد کو سمرقند کا، احمد بن اسد کو فرغانہ کا، یحییٰ بن اسد کو ساس اور اشروسنہ کا اور الیاس بن اسد کو ہرات کا حاکم بنایا۔

احمد بن اسد: احمد بن اسد کے سات بیٹے تھے نصر، یعقوب، یحییٰ، اسماعیل، اسحاق، اسد، (اس کی کنیت ابو الاشعث تھی) اور حمید (اس کی کنیت ابو غانم تھی) احمد بن اسد کا انتقال مقام فرغانہ ۲۶۱ھ میں ہوا۔ سمرقند بھی اس کے دائرہ حکومت میں تھا لہذا اس کا بیٹا نصر یہاں کا گورنر بنایا گیا۔ چنانچہ اس کی ولایت پر بنو طاہر کے دور حکومت اور ان کے زوال حکومت کے بعد بھی قائم و بحال رہا۔ بنو طاہر کی حکومت کے زوال تک خراسان کے گورنروں کی طرف سے ان علاقوں پر حکومت کرتا تھا۔ خراسان پر صفار کے حاوی و غالب ہونے کے بعد دار الخلافہ بغداد سے اسے سند حکومت عطا ہوئی۔

نصر بن سامانی ماوراء النہر کا گورنر: جس وقت یعقوب صفار نے خراسان پر قبضہ کر لیا اور بنو طاہر کا زمانہ حکومت ختم ہو گیا تو اس وقت خلیفہ معتقد نے ماوراء النہر کے صوبوں کی گورنری نصر بن احمد کو عنایت کی چنانچہ نصر نے ایک فوج دریاے جیحون پر صفار کو عبور کرنے سے روکنے کے لئے روانہ کی اتفاق سے اس فوج کا سردار مارا گیا اور فوج بخارا لوٹ آئی۔ والی بخارا (احمد بن عمر نائب نصر) جان کے خوف سے بھاگ گیا۔ ان لوگوں نے ابو ہاشم محمد بن مبشر بن رافع بن لیث بن نصر بن سیار کو اپنا امیر مقرر کیا پھر اسے معزول کر کے احمد بن محمد بن لیث بدر ابو عبد اللہ بن جنید کو اپنا امیر بنالیا کچھ عرصے بعد اسے بھی معزول کر دیا گیا۔ حسن بن محمد (عبدہ بن حدید کی اولاد میں سے) مقرر ہوا۔ تھوڑے دنوں کے بعد اسے بھی عہدہ کر دیا گیا۔ تب نصر بن احمد نے اپنے بھائی اسماعیل کو بخارا کا امیر مقرر کیا۔ نصر بن احمد اس کی بہت عزت کرتا تھا اور یہ بھی جاں نثاری میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کرتا تھا۔ اسماعیل کی تقرری کے بعد غزنہ کی حکومت ابو اسحاق بن تکلین کو دی گئی۔ انہیں دنوں رافع بن ہرثمہ کو خراسان کی سند امارت عطا ہوئی۔ رافع نے خراسان پہنچ کر یعقوب صفار کو خراسان سے نکال دیا۔ یہی واقعہ امیر اسماعیل اور رافع کی موافقت اور اتحاد کا باعث بنا۔ دونوں نے ایک دوسرے کی مدد کا عہد و پیمان کیا پھر اسماعیل نے رافع سے صوبہ خوارزم کی سند حکومت کی درخواست کی رافع نے اس درخواست کے مطابق خوارزم کی حکومت اسماعیل کو دیدی۔

۱۔ ہرے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۲ صفحہ ۲۳۷) پر حشیش کے بجائے حشیش تحریر ہے۔ ۲۔ یہاں صحیح لفظ "حذا" ہے دیکھیں تاریخ کامل ابن اثیر۔ ۳۔ ہرے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید ایڈیشن (جلد نمبر ۲ صفحہ ۲۳۷) پر طغات کے بجائے طغان تحریر ہے جب کہ تاریخ ابن اثیر (اکمال) میں طغان تحریر ہے۔ ۴۔ ایک نسخے میں نجرین لکھا ہے جو صحیح نہیں ہے دیکھیں ابن اثیر کی (اکمال جلد نمبر ۲ صفحہ ۲۰۷)۔ ۵۔ سامان زرتشتی مذہب سے تعلق رکھتا تھا لیکن موی حکومت۔ ۶۔ حریری دور میں مسلمان ہو گیا تھا اور اس نے اپنے بیٹے کا نام اسد بن عبد اللہ القسری رکھا جو خراسان کا ولی تھا۔ ۷۔ تاریخ ابی الفداء (جلد نمبر ۲ صفحہ ۵۰) مومن نے اسد کے بیٹوں کا خوب اکرام کیا اور ان کو آگے بڑھایا جبکہ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ انہیں خود سے قریب کر لیا۔

نصر اور اسماعیل میں ناراضگی: ان واقعات کے بعد لگانے بجھانے والوں نے اسماعیل اور اس کے بھائی نصر بن احمد کی ناچاقی کر دی۔ نصر نے فوجیں تیار کر کے ۲۷۲ھ میں اسماعیل پر چڑھائی کر دی اسماعیل نے اپنے سپہ سالار حمویہ بن علی کو رافع بن ہرثمہ کے پاس مدد کی غرض سے بھیج دیا۔ چنانچہ رافع اپنی فوج کے ساتھ اسماعیل کی کمک پر آیا۔ حمویہ نے مصلحت وقت کے پیش نظر دونوں بھائیوں کی صلح کرادی۔ لہذا جنگ اور خونریزی نوبت نہ آئی اور رافع خراسان واپس چلا گیا۔

نصر اور اسماعیل کی صلح:..... اس کے بعد پھر ان دونوں بھائیوں میں ایسی ان بن ہو گئی کہ ۲۷۵ھ میں جنگ تک نوبت پہنچ گئی اور نصر کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ میدان اسماعیل کے ہاتھ رہا لیکن جس وقت دونوں بھائیوں کا سامنا ہوا۔ اسماعیل نے گھوڑے سے اتر کر نصر کی دست بوسی کی اور اس کو دوبارہ سمرقند کی حکومت پر مقرر کر دیا اور خود اس کی طرف سے نائب کے طور پر بخارا پر حکمرانی کرنے لگا، اسماعیل نہایت نیک، سخت مزاج اور اہل علم و دین کا قدردان شخص تھا۔

نصر کی وفات اسماعیل کی گورنری: ۲۷۹ھ میں نصر بن احمد (گورنر ماوراء النہر) کا انتقال ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا بھائی اسماعیل خمران بن۔ خلیفہ معتضد نے حکومت کی سند عطا کی۔ کچھ عرصے بعد ۲۸۸ھ میں خراسان کا صوبہ بھی اس کی گورنری میں شامل و ملحق کر دیا۔

خراسان کے احاق کا یہ مسبب بنا کہ عمرو بن لیث کو خلیفہ معتضد نے خراسان کی حکومت عطا کی تھی اور اسے رافع بن ہرثمہ سے جنگ کا حکم دیدیا چنانچہ عمرو بن لیث نے رافع سے جنگ کی اور رافع کا سر اتار کر خلیفہ کی خدمت میں روانہ کر دیا اور اس حسن خدمت کے صلہ میں ماوراء النہر کا گورنر بننے کی درخواست کی چنانچہ خلیفہ نے خوش ہو کر اس درخواست کو قبول کر لیا۔ اور ماوراء النہر کی گورنری کا پروانہ عمرو بن لیث کے پاس بھیج دیا۔ عمرو بن لیث نے لشکر مرتب کر کے محمد بن بشیر کی کمان (جو کہ اس کے خاص آدمیوں سے تھا) اسماعیل بن احمد سے جنگ کرنے روانہ کیا چنانچہ کوچ و قیام کرتے ہوئے آمد پہنچ گیا اور اسماعیل دریائے جیحون عبور کر کے مقابلہ پر آیا۔ دونوں کی جنگ ہوئی جس میں محمد بن بشیر کو شکست ہو گئی۔ پکڑ دھکڑ کے دوران محمد بن بشیر مارا گیا۔ تقریباً چھ ہزار فوج اس کے لشکر کی ماری گئی۔ اسماعیل کامیابی کا جھنڈا لے کر بخارا واپس آ گیا اور شکست خوردہ فوج کے باقی سپاہیوں نے عمرو بن لیث کے پاس نیشاپور میں جا کر دم لیا۔

عمرو بن لیث کا بخارا پر حملہ: عمرو بن لیث کو اس شکست سے سخت صدمہ ہوا۔ چنانچہ جھٹ پٹ فوجیں تیار کر کے ماوراء النہر کے راسے سے نیشاپور سے روانہ ہو گیا۔ اسماعیل نے بڑی محبت اور نرمی سے کہلوا یا کہ ایک وسیع الحدود مملکت آپ کے قبضہ میں موجود ہے اور میرے زیر اثر حکومت تو صرف یہی ایک سرحدی صوبہ ہے مجھ پر آپ ناحق حملہ آور ہو رہے ہیں، مگر عمرو بن لیث نے انکار میں جواب دیا۔ پھر بھی اسماعیل نے منت و سماجت نہ چھوڑی مگر عمرو بن لیث کا غصہ ختم نہ ہوا۔ تب اسماعیل نے نہر بلخ عبور کر کے عمرو بن لیث کا محاصرہ کر لیا۔

عمرو بن لیث کی شکست اور گرفتاری: اس وقت عمرو بن لیث کو اپنی رائے کی غلطی محسوس ہوئی۔ مصالحت کی گفتگو پیش کی گئی۔ اسماعیل نے نہ مان نوبت جنگ تک پہنچ گئی اور عمرو بن لیث ہزیمت اٹھا کر بھاگا۔ مگر اسماعیل نے اس کو اس کے چند فوجی افسروں سمیت گرفتار کر کے سمرقند روانہ کر دیا۔

عمرو کی بغداد روانگی: کچھ عرصے بعد اسماعیل نے انتہائی انسانیت سے عمرو بن لیث کو اختیار دے دیا کہ تم چاہو تو میرے پاس سمرقند میں رہتے رہو اور اگر یہ منظور نہ ہو تو میں تمہیں خلیفہ کے پاس بغداد بھیج دوں۔ چنانچہ عمرو بن لیث نے بغداد جانا پسند کیا۔ اس لئے اسماعیل نے عمرو بن لیث کو بغداد روانہ کر دیا۔ ۲۸۸ھ میں عمرو بن لیث بغداد پہنچا وہ ایک اونٹ پر سوار تھا جس پر نہ پالان تھا اور نہ جھول تھی۔ خلیفہ معتضد نے عمرو بن لیث سے

① اسماعیل کے دورے حکومت میں سامانی حکومت طاقت و قوت کے ساتھ ظاہر ہو گئی (جیسے کہ ہم تفصیلاً بیان کریں گے) قائم و دائم ہو جائے گی۔ یہ دور بہت خطرناک ہے جس میں یعقوب بن لیث اصفہر کی حکومت کا خاتمہ ہوا۔ اور خلافت عباسیہ اور حکومت سامانیہ کے درمیان تعلقات رہیں گے کیونکہ ان تعلقات کی بنیاد محبت پر تھی حتیٰ کہ مشرقی اپنی عظمت برقرار رکھنے کے لئے خلفاء عباسیہ سامانی حکومت پر اعتماد کرتے تھے۔ ② وفیات الایان (جلد نمبر ۶ صفحہ ۴۲۳) کے مطابق نصر کی وفات سمرقند میں ۲۷۹ھ میں ہوئی چند ماہ بعد کی آخر کے ختم ہونے میں سات دن باقی تھے یعنی ۲۲ جمادی الثانیہ۔

نفرت کا اظہار کر کے جیل میں ڈال دیا اور خراسان کی سند گورنری اسماعیل کے پاس روانہ کر دی اس وقت سے اسماعیل ان تمام علاقوں کا حکمران بن گیا۔ جن پر عمرو بن لیث حکومت کر رہا تھا۔

محمد بن زید کی خراسان کی طرف پیش قدمی: جب ۲۸۹ھ میں عمرو بن لیث مارا گیا تو محمد بن زید علوی (دالی طبرستان) اور دیلم کو خراسان پر قبضہ کرنے کی راہ لگ گئی۔ اس خیال خام پر کہ اسماعیل سامانی کو خراسان کے قبضہ کی خواہش نہیں ہوگی اور نہ وہ خراسان پر قبضہ کرنے کے لئے اپنے زیر کنٹرول علاقوں کی حدود سے باہر آئے گا اور جب اس کا خراسان پر دانت نہیں ہوگا تو کوئی اور قبضہ خراسان میں رکاوٹ نہ ہوگا۔ چنانچہ جب محمد بن زید جرجان پہنچا تو خیفہ معتضد کا قاصد خراسان کی سند گورنری لے کر اسماعیل کے پاس پہنچا چنانچہ اسماعیل نے محمد بن زید کو خراسان کی طرف پیش قدمی سے روکا مگر محمد بن زید نے کچھ توجہ نہ کی تب اسماعیل نے محمد بن ہارون کو جو کہ رافع کا کمانڈر تھا اور شکست کے وقت رافع سے علیحدہ ہو کر اسماعیل کے پاس آ گیا تھا۔ ایک عظیم فوج دے کر محمد بن زید سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا۔

محمد بن زید کی شکست اور موت: جرجان کے قریب دونوں کا مقابلہ ہوا اور میدان محمد بن ہارون کے ہاتھ رہا۔ محمد بن زید شکست کھا کر بھاگ گیا۔ پکڑ دھکڑ کے دوران متعدد زخم محمد بن زید کو لگے جس کے صدمہ سے چند دنوں کے بعد انتقال کر گیا۔ اس کا بیٹا زید اسی معرکہ میں گرفتار کر لیا گیا تھا۔ اسماعیل نے اسے بخارا میں ٹھہرایا اور وظیفہ مقرر کر دیا۔ اس کے بعد محمد بن ہارون نے طبرستان کا رخ کیا اور اس پر بھی قابض ہو گیا اور اسماعیل کے نام کا خطبہ پڑھا اس خدمت کے صلہ میں اسماعیل نے اسے اس صوبہ کی حکومت دے دی۔

اسماعیل کا رے پر قبضہ: ۲۹۰ھ میں اسماعیل سامانی سے بد عہدی کی اور خلافت عباسیہ کی اطاعت سے خود کو الگ کر لیا۔ خلیفہ مکتفی کی جانب سے رے پر اغر تمش ترکی حکومت کر رہا تھا لیکن چونکہ اغر تمش بد اخلاق اور کینہ پرور شخص تھا اس لئے اہل رے نے محمد بن ہارون کو طبرستان سے رے پر قبضہ کرنے کے لئے بلوایا۔ چنانچہ محمد بن ہارون نے رے کا رخ کیا اغر تمش مقابلہ پر آیا اور جنگ کے دوران اغر تمش اپنے دو لڑکوں سمیت مارا گیا۔ اس کا بھائی کبلغ بھی جو کہ خلیفہ مکتفی کا کمانڈر تھا اس معرکہ میں کام آیا اور محمد بن ہارون نے کامیابی کے ساتھ رے پر قبضہ کر لیا۔

محمد بن ہارون کی گرفتاری: خلیفہ مکتفی نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر رے کی سند حکومت اسماعیل کو دے دی اور محمد بن ہارون کو رے سے نکال دینے کا حکم دیا۔ محمد بن ہارون یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا اور شکست کھا کر رے سے قزوین اور ترنجان چلا گیا اور وہاں سے طبرستان واپس لوٹ آیا۔ ادھر اسماعیل نے رے پر قبضہ کر لیا اور جرجان کی حکومت پر فارس کبیر کو مقرر کر کے محمد بن ہارون کو گرفتار کر کے حاضر کرنے کی ہدایت کی۔ فارس نے محمد بن ہارون سے خط و کتابت کر کے اس وعدے سے کہ میں آپس میں صلح کرادوں گا اسماعیل کے پاس حاضر ہونے پر تیار کر لیا ماہ شعبان ۲۹۰ھ میں محمد بن ہارون، حسن دیلمی کے پاس سے بخارا کی طرف روانہ ہوا اور راستے سے گرفتار کر لیا گیا اور قیدیوں کی طرح بخارا لایا گیا چنانچہ اسماعیل نے اسے جیل بھیج دیا۔ دو ماہ کے بعد قید ہی میں مر گیا۔

اسماعیل کی وفات احمد کی حکومت: نصف ۲۹۵ھ میں امیر اسماعیل بن احمد سامانی (دالی خراسان و ماوراء النہر) کا انتقال ہو گیا۔ اس کے مرنے کے بعد ”ماضی“ کے لقب سے یاد کیا گیا۔ پھر اس کی جگہ اس کا بیٹا ابو نصر احمد حکومت پر فائز ہوا۔ خلیفہ مکتفی نے سند حکومت روانہ کر دی اور خود اپنے ہاتھ سے اس کے لئے ایک جھنڈا بنایا۔

کردار و خوبیاں: امیر اسماعیل عادل نیک سیرت اور حلیم شخص تھا۔ اس کے عہد حکومت ۲۹۱ھ میں ترکوں کا جم غفیر جو شمار سے باہر تھا ماوراء النہر کی

① ابن اثیر کی تاریخ کامل ج ۳ ص ۶۲۷ میں اس طرح تحریر ہے کہ ”اس سال یعنی ۲۹۴ھ میں ۵۵ ہجری کا انتقال ہوا۔ سامانی بادشاہوں میں سے ایک اسماعیل بن احمد تھا بہت بہادر تھی اور نیک آدمی تھا جنگوں میں شہسواروں اور مسافروں کے ٹھہرنے اور آرام کرنے کی جگہیں بتوائیں اور ٹکھیاں مقرر کئے۔ ترکوں کا زور توڑا۔ اور جب اس کی وفات کی خبر مکتفی تک پہنچی تو ایک بہت بڑے شاعر کا شعر ابونواس کا شعر اس کی زبان پر آ گیا۔ خلف الدھر مثل ابدا صمحات صمحات شانہ عجب (ترجمہ) زمانہ کبھی بے بعد ایسی مثال نہیں چھوڑے گا۔ (اگر ہے) تو لے آ لے آ اس کی شان عجیب تھی دیکھیں (النحو الزاھرۃ) (الواخی بالوفیات) (الاعلام للرد کلی)

جانب سے نکل پڑا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ان ترکوں کے ساتھ سات سو قہر تھے۔ قہر کو سوائے رؤساء کے اور کوئی استعمال نہیں کر سکتا تھا۔ چنانچہ اسماعیل نے مسلمانوں کو جہاد پر ابھرا، مستقل فوج اور رضا کاروں بادل کی طرح ترکوں کی طرف بڑھے اور پہنچتے ہی حملہ آور ہو گئے چنانچہ بے تعداد دوشمار لوگوں کو تہ تیغ کیا۔ باقی لوگ بھاگ کھڑے ہوئے۔ ان کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا گیا۔

ابونصر احمد بن اسماعیل سامانی:..... ابونصر احمد نے اپنے باپ کے بعد حکومت سنبھالنے کے بعد پہلے بخارا کا نظم و نسق درست کیا اس کے بعد چند آدمیوں کو اپنے چچا اسحاق بن احمد کو گرفتار کرنے کے لئے سمرقند روانہ کیا۔ چنانچہ ان لوگوں نے سمرقند پہنچ کر اسحاق کو گرفتار کر لیا اور ابونصر احمد کے پاس لے آئے ابونصر احمد نے اسحاق کو جیل میں ڈال دیا۔ اس کے بعد خراسان کی جانب بڑھانیشاپور میں پہنچ کر قیام کیا۔ فارس کبیر (اس کے باپ کا آزاد کردہ غلام) جرجان کا گورنر تھا۔ اس سے پہلے امیر اسماعیل نے ابونصر احمد کو جرجان کا گورنر بنایا تھا۔ مگر کچھ عرصے بعد اس کو معزول کر کے فارس کبیر کو متعین کر دیا۔ رے اور طبرستان کی حکومت اسی کے قبضہ میں تھی اس نے اسی اونٹ مال بطور خراج امیر اسماعیل کے پاس روانہ کیا تھا جب اس کو امیر اسماعیل کی وفات کی اطلاع ملی تو راستے سے اس نے وہ مال واپس منگوا لیا۔ ابونصر احمد کو اس سے ناراضگی پیدا ہو گئی۔

فارس کبیر کا فرار: فارس کبیر نے اس خوف سے ابونصر احمد کے پہنچتے ہی نیشاپور چھوڑ دیا اور خلیفہ ملکنفی سے حاضری کی اجازت مانگی چنانچہ خلیفہ نے اجازت دیدی لہذا وہ چار ہزار سواروں کے ساتھ دارالخلافہ بغداد روانہ ہو گیا ابونصر احمد نے تعاقب کیا مگر کامیاب نہ ہو سکا اور فارس کبیر بغداد پہنچ گیا یہ وہ زمانہ تھا کہ خلیفہ ملکنفی کا انتقال ہو چکا تھا اور تخت خلافت پر مقتدر عباسی رونق افروز ہو گیا تھا چونکہ فارس کبیر بغداد میں ابن المعز کے واقعہ کے بعد پہنچا تھا لہذا خلیفہ مقتدر نے اسے دیار ربیعہ کی سند حکومت عطا کی اور بنو احمد ان کی گرفتاری پر متعین کر دیا۔ خلیفہ مقتدر کے حاشیہ نشینوں کو خطرہ پیدا ہو گیا کہ کہیں فارس کبیر کا رسوخ دربار خلافت میں بڑھ نہ جائے اور خلیفہ اسے ہم پر افسر مقرر نہ کر دیں اس خیال سے ان لوگوں نے اس کے غلام کو اپنے ساتھ لے لیا جس نے ان لوگوں کی خواہش کے مطابق فارس کبیر کو زہر دے کر اس کی زندگانی کا خاتمہ کر دیا اور اس کے مرنے کے بعد اس کی بیوی سے نکاح بھی کر لیا۔

بجستان پر ابونصر احمد کا قبضہ: صوبہ بجستان لیث بن علی بن لیث کے زیر حکومت تھا۔ یہ فارس کی تلاش میں گیا ہوا تھا مگر منوس خادم نے اس کو گرفتار کر کے بغداد میں قید کر دیا تھا اور بجستان کی حکومت پر اس کے بھائی معدل کو مقرر کر دیا تھا۔

۲۹۷ھ میں امیر ابونصر احمد بن اسماعیل نے بخارا سے ”رے“ کا رخ کیا پھر رے سے ہرات گیا اور بجستان پر قبضہ کرنے کی راج لگ گئی ایک لشکر ۲۹۸ھ میں اپنے نامی گرامی کمانڈروں احمد بن بہل، محمد بن مظفر، سبجو ردوانی اور حسین بن علی مرودوسی کی کمان میں بجستان فتح کرنے کے لئے روانہ کیا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر معدل تک پہنچی تو اس نے اپنے بھائی محمد بن علی کو بست اور رنج کے پاس رسد و غلہ کے حصول کے لئے روانہ کیا اس دوران امیر ابونصر کا لشکر بجستان پہنچ گیا اور اس نے بجستان کا محاصرہ کر لیا۔ امیر ابونصر احمد نے اس واقعہ سے آگاہ ہو کر بست کی طرف قدم بڑھایا اور اس پر قبضہ کر کے محمد بن لیلی کو گرفتار کر لیا۔ معدل نے یہ سن کر حسین بن علی سے امن کی درخواست کی اور شہر اس کے حوالہ کر دیا حسین معدل سمیت بخارا واپس چلا گیا اور امیر ابونصر احمد نے بجستان پر ابوصالح منصور اپنے چچا اسحاق بن احمد کے بیٹے کو مقرر کر دیا۔ یہ اسحاق بن احمد وہی ہے جس کو امیر ابونصر نے اپنے ابتدائی زمانہ حکومت میں گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا تھا پھر اسے ان دنوں قید سے رہا کر کے سمرقند و فرغانہ کی حکومت پر بھیج دیا۔

سیکری کی گرفتاری: سامانی امیروں پر حاوی ہونے کی یہ خبر مشہور ہوئی کہ سیکری خلیفہ کی فوج سے فارس میں شکست کھا کر بجستان کی جانب رہا ہے حسین نے یہ خبر پا کر ایک دستہ فوج اس کی روک تھام کو بھیج دیا۔ چنانچہ اس دستہ نے سیکری کو گرفتار کر لیا۔ امیر ابونصر احمد نے اسے اور محمد بن علی کو دارالخلافہ بغداد روانہ کر دیا۔ خلیفہ مقتدر نے خوش ہو کر امیر ابونصر کو خلعت اور انعام روانہ کئے۔

ان واقعات کے بعد بجستان والوں نے بغاوت کی اور سبجو ردوانی کو معزول کر کے منصور ابن اسحاق (امیر ابونصر احمد کا چچا تھا) کو اپنا امیر بنالیا۔

ابونصر احمد کا قتل: امیر ابونصر احمد کو شکار کھیلنے کا بے حد شوق تھا ایک روز شکار کھیلنے جنگل کی طرف ۱ نکل گیا واپسی میں ذرا دیر ہو گئی۔ تھکا ماندہ آیا تھا خیمہ میں جا کر سو رہا۔ اس کے خیمہ کے دروازے پر حفاظت کی غرض سے ایک شیر باندھ دیا جاتا تھا اتفاق سے اس رات ملازمین کی غفلت سے شیر نہ باندھا گیا۔ چنانچہ اس کے چند غلام خیمہ میں گھس گئے اور سونے کی حالت میں اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا یہ واقعہ ماہ جمادی الثانی ۳۰۷ھ کے آخر کا ہے پھر اسے بخارا میں لا کر دفن کر دیا گیا۔ شہید کے لقب سے ملقب ہوا۔ اس کے بعد ان ہمک حرام غلاموں کی تلاش ہوئی ان میں سے جو گرفتار ہوئے قتل کر دیئے گئے۔

ابوالحسن نصر بن احمد کی حکومت:..... امیر ابونصر احمد کے بعد اس کا بیٹا ابوالحسن نصر بن احمد آٹھ سال کی عمر میں کرسی حکومت پر فائز ہو گیا اور سعید کا خطاب اختیار کیا اس کے باپ کے مصائبوں اور محنتوں نے سلطنت کا سارا بار اپنے سر لے لیا۔ احمد بن محمد بن لیث ان سب کا پیشوا تھا اسی نے ابوالحسن نصر کو اپنے کندھے پر چڑھا لیا تھا اور سب کے پہلے اسی نے اس کی امارت کی بیعت کی اور سب سے بیعت لینے کا محرک بنا تھا۔

بغاوتیں:..... امیر ابوالحسن نصر کی کم سنی و امارت سے اطراف و جوانب کے امراء نے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ہر شخص نے یہ خیال کر کے کہ یہ کم سن لڑکا ہے بار حکومت نہ اٹھا سکے گا اور نہ ملک کا انتظام درست رہے گا اپنے دائرہ حکومت سے قدم آگے بڑھایا چنانچہ اہل بختان نے بغاوت کی اس کے باپ کا چچا اسحاق بن احمد گورنر سمرقند باغی ہو گیا اس کے دونوں بیٹوں منصور اور الیاس نے بھی علم بغاوت بلند کر دیا محمد بن حسین، نصر بن محمد، ابوالحسن بن یوسف حسن بن علی مردودی، احمد بن سہل اور لیلیٰ بن نعمان دیلمی (علویوں کا گورنر طبرستان) کو ملک گیری کی لالچ لگی ادھر سکجور ۲، ابوالحسن بن ناصر اطروش اور قرا تگین بھی نکل پڑے۔ طرہ یہ ہوا کہ خود امیر ابوالحسن نصر کے بھائی یحییٰ، منصور اور ابراہیم بن ابونصر احمد بن اسماعیل، جعفر بن داؤد، محمد بن الیاس اور مرداوتح دشمنگیر بن زیاد نے (امر اودیلیم سے) حملہ آور ہو گئے مگر سعید نصر ان سب کے خلاف کامیاب ہو گیا اور ان سب کو منہ کی کھانی پڑی۔

اہل بختان کی بغاوت:..... امیر احمد بن اسماعیل کی شہادت کے بعد سب سے پہلے اہل بختان نے علم بغاوت بلند کیا، خلیفہ مقتدر کی خلافت کی بیعت کی اور اپنے امیر سکجور روانی کو نکال دیا۔ خلیفہ مقتدر نے بختان کی سند حکومت بدر کبیر کو عنایت کی بدر کبیر نے فضل بن حمید اور ابو یزید خادم کو بختان پر مقرر کیا۔ عبید اللہ بن احمد قستانی ۱ بست اور رنخ پر اور سعید طالقانی غزنہ اور امیر سعید نصر کی طرف سے مامور تھا۔ فضل اور یزید نے عبید اللہ اور سعید پر حملہ کیا اور ایک سال کے اندر اندر ان دونوں مقامات پر قبضہ کر کے عبید اللہ اور سعید کو گرفتار کر کے دار الخلافت بغداد بھیج دیا کچھ عرصہ بعد فضل بیکار ہو گیا خالد تن تنہا ان علاقوں پر حکومت کرنے لگا تھوڑے دنوں کے بعد خالد نے علم خلافت سے بغاوت پر کمر باندھی اور باغی ہو گیا۔ خلیفہ مقتدر نے درک (نہج طولونی کے بھائی) کو خالد کی سرکوبی پر روانہ کیا۔ خالد اور نہج کے بھائی کی جنگ ہوئی اور خالد نے نہج کو شکست دیدی اور فتحیابی کا جھنڈا لئے ہوئے کرمان روانہ ہو گیا۔ بدر نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر ایک فوج خالد باغی کی گرفتاری کے لئے روانہ کی چنانچہ اس فوج نے خالد کو گرفتار کر لیا اور بدر نے اسے جیل میں ڈال دیا۔ آخر کار اسی قید خانہ میں خالد کا انتقال ہو گیا۔ چنانچہ بدر نے سراتار کو بغداد بھیج دیا۔

اسحاق اور اس کے بیٹے الیاس کی بغاوت:..... اسحاق بن احمد امیر احمد بن اسماعیل کا چچا سمرقند کا گورنر تھا جب اسے امیر احمد کے قتل کی خبر پہنچی اور اسے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ امیر احمد کا بیٹا سعید نصر امارت کی کرسی پر بیٹھا ہے تو اس نے سمرقند میں اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا لوگوں نے اس کے بیٹے الیاس کا اس معاملہ میں ہاتھ بٹایا چنانچہ سب کے سب متحد ہو کر بخارا کی طرف بڑھے امیر ابوالحسن نصر کا کمانڈر حمویہ بن علی فوجیں تیار کر کے مقابلہ پر آیا اور اسحاق کو پسپا کر کے سمرقند کی طرف واپس کر دیا۔ منہزم گروہ نے پھر اپنی حالت درست کی اور دوبارہ بخارا پر چڑھ آئے مگر حمویہ نے دوبارہ شکست دے دی اور تعاقب کرتا ہوا سمرقند پہنچ گیا اور بزوتیغ سمرقند پر قبضہ کر لیا۔ اسحاق جان کے خوف سے روپوش ہو گیا حمویہ نے اس کی سراغ رسانی اور تلاش

۱ یہاں جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۲ صفحہ ۳۲۰) پر فرز کا لفظ ہے۔ ایک نسخہ میں بربر ہے جو صحیح نہیں دیکھیں (ابن اثیر جلد نمبر ۵ صفحہ ۴۲) یا قوت حموی نے مجمع المہدن میں بیان کیا ہے کہ فرز برنامی علاقہ بخاری اور دریائے جیحون کے درمیان واقع ہے۔ فرز سے دریائے جیحون تک تقریباً ایک فرسخ تک کا فاصلہ ہے۔ صحیح بخاری شریف کا جو نسخہ آج کل دنیا میں مستور ہے وہ ابو عبد اللہ محمد بن یوسف الفربری کا ہے۔ ان کی وفات ۳۲۰ھ میں ہوئی یہ سب سے آخری آدمی ہیں جنہوں نے امام بخاری سے صحیح بخاری پڑھی۔ ۲ ایک نسخہ میں سجور رکھا ہے جو صحیح نہیں۔ دیکھیں تاریخ الکامل (جلد نمبر ۵ صفحہ ۴۲)۔ ۳ ان سے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن میں عبید اللہ قستانی تحریر ہے۔ جبکہ تاریخ کامل ابن اثیر میں کبھی فی تحریر ہے۔

کی بے حد کوشش کی۔ لہذا اسحاق پر اس کے رہنے کی جگہ تنگ ہو گئی مجبور ہو کر حمویہ سے امن کی درخواست کر دی چنانچہ حمویہ نے اس کو گرفتار کر کے بخارا بھیج دیا اور خود سمرقند میں قیام کر کے نظم و نسق میں مصروف ہو گیا یہاں تک کہ وہیں حمویہ نے وفات پائی۔

اسی اس معرکہ سے شکست کھا کر فرغانہ بھاگ گیا تھا ایک طویل مدت تک وہیں قیام پذیر رہا یہاں تک کہ دوبارہ حملہ آور ہوا جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

اطروش کا ظہور اور طبرستان پر قبضہ: ہم اوپر خلافت علویہ کے تذکرہ میں اطروش اور اس کے بیٹوں کی طبرستان پر حکومت کا حال تحریر کر آئے ہیں۔ اطروش کا نام حسن تھا علی بن علی بن عمرو بن علی بن حسن سبط کا بیٹا تھا۔ طبرستان کا گورنر محمد بن ہارون تھا جب اس نے بغاوت کی تو امیر احمد بن اسماعیل نے اسے شکست دے کر ابوالعباس عبداللہ بن محمد بن نوح کو مقرر کر دیا ابوالعباس نے نیک سیرتی اور عدل کے ساتھ حکومت کی اور رعایا کو خوش رکھا علویوں کی حد سے زیادہ عزت و توقیر کی اور احسان و سلوک سے اس کے ساتھ پیش آتا رہا۔ رؤساء دیلم کو ہدایا و تحائف دے کر اپنا گرویدہ احسان بنایا۔

ابوالعباس عبداللہ: اطروش محمد بن زید کے قتل کے بعد دیلم میں چلا گیا تھا۔ تیرہ سال ان کے درمیان قیام پذیر رہا اور ان کو اسلام کی دعوت دیتا رہا اور ان سے صرف عشر لینے پر اکتفا کرتا تھا دیلموں کا بادشاہ ابن حسان اپنی قوم سے عشر وصول کر کے اطروش کو دے دیا کرتا تھا چنانچہ دیلم کا ایک بڑا گروہ دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا اور اطروش کا مطیع و فرمان بردار بن گیا۔ اطروش نے ان کے ملک میں مسجدیں تعمیر کرائیں اور انہیں طبرستان پر حملہ کرنے کی ترغیب دینے لگا مگر دیلمیوں نے منظور نہ کیا۔ اس کے بعد کسی وجہ سے ابوالعباس عبداللہ کو معزول کر دیا گیا اور سلام نامی ایک شخص کو حکومت طبرستان پر مقرر کیا گیا۔ اس نے دیلمیوں کے ساتھ نہ اچھے برتاؤ کئے اور نہ اپنا رعب داب قائم رکھا۔ چنانچہ دیلمیوں نے اس کے خلاف خروج کیا اور اسے شکست دے دی۔ سلام نے امیر احمد سے امداد کی درخواست کی لہذا امیر احمد نے اسے معزول کر کے ابوالعباس عبداللہ کو دوبارہ حکومت طبرستان پر مقرر کر دیا۔ ابوالعباس کے آتے ہی طبرستان کی بغاوت اور دیلمیوں کی سرکشی کا خاتمہ ہو گیا۔

ابوالعباس محمد بن ابراہیم: کچھ عرصے کے بعد جب مر گیا تو امیر احمد نے ابوالعباس محمد بن ابراہیم صعلوک کو طبرستان کی حکومت عطا کر دی۔ محمد بن ابراہیم صعلوک نے اپنی بداخلاقی و ظلم اور عدم تدبیر کی وجہ سے ان مراسم اتحاد کو ملیا میٹ کر دیا جو والی طبرستان اور دیلمیوں کے درمیان مدت دراز سے قائم تھے۔ چنانچہ اطروش کو اس وقت موقع مل گیا اس نے دیلمیوں سے طبرستان پر حملہ اور قبضہ کرنے کی دوبارہ درخواست کی چنانچہ دیلمیوں نے اس کے ساتھ طبرستان پر حملہ کیا، ابن صعلوک مقابلہ پر آیا۔ طبرستان کی سرحد پر مقام سابوس سے ایک منزل کے فاصلہ پر دونوں کی جنگ ہوئی جس میں ابن صعلوک شکست کھا کر بھاگ گیا اس کے چار ہزار ساتھی مارے گئے۔ باقی بچنے والوں کا اطروش نے محاصرہ کر لیا اور خاتمہ جنگ کے بعد ان کو امن دیدیا۔ طبرستان پر اطروش کا قبضہ: اس کامیابی کے بعد اطروش تو آمد ۱ چلا گیا اور حسن بن قاسم علوی داعی (اطروش کا داماد) ان لوگوں کے پاس پہنچ گیا جن کو اطروش نے امن دیدی تھی اور پھر اس بہانے سے کہ یہ اس معاہدے میں شریک و موجود نہ تھا ان سب کو قتل کوڑا لایا۔

۳۰۱ھ میں اطروش نے طبرستان پر سعید نصر کے دور میں قبضہ کیا تھا ابن صعلوک نے شکست کے بعد رے کا راستہ لیا پھر ”رے“ سے بھی دل برداشتہ ہو کر بغداد چلا گیا۔ ادھر اطروش کے ہاتھ پر دیلمیوں کا بہت بڑا گروہ اسلام لایا اسفیدرود ۲ سے آمد تک کے دیلمی اس کی کوشش اور تبلیغ سے دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ یہ سب کے سب زیدی شیعہ تھے اطروش بھی زیدی تھا۔ اسی زمانہ سے بنو سامان کے ہاتھوں سے طبرستان کا اقتدار نکل گیا۔

منصور بن اسحاق کی بغاوت:..... امیر احمد بن اسماعیل نے جستان کی فتح کے بعد اپنے چچا زو بھائی اپنے منصور بن اسحاق کو مامور کیا تھا۔ ۳۰۲ھ میں امیر احمد کے قتل کے بعد منصور نے بغاوت کر دی حسین بن علی نے اس بغاوت اور فتنہ انگیزی میں منصور کا ساتھ دیا۔ یہ حسین بن علی وہی ہے جو فتح

۱۔ یہاں صحیح غلط آمل ہے آمد نہیں۔ دیکھیں تاریخ الکامل ابن اثیر (جلد نمبر ۵ صفحہ ۳۵) یا قوت حموی نے معجم البلدان میں لکھا ہے کہ طبرستان کے زیریں حصے سے بڑا شہر بھی آمل ہے۔ ۲۔ ایک نسخہ میں اسفنجاب تحریر ہے جو صحیح نہیں معجم البلدان۔

بجستان پر امیر احمد کی طرف سے مقرر تھا اس کا یہ خیال تھا کہ فتیابی کے بعد امیر احمد مجھے اس ملک کی حکومت پر مقرر کرے گا مگر امیر احمد نے منصور کو مقرر کر دیا۔ اتفاق سے اہل بجستان نے بغاوت کی اور منصور کو گرفتار کر کے قید کر دیا چنانچہ امیر احمد نے دوبارہ بجستان فتح کرنے کے لئے اسی حسین بن علی کو بھیجا۔ اس مرتبہ کامیابی کے بعد حسین بن علی کے خلاف توقع، سکور کو بجستان کی حکومت دیدی حسین بن علی کو اس سے ناراضگی پیدا ہو گئی چنانچہ اس نے منصور بن اسحاق کو بغاوت پر ابھارنا شروع کر دیا اور یہ جھانسدینے لگا کہ ذرا سی کوشش سے خراسان کی امارت آپ کو مل جائے گی تمام صوبوں کا انتظام تو میں کر دوں گا۔ اتنے میں امیر احمد کی زندگی کا خاتمہ ہو گیا۔ حسین ہرات میں بغاوت کا علم بلند کر کے منصور کے پاس نیشاپور آ گیا اور منصور بھی باغی ہو گیا اور اپنے نام کا خطبہ پڑھا۔ کمانڈر حمویہ بن علی فوجیں تیار و مرتب کر کے ان دونوں حریفوں سے جنگ کرنے کے لئے بڑھ لیکن منصور حمویہ کے پہنچنے سے پہلے وفات پا گیا تھا باقی رہا حسین چنانچہ جس وقت حمویہ نیشاپور کے قریب پہنچا حسین نیشاپور سے نکل کر ہرات بھاگ گیا اور وہاں جا کر قیام پذیر ہو گیا۔ بخارا کی افسری پولیس پر ایک طویل مدت سے حمویہ کی جانب سے محمد بن جنید مقرر تھا حمویہ نے محمد کو بخارا سے نیشاپور کی نگرانی و حفاظت کے لئے روانہ کیا چنانچہ محمد نیشاپور پہنچا اور تھوڑے دنوں کے بعد بغیر اجازت حمویہ کے واپس آ گیا حمویہ نے بخارا سے ڈانٹ بھرا خط لکھ چنانچہ محمد جان کے خوف سے راستے سے بخارا کا راستہ چھوڑ کر ہرات نکل گیا۔

حسین بن علی کا نیشاپور پر قبضہ: حسین بن علی کو موقع مل گیا وہ ہرات پر اپنے بھائی منصور کو مقرر کر کے نیشاپور چلا گیا اور اس پر بغیر مزاحمت کے قابض ہو گیا حمویہ نے احمد بن سہل کو بخارا سے حسین سے جنگ کرنے روانہ کیا چنانچہ اس نے سب سے پہلے ہرات کا محاصرہ کیا اور کچھ عرصے بعد امان کے ساتھ منصور سے ہرات کا قبضہ لے لیا اس کے بعد نیشاپور کی طرف قدم بڑھایا ایک مدت تک حسین کا نیشاپور میں محاصرہ کئے رہا بالآخر ہزورتغ نیشاپور پر بھی قبضہ کر لیا اور حسین کو گرفتار کر لیا یہ واقعہ ۳۰۲ھ کا ہے ①۔

محمد بن جنید: کامیابی کے بعد احمد بن سہیل نے نیشاپور میں قیام اختیار کیا۔ محمد بن جنید ② اس وقت تک مرو میں تھا وہ یہ خبر پا کر کہ احمد بن سہیل نے نیشاپور پر قبضہ کر لیا ہے اور حسین بن علی گرفتار ہو گیا ہے مرو سے نیشاپور آ گیا احمد نے محمد بن جنید کو پہنچتے ہی گرفتار کر لیا۔ حسین بن علی کو بعد گرفتاری بخارا بھیج دیا گیا اور محمد بن جنید کو خوارزم کی جیل میں ڈال دیا گیا چنانچہ وہیں پر اس کا انتقال ہوا اور حسین بن علی کو ایک طویل مدت کے بعد ابو عبد اللہ جیہانی مدبر و دولت بنو سامان نے رہا کیا اور یہ پہلے کی طرح امیر نصر بن احمد کی خدمت میں رہنے لگا۔

احمد بن سہیل کی بغاوت: احمد بن سہیل، امیر اسماعیل بن احمد اور اس کے بیٹے احمد پھر اس کے بیٹے نصر احمد کا نامور کمانڈر تھا۔ ابن اثیر نے احمد بن سہیل کے بارے میں یوں لکھا ہے کہ ”ہو“ احمد بن سہیل بن ہاشم بن الولید بن جلد بن کامگار بن یزدجرد بن شہر یار الملک، کامگار صوبہ مرو کا ناظم تھا۔ احمد کے تین بھائی اور بھی تھے، محمد، فضل اور حسین۔ یہ تینوں بھائی عرب اور عجم کے جھگڑے میں قتل ہو گئے۔ احمد عمرو بن لیث کی طرف سے ”مرو“ کا گورنر تھا عمرو بن لیث نے کسی بات پر ناراض ہو کر گرفتار کر لیا اور بجستان ③ بھیج دیا مگر احمد کسی طرح قید سے نکل کر بھاگ گیا اور مرو پر قبضہ کر لیا اور عمرو بن لیث کے نائب کو جو کہ ”مرو“ میں تھا گرفتار کر لیا۔

امیر اسماعیل اور احمد بن سہیل: احمد بن سہیل نے مرو پر قبضہ کے بعد امیر اسماعیل بن احمد کی اطاعت قبول کر لی اور اس کی تختی میں حکومت کرنے لگا امیر اسماعیل نے اس کو بخارا بلوا کر اس کی عزت افزائی کی اور اس کی قدر و منزلت بڑھادی اپنے کمانڈروں کے زمرہ میں ممتاز درجہ عنایت کیا چنانچہ احمد اس وقت سے امیر اسماعیل کے پاس رہا اور اس کے بعد اس کے بیٹوں کی خدمت کرتا رہا۔ چنانچہ جب حسین بن علی نے ”نیشاپور“ میں امیر نصر بن احمد بن اسماعیل کی حکومت کے خلاف ۳۰۲ھ میں بغاوت کا جھنڈا بلند کیا تو امیر نصر نے یہ بغاوت فرو کرنے پر احمد کو مقرر کیا۔ چنانچہ احمد کو

① کاتب کی غلطی ہے، بجائے ۳۰۲ کے ۳۰۰ پر چس دیکھیں ابن اثیر کی (تاریخ الکامل جلد نمبر ۸ ص ۳۳) مطبوعہ مصر ذکر خلافت منصور بن اسحاق، مترجم۔ ② ۱۰۷۳ء سے پاس جدید عربی ایڈیشن (ج ۳ ص ۳۳۲) پر ابن جنید کی بجائے ابن جید تحریر ہے جبکہ ابن اثیر کی (تاریخ الکامل جلد نمبر ۵ ص ۴۸) ابن جید تحریر ہے۔ ③ دیکھیں ابن اثیر کی (تاریخ الکامل جلد نمبر ۵ ص ۶۶)

اس مہم میں کامیابی ہوئی۔ امیر نصر بن احمد نے اسے اچھی خدمت کے صلہ میں ”نیشاپور“ کی حکومت پر مامور کر دیا۔

احمد بن سہیل کا جرجان پر قبضہ..... امیر نصر بن احمد نے تقرری کے وقت احمد بن سہیل سے کچھ وعدہ بھی لیا تھا مگر اس کا ایفا احمد نے نہ کیا چنانچہ امیر احمد کو اس سے ناراضگی پیدا ہو گئی اور احمد بھی اس سے کھینچا گیا زیادہ زمانہ گزرنے نہ پایا تھا کہ اس نے نیشاپور پر مسلط ہو کر امیر نصر کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا اور خود مختار حکمران بن بیٹھا اس کے بعد ایک قاصد دار الخلافہ بغداد روانہ کیا اپنے نام کا سکہ جاری کرانے اور خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی پھر ”نیشاپور“ سے ”جرجان“ آیا، ”جرجان“ میں قرائتیں حکومت کر رہا تھا۔ دونوں کی لڑائی ہوئی بالآخر احمد نے قرائتیں کو شکست دے کر جرجان پر قبضہ کر لیا۔ مہم ”جرجان“ سے فارغ ہو کر ”مرؤ“ کی طرف قدم بڑھایا اور اس پر حاوی ہو کر شہر پناہ کی تعمیر میں مصروف ہو گیا۔

نصر بن سہیل کی وفات: امیر نصر کو جب ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو اس نے ایک فوج حمویہ بن علی کی کمان میں بخارا سے احمد سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کی مرو میں احمد سے ماہر جب ۳۰۳ھ میں جنگ ہوئی آخر کار احمد کے ساتھی میدان جنگ سے بھاگ نکلے مگر احمد اکیلا ٹار تار باحتی کہ اس کا گھوڑا تنگ و دو سے تھک گیا۔ تب احمد نے مجبور ہو کر امن کی درخواست کی لوگوں نے پہنچ کر گرفتار کر لیا اور بخارا بھیج دیا امیر نصر نے جیل میں ڈال دیا چنانچہ وہ ذی الحجہ ۳۰۳ھ میں قید کی حالت میں مر گیا۔

قتل لیلیٰ بن نعمان دیلمی:..... لیلیٰ بن نعمان دیلمی سرداران دیلم میں سے ایک نامور شخص اور اطروش کا تجربہ کار کمانڈر تھا۔ چنانچہ حسن بن قاسم داعی نے اس ۳۰۳ھ میں ”جرجان“ کی حکومت پر مامور کیا تھا اور اطروش کی اولاد اس کو اپنے خطوط میں المؤید بن اللہ المنصور لا ولہ درہوں اللہ ﷺ سے مخاطب کیا کرتے تھے۔ کریم شجاع اور جنگ آور شخص تھا۔ چنانچہ لیلیٰ کے حکمران بننے کے بعد قرائتیں نے ”جرجان“ پر حملہ کیا چنانچہ جرجان سے پندرہ میل کے فاصلہ پر لیلیٰ سے مقابلہ ہوا۔ پہلے ہی معرکہ میں قرائتیں کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی اور اس کے غلام فارس نے لیلیٰ سے ایک ہزار پیادوں کے ساتھ امن کی درخواست کی لیلیٰ نے خوشی سے امن دیا کمال عزت اور احترام سے پیش آیا اور اپنی بہن کا نکاح اس سے کر دیا۔

لیلیٰ کا نیشاپور پر قبضہ:..... اس کے بعد ابوالقاسم بن قاسم بھانجا احمد بن سہیل نے امن کی درخواست کی اور امن حاصل کرنے کے بعد لیلیٰ کو نیشاپور پر حملہ کرنے کی ترغیب دی اس وقت ”نیشاپور“ میں قرائتیں مقیم تھا۔ آہستہ آہستہ فوج کی بھی کثرت ہوئی رسد و غلہ اور مال کی کمی سے مجبور ہو کر حسین بن قاسم داعی ① سے ”نیشاپور“ پر حملہ کرنے کی اجازت مانگی، وہاں تھا کیا، لہذا حسین بن قاسم داعی نے اجازت دے دی چنانچہ وہ ذی الحجہ ۳۰۸ھ میں لیلیٰ نے ”نیشاپور“ کا رخ کیا اور پہنچتے ہی ”نیشاپور“ پر قبضہ کر لیا اور داعی حسین بن قاسم کے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کر دیا۔

لیلیٰ کا فرار: امیر نصر نے اس واقعہ کی اطلاع پا کر لیلیٰ کو ہوش میں لانے کے لئے اپنے سرداران حمویہ بن علی، محمد بن عبید اللہ ②، بلغی، ابو جعفر ملوک خوارزم شاہ اور سبجو رودانی فوجیں روانہ کیں چنانچہ مقام ”طوس“ میں لیلیٰ سے جنگ ہوئی جنگ کے شروع میں حمویہ کے اکثر ساتھی شکست کھا کر بھاگ گئے مگر باقی کمانڈر امیر نصر سینہ سپر ہو کر برابر لڑتے رہے تھوڑی دیر کے بعد سارے لشکر نے مجموعی قوت سے اچانک حملہ کیا۔ لیلیٰ کے پاؤں اکھڑ گئے شکست کھا کر بھاگا۔

لیلیٰ کا قتل:..... ”آمد“ پہنچا اتفاق سے بقرا خاں بادشاہ ترک بھی جو امیر نصر کی فوج کی مدد کے لئے آیا ہوا تھا ”آمد“ پہنچ گیا اور اس نے لیلیٰ کو گرفتار کر کے حمویہ کے پاس اس کی گرفتاری کی اطلاع دی۔ حمویہ نے ایک شخص کو اس کا سرا تار لانے کے لئے بھیج دیا چنانچہ اس شخص نے لیلیٰ کے سر کو وہ ربیع الاول ۳۰۹ھ میں اتار لیا اور پوری حفاظت کے ساتھ بخارا بھیج دیا اور باقی کمانڈران دیلم نے جو لیلیٰ کے ساتھ تھے یہ رنگ دیکھ کر ڈر گئے امن کی درخواست کی مگر حمویہ نے اپنے کمانڈروں سے مخاطب ہو کر کہا، اللہ جل شانہ نے آج تم کو جیل اور دیلم پر کامیاب کیا ہے من سب ہے کہ ان کو ختم کر کے ہمیشہ کے لئے راحت حاصل کر لو۔ کمانڈران حمویہ کی جماعت نے دیلم کے قیدیوں کے قتل پر آمادہ نہ ہوئے اور اس کی رائے سے اتفاق نہ کیا تو حمویہ نے ان لوگوں کو امن دے دیا۔

① ابن اثیر (جلد نمبر ۵ ص ۶۹) پر لکھا ہے ”حسن بن القاسم داعی کے حکم سے نیشاپور کی طرف روانہ ہوا“ ② ابن اثیر (جلد نمبر ۵ ص ۶۹) پر عبید اللہ کے بجائے عبید اللہ تحریر ہے۔

یہ وہی کمانڈر ہیں جو بعد میں اسلامی ملکوں کی طرف گئے تھے۔ اور عالمگیر جنگ برپا کر کے اکثر شہروں اور ممالک پر قبضہ کیا تھا مثلاً اسفار، مرو، ریح، شکمین اور بنو بویہ وغیرہ ان لوگوں کے حالات آئندہ موقع کے مطابق تحریر کئے جائیں گے۔

قراتکین اور فارس: فارس جس نے لیلیٰ سے امن حاصل کر لیا تھا ”جر جان“ ہی میں رہتا تھا اور اس واقعہ کے بعد جرجان کی حکومت پر رہا یہاں تک کہ قراتکین جرجان میں آیا اس کے غلام فارس نے حاضر ہو کر امن کی درخواست کی قراتکین نے اس کو امن دے دی مگر پھر کسی وجہ سے ۳۱۶ھ میں اس کو قتل کر کے ”جر جان“ سے واپس آ گیا۔

جنگ سکجور و ابن اطروش: ... جس وقت قراتکین نے اپنے غلام فارس کو ۳۱۶ھ میں قتل کر کے جرجان سے واپس کی ابوالحسین بن ناصر بن علی اطروش علوی نے استرآباد سے جرجان کا ارادہ کیا اور پہنچتے ہی اس پر قابض ہو گیا۔ امیر سعید نصر نے ابوالحسین سے جنگ کرنے پر سکجور روانی کو چار ہزار سواروں کی جماعت کے ساتھ روانہ کیا جرجان سے بیس میل کے فاصلہ پر پہنچ کر سکجور نے پڑاؤ کیا۔ ابوالحسین آٹھ ہزار دیلمی پیادوں سے مقابلہ پر آیا دونوں حریفوں میں گھمسان کی لڑائی شروع ہو گئی۔ سکجور نے اپنی فوج کے ایک حصہ کو کمین گاہ میں بٹھادیا مگر ان لوگوں نے نکلنے میں دیر کی جس سے سکجور کو شکست ہو گئی۔ کمانڈر سرخاب دیلم نے پیچھا کیا اور ابوالحسین کے لشکر لوٹ مار میں مصروف ہو گئے۔ اتنے میں سکجور کی فوج نے کمین گاہ سے نکل کر حملہ کر دیا چنانچہ ابوالحسین ① کو شکست ہو گئی چار ہزار فوج ماری گئی ابوالحسین دریا کے راستے استرآباد ② کی طرف بھاگا استرآباد میں پہنچنے کے بعد اس کے باقی ساتھی بھی آ گئے۔

سرخاب کی روانگی: ... سرخاب جو سکجور کے پیچھے گیا ہوا تھا واپس آیا تو رنگ ہی دوسرا تھا اس کے فتح مند ساتھی خاک و خون پر لوٹ رہے تھے لشکر گاہ میں ہو کا عالم تھا حیرت زدہ ادھر ادھر دیکھنے لگا تھوڑی دیر کے بعد اپنے حواس درست کئے اور اپنے ساتھیوں کے اہل و عیال اور کمزور ساتھیوں کو ساتھ لے کر استرآباد کا راستہ اختیار کیا۔ سکجور نے یہ سن کر میری شکست کے بعد میرے ساتھیوں کو فتح نصیب ہوئی ہے واپس آ گیا اور جرجان میں رہنے لگا۔

ماکان بن کالی: ... ان واقعات کے بعد سرخاب نے وفات پائی۔ ابن اطروش نے ماکان بن کالی کو ”استر“ آباد پر اپنا نائب بنا کر خود اور ”ساریہ“ کی طرف لوٹا اس کے ساتھ محمد بھی تھا۔ ③ پس اہل ”ساریہ“ نے اطروش کو نکال کر بقر خاں کو اپنا امیر بنایا۔ ابن اطروش ”ساریہ“ سے نکل کر ”جر جان“ پہنچا پھر ”جر جان“ سے ”نیشاپور“ چلا گیا ماکان ”ساریہ“ سے لوٹ کر ”استرآباد“ آیا اور ”استرآباد“ سے بقر خاں کے پاس ”نیشاپور“ چلا گیا۔ یہ ابتدائی حال ”ماکان بن کالی“ کا ہے عنقریب اس کے تفصیلی حالات بیان ہوں گے۔

خروج الیاس بن اسحاق: ... ۳۱۷ھ میں اسحاق اور اس کے بیٹے الیاس کی سرقت میں بغاوت کرنے کے واقعات ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں اسحاق ”بخارا“ میں پہنچ کر مر گیا اس کا بیٹا الیاس ”فرغانہ“ چلا گیا اور وہیں ۳۱۶ھ تک رہا۔ اس کے بعد فوج تیار کر کے ”سرقت“ پر حملہ کرنے کی تیاری کی محمد بن حسین نے کمانڈر بنو سامان سے مدد مانگی۔ ترکان فرغانہ سے بھی مدد مانگی چنانچہ ان لوگوں نے خوشی سے مدد دی تیس ہزار سوار ہات کی بات میں جمع ہو گئے۔ چنانچہ الیاس نے سرقت کی طرف قدم بڑھایا۔ امیر نصر نے اس سے جنگ کرنے کے لئے ابو عمر اور محمد بن اسد کو ڈھائی ہزار پیادوں کی جماعت سے روانہ کیا چنانچہ ابو عمر نے الیاس کے پہنچنے سے پہلے جہاز یوں میں چند فوجیوں کو کمین گاہ میں بٹھادیا تھا جوں ہی الیاس سرقت کے قریب پہنچا اور اس کے فوجی خیموں کے نصب کرنے اور پڑاؤ بنانے میں مصروف ہو گئے ابو عمر کے لشکر نے کمین گاہ سے نکل کر حملہ کر دیا چنانچہ محمد بن حسین شکست کھ کر بھاگ گیا اور ”اسفنجاب“ پہنچا اور جب اس کو ”اسفنجاب“ میں بھی پناہ کی صورت نظر نہ آئی تو ”اطراف طراز“ میں جا کر دم لیا۔ اس صوبہ کے حاکم کو اس کی اطلاع ہو گئی لہذا گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور سر اتار کر ”بخارا“ بھیج دیا۔

الیاس کی پے در پے شکست: ... اس شکست کے بعد الیاس نے ابو الفضل بن ابو یوسف صاحب الساس سے مدد مانگی ابو الفضل نے اس کی

① ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۳ ص ۲۴۴) پر ابو الحسن تحریر ہے۔ ② مساریہ اور جرجان کے درمیان واقع ہے طبرستان کے صوبوں میں سے ہے بڑا اور مشہور شہر ہے۔ ③ ہمارے موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد نمبر ۴ میں ایسی کوئی علامت نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہاں کچھ لکھنے سے رو گیا ہے۔

مدد کے لئے محمد بن الیمع کو ایک عظیم فوج کے ساتھ روانہ کیا اور خود بھی ”آمد“ کو آیا مگر الیاس کو اس مرتبہ بھی شکست ہو گئی اور شکست کھ کر ”کاشغر“ چھوڑ دیا مگر ابو الفضل کو گرفتار کر کے ”بخارا“ بھیج دیا گیا اور وہیں مر گیا۔ الیاس نے ”کاشغر“ میں پہنچ کر والی ”کاشغر“ طغائیں (بادشاہ ترک) کی بیٹی سے نکاح کر لیا اور اس کے پاس رہنے لگا۔

صلحہ لوک کی ریشہ دوانیاں:۔۔۔ خلیفہ مقتدر نے ”رے“ کی حکومت پر یوسف بن ابی الساج کو مامور کیا تھا چنانچہ ۳۱۱ھ میں یوسف نے ”رے“ کی طرف کوچ کیا اور پہنچتے ہی احمد بن علی بھائی صلحہ لوک کے قبضہ سے ”رے“ کو نکال لیا صلحہ لوک اس واقعہ سے پہلے ”رے“ کو چھوڑ کر دار الخلافہ بغداد چلا گیا۔ خلیفہ نے صلحہ لوک کو ”رے“ کی حکومت دی۔ ”رے“ میں پہنچ کر چند دن بعد صلحہ لوک نے خلیفہ کی مخالفت شروع کر دی اور باغی ہو کر ماکان بن کالی کا نڈر و یلم اور اولاد اطروش سے جو کہ ”طبرستان“ اور ”جرجان“ میں تھے مل گیا۔ خلیفہ مقتدر نے اس سے جنگ کرنے کے لئے یوسف بن ابی الساج کو مامور کیا چنانچہ یوسف اور صلحہ لوک کی لڑائیاں ہوئیں بلا آخر یوسف نے اس کو قتل کر کے ”رے“ پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد خلیفہ مقتدر نے ۳۱۲ھ میں یوسف کو بلا کر ”واسطہ“ کی طرف جنگ قرامطہ پر بھیج دیا اور ”رے“ کی حکومت پر سعید نصر بن احمد کو مقرر فرمایا چنانچہ سعید ”رے“ پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ ہوا۔

سعید نصر کے پر قبضہ:۔۔۔ ”رے“ پر اس وقت فاتک نامی ایک غلام یوسف بن ابی الساج کا حکومت کر رہا تھا۔ سعید نصر سامانی اوایل ۳۱۲ھ میں ”رے“ کی طرف روانہ ہوا، جس وقت کہ ”قارن“ تک پہنچا تو ابو نصر طبری نے جبل ”قارن“ سے گزرنے نہ دیا سعید نصر نے تین ہزار دینار دے کر ابو نصر طبری کو راضی کر لیا اور جبل ”قارن“ کو عبور کر کے ”رے“ پر پہنچا۔ فاتک نے سعید نصر کی آمد کی خبر پا کر ”رے“ کو چھوڑ دیا سعید نصر نے ”رے“ پر نصف ۳۱۲ھ میں قبضہ کر لیا اور دو ماہ قیام کر کے ”بخارا“ کی طرف لوٹا۔

سعید نصر کی ”رے“ سے واپسی اور محمد بن علی بطور نائب:۔۔۔ سعید نصر نے بوقت واپسی ”رے“ پر محمد بن علی بلقب بہ صلحہ لوک کو بطور نائب کے مقرر کیا تھا۔ اس نے شعبان ۳۱۲ھ تک ”رے“ میں حکومت کی پھر اتفاق سے بیمار ہو گیا۔ بیماری کی حالت میں حسن داعی اور ماکان بن کالی کو لکھ بھیج کہ آپ لوگ ”رے“ میں تشریف لائیں میں مرنے والا ہوں۔ ”رے“ آپ کے حوالے کر دوں چنانچہ حسن داعی اور ماکان دیلمی آیا محمد بن علی صلحہ لوک نے ”رے“ ان لوگوں کے حوالے کر کے ”رے“ چھوڑ دیا راستہ میں دامغان پہنچ کر مر گیا۔

محمد بن علی کی بیماری اور حسن داعی ”رے“ کا حکمران:۔۔۔ اس وقت سے حسن داعی ”رے“ کا مستقل حکمران ہو گیا۔ اس کے بعد ہی قزوین، زنجان، ابهر اور قم وغیرہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ ان مہمات میں ماکان اس کے ساتھ تھا اسی دوران اسفار نے طبرستان پر قبضہ حاصل کر لیا تھا چنانچہ داعی حسن اور ماکان نے اسفار پر فوج کشی کی۔ ساریہ میں دونوں فریقوں کا مقابلہ ہوا۔ میدان اسفار کے ہاتھ رہا اور حسن بن قاسم شکست کھا کر بھاگ کر راستہ میں مارا گیا جیسا کہ اخبار علویہ طبرستان کے ضمن میں تحریر کیا گیا۔

اسفار کی گورنری:۔۔۔ اسفار بن شروہ سردار ان دیلم میں سے تھا اور ماکان بن کالی کے ساتھیوں اور اہباب میں سے تھا۔ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ ابوالحسن بن اطروش نے ماکان بن کالی کو ”استرآباد“ کا گورنر بنایا تھا اور یہ کہ دیلمیوں نے جمع ہو کر اس کو امیر و سردار بنایا تھا اور اس نے ”جرجان“ پر قبضہ کر لیا تھا اس کے بعد طبرستان کو بھی دہالیا اور اپنی طرف سے اپنے بھائی ابوالحسن بن کالی کو ”جرجان“ کا گورنر بنا دیا۔ اسفار بن شروہ اس کے کمانڈروں سے تھا ابوالحسن کی تقرری سے ناراض ہو گیا ماکان سے علیحدہ ہو کر ۳۱۵ھ میں بکر بن محمد بن الیمع کے پاس ”غیشاپور“ چلا گیا۔ بکر بن محمد نے اسفار کو جرجان فتح کرنے کے لئے بھیج دیا۔ اس سے جرجان میں ایک گونہ اضطراب پیدا ہو گیا۔

اطروش کا جرجان اور طبرستان پر قبضہ:۔۔۔ ماکان بن کالی نے جرجان میں ابوعلی بن اطروش کو اپنے بھائی ابوالحسن بن کالی کی نگرانی میں قید کر رکھا تھا اطروش نے موقع پا کر قید سے نکل کر حملہ کر دیا اور اس کو قتل کر کے جرجان پر قابض ہو گیا چونکہ اطروش اکیلا ماکان کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا اس لئے اسفار بن شروہ کو اپنی مدد اور ماکان کو روکنے کے لئے بلایا چنانچہ اسفار اس کے بلانے پر آیا اور شیرازہ حکومت بکھرنے سے بچا لیا۔ ماکان یہ خبر پا کر اپنی

فوجیں سے کر ”طبرستان“ سے ”جرجان“ پہنچ گیا اطرش اور اسفار نے ماکان سے سینہ سپر ہو کر لڑائی کی اور اس کو شکست دے کر طبرستان تک پیچھا کرتے چلے گئے۔ طبرستان پہنچ کر دونوں حریفوں میں گھسان کی لڑائی ہوئی بلا خزان لوگوں نے طبرستان پر قبضہ کر لیا اور وہیں مقیم ہو گئے۔

اس کے بعد ابوعلی اطرش کا طبرستان ہی میں انتقال ہو گیا۔ ماکان نے اس سے اطلاع پا کر طبرستان پر حملہ کر دیا اس واقعہ میں اسفار کو شکست ہو گئی۔ طبرستان پر ماکان قابض ہو گیا چند دن بعد اسفار نے فوج تیار کر کے حسن بن قاسم داعی اور ماکان کو ہوئی اور راستے میں داعی، راگیا اسفار نے دوبارہ طبرستان جرجان، رے، قزوین، زنجان، ابہر، قم اور کرخ پر قبضہ کر لیا امیر سعید نصر بن احمد حاکم خراسان سامانی کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔

ہارون بن بہرام انہی ممالک کے ایک صوبہ کا گورنر تھا اور اطرش کے بیٹوں میں سے ابو جعفر علوی کا خیر خواہ اور اس کے نام کا خطبہ پڑھتا تھا اسفار نے اس خیال سے کہ کہیں ہارون کسی نئی شورش اور جنگ کا محرک نہ بن جائے اس کو آمد کی حکومت دے دی اور آمد کے کسی سردار کی بیٹی سے نکاح کر دیا۔ ہارون کی شادی کے موقع پر ابو جعفر وغیرہ سرداران علویہ بھی آئے تھے چنانچہ اسفار نے موقع پا کر حملہ کر دیا ابو جعفر اور تمام علویوں کو گرفتار کر کے بخارا بھیج دیا اور قید کر دیا۔

اسفار کی بغاوت اور اطاعت: ... ان واقعات سے اسفار کے قدم حکومت پر مستقل طور سے جم گئے خود سری حکومت کی ہوا داغ میں سم گئی امیر سعید نصر بن احمد حاکم خراسان خیفہ مقتدر سے بغاوت کا اعلان کر دیا چنانچہ امیر سعید اس سے اطلاع پا کر بخارا سے جنگ کے ارادے سے اسفار نیشاپور کی طرف روانہ ہوا اسفار کے وزیر السلطنت محمد بن مطرف جرجانی نے رائے دی کہ بہر حال جنگ سے صلح بہتر ہے اور اپنے امیر سے مخافت اچھی نہیں۔ چنانچہ اسفار نے اس رائے کے مطابق امیر سعید نصر کی اطاعت قبول کر لی اور تمام شرائط بھی منظور کر لیں۔

اسفار کی موت اور مردواتح کا قبضہ: چند دن بعد مردواتح جو اسفار کے نامور کماندروں سے تھا باغی ہو گیا طبرستان سے ماکان کو اپنی مدد کے لئے بلایا چنانچہ اسفار سے متعدد لڑائیاں ہوئیں بلا خراسان کو شکست ہو گئی اور پکڑ دھکڑ میں اسفار مارا گیا۔ مردواتح نے اس تمام علاقوں پر قبضہ کر لیا جیسا کہ دیلم کے حالات میں تحریر کیا جائے گا۔

مردواتح اور ماکان کی جنگ: مردواتح اسفار کو ختم کرنے سے فارغ ہو کر ”طبرستان“ جرجان“ کو بھی ماکان کے قبضہ سے نکالنے کے لئے بڑھا۔ ماکان نے امیر سعید سے مدد مانگی چنانچہ امیر سعید نے ابوعلی بن محمد مظفر کو مدد کے لئے روانہ کیا مردواتح نے ماکان اور ابوعلی دونوں کو شکست دی ابوعلی اپنا سامنہ لے کر نیشاپور چلا گیا اور ماکان نے خراسان کا راستہ لیا۔^①

امیر سعید نصر اور اس کے بھائی: ... امیر سعید نصر بن احمد سامانی تخت حکومت پر متمکن ہو کر اپنے بھائیوں سے مشتبہ ہو گیا اس کے تین بھائی تھے۔ ابو زکریا^②، یحییٰ، ابو صالح، منصور اور ابواسحاق ابراہیم۔ یہ سب امیر احمد بن اسماعیل سامانی کے بیٹھے تھے۔ امیر سعید نصر نے ان تینوں بھائیوں کو گرفتار کر کے قندھار^③، بخارا میں قید کر دیا اور چند ہنگاموں کو ان کی نگرانی پر مقرر کر دیا چنانچہ جس وقت امیر سعید نے ۳۱۵ھ میں نیشاپور کی طرف کوچ کیا تو یہ لوگ ابو بکر اصفہانی خباز (نان بائی) کی سازش سے جو کہ ان کو کھانا کھلانے کے لئے جیل میں جاتا تھا۔ جیل سے نکل آئے۔

ابوزکریا کی امارت: ابو بکر خباز ایک چلتا پڑھتا شخص تھا اس نے پہلے لشکریوں کو ملایا اور ان لوگوں کا حال بتلا کر ان کے حقوق کا اظہار کیا جب لشکریوں نے ان لوگوں کے حقوق شاہی تسلیم کر لئے اور جمعہ کے دن ان کے ساتھ ہو کر نکلنے کا وعدہ کیا تو ابو بکر خباز قندھار میں جمعرات کے دن داخل ہو گیا۔ دستور یہ تھا کہ قندھار کا دروازہ جمعہ کے دن عصر کے وقت کھلا کرتا تھا۔ رات انہی تینوں قیدیوں کے ساتھ گزری لشکر کو ملنے اور ان کے وعدہ کرنے کے حالات بتلائے صبح ہوئی تو جمعے سے پہلے دربانوں کے پاس گیا بہت سا روپیہ دے کر کہنے لگا کہ بھائی دروازہ کھول دو تا کہ جمعہ قضا نہ ہو۔ دربانوں نے دروازہ کھول دیا۔ دروازہ کا کھولنا تھا کہ ہنگامہ برپا ہو گیا۔ لشکر کے چند سپاہی جو حملہ کرنے کے لئے پہلے سے تیار تھے۔ دربانوں پر ٹوٹ

① یہ تمام واقعات ۳۲۶ھ کے ہیں دیکھیں: تاریخ کامل ابن اثیر ج ۸ مطبوعہ مصر، (مترجم)۔ ② ابن اثیر کی (تاریخ کامل ج ۵ ص ۱۱۸) پر زکریا تحریر ہے۔ ③ ابن اثیر کی

(تاریخ کامل ج ۵ ص ۱۱۸) پر احمد تحریر ہے۔

کے حالات سنوتے نہ دیکھے تو اجازت حاصل کر کے قتل چلا گیا اور وہاں پہنچ کر ۳۱۸ھ میں امیر سعید نصر کے سامنے گردن اطاعت جھکا دی جس سے آئندہ اس کی بہتری اور صلاحیت ظاہر ہوئی۔

ابن مظفر کی گورنری: ابو بکر محمد بن مظفر امیر سعید نصر کی طرف سے جرجان کا گورنر تھا چنانچہ جب مرداوتح کی حکومت کورے میں استحکام و استقلال حاصل ہو گیا جیسا کہ ویلم کے واقعات میں بیان کیا جائے گا تو ابن مظفر جرجان کو خیر آباد کہہ کر امیر سعید نصر کی خدمت میں نیشاپور آ گیا۔ امیر سعید نصر یہ خبر سن کر فوجیں مرتب کر کے جرجان کی جانب بڑھا۔

مرداوتح کی ریشہ دوانیاں: محمد بن عبید اللہ بلخی وزیر السلطنت سلاطین سامانیہ اور مطرب بن محمد وزیر مرداوتح میں خط و کتابت کا سلسلہ جاری ہو گیا۔ محمد بن عبید اللہ نے اسے حکمت عملی سے ملایا مگر مرداوتح کو اس کی خبر مل گئی لہذا مرداوتح نے مطرب کو قتل کوڈالا۔ تب محمد بن عبید اللہ نے مرداوتح کو دوست نہ نصیحت بھرا خط تحریر کیا جس میں امیر سعید نصر کے احسانات کا ذکر کر کے یہ رائے دی کہ تم جرجان سے قبضہ اٹھا لو اور کچھ نقد رقم دیکر اپنے پرانے محسن امیر سعید نصر سے صلح کر لو ورنہ آئندہ تمہاری خرابی کے سامان نظر آ رہے ہیں اس خط میں یہ بھی لکھا تھا کہ تمہیں جرجان پر قبضہ کرنے کی ترغیب دینے والا تمہارا وزیر مطرب تھا جس کو تم نے قتل کی سزا دی۔ مرداوتح یہ خط پڑھ کر اتنا زیادہ متاثر ہوا کہ اس نے جرجان سے اپنا قبضہ ختم کر دیا اور تادان جنگ دے کر امیر سعید سے صلح کر لی۔

امیر سعید نصر نے جرجان کی مہم سے فراغت حاصل کی اندرونی انتظام کی طرف مصروف ہو گیا محمد بن مظفر کو ۳۲۱ھ میں پورے خراسان کی فوج کا افسر اعلیٰ مقرر کیا اور اپنے محل محروسہ کے نظم و نسق کا مکمل اختیار دے کر اپنے دار الحکومت بخارا واپس آ گیا اور وہیں قیام پذیر ہو گیا۔

امیر سعید: محمد بن الیاس امیر سعید نصر کے اراکین دولت میں سے تھا۔ کسی بات پر امیر سعید نے ناراض ہو کر محمد بن الیاس کو قید کر دیا۔ پھر محمد بن عبید اللہ بلخی کی سفارش سے رہا کر دیا اور محمد بن مظفر نے اس کو جرجان بھیج دیا۔

محمد بن الیاس نے جرجان پہنچ کر اپنا اصلی رنگ دکھایا جس وقت یحییٰ اور اس کے بھائیوں نے امیر سعید نصر کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اس وقت محمد الیاس بھی ان لوگوں سے مل گیا اور بغاوت و سرکشی میں پورا پورا حصہ لیا نیشاپور میں یحییٰ کے نام کا خطبہ پڑھا۔ پھر جب امیر سعید نے ان لوگوں پر حملہ کیا تو یحییٰ سے علیحدہ ہو کر کرمان چلا گیا اور اس پر قابض ہو گیا۔ پھر کرمان سے نکل کر فارس کی طرف بڑھا اس وقت ملک فارس کی حکومت یا قوت کے قبضہ میں تھی۔

محمد بن الیاس اور ماکان کی جنگ: محمد بن الیاس ”اصطخر“ پہنچا اور یا قوت سے یہ ظاہر کیا کہ میں امن حاصل کرنے آیا ہوں مگر یا قوت اس جیلہ اور مکاری سے مطلع ہو گیا تب محمد بن الیاس کرمان واپس لوٹ گیا اس وقت امیر سعید نصر نے اپنے نامور کمانڈر ماکان بن کالی کو ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ ۳۲۱ھ میں کرمان فتح کرنے بھیجا چنانچہ محمد بن الیاس کی ماکان سے جنگ ہوئی بلا آخر محمد بن الیاس کو شکست ہوئی اور ماکان نے امیر سعید نصر بن احمد کے نائب کی حیثیت سے کرمان پر قبضہ کر لیا۔

محمد بن الیاس شکست کھا کر ”دینور“ چلا گیا کچھ عرصے بعد ماکان بھی کرمان سے واپس آ گیا جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کریں گے۔ اس کے واپس آتے ہی محمد بن الیاس دوبارہ کرمان واپس چلا گیا۔

امیر سعید کے فرامین: امیر سعید نصر نے مرداوتح کے قتل کے بعد ایک فرمان ماکان کے کام دوسرا محمد بن مظفر (والی خراسان) کے پاس روانہ کیا اور جرجان اور رے کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ رے میں ان دنوں وشمگیر (مرداوتح کا بھائی) حکومت کر رہا تھا۔ چنانچہ ماکان نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے نیشاپور پہنچا یہ وہ زمانہ تھا کہ محمد بن مظفر نیشاپور پر حاوی ہو گیا تھا اور ماکان کے پہنچنے سے پہلے وشمگیر کو شکست فاش دے چکا تھا۔ اس لئے ماکان اس سے جنگ کرنے سے رک گیا اور نیشاپور میں مقیم ہو گیا۔ امیر سعید نصر نے اس صوبہ کی حکومت ماکان کو عطا کر دی۔ یہ واقعہ اوائل ۳۲۲ھ کا ہے۔

آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ محمد بن الیاس نے ماکان کی واپسی کے بعد پھر کرمان کا رخ کیا تھا چنانچہ اس کی امیر سعید نصر کی فوج سے جو کہ کرمان

میں مقیم تھی متعدد لڑائیاں ہوئیں لیکن آخر کار محمد بن الیاس کو فتح نصیب ہوئی اور وہ کرمان پر قابض ہو گیا۔

ماکان کا کرمان پر قبضہ اور بغاوت:..... جب بائخین ۱۰ نے جرجان پر قبضہ کر لیا اور ماکان نیشاپور میں خیمہ زن ہوا اور نیشاپور کی حکومت ماکان کو دی گئی تو تھوڑے دنوں بعد بائخین انتقال کر گیا۔ محمد بن مظفر (سامانی افواج کے کمانڈر) کو اس کی خبر ملی تو اس نے ماکان (گورنر نیشاپور) کو جرجان پر قبضہ کرنے کا حکم بھیجا مگر ماکان نے بہانے کر کے ٹال دیا۔ اس کے بعد نیشاپور سے نکل کر اسفرامین کے پاس گیا اور وہاں سے ایک فوج جرجان پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کی چنانچہ اس فوج نے پہنچتے ہی جرجان پر قبضہ کر لیا۔ جرجان پر قبضے کے بعد سے خود مختار بننے کی سوچ بھی لہذا مخالفت اور خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ اس وقت محمد بن مظفر نیشاپور آ گیا تھا۔ ماکان نے اس فوج کی کمی کا احساس کر کے نیشاپور کی طرف قدم بڑھایا چونکہ محمد بن مظفر کو ماکان کے ارادوں کی خبر نہ تھی اور نہ وہ جنگ کیلئے تیار تھا اس لئے نیشاپور چھوڑ کر سرخس آ گیا اور ماکان رمضان ۳۲۳ھ میں نیشاپور میں داخل ہوا، یہ سوچ کر کہ کہیں شاہی افواج متحد ہو کر یلغار نہ کر دیں نیشاپور سے واپس آ گیا۔

علی بن محمد کی گورنری: ابو بکر محمد بن مظفر بن محتاج (والی خراسان) امیر سعید نصر کا نامور گورنر تھا اور ۳۲۱ھ سے خراسان کا گورنر تھا چنانچہ جب ۳۲۲ھ کا دور آیا تو ابو بکر محمد بیمار ہو گیا اور اس کے مرض نے طول پکڑ لیا۔ امیر سعید نصر نے اسے آرام دینے کی غرض سے اس کے بیٹے ابو علی کو صفائیوں سے طلب کر کے خراسان کا گورنر بنادیا اور اس کے باپ کو اس واقعہ سے مطلع کر کے بخارا میں طلب کیا چنانچہ ابو بکر محمد نیشاپور سے تین منزل کی مسافت پر اپنے بیٹے ابو علی سے ملا اور ملے کو امور سیاست اور انتظام سلطنت کے اصول سمجھا کر بخارا چلا گیا۔

جرجان کی فتح:..... ابو علی اسی سال نیشاپور میں داخل ہوا اور کچھ عرصے رہا پھر ماہ محرم ۳۲۸ھ میں جرجان کی طرف کوچ کیا۔ اس وقت جرجان پر ماکان قابض تھا اور امیر سعید نصر کی حکومت سے باغی تھا۔ ماکان نے اگرچہ جرجان کے گرد و نواح کے چشموں اور کنوؤں کا پانی خراب کر دیا تھا مگر بوعلی نے جیسے تیسے ان دشوار گزار مراحل کو عبور کر کے جرجان سے ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا اور نہایت سختی سے رسد و غلہ کی آمد بند کر دی چنانچہ ماکان نے تنگ آ کر وشمگیر سے امداد طلب کی وشمگیر اس وقت رے میں تھا اس نے اپنے کمانڈر کو اس کی کمک پر روانہ کر دیا۔ اس کمانڈر نے جرجان کے قریب پہنچ کر دونوں حریف میں صلح کی گفتگو شروع کرادی۔ دو چار بار رد و کد کے بعد صلح کی گفتگو مکمل ہو گئی اور ماکان جرجان چھوڑ کر طبرستان چلا گیا ابوعلی نے ۳۲۸ھ میں جرجان پر قبضہ کر لیا اور اپنی جانب سے ابراہیم بن سکجور روانی کو مقرر کیا۔

ابوعلی کا رے پر حملہ اور ماکان کا قتل ہونا:..... ابوعلی نے جرجان پر قبضہ کرنے کے بعد اس کا نظام حکومت درست کر کے اپنی جانب سے ابراہیم بن سکجور روانی کو مقرر کیا اور سامان جنگ و سفر درست کر کے ماہ ربیع الاول ۳۲۹ھ میں رے کا رخ کر لیا اس وقت رے پر وشمگیر بن زید و برادر مرداویح قابض تھا۔ اس نے اپنے بھائی کے بعد اس صوبہ پر قبضہ کر لیا تھا عماد الدولہ اور رکن الدولہ بن بویہ، ابوعلی گورنر خراسان کو رے پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دے رہے تھے اور مالی و فوجی مدد دینے کا وعدہ کرتے تھے راز یہ تھا کہ جس وقت ابوعلی رے کو وشمگیر سے چھین لے اس وقت رقبہ حکومت وسیع ہونے کی وجہ سے رے میں قیام نہیں کر سکے گا لہذا آسانی سے یہ اس پر قابض ہو جائیں گے۔

رے پر قبضہ:..... الغرض ابوعلی ان لوگوں کی ترغیب سے رے پر قبضہ کرنے روانہ ہوا وشمگیر نے اس سے مطلع ہو کر ماکان بن کالی کو لکھ بھیجا اور امداد طلب کی۔ چنانچہ ماکان فوجیں مرتب کر کے طبرستان سے روانہ ہو گیا ادھر ابوعلی دوبارہ رے کے قریب پہنچ گیا رکن الدولہ اور عماد الدولہ کی امدادی فوجیں بھی دوبارہ آگئیں اطراف رے میں دونوں حریف کا مقابلہ ہوا وشمگیر شکست کھا کر طبرستان کے طرف بھاگ گیا اور وہیں پہنچ کر قیام اختیار کر لیا۔

ماکان کی موت: ماکان سینہ سپر ہو کر میدان جنگ میں لڑتا رہا آخر کار ایک تیر آگ کا جس سے ماکان نے تڑپ کر جان دے دی اس سے فوج میں بھگدڑ مچ گئی فتح مند گروہ نے لوٹ مار شروع کر دی ابوعلی فتح مندی کا جھنڈا لئے ہوئے ۳۱۹ھ میں رے میں داخل ہوا اور ماکان کا سر جنگی قیدیوں

۱۔ بائخین دیلمی وشمگیر کا سپہ سالار تھا۔ دیکھیں (تاریخ کمال ابن اثیر جلد نمبر ۸ ص ۷۵)۔ (مترجم)۔ ایک نسخے میں ماخسین تحریر ہے جو صحیح نہیں ہے دیکھیں (تاریخ کمال ابن اثیر جلد نمبر ۸ ص ۱۸۸)

سمیت دارالسلطنت بخارا روانہ کر دیا۔

و شمکیر کی اطاعت: اس شکست کے بعد سے وشمکیر طبرستان ہی میں مقیم رہا یہاں تک کہ اس نے بھی سامانی حکمرانوں کے آگے گردن اطاعت خم کر دی۔ ۳۳۰ھ میں خراسان آیا اور جنگی قیدی کے واپس دینے کی درخواست کی۔ امیر سعید نصر نے قیدیوں کو اس کی درخواست کے مطابق رہا کر دیا مگر مقتولوں کا سر بخارا میں دارالخلافہ بغداد نہیں بھیجے گئے۔

ابوعلی کا بلا دخل پر قبضہ: ابوعلی گورنر خراسان نے رے پر قبضہ کرنے کے بعد امیر سعید نصر کی زیر حمایت حکمرانی شروع کر دی نظم و نسق درست کر کے ایک فوج کو بلا دخل فتح کرنے کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ اس کی فوج کو اس مہم میں کامیابی ہوئی پھر ابوعلی نے رفتہ رفتہ زنجان، ابہر، قزوین، قم، کرخ، ہمدان، نہاوند اور دینور کو حلوان کی حدود تک کسی کو طاقت سے اور کسی کو حکمت عملی سے فتح کر کے اپنے دائرہ حکومت میں شامل کر لیا اور عمل مقرر کر دیئے خراج بھی وصول کیا۔

ساریہ کی طرف روانگی: حسن بن قیرزان (ماکان بن کالی کا چچا زاد) اس وقت ساریہ میں تھا وشمکیر ایک مدت سے اپنا مصلحت کرنا چاہتا تھا اور حسن انکار میں جواب دے رہا تھا چنانچہ وشمکیر نے ابوعلی سے شکست کھا کر حسن کو زیر کرنے کا ارادہ کیا اور اپنے اس ارادے کو پورا کرنے کی غرض سے فوجیں مرتب کر کے ساریہ پر چڑھائی کر دی اور محاصرہ کر کے ساریہ پر قبضہ کر لیا۔ حسن پریشان حال کسی طرح اپنی جان بچا کر ابوعلی کے پاس پہنچ گیا۔ اپنی سرگزشت بیان کر کے امداد کی درخواست کی چنانچہ ابوعلی نے اپنا لشکر مرتب کر کے حسن کی کمک پر کمر باندھی اور روانہ ہو کر ساریہ پہنچ گیا وشمکیر اس وقت تک ساریہ میں مقیم تھا چنانچہ ابوعلی نے ۳۳۰ھ میں وشمکیر کا ساریہ میں محاصرہ کر لیا اور نہایت سختی سے لڑائی جاری کر دی ہلا آخرو وشمکیر نے صلح کی درخواست کی ابوعلی نے امیر سعید نصر سامانی کی اطاعت کا وعدہ لے کر مصالحت کر لی اور اس کے بیٹے سلاور کو رہن کے طور پر اپنے پاس رکھ لیا۔

جمادی الثانی ۳۳۱ھ میں ساریہ کی مہم سے فارغ ہو کر ابوعلی جرجان واپس چلا گیا۔ جرجان پہنچ کر امیر سعید نصر کی وفات کی خبر ملی چنانچہ فوراً خراسان روانہ ہو گیا۔

حسن بن قیرزان کی بغاوت: ... امیر سعید نصر کی وفات اور ابوعلی کے خراسان لوٹنے سے ادھر حسن کو بغاوت کرنے کا موقع مل گیا۔ اس نے نہایت پہاکی سے ابوعلی کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا اور وشمکیر کے بیٹے سلاور کو جو کہ ابوعلی کے پاس رہن تھا ساتھ لے کر جرجان گیا اور اس پر قابض ہو گیا ادھر وشمکیر نے رے کی طرف قدم بڑھایا اور انتہائی تیزی سے رے پر قبضہ کر لیا اس کے بعد حسن نے وشمکیر سے خط و کتابت کا سلسلہ شروع کیا اور ملانے کی غرض سے سلاور بن وشمکیر کو وشمکیر کے پاس بھیج دیا۔ وشمکیر نے حسن کی تحریر کے مطابق لشکر خراسان کے مقابلہ پر امداد دیئے کا وعدہ کر لیا اور ملک گیری کی ترغیب دی۔

رکن الدولہ کا رے پر حملہ: ... وشمکیر کے رے پر قبضہ کے بعد بنو بویہ کو یہ فکر لگ گئی کہ وشمکیر کی فوج کی کمی اور کمزور مالی حالت سے جو کہ ابوعلی کی جنگ کی وجہ سے محسوس ہو رہی ہے فائدہ اٹھایا جائے۔ اس بناء پر رکن الدولہ بن بویہ نے رے پر حملہ کر دیا۔ وشمکیر مقابلہ پر آیا اور شکست کھا کر بھاگ گیا اس کے اکثر ساتھی رکن الدولہ سے امن حاصل کر کے اس کے لشکر میں شامل ہو گئے اور وشمکیر سر پر خاک ڈالے طبرستان روانہ ہو گیا جب حسن بن قیرزان کو اس کی خبر ملی تو وہ بھی وشمکیر سے اپنی پرانی دشمنی نکالنے پر تل گیا چند دستہ فوج لے کر اس سے لڑنے میدان میں آیا چنانچہ وشمکیر کے باقی ساتھیوں میں سے اکثر نے حسن سے امن حاصل کر کے اپنی جان بچائی اور وشمکیر شکست کھا کر خراسان چلا گیا۔

انہی واقعات کے بعد حسن اور رکن الدولہ کے درمیان سلسلہ خط و کتابت جاری ہو گیا اور رکن الدولہ نے حسن کی بیٹی سے عقد کر لیا جس کے بطن سے بعد میں فخر الدولہ علی پیدا ہوا۔

امیر نصر کی وفات اس کے بیٹے نوح کی حکومت: ... ماہ رجب ۳۳۰ھ میں امیر سعید نصر (والی خراسان و ماوراء النہر) سل کی بیماری میں

بتقلاب تیرہ مہینہ چارہ ماہ شعبان ۳۳۱ھ میں اپنی حکومت کے تیس سال پورے کر کے انتقال کر گیا۔ یہ نہایت حلیم، کریم اور عاقل شخص تھا۔ مرض الموت میں اس نے نہایت سچی سے اللہ تعالیٰ کی جانب رجوع کیا تھا۔

امیر سعید کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا نوح تخت حکومت پر بیٹھا۔ علم و کرم میں یہ بھی اپنے والد کا سچا جانشین تھا۔ اس کی امارت و حکومت کی لوگوں نے بیعت کی اس نے امیر حمید کا لقب اختیار کیا اس کے والد کے مشہور و نامور سرداروں میں سے ابوالفضل محمد بن احمد حاکم قلمدان وزارت کا، ملک بنا۔ ملک کا نظم و نسق عمال کا رد و بدل عزل و نصب اس کی رائے سے ہوتا تھا۔

ابوالفضل بن حمویہ: مرحوم امیر سعید نصر نے اپنے بیٹے اسماعیل کو ابوالفضل بن حمویہ کی زیر نگرانی بخارا کی حکومت پر مقرر کیا تھا۔ ابوالفضل ہی اسماعیل کے زیر کنٹرول علاقوں کا نظم و نسق سنبھالتا تھا۔ اسی وجہ سے اس کی نوح بے چشمک تھی۔ اتفاق سے اسماعیل اپنے باپ کی زندگی میں ہی مر گیا امیر سعید نصر ابوالفضل سے اکثر کہا کرتا تھا کہ مجھے تمہارے بارے میں نوح کی طرف سے خطرہ ہے جب نوح تخت حکومت پر بیٹھا تو ابوالفضل نے بخارا سے نکل کر دریا سے چھون کو عبور کیا اور آمد پہنچا۔ ابوعلی اس وقت نیشاپور میں تھا ابوالفضل اور ابوعلی کے درمیان داماد کی کارشتہ تھا۔ ابوالفضل نے اپنے حارث لکھے اور یہ لکھا کہ میں تمہارے پاس آنا چاہتا ہوں مگر ابوعلی نے اپنے پاس آنے سے روک دیا۔ اس کے بعد امیر نوح نے اپنے قلم خاص سے امان نامہ لکھ کر ابوالفضل کے پاس بھیج دیا جب وہ حاضر خدمت ہوا تو انتہائی عزت و احترام سے پیش آیا اور سرفرد کی حکومت عطا کی۔

ابوالفضل کی ابوالفضل سے رنجش:..... ابوالفضل بن حمویہ کی وزیر السلطنت ابوالفضل محمد بن احمد حاکم سے نہیں بنتی تھی اور وہ اس کے احکام کا لحاظ بھی نہیں کرتا تھا۔ اس وجہ سے وزیر السلطنت اس سے ناراض رہا کرتا تھا۔ غرض کہ دونوں کے دلوں میں کدورت اور رنجش ایک دوسرے کی طرف سے بھری ہوئی تھی۔

عبداللہ بن اشکام:..... امیر نوح کی حکومت کے دوسرے سال عبداللہ بن اشکام نے خوارزم میں علم بغاوت بلند کیا امیر نوح اس کی سرکوبی کے لئے فوجیں مرتب کر کے بخارا سے ۳۳۲ھ میں مرو کی جانب روانہ ہوا اور ایک فوج کو ابراہیم بن فارس کی کان میں ہراول دستہ کے طور پر پہلے سے بڑھنے کا حکم دیا۔ اتفاق سے ابراہیم کا راستہ میں انتقال ہو گیا۔

عبداللہ بن اشکام امیر نوح کی روانگی کا حال سن کر گھبرا گیا بادشاہ ترک کے پاس جا کر چھپ گیا۔ بادشاہ ترک کا بیٹا بخارا میں قید تھا امیر نوح نے بادشاہ ترک کو لکھ بھیجا کہ اگر تم عبداللہ بن اشکام کو گرفتار کر کے میرے پاس بھیج دو تو میں اس کے بدلے میں تمہارے بیٹے کو قید سے رہا کر دوں گا۔ چنانچہ بادشاہ ترک نے اس کا اقرار میں جواب دیا کسی ذریعہ سے اس کی اطلاع عبداللہ بن اشکام تک پہنچ گئی۔ وہ فوراً بادشاہ ترک کے پاس سے بھاگ گیا اور امیر نوح کے پاس حاضر ہو کر اطاعت کی گردن خم کر دی امیر نوح نے اس کی غوث نصیر کر کے اس کی عزت بڑھا دی۔

ابوعلی کا رے پر دوبارہ قبضہ: ان واقعات کے بعد امیر نوح کی طرف روانہ ہوا اور ابوعلی کو افواج خراسانیہ کے ساتھ ”رے“ کی طرف بڑھنے اور رکن الدولہ بن بویہ سے چھین لینے کا حکم دیا چنانچہ ابوعلی نے اس حکم کی تعمیل میں رے کا راستہ لیا راستے میں وشمگیر سے ملاقات ہو گئی وشمگیر وفدے کر امیر نوح کی خدمت میں جا رہا تھا ابوعلی نے اپنے آدمیوں کے ساتھ امیر نوح کی خدمت میں وشمگیر کو روانہ کر دیا اور خود بسطام کی طرف بڑھا۔ بسطام پہنچ کر اس کے لشکر میں پھوٹ پڑ گئی۔ کچھ لوگ ابوعلی کے مخالف ہو کر منصور بن قراٹکین کے ساتھ جو کہ امیر نوح کا اہم کمانڈر سے تھا جرجان کی جانب چل پڑے مگر حسن بن قیرزان نے انہیں روکا جس سے یہ لوگ نیشاپور واپس آئے اور نیشاپور سے امیر نوح کے پاس مرو چلے گئے۔

رکن الدولہ کے ساتھ ٹکراؤ: ابوعلی ان لوگوں کی علیحدگی کے بعد ”رے“ پہنچا اور لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا ”رے“ سے چار یا پانچ کوس کے فاصلہ پر رکن الدولہ نے مورچہ قائم کیا۔ ابوعلی کے لشکر میں ایک دستہ کر دوں کا بھی تھا ان لوگوں نے ابوعلی کو دھوکا دیا اور عین جنگ کے وقت اس سے یحیدہ ہو کر من حاصل کر کے رکن الدولہ کے پاس چلے گئے جس سے ابوعلی کو شکست ہو گئی اور وہ واپس نیشاپور آ گیا پھر نیشاپور سے مرو میں امیر نوح کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔

رے پر قبضہ امیر نوح نے اسے تسلی دیکر تازہ دم فوجیں مرتب کر کے رے کی طرف دوبارہ بڑھنے کا حکم دیا رکن الدولہ کو اس کی خبر مل گئی اس نے کثرت فوج سے ڈر کر ”رے“ چھوڑ دیا چنانچہ ابوعلی نے رے پر اور تمام جہلی صوبوں پر قبضہ کر لیا۔ اپنے عمال اور نوابوں کو ان صوبوں کے انتظام پر مقرر کیا۔ یہ واقعہ ماہ رمضان ۳۳۳ھ کا ہے۔

ابوعلی کی معزولی: اس کے بعد امیر نوح نے مرو سے نیشاپور کی طرف کوچ کیا اور نیشاپور پہنچ کر قیام اختیار کیا۔ ابوعلی کے دشمنوں نے بازار یوں اور عوام الناس کو اشارہ کر دیا اور لوگ جوق جوق امیر نوح کی خدمت میں آئے ابوعلی اور اس کے عمال کی بداخلاقی ظلم اور زیادتیوں کی شکایت کرنے لگے۔ چنانچہ امیر نوح نے نیشاپور کی حکومت پر ابراہیم بن سبجو کو مقرر کیا اور نیشاپور سے بخارا واپس چلا گیا۔

ابوعلی کی ناراضگی: ابوعلی کا خیال رے کی فتح کے بعد یہ ہو چکا تھا کہ امیر نوح میرے ساتھ اس خدمت کے صلے میں حسن سلوک سے پیش آئے گا مگر جب لگانے بچانے والوں نے امیر نوح اور ابوعلی میں ناصافی کرادی اور امیر نوح نے اسے معزول کر دیا تو ابوعلی اپنی معزولی سے ناراض ہو کر رے میں آ کر قیام پذیر ہو گیا اور اپنے بھائی ابوالعباس فضل بن محمد کو بلاد جبال کی طرف روانہ کیا ہمدان کی حکومت اس کے حوالہ کی اور اپنی ساری فوج کی سپہ سالاری کا عہدہ دیا چنانچہ فضل نے نہادند اور دہبور کا رخ کر لیا اور اطراف کے کزدہ داروں نے اطاعت قبول کر لی اور امن کے خواستگار ہو گئے۔ فضل نے ان علاقوں پر قبضہ کر کے اطاعت قبول کرنے کی وجہ سے ان کے رہن شدہ افراد انہیں واپس دیدیئے۔

ابوعلی اور وشمگیر: جس وقت وشمگیر وفد لے کر امیر نوح کے پاس مرو میں حاضر ہوا تھا جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں اور فتح جرجان کی غرض سے امداد کی درخواست کی امیر نوح نے ایک دستہ فوج کو اس کے کمک پر متعین کیا اور ابوعلی کو وشمگیر کی موافقت اور مدد کرنے کو لکھ بھیجا۔ چنانچہ وشمگیر نے ابوعلی سے جبکہ قبضہ رے سے نیشاپور کی طرف آ رہا تھا ملاقات کی ابوعلی نے امیر نوح کے حسب تحریر اپنی کل فوج کو جو اس وقت اس کے ساتھ تھی وشمگیر کے ساتھ روانہ کر دیا۔ وشمگیر بادل ناخواستہ لشکر لئے ہوئے جرجان آیا اور حسن بن قیرزان سے مصروف پیکار ہوا حسن کو اس واقعہ میں شکست ہوئی اور وشمگیر نے جرجان پر امیر نوح بن سعید کے زیر اثر ماہ صفر ۳۳۳ھ میں قبضہ کر لیا۔

ابوعلی اور امیر نوح کی مخالفت: ہم اوپر پڑھ چکے ہو کہ امیر نوح نے ابوعلی بن محتاج کو حکومت خراسان سے معزول کر دیا تھا۔ آپ کو یہ بھی یاد ہونا چاہیے کہ امیر نوح اس سے پہلے ابوعلی کو سپہ سالاری سے بھی معزول کر چکا تھا۔ چنانچہ جس وقت ابوعلی مرو سے نیشاپور کی جانب لوٹا اور بقصد رے سفر کی تیاری کی تو امیر نوح نے ایک شخص کو مقابلہ کرنے کے لئے امیر لشکر مقرر کر کے روانہ کیا اس شخص نے لشکریوں سے بدخلقی کی اور بلا وجہ دفتر سے کسی کا نام کاٹ دیا کسی کی تنخواہ کم دی۔ کسی کا وظیفہ بڑھا دیا اور کسی کو بھرتی کر لیا اس سے لشکریوں کو اس سے نفرت و کشیدگی پیدا ہو گئی۔ ایک دوسرے سے شکوہ شکایت کرنے لگے۔ اس سے امیر لشکر کو بھی خیال پیدا ہوا۔ اس وقت یہ فوج ہمدان میں تھی ساری فوج نے متحد ہو کر ”رے“ جانے اور ابراہیم بن احمد برادر سعید کو امیر بنانے کی رائے قائم کر لی۔ ابراہیم بن احمد وہی شخص ہے جو امیر نوح کے مقابلہ میں شکست کھا کر موصل چلا گیا تھا جیسا کہ اوپر تحریر کیا گیا۔ ابوعلی کو جب اس کی اطلاع ملی تو اس نے لشکریوں کو اس حرکت سے روکا مگر لشکریوں نے اس کی ایک نہ سنی التناقید کرنے کی دھمکی دی اور ابراہیم بن احمد کو امیر بنانے اور بیعت اطاعت کرنے کو بلوایا چنانچہ ابراہیم ان لوگوں کے پاس ہمدان میں ماہ رمضان ۳۳۳ھ میں آیا ابوعلی نے اس سے ملاقات کی اور تمام لشکریوں کے ساتھ ماہ شوال میں رے کی جانب روانہ ہو گیا جس وقت ”رے“ میں تھے کسی ذریعہ سے یہ خبر معلوم ہوئی کہ اس کے بھائی فضل نے امیر نوح کو ایک خط روانہ کیا ہے جس میں گزرے ہوئے تمام واقعات کی اطلاع دی گئی ہے۔ ابوعلی نے فوراً اپنے بھائی اور نیز اس شخص کو جس نے لشکریوں کے ساتھ جابرانہ برتاؤ کئے تھے گرفتار کر لیا۔ رے اور جیل کے شہروں پر اپنی طرف سے ایک شخص کو بطور گورنر مقرر کر کے نیشاپور کا راستہ اختیار کیا۔

محمد بن احمد کا قتل: امیر نوح کو اس کی خبر ملی تو اس نے فوجیں مرتب کیں اور بخارا سے مرو کی جانب روانہ ہو گیا چونکہ لشکریوں میں محمد بن احمد حاکم سپہ سالار فوج کی بداخلاقی کی وجہ سے سرکشی کا مادہ پیدا ہو گیا تھا اس وجہ سے ان لوگوں نے امیر نوح سے اس کی شکایت کی اور یہ ثابت کر دیا کہ اس کی وجہ سے ابوعلی کی حکومت کی مخالفت ہوئی ہے اور اسی نے دولت و حکومت کے نظام کو درہم برہم کیا ہے۔ لشکریوں نے اس کے علاوہ یہ مطالبہ بھی کیا تھا کہ

اگر محمد بن احمد کم سپہ سالار کو ہمارے حوالہ نہ کیا جائے گا تو ہم لوگ بالاتفاق حکومت کی حمایت سے علیحدہ ہو جائیں گے۔ امیر نوح نے اس شورش کو دور کرنے کی غرض سے اس سپہ سالار کو لشکریوں کے حوالہ کر دیا۔ چنانچہ لشکریوں نے ماہ جمادی الاول ۳۳۵ھ میں اس کو قتل کر دیا۔

ابوعلی کا مرو پر قبضہ: اس دوران ابوعلی نیشاپور پہنچا۔ اس وقت نیشاپور میں کمانڈر ابراہیم بن سبکو را اور کمانڈر منصور بن قراتکین وغیرہ حکمرانی کر رہے تھے۔ ابوعلی نے ان لوگوں سے ساز باز کرنے کی کوشش کی اور اپنی اس کوشش میں کامیاب ہو گیا ماہ محرم ۳۳۵ھ میں نیشاپور میں داخل ہو گیا۔ کچھ عرصے بعد منصور بن قراتکین سے کسی معاملہ میں مشکوک ہو کر گرفتار کر لیا اس کے بعد ماہ ربیع الاول ۳۳۵ھ میں ابراہیم بن احمد کے ساتھ نیشاپور مرو کی جانب روانہ ہوا راستے میں ابوعلی کا بھائی فضل قید سے نکل کر قستان کی طرف بھاگ گیا۔ الغرض جیسے ہی ابوعلی وغیرہ مرو کے قریب پہنچے امیر نوح کے لشکر میں اضطراب پیدا ہو گیا۔ لشکر کا بڑا حصہ امیر نوح سے علیحدہ ہو کر ابوعلی کی فوج میں آ ملا۔ امیر نوح نے یہ رنگ دیکھ کر مرو سے بخارا کا راستہ لیا اور ابوعلی نے مرو پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ماہ جمادی الاول ۳۳۵ھ کا ہے مرو پر قبضے کے بعد ابوعلی نے طغارستان کو بھی اپنے دائرہ حکومت میں شامل کر لیا۔

ابوعلی کی شکست: امیر نوح نے بخارا پہنچ کر اپنی مالی اور فوجی حالت درست کی اور ایک جرار فوج مرتب کر کے فضل ۵ بن محتاج بردار ابوعلی کی سرداری میں ابوعلی سے جنگ کرنے کے لئے صفانیان روانہ کی۔ صفانیان میں پہنچ کر اتفاق سے چند دن تک نوبت جدال کی نہ آئی۔ کمانڈروں کی ایک جماعت نے فضل پر ہمت لگائی کہ یہ اپنے بھائی سے مل گیا ہے اور گرفتار کر کے بخارا امیر نوح کے پاس بھیج دیا۔ اس واقعہ کی خبر ابوعلی کو طغارستان میں پہنچی ابوعلی نے طغارستان سے صفانیان ۶ کی جانب کوچ کیا ربیع الاول ۳۳۵ھ تک دونوں فوجوں میں سخت اور خونریز لڑائی ہوتی رہی بالآخر امیر نوح کے لشکریوں نے ابوعلی کو شکست دی ابوعلی شکست کھا کر صفانیان کی جانب لوٹا اور جب وہاں بھی اس کو پناہ نہ ملی تو وہاں سے نکل کر اس کے قریب ہی شومان ۷ میں آ ٹھہرا۔

ابوعلی کی فرمانبرداری: امیر نوح کی فوج نے صفانیان میں داخل ہو کر لوٹ لیا ابوعلی کا محل اس کے امراء کے مکانات ویران کر دیئے گئے۔ پھر امیر نوح کے لشکر نے اتنی کامیابی پر اکتفا نہ کر کے ابوعلی کا تعاقب کیا۔ ابوعلی اس وقت جنگ سے تنگ آ گیا تھا۔ مگر مرتا کیا نہ کرتا مجبور لوٹ پڑا اور نہایت سختی سے حکمت عملی کے ساتھ ان کو ایسا گھیر لیا کہ رسد و غلہ کی آمد کا کیا خط و کتابت کی راہ بھی مسدود ہو گئی۔ تب لشکر امیر نوح نے صلح کا پیغام دیا۔ ابوعلی نے یہ درخواست منظور کر لی اور اپنے بیٹے ابوالمظفر عبداللہ کو امیر نوح کی خدمت میں بطور رہن بھیج دیا۔ چنانچہ ماہ جمادی الاول ۳۳۳ھ میں صلح نامہ کی تکمیل ہوئی۔ فتنہ و فساد کا دروازہ بند ہو گیا۔

جس وقت ابوعلی کا بیٹا ابوالمظفر بخارا پہنچا امیر نوح توقع سے زیادہ اعزاز و اکرام سے پیش آیا۔ اپنے امراء کو اس کے استقبال کا حکم دیا اور جب وہ دربار میں حاضر ہوا اس کو خلعت دی اور اپنے ہم نشینوں کے زمرے میں داخل کر لیا۔

رکن الدولہ کی چالاکي: ابن اثیر نے لکھا ہے کہ یہ وہ واقعات ہیں جنہیں مؤرخین خراسان نے روایت کیا ہے اہل عراق کہتے ہیں کہ جب ابوعلی خراسانی شکرے ہوئے رے کی طرف روانہ ہوا تو رکن الدولہ بن بویہ نے اپنے بھائی عماد الدولہ سے امداد طلب کی۔ عماد الدولہ نے لکھ بھیجا کہ تم رے چھوڑ کر میرے پاس چلے آؤ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ابوعلی ”رے“ پر قابض ہو جائے گا تم اس کی پرواہ نہ کرو چنانچہ رکن الدولہ نے ایب ہی کیا اور ابوعلی نے ”رے“ پر قبضہ بھی کر لیا۔ اس کے بعد عماد الدولہ نے خفیہ طور سے امیر نوح کو لکھ بھیجا کہ میں ابوعلی سے ایک لاکھ دینار سالانہ زیادہ رے کا خراج دینے پر تیار ہوں اور سال بھر کا خراج پیشگی ادا کرتا ہوں۔ امیر نوح نے عماد الدولہ کی جب یہ درخواست منظور کر لی تو عماد الدولہ امیر نوح کو ابوعلی کی طرف سے

۱۔ اس پر اس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۳ ص ۳۵۰) پر ۳۳۶ھ تحریر ہے۔ ۲۔ فضل اپنے بھائی ابوعلی کی قید سے نکل کر قستان بھاگ گیا تھا، وہاں پہنچ کر ایک راہ کو چھڑ کر کے نیشاپور کی طرف بڑھا۔ اس وقت نیشاپور میں ابوعلی کی طرف محمد بن عبدالرزاق حکومت کر رہا تھا۔ فضل کی آمد کی خبر نے عبدالرزاق مقابلہ پر تیار کیا اور پہلے ہی حملہ میں فضل کو شکست دیدی۔ فضل شکست کھا کر بخارا پہنچا۔ امیر نوح نے انتہائی عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ پھر کچھ عرصہ بعد عظیم لشکر کے ساتھ صفانیان روانہ کر دیا۔ دیکھو تاریخ کامل ص ۱۸۱ مطبوعہ مصر۔ ۳۔ اہل عجم اس کو جغانیاں کہتے ہیں؛ ماوراء النہر میں ترند کے آس پاس کے علاقوں سے ملی ہوئی ایک بڑی حکومت تھی۔ (یاقوت حموی تاریخ البلدان) ۴۔ اشومان ایک علاقہ ہے جو صفانیان سے چوبیس کوس کے فاصلے پر ہے دیکھیں (تاریخ کامل ابن اثیر جلد نمبر ۳ ص ۱۸۲ مطبوعہ مصر)۔ (مترجم)

بدن کرنے لگا وقتاً فوقتاً اس کی بغاوت سے ڈراتا اور گاہے بگاہے اسے ابوعلی کو گرفتار کرنے کی ترغیب دیتا تھا۔ بلاخرامیرنوح اس بات پر تیار ہو گیا اور اپنا ایک قاصد رکن الدولہ کے پاس ”رے“ کا پیشگی خراج لینے اور ضمانت نامہ لکھانے کے لئے روانہ کیا رکن الدولہ نے ان واقعات سے ابوعلی کو مطلع کر دیا اور ابوعلی اس وقت ہمدان میں تھا اور ابوعلی یہ خبر پا کر ہمدان سے خراسان کی جانب لوٹا اور رکن الدولہ نے رے کی طرف قدم بڑھائے۔ اس سے خراسان میں ایک عظیم تلاطم پیدا ہو گیا۔ ادھر رکن الدولہ نے امیرنوح کے قاصد کو یہ کہہ کر لوٹا دیا کہ راستے میں ابوعلی پڑتا ہے مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں وہ موٹ نہ لے اس وجہ سے میں رے کا خراج نہیں بھیجتا اور درپردہ ابوعلی کو کھلوایا کہ تم مخالفت کا اعلان کر دو میں تمہاری مدد کروں گا۔ امیرنوح اور ابوعلی رکن الدولہ کے دھوکے میں آ گئے نیشاپور میں ایک دوسرے سے گٹھ گیا۔ امیرنوح کو شکست ہوئی ابوعلی نے بخارا پر قبضہ کر لیا اس کے بعد حکمت عملی سے ابوعلی اور ابراہیم سے ناچاقی کرادی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں میں علیحدگی ہو گئی۔ اس وقت رکن الدولہ کو پھر موقع مل گیا امیرنوح کو ابھار کر اس کے چچا ابراہیم سے ٹرا دیا۔ ابراہیم کے سپہ سالاران لشکر بوقت جنگ امیرنوح سے مل گئے جس کی وجہ سے ابراہیم کو شکست ہوئی۔ اثناء لڑائی ابراہیم گرفتار کر لیا گیا۔ امیرنوح نے اس کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھر وادیں اور اس کے خاندان کے ایک گروپ کو بھی یہی سزا دی۔ واللہ اعلم۔

عبدالرزاق کی خراسان میں بغاوت:..... محمد بن عبدالرزاق طوس اور اس کے صوبوں کا گورنر تھا۔ جس وقت ابوعلی نے نیشاپور سے امیرنوح کے خلاف فوج کشی کی تھی اس وقت ابوعلی نے محمد بن عبدالرزاق کو نیشاپور کی حکومت پر اپنا نائب مقرر کیا تھا چنانچہ جب امیرنوح کے قدم حکومت کے زینہ پر جم گئے تو محمد بن عبدالرزاق نے بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیا۔ اتفاقاً اسی زمانہ میں دشمنکیر جرجان سے حسن بن فریزان سے شکست کھا کر امیرنوح کی خدمت میں پہنچ گیا اور امداد کی درخواست کی امیرنوح نے منصور کی سپہ سالاری میں ایک فوج عظیم نیشاپور روانہ کی اور یہ ہدایت کی کہ حتی الامکان عبدالرزاق کے معاملہ میں جلد بازی سے کام لیا جائے محمد بن عبدالرزاق نے یہ خبر پا کر ۳۳۶ھ میں نیشاپور چھوڑ کر استرآباد کا راستہ لیا۔ منصور نے اس کے تعاقب میں قدم بڑھایا۔

محمد بن عبدالرزاق کی فرمانبرداری:..... مگر محمد بن عبدالرزاق نے جرجان میں پہنچ کر رکن الدولہ بن بویہ سے امن حاصل کر لیا اور رے چلا گیا۔ منصور بن قراتکین نے طوس کی جانب کوچ کیا قلعہ شملان میں رافع بن عبدالرزاق کا محاصرہ کیا۔ رافع کے بعض ہمراہیوں نے منصور سے ساز باز کر لی اور اس سے امن کی درخواست کی جس سے رافع کی کمرٹوٹ گئی۔ شملان چھوڑ کر قلعہ ارک چلا گیا منصور نے شملان ① پر اور اس کے سارے مال و اسباب و ذخائر پر قبضہ کر لیا اس کے بعد منصور نے قلعہ ارک کا رخ کیا اور اس کا بھی محاصرہ کر لیا احمد بن عبدالرزاق نے اپنے ہوا عمام اور اہل و عیال سمیت منصور سے امن حاصل کر لیا اور رافع اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ قلعہ چھوڑ کر پہاڑوں میں چلا گیا۔ منصور نے قلعہ کے سارے مال و اسباب پر قبضہ کر لیا محمد بن عبدالرزاق کے اہل و عیال اور اس کی ماں کو بخارا روانہ کر دیا۔ بخارا میں پہنچ کر یہ لوگ قید کر دیئے گئے۔

آذربائیجان کی طرف روانگی:..... تم یہ پڑھ چکے ہو کہ عبدالرزاق جرجان سے رے چلا گیا تھا پس جس وقت عبدالرزاق رے میں پہنچا رکن الدولہ نے انعام دیئے اور وظیفہ مقرر کر دیا اور مرزبان سے جنگ کرنے کو آذربائیجان کی طرف جانے کا حکم دیا جیسا کہ آگے بیان کیا جائے گا۔

رکن الدولہ بن بویہ کا طبرستان برجان پر قبضہ:..... جس وقت خراسان میں بدظمی کا سلسلہ شروع ہوا اور اضطرابی کیفیت پیدا ہوئی رکن الدولہ بن بویہ اور حسن بن قیرزان نے جمع ہو کر دشمنکیر کے مقبوضات کی طرف قدم بڑھایا چنانچہ ان لوگوں نے دشمنکیر کو شکست دی اور رکن الدولہ نے طبرستان پر قبضہ کر لیا اس کے بعد طبرستان سے نکل کر جرجان جا پہنچا اور اس پر بھی قابض ہو گیا۔ حسن بن قیرزان نے نظم و نسق کی غرض سے جرجان میں قیام یہ دشمنکیر کے کمانڈروں نے امن کی درخواست کی چنانچہ رکن الدولہ نے ان لوگوں کو امن دیدیا۔

منصور کا جرجان پر حملہ:..... دشمنکیر اس شکست سے دل برداشتہ ہو کر خراسان چلا گیا والی خراسان سے امداد کی درخواست کی چنانچہ منصور بن قراتکین لشکر خراسان کو ترتیب دے کر دشمنکیر کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے جرجان کی طرف بڑھا۔ اس وقت جرجان میں حسن بن قیرزان موجود تھا چونکہ

منصور کا دس وشمکیر سے صاف نہ تھا اس وجہ سے منصور نے حسن سے جنگ چھیڑنے میں حیلہ و بہانے سے کام لیا اور خط و کتابت کر کے مصالحت کرنی اور اس کے بیٹے کو بطور ضمانت کے طور پر اپنے پاس بلا لیا۔

اس واقعہ کے بعد منصور کو امیر نوح کی ایک ایسی خبر ❶ ملی جس سے منصور کو بے حد قلق ہوا اس نے حسن کے بیٹے کو حسن کے پاس واپس کر دیا اور خود نیشاپور لوٹ آیا باقی رہ گیا وشمکیر وہ جرجان میں ٹھہرا۔

قراتکین کا رے کی طرف جانا اور واپس ہونا: ۳۳۵ھ میں منصور بن قراتکین امیر نوح سامانی کے حکم پر رے کی طرف روانہ ہوا۔ چونکہ رکن الدولہ بن بویہ ان دنوں اطراف فارس میں تھا اس لئے منصور بغیر مزاحمت رے اور پورے جہلہ پر قریب تک قبضہ ہو گیا۔

ہمدان پر سبکتگین کا قبضہ: سبکتگین ان واقعات سے متاثر ہو کر منصور کو روکنے نکلا چنانچہ خراسانی لشکر سے مقابلہ ہو گیا اس وقت یہ غارتگری میں مصروف تھا چنانچہ سبکتگین نے ان کے سردار بن حکم خمارتکین کو گرفتار کر کے بغداد بھیج دیا باقی بچتے والے لشکر خراسان نے ہمدان میں جا کر پناہ لی۔ سبکتگین نے تعاقب کیا خراسانی لشکر نے ہمدان بھی چھوڑ دیا۔ اس پر سبکتگین نے قبضہ کر لیا اس دوران رکن الدولہ بھی پہنچ گیا اور اپنے وزیر السلطنت ابو الفضل بن الحمید سے مشورہ کیا وزیر السلطنت نے رائے دی کہ استقلال کے ساتھ جنگ کی جانے کے بعد خراسانی لشکر رسد و غلبہ بند ہونے کی وجہ سے رے کی طرف بھاگ گیا حالانکہ رسد و غلبہ کی کمی میں دونوں حریف برابر تھے۔ فرق اتنا تھا کہ دیلمی چونکہ دیہاتی زندگی کے زیادہ قریب تھے بھوک پیاس کی تکلیف برداشت کر گئے اور خراسانی لشکر بھاگ نکلا رکن الدولہ نے کامیابی کے ساتھ لشکر خراسان کے کیمپ پر قبضہ کر لیا۔

قراتکین کی وفات ابوعلی کی گورنری خراسان: ... اصفہان سے واپسی کے بعد منصور بن قراتکین (سپہ سالار عسا کر خراسانیہ) نے ”رے“ میں ماہ ربیع الاول ۳۳۶ھ میں وفات پائی۔ اسے سنبج ❷ میں اپنے والد کے قریب دفن کیا گیا۔ امیر نوح نے لشکر خراسان اور اس کی حکومت پر ابوعلی بن محتاج کو مامور کیا اور نیشاپور واپس جانے کی ہدایت کی۔

چونکہ منصور بن قراتکین لشکر خراسان کے ہاتھوں شکست آ گیا تھا اس لئے آئے دن خراسان کی گورنری سے استعفیٰ دیا کرتا تھا اور امیر نوح ہمیشہ ابوعلی کو گورنر بنانے کا وعدہ کرتا تھا چنانچہ جب منصور کی وفات ہوئی تو امیر نوح نے خلعت اور جھنڈا ابوعلی کے پاس روانہ کیا اور اسے خراسان جانے کا حکم دیا اور رے بطور جاگیر عطا کیا۔ چنانچہ ابوعلی ماہ رمضان ۳۳۶ھ میں صغانیان سے روانہ ہوا اور اپنی جگہ اپنے بیٹے ابو منصور کو قائم مقام مقرر کر گیا اور کوچ و قیام کرتا ہوا مرو و پھنچ اور وہیں خوارزم کے معاملے کے آخر تک ٹھہرا ہا پھر وہاں سے نیشاپور گیا اور قیام اختیار کیا۔

طبرک کا محاصرہ: ۳۳۶ھ میں وشمکیر نے امیر نوح سے خط و کتابت کا سلسلہ جاری کیا اور امداد کی درخواست کی امیر نوح نے ابوعلی بن محتاج کو خراسانی افواج کے ساتھ وشمکیر کے ساتھ ”رے“ آ جانے کے لئے لکھا چنانچہ اس حکم کے مطابق اسی سال ماہ ربیع الاول میں ابوعلی لشکر خراسان کے ساتھ رے کی طرف رکن الدولہ سے جنگ کے لئے روانہ ہوا۔ رکن الدولہ نے فوج کی کثرت سے ذکر مقابلہ نہ کیا اور قلعہ طبرک میں جا کر قلعہ بندی کر لی ابوعلی کئی مہینے تک محاصرہ کئے ہوئے لڑتا رہا حتیٰ کہ اسے اپنی کامیابی کی امید ختم ہو گئی سردی کی شدت سے بہت سے جانور ہلاک ہو گئے مجبوراً صبح کی طرف مائل ہو گیا۔ محمد بن عبدالرزاق نے دونوں کی مصالحت کرادی دو ہزار سالانہ خراج رکن الدولہ نے دینا قبول کیا اور آپس میں مصالحت ہو گئی۔ ابوعلی لوٹ کر خراسان آ گیا۔ وشمکیر کو یہ بات ناگوار گزری امیر نوح کو لکھنا شروع کیا کہ ابوعلی نے جنگ میں دو غلی چال چلی اور رکن الدولہ سے سازش کر لی۔ مصالحت اور ابوعلی کی واپسی کے بعد رکن الدولہ نے وشمکیر کا رخ کر لیا وشمکیر شکست کھا کر اسفر اچلا گیا اور رکن الدولہ نے طبرستان پر قبضہ کر لیا۔

ابوعلی کی معزولی: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ وشمکیر نے امیر نوح کو ابوعلی کی طرف سے برا بیختہ کرنا شروع کر دیا تھا رفتہ رفتہ اس کے لگانے بچھنے کا یہ اثر ہوا کہ امیر نوح نے ۳۳۶ھ میں ابوعلی کی حکومت خراسان سے معزولی کا فرمان لکھ کر بھیجا سپہ سالاروں کو بھی اس کا اطلاعی خط روانہ کر دیا۔

❶ چونکہ امیر نوح نے جنگیں کی لڑکی سے جو کہ منصور کا غلام تھا خود عقد کر لیا تھا اس لئے منصور کو اس سے برا فروختی پیدا ہوئی کیونکہ امیر نوح نے منصور بن قراتکین کی بیٹی کا عقد اپنے آزاد کردہ غلام سے کر دیا تھا (دیکھو تاریخ کامل جلد ۸ مطبوعہ مصر صفحہ نمبر ۱۸۸) (مترجم) ❷ ابن اثیر میں اس فیجاب کے بجائے اس فیجاب تحریر ہے اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے

اور اس کی جگہ اس کے گورنری اور اقواج کی کمان پر ابوسعید بکر بن مالک فرغانی کو مقرر کیا۔ ابوعلی نے معذرت کی مگر پذیرائی نہ ہو سکی۔ نیش پور کے رؤساء اور اراکین شہر نے ابوعلی کی بحالی و برقراری کی درخواستیں دیں جن کی منظوری نہ ہو سکی چنانچہ ابوعلی کو اس سے برہمی پیدا ہو گئی اور وہ علم بغاوت بند کر کے نیشاپور میں اپنے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔ امیر نوح کو اس کی خبر ملی تو اس نے وشمگیر اور حسن بن قیرزان کو لکھ کر بھیجا کہ تم دونوں متحد ہو کر اور ایک دوسرے کا معاون بن کر رکن الدولہ کے مقابلے پر جاؤ اور جہاں کہیں اس کے امراء اور سرداروں کو دیکھو، بے تامل لڑائی چھیڑ دو۔ وشمگیر اور حسن نے اس حکم کی نہایت مستعدی سے تعمیل شروع کی۔ اس سے ابوعلی کو خطرہ پیدا ہو گیا کیونکہ وہ نہ تو صفانیان کی طرف لوٹ سکتا تھا اور نہ ان دونوں کی وجہ سے خراسان میں ٹھہر سکتا تھا چارنا چار رکن الدولہ کی طرف مائل ہو گیا اور اس سے حاضری کی اجازت مانگی۔ رکن الدولہ نے حاضری کی اجازت دے دی چنانچہ ابوعلی ۳۴۳ھ میں ”رے“ چلا گیا۔ رکن الدولہ بڑی آؤ بھگت سے ملا اور اپنے پاس ٹھہرایا ابوعلی کی روانگی کے بعد ابوسعید بکر نے خراسان پر قبضہ کر لیا۔

امیر نوح کی وفات اور عبد الملک کی حکومت:..... امیر نوح ”حمید“ نے بارہ سال حکومت کر کے ماہ ربیع الاخر ۳۴۳ھ میں سفر آخرت اختیار کیا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا عبد الملک تخت حکومت پر بیٹھا ہوا۔ ابوسعید بکر بن مالک فرغانی نے حکومت ہاتھ میں لے لی۔ چنانچہ جب اندرونی اصلاح اور انتظام مملکت سے اطمینان حاصل ہو گیا تو عبد الملک نے ابوسعید بکر کو خراسان جانے کا حکم دیا خراسان میں اس کے اور ابوعلی کے جو واقعات پیش آئے انہیں ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں۔

رے و اصفہان پر فوج کشی:..... پھر ۳۴۴ھ میں خراسانی لشکر نے ”رے“ کی طرف قدم بڑھایا۔ ان دنوں ”رے“ میں رکن الدولہ بن بویہ جرجان سے آ کر ٹھہرا ہوا تھا۔ رکن الدولہ نے اس سے مطلع ہو کر اپنے بھائی معز الدولہ سے امداد طلب کی۔ چنانچہ معز الدولہ نے دار الخلافہ بغداد سے ایک فوج اپنے صاحب سبکتگین کمان میں روانہ کی ابوسعید نے بھی خراسان سے ایک دوسرا لشکر محمد بن ماکان کی کمان میں قریب ترین راستہ سے اصفہان بھیجا۔ اصفہان میں اس وقت ابو منصور علی بن بویہ بن رکن الدولہ موجود تھا لشکر خراسانی کی آمد کی خبر سن کر اپنے باپ کے حرم اور خزانے کو لے کر نکل کھڑا ہوا اور خائنجان میں جا کر دم لیا محمد بن ماکان نے اصفہان پر قبضہ کر کے ابو منصور کا تعاقب کیا ابو منصور تو ہاتھ نہ آیا خزانہ سامنے آ گیا فوراً قبضہ کر کے آگے بڑھا۔

محمد بن ماکان کے ساتھ ٹکراؤ:..... کچھ دور چل کر ابو منصور کو بھی گھیر لیا اتفاق سے اسی وقت ابو الفضل بن عمید (رکن الدولہ کا وزیر السلطنت) پہنچ گیا اور اپنے ساتھیوں کو مرتب کر کے محمد بن ماکان کے مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی جس میں ابن عمید کے اکثر ساتھی بھاگ کھڑے ہوئے مگر ابن عمید نے میدان جنگ سے منہ نہ موڑا بلکہ مسلسل لڑتا رہا محمد بن ماکان کا لشکر کامیابی کے جوش و سرور میں لڑائی چھوڑ کر لوٹ کھسوٹ میں مصروف ہو گیا۔

محمد بن ماکان کی گرفتاری:..... اس دوران ابن عمید کے پاس تھوڑے سے آدمی آ کر جمع ہو گئے ابن عمید نے ان لوگوں سے مر جانے پر عہد لے کر محمد بن ماکان کے لشکر پر حملہ کیا چنانچہ محمد بن ماکان کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی اور محمد بن ماکان کو گرفتار کر لیا گیا ابن عمید کامیابی کا جھنڈا ملے کر اصفہان کی طرف آیا اور اس پر قابض ہو گیا رکن الدولہ کے بیوی بچے اصفہان کے جس جگہ رہتے تھے وہیں ٹھہرائے گئے۔

رکن الدولہ اور بکر بن مالک کی صلح:..... ان واقعات کے بعد رکن الدولہ نے بکر بن مالک سپہ سالار لشکر خراسان کے پاس صلح کا پیغام بھیجا اور سالانہ مقررہ خراج ادا کرنے پر صلح کر لی ”رے“ اور بلاد جبال پر صلح کے ساتھ حسب شرط مذکورہ بالا قابض ہو گیا۔ اس کے بعد دار الخلافہ بغداد سے اس کے بھائی نے خلعت اور گورنری کا جھنڈا خراسان روانہ کیا جو ماہ ذی الحجہ ۳۴۴ھ میں خراسان پہنچا۔

منصور کی امارت:..... امیر عبد الملک اپنی حکومت کے ساتویں سال گیارہویں شوال ۳۵۰ھ کو انتقال کر گیا اس کے بعد اس کا بھائی ابو الحرث منصور بن نوح نے تخت حکومت پر قدم رکھا اس کے زمانہ حکومت کے شروع میں رکن الدولہ نے طبرستان اور جرجان پر قبضہ کر لیا وشمگیر یہاں بے نکل کر ”بلد جبل“ چلا گیا۔

خراسان کی طرف لشکر کی روانگی: ۳۵۰ھ میں ابوعلی بن الیاس (والی کرمان) وفد کے ساتھ امیر ابوالمحرث منصور کی خدمت میں آیا اور بنو بویہ کے خلاف امداد کی درخواست کی رے کی سرسبزی اور شادابی کا ذکر کر کے اس پر قبضہ کرنے کی تحریک کی ترغیب دی۔ امیر منصور نے دشمنی و دشمنی بن قیزان کو رے کے ارادے سے مطلع کیا اور تیاری کا حکم دیا اس کے بعد ایک فوج مرتب کر کے ابو الحسن بن محمد بن سکجور اودانی جو کہ افواج خراسان کا کمانڈر انچیف تھا کی کمان میں رے کی جانب روانہ کیا اور اس کو یہ ہدایت کی کہ دشمنی کی رائے سے سارے کام کرنا اور اسی کو میدان جنگ کا سپہ سالار اور امیر لشکر بنانا۔

دشمنی کی وفات: رفتہ رفتہ یہ خبر رکن الدولہ تک پہنچی تو وہ گھبرا گیا۔ چنانچہ اپنے اہل و عیال اور بچوں کو اصفہان بھیج دیا اپنے بیٹے عز الدولہ کو فارس سے امدادی فوج بھیجنے کے لئے لکھا اور بغداد میں اپنے بھتیجے عز الدولہ بن بختیار کو لکھا کہ جہاں تک جلدی ممکن ہو سکے ملک روانہ کرو چنانچہ عز الدولہ نے ایک فوج اپنے باپ کی کمک پر خراسان کے راستے اس بات کے اظہار کے لئے کہ خراسان اس وقت اپنے محافظین سے خالی ہے روانہ کیا۔ اہل خراسان اس خبر سے گھبرا کر ہر نکلے اور خراسان چھوڑ کر دامغان میں جا کر دم لیا۔ رکن الدولہ یہ خبر پا کر اپنے لشکر سمیت رے سے نکل کر ان کی طرف بڑھا اسی دوران دشمنی ایک دن سوار ہو کر شکار کھیلنے نکلا اتفاق سے ایک جنگی سوار سامنے آ گیا دشمنی نے اسے تیر مارا۔ نشانہ خالی گیا اور ادھر سور نے حمد کر کے دشمنی کے گھوڑے کو زخمی کر دیا۔ دشمنی زمین پر گر گیا سور نے لپک کر دشمنی پر بھی حملہ کیا اسے اتنا زخمی کر دیا کہ وہ وہیں مر گیا یہ واقعہ ماہ محرم ۳۵۱ھ کا ہے۔

دشمنی کے مرتے ہی رکن الدولہ کو اطمینان حاصل ہو گیا جو لوگ اس کو ایذا دینے کے درپے تھے اپنا اپنا سامنہ لے کر دم بخود ہو گئے۔ ہستون بن دشمنی باپ کی جگہ حکمران بنا اس نے خط و کتابت کا سلسلہ شروع کر کے رکن الدولہ سے مصالحت کر لی چنانچہ رکن الدولہ نے اسے مالی اور فوجی مدد دی۔

ابوعلی بن الیاس کے حالات: ابوعلی بن الیاس نے بنو سامان کی حکومت کے تحت صوبہ کرمان پر قبضہ کر لیا تھا اور اس کی حکومت و سلطنت کو ایک گونہ استحکام و استقلال حاصل ہو گیا تھا اس کے بعد یہ فالج میں مبتلا ہو گیا اور مدتوں اس میں گرفتار رہا اس کے تین بیٹے تھے السبع، ایاس اور سلیمان جب ابوعلی کو اپنی زندگی کی امید نہ رہی تو اس نے اپنے اراکین دولت کو جمع کر کے یہ وعدہ لیا کہ میرے بعد تخت حکومت کا مالک السبع ہوگا اور السبع کے بعد ایاس کو حکومت دی جائے۔ سلیمان کی السبع سے عداوت تھی لہذا اسے حکم دیا کہ ”بلاد صغد“ میں جا کر مقیم ہو جائے اور وہاں کے مال و اسباب پر قبضہ کرے۔ سلیمان اس حکم کے مطابق بلاد صغد کی طرف روانہ ہو گیا اور سیرجان پر قبضہ کر لیا۔ جب ابوعلی کو اس کی خبر لگی تو اس نے اپنے دوسرے بیٹے (السبع) کو بڑی فوج کے ساتھ روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ سلیمان کو لڑ کر ملک بدر کر دو اور اگر اسے ”بلاد صغد“ کے قبضہ کی خواہش ہو تو اسے اس سے بھی روک دو۔

سیرجان پر قبضہ: چنانچہ السبع کوچ و قیام کرتا ہوا سلیمان تک پہنچ گیا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ سلیمان تنگ ہو کر حکمت عملی سے اپنے مال و اسباب سمیت حصار سے نکلا اور خراسان چلا گیا اور السبع نے سیرجان پر قبضہ کر لیا۔

سلیمان بن ابوعلی: ان واقعات کے بعد ابوعلی ۱ بخارا چلا گیا اس وقت اس کا بیٹا سلیمان بھی وہیں موجود تھا امیر ابوالمحرث منصور عزت و احترام سے پیش آیا اور اپنے مقربین میں داخل کر لیا۔ ابوعلی نے امیر ابوالمحرث کو ”رے“ پر فوج کشی کرنے کی ترغیب دی چنانچہ امیر ابوالمحرث نے فوجیں مرتب

۱ ابوعلی کے بخارا جانے کی کیفیت کو ابن اثیر نے اس طرح بیان کیا ہے کہ سیرجان پر السبع کے قابض ہونے کے بعد اہل شہر نے خوفزدہ ہو کر ابوعلی سے السبع کی شکایت کی۔ ابوعلی نے جب تحقیق السبع کو گرفتار کر کے قلعہ میں قید کر دیا۔ السبع کی والدہ الیاس کی ماں کے پاس گئی اور اس سے یہ کہا کہ دیکھ ہمارے شوہر نے جو عہد ہمارے بیٹے کے حق میں کیا تھا اس کو توڑ دیا اس کے بعد تمہارے بیٹے الیاس کے ساتھ بھی یہی واقعہ پیش آئے گا نتیجہ کیا ہوگا کہ ملک و حکومت آل الیاس سے نکل جائے گی۔ مناسب یہ ہے کہ تم میرے لڑکے السبع کی رہائی میں ہاتھ بٹاؤ۔ ایاس کی ماں اس پر راضی ہو گئی۔ ابوعلی کو کسی وقت غش آ جاتا تھا اور دیر تک اس میں مبتلا رہتا تھا دونوں عورتوں نے ابوعلی کی غشی کے وقت مل کر السبع کو رہا کر دیا۔ السبع قید سے رہا ہو کر شکر گاہ میں پہنچا لشکریوں نے انتہائی خوشی سے خیر مقدم کیا اور مطہج ہو گئے۔ جن لوگوں نے لگایا بچھایا تھا وہ بھاگ گئے۔ اور بعض گرفتار کر لئے گئے۔ السبع نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا جب ابوعلی کو غش سے فائدہ ہو تو وہ خود کو محاصرے میں دیکھ کر اپنے بیٹے السبع سے اس کا طلب گار ہوا۔ السبع نے قلعہ اور صوبہ کرمان لے کر اپنے باپ ابوعلی کو اس دیکھا ابوعلی بخارا چلا گیا۔ دیکھیں (تاریخ کامل ابن اثیر جلد نمبر ۸ ص ۲۳)

کر کے ”رے“ کی طرف روانہ کیں جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں اور اب علی اسی کے پاس ٹھہرا رہا یہاں تک کہ ۳۵۶ھ میں مر گیا۔ (جیب کہ اس کے حالات میں مذکور ہے)

کچھ عرصے بعد السع بھی چلا گیا اور وہیں قیام پذیر ہو گیا اس کے بعد سلیمان نے امیر ابو الحارث منصور کو کرمان کے قبضہ پر ابھارا اور اس کی سرسبزی و شادابی کا ذکر کرتے ہوئے یہ ظاہر کیا کہ اہل کرمان آپ کے مطیع ہیں آپ کے پہنچنے کی دیر ہے وہ فوراً اطاعت قبول کر لیں گے۔ چنانچہ امیر ابو الحارث نے ایک فوج سلیمان کے ہمراہ کرمان کی طرف روانہ کی جیسے ہی سلیمان کرمان کے قریب پہنچا اطراف و جوانب (تمض اور یو یس) کے رہنے والوں نے اور ان لوگوں نے جو عز الدولہ کے خلاف تھے اطاعت قبول کر لی اور اس کے مطیع ہو گئے اس سے سلیمان کے قدم حکومت پر جم گئے۔ کورکین (گورنر کرمان) جو عز الدولہ کی طرف سے کرمان میں تھا۔ یہ خبر پا کر روک تھام کے لئے نکلا چنانچہ سلیمان کی اس سے جنگ ہوئی۔ سلیمان کے ساتھی سلیمان کو تنہا چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے جس سے سلیمان کو شکست ہو گئی۔ اس کے ساتھ اس کے دو بھتیجے بکر و حسین بن السع اور بہت سے کمانڈر کام آ گئے اور کرمان پر دہلیم کا قبضہ ہو گیا۔

منصور اور بنو بویہ میں مصالحت:..... ان واقعات کے بعد امیر ابو الحارث کی منصور بن نوح (والی خراسان و ماوراء النہر) اور رکن الدولہ سے مصالحت ہو گئی اس نے اپنی بیٹی کا عقد اس سے کر دیا اور بے انتہا ہدایا اور تحائف دیئے کہ جس کی نظیر نہیں مل سکتی۔

دونوں امیروں کے صلح نامہ پر سرداران خراسان، فارس اور عراق نے اپنے دستخط کئے۔ اس صلح نامہ کی تکمیل ابو الحسن محمد بن ابراہیم بن سکجور (افواج خراسان کے کمانڈر) نے کرائی تھی جو امیر ابو الحارث منصور کی طرف سے تھا یہ واقعہ ۳۵۷ھ کا ہے۔

نوح بن منصور کی امارت:..... ۳۶۶ھ کے درمیان امیر ابو الحارث منصور نے بخارا میں وفات پائی پھر اس کا بیٹا ابو القاسم نوح تخت حکومت پر بیٹھا۔ ابو القاسم نوح ایک کم عمر لڑکا تھا۔ حد بلوغ کو نہیں پہنچا تھا۔ قلمدان وزارت ابو الحسن عقی کو سپرد کیا گیا عہدہ حجابت سے ابو العباس قاسم (ابو الحسن کا آزاد غلام) ممتاز ہوا۔

ابو العباس کی گورنری:..... ہم اوپر خلف بن احمد لیشی والی بھتان کے حالات میں بیان کر چکے ہیں کہ اس نے امیر منصور بن فرج سے اپنے قریبی عزیز طاہر بن خلیف بن احمد بن حسین کے مقابلے میں جس نے ۳۵۴ھ اس سے بغاوت کی تھی۔ امداد طلب کی تھی چنانچہ امیر منصور نے خلف بن احمد کو فوجی مدد دی اور اسے اس کی حکومت کی کرسی پر دوبارہ بٹھا دیا اس کے بعد جبکہ امیر منصور کے لشکر کو خلف نے رخصت کر دیا۔ طاہر نے پھر بغاوت کر دی۔ خلف نے امیر منصور سے دوبارہ امداد طلب کی امیر منصور نے امداد دی اس دوران طاہر انتقال کر گیا۔ اس کا بیٹا حسین امارت کی کرسی پر فائز ہوا۔ خلف نے اس کا محاصرہ کر لیا اور نہایت سختی سے محاصرہ قائم رکھا بالآخر حسین بھتان کو خیر آباد کہہ کر امیر سعید نوح بن منصور کے پاس چلا گیا اور خلف امیر نوح کی ماتحتی میں بھتان میں حکومت کرنے لگا اور خراج سالانہ دارالامات میں بھیجنا شروع کر دیا۔

ارک کا طویل محاصرہ:..... چند دنوں کے بعد شاہی اطاعت اور فرمانبرداری میں کوتاہی کرنے لگا۔ احکام شاہی کے تعمیل میں اعراض اور اغراض سے کام لینے لگا تب حسین بن طاہر عسا کر خراسان کو لے کر خلف بن احمد کی سرکوبی کے لئے آیا اور قلعہ ”ارک“ میں محاصرہ کر لیا۔ کافی عرصے تک محاصرہ کئے رہا۔ وزیر السلطنت ابو الحسن عقی نے سب سالاروں کی ایک جماعت کو جس میں حسن بن مالک اور کناش وغیرہ جیسے کمانڈر تھے کمک پر بھیجا۔ سات سال تک محاصرہ کا سلسلہ جاری و قائم رہا یہاں تک کہ رسد و غلہ اور مال و فوج کا خاتمہ ہو گیا۔

ابن سکجور کی معزولی: ابن سکجور ان دنوں خراسان ہی میں تھا چونکہ اس کا زمانہ حکومت بھی طویل ہو گیا تھا۔ اس لئے سلطان کی اطاعت اچھی طرح نہیں کرتا تھا اور خلف بن احمد اس کا دوست و شیر تھا اس بناء پر اس پر شاہی عتاب ہوا اور اسے حکومت خراسان سے معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ ابو العباس تاش کو حکمرانی کی سند عطا ہوئی۔ ابن سکجور معذرت کا خط لکھ کر ”قہستان“ چلا گیا اور جواب کے انتظار میں ٹھہرا رہا۔ کچھ عرصے بعد بھتان جانے کے بارے میں امیر نوح کا فرمان صادر ہوا چنانچہ ابن سکجور نے بھتان کا رخ کیا اور وہاں پہنچ کر خلف بن احمد کو حسین بن طاہر کے محاصرے سے

نکل جانے کا موقع دے دیا۔ چنانچہ خلف قلعہ طاق میں جا کر پناہ گزیں ہو گیا اور ابن سبجو ر کچھ دنوں تک امیر نوح کو خوش کرنے کے لئے وہیں قیام پذیر رہا پھر وہاں سے واپس آ گیا۔

ابوالعباس تاش: جس وقت امیر نوح نے ابوالعباس تاش کو سپہ سالاری اور حکومت خراسان پر مقرر کیا اور ابوالعباس تاش ۳۷۳ھ میں خراسان پہنچا تو فخر الدولہ بن رکن الدولہ اور شمس المعالی قابوس بن وشمگیر سے ملاقات ہوئی۔ یہ لوگ جرجان سے آئے ہوئے تھے۔

ان دونوں کی سرگزشت یہ ہے کہ جس وقت عزالدولہ نے اپنے بھائی فخر الدولہ کے علاقوں پر قبضہ کر لیا اور اسے شکست دیدی تو فخر الدولہ شمس المعالی قابوس کے پاس جا کر پناہ گزیں ہو گیا۔ عزالدولہ نے شمس المعالی کے پاس فخر الدولہ کو واپس بھیجنے کا خط لکھا اور ساتھ ہی لالچ بھی دی اور دھمکی بھی دی مگر قابوس نے انکار میں جواب دیا۔ چنانچہ عزالدولہ نے طیش میں آ کر فخر الدولہ کی گرفتاری پر اپنے بھائی موید الدولہ کو بڑی فوج کے ساتھ روانہ کر دیا۔ قابوس مقابلہ پر آیا لیکن شکست اٹھا کر بھاگا اور اپنے کسی قلعہ میں جا کر پناہ گزیں ہو گیا اور جب اس میں بھی پناہ کی صورت نظر نہ آئی تو اپنا مال و اسباب لے کر نیشاپور چلا گیا۔ فخر الدولہ بھی میدان جنگ سے اپنی جان بچا کر پھینچ گیا۔ دونوں ابوالعباس سے ملے اور اپنی سرگزشت بیان کی ابوالعباس نے ان کی بے حد عزت کی، تو قیصر و احترام سے ٹھہرایا۔ چنانچہ ان دونوں نے ابوالعباس کے پاس قیام اختیار کر لیا اور موید الدولہ نے جرجان اور طبرستان پر قبضہ کر لیا۔

ابوالعباس کی جرجان روانگی: جب قابوس بن وشمگیر اور فخر الدولہ بن رکن الدولہ ابوالعباس تاش کے پاس آ کر پناہ گزیں ہو گئے اور جرجان اور طبرستان کو موید الدولہ سے واپس لینے کی درخواست کی تو ابوالعباس تاش نے امیر نوح کی خدمت میں اجازت حاصل کرنے کے لئے ایک خط بخار روانہ کیا چنانچہ امیر نوح نے اسے ان دونوں مظلوموں کے ساتھ جانے اور ان کے ملک انہیں واپس دلانے کا حکم دیا ابوالعباس تاش فوجیں تیار کر کے ان دونوں مظلوموں کے ساتھ موید الدولہ سے بدلہ لینے کے لئے روانہ ہو گیا اور سفر و قیام کرتا ہوا جرجان پہنچا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ دو ماہ تک نہایت سختی سے محاصرہ کئے رہا موید الدولہ نے فائق نامی ایک خراسانی کمانڈر کو ملا لیا۔ چنانچہ جنگ کے وقت اس نے حسب وعدہ اپنا مورچہ چھوڑ دیا اور شکست کھا کر بھاگ گیا موید الدولہ نے جرجان سے نکل کر حملہ کیا جس سے خراسانی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی اور شکست کھا کر نیشاپور چلی گئی۔

وزیر السلطنت کا قتل:..... ابوالعباس تاش نے اس شکست کی اطلاع امیر نوح کو بخارا میں دی امیر نوح نے تسلی بھرا فرمان بھیجا اور اپنے تمام زیر کنٹرول علاقوں میں فراہمی فوج کا ایک گشتی فرمان روانہ کر دیا چاروں طرف سے فوجیں مرتب و مسلح ہو کر نیشاپور میں حاضر ہوئیں اور قابوس و فخر الدولہ کو حق دمانے کے لئے ابوالعباس تاش کے زیر حکومت موید الدولہ پر حملہ کریں تھوڑے دنوں میں بڑی فوج جمع ہو گئی۔ اس دوران وزیر السلطنت ابوالحسن عتیمی ۱ کے قتل کی خبر مشہور ہو گئی جس سے فی الوقت تو حملہ ملتوی ہو گیا کیونکہ حکومت و سلطنت وزیر السلطنت ہی کے قبضہ اختیار میں تھی۔ یہ واقعہ ۳۷۳ھ کا ہے۔

ابوالعباس تاش کی بخارا روانگی: وزیر السلطنت کے قتل کے بعد امیر نوح کے بلانے پر ابوالعباس تاش نیشاپور چھوڑ کر نظم حکومت درست کرنے کے لئے بخارا چل گیا اور جن لوگوں نے وزیر السلطنت کو قتل کیا تھا انہیں گرفتار کر کے قصاص لیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ابوالحسن محمد بن ابرہیم بن سبجو نے چند لوگوں کو وزیر السلطنت کے قتل پر مقرر کیا تھا۔

ابوالعباس کا خراسان پر حملہ: آپ اوپر یہ پڑھ چکے ہیں کہ ابوالحسن بن سبجو جس وقت سے جستان گیا تھا۔ وہیں مقیم رہا پھر وہاں سے قہستان لوٹ آیا۔ چنانچہ جب ابوالعباس تاش بخارا روانہ ہوا تو ابن سبجو نے فائق کو لکھا کہ آؤ ہم اور تم متحد ہو کر خراسان پر قبضہ کر لیں چنانچہ ابن سبجو نے قرار میں جواب دیا۔ اس کے بعد دونوں نیشاپور میں جمع ہوئے اور خراسان پر قبضہ کر لیا۔ ابوالعباس تاش یہ خبر پا کر فوجیں نے کران دونوں پر چڑھ گیا۔ ان لوگوں نے گھبرا کر خط و کتابت شروع کی بالآخر یہ طے پایا کہ نیشاپور کی حکومت اور سپہ سالاری ابوالعباس تاش کو دی جائے۔ بلخ فائق کو اور ہرات ابوالحسن بن سبجو کو۔ اس مصالحت کے بعد سب فریق اپنے اپنے صوبوں کی طرف روانہ ہو گئے۔

ابوالعباس کی معزولی۔ فخر الدولہ بن بویہ ان واقعات کے دوران ابن سکجور اور فائق کے ساتھ نیشاپور ہی میں تھا اور امداد کے انتظار میں ٹھہرا ہوا تھا یہاں تک کہ اس کا بھائی مؤید الدولہ ماہ شعبان ۳۰۳ھ میں مر گیا اراکین دولت نے اسے کرسی حکومت پر بٹھانے کے لئے بلوایا اس کی تحریک بن عباد وغیرہ نے چلائی تھی چنانچہ فخر الدولہ نیشاپور سے جرجان روانہ ہوا اور جرجان پہنچ کر اپنے بھائی کے ملک (جرجان اور طبرستان) پر قبضہ کر لیا۔

امیر نوح نے بخارا سے نیشاپور کی جانب ابوالعباس کے روانہ ہونے کے بعد ابوالعباس کی جگہ عہدہ وزارت پر عبداللہ بن عزیز کو مامور کیا۔ اس کی ابوالحسن تھی سے ان بن بلکہ عداوت تھی۔ عبداللہ نے عہدہ وزارت کا چارج لینے کے بعد ابوالعباس تاش کو حکومت خراسان سے سبکدوش کر دیا اور ابوالحسن محمد بن ابراہیم کو خراسان میں نیشاپور کی سند حکومت بھیج دی۔

ابوالعباس کی بغاوت:۔ ابوالعباس تاش نے حکومت خراسان سے معزول ہونے کے بعد امیر نوح کی خدمت میں معذرت اور تطفیل خسرانہ کا خط روانہ کیا مگر امیر نوح نے توجہ نہیں کی اس بناء پر ابوالعباس تاش نے علم بغاوت بلند کر دیا اور فخر الدولہ سے ابن سکجور کے خلاف امداد کی درخواست کی چنانچہ فخر الدولہ نے فوجی اور مالی مدد دی اور اپنے نامور کمانڈر ابو محمد عبداللہ بن عبدالرزاق کو اس خدمت پر مقرر کیا چنانچہ ابو محمد نے اپنی افواج اور عساکر دیلمی کے ساتھ نیشاپور کی طرف قدم بڑھایا، ابن سکجور نیشاپور میں قلعہ نشین ہو گیا اور فریق مخالف نے محاصرہ کر لیا تھوڑے دنوں کے بعد فخر الدولہ نے ایک تازہ دم فوج کمک پر بھیج دی چنانچہ ابن سکجور محاصرہ توڑ کر مقابلہ پر آ گیا ان لوگوں نے اسے شکست دے دی اور اس کے سارے ماں و اسباب کو لوٹ لیا۔ ابوالعباس نے کامیابی کے ساتھ نیشاپور پر قبضہ کر لیا اور دوبارہ امیر نوح کی خدمت میں عذر خواہی اور الطاف شاہی مبذول کرنے کا خط روانہ کیا مگر وزیر السلطنت عبداللہ بن عزیز نے اس کی معزولی پر زیادہ زور دیا جس سے دونوں کے دلوں میں کدورت بدستور باقی رہ گئی۔

ابوالعباس کی شکست:۔ اس شکست کے بعد ابن سکجور نے اپنی حالت درست کی امراء بخارا اس واقعہ سے مطلع ہو کر اس کی کمک پر آئے جس سے اس کی گئی ہوئی قوت بحال ہو گئی۔ شرف الدولہ ابو الفوارس بن عضد الدولہ کو فارس میں امداد کو لکھا چنانچہ شرف الدولہ نے اپنے چچا فخر الدولہ کی دشمنی کی وجہ سے دو ہزار سواروں کے ساتھ اس کی مدد کی۔ ابن سکجور نے ان سب کو مرتب کر کے ابوالعباس تاش کی طرف قدم بڑھایا دونوں میں گھمبہ کی لڑائی ہوئی چنانچہ ابوالعباس شکست کھا کر فخر الدولہ کے پاس جرجان چلا گیا۔ فخر الدولہ نے اس کی بیحد عزت کی اور اسے جرجان، دہستان اور استرآباد بطور جاگیر دیکر ”رے“ کا راستہ لیا اور اتنے مال و اسباب اور آلات حرب روانہ کئے کہ جس کا شمار نہیں ہو سکتا۔

ابوالعباس کی موت:۔ ابوالعباس نے جرجان میں قیام کر کے فوجیں مرتب کیں اور کچھ عرصے میں اپنی مالی حالت درست کر کے خراسان کی طرف قدم بڑھایا مگر سوء اتفاق سے خراسان تک نہ پہنچ سکا بے نیل و مرام جرجان واپس آ گیا اور تین برس قیام کر کے ۳۰۷ھ میں مر گیا۔

اہل جرجان کی بغاوت:۔ اہل جرجان نے ابوالعباس کے اراکین دولت کی اطاعت قبول کر لی مگر ان لوگوں کی بد خلقی اور ظالمانہ کارروائی کی وجہ سے لڑ پڑے۔ ایک سخت اور خونریز لڑائی ہوئی حتیٰ کہ ابوالعباس کے اراکین دولت نے امن کی درخواست کر دی تب اہل جرجان نے اپنا ہاتھ ان کی خونریزی سے اٹھایا۔ پھر وہ لوگ متفرق و منتشر ہو کر ادھر ادھر چلے گئے۔ ان میں سے اکثر نے جن میں ابوالعباس کے ممتاز خواص اور چھوکرے تھے خراسان میں جا کر قیام اختیار کر لیا۔

ابوعلی بن ابوالحسن:۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ والی خراسان ابوالحسن سکجور راجا تک مر گیا تھا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا ابوعلی حکمرانی کر رہا تھا۔ اس کے بھائیوں نے اس کے عم حکومت کے آگے اطاعت کی گردنیں جھکا دی تھیں ان میں سب سے بڑا ابوالعباس تھا۔ البتہ فائق نے حکومت و ریاست کے لئے جھگڑا شروع کر دیا تھا۔ اتنے میں ابوالعباس تاش کے اراکین دولت ابوعلی کے پاس پہنچ گئے۔ جس سے اس کی شان و شوکت بڑھ گئی اور حالت درست ہو گئی۔

ابن سکجور کی خراسان کی گورنری:۔ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ ابوالحسن بن سکجور، ابوالعباس تاش اور فائق نے متحد ہو کر نیشاپور ”سپہ ساری“ خراسان“ حکومت بلخ اور ہرات کے حصہ بخرے کر لئے تھے۔ اس کے وزیر السلطنت عبداللہ بن عزیز کی تحریک سے ابوالعباس تاش کو معزول کر کے اس کی جگہ ابوالحسن کو مامور کیا تھا۔ ان دونوں کے جو واقعات پیش آئے وہ ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں۔ تاش شکست کھا کر جرجان چلا گیا اور ابوعلی ہرات میں

، فائق بلخ میں استقلال و استحکام کے ساتھ حکومت کرنے لگے۔ ادھر وزیر السلطنت عبداللہ بن عزیز جرجان پر قبضہ کر لینے کی حسن کو ترغیب دے رہا تھا۔ اتفاق سے چند دنوں کے بعد وزیر السلطنت ابن عزیز معزول ہو کر خوارزم کی طرف شہر بدر کر دیا گیا اور قلمدان وزارت ابوعلی محمد بن عیسیٰ و مغنی کو دیا ہو گیا چونکہ دولت حکومت کے مصارف بڑھ گئے تھے آمدنی کم ہو گئی تھی اس لئے ابوعلی محمد عہدہ وزارت کے فرائض پورے طور سے ادا نہ کر سکا نتیجہ یہ نکلا کہ معزول کر دیا گیا پھر نصر بن احمد بن محمد بن ابویزید عہدہ وزارت سے سرفراز ہوا مگر تھوڑے دنوں کے بعد اس کو بھی اس عہدے سے سبکدوش کیا گیا۔ ابوعلی و امغانی حسب سابق عہدہ وزارت پر بحال ہو اس دوران ابوالحسن بن سکجور مر گیا اور اس کا بیٹا ابوعلی اس کی جگہ حکومت کرنے لگا۔

ابوعلی کا فائق پر حملہ: ابوعلی نے حکومت کی کرسی پر قدم رکھنے کے بعد امیر نوح بن منصور کے پاس درخواست بھیجی کہ جس طرح میرے والد کو سند حکومت عطا کی گئی تھی مجھے بھی عنایت کر دی جائے۔ امیر نوح نے بظاہر یہ درخواست منظور کر لی اور در پردہ فائق کو لکھ کر بھیج دیا کہ تم خراسان پر قبضہ کرو اور اس کے ساتھ ہی خلعت اور جھنڈا بھی بھیج دیا۔ ابوعلی پہلے تو یہ سمجھ رہا تھا کہ ان صوبوں پر میری حکومت قائم رہے گی مگر جب اس راز کا انکشاف ہوا تو اس نے بیٹا لشکر جمع کیا اور نہایت تیزی سے فائق پر حملہ کر دیا۔ ہرات اور بوشیخ کے درمیان ان کی جنگ ہوئی۔ میدان ابوعلی کے ہاتھ رہا۔ فائق شکست کھا کر ”مرو الروڈ“ چلا گیا۔

خراسان پر ابوعلی کی حکومت: ان واقعات کے بعد امیر نوح نے ابوعلی کو افواج کی سپہ سالاری اور نیشاپور، ہرات، قہستان کی گورنری عطا کی اور عم والدوہ کا خطاب دیا، رفتہ رفتہ امیر نوح کے دربار میں اسے ایک ممتاز رتبہ حاصل ہو گیا اور اس نے آہستہ آہستہ پورے خراسان پر قبضہ کر لیا اور اس حد تک مسلط اور حاوی ہو گیا کہ سلطان کے کہنے پر بھی اس نے اپنے صوبہ کا معمولی سا حصہ بھی علیحدہ نہ کیا مگر سطوت شاہی کے خوف سے بظاہر علم حکومت کی اطاعت کا اظہار کرتا رہا اور در پردہ بقرخان ترکی (شاہ کا شغورشا غور) سے خط و کتابت کا سلسلہ شروع کر دیا اور اسے بخارا و دوراء النہر وغیرہ پر قبضہ کرنے کی ترغیب دیتا رہا حتیٰ کہ اسے مستقل طور پر خراسان کی حکومت مل گئی۔

فائق کی سرگزشت:..... فائق ابوعلی سے شکست کھا کر ”مرو الروڈ“ چلا گیا تھا اور وہیں اس وقت تک قیام پذیر رہا جب تک کہ اس کے زخم مندمل نہ ہو گئے اور اس کے پاس اس کے ساتھی آ کر جمع نہ ہو گئے۔ تھوڑے دنوں کے بعد جب فائق کی حالت درست ہو گئی تو اس نے بلا جوازت بخار کی طرف کوچ کر دیا۔ امیر نوح کو اس کی خبر مل گئی چنانچہ مشتبہ ہو کر ایک فوج دکنزروں کی کمان میں (یہ حاجب کا بھائی تھا) روک تھام کے لئے روانہ کی۔ چنانچہ فائق شکست کھا کر بھاگا اور نہر عبور کر کے بلخ پہنچ گیا اور وہاں چند دن قیام کر کے ترمذ چلا گیا۔ بقرخان سے خط و کتابت کا سلسلہ شروع کر کے امیر نوح کے خلاف اس کو ابھارنے لگا۔

فائق کی شکست:..... امیر نوح نے فائق کے بھاگنے کے بعد ابوالحرث احمد بن محمد فیرقوتی (والی جرجان) کو فائق کی گرفتاری اور سرکوبی کا حکم لکھ چنانچہ والی جرجان نے اپنے فوجیوں فائق کے تعاقب میں روانہ کر دیں۔ فائق نے بھی یہ خبر سن کر اپنے فوج کا ایک حصہ مقابلہ کے لئے بھیجا۔ دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا اور فائق کا لشکر شکست کھا کر بلخ واپس آ گیا۔

طاہر بن فضل کی شکست: اسی زمانہ میں طاہر بن فضل نے ابوالمظفر محمد بن احمد سے ملک صغانیان چھین لیا تھا چنانچہ ابوالمظفر پر یثین حال فائق کے پاس پہنچا اور امداد کی درخواست کی چنانچہ فائق نے اس کی کمک پر ہمت باندھی اور فوجیں مرتب کر کے ابوالمظفر کو طاہر کے مقابلے پر بھیج دیں۔ دونوں میں سخت و خونریز جنگ ہوئی جس میں طاہر کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی اور طاہر مارا گیا اور ابوالمظفر صغانیان پر قابض ہو گیا۔

ترک کا بخارا پر قبضہ: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ ابوعلی شاہ ترک بقرخان کو بخارا اور ماوراء النہر پر قبضہ کرنے کی ترغیب دے رہا تھا چنانچہ کچھ عرصے کے بعد بقرخان کو ملک گیری کی لالچ لگ گئی اور اس نے حکمرانان سامانیہ کے علاقوں کی طرف قدم بڑھائے اور یکے بعد دیگرے ان شہروں پر قبضہ کرنے لگا امیر نوح نے اس سے مطلع ہو کر بقرخان کے مقابلہ پر فوجیں روانہ کر دیں مگر بقرخان نے انہیں شکست دیکر فوج کے چیف کو نذر کر دوسرے کمانڈروں سمیت گرفتار کر لیا اور بخارا کی طرف بڑھا امیر نوح نے ابوعلی بن سکجور اور فائق کو لکھا کہ اپنی افواج کے ساتھ بخارا پہنچے اور میری

حمایت کے لئے آؤ مگر ان لوگوں نے کچھ توجہ نہ کی اور بقر اہاں سفر کرتا اور شہروں پر یکے بعد دیگرے قابض ہوتا ہوا بخارا کے قریب پہنچ گیا۔ چنانچہ امیر نوح چھپ کر بخارا سے نکلا اور دریا عبور کر کے ”تل الشط“ پہنچا تھوڑے دنوں بعد اس کے رفقاء اور امراء سب اس سے آملے۔ امیر نوح نے یہاں پر قیام کر لیا اور ابوعلی فائق کو اپنی حمایت پر بلانے کے خطوط بھیجے لگا۔

بقر اہاں کی وفات: بقر اہاں نے امیر نوح کے چلے جانے کے بعد بخارا پر قبضہ کر کے وہیں قیام اختیار کر لیا۔ اتفاق سے ایک سخت بیماری میں مبتلا ہو گیا۔ طبیبوں کی رائے سے بخارا چھوڑ کر اپنے شہر واپس چلا گیا۔ امیر نوح یہ خبر پا کر نہایت تیزی سے سفر طے کر کے بخارا پہنچ گیا۔ اہل بخارا نے اس کی واپسی پر بے حد خوشی منائی۔ امیر نوح دوبارہ بخارا کی حکومت پر قابض ہو گیا۔

اس خوشی کے بعد خوشی دوبالا یوں ہو گئی کہ بقر اہاں کے مرنے کی خبر بھی پہنچ گئی سارے شہر میں چراغاں کیا گیا۔ اہل شہر اور امیر نوح کی خوشی و مسرت کا کیا پوچھنا تھا مارے خوشی کے جامہ سے باہر نکلے پڑ رہے تھے۔

فائق اور ابوعلی کی بغاوت: ابوعلی کو امیر نوح کی بخارا واپسی سے بے حد ندامت ہوئی کیونکہ اس نے امیر نوح کی مدد سے جان چھڑائی تھی اور نہایت کج ادائیگی سے پیش آیا تھا۔ اس نے فائق کو اپنی غم سے بھری داستان لکھی۔ چنانچہ فائق امیر نوح کی مخالفت پر تیار ہو کر ابوعلی کے پاس چلا گیا اور دونوں نے بغاوت کر دی۔ یہ واقعات ۳۸۳ھ کے ہیں۔

سبکتگین کی گورنری: جب ابوعلی اور فائق نے متفق ہو کر امیر نوح سے بغاوت کر دی تو امیر نوح نے سبکتگین کو ان واقعات سے مطلع کر کے ان دونوں باغیوں کے مقابلے پر اپنی مدد کے لئے بلوایا۔

سبکتگین امیر نوح کی جانب سے غزنی کا گورنر تھا اور ان دنوں ہندوستان کے کافر راجاؤں کے خلاف جہاد میں مصروف تھا۔ جس وقت اسے امیر نوح کا فرمان ملا فوراً لڑائی موقوف کر کے غزنی لوٹ آیا اور لشکر و آلات حرب کے حصول میں مصروف ہو گیا۔

ابوعلی اور فائق اس سے مطلع ہو کر ڈر گئے چنانچہ معز الدولہ بن بویہ سے امداد کی درخواست کی اور اس معاملہ میں اس کے وزیر السلطنت صاحب بن عباد سے بھی مدد کے لئے کہا۔ چنانچہ معز الدولہ نے ان دونوں باغیوں کی کمک پر فوجیں روانہ کر دیں۔

نیشاپور پر قبضہ: سبکتگین اور اس کا ہونہار بیٹا محمود فوجیں تیار کر کے ۳۸۴ھ میں خراسان کی طرف بڑھے۔ امیر نوح بھی یہ خبر پا کر بخارا سے نکلا۔ سبکتگین اور محمود سے ملاقات کی پھر سب کے سب متحد ہو کر ابوعلی اور فائق کی گوشمالی کے لئے روانہ ہو گئے اطراف ہرات میں معرکہ کارزار گرم ہوا۔ ادھر ابوعلی اور فائق کے ساتھ قابوس بن وشمگیر بھی تھا۔ قابوس کفران نعمت نہ کر سکا لہذا امیر نوح کے پاس امن حاصل کر کے آ گیا اس سے ابوعلی اور فائق کے ساتھیوں کے چھکے چھوٹ گئے۔ سبکتگین کے کمانڈروں نے انہیں شکست پر شکست دینا شروع کر دی ابوعلی اور فائق میدان جنگ سے بھاگ نکلے۔ فتح مند گر وہ نیشاپور تک تھک کر تاج چلا گیا جب فائق اور ابوعلی کو نیشاپور میں بھی پناہ نہ ملی تو ناکافی کے ساتھ جرجان میں جا کر دم لیا۔ معز الدولہ سے ملے ہدایا و تحائف پیش کئے اور اپنی مصیبت کی داستان بیان کی معز الدولہ نے ان دونوں کو جرجان میں ٹھہرایا اور وظیفہ مقرر کر دیا۔

نیشاپور میں محمود کی حکومت: ابوعلی اور فائق کی شکست کے بعد امیر نوح نے کامیابی کے ساتھ نیشاپور پر قبضہ کر لیا نیشاپور کی حکومت اور افواج خراسان کے چیف کے عہدہ پر محمود بن سبکتگین کو مقرر کیا۔ ”سیف الدولہ“ کا خطاب عطا کیا اور اس کے باپ سبکتگین کو ”ناصر الدولہ“ کے خطاب سے مخاطب کیا۔ ہرات کی حکومت پر سبکتگین کو اور نیشاپور کی گورنری پر محمود کو نامزد کر کے بخارا واپس چلا گیا۔

ابوعلی پھر خراسان میں: جیسے ہی امیر نوح اور سبکتگین ایک دوسرے سے الگ ہو کر بخارا اور ہرات کی طرف روانہ ہوئے ابوعلی اور فائق کو خراسان کی حکومت کی لالچ لگ گئی چنانچہ ان دونوں نے فوجیں تیار کر کے ماہ ربیع الاول ۳۸۵ھ میں جرجان سے نیشاپور کی جانب قدم بڑھایا۔ محمود اس کی اطلاع پا کر ان دونوں کے مقابلہ پر نکلا نیشاپور کے باہر دونوں کی جنگ ہوئی ابوعلی اور فائق نے اس بات کا احساس کر کے کہ محمود کا لشکر کم ہے اس

کے باپ سبکتگین کی امداد آنے سے پہلے ہی لڑائی چھیڑ دی۔ محمود شکست کھا کر اپنے باپ کے پاس بھاگ گیا ادھر حریف نے اس کی شکرگاہ کو لوٹ لیا اور ابوعلی نے نیشاپور میں قیام کر دیا۔

امیر نوح اپنے ساتھ ملانے کی غرض سے اکثر ابوعلی سے خط و کتابت کرتا رہتا تھا اور اس کی لغزشوں اور حکم عدولی سے درگزر کرتا رہتا تھا چنانچہ اس مرتبہ بھی جو لغزش اس سے سبکتگین کے معاملہ میں ہوئی تھی اس سے درگزر کر کے خط لکھا مگر ابوعلی اور فائق نے جو بات امیر نوح نے چاہی تھی اسے منظور نہیں کیا۔

سبکتگین و محمود اور ابوعلی و فائق: سبکتگین نے اپنے بیٹے محمود کی شکست اور ابوعلی کے نیشاپور پر قبضے سے ناراض ہو کر فوجیں تیار کیں اور سامان سفر و جنگ مہیا کر کے ابوعلی پر حملہ کر دیا چنانچہ مقام طوس میں مذبحیڑ ہو گئی۔ محمود بھی سبکتگین کی روانگی کے بعد بھی امدادی فوج لے کر پہنچ گیا۔ ابوعلی اور فائق شکست کھا کر ایبورو کی جانب بھاگے۔ سبکتگین نے اپنے بیٹے محمود کو نیشاپور کی حکومت پر مقرر کر کے ابوعلی اور فائق کا تعاقب کیا چنانچہ ابوعلی و فائق نے جب وہاں بھی پناہ کی صورت نہ دیکھی تو مرو جا کر دم لیا۔ پھر مرو سے نکل کر ”آمل الشط“ میں پناہ گزین ہو گئے اور دونوں نے متحد ہو کر امیر نوح کی خدمت میں معافی اور مرحمت خسروانہ حاصل کرنے کے لئے خط روانہ کیا۔ امیر نوح نے ابوعلی سے یہ شرط پیش کی کہ تم جرچانیہ میں جا کر رہنے لگو اور فائق کی رفاقت ترک کر دو تو تمہارا قصور معاف کر دیا جائے گا۔ ابوعلی نے ان شرائط کو منظور کر لیا اور فائق کا ساتھ چھوڑ کر جرچانیہ ۱ روانہ ہو گیا۔ خوارزم کے قریب پہنچ کر ایک گاؤں میں مقیم ہوا۔

خوارزم شاہ: ابو عبد اللہ خوارزم شاہ ابوعلی کی آمد کی خبر سن کر ملنے آیا اور بڑی آؤ بھگت سے اپنے ہاں ٹھہرایا۔ مگر رات کے وقت چند سپاہیوں کو بھیج کر ابوعلی کو اس کے ساتھیوں سمیت گرفتار کر کے قید کر دیا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر مامون بن محمد (دالی جرچانیہ) تک پہنچی۔ چنانچہ مامون کو اس واقعہ سے بے حد صدمہ ہوا۔ فوراً فوجیں تیار کر کے خوارزم شاہ پر چڑھائی کر دی۔ مقام ”کاش“ میں خوارزم شاہ سے مقابلہ ہوا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد خوارزم شاہ کو شکست ہو گئی اور مامون نے کاش ۲ پر قبضہ کر کے خوارزم شاہ کا تعاقب کیا چنانچہ زیادہ تک و دو کی نوبت بھی نہ آئی تھی کہ خوارزم شاہ کو گرفتار کر لیا گیا اور ابوعلی کو قید سے نجات ملی۔ مامون کامیابی کے ساتھ جرچانیہ روانہ ہو گیا اور خوارزم کے علاقوں پر اپنی جانب سے اپنے ایک کمانڈر کو مقرر کر دیا۔

خوارزم شاہ کا قتل: مامون نے جرچانیہ پہنچ کر خوارزم شاہ کو پیش کئے جانے کا حکم دیا اور جب اسے دربار میں پیش کیا گیا تو ابوعلی کے سامنے سے قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد امیر نوح کو ابوعلی کی سفارش لکھی۔ امیر نوح نے مامون کی سفارش پر ابوعلی کو بخارا بلوایا۔ چنانچہ ابوعلی جرچانیہ سے بخارا روانہ ہو گیا۔ شاہی امراء اور فوج سطانی نے استقبال کیا مگر جیسے ہی دربار شاہی میں داخل ہوا امیر نوح نے گرفتاری کا حکم دے دیا جس کی تعمیل فوراً کر دی گئی۔

ابوعلی کی موت: کسی ذریعہ سے سبکتگین کو یہ معلوم ہو گیا کہ ابن عزیز وزیر السلطنت ابوعلی کی رہائی کی فکر میں ہے اور امیر نوح سے سفارش کر کے اس کو قید سے رہا کرانا چاہتا ہے۔ چنانچہ اس بناء پر سبکتگین نے امیر نوح کی خدمت میں اپنا سفیر بھیج کر ابوعلی کو اپنے پاس بلالیا اور قید کر دیا۔ چنانچہ اسی حالت میں ۳۸ھ کے دور پورے ہوتے ہوتے ابوعلی کا انتقال ہو گیا۔ اس کا بیٹا ابوالحسن فخر الدولہ بن بویہ کے پاس بھاگ گیا اور وہیں قیام پذیر رہا۔

فائق سمرقند کا حکمران: ابوعلی کی جدائی کے بعد فائق کا شہر چلا گیا۔ لیلک خاں شاہ ترک عزت و احترام سے پیش آیا۔ امیر نوح کو اس کی غفو تقصیر کی سفارش لکھی۔ امیر نوح نے لیلک خاں کی سفارش پر فائق کی غلطی معاف کر دی اور سمرقند کی حکومت پر مقرر کر دیا۔

امیر منصور کی امارت: ماہِ رجب ۳۸ھ میں امیر نوح بن منصور سامانی اپنی حکومت و سلطنت کا اکیسواں سال پورا کر کے وفات پا گیا۔ اس

۱ ابن اثیر نے یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ جرچانیہ کی طرف روانہ ہوا اور خوارزم کے علاقہ میں قیام پذیر ہوا جسے ہزار سہ کہتے تھے۔

۲ یہاں صحیح لفظ کاش ہے دیکھیں (تاریخ کامل جلد نمبر ۵ ص ۵۰۹) یا قوت حموی نے کہا ہے اہل خوارزم کی زبان میں کاش ایسی دیوار کو کہتے ہیں جو صحرا میں ہو اس سے کسی کا احاطہ نہ کیا گیا ہو۔ ۳ شہر کاش تو یہ ایک بڑا شہر تھا جو دریائے جیحون سے مشرق کی طرف خوارزم کے نواح میں واقع تھا۔

کے مرنے سے سامانی حکمرانوں کی حکومت متزلزل ہو گئی کمزوری کے آثار نمایاں ہو گئے اور چاروں طرف سے سرحدی امیروں نے گڑبڑ شروع کر دی جس سے تھوڑی سی مدت میں سامانی حکمرانوں کی حکومت ختم ہو گئی۔

امیر نوح کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا ابوالحرث ۱ منصور تخت حکومت پر بیٹھا۔ اراکین دولت اور امراء سلطنت نے بالاتفاق اطاعت قبول کر لی۔ بکتوزون زیر کنٹرول علاقوں کا نظم و نسق سنبھالنے لگا۔ قلمدان وزارت ابوٹا محمد بن ابراہیم کے حوالے ہوا۔

ایک خاں (بادشاہ ترک) کو امیر نوح کی وفات سے فائدہ اٹھانے اور ملک گہری کاشوق چرایا۔ فوجیں تیار کر کے سمرقند کی جانب بڑھا اور اسی مقام سے فائق کو مار کر بخارا کی طرف روانہ کر دیا۔ امیر منصور کو اس خبر سے بے حد تشویش پیدا ہوئی جب کچھ بن نہ پڑا تو بخارا چھوڑ کر بھاگ گیا اور نہر عبور کر کے دم لیا۔ فائق بلا مزاحمت بخارا میں داخل ہو گیا۔ اراکین شہر کو جمع کر کے یہ ظاہر کیا کہ میں امیر منصور کی خدمت کے لئے حاضر ہوا ہوں وہ میرے ولی نعمت ہیں۔ بخارا کیوں چھوڑ کر چلے گئے اور چند عمائدین و مشائخ بخارا کو یہ پیغام دے کر امیر منصور کے پاس بھیجا اور بخارا واپس آنے کی درخواست کی۔ چنانچہ امیر منصور فائق سے عہد و پیمان لے کر بخارا واپس آ گیا۔ بخارا میں یہ دن بہت بڑی خوشی کا تھا۔ ہر شخص کی باچھیں کھلی پڑی تھیں۔ الغرض امیر منصور کی واپسی کے بعد فائق نے حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اور سلطنت و حکومت کا نظم و نسق سنبھالنے لگا۔ بکتوزون کو خراسان کی حکومت دیکر بخارا سے دور پھینک دیا۔

سبکتگین کی وفات: اسی سال ماہ شعبان میں سبکتگین کا بھی انتقال ہو گیا تھا اور اس کے بیٹوں اسماعیل اور محمود کے درمیان خانہ جنگی شروع ہو گئی تھی اسی زمانہ میں بکتوزون خراسان پہنچا اور اس پر قبضہ کر کے حکومت کرنے لگا۔

ابوالقاسم بکتوزون: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ بکتوزون جن دنوں محمود بن سبکتگین اپنے بھائی اسماعیل سے جنگ میں مصروف تھا خراسان پہنچا اور قابض ہو کر حکمرانی کرنے لگا۔

ابوالقاسم بن سبکتوز (ابوعلی کا بھائی) اپنے بھتیجے ابوالحسن بن ابوعلی کے ساتھ جرجان چلا گیا تھا اور دونوں چچا و بھتیجے نے جرجان میں معزالدولہ کے پاس قیام اختیار کیا تھا۔ چنانچہ جب معزالدولہ مر گیا تو ان دونوں نے اس کے بیٹے مجدالدولہ کے پاس رہنا شروع کر دیا۔ رفتہ رفتہ ابوالقاسم کے پاس اس کے بھائی ابوعلی کے رفقاء اور امراء آ کر جمع ہو گئے۔

فائق نے بخارا سے ابوالقاسم کو لکھنا شروع کیا کہ تم بکتوزون پر حملہ کر کے خراسان پر قبضہ کر لو اور اسے خراسان سے حرف غلط کی طرح باہر نکال دو۔ پہلے تو ابوالقاسم کو کچھ تذبذب ہوا مگر فائق کے بار بار تحریک کرنے سے ابوالقاسم کو بھی جوش آ گیا چنانچہ فوجیں تیار کر کے جرجان سے نیشاپور روانہ ہو گیا۔ اور ایک فوج کو اسفرائن فتح کرنے بھیجا چنانچہ اس فوج نے بکتوزون کے عمال سے اسفرائن چھین لیا۔ اس کے بعد بکتوزون اور ابوالقاسم میں صلح کی خط و کتابت شروع ہوئی اور بالآخر دونوں میں صلح ہو گئی اور رشتہ دامادی بھی قائم ہو گیا۔ بکتوزون نیشاپور واپس آ گیا۔

محمود کا نیشاپور پر قبضہ: محمود بن سبکتگین نے اپنے بھائی اسماعیل کی مہم سے فارغ ہو کر غزنی پر قبضہ کر کے بلخ واپس چلا گیا۔ محمود جب یہاں پہنچا تو رنگ ہی دوسرا تھا خراسان کی حکومت پر بکتوزون فائز تھا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں۔ محمود نے امیر منصور بن نوح کے پاس خط رو نہ کیا۔ اپنے تعلقات فرمانبرداری اور خیر خواہی ظاہر کر کے حکومت خراسان کی درخواست کی امیر منصور نے حکومت خراسان دینے سے انکار کر دیا اور خراسان کے بجائے ترمذ، بلخ اور ان کے علاوہ دیگر علاقوں صوبہ بست کی حکومت دینے کا وعدہ کر لیا مگر محمود اس سے راضی نہ ہوا اور دوبارہ درخواست بھیج دی۔

مگر امیر منصور نے نا منظور کر دی اس سے محمود کو سخت قلق و صدمہ پہنچا فوجیں تیار کر کے نیشاپور کی طرف قدم بڑھایا۔ بکتوزون کو اس کی خبر مل گئی۔

۱ ایک سو ساٹھ (۱۶۰) سال کی حکومت کے بعد۔

۲ ابن اثیر (جلد نمبر ۵ ص ۵۲۳) میں اسی طرح تحریر ہے جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۳ ص ۳۶۰) پر ابوالخارث تحریر ہے۔

چنانچہ نیشاپور چھوڑ کر بھاگ گیا۔ محمود نے ۳۸۸ھ میں قبضہ کر لیا۔ امیر منصور اس واقعہ سے سخت ناراض ہوا، اور بخارا سے نیشاپور محمود کو زیر کرنے روانہ ہوا۔ محمود اس کی آمد کی خبر پا کر مروا رود چلا گیا اور وہیں آئندہ واقعات کے انتظار میں مقیم ہو گیا۔

عبدالملک کی امارت: جس وقت امیر منصور بخارا سے خراسان محمود بن سبکتگین کو نیشاپور سے نکالنے کے لئے روانہ ہوا۔ بکتوزون نے یہ خبر سن کر امیر منصور کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ چونکہ امیر منصور نے خلاف امید بکتوزون کی عزت و توقیر نہ کی اس لئے بکتوزون کو کشیدگی پیدا ہو گئی اس نے فائق سے امیر منصور کی بے توجہی کی شکایت کی۔ فائق نے اس سے دو گئے شکوک کا دفتر کھول دیا۔ دونوں نے متفق ہو کر یہ رائے قائم کی کہ امیر منصور کو معزول کر دینا چاہیے اور اس کی جگہ عبدالملک ابن امیر نوح کو امیر بنانا زیادہ موزوں ہوگا۔ کمانڈروں کا بھی ایک گروپ اس رائے سے متفق ہو گیا چنانچہ بکتوزون اور فائق نے مشورہ کے بہانے سے امیر منصور کو بلا کر گرفتار کر لیا اور آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھر دیاں یہ واقعہ ۳۹۰ھ کے شروع کا ہے منصور نے بیس مہینے حکومت کی۔

امیر منصور کی گرفتاری کے بعد عبدالملک کو امارت کی کرسی پر بٹھایا گیا۔ محمود کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے فائق اور بکتوزون کو اس قابل نفرت حرکت پر سرزنش کی اور ان کو زیر کرنے کے لئے روانہ ہو گیا۔

محمود کا خراسان پر قبضہ: محمود بن سبکتگین نے فوجیں تیار کر کے فائق اور بکتوزون پر چڑھائی کر دی ان دونوں کے ساتھ عبدالملک (نوعمر امیر) بھی تھا جسے ان لوگوں نے کرسی پر بٹھایا تھا۔ چنانچہ فائق اور بکتوزون بھی محمود کی خبر سن کر مقابلہ کے ارادے سے نکلے ۳۹۰ھ میں دونوں فوجوں کا مقام مرو میں مقابلہ ہوا چنانچہ محمود نے ان لوگوں کو زیر کر لیا اور وہ ایک دوسرے سے الگ ہو کر بھاگ نکلے عبدالملک پریشان حال بخارا پہنچا فائق بھی اس کے ساتھ تھا اور بکتوزون نے نیشاپور میں جا کر دم لیا اور ابوالقاسم بن سبکو نے قہستان (کوہستان) میں پناہ لی۔

بکتوزون کا فرار:..... محمود نے کامیابی کے بعد بکتوزون کے تعاقب میں نیشاپور کا رخ کیا اور طوس پہنچا بکتوزون اس کی آمد کی خبر سن کر جرجان بھاگ گیا محمود نے اس کے تعاقب میں ابرسلان حاجب کو روانہ کیا جو جرجان تک بکتوزون کا تعاقب کر کے واپس آ گیا۔ پھر محمود اس کو طوس کی حکومت پر مقرر کر کے ہرات روانہ ہو گیا۔ اس سے بکتوزون کو موقع مل گیا اس نے نیشاپور پر قبضہ کر لیا۔ محمود یہ سن کر لوٹ پڑا اور بکتوزون نیشاپور چھوڑ کر بھاگ گیا مرو ہو کر گزرا اور اس کو تباہ و برباد کر کے بخارا پہنچ گیا۔

سامانی حکومت کا زوال: جس وقت محمود نے خراسان پر قبضہ کیا اور امیر عبدالملک بھاگ کر بخارا پہنچا فائق اور بکتوزون وغیرہ کچھ عرصے بعد بخارا میں جمع ہوئے اور متفق ہو کر محمود پر خراسان میں حملہ کرنے کے لئے فوجیں حاصل کرنے لگے اس دوران فائق ماہ شعبان مذکور میں مر گیا جس سے ان لوگوں میں ایک گونہ اضطراب پیدا ہو گیا اور ان کے کاموں میں کمزوری محسوس ہونے لگی کیونکہ یہی ان لوگوں کا پیشوا اور امیر نوح بن نصر کے خاص غلاموں میں سے تھا۔ لیلک خاں ترکی کو اس کی خبر ملی تو اس کو بھی ملک گیری کی لالچ لگ گئی جیسا کہ اس سے پہلے بقراخان ترکی کو ملک گیری کی ہوس پیدا ہوئی تھی۔ چنانچہ ترکوں کو مرتب و مسلح کر کے یہ ظاہر کرنے ہوئے کہ میں امیر عبدالملک کے دشمنوں کو زیر کرنے آ رہا ہوں بخارا روانہ ہوا عبدالملک اور اس کے امراء اس جھانے میں آ کر مطمئن ہو کر ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہے۔

عبدالملک کی وفات: جب لیلک خاں بخارا کے قریب پہنچا تو بکتوزون اور دوسرے اراکین حکومت ملنے آئے چنانچہ لیلک خاں نے ان سب کو گرفتار کر لیا اور دسویں ذی القعدہ کو بخارا میں داخل ہو کر دارالامارت پر قبضہ کر لیا۔ عبدالملک خاں کے خوف سے روپوش ہو گیا۔ لیلک خاں نے جاسوسوں کے ذریعہ سے سراغ لگا کر گرفتار کر لیا اور بیڑیاں پہنا کر جیل میں ڈال دیا۔ چنانچہ وہ اسی حالت میں مر گیا۔

عبدالملک کے ساتھ اس کا بھائی ابوالحرث منصور (امیر معزول)، ابوالبرہیم اسماعیل اور ابویعقوب بن امیر نوح اور اس کا چچا ابو زکریا ابوسیمان اور ابوصالح ذری وغیرہ جیسے سامانی حکمرانوں کے شہزادے بھی قید کر دیئے گئے تھے۔

عبدالملک کی وفات سے سامانی حکمرانوں کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا جس کا رقبہ حکومت حدود حلوان سے بلاد ترک اور ماوراء النہر تک پھیلا ہوا تھا۔

اسلامی حکومتوں میں اس کا رتبہ بہت بڑا تھا۔ سیاست و ملک داری میں یہ حکومت اول درجہ کی تھی۔

اسماعیل سامانی کی آخری کوشش:۔۔۔ ابو ابراہیم اسماعیل بن نوح تھوڑے دنوں بعد ۳۹۰ھ میں اس عورت کے لباس میں جو اس کی خدمت کے لئے آیا جایا کرتی تھی قید خانہ سے نکل کر بخارا میں روپوش ہو گیا جب تلاش کرنے والے تھک کر بیٹھ گئے تو ابراہیم بخارا سے نکل کر خوارزم پہنچ گیا اور ”المختصر“ کا لقب اختیار کیا۔ رفتہ رفتہ باقی ماندہ فوج اور سامانی سپہ سالار بھی آ ملے۔ قابوس تو خود نہیں آیا لیکن اس نے ایک لشکر اپنے بیٹوں منوچہرہ اور دارا کے ساتھ بھیج دیا۔ ابو ابراہیم نے شوال ۳۹۱ھ میں نیشاپور میں داخل ہو کر خراج وصول کر لیا۔

ابو ابراہیم اور محمود کی جنگ:۔۔۔ محمود نے اس خبر سے مطلع ہو کر تو تلاش حاجب کبیر (والی ہرات) کو ایک لشکر جراردے کر روک تھم کے لئے روانہ کیا۔ دونوں حریف میں دو دو ہاتھ چل گئے۔ ابو ابراہیم شکست کھا کر ایورو کی طرف بھاگا اور جرجان کا رخ کیا مگر قابوس نے روک دیا چنانچہ سرخس چلا گیا اور اس پر قبضہ کر کے خراج وصول کرنے لگا۔ یہ واقعہ ربیع الاول ۳۹۲ھ کا ہے۔ محمود نے ایک دوسری فوج منصور بن سبکتگین کی کمان میں روانہ کی۔ ماہ ربیع الثانی میں نیشاپور کے قریب جنگ ہوئی، چنانچہ ابو ابراہیم شکست کھا کر میدان جنگ سے بھاگ گیا ابو القاسم بن سکجور چند کمانڈروں سمیت گرفتار ہو گیا منصور نے ان سب کو غزنی روانہ کر دیا۔

ایلیک خاں اور ابو ابراہیم:۔۔۔ ابو ابراہیم اس شکست کے بعد ترکوں میں چلا گیا جو اطراف بخارا میں رہتے تھے۔ چونکہ ان لوگوں کو سامانی حکمرانوں کی طرف سے پہلے سے طبعی میلان تھا اس لئے یہ لوگ اس کی حمایت پر اٹھ کھڑے ہوئے چنانچہ ابو ابراہیم انہیں اپنے رکاب میں لئے ہوئے ماہ شوال ۳۹۳ھ میں ایلیک خاں کی جانب بڑھا۔ سمرقند کے مضافات میں مقابلہ ہوا۔ ایلیک خاں کی فوج میدان جنگ سے فرار ہو گئی۔ ترکان غز نے اس کے لشکر گاہ اور مال و اسباب پر قبضہ کر لیا۔ کچھ کمانڈر بھی گرفتار ہو گئے۔ جنہیں ترکان غزا اپنے ہمراہ لے کر اپنے وطن واپس چلے گئے۔ ترکان غز اپنے علاقے میں پہنچ کر اس خیال سے کہ ایک خاں سے مراسم اتحاد پیدا ہو جائیں ایلیک خاں کے قیدیوں کو چھوڑ دینے کا مشورہ کرنے لگے ابو ابراہیم کو اس کا احساس ہو گیا چنانچہ خوفزدہ ہو کر نکل کھڑا ہوا اور نہر کو عبور کر کے آل الشط پہنچا۔ امراء مرو و بسطام اور خوارزم سے امداد اور پناہ گزریں ہونے کی درخواست کی مگر ان سب نے انکار میں جواب دیا چارنا چار دو بارہ بخارا کی طرف لوٹ گیا اور بحکم ہر کہ بہ جنگ آید جنگ آید، ایلیک خاں سے لڑ پڑا مگر شکست کھا کر دوسرے چلا گیا اور فوجیں حاصل کر کے دوبارہ واپس آیا اس مرتبہ بھی میدان لشکر بخارا کے ہاتھ رہا اور ابو ابراہیم ہسپا ہو کر لوٹ گیا۔ اس کے بعد ایک گروہ نو جوانان سمرقند کا آ گیا اور اس کے ساتھیوں میں آ کر داخل ہو گیا۔ ایلیک خاں کو اس کی خبر مل گئی اس نے لشکر آ راستہ کر کے ماہ شعبان ۳۹۴ھ میں حملہ کر دیا اور اطراف سمرقند ابو ابراہیم سے مدد بھیڑ ہوئی اس جنگ میں کامیابی کا سہرا ابو ابراہیم کے سر پر باندھا گیا ایلیک خاں شکست کھا کر بلاد ترک میں واپس آ گیا اور فوجیں تیار کر کے پھر یلغار کی یہ وہ زمانہ تھا کہ قبائل ترک ابو ابراہیم سے رخصت ہو کر اپنے وطن چلے گئے تھے۔ ابو ابراہیم کے پاس تھوڑے سے آدمی رہ گئے تھے مگر پھر بھی وہ خم ٹھونک کر مقابلہ پر آیا اطراف مرو سیہ میں جنگ ہوئی۔ جس میں ایلیک خاں نے پہلے ہی حملہ میں ابو ابراہیم کو شکست دیدی اس کے ساتھی منتشر و متفرق ہو گئے۔ گنتی کے چند آدمیوں کو لے کر نہر کو جرجان کی طرف سے عبور کیا اور اسے تباہ و برباد کرتا ہوا مرو کی طرف چلا ایک تنگ و دشوار گزار راہ سے راغول کے پل پر گزرتا ہوا بسطام کی جانب قدم بڑھائے۔

ابو ابراہیم کا انجام:۔۔۔ محمود کا لشکر ارسلان (صاحب دلی طوس) کی ماتحتی میں اس کے تعاقب میں تھا۔ اس وقت قابوس بھی اس کا مخالف ہو گیا تھا ان واقعات سے مطلع ہو کر ایک فوج اکراشا جہانپہ کے ساتھ بسطام بھیج دی جس سے ابو ابراہیم کے پاؤں اکھڑ گئے۔ چنانچہ بسطام سے ماوراء النہر کی طرف لوٹ گیا۔ روزانہ سفر اور جنگ سے اس کے ساتھیوں پر ماندگی اور طلال زیادہ غالب ہو گیا تھا۔ اکثر نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا طرہ اس پر یہ ہوا کہ انہی لوگوں نے ایلیک خاں کے سرداروں کو ابو ابراہیم کا پتہ بھی بتا دیا۔ پھر کیا تھا ایلیک خاں کی فوج نے پہنچ کر محاصرہ کر لیا ابو ابراہیم تھوڑی دیر تک ہاتھ پاؤں، رتار ہا پھر کسی طرح سے اپنی جان بچا کر بھاگا اور عرب کے ایک گروہ میں جا کر دم لیا عرب کا یہ گروہ محمود بن سبکتگین کے علم حکومت کے تحت ایک گاؤں میں آباد تھا۔ ابن ہنج نامی ایک شخص ان کا سردار تھا۔ محمود نے انہیں بہت دنوں پہلے ابو ابراہیم کی گرفتاری کی ہدایت و تاکید کی تھی چنانچہ جب ابو ابراہیم اس کے پاس پہنچا تو ان لوگوں نے اسے اپنے پاس ٹھہرایا اور رات کے وقت اس پر چانک حملہ کر کے مار ڈالا۔ یہ واقعہ ۳۹۵ھ کا ہے اسی زمانہ

سے سامانی حکمرانوں کی سلطنت و حکومت ختم ہو گئی ہے اور ان کے آثار و دولت اس طرح نیست و نابود ہو گئے گویا کہ وہ تھے ہی نہیں۔ وابقا، ہندوحد۔

غزنی خراسان اور ماوراء النہر کے حکمران بنو سبکتگین کے حالات اور ہندوستانی علاقوں کی فتوحات

بنو سبکتگین کی دوست و حکومت و حقیقت سامانی حکمرانوں کی ایک شاخ ہے اور اسی سے اس دولت و حکومت کا درخت پیدا ہو کر سرسبز و شاداب ہوا۔ اس دولت و حکومت کا اقتدار اور جاہ و جلال بہت زیادہ بڑھا۔ سامانی حکمران جن ممالک اور ماوراء النہر کے علاقوں، خراسان، عرق، بھج اور ترک علاقوں پر قابض تھے ان پر بنو سبکتگین نے بھی قبضہ کیا اس کے علاوہ ہندوستان میں بھی ان کا اتنا زیادہ اثر اور اقتدار ہوا کہ عظیم الشان حکمرانوں میں شمار کئے گئے۔

آغاز حکومت: اس حکومت کا آغاز غزنہ (غزنی) سے ہوتا ہے۔ سبکتگین جو اس دولت کو حکومت کا مورث علیٰ ہے۔ بنو سبکتگین کا آزد کردہ غلام تھا اور سبکتگین سامانی حکمرانوں کی خدمت کرتا تھا اور ان کا آزد کردہ غلام تھا جس وقت سبکتگین امیر سعید منصور بن نوح کے دور میں بنی را آیا تھا اس وقت سبکتگین بھی اس کے ساتھ تھا اور اس کے دربار میں عہدہ حجابت پر مقرر تھا چند دن بخارا میں قیاد کرنے کے بعد امیر منصور نے سبکتگین کو غزنی کا گورنر بن دیا چنانچہ سبکتگین اپنے آقائے نامدار ابو اسحاق بن سبکتگین کے ساتھ غزنی واپس آ گیا۔ غزنی سبکتگین مر گیا۔ سبکتگین کی اول دہ تھی چنانچہ اس کے امیروں اور سرداروں نے متفق ہو کر سبکتگین کو سبکتگین کے بعد اپنا امیر بنالیا اس دوران امیر سعید منصور بن نوح کی بھی وفات ہو گئی اس کا بیٹا ابو القاسم نوح تخت حکومت پر بیٹھا ابو الحسن تھی کو وزیر اعظم مقرر کیا گیا نیشاپور کی گورنری ابو الحسن محمد بن سکجور کو دی گئی چونکہ سبکتگین اطاعت اور تعمیل کا خور تھا اور علیٰ عموم حکومت سامانیہ کے سب امراء اور بالخصوص ابو الحسن وغیرہ اس سے راضی رہتے تھے اس لئے ان لوگوں نے سبکتگین کی تقرری کی مخالفت نہ کی زیادہ زمانہ گزرنے نہ پایا جاتا کہ سامانی حکمرانوں پر ترکوں کے ہاتھوں زوال کی گھنٹا چھا گئی۔ بقراخان نے امیر نوح سے بخارا چھین لیا پھر کچھ عرصے بعد امیر نوح حکومت بخارا پر واپس آ گیا اور ابو الحسن محمد بن سکجور مر گیا اس کی جگہ خراسان و نیشاپور کی حکومت پر اس کا بیٹا ابو علی مقرر کیا گیا۔ یہ بھی ترکوں کی تقلید کر کے امیر نوح کی حکومت کو ملیا میٹ کرنے لگا۔

امیر نوح اور سبکتگین: چنانچہ جب امیر نوح اپنے دارالحکومت بخارا واپس آ گیا اور اس کے قدم حکومت و سلطنت کے زینہ پر جم گئے تو ابو علی نے پرانی عادت کے مطابق خراسان میں بغاوت پھیلانی امیر نوح نے ابو منصور سبکتگین کو ابو علی کے مقابلہ میں اپنی کمک پر بلوایا۔ سبکتگین نے بنی را پہنچ کر نہایت حسن و خوبی سے حکومت و سلطنت کا نظم و نسق سنبھالا اور بغاوت ختم کر دی جس سے امیر نوح اور سامانی حکومت کے حامیوں کی آنکھوں میں اس کی عزت دوبالا ہو گئی۔

خراسان میں سبکتگین کی حکومت: ... امیر نوح نے اس خدمت کے صلے میں سبکتگین کو خراسان کا گورنر بنادیا چنانچہ سبکتگین نے خراسان پہنچ کر انتہائی مردانگی سے ابو علی کو نکال کر قبضہ کر لیا۔ پھر رفتہ رفتہ اس نے سامانیہ حکومت کو بھی دبا لیا کچھ عرصے کے بعد بنی را و ماوراء النہر پر قبضہ کر کے ان کی دوست و حکومت کے آثار نیست و نابود کر دیے اور ان کی جی جانشینی کا پورا پورا حق ادا کیا اس کے بعد درائش اس کے بیٹوں نے حکومت کی۔ ان ممالک میں ان کی حکومت و دولت کا سلسلہ مسلسل جاری رہا یہاں تا تاری ترکوں کا ظہور ہوا اور مشرق سے مغرب تک حکمرانان بنو سلجوق یعنی بنو سبکتگین، ملک ہو گئے۔ چنانچہ انہوں نے ان ممالک کو ان کے قبضہ سے نکال لیا جیسا کہ آئندہ تحریر کیا جائے گا۔ فی الحال ہم سبکتگین کے جہاد کے حالات جو اس نے خراسان کی گورنری سے پہلے ہندوستان پر کئے تھے احاطہ تحریر میں لاتے ہیں اس کے بعد ان کے حالات لگیں گے۔

فتح بست: بست صوبہ بھستان سے ملحق علاقہ تھا اور اسی گورنری میں شامل تھا جس وقت بنو صفار کے زوال حکومت ان صوبوں کا انتظام درہم برہم ہوا اور صوبوں کے گورنروں نے چاروں طرف سے بغاوت اور رخنہ اندازی شروع کر دی تو اس وقت امیر طغان نے جو بست کا حکمران تھا بست پر خود سر حکومت کا غلام کر دیا کچھ عرصے بعد دوسرے امیر نے جس کا نام ابو ثور تھا بست کو طغان سے چھین لیا طغان پریشان ہو کر سبکتگین کے پاس پہنچا اور امداد

کی درخواست کی، آئندہ اطاعت اور فرماں برداری کا وعدہ کیا اور امداد کے بدلے زر نقد بھی دینے کا بھی وعدہ کیا۔ چنانچہ سبکتگین اپنی فوج تیار کر کے بست کی طرف روانہ ہوا اور بزور تیغ اس کو فتح کر لیا۔ وزیر ابوالفتح علی بن محمد بستی شاعر کو اپنے دربار میں طلب کر کے اپنا کاتب (سیکرٹری) بنایا۔ اس کے بعد یہی محمود بن سبکتگین کا بھی سیکرٹری رہا۔

والی قصدار کی گوشمالی:۔۔۔ مہم بست سے فراغت پا کر سبکتگین نے قصدار کا رخ کیا۔ والی قصدار بھی اس کی ماتحتی میں تھا لیکن راستے کی دشواری کی وجہ سے باغی ہو گیا تھا۔ سبکتگین چند سواروں کو اپنے ہمراہ لے کر قصدار میں داخل ہوا اور اس کے حکمران کو گرفتار کر لیا والی قصدار نے عذر خواہی کی اور آئندہ اطاعت اور خراج دینے کا وعدہ کیا چنانچہ سبکتگین نے اس کو حکومت قصدار پر دوبارہ مقرر کر دیا۔

ہندوستان پر جہاد:۔۔۔ بست اور قصدار کی فتح کے بعد سبکتگین نے ہندوستان پر جہاد کی تیاری کی اور فوجیں تیار کر کے ہندوستان کے قلعوں کو بزور تیغ فتح کر لیا۔ ان کی طرف اس وقت تک مسلمانوں کا خیال تک نہ گیا تھا اور فتح کرنے کے بعد غزنی واپس چلا گیا۔

بجے پال اور سبکتگین:۔۔۔ راجہ بجے پال نے یہ خبریں سن کر فوجیں تیار کیں ہاتھیوں کا بہت بڑا لشکر جمع کیا اور ان کو اچھی طرح مسلح و مرتب کر کے ممالک اسلامیہ کی طرف روانہ ہوا ہاتھیوں کے لشکر کو آگے بڑھایا اور سرحد بلاد اسلامیہ میں داخل ہو کر جاہی پھیلانے لگا۔ سبکتگین کو اس کی خبر ملی تو اس نے غزنی سے اسلامی فوج کو لے کر راجہ بجے پال پر حملہ کیا۔ سبکتگین کے لشکر میں مجاہدین کا ایک گروہ بھی تھا۔ دونوں حریف کا مقابلہ ہوا نہایت سخت اور خونریز جنگ کے بعد لشکر اسلام کو فتح نصیب ہوئی ہزاروں کفار مارے گئے راجہ بجے پال گرفتار کر لیا گیا ڈھائی لاکھ روپیہ اور پچاس زنجیر لیل زر فدیہ دے کر خود کو قید سے رہا کر لیا اور زمانہ ادائیگی فدیہ تک اپنی قوم کے چند لوگوں کو سبکتگین کے پاس بطور ضمانت چھوڑ آیا۔ سبکتگین نے چند لوگوں کو فدیہ وصول کرنے کے لئے راجہ بجے پال کے ہمراہ بھیج دیا۔

بجے پال کی بے وفائی:۔۔۔۔۔ راجہ بجے پال نے ان لوگوں کے ساتھ راستے میں بد عہدی کی اور ان کو ان لوگوں کے بدلے جن کو یہ سبکتگین کے پاس بطور ضمانت چھوڑ آیا تھا گرفتار کر لیا۔ سبکتگین کو اس کی خبر ملی تو وہ آگ بگولا ہو گیا فوراً تیاری کا حکم دیا اور نہایت تیزی سے سامان جنگ و سفر درست کر کے ہندوستان کے لئے روانہ ہو گیا راستے میں ہندوستان کے جتنے شہر ملے سب کو لوٹا اور جماعت کفار کو منتشر و پریشان کرتا ہوا قلعہ ملغان پہنچا اور اسے بزور تیغ فتح کر کے منہدم کر دیا۔

بجے پال کی دوبارہ شکست:۔۔۔۔۔ قلعہ ملغان ہندوستان کے سرحدی قلعہ غزنی سے ملا ہوا تھا راجہ بجے پال کو اس سے سخت غصہ آیا فوراً فوجیں مرتب کر کے سبکتگین پر حملہ آور ہو گیا۔ دونوں حریف میں سخت اور خونریز لڑائیاں ہوئیں بالآخر راجہ جیپال کو شکست ہوئی ہزاروں ہندو مارے گئے ساری شان و شوکت خاک میں مل گئی۔ اس لڑائی کے بعد ہندوؤں کو اپنے ملک سے نکل کر لڑنے کی دوبارہ جرات نہیں ہوئی اور نہ ہندوستان کے راجاؤں میں سے کسی کا کوئی اثر قائم ہو سکا۔

سبکتگین اس کامیابی و جہاد سے فارغ ہو کر اپنے آقائے نامہ امیر نوح کی مدد کی طرف متوجہ ہوا جیسا کہ آئندہ آپ پڑھیں گے۔

خراسان کی گورنری:۔۔۔۔۔ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ جس وقت امیر نوح کا ستارہ اقبال بخارا میں ترکوں کے ہاتھوں زوال پذیر ہوا اور بخارا پر بقرہا خاں (ترکی بادشاہ) نے قبضہ کر لیا تو امیر نوح نہر کو عبور کر کے آمل الشط پہنچا ابن سکجور (والی خراسان) اور فائق گورنر بلخ سے امداد و اعانت کی درخواست کی مگر ان دونوں کے کانوں پر جوں تک نہ رہی۔ امیر نوح انہی پریشانیوں میں مبتلا تھا کہ اسے بخارا سے بقرہا خاں کے واپس ہونے کی خبر ملی انتہائی مسرت اور مستعدی سے ڈبل کوچ کرتا ہوا بخارا پہنچ گیا اور کرسی حکومت پر بیٹھ کر حکمرانی کرنے لگا اتنے میں بقرہا خاں کا انتقال ہو گیا اور امیر نوح کا قدم حکومت و سلطنت پر جم گیا۔

ابوعلی اور فائق کی گوشمالی:۔۔۔۔۔ ابوعلی اور فائق کو خود کردہ پریشانی ہوئی اور اپنے بارے میں ان کو خطرہ پیدا ہو گیا۔ فائق نے یہ غلطی کی کہ مہار کبہ

تہنیت کے لئے بغیر اجازت بخارا روانہ ہو گیا۔ امیر نوح نے اپنے غلاموں اور موالی کو اس کی روک تھام اور گوشالی کے لئے بھیج دیا جنہوں نے فوج سے جنگ کی اور بلخ کو اس کے قبضے سے چھین لیا۔ فائق بحال پریشان ابوعلی بن سکجور کے پاس پہنچا اور اس کی پشت پناہی سے امیر نوح کی محنت پر مہر بندھ لی یہ وقعت ۳۸۴ھ کے ہیں امیر نوح نے سبکتگین کو ان حالات سے مطلع کیا اور ان دونوں باغیوں کے مقابلہ میں امداد کے لئے بولا۔ اس خدمت کے صے میں صوبہ خراسان کی گورنری مرحمت کی سبکتگین ان دنوں ہندوستان کے خلاف جہاد کر رہا تھا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں۔ اس کے باوجود سبکتگین جیسے تیسے ہندوستان کی مہم سے فارغ ہو کر امیر نوح کی خدمت میں حاضر ہوا اور باغیان حکومت زیر کر لیا ان واقعات میں سبکتگین کا ہونہار بیٹا محمود بھی شریک تھا۔

نیشاپور میں محمود کی حکومت: امیر نوح نے ان مہمات سے کامیابی کے ساتھ فراغت حاصل کر کے گورنری نیشاپور اور سپہ سالاری خراسان پر محمود کو مقرر کر کے نیشاپور میں قیام کرنے کا حکم دیا اور سیف الدولہ کا خطاب دیا۔ اس کے باپ سبکتگین کو ہرات میں ٹھہرنے کا حکم دیا اور ناصر مدولہ کا خطاب دیا اور خود بخارا واپس چلا گیا۔

جنگ نیشاپور: امیر نوح کی بخارا واپسی کے بعد ابوعلی بن سکجور اور فائق کو یہ لالچ لگی کہ خراسان کو سبکتگین اور اس کے بیٹے محمود سے چھین لینا چاہیے۔ چنانچہ ان دونوں نے متحد ہو کر محمود بن سبکتگین پر مقام نیشاپور ۳۸۵ھ میں حملہ کیا اور اس سے پہلے کہ اس کے باپ سبکتگین کی امدادی فوج آنے لڑائی چھیڑ دی۔ محمود کی فوج کم تھی شکست کھا کر اپنے باپ کے پاس ہرات چلا گیا۔ ابوعلی نے نیشاپور پر قبضہ کر لیا۔

ابوعلی اور فائق کا فرار: سبکتگین نے محمود کی شکست سے برہم ہو کر ابوعلی پر فوج کشی کر دی۔ طوس میں دونوں حریف کام مقابلہ ہوا میدان سبکتگین کے ہاتھ رہا اور ابوعلی اور فائق کو شکست ہوئی۔ اہل الشط میں جا کر پناہ گزیں ہوئے۔ ابوعلی نے امیر نوح کی خدمت میں معذرت کا خط روانہ کیا امیر نوح نے فائق کا ساتھ چھوڑ دینے کی شرط پر ابوعلی کی غلطی معاف کر دی اور اس کو دارالحکومت بخارا میں طلب کر کے قید کر دیا پھر قید سے نکال کر سبکتگین کے پاس بھیج دیا۔ سبکتگین نے بھی قید کر دیا۔

سمرقند پر فائق کی حکومت: اور فائق بادشاہ ترک لیلک خاں کے پاس کا شغیر چلا گیا۔ لیلک خاں نے امیر نوح سے فائق کی سفارش کی امیر نوح نے اس کی سفارش پر فائق کو سمرقند کی حکومت پر متعین کر دیا جیسا کہ یہ واقعات ملوک سامانیہ کے حالات کے ضمن میں لکھے گئے ہیں۔

ابوالقاسم کا فرار: ابوالقاسم (ابوعلی کا بھائی) اپنے بھائی سے علیحدہ ہو کر جنگ کر کے سبکتگین کے پاس آ گیا تھا۔ چنانچہ ایک مدت تک اس کی خدمت میں مقیم رہا پھر اس سے باغی ہو کر نیشاپور پر چڑھا آیا محمود کو اس کی خبر ملی تو فوجیں تیار کر کے ابوالقاسم کی گوشالی کے لئے بڑھا ابوالقاسم اس کی آمد کی خبر سن کر فخر الدولہ بن بویہ کے پاس بھاگ گیا اور اس کے پاس قیام اختیار کیا۔ سبکتگین نے خراسان اور اس کے پورے صوبہ پر قبضہ کر لیا۔

سبکتگین اور ایلک خاں: شہاب الدولہ ہارون بن سلیمان الملک بقر خاں نے شاغور اور ام ترک کے بعد ایلک خاں نے حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ اس کو بھی امیر نوح کے علاقوں پر دست درازی کی لالچ غالب ہو گئی جیسا کہ اس کے باپ بقر خاں کو ہوس تھی چنانچہ اس نے پہلے آہستہ آہستہ امیر نوح کے علاقوں کی طرف قدم بڑھایا اس کے بعد حملہ کی تیاری کر لی۔ امیر نوح نے خراسان میں سبکتگین کو لکھ کر بھیجا اور ایلک خاں کے مقابلہ پر جانے کا حکم دیا چنانچہ سبکتگین نے فوجیں تیار کر کے نہر کو عبور کیا۔ نصف وکشف کے درمیان پڑاؤ کر دیا۔ یہاں تک کہ اس کا بیٹا محمود بھی چاروں طرف سے فوجیں لے کر پہنچ گیا سی مقام پر ابوعلی بن سکجور قید ہو کر امیر نوح کی جانب سے سبکتگین کے پاس آتا تھا۔

ایلک خاں اور سبکتگین میں صلح: ایلک خاں بھی ترکوں کو متحد کر کے لایا ہوا تھا۔ سبکتگین نے امیر نوح کو ایلک خاں سے جنگ پر آمادہ کرنا چاہا مگر وہ تیار نہ ہوا صرف اپنے سپہ سالاروں اور لشکر کو بھیجنے پر اکتفا کیا۔ سبکتگین نے بے خدمت کی اپنے بھائی بقر خاں اور اپنے بیٹے محمود کو امیر نوح کو جنگ لیلک خاں پر آمادہ کرنے کے لئے بھیجا وزیر السلطنت وزیر بن عزیز جنگ کے خوف سے بھاگ گیا اور امیر نوح ہمت ہار کر بیٹھ گیا مجبوراً ان دونوں نے

اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیا اس سے سبکتگین کے حوصلہ پست ہو گئے اس نے لیلک خاں سے مصالحت کی گفتگو شروع کر دی۔ ابوالقاسم کو شرائط صحیح ملنے کی غرض سے لیلک خاں کے پاس روانہ کیا مگر پھر اس سے مشتبہ ہو کر گرفتار کر کے ابوعلی اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ قید کر دیا۔

پنج واپسی: صلح کے بعد سبکتگین طوس سے بلخ روانہ ہوا اور یہاں پہنچ کر اس کو ان لوگوں کے مارے جانے کی خبر ملی۔ مامون بن محمد (والی جرجانیہ) کی موت کی خبر بھی ملی۔ خوارزم میں اس کے سپہ سالار نے دعوت کے بہانے اس کو قتل کیا تھا۔ اس کے بعد ہی امیر نوح کی موت کی خبر سنی گئی کہ نصف رجب ۳۸ھ میں اس کا انتقال ہو چکا ہے۔

سبکتگین اور فخر الدولہ: ابوعلی بن سکجور اور فائق سبکتگین سے شکست کھا کر فخر الدولہ کے پاس جرجان چلے گئے تھے۔ پھر جب ابوالقاسم نے خراسان میں سر اٹھایا اور محمود بن سبکتگین اپنے چچا بغراہق کے ساتھ اس کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا تو اس کے رکاب میں ابونصر بن محمود حاجب بھی تھے اس وقت یہ بھی فخر الدولہ کے پاس بھاگ گیا اور اس کے زیر حمایت اور من قوس اور دامغان میں قیام اختیار کیا ادھر سبکتگین نے طوس میں پڑاؤ کر لیا۔ اس کے بعد اس سے اور فخر الدولہ بن بویہ (والی رے) سے مراسم اتحاد پیدا ہو گئے ایک دوسرے کو تحائف بھیجے مگر یہ آخری ہدیہ تھا جو سبکتگین کی طرف سے عہدائد کا تب لے کر فخر الدولہ کے پاس آیا تھا۔

کچھ عرصہ بعد فخر الدولہ تک لوگوں نے یہ خبر پہنچادی کہ سبکتگین لشکر تیار کر کے حملہ کرنے کی فکر میں ہے فخر الدولہ نے ایک عتاب آمیز پیغام سبکتگین کے پاس بھیجا بھی جواب آنے نہ پایا تھا کہ دونوں کی قوتیں جواب دی گئیں۔

سبکتگین کی وفات اسماعیل کی حکومت: ... جب سبکتگین لیلک خاں کی مہم سے فارغ ہو کر بلخ روانہ ہوا اور تھوڑے ہی دنوں وہاں قیام کیا تھا کہ مرض الموت میں گرفتار ہو گیا۔ بلخ سے غزنی کی جانب لوٹ گیا اور راستے میں حکومت خراسان و غزنی کے بیسویں سال ۴۰۰ھ شعبان ۳۸ھ میں انتقال کر گیا۔ غزنی میں دفن کیا گیا۔ یہ بہت نیک سیرت، عہد و پیمان کا پابند، ایفاء وعدہ کا پکا اور کثیر الجہاد انسان تھا۔

سبکتگین کے بعد اس کے لشکر نے اس کے بیٹے اسماعیل کی امارت کی بیعت کی اور یہی ولی عہد بھی تھا مگر محمود سے عمر میں کم تھا چنانچہ اس نے داد دہش کے ذریعے لشکریوں کو اپنا مطیع کر لیا غزنی کی حکومت تسلیم کر لی گئی۔

محمود اور اسماعیل: چونکہ اسماعیل ایک نوعمر شخص تھا لشکریوں نے اسے حقیر جانا، چنانچہ ان لوگوں نے اسے دبا لیا اور انعام و صلہ کی اس قدر بھرمار ہوئی کہ اس کے ہاں سبکتگین کا خزانہ خالی ہو گیا۔ اس کا بھائی محمود ان دنوں نیشاپور میں تھا اس نے تحریک کی کہ مجھے صوبہ بلخ وغیرہ کی نگرانی کی سند دے دی جائے مگر اسماعیل نے انکار میں جواب دیا جس سے دونوں بھائیوں میں نفاق کی بنیاد پڑ گئی۔ ابوالحرب گورنر جرجان نے دونوں بھائیوں میں صلح کی کوشش کی لیکن اسماعیل نے اپنی نوعمری اور ناتجربہ کاری سے نہ مانا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ محمود نے اسماعیل کے خلاف ہرات کی جانب کوچ کیا۔ ہرات میں اس کا چچا بغراہق حکمرانی کر رہا تھا۔ وہ بھی اسماعیل کے حالات سن کر محمود کا ہم آہنگ ہو گیا۔ اس کے بعد محمود نے ہرات سے بست کی طرف قدم بڑھایا۔ یہاں پر اس کا دوسرا بھائی نصر تھا۔ محمود نے اس کو بھی اپنی جانب مائل کر لیا۔

محمود کی اسماعیل کے ساتھ جنگ: چنانچہ محمود بغراہق اور نصر سب کے سب متحد ہو کر غزنی کی طرف بڑھیں یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ ان واقعات سے پہلے اسماعیل کے امراء دولت نے محمود کو طلبی کے خطوط لکھے تھے اور اطاعت و فرمان برداری کا وعدہ کیا تھا۔ الغرض محمود کوچ و قیام کرتا ہوا۔ غزنی کے قریب پہنچ گیا۔ اسماعیل بھی اپنی فوج تیار کر کے مقابلہ پر آ گیا۔ غزنی کے باہر ایک میدان میں دونوں بھائیوں کی ٹڈ بھٹ ہوئی۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد اسماعیل کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ اسماعیل نے قلعہ غزنی میں جا کر پناہ لی اور دروازے بند کر لئے۔

محمود کی کامیابی: محمود نے شہر پر قبضہ کر کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا تا آنکہ اسماعیل نے طول حصار سے تنگ آ کے امن حاصل کیا اور قلعہ کا دروازہ کھول دیا محمود نے اس کی بہت عزت کی اور اپنی حکومت و سلطنت میں اس کو شریک بنایا۔

یہ واقعہ اسماعیل کی حکومت کے ساتویں مہینہ واقع ہوا۔ اسی وقت سے محمود کے قدم حکومت و سلطنت پر جم گئے اور اس نے خود کو سلطان کے لقب سے مقب کر لیا۔ حالانکہ اس سے پہلے کسی نے خود کو اس لقب سے ملقب نہیں کیا تھا القصہ محمود، اسماعیل کی مہم سے فارغ ہو کر بلخ روانہ ہوئے۔

منصور اور فائق: جس وقت ابوالمحرث منصور بعد امیر نوح کے تخت حکومت پر بیٹھا۔ قلمدان وزارت محمود بن ابراہیم کے سپرد کیا گیا۔ اور فائق نے امیر ابوالمحرث منصور کی کم عمری کی وجہ سے حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ عبداللہ بن عزیز جس وقت محمود بن ابراہیم بخارا آیا تھا اسی زمانے میں چونکہ اس نے امیر نوح کو بیک خاں کے جنگ پر ابھارا تھا بخارا چھوڑ کر بھاگ گیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا چنانچہ جب امیر نوح کا انتقال ہوا اور اس کا بیٹا منصور حکمران بنا تو عزیز نے ابو منصور محمد بن حسین کو سپہ سالاری لشکر خراسان کی لالچ دی اور اس کو اپنے ہمراہ لے کر بیک خاں کے پاس گیا۔ اور امیر منصور کی زیادتیوں کی شکایت کی بیک خاں ان دونوں کے ساتھ ساتھ با اظہار سمرقند روانہ ہوا۔

فائق کا بخارا پر قبضہ: پھر ابو منصور اور ابن عزیز کو گرفتار کر کے فائق کو بلوایا اور اپنے مقدمہ کی پیش کش کا سردار بنا کر بخارا کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ امیر ابوالمحرث منصور نے اس کی آمد کی خبر سن کر بخارا چھوڑ دیا اور فائق نے بخارا پر قبضہ کر لیا اور بیک خاں اپنی کرسی حکومت کی طرف لوٹ گیا۔

بخارا میں انتظامات: فائق نے بخارا پر قبضہ کرنے اور بیک خاں کی واپسی کے بعد ابوالمحرث منصور کو بخارا میں بل لیا جب وہ بخارا پہنچا تو فائق نے استقبال کیا کرسی حکومت پر لا کر بٹھایا اور اس کی حکومت و دولت کا نظم و نسق سنبھالنے لگا۔ بکتوزون حاجب اکبر کو مصیبت خراسان کی سند حکومت دے کر دارالحکومت بخارا سے باہر نکال دیا اور بستان الدولہ کا مبارک خطاب دیا۔

بکتوزون اور فائق کی صلح: بکتوزون اور فائق کے درمیان مدت سے چپقلش چلی آرہی تھی ابوالمحرث منصور نے دونوں کی صلح کرادی چنانچہ بکتوزون اپنے فرائض منصبی ادا کرنے لگا پھر ابو القاسم بن سکجور نے اس پر حملہ کیا۔ دونوں کی جنگیں ہوئیں جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔

منصور کی معزولی:..... اس دوران محمود اپنے بھائی اسماعیل کی مہم سے فارغ ہو کر بلخ آیا اور امیر ابوالمحرث منصور کی خدمت میں ہدایا و تحائف بھیجے۔ امیر منصور نے بلخ، ترمذ، ہرات اور بست کی گورنری اسے عطا کی اور نیشاپور کی سند حکومت دینے سے انکار کیا۔ محمود نے اپنے ہا اعتماد ابو الحسن حموی کے ذریعے دوبارہ درخواست بھیجی۔ امیر ابوالمحرث منصور نے ابو الحسن کو اپنی وزارت کے لئے منتخب کر لیا۔ ابو الحسن عہدہ وزارت پا کر اپنے ولی نعمت کو پیغام پہنچانے نہ گیا۔ محمود کو اس سے ناراضگی پیدا ہو گئی چنانچہ وہ نیشاپور کی طرف بڑھا۔ بکتوزون یہ خبر سن کر بھاگ گیا۔ امیر منصور اس سے آگاہ ہو کر کمر ہمت باندھ کر نیشاپور کی طرف چلا گیا اور محمود نیشاپور سے نکل کر مردارود چلا گیا۔

خراسان پر محمود کا قبضہ:..... اس واقعہ کے بعد بکتوزون اور فائق نے متحد ہو کر ابوالمحرث منصور کو معزول کر دیا۔ آنکھوں میں نیل کی سدایاں پھروادیں اور اس کے بھائی عبدالملک کو امارت و حکومت کی کرسی پر جلوہ افروز کیا۔ محمود نے بکتوزون اور فائق کو اس گندی حرکت پر برا بھدا کہا اور عتاب آمیز خط روانہ کیا پھر اس پر بھی جب اس کے دل کو تشفی نہ ہوئی تو فوجیں آراستہ کر کے فائق اور بکتوزون کی سرکوبی کے لئے روانہ ہو گیا۔ فائق اور بکتوزون بھی مقابلہ کے لئے مرد میں آ کر صف آرا ہوئے ان کے ساتھ ان کا نو عمر امیر عبدالملک بھی تھا۔ دونوں فوجوں کی جنگ ہوئی۔ بالآخر محمود نے ان لوگوں کو شکست دے دی۔ عبدالملک نے بخارا میں جا کر دم لیا۔ بکتوزون نیشاپور بھاگ گیا۔ ابو القاسم بن سکجور بھی انہی اور لوگوں کے ساتھ اس نے قہستان میں جا کر پناہ لی ادھر محمود نے خراسان پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۳۸۹ھ کا ہے۔

بکتوزون کی گوشمالی: اس کے بعد محمود نے طوس کی جانب قدم بڑھائے بکتوزون (توزن بیک) جرجان بھاگ گیا محمود نے اس کے تعاقب پر ارسدان حاجب کو مقرر کیا چنانچہ ارسدان حاجب نے اس کو اطراف خراسان سے بھی باہر نکال دیا۔ محمود اس خدمت کے صلے میں ارسدان حاجب کو صوس کا گورنر بنایا اور صوبہ ہرات کی جانچ پڑتال کے لئے روانہ ہوا۔ بکتوزون کو موقع مل گیا محمود کے روانہ ہوتے ہی نیشاپور آیا اور قبضہ کر لیا۔ محمود کو اس کی خبر ملی تو وہ فوراً ہی لوٹ آیا چنانچہ بکتوزون نیشاپور چھوڑ کر بھاگ گیا۔ محمود نے اپنے بھائی نصیر بن سکجور کو خراسان کے لشکر کا سامان مقرر کر کے

نیشاپور میں قیام کرنے کا حکم دیا اور خود اپنے باپ کے دارالحکومت بلخ چلا آ گیا اور اس کو اپنا پایہ تخت بنایا۔

محمود مستقل حکمران: پھر اپنے بھائی اسماعیل بن سبکتگین سے مشکوک ہو کر اسے کسی قلعہ میں قید کر دیا۔ گزارہ کے لئے کافی وظیفہ مقرر کیا۔ اسی زمانہ میں خلیفہ اقدار باللہ عباسی کی خلافت کی بیعت کی اس کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا حکم دیا۔ خلیفہ نے دارالحکومت بغداد سے بیش بہا خلعت اور جھنڈے حسب دستور روانہ کئے اور امین المملۃ یحییٰ بن الدولہ کا خطاب مرحمت فرمایا۔ محمود کو اسی وقت سے مطلق العنانی حکومت حاصل ہو گئی اور اس کا غلغلہ اقبال اطراف عالم میں پھیل گیا۔ خراسان کی حکومت پر اس کے قدم جم گئے اور آئندہ سے ہر سال ہندوستان پر جہاد کرتا رہا۔

خلف کی پیشقدمی اور محمود کا مقابلہ: خلف بن احمد (والی جہتان) سامانی حکمرانوں کا باجگزار تھا لیکن سامانی تاجدار بغاوت و فتنہ کی وجہ سے خلف بن احمد کی جانب سے غافل ہو گیا اس وقت اس نے استقلال کے ساتھ اپنے قدم حکومت پر جمادیئے اور خود مختاری کا ڈنکا بجا دیا چنانچہ امیر سبکتگین راجگان ہند کے خلاف جہاد کرنے گیا خلف بن احمد نے اس موقع کو غنیمت شمار کر کے صوبہ بست پر فوجیں بھیج دیں چنانچہ اس فوج نے صوبہ بست پر قبضہ کر کے خراج وصول کر لیا۔ پھر جب امیر سبکتگین نے ہندوستان کے جہاد سے فارغ ہو کر واپس آیا تو خلف ابن احمد نے معذرت کی اور تحائف پیش کئے آئندہ اعانت کا وعدہ کیا امیر سبکتگین نے اس کی معذرت قبول کر لی۔ مزید اطمینان کے لئے بطور ضمانت خلف ابن احمد کے خاص اعزہ کو اپنی حراست میں لے لیا۔

سبکتگین کی وفات: اس کے بعد امیر سبکتگین ابوعلی بن سبکو رسمیت جو کہ اس کی قید میں تھا خراسان کی طرف لیلک خاں کے مقابلہ پر روانہ ہوا اور جب اس سے امیر سبکتگین کو فراغت حاصل ہوئی تو خلف ابن احمد کی ریشہ دوانی و فتنہ کو ختم کرنے کے لئے فوج کو جہتان پر حملہ کرنے کی تیاری کا حکم دیا اتفاق سے سبکتگین کا پیغام اجل آ گیا جس سے سبکتگین کا ارادہ پورا نہ ہو سکا اور خلف کو پھر موقع مل گیا۔ اس نے اپنے بیٹے طاہر کو قہستان اور بوسنج پر قبضہ کرنے بھیج دیا۔ چنانچہ طاہر نے ان دونوں مقامات پر قبضہ کر لیا۔ قہستان اور بوسنج بغراہق کی جاگیر میں تھے اور وہی ان پر حکومت کر رہا تھا۔

بغراہق کی موت: اتنے میں محمود کو خراسان کی مہم اور اندرونی جھگڑوں سے فرصت مل گئی اپنے چچا بغراہق کو لکھ کر بھیجا کہ قہستان اور بوسنج کو طاہر بن خلف سے چھین لو چنانچہ بغراہق نے طاہر پر حملہ کیا اور اسے شکست دیکر تھوڑی دور تک تعاقب کرتا چلا گیا۔ طاہر نے پلٹ کر ایسا حملہ کیا جس سے بغراہق کے ساتھی بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور پکڑ دھکڑ کے دوران میں بغراہق مارا گیا۔

خلف کی گوشمالی: محمود کو اس واقعہ جانفرسا کی خبر سے بے حد صدمہ ہوا چنانچہ فوجیں مرتب کر کے ۳۹۰ھ میں خلف بن احمد پر چڑھائی کر دی۔ خلف ایک مضبوط و مستحکم قلعہ میں قلعہ نشین ہو گیا محمود نے چاروں طرف سے محاصرہ کر کے لڑائی چھیڑ دی۔ خلف نے تنگ آ کر اطاعت قبول کر لی۔ ایک لاکھ دینار دے کر صلح کر لی چنانچہ محمود نے محاصرہ اٹھا لیا۔

محمود کی فتوحات ہند: اس کے بعد جب محمود کو اندرونی مخالفت اور ریشہ دوانی سے ایک گونہ فراغت حاصل ہو گئی تو اس نے ہندوستان پر حملہ کی تیاری کی۔

جے پال پر حملہ: بارہ ہزار سواروں میں ہزار پیادوں میں سے پندرہ ہزار جوان منتخب کئے اور ان کو آراستہ و مرتب کر کے ہندوستان پر راجہ جے پال سے جنگ کرنے کی غرض سے چڑھائی کی ①۔ راجہ جے پال بھی یہ خبر سن کر فوجیں تیار کر کے مقابلہ کے لئے آیا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد راجہ جے پال کو شکست ہو گئی۔ راجہ جے پال اپنے بھائیوں اور لڑکوں سمیت گرفتار کر لیا گیا۔ راجہ جے پال اور اس کے دوسرے اعزہ کے ساتھیوں میں سے (جو

① محمود نے شوال ۳۹۱ھ مطابق ۱۰۰۰ء میں غزنی سے ہندوستان پر فوج کشی کی تھی۔ روز دوشنبہ آٹھویں محرم ۳۹۳ھ مطابق ۱۰۰۲ء میں ہرقم پشاور بڑائی ہوئی۔ راجہ جے پال رکاب میں بارہ ہزار سواروں میں ہزار پیادے اور تین سوزنجیر فیل تھے۔ جس وقت نصف النہار ہوا ہندوستانی لشکر کو شکست ہوئی۔ پانچ ہزار ہندو مارے گئے۔ راجہ جے پال پندرہ عزمہ واقارب کے ساتھ گرفتار کئے گئے۔ بے شمار مال غنیمت ہاتھ آ یا۔ دیکھیں تاریخ کامل ابن اثیر ج ۹ ص ۷۰، ۷۱ مطبوعہ مصر و تاریخ فرشتہ۔

قید کر لئے گئے تھے) کئی موتیوں کے ہار جس کو کالا کہتے ہیں غنیمت میں ہاتھ آئے اس میں سے ایک ایک کی قیمت ایک لاکھ دینار تھی ان کے عدد وہ پانچ ہزار ہندو لونڈی وغلام بنائے گئے۔ یہ واقعہ ۳۹۲ھ کا ہے۔

مزید پیش قدمی: اس فتح و کامیابی کے بعد محمود نے ہندوستان کے دوسرے شہروں کی طرف قدم بڑھائے۔ یہ علاقے خراسان کے صوبہ سے زیادہ وسیع اور زرخیز تھے چنانچہ ان کو بھی بزور تیغ فتح کر لیا۔ اس کے بعد راجہ جے پال نے پچاس جنگی ہاتھی اپنے فدیہ میں دے کر خود کو قید سے رہا کر لیا اور تادائیک فدیہ مذکور اپنے بیٹے اور پوتے کو سلطان محمود کے پاس چھوڑ آیا۔ چنانچہ اپنے راج دہانی (دار السلطنت) میں پہنچ کر فدیہ مذکور بھیج دیا اور ہار سلطنت سے خود کو سبکدوش کر لیا۔ ①

ٹھنڈہ کا محاصرہ: ابھی محمود نے غزنی واپس نہ لوٹنے کا ارادہ نہ کیا تھا کہ یہ خبر سنی کہ ہندوؤں کا جم غفیر فساد اور لشکر اسلام سے مزاحمت کے لئے پہاڑ کی گھاٹیوں میں چھپ ہوا ہے۔ محمود نے فوج کو تیاری کا حکم دیا اور نہایت تیزی سے قلعہ دہند (ٹھنڈہ) کا جہاں ہندوؤں کا گروہ کثیر لشکر اسلام کی روک تھام کے لئے جمع تھا صرہ کر لیا۔ راجپوتوں کی بہادری نے انہیں کچھ بھی نفع نہ پہنچایا۔ گنتی کے چند لوگ بڑی مشکل سے زندہ بچ سکے۔ باقی سب کے سب مارے گئے محمود مظفر و منصور دار السلطنت غزنی کی جانب لوٹ آیا۔

ابن خلف کا قتل: ۳۹۰ھ میں محمود کی واپسی اور صلح کے بعد خلف بن احمد نے اپنے بیٹے طاہر کو حکومت حوالہ کر دی اور خود اس خیال سے کہ میرا ملک آئندہ محمود کے سیلاب فتوحات سے محفوظ رہے باظہار ترک دنیا گوشہ نشین ہو گیا چنانچہ جب سلطان محمود ایک طویل مدت تک ان ملک سے جہاد ہندوستان کی وجہ سے غیر حاضر ہا تو خلف نے اپنے بیٹے طاہر سے حکومت واپس لینے کی کوشش کی طاہر نے بہانوں سے کام لینا شروع کر دیا اور بات بات میں نافرمانی کرنے لگا تب خلف نے خود کو بیمار بنایا اور وصیت کرنے اور خفیہ ذخائر بتانے کی غرض سے طاہر کو اپنے پاس ہوا یہ طاہر بے خوف و ہراس حاضر ہو گیا مگر خلف نے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور کچھ عرصے بعد قتل کر ڈالا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔

بجستان پر قبضہ: اس واقعہ سے خلف کے سپہ سالاروں کو خطرہ پیدا ہو گیا اور اس کی طرف سے سب بد دل ہو گئے۔ چنانچہ محمود سے خط و کتابت شروع کی اور باظہار اطاعت محمود کے نام کا خطبہ بجستان میں پڑھنے لگے۔ یہ واقعہ ۳۹۳ھ کا ہے۔ محمود ان سپہ سالاروں کے بدلے پر خلف کی طرف روانہ ہو گیا خلف ایک مضبوط و مستحکم قلعہ طاق میں قلعہ بند ہو گیا۔ یہ قلعہ نہایت پائیدار اور مضبوط بنا ہوا تھا چاروں طرف سے اس کو سات فصیلیں سر بفلک گھیرے ہوئے تھیں اور فصیلوں کو ایک گہری خندق محیط تھی صرف ایک راستہ تھا جس پر چلنا ہوا تھا۔ خلف نے محمود کی آمد پر اس پل کو توڑ ڈالا۔ محمود نے قلعہ پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا مدتوں محاصرہ کئے رہا جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو لشکریوں کو حکم دیا کہ گرد و نواح کے درختوں کو کاٹ کر خندق بھر دو اور جب وہ پریشان ہو گیا تو ہاتھیوں کو بڑھانے کا اشارہ کیا چنانچہ ایک ہاتھی نے جو سب سے بڑا تھا خندق کو عبور کر کے دروازہ قلعہ پر پہنچ کر دروازہ کو کھاڑ کر پھینک دیا۔ پھر کیا تھا محمود کا لشکر قلعہ میں داخل ہونے کے لئے قتل و خونریزی کا بازار گرم ہو گیا۔ اہل قلعہ ایک فحش سے دوسرے فحش میں جا کر پناہ بیٹے تھے اور فتح مند گردہ ان کو برابر پسپا کرتا جاتا تھا باہر سے یہ تیر بازی کر رہے تھے اور اندر سے قلعہ والے پتھر اور تیر کی بارش برسا رہے تھے خلف نے اس بات کا احساس کر کے کہ عنقریب قلعہ ہاتھ سے جانے والا ہے اس کی درخواست کی چنانچہ محمود نے اس کو امن دے دیا، بڑائی موقوف ہو گئی قلعہ پر بھی محمود کا قبضہ ہو گیا خلف نے قلعہ کے ذخائر کی سنجیاں محمود کے حوالہ کر دیں جس سے محمود کی آنکھوں میں خف کی قدر و منزلت دوہرا ہو گئی۔

① راجہ جے پال قوم کا برہمن تھا۔ تمام پنجاب و کشمیر و ملتان اور سر ہند کا خود مختار حکمران تھا۔ اور حکام اسلام کے مقابلہ اور ہندوستانی شہروں کی حفاظت کی غرض سے قلعہ ٹھنڈہ میں جا کر مقیم ہوئے۔ نیپے بھٹانے یہ خیال آیا کہ دہلی افغانستان پر حملہ کر کے ہندوستان کے راجاؤں پر اپنا رعب ڈالنا چاہیے۔ چنانچہ چاروں طرف سے افواج اٹھیں کر کے دہلی و سندھ میں گھس پڑا سنگین کو اس قلعہ کی خبر ہوئی تو وہ بھی اپنی فوج جمع کر کے مقابلہ پر آئے۔ ملتان کی سرحد دونوں حریف مقابل ہوئے۔ راجہ جے پال کو شکست ہوئی۔ یہ پہلی شکست تھی اس کے بعد جب اس نے بد عہدی کی تو پھر سنگین نے پشاور کی سرحد پر اس سے پھر مقابلہ کیا۔ اس فوج میں دہلی، قنوج، کاننجر اور اجیر کے راجاؤں کی فوجیں بھی امداد کیے شامل تھیں۔ راجہ جے پال کو اس شکست سے ایسا صدمہ ہوا کہ حکومت اپنے بیٹے اند پال کو دے کر خود سوزی کر لی۔ یہ واقعہ ۳۹۳ھ کا ہے۔ یہیں تاریخ کامل ج ۱ ص ۷۱، تاریخ فرشتہ ص ۲۴۔

محمود نے انہائی عنایت سے ارشاد کیا خلف جہاں تم پسند کرو وہاں قیام کر سکتے ہو خلف نے جرجان کو پسند کیا چنانچہ محمود نے عزت و احترام کے ساتھ خلف کو جرجان روانہ کر دیا۔ چنانچہ خلف تقریباً چار سال تک جرجان میں مقیم رہا۔

خلف بن احمد کی موت: پھر کسی نے محمود سے یہ جڑ دیا کہ خلف کے لیلک خاں کے ساتھ مراسم اتحاد پیدا ہو گئے ہیں اور وہ اس کو مخالفت پر اکسار رہا ہے۔ چنانچہ محمود نے خلف کو جرجان سے قزاقین میں منتقل کر دیا جہاں پر اس نے ۳۹۹ھ میں وفات پائی۔ محمود نے خلف کا متروکہ اس کے بیٹے ابو حفص عمر کے حوالہ کر دیا۔

خلف کا کردار: خلف نیک سیرت، علم دوست، ذی علم، علماء کا قدر دان اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے والا شخص تھا۔ اس نے ایک تفسیر قرآن مجید کی لکھی تھی اپنے تمام ممالک محروسہ کے علماء کو جمع کیا تھا میں ہزار دینار خرچ ہوئے تھے۔ خلف نے اس تفسیر کو نیشاپور کے مدرسے میں رکھوا دیا تھا۔ الغرض محمود کامیابی کے بعد بھستان کی حکومت پر اپنے والد کے سپہ سالاروں میں سے ایک سپہ سالار فتنی کو مقرر کر کے غزنی واپس چھا گیا۔ کچھ عرصے بعد بھستان کے مفسدہ پردازوں اور بد معاشوں نے متحد ہو کر احمد نامی ایک شخص کو اپنا سردار بنایا اور بھستان میں علم بغاوت بلند کر دیا۔ محمود نے دس ہزار کی جمیعت سے اس بغاوت کو فرو کرنے کے لئے بھستان روانہ ہوا۔ اس مہم میں اس کا بھائی ابوالمظفر نصر سپہ سالار افواج شاہی، التوتاس حاجب اور پشت پناہ عرب ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم طائی بھی شریک تھے محمود نے بھستان میں پہنچ کر باغیوں کا محاصرہ کر لیا اور بزور تیغ اس کو دوبارہ فتح کر کے اپنے بھائی سپہ سالار افواج نصر بن سبکتگین کو گورنر مقرر کیا اور اس صوبہ کو نیشاپور کے صوبہ سے جس کی گورنری پر نصر پہلے سے تھامق کر دیا۔ نصر نے اپنی جناب سے اپنے وزیر ابو منصور نصر بن اسحاق کو مقرر کیا اس کے بعد محمود نے مقصد جہاد ہندوستان کی طرف روانہ ہو گیا۔

جنگ بھیمز و ملتان: جب محمود کو اندرونی مخالفوں کی ریشہ دوانی سے فراغت ہو گئی اور اس کو ایک قسم کا اطمینان حاصل ہو گیا تو وہ پھر ہندوستان پر جہاد کرنے یا یوں کہیے کہ اس مہم کو پورا کرنے کے لئے تیار ہوا جس کی بنیاد اس کے والد سبکتگین نے ڈالی تھی اور جس کا بانی مہمانی راجہ جے پال بن تھا۔

راجہ جے راؤ:..... بہا طہ (بھٹیر یا بھیرہ) ہندوستان کی ایک ریاست تھی جس کی حدود ملتان سے ملے ہوئے تھے اس ریاست کا دار الحکومت بھیمز میں تھا۔ بھیمز کا نہایت مستحکم اور مضبوط شہر پناہ تھی اور شہر کے اندر قلعہ تھا چاروں طرف سے اس شہر کو سر بفلک شہر پناہ کی دیواریں گھیرے ہوئے تھیں شہر پناہ کے باہر گہری خندق تھی جس کو عبور کرنا نہایت دشوار تھا۔ قلعہ میں جنگ آوروں کا عظیم لشکر ہر وقت موجود رہتا تھا اور آلات حرب اور سامان جنگ بھی کافی مقدار میں تھا اس کے حکمران کا نام راجہ جے راؤ تھا۔

جے راؤ پر حملہ:..... محمود نے دریائے جیحوں کو عبور کر کے بھیمز پر حملہ کیا ❶ چنانچہ راجہ جے راؤ بھی اس کی اطلاع پا کر مقابلہ کی کے لئے بھیمز سے باہر آیا دونوں حریفوں کے درمیان تین دن تک متواتر لڑائی ہوتی رہی چوتھے دن راجہ جے راؤ کو شکست ہو گئی لشکر اسلام نے شکست ہونے والے لشکر کا شہر کے دوران تک پیچھا کیا۔ راجہ جے راؤ نے شہر پناہ میں داخل ہو کر دروازے بند کر دیئے لشکر اسلام نے محاصرہ کر لیا۔ اور نہایت سختی سے لڑائی شروع کر دی۔ لوٹ مار حد سے بڑھ گئی محمود نے اپنے لشکر کے ایک حصہ کو خوش و خاشاک اور لکڑیوں سے خندق کا حکم دیا اور باقی لشکر کو مقابلہ پر رکھا۔ راجہ جے راؤ کو اس سے تشویش پیدا ہو گئی۔ چنانچہ رات کے وقت اپنے چند خاص ملازموں اور مصاحبوں ساتھیوں کے ساتھ محاصرہ سے نکل کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر چلا گیا اور اس کی ایک جنگ اور دشوار گزار گھائی میں چھپ ہو گیا۔

جے راؤ کی خودکشی: سلطان محمود نے یہ اطلاع پا کر ایک فوجی دستہ راجہ جے راؤ کی گرفتاری اور پیچھا کرنے پر روانہ کیا۔ مجاہدین اسلام سراغ لگاتے ہوئے اس گھائی تک پہنچ گئے جہاں پر راجہ جے راؤ چھپا ہوا تھا اور چاروں طرف سے گھیر کر قتل کرنا شروع کر دیا۔ جب اس کے ساتھیوں کا کثیر حصہ ختم ہو گیا۔ تو راجہ جے راؤ نے اس بات کا یقین کر کے کہ اب میرا بچنا مشکل ہے تو کمر سے خنجر کھینچ کر اپنا سینہ چاک کر ڈالا چنانچہ غازیان اسلام

سرتار کر اپنے سیدھان کے پاس لے آئے اور سلطان کا جھنڈا لے ہوئے دارالحکومت بھٹیر میں داخل ہوا اور جب تک انتظام درست نہ ہو ٹھہر رہا۔ واپسی کے وقت تعیم و انتظام ملک کے لئے ایک ایسے شخص کو اپنا نائب مقرر کیا جو ارکان اسلام سے واقف اور سیاست سے آگاہ تھا تا کہ نومسملوں کو فرائض مذہبی کی تعیم بھی دے اور حکومت کو درہم برہم ہونے سے بھی محفوظ رکھے۔ غزنی آتے ہوئے راستے میں بارش بہت ہوئی راستہ کی دشواری کیچڑ پانی کی زیادتی اور نہروں دریاؤں کی طغیانی سے محمود کے لشکر کا اکثر حصہ ضائع ہو گیا ①۔

فتح ملتان: پھر محمود کو غزنی میں پہنچ کر یہ خبر ملی کہ ابو الفتوح (گورنر ملتان) ملحد ہو گیا ہے اور اپنے صوبہ کے رہنے والوں کو بے حیائی اور مذہبی کی تعیم دے رہا ہے۔ محمود اس کو کہاں برداشت کر سکتا تھا فوراً لشکر تیار کر کے جہاد ملتان پر چڑھائی کر دی۔ اور دریاؤں کو جیسے تیسے عبور کر لیا مگر دریائے سیحون کی طغیانی نے سلطان کو آگے بڑھنے سے روک دیا چنانچہ سلطان محمود نے خشکی کے راستہ سے ملتان کا ارادہ کیا لیکن اس طرف راجہ انند پال ولد راجہ جے پال (حکمران پنجاب) سے مدد مانگی مگر انند پال نے انکار کر دیا۔

انند پال پر حملہ:..... محمود نے اپنے لشکر کو پہلے اسی پر جہاد کر نیک حکم دیا۔ چنانچہ لوٹ مار شروع ہو گئی۔ محمود کا لشکر راجہ انند پال کے ملک کو پاہاں کرتا ہوا سیلاب کی طرح بڑھا اور راجہ انند پال کی فوج شکست کھاتے ہوئے بھاگی۔ راجہ انند پال حیران و پریشان ایک شہر سے دوسرے شہر میں جا کر پناہ پتہ تھا اور شاہی لشکر پہنچ کر وہاں سے بھی اس کو پریشان کر کے نکال دیتا تھا۔ اور یہاں تک کہ چناب پہنچا جب محمود کا لشکر اس کا پیچھا کرتے ہوئے یہاں تک پہنچ گیا تو راجہ انند پال گھرا کر کشمیر چلا گیا محمود نے پھر اس پیچھا نہ کیا اور ملتان کی طرف چلا۔ ابو الفتوح نے یہ خبر سن کر اپنے مال و اسباب کو ہاتھیوں پر مدوا کر سراندیپ کی طرف روانہ کر دیا اور خود ملتان چھوڑ کر چھپ گیا۔ اہل ملتان نے شہر کی قلعہ بندی کر لی محمود نے محاصرہ کر کے لڑائی شروع کر دی یہاں تک کہ توار کے زور سے فتح کر لی کامیابی کے دن محمود نے اہل ملتان سے بے دینی کی وجہ سے بیس ہزار درہم سرخ بطور جرمانہ کفارہ وصول کئے۔

قلعہ گوالیار کا لہجہ: محمود نے ابو الفتوح کی گوشاہی کے بعد قلعہ گوالیار (گوالیار) پر فوج کشی کی اس کے حکمران کا نام راجہ نند تھا۔ اس قلعہ میں چھ سو بت خانے تھے محمود نے تلوار کے زور سے اس کو بھی فتح کر لیا۔ بنوں کو توڑ ڈالا بن خانے جلادئے۔ حاکم قلعہ نند نے بھاگ کر قلعہ کالنجر میں پناہ لی قلعہ کالنجر نہایت مضبوط اور وسیع قلعہ تھا اس میں پانچ لاکھ فوج پانچ سو زنجیرک فیل اور بیس ہزار جانور وغیرہ موجود تھے اور بہت سارے سبوں کے استعمال کے لئے غلہ وغیرہ موجود تھا مگر راستہ اتنا تنگ تھا کہ قلعہ تک فوج کا پہنچنا محال مشکل سمجھا جاتا تھا۔ قلعہ کے ارد گرد آٹھ آٹھ دس دس میل تک جھڑیوں کا گنجان جنگل تھا اور جنگل کے بعد قلعہ کے باہر ایک خندق نہایت گہری تھی محمود کے حکم سے کاٹ کر راستہ بنایا گیا۔

قلعہ کا محاصرہ: اور جب قلعہ کے قریب گہری خندق نے مزاحمت کی تو یہ حکم دیا کہ جانوروں کی کھالوں میں مٹی بھر کر تقریباً تیس ہاتھ چوڑائی میں گہری خندق کو پات دو لشکر اسلام نے اس حکم کی تعمیل میں جلدی کی اور محمود اپنی فوج کو ساتھ لئے ہوئے خندق کو عبور کرتا ہوا قلعہ پر جا پہنچا اور محاصرہ کر دیا ایک بہ تیرہ دن محاصرہ کئے رہا۔

محمود اور نندا کی صلح:..... نندا حاکم قلعہ روزانہ جنگ سے تنگ آ کر صلح کا پیغام دے رہا تھا مگر محمود اپنے دھن میں تھا اسی دوران یہ خبر پہنچی کہ ایک خاں کی وجہ سے صوبہ خراسان میں بغاوت کی آگ بھڑک اٹھی ہے چنانچہ محمود نے راجہ نندا سے پچاس مہنگی ہاتھی اور تین ہزار من چاندی پر صلح کر دیا صلح کے بعد محمود نے راجہ نندا کو خلعت دی راجہ نندا نے خلعت کو زیب تن کیا اور مٹی باندھی۔ چونکہ اس زمانہ کے ہندوؤں میں یہ دستور تھا کہ عہد و اقرار کے مضبوط کرنے کے لئے اپنی چھوٹی اورنگی کاٹ کر فریق ثانی کو دے دیا کرتے تھے۔ اس وجہ سے اس پابندی کے لحاظ سے راجہ نندا نے بھی اپنی کاٹ کر محمود کے والے کر دی محمود دل غنیمت لے کر خراسان کی طرف لوٹا حالانکہ اس مرتبہ ہندوؤں سے جنگ کرنے کا خیال اس کے دماغ میں بھرا ہوا تھا۔

محمود اور رایلک خاں: جس وقت محمود نے صوبہ خراسان پر اور لیلک خاں نے ماوراء النہر پر قبضہ کر لیا تھا جیسا کہ اوپر بیان کر چکا ہے۔ لیلک

① بھٹیر کی لڑائی میں دوسرا زنجیر فیل تھے اور بے شمار مال و زر ہاتھ لگا۔ قلعہ بھٹیر کا میدان مقتولوں سے بھر گیا تھا۔ قیدیوں کی وہ کثرت تھی کہ ہر شخص کے پاس پانچ پانچ چھ غلام لونڈی تھے۔ دیکھو تاریخ فرشتہ۔

خاں نے محمود کو مبارک باد کا خط لکھا اور تحائف بھیجے۔ محمود نے بھی رسم اتحاد بڑھانے کے لئے خط بھیجا اور تحائف وغیرہ بھیجے دونوں حکمرانوں کے درباروں میں شعراء آنے جانے لگے تمہیت کے قصائد لکھے اور انعام حاصل کئے۔ اسی زمانہ میں محمود نے سہیل بن محمد بن سلیمان صعلوکی (امام فن حدیث) کو طغان جتق حاکم سرخس کے ساتھ بطور وفد لیلک خاں کے دربار میں ہدیہ قاخرہ دے کر روانہ کیا اور لیلک خاں کی لڑکی سے نکاح کا پیغام دیا۔

تحائف کی تفصیل اس تحفے میں یاقوت مروارید اور مرجان کے قیمتی قیمتی مالے سونے اور چاندی کے ظروف جن میں عنبر، کافور عود اور دیگر خوشبو کی چیزیں بھری ہوئی تھیں۔ ہدیہ کے آگے آگے ہاتھی تھے جن پر زربفت کی جھولیں اور سونے چاندی کے ہود سے تھے لیلک خاں نے نہایت خوشی سے اس ہدیہ کو قبول کیا اہل وفد کی بہت عزت کی اور مخطوبہ (منگیتی) کے ساتھ محمود کا نکاح کر دیا۔ اس سے دونوں سلطانوں میں رشتہ اتحاد قائم ہو رہا تھا۔

محمود اور لیلک خاں کی ناراضگی:..... منافقوں کو یہ اتفاق کہاں گوارا ہو سکتا تھا ایک دوسرے کو چغلی لگانے لگے چنانچہ دونوں سلطانوں میں ایک گونہ کشیدگی پیدا ہو گئی۔ چنانچہ جب سلطان محمود نے ملتان پر فوج کشی کی تو اس وقت لیلک خاں کو موقع مل گیا اپنے کمانڈر سیاوش تکمین کو جو کہ اس کا قریبی رشتہ دار بھی تھا خراسان پر قبضہ کرنے کے لئے بھیجا اور اپنے بھائی جعفر تکمین کو سیاوش تکمین کی مدد کا حکم دیا۔ واقعہ ۳۹۶ھ کا ہے چنانچہ سیاوش تکمین نے صوبہ بلخ پر قبضہ کر لیا اور انتظام کے لئے جعفر تکمین کو وہاں ٹھہرایا۔

خراسان اور نیشاپور پر قبضہ:..... ارسلان حاجب محمود کی طرف سے ہرات کا گورنر تھا محمود نے ملتان کی روانگی کے وقت ارسلان کو کہا کہ جس وقت کسی بغاوت کا احساس کرنا ہو، غزنی میں آ جانا۔ ارسلان حاجب اس ہدایت کے مطابق جس وقت سیاوش تکمین نے خراسان پر قبضہ کر لیا تو ہرات سے غزنی بچانے کے لئے آیا چنانچہ سیاوش تکمین کو خاصہ موقع مل گیا ہرات پر بھی قبضہ کر کے وہیں قیام پذیر ہو گیا اور حسین بن نصر کو نیشاپور کی طرف روانہ کر دیا۔ حسین نے نیشاپور پر قبضہ کر لیا۔ عمال مقرر کئے خراج وصول کیا اطمینان کے ساتھ رہنے لگا۔

سیاوش تکمین کا فرار:..... آہستہ آہستہ اس کی خبر سلطان محمود کو ہندوستان میں ملی تو مجبوراً غزنی کی طرف لوٹ گیا ❶ اور پھر پہلے صوبہ بلخ کا رخ کیا چنانچہ جعفر تکمین خوف زدہ ہو کر ترمذ کی طرف بھاگ گیا اور محمود بلخ میں داخل ہو کر وہیں رہنے لگا اس کے بعد ارسلان حاجب کو دس ہزار فوج کی جماعت سے سیاوش تکمین سے جنگ کرنے کے لئے ہرات کی طرف روانہ کیا۔ سیاوش تکمین نے اس خبر سے مطلع ہو کر مرو کا راستہ لیا چنانچہ راستہ میں ترمذ کے قلعوں سے مدد بھیڑ ہو گئی سیاوش تکمین مقابلہ نہ کر سکا اور شکست کا کر بھاگ گیا اس کے بے شمار ساتھی بھی مارے گئے رہے ترمذیوں نے بہت بے دردی اور کجی سے اس کے ساتھیوں کو قتل کیا سیاوش تکمین نے ایبورو میں جا کر دم لیا پھر جب ایبورو میں بھی اس کو پناہ نہ ملی تو نسا چلا گیا۔ ارسلان حاجب سیہ کی طرح سے اس کے پیچھے پیچھے تھا یہاں تک سیاوش تکمین جرجان پہنچا حاکم جرجان نے داخل ہونے سے روک دیا چنانچہ سیاوش تکمین نے پہاڑ کی چوٹیوں اور گھنے جنگلوں کا راستہ لیا اس وقت اس کے ساتھیوں کا ایک گروپ کسی مددگار کے نہ ہونے کی وجہ سے قابوس کے پاس جا کر پناہ گزیں ہو گیا چند دن بعد سیاوش تکمین نے پہاڑ کی چوٹیوں اور گنجان جنگل سے نکل کر نسا چلا گیا۔ اور ایک تنگ راستہ سے مرو کی طرف روانہ ہوا محمود تو اس کی تلاش میں تھا جاسوسوں نے سیاوش تکمین کی نقل و حرکت کی خبر دی تو فوراً اس کی گرفتاری کا حکم دیا سیاوش تکمین یہ خبر پا کر بھاگ گیا نہر کو عبور کر کے لیلک خاں کے پاس پہنچا مگر اس کے بھائی کو ایک سو سرداروں کے ساتھ گرفتار کر کے غزنی لایا گیا۔

جعفر تکمین کی گوشمالی: لیلک خاں نے محمود کی واپسی کی اطلاع پا کر اپنے بھائی جعفر تکمین کو چھ ہزار پیادوں کی جماعت کے ساتھ بلخ کی طرف روانہ کیا تھا مقصود یہ تھا کہ سلطان محمود کو سیاوش تکمین کا پیچھا کرنے سے روکا جائے لیکن اس ارادے میں لیلک خاں کو کامیابی نہ ہوئی محمود نے سیاوش تکمین کو خراسان سے نکال کر جعفر تکمین کی طرف قدم بڑھایا لینے کے دینے پڑ گئے جعفر تکمین سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ گیا سلطان کے بھائی نصر بن سبکتگین

❶ محمود اس وقت طھنڈہ میں تھا۔ راجہ سکھ پال معروف بہ نواسہ شاہ کوہ پور کے غزنی کی جانب واپس ہوا سکھ پال ہندوستان کے کسی راجہ کا لڑکا تھا جو پشاور میں بولی سکھواری کے ہاتھ میں پڑ کر مسلمان ہو گیا تھا۔ دیکھو تاریخ غفر مشہ ص ۱۵۔

مناذرافواج خراسان ساحل جموں تک پیچھا کرتا چلا گیا جس سے اس کا استیصال ہو گیا۔

قدرخان کی امداد: لیلک خان اپنے کمانڈروں کی شکست سے خائف ہو کر اپنے چند خاص آدمیوں کو بادشاہ قتل ❶ (چین) قدرخان بن بقا اہل کے پاس بھیجی اور مدد مانگی کی۔ لیلک خاں اور بقراخان آپس میں ایک دوسرے کے قریبی رشتہ دار تھے اور ان دونوں میں رشتہ مصدقہ ت (سرال) کا بھی تعلق تھا۔ قدرخان خود اور اپنی فوج کے ساتھ لیلک خاں کی مدد کے لئے آیا ❷۔ لیلک خاں نے اپنے رد گرد کسٹوں اور ماوراء النہر کے کاشتکاروں سے لشکر تیار کر کے قدرخان کی مدد سے محمود کے علاقوں کی طرف قدم بڑھایا۔ پچاس ہزار فوج کے ساتھ دریائے جیوں کو عبور کر کے پنجاب کی سرحد پر آ پہنچے۔ محمود اس وقت طغارستان میں تھا اس کی آمد کی اطلاع پا کر بلخ میں آیا۔ اور جنگ کی تیاری میں مصروف ہوا ترکوں، خجیوں، افغانیوں، غزنیوں اور اپنی باقاعدہ فوج کو مسلح کے مقابلہ پر آیا بلخ سے نکل کر چھ میل کے فاصلہ پر جنگ شروع ہوئی۔

محمود اور لیلک کی جنگ: محمود نے لشکر کے درمیان میں اپنے بھائی نصر کمانڈرافواج خراسان کو انچارج بنایا تھا ابو نصر بن احمد فریغونی حاکم جرجان اور ابو عبد اللہ بن محمد ابن ابراہیم طائی تیر اندازان اکراد و عرب کو بھی درمیان میں رکھا گیا تھا طرف محمود کا حاجب کبیرہ ابو سعید تمر تاشی تھا اور بائیں طرف ارسلان حاجب پانچ سوز نجیر پہاڑ نما ہاتھیوں کا قلعہ بنایا گیا تھا۔ لیلک خاں کے دائیں طرف قدرخان بادشاہ چین اور بائیں طرف اس کا بھائی جعفر تنکین اور لشکر کے درمیان میں خود لیلک خاں تھا۔ دونوں لشکر ایک دوسرے سے جنگ کرنے لگے فریقین مرنے اور مارنے پر کمر باندھ لی۔

لیلک خان کی شکست: سلطان محمود ایک خیمہ کے اندر سجدے میں انتہائی عاجزی اور گڑ گڑا کر اللہ جل شانہ سے اپنی کامیابی کی دعا کر رہا تھا۔ اسے فرغ ہو کر سوار ہوا اور کوہ پیکر ہاتھیوں کو لے کر لیلک خاں کے قلب لشکر پر حملہ کیا لیلک خان مقابلہ پر نہ ٹھہر سکا شکست اٹھ کر بھاگ گیا۔ شاہی لشکر نے دارو گیر شروع کر دی اور لوٹ مار کرتا ہوا نہر تک پہنچا شکست خوردہ گروہ نے دریا عبور کر کے اپنی جان بچائی محمود کامیابی کے ساتھ غزنی واپس چلا آیا شعراء نے تمہیت کے قصائد لکھے یہ واقعہ ۳۹۷ھ کا ہے۔

سلطان محمود اور نواسہ شاہ: سلطان محمود ترکوں اور لیلک خان سے کامیاب ہو کر پھر ہندوستان کی طرف متوجہ ہوا۔ نواسہ شاہ ہندوستان کے رجاؤں میں سے کسی کا بیٹا تھا ❸۔ اور محمود کے ہاتھ پر ایمان لایا تھا محمود نے اس کو چند قلعوں کا جس کو اس نے فتح کیا تھا حاکم بنایا تھا محمود واپسی پر مرتد ہو گیا محمود اس کی خبر ملی تو وہ غصہ ہو گیا۔ سامان جنگ درست کر کے نواسہ شاہ کے سر پر آ پہنچا نواسہ شاہ بھاگ گیا محمود نے ان قلعوں پر جو اس کے اور اس کے ساتھیوں کے قبضہ میں تھے قبضہ کر کے غزنی کی طرف واپسی کی یہ واقعہ بھی ۳۹۷ھ کا ہے۔

فتح بھیم نگر: ۱۰۰۰ ماہ ربیع الثانی ۳۹۸ھ میں سلطان محمود نے دوبارہ ہندوستان پر حملہ کیا۔ فوج کشی کی فوج تیار کر کے ہندوستان کی طرف روانہ ہوا چنانچہ دریائے ہند پر پہنچا تو راجہ اند پال ایک بڑی فوج لے کر مقابلہ پر آیا جس کا شمار نہ ہو سکتا تھا۔ سلطان محمود نے نہایت استقلال و مردانگی سے جنگ کا آغاز کیا راجہ اند پال کی فوج میدان جنگ سے شکست کھا گئی سلطان محمود راجہ اند پال کا پیچھا کرتے ہوئے چلا گیا۔ قلعہ بھیم نگر کو اب نگر کوٹ کے نام سے یاد کرتے ہیں یہ ایک نہایت مضبوط قلعہ بنا ہوا تھا۔ ہندوستان والے اس کو اپنے بتوں کا خزانہ مقرر کئے ہوئے تھے تمام اطراف جو انب سے قیمتی ہیں اور اسباب اور جواہرات بتوں کے نذرانے کے لئے قلعہ میں آتے تھے سلطان نے اس کے محاصرے کا حکم دیا قلعہ والوں نے امن کی درخواست کی اور قلعہ کی چابیاں سلطان کے حوالہ کر دیں۔

مال غنیمت کی تفصیل: سلطان نے ابو نصر فریغونی اور اپنے حاجب کبیر ابن تمر تاش اور واسع تنکین کو مال و اسباب کی فراہمی اور روانگی کا حکم دیا سات لاکھ دینار سرخ سات سو من سونے چاندی کے برتن دو لاکھ من خالص سونا بیس لاکھ من چاندی اور ہزاروں تھن دیبا کے اور ریشمی پارچے جات ہاتھ لگے اسی قلعہ میں ایک مکان چاندی کا ملا تھا جس کی لمبائی تیس گز اور چوڑائی پندرہ گز تھی اور ایک شامیانہ اطلس اور دیبا کا ساٹھ گز لمبائی تیس گز چوڑا

❶ دیکھو تاریخ فرشتہ ج ۱ ص ۲۵۔ ❷ قدرخان بادشاہ چین پانچ ہزار سواروں کے ساتھ لیلک خان کی مدد پر آیا۔ دیکھو تاریخ فرشتہ مقالہ اول ص ۲۵۔ ❸ نواسہ شاہ نام سکھ پال تھا یہ وہی شخص ہے جسے غزنی کی واپسی کے وقت اپنے مقبوضات ہندوستان کا حاکم بنایا تھا۔ (مترجم)

برآمد ہوا تھا جس کی چوبیس سونے اور چاندی کی تھیں۔ سلطان محمود نے اس مال غنیمت کی حفاظت پر نامبردگان کو متعین کیا چنانچہ احتیاط سے غزنی روانہ کر دیا گیا۔ سلطان محمود نے غزنی میں پہنچ کر اپنے دارالامارت کے صحن میں وہ شامیانہ نصب کرایا۔ جو اہرات چٹوائے پھر اطراف و جواب کے دفنہ دیکھنے اور مبارکباد دینے آئے انہیں دفنہ میں طغاں لیلک خاں کے بھائی کا سفیر تھا۔

سلطان محمود کا جرجان پر قبضہ: بنو فریقون حکمران سامانیہ کے دور میں جرجان کے گورنر تھے اور اسی زمانہ سے برابر وراثتہ حکمرانی کرتے چلے آ رہے تھے ویش میں ان لوگوں کو ایک قسم کی شہرت حاصل ہو گئی تھی۔ ابوالحرث احمد بن محمد ان سے ایک اہم فرد تھا۔ اور سبکتگین نے اس کی لڑکی سے اپنے بیٹے محمود کا نکاح کر دیا تھا۔ اور محمود کی بہن کا نکاح ابوالحرث کے بیٹے ابونصر کے ساتھ کیا گیا تھا اس تعلق سے دونوں حکمرانوں میں رشتہ محبت زیادہ مستحکم ہو گیا تھا اس کے بعد ابوالحرث کی وفات ہو گئی۔ سلطان محمود نے اس کے بیٹے ابونصر کو بدستور جرجان کی گورنری پر بحال رکھا یہاں تک کہ ۶۰۷ھ میں اس کا بھی انتقال ہو گیا۔ محمود نے جرجان کو اپنے زیر کنٹرول علاقوں میں شامل کر لیا۔

جنگ ناروین: چوتھی صدی ہجری کے خاتمہ پر سلطان محمود نے ہندوستان پر جہاد کے ارادے سے پھر فوج کشی کی چنانچہ خوب اچھی طرح پامال کیہ ہندوستان کا حکمران مقابلہ پر آیا لیکن جب خود کو کامیاب ہوتے نہ دیکھا تو صلح کا پیغام دیا اس کے علاوہ زرقہ خراج سالانہ پچیس جنگلی ہاتھی اور ایک ہزار موارند رکھنے چنانچہ سلطان محمود نے صلح کر لی اور مال و اسباب مقرر وصول کر کے غزنی کی طرف واپس چلا گیا۔

غور و قصران پر قبضہ: ممالک غوریہ غزنی کی حدود سے متصل تھے غوریوں کا کاروبار زہرنی اور ڈکیتی تھا آئے دن لوگوں کو لوٹ مار کر کے پہاڑوں میں چھپ جاتے تھے۔ راستہ نہایت تنگ تھا ایک سال تک ان لوگوں نے اسی فساد اور کفر کی حالت پر گزارا کیا سلطان محمود کو ان کا یہ فعل نہ پسند آیا چنانچہ ۶۰۲ھ میں اس فتنہ کے ختم پر کمر باندھی خود تیاری کر کے غوریوں پر فوج کشی کر دی۔ اس کے مقدمہ اکبیش پر التوتناش حاجب حاکم ہرات اور ارسلان حاجب حاکم طوس تھا چنانچہ شاہی لشکر دامن کوہ تک پہنچا غوریوں نے بھی جنگجو جمع کرائے تھے گھسان کی لڑائی ہوئی۔ بالآخر سلطان محمود نے ایب حمد کی جس سے غوری شکست کھا کر بھاگ گئے محمود نے پیچھا کیا اور ان کے ملک پر قبضہ کر لیا غوریوں نے اپنے ایک قلعہ میں جا کر پناہ لی سلطان محمود نے پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ اہل قلعہ نے تنگ آ کر قلعہ کے دروازے کھول دیے سلطان محمود دس ہزار فوج کی جماعت لے کر قلعہ میں داخل ہو گیا غوری قلعہ چھوڑ کر ادھر ادھر منتشر ہو گئے پھر وہ لوگ جمع ہو کر حملہ آور ہوئے سلطان محمود نے دوبارہ ان کو شکست دی اور نہایت سختی سے ان کو پامال کیا۔

ابن سوری کی خود کشی: ابن سوری کو اس کے اعزہ و اقارب کے ساتھ گرفتار کیا اور ان کے قلعوں پر قبضہ کر کے سارا مال و اسباب لوٹ لیا۔ ابن سوری کو اس سے اتنا صدمہ ہوا کہ اس نے زہر کھا کر خود کشی کر لی۔ اس کے بعد ۶۰۲ھ میں سلطان محمود نے قصران پر چڑھائی کی حاکم قصران سالانہ خراج بھیجا کرتا تھا۔ اس طرف کئی سال سے لیلک خاں کی پشت پناہی سے خراج بھیجنا بند کر دیا تھا۔ سلطان محمود نے غوریوں سے کامیاب ہو کر قصران پر فوج کشی کی وہ حاکم قصران یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا لیکن پھر ہمت نہ ہوئی حاضر خدمت ہو کر معذرت کی بیس جنگلی ہاتھی بطور ہدیہ پیش کئے چنانچہ سلطان محمود نے پندرہ ہزار درہم تاوان جنگ وصول کر کے غزنی کی طرف لوٹ آیا۔

غرستان کی خانہ جنگی: شہ غرستان کو عجی یشار کے لقب سے یاد کرتے تھے جیسا کہ بادشاہ فارس کو کسریٰ کے لقب سے اور حاکم روم کو قیصر کے خطاب سے مخاطب کرتے تھے اس کے معنی ہیں الملک الجلیل، پشار ابونصر محمد بن اسماعیل بن اسد نے غرستان پر قبضہ کر لیا تھا یہاں تک کہ اس کا بیٹا محمد سن شعور کو پہنچا پھر اس نے اپنے باپ کو مغلوب کر دیا اور نصر کتب کی وجہ سے ترک کر کے گوشہ نشین ہو گیا۔

ابن سچور کی بغاوت: ان دنوں خراسان کا گورنر ابوعلی بن سچور تھا۔ جب اس نے امیر نوح سے بغاوت کی اور اہل خراسان کو اپنی حکومت کی اطاعت کی طرف مائل کرنا چاہا تو ان لوگوں نے اس وجہ سے کہ اس نے اپنے آقا سے مخالفت کا اعلان کیا تھا اطاعت سے انکار کر دیا۔ ابوعلی نے ان سے جنگ کرنے کے لئے فوجیں روانہ کیں چنانچہ ایک سال تک اہل خراسان محاصرہ میں رہے امیر سبکتگین کو یہ بات ناگوار گزری لہذا اندرونی جنگوں سے فارغ ہو کر ابوعلی کی گوشمالی کی طرف متوجہ ہوا پشار نے اس فتنہ میں امیر سبکتگین کا ہاتھ بٹایا اور اس کا شریک رہا۔ چنانچہ جب سلطان محمود نے صوبہ خراسان کی

عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی تو اطراف و جوانب کے حکمرانوں اور گورنروں کو اپنی حکومت کی اطاعت کا لکھا ان لوگوں نے اطاعت قبول کر دی۔

غریستان پر قبضہ اس بعد سلطان محمود نے محمد بن ابی نصر کو کسی جہاد میں شریک ہونے کا حکم دیا۔ محمد کسی وجہ سے نہ جاسکا چنانچہ جب سلطان محمود نے جہاد سے واپسی کی تو اپنے حاجب کبیر التوتاش کی کمان میں ایک بڑی فوج محمد بن ابی نصر کی طرف روانہ کی ارسلان حاجب حاکم طوس کو پیش رو حاکم غریستان کو روکنے کے لئے اس کے پیچھے روانگی کا حکم دیا اور چونکہ ان شہروں کے حالات سے ابوالحسن معینی مکمل جانتا تھا اس وجہ سے اس کو مرد لرد تک ان دونوں کے ساتھ جانے کی ہدایت کی ابونصر نے یہ خبر سن کر ارسلان حاجب سے امن حاصل کر لیا چنانچہ ارسلان حاجب ابونصر کے ساتھ ہرات آیا اور اس کا بیٹا محمد اس قلعہ میں قلعہ نشین ہو گیا جو ابونصر نے زمانہ حکومت ابن سمجھو میں تعمیر کرایا تھا شاہی فوجیں زمانہ وراز تک محاصرہ کئے رہیں بالآخر توار کے زور سے فتح کر کے محمد کو گرفتار کر لیا۔ اور پانز جیر غزنی بھیج اور اس کا سارا مال و اسباب ضبط کر لیا گیا اور اس کے اراکین حکومت پر جرمانہ عائد کیا۔

ابونصر کی وفات: ارسلان حاجب کامیابی کے بعد قلعہ پر ایک امیر مقرر کر کے غزنی کی طرف واپس ہوا۔ محمد کے باپ ابونصر کو ہرات سے بلو کر غزنی میں انتہائی احترام سے ٹھہرایا اس نے وہیں ۴۰۶ھ میں وفات پائی۔

طغان خاں اور سلطان محمود کی صلح: ایلک خاں خراسان میں شکست کے بعد سلطان محمود کی شوکت پھوٹی آنکھوں بھی دیکھنا پسند نہیں کرتا تھا آئے دن اسی ادھیڑ بن میں رہتا تھا کہ کسی نہ کسی طرح سلطان محمود سے خراسان میں شکست کا بدلہ لینا چاہیے مگر اس کا بھائی طغان خاں اس کے اس فعل سے بے حد ناراض اور بیزار تھا اس نے سلطان محمود کی خدمت میں معذرت کا پیغام بھیجا اور اپنے بھائی کے افعال سے بیزارگی کا اظہار کر کے مصالحت کی درخواست کی ایلک خاں سن کر آگ بگولا ہو گیا فوجیں تیار کر کے طغان خاں پر حملہ کر دیا مگر پھر مصالحت ہو گئی۔

ایلک خاں کی وفات اور طغان کی حکومت: اس کے بعد ہی ایلک خاں کا ۴۰۳ھ میں انتقال ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا بھائی طغان حکمران بنا۔ طغان خاں نے سلطان محمود سے خط و کتابت کر کے مصالحت کر لی اور یہ کہلوادیا کہ آپ ہندوستان کے جہاد میں شوق سے مصروف رہیں میں تمہارے طرف کے لئے جہاد بڑھتا رہوں سلطان محمود نے خوشی کے ساتھ اس مراسلہ کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اسی زمانہ سے فتنہ و فساد کا دروازہ بند ہو گیا اور امن و امان کا اعلان کر دیا گیا۔

طغان خاں پر ترکوں کا حملہ: اس واقعہ کے بعد ترکوں کا جم غفیر چین کی طرف سے طغان خاں کے علاقوں پر حملہ کے لئے نکلا اس گروہ کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اس کے ساتھ ایک لاکھ خرگاہ تھے مسلمانوں کو اس سے بے حد خطرہ پیدا ہوا طغان خاں یہ خبر پا کر ایک لاکھ کے لشکر کے ساتھ مقابلہ پر آیا فریقین جی کھول کر لڑے آخر کار طغان خاں نے لشکر کفار کو شکست دے دی تقریباً ایک لاکھ کفار کو تہ تیغ کیا اور اتنے ہی کو گرفتار کیا باقی لوگ بادل نا خواستہ شکست اٹھا کر اپنے ملک واپس چلے گئے۔

ارسلان خاں کی سلطان سے رشتہ داری: اس کے بعد ہی طغان خاں کا انتقال ہو گیا اس کی جگہ اس کا بھائی ارسلان خاں ۴۰۸ھ میں حکمران بنا۔ اس کی سلطان محمود سے رسم اتحاد اس حد تک بڑھی کہ ارسلان خاں نے اپنی بیٹی کی سلطان محمود کے بیٹے سلطان مسعود سے منگنی کی درخواست کی چنانچہ سلطان محمود نے اس درخواست کو منظور کر لیا اور عقد کر کے اپنے بیٹے کو ہرات کا گورنر بنا دیا چنانچہ ۴۰۸ھ میں سلطان مسعود ہرات کی طرف روانہ ہوا۔

ناردین کی فتح: موسم سرما پورا ہونے پر ۴۰۸ھ میں محمود نے ہندوستان پر جہاد کرنے کے لئے اپنی فوج طغر موح کو تیاری کا حکم دیا چنانچہ سامان جنگ و سفر درست کر کے غزنی سے روانہ ہوا اور حدود ہندوستان میں داخل ہو کر دو مہینہ کی مسافت کے علاقوں کو فتح کرتا چلا گیا ہندوستان کے مہاراجان فتوحات سے متاثر ہو کر یک جا ہو گئے۔ اور متحد ہو کر مقابلہ پر آئے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے سلطان محمود کو اس جنگ میں بھی کامیابی عنایت کی۔ ناردین فتح ہو گیا بے حد مال غنیمت ہاتھ لگا ہزار کفار قید کر لئے گئے۔ اس شہر کے بت خانے میں ایک پتھر ایسا ملا جس پر ہندی میں کچھ کھ ہوا تھا مترجموں نے بنایا کہ اس بت خانہ کو بنے ہوئے چالیس ہزار سال گزر چکے ہیں۔ سلطان محمود نے اس کامیابی کے بعد دارالسلطنت غزنی کی جانب

واپس لوٹ گیا دارالحکومت پہنچ کر خلیفہ قادر باللہ کی خدمت میں درخواست کی کہ مجھے خراسان اور ان ممالک کی سند حکومت دے دی جائے جو اس وقت میرے دائرہ حکومت میں ہیں۔

تھانیس پر حملہ۔ تھانیس کا رجا نہایت متعصب شخص تھا کفر و ضلالت میں بے مثل تھا یہاں پر ایک بت خانہ تھا جسے ہند (و نعوذ باللہ) کہہ سکتے تھے۔ سلطان محمود یہ خبر سن کر آٹھ کھڑا ہوا اور فوجیں تیار کر کے دارالحکومت غزنی سے تھانیس کی جانب روانہ کیا راستے میں بڑے بڑے مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ بڑی بڑی گہری وادیاں ملیں جیسے تیسے ان کو عبور کیا تو ایک نہر آڑے آگئی نہر کے کنارہ پر ایک انتہائی اونچا پہاڑ کھڑا ہوا تھا نہر کا دہانہ اس جگہ پر ایسا تنگ اور چھوٹا تھا کہ گنتی کے چند لوگ پہاڑ کی چوٹی سے بڑے لشکر کو عبور کرنے سے روک سکتے تھے چنانچہ لشکر ظفر پے کر کی آمد کی خبر سن کر گرد و نواح کے کفر پہاڑ کی چوٹی پر آ کر جمع ہو گئے۔ اور شاہی لشکر کو عبور سے روکنا چاہا سلطان محمود نے اپنی فوج کو تیر برس آنے کا حکم دیا جس سے مزاحمت کرنے والے مصروف بکار ہو گئے اور شاہی لشکر کا بڑا حصہ مکمل اطمینان سے نہر عبور کر گیا۔ کفار یہ رنگ دیکھ کر بھاگ گئے۔

تھانیس پر قبضہ: مجاہدین اسلام نے تلواریں نیام سے کھینچ لیں اور ہنگامہ قتل و غارت شروع ہو گیا۔ حریف انتہائی بے سروسامانی سے بھاگ نکلا اور سلطان نے شہر پر قبضہ کر لیا۔ بے حد مال غنیمت ہاتھ آیا سلطان محمود کامیابی کے ساتھ غزنی واپس چلا گیا۔ اس کے بعد سلطان محمود نے آئندہ سال حسب دستور ہندوستان پر جہاد کیا کا نیز راستہ بھول گیا چنانچہ شاہی لشکر بہت بڑی جھل میں گر گیا جس سے لشکر کا بڑا حصہ غرق ہو گیا خود سلطان محمود مد توں پانی میں چلتا رہا اور بڑی مشکل اور وقت اس سے نجات پائی اللہ اللہ کر کے خراسان کی جانب لوٹا۔

ابوالعباس مامون بن محمد: ابوالعباس مامون بن محمد کے اقتدار میں خوارزم اور جرجانیہ کی حکومت تھی جن دنوں امیر نوح آمد میں تھا یہ اس کے خاص حاشیہ نشینوں میں سے تھا جیسا کہ آپ اور پر پڑھ چکے ہو امیر نوح نے ان کو اس کے زیر کنٹرول علاقوں میں ملحق کرنا چاہا لیکن اس نے اس لئے کہ اس کے ابوعلی بن سمجور سے مراسم اتحاد تھے یہ شاہی عطیہ قبول نہ کیا پھر اس کے بعد دوسرے واقعات جو ابوعلی بن سمجور کے ساتھ پیش آئے تھے اسے ہم اوپر بیان کر چکے ہیں رفتہ رفتہ مملکت خوارزم اس کے قبضہ میں آگئی اس کے بعد یہ مر گیا اور اس کی جگہ ابو الحسن علی مشہک بن ہوا پھر جب اس کا بھی انتقال ہو گیا تو اس کی جگہ اس کا بیٹا مامون تخت حکومت پر بیٹھا اس نے سلطان محمود سے رشتہ مصاہرت قائم کیا اور اپنی بہن کو سلطان کے نکاح میں دے دیا جس سے دونوں میں مراسم اتحاد مستحکم ہو گئے۔ حتیٰ کہ اس کی وفات ہو گئی پھر اس کی جگہ ابوالعباس مامون نے حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ اس نے سلطان کے پاس سلطان کی بہن سے ملنے کا پیغام بھیجا جسے سلطان نے منظور کر لیا اور عقد کر دیا۔

ابوالعباس اور سلطان محمود: پھر جب سلطان محمود نے ابوالعباس کے پاس سفیر بھیجا کہ تم میرے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لو اور میرے نام کا خطبہ جامع مسجدوں کے منبروں پر پڑھاؤ ابوالعباس کے مشیروں نے اس سے اختلاف کیا اور کھلم کھلا کہہ دیا کہ اگر یمن الدولہ (سلطان محمود) کی اطاعت قبول کر لو گے تو ہم لوگ آپ کی اطاعت سے منحرف ہو جائیں گے اور دولت و حکومت کی بیعت کر لی پھر ان لوگوں کو اس معاملہ سے سلطان محمود کا خوف پیدا ہو گیا لہذا آپس میں مشورہ کر کے مخالفت پر تل گئے تلکین بخاری ان لوگوں کا نہ تھا سلطان محمود کو ان واقعات کی اطلاع ملی تو وہ لشکر تیار کر کے ان لوگوں کے سر پر پہنچ گیا۔ سلطان محمود کے لشکر کے مقدمہ اگیش کا افسر علی محمد ابن ابراہیم طائی تھا اس نے پہنچتے ہی لڑائی چھیڑ دی یہاں تک کہ سلطان محمود بھی اپنی تازہ دم فوج کے ساتھ پہنچ گیا اور انتہائی مردانگی سے حریف کو شکست دے دی۔ پھر پکڑ دھکڑ قتل و غارت کا ہنگامہ نہایت سختی سے شروع ہو گیا تلکین بخاری کشتی پر سوار ہو کر بھاگا مگر ملاحوں نے دھوکا دیا اور سلطان محمود کے پاس لا کر حاضر کر دیا۔ سلطان محمود نے اسے ان چند کمانڈروں سمیت جنہوں نے مامون کو قتل کیا تھا سزاے موت سنا دی جس کی تعمیل مامون کی قبر پر کی گئی۔ باقی لوگوں کو غزنی بھیج دیا گیا۔ پھر ان قیدیوں کو کچھ عرصے بعد ہندوستان کی طرف اپنی فوج کے ساتھ بھیج دیا اور سرحدی شہروں میں حفاظت کے لئے بٹھرایا۔ ان کے وظائف اور تنخواہیں مقرر کر دیں۔ کامیابی کے بعد خوارزم کی حکومت پر حاجب التوفیق کو مامور کر کے غزنی کی جانب روانہ ہو گیا۔

فتح کشمیر: سلطان محمود ہم خوارزم سے قارغ ہو کر غزنی پہنچا اور پھر غزنی سے روانہ ہو کر ایام سراہست میں گزرا۔ بے اور وہاں کے نظم و نسق سے قارغ

چندر رائے کی شکست: راجہ چند پال کو زیر کرنے سے فارغ ہو کر شاہی لشکر راجہ چند رائے کی سرکوبی کے لئے بڑھایہ ہندوی راجاؤں میں ممتاز شخص تھا اور اس کا قلعہ بھی مضبوط قلعوں میں شمار کیا جاتا تھا راجہ جے پال جو ہندوستان کا اپنی مالداری کے لحاظ سے بادشاہ ہند کہلائے جانے کا مستحق تھا عرصے سے چند رائے کو اپنی حکومت کا تابعدار بنانا چاہتا تھا لیکن چند رائے مسلسل انکار کرتا تھا۔ اس موقع پر چند رائے نے مصلحت وقت کے طور پر اطاعت قبول کرنے پر آمادہ کی ظاہر کر دی چونکہ یہ وقت ایسا آگیا تھا کہ راجہ جے پال اپنے آپ کو سنبھال نہ سکتا تھا چند رائے کی کیا مدد کرتا جیسے تیسے وہ لشکر اسلام کے ہاتھوں سے خود کو صافی بچا کر لے گیا۔ چند رائے نے تنہا شاہی لشکر کے مقابلے کی کوشش کی اور اس بھروسہ پر کہ میرا قلعہ نہایت مضبوط ہے کوئی شخص قبضہ نہیں کر سکے گا مقابلہ پر آگیا۔ بھیم پال نے دوستانہ انداز سے سمجھایا اور لشکر اسلام سے مقابلہ کرنے سے اسے روکا چنانچہ چند رائے پر کچھ ایسا رعب غالب ہوا کہ وہ اور اس کے تمام مددگار قلعہ چھوڑ کر پہاڑوں پر چلے گئے جو اس قلعہ کے پیچھے تھے۔ سلطان محمود نے قلعہ میں داخل ہو کر مال غنیمت جمع کرنے کا حکم دیا اور خود ایک دستہ فوج لے کر چند رائے کے تعاقب میں قتل و غارت کرتا ہوا روانہ ہو گیا۔ ہزاروں کفار لشکر اسلام کی تلوار کی نذر ہو گئے اور ہزاروں گرفتار و قید کر لئے گئے۔

مال غنیمت: غنیمت کی تعداد تین لاکھ دینار سرخ تین لاکھ دراهم تک پہنچ گئی تھی۔ اس کے علاوہ بیٹار جواہرات اور یا قوت ہاتھ لگے قیدیوں کی کثرت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ غزنی میں ایک ایک غلام دس دراهم سے دو دراهم تک فروخت ہوئے۔ چند رائے کا ایک ہاتھی ہندوستان میں مشہور اور بڑا تھا وہ بھی شاہی خدام کے ہاتھ لگ گیا۔ سلطان محمود نے اس ہاتھی کا نام خداداد رکھ دیا۔

مسجد اور مدرسہ کی تعمیر:..... سلطان محمود کا جہاد اس مرتبہ چند رائے کا قلعہ فتح ہونے پر موقوف ہو گیا ہے اور سلطان محمود اپنے لشکر کے ساتھ غزنی واپس آگیا۔ چنانچہ غزنی پہنچ کر سلطان محمود نے ایک بہت عظیم الشان جامع مسجد بنوائی ہندوستان سے سنگ مرمر و سنگ رخام لے جا کر اس کی بنیادوں میں لگایا۔ درودیوار پر ہندوستان کے بت خانوں کے طلائی اور نقرئی پتھر جڑوائے نیشاپور کے کاریگروں کو بلوا کر بفس نفیس بنوانے میں مصروف ہو گیا مسجد کے گرد و پیش تین ہزار طلباء کے رہنے کے قابل مکانات بنوائے اور مقابلہ میں مدرسہ اور کتب خانہ تعمیر کرایا جس میں متقدمین اور متاخرین کی کتابیں دور دراز ممالک سے لا کر رکھی گئیں تعمیر مدرسہ مکمل ہونے کے بعد مدرسین اور طلباء کے لئے وظائف اور تنخواہیں مقرر کیں۔ اراکین حکومت ان کمانڈوں افواج اور امراء سلطنت نے بھی مسجد کے قریب بڑی تعداد میں مکانات بنوائے جو شمار سے باہر تھے۔ الغرض غزنی میں ان دنوں ایک ہزار ہاتھی بضرورت سیاست دکارو ہا سلطنت بندھے رہتے تھے

ہندوستان پر ایک اور جہاد:..... سلطان محمود کی غزنی واپسی کے بعد راجہ نندا والی کالنجر نے راجہ قنوج کو ملامت بھرا خط لکھا کہ تم بڑے بزدل ہو ترکوں کے ڈر سے شہر چھوڑ دیا اپنے دیوتاؤں کے ننگ و ناموس کا بھی کچھ خیال نہ کیا ملکثوں کی نذر کر کے اپنی جان بچائی اس کا راجہ قنوج نے سختی سے جواب دیا چنانچہ نندا کو غصہ آگیا اس نے حملہ کر دیا دونوں راجاؤں میں سخت لڑائی ہوئی بلا آخر میدان نندا کے ہاتھ رہا اور راجہ قنوج مارا گیا اس کا سارا مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ فوجیں پامال کر دی گئیں۔ اس کامیابی سے نندا کا دل اور مضبوط ہو گیا۔ جو صلے بلند ہو گئے چنانچہ اس نے قرب و جوار کے راستوں کو آنا مطیع بنالیا اور جن حاکموں نے سلطان محمود کے مقابلہ میں تکلیفیں اٹھائیں تھیں وہ سب کے سب اس کے پاس آ کر جمع ہو گئے اور اس نے ان لوگوں سے وعدہ کر لیا کہ تمہارا اچھا ہوا ملک میں تمہیں ان ترکوں سے واپس دلاؤں گا۔ رفتہ رفتہ خبر سلطان محمود کے کانوں تک بھی پہنچ گئی اس نے فوراً تیاری کا حکم دے دیا پھر اس نے بہت بڑی تیاری کے ساتھ ہندوستان پر حملہ کیا۔

افغانیوں کی سرکوبی: راستے میں افغانیوں کی سرکوبی کی۔ کفار ہند کا یہ ایک گروپ تھا جو پہاڑوں کے دروں اور چوٹیوں میں چھپا تھا جس کا کام صرف زہری تھ آئے دن مسافروں اور قافلوں کو لوٹ لیتے تھے۔ سلطان محمود نے ان کے ٹھکانوں اور علاقوں کی طرف قدم بڑھائے اور بری طرح ان کو کچل دیا اس کے بعد دریائے گنگا عبور کر کے راجہ جے پال سے جنگ کی اور ایک سخت اور خونریز لڑائی کے بعد جے پال کو شکست دے دی اس کے بہت سے ساتھی گرفتار کر لئے گئے اور خود راجہ جے پال زخمی ہو کر بھاگا مگر پھر کچھ سوچ سمجھ کر سلطان محمود سے امن طلب کر لیا سلطان نے اسلام قبول

کرنے کی شرط پر امان دینے کی حامی بھری مگر راجہ جے پال نے منظور نہ کیا بادل نا خواستہ نندا (والی جالبھر) کے پاس روانہ ہو گیا مگر رستے میں اس کے کسی ساتھی نے ہی سے مار ڈالا۔ سلطان محمود کی ان مسلسل کامیابیوں سے شہر ہندوستان کے حاکمین بے حد متاثر ہوئے چنانچہ انھوں نے اپنے اپنے قصبہ شاہی دربار میں بھیج کر اطاعت و فرماں برداری کا عقیدت مندانہ اظہار کر دیا۔

ناری پر قبضہ۔ اس کے بعد سلطانی لشکر نے شہر ناری کی طرف قدم بڑھائے یہ شہر ہندوستان کا مضبوط اور مستحکم تر شہر تھا لیکن شاہی رعب کا سہہ کچھ ایسا چل گیا تھا کہ اہل شہر شاہی لشکر کی آمد کی خبر پا کر شہر چھوڑ کر بھاگ گئے۔ سلطان محمود نے ناری کو اس کے محافظوں سے خالی پایا مصیحت وقت کے لحاظ سے حکم دیا کہ اسے زمین دوز کر دیا جائے۔ دس قلعے اس کے قرب و جوار میں تھے ان لوگوں نے ہلکا سا مقابلہ کیا مگر ناکام رہے نتیجہ یہ نکلا کہ ہزاروں مارے گئے اور سلطانی علم حکومت کا جھنڈا ان کے برجون پر کامیابی کی ہوا میں لہرانے لگا۔

نندا کی گوشمالی: نندا کے راجہ کو ان دنوں میں موقع اچھا ہاتھ آ گیا تھا اس نے ایک مقام پر جا کر قلعہ بندی کر لی تھی اس مقام کو اس نے بڑے عمدہ طریقے سے محفوظ کر لیا تھا چاروں طرف گہری نہر کھدوا کر پانی بھرا دیا تھا جو کئی میل تک دلدل کی صورت میں پھیلا ہوا تھا چھ ہزار سوار ایک لاکھ سی ہزار پیدل فوج اور سات سو پچاس ہاتھی اس لشکر میں تھے۔ سلطان محمود شہر ناری کی مہم سے فارغ ہو کر نندا کے تعاقب میں روانہ ہو گیا اور عارضی قلعہ پہنچ کر سلطان محمود نے ایک سرسری نظر سے دیکھا اور لشکر کو اس کے مقابلہ میں ایک نیلہ پر قیام کا حکم دیا اگلے دن سلطان نے حملہ کا حکم دے دیا نندا نے قلعہ سے نکل کر مقابلہ کیا چنانچہ پورا دن شدت سے جنگ جاری رہی حتیٰ کہ رات کی تاریکی نے فریقین کو جنگ سے روک دیا۔ اس جنگ سے نندا پر کچھ ایسا رعب شاہی غالب ہوا کہ اپنا سارا مال و اسباب و آلات حرب چھوڑ کر صبح ہونے سے پہلے ہی بھاگ گیا لشکر اسلام نے ان پر قبضہ کر لیا اور اس کے تعاقب میں لگے۔ سراغ لگاتے لگاتے ایک جنگل میں جا کر گھیر لیا۔ پھر کیا تھا ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا۔ ہزاروں ہندو مارے گئے سیکڑوں گورقار کر رہ گئے۔ نندا خود بڑی مشکل سے اپنی جان بچا کر بھاگ گیا۔ سلطانی لشکر کامیابی کے ساتھ دارالحکومت غزنی واپس لوٹا۔

فتح سومنات: سومنات کا مندر ہندوؤں کا بہت بڑا عبادت خانہ تھا ہندوستان کے سارے بت خانوں میں یہ زیادہ محترم اور معظم سمجھا جاتا تھا یہ بت خانہ ایک مستحکم قلعہ میں جو کہ دریا کے کنارے تھا بنا ہوا تھا دریا کی لہریں جوش میں آ کر بت خانے تک آیا کرتی تھیں ہندوؤں کا یہ اعتقاد تھا کہ دریا اس بت کی قدم بوسی کے لئے آتا ہے۔ اس مندر کی عمارت نہایت عظیم الشان اور وسیع تھی چھپن مربع کھمبوں پر وہ عمارت قائم تھی بت کا مجسمہ پتھر تراش کر بنایا گیا تھا اس کی لمبائی پانچ گز تھی دو گز زمین میں گڑا ہوا اور تین گز باہر تھا۔ اس بت کی کوئی شخص صورت نہ تھی۔ بت خانہ ایک تاریک جگہ میں تھا قندیلوں میں جواہرات تھے جس سے وہ روشن رہتا تھا۔ بت کے قریب سونے کی زنجیر میں ایک سونے وزن کا گھنٹا لٹکا ہوا تھا جو مقررہ وقت میں رات کے قوت سے بجایا جاتا تھا اس کی آواز سے برہمن پجاری بتوں کی عبادت کے لئے آتے تھے۔ اس بڑے بت کے پاس بہت سونے چاندی کے بت رکھے ہوئے تھے۔ مندر میں دروازوں پر زربفت کے پردے لگے ہوئے تھے جنکی جھالروں میں موتیاں اور جواہر لگے تھے جن میں سے ہر ایک کی قیمت بیس ہزار دینار تھی جس رات چاند گرہن ہوتا تھا تو پورے ہندوستان کے ہندو سومنات کی زیارت کے لئے جاتے تھے اور اتنا بڑا مجمع ہوجاتا تھا جس کا شمار نہیں ہو سکتا۔ ہندوؤں کا یہ اعتقاد تھا کہ روحیں جسم سے نکلنے کے بعد سومنات ہی میں آ کر جمع ہوتی ہیں اور سومنات تناخ کے طور پر جس کو جس بدن میں چاہتا ہے ڈال دیتا ہے ہندو قیمتی قیمتی سامان اور نفیس نفیس جواہر نذر کے طور پر سومنات میں پیش کرتے تھے مجبوروں کو بے حد و ہیشہ عمدہ قیمتی مال و اسباب دیتے تھے دس ہزار سے زیادہ آمدنی کی جائیداد وقف تھی باوجود اس کے کہ سومنات دریائے گنگا سے دو سو کوس کے فاصلہ پر تھا مگر روزانہ سومنات کے غسل کے لئے پانی لایا جاتا تھا دریا کے کنارے ہندوؤں کے عقیدے کے مطابق جنت سے نکلا ہے اور وہ انہیں نجات کے عقیدے سے اپنے مردوں کی راکھ وغیرہ ڈالتے تھے ایک ہزار برہمن پجاری روزانہ پرستش پر مامور تھے تین سو جام یا تریپوں کے سر اور دھبی موٹنے کے لئے موجود رہتے تھے تین سو مرد اور پانچ سو عورتیں گانے اور ناچنے کے لئے تھیں ان سب کی معقول تنخواہیں مقرر تھیں۔ اس سے پہلے سلطان محمود ہندوستان کے جب کسی قلعہ کو فتح کرتا یا کسی بت کو توڑتا تھا تو ہندو کہا کرتے تھے کہ سومنات ان لوگوں سے ناراض ہو گیا ہے اس لئے یہ توڑے جاتے رہے ہیں اور ہم شکست کھا رہے ہیں ورنہ سومنات محمود کو اب تک کب کا ہلاک کر ڈالتا۔ سلطان محمود کو کسی ذریعہ سے اس کی خبر مل گئی

چنانچہ وہ اس بت پرستی کو نیست و نابود کرنے کے لئے اور انہیں ان کے جھوٹے خداؤں کی بے بسی دکھانے اور ان کے دعوؤں کی تکذیب کے خیال سے جہاد کے لئے حرکت کی چنانچہ ماہ شعبان ۸۱۶ھ میں مجاہدین کے ساتھ غزنی سے نکلا اور نصف ماہ رمضان میں ملتان پہنچا چونکہ ایک بہت بڑا ایباز جس میں پانی اور گھاس کا نام تک نہ تھا سائے تھا اس لئے سلطان نے حکم دیا کہ ہر شخص اپنی ضرورت کے لئے پانی اور رسد لے لے اس کے علاوہ سلطان نے احتیاط کے پیش نظر بیس ہزار اونٹ پانی اور ہر ضروری چیزوں سے لاد کر اپنے ساتھ لے لئے القصد اس جانفرو سامیدان سے گذر کر شہر جمیر پہنچ گیا جمیر کا راجہ خوف کے مارے شہر چھوڑ کر بھاگ گیا تھا لشکر اسلام نے شہر کو تاخت و تاراج کر دیا مگر قلعہ کی طرف اس لئے متوجہ نہ ہوا کہ مہم سومات درپیش تھی جو اس سے کئی گن زیادہ اہم تھی اس دوران چند قلعوں سے گذر ہوا جو جنگ جو مردوں اور آلات حرب و سامان جنگ سے بھرے ہوئے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے سلطانی رعب ان پر ایسا غالب کر دیا کہ ان لوگوں نے بغیر جنگ و قتال اطاعت قبول کر لی اور قلعہ کی چابیاں شاہی ملازموں کے حوالہ کر دیں۔

بتکدون کی تباہی: ... لشکر اسلام ان قلعوں پر قبضہ کر کے آگے بڑھ گیا اور نہروال (میں گجرات) پہنچ کر پڑاؤ کیا بھیم راؤ والی شہر خوف کے مارے شہر خالی چھوڑ کر بھاگ گیا تھا۔ سلطان محمود نے اس شہر سے بھی رسد و پانی کا ذخیرہ حاصل کر کے ساتھ لے لیا اور سومات کی طرف بڑھا راستے میں بہت سے بتکدے (مندر) قلعہ کی طرف نظر آئے جن میں بے شمار بت رکھے ہوئے تھے گویا یہ سومات کے نقیب اور خدام تھے سلطان محمود نے ان بت خانوں کو ویران و مسمار کر کے بتوں کو توڑ پھوڑ ڈالا۔

راچیوتوں کی سرکوبی: ... میں پہنچا جس میں پانی اور گھاس کا نام و نشان تک نہ تھا اس مقام پر بیس ہزار راچیوتوں سے سامن ہوا یہ لوگ شہر ہی لشکر کا مقابلہ کرنے کیلئے جمع ہوئے تھے سلطان محمود نے ان سے جنگ کرنے کے لئے اپنی فوج کے ایک حصہ کو حکم دیا چنانچہ اس دستہ نے جنگ چھیڑ دی اور ان کو زیر کر کے ان کے مال و اسباب پر قبضہ کر لیا پھر لشکر ظفر پیکر گجرات میں پہنچا یہ مقام سومات سے دو منزل کے فاصلہ تھا سلطان محمود نے اس پر بھی قبضہ کر لیا جو مقابلہ پر آ یا اس کو تہ تیغ کیا۔

ارسلان کی وفات: ... ارسلان حاجب کامیابی کے بعد قلعہ پر ایک امیر مقرر کر کے غزنی کی طرف واپس ہوا۔ محمد کے باپ ابو نصر کو ہرات سے بلوا کر غزنی میں انتہائی احترام سے ٹھہرایا اس نے وہیں ۸۱۶ھ میں وفات پائی۔

طغان خاں اور سلطان محمود کی صلح: ... لیلک خاں خراسان میں شکست کے بعد سلطان محمود کی شوکت پھوٹی آنکھوں بھی دیکھنا پسند نہیں کرتا تھا آئے دن اسی ادھیڑ بن میں رہتا تھا کہ کسی نہ کسی طرح سلطان محمود سے خراسان میں شکست کا بدلہ لینا چاہئے مگر اس کا بھائی طغان خاں اس کے اس فعل سے بے حد ناراض اور بیزار تھا اس نے سلطان محمود کی خدمت میں معذرت کا پیغام بھیجا اور اپنے بھائی کے افعال سے بیزارگی کا اظہار کر کے مصالحت کی درخواست کی لیلک خاں سن کر آگ بگولا ہو گیا فوجیں تیار کر کے طغان خاں پر حملہ کر دیا مگر پھر مصالحت ہو گئی۔

لیلک خاں کی وفات اور طغان کی حکومت: ... اس کے بعد ہی لیلک خاں کا ۸۱۷ھ میں انتقال ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا بھائی طغان حکمران بنا۔ طغان خاں نے سلطان محمود سے خط و کتابت کر کے مصالحت کر لی اور یہ کہلوایا کہ آپ ہندوستان کے جہاد کے عمل میں شوق سے مصروف رہیں میں ہنرکوں کی طرف کے لئے جہاد بڑھتا رہوں سلطان محمود نے خوشی کے ساتھ اس مراسلہ کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اسی زمانہ سے فتنہ و فساد کا دروازہ بند ہو گیا اور امن و امان کا اعلان کر دیا گیا۔

طغان خاں پر ترکوں کا حملہ: ... اس واقعہ کے بعد ترکوں کا حجم غیر چین کی طرف سے طغان خاں کے علاقوں پر حملہ کے لئے نکلا اس گروہ کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اس کے ساتھ ایک لاکھ خرگاہ تھے مسلمانوں کو اس سے بے حد خطرہ پیدا ہوا طغان خاں یہ خبر پا کر ایک لاکھ کے لشکر کے ساتھ مقابلہ پر آیا فریقین جی کھول کر لڑے آخر کار طغان خاں نے لشکر کفار کو شکست دے دی تقریباً ایک لاکھ کفار کو تہ تیغ کیا اور اتنے ہی کو گرفتار کیا باقی لوگ بادل ناخواستہ شکست اٹھا کر اپنے ملک واپس چلے گئے۔

ارسلان خان کی سلطان سے رشتہ داری:..... اس کے بعد ہی طغان خان کا انتقال ہو گیا اس کی جگہ اس کا بھائی ارسلان خان ۱۴۰۸ھ میں صمرن بنا۔ اس کی سلطان محمود سے رسم تھا اس حد تک بڑھی کہ ارسلان خان نے اپنی بیٹی کی سلطان محمود کے بیٹے سلطان مسعود سے منگنی کی درخواست کی چنانچہ سلطان محمود نے اس درخواست کو منظور کر لیا اور عقد کر کے اپنے بیٹے کو ہرات کا گورنر بنا دیا چنانچہ ۱۴۰۸ھ میں سلطان مسعود ہرات کی طرف روانہ ہوا۔

اہل سومنات کی للکار: نصف ذیقعدہ کو شاہی لشکر نے سومنات پہنچ کر پڑاؤ کیا۔ اہل سومنات قلعہ کی فصیلوں پر چڑھ کر لشکر اسلام کو دیکھ رہے تھے اور ہند آواز سے کہتے تھے کہ ہمارا معبود سومنات تمہیں یہاں اس لئے لایا ہے تاکہ تم لوگوں کو ایک ہی جھکے میں ہلاک کر دے اور اس کا نقم مے جو تم نے ہندوستان کے مہاتموں کے ساتھ کیا ہے اور ان کو توڑا ہے۔ مختصر یہ کہ صبح ہوتے ہی مجاہدین اسلام پائیں قلعہ تک تکبیر کہتے ہوئے پہنچ گئے دس راجپوتوں اور پنڈوں کا لشکر قلعہ کی فصیل سے اتر کر سومنات کے پاس مدد کرنے کی درخواست پیش کرنے گیا۔ ادھر مجاہدین اسلام مکندوں و ریڑھیوں کے ذریعہ سے قلعہ کی فصیل پر چڑھ گئے راجپوت سورا مسلمان بہادروں کی یہ شجاعت دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ اور حکم ہر جنگ آید جنگ آید مقدمہ اور مدافعت پر کمریں کس لیں۔ پورا نہایت شدت سے لڑائی کا سلسلہ جاری رہا جیسے ہی رات نے اپنا سیاہ جھنڈا فضا کے عالم میں اڑا دیا دونوں حریف جنگ سے رک گئے۔ یہ رات امید و بیم میں گزر گئی۔ صبح ہوتے ہی لشکر اسلام نے تکبیر کہہ کر پھر لڑائی کا آغاز کر دیا۔ اور نہایت سختی سے حمہ آور ہوئے ہندو جو ق درجوق سومنات کے پاس جاتے اور اس سے بغلگیر ہو کر گریہ و زاری کرتے ہوئے رخصت ہوتے اور میدان جنگ میں جاتے تھے مجاہدین اسلام انتہائی جدوجہد سے حملہ کرتے رہے یہاں تک کہ رات نے بچ بچاؤ کر دیا۔ اور یہ دن بھی اسی حالت میں ختم ہو گیا۔

قلعہ پر قبضہ: تیسرے دن باوجود یکہ پرم دیو اور دالیشیم سے امدادی فوجیں آگئی تھیں جس سے اہل سومنات کو بہت بڑی تقویت و رطمانیت حاصل ہو گئی تھی مگر مجاہدین اسلام کے پرزور حملوں نے راجپوتوں کو شکست دے دی چنانچہ وہ نہایت ابتری کے ساتھ پسپا ہو گئے۔ پچاس ہزار رہ گئے باقی لوگ کشتیوں پر سوار ہو کر بھاگ نکلے اسلامی بہادروں نے تعاقب کیا قتل و غارتگری کا سیلاب بڑھا اور ہزاروں لوگ دریا میں ڈوب کر مر گئے بے شمار بھگوڑوں کو اسلامی بہادروں نے تلوار کے گھاٹ اتار چنانچہ قلعہ پر کامیابی کے ساتھ سلطان قبضہ ہو گیا۔

راجہ پرم دیو پر حملہ: اس خداداد کامیابی کے بعد سلطان محمود نے راجہ پرم دیو (والی نہروالہ) کو زیر کرنے کے لئے پیش قدمی کی۔ راجہ پرم دیو دی شخص ہے جس نے جنگ سومنات میں مذہبی اور قومی جوش سے ہندوؤں کی کمک پر فوجیں روانہ کی تھیں۔ سومنات کی فتح کے بعد نہروالہ چھوڑ کر قلعہ کندھ میں جا کر پناہ گزین ہو گیا تھا۔ یہ قلعہ ایسے مقام پر تھا جو تین طرف سے دریا سے گھرا ہوا تھا چوتھی جانب خشکی تھی لیکن ایک گہری نہر اس سمت کی حفاظت کر رہی تھی۔ سومنات سے یہ مقام ساٹھ کوس کے فاصلہ پر تھا۔ سلطان محمود نے خشکی کی طرف سے اس قلعہ پر حملہ کیا۔ قریب قلعہ کے قریب پہنچ کر دیکھ کہ چاروں طرف سے دریا موجیں مار رہا ہے چنانچہ بے حد متردد ہوا۔ نہ کشتیاں تھیں اور نہ پل، اسی تذبذب میں پڑاؤ کر دیا۔

پرم دیو کے قلعہ پر قبضہ: حسن اتفاق سے دوشکاری ملاح نظر آئے جو مچھلیوں کا شکار کر رہے تھے۔ شاہی ملازمین ان کو دربار سلطان میں پکڑ لائے دریافت کرنے پر ان لوگوں نے ایک جگہ بتائی کہ یہاں سے عبور کر جانا ممکن ہے لیکن عبور کے دوران اگر ذرا بھی ہوا تیز چلی تو سب کے سب ہلاکت میں پڑ جائیں گے۔ سلطان محمود یہ سنتے ہی اٹھ کھڑا ہوا اور بسم اللہ مجرما و مر سہا پڑھ کر اپنا گھوڑا دریا میں ڈال دیا۔ یہ دیکھ کر مجاہدین اسلام نے بھی باگیں اٹھالیں اور تھوڑی ہی دیر میں دریا عبور کر گئے۔ راجہ پرم دیو ان کی اس جرات و دلیری سے اتنا متاثر ہوا کہ حلیہ تبدیل کر کے قلعہ چھوڑ کر بھاگ گیا چنانچہ بلا جدال قلعہ پر سلطان کا قبضہ ہو گیا۔

والی منصورہ کی سرکوبی: اس کے بعد والی منصورہ کے مرتد ہونے کی خبر سلطان کے پاس پہنچی اس نے فوراً تیاری کا حکم دے دیا۔ والی منصورہ نے شاہی لشکر کی آمد کی خبر سن کر دریا کے راستے بھاگ جانے کی کوشش کی چونکہ سلطان محمود کو اس بات کا خطرہ پہلے ہی سے ہو گیا تھا چنانچہ اس نے دریا کے راستے کی ناکہ بندی کر لی تھی جیسے ہی والی منصورہ نظر آیا کشت و خون کا بازار گرم ہو گیا۔ ایک بڑا گروہ کام آ گیا اور والی منصورہ نے بھاگ کر اپنی جان بچائی۔ دن منصورہ کی سرکوبی سے فارغ ہو کر سلطان محمود نے بھاٹیہ (بھٹنیر) کی طرف رخ کیا بھٹنیر والوں نے اطاعت قبول کر دی۔ سلطان محمود

ان لوگوں پر خزیہ قائم کر کے کامیابی کے ساتھ صفر ۳۱ھ میں غزنی کی جانب واپس چلا گیا۔

قابوس کی سرگزشت ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ ۳۱ھ میں بنو بویہ کے امراء نے طبرستان اور جرجان کو قابوس کے قبضہ سے نکال کر اپنے دائرہ حکومت میں شامل کر لیا تھا، قابوس پریشان حالت میں امیر نوح بن منصور کی خدمت میں ابوالعباس گورنر خراسان کے توسط سے وفد لے کر حاضر ہوا، امیر نوح اور اس کے گورنر ابوالعباس نے امداد کا وعدہ کیا مگر اتفاقات کچھ ایسے پیش آتے گئے کہ اٹھارہ سال کا زمانہ بیت گیا مگر وعدہ پورا نہ ہو سکا۔ اتنے میں امیر سبکتگین کا دور حکومت آ گیا، قابوس نے اس سے بھی اپنی سرگزشت کہہ سنائی۔ اس نے بھی وعدہ تو کر لیا مگر بنو سبکتگین نے ایسی پیچیدگیاں پیدا کر دیں کہ جس سے امیر سبکتگین اپنا وعدہ پورا نہ کر سکا۔ اور داعی اجل کو لبیک کہہ کر دنیا فانی سے کوچ کر گیا۔

قابوس کا طبرستان اور جرجان پر قبضہ: پھر سلطان محمود حکمران بنالسا سے خانہ جنگیوں نے مہلت نہ دی، چنانچہ قابوس ابھی منزل مقصود پر نہ پہنچے پیا تھا کہ ابوالقاسم بن سبکتگین نے فخر الدولہ بویہ کے مرنے کے بعد جرجان کے صوبہ پر قبضہ کر لیا۔ قابوس کی رہی سہی امید بھی نوٹ گئی چنانچہ اس نے گھبرا کر اہل دیلم اور اہل جبل سے امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ اہل دیلم و جبل کی کمک کے ذریعے صوبہ طبرستان و جرجان پر قابوس کا قبضہ ہو گیا اور اسے اس صوبہ کا حکمران تسلیم کر لیا گیا جیسا کہ دیلم اور جبل کے حالات کے ضمن میں تحریر کیا جائے گا۔ نصر بن حسن قیرزان، کان بن کالی کا چچ زاد بھائی طبرستان و جرجان کے صوبوں پر دانت لگائے ہوئے تھا اور قابوس سے اکثر چھیڑ چھاڑ کیا کرتا تھا۔ اتفاق سے بنو بویہ نے اس کو گرفتار کر کے رے کی جیل میں ڈال دیا۔ اب کیا تھا کوئی رقیب و حریف باقی نہ رہا لہذا طبرستان و جرجان پر قابوس کی حکومت مستقل طور پر قائم ہو گئی۔ قابوس نے دوراندیشی کے تحت سلطان محمود کے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی تاکہ آئندہ خطرات سے محفوظ و مامون ہو جائے۔ الغرض اس طور سے پورے دیار دیلم میں سلطانی حکومت کا سکہ چلنے لگا۔

مجد الدولہ کی پچاس بیویاں اور نظام حکومت

رے پر قبضہ: مجد الدولہ بن فخر الدولہ کی پچاس بیویاں تھیں جن سے تیس بچے پیدا ہوئے تھے شب و روز انہیں عورتوں میں پڑا رہتا تھا جب ان کی ہم نشینی صحبت سے دل اکتا جاتا تو قصص و حکایات کی کتابیں دیکھتا اور کتابت کرتا تھا یہ مشغلہ صرف دل بہلانے کے لئے تھا حکومت کی باگ ڈور ایک لونڈی کے ہاتھ میں تھی جس کو مجد الدولہ کی محبوب ہونے کا فخر حاصل تھا۔ وہی امور سلطنت کے سیاہ و سفید کی مالک تھی۔ اس لونڈی کے مرنے کے بعد رہا سہا انتظام بھی ختم ہو گیا سارا کارخانہ درہم برہم ہو گیا اراکین دولت نے متفق ہو کر سلطان محمود کی خدمت میں مجد الدولہ کی بد نظمی اور لاپرواہی کی شکایت لکھی اور رے پر قبضہ کر لینے کی تحریک کی۔ سلطان محمود نے اس خیال سے کہ کہیں اور کوئی حریف قابض نہ ہو جائے رے پر قبضہ کر لینے کے لئے ایک فوج بھیج دی جس کا افسر اعلیٰ اس کا حاجب تھا اور یہ ہدایت کر دی کہ امور سلطنت کے انتظام کے پیش نظر مجد الدولہ کو اس کے بیٹے ابودلف سمیت فوراً گرفتار کر لینا۔

رے میں محمود کا استقبال: رے پر شاہی لشکر کے قبضہ کے بعد سلطان محمود ماہ ربیع الاول ۴۴۰ھ میں دارالسلطنت غزنی سے رے روانہ ہوا اور تھوڑے دنوں کے بعد رے پہنچ گیا۔ اہل رے نے نہایت گرمجوشی سے اپنے نئے حکمران کا استقبال کیا۔ سلطان محمود ان سب سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملا۔ انتظام و مصمت وقت کے پیش نظر مجد الدولہ کو گرفتار کر کے خراسان میں نظر بند کر دیا اور اس کے مال و اسباب کی ضبطی کی حکم دے دی۔ فہرست مرتب کی گئی چنانچہ ایک کروڑ دینار سرخ، پانچ لاکھ دینار کے قیمتی جواہرات، چھ ہزار تھان قیمتی قیمتی کپڑے بی شمار آلات حرب خزانے اور توشہ خانے سے برآمد ہوئے۔

کفر والحاد کی تباہی: رے کی مہم سے فارغ ہو کر قزوین کی طرف توجہ کی اور اس کے قلعوں پر قبضہ کر کے شہر سادہ اور اوہ کو بھی اپنے دائرہ حکومت میں شامل کر لیا۔ مجد الدولہ کے فرقہ باطنیہ کے تمام لوگوں کو چین چین کر قتل کیا۔ معتزلیوں کو گرفتار کر کے خراسان کی طرف جلا وطنی کا حکم دیا۔ فلسفہ، معتزلات اور نجوم کے کتب خانوں میں آگ لگا دی۔ کفر والحاد کا سارا ذخیرہ جل کر خاک و سیاہ ہو گیا ان کے علاوہ دوسرے علوم و فنون کی کتابوں کو جو ایک سو اونٹوں

کی باتھیں اپنے دارالسلطنت غزنی لے گیا۔

منوچہر کے ساتھ صلح۔ منوچہر بن قابوس شہر چھوڑ کر ایک پہاڑی قلعہ میں جا کر قلعہ بند ہو گیا تھا۔ راستہ نہایت دشوار گزار تھا سلطان محمود نے اس راستے کو جیسے تیسے طے کر کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا منوچہر قلعہ کی کھڑکی سے نکال کر جنگل میں چھپ گیا اور وہیں سے پانچ لاکھ دینار سالانہ پر صلح کا پیغام دیا جس کو سلطان محمود نے قبول کر لیا چنانچہ منوچہر اپنے قلعہ میں واپس آ گیا اس کے بعد محمود نیشاپور واپس چلا گیا۔

زنجان، ابہر اور زور پر قبضہ۔ اس واقعہ کے بعد ہی منوچہر کی زندگی کا بھی خاتمہ ہو گیا پھر اس کی جگہ اس کا بیٹا نو شیرواں حکمران بنا اور سلطان محمود نے اس جیشینی کو تسلیم کر لیا اور بدستور خراج قائم رکھا۔ غرض رفتہ رفتہ بلاد جلیہ میں آرمینیا کی حدود تک سلطان محمود کی حکومت کا مہ چنے لگا۔ زنجان اور ابہر باقی رہ گئے تھے۔ جو ابراہیم سالار بن مرزبان کے قبضہ میں تھے (ابراہیم سالار دہشت گردان بن محمد بن مسافر دیلمی کے پس ماندگان میں سے تھا) مسعود بن سلطان محمود نے ان شہروں پر بھی قبضہ کر لیا۔ اب صرف شہر زور باقی رہ گیا۔ جس کو سلطان محمود نے اپنے اقتدار میں لے کر سر نہ خراج مقرر کیا اور اسے بدستور انہی کے قبضہ میں رہنے دیا جیسا کہ دیلم کے حالات میں تحریر کیا جائے گا۔

اہل اصفہان کی اطاعت۔ صوبہ اصفہان اس وقت تک علاء الدین بن کاکیہ کے کنٹرول میں تھا علاء الدین نے سلطان محمود کی ان کامیابیوں سے متاثر ہو کر اطاعت قبول کر لی۔ اور سلطان محمود کے نام کا خطبہ اپنے زیر کنٹرول ممالک میں پڑھ جانے کا حکم دے دیا اور اطلالی خط بارگاہ سہنی میں بھیج دیا۔

اصفہان پر قبضہ۔ علاء الدین کا یہ فعل محض ظاہر داری پر مبنی تھا۔ چنانچہ اس کے تھوڑے دنوں بعد اس نے ریشہ دوانی شروع کر دی۔ سلطان محمود کو اس کی خبر مل گئی فوراً خراسان واپس آیا اپنے بیٹے مسعود کو رے کا گورنر مقرر کر کے اصفہان کی طرف رخ کیا۔ علاء الدین نے حیلہ و حوالہ سے کام لینا چاہا مگر ایک بھی نہ چلی۔ سلطان محمود نے اصفہان پر بھی اپنی حکومت کا جھنڈا گاڑ دیا اور اپنے زیر کنٹرول ممالک محروسہ میں اس کے الحاق کا اعلان کر دیا۔

اہل رے کی بغاوت۔ شاہزادہ مسعود رے میں چند دنوں حکومت کر کے اپنے ایک مصاحب کو اپنا نائب بنا کر کسی ضرورت سے غزنی گیا۔ اس سے اہل رے کو موقع مل گیا۔ علم بغاوت بلند کر دیا مار دھاڑ شروع ہو گئی۔ مسعود کے نائب کو قتل کر کے خود مختار حاکم بن بیٹھے۔ مسعود کو ان واقعات کی اطلاع ملی تو آگ بگول ہو کر رے واپس آیا چنانچہ اہل رے مقابلہ پر آئے لیکن مسعود نے پرزور حملوں سے ان کو زیر کر لیا اور وہ نہایت بے رحمی سے پامال کر دیا گیا۔

بخارا پر قبضہ۔ ۳۹۰ھ میں سامانی حکمرانوں کے کمزور ہو جانے پر لیلک خان بادشاہ ترک (والی ترکستان) نے بخارا کو اپنے عداوتوں سے بے دخل کر کے اپنی جانب سے ایک شخص کو گورنر مقرر کر دیا تھا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔ بخارا کے گرد و نواح میں غز (تاتاریوں) کا ایک خانہ بدوش گروہ رہا کرتا تھا جن کا کام صرف لوٹ مار اور غارت گری تھا اور سلمان بن سلجوق (سلطان طغرل بیک کا چچا) ان لوگوں کا پشت پناہ اور حامی تھا۔ ان لوگوں نے تہذیبی حکومت کی وجہ سے ہاتھ پاؤں نکالے اور لوٹ مار شروع کر دی، علی تکین (لیلک خاں کے بھائی) کو موقع مل گیا اس نے ارسلان بن سبجور کی سازش سے بخارا پر قبضہ کر لیا، لیلک خاں کو یہ امر ناگوار گزرا۔ چنانچہ فوجیں تیار کر کے علی تکین پر چڑھائی کر دی۔ علی تکین اور ارسلان بن سبجور مقابلہ پر آئے آپس میں لڑائی ہوئی بالآخر لیلک خاں کو شکست ہوئی اور علی تکین کے قدم بخارا پر استحکام کے ساتھ جم گئے۔

بخارا پر محمود کا قبضہ۔ لیلک خاں کو شکست دینے سے علی تکین کے خیالات ذرا وسیع ہوئے اور اس نے سلطان محمود سے چھیڑ چھاؤ شروع کر دی اس کے ن قصودوں سے جو بادشاہ ترک کے ہاں آیا جایا کرتے تھے تعرض کرنے لگا۔ سلطان محمود کو اس کی خبر ملی چنانچہ اس لئے اور اس خطرے کے پیش نظر کہ آئندہ قلعہ کی آمدورفت میں دقت نہ ہو، علی تکین کو ہوش میں لانے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ فوجیں تیار کیں۔ سامان جنگ درست اور تیار کیا۔ ۴۰۰ھ میں ۱۰۰۰۰ سے ۱۰۰۰۰۰ ہو کر نہر کو بخارا کی طرف عبور کر لیا۔ اس سے علی تکین پر ایسا خوف غالب ہوا کہ بخارا چھوڑ کر لیلک خاں کے پاس بھاگ گیا۔ سلطان محمود نے

بخارا میں داخل ہو کر اس پر اور نیز اس کے مضافات پر قبضہ کر لیا۔ سمرقند والوں پر خراج مقرر کیا۔ تاتاریوں اور ارسلان بن سلجوق کو بخارا سے جلا وطن ہو جانے کا حکم دیا پھر کچھ سوچ کر ارسلان بن سلجوق کو قید کر کے ہندوستان کے کسی قلعہ میں بھیج دیا۔ اس کے بعد تاتاریوں کے ایک دوسرے گروہ کی سرکوبی کے لئے سلطان محمود نے توجہ کی اور انہیں خوب پامال کیا یہاں تک کہ تاتاریوں کا گروہ منتشر ہو گیا اور سلطان محمود خراسان واپس چلا گیا۔

تاتاریوں کی گوشمالی: جس زمانے میں سلطان محمود نے ارسلان بن سلجوق کو قید کر کے ہندوستان بھیجا تھا اور اس کے قبائل بنی را کے اطراف میں جلا وطن ہو کر منتشر ہو گئے اسی زمانہ میں تاتاریوں نے نہر جیحون کو خراسان کی طرف سے عبور کیا۔ خراسان کے عمال ان تاتاریوں کے ہتھکنڈے سے واقف تھے۔ انہوں نے انہیں ابھرنے نہ دیا۔ انکا مال و اسباب جہاں بھی پاتے ضبط کر لیتے اور ان کی اولاد سے زبردستی خدمت لیتے تھے۔ مجبوران میں سے ایک گروہ جن کے خیموں کی تعداد دو ہزار سے زیادہ تھی کرمان آ گیا۔ پھر کرمان سے اصفہان کی جانب بڑھا۔ یہ گروہ خود کو عراقیہ کے نام سے مشہور کرتا تھا۔ دوسرا گروہ کوہ یکنجان میں پرانے خوارزم کے قریب جا کر سکونت پذیر ہوا۔ ان دونوں تاتاری گروہوں کا گزر جن شہروں سے ہوا وہ لوٹ مار اور غارتگری کی آماجگاہ بن گئے۔

تاتاریوں پر حملہ: سلطان محمود نے ان واقعات سے مطلع ہو کر علاء الدولہ رے کے گورنر کو ان تاتاریوں کی سرکوبی کے لئے لکھ جو اصفہان میں خیمے ڈالے ہوئے تھے چنانچہ علاء الدولہ نے فوجیں تیار کر کے تاتاریوں پر حملہ کر دیا سخت اور خونریز جنگ کے بعد علاء الدولہ کو شکست ہو گئی۔ تاتاریوں نے سلطان محمود کے خوف سے اصفہان چھوڑ دیا اور آذربائیجان میں جا کر پڑاؤ کیا۔ راستے میں آنے والے قصبوں اور شہروں کو تباہ کرتے گئے۔

وہشودان کی عقل مندی: وہشودان (والی آذربائیجان) ان لوگوں کے مقابلے کی تاب نہ لا سکا اس لئے نرمی سے پیش آیا اور اتحاد کے مراسم بڑھائے جس سے وہشودان کو بہت بڑی کامیابی حاصل ہوئی کہ اس کے علاقے ان لٹیروں کے ہاتھوں تباہ ہونے سے محفوظ رہے۔ ان دنوں بوقاء کو کاش، منصور اور دانا وغیرہ ان تاتاریوں کے سردار اور افسر تھے۔

تاتاریوں کی مکمل گوشمالی: خوارزم قدیم کے قرب میں تاتاریوں کا جو گروہ جا کر ٹھہرا تھا وہ بھی غارتگری میں اپنے بھائیوں سے کم نہ نکلا جس طرف اس کا گزر ہوتا تھا زمین پناہ مانگتی تھی ان کی سرکوبی کے لئے بارگاہ سلطانی سے ارسلان حاجب گورنر طوس کو مامور کیا گیا۔ ارسلان حاجب طویل عرصے تک شاہی حکم کی تعمیل میں تاتاریوں کے پیچھے مارا مارا پھر انگریز بھی کامیابی نہ ہوئی تب سلطان محمود ان کے پیچھے لگا اور رپیت کرمان لوگوں کو اطراف خراسان میں منتشر کر دیا۔ بعض تاتاریوں کو اپنی خدمت میں رکھ لیا۔ اس وقت ان کے امراء کو کاش بوقاء، قزل، یغمر اور تاضلی وغیرہ تھے۔ سلطان محمود کی وفات کے بعد اس کے بیٹے مسعود نے بھی انہیں اپنی خدمت میں رکھا۔ چنانچہ یہ لوگ سلطان مسعود کے لشکر میں غزنی سے خراسان آئے۔ ان ترکمانوں میں سے جو کوہ یکنجان میں خوارزم کے قریب باقی رہ گئے تھے انہوں نے شہروں میں آباد ہونے کی درخواست کی سلطان مسعود نے انہیں تاج و حکومت کی فرمانبرداری کی شرط پر بیرون شہر میدانوں میں آباد ہونے کی اجازت دے دی۔

ترکمانوں کی ریشہ دوانیاں: اس کے بعد احمد نیال گورنر ہند نے بغاوت کا جھنڈا بلند کیا سلطان مسعود اس کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا اور خراسان کی حکومت پر قاش نامی ایک کمانڈر کو مامور کیا ترکمانوں نے میدان خالی پا کر پھر ہندوستان چلی۔ دیہاتوں اور قصبوں کو ویران و تباہ کرنے لگے قاش نے ان کی گوشمالی پر کمر باندھی اور ان پر حملہ کر کے ان کے سردار نعیم کو پکڑ دھکڑ کے اس دوران قتل کر ڈالا۔ سلطان مسعود نے اس خبر سے مطلع ہو کر ایک فوج کو ان کی جلاء وطنی اور سرکوبی پر مقرر کیا۔ اس فوج نے ان کے سروں پر پہنچ کر قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا مجبوران ترکمانوں نے آذربائیجان میں عراقیہ سے مل جانے کی غرض سے رے کی طرف قدم بڑھائے جیسا کہ اوپر ہم بیان کر آئے ہیں۔ ابتداء انہوں نے وامغان پر قبضہ کیا پھر اسے تباہ و برباد کر کے سمنان کو لوٹا۔ مشکو بہ اور رے کے تمام علاقوں کو قتل و غارت کر کے ایک خوفناک منظر بنا دیا غرضیکہ جس طرف سے ہو کر گزرے دیہات کے دیہات اور قصبے کے قصبے ویران کر گئے۔ قاش (والی خراسان) اور ابوسہیل حمدانی (والی رے) نے فوجیں تیار کیں اور ان کی سرکوبی کے لئے نکلے۔ ایک طرف سے قاش اپنی فوج کو لے کر ترکمانوں کی طرف بڑھا۔ پہاڑ نما جنگی ہاتھی اس کے دائیں بائیں تھے ترکمانوں نے سر بکف مقابہ کیا اور اس کی

فوج کو پسپا کر کے رے کی طرف قدم بڑھائے۔ رے پہنچ کر ابو سہیل حمدانی سے مقابلہ ہوا۔ ابو سہیل کو اس معرکہ میں شکست ہو گئی وہ بھاگ کر قلعہ طبرہ میں پناہ گزین ہو گیا ترکمنوں نے رے کو جی کھول کر لوٹنا شروع کیا اس دوران شاہی لشکر جرجان سے پہنچ گیا اور اس نے اس طوفان بدتمیزی کو روک دیا۔ تھم پر کمر بندگی نہایت سختی سے جنگ و قتال کا ہنگامہ گرم کیا چنانچہ سینکڑوں ترکمان قتل و قید کر لئے گئے۔ باقی لوگوں نے اس غرض سے کہ عراقیہ میں جا کر شامل ہو جائیں آذربائیجان کا راستہ لیا۔

آذربائیجان کی تباہی رے سے ترکمانوں کی روانگی کے بعد علاء الدین بن کا کو یہ اصفہان آیا اور ابو سہیل سے سلطان مسعود کی فرمانبرداری کی بیعت لینے کا مسئلہ پیش کیا مگر اتفاق کچھ ایسا پیش آیا کہ یہ معاملہ طے نہ ہو سکا۔ اس دوران ترکمانوں نے آذربائیجان کو جی کھول کر تباہ و برباد کیا۔ وہ مشوان نے ایک بڑی فوج فراہم کر کے ترکمانوں پر چڑھائی کر دی اہل آذربائیجان نے بھی متحد ہو کر دوسری جانب سے حملہ کیا۔ ایک بڑا رورہ موت کے گھٹ اتر گیا۔ باقی لوگ نیال اور اس کے بھائی طغرل بیگ کے خوف سے آذربائیجان چھوڑ کر موصل اور دیار بکر کے درمیان پھیل گئے اور ن دونوں شہروں پر قبضہ کر کے اس کے اطراف و جوانب کو اپنی غارت گری کی جولانگاہ بنالیا۔ جیسا کہ قرواش (والی موصل) اور ابن مروان (والی دیار بکر) کے حالات میں ان واقعات کو ہم کچھ چکے ہیں۔ ارسلان بن سلجوق کے تفصیلی حالات میں رے اور آذربائیجان کے واقعات کو ہم نے مختصر طور پر بیان کیا ہے کیونکہ دیلمیوں کی حکومت کے ضمن میں اسے تحریر کریں گے۔

طغرل بیگ اور تکلین کی جھڑپیں: طغرل بیگ اپنے سگے بھائیوں داؤد، بیقو اور سوتیلے بھائی نیال (جو اسلام لانے کے بعد برہم کے نام سے مشہور ہوا) اسلامی فوجوں سے شکست کھا کر بھاگا اور بدتوں ادھر ادھر مارا مارا پھر بالآخر سلجوق کے بعد ماوراءالنہر میں قیام پذیر ہو گیا۔ تکلین (والی بخارا) سے اس کی متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ آخری نتیجہ یہ ہوا کہ تکلین کو فتحیابی ہو گئی چنانچہ یہ سب دریائے جیحون عبور کر کے خوارزم و خراسان کی جانب چلے گئے۔ خوارزم و خراسان میں پہنچ کر یہ لوگ ملک و دولت کے مالک بن گئے جس کا تذکرہ آئندہ تحریر کیا جائے گا۔

فتح نرسی: سلطان محمود نے احمد نیال تکلین کو ہندوستان کا گورنر مامور کیا تھا۔ چنانچہ احمد نیال تکلین نے ۱۲۲۱ھ میں شہر نرسی پر جو کہ ہندوستان کا بہت بڑا شہر تھا ایک بڑا فوج کے ساتھ چڑھائی کی۔ پہلے اس کے اطراف و جوانب اس کے محافظین اور حمایتیوں سے صاف و پاک کر کے ان پر قبضہ ہوا اس کے بعد شہر کی طرف قدم بڑھائے چنانچہ شہر میں ایک جانب سے بزدلتی داخل ہو گیا پورے ایک دن لوٹ مار کا بازار گرم رہا قتل و غارت گری جاری کر دے دی۔ شام ہوئی تو شہر سے نکل کر ایک کھلے میدان میں رات گزاری صبح مال غنیمت تقسیم کر کے شہر پر دوبارہ حملہ کرنے کا ارادہ کیا اہل شہر کو اس کی خبر مل گئی چنانچہ مقابلے کے لئے جمع ہو گئے احمد نیال نے مقابلہ کرنا مناسب نہ سمجھا اور اپنے شہر واپس چلا گیا۔

سلطان محمود کی وفات: واقعات بالاختتم ہوتے ہی سلطان محمود کی زندگی پوری ہو گئی۔ چنانچہ ۱۲۲۱ھ میں جگر کی بیماری میں مبتلا ہو کر ساٹھ سال کی عمر میں اس کا انتقال ہو گیا۔

سلطان محمود کی خصوصیات اور کردار: سلطان محمود ① بہت بڑا عالی حوصلہ بادشاہ تھا۔ اکثر ممالک اسلامیہ پر اس کا قبضہ اور تصرف تھا۔ عہد کی عزت کرتا تھا اور ان سے احترام و اکرام سے پیش آتا تھا۔ دور دراز ممالک سے اہل علم اس کی بارگاہ حکومت میں آتے تھے۔ عادل اور نیک نفس انسان تھا۔ رعایا کے ساتھ نرمی اور ماطفت کا برتاؤ کرتا تھا۔ اور ان کو طرح طرح کے احسانات سے اپنا ممنون بناتا۔ جہاد کا بے حد شائق تھا۔ اس کی فتوحات کی داستانیں مشہور ہیں۔ جنہیں آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔

محمد کی ولی عہدی: جس وقت یہ عادل بادشاہ مرض الموت میں مبتلا ہوا اس نے اپنے بیٹے محمد کو حکومت و سلطنت کی وصیت کی۔ یہ اس وقت بخ میں تھا۔ مسعود سے اگرچہ یہ چھوٹا تھا لیکن سلطان محمود کی نظروں میں یہی زیادہ محبوب و پسندیدہ تھا۔ مسعود پر محمود کی وہ نظر ہی نہیں پڑتی تھی جو محمد پر

تھی۔ انغرض سلطان محمود کی وفات کے بعد اراکین حکومت نے محمد کو سلطان محمود کی وصیت کی اطلاع دی اور حکومت و سلطنت کی عہدہ سنبھالنے پر آمادہ اور تیار کیا۔ ہندوستان کے شہروں اور نیشاپور میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ محمد یہ خبر سن کر بلخ سے غزنی کی جانب روانہ ہو گیا، اور چالیس دن کے بعد غزنی میں داخل ہوا۔ شہر ہی افواج نے حاضر ہو کر سلامی دی کمانڈروں نے اور رئیسوں نے اطاعت و فرمانبرداری کا حلف اٹھایا، اور سلطان محمد نے انعامات تقسیم کئے۔

کلام مترجم

محمود کا نسب: مؤرخ ابن خلدون نے سلطان محمود کی کورستانی اور حکمرانی کی داستانیں نہایت خوبی اور اختصار کے ساتھ بیان کی ہیں کہ کوئی اہم واقعہ ترک نہیں ہونے پایا لیکن خاندانی حالات اور کچھ دوسرے واقعات پر کچھ روشنی نہیں ڈالی۔ میں انہیں تاریکی سے نکال کر روز روشن میں رکھنا چاہتا ہوں۔

سلطان محمود ❶ حکومت فارس کے آخری بادشاہ یزدجرد کی نسل سے تھا۔ ابوالقاسم حمادی نے تاریخ مجددول میں لکھا ہے کہ امیر سبکتگین (محمود کا باپ) بادشاہ یزدجرد کی نسل سے تھا جس وقت خلافت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں یزدجرد مقام مرو میں ایک چکی پیسنے والے کے مکان میں مارا گیا تو اس کے اہل و عیال اور خاندان والے ترکستان، پریشان ہو کر آ گئے اور ضرورت اور زمانے کے لحاظ سے دوسرے ترکوں سے رشتہ داریاں اور قرابت ہو گئی دو چار پشتوں کے بعد علم و دولت مفقود ہونے کی وجہ سے ترک کے نام سے مشہور ہو گئے ایک مدت تک ان کے عایشان مکانستان اطراف میں ان کے بزرگوں کے نام کو زندہ کر رہے تھے۔ محمود سلسلہ نسب یزدجرد تک اس طور سے پہنچتا ہے۔ محمود بن سبکتگین بن جوق قراچکم بن قرار ارسلان بن قراصلت بن قرانعمان بن فیروز بن یزدجرد بادشاہ فارس۔ بہت بڑی اور قوی دلیل محمود کے غلام نہ ہونے کی یہ ہے کہ انگریز مورخین نے اس کو غلاموں کے سلسلہ حکومت میں نہیں لکھا ان کو کوئی ایسی ہمدردی اس کے ساتھ نہیں تھی کہ جس سے یہ محمود کو غلام حکمرانوں کے سلسلے سے علیحدہ لکھنے پر مجبور ہوتے۔ عربی تاریخیں صرف اتنا لکھ کر خاموش ہو جاتی ہیں کہ محمود کا باپ سبکتگین، امیر الپتگین کا غلام تھا یہ عبارت اجمال کے درجہ سے ہرگز متجاوز نہیں ہے اس سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ سبکتگین کس ملک سے کس زمانہ میں اور کس جہاد میں مجاہدین اسلام کے ہاتھ لگا اور جب یہ امر پایہ ثبوت تک نہ پہنچ سکا تو محمود کو غلام کہنا نہایت دیدہ دلیری اور ناانصافی ہے۔

غلامی کے ذرائع:..... قرون سابقہ میں غلامی کے دو طریقے تھے ایک یہ کہ جہاد کے ذریعہ سے جو لوگ کفرستان سے قید ہو کر آتے تھے در مجاہدین اسلام ان کی خرید و فروخت کر لیا کرتے تھے دوسرے یہ کہ غیر اور اجنبی ممالک سے اکثر سیاح یا مسافر تجارت پیشہ لوگ اکادکا چنے والوں کو پکڑ لاتے تھے اور ان کو اسلامی ممالک میں سر بازار فروخت کیا کرتے تھے۔ اول الذکر (جہاد میں گرفتار) اصلی اور واقعی غلام کہے جانے کے مستحق تھے۔ غلامی کی دوسری صورت نام کی غلامی تھی۔ ورنہ حضرت یوسف علیہ السلام بھی اسی آخری صورت میں داخل ہو جاتے ہیں۔ ہاجرہ علیہا السلام کون تھیں اور کس طرح ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں؟ حسینی سادات کی والدہ کہاں کی تھیں؟ اور کس طرح حسین رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں؟ ام المومنین ماریہ بنت شمعون قبلیہ کون تھیں؟ اور کہاں سے آئی تھیں؟ زید بن حارثہ قبائل یمن کے کسی قبیلہ سے تھے جن سے زینب بنت جحش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن منسوب تھیں اس غلامی کی ناپسندیدگی دور کرنے کی غرض سے آپ نے اس رشتہ کو مناسب سمجھا تھا۔ ان سب واقعات سے قطع نظر کرینے سے یہ بات ذہن نشین ہو جاتی ہے کہ ان دنوں بردہ فروشی کا بازار گرم تھا، اور یزدجرد (بادشاہ فارس) کے خاندان کی تباہی و بربادی پورے طور سے ہو چکی تھی ممکن ہے کہ کسی شخص نے سبکتگین کو گرفتار کر کے امیر الپتگین کے ہاتھ فروخت کر دیا ہو یا یہ کہ خود امیر الپتگین نے سبکتگین کو آوارہ و پریشان پا کر پرورش کی ہو۔ غالباً اسی وجہ سے عربی مورخ سبکتگین کو امیر الپتگین کا غلام لکھتے آئے ہیں ورنہ کوئی وجہ غلامی کی نہیں ہے۔ اس سے امیر سبکتگین کے خاندان کے دامن عزت پر دھبہ نہیں لگ سکتا۔

فردوسی کا رد۔ مشہور شاہر فردوسی نے شاہنامہ میں سلطان محمود پر چوٹ کی ہے اس سے بھی محمود پر غلامی کا دھبہ نہیں لگ سکتا۔ فردوسی شاعر تھا۔ بہر نسب اور مورخ نہ تھا۔ اس کا شاہنامہ بھی تاریخ کی کتاب نہیں ہے بلکہ ایک داستان ہے۔ شعراء کا ہمیشہ سے یہ دستور چلا آ رہا ہے کہ سب انہیں خد ف توقع کامیابی نہیں ہوتی تو امراء و رؤسا اور سلاطین عظام کی جھوٹ پر کمر بستہ ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ فردوسی کو بھی اسی بات نے محمود کی جھوٹ پر آمادہ کیا ہے اصل تو یہ ہے کہ کوئی کسی کا غلام ہے نہ مالک۔ حقیقت میں غلامی کوئی چیز نہیں ہے ایک اعتباری امر ہے سارے بنی نوع انسان ایک ہیں اور اس غلام نے تو حریت اور غلامی کا پردہ ہی اٹھادیا ہے سارے مومن بھائی بھائی ہیں، اس کا بہت بڑا اور مضبوط اصول ہے۔

۱۱۔ اوت تعلیم و تربیت دسویں محرم ۵۳۵ھ جمعات کی شب امیر سبکتگین کی حکومت کے ساتویں سال مقام غزنی میں محمود پیدا ہوا۔ تاریخ منہج اسراج جرجانی میں لکھا ہے کہ جس رات محمود پیدا ہوا اسی رات چند ساعت پہلے امیر سبکتگین نے خواب میں دیکھا تھا کہ مکان کے آتش دن سے یک درخت عظیم پیدا ہوا ہے جس کے سائے میں سارا عالم بیٹھ سکتا ہے۔ فوراً آنکھیں کھل گئیں تعبیر کی فکر میں تھا کہ قصر شانی سے یہ خبر آئی کہ مشنوعہ معلیٰ میں شاہزادہ بلند اقباں پیدا ہوا ہے۔ امیر سبکتگین نے اس مولود مسعود کا نام محمود رکھا۔ زیادہ زمانہ گزرنے نہ پایا تھا کہ یہ محمود الابداء و مسعود اراکنتہ ثابت ہوا۔

محمود بحیثیت عالم: محمود کے بچپن کے حالات کچھ ایسے تاریکی میں پڑے ہیں کہ جن سے کوئی نتیجہ خیز بات معلوم نہیں ہوتی اس وجہ سے اس کی تعلیم و تربیت کے واقعات، علم و فضل کے حاصل کرنے کے حالات بالتفصیل لکھنا ذرا دشوار نظر آتا ہے۔ محمود جس طرح کشورستاں ملک گیر وریک نامور فاتح تھا اسی طرح علم و فضل میں بھی یکتائے زمانہ تھا۔ مولف جواہر مضیہ نے جو فقہائے حنفیہ کے حالات کی ایک مستند اور مبسوط کتاب ہے محمود و فقہاء میں شمار کیا ہے۔ اس کے علاوہ خود اس کی تصنیف کی ہوئی فقہ کی ایک کتاب موجود ہے۔ غزنی میں اس نے ایک عظیم الشان یونیورسٹی قائم کی تھی اور اس کے ساتھ ایک بڑا کتب خانہ بھی تھا جس میں نایاب قسم کی کتب رکھی گئی تھیں، اس کتب خانے میں ایک عجائب خانہ بھی تھا جس میں دنیا کی نادر و در چیزیں موجود تھیں۔ ملک کے جو بڑے بڑے مشاہیر علم و فن تھے وہ سب اس کے دربار میں تھے۔ امام الحرمین ابوالعالی عبدالملک جوینی نے اپنی کتاب مغیث الحق فی اختیار الاحق میں لکھا ہے کہ سلطان محمود علم حدیث کا بے حد شوق رکھتا تھا۔ رات کے وقت اس کے دربار میں علم حدیث کے ماہر علماء جمع ہوتے اور احادیث کی سماعت و قراءت کرتے تھے۔ محمود بھی ایک کونے میں بیٹھا حدیثیں سنا کرتا جس حدیث کو نہ سمجھتا ان کے معنی معلوم کرتا جاتا تھا۔ پہلے حلی تھا بعد میں شافعی المذہب ہو گیا تھا۔ علامہ فقال مزوری نے مذاق اور لطیفہ کے پیرائے میں مسلک تبدیل کرنے کی ترغیب دی تھی۔ (فمن شاء الاطلاع علیہا فلیرجع الی ابن خلکان۔) (جو مزید تفصیل کا خواہش مند ہو وہ تاریخ ابن خلکان کا مطالعہ کرے۔)

سیف الدولہ محمود: ... محمود کے تخت حکومت پر بیٹھنے کے بعد کی شاہانہ فتوحات اور جنگوں کی دلچسپ داستان آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔ اعادے کی ضرورت نہیں ہے۔ شاہزادگی کے زمانے میں جو نمایاں کام اس نے کئے ان سے اس کی مردانگی اور بہادری کا کافی ثبوت ملتا ہے، وہ ملتان کی لڑائی ہے۔ یہی سبب تھا کہ اسے والد کی زندگی ہی میں امیر نوح سامانی کے دربار سے سیف الدولہ کا خطاب مل گیا تھا۔ امیر سبکتگین کے دور حکومت میں راجہ جے پال (والی لاہور و ملتان) نے اسلامی شہروں پر جو اس کی مملکت کی سرحد سے ملے ہوئے تھے غارت گری کا ہاتھ بڑھایا امیر سبکتگین کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے لشکر تیار کر کے راجہ جے پال کی گوشمالی کے لئے کوچ کیا۔ اس مہم میں اس کا ہونہار بیٹا محمود بھی ساتھ تھا۔ محمود نے اس جنگ میں بہت بڑے نمایاں کام کئے جس سے اس کی ہر دھڑکی اور مردانگی کا سکھ بیٹھ گیا۔

علمی صحبت: محمود چھبیس سال کی عمر میں امیر سبکتگین کی وفات کے بعد ۵۳۸ھ میں تخت حکومت پر بیٹھا اس نے اپنے دور حکومت میں اتنے ہی علم و فضل کو جمع کر لیا تھا کہ اس زمانہ کے اسلامی حکمرانوں کو شاید و باید یہ عزت نصیب ہوئی ہو۔

البیرونی اور محمود: مقامات ابونصر مشکاتی اور مجلدات ابوالفضل اس پر کافی روشنی ڈال رہی ہیں ایسے عالی حوصلہ بلند خیال سلطان کی طرف کنجوشی کی نسبت کرنا نہایت بے انصافی ہے اگر وہ داد و بخش میں کنجوس ہوتا تو اس کا دربار علماء، فضلاء، شعراء اور اہل علم و کمال سے خالی نظر آتا بورر یحیٰ بن البیرونی جیسے متعدد علوم و فنون میں یدِ طولیٰ حاصل تھا اور ابوالعلی سینا کا ہم پایہ و ہمسر تھا۔ محمود ہی کے خوان کرم سے بہرہ ور ہوتا تھا۔ محمود نے ابوالعلی سینا کو بھی

اپنے خوان کرم پر دعوت دی تھی مگر کسی وجہ سے وہ بہرہ یاب نہیں ہو سکا۔ شاعری کا ایک مستقل محکمہ قائم تھا۔ عنصری، مسجدی، اسدی، غصاری، فردوسی، فرخی اور منوچہری محمودی کے آسمان سخن کے سات سیارے تھے۔

الزہدات کی تردید محمود کے دامن عزت پر جوازمات لگائے جاتے ہیں ان میں سے ایک الزام شراب نوشی کا ہے جس کو مولف شعراء العجم کے پاکیزہ خیالات کا تو تصنیف واقعہ کہنا چاہیے۔ حالانکہ محمود کی مجلسیں عشرت پسند حکمرانوں کی طرح سے وجام سے آراستہ نہیں کی جاتی تھیں اس کی مجلس دنیاوی کثافتوں، گویوں، لونڈیوں اور مسخروں سے بالکل خالی ہوتی تھی۔ میں نے عرب کے علاوہ اس کی سوانح غیر قوموں کی زبانوں سے بھی سنی ہے کسی مورخ نے شراب نوشی اور فسق و فجور کی نسبت اس کی طرف نہیں کی۔ صاحب شعراء العجم نے محمود کی شراب نوشی اور بدستی کا ایک حیرت انگیز واقعہ لکھ کر اس کے دامن عزت پر بدنامی ڈالا ہے۔ غیر قوم کے متعصب مورخوں نے بھی اس پر شراب نوشی کا الزام نہیں لگایا بلکہ متقی، پرہیزگار، علم و فضل کا قدردان، عہد و اقرار کا پابند اور اسلام کا ایک جوشیلا سپاہی لکھا ہے۔ شعراء العجم حصہ اول صفحہ ۶۲ پر لکھا ہے، سلطان محمود کو ایاز سے جو محبت تھی اگرچہ حد سے متجاوز تھی لیکن ہوس کا شائبہ نہ تھا ایک دن بزم عیش میں بادہ و جام کا دور تھا محمود خلاف عادت معمول سے زیادہ پی کر بدست ہو گیا اسی حالت میں ایاز پر نظر پڑی اس کی شکن در شکن زلفیں چہرے پر بکھری ہوئی تھیں۔ محمود نے بے اختیار اس کے گلے میں ہاتھ ڈال دیئے لیکن فوراً سنبھل گیا اور جوش تقویٰ میں آ کر ایاز کو حکم دیا کہ زلفیں کاٹ دے ایاز نے فوراً حکم کی تعمیل کی۔ اس عبارت سے چند باتیں ایسی مستنبط ہوتی ہیں جن کا درحقیقت کوئی وجود خارج میں نہ تھا بلکہ محض ذہنی اختراع اور گھڑا ہوا ایک مضحکہ خیز واقعہ ہے۔

ایک تو یہ ہے کہ محمود کی مجلس میں روزانہ بادہ و جام کا دور چلا کرتا تھا اور اسے شراب نوشی کی بری عادت پڑی ہوئی تھی جیسا کہ فقرہ محمود خلاف عادت معمول سے زیادہ پی کر بدست ہو گیا سے معلوم ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ اسی بدستی میں ایاز پر نظر پڑی اور اس کی شکن در شکن زلفیں چہرے پر بکھی ہوئی دیکھ کر محمود کا دل قابو سے نکل گیا اور ہوا و ہوس کا شکار ہو کر ایاز کے گلے میں ہاتھ ڈال دیئے۔ استغفر اللہ کیسا بے بنیاد الزام ہے جس کے تصور کرنے سے ہی کراہت پیدا ہوتی ہے۔ محمود شراب نوشی اور اس پر طرہ یہ کہ خلاف وضع فطرت فعل کے ارتکاب کی طرف میلان۔ عام قاعدہ ہے کہ انسان اپنے ہوش میں جن افعال کے ارتکاب کا عادی اور خوگر ہوتا ہے انہی افعال کی طرف اسے بدستی اور نشہ کے وقت تحریک پیدا ہوتی ہے۔ فرق اتنا ہوتا ہے کہ ہوش کی حالت میں معمولی تحریک ہوتی ہے اور بدستی اور نشہ میں طاقتور اور پوری تحریک بغیر کسی حجاب کے ہوتی ہے محمود کا اگر کبھی مردوں، لونڈوں سے میل جول رہا ہوتا تو بدستی کی حالت میں ضرور ایاز کی صورت پر نظر پڑتے ہی اسے ہوس کی تحریک پیدا ہوتی اور ایاز کے گلے میں ہاتھ ڈال دیتا۔ تیسرے یہ کہ حالت بدستی میں محمود سنبھل گیا اور جوش تقویٰ میں آ کر ایاز کو حکم دیا کہ زلفیں کاٹ کر رکھ دے جس کی تعمیل ایاز نے فوراً کی۔ پہلی بات کے ثبوت کے لئے مولف شعراء العجم یا کسی اور مورخ کا صرف لکھ دینا کافی نہیں ہوگا جو صدیوں بعد پیدا ہوا ہو بلکہ ایسی روایات کے پیش کرنے کے لئے یہ لازم ہوگا ان کے راوی محمود کے زمانہ میں اور اس کی بزم عیش میں لطف محبت میں شریک رہے ہوں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ مولف شعراء العجم نے یہ روایت کہاں سے لی ہے اور اس کا راوی کون ہے؟ مولف شعراء العجم نے کسی معروف و مستند کتاب کیا مجہول الحال کتاب کا بھی حوالہ نہیں دیا۔ اور نہ کسی راوی کی طرف اس واقعہ کو منسوب کیا ہے۔ ایسی حالت میں اس مجہول واقعے پر جتنی سچائی اور صحیح بیانی کی روشنی پڑ رہی ہے وہ ارباب عقل و دانش اور اصحاب تواتر پر ظاہر ہے۔ عربی، فارسی، انگریزی کی تاریخیں پڑھ لیجئے کہیں بھی نہ ملے گا کہ محمود شراب نوشی کا عادی تھا اس کی مجلس میں بادہ و جام کا دور چلا کرتا تھا اور جب یہ بات پایہ ثبوت کو نہیں پہنچ سکتی تو معمول سے زیادہ پی کر بدست ہو جانا چہ معنی دارد۔ بیشک یہ صریح افتراء اور بہتان ہے۔ دوسری بات کا وجود یا عدم پہلی بات کے وجود کے ثبوت یا عدم ثبوت پر مبنی ہے اور جبکہ پہلی بات ثابت نہیں ہو سکی تو دوسری بات کا بھی وجود خارج میں متحقق نہ ہوگا۔ و ہذا هو المقصود (اور یہی اصل مقصد ہے)۔ تیسری بات عجب مضحکہ خیز ہے۔ حالت بدستی میں محمود کا سنبھل جانا، جوش تقویٰ میں آ کر خلاف شرع حرکت کا احساس کرنا اور ایاز کی زلفوں کے کاٹنے کا حکم دینا بالکل خلاف قیاس اور بعید از عقل واقعہ ہے۔ محمود دو حال سے خالی نہ تھا یا یہ کہ وہ ایک متقی پرہیزگار مسلمان تھا یا یہ کہ اسے تقویٰ سے کوئی سروکار نہ تھا۔ پہلے لحاظ سے اس کی بزم عیش میں بادہ و جام کا دور چلنا محالات میں سے ہے۔ ایک متقی مسلمان کو بادہ پیمانی سے کیا تعلق ہے؟ دوسرے لحاظ سے حالت بدستی میں جوش تقویٰ کا آنا ایسی حیرت انگیز روایت ہے جو بادہ خواروں یا مجذوبوں کی بڑے زیادہ وقعت نہیں

رکھتی۔ اللہ سے ڈرنے (تقویٰ) اور شراب نوشی سبحان اللہ، کیا اجتماع اللہ میں ہے۔ شاید مولف شعراء العجم نے تقویٰ کے اور کچھ معنی سے ہیں۔ بغرض محال
گر محمود بد مستی کی حالت میں جوش تقویٰ پیدا ہی ہو گیا تھا تو شراب نوشی چھوڑ دیتا جو ام الخبائث کہلاتی ہے یا اپنے ہاتھ کٹوا دیتا غریب ایڑی کی زلفوں سے
یہاں یہ تھا جو چھ خلاف شرع حرکت سرزد ہوئی وہ شراب کی وجہ سے یا اس کی طبیعت کے جوش کی وجہ سے۔ ایاز کی زلفوں کو کاٹنے کا ختمہ، ابن سرائر نے
انصافی اور ظلم ہے۔

تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے، سلطان محمود غزنوی بادشاہ ہے بود کہ باصناف سعادت دینی و دنیاوی فائز گردیدہ وصیت عدلت و جہان بینی و سوا ذہ
شب عت و کشورستانی از ایوان کیوان در گزرانیدہ و بمیان اجتہاد و در امر غزائے اسلام مرتفع ساختہ و اساس ارباب ظلام بر انداختہ ❶ استثنائی میں پوں
میڈول نڈیا (چیپر دوم صفحہ ۱۴ الغایت ۳۳) میں لکھتا ہے محمود میں اس کے باپ کی طرح چستی، چالاکی، مستعدی، مردانگی کی تمام صفیتیں موجود تھیں۔ اس
کے بعد وہ ایک بہت بڑی بات یہ تھی کہ وہ کسی بھی وقت خود کو بیکار نہیں رکھتا تھا اس کے خیالات بلند اور حوصلہ غیر محدود تھا، مزاج جوشیلا تھا۔ سلمی جوش
اس کے دس میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ یہی صفت اس کی تمام صفات کی محرک اور ان میں برقی قوت پیدا کرنے والی تھی۔ وہ یک نہایت پر جوش
مسلمان تھا، دشمنان اسلام اور کفار کی لڑائیوں کی حالت میں بھی جس وقت اسے فرصت مل جاتی تھی تو تزکیہ نفس کے خیال سے قرآن مجید لکھ کر کرتا تھا
گو یہ وہ اپنی زندگی کا ایک لمحہ بھی بیکار اور ضائع نہیں جانے دیتا تھا۔ دربار خلافت بغداد سے اسے غزنی اور خراسان کی سند، رت بھی عطا ہوئی تھی۔ اس
خوشی اور کامیابی پر اس نے یہ تدبیر کی کہ ہر سال کفار ہند کے خلاف جہاد کروں گا۔ اس وعدے کو وہ پوری زندگی نبھاتا رہا۔ محمود خام نہ تھا، وہ بد وجہ
خونریزی سے نفرت کرتا تھا۔ اپنے عہد و پیمان کا پابند تھا بد عہدی کے قریب بھی نہیں جاتا تھا۔

علماء و فضلاء محمود کے دربار میں: محمود جس طرح مسلمانوں میں سچائی، خدا ترسی یا پر جوش مسلمان ہونے کا نمونہ تھا وہی ہی علم و فضل کی قدر دانی
میں اپنی نظیر آپ تھا اس کا دربار علماء فضلاء اور اہل کمال سے بھرا رہتا تھا۔ اگر نیولین نے پیرس کی آراستگی اپنے ممالک مقبوضہ کے نامی گرامی، ہرین اور
کارگروں کی بنائی ہوئی چیزوں سے کی تھی تو محمود نے اس سے کہیں زیادہ تعریف کا یہ کام کیا کہ اس نے اپنے دربار میں تمام دنیا کے، ہرین و اہل کمال
کو جمع کر لیا تھا۔ علماء، شعراء اور ہر فن کے اہل کمال کے ذریعے اس کے دربار کو رونق بخشی گئی تھی۔ البیرونی ریاضی، تاریخ اور سنسکرت کا بہت
بڑا عالم تھا، فارابی فلسفہ کا گویا معلم ثانی تھا۔ بیہقی، بھٹی، غنصری، فرخی، عسجدی اور فردوسی جیسے نامی گرامی شعراء اس کے دائیں بائیں کے مصاحب تھے۔
جن پر وہ بیحد مہربان رہتا تھا۔

محمود ماہر اقتصادیات: اگر محمود کو میں مال و دولت جمع کرنے والا حریص اور زر دوست کہتا ہوں تو یہ کہنے پر مجھ کو ضرور مجبور ہونا پڑے گا کہ وہ ہر
دوست اور پیسوں کے خرچ کرنے کے مصارف سے بھی بخوبی واقف تھا۔ وہ مال و زر کے خرچ کرنے کی جگہیں اچھی طرح جانتا تھا وہ یہ جانتا تھا کہ کس
موقع پر کتنے روپیہ خرچ کرنا چاہیے۔ محمود ہرگز غیر مہذب و غیر تربیت یافتہ نہ تھا۔ وہ بہت بڑا سپاہی اور بے حد دلیر شخص تھا۔ وہ دماغی اور بدنی محنت سے
تھکتا نہ تھا۔ قدرت نے اسے ان تھک طبیعت دی تھی وہ اپنی رعایا کی بہبودی اور خوشحالی کی فکر میں رہتا تھا اور ان میں انصاف و عدل قائم رکھنے کے لئے
تکلیفیں اٹھاتا تھا۔ محمود کا وزیر السلطنت لکھتا ہے کہ محمود ایک انصاف پسند بادشاہ منصف مزاج، ذی علم، علم دوست، رحیم و رقیق القلب اور نہایت سچی
مسلمن تھا اس کا خط ہر دہا ظن یکساں تھا ظاہر داری اور تصنع سے بالکل الگ تھا۔ وہ لڑائی شروع کرنے سے پہلے نماز ادا کرتا تھا۔

شاہنامہ اور محمود: ان الزامات میں سے جو بد نمائی کے ساتھ سلطان محمود کے پاکیزہ دامن پر لگائے جاتے ہیں ایک یہ واقعہ ہے کہ فردوسی ❷ نے
سلطان محمود کی فرمائش پر شاہنامہ تصنیف کیا تھا اور سلطان محمود نے ہر شعر کے بدلے ایک اشرفی دینے کا وعدہ کیا تھا۔ لیکن جب شاہنامہ تیار ہو گیا
اشرفیوں کے بجائے روپے دلوائے یہ روایت جتنی مشہور ہے اتنی ہی بے اصل اور غلط بھی ہے۔ واقعات کو ترتیب دینے سے روز روشن کی طرف اس

❶ سلطان محمود غزنوی وہ بادشاہ تھا جو قسم قسم کی دینی اور دنیاوی سعادت مند یوں کا حال تھا، عدالت، جہاں بانی، شجاعت اور شہر یاری کی ہر اونچ نیچ سے واقف تھا۔ اسلام کی
مربندی کے خاطر اور ظلم کے خاتمے کے لئے ہر قسم کی جدوجہد کر گزرنے والا تھا۔ ❷ فردوسی شاعر مصنف شاہنامہ بھی سلطان محمود کے دربار کا ایک شاعر تھا اس کا، رحمن بن اخیق
تھا طوس یا اس کے قریب کسی گاؤں کا تھا، مترجم

روایت کی قلعی ظہر ہو جاتی ہے۔ اولاً فردوسی کو شاعری کا مذاق سے تھا اس کے ساتھ ہی وہ شاہان ایران کا ہم قوم یعنی مجوسی النسل بھی تھا اس نے اپنے صدید عجم کا نام زندہ رکھنے کے لئے اور اپنے مذاق طبیعت کے اقتضاء سے شاہنامہ کی تصنیف کی بناؤالی جیسا کہ دیباچہ میں لکھتا ہے۔

☆ ہمیں خواہم از داد گریک خدائے کہ چنداں بما نم بہ گیتی بجائے

☆ کہ ایں نامہ شہر یاران پیشی بہ پیوندم از خوب گفتار خویش

☆ عجم زندہ کردم بدیں پارسی

همه مرده از روزگار در از ☆ شد گز گفت من نام شان زنده باز

چونہیسی من این مردگان باتمام ☆ مراسم ہمدہ زندہ کردم ہنام

شاہنشاہِ فردوسی نے شاہنامہ کی تصنیف کی بنیاد اپنے وطن طوس میں ڈالی تھی اور کافی حصہ وہیں لکھا گیا۔ میرے اس دعوے کو تاہم اس روایت سے ہوتی ہے کہ جب فردوسی نے شاہنامہ کی تصنیف شروع کی تو اس وقت اسے شاہانِ فارس کے تاریخی سرمائے کی ضرورت محسوس ہوئی حسن اتفاق یہ کہ فردوسی ہی کے وطن میں ایک شخص کے پاس یہ سرمایہ موجود تھا اور وہ فردوسی کا دوست بھی تھا۔ اس نے فردوسی کے ارادے سے مطلع ہو کر سارا سرمایہ تاریخ کا فردوسی کو اکر دے دیا۔ چنانچہ فردوسی اس واقعہ کو دیباچہ میں اس طریقے سے بیان کرتا ہے۔

☆ تو گفتی کہ با من بیک پوست بود

مراگفت خوب آمد این رانے تو ☆ بہ نیکی خر آمد مگر پائے تو

توشہ من ایں نامہ پہلوی ☆ بہ پیش تو آرم مگر نغوی

☆ شنوائیں نامہ خسرواں بازگوئے بدیں جوئے زویشہاں آبروئے

چو آورد ایں نامہ نزدیک من ☆ برا فروخت ایں جان تاریک من

شاہنامہ کی تصنیف کی تاریخ..... بالائے تسلیم کرنا پڑے گا کہ شاہنامہ کی بنیاد ۳۶۵ھ میں ڈالی گئی تھی۔ اگرچہ اس کا واضح ثبوت کہیں سے نہیں ملتا لیکن خاتمے کے شعر سے ثابت ہوتا ہے کہ شاہنامہ کی تصنیف ۴۰۰ھ میں تکمیل کو پہنچی جیسا کہ خود فردوسی تصریح کرتا ہے۔

زہجرت شدہ پنج ہشتاد بار ☆ کہ گفتم من این نامہ شہر یار

پانچ کو اسی میں ضرب دینے سے چار سو ہوتے ہیں۔ پھر اس کے ساتھ ہی اس کی بھی تصریح کرتا ہے کہ اس کتاب کی تصنیف میں پینتیس سال لگے۔

سبى و پنج سال از سرائے سنج ☆ بے رنج بدم بامید سنج

چار سو سے پینتیس کو تفریق کرنے سے ۳۶۵ باقی رہ جاتے ہیں۔ بس یہی ۳۶۵ شہناامہ کے آغاز تصنیف کا زمانہ سمجھنا چاہیے جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں اور سلطان محمودؒ ۳۸۸ھ میں تخت نشین ہوا۔ اس بناء پر سلطان محمود کی تخت نشینی سے بائیس سال پہلے شہناامہ تصنیف کی بنیاد پڑ چکی تھی لہذا یہ کہنا کہ شہناامہ سلطان محمود کی فرمائش سے تصنیف کیا گیا محض لغو اور بے بنیاد ہے۔

فردوسی کی تردید اپنے کلام سے:..... باقی رہی یہ بات کہ فردوسی نے سلطان محمود کے حکمران بننے کے بعد بہ نظر قدرا افزائی شاہنامہ کو شاہی دربار میں پیش کیا ہو۔ میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں جیسا کہ تیسرے حصے کو دیکھنے سے اس کی تائید ہوتی ہے جہاں پر فردوسی نے دقیق کے اشعار نقل کئے ہیں اس کے آخر میں تحریر کرتا ہے۔

من، ایں تہ فرخ گرفتم بہ قال ☆ ہی رنج مردم بہ بسیار سال

ندیم سر افراز بخشندہ	☆	بہ گاہ کیاں بر شیعہ
نخن را نگہداشتم سنال مہیت	☆	بدان تا سزاوار این گنج کیست
جہانداز محمود با فرو وجود	☆	کہ اور اکسد ماہ و کیواں تجود

ان اشعار سے صراحتاً معلوم ہوتا ہے کہ سلطان محمود کے دربار میں پہنچنے سے بیس سال پہلے شاہنامہ کا بنیادی پتھر رکھ دیا گیا اور اس عمارت کا ریہہ حصہ تعمیر ہو چکا تھا کیونکہ پینتیس سال ہی زمانہ تصنیف ہے پھر جب اس واقعہ کی خود فردوسی کے کلام سے تردید ہوگئی تو میں اس بات کی تردید سے باز نہیں رہ سکتا کہ سلطان محمود نے فردوسی کے اعجاز بیانی کی قدر نہ کی اور فردوسی کے شیعہ پن کی وجہ سے اشرفیوں کے بجائے روپے دلوائے یہ علمی تاریخ کا ایک نہایت ناگوار واقعہ ہے۔ میں اس واقعہ کو سلطان محمود کی طرف منسوب کرنے پر تیار نہیں ہوں۔ محمود کے دربار میں ہندو، عیسائی، یہودی، ہرمت و مذہب کے اہل کمال موجود تھے۔ بہت سے شیعہ علماء و فضلاء بھی اس کے خزان کرم سے بہرہ ور ہوتے تھے۔ ابوریحان البیرونی کھمدہ شیعہ تھے مگر خود محمود نے فرمان بھیج کر اس کو بلوایا تھا۔ انہی واقعات کے ضمن میں مختلف طریقوں سے ایک رنگ آمیزی یہ بھی کی جاتی ہے کہ سلطان محمود نے یک مدت کے بعد جب اسے اپنے خود کردہ فعل پر ندامت ہوئی تو ساٹھ ہزار اشرفیاں فردوسی کے پاس روانہ کیں فردوسی اس وقت طوس میں تھے لیکن اتفاق سے ادھر شہر کے ایک دروازے سے جس کا نام رودبار تھا صلیب پانچا اور دوسرے دروازے سے فردوسی کا جنازہ نکلا۔ فردوسی کی صرف ایک بیٹی تھی۔ مذکر اول کوئی نہ تھی۔ شاہی صلہ کی خدمت میں پیش کیا گیا لیکن اس بلند ہمت لڑکی نے اس خیال سے کہ میرا باپ اسی حسرت میں مرا ہے وہ صد قبول نہ کیا۔ سلطان محمود کو اطلاع دی گئی تو اس نے حکم دیا کہ اشرفیاں واپس نہ لائیں جائیں بلکہ اس سے فردوسی کے نام پر ایک کارواں سرائے بنادیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس واقعہ کی کچھ اصلیت نہیں ہے۔ محض بے بنیاد قصہ ہے۔ جس طرح سکندر نامہ میں دارا کا مد مقابل سکندر روی کے بجائے سکندر ذوق قرنین کو قرار دیا گیا اور سکندر ذوق قرنین کے سارے واقعات سکندر روی کی طرف منسوب کر دیے گئے ہیں اسی طرح لبید شاعر اور حضرت امیر معاویہ کا واقعہ سلطان محمود اور فردوسی کے گلے منڈھ دیا گیا ہے۔

واقعہ کی اصل حقیقت:..... لبید عامری عرب جاہلیت کا ایک نامور شاعر تھا جس کا قصیدہ خانہ کعبہ کے دروازہ پر آویزاں تھا جس کو دعویٰ سنھوی ہو میدان میں آجائے۔ مکہ کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت بابرکت میں قبیلہ عامر کے وفد کا سردار بن کر حاضر ہو اور مشرف باسلام ہو کر خدمت مبارک میں رہنے لگا۔ پھر جب آفتاب رسالت غروب ہو گیا۔ تو مدینہ سے کوفہ چلا گیا۔ عہد فاروقی ۱۰ میں جہاں دوسرے شعراء کی تنخواہیں مقرر ہوئیں لبید کی بھی تنخواہ تین سو درہم ماہانہ مقرر ہوگئی ذوالنورین عثمان جیؓ کا دور خلافت آیا تو انہوں نے وظیفہ سابق پر سو درہم کا اضافہ کر دیا۔ مرقضوی خلافت میں سو کا اور اضافہ ہوا غرضیکہ عہد خلافت خلیفہ چہارم میں لبید کو پانچ سو درہم ملتے رہے۔ جب حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت معاویہ میر شام نے حکومت اپنے ہاتھ میں لی تو انہوں نے اتنی رقم لبید کو بھیجی جو ذوالنورین عثمان جیؓ کے زمانہ میں ملا کرتی تھی جو کہ لبید نے واپس کر دی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ یہ سمجھے کہ مقررہ وظیفہ کم کر دینے کی وجہ سے لبید نے واپس کیا ہے۔ چنانچہ پانچ سو درہم کے بجائے چھ سو بھیجے لیکن یہ رقم اس وقت پہنچی جبکہ لبید شاعر کا انتقال ہو چکا تھا اور جنازہ دفن کے سے قبرستان جارہا تھا۔ لبید نے کوئی اولاد ذکور نہیں چھوڑی تھی۔ اس کی صرف ایک لڑکی تھی۔ یہ شاہی وظیفہ اس لڑکی کی خدمت میں پیش کیا گیا لیکن اس کی عالی ظرفی بلند ہمتی نے اسے گوارا نہ کیا کہ جس چیز کو اس کے باپ نے جیتے جی ہاتھ نہ لگایا ہو اور رد کر دیا ہو۔ اس کی لڑکی سرچشم قبول کرے اور اس سے فائدہ اٹھائے۔ چونکہ واقعہ کی صورت بہت دلچسپ تھی۔ اس لئے فارسی تذکرہ نویسوں نے خود بخود درست کر کے اور رنگ و روغن لگا کر اس تصویر کو فردوسی کے ایوان عزت میں نصب کر دیا۔ میں اس واقعہ کی اس لئے اور بھی تردید کرتا ہوں کہ مسبب (یعنی بجائے اشرفیوں کے روپے دینا) اور اسباب و دلائل مختلف و متضاد بیان کئے جاتے ہیں اور جب اسباب و دلائل آپس میں مختلف و متضاد ہوئے اصولاً صرف (جب دو دلائل ایک دوسرے کے مختلف و معارض ہوں تو دونوں دلیل ساقط ہو جائیں گی) کوئی سبب اشرفیوں کے بجائے روپے دینے کا باقی نہ رہا، واذ

۱ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں حقیقہ مضامین لکھنے کی ممانعت کر دی تھی جو عام طور سے شعراء عرب کا دستور اور ذریعہ معاش تھا۔ اس صد میں حسب حیثیت ان کی تنخواہیں مقرر تھیں مترجم

فات السبب فات المسبب (اور جب سبب نہیں رہتا ہے تو مسبب بھی ختم ہو جاتا ہے) اس کے علاوہ سوائے فارسی تذکرہ نویسوں کے کتب تو تاریخ عربیہ میں کہیں اس کا نام و نشان تک نہیں ہے۔ دیباچہ نویسوں نے جنہیں واقعات کو خلط ملط کر دینے کا خاص ملکہ حاصل ہے۔ یہ طرفہ تماشا یہ ہے کہ سلطان محمود اور خلیفہ بغداد کے درمیان جو خط و کتابت سمرقند کے بارے میں ہوئی تھی اسے بھیجنا تان کے فردوسی اور محمود سے متعلق کر دیا ہے۔ یہ ہیں تفاوت رہ زکی ست تاریخی تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ سلطان محمود نے ایک بار خلیفہ عباسی قادر باللہ کے پاس ایک خط بھیجا کہ چونکہ خراسان کے اکثر علاقے میرے قبضہ تصرف میں ہیں اور فلاں فلاں شہروں پر خلیفہ قابض ہیں۔ لہذا سہولت انتظام مملکت ان شہروں کو اس خانہ زاد کو عنایت فرمائیں۔ چنانچہ خلیفہ عباسی نے اس درخواست کو منظور فرما کر فرمان شاہی بھیج دیا۔ اس کے بعد سلطان محمود نے دوبارہ اسی قسم کی درخواست سمرقند کے بارے میں بھیجی چنانچہ خلیفہ عباسی درخواست دیکھتے ہی برہم ہو گیا۔ لکھ بھیجا کہ معاذ اللہ میں اس درخواست کو ہرگز منظور نہیں کروں گا اور اگر تم میری اجازت کے بغیر اس طرف قدم بڑھاؤ گے تو میں تمہارے لئے دنیا تنگ کر دوں گا۔ سلطان محمود کے تیسرا جواب سے چڑھ گئے چنانچہ اپنی سب سے ترشہ ہو کر بولا جا خلیفہ سے کہہ دے کہ سمرقند نہ دینے کا خمیازہ برائے گا۔ کیا آپ کا مقصد یہ ہے کہ میں ایک ہزار ہاتھی لے کر دار الخلافہ بغداد پر حملہ کر دوں اور اس کو ویران کر کے اس کی خاک ہاتھیوں پر لا کر غزنی لاؤں۔ ایک مدت کے بعد دربار خلافت سے اپنی واپس آیا اور سلطان محمود کو ایک خط سر بہم بردیا۔ خواجہ ابونصر روزنی نے خط کھولا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بعد صرف الف لام میم لکھا ہوا تھا اور آخر میں الحمد للہ رب العالمین والصلوة علی رسولہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین تحریر تھا۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں لکھا تھا۔ سلطان محمود اور اس کے درباری امراء وزراء کا تب دنگ رہ گئے۔ خط سمجھنے کے لئے کسی کی فہم کی رسائی نہ ہو سکی۔ ابو بکر ہستی نے جو بھی تک کسی امتیازی درجہ پر نہیں پہنچا تھا عرض کی کہ چونکہ سلطان نے بغداد کی پامالی کی دھمکی دی تھی، خلیفہ عباسی نے سورہ الم تر کیف فعل ربک بالصحب الفیس کی حرف جواب میں اشارہ کیا ہے کہ جو حال اللہ تعالیٰ نے ابراہیم اور اصحاب قبل کا کیا تھا وہی نتیجہ بغداد پر تمہارے ہاتھیوں کے حملے سے دیکھنے میں آئے گا۔ سلطان محمود اس جواب سے بے حد متاثر ہوا اور معذرت کا خط لکھا اور تحائف و ہدایا کے ساتھ اپنی کورخصت کیا۔

دیباچہ نویسوں نے اس واقعہ کو کاٹ چھانٹ کر اس طرح لکھا ہے کہ فردوسی غزنی سے نکل کر بحال پریشانی ماثر ندران ہوتا ہوا بغداد گیا۔ خلیفہ عباسی بڑی عزت و قدر سے پیش آیا۔ فردوسی نے عربی میں قصیدہ لکھ کر پیش کیا اور اہل بغداد کی فرمائش سے یوسف زلیخا لکھی۔ سلطان محمود کو اس کی اطلاع ملی تو خلیفہ عباسی کو لکھ بھیجا کہ فردوسی کو فوراً یہاں بھیج دیجئے ورنہ بغداد کو ہاتھیوں کے پیروں سے کچل ڈالوں گا۔ دربار خلافت سے خط میں صرف تین حرف الف لام میم لکھ کر آئے، مطلب یہ تھا کہ تمہاری اس گستاخی کا نتیجہ وہی ہوگا جو اصحاب قبل کا ہوا تھا۔ لیکن یہ تمام بے سرو پا مخرقات قصے ہیں۔ خوش اعتقاد دی اس کو کہتے ہیں کہ جو واقعہ دلچسپ نظر آیا اپنے مدوح و معتقد علیہ سے منسوب کر دیا۔

محمود کے وزراء:..... سلطان محمود کے عہد حکومت میں تین اشخاص عہدہ وزارت سے ممتاز ہوئے۔ سب سے پہلے ابو العباس فضل ابن اسفرائینی قلمدان وزارت کا مالک بنا۔ یہ ابتداء میں خاندان حکومت سامانی کا میرنشی تھا۔ جب دولت سامانیہ کا سورج زوال پذیر ہوا تو امیر سبکتگین کے دربار میں عہدہ وزارت سے سرفراز ہوا پھر سبکتگین کے بعد سلطان محمود نے اس کو اس عہدے پر بحال رکھا۔ علوم و فنون عربیہ سے محض ناواقف تھا، لیکن مہمات سلطنت و سیاست میں خدا داد ملکہ رکھتا تھا۔ تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ اس کی ناواقفیت کی وجہ سے سلطان محمود نے شاہی دفاتر میں فارسی زبان رائج کی اور فرامین و احکام عربی کے بجائے فارسی میں تحریر کئے جانے کا حکم دیا۔ دس سال وزارت کرنے کے بعد اسے معزول کیا گیا۔

احمد بن حسن میمندی: اس کے بعد احمد بن حسن میمندی وزیر مقرر ہوا۔ یہ سلطان محمود کا رضاعی بھائی اور ہم سبق تھا اس کا باپ حسن عہد حکومت امیر سبکتگین میں بست میں مال گزاری وصول کرنے پر مقرر تھا لیکن امیر سبکتگین نے بددیانتی کے الزام میں پکڑ کر اسے جیل میں ڈال دیا تھا۔ عوام انسان میں جو مشہور ہے کہ حسن میمندی سلطان محمود کے دربار میں مرتبہ وزارت پر تھا محض غلط ہے۔ احمد بن حسن میمندی نہایت تیز فہم، منتظم اور خوشخط شخص تھا۔ ابتداء میں محکمہ کتب (سیکرٹری) کا افسر اعلیٰ تھا۔ چند دنوں بعد سلطانی توجہات کی وجہ سے صوبہ خراسان کا حاکم خراج (ممبر بورڈ آف ریونیو) مقرر ہوا جس کو کمال خوبی سے انجام دیا اس سے سلطان محمود کی آنکھوں میں بے حد عزیز ہو گیا۔ پھر جب فضل ابن احمد کی طرف سے سلطان محمود کو ناراضگی پیدا ہوئی تو قلمدان وزارت احمد بن حسن میمندی کے سپرد کر دیا گیا۔ اس نے اٹھارہ سال وزارت کی۔ سپہ سالار امیر التوتناش اور امیر علی خویشت وند کی در

اندازی کی وجہ سے سلطان محمود نے اسے معزول کر کے قلعہ کالجھ میں قید کر دیا۔ تیرہ سال قید کی مصیبتیں جھیل کر سلطان مسعود کے عہد حکومت کے آخر میں رہائی پائی اور دوبارہ مرتبہ وزارت سے سرفراز ہوا۔ اور ۴۰۴ھ میں انتقال کر گیا۔

حسن بن محمد سلطان محمود نے احمد بن حسن میمنہ کی معزولی کے بعد حسن بن محمد کو وزارت کا عہدہ عطا کیا اور وہی اس کے عہد حکومت کے آخر تک عہدہ وزارت پر مقرر رہا حبیب السیر میں ان وزراء کے حالات تفصیل سے لکھے ہیں۔

اولاد سلطان محمود نے اپنی وفات کے وقت سات لڑکے چھوڑے۔ محمد، نصر، مسعود، محمود، اسماعیل، ابراہیم، اور عبدالرشید ان میں سے محمد، مسعود اور عبدالرشید حکمران بنے جیسا کہ آپ آئندہ ان کی داستانیں مورخ ابن خلدون کی تحریر میں پڑھیں گے۔ (مترجم کا کلام ختم ہوا)

سلطان مسعود کی حکومت: سلطان محمود کی وفات کے وقت سلطان محمود کا بڑا بیٹا مسعود اصفہان میں تھا۔ والد کے مرنے کے خبر سن کر صفہان میں ایک سپہ امیر شکر کو اپنا نائب مقرر کر کے خراسان روانہ ہوا جیسے ہی مسعود نے اصفہان سے کوچ کیا اہل اصفہان نے بغاوت کا بھنڈا بند کر دیا اور اس کے شکر کو زیر کر کے اس کے نائب کو قتل کر ڈالا۔ مسعود یہ بری خبر سن کر لوٹ آیا۔ چنانچہ اصفہان والے قلعہ بند ہو گئے۔ مسعود نے محاصرہ کر دیا اور بزور تیغ اسے فتح کر کے اپنی حکومت و امارت کا دوبارہ سکہ چلا دیا۔ نظم و نسق سے فراغت حاصل کر کے پھر ایک شخص کو اپنی جانب سے گورنر مقرر کیا اور اصفہان سے کوچ کر کے رہے ہوتا ہوا نیشاپور پہنچا، اپنے بھائی سلطان محمد کو اپنے آنے کی خبر دی اور یہ لکھ بھیجا کہ میں تم سے حکومت و سلطنت کے بارے میں جھگڑا نہیں کرنا چاہتا۔ میں صرف طبرستان، بلاد جبل اور اصفہان کی فتوحات پر اکتفا کروں گا جن کو میں نے بزور تیغ فتح کیا ہے۔ تمہارے علاقوں کی طرف جو پدر بزرگوار تمہیں دے گئے ہیں نظر تک نہیں اٹھاؤں گا۔ مگر تم یہ بات منظور کر لو کہ خطبہ میں میرا نام تمہارے نام سے پہلے پڑھا جائے۔ سلطان محمد نے یہ درخواست قبول نہ کی۔ بلکہ فوجیں تیار کر کے مسعود کی طرف روانہ ہو گیا۔

سلطان محمد کی گرفتاری: چونکہ مسعود میں مردانگی، دلیری، قوت و ہمت کا جوہر اللہ تعالیٰ نے کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا اس کے علاوہ سلطان محمد سے عمر میں بڑا بھی تھا اس لئے فوج کا زیادہ حصہ مسعود کی طرف مائل تھا۔ امیر التوتناش (والی خوارزم) نے جو سلطان محمود کا مصاحب تھا سلطان محمد سے کہہ دیا کہ آپ مسعود کی مخالفت پر کمر نہ باندھیں۔ خانہ جنگی کا نتیجہ برا ہوتا ہے۔ مگر سلطان محمد نے اس پر بھی کچھ توجہ نہ کی اور کوچ و قیام کرتا ہو پہلی رمضان ۴۲۱ھ کو کبکست آباد پہنچا اور فوج کو قیام کا حکم دیا۔ سلطنت کے کاروبار کو چھوڑ کر لہو و لعب یا سیر و تماشا میں مصروف ہو گیا۔ فوج دے تو پیسے ہی سے بدول تھے، اونگھتے کو ٹھیلے کا بہانہ ہو گیا۔ ساری فوج سلطان محمد کی معزولی پر تل گئی اور مسعود کی حکومت کی جانب مائل ہو گئی۔ چنانچہ سلطان محمد کو گرفتار کر کے کبکست آباد کے قلعہ میں نظر بند کر دیا۔ سب سے پہلے اس مہم کی انجام دہی پر سلطان محمد کا چچا یوسف بن سبکتگین اور امیر علی خشاوند ۱ جو سلطان محمود کا ممتاز مصاحب تھا آمادہ و تیار ہوا۔ انہی دونوں نے فوج کو سلطان محمد کی مخالفت برا بھارا اور پھر اسے نظر بند کر کے مسعود کو اس واقعہ کی خبر بھیج دی اور فوج کے ساتھ خدمت میں حاضر ہونے کے لئے روانہ ہو گئے۔ مقام بہرا میں مسعود سے ملاقات ہوئی۔ سلطان مسعود نے عبائے حکومت زیب تن کی اور اپنے چچا یوسف بن سبکتگین، امیر علی خشاوند اور ان لوگوں کو جنہوں نے سلطان محمد کی مخالفت کی تھی گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیے۔ یہ مہینہ ذوالقعدہ کا تھا اور ۴۲۲ھ کا دور ختم ہو رہا تھا۔

احمد بن حسن کی آزادی: وزیر السلطنت ابوالقاسم احمد بن حسن میمنہ ۲۱۶ھ سے قید کی مصیبتیں جھیل رہا تھا سلطان محمود نے امیر التوتناش وغیرہ کے لگانے بجھانے سے ناراض ہو کر پانچ ہزار دینار سرخ جرمانہ کیا تھا اور قید کی سزا دی تھی۔ سلطان مسعود نے تخت حکومت پر قدم رکھتے ہی ابو القاسم احمد بن حسن میمنہ کی مصیبتوں سے رہائی دے کر دوبارہ عہدہ وزارت سے ممتاز کیا۔ ۴۲۲ھ کا نصف اول گزر چکا تھا کہ در حکومت غزنی میں کروفر کے ساتھ اپنے حشم و خدم کے ہمراہ پہنچا۔ غزنی والوں نے نہایت تپاک سے اپنے نئے سلطان کا خیر مقدم کیا۔ اطراف و جوانب کے امر و سرحدیں کے سفراء حاضر ہوئے۔ نذرانے پیش کئے۔ خراسان، غزنی، ہندوستان، سندھ، بھستان، کرمان، مکران، بخارا، اصفہان اور بلاد جبل میں

۱ بن شیر میں خوش آمدت تحریر ہے۔ ۲ ابن اثیر میں بھی اسی طرح ہے۔ جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن ج ۳ ص ۲۸۱ پر سیمندی تحریر ہے۔

سلطان مسعود کی حکومت کا سکہ چلنے لگا اور ان ممالک کا حکمران تسلیم کر لیا گیا۔

علاء الدولہ اور سلطان مسعود:۔ جس وقت سلطان محمود نے صوبہ اصفہان کو مجد الدولہ ❶ ابن بویہ سے چھین کر اپنے بیٹے مسعود کے حوالے کیا اور مسعود کے ساتھ علاء الدولہ بن کا کو بیہ کو اصفہان میں رہنے کا حکم دیا اس وقت مجد الدولہ اصفہان سے نکل کر قلعہ قصران میں جا کر قلعہ بنا ہو گیا تھا۔ مسعود علاء الدولہ کے ساتھ اصفہان میں رہنے لگا اور کچھ عرصے بعد علاء الدولہ کو اصفہان میں چھوڑ کر آ گیا ادھر علاء الدولہ نے خود بھی حکومت کا اعلان کر دیا مسعود کو اس کی خبر ملی تو فوجیں آراستہ کر کے چڑھ آیا اور اصفہان سے علاء الدولہ کو نکال کر قبضہ کر لیا، علاء الدولہ پریشان ہو کر ابولکبار بن سلطان الدولہ کے پاس خوزستان پہنچا۔ امداد کی درخواست کی لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ ناچار بابل تا خواستہ تشر روانہ ہوا تا کہ اصفہان واپس لینے میں جلال الدولہ ابولکبار کے بھائی سے امداد حاصل کرے یہ وہ زمانہ تھا کہ ابولکبار اور اس کے بھائی جلال الدولہ کے درمیان آتش فتنہ و فساد دروتن ہو چکی تھی۔ ورنہ آپس میں لڑائیاں لڑ چکے تھے۔ جلال الدولہ کے باپ نے علاء الدولہ کو امیدیں دلائیں اور یہ وعدہ کیا کہ جس وقت دونوں بھائیوں جلال الدولہ اور ابولکبار میں صلح ہو جائے گی میں تمہیں اصفہان واپس دلانے میں خاطر خواہ مدد دوں گا۔ علاء الدولہ اس امید پر اس کے پاس ٹھہر گیا۔ اس دوران سلطان محمود کا انتقال ہو گیا۔

مجد الدولہ کی شکست:۔ مجد الدولہ نے یہ خبر سن کر دہلیم اور کردوں کی فوجیں حاصل کیں ”رے“ پر قبضہ کرنے کے لئے نکلا۔ مسعود کے گورنر نے مجد الدولہ کا مقابلہ کیا اور اسے نہایت بری طرح مار کر ”رے“ سے بھگا دیا۔ سینکڑوں دہلیمی اور کردوں کو قتل اور گرفتار کر لیا چنانچہ مجد الدولہ ناکامی کے ساتھ اپنے قلعہ قصران واپس آ گیا۔

علاء الدولہ کی شکست اور فرار:۔ ان دنوں علاء الدولہ ابولکبار کے پاس خوزستان میں مقیم تھا اور اس کی امداد سے ناامید ہو رہا تھا کہ اچانک سلطان محمود کی وفات کی خبر پہنچی اس سے علاء الدولہ کے مرثیہ جسم میں جان ہی آ گئی۔ ہاتھ پاؤں نکال لئے جھٹ پٹ تھوڑی سی فوج تیار کر کے اصفہان پر چڑھ آیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ پھر ہمدان کی طرف بڑھا رے کا رخ کیا۔ مسعود کے گورنر نے مقابلے کے لئے فوجیں مرتب کیں علاء الدولہ کے مقابلہ پر آیا اور انتہائی مردانگی سے لڑ کر علاء الدولہ کو زیر کر لیا۔ علاء الدولہ ناکام ہو کر اصفہان لوٹ آیا۔ مسعود کے گورنر نے علاء الدولہ کو اصفہان میں بھی آرام سے بیٹھنے نہ دیا۔ اور چاروں طرف سے گھیر لیا۔ علاء الدولہ لباس تبدیل کر کے چھپ کر قلعہ فروخان میں جا کر پناہ گزیں ہو گیا۔ جو ہمدان سے اکیس بیس کوس کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ان واقعات کے بعد سے رے، جرجان، طبرستان میں استقلال کے ساتھ سلطان مسعود کی حکومت کا سکہ چلنے لگا۔

فتح مکران و کرمان ❷:۔ والی مکران نے اپنی وفات پر ابوالعسا کر اور عیسیٰ دو بیٹے وارث چھوڑے عیسیٰ نے اپنے باپ کے مرتے ہی سارے ملک اور خدم و حشم پر قبضہ کر لیا۔ ابوالعسا کر اپنے بھائی عیسیٰ کا مقابلہ نہ کر سکا روٹا پٹتا سلطان مسعود کے پاس غزنی پہنچا اور سارے حالات عرض کئے امداد کی درخواست کی سلطان نے ایک جرار فوج ابوالعسا کر کے ساتھ عیسیٰ کو ہوش میں لانے کی غرض سے روانہ کی،

عیسیٰ کی شکست:۔ لشکر نے کرمان کے قعیب پہنچ کر عیسیٰ کو شاہی پیغام پہنچایا عیسیٰ نے کچھ سماعت نہ کی چنانچہ جنگ چھڑ گئی جنگ کے دوران عیسیٰ کے بہت سے ساتھیوں نے ہتھیار ڈال دیے، اس سے عیسیٰ کو شکست ہو گئی اور وہ معرکہ جنگ میں مارا گیا، اور ابوالعسا کر مملکت مکران پر قہر ہو گیا حسب قرار دوسلطان مسعود کے نام کا خطبہ پڑھا گیا، یہ واقعہ اسی سال پیش آیا سلطان مسعود نے کرمان پر بھی قبضہ کر لیا تھا ❸۔

ابولکبار کی شکست:۔ کرمان ابولکبار بن سلطان الدولہ کے قبضہ میں تھا۔ سلطان مسعود نے مہم مکران سے فراغت حاصل کر کے خراسانی فوج و

❶ ہرے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن ج ۳ ص ۲۸۲ پر مجد الدولہ بن بویہ کا نام فخر و تحریر ہے۔ ابن اثیر میں بھی اسی طرح ہے۔ دیکھیں ابن اثیر کی (تاریخ الکامل ج ۶ ص ۵۲) مترجم۔ ❷ ہرے پاس جدید عربی ایڈیشن ج ۳ ص ۲۸۳ پر یہاں مکران اور کرمان کے ساتھ ”تیز“ نامی جگہ کا بھی ذکر ہے جس کے بارے میں وضاحت کی گئی ہے کہ سندھ یا مکران کے ساحل پر یہ شہر تھا اور اس کے مقابل عمان کی سرزمین تھی (معجم البلدان)۔ ❸ یہ مقام خالی ہے مترجم ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن میں مین وئی صامت نہیں ہے۔

ابو کلیجہ رکوزیر کرنے بھیجا۔ چنانچہ اس نے پروسیر میں ابو کلیجہ کا محاصرہ کر لیا۔ نہایت سختی سے لڑائی شروع ہوئی بالآخر ابو کلیجہ شکست کھا کر حیرفت کی جانب بھاگ گیا۔ خراسانی لشکر نے تعاقب کیا اور قتل و غارت کرتا ہوا خراسان تک پہنچا، ابو کلیجہ کے ساتھی خراسان کے درے میں داخل ہو گئے اور شاہی فوج فارس کی طرف واپس آ گئی۔

علاء الدولہ کی شکست: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ علاء الدولہ ابو جعفر بن کا کو یہ شاہی لشکر سے شکست اٹھا کر درے کے میدان سے بھاگ گیا تھا۔ قلعہ فروخان میں جا کر پناہ گزین ہو گیا تھا۔ کچھ عرصے یہاں علاء الدولہ نے قیام کیا پھر یہاں سے روانہ ہو کر یزدجرد پہنچا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ فرہاد بن مرداوتح کمک کی غرض سے اس کے ہمراہ ساتھ تھا۔ خراسان کے سپہ سالار نے ان دونوں کی روک تھام کے لئے ایک فوج سی بن عمران دیمی کی کمان میں روانہ کی۔ چنانچہ جیسے ہی شاہی لشکر یزدجرد کے قریب پہنچا۔ فرہاد قلعہ شکمین کی طرف بھاگ گیا اور علاء الدولہ نے شاہپور کا رخ کیا اور سی بن عمران نے بغیر کسی مزاحمت و جنگ کے یزدجرد پر قبضہ کر لیا۔

فرہاد کی ناکامی: فرہاد سے جب کچھ بن نہ آئی تو اس نے ان کردوں سے ساز باز شروع کی جو علی بن عمران کے لشکر میں تھے۔ اتفاق سے علی بن عمران اس ساز باز کو تاڑ گیا۔ کردوں کی اتفاقی صورت نفاق پذیر ہو چلی تھی۔ اس لئے علی بن عمران نے ہمدان کا راستہ اختیار کیا۔ فرہاد اس کی اطلاع تو وہ بھی پہنچ گیا اور ایک مستحکم و مضبوط قلعہ میں جو ہمدان کے راستہ میں تھا قلعہ نشین ہو گیا فرہاد نے محاصرہ کر لیا اور سختی سے لڑائی شروع کر دی۔ لیکن برف باری اور بارش، فرہاد کی کامیابی میں رکاوٹ بن گئی مجبوراً فرہاد کو قلعہ کے محاصرے سے دست کش ہونا پڑا۔ چنانچہ ناکامی کے ساتھ علی بن عمران کو چھوڑ کر واپس چلا گیا۔

علی بن عمران اور ابو منصور: ادھر علی بن عمران نے تاش قرواش (سپہ سالار خراسان) کو ہمدان میں امدادی فوج بھیجنے کی ترغیب دی، ادھر علاء الدولہ نے اپنے بھتیجے ابو منصور کو اصفہان لکھ کر بھیجا کہ جتنا اسباب جنگ اور روپیہ مل سکے جلد سے جلد میری کمک کے لئے بھیج دو، اتفاق سے شاہی کمک ابو منصور کی امداد سے پہلے پہنچ گئی چنانچہ علی بن عمران کی گئی ہوئی قوت واپس آ گئی اور وہ فوج تیار کر کے ہمدان سے نکل کھڑا ہوا مقام ”جر باذقن“ میں ابو منصور سے مقابلہ ہو گیا۔

ابو منصور کی شکست اور گرفتاری: علی بن عمران کو اس جنگ میں کامیابی ہوئی، ابو منصور کے زیادہ تر ساتھی کام آ گئے باقی لوگ گرفتار کر لئے گئے۔ اس سبب جنگ لوٹ لیا گیا۔ علی بن عمران نے ابو منصور کو بیڑیاں ڈال کر تاش قرواش (سپہ سالار خراسان) اور خود ہمدان واپس آ گیا علاء الدولہ اور فرہاد نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر ہمدان پر دو جانب سے حملہ کیا۔ علی بن عمران نے ان کے مقابلے پر کمر باندھی، علاء الدولہ کو شکست ہوئی وروہ بھاگ کر اصفہان پہنچ گیا۔ وروہ فرہاد نے قلعہ شکمین میں جا کر پناہ لی۔

بغاوتیں: سلطان مسعود غزنی کے نظم و نسق سے فراغت حاصل کر کے خراسان کی جانب امور سیاست کے دیکھنے کے لئے خراسان روانہ ہوا اس دوران یہ خبر آئی کہ گورنر ہند (احمد نیال تلکین) کے دماغ میں خود مختاری حکومت کی ہوا سنا گئی ہے اور وہ استبداد اور خود مختاری پر مائل ہو گیا ہے۔ سالانہ خراج بھیجنا بند کر دیا ہے۔ سلطان مسعود یہ سن کر آگ بگولا ہو گیا اور فوجیں تیار کر کے احمد نیال تلکین کی گوشمالی کے لئے ہندوستان روانہ ہو گیا۔ احمد نیال تلکین سبطی لشکر کے آنے کی اطلاع پا کر غاشیہ اطاعت و فرمانبرداری اپنے دوش پر رکھ کر بارگاہ سلطانی میں حاضر ہوا اور معافی تلافی کی درخواست کی چنانچہ سلطان مسعود نے اسے معاف کر دیا۔

علاء الدولہ کی بغاوت: اس واقعہ کے بعد علاء الدولہ نے اصفہان میں علم بغاوت دوبارہ بلند کر دیا۔ فرہاد بن مرداوتح اس سے ساتھ تھا۔ سپہ سالار ابوہل نے ان کی گوشمالی پر کمر باندھی اور فوجیں مرتب کر کے حملہ کیا۔ فرہاد تو معرکہ کارزار میں مارا گیا اور علاء الدولہ نے اصفہان و جر باذقن کی پہاڑیوں میں جا کر پناہ لی۔ ابوہل نے ۴۲۵ھ میں اصفہان پر قبضہ کر لیا۔ علاء الدولہ کا سارا مال و اسباب لوٹ لیا۔ اور کتب میں اونٹوں پر داد غزنی بھیج دیں۔ جن کو حسین غوری نے اپنے زمانہ تسلط میں جلوادیا۔

احمد نیال کی وعدہ شکنی: جس وقت سلطان مسعود نے ترکمانوں کی شورش کی وجہ سے خراسان کی طرف توجہ کی تو اس وقت احمد نیال تکین نے بغاوت و خود مختاری پر پھر کمر باندھی، فوجیں فراہم کیں اور خراج بھیجنا بند کر دیا۔ سلطان مسعود نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر ۴۲۶ھ میں ایک عظیم لشکر احمد نیال تکین کو ہوش میں لانے کے لئے ہندوستان روانہ کیا۔ ساتھ ہی ہندوستان کے راجاؤں کو لکھ بھیجا کہ چاروں طرف سے تاکہ بندی کر لیں۔ کسی جانب سے احمد نیال تکین کو فرار کا موقع نہ ملے۔ الغرض افواج شاہی اور احمد نیال تکین کے درمیان جنگیں ہوئیں اور آخر کار احمد نیال تکین بچہ ت کھا کر ملتان کی طرف بھاگ گیا۔ ملتان میں جب پناہ نہ ملی تو بہاٹھ کا رخ کیا۔ اس وقت تک اس کے لشکر میں سواروں کا ایک پورا دستہ تھا۔ حکمران بہاٹھ انہیں روک نہ سکا۔ احمد نیال تکین نے بہاٹھ کا قیام پسند نہ کیا۔ اور دریائے سندھ عبور کرنا چاہا۔ چنانچہ حکمران بہاٹھ نے کشتیاں فراہم کر دیں اور دریا کے درمیان ایک چھوٹا سا جزیرہ تھا۔ احمد نیال تکین یہ سمجھ کر کہ خشکی آگئی اتر پڑا۔ ملاح حکمران بہاٹھ کی ہدایت کے مطابق احمد نیال تکین کو جزیرے میں اتار کر لوٹ آئے۔

احمد نیال تکین کی موت: احمد نیال تکین اور اس کے ساتھیوں کو یہ بات کہ جزیرہ غیر آباد ہے اور خشکی سے اس کا تعلق نہیں ہے اس وقت معلوم ہوئی جبکہ کشتیاں دور نکل گئی تھیں چنانچہ وہ بہت چلائے، آوازیں دیں مگر ملاحوں نے توجہ نہ کی۔ لہذا نقد پر سمجھ کر خاموش ہو گئے۔ رہی سہی قوت و توانائی بھی ختم ہو گئی۔ سات دن تک قوت لایموت کھا کر ٹھہر رہے۔ جتنا توشہ تھا خرچ ہو گیا چنانچہ گھوڑوں کو ذبح کر کے کھایا، اس پر بھی ان کی بھوک کی آگ نہ بجھی پھر حکمران بہاٹھ نے ایک فوج جزیرہ میں اتار دی جس نے احمد نیال تکین کے ساتھیوں کو قتل و غرق کر کے مکمل خاتمہ کر دیا اور احمد نیال تکین نے خودکشی کر لی۔ زندہ ہاتھ نہ آیا۔ ❶

دارا بن منوچہر کی بغاوت: جرجان اور طبرستان کا صوبہ سلطان محمود کے زمانہ سے دارا بن منوچہر بن قابوس کی گورنری میں تھا۔ سلطان مسعود نے تخت نشین ہو کر اس کا عہدہ بحال رکھا۔ لیکن جب سلطان مسعود بغاوت ہندوستان فرو کرنے گیا اور وہاں سے واپسی پر ترکمانوں کے جھگڑوں میں مبتلا ہوا۔ دارا بن منوچہر نے علاء الدولہ اور فرہاد کی ترغیب اور سازش سے خراج بھیجنا بند کر دیا چنانچہ جیسے ہی سلطان مسعود کو ترکمانوں کی مہم سے فراغت حاصل ہوئی۔ دارا کی گوشمالی کی طرف متوجہ ہو گیا۔ چنانچہ ۴۲۶ھ میں جرجان پر قبضہ کر لیا۔ دارا نے آمد میں جا کر پناہ لی اور اس کو اپنا ٹھکانہ بنایا۔ سلطان مسعود نے اس پر بھی چڑھائی کر دی، دارا نے آمد چھوڑ دیا۔ سلطان مسعود اس پر بھی قابض ہو گیا۔ اس واقعہ کے بعد دارا کے ساتھی اس سے عہدہ ہو گئے ہر ایک کو اپنی اپنی جان کے لالے پڑ گئے۔ سلطان مسعود نے تعاقب پر فوجیں مقرر کیں۔ قید و قتل کا بازار گرم ہو گیا۔ دارا نے مجبور ہو کر فرمانبرداری کا پیغام دیا۔ بقایا خراج کی ادائیگی کا وعدہ کیا چنانچہ سلطان مسعود نے درخواست منظور کر لی۔ شاہی افواج کو خراسان کی جانب واپسی کا حکم دیا۔

ابوہل اور علاء الدولہ کی جنگ: ابوہل حمدونی کو سلطان مسعود نے اصفہان میں گورنر مقرر کیا تھا۔ ❷ ابوہل کے لشکریوں کو دھوکا دے کر علاء الدولہ کے حوصلے بڑھ گئے اصفہان پر قبضہ کر لینے کی تمنا کی، چنانچہ فوجیں مرتب اور حاصل کر کے اصفہان پر حملہ کر دیا۔ ابوہل نے اصفہان سے نکل کر مقابلہ کیا۔ جنگ کے دوران علاء الدولہ کے ساتھی ترکمانوں نے ابوہل سے سازش کر لی اور مقابلہ کے وقت ابوہل کی فوج میں ہل گئے چنانچہ علاء الدولہ کو شکست ہو گئی اس کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا گیا۔ وہ پریشان حال بھاگ کر یزد در پہنچا۔ جب یہاں بھی پناہ ملتی نظر نہ آئی تو طرم چلا گیا مگر والی طرم ابن سالار نے بھی اسے پناہ نہ دی۔

طغرل بیگ کی دست درازی: محمود کے دور حکومت میں ارسلان بن سلجوق کی گرفتاری اور قید کے حالات اور ترکمانوں کے جد وطن ہو کہ

- ❶ تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ سلطان مسعود نے پہلے احمد نیال تکین کی گوشمالی پر تھننا ہی ایک ہندو سردار کو مقرر کیا مگر یہ پہلے مقابلہ میں مارا گیا۔
 شری لشکر بغیر سردار کے ادھر ادھر منتشر ہو گیا تب سلطان مسعود نے مہلک بن حسین کو جو ہندوں کا امیر الامرہ تھا عظیم لشکر دے کے روانہ کیا احمد نیال تکین کو اس کے مقابلہ میں شکست ہوئی، درودہ دریائے سندھ عبور کرتے ہوئے ڈوب گیا۔ مترجم
 ❷ ہمارے ہاں جدید عربی انڈیشن ج ۳۸۴ پر ایسی کوئی علامت نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہاں جگہ خالی ہے صحیح جدید۔

خراسان کی طرف جانے کے واقعات آپ اوپر پڑھ چکے ہیں دھرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اسی زمانے سے طغرل بیگ اس کے بھائی بقیہ (بیہ) جعفر بیگ نے اپنے قبائل و خاندان کے ساتھ اطراف بخارا میں سکونت اختیار کر لی۔ کچھ عرصے بعد بمقتضائے طبیعت، فتنہ انگیزی و شرارت کی آگ روشن کر دی۔ علی تکین والی بخارا سے جھگڑے ہوئے۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں بار بار ان لوگوں نے لشکر بخارا پر حملے کئے تب تمام ملک و ابوں نے متحد و متفق ہو کر حکومت و سلطنت کا ساتھ دیا اور تیاری کے ساتھ ترکمانوں کے استیصال پر اڑ گئے۔ ان واقعات میں ترکمانوں کو خوب جانی اور مالی نقصانات اٹھنا پڑے۔ بالآخر مجبور ہو کر ۴۱۶ھ میں خراسان جلا وطن ہو گئے اور گورنر خوارزم ہارون بن التونتاش کی خدمت گزاری کو ذریعہ معاش بنایا۔

ترکمانوں کا انجام کچھ عرصے بعد جب ہارون کو ان کی حرکات و افعال کی اطلاع ملی تو اس نے اپنے عہد و اقرار کو بامائے حق رکھ دیا چنانچہ ترکمانوں نے ورہ نہ میں جا کر پناہ لی پھر وہاں سے مرو کا رخ کیا اور سلطان مسعود سے امان کی درخواست کی مگر سلطان مسعود نے اپنی کوئی گرفت رکھ کر یہ درخواست نامنظور کر دی اور ایک بڑی فوج ان کی سرکوبی کے لئے روانہ کی۔ چنانچہ مقام نسائی میں شاہی فوج نے ترکمانوں پر حملہ کیا اور ترکمان پریشان ہو کر ادھر ادھر آس پاس کے علاقوں میں چلے گئے اور ان کے فسادات و نقصانات و باکی طرح پورے علاقوں میں عام طور سے پھیل گئے۔

دربار خلافت کا فرمان: انہی واقعات کے دوران جعفر بیگ داؤد نے نیشاپور پر قبضہ کر لیا۔ ابوسل جمدونی گورنر نیشاپور اپنے اسٹاف سمیت نیشاپور چھوڑ کر بھاگ گیا۔ اس کے بعد طغرل بیگ نیشاپور آیا۔ دارالخلافت بغداد سے خلیفہ کا قاصد فرمان شاہی لے کر آیا، یہ فرمان ترکمانوں اور نیز عراقیہ ترکمانوں کے نام تھا۔ جنہوں نے رے اور ہمدان میں فتنہ و فساد کی آگ روشن کر رکھی تھی۔ خلیفہ نے ان لوگوں کو فتنہ و فساد کرنے سے روکا تھا اپنی سموت و جبروت سے ڈرایا تھا اس کے ساتھ ساتھ اطاعت و فرمانبرداری کی شرط پر جاگیریں و انعامات دینے کا وعدہ کیا تھا۔ ترکمانوں نے شاہی قاصد کو عزت و احترام سے ٹھہرایا اور بڑی آؤ بھگت سے ملے۔

طغرل بیگ کی دھمکی: جعفر بیگ داؤد نے نیشاپور پر قبضہ کرنے کے بعد نیشاپور میں غارت گری کے لئے رخ کیا کیونکہ نیشاپور بے نہایت مدد اور خوش حال تھے۔ بلکہ یوں سمجھئے کہ وہاں دولت بھٹی پڑتی تھی۔ طغرل بیگ نے انہیں روکا اور خلیفہ کی ہدایات کی طرف توجہ دلائی۔ اتفاق سے اسی منع و اصرار کے زمانہ میں جعفر بیگ داؤد فاج میں مبتلا ہو گیا پھر بھی جب جعفر بیگ اپنے اس برے خیال سے باز آتا نظر نہ آیا تو طغرل بیگ نے یہ دھمکی دی کہ اگر تم نیشاپور میں غارت گری سے دست کش نہ ہوئے تو میں خود کو ہلاک کر ڈالوں گا چنانچہ جعفر بیگ داؤد معین کر خا موش ہو گیا ورنیشاپور کی غارت گری سے ہاتھ کھینچ لیا مگر پھر بھی تیس ہزار دینار سرخ اہل نیشاپور سے بطور تادان زبردستی وصول کر کے اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیئے۔

طغرل بیگ کی دھوکہ دہی: طغرل بیگ شاہی تخت پر ایوان شاہی میں بیٹھا اور سارے شہر میں چراغاں کرایا۔ ہفتہ میں دو دن رعایا کے مظالم سننے کے لئے دربار لگاتا تھا جیسے کہ خراسان کے گورنروں کا دستور تھا اور دھوکا و فریب دینے کے لئے ممبروں پر سلطان مسعود کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ جس وقت ان واقعات کی اطلاع سلطان مسعود کے شاہی دربار میں پہنچی وہ آگ بگولا ہو گیا۔ فوجیں تیار کر کے غزنی سے خراسان کی جانب روانہ ہو گیا۔ ماہ صفر ۴۳۰ھ میں پہنچا۔ چونکہ ملوک خانہ بھی فتنہ و فساد آئے دن اٹھائے رہتے تھے اس لئے حفظ مآقہم کے طور پر اور فساد کو دور کرنے کے لئے ان کی لڑکی سے نکاح کر لیا اور صوبہ خوارزم جاگیر میں مرحمت فرمایا۔ اسماعیل بھاگ کر طغرل بیگ کے پاس چلا گیا۔ غرضیکہ اس طریقہ سے خوارزم کے انتظام و سیاست اور ملوک خانہ کی فتنہ انگیزی و شرارت سے سلطان مسعود کو فراغت حاصل ہو گئی۔

طغرل بیگ کی گوشمالی: چنانچہ سلطان مسعود نے ایک عظیم فوج کے ساتھ (اپنے حاجب شیبانی کو طغرل بیگ کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا، چنانچہ شیبانی اپنے لشکر کی فوج کے ساتھ ترکمان کی طرف بڑھا، لیکن سلطان مسعود کو اس سے تشفی نہ ہوئی خود بدولت و اقبال ترکمانوں کی گوشمالی کر دیا۔ ہوا۔ سرخس پہنچا، ترکمان یہ خبر سن کر مقابلہ پر نہیں آئے بلکہ مرو اور خوارزم کے درمیانی دروں اور پہاڑوں کی طرف پناہ گزین ہونے کے سے بھاگے۔ سلطان مسعود نے نہایت تیزی سے تعاقب کیا اور ماہ شعبان ۴۳۰ھ میں ان کے سروں پر پہنچ کر حملہ آور ہوا۔ ترکمان شکست کھا کر میدان جنگ سے بھاگ نکلے۔ لیکن زیادہ دور تک نہ گئے اور پلٹ کر قرب و جوار کے قصبوں اور شہروں پر غارت گری شروع کر دی۔

ترکمانوں کی بربادی سلطان مسعود نے دوبارہ حملہ کیا چنانچہ اس جنگ میں ڈیڑھ ہزار ترکمان مارے گئے۔ باقی لوگوں نے بھاگ کر ایک درہ میں پناہ لی۔ اہل نیشاپور نے یہ خبر سن کر شاہی فوج میں داخل ہو کر ان باقی ترکمانوں پر یورش کی اور ان کے اکثر حصے قتل کر ڈالا۔ باقی سپاہیوں نے اپنے ان ساتھیوں کے پاس جا کر پناہ لی جو واقعات مذکورہ سے پہلے ہی اپنی گئی ہوئی قوت کو سنبھالنے کے لئے بعض دشوار گزار پہاڑوں کے دروں میں چھپے ہوئے تھے۔

استرآباد پر طغرل بیگ کا قبضہ: سلطان مسعود یہ خیال کر کے کہ ترکمانوں کی گوشمالی کافی ہو چکی ہے یہ فی الحال سر نہ اٹھائیں گے۔ فراہمی و آرتنگی فوج کی غرض سے ہرات کی طرف روانہ ہو گئے ابھی وہ ہرات بھی نہ پہنچے پایا تھا کہ یہ خبر ملی کہ طغرل بیگ نے استرآباد پر قبضہ کر لیا ہے اور اس خیال سے وہاں قیام پذیر ہے کہ سردی اور برف باری کی وجہ سے سلطان مسعود، استرآباد کا رخ نہیں کرے گا۔ لیکن سلطان مسعود نے اس واقعہ کی اطلاع پا کر ایک دن بھی تاخیر پسند نہ کی فوراً واپس آ گیا چنانچہ طغرل بیگ نے یہ سن کر استرآباد چھوڑ دیا۔ سلطان مسعود نے طوس سے "وہ" کے جانب قدم بڑھائے جہاں طغرل بیگ اپنے ساتھیوں کے ساتھ سلطان کے خوف سے پناہ گزین تھا۔ چونکہ ترکمانوں اور سلجوقیوں میں مراسم اتحاد پہلے سے قائم تھے۔ لہذا ایسے وقت میں ان لوگوں نے ترکمانوں کا ساتھ دیا اور دشوار گزار پہاڑوں کی چوٹیوں تک پہنچنے میں مدد دی۔

ترکمانوں کی سرکوبی: ترکمانوں نے اس غیبی مدد کو غنیمت شمار کر کے اپنے مال و اسباب چھوڑ کر بلند پہاڑیوں کی چوٹیوں پر جا کر پناہ لے لی۔ شاہی لشکر نے ان کا مال و اسباب لوٹ لیا اور جن جن شہروں پر انہوں نے قبضہ کر لیا تھا۔ واپس لے لئے اس کے بعد سلطان مسعود نے بنفس نفیس اپنی فوج کے ساتھ ترکمانوں کے تعاقب میں ان پہاڑوں کا رخ کیا جہاں پر باقی ماندہ ترکمان پناہ گزین تھے۔ سردی کا موسم تھا برف باری ہو رہی تھی۔ چنانچہ شاہی فوج کا بڑا حصہ ہلک و تباہ ہو گیا۔ اس کے باوجود شاہی افواج کو ترکمانوں کے تعاقب میں کامیابی ہوئی پہاڑ کی چوٹیوں نے ان جابجاستہ ترکمانوں کو پناہ نہیں دی اور وہ اچھی طرح پامال کئے گئے۔

سلطان مسعود اور طغرل بیگ: جمادی الاول ۴۳۳ھ میں سلطان مسعود نے سردی کا موسم ختم کرنے کی غرض سے نیشاپور کا رخ کیا تاکہ وہاں چند دن آرام کر کے ربیع کا موسم آتے ہی ترکمانوں کی سرکوبی کے لئے روانہ ہو جائے۔ طغرل بیگ اس ارادے سے مطلع ہو کر پہاڑی دروں اور چوٹیوں سے نکل آیا اور قتل و غارتگری کرنے لگا۔ سلطان مسعود نے اسے اپنی سطوت و جبروت سے ڈرایا۔ قتل و پامالی کی دھمکی دی۔ مؤرخین لکھتے ہیں طغرل بیگ نے اس کے جواب میں آیت کریمہ قل اللھم ملک الملک تولى الملک من تشاء وتنزع الملک من تشاء وتنزع الملک من تشاء وتنزع الملک من تشاء لکھ بھیجی تھی۔ سلطان مسعود نے اس کے جواب میں نرمی کا خط لکھا۔ خلعت بھیجی۔ انعامات دینے کا وعدہ کیا اور یہ حکم دیا کہ تم خلق اللہ کی ایذا رسانی اور شاہی علاقوں کی غارتگری سے دست کش ہو کر دریائے جیحون عبور کر کے آمد چلے جاؤ۔ سلطان مسعود نے محض تحریر پر اکتفا نہیں کیا بلکہ طغرل بیگ کو سب کا اور جعفر بیگ داؤد کو دہستان کا اور پیغو کو دہ کا حکمران بنایا اور ہر ایک کو دہقان کا خطاب دیا۔ مگر ان لٹیرے ترکمانوں نے ان شاہی عطیات کو منظور و قبول نہ کیا اور نہ شاہی وعدوں پر بھروسہ کیا۔ قتل و غارتگری جیسا کہ اس سے پہلے کرتے تھے ویسے ہی کرتے رہے۔

ارسلان: کچھ عرصے بعد خود بخود اس فعل قبیح سے دست کش ہو گئے اور فریب دینے کے لئے مسعود کو بلخ میں پیغام دیا کہ ہم لوگ اپنے برے افعال سے باز آ کر عزم شاہی کے آگے اطاعت کی گردن جھکا رہے ہیں۔ براہِ رحم شاہی ہمارے بھائی ارسلان کو جو شاہی حکم سے ہندوستان میں قید ہے قید کی مصیبت سے نجات دے دی جائے اور ہمارے پاس بھیج دیا جائے۔ چنانچہ سلطان مسعود دام فریب میں آ گیا اور ارسلان کو قید سے رہا کر کے ہندوستان سے واپس بل لیا۔ مگر جب ان ترکمانوں نے وعدہ پورا نہ کیا تو اس کو دوبارہ جیل میں ڈال دیا۔

سلطان مسعود کی شکست خراسان: جب سلجوقیہ ترکمانوں نے خراسان کے اطراف پر ایک گونہ قبضہ کر لیا اور شاہی لشکر ان کا مقابلہ نہ کر سکا اور حاجب شیبانی کو شکست ہو گئی تو سلطان مسعود کو سخت شاق گزرا چنانچہ کمر ہمت باندھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ فوجیں فراہم کیں انعامات دیے۔ سالانہ جنگ درست کیا اور ایک بڑی فوج کے ساتھ ترکمانوں کی سرکوبی کے لئے غزنی روانہ ہوا۔ اس فوج کے ساتھ ہاتھیوں کا لشکر بھی تھا جیسا کہ اس سے پہلے

ٹرایوں میں ہاتھیوں کو فوج کے آگے رکھتے تھے اسی طرح اسی ترتیب سے اس مہم میں رکھا۔ بلخ کے قریب پہنچ کر پڑاؤ کیا۔ جعفر بیگ داؤد نے بھی اس کی طرف پناہ کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ شاہی لشکر کے مقابلہ پر ڈیرے ڈال دیئے۔ ایک دن موقع پا کر شاہی کیمپ پر شیخون مارا اور شاہی خیمہ سامنے سے خاصے کے کئی گھوڑے اونٹ جس میں بہت بڑا شاہی ہاتھی بھی تھا پکڑ کر لے گیا۔ اس واقعہ سے سلطان مسعود غصہ کے مارے کانپ اٹھا۔ اسی وقت بلخ سے کوچ کا حکم دے دیا۔ یہ واقعہ ماہ رمضان ۷۲۹ھ کا ہے۔

سلطان مسعود کی طرف سے صلح کا پیغام:..... سلطان مسعود کے لشکر میں اس وقت ایک لاکھ فوج تھی وہ سفر کرتا ہوا جرجان پہنچا۔ حکم جرجان کو جو سلجوقیوں کی طرف سے تھا گرفتار کر کے صلیب پر چڑھا دیا۔ پھر مروشا جہاں پہنچا چنانچہ جعفر بیگ داؤد بھاگ کر سرخس پہنچ گیا۔ یہاں پر اس نے بھائی طغرل بیگ اور پیغو بھی آ کر مل گئے۔ سلطان مسعود نے صلح کا پیغام بھیجا۔ پیغو اپنی قوم کی طرف سے وفد سے کر شاہی دربار میں آیا۔ سلطان مسعود نے عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ خلعت دی۔ واپسی کے وقت کہتا گیا کہ سلطان کے خوف سے ہم اور ہمارے ساتھی صلح نہیں کریں گے۔ اس سے سلطان مسعود کو سخت تردد ہوا۔ حکم ہر کہ جنگ آید جنگ آید دوبارہ ان کے تعاقب میں ہرات سے نیشاپور کی طرف روانہ ہو گیا۔ ترکمانوں نے نیشاپور چھوڑ کر سرخس کا رخ کر لیا۔ سلطان مسعود بھی سرخس کی طرف بڑھا۔ غرض کہ ترکمان ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف بھاگتے رہے اور سلطان مسعود تعاقب میں تھا مگر جنگ اور مقابلہ کی نوبت نہ آئی یہاں تک کہ سردی کا موسم آ گیا۔ مجبوراً تا موسم گزرنے کے انتظار میں نیشاپور میں قیام کرنا پڑا پھر موسم سرد بھی گزر گیا۔ ربیع کا زمانہ بھی گزر گیا لیکن سلطان مسعود لہو و لعب میں مصروف اپنے کاموں سے غافل خواب خرگوش میں پڑا رہا وزیر، امراء اور اراکین حکومت متحد ہو کر شاہی دربار میں حاضر ہوئے اور دشمنان حکومت کو بغیر سرکوبی چھوڑنے پر نصیحت کے انداز میں کچھ عرض کیا۔ چنانچہ سلطان مسعود فوجیں مرتب کر کے نیشاپور سے مرو کی طرف ترکمانوں کے تعاقب میں روانہ ہو گیا۔ ترکمان یہ خبر سن کر ایک پہاڑی درے میں گھس گئے۔ سلطان مسعود دو منزل تک تعاقب کرتا چلا گیا۔

خانہ جنگی: شاہی لشکر روزانہ سفر سے پریشان ہو گیا تھا۔ تین سال گزر چکے تھے۔ حاجب شیبانی کے لشکر میں جس وقت سے کہ وہ سلجوقیوں کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا تھا۔ مسلسل سفر و جنگ کرتے تھے اسی تعاقب کے زمانہ میں ایک دن ایسے مقام پر پڑاؤ ڈال گیا جہاں پر پانی کم تھا عوام الناس اور اراکین حکومت کے درمیان پانی لینے پر جھگڑا ہو گیا۔ بازاری لشکری بھڑ گئے اس سے لشکر میں پھوٹ پڑ گئی۔ آپس ہی میں لوٹ مار شروع ہو گئی۔ جعفر بیگ داؤد شاہی کیمپ کے قریب ہی میں تھا اکادکا شاہی لشکر کا جوتل جاتا تھا اس کو گرفتار کر لیتا تھا۔ انہی لوگوں کے ذریعے سے اس کو اس جھگڑے کی خبر مل گئی۔ فوراً اپنے ساتھیوں کو تیار کر کے شاہی لشکر پر حملہ آور ہوا۔

سلطان مسعود کی شکست: شاہی لشکر اس وقت تک اسی برے حال میں مبتلا تھا۔ ناگہانی حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ صرف سلطان مسعود وزیر السلطنت کے ساتھ ثابت قدمی کے ساتھ معرکہ میں کھڑا ہوا لشکریوں کو جنگ پر ابھارتا رہا اور ان کو لوٹ آنے کا حکم دیتا رہا۔ مگر کسی نے توجہ نہ کی۔ مجبوراً سلطان مسعود اور وزیر السلطنت کو بھی بھاگنا پڑا۔ جعفر بیگ داؤد نے تھوڑی دور تک تعاقب کیا اور نہایت سختی کے ساتھ قتل و غارت کرتا رہا پھر واپس آ کر شاہی لشکر گاہ میں آیا جسے اس کے ساتھیوں نے لوٹ لیا تھا۔ جعفر بیگ داؤد نے مال و اسباب اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر کے شاہی تخت پر چلوں کیا تین دن تک لشکر شاہی کی واپسی کے خوف سے اسی مقام پر پڑا رہا۔ سلطان مسعود ماہ شوال ۷۳۱ھ میں غزنی پہنچا۔ شیبانی اور دوسرے راء و سپہ سالاروں کو جو معرکہ جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے تھے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔

نیشاپور میں طغرل بیگ کا قبضہ: اس واقعہ سے سلجوقیوں کے حوصلے بڑھ گئے طغرل بیگ نے نیشاپور کی جانب قدم بڑھائے چنانچہ ۷۳۱ھ کے آخر میں قبضہ کر لیا۔ لشکریوں نے نیشاپور کو جی کھول کر تباہ و برباد کیا بہت بڑے ہنگامہ و فساد کا دروازہ کھل گیا۔ قتل، غارت، زنا جیسے جرائم ان دھاڑے کرنے لگے۔ اس سے طغرل بیگ کی سطوت و ہیبت کا سکہ لوگوں کے دلوں پر بیٹھ گیا۔ بلاچوں و چرااں کے علم حکومت کے آگے سب نے گردنیں جھکا دیں اور سلجوقیہ ان شہروں پر قابض ہو گئے۔

بلخ کا محاصرہ اس کے بعد ہیغونے ہرات کا رخ کیا اور پہنچتے ہی قابض ہو گیا۔ جعفر بیگ داؤد بلخ کی طرف بڑھا۔ یہاں کا گورنر اتونٹاش جب تھا اسے سلطان مسعود اپنا نائب بنا گیا تھا۔ اتونٹاش کے پاس جعفر بیگ داؤد نے اطاعت قبول کرنے کا پیغام بھیجا مگر اتونٹاش نے قاصد کو گرفتار کر لیا۔ داؤد نے بلخ کا محاصرہ کر لیا۔

ترکمانوں کا فرار: سلطان مسعود کو اس کی خبر ملی تو سلجوقیوں سے مقابلے اور اہل بلخ کی امداد کے لئے ۴۳۲ھ میں ایک عظیم الشان و جہاز لشکر روانہ کیا۔ چنانچہ اس لشکر کے دو حصے ہو گئے ایک حصہ فوج رنج کی طرف گیا اور اس نے سلجوقی ترکمانوں کو ان اطراف سے مار بھگایا ترجمان نہایت اتری سے بھاگ گئے۔ لشکر شاہی نے نہایت سختی سے ان کو قتل و پامال کیا۔ فوج کا دوسرا حصہ ہیغون کی سرکوبی کے لئے ہرات گیا۔ اس نے بھی نمایاں کام کئے ہیغون اور اس کے ساتھیوں کو ہرات سے مار کر نکال دیا۔

شہزادہ مودود کی روانگی: اسی زمانہ میں دوسرا لشکر شہزادہ مودود کی کمان میں ترکمانوں کی گوشالی کے لئے بھیجا، وزیر السدنت ابو نصر حمد بن محمد بن عبد الصمد شہزادے کے لشکر میں تھا۔ رفتہ رفتہ بلخ کے قریب پہنچے اس وقت تک داؤد بلخ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ فتح نہیں ہوا تھا۔ داؤد نے شہزادہ مودود کی اطلاع پا کر ایک دستہ فوج اس کی روک تھام پر مامور کی چنانچہ شہزادہ مودود کی گشتی پارٹی سے اس کی مدد بھیڑ ہو گئی۔ مودود نے اسے پہلے ہی حمد میں شکست دے دی، ان لوگوں نے داؤد کے پاس پہنچ کر دم لیا۔ مودود نے کسی مصلحت سے بھگڑوں کا تعاقب نہیں کیا جب اتونٹاش کو یہ خبر ملی تو اس نے نہایت تپاک سے اپنے شہزادے کا استقبال کیا اور اس کی اطاعت قبول کر لی۔

سلطان مسعود کی معزولی اور محمد کی تخت نشینی: سلطان مسعود شہزادہ مودود کو سلجوقیوں سے مقابلہ کے لئے خراسان کی جانب روانہ کر کے سات دن تک غزنی میں مقیم رہا۔ ماہ ربیع الاول ۴۳۲ھ میں اس نے ہندوستان کی جانب کوچ کیا تاکہ موسم سرما اپنے مرحوم والد سلطان محمود کی طرح ہندوستان میں گزارے اور راجپوتوں کو سلجوقیوں سے جنگ کے لئے تیار کرے۔ اس سفر میں اس کا بھائی محمد مکحول بھی ساتھ تھا۔ اراکین حکومت سلطان مسعود سے متنفر ہو گئے تھے۔ چنانچہ ان سب نے اس کی معزولی اور محمد مکحول کو سلطان بنانے پر کمر باندھ لی چنانچہ جیسے ہی اس نے دریائے جیجون عبور کیا اور خزانہ شاہی کا کچھ حصہ آگے نکل گیا۔ انوش تکین بلخی، غلامان نداویہ کی ایک جماعت کو لے کر علیحدہ ہو گیا اور باقی خزانے کو لوٹ کر محمد مکحول کے ہاتھ پر حکومت سلطنت کی بیعت کر لی۔ یہ واقعہ اسی سال ماہ ربیع الثانی کا ہے۔ ①

سلطان مسعود کی گرفتاری: اس واقعہ سے شاہی لشکر میں پھوٹ پڑ گئی۔ وہ آپس میں بھڑ گئے۔ معاملات نازک ہو گئے۔ فوج کا بڑا حصہ باغی ہو گیا۔ سلطان مسعود نے شکست کھا کر رباط میں جا کر پناہ لی، فوجی باغیوں نے گھیر لیا۔ بالآخر امان دے کر گرفتار کر لیا اور سلطان محمد کے پاس لے آئے۔ سلطان محمد نے کہا ”آپ جہاں چاہیں سکونت اختیار کیجئے۔“ معزول سلطان نے قلعہ گیری کو پسند کیا چنانچہ سلطان محمد نے اسے قلعہ گیری روانہ کر دیا اور قلعہ کے والی کو عزت و احترام سے پیش آنے کی ہدایت کی۔ اور خود غزنی واپس چلا گیا۔

سلطان مسعود کا قتل: سلطان محمد نے غزنی پہنچ کر حکومت اپنے بیٹے احمد کے حوالے کر دی اور خود عزلت نشین ہو گیا۔ احمد شاہی اختیار رات پاتے ہی اپنے چچا مسعود (معزول سلطان) کو قتل کرنے کا پروگرام بنانے لگا۔ اس کا دوسرے چچا یوسف علی خشاوند وغیرہ نے اس خیال کی تائید ہی نہیں کی بلکہ بہت جلد یہ کام انجام دینے پر ابھارا۔ چنانچہ احمد نے اپنے باپ سلطان محمد سے مشورہ کئے بغیر قلعہ گیری میں جا کر مسعود کو قتل کر دیا۔ سلطان مسعود کا بیٹا مودود اس وقت خراسان (بلخ) میں تھا سلطان محمد نے اسے لکھ بھیجا کہ تمہارے والد بزرگ کو احمد نیال تکین کے بیٹوں نے اپنے باپ کے بدلے قتل کر دیا ہے مودود کو اس سے سخت ناراضگی پیدا ہوئی اور غتاب آمیز خط لکھا چنانچہ لشکریوں نے سلطان محمد کی گوشہ نشینی سے فائدہ اٹھا نا چاہا اور ریہاکے واسطے اس کی موٹ، شروع کر دی۔ سلطان محمد اپنی خرابی طبیعت کی وجہ سے انہیں نہ روک سکا مجبوراً ان سے علیحدہ ہو گیا۔

① تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ چونکہ سلطان محمد آنکھوں سے معذور تھا اس وجہ سے اپنے بیٹے احمد کو حکومت و سلطنت کے سیاہ و سفید کا اختیار دیدیا تھا اور احمد عقل مند نہ تھا مترجم۔

سلطان ۱ مسعود کا کردار: سلطان مسعود بہادر، سخی اور نہایت خوش اخلاق انسان تھا۔ علماء فضلاء اور شعراء ۲ کو دوست رکھتا تھا۔ خود بھی انی علم شخص تھا ان دلوں کو انعامات اور عطیے دیتا تھا۔ حاجتمندوں کی حاجتیں پوری کرتا تھا، نمازی تھا، رات میں نوافل کثرت سے پڑھتا تھا۔ متعدد دستاویز مختلف عہدوں کی س کے نام نامی سے معنوں کی گئیں۔ اس کے زمانہ حکومت میں اکثر شہروں میں مساجد بنائی گئیں۔ اس کے دائرہ حکومت میں اصفہان، ہمدان، بصرستان، جرجان، خوارزم، خراسان، بلادارون، کرمان، جستان، سندھ، رنج، غزنی اور غور کے اکثر شہر تھے ہندوستان کے متعدد شہروں پر بھی اس کا قبضہ تھا۔ غرضیکہ بحر و بر کے رہنے والے اس کے علم حکومت کے مطیع تھے۔ متعدد اشخاص نے اس کی سوانح عمری لکھی ہے اس کے وصف و صاف کے لکھنے کے لئے الگ کتاب کی ضرورت ہے۔

سلطان محمد کا قتل: جس وقت سلطان مسعود کی شہادت کی خبر اس کے بیٹے مودود کو خراسان میں ملی اسے ساری دنیا آنکھوں میں تیرہوتا نظر آنے لگی اس نے فوراً فوجیں مرتب کر کے غزنی پر حملہ کر دیا۔ ماہ شعبان ۴۳۲ھ سلطان محمد سے جنگ ہوئی جس میں مودود کو کامیابی ہوئی اور سلطان محمد اپنے دونوں بیٹوں احمد و عبدالرحمن اور خولجہ علی انوش تلکین بلخی، علی خشاوند سمیت گرفتار ہو گیا۔ چنانچہ مودود نے ان سب کو موت کی سزا دے دی۔ عبدالرحمن کو اس سے قتل نہیں کیا کہ سلطان مسعود کی گرفتاری اور قید کے زمانے میں یہ اچھے سلوک و نرمی سے پیش آیا تھا۔ ان مقتولوں کے عداوہ جن جن دلوں نے سلطان مسعود کی معزونی اور قتل کی سازش کی تھی جن جن کو قتل کر دیا اور اپنے دادا محمود کے نقش قدم پر چلنے لگا۔

سلطان مودود: سلطان مسعود نے ۴۳۶ھ میں اپنے دوسرے بیٹے (مودود) کو ہندوستان کے صوبوں کا گورنر مقرر کیا تھا جس وقت اسے سلطان مسعود کی شہادت کی خبر ملی اس نے اپنی حکومت و سلطنت کی بیعت لے لی اور لاہور کو دار الحکومت قرار دے دیا۔ ملتان پر قبضہ کر لیا ۳، شاہی خزانے پر قبضہ ہو گیا فوجیں تیار کیں اور اپنے بھائی سلطان مودود کی مخالفت کا جھنڈا لے کر اٹھ کھڑا ہوا۔ بلند کر کے غزنی کا رخ کیا اتفاق سے عیدالضحیٰ کا دن آ گیا۔ خوشی خوشی عید منائی مگر عید کے تیسرے دن صبح کے وقت اپنے دار الحکومت لاہور میں مردہ پایا گیا۔ قاتل کا کچھ پتہ نہ چلا اور نہ قتل کا سبب معلوم ہو سکا۔

خان ترک کی فرمانبرداری: اس ناگہانی واقعہ سے سلطان مودود نے فوج کشی روک دی اور مکمل اطمینان سے امور سلطنت کے نظم و نسق میں مصروف ہو گیا، کسی قسم کا اندرونی شاخسانہ باقی نہیں رہا البتہ سلجوقی ترکمانوں کی مخالفت و سرکشی بدستور قائم رہی انہوں نے صوبہ خراسان کو اپنی جواں نگاہ بن رکھا تھا۔ ۴ دن فتنہ و فساد کا بازار گرم رہتا تھا اتنے میں خان ترک نے ماوراء النہر سے اطاعت و فرمانبرداری کا پیغام دیا اور مطیع ہو گیا۔

تو نتاش اور علی تلکین کی جنگ: ملک خوارزم پر سلطان محمود اور اس کے بعد اس کے بیٹے سلطان مسعود کا قبضہ رہا التوتاش جب جو امر، غزنویہ میں سے بہت بڑا سردار تھا اس کا گورنر مقرر تھا جن دنوں سلطان محمود کی وفات کے بعد سلطان مسعود اپنے بھائی محمود کے جھگڑوں میں مصروف تھا علی تلکین (حکمران بنی را) نے فوجیں تیار کر کے یلغار کر دی چنانچہ جیسے ہی سلطان مسعود کو خانہ جنگی سے فراغت حاصل ہوئی اور استقلال کے ساتھ غزنی کے تخت حکومت پر متمکن ہو گیا تو اس نے التوتاش (گورنر خوارزم) کو لکھ بھیجا کہ علی تلکین کو جرات و دلیری کی سزا دینے کے لئے اس کے علاقوں پر حملہ

۱ سلطان مسعود کی معزونی و قتل اور انتزاع سلطنت کی ظاہری اسباب میں سے ایک سبب یہ تھا کہ جس وقت ۴۳۸ھ میں سلجوقیوں نے خراسان میں سر اٹھایا اور قتل و غارتگری کا بازار سرگرم کیا تھا سلطان مسعود نے ان کے خلاف اقدام نہیں کیا تھا غیر ضروری سمجھ کر ہندوستان کے راجپوتوں کو زیر کرنے کی طرف متوجہ ہو گیا حالانکہ ارکین دوست نے ۴ پر خلاف مشورہ دیا تھا نتیجہ اس کا یہ نکلا کہ خراسان کے صوبہ سے سلطان مسعود کا اثر ختم ہو گیا قتل و غارتگری کے خوف سے خراسان والے سلجوقیوں کے مطیع ہو گئے سلطان مسعود ہندوستان کی مہم سے فارغ ہو تو سردی کا موسم تھا برف باری ہو رہی تھی اس کے علاوہ سلجوقی ترکمانوں کے قدم استقلال کے ساتھ حکومت خراسان پر جم گئے تھے جس کو ختم کرنا زور دشوار تھا دوسرے سبب یہ پیش آیا کہ ۴۳۱ھ میں سلجوقیوں سے شکست کھا کر غزنی سے مو شاہی خراسان کے ساتھ ہندوستان کے لئے نکل کھڑا ہوا حکومت غزنی اور اس کے صوبوں پر اپنے اس کو موقوف کیا پھر جیسے ہی دریائے جیحون عبور کر کے رہا ہمار کہ میں پہنچا بعض شاہ حکمران غلاموں کو طمع و انگیز ہوئی لہذا خراسان لوٹ لیا پھر شاہی انتقام اور پاداش جرم کے خوف سے یہ مشورہ کیا کہ اس وقت تہذیب نہ ہوتی تو اس جرات و دلیری کی ہم کو سزا بھگتنا ہوگی بہتر یہ ہے کہ سلطان مسعود کو معزول کر کے سلطان محمد کو حکومت پر بٹھادیں چنانچہ ایسا ہی کیا (دیکھیں تاریخ فرشتہ ص ۱۰۱) اس ذرا سلطان مسعود (مترجمہ ۲) ابن اثیر کی (تاریخ الکامل ج ۶ ص ۱۰۴) پر لکھا ہے کہ سلطان مسعود نے ایک شاعر کو قصیدہ پڑھنے پر ایک ہزار دینار دیے تھے۔ ۳ محمود نے متبوضات کا دورہ سندھ سے تھا تیسرے تک تھا۔ یکھو تاریخ فرشتہ جلد اول صفحہ ۳۳۔

کردہ اور بنی راوسر قند وغیرہ اس کے قبضہ سے نکال لو۔ فرمان روانہ کرنے کے بعد ایک بڑی فوج التونتاش کی کمک پر روانہ کر دی چنانچہ شاہی فوج نے ۴۲۴ھ میں دریائے جیحون عبور کیا اور التونتاش کے ساتھ علی تکین پر حملہ آور ہوئی۔ علی تکین میں شاہی فوج کا مقابلہ کرنے کی قوت نہ تھی۔ چنانچہ میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا اور اس کے علاقوں کے زیادہ حصہ پر التونتاش کا قبضہ ہو گیا۔ چونکہ یہ ممالک زرخیز نہ تھے اور فوجی مصارف بہت بڑھے ہوئے تھے اس لئے سلطان مسعود سے واپسی کی اجازت لے کر خوارزم کی جانب لوٹ گیا۔

علی تکین کی شکست: علی تکین تو موقع کا منتظر تھا اس نے پیچھے سے لے حملہ کر دیا، التونتاش نہایت ثابت قدمی اور مردانگی سے پشت کر حمد آور ہو گیا چنانچہ علی تکین شکست کھ کر بھاگا اور قلعہ دیوسہ میں جا کر پناہ لے لی۔ التونتاش نے اس کا محاصرہ کر لیا اور نہایت سختی سے لڑائی جاری رکھی۔ علی تکین نے مجبور ہو کر امن کی درخواست کر دی، چنانچہ التونتاش نے محاصرہ اٹھالیا، خوارزم واپس آ گیا۔

تونتاش کی وفات: اسی پچھلے واقعہ میں التونتاش زخمی ہو گیا تھا خوارزم پہنچ کر زخم میں زہریلا مادہ پیدا ہو گیا جس سے اس کی موت واقع ہوئی اس کے تین بیٹے تھے۔ ہارون، رشید، اسماعیل، التونتاش کے مرنے کے بعد اس کے وزیر احمد بن عبدالصمد نے خزانے کو سنبھال، حکمرانی اپنے ہاتھ میں لی یہاں تک کہ بارگاہ شاہی سے ہارون (التونتاش کا بڑا بیٹا) حکومت خوارزم کی سند حاصل کر کے خوارزم آیا۔

ہارون اور ابونصر میں کشیدگی: اس دوران وزیر السلطنت میمندی کا انتقال ہو گیا تو قلمدان وزارت ابونصر کے سپرد کر دیا گیا وزیر اسطنت ابو نصر نے اپنے بیٹے عبدالجبار کو نائب گورنر مقرر کر کے خوارزم بھیج دیا مگر عبدالجبار اور ہارون میں ان بن ہو گئی۔ ہارون نے ماہ رمضان ۴۲۵ھ میں کھلم کھلا مخالفت کا اعلان کر دیا۔ عبدالجبار اس خوف سے کہ کہیں ہارون کسی سخت مصیبت میں مجھے مبتلا نہ کر دے روپوش ہو کر غزنو میں چل گیا اور سلطان مسعود کے خوب کان بھرے۔ سلطان مسعود نے اصل واقعہ کی تفتیش کئے بغیر شاہ ملک ابن علی کو جو کہ خوارزم کے قرب وجوار کے شہروں کا حکمران تھا ہارون پر فوج کشی کرنے کا حکم بھیجا۔

طغرل بیگ کا خوارزم پر قبضہ: ... چنانچہ شاہ ملک نے خوارزم پر چڑھائی کر دی اور صوبہ خوارزم پر بزور تیغ قابض ہو گیا۔ ہارون اپنے بھائی اسماعیل سمیت بھاگ نکلا اور فریادی صورت بنا کر طغرل بیگ اور داؤد کے پاس پہنچا، طغرل بیگ نے داؤد کو خوارزم کی طرف بڑھنے کا اشارہ کیا۔ ہارون و اسماعیل بھی اس کے ساتھ تھے۔ خوارزم کے باہر ایک کھلے میدان میں جنگ ہوئی اور شاہ ملک کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی اور طغرل بیگ نے کامیابی کے ساتھ خوارزم پر قبضہ کر لیا۔ ان واقعات کے بعد سلطان مسعود کے قتل کا واقعہ پیش آ گیا اور اس کا بیٹا مودود تخت حکومت پر بیٹھایا اور سہاٹین غزنویہ کی قوت انحطاط پذیر ہو چکی۔

شاہ ملک کی گرفتاری: شاہ ملک شکست کھا کر اپنے مال و خزانے کے ساتھ ایک دشوار گزار درہ سے گزر کر دہستان پہنچا اس پر طغرل بیگ کا خوف اتنا چھایا ہوا تھا کہ وہاں رکا نہیں بلکہ طبرس سے ہوتا ہوا کرمان پہنچ گیا۔ اور پھر جب یہاں بھی اس کے دل کو سکون حاصل نہ ہوا تو صوبہ مکران کی طرف بھاگا ارتاش یعنی ابراہیم نیال کے بھائی نے (یہ طغرل بیگ کے چچا کا بیٹا تھا) چار ہزار سواروں کے ساتھ شاہ ملک کا تعاقب کیا اور گرفتار کر کے جعفر بیگ داؤد کے حوالے کر دیا اور جتنا مال و اسباب تھا لوٹ لیا اس کے بعد ارتاش باغیس کی طرف واپس گیا اور ہرات کا محاصرہ کر لیا اہل ہرات جنگ کے خوف سے قلعہ نشین ہو گئے۔

جنگ سلطان مودود و طغرل بیگ: ترکمان سلجوقیہ ① نے صوبہ خراسان پر قابض ہوتے ہی اس تمام متعلقہ علاقوں پر قبضہ کر لیا طغرل بیگ

① ہرے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن ج ۴ ص ۳۸۹ پر یہاں غز کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ ایک قول کے مطابق غز اہل عجم کے ہاں پیدا ہونے والے بچے کو کہتے ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ تمام عجم کو غز کہتے ہیں۔ ایک قول کے مطابق جس طرح عرب میں پیدا ہونے والے کو مولود کہتے ہیں اسی طرح عجمیوں میں غز کہتے ہیں اور ایک قول کے مطابق غز کا اطلاق ترکوں، ترکمانوں، کچھکوں، اور ان کی نسلوں پر ہوتا ہے۔ اور ایک قول کے مطابق عامور بن یاطف بن نوح علیہ السلام کی اولاد کو غز کہتے ہیں اور ایک قول کے مطابق غز ترکانی اور ترکمانی شکر کو کہتے ہیں اور ایک قول کے مطابق شام کے ایک پہاڑ کو غز کہتے ہیں۔

نے جرجان، طبرستان اور خوارزم پر اپنی حکومت کا جھنڈا گاڑ دیا، ابراہیم نیال، ہمدان، رے اور جیل پر قابض ہو گیا اور داؤد بن میکائیل نے خراسان اور اس کے متعلقہ شہروں پر قبضہ کر لیا۔ سلطان ابوالفتح مودود نے ۴۳۵ھ میں ایک لشکر اپنے کسی حاجب کی کمان میں سلجوقیوں کو خراسان سے نکلانے کے لئے روانہ کیا۔ جعفر بیگ داؤد نے اپنے بیٹے الپ ارسلان کو مقابلہ پر بھیجا، سخت خونریز جنگ کے بعد میدان الپ ارسلان کے ہاتھ رہا۔ شاہی شہر شہرستان کرغزنی بھاگ گیا۔ اس واقعہ سے ترکمانوں کے حوصلے بڑھ گئے۔ ملک گیری اور غارت گری کے شوق میں بڑھے بست اور اس کے قرب و جوار و وٹ، قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا۔ سلطان مودود نے ان کی گوشمالی کو ایک بڑی فوج دوبارہ روانہ کی ترکمانوں نے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا، جنگ بہت سخت تھی، بالآخر شاہی لشکر کامیابی حاصل ہوئی اور سلجوقی انتہائی بے سروسامانی کے ساتھ بھاگ گئے شاہی لشکر نے نہایت بے دردی سے ان کو قتل و پیاں دیں۔

ہندوؤں کی پیش قدمی اور شکست: ۴۳۵ھ کے دور میں مملکت پنجاب کے تین اہم راجاؤں نے متحد ہو کر سلطنت غزنویہ کی کمزوری سے فائدہ اٹھانا چاہا چنانچہ ایک بڑی فوج جمع کر کے لاہور پر یلغار کر دی ① گورنر لاہور نے ان کے مقابلے کے لئے فوجیں تیار کیں اور سلطان مودود کو اس واقعہ کی اطلاع کر کے امداد کی درخواست کی۔ چند ماہ تک پنجاب کے راجہ لاہور کا محاصرہ کئے ہوئے جارحانہ حمے کرتے رہے ہمارے کامیابی سے نا امید ہو کر وہاں ہر پالہ اور باس رائے اپنے اپنے شہروں کی جانب لوٹ گئے۔ اسلامی فوجوں نے دوہالی کا تعاقب کیا اس لشکر میں پانچ ہزار سوار و ستر ہزار پیادہ فوج بھی اپنے قلعہ پہنچ کر قلعہ نشین ہو گیا لشکر اسلام نے محاصرہ کر کے لڑائی شروع کر دی دوہالی جنگ سے تنگ آ گیا تھا اس لئے اس کی درخواست کر دی اور قلعہ کی کنجیاں حوالہ کر دیں۔ دروازے کھول دیے، لشکر اسلام نے اس قلعہ پر اور ان تمام قلعوں پر جو دوہالی کے قبضہ میں تھے فتح کا جھنڈا گاڑ دیا، مال و اسباب جو کچھ تھا لوٹ لیا۔ مسلمان قیدیوں کو قید سے رہا کیا اور پانچ پانچ درہم دے کر ان کو ان کے شہروں کی طرف رخصت کر دیا۔

راجا باس رائے کی اطاعت: اس کے بعد راجہ باس رائے کی طرف بڑھے چنانچہ بہت بڑی اور خونریز جنگ ہوئی اور باس رائے پانچ ہزار سپاہیوں کے ساتھ جو اس کی قوم کے تھے معرکہ کارزار میں مارا گیا۔ باقی لوگ گرفتار کر لئے گئے۔ مال و اسباب اور خزانہ لوٹ لیا گیا۔ ان واقعات سے ہندوستان کے راجاؤں کے دل پر لشکر اسلام کے رعب کا سکہ بیٹھ گیا۔ سب نے اطاعت و فرمانبرداری کی گردنیں جھکا دیں۔ سالانہ خراج دینے کا قرار کیا، مان کے خواستگار ہوئے۔ اپنے اپنے ملکوں پر بحال رہنے کی درخواستیں دیں۔

سلطان مودود کی وفات: ۴۴۱ھ میں سلطان مودود نے سلجوقی ترکمانوں کے فساد سے تنگ آ کر امراء ماوراء النہر اور گورنر مملکت غزنویہ کو فوج دینے اور ترکمانوں پر مختلف سمت سے حملہ کرنے کے بارے میں کہا۔ چنانچہ کالیجار گورنر اصفہان ایک بڑی فوج لے کر روانہ ہوا اور راستے سے بیمار ہو کر واپس لوٹ آیا۔ خپان، ترند کی طرف سلطان مودود کی ہدایت کے مطابق آ رہا تھا اور ایک دوسرا گروپ ماوراء النہر سے خوارزم کی طرف بڑھ رہا تھا۔ سلطان مودود بھی غزنی سے ترکمانوں سے جنگ کرنے کے لئے نکلا تھا۔ دو چار منزلیں طے کرنے کے بعد عارضہ قلعہ خج میں مبتلا ہو کر غزنی لوٹا۔ مگر وزیر السلطنت ابوالفتح عبدالرزاق احمد میمنہ کی کوفہ فوج کا کمانڈر مقرر کر کے جستان کو ترکوں کے قبضہ سے نکالنے کے لئے روانہ کیا۔ آہستہ آہستہ درد میں ضافہ ہو اور اسی شدت درد میں اپنی حکومت کے دسویں سال ② ماہِ ربیع الثانی ۴۴۱ھ میں انتقال کر گیا۔

① پنجاب کے راجاؤں کو لاہور پر حملہ کرنے کی تحریک راجہ دہلی کی دست درازی سے پیدا ہوئی تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ ۴۳۵ھ میں راجہ دہلی نے ہاتھ دھو کر راجاؤں کے تھامیر اور دہلی پر حملہ کیا۔ غزنوی مقابلہ نہ کر سکے چنانچہ ملک قبضہ سے نکل گیا۔ راجہ دہلی نے ان شہروں پر قبضہ حاصل کر کے نگر کوٹ کی طرف قدم بڑھایا دہلی نگر کوٹ نے شہر راجہ دہلی کے جو کہ کر دیا راجہ دہلی نے شہر فتح ہونے کے بعد جس بت خانے کو سلطان محمود نے مسافر و منہدم کر دیا تھا اس کی مرمت کرائی اور دوبارہ قدیم رسم کے مطابق ایک بت نصب کر کے رسوم بت پرستی کو جاری کر دیا اس واقعہ نے ہندوؤں میں تازہ روح پھونک دی۔ وہ جوق در جوق اس بت کی زیارت کرنے آتے، پتیس ماٹے اور نذرانے دیتے گئے۔ رفتہ رفتہ پنجاب کے راجاؤں کو یہ خبر پہنچی، چنانچہ وہ مسلمانوں کو لاہور سے نکالنے پر کمر بستہ ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ دس ہزار سوار اور بے شمار پیادہ فوج کے ساتھ لاہور پہنچ گئے۔ (دیکھو تاریخ فرشتہ مقالہ دکر امیر محبوب) مترجم۔ تقویم البلدان ۳۵۸ پر لاہور تحریر ہے۔ اور ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ لاہور ہے۔ جو ہندوستان کا ایک شہر ہے۔ آج کل لاہور پاکستان صوبہ پنجاب کا ایک مشہور شہر ہے۔ کتاب میں اسی لاہور کا ذکر ہو رہا ہے۔

② بن شیر (تاریخ اکمال ج ۶ ص ۱۳۶) کے مطابق نو سال اور دس مہینے اپنی حکومت کے مکمل کر کے سلطان مودود کی وفات ہوئی۔

سلطان عبدالرشید بن محمود: .. سلطان مودود کے انتقال کے بعد پانچ دن تک اس کا بیٹا حکومت پر رہا پھر امراء دولت نے اس کی مہر کی وجہ سے معزوں کر دیا اور اس کے چچا علی بن مسعود کو حکومت کی کرسی پر بٹھایا۔ سلطان مسعود نے اپنے حکومت کے ابتدائی زمانہ میں عبدالرشید بن سلطان محمود کو جو محمود بن سلطان محمود کا حقیقی بھائی تھا بست کے قریب ایک قلعہ میں قید کر دیا تھا جس وقت وزیر السلطنت ابوالفتح عبدالرزاق اس قلعہ کے قریب پہنچے اور اس کو سلطان مودود کی وفات کی اطلاع ہو گئی۔ عبدالرشید کو قلعہ سے نکال کر لشکر گاہ میں لایا۔ حمام کرا کے عباے حکومت اس کو پہنائی۔ امراء شکر نے حکومت و سلطنت کی اس کے ہاتھ پر بیعت کی اور اس کے ساتھ ساتھ دارالحکومت غزنی کی طرف لوٹے سلطان علی بن مسعود نے اس خبر سے اطلاع پا کر غزنی کو چھوڑ دیا۔ حکومت و سلطنت کی باگ ڈور سلطان عبدالرشید کے قبضہ میں آ گئی۔ سیف الدولہ یا بعض مورخین کے مطابق جمال امدورہ کا مہر لقب اختیار کیا خاندان سلطنت غزنویہ کی طوائف الملو کی اور کمزوری کی وجہ سے سلجوقی ترکمانوں کے قدم خراسان کی حکومت پر جم گئے، دور آئندہ خطرات سے وہ محفوظ ہو گئے۔

سلطان عبدالرشید اور غلام طغرل: .. سلطان مودود کا ایک غلام ترکی النسل طغرل ۱ نامی تھا اس کی ناک کا بال ہو رہا تھا آہستہ آہستہ اس کی اتنی عزت افزائی ہوئی کہ سلطان موصوف نے اس کو حاجب کے معزز عہدہ سے سرفراز فرمایا تھا۔ انہی واقعات کے دوران سلجوقیوں نے بختان پر قبضہ کر لیا تھا پیغو کے حصہ میں یہ مملکت آئی تھی اس نے اپنی طرف سے ابوالفضل کو مامور کیا تھا۔ طغرل نے سلطان عبدالرشید کو مشورہ دیا کہ بختان کو سلجوقیوں کے قبضہ سے نکال لینا چاہیے اور یہ کام کچھ مشکل نہیں ہے آپ مجھے فوج دیدیں میں اس کو آپ کے اقبال سے فتح کر لوں گا۔ چنانچہ طغرل ایک ہزار سواروں کی جماعت سے بختان کی طرف روانہ ہوا حصن طاق کو چالیس دن کے محاصرہ کے بعد فتح کر لیا۔ ابوالفضل نے ان واقعات سے پیغو کو مطلع کر کے مدد مانگی۔ اس دوران طغرل پہنچ گیا۔ فوجی باجے کی آواز سنائی دی۔ لوگوں نے ابوالفضل کو یہ یقین دلایا کہ یہ آواز لشکر پیغو کے باجے کی ہے۔ ابوالفضل خوشی سے استقبال کے لئے شہر سے باہر آیا۔ رات کا وقت تھا کچھ سمجھ نہ سکا۔ طغرل نے حملہ کر دیا۔ ابوالفضل شکست کھ کر ہرات کی طرف بھاگا۔ طغرل تین کوس تک تعاقب کر کے بختان کی طرف لوٹا آیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ سلطان عبدالرشید کو اس غیبی کامیابی کی اطلاع دی اور خراسان پر حملہ کے لئے تازہ دم فوج مدد کے لئے مانگی سلطان عبدالرشید نے یہ درخواست منظور کر لی اور فوج کو روانگی کا حکم دے دیا۔

سلطان عبدالرشید کا قتل: .. طغرل کا دماغ اس کامیابی سے پھر گیا۔ حکومت و سلطنت کی خواہش پیدا ہو گئی بجائے خراسان پر حملہ آور ہونے کے غزنی کی طرف بڑھا۔ جب پندرہ سولہ میل باقی رہ گئے تو سلطان عبدالرشید کو خط لکھا کہ آپ لشکر تیار کر کے میرے پاس آئیں اور میری تنخواہ بڑھائیں۔ سلطان عبدالرشید نے اراکین حکومت سے مشورہ کیا ان لوگوں نے بالاتفاق کہا کہ طغرل کا یہ فعل دھوکہ ہے آپ اس کے پاس مت جائیں۔ سلطان عبدالرشید نے ساری فوج طغرل کے بلائے پر پہلے ہی بھیج دی تھی جو کچھ تھوڑی باقی رہ گئی تھی لے کر قلعہ غزنی میں قلعہ بند ہو گیا۔ اگلے دن طغرل غزنی میں داخل ہو گیا اور تخت شاہی پر قبضہ کر لیا۔ قلعہ والوں کو دھمکی دی کہ اگر سلطان عبدالرشید کو تم لوگ میرے حوالے نہ کر دو گے تو تمہاری خیر نہیں ہے۔ ایک ایک کوچن چن کر قتل کروں گا۔ قلعہ والوں پر اتنا خوف غالب ہوا کہ سلطان عبدالرشید کو طغرل کے حوالہ کر دیا، طغرل نے سلطان عبدالرشید کو قتل کر دیا اور اس کی بیٹی سے نکاح کر لیا ۲۔ اور اس کی مملکت پر قابض ہو گیا اور اس کو بدلہ لینے پر ابھارنے لگے۔ چنانچہ ایک دن اس نے طغرل کو قتل کر ڈالا۔

۱ تاریخ کی کتاب "اخبار الدولۃ السلجوقیہ" ص ۱۵ پر اس کا نام "طغرل نظام" تحریر ہے۔

۲ اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔ تاریخ فرشتہ نے لکھا ہے طغرل نے سلطان عبدالرشید کے قتل کرنے اور اس کی بیٹی سے نکاح کرنے کے بعد انوشیروانی گورنر ہور کو دستہ خط لکھا اور اسے اس واقعہ کی اطلاع دی انوشیروانی نے طغرل کو نہایت سخت و درشت جواب لکھا اور درپردہ سلطان مرحوم کی لڑکی اور حکومت غزنویہ کے دوسرے امراء کو خطوط بھیجے نصیحت نصیحت کی اور طغرل کے قتل کی ترغیب دی چنانچہ عین نوروز کے دن جس وقت طغرل دربار شاہی تخت پر بیٹھ رہا تھا مارہ یا اس نے چالیس دن حکومت کی۔ حکم رد ید حسینی نے اپنی کتاب اخبار الدولۃ السلجوقیہ ص ۱۴ پر لکھا ہے کہ طغرل نظام غزنی کے حکمرانوں کا ایک ترکی غلام تھا جو بھاگ کر سلجوقی حکمرانوں کے پاس چل گیا تھا چنانچہ انہوں نے اس کیساتھ ترکوں کا ایک لشکر بھیجنا کہ سلطان عبدالرشید کے ساتھ مقابلہ کرے چنانچہ یہ وہاں سے لشکر لے کر بھاگا۔ اور سلطان عبدالرشید کے قلعوں میں سے ایک اہم قلعہ میں پناہ لی۔ اور سلطنت کے اہم مقامات اور تخت شاہی پر قابض ہو گیا سلطان مسعود کی عورتوں میں سے کسی بڑی شان والی عورت سے زبردستی بیکاری کی۔

فرخ زاد کی حکومت۔ واقعہ قتل کے پانچویں دن ذخیرہ حاجب غزنویں پہنچا تمام سرداران لشکر، امراء شہر اور اراکین حکومت کو جمع کر کے فرخ زاد بن سلطان مسعود کے ہاتھ پر حکومت و سلطنت کی بیعت کی، نظم و نسق سلطنت میں اس کا ہاتھ بنایا جن لوگوں نے سلطان عبدالرشید قتل میں ملوث تھا ساتھ دیا تھا ان کو قتل کیا۔ ۱ ترکمانوں سے جنگ ہوئی اور ان شکست دی غزنویں میں داخل ہو گیا اور اس کو ان کے قبضہ سے نکال دیا۔ پر غزنویں سے کرمان اور ستوران کی طرف بڑھا اور ان کو بھی تلواریں کے زور سے فتح کر لیا۔

غیاث الدین کا حمد۔ کرمان ایک شہر ہے جو غزنویں اور ہندوستان کے درمیان واقع ہے۔ اس کرمان سے وہ کرمان مراد نہیں ہے جو فارس کا مشہور شہر ہے۔ اس کے بعد غیاث الدین نے لاہور فتح کرنے کے لئے دریائے سندھ کو عبور کرنے کا ارادہ کیا۔ خسرو شاہ بن بہرام شاہ نے مزاحمت کی جس سے غیاث الدین ناکامی کے ساتھ لوٹا صوبہ انبار اور ہندوستان کے بعض مقامات پر قبضہ حاصل کرتا ہوا فیروز کوہ کی طرف لوٹا اور اپنے بھائی شہاب الدین کو غزنویں کی حکومت پر مقرر کیا۔

شہاب الدین غوری کا غزنویں پر قبضہ۔۔۔ شہاب الدین غوری غزنویں پر قبضہ کرنے کے بعد غزنویں والوں کے ساتھ بحسن سلوک پیش آیا۔ غزنویں کے قرب و جوار کے شہروں اور ہندوستان کے پہاڑی مقامات کو جو اس سے متصل تھے فتح کر لیا چنانچہ حکومت و سلطنت کو استحکام حاصل ہو گیا۔ اس وقت بھی سبکتگین کے قبضہ میں ہندوستان کے چند مقامات باقی رہ گئے تھے جس کا دارالحکومت لاہور تھا اور خسرو ملک اس پر حکمرانی کر رہا تھا۔ چنانچہ غیاث الدین نے ۵۹۷ھ میں ایک بڑی فوج لے کر لاہور پر چڑھائی کی۔ دریائے سندھ کو عبور کر کے لاہور کا محاصرہ کر دیا اور جب محاصرہ و جنگ میں کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو میل جول کی فکر کی، امان دینے کا وعدہ کیا۔ رشتہ مصاہرت کی بنیاد ڈالی۔ جاگیریں دیں مگر شرط یہ گادی کہ قلعہ چھوڑ کر ہماری لشکرگاہ میں آ جاؤ اور ہمارے بھائی کے نام کا خطبہ منبروں پر پڑھا جائے۔ خسرو ملک سمجھ گئے کہ یہ دھوکہ ہے تمام شرائط کی پابندی سے انکار کر دیا، شہاب الدین نے محاصرہ میں سختی شروع کی، بیرونی آمد و رفت بالکل بند کر دی، غلہ و رسد کی کمی سے اہل شہر کا برا حال ہو گیا۔ شہاب الدین سے ساز باز کرنے کو سوچنے لگے، خسرو ملک نے اس بات کا احساس کر کے قاضی اور خطیب کو شہاب الدین کے پاس امن کی درخواست کے لئے بھیج دی، چنانچہ شہاب الدین نے امن کی درخواست کو قبول کر لیا اور کامیابی کا جھنڈا لے کر شہر میں داخل ہو گیا۔

سبکتگین کی حکومت کا خاتمہ۔ خسرو ملک نے اپنے بیٹوں اور اعزہ و اقارب کو دو مہینوں کے بعد غیاث الدین کے پاس بھیج دیا۔ غیاث الدین نے سب کو ایک قلعہ میں قید کر دیا، حکومت بنو سبکتگین کا یہ آخری دور تھا۔ خسرو ملک کی موت سے سبکتگین کے خاندان سے حکومت و سلطنت ختم ہو گئی۔ (وائٹ ریڈ ا۔ رض و من عیہا) بنی سبکتگین کی دولت و حکومت کا بنیادی پتھر ۳۳۶ھ میں رکھا گیا تھا (اور ۵۷۹ھ میں شہاب الدین غوری کے ہاتھوں پر بادشاہ ہوئی) اس حساب سے دو سو تیرہ سال انہوں نے حکومت کی۔

مترجم سلطان فرخ زاد کے بعد خاندان دولت سبکتگین کے چھ اور افراد نے بھی حکومت کی۔ آخری بادشاہ خسرو ملک بن خسرو شاہ تھا چونکہ اصل کتاب تاریخ ابن خلدون میں اس مقام پر تقریباً دو ورق سادہ پڑے ہوئے ہیں اس لئے مورخ علامہ ابن خلدون کے زبان قلم سے ان کی داستانیں آپ نہیں سن سکے صرف خسرو شاہ کے کچھ واقعات اجمالاً لکھ دیے ہیں ان کے واقعات اور کتب تواریخ سے منتخب کر کے لکھتا ہوں۔

فرخ زاد اور انوشکین: فرخ زاد کی تخت نشینی کے بعد دولت سبکتگین کے انقلاب سے ترکمانوں نے فائدہ اٹھانا چاہا۔ فوج تیار کر کے در اسد سلطنت غزنویں پر چڑھ آئے نوشکین کرنی نے غزنویں سے نکل کر ترکمانوں سے جنگ کی سخت خوریز جنگ کے بعد سلجوقی ترکمانوں کو شکست ہوئی۔ اس کامیابی کے بعد سلطان فرخ زاد نے خراسان کی طرف قدم بڑھایا۔ سلجوقیوں کی طرف سے کلیسارق، مکائدر، مقبلہ پر آیا۔ بہت بڑی رڑی ہوئی بالآخر میدان سلطان فرخ زاد کے ہاتھ رہا۔ کلیسارق کے چند سردار لشکر کے گرفتار ہو گئے جعفر بیگ داؤد نے اس واقعہ سے اطلاع پا کر اپنے بیٹے سپ

۱ اصل کتاب میں تقریباً دو ورق سادہ رہ گئے ہیں مترجم۔ جبکہ ہمارے پاس تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن (ج ۳ ص ۳۹۱) پر ایسی کوئی حد مت نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہاں دو ورق سادہ رہ گئے ہیں اور عبارت بھی متصل ہے۔

ارسدان کو بڑی فوج کے ساتھ سلطان فرخ زاد سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا انوشکین کرنی مقابل ہوا اس جنگ میں انوشکین کو شکست ہو گئی۔ بعض سردار شکر غزنویں گرفتار کر لئے گئے الپ ارسلان کامیابی کا جھنڈا لہے ہوئے اپنے باپ جعفر بیگ داؤد کے پاس واپس آ گیا۔

کلیسارق کی رہائی۔ سلطان فرخ زاد نے معاملہ کارنگ دگرگوں دیکھ کر کلیسارق کو اس کے ساتھیوں کے ساتھ بہت زیادہ خلعت دے کر کے قید سے رہا کر دیا، سلجوقیوں پر اس سے بہت بڑا اثر پڑا۔ انہوں نے بھی فرخ زاد کے لشکر کے قیدیوں کو آزاد کر کے غزنی بھیج دیا سلطان فرخ زاد نے چھ سال حکومت کی ۴۵۰ھ میں قونج کے مرض میں انتقال کیا۔ ابتدائی دور حکومت میں حسن بن مہران عہدہ وزارت سے ممتاز رہا اور آخری عہد سلطنت میں ابو بکر بن صالح قلمدان وزارت کا مالک بنا۔

سلطان ابراہیم۔ سلطان فرخ زاد کے انتقال کے بعد ظہیر الدولہ سلطان ابراہیم بن سلطان مسعود مسند حکومت پر بیٹھا نہایت زائد، متورع اور دیر تھا۔ ابتدائے حکومت میں اس نے حکمت عملی سلجوقی ترکمانوں سے صلح کر لی۔ جس سے کوئی خطرہ آئندہ جنگ کا باقی نہ رہا۔ سلطان ملک شاہ سلجوقی کی بیٹی سے اپنے بیٹے مسعود کا نکاح کر کے رشتہ اتحاد کو اور زیادہ مضبوط کر دیا۔

اجودھن کی فتح۔ چونکہ سلطان ابراہیم کو سلجوقیوں کی چھیڑ چھاڑ اور غارت گری سے کافی طور سے اطمینان ہو گیا تھا اس وجہ سے ۴۶۲ھ میں ہندوستان کے بعض مقامات کو فتح کرنے کی طرف توجہ منعطف کی قلعہ اجودھن دروپال کو تلواریں کے زور سے فتح کیا۔ بیشمار مال غنیمت ہاتھ آیا۔ اجودھن آپ پٹن کے نام سے مشہور ہے یہاں پر شیخ ۱ فرید شکر گنج کا مقبرہ ہے اور ہندی مسلمانوں کی زیارت گاہ ہے۔

سلطان ابراہیم کی وفاتس: سلطان ابراہیم نے ۴۸۱ھ بروایت بعض مورخین ۴۹۲ھ میں چھتیس بیٹے اور چالیس بیٹیاں چھوڑ کر انتقال کیا۔ پہلی روایت کے مطابق اکتیس سال اور پچھلی روایت کے اعتبار سے بیالیس سال حکومت کی۔ اس کے زمانہ حکمرانی میں خانہ جنگیں نہیں ہوئیں۔ مسلمانوں کو ایک دوسرے کے خون سے ہاتھ لگنے کا موقع پیش نہیں آیا شروع حکومت میں ابو سہیل بخندی اور خواجہ مسعود رنجی عہدہ وزارت سے ممتاز تھے۔ آخری عہد سلطنت میں عبد المجید احمد بن عبد الصمد وزیر السلطنت بنا۔

سلطان علاء الدولہ: سلطان ابراہیم کے بعد علاء الدولہ مسعود حکمران بنا۔ عادل، منصف، خلیق اور سخی تھا، سلجوقی ترکمانوں سے اس کے دوستانہ مراسم تھے۔ سلطان سنجر سلجوقی کی بہن مہد عراق سے نکاح کیا اس کے عہد حکومت میں بھی مسلمانوں میں خوزریزی نہیں ہوئی۔ طغائیں حاجب گورنر ہور نے ہندوستان کے بعض مقامات پر حملہ کیا اور بہت سا مال غنیمت لے کر واپس آیا۔ سلطان علاء الدولہ نے سولہ سال بے فکری سے حکومت کر کے ۵۰۸ھ کے آخر میں وفات پائی تاریخ گزیدہ میں لکھا ہے کہ سلطان علاء الدولہ کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا کمال الدولہ حکمران بنا اور ایک سال بعد ۵۰۹ھ میں اپنے بھائی ارسلان کے ہاتھوں مارا گیا۔ لیکن عام مورخین سلطان علاء الدولہ کے بعد ہی ارسلان شاہ کو بلا واسطہ تخت حکومت پر بیٹھا دیتے ہیں۔

سلطان الدولہ ارسلان: ارسلان شاہ نے تخت حکومت پر قدم رکھتے ہی اپنے سب بھائیوں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا، البتہ بہرام شاہ بھاگ گیا۔ اور سلطان سنجر کے پاس جا کر پناہ گزین ہو گیا۔ سلطان سنجر اپنے بھائی سلطان محمد بن ملک شاہ کی طرف سے خراسان پر حکمرانی کر رہا تھا۔ سلطان ارسلان نے سلطان سنجر سے بہرام شاہ کے بارے میں بہت خط و کتابت کی اور واپس بھیجنے کی تاکید لکھی۔ مگر سلطان سنجر نے ایسے نہ سنی بلکہ تنگ ہو کر بہرام شاہ کی تنہائی پر نظر کر کے غزنی پر چڑھائی کر دی، ارسلان شاہ کے ہوش و حواس یہ خبر سنتے ہی جاتے رہے اس نے سلطان محمد سے سلطان سنجر کے حملہ کی شکایت کی اور اس فعل سے باز رکھنے کو لکھا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا پھر اپنی ماں مہد عراق کو سلطان سنجر کی خدمت میں بہت سے تحائف و ہدایا دے کر سفارش کی غرض سے بھیجا چونکہ مہد عراق ارسلان شاہ کی زیادتیوں اور بھائیوں کے قتل و قید سے خود مالاں و شا کی تھی اس لئے اس نے غزنی پر فوج کشی کرنے کی کوشش کی اور تیس ہزار سواروں اور چھیا سٹھ جنگی ہاتھیوں کے ساتھ ارسلان شاہ کے مقابلہ پر آیا۔ پیادوں کا کوئی شمار نہ تھا غزنی سے تین

وں کے ذمہ پر موز چہندی ہوئی اور سخت لڑائی ہوئی۔ ہزاروں رومی کام آگئے اور ارسلان شاہ شکست کھا کر ہندوستان کی جانب بھاگ گیا۔ سلطان سنجر کامیابی کا جھنڈ لئے ہوئے غزنی میں داخل ہوا اور چالیس دن قیام پذیر رہا۔ اس کے بعد بہرام شاہ کو غزنی کے تخت حکومت پر بٹھ کر خراسان کی جانب لوٹا۔ ایک مدت کے بعد یہ خبر ارسلان شاہ تک پہنچی تو اس نے ہندوستانی فوجیں تیار کر کے غزنی پر یلغار کر دی بہرام شاہ مقتدرانہ اور کامیاب طریقہ سے اس میں پناہ فرمائی ہو گیا۔ سلطان سنجر کو اس کی اطلاع ملی فوجیں مرتب کر کے پہنچ گیا چنانچہ ارسلان شاہ افغانستان کی طرف بھاگ گیا۔ سلطان سنجر نے تعاقب کیا اور گرفتار کر کے بہرام شاہ کے حوالے کر دیا اور بہرام شاہ نے اسے قتل کر ڈالا اس نے ستائیس سال کی عمر پائی اور تین سال حکومت کی۔

بہرام شاہ ارسلان شاہ کے گرفتار ہونے اور مارے جانے سے بہرام شاہ کی حکومت مستقل ہو گئی بلا مزاحمت غیرے حکمرانی کرنے لگا، اسی کے زمانہ حکومت میں ٹائیدہ دستہ کا ترجمہ عربی سے فارسی میں ہوا شیخ نظامی نے مخزن الاسرار کو اس کے نام سے ممنون کیا، یہ نہایت ذی شوکت، باحشمت بادشاہ تھا، نہایت عیبت کے مطابق اس کی قدر کرتا تھا۔ بہرام شاہ نے دوبار ہندوستان کا ارادہ کیا، پہلی مرتبہ کا یہ واقعہ ہے کہ محمد باہم نے جو سلطان رسلان شاہ کی طرف سے ہو رہا گورنر تھا، سلاطین غزنوی کے خانہ جنگی میں مصروف ہونے اور ارسلان شاہ کے مارے جانے کی وجہ سے بغاوت کا جھنڈ باند کر دیا، بہرام شاہ نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر ہندوستان کا رخ کیا، اور ۵۱۲ھ میں محمد باہم کو گرفتار کر لیا۔ محمد باہم نے معذرت کی ورنہ فرما نہاداری کا عہد اٹھایا، چنانچہ بہرام نے عفو تقصیر کر کے پھر اس کے عہدے پر بحال کر دیا، بہرام شاہ کی واپسی کے بعد محمد باہم کو پھر خود مختاری کی سوجھی، تو بہرام کو اس کی خبر مل گئی، فوجیں مرتب کر کے غزنی سے محمد باہم کی گوشائی کے لئے روانہ ہوا محمد باہم اپنے لڑکوں کے ساتھ مقتدرانہ پر آئے درملتان کے قریب ایک میدان میں جنگ ہوئی مگر پہلی ہی جنگ میں باہم شکست کھا کر بھاگا اور گھوڑے سے گر کر مر گیا پھر بہرام شاہ ہندوستان پر سوار حسین بن ابراہیم کو مامور کر کے غزنی واپس چلا گیا، بہرام شاہ کی حکومت کے آخری زمانہ میں قطب الدین سوری کو جو کہ اس کا داماد بھی تھا کسی سازش کے شبہ میں بہرام شاہ کے حکم سے قتل کیا گیا چنانچہ سیف الدین سوری اپنے بھائی کے انتقام کے لئے لیے کو غزنی پر حملہ آور ہوا تو بہرام شاہ مقابلہ نہ کر سکا اور کرمان کی جانب بھاگ گیا یہ کرمان غزنی اور ہندوستان کے درمیان میں ہے (چنانچہ سیف الدین نے غزنی میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا اور اپنے بھائی عداؤ الدین کو غور کی حکومت پر بھیج دیا جب سردی کا موسم آیا اور برف کی وجہ سے غور کا راستہ بند ہو گیا اس وقت بہرام شاہ نے غزنی پر حملہ کیا بل غزنی کے دل بہرام شاہ کے ساتھ تھے اور زبان سیف الدین سوری کے ساتھ چنانچہ مقابلہ کے وقت اہل غزنی نے سیف الدین سوری کو گرفتار کر کے بہرام شاہ کے حوالہ کر دیا۔ بہرام نے سیف الدین سوری کا منہ کالا کر کے کمزور دانا تو اس نیکل پر سوار کر کے سارے شہر غزنی میں تشہیر کرائی۔ لڑکے بوڑھے ورجوان مسخرہ پن کرتے تھے اور تشہیر کے بعد نہایت بے رحمی سے قتل کر دیا اس کا سر عراق میں سلطان سنجر کے پاس بھیج دیا عداؤ الدین اس خبر وحشت اثر کو سن کر غصہ سے کانپ اٹھا اور اپنے بھائی کے انتقام کے لئے غزنی کی طرف روانہ ہوا۔ لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے ہی بہرام شاہ نے اس دار فانی کو چھوڑ دیا تھا۔ صحیح روایت یہ ہے کہ بہرام شاہ نے ۵۱۵ھ میں وفات پائی اور پینتیس سال حکومت کی۔

ظہیر الدین خسرو شاہ: بہرام شاہ کی وفات کے بعد اس کا بیٹا خسرو شاہ حکمران بنا اسی زمانہ میں علاء الدین غوری کی فوج کشی کی خبر پہنچی خسرو شاہ اپنے اہل و عیال کے ساتھ غزنی چھوڑ کر لاہور کی طرف بھاگ گیا۔

علاء الدین نے غوری نے غزنی میں داخل ہو کر تخریب کاری میں کوئی کسر نہ چھوڑی سات دن تک قتل عام ہوتا رہا مکانات شاہی جدو نے غزنوی عورتوں تک قتل کیا غرضیکہ اس کو کسی پر رحم نہ آیا۔ اس کو اسی وجہ سے جہاں سوز کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

علاء الدین جانسوز کے واپس ہونے کے بعد خسرو شاہ امداد کی امید میں سلطان سنجر کے پاس لاہور سے غزنی کے لئے روانہ ہو لیکن کامیابی نہ ہوئی چنانچہ واپس لاہور آ گیا اور ۵۵۵ھ میں سات سال حکومت کر کے انتقال کر گیا۔

خسرو ملک خسرو شاہ کے انتقال کے بعد خسرو ملک اس کا بیٹا لاہور کے تخت حکومت پر بیٹھا۔ ہندوستان کے جن جن شہروں پر سلطان ابراہیم اور بہرام شاہ کا قبضہ تھا ان سب پر خسرو شاہ قابض ہو گیا۔

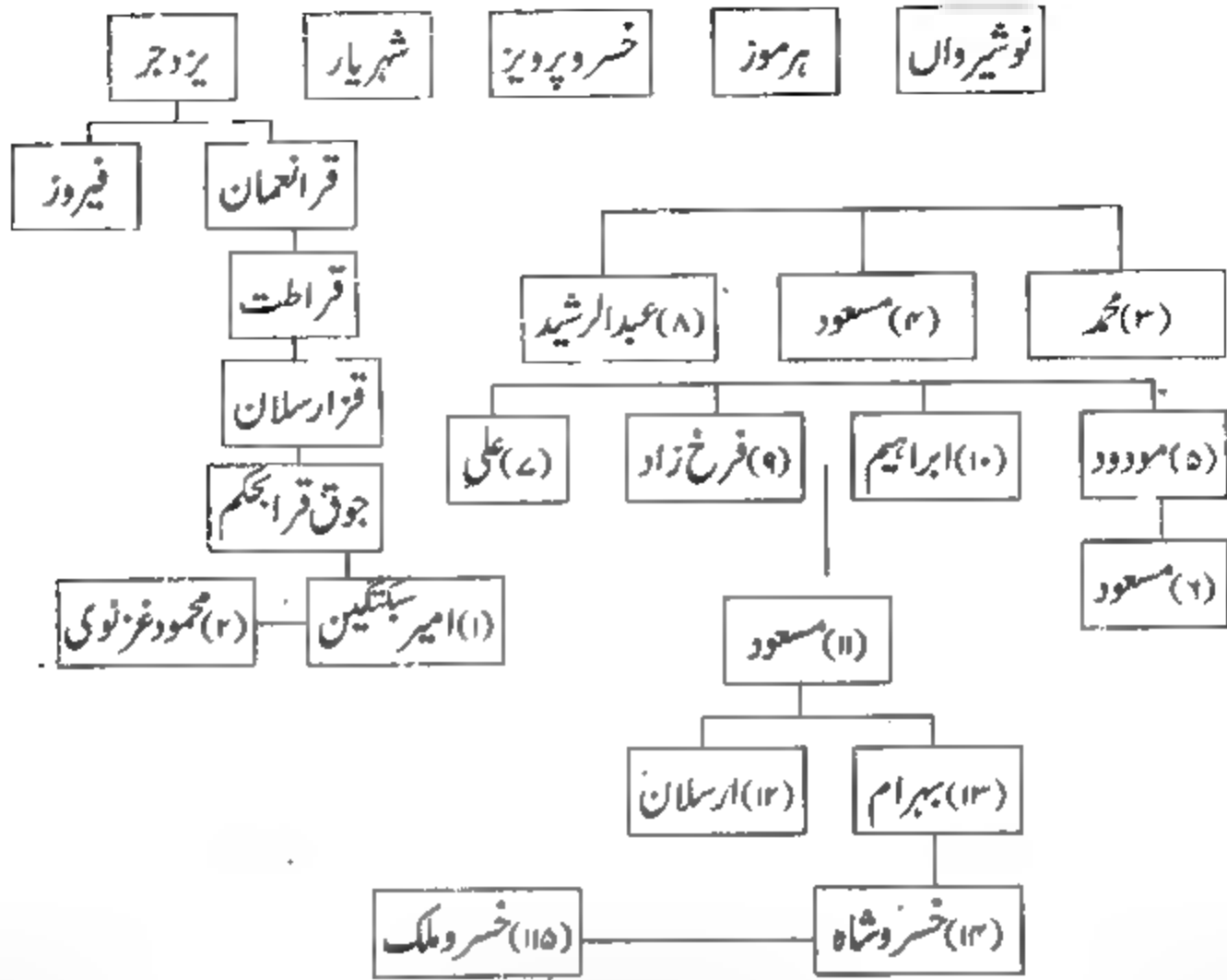
سلطان شہاب الدین نے غزنی لینے پر اکتفا نہ کر کے ہندوستان کی طرف قدم بڑھایا چنانچہ افغانستان، ملتان، اور سندھ کو فتح کرتا ہوا ۵۷۱ھ میں لاہور پہنچا خسرو شاہ مقابلہ نہ کر سکا قلعہ نشین ہو گیا۔ شہاب الدین نے اظہار تسلط کے خیال سے ملک شاہ بن خسرو شاہ جنگی ہاتھی کے ساتھ لے کر مراجعت کر دی پھر ۵۸۰ھ میں لاہور پر دوبارہ حملہ کیا۔ خسرو ملک نے قلعہ بندی کر لی اور شہاب الدین نے لاہور کی اطراف و جوانب میں لوٹ مار کر کے قلعہ سیالکوٹ، بنوایا اور اپنے ایک معتمد امیر کے حوالے کر کے غزنی واپس چلا گیا خسرو ملک نے کچھ فوجیں حاصل کر کے قلعہ سیالکوٹ پر حملہ کر دیا لیکن نہ کام واپس آیا شہاب الدین کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے لاہور کو فتح کرنے کا غزم الحزم کر کے ہندوستان کی جانب کوچ کیا اظہار محبت کی غرض سے ملک شاہ بن خسرو ملک کو حشم و خدم کے ساتھ چند امراء سے دولت غوریہ کے ساتھ لاہور کی جانب روانہ کیا ادھر خسرو ملک یہ سنکر مارے خوشی کے جامہ میں نہ سما اور پیش و ضربہ میں مشغول ہو گیا ادھر دوسری طرف سے شہاب الدین لاہور پہنچ گیا خسرو ملک کی اس وقت آنکھیں کھلیں جبکہ شہاب الدین لاہور کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ خسرو ملک کے قبضہ سے لاہور بھی نکل گیا اور شہاب الدین لاہور کے تحت حکومت کا مالک بن گیا۔

بنی سبکتگین کے عروج سلطنت کا زمانہ بھی آپ نے دیکھ لیا اور زوال حکومت کی داستانیں بھی اوپر پڑھ چکے اب یہ دیکھنا ہے کہ زوال حکومت کے اسباب کیا تھے ظاہری سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اولاً سلطان محمود کے بعد خانہ جنگی کا دروازہ کھل گیا جس سے خاندانی قوت کا شیرازہ بکھر گیا پہلے سلطان محمد، در سلطان مسعود کی لڑائیاں ہوئیں پھر سلطان محمد اور سلطان مودود ہم تبرہ ہوئے پانچ چھ دن کے لئے ابو جعفر مسعود بن مودود بن مسعود بن محمود حکمران بنایا گیا با شکیں حاجب اور علی بن رزق کے درمیان مناقشہ پیدا ہو گیا اور آپس میں لڑائی ہوئی بلا آخر علی بن مسعود کو تخت حکومت پر بٹھایا گیا اس کے بعد سلطان عبدالرشید حکومت کا دعویدار ہوا بیچارہ علی بن مسعود مقابلہ نہ کر سکا اور حکومت چھوڑ کر بھاگ گیا غرضیکہ سلاطین بنو سبکتگین آپس کے جھگڑوں میں مبتلا ہو کر کمزور ہو رہے تھے اور سلجوقی ترکمان اپنی غارتگری سے عالمگیری کا جھنڈا بلند کئے ہوئے تھے۔ اسی دوران غوریوں کا ایک گروہ نکل پڑا جنہوں نے ان کا استحصال کر دیا ثانیاً سلطان مسعود نے بہت بڑی غلطی یہ کہ ۶۲۸ھ میں جس وقت سلجوقیوں نے علم بغاوت بلند کیا تھا غارتگری کر رہے تھے اس وقت سلطان مسعود نے ان کی سرکوبی نہیں کی اور ہندوستان پر فوج کشی کر دی۔ اگرچہ اراکین دولت نے اس رائے کی مخالفت کی، مگر سلطان مسعود نے یہ جواب دیا کہ آئندہ موسم بہار میں سلجوقی ترکمانوں کی سرکوبی کی جائیگی فی الحال موسم زمستان کو ہندوستان کی فوج کشی میں پورا کرنا چاہئے، چنانچہ موسم زمستان پورا کر کے جب ہندوستان سے واپس ہوا تو سلجوقیوں کی قوت بڑھ چکی تھی اور وہ اکثر صوبوں پر قابض ہو گئے، تھے، سلطان مسعود کو مجبوراً غزنی چھوڑنا پڑا خود اس کے لشکریوں نے شورش کر کے اسے تخت حکومت سے معزول کر دیا یہی نہیں بلکہ اسے قتل کر ڈالار ہا سہا زور بازو بھی چار ہا اس کے بعد پھر کوئی اس قوت و حوصلہ کا حکمران اس خاندان میں پیدا نہیں ہوا۔ روز بروز کمزور اور اپنے حریفوں سے دبتے ہی چلے گئے یہاں تک کہ حکومت و سلطنت ہاتھ سے چلی گئی۔

وقد صدق ما قال الله تعالى تلك الايام ندا اولها بين الناس .

مترجم کا کلام ختم ہوا جو انہوں نے، کامل ابن اثیر، تاریخ فرشتہ و حوضۃ الاحباب حبیب السیر اور طبقات ناصری جیسی کتابوں سے اخذ کر کے مختص لکھا۔

شجرہ ملوک بنو سبکتگین مرتبہ مترجم



امیر سبکتگین بانی دولت بنو سبکتگین ہے اور خسرو ملک آخری حکمران ملوک بنو سبکتگین، پندرہ شخصوں نے حکومت کی چنانچہ اسی ترتیب سے نمبر لگائے گئے سلطان محمد نے دوبارہ عبائے حکمرانی زیب بدن کی۔ ایک دفعہ بعد انتقال سلطان محمود، دوبارہ بعد قید مسعود جو چوتھے نمبر پر درج ہے

کاشغر، اور ترکستان کے ترک حکمرانوں کے حالات و واقعات

یہ ترک ترکستان کے حکمران تھے میں ان کی حکمرانی کے ابتدائی اسباب و واقعات معلوم نہیں کر سکا اور نہ یہ معلوم کر سکا کہ ان میں سب سے پہلے کس نے حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لی۔ مگر میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ ان میں سے جو شخص سب سے پہلے مشرف باسلام ہوا وہ سبقت قراخان تھا جس کا اسلام لانے کے بعد عبدالملک نام رکھا گیا۔ اس کے قبضہ میں سارا ترکستان تھا اور دارالحکومت کاشغر تھا چین کے اندر تک اس کی حکومت قائم تھی شہل میں طراز اور اشک کے علاقے واقع تھے جس کے حکمران یہی ترک تھے مگر ان میں سے ملوک ترکستان کے حکمرانوں کی حکومت خوب پھیلی ہوئی تھی مغرب کی جانب، وراء النہر کے صوبے جن کی حکومت ملوک بنی سامان کے قبضہ میں تھی ان کا دارالحکومت بخارا تھا۔

بقراخان: ... بادشاہ ترکستان دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد اپنے علاقوں پر حکمرانی کرتا رہا اور اسی زمانہ سے حکمرانان سامانیہ کے ساتھ رقابت پیدا ہوئی چنانچہ ان کی لڑائیاں ہوتی رہیں اور یہ ایک دوسرے پر فوج کشی کرتے رہے رفتہ رفتہ امیر نوح بن منصور کا دور حکومت آیا۔ چوتھی صدی ہجری تھی سامانی حکمران کمزور ہو گئے تھے۔ خراسان کے صوبوں میں بغاوتیں پھوٹ نکلی تھیں، ابوعلی بن سمجور باغی ہو گیا اور اس نے بقراخان (دلی ترکستان) سے خط و کتاب کی اور بخارا پر قبضہ کر لینے کی تحریک کی چنانچہ بقراخان کے دماغ میں ملک گیری کی ہوس مانی۔ اس نے ملوک سامانی کے علاقوں کی طرف ہاتھ بڑھایا اور یکے بعد دیگرے مختلف شہروں پر قبضہ کرنا گیا، امیر نوح سامانی نے اس کی روک تھام کے لئے فوجیں روانہ کیں مگر

گرمی سپہ سالاروں کو مقرر کیا چنانچہ بقراخان مقابلہ پر آیا اور امیر نوح کی فوج کو شکست دیکر چند کمانڈروں کو گرفتار کر لیا۔ سپہ سالار فائق بقراخان کے پاس چلا گیا اور اس کے مخصوص ساتھیوں میں داخل ہو گیا اور امیر نوح شکست کھا کر بخارا واپس آیا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں اور بقراخان واپسی کے وقت راستے میں انتقال کر گیا۔

ایلیک خاں سلیمان بقراخان بخارا سے ایسی حالت میں ترکستان کی جانب واپس ہوا جبکہ وہ ایک مہلک بیماری میں مبتلا تھا، چنانچہ اسی بیماری میں ترکستان پہنچنے نہ پایا تھا کہ مر گیا یہ واقعہ ۳۸۳ھ کا ہے۔ بقراخان دیندار، عادل، خوش اخلاق شخص تھا، علماء، فضلاء اور مذہبی لوگوں کی عزت کرتا تھا، اگرچہ مذہب سنی تھا مگر مزاج میں تشیع زیادہ تھا۔

بقراخان کے مرنے کے بعد اس کا بھائی لیلک خان سلیمان حکمران بنا اور شہیر الدولہ کا لقب اختیار کیا ترکستان اور اس کے صوبوں پر قابض ہوا اسی نے فائق کی امیر نوح سے سفارش کی چنانچہ امیر نوح نے فائق کو سمرقند کا گورنر بنادیا۔

بعثتیں: بقراخان اور امیر نوح کی لڑائی اور واپسی کے بعد ابوعلی بن سمجور نے بغاوت کا جھنڈا بلند کیا امیر نوح نے اپنے کمانڈر سبکتگین کو ابوعلی کی سرکوبی پر مقرر کیا، چنانچہ سبکتگین نے ابوعلی کو خراسان سے مار نکال دیا اس کے بعد ۳۸۵ھ میں بکتروں نے سر اٹھایا۔ اسی دوران سبکتگین کا انتقال ہو گیا، اور ملوک سامانی کمزور ہو گئے بکتروں نے فائق سے سازش کر کے امیر منصور کو معزول کر دیا، پھر معزول ہی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ۳۸۹ھ میں خراسان میں آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھر وادیں ہم ان واقعات کو تفصیل کے ساتھ سامانی حکمرانوں کے حالات میں لکھ چکے ہیں۔

ایلیک خان کا بخارا پر حملہ:..... بکترون نوح کا غلام تھا۔ ان تبدیلیوں سے لیلک خان مطلع ہوا تو اسے بخارا پر قبضہ کر لینے کی خواہش پیدا ہوئی چنانچہ ترکوں کی فوجیں تیار کر کے یہ ظاہر کیا کہ میں امیر بخارا عبدالملک کی حمایت و مدد کے لئے آ رہا ہوں بخارا کی طرف قدم بڑھایا بکتروں اور دوسرے کمانڈر فرط خوشی سے استقبال کے لئے آئے چنانچہ لیلک خان نے ان سب کو گرفتار کر لیا، اور بغیر جنگ و قتال اس مکرو فریب سے ذیقعدہ ۳۸۹ھ میں داخل ہو کر دارالامارت پر قبضہ کر لیا اور بیچارے عبدالملک کو گرفتار کر کے قید کر دیا عبدالملک اسی حالت قید میں انتقال کر گیا۔ عبدالملک کے ساتھ اس کے بھائی ابوالمحرث منصور مخلوع، اسماعیل، یوسف اور اس کے چچا محمود اور داؤد وغیرہ بھی قید کر دیئے گئے تھے انہیں واقعات کے بعد حکمرانوں کی حکومت و سلطنت ختم ہو گئی (والبقاء للہ تعالیٰ)۔

ایلیک خان بخارا میں:..... ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ اسماعیل سامانی جیل سے بھاگ کر خوارزم چلا گیا تھا یہاں پر اس کے کمانڈر آ کر جمع ہو گئے اور دوبارہ اس کے ہاتھ پر حکومت و سلطنت کی بیعت کی "المستعصر" کا مبارک خطاب دیا، چنانچہ المستعصر نے اپنے ایک کمانڈر کو بخارا پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کیا لیلک خان کی فوج مقابلہ پر آئی لیکن پہلے ہی حملہ میں بخارا چھوڑ کر بھاگ کھڑی ہوئی بخارا میں لیلک خان کی طرف سے جعفر تنکین حکمرانی کر رہا تھا۔ بھگڑوں کا سمرقند تک تعاقب کیا گیا، اس دوران بہت سے ترکمان امیر اسماعیل کے پاس آ کر جمع ہو گئے جس سے ان کی تعداد بڑھ گئی۔

ایلیک خان اور اسماعیل کی جنگ: میں حاضر ہوئی جس سے اسماعیل کی قوت دوبارہ لوٹ آئی لیلک خان فوجیں تیار کر کے دوبارہ مقابلہ پر آیا۔ لیلک خان نے بھائی جعفر تنکین کی شکست سے مطلع ہو کر ایک بڑی فوج لے کر مقابلہ پر آیا۔ دونوں فوجوں نے اطراف سمرقند میں (۳۹۲ھ میں) جنگ لڑی چنانچہ میدان جنگ اسماعیل کے ہاتھ رہا۔ اور لیلک خان کو شکست ہوئی اس کے کمانڈر گرفتار کر لئے گئے، لشکر کو لوٹ لیا گیا ترکمانوں نے جو امیر اسماعیل کے لشکر میں تھے اپنے شہروں کی طرف روانگی شروع کی اور قیدیوں کے بارے میں مشورہ کرنے لگے۔ امیر اسماعیل کو ان لوگوں کی سرگوشیوں سے شک ہو گیا۔ اور جان کے خوف سے دریابور کر کے بھاگ گیا ایک جماعت نو جوانان سمرقند کی اسماعیل کی خدمت میں بھیجی۔

اسماعیل کی شکست فرار اور موت:..... اشروسنہ کے اطراف میں دونوں فوجوں نے مورچہ بندی کر لی۔ اس معرکہ میں امیر اسماعیل کو شکست ہو گئی وہ دریابور کر کے جرجان کی طرف گیا پھر وہاں سے مرو چلا گیا۔ ادھر سلطان محمود نے اس کے تعاقب پر ایک لشکر خراسان سے روانہ کیا ادھر قابوس نے بھی ایک فوج اس بیچارے کے مقابلہ پر بھیج دی مجبوراً ماوراء النہر کی جانب لوٹا اس کے ساتھیوں نے بھی روزانہ کے سفر و

جنگ سے ٹک آ کر ساتھ چھوڑ دیا چنانچہ پریشان ہو کر عرب کے ایک قبیلہ میں پہنچ گیا۔ یہ قبیلہ سلطان محمود کا فرمانبردار تھا۔ دن بھر ان لوگوں نے سے بچھ نہ رہا۔ مگر جیسے ہی رات ہوئی اسے قتل کر ڈالا امیر اسماعیل کے مارے جانے سے بخارا کی حکومت پر ایک خان کے قدم جم گئے اس نے اپنی طرف سے اپنے بھائی علی تلکین کو مقرر کر دیا۔

ایک خان و سلطان محمود: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں بخارا پر قبضے کے بعد ایک خان اور سلطان محمود کے تعلقات بہت بڑھ گئے تین ریادہ زمانہ گزرنے نہ پایا کہ لگانے بھانے والوں نے ایک خان اور سلطان محمود کے درمیان ناچاکی پیدا کر دی چنانچہ جس وقت سلطان محمود نے ملتان پر فوج کشی کی ایک خان کو خراسان پر حملہ کرنے کا موقع مل گیا اس نے اپنے بھائی شباسی تلکین کو جو اس کے لشکر کا سپہ سالار تھا کمندروں کے ساتھ اپنے کی جانب روانہ کیا۔ ارسلان حاجب سلطان محمود کی طرف سے ہرات کا گورنر تھا اس نے شباسی تلکین کی خبر سن کر ہرات چھوڑ دیا چنانچہ شباسی تلکین نے ہرات پر قبضہ کر کے نیشاپور کی طرف قدم بڑھائے۔

شباسی تلکین کی گوشمالی: سلطان محمود کو ان واقعات کی اطلاع ملی تو غضبناک ہو کر ہندوستان سے واپس آیا اور اپنے رکاب کی فوج و خدمت دے کر آرام کرنے کے لئے رخصت کر دیا اور خلیجہ ترکمانوں سے لشکر مرتب کر کے بلخ کا رخ کیا۔ بلخ میں اس وقت ایک خان کی جانب سے جعفر تلکین حکومت کر رہا تھا۔ جعفر تلکین مقابلہ نہ کر سکا اور بلخ کو چھوڑ کر ترمذ بھاگ گیا۔ سلطان محمود نے دوسرا لشکر شباسی تلکین کی سرکوبی کے لئے ہرات کی طرف روانہ کیا شباسی تلکین بھی ہرات چھوڑ کر مرو کی طرف بھاگ گیا اور دریا عبور کرنے کا ارادہ کیا مگر ترکمانوں کی فوج نے حملہ کر کے عبور کرنے سے روک دیا۔ تب شباسی تلکین مجبور ہو کر اپنی ورد کے پاس بھاگ گیا۔ شباسی لشکر تعاقب میں تھا اپنی ورد بھی محفوظ مقام نہ سمجھ کر خرسان کی طرف صحت اضطراب میں بھاگا۔ لیکن ادھر سلطان محمود تھا اس نے نہایت سختی سے حملہ کیا چنانچہ شباسی تلکین و جان کے مارے پر گئے بہت بری طرح شکست کھا کر بھاگ گیا اس کا بھائی چند سرداروں کے ساتھ گرفتار کر لیا گیا شباسی تلکین نے بڑی مشکل سے دریا عبور کر کے اپنے بھائی ایک خان کے پاس جا کر دم سیر عسکر لشکر نے اس کے سارے ساتھیوں کو خراسان سے مار پیٹ کر نکال دیا۔

سلطان محمود اور ایک خان کی جنگ: ایک خان نے اس شکست کے بعد قدر خان بن بقر خان بادشاہ ختن سے ہمدان درخوست کی چنانچہ قدر خان ترکوں اور دیہاتی ہندوؤں سے لشکر مرتب کر کے ایک خان کی مدد کے لئے آیا بلخ سے تین کوس کے فاصلہ پر مورچہ قائم کر دیا۔ سلطان محمود اس کی اطلاع ملی تو وہ فوجیں لے کر ایک خان کے مقابلہ پر پہنچ گیا پورے ایک دن اور رات سخت و خونریز جنگ ہوئی دوسرے دن اس سے بھی زیادہ سختی سے لڑائی کا بازار گرم ہوا۔ دونوں حریف نہایت استقلال سے لڑ رہے تھے کہ سلطان محمود نے ہاتھیوں کو ایک خان کے قلب لشکر کی طرف بڑھانے کا حکم دیا ان کالی کالی پہاڑیوں کا حرکت کرنا تھا کہ ایک خان کی فوج میں بھگدڑ مچ گئی، لشکر کی ترتیب ختم ہو گئی اور وہ نہایت بے سرو سامانی کے ساتھ بھاگ نکلے، سلطان محمود کی فوج نے تعاقب کیا اور نہایت بے دردی سے قتل اور گرفتار کرنا شروع کیا یہاں تک ایک خان دریا عبور کر گیا اور سلطان محمود کی فوج فتح مندی کا جھنڈا لے کر واپس چلی گئی یہ واقعہ ۳۹۷ھ کا ہے۔

طغان خان: ۴۰۲ھ میں ایک خان کی وفات ہو گئی طغان خان (اس کا بھائی) حکمران بنا طغان خان اور سلطان محمود میں پہلے سے مراسم اتحاد موجود تھے۔ اسے اپنے بھائی کے افعال و حرکات پسند نہ تھے۔ ہمیشہ کہا کرتا تھا کہ سلطان محمود سے لڑنا بے سود ہے چنانچہ جس وقت اس نے حکومت اپنے ہاتھ میں مراسم اتحاد کی تجدید کر لی چنانچہ فتنہ و فساد کے آثار خراسان و ماوراء النہر سے مٹ گئے، سب علاقوں میں امن و امان قائم ہو گیا۔

چینیوں کی شکست: طغان خان کے زمانہ حکومت میں چین و تبت کے کفار نے تین لاکھ کے لشکر کے ساتھ ساعون کے شہروں پر چڑھائی کرانی مسلمانوں کو اس سے خطرہ پیدا ہو گیا، طغان خان نے ان لوگوں کو تسلی دی اور فوجیں تیار کر کے مقابلہ پر آیا اس کی فوج میں مسلمان بہت تھے مسلمانوں کے علاوہ خاندان اور دوسری قومیں بھی تھیں، بہت بڑی لڑائی ہوئی بالآخر چینی کافروں کو شکست ہوئی تقریباً ایک لاکھ مارے گئے اور اتنے ہی گرفتار کر لئے گئے باقی شکست خوردہ گروہ نا کام واپس لوٹ گیا۔

طغان خان کی وفات:۔۔۔ اس واقعہ کے بعد ہی طغان خان کا انتقال ہو گیا یہ اہل علم و فضل کا دوست تھا اور ان کی عزت کرتا تھا اس کے ایمان کی بہت بڑی دلیل ہے کہ جس وقت چچین کے ترکوں نے ساعون پر چڑھائی کی تھی اس وقت طغان خان بیمار تھا اور یہ خبر سن کر بہت پریشان ہوا اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ مجھے صحت عطا فرماتا کہ میں ان کفار سے مسلمانوں کی خونریزی کا انتقام لے سکوں اور انہیں بددعا مذمہ سے بہر نکال دوں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول فرمائی۔

ارسلان خان:۔۔۔ طغان خان کے بعد اس کا بھائی ارسلان خان حکمران بنا اس نے بھی سلطان محمود سے مراسم اتحاد قائم رکھے، بلکہ رشتہ اتحد قائم کرنے کی غرض سے امیر مسعود بن سلطان محمود سے اپنی بیٹی کا عقد کر دیا، جس سے دوستانہ تعلقات زیادہ بڑھ گئے۔

ارسلان خان نے سمرقند کی حکومت پر قراخان یوسف بن بقرخان ہارون کو جس نے بعد میں بخارا پر حکمرانی کی تھی مقرر کیا تھا۔ ادھر ۴۰۹ھ میں قراخان نے علم مخالفت بلند کیا ادھر خراسان کے حکمران نے اس مخالفت سے فائدہ اٹھانے کے لئے ارسلان خان کے مقابلے میں سلطان محمود سے امداد طلب کی۔

سلطان محمود اور ارسلان خان کی جنگ:۔۔۔ چنانچہ سلطان محمود نے دریائے جیحون پر اپنی زنجیروں سے کشتیوں کا مضبوط پل بندھوا کر دریا عبور کیا، مگر کچھ ایسا اتفاق پیش آ گیا کہ بغیر چھیڑ چھاڑ کئے واپس خراسان گیا اس سے ارسلان خان کو ناراضگی پیدا ہو گئی، رشتہ محبت و اتحاد جو دونوں میں قائم تھا ٹوٹ گیا اس نے قراخان سے میل جول پیدا کیا، اور سلطان محمود سے جنگ کرنے پر اسے اپنا ہم آہنگ بنایا، چنانچہ ارسلان خان اور بقرخان نے اپنی اپنی فوجیں تیار کر کے پٹن پر حملہ کیا، سلطان محمود کو اس کی خبر ملی تو سرکوبی کے لئے پہنچا، گھمسان کی لڑائی ہوئی اور ایک سخت و خونریز جنگ کے بعد ارسلان خان کو شکست ہو گئی وہ دریا عبور کر کے اپنے شہر کی طرف بھاگا، اس کے بہت سے ساتھی جو معرکہ جنگ سے بچ گئے تھے دریا میں ڈوب کر مر گئے، سلطان محمود نے بھی دریا عبور کیا اور تھوڑی دور تک تعاقب کر کے واپس چلا گیا۔

قراخان:۔۔۔ کامل ابن اثیر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قراخان ① نے ترکستان، اور ساعون پر حکمرانی کی کیونکہ ابن اثیر نے اس خبر کے بعد ہی قراخان کے اوصاف، عدل خوش خلقی اور کثرت جہاد لکھے ہیں، پھر اس کے بعد لکھا ہے کہ قراخان کی فتوحات میں ملک ختن شامل ہے جو چین اور ترکستان کے درمیان واقع ہے جہاں پر علماء و فضلا بہت رہتے ہیں۔ اس کے بعد لکھا ہے کہ ۴۱۳ھ تک قراخان حکمران رہا اور اسی سال تین بیٹے چھوڑ کر انتقال کر گیا ایک ارسلان خان جس کی کنیت ابو شجاع اور لقب شرف الدولہ دوسرا بقرخان تیسرے بیٹے کا کچھ ذکر نہیں کیا۔ ارسلان خان کا شغری ختن، اور ساعون کا حکمران تھا، ان ممالک کے ممبروں پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا عادل تھا، علماء اور اہل علم کی عزت کرتا تھا، نہایت خوش خلق اور بخشنے والا تھا اس کی داد و دہش اور عزت افزائی کی شہرت سن سن کر اہل علم اور علماء اس کے دربار میں آتے تھے اور یہ ان کی عزت و توقیر کرتا، صلے دیتا جاگیریں دیتا۔ بقرخان طراز اور ابھیج ② کی حکومت پر فائز تھا اتفاق سے دونوں بھائیوں میں ان بن ہو گئی ایک دوسرے سے گتھ گئے۔ بقرخان نے ارسلان خان کو شکست دیکر گرفتار کر لیا اور اس کے علاقوں پر قابض ہو گیا۔

بقرخان کی قناعت پسندی:۔۔۔ دوسرے مقام پر لکھا ہے کہ بقرخان اپنے بھائیوں کی اطاعت پر قانع تھا۔ اپنے علاقوں کو اپنے بھائیوں پر تقسیم کر دیا تھا، ارسلان تکین کو ترکستان کا بہت بڑا حصہ دیدیا تھا دوسرے بھائی کو طراز اور اسبیجاں مرحمت کیا تھا، اپنے چچ طغان خان کو فرخانہ کی حکومت دی تھی اپنے بیٹے علی تکین کو بخارا اور سمرقند وغیرہ کی حکمرانی پر مقرر کیا تھا اور خود اس نے بلاد ساطون اور کاشغری حکومت پر قناعت کی تھی۔

ابن اثیر یہ بھی کہتا ہے کہ ۴۳۵ھ میں کفار ترکوں کا بڑا گروہ ساعون و کاشغری کے آس پاس اسلامی علاقوں میں غارتگری کرتا تھا دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔ اسلام لانے کے بعد یہ لوگ مختلف جگہوں میں پھیل گئے، باقی ترک و تاتاری جنہوں نے اسلام قبول نہیں کیا تھا وہ اطراف چین میں رہ گئے اتنا لکھنے کے بعد پھر بقرخان اول کے حالات لکھے ہیں

بقرخان اور ارسلان خان:۔۔۔ اسی سال بقرخان نے اپنے بھائی ارسلان خان کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور اس کے علاقوں پر قابض

① ابن اثیر کی (تاریخ کامل جلد ۵ ص ۶۳۶) "قراخان" کے بجائے "قراخان" تحریر ہے۔ ② تاریخ کامل (جلد ۵ ص ۶۳۶) پر بھی اسی طرح ہے جبکہ ہمارے پاس موجود

(تاریخ ابن خلدون) کے جدید عربی ایڈیشن (جلد ۴ ص ۳۹۴) پر "اسبیجاں" تحریر ہے

ہو گیا۔ اپنے بڑے بیٹے حسین جعفر تکین کو ولی عہد بنایا۔ بقراخان کا ایک چھوٹا بیٹا ابراہیم اس کی ماں کو حسین کی ولی عہدی نہ گوار کرنے کی چٹان بن گیا۔ مخالفت کا اعلان کر دیا اور بقراخان کو زہر دے کر مار ڈالا، ارسلان خان کا جیل میں گلا گھونٹ دیا۔ بقراخان کی بیوی نے نامی گرامی سرداروں کو مل کر یہ اور اپنے بیٹے ابراہیم کو ۴۳۹ھ میں تخت حکومت پر بٹھایا اس کے بعد ابراہیم کو افواج کے ساتھ اطراف ترکستان پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کیا یہاں تکین ان ملک کا حکمران تھا۔ مگر ابراہیم کو شکست ہو گئی اور یہاں تکین نے ابراہیم کو گرفتار کر کے قتل کر دیا۔

ابراہیم کے مارے جانے سے بقراخان کی اولاد کا شیرازہ حکومت درہم برہم ہو گیا۔ آپس میں پھوٹ پڑ گئی چنانچہ طققاج خان والی سمرقند، غر خانہ نے موغ پاکران کے ہاتھوں سے ملک و حکومت چھین لئے۔

طققاج خان جن دنوں بقراخان اور اس کے بھائی حکمرانی کر رہے تھے اسی زمانہ میں خانیہ ترکوں میں سے ایک شخص ابوالمظفر نصیر الملک "ملا الدولہ" سمرقند اور غر خانہ میں حکومت کر رہا تھا اس کا ۴۰۲ھ میں فاج میں مبتلا ہو کر انتقال ہو گیا اور اس نے وفات کے وقت اپنے بیٹے شمس الدولہ کو اپنی حکومت و سلطنت کا مالک بنا دیا صفحہ ۱۱۱ ابن طققاج خان نے حکومت کا دعویٰ کر کے علم بغاوت بلند کر دیا اور فوجیں مرتب کر کے سمرقند کا محاصرہ کر کے شمس الدولہ نے ایک روز رات کے وقت سمرقند سے نکل کر طغان خان پر بخون مارا، طغان خان اس اچانک حملہ سے گھبرا گیا اس کی فوج سنبھل نہ سکی لہذا بھاگ بکھڑ ہو۔

شمس الدولہ اور طغان خان کی آپس کی مخالفت سے بقراخان ہارون بن قدرخان یوسف اور طغرل خاں کو سمرقند پر قبضہ کر لینے کی خواہش پیدا ہوئی چنانچہ فوجیں مرتب کر کے سمرقند پر چڑھ آئے، عرصہ تک محاصرہ کئے رہے بڑا بڑا ہتھیار بھیجے یہ ہوا کہ حکومت خانیہ کے چند شہر شمس الدولہ کے قبضہ سے نکل گئے۔ صرف سرحدی مقامات کیون تک شمس الدولہ کے قبضہ میں باقی رہے۔

سلطان الپ ارسلان: سلطان الپ ارسلان نے قدرخان کی بیٹی سے نکاح کر لیا تھا جو اس سے پہلے مسعود بن سلطان محمود غزنوی کے نکاح میں تھی اور شمس الدولہ کا نکاح سلطان الپ ارسلان کی بیٹی سے ہو گیا، یہ واقعہ ۴۰۹ھ کا ہے۔ اس رشتہ تعلق سے شمس الدولہ کی حکومت مستحکم ہو گئی۔ سلطان الپ ارسلان کے انتقال سے الپ تکین (والی سمرقند) کو ملک گیری کی ہوس پیدا ہوئی ایاز بن الپ ارسلان جرجان کی طرف گیا ہوا تھا لہذا میدان خلی دیکھ کر تلخ پر چڑھ آیا۔ اہل بلخ مقابلہ نہ کر سکے چنانچہ الپ تکین بلخ پر قبضہ کر کے ترمذ کی جانب لوٹ گیا جیسے ہی الپ تکین واپس ہوا اہل بلخ نے ہنگامہ کر کے الپ تکین کے نائب کو قتل کر دیا اس کے ساتھیوں کو بھی تہ تیغ کیا، الپ تکین اس کی اطلاع پا کر لوٹ آیا اور شہر میں آگ لگا دینے کا حکم دیا لیکن بھاگ دوڑ اور سفارش کی وجہ سے غنہ نصیر کر دی پھر اس نے سودا گروں اور رئیسوں سے تادان وصول کیا۔ جب ان واقعات کی اطلاع ایاز بن الپ ارسلان کو ملی تو وہ ۴۱۵ھ کے نصف میں جرجان سے غصہ کی حالت میں ترمذ کی جانب لوٹا، الپ تکین مقابلہ پر آیا اور سخت و خونریز جنگ کے بعد ایاز کو شکست دے دی۔ بہت سے فوجی دریا میں ڈوب کر مر گئے۔

سلطان ملک شاہ سلجوقی: اس کے بعد سلطان ملک شاہ کی حکومت مستقل طور پر قائم ہو گئی ۴۱۶ھ میں ترمذ واپس لینے کے ارادے سے روانہ ہو۔ چاروں طرف سے محاصرہ کر کے لڑائی چھیڑ دی خندق پاٹ کر شہر پناہ کے دروازہ تک پہنچ گیا، چنانچہ اہل شہر نے اطاعت قبول کر لی اور دروازے کھول دیئے، الپ تکین کا بھائی قلعہ بند ہو گیا مگر جب اس میں اپنے زندہ بچنے اپنی جانبری کی صورت نہ دیکھی تو امن کی درخواست کی چنانچہ سلطان ملک شاہ نے امان دے دی اور اس کو قلعہ کی حکومت پر بحال رکھا۔

سمرقند پر قبضہ: ترمذ سے فارغ ہو کر سمرقند کی جانب قدم بڑھایا۔ الپ تکین نے اس کی اطلاع پا کر سمرقند چھوڑ دیا اور اپنے بھائی کے ذریعہ سے صلح کا پیغام بھیجا، چنانچہ ملک شاہ نے صلح کر لی اور اپنی طرف سے سمرقند کی حکومت عطا کر کے خراسان واپس چلا گیا۔

احمد بن خضر خان کا قتل: ابن اثیر لکھتا ہے کہ اس کے بعد شمس الدولہ کا انتقال ہو گیا اور اس کا بھائی خضر خان حکمران بن پھر خضر خان بھی مر گیا تو اس کا بیٹا احمد خان حکومت کی کرسی پر بیٹھا۔ یہ وہی احمد خان ہے جس کو سلطان ملک شاہ نے فتح سمرقند کے دوران گرفتار کر کے سمرقند ہی میں قید کر دیا تھا، درہمیں سے ایک مردہ کو اس کی حفاظت پر مقرر کیا تھا چنانچہ احمد نے ان درہمیں سے بے دینی اور لامدہی سیکھ لی اور جب اس کو حکومت ملی تو اس نے اپنے علقہ کا مدنیہ

ظہر کر دیا۔ لشکریوں نے اس کے قتل پر کمر باندھ لیا اور اس کے نائب کو جو قلعہ قاشان میں تھا اپنے ساتھ ملا لیا اور اس کی ماتحتی میں احمد خان کا محاصرہ کر کے گرفتار کر لیا۔ یہ بندھ کر سمرقند آئے اور قاضی شہر کے حوالہ کر دیا، قاضی شہر نے بدینی اور لاندہ ہی ہونے کا اقرار کروا کر اس جرم میں قتل کا حکم دے دیا۔

طغان خان بن قراخان:۔ احمد خان کے مارے جانے کے بعد اس کا چچا زاد بھائی مسعود خان حکمران بنایا گیا۔ طغان بن قراخان (وان طراز) نے اس پر چڑھائی کی اور جنگ کے دوران گرفتار کر کے مارڈالا، حکومت و سلطنت پر قبضہ کر لیا۔ سمرقند کی حکومت پر ابوالمعلیٰ محمد بن محمد بن زید عدویٰ کو مقرر کیا۔ تین سال تک محمد نے نائب السلطنت کے طور پر حکومت کی پھر خود سری کی ہوا و ماغ میں ساگئی بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیا، طغان خان کو اس کی خبر ملی تو فوجیں لے کر چڑھ آیا، چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا۔ بالآخر محمد کو گرفتار کر کے قتل کر دیا اس کے بعد طغان خان نے ترمذ کی طرف قدم بڑھایا، سلطان سنجر نے مقابلہ کیا اور میدان سلطان سنجر کے ہاتھ رہا۔ طغان خان جنگ کے دوران مارا گیا۔

سلطان احمد:۔ عمر خان کو سمرقند کی حکومت ملی، وہ چند دن حکومت کر کے خواہزم بھاگ گیا، سلطان احمد نے اس کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا پھر محمد خان کو سمرقند کی حکومت پر اور محمد تگین کو بخارا کی حکومت پر مامور کیا گیا، علامہ ابن اثیر نے کاشغر و ترکستان کی حکومت کے تذکرے میں لکھا ہے کہ یہ محمد بنک پہلے ارسلان خان بن یوسف قدر خان کے قبضہ میں تھے جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے اس کے بعد محمد نور خان (والی طراز و شاش) نے قبضہ کر لیا اور ایک سال تین مہینے حکمرانی کر کے مر گیا اس کے بعد طغر خان بن یوسف قدر خان حکمران بنا اس نے ملک ساغون پر بھی قبضہ کر لیا اور سولہ سال حکومت کی پھر جب اس کا انتقال ہوا تو اس کا بیٹا طغرل تگین دو مہینے تک حکمران رہا۔ پھر ہارون بقراخان بن طغلقان نور خان (یوسف طغرل خان کا بھائی) قابض ہو گیا۔ اس نے تختن اور ساغور کے ممالک کو بھی دبا لیا چنانچہ بیس سال حکومت کی اور ۴۹۶ھ میں وفات پائی اس کے بعد احمد بن ارسلان خان حکومت کی کرسی پر بیٹا خلیفہ مستظہر باللہ نے خلعت عنایت کی اور نور الدولہ کا خطاب دیا۔

قدر خان:۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ ۴۹۵ھ میں جبکہ سلطان سنجر اپنے بھائی سلطان محمد کے ساتھ دارالخلافہ بغداد کی جانب روانہ ہوا تو قدر خان جبرئیل بن عمر خان (والی سمرقند) کو خراسان پر قبضہ کرنے کی خواہش پیدا ہوئی یہ وہ زمانہ تھا کہ سلطان برکیاروق اور اس کے بھائی محمد کے درمیان مخالفت پیدا ہو گئی تھی، بعض نمک حرام سنجر یہ نے جس کا نام کندغری ۵ تھا قدر خان کو لکھ بھیجا کہ ”ایسا موقعہ پھر ہاتھ نہ آئے گا میدان خالی ہے لہذا ان شہروں پر قبضہ کر لیجئے۔ چنانچہ قدر خان نے ایک لاکھ فوج مرتب کر کے بلخ کی جانب روانہ ہوا سلطان سنجر کو اطلاع ملی تو چھ ہزار فوج لے کر مقابلہ پر آیا جس وقت دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا تو کندغری سلطان سنجر کی فوج سے نکل کر قدر خان کے پاس چلا گیا چنانچہ قدر خان نے اس کو تھوڑی سی فوج لے کر ترمذ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا چنانچہ کندغری نے ترمذ پر قبضہ کر لیا۔

قدر خان کی گرفتاری:۔ اس دوران سلطان سنجر کو یہ خبر ملی کہ قدر خان بلخ کے قریب پہنچ گیا ہے اور کندغری کے ساتھ تیس سواریوں کے ساتھ شکار کھینے کو نکل ہے۔ سلطان سنجر نے فوراً ایک فوج امیر برغش کی کمان میں ان دونوں کی گرفتاری کے لئے روانہ کر دی چنانچہ امیر برغش نے ان دونوں کو گرفتار کر لیا اور بزرگ نجر سلطان سنجر کے دربار میں حاضر کر دیا۔ بعض مورخین کا یہ بیان ہے کہ قدر خان اور سلطان سنجر کی جنگ ہوئی تھی اور سلطان سنجر نے شکست دے کر گرفتار ہو گیا تھا اس کے بعد ترمذ کی طرف گیا اور محاصرہ کر لیا کندغری نے اس کی درخواست کی چنانچہ سلطان سنجر نے اس کو امن دے دیا اور وہ امن حاصل کر کے غزنی چلا گیا۔ محمد ارسلان خان بن سپہمان خان بن داؤد بقراخان ان دونوں مرو میں تھا سلطان سنجر نے اسے مرو سے طلب کر کے سمرقند کی حکومت پر مقرر کیا محمد ارسلان خان ملوک خانیہ و راء النہر کی سسل سے تھا اس کی ماں سلطان سنجر کی بیٹی تھی۔ ۱..... اپنے آباؤ اجداد کے ملک سے نکال دیا گیا چنانچہ مرو چلا گیا اور وہیں قیام پذیر رہا۔ تیمور لنگ:۔ جب قدر خان مارا گیا تو سلطان سنجر نے اسے ان ممالک کی حکومت عطا کی اور بڑی فوج کے ساتھ اسے روانہ کیا چنانچہ اس نے ان ممالک کو فتح کر لیا اور استقلال کے ساتھ حکمرانی کرنے لگا۔ کچھ عرصے بعد امراء ترک میں سے امیر تیمور لنگ نے خود مختار حکومت کا جھنڈا بلند کیا۔ فوجیں حاصل کیں اور محمد خان کے ارادے سے سمرقند کی طرف روانہ ہو گیا محمد خان نے سلطان سنجر سے امداد کی درخواست کی سلطان سنجر نے ایک فوج

۱ دیکھیں ابن اثیر کی (تاریخ اکمل جلد ۶ ص ۴۲۳) ۴۹۵ھ کے واقعات۔ ۲ یہاں صحیح لفظ ”کندغری“ ہے۔ دیکھیں (تاریخ اکمل جلد ۶ ص ۴۲۳) جبکہ یک نسخہ میں ”کندغری“ ہے۔

۳ اصل کتاب میں جگہ خالی ہے (مترجم) جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۴ ص ۳۹۷) پر موجود متن کے لحاظ سے عبارت مکمل ہے اور صرف دو فقرہ زائد ہیں جنہی ملک شاہ و حکمران بنایا رہا ملک شاہ حکمران بنایا گیا اور اپنے آباؤ اجداد کے ملک سے نکال دیا گیا۔ آگے عبارت اس طرح ہے جیسا کہ آپ ترجمہ میں ملاحظہ فرما رہے ہیں (مترجم)۔

اس کی کمک پر بھیج دی چنانچہ امیر تیمور کو شکست ہوئی اور اس کا سارا لشکر منتشر ہو گیا اور سلطان خجری فوج اس کے پاس واپس آ گئی۔

محمد خان کی بغاوت - کچھ عرصے بعد سلطان خجری کے کانوں تک یہ خبر پہنچی کہ محمد خان (والی سمرقند) رعایا کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کر رہا ہے اور شاہی احکام کی پرواہ نہیں کرتا، سلطان خجری یہ خبر سنکر آگ بگولا ہو گیا، فوجیں مرتب کر کے ۵۷۰ھ میں سمرقند کی جانب روانہ ہوا، محمد خان کے ہوش پر اس ہو گئے انجم سے ڈر کر امیر قراج کے ذریعہ صلح کا پیغام بھیجا (امیر قراج سلطان خجری کے دربار کا ایک اہم امیر تھا) معذرت کی، اطاعت و فرمانبرداری کا حلف اٹھایا، سلطان خجری دربار میں حاضری کی شرط پر نصیر کا وعدہ کر لیا، مگر محمد خان پر سلطان خجری کا خوف اتنا غالب تھا کہ بجائے حاضر کے یہ درخواست کی یہ خانہ زاد شرم و ندامت و رسوا شہی کی وجہ سے حاضر نہیں ہو سکتا۔ لہذا دریائے جیحون کے دوسرے کنارے اظہار فرمانبرداری کے لئے زمین بوسی کو حاضر ہوگا سلطان خجری نے اس درخواست کو منظور فرمایا چنانچہ سلطان خجری اپنے شاہی لشکر کے ساتھ جیحون کے ایک کنارے پر رونق فرود ہوا دوسری طرف کے کنارے پر محمد خان خوفزدہ اور کانپتا ہوا آیا اور زمین بوس ہو گیا۔

سلطان خجری کا سمرقند پر قبضہ :- آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ سلطان خجری نے سمرقند پر قبضے کے بعد محمد ارسلان خان بن سلیمان بن داؤد بقر خان کو مرو سے بلوا کر سمرقند کی حکومت پر مقرر کیا تھا مگر تھوڑے دن گزرنے نہ پائے تھے کہ ارسلان خان فالج میں مبتلا ہو گیا اس نے اپنے بیٹے بقر خان کو حکومت وادرت پر اپنا نائب مقرر کیا، اہل سمرقند نے ہنگامہ کر کے اسے مار ڈالا۔ اس شورش و ہنگامہ کے محرک دو افراد جن میں سے ایک عیوی تھا محمد ارسلان خان اس ہنگامہ کے وقت موجود نہ تھا جب اس کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو بے حد رنجیدہ ہو گیا ادھر اپنے دوسرے بیٹے کو ترکستان سے انتقام لینے کے لئے روانہ کیا، چنانچہ اس نے سمرقند پہنچ کر علوی کو اس کے ساتھیوں سمیت قتل کر دیا ادھر سلطان خجری کو بھی خط بھیجا کہ سمرقند پر آپ قبضہ کر دیجئے سمرقند کی حکومت میرے بس کی نہیں ہے میں مفلوج ہوں سلطان خجری یہ خبر سن کر سمرقند کی جانب روانہ ہو گیا اتنے میں محمد یعنی ارسلان خان کا بیٹا سمرقند کے باغیوں اور اپنے بھائی کے قاتلوں کو قتل کر کے اپنے باپ ارسلان کے پاس واپس آیا چنانچہ ارسلان خان نے سلطان خجری کو یہ حارات لکھے ورواپس جانے کی درخواست کی مگر سلطان خجری کو اس سے برہمی پیدا ہو گئی سخت ناراض ہوا ابھی اس کا غصہ فرو ہونے نہ پایا تھا کہ چند مسلح لوگ حاضر کئے گئے جنہوں نے تشدد اور زد و کوب کے بعد اقرار کیا کہ ہم لوگوں کو محمد خان نے حضور کو قتل کرنے کو بھیجا ہے۔ اس سے سلطان خجری برہمی اور بڑھ گئی، کوچ کر کے سمرقند پہنچا اور بات کی بزور تیغ قبضہ کر لیا۔ محمد خان ایک قلعہ بند ہو گیا۔ سلطان خجری نے اس کو امان دے دی اور جب وہ قلعہ سے نکل کر حاضر ہوا۔ تو سلطان خجری نے اس کی عزت افزائی کی۔ اور اسے اس کی بیٹی اپنی بیوی کے پاس بھیج دیا۔ چنانچہ محمد خان وہیں مقیم رہا یہاں تک کہ وفات پائی۔ اس کے بعد سلطان خجری حسین تلکین کو سمرقند کی حکومت پر مقرر کر کے خراسان کی جانب لوٹ گیا پھر جب حسین تلکین مر گیا تو محمود خان بن محمد خان (اپنی بیوی کے بھائی) کو سمرقند کی حکومت عطا کی۔

ترکستان پر تاتاریوں کا قبضہ اور دولت خانہ کا انقضاض :- علامہ ابن اثیر نے ان واقعات کو مسلسل بیان نہیں کیا اور نہ کامل میں دوست و حکومت خانہ کے حالات واضح طور پر لکھے گئے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے موقع دیا اور میں آئندہ زندہ رہا تو اس دولت و حکومت کے واقعات کو انتہائی تحقیق سے تحریر کروں گا اور نہایت مناسب طریقہ سے ان کو مسلسل و مرتب کروں گا میں نے جیسا کہ ان واقعات کو ترتیب وار لکھنے کا حق تھا نہیں لکھا کیونکہ ابن اثیر نے انہیں مکمل طور سے نہیں لکھا بہر کیف ابن اثیر نے جو کچھ ایک طریقہ سے اس کی روایت کی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے۔

قراخان کا قبول اسلام - بلاد ترکستان کا شغری، ساغون، فتن، طراز اور اس کے قرب و جوار کے علاقے ماوراء النہر وغیرہ حکمرانان خانہ کے قبضہ میں تھے۔ حکمرانان خانہ ترک تھے اور بادشاہ افراسیاب کی نسل سے تھے جو ملوک کیانپہ قارک کا مقابل تھا۔ سبق قراخان (موک خاں کا مورث اعلیٰ) سب سے پہلے دائر اسلام میں داخل ہوا۔

سبق قراخان کے اسلام لانے کا یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے ایک رات یہ خواب دیکھا کہ آسمان سے کوئی شخص اتر اور اس نے بزبان عربی کچھ کہا اس کے یہ معنی تھے اسلام قبول کر لے تاکہ دنیا و آخرت میں سلامت رہے یہ سنتے ہی خواب ہی میں قراخان نے دین اسلام قبول کر لیا۔ صبح

ہوئی تو اپنے اسلام کا اظہار کر دیا۔ جب اس نے اس دنیا سے کوچ کیا تو اس کا بیٹا موسیٰ حکمران بنا اس کے بعد نسلًا بعد نسل اس کے خاندان میں حکومت کا سلسلہ چلتا رہا یہاں تک کہ ارسلان خان بن محمد خان بن سلیمان بن حکومت کی کرسی پر بیٹھا۔

قدر خان کی بغاوت: ۴۹۲ھ میں قدر خان نے ترکوں کو جمع کر کے اس کے خلاف خروج کیا ترکوں میں متعدد گروپ تھے ان میں سے فرغیہ بھی تھے جنہوں نے خراسان کی جانب عبور کیا تھا اور اسے تباہ و برباد کا تھا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔ ارسلان خان کا ایک بیٹا بقرا خان تھا اس نے مصہبت میں ایک شخص شریف علوی محمد بن ابی شجاع سمرقندی رہتا تھا اس نے بقرا خان کو ارسلان خان کے خلاف حکومت و سلطنت حاصل کرنے پر ابھارا۔ ارسلان خان کو اس کی خبر مل گئی چنانچہ دونوں کو گرفتار کر کے مار ڈالا اس کے بعد فارغلیہ اور ارسلان خان میں کشیدگی پیدا ہو گئی اور وہ رفتہ رفتہ بغاوت و مخالفت پر کمر بستہ ہو گئے۔ ارسلان خان نے سلطان سنجر سے امداد کی درخواست کی چنانچہ ۵۲۳ھ میں سلطان سنجر دریائے جیحون عبور کر کے سمرقند پہنچا۔ فرغیہ مقابلہ نہ کر سکے اور بھاگ گئے اس کے بعد چند مشتبہ اشخاص شاہی دربار میں حاضر لائے گئے سلطان سنجر نے ان کو مشکوک سمجھ کر مارا پینا قتل کی دھمکی دی تب ان لوگوں نے یہ ظاہر کیا کہ ارسلان خان نے ہمیں آپ کے قتل پر مامور کیا تھا۔

ارسلان خان کی گرفتاری: سلطان سنجر یہ سن کر غصہ کی حالت میں سمرقند کی جانب واپس گیا اور شہر اور قلعہ پر قبضہ کر لیا اور ارسلان خان کو گرفتار کر کے بچ بچ دیا۔ چنانچہ یہیں اس کی وفات ہوئی۔

بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ یہ اختراعی قصہ ہے اس کی اصلیت کچھ نہیں ہے یہ قضیہ سمرقند پر قبضہ کرنے کی تدبیر تھی۔ سلطان سنجر نے سمرقند پر قبضہ کرنے کے بعد ابوالمعالی حسن بن علی معروف بہ حین تکین کو سمرقند کا گورنر مقرر کیا۔ حسین تکین خاندان حکومت خانیہ کا ایک ممبر تھا۔ تھوڑے دن حکومت کر کے مر گیا۔ تب سلطان سنجر نے اس کی جگہ محمود خان بن ارسلان خان کو جو اس کی بیوی کا بھائی تھا حکومت عطا کی۔

کو خان: ۵۲۳ھ میں کو خان بادشاہ چین نے عظیم فوج لے کر کاشغر پر چڑھائی کی ”کو“ کے معنی زبان چین میں بڑے کے ہیں اور لفظ خان ترک کے ہر بادشاہ کے نام کے ساتھ بطور لقب ملایا جاتا تھا ”کو خان“ اور (بھینگا تھا) بادشاہان ترک کی طرح زرین تاج سر پر رکھتا اور حریر و دیبا زینتیں کیا کرتا تھا۔ الغرض جب کو خان سرحد چین سے نکل کر ترکستان میں پہنچا تا تاری ترکوں کا جم غفیر جو کو خان کی فوج کشی سے مدتوں پہلے چین سے نکل کر ان ممالک میں چلا آیا تھا اور ملوک خانیہ کی خدمت کو باعث ترفع و عزت سمجھتا تھا کو خان کی فوج میں داخل ہو گیا جس سے ”کو خان“ کی فوج میں معقول اضافہ ہو گیا۔ والی کاشغر احمد خان بن حسین لشکر مرتب کر کے مقابلہ پر آیا۔ لیکن پہلے ہی حملہ میں پاؤں اکھڑ گئے چنانچہ تا تاری ترکوں کا گروہ اس کے ساتھ ان ممالک میں رک گیا۔

ارسلان محمد اور تا تاری: ان تا تاریوں کے چین سے نکلنے اور ساغون میں آ کر مقیم ہونے کا سبب یہ بھی بیان کا جاتا ہے کہ ارسلان محمد ان لوگوں سے بوقت ضرورت جنگ فوجی خدمت اور مدد لیتا دیتا تھا۔ اس نے ان کو جاگیریں بھی دے رکھی تھیں۔ وظائف اور تنخواہیں دیتا تھا غرضیکہ سرحد کی حفاظت کے خیال سے ان کی ضروریات زندگی کافی تعداد میں مقرر کئے ہوئے تھا۔ مگر کسی وجہ سے ان لوگوں کو ارسلان محمد سے کشیدگی پیدا ہو گئی، سرحد سے ٹڈی دل گروہ نکل پڑا اور بلاد ساغون میں داخل ہو کر مقیم ہو گیا۔ ارسلان محمد نے ان کو واپس کرنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا پھر جب کو خان کے لشکر کا سیلاب ترکستان میں آیا تو یہ لوگ اس کی فوج میں شامل ہو گئے۔ ممالک اسلامیہ میں تباہی کا ہاتھ بڑھایا۔ لوٹ مار اور غارتگری شروع کر دی، یکے بعد دیگرے شہروں پر قبضہ کرنے لگے۔ جب کسی شہر پر قابض ہوتے تو ہر مکان سے ایک دینار بطور تاوان جنگ وصول کرتے اور جو حکمران ان کا مطیع ہو جاتا اس کو بیٹی میں ایک چہر اس لگانے کا حکم دیتے تھے۔ گویا یہ ان کی اطاعت و غلامت تھی اس کے بعد ۵۳۱ھ میں بلاد ماوراء النہر کی طرف بڑھے محمود خان بن ارسلان خان مقابلہ پر آیا۔ تا تاریوں نے محمود خان کو شکست دے دی وہ بھاگ کر سمرقند و بخارا کی طرف چلا گیا محمود خان اس شکست کے بعد ہمت ہار گیا۔

چینیوں اور تا تاریوں سے جنگ: سلطان سنجر (والی بختان) ملوک غوری حکمرانان غزی اور شاہان ماوراء النہر کو مسلمانوں کی منظومی کے واقعات لکھے اور ان کو تا تاریوں کے مقابلہ پر اپنی مدد کے لئے بلوایا اور ماہ ذی الحجہ ۵۳۵ھ میں دریا کو عبور کر کے چینی اور تا تاری ترکوں سے جنگ کرنے کے لئے بڑھاتا ترکوں کا ایک گروہ فارغلیہ سامنے آ گیا۔ ان کی گرفتاری کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا اور فارغلیہ کو خان کے پاس بھاگ گئے اور اس

نے سلطان سنجر کو سفارش کھینے کی درخواست کی۔ سلطان سنجر نے کوخان کی سفارش قبول نہ کی۔ بلکہ اسلام قبول کرنے کا خط لکھا اور اسلام قبول نہ کرنے کی صورت میں برے انجام کی دھمکی دی جس وقت یہ خط کوخان کے پاس پہنچا۔ غصہ سے کانپ اٹھا ایلیچی کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور اپنی مذکورہ فوج جس میں ختنی تاتاری اور فارغلیہ بھی تھے (مرتب کر کے سلطان سنجر بھی اس خبر سے مطلع ہو کر خٹھوک میدان میں آ گیا۔ پہلی صفر ۵۳۶ھ میں جنگ کی نوبت آ گئی۔ مینہ پر امیر قمان تھا اور میسرہ پر (والی بختان) گھسان لڑائی ہوئی۔

سلطان سنجر کی شکست۔ فارغلیہ کی علیحدگی سے سخت نقصان کا سامنا کرنا پڑا سلطان سنجر کے پاؤں میدان جنگ سے اکھڑ گئے اور اسلامی افواج کو شکست ہو گئی۔ دو رتک ختیوں اور تاتاریوں نے قتل و غارت کرتے ہوئے مسلمانوں کا تعاقب کیا۔ والی بختان امیر قمان اور سلطان سنجر کی بیگم بنت ارسلان خان محمد گرفتار ہو گئی کچھ عرصے بعد فریق مخالف نے رہا کر دیا۔ اس جنگ سے زیادہ عظیم کوئی واقعہ اسلام میں پیش نہیں آیا نہایت بری طرف مسلمان پامال کئے گئے تھے۔ اسی زمانہ سے ماوراء النہر وغیرہ میں لیسے تاتاریوں کی حکومت قائم ہو گئی اور حکومت و دولت خانیہ کا، جوان مرگ میں تھی خاتمہ ہو گیا اس وقت تک یہ دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے۔ بلکہ کفر پر قائم تھے۔

کوخان کی موت: ۵۴۳ھ میں کوخان مر گیا۔ یہ نہایت خوبصورت، وجیہ اور خوش آواز شخص تھا چینی ریشم پہنتا تھا اس کا رعب و دب اس کے ساتھیوں و لشکریوں پر اتنا زیادہ تھا کہ کوئی شخص رعیت کے مال و اسباب کی طرف ہاتھ نہ بڑھاتا تھا۔ کوئی امیر ایک سو سواروں سے زائد اپنے دستے میں نہ رکھتا تھا۔ ظلم اور شراب نوشی کی قطعاً ممانعت تھی جو شخص اس جرم میں گرفتار ہو کر آتا اس کو نہایت سخت سزا دیتا تھا لیکن زنا کو مذموم نہیں سمجھتا تھا ورنہ کوئی اس کی سزا تھی جب مر گیا تو اس کی بیٹی حکمران بنی لیکن تھوڑے دنوں بعد یہ بھی مر گئی۔ تب اس کے بعد اس کی ماں یعنی کوخان کی بیوی نے حکومت اپنے ہاتھ میں لی اس زمانہ سے ماوراء النہر کا علاقہ مسلسل انہی تاتاری ترکوں کے قبضہ میں رہا یہاں تک کہ علاء الدین محمد بن خوارزم شاہ (ہانی دوست خوارزمیہ) نے ۶۱۲ھ میں ان کو مغلوب کر لیا جیسا کہ آپ حکومت خوارزم کے سلسلہ میں پڑھ چکے ہیں۔

جعفری خان: انہی واقعات کے دوران جس وقت خاندان دولت خانیہ میں سے جعفری خان بن حسین تکیں نے، ماوراء النہر اور بخارا کی حکومت اپنے ہاتھ میں لی تھی۔ انہیں دنوں ۵۵۹ھ میں فارغلیہ محنت و مزدوری کرنے پر مجبور کیا تھا۔ مگر فارغلیہ نے اس سے انکار کر دیا اور لڑائی پر تیار ہو گئے مسیح ہو کر بخارا کی جانب بڑھے۔ پہلے تو جعفری خان نے ان کو سمجھایا لیکن وہ راہ پر نہ آئے۔ اتنے میں بقراخان کا دور دورہ شروع ہو گیا اس نے انہیں مطیع کرنے کے لئے بخارا کے قریب حملہ کیا۔ فارغلیہ شکست کھا کر بھاگے بقراخان نے نہایت بے رحمی سے انہیں پامال کیا۔ ان کے اثر کو مٹا دیا باقی، ندگان کو اطراف سمرقند کی جانب جد و وطن کر کے بھیج دیا۔ اس سے آئندہ ان اطراف میں فتنہ فساد کا وجود باقی نہ رہا اور امن و امان کا دور دورہ ہو گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

خلفاء عباسیہ کے زیر اثر ”غوری حکمرانوں“ کے حالات و واقعات

بنی حسین: امیر سبکتگین کے دور حکومت میں بنی حسین مملکت غور پر بنی سبکتگین کی طرف سے حکمرانی کر رہے تھے۔ بڑے رعب داب و رشتہ و شوکت والے تھے۔ بنی سبکتگین کے آخری دور میں بنی حسین کے چار امراء کے نام زیادہ مشہور ہوئے اور انہی کے زمانے سے غوریوں کی حکومت و سلطنت مستحکم و مستقر بنی وہ نام یہ ہیں محمد ①، شوری، حسین شاہ اور سام یہ چاروں حسین کی اولاد میں سے تھے۔ حسین کو نہ کسی کی طرف منسوب نہیں کیا جاسکتا۔

بہرام شاہ: جن دنوں بہرام شاہ اور اس کے بھائی ارسلان شاہ کے درمیان خانہ جنگی شروع ہوئی محمد بن حسین، ارسلان شاہ سے مل گیا، بہرام شاہ کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی، اتنے میں ارسلان شاہ کا زمانہ حکومت ختم ہو گیا اور بہرام شاہ غزنی کا حکمران بنا چنانچہ محمد بن حسین اپنے ساتھیوں کے ساتھ ۵۴۳ھ میں بظاہر مذاقات کے لئے غزنی آیا مگر بہرام شاہ تاڑ گیا کہ محمد بن حسین کا محض ملنے کے لئے غزنی میں آنا خالی ازعت نہیں ہے چنانچہ گرفتار کر کے قتل کر دیا۔ اس سے غوریوں میں اشتعال پیدا ہو گیا پھر غزنی پر غوریوں کے حملے کا بھی ظاہری باعث و محرک بھی یہی قتل بنا۔

① اس کو مموثر بن قطب الدین محمد کے نام سے یاد کرتے ہیں اور شوری کو سیف الدین شوری کے نام سے، دیکھو تاریخ فرشتہ۔ (مترجم)

سیف الدین کی حکومت: محمد کے قتل کے بعد اس کے بھائی حسین شاہ^۱ بن حسین نے حکمران کی عبا زب تن کی اس کے بعد غوریوں کا آپس میں کچھ جھگڑا ہوا تب اس کا بھائی (سیف الدین) شوری حکومت کی کرسی پر بیٹھا اور اپنے بھائی محمد کے خون کا بدلہ لینے کے لئے غزنی پر فوج کشی کی یہ واقعہ ۵۴۳ھ کا ہے۔ چنانچہ بہرام شاہ مقابلہ نہیں کر سکا اور غزنی کو خیر باد کہہ کر ہندوستان چلا گیا۔ اور سیف الدین شوری نے غزنی پر قبضہ کر لیا۔ کچھ عرصے بعد بہرام شاہ ہندوستان سے فوجیں لے کر غزنی کو سیف الدین شوری سے چھیننے کے لئے واپس آیا۔ مقدمہ کشیش سالار بن حسین، امیر ہند و برابر امیر ندوی تھے سیف الدین شوری بھی لشکر تیار کر کے مقابلہ کے لئے آیا غزنی کا لشکر جو اس کے دستے میں تھا مقابلہ کے وقت بہرام شاہ سے یعنی اپنے پرانے ولی نعمت سے مل گیا جس کی وجہ سے سیف الدین شوری کو شکست ہو گئی اسے خود لشکر یوں نے گرفتار کر کے بہرام شاہ کے حوالہ کر دیا۔ ۵۴۴ھ میں بہرام شاہ کامیابی کا جھنڈا لے ہوئے غزنی میں داخل ہوا اور سیف الدین شوری کی تشہیر کرا کے شہر پناہ کے دروازے پر سولی دیدی۔

علاء الدین کی حکومت: سیف الدین شوری کے قتل کے بعد بلاد غور کی حکومت پر اس کا بھائی حسین شاہ علاء الدین قابض ہوا۔ اس نے غوری تمام پہاڑیوں اور شہر فیروز کوہ پر قبضہ کر لیا۔ فیروز کوہ غزنی اور ہندوستان کے درمیان واقع تھا جس کی وسعت اور آبادی خراسان کے تقریباً برابر تھی علاء الدین نے نہایت استقلال و استحکام کے ساتھ حکومت کی، خراسان پر قبضہ کرنے کی خواہش ہوئی۔ اہل ہرات کی استدعا پر ہرات کا رخ کیا۔ تین مرتبہ کے محاصرے کے بعد امان کے ساتھ اس پر قبضہ کر لیا اور سلطان سنجہ کے نام کا خطبہ پڑھا۔ پھر بلخ کی جانب بڑھا۔ اس وقت سلطان سنجہ کی طرف سے امیر قماج بلخ کا گورنری تھا مقابلہ کے وقت اہل بلخ نے دھوکا دیا جس سے امیر قماج کے پاؤں اکھڑ گئے چنانچہ علاء الدین نے بلخ پر قبضہ کر لیا۔ سلطان سنجہ کو ان واقعات کی اطلاع ملی تو فوجیں لے کر علاء الدین کے مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی اور سلطان سنجہ کو فتح حاصل ہوئی، علاء الدین کو گرفتار کر لیا گیا کچھ عرصے بعد سلطان سنجہ نے اس خلعت دے کر دوبارہ فیروز کوہ کی حکومت عطا کی۔

غزنی پر علاء الدین کا قبضہ: ... اس کے بعد ۵۴۴ھ میں علاء الدین نے غزنی پر یلغار کی بہرام شاہ میں مقابلہ کی قوت نہ تھی غزنی چھوڑ دیا۔ چنانچہ علاء الدین نے غزنی پر قبضہ کر کے انے بھائی سیف الدین کو حکومت غزنی پر مقرر کر کے فیروز کوہ کی واپس لوٹ گیا جس وقت موسم سرما آ گیا اور برف پاری کی وجہ سے فیروز کوہ اور غزنی کا راستہ بند ہو گیا غزنی والوں نے بہرام شاہ سے خط و کتاب کر کے اسے بلوایا چنانچہ بہرام شاہ ہندوستان سے فوجیں لے کر غزنی کے قریب پہنچ گیا اور اہل غزنی نے سیف الدین کو گرفتار کر کے بہرام شاہ کے حوالہ کر دیا۔ بہرام شاہ نے غزنی پر چڑھائی کر دی اور بزور تیغ فتح کر کے غزنی کو تباہ و برباد کر دیا سارے شہر کو جلا کر خاک و سیاہ کر دیا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔

علاء الدین اور شہاب الدین میں کشیدگی: الغرض جس وقت علاء الدین کی حکومت و سلطان کوہ استقلال و استحکام حاصل ہو گیا۔ تو وہ اپنے مقبوضات اور فتح کئے ہوئے صوبوں کے نظم و نسق کی جانب متوجہ ہوا۔ بلاد غور پر اپنے بھتیجیوں غیاث الدین اور شہاب الدین بن سام بن حسین کو مقرر کیا۔ ان دونوں نے نہایت خوبی سے اپنے مقبوضہ علاقوں کا انتظام کیا۔ رعایا کے حقوق کی مکمل نگہداشت کی جس سے عام طور پر لوگوں کے دل ان کی جانب مائل ہو گئے۔

علاء الدین کی غلط فہمی: ادھر دراندازوں نے ان کے چچا علاء الدین سے لگانا بجھانا شروع کر دیا۔ موقع پا کر یہ جزدیا کہ شہاب الدین اور غیاث الدین حکومت و سلطنت کے دعویدار ہو گئے ہیں اور آپ پر حملہ کی تیاری کر رہے ہیں علاء الدین غیاث الدین اور شہاب الدین کو بلوایا مگر وہ کسی وجہ سے نہ آ سکے اس لئے علاء الدین کا شبہ یقین کی حد تک پہنچ گیا۔ فوراً فوجیں مرتب کر کے دونوں کی گرفتاری کے لئے بھیج دیں۔ اتفاق سے علاء الدین کی فوج کو شکست ہو گئی اور غیاث الدین و شہاب الدین نے علانیہ اپنے چچا کی مخالفت کا اعلان کر کے اس کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا۔

علاء الدین کا دوبارہ حملہ: علاء الدین کو اس سے سخت جھلاہٹ پیدا ہو گئی۔ دوبارہ فوجیں مرتب کر کے خود جنگ کے ارادے سے غیاث الدین و شہاب الدین پر فوج کشی کی۔ سخت و خونریز جنگ ہوئی، بلا آخر علاء الدین کی فوج میدان جنگ سے پھر بھاگ گئی اور علاء الدین نے امن جھنڈا

۱ ابن اثیر کی (تاریخ الکامل جلد نمبر ۷ ص ۷۲) پر تحریر ہے کہ محمد کے قتل کے بعد اس کا بھائی سام بن حسین حکمران بنا۔

بند کر دیا۔ جنگ کے خاتمہ پر غیاث الدین اور شہاب الدین اپنے چچا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسے تخت حکومت پر بٹھ کر چھوٹوں کی طرح اس کی خدمت میں کھڑے ہو گئے۔ علاء الدین اپنے بھتیجیوں کی مردانگی اور سعادت مندی سے بہت خوش ہوا۔ پھر اپنی بیٹی کو غیاث الدین کے نکاح میں دیا اور مرتے وقت حکومت و سلطنت کی اس کے حق میں وصیت کر دی۔

غیاث الدین کی حکومت: علاء الدین (بادشاہ غور) کی ۵۵۶ھ میں وفات ہو گئی ابوالفتح غیاث الدین ابن سام ابن حسین دارالحکومت فیروز کوہ میں اپنے چچا علاء الدین کی وصیت کے مطابق حکمران بنا علاء الدین کی موت سے دولت غزنویہ کے ساتھیوں کی بنائی۔ انہوں نے مجتمع ہو کر ہنگامہ کر دیا اور غزنی امراء دولت غوریہ سے چھین لیا چنانچہ غیاث الدین کے قبضہ میں دارالحکومت فیروز کوہ اور اس کے مضافات و اس کے بھائی شہاب الدین کے قبضے میں صرف بلاد غور باقی رہ گئے۔ پندرہ سال کے بعد امراء دولت غزنویہ کی بدسلوکی سے غزنی والے دل برداشتہ ہو گئے تھے۔

غیاث الدین کا غزنی پر حملہ اس دوران غیاث الدین کی حکومت کو ہر طرح سے استحکام حاصل ہو گیا تھا چنانچہ فوجیں تیار کر کے غزنی پر چڑھائی کر دی۔ خراسانی غوری فوجیں اس کے ساتھ تھیں۔ ۵۵۷ھ میں دونوں فوجوں نے صف آرائی کی چنانچہ امراء دولت غزنویہ کو شکست ہو گئی اور غیاث الدین نے کامیابی کے ساتھ غزنی پر قبضہ کر لیا۔

کرمان اور شنوران پر قبضہ: اس کے بعد کرمان اور شنوران پر حملہ کیا۔ یہ کرمان ہندوستان اور غزنی کے درمیان میں واقع ہے۔ (اس سے ملک فارس کا کرمان مقصود نہیں ہے) کرمان اور شنوران فتح ہونے پر لاہور کی طرف قدم بڑھایا۔ خسرو شاہ (آخری تاجدار دولت غزنویہ) بن بہرہ شاہ نے اس کی اطلاع پا کر سامن کیا۔ اور اسے دریا عبور نہ کرنے دیا۔ مجبوراً غیاث الدین کو واپس ہونا پڑا واپسی کے وقت بعض پہاڑی علاقوں پر جو کہ ہندوستان کے پہاڑوں سے متصل تھے قبضہ کر لیا غزنی کی حکومت پر اپنے بھائی شہاب الدین کو مقرر کر کے اپنے دارالحکومت فیروز کوہ واپس چھوڑ گیا۔

شہاب الدین کا لاہور پر حملہ: شہاب الدین نے غزنی فتح کرنے کے بعد اہل غزنویہ کے ساتھ مدارات اور نرمی کا برتاؤ کیا حسن سوگ سے پیش آیا جس سے اس کی ہر دلعزیزی بڑھ گئی۔ حکومت و سلطنت کی بنیاد مستحکم ہو گئی۔ پھر اس نے ہندوستان کے اکثر سرحدی اور پہاڑی علاقوں کو فتح کر لیا۔ پھر اس کی ملک گیری و کشورستانی کا سیلاب لاہور تک پہنچ گیا جو اس زمانہ میں ملک خسرو (آخری تاجدار دولت غزنویہ) کا پایہ تخت تھا۔ ۵۵۹ھ میں شہاب الدین نے خراسان اور بلاد غور سے فوجیں بلا کر لاہور پر حملہ کر دیا دریا عبور کر کے لاہور کا محاصرہ کر لیا ادھر مسیح کی خط و کتابت شروع ہوئی سرسالی رشتہ قائم کرنے کی بنا ڈالی حسب خواہش جاگیریں دینے کا وعدہ کیا مگر شرط یہ لگا دی کہ میرے بھائی غیاث الدین کے نام کا خطبہ پڑھا جائے۔ مگر خسرو ملک نے اس سے انکار کر دیا تب شہاب الدین نے محاصرے میں سختی شروع کر دی۔ اہل شہر محاصرہ کی شدت اور طویل جنگ سے گھبرا گئے۔ اور خسرو ملک کو طعن و تشنیع اور نامناسب الفاظ سے یاد کرنے لگے۔

لاہور پر قبضہ: خسرو ملک نے قاضی شہر اور جامع مسجد کے خطیب کو اس کی درخواست دے کر شہاب الدین کی خدمت میں روانہ کیا چنانچہ شہاب الدین نے درخواست منظور کر لی اور فتحیابی کا جھنڈا لے ہوئے لاہور میں داخل ہو گیا چند دنوں تک خسرو ملک عزت و احترام کے ساتھ شہاب الدین ہی کی خدمت میں رہا۔

خسرو ملک کی گرفتاری: دو مہینہ کے بعد غیاث الدین کا حکم پہنچا کہ خسرو ملک کو اس کے اہل و عیال سمیت میرے پاس فیروز کوہ میں بھیج دو خسرو ملک کو اس سے خطرہ پیدا ہو گیا شہاب الدین نے اسے اطمینان دلایا قسمیں کھائیں چنانچہ خسرو ملک تن بہ تقدیر اپنے اہل و عیال سمیت ایک دستہ فوج کی نگرانی میں فیروز کوہ کی جانب روانہ ہو گیا غیاث الدین نے پہنچتے ہی خسرو ملک کو اس کے اہل و عیال سمیت ایک قلعہ میں قید کر دیا۔ خسرو ملک اور اس کے خاندان کی حکومت کا یہ آخری دور تھا۔

غیاث الدین کا حکم جس وقت غیاث الدین کی حکومت کا جھنڈا پایہ تخت لاہور پر گاڑ دیا گیا اس نے اپنے بھائی شہاب الدین کو جولاہور کی فتح پر مقرر تھا حکم بھیجا کہ منبروں پر میرے نام کا خطبہ پڑھا جائے اور مجھے سلطان کے لقب سے یاد کیا جائے۔ میرے نام کے ساتھ یہ الفاظ القاب کے طور پر بڑھائے جائیں ”غیاث الدین اور الدین معین الاسلام و المسلمین قیم امیر المومنین ساتھ ہی اپنے بھائی کو بھی ”عز الدین“ کا خطاب عنایت کیا۔

ہرات پر قبضہ شہاب الدین لاہور کی مہم سے فارغ ہو کر اپنے بھائی غیاث الدین کی خدمت میں فروز کوہ پہنچ گیا دونوں بھائی ہرات پر قبضہ کرنے کے بارے میں متفق رائے ہو گئے اور فوجیں مرتب کر کے ہرات کی جانب بڑھے اس وقت ہرات میں سلطان سنجر کی حکومت کا جھنڈا الہراہ تھا اس کا گورنر اپنی فوج کے ساتھ رہتا تھا۔ غیاث الدین نے ہرات پہنچ کر محاصرہ کر لیا گورنر ہرات اس کا مقابلہ نہ کر سکا چنانچہ امن حاصل کر کے شہر اس کے حوالہ کر دیا۔ ہرات پر قبضہ کرنے کے بعد اس نے پوشی کی طرف قدم بڑھایا۔ فتحمدی ان کے ساتھ میں تھی، پوشی پر بھی قبضہ ہو گیا۔ پھر بادغیش کی طرف روانہ ہوئے اور اسے بھی فتح کر لیا۔ ان کامیابیوں کے بعد غیاث الدین فروز کوہ کی جانب اور شہاب الدین غزنی کی طرف واپس چلے گئے۔

لجہ کا محاصرہ: شہاب الدین نے غزنی پہنچ کر چند دن آرام کرنے کی غرض سے قیام کیا۔ جب فوج سفر و جنگ کی تھکن سے آرام حاصل کر چکی تو شہاب الدین نے ہندوستان پر جہاد کے لئے تیاری کا حکم دے دیا۔ چنانچہ ۵۴۷ھ میں غزنی سے روانہ ہو کر شہر اجڑہ (یا لجہ) کا محاصرہ کر لیا۔ ”لجہ اجڑہ“ نے قلعہ بندی کر لی۔ لڑائی کا بازار گرم ہو گیا۔ مدتوں لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔

رانی کے ساتھ خط و کتابت: شہاب الدین نے اس بات کا احساس کر کے کہ جنگ سے کامیابی بڑی مشکل اور دیر سے حاصل ہوگی رانی سے خط و کتابت شروع کی۔ اور اس کو یہ کہلوا بھیجا کہ اگر تم اس کی فتح میں میرا ہاتھ بٹاؤ گے اور میں شہر کو مسخر و فتح کر لوں گا تو میں تم سے فتح یابی کے بعد نکاح کر لوں گا اور تمہیں ملکہ جہاں بناؤں گا رانی نے جواب دیا کہ میں تو اس قابل نہیں رہی۔ البتہ میری بیٹی حاضر ہے۔ آپ اس نکاح سے کر لیجئے گا مگر میرے مال اسباب کو ہاتھ مت لگائیے گا۔ چنانچہ شہاب الدین نے منظور کر لیا۔ ادھر رانی نے موقع پا کر لجہ کو زبردستی دیا۔ جس سے لجہ مر گیا۔

لجہ کی فتح: شہاب الدین نے اس ترکیب سے آسانی کے ساتھ شہر پر قبضہ کر لیا۔ اور وعدہ کے مطابق لجہ کی لڑکی کو مسلمان کر کے اپنی زوجیت میں لے لیا اور اس کی ماں کے ساتھ ارکان اسلام کی تعلیم کے لیے عزت و احترام کے ساتھ غزنی بھیج دیا۔ چند دنوں کے بعد رانی مر گئی اور دس سال کے بعد اس کی لڑکی بھی انتقال کر گئی ۵۔ متعدد اور بیشمار شہر فتح کیے اس کی فتح یابی کی وجہ سے ہند کے دور دراز علاقوں میں اس حد تک پہنچ گئیں۔ جہاں تک کہ اس سے پہلے کسی اسلامی مجاہد کا گزرتا نہیں ہوا تھا۔

راجاؤں کی تیاریاں: فتح لجہ (سندھ) سے ہندوستان کے راجاؤں میں ہل چل مچ گئی ہر ایک کو اپنی راج گدی (ریاست) بچانے کی پڑ گئی اور وہ ایک دوسرے سے شہاب الدین کے حملوں سے بچنے کے بارے میں خط و کتابت کرنے لگے نصیحت، نصیحت اور ملامت بھرے خطوط لکھے چنانچہ سب نے ایک دوسرے کی مدد کی قسمیں کھائیں۔ اطراف و جوانب سے فوجیں تیار کر کے لشکر اسلام کے مقابلہ پر آ گئے۔

لشکر اسلام کی شکست: شہاب الدین بھی غوری، خلجی اور خراسانی فوجیں لے کر خرم ٹھونک کر میدان جنگ میں آ گیا۔ چنانچہ ہنگامہ کارزار شروع ہوا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد لشکر اسلام کو شکست ہوئی، راجپوتوں نے سختی کے ساتھ انھیں قتل کرنا شروع کر دیا۔ شہاب الدین زخمی ہو کر گھوڑے سے گر پڑا۔ بایاں ہاتھ بیکار ہو گیا سر پر شدید زخم آیا بھگدڑ میں کسی کو یہ خبر بھی نہ ہوئی کہ شہاب الدین کہاں ہے؟ اتنے میں رات نے آ کر بیچ بچاؤ کر دیا۔ راجپوتوں نے قتل اور تعاقب سے ہاتھ کھینچ لیا۔

مسلمانوں کی پسپائی: خدام حکومت شہاب الدین کو ڈھونڈ کر زخموں اور شہیدوں کے درمیان سے اٹھالائے۔ اور سفر کرتے ہوئے غزنی پہنچ

۱۔ کاتب کی غلطی ہے ۵۷۴ھ پڑھا جائے۔ کیونکہ غیاث الدین ۵۷۴ھ میں علاء الدین کی وفات کے بعد تخت نشین ہوا تھا اور یہ واقعہ اس کے بعد کا ہے۔ (مترجم)۔

۲۔ ابن اثیر نے سن ۵۴۷ھ کے واقعات میں بیان کیا ہے کہ اہل غزنی اس کی قبر کی زیارت کرتے تھے۔

گئے دوست غوریہ کے حامی یہ سن کر عیادت کے لئے آئے۔ اطراف و جوانب کے وفود حاضر ہوئے پھر غیاث الدین نے تازہ دم فوج منب پر چھٹی یہی مرتبہ جلد بازی سے جنگ کرنے پر نصیحت و ملامت کی۔ ❶

غیاث الدین کی امداد: اس شکست سے شہاب الدین کو سخت صدمہ ہوا۔ عرصے تک اسی ادھیڑ بن میں رہا کہ ہندو راجاؤں سے سب دوس طرح نقمیاں جاتیں۔ بالآخر جب غیاث الدین کی تازہ دم فوج مدد کے لئے آگئی تو شہاب الدین نے دوبارہ ہندوستان کا رخ کیا۔

پرتھوی راج کی دھمکی: پرتھو راج نے کہلویا کو بہتر یہ ہوگا کہ آپ ہندوستان کا رخ نہ کریں بلکہ اپنے زیر کنٹروں علاقوں کو بھی سمرے دے کر کے ہندوستان سے نکل جائیں ورنہ اس مرتبہ آپ کی خیر نہیں ہے۔ شہاب الدین نے جواب دیا ”میں چونکہ خود مختار نہیں ہوں میں اپنے بھائی و اس کی طمع کرتا ہوں گرواپسی کی اجازت آگئی تو میں پیشک واپس چلا جاؤنگا“ دونوں حریف مورچہ بند کئے ہوئے ایک دوسرے سے مقابلہ پر پڑے رہے راجپوتوں نے پورے طور سے حفاظت کا سامان کر لیا تھا۔

غیبی امداد: دریائے سرستی (سرسوتی) کے قابل عبور مقامات کی حفاظت پر فوجیں متعین کر دی تھیں۔ کشتیاں بنادی گئی تھیں شہاب الدین اس فکر میں تھا کہ کس طرح دریا عبور کر کے پرتھو راج کی فوج پر حملہ کرنا چاہئے؟ مگر موقع نہیں مل پاتا تھا اور نہ کوئی سامان دریا عبور کرنے کا ساتھ تھا۔ ایک دن ایک ہندو سپہی لشکر میں آیا اور اس نے قابل عبور مقام کا پتہ بتایا۔ شہاب الدین کو خطرہ پیدا ہو گیا کہ کہیں یہ دھوکا نہ دے رہا ہو۔ وہ سی ہنس و پیش میں تھا کہ اہل جرہ و رملتان کے ایک گروپ نے اس کی تصدیق کی۔

پرتھو راج پر حملہ: پھر کیا تھا، مسلمانوں کو موقع مل گیا۔ امیر حسن بن حرمیہ غوری نے رات کے وقت اسی قابل عبور مقام سے ایک فوج دوسرے کنارے پر اتار دی۔ چنانچہ لڑائی کا بازار گرم ہو گیا۔ دریا کے محافظین سے میدان خالی ہونے پر شہاب الدین بھی اپنے بقیہ لشکر سمیت دریا عبور کر کے راجپوتوں کی فوج پر جا پڑا۔ گھسان کی لڑائی شروع ہو گئی۔

پرتھو راج کا قتل: لشکر اسلام نے چاروں طرف سے گھیر کر قتل کی اور پامانی کی کوئی کسر نہیں چھوڑی گنتی کے چند زندہ بچ سکے ہزاروں ہندوؤں برفراز لے گئے پرتھو راج پکڑ دھکڑ میں مارا گیا۔

شہاب الدین کی فتوحات: اس جنگ سے ہندو راجاؤں کے دلوں پر شہاب الدین کے رعب و داب کا سکہ بیٹھ گیا۔ اکثر شہروں پر سانی سے قبضہ ہو گیا۔ شہاب الدین نے ان لوگوں پر جزیہ مقرر کیا اور ان لوگوں نے خوشی سے اس کو قبول کر کے صلح کر لی ضمانت دی۔ شہاب الدین نے دہلی کی حکومت پر قطب الدین ایک کو مقرر کیا۔ دہلی اس زمانہ میں بھی دارالسلطنت تھا۔ اس کے بعد اپنے لشکر ظفر پیکر کو ہندوستان میں پھیل دیا جو شرق میں ہندوستان کو فتح کرتا ہوا چین کی سرحد تک پہنچ گیا اور اتنی فتوحات حاصل کیں کہ اس سے پہلے کسی کو نصیب نہیں ہوئی تھیں۔ یہ سارے واقعات

❶ شہاب الدین نے ۵۸۵ھ میں غزنی سے ہندوستان پر فوج کشی کی، قلعہ ٹھنڈہ کو جو تھوڑا اولیٰ اجیر کے مقبوضات سے تھا فتح کر لیا۔ اور ملک ضیاء الدین کو قلعہ مقرر کر کے وہاں کرنا چاہتا تھا کہ اب ن کو یہ خبر ملی کہ پرتھو راج اور اس کا بھائی کھانڈے رائے (والی دہلی) راجپور راجاؤں کی پشت پناہی سے قلعہ ٹھنڈہ واپس لیے آ رہے ہیں۔ شہاب الدین یہ سننے ہی رادہ ترک کر کے نکل پڑا مقام ترہیں دریا نے کے کھارے پر دونوں حریفوں نے صف آرائی کی تھا پھر سے یہ جگہ سات کوں اور دہلی سے چوبیس کوں کے فاصلہ پر واقع ہے۔ پرتھو راج و کھساروں اور تین ہزار جنگی ہاتھیوں کے ساتھ مقابلہ آیا تھا۔ نہایت سخت و خوریز لڑائی کشتیوں کے پستے لگ گئے۔ شہاب الدین کا سینہ و میسر و بھگت ہوا۔ بے نسب لشکر میں بھگدڑ مچ گئی۔ لشکریوں کے پاؤں و گ گئے۔ لیکن شہاب الدین انتہائی بہادری سے لڑتا رہا۔ کھانڈے رائے نے شہاب الدین کی مردانی سے متاثر ہو کر ہاتھی بڑھایا۔ شہاب الدین نے گھوڑے کو ہمیز کیا۔ گھوڑین نے نہایت تیزی سے اپنے اگلے دونوں پاؤں ہاتھی کی سمت پر رکھ دیے ہاتھی چیخ مار کر بیٹھ گیا شہاب الدین نے ہاتھی کا رپیہ دار پراندہ پڑا مگر کھانڈے رائے کے آگے کے چند دانت ٹوٹ گئے۔ چنانچہ کھانڈے رائے نے جلا کھٹکوار چلائی۔ شہاب الدین کا بائیں ہاتھ بیاہ ہوا۔ سر پر بھی زخم آیا۔ چکر کھانڈے رائے کا ایک جنگی سپاہی پیچھے سے اچک کر شہاب الدین کے گھوڑے پر آ گیا اور اسے سنبھال کر گھوڑے کو بڑھا کر راجپوتوں کے زرخے سے نکل آیا۔ مسلمانوں کی شکست کے بعد کھانڈے رائے اور پرتھو راج نے قلعہ ٹھنڈہ کا رخ کیا اور پہنچتے ہی محاصرہ کر لیا۔ ایک سال ایک ماہ کے محاصرہ کے بعد صلح و امان کے ساتھ قلعہ فتح ہو گیا تاریخ فرشتہ دین لکڑ (مترجم)

۵۶۸ء کے ہیں۔ ۵

ہندوستان میں مسلمانوں کا رسوخ: یہ لڑائی ہندوستان کی قسمت کی فیصلہ کن لڑائی تھی۔ اس لڑائی کے بعد سے مسلمانوں کے قدم ہندوستان میں جم گئے۔ حکومت و سلطنت کی بنیاد پڑ گئی۔ اس لڑائی میں ڈیڑھ سو ہندو راجہ شہاب الدین سے جنگ کرنے آئے تھے۔ افواج ہندی کا سردار اعلیٰ تھو راجہ اجمیر اور کھانڈے دے راجہ دہلی تھے تین ہزار جہاز نما ہاتھی اور تین لاکھ راجپوت سوار اس لشکر میں تھے۔ اور شہاب الدین نے ایک لکھ فوج کے ساتھ ان پر حملہ کیا تھا۔

تھو را (پرتھوی راج) کو اسلام کی دعوت: لاہور پہنچ کر قوام الملک رکن الدین حمزہ کو دعوت اسلام کا پیغام دے کر راجہ تھو را کے پاس بھیجے۔ مگر تھو را نے سختی سے جواب دیا پھر جتنی اور خط و کتاب ہوئی اسے آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔

جنگی منصوبہ بندی: غرضیکہ مقام تراکین دریائے سرستی کے قریب صف آرائی ہوئی شہاب الدین نے اپنی فوج کو چار حصوں پر تقسیم کر دیا تھا اور یہ حکم دیا تھا کہ فوج کا ہر حصہ باری باری یکے بعد دیگرے حملہ آور ہو۔ لڑتے لڑتے جب عصر کا وقت آجائے تو ثابت قدمی سے دست کش ہو کر آہستہ پس ہوں۔ ہندو راجہ شکر اسلام کی پسپائی کا خیال کر کے آگے بڑھیں گے۔ اس وقت میں شہاب الدین کمین گاہ سے نکل کر راجپوتوں پر حملہ آور ہو جاؤں گا چنانچہ ایسا ہی ہوا شکر اسلام کا پیچھے ہٹنا تھا کہ راجپوتوں نے دلیرانہ تعاقب شروع کیا۔ ایک طرف سے شہاب الدین نے اور دوسری جانب سے حرمیل نے اچانک حملہ کر دیا۔

ہندوؤں کی شکست اور فرار: راجپوتوں کا بڑھتا ہوا جوش رک گیا۔ وہ انتہائی بے سرو سامانی کے ساتھ بھاگ کھڑے ہوئے۔ چاند نے راتے دوسرے ہندو راجاؤں کے ساتھ مارا گیا۔ تھو را سرستی کے کنارے پر گرفتار کر لیا گیا اور شہاب الدین کے حکم سے مار ڈالا گیا۔ بیشمار مال غنیمت ہاتھ آیا۔ قلعہ سرستی، ہانی، کبرام، اسمانہ اور مسخر فتح ہو گئے بے شمار لوٹ ڈی غلام گرفتار کر لئے گئے۔ اگلے دن گرفتار کئے گئے قیدی شہاب الدین کے حکم سے قتل کر دیئے گئے۔

محمد بن علاء الدین کا قتل: علاء الدین کے مرنے بعد اس کا بیٹا محمد غور کے تخت حکومت پر بیٹھا ۵۵۸ھ میں فوجیں تیار کر کے پنج کارخ کیا۔ ان دنوں پنج ترکوں کے قبضہ میں تھا۔ ترکوں نے بھی محمد بن علاء الدین کے آنے کی خبر سن کر مقابلے کے لئے خروج کیا۔ ایک دن کسی جاسوس نے ترکوں کو یہ خبر دی کہ محمد بن علاء الدین چند سپاہیوں کو ساتھ لے کر سیر و شکار کے نکلا ہے۔ چنانچہ چند ترک سوار یہ سنتے ہی روانہ ہو گئے۔ محمد بن علاء الدین سے ایک میدان میں سامنا ہو گیا محمد بن علاء الدین اپنے چند ساتھیوں سمیت مار ڈالا گیا۔ دو چار بھاگ کر اپنی لشکر گاہ میں آئے۔ اور وحشت ناک واقعہ سے شکر یوں کو مطلع کیا۔ فوج نے اسی وقت لشکر گاہ کو سامان و اسباب سمیت چھوڑ کر غور کا راستہ لیا چنانچہ ترکوں کا مال و اسباب لوٹ لیا۔ اور بغیر جنگ و قتال کے مال غنیمت لے کر بلخ واپس چلے گئے۔

غوری اور خوارزم شاہ: ہم اوپر لکھ آئے کہ غیاث الدین اور شہاب الدین بن ابوالفتح سام بن حسن غوری نے ۵۴۲ھ میں خراسان کی جانب واپسی کی تھی اور ہرات، بونج اور بادغیس پر قبضہ کر لیا تھا۔ یہ واقعہ اس زمانہ کا ہے جبکہ سلطان سنجر کو ترکوں کے مقابلہ میں شکست ہوئی تھی۔ اور اس کے ملک کو اس کے امراء دولت اور غلاموں نے آپس میں تقسیم کر لیا تھا پورے ملک میں طوائف الملو کی پھیلی ہوئی تھی۔ ان سب میں خوارزم شاہ بن انس بن محمد بن انوش تکیں، والی خوارزم و ادم خیم کا آدمی تھا۔

سلطان شاہ: ۵۵۵ھ میں اس کا بیٹا سلطان شاہ حکمرانی کرنے لگا۔ علاء الدین تکیں (خوارزم شاہ کا دوسرا بیٹا) حکومت و امارت کے بارے میں

۱ کاتب کی منطی ہے۔ ۵۶۸ء کے ۵۸۳ھ ہے کیونکہ ۵۶۹ھ تک لاہور خسرو ملک غزنی کے آخری حکمران کے قبضہ میں تھا اور یہ لڑائی لاہور پر تسلط حاصل کرنے کے بعد ہوئی ہے۔

پنے بھائی سے جھگڑ پڑا اور ”خوارزم“ سلطان شاہ سے چھین لیا۔ سلطان شاہ ”خوارزم“ سے نکل کر مرو چلا آیا اور اسے ترکوں کے قبضہ سے چھین کر قبضہ ہو گیا۔ چند دنوں کے بعد ترکوں نے متحد ہو کر سلطان شاہ کو ”مرو“ سے نکال دیا۔ سلطان شاہ نے خطا سے امداد حاصل کی اور انہیں دوسوں سے فوجیں مرتب کر کے دوبارہ مرو پر چڑھائی کی اور ترکوں کو مرو، سرخس، نسا اور ابیور سے نکال کر خود قابض ہو گیا۔

سلطان شاہ اور غیاث الدین:۔ اس کامیابی کے بعد خطا کو ان کے اصلی وطن کی طرف واپس بھیجا اور غیاث الدین کو دھمکی آمیز خط لکھا کہ تم نے ہاتھ بونچ، باغیس اور مملکت خراسان کے جتنے شہروں پر قبضہ کر لیا ہے انہیں چھوڑ دو۔ غیاث الدین نے جواب دیا ”ان شہروں کا چھوڑنا تو لگ بھگ بات ہے بہتر یہ ہے کہ مرو، سرخس، اور خراسان کے جتنے علاقوں پر تم نے قبضہ کیا ہوا ہے وہاں کے منبروں اور جامع مسجدوں میں میرے نام کا خطبہ پڑھا جائے۔“

غیاث الدین کے علاقوں پر حملے:۔ سلطان شاہ کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ فوجیں مرتب کر کے روانہ ہو گیا اور بونچ کا محاصرہ کر لیا بونچ کے مضافات میں غارتگری شروع ہو گئی۔ غیاث الدین نے اس کی اطلاع پا کر ایک فوج والی بھستان اور اپنے بھانجے بہاء الدین سام بن بامین کی کمان میں خراسان کی جانب روانہ کیا ان دنوں اس کا بھائی شہاب الدین یہاں موجود نہیں تھا، ہندوستان گیا ہوا تھا چنانچہ جس وقت غیاث الدین کا لشکر محاصرہ ختم کر کے لوٹا، رکتامرو کی جانب واپس لوٹ آیا۔ غیاث الدین کو دوبارہ دھمکی کا خط لکھا چنانچہ غیاث الدین نے اپنے بھائی شہاب الدین کو ہندوستان سے واپس بلا بھیجا۔ چنانچہ شہاب الدین ہندوستان کی مہم سے جلد ہی فراغت حاصل کر کے واپس آیا اور فوجوں کو مرتب و آراستہ کر کے خراسان کی طرف بڑھا۔ سلطان شاہ نے بھی فوجیں تیار کیں اور طالقان پر اتر گیا۔

سلطان شاہ اور غیاث الدین میں صلح کی کوشش:۔ سلطان شاہ اور غیاث الدین کے درمیان خط و کتابت شروع ہوئی۔ اور صلح کی گفتگو ہونے لگی۔ بالآخر سلطان شاہ نے بونچ اور باغیس کی واپسی پر صلح کا اظہار کیا۔ لیکن شہاب الدین اس پر راضی نہ تھا وہ جنگ کرنا چاہتا تھا غیاث الدین سے خونریزی و جنگ سے روک رہا تھا اتنے میں سلطان شاہ کا قاصد صلح کی تکمیل کے لئے غیاث الدین کے دربار میں حاضر ہو گیا۔ شہاب الدین نے اپنے جوش کو ضبط نہ کر سکا اور چلا اٹھا ”کہ اس طرح کبھی صلح نہیں ہوگی اور ہرگز ایسی مت کرو“ شہاب الدین یہ کہہ کر اٹھ کر کھڑ ہو گیا۔ شکاریوں نے مخی طرب ہو کر کہا ”ایسی صلح سے موت بہتر ہے اٹھو جنگ پر تیار ہو جاؤ“ غیاث الدین خاموش ہو گیا۔

سلطان شاہ کی شکست:۔ سلطان شاہ کا ایلچی بے نیل مرام واپس چلا گیا اور شہاب الدین فوجیں لے کر مرو و رود کی طرف چل دیا۔ سلطان شاہ بھی اس سے مطلع ہو کر میدان میں آ گیا۔ لیکن پہلی ہی جنگ میں شکست کھا کر بھاگ گیا اور صرف بیس سواروں کے ساتھ مرو داخل ہوا۔ ادھر مدد الدین تکلین (سلطان شاہ کا بھائی) اس شکست سے مطلع ہو کر سلطان شاہ کو روکنے کے لئے چچون کی طرف روانہ ہوا۔

سلطان شاہ غیاث الدین کی پناہ میں:۔ سلطان شاہ نے چچون سے اعراض کر کے غیاث الدین کے دربار میں پہنچ گیا غیاث الدین نے اس کی اور اس کے ساتھیوں کی عزت افزائی کی اور نہایت عزت و احترام سے اپنی شاہی محل میں ٹھہرایا۔ علاء الدین تکلین کو اس کی اطلاع ملی تو غیاث الدین کو کچھ بھیجی ”کہ ہمارے مجرم کو ہمارے پاس واپس کر دو ورنہ تمہاری خیر نہیں ہے“ غیاث الدین نے جواباً لکھا ”اس نے میرے پاس پناہ ہے میں اس کی سفر رٹ کرتا ہوں۔ مناسب یہ ہے کہ تم اس سے صلح کر لو ورنہ میرے اور تمہارے مرام منقطع ہو جائیگے“ اسی خط میں یہ بھی لکھا تھا کہ آئندہ سے تم خوارزم میں میرے نام کا خطبہ پڑھو اور رسم دوستی مضبوط کرنے کے لئے اپنی بہن کا نکاح میرے بھائی شہاب الدین سے کر دو۔

علاء الدین اور غیاث الدین کی جنگی تیاریاں:۔ علاء الدین تکلین کو اس جواب سے سکتہ سا ہو گیا۔ اس نے پھر کچھ سوچ بچ کر سختی سے نکار میں مجبور دیا۔ غیاث الدین نے اپنی سادہ فوج کو خوارزم پر یلغار کرنے کا حکم دے دیا اس کے ساتھ ساتھ ولہل نیشاپور کو لکھ کر بھیجی کہ میرے شکر خوارزم پر حملہ کرنے جا رہا ہے تم بھی اپنی ساری فوج کو جمع کر لو اور اس کی کمک کے لئے تیار رہو۔ علاء الدین تکلین کو اس کی اطلاع ملی چنانچہ پہلے تو اپنے بھائی سلطان شاہ اور غیاث الدین کی فوج سے جنگ کرنے پر تیار ہو کر خوارزم سے نکلا۔

علاء الدین تکیں کا فرار۔ پھر یہ سوچ کر کہ کہیں وہ دوسری جانب سے خوارزم پر آ کر قبضہ نہ کر لیں، خوارزم واپس آیا اور جتنا مال و اسباب اٹھا سکا ترکان خطا کے پاس چلا گیا۔

خوارزم کی فتح: فقہاء اور علماء خوارزم، غوری لشکر گاہ میں حاضر ہوئے اور صلح کا پیغام دیا اور یہ عرض کی کہ چونکہ علاء الدین نے ترکان خطا سے میل جول پیدل کر لیا ہے لہذا بہتر یہ ہے کہ آپ مرو کو اپنا دار الحکومت بنالیں تاکہ علاء الدین کے آئندہ خطروں سے ہم لوگ محفوظ و مامون رہیں یا اس سے صلح کر لیں۔ شہاب الدین نے یہ درخواست منظور کر لی اور بلا کسی شرط کے صلح کر کے واپس آ گیا۔

اجمیر پر حملہ: ۵۸۳ھ میں شہاب الدین اپنا لشکر لے کر اجمیر کے علاقوں کو فتح کرنے کے لئے ہندوستان کی جانب روانہ ہوا تھا۔ اجمیر کو اس وقت ولایت سواک ① کے نام سے یاد کرتے تھے اس حکمران کا نام کوک ② تھا۔ شہاب الدین نے دہلی کی فتح کے بعد جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں قلعہ سرتی ③، ہاسی، سانہ، کہرام پر بھی قبضہ کر لیا۔ اس سے راجہ اجمیر کو ناراضگی پیدا ہو گئی۔ وہ فوجیں فراہم کر کے لشکر اسلام سے جنگ کرنے لگا۔ فوج کو میمنہ و میسرہ پر مرتب کیا مقدمہ آگیش میں ہاتھیوں کی ایک کافی تعداد بھی شہاب الدین کی فوج بھی میدان میں آ گئی اور لڑائی نہایت سختی سے شروع ہو گئی۔

لشکر اسلام کی شکست: اتفاق سے عساکر اسلامیہ کا میمنہ و میسرہ (دایاں اور پایاں بازو) شکست کھا کر بھاگ نکلے۔ راجپوت حملہ کرتے ہوئے قلب لشکر تک پہنچ گئے۔ ایک ہاتھی سوار راجپوت نے شہاب الدین کی طرف ہاتھی بڑھایا۔ شہاب الدین نے نیزہ چلایا۔ وار او چھا پڑا۔ چند دانت آگے کے ٹوٹ گئے۔ اس راجپوت نے تلوار کا وار کیا جس سے شہاب الدین کے بازو میں سخت چوٹ آئی گھوڑے سے زمین پر گر گیا۔ شہاب الدین کے ساتھی جی تو کر لڑتے رہے بالآخر اپنے زخمی سردار کو کسی نہ کسی طرح اٹھا کر لے گئے۔ اتنے میں رات ہو گئی چنانچہ راجپوتوں نے تعاقب اور قتل سے ہاتھ کھینچ لیا۔

شہاب الدین کی راجپوتوں سے شکست کی تعداد: (مترجم) اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ شہاب الدین کو راجپوتوں کے مقابلہ میں دوبارہ شکست ہوئی ایک فتح دہلی سے پہلے دوسرے فتح اجمیر کے پہلے۔ اور دونوں لڑائیوں میں اس کا بازو زخمی ہوا تھا اور گھوڑے سے زمین پر گر گیا تھا۔ لیکن واقعات کو ترتیب دینے سے معلوم ہوتا ہے کہ شہاب الدین کو پہلی شکست ۵۷۴ھ میں راجہ بھیم دیو دلی سندھ گجرات کے مقابلے میں ہوئی تھی اور اس میں اس کے بازو پر کوئی زخم نہیں آیا تھا۔ دوسری شکست فتح دہلی سے پہلے ہوئی جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔ اس میں شہاب الدین کا بازو بیکار ہو گیا تھا۔ میرے نزدیک فتح دہلی کے بعد شہاب الدین کو کوئی شکست نہیں ہوئی۔ اجمیر پر فتح دہلی کے بعد ہی قبضہ ہو گیا تھا کیونکہ فتح دہلی سے پہلے ہتھورا اور اس کا بھائی کھانڈے رائے مارے گئے تھے لہذا لڑائی کس سے ہوئی اور کس نے شکست دی؟ (مترجم)۔

معرکہ جنگ سے کچھ دور نکل آنے کے بعد زخم سے اتنا خون نکلا کہ شہاب الدین بے ہوش ہو گیا۔ پاکی میں سوار کر کے لاہور آیا گیا۔ چند دن قیام کے بعد جب ذرا ہوش و حواس درست ہوئے تو غزنی روانہ ہوئے۔ چنانچہ غزنی میں ۵۸۸ھ تک مقیم رہا۔

امراء سے ناراضگی: ۵۸۸ھ میں شہاب الدین نے غزنی سے ہندوستان کی جانب بغرض جہاد کوچ کیا۔ مقصود یہ تھا کہ اس شکست کا جس کا حال آپ اوپر پڑھ چکے ہیں راجپوتوں سے بدلہ لے۔ جس زمانے میں شہاب الدین راجپوتوں سے شکست کھا کر واپس گیا تھا۔ اس نے کمانڈروں اور امراء دربار کو حاضری دربار کی اجازت نہیں دی تھی۔ ان کا چہرہ دیکھنے کا روادار نہیں تھا۔ چنانچہ اس نے کمانڈروں سے مشورہ کئے بغیر اچانک غزنی سے لشکر کو روانگی کا حکم دیا اور سفر کرنا ہوا پشاور ④ پہنچ گیا۔ سرداران غور میں سے ایک عمر رسیدہ سردار نے حاضر ہو کر معذرت کی اور پوچھا کہ کس طرف ارادہ ہے؟ شہاب الدین نے جواب دیا ”مجھے ان کمانڈروں اور امراء دربار پر اطمینان نہیں ہے انہوں نے مجھے گزشتہ لڑائی میں میدان جنگ میں چھوڑ دیا“

① یہاں سے لفظ سواک نہیں بلکہ سواک ہے (دیکھیں تاریخ اکمال ج ۷ ص ۳۲۲)۔ ② سن امیر کی تاریخ اکمال میں کوک کی بجائے کور تحریر ہے۔ ③ تاریخ اکمال ج ۷ ص ۳۲۲ پر سرتی کی بجائے سرتی تحریر ہے۔ جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (ج ۳ ص ۴۰۴) پر اسزنی تحریر ہے۔ اس کے علاوہ قلعہ کہرام کی بجائے کوہ رام تحریر ہے۔ ④ ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن (ج ۳ ص ۴۰۴) پر ”برساور“ تحریر ہے۔ تاریخ اکمال (ج ۷ ص ۳۲۲) پر برساور تحریر ہے۔

تھا۔ اس لئے میں ان کو کوئی راز نہیں بتانا چاہتا اور نہ میں ان کا منہ دیکھوں گا جب تک راجپوتوں سے شکست کا بدلہ نہ لے لوں مجھے چین نہیں آئے گا۔

شہاب الدین کی رضا مندی۔ عمر رسیدہ سردار نے عرض کی ”وہ ایک اتفاقی اور تقدیری واقعہ تھا جو پیش آ گیا۔ سارے سردار ان لشکر جان شری پر تیار ہیں جہاں بادشاہ کا پسینہ گرے گا وہاں وہ خون گرانے کے لئے موجود ہیں آپ ان کی خطائیں معاف فرما دیجئے وہ لوگ خود کردہ پریشیمان و نادم ہیں۔“ شہاب الدین کو یہ باتیں پسند آ گئیں اس نے امراء لشکر کو حاضری کا اجازت دے دی۔ اور حسب درجہ ہر ایک کو خوشنودی مزاج کی خلعت عنایت کی۔

شہاب الدین کا انتقام: پشاور سے اسی میدان میں پہنچا پہلی لڑائی ہوئی تھی۔ راستے میں جتنے دیہات قصبے اور شہر ملے ان سب کو فتح کر لیا۔ راجپوتوں نے اس کی اطلاع پا کر بہت بڑی تعداد کے ساتھ مقابلہ کیا۔ شہاب الدین لڑائی چھیڑ کر آہستہ آہستہ پیچھے ہٹا۔ یہاں تک کہ اسدائی عدوتوں کے قریب پہنچ گیا۔ صرف تین منزل باقی رہ گیا راجپوت تعاقب کرتے چلے آئے چنانچہ شہاب الدین نے اپنے لشکر ظفر پیکر میں سے ستر ہزار سواروں کو حکم دیا کہ شاہی لشکر سے علیحدہ ہو کر چکر کاٹ کر راجپوتوں پر پیچھے سے حملہ آور ہوں۔ اس دوران رات ہو گئی۔ دونوں حریف جنگ و تعاقب سے رُک گئے۔

راجپوتوں کی شکست: صبح ہوتے ہی ان سواروں نے جو شاہی لشکر سے علیحدہ ہو گئے تھے راجپوتوں پر پیچھے سے حملہ کیا اور آگے سے شہاب الدین نے تلواروں پر رکھ لیا۔ راجپوتوں کے لشکر میں بہت بڑی ہل چل مچ گئی۔ راجپوتوں کے لشکر کا سردار ہاتھی پر تھا۔ وہ اتر کر گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ اس کے ساتھیوں نے اس سے مخالفت کی اور پھر دوبارہ اسے ہاتھی پر سوار کرایا۔ ہاتھیوں کے پاؤں کو زنجیروں سے جکڑ دیا۔ مرنے اور مارنے کی قسمیں کھائیں۔ بہت بڑی خوزیر لڑائی ہوئی بالآخر لشکر اسلام کو فتح نصیب ہوئی اور راجپوتوں میں بھگدڑ مچ گئی لشکر کا سردار گرفتار ہو گیا اور سے دربار شاہی میں پیش کیا گیا۔ لوگوں نے اس کی توہین کرنے کے لئے اس کی داڑھی پکڑ کر اس طرح گھسیٹا کہ سر زمین سے لگ گیا۔ پھر اسے حکم شاہی سے قتل کر دیا گیا۔ راجپوتوں میں گنتی کے چند لوگ زندہ بچے۔ بہت سامان غنیمت ہاتھ آیا۔ ان میں ہاتھیوں کا ایک جھنڈ تھا۔

اجمیر کی فتح: اس کامیابی کے بعد شہاب الدین نے اجمیر کا رخ کیا۔ یہ بہت بڑا قلعہ تھا اور راجپوتوں کا دار السلطنت ہونے کا اسے فخر حاصل تھا۔ راجپوتوں میں سے بچنے کی قوت نہیں رہی اس لئے انتہائی آسانی سے مسخر ہو گیا۔ اجمیر فتح ہونے سے جتنے شہر اس کے قرب و جوار میں تھے وہ بھی فتح ہو گئے۔ شہاب الدین نے اپنے آزاد کردہ غلام قطب الدین ایک کو جو اس کی طرف سے دہلی کا گورنر تھا ان شہروں کی حکومت عنایت کی اور غزنی واپس چل گیا۔

بنارس ۱ اور قطب الدین ایک: شہاب الدین غزنی روانگی کے وقت اپنے گورنر ہندوستان قطب الدین ایک کو ہدایت کر گیا تھا کہ وہ وقتاً فوقتاً ہندوستان کے شہروں پر جہاد کرتے رہنا۔ چنانچہ اس ہدایت کے مطابق قطب الدین ایک نے اکثر علاقوں ۲ پر بغرض جہاد فوج کشی کی اور کامیاب ہوا۔ راجہ بنارس ۱ کو اس سے خطرہ پیدا ہو گیا۔

بنارس کا راجہ: راجہ بنارس ہندو راجاؤں میں ایک خاص امتیاز رکھتا تھا رقبہ حکومت کے لحاظ سے بھی سب سے بڑا تھا اس کی حکومت مشرق میں حد و چین تک پھیلی ہوئی تھی مغرب میں لاہور کے قریب تک اس کی حکومت کا دائرہ کار پہنچا ہوا تھا قنوج وغیرہ بھی اسی کے علاقوں میں تھے۔ ان شہروں میں زمانہ سلطان محمود کے زمانے سے اسلام کی ختم ریزی ہو گئی تھی اور مسلمانوں کی آبادی تھی۔ راجہ بنارس نے ان مسلمانوں کو بھی اپنی فوج میں شامل کر لیا اور نہایت اہتمام و انتہائی نخوت سے بڑی فوج لئے ہوئے ۵۹۰ھ میں شہاب الدین کے علاقوں کی طرف بڑھا۔

- ۱ ابن اثیر کی تاریخ، کامل ج، ص ۴۱۰ پر اسی طرح بنارس تحریر ہے جبکہ ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن ج ۴، ص ۴۰۵ پر بدست تحریر ہے۔
- ۲ میرٹھ کا قلعہ، جھوارا کے ضلع کے قبضہ میں تھا قطب الدین نے شہاب الدین کی واپسی کے بعد اس پر جہاد کیا اور اس پر قابض ہو گیا اس کے بعد ۵۸۹ھ میں شہر کوئل (میلگر) کو فتح کیا وہی کا قلعہ اس وقت تک ہندوؤں ہی کے قبضہ میں تھا۔ قطب الدین نے اس کی اہمیت کا احساس کر کے اس کو بھی فتح کر لیا اور اپنا دار الحکومت بنایا۔ تاریخ فرشتہ
- ۳ مقتلہ دوم ص ۵۸، حقائق ناصری ص ۱۲۰۔ بنارس کے راجہ کا نام ہے چند تھا۔ قنوج بھی اسی کے دارے حکومت میں تھا مقام چندوار اور ماناؤہ میں مسلمانوں اور ہندوؤں نے صف آرائی کی تھی۔ لشکر، سردم کے مقدمہ الجیش پر قطب الدین ایک تھا تقریباً ۵۰۰ زنجیر فیل بے چند کی فوج میں تھے تاریخ فرشتہ۔ مقالہ دوم ص ۵۸۔ (مترجم)

بنارس کی فتح: دریائے ماجون ۱ پر جو درجلہ کا ہم پلہ ہے دونوں فوجوں نے صف آرائی کی۔ سخت اور خونریز جنگ ۲ ہوئی۔ لشکر اسلام نہایت استقلال سے لڑتا رہا۔ بالآخر فتح ہو گئی۔ لشکر کفار کو پامال کیا گیا۔ راجہ بنارس پکڑ دھکڑ کے دوران مارا گیا۔ بیٹا مال غنیمت ہاتھ آیا۔ ہزاروں ونڈی غلام بنائے گئے۔ بڑے بڑے سور مارا جیتوں کے بیٹے گرفتار کر لئے گئے۔ نوے ۳ ہاتھی مسلمانوں کے ہاتھ لگے باقی بھاگ گئے اور کچھ مار ڈالے گئے۔ شہب الدین کامیابی کے ساتھ بنارس میں داخل ہو گیا۔ ایک ہزار چار سواؤں پر خزانہ لا کر غزنی واپس چلا گیا۔ ۴

گوالیار کی فتح: ۵۹۲ھ میں شہب الدین نے دوبارہ ہندوستان پر جہاد کے لئے حملہ کیا۔ اپنا لشکر ظفر پیکر لئے ہوئے غزنی سے روانہ ہوا۔ قلعہ بھنر پر پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ چند دنوں کا محاصرہ کے بعد صلح و امان فتح ہو گیا۔ چنانچہ تھوڑی سی فوج ایک سردار کے ساتھ اس کی حفاظت پر مقرر کر کے قلعہ گوالیار کی طرف بڑھا۔ بھنر سے گوالیار پانچ منزلوں کی مسافت پر تھا۔ درمیان میں ایک بڑی نہر حائل تھی چنانچہ پہنچتے ہی چاروں طرف سے گھیر رہا۔ بلا آخر گوالیار بھی مصالحت کے ساتھ فتح ہو گیا۔ سالانہ خراج مقرر کیا گیا راجہ گوالیار نے ایک ہاتھی سونا لا کر نذر کیا۔ شہب الدین نے واپسی کا حکم دے دیا۔ ابی اسود ۵ کے علاقوں کو غارت اور پامال کرتا ہزاروں کو قید اور لونڈی و غلام بناتا ہوا کامیابیاں حاصل کر کے غزنی چلا گیا۔

بلخ پر حملہ: شہر بلخ پر ترکمانان خطانے قبضہ کر لیا تھا۔ ازبہ نامی ۶ ایک سردار ان ترکمانوں کا حکمران تھا۔ ماوراء النہر والے سردار نے اس کو خراج دیا کرتے تھے ۵۹۳ھ میں ازبہ مر گیا۔ بہاء الدین سام بن محمد بن مسعود والی بامیان نے اپنے ماموں غیاث الدین کی جانب سے بلخ پر حملہ کر دیا۔ اور قبضہ کر کے خراج بھیجنا بند کر دیا۔ غیاث الدین کے نام کا خطبہ پڑھا۔ اور اسے ممالک اسلامیہ میں داخل کر لیا۔ اس سے پہلے یہ کفار کے قبضہ میں تھا۔ ترکمانوں کو اس سے اشتعال پیدا ہو گیا وہ غوریوں سے بھڑ جانے پر تل گئے۔

علاء الدین تگش اور ترکمان: اتفاق یہ کہ انہی دنوں علاء الدین تگش (والی خوارزم) نے انہیں ترکمانوں کے پاس اپنا ایک سفیر بھیجا اور ان کو غیاث الدین کے عداقوں پر دست درازی کی ترغیب دی سبب یہ تھا کہ علاء الدین نے رے، ہمدان، اصفہان اور ان کے درمیانی شہروں کو دبا دیا تھا۔ اور خلیفہ کے لشکر سے چھیڑ چھاڑ کی تھی۔ اور دربار خلافت بغداد میں یہ درخواست کی تھی کہ جامعہ بغداد میں حکمرانان سلجوقیہ کے بجائے میر نام خطبہ میں داخل کیا جائے۔

خلیفہ کی ناراضگی: مگر خلیفہ نے اس کا انکار میں جواب دیا اور ان افعال سے بیزاری اور ناراضگی ظاہر کی، سلطان شاہ کے معاملات اور اس کے مقبوضات زیر کنٹرول عداقوں کے لئے لینے پر دھمکی دی تھی۔ انہی واقعات سے علاء الدین تگش کو ترکان خطا سے ساز باز کرنے کی تحریک پیدا ہوئی۔

ترکمانوں کی ریشہ دوانیاں: چنانچہ علاء الدین کی ترغیب و سازش سے ادھر ترکوں کے بادشاہ نے ایک بڑی فوج اپنے سپہ سالار افواج کی کمان میں غیاث الدین کے عداقوں پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا، وہ دریا کو عبور کر کے غوری مقبوضات کی طرف بڑھے ادھر علاء الدین تگش نے طوس کی طرف

۱۔ مجمع البدان میں لکھا ہے کہ، جون یا ما جان ایک دریا ہے جو مردانی شہر کو دو حصوں میں تقسیم کرتا ہے۔ ۲۔ یہ لڑائی مقام چندواڑ واناؤ میں ہوئی تھی دیکھو تاریخ منہاج سراج جرجانی جو شہب الدین کے لشکر کا قاضی اور اس کے ہمراہ تھا (مترجم) ۳۔ منہاج سراج میں لکھا ہے کہ ۳۰۰ جنگی ہاتھی اس لڑائی میں مسلمانوں کے ہاتھ گئے۔ ۴۔ شہب الدین کی واپسی کے بعد ہم راج نے جو حھو را کا داماد تھا حھو را کے بیٹے کے اتفاق سے اجیر کے واپس لینے کے لئے خروج کیا۔ والی اجیر ان دنوں شہب الدین کی طرف سے کولہ بن حھو را تھا چنانچہ کولہ نے اجیر کو ہم راج کے حوالہ کر دیا قطب الدین ایک کو اس کی خبر ہوئی تو وہ آگ بگولہ ہو گیا۔ لشکر تیار کر کے ہم راج پر چڑھا آیا۔ ہم راج نے بھی بڑی فوج لیکر مقابلہ کیا بہت بڑی لڑائی ہوئی آخر کار ہم راج مارا گیا اور اجیر پر قطب الدین ایک کا قبضہ ہو گیا۔ اسی زمانہ سے اجیر میں مسلمان حاکم رہنے لگا۔

قطب الدین ایک نے اجیر پر کامیابی حاصل کر کے نہروانہ ہجرات کی طرف قدم بڑھایا۔ یحییٰ دیونہروانہ کا راجہ مقابلہ پر آیا وہ یحییٰ نے جس نے پہلی بار ماہور پر قبضہ سے پہلے شہب الدین کو شکست دی تھی غرض کہ دونوں حریف جی توڑ کر لڑے قطب الدین ایک کو کامیابی ہوئی بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا اس کے بعد حسب طلب شہب الدین غزنی چلا گیا اور وہاں سے واپس آیا۔ (مترجم)۔

۵۔ ایک نسخہ میں لکھا ہے بلا دربی رسو تحریر ہے وہ بھی صحیح نہیں جبکہ ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن ج ۳ ص ۴۰۵ پر بلا دمی و رسو تحریر ہے۔ و تاریخ کامل میں بھی یہی تحریر ہے ج ۳ ص ۴۲۰۔ ۶۔ یہاں صحیح لفظ آریہ ہے دیکھیں الکامل ج ۷ ص ۴۳۰۔

محصرہ کرنے کے لئے قدم بڑھائے۔ غیاث الدین اس وقت عارضہ نقرس میں مبتلا تھا۔ اس لئے نقل و حرکت سے مجبور تھا اور ہر ترکوں نے عزت ریزی شروع کر دی جیسی کچھ مشیت الہی تھی اسلامی علاقے آفات و مصائب کا نشانہ بن گئے۔ ترکوں نے بہاء الدین کو گھیر لیا۔ بہت سخت لڑائی ہوئی۔

ترکمانوں کی شکست لشکر اسلام نہایت استقلال اور ثابت قدمی سے لڑتا رہا۔ اس دوران غیاث الدین کی بھیجی ہوئی کمک بھی پہنچ گئی اس سے لشکر اسلام کے دل بہت بڑھ گئے ان سب نے مجموعی قوت سے حملہ کیا تو ترکوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ شکست کھا کر جیون کی طرف بھاگے۔ بہت سے ترکی گرفتاری کے خوف سے دریا میں کود گئے اور مونخ کے پھیڑوں سے ہلاک ہو گئے جن کی تعداد بارہ ہزار تھی۔ اور اکثر قتل یا گرفتار کر لئے گئے غنتی کے چند زندہ بچ کر داستان غم سنانے کے لئے اپنے بادشاہ کے پاس پہنچ گئے۔

علاء الدین تکش اور ترکمان:۔ بادشاہ ترک کو اس واقعہ سے سخت صدمہ ہوا۔ اس نے علاء الدین تکش کو لکھا ”تمہاری بدولت ہماری قوم و فوج کو ہدایت کا سامن کرنا پڑا۔ تمہاری ہی تحریک سے ہم نے غیاث الدین کے علاقوں کی طرف قدم بڑھایا تھا۔ تم نے ہمیں دھوکا دیا۔ بہتر یہ ہے کہ ہمارے نقصانات کی تلافی کرو اور ہمارے مقتولوں کا خون بہاد اور جس طرح ممکن ہو ہمارے دربار میں آؤ“ اس تحریر کو دیکھنے کے بعد علاء الدین کے حواس خط ہو گئے اس نے غیاث الدین سے میل جول پیدا کیا اور ترکمانوں کی زیادتی کی شکایت کی۔ غیاث الدین نے اسے ملامت بھرا جواب دیا۔ دربار خلافت کی مافرمائی پر نصیحت فضیحت کی۔ یہی اسباب تھے جن سے علاء الدین اور ترکمانوں میں مخالفت پیدا ہوئی اور بخارا کو اس نے ان کے ہاتھوں چھین لیا جیسے کہ آئندہ ان کے حالات میں لکھا جائے گا۔

علاء الدین تکش کی موت:۔ ان واقعات کے بعد علاء الدین تکش نے جس کا ذکر آپ اوپر پڑھ چکے ہیں سفر آخرت اختیار کیا اس نے خراسان کے اور جیون سے پرانی قوت بازو سے قبضہ کر لیا تھا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا قطب الدین حکمران بنا اور علاء الدین کا لقب اختیار کیا۔

بندوخان:۔ علاء الدین ثانی نے اپنے بھائی علی شاہ کو خراسان کی حکومت پر مقرر کیا، نیشاپور میں جاگیر مرحمت کیا۔ بندوخان ابن ملک شاہ (جو کہ علی شاہ کا بھائی تھا) علاء الدین اپنے چچا علی شاہ کے خوف سے چلے گئے اور فوج کی فراہم یا در تریب میں مصروف ہو گئے اس کی خبر اس کے چچا علاء الدین محمد کوئی تو س نے ایک لشکر جنہر ترکی کی کمان میں بندوخان کی گرفتاری کے لئے بھیج دیا۔ چنانچہ بندوخان نے مرو کو بھی خیر آباد کہہ کر غیاث الدین کی خدمت میں جا کر پناہ لی اور اپنے چچا کے مقابلہ میں امداد کی درخواست کی۔ غیاث الدین نے اسے عزت و احترام سے ٹھہرایا امداد دینے کا وعدہ کیا۔

غیاث الدین اور جنہر ترکی:۔ جنہر ترکی کی روانگی کے بعد بندوخان مرو میں داخل ہوا۔ لاخان اور اس کی والدہ کو عزت کے ساتھ خوارزم کی طرف بھیج دیا۔ غیاث الدین نے جیسا کہ اس نے بندوخان سے وعدہ کیا تھا اس کے چچا علاء الدین سے چھیڑ چھاڑ شروع کر دی۔ محمد بن خرمک (والی طالقن) کو جنہر ترکی کے علاقوں کی طرف بڑھنے کا حکم بھیجا چنانچہ محمد بن خرمک نے مرو اور رود پر قبضہ کر لیا ① (پاس موجود تاریخ بن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۴ ص ۴۱۶) پر ایسی کوئی علامت نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہاں کچھ لکھنے سے رہ گیا ہے اور عبارت بھی مستقل ہے) اور جنہر ترکی کو یہ پیغام دیا کہ مرو میں سلطان غیاث الدین کے نام کا خطبہ پڑھا جائے اور خلاف ورزی کی صورت میں مرو کے قبضہ سے ہاتھ اٹھائے جنہر ترکی نے بظہر اس پیغام کا نہایت سختی سے جواب دیا لیکن درپردہ سلطان غیاث الدین کی خدمت میں خط بھیجا کہ مرو آپ کا ہے میں آپ کا غلام ہوں مجھے اپنی جان کی امان دی جائے چنانچہ غیاث الدین کو اس سے خراسان و مرو کے صوبوں پر قبضہ کر لینے کی خواہش پیدا ہو گئی اپنے بھائی شہاب الدین کو خراسان پر قبضہ کر لینے کا حکم بھیجا۔

جنہر کی سازش:۔ چنانچہ شہاب الدین ۵۹۱ھ کے نصف اول کو ختم کر کے غزنی سے خراسان کے لئے روانہ ہو گیا جس وقت وہ طالقن پہنچا۔ جنہر ترکی (دان مرو) نے درپردہ تو مقابلہ کی تیاری کی اور علانیہ کہلوادیا کہ میں آپ کا مطیع ہوں۔ چنانچہ جب شہاب الدین مرو پہنچا تو جنہر ترکی فوجیں

① اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا جگہ خالی ہے (مترجم) جبکہ ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن ج ۴ ص ۴۰۶ پر یہی کوئی علامت نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہاں کچھ لکھنے سے رہ گیا ہے اور عبارت بھی مختصر ہے۔

لے کر مقابلہ پر آ گیا۔ ٹرائی ہوئی۔ جس میں شہاب الدین نے اسے شکست دے کر شہر پناہ توڑنے کے لئے ہاتھیوں کو بڑھایا مگر جنہر ترکی نے سے کہلوادیا کہ میں آپ کا فرمانبردار ہوں۔

مروا مروہ پر قبضہ۔ آپ شہر پناہ کو مسمار نہ کیجئے۔ قلعہ کی چابیاں حاضر ہیں۔ بحر حال شہاب الدین نے مروہ پر قبضہ حاصل کر کے اپنے بھائی غیاث الدین کو بشارت فتح کا خط لکھا۔ اور جنہر ترکی کو عزت و احترام ہرات بھیج دیا، بندو خان بن ملک شاہ کو مروہ کی حکومت عنایت کی اہل مروہ کے ساتھ حسن سلوک اور احسان کا برتاؤ کرنے کی ہدایت کی۔

غیاث الدین اور علاء الدین: شہاب الدین نے مروہ کی مہم سے فراغت حاصل کر کے سرخس کی طرف قدم بڑھائے تین ماہ کے بعد صرخہ کے بعد صرخہ سے شہر پر قبضہ کر لیا علی شاہ اس وقت نیشاپور میں تھا اور اپنے بھائی علاء الدین محمد کی طرف سے خراسان پر حکومت کر رہا تھا۔ اس کو شہاب الدین نے دھمکی دی کہ اگر تم شہر ہی علم حکومت کی اطاعت قبول نہیں کرو گے تو تمہاری خیر نہیں ہے جنگ کے لئے تیار ہو، مگر علی شاہ نے کچھ جواب نہ دیا اور شہر کی قلعہ بندی کر لی۔ بیرون شہر کی عمارتیں مسمار کرادیں، باغات اور جنگل کٹوا دیئے۔

خراسان کی فتح: محمود بن غیاث الدین نے ایک جانب سے شہر پر حملہ کیا۔ اور مسلسل ایسے حملے کئے کہ علی شاہ سنبھل نہ سکا چنانچہ اس نے شہر پناہ کے ایک حصہ پر قبضہ کر لیا اور اپنے باپ کا جھنڈا شہر پناہ کی دیوار بھی شہاب الدین کے حملہ سے گر گئی تھی۔ دونوں چچا اور بھتیجہ دو طرف سے شہر میں داخل ہو گئے لشکریوں نے اکھاڑ پھیل شروع کر دی پھر اہل شہر نے امن کی درخواست چنانچہ لوٹ مار بند کر دی گئی، خوارزمیوں نے جامع مسجد میں جا کر پناہ لی مگر اہل شہر نے ایک ایک کو گرفتار کر کے شہاب الدین کے حوالہ کر دیا۔

اسماعیلیوں پر حملے: خراسان کو فتح کر کے شہاب الدین قہستان کی جانب روانہ ہوا کسی نے یہ خبر دی کہ قہستان کے قرب و جوار میں ایک قصبہ ہیچاں کے رہنے والے مذہب اسماعیلیہ کے پیروکار ہیں، شہاب الدین نے یہ سنتے ہی اس قصبہ پر حملہ کر دیا اور لڑتا ہی ٹھس گیا جو مقابلہ پر آیا اس کو تہہ تیغ کیا۔ اور عورتوں، بچوں کو قید کر لیا۔ قصبہ کو ویران کر دیا، اسی قصبہ کے قریب ایک دوسرا شہر تھا اور یہاں کے رہنے والے بھی فرقہ اسماعیلیہ کے تھے شہاب الدین نے اس شہر والوں کے ساتھ بھی وہی برتاؤ کیا۔ والی قہستان نے غیاث الدین کی خدمت میں شہاب الدین کے حملوں کی شکایت لکھی اور پرانا معاہدہ یاد دلایا، غیاث الدین نے اپنے بھائی شہاب الدین کو قہستان پر آئندہ حملہ کرنے روکا اور واپس آنے پر مجبور کر دیا۔ چنانچہ شہاب الدین بحیرہ واکراہ غیاث الدین کے حکم کے مطابق قہستان سے غزنی کی جانب واپس چلا گیا۔

نہروالہ کی فتح: شہاب الدین اپنے بھائی غیاث الدین کے حکم پر خراسان سے واپس آ تو گیا لیکن غزنی نہیں گیا جہاد کا شوق دل میں بھرا ہوا تھا اس سے ہندوستان کا راستہ اختیار کیا یہ واقعہ ۵۹۸ھ کا ہے۔ مقدمہ الجیش پر اس کا آزاد کردہ غلام قطب الدین ایک تھا۔ ہندوستانی فوج سخی نہروالہ کے قرب مقابلہ ہوا۔ ایک نے پہلے ہی حملہ میں راجپوتوں کو شکست دے دی اور انہیں قتل و پامال کرتا ہوا نہروالہ کی طرف بڑھا اور تلوار کے زور سے اس پر قبضہ کر لیا۔ والی نہروالہ پریشان ہو کر نہروالہ چھوڑ کر بھاگ گیا۔ لیکن شہاب الدین نے یہ خیال قائم کر کے کہ نہروالہ بغیر قیام کئے ہوئے قبضہ میں نہیں رہ سکتا اس لئے والی نہروالہ سے سالانہ خراج پر صلح کر کے غزنی کی جانب لوٹ آیا ①۔

علاء الدین کی دھمکی: جس وقت افواج غوریہ خراسان کے شہروں اور مقامات پر قبضہ کر کے خراسان سے واپس آ گئیں اور شہاب الدین غزنی کے بجائے واپس جانے کے بقصد جہاد ہندوستان کی طرف چلا گیا اس وقت علاء الدین محمد (والی خوارزم) نے غیاث الدین کے پاس غتاب آموز خط بھیجا۔ کہ شہاب الدین نے خراسان میں بے حد زیادتیاں کی ہیں بہتر یہ ہے کہ جن مقامات اور شہروں پر شہاب الدین نے قبضہ کر لیا ہے وہ دوبارہ حکومت خوارزم کو واپس دے دیئے جائیں ورنہ خطا کے ترکمانوں کو تمہارے مقابلہ پر بالوں گا۔ غیاث الدین نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔

① شہاب الدین کی واپسی کے بعد راجپوتوں نے قطب الدین ایک سے چھین چھڑکی قصبہ الدین نے ان کو زیر کر لیا اور قلعہ کالینی کا لٹیر اور بدایوں کو ۵۹۹ھ میں فتح کر لیا۔ دیکھو تاریخ فرشتہ مقالہ دوم ص ۵۹ (مترجم)

علاء الدین کی ترکمانوں کے ساتھ ساز باز: علاء الدین نے ترکمانوں سے ساز باز شروع کر دی اتنے میں شہاب الدین ہندوستان سے واپس آ گیا۔ علاء الدین کو اس کی اطلاع نہ تھی ترکمانوں کی سازش کی بناء پر غیاث الدین کے گورنر خراسان کو نیشاپور چھوڑ دینے کو لکھا اور نیشاپور نہ چھوڑنے کی صورت میں جنگ کی دھمکی دی گورنر خراسان نے غیاث الدین کی خدمت میں اس کی اطلاع بھیجی اور اس بات سے بھی مطلع کیا کہ بل نیشاپور کا طبعی میلان دشمنان دولت کی طرف ہے لہذا غیاث الدین نے مدد بھیجنے کا وعدہ کیا اور علاء الدین کے مقابلے کی ہدایت و تاکید کی۔

مرو پر قبضہ: ۵۹۹ھ کے آخر میں علاء الدین (والی خوارزم) نے فوجیں تیار کر کے نیشاپور واپس لینے کے لئے خروج کیا جس وقت نہ اور اعیور کے قریب پہنچی بندو خان بن ملک شاہ (علاء الدین کا بھتیجا) بھاگ گیا اور مرتا کھیتا پریشان حال غیاث الدین کی خدمت میں فیروز کوہ پہنچ گیا علاء الدین نے بلا مزاحمت شہر مرو پر قبضہ کر کے نیشاپور کی طرف قدم بڑھائے اور دو مہینے تک محاصرہ کئے رہا۔ چنانچہ جب گورنر نیشاپور کو غیاث الدین کی طرف سے ملک نہیں ملی اور وہ محاصرے اور جنگ سے تنگ آ گیا تو اس نے علاء الدین سے امن کی درخواست کی شہر پنڈہ کی دیواروں پر امن کا جھنڈا لہرایا خود اپنے ساتھیوں سمیت حاضر ہو کر قدم بوس ہوا علاء الدین نے اس سے عزت و احترام سے ملاقات کی۔

گورنر نیشاپور کا فرار: علاء الدین نے نیشاپور پر قبضہ کر تو لیا مگر غیاث الدین اور اس کے بھائی شہاب الدین کا خوف دہ میں بیٹھ ہو تھا۔ اس نے گورنر نیشاپور سے کہا کہ آئے دن لڑائی کی وجہ سے بے حد خوریزی ہوتی ہے مناسب یہ ہوگا کہ غیاث الدین و شہاب الدین سے صلح کر دو گورنر نیشاپور صلح کرنے کا وعدہ کر کے رخصت ہو گیا۔ چونکہ غیاث الدین سے ملک نہ بھیجنے کی وجہ سے ناراض ہو گیا تھا اس سے فیروز کوہ نہ گیا بلکہ بہت ک راستہ اختیار کر گیا اور وہیں جا کر قیام پذیر ہو گیا۔

سرخس پر حملہ: نیشاپور پر قبضہ کرنے کے بعد علاء الدین نے سرخس پر چڑھائی کی۔ ان دنوں سرخس کی حکومت پر امیر زنگی مقرر تھا۔ چاہیں دن تک علاء الدین محاصرہ کئے رہا۔ دونوں فوجوں کی میں متعدد لڑائیاں ہوئی اس کے بعد زنگی نے اپنے بیٹے کے توسط سے علاء الدین کو یہ پیغام دیا کہ سر شہر سے چند دنوں کے لئے محاصرہ اٹھالیا جائے تو میں اور میرے سارے ساتھی اور کمانڈر شہر چھوڑ دیں گے۔ علاء الدین اس جھانسے میں آ گیا۔ اتنے میں زنگی نے شہر کو رسد و غمد سے پر کر لیا اور جو لوگ شدت محاصرہ سے گھبراہے تھے ان کو شہر سے باہر نکال کر قلعہ بندی کر لی۔

علاء الدین کی ناکامی: والی خوارزم (علاء الدین سرخس سے کچھ دور نکل آیا تو محمد بن خرمک طالقان سے روانہ ہوا ادھر زنگی کو یہ ہو دیا کہ تم اب کس موقع کے منتظر ہو جو فوج تمہارا محاصرہ کئے ہوئے ہے اس کو مار کر بھگا دو میں تمہاری مدد کے لئے موجود ہوں۔ ادھر فوج کو یہ خبر دے دی کہ زنگی کی کمک آگئی ہے اب تمہاری خیر اسی میں ہے کہ محاصرہ اٹھا کر چلتے پھرتے نظر آؤ۔ علاء الدین کی فوج اس خبر سے پریشان ہو گئی اور محاصرہ سے ہاتھ کھینچ کر خوارزم چلی گئی۔

دوبارہ ناکامی: محاصرہ ختم ہو جانے کے بعد زنگی نے سرخس سے نکل کر محمد بن خرمک سے مرو میں ملاقات کی اور بالاتفاق دونوں نے ان صوبوں کا خراج وصول کر لیا۔ علاء الدین یہ سن کر غصہ سے کانپ اٹھا چنانچہ تین ہزار سواران کی سرکوبی کے لئے روانہ کئے سو سواروں سے محمد بن خرمک نے مقابلہ کیا علاء الدین کی فوج کو پہلے ہی معرکہ میں شکست ہو گئی۔ محمد بن خرمک کے جو کچھ ہاتھ لگا لوٹ لیا۔

علاء الدین کی دھوکہ دہی: اس کے بعد علاء الدین نے غیاث الدین کے پاس صلح کا پیغام بھیجا۔ غیاث الدین نے شرائط صلح سے رنے کے لئے سرداران غوریہ میں سے حسن بن محمد مرغنی کو علاء الدین کے پاس روانہ کیا علاء الدین نے حسن بن محمد مرغنی کو رفق کر کے قید کر لیا (مرغنی خوارزم کا ایک گاؤں تھا)۔

ہرات کا محاصرہ: حسن مرغنی کی گرفتاری اور قید کے بعد علاء الدین محمد (والی خوارزم) نے ہرات پر حملہ کیا اور پہنچتے ہی محاصرہ کر لیا۔ ہرات میں سلطان شاہ کے خاندان میں سے دو بھائی رہتے تھے جو ہرات کی شہر پناہ کے خاندانوں کے سردار تھے انہوں نے والی خوارزم سے سازش کر کے ورمندہ کے

وقت اندرون شہر میں بھی جنگ چھیڑ دینے اور شہر پناہ کا دروازہ کھول دینے کا وعدہ کر لیا۔ کسی ذریعہ سے امیر حسن مرغنی کو اس کی خبر مل گئی۔ جو انی خوارزم کے باب قید تھا۔ اس نے اپنے بھائی عمر (والی ہرات) کو اس راز سے مطلع کر دیا عمر (والی ہرات) نے ان دونوں بھائیوں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیے۔

محاصرہ کے کا محاصرہ۔ اس عرصہ میں غیاث الدین کا بھانجہ الپ غازی ایک جرار لشکر لئے ہوئے اہل ہرات کی کمک کے لئے پہنچ گیا۔ پانچ کوس کے فاصلہ پر پڑاؤ کیا۔ ہر طرف سے ناکہ بندی کر کے (والی خوارزم) کے لشکر کی رسد بندی کر دی۔ والی خوارزم نے الپ غازی کی توجہ تقسیم کرنے کی غرض سے ایک دستہ طاعان مین غارت گری کے لئے بھیج دیا۔ حسن بن خرمک (والی طالقان) نے مقابلہ کیا۔ اور کامیاب ہوا حملہ آور گروہ میں سے ایک شخص بھی زندہ نہیں بچا۔ والی خوارزم کو اس واقعہ سے سخت صدمہ ہوا، پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون بن آ گیا۔

شہاب الدین کی واپسی اس کی فوج کا ایک بڑا حصہ جنگ طالقان میں کام آ گیا تھا۔ الپ غازی پانچ کوس کے فاصلہ پر اس کا محاصرہ مئے ہوئے تھے۔ غیاث الدین کی روانگی کی خبریں اور زیادہ وحشت اور سراسیمگی پیدا کر رہی تھیں، ہندوستان سے شہاب الدین کی واپسی کا زہ نہ بھی آ گیا تھا اسی وجہ سے والی خوارزم نے محاصرہ اٹھا کر واپسی کا ارادہ کر لیا تھا کہ والی ہرات نے طول محاصرہ سے گھبرا کر صلح کا پیغام دیا اور تادان جنگ دے کر صلح کر لی چنانچہ والی خوارزم نے محاصرہ اٹھ کر خوارزم کا راستہ لیا۔ ان واقعات کی اطلاع شہاب الدین کو ملی تو بے حد برہم ہوا اور فوجیں لے کر طوس پہنچ گیا۔ اور خوارزم کے محاصرے کے ارادے سے سردی کا موسم گزارنے کے انتظار میں وہیں قیام پذیر ہو گیا۔ ابھی موسم سرما نہیں گزرا تھا کہ غیاث الدین کی وفات کی خبر پہنچ گئی۔ شہاب الدین نے اپنا ارادہ ترک کر کے ہرات کی طرف کوچ کر دیا۔

غیاث الدین کی وفات شہاب الدین کی حکومت: (۵۹۹ھ میں) غیاث الدین ابوالفتح محمد بن سام حکمران غزنوی، خراسان، فیروز کوہ، لہور، اور دہلی نے وفات پائی۔ اس کا بھائی شہاب الدین اس وقت طوس میں تھا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں۔ چنانچہ شہاب الدین اس واقعہ کا نیکہ سے مطلع ہو کر ہرات کی طرف روانہ ہو گیا۔ ہرات پہنچ کر غیاث الدین کی خبر ظاہر کر کے رسم تعزیت ادا کی۔ غیاث الدین نے صرف ایک بیٹا محمود نامی یادگار چھوڑا تھا۔ اس نے پھر اپنے باپ کا مبارک لقب ”غیاث الدین“ اختیار کر لیا۔

مرو پر حملہ: شہاب الدین نے طوس سے روانہ ہونے کے وقت مرو کی حکومت پر امیر محمد بن خرمک کو مقرر کیا تھا اور شہاب الدین کی عدم موجودگی اور غیاث الدین کی وفات سے (والی خوارزم) کو مرو پر حملہ کرنے کی تحریک پیدا ہو گئی۔ جھٹ پٹ ایک فوج مرتب کر کے مرو فتح کرنے کے لئے بھیج دی امیر محمد بن خرمک نے اس فوج پر شہنشاہ مارا۔ چند لوگوں کے سوا اور کوئی زندہ نہ بچا۔ قیدیوں اور مقتولوں کے سر بشارت فتح کے ساتھ ہرات روانہ کر دیے۔

منصور ترک کی شکست اور قتل: والی خوارزم کو اس واقعہ سے سخت صدمہ ہوا۔ ایک بڑی عظیم فوج منصور ترک کی کمان میں پھر مرو فتح کرنے کے لئے روانہ کی۔ امیر محمد اس خبر کی اطلاع پا کر مقابلے کے لئے نکلا۔ مرو سے دس کوس کے فاصلہ پر دونوں فوجوں نے میدان جمایا بہت بڑی خونریزی ہوئی۔ اور بالآخر منصور ترک کی شکست کھا کر میدان جنگ سے بھاگ نکلا فتح مند گروہ نے تعاقب کر کے اس کا محاصرہ کر لیا۔ پندرہ دن تک محاصرہ کئے رہا۔ منصور نے امن کی درخواست کی اور امن حاصل کر کے حاضر ہوا۔ لیکن (والی مرو) نے منصور کو امن حاصل کرنے کے باوجود قتل کر دیا۔

ملکی انتظامات: اس واقعہ کے بعد شہاب الدین اور والی خوارزم کے درمیان صلح کی خط و کتاب شروع ہوئی۔ لیکن کوئی بات طے نہ ہو سکی اور صلح نہ ہوئی۔ شہاب الدین نے جس وقت غزنی واپس جانے کا ارادہ کیا تو انتظام مملکت کے پیش نظر ہرات کی حکومت پر اپنے بھانجہ الپ غازی کو مقرر کر دیا اور عداۂ امین بن محمد غوری کو فیروز کوہ اور بلاد غور کی حکومت عنایت کی جنگ خراسان اور دیگر انتظامی امور بھی اس کے سپرد کئے گئے۔ محمود کو جو اس کے بھائی غیاث الدین کا بیٹا تھا بست اور اس سفر اس کا گورنر بنایا اس کے علاوہ ان اطراف کا انتظام اور سرحدی امن قائم رکھنے کا بھی ذمہ دار بنایا۔

گلوکارہ کی جلاوطنی: غیاث الدین نے ایک مغنیہ گلوکارہ سے نکاح کر لیا تھا جو اس کی محبوب ترین تھی، شہاب الدین نے غیاث الدین کی وفات کے بعد اس کو گرفتار کر کے پٹوایا اس کے بیٹے کو بھی درے لگوائے اور اس کی بہن سے نکاح کر کے ان لوگوں کو جلاوطن کر کے ہندوستان بھیج دیا۔ (سیر

واقعات شہاب الدین کے دامن عزت پر دھبہ ڈالتے ہیں۔ مورخ ابن خلدون نے اس کی کوئی وجہ بیان نہیں کی۔ عجیب نہیں کہ شہاب الدین کو ان کی طرف سے کسی قسم کی بدگمانی پیدا ہوئی ہو۔

غیاث الدین کا کروار و خصوصیات: غیاث الدین ایک عظیم الشان بادشاہ تھا۔ خود تو لڑائیوں میں کم شریک ہوا کرتا تھا اس کے باوجود فتح نصیب تھا۔ رعب و اب اس کے حصہ میں پڑا تھا۔ سختی، کریم النفس، خوش عقیدہ اور بے حد صدقات کا دینے والا شخص تھا۔ خراسان، ورمز، شہر میں مسجدیں، بنوائیں، شافعیہ کے مدارس قائم کئے۔ راستوں میں حسب ضرورت جگہ جگہ سرائیں تعمیر کرائیں۔ اور ان سب کے اخراجات سے بہت بڑی جائیداد وقف کر دی۔ ٹیکس اور محصول جو اس سے پہلے رعایا پر عائد تھے معاف کر دیئے۔

وارثوں کے لئے قانون: کسی کے مال سے کوئی شخص چھیڑ چھاڑ نہیں کرتا تھا۔ اگر کوئی شخص مر جاتا اور اس کے ورثاء اس وقت وہاں موجود نہ ہوتے تو اس کا مال شہر کے مانت دار تاجروں کے سپرد کر دیا جاتا جب اس کے ورثاء آتے تو انہیں ترکہ دے دیا جاتا اور اگر اتفاق سے کسی شہر میں یہ کوئی شخص مانت دار نہ ملتا تو وہاں سر بمبر قاضی شہر کے حوالے کر دیا جاتا اور وہ اس کے مستحق کو دے دیتا۔ اور اگر کوئی شخص وارث مر جاتا تھا تو اس کا مال خیرہ، یتیم، یتیم خانہ، جس شہر پر قبضہ کرتا تھا اہل شہر کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتا کسی سپاہی کی یہ مجال نہ تھی کہ کسی رعایا پر ذرہ بھی ظلم و تعدی کر سکے۔

اہل علم کی حوصلہ افزائی: ہر سال شاہی خزانے سے فقہاء، علماء کو طائف اور عطیات دیتا تھا۔ فقراء، شعراء اور سادات صوفیہ کو بھی اپنے فیض عام سے سرفراز و مالا مال کرتا تھا۔ ادیب، بلغ، خوش خط تھا قرآن مجید لکھا کرتا اور ان مدارس میں جن کو خود اس نے تعمیر کیا تھا تقسیم کر دیتا تھا۔ شافعی المذہب تھا۔ تعصب کا لگاؤ بالکل نہ تھا اس کا مقولہ تھا "المتعصب فی المذہب ہلاک" (مذہب میں تعصب کرنا ہلاکت ہے)

شہاب الدین اور خطا: غیاث الدین کی وفات اور اس کے بھائی شہاب الدین کی تخت نشینی کے بعد محمد نکش (والی خوارزم) کو ہرات واپس لینے کی اس سے خواہش ہوئی کہ شہاب الدین نے آئے دن کی لڑائی، اور خوزیری سے احتراز کرنے کے خیال سے صبح کا پیغام دیا تھا جو تکمیل کو نہ پہنچ سکا اس کے بعد شہاب الدین غزنی سے لاہور کی جانب ہندوستان کی تسخیر کے لئے روانہ ہوا محمد بن نکش کو مناسب موقع ہاتھ لگ گیا کہ اس وقت کا نصف اول گذر چکا تھا کہ اس نے ہرات کی طرف قدم بڑھائے اور پہنچتے ہی محاصرہ کر لیا اس وقت ہرات کی گورنری پر شہاب الدین کا بھانجا سپ غازی مقرر تھا آخری شعبان تک محاصرہ و جنگ کا سلسلہ جاری رہا دونوں حریفوں کی طرف سے ایک بڑی تعداد میں کام آگئی انہی مقتولوں میں خراسان کا ایک مشہور رئیس تھا جو ان دنوں مشہد طوس میں مقیم تھا۔

حسین بن خرمل: جنگ اور محاصرہ کے دوران حسین بن خرمل نیجسردار انغوریہ کا ایک اہم ممبر تھا اور جرجان ① وغیرہ اس کے مقبوضات و جاگیر میں تھا محمد بن نکش سے اپنی محبت و اتحاد کا اظہار کر کے یہ کہلوا دیا کہ آپ چند کمانڈروں کو میرے پاس بھیج دیجئے میں چند باقی ضرورت جنگ کے لحاظ سے آپ کو دے دوں گا محمد بن نکش کو لالچ لگ گئی۔ چنانچہ اپنے سرداروں کو حسین بن خرمل کے پاس روانہ کر دیا۔ حسین بن خرمل، حسین بن محمد مراغنی کے ساتھ ایک کمین گاہ میں بیٹھ گیا جس وقت محمد بن نکش کے کمانڈر کمین گاہ سے آگے بڑھے حسین بن خرمل نے کمین گاہ سے نکل کر حملہ کر دیا اور ان سب کو مار ڈالا۔

سرخس کا محاصرہ: اتنے میں الپ غازی کا انتقال ہو گیا اور محمد بن نکش بھی محاصرہ ہرات سے تنگ اور قبضہ سے ناامید ہو کر محاصرہ اٹھا کر سرخس روانہ ہو گیا اور اس کو بے یار و مددگار تصور کر کے محاصرہ کر لیا۔

خوارزم پر حملہ: ان واقعات کی اطلاع شہاب الدین کو بلا ہند میں ملی وہ تو سنتے ہی آگ بگولا ہو گیا۔ اور اپنی فوج کو فوراً لوٹنے کا حکم دیا۔ محمد بن

① ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۳ ص ۴۰۹) پر "جوربان" تحریر ہے۔ جبکہ (تاریخ: کامل) میں کرزبان اور (معجم البلدان) میں کرزبان تحریر ہے۔ یقیناً یہی بات ہے کہ اس خراسان کو کرزہ ان کہتے ہیں یہ طاہقان کے قریب پہاڑوں میں ایک شہر ہے اور جن پہاڑوں میں یہ شہر ہے وہ غور کے سلسلہ وہ سے جانتے ہیں۔

تکلیف کے دارالحکومت خوارزم کی جانب قدم بڑھایا۔ محمد بن تکلش بن کر سرخس سے محاصرہ اٹھا کر خوارزم بچانے کے لئے دوڑا۔ لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے شہاب الدین خوارزم پہنچ گیا تھا۔ اور لڑائی شروع ہو گئی تھی۔ خوارزمیوں نے نہایت بہادری سے شہاب الدین کا مقابلہ کیا سخت خونریز جنگ ہوئی غوری سپاہیوں کا ایک گروہ کام آ گیا جس میں حسین بن محمد مرغنی بھی تھا خوارزمی بھی بڑی تعداد میں گرفتار ہوئے جس کو شہاب الدین نے قتل کر دیا۔

محمد بن تکلش کی ترکان خطا سے ساز باز: محمد بن تکلش نے گھبرا کر ترکان خطا کو خط لکھا کہ آپ لوگ شہاب الدین کے مقابلہ پر میری امداد کے لئے اور بہترین طریقہ امداد کا یہ ہوگا کہ شہاب الدین کے علاقوں بلادغور کی طرف قدم بڑھایا جائے۔ چنانچہ ترکان خطا اس ترغیب کی بنا پر بلادغور کی جانب بڑھے۔ شہاب الدین یہ سن کر خوارزم کا محاصرہ چھوڑ کر اپنے ممالک مقبوضہ بچانے کے لئے لوٹا۔

شہاب الدین اور خطا: صحرائے ایدخوی ① میں ترکان خطا کے مقدمہ الحیش سے مدد بھیڑ ہو گئی، یہ مہینہ صفر ۶۱۰ھ کا تھا۔ شہاب الدین نے نہایت سختی سے حملہ کیا قریب تھا کہ ان کو تباہ کر دیتا۔ مگر اس دوران ترکان خطا کا ساق آ گیا اور اس نے شہاب الدین پر پیچھے سے اچانک حملہ کر دیا شہاب الدین اس کا مقابلہ نہ کر سکا۔ اور میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا اس کے بہت سے ساتھی مارے گئے۔ یہ خود ایک باگھی پر سوار ہو کر قلعہ ایدخود میں جا کر پناہ گزیں ہو گیا ترکان خطا نے جا کر اس کو بھی گھیر لیا۔ بلا آخر شہاب الدین نے چند باگھی دے کر اپنی جان بچائی اور سات سو اوروں کے ساتھ طالقان پہنچا۔

شہاب الدین کی امراء سے بدظنی: شہاب الدین کے طالقان پہنچنے سے پہلے گورنر طالقان حسین بن خرمیل اس واقعہ سے نجات پا کر طالقان پہنچ چکا تھا۔ چنانچہ حسین نے شہاب الدین کی رسد و بار برداری کا معقول و کافی انتظام کر دیا۔ اور مکمل اسباب و سامان معاشرت مہیا کر دیا۔ چونکہ شہاب الدین کو معرکہ جنگ سے بھاگ جانے کی وجہ سے اپنے امراء لشکر سے بدگمانی اور ایک گونہ منافرت پیدا ہو گئی تھی اس لئے شہاب الدین نے حسین بن خرمیل کو گرفتار کر کے غزنی روانہ کر دیا۔ حسین کو اس سے بے حد حیرت ہوئی۔

تاج الدین کی بغاوت: اس شکست کے بعد بلادغور میں شہاب الدین کے مارے جانے کی خبر غلط طور سے مشہور ہو گئی۔ تاج الدین ② (شہاب الدین کے غلام) نے فوجیں تیار کر کے غزنی کے قلعہ پر قبضہ کرنے کے لئے حملہ کر دیا۔ مگر والی قلعہ نے نہایت استقلال سے مقابلہ کیا چنانچہ تاج الدین کو مجبوراً پس ہونا پڑا۔ اس نے اپنے مقبوضہ علاقوں میں پہنچ کر بدامنی اور فساد کا پھیلا دیا ترکان خلجیہ سے سازش کر لی۔ لوٹ مار کی کثرت ہو گئی۔

ایک کی بغاوت: شہاب الدین کا دوسرا غلام ایک جو معرکہ جنگ میں شریک تھا اور وہ بھی شکست اٹھا کر بھاگا تھا ہندوستان پہنچا اور سلطان شہاب الدین کی موت کی خبر مشہور کر کے ملتان ③ پر قابض ہو گیا۔ اور قبضہ کرتے ہی اہل ملتان کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ شروع کر دیئے۔ رفتہ رفتہ چاروں طرف یہ خبریں سلطان شہاب الدین تک پہنچیں۔ چنانچہ وہ غصہ سے کانپ اٹھا۔ فراہمی فوج کا حکم دیا چنانچہ ایک عظیم لشکر جمع کر کے ترکان خطا اور فدویوں کی سرکوبی کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔

کھوکھر ④ قوم کی بغاوت: قوم کھوکھر پہاڑوں میں لاہور ⑤ اور ملتان ⑥ کے درمیان رہتی تھی اور ان پہاڑوں کے دشوار گزار ہونے کی وجہ سے

① تاریخ اکمل میں اندھوئی تحریر ہے۔ ② اس کا پورا اور صحیح نام تاج الدین الدہری ہے دیکھیں تاریخ اکمل ج ۷ ص ۴۶۲۔ جبکہ ایک نسخہ میں الدہری ہے۔ جو صحیح نہیں۔ ③ ان دنوں ملتان کا گورنر امیر داد حسن نامی ایک شخص تھا۔ ایک نے ملتان پہنچ کر اس سے کہا کہ شاہی فرمان کے مطابق میں تم سے تباہی میں کچھ کہنا چاہتا ہوں، میرا حسن بغیر کسی نیوے و خوف کے ایک کوئی ایک کمرے میں چڑ گیا ایک ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگا جس وقت امیر داد حسن غافل ہوا ایک ترکی غلام نے جو اس کام کے لئے پہلے ہی سے مقرر کر دیا گیا تھا امیر داد حسن کا سر قلم کر دیا ایک نے باہر آ کر یہ مشہور کر دیا کہ میں نے بادشاہ کے حکم سے یہ کام کیا ہے اور من گھڑت فرمان دیکھا کہ ملتان پر قابض ہو گیا۔ دیکھو تاریخ غفر شہ مقالہ دوم ص ۵۹۔ ④ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن ج ۳ ص ۴۱۰ پر عربی میں کوثر تحریر ہے جبکہ تاریخ اکمل اور تاریخ البدایہ والنہایہ میں بنی بوکر تحریر ہے اور مختصر ابی الفدا میں بنی کوثر تحریر ہے۔ ⑤ تقوی اہمدان میں موسور تحریر ہے اور لہجہ اور بھی کہا جاتا ہے یہ ہندوستان کا ایک بڑا شہر ہے جو خیر و برکت سے مالا مال ہے آج کل دنیا میں لاہور کے نام سے مشہور ہے اور پاکستان کا شہر ہے اور صوبہ بہار کا دار الحکومت ہے۔ ⑥ ابن اثیر نے اس کو مولتان تحریر کیا ہے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہند کا علاقہ ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ سندھ کا علاقہ ہے و ایک قول کے مطابق شیخ لفظ مدطن بے یہاں ایک بت تھا جس کی بندوبست تعظیم کرتے تھے اور اس کا حج کرتے تھے۔ اور غزنی کے درمیان ایک سوساٹھ فرسخ کا فاصلہ ہے۔ (تقویم اہمدان)

کھوکھروں کا ایک بڑا گروہ بن گیا تھا اس کے باوجود شہاب الدین کی سطوت و جلال سے یہ اتنے متاثر تھے کہ سالانہ خراج شہی خزانہ میں جمع کر دیتے تھے جس وقت شہاب الدین کی موت کی غلط خبر مشہور ہوئی کھوکھر بگڑ گئے اور بد عہدی و بغاوت پر کمر باندھ لی اور پہاڑی قوموں سے سازش کر کے فتنہ و فساد مچا دیا اور دہلی کے راستے مخدوش ہو گئے۔ آمدورفت کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ شہاب الدین نے اپنے گورنر لاہور محمد بن ابوعلی کو خط بھیجا کہ کھوکھروں سے سالانہ خرچ وصول کر کے بھیجو اور بد نظمی دور کر کے امن و امان قائم کر دو۔ مگر کھوکھروں نے محمد بن ابوعلی کی سماعت نہ کی تب شہاب الدین نے اپنے غلام ایک ۱ کو قوم کھوکھروں کی سرکوبی اور سمجھانے کے لئے روانہ کیا۔

کھوکھروں کی اطاعت۔ کھوکھروں کے سردار نے ایک کوٹکا سا جواب دے دیا کہ اگر شہاب الدین زندہ ہوتا تو وہ خود آتا اس کو اتنی باتیں کہ ہم خراج دینا بند کر دیتے اور وہ خاموش بیٹھا رہتا غرض کہ کھوکھروں نے ایک کی نہ سنی۔ شہاب الدین نے اس سے مطلع ہو کر قریہ شاپور میں لشکر کی فراہمی کا حکم دیا۔ چنانچہ لشکر مرتب ہونے کے بعد کھوکھروں کی گوشمالی کے لئے روانہ ہو گیا جیسے ہی شہاب الدین لاہور پہنچا کھوکھروں نے اطاعت قبول کر لی شہاب الدین ۶۰۱ھ میں واپس غزنی آیا اور فوراً ہترکان خطا پر چڑھا لی کر دی۔

کھوکھروں کی گوشمالی: شہاب الدین کی واپسی کے بعد کھوکھروں نے پھر بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیا، ہرنی اور غارتگری کرنے لگے۔ اس مرتبہ ہندوؤں کی دوسری قومیں بھی غارتگری و بغاوت میں شریک ہو گئیں۔ شہاب الدین کو اس کی خبر ملی تو ہند کے زیر کنٹرول علاقوں میں بد امنی پھیلنے کے خیال سے ترکان خطا کے مقابلہ سے لشکر واپس لے کر غزنی کی طرف آیا اور وہاں سے لشکر کو از سر نو مرتب کر کے ماہ ربیع الاول ۶۰۲ھ کھوکھروں کی سرکوبی کے لئے بڑھا، اور نہایت تیزی سے کوچ و قیام کرتا ہوا کھوکھروں کے سروں پر پہنچ گیا کھوکھر بھی جنگ کے ارادے سے پہاڑوں سے اتر کر سطح زمین پر صف آرا ہو گئے۔ ایک دن رات مسلسل لڑائی ہوئی رہی۔

کھوکھروں کی شکست:۔۔۔ جنگ کے دوران جبکہ گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی کہ قطب الدین ایک لشکر اسلام لئے ہوئے (دہلی) سے پہنچ گیا اور تگبیر کے نعرے لگاتا ہوا کھوکھروں پر حملہ کر دیا کھوکھروں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ نہایت ابتری سے شکست اٹھا کر بھاگے مسلمانوں نے کھوکھروں کو جہنم پایا، رڈا۔ کھوکھروں کا بڑا گروہ ایک گنجان جنگل میں گھس گیا۔ لیکن ان اجل رسیدوں کو گنجان جنگل بھی پناہ نہ دے سکا۔ مسلمانوں نے سمیں گ لگا دی۔ بے انتہا مال غنیمت ہاتھ آ یا۔ عورتیں اور بچے گرفتار کر لئے گئے۔ لونڈی اور غلام اتنے سستے ہو گئے کہ پانچ پانچ دینار میں فروخت ہوئے۔ کھوکھروں کا سردار مارا گیا۔ اسی دوران دانیال سردار لشکر جو دی نے بھی سراٹھایا۔ شہاب الدین اس کی سرکوبی کی طرف متوجہ ہو گیا چنانچہ نصف رجب اسی مہم میں گذرا۔

سمرقند پر حملے کی تیاری:۔۔۔ الغرض جب باغیان ہندوستان کی سرکوبی سے فراغت حاصل ہوئی اس وقت شہاب الدین لاہور سے غزنی کی طرف روانہ ہوا، اور بہاء الدین (والی بامیان) کو لکھ بھیجا کہ تمہیں میری قیادت میں سمرقند پر فوج کشی کرنی ہے لہذا تم فوجیں فراہم کر کے رکھو ورنہ یہ جھوٹے پرپل بھی بندھوا دوتا کہ لشکر کو عبور کرنے میں کسی قسم کی دقت نہ ہو۔

تراہیہ کے کفار:۔۔۔ کفار تراہیہ غزنی اور پنجاب کے درمیان پہاڑوں پر رہتے تھے مسلمان کو تکالیف ان کا مذہبی فرض تھا۔ یہ بھی ایک قسم کے بت پرست یا مجوسی اہل مذہب تھے۔ ان کی ایک رسم یہ تھی کہ جب کسی کی لڑکی بالغ ہوتی تو یہ اسے گھر کے دروازے پر لاتے اور بلند آواز سے کہتے ”کوئی ہے جو اس لڑکی سے شادی کرے“ جو شخص اس کا اثبات میں جواب دیتا فوراً اس کے حوالہ کر دیتے ورنہ لڑکی کو مار ڈالتے تھے۔ ان کی بری رسم یہ بھی تھی کہ ایک عورت بہت سے مردوں سے ایک ہی وقت میں شادی کرتی تھی۔ ان لوگوں نے اطراف سمرقند و قریہ شاپور میں دھند بچا رکھی تھی دن و رات سے مسافروں کو لوٹ پیتے تھے۔ سلطان شہاب الدین میں ان کا ایک بڑا گروہ دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا تھا۔

اہل تراہیہ کی بغاوت:۔۔۔ لیکن جس وقت شہاب الدین کے قتل کی غلط خبر مشہور ہوئی تو اس قوم میں بھی بغاوت و سرکشی کا جوش پیدا ہوا عہد و

بیگانہ کو بائے طاق رکھ کر غارت گری شروع کر دی۔ سوران اور بکران کی حدود میں رہتی کرنے لگے اور مسلمانوں کی ایذا پر کمر پھر بندھ لی۔

اہل تراہیہ کی سرکوبی۔ تاج الدین خجی (شہاب الدین کی طرف سے ان صوبوں کا گورنر تھا) اس باغی قوم کی سرکوبی کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور نہایت سختی سے ان پر حملہ کیا چنانچہ برے طور سے پامال ہوئے ان کے بڑے بڑے سردار مارے گئے تاج الدین نے ان کے سروں کو بڑے بڑے سدا می شہروں میں بھیج دیا جو شارع عام پر لٹکا دیئے گئے اور فتنے و فساد ختم ہو گئے ①۔

شہاب الدین کی شہادت: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ شہاب الدین نے ہندوستان کی مہم سے فراغت پا کر لاہور سے غزنی واپسی کا ارادہ کیا تھا غرض یہ تھی کہ ترکان خطا سے ان کی پیش قدمی کا بدلہ لے چنانچہ ہندی اور خراسانی فوجیں مرتب کی گئیں۔ القصد جس وقت شہاب الدین لاہور سے نکل کر غزنی روانہ ہوا مقام دلیل میں جولاہور کے قریب تھا پہنچ کر قیام کیا۔ چند لوگ شاہی خرگاہ کے پاس آئے اور ان میں سے ایک نے دربان کو زخمی کر دیا۔ شور و غوغا بلند ہوا تو خیمہ شاہی کے محافظ دوڑ پڑے جس نے دربان کو زخمی کیا تھا وہ تو بھاگ گیا باقی کو موقع مل گیا وہ خیمہ میں گھس گئے۔ دو ایک خدمتگار جو خیمہ کے اندر تھے خوف زدہ ہو کر بے حس و حرکت سشدر کھڑے رہے گئے شہاب الدین اس وقت نماز پڑھ رہا تھا۔ سجدے میں تھا ان بے دینوں نے اسے اسی حالت میں شہید کیا اس کو قتل کر کے ان خدمتگاروں پر بھی ہاتھ صاف کیا جو اس خیمہ میں تھے۔ یہ واقعہ ماہ شعبان ۶۰۲ھ کے شروع میں واقع ہوا۔

شہاب الدین کے قاتل کون؟ سلطان شہاب الدین کے قاتلوں کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعضوں ② کا یہ خیال ہے کہ کھوکھروں نے اس کو شہید کیا تھا جس کے گھربار کو سلطان شہاب الدین نے تاخت و تاراج اور ان کے اعزہ و اقارب کو قتل کیا تھا اور بعض کا یہ قول ہے کہ فرقہ اسماعیلیہ ③ میں کسی شخص نے شہاب الدین کو شر جام شہادت پلایا تھا کیونکہ فرقہ اسماعیلیہ نے بہت بڑی سوزش برپا کر رکھی تھی۔ شہاب الدین نے ان کی سرکوبی کی ان کے قلعوں کا محاصرہ کیا اس کی فوجوں نے اسماعیلی علاقوں کو تباہ کر دیا تھا۔

خواجہ مؤید الدین: شہاب الدین کی شہادت ہونے کے بعد امراء لشکر وزیر السلطنت خواجہ مؤید الدین کی خدمت میں حاضر ہوئے ورسب کے سب اس بات پر متفق ہو گئے کہ جب تک خاندان شاہی سے کوئی شخص حکمران نہ بنے اس وقت تک خزان شاہی کی مکمل طور سے حفاظت کی جائے۔ چنانچہ وزیر السلطنت نے سپہ سالار کو طلب کر کے لشکریوں میں امن و امان قائم رکھنے اور نظام حکومت کا پابند رہنے کی ہدایت و تاکید کی اور نقش کو ایک تابوت میں رکھ کر خزان شاہی کے ساتھ غزنی کی طرف روانہ ہوا۔

صریح کی بددیتی: خزانہ شاہی دو ہزار دو سو اونٹوں پر لدا ہوا تھا بائیس سو اونٹوں پر خزانہ لدا ہوا دیکھ کر شاہی غلاموں کے منہ میں پانی بھر آیا۔ صریح (وزیر کا سسرالی رشتہ دار) وغیرہ نے یہ خیال قائم کر کے کہ شہاب الدین تو اب باقی نہیں رہا لہذا خزانہ لوٹنے کا ارادہ کر لیا، مگر کم نڈروں اور امیروں نے ان لوگوں کو اس بری حرکت سے باز رکھا۔ اور ان سب لشکریوں کو ہندوستان واپس کر دیا جن کے وظائف اور جاگیریں قطب الدین ایبک کے قبضے میں ہندوستان میں تھیں۔

① کوکریا کھکر یا کھکڑ اور کفر تراہیہ پہاڑی قومیں تھیں یہ مزہا سب بت پرست تھے مسلمانوں کے دشمن۔ مگر اطراف پشاور میں اندھیر مچائے رکھتے تھے۔ اور مسلمانوں کو تکالیف دیتے تھے اور کفر تراہیہ پنجاب اور غزنین کے درمیان پہاڑوں پر رہتے تھے ان کا مذہب بھی مسلمانوں کو تکالیف پہنچانے کی تعلیم دیتا تھا۔ شہاب الدین محمد غوری کے آخری عہد حکومت میں ان میں سے ایک جم غفیر دارالسلام میں بخوشی داخل ہوا جن کی تعداد تین چار لاکھ کے درمیان بتائی جاتی ہے دیکھو تاریخ فرشتہ مقالہ دوم ص ۲۰ مترجم۔

② انگریزی مؤرخ لکھتے ہیں کہ شہاب الدین کو ایک پاگل مسلمان نے قتل کیا تھا مگر یہ روایت اور اسماعیلیہ کے قاتل ہونے کی روایت درست نہیں ہے قیاس یہ کہتا ہے کہ کھوکھروں نے اس کو قتل کیا ہے کیونکہ جہاں سے شہاب الدین گزر رہا تھا وہ کھوکھروں کی سکونت کی جگہ تھی۔

③ اسماعیلیہ شیعوں کا ایک انتہائی غائی فرقہ ہے ان کا اہم کام دینی اور سیاسی شخصیات کو قتل کرنا ہوتا تھا جس کے نتیجے میں یہ خود بھی بڑی تعداد میں قتل ہوتے، سوقت اس کا یہ حال تھا کہ جس طرح آج ہم مجرموں کے بڑے گروہ کو مافیہ کہتے ہیں۔ قرامتہ کی تعریف کے دوران حاشیہ میں ان کا ذکر کر دیا گیا ہے تفصیل وہیں ملاحظہ کیجئے یہ اسماعیلیہ وہی ہیں جنہیں آج کل غوغائی بھی کہا جاتا ہے۔

امراء حکومت میں اختلاف: ادھر اراکین سلطنت میں تخت نشینی کے بارے میں اختلاف پڑا ہوا تھا۔ بعضوں کا یہ فتنہ تھا کہ غیاث الدین محمد سلطان غیاث الدین حمران بنے بعض یہ چاہتے تھے کہ بہاء الدین سام بمشیرہ زادہ شہاب الدین کے بھانجے کے قبضہ میں رہا۔ مسطنت کی جانے دی جائے خواجہ مؤید الدین اور ترک امیروں کا میلان غیاث الدین محمد کی طرف تھا اور غوری امراء اس خیال میں تھے کہ بہاء الدین سام حکومت نہیں دی جائے۔ غرضیکہ ہر فریق چاہتا تھا کہ قریب ترین راستہ طے کر کے خود ساختہ حکمران کو خزانہ اور لشکر حوالہ کر دے۔ ایک جگہ پہنچ کر دونوں میں جھگڑ پڑی تو کون نے سوران کا راستہ اختیار کرنا چاہا تا کہ فارس پہنچ کر غیاث الدین محمد کو خزانہ شاہی حوالے کر دیں اور تخت حکومت پر اس کو بٹھائیں غوریوں نے وہ راستہ پسند کیا جو بامیان کو جاتا تھا۔ وزیر السلطنت نے آئندہ جدال و قتال کے خطرے کا احساس کر کے امراء غوریہ کو سمجھ بکھ کر رومان کے راستے غزنی چلنے پر راضی کر لیا چنانچہ اسی راستے سے سب کے سب غزنی کی طرف روانہ ہو گئے۔ راستے میں قبائل افغان اور کفار ترہیت سے بے حد تکلیفیں اٹھائیں بڑی مشکل اور وقت کے ساتھ کرمان کے قریب پہنچ گئے

شہاب الدین کی تدفین: تاج الدین وز (ایلدوز) شاہی جنازے کے استقبال کے لئے نکلا جیسے اس کی نظر تابوت پر پڑی سوڑے سے اتر کر زمین بوس ہو گیا۔ ڈھکن اٹھ کر شہاب الدین کو دیکھا تو ضبط نہ کر سکا چیخ مار کر رونے لگا۔ غلامہ پھینک دیا۔ پیراہن پھڑ دیا لوگوں نے زبردستی پہنچ کر تابوت کے پاس سے ہٹا دیا۔ القصہ شعبان ۶۰۲ھ میں شہاب الدین کا تابوت غزنی پہنچ گیا اور مدرسہ شاہی میں بائیسویں شعبان میں مدفون ہوا۔

شہاب الدین، کردار: شہاب الدین شجاع، عادل اور اپنے ارادوں میں پکا شخص تھا۔ جہاد کا بیحد شائق تھا۔ اس کی ساری عمر جہاد ہی میں گزری ہفتہ میں چار دن مقدمات کا فیصلہ کرنے کے لئے مقرر کر رکھے تھے چنانچہ قاضی شہریہ چاروں شاہی دربار میں آتا۔ اور شرع شریف کے مطابق مقدمات کا فیصلہ کرتا۔ جسکی تعمیل امراء دولت اور اراکین سلطنت کرتے تھے۔ اور اگر کوئی فریق یہ چاہتا کہ میرے مقدمہ کی سماعت خود شہاب الدین کر لے تو شہاب الدین نہایت توجہ سے اس کا دعویٰ سنتا اور قاضی کے مشورے سے اس کا فیصلہ کرتا تھا یہ شافعی المذہب تھا۔

تاج الدین ایلدوز: تاج الدین ① ایلدوز سلطان شہاب الدین محمد غوری کا مخصوص اور مقرب غلام تھا شہاب الدین کے مارے جانے کے بعد تاج الدین ایلدوز غزنی کی حکومت کا شوق چڑ آیا۔ اور غیاث الدین محمد بن سلطان غیاث الدین کی حکومت و سلطنت کی لوگوں کو ترغیب دینے لگا چونکہ غیاث الدین محمد خراسان کی مہم میں مصروف تھا اس لئے اس نے تاج الدین ایلدوز کو غزنی کی حکومت کی سند لکھ کر بھیج دی چنانچہ تاج الدین دار السلطنت سے خزانہ شاہی کا چارچ بے لے کر غزنی روانہ ہو گیا۔

بہاء الدین سام: غیاث الدین نے اپنے چچا زاد بھائی شمس الدین محمد بن مسعود کو بامیان کی حکومت پر مقرر کیا تھا اور اپنی بہن سے اس کا نکاح کر دیا تھا۔ جس کے بطن سے ایک لڑکا سام نامی پیدا ہوا۔ شمس الدین محمد کا ایک اور لڑکا عباس نامی ایک ترکی خاتون کے بطن سے بھی تھا۔ لیکن سام اس سے عمر میں چھوٹا تھا۔ شمس الدین کے مرنے کے بعد اس کا بڑا بیٹا عباس بامیان کے تخت و تاج کا مالک بنا۔ سلطان غیاث الدین شہاب الدین کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ عباس کو معزول کر کے اپنے بھانجہ بہاء الدین سام کو بامیان کی حکومت عطا کی۔ بہاء الدین ہوشیار اور سیاسی رہا۔ اس کا ۱۰۸۰ء میں مدبر شخص تھا۔ رفتہ رفتہ اس کا رعب و داب بڑھ گیا۔ خزانہ مالا مال ہو گیا۔ چونکہ امراء غوریہ کا طبعی میلان اس کی طرف تھا اس لئے یہاں شہاب الدین کے بعد غزنی کی حکومت کا دعویٰ دار بن گیا۔

امیر وال: شہاب الدین کے قتل کے وقت قلعہ غزنی میں امیر وال نامی ایک شخص نائب کے طور پر حکومت کر رہا تھا۔ اس نے اپنے بیٹے کو غیاث الدین محمد بن سلطان غیاث الدین محمد اور ابن خرمل گورنر ہرات کے پاس بھیجا اور کہلوا یا کہ آپ لوگ اپنے علاقوں کی نگرانی و حفاظت کیجئے اور میں

① سلطان شہاب الدین نے تاج الدین ایلدوز کو صغریٰ میں خرید لیا تھا۔ چونکہ تاج الدین وجاہت ظاہری اور اخلاق حمیدہ کے خوشنالیوں سے آراستہ تھا سلطان شہاب الدین نے اپنے خاص خدمت پر مامور کر دیا رفتہ رفتہ آراء کیا اور اراکین دولت کے زمرہ میں داخل ہو گیا کرمان و سواران بطور جاگیر عنایت کیا گیا۔ لڑکیاں تھیں ایک تو شاہی رشتہ سے تھیں۔ قطب الدین سے منسوب ہوئی اور دوسری ملک ناصر الدین قیاچہ سے۔ کیونکہ تاریخ فرشتہ مقالہ ۱۲۳ (مترجم)

غیاث الدین محمد کے نام کا خطبہ جامع غزنی میں پڑھاواؤں گا اور اسی کے نام کا سکہ چلاؤں گا۔

بہاء الدین کی وفات امرائے غوریہ اور ترک میں جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں تخت نشینی کے بارے میں اختلاف پڑا ہوا تھا۔ بہاء الدین سام نے پنے ماموں کے قتل کی خبر سن کر فوجیں فراہم کر کے بامیان سے غزنی کی طرف روانہ ہو گیا علاء الدین اور جلال الدین اس کے دونوں بیٹے بھی ساتھ تھے۔ بہاء الدین سام نے ان دونوں کو غزنی اور ہندوستان جانے کا حکم دے رکھا تھا۔ چنانچہ جب بہاء الدین سام کا راستے میں انتقال ہو گیا تو اس کے دونوں بیٹے علاء الدین اور جلال الدین نے پہلے غزنی پر حملہ کیا۔

علاء الدین کا غزنی میں استقبال: علاء الدین بن بہاء الدین سام کی آمد کی خبر سن کر استقبال کے لئے آئے اور شاہی آداب سے ملے۔ امرائے ترک بھی اس پر وگرام میں شریک تھے اگرچہ ان کے دل غیاث الدین محمد کی حمایت میں تھے چنانچہ علاء الدین اور جلال الدین نے قلعہ و شہر پر قبضہ کر لیا۔ اور قصر شاہی میں رمضان ۶۰۲ھ کی چاند رات کو جلوہ افروز ہوا ترکوں کو یہ بات ناگوار گزری چنانچہ وہ روک ٹوک پر قتل گئے۔

علاء الدین اور جلال الدین کی تاج الدین کے ساتھ ساز باز: وزیر السلطنت موید الملک نے اس مصلحت سے کہ فی الحال غیاث الدین محمد ہم خراسان میں مصروف ہے ترکوں کو اس قتل سے روکا مگر وہ اپنے خیال سے باز نہ آئے۔ علاء الدین اور جلال الدین کو کہلوا دیا کہ ”تم دونوں بھی کئی شاہی محل سے قبضہ اٹھ لو ورنہ جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ“ علاء الدین اور جلال الدین نے ترکوں کا یہ رنگ دیکھ کر تاج الدین ایدوز کے پاس پیغام بھیجا کہ ”ہم لوگ تمہیں شاہی اعزاز سے سرفراز کریں گے۔ انعام پہلے اور جاگیریں بھی عطا کی جائیں گی تم ہمارے ہم آہنگ ہو جاؤ ورنہ جس ملک کی چاہو گے اسی کی حکومت دی جائے گی۔“

تاج الدین ایدوز غزنی میں: ادھر تاج الدین ایدوز کو جس وقت کرمان میں سلطان شہاب الدین کی شہادت کی خبر ملی تو اس نے وزیر سلطنت موید الملک سے خزانہ کی چابیاں لے لیں اور اپنے آقائے نامدار سلطان غیاث الدین محمد کے بیٹے غیاث الدین محمد کی حکومت و سلطنت کی دعوت دینا شروع کر دی بہاء الدین سام نے شہادت کے واقع سے مطلع ہو کر بامیان سے غزنی پر قبضہ کے لئے روانہ ہو گیا۔ اتفاق یہ کہ راستے میں اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کا بیٹا علاء الدین غزنی پہنچا اور تخت حکومت پر رونق افروز ہو گیا جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں علاء الدین نے ترکوں کو ساتھ ملانے کی کوشش کی اور تاج الدین ایدوز کے پاس محبت و اخلاص کا پیغام بھیجا۔ غرضیکہ ہر طرح سے اسے راضی رکھنے اور اس سے ساز باز کرنا چاہی۔

علاء الدین اور جلال الدین کی تاج الدین کے ساتھ کشیدگی: تاج الدین ایدوز نے گردن اطاعت اس کے آگے خم نہ کی بلکہ نہایت برے طریقہ سے سختی کا جواب دیا۔ اور بڑی فوج ترکوں و خلیجیوں اور تاتاریوں کی فراہم و مرتب کر کے کرمان سے غزنی کی جانب روانہ ہو گیا علاء الدین اور اس کے بھی کئی کودھمکی کا خط لکھا۔ علاء الدین نے بھی اپنے وزیر السلطنت کو بامیان، بلخ اور زند کی طرف افواج کی حصول کی غرض سے روانہ کیا۔ اس دوران خفیہ طور سے تاج الدین ایدوز نے غزنی میں ترکوں کے پاس بھی کہلوا دیا کہ غیاث الدین محمد تمہارے آقائے نامدار کا بیٹا ہے۔ بہت بڑی نمک حرامی ہوگی اگر تم اس کا ساتھ نہیں دو گے۔“

غزنی کی فتح: القصہ ماہ رمضان (۶۰۲ھ) میں دونوں فریق صف آرا ہوئے اور سخت خوریز جنگ کی بنیاد پڑ گئی۔ ترکوں کی فوج علاء الدین سے علیحدہ ہو کر تاج الدین ایدوز سے مل گئی جس سے محمد بن حدرون ① کو شکست ہو گئی اور وہ گرفتار ہو گیا۔ تاج الدین ایدوز کا لشکر شہر غزنی میں داخل ہو گیا وٹنر شروع ہو گئی غوریوں اور بامیوں کے مکانات لوٹ لئے گئے۔ علاء الدین نے قلعہ میں جا کر پناہ لی جلال الدین میں سواروں کے ساتھ بامیان گئے۔ علاء الدین نے قلعہ میں جا کر پناہ لی جلال الدین میں سواروں کے ساتھ بامیان کی طرف بھاگ گیا۔ تاج الدین ایدوز نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ تا آنکہ علاء الدین نے اس کی درخواست کی کہ مجھے امن دیا جائے میں غزنی سے بامیان چلا جاؤں گا۔

① تاریخ کامل ج ۷ ص ۴۸۲ پر محمد بن علی بن حدرون تحریر ہے۔ جبکہ ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے عربی ایڈیشن ج ۳ ص ۴۱۳ پر محمد بن حدرون ہے۔

علاء الدین کی کسمپرسی: چنانچہ جب امن حاصل کر کے علاء الدین قلعہ غزنی سے نکلا۔ اشارے میں ترکوں میں سے بعض لوگوں نے چیمہ چھڑکی۔ گھوڑا چھین یا مال و اسباب لے لیا۔ مگر جب تاج الدین ایلدوز کو پتہ چلا تو اس نے گھوڑا اور مال و اسباب واپس بھجوا دیا چنانچہ علاء الدین رفتہ رفتہ بامیان پہنچ گیا اور اپنی گئی ہوئی حالت کو درست کرنے لگا۔

تاج الدین ایلدوز کی ریشہ دوانیاں: تاج الدین ایلدوز نے غزنی میں قیام کر کے غیاث الدین محمد کی حکومت کا جھنڈا لگا کر ائمہ مذہب اس کے نام کا نہ پڑھا۔ داؤد والی قلعہ غزنی کو گرفتار کر لیا۔ فقہاء، قضاة کو حاضری کا حکم دیا۔ خلیفہ کی طرف سے محمد الدین ابوعلی بن ربیع شافعی مدرسہ مذہب بغداد وند کے سر شہاب الدین کے پاس آیا ہوا تھا اسی دربار عام میں تاج الدین ایلدوز نے اسے بھی حاضر ہونے کی اجازت دی اور ان لوگوں نے شہی تخت پر بیٹھنے اور القاب سلطانی سے خود کو مخاطب کرنے کا مشورہ کیا اور کرگزار، ترکوں کو اس بات سے نفرت پیدا ہوئی۔ بہت سے لوگ رو پڑے۔ ملوک غوریہ کی اولاد ایک گروپ اس وقت اس مجلس میں موجود تھی انہوں نے بھی اس فعل کو نفرت کی نگاہوں سے دیکھا اور اس کی خدمت سے عیحدہ ہو کر علاء الدین اور اس کے بھائی کے پاس بامیان آ گئے۔

غیاث الدین محمد: جس وقت سلطان شہاب الدین غوری نے جام شہادت نوش کیا تھا اس وقت اس کے بھائی سلطان غیاث الدین محمد کا بیٹا غیاث الدین محمد اپنے مقبوضہ علاقے بست میں تھا شہاب الدین نے خاندان شاہی غوریہ میں سے علاء الدین محمد بن ابوعلی کو بلوغ غوریہ کی حکومت عطا کی تھی (یہ امامیہ مذہب کا بہت بڑا متعصب شخص تھا) چنانچہ غیاث الدین محمد پہلے تو فیروز کوہ ① سے آ گیا مگر امراء غوریہ غیاث الدین کی حکومت کی طرف مائل تھا اور فیروز کوہ والے بھی اسی خیالی تمنا میں تھے۔ چنانچہ جب شاہ خوارزم نے فیروز کوہ کا رخ کیا تو اس نے محمد مرغنی اور محمد بن عثمان غوری سرداروں کو طلب کر کے محمد بن تکلش (والی خوارزم) سے جنگ کرنے کا حلف لیا اور غیاث الدین محمد بست میں ٹھہرا ہوا مال کا انتظار کر رہا تھا۔ کیونکہ وہاں بامیان سے دور اس سے شہاب الدین ہی کے دور میں یہ سمجھوتا ہو چکا تھا کہ شہاب الدین کے بعد خراسان غیاث الدین کے قبضہ میں رہے گا اور ہندوستان اور غزنی بہاء الدین (والی بامیان) کے زیر اثر حکومت سمجھا جائے گا۔

غیاث الدین کی خلاف ورزی: لیکن شہاب الدین کی شہادت کے بعد غیاث الدین نے معاہدہ کے خلاف ۶۰۳ھ رمضان ۶۰۳ھ میں تخت حکومت پر قبضہ کیا اور حکومت و سلطنت کا دعوے دار بن گیا۔ اراکین حکومت سے اپنی حکومت و سلطنت کی بیعت لے لی۔ امراء لشکر جو اس کے حامی تھے وہ اس کے خدمت میں حاضر ہو گئے۔ چنانچہ غیاث الدین نے فیروز کوہ پر قبضہ کر لیا اور علاء الدین کے سرداروں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔

انتظامی امور: غیاث الدین نے فیروز کوہ پر قبضہ کرنے کے بعد جامع مسجد میں جا کر شکرانہ کی نماز ادا کی پھر سوار ہو کر اپنے باپ کے ایوان میں آیا اور وہیں سکونت اختیار کر لی اور شد و آمد قدیم کے مطابق ساری رسوم ادا کیں۔ عبد الجبار محمد بن عشیمرانی (سلطان غیاث الدین محمد غوری کا وزیر السلطنت دربار میں حاضر ہوا غیاث الدین نے قلمدان وزارت اس کے حوالہ کر دیا۔ عدل و احسان اور جہانداری میں اپنے مرحوم باپ کے نقش قدم پر چھنے لگا اس کے بعد ابن حرمیل گورنر ہرات کی دل جوئی کے لئے نرمی و ملاطفت کا خط لکھا اپنی اطاعت و فرمانبرداری کی ہدایت کی۔

ابن حرمیل کی غداری: جس وقت ابن حرمیل کو سلطان شہاب الدین کی شہادت کی خبر ملی خوارزم شاہ کی دشمنی سے خوفزدہ ہو کر شہر کے سرداروں کو ہوا یا اور وہیں سکونت اختیار کر لی اور شد و آمد قدیم کے مطابق ساری رسوم ادا کیں۔ عبد الجبار محمد بن عشیمرانی (سلطان غیاث الدین محمد غوری کا وزیر السلطنت دربار میں حاضر ہوا غیاث الدین نے قلمدان وزارت اس کے حوالہ کر دیا۔ عدل و احسان اور جہانداری میں اپنے مرحوم باپ کے نقش قدم پر چھنے لگا اس کے بعد ابن حرمیل گورنر ہرات کی دل جوئی کے لئے نرمی و ملاطفت کا خط لکھا اپنی اطاعت و فرمانبرداری کی ہدایت کی۔

① ابن اثیر کی تاریخ الکامل میں بھی اس طرح ہے۔ جبکہ ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے عربی ایڈیشن ج ۳ ص ۴۱۳ پر یہ در کوہ تحریر ہے۔ اس کی طرف پہلے اشارہ کیا جا چکا ہے۔ فیروز کوہ کا مطلب ہے نیلا پہاڑ جبکہ اصل خراسان اس کو بیروز کوہ کہتے ہیں۔ بمعنی نیلا پن یہ ایک بہت بڑا اور مضبوط قلعہ تھا جو غزنی و ہرات کے درمیان خراسان کے سسہ کوہ میں واقع تھا اس علاقے کے حکمران کا دار الحکومت بھی تھا دیکھیں: (معاجم البلدان)

ابن حرمیل کی اطاعت: ابن حرمیل نے یہ سن کر قاضی اور ابن زیاد سے اس معاملہ میں مشورہ کیا۔ ان دونوں نے غیاث الدین کی اطاعت قبول کرنے کا مشورہ دیا۔ ابن حرمیل نے بظاہر ان کا مشورہ قبول کیا لیکن در پردہ خوارزم شاہ کو قبضہ ہرات پر ابھارتا اور ترغیب دیتا رہا۔ اسی دوران غیاث الدین نے گورنر طاقان اور گورنر مرو کو خط لکھ کر بلوایا ان لوگوں کو جاگیریں دیں اور ”امیر شکار“ (اپنے باپ کے ایک غلام) کو طاقان میں کچھ جاگیر عطا کی۔

خوارزم شاہ خراسان میں: حسن بن حرمیل غوریوں کی طرف سے ہرات کا حکمران تھا لیکن کسی وجہ سے غوریوں کی اطاعت سے منحرف اور باغی ہو گیا تھا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں اور اُس نے در پردہ خوارزم شاہ سے ساز باز کر لی تھی چنانچہ ادھر خوارزم کو لکھ کر بھیجا کہ آپ اپنی فوجیں بھیج دیجئے اور ادھر ابن زیاد کو سلطان غیاث الدین کی خدمت میں اظہار اطاعت کے لئے روانہ کیا حسن بن حرمیل ان کاروائیوں سے مطمئن نہ ہوا، پس و پیش کرتا رہا تھا کہ اس دوران ابن زیاد و سلطان غیاث الدین کی خدمت سے خلعت وغیرہ لے کر واپس آیا۔

حسن بن حرمیل کی سر اسیمگی: اس کے باوجود حسن بن حرمیل اپنی کیا دی اور خیال سے باز نہ آیا۔ اس کے بعد خوارزم شاہ کی فوجیں آ گئیں۔ نہایت عزت و احترام سے ملا لیکن یہ خبر سن کر اس فوج کے پیچھے چھ کوس کے فاصلہ پر خوارزم شاہ بھی ہے حواس باختہ ہو گیا اور خود کردہ پریشیمان ہوا۔ اسی وقت خوارزم شاہ کی فوج کو واپس کر دیا ان واقعات کی اطلاع سلطان غیاث الدین کو مل گئی چنانچہ سلطان نے حسن کو بلوایا اور اس کے مملوکات کی ضبطی اور اس کے مشیروں کا اور مصاحبوں کو ذلیل و رسوا کرنے کا حکم بھیج دیا۔

ابن حرمیل کی ریشہ ووائیاں: حسن بن حرمیل کو اس کی خبر مل گئی چنانچہ حسن نے ان لوگوں کو جھانسنہ دیا کہ میں سلطان سے معذات حاضرہ میں خط و کتاب کر رہا ہوں۔ تم لوگ احکام سلطانی کی تعمیل میں جلدی مت کرو۔ قاضی اور ابن زیاد اس فقرہ میں آ گئے۔ قاصد کی روانگی کے چوتھے دن خوارزم شاہ اپنی فوج کے ساتھ ہرات پہنچ گیا۔ حسن بن حرمیل نے شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے اور شہر میں داخل کرالیا۔ اس کے بعد ابن زیاد کو گرفتار کر کے اس کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھر وادیں اور قاضی کو شہر سے نکال دیا۔ چنانچہ قاضی فیروز کوہ میں سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا اور حالات عرض کئے چنانچہ سلطان غیاث الدین نے بنفس نفیس ہرات کا رخ کیا۔ ابھی روانگی کی نوبت نہ آئی تھی کہ یہ خبر پہنچی کہ علاء الدین (دلی ہامیان) غزنی کی طرف بڑھ رہا ہے۔ مجبوراً ہرات کے ارادے کو ملتوی کر دیا۔

خوارزم شاہ کا بلخ پر حملہ: قبضہ ہرات کے بعد بلخ باقی رہ گیا تھا۔ جس وقت خوارزم شاہ کو سلطان شہاب الدین کے مرنے کی خبر پہنچی ان غوریوں کو جو اس کے یہاں قید تھے رہا کر دیا۔ خلعتیں دیں۔ تالیف قلوب کی اور اپنے بھائی علی شاہ کو فوج دے کر بلخ پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ عمر بن حسین غوری گورنر بلخ مقابلہ پر آیا۔ بلخ سے چھ کوس کے فاصلہ پر لڑائی کے مورچے قائم ہوئے۔ اتنے میں خوارزم شاہ بھی امدادی فوجیں لے کر پہنچ گیا۔ یہ واقعہ ۶۰۲ھ کا ہے۔ جب محاصرہ کی شدت حد سے بڑھ گئی اور عمر بن حسین نے خود میں قوت مقابلہ کی نہ دیکھی تو ہامیان میں علاء الدین اور جلال الدین کی خدمت میں خط بھیجی اور امداد کی درخواست کی۔ لیکن ان دونوں کو غزنی کے معاملات نے امداد سے روک دیا۔ خوارزم شاہ چالیس دن تک بلخ کا محصرہ کئے رہا مگر کامیابی کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔

محمد بن علی کی بلخ روانگی: محمد بن علی بن بشیر خوارزم شاہ کے پاس تھا اسے بھی غوری قیدیوں کے ساتھ قید سے رہا کیا تھا اور جاگیر دی تھی۔ چنانچہ اس کو خوارزم شاہ نے عمر بن حسین والی بلخ کے پاس روانہ کیا اور یہ کہلوادیا کہ تم میری اطاعت قبول کر لو میں تمہارے حقوق کی نگہداشت معقول طریقے سے کروں گا۔ عمر بن حسین نے انکار میں جواب دیا۔ چنانچہ خوارزم شاہ نے کامیابی سے ناامید ہو کر ہرات کی طرف واپس جانے کا ارادہ کر لیا مگر یہ خبر سن کر کہ علاء الدین و جلال الدین کو غزنیوں کے مقابلے میں شکست ہوئی..... نے ان دونوں کو قید کر لیا ہے ہرات واپسی کو ملتوی کر دیا اور ابن بشیر (یعنی محمد بن علی بن بشیر) کو عمر بن حسین کے پاس دوبارہ صلح کا پیغام دے کر بھیجا۔ عمر بن حسین نے پھر انکار میں جواب دیا۔

بلخ پر خوارزم شاہ کا قبضہ: مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں بلا آخر جس وقت عمر بن حسین کو چاروں طرف سے ناامیدی محسوس ہوئی تو صحت کی روت بھٹادی اور خوارزم شاہ کے نام کا خطبہ جامع مسجد بلخ میں پڑھا اور خوارزم شاہ سے ملنے کو اس کے کمپ میں آیا خوارزم شاہ نے صنعت دی ورنہ کی گورنری پر بدستور بحال رکھا۔ یہ واقعہ ۶۰۳ھ کے آخر کا ہے۔

حسین غوری کی گرفتاری فتح بلخ سے فارغ ہو کر خوارزم شاہ جو زقان (جر جان) کی طرف محاصرہ کے لئے بڑھا علی بن ابی یہاں کا حاکم تھا۔ دونوں میں صبح ہوئی۔ ہذا اس نے جو زقان سے واپس آ کر عمر بن حسین غوری والی بلخ کو بلوایا اور جب وہ آ گیا تو گرفتار کر کے خوارزم بھینچ دیا اور بلخ پر چکر قبضہ کر لیا پھر جعفر ترکی کو اپنی طرف سے بلخ کا حاکم مقرر کر کے خوارزم واپس چلا گیا۔

تاج الدین ایلدوز کی ریشہ دوانیاں: ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ ایلدوز نے غزنی پر قبضہ کر کے علاء الدین اور جلال الدین کو بامیان کی جانب نکال دیا تھا چنانچہ دو مہینے تک یہ دونوں بامیان میں مقیم رہے۔ ایلدوز نے غزنی پر قبضے کے بعد وہیں قیام اختیار کیا اور اس خیال سے کہ میری حکومت مستقر و استحکام حاصل ہو جائے غیاث الدین کے نام کا خطبہ پڑھنے سے رک رہا۔ اور ترکوں کو اس خوف سے کہ کہیں ان لوگوں میں شورش و رعبہ شنی کا مادہ نہ پیدا ہو جائے یہ جھنڈا دیتا رہا کہ غیاث الدین کے پاس اپنی واپس نہیں آیا چنانچہ جب اس کو علاء الدین کے مقابلہ میں کامیابی حاصل ہو گئی اور قلعہ پر قبضہ کر لیا تو استقلال اور خود مختاری حکومت کا اعلان کر دیا اور تخت حکومت پر قابض ہو گیا۔

غزنی پر علاء الدین اور جلال الدین کا قبضہ: اس دوران لشکر کا کافی حصہ رفتہ رفتہ علاء الدین سے آ ملا چنانچہ علاء الدین اور جلال الدین فوجیں مرتب کر کے بامیان سے غزنی کے ارادے سے روانہ ہو گئے ایلدوز کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے بھی لشکر مرتب کر کے مقابلے کی کوشش کی۔ مگر کامیاب نہ ہو سکا، اور اندونوں نے ایلدوز کی فوجوں کو نہایت بری طرح پسپا کر دیا فوج کا بڑا حصہ کام آ گیا۔ ایلدوز کرمان کی طرف بھاگا۔ ایک دستہ فوج نے تعقب کیا۔ ایلدوز نے پلٹ کر مقابلہ کیا اور مارا بھگایا۔

علاء الدین اور جلال الدین کا آپس میں جھگڑا: علاء الدین اور جلال الدین کا بھائی جلال الدین کامیابی کے ساتھ غزنی میں کامیابی کا جھنڈے ہوئے داخل ہوا اور قلعہ پر قبضہ کر لیا اور شہاب الدین کے اس خزانہ پر قبضہ کر لیا جسے ایلدوز نے وزیر السلطنت مؤید الدین سے کرمان میں چھین لیا تھا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ غزنی پر قبضے کے بعد علاء الدین اور جلال الدین میں خزانے کے تقسیم اور مؤید الملک کی وزارت پر جھگڑا ہو گیا۔ چنانچہ اہل غزنی کو ان کی طاعت پر بے حد ندامت ہوئی مگر چارہ کار کچھ نہ تھا۔ جلال الدین عباس کے ساتھ بامیان چلا گیا اور علاء الدین غزنی میں ٹھہرا رہا۔

ایلدوز کا کرمان پر قبضہ: وزیر السلطنت نے لشکریوں اور رعایا کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ شروع کر دیے۔ جس کا مال پایا لوٹ لیا جس کو چاہا سزا دی غرضیکہ ظلم کی کوئی حد باقی نہیں رہی۔ لوگوں نے مال و اسباب کو فروخت کرنا شروع کر دیا۔ شکایتوں پر شکایتیں ہوتی تھیں۔ لیکن کوئی سننے والا نہ تھا۔ ایلدوز کو ان واقعات کی اطلاع ملی تو ترکوں، تاتاریوں اور غوریوں کی فوجیں مرتب اور جمع کر کے چڑھائی کر دی۔ ایلدوز شریف (شہاب الدین کا غلام) دو ہزار فوج لے کر کرمان پر چڑھا آیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد ہی ایلدوز پہنچ گیا اس کو ایلدوز کی کامیابی پسند نہیں آئی چنانچہ ایلدوز کو نکال کر کرمان پر قبضہ کر لیا۔ اور رعایا کے ساتھ حسن سلوک اور عدل و انصاف سے پیش آنے لگا۔

ایلدوز کا غزنی پر دوبارہ قبضہ: رفتہ رفتہ اس کی خبر علاء الدین کو غزنی میں ملی اس نے اپنے وزیر کو اپنے بھائی جلال الدین کی خدمت میں بامیان روانہ کیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ غوریوں نے علاء الدین کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ اور غیاث الدین کے پاس چلے گئے تھے۔ ذرا سے آخری ۶۰۲ھ میں شہر غزنی پر قبضہ کر لیا۔ علاء الدین قلعہ نشین ہو گیا ایلدوز نے اہل غزنی کو تشفی اور امن دیا جب شہر کا بلخر ختم ہو گیا تو قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ اتنے میں دزد و نیکی کی کہ جس نے دین فوج لے کر آ گیا ہے۔ ایلدوز یہ سن کر مقابلہ کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ دونوں کی جنگ ہوئی جس میں ایلدوز نے جلال الدین کو شکست دی ورنہ گرفتار کر کے غزنی واپس آ گیا۔

قلعہ غزنی پر قبضہ: علاء الدین اس وقت تک قلعہ نشین تھا۔ ایلدوز نے اسے کہلا دیا کہ اگر تم قلعہ کی چابیاں میرے حوالہ نہیں کرو گے تو میں تمہارے قیدیوں کو قتل کر دوں گا۔ علاء الدین نے جواب میں ذرا لیس لعل سے کام لیا تو ایلدوز نے چار سو قیدیوں کو قتل کر دیا۔ علاء الدین یہ سن کر خوف سے کانپ اٹھا اور امن کی درخواست کی چنانچہ ایلدوز نے امن دے دیا اور جب علاء الدین امن حاصل کر کے قلعہ سے نکل تو رفتہ رفتہ اور وزیر السلطنت علی الملک کو قتل کر دیا اور فتح کی خوشخبری کا خط غیاث الدین کی خدمت میں روانہ کیا سلیمان بن بشیر ۶۰۳ھ میں غیاث الدین کی خدمت میں فیروز کو پہنچا چنانچہ غیاث الدین نے عزت و احترام سے ٹھہرایا اور اسے قصر شاہی کا داروغہ مقرر کر دیا۔

عباس کی بغاوت: جس وقت علاء الدین اور جلال الدین غزنی میں گرفتار کر لئے گئے جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں اور اس کی خبر ان کے چچ عباس و بامیان میں ملی تو اس کے ساتھ ان دونوں کے باپ کا وزیر بھی بامیان میں موجود تھا۔ چنانچہ وزیر السلطنت یہ خبر سن کر خوارزم شاہ کے پاس ایلدوز کے خلاف اقدام حاصل کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ ادھر عباس نے وزیر السلطنت کی عدم موجودگی کو نینیت شمار کر کے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ اور علاء الدین و جلال الدین کے ساتھیوں اور حمایتیوں کو نکال دیا۔ وزیر السلطنت کو اس کی خبر مل گئی چنانچہ وہ راستے سے ہی لوٹ پڑا اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔

عباس کی اطاعت: اس کے بعد جلال الدین رہا ہو کر بامیان پہنچ گیا اس طرح وزیر السلطنت کو اس سے بہت بڑی قوت حاصل ہو گئی۔ اس نے عباس کے پاس کہلوا یا کہ تم سرکشی چھوڑ کر اطاعت قبول کر لو چنانچہ عباس نے قلعہ کے دروازہ کھول دیئے اور چابیاں اس کے حوالہ کر دیں اور یہ کہہ کر کہ میں نے خوارزم شاہ کی دست برد سے محفوظ رہنے کی غرض سے قلعہ پر قبضہ کیا تھا ورنہ یہ کب ممکن تھا کہ میں خود مختاری کا جھنڈا بلند کر دیتا۔

ترند پر خوارزم شاہ کا قبضہ: خوارزم شاہ نے عمر بن حسین غوری سے بلخ چھین کر ترند کا رخ کر لیا اس وقت ترند میں عمر بن حسین کا بیٹا صغریٰ کر رہا تھا۔ محمد بن بشیر نے ترند پہنچ کر بلخ پر خوارزم شاہ کے قبضہ کے حالات بتائے اور یہ ظاہر کیا کہ بلخ کا نظروں سے خوارزم شاہ کے اراکین حکومت کر رہے ہیں اور عمر بن حسین کو خوارزم شاہ کے پاس بھیج دیا گیا ہے۔ اگر تم اطاعت قبول کر لو گے۔ اور مقابلہ نہ کرو گے تو تمہیں انعامات دیئے جائیں گے۔ جاگیریں دی جائیں گی۔ چونکہ والی ترند تاتاریوں کے آئے دن کے حملوں سے تنگ آ گیا تھا اور غزنی پر ایلدوز کے غلبے اور اپنے ساتھیوں کی گرفتاری سے دل شکستہ ہو گیا تھا اس لئے اطاعت کی گردن جھکا دی اور امن کی درخواست کی۔ خوارزم شاہ نے امن دے دیا اور ترند پر قبضہ کر لیا۔

طالقان پر قبضہ: خوارزم شاہ ترند سے فارغ ہو کر طالقان کی طرف بڑھا اس وقت طالقان میں سونج نامی ایک شخص غیاث الدین محمود کی طرف سے حکومت کر رہا تھا۔ خوارزم شاہ نے پیغام بھیجا کہ تم میری اطاعت قبول کرو گے تو تمہیں حسب خواہش جاگیریں دی جائیں گی مگر سونج نے انکار میں جواب دیا اور جنگ پر آمادہ ہو گیا۔ لیکن جس وقت مقابلہ پر آیا۔ گھوڑے سے اتر کر قدم بوس ہو گیا اور غوث قنصیر کی درخواست کی اس طرح خوارزم شاہ نے طالقان پر قبضہ کر لیا اور اس کے بعد اراکین حکومت کو بھی گرفتار کر کے کاکوین اور سوار نامی قلعوں کا رخ کیا۔ کاکوین کا والی حسام الدین علی بن ابوعیٰ مقابہ پر آیا۔ خوارزم شاہ نے اس سے شہر حوالے کرنے کا مطالبہ کیا۔ مگر حسام الدین نے انکار میں جواب دیا چنانچہ خوارزم شاہ جواب صاف پکڑ کر ہرات کی طرف چلا گیا۔ اور ہرات کے باہر قیام پذیر ہو گیا چونکہ حسن بن حرمل نے اطاعت قبول کر لی تھی اس لئے خوارزم شاہ کے لشکر کی دست برد اور لوٹ مار سے ہرات محفوظ رہا۔ اسی مقام پر غیاث الدین کا اچھی تحائف و بدایا لے کر حاضر ہوا۔

اسفرائن اور سمبستان پر خوارزم شاہ کا قبضہ: اسی زمانہ میں حسن بن حرمل نے اسفرائن پر یلغار کی۔ والی اسفرائن غیاث الدین کے پاس گیا ہوا تھا۔ ادھر حسن نے شہر کا محاصرہ کر لیا۔ اہل شہر نے امن حاصل کر کے شہر پناہ کے دروازہ کھول دیئے اور شہر کو امن کے ساتھ حوالہ کر دیا۔ اس کے بعد حسن بن حرمل نے والی سمبستان کے پاس خوارزم شاہ کی اطاعت کا پیغام بھیجا اور یہ کہلوا یا کہ آئندہ سے مسجد من میں خوارزم شاہ کے نام کا خطبہ پڑھا جائے۔ چنانچہ والی سمبستان نے خوارزم شاہ کا غائبانہ اطاعت اپنی گردن پر رکھ لیا اور اس کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔

قاضی صاعد: قرمین کو یاد ہو گا کہ خوارزم شاہ نے غیاث الدین سے اس امر کی درخواست کی تھی۔ جس کو غیاث الدین نے قبول نہ کیا تھا۔ غرض یہ قیامت کے زمانے میں قاضی صاعد بن فضل، خوارزم شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جسے حسن بن حرمل نے شہر بدر کر دیا تھا ورنہ غیاث الدین

کے پاس فیروز کوہ چلا گیا تھا حسن بن حرمل نے کچھ ایسی خبر دی کہ خوارزم شاہ نے قاضی صاعد کو قلعہ زوزن میں قید کر دیا اور ہرات کے مجدد قضا پر قاضی بوہر محمد بن سرخسی کو مقرر کیا۔

ایک اور ایلدوز کی آزادی: جس وقت ایلدوز نے غزنی پر قبضہ کیا اور علاء الدین اور جلال الدین کو بھی گرفتار کر لیا تو غیاث الدین نے ایلدوز کو لکھا کہ میرے نام کا خطبہ مسجدوں میں پڑھا جائے۔ ایلدوز یہاں کر کے ٹالنے لگا مگر غیاث الدین نے قاصد روانہ کیا کہ میرے نام کا تو خطبہ پڑھا جائے اور شہاب الدین کے لئے دعا کی جائے، ترکوں کو اس خط و کتابت سے شبہ پیدا ہو گیا، چنانچہ ایلدوز نے غیاث الدین کو خط لکھا کہ آپ مجھے آزاد کر دیجئے۔ صلح کرنے اور امداد کرنے کا تھا، پھر جب ایلدوز نے اپنی آزادی کی درخواست کی تو غیاث الدین نے اسے اور قطب الدین ایک آزاد کر دیا (ایک شہاب الدین کا غلام تھا اور اس کی طرف سے ہندوستان کا حکمران تھا) اور ان دونوں کو تحفے اور خلعتیں روانہ کی پھر یہ خبر ملی کہ ایلدوز خود مختار حکمران بن کر رہا اور ایک آزاد ہونے کے باوجود مطیع و فرمانبردار رہا۔

وز (ایلدوز) کی یکتا باد پر فوج کشی: غیاث الدین نے خوارزم شاہ سے امداد کی درخواست کی خوارزم شاہ نے اس شرط پر مکہ بھیجی کہ حسن بن حرمل دکنی ہرات میری اطاعت قبول کر لے۔ اور مال غنیمت کے تین حصے کئے جائیں ایک حصہ لشکریوں میں تقسیم کیا جائے اور دو حصے ندونوں میں۔ جب اس کی خبر کسی ذریعہ سے دز کو ملی تو دز نے فوجیں مرتب کر کے یکتا باد پر چڑھائی کر دی اور اس پر قابض ہو گیا۔ اس کے بعد بست اور اس کے متعلقات کا رخ کیا اور قبضہ کر کے غیاث الدین کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا۔ اور والی بختان کو لکھ بھیجا کہ تم خوارزم شاہ کا خطبہ سے نام نکال دو۔

ایتلکین کی کامل واپسی: دز نے حسین بن حرمل کو بھی اس پر ابھارا اور مخالفت کی صورت میں جنگ کی دھمکی دی پھر جلال الدین والی ہامیان کو قید سے رہا کر کے اس کا اپنی بیٹی سے نکاح کر دیا اور پانچ ہزار سواروں کو ایتلکین کی کمان میں (یہ شہاب الدین کا غلام تھا) جلال الدین کے ہمراہ روانہ کیا کہ ہامیان پر قبضہ کر کے جلال الدین کو حکومت کے تخت پر بٹھا دیا جائے اور اس کے چچا زاد بھائی کو حکومت و سلطنت سے بے دخل کر دیا جائے۔ ابھی ایتلکین ہامیان پہنچنے پایا تھا کہ یہ خبر ملی کہ ترکوں میں ”دز“ کے خلاف جوش پیدا ہو رہا ہے۔ اس نے غزنی کی طرف لوٹنا چاہا مگر جلال الدین نے اس کی مخالفت کی تب ایتلکین نے اپنی زیر کنٹرول کابل کے علاقوں کی طرف لوٹ آیا۔

غیاث الدین اور خوارزم شاہ کی صلح: قطب الدین ایک کو جب یہ معلوم ہوا کہ دز نے غیاث الدین سے بغاوت کی ہے تو بے حد ناراض ہوا۔ ادھر ایک قاصد دز کے پاس روانہ کیا اور اسے جنگ کی دھمکی دے کر غیاث الدین کے نام کا خطبہ پڑھنے کی تاکید کی۔ ادھر غیاث الدین خدمت میں تحائف و ہدایا بھیج کر یہ رائے دی کہ آپ وقتی طور پر خوارزم شاہ کے تمام مطالبات تسلیم کر لیجئے تاکہ غزنی کی مہم سے فراغت حاصل ہو جائے۔ غیاث الدین نے اس رائے کے مطابق خوارزم شاہ سے صلح کر لی اور ایک کو لکھ بھیجا کہ ”دز“ سے جنگ کے لیے غزنی پر حملہ کر دو۔

ایک کی کارگزاری: چنانچہ ایک نے غزنی پر حملہ کر دیا اتنے میں ایتلکین بھی ماہ رجب ۶۰۳ھ میں غزنی آ گیا غزنی پر ایک کا قبضہ ہو گیا۔ اور جامع مسجد میں غیاث الدین کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ صرف قلعہ باقی رہ گیا تھا لشکریوں نے شہر لوٹ لیا۔ ان واقعات کی اطلاع دز کو ملی تو اس کے ہوش جاتے رہے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ یکتا باد میں غیاث الدین کا نام خطبہ میں شامل کیا گیا اور دز کا نام نکال دیا گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد ایتلکین غزنی سے بادغور کی طرف روانہ ہوا۔ اور ان واقعات کا اطلاعی خط غیاث الدین کی خدمت میں روانہ کیا اور بہت سا سامان جو لوٹ میں ملا تھا تحفہ کے طور پر بھیج دیا۔ غیاث الدین کو اس سے حد خوشی ہوئی چنانچہ اسے خلعت بھیجی اور آزاد کر کے ”ملک الامراء“ کا خطاب عطا کیا۔ اس کے بعد غیاث الدین نے بست و راس کے مضامین کا رخ کیا چنانچہ حسن و خوبی اسے دوبارہ اپنے دائرہ حکومت میں داخل کر لیا اور وہاں کی رعایا سے اچھے برتاؤ کئے۔

حسن بن حرمل کی گرفتاری: حسن بن حرمل نے جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں خوارزم شاہ کی فوج کو ہرات میں بلالیا تھا۔ چنانچہ خوارزم شاہ

فوج آگئی اور ہرات میں ابن حرمیل کے ساتھ ٹھہر گئی۔ پھر خوارزم شاہ کی فوج نے رعایا پر ظلم و ستم شروع کر دیا۔ طرح طرح کی زیادتیاں کرنے لگے چنانچہ ابن حرمیل نے ان لوگوں کو قید کر دیا اور خوارزم شاہ کو یہ واقعات لکھ بھیجے۔ خوارزم شاہ ان دنوں ”خطا“ سے لڑائی میں مصروف تھا۔ اس نے حسن بن حرمیل کو لکھ کر بھیجا کہ ان فوجیوں کو جنہیں تم نے قید کر لیا ہے، میرے پاس بھیج دو اور عزالدین خلدک کو خفیہ تحریر بھیجی کہ تم جس طرح ممکن ہو حسن بن حرمیل کو گرفتار کر لو۔ چنانچہ خلدک دو ہزار سواروں کو لے کر ہرات چل دیا۔ آپ کو یاد ہوگا کہ خلدک سلطان سنجر کے دور میں ہرات کا گورنر رہ چکا تھا۔ جس وقت خلدک ہرات تک ریب پہنچا ابن حرمیل استقبال کے لئے ہرات سے باہر آیا ایک دوسرے سے ملے اتنے میں خلدک نے اپنے ہمراہیوں کو اشارہ کر دیا تو ان لوگوں نے ابن حرمیل کو گرفتار کر لیا۔ اور ابن حرمیل کے ساتھی شہر میں واپس آ گئے۔

ابن حرمیل کا قتل: وزیر خوجہ صاحب نے شہر پناہ کے دروازے بند کر لیے اور مقابلہ کی تیاری کی، غیاث الدین محمود کے نام کا اعلان کر دیا خلدک نے شہر کا محاصرہ کر لیا اور اسے کہلوایا کہ تمہیں امان دیتا ہوں اور اگر تم میرا کہنا نہیں مانو گے تو میں ابن حرمیل کو قتل کر دوں گا۔ مگر وزیر نے کچھ جواب نہ دیا۔ خلدک نے واقعات حاضرہ کی خوارزم شاہ کو اطلاع دی چنانچہ خوارزم شاہ نے اپنے ان گورنروں کو جو خراسان میں تھے ہرات پر حملہ اور محاصرہ کرنے کا حکم بھیج دیا۔ چنانچہ خراسان کے گورنروں نے دس ہزار فوج کے ساتھ ہرات پر حملہ کیا۔ چونکہ حسن بن حرمیل نے احتیاط کے طور پر ہرات کو ہر طرح سے مضبوط اور مستحکم کر رکھا تھا چار شہر پناہ نہایت مستحکم بنوائی تھیں۔ شہر پناہ کے باہر متعدد دھند قیس بھی کھدوائی تھیں۔ رسد و غلہ اور سامان جنگ ضرورت سے زیادہ مہیا کر لیا تھا اس لیے محاصرین کی دال نہ گلی اور وہ ہرات پر قبضہ نہ کر سکے۔ اس دوران حسن ابن حرمیل کا خراسان میں انتقال ہو گیا یہ اسے خوارزم شاہ کے سرداروں نے قتل کر دیا ①۔

خوارزم شاہ کا طبرستان پر قبضہ: علی شاہ یعنی غیاث الدین محمود کے بھائی نے طبرستان میں اور کزلک خان نے نیشاپور میں خود مختار حکومت کا جھنڈا بلند کر دیا لیکن جب خوارزم شاہ طبرستان پہنچا تو علی شاہ بھاگ گیا اور فیروز کوہ میں شہاب الدین کے پاس جا کر دم لیا۔ جہاں شہاب الدین نے عزت و احترام سے ملاقات کی اور خوارزم شاہ نے طبرستان پر قبضہ کر کے نیشاپور کی طرف قدم بڑھائے اور اسے بھی کزلک خان سے چھین کر اپنے دائرہ حکومت میں داخل کر لیا۔ اس کے بعد ہرات کی طرف آیا اس وقت تک ہرات کا محاصرہ ہو چکا تھا مگر کسی طرح فتح نہیں ہو رہا تھا۔ محاصرہ صویل ہو جانے سے اہل شہر میں پھوٹ پڑ گئی۔ اور وہ خوارزم شاہ کے آ جانے کا سن کر ڈر گئے۔ وزیر کے مخالفوں نے وزیر کو گرفتار کر لیا اس سے اور بھی کمزوری پیدا ہو گئی۔ مقابلہ کی قوت ختم ہو گئی کسی ذریعہ سے خوارزم شاہ کو ان واقعات کی اطلاع مل گئی اس نے فوراً حملہ کر دیا۔ اور وہ شہر پناہ کے دو برجوں کو مسمر کر کے شہر میں داخل ہو گیا اور قبضہ کر لیا، وزیر کو گرفتار کر کے قتل کر دیا اور اپنی طرف سے ایک شخص کو ہرات کا امیر مقرر کر دیا۔ یہ واقعات ۶۰۵ھ کے ہیں ہرات پر قبضہ کرنے کے بعد ترکمان خطا سے جنگ کرنے واپس آ گیا۔

غیاث الدین محمود کا قتل: ... خوارزم شاہ نے ہرات پر قبضہ کرنے کے بعد اپنے ماموں امیر ملک کو ہرات کی حکومت پر مقرر کیا اور فیروز کوہ پر حملہ کرنے اور اس کے حکمران غیاث الدین محمود بن غیاث الدین غوری اور اس کے بھائی علی شاہ کی گرفتاری کا حکم دیا۔ چنانچہ امیر ملک نے فوجیں تیار کر کے فیروز کوہ پر چڑھائی کر دی غیاث الدین محمود نے امن کی درخواست کی جسے امیر ملک نے منظور کر لیا۔ لیکن جس وقت غیاث الدین محمود اپنے بھائی علی شاہ کے ساتھ شہر پناہ کا دروازہ کھول کر نکلا۔ امیر ملک نے دونوں بھائیوں کو گرفتار کر کے قتل کر دیا اور کامیابی کے ساتھ ۶۰۵ھ میں فیروز کوہ میں داخل ہو گیا۔ فیروز کوہ کے فتح ہو جانے سے پورے خراسان پر خوارزم شاہ کا قبضہ ہو گیا۔

خوارزم شاہ کا غزنی پر قبضہ: جس وقت خوارزم شاہ نے خراسان کے تمام صوبوں اور بامیان پر قبضہ کر لیا تو تاج الدین دزوان غزنی کو کہلوایا کہ تمہارے سنے یہ بہتر ہے کہ تم مجھ سے جنگ مت کرو بلکہ صلح کر لو، میرے نام کا خطبہ پڑھو اور میرے نام کا سکہ جاری کرو۔“ دز نے اپنے اراکین حکومت کو جمع کر کے مشورہ طلب کیا۔ انہی اراکین میں قلو تکین (شہاب الدین کا غلام) نائب السلطنت غزنی بھی تھا اس نے خوارزم شاہ کی اطاعت کا

مشورہ دیا جس سے سب نے اتفاق ظاہر کیا چنانچہ خوارزم شاہ کا اپنی جواب لے کر واپس چلا گیا۔ غزنی میں خوارزم شاہ کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ یہاں سے بعد قتلوتکین نے خفیہ طور پر خوارزم شاہ کو پیغام بھیجا کہ آپ غزنی تشریف لائیے میں غزنی آپ کے حوالے کر دوں گا۔ چنانچہ خوارزم شاہ بدست خو، غزنی آیا اور قبضہ کر لیا۔ دز نے غزنی کو خیر باد کہہ کر لاہور کا راستہ لیا۔ غزنی پر قبضہ کے بعد خوارزم شاہ نے قتلوتکین کو حاضری کا حکم دیا اور اس سے شاہن خزانوں کی کنجیاں لے لیں، تو شاہ خان میں جو کچھ تھا اس پر قبضہ کر کے قتلوتکین کو مار ڈالا۔ غزنی پر اپنی طرف سے اپنے بیٹے جلال الدین کو مامور کر کے شہر واپس آیا۔ یہ واقعات ۷۱۱ھ کے ہیں۔

دز (ایلدوز) کا لاہور پر قبضہ: دز غزنی سے نکل کر ایک ہزار پانچ سو سواروں کے ساتھ لاہور پہنچا اس وقت لاہور میں ناصر الدین قلیچ (شہاب الدین کا غلام) حکمران کر رہا تھا۔ لاہور کے علاوہ ملتان، آجر اور دہلی (ٹھٹھہ) ساحل دریائے سندھ اس کے قبضہ میں تھے۔ پندرہ ہزار سواروں کو لے کر میدان جنگ میں آیا۔ چنانچہ جنگ کا بازار گرم ہو گیا۔ فریقین کے ساتھ ہاتھیوں کا بھی جھنڈا تھا۔ دز کو پہلے حملہ شکست ہوئی ہاتھیوں کا جھنڈا پکڑیا گیا۔ دز نے پلٹ کر پھر حملہ کیا جس میں دز کو کامیابی حاصل ہو گئی دز کے ہاتھی سوار نے قباچہ کے جھنڈے پر حملہ کیا۔ اتفاق سے جھنڈا گر گیا اور قباچہ کا لشکر بھاگ گیا اس طرح دز نے لاہور پر قبضہ کر لیا۔

تاج الدین ایلدوز کا خاتمہ: اس کامیابی کے بعد دز نے ہندوستان کی طرف قدم بڑھائے تاکہ دہلی وغیرہ پر بھی جو مسلمانوں نے قبضہ میں تھے قبضہ ہو جائے۔ اس وقت دہلی میں قطب الدین کا انتقال ہو چکا تھا اور اس کا غلام شمس الدین حکومت کر رہا تھا۔ شہر سیاہ کے قریب فوجوں میں مذبحیڑ ہوئی جس میں تاج الدین دز شکست کھا کر بھاگا، اس کا سارا لشکر تتر بتر ہو گیا اور وہ جنگ کے دوران مارا گیا۔

تاج الدین دز نہایت خلیق، عادل رعایا کے ساتھ احسان کرنے والا شخص تھا اور بالخصوص تجارت پیشہ اور غریبوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش کرتا تھا۔ اس کے مرنے کے بعد سلاطین غوریہ کی حکومت کا شیرازہ بکھر گیا۔

”دیلیم“ کی سلطنت

دیلیموں کا سلسلہ نسب:..... انساب عالم کے سلسلہ میں دیلیموں کا نسب ہم بیان کر چکے ہیں کہ یہ مازائے بن یافث کی نسل سے ہیں ورمزائے تورات میں اور دیافث میں شمار کیا گیا ہے۔ ابن سعید نے لکھا ہے کہ میں نہیں جانتا کہ اس نے کہاں سے یہ بات نقل کی ہے (کہ دیلم، سرم بن ہاسل بن اسور بن سام کی اور دیلم سے ہے، اور تورات میں اسور کا ذکر سام کی اولاد میں آیا ہے۔ ابن سعید نے یہ بھی لکھا ہے کہ موصل، جرموق بن سور در فرس، کرد، خزر، ایران بن اسور اور مبط، سوریا بن اسور کی اولاد سے ہیں۔ واللہ اعلم۔

علاء نسب کے نزدیک ہر روایت کے اعتبار سے جیل دیلم کے بھائی ہیں اور ہر حال میں یہ ایک ہی قبیلے کی شاخ ہیں دیلم اور جیل کا پیدائش سے وقت سے پرانا وطن طبرستان اور جرجان کے پہاڑوں میں رہے اور گیلان تک کے پہاڑوں میں واقع تھا۔ اسلام سے پہلے ان کی نہ کوئی حکومت تھی ورنہ کوئی سلطنت جس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسلام کی فتوحات کا سیلاب ساری دنیا میں پھیلا اور کسریٰ فارس کی حکومت کا شیر زد درہم ہر ہم ہو گیا ورنہ عرب کی حکومت کا سکہ تمام ملکوں مشرق مغرب جنوب اور شمال میں چلنے لگا۔ جیسا کہ فتوحات اسلامیہ کے ضمن میں آپ پڑھ چکے ہیں تو جن لوگوں نے مذہب اسلام قبول نہ کیا انہوں نے جزیہ دینا منظور کیا اس وقت دیلم اور جیل مجوسی المذہب تھے۔ زمانہ فتوحات اسلامیہ میں ان کے ممالک فتح نہیں ہوئے تھے یہ جزیہ دیا کرتے تھے۔ سعید بن العاص نے ایک لاکھ سالانہ پرانے صلح کر لی تھی جسے اکثر لوگ دائرتے تھے ورنہ بھی کبھی نہیں بھی دیتے تھے۔

طبرستان کی تسخیر: سعید کے بعد کسی اور شخص نے جرجان کا رخ نہیں کیا۔ یہ لوگ عراق سے خراسان تک کے راستے میں قومس پر زبانی کرتے تھے اور قافلے صحیح و سلامت بچ کر نہیں جاسکتے تھے جس وقت یزیدی مہلب ۸۶ھ میں خراسان کا گورنر بن کر آیا۔ اس وقت تک طبرستان اور

جرجان فتح نہیں ہوئے تھے۔ جب کبھی ان علاقوں کا ذکر آتا تھا تو یزید بن مہلب کہا کرتا تھا کہ فارس کی فتوحات ابھی مکمل نہیں ہوئیں۔ ہذا طبرستان وغیرہ کو فتح کرنا ضروری ہے ورنہ قومن و نیشاپور وغیرہ کا امن خطرہ میں رہے گا۔ جب سلیمان بن عبد الملک تخت حکومت پر ۹۹ھ میں بیٹھا تو یزید بن مہلب نے جہاد طبرستان کی غرض سے فوجیں فراہم کیں اس وقت تک جرجان شہر کی حیثیت نہ رکھتا تھا اسے چاروں طرف سے سر بھنگ پر لکھتے ہوئے تھے ایک شخص درہ پر کھڑا ہو کر بڑے سے بڑے لشکر کو جرجان میں داخل ہونے سے روک سکتا تھا البتہ طبرستان ایک آباد شہر تھا۔ اس کا خمران اصہد نامی ایک شخص تھا۔ یزید کے غلام فراس نے جرجان کو فتح کر لیا بنو امیہ کی حکومت کے خاتمہ کے بعد بادی نے ان دونوں علاقوں کا محصرہ کیا چنانچہ یہ دونوں علاقے حکومت کے مطیع ہو گئے لیکن کچھ عرصے کے بعد باغی اور سرکش بن گئے تب خلیفہ مہدی نے یحییٰ حرسی کو چالیس ہزار فوج کے ساتھ طبرستان کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا۔ چنانچہ اس نے طبرستان کو زیر و بر کر کے دائرہ اسلامیہ میں داخل کر لیا۔ خلیفہ ہارون رشید کے دور میں یحییٰ بن عبد اللہ حسن ثنی نے طبرستان کا رخ کیا مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ تب خلیفہ رشید نے فضل بن یحییٰ برکلی کو ۱۹۵ھ میں اس جنگ کا امیر بنایا۔ فضل نے نہایت بہادری سے ان مقامات کو فتح کر لیا اور سالانہ خراج ادا کرنے پر صلح ہو گئی مگر شرط یہ طے پائی کہ صلح کی تکمیل تب تکھی جائے گی جب کہ خلیفہ رشید کا شخصی خط آئے جس پر اراکین سلطنت اکابرین شیعہ کی شہادتیں ہوں۔ چنانچہ خلیفہ رشید نے خط لکھا اور فضل طبرستان سے واپس ہو کر آیا اور اپنے بھائی جعفر کے ساتھ قید کر دیا گیا۔ جیسا کہ برآ مکہ کے حالات میں لکھا آئے ہیں۔

شہر یار بن سروین کی سرکشی:..... ۱۸۹ھ میں جس وقت ہارون رشید، رے میں تھا سروین بن ابی قارن اور درند اہر مزداہنی و یلم کو امان کا خط لکھ کر حسن خدمت کے ذریعے طبرستان روانہ کیا۔ چنانچہ یہ دونوں دربار خلافت میں حاضر ہوئے تو رشید نے عزت و احترام سے ٹھہرایا اور حسن اخلاق سے پیش آیا۔ درند اہر مز نے سروین بن ابی قارن کی اطاعت اور ادائے خراج کی ضمانت دی لہذا مکمل اطمینان سے دونوں واپس آ گئے اس کے بعد سروین کی وفات ہو گئی۔ اور اس کی جگہ اس کا بیٹا شہر یار حکمرانی کرنے لگا۔ غرور حکومت نے اس میں خود مختاری کی ہوس پیدا کر دی۔ چنانچہ عبد اللہ بن خردازہ نے سرکوبی کی غرض سے فوج کشی کی۔ طبرستان اور تمام بلاد دیلم کو تلوار کے زور سے فتح کر لیا۔ شہر یار بن سروین نے اطاعت قبول کی۔ مازیار بن قارن نے درند اہر مز کو خلیفہ مامون کی خدمت میں کچھ بات چیت کرنے کے لئے روانہ کیا اتنے میں شہر یار بن سروین مر گیا۔ اور اس کی جگہ اس کا بیٹا شاپور حکومت کرنے لگا۔ مازیار نے شاپور سے لڑائی چھیڑ دی نتیجہ یہ نکلا کہ شاپور کو شکست ہو گئی۔ اس کے دروان مازیار نے شاپور کو گرفتار کر کے قتل کر دیا۔

مازیار کی بغاوت:..... اس کے بعد مازیار نے بھی علم بغاوت بلند کیا۔ یہ زمانہ خلیفہ معتمد کی خلافت کا تھا خلیفہ معتمد نے ان لوگوں کی معقول گوشاہی کی، زبردستی اپنی حکومت و خلافت کی بیعت لی اور ضمانت کے طور پر ان کے سرداروں کو اپنے ہاں نظر بند رکھا۔ پچھلا اور موجودہ خراج وصول کیا۔ آمل اور ساریہ کی شہر پناہ ہوں کو مسمار کر کے وہاں کے رہنے والوں کو پہاڑوں کی طرف جلا وطن کر دیا اور جرجان کی سرحد پر طمیس سے ساحل دریا تک تین میل کی مسافت کی شہر پناہ بنوائی ارد گرد چاروں طرف ایک گہری خندق کھدوائی۔ اسی طرح شاہان فارس نے ترکوں کو روکنے کے لئے ایک سرحد پر طمیس سے ساحل دریا تک تین میل لمبی شہر پناہ بنوائی۔ ارد گرد چاروں طرف گہری خندق کھدوائی۔ اسی طرح شاہان فارس نے ترکوں کو روکنے کے لئے ایک شہر پناہ طبرستان میں بھی بنوائی تھی۔

دیلمیوں کی بغاوت: اسی زمانہ میں افشین (معتمد کے غلام) نے حکومت خراسان کی لالچ میں دیلمیوں سے سازش شروع کی۔ چنانچہ دیلمیوں نے خراسان میں بغاوت پھوٹ نکلی دیلم نے چاروں طرف سے یورش کر دی عبد اللہ بن طاہر نے اپنے چچا حسن اور اپنے غلام حبان بن جبید کی کمان میں فوجیں روانہ کیں۔ خلیفہ معتمد نے بھی پے در پے امدادی فوجیں روانہ کرنا شروع کر دیں چاروں طرف سے عساکر شاہی نے گھیر لیا۔

قارن بن شہر یار: قارن بن شہر یار یعنی مازیار کا بھائی ساریہ میں تھا۔ سردار ان عبد اللہ بن طاہر نے قارن کو علم حکومت کی طاعت کرنے کی تحریک شروع کی چنانچہ قارن نے اس شرط پر کہ اس کے آباؤ اجداد کے سب پہاڑی علاقوں کی حکومت اسے دی جائے گی علم خلافت کی اطاعت قبول کر لی۔ عبد اللہ بن طاہر نے صلح نامہ لکھ کر دیا۔ قارن نے اپنے چچا کو مازیار کے کمانڈروں کے ایک گروپ سمیت گرفتار کر کے عبد اللہ بن ساریہ کے حوالہ کر دیا پھر عبد اللہ بن طاہر کے کمانڈر جنال قارن میں کامیابی کے ساتھ داخل ہوئے اور ساریہ پر قبضہ کر لیا۔

مازیار اور افشین کا قتل۔ اس سے خلیفہ معتمد کو بے حد طیش پیدا ہوا چنانچہ اسے فوراً گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد قویہ نے من کی درخواست کی عبداللہ بن طاہر نے امن دیا مگر یہ شرط طے پائی کہ وہ اپنے بھائی مازیار کو گرفتار کر کے عبداللہ بن طاہر کے حوالہ کر دے گا ورنہ مازیار اس کی جگہ حکمرانی کی سند عطا کرے گا چنانچہ قویہ نے اپنے بھائی مازیار کو گرفتار کر کے عبداللہ بن طاہر کے حوالہ کر دیا۔ جسے عبداللہ بن طاہر نے پانچ بغداد روانہ کر دیا۔ اور خلیفہ معتمد نے سولی پر چڑھا دیا۔ اس کے بعد کسی ذریعہ سے افشین کی سازش کی خبر ہو گئی اس

مازیار کے غلام۔ مازیار کی گرفتاری کے بعد اس کے غلاموں نے قویہ پر حملہ کر دیا۔ قویہ نے اس کے مقابلے پر کمر باندھی چنانچہ مازیار کے قدم مقبض نہ کر سکے اور دیم کی طرف بھاگ گئے۔ مگر شاہی فوجیں سامنے آ گئیں اور ان سب کو گرفتار کر لیا۔

کہا جاتا ہے کہ جس نے مازیار کے ساتھ بد عہدی کی تھی وہ مازیار کے چچا کا بیٹا تھا اس کی خواہش تھی کہ مازیار کو جہاں طبرستان کی حکومت سے برطرف کر کے خود حکمران بن جائے اس بد عہدی میں مازیار کا غلام دار یہ بھی شریک تھا۔

علویوں کی دعوت:۔۔۔۔۔ الغرض خلیفہ متوکل کے بعد خلافت عباسیہ کے قوائے حکمرانی کمزور ہو گئے۔ آفتاب حکومت کو گرہن لگ گیا۔ ہر صوبہ کے گورنروں نے خود مختار حکومتوں کا اعلان کر دیا۔ انہی دنوں علویوں کے اپنی ممالک اسلامیہ کے آس پاس ظاہر ہو کر علویوں کی حکومت کی دعوت دینے لگے۔ مستعین کے دور میں حسن بن زید (زید بن علوی کا اپنی) طبرستان میں ظاہر ہوا۔ جس کا تذکرہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔

محمد بن اوس:۔ خراسان کی گورنری پر محمد بن طاہر بن عبداللہ بن طاہر تھا اس نے طبرستان پر اپنے چچا سلیمان بن عبداللہ بن طاہر کو مقرر کر رکھا تھا۔ لیکن حقیقت میں محمد بن اوس اس کی نیابت میں طبرستان میں حکومت کر رہا تھا سلیمان نام کا حاکم تھا۔ محمد بن اوس نے رعایا کے ساتھ نہ مانہ برتاؤ کئے۔ جس سے اراکین حکومت بد دل ہو کر بغاوت پر تیار ہو گئے۔ اور اپنے ہمسائے دیلم کو بغاوت و سرکشی پر ابھار دیا۔ آپ کو یاد رکھنا چاہئے کہ یہ محمد بن اوس وہی شخص ہے جو زمانہ صلح میں دیلم کے ملک میں تلوار کے زور پر گھس گیا تھا اور ان کو نہایت بے رحمی سے قتل کیا تھا اور بہت سوں کو قید کر دیا۔

طبرستان حسن بن زید کا قبضہ:۔۔۔۔۔ پھر جب اراکین حکومت (صوبہ طبرستان) نے سلیمان اور اس کے نائب محمد بن اوس کے مقابلہ میں دیم کی مدد مانگی تو دیلم اس کاوش کی وجہ سے جو انہیں محمد بن اوس کی کج ادائی اور بے جا ظلم سے پیدا ہو گئی تھی اٹھ کھڑے ہوئے اور حسن بن زید کو جہاں پر وہ تھا وہاں سے بد کر سب نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور اس کے ساتھ مل کر آمل پر چڑھ آئے اور آمل پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد ساریہ پر پیغار کی جہاں سلیمان کو شکست ہوئی چنانچہ ان لوگوں نے ساریہ کو بھی اپنے قبضہ میں لے لیا پھر حسن بن زید (اپنی) نے رفتہ رفتہ پورے صوبہ طبرستان پر قبضہ کر لیا اس کی اور اس کے بھائی کی حکومت کی بنیاد پڑ گئی جیسا کہ اس کے حالات میں لکھا گیا۔ تقریباً چالیس سال تک یہ حکومت قائم رہی۔ پھر محمد بن زید کے مارے جانے سے حکومت ختم ہو گئی۔

حسن اطروش:۔ اس کے بعد حسن اطروش ۱ نامی ایک شخص عمر بن زید العبادین کی اولاد سے دیلم میں داخل ہوا۔ یہ شخص زیدی مذہب رکھتا تھا۔ اطروش تیرہ سال تک دیلم میں رہا۔ ان دنوں دیلم کا بادشاہ حسان بن ویشوان تھا۔ اطروش ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتا اور ان سے عشر اور زکوٰۃ وصول کرتا تھا چنانچہ ایک بڑا گروہ اس کے ہاتھ پر اسلام لایا۔ اس نے ان کے لئے مسجدیں بنوائیں پھر انہیں مرتب و مسلح کر کے قزوین پر چڑھائی کی اور اس پر قبضہ کر لیا اس کے بعد سالوں کو بھی لے لیا۔ غرض رفتہ رفتہ اسلامی سرحدی علاقوں پر یکے بعد دیگرے قبضہ کرتا گیا پھر آمل بھی اسی کے قبضہ میں آ گیا۔

اطروش کا طبرستان پر قبضہ:۔ جب اطروش کو ایک قسم کا اطمینان حاصل ہو گیا اور وہ گرد و نواح کے شہروں پر قابض ہو گیا تو اس نے ان سب کو جنگ طبرستان کی ترغیب دی۔ اس وقت طبرستان پر ابن سامان کی حکومت کا جھنڈا لہرا رہا تھا ان سب نے اطروش کے کہنے پر کمر باندھ لی ورنہ ۳۲ میں طبرستان پر چڑھ آئے چنانچہ امین صعلوک (حاکم طبرستان) مقابلہ پر آیا۔ اطروش نے اس کو شکست دی اور اس کے سارے ساتھیوں اور حبیروں کو

بری طرح پامال کیا۔ ابن صعلوک بھاگ کر ”رے“ پہنچا۔ پھر ”رے“ سے بغداد چلا گیا۔ اطروش نے طبرستان اور اس کے پورے صوبہ پر قبضہ کر لیا۔ اطروش کا قتل۔ یہ سارے واقعات اور اس کی حکومت و دولت کے حالات دولت علویہ کے تذکرہ میں ہم لکھ آ چکے ہیں۔ دیم اس کی پشت پناہی کر رہے تھے۔ اور دیم ہی کے سردار لڑائیوں میں اس کا ہاتھ بٹاتے تھے۔ وہی لوگ اس کے اراکین حکومت تھے۔ پھر اس کو سعید بن سامان کے لشکریوں نے ۳۰۳ھ میں مار ڈالا۔ اور حکومت کی باگ ڈور سرداران دیم کے قبضہ میں چلی گئی جیسا کہ دیم کے حالات میں ہم لکھ آ چکے ہیں۔

فارس اور عراقین پر قابض سالاران دیم کے حالات

دیم کے کمانڈروں اور سالاروں کا ایک گروپ اطروش اور اس کے لڑکوں کی پشت پناہی اور مدد کرتا تھا ان میں سے سرخاب بن دہشوان یعنی حسن کا بھائی بھی تھا جس کا شمار دیم کے بادشاہوں میں ہوتا تھا یہ ابوالحسن بن اطروش کے لشکر کا کمانڈر انچیف تھا۔ اس کے بھائی علی کو ضیفہ مقتدر نے اصفہان کی حکومت عطا کی تھی۔ لیلیٰ بن نعمان بھی دیم کے بادشاہوں میں سے تھا۔ یہ بھی اطروش کا ایک مشہور سالار تھا۔ اس کے بعد اس کا داماد حسن ”داعی صغیر“ جرجان پر مقرر کیا گیا۔ ماکان بن کالی سرخاب و حسن بن دہشوان کا چچا زاد بھائی سرداران دیم میں سے تھا اسے ابوالحسن بن اطروش نے شہر استرآباد اور اس کے مضافات پر متعین کیا تھا۔

دیمی سردار: ان لوگوں کے علاوہ ایک گروہ دوسرا بھی دیم کے سرداروں کا تھا۔ جن میں ماکان بن کالی کے ساتھیوں میں سے اسفار بن شیروہ، ترداوح بن زیار بن باور اور اس کا بھائی دشکیر اوریشکری کا نام خصوصیت کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ مرداوح کے ساتھیوں سے بنو بویہ بھی تھے جو بغداد، عراقین اور فارس کے بڑے بادشاہوں میں شمار کئے جاتے ہیں جس وقت دولت علویہ کی حکومت کا چراغ گل ہو گیا تو ان سالاروں نے طبرستان اور جرجان میں استبدادی حکومت کی بنیاد ڈال دی۔

سامانی اور دیمی: ... خلافت عباسیہ کی بساط حکومت اٹھنے کے بعد صوبہ خراسان پر صفار نے بنو طاہر کے ہاتھ سے قبضہ لے لیا۔ پھر بنو سامان نے ان سے جھگڑا کیا۔ اور داعی علوی نے بھی اس میں حصہ لیا۔ کافی عرصے تک جھگڑا ہوتا رہا۔ پھر کچھ عرصے بعد بنو سامان تنہا حکومت خراسان کی کرسی پر بیٹھ گئے لیکن بنو سامان کے سب حکمران دربار خلافت بغداد کی اطاعت کا اظہار کرتے تھے ان سامانیوں کا دارالحکومت ماوراء النہر میں تھا۔ سارا خراسان اور اس کا متعلقہ صوبہ انہی کے قبضہ میں تھا جب خلافت کی کمزوری زیادہ بڑھ گئی تو ملوک حکمرانان دیم نے بھی ہاتھ بڑھائے ان کے کمانڈروں نے طبرستان میں حکومت پر قدم جمادئے اپنی قوت کے غرہ میں ابن سامان سے لڑ گئے۔ سارے اسلامی علاقوں میں مورخ کی طرح پھیل گئے جہاں دیکھو وہیں ان کا غلبہ و تصرف ہو گیا۔ ہر شخص نے جس ملک کو پایاد بالیا۔ طبرستان کے علاوہ جرجان کے علاقے اور ”رے“ بھی انہی کے قبضہ میں تھے۔ انہیں سے بنو بویہ کا بہت دور دورہ ہوا۔ فارس اور عراقین پر حکمران ہوئے۔ دارالخلافہ بغداد میں بھی انہی کی حکومت و غلبہ کا سکہ چلا انہوں نے اگلی و پچھلی فضیلت کا خاتمہ کر دیا۔ ان کی عظیم الشان حکومت پر اسلام نے فخر و مباہات کا اظہار کیا جس کو ہم ان کی حکومت کے تذکرے میں بیان کریں گے۔

لیلیٰ بن نعمان: ... لیلیٰ بن نعمان، دیم کا مشہور سپہ سالار تھا۔ اطروش کی اولاد ”المؤید لدین اللہ المنتصر لا ولاد رسول اللہ“ کے لقب سے ان کو منیٰ طلب کرتی تھی نہایت سخی اور شجاع تھا۔ اسے حسن بن قاسم ”داعی صغیر“ نے اطروش کے بعد ۳۰۸ھ میں جرجان پر مقرر کیا تھا۔ چنانچہ اس نے جرجان سے دامغان پر فوج کشی کی دامغان ابن سامان کے حکمرانوں کے زیر اثر تھا قراتکین نامی بنو سامان کا غلام حکومت کر رہا تھا۔ قراتکین نے فوجیں آراستہ کر کے مقابلہ کیا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد لیلیٰ کو جرجان واپس جانا پڑا۔

قراتکین کی شکست: اس کے بعد اہل دامغان نے ایک نہایت مستحکم قلعہ بنوایا۔ پھر قراتکین نے فوجیں حاصل کر کے لیلیٰ پر چڑھائی کر دی چنانچہ لیلیٰ نے جرجان سے نکل کر مقابلہ کیا اور جرجان سے پندرہ کوس پر مورچہ جنگ قائم کیا۔ اس لڑائی میں قراتکین کو شکست ہوئی۔ اور انتہائی بے رحمی

سے اس کا شکر پامال کر دیا گیا۔

نیشاپور پر قبضہ۔ قراتکین کا غلام فارس، لیلیٰ کے پاس چلا گیا اور اس سے مل گیا۔ لیلیٰ نے بہت عزت سے ٹھہرایا اور اپنی بہن سے اس کا نکاح کر دیا۔ چنانچہ شکریوں کی تعداد بڑھ گئی اور خرچ میں بھی اضافہ ہو گیا۔ ابو حفص قاسم بن حفص نے کہا کہ تم نیشاپور پر قبضہ کر لو، مال کی کمی کی شکایت ہو جائے گی۔ حسن داعی نے بھی نیشاپور پر حملہ کرنے کی ہدایت کی۔ چنانچہ لیلیٰ نے نیشاپور پر چڑھائی کی اور ۳۰۸ھ کے آخر میں اس پر قبضہ کر لیا۔ حسن داعی کے نام کا خطبہ پڑھا۔

لیلیٰ کی شکست۔ سعید نصر بن سامان کو اس کی خبر ملی تو غصہ سے کانپ اٹھا اور اپنے سرداروں حمویہ بن علی ① محمد بن عبداللہ بنعمی ابو الحسن معلوک ② وریجور ③ دوانی کو بڑی فوج کثیر کے ساتھ بخارا سے روانہ کیا۔ لیلیٰ بن نعمان سے مقام طوس میں لڑائی ہو۔ جس میں ان لوگوں نے لیلیٰ کو شکست دے دی۔

لیلیٰ کا قتل۔ بھگ کر آل مل پہنچ گیا اور وہیں روپوش ہو گیا۔ بقراخان نے پہنچ کر اس کا سراغ لگایا اور گرفتار کر کے حمویہ کو اس سے مصلع کر دیا۔ حمویہ نے اس کے قتل اور اس کے ساتھیوں کو امن دینے کا حکم بھیجا۔ چنانچہ بقراخان ④ نے لیلیٰ بن نعمان کو قتل کر کے اس کا سردار الخلافت بغداد بھیج دیا۔ یہ واقعہ ۳۰۹ھ ربیع الاول ۳۰۹ھ کا ہے۔ اب فارس (قراتکین کا غلام) تنہا جرجان میں باقی رہ گیا تھا، جس وقت قراتکین جرجان میں واپس آ گیا۔ فارس نے اپنے آقائے قدیم سے امن کی درخواست کی مگر قراتکین نے امن نہیں دیا اور اسے قتل کر کے جرجان سے لوٹ آیا۔

سرخاب بن دہشوان: سرخاب بن دہشوان دیلمی، اطروش اور اس کے بیٹوں کا کمانڈر تھا۔ اطروش کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے بواعن ناصر کے ہاتھ پر طبرستان اور استرآباد میں بیعت کی یہ اس کی فوج کا مشہور اور اہم سپہ سالار تھا جس وقت قراتکین لیلیٰ کے قتل کے بعد ابن نعمان، جرجان سے واپس ہوا تو ابو الحسن بن اطروش اور سرخاب بن دہشوان نے جرجان پر یلغار کیا اور قابض ہو گئے۔

سرخاب کی موت: ۳۱۰ھ میں سعید نصر بن سامان نے یہ سن کر چار ہزار سواروں کے ساتھ سیجور والی کو روانہ کیا۔ جرجان سے تین کوس کے فاصلہ پر مورچہ قائم کیا اور چاروں طرف سے شہر کا محاصرہ کر لیا۔ مہینوں محاصرہ کئے رہا۔ پھر سرخاب نے شہر سے نکل کر صف آرائی کی سیجور نے چند دستہ فوج کو کمینگاہ میں، تھ کر مقابلہ کیا اور لڑتے ہوئے آہستہ آہستہ پسپا ہوا۔ سرخاب نے جوش کامیابی میں تعاقب کیا چنانچہ جب کمینگاہ سے سرخاب نکل آیا سیجور کی فوج نے کمینگاہ سے نکل کر حملہ کر دیا۔ سرخاب کو شکست ہوئی۔ ابو الحسن بھاگ کر استرآباد پہنچ گیا۔ سرخاب باقی ماندہ کو فوج سے کرٹا رہا۔ بالآخر سیجور نے جرجان فتح کر لیا۔ اس کے بعد سرخاب مر گیا اور ابو الحسن ابن اطروش ساریہ چلا گیا اور وہیں مقیم ہو گیا۔

ماکان بن کالی: پھر سرخاب کے بجائے ماکان بن کالی کو مامور کیا۔ یہ سرخاب کا چچا زاد بھائی تھا۔ محمد بن عبید اللہ طبعی اس کی سرکوبی کو چل سیجور نے، ماکان کا محاصرہ کر لیا ایک مدت تک محاصرہ کئے رہا۔ جب محاصرے سے چھٹکارے کی صورت نظر نہ آئی تو محصورین نے کچھ مال دیکر ماکان سے صلح کر دی۔ ماکان نے ساریہ کا راستہ لیا ساریہ سے ثمتیہ اور ثمتیہ سے استرآباد چلا گیا۔ سامانیوں نے ان علاقوں پر بقراخان کو مامور کیا۔ ماکان نے موقع پا کر پھر فوج کشی کر دی اور دوبارہ ان شہروں پر قبضہ کر لیا۔ چنانچہ بقراخان اپنے ساتھیوں کے پاس نیشاپور چلا گیا۔

اسفار بن شہرویہ: اسفار بھی دیلم کا سردار اور ماکان بن کالی کا ساتھی تھا نہایت کج خلق ظالم اور ضدی مزاج تھا۔ ماکان نے اسے اپنی فوج سے نکال دیا۔ اسفار پریشان ہو کر بکر بن محمد بن ایسع والی نیشاپور کے پاس چلا گیا۔ بکر بن محمد بن ایسع حکمرانان سامان کی طرف۔ ان صوبوں کا گورنر تھا۔ بکر بن محمد بن ایسع نے اسفار کی عزت کی اور اپنے مخصوص مصاحبوں میں شامل کر لیا۔ ۳۱۵ھ میں فوج کی سرداری پر مقرر کر کے جرجان کے فتح

① (تاریخ اکامل ج ۵ ص ۶۸) پر حمویہ تحریر ہے۔ ② (تاریخ اکامل ج ۵ ص ۶۸) پر ابو جعفر معلوک تحریر ہے۔ ③ (تاریخ اکامل ج ۵ ص ۶۸) پر دوانی ہے۔ ④ (تاریخ اکامل ج ۵ ص ۶۸) پر بقراخان تحریر ہے۔

کرنے کے لئے اسے منتخب کیا۔

ابوالحسن بن کالی کا قتل: ان دنوں ماکان بن کالی طبرستان میں تھا اور ابوالحسن بن کالی کو جرجان کی حکومت پر مقرر کیا تھا۔ اس نے ابوعی بن اطروش کو کسی شبہ کی وجہ سے جرجان میں اپنے مکان میں قید کر دیا تھا۔ ایک روز رات کے وقت ابوعی کے قتل پر آمادہ ہو کر اس کی خواب گاہ میں گیا۔ دونوں میں ہاتھ پائی ہونے لگی۔ اللہ تعالیٰ نے علوی (ابوعی بن اطروش) کو کامیاب کر دیا، اس نے ابوالحسن بن کالی کو مار ڈالا۔ اور قید سے نکل کر اگلے دن سپہ سالاروں کو بلوایا۔ ان لوگوں نے حاضر ہو کر بیعت کی اور خلافت کی کرسی پر بٹھایا۔

علی بن خرشیہ: اس نے اپنی فوج پر علی بن خرشیہ ① کو سردار بنایا۔ اور قار بن شروبیہ کو یہ واقعات لکھ کر بھیجے اور بلوایا چنانچہ اسفار بکر بن محمد سے اجازت حاصل کر کے ابوعی کی طرف روانہ ہو گیا۔ علی بن خرشیہ نے جرجان اور اس کے گرد و نواح پر قبضہ کر کے دعوت علویہ کو پھیلانا شروع کیا۔ ماکان بن کالی کو اس کی خبر ملی تو فوجیں تیار کر کے طبرستان سے جرجان پر چڑھ آیا۔ علی بن خرشیہ نے جرجان سے نکل کر مقابلہ کیا اور اسے مار بھگایا اور طبرستان تک عقب کرتا چھا گیا اور اسے بھی اس سے چھین کر قابض ہو گیا۔ اس دوران ابوعی بن اطروش اور اس کا سپہ سالار فوج علی بن خرشیہ مر گیا۔ چنانچہ اسفار اکیلے طبرستان کا مالک بن گیا۔

طبرستان پر ماکان کا قبضہ: بکر بن محمد بن السبع نے انہیں دونوں جرجان پر چڑھائی کروائی اور اس پر قبضہ کر کے نصر بن سامان کے دائرہ حکومت میں داخل کر دیا اس کے بعد ماکان طبرستان کی طرف لوٹا جہاں اسفار نے مقابلہ کیا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد اسفار کو شکست ہو گئی اور ماکان نے طبرستان کا مقابلہ کیا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد اسفار کو شکست ہو گئی اور ماکان نے طبرستان پر قبضہ کر لیا اور اسفار نے جرجان میں بکر بن محمد السبع کے پاس جا کر دم بیا اور وہیں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ بکر بن محمد بن السبع کی وفات ہو گئی۔ چنانچہ سید نصر نے اسے ۳۱۵ھ میں جرجان کی حکومت پر مقرر کیا۔

طبرستان پر مرداوتج کا قبضہ: پھر سعید نصر بن سامان نے ”رے“ پر مقتدر کے دور خلافت میں قبضہ کر لیا اور محمد بن علی بن صعلوک کو اس کی حکومت دے دی۔ ماہ شعبان ۳۱۶ھ میں محمد بن علی بن صعلوک ایک سخت بیماری میں مبتلا ہو گیا۔ چنانچہ حسن داعی کی ترغیب سے اسفار والی جرجان نے مرداوتج بن زیاد کو جو حکمرانان جبل میں سے تھا بلا کر اپنی فوج کا سپہ سالار مقرر کر دیا اس نے طبرستان پر چڑھائی کی اور اس پر قبضہ کر لیا۔

اسفار کا رے پر قبضہ: جس وقت اسفار نے طبرستان پر قبضہ کیا تو مرداوتج اس کے ساتھ تھا۔ ”رے“ پر ان دنوں ابن صعلوک کی حکومت تھی اسفار نے ”رے“ بھی اس سے چھین لیا۔ اس کے بعد قزوین، زنجان، ابہرقم اور کرخ وغیرہ پر بھی قابض ہو گیا۔ حسن بن قاسم داعی صغیر اس کے ساتھ تھا۔ چنانچہ جب اسفار نے اس سے علیحدہ ہو کر طبرستان پر قبضہ کر کے جرجان کو بھی اپنے دائرہ حکومت میں شامل کر لیا تو ماکان اور حسن داعی نے اسفار پر چڑھائی کر دی چنانچہ مقام ساریہ ② میں فریقین سے مدد بھیڑ ہوئی۔ ماکان شکست کھا کر بھاگ گیا اور حسن داعی مارا گیا۔

ہزر سندان: شکست کی وجہ بیان کی جاتی ہے کہ حسن داعی، دیلم کو منکرات اور ممنوعات شریعہ سے بچنے کی تاکید کرتا اور امر کی پابندی میں سختی سے کام لیتا تھا۔ یہ بات دیلم کو ناگوار گزر رہی تھی انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ حسن داعی کے بجائے ابوالحسن بن اطروش کو اور ماکان کی جگہ ہزر سندان ③ (مرداوتج کے ماموں) کو مقرر کرنا چاہئے۔ چنانچہ امداد کے بہانے سے ہزر سندان کو دامغان سے بلایا۔ یہ ”احمد طویل“ کے پاس دامغان میں تھا۔ چنانچہ جب ہزر سندان جرجان پہنچا تو حسن داعی اسے دوسرے سالاران دیلم کے ساتھ اپنے محل میں لے گیا اور سب کو گرفتار کر کے مار ڈالا۔ اور اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ ان جان باختہ سازش کر نیوالے کے مال و اسباب کو لوٹ لو۔

حسن داعی کی موت: دیلم کو یہ امر شاق گزرا اور وہ وقت کے منتظر رہے یہاں تک کہ جب اسفار سے مدد بھیڑ ہوئی تو دیلم، حسن داعی اور ماکان

① (تاریخ اکمل ج ۵ ص ۶۸) پر علی بن خرشید تحریر ہے۔ ② ساریہ طبرستان کا ایک شہر ہے اس کے اور آمل کے درمیان اٹھارہ فرسخ کا فاصلہ ہے۔ ③ (منہج بدن

یا قوت حموی)۔ ④ تاریخ اکمل ج ۵ ص ۱۰۷ پر ”بر و اسان“ تحریر ہے۔ جبکہ الوانی بالوفیات میں ”ہر و شرات“ تحریر ہے۔ تصحیح و استدراک شفاء المجدود

کو چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ ماکان تو بھاگ گیا لیکن حسن داعی مارا گیا۔ اسفار نے رے، قزوین، زنجان، ابہر قم اور کرخ پر جو کہ دیلم کے قبضہ میں تھے قبضہ کر کے طبرستان اور جرجان کے صوبے میں ملا لیا۔ اور سعید بن سامان کی حکومت کے ماتحت حکمرانی کرنے لگا۔ ساریہ کو اپنا درالحکومت بنایا۔ ”رے“ پر ہارون بن بہرام صاحب جناح کو مقرر کیا اسفار ① خطبے میں ابو جعفر علوی کا نام لیا کرتا تھا پھر اسفار نے ابو جعفر کو بلایا اور آمل کے بڑے گھرانے میں اس کا نکاح کروا دیا۔ ابو جعفر اپنے علوی گروپ کے ساتھ آیا اور اسفار نے ان سب کو گرفتار کر لیا اور بخارا بھیج دیا اور قید کر دیا یہاں تک کہ جب سعید کا بھائی یحییٰ رہا ہو تو یہ بھی اس کے ساتھ رہا ہوئے اور یہ چند نوجوان تھے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا۔

الموت پر اسفار کا قبضہ۔ ان شہروں کے فتح ہونے کے بعد رے کے راستہ پر صرف قلعہ موت باقی رہ گیا تھا جو کہ سیاہ چشم بن مالک دیہی کے قبضہ میں تھا۔ اسفار نے اس کو ساتھ ملا کر قزوین کی حکومت کی لالچ دی اور یہ درخواست کی کہ کچھ عرصے میرے اہل و عیال کو قلعہ موت میں رہنے کی اجازت دے دو سیاہ چشم نے اسے منظور کر لیا۔ چنانچہ اسفار نے اپنے اہل و عیال کو قلعہ موت میں بھیج دیا۔ اور خدمت کرنے کے بہانے سے یک سو جنگ جوؤں کو ساتھ کر دیا۔ ادھر ان لوگوں نے قلعے میں داخل ہو کر ہڑ مچا دیا اور قلعہ پر قبضہ کر لیا۔

محمد بن جعفر کا قتل: ادھر اسفار نے سیاہ چشم کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ اس کے بعد والی نہادند نے امن کی درخواست کی۔ اسفار نے اسے امن دے کر اس کی حکومت پر بحال رکھا اور سمنان کی طرف بڑھا۔ محمد بن جعفر (والی سمنان) نے روک تھام کی۔ اسفار نے ”رے“ سے اپنے چند حمایتیوں کو بلانے کی غرض سے محمد بن جعفر کے پاس بھیجا ان لوگوں نے اسے جھانسہ دے کر امن کی درخواست پر تیار کر لیا۔ مگر اسفار نے اسے امن دے کر دھوکا دیا اور قتل کر کے قلعہ کے فصیل پر لٹکا دیا۔

اسفار کی بغاوت: ان مسلسل کامیابیوں اور فتوحات سے اسفار کا دل بڑھ گیا۔ حکومت پر استقلال کے ساتھ قدم جم گئے۔ خود مختاری کی ہوا دماغ میں سما گئی۔ چنانچہ وہ سعید بن سامان سے باغی ہو گیا۔ اسے تاج پہننے سونے کے تخت پر بیٹھنے کا شوق چڑ آیا۔ فوجیں تیار کیں اور ابن سہان اور خلیفہ سے ٹرنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ خلیفہ مقتدر نے ہارون بن غریب الحال کو امیر لشکر مقرر کر کے اسفار کو زیر کرنے کے لئے فوجیں روانہ کیں۔ اسفار نے ان کا مقابلہ کیا اور زیر کر لیا۔

ابن سامان کے ساتھ صلح: تب ابن سامان نیشاپور سے اسفار سے جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ اسفار کے وزیر مطرف بن محمد جرجانی نے اسے مشورہ دیا کہ ابن سہان سے لڑنا اچھا نہیں ہے اپنے آقا اور ولی نعمت کو نذر و نیاز دے کر اس سے صلح کر لو چنانچہ اسفار نے قیمتی قیمتی تحائف ابن سامان کی خدمت میں روانہ کئے اور واپس جانے کی درخواست کی۔ ساتھ ہی اس کے ابن سامان کے اراکین حکومت کو بھی اپنے ساتھ ماسیا۔ چنانچہ ابن سامان اس شرط پر واپس گیا کہ میرے نام کا خطبہ پڑھا جائے اور اسفار آئندہ اطاعت سے ذرہ بھر بھی منحرف نہ ہو۔ اسفار نے ان شرائط کو منظور کر لیا اور آپس میں صلح ہو گئی۔

اہل رے پر ظلم: اسفار نے ابن سامان کی واپسی کے بعد اہل رے پر بھاری بھاری ٹیکس مقرر کئے اور ان پر ظلم کرنے لگا۔ اہل قزوین کو سواہ اور ان پر دیلم کو مقرر کر دیا جس سے ان لوگوں پر زمین تنگ ہو گئی اور وہ طرح طرح کے مصائب میں گرفتار ہو گئے۔

اسفار اور مرداوتج کی کشیدگی: مرداوتج بن زیاد، اسفار کا کمانڈر تھا۔ اسفار کا ظلم حد سے بڑھ گیا تھا۔ اس سے رعایا کو بے حد شکایتیں پیدا ہو گئی تھیں اس نے مرداوتج کو اپنی اطاعت کا پیغام دے کر سمران ② حاکم آذربایجان کے پاس روانہ کیا۔ مرداوتج، روانہ ہونے کو تو رواہ ہو گیا۔ مگر اس کے ظلم اور عوام اناس کے ساتھ بد خقی سے پیش آنے کی وجہ سے رک گیا۔ اسفار کو یہ بات ناگوار گزری چنانچہ مرداوتج پر حملہ کرنے کا ارادہ نہایت ہرپا تو کمانڈروں نے بھی تائید کر دی جن میں اس کا وزیر مطرف بن محمد بھی تھا۔ چنانچہ اسفار کمانڈر کے ساتھ مرداوتج کی طرف بڑھا۔ مرداوتج کو اس کی خبر مل

① تصحیح و اسناد اک ثناء اللہ محمود۔ ② یہاں صحیح لفظ شیران الطرم ہے دیکھیں تاریخ اکال ج ۵، ص ۱۰۶۔

گئی وہ رے کی طرف چلا گیا، ماکان بن کالی کو طبرستان میں یہ واقعات لکھ بھیجے اور اسے اسفار کے مقابلہ پر ابھار دیا۔

اسفار کا فرار: چنانچہ ماکان فوجیں تیار کر کے اسفار کی طرف بڑھا اسفار، بیہق سے بھاگ کر بست پہنچ گیا پھر رے کے راستے قلعہ موت کی طرف روانہ ہو گیا۔ چونکہ اس کے ساتھ اہل و عیال اور خزانہ تھا اس تک دو میں اس کے بعض ساتھیوں نے ساتھ چھوڑ دیا۔ اور مرداوتج کو اس کی طماع کر دی۔ مرداوتج سفار کی طرف بڑھا۔ اور اپنے ایک یادو کمانڈر کو اسفار کے پاس بھیجا اسفار نے ان سے ملاقات کی اور ان سپہ سالاروں کا حاب پوچھا جنہوں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا تھا چنانچہ ان لوگوں نے ظاہر کیا کہ مرداوتج نے ان لوگوں کو قتل کر دیا ہے۔

اسفار کا قتل: یہ خبر سننے سے اسفار کو بے حد خوشی ہوئی۔ اس کے بعد موقع پا کر مرداوتج کے بھیجے ہوئے کمانڈر نے اسفار کو گرفتار کر کے مرداوتج کے پاس پہنچا دیا۔ مرداوتج نے اسے رے میں قید رکھنا چاہا۔ لیکن ساتھیوں نے اس سے اسفار کے مکر و فریب کی وجہ سے اختلاف کیا چنانچہ مرداوتج نے اسفار کو قتل کر دیا اور رے کی طرف لوٹ آیا۔

مرداوتج کی حکومت: اسفار کے مارے جانے کے بعد مرداوتج نے ملک گیری کے خیال سے اطراف و جوانب پر ہاتھ بڑھائے۔ قزوین، رے، ہمدان، کنکور، دینور، و جرو، قم، قاسان، اصفہان اور خیرباد ۱ پر یکے بعد دیگرے قبضہ کر لیا اس کے قدم استقلال حکومت پر جم گئے نخت و کبر کی ہوا دماغ سا گئی۔ سونے کے تخت پر بیٹھا۔ تاج پہنا۔ اس کے فوجی کمانڈر چاندی کی کرسیوں پر بیٹھے۔ لشکر کو کچھ فاصلہ پر کھڑے ہونے کا حکم دیا اور صاحب مقرر کئے۔

مرداوتج کا طبرستان پر قبضہ: ... آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ مرداوتج نے ماکان کو اسفار کے مقابلہ پر ابھار کر اپنا کام نکال لیا تھا یہاں تک کہ اسفار کو مار ڈالا گیا۔ اس سے مرداوتج کے قدم حکومت و سلطنت پر استحکام و استقلال سے جم گئے۔ طبرستان اور جرجان کے ارادے سے ۳۱۹ھ میں چڑھائی کی۔ ماکان مقابلہ نہ کر سکا اور بھاگ کھڑا ہوا۔ مرداوتج نے طبرستان پر قبضہ کر کے اصفہان کو حکومت دی اور اس کی فوج پر ابوالقاسم کو مقرر کیا۔

مرداوتج کا جرجان پر قبضہ: ... ابوالقاسم نہایت دلیر اور شجاع شخص تھا طبرستان سے فارغ ہو کر جرجان کی طرف بڑھا۔ ماکان کا گورنر جرجان بھی بھاگ گیا۔ چنانچہ مرداوتج نے جرجان پر بھی قبضہ کر کے اپنے داماد ابوالقاسم کو اس کا حاکم بنا دیا۔ اس کے بعد اصفہان کی جانب لوٹا تو ابوالقاسم بھی آما۔ والی اصفہان کو شکست ہو گئی۔ غرضیکہ رفتہ رفتہ ان تمام شہروں پر مرداوتج کا قبضہ ہو گیا۔

ماکان کی کسمپرسی: ... ماکان نے نیشاپور میں جا کر پناہ لی۔ ابوعلی بن مظفر سپہ سالار لشکر ابن سامان سے امداد مانگی چنانچہ ابوعلی نے ماکان کی مدد پر کر ہاندھی اور فوجیں مرتب کر کے مرداوتج کی طرف بڑھا مگر ابوالقاسم نے ان دونوں کو شکست دے دی۔ دونوں شکست کھا کر نیشاپور لوٹ آئے اس کے بعد ماکان نے دامغان کا رخ کیا ابوالقاسم نے یہاں سے بھی اس کو مار بھگایا۔ بادل نا خواستہ خراسان واپس آ گیا۔

مرداوتج اور خلیفہ مقتدر کا لشکر: ... جس وقت مرداوتج نے ”رے“ پر قبضہ کر لیا۔ دیلم چاروں طرف سے اس کے پاس آ کر جمع ہو گئے مرداوتج نے ان کو انعامات اور وظائف دئے جس سے فوج کی تعداد بڑھ گئی اور آمدنی ان کے لئے ناکافی ہونے لگی چنانچہ قرب و جوار کے شہروں پر ہاتھ بڑھانے کا ارادہ کیا چنانچہ ۳۱۹ھ میں ہمدان پر قبضہ کرنے کی غرض سے ایک بڑی فوج کی کمان میں روانہ کی اس وقت ہمدان میں محمد بن خلف گورنری کر رہا تھا۔ خلیفہ مقتدر کی فوج وہاں موجود تھی۔ دونوں فوجوں نے معرکہ کارزار گرم کر دیا۔ شاہی فوج نے بڑے بڑے کارنامے انجام دیئے۔ سیکڑوں بلکہ ہزاروں دیلمی مارے گئے۔ مرداوتج کا بھانجہ بھی اسی معرکہ میں کام آ گیا۔ مرداوتج کو اس کی خبر ملی تو اس نے فوجیں مرتب کر کے ہمدان پر حملہ کر دیا چنانچہ خلیفہ کی افواج بھاگ گئیں اور مرداوتج بزور تیغ ہمدان میں گھس گیا۔ پھر کشت و خون کی کوئی حد نہ رہی اس نے بہت بری طرح سے اہل ہمدان کو پامال کیا۔ عورتوں اور بچوں کو پکڑے کر لے گیا اور لونڈی غلام بنالیا۔ اس کے بعد لوگوں کو امن دے دیا۔

مرداوتج کی دست درازیاں۔ خلیفہ مقتدر کی فوجیں متحد ہو کر دوبارہ حملہ آور ہوئیں۔ ہارون غریب الخال فوج کا سپہ سالار تھا۔ ہمدان سے باج نہیں دینے کی وجہ سے صرف آرائی کی۔ مگر مرداوتج نے ان کو شکست دیدی۔ ہمدان کے علاوہ اور بلاد جبل پر بھی قبضہ کر لیا اس کے بعد اپنے ایک سپہ سالار رودینور کو روانہ کیا۔ چنانچہ اس نے دینور کو بھی بزور تیغ فتح کر لیا مرداوتج کا لشکر قتل و غارت کرتا ہوا حلوآن تک پہنچ گیا۔ مال، اسباب اور قیدیوں سے مالا مال ہو کر واپس آیا۔

۱۱۱۱ یشکری ۱ اصفہان میں۔ یشکری بھی دیلمی اور اسفار کا ساتھی تھا۔ اسفار کے قتل کے بعد خلیفہ مقتدر سے امن حاصل کر کے ہارون بن غریب خال کی فوج میں شامل ہو گیا تھا۔ جب ہارون کو ۳۱۹ھ میں مرداوتج کے مقابلہ میں شکست ہوئی تو ہارون نے یشکری کو نہادندہاں اور مکہ میں بھیجے اور ۱۱۱۱ھ کے انتظار میں قرقلین میں ٹھہرا رہا۔ مگر یشکری نے نہادندہ پر قبضہ کر لیا۔ مال و سامان جنگ درست کر کے فوجیں مرتب کر لی اور اصفہان پر حملہ کر دیا۔ اصفہان میں احمد بن کیغلیغ تھا۔ یہ بھی فوجیں تیار کر کے مقابلہ پر آیا مگر یشکری نے شکست دیکر اصفہان پر قبضہ کر لیا۔ اس کی فوجیں شہر میں داخل ہو گئیں۔ وراحمہ کیغلیغ شہر چھوڑ کر نکل آیا اور بیرون شہر قیام کیا۔ یشکری یہ سمجھ کر کہ یہ میری ہی فوج کا سردار ہے احمد کے پاس چل گیا چنانچہ ہمدان کیغلیغ نے اس کو پہچان لیا وہ جیسے ہی قریب آیا اسے ایک ہی وار سے ختم کر دیا اس کی فوجیں اس واقعہ کے بعد سے منتشر ہو گئیں۔ اور احمد بن کیغلیغ اصفہان میں دوبارہ آ گیا۔

مرداوتج کا اصفہان پر قبضہ: ۳۱۹ھ کے آخر میں مرداوتج نے ایک فوج اصفہان فتح کرنے کے لئے روانہ کی۔ چنانچہ اس فوج نے اصفہان پر قبضہ کر لیا۔ احمد بن عبد العزیز بن ابی دلف ۱ کے محل کو از سر نو بنوایا جس میں مرداوتج نے آ کر قیام کیا۔ اس وقت اس کی فوج کی تعداد پچاس ہزار تک پہنچ گئی تھی۔ فتح اصفہان کے بعد ابواز اور خراسان پر قبضہ کرنے کے لئے فوجیں روانہ کیں ابواز اور خراسان بھی مرداوتج کے عہدوں میں شامل ہو گئے۔ اس کے بعد مرداوتج نے خلیفہ مقتدر کی خدمت میں ایک خط بھیجا اور یہ درخواست کی کہ ان شہروں پر قبضہ کے بدلے میں دو لاکھ دینار سالانہ حاضریہ کروں گا۔ خلیفہ مقتدر نے اسے منظور کر لیا۔ ہمدان اور رماہ کوفہ میں جاگیر عنایت کی۔

۳۱۶ھ میں مرداوتج نے اپنی فوج سے ایک ایچی اپنے بھائی وشمگیر کو لانے کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ ایچی نے وشمگیر کے پاس پہنچ کر مرداوتج کا پیغام پہنچایا۔ اس کی حکومت ورجاہ و جلال کے حالات بتائے وشمگیر کو اس سے بے حد تعجب ہوا اور اپنے بھائی مرداوتج کی حرکات کو حقارت کی آنکھوں سے دیکھا۔ وجہ یہ تھی کہ دیلم اور جبل طہرستان کے علویوں کے حمایتیوں میں سے تھے۔ اور مرداوتج نے خلافت بغداد کی اطاعت قبول کر لی تھی۔

۳۱۶ھ میں مرداوتج کی ملاقات: ایچی وشمگیر کو برابر سمجھاتا رہا یہاں تک کہ وشمگیر اپنے بھائی سے ملنے کے لئے روانہ ہو گیا اور قزوین پہنچ کر مرداوتج سے ملاقات ہوئی مرداوتج نے تبادلہ خیال کے بعد اسے سیاہ ۱ کپڑے پہنائے اور اپنے پاس ٹھہرایا۔ وشمگیر کو امور سیاسی میں بہت بڑا ملکہ حاصل تھا۔ اس لئے ملک کی خوشحالی بڑھ گئی۔ رعایا آباد اور سرسبز ہو گئی۔

مرداوتج اور ابن سامان جرجان میں: ابو بکر مظفر خراسان میں نصر بن سامان کی فوج کا کمانڈر تھا اس نے جرجان پر قبضہ کر لیا تھا چنانچہ جب مرداوتج نے خراسان اور ابواز کی مہم سے فراغت پائی تو ”رے“ کی طرف لوٹ آیا اور ”رے“ سے فوجیں تیار کر کے جرجان پر چڑھائی کر دی۔ ابو بکر مظفر جرجان سے مدد کے لئے نیشاپور آ گیا ان دنوں نیشاپور میں سعید نصر بن سامان موجود تھا۔ ابو بکر مظفر نے حاضر ہو کر حالات عرض کئے سعید نصر نے مرداوتج کے مقابلہ پر کمر باندھی محمد بن عبد اللہ بلعمی نامی ابن سامان کے کمانڈر نے مرداوتج کے وزیر مطرف بن محمد سے خط و کتابت شروع کی اور پانچ

۱ ہمارے پاس موجود ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن ج ۳ ص ۴۷ پر ”یشکری“ تحریر ہے۔ جب کہ تاریخ طبری میں ”الاشکری“ اور تاریخ طبری کے تکرار میں ”یشکری“ تحریر ہے۔
۲ تصحیح و مستدرک مفتی عظیم شہداء محمد و رحمۃ اللہ دامت برکاتہ اس کے علاوہ تاریخ اکال میں قرقلین کے بجائے قرقسین میں یشکری کا ٹھہرنا تحریر کیا گیا ہے۔ ۱۱۱۱ھ میں
۳ اپنی تاریخ اکال میں ”الجل“ کا لفظ زیادہ کیا ہے۔ ۱۱۱۱ھ میں ابن اثیر نے لکھا ہے کہ اس نے سیاہ کپڑے پہنے اور سیاہ کپڑے پہنے والوں یعنی عباسی خلفاء کی خدمت کی۔

عرصے بعد مالدیا۔ مرداوتج کو اس کی خبر مل گئی۔ چنانچہ اس نے اپنے وزیر کو مارڈالا۔

مرداوتج اور عبداللہ بلعمی کی صلح: تب محمد بن عبداللہ بلعمی نے مرداوتج کے پاس ایک ایلچی روانہ کیا اور یہ کہلوا یا کہ تم نے جرجان پر فوج کشی کرنے میں غلطی کی تم کو سعید بن سہمان کے مقابلہ پر نہیں آنا تھا اس کے حقوق اور احسان تم بہت زیادہ ہیں۔ اب بھی اگر تم جرجان کو چھوڑ دو تو میں تمہیں رہے میں بہت سہمان اور رقم دلوں گا ہوں مرداوتج پر محمد بن عبداللہ بلعمی کا جادو چل گیا۔ لہذا جرجان سے واپس آ گیا اور فریقین میں صلح ہو گئی۔

بنی بویہ کی ابتداء: بنی بویہ تین بھائی تھے۔ (۱) عماد الدولہ ابوالحسن علی، (۲) رکن الدولہ حسن اور (۳) معز الدولہ ابوالحسن احمد ان سب میں عماد الدولہ ابوالحسن علی بڑا تھا جس وقت ان لوگوں نے اسلامی علاقوں کے صوبوں پر تصرف حاصل کر لیا اور خلافت کی طرف سے حکومت عطا ہوئی تو خلفاء بغداد نے ان القاب سے انہیں مخاطب کیا۔ جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کریں گے، یہ وہی ہیں جنہوں نے دار الخلافہ میں خلفاء کو اپنی حکمت عملی سے دبا دیا تھا جسے آپ آگے چل کر پڑھیں گے۔

بنو بویہ کا نسب: ان کے باپ کا نام ابوشجاع بویہ بن فناخس ① تھا۔ ان کے نسب کے بارے میں مؤرخین کا اختلاف ہے ابونصر بن کورمانہ ان کو کوہی بن شیرزیک اصغر بن شیرکوہ بن شیرزیک اکبر بن سران شاہ بن شیرقد بن سیسان شاہ بن سیر بن فیروز بن شرویل بن سنس و بن بہرہ جوہری طرف منسوب کیا ہے۔ بقیہ نسب ان کا شاہان فارس کے بان میاں لکھا جا چکا ہے۔

ابن مسکویہ کی تحقیق: ابن مسکویہ کہتا ہے کہ ان لوگوں کا یہ دعویٰ ہے کہ لوگ یزدجرد بن شہریار آخری تاجدار فارس کی اولاد میں سے تھے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ یہ نسب گھڑا ہوا ہے وہی شخص اسے قبول کرے گا جس کو معلومات نہ ہوں ان لوگوں نے اس نسب کے ذریعہ خود کو بہت اہم اور خاص بنانا چاہا تھا۔ اگر یہ لوگ نہادہ علم میں داخل و شامل نہ ہوتے تو ان کو ان کی ریاست و سرداری ہرگز حاصل نہ ہوتی۔

علامہ ابن خلدون کی تحقیق: میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ انساب میں تغیرات پیدا ہوتے ہیں اور بہت سی باتیں چھپ جاتی ہیں۔ ایک شاخ سے دوسری شاخ کی طرف، ایک قوم سے دوسری قوم میں انساب منتقل ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن یہ اس وقت ہوتا ہے۔ عرصہ بہت لمبا گزر جائے اگلی نسلیں فنا ہو جائیں قوموں کی حالتیں تبدیل ہو جاتی ہیں چنانچہ بنی بویہ سے یزدجرد اور حکومت فارس کے اختتام تک تین سو سال کا زمانہ گزرا ہے جس میں سرت یو آٹھ گروپ گزرے۔ جن میں ان کے انساب مل جل گئے۔ پچھلی نسلیں ایک دوسرے سے خلط ملط ہو گئیں ایسی حالت میں اتنے طویل زمانہ میں نسوں کی پیچیدگی کی گتھی کیسے سمجھ سکتی ہے۔ اور اگر ہم اس بات کو تسلیم کر لیتے ہیں کہ ان کا نسب آخری بادشاہ فارس تک واضح طور سے مل جاتا ہے تو یہ بات دہلیم پران کی ریاست و سرداری کو مانع ہے اس میں ذرا بھی شک نہیں ہے کہ ان کے انساب محفوظ نہیں رہے بلکہ ضائع ہو گئے۔ واللہ اعلم

ابوشجاع: بنو بویہ دہلیم کے متوسط الحال لوگوں میں تھے ان کے ابتدائی حالات یہ ہیں کہ ان کا باپ ابوشجاع فقیر تھا اس نے ایک روز رات میں یہ خواب دیکھا کہ ”میں پیشاب کر رہا ہوں، اور میرے عضو مخصوص سے ایک بہت بڑی آگ نکلی جس سے ساری دنیا روشن ہو گئی پھر یہ آگ بڑھی بند ہوئی۔ آسمان تک پہنچی۔ پھر اس کی تین شاخیں ہو گئیں ہر ایک شاخ سے متعدد شاخیں نکلیں، ہر شاخ سے دنیا میں روشنی پھیل گئی، اور تمام دنیا اس آگ کے آگے جھک رہی تھی۔“

خواب کی تعبیر: ایک تعبیر کرنے والے نے یہ تعبیر کی کہ ابوشجاع کے تینوں بیٹے ملک میں حکومت کریں گے ان کا ذکر پوری دنیا میں پھیل جائے

① یہاں صحیح لفظ فنا خسرو ہے۔ دیکھیں (تاریخ الکامل ج ۵ ص ۱۳۹)۔ ② ان کے نسب کے لئے دیکھیں تاریخ الکامل جلد ۵ ص ۱۳۹ صاحب الفخری ص ۲۷ کی رائے یہ ہے کہ بنو بویہ کا سلسلہ نسب بنی بویہ سے ذریعہ بادشاہوں میں سے کسی ایک بادشاہ تک جاتا ہے حتیٰ کہ یہ سلسلہ نسب یہود ابن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام اور اسی طرح بنو بویہ سے آگے پھر حضرت آدم علیہ السلام تک جا پہنچتا ہے۔ بنو بویہ دہلیم میں سے نہیں تھے بلکہ دہلیم ان کو دہلیم علاقوں میں رہنے کی وجہ سے کہتے ہیں۔ اور لفظ بویہ کے بارے میں اس وقت کے معارف اسلام میں (اسلامک انسائیکلو پیڈیا) میں لکھا ہے کہ ان کا نسب ”بہرام جور“ تک نہیں بلکہ اس کے ایک وزیر ”مہرزئی“ تک پہنچتا ہے۔

گا۔ جیسے کہ آگ بند ہوئی تھی اور ان لوگوں کی نسل سے متعدد بادشاہ پیدا ہوں گے، ابو شجاع کو یہ بات بعید از قیاس معلوم ہوئی۔ یونہی وہ غربت و حالت میں تھا تعبیر کرنے والے نے دریافت کیا اور تمہارے لڑکے کس وقت پیدا ہوئے تھے۔ چنانچہ ابو شجاع نے ان کی پیدائش کے اوقات بتائے۔ تعبیر بتانے والا نجومی بھی تھا اس نے اس کے تینوں لڑکوں کے زائچہ درست کئے اور یہ حکم لگایا کہ یہ تینوں لڑکے حکومت و ریاست کی کرسی پر بیٹھیں گے۔ اور بادشاہت کریں گے۔

ماکان اور بنو بویہ: چنانچہ جب سپہ سالاران و عیلم لیل، ماکان، اسفار اور مرداوتج وغیرہ نے ملک گیری کے ارادے سے خروج کیا اور تہ مہم میں پھیل گئے۔ ہر کمانڈر کے ساتھ ایک گروہ عیلم اور ان کے ریشوں اور قبیعین کا تھا۔ بنو بویہ بھی انہی لوگوں کے ساتھ نکلے اور ماکان کے اشرف میں شامل ہو گئے۔ پھر جب ماکان کی حکومت میں اضطراب پیدا ہوا اور مرداوتج نے اس کو اپنے درپے طبرستان اور جرجان سے مغلوب کر کے باہر نکال دیا تو یہ شکست کھا کر نیشاپور چل گیا چنانچہ بنو بویہ نے اس سے علیحدگی کا ارادہ کیا۔ اجازت طلب کی اور یہ عرض کیا کہ ہم بوگ آپ سے اخراجات کا بوجھ کرنے کے لئے علیحدہ ہو رہے ہیں جس وقت آپ کا نظام حکومت درست ہو جائے گا ہم لوگ دوبارہ حاضر خدمت ہو جائیں گے، ماکان نے اجازت دے دی چنانچہ بنو بویہ، مرداوتج کے پاس چلے گئے۔ ان کے ساتھ ماکان کے لشکر کے کمانڈروں کا ایک گروپ بھی آ گیا۔

بنو بویہ اور مرداوتج: مرداوتج نے ان سب کو اپنی خدمت میں رکھ لیا ہر ایک کو اپنے زیر کنٹرول علاقوں میں سے ایک ایک طرف کا حکم بنایا۔ عہد نامے لکھ کر دیئے علی بن بویہ کو کرمس کی حکومت حوالے کی چنانچہ بنو بویہ رے آ گئے۔ اس وقت رے میں دشمنی کا بھائی مرداوتج موجود تھا اور اس کا وزیر حسین بن محمد عمید (ابو الفضل کا بھائی) بھی تھا۔ ابھی بنو بویہ اپنے مقبوضہ علاقوں میں گئے بھی نہ تھے کہ مرداوتج نے اپنے بھائی دشمنی اور اس کے وزیر عمید کو لکھ کر بھیجا کہ ان پناہ گزین سرداروں کو میرے پاس واپس بھیج دو۔

بنو بویہ اور وزیر عمید: چونکہ علی بن بویہ اور وزیر عمید کے مراسم اتحاد پیدا ہو گئے تھے اسی لئے وزیر عمید نے بنو بویہ کو مرداوتج کے خط سے مطلع کر کے رائے دی کہ تم اسی وقت اپنے مقبوضہ صوبے کی طرف چلے جاؤ اور قبضہ کر لو۔ چنانچہ بنو بویہ تو اپنے صوبہ مقبوضہ کی جانب چلے گئے۔ اور اس کے دوسرے دن دشمنی نے باقی کمانڈروں کو مرداوتج کے پاس بھیج دیا۔ مرداوتج نے ان سے عہد نامے واپس لے لئے بنو بویہ کے بارے میں اراکین حکومت نے رائے دی کہ ان کو ان کے حال پر رہنے دیجئے ان لوگوں کو واپس بلانے یا ان سے چھڑ چھاڑ کرنے میں فساد کا اندیشہ ہے۔ چنانچہ مرداوتج نے ان سے تعرض نہیں کیا۔

عماد الدولہ کا حسن انتظام: جس وقت عماد الدولہ کرخ پہنچا اور اس کی حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لی۔ اس کے نظم و نسق جو جس طرح ہونا چاہئے تھا درست کیا بیدار مغزی سے امور سیاست کو سنبھالا رعایا کے ساتھ عدل و انصاف سے کام لیا، حرمیہ کی ایک جماعت کو جو کہ وہاں موجود تھی موت کی سزا دی۔ اور ان کے قلعوں کو بزور تیغ فتح کر لیا۔ بہت سامان و اسباب اور خزانہ ہاتھ آیا جس کو لشکریوں میں تقسیم کر دیا۔ اس سے اس کا ذکر خیر لوگوں کی زبانوں پر جاری ہو گیا اس کے حسن اخلاق اور داد و دہش کی تمام آفاق میں شہرت ہو گئی۔

عماد الدولہ اور مرداوتج: گرد و نواح کے رہنے والوں نے مرداوتج کو اس کی اطلاع کی چنانچہ مرداوتج کو اس خبر سے ناراضگی پیدا ہو گئی چنانچہ وہ طبرستان سے رے آیا۔ اور اپنے کمانڈروں کے ایک گروہ کو کرخ روانہ کیا۔ عماد الدولہ نے اپنے حسن اخلاق سے ان لوگوں کو اپنے ساتھ ملا لیا چنانچہ یہ لوگ عماد الدولہ کے پاس ٹھہر گئے۔ اس سے مرداوتج کو شبہ پیدا ہو گیا۔ عماد الدولہ کو حکم بھیجا کہ ان کمانڈروں کو میرے آپس بھیج دو عماد الدولہ نے ان کو اس پیغام سے مطلع کیا۔ اور اس سے بچنے کی رائے دی۔ چنانچہ یہ لوگ مرداوتج کے پاس نہ گئے اور اس سے بچاؤ کے لئے ادھر ادھر ہو گئے۔

اصفہان پر قبضہ: طرویہ ہوا کہ مرداوتج کا نامور سپہ سالار شیرزاد عماد الدولہ سے آ ملا۔ جس سے عماد الدولہ کی جمعیت اور قوت بڑھ گئی۔ اس نے اصفہان کا رخ کیا جہاں مظفر بن یاقوت خلیفہ فائز کی طرف سے حکومت کر رہا تھا اس ہزار جنگ آور قلم بند تھے۔ اور محکمہ مال پر ابو علی بن رستم مقرر تھا۔ عماد الدولہ نے پیغام دیا کہ تم شہر ہمارے حوالہ کر دو۔ مگر مظفر نے انکار میں جواب دیا۔ اس دوران ابو علی بن رستم مر گیا، مظفر بن یاقوت نے شہر سے نکل

کر مدافعہ حمہ کیا۔ مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ دہلیم اور جیل کے جتنے لوگ تھے ان سب نے عماد الدولہ کے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی اور امن حاصل کر کے آگئے عماد الدولہ نے نوسو کے لشکر کے ساتھ حملہ کیا اور مظفر کو شکست دے کر اصفہان پر قبضہ کر لیا۔

عماد الدولہ اور مرداویج کی کشیدگی: جس وقت مرداویج کو واقعہ اصفہان کی خبر ملی اس کے ہاتھ کے طوطے اڑ گئے۔ غصہ سے کانپ اٹھا اس نے عماد الدولہ کو اسی وقت فریب دینے کے لئے خط لکھا ”کہ تم میری اطاعت سے منحرف مت ہو، میں بے شمار فوج کے ذریعے تمہاری امداد کروں گا، تم میرے نام کا خطبہ اپنے محلک میں پڑھو میں تمہیں اپنی طرف سے ان علاقوں پر مقرر کرتا ہوں“ خط کی روانگی کے بعد ایک بڑی فوج عظیم اپنے بھائی وشمگیر کی کمان میں عماد الدولہ کی سرکوبی کے لئے روانہ کی۔ اور اپنی اس تدبیر پر مطمئن ہو گیا۔

عماد الدولہ کا ار جان ۱۰ پر قبضہ: ابن بویہ (عماد الدولہ) اس چال کوتاڑ گیا اور وہ مہینہ کے بعد جو کچھ اصفہان سے وصول کرنا تھا وصول کر کے رجان کی جانب روانہ ہو گیا۔ ابوبکر بن یاقوت اس کا گورنر تھا اس نے عماد الدولہ کی آمد کی خبر سن کر ار جان چھوڑ دیا۔ چنانچہ اس پر عماد الدولہ نے قبضہ کر لیا۔ اہل شیراز کو اس کی اطلاع ملی شیراز پر اس وقت یاقوت (خلیفہ کا گورنر) قابض تھا۔ یہ نہایت ظالم اور کج خلق انسان تھا اس کے ظلم و تعدی سے اہل شیراز ناراض تھے۔ ان لوگوں نے عماد الدولہ کو شیراز پر قبضہ کرنے کے لئے بلوایا مگر عماد الدولہ نے ذرا پس و پیش کیا۔ اتنے میں اہل شیراز کا دوسرا خط آ گیا اور یہ لکھا کہ مرداویج اور یاقوت کے درمیان صلح کے لئے خط و کتابت ہو رہی ہے اس سے پہلے کہ یہ دونوں متفق ہوں تم جلدی سے آ کر شیراز پر قبضہ کر لو۔

عماد الدولہ کا بلاد فارس پر قبضہ: چنانچہ عماد الدولہ نے ماہ ربیع الاول ۳۳۱ھ میں نو بند جان کی جانب قدم بڑھائے۔ یاقوت کا مقدمہ انجش دو ہزار افراد کے ساتھ مقابلہ پر آیا جس میں اس کی قوم کے نامی گرامی سوار تھے۔ فریقین کی جنگ ہوئی جس میں عماد الدولہ کو فتح نصیب ہوئی اس نے نو بند جان پر قبضہ کر لیا یاقوت کا مقدمہ انجش شکست کھا کر کرمان کی طرف بھاگ گیا۔ یاقوت اس کی اطلاع پا کر بڑی فوج لے کر مقابلہ کے لئے روانہ ہو گیا عماد الدولہ نے نو بند جان سے اپنے بھائی رکن الدولہ حسن کو گازرون وغیرہ جیسے فارس کے صوبوں کی طرف بڑھنے کا حکم دیا چنانچہ یاقوت کی فوج سے مقابلہ ہوا۔ رکن الدولہ نے انہیں شکست دیکر ان صوبوں پر قبضہ کر لیا اور نظم و نسق درست کر کے مالکذاری وصول کی اور بہت سامان و اسباب لے کر اپنے بھائی عماد الدولہ کے پاس واپس آ گیا۔

عماد الدولہ کا فرار: ان واقعات کے بعد مرداویج اور یاقوت میں میل جول پیدا ہو گیا اور ایک دوسرے کی امداد کا معاہدہ ہو گیا ادھر وشمگیر فوجیں لے کر عماد الدولہ کی طرف بڑھا۔ عماد الدولہ نے ان دونوں کے مل جانے سے ڈر کر نو بند جان چھوڑ دیا۔ اصرطخر گیا پھر اصرطخر سے بیضاء کی طرف روانہ ہوا۔ یاقوت اس کے تعقب میں تھا اس نے بڑھ کر کرمان کے پل پر قبضہ کر لیا اور راستہ روک کر عماد الدولہ کو جنگ پر مجبور کر دیا چنانچہ ہر کہ بہ جنگ آمد جنگ آمد مجبوراً عماد الدولہ لڑنے پر آمادہ ہو گیا۔ اور معرکہ کارزار گرم ہو گیا۔ ابن بویہ (عماد الدولہ) کے چند کمانڈر امن حاصل کر کے یاقوت کے پاس آ گئے مگر یاقوت نے ان لوگوں سے بد عہدی کی۔ اور ان سب کو مار ڈالا۔

یاقوت کی شکست: اس سے عماد الدولہ کے بقیہ کمانڈروں پر بہت بڑا اثر پڑا ان سب نے مرنے مارنے اور مرجانے پر کمر بند کر دیا یاقوت نے پیدل فوج لے کر عماد الدولہ پر حملہ کر دیا لشکر کے آگے نفاطوں کا گردہ تھا۔ جب ان لوگوں نے نطف کی شیشوں کو آگ لگا کر کے فریق مخالف کے لشکر پر پھینکا مگر مخالف نے انہیں لوٹا کر یاقوت ہی کی فوج پر گرا دیا چنانچہ وہ پریشان ہو کر بھاگے۔ ادھر عماد الدولہ کے سپاہیوں نے مار دھاڑ شروع کر دی۔ اور یاقوت کو شکست ہو گئی۔

یاقوت کا دوبارہ حملہ اور شکست: یاقوت نے ایک اونچے مقام پر چڑھ کر اپنی فوج کو واپسی کا حکم دیا۔ چار ہزار سوار جمع ہو گئے چونکہ عماد الدولہ کے فوجی بوٹ مار میں مصروف ہو گئے تھے لہذا یاقوت نے پھر حملہ کر دیا۔ عماد الدولہ کا لشکر اس بات کا احساس کر کے غارتگری چھوڑ کر لڑنے لگا اور یاقوت کو

دوبارہ شکست ہو گئی نہایت بے سروسامانی کے ساتھ بھاگ گیا فتح مند گروہ نے تعاقب کیا اور نہایت سختی اور بے رحمی سے پامال کرنے لگا۔ آخر مدینہ - حمد بن بویہ نے اس جنگ میں نہایت مرواگئی سے کام کیا۔ بڑے بڑے نمایاں کام کئے اس وقت اس کی عمر صرف انیس سال تھی سبزہ آنا بھی نہیں ہو تھا۔

شیراز پر قبضہ اس کامیابی کے بعد فتح مند گروہ نے سواد کا رخ کیا۔ چنانچہ اس کو بھی تباہ و برباد کر کے ایک گروہ کو قید کر لیا۔ ابن بویہ نے ان لوگوں کو رہا کر کے اختیار دے دیا کہ چاہیں تو قیام کریں اور چاہیں تو چلے جائیں۔ چنانچہ ان لوگوں نے اسی کے پاس قیام اختیار کر لیا۔ ابن بویہ نے ان لوگوں کے ساتھ اچھے سوک کئے اس کے بعد شیراز پر چڑھائی کر دی چنانچہ اہل شیراز نے امن کی درخواست کی، ابن بویہ نے ان کو امن دے دیا اور اعلان کر دیا کہ کوئی شخص کسی بھی شخص پر ذرا بھی ظلم نہ کرے غرض آہستہ آہستہ پورے بلاد فارس پر قابض ہو گیا۔ لوگوں نے ابن بویہ کے حسن سوک کی وجہ سے اس کو دار لاءۃ کے خزانہ یا قوت کی امانتوں اور بنی صفار کے ذخیروں کا پتہ بتا دیا۔ ابن بویہ نے اسے برآمد کر کے اپنی فوج میں تسیم کر دیا جس سے ان لوگوں کی بیگ بستی کی تکلیفیں دور ہو گئیں اور اپنے خزانہ کو بھی پر کر لیا۔

خدیفہ سے تعلقات۔ ملک کے نظم و نسق سے فراغت حاصل کر کے خلیفہ راضی اور اس کے وزیر السلطنت ابوعلی بن مقلہ کی خدمت میں خط روانہ کیا کہ مجھے ان عداقوں کی حکومت عطا کی جائے میں ایک لاکھ درہم سالانہ خزانہ عامرہ کے لئے بھیجا کروں گا دار الخلافہ سے درخواست منظور ہو گئی۔ خدمت و رجسٹرا بھیجا گیا۔

اصفہان پر مرداوتج کا قبضہ: محمد بن یاقوت نے اسی زمانہ میں جبکہ خلیفہ قاہرہ نے خود کو معزول کر لیا تھا اور تخت خلافت پر خدیفہ راضی بیٹھ ہوا تھا، اصفہان چھوڑ دیا تھا۔ اصفہان بیس دن تک بغیر امیر کے رہا۔ اس کے بعد وشمگیر نے آ کر اصفہان پر قبضہ کر لیا۔ جب ابن بویہ کے فارس پر قبضہ کرنے کی خبر مرداوتج کو ملی تو وہ نظم و نسق درست کرنے کے لئے اصفہان روانہ ہوا اور اپنے بھائی وشمگیر کو رہے کی جانب بھیج دیا۔

حکومت بنی سامان کے ضمن میں ہم بیان کر چکے ہیں کہ ابوعلی محمد بن الیاس نے ۳۲۲ھ میں سعید سے کرمان میں بغاوت کی تھی۔ سعید نے سی سال ایک بڑی فوج اس کی سرکوبی کے لئے روانہ کی چنانچہ اہل فون نے کرمان پر قبضہ کر لیا اسی طرح سامان کی حکومت قائم ہو گئی۔

ماکان کارے پر قبضہ: ابوعلی محمد بن الیاس سعید کا کمانڈر تھا اسے کسی بات پر سعید نے ناراض ہو کر قید کر دیا تھا۔ پھر بلعمی کی سفارش پر رہا کیا اور گورنر خراسان (محمد بن مظفر) کے ساتھ حرجان کی طرف روانہ کر دیا پھر جب اس کے بھائی سعید نے قید سے نکل کر یحییٰ کے ہاتھ پر مارت کی بیعت کی تو ابوعلی محمد بن الیاس اس سے مل گیا اور اس کا ساتھ چھوڑ دیا اور غیشاپور سے کرمان آ گیا اور اس پر قابض ہو گیا۔ سعید سامانی نے، کان واس کی سرکوبی پر متعین کیا۔ چنانچہ ماکان نے ابوعلی محمد بن الیاس کو رہے سے نکال دیا۔ چنانچہ ابوعلی نے تو دنیور میں جا کر دم لیا۔ اور ماکان حکومت بنی سامان کے تخت کرمان وغیرہ پر گورنری کرنے لگا۔

مرداوتج: جب مرداوتج کی حکومت کو استقلال و استحکام حاصل ہو گیا اور کوئی دوسرا اس کا مزاحم نہ رہا تو غرور و نخوت کی ہوا داغ میں سا گئی۔ حکومت پر اتر آ گیا اور ظلم و تعدی پر کمر باندھ لی۔ کسرائے فارس کی طرح ہیروں کا تاج پہنا سونے کی کرسی پر بیٹھا۔ اس کے کمانڈر چاندی کی کرسی پر بیٹھے، عراق مدائن کسری کے محل فتح کر نیکا ارادہ کر لیا۔ اور شاہ کے لقب سے خود کو مخاطب کرنے کا حکم دیا۔ اس کی ایک فوج ترکوں کی تھی جس کے ساتھ وہ نہایت بڑے ہتاد کرتا تھا اور ان لوگوں کے نام شیاطین اور مردود کہہ دئے تھے اس وجہ سے ان لوگوں میں بددلی پیدا ہو گئی تھی۔

دیلیمیوں کے کھیل تماشے: دیلمیوں کا دستور تھا کہ ہر سال شب میلاد میں جبل اصفہان پر جا کر پورے پہاڑ پر آگ روشن کرتے طرح طرح کے کھیل تماشے کرتے کھانا کھاتے اور کھلاتے تھے۔ یہ اس رات کو وہ بقیہ الفود کہا کرتے تھے۔ چنانچہ اس دستور کے مطابق مرداوتج شب میں ۳۲۳ھ میں جہاں اصفہان پر گیا پہاڑ پر لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دیا۔ سارے پہاڑوں پر لکڑیوں کے پہاڑ اور ٹیلے بن گئے۔ دو ہزار چیل اور کوئے پڑ کر ان کے

پیروں میں روغن نطف لگا کے چھوڑ دئے تاکہ کوئی حصہ پہاڑ کا بغیر آگ کے باغی نہ رہے۔ غرض اسی قسم کے بہت سے کھیل اور تماشے کئے گئے ایک سو اونٹ، دو سو گائے تین ہزار بھیڑیوں دس ہزار مرغیاں اور بہت سے دوسرے پرندے طرح طرح کے حلوے کھانے کے لئے تیار کئے اور پکائے گئے شراب اور رقص کی مجلس منعقد کی گئی۔

مرداوتج کی موت کی افواہ: شام کے وقت مرداوتج تماشا دیکھنے کے لئے سوار ہوا اسے انتظام پسند نہ آیا لہذا منتظم پر بہت غصہ ہوا چنانچہ لوٹ کر اپنے خیمہ میں کمر سو گیا۔ ادھر کھڑوں میں اس کی موت کی خبر اڑ گئی۔ اس کا وزیر عیمہ خیمہ میں دوڑ کر آیا اور اسے جگایا۔ لوگوں کے خیانت بتائے تو مرداوتج خیمہ سے باہر آیا۔ اور درستر خوان پر بیٹھا۔ چند لقمہ کھا کر اپنے خیمہ میں واپس آ گیا۔ تین دن تک اصفہان کے باہر اپنے لشکر گاہ میں ٹھہرا ہوا لیکن کسی سے نہ ملا۔

ترکوں پر عتاب: چوتھے دن اصفہان آرام کرنے کے خیال سے چلا گیا اور اپنے محل میں قیام کیا۔ سوار اور پیادے دروازہ پر آ کر جمع ہو گئے۔ گھوڑوں کے ہنہانے اچھینے کودنے سے ایک شور برپا ہو گیا جو مرداوتج کو ناگوار گزار غصہ سے کانپے لگا اس نے پوچھا کہ ”یہ گھوڑے کس کے ہیں اور شور و غل کیوں ہو رہا ہے“ خادموں نے گزارش کی ”یہ گھوڑے ترکوں کے ہیں جو حضور کی خدمت کے لئے آئے ہیں گھوڑوں کو سانسوں کے ہاتھ میں چھوڑ دیا ہے اس لئے شور و غل ہو رہا ہے“ مرداوتج نے جھلا کر حکم دیا کہ ان گھوڑوں کے چار جامے اور زینیں کھول کر انہی ترکوں کے پیٹھوں پر باندھ دیئے جائیں اور انہیں گھوڑوں کی طرح ہانک کر اصطبل میں باندھ دیا جائے جو شخص اس سے انکار کرنے اسے مار ڈالا جائے“ اس حکم کے مطابق ترکوں کو نہایت ذلت سے لیجا کر اصطبل میں پہنچا دیا۔

ترکوں کی منصوبہ بندی: اس سے ترکوں کو بے حد صدمہ ہوا ان سب نے اتفاق کر لیا کہ جب مرداوتج حمام میں جائے تو قتل کر دیں گے۔ کورتلین فوج کے جان نثار راستے کا سردار تھا اور خواجہ گاہ اور حمام کی حفاظت یہی کرتا تھا اس واقعہ سے قومیت کی بناء پر اسے بھی ناراضگی پیدا ہو گئی تھی۔ اس کے علاوہ مرداوتج نے اس کو نکال بھی دیا تھا۔

مرداوتج کا قتل: اس واقعہ کے دوسرے دن مرداوتج حمام میں گیا مگر مرداوتج کی حفاظت کے لئے کورتلین حمام میں نہیں گیا۔ ترکوں نے حمام کے خادموں کو ملا لیا تھا چنانچہ خادموں نے مرداوتج کے ہتھیار چھپا دیئے۔ خنجر کی دھار توڑ دی اور حمام کا دروازہ بند کر کے چھت پر چڑھ گئے پھر چھت توڑ کر چاروں طرف سے پتھر برساتے لگے مرداوتج غضبناک ہو کر ادھر ادھر دوڑنے لگا۔ مگر کچھ بن نہ پڑتا تھا۔ جب زخموں میں چور ہو کر گر پڑا تو ترک دروازہ توڑ کر اندر آ گھسے اور اس کی تکہ بوٹی کر دی۔

ترک سردار: اس مہم کا جس شخص نے بیڑہ اٹھایا وہ ترکوں کا ایک گروہ تھا۔ جس میں توزون بھی تھا یہ وہی شخص ہے جسے اس کے بعد دارا خلافت بغداد میں امیر الامراء کے لقب سے پکارا گیا تھا۔ یارق بن بقر اخان ①، محمود بن نیال ترجمان اور تکلم وغیرہ سازشیوں کے بڑے سردار تھے یہ وہی ”تہم“ ہے جسے توزون سے پہلے امیر الامراء کا خطاب دیا گیا تھا۔

ترکوں کا فرار: مرداوتج کے قتل کے بعد ترکوں نے اس کے ساتھیوں اور محل کارخ کر لیا، سارا سامان و اسباب لوٹ کر بھاگ گئے، دیلم اور جیل شہر میں تھے وہ یہ سن کر سوار ہوئے اور تعاقب کیا لیکن ان کو پکڑ نہ سکے صرف وہی ہاتھ آئے جن کے گھوڑے اڑ گئے تھے۔ چنانچہ انہوں نے ن کو موت کے گھٹ اتار دیا۔ پھر ترک خزانہ لوٹنے کی غرض سے واپس آئے چونکہ وزیر السلطنت عمید نے خزانہ کے چاروں طرف آگ روشن کر دی تھی اس لئے بے نیل مرام واپس چلے گئے۔

وشمکیر کی حکومت: اس کے بعد دیلم اور جیل نے متحد ہو کر ”رے“ میں مرداوتج کے بھائی وشمکیر بن زیار کی امارت کی بیعت کی، اور مرداوتج کا

جن زہاٹھا کر لے چلے۔ وشمگیر اور اس کے کمانڈروں نے پیدل چار کوس سے استقبال کیا لشکر ابواز نے بھی حاضر ہو کر وشمگیر کی اطاعت قبول کر لی۔ ابواز میں یا قوت اکیلا رہ گیا اس نے ابواز پر قبضہ کر لیا اور وشمگیر نے اپنے بھائی مرداویج کے علاقوں پر قابض ہو کر رے میں قیام اختیار کیا۔ جرجان حاصل کر لیا تمام دیلم اور جبل کا بھی اسی کو سردار تسلیم کیا گیا۔

ماکان کی شکست: سعید بن سامان نے ان واقعات سے مطلع ہو کر محمد بن مظفر والی خراسان اور ماکان بن کالی (حاکم کرمان) کو جرجان اور رے کی طرف بڑھنے کو لکھا چنانچہ محمد بن مظفر نے قومس کی طرف قدم بڑھائے پھر بسطام کی طرف چلا گیا اور ماکان نے دامن اور رے پر یغاری کی۔ وشمگیر کے سرداروں نے ایک بڑی فوج لے کر مقابلہ کیا چنانچہ ماکان کو شکست ہوئی اس نے نیشاپور میں جا کر دم لیا۔ یہ واقعہ ۳۳۳ھ کے آخر کا ہے اس کے بعد نیشاپور کی حکومت ماکان کو دی گئی۔ چنانچہ اس نے نیشاپور ہی میں قیام اختیار کیا۔

ابوعلی بن الیاس کا کرمان پر قبضہ: ادھر ابوعلی بن الیاس نے ماکان کی روانگی کے بعد کرمان پر چڑھائی کر دی اور سعید بن سامان کی فوجوں سے نہایت سخت اور خونریز لڑائیاں ہوئیں۔ بلا آخر لمبی جنگ کے بعد ابوعلی بن الیاس کو کامیابی حاصل ہوئی اور وہ کرمان پر قابض ہو گیا۔

ترکوں اور خدام خلافت کی کشیدگی: جن ترکوں نے مرداویج کو قتل کیا تھا۔ ان کے اسی بھگدڑ کی حالت میں دو گروپ بن گئے ایک گروہ جو تم تھا وہ عماد الدولہ بن بویہ کے پاس چلے گیا۔ دوسرا گروہ جو تعداد میں زیادہ تھا جبل کی طرف چلا گیا اور تحکم سے جاما۔ پھر ان لوگوں نے دینور کا خراج وصول کر لیا۔ اور نہروان کی جانب روانہ ہو گئے۔ خلیفہ راضی کی خدمت میں خط بھیجا اور دار الخلافہ بغداد میں حاضر ہونے کی اجازت مانگی چنانچہ خلیفہ راضی نے اجازت دے دی لیکن خدام دربار خلافت کو ان لوگوں سے خطرہ پیدا ہو گیا وزیر السلطنت ابن مقلہ نے ان لوگوں کو دار الخلافہ بغداد میں آنے سے روک کر بلاد جبل کی طرف جانے کا حکم دیا اور سفر خرچ کے لئے روپے بھی دیئے مگر وہ لوگ اس پر راضی نہ ہوئے، اور ابن رائق سے خط و کتابت شروع کر دی۔

ابن رائق اور ترک: ابن رائق ان دنوں واسطہ اور بصرہ کا حاکم تھا۔ چنانچہ یہ لوگ ابن رائق کے پاس چلے گئے۔ ابن رائق نے ان لوگوں پر تحکم کو سردار بنایا۔ پھر ان ترکوں سے خط و کتابت کی جو مرداویج کے ساتھ رہ گئے تھے ان میں سے بھی بڑی تعداد اس سے آئی، اس نے ان لوگوں کو بھی تحکم کی تختی میں بھیج دیا۔ اور رائق کے لقب سے ان کو ملقب کیا اور یہ حکم دیا کہ یہی نام خط و کتابت میں لکھا جائے۔

معز الدولہ: عماد الدولہ بن بویہ اور رکن الدولہ بن بویہ نے بلاد فارس اور جبل پر قبضہ کرنے کے بعد اپنے چھوٹے بھائی معز الدولہ کو کرمان کی طرف روانہ کیا۔ چنانچہ معز الدولہ ایک فوج جراز لے کر ۳۳۲ھ میں کرمان کی طرف بڑھا۔ اور سیرجان پر قابض ہو گیا۔

ابن سامان کا قائد ابراہیم بن سکجور اندوانی: محمد بن الیاس کا ایک قلعہ میں جو اس مقام پر تھا محاصرہ کئے ہوئے تھا معز الدولہ کے آنے کی خبر سن کر محاصرہ اٹھا کر کرمان سے خراسان کی جانب روانہ ہو گیا۔ محمد بن الیاس نے قلعہ سے نکل کر دریا کے راستے کرمان و جستان، قم کا راستہ کیا۔ اس دوران معز الدولہ، جیرفت کے قریب گیا۔ جیرفت، کرمان کا ایک قصبہ تھا۔

علی بن کلونہ: علی بن ابوالزنجی معروف بہ علی کلونہ ۱ امیر قفص اور بلوس کا ایلچی معز الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ علی بن کلونہ اور اس کے اسداف ان اطراف کے حکمران تھے۔ ایک مدت سے یہاں ان کا قبضہ چلا آ رہا تھا۔ امراء اور خلفاء بغداد کی اطاعت کا اظہار کرتے تھے اور سارا نہ خراج دیا کرتے تھے۔ عرض ایلچی نے حاضر ہو کر علی بن کلونہ کا پیغام عرض کیا اور اس کا بھیجا ہوا روپیہ پیش کیا۔ معز الدولہ نے جواب دیا کہ میں اسے اسی وقت قبول کروں گا جب جیرفت میں داخل ہوگا۔ چنانچہ جب جیرفت پہنچا تو علی بن کلونہ سے صلح کر لی اور اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کی ضمانت لے لی۔

معز الدولہ کی وعدہ شکنی: علی بن کلونہ اس وقت جیرفت سے دس کوس کے فاصلہ پر ایک دشوار گزار مقام پر ٹھہرا ہوا تھا۔ معز الدولہ کے ساتھیوں

نے رائے دی کہ علی بن کلونہ کو کسی بہانے سے بلا کر گرفتار کر لینا چاہئے چنانچہ معز الدولہ اس پر تیار ہو گیا مگر علی بن کلونہ کے جاسوسوں نے اس کو اطلاع کر دی علی بن کلونہ نے چند لوگوں کو ایک مقام پر کمین گاہ میں بٹھادیا پھر جس وقت معز الدولہ اس راستہ سے ہو کر نکلا ان لوگوں نے کمین گاہ سے نکل کر حملہ کر دیا اس کے چند ساتھی مارے گئے اور کچھ گرفتار کر لئے گئے۔ معز الدولہ کو کاری زخم لگے۔ بایاں ہاتھ کہنی سے کٹ گیا۔ دائیں ہاتھ کی انگلیاں بھی کٹ گئیں۔ اور وہ مقتولوں میں دب کر رہ گیا۔

علی بن کلونہ کا حسن سلوک: یہ خبر جیرفت میں پہنچی تو اس کے سارے ساتھی اور فوجی بھاگ گئے پھر علی بن کلونہ مقتولوں کو دیکھنے کو آیا اور معز الدولہ کو مقتولوں میں سے اٹھا کر لئے گیا۔ طبیبوں کو اس کے علاج پر مقرر کیا۔ اس کے بھائی عماد الدولہ کو یہ واقعات لکھ بھیجے۔ معذرت کی اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار اور وعدہ کیا۔ عماد الدولہ نے شکریہ کے ساتھ قبول کر لیا اور آپس میں صلح ہو گئی۔

محمد بن الیاس اور علی بن کلونہ کی جنگ:..... آپ کو یاد ہوگا کہ محمد بن الیاس نے، محاصرہ سے نکل کر درے کے راستے کرمان و بھستان قم کا راستہ لیا تھا مگر قم پہنچ کر چند دن قیام کیا۔ پھر وہاں سے بھستان واپس آ گیا اور بھستان سے شہر جنابہ کی طرف روانہ ہوا۔ چنانچہ معز الدولہ اس کی طرف متوجہ ہوا اور کامیاب ہو کر علی بن کلونہ پر چڑھائی کر دی۔ دونوں کی خوب جنگ ہوئی۔ آخر کار علی بن کلونہ کو شکست ہوئی اور اس کے ساتھی نہایت سختی سے پامال کئے گئے۔

عراق پر معز الدولہ کی حکومت:..... معز الدولہ نے اپنے بھائی عماد الدولہ کو محمد بن الیاس اور علی بن کلونہ کی لڑائیوں اور شکست کے واقعات لکھ کر بھیجے۔ عماد الدولہ نے اپنا ایک سپہ سالار بھیج کر معز الدولہ کو فارس سے بلا لیا چنانچہ معز الدولہ اس کے پاس اصطر میں مقیم رہا یہاں تک کہ ابو عبد اللہ بریدی، ابن رائق اور تکم سے جو خلافت بغداد پر حاوی و قابض ہو رہے تھے شکست کھا کر عماد الدولہ کے پاس پہنچا چنانچہ عماد الدولہ نے اپنے بھائی معز الدولہ کو کرمان کے بجائے عراق کا حکم مقرر کر کے عراق روانہ کر دیا۔ جیسا کہ آئندہ ہم لکھیں گے۔

ماکان کا جرجان پر تصرف:..... جرجان سے ہاجن دیلمی کے دور میں ماکان کی شکست اور نیشاپور میں واپس آ کر قیام کرنے کے واقعات ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔ نیشاپور میں قیام کے چند دنوں بعد ہاجن کے مرنے کی خبر مشہور ہو گئی چنانچہ ماکان نے محمد بن مظفر سے ہاجن کے ساتھیوں پر حملہ کرنے کی اجازت مانگی چنانچہ محمد بن مظفر نے اسے ایک فوج کا سردار بنا کر اجازت دے دی، ماکان اسفرائن روانہ ہوا پھر اسفرائن سے جرجان کی جانب بڑھا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ جرجان پر قبضہ کرنے کے بعد وہ خود محمد بن مظفر سے بد عہدی اور بغاوت پر تیار ہو گیا۔ اور نیشاپور کی طرف روانہ ہو گیا نیشاپور پہنچ کر اس کے ساتھی اس سے ناراض ہو گئے اور اس سے علیحدہ ہو کر سرخس بھاگ گئے ماکان لشکر جمع ہو جانے کے خوف سے نیشاپور سے جرجان واپس آ گیا یہ واقعہ رمضان ۳۲۲ھ کا ہے۔

بنو بویہ کے حالات و واقعات

عراقین اور فارس پر قبضہ کرنے اور خلفاء بغداد کو اپنے ماتحت کرنے والے حکمران

ہم اوپر بنی بویہ کا تعارف اور ان کا نسب بیان کر چکے ہیں۔ یہ بھی دیلم کے انہی سرداروں میں سے تھے۔ جنہوں نے خلفاء عباسیہ پر قبضہ و تصرف حاصل کرنے کے لئے اس بات کو محسوس کر کے قدم بڑھایا تھا کہ اب ان عمال کا کوئی حامی و مددگار نہیں ہے اور نہ کوئی شخص مقابلے پر آ سکتا ہے چنانچہ سرداران دیلم اطراف و جوانب کے تمام علاقوں میں ٹڈی دل کی طرح پھیل گئے اور ہر ایک نے ایک ایک صوبہ کو دبا لیا۔

بنو بویہ کی دست درازیاں: بنی بویہ نے اصفہان اور رے پر پہلے قبضہ کیا۔ پھر بلا و فارس کے علاقوں کا رخ کیا اور جرجان اور اس کے مضافات پر حاوی ہو گئے اس کے بعد شیراز اور اس کے صوبہ پر یہ قابض ہو گئے۔ رفتہ رفتہ دار الخلافہ بغداد کے گرد و نواح تک شرقا و شمالا سراسر احاطہ

دیا۔ اس وقت خدمت بید کزور ہو گئی تھی طرح طرح کی کمزوریاں پیدا ہو گئیں تھیں۔ خدام اور خواجہ خلیفہ پر حاوی ہو رہے تھے۔

ابوبکر محمد بن رائق۔ ابوبکر محمد بن رائق، صوبہ واسط کا گورنر تھا۔ جب خلیفہ راضی کا دار الخلافہ بغداد میں چل پتلا ہو گیا تو محمد بن رائق کو اس سے جدا کر شاہی فوج کی سرداری عنایت کی۔ اور حکومت سپرد کر کے امیر الامراء کا خطاب عطا کیا ان دنوں ابن بریدی خورستان اور اہواز میں تھے انہیں اس سے ناراضگی ہوئی چنانچہ آپس میں منافرت اور رنجش بڑھ گئی حتیٰ کہ مخالفت کا اعلان کر دیا۔

ابن بریدی کی شکست اور فرار: محمد بن رائق نے بدر خشی اور حکم کو (جو ترکان مرداویج کو لے کر محمد بن رائق کے پاس آ گیا تھا) افواج شاہی دے کر ابن بریدی سے جنگ کرنے روانہ کیا۔ چنانچہ بدر اور حکم نے اہواز کو ۳۲۵ھ میں ابن بریدی سے چھین لیا۔ ابن بریدی نے عماد الدولہ بن معز الدولہ کے پاس جس وقت کہ اس نے عراق پر قبضہ کیا جا کر پناہ لے لی۔ اس سے اس کے کاموں میں بہت آسانی پیدا ہو گئی۔ یہ قعداس وقت کا ہے جبہ معز الدولہ، کرمان سے بے نیل مرام واپس آیا تھا۔ جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں چنانچہ عماد الدولہ نے ابن بریدی کی کمک پر فوجیں روانہ کر دیں۔

معز الدولہ بن بویہ کا اہواز پر قبضہ: جس وقت ابوعبداللہ بریدی، اہواز سے بھاگ کر عماد الدولہ کے پاس پہنچا اور امداد کی درخواست کی تو عماد الدولہ نے اپنے بھائی معز الدولہ کو اس کی امداد کے لئے ایک بڑی فوج کے ساتھ روانہ کیا اور اس کے دونوں بیٹوں ابوالحسن محمد اور ابو جعفر فیض کو بھروسہ نہایت اپنے پاس رکھ لیا۔ چنانچہ معز الدولہ ۳۲۶ھ میں کوچ و قیام کرتا ہوا ار جان پہنچا ادھر حکم فوجیں مرتب کر کے مقابلہ پر آیا۔ ٹٹنی ہوئی تو شکست کھا کر اہواز کی طرف بھاگ گیا۔ اور معز الدولہ نے ار جان میں قیام کیا اور اپنے لشکر کے کچھ حصوں کو لشکر گاہ مکرم کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ تیرہ دن تک دونوں فریق لڑتے رہے۔ بالآخر حکم کا لشکر شکست کھا کر تشر کی جانب بھاگ گیا۔ معز الدولہ نے لشکر گاہ مکرم پر بھی قبضہ کر لیا۔ اور ابوعبداللہ بن بریدی کو اہواز کی طرف بھیج دیا۔

معز الدولہ اور بریدی کی کشیدگی: ابوعبداللہ بریدی نے اس خیال سے کہ معز الدولہ مجھ سے دور ہو جائے ورنہ میں بغیر کسی خطرے کے ہوز پر قابض ہو جاؤں معز الدولہ کو یہ جھانسہ دیا کہ آپ سوس جائیے اور وہیں قیام اختیار کیجئے۔ معز الدولہ کا وزیر ابو محمد ضمیری اور اس کا اسف استار گئے نہوں نے معز الدولہ کو اس مشورے پر عمل کرنے سے روکا اور بریدی کی فریب دہی کو ثابت کر دیا۔ چنانچہ معز الدولہ نے سوس جانے سے انکار کر دیا۔ اس سے ان دونوں میں کدورت پیدا ہو گئی۔

حکم کا عروج: اس اختلاف کی خبر حکم تک پہنچ گئی چنانچہ حکم نے اپنی طرف سے ایک فوج روانہ کر دی۔ جس نے نیشاپور وغیرہ پر قبضہ کر لیا۔ بقیہ اہوز بریدی کے قبضہ میں رہا اور لشکر گاہ مکرم پر معز الدولہ قابض ہو گیا خرچ کی زیادتی آمدی کی کمی کی وجہ سے فوجیں پریشان ہو گئیں ہندوستان واپس جانے کے بعد میں مشورہ ہونے لگا معز الدولہ نے ایک مہینے کا وعدہ کیا اور اپنے بھائی عماد الدولہ کو یہ حالات لکھ بھیجے عماد الدولہ نے معز الدولہ کی مدد کے لئے ایک لشکر روانہ کیا جس سے معز الدولہ کی قوت بڑھ گئی اور وہ اہواز پر حاوی ہو گیا ادھر حکم واسط سے دار الخلافہ بغداد پہنچا، اور اپنی حکومت کا سکہ جمادیا، خلیفہ راضی نے اسے امارۃ الامراء کا عہدہ عنایت کیا، ابن رائق بھاگ گیا اور دار الخلافہ بغداد میں روپوش ہو گیا۔

اصفہان پر وشمگیر کا قبضہ: ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ مرداویج کے بعد اس کا بھائی وشمگیر رے پر قابض ہو گیا تھا اور عماد الدولہ نے اصفہان پر قبضہ کر کے اپنے بھائی رکن الدولہ کو اس کی حکومت دے دی تھی۔ ۳۲۷ھ میں وشمگیر نے ایک بڑی فوج اصفہان پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کی۔ چنانچہ اس نے اصفہان کو رکن الدولہ سے چھین لیا اور پھر جامع مسجد میں وشمگیر کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔ اس کے بعد وشمگیر نے قلعہ موت پر چڑھائی اور اس پر بھی قبضہ کر کے واپس آ گیا۔ اور رکن الدولہ نے اصطر میں جا کر دم لیا۔

رکن الدولہ کا سوس پر قبضہ: اصطر میں اس کے بھائی معز الدولہ کا قاصد اہواز سے یہ خبر لے کر پہنچا۔ کہ ابن بریدی نے ایک فوج، سوس کی طرف بھیج دی ہے اور اس کے حکمران کو جو کہ دیلم میں سے تھا قتل کر ڈالا ہے اور وزیر ابو جعفر ضمیری جو سوس کی جانب روانہ ہو گیا ابن بریدی مقابہ نہ کر کے

ہذا سوس چھوڑ کر بھاگ گیا اور واسطہ کی طرف قبضہ کے ارادے سے روانہ ہو گیا کیونکہ اصفہان چھن جانے کے بعد کوئی ملک اس کے قبضہ میں باقی نہیں رہا تھا جس کو یہ اپنا دار الحکومت بناتا۔ چنانچہ واسطہ کی مشرقی جانب پہنچ کر خلیفہ راضی اور حکم اس کی اطلاع پا کر دار الخلافہ بغداد سے مقابلہ کے سبب روانہ ہوئے۔ ابن بریدی کے ساتھیوں اور فوج میں اس سے مل چل چکی گئی۔ ان میں سے ایک جماعت نے حاضر ہو کر ابن بریدی کے سبب امن حاصل کر لیا۔

رکن الدولہ کا اصفہان پر قبضہ:۔۔۔۔۔ رکن الدولہ سوس سے ابواز کی طرف واپس گیا پھر اصفہان کی جانب بڑھا جہاں دشمن کو شکست ہوئی اور رکن الدولہ نے دوبارہ اصفہان پر قبضہ کر لیا۔ اسی زمانہ میں رکن الدولہ اور اس کا بھائی عماد الدولہ ابن محتاج (والی خراسان) کو ماکان اور دشمن کے علاقوں پر قبضہ کرنے پر اکسارہے تھے چنانچہ اس میں یہ دونوں کامیاب ہو گئے اور آپس میں دوستی کا عہد و پیمان ہو گیا۔

واسطہ و بصرہ کی جانب: ابن بریدی نے جبکہ وہ بصرہ اور واسطہ میں تھا امیر الامراء حکم سے دار الخلافہ بغداد میں صلح کر لی تھی اور اسے جبل پر حملہ کر کے رکن الدولہ کے ہاتھ سے چھین لینے کی ترغیب دی اور خود ابواز کی جانب معز الدولہ کو نکالنے کے لئے روانگی کا ارادہ کیا حکم نے پانچ سو فوجی مانگے۔ اور حموان کی طرف روانہ ہو گیا ابن بریدی اس خیال سے کہ حکم کسی طرح دار الخلافہ سے دور ہو جائے تو میں بغداد پہنچ کر قبضہ کروں گا واسطہ میں ٹھہرا رہا لیکن حکم اس کو تارک گیا۔ لہذا بغداد لوٹ آیا۔ پھر واسطہ کی جانب گیا اور اسے ابن بریدی سے ۳۲۸ھ میں چھین لیا۔

ابن بریدی کی شکست: تخت خلافت پر خلیفہ متقی کو بٹھایا اس وقت خلافت عباسیہ کا آفتاب حکومت زوال پذیر ہو گیا تھا۔ چنانچہ حکم، ابن رائق اور ابن بریدی کے بعد جو کہ قبضہ اور غلبہ حاصل کرنے میں مزاحمت کر رہے تھے خلیفہ پر مستولی ہو گیا۔ اب بریدی نے بصرہ سے واسطہ کی جانب فوجیں روانہ کیں حکم نے ان کے مقابلہ پر ایک لشکر اپنے خادم تو زون کی کمان میں روانہ کیا جس نے انہیں شکست دے دی اس کے بعد ہی حکم بھی پہنچ گیا اور شکست کی خبر سن کر بے حد خوش ہوا نظم و نسق درست کر کے غرباء اور محتاجوں کو صدقات دیئے۔

حکم کا قتل:۔۔۔ اس دوران ایک روز ایک کردی فوجوان سے راستے میں سامنا ہو گیا، حکم اس وقت اپنی فوج سے علیحدہ ہو کر سیر کرنے جا رہا تھا، کردی کو کسی وجہ سے رنجش اور کشیدگی تھی وہ موقع کا منتظر تھا لہذا اسے تنہا دیکھ کر حملہ کر دیا اور مار ڈالا اس کے بعد حکم کے ساتھی متفرق اور منتشر ہو گئے اور ترکوں کی ایک جماعت شام پہنچ گئی جن کا سردار تو زون تھا۔ کافی ترکوں نے بلسک (حکم کے خادم) کو اپنا سردار بنالیا۔

سلار:۔۔۔ دیلمیوں نے اس کے قتل کے بعد باسور بن ملک بن مسافر بن سلار کو اپنی امارت و سرداری کی کرسی پر بٹھایا۔ یہ سلار شیران طرم کا دادا ہے جو اسفار کے قتل میں مرد اوچ کا شریک سازش تھا۔ اس کے بیٹے محمد بن مسافر بن سلار نے آذربائیجان پر قبضہ کر لیا تھا۔ جہاں اس کی اور اس کے بیٹوں کی حکومت و ریاست قائم ہوئی۔

ترکوں اور دیلمیوں میں جھگڑا:۔۔۔۔۔ اس کے بعد ترکوں اور دیلمیوں میں جھگڑا ہو گیا۔ چنانچہ ترکوں نے باسور کو مار ڈالا۔ تب دیلمی نے اس کی جگہ کور تکین کو وزیر بنایا اور ابن بریدی سے جا کر مل گئے۔ چنانچہ ابن بریدی ان لوگوں کو لے کر دار الخلافہ بغداد پر چڑھ آیا۔ پھر کسی وجہ سے دیلمی، ابن بریدی سے متنفر ہو گئے اور ترکوں سے مل کر ابن بریدی کو نکالنے پر کمر بستہ ہو گئے۔ چنانچہ ابن بریدی، واسطہ چلا گیا پھر دیلمی کے قدم بغداد میں جم گئے انہوں نے ترکوں کو دبا دیا۔ کور تکین نے مار ڈالا اور دار الخلافہ بغداد کی امیر الامراء کے عہدے پر فائز ہو گیا۔

ابن رائق اور ابن بریدی: اس کے بعد تو زون ابن رائق کے ساتھ شام سے آیا چنانچہ کور تکین دیلمی شکست کھا کر بھاگ نکلا۔ بہت سے دیلمی مار ڈالے گئے۔ ابن رائق تنہا دار الخلافہ بغداد پر قابض ہو کر امیر الامراء بن بیٹھا۔ یہ واقعہ ۳۳۰ھ کا ہے۔ ابن بریدی اس زمانہ طوائف المسلمو کی میں حکم کے بعد واسطہ پر قابض ہو گیا تھا۔ ابن رائق نے اس سے خط و کتابت کی اور عہدہ وزارت قبول کرنے کو کہا۔ ابن بریدی نے اس شرط پر قبول کیا کہ میں اپنے ہی دار الحکومت میں قیام رکھوں گا اور ابن شیرزاد کو اپنی جگہ دار الخلافہ بغداد میں مقرر کروں گا۔

تو زون کا بغداد میں ظلم و ستم: اس کے بعد ابن بریدی نے واسطہ سے بغداد کی طرف کوچ کیا چنانچہ ابن رائق اور خلیفہ مقتدی، موصول کی طرف

بھاگ گئے۔ اور توزون، ان لوگوں سے علیحدہ ہو کر بغداد میں رہ گیا۔ ابن بریدی کے ساتھیوں نے دار الخلافت میں اندھیر مچا دی۔ لوگوں کو ان سے ظلم و ستم کی شکایتیں پیدا ہو گئیں۔

خلیفہ مقتدی کا بغداد پر قبضہ: خلیفہ مقتدی نے موصل میں پہنچ کر بجائے ابن رائق کے ابن حمدان کو امیر الامراء بنایا اور متحد ہو کر بغداد کی طرف بڑھے۔ ابن بریدی یہ خبر سن کر بھاگ گیا۔ توزون، خلیفہ مقتدی اور ابن حمدان سے مل گیا اس طرح خلیفہ کا دار الخلافت بغداد پر قبضہ ہو گیا۔ سیف الدولہ روک تھام کرتا ہوا ابن بریدی کے آگے آگے چلا اور ناصر الدولہ ابن بریدی کے تعاقب میں روانہ ہوا اور مدائن پہنچ کر قیام کر دیا۔

ابن بریدی کی شکست: سیف الدولہ کچھ دور چل کر اپنے بھائی ناصر الدولہ کے پاس مدائن چلا آیا۔ ناصر الدولہ نے اسباب و آلات حرب و ہر سے اس کی مدد کی۔ چنانچہ اس نے لوٹ کر ابن بریدی پر حملہ کر دیا، ابن بریدی کو شکست ہو گئی اور سیف الدولہ نے واسطہ پر قبضہ کر لیا، ابن بریدی نے بصرہ میں جا کر مدلیا۔ اور سیف الدولہ نے بصرہ کے لئے امداد کے انتظام میں واسطہ میں قیام کیا۔ اس دوران ابو عبد اللہ کوفی بہت سہاں سے کرتا رہا۔

ترک اور سیف الدولہ: ترکوں نے مال طلب کرنے میں شور و غل مچایا۔ اور سب کے سب متفق ہو کر سیف الدولہ پر حملہ آور ہو گئے۔ توزون ان ترکوں کا سردار تھا۔ غریب سیف الدولہ بھاگ کر بغداد پہنچ گیا۔ اور وہ سب اس کے تعاقب میں تھے اس کا بھائی ناصر الدولہ بغداد کی جانب واپس پھر بغداد سے موصل کی طرف چلا گیا تھا چنانچہ سیف الدولہ بھی اس کے پاس چلا گیا۔

توزون کی موصل روانگی: اور توزون دار الخلافت بغداد میں داخل ہو کر حکومت کرنے لگا کچھ عرصے بعد اس کی خلیفہ مقتدی سے ن بن ہوئی چنانچہ ابن بریدی سے جنگ کرنے کے لئے واسطہ کی روانگی کا انتظار کرنے لگا۔ چنانچہ اس امید پر ۳۳۱ھ میں موصل کی طرف روانہ ہو گیا۔

توزون کا انجام: ان واقعات کے دوران معز الدولہ بن بویہ، ابواز میں ٹھہرا ہوا دار الخلافت بغداد اور خلیفہ کے زیر کنٹرول علاقوں پر دست درازی کر رہا تھا اور ان پر غلبہ و تصرف حاصل کرنے کے چکر میں تھا۔ اس کا ایک بھائی عماد الدولہ، فارس میں اور دوسرا بھائی رکن الدولہ، صہبہن درے میں حکومت کر رہا تھا۔ پھر جب خلیفہ مقتدی رقبہ سے بغداد میں داخل ہوا تو توزون کو معزول کر کے آنکھوں میں نیل کی سلاخیں پھروا دیں۔

ہم ان سب واقعات کو تفصیل کے ساتھ دولت عباسیہ کے حالات کے ضمن میں بیان کر چکے ہیں۔ اس مقام پر بطور تمہید کے تحریر کیا ہے کہ بنی بویہ کس طرح دار الخلافت بغداد پر متصرف ہوئے اور خلیفہ کو دبا لیا۔ الغرض معز الدولہ ۳۳۳ھ میں واسطہ کی جانب واپس چلا گیا۔ توزون اور خلیفہ مستغنی نے اس کے مقابلے پر کمر باندھ لی مگر معز الدولہ واسطہ چھوڑ کر ابواز چلا گیا۔

بغداد سے لوگوں کی ہجرت: توزون نے ۳۳۳ھ کے شروع میں ترکوں کی سرداری پر ابن شیرزاد کو مقرر کیا اسے خلیفہ مستغنی نے امیر امراء کا خطاب دیا۔ وہ نصف اور تنخواہ تقسیم کرنے کی خدمت بھی اس کو دی، مگر ممالک محروسہ اور صوبوں کی آمدنی کم ہو گئی۔ مصارف کو پورا نہ کر سکی عمال کتاب و تجارتی سے بسر اوقات کرنے لگے چنانچہ رعایت کے مال پر ہاتھ بڑھایا۔ ظلم و تعدی کا بازار گرم ہو گیا کھلم کھلا چوریاں ہونے لگیں شیرے دن دھارے مکانات لوٹنے لگے مجبور لوگوں نے دار الخلافت بغداد سے جلاء وطنی شروع کر دی۔

نیال اور فتح کی وعدہ شکنی: اس کے بعد ابن شیرزاد نے نیال کو شہ کو حکومت موصل پر اور ”فتح شکری“ کو تکریت کی حکومت پر مقرر کیا۔ مگر ان دونوں نے بد عہدی کی اور بغاوت پر کمر بستہ ہو گئے فتح تو ابن حمدان سے مل گیا، ابن حمدان نے اس کو اپنی طرف سے تکریت پر متعین کر دیا چنانچہ فتح، ابن حمدان کے زیر اثر حکومت کرنے لگا۔ اور نیال کو شہ نے معز الدولہ کے پاس پیغام بھیجا کہ میں آپ کا فرمانبردار ہوں موقع مناسب ہے ہذا بغداد پر قبضہ کر بیٹھے۔

معز الدولہ کا بغداد پر حملہ: چنانچہ معز الدولہ لشکر دہلیم آراستہ کر کے دار الخلافت بغداد پر حملہ آور ہو گیا۔ ابن شیرزاد اور اکرام قدبد پر آئے لیکن شکست کھا کر موصل چھے گئے اور خلیفہ مستغنی روپوش ہو گیا۔ معز الدولہ نے اپنے سکریٹری حسن بن محمد مہلبی کو بغداد میں داخل ہونے کا حکم دیا۔ چنانچہ

جب مہمسی دار الخلافت بغداد میں داخل ہوا تو خلیفہ گوشہ اختفاء سے نکل کر مہمسی کے پاس تشریف لائے۔ مہمسی نے معز الدولہ احمد بن بویہ اور اس کے بھائیوں عم والدولہ اور رکن الدولہ حسن کی طرف سے خلیفہ کے ہاتھ بیعت کی۔ خلیفہ مستنکفی نے ان لوگوں کو ان کے صوبوں کی حکومتوں پر مقرر کر دیا۔ اور انہیں خطابات سے انہیں مخاطب کیا۔ سکہ پر بھی یہی القاب ڈھلوائے۔

معز الدولہ کا بغداد پر قبضہ: اس کے بعد معز الدولہ کامیابی کے ساتھ دار الخلافت بغداد میں داخل ہوا۔ اور اس پر قبضہ کر لیا خلیفہ نام کا خلیفہ رہ گیا۔ مگر حکومت معز الدولہ کی تھی، سکہ اس کا تھا اور سلطان کے لقب سے پکارا جانے لگا۔ ابوالقاسم بریدی والی بصرہ نے یہ رنگ دیکھ کر معز الدولہ کے پاس صبح کا پیغام بھیجا اور اطاعت کا اظہار کیا۔ چنانچہ معز الدولہ نے اسے واسطہ اور اس کے صوبے پر مقرر کر دیا۔

خلیفہ مستنکفی کی گرفتاری: بغداد پر قبضے کے چند مہینے بعد معز الدولہ تک یہ خبر پہنچائی گئی کہ خلیفہ مستنکفی تمہاری معزولی کی فکر کر رہا ہے معز الدولہ کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ ایک دن خراسان کے وفد سے ملنے کے لئے خلیفہ مستنکفی کو دربار عام میں بٹھایا۔ اور اپنی قوم اور اپنے سرداروں کو لے کر حاضر ہوا۔ دہیم کے نقیبوں میں سے دو آدمیوں کو خلیفہ مستنکفی گرفتاری کا اشارہ کر دیا۔ چنانچہ یہ دونوں دیلمی خلیفہ کی طرف بظاہر دست بوسی کے لئے بڑھے اور خلیفہ مستنکفی کو تخت خلافت سے پکڑ کر گھسیٹ لیا اور پیدل گھسیٹتے ہوئے لے گئے اور قصر خلافت میں لجا کر قید کر دیا۔

خلیفہ مستنکفی کی معزولی: یہ واقعہ ۳۳۳ھ کے نصف کا ہے اس واقعہ سے لوگوں میں اضطراب پیدا ہو گیا۔ لوٹ مار شروع ہو گئی۔ قصر خلافت سٹ گیا۔ شورش فرو کرنے کے لئے معز الدولہ نے فضل بن مقتدر کی بیعت کی اور اسے مطیع اللہ کا لقب دیا۔ اور خلیفہ مستنکفی کو دربار میں بلوایا۔ اس غریب نے اپنی معزولی کی گواہی دی اور خلافت مطیع کے حوالے کر دی۔

خلیفہ کی بے بسی: اسی زمانہ سے خلافت نام کی رہ گئی تھی۔ خلیفہ کو کسی قسم کا اختیار نظم و نسق کا نہیں تھا۔ وزارت، معز الدولہ کے قبضہ اقتدار میں تھی وہ جسے چاہتا تھا مقرر کرتا تھا۔ خلیفہ کے وزیر السلطنت کے اختیارات قصر خلافت اور اس کی جاگیروں تک محدود تھے۔ معز الدولہ اور اس کے سپاہی دیلم عراق کے تمام صوبوں اور ممالک محروسہ کے کسی پر عالمانہ اور کسی پر جاگیردار ہونے کی حیثیت سے مالک و متصرف تھے۔ اس حد تک نوبت پہنچ گئی تھی کہ خلیفہ اپنے صرف خاص کے اخراجات پر بھی بغیر دستخط معز الدولہ کے کوئی حکم صادر نہیں کر سکتا تھا خلیفہ صرف تخت خلافت، منبر، سکہ، خطوط اور فرامین پر دستخط کرنے، وفد سے ملنے، اور خطبات دینے کا مالک تھا۔ حکومت، سلطنت، نظم و نسق مملکت اور امر و نہی کے احکام ان لوگوں کے قبضہ میں تھے جو غالب اور متصرف تھے۔

عجمی حکمرانوں کا غلبہ: دولت بنی بویہ اور سلجوقیہ میں جو اس درجہ پر پہنچ گئے تھے وہ خود کو سلطان کے لقب سے ملقب کرتے تھے۔ کوئی دوسرا شخص اس میں ان کا شریک نہ ہوتا تھا۔ حکم، عدل، عزت، نظم و نسق، احکامات اور امر و نہی کے مالک بھی تھے خلیفہ کو کچھ بھی اختیار نہیں تھا خلافت کی باگ ڈور نام کو خلفاء عباسیہ کے ہاتھ میں تھی جسے وہ حسب خواہش مقرر کر لیتے تھے خلیفہ لفظاً باقی رہ گیا تھا اور اس کے معنی ختم ہو گئے تھے ①۔

حکومتوں کی ناکامی کے اسباب: المختصر دولت و حکومت کی تبدیلی کی وجہ سے لشکر نے اس زیادہ تنخواہ اور رسد طلب کی جو انہیں ہمیشہ سے ملا کرتی تھی مجبوراً رعایا پر ٹیکس لگائے اور آمدنی بڑھائی۔ تجارت پیشہ اور مالداروں کے مال کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ دیہات، قصبات، بلکہ صوبے بھی سپاہیوں کو جاگیر میں دے دیئے عمال کا قبضہ ختم ہو گیا۔ شاہی دفاتر ناکارہ اور بند ہو گئے کیونکہ روساء اور امراء اپنے علاقوں کی عیش پرستی اور آرام طلبی کی وجہ سے نگرانی نہ کر سکتے تھے اور جن پر لشکری یا حکومت کے ملازمین قابض تھے وہ ظلم ٹیکس میں اضافے اور خراج کی وجہ سے خراب اور ویران ہو رہے تھے کوئی شخص انکا

① یہاں سے علامہ ابن خلدون یہ کہنا چاہتے ہیں کہ خلیفہ اصل میں سلطنت اور دبہ کی علامت بن گیا اسی لئے اسے برقرار رکھا جاتا تھا ورنہ حکومت کا نظم و نسق یہی عجیبی ہوگ سنبھلا کرتے تھے۔ جو اپنی تلوار کے زور سے بغداد کے تخت شاہی تک جا پہنچتے تھے۔ اور نو رخصن کے نزدیک معصوم باللہ کے مرتے ہی عباسی خلافت کا رعب و دبدبہ ختم ہو گیا تھا۔ یہی اس کا نقطہ آغاز ہے۔ اور مستنکفی کی معزولی اور اس کی آنکھوں میں سلاخیاں پھر دینے کا سبب بھی یہی رعب و داب کا ختم ہو جانا تھا اور یہ بات پہلے کہیں حاشیہ میں بیان ہو چکی ہے۔ حکومت حمدانیہ کے دوران خلفاء عباسیہ کا رعب و ہیبت مکمل طور پر ختم ہو چکا تھا۔ یہ حکومت حمدانیہ وہی ہے جو بنو بویہ کے بڑھتے ہوئے اثر و رسوخ کے ساتھ ساتھ مضبوط ہو کر رہ گئی تھی۔

یرسان و غمران جہاں نہ تھے۔ ان کی گذرگاہوں کی مرمت ہوتی تھی اور نہ ان کی پلوں کی درستگی کی جاتی تھی جو شہر ویران ہو جاتے تھے ان کی جگہ دوسرے شہروں پر سپاہی قبضہ کر لیتے تھے اور انہیں پہلے شہروں کی طرح ویران اور برباد کر دیتے تھے رفتہ رفتہ ٹیکس اور مظالم کی وجہ بھرمار ہوئی کہ تو بہ ہی بھٹی، سدان اور س۔ ناکین ملک کے انتظام سے مجبور ہو گئے، غلاموں کا دور دورہ ہو گیا۔ انہیں بڑی بڑی جاگیریں دی گئیں اور وظائف مقرر کئے گئے۔ اس سے ان میں قومی غیرت پیدا ہوئی نتیجہ یہ ہوا کہ نفرت کی بنیاد پڑ گئی اور بربادی کے سامان مہیا ہو گئے جیسا کہ حکومتوں پر یہ حادثات گذر آتے ہیں۔

ابن حمدان کا بغداد پر حملہ: جس وقت ناصر الدولہ ابن حمدان کو یہ خبر ملی کہ معز الدولہ نے دار الخلافت بغداد پر قبضہ کر کے خلیفہ مستکفی کو معزوں کر دی ہے غصہ سے کانپ اٹھ چنا چنا فوج کو تیاری کا حکم دے دیا چنانچہ شعبان ۳۳۳ھ میں موصل سے بغداد پر چڑھائی کر دی۔ معز الدولہ نے بھی اس سے موضع ہو ر پنی فوجوں کو بڑھایا۔ مقام عکبر میں ابن حمدان سے ٹکرا بھٹک ہو گئی معز الدولہ بھی خلیفہ مطیع کے ساتھ ابن حمدان کے مقابلے کے لئے نکلا۔

خلیفہ مطیع اور معز الدولہ: ادھر ابن شیرزادہ ۳۳۳ھ میں ابن حمدان کے پاس چلا گیا بغداد پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دی۔ ادھر معز الدولہ نے میدان خان دیکھ کر تکریت پر حملہ کر دیا اور اسے تباہ و برباد کر کے بغداد واپس آ گیا۔ معز الدولہ اور خلیفہ مطیع نے بغداد کی مشرقی جانب پر ڈڈل۔ اور ابن حمدان نے مغربی بغداد میں مورچہ قائم کیا اور معز الدولہ کے لشکر کی رسد بند کر دی۔ اس سے معز الدولہ کی فوج میں بے حد تشویش اور پریشانی پھیل گئی۔ ساری فوج بھوکے مرنے لگی۔ فوج میں لوٹ مار شروع ہو گئی۔

ابن حمدان کی شکست: معز الدولہ نے تنگ آ کر ہواز کی جانب واپس جانے کا ارادہ کیا لیکن وزیر السلطنت ابو جعفر ضمیری نے اس سے مخالفت کی اور دریا عبور کر کے ابن حمدان کے لشکر پر حملہ کرنے کا حکم دیا چنانچہ وزیر السلطنت کو اس حملہ میں کامیابی ہوئی اور دیلمی لشکر نے ابن حمدان کی فوج کو پسپا کر کے اس کا مال و سبب لوٹ لیا۔ خاتمہ جنگ کے بعد معز الدولہ نے امان کا اعلان کر دیا اور خلیفہ مطیع قصر خلافت میں واپس آ گیا۔ اور ابن حمدان شکست کھ کر عکبر الوٹ گیا۔ یہ واقعہ ۳۳۵ھ کا ہے۔

ابن حمدان اور معز الدولہ کی صلح: اس کے بعد ابن حمدان نے خفیہ طور پر معز الدولہ کے پاس صلح کا پیغام بھیجا۔ مگر تو زونہ ترکوں کو اس کی خبر مل گئی لہذا بگڑ گئے اور قتل و قتل پر آمادہ ہوئے۔ ابن حمدان ابن شیرزادہ کے ساتھ موصل کی طرف بھاگ گیا۔ معز الدولہ نے جیسا کہ ابن حمدان نے پیغام بھیجا تھا صلح کر لی۔ تلکین شیرازی نے تو زونہ ترکوں کو ابن حمدان کے بھاگنے کی خبر کر دی۔ تو زونہ ترکوں نے ابن حمدان کے وہاں موجود ساتھیوں کو گرفتار کر لیا۔ اور اس کے تعاقب میں روانہ ہو گئے راستے میں ابن حمدان کو کچھ شبہ پیدا ہوا جس کی وجہ سے اس نے ابن شیرزادہ کو گرفتار کر لیا اور موصل سے ہوتا ہوا نصیبین پہنچی تلکین نے موصل پر قبضہ کر لیا ابن حمدان نے جب نصیبین میں بھی امن کی صورت نہ دیکھتی تو سندھ کا راستہ لیا۔ ادھر تلکین اس کے تعاقب میں تھے۔

ابن حمدان اور ترک: اتفاق سے اس مقام پر معز الدولہ کا لشکر وزیر ابو جعفر ضمیری کی کمان میں ابن حمدان کی کمک پر جیسا کہ اس نے درخواست کی تھی آ گیا۔ تو زونہ ترکوں سے اس کا مقابلہ ہوا، جس میں وزیر ابو جعفر کو فتح نصیب ہوئی اور تو زونہ ترک شکست کھا کر بھاگ گئے۔ اور ابن حمدان وزیر اسدنت، ابو جعفر کے ساتھ موصل کی جانب روانہ ہوا۔ موصل پہنچ کر ابن شیرزادہ کو وزیر ابو جعفر کے حوالہ کر دیا۔ وزیر ابو جعفر نے اسے معز الدولہ کی خدمت میں بھیج دیا۔ یہ واقعہ بھی ۳۳۵ھ کا ہے۔

معز الدولہ کا بصرہ پر قبضہ: ۳۳۵ھ میں ابو القاسم بن بریدی نے بصرہ میں علم بغاوت بلند کیا۔ چنانچہ معز الدولہ نے ایک فوج واسط کی جانب روانہ کر دی۔ دریا کے کنارے پر ابن بریدی کی فوج سے مقابلہ کی نوبت آئی۔ ابن بریدی کی فوج میدان جنگ سے ہگ کر بصرہ کی طرف چلی گئی اس کا ایک گروپ رقتار ہو گیا۔ اس کے بعد ۳۳۶ھ میں معز الدولہ نے بصرہ پر فوج کشی کی۔ اگرچہ خلیفہ مطیع، ابو القاسم ابن بریدی سے جنگ کرنا پسند نہیں کرتا تھا مگر بادل ناخواستہ معز الدولہ کے ساتھ تھا۔ خشکی کے راستے بصرہ کی جانب روانہ ہو گئے۔

معز الدولہ کا بصرہ پر قبضہ: قرامطہ نے معز الدولہ کو ابن بریدی سے برسر پیکار ہونے پر ملامت کی معز الدولہ نے ان کو خط لکھا جیسے ہی بصرہ

کے قریب پہنچا ابوالقاسم ابن بریدی کے لشکر نے ہتھیار ڈال دیئے اور اس کا جھنڈا بلند کر دیا۔ ابن بریدی بھاگ گیا اور قرامطہ کے پاس پناہ لے کر رہا۔ اس کو پناہ دی اور عزت سے ٹھہرایا۔ ادھر معز الدولہ نے بصرہ پر کامیابی سے قبضہ کر لیا اور بصرہ میں خلیفہ مطیع اور اپنے وزیر ابو جعفر کو چھوڑ کر اپنے بھائی معز الدولہ سے ملنے کے لئے اہواز کی طرف روانہ ہو گیا۔

کو کیر کی بغاوت:..... اس دوران سردارانِ دہلیم سے کو کیر ۱ نامی ایک سردار باغی ہو گیا۔ وزیر ابو جعفر ضمیری نے اس سے جنگ کی اور اس کو شکست دیکر گرفتار کر لیا۔ اور معز الدولہ کے حکم کے مطابق قلعہ راجہ فر میں قید کر دیا۔

موصول پر قبضہ: ”ارجان“ میں اسی سال ماہ شعبان میں دونوں بھائیوں سے ملاقات ہوئی۔ معز الدولہ کو دربار میں بیٹھنے کا حکم دیتا تھا مگر معز الدولہ ادب کے لحاظ سے نہیں بیٹھتا تھا۔ القاصد معز الدولہ اپنے بھائی سے رخصت ہو کر خلیفہ مطیع کے ساتھ دار الخلافہ بغداد واپس آ گیا۔ اور موصول پر فوج کشی کرنے کا اعلان کر دیا۔ ابن حمدان کو اس کی خبر مل گئی اس نے صلح کا پیغام بھیجا اور بہت سے تحائف اور بیشمار مال روانہ کیا لیکن معز الدولہ نے ایک بھی نہ سنی اور رمضان ۳۳۳ھ میں موصول پر چڑھائی کر دی اور قبضہ کر لیا۔

معز الدولہ اور ابن حمدان کی صلح: ارادہ یہ تھا کہ ابن حمدان کے مقبوضہ علاقوں کو خاطر خواہ سختی سے کچل دے مگر اتفاقات اس کے بھائی رکن الدولہ کے پاس سے یہ خبر آ گئی کہ لشکر خراسان نے جرجان کا رخ کیا ہے اور معاملہ نازک ہو گیا ہے۔ مجبوراً اس نے ابن حمدان سے صلح کر لی۔ اسی لاکھ سالانہ خراج ادا کرنے کی شرط پر موصول جزیرہ اور شام کی حکومت ابن حمدان کو دے دی۔ ساتھ ہی اس کے یہ شرط بھی طے پائی کہ معز الدولہ اور معز الدولہ کے نام کا خطبہ اس کے تمام زیر کنٹرول علاقوں میں پڑھا جائے گا چنانچہ صلح کر کے معز الدولہ بغداد واپس آ گیا۔

رکن الدولہ اور وشمکیر: ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ رکن الدولہ نے اصفہان کو وشمکیر سے اسی زمانہ میں چھین لیا تھا جس زمانہ میں وشمکیر نے اپنی فوجی ماکان بن کالی کی کمک پر بھیجی تھیں رکن الدولہ اور اس کا بھائی عماد الدولہ ابوعلی بن محتاج بنی سامان کا سپہ سالار کو، کان اور وشمکیر کی مخالفت پر ایک مدت سے ابھرتا رہا تھا اور اس کے مقابلہ پر مدد دینے کا وعدہ بھی کرتا رہا چنانچہ ابوعلی نے وشمکیر پر جس وقت کہ وہ ”رے“ میں تھا فوج کشی کر دی، رکن الدولہ خود ابوعلی کی مدد پر آیا اور وشمکیر نے ماکان سے امداد مانگی۔ چنانچہ ماکان اپنی فوجیں لے کر وشمکیر کی کمک پر آیا۔ چنانچہ گھسان کی لڑائی ہوئی اور وشمکیر نے شکست کھا کر طبرستان میں جا کر دم لیا۔ پھر وہاں سے اپنی فوج کو بلاد جبل کی طرف لے گیا اور اس کو تباہ و برباد کر کے زنجان، ابہر، قزوین، قم، کرخ، ہمدان، نہاند اور دینور کو حدودِ حلوان تک فتح کر لیا۔ اپنے عمال مقرر کر کے خراج وصول کر لیا۔ اور اس کے بعد وشمکیر اور حسن بن قیرزان یعنی ماکان کے چچازاد بھائی سے ان بن ہو گئی حسن نے ابوعلی سے امداد کی درخواست کی چنانچہ ابوعلی اس کی کمک پر تیار ہو گیا۔ مگر لڑائی کی نوبت نہیں آئی۔ اور فریقین میں صلح ہو گئی۔

حسن کا جرجان پر قبضہ: اس کے بعد ابوعلی اپنی فوج سمیت خراسان کی جانب واپس چلا گیا حسن بن قیرزان بھی اس کے ساتھ تھا اسے میں سعید بن سام کا اچھی ملا، حسن کو ابوعلی کے ساتھ دھوکا دے دیا اور اس کے علاقوں پر قبضہ کرنے کا پیغام دیا چنانچہ حسن ابوعلی کا ساتھ چھوڑ کر جرجان کی جانب لوٹا اور اس پر قبضہ کر کے دامغان اور سمنان کو بھی دبا لیا۔ وشمکیر طبرستان سے رے چلا گیا اور پورے رے پر قبضہ کر لیا۔ اس وقت اس کے رکاب میں نہایت کم فوج باقی رہ گئی تھی کیونکہ اس کی فوج کا بڑا حصہ ابوعلی بن محتاج اور حسن بن قیرزان کی لڑائیوں میں کام آ گیا تھا۔

رکن الدولہ کا رے پر قبضہ: رکن الدولہ نے موقع پا کر ”رے“ پر قبضہ کرنے کے لئے چڑھائی کر دی۔ وشمکیر مقابلہ کرنے کے لئے میدان میں آیا مگر شکست کھا کر چلا گیا اور رکن الدولہ نے رے پر قبضہ کر لیا۔ حسن بن قیرزان نے مراسم اتحاد بڑھائے اور اپنی بیٹی کا عقد اس سے کر دیا۔ اس طرح بنی بویہ کے قدم حکومت پر جم گئے۔ رے، جبل، فارس، اہواز، اور عراق اس کے قبضہ میں آ گئے پھر موصول اور دیار بکر پر بھی ان کا قبضہ ہو گیا۔

و شمکیر کی شکست: اس کے بعد رکن الدولہ بن بویہ نے وشمکیر کے علاقوں کی طرف ۳۳۶ھ میں قدم بڑھائے۔ اور حسن بن قیرزان اس کی پشت پناہی پر تھا۔ وشمکیر سن کر فوجیں لے کر مقابلہ پر آیا لیکن شکست کھا کر بھاگ نکلا اور خراسان پہنچ گیا، اور ابن سامان سے امداد کی درخواست کی رکن الدولہ طبرستان پر قبضہ کر کے جرجان کی طرف چلا گیا جہاں حسن بن قیرزان نے بے حد مدارات کی اور اطاعت کا اظہار کیا۔ رکن الدولہ نے اسے اپنی طرف سے جرجان کی سند حکومت عطا کر دی پھر وشمکیر کے کمانڈروں نے اس کی درخواست دی چنانچہ رکن الدولہ نے ان لوگوں کو امن دیا اور صہبہن کی طرف واپس آ گیا۔

بطیحہ کے حکمران بنی شاہین کا آغاز حکومت: عمران بن شاہین، البجامہ میں سے تھا اور بنی بویہ کی طرف سے خراج وصول کرنے پر مقرر تھا ایک مرتبہ خراج کی بہت بڑی رقم کی وصول کر کے بطیحہ بھاگ گیا بطیحہ میں بہت بڑا جنگل جنگلی درختوں کا تھا بہت سے چشمے اور تالاب بھی تھے۔ اسی پر عمران نے قیام اختیار کیا۔ اور رہزنی کرنے لگا رفتہ رفتہ لٹیروں کا ایک گروپ اس کے پاس جمع ہو گیا۔ جس سے اس کی قوت بڑھ گئی۔ لہذا بنی بویہ سے باغی ہو کر ابو القاسم بن بریدی سے مل گیا۔ ابن بریدی نے اسے جامدہ، بطاح اور اس کے اطراف و جوانب کی حفاظت اور نگرانی کی خدمت سپرد کی۔ چنانچہ اس نے کماحقہ ان جگہوں کی نگرانی کی اور نہایت تھوڑے دنوں میں ایک معقول فوج اکٹھی کر لی۔ آلات حرب بھی کافی مقدار میں حاصل کر لئے۔ اور بطیحہ کے ایک بلند و محفوظ مقام پر رہنے لگا اور اس اطراف کے تمام شہروں پر قابض ہو گیا۔

عمران بن شاہین کا محاصرہ: ... معز الدولہ کو یہ بات ناگوار گزری اس نے اپنے وزیر ابو جعفر ضمیری کو ۳۳۸ھ میں ایک فوج دے کر عمران کی گوشمالی پر مقرر کیا۔ وزیر اسطنت نے بطیحہ پہنچ کر عمران کا محاصرہ کر لیا۔ عمران کی تباہی اور ہلاکت میں کوئی کسر باقی نہ تھی۔ ساری قوت فنا ہو گئی تھی۔ قریب تھا کہ وہ ہتھیار ڈال دیتا کہ اس دوران عماد الدولہ بن بویہ کے مرنے کی خبر پہنچ گئی۔ چنانچہ وزیر اسطنت محاصرہ اٹھا کر شیراز واپس چلا گیا۔ در عمران بدستور اپنی حالت پر قائم رہا اس کی گئی قوت پھر عود کر آئی جیسا کہ آئندہ بنی شاہین کی دولت و حکومت کے تذکرے میں لکھا جائے گا۔

عماد الدولہ کی وفات: عماد الدولہ ابو الحسن علی بن بویہ نے دارالحکومت شیراز ۳۳۳ھ کے نصف میں وفات پائی اس نے اپنی موت سے ایک سال پہلے اپنی بھیجے عضد الدولہ کو اپنے بھائی رکن الدولہ کے پاس سے اپنا ولی عہد بنانے کے لئے بلوایا کیونکہ خود اس کا کوئی لڑکا نہ تھا چنانچہ رکن الدولہ نے عضد الدولہ کو اپنے سرداروں کی ایک جماعت کے ساتھ عماد الدولہ کے پاس روانہ کر دیا عماد الدولہ نے نہایت پر جوش استقبال کیا۔ دربار عام کے دن تخت حکومت پر بٹھایا اور سرداران لشکر کو حکم دیا کہ شاہی آداب کے ساتھ دربار میں حاضر ہوں اور بادشاہوں کی طرح عضد الدولہ کو تہذیب اور سلامی دیں۔

عضد الدولہ کی مخالفت: ... عماد الدولہ کے انتقال کے بعد لشکر کے اہم کمانڈروں کا ایک گروپ جو عماد الدولہ کے زمانے میں بھی طاقتور تھا فارس پر عضد الدولہ کی حکومت کو اچھی آنکھوں سے نہ دیکھ سکا۔ لہذا مخالفت کا اعلان کر دیا۔ رکن الدولہ نے یہ خبر سن کر رے میں اپنی جگہ علی بن کتامہ کو مقرر کیا اور فوجیں تیار کر کے شیراز پہنچ گیا۔ معز الدولہ نے اپنے وزیر ابو جعفر ضمیری کو لکھ بھیجا کہ تم ابن شاہین کی جنگ کو چھوڑ دو اور جتنی جلدی ممکن ہو سکے عضد الدولہ کی مدد کے لئے شیراز پہنچ جاؤ۔ غرض ان لوگوں کے آجانے سے مخالف سرداروں کا گروپ دب گیا نو ماہ تک رکن الدولہ شیراز میں مقیم رہا پھر شیراز کا نظم و نسق درست ہونے کے بعد اپنے بھائی معز الدولہ کو بہت سے آلات حرب اور مال کثیر تحفہ کے طور پر روانہ کئے۔

رکن الدولہ: عماد الدولہ دارالخلافہ بغداد کا امیر الامراء تھا اور معز الدولہ اس کا نائب تھا خراج کی نگرانی، کفالت اور عراق کے صوبائی گورنروں کی تقرری اسی کے ہاتھ میں تھی۔ عماد الدولہ کے مرنے کے بعد رکن الدولہ کو امیر الامراء کا عہدہ ملا۔ معز الدولہ بدستور نیابت کا کام جیسا کہ عماد الدولہ کے زمانہ میں کرتا تھا کرتا رہا۔ کیونکہ معز الدولہ ان دونوں سے چھوٹا تھا۔

ضمیری کی وفات: ابو جعفر احمد ضمیری وزیر اسطنت فارس سے لوٹ کر صوبہ جامدہ کی طرف آیا اور عمران بن شاہین کا محاصرہ کر رہا تھا کہ ۳۳۹ھ کا نصف گزر جانے پر انتقال کر گیا۔ چونکہ ضمیری اکثر بحالت ضرورت ابو محمد حسن بن محمد مہلبی کو اپنی جگہ وزارت پر مقرر کرتا تھا اور معز الدولہ بھی اس کو آزما چکا تھا اس کی کفایت شعاری انتظام مملکت سے واقف تھا۔ اس لئے ضمیر کے بعد معز الدولہ نے مہلبی کو قلعہ ان وزارت سپرد کر دیا۔

مہلکی کا حسن انتظام: چنانچہ اس نے نہایت خوبی سے عہدہ وزارت کی ذمہ داریوں کو پورا کیا۔ رعایا سے مظالم کو دور کیا، خزانہ کو روپیوں سے بھر دیا، اہل علم اور فن کو دور دور سے بلا کر جمع کر لیا۔ اور ان کے ساتھ احسان و سلوک سے پیش آیا جس کی وجہ سے اس کی شہرت بڑھ گئی۔

رے پر منصور کا قبضہ: جس زمانہ میں رکن الدولہ، بلا و فارس کی طرف گیا ہوا تھا امیر نوح بن سامان نے اپنے سپہ سالار خراسان منصور بن قراتکین کو رے پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ منصور نے ۳۳۹ھ میں رے پر یلغار کی اس وقت علی کتائہ، رکن الدولہ کی طرف سے رے کا حکم تھا۔ اس نے منصور کی آمد کی خبر سن کر رے چھوڑ دیا۔ اور اصفہان چلا گیا منصور نے رے پر قبضہ کر لیا۔ اطراف و جوانب میں فوجوں کو پھیلا دیا۔ چنانچہ جبل پر قراتکین تک قہقہہ ہوا۔ اور ہمدان کو بھی اپنے قبضہ میں لے لیا۔

منصور کی شکست: رکن الدولہ نے فارس سے اپنے بھائی معز الدولہ کو ان سے مقابلے کی غرض سے لشکر بھیجنے کو لکھ بھیجا۔ معز الدولہ نے اپنے حاجب امیر سبکتگین و دیلم وغیرہ کی ایک بڑی فوج کے ساتھ منصور سے مقابلے کے لئے روانہ کیا۔ سبکتگین نے پہنچتے ہی منصور کے لشکر پر حملہ کر دیا اور اس کے کمانڈر کو گرفتار کر لیا۔ منصور بے سروسامانی کے ساتھ ہمدان کی جانب واپس ہوا۔ سبکتگین نے تعاقب کیا۔ اور منصور بن قراتکین نے ہمدان سے نکل کر اصفہان پر قبضہ کر لیا۔

ترکوں کی سرانسیمگی: رکن الدولہ بھی اصفہان کی طرف روانہ ہو گیا سبکتگین اس کے ہر اول دستہ پر تھا۔ ترکوں نے شور و شغب مچایا تو سبکتگین نے ترکوں پر حملہ کر دیا۔ جس سے ان میں سرانسیمگی پیدا ہو گئی۔ پریشان ہو کر ادھر ادھر منتشر ہو گئے۔ معز الدولہ نے ابن ابی شوک کو ان جان باختہ ترکوں کا تعاقب کرنے کا حکم بھیجا۔ چنانچہ اس نے بہت سے ترکوں کو مار ڈالا، کچھ کو قید کر لیا باقی ماندہ موصل کی طرف جان بچا کر بھاگ گئے۔ لیکن اس کے باوجود منصور نے اصفہان کا قبضہ نہیں چھوڑا۔ رکن الدولہ سے مسلسل جنگ کرتا رہا۔

فریقین کی حالت زار: فریقین میں متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ خونریزی کی کوئی حد نہ رہی۔ فریقین رسد کی کمی سے پریشان ہو گئے فوج بھوکوں مرنے لگی۔ چونکہ دیلم دیہاتی پن سے زمانہ سے قریب تھے اور حال ہی میں مدنی طبع ہوئے تھے اس لئے اہل خراسان کی بہ نسبت بھوک پیاس کو زیادہ برداشت کرتے تھے آرام طلبی اور عشرت سے دور تھے۔ مگر پھر بھی رکن الدولہ اپنی فوج کی تکالیف کو محسوس کر کے بھاگ جانے پر تیار ہو گیا۔ اس کے وزیر السلطنت ابن عمید نے عرض کی۔ ”حضور والا! بھاگنے سے سوائے نقصان کے کچھ فائدہ نہیں ثابت قدمی کو ہاتھ سے جانے نہ دیں میدان جنگ سے فرار کرنے سے مرجانا بہتر ہے آپ مطمئن رہیے رسد نہ پہنچنے کی وجہ سے فوج میں ابتری پیدا نہیں ہوگی چنانچہ رکن الدولہ نے فرار کا ارادہ ترک کر دیا۔

رکن الدولہ کا اصفہان پر قبضہ: اس دوران منصور بن قراتکین کے لشکر میں رسد نہ پہنچنے کی وجہ سے ہلچل مچ گیا۔ سب کے سب رے کی طرف چلے گئے۔ اصفہان کا ناکہ چھوڑ دیا۔ رکن الدولہ نے اصفہان میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ شروع ۳۴۰ھ کا ہے۔ اسی سال ماہ ربیع الاول میں منصور بن قراتکین رے پہنچ کر مر گیا۔ اس کا لشکر نیشاپور لوٹ آیا۔

وشمکیر اور منصور: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ رکن الدولہ نے ۳۳۶ھ میں طبرستان اور جرجان پر قبضہ کر لیا تھا اور اپنی طرف سے جرجان کی حکومت پر حسن بن قیرزان کو مامور کیا تھا۔ اور وشمکیر ابن سامان سے امداد حاصل کر لئے خراسان چلا گیا تھا چنانچہ ابن سامان نے اپنے سپہ سالار لشکر منصور بن قراتکین کو وشمکیر کی امداد پر مقرر کیا۔ اس نے جرجان پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ زیادہ دن نہ گزرنے پائے تھے کہ صلح نامہ و پیام ہونے لگے آخر کار منصور نے وشمکیر کی مرضی کے خلاف امیر فوج سے منحرف ہو کر حسن سے صلح کر لی اور نیشاپور لوٹ آیا۔ اور وشمکیر، حسن کے پاس جرجان ہی میں ٹھہرا رہا۔

رکن الدولہ کا جرجان پر قبضہ: اس کے بعد رکن الدولہ ۳۴۰ھ میں ”رے“ سے طبرستان اور جرجان کی طرف روانہ ہو گیا۔ وشمکیر، جرجان چھوڑ کر نیشاپور چلا گیا۔ رکن الدولہ نے جرجان پہنچ کر حسن بن قیرزان اور علی بن کتائہ کو بطور نائب مقرر کیا اور رے کی طرف لوٹ آیا۔ اس سے وشمکیر کو موقع مل گیا۔ فوجیں مہیا کر کے حسن اور علی پر چڑھ آیا۔ اتفاق سے ان دونوں کو شکست ہو گئی۔ وشمکیر نے ان مقامات کو رکن الدولہ سے چھین لیا۔ امیر نوح

سامانی کو خط لکھا اور رکن الدولہ کے مقابلہ پر امداد کی درخواست کی۔ امیر نوح نے ابوعلی بن محتاج کو افواج خراسان دے کر وشمگیر کی کمک پر مقرر کر دیا۔

ابوعلی اور رکن الدولہ کی صلح: ماہ ربیع الثانی ۳۴۲ھ میں ابوعلی بن محتاج روانہ ہوا۔ رکن الدولہ قلعہ بند ہو گیا۔ ابوعلی نے لڑائی چھیڑ دی۔ مدقوں لڑا یہاں ہوتی رہیں۔ لڑتے لڑتے فوجیں تھک گئیں اتنے میں موسم سرما آ گیا۔ اس سے پریشانی دوبارہ ہو گئی چنانچہ صلح کا نامہ وپیہ مشروط ہوئے بالآخر۔ یہاں رکن الدولہ کو دینے کا وعدہ کیا اور صلح ہو گئی۔

رکن الدولہ کا جرجان پر دوبارہ قبضہ: پھر ابوعلی بن محتاج، خراسان واپس گیا وشمگیر نے امیر نوح کو ابوعلی بن محتاج کی شکایت بھیجی۔ اس نے رکن الدولہ کے معاملہ میں مستعدی سے کام نہیں لیا۔ بلکہ اس سے سازش کر لی ہے۔ امیر نوح کو اس پر غصہ آ گیا اس نے بوسی حکومت خراسان سے معزول کر دیا۔ ابوعلی بن محتاج کی واپسی کے بعد رکن الدولہ نے وشمگیر پر حملہ کیا، وشمگیر شکست کھا کر اسفرائن چلا گیا ادھر رکن الدولہ نے طبرستان پر قبضہ کر لیا۔

ابوعلی کی مخالفت: امیر نوح نے ابوعلی بن محتاج کو ان لوگوں کی دشمنی کا خطرہ پیدا ہو گیا رکن الدولہ سے حاضری کی اجازت مانگی چنانچہ ۳۴۳ھ میں اس کے پاس چلا گیا جہاں رکن الدولہ عزت و احترام سے پیش آیا۔ ابوعلی بن محتاج نے درخواست کی کہ ”آپ مجھے دربار خلافت سے خراسان کی گورنری دوا دیجئے چنانچہ رکن الدولہ نے اپنے بھائی معز الدولہ سے اس کی تحریک کی معز الدولہ نے دربار خلافت سے ابوعلی بن محتاج کو سند گورنری خراسان امدادی فوج کے ساتھ بھیج دی۔ چنانچہ ابوعلی بن محتاج، خراسان پہنچ گیا اور خلیفہ اور رکن الدولہ کے نام کا خطبہ پڑھا۔

ابوعلی کا خراسان سے فرار: اس دوران امیر فوج کا انتقال ہو گیا۔ اس کا بیٹا عبد الملک حکمران بنا ابو سعید بکر بن مالک کو بخارا سے ابوعلی بن محتاج کی گوشوں کے لئے خراسان کی طرف روانگی کا حکم دیا جیسے ہی ابو سعید، خراسان کے قریب پہنچا ابوعلی بن محتاج، خراسان چھوڑ کر رے کی طرف بھاگ گیا۔ رکن الدولہ نے سے پناہ دی، اپنے پاس ٹھہرایا۔ ابو سعید خراسان پر قابض ہو گیا۔ رکن الدولہ نے جرجان کی جانب کوچ کیا۔ ابوعلی اس کے قتلے میں تھا۔ ابو سعید نے اسے چھوڑ دیا۔ رکن الدولہ نے قبضہ کر لیا۔

رکن الدولہ اور معز الدولہ: ابو سعید خراسان کی مہم اور ابوعلی کو خراسان سے نکالنے کے بعد ۳۴۴ھ میں ابوعلی کے رے و رصفہان کی جانب بڑھا۔ اس وقت رکن الدولہ، جرجان کی مہم میں مصروف تھا جرجان پر قبضے کے بعد ماہ محرم میں رے کی طرف لوٹا۔ اپنے بھائی معز الدولہ کو یہ واقعات لکھ کر بھیجے۔ مدد کی درخواست کی۔ معز الدولہ نے ابن سبکتگین کی کمان میں فوجیں روانہ کیں۔

محمد بن ماکان کا اصفہان پر قبضہ: ابو سعید کی فوج کا ہراول دستہ خراسان سے جنگی راستہ سے اصفہان پہنچ گیا۔ اصفہان میں امیر منصور بن بویہ بن رکن الدولہ موجود تھا۔ ہراول سپہ سالار دستہ کے کمانڈر محمد بن ماکان نے اصفہان پر قبضہ کر لیا۔ اور امیر منصور کے تعاقب میں نکلا۔ اتفاق یہ کہ ابو الفضل بن عمید (رکن الدولہ کے وزیر) سے مذہب پھیر ہو گئی ایک دوسرے سے گتھ گئے اور محمد بن ماکان نے اسے شکست دے دی، رکن الدولہ کی واپس اور عورتیں اصفہان واپس آ گئیں۔

رکن الدولہ اور ابو سعید کی صلح: رکن الدولہ نے ابو سعید یعنی لشکر خراسان کے کمانڈر سے ایک مقررہ سالانہ خراج پر صلح کا پیغام دیا۔ رے اور جبل کو ضمن میں دینے کا وعدہ کیا۔ ابو سعید اس پر راضی ہو گیا چنانچہ آپس میں صلح ہو گئی۔ پھر رکن الدولہ نے اپنے بھائی معز الدولہ کو لکھا کہ ”دربار خلافت سے خلعت و خرد اور سامانی اور سند گورنری ابو سعید کو بھیج دو“ چنانچہ ماہ ذی قعدہ میں معز الدولہ نے دربار خلافت سے ابو سعید کے پاس خلعت و خرد گورنری کی سند بھیج دی۔

روز بھان کا خروج: روز بھان وند اور خرمیہ دہلیم کا مشہور سردار تھا۔ معز الدولہ کی وجہ سے اس کی بری شہرت ہوئی۔ اس نے رے و اصفہان پر حملے میں روز بھان نے ابواز میں خروج کیا اس کا بھائی اسفار بھی رے کا بھائی تھا۔ اسی زمانہ میں اس کے دوسرے بھائی ماکان شیراز میں شہر نشین تھا۔

بلند کیا۔ وزیر السلطنت مہلبی نے روز بھان کے مقابلہ پر کمر باندھی اور فوجیں مرتب کر کے حملہ آوار ہو گیا۔ ہم جنس ہونے کی وجہ سے ایک بڑا روادہ شیر وزیر مہلبی کے ساتھیوں کا روز بھان سے مل گیا۔

معز الدولہ اور روز بھان: مجبوراً وزیر مہلبی کو لڑائی سے اعراض کرنا پڑا پھر اس نے معز الدولہ کو اس واقعہ سے مطلع کیا۔ چنانچہ معز الدولہ پانچویں شعبان کو دار الخلافہ بغداد سے روز بھان سے جنگ کے لئے روانہ ہوا۔ کسی ذریعہ سے یہ خبر ناصر الدولہ بن حمدان تک پہنچ گئی چنانچہ اس نے اپنے بیٹے ابوالرجاء کو عظیم فوج کے ساتھ دار الخلافہ بغداد پر قبضہ کرنے کے لئے مامور کیا۔ خلیفہ نے اس کی آمد کی خبر سن کر دار الخلافہ کو چھوڑ دیا۔ مگر معز الدولہ نے خلیفہ مآب کو سمجھا بچھا کر دار الخلافہ کی طرف واپس کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی سبکیگین حاجب کو ابن حمدان کے لشکر سے مقابلے کے لئے بھیج دیا۔ اور خود کوچ و قیام کرتا ہوا ابواز کے قریب پہنچ گیا۔ اس وقت دہلیم میں ایک بڑی شورش پیدا ہو رہی تھی۔ سب کے سب روز بھان سے ملنے پر تھے ہوئے تھے۔ صرف دہلیمی اور ترک اس شورش و شغب میں شریک نہ تھے۔ یہ وہ تھے جو معز الدولہ کے خاص حامی اور معتمدوں سے تھے۔ معز الدولہ نے دہلیمیوں کا یہ رنگ دیکھ کر داد و ہش شروع کر دی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ دہلیمی اپنے ارادے سے باز آ گئے اور ماہ رمضان کے آخر میں ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا روز بھان کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی اور معز الدولہ کامیاب ہو گیا۔ اور پکڑ دھکڑ کے دوران روز بھان کو گرفتار کر لیا گیا۔

روز بھان کی خودکشی: اس کامیابی کے بعد معز الدولہ ابوالرجاء کی سرکوبی کے لئے دار الخلافہ بغداد کی جانب انتہائی عجلت سے واپس پلٹے۔ وہ ہاتھ نہ آیا کیونکہ وہ عکبر اسے روز بھان کی گرفتاری کا حال سکر موصول کی طرف نہایت تیزی سے واپس چلا گیا تھا۔ اسی دوران روز بھان نے موبل پائر دجلہ میں ڈوب کر خودکشی کر لی۔

ملکا کی بغاوت: روز بھان کا بھائی ملکا جس نے شیراز میں خروج کیا تھا اس نے عضد الدولہ کے شیرازہ حکومت کو درہم برہم کر دیا۔ ابوالفضل بن عمید یہ خبر سکر عضد الدولہ کی کمک پر فوجیں لے کر آ گیا۔ بہادری کے ساتھ جنگ چھیڑی۔ اور کامیاب ہو گیا۔ پھر عضد الدولہ بدستور شیراز میں حکومت کرنے لگا۔ روز بھان اور اس کے بھائیوں کی حکومت کا اثر نیست و نابود ہو گیا۔ معز الدولہ نے ان سب دہلیمیوں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا جنہوں نے فتنہ پردازی کے طور پر روز بھان کے ملنے کی کوشش کی تھی۔ اور ترکوں کو جاگیریں دیں عزت افزائی کی اور بڑے بڑے عہدوں پر مقرر کیا۔ جس سے ان کی قوت زیادہ ہو گئی۔

معز الدولہ کا موصل پر حملہ: ناصر الدولہ بن حمدان نے معز الدولہ سے دو لاکھ درہم سالانہ پر صلح کر لی تھی۔ لیکن ادا نہیں کیے۔ معز الدولہ کو اس سے غصہ پیدا ہوا۔ چنانچہ اس نے ۳۴۲ھ کے نصف ۱ میں فوجیں مرتب کر کے موصل پر چڑھائی کر دی، ناصر الدولہ، موصل چھوڑ کر نصیبین چلا گیا۔ اور اپنے تمام اراکین حکومت و کلاء کا تبوں اور مالداروں کو اپنے ہمراہ ساتھ لے آیا اور ان سب کو اپنے قلعوں کو اشی زعفران وغیرہ میں ٹھہرایا۔ اور معز الدولہ کے لشکر سے سلسلہ رسد کو منقطع کر دیا۔ اس سے معز الدولہ کی فوج بھوکوں مرنے لگی۔ معز الدولہ نے نصیبین فتح کرنے کی طرف توجہ کی اتنے میں معز الدولہ کو یہ خبر ملی کہ ابوالرجاء اور بیہ اللہ فوجیں لے کر بخارا آ گئے ہیں، معز الدولہ نے اپنی فوج کے ایک حصہ کو ان پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا، ابوالرجاء اور بیہ اللہ اس کی فوج کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار تھے، زبردست جنگ ہوئی لیکن دونوں کو ناکامی ہوئی۔ معز الدولہ کی فوج نے ان کے مورچوں پر قبضہ کر لیا اور غیموں پر جانچ گئی۔

اس کے بعد ناصر الدولہ کے سپاہیوں نے معز الدولہ کی فوج پر دوبارہ حملہ کیا اور سختی سے پسپا کیا اور بخارا پر قبضہ کر کے وہیں رہنے لگے۔

ناصر الدولہ اور معز الدولہ کی صلح: ناصر الدولہ یہ خبر سن کر کہ معز الدولہ نصیبین آ رہا ہے میا فریقین چلا گیا، اس کے ساتھیوں نے معز الدولہ سے امن حاصل کر لیا تھا جس سے ناصر الدولہ کی قوت کم ہو گئی تھی لہذا اپنے بھائی سیف الدولہ کے پاس ”حلب“ چلا گیا۔ سیف الدولہ نے بے انتہا عزت و احترام سے استقبال کیا، اپنے پاس ٹھہرایا اور درمیان میں پڑ کر معز الدولہ سے تین لاکھ سالانہ پر صلح کروادی۔ صلح کے بعد معز الدولہ ۳۴۸ھ میں

عراق واپس آیا اور ناصر الدولہ موصل چلا گیا۔

۳۵۰ھ میں معز الدولہ مختلف بیماریوں میں گرفتار ہو گیا۔ بیماریاں بڑھتی گئیں لہذا اپنی زندگی سے ناامید ہو کر اپنے بیٹے بختیار کو اپنی وصیت بنادیا، خزانہ کی چابیاں بھی اس کے حوالے کر دیں اس کے حاجب سبکتگین اور وزیر السلطنت مہلبی میں ایک طویل عرصے سے جھگڑا اور ناراضگی چلی آ رہی تھی، اس نے دونوں کو بلا کر ان کی آپس میں صلح کرادی اور وصیت کی کہ تم دونوں بختیار کا ساتھ دینا، امتری اور پریشانی سے بچنا اور حکومت کا نظم درست رکھنا۔ سبکتگین اور مہلبی نے اپنے آقا کی وصیت کو غور سے سنا اور اس عمل کرنے کا اقرار کیا۔ معز الدولہ آب و ہوا کی تبدیلی کے لئے بغداد سے اہواز کی طرف روانہ ہو گیا۔ جب اسے یہ خبر ملی کہ اس کے اکثر ساتھی کلوذا کے پاس جمع ہو رہے ہیں اور کوئی نیافتہ پیدا ہونے والا ہے تو معز الدولہ کے حامیوں نے اہواز جانے کی مخالفت کی اور اس کی رائے کی غلطی کی وضاحت کر کے مشورہ دیا کہ آپ فوراً بغداد واپس چلے اور بغداد کے اطراف و جوانب میں کسی بلند مقام پر جہاں کی آب و ہوا اچھی ہو قیام کیجئے ورنہ دار الخلافہ بغداد سے آپ کا قبضہ ختم ہو جائیگا۔ معز الدولہ اس مشورے کے مطابق دار الخلافہ بغداد واپس آیا اور رہائش کے لئے ایک محل بنوایا جس کی تیاری میں ایک لاکھ دینار خرچ ہوئے جن لوگوں نے کلوذا سے سازش کی تھیں ان پر جرمانہ کئے اور سزائیں دیں۔

رکن الدولہ کا طبرستان و جرجان پر قبضہ: ۳۵۱ھ میں رکن الدولہ کو طبرستان پر قبضہ کی خواہش ہوئی ان دنوں طبرستان میں وشمگیر حکومت کر رہا تھا۔ ساریہ میں وشمگیر کا محاصرہ کیا۔ لڑائی ہوئی تو وشمگیر ساریہ چھوڑ کر جرجان چلا گیا۔ رکن الدولہ نے ساریہ پر قبضہ کر کے طبرستان کی طرف فوجیں بڑھائیں۔ وشمگیر مقابلہ نہ کر سکا اور طبرستان پر بھی رکن الدولہ کا قبضہ ہو گیا۔ نظم و نسق اور تقرری اعمال سے فارغ ہو کر جرجان پر حملہ کیا۔ وشمگیر جرجان کو بھی خیر آباد کہہ کر وہاں سے نکل گیا اور پریشان حال بلاد جبل چلا گیا چنانچہ رکن الدولہ نے جرجان پر بھی قبضہ کر لیا وشمگیر کے تین ہزار سپاہیوں نے امن کی درخواست کی تو رکن الدولہ نے ان لوگوں کو امن دے دیا اور اپنی فوج میں شامل کر لیا۔ اس سے رکن الدولہ کی قوت بہت زیادہ بڑھ گئی۔

بغداد میں شیعہ سنی جھگڑا: ۳۵۱ھ میں دار الخلافہ بغداد کی مسجدوں پر معز الدولہ کے حکم سے شیعوں نے لکھ دیا (نعوذ باللہ) معاویہ بن ابی سفیان پر لعنت ہو، اور اس شخص پر لعنت ہو جس نے فاطمہ سے باغ فدک چھین لیا، اور اس پر بھی لعنت ہو جس نے حسن کو ان کے نانا کے پاس دفن ہونے سے روکا اور اس پر بھی لعنت ہو جس نے ابوذر غفاری کو مدینہ منورہ سے شہر بدر کیا، اور اس پر بھی لعنت ہو جس نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو مجلس شوریٰ سے نکال دیا۔ ① ”چونکہ خلیفہ موم کی ناک بنا ہوا تھا، معز الدولہ جس طرف چاہتا پھیر دیتا تھا۔ اس لئے معز الدولہ کو اس مذموم حرکت کی جرات ہوئی۔ صبح کو اہل سنت نے اس کو منادیا۔ لیکن معز الدولہ نے دوبارہ لکھوانے کا ارادہ کیا، وزیر مہلبی نے رائے دی کہ اس کے بجائے صرف تنہا لکھوائے ”لعن اللہ الظالمین لال رسول اللہ ﷺ“ (آل رسول اللہ ﷺ کے اوپر ظلم کرنے والوں پر اللہ کی لعنت ہو) اور سوائے حضرت معاویہ کے کسی اور ② پر لعنت لکھوائے۔ (نعوذ باللہ)

وزیر مہلبی کی وفات: ۳۵۲ھ میں مہلبی (معز الدولہ کا وزیر السلطنت عمان حج کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ دریا کا سفر زیادہ طے نہیں کرنے پایا تھا کہ مرض الموت میں مبتلا ہو گیا۔ مجبوراً بغداد کی جانب لوٹا۔ اور راستے میں ماہ شعبان میں انتقال کر گیا۔ اسے بغداد میں دفن کیا گیا۔ معز الدولہ نے وزیر مہلبی کے مرنے کے بعد اس کے مال و اسباب اور خزانے پر قبضہ کر لیا اس کے حامیوں اور ساتھیوں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا، ابوالفضل بن عباس بن حسن شیرازی اور ابوالفرج محمد بن عباس بن نسا اس کی جگہ کام کرنے لگا۔ لیکن یہ لوگ وزیر کے لقب سے یاد نہیں کئے جاتے تھے۔

معز الدولہ اور ناصر الدولہ: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ ناصر الدولہ بن حمدان اور معز الدولہ کی آپس میں گتہ ہو گئی تھی اور ناصر الدولہ نے موصل

① اس قسم کی باتوں کی تفصیل کیے گزشتہ حاشیوں کی طرف جوع فرمائیں۔ ② بغداد میں سلطنت پر عجمیوں کے قبضے کی وجہ سے شیعوں اور سنیوں میں فتنے کی گتہ ہو گئی تھی۔ ورنہ چونکہ خلیفہ کی حیثیت معطل سے زیادہ تھی اس لئے وہ ان تمام واقعات سے الگ تھلک رہا۔

کو ضمانت میں دیا تھا۔ ناصر الدولہ نے مصالحت کے بعد ابوتغلب اور فضل اللہ غففر کو صلح میں داخل کرنا چاہا معز الدولہ نے اس سے انکار کر دیا اس سے کھینچی تانی شروع کر دی۔ معز الدولہ نے فوجیں مرتب کر کے ۳۵۳ھ کے درمیان موصل پر چڑھائی کر دی۔ ناصر الدولہ موصل چھوڑ کر نصیبین چلا گیا چنانچہ معز الدولہ نے نصیبین کو چھوڑ دیا اور معز الدولہ نے قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد ناصر الدولہ نے موصل پر یلغار کر دی اور معز الدولہ کے لشکر سے جنگ شروع کر دی۔ معز الدولہ نے یہ خبر سن کر موصل کی جانب کوچ کر دیا چنانچہ بہت بڑی لڑائی کے بعد معز الدولہ کے لشکر نے ناصر الدولہ کو شکست دے دی۔ ناصر الدولہ نے جزیرہ ابن عمر میں جا کر پناہ لی۔ معز الدولہ اس کے تعاقب میں روانہ ہوا اور چھٹی رمضان کو جزیرہ ابن عمر پہنچا ادھر ناصر الدولہ اپنے بیٹوں اور فوج کو جمع کر کے موصل پہنچ گیا اور معز الدولہ کی فوج پر حملہ کر دیا۔ اس حملہ میں ناصر الدولہ کو کامیابی ہوئی۔ ان دونوں سرداروں کو جنہیں معز الدولہ نے موصل کا حکم مقرر کیا تھا گرفتار کر لیا۔ چنانچہ بہت ممال و اسباب ہاتھ لگا۔ ناصر الدولہ نے قیدیوں کو مال و اسباب سمیت قلعہ کواشی میں پہنچا دیا۔ جب معز الدولہ کو یہ خبر ملی تو وہ پھر موصل کی طرف دوڑا چنانچہ ناصر الدولہ نے موصل چھوڑ دیا۔ غرض ناصر الدولہ ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف بھاگتا پھر رہا تھا معز الدولہ اس کے تعاقب میں تھا۔ آخر کار معز الدولہ نے تنگ ہو کر صلح کا پیغام دے دیا۔ ناصر الدولہ بھی روزانہ کی تنگ و دو اور جنگ سے پریشان ہو گیا تھا لہذا مصالحت پر تیار ہو گیا۔ موصل، دیار ربیعہ اور رجبہ مقررہ خراج کی ادائیگی کی شرط پر ناصر الدولہ کے حوالے کر دیے اور آپس میں مصالحت ہو گئی۔ ناصر الدولہ نے معز الدولہ کے قیدیوں کو رہا کر دیا اور معز الدولہ دارالخلافہ بغداد واپس آ گیا۔

معز الدولہ اور قرامطہ کی جنگ: ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں کہ عمان، یوسف بن وجیہہ کے قبضہ میں تھا۔ اس کی بنی بریدی سے مقام بصرہ میں لڑائی ہوئی تھی۔ عنوان جنگ ایسا بن گیا تھا کہ بصرہ پر بنی بریدی کا قبضہ ہو جاتا مگر۔ یوسف نے جنگی کشتیوں پر آگ روشن کرادی اور آتش بازی کرنے لگا۔ اس طرح بریدی بھاگ گیا۔ یہ واقعہ محرم ۳۳۲ھ کا ہے۔ پھر اسی سال اس کے غلام ① نے بغاوت کی اور اسے مغلوب کر کے شہر پر قبضہ کر لیا پھر جب معز الدولہ کو بصرہ پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دی اور اس سے خشکی کے راستے امداد کی درخواست کی چنانچہ معز الدولہ ۳۳۲ھ میں دریا کے راستے بصرہ پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ ہوا ادھر معز الدولہ کے پہنچنے سے پہلے وزیر السلطنت مہلبی بھی فوجیں لے کر اہواز سے پہنچ گیا تھا۔ معز الدولہ نے اسے مالی اور فوجی مدد دی۔ چنانچہ عرصہ تک لڑائیاں ہوتی رہیں آخر کار مہلبی کو بحری لڑائی میں فتح نصیب ہوئی۔

بصرہ پر قرامطہ کا قبضہ: اور اسی وقت سے قرامطہ بصرہ پر مسلسل حملہ کرتے رہے یہاں تک کہ ۳۳۵ھ میں اس پر قابض ہو گئے اور رافع ② حاکم بصرہ بھاگ گیا۔ علی ابن احمد (قرامطہ کا سکریٹری) شہر کی نگرانی کرنے لگا۔ اور قرامطہ بدستور اپنے دارالحکومت بحر میں ٹھہرے رہے قاضی شہر ایک ذی اثر شخص تھا۔ اس کے اعزہ و اقارب بھی بہت زیادہ تھے خاندان بھی بہت بڑا تھا اس نے قرامطہ کو گھلویا کہ کسی کمانڈر کو شہر کی نگرانی کے لئے بھیج دیجئے، قرامطہ نے ابن طغان کو مقرر کر دیا۔

ابن طغان کا قتل: ابن طغان بصرہ میں پہنچتے ہی ان تمام سرداروں کے ساتھ برے برتاؤ سے پیش آیا جو قاضی شہر کے ساتھ پہلے سے بصرہ میں موجود تھے۔ قاضی کے رشتہ داروں کو یہ ناگوار گزارا چنانچہ ان سب نے متحد ہو کر بلوہ کر دیا اور ابن طغان کو گرفتار کر کے قتل کر دیا عبد الوہاب بن احمد بن مروان کو جو قاضی کے قرابت مندوں میں سے تھا ابن طغان کی جگہ مقرر کیا۔ علی ابن احمد (قرامطہ کے سکریٹری) نے یہ واقعات قرامطہ کو لکھ کر بھیجے، قرامطہ نے بہت بڑے غور و فکر کے بعد ان لوگوں کو اپنی بیعت کرنے کے لئے لکھا۔ چنانچہ ان لوگوں نے بیعت کر لی۔

علی بن احمد کی وزارت قرامطہ نے انہیں اپنے لشکریوں کے برابر انعامات دیئے اس سے قرامطہ کے لشکروں میں شورش پیدا ہو گئی اور وہ اہل بصرہ سے بھڑ گئے۔ جھگڑا بڑھنے نہیں پایا لڑائی رک گئی۔ لیکن ان سب نے متفق ہو کر عبد الوہاب کو شہر سے نکال دیا اور علی بن احمد کو اپنا امیر بنالیا۔

معز الدولہ کا عمان پر قبضہ: ۳۵۵ھ میں معز الدولہ واسط کی جانب روانہ ہوا۔ اس کے بھائی کا غلام نافع بھی آ گیا۔ اور اسی کے پاس

① ابن اثیر نے اس کا نام رافع تحریر کیا ہے۔ ② یہاں صحیح لفظ نافع ہے، رافع نہیں۔ دیکھیں تاریخ الکامل (ج ۵ ص ۳۳۱)۔ اس کے علاوہ یہاں جون ۳۳۵ء تحریر ہے یہ غلط ہے، صحیح ۳۵۳ء ہے۔

کھڑا رہا۔ یہاں تک کہ عمران بن شاہین کی مہم سے اس کو فراغت حاصل ہوئی۔ چنانچہ وہ ماہ رمضان میں ایلمہ آ گیا۔ اور ایک سو کشتیوں کا بیڑہ عمان فتح کرنے کے لئے روانہ کیا جس میں بیشمار آلات حرب اور جنگ آور تھے۔ ابوالفتح محمد بن عباس کو اس بیڑہ کی کمان دی گئی۔ بیڑہ کی روانی کے بعد عضد الدولہ کے پاس فرار کیا اور اس سے امدادی فوجیں بھیجنے کو کہا۔ چنانچہ عضد الدولہ کی امدادی فوجیں سیراف میں جنگی بیڑہ سے آئیں ان سب نے مل کر عمان پر حملہ کیا۔ اور اہل عمان کی نوے کشتیوں ① کو جلا دیا نہایت سخت اور خونریز جنگ کے بعد جمعہ کے دن جو کہ اسی سال کا یوم عرفہ تھا عمان پر معز الدولہ کا علم حکومت نصب کر دیا گیا۔ جامع مسجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور عمان بھی اس کے زیر کنٹرول علاقوں میں شامل ہو گیا۔

معز الدولہ کی وفات۔ آپ کو یاد ہوگا کہ ۳۵۵ھ میں معز الدولہ عمران بن شاہین سے جنگ کے لئے واسط کی طرف روانہ ہو گیا تھا ۳۵۶ھ میں مرض الموت میں مبتلا ہو کر دوار الخلافت بغداد آ گیا تھا اور اپنے ساتھیوں کو واسط ہی میں چھوڑ آیا تھا بغداد پہنچ کر مرض کی شدت ② بڑھ گئی۔ زیست سے ناامید ہو کر اپنے بیٹے سنجر کو اپنا ولی عہد بنایا اور ماہ ربیع الثانی ③ میں اس کا انتقال ہو گیا۔

عز الدولہ بن معز الدولہ۔ عز الدولہ بختیار، اپنے باپ معز الدولہ کی وفات کے بعد حکمرانی کرنے لگا اپنے سپہ سالار فوج کو جو عمران بن شاہین سے واسط میں برسر پیکار تھا مصالحت کرنے لکھ بھیجا۔ چنانچہ مصالحت کر کے واپس آیا۔

معز الدولہ نے اپنے بیٹے عز الدولہ کو ایک یہ وصیت بھی کی تھی کہ تم اپنے چچا رکن الدولہ کی اطاعت سے منحرف مت ہونا اسی سے شرے و رحمہ پر عمل کرنا۔ اور اپنے چچا زباد بھائی عضد الدولہ کے مشورے سے امور سلطنت انجام دینا۔ وہ تم سے عمر بھی بڑا ہے، اور اسے امور سیاسی میں بہت بڑا دخل ہے اور میرے سیکرٹیریوں ابوالفرج بن عباس بن حسن، ابوالفرج بن عباس اور حاسب سنجلیک بن سے برتاؤ اچھے کرنا۔

عز الدولہ کی نافرمانی اور اس کے نتائج۔ عز الدولہ نے ان میں سے ایک وصیت پر بھی عمل نہیں کیا اور لبو عب گانے بجانے یو یوں در عورتوں میں مصروف و منہمک ہو کر امور سلطنت سے غافل ہو گیا۔ چنانچہ سیکرٹریوں اور حاجب داس سے منافرت ناراضگی پیدا ہو گئی۔ حاجب سنجلیک نے دربار میں آنا چھوڑ دیا۔ عز الدولہ نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس لالچ میں مبتلا جا کر ائیریں ضبطی میں آ جائیں گی دیلم کے بڑے بڑے سرداروں کو اپنے قہر و تلوار دیا اس حرکت کی وجہ سے اس حکومت کا رعب داب ختم ہو گیا چنانچہ چھوٹی چھوٹی تنخواہ والے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ترکوں نے بھی ان کا ساتھ دیدیا وہ مشہرے میں اضافہ کا مطالبہ کر رہے تھے دیلمی اپنے سرداروں کو واپس لانے کے لئے شہر چھوڑ کر صحرا و بیابان کی طرف نکل کھڑے ہوئے اور عز الدولہ انہیں روک نہ سکا۔ کیونکہ سنجلیک بن کو بھی اس سے کشیدگی اور مکمل نفرت پیدا ہو گئی تھی۔ اس لئے عز الدولہ کے کاموں میں اضطراب پیدا ہو گیا۔

ابوالفضل عباس بن حسین کی وزارت۔ ابوالفرج بن عباس سیکرٹری عمان فتح ہونے کے بعد سے عمان ہی میں تھا۔ جب سے معز الدولہ کے مرنے کی خبر ہوئی تو اس خوف سے کہ کہیں میرا دوست ابوالفضل عباس بن حسن، اکیلا دولت بنی بویہ پر حاوی نہ ہو جائے عمان، عضد الدولہ کے حوے کر کے دراختلاف بغداد آ گیا۔ لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے ہی ابوالفضل عباس قلدان وزارت کا مالک بن چکا تھا لہذا اسے کچھ نہ سنا۔

رے پر حملہ۔ ابوعی بن ایاس، کرمان سے بخارا، امیر منصور بن فوج بن سامان کی خدمت میں امداد حاصل کرنے کے لئے گیا تھا میر منصور نے انتہائی احترامات سے ملاقات کی چنانچہ ابوعی نے اسے بنی بویہ کے زیر کنٹرول علاقوں پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دی اور شمکیر و حسن بن قیہ زن کو "رے" پر فوج بھیج کرے تو کہا، چنانچہ ابوالحسن محمد بن ابراہیم بن سکجور والی گورنر خراسان کو بڑی فوج کے ساتھ روانہ کیا اور شمکیر کی اطاعت اور اسی کے حکم پر کاربند ہونے کی ہدایت کر دی۔ ۳۵۶ھ میں یہ فوج روانہ ہوئی رکن الدولہ نے اپنے اہل و عیال کو اصفہان بھیج دیا اور اپنے بیٹے عضد الدولہ و فوج میں اور اپنے بھائی عز الدولہ بختیار کو بغداد میں یہ واقعات لکھ کر بھیجے اور امداد مانگی عضد الدولہ نے خراسان کے راستے سے فوجیں روانہ کیں یہ بیڑہ کی

① بن شمر بن ۱۹ سنیوں کے جائے کا ذکر ہے۔ ② ابن اثیر نے اپنی تاریخ اکامل میں اس کے مرض کی کیفیت بیان کرتے ہوئے کہا ہے۔ معز الدولہ

بن شمر بن ۱۹ سنیوں کے جائے کا ذکر ہے۔ ③ ابن اثیر نے اپنی تاریخ اکامل میں اس کے مرض کی کیفیت بیان کرتے ہوئے کہا ہے۔ معز الدولہ

س۔ (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰) (۱۰۱) (۱۰۲) (۱۰۳) (۱۰۴) (۱۰۵) (۱۰۶) (۱۰۷) (۱۰۸) (۱۰۹) (۱۱۰) (۱۱۱) (۱۱۲) (۱۱۳) (۱۱۴) (۱۱۵) (۱۱۶) (۱۱۷) (۱۱۸) (۱۱۹) (۱۲۰) (۱۲۱) (۱۲۲) (۱۲۳) (۱۲۴) (۱۲۵) (۱۲۶) (۱۲۷) (۱۲۸) (۱۲۹) (۱۳۰) (۱۳۱) (۱۳۲) (۱۳۳) (۱۳۴) (۱۳۵) (۱۳۶) (۱۳۷) (۱۳۸) (۱۳۹) (۱۴۰) (۱۴۱) (۱۴۲) (۱۴۳) (۱۴۴) (۱۴۵) (۱۴۶) (۱۴۷) (۱۴۸) (۱۴۹) (۱۵۰) (۱۵۱) (۱۵۲) (۱۵۳) (۱۵۴) (۱۵۵) (۱۵۶) (۱۵۷) (۱۵۸) (۱۵۹) (۱۶۰) (۱۶۱) (۱۶۲) (۱۶۳) (۱۶۴) (۱۶۵) (۱۶۶) (۱۶۷) (۱۶۸) (۱۶۹) (۱۷۰) (۱۷۱) (۱۷۲) (۱۷۳) (۱۷۴) (۱۷۵) (۱۷۶) (۱۷۷) (۱۷۸) (۱۷۹) (۱۸۰) (۱۸۱) (۱۸۲) (۱۸۳) (۱۸۴) (۱۸۵) (۱۸۶) (۱۸۷) (۱۸۸) (۱۸۹) (۱۹۰) (۱۹۱) (۱۹۲) (۱۹۳) (۱۹۴) (۱۹۵) (۱۹۶) (۱۹۷) (۱۹۸) (۱۹۹) (۲۰۰) (۲۰۱) (۲۰۲) (۲۰۳) (۲۰۴) (۲۰۵) (۲۰۶) (۲۰۷) (۲۰۸) (۲۰۹) (۲۱۰) (۲۱۱) (۲۱۲) (۲۱۳) (۲۱۴) (۲۱۵) (۲۱۶) (۲۱۷) (۲۱۸) (۲۱۹) (۲۲۰) (۲۲۱) (۲۲۲) (۲۲۳) (۲۲۴) (۲۲۵) (۲۲۶) (۲۲۷) (۲۲۸) (۲۲۹) (۲۳۰) (۲۳۱) (۲۳۲) (۲۳۳) (۲۳۴) (۲۳۵) (۲۳۶) (۲۳۷) (۲۳۸) (۲۳۹) (۲۴۰) (۲۴۱) (۲۴۲) (۲۴۳) (۲۴۴) (۲۴۵) (۲۴۶) (۲۴۷) (۲۴۸) (۲۴۹) (۲۵۰) (۲۵۱) (۲۵۲) (۲۵۳) (۲۵۴) (۲۵۵) (۲۵۶) (۲۵۷) (۲۵۸) (۲۵۹) (۲۶۰) (۲۶۱) (۲۶۲) (۲۶۳) (۲۶۴) (۲۶۵) (۲۶۶) (۲۶۷) (۲۶۸) (۲۶۹) (۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) (۲۷۳) (۲۷۴) (۲۷۵) (۲۷۶) (۲۷۷) (۲۷۸) (۲۷۹) (۲۸۰) (۲۸۱) (۲۸۲) (۲۸۳) (۲۸۴) (۲۸۵) (۲۸۶) (۲۸۷) (۲۸۸) (۲۸۹) (۲۹۰) (۲۹۱) (۲۹۲) (۲۹۳) (۲۹۴) (۲۹۵) (۲۹۶) (۲۹۷) (۲۹۸) (۲۹۹) (۳۰۰) (۳۰۱) (۳۰۲) (۳۰۳) (۳۰۴) (۳۰۵) (۳۰۶) (۳۰۷) (۳۰۸) (۳۰۹) (۳۱۰) (۳۱۱) (۳۱۲) (۳۱۳) (۳۱۴) (۳۱۵) (۳۱۶) (۳۱۷) (۳۱۸) (۳۱۹) (۳۲۰) (۳۲۱) (۳۲۲) (۳۲۳) (۳۲۴) (۳۲۵) (۳۲۶) (۳۲۷) (۳۲۸) (۳۲۹) (۳۳۰) (۳۳۱) (۳۳۲) (۳۳۳) (۳۳۴) (۳۳۵) (۳۳۶) (۳۳۷) (۳۳۸) (۳۳۹) (۳۴۰) (۳۴۱) (۳۴۲) (۳۴۳) (۳۴۴) (۳۴۵) (۳۴۶) (۳۴۷) (۳۴۸) (۳۴۹) (۳۵۰) (۳۵۱) (۳۵۲) (۳۵۳) (۳۵۴) (۳۵۵) (۳۵۶) (۳۵۷) (۳۵۸) (۳۵۹) (۳۶۰) (۳۶۱) (۳۶۲) (۳۶۳) (۳۶۴) (۳۶۵) (۳۶۶) (۳۶۷) (۳۶۸) (۳۶۹) (۳۷۰) (۳۷۱) (۳۷۲) (۳۷۳) (۳۷۴) (۳۷۵) (۳۷۶) (۳۷۷) (۳۷۸) (۳۷۹) (۳۸۰) (۳۸۱) (۳۸۲) (۳۸۳) (۳۸۴) (۳۸۵) (۳۸۶) (۳۸۷) (۳۸۸) (۳۸۹) (۳۹۰) (۳۹۱) (۳۹۲) (۳۹۳) (۳۹۴) (۳۹۵) (۳۹۶) (۳۹۷) (۳۹۸) (۳۹۹) (۴۰۰) (۴۰۱) (۴۰۲) (۴۰۳) (۴۰۴) (۴۰۵) (۴۰۶) (۴۰۷) (۴۰۸) (۴۰۹) (۴۱۰) (۴۱۱) (۴۱۲) (۴۱۳) (۴۱۴) (۴۱۵) (۴۱۶) (۴۱۷) (۴۱۸) (۴۱۹) (۴۲۰) (۴۲۱) (۴۲۲) (۴۲۳) (۴۲۴) (۴۲۵) (۴۲۶) (۴۲۷) (۴۲۸) (۴۲۹) (۴۳۰) (۴۳۱) (۴۳۲) (۴۳۳) (۴۳۴) (۴۳۵) (۴۳۶) (۴۳۷) (۴۳۸) (۴۳۹) (۴۴۰) (۴۴۱) (۴۴۲) (۴۴۳) (۴۴۴) (۴۴۵) (۴۴۶) (۴۴۷) (۴۴۸) (۴۴۹) (۴۵۰) (۴۵۱) (۴۵۲) (۴۵۳) (۴۵۴) (۴۵۵) (۴۵۶) (۴۵۷) (۴۵۸) (۴۵۹) (۴۶۰) (۴۶۱) (۴۶۲) (۴۶۳) (۴۶۴) (۴۶۵) (۴۶۶) (۴۶۷) (۴۶۸) (۴۶۹) (۴۷۰) (۴۷۱) (۴۷۲) (۴۷۳) (۴۷۴) (۴۷۵) (۴۷۶) (۴۷۷) (۴۷۸) (۴۷۹) (۴۸۰) (۴۸۱) (۴۸۲) (۴۸۳) (۴۸۴) (۴۸۵) (۴۸۶) (۴۸۷) (۴۸۸) (۴۸۹) (۴۹۰) (۴۹۱) (۴۹۲) (۴۹۳) (۴۹۴) (۴۹۵) (۴۹۶) (۴۹۷) (۴۹۸) (۴۹۹) (۵۰۰) (۵۰۱) (۵۰۲) (۵۰۳) (۵۰۴) (۵۰۵) (۵۰۶) (۵۰۷) (۵۰۸) (۵۰۹) (۵۱۰) (۵۱۱) (۵۱۲) (۵۱۳) (۵۱۴) (۵۱۵) (۵۱۶) (۵۱۷) (۵۱۸) (۵۱۹) (۵۲۰) (۵۲۱) (۵۲۲) (۵۲۳) (۵۲۴) (۵۲۵) (۵۲۶) (۵۲۷) (۵۲۸) (۵۲۹) (۵۳۰) (۵۳۱) (۵۳۲) (۵۳۳) (۵۳۴) (۵۳۵) (۵۳۶) (۵۳۷) (۵۳۸) (۵۳۹) (۵۴۰) (۵۴۱) (۵۴۲) (۵۴۳) (۵۴۴) (۵۴۵) (۵۴۶) (۵۴۷) (۵۴۸) (۵۴۹) (۵۵۰) (۵۵۱) (۵۵۲) (۵۵۳) (۵۵۴) (۵۵۵) (۵۵۶) (۵۵۷) (۵۵۸) (۵۵۹) (۵۶۰) (۵۶۱) (۵۶۲) (۵۶۳) (۵۶۴) (۵۶۵) (۵۶۶) (۵۶۷) (۵۶۸) (۵۶۹) (۵۷۰) (۵۷۱) (۵۷۲) (۵۷۳) (۵۷۴) (۵۷۵) (۵۷۶) (۵۷۷) (۵۷۸) (۵۷۹) (۵۸۰) (۵۸۱) (۵۸۲) (۵۸۳) (۵۸۴) (۵۸۵) (۵۸۶) (۵۸۷) (۵۸۸) (۵۸۹) (۵۹۰) (۵۹۱) (۵۹۲) (۵۹۳) (۵۹۴) (۵۹۵) (۵۹۶) (۵۹۷) (۵۹۸) (۵۹۹) (۶۰۰) (۶۰۱) (۶۰۲) (۶۰۳) (۶۰۴) (۶۰۵) (۶۰۶) (۶۰۷) (۶۰۸) (۶۰۹) (۶۱۰) (۶۱۱) (۶۱۲) (۶۱۳) (۶۱۴) (۶۱۵) (۶۱۶) (۶۱۷) (۶۱۸) (۶۱۹) (۶۲۰) (۶۲۱) (۶۲۲) (۶۲۳) (۶۲۴) (۶۲۵) (۶۲۶) (۶۲۷) (۶۲۸) (۶۲۹) (۶۳۰) (۶۳۱) (۶۳۲) (۶۳۳) (۶۳۴) (۶۳۵) (۶۳۶) (۶۳۷) (۶۳۸) (۶۳۹) (۶۴۰) (۶۴۱) (۶۴۲) (۶۴۳) (۶۴۴) (۶۴۵) (۶۴۶) (۶۴۷) (۶۴۸) (۶۴۹) (۶۵۰) (۶۵۱) (۶۵۲) (۶۵۳) (۶۵۴) (۶۵۵) (۶۵۶) (۶۵۷) (۶۵۸) (۶۵۹) (۶۶۰) (۶۶۱) (۶۶۲) (۶۶۳) (۶۶۴) (۶۶۵) (۶۶۶) (۶۶۷) (۶۶۸) (۶۶۹) (۶۷۰) (۶۷۱) (۶۷۲) (۶۷۳) (۶۷۴) (۶۷۵) (۶۷۶) (۶۷۷) (۶۷۸) (۶۷۹) (۶۸۰) (۶۸۱) (۶۸۲) (۶۸۳) (۶۸۴) (۶۸۵) (۶۸۶) (۶۸۷) (۶۸۸) (۶۸۹) (۶۹۰) (۶۹۱) (۶۹۲) (۶۹۳) (۶۹۴) (۶۹۵) (۶۹۶) (۶۹۷) (۶۹۸) (۶۹۹) (۷۰۰) (۷۰۱) (۷۰۲) (۷۰۳) (۷۰۴) (۷۰۵) (۷۰۶) (۷۰۷) (۷۰۸) (۷۰۹) (۷۱۰) (۷۱۱) (۷۱۲) (۷۱۳) (۷۱۴) (۷۱۵) (۷۱۶) (۷۱۷) (۷۱۸) (۷۱۹) (۷۲۰) (۷۲۱) (۷۲۲) (۷۲۳) (۷۲۴) (۷۲۵) (۷۲۶) (۷۲۷) (۷۲۸) (۷۲۹) (۷۳۰) (۷۳۱) (۷۳۲) (۷۳۳) (۷۳۴) (۷۳۵) (۷۳۶) (۷۳۷) (۷۳۸) (۷۳۹) (۷۴۰) (۷۴۱) (۷۴۲) (۷۴۳) (۷۴۴) (۷۴۵) (۷۴۶) (۷۴۷) (۷۴۸) (۷۴۹) (۷۵۰) (۷۵۱) (۷۵۲) (۷۵۳) (۷۵۴) (۷۵۵) (۷۵۶) (۷۵۷) (۷۵۸) (۷۵۹) (۷۶۰) (۷۶۱) (۷۶۲) (۷۶۳) (۷۶۴) (۷۶۵) (۷۶۶) (۷۶۷) (۷۶۸) (۷۶۹) (۷۷۰) (۷۷۱) (۷۷۲) (۷۷۳) (۷۷۴) (۷۷۵) (۷۷۶) (۷۷۷) (۷۷۸) (۷۷۹) (۷۸۰) (۷۸۱) (۷۸۲) (۷۸۳) (۷۸۴) (۷۸۵) (۷۸۶) (۷۸۷) (۷۸۸) (۷۸۹) (۷۹۰) (۷۹۱) (۷۹۲) (۷۹۳) (۷۹۴) (۷۹۵) (۷۹۶) (۷۹۷) (۷۹۸) (۷۹۹) (۸۰۰) (۸۰۱) (۸۰۲) (۸۰۳) (۸۰۴) (۸۰۵) (۸۰۶) (۸۰۷) (۸۰۸) (۸۰۹) (۸۱۰) (۸۱۱) (۸۱۲) (۸۱۳) (۸۱۴) (۸۱۵) (۸۱۶) (۸۱۷) (۸۱۸) (۸۱۹) (۸۲۰) (۸۲۱) (۸۲۲) (۸۲۳) (۸۲۴) (۸۲۵) (۸۲۶) (۸۲۷) (۸۲۸) (۸۲۹) (۸۳۰) (۸۳۱) (۸۳۲) (۸۳۳) (۸۳۴) (۸۳۵) (۸۳۶) (۸۳۷) (۸۳۸) (۸۳۹) (۸۴۰) (۸۴۱) (۸۴۲) (۸۴۳) (۸۴۴) (۸۴۵) (۸۴۶) (۸۴۷) (۸۴۸) (۸۴۹) (۸۵۰) (۸۵۱) (۸۵۲) (۸۵۳) (۸۵۴) (۸۵۵) (۸۵۶) (۸۵۷) (۸۵۸) (۸۵۹) (۸۶۰) (۸۶۱) (۸۶۲) (۸۶۳) (۸۶۴) (۸۶۵) (۸۶۶) (۸۶۷) (۸۶۸) (۸۶۹) (۸۷۰) (۸۷۱) (۸۷۲) (۸۷۳) (۸۷۴) (۸۷۵) (۸۷۶) (۸۷۷) (۸۷۸) (۸۷۹) (۸۸۰) (۸۸۱) (۸۸۲) (۸۸۳) (۸۸۴) (۸۸۵) (۸۸۶) (۸۸۷) (۸۸۸) (۸۸۹) (۸۹۰) (۸۹۱) (۸۹۲) (۸۹۳) (۸۹۴) (۸۹۵) (۸۹۶) (۸۹۷) (۸۹۸) (۸۹۹) (۹۰۰) (۹۰۱) (۹۰۲) (۹۰۳) (۹۰۴) (۹۰۵) (۹۰۶) (۹۰۷) (۹۰۸) (۹۰۹) (۹۱۰) (۹۱۱) (۹۱۲) (۹۱۳) (۹۱۴) (۹۱۵) (۹۱۶) (۹۱۷) (۹۱۸) (۹۱۹) (۹۲۰) (۹۲۱) (۹۲۲) (۹۲۳) (۹۲۴) (۹۲۵) (۹۲۶) (۹۲۷) (۹۲۸) (۹۲۹) (۹۳۰) (۹۳۱) (۹۳۲) (۹۳۳) (۹۳۴) (۹۳۵) (۹۳۶) (۹۳۷) (۹۳۸) (۹۳۹) (۹۴۰) (۹۴۱) (۹۴۲) (۹۴۳) (۹۴۴) (۹۴۵) (۹۴۶) (۹۴۷) (۹۴۸) (۹۴۹) (۹۵۰) (۹۵۱) (۹۵۲) (۹۵۳) (۹۵۴) (۹۵۵) (۹۵۶) (۹۵۷) (۹۵۸) (۹۵۹) (۹۶۰) (۹۶۱) (۹۶۲) (۹۶۳) (۹۶۴) (۹۶۵) (۹۶۶) (۹۶۷) (۹۶۸) (۹۶۹) (۹۷۰) (۹۷۱) (۹۷۲) (۹۷۳) (۹۷۴) (۹۷۵) (۹۷۶) (۹۷۷) (۹۷۸) (۹۷۹) (۹۸۰) (۹۸۱) (۹۸۲) (۹۸۳) (۹۸۴) (۹۸۵) (۹۸۶) (۹۸۷) (۹۸۸) (۹۸۹) (۹۹۰) (۹۹۱) (۹۹۲) (۹۹۳) (۹۹۴) (۹۹۵) (۹۹۶) (۹۹۷) (۹۹۸) (۹۹۹) (۱۰۰۰) (۱۰۰۱) (۱۰۰۲) (۱۰۰۳) (۱۰۰۴) (۱۰۰۵) (۱۰۰۶) (۱۰۰۷) (۱۰۰۸) (۱۰۰۹) (۱۰۱۰) (۱۰۱۱) (۱۰۱۲) (۱۰۱۳) (۱۰۱۴) (۱۰۱۵) (۱۰۱۶) (۱۰۱۷) (۱۰۱۸) (۱۰۱۹) (۱۰۲۰) (۱۰۲۱) (۱۰۲۲) (۱۰۲۳) (۱۰۲۴) (۱۰۲۵) (۱۰۲۶) (۱۰۲۷) (۱۰۲۸) (۱۰۲۹) (۱۰۳۰) (۱۰۳۱) (۱۰۳۲) (۱۰۳۳) (۱۰۳۴) (۱۰۳۵) (۱۰۳۶) (۱۰۳۷) (۱۰۳۸) (۱۰۳۹) (۱۰۴۰) (۱۰۴۱) (۱۰۴۲) (۱۰۴۳) (۱۰۴۴) (۱۰۴۵) (۱۰۴۶) (۱۰۴۷) (۱۰۴۸) (۱۰۴۹) (۱۰۵۰) (۱۰۵۱) (۱۰۵۲) (۱۰۵۳) (۱۰۵۴) (۱۰۵۵) (۱۰۵۶) (۱۰۵۷) (۱۰۵۸) (۱۰۵۹) (۱۰۶۰) (۱۰۶۱) (۱۰۶۲) (۱۰۶۳) (۱۰۶۴) (۱۰۶۵) (۱۰۶۶) (۱۰۶۷) (۱۰۶۸) (۱۰۶۹) (۱۰۷۰) (۱۰۷۱) (۱۰۷۲) (۱۰۷۳) (۱۰۷۴) (۱۰۷۵) (۱۰۷۶) (۱۰۷۷) (۱۰۷۸) (۱۰۷۹) (۱۰۸۰) (۱۰۸۱) (۱۰۸۲) (۱۰۸۳) (۱۰۸۴) (۱۰۸۵) (۱۰۸۶) (۱۰۸۷) (۱۰۸۸) (۱۰۸۹) (۱۰۹۰) (۱۰۹۱) (۱۰۹۲) (۱۰۹۳) (۱۰۹۴) (۱۰۹۵) (۱۰۹۶) (۱۰۹۷) (۱۰۹۸) (۱۰۹۹) (۱۱۰۰) (۱۱۰۱) (۱۱۰۲) (۱۱۰۳) (۱۱۰۴) (۱۱۰۵) (۱۱۰۶) (۱۱۰۷) (۱۱۰۸) (۱۱۰۹) (۱۱۱۰) (۱۱۱۱) (۱۱۱۲) (۱۱۱۳) (۱۱۱۴) (۱۱۱۵) (۱۱۱۶) (۱۱۱۷) (۱۱۱۸) (۱۱۱۹) (۱۱۲۰) (۱۱۲۱) (۱۱۲۲) (۱۱۲۳) (۱۱۲۴) (۱۱۲۵) (۱۱۲۶) (۱۱۲۷) (۱۱۲۸) (۱۱۲۹) (۱۱۳۰) (۱۱۳۱) (۱۱۳۲) (۱۱۳۳) (۱۱۳۴) (۱۱۳۵) (۱۱۳۶) (۱۱۳۷) (۱۱۳۸) (۱۱۳۹) (۱۱۴۰) (۱۱۴۱) (۱۱۴۲) (۱۱۴۳) (۱۱۴۴) (۱۱۴۵) (۱۱۴۶) (۱۱۴۷) (۱۱۴۸) (۱۱۴۹) (۱۱۵۰) (۱۱۵۱) (۱۱۵۲) (۱۱۵۳) (۱۱۵۴) (۱۱۵۵) (۱۱۵۶) (۱۱۵۷) (۱۱۵۸) (۱۱۵۹) (۱۱۶۰) (۱۱۶۱) (۱۱۶۲) (۱۱۶۳) (۱۱۶۴) (۱۱۶۵) (۱۱۶۶) (۱۱۶۷) (۱۱۶۸) (۱۱۶۹) (۱۱۷۰) (۱۱۷۱) (۱۱۷۲) (۱۱۷۳) (۱۱۷۴) (۱۱۷۵) (۱۱۷۶) (۱۱۷۷) (۱۱۷۸) (۱۱۷۹) (۱۱۸۰) (۱۱۸۱) (۱۱۸۲) (۱۱۸۳) (۱۱۸۴) (۱۱۸۵) (۱۱۸۶) (۱۱۸۷) (۱۱۸۸) (۱۱۸۹) (۱۱۹۰) (۱۱۹۱) (۱۱۹۲) (۱۱۹۳) (۱۱۹۴) (۱۱۹۵) (۱۱۹۶) (۱۱۹۷) (۱۱۹۸) (۱۱۹۹) (۱۲۰۰) (۱۲۰۱) (۱۲۰۲) (۱۲۰۳) (۱۲۰۴) (۱۲۰۵) (۱۲۰۶) (۱۲۰۷) (۱۲۰۸) (۱۲۰۹) (۱۲۱۰) (۱۲۱۱) (۱۲۱۲) (۱۲۱۳) (۱۲۱۴) (۱۲۱۵) (۱۲۱۶) (۱۲۱۷) (۱۲۱۸) (۱۲۱۹) (۱۲۲۰) (۱۲۲۱) (۱۲۲۲) (۱۲۲۳) (۱۲۲۴) (۱۲۲۵) (۱۲۲۶) (۱۲۲۷) (۱۲۲۸) (۱۲۲۹) (۱۲۳۰) (۱۲۳۱) (۱۲۳۲) (۱۲۳۳) (۱۲۳۴) (۱۲۳۵) (۱۲۳۶) (۱۲۳۷) (۱۲۳۸) (۱۲۳۹) (۱۲۴۰) (۱۲۴۱) (۱۲۴۲) (۱۲۴۳) (۱۲۴۴) (۱۲۴۵) (۱۲۴۶) (۱۲۴۷) (۱۲۴۸) (۱۲۴۹) (۱۲۵۰) (۱۲۵۱) (۱۲۵۲) (۱۲۵۳) (۱۲۵۴) (۱۲۵۵) (۱۲۵۶) (۱۲۵۷) (۱۲۵۸) (۱۲۵۹) (۱۲۶۰) (۱۲۶۱) (۱۲۶۲) (۱۲۶۳) (۱۲۶۴) (۱۲۶۵)

دل فرس دامغان کی طرف روانہ ہوا کہ کن الدولہ بھی رہے سے اپنی فوجیں لے کر بڑھا اس دوران وشمگیر کی موت واقع ہو گئی۔

وشمگیر کی موت: وشمگیر کا واقعہ موت اس طرح پیش آیا کہ ایک دن وشمگیر کی خدمت میں چند گھوڑے پیش کئے گئے، وشمگیر نے ان میں سے ایک گھوڑا پسند کیا اور سوار ہو کر شکار کے لئے نکلا۔ اتفاق سے ایک جنگلی سور سامنے آ گیا وشمگیر نے تیار چلایا نشانہ خطا ہو گیا ادھر سور نے پیٹ کر حملہ کر دیا جس سے گھوڑا زخمی ہو کر گر پڑا اور وشمگیر زمین پر گر گیا اور مر گیا چنانچہ اس کے ساتھی منتشر ہو کر خراسان لوٹ آئے۔

ابوعلی بن الیاس: ابوعلی بن الیاس نے بنی سامان کی علم حکومت کے ماتحت کرمان پر قبضہ کر لیا تھا جیسا کہ حکمرانان بنی سامان کے حالات میں لکھا جا چکا ہے۔ کچھ عرصے بعد ابوعلی فاج میں مبتلا ہو گیا۔ جب بیماری نے طول پکڑا تو اپنے بیٹے السبع کو اور السبع کے بعد دوسرے بیٹے الیاس کو ولی عہد مقرر کیا اور چونکہ سلیمان اور السبع کے درمیان کشیدگی اور ناچاقی تھی اس لئے السبع کو یہ ہدایت کی کہ اپنے بھائی سلیمان کو با دروم کے مال زیر کنٹرول علاقوں کی نگرانی کرنے کو روم بھیج دینا۔ لیکن سلیمان اس پر راضی نہ ہوا اور علیحدہ ہو کر فوجیں مرتب کیں اور شیرخان پر حملہ کر کے قبضہ کر لیا۔ السبع کو یہ خبر ملی تو لشکر تیار کر کے شیرخان پر حملہ کر دیا مگر اس نے اسے گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد یہ موقع پا کر جیل سے بھاگ نکلا۔ لشکریوں نے جمع ہو کر دوبارہ اس کی اطاعت کی، اور اس کے باپ کی وجہ سے اس کی طرف مائل ہو گئے۔

السبع اور عضد الدولہ کی جنگ: اس واقعہ کے بعد ابوعلی خراسان چلا گیا۔ پھر خراسان سے امیر ابوالمحرث منصور کے پاس بخارا پہنچ گیا اور اسے رہے پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دی۔ جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں اس دوران ۳۵۶ھ کا دور آ گیا۔ اور اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد کرمان پر السبع کی خالص حکومت قائم ہو گئی۔ چونکہ عضد الدولہ کے بعد سرحدی علاقے السبع کے زیر کنٹرول علاقوں سے ملے ہوئے تھے اس لئے دونوں میں ایک قسم کی چپقلش چلی آرہی تھی رفتہ رفتہ اس چپقلش نے لڑائی کی صورت اختیار کر لی۔ عضد الدولہ کے بعض ساتھی السبع کے پاس چلے گئے اس سے السبع کی طاقت بڑھ گئی اس نے عضد الدولہ پر حملہ کر دیا۔ لیکن جنگ کے وقت السبع کے لشکر نے ہتھیار ڈال دیئے اور اکثر سرداروں نے بھی امن کی درخواست کر دی گنتی کے چند افراد اس کے پاس باقی رہ گئے مجبوراً اپنے اہل و عیال اور مال و اسباب کو لے کر بخارا چلا گیا۔

کرمان پر عضد الدولہ کا قبضہ: ادھر عضد الدولہ نے کرمان میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا اور اپنے بیٹے ابو الفوارس کو جاگیر میں دے دیا۔ یہ وہی ابو الفوارس ہے جس نے عراق پر اپنی حکومت کا جھنڈا گاڑا تھا اور شرف الدولہ کا لقب اختیار کیا تھا۔

عضد الدولہ کرمان پر قبضہ کرنے کے بعد کورتلکین بن خشان ❶: کو اپنا نائب بنا کر فارس واپس چلا گیا والی بختان نے اظہار اطاعت کا خط روانہ کیا اور عضد الدولہ کے نام کا خطبہ اپنے ہاں کی جامع مسجد میں پڑھا۔

السبع کی وفات: السبع، بخارا پہنچ گیا اور بنی سامان سے امداد مانگی بنی سان کو السبع کے قیام بخارا سے خطرہ پیدا ہو گیا لہذا حکمت عملی کے ساتھ بخارا سے نکال کر خوارزم بھیج دیا۔ السبع اپنے مال و اسباب کو کرمان چھوڑتے وقت اطراف خراسان میں چھوڑ آیا تھا۔ ابوعلی بن سکور کو اس کی اطلاع مل گئی اس نے قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد السبع کو خوارزم میں آشوب چشم کی شکایت پیدا ہوئی اور روز بروز آشوب چشم کی شکایت بڑھتی گئی۔ طبیبوں نے سرزد کی نصدا گئی اس کی موت کا ظاہری سبب بن گئی اس کے مرنے کے بعد کسی اور شخص کو الیاس کی اولاد میں سے کرمان کی حکومت نصیب نہ ہو سکی۔

حسنو یہ بن حسن کردی: حسنو یہ بن حسن کردی کو سرداروں میں سے ایک نامور سردار تھا۔ اس نے مضافات دینور پر قبضہ کر کے اپنی موت قائم کر دی تھی۔ جو قافلہ اس طرف سے گذرتا تھا اس سے جنگی وصول کرتا تھا۔ دیلمی فوجوں کو جو خراسان میں تھیں اس سے ہر وقت خط و رہتا تھا۔ خوارزم مدلولہ اس کی برائیوں سے ڈرتا رہتا تھا۔ اکثر مواقع پر دہب جاتا تھا۔

حسنو یہ اور سلار کی جنگ: اتفاقاً حسنو یہ اور سلار بن مسافر بن سلار کے درمیان جنگ ہو گیا جس سے ان کی فوجت پہنچ گئی۔ چنانچہ حسنو یہ

نے سلاہ کو شکست فاش دی اور اس کی لشکر گاہ اور سرداروں کا محاصرہ کر لیا۔ اس کے بعد حسوی نے لکڑی اور کوڑا جمع کرا کے آگ لگا دی، سلاہ کی فوج دریں کے سردار اپنی موت کا احساس کر کے حسویہ کے حکم سے قراقرز آئے حسویہ نے ان لوگوں کو گرفتار کر کے اکثر قتل کر دیا اس واقعہ سے رکن الدولہ کو دیلمیوں کی جانب داری اور ہم قوم ہونے کی وجہ سے انتقال کا جوش پیدا ہو گیا چنانچہ اپنے وزیر ابو الفضل بن عمید کو فوجیں مرتب کر کے حسویہ پر بیخار کرنے کا حکم دیا۔

ابن عمید کی وفات۔ چنانچہ ماہ محرم ۳۵۹ھ میں ابن عمید، حسویہ کی جانب روانہ ہو گیا چونکہ عارضہ نفرس میں ایک مدت سے مبتلا تھا۔ روزانہ سفر سے مرض کی شدت بڑھ گئی۔ میدان میں پہنچ کر اپنی وزارت کے چوبیسویں سال اس کا انتقال ہو گیا پھر اس کی جگہ اس کا بیٹا ابوالفتح قلمدان وزارت کا مالک بنایا۔ ایک نوجوان شیخ صوبہ، اور اخلاق حسنہ کا مالک شخص تھا۔ اس نے حسویہ سے وہ جس حال پر تھا صبح کر لی اور رکن الدولہ کی خدمت میں رہے واپس آ گیا۔

ابن عمید سیرت و کردار: وزیر السلطنت ابو الفضل ابن عمید ① مختلف علوم و فنون کا عالم، فصیح بلیغ کا تہ امور سیاست اور ملک داری سے کما حقہ واقف تھا۔ اس کے باوجود نہایت درجہ خلیق نرم مزاج اور شجاع بھی تھا۔ فنون جنگ کو خوب جانتا تھا۔ عضد الدولہ نے اسی سے سیاست کی تعلیم پائی تھی اور فنون جنگ میں اس کا شاگرد تھا۔

کرمان کی بغاوت:..... جب عضد الدولہ نے کرمان پر قبضہ کر لیا جیسا کہ آپ ابھی پڑھا آچکے ہیں تو پہاڑی جرگوں اور باد یہ نشینوں نے متحد ہو کر عضد الدولہ کی مخالفت اور بغاوت پر کمر باندھی لی ان میں ابوسعید اور اس کے بیٹے بھی تھے عضد الدولہ نے کورتلین بن نشتان حاکم کرمان کی مدد پر عابد بن علی کو مامور چنانچہ عابد بن علی فوجیں لیے کر حیرت ② کی طرف بڑھا اور ان باغیوں سے جنگ لڑی اور ان کو شکست دے کر نہایت بے رحمی سے پامال کیا تاہم گرامی کمندروں کو گرفتار کر کے قتل کر دیا انہی مقتولوں میں ابوسعید کا بیٹا بھی تھا اس کے بعد عابد بن علی نے ان کا تعاقب کیا اور کئی بار ان پر حملہ آور ہوا اور انہیں اچھی طرح پامال کیا۔ لوٹ مار کرتا ہوا ہر مزبک پہنچ گیا اور اس پر بھی قبضہ کر لیا۔ تبریز اور مکران پر متصرف ہو گیا ان میں سے ایک ہزار افراد کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ مجبور ہو کر ان سب نے اطاعت قبول کر لی اور حدود اسلام قائم رکھنے پر راضی ہو گئے۔

کرمان پر عضد الدولہ کا حملہ:..... اس کے بعد عابد بن علی نے ایک دوسرے گروہ کی سرکوبی کے لئے لشکر تیار کیا جو حرومہ اور جاسکیہ کے نام سے مشہور تھے یہ لشکر اور دریا میں رہتی کرتے۔ دن دھاڑے مسافروں کے قافلوں کو لوٹ لیتے تھے۔ سلیمان بن ابوعلی بن الیاس ان کی پشت پناہی کر رہا تھا۔ جب عابد بن علی نے ان پر حملہ کیا اور طاقت کے زور سے پامال کرنے لگا تو انہوں نے بھی علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی۔ جس سے ایک مدت تک ان ممالک میں امن و امان قائم رہا کچھ عرصے بعد پھر وہی بلوائی متحد ہو گئے اور رہتی شروع کر دی۔

باغیوں کی گوشمالی: ذیقعدہ ۳۶۰ھ میں عضد الدولہ ان لوگوں کی گوشمالی کے لئے کوچ و قیام کرتا ہوا کرمان تک پہنچا عابد بن علی کو ان پر حملہ کرنے کی غرض سے بڑھنے کا حکم دیا۔ عابد بن علی نے نہایت تیزی سے جنگ کا آغاز کر دیا۔ بلوائی ایک تنگ و تاریک درہ میں اس خیال سے کہ یہ ان کو حملہ آوروں کے حملہ سے بچالے گا داخل ہو گئے۔ لیکن عضد الدولہ کی فوج نے انہیں وہاں بھی چھین نہ لینے دیا۔ ماہ ربیع الاول ۳۶۱ھ میں پوری طاقت سے حملہ کیا۔ ایک شب دروز تو استقلال اور مردانگی سے مقابلہ کرتے رہے بلا خرباشام ہوتے ہوتے شکست کھا کر بھاگ گئے۔ بڑے بڑے سورہ مارے گئے بچے عورتیں لونڈی اور غلام بنائے گئے۔ معدود گنتی کے چند لوگوں کی جانیں بچیں۔ امن مانگا۔ امن دے دیا گیا۔ اور ان پہاڑوں سے جد وطن کر کے دوسرے مقام پر بھیج دیئے گئے عضد الدولہ نے ان مقامات میں کاشتکاروں کو آباد کیا۔ جنہوں نے اپنے زور بازو سے زمین کو آباد و سرسبز بنایا۔ عابد بن علی ان باد یہ نشین بلوائیوں پر برابر حملہ کرتا رہا یہاں تک کہ ان کا نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹ گیا اور فتنہ و فساد فرو ہو گیا۔

① اس کا پورا نام محمد بن حسین بن محمد بن عمید تھا۔ عمید اس کے والد کا ذکر تھا۔ ۳۲۱ھ میں پہلی مرتبہ آل عمید کا تذکرہ منظر عام پر آیا۔ اس وقت عمید و شمیر کا وزیر تھا۔ دیکھیں تاریخ الکامل ۳۲۱ھ کے واقعات۔ ② کرمان کے آس پاس کے علاقوں میں ایک بڑا شہر ہے۔

ابوالفضل عباس کی ریشہ وراثت کا مالک تھا۔ اس کے برتاؤ نہایت سختی کے تھے رعایا کے ساتھ بے حد ظلم کرتا تھا۔ لوگوں کے مال و اسباب کو چھین لیتا تھا دینی امور میں تفریط سے کام لیتا تھا۔ اس نے اپنی وزارت کے زمانہ میں محلہ کرخ بغداد میں آگ لگوا دی تھی۔ جس میں تقریباً بیس ہزار آدمی جل گئے تین سو دکانیں جل کر خاک ہو گئی تینتیس (۳۳) مسجدیں شہید ہوئیں۔ جتنا مال و اسباب جلا اس کا کوئی شمار بھی نہیں اس محمہ کے رہنے والے تمام لوگ شیعہ تھے۔

محمد بن بقیہ: محمد بن بقیہ ایک کفایت شعار ذہین کسان پیشہ شخص تھا کسی ذریعہ سے عزالدولہ تک رسائی ہو گئی اس نے باور چچانہ کی ملازمت کر لی۔ اپنے سر پر خان لاتا اور عزالدولہ کو کھانا کھلاتا تھا۔ پھر جب وزیر السلطنت ابوالفضل کی حالت ابتر ہوئی اور مطالبات کی زیادتی ہوئی اخراجات دو گئے تنگے ہو گئے آمدی کافی نہ ہونے لگی تو عزالدولہ نے اسے معزول کر دیا اور اس سے تمام مصاحبوں اور حامیوں سے بہت سارے پیہ بھور جرمانہ وصول کیا۔ محمد بن بقیہ کے اچھے دن آ گئے تھے چنانچہ قلمدان وزارت اس کے حوالہ کر دیا۔ کام کاج جیسا چاہئے چھنے لگا۔ جرمانہ کی وجہ سے بد نظمیں دور ہو گئی۔ تھوڑے دنوں کے بعد جب یہ روپیہ خرچ ہو گیا تو پھر وہی ابتری پیدا ہو گئی فوجی سپاہیوں نے لوٹ مار شروع کر دی۔ لٹیروں اور بازار یوں کا شر پھیل گیا۔ سارا بغداد فساد فتنہ سے بھر گیا۔ عزالدولہ اور ترکوں میں مال کی کمی کی وجہ سے ان بن ہو گئی۔

سبکتگین اور عزالدولہ: ان دنوں ترکوں کا سردار سبکتگین تھا سبکتگین کی نفرت اور کشیدگی حد سے بڑھ گئی۔ محمد بن بقیہ نے درمیان میں پڑ کر صفائی کرانے کی کوشش کی اور سبکتگین کو سمجھا بھجا کر عزالدولہ کے پاس لے آیا اور مصالحت کرادی ترکوں کی ایک جماعت سبکتگین کے ساتھ عزالدولہ کے پاس آئی تھی۔ ایک دیلمی غلام نے سبکتگین پر حملہ کر دیا۔ سبکتگین نے اپنے غلاموں کو لٹکارا۔ غلاموں نے دیلمی غلام کو گرفتار کر لیا سبکتگین کو اس سے شبہ پیدا ہوا کہ غالباً عزالدولہ کی سازش سے دیلمی غلام نے یہ حرکت کی ہے سبکتگین نے اس غلام کو عزالدولہ کے پاس بھیج دیا چنانچہ عزالدولہ نے اسے قتل کر دیا۔ اس سے سبکتگین کا شبہ اور قوی ہو گیا یہ خیال قائم کر لیا کہ عزالدولہ نے اس کو راز کے خیال سے قتل کیا ہے۔ اس وجہ سے آپس میں نفرت بڑھ گئی اور فتنہ کا دروازہ کھل گیا۔ دیلم نے سبکتگین کو قتل کرنے پر کمر باندھ لی مگر عزالدولہ نے انہیں بہت سارے روپیہ دیکر راضی کر لیا۔ فتنہ ختم ہو گیا۔

ابوتغلب بن ناصر الدولہ: جس وقت ابوتغلب بن ناصر الدولہ ہمدان نے اپنے باپ کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور حکومت موصل کا تنہا مالک بن بیٹھا تو اس کے بھائیوں نے ہر طرف سے اس کی مخالفت کا علم بلند کر دیا۔ احمد اور ابراہیم (یہ دونوں ابوتغلب کے بھائی تھے) عزالدولہ کے پاس پہنچ گئے اور اپنے بھائی کے مظالم بیان کر کے امداد کی درخواست کی عزالدولہ نے مدد دینے کا وعدہ کیا اور یہ وعدہ کیا کہ میں تمہارے ساتھ چل کر تمہارے علاقے کو تمہیں دلا دوں گا لیکن پھر کسی وجہ سے یہ وعدہ ایفانہ کر سکا، ابراہیم اپنے بھائی ابوتغلب کے پاس گیا اتنے میں وہ زمانہ آ گیا کہ محمد بن بقیہ کو قلمدان وزارت دیا گیا تھا اور ابوالفضل معزول کر دیا گیا تھا۔

موصل پر عزالدولہ کا قبضہ: چنانچہ محمد بن بقیہ نے ابوتغلب کو خط لکھا، ابوتغلب نے القاب و آداب کم لکھے۔ اس بنا پر ابن بقیہ نے عزالدولہ کو

① ابن اثیر نے بھی اسی طرح تحریر کیا ہے، جبکہ ہمارے پاس جدید عربی ایڈیشن (ج ۴ ص ۴۸۸) ابوالفضل العباس تحریر ہے۔ ② یہ بغداد کے ایک فوجی شہر "اونان" میں تھی بڑی کرتا تھا اور اونا بغداد سے نکمریت کی طرف ۷ فرسخ کے فاصلہ پر واقع تھا۔ معزالدولہ کے زمانہ میں نکمریت میں بھی کام کرتا رہا۔ اور اس کی وفات کے بعد عزالدولہ کے باورچی خانہ کا مگر بننا اور اس کا اثر سوخ اتنا بڑھا کہ اس کے بغیر کسی اور ذریعہ سے عزالدولہ تک پہنچنا ممکن ہی نہ تھا۔ عزالدولہ نے وزارت اس کے حوالہ کی۔ سبکتگین نے بھی اس کی تائید کی۔ لوگوں کی زبان پر ایک عربی مقولہ "من الفھارۃ الی الوزارۃ" یعنی وزارت سے وزارت تک مشہور ہو گیا۔ دیکھیں (النجوم الزاہرۃ ج ۳ ص ۶۶) اور وفیات رعیان ج ۴ ص ۲۰۳۔ ③ یہاں عربی میں عین رول کا لفظ ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ فوج کا وہ شعبہ جو پولیس کی خدمات انجام دے۔ اس کی تعریف پہلے بھی گزر چکی ہے۔ یہ بالکل منفری پولیس کی مانند سمجھیں۔ ثناء اللہ محمود۔ ④ یہ واقعہ ۳۵۶ھ ماہ جمادی الاولیٰ بروز ہفتہ کا ہے۔ گرفتاری کا سبب یہ تھا کہ ناصر الدولہ عمر زیادہ ہونے کی وجہ سے بداخلاق ہو گیا تھا۔ اپنی اور دوا اپنے مصاحبوں کے ساتھ سختی کے ساتھ پیش آتا تھا۔ ان کے اغراض اور مقاصد کی مخالفت کرتا تھا۔ اس لئے ابوتغلب نے حملہ کر کے گرفتار کر لیا اور قلعہ میں قید کر دیا (دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر ج ۸ ص ۲۳۹) مترجم۔

موصل پر قبضہ کرنے کے لئے ابھار دیا۔ چنانچہ عزالدولہ فوجیں مرتب کر کے (نویں ربیع الثانی ۳۶۳ھ کو مقام دیر اہلی) موصل پہنچ گیا۔ بوتغلب، اس سے مصحح ہو کر موصل چھوڑ کر سنجاہ چلا گیا۔ سد غلہ، خزانہ اور ریکارڈ سے موصل کو خالی کر دیا۔ پھر سنجاہ سے دار الخلافہ بغداد روانہ ہو گیا۔ اس نے راستہ میں کسی سے معترض نہ ہوا بلکہ یہ اور اس کے سارے ساتھی اپنی ضرورت کی چیزوں کو اسی قیمت پر خریدا کرتے تھے جس قیمت پر عوام خریدتے تھے۔ عزالدولہ نے بھی بوتغلب کے پیچھے پیچھے اپنے وزیر السلطنت محمد بن بقیہ اور حاجب سبکتگین کی سرکردگی میں فوجیں روانہ کر دیں، وزیر سلطنت محمد بن بقیہ، بغداد میں داخل ہو گیا اور حاجب سبکتگین ۱۰ حرابی میں ٹھہر گیا۔

مغربی بغداد میں شیعہ سنی فساد: اس وقت ابوتغلب بغداد کے قریب پہنچ گیا تھا۔ بازار یوں اور فتنہ پردازوں کی بنائی شورش پیدا ہوئی۔ شیعوں اور سنیوں میں بھی جھگڑا ہو گیا۔ جنگ جمل ۱۰ کی نقالی کی سب فتنہ و فساد دار الخلافہ بغداد کی ”غربی جانب برپا ہو رہا تھا۔ مشرقی بغداد میں امن و امان تھا۔

عزالدولہ اور ابوتغلب کی صلح: ابوتغلب کو دار الخلافہ بغداد کے قریب پہنچ کر محمد بن بقیہ وزیر اور سبکتگین حاجب کے بغداد پہنچ جانے کا واقعہ معلوم ہوا، ابوتغلب نے مصححاً بغداد سے لوٹ کر سبکتگین کے قریب مقام حرابی میں قیام کیا چنانچہ دونوں میں ہلکی سی جھڑپ ہوئی۔ پھر دونوں نے درپردہ سازش کر دی۔ اور طے یہ پایا کہ خلیفہ کو معزول کر دیا جائے۔ اور اس کی جگہ کسی دوسرے شخص کو تخت پر خلافت پر متمکن کیا جائے، وزیر محمد بن بقیہ اور عزالدولہ کو گرفتار کر لیا جائے اور جب یہ سب باتیں ہو جائیں تو حکومت کی باگ ڈور حاجب سبکتگین کو دی جائے اور ابوتغلب موصل کی حکومت پر چڑ جائے لیکن سبکتگین فتنہ کے خیال سے اس سے رک گیا اتنے میں وزیر ابن بقیہ آ گیا پھر دونوں مل گئے اور امور سلطنت انجام دینے لگے۔ ابوتغلب صلح کا پیغام دیا۔ چنانچہ ابوتغلب نے پرانے خراج کے علاوہ تین ہزار من غلہ دینے کا وعدہ کیا۔ شرائط صلح میں یہ بھی تھا کہ اپنے بھائی حمدان کو اس کے عقد اور اداک سوائے ماردین کے دیدے صلح نامہ کی تکمیل ہونے کے بعد سبکتگین نے عزالدولہ کو اس سے مطلع کیا اور موصل سے واپس آنے کو کھدور ابوتغلب بغداد سے موصل پہنچ گیا۔ عزالدولہ موصل کی دوسری جانب پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا۔

اہل موصل کے نزدیک عزالدولہ کی پزیرائی: اہل موصل ابوتغلب کو دیکھ کر اظہار محبت کرنے لگے۔ کیونکہ ان کو اس کی عدم موجودگی میں عزالدولہ کی فوج کے قیام کی وجہ سے بہت دقتیں پیش آئی تھیں عزالدولہ کو اس سے خطرہ پیدا ہو گیا۔ چنانچہ دوبارہ صلح نامہ لکھا گیا اور اہل موصل کو بھی صلح میں شامل کیا گیا اس مرتبہ ابوتغلب نے یہ بھی شرط لکھوائی تھی کہ میں آئندہ سے خود کو سلطان کا لقب دوں گا اور میری بیوی (دختر عزالدولہ) مجھے دیدی جائے۔ چنانچہ صلح ہو جانے کے بعد عزالدولہ واپس چلا گیا اہل موصل نے گھی کے چراغ جلانے پورے شہر میں چراغاں کیا گیا۔

ابوتغلب کی وعدہ شکنی اور اطاعت: عزالدولہ راستہ ہی میں تھا کہ اس کو یہ خبر ملی کہ موصل میں جتنے اس کے حامی اور دوست تھے ان کو ابوتغلب نے قتل کر دیا ہے اس نے یہ خبر کون کر مقام کھیل میں قیام کر دیا اور اپنے وزیر محمد بن بقیہ اور حاجب سبکتگین کو موصل پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اور خود بھی کھیل سی موصل کی جانب لوٹ پڑا (اعلیٰ پہنچ کر پڑاؤ کیا) ابوتغلب نے عزالدولہ کی خدمت میں اپنے کاتب ابن عرس اور اپنے مصاحب بن حوقل کو معذرت کی غرض کے لئے بھیجا اور یہ کہلوا یا کہ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میری لاعلمی میں یہ واقعہ ہو گیا ہے عزالدولہ نے اس کی معذرت کو منظور و قبول کر دیا چنانچہ مصاحبت بدستور قائم رہی۔ عزالدولہ بغداد واپس گیا اور ابوتغلب موصل میں واپس آ گیا پھر عزالدولہ نے اپنی بیٹی (زوجہ بوتغلب) کو ابوتغلب کے پاس بھیج دیا۔ چنانچہ ان دونوں کی صلح اسی پر قائم اور مستحکم ہو گئی۔

ترکوں اور دیلمیوں میں فتنہ: عزالدولہ اور اس کے باپ معزالدولہ کی فوج میں دو قوتیں تھیں ایک تو دیلم تھے جو اسی کی قوم تھی اور دوسرے ترک

۱۰ نسخ میں عربی کے بجائے مجددی تحریر ہے، جو درست نہیں۔ دیکھیں (تاریخ الکامل ج ۵ ص ۳۸۶)۔ ۱۱ سنیوں نے ایک عورت کو انٹنی پر سوار کر دیا۔ ابن کادمرہ شریف۔ اور ان میں سے کوئی طبع بنانا اور کوئی زیر بنا۔ اسی طرح شیعوں نے بھی ایک شخص کو حضرت علی بنایا۔ غرض اسی خرافات تماشے بنا کر دونوں فریق خوب بُرے۔ یہ لکھنے والے ۳۰۰-۳۰۱ء میں۔ (دیکھیں تاریخ الکامل ج ۸ ص ۲۳۹)۔ مترجم۔

تھے جو اس کے پاس پناہ گزین ہوئے تھے۔ فوج کی تعداد زیادہ ہو گئی تھی۔ اخراجات کی کوئی انتہا نہ تھی آمدنی کی کمی سے تنگی ہونے لگی۔ فوجیوں نے شور و شغب مچایا اور ہڑپتے ہوئے موصل کی طرف گئے۔ مگر موصل سے کچھ ہاتھ نہ لگا۔ تب اہواز کی جانب متوجہ ہوئے۔ کہ والی اہواز سے کچھ حاصل کریں۔ عزالدولہ ان کے ساتھ ساتھ سبکتگین بغداد میں رہ گیا تھا۔ چنانچہ اہواز پہنچے تو گورنر اہواز نے بہت سامان بے شمار رو بہ اور قیمتی قیمتی تحائف و ہدایا پیش کئے جس سے عزالدولہ کی آنکھیں چکا چوند ہو گئیں اس فکر میں ڈوب گیا کہ کسی طرح اہواز پر قبضہ کر لینا چاہئے۔

ترکوں کا قتل عام بکرا بھی کسی نتیجہ پر نہیں پہنچا تھا کہ اتفاقاً ایک دیلمی اور ایک ترکی غلام کا کچھ جھگڑا ہو گیا۔ دونوں نے اپنی اپنی قوم کو پکارا۔ ترکی اور دیلمی مسلح ہو کر نکل پڑے۔ قتل و خونریزی کا بازار گرم ہو گیا۔ عزالدولہ نے فتنہ و فساد فرو کرنے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکا دیلم نے یہ رائے دی کہ ترکوں کو مصالحت کے بہانے سے بلا کر قید کر لیجئے تو فتنہ و فساد فرو ہو جائے گا۔ عزالدولہ نے اس رائے کے مطابق روساء اور سرداران ترک و بلر قید کر دیے۔ دیلم کی جان میں جان آئی، آزاد ہو گئے لہذا ترکوں کو جی کھول کر لوٹا قتل کیا، پامال کیا۔ ترک بغیر سردار کے ہو گئے تھے لہذا پریشان ہو کر متفرق اور منتشر ہو گئے ادھر بصرہ میں اعلان کر دیا گیا کہ اگر ترکوں کا خون مباح ہے۔ جہاں پاؤ قتل کر ڈالو۔ کوئی مقام ایسا نہ تھا جہاں پر ترک قتل نہ کئے گئے ہوں۔

سبکتگین کے خلاف سازش: سبکتگین کے علاقوں اور جاگیروں پر عزالدولہ نے قبضہ کر لیا۔ اور اپنی ماں اور بھائیوں کو دار الخلافہ بغداد میں پوشیدہ طور سے کھلوادیا کہ تم لوگ یہ مشہور کر کے عزالدولہ مر گیا ہے رونا پینا شروع کرو سبکتگین یہ سن کر تعزیت کے لئے ضرور آئے گا۔ اور جب وہ تعزیت کے لئے آئے تو گرفتار کر لیا۔ عزالدولہ کے بھائی اور ماں نے اس ہدایت کے مطابق گریہ و زاری سے ایک شور برپا کر دیا۔ مگر سبکتگین کو اس کا یقین نہ ہوا۔ تجسس کرنے لگا عقدہ یہ کھلا کہ یہ سب فریب و مکر ہے۔ اس کے پردے میں کوئی راز ہے چنانچہ سبکتگین نے سن مگن لینے کی غرض سے ابو اسحاق (عزالدولہ کے بھائی) کو بلوایا مگر ماں نے روک دیا۔ اتنے میں ترکوں کا اچھی پہنچ گیا اور اس نے سارا قصہ گوش گزار کر دیا۔

عزالدولہ کی املاک کا محاصرہ اور قبضہ: چنانچہ اسی وقت سبکتگین نے سوار ہو کر ترکی فوج کو اپنے ساتھ لیا اور عزالدولہ کے مکان کا چارے صرہ کر لیا۔ دو دن تک محاصرہ کئے رہا۔ تیسرے دن آگ لگا دی۔ ابو اسحاق اور ابو طاہر بن معز الدولہ کو گرفتار کر کے واسطہ بھیج دیا۔ اور عزالدولہ کے سرے مال و اسباب اور مکانات پر قبضہ کر لیا۔ دیلم کے مکانات میں ترکوں کو ٹھہرایا۔ عوام الناس بھی سبکتگین کی مدد پر اٹھ کھڑے ہوئے۔ سنی شیعہ سے بھڑ گئے۔ کرخ کو جلا دیا جہاں پر شیعوں کی آبادی تھی۔ اور اپنے دلوں کا غبار خوب جی کھول کر نکالا ①۔

ترکوں کی بغاوت: عزالدولہ اور سبکتگین میں بگاڑ پیدا ہونے پر ترکوں نے ہر شہر میں بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیا۔ چاروں طرف بد امنی پھیل گئی۔ عزالدولہ کے خادموں اور غلاموں نے بھی ترکی نسل ہونے کی وجہ سے کام چھوڑ دیا۔ اور باغی ہو گئے بصرہ سے ترکوں کے بڑے بڑے مشائخ، عزالدولہ کے پاس آئے اور اس کو اس کے ان افعال پر جو اس نے ترکوں کے ساتھ کئے تھے ملامت کی، ناراضگی کا اظہار کیا۔ دیلم کے سرداروں نے بھی، سے نصیحت کی اور اس خیل سے کہ ترکوں کا جوش تم ہو جائے گا ترکوں کو قید سے رہا کر دینے کی رائے دی۔ لہذا عزالدولہ نے ان لوگوں کے سمجھانے سے ترکوں کو قید سے رہا کر دیا آزاد رویہ (ترکوں کے سردار) کو رہا کر کے سبکتگین کے بجائے سپہ سالار لشکر بنایا۔ لیکن اس پر بھی ترکوں کا جوش کم نہ ہوا سرے ملک میں فتنہ و فساد برپا تھا۔ امن و امان کا نام و نشان تک باقی نہ رہا تھا۔

عزالدولہ کی پریشانی: تب عزالدولہ نے پریشان ہو کر چچا رکن الدولہ اور اس کے بیٹے عضد الدولہ کو ان حالات سے مطلع کیا اور امداد کی درخواست کی، ابو تغلب بن حمدان سے امداد مانگی اور یہ لکھا کہ اگر آپ اس وقت میری مدد کے لئے آجائیں گے تو میں آپ کا سامانہ خراج معاف کر دوں گا عمران بن شاہین سے بھی مدد کی درخواست کی چنانچہ رکن الدولہ نے ایک لشکر وزیر السلطنت ابو الفتح ابن عمید کی کمان میں روانہ کیا اور اپنے بیٹے عضد الدولہ کو حکم دیا کہ تم فوجیں لے کر وزیر السلطنت کے ساتھ عزالدولہ کی کمک کو روانہ ہو جاؤ۔ عضد الدولہ اس حکم کے مطابق روانہ ہو گیا لیکن کچھ دور چل کر اس انتظار میں ٹھہر گیا کہ عزالدولہ کے حالات ذرا اور بگڑے تو میں عراق پر قبضہ کر لوں۔ ابو تغلب نے عزالدولہ کے لکھنے پر اپنے بھائی ابو

عبداللہ حسین بن حمدان کو ایک بڑی فوج کے ساتھ روانہ کر دیا چنانچہ ابو عبد اللہ نے تکریت میں پہنچ کر قیام کیا، اور بغداد سے سبکتگین اور ترکوں کے نکلنے کا انتظار کرنے لگا۔

معزول خلیفہ مطیع اور سبکتگین کی وفات:۔۔۔ الغرض سبکتگین ترکوں کے ساتھ بغداد سے نکل کر واسط کی طرف عزالدولہ سے جنگ کرنے روانہ ہوا۔ خلیفہ مطیع جس کو اس نے تخت خلافت پر پہنچایا تھا اور اس کے باپ معزول خلیفہ مطیع کو بھی اپنے ساتھ لے لیا۔ (دیر عاقول پہنچ کر معزول خلیفہ مطیع کا انتقال ہو گیا۔ سبکتگین بھی یہ رہ کر مر گیا۔ دونوں کے جنازے بغداد میں لا کر دفن کئے گئے اس کے بعد ترکوں نے سبکتگین کے بجائے اچمتگین کو اپنا سردار بنایا اور حواء واسط پہنچ گیا عزالدولہ واسط ہی میں تھا اس کا محاصرہ کر لیا۔ پچاس دن تک مسلسل لڑائی ہوتی رہی۔ ہر لڑائی میں کامیابی کا جھنڈا ترکوں ہی کے ہاتھ میں رہا۔ عزالدولہ سخت مصیبتوں میں گھر گیا تھا۔ عضدولہ کے پاس بار بار خط بھیجتا اور اپنی مدد کے لئے اس کو تیار کرنے کی کوشش کرتا رہا۔

عضدالدولہ اور ترکوں کی جنگ:۔۔۔ جب عضدالدولہ کو معتبر ذرائع سے یہ معلوم ہو گیا کہ عزالدولہ ترکوں کے ہاتھوں بہت تنگ آ گیا ہے، تو واسط کے لئے روانہ ہوا۔ لشکر فارس اس کے قافلے میں تھے۔ ابوالقاسم ابن عمید اس کے باپ کا وزیر السلطنت بھی اہواز اور رے کی افواج کے ساتھ اس کے ہمراہ تھا۔ اچمتگین اور ترکوں نے یہ خبر سن کر واسط سے دارالخلافہ بغداد کی جانب مراجعت کی، ابوتغلب اس وقت بغداد ہی میں تھا۔ یہ خبر سن کر ابوتغلب نے بغداد چھوڑ دیا۔ اتنے میں اچمتگین بغداد میں داخل ہو گیا عزالدولہ نے طبر (یا ضہ بن مجد) اسدی (والی عین اسمر اور بنی شیبان) کو لکھا کہ تم لوگ دارالخلافہ بغداد میں رسد کی آمد روک دو۔ اس سے بغداد میں کھانے کی چیزوں کی قیمتیں بجد بڑھ گئیں۔ لوگ بھوکوں مرنے لگے۔ پھر عضدالدولہ نے مشرقی بغداد میں قیام کیا اور عزالدولہ مغربی بغداد میں اترا۔ اچمتگین اور ترکوں نے بغداد سے نکل کر معرکہ کارزار گرم کر دیا، پندرہ ہوں جمادی الثانی ۶۳۶ھ میں دیالی اور مدائن کے درمیان عضدالدولہ کے لشکر سے مقابلہ ہوا۔ بہت بڑی لڑائی ہوئی جس میں ہزاروں جانیں کام آگئیں سیکڑوں ترک دجلہ میں ڈوب کر مر گئے، بالآخر ترکوں کو شکست ہو گئی اور وہ تکریت کی جانب بھاگ گئے اور عضدالدولہ نے دارالخلافہ بغداد میں داخل ہو کر محل سرائے شاہی میں قیام کیا۔

خلیفہ طائع کی بغداد واپسی:۔۔۔ اس واقعہ کے بعد عضدالدولہ نے اچمتگین اور ترکوں سے خلیفہ طائع کی واپسی کا مطالبہ کیا جس کو اچمتگین اور ترک بغداد سے زبردستی اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ ترکوں نے عضدالدولہ کے اس مطالبہ پر خلیفہ طائع کو بغداد واپس بھیج دیا۔ آٹھویں رجب کو دجلہ کے راستے خلیفہ طائع، بغداد پہنچا۔ چنانچہ عضدالدولہ نے نہایت خوشی سے استقبال کیا۔ محل سرائے خلافت میں لا کر ٹھہرایا۔

عضدالدولہ کی چالاکی:۔۔۔۔۔ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ عضدالدولہ کی یہ ساری کارروائیں محض اس غرض کے لئے تھیں کہ مجھے عراق کی حکومت مل جائے لیکن ساتھ ہی اپنے باپ رکن الدولہ سے بھی ڈرتا تھا کہ کہیں اس کے خلاف مزاج نہ ہو۔ کیونکہ وہ (اپنے بھتیجے عزالدولہ سے بے حد پیار کرتا تھا۔ اس لئے عضدالدولہ نے لشکریوں کو ابھارا۔ لشکریوں نے تنخواہیں بڑھانے اور انعامات کے مطالبات پیش کئے۔ اور ہلڑ مچا دیا۔ غریب عزالدولہ کے پاس کیا تھا، نام کی حکومت اس کے قبضہ میں تھی اور خزانہ خالی پڑا تھا۔ خراج کہیں سے آتا نہ تھا۔ ملک ویران کھیتیں برباد تھیں، عضدالدولہ نے یہ رنگ دیکھ کر کہلوا یا ”بھائی جان! آپ نے ناحق اپنے کو ان مصیبتوں میں گرفتار کر رکھا ہے۔ آپ امامت سے مستغنی ہونے کا اظہار تو کیجئے ابھی ابھی لشکریوں کے ہوش درست ہو جائیں گے میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں درمیان میں پڑ کر لشکریوں سے صلح کرادوں گا۔

عزالدولہ کی گرفتاری: عزالدولہ اس بہکاوے میں آ گیا۔ امارت سے مستغنی ہو کر دارالامارت کے دروازے بند کر دئے۔ عضدالدولہ نے عزالدولہ کے کمندروں کی موجودگی میں عزالدولہ کو بظاہر ان معاملات کے سلجھانے کو لکھا اور درپردہ یہ کہلوا دیا کہ ”آپ اس سے انکار کر جائیے اور معاملات کے سلجھانے پر ہرگز رضامندی ظاہر مت کیجیے گا“ میں آپ کا ہر طرح سے معین و مددگار ہوں“ تین دن تک کاغذی گھوڑے دوڑتے

۱۔ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (ج ۳ ص ۴۵) پر اچمتگین تحریر ہے۔ جبکہ (تاریخ الکامل) اچمتگین اور (تاریخ اخبار القرامطہ ص ۶۵) پر اچمتگین در اس کے حاشیہ میں تحریر ہے کہ صحیح لفظ اچمتگین ہے، بمعنی زبردست بندہ۔

رہے۔ وہ ادھر لشکریوں کو ابھار رہا تھا کہ تم لوگ اپنے مطالبات سے دست بردار نہ ہونا، اور ادھر عزالدولہ کو یہ سمجھا رہا تھا کہ تم اپنی بات پراڑے رہو۔ ابھی ان لشکریوں کا مزاج درست ہو جائے گا۔ بالآخر جب شور و شغب اور فتنہ و فساد تک نوبت پہنچ گئی تو عضدالدولہ نے عزالدولہ کو گرفتار کر لیا اور لشکریوں کو جمع کر کے ان کے مطالبات سنے، عزالدولہ کی مجبوری اور امارت سے استعفاء دینے کو ظاہر کیا۔ لشکریوں کو تسلی دی، انعامات دینے کا وعدہ کیا اور تنخواہیں بڑھانے کا وعدہ کیا اس سے شور و غل ختم ہو گیا۔

عضدالدولہ اور خلیفہ طائع۔ چونکہ خلیفہ کو عزالدولہ سے دلی رنجش تھی اس لئے عزالدولہ کی گرفتاری سے بے حد خوش ہوا۔ اور عضدالدولہ سے پس مبارک باد دینے لگا۔ عضدالدولہ اسی تعظیم و تکریم سے پیش آیا جو خلفاء بغداد کی کمزوری کی وجہ سے متروک ہو گئی تھی۔ اس کے بعد دار الخلافہ بغداد کی درستی کی طرف متوجہ ہوا۔ مسلسل فسادات سے جو عمارتیں خراب و مسمار ہو گئی تھیں ان کے بننے کا حکم دیا خلیفہ کے خاص مقبوضات کی حمایت پر کمر باندھی قیمتی قیمتی تحائف دربار خلافت میں پیش کئے۔

ابن بقیہ اور عضدالدولہ کی جنگ۔ (عزالدولہ) کا بیٹا مرزبان، بصرہ کا حاکم تھا اسے جب اس کے باپ عزالدولہ کی گرفتاری کی خبر ملی تو بے حد رنجیدہ ہوا اور عضدالدولہ کی مخالفت پر اٹھ کھڑا ہوا۔ رکن الدولہ کی خدمت میں عضدالدولہ اور وزیر ابن عمید کی شکایت کا خط روانہ کیا۔ حمایت اور امداد کی درخواست کی۔ رکن الدولہ یہ خبر سن کر بے ہوش ہو کر تخت سے گر پڑا۔ مدتوں اس صدمہ و رنج سے بیمار رہا۔ ادھر محمد بن بقیہ، عزالدولہ کی گرفتاری کے بعد عضدالدولہ کی خدمت میں رہنے لگا۔ عضدالدولہ نے اسے واسطہ کی حکومت پر متعین کر دیا، چنانچہ جب محمد بن بقیہ، واسطہ پہنچا، اور حکومت واسطہ اپنے ہاتھ میں لی۔ تو عزالدولہ کی گرفتاری کی وجہ سے عضدالدولہ سے باغی و مخالف ہو گیا، عمران بن شاہین کو عضدالدولہ کے مکر و فریب اور عزالدولہ کی گرفتاری کے واقعات لکھ کر بھیجے، اور اسے اپنا ہم آہنگ اور مددگار بنالیا۔ سہیل بن بشر وزیر اسمٰئیل جیسے عضدالدولہ نے صوبہ اہواز پر مقرر کیا تھا۔ وہ بھی محمد بن بقیہ سے مل گیا۔ کیونکہ یہ بھی عضدالدولہ کے دام فریب میں پھنس چکا تھا۔

عضدالدولہ کی شکست۔ عضدالدولہ نے ایک لشکر محمد بن بقیہ کو زیر کرنے کے لئے روانہ کیا۔ محمد بن بقیہ مقابلہ پر آیا۔ عمران بن شاہین کی فوج بھی اس کے ساتھ تھی گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ جس میں عضدالدولہ کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ محمد بن بقیہ نے عضدالدولہ کے مکر و فریب، عزالدولہ کی گرفتاری اور اس لڑائی کے حالات رکن الدولہ کو لکھے۔ رکن الدولہ نے اس سے خوشنودی ظاہر کرتے ہوئے ان لوگوں کو عضدالدولہ کی مخالفت پر مستقل اور ثابت قدم رہنے کی ہدایت کی اور یہ بھی لکھا ”میں عضدالدولہ کو ہوش میں لانے اور عزالدولہ کو بدستور حکومت دینے کے لئے عنقریب عراق روانہ ہو چاہتا ہوں۔“ گرد و نواح کے امراء کو جب ان حالات سے آگاہی ہوئی تو وہ بھی عضدالدولہ کے مخالف بن گئے ادھر فارس سے مالی اور فوجی مدد منقطع ہو گئی دشمنوں نے چاروں طرف سے سراٹھایا۔ چنانچہ سوائے دار الخلافہ بغداد کے اور کوئی عوام الناس بھی مخالفت پر کمر بستہ ہو گئے۔

رکن الدولہ اور عضدالدولہ۔ آخر کار عضدالدولہ نے اپنے باپ رکن الدولہ کی خدمت میں ایک خط وزیر ابو الفتح ابن عمید کی معرفت روانہ کرنا چاہا جس میں اہل بغداد کی شورش، اطراف کے امراء کی مخالفت اور عزالدولہ کے حالات نہایت تفصیل سے لکھے تھے اور یہ بھی لکھا تھا کہ ایسی حالت میں اگر عزالدولہ کے ہاتھ میں حکومت دی جائے گی تو مملکت اور خلافت سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔ اگر آپ مجھے عراق کی حکومت تین کروڑ سالانہ خراج پر مرحمت فرمادیں تو میں عزالدولہ کو آپ کی خدمت میں رہنے بھیج دوں گا ورنہ اسے اور اس کے بھائیوں اور اس کے سارے گروپ کو مار ڈالوں گا، وراٹل کو خراب و ویران کر کے چھوڑ دوں گا“ ابن عمید یہ خط لے جانے سے ڈرا اور یہ رائے دی کہ آپ اس خط کو کسی دوسرے شخص کی معرفت روانہ نہ کیجئے، میں بھی اس کے بعد ہی آپ کے وادہ رکن الدولہ کی خدمت میں پہنچ جاؤں گا اور مشورے کے طور پر اس درخواست کو منظور کرنے کی رائے دوں گا ورنہ منظور کرادوں گا۔ چنانچہ عضدالدولہ اس پر راضی ہو گیا۔ اور اپنے قاصد کو خط دے کر روانہ کر دیا۔ رکن الدولہ نے اولاً حاضری کی اجازت نہ دی۔ مگر پھر کچھ سوچی

① یہ واقعہ چھبیسویں ہجری جمادی الثانی ۳۶۳ھ کا ہے (تاریخ الکامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۲۵۷ مطبوعہ مصر) مترجم۔ ② اس کی عبارت ربط و تشریح کے خیال سے میں نے تاریخ الکامل ابن اثیر سے نقل کیا ہے (دیکھو ص ۲۵۹ جلد ۸ مطبوعہ مصر) مترجم

قصد کو دربار میں بٹایا۔ اور خط سنا، سنتے ہی غصہ سے کانپ اٹھا تلواریں کھینچ کر اسے قتل کرنے کو دوڑا۔ مگر قاصد بھاگ گیا پھر جب غصہ بہتر ہو گیا تو قاصد و صلب کر کے نہایت برے اور سخت الفاظ میں جیسا کہ اس کے دل میں تھا اس سے بھی زیادہ نامناسب الفاظ سے جواب دے کر قاصد کو واپس بھیج دیا۔

عزالدولہ کی رہائی۔ اس کے بعد وزیر ابوالفتح ابن عمید پہنچ گیا مگر رکن الدولہ نے اس سے بات تک نہ کی قید کر دیا۔ مار ڈالنے کی دھمکی دی تو اس نے سفارش اور سمجھایا کہ اس کا کوئی قصور نہیں ہے۔ اس نے پیغام پہنچانے کے بہانے سے خود کو عضد الدولہ کے پنجہ غضب سے چھڑایا ہے ورنہ اس کی جان چھوٹنا محال تھا۔ رکن الدولہ کا غصہ سن کر اتر گیا۔ اور حاضری کی اجازت دے دی۔ تبادلہ خیالات ہوا۔ وزیر ابن عمید نے وعدہ کیا کہ میں عزالدولہ کو قید سے رہا کر کر بدستور عراق کی حکومت دلا دوں گا اور عضد الدولہ کو فارس واپس بھیج دوں گا۔ غرض وزیر ابن عمید، رکن الدولہ سے رخصت ہو کر عضد الدولہ کے پاس پہنچا۔ اور اس کے باپ رکن الدولہ کی ناراضگی اور تیاری سے مطلع کیا، یہ سن کر عضد الدولہ کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے چنانچہ فوراً عزالدولہ کو قید کی مصیبت سے آزاد کر دیا خلعت دی اور اسے اپنے نائب کے طور پر عراق کی حکومت پر مامور کیا۔ خطبہ اور سکھ اپنے نام کا رکھا۔ چونکہ عزالدولہ میں منہداری کی اہلیت نہ تھی اس لئے اپنے بھائی ابوالسحاق کو کمانڈر بنایا۔ اور جو کچھ اس کا مال و اسباب تھا سب کا سب اسے واپس کر دیا۔ اور وزیر ابوالفتح کو کسی ضرورت سے بغداد میں چھوڑ گیا۔^①

ابوالفتح: وزیر ابوالفتح، عضد الدولہ کی روانگی کے بعد عزالدولہ کے ساتھ لبو و لعب کی فصلوں میں ایسا مصروف و منہمک ہوا کہ عضد الدولہ کے حکم کے خلاف رکن الدولہ کی خدمت میں نہ گیا۔ اتنے میں ابن بقیہ پہنچ گیا۔ اس نے عزالدولہ اور عضد الدولہ کی مخالفت اور دلی کدورت کو اور ترقی دیدی۔ طرح طرح کے فتنے برپا کئے۔ ہل گزاری وصول کر لی۔ اپنے خزانہ کو بھریا۔ اور نہایت نازیبا طریقہ سے قابض ہو گیا۔ چنانچہ عزالدولہ کو اس سے مقابلے کی فکر پڑ گئی۔ مگر ابن بقیہ نے اس سے مطلع ہو کر اپنی حرکات چھوڑ دیں۔

صحار کی جنگ: معز الدولہ کے مرنے کے بعد اس کا گورنر ابوالفرج بن عباس بنمان چھوڑ کر بغداد روانہ ہو گیا اور عضد الدولہ کو یہ کہلوایا کہ میں عمان کی حکومت سے دست بردار ہوتا ہوں آپ کسی اور کو عمان پر اپنی طرف سے مقرر کر دیجئے چنانچہ عضد الدولہ نے عمر بن نہمان حائلی کو سند حکومت عطا کی۔ اس تبدیلی سے زنگیوں کو موقع مل گیا۔ متحد ہو کر عمان پر چڑھ آئے اور اسے عمر بن نہمان کے قبضہ سے نکال لیا۔ عضد الدولہ کو اس کی خبر ہو چنانچہ ایک عظیم لشکر کرمان سے زنگیوں کو زیر کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ ابو حرب طغان اس فوج کا سردار تھا۔ یہ لشکر دریا کے راستے عمان کی جانب بڑھا، اور اس کا لشکر پہنچ گیا۔ فوج خشکی پر اتر آئی اور زنگیوں سے مذہبھڑ ہو گئی۔ اس لڑائی میں ابو حرب کو کامیابی نصیب ہوئی اور زنگی بھاگ گئے۔ چنانچہ حرب نے صحار پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۳۶۲ھ کا ہے۔ اس کے بعد زنگی صحار سے دو میل کے فاصلہ پر مقام مدین رستاق میں پھر جمع کئے۔ اور زنگی کی تیاری کرنے لگے ابو حرب نے ان پر اچانک حملہ کر کے ایسا پامال کیا کہ پھر سر نہ اٹھا سکے فتنہ و فساد فرو ہو گیا۔ اور امن و امان کا دور دورہ ہو گیا۔

مقام ”دماز“ میں جنگ: اس واقعہ کے بعد عمان کے پہاڑوں سے ایک گروپ شراۃ کا نکلا جس کا سردار دروہ بن آبدانی ایک شخص تھا ان لوگوں نے حفص بن راشد کے ہاتھ پر بیعت کی اور اپنا خلیفہ بنایا۔ پھر رفتہ رفتہ ان کی تعداد بڑھ گئی۔ قرب و جوانب کے شہروں پر قبضہ کرنے لگے۔ عضد الدولہ نے ان لوگوں کی سرکوبی پر مظفر بن عبداللہ کو مامور کیا اور دریا کے راستے روانگی کا حکم دیا چنانچہ مظفر نے صوبہ عمان میں پہنچ کر اہل جرجان^② پر حملہ کیا۔ اہل جرجان مقابلہ نہ کر سکے اور میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ مظفر نے^③ دماز کی طرف فوج کو بڑھنے کا حکم دیا۔ ”دماز“ صحار سے چار منزوں کے فاصلہ پر تھا اس مقام پر شراۃ سے مقابلہ ہوا۔ نہایت سخت اور خونریز جنگ ہوئی۔ دروہ بن حفص (شراۃ کا سردار) یزدہ^④ کی طرف بھاگ گیا اور

① دوشوں ۳۶۱ھ میں عضد الدولہ فارس کی جانب واپس ہوا تھا اس کی روانگی کے بعد ابن عمیر نے عضد الدولہ سے میل جول پیدا کر لیا تھا جو اس کی ہلاکت کا باعث بنا (۱۰۰۰ھ میں تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ ص ۲۵۹ مطبوعہ مصر) مترجم ② ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۴۵۱) پر جرجان کے بجائے خرخان تحریر ہے یہ قوت کے مطابق خرخان قومس کے شہروں میں سے ایک شہر ہے (معجم البلدان) ③ عمان کا مضائق شہر ہے۔ ④ یہاں صحیح لفظ ”نزدہ“ ہے دیکھیں تاریخ کامل (جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۲۰۰) اور معجم البلدان میں ہے نزدہ عمان میں پہاڑی سلسلہ ہے اس کے آس پاس چند بڑے گاؤں ہیں۔

حفص بن راشد (شراۃ کا خلیفہ) میں پہنچ گیا۔ اور معلیٰ کرنے لگا چنانچہ آتش فساد فرو ہو گئی۔ جھگڑا فساد دور ہو گیا۔ اور سب عضد الدولہ سے ہم خدمت کے مطیع ہو گئے ①۔

موتمر اور طاہر کی جنگ: طاہر بن محمد (یا صمدہ ②) حرومیہ ③ نامی گروہ میں سے تھا۔ اس نے عضد الدولہ سے یہ خراج دینے کی شرط پر چند شہروں کی حکومت حاصل کر لی تھی۔ اور بہت سامان اور روپیہ جمع کر رکھا تھا جس وقت عضد الدولہ مہم عراق پر روانہ ہوا۔ اور اپنے وزیر مظہر بن عبد اللہ کو عمان فتح کرنے کے لئے بھیجا۔ تو کرمان بغیر کسی معاون و مددگار کے رہ گیا۔ چنانچہ طاہر کو قبضہ کرمان کی لالچ کھا گئی حرومیہ کے سواروں و پیادوں کو جمع کیا۔ تفاق سے اسی زمانہ میں حکمران بنی سامان کے علاقوں میں سے ایک ترکی سردار موتمر نامی ④، بن سکور (والی خراسان) سے بڑیا تھا۔ طاہر نے موتمر سے خط و کتابت کی، کرمان پر قبضہ کرنے کی لالچ دلائی تو موتمر اس پر راضی ہو گیا چنانچہ دونوں متحد ہو کر کرمان کی جانب روانہ ہوئے راستے میں طاہر کے چند ساتھیوں نے موتمر پر حملہ کر دیا۔ موتمر کو شکست ہو گئی۔ حسین ابن علی ابن الیاس کو خراسان میں اس واقعہ کی اطلاع ملی تو اسے ہر دور موتمر کی آپس کی مخالفت کی وجہ سے ملک گیری کی ہوس پیدا ہو گئی۔ فوجوں کو مرتب کیا۔ اور سامان جنگ مہیا کر کے روانہ ہوا۔

کرمان کے باغیوں کی گوشمالی: اس دوران مظہر ابن عبد اللہ کو عمان کی مہم سے فراغت حاصل ہو گئی تھی، عضد الدولہ نے اس کو کرمان کی بغاوت فرو کرنے پر مامور کیا۔ چنانچہ مظہر ۳۶۴ھ میں کرمان کی طرف روانہ ہو گیا اور راستہ میں جس قدر باغی اور سرکش تھے سب کو زیر کر کے ہوا شہر قلم کے قریب بحالت غفلت موتمر کے سر پر پہنچ گیا۔ موتمر مقابلہ نہ کر سکا بھاگ کر قم میں پناہ لی۔ مگر مظہر نے چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا اور آخر کار موتمر نے امن کی درخواست کی اور طاہر کو اپنے ساتھ لے کر مظہر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مظہر نے طاہر کو قتل کی سزا دے دی اور موتمر کو کسی قلعہ میں قید کر دیا۔ یہ اس کا آخری دور تھا۔ اس کے بعد مظہر نے حسین بن علی پر یلغار کی۔ حیرت کے دروازہ پر لڑائی ہوئی اور ایک سخت اور خونریز جنگ کے بعد حسین گرفتار کر لیا گیا اس کے بعد سے ساتھی قید کر لئے گئے اس واقعہ کے بعد حسین کی کوئی خبر نہیں ملی کامیابی کے ساتھ واپس آ گیا اور کرمان کی بغاوت فرو ہو گئی۔

عضد الدولہ کی ولی عہدی: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ رکن الدولہ کو اپنے بیٹے عضد الدولہ پر عز الدولہ کو گرفتار کرنے کی وجہ سے بے حد غصہ کیا تھا چنانچہ ۳۶۵ھ میں اسی بیچ و تاب میں بیمار ہو گیا۔ رے سے اصفہان کی جانب روانہ ہوا وزیر السلطنت ابوالفتح بن عمید نے عرض کی "حضور کی بیماری روز بروز بڑھتی جا رہی ہے مناسب رائے عالی ہو تو عضد الدولہ کی خطا معاف فرما کر اسے طلب فرما لیجئے اور اپنا ولی عہد مقرر فرم دیجئے۔" رکن الدولہ نے ابوالفتح کی تحریک سے عضد الدولہ کو فارس سے طلب کر لیا۔ اور اپنے سب بیٹوں کو حاضری کا حکم دیا۔ اتنے میں رکن الدولہ کو بیماری میں کچھ افاقہ محسوس ہونے لگا وزیر ابن عمید نے اسی خوشی میں بہت بڑا جلسہ کیا۔ رکن الدولہ اور اس کے بیٹوں اور سب کمانڈروں اور امراء و اراکین سلطنت کی دعوت کی رکن الدولہ نے کھانے سے فارغ ہو کر اپنے بیٹے عضد الدولہ کو اپنا ولی عہد مقرر کیا، دوسرے بیٹے معز الدولہ ابوالحسن کو ہمدان اور بلد و جبل کی حکومت عنایت کی، اور تیسرے بیٹے مؤید الدولہ کو اصفہان اور اس کے پورے صوبہ پر مامور کیا اور ان دونوں کو وصیت کی کہ اپنے بھائی عضد الدولہ کی رائے سے انتظام مملکت کرنا، اس کے حکم سے ذرا سا بھی تجاوز نہ کرنا۔

رکن الدولہ کی وفات: عضد الدولہ نے اپنے سب کمانڈروں سرداروں اور فوجیوں کو غلے دیئے خلعتیں دیں۔ اس کے بھائیوں و رکنانداروں نے شہی آداب سے مہر کباد دی رکن الدولہ نے بھی ان لوگوں کو خلعتیں عطا کیں۔ اختلاف ختم کرنے اور آپس میں اتفاق کرنے کی وصیت کی اور اصفہان سے رے کی جانب واپس چلا گیا۔ یہ مہینہ رجب ۳۶۵ھ کا تھا۔ رے پہنچ کر بیماری میں پھر اضافہ ہو گیا۔ ۷۰ ستر مر حطے عمر کے طے کر کے ماہ محرم ۳۶۶ھ میں وفات پائی۔ اس نے چوالیس سال حکومت کی۔

- ① فضل ابن اثیر لکھتا ہے کہ جنگ "دماز" کے بعد شراۃ کا سردار اور ان کا خلیفہ حفص یزوی کی طرف بھاگ گیا تھا جو انہی پہاڑوں کا ایک قصبہ تھا مظہر نے تعاقب کیا۔ ہار کر ہمدان ہوئی تو باقی لوگ بھی کام آ گئے اسی واقعہ میں ورد بھی مارا گیا حفص بن بھاگ گیا اور وہاں پہنچ کر معلیٰ کرنے لگا (دیکھو تاریخ الکامل جلد نمبر ۸ صفحہ نمبر ۲۵۶ مضمون صفحہ ۲۵۷) (۲۰۴ ہجری)
- ② ایک نسخہ میں طاہر بن صمد تحریر ہے جو صحیح نہیں دیکھیں تاریخ الکامل (جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۴۰۴) ③ (تاریخ الکامل جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۴۰۴) پر حرومیہ سے بڑیا۔ حرومیہ تحریر ہے۔ ④ یہاں صحیح لفظ یوزتر ہے۔ دیکھیں (تاریخ الکامل ج ۵ ص ۴۰۴)۔ ⑤ تاریخ طبری کے کلمہ میں تاریخ ۱۸ محرم تحریر ہے

رکن الدولہ، سیرت و کردار: رکن الدولہ نہایت حلیم و نیکو خلقی سیاسی امور کا ماہر، لشکریوں اور رعایا کے ساتھ عدل و انصاف کرنے والا، ظلم و تعدی سے متنفر، خونریزی سے پرہیز کرنے والا، عالی مرتبہ، بلند حوصلہ شخص تھا اہل علم کے ساتھ احسان سے پیش آتا اور ان کی عزت کرتا تھا، احسان کرنے کو بہت زیادہ پسند کرتا تھا۔ مساجد کو آباد کرنے کا بہت خیال رکھتا تھا۔ ماہ رمضان میں نماز باجماعت ادا کرنے مسجد میں جاتا تھا۔ غریبوں کو اپنی جیب خاص سے دیتا تھا۔ علماء اور صوفیاء سے اس کی مجلس آراستہ کی جاتی تھی۔ نرم دل ہونے کے باوجود رعب و داب میں بھی یکتا تھا۔ عہد و قرار کا پکا تھا جو بات اس کے منہ سے نکلتی تھی وہ پتھر کی لکیر ہوتی تھی۔ صلہ رحم کا اس کا بہت بڑا خیال تھا۔ کسی سے ٹوٹ کر نہیں رہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے اس میں بہت ساری خوبیاں تھیں۔

عضد الدولہ اور عز الدولہ کی جنگ: رکن الدولہ کی وفات کے بعد عضد الدولہ قبائلی حکمرانی زیرِ بدن کر کے تخت حکومت پر بیٹھا عز الدولہ اور اس کے وزیر ابن بقیہ نے قرب و جوار اور سرحدی علاقوں کے حکمران اور معز الدولہ ابن رکن الدولہ اور حسو یہ کردی وغیرہ کو عضد الدولہ کی محنت پر بھارنا شروع کر دیا۔ شدہ شدہ اس کی خبر عضد الدولہ تک پہنچ گئی فوجیں مرتب کر کے عراق کے لئے چل پڑا ادھر عز الدولہ بھی لشکر تیار کر کے مقابلہ کی غرض سے واسطہ ① آ گیا پھر ابن بقیہ کی رائے سے ابواز ② کی طرف بڑھا۔ ماہ ذیقعدہ ۳۶۶ھ میں لڑائی چھڑ گئی عز الدولہ کے بعد کمانڈر لشکر عضد الدولہ سے مل گئے۔ اس سے عز الدولہ کے پاؤں اکھڑ گئے تو وہ میدان جنگ سے واسطہ کی طرف چلا گیا۔ عضد الدولہ نے اس کے دل واسطہ پر قبضہ کر لیا۔ اور فتح مند لشکر نے شہر کو لوٹ لیا۔

ابن شاہین کی اطاعت: عز الدولہ کی شکست کے بعد عمران بن شاہین نے بہت سامان اور روپیہ اور اسلحہ بطور ہدیہ عز الدولہ کے پاس بھیج دیا اسے اپنے پاس بطیمہ بلوایا چنانچہ عز الدولہ بطیمہ، گیا اور وہاں سے واسطہ کی طرف روانہ ہوا۔

بصرہ پر عضد الدولہ کا حملہ: عضد الدولہ نے کامیابی کے بعد ایک فوج بصرہ پر قبضہ کرنے کو روانہ کی۔ وجہ یہ تھی کہ اہل بصرہ میں اختلاف پیدا ہو گیا تھا بصرہ والے تو عضد الدولہ کی طرف مائل ہو گئے تھے اور قبیلہ ربیعہ نے عز الدولہ کا دم بھارنا شروع کر دیا تھا، عز الدولہ کے شکست کھانے کے بعد مضمر نے عضد الدولہ کو بصرہ کے حالات لکھے اور بصرہ پر قبضہ کرنے کی درخواست کی۔ اس بناء پر عضد الدولہ نے اپنی فوجیں بصرہ پر قبضہ کرنے کی غرض سے روانہ کیں چنانچہ عضد الدولہ کی فوج نے بصرہ پر قبضہ حاصل کر لیا۔

مضمر اور ربیعہ کے قلیلوں میں صلح: ادھر عز الدولہ نے واسطہ میں قیام اختیار کیا اور وزیر السلطنت ابن بقیہ عضد الدولہ کو راضی کرنے اور اس وجہ سے بھی کہ حکومت و دولت پر اسے استبداد حاصل ہو گیا تھا۔ جو کچھ خراج آتا تھا اس کو یہ خود باہمیٹھتا تھا گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا پھر عضد الدولہ سے صلح کی بات چیت شروع ہوئی۔ ابھی عز الدولہ نے کوئی فیصلہ نہیں کیا تھا کہ حسو یہ کردی کے دونوں بیٹے (عبدالرزاق ① اور بدر) ایک ہزار سواروں کے ساتھ امداد کے لئے پہنچ گئے عز الدولہ نے عضد الدولہ سے جنگ کرنے کا پکا عزم کر لیا۔ پھر کچھ سوچ کر بغداد کی جانب روانہ ہو گیا اور بغداد میں ٹھہر گیا ور حسو یہ کردی کے بیٹے اپنے باپ کے پاس واپس آ گئے۔ پھر عضد الدولہ نے بصرہ کی طرف کوچ کیا۔ مضمر اور ربیعہ کے اختلافات اور جھگڑوں کو جو تقریباً ایک سو بیس سال سے چلے آ رہے تھے رفع دفع کر کے آپس میں صلح کرادی۔

وزیر السلطنت ابن عمید کا زوال: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ عضد الدولہ کی روانگی کے وقت وزیر السلطنت ابوالفتح ابن عمید کسی ضرورت سے بغدادی میں رہ گیا تھا۔ عضد الدولہ کے چلے جانے کے بعد ابن عمید نے عز الدولہ سے میل جول پیدا کر لیا۔ عز الدولہ اور ابن عمید کے درمیان یہ عہد و پیمان ہو گیا تھا کہ رکن الدولہ کے مرنے کے بعد قلمدان وزارت کا مالک ابن عمید ہو گا اس کے علاوہ ابن عمید، عضد الدولہ اور اس کے باپ رکن الدولہ کے حالات سے عز الدولہ کو مطلع کرتا رہتا تھا۔ اور عضد الدولہ کا پرچہ نویس ان سب واقعات سے عضد الدولہ کو خبردار کر دیتا اور عضد الدولہ سچ و

① تاریخ طبری محمد کے مطابق یہ اشعبان کا دن ہے۔ ② ابواز پنچنے کی تاریخ ۱۰ رمضان تھی۔ ③ یہ دونوں نام تاریخ اکامل ابن اثیر سے لکھے گئے۔ (ابن خلدون، تاریخ کامل ابن اثیر، نمبر ۸ صفحہ نمبر ۲۶ مصر) (مترجم)

تاب کھ کر رہ جاتا تھا۔ پھر وہ اپنے باپ رکن الدولہ کے بعد حکمران بنا تو اپنے بھائی فخر الدولہ کو ”رے“ خط لکھا کہ ابن عمید نمک حرام و زری کو اسکے بل، عیال اور ساتھیوں سمیت گرفتار کر کے جیل میں ڈال دو مال و اسباب جو کچھ ہاتھ لگے اس پر قبضہ کر لو۔ مکانات کو گرا کر منہدم کر دو۔ ابوالفضل بن عمید، بونفتح کی حرکات اور عضد الدولہ سے مخالفت کرنے کی وجہ سے خطرہ کا احساس ہو گیا تھا جو واقع ہو گیا۔

ابن بقیہ کا انجام ۳۶ھ میں عضد الدولہ نے عز الدولہ کے پاس ”بغداد“ ایک خط روانہ کیا مضمون یہ تھا کہ تم میرے حکم کے مطابق عراق چھوڑ کر جہاں چاہو چلے جاؤ میں تمہیں مال و اسباب اور آلات حرب غرض کہ تمہاری سب ضروریات دوں گا، چونکہ عز الدولہ، عیش و نشاط میں مصروف ہو کر اپنی قوت کو فنا کر چکا تھا، چارنا چار اس کی اطاعت قبول کر لی ۱ اور محمد ابن بقیہ (وزیر السلطنت) کی آنکھیں نکلا کر عضد الدولہ کی خدمت میں بھیج دیں۔ دار الخلافت کو خیر آباد کہہ کر شام کی جانب روانہ ہو گیا۔

عضد الدولہ کا عراق پر قبضہ: عضد الدولہ خوشی خوشی دار الخلافت بغداد میں داخل ہوا۔ جامع مسجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا، یہ پہلا شخص ہے کہ جس کے نام کا خطبہ دار الخلافت میں پڑھا گیا۔ ورنہ اس سے پہلے سوائے خلیفہ کے اور کسی کے نام کا خطبہ نہیں پڑھا گیا تھا۔ دروازے پر تین بار نوبت بجائے جانے کا حکم دیا۔ یہ بھی اس کی اختراعات اور بدعات میں سے تھا۔ جو لوگ اس سے پہلے گزر چکے انہوں نے یہ حرکت نہیں کی تھی۔ محمد ابن بقیہ کو ہاتھی کے پاؤں کے نیچے ڈلوایا جس سے وہ مر گیا۔ اور سرکاٹ کر دجلہ کے پل پر صلیب پر چڑھا دیا۔ یہ واقعہ ماہ شوال ۳۶ھ کا ہے۔

عز الدولہ کی وعدہ شکنی: عز الدولہ دار الخلافت سے نکل کر رفتہ رفتہ عکبر اپہنچا۔ حمدان ناصر الدولہ بن حمدان، عز الدولہ کے ساتھ تھا، حمدان نے رائے دی کہ شام جانے کے بجائے موصل چلے کیونکہ شام کی بہ نسبت موصل زیادہ زرخیز اور اچھا علاقہ ہے، چنانچہ عز الدولہ نے حمدان کے مشورے کے مطابق موصل کی جانب قدم بڑھائے۔ حالانکہ عضد الدولہ نے عز الدولہ سے موصل نہ جانے کا عہد لے لیا تھا۔ وجہ یہ تھی کہ ابوتغلب اور عضد الدولہ کے اتحاد کے مراسم تھے لیکن جب عز الدولہ نے بد عہدی کر کے موصل کی جانب قدم بڑھائے اور سفر و قیام کرتا ہوا تکریت پہنچا تو ابوتغلب نے عز الدولہ کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ اگر تم میرے بھائی حمدان کو گرفتار کر کے میرے پاس بھیج دو تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں تمہارے ساتھ مل کر عضد الدولہ سے جنگ لڑوں گا اور بزور تیغ تمہیں تمہارے علاقے دلوادوں گا، عز الدولہ یہ پیغام سن کر جامہ سے باہر ہو گیا اور حمدان کو اسی وقت گرفتار کر کے ابوتغلب کے سفیر کے حوالہ کر دیا اور حدیثہ کی جانب روانہ ہو گیا۔ حمدان کو پابز نجیر ابوتغلب کے پاس پہنچا دیا گیا جسے ابوتغلب نے جیل میں ڈال دیا۔ اور بیس ہزار سواروں کے ساتھ عز الدولہ سے ملا اور اس کے ساتھ عضد الدولہ کے خلاف جنگ کے لئے عراق کی جانب کوچ کیا۔

عز الدولہ کا قتل:..... عضد الدولہ کو اس کی خبر ملی تو لشکر تیار کر کے بغداد سے نکل پڑا۔ تکریت کے نواح میں جنگ ہوئی۔ عضد الدولہ نے دونوں حریفوں کو شکست دے دی چنانچہ ابوتغلب بن حمدان تو موصل کی جانب بھاگ گیا۔ اور عز الدولہ گرفتار ہو گیا اور عضد الدولہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ ابوالوفاء طاہر بن اسماعیل نے جو کہ عضد الدولہ کا مشہور اور اہم سردار تھا ”عز الدولہ کے قتل کی رائے دی عضد الدولہ نے طاہری کی رائے کے مطابق ”عز الدولہ“ کو اس کی حکومت کے بارہ سال کے بعد قتل کر ڈالا اور اس کے اکثر ساتھیوں اور سرداروں کو بھی قتل کر دیا۔

تغلب اور عضد الدولہ: ابوتغلب اور عز الدولہ کی شکست کے بعد عضد الدولہ نے ابوتغلب کا تعاقب کیا اور پندرہویں ذیقعدہ ۳۶ھ کو موصل پر قبضہ کر لیا۔ اور اس خیال سے کہ جیسا کہ اس کے پہلے میرے اسلاف کے ساتھ واقعات رونما ہوئے تھے بڑی مقدار میں رسد و نقد اور جانور اپنے ساتھ لیتا گیا تھا چنانچہ اطمینان کے ساتھ بھاگ کر نصیبین پہنچ گیا اور جب اسے وہاں بھی پناہ کی صورت نظر نہ آئی تو میافارمین چلا گیا۔ عضد الدولہ نے ایک لشکر ابوطاہر بن محمد کی کان میں سنجار کی جانب اور دوسری فوج، ابو حرب طغان کی ماتحتی میں جزیرہ ابن عمر کی طرف اور تیسرے کام کا ابو

۱ جب عز الدولہ نے عضد الدولہ کے حکم پر گردن سر تسلیم خم کر دی۔ تو عضد الدولہ نے خلعت فاخرہ سے عز الدولہ کو سرفراز کیا اور لکھ بھیجا کہ محمد بن بقیہ تمہارے پاس بیٹھ دو۔ مگر عز الدولہ نے محمد بن بقیہ کی آنکھیں نکال کر بھیج دیں۔ تاریخ الکامل ابن اثیر جلد نمبر ۸ صفحہ نمبر ۲۷۲ مطبوعہ مصر۔

اوف، کوسردار بن کر میا فارقین روانہ کیا۔ ابوتغلب نے یہ خبر سن کے اپنے اہل و عیال کو میا فارقین میں چھوڑا اور خوتالس ① (یابدلس) چلا گیا بولوف نے میا فارقین ② پر قبضہ کرنا چاہا مگر اہل میا فارقین نے دروازے بند کر لئے اور جنگ پر تیار ہو گئے ابوالوفانے میا فارقین چھوڑ کر ابوتغلب کا تعاقب کیا۔ کوچ اور قیام کرتا ہوا اردن روم پہنچ گیا اور اردن روم سے حسیہ (صوبہ جزیرہ) کی خاک چھانی لیکن ابوتغلب ہاتھ نہ آیا میا فارقین واپس آیا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔

دیاربکر کی فتح ابوتغلب، میا فارقین سے نکل کر تالس ہوتا ہوا اردن روم میں داخل ہوا اور اردن روم سے روانہ ہو کر حسیہ پہنچا پھر حسیہ سے قلعہ کواشی چلا گیا اور وہاں کے مال و خزانہ پر قبضہ کر لیا، اسی زمانہ میں عضد الدولہ نے دیاربکر کے سارے قلعوں کو فتح کر لیا۔ ابوتغلب قلعہ کواشی سے رعبہ چھ گیا اور اس کے ساتھی ابوالوفاء کے پاس آ گئے، ابوالوفاء نے ان کو امن دیا۔ اور موصل واپس آ گیا۔

دیاربکر پر قبضہ اس کامیابی کے بعد دیاربکر بھی عضد الدولہ کے قبضہ میں آ گئے۔ سلامہ برقعیدی ابوتغلب کی طرف سے رعبہ پر حکومت کر رہا تھا۔ سعد الدولہ نے ایک فوج حلب سے فتح کرنے کے لئے روانہ کیا۔ دونوں فوجوں میں متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ بالآخر سلامہ شکست دیکھ کر پڑی وراہ ابوتغلب کے سارے مفتوحہ قلعے پر در، لاسی، برقی، سفیانی اور کواشی وغیرہ مال اور خزانہ سمیت سعد الدولہ کے قبضہ میں آ گئے۔

ابوتغلب کی موت: اس کے بعد عضد الدولہ نے موصل اور ابوتغلب کے تمام زیر کنٹرول علاقوں کی حکومت پر ابوالوفاء کو مامور کیا اور بغداد کی جانب لوٹ گیا۔ ابوتغلب پریشان ہو کر شام چلا گیا اور وہاں جا کر مر گیا جیسا کہ اس کے حالات کے ضمن میں بیان کیا گیا۔

عضد الدولہ اور بنی شیبان: بنی شیبان کا فتنہ و فساد حد سے بڑھ گیا تھا۔ دن دہازے قافلے لوٹ لیتے تھے۔ گورنر اور بادشاہ تنگ آ گئے تھے۔ کیونکہ بنی شیبان نے شہر روز کے پہاڑی کردوں سے رشتہ قرابت اور مراسم اتحاد پیدا کر لئے تھے۔ جب ان پر حملہ ہوتا تو شہر روز کے پہاڑیوں میں پناہ گزین ہو جاتے تھے۔ عضد الدولہ نے (ماہ رجب) ۶۹۳ھ میں ایک جرار لشکر بنی شیبان کو زیر کرنے کے لئے روانہ کیا اس لشکر نے پہنچتے ہی شہر روز کے پہاڑیوں پر قبضہ کر لیا۔ بنی شیبان بسیط نامی دریا کی طرف بھاگ گئے۔ عضد الدولہ کے لشکر نے تعاقب کیا۔ چنانچہ جنگ ہوئی اور نہایت سختی و رعبہ رحمی سے بنی شیبان کو کچل دیا گیا ان کا مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ عورتیں اور بچے گرفتار کر لئے گئے جن میں سے تین سو بنی شیبان قیدیوں کی صورت میں دارالخلافہ بغداد لئے گئے۔ اور بنی شیبان نے اطاعت قبول کر لی اور علم حکومت کے مطیع ہو گئے اس طرح فتنہ و فساد کی بنیاد منہدم ہوئی۔

تقفور کا قتل: ارمانوس (والی روم) کے مرنے کے بعد اس کے دو چھوٹے چھوٹے بیٹے تخت و تاج کے مالک بنے۔ تقفور و مستق ان دونوں شہر کے اسلامی علاقوں کو تخت و تاج کر رہا تھا جب وہاں سے واپس آیا تو اراکین دولت اور کمانڈروں نے اسے ارمانوس کے بیٹوں کا نائب اور وزیر بننے پر مجبور کیا، پہلے تو تقفور نے انکار میں جواب دیا۔ لیکن پھر راضی ہو گیا۔ اور ان دونوں لڑکوں کی طرف سے امور سلطنت انجام دینے لگا۔ چند دنوں کے بعد ان دونوں لڑکوں کی ماں سے شادی کر لی شاہی تاج سر پر کھا اور تخت حکومت پر بیٹھ گیا اس سے ملکہ روم (لڑکوں کی ماں) کو تقفور سے منافرت پیدا ہو گئی اس نے ابن شمسیت کو اس کے قتل پر متعین کیا۔ چنانچہ ابن شمسیت نے دس آدمیوں کے ساتھ رات کے وقت تقفور پر حملہ کیا اور اسے مار ڈالا۔ تقفور کے قتل کے بعد حکومت کی باگ دوڑ ابن شمسیت کے ہاتھ میں آ گئی لاؤن کا بھائی اور دروس بن لاؤن کو گرفتار کر کے کسی قلعہ میں قید کر دیا۔ اس کے بعد

① یہاں صحیح لفظ "بدیس" ہے۔ جو تو سین میں بھی مذکور ہے۔ اس کے علاوہ دیکھیں (تاریخ الکامل جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۴۲۹) خلاط کے قریب ارمینیہ کا مضبوطی شہر جس میں جنگ بہت تیز۔ دیکھیں (مجموع البلدان)

② میا فارقین کا حکم ہزار مرد تھا۔ کمال انتہائی مردانگی سے تین مہینے تک ابوالوفاء کا مقابلہ کرتا رہا جب یہ مر گیا تو ابوتغلب نے بنی ہمدان کے غلاموں سے مونس نامی ایک شخص کو مقرر کیا مونس نے لڑائی بدستور جاری رکھی۔ ابوالوفاء نے یہ رنگ ڈھنگ دیکھ کر اراکین شہر اور ہر عام و خاص رعایا کو ڈرانا شروع کر دیا اور مونس سے خط و کتاب کی بنیاد ڈالی۔ یہ چھ دنوں کے بعد جب اہل میا فارقین ابوالوفاء کی طرف مائل ہو گئے تو مونس سے شہر حوالے کرنے کا مطالبہ کیا چنانچہ مونس سے سوائے شہر سپرد کر دینے کچھ نہ بن پڑا۔ (دیکھو تاریخ الکامل جلد نمبر ۸ صفحہ نمبر ۶۷۲ مطبوعہ مصر)

ملک شام پر چڑھائی کی اور قتل و غارت کرتا ہوا طرابلس پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ اہل طرابلس نے قلعہ بندی کر لی۔

ابن شمسیق کی موت بادشاہ قسطنطنیہ کا ایک بھائی خصی تھی جو وزارت کا کام انجام دے رہا تھا۔ ایک شخص نے اس کے کہنے سے ابن شمسیق کو زہر دیدیا۔ ابن شمسیق کو اس کا احساس ہو گیا۔ چنانچہ نہایت تیزی سے قسطنطنیہ کی جانب لوٹا مگر راستے میں مر گیا۔ دروین نیر بطریق، رومیوں کا مشہور سردار معزز بطریق تھا اس کو ان تبدیلیوں سے ملک گیری کی خواہش پیدا ہو گئی اس نے ابوتغلب بن حمدان سے خط و کتابت شروع کر دی۔ چنانچہ ابو تغلب نے سرحدی مسلمانوں کو جمع کر کے لشکر مرتب کیا اور دروین نیر کے ساتھ قسطنطنیہ کی طرف بڑھا۔ قیصر روم کے دونوں بیٹوں کی فوجیں مقبضہ پر آئیں۔ لڑیں لیکن پے در پے ان کو شکست پر شکست ہوتی گئی۔ قیصر روم کے لڑکوں نے دروین کو قید سے رہا کر کے فوج کا سردار بنایا، دروین بن نیر بچنگ کرنے بھیجا۔ چنانچہ متعدد خونریز لڑائیوں کے بعد دروین نے درو کو شکست دے دی۔ درو نے بھاگ کر بلاد اسلام میں پناہ لے لی اور میافارقین میں قیام کیا۔ پھر اپنے بھائی کو عضد الدولہ کی خدمت میں سفیر بنا کر بھیجا۔ اطاعت و فرمانبرداری کا وعدہ کیا اور امداد کی درخواست کی۔

دروین نیر کی گرفتاری: انہی دنوں قیصر روم نے بھی عضد الدولہ سے خط و کتابت کی اور اتحاد کے مراسم بڑھائے۔ عضد الدولہ نے قیصر روم کی رسم دوستی کو ترجیح دی۔ اپنے (گورنر میافارقین) کو درو اور اس کو ہمارے ساتھیوں کی گرفتاری کا حکم بھیجا۔ درو اور اس کے ساتھی عضد الدولہ کی امداد اور دوستی سے ناامید ہو کر واپسی کے لئے تیار ہو گئے تھے۔ ابوعلی ① غنمی گورنر میافارقین نے درو کو گفتگو کرنے کے بہانے سے اپنے مکان پر بلایا اپنے لڑکے بھائی اور چند معزز ساتھیوں کے ساتھ آ گیا۔ چنانچہ ابوعلی نے سب کو گرفتار کر کے میافارقین میں قید کر دیا۔ کچھ عرصے بعد پابزنجیر و راخلافت بغداد روانہ کر دیا۔ جہاں پر یہ سب قید کر دیئے گئے۔

حسنو یہ کردی: حسنو یہ حسین کردی، برزیکانی ② اکراہ سے تھا۔ ان میں سے ایک گروہ برزینہ ③ پر امارت کرتا تھا اس کے دو ماموں نداد اور غانم بن احمد برزیکاں کے دوسرے گروہ کے سردار تھے عیشانیہ ④ کے نام سے مشہور تھے ان دنوں نے دینور، ہمدان، نہاوند، وامغان اور پچھ اطراف ⑤ ذر بائیجان پر شہر و کی حدود تک قبضہ کر لیا تھا۔ پچاس سال تک ان علاقوں پر ان کا قبضہ رہا۔ کردوں کا ایک بڑا گروہ ان کے پاس جمع ہو گیا تھا۔ جس سے ان کی قوت بڑھ گئی تھی ⑥ ۳۵۶ھ میں غانم ⑦ انتقال کر گیا۔ اور اس کا بیٹا ابوسالم ⑧ اس کی جگہ قلعہ بستان کا حاکم بن کر غانم آباد وغیرہ پر بھی متصرف ہو گیا پھر وزیر السلطنت ابوالفتح ابن عمید نے اس کو زیر کر کے ان قلعوں پر قبضہ کر لیا۔ اور ۳۳۹ھ میں دنداد نے وفات پائی ابوالغنائم عبدالوہاب (دنداد کا بیٹا) جانشین بن پھر شاذ خان نے اسے گرفتار کر کے حسنو یہ کے حوالہ کر دیا۔ چنانچہ حسنو یہ، ابوالغنائم کے تمام مقبوضات اور قلعوں پر قابض ہو گیا۔ حسنو یہ کو سیاسی امور میں بہت بڑا دخل تھا۔ نیک سیرت خلیق شخص تھا۔ اپنے ساتھیوں اور قوم کو لوٹ مار اور قتل و غارت سے منع کرتا تھا۔ اس نے سرتاج کا قلعہ بنوایا۔ دینور میں جامع مسجد تعمیر کرائی۔ اور حرمین میں خرچ کرنے کے لئے بڑی رقم بھیجتا تھا۔ ۳۶۹ھ میں وفات پائی۔

حسنو یہ کی اولاد: حسنو یہ کے مرنے کے بعد اس کی اولاد میں پھوٹ پڑ گئی۔ کچھ تو فخر الدولہ (والی ہمدان صوبہ جات جبل) کے مطیع ہو گئے اور بعض عضد الدولہ کے پاس چلے گئے اور اس کی اطاعت قبول کر لی۔ بختیار بن حسنو یہ قلعہ سراج میں تھا اس کے قبضہ میں بہت سامان اور ذخیرہ تھا۔ اس نے پہلے تو عضد الدولہ کی اطاعت قبول کی لیکن پھر باغی ہو گیا۔ چنانچہ عضد الدولہ نے ایک فوج بھیج دی۔ جس نے اس قلعہ کے بختیار کے قبضہ سے نکال دیا اور پھر دوسرے قلعوں کو اس کے بھائیوں سے چھین لیا۔ اس طرح عضد الدولہ کا حسنو یہ کے سارے علاقوں پر قبضہ ہو گیا۔ پھر عضد الدولہ نے

① ابن اثیر نے غنمی کے بجائے حمی تحریر ہے۔ ② ابن اثیر (جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۹۲۹) پر بھی اسی طرح تحریر ہے۔ جبکہ ہمارے موجودہ چھاپے کی غلطی ۳۵۶ھ کے بجائے ۳۵۰ھ کا پڑھیں (دیکھو تاریخ الکامل ابن اثیر جلد نمبر ۸) (مترجم) ③ ایک نسخہ میں ”ذولنیہ“ تحریر ہے۔ جو درست نہیں دیکھو تاریخ الکامل جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۳۳۷) ④ ابن اثیر (جلد ۵ صفحہ ۲۳۷) پر بھی اسی طرح تحریر ہے۔ جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۲۵۶) پر ”عیشانیہ“ تحریر ہے۔ ⑤ چھاپے کی غلطی ہے ۳۵۱ھ کے بجائے ۳۵۰ھ (دیکھو تاریخ الکامل جلد ۸) (مترجم) جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۲۵۶) پر ۳۵۱ھ تحریر ہے اور ساتھ ہی یہ اضافی عبارت بھی تحریر ہے اس کا ایک قسان نام قلعہ بھی تھا۔ ⑥ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۲۵۶) پر ایب ضنی عبارت لکھی ہے ”دروہ یہ کہ اس کے دو ماموں بھی تھے ایک کا نام دنداد اور دوسرے کا نام غانم تھا۔ ⑦ ابوسالم کا نام وسم بن غانم تھا دیکھیں (تاریخ الکامل جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۳۳۷)

پنی طرف سے ابوالنجم بن حسنو یہ کو ان قلعوں کا حاکم مقرر کیا۔ اور فوجیں بھی دیں چنانچہ قتل و غارت کا بازار بند ہو گیا۔ کردوں کی غارتگری موقوف ہوئی۔
نظم حکومت درست ہو گیا۔

عضد الدولہ اور معز الدولہ: رکن الدولہ کے مرنے کے بعد عز الدولہ اپنے چچا زاد بھائی معز الدولہ سے عضد الدولہ کی مخالفت اور اپنی موافقت کے بارے میں خط و کتابت کرنے لگا۔ (چنانچہ معز الدولہ اس پر راضی ہو گیا) اس کی اطلاع عضد الدولہ کو مل گئی۔ غصہ سے کانپ اٹھ۔ لیکن معز الدولہ سے اس وقت بھرنا مصلحت وقت کے خلافت تھا چنانچہ جب اسے عز الدولہ، ابن حمدان اور حسنو یہ غیرہ جیسے دشمنوں کے زیر کرنے سے فراغت حاصل ہو گئی اور اس کا دائرہ حکومت وسیع ہو گیا تو اس نے اپنے بھائیوں اور قابوس بن وشمگیر سے صلح کی بات چیت شروع کی (چونکہ مؤید الدولہ پہلے ہی عضد الدولہ کی اطاعت سے منحرف نہیں ہوا تھا اس لئے اس کو تو موافق اور مطیع ہونے کی وجہ سے شکریہ کا خط لکھا، معز الدولہ کو دھمکی دی، اطاعت اور میل جول کرنے پر خوشنودی کا اظہار کیا اور قابوس بن وشمگیر کو عہد و اقرار کی پابندی کرنے کے بارے میں لکھا) پیام رسائی اور سفارت کی خدمت خواشادہ کے سپرد ہوئی جو عضد الدولہ کا معزز مصاحب تھا اس نے معز الدولہ کے اراکین حکومت کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ جاگیریں اور انعامات دینے کا وعدہ کیا ورنہ لوگوں سے عضد الدولہ کی موافقت کا عہد و اقرار لے لیا۔

رے اور ہمدان پر عضد الدولہ کا قبضہ: چونکہ معز الدولہ نے عضد الدولہ کے خط کا جواب ترکی بہ ترکی لکھا تھا اس لئے عضد الدولہ نے رے اور ہمدان پر فوج کشی کر دی اور دار الخلافہ بغداد سے نکل کر پڑاؤ کیا۔ جوق در جوق فوجیں روانہ ہونے لگیں۔ ایک بڑی فوج ابوالوفیاء سہرکی کمان میں روانہ ہوئی دوسری فوج نے خواشادہ کی ماتحتی میں کوچ کیا۔ تیسرے لشکر کی سرداری کا جھنڈا ابوالفتح مظفر بن احمد کے ہاتھ میں تھا۔ ان فوجوں کی روانگی کے بعد عضد الدولہ بھی بڑی شان و شوکت سے ایک بڑا لشکر لئے ہوئے روانہ ہوا جیسے ہی عضد الدولہ کے لشکر نے معز الدولہ کے علاقوں میں قدم رکھا، معز الدولہ کے نامی گرامی سپہ سالاروں نے ہتھیار رکھ دیئے وزیر السلطنت ابوالحسن عبید اللہ بن محمد بن حمدیہ نے امن کی درخواست کی اور بنو حسنو یہ نے اطاعت و فرمانبرداری کی گردن خم کر دی۔ چنانچہ معز الدولہ نے پریشان ہو کر بلادِ یلم میں جا کر دم لیا۔ پھر وہاں سے نکل کر جرجان پہنچ گیا۔ وہاں شمس المعدلی قابوس بن وشمگیر کے پاس پناہ گزین ہوا شمس المعدلی قابوس نے اس کو امن دیا اور موقع سے زیادہ خاطر اور مدارت سے پیش آیا اور جو ممکن ہو سکے قبضہ میں تھے اس میں سفر الدولہ کو شریک حکومت کر لیا۔

بدر بن حسنو یہ: سفر الدولہ کے بھاگ جانے کے بعد عضد الدولہ نے ہمدان، رے اور جو شہران کے درمیان اور اطراف میں تھے سب پر قبضہ کر لیا۔ اور اپنے بھائی مؤید الدولہ بن بویہ والی اصفہان کے دائرہ حکومت میں شامل اور ملحق کر دیا اس کے بعد حسنو یہ کردی کے علاقوں کی جانب قدم بڑھایا۔ نہاوند، دیور، سرمان اور جتنا مال و خزانہ ان علاقوں میں بنو حسنو یہ کے تھے سب پر قابض ہو گیا۔ ان کے مدد اور متعدد قلعوں کو فتح کر لیا۔ بدر بن حسنو یہ کو خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا۔ کردوں کی رعایت کی وجہ سے ان مشنوجہ قلعوں کی حکومت عنایت کی اور اس کے بھائیوں عبد رزق، ابو سعید اور ابو عدنان وغیرہ کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔

استرآباد کی جنگ: پھر عضد الدولہ نے اس مہم سے فراغت حاصل کر کے قابوس کے پاس پیغام بھیجا کہ میرے بھائی معز الدولہ کو میرے پاس بھیج، وگرنہ قابوس نے اخوت اسلامی ❶ کی وجہ سے انکار کر دیا۔ اس بنا پر عضد الدولہ نے قابوس پر فوج کشی کر دی۔ بہت بڑے لشکر اور سامان جنگ کے ساتھ اپنے بھائی مؤید الدولہ (والی اصفہان) کو جرجان کی طرف روانہ کیا۔ قابوس نے بھی یہ سن کر مقابلہ کی غرض سے جرجان سے حرست کی، مقام استرآباد میں نصف اے ۳ھ میں دونوں حریف کی جنگ ہوئی چنانچہ قابوس شکست کھا کر غیشاپور چلا گیا۔ معز الدولہ بھی اس کے بعد ہی شکست کھا کر پہنچ گیا۔

❶ خوت اسدی کی بنا پر بڑے حکمران اور بڑی طاقتوں کے مطلوبہ افراد کو واپس نہ کرنا ہی اسلام کے پیوتوں کا شیوہ ہے جس وقت یہ تحریر لکھی جا رہی ہے اس وقت سدریہ، ناز سپوت اور عظیم سیدر اسامہ بن لادن حفظہ اللہ کو عالمی شیطان طاقت کے حوالے نہ کر کے امیر المؤمنین حضرت ملا محمد عمر مجدد صاحب حفظہ اللہ کی تاریخی کرداروں کو رکھ رہے۔ عضد الدولہ ایک گھناؤنے کردار کا حال اور نہایت متعصب قسم کا رافضی تھا اس نے اپنے مفادات کے حصول کے لئے اپنے بھائیوں کو بھی قتل نہ کیا تھا ایسے شخص کے سامنے شخص اسامی، خوت اور مہمان نوازی کی روایت کی حفاظت کر کے امیر قابوس نے تاریخی روایت قائم کی تھی (ثناء اللہ محمود ۲۰۰۲ء)

یہ وہ زمانہ تھا کہ سامانی حکمران ابوالقاسم نوح بن منصور کی طرف سے حسام الدولہ تاش خراسان کا گورنر بن کر آیا ہوا تھا اس نے امیر نوح اور وزیر السلطنت یحییٰ ابوالعباس کو قابوس اور معز الدولہ کی شکست کھا کر بھاگ آنے کی اطلاع دی۔ جواب آیا کہ تم ان دونوں سے جنگ پر کمر بستہ ہو جاؤ اور فوجیں مرتب کر کے جرجان پہنچ جاؤ۔

جرجان کا محاصرہ چنانچہ حسام الدولہ تاش نے خراسانی فوجیں مرتب و مجتمع کر کے قابوس اور معز الدولہ کے ساتھ جرجان پر چڑھائی کر دی اور دو مہینہ تک مؤید الدولہ کا جرجان میں محاصرہ کئے رہا۔ اس سے مؤید الدولہ کا حال تنگ ہو گیا۔ اس نے اور اس کے ساتھیوں نے نکل جانے اور مرجانے کا عزم کر لیا۔ لیکن اس سے پہلے فائق خاصہ سامانی کو مؤید الدولہ نے ملا لیا تھا اور اس نے جنگ کے وقت معرکہ کارزار سے بھاگ جانے کا وعدہ کیا تھا اس قرارداد کے مطابق مؤید الدولہ نے محاصرہ توڑ کر حملہ کیا۔ چنانچہ فائق حسب وعدہ شکست کھا کر بھاگ گیا حسام الدولہ تاش، معز الدولہ اور قابوس دن ڈھبے تک نہایت ثابت قدمی سے لڑتے رہے بالآخر یہ بھی شکست کھا کر بھاگ گئے اور نیشاپور میں جا کر دم لیا۔ امیر نوح کو ان واقعات سے مطلع کیا۔ امیر نوح نے ان کی امداد پر فوجیں مقرر کر دیں اور دوبارہ جرجان پر چڑھائی کرنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد وزیر السلطنت یحییٰ کو جیسا کہ حکمرانان سامان حالات میں بیان کیا گیا قتل کر ڈالا اور حکم خیز التوٹی میں پڑ گیا۔

عضد الدولہ کا بلا و ہکاریہ ❶ پر قبضہ: انہی واقعات کے دوران عضد الدولہ نے اپنی فوجیں بلاد ہکاریہ (کے صوبوں) کو فتح کرنے کے لئے روانہ کی تھیں ❷ چنانچہ اس نے ان کے قلعوں کا محاصرہ کر لیا رسد غلہ کی کمی سے اہل قلعہ پریشان ہو رہے تھے، چونکہ سردی کا موسم تھا۔ برف پڑنے کا انتظار کر رہے تھے کہ خواہ مخواہ برف باری کی وجہ سے مخالف کی فوج محاصرہ اٹھا کر چلی جائے گی۔ اتفاق یہ کہ برف باری میں تاخیر ہو گئی۔ مجبور ہو کر اہل قلعہ نے امن کا جھنڈا بلند کر دیا اور قلعہ سے موصول کی طرف نکل آئے۔ عضد الدولہ کے لشکر نے قلعہ پر قبضہ کر لیا مگر۔ سپہ سالار نے اہل قلعہ کے ساتھ بد عہدی کی اور سب کو قتل کر ڈالا۔ اسی اطراف میں ابو عبد اللہ مری کے قبضہ میں چند قلعے تھے۔ ان میں سے ایک قلعہ میں خود رہتا تھا۔ یہ قلعہ نہایت مستحکم بنا ہوا تھا اس میں عمدہ عمدہ مکانات تھے۔ عضد الدولہ نے ابو عبد اللہ مری کو اس کی اولاد سمیت گرفتار کر کے قید کر دیا اور سارے قلعوں کا۔ ملک بن بیضا پھر ان کو صاحب بعباد نے بعد میں قید سے رہا کیا۔ ابو عبد اللہ کے لڑکوں بیٹوں میں سے ابو طاہر کو اپنی کتابت (سکریٹری شپ) کی خدمت عطا کی، یہ نہایت خوش خط اور اعلیٰ درجہ کا منشی تھا۔

عضد الدولہ کی وفات: ... آٹھویں شوال ۵۳۲ھ کو عضد الدولہ نے حکومت عراق کے پانچ سال چھ مہینے بعد وفات پائی۔ اس کا بیٹا مصمم الدولہ ابو کا بیچار مرزبان عزاداری کے لئے بیٹھا اور خلیفہ طائع، تعزیت کرنے کو آیا۔

سیرت و کردار: ❸ عضد الدولہ نہایت عالی ہمت، بلند خیال، ذی حوصلہ، رعب و داب والا، سیاست کا پتلا، صائب الرائے اہل علم و فضل کا دوست، بچہ خیر و خیرات کرنے والا اور صدقات کا دینے والا شخص تھا۔ قاضیوں کو مصارف خیر میں خرچ کرنے کے لئے ہمیشہ بڑی تعداد میں روپیہ دیا کرتا تھا۔ اس کی مجلس، اس کا دربار اہل علم، اہل فن سے بھر رہتا تھا۔ علماء فضلاء کے ساتھ انتہائی خوش اخلاقی سے پیش آتا ان کے ساتھ بیٹھتا اور بڑے بڑے مسائل میں ان سے بحث و مباحث کرتا تھا۔ اس کی قدر افزاء کا شہرہ سن سن کر دور دور از ملکوں سے اہل علم، اہل فن کے بڑے اساتذہ اس کے دربار میں آ گئے تھے۔ اس کے زمانہ میں اس کے نام سے مصنفوں نے بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔ ایضاً علم نحو میں، حجتہ علم قرأت میں ملکی ❹ علم طب میں تاجی فن تاریخ میں اسی کے عہد حکومت کی یادگار تصانیف ہیں رفاہ عام کی غرض سے شفا خانہ، بیمارستان اور پل بنوائے فراہمی ند کا خیال پیدا ہوا تو

❶ ہارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۴۵۷) پر ہکاریہ کے ساتھ قلعہ سندھ کا ذکر بھی ہے جو ہمدان اور اس کے مضافاتی علاقوں میں واقع سلسلہ کوہ

میں ایک نہایت مضبوط قلعہ تھا دیکھیں (معجم البلدان) ❷ یہ واقعہ ۳۶۹ھ کا ہے (دیکھو تاریخ الکامل ابن اثیر جلد نمبر ۸ صفحہ نمبر ۲۸۲ مطبوعہ مصر) (مترجم)۔ ❸

عضد الدولہ کا انتقال، رضہ صرع میں ہوا تھا ۴ برس کی عمر پائی بغداد میں جاں بحق تسلیم کی شہد امیر المؤمنین حضرت علی حجاز میں دفن کیا گیا (دیکھو تاریخ الکامل جلد نمبر ۹ صفحہ نمبر

۸ مطبوعہ مصر) (مترجم)۔ ❹ ملکی علم طب کی معتبر کتاب ہے جس کو کامل الصنائع بھی کہتے ہیں ابو العباس مجوسی کی تصنیف ہے

بازاروں پر ٹیکس لگایا بعض بعض خاص چیزوں کی تجارت کی ممانعت کر دی۔ دولت و حکومت کی طرف سے اس کی تجارت کی جاتی تھی۔

صمصام الدولہ عضد الدولہ کے انتقال کے بعد لشکر کے کمانڈروں اور امراء نے متحد ہو کر اس کے بیٹے ابو کاہن بن ابی بکر بن ابی بکر کو حکومت دینے کی اور اس کی جگہ حکومت کی کرسی پر بٹھایا۔ صمصام الدولہ کے لقب سے ملقب کیا صمصام الدولہ نے اپنے بھائیوں ابوالحسن احمد، ابوطاہر فیروز شاہ و خلیفہ بن دین۔ ورمک فارس بطور جاگیر عنایت کیا اور پھر فارس کی طرف روانہ ہونے کا حکم دیا۔

شرف الدولہ کافارس پر قبضہ: شرف الدولہ ابوالفوار اس شریک ۱ کو اس کے باپ عضد الدولہ نے اپنی وفات سے پہلے کرمان کی حکومت پر حکم مقرر کر کے کرمان کی طرف روانہ کر دیا تھا۔ جب اسے اپنے باپ کے مرنے کی خبر پہنچی تو اس نے فارس پر چڑھائی کر دی اور قبضہ کر لیا۔ نصر بن ہرونی نصرانی اپنے باپ کے وزیر کو چونکہ نہایت خراب طبیعت کا تھا قل کر ڈالا۔ شریف ابوالحسن محمد بن عمر علوی جسے اس کے باپ نے وزیر سدطنت مظہر بن عہد کے کہنے سے قید کر دیا تھا (شریف رضی کے والد) قاضی ابومحمد بن معروف اور ابونصر خواشادہ کو قید سے رہا کر دیا۔ سب کو اس کے باپ عضد الدولہ نے قید کیا تھا۔ اور اپنے بھائی صمصام الدولہ کے نام کا خطبہ موقوف کر کے اپنے نام کا خطبہ پڑھا۔ اس عرصہ میں اس کا بھائی ابو الحسن احمد اور ابوطاہر فیروز شاہ جس کو صمصام الدولہ نے شیراز میں جاگیریں دی تھیں شیراز پہنچ گیا اور یہ سن کر کہ شرف الدولہ نے فارس پر قبضہ کر لیا ہے ابو زکی طرف لوٹا۔

بصرہ پر شرف الدولہ کا حملہ: شرف الدولہ نے قبضہ فارس کے بعد فوجیں جمع کر کے بصرہ پر حملہ کر دیا اور اس پر بھی قبضہ کر کے اپنے بھائی ابو الحسن کو مقرر کیا صمصام الدولہ شرف الدولہ کی چیرہ دستی۔ اور پیش قدمی کا سن کر برا فروخت ہو گیا۔ چنانچہ بہت بڑی فوج ابن تیش جو عضد الدولہ کا جب تھا کی کمان میں روانہ کی، شرف الدولہ نے بھی اپنا لشکر ابوالاغر و بیس بن عقیف آمدی کی ماتحتی میں مقابلہ پر بھیجا۔ قرقوب کے باہر دونوں فریق کی مدد بھیڑ ہو گئی۔ اتفاق سے صمصام الدولہ کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی اور ابن تیش حاجب گرفتار ہو گیا۔ شرف الدولہ نے ابواوز، رامہر مز پر قبضہ کر لیا ورمک گیری کی ہوا دماغ میں سا گئی۔

مؤید الدولہ کی وفات: ۳۷۳ھ میں مؤید الدولہ یوسف بن رکن الدولہ بن بویہ اصفہان، رے اور جرجان کے والی نے وفات پائی راسین دوست اور کمانڈر مجتمع ہو کر مشورہ کرنے لگے کہ کس کو تخت حکومت پر بٹھانا چاہئے جب اسماعیل بن عباد نے رائے دی کہ فخر الدولہ ان شہروں کی حکومت کا حقدار ہے اس وجہ سے کہ وہ بزرگ خاندان سے ہے۔ اور اس وجہ سے بھی کہ وہ اس سے پہلے جرجان اور طبرستان پر حکومت کر چکا ہے۔ حضرین مجس سے اس رائے سے اتفاق کیا۔

فخر الدولہ چنانچہ فخر الدولہ کو نیشاپور سے بلوایا اسماعیل بن عباد نے لکھ بھیجا کہ اگر کسی وجہ سے فی الحال آپ نہ آ سکتے ہوں تو اپنی طرف کسی کو بطور نائب مقرر کر دیجئے فخر الدولہ یہ خطوط دیکھ کر پھولے نہ سہا اور نیشاپور سے کوچ و قیام کرتا ہوا جرجان پہنچ گیا۔

سردار بن لشکر نے شاہانہ استقبال کیا۔ فوج نے سلامی دی اس کے بعد فخر الدولہ کرسی حکومت پر جلوہ افروز ہوا۔ اسماعیل ابن عباد کو قلعہ ان وزارت کا مالک بنانا چاہا۔ مگر ابن عباد نے جواب میں مجھے معاف فرمائے میں باقی زندگی یاد الہی میں گزاروں گا۔ لیکن فخر الدولہ نے اسے مجبور کر کے عہدہ وزارت پر مامور کر دیا اور کوئی چھوٹا بڑا کام بغیر اسماعیل بن عباد کے مشورے کے بغیر نہیں کرتا تھا۔ صمصام الدولہ نے یہ رنگ ڈھنگ دیکھ کر سخت دباہمی ورمک کے عہد و بیان کا خط بھیجا۔ چنانچہ آپس میں عہد و اقرار ہو گیا۔

ابوالعباس تاش کی امیر نوح سے بغاوت: جب اسی زمانہ میں امیر نوح سامانی نے ابوالعباس تاش کو حکومت خراسان سے معزول کر کے بن سکجور کو مقرر کیا۔ چنانچہ ابوالعباس تاش نے بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیا۔ ابن سکجور آتش بغاوت فرو کرنے پر کمر بستہ ہو گیا چنانچہ لڑائی ہوئی تو

ابوالعباس تاش شکست کھا کر جر جان چلا گیا۔ فخر الدولہ نے اس کی اشک شوئی کی اور جر جان، دہستان اور استر آباد کی حکومت اس کے لئے چھوڑ دی اور رے چد گیا۔ مال و اسباب اور آلات حرب سے اس کی مدد کی۔ ابوالعباس تاش اس پشت پناہی کی وجہ سے خراسان پر قبضہ کے لئے چد لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ خائب و خاسر ہو کر جر جان واپس آیا۔ اور تین سال تک جر جان میں ٹھہرا رہا اور پھر ۳۹۷ھ میں جر جان ہی میں مر گیا۔ جیسا کہ ہم سامانی حکمرانوں کے حالات میں لکھ چکے ہیں۔

محمد بن غانم کی فخر الدولہ سے بغاوت:۔ آپ اوپر غانم بزرگانی (حسویہ کے ماموں) کے حالات پڑھ چکے ہیں کہ یہ کردوں کا سردار تھا، اور ۳۵۰ھ میں اس نے وفات پائی اور اسی کی جگہ اس کا بیٹا ابوسالم بستان اور غانم آباد کے قلعوں پر قابض ہو گیا۔ اور وزیر السلطنت ابوالفتح ابن عمید نے ان قلعوں کو بوسام سے لڑ کر چھین لیا۔ چنانچہ جب ۳۵۷ھ کا دور آیا تو محمد بن غانم نے کردوں کو مقدم کر کے اطراف قم میں فخر الدولہ کے ضد بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ سغستانی عداوتوں کی مالگذاری وصول کر لی اور قلعہ ہفت خواں (یا ہفتجہان) میں قلعہ نشین ہو گیا۔ چنانچہ ایک بڑا گروہ بزرگانوں کا اس کے پاس جمع ہو گیا۔ ماہ شوال ۳۵۷ھ میں متعدد فوجیں اس کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوئیں۔ محمد بن غانم ان کو شکست پر شکست دیتا چلا گیا۔ فخر الدولہ نے ابو النجم بدر بن حسویہ کو محمد بن غانم کی بغاوت کا حال لکھا اور اس سے اپنی ناراضگی ظاہر کی۔ چنانچہ ابوالنجم بدر نے شروع ۳۵۷ھ میں متعدد فوجیں اس کی سرکوبی کے لئے روانہ کیں۔ محمد بن غانم ان کو شکست پر شکست دیتا چلا گیا۔ فخر الدولہ نے ابوالنجم بدر بن حسویہ کو محمد بن غانم کی بغاوت کا حال لکھا اور اس سے اپنی ناراضگی ظاہر کی چنانچہ ابوالنجم بدر نے شروع ۳۵۷ھ میں آپس میں صلح کرادی۔ ایک سال تک صلح رہی اس کے بعد پھر ان بن ہو گئی۔ ۳۵۷ھ میں فخر الدولہ کے لشکر کی پھر محمد بن غانم سے جنگ ہوئی جس میں محمد بن غانم کو ایک نذرہ لگا۔ پھر گرفتار کر لیا گیا۔ اور اسی زخم کے صدمہ سے مر گیا۔

باد کردی اور دیلم:۔ ہم اوپر موصل اور صوبہ موصل پر عضد الدولہ کے قبضہ کرنے کا حال تحریر کر چکے ہیں اور باد کردی ① (بنی مروان کے ماموں) کے حالات بھی لکھ آئے ہیں جبکہ عضد الدولہ نے موصل پر قبضہ کر لیا تھا اور باد کردی کو اپنے ہاتھ سے دیار بکر نکل جانے کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ چنانچہ اسی خیال سے باد کردی ان شہروں میں لوٹ مار کیا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کی حکومت کو استقلال حاصل ہو گیا۔ اور اس نے میافارقین پر قبضہ کر لیا۔ جیسا کہ ہم ان واقعات کو بنی مروان کے حالات میں تحریر کر آئے ہیں۔

باد کردی کی فتوحات:۔ مصمام الدولہ نے باد کردی کے مقابلہ پر ابوسعید ہیران بن اردشیر کو مامور کیا بہت بڑی فوج دی۔ ضرورت سے زیادہ آمات حرب دیئے چنانچہ باد کردی نے ابوسعید کو شکست دے دی اور اس کے بعض کمانڈر کو گرفتار کر لیا۔ مصمام الدولہ نے دوسری فوج ابوسعید ② حاجب کی ماتحتی میں روانہ کی۔ مقام خابور حسینہ، مضافات کوشی میں دونوں فریق نے مورچے قائم کئے۔ گھسان کی لڑائی ہوئی۔ جس میں ابوسعید، میدان جنگ بنے شکست کھا کر موصل بھاگ گیا چنانچہ باد کردی نے ہزاروں دیلمی قتل اور گرفتار کیا۔ عوام الناس بھی ان جان بافتہ دیلمیوں پر لوٹ پڑے۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی۔ اس کے بعد باد کردی نے موصل کا رخ کیا تو ابوسعید، موصل چھوڑ کر بھاگ گیا۔ باد کردی نے قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۳۵۷ھ کا ہے۔

باد کردی اور مصمام کی جنگ:۔ ان کامیابیوں سے باد کردی کے حوصلے بڑھ گئے اور اسے حکومت بغداد کا شوق چڑھ آیا، اور وہاں سے دیلم کے نکالنے کا دلولہ پیدا ہو گیا مصمام الدولہ کو اس سے خطرہ پیدا ہوا تو زیاد بن شہر ③ یہ کہ جو کہ دیلم کا ایک مشہور سردار تھا باد کردی سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ فوجیں، مال اور اسباب جنگ ضرورت سے زیادہ دیا۔ ماہ صفر ۳۵۷ھ میں، باد کردی سے ٹکڑ بھٹھڑ ہوئی۔ باد کردی شکست کھا کر بھاگا۔ اس کے اکثر ہمراہی گرفتار کر لئے گئے۔ زیاد بن شہر کو یہ فتحیابی کا جھنڈا لئے ہوئے موصل میں داخل ہو گیا اور پھر باد کردی کے تعاقب پر فوجیں روانہ کیں ایک

① باد کردی کا نام ابوعبداللہ حسین بن واسطک تھا اگر وہ حمیدیہ ایک عظیم المجد قوی الخلقہ شخص تھا دیکھیں تاریخ کامل جلد نمبر ۹ صفحہ نمبر ۱۲ مطبوعہ مصر)۔ ② بہرام بن ریشری کنیت ابوسعید تھی نہ کہ ابوسعید (دیکھیں تاریخ کامل ابن اثیر جلد نمبر ۹ صفحہ نمبر ۱۵ مطبوعہ مصر) (تاریخ الکامل جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۶۲) پر سعید کے بجائے سعد تحریر ہے۔ ③ مصمام الدولہ نے دوبارہ فوجیں ابوالقاسم سعید بن بہرام حاجب کی کمان میں روانہ کی تھیں کاتب کی غلطی ہے کہ اس نے بجائے ابوالقاسم کے ابوسعید لکھ دیا (دیکھیں تاریخ کامل ابن اثیر جلد نمبر ۹ صفحہ نمبر ۱۵ مطبوعہ مصر) (مترجم)۔

فوج کے ساتھ سعید حاجب کو جزیرہ ابن عمر کی طرف روانہ کیا دوسری فوج نصیبین کی جانب بھیجی بادکردی نے بھی دیار بکر میں پہنچ کر بہت سے آدمیوں کو جمع کر کے فوج کی صورت میں مرتب کر لیا تھا اس لئے کوئی کامیابی نہ ہوئی۔

میا فارقین کا محاصرہ۔ تب مصمام الدولہ نے سعد الدولہ بن سیف الدولہ کو اس مضمون کا خط لکھا ”چونکہ بادکردی باغی نے دیار بکر میں جا کر اپنا بیڑا بنایا ہے اس سے تم دیار بکر میرے حوالہ کر دو میں اس باغی کی سرکوبی کے لئے فوج کشی کروں گا“ چنانچہ سعد الدولہ نے فوج کشی کی اجازت دیدی مصمام الدولہ نے حلب فوجیں روانہ کیں اور میا فارقین کا محاصرہ کر لیا۔ لیکن بادکردی کی بڑھی ہوئی لوٹ کا مقابلہ نہ کر سکیں اور ناکامی کے ساتھ حسب واپس آ گئیں اس وقت سعید حاجب نے یہ چال اختیار کی کہ ایک شخص کو بہت سامان دیکر بادکردی کے قتل پر مقرر کر دیا یہ شخص رات کے وقت بادکردی کے خیمہ میں گیا۔ بادکردی سو رہا تھا اس نے تلواریں چلائی جس سے بادکردی ایسا زخمی ہوا کہ ہلاکت کے قریب پہنچ گیا۔ پھر فریقین میں صبح کی گفتگو ہونے لگی بالآخر دیار بکر اور نصف طور عیدین بادکردی کو دیکر سعید حاجب نے صلح کر لی۔ دیلمی فوجیں بغداد واپس آئیں اور سعید حاجب موصل ہی میں ٹھہرا رہا۔ یہاں تک کہ آٹھ شرف الدولہ کے دور میں مرگیا شرف الدولہ نے سعید حاجب کی جگہ ابونصر خواشاہ کو حکومت موصل پر مامور کر کے ایک فوج کے ساتھ موصل کی طرف روانہ کیا۔

بادکردی پر موصل کا حملہ۔۔۔ بادکردی کو سعید کے مرنے کے بعد موصل پر قبضہ کرنے کی پھر لالچ لگی تو وہ فوجیں مہیا و آراستہ کر کے چڑھائی کہوئی۔ ابونصر نے شرف الدولہ کو اس سے مطلع کر کے مالی اور فوجی امداد کی درخواست کی اتفاق یہ کہ امداد کے آنے میں تاخیر ہو گئی چنانچہ ابونصر نے مجبور ہو کر عربوں سے مدد کی درخواست کی بنی عقیل اور بنی نمیر کو پیغام دیا کہ جس طرح ممکن ہو بادکردی کو موصل سے نکال دو میں تم لوگوں کو حسب خواہش جاگیریں دوں گا۔ چنانچہ بنی عقیل اور بنی نمیر جنگ پر تیار ہو گئے۔ بادکردی موصل کی طرف بڑھ نہ سکا اور طور عیدین واپس آ گیا۔ اور اپنے بھائی کو عربوں کے جنگ پر روانہ کیا عربوں نے اسے بری طور سے شکست دے کر مار ڈالا۔ اس کے بعد شرف الدولہ کی موت کی خبر آئی۔ ابونصر خواشاہ موصل لوٹ آیا اور عربوں کا گروہ صحرائ میں ٹھہرا ہوا بادکردی کو موصل پر اترنے سے اس امید پر روکتا رہا۔ کہ موصل سے ابونصر خواشاہ فوجیں لے کر بادکردی سے مقابلے اور جنگ کرنے آئے گا۔ اس دوران ابراہیم اور ابوالحسن پسران ناصر الدولہ بن حمدان پہنچ گئے اور انہوں نے موصل پر قبضہ کر لیا جیسا کہ ہم بنی حمدان کے حالات میں لکھ چکے ہیں۔

عمان پر مصمام الدولہ کا قبضہ۔۔۔۔۔ شرف الدولہ فارس پر قابض تھا عمان میں بھی اسی کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ عمان پر اس کی طرف سے استاد ہرمز کو اپنے ساتھ ملا کر بغاوت پر ابھار دیا چنانچہ استاد ہرمز نے بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیا اور مصمام الدولہ کے علم حکومت کی اعانت کا اظہار کر کے مصمام الدولہ کے نام کا خطبہ پڑھا۔ شرف الدولہ کو اس کی اطلاع ملی تو فوجیں آراستہ کر کے استاد ہرمز کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ استاد ہرمز مقابلے پر آ گیا پھر جب لڑائی ہوئی تو شرف الدولہ کی فوج نے استاد ہرمز کو شکست دیکر گرفتار کر لیا۔ اور کسی قلعہ میں قید کر دیا۔ بے شمار مال اس سے وصول کیا گیا۔ عمان جس طرح پہلے شرف الدولہ کے قبضہ میں تھا پھر اسی کے قبضہ میں چلا گیا ①۔

ابونصر بن عضد الدولہ اور مصمام الدولہ:۔۔۔۔۔ اسفار بن کردوبہ دہلیم کا بڑا سردار تھا اس کو کسی وجہ سے مصمام الدولہ سے ناراضگی و نفرت پیدا ہو گئی چنانچہ مصمام الدولہ کی اطاعت و فرمانبرداری سے منحرف ہو کر شرف الدولہ کی طرف مائل ہو گیا۔ شرف الدولہ اس وقت فارس میں تھا۔ اسفار کے منحرف ہوجانے سے لشکر کا بہت بڑا حصہ باغی ہو گیا۔ سب نے متفق ہو کر یہ رائے قائم کی کہ بہاء الدولہ ابونصر بن عضد الدولہ کو اس کے بھائی شرف الدولہ کی طرف سے نائب بنا کر عراق کی حکومت پر بٹھانا چاہئے۔ چونکہ مصمام الدولہ ان دنوں بیمار ہو گیا اس لئے اسفار کو ارادے میں کامیابی ہو گئی اس نے مصمام الدولہ کے پاس آنا ناجائز کر دیا۔ مصمام الدولہ نے اسفار سے خط و کتابت شروع کی ② مگر اس سے کچھ کام نہ نکل سکا ادھر اسفار کی سرکشی و

① یہ واقعہ ۵۷۷ھ کا ہے (دیکھیں تاریخ الکامل ابن اثیر جلد نمبر ۹ صفحہ نمبر ۱۶ مطبوعہ مصر) (مترجم)۔ ② یہ بریکٹ کی عبارت میں نے تاریخ الکامل ابن اثیر سے ترجیح کر کے لکھی ہے اصل کتاب ابن خلدون میں جگہ خالی ہے۔ (مترجم)

بغوت اور زیادہ بڑھ گئی تو اس نے خلیفہ طائع کو لکھا کہ آپ اس فتنہ و فساد کو روکنے۔ خلیفہ طائع میں اتنی کہاں طاقت تھی لہذا اس نے معذوری کا عذر کر دیا۔ تب مصمام الدولہ نے فولاد زباند کو اسفار کی سرکوبی کا حکم دیا اگرچہ فولاد، اسفار کے دوستوں اور ساتھیوں میں تھا لیکن اس وجہ سے کہ فولاد ایک عمر رسیدہ اور معزز آدمی تھا اسفار کی اطاعت و متابعت پسند نہیں کرتا تھا۔ فولاد نے بشر و چشم اس حکم کی تعمیل پر کمر باندھ لی۔ اور اسفار سے جنگ کر کے شکست دے دی۔ ابونصر بہاؤ الدولہ کو گرفتار کر کے اس کے بھائی مصمان الدولہ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ مصمام الدولہ کا دل بہاؤ الدولہ کے پاس حسرت میں دیکھ کر بھرا آیا اور یہ سمجھ کر یہ بھی بچہ ہے اس کا کوئی قصور نہیں ہے عنایت بزرگانہ کے طور پر آزاد کر دیا۔ اور زریاب بن سعد کو چونکہ اس کی دلی ہمدردی اور رجحان جمیعت ابونصر کی طرف تھی اور اس کی اطلاع مصمام الدولہ کو مل گئی تھی اس لئے معزول کر دیا اور مارڈالا اس شکست کے بعد اسفار، امیر ابو الحسن بن عضد الدولہ کے پاس اہواز چلا گیا اور اس کی فوجیں شرف الدولہ کی مطیع ہو گئیں۔

قرامطہ کا کوفہ پر قبضہ:۔ قرامطہ کا کوفہ پر قبضہ قرامطہ کا رعب و داب اس زمانہ کے بادشاہوں اور اہل دولت پر بیٹھا ہوا تھا اور اکثر اوقات، انہیں مال و زر دیکران کے شر سے اپنے کو بچاتے تھے۔ چنانچہ معز الدولہ نے اور اس کے بیٹے عز الدولہ نے دار الخلافہ بغداد اور اس کے مضافات میں قرامطہ کو جاگیریں دے رکھیں تھیں۔ ابوبکر بن شاہور نامی ایک شخص (قرامطہ کا نائب) دار الخلافہ بغداد میں رہا کرتا تھا۔ اس کا رعب و داب وزیروں کی طرح تھا اور انہی کی طرح حکومت کرتا تھا۔ مصمام الدولہ نے اسے گرفتار کر لیا۔ اسحاق اور جعفر سرداران قرامطہ، نیشاپور اور ہجر میں مشترکاً امارت کرتے تھے۔ ان دونوں کو ابوبکر کی گرفتاری کی خبر ملی تو فوجیں آ راستہ و مرتب کر کے کوفہ پر چڑھ آئے اور قبضہ کر کے شرف الدولہ کے نام کا خطبہ پڑھا۔ مصمام الدولہ نے اسحاق اور جعفر کو اس پر دھمکی بھرا خط لکھا۔ ان دونوں نے جواب دیا کہ آپ نے چونکہ ہمارے نائب بغداد کو گرفتار کر لیا ہے اس لئے ہم لوگوں نے کوفہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ ادھر یہ جواب روانہ کیا ادھر طوفان بدتمیزی کی طرح اٹھ کھڑے ہوئے۔ قرب و جوار کے دیہات اور شہروں میں پھیل گئے اور خراج وصول کر لیا۔

قرامطہ کی شکست:۔ ابوقیس حسن بن منذر جو ان کا نامور سردار تھا جامعین تک پہنچ گیا مصمام الدولہ نے ان کی روک تھام کی غرض سے فوجیں بھیجیں۔ عرب کا یہی ایک گروہ اس فوج میں تھا۔ دریائے فرات کو عبور کر کے قرامطہ سے معرکہ آرائی کی۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد قرامطہ کو شکست ہو گئی۔ نامی گرامی سردار مارے گئے اور بہت سوں کو گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد قرامطہ نے ایک دوسرا لشکر مرتب کے میدان جنگ میں بھیجی، اس کی جامعین میں مصمام الدولہ کی فوج سے مدد بھیڑ ہو گئی۔ اس معرکہ میں بھی قرامطہ کو شکست ہوئی اور ان کا سردار مارا گیا بے شمار گرفتار کر لیے گئے باقی لوگ بھاگ کھڑے ہوئے۔ مصمام الدولہ کی فوج نے تعاقب کیا مگر قرامطہ ہاتھ نہ آئے۔

اہواز و بغداد پر شرف الدولہ کا قبضہ:۔ (۳۷۵ھ میں) شرف الدولہ ابو الفوارس بن عضد الدولہ فارس سے اہواز پر قبضہ کے لئے روانہ ہوئے۔ اہواز پر اس کا بھائی ابو الحسن ۳۷۲ھ سے جبکہ مصمام الدولہ کی فوج کو شکست ہوئی تھی قابض ہو گیا تھا۔ اور جس وقت مصمام الدولہ نے حکومت اپنے ہاتھ میں لی تھی اپنے بھائیوں ابو الحسن اور ابو طاہر کو فارس کی حکومت پر بھیج دیا تھا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں۔ اتفاق سے ان دونوں کے پہنچنے سے پہلے اس کا بھائی شرف الدولہ فارس پر قابض ہو گیا تھا۔ پھر جب مصمام الدولہ نے فارس اور بصرہ پر قبضہ کیا تو اپنے دونوں بھائیوں کو بصرہ کی حکومت دی پھر جب مصمام الدولہ کی فوج کو شرف الدولہ کے مقابلہ میں شکست ہوئی تو مصمام الدولہ نے اپنے بھائی ابو الحسن کو اہواز پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ ابو الحسن نے اہواز پر قبضہ کر کے وہیں قیام کر دیا۔ اور بصرہ کی حکومت پر اپنے بھائی ابو طاہر کو اپنے نائب کے طور پر چھوڑ گیا۔ اغرض جب شرف الدولہ نے ۳۷۶ھ میں) اہواز کے ارادے سے نقل و حرکت کی تو ایک خط ابو الحسن کے پاس اس مضمون کا لکھ کر روانہ کیا کہ تم عراق چلے جاؤ تمہیں میں تمہارے علاقوں پر بحال رکھوں گا۔ ابو الحسن یہ خط کو دیکھ کر آگ بگولا ہو گیا۔ اس نے مقابلہ کی تیاری کی شرف الدولہ نے نہایت تیزی سے سفر طے کر کے ارجاں پر اتر گیا اور اس پر قبضہ کر لیا اس کے بعد رامہر مزی کی طرف بڑھا۔

ابو الحسن کی موت:۔ ابو الحسن کے لشکر کی فوج یہ خبریں سن کر باغی ہو گئی اور شرف الدولہ کی اطاعت کا اظہار کر دیا۔ ابو الحسن گھبرا کر اپنے چچ

فخرالدولہ کے پاس "رے" بھاگ گیا۔ فخرالدولہ نے ابوالحسین کو اصفہان میں ٹھہرایا اور امداد دینے کا وعدہ کیا۔ لیکن کچھ ایسا اتفاق پیش آ گیا کہ فخرالدولہ نے امداد نہیں دی اور ایک طویل مدت گزر گئی۔ ادھر ابوالحسین کے دل میں بدعتی سما گئی۔ اس نے اصفہان پر قبضہ کرنے کے ارادے سے اپنے بھائی شرف الدولہ کی اطاعت کا اظہار کر دیا اس سے لشکر میں بغاوت پھیل گئی۔ کیونکہ لشکریوں کا طبعی رجحان فخرالدولہ کی طرف تھا چنانچہ لشکریوں نے ابوالحسین کو گرفتار کر کے فخرالدولہ کے پاس "رے" بھیج دیا۔ فخرالدولہ نے ابوالحسین کو جیل میں ڈال دیا یہاں تک کہ فخرالدولہ ایک سخت بیماری میں مبتلا ہو گیا۔ جب مرض میں شدت پیدا ہوئی تو ایک شخص کو ابوالحسین کے قتل پر مامور کر دیا جس نے قید خانہ میں جا کر ابوالحسین کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔

شرف الدولہ کا اھواز اور بصرہ پر قبضہ:..... اھواز سے ابوالحسین کے بھاگنے کے بعد شرف الدولہ نے پہنچ کر قبضہ کر کے بصرہ کی طرف اپنے ایک کمانڈر کو کچھ فوج دے کر روانہ کیا۔ اس کمانڈر نے بصرہ پر قبضہ کر کے اس کے بھائی ابوطاہر کو گرفتار کر لیا۔ ان واقعات سے مصمما الدولہ نے مطلع ہو کر صلح کا پیغام بھیجا۔ شرط یہ طے پائی تھی کہ بغداد میں شرف الدولہ کے نام کا خطبہ پڑھا جائے۔ خلیفہ طائع نے اپنی طرف سے شرف الدولہ کو خطاب عطا کیا اور خلعت بھیجی اتنے میں مصمما الدولہ کا اپنی صلحنامہ مکمل کرانے آ گیا۔ شریف ابوالحسن محمد بن عمر کو فی صلح کرنے کا مخالف تھا اور شرف الدولہ کو بغداد پر قبضہ کرنے پر ابھار رہا تھا۔ اس اثناء دوران بغداد کے کمانڈروں کے خطوط اظہار اطاعت کے پہنچ گئے۔ اہل واسطہ نے اطاعت و فرمانبرداری کا پیغام بھیجا اس وجہ سے شرف الدولہ نے صلح نہ کی اور واسطہ کی طرف بڑھا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ مصمما الدولہ نے اپنے بھائی ابونصر کو قید سے رہا کر کے شرف الدولہ کے پاس بھیجا۔ عنایت و الطاف کی درخواست کی مگر شرف الدولہ نے ایک بھی نہ سنی۔

مصمما الدولہ کی گرفتاری: انہی دنوں مصمما الدولہ کی فوج بھی باغی ہو گئی۔ بعض مصاحبوں نے رائے دی کہ اپنے بھائی شرف الدولہ کی اطاعت قبول کر لیجئے تاکہ جھگڑا فساد سے نجات مل جائے۔ بعضوں نے یہ مشورہ دیا کہ آپ عکبر اچلے جائیے اگر فوج تیار ہو جائے گی تو خم ٹھونک کر مقابلہ کیجئے گا ورنہ موصل جا کر دیلم کو متحد کر کے اپنی گئی ہوئی قوت کو سنبھال لیجئے گا، کچھ لوگوں نے کہا، بہتر یہ ہے کہ ہم لوگ فخرالدولہ کے پاس اصفہان چلے جائیں اور وہاں سے فارس پر جا کر قبضہ کر لیں۔ شرف الدولہ اس وقت عراق کی لالچ میں خاک چھان رہا ہے، میدان خالی ہے۔ اس کے خزانے اور ذخیرے پر بھی آسانی سے قابض ہو جائیں۔ ایسی حالت میں جھک کر شرف الدولہ صلح کر لے گا۔ مصمما الدولہ نے ان آراء میں سے کسی پر بھی عمل نہ کیا اور اپنے خواص کے ساتھ سوار ہو کر اپنے بھائی شرف الدولہ کے پاس چلا گیا۔ شرف الدولہ نہایت اخلاص سے ملا۔ پھر جب رخصت ہو کر نکل تو شرف الدولہ نے گرفتار کر لیا اور بغداد کی طرف روانہ ہو گیا چنانچہ ماہ رمضان ۳۶۱ھ میں بغداد میں داخل ہوا۔ مصمما الدولہ بھی بندھا ہوا اس کے ساتھ تھا۔ اس نے چار سال عراق پر حکمرانی کی تھی۔

بغداد میں دیلم اور ترک: جس وقت شرف الدولہ دار الخلافہ بغداد میں داخل ہوا تھا دیلم کا ایک بڑا گروہ اس کے قافلے میں تھا جس کی تعداد پندرہ ہزار تک پہنچ گئی تھی۔ ترک تین ہزار سے زیادہ نہ تھے۔ چنانچہ دیلم اپنی کثرت پر اترا گئے جیسے ہی بغداد میں داخل ہوئے ان کے اور ترکوں کے واقعین اور توابع میں کچھ ایسی باتیں پیش آ گئیں جو رفتہ رفتہ لڑائی کی حد تک پہنچ گئیں چونکہ دیلم کی تعداد زیادہ تھی اس لئے ترکوں کو دہنا پڑا۔ دیلم نے اعلان کر دیا کہ مصمما الدولہ کو حکومت کی کرسی پر پھر بٹھادینا چاہیے۔ شرف الدولہ یہ سن کر ششدر ہو گیا اور دیلم کی حمایت سے مشتبه ہو گیا۔ تدبیر یہ کی کہ ایک شخص کو مصمما الدولہ پر متعین کر دیا کہ اگر دیلم زیادہ سرائشا میں اور اپنا ارادہ پورا کرنے پر تیار ہوں تو مصمما الدولہ کو قتل کر دینا اس کے بعد ترکوں نے پھر شورش کی اور دیلم کو زیر کر دیا۔ دیلم باوجود کثرت کے مقابلہ نہ کر سکے۔ متفرق اور منتشر ہو گئے۔ بعضوں نے شرف الدولہ کے دامن میں جا کر پناہ لی اور بعضوں نے بغداد چھوڑ دیا۔ اس کے اگلے دن شرف الدولہ دربار خلافت میں حاضر ہوا۔ خلیفہ طائع نے عزت و احترام سے مذاقات کی اور اس نے قتلے میں سچے و سادہ رستے پر مبارک باد دی۔ پھر شرف الدولہ نے دیلم اور ترکوں کے درمیان صلح کرادی۔ ان سب سے آئندہ فتنہ و فساد نہ کرنے کی قسمیں میں۔ مصمما الدولہ کو فارس بھیج دیا اور وہیں قلعہ ورا میں قید کر دیا۔ تحریر خدام کی یہ رائے تھی کہ مصمما الدولہ کو مار ڈالنا چاہیے یا آنکھوں میں نیل کی سلائی پھیر دی جائے لیکن کسی نے اس رائے سے اتفاق نہ کیا۔ ۳۶۹ھ تک مصمما الدولہ قید کی مصیبتیں جھیلتا رہا۔

مصمما الدولہ کا انجام: اس دوران شرف الدولہ بیمار ہو گیا اور ہلاکت کے قریب پہنچ گیا۔ پھر تحریر خدام نے مصمما الدولہ کے قتل یا آنکھوں

میں نیل کی سلاخیاں پھیرنے کی رائے دی اور اس پر شرف الدولہ کو سمجھا کر راضی کر لیا۔ چنانچہ شرف الدولہ نے ایک شخص ① کو جس پر اسے زیادہ بھروسہ تھا اس کام پر مامور کر کے فارس روانہ کیا۔ لیکن اس شخص کو اس کام کی جرات نہ ہو سکی تو اس نے ابوالقاسم علاء بن حسن ناظر سے مشورہ کیا۔ بوالقاسم نے کہا، ڈر کس کا ہے جا صمصام الدولہ کی آنکھوں میں نیل کی سلاخیاں پھیر دے۔ چنانچہ اس شخص نے صمصام الدولہ کی آنکھوں میں نیل کی سلاخیاں بھیج دیں۔ صمصام الدولہ کہتا جا تا تھا مجھے تو علاء نے اندھا کیا کیونکہ یہ حکم تو مردہ بادشاہ کا تھا ②۔

قرمیسین کی جنگ شرف الدولہ نے لشکریوں کی لڑائی اور آپس کے فساد سے فراغت حاصل کر کے ممالک کے انتظام کی جانب توجہ کی۔ شریف محمد بن عمر کوئی کو اس کا مال اور مقبوضہ علاقے واپس دیدیئے جن کی سالانہ آمدنی پانچ لاکھ بیس ہزار درہم تھی۔ نقیب ابوالاحمد وادریضی کو بھی اس کے ساری الملوک واپس کر دیں پھر لوگوں کو حسب مراتب عہدوں پر مقرر کیا۔ وزیر السلطنت ابومحمد بن فہر بن فہر کو وزارت بومنصور بن صالحان کو عنایت کیا چونکہ قراتکین نے دولت و حکومت پر استبداد حاصل کر لیا تھا۔ امراء اور حکام کے دلوں پر اس کا رعب بیٹھ گیا تھا۔ اس نے شرف الدولہ کو قراتکین کے نکالنے کی فکر ہوئی۔ بدر بن حسو یہ سے شرف الدولہ کو یہ تاراجی تھی۔ کہ اس نے فخر الدولہ (شرف الدولہ کے چچا) سے میل جول پیدا کر رکھا تھا۔ چنانچہ بدر بن حسو یہ کے زیر کرنے کے حیلہ سے قراتکین کو فوجیں دیکر ۳۷۷ھ میں بغداد سے روانہ کر دیا۔ وادی قرمیسین میں جنگ کی نوبت آئی، پہلے تو قراتکین نے بدر کو شکست دی اور اس کے مورچوں پر قبضہ کر لیا اس کے بعد بدر نے پلٹ کر ایسا طاقتور حملہ کیا کہ قراتکین کے لشکر کے پاؤں اکھڑ گئے۔ فتح مند گروہ نے قتل، اور غارت کا ہاتھ بڑھایا۔ گنتی کے چند آدمیوں کے ساتھ قراتکین جان بچا کر نہروان کے پل کی طرف بھاگ گیا جب کچھ اور شکست خوردہ فوج آ کر جمع ہو گئی تو بغداد میں داخل ہو گیا۔ ادھر بدر بن حسو یہ نے جبل کے سب صوبوں پر قبضہ کر لیا۔

قراتکین کا قتل: قراتکین نے بغداد واپس آ کر وزیر ابومنصور بن صالحان کے خلاف لشکر کو ابھار دیا اس سے سارے شہر میں ایک ہنگامہ برپا ہو گیا مگر شرف الدولہ نے درمیان میں پڑ کر وزیر ابومنصور اور قراتکین سے میل کر لیا۔ لشکر کا جوش فرو ہو گیا لیکن اس فتنہ پرداز کی کا شرف الدولہ کے دل میں غبار باقی رہ گیا۔ لہذا چند دنوں کے بعد موقع پا کر قراتکین کو اس کے شیروں اور مصاحبوں سمیت گرفتار کر لیا۔ سارا مال و اسباب ضبط کر لیا۔ فوج میں اس سے شورش پیدا ہو گئی چنانچہ شرف الدولہ نے فوراً قراتکین کو قتل کر کے اس کی جگہ طغان حاجب کو مقرر کر دیا۔ شورش فرو ہو گئی۔

خادم کی گرفتاری اور رہائی: پھر ۳۷۸ھ میں شرف الدولہ نے شکر خادم کو بھی گرفتار کر لیا۔ شکر خادم عضد الدولہ شرف الدولہ کے باپ کے ایسے مخصوص تر آدمیوں سے تھا کہ کوئی کام عضد الدولہ شکر خادم کے مشورے کے بغیر نہیں کرتا تھا چونکہ شکر خادم اکثر اوقات شرف الدولہ کی چغلی اس کے باپ عضد الدولہ سے کیا کرتا تھا۔ اس لئے شرف الدولہ اپنے باپ کے زمانہ سے اس سے رنج رکھتا تھا۔ ان میں سے ایک چغلی یہ تھی کہ اس نے صمصام الدولہ کی خوشنودی و تقرب حاصل کرنے کے لئے عضد الدولہ سے کہہ سن کر شرف الدولہ کو بغداد سے کرمان کی طرف بھجوا دیا تھا چنانچہ جب شرف الدولہ دار الخلافہ بغداد پر قابض ہوا تو شکر خادم روپوش ہو گیا۔ بہت تلاش کی مگر مل نہ سکا شکر خادم کے پاس ایک خوبصورت لونڈی تھی۔ اسے کسی دوسرے سے تعلق ہو گیا۔ شکر خادم اس کو تارک گیا۔ اس نے مار پیٹ کی تو اس لونڈی کو غصہ پیدا ہو گیا وہ سپیدھی شرف الدولہ کے پاس چلی گئی اور شکر خادم کا پتہ بتا دیا بلکہ اپنے ساتھ شرف الدولہ کے سرہنگوں کو لیجا کر گرفتار کر دیا شرف الدولہ نے شکر خادم کے قتل کا ارادہ کیا مگر تحریر خادم نے سفارشن کی۔ شرف الدولہ نے شکر خادم کو تحریر کو دیدیا۔ اس کے بعد شکر خادم نے حج کی اجازت مانگی بغداد سے مکہ معظمہ گیا اور پھر وہاں سے مصر چلا گیا جہاں خلفاء شیعہ مصر نے اسے اپنے خواص میں داخل کر لیا اور مراتب اعلیٰ سے سرفراز فرمایا۔

مشرف الدولہ کی وفات: یکم جمادی الآخرہ ۳۷۹ھ میں مشرف الدولہ ابوالقواسم شرویک ③ ابن عضد الدولہ بادشاہ عراق نے دو سال ۳۷۸ھ

① محمد شیرازی فراش کو اس کام پر شرف الدولہ نے مامور کیا تھا (دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر ج ۹ ص ۲۵ مطبوعہ مصر) ② واقعہ یہ ہے کہ محمد اثیر شیرازی کے فارس پہنچنے سے چند روز قبل شرف الدولہ کا انتقال ہو چکا تھا اسی وجہ سے محمد شیرازی کو اس حکم کی تعمیل میں ترسیل ہو اور ابوالقاسم علاء سے اس بارے میں مشورہ کیا، ابوالقاسم نے تعمیل حکم پر زور دیا تو یہی مہربک صمصام الدولہ کے مانجنا ہونے کا سبب بنا اور شرف الدولہ تو مری چکا تھا۔ ③ محمد اثیر نے تاریخ کامل ابن اثیر ج ۹ ص ۲۵ مطبوعہ مصر۔ ④ ابن اثیر نے شیرازی کی تحریر کیا ہے جبکہ یہاں موجبات جدید عربی ایڈیشن ج ۳ ص ۴۶۲ پر شرویک تحریر ہے۔

مہینے حکومت کر کے وفات پائی اور مشہد علی میں مدفون ہوا۔ جس وقت اس کی بیماری بڑھی اپنے بیٹے ابوعلی کو اس کی ماں سمیت فارس بھیج دیا۔ وہ سبب اور خزانے کو بھی اس کے ساتھ بغداد سے منتقل کر دیا۔ حفاظت کے لئے ترکوں کا ایک بڑا گروہ ساتھ بھیجا۔ اراکین دولت نے عرض کی، کی دینا وہ ہمد مقرر فرما دیجئے مگر اس نے جواب دیا کہ مجھے اس کی فرصت نہیں ہے۔ پھر گزارش کی اچھا اپنے بھائی بہاء الدولہ کو اپنا نائب مقرر کر دیجئے تاکہ کسی قسم کی شورش نہ ہونے پائے اور آپ کو اس مرض سے آفاقہ ہو جائے۔ چنانچہ شرف الدولہ نے بہاء الدولہ کو اپنا نائب بنادیا۔

بہاء الدولہ کی حکومت: شرف الدولہ کے انتقال کے بعد بہاء الدولہ عزادری کے لئے بیٹھا۔ خلیفہ طائع تعزیت کرنے آیا۔ بہاء الدولہ نے زمین بوسی کی پھر خلیفہ طائع نے اسے شاہی خلعت سے سرفراز کیا اور قصر خلافت میں واپس آ گیا۔ بہاء الدولہ نے ابو منصور بن صالحی کو وزیر رت کے عہدے پر بدستور بحال رکھا۔

صمصام الدولہ اور ابوعلی بن شرف الدولہ: ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں کہ جس وقت شرف الدولہ نے ۳۷۱ھ میں دار الخلافہ بغداد پر قبضہ کیا تھا اسی زمانہ میں اپنے بھائی صمصام الدولہ کو قلعہ درد جو کہ شیراز کے قریب تھا میں قید کر دیا تھا پھر جب شرف الدولہ مر گیا اور اس کی موت کی خبر اس کے بیٹے ابوعلی کو بصرہ میں ملی تو ابوعلی نے مال و اسباب اور خزانہ دریا کے راستے ارجان روانہ کیا اور خود خشکی کے راستے سفر طے کر کے ارجان پہنچ گیا۔ ترکوں کی فوج نے سہمی دی اور اس کے پاس جمع ہو گئے۔ علاء بن حسن نے شیراز سے صمصام الدولہ کو یہ حالات لکھ بھیجے۔ صمصام الدولہ قید سے نکل کر ملک گیری کے لئے چلا ابوعلی نے شیراز کی جانب روانگی کا ارادہ کیا تو لشکریوں نے کمر باندھ لی، دیلم کی جنگ ہوتی رہی مگر نتیجہ کوئی نہ نکلا بالآخر صمصام الدولہ نساء ۱ کی طرف چھا گیا اور ترک اس کے ساتھ تھے۔ نساء پہنچ کر ان لوگوں نے دند چادی جو کچھ پایا لوٹ لیا دیلمیوں سے بھی جنگ کی نہیں لڑی ان کے مال و اسباب اور آفات حرب پر غارتگری کا ہاتھ بڑھایا۔ ابوعلی بادل نا خواستہ دوبارہ ارجان کی طرف روانہ ہو گیا اور ترکوں کو شیراز کی جانب بھیج دیا جہاں صمصام الدولہ اور دیلم سے مدد بھیڑ ہو گئی ترکوں نے شہر میں خوب لوٹ مار کی اور مال غنیمت لے کر ارجان واپس آ گئے۔ اس کے بعد بہاء الدولہ یعنی ابوعلی کے چچا کا ایتچی دار الخلافہ بغداد سے آیا۔ اس نے انعام و صلے دینے کا وعدہ کیا تھا اور خلعت بھیجی تھی۔ ایتچی نے ترکوں کو مدایہ۔ چنانچہ ترکوں نے ابوعلی کو دار الخلافہ بغداد اس کے چچا بہاء الدولہ کے پاس چلنے پر تیار کر لیا۔ اس طرح ابوعلی ترک افواج کے ساتھ دار الخلافہ بغداد کی طرف روانہ ہو گیا۔ واسط میں جبکہ ۳۸۰ھ کا نصف اول گزر چکا تھا ملاقات ہوئی بہاء الدولہ نے بظاہر خاطر داری اور تواضع میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ لیکن پھر موقع پا کر کچھ دن بعد گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور ابوعلی کو قتل کرنے کے بعد فارس کی طرف روانگی کی تیاری کی۔

اہواز پر فخر الدولہ کا قبضہ: چونکہ دار الخلافہ بغداد میں قیام کرنا باعث شرف و اعزاز تھا اس لئے فخر الدولہ بن رکن الدولہ کا وزیر السطنت ابوالقاسم بن عبد حکومت عراق کو زیادہ پسند کرتا تھا اور بغداد میں قیام کا خواب اکثر دیکھا کرتا تھا۔ چنانچہ جب شرف الدولہ سلطان بغداد نے وفات پائی تو ابوالقاسم بن عبد کو موقع مل گیا۔ فخر الدولہ کے پاس ایک چلتا پرزہ شخص بھیج دیا جس نے اسے قبضہ بغداد کی ایسی پٹی پڑھائی کہ فخر الدولہ نے بے چینی کے ساتھ ابوالقاسم بن عبد سے قبضہ بغداد کے بارے میں مشورہ اور اس کی رائے دریافت کی۔ ابوالقاسم نے بہانے کر کے جواب دینے میں تاخیر کی۔ جب فخر الدولہ کا اصرار بڑھا تو اس کے حکم کی تعمیل پر تیار ہو گیا اور فوجیں مرتب کر کے حمدان کی طرف روانہ ہوا۔ بدر بن حسو یہ اور دہش بن عصفیہ اسدی وفد لے کر حاضر ہوا۔ انہوں نے عراق پر فوج کشی کرنے کا آپس میں مشورہ کیا۔ چنانچہ ابوالقاسم بن عباد اور بدر بطور مقدمہ آگیش جادہ کی جانب بڑھے اور فخر الدولہ نے خوزستان کا رخ کیا۔ کچھ عرصے بعد فخر الدولہ کو یہ شبہ پیدا ہوا کہ کہیں ابوالقاسم بن عباد، عضد الدولہ کے ترکوں سے نہ مل جائے اس لئے ابوالقاسم کو واپس بلا لیا اور سب کے سب متحد ہو کر اہواز کی طرف روانہ ہو گئے۔

فخر الدولہ کی واپسی: اور اس پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔ اہواز پر قبضے کے بعد فخر الدولہ کا دماغ پھر گیا۔ لشکریوں کے ساتھ سختی اور بد خدائی کا

۱ یہاں صحیح لفظ ہے، دیکھیں (تاریخ الکامل ج ۵ ص ۴۷۸) یہ شہر فارس میں ہے اس کے اور شیراز کے درمیان چار مرحلوں کا فاصلہ ہے درست نہیں تاریخ ابن خلدون بہرحال یہ فہم وہی ہے جس کا ابوعلی نے ارادہ کیا تھا۔

برتاؤ کرنے لگان کی تنخواہیں اور روزینے بند کر دیئے۔ اس سے لشکریوں میں بغاوت کا مادہ پھوٹ نکلا۔ ابوالقاسم اس طوفان بدتمیزی کو روک سکتا تھا مگر اسے اسی وقت سے ناراضگی پیدا ہو گئی تھی جبکہ فخر الدولہ نے سازش کے شبے میں عضد الدولہ کو راستے سے واپس بلا لیا تھا۔ معاملات طے نہ ہو سکے اور لشکریوں کی مخالفت روز بروز بڑھتی ہی گئی اس دوران بہاء الدولہ نے ایک بڑا لشکر اہواز پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کیا فخر الدولہ مقابلہ پر آیا۔ ٹرائیاں ہوئیں، اتحاق یہ کہ انہی دنوں وجہ کی طغیانی کی وجہ سے اہواز کی نہروں کا بند ٹوٹ گیا فخر الدولہ کے لشکر نے یہ خیال کر کے فخر الدولہ نے ہم لوگوں کو ذبح کرنے کی غرض سے بند تڑوا دیئے ہیں۔ میدان جنگ خالی کر دیا۔ ابوالقاسم نے فخر الدولہ کو مشورہ دیا کہ ایسے وقت میں اگر آپ لشکریوں کی تنخواہیں اور روزینے دیدیں تو عجب نہیں ہے کہ یہ دوبارہ آپ کے مطیع و فرمانبردار اور جان نثاری پر تیار ہو جائیں لیکن فخر الدولہ نے کچھ سماعت نہ کی۔ اور سری فوج اس سے علیحدہ ہو گئی۔ مجبوراً رے کی جانب واپس چلا گیا راستے میں دیلم اور رے کے چند سرداروں کو گرفتار کر لیا اور اہواز پر پہلے کی طرح بہاء الدولہ کی حکومت کا پرچم اڑنے لگا۔

بہاء الدولہ اور مصمصام الدولہ: اہواز پر قبضے کے بعد بہاء الدولہ ۳۸۰ھ کے آخر میں فارس پر قبضہ کے ارادے سے خوزستان کی طرف روانہ ہوا۔ دارالخلافہ بغداد میں دیلمی کمانڈر ابو نصر خواشاہ کو اپنا نائب بنا کر چھوڑ گیا اور بصرہ پر قبضہ کرتا ہوا خوزستان پہنچ گیا اور یہیں اسے اس کے بھائی ابوطاہر کے مرنے کی خبر ملی تو اس نے تعزیت کی مجلس کی اور اس کے بعد ارجان پر قابض ہو گیا۔ وہاں جتنا مال و اسباب تھا سب پر قبضہ کر لیا۔ لشکریوں نے شور و غل مچایا تو بہاء الدولہ نے ان سب پر تقسیم کر دیا۔ ارجان کے مال و اسباب کی قیمت دس لاکھ دینار اور چونسٹھ لاکھ درہم تھی۔

بہاء الدولہ اور مصمصام الدولہ کی صلح: ارجان کے قبضے سے فارغ ہو کر اپنی فوج کے مقدمہ کو جسکا سردار ابو العلاء بن فضل تھا نو بند جان کی طرف روانہ کیا مصمصام الدولہ کی فوج مقابلے کی تاب نہ لاس کی اور شکست کھا کر بھاگی مصمصام الدولہ نے دوسرا لشکر فولاد بن ماندان کی کمان میں نو بند جان روانہ کیا۔ اس نے ابو العلاء کو شکست فاش دی۔ یہ شکست سازش اور فریب سے وقوع میں آئی تھی۔ الغرض ابو العلاء شکست کھ کر ارجان چھا گیا۔ اور مصمصام الدولہ، شیراز سے فولاد کے پاس نو بند جان چلا گیا اس کے بعد مصمصام الدولہ اور بہاء الدولہ میں صلح کی بات چیت ہونے لگی۔ کاغذی گھوڑوں کے دوڑنے کے بعد یہ طے پایا کہ بلاد فارس اور ارجان پر مصمصام الدولہ کا قبضہ رہے اور خوزستان اور عراق، بہاء الدولہ کے مقبوضہ سمجھے جائیں اور دونوں فریق اپنے اپنے مقبوضہ علاقوں میں مالکانہ قابض رہیں۔ دونوں فریق نے اس قرارداد کے مطابق قسمیں کھائیں اور کار بند ہو گئے۔

بہاء الدولہ کی بغداد واپسی: صلح ہو جانے کے بعد بہاء الدولہ، اہواز واپس آ گیا اور اہواز پہنچنے پر بغداد میں جو واقعات شیعہ و اہل سنت و الجماعت کے درمیان وقوع میں آئے تھے وہ اسے بتائے گئے اور بغداد کے لئے، مسکینوں کے بے خانماں ہو کر نکلنے کے حالات بھی بتائے گئے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ابھی ہنگامہ فرو نہیں ہوا تھا کہ بہاء الدولہ اصلاح کی غرض سے بغداد کی جانب روانہ ہوا۔ چنانچہ اس کے پہنچنے پر امن و امان قائم ہو گیا۔

طائع کی گرفتاری: ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں کہ لشکریوں نے تنخواہ نہ ملنے کی وجہ سے بہاء الدولہ کی مخالفت کی تھی اور اس کے وزیر اسطنت کو گرفتار کر لیا تھا لیکن اس سے کچھ کام نہ چلا چونکہ ابو الحسن بن معلم، بہاء الدولہ پر حاوی ہو گیا تھا چنانچہ اسی نے بہاء الدولہ کو خلیفہ طائع کے مال کی مانج دلائی اور اس غریب خلیفہ کو گرفتار کر لینے پر تیار کیا ①۔ چنانچہ بہاء الدولہ نے خلیفہ سے حاضری کی اجازت مانگی۔ خلیفہ نے حسب دستور دربار منعقد کیا، اور بہاء الدولہ اپنے سرداروں کے ساتھ دربار خلافت میں حاضر ہوا اور اپنی کرسی پر بیٹھا۔ ایک دیلمی سردار خلیفہ طائع کی دست بوسی کے لئے بڑھا اور اس کا ہاتھ پکڑ کے اپنی طرف کھینچ، خلیفہ طائع شور و غل اور فریاد کر رہا تھا اور انا للہ وانا الیہ راجعون کہتا جا رہا تھا، بہاء الدولہ نے خزانوں اور مال و اسباب پر قبضہ کر لیا۔ بازار میں ہلچل مچ گیا۔ ایک نے دوسرے کا مال و اسباب لوٹ لیا۔

قادر باللہ کی خدمت: اس کے بعد بہاء الدولہ خلیفہ طائع کے پاس گیا اور معزولی کے اقرار نامے پر دستخط کر لیا۔ اور تخت خلافت پر متمکن رہنے کے لئے اس کے چچا قادر باللہ ابو العباس احمد اللہ کو بطیح سے بلایا۔ خلیفہ قادر کا خلیفہ طائع کے دور میں جان کے خوف سے بطیح بھاگ گیا تھا جیسا کہ

① خلیفہ کی گرفتاری کی وجہ یہ تھی کہ اس نے بہاء الدولہ کے خاص آدمیوں میں سے کسی کو گرفتار کروا دیا تھا دیکھیں تاریخ الخلفاء سیوطی ۳۹۱۔

خلافت عباسیہ کے حالات کے ضمن میں ہم تفصیل لکھ چکے ہیں۔ یہ واقعات ۳۸۱ھ کے ہیں۔

بہار الدولہ کا موصل پر قبضہ۔ ابو الرواد محمد بن مسیب امیر بنو عقیل نے ابو طاہر بن حمدان (آخری بادشاہ بنو حمدان) کو موصل میں قتل کر دیا تھا۔ موصل پر قبضہ ہو گیا تھا۔ کچھ عرصے بہار الدولہ کی اطاعت کا دم بھرتا رہا۔ یہ واقعہ جیسا کہ ہم اوپر بنو حمدان اور بنو مسیب کے حالات میں بیان کر چکے ہیں ۳۸۰ھ کا ہے اس کے بعد ابو الرواد نے سرکشی کی، بہار الدولہ نے ابو جعفر حجاج بن ہرمزانہ ایک دیلمی سپہ سالار کو بڑی فوج کے ساتھ ابو الرواد کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا چنانچہ ابو جعفر نے آخری ۳۸۱ھ کے آخر میں موصل پر قبضہ کر لیا۔ بنو عقیل کے باقی جنگجو ابو الرواد سے ملے اور ابو جعفر سے جنگ کرنے پر متفق ہو کر میدان کارزار میں آ گئے، متعدد لڑائیاں ہوئیں اور ایک مدت تک سلسلہ جنگ جاری رہا۔ ابو جعفر نہایت مردانگی سے مقابلہ کرتا رہا۔ آخر کار اس نے ابو الرواد کو گرفتار کر لیا مگر پھر اس خوف سے کہ کہیں اہل موصل میں بغاوت نہ پھوٹ نکلے، ضمانت لے کر ابو الرواد کو رہا کر کے دارالخلافہ بغداد بھیج دیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ وہ بہار الدولہ کے عتاب میں گرفتار ہو گیا تھا۔ ابو الرواد کی گرفتاری ابن معلم کے اشارے پر ہوئی تھی۔ لیکن جب وزیر اسطنت کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے ابو الرواد سے ضمانت لے کر ان کو بغداد بھیج دینے کا حکم دیدیا۔

ابن معلم کے حالات: ابن معلم کا نام ابو الحسن تھا۔ یہ نہایت چالاک اور فتنہ باز شخص تھا۔ اس نے اپنی حکمت عملی سے بہاء الدولہ پر پورے طریقے سے قابو حاصل کر لیا تھا۔ جو چاہتا کر گذرتا تھا۔ بڑے بڑے کام اسی کے اشارہ اور رائے سے کئے گئے۔ ان میں سے ایک ابو الحسن محمد بن عمر عوی کے زور کا واقعہ ہے شرف الدولہ کے دور حکومت میں ابو الحسن کا طوطی بولتا تھا۔ یہ بہت بڑا مالدار اور صاحب جائیداد شخص تھا۔ جب بہاء الدولہ کے قبضہ میں حکومت آئی تو ابن معلم نے لگانا بجھانا شروع کر دیا۔ اس کے مال و جائیداد کی لالچ دلائی۔ چنانچہ بہاء الدولہ نے اس کے اشارے اور سازش سے ابو الحسن کو گرفتار کر کے اس کے مال و جائیداد اور پر بھی قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد ابن معلم نے بہاء الدولہ کو وزیر اسطنت بن صابحان کی معزولی پر تیار کیا چنانچہ بہاء الدولہ نے بری طرح سے اس کو معزول کر کے خوزستان روانگی سے پہلے قلمدان وزارت ابو نصر ساہور (یہ خاندان اردشیر کا ایک ممبر تھا) کے سپرد کر دیا۔ پھر اسی ابن معلم نے بہاء الدولہ کو خلیفہ طائع کی معزولی اور اس کے مال و اسباب پر قبضہ کر لینے پر ابھارا اور سارا اسباب و مال دار الخلافہ کا بہاء الدولہ کے مکان پر اٹھالیا۔ کچھ عرصے بعد وزیر اسطنت ابو نصر ساہور کی معزولی اور زوال بھی اسی ابن معلم کے ہاتھوں ہوئی۔ وزارت کا عہدہ ابو القاسم عبدالعزیز بن یوسف کو دیا گیا۔ خوزستان سے واپسی کے بعد ابو خواشاہ ۳۸۱ھ میں گرفتار کرا کے جیل بھجوا دیا۔ وجہ یہ تھی کہ ان دنوں بد بختوں نے تحائف اور ہدایا، ابن معلم کو نہیں دیئے تھے چنانچہ اس نے بہاء الدولہ کو اشارہ کر دیا اس نے ان کو وزیر وزیر کر دیا۔

ابن معلم کا قتل: جب اس طرح کے کام بہت زیادہ ہونے لگے تو لوگوں نے سرگوشیاں شروع کیں، اور لشکریوں نے بغاوت کر دی۔ بہاء الدولہ نے ہنگامہ بغاوت دور کرنے کی بہت کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ لشکریوں نے ابن معلم کو حوالہ کر دینے کا مطالبہ کیا۔ بہاء الدولہ نے ان لوگوں کو راضی کرنے کی غرض سے ابن معلم کو اس کے سارے اسلاف سمیت گرفتار کر لیا لیکن فوجی اس پر راضی نہ ہوئے اور اس کی حوالگی کا مطالبہ کرتے رہے۔ بالآخر بہاء الدولہ نے مجبور ہو کر ابن معلم کو لشکریوں کے حوالہ کر دیا، چنانچہ لشکریوں نے اسے فوراً قتل کر دیا۔ اس کے بعد وزیر اسطنت ابو القاسم پر لشکریوں کی بغاوت و سازش کا الزام لگا۔ بہاء الدولہ نے اسے گرفتار کر لیا اور اس کی جگہ ابو نصر ساہور اور ابو نصر بن وزیر کو قلمدان وزارت عطا کیا۔ چنانچہ یہ دونوں عہدہ وزارت کو انجام دینے لگے۔

بختیار کی اولاد کی بغاوت اور قتل: ... عضد الدولہ نے بختیار کے بیٹوں کو جیل میں ڈال دیا تھا چنانچہ عضد الدولہ کے دور میں بدستور قیدی مصیبتیں جھیلتے رہے۔ اس کے بعد مصصام الدولہ کا دور حکومت آیا۔ مگر اس کی حکومت میں بھی انہیں قید سے نجات نہ ملی یہاں تک کہ شرف الدولہ نے تخت حکومت پر رونق افروز ہوا۔ اس نے ان لوگوں کو قید سے رہا کیا اور حسن سلوک سے پیش آیا اور شیراز میں انتہائی عزت و احترام سے ٹھہرایا، جائیریں دیں۔ پھر جب شرف الدولہ کا انتقال ہو گیا (اور بہاء الدولہ تخت حکومت پر بیٹھا) تو پھر ان غریبوں کو قیدی مصیبتوں میں گرفتار ہونا پڑا اور یہ بددقارس کے ایک قلعہ

میں قید کر دیئے گئے ان لوگوں نے جیل کے سپاہیوں اور دیلم کے اس دستہ فوج کو ملا لیا جو ان کی نگرانی کے لئے مامور تھے، چنانچہ انہوں نے ان وکیل سے نکل جانے کا موقع دے دیا۔ یہ واقعہ ۳۸۳ھ کا ہے ان لوگوں کا جیل سے نکلنا تھا کہ اطراف و جوانب کے لوگ جمع ہو گئے۔ جن میں اکثر شاہی فوج کے پیادے تھے۔ رفتہ رفتہ یہ خبر مصمام الدولہ تک پہنچ گئی، مصمام الدولہ نے ابوعلی بن استاد ہرمز کو ایک بڑی فوج دے کر روانہ کیا۔ بختیار کے بیٹوں کے پاس جو لوگ آکر جمع ہو گئے تھے وہ شاہی سطوت سے ڈر کر متفرق و منتشر ہو گئے۔ بختیار کے بیٹے مجبور ہو کر ان دیلم کے ساتھ جو ان کے پاس رہ گئے تھے قلعہ نشین ہو گئے۔ ابوعلی نے ان کا محاصرہ کر لیا۔ پھر ایک روز موقع پا کر دیلم کی سازش سے چند سرداروں کو قلعہ کے پوشیدہ راستے سے قلعہ میں بھیج دیا۔ ان سرداروں نے قلعہ پر قبضہ کر لیا اور بختیار کے بیٹوں کو قتل کر ڈالا۔

مصمام الدولہ اور بہاء الدولہ کی عہد شکنی: ۳۸۳ھ میں بہاء الدولہ (سلطان بغداد) اور اس کے بھائی مصمام الدولہ (والی خوزستان) کی پھر ان بن ہو گئی اس سے پہلے جو ان دونوں کے درمیان میں مصالحت ہو گئی تھی وہ کالعدم اور با منثور ہو گئی۔ عہد شکنی کے اسباب یہ تھے کہ بہاء الدولہ نے ابو العلاء عبد اللہ بن فضل کو اہواز روانہ کیا تھا اور درپردہ یہ سمجھا دیا تھا کہ میں تھوڑی تھوڑی کر کے تمہارے پاس فوجیں روانہ کرتا رہوں گا جب ایک کافی تعداد میں فوج جمع ہو جائے تو بلا وفارس پر حملہ کر کے قابض ہو جانا چنانچہ ابو العلاء، اہواز گیا اور بہاء الدولہ کسی مصروفیت کی وجہ سے کچھ عرصے فوجیں روانہ نہیں کر سکا۔ اتفاق سے یہ خبر مصمام الدولہ تک پہنچ گئی تو مصمام الدولہ نے اپنی فوج نظام کو خوزستان کی طرف روانہ کر دیا۔ ابو العلاء نے بہاء الدولہ کو یہ واقعات لکھے اور امداد کی درخواست کی، چنانچہ دونوں فوجیں ایک ہی وقت میں خوزستان پہنچیں۔ ایک کا دوسرے سے مقابلہ ہو گیا۔ جس میں ابو العلاء کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی اور ابو العلاء کو گرفتار کر لیا گیا۔ مگر مصمام الدولہ کی ماں نے رہا کر دیا۔

ابونصر ساہور: بہاء الدولہ کو اس سے بے حد صدمہ اور اسے مال کے حصول کی فکر لگ گئی۔ چنانچہ اپنے وزیر السلطنت ابونصر ساہور کو قیمتی قیمتی جواہر ت دیکر واسطہ روانہ کیا کہ مہذب الدولہ (والی بلیج) کے پاس رہن رکھ کر فوج کے اخراجات کے لئے رقم لے آئے۔ چنانچہ ابونصر نے سے رہن رکھا، اور چند دنوں کے بعد وزارت سے دست کش ہو کر بھاگ گیا۔ ابونصر کے بھاگ جانے پر ابن صالحان نے بھی عہدہ وزارت سے استفا دیدیا۔ بہاء الدولہ نے اس کی جگہ ابوالقاسم علی بن احمد کو قلمدان وزارت عطا کیا۔ ابوالقاسم، عہدہ وزارت کے کام کو انجام نہ دے سکا۔ اور وہ بھی وزارت چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ چنانچہ بہاء الدولہ نے ابونصر کو دوبارہ قلمدان وزارت عطا کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ دیلم میں صلاحیت پیدا ہو گئی تھی۔

ترکوں کا قتل عام: اس کے بعد بہاء الدولہ نے طغان ترکی کو سات سو سواروں کے ساتھ اہواز فتح کرنے کے لئے بھیجا۔ چنانچہ طغان نے بسوں پر قبضہ کر لیا۔ مصمام الدولہ کے عمال، اہواز سے بھاگ گئے طغان کی فوج پورے صوبہ خوزستان میں پھیل گئی۔ چونکہ طغان کی فوج میں ترکی زیادہ تھے اس سے دیلم کو جو اس کی فوج میں بہت کم تعداد میں تھے حسد و رشک پیدا ہو گیا اور اس سے ہنگامہ آرائی کی غرض سے علیحدہ ہو گئے۔ مگر ترکوں کی تعداد زیادہ تھی انہوں نے ان کو گھیر لیا۔ چنانچہ دیلم نے مجبور ہو کر امن کی درخواست دی، طغان نے امان دے دی چنانچہ دیلم امن کے دھوکے میں آ گئے اور ہتھیار رکھ دئے، ترکوں نے ان سب کو قتل کر ڈالا۔ اس واقعہ کی خبر بہاء الدولہ کو واسطہ میں پہنچی تو فوراً اہواز کی طرف روانہ ہو گیا اور مصمام الدولہ نے شیراز کا راستہ لیا۔ یہ واقعہ ۳۸۴ھ کا ہے۔ مصمام الدولہ کو اس واقعہ سے بیحد غصہ آیا اس نے اپنے لشکر کو ۳۸۵ھ میں ترکوں کے قتل عام کا حکم دیدیا۔ ایک بڑا گروہ ترکوں کا فارس میں قتل اور پامال کر دیا گیا۔ باقی لوگ فارس چھوڑ کر بھاگ گئے۔ قصبوں اور دیہات کو لوٹتے ہوئے کرمان پہنچے پھر کرمان سے نکل کر سندھ چلے گئے۔

مصمام الدولہ کا اہواز پر قبضہ: ۳۸۵ھ میں مصمام الدولہ نے اپنی دیلمی فوج کو اہواز پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ بہاء الدولہ کا نائب السلطنت مر گیا تھا اور ترکوں نے دار الخلافہ بغداد کی طرف واپسی کا ارادہ کر لیا تھا۔ بہاء الدولہ نے متوفی نائب السلطنت کے بجائے: کاہج، مرزبان بن سنیعوں ❶ کو اہواز کا گورنر بنایا اور ابو محمد حسن بن مکرم کو اپنے نائب تفکیمین کی مدد پر رام ہرمز کی جانب روانگی کا حکم دیدیا۔ (اس سے

پہلے تفسین کو بمقدار عساکر مصمام الدولہ شکست ہو گئی تھی اور وہ بھاگ کر رامہر مڑ آ گیا تھا۔ چنانچہ تفسین، ابو محمد کو رامہر مڑ میں چھوڑ کر ابواز ہوتا ہوا خوزستان کی طرف چلا گیا۔ علاء بن حسن نے فریب دینے کے لئے خط و کتابت کی لیکن وہ اس کے وام تر ویر میں نہ آیا اور رامہر مڑ میں جا کر دمیا۔ ابو محمد اور دیلمی فوج سے مذہب بھڑ ہو گئی۔ ادھر بہاء الدولہ نے اسی ۸۰ ترکوں کو فنون جنگ سے مکمل واقفیت رکھتے تھے دیلمیوں پر پیچھے سے حملہ کرنے سے روانہ کیا۔ دیلمی کمانڈر کو اس کی کسی ذریعہ سے اطلاع مل گئی۔ اس نے ایک دستہ فوج بھیج دیا۔ جس نے ان سب کو قتل کر دیا۔ اس واقعہ سے بہاء الدولہ کی کمر ہمت ٹوٹ گئی۔ اور وہ مقابلہ سے اعراض کر کے ابواز کی جانب لوٹا۔ ابواز پہنچ کر دو ایک روز آرام کر کے بصرہ چلا گیا اور وہیں قیام پذیر ہو گیا۔ اس واقعہ کی خبر ابو محمد کو ملی تو میدان جنگ چھوڑ کر کیمٹ مکرم کی طرف واپس چلا گیا علاء اور دیلمی فوج نے تعاقب کیا چنانچہ ان لوگوں نے ابو محمد کو تشریف تک دیا۔ مدتوں دونوں فریق جنگ لڑتے رہے ترکوں کے قبضہ میں تشر سے رامہر مڑ تک رہ گیا۔ اور دیلمی، رامہر مڑ سے بقیہ بلاد فارس پر قبضہ رہے پھر ترکوں نے مراجعت کی تو علاء تعاقب میں چلا جب اس نے اس بات کو محسوس کر لیا کہ ترکوں نے واسطہ کا راستہ اختیار کر لیا ہے تو بے نیل مراد واپس آ گیا اور کیمپ مکرم میں قیام اختیار کیا اور بہاء الدولہ دار الخلافہ بغداد واپس آیا۔

مصمام الدولہ کا بصرہ پر قبضہ: ... علاء کے ساتھیوں میں ایک دیلمی کمانڈر ”شکراستان“ بھی تھا اس نے ان دیلمیوں سے خط و کتابت شروع کی جو بہاء الدولہ کے ساتھ تھے چنانچہ اس کی تحریک پر دیلمیوں نے امن کی درخواست کی شکراستان نے ان کو امان دے دی اور وہ لوگ جنگی تعداد چار سو کے قریب تھی شکراستان کے پاس چلے گئے۔ ان لوگوں کے جانے سے شکراستان کی فوج بڑھ گئی۔ اس سے اس کی ہمت بڑھی اور وہ بصرہ پر قبضہ کرنے کی غرض سے روانہ ہو گیا۔ اور پہنچتے ہی محاصرہ کر لیا۔ اہل بصرہ میں سے ابوالحسن بن جعفر علوی شکراستان سے مل گیا اور دیلمیوں کو درپردہ رسد و نغدہ اور مدد دینے لگا۔ بہاء الدولہ کو اس کی اطلاع مل گئی۔ چنانچہ بہاء الدولہ نے چند لوگوں کو ابوالحسن اور اس کے ساتھیوں کی گرفتاری کے لئے بھیج دیا۔ ابوالحسن و اس کے ساتھی بصرہ چھوڑ کر شکراستان کے پاس بھاگ گئے۔ ان لوگوں کے مل جانے سے شکراستان کی قوت اور بڑھ گئی۔ ان لوگوں نے کشتیاں حاصل کیں اور اسے بصرہ پر قبضہ کرنے کی رائے دی چنانچہ شکراستان اپنی فوج کے ساتھ کشتیوں پر سوار ہو کر بصرہ پہنچ گیا وہاں بہاء الدولہ کی فوج سے مقابلہ ہوا اور ایک سخت اور خونریز جنگ کے بعد بہاء الدولہ کو شکست ہوئی چنانچہ شکراستان نے بصرہ پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا اور جی کھول کر پامال کیا۔

شکراستان دیلمی: بہاء الدولہ نے بصرہ میں شکست کے بعد مہذب الدولہ (والی بطیمہ) کو پیغام دیا کہ آپ بصرہ کو دیلمیوں کے قبضہ سے نکال لیجئے اور آپ خود قابض ہو جائیے مہذب الدولہ نے عبد اللہ مردوق کو ایک لشکر کے ساتھ بہاء الدولہ کی حمایت و امداد کے لئے روانہ کیا۔ دیلمی فوج مقابلہ پر آئی مگر پہلے ہی حملہ میں مقابلہ کی تاب نہ لاسکی، چنانچہ بصرہ چھوڑ کر بھاگ نکلی۔ شکراستان نے اپنی شکست خوردہ فوج کو جمع کیا اور میدان جنگ میں آ گیا۔ بری اور بحری لڑائی شروع ہوئی بلا آخر بصرہ پر قابض ہو گیا۔ بہاء الدولہ کو لکھا کہ میں آپکا مطیع ہوں اور ضمانت دینے کے لئے تیار ہوں۔ چنانچہ بہاء الدولہ نے درخواست منظور کر لی اور اس کے بیٹے کو بطور ضمانت اپنے پاس رکھ لیا۔ شکراستان نہایت چلتا پرزہ تھا۔ بہاء الدولہ اور مصمام الدولہ دونوں کی اطاعت کا ظہر کرتا تھا مگر حقیقت میں کسی کا بھی مطیع نہ تھا۔

وزیر السلطنت صاحب ابن عباد کی وفات: ۲۸۵ھ میں ابوالقاسم اسمعیل بن عباد (فخر الدولہ کا وزیر السلطنت) نے ”رے“ میں جو بخت تقسیم کی، یہ اپنے زمانہ میں علم و فضل میں یکتا تھا۔ سیاست اور ملکہ اری میں بھی اپنی نظیر آپ تھا۔ مختلف علوم اور فنون میں مکمل مہارت رکھتا۔ تصنیف و تالیف میں بھی اسے مکمل دسترس حاصل تھی۔ جو رسائل اس نے لکھے تھے وہ مشہور اور مدون ہیں۔ اس کے کتب خانہ میں اتنی کتابیں تھیں کہ کسی نے اتنی کتابیں نہ جمع کی ہوگی۔ کہا جاتا ہے کہ اس کا کتب خانہ چار سو اونٹوں پر لاداجاتا تھا۔

ابو عباس احمد کی وزارت: اس کی وفات کے بعد فخر الدولہ کا قلمدان وزارت ابو العباس احمد بن ابراہیم ضعی ”کافی“ کو نہایت کیا یا قصہ مختصر ابو القاسم کے مرنے کے بعد فخر الدولہ نے اس کے مال و اسباب پر قبضہ کر لیا۔ حالانکہ اس نے وفات کے وقت کسی کے حق میں وصیت کی تھی مگر فخر

الدولہ نے اس کو نافذ نہ کیا۔ چونکہ قاضی عبدالجبار معتزلی ابوالقاسم کا ایجنٹ اور پالتو تھا اسی نے اس کو ”رے“ کے عہدہ قضا پر مقرر کیا تھا اس وجہ سے قاضی عبدالجبار نے فخر الدولہ پر بدعہدی اور بیوفائی کا الزام لگا دیا تھا۔ چنانچہ فخر الدولہ کو اس کی خبر مل گئی۔ اس نے قاضی عبدالجبار سے اس کا مطالبہ یہ ایک ہزار صیلساں اور ایک ہزار تھان نفیس نفیس کپڑوں کے ضبط کر کے فروخت کر دئے۔ اس کے بعد ابوالقاسم کے مال و اسباب کا جہاں جہاں پتہ لگا ڈھونڈ ڈھونڈ کر ضبط کر لیا اس کے تمام آثار کو معدوم اور فنا کر دیا اور اسکے ساتھیوں اور کارندوں کو گرفتار کر لیا (والبقا اللہ وحده)

فخر الدولہ کی وفات مجدد الدولہ کی حکومت: ماہ شعبان ۳۸۵ھ میں فخر الدولہ رکن الدولہ بویہ والی رے اصفہان اور ہمدان نے قلعہ طبرک میں داعی اجل کو لبیک کہہ کر سفر آخرت اختیار کیا۔ تخت حکومت پر اس کا بیٹا مجدد الدولہ ابوطالب رستم بیٹھا۔ اس وقت اس کی عمر صرف چار سال تھی۔ مرزا وارا کین دولت نے اس نو عمر لڑکے کو حکمران بنایا تھا اس کے بھائی شمس الدولہ کو ہمدان اور قرمس احمد و عراق تک کا حاکم بنایا۔ مجدد الدولہ کی حکومت کی ہاگ ڈور اس کی پس کے قبضہ میں تھی اور وہی ابوطاہر اور ابوالعباس خسی کافی کے مشورے و رائے سے (یہ فخر الدولہ کا مصاحب تھا حکمرانی کرتی تھی۔

علاء بن حسن والی خوزستان کا انتقال: ... ان واقعات کے بعد علاء بن حسن، مصمام الدولہ کا گورنر خوزستان مقام لشکر گاہ مکرم میں انتقال کر گیا۔ مصمام الدولہ نے ابوعلی بن استاد ہرمز کو بڑی رقم دے کر روانہ کیا۔ اس نے خوزستان پہنچ کر دیلمی فوج میں وہ رقم تقسیم کر دی اس سے دیلمیوں کی باچھیں کھل گئیں۔ مارے خوشی کے جامہ سے باہر ہو گئے۔ بہاء الدولہ کے ساتھیوں کو چند نیشاپور سے نکال کر خوزستان سے شہر بدر کر کے واسط کی طرف بھیج دیا۔ ان میں سے چند آدمیوں کو ملانے کی کوشش کی اور جب وہ ان کی طرف مائل ہوئے اور اس سے آملے تو انہیں اچھے اچھے عہدے دیئے۔ تمام مملکت محروسہ میں حکام اور عمال مقرر کئے اور خراج وصول کیا۔ یہ واقعات ۳۸۷ھ کے ہیں۔ اس کے بعد ابو محمد بن مکرم، واسط سے ترکوں کو لے کر نکلا۔ ابوعلی ان کے مقابلے پر کمر باندھ کر تیار ہو گیا۔ دونوں میں متعدد لڑائیاں ہوتی رہیں۔

ابوعلی بن اسماعیل: اس دوران بہاء الدولہ واسط سے پہنچ گیا انہی دنوں ابوعلی بن اسماعیل جسے بہاء الدولہ نے اہواز روانگی کے وقت ۳۸۶ھ میں دار الخلافہ بغداد کا نائب مقرر کیا تھا (واسط آ گیا، مقلد بن مسیب یہ خبر سن کر موصل سے اطراف بغداد میں غارتگری کے لئے نکل کھڑا ہوا۔ ابوعلی بن اسماعیل اس کے مقابلہ کے لئے خم ٹھونک کر نکلا۔ بہاء الدولہ کو اس سے مغالطہ پیدا ہو گیا اور یہ امر اس کو ناگوار گزرا، چنانچہ چند لوگوں کو ابوعلی بن اسماعیل کی گرفتاری کے لئے بھیجا۔ ابوعلی بن اسماعیل یہ خبر پا کر بے رحم بھاگ گیا۔

بہاء الدولہ اور ابوعلی کی جنگ: وزیر السلطنت نے رائے دی کہ مصلحت وقت یہ ہے کہ آپ ابو محمد بن مکرم کی امداد کے لئے ابوعلی بن استاد ہرمز کے مقابلے پر تیار ہو جائیے اور فوراً خوزستان کا راستہ اختیار کیجئے ورنہ معاملہ نازک ہو جائے گا۔ چنانچہ بہاء الدولہ سامان سفر و جنگ درست کر کے خوزستان کی طرف چلا اور قطرہ بیضاء پہنچ کر پڑاؤ کیا۔ جہاں ابوعلی بن استاد ہرمز سے چند لڑائیاں ہوئیں۔ ابوعلی نے رسد و غلہ کی آمد بند کر دی۔ جس سے بہاء الدولہ کا لشکر پریشان ہو گیا۔ تب بہاء الدولہ نے بدر بن حسو یہ سے امداد کی درخواست کی اور خورد و نوش کی چیزیں مانگیں۔ بدر بن حسو یہ نے کچھ سامان روانہ کیا۔ لگانے بھانے والوں نے ابوعلی بن اسماعیل کی طرف سے بہاء الدولہ کے کان بھرنے شروع کر دیئے۔ قریب تھا کہ زوال کی گھنٹیں اس کے سر پر چھا جاتیں اتنے میں مصمام الدولہ کے مارے جانے کی خبر آ گئی۔ جنگ و مخالفت کا قصہ تمام ہو گیا۔ اور آپس میں صلح ہو گئی۔ اور حکومت کی ہاگ ڈور بہاء الدولہ کے قبضہ میں آ گئی۔

مصمام الدولہ کا قتل: جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں ابوالقاسم اور ابو نصر بن بختیار مقید تھے ان دونوں نے محققین قلعہ کو ملا لیا اور قلعہ سے نکل آئے۔ کردوں کا ایک گروہ ان کے پاس آ کر متحد ہو گیا۔ اتفاق یہ کہ انہی دنوں مصمام الدولہ نے اپنی فوج کا جائزہ لیا تھا اور تقریباً ایک ہزار آدمیوں کو جن کا نسب دیلمی ثابت نہیں ہوا، فوج سے نکال دیا تھا۔ یہ جم غفیر بھی بختیار کے بیٹوں سے جا ملا۔ بہت بڑی تعداد ہو گئی۔ چنانچہ یہ ار جان کی طرف

بڑے، ابو جعفر استاد ہرمزان دونوں وہیں ① مقیم تھا، دونوں سے مدد بھیڑ ہوئی۔ ابو جعفر ہزیمیت شکست اٹھا کر بھاگا۔ اور روپوش ہو گیا ان دونوں نے اس کے ایوان حکومت اور مکان کو لوٹ لیا۔ اس کے بعد ان لوگوں نے مصمام الدولہ کے خلاف، علم بغاوت بلند کیا۔ مصمام الدولہ زنج ہو کر روہان ② (شیراز سے دو منزل کے فاصلہ) پہ بھاگ آیا۔ والی وردمان نے مصمام الدولہ کو گرفتار کر لیا۔ ابو نصر بن بختیار نے پہنچ کر وہاں روہان سے مصمام الدولہ کو لے لیا اور اس کی حکومت فارس کے نویں سال ماہ ذی الحجہ ۳۸۸ھ ③ میں اسے قتل کر دیا اور اس کی ماں کو ایک دیلمی سردار کے حوالہ کر دیا۔ دیلمی سردار نے اس کو بھی مار ڈالا اور اسی کے مکان میں دفن کر دیا یہاں تک کہ بہاء الدولہ، فارس پر قابض ہو گیا اور اس نے اس کی نعش کو مقابر سو بوہ میں سے جا کر مدفون کیا۔

بہاء الدولہ کا فارس اور خوزستان پر قبضہ: مصمام الدولہ کے قتل کے بعد ابو القاسم اور ابو نصر بن بختیار فارس پر قابض ہو گئے۔ ان دونوں نے ابوعلی بن استاد ہرمزان کے پاس پیغام بھیجا۔ ملانے کی کوشش کی اور اس امر کو پیش کیا کہ آؤ ہم تم اور وہ دیلم جو تمہارے ساتھ ہیں مل کر بغداد و بصرہ میں اور متحد ہو کر بہاء الدولہ سے لڑیں۔ ابھی ابوعلی انکار یا اقرار کا جواب دینے نہ پایا تھا کہ بہاء الدولہ نے بھی اس سے خط و کتابت کی۔ اور سے اور ان دیلم کو جو اس کے ساتھ تھے امن دینے کا وعدہ کیا اور ہر طرح اچھا سلوک کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔ اس سے ابوعلی کو سخت تردد پیدا ہو گیا چونکہ بوعلی نے اس سے پہلے بختیار کے دو بیٹوں کو قتل کر دیا تھا اور دو بیٹوں کو گرفتار کر لیا تھا، اس لئے اس نے بہاء الدولہ سے میل جول کو ترجیح دی۔ اور جو دیلم اس کے ساتھ تھے۔ انہوں نے ان ترکوں کے خوف سے جو کہ بہاء الدولہ کے لشکر میں تھے بہاء الدولہ سے ملنے سے اعراض کیا تاہم ابوعلی انہی دیلمیوں کے ساتھ رہا اور سخت تذبذب میں پڑا۔ حتیٰ کہ اپنے سرداروں کی ایک جماعت کو بہاء الدولہ کے پاس روانہ کر دیا ان لوگوں نے اس سے عہد و پیمان لے لیا اور اس پر اعتماد کر کے سب کے سب اس کے پاس آ گئے۔ اہواز کی طرف بڑھے پھر رام ہرمزان اور ار جان کی طرف گئے۔ غرض کہ بہاء الدولہ نے آہستہ آہستہ خوزستان کے تمام علاقوں پر قبضہ کر لیا۔

بہاء الدولہ کا فارس پر قبضہ: اس کے بعد اپنے وزیر السلطنت ابوعلی بن اسماعیل کو فارس کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اور شیراز کے باہر ایک کھدے میدان میں پڑاؤ ڈالا، بختیار کے بیٹے ان دونوں شیراز ہی میں تھے۔ دونوں فوجوں میں گھسان کی لڑائی ہونے لگی۔ جنگ کے دوران بختیار کے بیٹوں کے چند ساتھی ابوعلی وزیر سے مل گئے اور ان دونوں سے علیحدہ ہو کر ابوعلی کی فوج میں آ گئے۔ جس سے بختیار کے بیٹوں کو شکست ہوئی اور بوعلی نے شیراز پر قبضہ کر لیا۔ ابو نصر بختیار، بلاد دیلم بھاگ گیا اور اس کا بھائی ابو القاسم، بدر بن حسنویہ کے پاس چلا گیا۔ اور کچھ عرصے بعد بطحہ میں جا کر قیام پذیر ہوا۔

دیلمی اہواز میں: جنگ کے بعد وزیر السلطنت نے بشارت فتح کا خط بہاء الدولہ کی خدمت میں روانہ کیا چنانچہ بہاء الدولہ یہ خوشخبری سن کر شیراز آیا اور قریہ رود ماں کو تہہ و برباد کرنے کا حکم دیا اس کے بعد اہواز میں جا کر رہنے لگا۔ دار الخلافہ بغداد میں اپنی جگہ ابوعلی بن جعفر ”استاد ہرمزان“ کو مقرر کیا۔ اور ”عمید العراق“ کا لقب عطا کیا ان واقعات کے بعد دیلم کے حکمرانوں نے مستقل طور پر اہواز (بلاد فارس) میں سکونت اختیار کی و رطویل عرصے تک عراق کے حکمران رہے۔

بہاء الدولہ اور بختیار: جس وقت ابو نصر بن بختیار کے قدم بلاد دیلم میں مستقل طور سے جم گئے تو اس نے ان دیلمی فوجوں کو ملانے کی کوشش کی جو فارس و کرمان میں موجود تھی چنانچہ ان سے خط و کتابت شروع کی چنانچہ دیلمی فوجیں اور بہت سے کرد ابو نصر کی تحریروں و تحریک کے مطابق فارس میں آ کر جمع ہو گئے۔ ابو نصر نے ان لوگوں کو مرتب و مسلح کر کے کرمان پر حملہ کر دیا۔ اس وقت کرمان میں ابو جعفر ④ بن سیرجان حکومت کر رہا تھا۔ اس نے

① یہاں جگہ کا نام لکھنے سے رہ گیا تھا جو ”فسا“ ہے دیکھیں تاریخ الکامل ج ۹ ص ۱۴۲۔ ② یہاں صحیح لفظ دو دمان ہے دیکھیں تاریخ الکامل ج ۹ ص ۱۴۳۔ ③ یہ نسخہ بن سیرجان قتل تحریر نہیں ہے۔ ④ ہمارے پاس جدید عربی ایڈیشن ج ۵ ص ۴۶۹ کے مطابق یہاں کچھ عبارت لکھنے سے رہ گئی ہے یہاں عبارت اس طرح نہیں ہے مدیون ہے کہ ”کرمان میں اس وقت ابو جعفر ابن استاد ہرمزان حکومت کر رہا تھا چنانچہ ابو نصر نے فوج تیار کر کے ابو جعفر پر حملے کا ارادہ کیا ابو جعفر بھی مقابلہ پر آیا لیکن اس کو شکست ہوئی اور بھاگ کر سیرجان چلا گیا پھر ابو نصر جیرفت کی طرف بڑھا اور اس پر قبضہ کر لیا تاریخ الکامل ج ۹ ص ۱۶۰ صحیح جدید

موقع مناسب پایا تو جیرفت کی طرف بڑھا اور اس پر قابض ہو گیا۔ جیرفت پر قبضے کے بعد آہستہ آہستہ کرمان کے اکثر علاقوں کو دبا یا۔ یہاں الدولہ کو اس کی خبر ملی تو فوراً اپنے وزیر السلطنت ابوعلی بن اسماعیل کو ایک فوج کے ساتھ ابونصر کی سرکوبی اور جنگ کے لئے روانہ کیا جیسے ہی ابوعلی جیرفت کے قریب پہنچا۔ اہل جیرفت نے امن کی درخواست کی اور طاعت قبول کر لی ابونصر بن بختیار یہ رنگ دیکھ کر بھاگ گیا۔

بختیار کا قتل۔ پھر ابوعلی نے اپنی فوج سے تین سو جنگ جوؤں کو منتخب کیا اور انہیں اپنے ساتھ ابونصر کے تعاقب میں نکلا اس کے باقی لشکر جیرت ہی میں پڑاؤ کئے رہا۔ دو چار منزل کے بعد ابوعلی نے ابونصر کو گھیر لیا۔ ابونصر کے ساتھیوں میں سے کسی نے دھوکا دے کر اس کو قتل کر دیا، در سرکات کر ابوعلی کے پاس لے آیا۔ ابونصر کے باقی ساتھی پریشان ہو کر بھاگ گئے۔ مگر ابوعلی نے ان سب کو چل دیا یہ واقعہ ۳۹۰ھ کا ہے۔

ابوعلی بن اسماعیل کا قتل۔ ابونصر کے مارے جانے کے بعد ابوعلی نے کرمان پر قبضہ کر کے ابو موسیٰ سیاہ چشم ① کو مقرر کیا اور کامیابی کے ساتھ بہاء الدولہ کی خدمت میں واپس آ گیا مگر بہاء الدولہ نے فوراً اسے گرفتار کر کے اسے کے مال و اسباب کو بھی ضبط کر لیا (اس گرفتاری اور ضبطی کا سبب بظاہر کچھ نہ تھا) اور اپنے وزیر نیشاپور کو لکھ بھیجا کہ ابوعلی کے سارے خاندان والوں اور اعزہ، اقارب اور دوستوں کو گرفتار کر لو، وزیر نیشاپور نے بلا وجہ گرفتار میں پس و پیش کی اس وجہ سے ان لوگوں کو نکل کر بھاگنے کا موقع مل گیا چنانچہ وہ سب بھاگ گئے۔ اس کے بعد بہاء الدولہ نے اپنے وزیر ابوعلی کو ۳۹۲ھ میں قتل کر دیا۔ خوزستان اور اس کے متعلق تمام علاقوں پر ابوعلی حسن بن استاد ہرمز کو مقرر کیا۔ اور عمید الجیوش کا لقب دیا۔

ابوعلی حسن کی گورنری۔ ابو جعفر حجاج بن ہرمز کو بد اخلاقی ظلم اور بجا حکم کی وجہ سے معزول کر دیا۔ چنانچہ ابوعلی حسن کی گورنری سے انتظام درست ہو گیا۔ شورش کم ہو گئی بہاء الدولہ کو اس کے عدل و انصاف کی وجہ سے بہت بڑی دولت مل گئی۔

ظاہر بن خلف اور کرمان۔ ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں کہ ظاہر بن خلف، اپنے باپ خلف بن احمد بن بختانی کی اطاعت سے منحرف ہو گیا تھا اور اب اس سے برسر پیکار تھا۔ چنانچہ اس کا باپ کامیاب ہوا اور ظاہر شکست کھا کر کرمان کی طرف چلا گیا ارادہ یہ تھا کہ موقع پا کر کرمان پر قابض ہو جاؤں گا۔ گورنر کرمان اپنی کاہلی اور آرام طلبی کی وجہ سے ظاہر بن خلف کے بڑھے ہوئے حوصلوں کی روک تھام نہ کر سکا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ تھوڑے ہی دنوں میں ظاہر کی قوت بڑھ گئی، اور اطراف و جوانب کے امراء جو گورنر کرمان کے مخالف تھے اس سے مل گئے۔ چنانچہ ظاہر نے ان لوگوں کو مرتب و مسلح کر کے جیرفت پر حملہ کر دیا جیرفت اور اس کے علاوہ دوسرے شہروں پر بھی قابض ہو گیا۔ یہ واقعہ ۳۹۱ھ کا ہے۔

کرمان پر دیلمیوں کا قبضہ۔ ابو موسیٰ سیاہ چشم کو اس کی خبر ملی تو گورنر کرمان پر بے حد غصہ ہوا۔ اور اپنی دیلمی فوج کو مرتب کر کے کرمان پر پیفار کر دی جس میں ظاہر بن خلف کو شکست ہو گئی اور ابو موسیٰ نے اس کا مال و اسباب لوٹ لیا اور جن شہروں پر اس نے قبضہ کر لیا تھا وہاں قابض ہو گیا۔ اسی دوران بہاء الدولہ نے ابو جعفر استاد ہرمز کو ایک کثیر التعداد فوج کے ساتھ کرمان کی طرف روانہ کیا۔ ابو جعفر نے بھی ظاہر کو بختان کے باہر شکست دے دی اور کرمان پر قبضہ کر لیا دیلم کا دور دورہ ہو گیا جیسا کہ اس سے پہلے تھا پھر کرمان میں بھی وہی دور دورہ ہو گیا۔

مدائن کا محاصرہ۔ قرداش بن مقلد نے ۳۹۳ھ میں بنو عقیل کے ایک گروپ کو ملک گیزی کے لئے روانہ کیا تھا چنانچہ اس گروہ نے مدائن پہنچ کر محاصرہ کر لیا، بہاء الدولہ کے نائب بغداد (ابو جعفر حجاج بن ہرمز) نے یہ خبر سن کر صف شکن فوجیں ان کے مقابلے کے لئے روانہ کیں۔ چنانچہ بنو عقیل کا گروہ مدائن کے محاصرہ سے دست کش ہو گیا۔

ابو جعفر کی شکست۔ اس کے بعد بنو عقیل اور بنو اسد میں سے ابوالحسن بن مزید متفق ہو کر حکومت پر قبضہ کرنے کے لئے نکلے۔ ابو جعفر حجاج مقابلہ اور روک تھام کے لئے خم ٹھونک کر میدان میں آ گیا۔ اور خنابہ کو بھی شام بلوایا۔ چنانچہ دونوں فوجوں میں جنگ شروع ہو گئی سخت اور خونریز جنگ کے بعد ابو جعفر کو شکست ہو گئی۔ لشکر گاہ کو لوٹ لیا گیا۔

بنو اسد اور بنو عقیل کی تباہی۔ اس کے بعد دوبارہ شکست کھا کر بھاگا اور اپنی گئی ہوئی قوت کو جمع کر کے اطراف کوفہ میں خم ٹھونک رہے تھے۔ آئے۔ اس واقعہ میں بنو عقیل اور بنو مزید اسدی کو شکست ہو گئی۔ اور وہ نہایت بری طرح سے پامال کئے گئے بنو مزید اسدی ۱ کے قیمتی قیمتی رپورت، نفیس نفیس سباب، عمدہ عمدہ کپڑے اور بہت سامان جس کو زمانہ کی آنکھوں دیکھا اور نہ کانوں نے سنا ہوگا لوٹ لیا گیا۔

ابو جعفر اور ابو علی میں جنگ:۔ جیسے ہی ابو جعفر حجاج، دار الخلافہ بغداد سے بنو عقیل کی سرکوبی کے لئے نکلا۔ اوباش اور جرائم پیشہ لوگوں نے بنو عقیل کی طرف سے قتل اور لوٹ مار کا بازار گرم ہو گیا۔ بہاء الدولہ کو اس کی اطلاع ملی تو ابو علی بن جعفر استاد ہرمز کو عراق کی حفاظت اور اس میں امن و امان قائم کرنے کے لئے فوراً روانہ کر دیا۔ ابو جعفر کو اس کی خبر مل گئی۔ وہ نہایت برہم ہوا۔ اور اطراف کوفہ میں دہلیم اور ترکوں کو جمع کر کے مقابلہ پر آیا۔ بین اتفاق سے ابو جعفر کو شکست ہو گئی ابو علی نے انتہائی مردانگی سے اطراف کوفہ کو اس کی وسعت برد سے بچایا۔ اس کے بعد ابو علی، خوزستان کی طرف چل گیا اور رفتہ رفتہ سوس تک پہنچ گیا۔ اس دوران یہ خبر ملی کہ ابو جعفر فوجیں حاصل کر کے دوبارہ کوفہ کی طرف آ گیا۔ یہ سنتے ہی فوراً لوٹ پڑا اور دونوں فوجوں میں لڑائی شروع ہو گئی بھی لڑائی کا سلسلہ بند نہیں ہوا تھا کہ ۳۹۳ھ میں بہاء الدولہ نے ابو علی کو حکم بھیجا کہ ”تم ابو جعفر سے جنگ کو متوی کر کے ابن واصل سے جنگ کرنے بصرہ چلے جاؤ۔“

ابو علی کی بصرہ روانگی:۔ چنانچہ ابو علی، ابو جعفر سے لڑنا چھوڑ کر بصرہ چلا گیا۔ ابن واصل اور ابو علی کی متعدد لڑائیاں ہوئیں جیسا کہ موک بصرہ کے حالات میں ہم بیان کریں گے، قصہ مختصر ابو علی دار الخلافہ بغداد کی واپس لوٹا۔ اور ابو جعفر فوج حامی (براہ خراسان) میں پہنچا اور وہیں قیام کر دیا۔ فوج حامی، عمید الجیش ابو علی کی جاگیر تھی۔ اس کا حاکم ۳۹۶ھ کے آخر میں مر گیا تھا ابو علی نے اس کی جگہ ابو الفضل بن عمران کو مقرر کیا تھا۔ اس وقت بہاء الدولہ، بصرہ میں ابن واصل سے برسر پیکار تھا ابو جعفر وغیرہ کو یہ بات معلوم ہو گئی اس سے ان کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے ہو گئے، دلوں میں بزدلی چھا گئی اور جماعت میں تفرقہ پیدا ہو گیا۔ ابن مزید اسدی اپنے زیر کنٹرول علاقوں میں چلا گیا، ابو جعفر اور ابن عیینی نے حلوان میں جا کر دم لیا۔

ابو جعفر کی معافی:۔ کچھ عرصے بعد ابو جعفر نے بہاء الدولہ کی خدمت میں معذرت کا خط بھیجا اور عفو تقصیر کی درخواست کی، بہاء الدولہ نے اس کی درخواست قبول کر دی چنانچہ ابو جعفر مقام نشتر میں حاضر خدمت ہوا۔ لیکن بہاء الدولہ اس خیال سے کہ کہیں ابو علی، کو اس سے نفرت پیدا نہ ہو جائے اسے زیادہ غٹ نہیں کرائی۔

بہاء الدولہ اور بدر کی صلح:۔ پھر بہاء الدولہ کو بدر بن حسو یہ کی بڑھی ہوئی قوت سے خطرہ پیدا ہو گیا، حسد کی آگ بھڑک اٹھی ہذا فوجیں تیار کر کے بدر کی طرف بڑھا مگر بدر نے صلح کا پیغام دے دیا۔ چنانچہ بہاء الدولہ نے اسے قبول و منظور کر لیا اور واپس آ گیا۔ ۴۰۰ھ میں ابو جعفر حجاج بن ہرمز کا مقام ہواز میں انتقال ہو گیا۔ اور دنیا کے سارے جھگڑوں سے اس کی جان چھوٹ گئی۔

والدہ مجد الدولہ:۔ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ مجد الدولہ ابو طالب رستم بن فخر الدولہ کو ہمدان اور قرمیس پر حدود عراق تک حاکم بنایا گیا اور دونوں حکومتوں کی حکومت اس کی ماں کے قبضہ اقتدار میں رہی، وہی ان علاقوں پر حکمرانی کرتی تھی چنانچہ جب مجد الدولہ نے قلمدان وزارت، بوعلی بن علی بن قاسم کے حوالے کیا تو امراء حکومت نے اس سے اعراض کیا، مجد الدولہ کو بھی اپنی ماں سے خوف پیدا ہو گیا، اور مشقت بھی اپنے بیٹے سے مشتبہ ہو کر رہے سے نکل کر قلعہ میں جا بیٹھی، اور قلعہ کی حفاظت پر کچھ لوگوں کو مقرر کر دیا پھر کسی بہانے سے قلعہ سے نکل کر بدر بن حسو یہ کے پاس جا پہنچی امداد کی درخواست کی اتنے میں اس کا بیٹا شمس الدولہ بھی ہمدان سے فوجیں لے کر آ گیا۔

مجد الدولہ کی گرفتاری:۔ بدر بن حسو یہ ان دونوں کے ساتھ ۳۹۶ھ میں مجد الدولہ سے لڑنے چلا۔ چنانچہ اصفہان پہنچ کر محاصرہ کر لیا اور بزور قوت اس پر قبضہ کر لیا اصفہان کی حکومت کی باگ ڈور پھر مجد الدولہ کی ماں کے قبضہ میں آ گئی۔ اس نے مجد الدولہ کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور حکومت کی

کرسی پر شمس الدولہ کو بٹھا دیا۔ اس نے بعد بدر بن حسو یہ اپنے دار الحکومت میں واپس آ گیا۔

مجد الدولہ کی رہائی اور حکومت: پھر ایک سال کے بعد مجد الدولہ کی ماں کو شمس الدولہ سے بدظنی پیدا ہو گئی اس نے مجد الدولہ کو قید سے نکال کر تخت حکومت پر متمکن کیا اور شمس الدولہ، ہمدان کی طرف بھاگ گیا۔ بدر بن حسو یہ کو اس کا بیحد ملال ہوا لیکن چونکہ وہ اپنے بیٹے ہمدان کی شورش اور فساد کو ختم کرنے میں مصروف تھا اس لئے دل ہی دل میں پیچ و تاب کھا کر رہ گیا۔ یہ اسی تذبذب میں تھا کہ شمس الدولہ کا خط پہنچ گیا جس میں اس نے امداد مانگی تھی بدر نے باوجود مصروفیت کے شمس الدولہ کی مدد پر فوجیں روانہ کر دیں۔ ادھر شمس الدولہ نے قم کا محاصرہ کر لیا اور مجد الدولہ کی ماں سخت مشکلات میں گرفتار ہو گئی۔

مجد الدولہ کی ماں اور ابن کا کو یہ: علاء الدین ابو حفص بن کا کو یہ، اس عورت (مجد الدولہ کی ماں) کا ماموں زاد بھائی تھا۔ قدیم فارسی زبان میں کا کو یہ، ماموں کو کہتے ہیں اسی لئے علاء الدولہ ابن کا کو یہ کہلایا اسے مجد الدولہ کی ماں نے اصفہان کی حکومت پر مقرر کیا تھا۔ چنانچہ جب اس کی حکومت میں اضطراب پیدا ہوا تو ابن کا کو یہ، بہاء الدولہ کے پاس عراق چلا گیا۔ اور اسی کے پاس رہتا رہا۔ پھر جب مجد الدولہ کی ماں کے قبضہ میں زمام حکومت آ گئی تو بن کا کو یہ عراق سے اس کے پاس آ گیا اس نے اسے اصفہان کی حکومت پر دوبارہ مقرر کر دیا۔ اس سے اس کے قدم حکومت و سطنت پر جم گئے اس کے بعد اس کی اولاد، اصفہان کی آئندہ حکمران بنی جیسا کہ آئندہ ہم ان کے حالات کے ضمن میں بیان کریں گے۔

بہاء الدولہ کی بغداد واپسی: ابو جعفر استاد ہرمز، عضد الدولہ کا حاجب اور اس کے خاص الخواص سے تھا۔ ابو جعفر نے اپنے بیٹے ابوعی کو مصمام الدولہ بن عضد الدولہ کی خدمت میں بھیج دیا تھا چنانچہ جب مصمام الدولہ مارا گیا تو ابوعی، بہاء الدولہ کے پاس آ گیا۔ جب بہاء الدولہ کو عراق میں یہ خبر ملی کہ دار الخلافہ بغداد میں اس کی غیر حاضری میں سخت شورش پیدا ہو گئی ہے۔ اوباشوں اور جرائم پیشہ اشخاص نے لوٹ مار شروع کر دی ہے تو بہاء الدولہ نے اپنی جگہ عراق کی حکومت پر فخر الملک ابوطالب کو مقرر کیا اور خود دار الخلافہ کی طرف چل کھڑا ہوا۔ امراء حکومت اراکین سطنت اور بڑے بڑے عہدہ اور اسی سال ذی الحجہ میں بہاء الدولہ سے ملنے آئے۔ بہاء الدولہ نے ایک فوج دار الخلافہ بغداد سے ابوالشوک سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کی۔ حتیٰ کہ ابوالشوک کی شورش ختم ہو گئی۔

بدر بن حسو یہ اور بلال: اسی زمانہ میں بدر بن حسو یہ اور اس کے بیٹے بلال کا جھگڑا ہو گیا۔ بدر نے بہاء الدولہ سے امداد مانگی چنانچہ بہاء الدولہ نے بدر کی امداد پر کمر باندھی ۱۔۔۔۔۔ دیر عاقل کو اس کے قبضہ سے نکال لیا اور جو کچھ اس کا مال و اسباب وہاں تھا سب پر قابض ہو گیا۔ اس دوران سلطان عنوان اور رجب یعنی شمال خفاجی کے بیٹے اپنے سرداروں کے ساتھ آ گئے اور فرات کی حفاظت کی ذمہ داری بنو عقیل سے واپس دے دی۔ اور اس کے ساتھ ساتھ دار الخلافہ بغداد کے لئے روانہ ہوئے بہاء الدولہ نے ان لوگوں کو ذی السعادتین حسن بن منصور کے ساتھ انبار کی طرف روانہ کر دیا چنانچہ ان لوگوں نے اس کے اطراف کو غارت اور برباد کرنا شروع کر دیا۔

ذو السعادتین اور سلطان: ذو السعادتین نے ان میں سے چند لوگوں کو گرفتار کر لیا مگر کچھ عرصے بعد رہا کر دیا۔ ان لوگوں نے ذو السعادتین کو گرفتار کر لیا اور بیڑیاں ڈال کر دار الخلافہ بغداد بھیج دیا جنہیں کچھ عرصے بعد ابوالحسن بن مزید کی سفارش سے رہا کر دیا گیا ان لوگوں نے حسب عادت پھر قتل و غارت گری پر کمر باندھ لی ۲۔۔۔۔۔ میں حاجیوں کے قافلے پر حملہ کیا اور اس کو لوٹ لیا۔

ابوالحسن بن مزید: فخر الملک نے ابوالحسن بن مزید کو ان لوگوں سے انتقام لینے کا حکم لکھا۔ چنانچہ ابوالحسن بن مزید نے بصرہ پہنچ کر ان لوگوں کو گھیر لیا اور نہایت سختی سے ان کو قتل و گرفتار کیا۔ حاجیوں کا مال و اسباب جتنا لوٹ لیا تھا واپس لے لیا۔ اور قیدیوں کو فخر الملک کے پاس بھیج دیا۔ اس واقعہ کے بعد پھر ان باقی جنگجوؤں نے حاجیوں کے قافلہ سے چھیڑ چھاڑ شروع کی اور اطراف کو لوٹ لیا۔ ابوالحسن بن مزید یہ خبر سن کر ان کے سر پر پہنچ گیا اور

جیسا کہ اس سے پہلے اس نے ان کو زیروز بر کیا تھا دوبارہ قتل و قید کیا اور قیدیوں کو دار الخلافہ بغداد بھیج دیا۔

بہاء الدولہ کی وفات۔ ان واقعات کے بعد ۴۰۳ھ آدھا گزر چکا تھا کہ بہاء الدولہ ابو نصر بن عضد الدولہ بن بویہ نے مقام ارجان (عراق) میں وفات پائی مشہد علی میں اپنے باپ کے پاس مدفون ہوا۔ اس نے چوبیس سال حکومت کی۔

سلطان الدولہ کی حکومت: اس کے بعد اس کا بیٹا سلطان الدولہ ابو شجاع حکمران بنا۔ ارجان سے شیراز آیا اور اپنے ایک بھائی جلال مدوہ ابو ظہر کو بصرہ کی حکومت پر مقرر کیا۔ اور دوسرے بھائی ابو الفوارس کو کرمان کا گورنر بنایا۔

شمس الدولہ اور مجد الدولہ: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ شمس الدولہ بن فخر الدولہ کو ہمدان کی حکومت ملی تھی۔ اور اس کا بھائی مجد الدولہ ”رے“ کا حصران بنا تھا۔ اور اس کی ماں دونوں حکومتوں کی نگران اور سیاہ و سفید کی مالک تھی۔ بدر بن حسنویہ کردوں کا سردار تھا۔ اس کا اس کے بیٹے بدال سے جھگڑا ہو گیا تھا۔ ایک دوسرے سے گتہ گیا تھا۔ دونوں کی متعدد لڑائیاں ہوئیں جنہیں ہم ان کے حالات کے ضمن میں تحریر کریں گے۔ شمس الدولہ نے ان کے اکثر شہروں پر قبضہ کر لیا تھا۔ اور وہاں کے مال و اسباب کو دبا لیا تھا جیسا کہ ان کے حالات کے سلسلہ میں آپ آئندہ پڑھیں گے۔ اس کے بعد شمس الدولہ نے ”رے“ کی طرف قدم بڑھائے۔ مجد الدولہ نے رے چھوڑ دیا اور دیناوند چلا گیا۔ اس کے ساتھ اس کی ماں بھی تھی ادھر شمس الدولہ نے رے پر قبضہ کر لیا اور پھر اپنے بھائی اور ماں کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ فوج کو بہت دنوں سے تنخواہ نہیں ملی تھی۔ آئے دن لڑائیوں کی وجہ سے تنخواہیں بند تھیں انہوں نے شور و غل مچایا، ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ فوج و طائف اور تنخواہ طلب کرنے لگی چنانچہ شمس الدولہ مجبور ہو کر ہمدان واپس آ گیا اور اس کا بھائی مجد الدولہ اور اس کی ماں دوبارہ رے میں آ گئے اور اس پر قابض ہو گئے۔

فخر الملک کا قتل: ابو محمد حسن ابن سہلان کافی عرصے پہلے قرواش کے پاس چلا گیا۔ قرواش نے اسے اپنے پاس انتہائی عزت سے ٹھہرایا۔ سلطان الدولہ نے اس کی جگہ عہدہ وزارت پر ابو القاسم جعفر بن فسا بخش کو مقرر کر دیا۔ ربیع الاول ۴۰۶ھ میں سلطان الدولہ نے اپنے گورنر عراق اور اس کے وزیر السلطنت فخر الملک ابو طالب کو گرفتار کر کے قتل کر دیا۔ یہ سازش پانچ سال عہدہ وزارت پر رہا۔ اس کا مال و اسباب سلطان الدولہ نے ضبط کر لیا جس کی مالیت ایک کروڑ تھی۔

ابن سہلان کی وزارت: پھر جب فخر الملک کے قتل کے بعد ابن سہلان واپس آیا تو سلطان الدولہ نے اسے حکومت عراق پر مامور کیا اور عمید البیوش کا خطاب دیا اور اس کی جگہ وزارت کا عہدہ، رنجی ۱ کو عطا کیا چنانچہ محرم ۴۰۹ھ میں ابن سہلان عراق کی طرف روانہ ہو گیا اور بنو اسد کی طرف ہو کر گزرا چونکہ فخر الملک کے دور میں اس کے اشارے اور حکم سے بنو اسد نے بنو مضر کے سرداروں کو گرفتار کر لیا تھا، اس لئے ان میں سے ابن و دہیس فخر الملک کے قتل کے بعد بنو اسد سے انتقام لینے کے لئے اٹھا۔

ابن سہلان کا بنو اسد پر حملہ: ابن سہلان نے یہ رنگ دیکھ کر بنو اسد اور اس کے بھائی مہارش اور نیز طر او پر شبنون، را اور دور تک تعقب کرتا چد گیا ان نامی گرامی سرداروں کو قتل کیا۔ ایک جماعت و عیلم اور ترکوں کی بھی کام آ گئی۔ بلاخران لوگوں کو شکست ہوئی اور ابن سہلان نے ان کے مال و اسباب پر قبضہ کر لیا عورتوں اور لڑکوں کو غلام بنالیا۔ خاتمہ جنگ کے بعد مضر اور مہارش کو امن دیا ان دونوں اور نیز طر او کو جزیرہ کی حکومت میں شریک کر دیا۔ یہ بات سلطان الدولہ کو ناگوار گزری تو اس نے فوراً واسط کی جانب کوچ کر دیا۔ اس وقت واسط میں آتش فتنہ بھڑک رہی تھی۔

ابن سہلان اور سلطان الدولہ: اس لئے سلطان الدولہ نے ان میں سے ایک جماعت کو قتل کر دیا جس سے فتنہ و فساد فرو ہو گیا و ر من دامن قائم ہو گیا۔ اس عرصہ میں دار الخلافہ بغداد کے فتنہ کی خبر ملی لہذا سارے کاموں کو چھوڑ کر دار الخلافہ بغداد روانہ ہو گیا اسی سال کے ربیع الثانی میں بغداد پہنچا اس کی آمد سے اوباش آبرو باختہ اور بد معاش لوگ بھاگ گئے پھر اس نے عباسیوں کے ایک گروپ کو شہر بدر کیا، ابو عبد اللہ ابن نعمان (فقیر)

شیعہ) کو بھی شہر سے نکال دیا دیہی فوج کو دار الخلافہ بغداد کے اطراف و جوانب میں ٹھہرا کر واسطہ واپس آیا دیلمیوں اور ترکوں میں قسریاں اور زانی شروع ہو گئی۔ چند دیہی سردار، ابن سہلان کی شکایت لے کر واسطہ میں سلطان الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سلطان الدولہ نے ان لوگوں کو سلی دی اور ان لوگوں کو اپنے پاس ٹھہرایا۔

ابن سہلان کا فرار اس کے بعد ابن سہلان کو طلبی کا خط لکھا اس نے ابن سہلان کو خطرہ پیدا ہو گیا لہذا وہ بنو تغلبہ کے پاس بھاگ گیا۔ تھوڑے دنوں تک قیام کر کے موصل پہنچ گیا پھر موصل سے نکل کر بطحہ میں جا کر قیام پذیر ہو گیا، سلطان الدولہ نے ابن سہلان کی گرفتاری اور تماش میں فوجیں روانہ کیں، چونکہ شرابی (والی بقیعہ نے) ابن سہلان کو اپنی پناہ میں لے لیا تھا اس لئے سلطان الدولہ کی فوج سے اس نے جنگ لڑی اس کو شکست فاش دی۔ پھر ابن سہلان جلال الدولہ کے پاس بصرہ چلا گیا۔

سلطان الدولہ اور ججی کی صلح: ان واقعات کے بعد رنجی اور سلطان الدولہ میں صلح صفائی ہو گئی۔ اسی سال دیلمیوں میں کمزوری محسوس ہونی تو دار الخلافہ بغداد اور واسطہ میں عوام الناس ان پر نوٹ پڑے۔ ایک شدید ہنگامہ برپا ہو گیا، دیلمی ان کا مقابلہ نہ کر سکے اسی دوران سلطان الدولہ نے اپنے وزیر فہ بن بخت اور اس کے بھائی کو گرفتار کر لیا اور قلمدان وزارت ابو طالب ذوالسعادتمین حسن بن منصور کو عنایت کیا۔ اور جلال الدولہ (والی بصرہ) نے بھی اپنے وزیر ابو سعید عبدالواحد علی ابن ماکولا کو گرفتار کر لیا۔

ابو الفوارس کی بغاوت: سلطان الدولہ نے اپنے بھائی ابو الفوارس کو کرمان کا گورنر بنایا تھا کچھ دیلم اس کے پاس آ گئے اور ان لوگوں نے ابو الفوارس کو سلطان الدولہ کی مخالفت پر ابھار دیا چنانچہ ابو الفوارس نے علم مخالفت بلند کر دیا اور ۴۰۸ھ میں شیراز پر قبضہ کر لیا۔ سلطان الدولہ اس کی خبر ملی تو فوجیں آراستہ کر کے ابو الفوارس کی سرکوبی کے لئے چلا، چنانچہ ابو الفوارس کو پہلے ہی حملہ میں شکست ہو گئی اور وہ کرمان کی طرف بھاگ گیا سلطان الدولہ نے تعاقب کیا، ابو الفوارس، کرمان کو خیر آباد کہہ کر سلطان محمود بن سبکتگین کی خدمت میں بست پہنچ گیا جہاں محمود نے آؤ بھگت سے ٹھہرایا، اور مدد کا وعدہ کیا۔

ابو الفوارس کا کرمان پر قبضہ: کچھ عرصے بعد ابو سعید طائی کو ایک فوج کے ساتھ ابو الفوارس کی مدد کے لئے روانہ کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ سلطان الدولہ کرمان سے دار الخلافہ بغداد واپس آ گیا تھا، ابو الفوارس نے پہنچتے ہی کرمان پر قبضہ کر لیا کرمان پر قبضہ کے بعد فارس کے دوسرے شہروں کی طرف بڑھا۔ اور رفتہ رفتہ شیراز بھی چھین لیا۔ سلطان الدولہ نے یہ خبر سن کر دار الخلافہ بغداد سے اپنی فوج کے ساتھ حرکت کی اور ہذا فارس پہنچ کر ابو الفوارس کو دوبارہ شکست دی، اس نے کرمان میں جا کر دم لیا۔

ابو الفوارس کا کرمان سے فرار: یہ واقعہ ۴۰۸ھ کا ہے، سلطان الدولہ نے تعاقب پر فوجیں بھیجیں تو ابو الفوارس، کرمان چھوڑ کر شمس الدولہ (والی ہمدان) کے پاس چلا گیا اور سلطان الدولہ کی فوجوں نے کرمان پر قبضہ کر لیا۔ چونکہ ابو الفوارس نے ابو سعید طائی کے ساتھ بد معاہدگی کی تھی اس وجہ سے محمود بن سبکتگین کے پاس اس شکست کے بعد نہیں گیا۔

ابو الفوارس اور سلطان الدولہ کی صلح: القصہ تھوڑے دن ہمدان میں قیام کر کے اپنے گھر میں ٹھہرایا، اس کے بھائی جلال الدولہ نے بہت سا مال بھیج دیا اور اپنے پاس ہوا یا مگر ابو الفوارس نے انکار میں جواب دیا۔ اس کے بعد اس کا اور اس کے بھائی سلطان الدولہ کا مہ و پیہم شروع ہو گیا چنانچہ کرمان واپس آ گیا۔ سلطان الدولہ نے خلعت اور تلوار بھیجی اور صلح ہو گئی۔

مشرف الدولہ اور سلطان الدولہ: ۴۱۱ھ میں فوج نے دار الخلافہ بغداد میں سلطان الدولہ کے خلاف بغاوت کر دی اور مشرف الدولہ کی حکومت کا اعلان کر دیا۔ سلطان الدولہ نے اس کی گرفتاری کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ تب واسطہ کی طرف چلے جانے کا ارادہ کیا۔ ادھر فوج نے مطالبہ کیا کہ اپنے بھائی مشرف الدولہ کو اپنا نائب بنایا اور واسطہ کی طرف روانہ ہو گیا پھر ہواز کے ارادے سے واسطہ سے بغداد کی طرف چلا۔ اگرچہ

دونوں بھائیوں نے کسی کو اپنا نائب نہ بنانے کا حلف اٹھایا تھا مگر مشرف الدولہ نے کسی مصلحت کی وجہ سے ابن سہلان کو دوبارہ عراق کی حکومت پر نائب مقرر کر دیا۔

ابن سہلان کا ابواز پر قبضہ: پھر جب سلطان الدولہ تشریف لے گیا تو اس نے ابن سہلان کو خط لکھا اور ساتھ ملا لیا۔ چنانچہ ابن سہلان، مشرف الدولہ سے پیچھے ہو کر سلطان الدولہ کے پاس چلا گیا۔ سلطان الدولہ نے اسے قلمدان وزارت سپرد کر دیا۔ اور ابواز کی طرف قبضہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ ابن سہلان نے ”ابواز“ لوٹ لیا۔ ادھر ترکوں نے جو اس وقت ابواز میں تھے مقابلہ کیا اور مشرف الدولہ کی حکومت کا اعلان کر دیا۔ چنانچہ سلطان الدولہ کی فوجیں بے نیل مرام واپس آ گئیں۔

ابو کالیجار کا ابواز پر قبضہ: اس واقعہ کے بعد دیلمیوں نے مشرف الدولہ سے اجازت حاصل کر کے اپنے آبائی وسط خوزستان کا راستہ اختیار کیا مشرف الدولہ نے اپنے وزیر السلطنت ابوطالب کو نگرانی اور حفاظت کی غرض سے ساتھ بھیج دیا۔ اور وہ ترک جو اس کے ہمراہ تھے وہ طراوین دہیس اسدی کے پاس جزیرہ ہندو میں چلے گئے۔ یہ واقعہ اس کی وزارت کے ڈیڑھ سال کے بعد کا ہے اس کے بیٹے ابو العباس سے تیس ہزار دینار بطور جرمانہ وصول کئے گئے۔ سلطان الدولہ نے ابوطالب کے قتل کا تہیہ کر لیا اور ابو کالیجار کو ابواز کی طرف بھیج دیا، چنانچہ اس نے ابواز پر قبضہ کر لیا۔

سلطان الدولہ نور مشرف الدولہ کی صلح: ان واقعات کے بعد سلطان الدولہ اور مشرف الدولہ میں صلح کرنے کی غرض سے خط و کتابت شروع ہوئی ابو محمد بن مکرم (سلطان الدولہ کا مصاحب) اور مؤید الملک رنجی (مشرف الدولہ کا وزیر) دونوں بھائیوں میں صلح کے محرک تھے ان دونوں نے یہ طے کیا کہ عراق، مشرف الدولہ کو دے دیا جائے اور فارس و کرمان کی حکومت سلطان الدولہ کے سپرد کر دی جائے۔ چنانچہ اسی بناء پر صلح نامہ کی تکمیل ۴۱۳ھ میں ہو گئی۔

ابن کا کو یہ کا ہمدان پر قبضہ: شمس الدولہ بن بویہ (والی ہمدان) نے وفات پائی تھی اور اس کی جگہ اس کا بیٹا سماء الدولہ حکمران بن تھا فرہان بن مرداویج، یزدجرد ۱ کی حکومت سماء الدولہ کی آنکھوں میں کانٹا بن کر کھٹک لگی ان نے فوجیں آراستہ کر کے فرہاد کو گھیر لیا۔ چنانچہ فرہاد نے علاء الدولہ بن کا کو یہ سے امداد طلب کی، علاء الدولہ نے فرہاد کی درخواست قبول کی اور فوجیں اس کی کمک پر روانہ کر دیں۔ چنانچہ سماء الدولہ کو فرہاد کے محاصرے اور جنگ سے دست کش ہونا پڑا۔

ہمدان کا محاصرہ: اس کے بعد علاء الدولہ اور فرہاد نے ہمدان کی طرف قدم بڑھائے اور پہنچتے ہی محاصرہ کر لیا۔ ہمدان کی فوجیں تاج الملک قوی (سپہ سالار سماء الدولہ) کی کمان میں مقابلے کے لئے نکلیں اور طاقت کے ذریعے علاء الدولہ کا محاصرہ ختم کر دیا علاء الدولہ شکست کھ کر جریر یا ذوق پہنچ گیا۔ راستے میں اس کی فوج کا بڑا حصہ برف اور سردی سے ہلاک ہو گیا۔

تاج الملک کی کسمپرسی: تاج الملک قوی نے علاء الدولہ کا تعاقب کیا اور جریر یا ذوق پہنچ کر علاء الدولہ کا محاصرہ کر لیا۔ مگر علاء الدولہ نے ان ترکوں کو ساتھ مل سپاہیوں تاج الملک قوی کے ساتھ تھے اس سے تاج الملک کمزور پڑ گیا اور اس کا سارا لشکر منتشر ہو کر بھاگ گیا۔ تاج الملک پریشان ہو کر ہمدان کی جانب لوٹا۔ علاء الدولہ، سماء الدولہ پر حاوی ہو گیا۔ اس کی نام کی بادشاہت رہ گئی۔ وہ خراج بھی دینے لگا۔ اس کے بعد علاء الدولہ نے تاج الملک کا اس کے قلعہ میں محاصرہ کر لیا حتیٰ کہ تاج الملک قوی ۱ نے تنگ ہو کر امن کی درخواست کر دی۔ علاء الدولہ نے اسے امن دے دیا۔ اور سے سماء الدولہ کے ساتھ لئے ہوئے ہمدان گیا، اور ہمدان کے پورے صوبہ پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔

مشرف الدولہ اور ابوالشوک: دیلمی سرداروں کے ایک گروپ کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور چند سرداروں کو قتل کر دیا۔ ہمدان پر قبضہ کرنے کے بعد ابوالشوک کردی کے ملک کا رخ کیا۔ مشرف الدولہ نے ابوالشوک سے درگزر کرنے کی سفارش کی، چنانچہ علاء الدولہ نے اس کی

۱ یہاں صحیح غلط ”یزدجرد“ ہے دیکھیں (تاریخ الکامل ج ۹ ص ۳۳۰)۔ ۲ ایک نسخہ میں ”قوی“ کے بجائے ”قوی“ ہے جو غلط ہے۔ دیکھیں تاریخ الکامل ج ۹ ص ۳۳۰۔

سفارش کو منظور کر لیا اور اپنے دار الحکومت واپس چلا گیا۔ یہ واقعہ ۴۱۴ھ کا ہے۔

عنبر خادم: چونکہ عنبر خادم، مشرف الدولہ کے باپ اور دادا کی خدمت میں رہا تھا اس لئے عنبر خادم، مشرف الدولہ پر جاوی ہو رہا تھا۔ اسے اشیر کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔ بنو بویہ کی دولت و حکومت میں جو چاہتا تھا کر گزرتا تھا امراء حکومت اور فوج پر اس کی استبدادی حکومت تھی وزیر السلطنت مویہ الملک رنجی نے عنبر خادم کے کسی حاشیہ نشین یہودی سے ایک لاکھ دینار کی ذریعہ سے وصول کر لیا تھا۔ عنبر خادم نے مشرف الدولہ کے کانوں تک یہ بات پہنچادی۔

ناصر الدولہ کی وزارت: چنانچہ مشرف الدولہ نے ماہ رمضان ۴۱۴ھ میں مویہ الملک کو معزول کر کے ناصر الدولہ بن حمدان کو عہدہ وزارت عنایت کر دیا اور کچھ عرصے بعد مشرف الدولہ نے اس کو خلفاء عبیدین کے پاس بھیج دیا جہاں خلیفہ حاکم نے اسے مصر کی حکومت پر مقرر کر دیا مصر میں اس کا بیٹا ابوالقاسم حسین پیدا ہوا۔

ابوالقاسم: حاکم نے اس کے باپ ناصر الدولہ کو کسی الزام میں قتل کر دیا۔ ابوالقاسم، مفرج بن جراح امیر طے کے پاس شام بھاگ گیا۔ وہ عبیدیوں کے خلاف ابوالفتوح (امیر مکہ) کو ابھارنے لگا۔ ابوالفتوح نے اس کو بلوایا پھر مدینہ میں ابوالفتوح کی امارت کی بیعت لی گئی اور وہ فوجیں آراستہ کر کے مصر کی جانب بڑھا اور زر کثیر تاوان جنگ میں لے کر ابوالفتوح، مکہ واپس گیا اور ابوالقاسم، عراق کی طرف چلا گیا۔ عمید، عراق فخر الملک ابوحالب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ خلیفہ قادر باللہ کو اس کی خبر مل گئی فوراً حکم بھیج دیا کہ ابوالقاسم کو اپنے دربار سے نکال دو غریب ابوالقاسم نے موصل کا راستہ اختیار کیا۔ والی موصل نے ابوالقاسم کو قلعہ ان وزارت حوالے کر دیا کچھ عرصے بعد کسی وجہ سے شاہی عتاب میں گرفتار ہو گیا اور معزول کر دیا گیا۔ پھر عراق کی جانب واپس گیا۔ خوبی قسمت سے کچھ ایسے اتفاقات پیش آئے کہ مشرف الدولہ نے اس کو وزارت کا عہدہ عنایت کر دیا۔

ابوالقاسم کی دست درازیاں: پھر کمبختی جو آئی تو فوج کے ساتھ زیادتی اور حکومت کرنے لگا۔ ترکوں نے شور و غل مچایا اور بغوت کر دی اس کے میل و جول کی وجہ سے عنبر خادم بھی اس مصیبت میں گرفتار ہو گیا اور پریشان ہو کر دونوں سندیہ کی طرف بھاگ گئے۔ مشرف الدولہ بھی ان کے ساتھ تھا قراش نے ان لوگوں کو عزت و احترام سے ٹھہرایا اور بڑی آؤ بھگت سے پیش آیا۔ چند دنوں کے بعد یہ لوگ ”اوانا“ کی طرف چلے گئے۔

ترکوں کی شرمندگی: پھر ترکوں کو خود کردہ پریشانی ہوئی لہذا مرتضیٰ اور ابوالحسن زٹھی کو مشرف الدولہ کی خدمت میں بھیجا غفلت و تقصیر اور واپس آنے کی درخواست کی، ابھی کوئی جواب نہیں ملا تھا کہ چند ترک سردار مشرف الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور منت سماجت کر کے عنبر خادم سمیت دار الخلافت واپس لے گئے۔

سلطان الدولہ کی وفات: سلطان الدولہ ابوشجاع بن بہاء الدولہ (والی فارس) کا مقام شیراز میں انتقال ہو گیا۔ محمد بن مکرم کو اس کے مزاج میں بہت بڑا سوخ تھا اور اس کی حکومت کا منتظم اور وزیر تھا۔ اس کا میلان طبع سلطان الدولہ کے بیٹے ابوکالیجار کی طرف تھا اور یہ اس وقت اہواز کا گورنر تھا، سلطان الدولہ کے مرنے کے بعد ابوکالیجار کو تخت حکومت پر متمکن کرنے کے لئے محمد بن مکرم نے بلوایا۔

تخت نشینی پر اختلاف: ترکوں کی خواہش یہ تھی کہ ابوکالیجار کا چچا ابوالفوارس (والی کرمان) کو عبائے حکومت پہنائی جائے۔ چنانچہ ترک فوج نے ابوالفوارس کو کرمان سے بلا لیا محمد بن مکرم کو اس سے خطرہ پیدا ہو گیا۔ ابوالکارم اس کا ہم آہنگ تھا۔ فتنہ کے خیال سے بصرہ کی طرف بھاگ گیا اور عادل ابو منصور بن مافہ، ابوالفوارس کو لانے کے لئے کرمان روانہ ہو گیا۔ یہ محمد بن مکرم کے دوستوں میں سے تھا۔ ابوالفوارس نے اس کی عزت افزائی کی۔ دیلمی فوج کے پاس اپنی حکومت کی بیعت کا پیغام بھیجا۔ دیلمیوں نے بیعت کے معاملے میں محمد بن مکرم کی رائے پر موقوف کیا۔ ابوالفوارس کو اس سے غصہ پیدا ہو گیا۔ برہم ہو کر محمد بن مکرم کو گرفتار کر کے قتل کر دیا۔ پھر اس کا بیٹا ابوالقاسم ابوکالیجار کے پاس اہواز بھاگ گیا۔

ابوکالیجار کی حکومت ابوکالیجار کو اس سے سجدہ برہمی پیدا ہو گئی چنانچہ فوجیں مرتب کر کے فارس کی طرف چلا گیا۔ ابو منصور حسن بن علی نسوی، وزیر السلطنت ابوالفوارس مقابلہ پر آیا گھمسان کی لڑائی ہوئی، میدان جنگ ابوکالیجار کے ہاتھ رہا۔ ابوالفوارس کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا گیا۔ ابوالفوارس

شکست کھا کر کرمان کی طرف بھاگ گیا اور ابوکیلیجار نے شیراز پر قبضہ کر لیا۔ اور پھر پورا فارس اس کا فرمانبردار ہو گیا۔

ابوکیلیجار اور دیلمی اختلاف: ابوکیلیجار نے ان دیلمیوں کو جو اس وقت شیراز میں بے دبانے کی کوشش کی۔ ان لوگوں نے اپنے آپ کو جو شہنشاہ میں تھے پیغام دیا کہ آؤ ہم اور تم مل کر ابوالفوارس کے مطیع بن جائیں۔ چنانچہ دیلمیوں کا یہ گروہ ابوکیلیجار سے منحرف ہو کر ابوالفوارس سے جدا ہو گیا۔ اس کے بعد لشکریوں نے اپنی نخواستہ ہوں کا ابوکیلیجار سے مطالبہ کر دیا۔ دیلمیوں نے اس مظاہرے میں لشکریوں کا ساتھ دینا چاہا۔ ابوکیلیجار نے انتہائی بے سرو سامانی سے نوبند جان کا سفر اختیار کیا۔ پھر نوبند جان سے روانہ کی گھائیوں کی طرف چلا گیا۔ اس سے دیلمیوں کو موقع مل گیا۔ ابوالفوارس نے قبضہ شیراز کی ترغیب دینے لگے مگر لڑائی کی نوبت نہ آئی اور اس بات پر مصالحت ہو گئی کہ ابوالفوارس کا کرمان پر قبضہ تسلیم کر لیا جائے اور ابوکیلیجار بدلتور فارس کی حکومت پر رہے۔

دیلمی غداری سے ابوالفوارس کی شکست: چونکہ دیلمیوں نے من چلی طبیعت پائی تھی انہیں آرام سے بیٹھنا پسند نہیں تھا ہذا ابوکیلیجار سے جا ملے اور سے ابھر کر ابوالفوارس کی فوج سے جا بھڑے، ابوالفوارس مصالحت کی خوشی میں آرام کی نیند سو رہا تھا لہذا شکست کھا کر بھاگ گیا۔ درابگرد میں جا کر دم ہیا۔ اور ابوکیلیجار نے پورے بلاد فارس کو دبا لیا اس کے بعد ابوالفوارس دس ہزار کردوں کو لے کر ابوکیلیجار سے انتقام لینے کے لئے نکلا۔ مقام بیضہ السطحر میں جنگ ہوئی۔ اتفاق سے اس معرکہ میں بھی ابوالفوارس کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی اور کرمان میں جا کر پناہ گزین ہوئی اور ابوکیلیجار، بلاد فارس پر قابض ہو گیا۔ ۴۱۱ھ میں حکومت و سلطنت پر اس کا قدم جم گیا۔

مشرف الدولہ کی وفات: ۴۱۱ھ ۱۰ مارچ الاول ۴۱۱ھ ۱ میں بغداد میں مشرف الدولہ ابوعلی بن بہاء الدولہ بن بویہ "سultan بغداد" نے وفات پائی پانچ سال حکومت کی۔ اس کے مرنے کے بعد دار الخلافہ بغداد میں اس کے بھائی جلال الدولہ کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ جلال الدولہ اس وقت بصرہ میں تھا راکین دولت نے بصرہ سے اسے بلوایا مگر جلال الدولہ نہ آیا بلکہ واسطہ چلا گیا اور وہیں رہنے لگا اور اپنے بھتیجے ابوکیلیجار بن سدرت الدولہ کا خصب پڑھنے لگا۔ ابوکیلیجار ان دنوں خوزستان میں اپنے چچا ابوالفوارس سے لڑائی میں مصروف تھا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں۔ جلال الدولہ نہایت جلدی سے سفر طے کر کے واسطہ سے بغداد پہنچا۔ لشکر کو اس کی خبر ملی تو نہروان میں آ کر جلال الدولہ سے ملے اور زبردستی اس کو واپس کر دیا۔ اس کے خزانہ و مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ وزیر السلطنت ابوسعید بن ماکول کو گرفتار کر لیا۔ جلال الدولہ نے اپنے چچا زاد بھائی ابوعلی کو عہدہ وزارت عنایت کیا۔

ابوکیلیجار کو ابھارنے کی کوشش: پھر لشکریوں نے ابوکیلیجار کو حکومت بغداد کے لئے ابھارنا شروع کیا چونکہ ابوکیلیجار ان دنوں اپنے چچا سے جنگ میں مصروف تھا۔ بہانوں سے انہیں نالنے لگا پھر دار الخلافہ بغداد میں اوباشوں اور بد معاشوں نے دست درازی اور لوٹ مار شروع کر دی۔ سرخ و جل کر خاک و سیاہ کر دیا۔ امیر غنبر نے انہیں روکا۔ لیکن وہ اپنی حرکات سے باز نہ آئے اور جب اسے اپنی جان کا خطرہ ہوا تو فرواں کے پاس موصول بھاگ گیا ادھر نمونہ قیامت ہنگامہ بغداد میں شروع ہو گیا۔

ترکوں کی توبہ: جب دار الخلافہ بغداد میں امن و امان کا نام مفقود ہو گیا اور ترکوں نے اس بات کو محسوس کر لیا کہ ملک برباد و تباہ ہو رہا ہے۔ عرب، کرد اور عوام انہیں نے دست طمع و غارت گری دراز کیا ہے تو سب کے سب متحد ہو کر دار الخلافہ بغداد کی طرف معذرت اور غنیمتیں کے لئے روانہ ہوئے ان ترکوں نے غلطی یہ کی تھی کہ پہلے بغیر مشورہ جلال الدولہ کو بلوایا اور جب جلال الدولہ آیا تو واپس کر دیا اور ابوکیلیجار کو حکومت بغداد کے لئے دعوت دی۔ اس کے باوجود یہ بھی کہتے جاتے تھے کہ یہ فعل ہمارا نہیں ہے بلکہ خلیفہ کے اشارے سے یہ کام ہوا ہے۔ بہر کیف ترکوں کا جہ غلبہ و راجحہ بغداد آیا اور شیرازہ حکومت کو درست و جمع کرنے، امن و امان قائم کرنے اور بغاوت و لوٹ مار کے فرو کرنے کے لئے جلال الدولہ کو پھر بدلنے کی درخواست و راجحہ خلافت میں دی۔

جلال الدولہ کی حکومت: چنانچہ خلیفہ قادر نے اس درخواست کو قبول کر لیا۔ اور جلال الدولہ کو طلبی کا فرمان روانہ کیا جلال الدولہ بصرہ سے

دارالخلافہ بغداد کی جانب روانہ ہو گیا۔ خلیفہ نے ابو جعفر سمنانی کو جلال الدولہ کے استقبال کے لئے روانہ کیا۔ جلال الدولہ بڑی آؤ بھگت سے ۳۱۸ھ میں بغداد میں آیا۔ خود خلیفہ بھی سوار ہو کر جلال الدولہ سے ملنے تشریف لائے۔ اس کے بعد جلال الدولہ مشہد امام کاظم کی زیارت کے لئے گیا۔ پھر وہاں سے واپس آ کر دارالملک میں آ کر مقیم ہو گیا۔ شیخ وقتہ نوبت بجانے کا حکم دیا مگر خلیفہ قادر نے ممانعت کا فرمان بھیج دیا۔ بادل نا خواستہ شیخ وقتہ نوبت بند کر دی۔ کچھ عرصے بعد خلیفہ نے نوبت بجانے کی اجازت دیدی۔ حکومت بغداد پر قابض ہونے کے بعد جلال الدولہ نے موید الملک برہس زئی و امیر خنبر خادم کے پاس دل جوئی، اظہار محبت اور لشکریوں کے فعل کی معذرت کرنے کے لئے روانہ کیا۔ یہ اس وقت قرواش کے پاس موصول میں تھا۔

اصفہان اور اصفہد کے والی ابن کا کو یہ کے حالات: ... علاء الدولہ ابن کا کو یہ نے اپنے چچا زاد بھائی ابو جعفر علی کو نیشاپور، خوست و اس کے متعلقات کی حکومت پر مقرر کیا تھا، اور اکراد جو درقاں کو بھی اس کی فوج میں شامل کر دیا تھا۔ اس کا سردار ابو الفرج بالونی تھا۔ اس کی ابو جعفر سے بحکم و ہدشاہ دراقیہ نہ گنجد چل گئی، رفتہ رفتہ اس کی خبر علاء الدولہ تک پہنچی علاء الدولہ نے دونوں میں صلح کرادی۔ اس کے بعد موقع پا کر ابو جعفر نے ابو الفرج کو مارڈالا چنانچہ اکراد جو درقاں نے بغاوت کر دی اور رفتہ رفتہ فساد کا دروازہ کھل گیا۔

علاء الدولہ جنگیں: علاء الدولہ نے ایک لشکر یہ ہنگامہ فرو کرنے کے لئے روانہ کیا مگر کچھ کامیابی نہ ہو سکی بلکہ مزید یہ ہوا کہ رسد اور غلہ نہ ملنے کی وجہ سے چار دن تک بے آب و دانہ پڑا رہا۔ علاء الدولہ یہ سن کر آیا اور ان لوگوں کو رسد دی، غلہ دیا۔ خم ٹھونک کر میدان میں آ گئے اور اکراد کو شکست دے دی۔ اس شکست کے بعد اکراد جو درقاں کا ایک گروہ دوبارہ مقابلہ پر آ گیا۔ علاء الدولہ نے ان کو پسپا کر کے تعاقب کیا اور وفد تک پہنچ کر تاج چڑا گیا۔ وفد میں اکراد جو درقاں جم کر لڑے مگر قسمت نے یادری نہ کی ولکین کے بیٹے معرکہ کارزار میں مارے گئے۔ خود ولکین چند آدمیوں کے ساتھ زندہ بچ کر جرجان کی طرف بھاگ گیا۔ اصفہد کو اس کے دونوں بیٹوں وزیر السلطنت سمیت گرفتار کر لیا گیا۔ (جو ۳۱۹ھ کے نصف میں مر گیا) علی بن عمران، قلعہ کنکور میں جا کر پناہ گزین ہو گیا، بہاء الدولہ نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ ولکین جرجان سے اپنے سسرالی رشتہ دار منوچہر قابوس کے پاس چلا گیا۔

منوچہر کا بیٹا: ... منوچہر کا بیٹا علاء الدولہ کا داماد تھا اور علاء الدولہ نے شہر قم اسے بطور جاگیر دیا تھا۔ ان واقعات کو سن کر یہ بھی باغی ہو گیا اپنے باپ منوچہر کے پاس فوج کی طلبی کا خط روانہ کیا۔ منوچہر اور ولکین فوجیں لے کر آ گئے۔ مجد الدولہ بن بویہ رے میں ٹھہرا ہوا تھا دونوں فریق گٹھ گٹے۔ متعدد لڑائیاں بھی ہوئیں۔ علاء الدولہ نے ان شکایتوں کا احساس کر کے علی بن عمران سے صلح کر لی۔ صلح کا ہونا تھا کہ ولکین اور منوچہر ”رے“ چھوڑ کر چلے گئے۔ علاء الدولہ رے میں آیا۔ منوچہر کو نہایت سخت دھمکی بھرا خط لکھا۔ منوچہر کنکور میں جا کر قلعہ نشین ہو گیا۔ علاء الدولہ نے چن چن کر ان لوگوں کو قتل کیا جنہوں نے اس کے چچا زاد بھائی ابو جعفر کو قتل کیا تھا۔ اس کے بعد منوچہر نے اطاعت کی گردن جھکا دی۔ صلح کا پیغام دیا چنانچہ علاء الدولہ نے صلح کر لی اور کنکور کے بجائے دینور کو جاگیر میں دے دیا۔

خفاجہ کی ابو کا لیجار کی اطاعت: خفاجہ بن عمرو بن عقیل کی نسل سے ہیں جو کہ اطراف عراق میں بغداد، کوفہ، واسط اور بصرہ کے درمیان رہتے تھے۔ ان کا سردار ان دنوں منیع بن حسان تھا۔ اس کے والی موصل سے کچھ جھگڑے چلے آ رہے تھے جو کبھی کبھی لڑائی کی صورت اختیار کر رہے تھے۔ بالآخر دونوں میں صلح کی خط و کتابت ہونے لگی، چنانچہ صلح ہو گئی۔ اس کے بعد منیع بن حسان ۳۱۷ھ میں جامعین، مقبوضات و بیس کے زیر کنٹرول علاقوں کی طرف گیا اور حالت غفلت میں انہیں لوٹ لیا۔ بیس کو خبر ملی تو فوراً تعاقب اور مقابلے کے لئے روانہ ہو گیا چنانچہ منیع نے کوفہ کو چھوڑ کر انبار کا رخ کیا جو کہ قرواش کا ملاقات تھا چند دنوں کے محاصرہ کے بعد طاقت کے ذریعے فتح کر لیا اور غارت و پامال کر کے جلا دیا۔ قرواش نے مقابلے پر کمر باندھی، غریب بن معین بھی اس کے ساتھ تھا جب قرواش انبار پہنچا۔

منیع بن حسان کی اطاعت: اس وقت منیع نے انبار سے کوچ کر دیا تھا چنانچہ قرواش، قصر کی طرف چلا گیا اس سے منیع کو موقع مل گیا دوبارہ انبار پر چڑھ آیا اور جی کھول کر اسے لوٹا۔ قرواش اس خبر کو سن کر جامعین گیا اور بیس بن صدقہ سے امداد کی درخواست کی۔ بیس بن واسد کے ساتھ قرواش کی مدد پر اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے ساتھ ساتھ منیع کے مقابلہ پر آیا لیکن جنگ کی ہمت نہ پڑی لہذا سب متفرق و منتشر ہو گئے اور قرواش، انبار واپس

گیا۔ شہر پناہ کو درست کرایا۔ امن وامان قائم کرنے کی کوشش کی چونکہ دبیس اور قرواش، جلال الدولہ کے فرمانبردار اس لئے منبع بین دس نے بوکا بجر کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کو اپنا سر پرست اور پناہ گاہ بنالیا اور اطاعت قبول کر لی۔ ابوکالیجار نے اس کو خلعت و انعام سے سرفراز کیا۔ پھر منبع اپنے مقبوضہ علاقوں میں واپس آ گیا اور ابوکالیجار کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔

جلال الدولہ پر ترکوں کا حملہ: حکومت بغداد پر جلال الدولہ کے قدم جم جانے کے بعد ترکوں کی فوجوں کی کثرت ہو گئی۔ مصر صرف جنگی بڑھ گئے اس وقت قلمدان وزارت کا مالک ابوعلی بن ماکولا تھا۔ فوج نے اس سے اپنی تنخواہوں اور وظائف کا مطالبہ کیا۔ وزیر السلطنت اذانہ کرنا۔ جلال الدولہ نے جو اہرات اور قیمتی قیمتی سامان فروخت کر کے ان کی تنخواہیں دیں اس کے بعد لشکر نے وزیر السلطنت سے تنخواہ اور رسد کا مطالبہ کیا اور جب ان کو تنخواہیں نہ ملیں تو ہڑپی دیا اور اس کے مکان کو جا کر گھیر لیا۔ یہاں تک کھانا پانی پہنچنا دشوار ہو گیا۔ اس نے بصرہ جانے کی درخواست کی اور اپنے اہل و عیال سمیت بصرہ روانگی کے لئے کشتی پر سوار ہونے کے لئے نکلا۔ مکان اور کشتی کے درمیان میں قاتل کھڑی تھیں اور خیمے نصب تھے۔ ترکی فوج قنات کی طرف بڑھی، اس سے جلال الدولہ کو خطرہ پیدا ہو گیا اس نے لوگوں کو لاکڑا، ادھر ترکی فوج بھی نکل آئی۔ نمونہ قیامت ہنگامہ برپا ہو گیا۔ مگر خیریت گزری جنگ کی نوبت نہ آئی۔ جلال الدولہ نے مجبور ہو کر فرش، سامان، اسباب، خیمے اور کپڑے فروخت کر کے ان کی تنخواہیں دیں۔ جس سے شورش ختم ہو گئی۔ اس کے بعد اپنے وزیر ابوعلی کو معزول کر کے ابوطاہر کو قلمدان وزارت عطا کیا۔ چالیس دن کے بعد اسے بھی معزول کر کے سعید بن عبد الرحیم کو عہدہ وزارت عطا کیا۔ یہ واقعہ ۴۱۹ھ کا ہے۔

ابوکالیجار کا بصرہ پر قبضہ: جب جلال الدولہ، دار الخلافہ بغداد کے لئے روانہ ہوا تھا۔ اس وقت بصرہ کی حکومت پر اپنے بیٹے ملک العزیز ابو منصور کو مقرر کر گیا تھا۔ ترکوں اور دیلمیوں میں ان بن اور جھگڑا چلا آ رہا تھا۔ جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں جلال الدولہ کے چبے جانے کے بعد سوچا ہوا فتنہ جاگ اٹھا اور جنگ وجدال کی نوبت آ گئی میدان ترکوں کے ہاتھ رہا۔ دیلمیوں کو بختیار بن علی سمیت ایلہ کی طرف نکال دیا۔ ملک العزیز ان لوگوں کو واپس لانے کے لئے روانہ ہو گیا۔ ادھر دیلمی لڑ پڑے اور ابوکالیجار بن سلطان الدولہ کی اطاعت کا اظہار کر دیا۔ ابوکالیجار ان دنوں اہواز میں تھا۔ ملک العزیز شکست اٹھا کر بصرہ واپس آ گیا۔ ادھر دیلمیوں نے ایلہ لوٹ لیا اور ترکوں نے بصرہ کو تباہ و برباد تاراج کر دیا رفتہ رفتہ اس کی خبر ابوکالیجار تک پہنچی۔ اس نے اہواز سے ایک جرار فوج مرتب کر کے بختیار کی سرکوبی اور بصرہ پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کی۔ چنانچہ سخت اور خونریز لڑائی ہوئی۔ خرکار بختیار اپنے ساتھیوں سمیت بصرہ سے نکل کر واسط چلا گیا اور ابوکالیجار کی فوج نے بصرہ پر قبضہ کر لیا اور بازار لوٹ لیا۔ یہ واقعہ ۴۱۹ھ کا ہے۔

کرمان پر قبضہ: جلال الدولہ کا یہ ارادہ بنا کہ بختیار اور ملک العزیز کے پاس جا کر فوج کی تنخواہ لے آئے اور جن لوگوں کے دل و اسباب لوٹ لئے گئے ہیں انہیں کچھ معاوضہ دے، کہ اتنے میں یہ خبر پہنچی کہ ابوکالیجار نے بصرہ اور کرمان پر قبضہ کر لیا ہے۔ سنتے ہی اس کے ہاتھ کے حوصلے اڑ گئے اور زمین پاؤں کے نیچے سے نکل گئی۔ کرمان میں جلال الدولہ کا چچا ابوالفوارس حکومت کر رہا تھا۔ فارس کے ارادے سے فوجیں فراہم کر رہی رہا تھا کہ موت کا پیغمبر آ گیا ہذا بیک کہہ کر سفر آخرت اختیار کیا۔ اس کے ساتھیوں نے ابوکالیجار کی اطاعت کا اظہار کر کے کرمان ہوا لیا۔ چنانچہ ابوکالیجار سفر طے کر کے کرمان پہنچ گیا اور قبضہ کر لیا۔ ابوالفوارس نہایت بدخلق تھا عایا اور اپنے ملازموں سے بھید برابر تاؤ کرتا تھا۔

بنو دبیس کی فرمانبرداری: طراد بن دبیس کے قبضہ میں جزیرہ بنو دبیس تھا جس پر منصور حکمت عملی سے قابض ہو کر ابوکالیجار کے نام کا خطبہ پڑھ رہا تھا۔ اس دوران طراد مر گیا اس کا بیٹا علی، جلال الدولہ کی حکومت میں حاضر ہوا اور امداد کی درخواست کی۔ جلال الدولہ نے ترکوں کی ایک فوج کو اس کی کمک پر مقرر کر دیا علی ابن طراد نہایت جلدی میں روانہ ہوا۔ اتفاق یہ کہ انہی دنوں ابوصالح کو کین، جلال الدولہ سے شکست کھا کر ابوکالیجار کے پاس بھاگ آیا تھا جب اس کو یہ خبر ملی کہ علی بن طراد، جلال الدولہ کی پشت پناہی کی وجہ سے جزیرہ کی طرف آ رہا ہے تو ابوصالح کو کین ۱، ابوکالیجار سے جازت لے کر منصور کی مدد کے لئے جزیرہ گیا اور دونوں متحد ہو کر علی بن طراد سے لڑنے کے لئے نکلے۔ مقام مہرود میں لڑائی ہوئی جس میں علی بن

طراکوشکست ہو گئی اور وہ پکڑ دھکڑ میں مارا گیا۔ چنانچہ منصور مستقل طور پر جزیرہ میں ابوکالیجار کے ماتحت حکومت کرنے لگا۔

واسط پر ابوکالیجار کا قبضہ اور شکست:۔۔۔ اس کے بعد نورالدولہ دہلیس (علی (والی حلب ۵۱۲ وکیل) جب اسے یہ اطلاع ملی کہ اس کا چچا زاد بھائی مقد بن حسن اور مع بن حسان امیر خراجہ عسا کر بغداد کے ساتھ ابوکالیجار کے پاس گئے ہیں تو وہ اپنے مقبوضہ علاقوں میں ابوکالیجار کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا اور ابوکالیجار کی خدمت میں طلب کی درخواست بھیجی۔ چنانچہ ابوکالیجار، اہواز سے واسط کی جانب روانہ ہو گیا۔ لیکن واسط میں ابوکالیجار کے پہنچنے سے پہلے ملک العزیز بن جلال الدولہ ترکوں سمیت داخل ہو گیا تھا جیسے ہی ابوکالیجار، واسط کے قریب پہنچا۔ ملک العزیز، واسط کو چھوڑ کر نعمانیہ چل گیا۔ چنانچہ ابوکالیجار نے بغیر کسی جنگ و مزاحمت کے واسط پر قبضہ کر لیا۔ دہلیس وفد لے کر حاضر ہوا اور کامیابی کی مبارکباد دی۔ اس کے بعد ابوکالیجار نے قراش (والی موصل) اور اشیر غنبر کو عراق کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ اشیر غنبر راستے میں مقام کھیل میں مر گیا اور قراش واپس آ گیا۔

ابوکالیجار اور جلال الدولہ کی جنگ:۔۔۔ جلال الدولہ کمان واقعات کی اطلاع ملی تو فوجیں فراہم کیں۔ ابوالشوک وغیرہ سے امداد طلب کی اور واسط کو سر کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ روپیہ کی کمی کی وجہ سے سخت مشکلات پیش آئیں۔ مصاحبوں نے رائے دی کہ ابوکالیجار اس وقت اہواز میں نہیں ہے لہذا واسط کے بجائے اہواز پر حملہ کیجئے اور ابوکالیجار کے سارے مال و دولت پر قبضہ کر لیجئے اور ابوکالیجار کے شیردہوں نے مشورہ دیا کہ عراق کا میدان خالی ہے آپ عراق پر قابض ہو جائیے۔ یہ دونوں اسی تذبذب میں تھے کہ ابوالشوک نے یہ خبر بھیجی کہ سلطان محمود بن سبکتگین کی فوجیں عراق کی طرف حرکت کر رہی ہیں۔ مناسب ہے کہ آپس کی جنگ چھوڑ کر متفق الکلمہ ہو جائیں۔ ابوکالیجار یہ خبر سن کر عراق کی طرف بڑھنے سے رک گیا۔ لیکن جلال الدولہ اہواز گیا اسے تباہ و برباد کیا۔ دوسرے لوگوں کے مال و اسباب کے علاوہ خاص دارالامارت سے دولاکھ دینار لوٹ لئے۔ ابوکالیجار کی والدہ اور اس کے اہل و عیال کو لے کر بغداد روانہ ہو گیا۔ ابوکالیجار اس سے سخت متروک ہوا اور جلال الدولہ سے جنگ کرنے کے لئے فوراً روانہ ہو گیا۔ دہلیس بن مزید اس خوف سے کہ کہیں خراجہ میرے مقابل پر حملہ آور نہ ہو جائے ابوکالیجار کے ساتھ نہیں گیا۔

ابوکالیجار کی شکست:۔۔۔ ماہ ربیع الاول ۴۳۱ھ میں ایک دوسرے سے بھڑ گیا۔ تین دن تک ہنگامہ کارزار نہایت سختی سے جاری رہا۔ چوتھے دن واپس چلا گیا۔ عادل بن مافتہ نے حاضر ہو کر نقد رقم پیش کی جس سے اس کی اشک شوئی ہوئی اور اپنے لشکر میں اسے تقسیم کر دیا۔ جنگ کے بعد جلال الدولہ، واسط کی جانب لوٹا اور اس پر قابض ہو گیا۔ پھر اپنے بیٹے ملک العزیز کو واسط کی حکومت سپرد کر کے عراق واپس چلا گیا۔

سلطان محمود کا رے جیل اور اصفہان پر قبضہ:۔۔۔ چونکہ مجد الدولہ بن فخر الدولہ علم اور عمارات کی تعمیر میں مصروف تھا اور اس کی دوست اور حکومت کا انتظام اس کی ماں کے پاس تھا اور وہ ۴۱۹ھ میں انتقال کر گئی تو نظام سلطنت بگڑ گیا لشکر کو لالچ ہوئی تو سلطان محمود کو بد نظمی کی شکایت لکھی۔ محمود نے ایک فوج اپنے حاحب کی کمان میں روانہ کی اور مجد الدولہ کو گرفتار کرنے کی ہدایت کی چنانچہ محمود کے حاحب نے مجد الدولہ کو اس کے بیٹے سمیت گرفتار کر لیا جبکہ مجد الدولہ اس سے ملنے آیا تھا محمود کو جب خبر ہوئی تو اس کے لشکر نے رے کی طرف حرکت کی۔ ماہ ربیع الآخر ۴۲۰ھ میں داخل رے ہو کر قبضہ کر لیا۔ دس لاکھ دینار نقد پانچ لاکھ دینار کے قیمتی جواہرات چھ ہزار تھان ریشمی کپڑے اور بے شمار سامان اور برتن ہاتھ آئے مجد الدولہ کو بیڑیاں ڈال کر خراسان بھیج دیا اور وہیں قید کر دیا۔

اہل اصفہان کی سرکشی اور گوشمالی:۔۔۔ اہل اصفہان کی سرکشی اور گوشمالی محمود نے رے فتح ہونے کے بعد قزوین، قلعہ قزوین، شہر سادہ، آوہ اور دریافنت کو بھی لے لیا اور اس کے حاکم الکیں کو گرفتار کر کے خراسان بھیج دیا۔ فرقہ باطنیہ میں سے ایک بڑے گروہ کو قتل کر دیا۔ معتزلہ کو شہر بدر کیا۔ فلسفہ اور اعتزال کی کتابوں کو جلا دیا۔ رفتہ رفتہ آرمینیہ کی حدود تک قابض ہو گیا علاء الدولہ بن کاکویہ نے اصفہان میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا۔ محمود نے رے پر اپنی طرف سے اپنے بیٹے مسعود کو مقرر کیا اس نے زنجان اور ابہر کو فتح کر لیا اس کے بعد محمود نے اصفہان کو علاء الدولہ کے قبضہ سے چھین لیا اور اپنے کسی سردار کو اصفہان پر مقرر کر دیا۔ اہل اصفہان نے علم بغاوت بلند کیا اور اسے مار ڈالا۔ محمود کو اس کی خبر ملی تو آگ بگولا ہو گیا اور فوجیں راستہ کرتے

صفہان پر چڑھ آیا اور نہایت سختی سے اہل اصفہان کو پکڑ دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اہل اصفہان کے پانچ ہزار آدمیوں کو قتل کیا تھا واللہ اعلم بالصواب اس کے بعد واپس آ گیا اور وہیں قیام پذیر ہو گیا۔

تاتاری۔ ان تاتاریوں کی ابتدائی حالت کو ہم کسی مقام پر اسی کتاب میں بیان کر چکے ہیں، یہ لوگ بخارا کی پہاڑی گھاٹیوں میں رہتے تھے اور ان کے دو گروہ تھے ایک گروہ ارسلان بن سلجوق کا تھا۔ دوسرا گروہ اس کے بھتیجے میکاکل بن سلجوق کا تھا۔ یحییٰ الدولہ محمود بن سبکتگین نے جس وقت بنی را اور ماوراء النہر پر قبضہ کیا تو ارسلان بن سلجوق کو گرفتار کر کے ہندوستان بھیج دیا۔ اس کے قبائل و خاندان کو بے خاندان و مال کر کے نکال دیا۔ کچھ عرصے بعد ان بقیۃ السیف نے پھر سر اٹھایا۔ خراسان کی طرف بڑھے اور ان میں بعض اصفہان پہنچ گئے۔ سلطان محمود نے علاء الدولہ بن کا کو یہ کو ان کی گرفتاری اور سرکوبی کے لئے لکھا۔

تاتاریوں کی اصفہان اور رے میں ریشہ دوانیاں:۔۔۔ چنانچہ علاء الدولہ نے ان تاتاریوں کی سرکوبی کا ارادہ کیا مگر کسی ذریعہ سے ان کو اطلاع مل گئی۔ چنانچہ اطراف خراسان کی طرف بھاگ گئے۔ لوٹ مار شروع کر دی۔ تاش الفوارس (محمود بن سبکتگین کا سپہ سالار) مقابلہ پر تیار ہو گیا۔ تاتاریوں نے آذر بائیجان کے ارادے سے رے کا راستہ اختیار کیا۔ تاتاریوں کا یہ گروہ عراقیہ کے نام سے مشہور تھا۔ اس گروہ کے سردار کوکش ①، ریف، قزل، یحمر و رنا صغلی (وغیرہ تھے۔ جب یہ لوگ طوفان بدتمیزی کی طرح دامغان کے قریب پہنچے تو دلی دامغان اپنی فوج کو مرتب کر کے مقابلہ اور دفاع کے لئے نکلا۔ لیکن مدافعت کرنے نہ سکا۔ چنانچہ پہاڑ پر چڑھ گیا اور قلعہ نشین ہو گیا۔ ادھر تاتاری، شہر میں گھس گئے اور جی کھول کر اسے لوٹنے کی دعوت دی۔ ان لوگوں نے یہی حرکتیں سمندر، رے کے قصبوں، اسحاق آباد ② اور اس کے گرد و نواح میں کیں۔ اس کے بعد مسکویہ ③ (رے کے صوبہ) کی طرف گئے اس کو تہ کیا تاش الفوارس (سپہ سالار بنو سبکتگین) اس وقت خراسان میں تھا۔ ابوسہل حمدان نامی سپہ سالار بھی اس کے ساتھ تھا۔ ان دونوں نے مسعود بن سبکتگین (والی جرجان اور طبرستان) سے امداد کی درخواست کی چنانچہ اس نے تاش الفوارس اور ابوسہیل کی کمک پر فوجیں روانہ کیں۔ دونوں سپہ سالاروں نے رخم ٹھونک کر تاتاریوں سے لڑنے لکے۔ لڑائی ہوئی تو یہ دونوں سپہ سالار شکست کھا کر بھاگ گئے اور پکڑ دھکڑ میں تاش الفوارس مارا گیا۔ ابوسہیل حمدانی نے رے میں جا کر دم سنا تاتاریوں نے اسے رے میں بھی دم نہ لینے دیا لہذا شکست اٹھا کر قلعہ طبرک چلا گیا اور وہیں قلعہ نشین ہو گیا، ادھر تاتاری رے میں گھس گئے اور خاطر خواہ اس کو لوٹا۔ اس کے بعد ابوسہیل، فوجیں درست کر کے دوبارہ تاتاریوں سے لڑنے آیا چنانچہ تاتاریوں کو شکست ہو گئی۔ تاتاریوں کے سرداروں میں سے یحمر کے بھانجے کو گرفتار کر لیا۔ تاتاری اس کی رہائی کے لئے تیس ہزار دینار فدیہ دینے اور تاش الفوارس کا جتن ماں و اسباب لوٹ لیا تھا۔ قیدیوں سمیت واپس کرنے پر تیار ہو گئے۔ مگر ابوسہیل حمدانی نے انکار کر دیا تاتاری مجبور ہو کر رے سے نکلے۔ اتنے میں لشکر جرجان پہنچ گیا اس کی رے کے قریب تاتاریوں سے ٹکرائی ہو گئی۔ تاتاریوں کا سردار دو ہزار جنگ آوروں کے ساتھ گرفتار کر لیا گیا۔ باقی جنگجو تاتاری، آذر بائیجان کی طرف چلے گئے۔ یہ واقعہ ۳۷۱ھ کا ہے۔

تاتاریوں کی آذر بائیجان میں ریشہ دوانیاں:۔۔۔ جس وقت تاتاریوں کا گروہ آذر بائیجان کی طرف روانہ ہوا، علاء الدولہ رے میں جا کر رہنے لگا اور مسعود بن محمود بن سبکتگین کی اطاعت قبول کر لی۔ ابوسہیل حمدانی کے پاس پیغام بھیجا کہ تم اپنے شہروں کا کچھ مالیہ مجھے دے دو۔ مگر ابوسہیل نے انکار میں جواب دیا۔ علاء الدولہ نے ابوسہیل کی مخالفت کی وجہ سے تاتاریوں کو بلوالیا۔ چند تاتاری، علاء الدولہ کے پاس آ گئے اور اس کے ملک میں قیام کیا۔ کچھ عرصے بعد اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ چنانچہ پرانی عادت اختیار کر لی اور لوٹ مار کا بازار آس پاس کے علاقوں میں گرم کر دیا۔ علاء الدولہ نے ہراساں کر پھر ابوسہیل سے خط و کتابت شروع کی اور اس کو مسعود بن سبکتگین کی اطاعت و فرمانبرداری کی ترغیب دی۔ ابوسہیل اس وقت طبرستان سے نیش پور چلا گیا اور علاء الدولہ رے پر قابض ہو گیا۔ اس کے بعد اہل آذر بائیجان نے ان تاتاریوں سے مقابلے پر کمریں باندھیں۔ جو اس اطراف میں بوٹ، مار اور غارتگری کر رہے تھے۔ چنانچہ مکمل طور سے تاتاریوں کی گوشالی کر دی چنانچہ ان کا سارا گروہ منتشر ہو گیا۔ ایک جماعت ان کی رہائی

① نویسن میں تحریر ۵ ناموں میں سے صرف تیسرا یعنی قول صحیح ہے باقی صحیح نہیں صحیح یوں ہے ”کوکش، بوقا، قزل، رنا، صغلی“ دیکھیں تاریخ اکامل ج ۹ ص ۳۷۹۔ ② ایب خد میں ”قباد“ تحریر ہے جو صحیح نہیں دیکھیں تاریخ اکامل ج ۹ ص ۳۷۹۔ ③ یہاں صحیح لفظ مشکویہ ہے دیکھیں تاریخ اکامل ج ۹ ص ۳۷۹۔

فنا خسرو کی سرکشی۔ اس دوران سلطان محمود بن سبکتگین کا انتقال ہو گیا اور مسعود خراسان سے واپس چلا گیا اس وقت تک فنا خسرو بن مجد اردو۔ عمران میں پناہ گزین تھے محمود کے مرنے کی خبر سن کر اس نے ہاتھ پاؤں نکالے اور دیلم اور کردوں کو متحد کر کے نکل پڑا۔ مسعود کے نائب نے جو کہہ رہے تھے فنا خسرو کو شکست دے دی اور اس کے لشکر کے ایک گروپ کو قتل کر دیا فنا خسرو ناکام ہو کر اپنے قلعہ میں واپس آ گیا۔

مسعود کا ہمدان اور رے پر قبضہ:۔ اگرچہ علاء الدولہ کو مسعود سے بہت بڑا خطرہ تھا اور اس سے لڑنے کی تاب نہ تھی۔ لیکن محمود کے مرنے کے بعد ابو کاہجہ رے کے پاس سے اصفہان، ہمدان اور رے کی طرف قبضہ کرنے کی لالچ میں آ گیا اور رفتہ رفتہ انوشیرواں کے صوبوں تک بڑھ گیا۔ مسعود کے شاہی لشکر نے اس سے مطمع ہو کر جنگ کے لئے حرکت کی۔ چنانچہ گھمسان کی لڑائیاں ہوئیں۔ آخر کار مسعود کے لشکر کو فتح نصیب ہوئی اور اس نے رے وغیرہ کو پھر اپنے قبضہ میں لے لیا۔ علاء الدولہ، زخمی ہو کر قلعہ قزو خان میں جا کر پناہ گزین ہو گیا۔ قلعہ قزو خان، ہمدان سے ۲۲ کوس کے فاصلہ پر تھا۔ رے و انوشیرواں کے صوبوں میں مسعود بن سبکتگین کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ مسعود نے اپنی طرف سے تاش افوارس کو یہاں کا گورنر مقرر کر دیا۔ تاش افوارس نے نظم و سفاکی شروع کر دی تب مسعود نے علاء الدولہ کو مقرر کر دیا۔

ابو علی کا قتل:۔ ہم گزشتہ سطور میں تحریر کر چکے ہیں کہ جلال الدولہ نے ابو کاہجہ کے بعد ابواز پر دست تصرف بڑھایا تھا اور ابو کاہجہ نے واسطہ سے تعاقب کیا تھا۔ چنانچہ جلال الدولہ نے ابو کاہجہ کو شکست دے دی اور ابو کاہجہ، واسطہ لوٹ آیا اور ابو منصور بختیار بن علی کو (نائب ابو کاہجہ) جلال الدولہ سے جنگ پر روانہ کیا گیا۔ چار سو کشتیوں کا بیڑہ عبداللہ شربی رکازی والی بطیمہ کی کمان میں اس کے لشکر میں تھا۔ لیکن باوجود اس تعداد اور تیاری کے شکست ہو گئی۔ بختیار نے میدان جنگ سے بھاگنے کا ارادہ کیا پھر کچھ سوچ کر قدم جمادیئے۔ جنگی کشتیوں کا بیڑہ لوٹ آیا۔ بحری اور بری لڑائی شروع ہو گئی۔ وزیر اسد طنت ابو علی دریا کے راستے ان سے جنگ کرنے آیا۔ جس وقت نہر ابو نصیب میں پہنچا لشکر بختیار کو قابض پایا لہذا ہمت ہار گیا اور شکست کھا کر اسے پاؤں لوٹ گیا، بختیار کے لشکر نے اس کا تعاقب کیا اور خود بختیار نے بھی ابو علی کا پیچھا کیا چنانچہ اس کی کشتیاں پکڑ لی گئیں اور یہ خود بھی گرفتار ہو گیا۔ بختیار نے بشارت فتح کے خط کے ساتھ ابو علی کو ابو کاہجہ کے پاس بھیج دیا۔ پھر قید ہی میں اس کے کسی غلام نے ابو علی کو کسی شبہ کی بناء پر مار ڈالا۔ ابو علی نہایت ظالم اور بے رحم انسان تھا اس نے اپنے زمانہ حکومت میں بہت سی ناجائز رسوم اور محصول مقرر کئے تھے جس سے عام طور سے رعایا ناراض تھی۔

کممک کی آمد اور بصرہ پر قبضہ:۔ جب ابو علی کے قتل کی اطلاع جلال الدولہ کو ملی تو اس نے اس کی جگہ ابو سعید عبدالرحیم (جو اس کا چچا زاد تھا) کو عہدہ وزارت پر مقرر کیا اور ایک کثیر التعداد فوج ان لوگوں کی مدد پر روانہ کی جو مقتول وزیر کے ساتھ تھے چنانچہ اسی فوج نے بصرہ پر ماہ شعبان ۴۲ھ میں قبضہ کر لیا اور بختیار اپنی فوج کے ساتھ ایلہ چلا گیا اور ابو کاہجہ سے امداد کی درخواست کی۔ ابو کاہجہ نے بختیار کی کممک پر فوجیں روانہ کیں اور اپنے وزیر اسد طنت ذوالسعدات ابو الفرج بن فسانجش کو امیر لشکر بنایا۔ چنانچہ جلال الدولہ کی فوج سے مقام بصرہ میں لڑائی ہوئی چنانچہ شروع میں تو بختیار کو شکست ہوئی اور اس کی بہت سی کشتیاں پکڑ لی گئیں مگر اس کے بعد جلال الدولہ کے سرداروں میں جو بصرہ میں تھے پھوٹ پڑ گئی اور وہ آپس میں لڑنے لگے۔ اس طرح متفرق و منتشر ہو گئے۔ ان میں سے بعض ذوالسعدات سے مل گئے اور اس کو جلال الدولہ کے بصرہ کے سرداروں کے حالات بتائے۔ چنانچہ ذوالسعدات کو موقع مل گیا اس نے بصرہ پر حملہ کر دیا اور قابض ہو گیا چنانچہ بصرہ جیسا کہ پہلے ابو کاہجہ کے قبضہ میں تھا دوبارہ اس کے قبضہ میں آ گیا۔

قائم کی خلافت:۔ ماہ ذی الحجہ ۴۲ھ میں خلیفہ قادر باللہ کی وفات ہو گئی اس نے اکتالیس سال خلافت کی۔ دیلم اور ترک کے لوگوں پر اس کے رعب کا سکہ بیٹھا ہوا تھا اس کے مرنے کے بعد جلال الدولہ نے اس کے بیٹے ابو جعفر عبداللہ کو تخت خلافت پر بٹھایا اور قائم بامر اللہ کا لقب دیا۔ قاضی ابو الحسن، وردی کو ابو کاہجہ کے پاس پیغام اطاعت دے کر بھیجا۔ چنانچہ ابو کاہجہ نے اس کی اطاعت قبول کر لی اور بیعت کر دی۔ ایسے سببوں میں اس کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔ قیمتی قیمتی تحائف اور ہدایا دربار خلافت میں پیش کئے۔

بغداد میں فتنہ اور فساد:۔ اسی زمانہ میں اہل سنت والجماعت اور شیعہ فرقے کے درمیان دار الخلافہ بغداد میں جھگڑا ہو گیا ❶۔ یہودیوں کے

مکانات لوٹ لئے گئے اور بازاروں میں آگ لگا دی گئی، بعض جنگی افسران قتل کر دیئے گئے۔ چنانچہ اوباشوں، بدمعاشوں کی بنائی، دن دہارے لوٹ مار شروع ہو گئی۔ لشکریوں نے بھی ہاتھ پاؤں نکالے اور جلال الدولہ پر حملہ کرنے کا پروگرام بنالیا، اس کا نام خطبہ سے نکال دیا۔ جلال الدولہ نے یہ رنگ دیکھ کر ان کی دل جوئی کی اور انعامات دیئے۔ نقد رقم اور مال دیکر ان کو مالامال کر دیا۔ اس سے شورش فرو ہو گئی اور وہ دوبارہ فرمانبردار ہو گئے۔

یلدرک اور بارسطغان کی شکایت: ... اسی سال غلاموں کی ایک جماعت جلال الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور امراء و اراکین دوست بالخصوص بارسطغان اور یلدرک کی بہت لمبی چوڑی شکایت کی کہ ان لوگوں نے حکومت و سلطنت پر استبداد حاصل کر لیا ہے سارا روپیہ اور مال ہرب کر رہے ہیں۔ بارسطغان اور یلدرک کو اس کی اطلاع مل گئی چنانچہ وہ جلال الدولہ سے متنفر اور کشیدہ ہو گئے۔ غلاموں نے ان دونوں سرداروں سے اپنی اپنی تنخواہیں طلب کیں و طائف اور مقررہ روزینے کا مطالبہ کیا۔ بارسطغان اور یلدرک نے تنگ دستی کی معذرت کی، جب کچھ شنوائی نہ ہوئی تو دارالخلافہ بغداد چھوڑ کر مدائن چلے گئے۔ ترکوں کو اس پر ندامت ہوئی۔ جلال الدولہ نے موید الملک زنجی کو بارسطغان اور یلدرک کے پاس بھیجا چنانچہ موید الملک نے ان کو سمجھا بھجا کر راضی کر لیا چنانچہ یہ دونوں واپس آ گئے۔

لشکریوں کا دوبارہ حملہ: ... بارسطغان اور یلدرک کی واپسی کے بعد لشکریوں نے دوبارہ یورش کی اور جلال الدولہ کے مکان پر قبضہ کر لیا۔ فرش، سامان مکان اور سواری کے گھوڑے بھی لوٹ لئے۔ اس پر جلال الدولہ کو سخت غصہ آیا وہ غصے میں بھرا سوار ہو کر دربار خلافت میں حاضر ہوا۔ شراب کے نشہ میں چورتھا کہتا تھا کچھ زبان سے نکلتا تھا کچھ۔ چنانچہ خلیفہ نے نرمی و ملاطفت سے جلال الدولہ کو مکان واپس دلایا۔

عمید الملک کی معزولی: ... اس واقعہ کے تھوڑے دنوں بعد پھر لشکریوں نے شورش مچایا سواری کے لئے جلال الدولہ سے گھوڑے مانگے مگر جلال الدولہ نے ان لوگوں کو ڈانٹ پلائی پھر کچھ سوچ سمجھ کر گھوڑوں کو اصطبل سے بغیر کسی سانس اور محافظ کے نکال دیا (اور یہ کہا کہ پانچ میری سواری کے ہیں اور دس میرے مصاحبوں کی سواری کے لئے ہیں) حاشیہ نشین اور لشکری واپس چلے گئے۔ جلال الدولہ نے اپنے محل سرا کے دروازے بند کر لئے۔ پھر عوام الناس اور لشکریوں میں فتنہ و فساد برپا ہو گیا جلال الدولہ نے غصہ میں آ کر اپنے وزیر السلطنت عمید الملک کو معزول کر کے قلمدان وزارت ابو الفتح محمد بن فضل کے حوالے کیا۔ چنانچہ ابو الفتح نے چند دنوں وزارت کی لیکن عہدہ وزارت کی ذمہ داریوں کو انجام نہ دے سکا معزول کر دیا گیا۔ ابو اسحاق ابراہیم بن ابوالحسن سہلی کا بھتیجا) وزیر مامون (والی خوارزم) کو عہدہ وزارت عطا کیا مگر وہ بچیس دن وزارت کر کے بھاگ گیا۔

ترکوں کی جلال الدولہ سے بغاوت اور اطاعت: ... ماہ ربیع الاول ۴۲۳ھ میں ترکوں اور جلال الدولہ کے درمیان پھر جھگڑا ہو گیا۔ جلال الدولہ نے دروازہ بند کر لیا۔ ترکوں نے جلال الدولہ کے گھر کو لوٹ لیا۔ اراکین دولت اور سیکریٹریوں کے کپڑے اتروائے۔ وزیر السلطنت ابو اسحاق، پریشان ہو کر غریب بن محمد بن معن کے پاس بھاگ گیا۔ جلال الدولہ بھی ماہ ربیع الاخر میں بغداد چھوڑ کر عکبر اچلا گیا۔ چنانچہ ترکوں نے ابوکایجر کے نام کا خطبہ پڑھا اور اس کو اہواز سے بلوایا۔ مگر عادل بن مافتہ نے اسے رائے دی کہ جب تک ترکوں کے سردار نہ آئیں اس وقت تک آپ بغداد کا رخ نہ کیجئے۔ چنانچہ جب کایجر بغداد نہ آیا تو ترکوں کو خود کردہ پریشانی ہوئی۔ اور انہوں نے جلال الدولہ سے معذرت کی۔ اس کا نام خطبہ میں پڑھا واپس آنے کی درخواست کی۔ چنانچہ تینتالیس دن کے بعد دوبارہ دارالخلافہ بغداد واپس آ گیا۔ قلمدان وزارت ابو القاسم بن ماکولا کو عنایت ہوا۔ کچھ عرصے بعد اس کا ترکوں سے جھگڑا ہو گیا چنانچہ اس لئے اور نیز اس سبب ① سے کہ اس نے بعض لوگوں کو جو اس کی قید میں تھے چھوڑ دیا تھا، معزول کر دیا گیا۔

بصرہ پر جلال الدولہ اور اس کے بعد ابوکایجر کا قبضہ: ... ۴۲۴ھ کے درمیان ابوکایجر کے نائب ابو منصور بختیار بن علی نے مقام بصرہ میں وفات پائی۔ اور اس کی جگہ اس کا داماد ابو القاسم جانشین بنا۔ یہ نہایت کفایت شعار، منتظم اور امور سلطنت سے آگاہ شخص تھا۔ سیاسی امور کی واقفیت کی

① ابوالمعمر ابراہیم بن حسین بسامی ایک امیر اور مالدار شخص بغداد میں رہتا تھا جلال الدولہ نے اس کے مال و زر پر نظر لگا رکھی تھی وزیر السلطنت ابو القاسم کو اس کی گرفتاری کا حکم دیا ترکوں کو غصہ پیدا ہوا۔ دریر کے گھر کو لوٹ لیا کپڑے چھین لئے ننگے پیر گھر سے نکال دیا۔ جلال الدولہ اس وقت غسل خانے میں تھا شور سن کر باہر آیا تو وزیر قیدوں میں سر پڑا جلال الدولہ نے غصہ ہو کر ابوالمعمر سے ہزار دینار وصول کیئے اور وزیر کو معزول کر دیا وہ جان کے خوف سے چھپ گیا (تاریخ کامل ج ۹ ص ۲۸۸)۔ (مترجم)

مجبہ سے اسے حکومت بصرہ پر ایک قسم کا استبداد حاصل ہو گیا۔ ابو کا لیجار کو یہ ناگوار گزر رہا تھا کہ ابوالقاسم نے مخالفت کا اعلان کر دیا اور اس کے نام کا خطبہ موقوف کر کے جلال الدولہ کا نام خطبہ میں شامل کر دیا۔ اور جلال الدولہ کے بیٹے کو واسطہ سے بوالیہ چنانچہ جلال الدولہ کا بیٹا بولقاسم اور ملک العزیز (یہ جلال الدولہ کا بیٹا تھا جو بصرہ میں ابوالقاسم کے بلانے پر آیا تھا) کے درمیان ان بن ہو گئی (یہ واقعہ ۴۲۵ھ کے شروع کا ہے۔) بعض سرورانِ دہلیم کو ابوالقاسم نے گرفتار کرنے کا ارادہ کیا، سردارانِ دہلیم، ملک العزیز کے پاس بھاگ گئے اور اس کی شکایت کی ملک العزیز نے ان کی دل جوئی کے خیال سے ابوالقاسم کو بصرہ سے نکال دیا۔ وہ ایلہ چلا گیا جب اس کے پاس کافی تعداد میں فوج مجتمع ہو گئی تو اس نے جنگ کے ارادے سے بصرہ کا رخ کیا۔ دونوں میں لڑائی ہوئی یہاں تک کہ اس نے ملک العزیز کو بصرہ سے نکال دیا اور پہلے کی طرح ابو کا لیجار کا مطیع ہو گیا۔ اس کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔

جلال الدولہ کا اخراج۔ رمضان ۴۲۳ھ میں جلال الدولہ نے اپنے وزیر السلطنت ابوالقاسم کو بلوایا لشکریوں کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی ہند ماں و اسباب کے چھین لینے کا الزام لگا کر ہنگامہ برپا کر دیا، ایوان حکومت پر چڑھ آئے اور جلال الدولہ کو ایوان حکومت سے نکال کر ایک مسجد میں جو ایوان حکومت میں تھی بیٹھ دیا۔ جلال الدولہ اپنے وزیر السلطنت ابوالقاسم اور اہل و عیال سمیت کرخ چلا گیا۔ اس کے بعد لشکریوں میں پھوٹ پڑ گئی اور نظم جاتا رہا۔ آخر کار اس نے جلال الدولہ کے پاس پیغام بھیجا۔ آپ تو واسطہ تشریف لے جائیے اور اپنے چھوٹے بیٹوں میں سے کسی کو دار الحکومت میں امارت کرنے کے لئے چھوڑ جائیے۔ جلال الدولہ نے اسے منظور کر لیا اور چند لوگوں کو لشکریوں کو لانے کی غرض سے روانہ کر دیا۔ پھوٹ تو پہلے ہی سے پڑ گئی تھی لہذا سرے لشکری راضی ہو گئے اور متفق ہو کر جلال الدولہ کی خدمت میں واپس آنے کی درخواست کی اور ضرر خدمت ہو کر منت سماجت کر کے سو پس لے آئے اور اطاعت و فرمانبرداری کی قسم کھائی۔

وزراء کی تبدیلی: ۴۲۵ھ میں جلال الدولہ نے عمید الدولہ ابوسعید عبد الرحیم کو ابن ماکولا کی جگہ عہدہ وزارت پر مقرر کیا۔ ابن ماکولا کو اس سے بڑا صدمہ ہوا اور ناراض ہو کر عکبر اچلا گیا۔ جلال الدولہ نے ابن ماکولا کو بلا کر دوبارہ قلمدان وزارت سپرد کیا اور عمید الدولہ کو معزوں کر دیا۔ عمید الدولہ چند دنوں عہدہ وزارت کی امید میں ٹھہرا رہا۔ جب کام ہوتا نظر نہ آیا تو جلال الدولہ کا ساتھ چھوڑ کر اوانا کا راستہ اختیار کیا۔ جلال الدولہ نے اسے واپس بدیا اور قلمدان وزارت کا دوبارہ مالک بنا دیا۔ مگر وہ چند دنوں وزارت کر کے بھاگ گیا اور ابوالشوک کے پاس چلا گیا، تب قلمدان وزارت ابوالقاسم کو دیا گیا۔ ابوالقاسم کے دور میں لشکریوں کے مطالبات بڑھ گئے جو ابوالقاسم پورے نہ کر سکا اس لئے دو مہینے وزارت کر کے بھاگ گیا۔ لشکریوں نے رفقہ کر لیا۔ دار الحکومت میں ننگے سر پکڑ لائے۔ جلال الدولہ نے ابوسعید کو دوبارہ وزارت کا عہدہ عنایت کیا۔ اس کے زمانہ میں فتنہ و فساد کا دروازہ کھل گیا۔ دن دہڑے دار الخلافہ بغداد میں لوٹ مار ہونے لگی جسے حکام وقت دبانہ سکے۔

ترکوں کا جلال الدولہ پر حملہ: جلال الدولہ نے دہلی سپہ سالار بسا سیری کو مغربی بغداد میں امن و امان قائم کرنے کی غرض سے مقرر کیا۔ چنانچہ بسا سیری نے نہایت خوبی سے اس خدمت کو انجام دیا۔ فتنہ و فساد کی جتنی گھنائیں خلافت و سلطنت کے افق پر چھائی ہوئی تھیں چھٹ گئیں یہاں تک کہ کردوں اور لشکریوں نے خیفہ کے باغ و غارت گری کا ہاتھ بڑھایا اور لوٹ لیا۔ جلال الدولہ اس ہنگامہ کو فرو نہ کر سکا۔ خیفہ نے قاضیوں شہود اور فقہاء کو دربار خلافت میں طلب کر کے ان لوگوں کی رسوم کو بند کرنے کا فرمان لکھوایا۔ چنانچہ کردوں اور عام لشکریوں نے دار الخلافہ پر حملہ کر دیا۔ حاشیہ نشین ہر گاہ خلافت سے تعرض کرنے لگے۔ حکام وقت اس ہنگامہ کو فرو نہ کر سکے اور نہ امن قائم کر سکے۔ بغداد کے آس پاس علاقوں میں عرب پھیل گئے۔ غارت گری اور لوٹ مار کی کوئی حد نہ رہی۔ جامع مسجد منصور کے قریب عورتوں کے کپڑے تک چھین لئے گئے۔ اسی خلفشہ میں ۴۲۷ھ کا دور آ گیا۔ لشکریوں نے جلال الدولہ پر بھی یورش کر دی جلال الدولہ پریشان ہو کر سیما بدوی کے مکان میں چھپ گیا اور رات کے وقت سیما بدوی کے مکان سے نکل کر کرخ میں مرتضیٰ کے مکان پر چلا گیا اور پھر وہاں سے موقع پا کر رافع بن حسین بن معن ❶ کے پاس تکریت میں جا کر پناہ مانگا اور ترکوں

❶ ابن اثیر نے معن کے بجائے "معن" تحریر ہے۔

نے اس کا گھر لوٹ لیا اور توڑ پھوڑ کرا سے ویران اور منہدم کر دیا۔ ان واقعات کے بعد خلیفہ قائم نے لشکریوں کی دل جوئی کی اور امن قائم کر کے جہاں مدولہ کو واپس بلا لیا۔

بارسطغان ① آپ اور بارسطغان کا حال پڑھ آئے ہو اور یہ بھی آپ کو معلوم ہو چکا ہے کہ بارسطغان دہلیم کے مشہور سرداروں میں سے تھا اور حاجب الحجاب ② کا خطاب اسے ملا تھا۔ جلال الدولہ ترکوں کے فتنہ و فساد کا بانی اسی بارسطغان کو قرار دیتا تھا اور ترکی فوج اس پر مال چھین لینے کا الزام لگاتی تھی۔ بارسطغان کو اس سے خطرہ پیدا ہو گیا لہذا نصف ۴۲ھ میں اپنا گھر چھوڑ کر دار الخلافت میں جا کر پناہ گزیں ہو گیا۔ ضیفہ نے اسے اپنی پناہ میں لے لیا اور عزت و احترام سے ٹھہرایا۔

جلال الدولہ پر بارسطغان کا حملہ: بارسطغان نے دار الخلافت میں پہنچ کر ابوکالیجار سے خط و کتابت کا سلسلہ شروع کیا اور اسے سلطنت بغداد کے لئے بلائے لگا۔ چنانچہ ابوکالیجار نے ایک فوج واسط کی جانب بھیج دی، واسط کے مقیم فوجیوں نے اس فوج کے ساتھ مل کر حملہ کر دیا اور ملک العزیز ابن جلال الدولہ کو نکال دیا۔ ملک العزیز، واسط سے نکل کر اپنے باپ کے پاس بغداد چلا گیا اور بارسطغان نے دار الخلافت کا دروازہ کھول دیا۔ دربار خلافت کے خدام نکل پڑے اور ابوکالیجار کی حکومت کا اعلان کر دیا۔ جلال الدولہ اس ہنگامہ سے متاثر ہو کر دار الخلافت بغداد سے اوانا چلا گیا۔ بسا سیری بھی اس کے ساتھ تھا۔

جلال الدولہ اور بارسطغان کی جنگ: جلال الدولہ کے چلے جانے کے بعد بارسطغان نے وزیر السلطنت ابوالفضل عباس حسن بن فساجس کو امور سلطنت کی نگرانی پر ابوکالیجار کی طرف سے مقرر کیا اور خلیفہ کی خدمت میں ابوکالیجار کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی۔ مگر خلیفہ نے جلال الدولہ سے کئے گئے عہد و پیمان کا عذر کیا۔ اس لئے خطیبوں نے بھی ابوکالیجار کا خطبہ پڑھنے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد بارسطغان اور جلال الدولہ میں لڑائی شروع ہو گئی۔ (واسطی ③) لشکر نے بارسطغان کا ساتھ دیا۔ جلال الدولہ دوبارہ دار الخلافت بغداد واپس آ گیا اور مغربی بغداد میں قیام پذیر ہوا۔ قرواش بن مقلد عقیلی اور دبیس بن علی بن مزید اسدی اس کے لشکر میں تھے چنانچہ مغربی بغداد میں جلال الدولہ کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا اور مشرقی بغداد میں ابوکالیجار کا، ابوالشوک اور ابوالقوارس منصور بن حسین، ابوکالیجار کی اطاعت میں بارسطغان کے ساتھی بن گئے۔ جس سے فتنہ و فساد کا دروازہ کھل گیا۔ ہنگامہ کارزار شب و روز گرم رہنے لگا چنانچہ جلال الدولہ پریشان ہو کر دار الخلافت بغداد چھوڑ کر انبار چلا گیا۔

خیزرانہ کا معرکہ: قرواش نے بھی اس سے علیحدہ ہو کر موصل کا راستہ لیا، اس طرح بارسطغان کو موقع مل گیا۔ اس نے علی ابن فساجس کو گرفتار کر لیا۔ منصور بن حسین اپنے شہر اس آ گیا ان واقعات کے بعد یہ خبر ملی کہ ابوکالیجار نے فارس کا رخ کیا ہے۔ اس خبر کا مشہور ہونا تھا کہ دہلیمی فوج نے جو اس کے لشکر میں تھی اس کا ساتھ چھوڑ دیا اور اس کا مال و اسباب جتنا کچھ تھا دار الخلافت میں چھوڑ کر واسط کی طرف روانہ ہو گئی۔ جلال الدولہ دوبارہ دار الخلافت بغداد پہنچ گیا۔ بسا سیری اور بنو خلفہ کو بارسطغان کے تعاقب پر روانہ کیا اور خود بھی دبیس کے ساتھ بارسطغان کی گرفتاری پر نکل پڑا۔ مقام خیزرانہ میں بارسطغان کو گھیر لیا لڑائی ہوئی اور جنگ کے دوران بارسطغان کو گرفتار کر لیا گیا اور جلال الدولہ کے دربار میں پیش کیا گیا۔ چنانچہ اسے قتل کر دیا گیا۔

ملک الملوک: اس کامیابی سے جلال الدولہ کے حوصلے بلند ہو گئے اس نے خلیفہ قائم بامر اللہ سے درخواست کی کہ مجھے ملک الملوک ④ کا خطاب عطا کیا جائے۔ مگر ضیفہ نے اس کی مخالفت کی اور فقہاء کو ان سے فتویٰ لینے کی غرض سے دربار میں بلایا ابوالطیب طبری، ابو عبد اللہ ضمیری اور

① ایک نسخہ میں "بارسطغان" ہے جو درست نہیں دیکھیں تاریخ الکامل ج ۶ ص ۸۳۔ ② حاجب الحجاب، زمانہ مملوکی میں اس کا کام یہ ہوتا تھا کہ وہ امراء اور سپہیوں کے درمیان انصاف کرتا تھا خود یا نائب کے ذریعہ اور وظائف کی تقسیم بھی کرتا تھا دیکھیں (المعرفۃ بمصطلحات ص ۹۷) ③ بریکٹ کے درمیان عبارت ربط مضمون کے لئے کامل ابن اثیر سے تلخیص کر کے لکھی ہے۔ مترجم۔ ④ (البدایہ والنہایہ) پر علامہ ابن کثیر نے روایت نقل کی ہے اور اس موضوع پر ہونے والے مناقشات اور دیگر تفصیل بھی درج کی ہیں۔ اور حاشیہ میں کہا ہے کہ ماوردی کو مخالفت پر ابھارنے والی چیز سنت تھی جیسا کہ صحیح احادیث میں آیا ہے۔ امام احمد سفیان کے واسطے سے ابوہریرہؓ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے ذلیل شخص وہ ہوگا جس نے اپنا نام ملک الملوک رکھا۔ (مسند احمد ج ۱۲ ص ۴۴)۔

ندامہ ابوالقاسم کرنی نے اس کے جواز کا فتویٰ دیا مگر علامہ ابوالحسن ماوردی نے اختلاف کیا اس خطاب کے غیر مشروع ہونے پر دونوں فریقوں میں منظرہ ہوا۔ اکیلا ابوالحسن ماوردی ایک طرف تھا دوسرے فقہاء وقضاۃ ایک طرف تھے چنانچہ ابوالطیب کی جیت ہوئی اور اس کے فتویٰ کو ترجیح دی گئی جہاں الدولہ کو ملک المملوک کا خطاب دے دیا گیا۔ علامہ ابوالحسن ماوردی، جلال الدولہ کے مخصوص آدمیوں میں سے تھے نہیں اپنی شکست و مخالفت پر ندامت ہوئی چنانچہ تین ماہ تک جلال الدولہ کے دربار میں نہ گئے۔ تب جلال الدولہ نے انہیں بلوایا۔ ایشا حق اور حق گوئی کا اظہار تشکر یا ور بدستوران کے عہدہ پر بحال رکھا۔

جلال الدولہ اور ابوکالیجار میں صلح: ۴۲۸ھ میں جلال الدولہ اور اس کے بھتیجے ابوکالیجار میں صلح کی خط و کتابت ہونے لگی۔ قاضی ابوالحسن ماوردی و ابوعبداللہ مردوسی ۱ صلح کا محرک اور پیام بر تھے۔ چنانچہ دونوں کی صلح ہو گئی۔ ابومنصور بن کالیجار کا نکاح جہاں الدولہ کی بیٹی سے یہ گیا (پچاس ہزار دینار مہر مقرر ہوا) خلیفہ قائم بامر اللہ نے ایک قیمتی خلعت، ابوکالیجار کو عنایت کی۔

ابوکالیجار کا بصرہ پر قبضہ: ... آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ ظہیر ابوالقاسم نے ابومنصور بختیار کے بعد بصرہ پر قبضہ کر لیا تھا اور ابوکالیجار سے بانی ہوا۔ جلال الدولہ کی اطاعت قبول کر لی تھی پھر چند دنوں کے بعد جلال الدولہ سے منحرف ہو کر ابوکالیجار کی اطاعت کا اظہار کیا تھا اور اس رد و بدل سے اس کی حکومت کو استقلال و استحکام حاصل ہو گیا تھا۔ دماغ میں ملک گیری اور مال کے حصول کی ہوا سا گئی۔ ابوالحسن بن ابوالقاسم بن مکرم (ولی عمان) سے چھیڑ چھاڑ کی اور اس کا کچھ مال چھین لیا۔ ابوالحسن نے ابوالنجیش اور ابوکالیجار کی خدمت میں ظہیر کی شکایت لکھی اور یہ درخواست کی کہ اگر مجھے بصرہ کی حکومت بھی عنایت کی جائے تو میں ظہیر سے تیس ہزار دینار زیادہ خراج دینے کو تیار ہوں۔ ابوکالیجار نے درخواست کو منظور کر لیا اور فوجیں مرتب کر کے عادل ابومنصور بن مافتہ کی کمان میں خشکی کے راستے بصرہ کی جانب روانہ کیں۔ ابوالنجیش بھی عمان سے دریا کے راستے فوجیں لے کر بصرہ پہنچ گیا۔ بصرہ کا بری اور بحری محاصرہ کر لیا اور طاقت کے زور پر بصرہ میں گھس گئے اور قبضہ کر لیا۔ ظہیر گرفتار ہو گیا، سارا مال و روپیہ ضبط کر لیا گیا۔ پہلے نوے ہزار دینار تاوان جنگ دس دن کے اندر وصول کئے گئے پھر ایک لاکھ دس ہزار دینا گیارہ دن میں وصول کئے گئے۔ کامیابی کے بعد ملک ابوکالیجار ۴۳۱ھ میں داخل بصرہ ہوا۔ چند دن قیام کر کے ظہیر ابوالقاسم کے ساتھ اہواز کی جانب واپس چلا گیا اور اپنے بیٹے عز المملوک کو حکومت بصرہ پر مقرر کیا۔ امیر بوالفرج بن فسانجس کو اس کی وزارت عطا کی۔

عمان کے حالات: ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں کہ ابو محمد بن مکرم، بہاء الدولہ کی حکومت و ریاست کا منتظم اور مدبر تھا اس کے بعد اس کا بیٹا ابوالقاسم اس خدمت کو انجام دیتا رہا۔ پندرہ سال سے حکومت اس کے قبضہ میں تھی۔ ۴۳۱ھ میں وفات پائی۔ اس کے چار بیٹے تھے ابوالنجیش، مہذب، ابو محمد اور ایک چھوٹا بیٹا جس کا نام مورخین نے نہیں لکھا۔ ابوالقاسم کی وفات کے بعد ابوالنجیش تخت حکومت پر بیٹھا۔ علی ابن ہطل سپہ سالار اور افواج کو اس کے عہدہ پر بحال رکھا اور اس کی اتنی عزت بڑھائی کہ جب علی ابن ہطل، ابوالنجیش کے دربار میں آتا تھا تو ابوالنجیش اٹھ کھڑا ہوتا تھا۔ یہ بات اس کے بھائی مہذب کو ناگوار گزری، چنانچہ علی اس کو تاز گیا۔ اس نے ابوالنجیش سے اجازت لے کر مہذب کی دعوت کی اور بیحد عظیم و تکریم سے پیش آیا۔ جب کھانے سے فراغت ہوئی، دور شراب چلنے لگا اور مہذب پی کر مست ہو گیا تو علی نے مہذب سے کہنا شروع کیا۔ آپ کا بھائی ابوالنجیش نہایت کمزور طبیعت کا آدمی ہے، صائب الرائے نہیں ہے اگر آپ ہمت کریں تو میں ذمہ داری لیتا ہوں کہ تھوڑی ہی دیر میں آپ کو حکومت دلا دوں، مہذب نشہ میں چور تھا اس جھانسنے میں آ گیا اور اسے صوبوں کی گورنری اور جاگیر دینے کا وعدہ کیا۔ علی نے کہا، یہ نہیں! آپ جو وعدہ فرما رہے ہیں وہ مکھ کر دیجئے اور اپنے دستخط کر دیجئے۔ مہذب نے لکھ دیا۔

مہذب کی موت: اور یہ جھانسنہ دیا کہ اس نے آپ کے اکثر حامیوں کو ملا لیا ہے۔ میں چونکہ اس سے دور رہتا ہوں اس نے مجھے یہ خط مکھ ہے اور اسی وجہ سے وہ مجھ سے کشیدہ اور ناراض رہتا ہے اور یہ شفر محض آپ کی خیر خواہی کی وجہ سے ہے اس پر ابوالنجیش کو طیش آ گیا۔ واقعہ کی صلیت

دریافت نہ کی، اور اپنے بھائی مہذب کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ چند دنوں کے بعد ایک شخص کو جیل میں بھیج دیا جس نے اس کا گلا گھونٹ دیا چنانچہ مہذب مر گیا۔ اس کے تھوڑے ہی دنوں کے بعد ابوالنجیش کا بھی انتقال ہو گیا۔ علی ابن ہطال نے اس کے بھائی ابو محمد کو امیر بنانے کا ارادہ کیا۔ اس سے ابو محمد کی ماں کو خطرہ پیدا ہو گیا اس نے کہلوایا کہ میرا لڑکا کم عمر ہے۔ حکومت کا بار بندھاٹھا سکے گا مناسب یہ ہے کہ اس کام کو آپ ہی انجام دیجئے۔ علی بن ہطال تو اسی بات کا منتظر تھا۔ عمان کی حکومت اپنے قبضہ میں لے لی اور حکمرانی کرنے لگا۔ رعایا سے ظالمانہ برتاؤ کئے، تجارت پیشہ لوگوں سے تاوان اور جرم نہ وصول کیا۔ رفتہ رفتہ ان واقعات کی اطلاع ابوکالیجار کو ملی۔ اس نے عادل ابو منصور بن مافہ کو حکم دیا کہ ابوالقاسم بن مکرم کے نائب مرتضیٰ کو (جو کہ عمان کے پہاڑوں میں مقیم ہے) علی ابن ہطال پر حملہ کرنے کو لکھو اور بصرہ سے ایک جرار فوج اس کی کمک پر بھیج دو۔

ابن ہطال کی موت: مرتضیٰ یہ پیغام سن کر اٹھ کھڑا ہوا۔ بصرہ کی فوجیں بھی آگئیں اس نے بڑھ کر عمان کا محاصرہ کر لیا اور اکثر مقامات پر قبضہ کر لیا۔ اسی دوران مرتضیٰ نے اس خادم کو ساتھ ملا لیا جو ابن مکرم کا خادم تھا اور اس کے مرنے کے بعد علی ابن ہطال کی خدمت میں رہنے لگا تھا۔ اس خادم نے موقع پا کر علی ابن ہطال کو قتل کر دیا پھر کیا تھا عمان فتح ہو گیا (عادل ابن منصور کو اس کی اطلاع ملی تو خوشی سے اچھل پڑا اور اسی وقت ایک امیر کو عمان بھیج دیا اور ابو محمد بن ابوالقاسم کو عمان کی حکومت دیدی اور مرتضیٰ اس کی وزارت کا کام انجام دینے لگا) ۳۳۳ھ میں عادل ابو منصور بہرام بن مافہ (ابوکالیجار کا وزیر السلطنت) مر گیا۔ اس کی جگہ مہذب الدولہ کو قلمدان وزارت عطا کیا گیا اور اس کو ان لوگوں ۳ سے مقابلہ کا حکم دیا جو کہ جیرفت کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ چنانچہ اس نے طاقت کے ذریعے محاصرہ اٹھا دیا اور ان کا تعاقب کیا یہاں تک کہ وہ لوگ پہاڑ کے دشوار گزار درروں میں چھپ گئے اور مہذب الدولہ کرمان واپس آ گیا۔ اس طرح دینار کو ان کے شروفساد سے نجات مل گئی۔

جلال الدولہ کی وفات ابوکالیجار کی حکومت: ... ماہ شعبان ۳۳۵ھ میں جلال الدولہ (ابوطاہر بن بہاء الدولہ بن عضد الدولہ بن بویہ) کی بغداد میں وفات ہو گئی۔ اس نے سترہ سال حکومت کی۔ اس کی کمزوری حد سے بڑھ گئی تھی۔ لشکریوں کا اس پر اثر تھا، امراء اس پر حاوی تھے۔ صوبوں کے گورنروں سے یہ دبتا تھا۔ غرض یہ کہ موم کی ناک بنا ہوا تھا۔ جس طرف جو چاہتا تھا پھیر دیتا تھا۔ اس کے مرنے کے بعد وزیر السلطنت کمال الملک بن عبدالرحیم اور بڑے بڑے امراء دولت، ترکوں اور عوام الناس کے خوف سے حرم سرانے دار الخلافت میں جا کر پناہ گزین ہو گئے مگر کمانڈر دارالحکومت پہنچ گئے اور ترکوں اور عوام الناس کو غارت گری سے روک دیا۔

ابوکالیجار کی حکومت: ... جلال الدولہ کا بڑا بیٹا الملک العزیز ابو منصور اس وقت واسط میں تھا۔ کمانڈروں نے اسے جلال الدولہ کی موت کی خبر دی، اطاعت و فرما نبرداری کا اظہار کیا اور یہ لکھ کر بھیجا کہ جتنی جلد ممکن ہو سکے بغداد میں آ کر بیعت لے لیجئے مگر کوئی اتفاق ایسا پیش آ گیا کہ الملک العزیز بغداد نہ آ سکا اور ابوکالیجار (والی اہواز) کو جلال الدولہ کے مرنے کی خبر مل گئی۔ اس نے بغداد کے کمانڈروں کو خطوط لکھے اطاعت کی شرط پر انعام و صلہ دینے کا وعدہ کیا۔ کمانڈر بطمع مال وزیر ملک العزیز سے منحرف ہو کر ابوکالیجار کے مطیع ہو گئے۔ چنانچہ ابوکالیجار، اہواز سے بغداد کے لئے روانہ ہوا۔ جس وقت نعمانیہ پہنچی، لشکریوں نے بغاوت کر دی اور اس سے علیحدہ ہو کر واسط چلے گئے مگر اس کے باوجود دار الخلافت بغداد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور اس کی حکومت تسلیم کر لی گئی۔

ملک العزیز کی موت: ... ملک العزیز ان واقعات سے متاثر ہو کر دبیں بن مزید کے پاس چلا گیا۔ وہاں بھی اس کو آرام و دلجمعی نصیب نہ ہوئی تو قرداش بن مقلد کے پاس موصل چلا گیا پھر اس سے بھی رخصت ہو کر ابوالشوک کے پاس پہنچ گیا اس کا ابوالشوک سے دامادی کا رشتہ تھا۔ مگر اس نے ملک العزیز سے بدعہدی اور کج ادائیگی کی۔ اپنی لڑکی کو اس سے زبردستی طلاق دلوائی۔ ملک العزیز پریشان ہو کر ابراہیم نیال سلطان طغرل بیگ کے بھائی کے پاس جا کر پناہ گزین ہو گیا اور چند دنوں کے بعد لشکریوں کو ملانے کی غرض سے خفیہ طور سے بغداد آیا مگر ابوکالیجار کے حامیوں کو اطلاع مل گئی۔

① بریکٹ کے درمیان عبارت ربط مضمون کے لئے کامل ابن اثیر سے تلخیص کر کے لکھی ہے۔ مترجم۔ ② تاریخ ابن خلدون نے اس مقام پر ضمار سے کام لیا۔ دوسری کتابوں سے معلوم ہوتا ہے یہ تاریخی لوگ تھے۔ جنہوں نے جیرفت کا محاصرہ کیا تھا۔ ③ تاریخ الکامل کے مطابق شعبان کی تاریخ تھی اور جبکہ الخو ما ازہرۃ اور ابدیہ کے مطابق وفات ۵ شعبان جمعہ کی رات کو ہوئی۔ ④ تاریخ الکامل کے مطابق اس نے بغداد پر ۱۶ سال گیارہ ماہ حکومت کی۔

چنانچہ ان لوگوں نے حملہ کر دیا اور ملک العزیز کے دو ایک ساتھیوں کو مار ڈالا، ملک العزیز گھبرا کر بھاگ گیا اور نصیر الدولہ بن مروان کے پاس جا کر پناہ لی اور اس کے پاس مقام میا قارقین میں جاں بحق تسلیم کر دی۔

ابو کالیجہ بغداد میں ماہ صفر ۴۳۶ھ میں ابو کالیجہ بغداد پہنچا، لشکر بغداد نے سلامی دی، اس کے بعد ابو کالیجہ کا قدم استقل کے ساتھ حکومت بغداد پر جم گیا۔ خلیفہ نے محی الدولہ کا خطاب عنایت کیا۔ ابوالشوک اور دیش بن مزید نے اپنے اپنے علاقوں میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا۔ ابو کالیجہ نے اس معاملہ میں دس ہزار دینار اور بہت سے قیمتی قیمتی تحائف خلیفہ کی خدمت میں پیش کئے تھے۔ اس کے علاوہ کمانڈروں اور نیز سپاہیوں کو بھی بے حد مال اور روپے دیئے۔ چونکہ ابو کالیجہ پر ترکوں کا خوف غالب تھا اس لئے ان کی شورش و فساد کے خیال سے بہت تھوڑی فوج کے ساتھ بغداد آیا تھا اس کے ساتھ اس کا وزیر السلطنت ابوالسعادات ابوالفرج محمد بن محمد بن فسانجس بھی تھا۔ خلیفہ قائم بامراندہ، سوار ہو کر نئے کوٹیا۔ سرے شہر بغداد میں چڑھاں کیا گیا۔ خلیفہ نے بسامیری، ساری (نشاوری) اور حمام ابوالقاء جیسے کمانڈروں کی خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا۔ ابو کالیجہ نے اپنے چچاؤں (عمید الدولہ ابوسعید بن عبد الرحیم اور اس کے بھائی کمال الملک وزیران جلال الدولہ) کو بغداد سے شہر بدر کر دیا، وہ دونوں پیرے تکریت چھے گئے۔

ابن کا کو یہ اور مسعود کی فوج: علاء الدولہ بن کا کو یہ کارے سے شکست پانے اور زخمی ہو کر روانہ ہونے کا حال ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اور یہ کہ فرہاد ۱ بن مرداوح اس کے ساتھ تھا۔ قلعہ قروخان ۲ میں مدد حاصل کرنے کی غرض سے گیا۔ جب وہاں کام نہیں نکلا تو یزدجرد کا راستہ لیا۔ علی بن عمران یعنی تاش قرواش ۳ کے کمانڈر نے تعاقب کیا اس لئے ان لوگوں نے یزدجرد کو بھی چھوڑ دیا۔ ابو جعفر (علاء الدولہ) نیشاپور اکراد جروقن کے پاس چلا گیا اور فرہاد نے قلعہ سمکیس ۴ میں جا کر دم لیا اور ان کردوں کو جو علی بن عمران کے لشکر میں تھے ساتھ ملا لیا اور بحالت غفلت ان کو حملہ کرنے پر آمادہ کر دیا مگر علی بن عمران کو اس کی اطلاع مل گئی لہذا وہ ہمدان کی طرف روانہ ہو گیا فرہاد اور کردوں نے اس کا پیچھا کیا اور راستے میں ایک گاؤں ۵ میں اس کو گھیر لیا لیکن بارش کی وجہ سے کامیاب نہ ہو سکے لہذا واپس لوٹ آئے۔ علی بن عمران نے امیر تاش کی خدمت میں امداد کی درخواست کی اور علاء الدولہ نے اپنے بھتیجے سے جو کہ اصفہان میں تھا اس سے مال اور آلات حرب کی مدد مانگی۔ علی بن عمران کو اس کی خبر مل گئی اس نے ہمدان سے نکل کر مقدم جروقن ۶ میں چھیڑ چھاڑ کی۔ جو کچھ اس کے پاس تھا لوٹ لیا اور اس کو گرفتار کر لیا۔ ادھر علاء الدولہ نے میدان خالی پا کر ہمدان پر قبضہ کر لیا۔

شہر یوش کی موت: ... سلطان مسعود نے اس کو اپنی طرف سے اصفہان کی حکومت پر ایک معین خراج پر مقرر کر دیا۔ اسی طرح قہوس کو جرجان اور طبرستان کی حکومت عطا کی۔ رے پر ابوسہیل ہمدانی کو مقرر کیا اور تاش قرواش (والی خراسان) کو شہر یوش بن ودیکن والی سادو کی گرفتاری اور سرکوبی پر متعین کیا۔ شہر یوش رہزنی کرتا تھا اور حاجیوں کے قافلوں کو لوٹ لیتا تھا۔ شہر یوش نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ سلطان محمود کی وفات کے بعد اس کے حوصلے بڑھ گئے اس نے رے پر حملہ کر دیا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ تاش نے اس کی سرکوبی کے لئے فوجیں روانہ کیں، چنانچہ قہم کے کسی قلعہ میں اس کو جا کر گھیر لیا اور گرفتار کر کے تاش کے پاس لے آئے۔ تاش نے مقام سادہ میں اس کو صلیب پر چڑھا دیا۔

اصفہان پر ہمدانی کا قبضہ: ان واقعات کے بعد علاء الدولہ بن کا کو یہ اور فرہاد بن مرداوح، ابوسہیل ہمدانی سے جنگ کرنے پر متفق ہو گئے۔ ابوسہیل ہمدانی، عساکر غراسیان لے کر مقابلہ پر آیا۔ سخت اور خونریز لڑائی ہوئی فرہاد جنگ کے دوران مارا گیا اور علاء الدولہ شکست اٹھا کر ایک پہاڑ پر چلا گیا جو کہ اصفہان اور جرجان کے درمیان واقع تھا اور وہیں پناہ گزیں ہو گیا۔ چند دنوں کے بعد موقع پا کر ایدج چلا گیا جو ابو کالیجہ کا علاقہ تھا۔ ابوسہیل نے علاء الدولہ کی شکست کے بعد اصفہان پر قبضہ کر لیا۔ اس کے خزانہ کو لوٹ لیا۔ کتب خانہ غزنی اٹھا لیا۔ یہ واقعہ ۴۲۵ھ کا ہے۔ جس کو حسین بن حسین غوری نے جلا کر خاک و سیاہ کر دیا۔

① (تاریخ اکال میں فرہاد تحریر ہے۔) ② (تاریخ اکال میں فرد جان تحریر ہے۔) ③ (تاریخ اکال میں فراش تحریر ہے۔) ④ (تاریخ اکال میں سیموہ تحریر ہے۔) ⑤ (تاریخ اکال میں گاؤں کا نام "کب" تحریر ہے۔) ⑥ (تاریخ اکال میں جریاذ خان تحریر ہے۔)

اصفہان کا محاصرہ۔ ۴۲۷ھ میں علاء الدولہ نے پھر پر پز نے نکالے، فوجیں حاصل کر کے ابوسہیل کا اصفہان میں جا کر محاصرہ کر رہے مگر ترکوں نے علاء الدولہ کے ساتھ بیوفائی کی۔ باغی ہو گئے چنانچہ علاء الدولہ محاصرہ سے دست کش ہو کر یزدجرد اور یزدجرد سے طرم چلا گیا۔ ابن سہیل والی طرم نے ابن سبکتگین والی خراسان کے خوف سے علاء الدولہ کو اپنے یہاں ٹھہرنے نہیں دیا۔ تب علاء الدولہ طرم سے بھی نکل کھڑا ہوا اس کے بعد ۴۲۷ھ میں طغرل بیگ نے خراسان پر قبضہ کر لیا۔ جس کو ۴۳۰ھ میں سلطان مسعود نے لڑ کر دوبارہ واپس لے لیا جیسا کہ ہم تحریر کر چکے ہیں اور سندھ موقع کے مطابق احاطہ تحریر میں لائیں گے۔

علاء الدولہ ابوجعفر ابن کاکیہ کی وفات:..... علاء الدولہ ابوجعفر بن دشمتر یار بن کاکیہ نے ابوالشوک کے ملک سے واپس اصفہان آ کر، محرم ۴۳۳ھ میں سفر آخرت اختیار کیا اور اس کی جگہ تخت حکومت اصفہان پر اس کا بڑا بیٹا ظہیر الدین ابومنصور فرامرز ۱ بیٹھا۔ اس کا دوسرا بیٹا ابوکالیجار کر شاہ نہاد کی طرف چلا گیا اور قبضہ کر لیا۔ نہاد کے علاوہ قرب وجوار کے شہروں اور اعمال جبل پر قابض ہو گیا۔

ابومنصور اور ابوہرہ کی جنگیں:..... اس کے بعد ابومنصور فرامرز نے قلعہ نظرہ ۲ کے قلعہ دار کے پاس اپنی اطاعت کا پیغام بھیجا اور اپنے باپ کے جمع کئے ہوئے ذخیروں اور مال میں سے کچھ مال طلب کیا۔ قلعہ دار نے اطاعت قبول نہ کی اور مخالفت کا اعلان کر دیا۔ چنانچہ ابومنصور فرامرز اس کی سرکوبی کے لئے گیا ابوہرہ (ابومنصور کا چھوٹا بھائی بھی) اس کے لشکر میں تھا، ادھر ابوہرہ قلعہ دار سے مل گیا اور ابومنصور، واپس اصفہان آ گیا۔ ابوہرہ سلجوقیہ سے جو کہ رے میں تھے امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ ایک گروہ ان تاتاریوں کا جرجان کی طرف بڑھا اور اس کو تاخت و تاراج کر کے ابوہرہ کے حوالہ کر دیا۔ ابومنصور نے فوجیں ابوہرہ کے مقابلے پر روانہ کیں۔ دونوں فوجوں کی لڑائیاں ہوئیں۔ بالآخر ابومنصور کی فوجوں نے جرجان کو ابوہرہ سے چھین لیا اور ابوہرہ شکست کھا کر ایک قلعہ میں پناہ گزیں ہو گیا۔ ابومنصور کے لشکر نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ ابوہرہ، رات کے وقت لباس تبدیل کر کے چھپ کر بھاگ گیا۔ ابوکالیجار نے بادشاہ فارس کے پاس جا کر پناہ لی اور اس سے اپنے بھائی ابومنصور کے مقابلے میں مدد مانگی۔ ابوکالیجار نے ایک بڑی فوج کے ذریعے اسے مدد دی، اور خود بھی اس مہم پر ابوہرہ کے ساتھ آیا اور اصفہان کا محاصرہ کر لیا اس وقت ابومنصور، اصفہان ہی میں مقیم تھا۔ دونوں فوجوں میں متعدد لڑائیاں ہوئیں، آخر کار ابومنصور نے ابوکالیجار کو سالانہ خراج دینا قبول کر لیا۔ لہذا صلح ہو گئی۔

ابومنصور اور ابوہرہ کی صلح:..... ابوکالیجار اپنے دارالحکومت شیراز کی جانب لوٹ گیا اور ابوہرہ نے قلعہ نظرہ کا محاصرہ کر لیا اور سختی سے لڑائی شروع کر دی، ابومنصور نے اس سے بھی قلعہ کے ذخیروں اور مال میں سے کچھ دیکر مصالحت کر لی۔ قلعہ بدستور اسی کے قبضہ میں رہا۔ ابومنصور کو ان جھگڑوں سے ابھی مکمل فراغت حاصل نہیں ہوئی تھی کہ ابراہیم نیال نے خراسان سے رے کا رخ کر لیا اور ابومنصور سے اطاعت کا مطالبہ کیا مگر ابومنصور نے قبول نہیں کیا۔ تب ابومنصور نے ہمدان اور یزدجرد کی طرف قدم بڑھائے اور اس پر قابض ہو گیا۔ ابوالفتح حسن بن عبد اللہ نے سعی اور کوشش کر کے ابوہرہ اور ابومنصور کی صلح کرادی۔ ابوہرہ نے اظہار اطاعت کی غرض سے اپنے ممالک محروسہ میں اپنے بھائی ابومنصور کے نام کا خطبہ پڑھا اور ابو منصور نے اسے ہمدان بطور جاگیر عنایت کیا۔

ابن نیال اور ابن علاء الدولہ:..... ۴۳۳ھ میں سلطان طغرل بیگ نے خوارزم، جرجان اور طبرستان کو حکمرانان بنو سبکتگین کے قبضہ سے نکال دیا اور ابراہیم نیال (طغرل بیگ کا خیاں بھائی) جس وقت طغرل بیگ نے خراسان پر قبضہ کیا تھا عساکر سلجوقیہ کو لے کر رے کی طرف بڑھا

۱ تاریخ الکامل میں بھی یہی ہے جبکہ تاریخ ابن خلدون ج ۳ ص ۴۸۷ پر قراقرم تحریر ہے۔ ۲ ایک نسخہ میں قلعہ نظیر تحریر ہے جو صحیح نہیں دیکھیں تاریخ الکامل ج ۶ ص ۱۰۸ (مجم البلدان) میں یاقوت حموی نے لکھا ہے کہ ”نظرہ“ اسمان کے آس پاس ایک چھوٹا شہر ہے اس کے اور اصفہان کے درمیان میں فرخ کا فاصلہ ہے۔ ۳ اس قبضہ کا سبب یہ ہوا کہ انوشیروان بن منوچہر بن وشمگیر نے جوان ممالک کا حکمران تھا اپنے سپہ سالار ابوکالیجار کو گرفتار کر لیا اور اس کی ماں سے نکاح کر لیا۔ طغرل کو اس کی اطلاع ہوئی کہ کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہی فوجیں تیار کر کے مرداویج بن بشو کے ساتھ پہنچ گیا۔ اہل شہر نے امان کے ساتھ شہر پناہ کا دروازہ کھولا یا ایک لاکھ دینار خراج مقرر کر کے مرداویج کو پچاس ہزار دینار سالانہ پر اس کی حکومت دیدی۔ انوشیروان حکمرانان بنو سبکتگین کی طرف سے ان ممالک کا گورنر تھا (تاریخ الکامل ابن اثیر ج ۹ ص ۴۳۰) مطبوعہ مصر۔

دوسرے پر قہر ہو گیا تھا اس کے بعد یزدجرد کو لے لیا اور ۴۳۳ھ میں ہمدان پر چڑھائی کی۔ والی ہمدان (ابو کالیجار ۱) کرشاسف (ابن عدوہ) نے شہر ہمدان چھوڑ دیا اور نیشاپور ۲ چلا گیا۔ ابراہیم نیال شہر کی طرف آیا اور اپنی اطاعت و فرمانبرداری کرنے کا حکم دیا۔ اہل شہر نے جواب دیا (تم لو آپ کے مطیع و فرمانبردار ہونے کیلئے تیار ہیں، بشرطیکہ آپ اس (ابو کالیجار کرشاسف) کے شر سے ہمیں نجات دلائیں۔ ایسا نہ ہو کہ یہ پھر ہمیں زیر و زبر کرے۔ جائے۔ ابراہیم نیال نے یہ جواب پسند کیا اور ابن عدوہ (یعنی ابو کالیجار کرشاسف) کی طرف بڑھا۔ ابو کالیجار، قلعہ شاپور خورست میں قلعہ نشین ہو گیا اور ابراہیم نیال نے شہر پر قبضہ کر لیا۔ تاری لشکر نے جی کھول کر اسے لوٹا اور نہایت وحشیانہ حرکات کیں۔

رے پر طغرل بیگ کا قبضہ۔ ابراہیم نیال اس غارت گری سے فارغ ہو کر رے کی طرف واپس آیا۔ جیسے ہی اس نے ہمدان کو چھوڑ کرشاسف ہمدان کی جانب لوٹ آیا۔ اسی زمانہ میں طغرل بیگ رے روانہ ہو گیا تھا۔ چنانچہ رے پہنچ کر ابراہیم نیال کے قبضہ سے رے لے گیا۔ اور اس کے بجائے اس کو دوسرے شہروں کی حکومت عنایت کی اور بختان کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ رے کی خراب و برباد شدہ شہر پنہ اور دوسری عمارت کو بنوانے کا حکم صادر کیا۔ دارالامارات میں چند گھوڑے سونے کے مرصع بجواہر اور تہ بنے کی دودھ کی جن میں جواہرات بھرے ہوئے تھے ہاتھ آئے اس کے عدوہ بہت سہ مال و اسباب اور خزانہ ملا۔

طغرل بیگ کی کامیابیاں: اس کے بعد طغرل بیگ نے قلعہ طبرک کو مجد الدولہ بن بویہ سے چھین لیا۔ مجد الدولہ نے اس کے پاس عزت و احترام سے قیام اختیار کیا اور پھر قزوین کی طرف بڑھا۔ والی قزوین نے اسی ہزار دینار دیکر صلح کر لی اور اطاعت قبول کر لی۔ اس کے بعد طغرل بیگ نے کوکنش اور بوقا وغیرہ (سرداران عراقی تاتاریوں) کے پاس طلبی کا قاصد بھیجا۔ یہ لوگ اس وقت اطراف جرجان میں تھے ان لوگوں کو طغرل بیگ سے خوف پیدا ہوا اور اس خیال سے کہ کہیں طغرل بیگ ہمیں دھوکا نہ دے دے۔ آنے سے انکار کر دیا۔ بادشاہ دیلم کو بھی اپنی اطاعت و فرمانبرداری کا پیغام بھیجا اور خراج، لگا چنانچہ بادشاہ دیلم نے اطاعت قبول کر لی اور خراج بھیج دیا۔ سالار طرم کے پاس بھی اسی مضمون کا ایک فرمان گیا ہوا تھا اس نے بھی اطاعت کا اظہار و اقرار کیا اور دو لاکھ دینار پیش کئے۔ طغرل بیگ نے سالانہ خراج مقرر کر کے اسے حکومت پر بحال رکھا۔ ایک سریہ اصفہان پر روانہ کیا۔ اصفہان میں ابو منصور فرامرز تھا جو مقابلہ پر آیا مگر کامیابی ہوئی۔ سریہ بے نیل مرام واپس ہوا تب طغرل بیگ نے رے سے نکل کر اصفہان پر حملہ کیا۔ ابو منصور فرامرز نے تادان جنگ دیکر صلح کر لی۔ طغرل بیگ نے ہمدان کا رخ کیا۔ جن دنوں طغرل بیگ رے میں تھا اسی زمانہ میں کرشاسف بن عدوہ ہمدان آ گیا تھا۔ کرشاسف نے اس کی اطاعت قبول کر لی اور اس کے ساتھ ابہر اور زنجان پر حملہ آور ہوا۔ طغرل بیگ نے ان دونوں شہروں پر بھی اپنی حکومت کا جھنڈا گاڑ دیا اور ہمدان کو کرشاسف سے چھین لیا، کرشاسف کے کمانڈر اور ساتھی متفرق و منتشر ہو گئے۔ اس کے بعد طغرل بیگ نے کرشاسف سے قلعہ کشکور (کنگور) سپرد کرنے کو کہا اور قلعہ دار کے پاس قلعہ حوالے کرنے کا پیغام دیا مگر قلعہ دار نے قلعہ حوالے کرنے سے انکار کر دیا چنانچہ طغرل بیگ نے جھلا کر کرشاسف کو قید کر دیا اور رے کی جانب لوٹ گیا پھر ہمدان پر ناصر الدین علوی کو مقرر کیا اس کے بعد کرشاسف کو قید سے نکال کر ان حکام سلجوقیہ کا نائب بنایا جو ان شہروں کے حکمران بنائے گئے تھے۔

اصفہان پر قبضہ: ۴۳۶ھ میں کرشاسف نے قدم نکالے اور کنکور پہنچ گیا پھر ہمدان کی طرف بڑھا اور اس پر قہر ہو کر طغرل بیگ کے حکام کو نکال دیا اور وہاں ابو کالیجار کے نام کا خطبہ پڑھا۔ طغرل بیگ یہ سن کر آگ بگولہ ہو گیا۔ فوراً اپنے بھائی ابراہیم نیال کو ۴۳۷ھ میں کرشاسف و سرربی کے لئے ہمدان روانہ کر دیا چنانچہ کرشاسف مقابلہ نہ کر سکا اور شہاب الدولہ ابو الفوارس بن منصور بن حسین والی جزیرہ دیس کے پاس چل گیا۔ عراق میں ابراہیم نیال کا آنا تھا کہ عوام الناس خوف سے تھرا گئے اور عراق چھوڑ کر حلوان کا راستہ اختیار کیا۔ پھر یہ خبر ابو کالیجار کو ملی۔ ابراہیم نیال سے مقابلہ کرنے کا ارادہ کیا لیکن فوج اور مال کی کمی نے اجازت نہیں دی۔ اس دوران طغرل بیگ اور اس کے بھائی ابراہیم کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ لیکن اس جھگڑے کا اثر یہ ہوا کہ موک بنو بویہ کے قبضہ سے رے اور بلاد جبل چھین لئے اس کے بعد اصفہان پر چڑھ گیا اور ماہ محرم ۴۳۸ھ میں اس کا محاصرہ کر دیا۔ بیضا، پر

۱ ابن خلدون میں یہاں جگہ خالی ہے یہ نام میں نے تاریخ کامل سے لکھا ہے۔ مترجم۔ ۲ بجائے نیشاپور کے شاپور خورست تاریخ کامل میں ہے اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ ابو کالیجار کا یہیں محاصرہ کیا گیا تھا۔ واللہ اعلم (مترجم)

شہنشاہ مارنے کے لئے فوجیں بھیجیں پورے ایک سال محاصرہ کئے رہا۔ محصوروں پر یہ برتاؤ نہایت سختی سے گزرا پھر غلہ ختم ہو گیا انہوں نے گھروں کے شہتیر جدا کر کھانا پکایا۔ جامع مسجد کی چھت بھی اس سے محفوظ نہ رہی۔ مجبور ہو کر اہل شہر نے امن کی درخواست کر دی اور امن حاصل کر کے شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ چنانچہ طغرل بیگ نے اصفہان پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۴۳۳ھ کا ہے۔ والی اصفہان ”ابو منصور“ اور اس کے فوجیوں کو بددجل میں جاگیریں دیں۔ ”رے“ سے اپنا خزانہ اور سلحہ خانہ اصفہان لے کر آ گیا اور اسی کو دار الحکومت بنایا۔ فخر الدولہ بن بویہ کی حکومت رے، اصفہان اور ہمدان سے ختم اور منقطع ہو گئی۔ اس خاندان میں سے صرف ابوکالیجار کی حکومت عراق اور فارس میں باقی رہ گئی۔ (والبقاء اللہ وحده) ①

کالیجار اور طغرل بیگ کی صلح: جب ابوکالیجار کو طغرل بیگ کے آئے دن غلبہ اور اس کی حکومت پھیلنے کا احساس ہوا اور اس نے اپنی آنکھوں سے رے، اصفہان، ہمدان اور بلاد جبل کو اپنی قوم کے ہاتھوں سے نکل کر طغرل بیگ کے قبضہ میں جاتا ہوا دیکھ لیا تو اس نے طغرل بیگ کے پاس صلح کا پیغام بھیج دیا اور یہ درخواست کی کہ میری بیٹی سے آپ اپنا رشتہ کر لیجئے اور میرا رشتہ اپنے بھائی داؤد کی لڑکی سے کر دیجئے تاکہ آئندہ کسی قسم کا جھگڑا نہ رہے اور آپ کے درمیان باقی نہ رہے اور ہم اس رشتہ داری کی وجہ سے ایک دوسرے کا ہمدرد و معاون بن جائیں۔ چنانچہ طغرل بیگ نے یہ درخواست قبول کر لی۔ ۴۳۹ھ میں اس قرارداد کے مطابق صلح ہوئی اور عقد ہو گئے۔

ابوکالیجار کی موت: طغرل بیگ نے اپنے بھائی ابراہیم نیال کو لکھ کر بھیجا کہ تم اپنے فتوحات کا دائرہ مت بڑھاؤ۔ عراق کا جتنا حصہ تمہارے قبضہ میں آ گیا ہے بس اسی پر اکتفا کرو ②۔ بہرام بن شکرستان ③ دیلمی پر خراج مقرر کیا تھا مگر بہرام نے خراج نہ بھیجا اور حیلہ و حوالہ سے ٹال دیا۔ ابوکالیجار کو اس سے برہمی پیدا ہوئی۔ قلعہ یزدشیر ④ کو اس سے چھین لینے کی تدبیریں کرنے لگا۔ جو اس کی پناہ گاہ تھی ⑤ اور محافظین قلعہ کو روپیہ دے کر مل لیا مگر بہرام کو اس کی اطلاع مل گئی، جو لوگ ابوکالیجار سے مل گئے تھے اس نے انہیں قتل کر ڈالا اور پہلے سے زیادہ مخالفت پرتل گیا، ابوکالیجار کو اس کی تاب کہاں تھی لہذا فوجیں آراستہ کر کے بہرام کی سرکوبی کے لئے روانہ ہو گیا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا قصر مجاشع (ضلع خراسان) پہنچا۔ موت آگئی تھی چنانچہ بیمار ہو گیا کمزوری اس قدر بڑھی کہ سوار نہ ہو سکا۔ بالکی میں لٹا کر شہر خیاب کی طرف واپس ہوئے۔ خیاب پہنچ کر ماہ جمادی الاولیٰ ۴۴۰ھ میں سفر آخرت اختیار کیا اس نے چار برس تین مہینے ⑥ عراق پر حکومت کی۔

شیراز پر قبضہ: ابوکالیجار ⑦ کے مرنے کے بعد ترکوں نے (جو اس کی قوم سے تھے) اس کا خزانہ، اسلحہ خانہ اور اصطلیل لوٹ لیا اس کا بیٹا ابو منصور فلاستون تن تنہا وزیر السلطنت ابو منصور کے کمپ میں آ گیا اور اسی کے پاس ٹھہرا ہوا دھرتیوں اور دیلمیوں میں جھگڑا ہو گیا، ترکوں کا ارادہ امراء اور وزیر کو لوٹنے کا تھا اور دیلم ان کو اس فعل سے روک رہے تھے۔ بلا آخر ترک اس فعل سے باز آ گئے اور شیراز میں قدم جما دیا۔ امیر ابو منصور نے شیراز پر قبضہ کر لیا اور وزیر قلعہ حضمہ ⑧ میں قلعہ نشین ہو گیا۔

الملک الرحیم: ابوکالیجار کے مرنے کی خبر دار الخلافت بغداد پہنچی تو اس وقت بغداد میں اس کا بیٹا ابو نصر حرزہ فیروز موجود تھا اس نے کمندروں کو جمع کیا اور ان سے اپنی حکومت و سلطنت کا حلف لیا اور جیسا کہ اس کی قوم کا دستور تھا خلیفہ قائم بامر اللہ سے خطبے میں اپنا نام پڑھے جانے کی اور الملک الرحیم کے لقب سے مخاطب ہونے کی درخواست کی خلیفہ نے خطبہ میں نام داخل کرنے کی اجازت دے دی اور الملک الرحیم کے خطاب دینے سے بنظر

① اصل کتاب میں یہ جگہ خالی ہے (مترجم) جبکہ ہمارے پاس ابن خلدون کے ایڈیشن ج ۳ ص ۴۸۸ پر ایسی کوئی ملامت نہیں بلکہ ”ابوکالیجار کی“ کے عنوان کے بعد تفصیل یہیں سے شروع ہے جہاں سے مترجم نے کی ہے۔ ② اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔ مترجم۔ ہمارے پاس ابن خلدون کے نسخے میں جلد ۲ ص ۴۸۹ پر جگہ خالی نہیں عبارت بھی اسی طرح ہے۔ ③ تاریخ الکامل میں ”شکرستان“ تحریر ہے۔ ④ تاریخ الکامل میں ”یزدشیر“ تحریر ہے۔ ⑤ صحیح و استدراک مفتی ثناء اللہ مدظلہ العالی، یہاں معقل کا لفظ استعمال ہوا، انہیں (تاریخ ابن خلدون جدید عربی ایڈیشن ج ۳ ص ۴۸۹) اور (تاریخ الکامل ج ۶ ص ۱۳۹)۔ ⑥ دیکھیں تاریخ الکامل ج ۶ ص ۱۳۹ پر ہے کہ اور دو سو دو مہینے تقریباً بیس دن۔ ⑦ ابو کالیجار کی مہربوت و مدت ۳۰ سال چھ ماہ تھی چھ لڑکے بڑے، ملک الرحیم، امیر ابو منصور فلاستون، ابوطالب کامرو، ابوالمضر بہران، ابوالعلی نخسرو، ابوسعد خسرو شاہ اور تین کم سن لڑکے جن کے نام وہ نہیں لکھے چھوڑے تھے (کامل ابن اثیر ص ۳۷۲، ج ۹)۔ ⑧ حرمت، ایک نسخہ میں حرقت ہے جو غلط ہے دیکھیں تاریخ الکامل ج ۶ ص ۱۳۹۔

ادب و خلاف شرع انکار کر دیا ① لیکن ابونصر کے ساتھیوں اور سرداران لشکر اس کو اسی سے مخاطب کرنے لگے۔ عراق، خوزستان و بصرہ پر اس کی حکومت کا سکہ چل گیا، بصرہ کی حکومت پر اس کا بھائی ابوعلی بن کالیجار تھا۔ ابونصر نے اسے بحال رکھا۔ شوال میں اپنے بھائی ابوسعید و ابی بکر بن فون دے کر شیراز کی طرف روانہ کیا چنانچہ ابوسعید نے شیراز پر قبضہ کر لیا اور اپنے بھائی ابونصور کو اس کی ماں سمیت گرفتار کر کے دار الخلافہ بغداد لے آیا۔

بصرہ پر ملک العزیز کا حملہ: ملک العزیز بن جلال الدولہ اپنے باپ کے مرنے کے بعد ابراہیم نیال کے پاس چل گیا تھا جب اس کا بھی انتقال ہو گیا تو حکومت کی لالچ میں بصرہ پر حملہ آور ہو گیا۔ بصرہ کی فوج نے اس کے مقابلے پر کمر باندھی۔ اتنے میں یہ خبر پہنچ گئی کہ دار الخلافہ بغداد میں ابونصر ملک الرحیم کی حکومت تسلیم کر لی گئی۔ یہ سنتے ہی ملک العزیز نے لڑائی سے ہاتھ اٹھالیا اور ابن مردان کے پاس چلا گیا یہاں تک کہ وہیں مر گیا جیسا کہ اوپر ہم لکھ چکے ہیں۔ ②.....

ابونصور کی گرفتاری: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ ابونصور فلاستون بن ابوکالیجار اپنے باپ کے انتقال کے بعد فارس چلا گیا تھا اور اس پر قبط ہو گیا تھا اور ملک الرحیم نے اپنے بھائی ابوسعید کو ایک فوج کے ساتھ فارس روانہ کیا تھا چنانچہ ابوسعید، ابونصور فلاستون کو اس کی ماں سمیت گرفتار کر لیا۔ یہ تھا ابونصور تھوڑے دنوں بعد قید سے رہا ہو کر قلعہ اصطخر (بلاد فارس) چلا گیا۔ ملک الرحیم اس کے تعاقب میں اہواز سے ۴۴۱ھ میں فارس کی طرف روانہ ہوا۔ اہل شیراز اور وہاں کی فوج نے اطاعت قبول کر لی۔ چنانچہ شیراز کے قریب ملک الرحیم نے ڈیرے ڈال دیئے۔ اس کے بعد لشکر بغداد و لشکر شیراز میں تفتنی ہو گئی۔ لشکر بغداد عراق کی جانب لوٹ گیا اور ملک الرحیم بھی لشکر شیراز سے مشتبہ ہو کر اس کے ساتھ واپس چلا گیا۔

ابونصور اور ملک الرحیم کی جنگ: چونکہ ولیم کی فوجیں جو بلاد فارس میں تھیں ابونصور فلاستون سے مل گئی تھیں اس کے علاوہ اور بہت سے فارسی کمانڈر بھی ابونصور فلاستون کے ہمدرد اور مطیع بن گئے تھے اس لئے ابونصور فلاستون اپنے بھائی ملک الرحیم کی واپسی کے بعد ارکان کی جانب قبضہ اہواز کے لئے روانہ ہو گیا۔ ملک الرحیم اس خبر سے مطلع ہو کر لوٹ پڑا۔ چنانچہ رامہر مز کے قریب دونوں بھائیوں کا مقابلہ ہوا پھر ایک سخت و خونریز جنگ کے بعد ملک الرحیم کو شکست ہو گئی (یہ واقعہ ماہ ذیقعدہ ۴۴۱ھ کا ہے) اس نے بھاگ کر واسط میں دم لیا اور لشکر فارم نے اہواز پر قبضہ کر لیا۔

ملک الرحیم کا فارس پر حملہ: ماہ محرم ۴۴۲ھ میں ان لشکریوں کے آپس میں مخالفت پیدا ہو گئی جو ابونصور فلاستون کے لشکر میں تھے۔ چنانچہ ان میں سے چند دستہ فوج بلا اجازت فارس چلی گئی اور فوج کا ایک حصہ اس کے ساتھ اہواز میں ٹھہرا رہا اور فوج کا کچھ حصہ ملک الرحیم سے جاملادریہ درخواست کی کہ آپ فارس تشریف لے چلے ہم آپ کو قبضہ دلا دیں گے۔ ملک الرحیم اپنی شکست کی خفت مٹانے کے لئے فارس کی طرف روانہ ہو گیا اور لشکر بغداد کو جنگ کے لئے طلب کر لیا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا اہواز کے قریب پہنچ گیا۔ چنانچہ اہواز کے کمانڈر ملنے آئے اور اہل فارس کی اطاعت و فرمانبرداری کی خوشخبری سنائی اور یہ ظاہر کیا کہ اہل فارس آپ کے آنے کے ہی منتظر ہیں چنانچہ ملک الرحیم نے لشکر بغداد کے انتظام میں اہواز میں قیام کر دیا۔ چند دن آرام کر کے عسکر کرم کی طرف حرکت کی اور ۴۴۳ھ میں اس پر قبضہ کر لیا۔

مطار دین منصور کی لوٹ مار: اس کے بعد عرب اور کردوں کا ایک گروہ غارت گری کے لئے جمع ہوا جن کا سردار مطار دین منصور اور مذکور بن نزار تھا۔ اس غارت گروہ نے مسیرف پر شیخون مارا اور اس کو لوٹ کر ابرق کی طرف بڑھے اور اسے بھی لوٹ لیا۔ چنانچہ ملک الرحیم کو اس کی خبر ملی ۴۴۳ھ میں ایک فوج ان کی گوشالی اور سرکوبی کے لئے متعین کی، لیرے عرب اور کردوں کو شکست ہو گئی۔ مطار دین مارا گیا اور اس کا لڑکا رفقہ کر لیا گیا۔ جند مال و اسباب لوٹا تھا سب کا سب واپس چھین لیا گیا۔

ارلق پل پر قبضہ: اس کامیابی کی خبر ملک الرحیم تک پہنچی۔ یہ اس وقت عسکر کرم میں تھا پھر ملک الرحیم قنطرہ اریق کی طرف روانہ ہوا۔ دیش بن

① (ابو نعیم ج ۲ ص ۵۷) میں ہے کہ اس کے بعد اس کا بیٹا ابونصر حکمران بنایا اس کی رعایا نے اس کو الملک الرحیم لقب دیا اور الخلافہ میں داخل ہوا تو اس کو خلعت و تاج دے دیا۔ یہ مزید دیکھیں (نجوم الظہر ج ۵ ص ۴۶) ② اصل کتاب میں یہ جگہ خالی ہے۔ مترجم۔ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن ج ۴ ص ۳۸۹ پر ایسی کوئی بات نہیں مل سکتی۔ "ابوکالیجار اور اس کے مواقع" شروع ہے اس کے ذیل میں بھی تفصیل ہے جو مترجم نے خالی جگہ کے بعد کی ہے۔

مزید اور بسا سیری وغیرہ نامی کمانڈر ہمراہ تھے۔ دوسری طرف ابو منصور فلاستون، ہزار سب بن تنکر اور منصور بن حسین اسدی، دیلمی اور ترکی فوج سے ہوئے ارجان سے تشر کی طرف بڑھے۔ اتفاق یہ کہ ان لوگوں کے پہنچنے سے پہلے ملک الرحیم اپنی فوج سمیت وہاں پہنچ گیا تھا۔ اس نئے کامیابی کا سہرہ ملک الرحیم کے سر پر باندھا گیا۔

ملک الرحیم بمقابلہ ہزار سب: کے بعد ملک الرحیم نے رامہر مز پر یلغار کی۔ رامہر مز اس وقت تک ہزار سب کے قبضہ میں تھا اور یہاں پر اس کی فوج تھی اور کمانڈر رہتے تھے۔ ملک الرحیم نے لڑکر ان کو زیر کر لیا اور نہایت سختی سے ان کو پھیل دیا۔ ہزار سب کی فوج نے شکست کھا کر قلعہ بندی کر لی۔ ملک الرحیم نے بزور تیغ ان کو اپنی اطاعت پر مجبور کیا چنانچہ ہزار سب کے سپاہیوں نے اطاعت قبول کر لی اور بعض ان میں سے ہزار سب کے پاس بھاگ گئے، ہزار سب نے ان کو گرفتار کر لیا اور ملک الرحیم کی خدمت میں اطاعت و فرمانبرداری کا خط ارسال کیا۔ پھر فارس پر قبضہ کر لینے کی تحریک کی چنانچہ ملک الرحیم اس کے جھانسنے میں آ گیا اور ابوسعید (اپنے بھائی) کو بلاد فارس کی طرف روانہ کیا۔ ابوسعید نے اصطر پر لڑ کر قبضہ کر لیا چنانچہ ابولنصر اپنی فوج اور زرو مال سمیت اس کی خدمت میں حاضر ہو گیا فارس، دیلم، ترک عرب اور کردوں کی افواج نے اس کی اطاعت قبول کر کے اس کے بعد ابوسعید قلعہ بندہ کی طرف تسخیر کے ارادے سے بڑھا۔

ملک الرحیم بمقابلہ ابو منصور: ابو منصور فلاستون، ہزار سب اور منصور بن حسین اسدی اس خبر سے مطلع ہو کر ملک الرحیم سے لڑنے نکل پڑے۔ دونوں فوجوں میں مدد بھیڑ ہوئی۔ اتفاق سے ان لوگوں نے ملک الرحیم کو شکست دیدی چنانچہ ملک الرحیم، اہواز چھوڑ کر واسط چلا گیا۔ تب ابو منصور، ہزار سب اور منصور ابوسعید کو فارس سے نکالنے کے ارادے سے شیراز کی طرف روانہ ہوئے۔ دونوں فوجوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ آخر کار ابوسعید نے ان لوگوں کو شکست دے دی، پھر وہ لوگ اپنی فوجوں کو جمع کر کے لوٹے اور لڑائی شروع کر دی۔ ابوسعید نے دوبارہ ان کو شکست دی اور نہایت سختی سے قتل اور گرفتار کیا۔ ان میں سے اکثر لوگ امن حاصل کر کے مطیع بن گئے اور ابو منصور فلاستون، قلعہ بھٹندر میں قلعہ نشین ہو گیا پھر، اہواز وغیرہ میں ملک الرحیم کے نام کا خطبہ دوبارہ پڑھا گیا اور ان پر اس کا قبضہ ہو گیا۔

ملک الرحیم کی شکست: اس واقعہ کے بعد ابو منصور فلاستون ہزار سب کے ساتھ ایدج چلا گیا اور سلطان طغرل بیگ کی خدمت میں فدویت نامہ روانہ کیا اور امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ سلطان طغرل بیگ نے ایک فوج جراران کی کمک پر روانہ کی۔ ملک الرحیم اس وقت عسکر مکر میں تھا۔ بسا سیری، عراق کی طرف لوٹ آیا تھا۔ دبیس بن مزید، عربوں کی فوج اور کردوں کا لشکر بھی علیحدہ ہو گیا تھا۔ غرض تھوڑے سے دیلم اہواز والے ساتھ رہ گئے تھے۔ باقی سب کے سب متفرق اور منتشر ہو گئے تھے۔ اس وجہ سے ملک الرحیم ان لوگوں کے خوف سے عسکر مکر سے اہواز کی طرف لوٹ گیا اور اس خیال سے کہ ابو منصور فلاستون اور ہزار سب کی توجہ بلاد فارس کی طرف مبذول ہو جائے اپنے بھائی ابوسعید کو فوج دے کر فارس کے شہروں پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ لیکن ابو منصور فلاستون وغیرہ نے اس طرف ذرا بھی توجہ نہ کی اور سیدھے اہواز پر پہنچ گئے اور لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا۔ چنانچہ ملک الرحیم شکست کھا کر چند آدمیوں کے ساتھ واسط میں جا کر پناہ گزیں ہو گیا اہواز کو تباہ کر دیا گیا۔ اسی واقعہ میں کمال الملک ابوالمعالی بن عبد الرحیم (ملک الرحیم کا وزیر السلطنت) غائب ہو گیا اس کا کچھ پتہ نہ چل سکا۔

نساء اور شیراز پر قبضہ: اس زمانہ میں سلجوقیہ فوجیں فارس کی طرف بڑھ گئی تھیں (الپ ارسلان، سلطان طغرل بیگ کا بھتیجا) نے شہر نسا پر قبضہ کر لیا تھا اور جی کھول کر اس کو لوٹ لیا تھا یہ واقعہ ۴۴۳ھ کا ہے اس کے بعد ۴۴۴ھ میں انہی سلجوقیوں نے شیراز کی طرف قدم بڑھائے۔ اس مہم میں ان کے ساتھ عد بن مکتہ (وزیر ابو منصور فلاستون) بھی تھے۔ سلجوقیوں نے اسے گرفتار کر لیا اور اس سے تین قلعے چھین لئے۔ قلعہ والوں نے موقع پا کر ابوسعید ملک الرحیم کے بھائی کو قلعہ کی کنجیاں حوالہ کر دیں اور ابوسعید نے بڑی فوج جمع کر کے شیراز پر چڑھائی کر دی اور ان تاتاریوں کو جو وہاں موجود تھے باہر نکال دیا اور بعض سلجوقی سرداروں کو قید کر لیا۔ اس کے بعد نسا پر حملہ آور ہو گیا آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ سلجوقیہ نے نسا پر قبضہ کر لیا تھا چنانچہ ابوسعید نے ان کو بھی نساء سے نکال دیا اور قابض ہو گیا۔

بسایری اور بنو عقیل میں فتنہ:۔۔۔ جس وقت ۴۳۱ھ میں ملک الرحیم، شیراز گیا ہوا تھا اسی زمانہ میں بنو عقیل میں سے ایک گروہ بدر وق پر تہہ آور ہوا اور اس کو تہہ و بر باد کیا۔ بادرو ۱ قابسایری کے زیر کنٹرول علاقہ تھا۔ چنانچہ جب بسایری، فارس سے واپس آیا تو دار الخلافہ بغداد سے ان پر فوج کشی کی، زعمیم الدولہ ابوکال بن مقلدہ مقابلہ پر آیا۔ فریقین میں گھسان کی لڑائی ہوئی، سخت اور خونریز جنگ کے بعد ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے پھر اس واقعہ کے بعد بسایری کو یہ خبر ملی کہ قرواش اہل انبار کے ساتھ بدسلوکی اور ظلم سے پیش آرہا ہے۔ اسی دوران اہل انبار کا وفد بھی آیا اور اس نے بھی قرواش کے ظلم و ستم کی شکایت کی، چنانچہ بسایری نے ایک فوج، وفد کے ساتھ روانہ کی۔ قرواش کو اس فوج کے مقابلہ میں شکست ہوئی اور بسایری کی فوج، انبار پر تہہ و بر باد ہوئی۔ بسایری کامیابی کی خبر سن کر انبار آیا پھر اس قائم ہو گیا۔

انبار پر قبضہ:۔۔۔ اس کے بعد ۴۳۶ھ میں قریش بن بدران (والی موصل) نے انبار پر یلغار کی اور طاقت کے ذریعے اس پر تہہ و بر باد کیا۔ اور سلطان طغرل بیگ کے نام کا خطبہ پڑھا اور بسایری کا جتنا مال و زر وہاں تھا لوٹ لیا۔ اس کے مصاحبوں اور سرداروں کا مال بھی اس کی دست برد سے محفوظ نہیں رہا۔ بسایری کو اس کی اطلاع ملی اس سے کانپ اٹھا اور فوجیں تیار کر کے انبار پر چڑھائی کر دی فریقین میں لڑائیاں ہوئیں بالآخر انبار کو قریش سے چھین لیا اور پھر واپس بغداد آ گیا۔

عمان پر خوارج کا قبضہ:۔۔۔ عمان پر ابوالمظفر بن ابوکایہ بھاری حکومت کا سکہ چل رہا تھا اس کا ایک خادم تھا جس کو استبداد کی قوت حاصل ہوئی تھی۔ بدسلوکی اور ظلم سے پیش آنے لگا۔ رعایا کے مال و زر پر ہاتھ بڑھایا۔ جس سے عام طور سے رعایا کو تنفر پیدا ہو گیا۔ ادھر ان خارجیوں کو جو جس عمان میں تھے اس کی خبر مل گئی۔ چنانچہ ابن رشد نے فوجیں تیار کیں اور عمان پر چڑھ آیا، چنانچہ ابوالمظفر مقابلہ پر آیا اور خارجیوں کو مار بھگایا۔ اس کے بعد ابن رشد نے دوبارہ فوجیں جمع کیں اور عمان پر قبضہ کرنے چلا۔ ابوالمظفر اور دیلمی فوج نے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا چونکہ اہل شہر کو اس کے ظلم و تشدد سے بیزاری پیدا ہو گئی تھی اس لئے حملہ آور فریق کا اہل شہر نے ساتھ دیا اور اس کی مدد کی جس سے ابوالمظفر کو اس واقعہ میں شکست ہو گئی اور ابن رشد نے شہر عمان پر قبضہ کر لیا اور خادم کو قتل کر دیا اس کے علاوہ بیسار دیلمی لوگوں اور عمال کو بھی تہہ و بر باد کیا، دارالامارت مسار و منہدم کر دیا۔ ٹیکس اور محصور موقوفہ ہر معاف کر دیئے۔ سنے والوں اور تاجروں سے ربلع عشر لینے پر اکتفا کیا چنانچہ عدل و انصاف کا دور دورہ ہو گیا، ظلم و ستم کا نام مٹا دیا۔ جامع مسجد بنائی اپنے نام کا خطبہ پڑھا اور الراشد باللہ کے لقب سے خود کو ملقب کیا۔ ابوالقاسم بن مکرم نے اس سے پہلے اس پر فوج کشی کی تھی اور کوہ عمان میں اس کا محصرہ کر لیا تھا جس سے اس کے لالچی دانت کھٹے ہو گئے تھے۔

دار الخلافہ بغداد میں بلوہ:۔۔۔ ماہ صفر ۴۳۳ھ میں اہل سنت اور شیعہ فرقے کے درمیان دار الخلافہ بغداد میں پھر فتنہ و فساد کی بنا پڑ گئی۔ عام ہوہ ہو گیا سبب ہوہ یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ شیعہ فرقے نے اپنے عقائد و مذہب کے مطابق دروازوں ۱ پر کچھ لکھوایا۔ جو اہل سنت کو ناگوار گزر چنانچہ سخت ہنگامہ برپا ہو گیا۔ خونریزی اور قتل کا دروازہ کھل گیا۔ خلیفہ قائم بامر اللہ نے عباسیہ اور علویہ کے نقیبوں (ابو تمام نقیب عباسیہ ۱ اور عدنان بن رضی نقیب علویہ) کو واقعہ کی اصلیت معلوم کرنے پر مامور کیا۔ انہوں نے واپس آ کر شیعوں کی گواہی دی، خلیفہ نے فتنہ فساد ختم کرنے کا حکم دیا مگر کسی کے کان پر جوں تک نہ رہنکی، در لڑائی برابر جاری رہی اسی ہنگامہ میں اتفاقاً اہل سنت کی طرف سے ایک ہاشمی شہید ہو گیا ۲۔ پھر کیا تھ سخت اشتعال پیدا ہو گیا۔ انہوں نے مشہد باب النصر پر حملہ کر دیا جو پایا لوٹ لیا۔ موسیٰ کاظم اور محمد تقی ان کے پوتے) کا ضریح جلا دیا۔ بنو بوہ اور بعض خفاء بنی عباسیہ کے مقبروں کو بھی توڑ ڈالا۔ امام موسیٰ کاظم کی میت کو قبر سے نکال کر امام احمد بن حنبل کے مزار میں دفن کرنے کا ارادہ کیا لیکن ان کی لاشیں نے ان کو اس فعل سے روک دیا اور نیز نقیب عباسیہ نے اس فعل سے ان کو سخت ممانعت کی۔

نور الدین دبیس اور خلیفہ:۔۔۔ کرخ کے شیعوں نے سلامہ ابوسعید سرخسی مدرس مدرسہ حنفیہ کو شہید کر دیا۔ اور فقہاء اہل سنت کے محلوں کو جوہر خاک

۱۔ سارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن میں ”بادریا“ تحریر ہے۔ ج ۳ ص ۳۹۱۔ مزید دیکھیں تاریخ الکامل ج ۶ ص ۱۳۵۔ ۲۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ انہوں نے برج ۱۔ اور ان پر لکھا کہ محمد (سیف) اور علی (نیر البشیر) یعنی سب انسانوں سے بہتر ہیں۔ ۳۔ عباسی نقیب ابو تمام سنی تھا اور علوی نقیب شیعہ تھا جس کا نام عدنان رضی تھا وہ بھی تاریخ الکامل ج ۶ ص ۱۵۸۔ ۴۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ اس ہاشمی کی لاش کو لیکر حریہ اور باب البصرہ میں گھمایا اور اس کے علاوہ سینوں کے تمام محلوں میں بھی گھمایا۔

سیہ کر دیا۔ ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیا پھر یہ فساد بڑھتے بڑھتے مشرقی بغداد تک پہنچ گیا اور جب یہ خبر نور الدین دہلیس کو ملی تو اس کو بے حد شوق گزرا۔ اپنے مقبوضہ علاقوں میں خلیفہ قائم بامر اللہ کا خطبہ بند کر دیا کیونکہ اکثر وہاں کے رہنے والے اور دہلیس بھی شیعہ مذہب رکھتا تھا۔ خلیفہ نے اس معاملہ میں دہلیس پر اپنی ناراضگی ظاہر کی۔ دہلیس نے معذرت کی کہ میرے ممالک مقبوضہ کے اکثر باشندے مذہب شیعہ رکھتے ہیں وہ ان واقعات سے متاثر ہوئے اور میرے علم میں لائے بغیر انہوں نے خطبہ موقوف کر دیا۔ میں نے ان پر دباؤ ڈالا ہے لیکن وہ اپنے خیال و ارادہ سے باز نہیں آئے جیسا کہ اہل سنت نے مشتعل ہو کر خلیفہ کے حکم کو نہیں مانا اور مشہد کو جلادیا۔ محترم خلیفہ میری خطا معاف فرمائیں میں نے حضور کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا حکم دے دیا ہے۔ اگرچہ خطبہ کے اعادے سے بظاہر یہ فساد رک گیا مگر اندر ہی اندر بڑھتا گیا یہاں تک کہ ۴۴۵ھ میں یکا یک آگ کی طرح دوبارہ بھڑک اٹھا۔ سلطنت کا رعب و داب اٹھ گیا۔ ایک دوسرے سے گتہ گیا۔ ترکوں کی جماعت نے بھی اس فساد میں حصہ لیا۔ علویہ کا یہ شخص انہی واقعات میں مار ڈالا گیا۔ اہل کرخ کی عورتیں شور و غل مچاتی ہوئی انتقام لینے کی غرض سے نکل پڑیں۔ ایک ہلڑا بچ گیا۔ فوج کے کمانڈر فتنہ دور کرنے کے لئے مسلح ہو کر نکلے۔ کرخ والے مقابلہ پر آئے۔ سخت خونریز معرکہ ہوا۔ چنانچہ کرخ کے بازار جلادئے گئے قتل و غارتگری کی غرض سے ترکوں نے کرخ میں گھسنے کا ارادہ کیا۔ لیکن کمانڈروں نے روک دیا پھر فتنہ و فساد ختم ہو گیا ①۔

ملک الرحیم کا بصرہ پر قبضہ: ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ ملک الرحیم نے اپنے باپ کے مرنے کے بعد حکومت بغداد اپنے ہاتھ میں لی تھی اور اپنے بھائی ابوعلی کو امارت بصرہ پر بحال و قائم رکھا تھا۔ اس کے بعد ابوعلی نے ملک الرحیم سے بغاوت کی۔ ملک الرحیم نے بسا سیری کی کمان میں (جو اس کی حکومت و دولت کا منصرم و ناظم تھا) ایک فوج بصرہ روانہ کی چنانچہ ابوعلی لشکر بصرہ کو مرتب کر کے مقابلہ پر آیا۔ بحری لڑائی شروع ہوئی۔ اور چند دنوں تک جنگ کا سلسلہ جاری رہا۔ بالآخر ابوعلی کو شکست ہو گئی اور بسا سیری نے دجلہ اور تمام شہروں پر قبضہ کر لیا اور اپنی فوج کو خشکی پر اتار دیا۔ ربیعہ اور مضر کے قبائل نے اس کی درخواست کی۔ چنانچہ انہیں اور تمام اہل بصرہ کو امن دے دیا گیا۔ بصرہ پر ملک الرحیم کا قبضہ ہو گیا۔ ابوعلی بھاگ کر شط عثمانی (عمان صحیح ہے) پہنچ کر قلعہ نشین ہو گیا اور چاروں طرف سے خندق کھدوا لی۔

شط عمان اور تشر پر قبضہ: اس کامیابی کے بعد ملک الرحیم کی خدمت میں دیلم کا وفد خوزستان سے آیا اور اعانت و فرمانبرداری کا اظہار کیا۔ ملک الرحیم نے ان کو جائزے اور صلہ دیکر رخصت کیا اور فوجیں آراستہ کر کے شط عمان کی طرف اپنے بھائی ابوعلی کے تعاقب پر روانہ ہو گیا ابوعلی مقابلہ پر آیا لیکن کامیاب نہ ہو سکا اور پسپا ہو کر بھاگ نکلا چنانچہ ملک الرحیم نے اس مقام پر بھی قبضہ کر لیا اور پھر اپنی فوجوں کو ٹھہرایا اور بسا سیری کو اپنی جانب سے وہاں کا حاکم بنا کر اہواز کی طرف روانہ ہو گیا۔ منصور بن حسین اور ہزار سب نے اس سے صلح و اطاعت کے لئے خط و کتابت شروع کی اور اس کے دائرہ حکومت میں داخل ہو گئے۔ چنانچہ تشر پر بھی اس کی حکومت کا پرچم اڑنے لگا

ارجان کے نواح پر قبضہ: اس کے بعد ارجان کی طرف فولاد بن خسرو دیلمی کو روانہ کیا۔ اس نے اپنی حکمت عملی اور سیاسی چالوں سے ارجان کے اطراف و جوانب کے تمام حکمرانوں کو ملک الرحیم کا مطیع بنادیا۔ اور ابوعلی اپنی ماں کے ساتھ عبادان چلا گیا اور عبادان سے سلطان طغرل بیگ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے جرجان کی طرف چل پڑا چنانچہ جب اصفہان پہنچا اور سلطان طغرل بیگ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو سلطان طغرل بیگ نے نہایت احترام اور عزت سے ٹھہرایا۔ جرباؤقان کے دو قلعے اسے عطا کئے اور اسی کے مضافات میں جاگیر بھی عنایت کی۔

فلاستون ① کا شیراز پر قبضہ: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ ابونصر خسرو، قلعہ اصطخر میں تھا اور اس پر قابض تھا اور اس نے ۴۴۳ھ میں ملک الرحیم کی خدمت میں فدویت نامہ اظہار اطاعت کے لئے روانہ کیا تھا اور جب ملک الرحیم نے رامہر مزر پر قبضہ حاصل کیا تھا تو اس سے درخواست کی تھی کہ اس کے بھائی ابوسعید کو فارس پر قبضہ کرنے کی غرض سے مقرر فرمادیں، چنانچہ ابوسعید فوجیں لے کر فارس کی طرف بڑھا، اور فارس کے اکثر شہروں پر قبضہ ہو کر شیراز پہنچ گیا عمید الدولہ ابونصر ظہیر ثانی ایک شخص ابوسعید کے رفقا میں سے تھا جو اپنی حکمت عملی سے اس کی دولت و حکومت میں پیش پیش

① سینوں اور شیعوں کے درمیان فتنے کی آگ ۴۴۳ھ یا ۴۴۴ھ کی بات نہیں بلکہ صفین کے بعد سے اس کا بیج پڑ گیا تھا۔ ② تاریخ کامل میں فلاستون ہے۔

ہو گیا تھا اور بہت بڑی قوت حاصل کر لی تھی۔ پھر اس نے لشکریوں کے ساتھ کج ادائی، بداخلاقی اور برے برتاؤ شروع کر دئے لشکریوں کے ساتھ ابو نصر خسرو کے ساتھ بھی یہی برتاؤ کئے جس نے امیر ابوسعید کو فارس کے علاقوں پر قبضہ کے لئے بلایا تھا۔ ابو نصر نے اس کی مخالفت پر کمر باندھی، لشکریوں نے اس کا ہاتھ بنایا، فوج کے کمانڈر اس کے ہم آہنگ ہو گئے۔ پھر کیا تھا ایک فتنہ برپا ہو گیا عمید الدولہ ابو نصر کو گرفتار کر لیا۔ اور ابو منصور فدرستون نے اٹھ عمت کا اعلان کر کے حکومت کرنے کی غرض سے بلوالیا اور ابوسعید کو اصطخر سے اہواز کی جانب نکال دیا۔ ابو منصور، اہواز میں داخل ہو اور تخت حکومت پر قابض ہو کر طغرل بیگ اور ملک الرحیم کا نام خطبہ میں پڑھا ان دونوں کے نام کے بعد اپنا نام داخل خطبہ کیا۔

بساییری اور اکرا و اعراب کے واقعات:۔۔۔ جب سلطان طغرل بیگ نے اکثر ممالک اور نیز دار الخلافت بغداد کے مضائقہ پر قبضہ کر لیا، حکومت صوان تک اس کی حکومت کا سکہ چلنے لگا تو کردوں نے اس کے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی پھر ان کی غارتگری اور فتنہ انگیزی بہت زیادہ ہو گئی، ان کے دیکھ دیکھی عربوں نے بھی ہاتھ پاؤں نکالے۔ اور لوٹ مار شروع کر دی اور ملک گیری کی لالچ میں اٹھ کھڑے ہوئے چنانچہ حکومت کو ان کی سرکوبی کی طرف متوجہ ہونا پڑا چنانچہ بساییری فوجیں لے کر روانہ ہو گیا اور بوازج تک ان کا تعاقب کرتا گیا۔ ان میں سے ایک بڑے سرداروں کو روک کر دیا چنانچہ بہت سامان غنیمت ہاتھ آیا باقی لوگ زاب عبور کر گئے اس طرح ان کی جانیں ہلاکت سے بچ گئیں۔ بساییری کے دیلمی ساتھیوں نے بھی زاب عبور کرنے کا ارادہ کیا۔ مگر پانی زیادہ تھا اس لئے عبور نہ کر سکے۔ یہ واقعہ ۴۳۵ھ کا ہے۔

بساییری اور خفاجہ کی جنگ: اس واقعہ کے بعد دیلمی (والی حلد) نے بساییری کو خفاجہ سے جنگ کرنے کے لئے ہوا یا۔ خفاجہ نے (والی حلد) کے شہروں پر تباہی کا ہاتھ بڑھا رکھا تھا۔ (والی حلد) ان کا مقابلہ نہیں کر پا رہا تھا چنانچہ اس نے بساییری سے مدد مانگی چنانچہ بساییری اس کی حمایت کے لئے پہنچ گیا۔ فرات عبور کر کے خفاجہ کو جامعین سے مار بھگایا۔ خفاجہ خشکی و بیابان کے راستہ بھاگے، اور بساییری نے ان کا تعاقب کیا، ورفخان پہنچ کر محاصرہ کر لیا، ورتختی سے لڑائی شروع کر دی۔ چنانچہ خفاجہ کو انتہائی بیرحمی سے پامال کیا گیا ان کا مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ چاروں پکڑے گئے۔ مدقوں قلعہ خفان کا محاصرہ قائم رہا یہاں تک کہ بساییری کے پرزور حملوں نے اس کو بھی فتح کر لیا۔ فتح ہونے کے بعد قلعہ خفان کو منہدم کر دیا گیا اس کے بعد بساییری نے اس برج کو بھی کھود دینے کا ارادہ کیا جو اس قلعہ میں نہایت مستحکم بنا ہوا تھا۔ یہ برج کے مبارکی طرح بلند تھا۔ لوگوں کی رویت ہے کہ یہ مینر کشتیوں کی رہنمائی کے لئے ربیعہ بن مطاعم نے کافی رقم خرچ کر کے بنوایا تھا کیونکہ کشتیاں اسی طرف سے نجات کے لئے دریا کے رستے جاتی تھیں۔ چنانچہ بساییری نے اس خیال سے اس مینار کو منہدم نہیں کرایا۔

قیدیوں کا انجام: دار الخلافت بغداد کی طرف خفاجہ کے قیدیوں کے ساتھ واپس چلا گیا اور بغداد پہنچ کر ان عرب قیدیوں کو جو اس کے ساتھ تھے پھانسی دے دی۔ تھوڑے دن آرام کر کے جری (حربی) پر حملہ کیا۔ اور نہایت سختی سے محاصرہ کر لیا۔ بالآخر اہل حربی پر سات ہزار دینار سے زائد مقرر کر کے صبح کر لی اور ان کو اماں دے دی۔

ترکوں کا فتنہ: ترکی فوجیں جو دار الخلافت بغداد میں رہتی تھیں ان کا زور اور قابو حکومت و سلطنت پر حد سے زیادہ بڑھ گیا تھا پھر جب طغرل بیگ کا ظہور ہوا اور اس نے اپنے گرد و پیش کے شہروں پر قبضہ کر لیا اور تاتاریوں نے چاروں طرف سے ممالک اسلامیہ پر غارتگری کا ہاتھ بڑھا دیا۔ تب بغداد کی ترکی فوجوں کا حوصلہ بڑھ گیا۔ وزیر السلطنت سے ایک بڑی رقم کا مطالبہ کیا، اپنے وظائف اور تنخواہیں مانگیں (یہ واقعہ ماہ محرم ۴۳۶ھ کا ہے) مگر وزیر السلطنت مطالبہ پورا نہ کر سکا۔ اور دار الخلافت میں روپوش ہو گیا۔ فوجیوں نے تعاقب کیا اور دار الخلافت کے ملازموں سے وزیر سلطنت کو مانگا۔ لیکن ان لوگوں نے دینے سے انکار کر دیا چنانچہ شور و غل مچاتے ہوئے انہوں نے اراکین دربار خلافت سے مطالبہ لیا جب انہوں نے بھی کوئی مناسبت جواب نہیں دیا تو خیفہ تک اس جھگڑے اور قضیے کو پہنچا دیا۔ اراکین دربار خلافت اور فوجوں میں فوک جھونک ہوئی اور سخت کلامی تک و بت پہنچ گئی۔ اس سے عوام اناس میں یہ مشہور ہو گیا کہ ترکی فوجوں نے دار الخلافت کا محاصرہ کر لیا ہے۔ پورے شہر میں ہراسمگی اور تشویش پیدا ہو گئی۔

بغداد کا ہنگامہ۔ پھر بسا سیری یہ ہنگامہ فرو کرنے کے لئے تیار ہو گیا بسا سیری ان دنوں سلطان کی طرف سے بغداد میں نائب تھا۔ بسا سیری دار الخلافت میں گیا۔ وزیر کے مکان کی تلاشی لی، غرضیکہ جہاں جہاں وزیر السلطنت کے روپوش ہونے کا امکان تھا ہر جگہ کی تلاشی لی مگر وزیر السلطنت کا کچھ پتہ نہ چل سکا۔ فوجیوں کا بلوائی گروہ ہلڑ مچاتا ہوا دارالروم پہنچ گیا اور اسے لوٹ لیا۔ بازاروں میں آگ لگا دی، ابوالحسن بن عبید (بسا سیری کے وزیر) کا گھر لوٹ لیا۔ محلہ والوں نے اپنے اپنے محلوں کی ناکہ بندی کر لی۔ فوجیوں نے مسافروں کو لوٹنا شروع کر دیا جو بغداد میں کسی ضرورت سے آئے تھے۔ غارت گری کا نتیجہ یہ نکلا کہ باہر سے غلہ کی آمد بند ہو گئی اور بغداد میں غلہ کا وجود مفقود ہو گیا۔ ان واقعات کے دوران بسا سیری حفاظت کے لئے دار الخلافت ہی میں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ وزیر السلطنت پریشان ہو کر روپوشی سے نکل آیا اور اپنے ذاتی مال سے فوجیوں کے مطالبات پورے کئے۔

کردوں اور عربوں کی لوٹ مار: بظاہر اس سے ایک اطمینانی صورت پیدا ہو گئی تھی لیکن اس غارتگری کا سلسلہ منقطع نہ ہوسکا۔ چنانچہ کردوں اور عربوں نے سر اٹھایا اور لوٹ مار شروع کر دی، دن دھاڑے جسے چاہا لوٹ لیا گاؤں قصبے اور شہر ویران ہو گئے قریش بن بدران والی موصل کے ساتھی بھی لوٹ مار کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ کامل بن محمد بن مسیب کو "بروان" ① میں جا کر گھیر لیا۔ اس کے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ بسا سیری کے مویشی اور تجارتی اونٹنیاں بھی اس غارتگری کی نذر ہو گئیں۔ اس لوٹ مار اور غارتگری سے امن و امان کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا۔ رعایا کی پریشانی کی کوئی حد نہ رہی۔ عوام اور خواص ایک حالت میں مبتلا ہو گئے۔ یہی وہ امور اور اسباب ہیں جن کی وجہ سے سلطنت و حکومت کی مستحکم بنیادیں ہل جاتیں ہیں اور چند دنوں کے بعد صفحہ ہستی سے ان کا نام و نشان مٹ جاتا ہے۔

دسکرہ اور دوران کی تباہی: ادھر بنو بویہ کے حکمران پریشانیوں میں مبتلا تھے ادھر سلاطین سلجوقیہ کو کامیابی کا موقع مل رہا تھا۔ نظام الملک طغرل بیگ کا وزیر (یہ واقعہ سکر خوشی سے اچھل پڑا اور تاریخی فوجوں کو دسکرہ پر اتار دیا۔ ابراہیم بن اسحاق نامی ایک سردار اس فوج کا افسر اعلیٰ تھا۔ برہیم نے دسکرہ کو لوٹ کر رہسبداقا (روہنقباد) کا محاصرہ کر لیا اور اسے بھی بزور تلوار فتح کر کے قلعہ بردوان کی طرف بڑھا۔ اس قلعہ کا والی سعدی نامی ایک شخص تھا اس نے سلطان طغرل بیگ کی اطاعت سے انحراف کیا تھا ابراہیم کے پہنچنے پر سعدی نے قلعہ بندی کر لی، ابراہیم نے قلعہ بردواں کے قرب و جوار کو مویشی شروع کیا۔ زیادہ زمانہ نہیں گزر نے پایا تھا کہ قلعہ والوں نے محاصرہ کی سختی اور اطراف و جوانب کی ویرانی سے متاثر ہو کر قلعہ چھوڑ دیا۔ اور جد، وطن ہو کر نکل گئے۔

اہواز کی تباہی: انہی تاتاریوں میں سے ایک گروہ اہواز کی طرف کیا ہوا تھا۔ اس نے بھی اہواز کے قرب و جوار میں غارتگری اور قتل کا ہزار گرم کر دیا۔ دیلمی اور ترک جوان کے ہم آہنگ اور ملے ہوئے تھے، بے حد خوفزدہ ہو گئے مقابلہ کا کیا ذکر ہے انہیں جان بچنے کی فکر پڑ گئی۔ اس سے تاتاریوں کے حوصلے بڑھ گئے۔ سلطان طغرل بیگ نے ابوعلی بن کایبار (والی بصرہ) کو عسا کر سلجوقیہ کے ہمراہ خوزستان پر حملہ کرنے بھیجا۔ لہذا وہ سیر کرتا اور تباہی مچاتا ہوا شاہ پور خورست پہنچ گیا دیلمیوں کو وعدہ اور وعید بھرا پیغام دیا چنانچہ اکثر دیلمی اس کے فرماں بردار ہو گئے اور ابوعلی، اہواز پر قابض ہو گیا۔ تاتاری لشکر نے اسے جی کھول کر لوٹا اور اہواز سے تاوان وصول کیا۔ اکثر اہل اہواز عزت و آبرو بجانے کے لئے شہر چھوڑ کر بھاگ گئے۔

خلافت مآب اور بسا سیری میں کشیدگی: ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں کہ ۴۴۶ھ میں قریش بن بدران نے بسا سیری کے ساتھیوں کا سہب وغیرہ لوٹ لیا تھا اس کے بعد ابوالغنام اور ابوسعید یعنی مجلبان ② قریش کے دوست کے بیٹے دار الخلافت بغداد خفیہ طور پر آئے۔ بسا سیری نے ان دونوں کو گرفتار کرنے کا ارادہ کیا، رئیس الروساء وزیر السلطنت نے ابوالغنام اور ابوسعید کو اپنی امان میں لے لیا۔ چنانچہ بسا سیری کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی وہ جبری کی طرف چلا گیا اور اس پر قبضہ کر کے واپس بغداد آیا لیکن دستور کے مطابق دربار خلافت میں حاضر نہ ہوا۔ طرہ اس پر یہ ہو کہ خلیفہ وزیر السلطنت اور خدام دربار خلافت کی تنخواہیں موقوف اور بند کر دیں اور یہ مشہور کر دیا کہ وزیر السلطنت نے طغرل بیگ کو خطوط لکھ کر لوٹ مار کرنے کے

① ہمارے پاس ابن خلدون کے نسخہ میں ج ۳ ص ۳۹۳ پر "بروان" ہے، جبکہ (تاریخ الکامل) میں بردوان ہے۔ ② تاریخ الکامل میں بھی اسی طرح ہے۔ جلد ۵ ص ۱۰۰ ابن خلدون میں ج ۳ ص ۳۹۳ پر مجلبان ہے۔

لئے بلوایا ہے۔

انباء کی تباہی: ذی الحجہ ۴۳۶ھ میں فوجیں آ راستہ کر کے انبار پر یلغار کی۔ انبار پر اس وقت ابوالغنائم بن محلبان قابض تھے۔ منجیقین نصب کرائیں، محاصرہ کر لیا اور طاقت کے ذریعے انبار میں گھس گیا اور ابوالقاسم کو اس کے پانچ سو ممبران خاندان سمیت گرفتار کر لیا، اور شہر کو جی کھوں کر لوٹ کر دار الخلافہ بغداد واپس آ گیا پھر ابوالغنائم کو تشہیر کرا کے سولی دینے کا ارادہ کیا، مگر دبیس بن صدقہ نے سفارش کی۔ چونکہ دبیس نے بسا سیری کا انبار کے محاصرہ میں ہاتھ بٹایا تھا اس لئے اس کی سفارش سے ابوالغنائم کو صلیب نہیں دی مگر دوسرے قیدیوں کو، سولی پر چڑھا دیا۔

ترکوں کا بسا سیری پر حملہ: .. بسا سیری، بسا (فارس کا ایک شہر ہے) کے ایک تاجر کا غلام تھا۔ اس لئے بسا کی طرف منسوب کیا گیا کچھ عرصے بعد یہ بہاء الدولہ بن عضد الدولہ کے خادموں میں شامل ہو گیا اور اسی کے سایہ دولت میں نشوونما پائی، ہوشیار اور تجربہ کار بن گیا۔ مدتوں اس کی خدمت میں رہا پھر ملک الرحیم کی خدمت میں آ گیا ملک الرحیم اس کو اکثر مہمات کے سر کرنے پر مقرر کرتا تھا، اسی نے کردوں کو حلوان سے اور قریش بن بدر بن کو مغربی بغداد سے بے دخل کیا تھا، یہ دونوں سلطان طغرل بیگ کے علم حکومت کے مطیع تھے اس کے بعد بسا سیر، ملک الرحیم کی خدمت میں واسطہ چلا گیا۔

بسا سیری اور رئیس الروس میں ناچاقی: .. بہر حال بسا سیری اور رئیس کی کشیدگی روز بروز بڑھتی گئی۔ اسی دوران بسا سیری کے وزیر ابو سعید نصرانی نے کئی مشکیزہ شراب دربار کے راستے روانہ کی۔ رئیس الروس نے اس کی خبر ان لوگوں تک پہنچادی جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کر رہے تھے۔ چنانچہ ان لوگوں نے اس کی ترغیب اور سازش سے مشکیزوں کو توڑ پھوڑ کر شراب کو پھینک دیا۔ اس سے بسا سیری کو حد سے زیادہ غصہ اور رنج ہوا، اس نے فقہائے حنیفہ سے فتویٰ مانگا۔ فقہاء حنیفہ نے فتویٰ دیا ① کہ چونکہ یہ مال عیسائی کا تھا اس لئے حفاظت کرنا لازم تھی اور مال کا ضائع کرنا ناجائز تھا جن لوگوں نے اسے ضائع کیا ہے ان سے تاوان وصول کیا جائے، اس واقعہ نے سونے پر سہاگہ کا کام دے دیا۔ کشیدگی کی کوئی حد باقی نہ رہی۔

بسا سیری اور ترک: .. چونکہ ترکوں اور بسا سیری کے درمیان بھی کشیدگی چلی آ رہی تھی۔ اس لئے رئیس الروس نے ان کو ابھار دیا۔ ان لوگوں نے ہنگامہ برپا کر دیا۔ پھر بسا سیری کی شکایات دربار خلافت میں پیش کر کے اس کا گھر لوٹ لینے کی اجازت مانگی، اسے اجازت دیدی گئی۔ پھر کیا تھا ترکوں نے تھوڑی ہی دیر میں اسے لوٹ لیا۔ اس موقع پر رئیس الروس ایک چال اور چل گیا اور وہ یہ بھی کہ اس نے یہ خبر اڑادی کہ بسا سیری نے خلیفہ مستنصر علوی (والی مصر) سے ساز باز کر لی ہے اور اس کو بغداد اور عراق پر قبضہ کرنے کے لئے بلارہا ہے۔ خلیفہ یہ سن کے آگ بگوا ہو گیا اس نے ملک الرحیم کو بلکہ کر بھیجا کہ بسا سیری کو ہارے دربار خلافت سے فوراً ہٹا دو، اس نے علم خلافت کی مخالفت کی ہے اور خلیفہ مستنصر علوی سے ساز باز کر لی ہے۔ چنانچہ ملک الرحیم نے بسا سیری کو دربار خلافت سے علیحدہ کر دیا (یہی واقعات عراق پر سلطان طغرل بیگ کے قابض ہونے اور ملک الرحیم کے گرفتار کئے جانے کے اسباب قویہ سے تھے۔) (مترجم)

ترکوں کی طغرل بیگ کی مخالفت: طغرل بیگ نے بلاد روم پر جہاد کے لئے فوج کشی کی تھی اور وہاں سے کامیاب ہو کر ”رے“ واپس آ گیا۔ اور اس کے نظروں سے فراغت حاصل کر کے ماہ محرم ۴۳۷ھ میں ہمدان پہنچا۔ دینور میں مقرر کئے ہوئے گورنروں قریمسنین اور صوان وغیرہ کو لکھ کر بھیجا کہ ”چونکہ اس سال میرا ارادہ حج کرنے کا ہے اور شام و مصر بھی یلغار کرنے کا ارادہ ہے اس کے علاوہ دولت علویہ سے منہ منہ کا بھی عزم ہے ہذا تم لوگ رسد ج نور اور فوجیں وغیرہ تیار کر کے رکھو“ یہ خبر مشہور ہوئی تھی کہ بغداد میں اوباشوں نے ہلڑ مچا دیا۔ ترکی فوجیں شور و غل مچاتی ہوئی ایون خلافت پہنچ گئیں اور خلافت مآب سے درخواست کی ”آپ ہمارے ساتھ طغرل بیگ سے مقابلے کے لئے خروج فرمائیے“ ترکوں نے سی پر کشتہ نہیں کیا بلکہ مسلح ہو کر بغداد سے نکل آئے اور بغداد کے باہر ایک میدان میں خیمے ڈال دیئے۔ اس وقت تک طغرل بیگ حلوان پہنچ گیا تھا وراسی فوج خراسان کے راستے میں پھیل گئی تھی۔ لوگوں نے مغربی بغداد میں جا کر پناہ لی۔ اتنے میں ملک الرحیم واسطہ سے آ گیا۔ اس نے بسا سیری کو راستے سے خلیفہ کے حکم کے مطابق علیحدہ کر دیا تھا چنانچہ بسا سیری علیحدگی کے بعد سرالی رشتہ کی وجہ سے دبیس بن صدقہ (والی حلب) کے پاس چلا گیا۔

طغرل بیگ بغداد میں: طغرل بیگ نے فدویت نامہ خلیفہ کی خدمت میں روانہ کیا جس میں اپنی اطاعت و فرماں برداری کا اظہار کیا تھا اور ترکوں کو بھی حسن سلوک اور احسان سے پیش آنے کا خط اپنے اپنی کی معرفت بھیجا۔ ترکوں نے بجائے خط کے جواب کے وہ خط ہی واپس کر دیا اور خلیفہ سے درخواست کی کہ آپ ہم کو ہمیں طغرل بیگ سے مقابلہ اور دفاع کی اجازت دے دیجئے۔ مگر خلیفہ نے اس کا جواب دینے سے اعراض کیا۔ ملک الرحیم نے عرض کیا کہ ”اس جاں نثار نے ان باتوں کا فیصلہ خلیفہ کے ہاتھ میں دیدیا ہے جو مناسب سمجھیں عمل درآمد کر لیا جائے چنانچہ خلیفہ نے حکم صادر فرمایا ”مصلحت وقت یہ ہے کہ ترکی فوجیں اپنے خیموں کو چھوڑ کر حرم سرائے خلافت میں آ جائیں اور طغرل بیگ کی خدمت میں اظہار اطاعت کا فدویت نامہ بھیج دیں“ چنانچہ اس حکم کے مطابق عمل درآمد کیا گیا۔ اس کے بعد خلیفہ نے خطیبوں کو طغرل بیگ کے نام کا خطبہ پڑھنے کا حکم دیا اور طغرل بیگ نے خلیفہ سے دار الخلافہ بغداد میں داخل ہونے کی اجازت مانگی وزیر السلطنت رئیس الرؤس لشکر عظیم کے ساتھ جس میں فضاۃ، فقہاء، اعیان دولت اور بہت سے ملک الرحیم کے کمانڈر تھے استقبال کرنے نکلا، طغرل بیگ نے یہ سن کر وزیر السلطنت ابو نصر کندی اور اپنی فوج کو پیشوائی کا حکم دیا۔ جمعرات کو جبکہ ماہ رمضان کے دودن گزر چکے تھے طغرل بیگ دار الخلافہ بغداد میں داخل ہو گیا اور باب شامیہ میں قیام کیا، قریش (والی موصل) بھی یہ خبر سن کر طغرل بیگ کے پاس آ گیا۔ اس نے اس سے پہلے طغرل بیگ کے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی تھی۔

بغداد میں تاتاریوں کا انجام:..... بغداد میں طغرل بیگ کے داخل ہونے کے بعد اس کا لشکر اپنی ضروریات کی چیزوں کی خریداری کے لئے سارے شہر میں پھیل گیا۔ اس سے پورے شہر میں تہلکہ مچا دیا، عوام الناس نے سمجھا کہ ملک الرحیم نے طغرل بیگ کے لشکر سے لڑنے کی اجازت دیدی ہے چنانچہ چاروں طرف سے تاتاری لشکر پر مار دھاڑ شروع ہو گئی۔ جہاں پر جس نے تاتاریوں کو دیکھا ان پر ہاتھ صاف کر دیا۔ صرف محہ کرخ والے اس ہنگامہ اور شورش میں شریک نہیں ہوئے بلکہ اس محلہ والوں نے تاتاریوں کو اپنے گھروں میں پناہ دی اور ان کی جیسا کہ مناسب تھا حفاظت کی۔

بغداد میں تاتاریوں کی لوٹ مار:..... عوام الناس کی یہ شورش اسی پر بند نہ ہوئی بلکہ وہ ہلڑ مچاتے ہوئے طغرل بیگ کے کمپ تک پہنچ گئے، ملک الرحیم اور اس کے کمانڈر اور حاشیہ نشین اس خطرے کے پیش نظر کہ کہیں وہ اس ہنگامہ کے محرک نہ سمجھ لئے جائیں، حرم سرائے خلافت میں جا کر قیام پذیر ہو گئے۔ طغرل بیگ کی فوج یہ ہنگامہ دیکھ کر مسلح ہو گئی، چنانچہ عوام بھاگ گئے اور قتل و غارت کا بازار گرم ہو گیا۔ کئی محلے لوٹ لئے گئے خلفاء کے محلات، اور رضافہ بھی اس لوٹ مار اور غارتگری سے محفوظ نہ رہ سکا۔ بغداد کے باشندوں نے اس خیال سے کہ ان مقامات کا احترام کیا جائے گا اور غارتگری سے یہ محفوظ رہیں گے اپنا مال و اسباب یہیں اٹھالائے تھے جسے تاتاریوں نے لوٹ لیا۔ غرض کہ لوٹ مار اور غارتگری سے بغداد کا کوئی محلہ سوائے محلہ کرخ کے محفوظ نہیں رہ سکا۔

ملک الرحیم کی گرفتاری:..... اس کے دوسرے دن طغرل بیگ نے اس واقعہ کی اطلاع خلیفہ قائم کو دی اور اس سے اپنی ناراضگی ظاہر کی اور اس ہنگامہ و شورش کو ملک الرحیم کی طرف منسوب کیا اور یہ کہلوا یا کہ اگر ملک الرحیم اپنے کمانڈروں کے ساتھ شاہی دربار میں حاضر ہو جائے گا تو اس کی اس واقعہ سے برأت سمجھی جائے گی ورنہ اسی کو طرزم قرار دیا جائے گا۔ چنانچہ خلیفہ نے ملک الرحیم اور اس کے کمانڈروں کو طغرل بیگ کی خدمت میں حاضری کا حکم دیا اور اپنے ایک خاص ایچی کو ان لوگوں کی سفارش اور برأت کے لئے ان کے ساتھ بھیجا۔ چنانچہ ملک الرحیم اور اس کے کمانڈر خلیفہ کی ذمہ داری میں دربار شاہی میں حاضر ہوئے۔ اور جب ملک الرحیم اور اس کے کمانڈر پہنچے تو طغرل بیگ نے انہیں گرفتار کر کے قلعہ سرداران بھیج دیا، جہاں پر ملک الرحیم کو قید کر دیا گیا۔

بنو بویہ کی حکومت کا خاتمہ: یہ واقعہ ملک الرحیم کی حکومت کے چھ سال و قوع میں آیا۔ اس کی گرفتاری سے بنو بویہ کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ اس ہنگامہ میں قریش (والی موصل) اور عرب کا مال و اسباب بھی لوٹ لیا گیا۔ اس نے پریشان ہو کر بدر بن مہملہل کے خیمہ میں جا کر پناہ لی۔ طغرل بیگ کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے قریش کو بلوا کر خلعت فاخرہ عنایت کی اور جتنا مال و اسباب لوٹ لیا تھا اس کا معاوضہ دیدیا۔

بغداد پر طغرل بیگ کا قبضہ: خلیفہ نے طغرل بیگ کے پاس اس واقعہ کی شکایت لکھی اور ان لوگوں کو رہا کرنے کو لکھا جنہیں طغرل بیگ نے

ملک الرحیم کے ساتھ گرفتار کر لیا تھا اور یہ دھمکی دی کہ یہ لوگ میری ذمہ داری پر تمہارے پاس گئے تھے اگر یہ لوگ رہا نہیں کئے جائیں گے تو میں دارالخلافہ بغداد چھوڑ دوں گا۔ چنانچہ طغرل بیگ نے اس تحریر پر چند لوگوں کو روکا کر دیا اور ملک الرحیم کی فوج کو معطل کر کے یہ حکم دیا کہ یہ سب معائنہ کے لئے جہاں چاہو چلے جاؤ۔ چنانچہ ان میں سے ایک بڑا گروہ بسا سیری کے پاس چلا گیا۔ جس سے اس کی تعداد بڑھ گئی۔ اسی سلسلہ میں مصر میں بھی نے ترکان بغداد کا بھی مال و اسباب ضبط کر لیا اور نورالدولہ دہلیس کو نما لک محروسہ سے بسا سیری کے نکال دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ بسا سیری، دہلیس چھوڑ کر مستنصر علوی (والی مصر) کی خدمت میں اظہار اطاعت کے لئے فدویت نامہ لکھا اور اس کا فرمانبردار ہو گیا۔

اہل بغداد کی بے کسی نورالدولہ دہلیس نے اپنے زیر کنٹرول علاقوں میں طغرل بیگ کے نام کا خطبہ پڑھوایا سارے اطراف بغداد میں تاری شکر پھیل گیا۔ درغائے شکر کا بازار گرم ہو گیا۔ (غربی بغداد میں تگسریت سے نیل تک مشرقی بغداد میں مروامات تک اور نشیمی بغداد کو ان تاریخوں نے موٹ کر دیا) اور یہاں کے اکثر باشندوں کو جلاوطن کر دیا۔ بغداد پر قبضہ کرنے کے بعد طغرل بیگ علاقے کے نظم و نسق کی طرف متوجہ ہوا، بصرہ اور اہواز کا ٹھیکہ ہز سب کو دیا اور صرف اہواز میں اس کے نام کا خطبہ پڑھنے کی اجازت دی۔ امیر ابوعلی بن ملک کا بیڑ کو قریب مسین در اس کا صوبہ عنایت کیا۔ اہل کرخ کو ذی فجر میں الصلوٰۃ خیر من النوم ① کہنے کا حکم دیا۔ اور قصر حکومت کی تعمیر کا حکم صادر کیا چنانچہ جیسا کہ اس نے حکم دیا تھا تعمیر کیا گیا۔ ۴۴ھ شوال ۴۴ھ میں طغرل بیگ قصر حکومت میں آ گیا اسی وقت سے اس کا قدم حکومت و سلطنت پر جم گیا جس کی وارث اس کی نندہ نسبین اور اس کی سبقتی قوم ہوئی۔ اسلامی دنیا میں جتنے عجی حکمران ہوئے ان میں سے ان کی سلطنت نہایت عظیم الشان ہوئی۔ ان سے زیادہ عظیم کسی عجی کی حکومت نہیں ہوئی۔ والملک لله یوتیہ من یشاء۔

جر جان اور طبرستان کے حکمران بنو وشمگیر کی حکومت کے حالات

ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں کہ مرداویح بن زماہر، اطروش کے دیلمی سرداروں میں سے تھا اور مرداویح نسباً جیل کے خاندان کا ممبر تھا جو دیم کے بھائی تھے۔ ان سب کی ایک حالت تھی۔ ان میں سے بعضے علویوں کے سپہ سالار تھے جس کی وجہ سے علویوں کو حکومت و سلطنت حاصل ہوئی تھی یہاں تک کہ اطروش اور اس کی وراثت کی حکومت دولت عباسیہ کے ظہور اور غلبے کے وقت ختم ہو گئی چنانچہ اس کے سرداروں کے نام حکومت و سلطنت سے منہ دینے گئے۔ در یہ لوگ حکومت و سلطنت کی طلب اور تلاش میں ملک کے اطراف میں پھیل گئے۔ چنانچہ رے، اصفہان، جرجان، طبرستان، عراق، فارس اور کرمان پر ان لوگوں کا قبضہ ہو گیا۔ بنو بویہ نے خلیفہ وقت کو دبا لیا اور اپنے دور حکومت کے آخر تک اس کو شاہ شطرنج بنائے رہے۔ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ جس وقت مرداویح کا قدم حکومت پر جم گیا تو اس نے اپنے بھائی وشمگیر کو ۳۲۰ھ ① میں گیلان روانہ کیا رفتہ رفتہ اس کی حکومت کا سکہ چلنے لگا در بڑے بڑے صوبے اس کے قبضہ میں آ گئے اور وہ اصفہان اور رے پر قابض ہو گیا۔ عظیم الشان بادشاہوں میں اس کا شمار ہونے لگا۔ ترکی غلاموں کو جو اس کی خدمت میں رہتے تھے اس کی سختی کی وجہ سے ناراضگی پیدا ہو گئی چنانچہ ان سب نے اتفاق کر کے ماہ محرم ۳۲۳ھ میں اسے مار ڈالا۔ تب اس کی فوج اس کے بھائی وشمگیر کے پاس رے میں جمع ہو گئی اور اسے مرداویح کی جگہ اپنا سردار بنالیا۔

ماکان اور وشمگیر : وشمگیر نے تخت حکومت پر بیٹھنے کے بعد، ماکان بن کالی کے پاس کرمان میں اپنی اطاعت کا پیام بھیجا اور بہمنی بن محتاج رے میں بد بھیجا۔ قبل اس کے ماکان بن کالی، کرمان پر ابوعلی بن الیاس سے قبضہ لے چکا تھا۔ ماکان نے وشمگیر کی تحریر پر کوئی توجہ نہیں کی اور کرمان سے دامغان کی طرف روانہ ہو گیا۔ وشمگیر یہ سن کر آگ بگولا ہو گیا اور ایک بڑی فوج کے ساتھ اپنے سپہ سالار تاجیر دیلمی کو ماکان کے قلعہ پر مقرر کر دیا۔ بن مظفر کا لشکر ماکان کی پشت پناہی پر تھا۔ چنانچہ دونوں فوجوں کی مڈ بھیڑ ہو گئی۔ لڑائی ہوئی تو تاجیر نے ان لوگوں کو شکست دے۔ وہ لوگ نیشاپور موٹ آئے اور اس کی حکومت کی باگ ڈور ماکان کے قبضہ میں آ گئی جیسا کہ یہ واقعات اس سے پہلے لکھے گئے ہیں۔

① جبکہ اس دور میں اہل کرخ جو شیعہ تھے، فجر کی اذان میں جی علی خیر العمل کا اضافہ کرتے تھے۔ ② ایک نسخہ میں ۳۲۰ھ تحریر ہے، جو غلط ہے۔ دیکھیں تاریخ کامل ص ۱۳۹۔

و شمکیر کا رے پر قبضہ: اس کے بعد تاجیر نے جرجان کی جانب قدم بڑھائے اور وہیں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ اس سال کے آخر میں گھوڑے سے گر کر مر گیا اس سے ماکان کو موقع مل گیا اس نے جرجان پر قبضہ کر لیا۔ ابن محتاج نے ۳۲۸ھ میں اس پر

حملہ کر دیا اور چند دنوں کے محاصرہ کے بعد فتح کر لیا۔ ماکان پریشان ہو کر طبرستان چلا گیا اور وہیں رہنے لگا۔ ادھر وشمکیر نے ایک فوج، کان کی مدد کے لئے ابن محتاج سے جنگ کرنے کو روانہ کی ادھر رکن الدولہ نے موقع کو غنیمت سمجھ کر اصفہان پر حملہ کر دیا اور طاقت کے زور پر قابض ہو گیا۔ اس کامیابی سے رکن الدولہ اور والی خراسان کے علاقوں کی سرحد مل گئی اور وشمکیر تنہا ملک ”رے“ پر حکمرانی کرنے لگا۔

و شمکیر کا طبرستان پر قبضہ: جب رکن الدولہ نے اصفہان پر قبضہ کر لیا اور ابوعلی بن محتاج والی خراسان سے اس کے اور اس کے بھائی محمد الدولہ (والی فارس) سے مراسم اتحاد پیدا ہوئے تو اس وقت ان دونوں نے ابوعلی بن محتاج کو وشمکیر سے ”رے“ چھین لینے کی ترغیب دی۔ غرض یہ تھی کہ اگر ابن محتاج اس مہم میں کامیاب ہو گیا تو اس کی وجہ سے اس کی حکومت کو استحکام حاصل ہو جائے گا۔ چنانچہ ابوعلی ابن محتاج، فوجیں مرتب کر کے ”رے“ کی طرف روانہ ہو گیا۔ وشمکیر نے اس کے مقابلے پر کمر باندھی اور ماکان سے امداد مانگی چنانچہ ماکان خود اس کی کمک پر آیا۔ رکن الدولہ کو اس کی خبر مل گئی اس نے بھی ابن محتاج کی مدد کے لئے فوجیں بھیج دیں چنانچہ مقام اسحاق آباد میں جنگ ہوئی۔ اور گھسان کی لڑائی ہوئی جس میں وشمکیر شکست کھا کر طبرستان چلا گیا اور اس پر حاوی اور قابض ہو گیا۔ ماکان میدان کارزار میں مارا گیا۔ ابوعلی ابن محتاج نے رے پر اپنی کامیابی کا جھنڈا نصب کر دیا۔ بعدہ اپنی فوجوں کو جبل کے شہروں کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ زرتجان، ابهر، قزوین، کرج، ہمدان اور دینور کو علوان تک مفتوح کر لیا۔

حسن بن قیرزان کا جرجان پر قبضہ: حسن بن قیرزان، ماکان کا چچا زاد بھائی تھا۔ یہ نہایت جری اور دلیر شخص تھا چنانچہ جب ماکان میدان جنگ اسحاق آباد میں مارا گیا اور وشمکیر نے طبرستان پر قبضہ کر لیا تو وشمکیر نے حسن بن قیرزان کے پاس اپنی اطاعت قبول کرنے کا پیغام بھیجا۔ مگر حسن بن قیرزان نے نفی میں جواب دیا اور ماکان کے قتل کو وشمکیر کی طرف منسوب کیا وشمکیر نے یہ سن کر حملہ کر دیا حسن بن قیرزان سارے چھوڑ کر ابوعلی ابن محتاج، حسن کی امداد پر کمر بستہ ہو گیا اور فوجوں کو مرتب کر کے وشمکیر کا سارے میں محاصرہ کر لیا پورا ایک سال کا محاصرہ کئے رہا یہاں تک کہ وشمکیر نے سامانی حکمرانوں کی اطاعت قبول کر لی اور اطمینان کے لئے اپنے سالار کو بطور ضمانت دیدیا۔ چنانچہ جنگ اور محاصرہ کا خاتمہ ہو گیا۔ پھر حسن بن قیرزان اور ابوعلی ابن محتاج، خراسان واپس آ گئے۔ تھوڑے دنوں بعد سعید بن سامان کی موت کی خبر مشہور ہوئی۔ تو حسن نے ابوعلی ابن محتاج پر یلغار کر دی اور اس کے عداوتوں میں لوٹ، رکی اور ابن وشمکیر کو جو اس کے پاس تھا گرفتار کر کے جرجان کی طرف لوٹا اور اس کو ابراہیم بن سبجور والی خراسان سے چھین لیا۔ ابراہیم ابن سبجور نے نیشاپور میں جا کر دم لیا۔ ابوعلی ابن محتاج نے بھی علم بغاوت بلند کر دیا جیسا کہ ان کے حالات کے ضمن میں لکھ گیا۔

رے پر وشمکیر کا دوبارہ قبضہ اور ابن بویہ کا استیلاء: جب ابوعلی خراسان کی جانب واپس آیا اور حسن بن قیرزان نے اس کے ساتھ جو کچھ کرنا تھا کر لیا، جو آ پاؤ پر پڑھ چکے ہیں تو وشمکیر نے رے کی طرف قدم بڑھائے اور خیبر کی مزاحمت کر کے قبضہ کر لیا پھر دلجوئی کے خیال سے حسن بن قیرزان سے خط و کتابت کی اور اس کے بیٹے سالار کو اس کے پاس واپس بھیج دیا۔ اس طرح دونوں کی صلح ہو گئی۔

و شمکیر کو شکست: اس کے بعد رکن الدولہ بن بویہ ”کورے“ پر قبضہ کی لالچ لگی کیونکہ وشمکیر کے پاس اول تو فوجیں کم تھیں دوسرے ان دنوں وشمکیر کو جنگ دستی گھیرے ہوئے تھی۔ چنانچہ لشکر آراستہ کر کے رے پر چڑھائی کر دی اور لڑ کر وشمکیر کو شکست دے دی۔ اس کے اکثر سپاہیوں نے امن حاصل کر لیا اور رکن الدولہ بن بویہ کی فوج میں آ گئے اور اس طرح ”رے“ پر رکن الدولہ کی حکومت کا جھنڈا نصب ہو گیا۔

و شمکیر کا فرار: وشمکیر شکست کھا کر طبرستان کی طرف واپس ہوا تو حسن بن قیرزان نے چھیڑ چھاڑ کی اور شکست دیدی چنانچہ وشمکیر نے خراسان کا راستہ اختیار کر لیا حسن بن قیرزان نے رکن الدولہ سے خط و کتابت کر کے میل جول پیدا کر لیا۔

و شمکیر کا جرجان پر قبضہ: جس وقت رکن الدولہ نے رے کو وشمکیر سے چھین لیا۔ وشمکیر بحال پریشان طبرستان کی طرف چل کھڑا ہوا حسن بن

قیرزان رکاوٹ بن اور رڑ کر وشمکیر کو شکست دیدی تب وشمکیر خراسان چلا گیا اور امیر نوح بن سامان سے مدد مانگی۔ امیر نوح نے ایک فوج اس کی مدد پر مقرر کر دی اور ابوعلی بن محتاج (والی خراسان) کو بھی وشمکیر کی مدد کرنے کی ہدایت کی۔ چنانچہ ابوعلی بن محتاج نے بھی اپنی فوجیں وشمکیر کے ساتھ جرجان فتح کرنے کو روانہ کیں۔ ان دنوں جرجان میں حسن بن قیرزان حکومت کر رہا تھا۔ وشمکیر نے اسے لڑ کر جرجان سے نکال دیا اور خود قابض ہو گیا۔

رکن الدولہ کا طبرستان اور جرجان پر قبضہ:۔۔۔ حسن بن قیرزان، وشمکیر سے شکست کھا کر رکن الدولہ بن بویہ کے پاس رہے چلا گیا اور وہیں قیام پذیر ہو گیا۔ ۳۳۶ھ میں رکن الدولہ نے وشمکیر کے علاقوں پر حملہ کیا۔ وشمکیر بھی خم ٹھونک کر مقابلہ پر آ گیا۔ مگر شکست کھا کر بھاگ گیا۔ رکن الدولہ نے طبرستان پر قبضہ کر کے جرجان کی طرف قدم بڑھائے تو وشمکیر کے کمانڈروں نے اطاعت قبول کر لی اور امن حاصل کر کے جرجان رکن الدولہ کے حوالہ کر دیا۔ رکن الدولہ اپنی طرف سے حسن بن قیرزان کو جرجان پر مقرر کر کے ”رے“ واپس چلا گیا۔

وشمکیر اور منصور بن قراتکین:۔۔۔ وشمکیر شکست کھا کر جرجان پہنچ گیا اور امیر نوح ابن سامان سے پھر امداد کی درخواست کی۔ رکن الدولہ کی زیادتیوں کی داستان سنائی۔ امیر نوح نے منصور بن قراتکین (والی خراسان) کو وشمکیر کی کمک اور امداد کا حکم دیا۔ چنانچہ منصور، فوجیں مرتب کر کے وشمکیر کے ساتھ رکن الدولہ سے جنگ کرنے روانہ ہو گیا چونکہ منصور، وشمکیر کے ساتھ ظاہر داری کا برتاؤ کرتا تھا۔ اس لئے وشمکیر نے امیر نوح بن سامان کی خدمت میں اس کی شکایت کر دی چنانچہ امیر نوح نے اس کی جگہ ابوعلی بن محتاج کو مقرر کر دیا اور کوچ و قیام کرتا ہوا رے پہنچا جہاں رکن الدولہ سے جنگ ہوئی۔ لیکن کامیابی نصیب نہ ہوئی پھر ان لوگوں نے رکن الدولہ سے صلح کر لی جیسا کہ اوپر ہم تحریر کر چکے ہیں۔

رکن الدولہ کا طبرستان پر قبضہ:۔۔۔ اس کے بعد رکن الدولہ، وشمکیر کی طرف لوٹ پڑا۔ وشمکیر کو شکست ہو گئی اور وہ اسفرائن کی طرف بھاگ گیا، ادھر رکن الدولہ نے طبرستان پر قبضہ کر لیا۔ ساریہ کا محاصرہ کیا اور اس پر بھی اپنی حکومت کا جھنڈا لہرا دیا۔ وشمکیر پریشان ہو کر جرجان پہنچ گیا۔ رکن الدولہ نے تعاقب کیا اور جب جرجان میں بھی وشمکیر ہاتھ نہ آیا تو اس کی جستجو تلاش میں جیل تک چلا گیا اور اس پر بھی قابض ہو گیا۔

وشمکیر کی وفات بھستوں کی حکومت:۔۔۔ جب بنو بویہ نے کرمان کو ابوعلی بن الیاس سے چھین لیا اور خود قابض ہو گیا تو وشمکیر سے کچھ بن نہ پڑا لہذا بھاگ کر امیر منصور بن نوح کی خدمت میں بخارا پہنچ گیا۔ بنو بویہ کی زیادتیوں اور ظلم کی شکایت کی، ممالک بنو بویہ کے علاقوں کی سرسبزی، شادابی اور قبضہ کی لالچ دلائی اور نیز اس کے خراسانی سرداروں کو بھی جھانسنے دے کر ملا لیا۔ چنانچہ امیر منصور نے ابوالحسن محمد بن ابراہیم بن سکجور ولی خراسان کو وشمکیر کی تختی میں رہے پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ رکن الدولہ اس خبر سے مطلع ہو کر ان سے مقابلہ پر تیار ہو گیا۔ اور اپنے بیٹے عضد الدولہ کو بھی اپنی مدد پر بولا لیا، جیسے ہی ابوالحسن وغیرہم نے خراسان سے رے کی طرف کوچ کیا رکن الدولہ نے میدان خالی پا کر خراسان کی طرف قدم بڑھایا ادھر ان لوگوں کو اس کی خبر ملی تو رے کی تسخیر سے رک گئے اور دامغان میں ٹھہر کر رکن الدولہ کے حالات دریافت کرنے کے لئے جاسوس بھیجے اسی دوران ایک دن وشمکیر شکار کھیلنے کے لئے گیا۔ ایک جنگلی سور سامنے آ گیا اس نے تیر چلایا مگر نشانہ خطا کر گیا۔ پھر سور نے اس پر حملہ کر دیا جس سے گھوڑا زخمی ہو کر گر پڑا۔ اس کے مرتے ہی سارا کھیل بگڑ گیا۔ اس کا بیٹا بھستوں اس کی جگہ حکمران بنا۔ اس نے رکن الدولہ سے خط و کتاب کر کے صلح کر لی چنانچہ رکن الدولہ نے مالی اور فوجی مدد دی۔

بھستوں کی وفات قابوس کی حکومت:۔۔۔ بھستوں کے دور حکومت میں کوئی نمایاں کام ایسا نہیں ہوا جس کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا جائے اس نے سات سال حکومت کر کے جرجان میں ۳۶۶ھ میں انتقال کیا۔

قابوس بن وشمکیر پھر اس کا بھائی قابوس اپنے ماموں رستم کے پاس کوہ شہر یار میں تھا۔ بھستوں ایک چھوٹا بیٹا چھوڑ کر مرا تھا۔ جو طبرستان میں اپنے نانا کی کفالت میں پرورش پا رہا تھا اس کے نانا جی کو ملک گیری اور ریاست کی لالچ لگی تو اپنے نواسہ کو لے کر جرجان پہنچ گیا اور ان سرداروں کو گرفتار کر یہ جن کے دل کامیلان قابوس کی طرف تھا۔ اس دوران قابوس پہنچ گیا فوجیوں نے اس کی آمد کی خبر سن کر نہایت جوش سے اس کا استقبال کیا اور اس

کو اپنا سردار تسلیم کر کے شہر پر قبضہ دلا دیا۔ ناناچی کے جتنے آدمی تھے وہ فرار ہو گئے پھر قابوس نے اپنے بھتیجے کو اپنی کفالت میں لے لیا، جرجان اور جہرستان کی حکومت اپنے قبضہ میں لے کر حکومت کرنے لگا۔

عضد الدولہ کا جرجان و طبرستان پر قبضہ: ... رکن الدولہ نے ۳۶۶ھ میں وفات پائی اور وفات کے وقت اپنے بیٹے عضد الدولہ کو اپنا ولی عہد بنایا اور تمام ممالک محروسہ کی حکومت اس کے سپرد کی، دوسرے بیٹے فخر الدولہ کو ہمدان اور جبل کے صوبوں کا حکمران بنایا، تیسرے بیٹے موید الدولہ کو اصفہان کی حکومت عنایت کی۔ تختیار بن معز الدولہ ان دنوں دار الخلافہ بغداد میں تھا وہ میدان خالی پا کر حکومت بغداد پر قابض ہو گیا۔

عضد الدولہ کا فخر الدولہ پر حملہ: اس کے بعد عضد الدولہ نے اپنے بھائی فخر الدولہ پر فوج کشی کی، فخر الدولہ، ہمدان چھوڑ کر قابوس کے پاس جرجان بھاگ گیا اور عضد الدولہ نے ”رے“ میں پڑاؤ کر دیا۔ قابوس کے پاس اپنے بھائی فخر الدولہ کی طلبی کا پیغام بھیجا مگر قابوس نے انکار کر دیا۔ تب عضد الدولہ نے اپنے بھائی موید الدولہ کو خراسان میں یہ حکم بھیجا کہ تم فوجیں تیار و مرتب کر کے قابوس پر چڑھائی کر دو۔ اس کے ساتھ ہی بہت سامان اور شاہی شکر اس کی امداد پر روانہ کیا۔ چنانچہ ۳۷۱ھ میں معز الدولہ نے جرجان پر فوج کشی کی اور اسے قابوس سے چھین لیا۔

فخر الدولہ اور موید الدولہ کی جنگ: ... پھر فخر الدولہ اور موید الدولہ کی خراسان میں اس وقت مذبح پھرنے لگی تھی جبکہ حسام الدولہ ابو العباس تاش، امیر ابو القاسم بن نوح کی طرف سے خراسان کا گورنر بنا تھا۔ امیر ابو القاسم نے تاش کو قابوس بن وشمگیر اور فخر الدولہ کی موید الدولہ کے مقابلے میں امداد کی ہدایت کی تھی اور یہ بھی حکم دیا تھا کہ جتنی جلدی ہو سکے قابوس کو اس کے علاقے واپس دلاؤ چنانچہ تاش نے ایک بڑی فوج کے ساتھ جرجان پر یلغار کی اور دو مہینہ تک محاصرہ کئے رہا۔ محصوروں کا حال بہت تنگ ہو گیا پھر موید الدولہ جب محاصرہ نہ اٹھا سکا تو فائق سے ساز باز کر لی۔ (فائق تاش کے لشکر کا سپہ سالار اعظم تھا) اور خط و کتابت کر کے فائق کو ملالیا، فائق نے مال و زر کی لالچ میں اقرار اور وعدہ کر لیا کہ جنگ کے وقت اپنے لشکر سمیت میں اپنے مورچہ کو چھوڑ دوں گا۔ اس قرارداد کے مطابق موید الدولہ نے جرجان سے نکل کر محاصروں پر حملہ کیا۔ فائق اپنے ماتحت لشکر کے ساتھ میدان جنگ سے بھاگ گیا۔ تاش اور فخر الدولہ تھوڑی دیر تک لڑتے رہے۔ جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو منہم گردہ کے پیچھے خود بھی بھاگ کھڑے ہوئے موید الدولہ نے ان لوگوں کا تعاقب خراسان تک کیا۔

جرجان پر فخر الدولہ کا قبضہ: ... اس کے بعد وزیر السلطنت عیسیٰ کو قتل کر دیا گیا۔ امیر ابو القاسم بن نوح نے تاش کو بخارا میں بغرض انتظام و انصرام امور سلطنت طلب کر لیا۔ پھر ۳۷۲ھ میں موید الدولہ نے تاش پر فوج کشی کی۔ اس کے بعد اس کی موت کا واقعہ پیش آ گیا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں۔ غرض یہ مہم یوں ہی ناتمام رہ گئی اور فخر الدولہ نے جرجان پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد تاش اور ابن سکجور میں جھگڑا ہو گیا۔ نوبت جنگ تک پہنچ گئی۔ تاش شکست کھا کر جرجان پہنچ گیا جہاں فخر الدولہ نے بڑی آؤ بھگت سے استقبال کیا اور ایسی عزت و قدر سے ٹھہرایا کہ کسی نے ویسی قدر و منزلت نہ کی ہوگی جیسا کہ ان کے حالات کے ضمن میں تحریر کیا گیا۔

برستان پر قبضہ: ... جب فخر الدولہ نے جرجان، طبرستان اور رے پر قبضہ کر لیا اور لڑائیوں سے فراغت ملی تو ان احسان اور سلوک کے معاوضہ میں جو کسمپرسی اور بے وطنی کے دور میں قابوس نے اس کے ساتھ کیا تھا جرجان اور طبرستان، قابوس کو دینے کا ارادہ کیا اور اپنے وزیر السلطنت صاحب بن عباد سے اس بارے میں مشورہ کیا۔ مگر وزیر السلطنت نے اس رائے سے موافقت نہ کی۔ اس لئے قابوس جرجان چلا گیا۔ حکمرانان بنو سامان اس کو فوجی اور مالی امداد دیتے رہے لیکن اس غریب کو کامیابی حاصل نہ ہوئی پھر سبکتگین کا ان علاقوں پر قبضہ ہو گیا۔

جرجان اور طبرستان کی طرف قابوس کی واپسی: ... جب سبکتگین نے خراسان کی حکومت اپنے قبضہ میں لی تو قابوس سے وعدہ حتمی کر لیا کہ میں تمہیں جرجان اور طبرستان کی حکومت کی کرسی پر پھر بٹھا دوں گا، مگر ابھی ایفاء وعدہ کی نوبت نہ آئی تھی کہ سبکتگین تلخ گیا اور وہیں ۳۸۱ھ میں اس کی وفات ہو گئی۔ قابوس ۳۸۸ھ تک خراسان میں ٹھہرا رہا۔ اس کے بعد اصبہد نے قابوس کی امداد پر کمر باندھی اور ایک فوج لے کر جبل شہر یار فتح کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ رستم بن مرزبان (مجد الدولہ کا ماموں) جنگ جوؤں کو جمع کر کے مقابلہ پر آیا اور معرکہ آرائی کی چنانچہ رستم کی فوج میدان جنگ سے

بھاگ گئی اور اصہد نے جبل شہریار پر کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا اور شمس المعالی قابوس کی حکومت کا سکہ جاری کر دیا۔ جامع مسجد کے منبر پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ اتفاق یہ کہ استبداد یہ ۱۰ کے مضافات میں ابن سعید کا نائب رہتا تھا۔ اس کا دلی میلان قابوس کی طرف تھا۔ اس نے یہ خبر سنی تو جامہ سے باہر ہو گیا۔ آمد کی طرف فوج لے کر روانہ ہوا اور بزور تلوار وہاں سے مجد الدولہ کی فوج کو مار کر بھگا دیا اور آمد پر قبضہ کر کے قابوس کے نام کا خطبہ پڑھا اور قابوس کو اس خوشی کی خبر دی۔

جرجان پر قابوس کا قبضہ: اس واقعہ کے بعد اہل جرجان نے قابوس کی خدمت میں طلبی کا خط روانہ کیا۔ چنانچہ قابوس نیشاپور سے جرجان روانہ ہو گیا۔ اصہد بھی یہ خبر سن کر جرجان کی طرف چلا گیا۔ ابن سعید نے حکمت عملی سے لشکر جرجان کو ان کی مخالفت پر ابھار دیا چنانچہ وہ بجائے استقبال کے مقابلہ پر آ گیا۔ لڑائی ہوئی تو لشکر جرجان شکست کھا کر جرجان کی طرف لوٹا جہاں قابوس کے مقدمۃ الجیش سے مدد بھیڑ ہو گئی۔ دوبارہ شکست کھ کر رے کی جانب بھاگ گیا۔ اس طرح شمس المعالی قابوس، ماہ شعبان ۳۸۸ھ میں کامیابی کے ساتھ جرجان میں داخل ہوا۔ اس کے بعد رے کی فوجیں، جرجان کے محاصرہ کے لئے آئیں اور حصار کر لیا اس دوران موسم سرما آ گیا اور بارش بھی شدت سے برسی رسد و غلہ بھی ختم ہو گیا۔ مجبوراً بدلہ خواستہ محاصرہ سے دہشت کش ہو کر کوچ کر دیا۔ ادھر قابوس نے ان کا تعاقب کیا اور میدان میں لڑ کر ان کو شکست دی۔ ان کے کمانڈروں کے ایک گروپ کو گرفتار کر لیا۔ اس طرح جرجان سے استر آباد تک کا علاقہ اس کے قبضہ میں آ گیا۔

مرزبان اور قابوس: ان مسلسل کامیابیوں سے اصہد کا دماغ پھر گیا۔ حکومت و سلطنت کی ہوا دماغ میں سا گئی۔ مال و اسباب و خزانوں پر جو اس کے پاس تھا غرور ہو گیا، اس نے اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیا۔ مرزبان (مجد الدولہ کا ماموں) رے سے فوجیں لے کر اصہد کی سرکوبی اور رے ہوش میں لانے کے لئے روانہ ہوا دونوں میں گھسان کی لڑائی ہوئی۔ آخر کار اصہد کو شکست ہوئی اور اسے گرفتار کر لیا گیا۔ چونکہ مرزبان کو مجد الدولہ سے کشیدگی و نفرت پہلے سے تھی اس لئے اصہد پر فتح پانے کے بعد بلاذجل میں شمس المعالی قابوس کی حکومت کا اعلان کر دیا اور اس کے نام کا خطبہ پڑھا۔ المختصر اس طور سے مملکت جبل، مملکت جرجان اور طبرستان سے ملحق ہو گئی۔ قابوس نے اپنے بیٹے منوچہر کو ان علاقوں کی حکومت دی۔ چنانچہ اس نے نیشاپور وغیرہ کو فتح کر لیا۔ اتنے میں وہ زمانہ آ گیا کہ محمود بن سنکیس، حراسان پر قابض ہو گیا، چنانچہ قابوس نے فدویت نامہ روانہ کیا۔ تحائف و ہدایا بھیجے اور اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار کر کے اس سے صلح کر لی۔

قابوس کی معزولی: شمس المعالی قابوس نہایت رعب و داب والا انسان تھا۔ غصہ مزاج میں زیادہ تھا۔ فروگزاشت کرنے کا سبق ہی نہیں پڑھا تھا اس کے اعیان دولت ہمیشہ اس سے ڈرتے رہتے تھے۔ رفتہ رفتہ ان لوگوں کا خوف اس حد تک پہنچ گیا کہ ان لوگوں نے تنگ آ کر اس کی معزولی پر اتفاق کر لیا۔ قابوس اس وقت کسی قلعہ میں مقیم تھا۔ اعیان حکومت قابوس کو گرفتار کرنے کے لئے قلعہ کی طرف چلے مگر قابوس کو خبر ہو گئی اس نے دروازے بند کرائے۔ اعیان دولت نے دھڑا دھڑا جو کچھ پایا لوٹ لیا اور جرجان واپس آ گئے اور قابوس کی معزولی کا اعلان کر کے اس کے بیٹے (منوچہر) کو طبرستان سے ہوا لیا۔ قابوس کا بیٹا اس خیال سے کہ کہیں کسی دوسرے کو حکومت کے لئے منتخب نہ کر لیں نہایت غفلت میں پہنچ گیا۔ ساری فوج نے اس شرط پر کہ وہ اپنے باپ کو معزول کر دے اس کی اطاعت پر اتفاق کر لیا۔

قابوس کا قتل: چنانچہ اس نے اس شرط کو مجبوراً قبول کر لیا، ادھر قابوس، قلعہ سے نکل کر بسطام چلا گیا اور وہیں اس انتظار میں کہ بغدوت وقت نہ فرود ہو چائے قیام کر دیا۔ فوجیوں نے اس سے مطلع ہو کر بسطام کا رخ کر لیا اور منوچہر کو بھی اپنے ساتھ چلنے پر مجبور کیا۔ لیکن منوچہر بہانہ کر کے قلعہ نجی میں رک گیا۔ قابوس کو ان واقعات سے خطرہ پیدا ہو گیا کہ کہیں حکومت و سلطنت قبضہ سے نکل نہ جائے اس لئے منوچہر کو تخت حکومت پر قائم رہنے کی اجازت دے دی مگر مفسدہ پردازوں نے اس پر قناعت نہ کی اور منوچہر سے قابوس کے قتل کی اجازت مانگی، پھر جواب آنے کا بھی انتظار نہ کیا اور قابوس کے مکان میں گھس گئے اس کے کپڑے اتار لئے۔ غریب قابوس سردی کی شدت سے کانپ رہا تھا پھر چلاتے چلاتے مر گیا۔ یہ واقعہ ۴۰۳ھ کا ہے جبکہ اس کی

حکومت اور قبضے کو دس سال گزر چکے تھے۔ قابوس کے مرنے پر اس کا بیٹا منوچہر حکمران بن گیا، اور منبروں پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ اسی زمانہ سے وہ اپنے باپ کے قاتلوں سے قصاص لینے کی تدبیریں کرنے لگا۔ چنانچہ بہت سوں کو ان میں سے حکمت عملی سے فنا کر دیا باقی لوگ گوشہ منی میں روپوش ہو گئے۔

منوچہر کی وفات نوشیرواں کی حکومت... جب سلطان محمود کے حاجب نے مجد الدولہ کو گرفتار کر کے رے پر قبضہ کر لیا سلطان محمود نے جرجان کی طرف اپنے لشکر کو بڑھایا، منوچہر بن قابوس جرجان چھوڑ کر بھاگ گیا چار لاکھ دینار فدویت نامہ کے ساتھ سلطان محمود کی خدمت میں روانہ کئے اور صلح کی درخواست کی اور جبل وغیرہ میں قلعہ نشین ہو گیا۔ سلطان محمود نے اس کی درخواست قبول کر لی اس کے بعد منوچہر ۴۲۶ھ میں انتقال کر گیا۔ اور اس کی جگہ اس کا بیٹا نوشیرواں حکمران بنا۔ سلطان محمود نے اس جانشینی کو بحال رکھا اور چار لاکھ دینار کے بدلے پانچ لاکھ دینار مقرر کر دیئے۔ چنانچہ سلطان محمود کے نام کا خطبہ بل و جبل میں حدود آرمینہ تک پڑھا گیا۔ سلطان محمود کے بعد مسعود (محمود کا بیٹا) ۴۳۰ھ میں جرجان اور صبرستان پر قابض ہو گیا اور اس نے بنو قابوس کی حکومت و سلطنت کا نام و نشان اس طرح مٹا دیا کہ گویا بالکل نہ تھی (والبقاء للہ وحدہ)

آذربائیجان کے حکمران مسافر دیلمی کے حالات

جس وقت دیلمیوں کا ظہور ہوا وہ سیلاب کی طرح تمام ملکوں میں پھیل گئے اور ممالک اسلامیہ کے صوبوں پر قابض ہو گئے ان دنوں ۳۳۰ھ میں آذربائیجان، رستم ۱ بن ابراہیم کردی کے قبضہ میں تھا جو کہ یوسف بن ابی الساج کا سردار تھا ابراہیم، خارجی المذہب اور ہارون ساوی (جس نے موصل پر خروج کیا تھا) غلام تھا۔ جب ہارون ساوی مارا گیا تو ابراہیم آذربائیجان بھاگ گیا اور کردوں کے کسی رئیس کی بیٹی سے نکاح کر پ جس کے وطن سے رستم پیدا ہوا، رستم نے آذربائیجان میں نشوونما پائی جب سن شعور کو پہنچا تو یوسف ابن ابی الساج نے اسے اپنی خدمت میں رکھ لیا۔ نعیم و تربیت دلائی، رفتہ رفتہ سیاسی امور میں ایسا ماہر ہو گیا کہ یوسف ابن ابی الساج کے مرنے کے بعد آذربائیجان پر قابض ہو گیا اس کے لشکر میں زیادہ تر کرد تھے۔

لشکری اور رستم کی جنگ... پھر جب دیلمیوں نے ملک گیری کے لئے قدم نکالا اور وشمگیر نے رے پر قبضہ کر لیا تو جبل کے صوبوں پریشکری نامی ایک شخص قابض ہو گیا۔یشکری نے مال و آلات حرب جمع کئے فوجیں فراہم کیں اور آذربائیجان پر قبضے کے لئے ۴۲۶ھ میں روانہ ہو گیا۔ رستم یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا آذربائیجان کے ایک میدان میں جنگ ہوئی۔ رستم شکست کھا کر میدان کا رزار سے بھاگ گیا اوریشکری نے آذربائیجان کے تمام صوبوں پر قبضہ کر لیا۔ صرف اردبیل باقی رہ گیا۔ اہل اردبیل نے نہایت حزم و احتیاط سے قلعہ بندی کر لی تھی چنانچہیشکری نے ان سے خط و کتابت شروع کی، اطاعت و فرمانبرداری کی شرائط پیش کیں اور اس نئے کا وعدہ کیا لیکن اہل اردبیل نے کچھ بھی توجہ نہ کی۔

اردبیل کا محاصرہ:یشکری کو اس پر سخت غصہ آیا، لہذا فوجیں آراستہ کر کے اردبیل پہنچا اور محاصرہ کر لیا۔ محاصرہ میں نہایت سختی کا برتاؤ کیا۔ محاصرہ کے دوران شہر پناہ کی دیوار ایک جانب کی ٹوٹ گئی جس سےیشکری کو موقع مل گیا وہ شہر میں گھس گیا اور قابض ہو گیا مگر قبضہ اس صورت کا تھا کہ وہ دن میں اردبیل میں رہتا تھا اور جیسے ہی رات ہوتی اپنے لشکر میں آ جاتا تھا۔ چند دنوں کے بعد اہل اردبیل نے متفق ہو کر شہر پناہ کی دیوار دوبارہ درست کر لی اوریشکری کا قبضہ ختم کر دیا اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری سے منحرف ہو گئے چنانچہیشکری نے دوبارہ اہل اردبیل کا محاصرہ کر لیا۔

رستم کی شکست:اہل اردبیل نے رستم کویشکری سے جنگ کرنے کو بلوایا رستم ایسے ہی وقت کا منتظر تھا۔ لہذا اردبیل فوراً پہنچ گیا اوریشکری کی فوج سے لڑائی چھیڑ دی۔ اندر سے اہل اردبیل بھییشکری سے لڑنے لگےیشکری دو طرف کی لڑائی کی تاب نہ لا سکا اور شکست کھا کر بھاگ گیا۔ اس کے بہت سے فوجی اور ساتھی مارے گئے۔ اور اس نے موقان میں جا کر پناہ لی۔ اصہد بن دولہ سے مدد مانگی۔ اصہد نے اس کی اشک شوقی کی، تواضع اور مدارات سے پیش آیا چنانچہ جبیشکری کو ایک گونہ اطمینان ہو گیا اور فوجیں بھی حاصل ہو گئیں تو پھر رستم کی طرف بڑھا۔ اس معرکہ میں رستم کو شکست

ہوئی اور وہ نہراں سے عبور کر کے وشمگیر کے پاس رہے پہنچا اور اس سے لشکری کے خلاف امداد مانگی اور سالانہ خراج دینے کا وعدہ کیا۔

لشکری کا قتل۔ وشمگیر نے ایک فوج اس کی کمک پر روانہ کر دی، لشکری کا لشکر وشمگیر کی طرف ہٹا ہوا تھا اور اظہار اطاعت کے لئے فدویت نامہ اس کی خدمت میں روانہ کیا۔ لشکری کو اس کی خبر مل گئی چنانچہ موصل پر قبضہ کے لئے زوزن کی طرف لوٹ پڑا اور آرمینیا سے ہو کر گزرا اور اس کو لوٹا ہوا زوزن پہنچ گیا۔ آرمین کے بعض رؤساء لشکری سے ملنے آئے اور کچھ زر نقد دے کر اپنے شہر کو اس کی دستبرد سے بچا لیا لیکن اس کے ساتھ یہ بھی چلے گئے کہ چند لوگوں کو کمیں گاہ میں بٹھا دیا کہ جب لشکری اس راستہ سے گزرے اس کا مال و اسباب لوٹ لیتا۔ اور پہاڑی درے میں جا کر روپوش ہو جانا چنانچہ ایسا ہی ہوا لشکری بے خبری کے ساتھ چلا جا رہا تھا کہ اچانک کمیں گاہ سے آرمینیوں نے نکل کر اسے اور جو لوگ اس کے ساتھ تھے قتل کر دیے۔

شکرستان بن لشکری: لشکری کی فوج نے اس کے بیٹے شکرستان کو اپنا سردار تسلیم کر لیا اور طرم ۱۰ آرمینی کے شہر کی طرف لشکری کے خون کا بدھ پینے کے لئے واپس گئے۔ طرم آرمینی کے شہر کا سارا راستہ نہایت دشوار تھا اس سے آرمینیوں کو موقع ہاتھ آ گیا شکرستان سے لڑے اور اس کو بہت تنگ کیا۔ چنانچہ گنتی کے چند فوجیوں کے ساتھ شکرستان موصل پہنچا اور ناصر الدولہ بن ہمدان کے پاس قیام کیا۔ معاون آذربائیجان اسی کے قبضہ میں تھا اپنے چچا زاد بھائی ابو عبد اللہ حسین بن سعید بن ہمدان کو اس کی حکومت پر مقرر کیا۔ شکرستان اور اس کے ساتھیوں کو ابو عبد اللہ کے ساتھ روانہ کیا۔ رستم نے معاون میں اس سے جنگ لڑی اور ان پر غالب آ گیا چنانچہ یہ لوگ ناکامی کے ساتھ واپس ہوئے اور رستم آذربائیجان کا حاکم بن گیا۔

مرزبان بن محمد بن مسافر: محمد بن مسافر، دیلم کا نامی گرامی ممبر تھا اور طرم کی حکومت اسی کے قبضہ میں تھی اس کے بہت سے بیٹے تھے ان میں سردار صعلوک، وہشودان اور مرزبان بھی تھے اس کی ماں، حسان کی بیٹی تھی، وہشودان نے دیلم پر حکومت کی تھی جس کے واقعات اوپر بیان کئے گئے۔

صعلوک بن محمد اور رستم بن ابراہیم: رستم بن ابراہیم کردی، لشکری اور اس کے بیٹے کے مقابلے کے بعد آذربائیجان میں ٹھہر گیا اور اس کے پاس وہ دیلمی لشکر بھی مقیم ہو گیا جسے وشمگیر نے رستم کی مدد کے لئے بھیجا تھا کچھ عرصے بعد اس کی قوم کرد سے بعض لوگوں نے ہاتھ پاؤں نکالے اور گرد و نواح کے شہروں پر قبضہ کر لیا اور دو ایک قلعوں پر قابض بھی ہو گئے۔ رستم نے انہی دیلمیوں کی پشت پناہی سے ان کردوں پر فوج کشی کی اور صعلوک بن محمد کو قلعہ طرم سے اپنی کمک پر بلایا چنانچہ صعلوک دیلم کا ایک لشکر لے کر پہنچ گیا اور رستم کے ساتھ ان قلعوں کو فتح کرنے کے لئے بڑھ جن پر کردوں نے قبضہ کر لیا تھا۔ نہایت کم مدت میں وہ قلعے تسخیر ہو گئے اور ان میں سے ایک گردہ کو گرفتار کر لیا گیا۔

آذربائیجان پر محمد بن مسافر کا قبضہ: اس واقعہ کے بعد رستم کا وزیر ابو القاسم علی بن جعفر جو کہ آذربائیجان ہی کا رہنے والا تھا رستم سے ناراض اور متنفر ہو کر طرم چلا گیا اور محمد بن مسافر کے پاس جا کر مقیم ہو گیا یہ وہ زمانہ تھا کہ محمد بن مسافر اور اس کے دو بیٹوں (وہشودان اور مرزبان) میں رنجش اور کشیدگی پیدا ہو گئی تھی اور ان دونوں نے بعض قلعوں پر قبضہ کر لیا تھا۔ پھر ان دونوں نے اپنے باپ محمد بن مسافر کو گرفتار کر کے اس کا مال و اسباب اور خزانہ چھین لیا۔ وزیر ابو القاسم، مرزبان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ چونکہ یہ دونوں فرقہ باطنیہ کے ممبر تھے لہذا بہت جلد میل جوں پیدا ہو گیا۔ وزیر ابو القاسم نے آذربائیجان پر قبضہ کرنے کی تحریک کی اور اس کی زرخیزی کی لالچ دلائی چنانچہ مرزبان نے قلمدان وزارت ابو القاسم کے حوالہ کیا اور مہم آذربائیجان کی تیاری کرنے لگا۔ وزیر ابو القاسم نے ان دیلمی فوجوں کو جو رستم کے لشکر میں تھیں اور نیز کردوں کو جو اس کی قوم سے تھے خطوط لکھے۔ مال و زر دینے کا وعدہ کیا جب انہوں نے سازش کر لی تو مرزبان، آذربائیجان کی طرف اپنی فوجیں لے کر بڑھا رستم مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی مگر عین معرکہ کے وقت دیلمی اور کردی فوجیں پناہ حاصل کر کے مرزبان سے جا ملیں چنانچہ رستم میدان جنگ سے بھاگ کر آرمینیا پہنچ گیا۔ حقیق میں ویرانی (وہ آرمینیا) کے پاس جا کر مقیم ہو گیا اور مرزبان نے آذربائیجان پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۳۳۰ھ کا ہے۔

مرزبان اور ابو القاسم کی ناچاقی: اس کے بعد وزیر ابو القاسم نے مرزبان کے ساتھیوں اور مصاحبوں کے ساتھ کج ادائی اور بد خلقی شروع کر دی جس سے ان لوگوں کو ابو القاسم سے نفرت پیدا ہو گئی۔ وقتاً فوقتاً مرزبان سے اس کی برائیاں اور چغلی کرنے لگے۔ ابو القاسم کو اس کی خبر مل گئی۔

مرزبان کو تبریز پر قبضہ کرنے کی لالچ دی اور اس کے مال و زر پر قبضہ کر دینے کا ضامن ہو گیا۔ چنانچہ مرزبان نے دیلمی لشکر کے ساتھ وزیر ابو القاسم کو تبریز روانہ کیا اور تبریز کے قریب پہنچ کر اہل تبریز کو خفیہ پیغام بھیجا کہ تم لوگ کس خواب خرگوش میں ہو دیلمی لشکر تم لوگوں کے مال و اسباب پر قبضہ کرنے کے لئے آیا ہے۔ یہ سنتے ہی اہل تبریز بھڑک اٹھے۔ متفق ہو کر دیلمی لشکر پر ٹوٹ پڑے اور ان سب کو مار ڈالا۔ رستم بن ابراہیم کو طلبی کا خط لکھا۔ رستم اپنی فوجیں لے کر تبریز آ گیا اور قبضہ کر لیا ان کروڑوں تک اس کی خبر پہنچی جو امن حاصل کر کے مرزبان سے مل گئے تھے تو وہ مرزبان کا ساتھ چھوڑ کر رستم کے پاس آ گئے۔ مرزبان کو اس واقعہ سے سخت غصہ پیدا ہوا۔ لہذا وہ فوجیں مرتب کر کے تبریز پر چڑھا آیا اور رستم کا تبریز میں محاصرہ کر لیا۔

مرزبان اور ابو القاسم کی صلح: اور وزیر ابو القاسم سے خط و کتابت شروع کی۔ امان دینے کی قسم کھائی اور یہ وعدہ کیا کہ جو تمہارا مقصد ہوگا ہم وہ پورا کریں گے۔ وزیر ابو القاسم نے جواباً لکھا کہ مجھے اپنی ذات کی سلامتی اور ترک عمل عنایت کیجئے سوائے اس کے میری اور کوئی تمنا نہیں ہے۔ مرزبان نے یہ درخواست قبول کر لی، اور دونوں میں دوبارہ مراسم پیدا ہو گئے۔ سوء مزاجی دور ہو گئی۔ القصہ محاصرے میں سختی شروع ہوئی تو رستم گھبرا گیا اور تبریز چھوڑ کر اردنیل کی طرف بھاگ گیا۔ وزیر ابو القاسم تبریز سے نکل کر مرزبان کی خدمت میں نیاز مندانہ حاضر ہوا آداب شایع بجالایا۔ چنانچہ مرزبان نے اپنے وعدے پورے کئے اور تبریز پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد مرزبان نے رستم کو کہلوا لیا کہ تمہارے لئے یہ مناسب ہوگا کہ تم اردنیل چھوڑ کر طرم کے کسی قلعہ میں جا کر قیام کرو ورنہ مجھے اپنے سر پہنچا ہوا سمجھو، رستم نے اس حکم کی تعمیل کی اور مرزبان نے وہیں قیام کر دیا۔

روس کا شہر مراغہ ۱: پر قبضہ اور مرزبان کی ان پر کامیابی: روس ترکوں کے جرگے کے ہیں، وطن کے لحاظ سے روم کے پڑوسی ہیں انہی مصدحت کی وجہ سے ان لوگوں نے مذہب عیسائی اختیار کیا۔ ان کے مقبوضہ علاقے آذربائیجان سے متصل و ملحق ہیں ان کا ایک گروہ دریا کے راستے ۳۳۲ھ میں آذربائیجان کی طرف روانہ ہوا۔ پھر دریا سے شہر لنگر ۲: میں آیا اور رفتہ رفتہ شہر مراغہ (صوبہ آذربائیجان کا ایک شہر ہے) پہنچ گیا شہر مراغہ میں مرزبان کا ایک گورنر رہتا تھا اس نے روس کی آمد کی خبر سن کر فوجیں تیار کیں، تقریباً پانچ ہزار فوج لے کر مقابلہ پر آیا جن میں زیادہ دیہی تھے اور ہاتی دوسری قومیں تھیں مگر روس نے انہیں شکست دے دی اور قتل و غارت کرتے ہوئے شہر میں داخل ہو گئے۔ قبضہ کر لیا امن و امان کا اعلان کر دیا اور اہل شہر کے ساتھ اچھے برتاؤ کئے۔

مراغہ میں روسیوں کا قتل: اسلامی فوجیں یہ خبر سن کر چاروں طرف سے نکل پڑیں، روسیوں سے برسر پیکار لیکن کامیاب نہ ہو سکیں، شہر مراغہ کے عوام الناس اور ہزار یوں نے روسیوں سے اندرون شہر مظاہرہ شروع کر دیا پھر جیسے ہی اسلامی لشکر شکست کھا کر واپس ہوا روسیوں نے قتل عام اور غارتگری کا بازار گرم کر دیا۔ مال و اسباب لوٹ لئے اور ہزاروں ۳: کو قتل اور بیشمار مسلمانوں کو گرفتار کر کے شہر بدر کر دیا مسلمانوں کو اس سے سخت صدمہ پہنچا۔

مرزبان کی روسیوں کے ساتھ جنگ: اس واقعہ سے مرزبان کی رگ حمیت جوش میں آئی اور وہ مسلمانوں ۴: کو جمع کر کے روسیوں کی سرکوبی کو روانہ ہو گیا۔ مراغہ کے قریب ایک دستہ فوج کو کمین گاہ میں بٹھادیا اور خود روسیوں پر حملہ آور ہوا۔ روسیوں کی ہمتیں بڑھی ہوئی تھیں لہذا شہر مراغہ سے نکل کر مقابلہ پر آ گئے۔ مرزبان لڑتا ہوا پیچھے ہٹا اور روسی جوش کامیابی میں بڑھتے چلے آئے حتیٰ کہ کمین گاہ سے آگے بڑھ گئے مرزبان کے ساتھیوں پر روسیوں کا رعب غالب ہو گیا۔ اور وہ شکست پر تیار ہو گئے اور میدان جنگ سے بھاگ گئے اور مرزبان اپنے بھائی سمیت مرنے پر تیار ہو کر لوٹ پڑا ادھر ان مسلمانوں نے جو کمین گاہ میں تھے کمین گاہ سے نکل کر روسیوں پر پیچھے سے حملہ کر دیا روسیوں پر میدان جنگ باوجود وسعت کے تنگ ہو گیا اور سب سے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی۔ سردار لشکر مارا گیا۔ روسی لشکر کا زیادہ حصہ کام آ گیا۔ باقی لوگ شہر کی طرف بھاگے اور قلعہ ۵: میں جا کر پناہ لی اسی قلعہ میں روسیوں نے مسلمان قیدیوں اور مال و اسباب کو رکھا تھا۔

۱: تاریخ ابن خلدون عربی ج ۳ ص ۵۰۲ پر مراغہ کے بجائے بردع ہے۔ صحیح۔ ۲: تاریخ کامل میں لنگر ہے۔ ۳: علامہ ابن اثیر تاریخ کامل میں لکھتے ہیں کہ شیعوں نے قتل و مالی کے بعد دس ہزار مسلمانوں کو قید کیا تھا باقی لوگوں نے جامع مسجد کے پاس جا کر پناہ لی مگر ان اصل سیدوں کو اللہ کے گھر میں بھی پناہ نہ ملی۔ روسیوں نے ان کو بھی قتل کر ڈالا صرف شہر کے چند بچ گئے جنہیں روسیوں نے قید کر کے جلاء وطنی کی سزا دی۔ (تاریخ کامل ج ۸ ص ۳۰۹۔ مطبوعہ مصر، مترجم) ۴: مسلمانوں کی تعداد تیس ہزار تک پہنچ گئی تھی۔ (تاریخ کامل ج ۸ ص ۳۰۹۔ مطبوعہ مصر، مترجم) ۵: اس قلعہ کا نام شہرستان تھا۔ تھی۔ (تاریخ کامل ج ۸ ص ۳۱۰۔ مطبوعہ مصر، مترجم)

روسیوں کی تباہی اور فرار: مرزبان نے ان کا محاصرہ کر لیا اور رسد و غلہ کی آمد بند کر دی ابھی محاصرے کا کوئی نتیجہ ظاہر نہ ہونے پایا تھا کہ ناصر الدولہ بن حمدان (والی موصل) نے اپنے چچا زاد بھائی حسین بن سعد بن حمدان کو اسی سال ایک بڑی فوج کے ساتھ آذربائیجان کی نچہ سے روانہ کیا۔ مرزبان کو خبر ملی کہ لشکر موصل آذربائیجان سلسلہ ۱ تک پہنچ گیا چنانچہ مرزبان نے اپنے لشکر کے ایک حصہ کو روسیوں کے محاصرہ پر تھپہر اور باقی لشکر کو لے کر حمدانی لشکر سے جنگ کرنے کے لئے روانہ ہو گیا چند دنوں تک دونوں فریق مصروف پیکار رہے اس کے بعد ناصر الدولہ نے اپنے چچا زاد بھائی کو لکھ بھیجا کہ تم جنگ بند کر کے موصل واپس آ جاؤ تو زون کا انتقال ہو گیا ہے اور میں دارالخلافہ جارہا ہوں، چنانچہ حسین بن سعد موصل واپس چلا گیا اور مرزبان اپنی فوج کے ساتھ روسیوں کے محاصرے پر دوبارہ واپس چلا گیا اور ایک مدت تک محاصرہ کئے ہوئے لڑتا رہا اتفاق سے روسیوں کے لشکر میں وبا پھوٹ پئی، روسی اس غیبی مار سے گھبرا گئے چنانچہ جتنا مال و اسباب لے سنے لے کر رات کے وقت قلعہ سے نکل کر لکھنر ۲ کشتیوں پر سوار ہو کر اپنے ملک لوٹ گئے اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت و کرم سے اسلامی علاقوں کو ان کے وجود جنگ سے پاک و صاف کر دیا۔

رے کی طرف مرزبان کی روانگی: جب خراسانی لشکر رے کی طرف روانہ ہوا مرزبان کو یہ خیال پیدا ہو گیا کہ خراسانی لشکر اس نقل و حرکت کی وجہ سے اب مجھے کچھ دنوں کے لئے رکن الدولہ بن بویہ کی لڑائی اور مقابلے سے نجات مل جائے گی چنانچہ اسی سنے اس نے ایک چھٹی معزز مدد کی خدمت میں بغداد روانہ کیا تھا جو بے نیل مرام واپس آ گیا مرزبان کو یہ امر ناگوار گزار رہا رے پر فوج کشی کرنے کا عزم کر لیا تسخیر رے کی خواہش پیدا ہو گئی۔ اسی دوران رے کے بعض کمانڈروں نے اس سے ساز باز کر لی اور رے قبضہ کرنے پر ابھارا۔ اور ناصر الدولہ بن حمدان نے مرزبان سے خط و کتابت شروع کی اور اس کو یہ رائے دی کہ رے پر قبضے سے پہلے دارالخلافہ پر حملہ کر دو میں تمہیں مالی اور فوجی مدد دوں گا لیکن مرزبان نے اس رائے پر عمل نہیں کیا۔ رے کی طرف فوجیں مرتب کر کے بڑھارکن الدولہ کو اس کی خبر مل گئی اپنے بھائیوں عماد الدولہ اور معزز الدولہ کو یہ واقعات لکھ بھیجے ورنہ طلب کی چنانچہ ان دونوں نے امدادی فوجیں روانہ کیں دارالخلافہ بغداد سے سبکتگین (معزز الدولہ کا حاجب) ایک فوج لے کر روانہ ہوئے اور رفتہ رفتہ دینور پہنچ گیا مگر دیہی لشکر سبکتگین سے باغی ہو گیا اور وہ متفق ہو کر سبکتگین پر ٹوٹ پڑے ترکی فوج نے سبکتگین کی حمایت پر کمر باندھ لی، اور سینہ پر ہو کر مقابلہ پر آئی دیہی لشکر نے یہ دیکھ کر معذرت کر لی اور بدستور سابق اطاعت قبول کر لی۔

مرزبان کی شکست اور گرفتاری: عماد الدولہ اور معزز الدولہ کی امدادی فوجیں ابھی پہنچنے بھی نہ پائی تھیں کہ مرزبان نے رے پر حملہ کر دیا مگر رکن الدولہ نے اس کو شکست دے دی (اس واقعہ میں محمد بن عبدالرزاق رکن الدولہ کے ساتھ) اور اسے گرفتار کر لیا مرزبان کا باقی لشکر بڑی مشکل سے جان بچ کر آذربائیجان پہنچا اور مرزبان کے باپ محمد بن مسافر کو اپنا امیر تسلیم کر لیا اس کا بنیاد ہشودان اس سے کشیدہ ناراض ہو کر اپنے قلعہ میں چھاپ گیا ورنہ نشین ہو گیا۔ اس کے بعد محمد بن مسافر نے لشکریوں کے ساتھ بے اعتنائی شروع کر دی اور بداخلاقی سے پیش آنے لگا چنانچہ لشکریوں نے اس کے قتل کا مشورہ کیا مگر محمد بن مسافر کو کسی ذریعہ سے اس کی اطلاع مل گئی اور وہ اپنے بیٹے ہشودان کے پاس بھاگ گیا ہشودان نے اپنے باپ کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور حد درجہ کی سختی کی حتیٰ کہ وہ سبالت قید قید حیات سے سبکدوش ہو گیا۔

محمد بن عبدالرزاق: اس واقعہ کے بعد ہشودان کو خطرہ پیدا ہو گیا لہذا رستم کر دی کو قلعہ طرم سے بلوایا اور ایک بڑی فوج کے ساتھ محمد بن عبدالرزاق کے مقابلہ پر روانہ کر دیا مگر رستم کر دی کو اس واقعہ میں شکست ہوئی اس سے محمد بن عبدالرزاق کے حوصلے بڑھ گئے اور قوت بھی بڑھ گئی اس نے اطراف آذربائیجان میں قیام کر لیا اور خراج وصول کرنے لگا اس کے بعد ۳۳۸ھ میں محمد بن عبدالرزاق رے واپس چلا گیا اور میرنوح بن سہان کی خدمت میں معذرت نامہ بھیج کر اپنی حکومت و سلطنت کی بنیاد مضبوط کی چنانچہ امیرنوح نے اس کی غلطی معاف کر دی پھر اس کے بعد محمد بن عبدالرزاق صوس کی طرف لوٹ آیا اور رستم کر دی آذربائیجان پر قابض ہو گیا۔ مرزبان شکست اور گرفتاری کے بعد قلعہ سمرم میں قید کیا گیا تھا۔ تنویری مدت کے بعد مرزبان نے (والی قلعہ سمرم) کو حکمت علمی قتل کر دیا اور ۳۳۶ھ میں اپنے بھائی ہشودان کے پاس چلا گیا۔

۱ آذربائیجان کا مشہور شہر ہے۔ اس شہر کے اور آرمینیہ کے درمیان دونوں کا فاصلہ ہے۔ ۲ ابن اثیر میں لکھنا جبکہ ہمارے پاس ابن خلدون میں ج ۳ ص ۵۰۳ میں سجد براسکر ہے۔

رستم کی علی بن نہشلی کے ساتھ جنگ:۔۔۔ علی بن نہشلی جو کہ رکن الدولہ کا سپہ سالار تھا کسی وجہ سے ناراض ہو کر دہشودان کے پاس آ گیا تھا۔ سی نے دہشودان کو رستم کو دی کے خلاف ابھارا اور اس کے ملک پر قبضہ کرنے کی لالچ دلائی۔ چنانچہ دہشودان نے ایک فوج مرتب کی اور علی بن نہشلی کو اس کا افسر اعلیٰ مقرر کر کے رستم کو دی پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ دیلمیوں کو بھی خط و کتابت کر کے ساتھ ملا لیا رستم کو دی اس سے مطیع ہو کر مقبضہ کے لئے روانہ ہوا اور اپنے بھائی ابو عبد اللہ نعیمی کو اردنیل میں چھوڑ گیا اس سے ابو عبد اللہ کو موقع مل گیا رستم کو دی نے ابو عبد اللہ سے جتن بڑھا دیا اور تادان میں وصول کیا تھا اسے ابو عبد اللہ نے جمع کیا اور سارے مال و اسباب سمیت علی بن نہشلی کے پاس بھاگ گیا اس واقعہ کی اطلاع رستم کو دی کو آذربائیجان میں ملی چنانچہ بادل نا خواستہ اردنیل کی جانب لوٹ گیا دیلمیوں نے شور و غلبہ مچایا اور مخالفت پر کمر بستہ ہو گئے۔ چنانچہ رستم نے جو کچھ اس کے پاس زرقند تھا وہ دیلمیوں کو دے کر راضی کیا اور علی بن نہشلی ① سے جنگ کرنے چل پڑا چنانچہ دونوں کا مذہبیٹھڑ ہوئی اور جنگ کے دوران دیہی فوج جو رستم کے رکاب میں تھی علی بن نہشلی سے مل گئی لہذا رستم شکست کھا کر آرمینیا پہنچ گیا۔

معز الدولہ اور رستم: جیسے ہی رستم، آرمینیا میں داخل ہوا یہ خبر ملی کہ مرزبان جو کہ قلعہ سمیرم ② میں قید تھا قید سے بھاگ گیا ہے اور اردنیل و آذربائیجان پر قابض ہو گیا ہے اور رستم کی گرفتاری کے لئے اس نے ایک دستہ فوج کا روانہ کیا ہے یہ سنتے ہی رستم کے پاؤں کے تلے سے زمین نکل گئی پریشان ہو کر بھاگا اور دارالخلافہ بغداد پہنچ کر دم لیا معز الدولہ نے بڑی آؤ بھگت کی عزت و احترام سے پیش آیا چنانچہ رستم نے بغداد میں معز الدولہ کے پاس قیام اختیار کیا۔ ۳۴۳ھ میں اپنے حامیوں کو آذربائیجان سے دارالخلافہ بغداد بلوایا چنانچہ جب اس کے حامی آذربائیجان سے بغداد آ گئے تو رستم نے معز الدولہ سے مدد کی درخواست کی لیکن چونکہ رکن الدولہ (برادر معز الدولہ) مرزبان سے صلح کر لی تھی اس لیے رستم کو دی ناصر الدولہ بن حمدان کے پاس موصل چلا گیا اور اس سے مدد کی درخواست کی امیر ناصر الدولہ نے امداد کرنے سے انکار کر دیا چنانچہ رستم کو دی سیف الدولہ کے پاس چلا گیا اور اسی کے پاس شام میں قیام اختیار کر لیا۔

رستم کی گرفتاری:۔۔۔ پھر جب ۳۴۴ھ کا دور آیا تو ایک جماعت نے جو کہ باب الابواب میں تھی مرزبان کے خلاف خروج کیا مرزبان ان کے مقابلہ پر نکلا اور کردکماندروں میں سے ایک سپہ سالار کو رستم کو دی کو ملانے کے لئے بھیجا ادھر رستم نے آذربائیجان پہنچ کر سلماں پر قبضہ کر لیا مرزبان کو ناگوار گزارا چنانچہ ایک کمانڈر کو ایک بڑی فوج دے کر روانہ کیا مگر رستم نے اس کمانڈر کو شکست دیدی پھر جب مرزبان کو اپنے باب الابواب و اسے مخالفین سے فراغت حاصل ہوئی تو آذربائیجان واپس آ گیا رستم کو مقابلے کی تہ کہاں تھی۔ لہذا آرمینیا کی طرف بھاگ گیا۔ اور ابن الدیرانی سے مدد مانگی مرزبان کو اس کی خبر مل گئی اس نے ابن الدیرانی کو لکھ بھیجا کہ رستم کو جو کہ میرا مخالف ہے میرے پاس بھیج دو۔ ابن الدیرانی نے رستم کو پابزنجیر مرزبان کے پاس بھیج دیا۔ مرزبان نے اسے جیل میں ڈال دیا پھر مرزبان نے وفات پائی فتنہ و فساد کے خوف سے مرزبان کے ساتھیوں نے ہی مرزبان کو قتل کر دیا تھا۔

مرزبان کی وفات: ۳۴۵ھ ③ میں مرزبان آذربائیجان کے حکمران نے وفات پائی اور بوقت وفات وصیت کی کہ میرے بعد تخت حکومت کا مالک میرا بھائی دہشودان ہوگا اس کے بعد میرا بیٹا حستان ④ اس وصیت سے پہلے ایک وصیت اپنے قلعہ داروں کو کی تھی کہ میرے مقبوضہ قلعوں کا مالک میرے بعد میرا بیٹا حستان ہوگا اس کے سوا کسی دوسرے کو اپنا آقا و سردار مت بنانا حستان کے بعد اس کے دونوں بھائی ابراہیم اور ناصر کے بعد دیگرے مالک ہونگے اگر ان دونوں میں سے کوئی زندہ نہ ہو تو میرے بھائی دہشودان کو حکمران بنانا۔

حستان بن مرزبان: مرزبان کے مرنے کے بعد دہشودان نے پہلی وصیت کے مطابق قلعہ داروں کو اپنی حکومت تسلیم کرنے کو لکھ قلعہ داروں نے دوسرے وصیت پر عمل کرنے کا اظہار کیا دہشودان یہ رنگ دیکھ کر اردنیل سے طرم چلا گیا اور حستان تخت حکومت پر قابض ہو گیا قلعہ داران وزارت

① نہشلی، ہارے نسخہ ابن خلدون میں (ج ۴ ص ۵۰۴) پر علی بن منکل ہے، جبکہ تاریخ کامل میں مسکی ہے۔ ② ایک نسخہ میں سیرم ہے، جو غلط ہے، تاریخ کامل ج ۵ ص ۲۸۸۔

③ ۳۴۵ھ میں واقع ایک شہر ہے۔ ④ تاریخ کامل میں اس کی وفات ماہ رمضان ۳۴۶ھ میں ہے۔ ⑤ تاریخ کامل میں 'حستان' کی بجائے

عبداللہ نعیمی کو سپرد کیا۔ مرزبان کے سارے کمانڈروں نے اس کی اطاعت قبول کر لی صرف جستان بن شرمون نے مخالفت کی اور آرمینیا پر قہقہے ہونے کا ارادہ کر لیا جہاں پر وہ مرزبان کی طرف سے والی تھا۔

جستان بن ابوعبداللہ: جستان بن مرزبان تخت حکومت پر بیٹھنے کے بعد عیش و عشرت میں مبتلا ہو گیا۔ لہذا وہ بے پرواہی میں اوقات بسر کرنے لگا کچھ عرصے بعد اپنے وزیر ابوعبداللہ نعیمی کو گرفتار کر لیا چونکہ ابوعبداللہ نعیمی اور ابوالحسن عبداللہ بن محمد بن حمد دیہ جستان بن شرمون کے وزیر کی جو کہ آرمینیا پر قہقہے تھے سرالی رشتہ داری تھی۔ اس لئے ابوالحسن کو ابوعبداللہ کی گرفتاری سے صدمہ ہوا اور اس کے دل میں جستان کی طرف سے کینہ پیدا ہو گیا جستان بن شرمون اور جستان بن مرزبان کے درمیان میں پہلے سے مخالفت چلی آرہی تھی چنانچہ ابوالحسن کو موقع مل گیا اس نے اپنے آقا کو سمجھایا کہ آپ ابراہیم بن مرزبان سے خط و کتابت کیجئے اور اس کو حکومت کی طمع دیجئے۔ اس کی وجہ سے دونوں بھائیوں میں مخالفت پیدا ہو جائیگی اور آپ کو جستان بن مرزبان سے بدلہ لینے کا موقع بھی مل جائے گا چنانچہ جستان بن شرمون نے ایسا ہی کیا اور ابراہیم اس کے بہکاوے میں پھنس پڑا اردبیل سے آرمینیا آ گیا اور جستان بن شرمون کے ساتھ مراغہ کی طرف بڑھا۔ اور اس پر قبضہ کر لیا جب جستان بن مرزبان کو اس کی خبر ملی تو اس کی آنکھیں کھل گئیں جستان بن شرمون اور اس کے وزیر ابوالحسن سے خط و کتابت کی اور نعیمی کو رہا کر دینے کا وعدہ کیا چنانچہ آپس میں صلح ہو گئی اور جستان نے ابراہیم کی امداد سے ہاتھ کھینچ سیریاں طرح دونوں بھائیوں پر جستان بن شرمون کے نفاق کی قلعی کھل گئی۔ دونوں نے جستان بن شرمون کی مخالفت پر قسمیں کھائیں اس دوران ابوعبداللہ نعیمی جستان بن مرزبان کے قید سے نکل کر بھاگ گیا۔

مستحیر باللہ کا قتل: ... آذربائیجان میں ایک شخص (اولاد عیسیٰ بن ملتفی باللہ کی اولاد ہی سے) رہتا تھا اس نے خود کو مستحیر باللہ سے ملقب کیا ضامن آل محمد کی دعوت دیتا تھا اچھے کاموں کی ہدایت کرتا تھا عدل و انصاف سے کام لیتا تھا۔ رفتہ رفتہ اس کے مقلدوں اور اتباع کرنے والوں کی جماعت بڑھ گئی۔ ابوعبداللہ نعیمی کو اس کی خبر ملی موقان سے مستحیر کی خدمت میں پیغام بھیجا خلافت کی لالچ دی آذربائیجان پر قبضہ دلانے کا وعدہ کیا، ورنہ اس کا وعدہ کیا کہ جب ملی اور فوجی قوت حاصل ہو جائے گی۔ تو دار الخلافہ بغداد کا رخ کیا جائے گا غریب مستحیر اس جھانے میں آ گیا لہذا جنگ پر آمادہ ہو گیا جستان و ابراہیم بن مرزبان اس سے مطلع ہو کر میدان جنگ میں آئے اور جی کھول کر لڑے، اور مستحیر کو شکست دے کر اس کو قتل کر دی۔

ناصر اور جستان کی گرفتاری: ... دہشودان نے اس بات کا کہ میرے بھتیجوں میں اختلاف پڑ گیا ہے احساس کر کے پہلے ابراہیم کو بدایا اور اس کے بعد ناصر سے خط و کتابت کر کے جستان سے علیحدہ کر دیا ناصر اپنے بھائی سے علیحدہ ہو کر موقان چلا گیا لشکریوں کو مال و زر کی لالچ دیکر مدد لی چنانچہ ناصر نے اردبیل پر حملہ کیا اور قہقہے ہو گیا پھر لشکریوں نے تنخواہ اور رسد کا مطالبہ کیا تو ناصر ادا نہ کر سکا اور اس کا چچا کے دہشودان بھی اس کی امداد سے منحرف ہو گیا اس وقت ناصر پر راز کھلا کہ میرے چچا نے مجھے دھوکا دیا ہے لہذا مجبوراً اپنے بھائی جستان کے پاس گیا اور اس سے معذرت کی چنانچہ آپس میں صلح ہو گئی۔ لیکن ملی حالت کمزور ہونے کی وجہ سے انتظام میں گڑبڑ پیدا ہو گئی۔ اطراف و جوانب کے امراء اور کمانڈروں نے بغاوت و مخالفت شروع کر دی ناداری اور کمزوری نے ان دونوں کو اپنے چچا دہشودان کی اطاعت پر مجبور کر دیا چنانچہ دونوں بھائیوں نے دہشودان کی خدمت میں صلح کا پیغام روانہ کیا اور اطاعت و فرمانبرداری کی قسمیں کھائیں اور اپنی ماں کے ساتھ دہشودان کی خدمت میں حاضر ہوئے مگر دہشودان نے بدعہدی کی اور ان لوگوں کو گرفتار کر لیا۔

ناصر اور جستان کا قتل: جستان اور ناصر کی گرفتاری کے بعد آذربائیجان کی حکومت پر اپنے بیٹے اسمعیل کو مقرر کیا اور آذربائیجان کے اکثر قلعوں کو اس کے حوالے کر دیا ابراہیم بن مرزبان پریشان مراغہ پہنچ گیا ہوش و حواس بجا ہوئے تو اسمعیل سے جنگ کرنے کے لئے فوج تیار کرنے کا دہشودان کو اس کی خبر ملی تو اس کے دونوں بھائیوں اور ماں کو قتل کر دیا۔ اور جستان بن شرمون کو ابراہیم سے جنگ کرنے کے لئے مراغہ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اور شیر التعداد فوج اس کی کمک پر روانہ کر دی ابراہیم کو مقابلے کی تاب کہاں تھی لہذا مراغہ چھوڑ کر اطراف آرمینیا میں جا کر پناہوں میں پناہ لیا۔ جستان بن شرمون نے مراغہ پر قبضہ کر لیا۔ اور اپنے علاقوں کی حدود کو آرمینیا تک بڑھا لیا۔

اردنیل پر ابراہیم کا قبضہ۔ ابراہیم آرمینہ میں پہنچ کر فوجیں تیار کرنے میں مصروف ہو گیا چونکہ آرمینہ کے حکمران آرسن اور کرتھے اس لئے ان لوگوں نے ابراہیم کی خاطر مدارات حد سے زیادہ کی ابراہیم نے جستان بن شرمون سے مصلحتاً مصالحت کر لی اتنے میں اسمعیل بن دہشودان کی مرنے کی خبر آئی ابراہیم نے اردنیل کی طرف قدم نکالا اور اس پر قبضہ کر لیا ابوالقاسم بن میسکی دہشودان کے پاس واپس آ گیا۔ ابراہیم نے ان دونوں پر حملہ کیا اور شکست فاش دی یہ دونوں بھاگ کر بلادِ دیلم پہنچ گئے اور ابراہیم نے دہشودان کے سارے مقبوضہ علاقوں پر قبضہ کر لیا۔

رکن الدولہ اور ابراہیم۔ دہشودان نے بلادِ دیلم میں پہنچ کر فوجیں تیار کیں اور اپنے قلعہ طرم میں واپس آ کر ابوالقاسم بن ۱۰ میسکی کو ابراہیم کی جنگ پر روانہ کیا۔ ابوالقاسم نے ابراہیم کو شکست دے دی۔ ابراہیم بڑی مشکل سے اپنی جان بچا کر رہے چلا گیا اور رکن الدولہ کے پاس جا کر پناہ لی۔ چونکہ رکن الدولہ نے ابراہیم کی بہن سے نکاح کر لیا تھا اس لئے نہایت محبت و عزت سے پیش آیا۔

ابراہیم بن مرزبان کا آذربائیجان پر دوبارہ قبضہ:۔۔۔ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ ابراہیم بن مرزبان کو عسا کر ابن میسکی کے مقابلے میں شکست ہوئی تھی اور ابراہیم فریادی صورت بنا کر رکن الدولہ کی خدمت میں پہنچا تھا چنانچہ رکن الدولہ نے استاد ابوالفضل ابن عمید کی کمان میں ایک بڑی فوج ابراہیم بن مرزبان کی حمایت پر روانہ کی۔ استاد ابوالفضل نے آذربائیجان پر قبضہ کر لیا اور اہل آذربائیجان کو ابراہیم کی اطاعت و فرما برداری پر مجبور کیا۔ چنانچہ تمام آذربائیجان والوں اور جستان بن شرمون اور کردوں نے بھی اطاعت قبول کر لی اور اس طرح آذربائیجان کے سارے علاقوں کی حکومت ابراہیم بن مرزبان کے قبضہ میں آ گئی۔

استاد ابوالفضل کا رکن الدولہ کو خط:۔ اس کے بعد استاد ابوالفضل نے رکن الدولہ کی خدمت میں اس مضمون کا خط روانہ کیا کہ اگرچہ آذربائیجان کا صوبہ نہایت زرخیز اور سرسبز ہے اور اس میں آمدنی کے ذرائع کثرت سے ہیں لیکن ابراہیم بن مرزبان میں ایسی قابلیت نہیں ہے کہ وہ اس ملک کو اپنے قبضہ میں رکھ سکے۔ مجھ کو اس کی ناقابلیت کی وجہ سے ملک ہاتھ سے نکل جانے کا اندیشہ ہے لہذا مناسب یہ ہے کہ آذربائیجان کو آپ اپنے مہم رک مقبوضہ سے ملحق کر لیجئے اور آذربائیجان کی جتنی آمدنی ہوتی ہے آمدنی کا کوئی صوبہ ابراہیم کو دیجئے۔ رکن الدولہ نے اس درخواست کو نامنظور کر دیا اور یہ مکھ کر بھیجا کہ جس شخص نے میرے سایہ عاطفت میں پناہ لی ہے اس کے ساتھ میں ایسا کام نہیں کروں گا۔ چنانچہ استاد ابوالفضل نے آذربائیجان، ابراہیم بن مرزبان کے حوالہ کیا اور واپس آ گیا۔

مولف کی وضاحت:۔ (تبصرہ) بنو سافر معروف بہ بنو سالار آذربائیجان کے حکمران کے حالات میں نے تاریخ کامل ابن اثیر ۱۰ سے نقل کئے ہیں۔ اتنا تحریر کرنے کے بعد ابن اثیر لکھتا ہے کہ ”وہی واقعہ پیش آیا جیسا کہ استاد ابوالفضل ابن عمید نے اپنے خط میں لکھا تھا چنانچہ رکن الدولہ نے ابراہیم کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ مجھے اس کے بعد ابراہیم اور اس کی قوم کے حالات سے کوئی واقفیت نہیں حاصل ہوئی۔ ابن اثیر نے سلطان محمود بن سبکتگین کے حالات کے ضمن میں لکھا ہے کہ محمود نے رے پر قبضہ کے بعد ۴۲۰ھ میں مرزبان بن حسین بن جبرائیل کو (جو کہ حکمران دیلم کی اوداد سے تھا اور محمود کی اطاعت قبول کرتی تھی) سالار کے علاقوں پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ سالار وہی ابراہیم بن مرزبان بن اسماعیل بن دہشودان بن محمد بن مسافر دیلمی ہے جس کے قبضہ میں شہر خان زنجان اور شہر زور وغیرہ جیسے شہر تھے۔

قزوین پر سالار ابراہیم کا قبضہ:۔ چنانچہ مرزبان بن حسین نے ان علاقوں پر حملہ کیا اور دیلمی لشکر کو ملا لیا۔ سلطان محمود خراسان واپس آیا اور سالار ابراہیم قزوین کی طرف بڑھا اور اس پر قابض ہو گیا۔ سلطان محمود کی فوج کے بڑے حصے کو جو وہاں موجود تھی تیغ اجل کی نذر کر دیا۔ باقی سپاہیوں نے رے میں چا کے پناہ لی اور قلعہ نشین ہو گئی۔ مدتوں سلطان محمود اور سالار ابراہیم میں لڑائیاں ہوتی رہیں جس میں سالار ابراہیم کو کامیابی ہوئی رہی۔ بالآخر مسعود بن محمود نے سالار ابراہیم کی چند دستہ فوج کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ ان لوگوں نے حاضر ہو کر اس قلعہ کے خفیہ راستے بتا دیئے۔ جس میں سالار ابراہیم رہتا تھا۔ چنانچہ مسعود بن محمود اپنے لشکر کے ساتھ اسی دشوار گزار راستے سے قلعے کے قریب پہنچ گیا اور ماہ رمضان ۴۲۶ھ میں حملہ کر دیا۔ اس میں

سالار براہیم کو شکست ہوئی اور مسعود نے اس کو گرفتار کر کے سر جھار بھیج دیا۔ سر جھار میں سالار کا بیٹا رہتا تھا۔ مسعود نے اسے کہلوایا کہ تم قلعہ رہیں میرے حوالہ کر دو، مگر سالار کے بیٹے نے اس قلعہ کے بارے میں انکار میں جواب دیا لیکن باقی قلعوں کی کنجیاں حوالے کر دیں چنانچہ مسعود نے اس مال و سبب لے لیا اور اس کے بیٹے اور نیز ان کردوں پر جو کہ سر جھار میں تھے خراج مقرر کر کے رہے واپس آ گیا۔

سالار کی وضاحت: یہ سالار جس کا تذکرہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں سالار اول نہیں ہے۔ سالار اول الگ شخص ہے اور یہ الگ۔ اس سالار کے حالات کا سلسلہ سالار اول کے پرانے حالات سے نہیں ملتا۔ اس کے بعد اس نے ان تاریخوں کے حالات لکھے ہیں۔ جنہوں نے حکمران بنو قتیہ سے دبدو جنگ کی تھی اور رے کے علاقوں میں پھیل گئے تھے۔ رے اور اس کے اکثر علاقوں پر قبضہ کر لیا تھا۔ ان میں سے ایک گروہ آذر بایجان بھی گیا تھا جس کے سردار بوقا، کوکناش، منصور اور دانا تھے۔

تاریخوں کا آذر بایجان میں داخل ہونا: بیان کیا جاتا ہے کہ یہ تاری طوفان بدتمیزی کی طرح آذر بایجان میں داخل ہوئے۔ ان دنوں آذر بایجان کا حکمران دہشودان بن نسلاک نامی ایک شخص تھا۔ اس نے اس خیال سے کہ میں ان تاریخوں کے شر و فساد سے محفوظ رہوں گا ان کی بیعت عزت کی اور اپنی بیٹی کا عقد ان کے سردار سے کر دیا۔ لیکن اس سے دہشودان کو کچھ فائدہ حاصل نہ ہو سکا۔ تاریخوں نے نہایت ہیر چمی سے شہروں کو دہلا دیا۔ ۴۲۹ھ میں مراغہ میں گھس گئے اہل مراغہ کو قتل کیا۔ مسجدوں کو جلا دیا اور بازاروں کو لوٹ لیا۔ اسی قسم کی حرکات ہمدانی کردوں کے ساتھ بھی کیں۔ چنانچہ ان سب نے متفق ہو کر ان سے مقابلے پر کمر باندھ لی۔ ابوالہجاء ابن ربیع الدولہ اور دہشودان (آذر بایجان کے والیوں) میں مصالحت ہو گئی اور یہ دونوں بھی تاریخوں کو نکال باہر کرنے پر متفق ہو گئے۔ اہل ہمدان بھی ان دونوں کے ساتھ آئے۔ پھر کیا تھا تاریخوں پر چاروں طرف سے، ردھار شروع ہوئی۔ چنانچہ تاریخوں کا یہ گروہ آذر بایجان سے ناکام واپس ہوا اور رے میں پھیل گیا جیسا کہ آپ اوپر ان کے حالات کے سلسلہ میں پڑھ چکے ہیں۔ درودہ تاری جو ان سے پہلے آذر بایجان میں آ گئے تھے ان سے اہل آذر بایجان سختی سے پیش آئے۔ دہشودان نے ۴۳۴ھ میں ان کے ستیصل در قتل پر کمر باندھ لی۔ ان میں سے ایک گروہ کو دعوت کے بہانے سے بلایا اور تیس سرداروں کو گرفتار کر کے قتل کر دیا۔ باقی تاری، آرمینیا سے بلاد ہکاریہ (صوبہ موصل کی طرف) بھاگ گئے۔ ان سے کردوں کی جنگیں ہو گئیں جنہیں ہم ان تاریخوں کے حالات میں تحریر کر چکے ہیں جو موصل میں تھے۔ ابن اشیر نے بنو مرزبان حکمران آذر بایجان کے حالات کا اعادہ نہیں کیا۔ آذر بایجان کے علاقوں پر طغرل بیگ کے صرف قابض ہونے کے واقعات کچھ دینے ہیں لیکن حالات کی ترتیب دینے سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ بنو مرزبان کے بعد کردوں نے آذر بایجان پر قبضہ کیا تھا۔ واللہ اعلم

طغرل بیگ کا آذر بایجان پر قبضہ: ابن اشیر نے لکھا ہے کہ ۴۳۶ھ میں طغرل بیگ، آذر بایجان کی طرف بڑھا۔ تبریز پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا۔ امیر منصور بن دہشودان بن محمد روادی (والی تبریز) نے اس کی اطاعت قبول کر لی اور طغرل بیگ کے نام کا خطبہ پڑھا۔ تحائف ہدایا اور خراج پیش کیا اور اپنے بیٹے کو بطور ضامن کے طغرل بیگ کی خدمت میں بھیج دیا۔ طغرل بیگ نے امیر ابوالاسوار کی جانب توجہ کی۔ امیر ابوالاسوار نے بھی طغرل بیگ کے عم حکومت کی اطاعت قبول کر لی اور اپنے مقبوضہ علاقوں میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا غرض اس اطراف کے تمام امراء اور حکمرانوں نے یہی طریقہ اختیار کیا جس کی وجہ سے ان کے علاقے انہی کے قبضہ میں رہ گئے۔ طغرل بیگ نے صرف ضامن لینے پر اکتفا کیا اس کے بعد آرمینیا کی طرف قدم بڑھایا چنانچہ اہل آرمینیا بھی مطیع و منقاد ہو گئے۔ پھر نہر ملاز کرد کا رخ کیا۔ یہ صوبہ عیسائیوں کے قبضہ میں تھا۔ طغرل بیگ نے اس صوبہ کو قتل کھوں کر لوٹ، دیہات، قصبوں اور شہروں کو ویران کر دیا۔ اسی مقام سے بلاد روم پر جہاد کی غرض سے فوج کشی کی اور اردن روم تک فتح کرتا چلا گیا اور نہایت سختی سے ان کو پامال کیا اور ابن سالار واپس آ گیا۔

فضلون کردی کا جہاد: ابن اشیر نے انہی واقعات کے دوران فضلون کردی کے جہاد کا ذکر کیا ہے جو اس نے ترمان خزر پر کیا تھا جیسا کہ شروع میں بیان کیا گیا۔ ابن اشیر نے لکھا ہے کہ آذر بایجان کا ایک بڑا حصہ فضلون کردی کے قبضہ میں تھا چنانچہ اس نے ۴۴۱ھ میں خزر پر جہاد کیا اور ان

شہروں میں جنگامہ کر کے واپس آ گیا۔ جیسے ہی فضلون کردنی واپس ہوا خزر نے پوشیدہ تعاقب کیا اور بحالت غفلت حملہ کر کے قتل کر ڈال ۱۔ زنجار شہر تفتیش کی طرف بڑھا۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ ۳۲۹ھ میں ”بادشاہ زنجار“ نے بھی آذربائیجان پر فوجی کشی کی تھی جن دنوں تاتاری، آذربائیجان میں بڑپائے ہوئے تھے و ہشودان (والی آذربائیجان) کو اس کی خبر مل گئی چنانچہ اس نے بادشاہ زنجار سے مقابلے کی غرض سے تاتاریوں سے نرمی سے پیش آیا اور ان سے رشتہ مصاہرت قائم کر لیا تاکہ بادشاہ زنجار کے مقابلہ میں تاتاریوں سے مدد ملے۔ جیسا کہ اوپر ہم بیان کر چکے ہیں۔

بطیحہ کے حکمران بنو شاپین کے حالات: بنو شاپین حکمرانان بطیحہ کے سلسلہ میں ہم ان حکمرانوں کے حالات بھی تحریر کریں گے جنہوں نے اس کے اعزہ و اقارب وغیرہ میں سے بطیحہ میں حکمرانی کی تھی۔ اس کی ابتداء کیسے ہوئی اور حکومت کی باگ ڈور ان کے قبضہ میں کس طرح آئی۔ ان سب کو ہم احاطہ تحریر میں لائیں گے۔

عمران بن شاپین۔ عمران بن شاپین، جامدہ کا رہنے والا تھا مستقل مزاج، جوانمرد اور رعب و داب والا شخص تھا۔ بادشاہ وقت کی طرف سے خراج وصول کرنے کی خدمت پر مامور تھا۔ خراج کا بہت سامال اس کے قبضہ میں آ گیا تو اس کی نیت بدل گئی۔ حکومت نے مطالبہ کیا تو رفتاری کے خوف سے بطیحہ کی طرف بھاگ گیا اور حکومت سے باغی ہو گیا۔ بطیحہ پہنچ کر ”نے“ کے جنگل اور چشموں کے درمیان رہنے لگا۔ پرندے اور مچھیاں اس کی خوراک تھی راہ گیروں سے چھیڑ چھاڑ کر کے جو کچھ ان کے پاس ہوتا چھین لیتا تھا۔ رفتہ رفتہ رہنوں کا ایک گردپ اس کے پاس جمع ہو گیا۔ جس سے اس کی قوت بڑھ گئی۔ چنانچہ بادشاہ وقت کی علانیہ مخالفت کرنے لگا۔ ابوالقاسم بن بریدی (والی بصرہ) سے راہ درسم پیدا کی اور اس کی اطاعت قبول کر لی۔ ابوالقاسم نے اس خیل سے کہ آئندہ اس کے ضرر و اذیت سے مسافر بے خطر ہو جائیں گے، جامدہ اور اس کے گرد و نواح کی گمرانی پر اس کو مقرر کر دیا اس سے اس کی قوت اور اس کی جمعیت میں تفاوت پیدا ہو گیا۔ آلات حرب اور مال و اسباب بھی جمع کر لیا اس نے بطاح کے بلند ٹیوں اور پہاڑیوں پر قلعے بنا لئے اور رفتہ رفتہ اس کے قرب و جوار کے مقامات پر قابض ہو گیا۔

عمران اور ابو جعفر: جب معز الدولہ دار الخلافہ بغداد پر قابض ہوا اور اس نے سلطنت و حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لی تو فرائض خلافت کی کفالت کرنے لگا اس وقت عمران کی روز افزوں ترقی، اطراف بغداد میں اس کے رعب و داب اور قلعوں نے معز الدولہ کو تردد اور پریشانی میں ڈال دی۔ چنانچہ وزیر السلطنت ابو جعفر ضمیری کو عمران کی سرکوبی کے لئے روانہ ہونے کا حکم دیا۔ ۳۳۸ھ میں ابو جعفر بڑی فوج لے کر عمران سے جا بھڑانے دونوں کی متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر ابو جعفر نے عمران کو شکست دے دی۔ اس کے بعد ابو جعفر شیراز چلا گیا۔ جیسا کہ بنو بویہ کے حالات میں ہم لکھ چکے ہیں۔

عمران کی طرف شاہی لشکر کی روانگی اور شکست: ابو جعفر کے واپس جانے کے بعد عمران اپنی پرانی حالت پر آ گیا۔ وہی بوٹ مار، وہی رہزنی اس کا شیوہ بن گیا۔ معز الدولہ نے اس کی گوشمالی کے لئے سردارون دہلیم سے روز بھان نامی ایک سپہ سالار کو شاہی افواج دے کر روانہ کیا۔ عمران اس سے مطلع ہو کر دشوار گزار پہاڑیوں میں چلا گیا اور ایک مدت تک وہیں قلعہ نشین رہا۔ روز بھان نے گھبرا کر یلغار کر دی نتیجہ یہ ہوا کہ روز بھان کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ عمران نے جو کچھ روز بھان کے پاس تھا وہ سب لوٹ لیا جس سے عمران کی قوت دوچند ہو گئی۔ دن دہاڑے قافلے بوٹ سینے لگا۔ اس مار دھاڑ سے شاہی فوج کے سپاہی بھی محفوظ نہ رہ سکے جب کبھی کوئی اپنی ضرورت کی غرض سے بصرہ سے نکل کر کسی دوسرے علاقوں میں جاتا تو عمران کے ساتھی ان کو بھی بوٹ لیتے تھے۔ معز الدولہ نے ایک دوسری فوج مہلسی کی کمان میں ۳۴۰ھ میں روانہ کی۔

عمران اور مہلسی میں صلح: چنانچہ مہلسی نے نہایت سختی سے بطاح پر حملہ کیا۔ عمران پھر دشوار گزار پہاڑیوں میں چلا گیا۔ مہلسی نے فوجیوں نے ایک یلغار کرنے کی رائے دی مگر مہلسی نے انکار میں جواب دیا اس کے بعد روز بھان کی تحریک سے معز الدولہ نے ایسا ہی حکم صادر کیا۔ منسحق حکم جاری کیا مگر مہلسی نے صلح پر تیار ہو گیا۔ چنانچہ اپنی فوج کے ساتھ دشوار گزار پہاڑیوں میں داخل ہوا۔ ادھر عمران نے پہلے سے کچھ دھوکے

۱ اصل کتاب میں جگہ خالی ہے، مترجم۔ ہمارے پاس ج ۳ ص ۵۰۷ پر یہاں یہ الفاظ ہیں اور زنجار کے بادشاہ کے پیچھے پیچھے تفتیش تک قتل و غارت کرتے گئے۔ ”یہ بات بھی جہت تحریر نے کہ یہاں صحیح غلط زنجار نہیں بلکہ بخارا ہے۔ تاریخ کامل ج ۶ ص ۹۶

کوئیں گاہ میں بٹھ دیا تھا۔ پھر جیسے ہی مہلکی کی فوج کہیں گاہ سے آگے بڑھی عمران کے ساتھیوں نے حملہ کر دیا۔ سامنے دریا اور نیچے پہاڑ کا بہت بڑا درہ تھا۔ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون ہو گیا۔ ساری فوج تباہ ہو گئی کچھ لوگ ڈوب گئے، کچھ قتل اور قید کر لئے گئے۔ مہلکی دریا میں کود پڑا اور تیر رہ جان بچائی چونکہ روز بھان نے حملہ کرنے میں تاخیر کی تھی اس لئے اس مصیبت میں گرفتار نہیں ہوا۔ اس معرکہ میں عمران نے شاہی فوج کے نامی گرامی کمانڈروں کو گرفتار کر لیا تھا۔ معز الدولہ نے عمران کے قیدیوں کا ان سے تبادلہ کر لیا اور بطاح پر عمران کی حکومت کو تسلیم کر لیا۔ جس سے عمران کو ایک گونہ اطمینان حاصل ہو گیا اور اس کی قوت و شوکت بڑھ گئی۔

عمران کی وعدہ خلافی: ۴۴۴ھ میں پھر عمران نے بغاوت کا علم بلند کیا۔ کیونکہ معز الدولہ کی علالت طول کھینچ گئی تھی۔ اہل بغداد کو اس کی موت کا یقین ہو گیا تھا۔ اسی دوران بہت سامال و اسباب تجارت کے قافلہ کے ساتھ معز الدولہ کے پاس جا رہا تھا۔ عمران کو اس کی خبر مل گئی۔ اس ٹپک پڑی۔ سر رمل لوٹ لیا۔ اگرچہ صحت کے بعد معز الدولہ نے وہ مال و اسباب جسے عمران نے لوٹ لیا سب کا سب واپس لے لیا مگر دلوں کی صفائی نہ ہوئی۔ کدورت بڑھتی گئی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ۴۵۵ھ میں معز الدولہ، واسط گیا، فوجیں مرتب کیں اور ابو الفضل عباس بن حسن کی کمان میں عمران سے جنگ کے لئے روانہ کیا۔ انہی دنوں نافع (ابن وجیہ والی عمران کا مولیٰ) معز الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عمران کے مقابلے میں مدد کی درخواست کی۔ چنانچہ معز الدولہ ایلہ چلا گیا۔ جنگی کشتیاں، نافع کی ضمانت پر عمان روانہ کیں اور شاہی فوجیں جو ابو الفضل کے ساتھ تھیں بطاح کی طرف بڑھیں اور جامدہ میں پہنچ کر لڑائی کا مورچہ باندھا۔ نہروں کو بند کر دیا جن کے ذریعہ سے جامدہ میں پانی آتا تھا۔ عمران، جامدہ کو چھوڑ کر پہاڑی دروں میں چلا گیا اور شاہی فوجیں اپنا سامنہ لے کر رہ گئیں اور معز الدولہ نے ایلہ سے واپس آ گیا۔ مگر راستے میں بیمار ہو گیا اور اسی بیماری کے زمانے میں افواج شاہی کو عمران کی جنگ پر دوبارہ روانہ کیا پھر دار الخلافہ بغداد پہنچ کر مر گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا عز الدولہ بختیار تخت حکومت پر بیٹھا۔ اس نے افواج شاہی کو واپس بد لیا اور عمران سے صلح کر لی۔ چنانچہ عمران بلا تردد بطیحہ پر پھر سے حکمرانی کرنے لگا۔

عز الدولہ اور عمران: ۴۵۹ھ میں بختیار اور عمران میں ان بن ہو گئی۔ بختیار ایک مہینہ تک واسط میں ٹھہرا ہوا شکار کھیلتا رہا اس کے بعد اپنے وزیر جنگ کو عمران سے جنگ کرنے کے لئے جامدہ اور بطیحہ روانہ کیا۔ وزیر جنگ نے جامدہ پہنچ کر پانی کی آمد کے راستے بند کر دیئے اور بند کے ذریعہ جامدہ کی نہروں کی طرف پھیر دیا اسی دوران دجلہ کا سیلاب آیا اور اس نے اسے خراب کر دیا۔ عمران، جامدہ سے دوسرے قلعہ میں چلا گیا اور اپنا سارا اسباب اٹھ کر لے گیا۔ جب سیلاب کم ہوا تو شاہی فوجیں عمران کو ڈھونڈنے لگیں مگر عمران کا پتہ نہ چلا۔ پریشانی اس پر یہ اور ہوئی کہ لشکریوں کو وزیر جنگ کے خلاف شورش پیدا ہو گئی۔ بختیار نے دس لاکھ درہم پر عمران سے صلح کرنے کا حکم دیا پھر جیسے ہی شاہی فوجیں واپس ہوئیں عمران کے ساتھیوں نے رہبرنی شروع کر دی۔ شاہی فوج کا مال و اسباب بھی لوٹ لیا۔ بڑی مشکل سے ۴۶۱ھ میں بغداد پہنچیں۔

عمران کی وفات: ماہ محرم ۴۶۹ھ میں عمران بن شاہین اپنے ظہور و غلبہ کے چالیس سال بعد اچانک مر گیا۔ اگرچہ حکمرانوں اور خلفاء نے اس کی گرفتاری اور زیر کرنے میں بہت تگ و دو کی، بارہا فوجیں بھیجیں مگر عمران پر کوئی قابو نہ پاسکا۔ یہاں تک کہ وہ خود مر گیا اور پھر اس کی جگہ اس کا بیٹا حسن، بطیحہ میں حکمران بنا۔

حسن بن عمران بن شاہین: عضد الدولہ کو حسن کو زیر کرنے کی تمنا پیدا ہوئی۔ اس نے فوجوں کو مرتب کیا اور اپنے وزیر جنگ کی، تختی میں بطیحہ روانہ کیا۔ وزیر جنگ نے بہت خرچہ کر کے پانی کی آمد بند کر دی۔ اتفاق سے سیلاب آ گیا اور پانی کا بند ٹوٹ گیا اس کے بعد ایک مدت تک یہ دستور ہو گیا کہ وزیر جنگ جب پانی کا راستہ بند کر دیتا تھا تو حسن دوسری طرف سے پانی کا راستہ کھول دیتا تھا اسی رد و کد میں ایک دن دونوں کی مدد بھیج دی گئی جس میں حسن کو کامیابی ہوئی۔

حسن کی احاطت: اس واقعہ میں وزیر جنگ کے ساتھ مظفر ابوالحسن اور محمد بن عمر علوی کوئی بھی تھا۔ مظفر نے وزیر کو حسن بن عمران سے سازش، فتنہ، راز و خط و کتابت کرنے کا الزام لگایا وزیر کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر عضد الدولہ تک یہ خبر پہنچ گئی تو اس کی آنکھوں میں میری قدر و منزلت باقی نہیں

رہے گی۔ رفتہ رفتہ اس خیال نے اس درجہ ترقی کی کہ وزیر نے خود کشی کر لی۔ اس کا دم آ خر تھا کہ لوگوں کو اطلاع مل گئی۔ آپس میں گفتگو کرنے لگے کسی نے کہا یہ کام فداں شخص کا ہے۔ وزیر کے کانوں تک یہ آواز پہنچی تو آنکھیں کھول دیں اور بولا مجھ کو کسی نے نہیں مارا مجھے خود کشی پر محمد بن عمر عسوی نے مجبور کیا ہے۔ یہ کہہ کر مر گیا پھر لوگوں نے اسے اس کے وطن ① گازرون میں لے جا کر دفن کر دیا۔ عضد الدولہ نے اپنے ایک معتمد اسیر کو بھیج کر فوج کو واپس بلایا اور حسن بن عمران سے ادائے خراج کی شرط پر جس کو باہم ملے کر لیا تھا صلح کر لی اور بطور فعل ضامنی کے اس کے چند آدمیوں کو اپنے پاس رکھ لیا۔

حسن ② بن عمران کا قتل: حسن بن عمران اور اس کے بھائی ابوالفرج میں کچھ دنوں سے ناراضگی چلی آ رہی تھی۔ ابوالفرج موقع ڈھونڈ رہا تھا۔ اتفاق سے ان دونوں کی بہن بیمار ہو گئی۔ ابوالفرج نے عیادت کی غرض سے حسن کو بلوایا اور چند آدمیوں کو اس کے گھر میں حسن کے قتل کی غرض سے چھپا دیا۔ چنانچہ جیسے ہی حسن بن عمران مکان میں داخل ہوا۔ ان آدمیوں نے دروازہ بند کر لیا اور اسے قتل کر دیا۔ ابوالفرج مکان کی چھت پر چڑھ گیا اور حسن کے ساتھیوں کو اس کے قتل سے مطلع کیا۔ انعام اور صلہ دینے کا وعدہ کیا چنانچہ حسن کے ساتھی یہ سن کر خاموش ہو گئے۔ چنانچہ ابوالفرج نے ان کو وعدہ کے مطابق انعام دیا اور لشکریوں نے اس کو حسن کی جگہ اپنا امیر تسلیم کر لیا۔ اس کے بعد ابوالفرج نے دار الخلافہ بغداد میں اپنی حکومت کا خط بھیجی اور خلیفہ نے سند حکومت بھیج دی یہ واقعہ حسن کی حکومت کے تیسرے سال کا ہے۔

ابوالفرج کا قتل: حسن بن عمران کے قتل کے بعد وہ اشخاص جنہوں نے اسے قتل کیا تھا کمانڈروں کے پاس آ کر جمع ہوئے۔ سرداران لشکر، حاجب مظفر بن علی کے پاس حاضر ہوئے جو کہ عمران اور حسن کا مشہور اور اہم سردار تھا۔ واقعات بتائے اور ابوالفرج کی شکایتیں کیں۔ حاجب مظفر نے ان لوگوں کو دم دلا سادیا لیکن وہ اس کی اشک شوقی سے راضی نہ ہوئے اور اسے ابوالفرج کے قتل پر آمادہ کر دیا۔ چنانچہ حاجب مظفر نے ابوالفرج کو اس کی حکومت کے چند مہینے بعد قتل کر کے اس کے بھائی حسن کے بیٹے ابوالمعالی کو اپنا حکمران بنالیا چونکہ ابوالمعالی کم سن تھا ③ اس لئے حکومت کا نظم و نسق خود حاجب مظفر سنبھالنے لگا۔ اور کمانڈروں میں سے جن جن کی طرف سے اسے خطرہ تھا ان سب کو تہ تیغ کر کے امور سیاست و حکومت پر حاوی ہو گیا۔

ابوالمعالی کی معزولی: کچھ عرصے بعد حاجب مظفر بن علی کو جو کہ ابوالمعالی کی حکومت کا منصرم تھا حکومت بطیحہ کی خواہش پیدا ہوئی چونکہ یہ ہوشیار، چلتا پرزہ تھا۔ ایک جعلی فرمان مصمام الدولہ سلطان بغداد کا مہری و دستخطی بنایا اور قاصد کے ذریعے سے جس پر آثار سفر نمایاں تھے ابوالمعالی کے دربار میں پیش کر دیا۔ فرمان میں لکھا ہوا تھا کہ ابوالمعالی کو بوجہ نالائقی اور کم سنی معزول کیا جاتا ہے اور حکومت حاجب مظفر بن علی کو عطا کی جاتی ہے۔ سرداران لشکر کو ہدایت کی جاتی ہے کہ اس فرمان کے مطابق عمل پیرا ہوں چنانچہ سرداران لشکر نے اطاعت کی گردن جھکادی پھر حاجب مظفر نے ابوالمعالی اور اس کی ماں کو واسطہ بھیج دیا۔ تنخواہ مقرر کر دی۔ اہل بطیحہ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا۔ ابوالمعالی کی معزولی سے عمران بن شاہین کے خاندان سے حکومت نکل گئی۔

علی بن نصر کی ولی عہدی: اس واقعہ کے بعد حاجب مظفر نے اپنے بھانجے علی بن نصر کو اپنی ولی عہد مقرر کیا اور علی کے بعد اپنی دوسری بہن کے بیٹے کو حکومت و امارت کی وصیت کی علی بن نصر کی کنیت ابوالحسن تھی۔ امیر مختار کے لقب سے خود کو ملقب کرتا تھا۔ دوسرے کا نام علی بن جعفر تھا اور اس کی کنیت بھی ابوالحسن تھی۔

مہذب الدولہ کی حکومت: ۴۷۶ھ میں حاجب مظفر تین سال حکومت کر کے مر گیا اس کے بعد اس کا بھانجہ ابوالحسن علی بن نصر جیسا کہ حاجب نے اس کو اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا حکمران بنا شرف الدولہ سلطان بغداد کی خدمت میں فدویت نامہ بھیجا۔ اطاعت و فرمانبرداری کا وعدہ کیا۔ شرف الدولہ نے بطیحہ حکومت اسے سپرد کر دی اور مہذب الدولہ کا لقب دیا۔ مہذب الدولہ نے حسن سلوک کا رعایا کے ساتھ برتاؤ کیا۔ داد و بخش سے کام لیا، مظلوموں کی فریادیں، اس خبر کا مشہور ہونا تھا کہ چاروں طرف سے لوگوں کی آمد شروع ہو گئی۔ نامی گرامی ارباب علم و فن نے بطیحہ میں سکونت اختیار

① ایک نسخہ میں اس کے بیٹے کی طرف مار کر دفن کیا جانا تحریر ہے جو غلط ہے۔ تاریخ کامل ج ۵ ص ۴۳۵-۴۳۶۔ تاریخ کامل میں حسن کی جائے حسین ہے۔ لیکن صحیح یہی ہے۔ کیونکہ ابن خلدون کے علاوہ صاحب المآثر الزمان اور صاحب النجوم الزاہد کی بھی یہی رائے ہے۔ ② دیکھیں تاریخ مختصر ابنی القداء۔

سے۔ بڑے بڑے مکانات اور محل بنوائے گئے۔ اطراف و جوانب کے حکمرانوں سے خط و کتابت ہونے لگی۔ مراحم دوست نہ پیدا ہوئے۔ بہاؤ اللہ نے اپنی بیٹی کا مہذب الدولہ سے عقد کر دیا جس سے مہذب الدولہ کی شوکت و شان دوگنی ہو گئی یہاں تک نصرت پہنچ گئی تھی کہ جس وقت قرار ۱۰۰ خلیفہ صالح سے خطرہ پیدا ہوا تھا اور جان کے خوف سے دارالخلافہ سے بھاگا تھا تو بطیمہ ہی میں آ کر پناہ لی تھی چنانچہ تین سال تک نہایت عزت و احترام سے مہذب الدولہ کے پاس رہا تا آنکہ اسے ۳۸۱ھ میں خلافت کے لئے بطیمہ سے بغداد بلا لیا گیا۔

ابن واصل اور مہذب الدولہ: ابوالعباس ابن واصل، زرلوگ، حاجب کا نائب تھا۔ اسی کی خدمت میں ابن واصل کو عروج و ایک مدت بعد ابن واصل کو زرلوگ سے کشیدگی پیدا ہوئی تو ترک ملازمت کر کے شیراز چلا گیا اور فولاہ کی خدمت میں رہنے لگا۔ فولاہ نے اس کی بخدمت کی۔ زیادہ مدت نہ زری تھی کہ فولاہ سے بھی الگ ہو کر ابواز چلا گیا۔ پھر ابواز سے بغداد پہنچ گیا۔ بغداد میں بھی زیادہ دن قیام نہیں کیا۔ بو محمد بن مکرّم کی خدمت میں پہنچ گیا۔ پھر ابو محمد بن مکرّم سے بطیمہ ہو کر بطیمہ میں مہذب الدولہ کی خدمت میں جا کر قیام پذیر ہو گیا۔ مہذب الدولہ نے اس کو مدد و عہدہ پر مقرر کر دیا۔ جب کرستان نے مہذب الدولہ پر قبضہ کیا تھا تو مہذب الدولہ نے اس سے جنگ کرنے کے لئے ابن واصل کو سردار لشکر مقرر کر کے بصرہ روانہ کیا۔ چنانچہ ابن واصل نے کرستان سے جنگ کی اور اس پر غالب ہو کر اسے مار ڈالا۔ اس واقعہ سے ابن واصل کے حوصلے بلند ہو گئے۔ وہ شیرازی طرف چلا اور محمد بن مکرّم کی کشتیوں پر قبضہ کر لیا۔ مال و اسباب لوٹ کر شیبی دجلہ کی طرف واپس آ گیا اور اس پر قابض ہو کر مہذب الدولہ سے بغاوت کا علم بند کر دیا۔ مہذب الدولہ کو اس کی خبر ملی تو ایک بیڑہ سو کشتیوں کا جس میں بڑے بڑے سوار اور جنگ آور سوار تھے روانہ کیا۔ اتفاق یہ کہ چھ کشتیاں ہوائے غل کی وجہ سے غرق ہو گئیں باقی ماندہ کو ابن واصل نے گرفتار کر لیا اور ایلہ کی جانب واپس آ گیا۔

ابن واصل کا بطیمہ پر قبضہ: مہذب الدولہ کو اس واقعہ سے بے حد صدمہ ہوا۔ ابوسعید بن ماکولا کی ماتحتی میں دوبارہ فوجیں روانہ کیں۔ مگر ابن واصل نے سے بھی شکست دے دی۔ اس کے مال و اسباب و آلات حرب چھین لئے اور بطیمہ کی طرف قدم بڑھائے۔ مہذب الدولہ میں مقیم تھے کہ تاب نہ تھی اس لئے بطیمہ کو خیر آباد کہہ کر شجاع بن مروان اور اس کے بیٹے صدقہ کے پاس چلا گیا۔ ان لوگوں نے مہذب الدولہ کے ساتھ بد عہدی و دغا کی اس کے مال و اسباب کو لے لیا۔ تب بیچارہ مہذب الدولہ پریشان ہو کر واسطہ چلا گیا۔ ابن واصل نے بطیمہ پر قبضہ کر کے مہذب الدولہ در اس کی بیوی بہاء الدولہ کی بیٹی کے مال و اسباب کو ضبط کر لیا۔ لیکن کچھ سوچ کر بہاء الدولہ کی بیٹی کا مال اس کے باپ کے پاس بھیج دیا اور وہ اس واقعہ سے پہلے اپنے باپ کے پاس بغداد چلی آئی تھی۔

عمید اور ابن واصل کی جنگ: اس کے بعد اہل بطایخ میں ابن واصل کے خلاف شورش پیدا ہوئی۔ ابن واصل نے سات سو سواروں کو مجاورہ روانہ کیا اہل مجاورہ نے ان سے جنگ کی اور میدان جنگ اہل مجاورہ کے ہاتھ رہا۔ ابن واصل کے سواروں کو شکست ہوئی۔ ابن واصل کو اس سے اپنی جان کا خطرہ پیدا ہو گیا چنانچہ بطایخ چھوڑ کر بصرہ واپس آ گیا اور استقلال وقت کے ساتھ بصرہ میں قیام اختیار کیا۔ اہل بطایخ کو ابن واصل کی غفلت اور دشمنی سے خوف و خطرہ پیدا ہو گیا۔ ادھر بہاء الدولہ، ابن واصل کی روک تھام اور سرکوبی کی غرض سے فارس سے ابواز آ گیا اور عمید الجیوش ایک بڑی فوج کے ساتھ روانہ ہوا اور واسطہ پہنچا بہت سی کشتیاں حاصل کر کے بطایخ کی طرف روانہ ہو گیا۔ ابن واصل بھی اس واقعے سے مطلع ہو کر بصرہ سے مقابلہ کے لئے نکل کھڑا ہوا۔ پھر دونوں حریف میدان جنگ میں آ گئے۔ جنگ ہوئی تو عمید الجیوش کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی اور ابن واصل نے ان کے آلات حرب اور سارے اسباب لوٹ لئے اور کامیابی کے ساتھ بصرہ واپس آ گیا۔

بطیمہ کی طرف مہذب الدولہ کی واپسی: عمید الجیوش، ابن واصل سے شکست اٹھا کر واسطہ میں جا کر مقیم ہو گیا تھا اور ابن واصل کے خلاف فوجیں فراہم کرنے میں مصروف تھا کہ یہ خبر ملی کہ ابن واصل کا گورنر بطایخ، فوجیں مرتب کر کے مہذب الدولہ کو دارالخلافہ بغداد بدارشاہی الفوج کے ساتھ بطیمہ کی جانب روانہ کیا چنانچہ مہذب الدولہ دریا کے راستے جنگی کشتیوں کا بیڑہ لئے ہوئے ۳۸۵ھ میں بطیمہ پہنچ گیا اور بزرگ قوت کا بحش

ہو گیا۔ گرد و نواح کے امراء و ضروہ نے اس کی اطاعت قبول کی چنانچہ بہاء الدولہ نے پچاس ہزار دینار سالانہ خراج مقرر کیا۔

ابن واصل پر ابن واصل کا حملہ: ابن واصل ان دنوں خوزستان پر حملہ کے لئے فراہمی لشکر میں مصروف تھا۔ ملک گیری کی ہوا دماغ میں گائی تھی یہ وہ تردیدی اور نیز دوسری فوجیں جمع ہو گئیں چنانچہ ان سب کو مرتب اور مسلح کر کے ابواز کی طرف روانہ ہو گیا۔ بہاء الدولہ نے اس سے مطلع ہو کر ابن واصل کے مقابلہ پر فوجیں روانہ کیں مگر ابن واصل نے کھلے میدان ان کو شکست دے دی اور دار الخلافہ میں داخل ہو کر جو کچھ پیا پوٹ کیا۔ اس کے بعد خطہ کے پیش نظر بہاء الدولہ کی خدمت میں صلح کا پیغام بھیجا۔ بہاء الدولہ نے مصلحتاً مصالحت کر لی، اور اس کے علاقوں میں چند عداوتوں کا اضافہ کر دیا۔

ابن واصل کا قتل: چونکہ بہاء الدولہ کے دل میں اس واقعہ سے ایک خلش باقی رہ گئی تھی اس لئے موقع پا کر ایک فوج، ابن واصل سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کی اور خود ابواز کے طرف چلا گیا۔ ابن واصل نے بہاء الدولہ کی فوج کا ٹکڑا اور نیزوں سے استقبال کیا، اس واقعہ میں بدر بن حسنو یہ بھی ابن واصل کا شریک اور مددگار تھا۔ بہاء الدولہ نے اپنے وزیر السلطنت کو بطیحہ کی حفاظت پر مامور کیا تھا۔ وزیر نے اس کو دوبارہ شکست دے دی اور حسن بن محال خفاجی کوئی کے ساتھ کوفہ گیا کوفہ پر قبضہ کر کے بصرہ پر بھی قابض ہو گیا۔ ابن واصل شکست کھا کر بدر بن حسنو کے پاس جانے کے قصد سے وجہ کی طرف روانہ ہو گیا اور جامعین پہنچا۔ بدر کے ملازموں نے عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ ابوالفتح بن عثمان کے ساتھ جامعین کے قریب ہی تھے اس کی آمد کی خبر پا کر اچانک حملہ کر دیا اور ابن واصل کو گرفتار کر کے دار الخلافہ بغداد روانہ کر دیا عمید الجوش نے اسی حالت سے بہاء الدولہ کی خدمت میں بھیج دیا۔ بہاء الدولہ تو پہلے ہی سے خار کھائے بیٹھا تھا ۳۹۶ھ میں اس کو قتل کر دیا جیسا کہ اوپر اس کے حالات کے سلسلے میں تحریر کیا گیا۔

مہذب الدولہ کی وفات: ان واقعات کے ختم ہونے پر ماہ جمادی الثانی ۳۹۸ھ میں مہذب الدولہ کی وفات ہو گئی۔ اس کا بھائی ابو عبد اللہ محمد بن نسبی اس کی حکومت و سلطنت کا منصرم ہی نہ تھا بلکہ درحقیقت اس کے بجائے حکومت اسی کے قبضہ میں تھی لشکریوں نے جمع ہو کر اس کو اپنا سردار تسلیم کر لیا چنانچہ اس نے ان لوگوں سے اپنی اطاعت و فرمانبرداری کی قسمیں لیں ابھی مہذب الدولہ کی وفات نہیں ہوئی تھی اور وہ بستر عدالت پر پڑا ہوا موت کا انتظار کر رہا تھا کہ ابو عبد اللہ کو یہ خبر مل گئی کہ اس کے ماموں مہذب الدولہ کا بیٹا ”ابوالحسن احمد“ حکومت کا دعویٰ کر رہا ہے اور اس نے کمانڈروں سے ساز باز کر کے بعض فوجیوں سے اپنے باپ کے بعد اپنی حکومت کی بیعت لے لی ہے۔ ابو عبد اللہ نے اس کی طلبی کا حکم صادر کیا۔ فوج نے حاضر کر دیا ابو عبد اللہ نے اس کو گرفتار کر لیا یہ خبر سن کر اس کی ماں (مہذب الدولہ کی بیوی ابو عبد اللہ کی ممانی) دوڑی آئی اور اصل واقعہ بیان کیا لیکن نتیجہ یہ نکلا کہ اس کے دوسرے دن مہذب الدولہ کا انتقال ہو گیا اور ابو عبد اللہ بن نسبی تخت حکومت پر قابض ہو گیا۔ اور اپنے ماموں مہذب الدولہ کے انتقال کے تیسرے دن اپنے ماموں زاد بھائی ابوالحسن کو قید حیات سے سبکدوش کر دیا۔

ابو عبد اللہ کی وفات سرانی کی حکومت: ابو عبد اللہ بن نسبی اپنی حکومت کے تیسرے مہینہ مر گیا ابو محمد حسین بن بکر سرانی کو جو کہ مہذب الدولہ کے خواص سے تھا بالاتفاق سردار ان لشکر نے اپنا امیر تسلیم کر لیا ابو محمد حسین بن بکر سرانی ۴۰۱ھ نے سلطان بغداد کی خدمت میں ہدایا اور تحائف روانہ کئے چنانچہ سلطان الدولہ نے اس کی حکومت تسلیم کر لی،

صدقہ کی حکومت: ابو محمد سرانی ۴۱۰ھ تک بطیحہ پر حکومت کرتا رہا پھر سلطان الدولہ نے کسی وجہ سے ناراض ہو کر صدقہ بن فارس مازیاری کو حکومت بطیحہ کی سند عنایت کی چنانچہ صدقہ نے بطیحہ پہنچ کر ابو محمد سرانی کو گرفتار کر لیا اور بطیحہ کی حکومت اپنے قبضہ میں لے لی ابو محمد سرانی اس وقت سے مسلسل قید ہی میں رہا یہاں تک کہ صدقہ نے وفات پائی اور اس کو قید سے نجات ملی جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

صدقہ کی وفات: صدقہ بن فارس مازیاری نے اپنی حکومت کے دسویں سال ماہ محرم میں سفر آخرت اختیار کیا، ساہور بن ۴۱۱ھ مرزبان اس کی فوج کا سپہ سالار اعظم تھا چونکہ ابوالہیجا محمد بن عمران بن شاہین اپنے باپ عمران کے مرنے کے بعد پریشان ہو کر بدر بن حسنو کے پاس چلا گیا اور ایک

۱ تاریخ کامل میں بی ہے۔ ۲ یہاں صحیح لفظ السرائی ہے تاریخ کامل حصہ ۱۲۰۔ ۳ اس کا پورا نام ساہور بن مرزبان بن مردان تھا، جبکہ تاریخ کامل میں مردان کی جگہ مردون ہے۔

عرصے تک وزیر ابوطیب کے یہاں ٹھہرا رہا چنانچہ ساہوگر کو موقع مل گیا اور وہ بطیحہ کی حکومت پر قابض ہو گیا۔

ساہوگر کی معزولی ابونصر کی حکومت... کچھ عرصے بعد ابونصر بن مروان نے ساہوگر کی مخالفت شروع کر دی ساہوگر متنبہ نہ کر کے کاہل اور غفیل ہو گیا۔

اہل بطیحہ کی بغاوت: ابو کالیجار نے ۳۱۵ھ میں اپنے وزیر السلطنت ابو محمد بن نایبشاد ① کو بطیحہ کو فتح کرنے کے لئے روانہ کیا چنانچہ وزیر السلطنت نے بطیحہ کو فتح کر کے ابوعبداللہ حسین بن بکر سراقی کو بطیحہ کی حکومت پر مقرر کر دیا مگر اس نے رعایا کے مال و زر پر طمع کا ہاتھ بڑھایا اور خزانہ کے عدوہ ایک مقدار میں نقد رقم ان پر مقرر کر دی جو ان سے زبردستی وصول کرتا تھا اس سے رعایا نے پریشان ہو کر جلاوطنی اختیار کر دی جو باقی رہ گئے نہوں نے سراقی کو قتل کر دینے کا عزم کر لیا مگر کسی ذریعہ سے یہ خبر سراقی کو پہنچی تو وہ مردان لوگوں کے پاس گیا معذرت کی درخواست کی اور حسن سلوک کر کے کامدہ کیا لیکن اپنی بری عادات کو ترک نہ کیا چنانچہ اہل بطیحہ نے متحد ہو کر حملہ کیا اور اس کو اپنے شہر سے نکال دیا چنانچہ سراقی یزید بن مزید کے پاس چل گیا۔

اہل بطیحہ کی گوشمالی: بطیحہ میں ایک جماعت جلال الدولہ کی فوج کی قید میں تھی اہل بطیحہ نے ان کو جیل سے نکالا اور ان کی مدد سے بطیحہ کا نظم و نسق سنبھالا اور اسی طرح بغاوت و مخالفت پر قائم رہے جیسا کہ مہذب الدولہ کے دور میں تھے اس کے بعد ابن طرانی آیا اور اس نے بطیحہ پر قبضہ کر لیا اور ۳۳۲ھ تک بطیحہ میں ٹھہرا رہا۔ پھر ابونصر بن ہشیم نے ابن طرانی پر فوج کشی کی اور اس کو زیر کر کے بطیحہ فتح کر لیا اور جی کھول کر اسے لوٹا چنانچہ اہل بطیحہ نے اس کی وصیت قبول کر لی اور جلال الدولہ کو خراج دینے کا وعدہ کر لیا۔

ابو کالیجار کا بطیحہ پر قبضہ: ۳۳۹ھ کا دور آیا تو ابو کالیجار نے اپنے وزیر السلطنت ابوالغنائم ابوالسعادات کو ایک بڑی فوج دے کر بطیحہ کے محاصرے اور فتح کرنے کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ ابوالغنائم نے بطیحہ پہنچ کر محاصرہ کر لیا ان دنوں ابومنصور بن ہشیم بطیحہ میں حکومت کر رہا تھا۔ ابومنصور اس کا مقابلہ نہ کر سکا اور صلح کی درخواست کی اسی دوران اس کے کمانڈر امن حاصل کر کے ابوالغنائم کے پاس چلے گئے تھے۔ ان لوگوں نے اس کی کمزوری سے ابوالغنائم کو مطلع کر دیا اور یہ بھی ظاہر کر دیا کہ عنقریب ابومنصور شہر چھوڑ کر بھاگنے والا ہے چنانچہ ابوالغنائم نے ناکہ بندی کر لی جیسے ہی وہ صفر آیا ابو غنائم نے جنگ چھیڑ دی اور کامیابی کا میدان اس کے ہاتھ رہا۔ ایک گروہ اہل بطیحہ کا مارا گیا متعدد کشتیاں ڈوب دی گئیں۔ بہت سے لوگ جنگل اور پہاڑوں میں متفرق و منتشر ہو گئے۔ ابومنصور تنہا کشتی پر سوار ہو کر نکل کر بھاگا اس کے مکان میں آگ لگا دی گئی جو کچھ مال و اسباب تھا لوٹ گیا۔

بطیحہ میں ابن ابی الخیر کی حکومت: اس کے بعد بنو ابی الخیر کا دور حکومت بطیحہ میں شروع ہو گیا۔ ان کی حکومت پانچویں صدی کے پہلے اور اس کے بعد بھی تھی میں نہیں کہہ سکتا کہ بنو ابی الخیر کس گروہ میں سے تھے۔ ہاں البتہ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ ابوالخیر کے دو بیٹے تھے۔ اسمعیل اور محمد، اسمعیل کا لقب مصطیع تھا اور محمد کا لقب مختصر، یہ دونوں اپنی قوم کے سردار تھے۔ مختصر کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا مہذب الدولہ سردار بنایا گیا ابن ہشیم و ان بطیحہ سے اس کی لڑائیاں ہوئیں بالآخر مہذب الدولہ نے زمانہ گوبرائین (شحنہ بغداد میں ابن ہشیم کو مغلوب کر دیا۔ اس کے بنو اعمام اور خاندان والے اس کی اطاعت کو اپنی عزت کا باعث سمجھتے تھے۔

صدقہ اور مہذب الدولہ کی جنگ: سلطان محمد نے ۵۹۵ھ میں صدقہ بن مزید کو بطیحہ اور دجلہ کی گورنری عنایت کی اور شہر واسطہ کو بطور جائزہ مرحمت کیا اور چنانچہ صدقہ نے مہذب الدولہ احمد بن محمد بن ابوالخیر والی بطیحہ سے ضمانت لے کر بطیحہ کی حکومت پر برقرار رکھا۔ مہذب الدولہ نے اپنی اول کو بطیحہ کے صوبوں کی حکومتوں پر مامور کر دیا۔ حماد، مہذب الدولہ کا چچا زاد بھائی تھا۔ صدقہ نے اسے واسطہ کے انتظام پر مقرر کیا تھا۔ مہذب الدولہ اپنے چچا اسمعیل کے بیٹے حماد سے نرمی اور ملاطفت کا برتاؤ کرتا تھا اور حماد کو ریاست و حکومت کی پڑی ہوئی تھی چنانچہ جب گوبرائین (شحنہ بغداد) کا انتقال ہو گیا تو حماد اپنے چچا زاد بھائی مہذب الدولہ سے لڑ پڑا۔ مہذب الدولہ نے بہت زیادہ کوشش اصلاح کی کی مگر کامیاب نہ ہو سکا چنانچہ نفیس بن مہذب الدولہ نے فوجیں حاصل کر کے مقابلہ کیا جس میں حماد کو شکست ہو گئی اور اس نے صدقہ کے پاس جا کر پناہ لی اور اس سے فوجیں سے کر مہذب

الدولہ سے دوبارہ لڑنے کے لئے بطیجہ آیا۔ مہذب الدولہ نے مقابلے پر کمر باندھی متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ اور ابھی خاتمہ جنگ نہ ہو سکا تھا کہ صدقہ نے ایک تازہ دم فوج حماد کی مدد پر بھیج دی جس سے مہذب الدولہ کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ اس کی فوج کی زیادہ حصہ کام آ گیا۔ اس واقعہ سے حماد کی لاج بڑھ گئی، اس نے صدقہ سے مزید مدد کی درخواست کی چنانچہ صدقہ نے اپنے سپہ سالار حمید بن سعید کو حماد کی مدد پر مامور کر دیا۔ مہذب الدولہ نے حمید بن سعید سپہ سالار لشکر کے پاس مصالحت کا پیغام بھیجا چنانچہ حمید نے اس کی درخواست کو قبول کر لیا اور صدقہ سے اس کی صلہ کرادی۔ اس کے بعد مہذب الدولہ نے اپنے بیٹے نفیس کو صدقہ کی خدمت میں روانہ کیا اور صدقہ نے درمیان میں پڑ کر حماد اور اس کے بنوا اہل مہذب الدولہ وغیرہم میں مصالحت کرادی۔ یہ واقعہ ۵۴۳ھ کے ہیں۔

نصر بن نفیس اور اس کے بعد مظفر بن حماد کی حکومت:۔۔۔ دبیس بن صدقہ نے مسترشد کے دور خلافت اور سلطان محمود کے عہد حکومت میں بغاوت کا جھنڈا بلند کیا اس وقت برستی، شحنے بغداد تھا۔ اس نے بطیجہ کی حکومت دبیس کے قبضہ سے نکال کر اپنے خادم سبحان کو دے دی، سبحان نے اپنی طرف سے نصر بن نفیس بن مہذب الدولہ احمد بن محمد بن ابوالخیر کو مقرر کیا اور سلطان محمود نے برستی کو جنگ دبیس سے روانگی کا حکم دیا چنانچہ برستی دہر الخلافت بغداد سے فوجوں کو مرتب کر کے روانہ ہو گیا۔ اس مہم میں نصر بن نفیس والی بطیجہ اور اس کا چچا زاد مظفر بن حماد بن اسماعیل ابوالخیر بھی برستی کے لشکر میں تھے۔ ان دونوں میں جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں خاندانی دشمنی چلی آرہی تھی چنانچہ برستی اور دبیس کی جنگ ہوئی۔ دبیس نے برستی کو شکست دے دی اور شاہی فوجیں شکست کھا کر بھاگیں، لیکن نصر بن نفیس اور اس کا چچا زاد حماد، ساباط میں ٹھہرے رہے۔ جیسے ہی شاہی فوجیں شکست کھا کر واپس پہنچیں مظفر بن حماد نے نصر بن نفیس کو قتل کر کے بطیجہ پر قبضہ کر لیا اور دبیس کی خدمت میں فدویت نامہ روانہ کر دیا اور دبیس نے خلیفہ کی خدمت میں معذرت کا خط روانہ کیا اور اطاعت و فرمانبرداری کی قسم کھائی۔

ابن صدقہ کا انجام:۔۔۔ اس واقعہ کی سلطان محمود کو خبر ملی تو منصور بن صدقہ برادر دبیس اور اس کے بیٹے کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ نیل کی سلاخیاں آنکھوں میں پھر وادیں، دبیس کو اس سے سخت صدمہ ہوا۔ اپنے قبائل کو جو واسطہ میں تھے سلطان محمود کے خلاف ابھارنے کی کوشش کی مگر ترک رکاوٹ بن گئے۔ مہمل بن ابوالعسکر نے اپنے سپہ سالار افواج کو اس طوفان کو فرو کرنے کے لئے روانہ کیا اور مظفر بن حماد (والی بطیجہ) کو اہل واسطہ کے مقابلہ پر مدد دینے کا حکم بھیجا۔ لیکن مہمل نے عجلت سے کام لیا اور ابھی مظفر بن حماد آنے بھی نہ پایا تھا کہ اہل واسطہ سے لڑائی چھیڑ دی۔ اہل واسطہ نے اس کو شکست دیکر اس کے مال و اسباب اور آلات حرب لوٹ لئے غرض اسی طرح کی طوائف اہلو کی کا بطیجہ میں دور دورہ رہا یہاں تک کہ بنو معروف نے بطیجہ کی حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اور خلفاء نے ان کو بطیجہ سے نکال دیا۔

بنو معروف کی بطیجہ سے جلا وطنی:۔۔۔ بنو معروف بطیجہ کے حکمران چھٹی صدی کے آخر میں تھے۔ مجھے یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ بنو معروف کا کس خاندان سے تعلق تھا۔ جس وقت خلافت بغداد خلافت کی ذمہ داریوں کو پورا نہ کر سکی اور حکمرانان سلجوقیہ کی استبدادی حکومت کا دور شروع ہوا اور رفتہ رفتہ اسلامی ممالک ان کے اقتدار سے نکلنے لگے۔ حلب، کوفہ، واسطہ، بصرہ، نگریت، ہیبت، انبار اور حدیشہ پر سلاطین سلجوقیہ کا قبضہ ہو گیا۔ اتنے میں ناصر کی خلافت کا دور آ گیا۔ بنو معروف نے بطیجہ کی حکومت پر قبضہ کر لیا۔ اس وقت ان لوگوں کا خاندانی بزرگ معلیٰ نامی ایک شخص تھا۔

بنو معروف کا انجام:۔۔۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ بنو معروف قبیلہ ربیعہ میں سے تھے، فرات کے مغربی حصہ میں سورا کے نشیبی جانب بطح سے متصل رہتے تھے۔ جب ان کی ایذا رسانی، فتنہ انگیزی اور فساد کی شکایتیں بڑھ گئیں اور چاروں طرف سے داویلا مچا تو خلیفہ ناصر نے مغذ الشریف ① (متولی بلاد واسطہ) کو بنو معروف کی سرکوبی کا حکم صادر کر دیا چنانچہ مغذ الشریف اس حکم کے مطابق تمام ممالک اسلامیہ سے فوجیں حاصل کر کے بلاد بطیجہ ② کی طرف ۵۱۶ھ میں روانہ ہو گیا۔ بنو معروف مقابلہ نہ کر سکے اور شکست کھا کر بھاگ گئے، قتل اور دارو گیر کا ہنگامہ برپا ہو گیا۔ ان کا مال و اسباب لوٹ لیا گیا،

① یہاں صحیح لفظ معد الشریف ہے۔ دیکھیں (تاریخ کامل ج ۷ ص ۵۶۸)۔ ② بطیجہ کے مقبر نامی علاقہ کی طرف روانہ ہوا۔ ایک نسخہ میں مقبر کے بجائے "عمیر" ہے جو غلط ہے۔ دیکھیں تاریخ کامل ج ۷ ص ۵۶۹۔

اسی وقت سے بطحہ کا نظام حکومت درست ہو گیا۔ خلیفہ ناصر کے مقبوضہ علاقوں میں شامل ہو گیا اور کوئی رقیب حکومت و دولت میں باقی نہ رہا۔

دینور اور صامغان کے حکمران

بنو حسو یہ کے حالات: حسو یہ بن حسین کردی، کردوں کے ایک گروہ میں سے تھا جو زیر نکاس کے نام سے مشہور تھا اور اس کا خاندان کو دولتتہ کے نام سے مشہور تھا۔ حسو یہ قلعہ سریاج کا مالک اور بزرگ اس کا امیر تھا۔ اس نے حکومت اپنے ماموں دنداد اور غانم بن احمد بن علی سے ورثتاً حاصل کی تھی انہی کردوں کا ایک اور گروہ تھا جو عباسیہ کہلاتا تھا ان دونوں (دنداد اور غانم) نے اطراف دینور، ہمدان، نہاوند، صامغان و بعض مضافات آذر بائیجان اور شہروز کی حدود تک پر غلبہ حاصل کر لیا تھا اور تقریباً پچاس سال تک ان علاقوں کے مالک و حکمران رہے۔ ان میں سے ہر ایک کے پاس ہزاروں کی تعداد میں فوج تھی۔ المختصر دنداد بن احمد ۳۲۹ھ میں انتقال کر گیا پھر اس کی جگہ اس کا بیٹا ابو غنائم عبد الوہاب حکمرانی کرنے لگا یہاں تک کہ کردوں میں سے ساد بنجان نے اس کو گرفتار کر لیا۔ چنانچہ ابو غنائم کے فوجیوں نے حسو یہ کو اپنا امیر بنالیا اس نے ابو غنائم کے قلعوں اور املاک پر قبضہ کر لیا اس کے بعد ۳۳۵ھ میں غانم بن احمد کا انتقال ہو گیا پھر اس کا بیٹا ابوسلمہ دسیم اس کے بعد قلعہ بستان میں حاکم بنا پھر ابو الفتح بن عمید نے اس سے حکومت و ریاست چھین لی اور اس کے قلعوں بستان و غانم، افاق وغیرہ پر قبضہ کر لیا۔

حسو یہ کا کردار اور خوبیاں: حسو یہ نہایت خلیق اور سیرت کا سچا اچھا انسان تھا حرمین میں ہر سال بڑی مقدار میں صدقہ بھیج کرتا تھا۔ اپنے فرائض کو پورے طور سے انجام دیتا تھا۔ اس نے صغور مہندسہ میں قلعہ سریاج (یا سریاج) اور دینور میں ایک بہت بڑی جامع مسجد تعمیر کرائی پھر جب بنو بویہ حکمران بنے اور رکن الدولہ نے ”رے“ اور اس کے متصل علاقوں کو لے لیا تو حسو یہ رکن الدولہ کے حامیوں اور معین و مددگاروں میں شامل ہو گیا۔ اس لئے رکن الدولہ، حسو یہ کے ساتھ ہر قسم کی مراعات اور اس کے کاموں سے چشم پوشی کرتا تھا یہاں تک کہ ابن مسافر اور دیلمیوں سے لڑائی شروع ہو گئی جس میں حسو یہ نے ابن مسافر کو شکست دیدی۔ ابن مسافر ایک محفوظ مقام میں قلعہ نشین ہو گیا مگر حسو یہ نے اس کا محاصرہ کر لیا اور چاروں طرف آگ لگادی۔ جس سے ابن مسافر ہلاکت کے قریب پہنچ گیا۔ مجبور ہو کر امن کی درخواست کردی چنانچہ حسو یہ نے اس کو امن دے دیا لیکن پھر بد عہدی کی۔ اس سے رکن الدولہ کے خیالات خراب ہو گئے اور حمیت قومی کی رگ جوش میں آ گئی۔ ۳۵۹ھ میں اپنے وزیر السلطنت ابو الفضل بن عمید کو بڑی فوج کے ساتھ حسو یہ کو زیر کرنے روانہ کیا۔ ابو الفضل نے ہمدان پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑا اور حسو یہ پر طرح طرح کی سختی کرنے لگا مگر اس دوران ابو الفضل مر گیا اور اس کے بیٹے ابو الفتح نے خراج دینے پر حسو یہ سے صلح کر لی اور واپس چلا گیا۔

حسو یہ کی وفات بدر کی حکومت: ۳۶۹ھ میں حسو یہ کی موت کا وقت آ گیا۔ ابو العلاء، عبدالرزاق، ابو النجم بدر، عاصم، ابو عدنان، عبدالملک اور بختیار اس کے بیٹے تھے۔ بختیار قلعہ سریاج کا مالک تھا اور اسی کے پاس حسو یہ کا مال اور خزانہ تھا۔ اس نے عضد الدولہ کی خدمت میں فدویت نامہ بھیجی اور اطاعت قبول کر لی مگر کچھ عرصے بعد منحرف ہو گیا۔ عضد الدولہ نے ایک فوج بختیار کو زیر کرنے کے لئے بھیج دی جس نے اس کے سارے قلعوں پر قبضہ کر لیا۔ پھر جب عضد الدولہ اپنے بھائی فخر الدولہ سے جنگ کرنے کے لئے بڑھا اور ہمدان ”رے“ پر قبضہ کر کے اپنے بھائی موید الدولہ کی حکومت میں تخت و شال کر دیا اور فخر الدولہ، قابوس بن وشمگیر کے پاس چلا گیا تو عضد الدولہ نے حسو یہ کردی کے علاقوں کی طرف پھر قدم بڑھایا اور نہاوند، دینور اور سریاج کو فتح کر لیا جو کچھ مال و خزانہ اس قلعہ میں تھا لے لیا یہ قلعہ نہایت عظیم الشان تھا اس قلعہ کے ساتھ اس کے دوسرے قلعوں پر بھی قبضہ کر لیا۔ حسو یہ کی اولاد اس سے متاثر ہو کر وفدے لے کر عضد الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوئی لیکن عضد الدولہ نے عبدالرزاق، ابو العلاء اور عدنان کو گرفتار کر لیا اور ان میں سے ابو النجم بدر بن حسو یہ کو اپنی خدمت کے لئے منتخب کر کے خلعت فاخرہ سے ممتاز کیا اور کردوں کی حکومت و سرکاری منیت کی فوج اور آلات حرب سے اس کو مقبوض و قوی بنایا۔

حسو یہ کی اولاد کا انجام: چنانچہ بدر نے ان اطراف کا نظم و نسق درست کیا حکومت اپنے قبضہ میں لے لی کردوں کی آئے دن کی بغاوت اور

سرکشی کو روک دیا۔ جس سے حکومت و ریاست پر اس کے قدم جم گئے۔ اس کے بھائیوں کو اس سے حسد و رشک پیدا ہو گیا۔ چنانچہ عاصم اور عبدالمک کھیل کھیلے اور علم بغاوت بلند کر دیا۔ مخالف کردوں کو متحد کر کے برسر جنگ آ گئے۔ عضدالدولہ نے بدر کی حمایت اور ان لوگوں کو ہوش میں لانے اور ان کی سرکشی کے لئے فوجیں روانہ کیں۔ چنانچہ عاصم نے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا مگر شاہی فوج نے اس کو شکست دے دی اور گرفتار کر کے ہمدان لے آئی۔ اس کے بعد پھر اس کی خبر نہ ملی یہ واقعہ ۳۷۳ھ کا ہے عضدالدولہ نے حسو یہ کے تمام بیٹوں کو بغاوت کے الزام میں قتل کر ڈالا اور ابوالنجم بدر و بدستور اس کی حکومت پر قائم رکھا۔

بدر بن حسو یہ اور مشرف الدولہ کی جنگ:..... پھر جب عضدالدولہ کی وفات ہوئی اور اس کا بیٹا صمصام الدولہ تخت حکومت پر بیٹھا تو (اس کے بھائی) مشرف الدولہ نے فارس میں علم مخالفت بلند کیا اور دارالخلافہ بغداد پر قابض ہو گیا۔ فخر الدولہ بن رکن الدولہ، خراسان سے اصفہان اور رے اپنے بھائی موید الدولہ کے انتقال کے بعد واپس آ گیا۔ اس کی مشرف الدولہ سے کچھ چھیڑ چھاڑ ہو گئی تھی جس سے مشرف الدولہ کے دل میں فخر الدولہ کی طرف سے کشیدگی اور غصہ تھا۔ چنانچہ جب مشرف الدولہ کی حکومت دارالخلافہ بغداد میں مستحکم اور مستقل ہو گئی اور حکومت بغداد، صمصام الدولہ نے اپنے قبضہ میں لے لی تو اس کو اپنے سپہ سالار قراتکین جیشاری کو زیر کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ قراتکین نہایت طاقتور شخص تھا۔ مشرف الدولہ تو نام کا بادشاہ تھا سیہ و سفید کا مالک قراتکین تھا اور یہ بات مشرف الدولہ کو بڑا اشت نہیں تھی۔ اس لئے مشرف الدولہ نے فوجیں مرتب کر کے قراتکین کو بدر بن حسو یہ سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ اس روانگی اور جنگ سے مقصود یہ تھا کہ دوراحتوں میں سے ایک مشرف الدولہ کو حاصل ہو جائیں کہ یا تو قراتکین اس لڑائی میں کام آ جائے گا اور ہمیشہ کے لئے اس کے استبداد سے نجات مل جائے گی یا پھر بدر کے علاقے ہاتھ آ جائیں گے۔

بدر بن حسو یہ اور قراتکین: ۳۷۳ھ میں قراتکین اور بدر بن حسو یہ کی وادی قرمیسین میں جنگ چھڑی، بدر کو شکست ہوئی اور وہ روپوش ہو گیا۔ قراتکین اور اس کے ساتھی نہایت بے فکری سے لشکر گاہ اور خیموں میں آرام کرنے لگے چنانچہ بدر نے غافل پا کر ایسی تیزی سے دوبارہ حملہ کیا کہ قراتکین اور اس کے ساتھی ششدر رہ گئے، خود کو سنہال نہ سکے اور نہ گھوڑوں پر سوار ہو سکے۔ بدر نے ان کے خون کا دریا بہا دیا اور جو کچھ ان کے پاس تھا سب پر قبضہ کر لیا۔ گنتی کے چند آدمیوں کے ساتھ قراتکین جان بچا کر نہرواں کے پل کی طرف بھاگا۔ اس کے باقی سپاہی بھی اس سے آ ملے۔ چنانچہ پریشان ہو کہ بغداد آ گیا۔

ناصر الدولہ: اس واقعہ سے بدر کا دائرہ حکومت وسیع ہو گیا۔ اور وہ جبل کے صوبوں پر مستولی و قابض ہو گیا۔ قوت و شوکت بڑھ گئی۔ حکومت و ریاست میں استحکام و استقلال پیدا ہو گیا۔ اس وقت سے بدر کو متواتر کامیابی اور غلبہ حاصل ہوتا چلا گیا یہاں تک ایوان خلافت سے ۳۸۸ھ بہاء الدولہ کے دور میں اسے سند حکومت عطا ہوئی۔ اور ناصر الدولہ کا لقب دیا گیا۔ حرمین میں بچہ صدقات بھیجا کرتا تھا۔ عرب کو حجاز میں کھانا کھواتا اور حاجیوں کی خاطر داشت کرتا تھا۔ اس کے ساتھیوں نے کردوں کے فساد اور ہزنی کو روک دیا تھا جس سے اس کی عزت بڑھ گئی اور اس کا ذکر خیر بلند ہو گیا۔

بدر بن حسو یہ و ابو جعفر کا بغداد کا محاصرہ:..... ابو جعفر حجاج بن ہرمز، بہاء الدولہ کی طرف سے عراق کی حکومت پر مقرر ہوا۔ پھر بہاء الدولہ نے اسے معزول کر دیا اور ابوعلی ابن ابو جعفر استاد ہرمز کو اس خدمت کی عزت بخشی ابوعلی نے عمید الجیوش کا لقب اختیار کیا اور ابو جعفر، اطراف کوفہ میں قیام پذیر ہو گیا عمید الجیوش سے برسر جنگ آیا اگرچہ پہلی لڑائی میں عمید الجیوش نے ابو جعفر کو شکست دے دی۔ لیکن سلسلہ جنگ ۳۶۳ھ تک جاری و قائم رہا۔ بنو عقیل، خفاجہ اور بنو اسد سے امداد لے کر دونوں فریق لڑتے رہے اور بہاء الدولہ، بصرہ میں ابن واصل سے مصروف جنگ تھا ۳۶۹ھ تک اس لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔ جب ابن واصل میں لڑائی کی طاقت باقی نہ رہی تو اس نے قلع (والی طریق خراسان) کو ملا لیا۔ چنانچہ دونوں عمید الجیوش سے جھگڑا کرنے پر تل گئے اتفاق یہ کہ اسی سال قلع مر گیا۔ عمید الجیوش نے اس کی جگہ ابو الفتح محمد بن عنان کو مقرر کیا جو کہ بدر بن حسو یہ کا دشمن اور مخالف تھا۔ بدر بن حسو یہ کو اس سے غصہ و ملال پیدا ہو گیا، لہذا ابو جعفر کی طرف مائل ہو گیا اور اس کی مدد کے لئے کردوں اور اس کے سرداروں کو اپنا ہم آہنگ اور ہم صفیر بنالیا، امیر ہندی بن سعدی، ابو عیسیٰ ساوی بن محمد، ورام بن محمد اپنی اپنی فوجوں کے ساتھ بدر بن حسو یہ کے پاس آ گئے اور علی بن مزید بھی ان لوگوں کے

ساتھ شریک ہو گیا۔ کوچ و قیام کرتے ہوئے بغداد کی طرف بڑھے۔ بغداد سے ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر پڑاؤ کیا ابو الفتح بن عنان اس خبر سے مطلع ہو کر عمید الجیوش کے پاس آ گیا اور اس کے ساتھ دار الخلافہ بغداد کی حمایت اور بدر بن حسو یہ وغیرہ سے مقابلے پر تیار ہو گیا ابھی بڑائی کا آثار نہیں ہو تھے کہ ابن وصل کی شکست اور بہاء الدولہ کے غلبہ کی خبر پہنچ گئی چنانچہ سب کے سب سر پر پاؤں رکھ کر محاصرہ بغداد سے دست کش ہو کر بھاگے۔ ابو جعفر نے حوان کا راستہ لیا، ابو عیسیٰ اس کے ساتھ تھا۔ پھر اس نے بہاء الدولہ سے سلسلہ خط و کتابت کا شروع کیا۔

بدر کی فرمانبرداری اس کے بعد بدر ابن حسو یہ نے رافع بن معین عقیلی کی ولایت کی طرف قدم بڑھایا اور بنو میسب کے اتفاق و مدد سے مار دھار شروع کر دی۔ کیونکہ اس نے ابو الفتح بن عنان کو اپنے یہاں پناہ دی تھی اور اسی زمانہ میں اس نے حلوان اور قرمیسین پر قبضہ حاصل کر لیا تھا۔ چنانچہ بدر نے رافع کے ملاقاتے فتح کرنے کے لئے ایک فوج روانہ کی جس نے اس کو تباہ کر دیا اور بہت سے مقامات کو جلا کر خاک و سیاہ کر دیا۔ یونانی فوج پریشان ہو کر عمید الجیوش کی خدمت میں دار الخلافہ بغداد پہنچ گیا۔ چنانچہ عمید الجیوش نے اپنے پاس ٹھہرایا۔ امداد کا وعدہ کیا یہاں تک کہ بہاء الدولہ کو بن واصل کی مہم و اس کے قتل سے فراغت حاصل ہو گئی۔ اس وقت بہاء الدولہ نے عمید الجیوش کو بغرض اعانت ابو الفتح، بدر بن حسو یہ کی سرکوبی کا حکم دیا۔ چنانچہ عمید الجیوش شاہی فوجوں کو لے کر نیشاپور پہنچ کر پڑاؤ کر دیا اس سے بدر بن حسو یہ گھبرا گیا اور مصالحت کا پیغام بھیجا اور حملے کے اخراجات ادا کرنے کا وعدہ کیا عمید الجیوش اس پر راضی ہو گیا بدر بن حسو یہ نے وعدے کے مطابق حملے کے اخراجات ادا کر دیے اور عمید الجیوش واپس بغداد میں چلا گیا۔

ہلال بن بدر بن حسو یہ: ہلال بن بدر کی ماں، شادی بنجان سے تھی جس کے قریبی عزیز ابو عنان اور ابو الشوک بن مہمل وغیرہ تھے بدر کے پیدا ہونے کے بعد ہی بدر نے اس کی ماں سے علیحدگی اختیار کر لی تھی۔ اس لئے ہلال نے اپنے باپ کے سایہ عاطفت میں نشوونما نہیں پائی۔ بلکہ اس سے علیحدہ اپنے ماموں کے ہاں پرورش پا کر جوان ہوا۔ ادھر بدر نے اپنے دوسرے بیٹے ابو عیسیٰ کو تعلیم و تربیت دی اور ولی عہدی کے لئے منتخب کیا تھا۔ شہر زور پر ہلال کا قبضہ: اس کے بعد ہلال، صامغان کا حاکم بنا، ابن مضاضی (والی شہر روز) کو اس کا پڑوسی ہونا پسند نہ تھا کیونکہ بدر کے اس سے مراسم اتحاد تھے۔ اس لئے ابن مضاضی ① نے ہلال کو حکومت صامغان سے روکا اور جب وہ اپنے ارادہ سے باز نہ آیا تو دھمکی میز پینا بھیجی اور ادھر اس کے باپ (بدر) نے بھی دھمکی دی۔ مگر ہلال نے فوجیں تیار کر کے ابن مضاضی پر چڑھائی کر دی اور شہر روز کے قلعہ کا محاصرہ کر دیا۔ ابن مضاضی نے محاصرہ توڑنے کی بہت کوشش کی کامیاب نہ ہو سکا، اور ہلال نے قلعہ فتح کر کے ابن مضاضی کو مار ڈالا۔ اور اس کے گھر بار کو لوٹ لیا۔ اس قلعہ سے باپ بیٹے کی مخالفت بڑھ گئی۔

بدر کی گرفتاری: ہلال چلتا پڑتا تھا اور بدر جابر مزاج تھا۔ ہلال نے اپنے باپ بدر کے سرداروں اور دوستوں کو ملا لیا۔ سب کے سب بدر کا ساتھ چھوڑ کر کے ہلال کے پاس چلے گئے۔ پھر ہلال فوج کو مرتب کر کے اپنے باپ سے جنگ کرنے نکل کھڑا ہوا۔ دینور میں۔ باپ اور بیٹے کا مقابلہ ہوا۔ مقابلہ سے پہلے ہی بدر کی قسمت میں شکست لکھی جا چکی تھی لہذا گرفتار ہو کر اپنے بیٹے ہلال کے سامنے پیش کیا گیا۔ ہلال نے بدر کو عبادت کی غرض سے قلعہ دینور میں واپس بھیج دیا اور گزارے کے لئے پنشن مقرر کر دی اور جتنا مال و اسباب تھا اس پر قبضہ کر لیا۔

قرمیسین پر ابو الفتح کا حملہ: بدر نے قلعہ پر قابض ہونے اور مستقر طور سے رہنے کے بعد قلعہ کو ہر طرح سے مضبوط و مستحکم کر لیا اور ابو الفتح بن عنان اور ابو عیسیٰ سادی بن محمد کے پاس استر آباد ② میں پیام بھیجا، کہ ہلال کے علاقے نہایت سرسبز اور آباد ہیں ذرا سی نقل و حرکت میں یہ مقبوضات ہاتھ آ جائیں گے، لہذا موقع کو ہاتھ سے جانے نہ دینا چاہئے، ابو عیسیٰ سادی پر بدر کا یہ جادو تو نہ چلا مگر ابو الفتح نے قرمیسین پر حملہ کر دیا اور قلعہ قابض ہو گیا۔ دیہیوں کا میابی کے بعد رعایا کے ساتھ نہایت بد اطواری سے پیش آئے۔ ہلال نے ان پر جارحانہ حملہ کیا اور بہت سے دیہیوں کو قتل کر دیا۔

فخر الملک اور ہلال کی جنگ: پھر بدر نے اپنے قلعہ سے بہاء الدولہ کی خدمت میں ہلال کے مقابلے میں امداد کی درخواست بھیجی چنانچہ بہاء

① تاریخ کامل میں ابن مضاضی ہے۔ ② یہاں صحیح لفظ اسد آباد ہے دیکھیں تاریخ کامل ج ۵ ص ۵۸۱۔ اسد آباد سے عراق کی طرف اسد آباد اور ہمدان میں صرف ایک مرحہ کا فاصلہ ہے۔ مجمع البلدان۔

الدولہ نے اپنے وزیر السلطنت فخر الملک کو بڑی فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ جو کہ کوچ و قیام کرتا ہوا ساپور خورست تک پہنچ گیا اس سے ہلال گھبر گیا، بو سیسی بن سادی ① سے مشورہ کیا تو ابو یحییٰ نے رائے دی، کہ بہتر یہ ہے کہ تم بہاء الدولہ کی اطاعت قبول کر لو اور اگر کسی وجہ سے اطاعت قبول کرنا پسند نہیں کرتے تو جنگ میں جلدی مت کرو۔ حیلے بہانوں سے وقت گزاری کرو، مگر ہلال نے ابو یحییٰ کی رائے پسند نہ کی اور ساز باز کا الزام لگا دیا۔ تنے میں شاہی فوج آگئی اور ہلال نے بھی مقابلہ کی تیاری کر لی۔ فخر الملک نے شاہی فوج کو مہینہ و مہسرہ سے مرتب کیا۔ ہلال نے یہ رنگ دیکھ کر کہہوا دیا۔ میں مقابلہ کرنے نہیں بلکہ اظہار اطاعت کے لئے آیا ہوں۔

ہلال کی گرفتاری اور اطاعت بدر نے اس امر کا احساس کر کے کہ ہلال کا جادو، وزیر پر چلنے ہی والا ہے، وزیر کو اصل واقعہ سے مطلع کیا اور یہ بات کہ یہ ہلال کی چال بازی ہے اور فریب ہے اس نے یہ ہلال کی حرکات و سکنات سے ثابت کر دیا۔ چنانچہ وزیر السلطنت کے خیالات تبدیل ہو گئے لشکر کو حملہ کرنے کا حکم دے دیا۔ پھر زیادہ عرصہ گزرنے نہ پایا تھا کہ ہلال کو باندھ کر حاضر کیا گیا۔ وزیر السلطنت نے اسے حکم دیا، کہ قلعہ کی چابیاں بدر کے حوالہ کر دو، ہلال نے بادل ناخواستہ اس شرط پر کہ آئندہ اس کا باپ (بدر) اس سے کسی قسم کا جھگڑا نہ کرے گا۔ تسلیم خم کر دیا۔ اس کی ماں نے بھی ان لوگوں سمیت جو قلعہ میں تھے امن کی درخواست کی وزیر نے ان سب کو امن دے دیا، اور قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ اور مال و اسباب کو ضبط کر لیا قلعہ میں اس وقت چالیس ہزار تھیں دینار کی تھیں، اور چار لاکھ تھیلیاں درہم کی، اس کے علاوہ جواہرات قیمتی قیمتی کپڑے اور بیشمار آلات حرب تھے۔ وزیر نے قلعہ بدر کے حوالہ کیا اور مال و اسباب لے کر دار الخلافہ بغداد واپس چلا گیا۔

طاہر بن ہلال کا شہر روز پر قبضہ: ... بدر بن حسو یہ نے شہر روز، عمید الجوش کے حوالہ کر دیا تھا اور عمید الجوش نے اپنی طرف سے ایک شخص شہر روز میں بطور نائب مقرر کیا تھا جب واقعات بالا ۴۰۴ھ میں پیش آئے اور ہلال بن بدر ان دنوں قید تھا تو اس کا بیٹا طاہر فوجیں تیار کر کے شہر روز پر چڑھا آیا اور فخر الملک وزیر السلطنت کی فوج سے جو شہر روز میں تھی لڑائی چھیڑ دی۔ چنانچہ ماہ رجب میں وزیر السلطنت کی فوج کو شکست ہو گئی و رطام نے شہر روز پر قبضہ کر لیا اس پر وزیر السلطنت نے اسے عتاب آموز خط لکھا اور ان لوگوں کی رہائی کا حکم دیا جو اس وقت طاہر کے پاس قید تھے چنانچہ طاہر ہر قیدیوں کو رہا کر دیا اور شہر روز بدستور اس کے قبضہ میں رہ گیا۔

بدر بن حسو یہ اور اس کے بیٹے ہلال کا قتل: ... ۴۰۵ھ میں بدر بن حسو یہ (امیر جبل) نے حسن بن مسعود کردی پر اس کے ملک پر قبضہ کرنے کی غرض سے حملہ کیا اور قلعہ کو بسجہ ② (کو سجہ) میں اس کا محاصرہ کر لیا۔ مگر اتفاقات کچھ ایسے پیش آئے کہ محاصرہ زیادہ دنوں تک قائم رہا مگر کوئی نتیجہ نہ نکل سکا بدر کے ساتھیوں نے گھبرا کر بد عہدی پر کمر باندھ لی اور اس کے قتل پر متفق ہو گئے۔ کردوں میں سے جو رقان نامی ایک فرقہ نے اس کا بیڑا اٹھایا چنانچہ ان لوگوں نے بدر کو قتل کر دیا اور محاصرہ چھوڑ کر چلے گئے۔ شمس الدولہ بن فخر الدولہ والی ہمدان کے علم حکومت کی اطاعت قبول کر دی۔ حسین بن مسعود کردی نے بدر کی تجہیز و تکفین کرائی اور مشہد علی میں دفن کر دیا۔ طاہر بن ہلال اپنے دادا بدر کے خوف سے شہر روز کے آس پاس قیام کئے ہوئے تھا جب اس کو بدر کی موت کی خبر ملی تو اپنے دادا بدر کے علاقے پر قبضہ کرنے کی غرض سے خروج کیا۔ شمس الدولہ نے روک تھام کی مگر طاہر کے دہ غ میں حکومت و امارت کی ہوا سنائی ہوئی تھی اس لئے لڑ پڑا۔ مگر شمس الدولہ نے اسے شکست دیکر گرفتار کر لیا اور ہمدان میں بجا کر قید کر دیا اور بدر کے مقبوضہ علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ کردوں میں سے شاد بخاں اور کرہ ابوالشوک کے دائرہ حکومت میں داخل ہو گئے۔

طاہر کی گرفتاری: طاہر کا باپ ہلال بن بدر اس زمانہ میں سلطان الدولہ کے پاس دار الخلافہ بغداد میں قید تھا۔ سلطان الدولہ نے ان واقعات کی اطلاع پا کر باکو قید سے رہائی دی۔ سامان جنگ اور کافی مقدار میں فوج دیکر شمس الدولہ سے ملک واپس لینے کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ شمس الدولہ اور بدر کی معرکہ آرائی ہوئی۔ لیکن جنگ کے شروع ہونے سے پہلے ہلال کی قسمت میں شکست لکھی جا چکی تھی چنانچہ شمس الدولہ نے ہلال کو شکست دے دی و ر پز دھکڑ کے دوران گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ شاہی فوجیں جو اس کے ساتھ تھیں وہ شکست کھا کر بغداد واپس چلی گئیں۔ شاہ پز

① یہاں صحیح لفظ اشذی ہے۔ دیکھیں تاریخ کامل ج ۵ ص ۵۸۱۔ ② یہاں صحیح لفظ "کو سجہ" ہے جیسا کہ لکھا ہے۔ دیکھیں تاریخ کامل ج ۵ ص ۶۰۳

خورست، دینور، یزدجرد، نہوند، استرآباد اور کچھ حصہ صوبہ ہواز کا بدر کے قبضہ میں تھا ان کے علاوہ ان قلعوں اور شہروں پر بھی اس کا قبضہ تھا جو ان مقامات کے درمیان میں تھے۔ عادل، عالی حوصلہ، بلند ہمت اور سختی تھا۔ جن دنوں بدر اور اس کا بیٹا ہلال مارا گیا تو بدر کا پوتا ”طاہر“ شمس الدولہ کے پاس ہمدان میں قید کی مصیبتیں جھیل رہا تھا۔

ابوالشوک: ابوالفتح محمد بن عنان، کردوں میں سے شادنجان نامی ایک گروہ کا امیر تھا۔ حلوان اس کے قبضہ میں تھا۔ جس سال تک حنون میں اپنی قوم پرانہ رت کرتا رہا۔ بدر بن حسو یہ اور اس کے بیٹے جبل کے صوبوں میں بوجہ ہمسائیگی اور رقابت، ابوالفتح محمد سے لڑا بھڑا کرتے تھے۔ ۴۰۷ھ میں اس نے وفات پائی اور اس کی جگہ ابوالشوک (اس کا بیٹا) حکمران بنادار الخلافت بغداد سے شاہی فوجیں آئیں، ابوالشوک نے ان سے جنگ کی مگر غزیت نہ کر حنون میں قلعہ نشین ہو گیا۔ یہاں تک کہ وزیر فخر الملک، بہاء الدولہ کی طرف سے عمید الجیش کے بعد عراق آیا تو ابوالشوک نے خط و کتابت کر کے صلح کر لی۔

ابوالشوک اور طاہر کی جنگ: ... شمس الدولہ ابن معز الدولہ ابن بویہ نے اسی زمانہ میں طاہر ابن ہلال ابن بدر سے اطاعت و فرمانبرداری کی قسم لے کر اسے قید سے رہا کر دیا تھا اور اس کی قوم اور بلاد جبل کی حکومت و مارت عطا کی تھی۔ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ اس کی ابوالشوک (وان حلوان) سے خاندانی دشمنی اور پرانا جھگڑا چلا آ رہا تھا۔ طاہر کو قید سے رہا ہونے کے بعد ابوالشوک سے بدلہ لینے کا شوق پیدا ہوا چنانچہ اس نے فوجیں فراہم کیں۔ اس وقت حرب جمع کئے اور ابوالشوک سے لڑائی چھیڑ دی۔ چنانچہ اس واقعہ میں ابوالشوک کو شکست ہوئی۔ اس کا بھائی سعدی بن محمد، یہاں پہر کچھ عرصے بعد ابوالشوک نے فوجیں تیار کر کے جنگ کا دوبارہ سلسلہ چھیڑا۔ اتفاق یہ کہ اس واقعہ میں بھی اسے شکست ملی۔ حنون میں واپس آ کر قلعہ نشین ہو گیا اور طاہر نے اس کے گرد و نواح کے شہروں پر قبضہ کر کے نہروان میں قیام کر دیا۔

طاہر بن ہلال کی موت: ... ان دو لڑائیوں میں دونوں فریق قوت آزمائی کر چکے تھے اس لئے آئندہ لڑائی کا سدباب کرنے کے خیال سے دونوں نے صلح کر لی اور ابوالشوک نے اپنی بہن کا نکاح طاہر سے کر دیا جب طاہر کو ہر طرح سے اطمینان ہو گیا اور ابوالشوک کی طرف سے بے خوف ہو گیا تو ابوالشوک نے غفلت کی حالت میں طاہر پر حملہ کر کے اس کی آئندہ زندگی کا خاتمہ کر دیا اور اپنے بھائی سعدی بن محمد کے خون کا بدلہ لے لیا۔ طاہر کے ساتھیوں نے مقام بغداد میں ہی یجا کر دفن کر دیا۔ پھر ابوالشوک نے طاہر کے سارے علاقوں پر قبضہ کر لیا اور دینور میں جا کر قیام پذیر ہوا۔

ابن کا کو یہ اور ابوالشوک: پھر جب علاء الدولہ کا کو یہ نے ۴۱۲ھ میں جب شمس الدولہ بویہ کی فوجوں کو شکست دیکر ہمدان پر اپنی حکومت کا جھنڈا گاڑا تو اس کی آنکھوں کو دینور پر کسی غیر کی حکومت ذرہ بھر بھی نہ بھائی۔ چنانچہ دینور کو ابوالشوک سے چھین لیا، شہر خورست اور اس اطراف کے سارے شہروں پر قبضہ ہو گیا پھر ابوالشوک کے تعاقب میں چلا۔ مشرف الدولہ سلطان بغداد نے ابوالشوک کی سفارش کی چنانچہ علاء الدولہ اس کے تعاقب سے دست کش ہو کر واپس آ گیا۔

رے پر تاتاریوں کا حملہ۔ اس کے بعد جب تاتاریوں کا زور و شور ہوا اور انہوں نے رے پر ۴۲۰ھ میں یغمار کی، ہمدان اور اس کے گرد و نواح میں ستر، ہمدان، دینور تک بوٹ مار کرنے لگے تو ابوالفتح بن ابوالشوک نے تاتاریوں کے خلاف خروج کیا اور لڑکر ان کو شکست دے دی۔ ان کے ایک گروپ کو گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد تاتاریوں اور ابوالفتح کے درمیان صلح ہو گئی اور ابوالفتح نے ان کے قیدیوں کو چھوڑ دیا تو وہ واپس چلے گئے۔

ابوالشوک کی کامیابیاں: ۴۳۰ھ میں ابوالشوک نے قریسین صوبہ جبل پر قبضہ حاصل کر لیا اور اس کے والی کو جو کہ اکرا، تربیہ (توہبہ) سے تھے گرفتار کر لیا۔ والی قریسین کا بھائی، ابوالشوک کے خوف سے قلعہ ارنیہ کی طرف بھاگ گیا۔ شہر خولیان ① بھی انہی کردوں کا تھا ابوالشوک نے اسے فتح کرنے کے لئے ایک فوج روانہ کی۔ مگر وہ فتح نہ ہوا لہذا واپس آ گئی۔ اہل شہر کو اطمینان ہو گیا مگر ابوالشوک نے اسی دن اپنی فوج کو پھر یغمار کرنے کا

نہم دے دیا۔ اس کی اطلاع نہ تو اہل قلعہ ارنیہ کو تھی اور نہ خوبان والے اس نقل و حرکت سے مطلع ہوئے۔ چنانچہ ابوالشوک کی فوجیں شب اور نیز قلعہ میں گھس گئیں۔ مار دھاڑ شروع ہو گئی جس کو پایا مار دیا گیا جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ چنانچہ اہل شہر نے اطاعت قبول کر لی اور امن کی درخواست کی۔ چنانچہ ان لوگوں کو امن دے دیا۔ اور محافظ فوج نے وسط شہر کے قلعہ میں جا کر پناہ لے لی اور قلعہ کے دروازے بند کر لئے۔ ابوالشوک کی فوج نے ان کا بھی محاصرہ کر لیا اور ماہ ذیقعدہ میں اس پر بھی قابض ہو گئی۔

ابوالفتح ابوالشوک اور اس کے چچا مہملہل میں مناقشہ: ابوالفتح بن ابوالشوک اپنے باپ کی طرف سے دینور کا حاکم تھا۔ آدمی، عب داب والا تھا، سیاست میں بھی دخل تام تھا۔ حکومت و ریاست پر اس کے قدم جم گئے اور اس نے متعدد قلعوں پر قبضہ کر لیا اور اس کے اطراف و متعلقات کی تاتاری دست برد سے جیسا کہ چاہئے تھی حفاظت کی۔ اس سے اس کا دماغ پھر گیا اپنے باپ ابوالشوک سے بھی بڑا ہونے کا خیال پیدا ہو گیا۔

ابوالفتح کی گرفتاری: ... ماہ شعبان ۳۳۱ھ میں قلعہ یکورا (ایلورا) پر حملہ کیا۔ اتفاق سے اس وقت دالی قلعہ موجود نہ تھا مگر اس کی بیوی قلعہ میں موجود تھی۔ اس نے ابوالفتح کے خوف سے مہملہل کو کہلوادیا کہ آپ آ کر قلعہ پر قبضہ کر لیجئے میں قلعہ کی چابیاں آپ کو دیدوں گی، مجھ میں ابوالفتح سے جنگ کی قوت نہیں ہے چنانچہ مہملہل جو اپنی محل سرا (واقع اطراف صامغان) میں تھا چنانچہ مہملہل یہ پیغام پا کر قلعہ سے ابوالفتح کی واپسی کا منتظر رہا اور فوجیں تیار کرتا رہا۔ چنانچہ جب ابوالفتح قلعہ کے محاصرہ پر اپنی فوج چھوڑ کر واپس گیا تو مہملہل اپنا لشکر لے کر پہنچ گیا اور ابوالفتح کی فوج کا محاصرہ کر لیا۔ اس دوران ابوالفتح قلعہ کے محاصرہ کے لئے دوبارہ واپس آ گیا چنانچہ مہملہل ایک مقام پر چھپ کر بیٹھ گیا، پھر جیسے ہی ابوالفتح کہیں گاہ کی جگہ سے آگے بڑھا مہملہل نے حملہ کر دیا اور لڑائی شروع ہو گئی۔ کامیابی کا سہرا مہملہل کے سر رہا۔ اور ابوالفتح گرفتار ہو کر مہملہل کے رو برد پیش کیا گیا جسے مہملہل نے جیل میں ڈال دیا۔

شہر زور پر حملہ: ابوالشوک کو اس واقعہ سے بے حد صدمہ ہوا۔ اس نے لشکر حاصل کر کے شہر زور پر یلغار کر دی، مدتوں محاصرہ کئے رہا اس کے بعد مہملہل کے علاقوں کی طرف قدم بڑھایا۔ سلسلہ جنگ طویل ہو گیا مگر کوئی مقصد حاصل نہ ہو سکا یہاں تک کہ مہملہل نے علاء الدولہ بن کا کو یہ کو یہ ابوالفتح کے مقبوضہ علاقوں کی راج دی اور اس پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دی۔ لہذا علاء الدولہ نے دینور اور قریب مینین پر ۳۳۲ھ میں قبضہ کر لیا۔

علاء الدین اور ابوالشوک کی صلح: اس کے بعد ابوالشوک نے دوقا پر چڑھائی کی (دوقا پر مہملہل بن محمد کا قبضہ تھا، اور اپنے بیٹے سعدی کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ سعدی نے اپنے باپ کے حکم کی تعمیل کی دوقا کا چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا اس کے بعد ہی ابوالشوک بھی آ گیا اور شہر پناہ کی دیوار توڑ کر شہر میں گھس گیا اور بزدلوار قبضہ کر لیا شہر کے بعض محلوں کو لوٹ لیا کر دوں کے اسلحہ اور مال و اسباب چھین لئے اس نے دوقا میں صرف ایک رات قیام کیا تھا یہ خبر ملی کہ اس کا بھائی سرخاب بن محمد اس کے علاقوں کی طرف بڑھ رہا ہے، اس خوف سے کہ کہیں بند چمن قبضہ سے نکل نہ جائے دوقا بے لوٹ گیا اور جلال الدولہ سلطان بغداد سے امداد کی درخواست کی چنانچہ جلال الدولہ نے ایک لشکر اس کی مدد پر بھیج دیا جس کی وجہ سے ابوالشوک کے عداقے سرخاب کے دستبرد سے محفوظ رہے مہملہل نے یہ رنگ دیکھ کر علاء الدولہ بن کا کو یہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے بھائی ابوالشوک کی زیادتیوں کی شکایت کی اور اس کے مقابلہ پر مدد مانگی چنانچہ علاء الدولہ اپنی فوج کے ساتھ اس کی حمایت پر نکل پڑا (کوچ و قیام کرتا ہوا قریب مینین پہنچ گیا مگر ابوالشوک کو اس کی خبر مل گئی سو وہ حلوان کی طرف لوٹ گیا علاء الدولہ نے تعاقب کیا رفتہ رفتہ مرج پھنچا اور ابوالشوک سے قریب ہو گیا ابوالشوک نے قلعہ پسر وان میں جا کر قلعہ نشین ہونے کا عزم کر لیا اور علاء الدولہ کے پاس کہلوادیا کہ اگر آپ نے مجھے زیادہ تنگ کیا اور مجھے کوئی بچاؤ کی صورت نہ دکھائی دی تو میں جلال الدولہ کو اپنے عداقے حوالے کر دوں گا بہتر یہ ہے کہ آپ مجھ سے صلح کر لیجئے اور مجھ سے لڑائی کا خیال چھوڑ دیجئے علاء الدولہ یہ پیغام پا کر صلح پر آمادہ ہو گیا چنانچہ اس نے دینور لے کر صلح کر لی اور لوٹ آیا۔

شہر زور کا محاصرہ: پھر ۳۳۴ھ میں ابوالشوک نے شہر زور کی طرف قدم بڑھائے اور اس کا محاصرہ کر لیا اس کے گرد و نواح کے مقامات کو خوب لوٹا اور قلعہ تیرانشہ (نیز ارساہ) کا بھی محاصرہ کیا ابوالقاسم بن عیاض نے دفاع کیا اور اس کے بیٹے ابوالفتح کی رہائی کا وعدہ کیا جو اس کے بھائی مہملہل سے

ہاں قید تھ۔ مہبل یہ خبر پا کر کہ ابوالشوک میرے علاقوں کی طرف غارتگری کے لئے آ رہا ہے شہر روز سے سندھ وغیرہ ابوالشوک کے علاقوں کی جانب لوٹ مار کرنے چلا گیا تھا لیکن جب ابوالقاسم بن عیاض نے کہلویا کہ میں تمہارے بھائی ابوالشوک سے صلح کرادوں گا تو مہبل نے لوٹ مار سے باز رہ کر روک لیا مگر اس کے باوجود ابوالشوک حلوان سے صامغان کی طرف بڑھ گیا اور مہبل سے اپنا ہاتھ روک لیا بائیں مگر اس کے باوجود ابوالشوک صوان سے صامغان کی طرف بڑھ گیا اور مہبل کے علاقوں کو جی کھول کر لوٹا۔ مہبل اس کے مقابلہ پر نہ آ سکا مگر لوگوں نے درمیان میں پروردنوں بھائیوں میں صلح کرادی۔ اور ابوالشوک واپس آ گیا۔

طغرل بیگ کے بھائی نہال کا ابوالشوک کی حکومت پر قبضہ: اس کے بعد ابراہیم نیال اپنے بھائی طغرل بیگ کے قسم سے ہمدان کے سنے کرمان سے روانہ ہوا اور پہنچتے ہی ہمدان پر قبضہ کر لیا کر ساشق ابن علاء الدولہ اکراد حورقان کے پاس چلا گیا۔ ابوالشوک ان دنوں دینور میں تھا اس خبر کو وحشت اثر کون کر دینور چھوڑ کر قرامیسین چلا گیا چنانچہ نیال نے دینور پر بھی قبضہ کر لیا اور ابوالشوک کے تعاقب میں قرامیسین کی طرف روانہ ہو گیا ابوالشوک کو اس کی خبر مل گئی اس نے قرامیسین کو بھی خیر آباد کہہ کر حلوان کا راستہ اختیار کیا اور اپنی فوج کو جس میں دلیلی اور کرد تھے شادنجان میں چھوڑ گیا پھر نیال نے شادنجان کی طرف قدم بڑھائے اور بزور تیغ شادنجان پر قبضہ کر لیا بہت بڑی خونریزی ہوئی جس میں ابوالشوک کی فوج کا بڑا حصہ کام آ گیا باقی سپاہیوں نے ابوالشوک کے پاس حلوان میں جا کر پناہ لی ابوالشوک نے اپنے اہل و عیال اور ذخیرہ کو قلعہ سیروان^① میں بھیج دیا اور خود حلوان میں قیام پذیر رہا۔

جورقان پر ابراہیم کا قبضہ: نیال مہم شادنجان سے فارغ ہو کر صمیرہ^② کی طرف بڑھا اور اس پر کامیاب ہو کر اس میں لوٹ مار کی اور اس کے بعد ن کر دوس پر حملہ آور ہوا جو صمیرہ کے قرب وجوار مقام جورقان میں ٹھہرے ہوئے تھے اس واقعہ میں بھی کر دوس کو شکست ہوئی کر سشف بن عد، الدولہ انہیں کر دوس کے پاس مقیم تھا ان کی شکست اسے جان کے لالے پڑ گئے کسی طرح جان بچا کر شہاب الدولہ کے زیر کنٹرول علاقے میں جا کر پناہ لی۔ نیاں ماہ شعبان کے آخر میں جورقان پہنچا اور قبضہ کر لیا بازار لوٹ لیا مکانات کو جلا دیا اسی سلسلہ میں ابوالشوک کا مکان بھی آتش سوزاں کے نذر ہو گیا تاتاریوں کا ایک گروپ ان اصل رسیدوں کے تعاقب میں روانہ ہوا اور مقام خانقین میں پہنچ کر گھیر لیا اور جو کچھ ان کے پاس تھا لوٹ لیا بہت سے تیغ اجل کی نذر ہو گئے باقی لوگ اطراف وجوانب بلاد میں منتشر ہو گئے۔

مہبل اور ابوالشوک کا اتحاد: ان واقعات نے ابوالشوک اور اس کے بھائی مہبل کو خواب غفلت سے بیدار کر دیا وہ مخالفت کا خیر ترک کر کے اتحاد کی طرف مائل ہو گئے چنانچہ آپس میں نط و کتابت شروع ہوئی ابوالشوک کا بیٹا ابوالفتح مہبل کے ہاں قید میں مر گیا تھا مہبل نے اپنے بیٹے ابوالغنائم کو ابوالشوک کے پاس بھیج دیا اور کہلویا کہ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ابوالفتح کو میں نے نہیں قتل کیا بلکہ وہ اپنی موت سے خود مر گیا ہے اور اگر یہ بات ثابت ہو جائے تو میں بخوشی اجازت دیتا ہوں کہ ابوالغنائم یعنی میرے بیٹے کو اس کے بدلہ میں قتل کر ڈالے اس سے ابوالشوک کا دل صاف ہو گیا پھر دونوں نے اتحاد کی قسمیں کھائیں اور نیال سے مقابلے پر کمر بستہ ہو گئے۔ چونکہ ابوالشوک نے سرخاب سے دور قلعہ بنو نہ چھین لیا تھا اس لئے دونوں میں کشیدگی چلی آرہی تھی سرخاب نے اس موقع کو غنیمت شمار کر کے بندنجیں پر چڑھائی کر دی بندنجیں سعدی بن ابوالشوک کے قبضہ میں تھا سعدی مقابلہ نہ کر سکا اور بندنجیں چھوڑ کر الیہ چلا گیا ادھر سرخاب نے بندنجیں کو لوٹ لیا۔

ابوالشوک کی وفات: ۴۳۳ھ میں ابوالشوک نے قلعہ سیروان مضافات حلوان میں وفات پائی پھر اس کا بھائی مہبل اس کی جگہ حکومت کی کرتی پر متمکن ہوا کر دوس کا گردہ اس کے بھتیجے سعدی بن ابی الشوک کی اطاعت سے منحرف ہو کر مہبل کے پاس چلا گیا سعدی کو اس سے بے حد نفرت ہو لہذا وہ نیال (طغرل بیگ کے بھائی) کے پاس چلا گیا اور اس کو مہبل کے علاقوں پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دینے لگا۔

① سیروان، پہاڑوں میں واقع ایک علاقہ ماسجان کا ایک گاؤں ہے۔ محکم البلدان۔ ② صمیرہ، اس نام کے دو علاقے ہیں ایک بصرہ میں نہر معطل کے کنارے اور دوسرا خوزستان کے درمیان مہر جان قرق نامی علاقہ کا شہر ہے۔ دیکھیں محکم البلدان۔

قرمیسین پر قبضہ:۔۔۔۔۔ جس وقت نیال نے حلوان کے قریب کردوں کو شکست دی تھی اس وقت قرمیسین پر بدر بن طاہر بن ہلال بن بدر بن حسنیہ کو مقرر کیا تھا مہملہل نے ابوالشوک کی وفات کے بعد ۴۳۸ھ میں قرمیسین پر یلغار کی، چنانچہ بدر بن طاہر مقابلہ نہ کر سکا اور قرمیسین کو بے یار و مددگار چھوڑ کر بھاگ گیا مہملہل نے اس پر قبضہ کر لیا اور اپنے بیٹے محمد کو دینور کی طرف بڑھنے کا حکم دیا دینور میں نیال کی فوجیں تھیں چنانچہ محمد نے انہیں میدان میں شکست دیکر دینور پر قبضہ کر لیا۔

سعدی بن ابوالشوک:۔۔۔۔۔ مہملہل نے اپنے بھائی ابوالشوک کے بعد اس کے بیٹے کے تمام علاقوں پر قبضہ کر لیا اور مادر سعدی (یعنی اپنی بھانجی زوجہ ابوالشوک) سے نکاح کر لیا شاد یا خان میں کردوں کے ساتھ بداخلاقی سے پیش آنے لگا اور معمولی معمولی باتوں پر بے حد سختی کرنے لگا سعدی نے نیال کو ان علاقوں پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دی جیسا کہ آپ ابھی اوپر پڑھ چکے ہیں لہذا نیال نے تاتاریوں کا ایک لشکر سعدی کی سرکردگی میں شاد یا خان کی جانب ۴۳۹ھ میں روانہ کر دیا سعدی نے حلوان پر قبضہ کر کے نیال کے نام کا خطبہ بڑھا اور شہر کے نظم و نسق سے فارغ ہو کر مابدشت ① کی جانب لوٹ گیا مہملہل کو اس نقل و حرکت کی خبر مل گئی فوراً حلوان پہنچ گیا اور اس پر قبضہ کر کے نیال کا خطبہ و سکہ موقوف کر دیا۔

سعدی اور بدر کی جنگ:۔۔۔۔۔ سعدی، مابدشت سے اپنے چچا سرخاب کی طرف لوٹا اور اس کے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ اس کے بعد ایک دستہ فوج کو بندنجین کی جانب روانہ کیا جس نے سرخاب کے نائب کو گرفتار کر لیا اور شہر لوٹ کر تاراج کر دیا۔ سرخاب نے قلعہ دور ② بلونہ میں جا کر پناہ لی۔ اور سعدی قرمیسین کی جانب واپس چلا گیا اور حلوان پر دوبارہ قبضہ کر لیا۔ مہملہل نے اس سے مطلع ہو کر اپنے بیٹے بدر کو حلوان فتح کرنے بھیجا چنانچہ اس نے حلوان پر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا پھر سعدی نے تاتاریوں کو متحد کیا پھر حلوان کی طرف بڑھا اور بدر کو نکال کر اس پر قبضہ کر لیا حلوان پر قبضے کے بعد اپنے چچا مہملہل کی طرف قدم بڑھایا مہملہل نے گھبرا کر تیراز شاہ کے پاس قلعہ شہر روز میں جا کر پناہ لے لی ③۔

سعدی کی گرفتاری:۔۔۔۔۔ تاتاری لشکر نے اس اطراف کے شہروں اور نیز حلوان میں جی کھول کر لوٹ مار کی اور سعدی نے تیراز شاہ کا محاصرہ کر لیا احمد بن طاہر، نیال کا مشہور سپہ سالار اس مہم میں سعدی کے ساتھ تھا۔ مہملہل نے تنگ آ کر اپنے بھتیجے سے مل جانے کا ارادہ کیا مگر کردوں کی مخالفت نے اس کو اس سے باز رکھا اس کے بعد سعدی نے اپنے چچا سرخاب کا محاصرہ کرنے کے لئے دور بلونہ پر یلغار کی ابوالفتح بن دارم نامی سپہ سالار لشکر میں تھا۔۔۔۔۔ روانہ ہوا۔ پہاڑی درے بکثرت اور راستہ بے حد تنگ تھا۔ جس سے محاصرہ کرنے والوں کے حوصلے ٹھنڈے ہو گئے اور جان کے لالے پڑ گئے۔ سعدی اور ابوالفتح ④ وغیرہ جیسے کمانڈر گرفتار کر لئے گئے اور تاتاری لشکر ان اطراف پر قبضہ کر لینے کے بعد ناکامی کے ساتھ واپس گیا۔

سعدی کی رہائی:۔۔۔۔۔ جس وقت سرخاب نے اپنے بھتیجے سعدی بن ابی الشوک کو گرفتار کر لیا اس وقت اس کے بیٹے ابوالعسکر کو اپنے باپ کے اس فعل یہ سخت غصہ آیا اور کچھ تو بن نہ پڑا اپنے باپ سے علیحدگی اختیار کر لی۔ چونکہ سرخاب کرسی حکومت پر بیٹھنے کے بعد کردوں سے بدسلوکی کرنے لگا تھا اس لئے کردوں نے مجمع و متحد ہو کر سرخاب کو گرفتار کر کے نیال کے پاس بھیج دیا، نیال نے اس کی آنکھیں نکالوا لیں اور سعدی بن ابی الشوک کی رہائی کا مطالبہ کیا چنانچہ اس کے بیٹے ابوالعسکر نے سعدی کو چھوڑ دیا اور اپنے باپ سرخاب کی رہائی کی کوشش کرنے کی سعدی سے قسم لے لی۔ سعدی کی رہائی کے بعد کردوں کا ایک گروہ آ کر مجمع ہو گیا۔ ان سب کو فوج کی صورت میں مرتب کر کے نیال کی طرف روانہ ہو گیا چنانچہ نیال کو اس سے خطرہ پیدا ہو گیا اس نے منافرت کا اظہار کیا۔ چنانچہ سعدی نے دسکرہ کی طرف قدم بڑھایا اور ابوکایہ بجا کو اپنی اطاعت کا پیغام دیا۔

سعدی اور تاتاریوں کی جنگ:۔۔۔۔۔ نیال، سعدی کی علیحدگی کے بعد قلعہ کلجان ⑤ فتح کرنے روانہ ہو گیا۔ مگر قلعہ والوں نے اطاعت قبول نہ کی،

①۔۔۔۔۔ یہاں صحیح لفظ مابدشت ہے۔ دیکھیں تاریخ اکامل ج ۵ ص ۱۳۰۔ ②۔۔۔۔۔ تاریخ کامل ج ۵ ص ۱۳۰ پر دزدیلونہ تحریر ہے۔

③۔۔۔۔۔ تاریخ کامل ج ۵ ص ۱۳۰ کے مطابق یہاں صحیح لفظ ”تہران شاہ“ ہے۔

④۔۔۔۔۔ اس کا پورا نام ابن خلدون عربی جدید ایڈیشن کے مطابق ابوالفتح بن دارن ہے جبکہ تاریخ کامل ج ۵ ص ۱۳۰ پر دارم کے بجائے ورام ہے۔

⑤۔۔۔۔۔ تاریخ کامل میں جلکان ہے۔

اور جنگ کے لئے آگئے۔ نیال نے اپنی فوج کے ایک حصہ کو قلعہ دور بلونہ کے محاصرہ پر روانہ کیا اور خود باقی فوج کے ساتھ بندنجین کی طرف بڑھا، قتل، غارت، سزا اور تاوان لینے کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا یہاں تک کہ بندنجین کے باشندے پکلائے گئے۔ انہی کا ایک گروپ فتح کی طرف روانہ ہو گیا۔ فتح میں مقابلے کے تاب نہ تھی لہذا مال و اسباب اور ذخیرہ چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا۔ نیال کی فوج نے تعاقب کیا۔ ایک میدان میں دونوں فریق کا سامنا ہو گیا مگر تاکیانہ کرتا، حکم ہر کہ جنگ آید، لڑ پڑا۔ قسمت نے یادری نہ کی نیال کے ساتھی کامیاب ہو گئے فتح نے اپنے احباب اور قرب و جوار کے حکمرانوں سے امداد کی درخواست کی مگر کسی نے سماعت نہ کی مجبور ہو کر جلا وطن ہو گیا۔ ان دنوں سعدی بن ابوالشوک، مقام باجین ① سے دو کوس کے فاصلہ پر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا۔ تاتاریوں نے اس پر شکنجہ مارا اور اس کے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ تاتاریوں کی اس غارتگری سے کوئی شہر و قریہ ان ممالک کا نہ بچا۔ دسکرہ، ہارونیہ اور قصر نیشاپور وغیرہ ان کی غارتگری اور قتل کے نذر ہو گئے ان مقامات کے باشندے کچھ تو تاتاریوں کی تیغ اجل کے نذر ہو گئے اور کچھ دریا اور نہروں میں ڈوب کر مر گئے باقی لوگوں کو سردی نے ہلاک کر دیا سعدی بڑی مشکل سے اپنی جان بچا کر دیال پہنچ گیا اور وہاں سے ابو الاعز و بیس بن مزید کے پاس چلا گیا اور اس کے پاس مقیم ہو گیا۔

قلعہ سیروان پہ نیال کا قبضہ:..... اس کے بعد نیال نے قلعہ سیروان کا محاصرہ کیا، رسد و غلہ کی آمد بند کر دی اور قرب و جوار کے شہروں پر شکنجہ مارنے کے لئے فوجیں روانہ کیں۔ اس قتل و غارتگری کا سیلاب تکریت تک پہنچ گیا تھا۔ سیروان کے محافظوں نے بھوک اور فاقہ کشی سے تنگ آ کر اطاعت قبول کر لی۔ امن مانگا۔ نیال نے قلعہ پر قبضہ کر لیا اور وہاں پر سعدی کا جتنا ذخیرہ تھا سب پر قبضہ کر لیا۔ اور اپنے ساتھیوں میں سے ایک شخص کو قلعہ کا حاکم مقرر کیا۔ کچھ عرصے بعد حاکم قلعہ سیروان مر گیا۔

شہر زور کی فتح:..... پھر نیال نے اپنے وزیر کو شہر زور فتح کرنے کے لئے روانہ کیا چنانچہ وزیر السلطنت نے شہر زور پر بزور تیغ قبضہ کر لیا۔ مہملہ بھاگ گیا اور دور تک بھاگا چلا گیا۔ نیال کے لشکریوں نے میدان خالی پا کر قلعہ ہوازشاہ کا محاصرہ کر لیا اس سے مہملہ کو موقع مل گیا اہل شہر زور سے خط و کتابت شروع کی اور ان کو ان تاتاریوں پر اچانک حملہ کرنے پر ابھار دیا جو ان دنوں وہاں موجود تھے چنانچہ اہل شہر زور نے ایک دن غفلت میں تاتاریوں پر حملہ کر دیا اور ان سب کو موت کا پیالہ پلا دیا۔ نیال کا سپہ سالار یہ خبر سن کر شہر زور واپس گیا لیکن ناکام رہا۔ اس کے بعد تاتاریوں کا وہ لشکر جو بندنجین میں مقیم تھا نہر سلیمی کی طرف سیلاب کی طرح بڑھا اور ابودلف قاسم بن محمد جادانی سے جنگ لڑی۔ مگر ابودلف نے ان کو شکست فاش دی اور کامیاب ہوا اور جو کچھ ان کے پاس تھا اس پر قبضہ کر لیا۔

علی بن قاسم اور تاتاریوں کی جنگ:..... ماہ ذی الحجہ میں تاتاریوں کا ایک گروہ علی بن قاسم کے مقبوضہ علاقوں پر حملہ آور ہوا اور لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا۔ راستہ جانتا نہیں تھا لہذا ایک پہاڑی درے میں گھس گیا، اس سے علی بن قاسم کو موقع مل گیا۔ حملہ کر کے جو کچھ مال غنیمت اس کے ملک سے تاتاریوں نے حاصل کیا تھا سب کا سب واپس لے لیا۔ احمد بن طاہر (سپہ سالار نیال، قلعہ تیران شاہ کا مسلسل محاصرہ کئے رہا یہاں تک کہ ۴۴۰ھ کا دور آ گیا اور اس کے فوج میں وباء پھیل گئی۔ نیال سے امداد کی درخواست کی۔ نیال اس کو مدد نہ پہنچا سکا۔ احمد مجبور ہو کر محاصرہ سے دست کش ہو کر مابدشت ② چلا گیا۔

مہملہ بغداد میں:..... اس واقعہ کی خبر مہملہ تک پہنچ گئی اس نے اپنے بیٹوں میں سے ایک بیٹے کو شہر زور بھیج دیا جس نے شہر زور پر قبضہ کر لیا۔ ادھر تاتاری فوجوں نے سیروان چھوڑ دیا۔ لشکر بغداد نے حلوان کی طرف کوچ کر دیا اور قلعہ حلوان کا محاصرہ کیا لیکن کامیاب نہ ہو سکا اور فقط اتنا مال ہاتھ آیا جس کو تاتاری لٹیرے چھوڑ گئے تھے۔ شاہی فوج نے بھی ان صوبوں کی بربادی میں پورا پورا حصہ لیا۔ اور مہملہ نے بغداد کا راستہ لیا اپنے مال و اسباب اور اہل و عیال کو بغداد میں ٹھہرایا اور اپنی فوج بغداد سے چھ کوس کے فاصلہ پر پڑاؤ ڈالنے کا حکم دیا۔ ان غارتگریوں کی خبریں سن کر بغداد سے ایک

①..... ہمارے پاس نسخہ میں ج ۳ ص ۵۲۱ پر باجین کے بجائے باجری ہے یہی زیادہ صحیح ہے۔ کیونکہ تاریخ کامل ج ۶ ص ۱۳۵ پر بھی یہی ہے۔ جبکہ ایک نسخہ میں باجس ہے جو درست نہیں۔

②..... یہاں صحیح لفظ مابدشت ہے دیکھیں تاریخ کامل ج ۵ ص ۱۳۸

لشکر بنجدین کی طرف روانہ ہوا جس کی ان تاتاریوں سے جو اس وقت وہاں موجود تھے ٹڈ بھڑ ہوئی۔ مگر تاتاریوں نے شاہی لشکر کو شکست دی اور سب کو قتل کر ڈالا، کوئی بھی زندہ نہ بچ سکا۔

مہملہل اور طغرل بیگ:..... ۴۳۳ھ میں مہملہل ابوالشوک کا بھائی سلطان طغرل بیگ کی خدمت میں حاضر ہوا سلطان نہایت عزت و احترام سے پیش آیا اور اسے اس کے علاقوں سیروان، وقوقا شہر روز اور صامغان کی حکومت عنایت کی۔ مہملہل نے اپنے بھائی سرخاب کی رہائی کی سفارش کی جو کافی عرصے سلطان کی قید میں تھا چنانچہ سلطان نے اس کی سفارش کو قبول کر کے سرخاب کو قید سے آزادی عنایت کر دی اور قلعہ ماہکی کی جو اس کے زیر کنٹرول تھا حکومت سپرد کی سرخاب، قید سے رہائی پا کر قلعہ ماہکی کی طرف روانہ ہوا۔ سعدی ابن ابی الشوک بھی اس عنایات شاہی سے محروم نہیں رہا سلطان طغرل بیگ نے اس کو رواندین بطور جاگیر عنایت کیا۔

سعدی اور ابودلف کی جنگ:..... پھر ۴۳۶ھ میں سلطان طغرل بیگ نے سعدی کو تاتاری افواج دے کر اطراف عراق کو فتح کرنے کے لئے روانہ کیا وہ پہلے تو مابدشت پہنچا پھر وہاں سے کوچ کر کے ابودلف جادالی کی جانب بڑھا، ابودلف مقابلہ نہ کر سکا بھاگ کھڑا ہوا۔ سعدی نے تعاقب کیا اور تھوڑی دور جا کر گھیر لیا اس کا مال و اسباب لوٹ لیا۔ ابودلف تنہا اپنی جان بچا کر بھاگ نکلا۔

مہملہل کی گرفتاری:..... سعدی کے چچازاد بھائی خالد اور مطرا بن علی بن معن عقیلی کی اولاد سعدی کے پاس وفد لے کر حاضر ہوئے اور مہملہل کی زیادتیوں کی شکایت کی سعدی نے ان کی مدد اور اعانت کا وعدہ کر کے واپس بھیجا اور دھڑراتے میں مہملہل کے ساتھی مل گئے چنانچہ بنو عقیل نے ان لوگوں کو گرفتار کر لیا۔ مہملہل نے فدیہ دیکر ان لوگوں کو چھڑایا اور موقع پا کر تل غکبر پر ان لوگوں سے چھیڑ چھاڑ کی۔ بنو عقیل کو شکست ہو گئی چنانچہ مہملہل نے ان کے مال و اسباب لوٹ لئے بنو عقیل پریشان ہو کر سعدی کے پاس سامرا پہنچے اور اپنے رنج و غم کی داستان سنائی اس پر سعدی کو طیش آ گیا فوجیں آ راستہ کر کے اپنے چچا مہملہل کا تعاقب کیا۔ اور کامیاب ہو کر اسے اور اس کے بیٹے مالک کو گرفتار کر لیا۔ بنو عقیل کا جتنا مال مہملہل نے لوٹ لیا تھا سب کا سب واپس لے لیا اور حلوان واپس چلا گیا۔

ابن مہملہل کا شہر زور پر حملہ:..... ان واقعات سے دار الخلافہ بغداد میں بیچینی پیدا ہو گئی الملک الرحیم کی فوجیں جمع ہوئیں ابوالاغر دہیس بن مزید انہی فوجوں کے ساتھ تھا۔ سعدی کے بیٹے سلطان طغرل بیگ کے پاس بطور رہن تھا اور مہملہل سعدی کے ہاں قید کی مصیبتیں جھیل رہا تھا۔ سلطان طغرل بیگ نے سعدی کے بیٹے کو سعدی کے پاس بھیج دیا اور یہ کہلوا لیا کہ میں اس کو

مہملہل کے بدلے بھیج رہا ہوں لہذا تم مہملہل کو قید سے رہا کر دو، سعدی نے اس کے حکم کی تعمیل میں پس و پیش سے کام لیا بالآخر سلطان طغرل بیگ سے بغاوت کا اعلان کر کے حلوان کی طرف روانہ ہو گیا مگر اہل حلوان نے شہر میں گھسنے نہ دیا۔ ناچار رشقباد اور بروان کے درمیان تگ و دو کرتا رہا اور الملک الرحیم کی اطاعت قبول کر لی۔ سلطان طغرل بیگ کو سعدی کا یہ فعل ناگوار گزرا اس نے ایک لشکر بدر بن مہملہل کی کمان میں شہر روز کی طرف روانہ کر دیا۔ ابراہیم بن اسحاق (سعدی کا سپہ سالار) سامنے آ گیا۔ لڑائی ہوئی تو ابراہیم اپنی جان بچا کر قلعہ رشقباد کی جانب بھاگ گیا اور بدر بن مہملہل نے شہر روز کی طرف قدم بڑھایا۔ ابراہیم یہ سن کہ حلوان چلا آیا اور وہیں قیام پذیر رہا پھر ۴۳۶ھ میں بدر نے دسکرہ پر فوج کشی کی اس کو تاراج کر کے رشقباد پہنچ گیا۔ یہ قلعہ سعدی کے قبضہ میں تھا اس قلعہ میں اور قلعہ بردان میں سعدی کا مال و اسباب اور ذخیرہ موجود تھا۔ قلعہ کا حاکم مقابلہ پر آیا لیکن اس کے حملوں نے قلعہ حوالے کر دینے پر مجبور کر دیا۔ قلعہ اپنے متعلقات سمیت خراب ویران کر دیا گیا۔

دیلمیوں کا انجام:..... غرض کہ ہر طرف سے دیلمیوں پر واں کی گھٹا چائی ہوئی تھی جس طرف جاتے تھے مار دھاڑ کے سوا ان کے ساتھ کوئی دوسرا سلوک نہیں کیا جاتا تھا۔ اسی دوران سلطان طغرل بیگ نے ابوعلی بن ابوکایہ (والی بصرہ) کو تاتاری فوجوں کے ساتھ اہواز کی طرف روانہ کیا چنانچہ ابوعلی نے اہواز پر قبضہ کر لیا اور تاتاری فوجوں نے اس کو خوب لوٹا رعا یا کو اس سے بہت بڑی مصیبت کا سامنا کرنا پڑا۔ لوٹے گئے، مارے گئے جو کچھ مال و

اسباب اس غارت گری سے بچا، تاوان اور جرمانہ کی نذر ہو گیا الغرض سلطان طغرل بیگ کی حکومت کا سکہ دار الخلافت بغداد اور اس کے تمام ممالک متعلقہ میں چلنے لگا۔ کردوں کی حکومت ختم ہو گئی جو کنتی کے چند کردی حکمران باقی رہ گئے تھے وہ سلطان طغرل کے حاشیہ نشینوں میں داخل ہو گئے۔

﴿وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا يَبِينُ النَّاسِ وَاللَّهُ يُؤْتِي مُلْكَهُ مَن يَشَاءُ﴾
 وَاللَّهُ يَرْثُ الْأَرْضَ وَمَن عَلَيْهَا وَهُوَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ
 لا رادّ لأمره
 نَسْتَغْفِرُ اللَّهَ الْعَظِيمَ وَنُتُوبُ إِلَيْهِ

الحمد لله

اختتام تاریخ ابن خلدون جلد پنجم حصہ اول و دوم

